سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعتہ المبارک 29 جنوری، سوموار یکم، منگل 2، بدھ 3۔ فروری 2016)
(یوم الجمع، 18، یوم الاثنین 21، یوم الثلاثہ 22، یوم الاربعاء 23۔ ربیع الثانی 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،29۔جنوری2016

جلد 19:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
7۔	نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف ----------	13
	تعزیت	
8۔	سانحہ چارسدہ کے شہداء، معزز ممبر جناب محسن لطیف کے والد، معزز ممبر محترمہ نادیہ عزیز کی والدہ، معزز ممبر محترمہ شازیہ کامران کی والدہ کے انتقال پر دعائے مغفرت ----------	15
	پوائنٹ آف آرڈر	
9۔	اورنج لائن ٹرین کی تعمیر سے لاکھوں افراد کا معاشی قتل اور ہزاروں افراد بے گھر ----------	15
	سوالات (محکمہ جات تحفظ ماحول اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
10۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ----------	19
11۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	47
12۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ----------	63
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
13۔	مسودہ قانون (ترمیم) شوگر فیکٹریز کنٹرول 2015 کے بارے میں آسٹیرٹی کمیٹی برائے خوراک کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	98
14۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ریونیو اتھارٹی 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	98
15۔	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	98
	تحاریک استحقاق	
16۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ----------	99
17۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	102

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
18۔	چارسدہ کی باچاخان یونیورسٹی میں دہشتگردی کی وجہ سے ہونے والی شہادتوں پر رنج وغم کا اظہار اور مذمت	103
	پوائنٹ آف آرڈر	
19۔	پنجاب میں اچانک سکولوں وکالجوں کی بندش سے طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا	106
	تحاریک التوائے کار	
20۔	راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	111
21۔	فیصل آباد میں تعلیمی مقاصد کے لئے مختص پلاٹوں کی نیلامی کے لئے این او سی جاری نہ کرنا(۔۔۔جاری)	112
22۔	بورڈ آف ریونیو پنجاب میں زیرالتواء ہزاروں کیسز کے فیصلے بروقت نہ ہونے کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری)	113
23۔	موضع رکھ بھٹی میتلہ میں محکمہ جنگلات کی ملکیت ہزاروں کنال اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	114
	سوموار، یکم فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 2	
24۔	ایجنڈا	117
25۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	121
26۔	نعت رسول مقبول ﷺ	122
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
27۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	123

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
28۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	157
29۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	165
	پوائنٹ آف آرڈر	
30۔	سکیورٹی خدشات کی بناء پر سکولوں کی چھٹیوں میں توسیع	173
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
31۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2002تا2005، 2008تا2011اور 13-2012 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	175
	توجہ دلاؤ نوٹس	
32۔	گوجرانوالہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات	180
33۔	راولپنڈی: واہ کینٹ میں ملک طاہر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	182
	تحاریک استحقاق	
34۔	ای ڈی او ایجوکیشن لیّہ کا معزز ممبر اسمبلی سے توہین آمیز روّیہ	184
35۔	ایس ایچ او تھانہ احمد نگر اور ایس پی صدر گوجرانوالہ کا معزز ممبر اسمبلی سے توہین آمیز روّیہ	185
	پوائنٹ آف آرڈر	
36۔	پٹرول کی قیمت میں کمی کے سلسلے میں بِلا باری قرارداد پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ	187
	تحاریک التوائے کار	
37۔	موضع رکھ بھٹی میتلا میں محکمہ جنگلات کی ملکیت 24630 کنال 5 مرلے اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	190

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	آرڈیننسز(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	
38۔	آرڈیننس(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015	191
39۔	آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی2015	191
40۔	آرڈیننس(ترمیم)فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب2015	192
41۔	آرڈیننس(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015	192
42۔	آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب2016	193
43۔	آرڈیننس(ترمیم)فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور2015	193
44۔	آرڈیننس(ترمیم)ادارہ انضباط خریداری پنجاب2015	193
45۔	آرڈیننس(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016	194
46۔	آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب2016	194
47۔	آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب2015	195
48۔	آرڈیننس(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016	195
49۔	آرڈیننس(ترمیم)اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب2016	196
50۔	آرڈیننس(ترمیم)جنگلات، پنجاب2016	196
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)	
51۔	مسودہ قانون(ترمیم)عوامی نمائندوں کے قوانین پنجاب2016	197
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)	
52۔	مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب2015	198
53۔	کورم کی نشاندہی	215
54۔	مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب2015(۔۔۔جاری)	216
55۔	مسودہ قانون سپیشل پروٹیکشن یونٹ پنجاب2015	220

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،2۔فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 3	
56۔	ایجنڈا	229
57۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	231
58۔	نعت رسول مقبول ﷺ	232
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری اور جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
59۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	233
60۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	273
61۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	282
	پوائنٹ آف آرڈر	
62۔	وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کی مسماری	300
63۔	جنرل کیڈر کے ملازمین کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل اور نان ٹیکنیکل و دیگر کو بھی اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ	300
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
64۔	مسودہ قانون (ترمیم) علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن 2015، مسودہ قانون (دوسری ترمیم) غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان 2015 اور تحاریک التوائے کار نمبر 1199، 839 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	302
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
65۔	تحاریک استحقاق نمبر 25 بابت سال 2014 اور نمبر 11 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	303

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
66۔	تحاریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013،20،27،30 بابت سال2014 اور1،5،8،10،12اور14،16تا27 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	304
67۔	مسودہ قانون(ترمیم)ڈرگز پنجاب2015، مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ڈرگز پنجاب2015اور مسودہ قانون ممانعت شیشہ سموکنگ پنجاب2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع----------	305
68۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال،05-2004،2005-2006، 08-2007اور12-2011 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	307
69۔	آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال14-2013 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	308
	تحاریک استحقاق	
70۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ----------	310
	پوائنٹ آف آرڈر	
71۔	زرعی ٹیکس کا از سر نو تعین کرنے کے لئے ایوان کی کمیٹی تشکیل دینے کا مطالبہ ----------	312
	تحاریک التوائے کار	
72۔	یونیورسٹیوں میں داخلے کے فرسودہ قوانین اور علم دشمن پالیسیوں کی وجہ سے طلباء وطالبات کو مشکلات کا سامنا ----------	314

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
73۔	سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی عدم دلچسپی	315
74۔	انسانی سمگلروں اور ایجنٹوں کی لوٹ مار	318
75۔	وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی کی جانب سے نیشنل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں طلباء وطالبات کو دوبارہ داخلہ دینے سے انکار	319
76۔	انڈیا سے سبزی اور فروٹ کی درآمد	320
	بدھ، 3۔فروری2016	
	جلد 19: شمارہ 4	
77۔	ایجنڈا	329
78۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	331
79۔	نعت رسول مقبول ﷺ	332
	سوالات (محکمہ جات زراعت، امور نوجواناں و کھیلیں اور آثار قدیمہ وسیاحت)	
80۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	333
81۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	375
82۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	388
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
83۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب2016اور مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	431

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
84۔	مسودہ قانون فوڈ پلان ریگولیشن پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	431
	پوائنٹ آف آرڈر	
85۔	آلو کی فصل کو باہر کی منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے پالیسی تشکیل دینے کا مطالبہ	433
86۔	ایوان میں زراعت پر بحث کے لئے دو دن مقرر کرنے کا مطالبہ	436
	تحاریک استحقاق	
87۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	437
	تحاریک التوائے کار	
88۔	خواجہ سراؤں کا سرکاری ملازمتوں میں 25 فیصد کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ	438
89۔	ضلع چکوال کی تحصیل چوا ء سیدن شاہ، کلر کہار میں سیمنٹ فیکٹریوں کی بھرمار سے انسانی صحت متاثر	441
90۔	پھلوں، سبزیوں اور دالوں پر زہریلے سپرے کی وجہ سے انسانی صحت پر مضر اثرات کا انکشاف	444
91۔	محکمہ زکوٰۃ و عشر کی جانب سے سرکاری و پرائیویٹ ہسپتالوں میں غریب مریضوں کے لئے مہنگے داموں ادویات کی خرید کا انکشاف	446
92۔	میڈیکل کالجز کا پی ایم ڈی سی سے الحاق	448
93۔	میاں محمد یٰسین کے بیٹے پر فائرنگ کرنے والے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ	449
94۔	کسان فصلات کا مناسب ریٹ نہ ملنے کی وجہ سے معاشی بدحالی کا شکار	450

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
95۔	مسودہ قانون (ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016	462
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
96۔	مسودہ قانون (ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2015	462
97۔	کورم کی نشاندہی	465
98۔	مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015	465
99۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب فوڈ اتھارٹی 2015	479
100۔	مسودہ قانون (ترمیم) پیور فوڈ پنجاب 2015	488
101۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(69)/2016/1360. Dated: 27th January, 2016. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 29th January 2016 at 02:00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 26th January, 2016

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ29۔جنوری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) آرڈیننسوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2015

ایک وزیر آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

4

7۔ آرڈیننس (ترمیم)ادارہ انضباط خریداری پنجاب2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)ادارہ انضباط خریداری پنجاب2015ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ آرڈیننس (ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈلیبر کی ممانعت پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈلیبر کی ممانعت پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

11۔ آرڈیننس (دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس (دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

12۔ آرڈیننس (ترمیم)اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

13۔ آرڈیننس (ترمیم)جنگلات، پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)جنگلات، پنجاب2016ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	انجینئر قمر الاسلام راجہ، ایم پی اے	پی پی۔5
2۔	رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے	پی پی۔36
3۔	ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے	ڈبلیو۔356
4۔	جناب شوکت علی لا لیکا، ایم پی اے	پی پی۔278

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کان کنی ومعدنیات / توانائی*
3۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات*
4۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013، 29۔مئی 2015 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (29۔جنوری تا 26۔فروری 2016) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	راناثناءاللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور
6۔	محترمہ حمیدہ وحیدالدین	:	وزیر ترقی خواتین
7۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک،لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ *
8۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات
9۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن *،امور نوجواناں * کھیلیں *،آثار قدیمہ اور سیاحت *
10۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
11۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
12۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
13۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
14۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
15۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
16۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
17۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
18۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، تحفظ ماحول *
19۔	ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا	:	وزیر خزانہ
20۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ وسیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ وعشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون وپارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود وبیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف ومذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	ریونیو
9۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس وتجارت
10۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
11۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
12۔	چودھری محمد اسداللہ	:	خوراک
13۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
14۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
15۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
16۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر(3)2013/18-4:PA مورخہ 12۔دسمبر2013 ،پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر5902/18-4:PA مورخہ 8۔دسمبر2014 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر(3)2013/18-4:PA مورخہ 9۔مارچ2016 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

17۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	: ایس اینڈ جی اے ڈی
18۔	جناب سجاد حیدر گجر	: ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
19۔	رانا محمد ارشد	: اطلاعات وثقافت
20۔	میاں محمد منیر	: آبکاری ومحصولات
21۔	رانا اعجاز احمد نون	: زراعت
22۔	محترمہ نغمہ مشتاق	: بہبود آبادی
23۔	جناب احمد خان بلوچ	: پبلک پراسیکیوشن
24۔	جناب عامر حیات ہراج	: کان کنی ومعدنیات
25۔	رانا بابر حسین	: خزانہ
26۔	میاں نوید علی	: محنت وانسانی وسائل
27۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	: مواصلات وتعمیرات
28۔	جناب محمود قادر خان	: چیف منسٹر انسپکشن ٹیم
29۔	سردار عاطف حسین خان مزاری	: خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
30۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	: منصوبہ بندی وترقیات
31۔	سردار عامر طلال گوپانگ	: سپیشل ایجوکیشن
32۔	مہر اعجاز احمد اچلانہ	: داخلہ
33۔	چودھری خالد محمود حجہ	: آبپاشی
34۔	میاں فدا حسین	: جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری

9

35۔ چودھری زاہداکرم : کالونیز
36۔ محترمہ شاہین اشفاق : کوآپریٹو
37۔ محترمہ مہوش سلطانہ : ہائرایجوکیشن
38۔ محترمہ جوئس رُوفن جُولیس : سکولزایجوکیشن
39۔ جناب طارق مسیح گل : انسانی حقوق واقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

سیٹ خالی

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک
سپیشل سیکرٹری : حافظ محمد شفیق عادل

• مورخہ 22۔جنوری2016 کو جناب ایڈووکیٹ جنرل مستعفی ہو گئے تھے اور تاحال کسی کو بھی تعینات نہ کیا گیا ہے۔

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،29۔جنوری 2016

(یوم الجمع،18۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرۡضِي وَٰسِعَةٌ فَإِيَّـٰيَ فَٱعۡبُدُونِ ﴿٥٦﴾
كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ ٱلۡمَوۡتِۖ ثُمَّ إِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَٱلَّذِينَ
ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ غُرَفٗا تَجۡرِي
مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ نِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَ ﴿٥٨﴾ ٱلَّذِينَ
صَبَرُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾

سُوۡرَةُ العَنکبوت آیات56تا59

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو(56)ہر متنفس موت کا مزا چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے(57)اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔(نیک)عمل کرنے والوں کا(یہ)خوب بدلہ ہے(58)جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں(59)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رحمت دو جہاں حامی بے کساں شافع اُمتاں وہ کہاں میں کہاں
رہبر رہبراں سرورِ سروراں تاجدار شہاں وہ کہاں میں کہاں
ان کی خوشبو سے مہکے چمن در چمن تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی ان کے رُخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں
مہ لکاء خوشنواء دلربا دلکشا مجتبیٰ مصطفیٰ رہنما پیشوا
جملہ محبوبیاں ان گنت خوبیاں ہو سکے نہ بیاں وہ کہاں میں کہاں
عاشقوں کے لئے طور سینہ بنا ان کے قدموں سے یثرت مدینہ بنا
وہ بلائیں مجھے یاد آئیں مجھے تو اُڑ کے پہنچوں وہاں وہ کہاں میں کہاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے آپ سب کو اسلام وعلیکم۔ اس کے بعد میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	انجینئر قمرالاسلام راجہ، ایم پی اے	پی پی۔5
2۔	رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان، ایم پی اے	پی پی۔36
3۔	ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے	ڈبلیو۔356
4۔	جناب شوکت علی لا لیکا، ایم پی اے	پی پی۔278

شکریہ

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: میرے علم میں آیا ہے کہ ہمارے ایک نو منتخب ممبر سید قطب علی شاہ المعروف علی بابا پی پی۔89 ٹوبہ ٹیک سنگھ حلف اٹھانے کے لئے یہاں پر موجود ہیں لہٰذا وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔ جی، شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر سید قطب علی شاہ المعروف علی بابا نے حلف اٹھایا اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! جناب محسن لطیف صاحب کے والد کا انتقال ہو گیا ہے لہٰذا ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! جی، بعد میں کرواتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! سانحہ چارسدہ کے شہداء کے لئے بھی فاتحہ خوانی کروادیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کے بارے میں قرارداد آرہی ہے آپ کو ابھی پتا چل جائے گا۔

شاہ صاحب! آپ اگر کچھ بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن کسی دوسری قیادت کے خلاف ایسے الفاظ استعمال نہیں کریں گے جس سے اُس کی تصحیق ہوتی ہو۔ آپ اپنے اور اپنی پارٹی کے متعلق جو بات کرنا چاہیں وہ دو تین منٹ میں کر سکتے ہیں۔

سید قطب علی شاہ المعروف علی بابا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جن کی بدولت میں آج یہاں تک پہنچا ہوں اور اس کے بعد آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں حمزہ شہباز کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے پارٹی ٹکٹ دیا اور عوام کی خدمت کا موقع دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اور اپنے حلقے کی عوام کے سامنے سرخرو کیا۔ میں اپنے حلقے کی عوام کا نہایت شکر گزار ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے ووٹ دے کر بھاری اکثریت سے کامیاب کروایا ہے تو میں انشاء اللہ ان کی اور اپنی قیادت کی توقعات پر پورا اتروں گا۔ میرا گھرانہ پہلی مرتبہ سیاست میں نہیں آیا میرے دادا پیر اسرار حسین شاہ سینیٹر منتخب ہوئے تھے اور میرے والد صاحب اسی ایوان کے ممبر منتخب ہوئے اور آج اللہ نے مجھے موقع دیا ہے تو میں بھی اس ایوان میں موجود ہوں اور انشاء اللہ یہ کہنا ضروری سمجھوں گا کہ میں اپنی پارٹی قیادت اور اپنے حلقے کی عوام کے سامنے ہمیشہ سرخرو ہوں گا اور اپنی تمام محنت کر کے ان کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ ہمارے ممبر مخدوم علی رضا شاہ (مرحوم) کے جتنے بھی کام اپنے حلقے کی عوام کے لئے باقی رہ گئے ہیں وہ انشاء اللہ میں سب سے پہلے اوّل ترجیح دے کر ان کے لئے حاضر رہوں گا۔

تعزیت

سانحہ چارسدہ کے شہداء، معزز ممبر جناب محسن لطیف کے والد، معزز ممبر محترمہ نادیہ عزیز کی والدہ، معزز ممبر محترمہ شازیہ کامران کی والدہ کے انتقال پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ شاباش۔ جی، قاری صاحب! دعائے مغفرت کروائیں۔

(اس مرحلہ پر پورے پاکستان کے شہداء، سانحہ چارسدہ کے شہداء، معزز ممبر جناب محسن لطیف کے والد محترم، ایم پی اے، محترمہ نادیہ عزیز کی والدہ، معزز ممبر محترمہ شازیہ کامران کی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چونکہ پچھلے کئی ماہ سے اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو سکا لیکن آج اسمبلی کے floor پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شہر لاہور کو مکمل طور پر تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ اللہ خیر کرے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! درجنوں لوگ اب تک گڑھوں میں گر کر ہلاک ہو چکے ہیں اور لاکھوں لوگ اس "کھٹی گڈی" کا وزیر اعلیٰ پنجاب کا جو شوق ہے، اُس کی نذر ہو چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضد اور انا کا جو مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال اورنج ٹرین سے متعلقہ ہے یا کسی پوائنٹ آف آرڈر سے متعلقہ ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

اورنج لائن ٹرین کی تعمیر سے لاکھوں افراد کا معاشی قتل اور ہزاروں افراد بے گھر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت دس لاکھ لوگ direct اور indirect اس اورنج ٹرین کی وجہ سے متاثر ہیں۔ یہاں پر سول سوسائٹی، قومی ورثہ، حقوق کمیٹی، تمام ویلفیئر سوسائٹیاں اور تمام سیاسی پارٹیاں اس پر احتجاج کر چکی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اس اورنج ٹرین کے روٹ کو بدلا جائے کیونکہ لاکھوں لوگوں کو dislocate کیا جا رہا ہے اور اُن کا معاشی قتل عام ہو رہا ہے لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جیسا کہ یہ 160۔ارب روپے کی بات کر رہے ہیں لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ 200۔ارب روپے سے اوپر کا منصوبہ اس

ایوان کے اندر آتا،اس ایوان کو اعتماد میں لیا جاتا،اس پر debate ہوتی اور اس پر لوگوں کے تحفظات دُور کئے جاتے تب یہ منصوبہ شروع کیا جاتا۔ ہمارا یہ لاہور بالکل برباد ہو رہا ہے،پوری دنیا میں اتنی تاریخی عمارات نہیں ہیں جتنی اس شہر لاہور کے اندر ہیں۔انٹرنیشنل رولز کی violation کرتے ہوئے چوبرجی چوک اور شالامار گارڈن سمیت درجنوں عمارات کو تباہ و برباد کیا جارہا ہے اور اتنی نفسانفسی کے عالم میں یہ منصوبہ شروع ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ ایوان اس منصوبے پر بات کرے اور ہمیں بات کرنے دیں۔وہ ہزاروں لوگ جن کو اس ملک کی بیوروکریسی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے ان کا خیال کریں کیونکہ اُن کی چھتیں گرائی جارہی ہیں،دکانیں توڑی جارہی ہیں جبکہ اُن کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جارہا۔ وہ لوگ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور انہیں بیوروکریٹس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ بتائیں کہ یہ کس کا قصور ہے،جنوبی پنجاب اور پورے پنجاب کے پیسے صرف یہاں ایک گاڑی پر لگا رہے ہیں تو پورے پنجاب کے لوگوں کا کیا قصور ہے،یہ 200۔ارب روپیہ اور سُود کی رقم آئندہ بیس سالوں میں پنجاب کے دس کروڑ عوام کو ادا کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اس پر ہم ایک دن general discussion رکھیں گے اُس دن آپ بات کر لیجئے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ہم اس پر بات کریں گے لیکن اتنا اہم مسئلہ پہلے اس ایوان کے اندر کیوں نہیں لے کر آئے؟

جناب سپیکر: جی،اب Question Hour کا ٹائم ہے۔ مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: پہلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس پر عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!لاہور اور پنجاب کی ڈویلپمنٹ کا جو پروگرام ہے جس کے نتیجے میں بہت سارے منفی اور الزام تراشی کی سیاست کا بیڑا غرق ہونے والا ہے اُس کی وجہ سے ان کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا

ہے اور میں نے اپوزیشن لیڈر اور دوسرے پارلیمانی لیڈران کو open offer کی ہے کہ اورنج لائن کے منصوبے پر جتنا وقت چاہیں اور جس دن چاہیں اُس دن وہ اپنا مؤقف معزز ایوان کے سامنے رکھیں اور ہم بھی اپنا مؤقف اس معزز ایوان اور پنجاب کے عوام کے سامنے رکھیں گے تو فیصلہ لوگ خود کر لیں گے۔ وقت مقرر کریں اور یہ بات کریں۔ جب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اس پر اس معزز ایوان میں بحث ہو گی تو پھر اس کے بعد اس طرح کی point scoring نامناسب ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش سن لیں۔10۔ارب 80 کروڑ روپے میں پورے پنجاب کی مختلف سکیمیں ہیں جس میں پینے کا صاف پانی اور کسانوں کو facilitate کرنے کی رقم سمیت مختلف سکیمیں ہیں جس کا document میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔ جب ایک بات طے کر لی گئی ہے تو پھر کیا رہ جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بحث تو اب ہو گی اور ہم کہہ رہے ہیں کہ بحث کی جائے لیکن اب تک اس پر بحث کیوں نہیں کی گئی؟(شور وغل)

جناب سپیکر: یہ document بحث میں لے کر آئیں پھر میں اُن سے جواب لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ میں ان کی ایک ایک بات کا جواب دوں گا اور ثابت کروں گا کہ یہ ان کی نہ صرف غلط بیانی ہے بلکہ سفید جھوٹ ہے لہٰذا یہ بات کریں۔ جو ٹائم انہوں نے رکھنا ہے رکھ لیں اور جس دن یہ چاہیں ہم بات کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی سیٹوں
کے سامنے کھڑے ہو کر نعرے بازی کرنے لگے)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بات کریں گے اور وہ جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ آج بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آج ہی جواب دینے کو تیار ہوں۔ یہ ٹائم مقرر کریں اور بات کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف! آپ سب اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صرف شور شرابہ کر کے یہاں سے دوڑنا چاہتے ہیں۔ یہ ابھی تھوڑی دیر بعد بائیکاٹ کر کے چلے جائیں گے۔ یہ اس معاملہ پر بات کریں تو ہم ان کی ایک ایک بات کا جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے یہاں پر کسی کو اعتماد میں نہیں لیا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔ یہ آئٹم ایجنڈے پر آ چکا ہے۔ انہوں نے اس کو commit کیا ہے اور میں اس کو ایجنڈے پر لایا ہوں۔ آپ اس پر بحث کریں لیکن یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: No point of order. احسن ریاض فتیانہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اس پر آپ ٹائم مقرر کر دیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ جی، فتیانہ صاحب! آپ سوال نمبر بولیں۔ میاں صاحب! جب ہم آپ کے لئے ٹائم مقرر کر رہے ہیں تو پھر کیا کر رہے ہیں؟ بہت افسوس ہے۔ پلیز تمام ممبران تشریف رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس issue پر آپ ٹائم رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جب آپ بات سن ہی نہیں رہے تو میں کیا کروں؟ آپ لوگ میری بات تو سنتے نہیں ہیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ ایجنڈے پر آپ کا issue رکھ رہے ہیں، آپ نے اس پر بحث کرنی ہے اور ایک دن مکمل طور پر آپ تمام ممبران کو بولنے کی اجازت دی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کہہ دیں کہ یہ سارے پیسے اورنج ٹرین پر خرچ نہیں ہوں گے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے commitment نہیں لے سکتا۔ آپ نے جس دن بات کرنی ہے اس کی priority لیں۔ میں رانا صاحب کو کہتا ہوں لیکن ایسے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"اورنج ٹرین، نامنظور نامنظور" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

میاں صاحب! آپ جو دن چاہتے ہیں وہ مقرر کر لیں اور اس پر بحث کر لیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر:This is no point of orderوقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے بائیکاٹ کر گئے)

میاں صاحب!جس دن آپ بحث کرنا چاہتے ہیں میں اُن کو کہہ دیتا ہوں اور وہ تیار ہیں۔آپ اپنی بات کرتے نہیں ہیں،ہمت کر کے بات کریں۔آپ کے لئے ایک دن مقرر کیا جاتا ہے لہٰذاdateآپ دے دیں۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!ان کے پاس کوئی دلائل نہیں ہیں۔یہ صرف مچھلی منڈی بناتے ہیں۔

جناب سپیکر:میں نے اُن کو کہہ دیا ہے کہ جو دن وہ چاہیں وہ بحث کے لئے رکھ لیں۔جی،جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!سوال نمبر1836ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:پی پی۔58میں کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1836:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیا وزیر تحفظ ماحول از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58فیصل آباد میں اس وقت کتنی فیکٹریاں،کارخانے/ملیں اور یونٹ چل رہے ہیں؟

(ب) کن کن یونٹ اور کارخانوں نے محکمہ سے این او سی حاصل کیا تھا؟

(ج) یہ این او سی کس کس آفیسر نے جاری کیا تھا؟

(د) کون کون سے ادارے/یونٹ/کارخانے فضائی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں اور حکومت ان کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں18 عدد فیکٹریاں (ایک شوگر مل ،8عدد کاٹن ویسٹ فیکٹریاں، 2عدد آئل ملز،2عدد ماربل فیکٹریاں اور5عدد برف کے کارخانے ہیں، تفصیل(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور 17عدد بھٹہ خشت چل رہے ہیں، تفصیل(Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صرف ایک شوگر مل کو محکمہ تحفظ ماحول نے این او سی جاری کیا گیا ہے۔

(ج) ماحولیاتی منظوری تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے سیکشن 12 کے تحت ڈائریکٹر جنرل ادارہ تحفظ ماحول پنجاب کی سربراہی میں قائم کمیٹی جاری کرتی ہے۔

(د) جز(الف) میں دی گئی فیکٹریوں کے خلاف تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے اور اس ضمن میں ضلعی آفیسر ماحول فیصل آباد ضروری کوائف مرتب کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر صرف ایک فیکٹری نے این او سی لیا ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ باقی اتنے اداروں کا بتایا گیا ہے تو انہوں نے ان کے ادارے سے این او سی کیوں نہیں لئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک فیکٹری کے علاوہ باقی فیکٹریوں اور اداروں نے این او سی کیوں نہیں لئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! یہاں پر جو فیکٹریاں کام کر رہی ہیں انہیں EPOs جاری ہوئے ہیں جن کی میں تفصیل بھی بتا سکتا ہوں کہ 34 فیکٹریوں میں سے 23 کے خلاف EPOs جاری ہو چکے ہیں، چار فیکٹریوں کے خلاف EPO جاری ہونے کے مراحل میں ہیں اور پانچ فیکٹریوں کو personal hearing کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں جبکہ 6 فیکٹریوں نے محکمہ تحفظ ماحول کی کارروائی کے بعد اپنا کام بند کیا ہوا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! EPO اور این او سی دو بڑی واضح چیزیں ہیں جبکہ میں نے این او سی کے متعلق پوچھا ہے کہ انہوں نے این او سی کیوں نہیں لئے؟ اگر اتنی فیکٹریاں چل رہی ہیں

جن پر محکمہ اتفاق کر رہا ہے کہ اتنی فیکٹریاں ہیں تو انہوں نے این او سی کیوں نہیں لئے اور محکمہ کب تک ensure کرے گا کہ وہ این او سی لے لیں؟

جناب سپیکر: جی، چٹھہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اسی لئے انہیں یہ EPOs جاری ہوئے ہیں اور انہیں ہدایات دی ہوئی ہیں کہ وہ این او سی حاصل کریں۔

جناب سپیکر: بہر حال مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپ نے کیا کہا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ سات عدد فیکٹریوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جارہی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان میں سے کتنی فیکٹریوں کو سزا ہوئی کیونکہ اس سوال کی تفصیل دیکھیں کہ 2013 یعنی آج سے تین سال پرانا سوال ہے اور تین سال کے اندر مجھے یہ بتادیں کہ ان EPOs پر کتنا عملدرآمد کر کے این او سی لئے اور ان سات میں سے کتنی فیکٹریوں کو سزا ہوئی اور ان کے cases کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چٹھہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ 34 فیکٹریوں میں سے 23 فیکٹریوں کے خلاف EPOs جاری ہوئے ہوئے ہیں اور یہ پورا ایک process ہے جس کے through یہ سارے cases تیار ہوتے ہیں۔ محکمہ انہیں چیزیں بتاتا ہے کہ آپ یہ درست کریں اور اگر وہ ٹھیک نہیں کرتے تو پھر ہمارے ٹربیونل میں یہ cases بھیج دیئے جاتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے procedure پوچھا ہی نہیں ہے بلکہ میں تو result پوچھ رہا ہوں کہ ان میں سے کتنی فیکٹریوں کو سزا ہوئی اور ان کے cases کا status کیا ہے اور اگر 2013 سے آج تک وہ ٹربیونل میں cases پڑے ہوئے ہیں تو یہ بھی بتادیں، اگر کسی کو سزا ہوئی ہے تو یہ بھی بتادیں اور بری ہوئے ہیں تو وہ بتادیں کیونکہ 2013 کے سات cases ہیں تو میرے خیال میں آج تک اس کا پتا لگ جانا چاہئے تھا کہ ان کا کیا بنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چٹھہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!یہ کون سے سات cases کی بات کر رہے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!cases 60ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!یہ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!sorry میں غلط سوال کر گیا ہوں۔چلیں،شکریہ

جناب سپیکر:اگلا سوال نمبر1793ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔محترمہ!آپ اندر تشریف لے آئیں کیونکہ آپ نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے اس لئے آپ اندر آ جائیں اور آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ان کا سوال بڑا ضروری تھا۔ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!چلیں اس سوال کو pending کرتے ہیں اور آ جائیں تو ٹھیک ہے۔اگلا سوال نمبر3176محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔اس سوال کو بھی اسی طرح pending کرتے ہیں۔اگلا سوال احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 2353ہے اور میں چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سوال اور اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر:اس کے بارے میں چیئر بھی کچھ کر سکتی ہے اور اس کے متعلق آپ کو پتا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ:جی،سر!؟

جناب سپیکر:اس کے بارے میں چیئر بھی کچھ کہہ سکتی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں تو آپ کے وسیلے سے request ہی کر سکتا ہوں کہ پڑھ کے سنا دیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے،مان لیتے ہیں بات۔جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!سوال بھی اور جواب بھی پڑھنا ہے؟

جناب سپیکر:نہیں،صرف جواب پڑھنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!سارے جز پڑھنے ہیں؟

جناب سپیکر:پڑھ دیں کوئی بات نہیں۔

فیصل آباد:سمندری ڈرین نالہ کے زہریلے پانی سے لاکھوں افراد کے موذی امراض میں مبتلا ہونے کی تفصیلات

*2353:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سمندری ڈرین نالہ فیصل آباد شہر، سمندری اور تاندلیانوالہ کے ہزاروں دیہات سے گزرتے ہوئے دریائے راوی میں گرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ڈرین نالہ کے دونوں اطراف واقع سینکڑوں فیکٹریوں / کارخانوں کازہرآلود پانی اس میں گرتا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اس آلودہ پانی کی وجہ سے لاکھوں افراد متاثر ہورہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس سے متاثر ہونے والے افراد کے لئے کوئی خصوصی اقدامات اٹھانے اور اس میں زہرآلودہ پانی ڈالنے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے،ان کو بند کروانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):

(الف) یہ درست ہے کہ سمندری ڈرین،فیصل آباد،سمندری اور تاندلیانوالہ کے مختلف علاقوں / دیہاتوں سے گزرتے ہوئے موضع دلے والی کے مقام پر دریائے راوی میں گرتا ہے۔

(ب) سمندری ڈرین / نالہ کے اطراف میں واقع صرف20عدد فیکٹریوں / کارخانوں کاآلودہ پانی اس میں گرتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ یہ ڈرین نالہ جن علاقوں سے گزرتا ہے وہاں کے لوگ اس کی ناگوار بدبو سے متاثر ہورہے ہیں نیز ٹی ایم اے سمندری اور تاندلیانوالہ کاآلودہ پانی بھی اس ڈرین میں ڈالا جاتا ہے۔

(د)

(i) محکمہ تحفظ ماحول فیصل آباد نے سفارش کی ہے کہ جن علاقوں سے یہ ڈرین گزرتی ہے وہاں کے ارد گرد کے دیہات میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں اس مقصد کے لئے ٹی ایم اے سمندری، ٹی ایم اے تاندلیانوالہ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ واریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے خلاف قانونی کارروائی بھی جاری ہے فیکٹریوں کے ساتھ ساتھ ان محکموں کو بھی اس سلسلے میں اقدامات کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

(ii) سمندری ڈرین میں براہ راست آلودہ پانی ڈالنے والی 20 عدد فیکٹریوں (Annex-1) کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کے خلاف ماحولیاتی قوانین کے تحت کارروائی کرتے ہوئے 09 عدد فیکٹریوں کو ماحولیاتی تحفظ کا حکم نامہ (EPO) جاری ہو چکے ہیں تفصیل (Annex-2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 11 عدد فیکٹریوں کو ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔ تفصیل (Annex-3) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ نے جواب سنا ہے تو انہوں نے خود اس کے اندر agree کیا ہے کہ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں پر اس کا اثر پڑ رہا ہے اور اس کے اندر ٹی ایم اے سمندری اور ٹی ایم اے تاندلیانوالہ water pollution create کرنے میں بڑی وجہ ہیں۔ انہوں نے جز (الف) کے پہلے حصہ میں کہا کہ محکمہ ٹی ایم اے سمندری اور تاندلیانوالہ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے خلاف قانونی کارروائی کر رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان سرکاری محکموں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، ان محکموں نے اب تک اس پر کیا عملدرآمد کیا ہے کیونکہ میرے خیال میں تین سال سے یہ محکمہ ان ڈیپارٹمنٹس کو pursue کر رہا ہے تو انہوں نے اس کو ٹھیک کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تو عملدرآمد کیا ہو گا۔ ایک مجھے یہ بتا دیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے اور دوسرا انہوں نے پینے کے صاف پانی کے فلٹریشن پلانٹس لگوانے کا کہا تو وہاں پر ان کی کوششوں سے صاف پانی کے کتنے پلانٹ لگ گئے اور تیسرے نمبر پر انہوں نے جز (د) کے دوسرے حصے میں کہا کہ وہاں جو 20 فیکٹریاں اپنا گندا پانی ڈال رہی ہیں تو مجھے بتا دیں کہ آج تین سال بعد ان کا کیا status ہے اور وہ کہاں کھڑی ہیں؟

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ بتائیں کہ ضمنی سوال کیا بنا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں نے وہی تو بتایا ہے کہ ٹی ایم اے سمندری، ٹی ایم اے تاندلیانوالہ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف تین سال سے جو قانونی کارروائی کی جارہی ہے اس کاresult کیانکلا؟

جناب سپیکر:جی،چٹھہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!میں یہاں پر ایک وضاحت کرتا چلوں کہ محکمہ تحفظ ماحول ایک ریگولیٹری باڈی کے طور پر کام کرتا ہے اور یہ مختلف محکموں، فیکٹریوں کو،یہاں پر محکموں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ان کو ہم ہدایات جاری کرتے ہیں اور سفارشات بھیجتے ہیں کہ آپ ماحول کو بہتر بنانے کے لئے یہ یہ اقدامات کریں اور اگر کوئی محکمہ ان ہدایات پر عمل نہ کرے تو انہیں بھیEPOs جاری کئے جاتے ہیں اور ٹی ایم اے کو یہاں پر پہلے ہیEPO جاری ہو چکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:بس آپ کوشش کرلیں کہ اب محکمہ نہیں کر رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!جی،بالکل اس میں ہر وقت کوشش جاری رہتی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ تین سال میں نتیجہ کیا نکلا ہے کیونکہ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کوشش کر رہا ہے اور procedure مجھے نہ بتائیں کیونکہ مجھے بھی پتا ہے کہ ریگولیٹری اتھارٹی کے کیا اختیارات ہوتے ہیں اور مجھے end result بتائیں کہ انہوں نے لکھا کہ قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔کیا قانونی کارروائی کی جارہی ہے،اس کا نتیجہ،اگر ان محکموں نے جواب دینا بھی پسند نہیں کیا اور عملدرآمد نہیں کیا تو یہیں کھڑے ہو کر بتادیں کیونکہ سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ ادارہ قانون توڑ رہا ہو تو سمجھ آتی ہے کہ قانون توڑ رہے ہیں۔ایک سرکاری ادارہ اور دو دو تحصیلوں کی ٹی ایم اے جس کے متعلق ڈیپارٹمنٹ خود یہاں پر لکھ رہا ہے کہ ٹی ایم اے سمندری اور ٹی ایم اے تاندلیانوالہ قانون توڑ رہے ہیں اور حکومت خود قانون توڑ رہی ہے تو اس کے خلاف محکمہ نے کیا ایکشن لیا ہے یہ حکومت کا محکمہ ہے اور حکومت کی ٹی ایم اے ہے جو حکومت کا ہی قانون توڑ رہے ہیں تو مجھے نتیجہ بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، چٹھہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میرا تو خیال ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے میں ساری detail منگوا لیتا ہوں اگر ان کو چاہئے ہو تو میرے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں جواب پڑھ کر سنا رہا ہوں اس میں fresh question کی بات کیا ہے مجھے تو نہیں پتا تھا کہ دو ٹی ایم ایز قانون توڑ رہے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ قانونی کارروائی کی جا رہی ہے یہ جواب 23۔دسمبر 2013 کا ہے، آج 2016 ہو چکا ہے۔ مہربانی کر کے بتایا جائے سرکاری محکمہ قانون توڑ رہا ہے، لوکل گورنمنٹ کا محکمہ قانون توڑ رہا ہے کوئی عام آدمی قانون نہیں توڑ رہا بلکہ حکومت پنجاب قانون توڑ رہی ہے۔ میں اس پر کہاں جاؤں اور میں کس سے سوال پوچھوں؟ یہ ضمنی نہیں ہے یہ سوال کے جواب سے میرا سوال ہے میری طرف سے تو کوئی finding نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں پھر وہی بات کروں گا کہ محکمہ تحفظ ماحول ایک ریگولیٹری باڈی کے طور پر کام کرتا ہے یہ مختلف محکموں کو اس حوالے سے سفارشات بھجواتا ہے اور جو EPOs جاری ہوتے ہیں وہ بھی اس وجہ سے جاری ہوتے ہیں کہ اب یہ چیزیں ہیں ان کو درست کریں جن سے ماحول کی بہتری ہو اگر یہ نہ ہوں تو یہاں پر ایک ٹربیونل بھی موجود ہے یہ کیسز اُن Tribunals میں بھی جاتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو وہیں پر کھڑا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے قانون کے مطابق آپ کو بتایا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں تاکہ یہ اگلی دفعہ تک تیاری کر کے آجائیں۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending نہیں کیا جا سکتا sorry۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! تو پھر مجھے اس کا جواب دیا جائے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ جو قانون توڑ رہا ہے کیا اُس کے خلاف Tribunal میں کیس گیا؟

جناب سپیکر: قانون سرکاری محکمہ یا سرکاری بندہ نہیں توڑ سکتا آپ کوئی طریق کار دیکھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ میں تو نہیں کہہ رہا، آپ کے سرکاری محکمے نے مجھے لکھ کر دیا ہے اس کے بارے میں بتادیں کہ اس کا کیا بنا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! اپنے آپ کو اپنے سوال تک محدود رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اُن کے سوال کے جواب دینے دیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کے سوال کا جواب مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ معزز ممبر کو کیوں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو سمجھ آنے ہی نہیں دیں گے اُن کی بات کو چھوڑیں آپ جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اس کا جواب میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جب EPOs جاری ہوتے ہیں اگر یہ اُس پر عملدرآمد نہیں کرتے تو یہ کیسز ٹربیونل کو بھیج دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس کو بھیج دیئے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! جو محکمہ کا Environmental Tribunal ہے اُس کو یہ کیسز بھیج دیئے جاتے ہیں۔ یہ ٹی ایم اے کا جو کیس ہے already Tribunal میں زیر سماعت ہے وہ اس پر فیصلہ کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جو کیس بنتا ہے وہ Tribunal کو بھیج دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! Tribunal محکمہ کا ہے یا کسی اور کا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! محکمے کا Tribunal ہے کسی اور کا Tribunal نہیں ہے تو ان کو یہ نہیں پتا کہ ان کا محکمہ کر کیا رہا ہے، تین سال ہو گئے ہیں چلیں کوئی پرائیویٹ کمپنی تو اپنے قانونی

ہتھکنڈے استعمال کر سکتی ہے کیا گورنمنٹ بھی ان ہتھکنڈوں پر آگئی ہے کہ اُس نے بھی ٹربیونل میں تین سال سے کیس لٹکایا ہوا ہے ؟ گورنمنٹ آف پنجاب کی گڈ گورننس پر سوالیہ نشان اُٹھتے ہیں کہ گورنمنٹ آف پنجاب گڈ گورننس کہتی ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب کو پتا ہی نہیں ہے خود ان کے محکمے قانون توڑتے پھر رہے ہیں پنجاب گورنمنٹ کے محکمے ہی رزلٹ نہیں دے سکتے اور اگر ایوان کے اندر یہ جواب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: Annexureآپ کو دے دیئے ہیں اُسے پڑھ لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ کیا جواب دیا ہے ؟ سوال گندم جواب چنا آرہا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3177 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے اگر وہ آجائیں تو well and good۔ اگلا سوال نمبر 5765 محترمہ شمیلہ اسلم کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3287 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر ! سوال نمبر 5955 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دریائے راوی میں گندا پانی ڈالنے والی فیکٹریوں کی تعداد اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*5955: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع لاہور میں کتنی ایسی فیکٹریاں ہیں جن کا ویسٹ اور گندا پانی دریائے راوی میں ڈالا جا رہا ہے ؟

(ب) مذکورہ فیکٹریوں کے خلاف محکمہ نے آج تک کیا کارروائی کی ؟

(ج) گزشتہ پانچ سال میں کتنی فیکٹریوں کو جرمانہ کیا گیا، کتنی بند کی گئیں اور کتنی فیکٹریوں نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگوائے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ):

(الف) ضلع لاہور میں آبی فضلہ خارج کرنے والی چھوٹے اور بڑے سائز کی تقریباً1600 فیکٹریاں ہیں۔ قابل ذکر آبی فضلہ خارج کرنے والی135 فیکٹریاں جنوبی لاہور میں واقع ہیں اور ان کا فضلہ ہڈیارہ ڈرین کے ذریعے دریائے راوی میں جاتا ہے۔

(ب) تمام فیکٹریوں کا مکمل سروے کیا گیا اور آلودہ پانی خارج کرنے کی مرتکب 656 فیکٹریوں کو تحفظ ماحول قانون 1997 (ترمیمی 2012) کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرنے کے بعد EPOs جاری کئے گئے اور ان احکامات کی عدم تعمیل کی بناء پر 269 فیکٹریوں کے کیس / شکایات پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے گئے ہیں۔ عدم تعمیل کی مرتکب باقی ماندہ فیکٹریوں کے کیس پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل کو بھجوانے کے لئے قانونی تقاضے پورے کئے جا رہے ہیں۔

(ج) لاہور کی 35 فیکٹریوں کو پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل کے ذریعے۔/10,45,000 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ ہذا کی کارروائی کے نتیجے میں 42 فیکٹریوں نے آبی فضلہ کی ٹریٹمنٹ کے لئے "ویسٹ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ" لگا لئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ لاہور میں دریائے راوی کے اندر ڈالے جانے والے گندے پانی کا سوال ہے سوال کے جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ضلع لاہور میں آبی فضلہ خارج کرنے والی چھوٹی اور بڑی سائز کی تقریباً1600 فیکٹریاں ہیں، قابل ذکر آبی فضلہ خارج کرنے والی 135 ہیں میرا پہلا سوال یہ ہے کہ قابل ذکر کی definition کر دیں کیونکہ اگر آدھا کیوسک پانی بھی جاتا ہے تو وہ بھی صحت کے لئے نقصان دہ ہے، دس کیوسک جاتا ہے وہ بھی صحت کے لئے خطرناک ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اسی سوال کے جز (ب) میں بتایا گیا تھا کہ آلودہ پانی خارج کرنے والی 656 فیکٹریوں کو انہوں نے EPOs کے تحت نوٹسز بھجوائے ہیں اس کے بارے میں سوال یہ ہے کہ اُس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کریں پھر دوسرا کریں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!ٹھیک ہے پہلے کا جواب دے دیں قابل ذکر آبی فضلے سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!مختلف قسم کی فیکٹریاں ہوتی ہیں کچھ فیکٹریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا پانی خطرناک بھی ہوتا ہے اس میں کیمیکلز بھی ہوتے ہیں اور کچھ فیکٹریاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا پانی اس حوالے سے اتنا خطرناک نہیں ہوتا تو یہ قابل ذکر 135 فیکٹریوں کا مطلب یہ ہی لیا جائے کہ یہ اس طرح کی فیکٹریاں ہیں جن کے پانی میں کیمیکلز ہیں یہ والی قابل ذکر فیکٹریاں مراد ہیں۔

جناب سپیکر:مجھے آپ کی سمجھ نہیں آئی تو ان سے کیا کہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہا ہوں جو مختلف فیکٹریاں ہیں اُن کے اندر پانی کا استعمال مختلف طریقے کا ہوتا ہے کچھ processed water ہوتا ہے کچھ ایسا پانی ہوتا ہے جن میں کچھ کیمیکلز وغیرہ مل جاتے ہیں اور کچھ فیکٹریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا پانی اتنا خطرناک نہیں ہوتا تو قابل ذکر سے مراد یہ ہی لی جائے کہ اس طرح کی جو زیادہ کیمیکلز والی یا زیادہ pollution پھیلانے والی فیکٹریاں ہیں وہ135 کے قریب ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اس میں گزارش یہ ہے کہ ہڈیارہ ڈرین کے اندر جو کیمیکل والا پانی جاتا ہے اُس کی وجہ سے زیر زمین پانی جو پینے والا پانی ہے وہ خرابی کی خطرناک حد تک پہنچ چکا ہے یا تو پانی زہر آلودہ ہو گا یا نہیں ہو گا یہ اتنا یا اُتنا کی definition مجھے نہیں سمجھ آئی یہ بتائیں اس سے کیا مراد ہے کہ اتنا نہیں ہوتا اُتنا ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!اگر معزز ممبر کو اس کی سمجھ نہیں آرہی تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!یا خطرناک ہو گا یا خطرناک نہیں ہو گا یہ definition کیا ہوئی کہ یہ کیمیکل کم خطرناک ہیں یا زیادہ خطرناک ہیں۔یہ قابل فہم نہیں ہے؟

جناب سپیکر:یہ سوال بنا نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اس سوال کو سنجیدہ لیا جائے اور ابھی تک اُدھر سے جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!میں نے تو جواب اپنے حساب سے دے دیا ہے،وہ مجھے بتادیں کہ کیا سمجھ نہیں آرہا ہے۔وہ قابل ذکر کا مطلب سمجھنا چاہ رہے ہیں یا کیا سمجھنا چاہ رہے ہیں،مجھے نہیں پتا چل رہا کہ وہ کیا سمجھنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر:وہ تو آپ نے بتادیا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال ہے۔اس میں بتایا یہ گیا ہے کہ 656 فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کے کیس / شکایات پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے گئے ہیں۔ان 656 فیکٹریوں جن کا انہوں نے پچھلے پانچ سال سے ریکارڈ مرتب کیا ہے کیا نتیجہ نکلا ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!یہ سوال کے جواب میں موجود ہے کہ 656 فیکٹریوں کو تحفظ ماحول قانون 1997(ترمیمی 2012)کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرنے کے بعد EPOs جاری کئے گئے ہیں۔جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جن کو EPOs جاری کئے جاتے ہیں اگر وہ ان کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتے تو پھر ان کے کیسز ٹربیونل میں بھیجے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:میاں نصیر صاحب!انہوں نے اتنا جرمانہ کیا ہے،کمال ہے آپ نے دیکھا ہی نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اس میں بتایا یہ گیا ہے کہ EPOs جاری کئے گئے ہیں اور ان احکامات کی عدم تعمیل کی بناء پر فیکٹریوں کے کیس پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل کو بھجوادیئے گئے ہیں۔اس ترمیمی EPOs میں فیکٹریوں کو seal کرنے اور جرمانے کرنے کی شق موجود تھی۔میرا سوال یہ ہے کہ ان 656 فیکٹریوں پر ان دونوں میں سے کیا چیز لاگو کی گئی ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!یہ ذرا دوبارہ repeat کردیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!انہوں نے جو 656 فیکٹریوں کے کیس پنجاب کے ماحولیاتی ٹربیونل کو بھیجے تھے ان پر ابھی تک کیا عملدرآمد کیا گیا؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!یہ اسی سوال کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ لاہور کی 35 فیکٹریوں کو پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل کے ذریعے -/10,45,000 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ باقی جو کیسز ٹربیونل میں ہیں جیسے جیسے ان پر فیصلہ آئے گا ان پر عملدرآمد ہو گا۔ ٹربیونل ان کو جرمانہ کرتا ہے اور ان کو سزائیں بھی دیتا ہے۔

جناب سپیکر:جناب شیر علی خان صاحب اور طاہر سندھو صاحب!آپ دونوں ذرا زحمت فرمائیں اور جا کر اپوزیشن کے معزز ممبران کو منا کر لائیں۔ ہم ان کے لئے بحث کا ایک دن fix کر رہے ہیں اس کے باوجود بھی وہ سمجھ نہیں پائے ہیں۔ ہم اورنج ٹرین کے لئے ایک دن رکھیں گے اس دن وہ کھل کر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر وزیر معدنیات و کانکنی جناب شیر علی خان اور وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور جناب خلیل طاہر سندھو، معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے گئے)

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!انہوں نے پچھلے پانچ سال میں 35 فیکٹریوں کو ایک لاکھ روپے جرمانہ کیا میرا سوال یہ ہے کہ جو 656 کیسز بھیجے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:یہ ایک لاکھ روپے ہے یا اس سے زیادہ رقم ہے؟

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!یہ تقریباً دس لاکھ روپے ہے۔ یہ 656 فیکٹریاں جو زہر آلودہ پانی راوی کے اندر گرا رہی ہیں ان میں سے صرف پانچ فیصد کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور 95 فیصد فیکٹریاں آج بھی اپنا فضلہ دریائے راوی میں ڈال رہی ہیں۔ یہ کیسز اسی طرح سے کئی سال تک pending چلتے رہیں گے یا ان کا کوئی نتیجہ بھی نکلے گا؟

جناب سپیکر:اس سوال کو pending کیا جاتا ہے اور اس کا next session میں جواب دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ کچھ کیسز اس وقت بھی ٹربیونل میں زیر سماعت ہیں۔ میں فاضل ممبر اور اس معزز ہاؤس کی تسلی کے لئے یہ بات یہاں پر بیان کرنا چاہوں گا کہ ہڈیارہ ڈرین کے road pollution کا اندازہ

لگالیں کہ اس سے گزرنے والے ویسٹ واٹر کو ٹھیک کرنے کے لئے study ضروری ہے۔ یہ study کرنے کے لئے consulting firm کی ضرورت ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں تشریف لائے)

MR SPEAKER: Welcome back, thank you very much.

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اس کے لئے اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے اور پانچ consulting firms نے اپنے ملازمین اور تجربہ کی تفصیلات محکمہ تحفظ ماحول کو جمع کروادیئے ہیں۔ انشاء اللہ یہ جو پانچ فرمیں ہیں ان کی evaluation کرکے اس کے لئے پیسے بھی مختص کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ فروری میں اگر یہ evaluation کا عمل مکمل ہو گیا تو پھر اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا کہ اس کو pending کر دیا جائے کیونکہ محکمے کے پاس ان کے خلاف فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کر دیا گیا ہے تاکہ محکمے سے اس کا مکمل جواب لے کر اس ایوان کو بتایا جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ شکریہ۔ محترمہ فائزہ احمد ملک اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا سوال pending کیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا سوال پہلے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 1793 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ڈاکٹر نوشین حامد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: اپر چناب کینال میں فیکٹریوں کا زہر آلودہ پانی چھوڑنے کی تفصیلات

*1793: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اپر چناب کینال کے گرد ونواح ضلع شیخوپورہ کی حدود میں واقع فیکٹریاں زہر آلودہ پانی اس نہر میں چھوڑتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ روہی نالہ چوہنگ لاہور کے قریب دریائے راوی میں گرتا ہے جس کا پانی فیکٹریوں کے چھوڑے گئے زہر آلودہ مواد پر مشتمل ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کا پانی بغیر ٹریٹمنٹس پلانٹ سے گزارے دریا میں چھوڑنے سے نہ صرف آبی مخلوق ختم ہو رہی ہے بلکہ یہ پانی فصلوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے حکومت اس نقصان سے بچاؤ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ):

(الف) یہ درست ہے کہ شیخوپورہ کی حدود میں واقع بھیڈ نالہ، ڈیگ نالہ اور نکی ڈیگ کے ذریعے فیکٹریوں کا پانی اپر چناب کینال میں گرتا ہے جبکہ فلائنگ پیپر مل سے براہ راست پانی اپر چناب کینال میں گرتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ روہی نالہ / ہڈیارہ ڈرین مختلف فیکٹریوں کے گندے پانی کے ساتھ چوہنگ کے قریب دریائے راوی میں داخل ہوتا ہے ہڈیارہ ڈرین پر پائی جانے والی فیکٹریوں میں سے22 فیکٹریوں نے ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے ہوئے ہیں اس روہی نالے کی آلودگی کو سائنٹیفک طریقے سے صاف کرنے کے لئے سیکرٹری فنانس کی سربراہی میں ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ بغیر ٹریٹمنٹ کے پانی دریا میں جانے سے آبی مخلوق اور فصلیں متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے محکمہ نے اس علاقے میں60 فیکٹریوں کے خلاف قانونی کارروائی کی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان 60 فیکٹریوں میں10 کے کیس ماحولیاتی ٹربیونل میں ہیں جبکہ بقیہ کے کیس ٹربیونل میں بھیجنے کے مراحل میں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فلائنگ پیپر مل سے براہ راست پانی اپر چناب کینال میں گرتا ہے۔ میرا پہلا سوال ہے کہ اگر پانی گر رہا ہے تو اس پر ایکشن کیا لیا گیا ہے؟ دوسرا انہوں نے جز(ج) میں کہا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ بغیر ٹریٹمنٹ کے پانی دریا میں جانے سے آبی مخلوق اور فصلیں متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر کسی کو زہر پلایا جائے تو کیا یہ کہا

جائے گا کہ مرنے کا اندیشہ ہے، یہ انہوں نے کس قسم کا جواب دیا ہے؟ یہ بات scientifically approved ہے کہ جو unprocessed پانی نہر اور دریا میں جا رہا ہے وہ مضر صحت ہے۔اگر محکمہ اس کو اندیشے کے زمرے میں لا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ تو اس کی اہمیت کو ہی نہیں acknowledge کر رہا ہے۔اگر یہ acknowledge ہی نہیں کر رہے ہیں تو اس کے اوپر کریں گے کیا؟ میں دوبارہ سے کہوں گا کہ جن کو acknowledge کر رہے ہیں ان فیکٹریوں کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے اور دوسرا یہ "اندیشہ" لکھنے کا مطلب کیا ہے؟ اس کو واضح کیا جائے کہ کیا وہ شربت بھی ہو سکتا ہے، آب زم زم بھی ہو سکتا ہے، یہ نارمل ہے یا کیا ہے اس پر ذرا روشنی ڈال دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپوزیشن کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ یہ واپس ایوان میں آئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں وہ میرا اور ان کا معاملہ ہے آپ کا اتنا زیادہ نہیں ہے۔(قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اس سوال پر تو پہلے ہی discussion ہو چکی ہے اور یہ سوال گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس سوال کو pending کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔انہوں نے فلائنگ پیپر مل کے حوالے سے بات کی ہے تو فلائنگ پیپر مل کا جو کیس ہے وہ ہائی کورٹ کے ڈبل بنچ میں زیر سماعت ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: انہوں نے پانی کو گرنا روکا ہے یا نہیں روکا ہے؟ اگر عدالت میں یہ کیس ہے تو اس پر implementation ہائیکورٹ نے تو نہیں کرنی یہ implementation محکمے نے کرنی ہے، پولیس نے کرنی ہے یا حکومت نے کرنی ہے۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ پانی کینال میں گرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ابھی بھی وہ پانی گر رہا ہے یا رُک گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ جب کوئی کارخانہ لگایا جاتا ہے اور اس کارخانے کا کوئی ویسٹ واٹر کا مسئلہ ہو تو وہ کسی ایسی جگہ کا انتخاب کرتا ہے جہاں پر کوئی نالہ یا ڈرین ہو تاکہ اس پانی کو outlet مل سکے۔ عام طور پر اس طرح کی فیکٹریاں جن میں پانی کا استعمال ہوتا ہے وہ ڈرینج کے ساتھ ہی بنائی جاتی ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ developing country ہے اور ہم نے اپنے کارخانے بھی چلانے ہیں اور محکمہ تحفظ ماحول ہر وقت ان کو ہدایات جاری کرتا رہتا ہے کہ وہ Water Treatment Plants لگائیں لیکن آپ کو پتا ہے کہ Water Treatment Plants کی cost زیادہ ہے۔ کارخانوں کی بھی زیادہ تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہم اس پر اپنی cost بچائیں۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کیا میٹرو بس اور نج لائن ٹرین کے پیسوں سے بھی زیادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ روہی نالہ چوہنگ میں پانی جانے کو ہم کیسے روک سکتے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ میرے بڑے محترم بھائی ہیں اور مجھے ان کی statement کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے اور مجھے اختلاف ان کی بات سے ہے کہ Water Treatment Plant مہنگا آتا ہے۔ اگر ہم developing country ہیں تو کیا اس کا مطلب ہے کہ ہم زہر ملا پانی پی لیں؟ یہ کس قسم کا جواب ہے کہ ایک پرائیویٹ کمپنی فیکٹری لگا رہی ہے اور منافع کما رہی ہے تو کیا وہ یہ نہیں کر سکتی کہ Water Treatment Plant لگا کر فیکٹری کا پانی process کر کے دریا کے اندر پھینکے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ پانی اس وقت روہی نالہ چوہنگ میں گر رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ محکمہ کو کہیں کہ اس پر پورا زور دیں اور جس فیکٹری کا Water Treatment Plant نہیں ہے اس کو سیل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول(جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں یہی سب کچھ پہلے بھی اپنے جواب میں بتا چکا ہوں کہ ہم ان کو ہدایات جاری کرتے ہیں اور جو اس پر عملدرآمد نہیں کرتے تو ان کے cases ٹربیونل میں لے جاتے ہیں۔ یہ ساری فیکٹریاں ایسی ہیں جن کے cases

ٹربیونل میں بھی ہیں اور ان کو EPOs بھی جاری کئے ہوئے ہیں اور ہدایات بھی جاری کی ہوئی ہیں کہ وہ یہاں پر Water Treatment Plants لگائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آبادی کنٹرول کرنے کا طریقہ ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Sorry, you should be relevant.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ان کی دی گئی details کو تھوڑا سا correct کرنا چاہوں گی کہ یہ ہڈیارہ ڈرین انڈیا کے گاؤں جاتی امرا سے شروع ہوتی ہے اور اس جاتی امرا تک جاتی ہے۔اس میں 25 فیکٹریاں ہیں اور ان 25 فیکٹریوں میں سے ابھی کسی ایک فیکٹری میں بھی Water Treatment Plant نہیں لگا اور ہزاروں ایکڑ زمین پر موجود فصلوں میں بھی ان کا پانی جا رہا ہے اور یہاں سے مویشی بھی پانی پی رہے ہیں۔اس میں کیمیکل اور میٹل کی بڑی مقدار شامل ہوتی ہے جو کہ آپ کے جسم میں جا کر کینسر پیدا کرتا ہے۔اس پر محکمہ کا جواب مکمل طور پر غلط ہے اور حقائق کے منافی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ویسے اس پر تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔آپ ایسے نہ کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ روہی نالے کی آلودگی کو سائنٹیفک طریقے سے صاف کرنے کے لئے سیکرٹری فنانس کی سربراہی میں ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ یہ جواب 4۔نومبر 2014 کو موصول ہوا ہے اور اب 2016 آ گیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک فنانس کمیٹی نے جو پچھلے ڈیڑھ سال میں کام کیا ہے وہ ایوان کے ساتھ شیئر کیا جائے تاکہ ہم بھی updated ہوں اور یہاں پر بغیر کسی وجہ سے کھپ نہ ڈالیں۔ ہو سکتا ہے کہ بڑا اچھا کام کیا ہو تو شیئر کر لیں کیونکہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ latest position بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اس میں، میں یہ عرض کر دوں کہ جیسے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہڈیارہ ڈرین میں خارج ہونے والے صنعتی آلودہ پانی کے مسائل کی روک تھام کے لئے ایک تین سالہ ترقیاتی منصوبہ شروع کیا ہے اور یہ ترقیاتی منصوبہ جس کا نام Study of most feasible option for treatment of Hadyara waste water drain ہے جو 21.32 ملین روپے کی لاگت سے جون 2016 میں مکمل ہو گا۔ میں یہ بتا دوں کہ اس کے لئے پہلے study کرنی تھی اور یہ پیسے study کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ہم نے اس

کے لئے ایک concerned firms کو ہائر کیا ہے اور انہیں کہا ہے کہ وہ اپنے ٹینڈر بھریں اور جیسے ہی وہ concerned firms کے ٹینڈر والا معاملہ clear ہو گا تو انشاء اللہ اس پر study شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3176 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بھکر: لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3176: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر کا کل رقبہ کتنا ہے، کتنا رقبہ فارم کے علاوہ دیگر لوگوں کے پاس ہے، ان سے سالانہ کتنا ٹھیکہ، پٹہ وغیرہ وصول کیا جا رہا ہے؟

(ب) اس فارم میں کس کس قسم کے جانور رکھے گئے ہیں، ان جانوروں کی سالانہ انسپکشن کون کرتا ہے؟

(ج) اس فارم پر کس کس جانور پر ریسرچ کی جاتی ہے اور اس فارم پر کتنے افسران ریسرچ کے لئے deputeہیں؟

(د) اس فارم پر سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنے جانور کس کس قسم کے تیار ہوئے ہیں اور یہ کن کن کو فراہم کئے گئے ہیں؟

(ہ) اس فارم کے مذکورہ دو سالوں کے اخراجات و آمدن کی تفصیلات نیز آمدن کے ذرائع بھی بتائیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں ضلع بھکر کا کل رقبہ 10273 ایکڑ ہے۔ 5414 ایکڑ خود کاشت رقبہ ہے، 2960 ایکڑ رقبہ پٹہ پر مزارعین کو دیا گیا ہے، 491 ایکڑ پر بلڈنگز وغیرہ ہیں اور 1408 ایکڑ رقبہ غیر کاشت ہے۔ ان مزارعین سے سال 15-2014 میں ایک کروڑ انتیس لاکھ باون ہزار نو سو چونتیس روپے پٹہ وصول کیا گیا۔

(ب) لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں ضلع بھکر پر نیلی راوی نسل کی بھینسیں، دوغلی نسل کی گائیں، تھلی نسل کی بھیڑیں، ٹیڈی اور بیتل نسل کی بکریاں رکھی گئی ہیں۔ان جانوروں کی انسپکشن لائیوسٹاک اکانومسٹ، ڈائریکٹر فارمز اور ڈائریکٹر جنرل (توسیع) لائیوسٹاک کرتے ہیں۔

(ج) اس فارم پر رکھے گئے جانوروں کی تمام مذکورہ نسلوں پر تحقیق کی جاتی ہے۔فارم ہذا پر اس وقت چار آفیسر مختلف ویٹرنری اداروں اور یونیورسٹیوں کی ریسرچ میں معاونت کرتے ہیں۔

(د) اس فارم پر 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران تیار کئے گئے جانوروں کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں کی 12۔2011 اور 13۔2012 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	خرچ (ملین روپے)	آمدن (ملین روپے)
2011-12	86.163	52.176
2012-13	99.133	70.017

اس فارم کی آمدن کے ذرائع میں دودھ، اون، جانوروں کی نیلامی، نقد آور فصلات، سالانہ پٹہ اور سوختہ درختوں کی فروخت شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ 2960 ایکڑ رقبہ مزارعین کو پٹہ پر دیا گیا ہے تو کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس رقبہ کا فی ایکڑ پٹہ کتنا ہے؟ اسی کے ساتھ یہ بھی بتادیں کہ اس جواب میں جو لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پٹہ مطلب کا آپ سارا مکمل پوچھنا چاہتی ہیں یا 2960 ایکڑ رقبے کا پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے فی ایکڑ پٹہ پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ ساری زمین ایک جیسی نہیں ہوتی۔اس میں زمین کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔اب وہ آپ کو تھوڑا بہت بتائیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جو زمین مزارعین کو دی گئی ہے اس کے بارے میں پوچھ رہی ہوں؟

جناب سپیکر: کسی زمین پر پٹہ تھوڑا ہوتا ہے اور کسی پر پٹہ زیادہ ہوتا ہے۔آپ کے ساتھ سردار شہاب الدین خان صاحب بیٹھے ہیں۔ سردار صاحب! آپ بھی تھوڑی سی بات آپس میں discuss کر لیا کریں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بتاتا ہوں کہ اس میں جو پوچھا گیا ہے اور جس طرح آپ نے خود ہی کہا ہے کہ زمین ساری ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ایک زمین نہری سسٹم کے ساتھ engage ہوتی ہے اس کا پٹہ اور ہوتا ہے۔اس میں جس علاقہ کا پوچھا گیا ہے اس میں دس سے گیارہ ہزار روپے تک فی ایکڑ اس کا پٹہ ہے اور جو بارانی زمین ہوتی ہے اس کا تقریباً 50 فیصد پٹہ reduce ہوتا ہے اور 5 ہزار 200 روپے کے قریب اس کا فی ایکڑ پٹہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سرکاری ریٹ کوئی تو ہو گا وہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: سرکاری ریٹ اس میں کیا ہوتا ہے؟ سرکاری ریٹ جو auction ہوتا ہے اس کے مطابق ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ سرکاری ریٹ ہی عرض کیا ہے۔اس فارم پر جو زمین الاٹ کی ہوئی ہے اس ریٹ پر کی ہوئی ہے اور جس پٹہ پر گورنمنٹ دیتی ہے وہ سرکاری ریٹ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کون سے جز پر جائیں گی؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اسی جز (الف) کا ہی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ 1408 ایکڑ رقبہ غیر آباد ہے تو اگر یہ اتنا زیادہ رقبہ غیر آباد ہے تو اس رقبے کے بارے میں محکمہ نے کیا فیصلہ کیا ہے یا اس کے بارے کوئی plan کیا ہے کہ اس کو آباد کیا جائے گا یا لوگوں کو لیز پر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس کے جواب میں ڈیپارٹمنٹ نے بتایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ نے کبھی اس فارم کا visit کیا ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جی، میں نے visit کیا ہے۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں جس سوال کا جواب دینا چاہ رہا تھا۔آپ وہ سمجھ گئے ہیں کیونکہ آپ خود بھی اس کے منسٹر انچارج رہے ہیں۔اس فارم کا رقبہ 10ہزار ایکڑ کے قریب ہے اور اس کا تقریباً1400ایکڑ رقبہ ابھی تک غیر آباد ہے۔یہ فارمز دور دراز علاقوں میں ہوتے ہیں یہاں پر اگر 9ہزار ایکڑ آباد ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ تجرباتی فارمز کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ ان سب کو 100 فیصد آباد کر دیا جائے اور اس سے آمدنی لی جائے۔یہ تو تجرباتی فارمز ہوتے ہیں۔ میں جانوروں کی افزائش کے بارے میں آگے سوال کے جواب میں بتاؤں گا۔ آپ سمجھ گئے ہیں اور میں اپنی بہن کو بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہاں پر 9ہزار ایکڑ آباد ہے تو یہ بہت بڑی figure ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر پہلے تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! دو سوال ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

سردار شہاب الدین خان جناب سپیکر! سوال کے جز(ہ) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ سال 12-2011 میں خرچ 86.160 ملین روپے ہے اور آمدن 52.67 ہے ۔ سال 13-2012 میں 99.133 ملین خرچ اور 70.1 آمدن ہے تو میں اتنی سی گزارش کروں گا کہ خود کاشت رقبہ 5414 ایکڑ ہے اور میں بھی اسی علاقے کا رہنے والا ہوں تو میں پوچھتا ہوں کہ اس فارم پر جو اتنا بجٹ خرچ ہو رہا ہے اور یہ 5414 ایکڑ رقبہ خود کاشت ہے یعنی گورنمنٹ آف پنجاب خود کاشت کر رہی ہے اور اس کی آمدن دیکھ لیں، میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں، میری آپ سے بحث ہے نہ میں آپ سے بحث کر سکتا ہوں، بات صرف اتنی ہے جو انہوں نے پہلے ہی بتادی ہے کہ یہ تجرباتی فارم ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں بھی اسی بات کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ ان فارموں پر پیسوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔ وزیر موصوف وہاں پر visit کریں اور ان farms کی آمدن کو بڑھائیں۔

جناب سپیکر: آمدن کا تو انہوں نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ یہ تجرباتی فارم ہیں، آپ ان farms کی output کا پوچھیں کہ آپ نے یہاں پر کیا تجربات کئے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں اپنا جواب دوبارہ repeat کر دیتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ یہ تجرباتی فارم ہیں حکومت کا source of income نہیں ہوتے۔ پہلے سے جو مزارع کام کر رہے ہوتے ہیں انہی سے یہ کام کروایا جاتا ہے۔ ہم نے یا محکمہ نے ان کو engage نہیں کیا ہوتا بلکہ صدیوں سے ان کی وہاں پر possession ہوتی ہے، انہوں نے بھی ان تجرباتی فارموں سے earning لینی ہوتی ہے۔ اگر وہ دور دراز علاقوں کی ہزاروں ایکڑ جگہ کو آباد کرتے ہیں تو اس میں ان کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ اس معاملے پر گورنمنٹ کی یہ priority کبھی بھی نہیں ہوئی کہ ان کے اخراجات کیا ہیں اور آمدن کیا ہے بلکہ حکومت ہر سال اس ادارے کے لئے اپنے فنڈز مختص کرتی ہے۔ گورنمنٹ اس بات کو بھی acknowledge کرتی ہے کہ یہاں پر ہم نے earning نہیں دیکھنی بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ یہاں پر جو تجربات ہو رہے ہیں وہ کیسے ہیں۔ یہی ہمارا اصل مقصد ہے کہ وہاں پر جو مقامی نسل ہے وہ save ہو رہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک! اگلا سوال بھی آپ کا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! اب آپ تشریف رکھیں مجھے آگے چلنے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: حضور بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کا ضمنی سوال ہو چکا ہے اور اس کا جواب بھی آ گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3177 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خوشاب:لائیوسٹاک تجرباتی فارم کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*3177: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک تجرباتی فارم خوشاب کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس فارم کی انتظامیہ کے پاس کتنا رقبہ ہے بقایا رقبہ کن کن کو کس کس مقصد کے لئے دیا گیا ہے اوران سے سالانہ کتنی رقم کس مد میں وصول کی جاتی ہے، کون وصول کرتا ہے اور وصول کردہ رقم فی ایکڑ کتنی بنتی ہے؟

(ج) کیااس فارم کا رقبہ کبھی نیلام برائے پٹہ / ٹھیکہ ہوا ہے تو کن کن سالوں میں ہوا ہے اور کس کس کی نگرانی میں ہوا ہے؟

(د) کیافارم کا جو رقبہ پٹہ ٹھیکہ پر ہے، وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہے؟

(ہ) اس فارم سے حکومت اور عوام کے کیا کیا مقاصد پورے ہو رہے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) لائیوسٹاک تجرباتی فارم خوشاب کا کل رقبہ 971 ایکڑ ہے۔

(ب) تمام رقبہ 971 ایکڑ فارم انتظامیہ کے پاس ہے۔اس فارم کا کوئی رقبہ ٹھیکہ پر یا کسی اور مقصد کے لئے کسی کو بھی نہ دیا گیا ہے۔

(ج) اس فارم کا رقبہ کبھی بھی نیلام برائے پٹہ / ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے۔

(د) اس فارم کا رقبہ پٹہ / ٹھیکہ پر کبھی بھی نہ دیا گیا ہے۔

(ہ) اس فارم سے حکومت اور عوام کے درج ذیل مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔

1. نیلی راوی نسل کی بھینس اور کجلی بھیڑ کو محفوظ کیا جارہا ہے۔
2. نسل کشی کے لئے نیلی راوی کے اعلیٰ سانڈ اور کجلی نسل کے اعلیٰ چھترے پیدا کئے جارہے ہیں۔
3. ترقیاتی امور پر تحقیق اور صوبے کے دوسرے تحقیقاتی اداروں سے تعاون کیا جارہا ہے۔
4. فارم حضرات کو امور حیوانات پر مشورہ جات اور راہنمائی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس فارم پر کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنے سوال سے متعلقہ جواب پوچھیں تو میں بتادوں گا،اب یہ پوچھنا کہ وہاں پر کتنے ملازمین ہیں، کتنے ڈائریکٹرز ہیں کتنے نائب قاصد ہیں غیر متعلقہ بات ہے۔اس وقت میرے پاس لسٹ موجود نہیں ہے اگر یہ اس کے متعلق written پوچھ لیں تو میں اس کا جواب بھی دے دوں گا۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف کا جواب درست ہے۔آپ سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جو ضمنی سوال میں کر رہی ہوں اس کا جواب بھی نہیں آ رہا تو میں اب اور کیا پوچھوں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔I disagree with you.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا اس سوال پر دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 971 ایکڑ رقبہ پر جو تجرباتی فارم ہے یہ انتظامیہ کے حوالے کیا گیا ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ انتظامیہ اس کو کس چیز کے لئے استعمال کر رہی ہے، انتظامیہ وہاں پر کیا کر رہی ہے؟ وہاں پر آپ نے جو ملازم بھرتی کئے ہوئے ہیں اس کی تفصیل بھی محکمے کے پاس نہیں ہے تو کم از کم اتنا تو بتادیں کہ انتظامیہ وہاں اس سرکاری رقبے پر کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ محترمہ جو یہ فرما رہی ہیں کہ میرے پہلے سوال کا جواب نہیں ملا وہ اپنا سوال repeat کر دیں میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں اور اس سوال کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ تجرباتی فارم ہوتے ہیں، تجرباتی فارم پر کیا ہو رہا ہے اس کی تفصیل بھی بتا دیتا ہوں۔وہاں پر جو علاقائی نسلیں ہوتی ہیں ان سے breed لیتے ہیں،وہاں پر جو علاقائی کسان ہوتے ہیں اور private farm holders ہوتے ہیں ان کو بلا کر مفت اور مفید مشورے دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کے جانوروں کی door step پر مفت vaccination کی جاتی ہے۔فارم سے ویٹرنری ڈاکٹر ان کے door step پر جاتا ہے اور ان کی vaccination کرتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ چارے کی مختلف قسموں کو اگانے کی کوشش کی جاتی ہے،ان تجرباتی فارم پر یہ ساری چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ان کا سوال تو یہ تھا کہ

تجرباتی فارم کا یہاں پر رقبہ کتنا ہے ؟میں نے ان سے یہ گزارش کی ہے کہ آپ سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ جتنا مجھے علم ہے میں آپ کو بتاؤں گا لیکن آپ نے سوال یہ کیا ہے کہ یہاں پر کتنے ملازمین ہیں ؟وہ میرے لئے ایسے ہی بتانا کیسے ممکن ہے، وہاں پر تو ایک ہزار ایکڑ کی جگہ ہے وہاں پر کتنے نائب قاصد ہیں، کتنے ڈائریکٹرز ہیں ؟آپ مجھ سے تو اس کے infrastructure کے بارے میں پوچھیں کہ اس کو کون lead کرتا ہے اور ہمارے پاس اتنے ملازمین ہونے چاہئیں اور اس وقت اتنے شارٹ ہیں۔ میں ہر فارم کے متعلق فوری طور پر تو نہیں بتا سکوں گا کہ یہاں پر ملازمین کتنے ہیں۔ یہ فارم جس مقصد کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ میں نے عرض کر دیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر! محکمہ کا کوئی آفیسر اس وقت آفیشل گیلری میں موجود نہیں ہے جو وزیر موصوف کو وہاں سے پرچی بھیج دے اور میرے سوال کا جواب دے دے۔ ویسے بھی میں نے یہ سوال 2013 سے جمع کروایا ہوا ہے ،2013 سے لے کر 2016 تک وزیر موصوف اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو کم از کم اپنے محکمہ کے سیکرٹری صاحب کو ہی بلا لیتے ؟

جناب سپیکر: بات یہ نہیں ہے وہ تو جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر! ابھی میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کا بھی انہوں نے جواب نہیں دیا، میں نے ان سے پوچھا ہے کہ 971 ایکڑ رقبہ پر انتظامیہ کیا کر رہی ہے، تجرباتی فارم اگر حکومت چلا رہی ہے تو اس کی جواب دہ بھی حکومت ہی ہے ؟

جناب سپیکر:وزیر صاحب! آپ ان کو جلدی سے بتا دیں satisfied کریں کیونکہ وقفہ سوالات کا ٹائم بھی ختم ہونے والا ہے۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر! میں نے تو عرض کیا ہے کہ تجرباتی فارم پر مقامی نسل کے experiments ہوتے ہیں کہ کس طرح سے بہتر نسل لی جائے، اس کے علاوہ وہاں پر جو private farms مالکان ہیں ان کو بلا کر آگاہی مہم بتائی جاتی ہے، ان کے جانوروں کی vaccination کی جاتی ہے، ان کے door step پر جا کر ان کو وہ سہولت دی جاتی ہے جو ان کو ہسپتال سے مہیا ہو سکتی ہے۔ وہاں پر نہ صرف جانوروں کی vaccination کی جاتی ہے بلکہ جانوروں کے چارے کی growing کے لئے بھی مختلف قسم کے experiments کئے جاتے ہیں۔

تجرباتی فارموں میں تو یہی کچھ ہی ہونا ہے اگر یہ written سوال کریں تو میں اس کا جواب بھی دے دوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ابھی جز(ب) پر ایک ضمنی سوال ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جلدی کریں ٹائم ختم ہونے والا ہے صرف آدھا منٹ باقی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال جز(ب) پر ہے۔ پہلے میں سوال پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوال نہ پڑھیں جو بات کرنی ہے وہ کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایک منٹ آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے پاس ایک منٹ بھی نہیں ہے آدھا منٹ باقی ہے۔ مہربانی کریں اپنی بات جلدی مکمل کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اسی لئے تو اجلاس کا انعقاد کیا گیا ہے کہ satisfactory جواب آنے چاہئیں اور ہر معزز ممبر کو پتا چلنا چاہئے کہ governance کیسی چل رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ کا سوال کرنے کا بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ ہماری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔ شکریہ

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع وہاڑی: محکمہ تحفظ ماحول کے ملازمین اور دیگر تفصیلات

*5765: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں تحفظ ماحول کے کتنے دفاتر ہیں اور یہ کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں عہدہ اور گریڈ وار کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور کتنی اور کون کون سی سیٹیں خالی ہیں؟

(ج) ضلع وہاڑی کا فضائی آلودگی کا لیول کتنا ہے تحصیل وار بیان کریں؟

(د) ضلع وہاڑی میں 2014 کے دوران فضائی آلودگی پر کنٹرول پانے کے لئے کون کون سے اقدامات کئے گئے ہیں، تفصیلاً ایوان کو اس سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ تحفظ ماحول کا ایک دفتر ہے جس کا مکمل ایڈریس یہ ہے۔

دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر محکمہ تحفظ ماحول جناح روڈ نزد پریس کلب وہاڑی لینڈ لائن نمبر 3362166۔067۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحول وہاڑی میں کل 10 ملازم کام کر رہے ہیں جن کا عہدہ اور گریڈ وار تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	سکیل	تعداد
1۔	ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحول	17	01
2۔	انسپکٹر	13	02
3۔	جونیئر کلرک	07	01
4۔	فیلڈ اسسٹنٹ	06	02
5۔	ڈرائیور	04	01
6۔	نائب قاصد	01	01
7۔	چوکیدار	01	01
8۔	سینٹری ورکر	01	01

محکمہ تحفظ ماحول وہاڑی میں کوئی سیٹ خالی نہ ہے

(ج) ادارہ تحفظ ماحول پنجاب کی لاہور لیبارٹری کی ٹیم نے ضلع وہاڑی کی بورے والا، میلسی اور وہاڑی تحصیلوں میں فضائی آلودگی کا لیول چیک کرنے کے لئے مورخہ03.05.15تا 08.05.15مانیٹرنگ کی۔اس مانیٹرنگ کے دوران اہم گیسیں مثلاً سلفر ڈائی آکسائیڈ(SO2)، نائٹرک آکسائیڈ(NO)،نائیٹروجن ڈائی آکسائیڈ(NO2)،کاربن مانو آکسائیڈ(CO)اور سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہونے والے ذراتrepairable particulate matter (pm2.5) چیک کئے گئے۔ تمام جگہوں پر صرف repairable particulate matter (pm2.5)کی مقدار National Environmental Quality Standards (NEQS) سے زیادہ ہے۔یہ مقدار شہری کمرشل علاقوں میں نسبتاً زیادہ ہے جس کی اہم وجہ گاڑیوں اور دوسرے غیر متحرک ذرائع سے فضائی آلودگی کا بکثرت اخراج ہے۔باقی چیک کردہ گیسوں کی مقدارNEQSسے متجاوز نہ ہے۔ضلع وہاڑی کی مانیٹرنگ رپورٹAnnex-Iایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع وہاڑی میں فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997(ترمیم شدہ2012)کے تحت فضائی آلودگی پیدا کرنے والے یونٹس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ بھٹہ خشت مالکان کو نوٹسز جاری کئے گئے جس میں ان کو ہدایت کی گئی کہ وہ کوئلہ اور لکڑی بطور ایندھن استعمال کریں اور ہدایات پر عمل نہ کرنے والے بھٹہ خشت کے کیسز پنجاب انوائرنمنٹل ٹربیونل کو بھیج دیئے گئے کاٹن فیکٹریوں میں ڈسٹ کلیکشن سسٹم لگوانے کے لئے ہدایات جاری کی گئیں۔کچھ فیکٹریوں نے ڈسٹ کلیکشن سسٹم لگالئے ہیں۔رائس ملز مالکان کو سائیکلون لگوانے کا پابند کیا گیا تاکہ فضائی آلودگی کو کنٹرول کیا جاسکے۔2014 میں29 فیکٹریوں کے خلاف انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈرز جاری کئے گئے 14 کیسز پنجاب انوائرنمنٹل ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے جن میں سے03کا فیصلہ ہو چکا ہے جنہیں۔/25000روپے جرمانہ ہوا۔انوائرنمنٹل مجسٹریٹ وہاڑی کی عدالت میں 89 کیسز بھجوائے گئے جن میں سے 45کا فیصلہ ہو چکا ہے جنہیں72000روپے جرمانہ ہوا۔پبلک میں شعور اجاگر کرنے کے لئے سیمینار اور واک کا اہتمام کیا گیا۔دھواں چھوڑنے والی اور شور پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس اور موٹر وہیکلز ایگزامینر کے

اشتراک سے کارروائی کی گئی اور آلودگی پیدا کرنے والی748گاڑیوں کو چیک کیا گیا جن میں سے448گاڑیوں کا چالان کیا گیااور انہیں۔/28,8,000روپے جرمانہ کیا گیا۔

ضلع گجرات:ڈیری فارمز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3287: محترمہ نگہت شیخ :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کل کتنے ڈیری فارم ہیں، کتنے ڈیری فارم سرکاری ہیں اور کتنے غیر سرکاری؟

(ب) ضلع گجرات کے لئے ڈیری فارم کی مد میں14۔2013میں کتنا سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ج) مذکورہ بجٹ کس کس مد میں کتنا کتنا خرچ کیا گیا،اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں کوئی بھی سرکاری ڈیری فارم نہ ہے جبکہ غیر سرکاری ڈیری فارمز کی تعداد 216ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں چونکہ کوئی سرکاری فارم نہ ہے اس لئے14۔2013میں کوئی بجٹ فراہم نہیں کیا گیا۔

(ج) چونکہ کوئی بجٹ فراہم نہیں کیا گیااس لئے کوئی خرچ نہیں ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: جانوروں کی مختلف بیماریوں سے تحفظ کے لئے ویکسین اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*4014:چودھری اشرف علی انصاری:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں13۔2012میں جانوروں کے مختلف بیماریوں سے تحفظ کے لئے کون کون سی ویکسین کتنی مقدار میں کس کس کمپنی سے کتنی مالیت کی خریدی گئی؟

(ب) خریدی گئی ویکسین کتنے جانوروں کے لئے تھی اور کتنے جانوروں کی ویکسینیشن کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہر سال100فیصد جانوروں کی ویکسینیشن نہ ہو پائی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویکسینیشن کے باوجود جانور مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں،اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) ویکسینیشن پر کتنے پیسے فی جانور وصول کئے جاتے ہیں، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 13-2012 میں جانوروں کی مختلف بیماریوں سے تحفظ کے لئے تمام ویکسین ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور سے خریدی گئی، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Sr.#	Name of Vaccine	Quantity	Amount
1.	H.S.Vaccine	10,900 Bottles	Rs. 19,62,000/-
2.	F.M.Vaccine	600 Bottles	Rs. 5,40,000/-
3.	E.T.Vaccine	650 Bottles	Rs. 1,30,000/-
4.	C.C.P.P. Vaccine	2,050 Bottles	Rs. 1,02,500/-
5.	N.D.Vaccine	11,20,000 Doses	Rs. 1,12,000/-
	Total		Rs. 28,46,500/-

(ب) جانوروں کے لئے خریدی گئی ویکسین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Sr.#	Name of Vaccine	Quantity	No. of Animals Vaccinated
1.	H.S.Vaccine	6,45,000 Doses	6,45,000
2.	F.M.Vaccine	36,000 Doses	36,000
3.	E.T.Vaccine	65,000 Doses	65,000
4.	C.C.P.P. Vaccine	2,05,000 Doses	2,05,000
5.	N.D.Vaccine	11,20,000 Doses	11,20,000
	Total	20,71,000	20,71,000

(ج) دستیاب وسائل اور افرادی قوت کے مطابق 100 فیصد ویکسینیشن ممکن نہ ہے۔اس کے علاوہ کچھ ویکسین مثلاً FMDV کی صوبہ میں پیداوار صرف 1.8 ملین ہے جو کہ ضرورت سے بہت کم ہے۔ محکمہ کی جانب سے ہر ضلع کو ہر سال ویکسینیشن کا ٹارگٹ دیا ہے۔ ضلع گوجرانوالہ میں سال 13-2012 میں محکمہ ہذا کے دیئے گئے ٹارگٹ کو 145.96 فیصد تک حاصل کیا گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ)

H.S.Vaccine	Rs. 3/Animal	Buffalo & Cow
F.M.Vaccine	Rs. 15/Animal	Buffalo & Cow
E.T.Vaccine	Rs. 2/Animal	Goat & Sheep
C.C.P.P. Vaccine	Rs. 0.50/Animal	Goat & Sheep
N.D.Vaccine	Rs.0.10/Bird	Poultry

ضلع فیصل آباد:15۔2014کے دوران آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے رقم کی تفصیل

*6295:میاں طاہر:کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال15۔2014میں ضلع فیصل آباد میں کتنی رقم آبی اور فضائی آلودگی کے خاتمے پر خرچ ہوگی؟

(ب) اس ضلع میں کون کون سی آبی اور فضائی آلودگی کے خاتمے کے منصوبے جاری ہیں ان کے نام مع تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول فیصل آباد ایک ریگولیٹری اور مانیٹرنگ باڈی ہے اس محکمے کو براہ راست فضائی اور آبی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں دی جاتی،تاہم اس محکمہ کی کاوشوں سے 250 فیکٹریوں نے فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے سائیکلون اور ویٹ سکربر لگوائے ہیں۔آبی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے200 فیکٹریوں میں پرائمری ویسٹ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے گئے ہیں۔

(ب) پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ مجریہ 1997(ترمیم شدہ2012)کے تحت بطور ادارہ تحفظ ماحول فیصل آباد مانیٹرنگ /ریگولیٹری اتھارٹی کے ضلع فیصل آباد میں کام کر رہا ہے۔آبی اور فضائی آلودگی کی روک تھام کے انتظامات کرنا متعلقہ اداروں اور فیکٹری مالکان کی ذمہ داری ہے جبکہ محکمہ ہذا کے پاس آبی اور فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے براہ راست کوئی رقم /گرانٹ مہیا نہیں کی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: محکمہ لائیوسٹاک کی لیبارٹریز سے متعلقہ تفصیلات

*4077:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ لائیوسٹاک کے زیر اہتمام کتنی لیبارٹریز کہاں کہاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ لیبارٹریز میں کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور انہیں کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) مذکورہ لیبارٹریز میں روزانہ کی بنیاد پر اوسطاً کتنے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ لیبارٹریز کو مستقبل قریب میں کوئی نئی اور جدید مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ضلع گوجرانوالہ میں مزید لیبارٹریز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) مذکورہ لیبارٹریز میں کون سی مشینری کب سے خراب پڑی ہے، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں لائیوسٹاک کے زیر اہتمام دو لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ڈائیگناسٹک لیبارٹری گوجرانوالہ، پولٹری ڈائیگناسٹک لیبارٹری گکھڑ۔

(ب) ڈسٹرکٹ ڈائیگناسٹک لیبارٹری گوجرانوالہ میں لیبارٹری اٹنڈنٹ کی اسامی عرصہ تین سال سے خالی ہے اور پولٹری ڈائیگناسٹک لیبارٹری گکھڑ میں چوکیدار کی اسامی اپریل 2014 سے خالی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل نمبر 1تا15 کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی ہے۔ جیسے ہی حکومت پابندی اٹھائے گی تو قانون کے مطابق بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ لیبارٹریز میں روزانہ کی بنیاد پر اوسطاً جو ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ڈسٹرکٹ ڈائیگناسٹک لیبارٹری گوجرانوالہ

Average Test

1. Faecal Test 40-45/day
2. Milk Test 6-7/day
3. Blood Test 5-6/day
4. Skin Scrapping 6-7/day

پولٹری ڈائیگناسٹک لیبارٹری گکھڑ

Average Test

1. Drug Sensitivity/Typhoid/Feacal/Water/H.I. Test=10-12 per day
2. Postmortem Examination= 25 to 30 birds per day

(د) جی نہیں۔

(ہ) جی نہیں۔

(و) ڈسٹرکٹ ڈائیگناسٹک لیبارٹری گوجرانوالہ میں Haemo Count (CBC Test) مشین 16.05.2012 سے خراب ہے۔

ضلع فیصل آباد: محکمہ تحفظ ماحول کے سٹاف اور چالانوں سے متعلقہ تفصیل

*6297: میاں طاہر: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں تحفظ ماحول کے کتنے ملازم کس کس عہدہ اور گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے کتنے انسپکٹر کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان ملازمین نے سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنے چالان فضائی آلودگی میں اضافہ کرنے پر کئے نیز فضائی آلودگی میں اضافہ کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول فیصل آباد کے دفتر میں کل منظور شدہ 34 اسامیاں ہیں جس کی تفصیل (Annex-01) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحول فیصل آباد کے دفتر میں کل منظور شدہ سات اسامیاں برائے انسپکٹر ہیں، جبکہ ان اسامیوں پر پانچ انسپکٹر کام کر رہے ہیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ اور متعلقہ ایریا کی تفصیل (Annex-02) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بقیہ دو اسامیاں خالی ہیں۔

(ج)

(i) محکمہ تحفظ ماحول فیصل آباد میں آلودگی کا باعث بننے والے مختلف کارخانوں، فیکٹریوں کا سروے کر کے ان کی رپورٹس ادارہ تحفظ ماحول پنجاب، لاہور کو ارسال کی۔ سال 14-2013 میں 282 یونٹس کو آلودگی کے حوالے سے ذاتی شنوائی کے بعد ادارہ تحفظ ماحول پنجاب، لاہور کی جانب سے ماحولیاتی تحفظ کے حکم نامے (EPOs) جاری کئے گئے ہیں جبکہ سال 15-2014 میں 212 یونٹس کو ماحولیاتی تحفظ کے حکم نامے (EPOs) جاری کئے گئے ہیں اور ماحولیاتی حکم نامے پر

عمل نہ کرنے والے 215یونٹس میں ان کیNon Compliance Reportادارہ تحفظ ماحول پنجاب لاہور کو موصول ہونے کے بعدان یونٹس کے کیسزماحولیاتی عدالت ٹربیونل میں دائر کر دیئے گئے ہیں جہاں پران کو جرمانے کئے جاسکتے ہیں۔ ٹریفک کے باعث پیدا ہونے والی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ساتھ مشترکہ طور پر15۔2013 کے دوران5069عدد گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔

(ii) فیصل آباد میں فضائی آلودگی کی بڑی وجوہات میں صنعتی آلودگی، ٹریفک کے باعث پیدا ہونے والی آلودگی اور فضا میں گرد وغبار کا پایا جانا ہے۔ قدرتی گیس کی کمی کی وجہ سے صنعتوں میں کوئلے، لکڑی اور دوسرا غیر معیاری ایندھن استعمال کیا جارہا ہے جو کہ فضائی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔ فضا میں گرد وغبار کی وجوہات جغرافیائی عوامل سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ اور مناسب صفائی کے انتظامات نہ ہونا ہے۔ سڑکوں کے کنارے سے گرین بیلٹرزاور پارک وغیرہ سڑک سے اونچے بنائے جاتے ہیں جو کہ گرد وغبار میں کمی کی بجائے اضافے کا باعث بنتے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈیوولوشن پلان کے بعد لائیو سٹاک فارموں سے جانوروں کی تقسیم کی تفصیلات

*5844:**جناب امجد علی جاوید**: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) Devolutionپلان کے نفاذ سے اب تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری لائیو سٹاک فارموں سے افزائش نسل کے کتنے کتنے جانور مفت لائیو سٹاک بریڈرز/زمینداروں کو مفت فراہم کئے گئے؟

(ب) مفت فراہم کئے جانے والے جانوروں کی مالیت کیا تھی؟

(ج) جن زمینداروں کو یہ سرکاری جانور فراہم کئے گئے ان کے نام اور تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا مہیا کئے گئے جانور ان زمینداروں کے پاس موجود ہیں اگر نہیں تو کہاں گئے، محکمہ لائیو سٹاک نے سرکاری جانور غائب کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ کے پاس ان جانوروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ اور اس کا ریکارڈ موجود ہے، تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میںDevolution Plan کے بعد سال03-2002، 04-2003، 05-2004تک لائیوسٹاک بریڈرز /زمینداروں کو76عدد جانور مفت فراہم کئے گئے۔

(ب) مفت فراہم کئے گئے جانوروں کی کل مالیت -/8,32,300روپے تھی۔

(ج) جن لائیوسٹاک بریڈرز/زمینداروں کو مفت جانور فراہم کئے گئے ان کی تفصیل (Annexure-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) منتخب شدہ زمینداروں کو یہ جانور بریڈنگ کے لئے مفت مہیا کئے گئے تھے۔ان کی دیکھ بھال اور خوراک کے لئے بھی متعلقہ زمیندار ہی ذمہ دار تھے۔ ضلعی حکومت کی طرف سے اس مد میں کوئی مالی معاونت نہیں کی گئی تھی۔ چونکہ یہ تمام جانور سال2002 سے لے کر 2004 تک دیئے گئے تھے اس لئے یہ اپنی بریڈنگ کی طبعی عمر پوری کر چکے ہیں جو جانور مر گئے تھے ان کے پوسٹ مارٹم بھی کروائے گئے تھے اور ان کا ریکارڈ موجود ہے اور کھال کے پیسے ضلعی حکومت کے فنڈز میں جمع کروا دیئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ جانور متعلقہ زمینداروں کو مفت مہیا کئے گئے تھے اور یہ ان کی ملکیت تھے اس لئے کچھ جانور زمینداروں نے اپنے طور پر فروخت کر دیئے ہیں۔تاہم کچھ جانور ابھی بھی زمینداروں کے پاس موجود ہیں۔

(ہ) ان تمام جانوروں کی سالانہ کارکردگی کا ریکارڈ موجود ہے اور اس کی تفصیل(Annexure-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ :پولٹری فارم اور بھٹہ خشت سے متعلقہ تفصیلات

*6408:جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے پولٹری فارمز اور بھٹہ خشت ایسے ہیں جنہوں نے محکمہ تحفظ ماحول سے این او سی حاصل نہیں کیا؟

(ب) جو بھٹہ خشت شہر کی حدود کے اندر یا بالکل قریب آ چکے ہیں اور شدید فضائی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں، کیا محکمہ ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کا فضائی آلودگی کا لیول کیا ہے اگر یہ مقرر کردہ لیول سے زیادہ ہے تو محکمہ نے اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(i) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سات پولٹری فارم ایسے ہیں جنہوں نے محکمہ تحفظ ماحول سے این او سی حاصل نہیں کیا جن کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ضلع ہذا سے کسی بھی بھٹہ خشت نے محکمہ سے این او سی حاصل نہیں کیا۔ تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جو بھٹہ خشت شہر کی حدود کے اندر یا بالکل قریب آ چکے ہیں، محکمہ تحفظ ماحول ٹوبہ ٹیک سنگھ نے جن یونٹوں کے خلاف کارروائی کی ہے ان کی تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) فضائی آلودگی کا لیول محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کی موبائل لیبارٹری جانچ سکتی ہے تاہم محکمہ تحفظ ماحول ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف باقاعدگی کے ساتھ مہم چلا رہا ہے اور دھواں چھوڑنے والی فیکٹریوں میں بھی cyclone اور scrubber لگوائے گئے ہیں۔

خضر آباد فارم میں بھینسوں سے روزانہ دودھ حاصل ہونے سے متعلقہ تفصیلات

*6534: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر انتظام خضر آباد فارم ضلع سرگودھا کتنے رقبے پر مشتمل ہے اور وہاں مویشیوں کی موجودہ تعداد کیا ہے اور کیا فارم کی تمام زمین اس کے زیر استعمال ہے؟

(ب) کیا کسانوں کو فارم میں فراہم کردہ مصنوعی نسل کشی کی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں، ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر انتظام خضر آباد فارم ضلع سرگودھا 1660 ایکڑ پر مشتمل ہے اور فارم کی تمام زمین اس کے زیر استعمال ہے۔اس وقت فارم پر 743 ساہیوال نسل کی گائیں اور 860 کجلی نسل کی بھیڑیں موجود ہیں۔

(ب) مذکورہ فارم پر پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ صرف اپنے جانوروں کی مصنوعی نسل کشی کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ سیمن RCCSC جھنگ سے خرید رہا ہے جبکہ ادارہ کا اپنا سیمن پروڈکشن یونٹ زیر تعمیر ہے۔

فضائی اور آبی آلودگی کے تعین سے متعلقہ تفصیلات

*6971: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ تحفظ ماحول نے سال15۔2014 کے دوران صوبہ سے آبی اور فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) کیا آبی اور فضائی آلودگی کے تعین کے لئے کوئی آلات یا لیبارٹریز ہیں؟

(ج) یہ لیبارٹریز کس کس شہر میں کام کر رہی ہیں؟

(د) ایسی لیبارٹریز کھولنے کا کیا طریق کار ہے اور حکومت مزید کس کس شہر میں یہ لیبارٹریز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب ایک ریگولیٹری باڈی ہے جس کا کام ماحولیاتی قوانین پر عمل درآمد کروانا ہے۔ محکمہ عام طور پر آبی اور فضائی آلودگی کی پیمائش کرنے کے لئے ضروری آلات خریدنے اور عوام الناس میں ماحولیاتی شعور بیدار کرنے کے لئے مختلف پراجیکٹ چلاتا ہے۔ سال15۔2014 کے دوران صوبہ سے فضائی اور آبی آلودگی کے تعین کے لئے ترقیاتی منصوبے "Establishment of Air Quality System in Punjab" اور "upgradation of EPA Laboratory Multan" کے تحت 20.135 ملین روپے خرچ کئے ہیں تاکہ فضائی اور آبی آلودگی کے تعین کے بعد اس کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جا سکیں۔

(ب) پنجاب کے آٹھ مختلف اضلاع میں محکمہ ہذا کی لیبارٹریز قائم ہیں اور ان لیبارٹریز کے پاس فضائی اور آبی آلودگی کے تعین کے لئے ضروری آلات موجود ہیں۔

(ج) یہ لیبارٹریز لاہور، ملتان، سیالکوٹ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، رحیم یار خان اور راولپنڈی میں قائم ہیں۔

(د) ایسی لیبارٹریز عام طور پرADP Scheme کے ذریعے کھولی جاتی ہیں۔ محکمہ تحفظ ماحول نے لاہور کے علاوہ باقی سات شہروں میں دوADP Scheme کے ذریعے یہ لیبارٹریز قائم کی ہیں۔ محکمہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فی الحال یہ آٹھ لیبارٹریز کافی ہیں محکمہ ابھی کسی اور شہر میں ایسی لیبارٹری قائم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ میں سال2012 سے اب تک بھرتی اور پروموٹ ہونے والے افسران سے متعلقہ تفصیلات

*6535: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے موجودہ چیف ایگزیکٹو آفیسر اور موجودہ چیف آپریٹنگ آفیسر کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیاCEO,COOاور دوسرے افسران کی بھرتی، تعیناتی بورڈ کے قواعد وضوابط اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری سے ہوئی؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) 3۔ مارچ کو پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے استعفیٰ دے دیا تھا جس کے بعد 5۔مارچ2015 کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ ہوئی جس کی سفارشات پر چیئرمین پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کو چیف ایگزیکٹو آفیسر کا اضافی چارج دے دیا گیا۔ جبکہ ادارہ میں چیف آپریٹنگ آفیسر کی کوئی پوزیشن ہے اور نہ ہی کوئی شخص اس پوزیشن پر کام کر رہا ہے۔

(ب)

1. ادارہ میں COO کی پوزیشن نہ ہے اور نہ ہی اس پوزیشن پر کسی شخص کو بھرتی کیا گیا ہے۔
2. موجودہ CEO کا چارج بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری کے بعد ہی دیا گیا ہے۔ 3۔مارچ کو پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے استعفیٰ دے دیا تھا جس کے بعد 5۔مارچ2015 کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ ہوئی جس میں فیصلہ کیا گیا کہ چیئرمین پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کو چیف ایگزیکٹو آفیسر کا اضافی چارج دے دیا جائے۔

3. تمام آفیسران کی بھرتی بورڈ آف ڈائریکٹرز کے منظور شدہ HR Manual کے مطابق کی جاتی ہے۔ وضع کئے گئے طریقے کے مطابق قومی اخباروں میں اشتہار دیا جاتا ہے، ہر پوزیشن کے مطابق کمیٹی بنائی جاتی ہے جس میں HR اور فیلڈ کے متعلقہ ٹیکنیکل لوگ شامل کئے جاتے ہیں اور شفاف طریقے سے میرٹ پر آنے والوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

شاہدرہ جیا موسیٰ میں کیمیکل فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

*6998: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ جیا موسیٰ لاہور میں کافی تعداد میں کیمیکل فیکٹریاں قائم ہیں، جس میں پرانے ٹائر جلائے جاتے ہیں جس سے علاقہ میں ہر وقت مضر صحت دھواں اور کیمیکل کی بدبو رہتی ہے؟

(ب) حکومت ان علاقوں سے جو کہ گنجان آباد ہیں، یہ کیمیکل فیکٹریاں باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جیا موسیٰ شاہدرہ (لاہور) میں صرف ایک عدد کیمیکل فیکٹری "BW Chemical" کے نام سے قائم ہے۔ اس فیکٹری میں ٹائر وغیرہ نہیں جلائے جاتے ہیں لیکن اس سے نکلنے والی کیمیکل کی بدبو علاقہ میں آلودگی کا باعث بن رہی ہے۔ فیکٹری ہذا کے خلاف مختلف ذرائع سے شکایات موصول ہوئیں فیکٹری مالکان نے فیکٹری کو 15.02.2016 تک علاقہ سے باہر منتقل کرنے کا بیان حلفی ڈسٹرکٹ آفیسر (ماحولیات) کے دفتر میں جمع کروایا ہے۔ بیان حلفی کی کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے پنجاب ماحولیاتی ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت کاروائی شروع کر رکھی ہے اور اس سلسلے میں فیکٹری مالکان کو ذاتی شنوائی کے لئے نوٹس نمبر RO(P&C)/EPA/268/2015 بتاریخ 09.10.2015 کے تحت 27.10.2015 طلب کیا ہے۔

(ب) اس سوال کا جواب جز (الف) کے جواب میں موجود ہے۔

برائلر مرغی کی خوراک سے متعلقہ تفصیلات

*6593:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ برائلر مرغیوں کی خوراک حرام اجزاء سے تیار کی جاتی ہے اور فیڈ کی تیاری میں ذبح شدہ مرغیوں، مچھلیوں اور دیگر جانوروں کی آلائشیں اور مردہ جانوروں کا گوشت شامل کیا جاتا ہے، مرغی کی خوراک میں شامل ہونے والے اجزاء کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا حکومت فیڈ بنانے والے اداروں کو چیک کرتی ہے، جنوری2014 سے اب تک کن فیڈ کمپنیز کو چیک کیا گیا اور ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے کون کون سے اداروں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی نیز کیا صوبہ پنجاب میں پولٹری اینڈ فیڈ ایکٹ نافذ ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ہمارے ملک میں تیار ہونے والی مرغیوں کی خوراک پرندوں کی تمام مطلوبہ غذائی ضرورت کو مد نظر رکھ کر تیار کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں مرغیوں کی حاصل کردہ پیداوار دنیا کے مقابلہ میں کسی طرح کم نہ ہے۔ ذبح شدہ مرغیوں سے حاصل کردہ غیر مستعمل فضلات مثلاً انتڑیوں وغیرہ سے خصوصی پلانٹ پر پولٹری میل تیار کی جاتی ہے جو مرغیوں کی خوراک میں دنیا بھر میں مستعمل ہے۔ علاوہ ازیں خشک مچھلی کا چورا اور سلاٹر ہاؤسز سے حاصل شدہ انتڑیوں، پھیپھڑے وغیرہ کو بھی خصوصی طور پر پکا کر مرغیوں کی خوراک میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم مرغیوں کی خوراک میں کسی قسم کی نجس اور سور سے تیار شدہ اجزائے خوراک نہیں ڈالے جاتے۔ مرغیوں کی خوراک کے اجزاء میں مکئی، چاول / نکو، چاول کی پھک، تیل دار بیجوں سے حاصل شدہ میل (بنولہ میل، کینولہ میل اور سن فلاور میل وغیرہ) کارن گلوٹن، گوار میل، فش میل، پولٹری میل، شیرہ، خوردنی نمکیات، حیاتین وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں پنجاب اینیملز کمپاؤنڈ فیڈ سٹف آرڈیننس 2002 نافذ العمل ہے جس کے تحت 2014 سے اب تک صوبہ بھر میں مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی 57 فیکٹریوں / ملوں کو باقاعدہ چیک کرنے کے بعد خوراک تیار کرنے کے اجازت نامے جاری کئے گئے ہیں۔ ان فیڈ کمپنیز کے بارے میں کوئی بھی عملی شکایت ریکارڈ پر نہ ہے۔

ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں میں ایمرجنسی کی سہولت سے متعلقہ تفصیلات

*6852:ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں شام یارات کے اوقات میں ایمرجنسی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں بیمار جانور داخل کرنے کی سہولت نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں کوئی چوکیدار نہ ہے؟

(د) کیا حکومت ان مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ گوالہ کالونی ہربنس پورہ اور رکھ چندرا کے ویٹرنری ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں ایمرجنسی کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں بیمار جانور داخل کرنے کی سہولت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تمام ویٹرنری ہسپتالوں میں چوکیدار موجود ہیں جبکہ ویٹرنری ڈسپنسریوں میں چوکیدار کی اسامیاں نہ ہیں۔

(د) ان مسائل کو حل کرنے کے لئے پراجیکٹ بنائے جارہے ہیں جو کہ حکومت کی منظوری کے بعد قابل عمل ہو جائیں گے۔

ساہیوال: ویٹرنری مراکز سے متعلقہ تفصیلات

*6944:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ لائیو سٹاک کی کتنی ڈسپنسریاں، ہسپتال اور ویٹرنری سنٹرز ہیں اس وقت کتنی زیر تعمیر ہیں اور حکومت مزید کتنی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے بالخصوص پی پی۔222 میں کتنی ڈسپنسریاں، سنٹرز و ہسپتال ہیں، جہاں ادویات مفت فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) پی پی۔222 ساہیوال میں قائم ویٹرنری سنٹرز، ہسپتال میں سال15۔2014 کے دوران کتنی ادویات مفت فراہم کی گئیں، مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) پی پی۔222 ساہیوال میں قائم جن ہسپتالوں و سنٹرز میں عملہ کی تعداد کم ہے اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں نیز کب تک تعداد مکمل ہو جائے گی؟

(د) حکومت لائیو سٹاک کی بہتری کے لئے مزید کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز پی پی۔222 کے تمام ہسپتالوں اور سنٹرز میں مزید کیا سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ ہے، مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ لائیو سٹاک کے کل 10 ویٹرنری ہسپتال، 70 ویٹرنری ڈسپنسریاں، 02 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 10 اے آئی سنٹرز ہیں۔ اس وقت ضلع میں کوئی ویٹرنری ادارہ زیر تعمیر نہ ہے۔ حکومت ضلع ساہیوال میں کوئی نیا ویٹرنری ادارہ بنانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔ حلقہ پی پی۔222 میں کل ایک ویٹرنری ہسپتال، 12 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور ایک اے آئی سنٹر ہے۔ ان تمام اداروں میں ادویات مفت فراہم کی جارہی ہیں۔

(ب) پی پی۔222 ساہیوال میں قائم ویٹرنری سنٹرز / ہسپتال میں سال15۔2014 کے دوران جو ادویات مفت فراہم کی گئیں ان کی تفصیل (Annexure-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پی پی۔222 ساہیوال میں قائم کسی ہسپتال و سنٹر میں عملہ کی کمی نہ ہے۔

(د) حکومت نے لائیو سٹاک کی بہتری کے لئے حال ہی میں دو پراجیکٹ شروع کئے ہیں جن میں ایک دیہی غریب خواتین کی بہبود کے لئے ویہڑیاں / جھوٹیاں / بھیڑ / بکریاں فراہم کرنے کا منصوبہ اور دوسرا دیہی مرغبانی کے فروغ کے لئے پولٹری یونٹس کی فراہمی کا منصوبہ شامل ہے جس میں لائیو سٹاک سے منسلک افراد بھرپور دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق لائیو سٹاک کے عملہ نے گھر گھر جاکر تمام جانوروں کو

مفت حفاظتی ٹیکہ جات لگائے ہیں اور حفاظتی ٹیکہ جات لگانے کا پروگرام ابھی تک جاری ہے۔ مزید یہ کہ محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے جانوروں کو اندرونی اور بیرونی کرموں سے محفوظ رکھنے کے لئے ڈیورمنگ کا پروگرام شروع کر دیا گیا ہے جس سے جانوروں کی گوشت اور دودھ کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو گا۔ ضلع ساہیوال کے تمام ویٹرنری ہسپتال بشمول حلقہ پی پی۔222 میں وافر مقدار میں ادویات مہیا کر دی گئی ہیں جس سے مویشی پال حضرات کو بیمار جانوروں کے علاج معالجہ کے لئے ادویات مفت فراہم کی جائیں گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

شاپر بیگ کے استعمال کرنے پر پابندی سے متعلقہ تفصیلات

375: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحول از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب میں پلاسٹک کے شاپر بیگ بنانے یا پلاسٹک کے شاپر بیگ استعمال کرنے پر پابندی کا کوئی قانون موجود ہے؟

(ب) اگر نہیں تو کیا حکومت پنجاب ایسا قانون بنانے پر کوئی غور کر رہی ہے یا کہ نہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پلاسٹک شاپر بیگ بنانے اور استعمال پر مکمل پابندی کا کوئی قانون موجود نہ ہے تاہم حکومت پنجاب نے پولی تھین شاپنگ بیگز کے بننے، فروخت اور اس کے استعمال کو regulate کرنے کے لئے 2002 میں پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس اور 2004 میں پنجاب پولی تھین بیگ رولز بنائے تھے۔

(ب) مذکورہ بالا قانون کے تحت کالے شاپنگ بیگز پر مکمل طور پر پابندی اور دیگر شاپنگ بیگز کے لئے 15 مائیکرون سے زیادہ موٹائی ہونا ضروری قرار دی گئی۔ مذکورہ بالا آرڈیننس اور رولز کو مزید مؤثر بنانے کے لئے ترامیم زیر غور ہیں تاہم حکومت پنجاب کا پلاسٹک شاپر بیگ بنانے اور ان کے استعمال پر مکمل پابندی کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ کیونکہ اس کاروبار سے بہت سے لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔

خضر آباد لائیو سٹاک فارم سرگودھا سے متعلقہ تفصیلات

562: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خضر آباد لائیو سٹاک فارم سرگودھا کس جگہ قائم ہے نیز اس فارم کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) خضر آباد لائیو سٹاک فارم میں کل کتنے جانور ہیں نیز ہر سال کی ان جانوروں کی پیدائش، فوتیدگی کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) خضر آباد لائیو سٹاک فارم میں سالانہ کتنے جانوروں سے نسل کشی کی جاتی ہے نیز نسل کشی کی سالانہ پیداوار کتنی ہے اور سال 2014 میں کل کتنے جانوروں کی نسل کشی کی گئی اور اس سے کتنے جانور پیدا کئے گئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ خضر آباد لائیو سٹاک فارم کسی کو پٹہ پر دیا گیا، اگر دیا گیا ہے تو کس کو نیز کس تاریخ کو اس فارم کی منتقلی کی گئی نیز کس اتھارٹی کی منظوری سے اسے پٹہ پر دیا گیا؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) خضر آباد لائیو سٹاک فارم ضلع سرگودھا میں چک 60 شمالی میں واقع ہے اور اس کا کل رقبہ 7700 ایکڑ ہے۔

(ب) مذکورہ فارم پر ساہیوال نسل کے 743 جانور اور کجلی بھیڑوں کی تعداد 860 ہے۔ ان کی پیدائش اور فوتیدگی کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:

ساہیوال جانور (پیدائش / فوتیدگی)

سال	کل تعداد	پیدائش	فوتیدگی
2012-13	1086	233	50
2013-14	1051	159	101
2014-15	1008	149	79

کجلی بھیڑیں (پیدائش / فوتیدگی)

سال	کل تعداد	پیدائش	فوتیدگی
2012-13	1360	556	214
2013-14	1313	500	272
2014-15	1112	403	132

(ج) خضر آباد لائیو سٹاک فارم میں سالانہ تقریباً800 جانوروں کی مصنوعی نسل کشی کی جاتی ہے ان میں تقریباً200 کے قریب بچے پیدا ہوتے ہیں۔اور اس کے علاوہ سال2014 میں کل754 جانوروں کی مصنوعی نسل کشی کی گئی۔اوران سے159 پیدائشیں ہوئیں۔

(د) یہ درست ہے کہ خضر آباد لائیو سٹاک فارم کا انتظام پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ(PLDDB) کو مورخہ 26.12.2011 کو گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری سے 33 سال کے لئے دیا گیا ہے۔

ضلع ساہیوال میں محکمہ تحفظ ماحول کے دفاتر اور فضائی آلودگی سے متعلقہ تفصیلات

588: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ تحفظ ماحول کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) اس ضلع کا فضائی آلودگی کا لیول کیا ہے اور کن کن علاقوں میں لیول زیادہ ہے۔اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) ضلع ہذا میں ملازمین کی منظور شدہ کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ تحفظ ماحول کا ایک ہی دفتر ہے جو کہ مکان نمبر40 گلی نمبر1 السعود ٹاؤن عارف والا روڈ پر واقع ہے

(ب) محکمہ تحفظ ماحول ساہیوال میں ملازمین کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیل
1۔	انجینئر محمد عمران	ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحول	17
2۔	محمد اکبر	انسپکٹر	13
3۔	خالی سیٹ	انسپکٹر	13
4۔	خالی سیٹ	انسپکٹر	13
5۔	خالی سیٹ	انسپکٹر	09
6۔	محمد ارشد	جونئیر کلرک	07
7۔	سیف العباس	فیلڈ اسسٹنٹ	06
8۔	محمد عمران غازی	فیلڈ اسسٹنٹ	06
9۔	محمد عمران	فیلڈ اسسٹنٹ	06
10۔	تحسین افتخار	ڈرائیور	04

11۔	فلک شیر	نائب قاصد	01
12۔	محمد عثمان	چوکیدار	01
13۔	خالی سیٹ	سینئری ورکر	01

(نوٹ: سینئر کلرک کی خالی سیٹ پر محمد محسن جونیئر کلرک بی پی ایس۔7کام کر رہا ہے)

(ج) ادارہ تحفظ ماحول پنجاب کی لیبارٹری کی ٹیم نے ساہیوال شہر میں فضائی آلودگی کا لیول چیک کرنے کے لئے مورخہ27.4.2015تا01.05.2015تک رہائشی، کمرشل، سڑکوں کے کنارے اور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے نزدیک علاقوں کی مانیٹرنگ کی۔اس مانیٹرنگ کے دوران اہم گیسیں مثلاً سلفر ڈائی آکسائیڈ(SO2)، نائٹرک آکسائیڈ(NO)نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ(NO2)، کاربن مانو آکسائیڈ(CO)اور سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہونے والے ذرات(PM2.5) Repairable Particulate Matterچیک کئے گئے۔ تمام جگہوں پر صرفRepairable Particulate Matter کی مقدار National Environmental Quality Standardsسے زیادہ ہے یہ مقدار شہری علاقوں میں نسبتاً زیادہ ہے جس کی اہم وجہ گاڑیوں اور دوسرے غیر متحرک ذرائع سے فضائی آلودگی کا اخراج ہے۔باقی چیک کردہ گیسوں کی مقدار National Environmental Quality Standardsسے متجاوز نہ ہے۔ساہیوال شہر کی مانیٹرنگ رپورٹAnnex-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوال(ب)کے جواب میں ملازمین کی خالی اسامیوں کی تفصیلات درج کر دی گئی ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار	عہدہ	سکیل
1۔	انسپکٹر	13
2۔	انسپکٹر	13
3۔	سینئر کلرک	09
4۔	سینئری ورکر	01

حلقہ پی پی۔222میں ویٹرنری ڈسپنسری یا ہسپتال کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

579:جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع ساہیوال کے پی پی۔222 کی ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسری موجود ہے، تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا جن یونین کونسلز میں ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسری موجود نہ ہے، وہاں حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائیں؟

(ج) ضلع ساہیوال میں 14۔2013 کے دوران جانوروں میں مختلف بیماریوں کے لئے کون کون سی ویکسین کس کس کمپنی کی لگائی گئی؟

(د) جن ڈسپنسریز / ویٹرنری ہسپتال میں استعداد سے زیادہ جانور آتے ہیں کیا حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ساہیوال کے پی پی۔222 کی ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری موجود ہے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے کیونکہ تمام یونین کونسلز میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں۔

(ج) ضلع ساہیوال میں سال 14۔2013 کے دوران جانوروں میں مختلف بیماریوں کے تدارک کے لئے جو ویکسین لگائی گئی وہ گورنمنٹ کے زیر انتظام چلنے والے ادارے ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں تیار کی جاتی ہے۔ ویکسین کے نام کی تفصیل درج ذیل ہے:

Sr. #	Name of Vaccine
1.	HS
2.	FMV
3.	NDV
4.	ETV
5.	BQV
6.	CCPV

(د) مذکورہ حلقہ کے تمام ویٹرنری ہسپتال اپ گریڈ ہو چکے ہیں۔ اب ڈسپنسریوں / ہسپتالوں میں جانور استعداد کے مطابق آرہے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: فضائی آلودگی کی وجوہات اور اس کی روک تھام سے متعلقہ تفصیلات

598: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے محکمہ تحفظ ماحول میں فضائی آلودگی کنٹرول کرنے کے لئے کتنا سٹاف کام کر رہا ہے، ان کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیلات سے آگاہ کریں نیز ان کے پاس کون کون سا علاقہ ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے کن کن اداروں، فیکٹریوں، گاڑیوں اور اینٹیں بنانے والے بھٹوں کا چالان کیا ہے، 14۔2013 کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ ضلع میں کون کون سی فیکٹریاں اور بھٹہ جات فضائی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں، کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پانچ سٹاف ممبر آلودگی کو کنٹرول کرنے کا کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	عہدہ	گریڈ	علاقہ
اصغر علی طاہر	ضلعی آفیسر	17	ضلع ٹوبہ
مظہر فرید	انسپکٹر	17	تحصیل ٹوبہ، گوجرہ
محمد عرفان خان	انسپکٹر	13	تحصیل کمالیہ، پیر محل
محمد مبین	فیلڈ اسسٹنٹ	6	تحصیل کمالیہ، پیر محل
عطاء محمد	فیلڈ اسسٹنٹ	6	تحصیل ٹوبہ، گوجرہ

اب مظہر فرید انسپکٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے فیصل آباد ٹرانسفر ہو گئے ہیں۔

(ب) مذکورہ ضلع میں 14۔2013 میں مندرجہ ذیل فیکٹریوں اور بھٹوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

نام یونٹ	موجودہ صورتحال
(1) چودھری شوگر ملز تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	(1) اس صنعتی ادارے کے خلاف کیس محکمانہ حکم نامہ کی خلاف ورزی پر ماحولیاتی ٹربیونل پنجاب لاہور میں زیر سماعت ہے۔
(2) کمالیہ شوگر ملز تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	(2) اس صنعتی ادارے کے خلاف کیس محکمانہ حکم نامہ کی خلاف ورزی پر ماحولیاتی ٹربیونل پنجاب لاہور میں زیر سماعت ہے۔
(3) عوامی چپ (chip) بورڈ سمندری روڈ تحصیل گوجرہ	(3) اس یونٹ کے خلاف تحفظ ماحول ایکٹ 1997 ترمیم شدہ 2012 کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے اور ذاتی شنوائی کا لیٹر جاری کر دیا گیا ہے۔
(4) بسم اللہ رائس ملز سندھیلیانوالی روڈ	(4) اس صنعتی ادارے کے خلاف ماحولیاتی حکم نامہ (EPO)

		جاری ہوا انہوں نے تحصیل پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ محکمہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنی رائس ملز میں آلودگی کو کنٹرول کرنے والے آلات (سائیکلون) نصب کروائے ہیں اور سیکشن 12 کے تحت محکمانہ NOC حاصل کر لیا ہے۔
(5)	اعظم برکس کلن چک نمبر328ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ	(5) اس صنعتی ادارے کے خلاف کیس محکمانہ حکم نامہ کی خلاف ورزی پر ماحولیاتی ٹربیونل پنجاب لاہور میں زیر سماعت ہے۔
(6)	اتفاق برکس کلن چاہ کانجن والا رجانہ روڈ تحصیل کمالیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ	(6) اس صنعتی ادارے کے خلاف ماحولیاتی حکم نامہ (EPO) جاری ہوا۔ اس یونٹ نے محکمہ کی ہدایت پر عمل نہ کیا ہے لہٰذا اس کی Non Compliance Report محکمہ کو موصول ہو گئی ہے لہٰذا اس یونٹ کے خلاف استغاثہ ماحولیاتی عدالت میں دائر کر دیا جائے گا۔
(7)	نیو ماشااللہ فاروقیہ برکلن چک نمبر751گ ب تحصیل پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ	(7) اس صنعتی ادارے کے خلاف تحفظ ماحول ایکٹ 1997 ترمیم شدہ 2012 کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی کی گئی اور ذاتی شنوائی کا لیٹر جاری کیا گیا۔ اس یونٹ نے محکمہ کی ہدایت پر عمل درآمد کیا اور بھٹہ میں استعمال ہونے والے فیول کو کوئلے پر تبدیل کر دیا ہے۔
(8)	ایم ایس برکس کمپنی چک نمبر327ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ	(8) اس صنعتی ادارے کے خلاف تحفظ ماحول ایکٹ 1997 ترمیم شدہ 2012 کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی کی گئی اور ذاتی شنوائی کا لیٹر جاری کر دیا گیا۔ اس یونٹ نے محکمہ کی ہدایت پر عملدرآمد کیا اور بھٹہ میں استعمال ہونے والے فیول کو کوئلے پر تبدیل کر دیا ہے۔

مذکورہ ضلع میں جن گاڑیوں کے چالان یا جرمانہ ہوا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تعداد گاڑیاں	جرمانہ
2013	291	170245
2014	229	181780

(ج) جیسا کہ سروے کے دوران جو یونٹ فضائی آلودگی کا باعث بن رہے تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اور اب ضلع میں کوئی ایسا یونٹ نظر نہیں آیا کہ جو فضائی آلودگی کا باعث بن رہا ہو۔ اگر کوئی بھی یونٹ فضائی آلودگی کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف تحفظ ماحول قوانین کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع ساہیوال میں ڈیری فارمز اور پولٹری فارمز کی تفصیلات

583:جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنے سرکاری اور پرائیویٹ ڈیری فارمز اور پولٹری فارمز ہیں تفصیل بتائیں؟

(ب) ڈیری فارم اور پولٹری فارم بنانے کے لئے حکومت کون کون سی شرائط پر کتنی مالیت کا قرضہ دیتی ہے اور اس کا criterion کیا ہے؟

(ج) ضلع ساہیوال میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(د) کیا ضلع میں جانوروں کے علاج کے لئے محکمہ نے موبائل یونٹ بھی قائم کر رکھے ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ساہیوال میں ایک سرکاری ڈیری فارم قادر آباد کے مقام پر واقع ہے جبکہ 129 پرائیویٹ ڈیری فارمز ہیں ضلع ساہیوال میں کوئی سرکاری پولٹری فارم موجود نہ ہے تاہم 178 پرائیویٹ پولٹری فارمز ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے کسانوں کو ڈیری و پولٹری فارمز بنانے کے لئے کسی قسم کا قرضہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) ضلع ساہیوال میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے محکمہ درج ذیل اقدامات کر رہا ہے:۔

1. محکمہ لائیوسٹاک نے پورے ضلع میں(Mass Vaccination Campaign) کی صورت میں گھر گھر جاکر جانوروں کو بیماریوں کے تدارک کے لئے مفت ویکسین کی ہے۔
2. پورے ضلع میں لیبارٹریز کے عملہ نے ہر گاؤں سے بیماریوں کی موجودگی کا پتا چلانے کے لئے نمونے حاصل کئے اور ان نمونہ جات کے نتائج سے عوام کو آگاہ کیا۔
3. نسل کشی کے لئے زمینداروں کو اعلیٰ نسل کے سانڈ/بیل فراہم کرنا۔
4. تحصیل کی سطح کے ویٹرنری ہسپتالوں میں ترقیاتی منصوبہ کے تحت عوام کو بہتر سہولیات میسر کی جارہی ہیں۔
5. سرکاری تحقیقاتی اداروں میں ہونے والی تحقیق کو فارمرز تک پہنچانا۔
6. فیلڈ ڈیز/فارمرز ڈیز اور سکول فوکس پروگرام کے ذریعے محکمانہ اقدامات سے کسانوں کو آگاہ کرنا۔

(د) ضلع ساہیوال میں جانوروں کے علاج کے لئے محکمہ نے دو موبائل یونٹ قائم کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ موبائل ویٹرنری ڈسپنسری تحصیل ساہیوال۔
2۔ موبائل ویٹرنری ڈسپنسری چیچہ وطنی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ :زمین کی کھدائی کر کے سیوریج کا پانی ڈالنے کا مسئلہ

599:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ دیہات اور شہروں میں کنویں (غرقاب) کھود کر ڈرینج کا پانی ڈالنے سے زیر زمین پانی آلودہ ہو رہا ہے جس سے ہیپاٹائٹس اور دیگر موذی امراض کا روز بروز اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) کیا محکمہ تحفظ ماحول کی جانب سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیر زمین کھدائی کر کے سیوریج کا پانی اس میں ڈالنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے،اگر نہیں تو کیا محکمہ ایسا کرنے کاارادہ رکھتا ہے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فضائی آلودگی کا لیول کیا ہے،مقررہ حدود سے فضائی آلودگی کا لیول کتنا زیادہ ہے،اس کی کیا وجوہات ہیں،اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دوران سروے کچھ یونٹس کا پتا چلا جن میں صادق میرج ہال،رواج میرج ہال،عتیق ہمالیہ واٹر پلانٹ اور ایک پیکیج یونٹ جو اپنا زائد شدہ پانی غرقاب کے ذریعہ ڈسپوز آف کرتے ہیں اور ان کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ان یونٹس کا دوبارہ سروے کیا گیا ہے اب ان تمام یونٹس نے پختہ حوضیاں(Septic Tank)بنالی ہیں جب یہ بھر(Fill)جاتی ہیں تو ٹی ایم اے کے ذریعہ سےdispose of کر دیتے ہیں اور اس کے واجبات بھی ادا کرتے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا یونٹس نے ضائع شدہ پانی زیر زمین ڈالنا بند کر دیا اور پختہ حوضیاں بنالی ہیں جس کا سیوریج ٹی ایم اے کے ٹینک / سکر مشین کے ذریعے سےdispose of کر دیتے ہیں۔اگر کہیں یہ آبی آلودگی پائی گئی تو تحفظ ماحول قوانین کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) فضائی آلودگی کا لیول جانچنے کے لئے محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کی موبائل لیبارٹری نے 01-08-2015 سے09-08-2015 تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سروے کیا۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کی موبائل لیبارٹری کی سروے رپورٹ کے مطابق ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تین

مقامات پر تحصیل پیر محل اور تحصیل کمالیہ میں تمام مقامات پر PM2.5 کی مقدار مقررہ میعاد سے زائد پائی گئی لیب رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کی وجوہات ان مقامات پر دھول مٹی کے ذرات کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سڑک کے کنارے مٹی اور ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کا ہونا ہے، دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں ہیں تاہم محکمہ تحفظ ماحول ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف باقاعدگی کے ساتھ مہم چلا رہا ہے اور دھواں چھوڑنے والی فیکٹریوں میں بھی cyclone اور scrubber لگوائے گئے ہیں۔ محکمہ تحفظ ماحول ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے اور شور کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جنوری2015 سے جولائی2015 تک 92 گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور ان کو۔/67500 روپے جرمانہ کیا۔

حلقہ پی پی۔113 شفاخانہ حیوانات کی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

740: میاں طارق محمود: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔113 گجرات میں شفاخانہ حیوانات کل کتنے ہیں، ان میں سے کس کس کی بلڈنگ کی حالت بہت خراب ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت یو سی لیول پر ایک شفاخانہ حیوانات ضروری ہے؟

(ج) حکومت کب تک ارادہ رکھتی ہے کہ ہر یو سی میں ہسپتال بنائے جائیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔113 ضلع گجرات میں 2 ویٹرنری ہسپتال، 5 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 4 ویٹرنری سنٹرز موجود ہیں۔ مذکورہ حلقہ میں واقع ویٹرنری ہسپتال ڈنگہ اور ویٹرنری ڈسپنسری چکوڑی بھیلووال کی عمارتیں خستہ حال ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک شفاخانہ حیوانات ہونا ضروری ہے لیکن پی پی۔113 کی مندرجہ ذیل یونین کونسلز میں محکمہ لائیو سٹاک کا ادارہ موجود نہ ہے:۔

نمبر شمار	نام یونین کونسل
1	کولیاں شاہ حسین
2	وڑائچانوالہ
3	حاجی محمد
4	ڈنگہ۔II

(ج) مذکورہ حلقہ میں جن یونین کونسلز میں ویٹرنری ڈسپنسریاں موجود نہ ہیں ان میں سے یونین کونسل کرنانہ اور مچھیانہ میں ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں جن کو مکمل کرنے کے لئے فنڈز جاری ہو چکے ہیں جبکہ باقی ماندہ چار یونین کونسلز کے 5 کلو میٹر کے فاصلہ پر پہلے سے ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور فارمرز کو علاج معالجہ کی سہولیات میسر کر رہی ہیں۔ محکمہ کی پالیسی کے مطابق 10 کلو میٹر یا زیادہ فاصلہ ہونے کی صورت میں ویٹرنری ڈسپنسری قائم کی جاتی ہے چونکہ تمام یونین کونسلز میں 5 کلو میٹر یا اس سے کم فاصلہ پر ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم ہیں لہٰذا ان یونین کونسلز میں نئی ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم نہیں کی جا سکتیں۔

فضائی آلودگی کم کرنے سے متعلقہ اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

686: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ تحفظ ماحول نے سال 14-2013 کے دوران فضائی آلودگی کو کم کرنے کے کیا کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ تحفظ ماحول نے فضائی آلودگی پیدا کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کیا کیا اقدامات اٹھائے نیز ان میں کتنی فیکٹریوں کو جرمانہ / سزائیں اور سیل کیا گیا۔ سال 14۔2013 کے دوران اٹھائے گئے اقدامات کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع لاہور میں کتنی ایسی فیکٹریاں موجود ہیں جو پرانے ٹائر اور پلاسٹک ویسٹ جلا رہی ہیں نیز ان فیکٹریوں نے فضائی آلودگی کو کم کرنے کے کیا کیا اقدامات کر رکھے ہیں؟

(د) ضلع لاہور میں موجود محکمہ تحفظ ماحول کے پاس کل کتنے مانیٹرنگ یونٹ ہیں جن سے فضائی آلودگی کا پتا چلایا جا سکتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول نے ضلع لاہور میں فضائی آلودگی کم کرنے کے لئے سال 14۔2013 میں ان تمام فیکٹریوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جو فضائی آلودگی کا باعث بن رہی تھیں تحفظ ماحول آلودگی کا باعث بننے والی 514 فیکٹریوں کو سیل کیا گیا۔ 343 فیکٹریوں کو تحفظ ماحول ایکٹ کے تحت Environment Protection Order جاری کئے گئے۔ محکمہ تحفظ ماحول اور ٹریفک پولیس کی مشترکہ ٹیموں نے 14996 گاڑیوں کو چیک کیا اور ان میں سے فضائی آلودگی کا باعث بننے والی 5914 گاڑیوں کے چالان کئے۔

(ب) لاہور میں فضائی آلودگی کا باعث زیادہ تر سٹیل ملیں ہیں جو کہ شمالی لاہور میں واقع ہیں۔ ڈسٹرکٹ آفس تحفظ ماحول نے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت فضائی آلودگی پھیلانے والی 514 ملوں کو سیل کیا اور تحفظ ماحول ایکٹ کے تحت 343 ملوں کو Environment Protection Order جاری کئے گئے جن میں سال 2013 میں 254 اور سال 2014 میں 89 ملوں کو Environment Protection Order جاری ہوئے۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت سال 2013 میں 365 اور سال 2014 میں کارخانوں کو سیل کیا گیا۔ سال 2013 میں فضائی آلودگی کا باعث بننے والی گاڑیوں سے مبلغ۔/1,323,950 روپے جرمانہ کی مد میں رقم موصول ہوئی۔

(ج) لاہور کی 227 سٹیل ملیں پرانے ٹائر اور پلاسٹک ویسٹ جلاتی تھیں۔ ان کے خلاف ہونے والی کارروائی کے نتیجے میں اب پرانے ٹائر اور پلاسٹک ویسٹ کا جلانا بند ہو چکا ہے۔ ملوں کے خلاف کارروائی کی تفصیل جز (ب) میں دی جا چکی ہے۔ محکمہ کی کارروائی کے نتیجے میں ٹائر استعمال

کرنے والی سٹیل ملوں نے ٹائروں کا بطور ایندھن استعمال ترک کر دیا ہے چوری چھپے جو ملیں ٹائر یا ٹائر کاربن استعمال کر رہی ہیں ان کے خلاف کارروائی جاری ہے نیز محکمہ کی کارروائی کے نتیجے میں195 ملوں نے فضائی آلودگی کنٹرول کرنے کے آلات(wet scrubber) لگوالئے ہیں۔

(د) ضلع لاہور میں محکمہ تحفظ ماحول کے پاس2 فکسڈ اور 01 موبائل مانیٹرنگ یونٹ ہے جن سے فضائی آلودگی کا پتا چلایا جاسکتا ہے۔

گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

755: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کون کون سے ویٹرنری آفیسرز کب سے اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں؟

(ب) یکم جنوری2014 سے آج تک گوجرانوالہ میں ناقص اور مضر صحت گوشت فروخت کرنے والے کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں ایک ہی ویٹرنری ہسپتال پسرور روڈ شیرانوالہ باغ کے پاس واقع ہے مذکورہ ہسپتال میں ویٹرنری آفیسر کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نام آفیسر	عہدہ	تاریخ تعیناتی
ڈاکٹر محمد حبیب	ایڈیشنل پرنسپل ویٹرنری آفیسر	16-04-2015
ڈاکٹر طارق محمود	سینئر ویٹرنری آفیسر	23-02-2013
ڈاکٹر مدثرہ شاہین	ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ)	01-09-2011

(ب) یکم جنوری2014 سے آج تک گوجرانوالہ میں ناقص اور مضر صحت گوشت فروخت کرنے والے افراد کے خلاف جو کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

جرمانہ (روپے)	ایف آئی آر	گرفتار	گوشت ضائع کلوگرام
501500	253	260	7665

گوجرانوالہ: تحفظ ماحول کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

752:**چودھری اشرف علی انصاری:** کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں تحفظ ماحول کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کون کون سے آفیسرز و اہلکاران کب سے اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) ان دفاتر کو سال13۔2012اور سال14۔2013میں کتنا فنڈز فراہم کیا گیااور یہ فنڈ کس کس مد میں خرچ کیا گیا؟

(د) ضلع گوجرانوالہ میں فضائی آلودگی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والے کون کون سے عوامل ہیں اور محکمہ نے سال13۔2012 سے آج تک ان کے تدارک کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ تحفظ ماحول کے 2 دفاتر ہیں۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحول اور دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر (لیبارٹری) محکمہ تحفظ ماحول (دونوں ایک ہی بلڈنگ میں) گلی نذیر ایڈووکیٹ والی بالمقابل چیمہ ہارٹ کمپلیکس میاں ضیاء الحق روڈ پر واقع ہیں۔

(ب)

(i) دفتر ادارہ تحفظ ماحول1988 سے گوجرانوالہ میں قائم ہے۔جس کا سربراہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر گریڈ17 میں ہوتا تھا۔2001 کے بعد اس کا عہدہ تبدیل کر کے ڈسٹرکٹ آفیسر کر دیا گیا۔
بعد ازاں2007 میں دفتر کو اپ گریڈ کر کے دفتر کا سربراہ ڈپٹی ڈائریکٹر/ڈسٹرکٹ آفیسر گریڈ18 میں کر دیا گیا۔دفتر کے سٹاف کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر (لیبارٹری)2010میں گوجرانوالہ میں قائم ہوا تھا جس کا سربراہ ڈپٹی ڈائریکٹر گریڈ18 ہے۔لیبارٹری دفتر کے سٹاف کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i) ان دفاتر کو سال13۔2012اور سال14۔2013میں کتنا فنڈفراہم کیا گیااور یہ فنڈ کس کس مد میں خرچ کیا گیا۔

دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحول گوجرانوالہ کو فراہم کردہ بجٹ تفصیل درج ذیل ہے:

For the year 2012-13

عملہ کی تنخواہ ۔/Salary of Staff=6903000

متفرق اخراجات ۔/Contingency for office use=1614000

کل خرچہ ۔/Total=8517000

For the year 2013-14

عملہ کی تنخواہ ۔/Salary of staff=675000

متفرق اخراجات ۔/Contingency for office use= 2058000

کل خرچہ ۔/Total=8815000

(ii) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر لیب تحفظ ماحول گوجرانوالہ کو فراہم کردہ بجٹ تفصیل درج ذیل ہے:

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر لیب تحفظ ماحول گوجرانوالہ کو13۔2012کے دوران کوئی بجٹissueنہیں ہوا کیونکہ یہ ریگولر نہیں تھابلکہ ایک ترقیاتی منصوبہ کا حصہ تھا۔14۔2013 میں ریگولر ہونے کے بعد اس دفتر کو 40,82000 روپے بجٹ issueہوا، جن میں سے تنخواہوں کی مد میں 28,95000روپے مختص کئے گئے اور contingency کی مد میں11,87000 روپے مختص کئے گئے جبکہ اخراجات9,58,243روپے خرچ ہوئے باقی کے فنڈواپس کر دیئے گئے۔

(د) سال13۔2012میں مختلف یونٹس کا سروے کر کے58یونٹس کو تحفظ ماحول تحفظ کے حکم نامے(EPOs)جاری کئے گئے۔14۔2013 میں79یونٹس کو تحفظ ماحول کے حکم نامے (EPOs)جاری کئے گئے جبکہ سال15۔2014میں15یونٹس کو تحفظ ماحول کے حکم نامے (EPOs)جاری کئے گئے۔ان میں سے14یونٹس نے محکمہ کے ایکشن کی وجہ سے اپنا کام بند کر دیا ہے86یونٹس کے کیسز تحفظ ماحول عدالت میں زیر سماعت ہیں جہاں پر ان کو جرمانے کئے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ محکمہ تحفظ ماحول گوجرانوالہ نے PLGO/2001 کی شق نمبرD۔146کے تحت کارروائی کرتے ہوئے 110یونٹس کو بند کر دیا اورآٹھ یونٹس کے خلاف ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے کے جرم میں ایف آئی آر درج کروائی گئی جہاں پر ان کو65,500روپے جرمانہ کیا گیا۔مزید برآں محکمہ تحفظ ماحول گوجرانوالہ نے پنجاب ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر2013میں آلودگی پیدا کرنے والی1826گاڑیوں کے خلاف چالان

کئے اور ان کو3132250روپے جرمانہ کیا گیا۔ سال2014میں1381گاڑیوں کے خلاف چالان کئے گئے اور انہیں248400روپے جرمانہ کیا گیا۔ جون سال2015تک446گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور انہیں1,20,700روپے جرمانہ کیا گیا۔

چولستان کے مقامی لوگوں کو مویشی پالنے کے لئے بلاسود قرضوں کا اجراء

779:جناب محمد نعیم انور: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ چولستان کے مقامی لوگوں کا انحصار صرف مال مویشی پر ہے؟

(ب) کیاحکومت چولستان کے ان مقامی لوگوں کے روزگار کو بہتر کرنے کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے؟

(ج) کیاحکومت چولستان کے ان مقامی لوگوں کو مال مویشی بھیڑ، بکریوں کے روزگار کو بہتر کرنے کے لئے بلاسود قرضے فراہم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تاکہ مقامی لوگوں کو بہتر روزگار اور ملک کو دودھ اور گوشت ملے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت نے چولستان کے مقامی لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ منصوبے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر نگرانی شروع کئے تھے جو کہ بہتر نتائج کے حصول کے لئے صوبائی محکمہ لائیوسٹاک کو خصوصی طور حوالے کئے جارہے ہیں جس کے تحت دودھ اور گوشت دینے والے چولستانی مویشیوں کی بڑھوتری، بہتری اور لائیوسٹاک پروڈکٹس کی بہتر قیمت کے حصول کے لئے پروسیسنگ کے منصوبے شروع کرنے کا پلان تیار کر لیا گیاہے۔چونکہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ابھی تک علاقہ لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ کے حوالے نہیں کیا لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ بہتری کے لئے کسی منصوبہ پر عملی طور پر پوزیشن میں نہ ہے۔

(ج) چولستان کے مقامی لوگوں کا مال مویشی، بھیڑ، بکریاں روزگار کا واحد ذریعہ ہیں اور مقامی اقتصادیات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتاہے۔

وفاقی حکومت ہر سال ایگریکلچر کے لئے نرم شرائط پر اربوں روپے کے قرضہ جات مختص کرتی ہے بدقسمتی سے لائیوسٹاک جو کہ ایگریکلچر کا56فیصد سے زیادہ ہے اس کو ایگریکلچر کے مختص

قرضہ جات سے 7فیصد بھی مہیا نہیں ہو پاتے۔ حکومت پنجاب نے اس چیز کا بڑی گہرائی سے تجزیہ کیا ہے اور دیہی اقتصادیات کی نشو ونما کے لئے ایک انفراسٹرکچر کھڑا کیا جارہا ہے جس پر برانچ لیس بنکنگ کے ذریعے زرعی قرضہ جات لائیوسٹاک کے فارمرز کو پہنچنے کے انتظامات بہتر، واضح اور روشن ہوں گے۔ محکمہ لائیوسٹاک مختلف برانچ لیس بینکنگ کے مالیاتی اداروں کے ساتھ گفت وشنید کر رہا ہے تاکہ وہ ملک کی سب سے بڑی لائیوسٹاک کی ڈیٹا بیس جو کہ محکمہ نے اپنے وسائل سے کھڑی کی ہے اور دیگر نئی ٹیکنالوجی کے علاوہ ایک انتہائی جدید USSD ٹیکنالوجی پر چل رہی ہے جو کہ پوری دنیا میں برانچ لیس سروسز کو چلانے کا واحد پلیٹ فارم ہے کے ذریعے فارمرز تک رسائی پہنچائی جاسکے۔ اس سلسلے میں ایک واضح سمت کے تعین کے لئے چیف منسٹر کے خصوصی حکم پر کسی بھی صوبے کی پہلی لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی پالیسی کا ڈرافٹ تمام سٹیک ہولڈرز سے مشورہ کر کے تیار کیا گیا ہے اور حتمی منظوری کے لئے وزیراعلیٰ کو پیش کر دیا گیا ہے۔

پلاسٹک شاپنگ بیگ انسانی صحت کے لئے نقصان دہ سے متعلقہ تفصیلات

838: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ انسانی صحت اور ماحول کے لئے نقصان دہ ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان کے استعمال پر پابندی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پلاسٹک شاپنگ بیگ انسانی صحت کے لئے اُس وقت نقصان دہ ہیں جب اُن کے اندر کھانے پینے کی گرم اشیاء ڈالی جاتی ہیں۔ اگر استعمال شدہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کو صحیح طریقے سے ٹھکانے نہ لگایا جائے تو یہ سیوریج سسٹم کو بند کر دیتے ہیں اور نتیجتاً گٹر ابلنے لگتے ہیں۔ پلاسٹک شاپنگ بیگ زمین کے اندر بکھر جانے سے اس کی زرخیزی کو متاثر کرتے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب، پلاسٹک شاپنگ بیگ کی پیداوار، فروخت اور استعمال کو محدود کرنے کے لئے پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس 2002 اور پنجاب پولی تھین بیگ رولز 2004 نافذ کر چکی ہے۔ اِس آرڈیننس کے مطابق سیاہ شاپنگ بیگ کی تیاری، خرید وفروخت اور استعمال پر مکمل پابندی ہے۔ اس کے علاوہ 15 مائیکرون موٹائی سے کم کے پلاسٹک شاپنگ بیگ کی پیداوار،

فروخت اور استعمال پر پابندی لگا رکھی ہے۔ پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس2002اور پنجاب پولی تھین بیگ رولز2004 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے صوبہ بھر میں ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحول نے پلاسٹک شاپنگ بیگ بنانے والے کارخانوں / فیکٹریوں کے چالان سینئر سول جج/انوائرنمنٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کئے ہیں۔ عدالت کو بھیجے گئے چالان اوراب تک ہونے والے جرمانے کی تفصیلات Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ضلع لاہور میں15 مائیکرون موٹائی سے کم موٹائی کا300 کلو گرام شاپنگ بیگ قبضہ میں لیا گیا ہے اور16 فیکٹریوں کے کیس / چالان عدالت کو بھجوائے گئے ہیں۔

پی پی۔284(بہاولنگر)میں ویٹرنری ہسپتال وڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

883:جناب محمد نعیم انور:کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔284میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں اور عملہ کی تعداد کیا ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں ویٹرنری ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں ویٹرنری ہسپتال کے لئے سال13۔2012 اور سال14۔2013میں جانوروں کے لئے ادویات کے لئے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(د) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں13۔2012اور14۔2013 کے دوران کتنے جانور علاج کے لئے لائے گئے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں کل 3ویٹرنری ہسپتال،14 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور2 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔ ان اداروں میں 4 ویٹرنری ڈاکٹرز اور 54دیگر عملہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں مذکورہ اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نام خالی اسامی	تعداد
ویٹرنری آفیسر	14
اے آئی ٹیکنیشن	07
درجہ چہارم	03

(ج) حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس کے مذکورہ اداروں کو سال13-2012 کے دوران -/10,78,000روپے اور سال14-2013 کے دوران -/3,51,000روپے جانوروں کی ادویات کے لئے فراہم کئے گئے۔

(د) مذکورہ اداروں میں سال13-2012 کے دوران کل 47,405 جانوروں کا علاج معالجہ کیا گیااور سال14-2013 کے دوران کل50,536 جانوروں کا علاج معالجہ کیا گیا۔

ضلع نارووال میں پولٹری فارمز کے لئے این او سی سے متعلقہ تفصیلات

845: باؤاختر علی: کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع نارووال میں کتنے ایسے پولٹری فارمز ہیں، جنہوں نے محکمہ سے این او سی حاصل نہیں کیا؟

(ب) کیا محکمہ نے این او سی حاصل نہ کرنے والے پولٹری فارمز کے خلاف کوئی کارروائی کی اگر ہاں توان کے نام کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ ضلع میں محکمہ تحفظ ماحول کے کل کتنے ملازمین ہیں ان کو سال13۔2012 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیااسے کن کن مدوں پر خرچ کیا گیا، تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع نارووال میں آٹھ کنٹرول شیڈز / سیمی کنٹرول شیڈز نے محکمہ کااین او سی حاصل نہیں کیا جن کے خلاف پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ1997 (Ammended-2012) کی دفعہ16(1) کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے جبکہ دو نئے کنٹرول شیڈز نے محکمہ کواین او سی کے حصول کے لئے اپلائی کیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ضلع نارووال میں ایک یا دو کمروں پر مشتمل چھوٹے متعدد پولٹری فارمز موجود ہیں جن میں چوزوں کی تعداد 1500 سے کم ہے ان کا سروے کیا جارہا ہے سروے مکمل ہونے پر ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ہاں! محکمہ تحفظ ماحول نارووال میں این او سی (ماحولیاتی منظوری) حاصل نہ کرنے پر مندرجہ ذیل پولٹری فارمز کے خلاف پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ 1997 (Ammended-2012) کی دفعہ (1)16 کے تحت کارروائی کر رہا ہے۔

نمبر شمار	نام یونٹ / ایڈریس	کارروائی
1	دلاور حسین پولٹری فارم موضع کھنگوڑہ نارووال	تحفظ ماحول ایکٹ 1997 (ترمیم شدہ 2012) کی دفعہ 16 کے تحت انوائرمینٹل پروٹیکشن آرڈر جاری ہو چکا ہے۔
2	ساجد محمود پولٹری فارم موضع جموال تحصیل شکر گڑھ	تحفظ ماحول ایکٹ 1997 (ترمیم شدہ 2012) کی دفعہ 16 کے تحت انوائرمینٹل پروٹیکشن آرڈر جاری ہو چکا ہے۔
3	جمال پروٹین فارم نارووال روڈ دھمتھل تحصیل ظفروال	ضلعی آفیسر نارووال کی طرف سے کارروائی مکمل کر کے رپورٹ برائے مزید کارروائی ای پی اے ہیڈ آفس لاہور کو ارسال کی جارہی ہے۔
4	اویس قرنی پروٹین فارم نارووال روڈ دھمتھل تحصیل ظفروال	ضلع آفیسر نارووال کی طرف سے کارروائی مکمل کر کے رپورٹ برائے مزید کارروائی ای پی اے ہیڈ آفس لاہور کو ارسال کی جارہی ہے۔
5	مانیکا سیمی کنٹرول شیڈ گمٹالہ تحصیل شکر گڑھ	ضلع آفیسر نارووال کی طرف سے کارروائی مکمل کر کے رپورٹ برائے مزید کارروائی ای پی اے ہیڈ آفس لاہور کو ارسال کی جارہی ہے۔
6	محمود پولٹری فارم موضع کوٹ گھمن تحصیل نارووال	ضلع آفیسر نارووال کی طرف سے کارروائی مکمل کر کے رپورٹ برائے مزید کارروائی ای پی اے ہیڈ آفس لاہور کو ارسال کی جارہی ہے۔
7	باوَر شد پولٹری فارم دھبلی والہ تحصیل نارووال	تحفظ ماحول ایکٹ 1997 (ترمیم شدہ 2012) کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی شروع کی گئی تاہم یہ پولٹری فارم اب بند ہو چکا ہے۔
8	الفاح پولٹری فارم موضع ٹیڑھا تحصیل ظفروال	تحفظ ماحول ایکٹ 1997 (ترمیم شدہ 2012) کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی شروع کی گئی تاہم یہ پولٹری فارم اب بند ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ چھوٹے پولٹری فارمز (جن میں چوزے ڈالنے کی گنجائش 500 تا 1500 تک ہے) کا سروے کیا جارہا ہے تاکہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکے۔

(ج) ضلع نارووال میں محکمہ تحفظ ماحول میں کل ملازمین کی تعداد بشمول ڈسٹرکٹ آفیسر 09 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	اسامی	گریڈ	منظور شدہ تعداد	موجود	خالی
1۔	ضلعی آفیسر	17	01	01	–
2۔	انسپکٹر	13	02	01	01
3۔	کلرک	07	01	01	–
4۔	فیلڈاسسٹنٹ	06	02	02	–
5۔	ڈرائیور	01	01	01	–
6۔	نائب قاصد	01	01	01	–
7۔	چوکیدار	01	01	01	–
8۔	سینٹری ورکر	01	01	01	–

13۔2012میں فراہم کئے جانے والے بجٹ کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

نان ڈویلپمنٹ بجٹ کی تفصیل : (1)تنخواہیں۔/23,28,000روپے

(2)متفرق دفتری اخراجات ویوٹیلٹیز۔/06,70,000روپے

ٹوٹل بجٹ ۔/29,98,000روپے

ڈویلپمنٹ: کوئی نہیں

(بجٹ13۔2012کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع گوجرانوالہ میں دودھ کی پیداوار سے متعلقہ تفصیلات

896:چودھری اشرف علی انصاری: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شہریوں کو خالص دودھ کی فراہمی یقینی بنانے اور دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ کی طرف سے کیااقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(ب) یکم جنوری2015 سے آج تک مذکورہ ضلع میں شہریوں کو ناقص یاملاوٹ شدہ دودھ فراہم کرنے پر کن کن افراد کے خلاف کیاکارروائی عمل میں لائی گئی، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شہریوں کو خالص دودھ کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے ذمہ دار پنجاب فوڈ اتھارٹی ہے۔ یہ ادارہ ضلع بھر میں شہریوں کو ناقص یاملاوٹ شدہ دودھ فراہم کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لاتا ہے ان کو بھاری جرمانے اور جیل بھیجنے کی سزا دیتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ لائیوسٹاک نے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

i. فارمرز کو جانوروں کی دیکھ بھال سے آگاہی کے لئے مفت مشورے دیئے جاتے ہیں۔
ii. ویٹرنری ہسپتالوں کے انچارج ڈاکٹر مہینے میں 2 دفعہ فارمرز ڈے کا اہتمام کرتے ہیں۔
iii. جانوروں کو موسمی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے وقت پر ویکسین کی جاتی ہے محکمہ نے پنجاب کے باقی اضلاع کی طرح اس ضلع میں بھی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جانوروں کو ویکسین تین فیز میں کی ہے۔
iv. محکمہ سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ دودھ پیدا کرنے والے فارمرز کو اقتصادی نقصان سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کرے اور اسی کاوش میں خشک دودھ کی امپورٹ ڈیوٹی بڑھانے کے لئے منسٹر فنانس کو گزارشات جمع کروائی گئی ہیں جب تک خشک دودھ پر امپورٹ ڈیوٹی نہیں بڑھائے جائے گی شہریوں کو خالص دودھ ملنا دشوار ہے۔
v. جانوروں کو سال میں کم از کم دو دفعہ کرم کش ادویات پلانے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور محکمہ نے مفت کرم کش ادویات جانوروں کو پلائی ہیں۔
vi. متوازن ونڈا کا استعمال اور اس کو بنانے کی ترکیب کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں۔
vii. ڈیری فارم کا انتظام بہتر طریقے سے چلانے کے لئے فارم کی تعمیر، جانوروں کی خریداری اور اخراجات کا تخمینہ لگانے تک تمام راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔
viii. ڈیری فارم اور بہتر دودھ کی پیداوار لینے کے لئے فارمرز کو جدید ٹیکنالوجی اپنانے کے مشورے دیئے جاتے ہیں۔
ix. بیماری کی صورت میں محکمہ ہذا ان کو مفت طبی مشورہ جات اور علاج معالجہ کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔
x. محکمہ کی کاوشوں سے جانوروں کی صحت بہتر بنانے اور دودھ میں مضر اثرات کا سبب بننے والے ہارمونز انجکشن پر پابندی لگوادی گئی ہے۔مزید برآں ان ہارمونز انجکشن کے لائسنس کی رجسٹریشن کینسل کروادی گئی ہے۔

(ب) فوڈ اتھارٹی نے ضلع گوجرانوالہ میں یکم جنوری 2015 سے آج تک ناقص اور ملاوٹ شدہ دودھ فروخت کرنے والوں کے خلاف جو کارروائی کی ہے اس کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں خشک دودھ کی خرید و فروخت میں ملوث عناصر کی نشاندہی اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کے لئے محکمہ سرگرم عمل ہے۔

ضلع حافظ آباد: محکمہ تحفظ ماحول کے ملازمین کی تعداد، فنڈز و دیگر تفصیلات

846: باؤاختر علی: کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ تحفظ ماحول کے کتنے ملازمین ہیں، گریڈوار تفصیل بتائیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں حکومت نے سال12۔2011اور13۔2012 کے دوران محکمہ ہذا کو کتنے فنڈز کس کس مد میں فراہم کئے گئے، تفصیل بتائیں؟

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور گاڑیوں کے پٹرول و مرمت پر خرچ ہوئی، تفصیلاً بیان کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں گزارشات وجوابات درج ذیل ہیں:

سیریل نمبر	اسامی	گریڈ	منظور شدہ تعداد	موجود	خالی
1	ضلعی آفیسر	17	01	01	–
2	انسپکٹر	13	02	01	01
3	کلرک	07	01	01	–
4	فیلڈاسسٹنٹ	06	02	02	–
5	ڈرائیور	04	01	01	–
6	نائب قاصد	01	01	01	–
7	چوکیدار	01	01	01	–
8	سینٹری ورکر	01	01	01	–

(ب) سال12–2011اور13–2012 کے بجٹ کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جواب درج ذیل ہے:

سال12–2011

سیریل نمبر	مد	خرچہ پاکستانی روپے	اردو گنتی میں
1	ملازمین کی تنخواہیں	=/19,24,242	مبلغ انیس لاکھ چوبیس ہزار دوسو بیالیس روپے صرف
2	متفرق اخراجات	=/4,49,411	مبلغ چار لاکھ انچاس ہزار چار سو گیارہ روپے صرف
	ٹوٹل اخراجات	=/23,73,653	مبلغ تیئس لاکھ تہتر ہزار چھ سو ترپن روپے صرف

سال13–2012

سیریل نمبر	مد	خرچہ پاکستانی روپے	اردو گنتی میں
1	ملازمین کی تنخواہیں	=/20,29,509	مبلغ بیس لاکھ انتیس ہزار پانچ سو نو روپے صرف
2	متفرق اخراجات	=/3,73,928	مبلغ تین لاکھ تہتر ہزار نو سو اٹھائیس روپے صرف
	ٹوٹل اخراجات	=/24,03,437	مبلغ چوبیس لاکھ تین ہزار چار سو سینتیس روپے صرف

ڈیری وپولٹری پروڈکشن بڑھانے سے متعلقہ تفصیلات

967: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے ڈیری اور پولٹری فارمرز کی پروڈکشن بڑھانے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، تفصیلات دیں؟

(ب) محکمہ لائیو سٹاک بازاروں میں ناقص دودھ کی روک تھام کے لئے کیااقدامات اٹھارہاہے؟

(ج) ویٹرنری ڈاکٹرز کا کام فارمر کو آگاہی اور سروسز بہم پہنچانے کے ہیں جبکہ ویٹرنری ڈاکٹر مارکیٹوں میں گوشت کی چیکنگ کررہے ہیں،اس کی کیاوجوہات ہیں حالانکہ یہ کام ایڈمنسٹریشن کاہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد صوبے پہلی مرتبہ بااختیار ہوئے ہیں کہ وہ لائیو سٹاک سیکٹر میں اپنی ترجیحات طے کر سکیں اور صوبے کے اندر رہنے والے مختلف النوع باشندوں اور اس کی امتناع واقسام کے مویشیوں کے بارے میں پالیسیاں بناکر ان کی ترقی کی جانب جاسکیں لہٰذا یہ حیران کن نہیں ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک پنجاب نے قیام پاکستان سے لے کر اب تک کسی بھی صوبے کی پہلی لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی پالیسی تیار کر کے حتمی منظوری کے لئے پیش کر دی ہے جس میں آئندہ آنے والے سالوں میں ترقیاتی ترجیحات، کمزوریوں اور بہتر امکانات کے پس منظر میں بھرپور تعین کیاگیاہے۔

کسی بھی صوبے کی ترقی اور اس کی پلاننگ کے لئے سب سے اہم کام اس شعبے کے متعلق بنیادی ڈیٹے کا صحیح اصول ہے تاکہ متعین کردہ مقاصد کے تناظر میں کسی بھی شعبے اور محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاسکے۔ مندرجہ بالا اقدامات کی روشنی میں حکومت پنجاب میں محکمہ لائیو سٹاک کی صحیح ترجیحات کا تعین کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی براہ راست زیر نگرانی اس سال کے شروع میں یہ فیصلہ کیاکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیماری کاانتظار کرتے رہنے کی بجائے اس کا علاج معالجہ کیاجاسکے محکمہ ہر وہ اقدام کرے گا جس سے کہ وہ بیماری آئے ہی نہ، یاد رہے کہ لائیو سٹاک کی بیماری کا مطلب کسان کی اقتصادی تباہی ہے لہٰذا اینٹی بائیوٹک کی بجائے ویکسینیشن پر اور لائیو سٹاک کی عمومی صحت کو بہتر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔اس

سلسلہ میں ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیالیس لاکھ کسانوں کے چھ کروڑ تیس لاکھ سے زائد مویشیوں اور دیہی پرندوں کی پہلی ماس ویکسینیشن 25892 گاؤں کی سطح پر اوائل سال میں کی گئی جس کے چونکا دینے والے نتائج سامنے آئے۔اسی طرح دوسری اور تیسری ماس ویکسینیشن کمپین چلائی گئی اور اب ویکسینیشن کو لائیو سٹاک کی سروسز کا بنیادی اور اہم جز بنا دیا گیا ہے۔ماس ویکسینیشن کے دوران اہم ڈیٹا کا حصول کیا گیا اور اس کو ایک نہایت جدید برقی مواصلاتی رابطے کے نظام 9211 سسٹم کے ذریعے اب تک کی ملک کی سب سے بڑی کاشتکاروں کی آئی سی ٹی بیس، تین ماہ کے قلیل مدت میں کھڑی کی گئی جس میں 25892 دیہات سے بتیس لاکھ کاشتکاروں کے پونے پانچ کروڑ لائیو سٹاک کا مکمل ریکارڈ دستیاب ہے اس ڈیٹا بیس میں لمبر داروں، امام مسجدوں اور گاؤں کے چوکیداروں کے نمبر بھی موجود ہیں اور ان کاشتکاروں سے روزانہ کی بنیاد پر محکمہ زیر رابطہ ہے تاکہ ان کے لائیو سٹاک کی بھرپور نگہداشت کا کام بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی پیکج کے طور پر محکمہ کے صوبہ کی لائیو سٹاک Asset Manager کے نئے کردار کے مدنظر اب تک کی ملکی تاریخ کا سب سے بڑا توسیع سروسز کا نظام کھڑا کرنے کے لئے 4500 میڈیکل کٹ سے مزین موٹر سائیکلز فراہم کرنے کا حکم دیا ہے جس کی پہلی کھیپ (3700) اگلے ہفتے سے محکمہ کے سپرد ہونا شروع ہو جائے گی۔یہ موٹر سائیکل محکمہ کا موجودہ سٹاف، جو کہ برقیاتی مواصلاتی سسٹم 9211 سے منسلک ہوں گے استعمال کرے گا اور کوئی بھی کاشتکار کسی بھی وقت محکمہ کی توسیع سروسز صرف ایک میسج یا ٹول فری نمبر 080009211 پر کال کر کے حاصل کر سکے گا۔ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی بھی صوبے کے اندر پورے صوبے کا بیماریوں کے حوالے سے معروضی سروے کیا گیا ہے اور اس کا اقتصادی تجزیہ کر کے نتائج نکالے گئے ہیں کہ ماہانہ اٹھارہ سے انیس ارب کا نقصان ایسی بیماریوں سے ہو رہا ہے جن کو معمولی کاوش سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے جیسے نمک کی کمی، پیٹ کے کیڑے، صاف پانی کی فراہمی وغیرہ۔

دودھ کی پیداوار کی سب سے اہم چیز کاشتکار کو اس کی خرچ کردہ رقم کا صحیح بدلہ مہیا کرنا ہے۔ اگر کسان 80 روپے میں ایک لیٹر دودھ پیدا کر پاتا ہے اور اس کو 38 روپے لیٹر میں فروخت کرنا پڑتا ہے تو کوئی وجہ نہیں وہ مستقبل میں دودھ پیدا کرنے کا عمل جاری رکھے لہٰذا یہ بات قطعاً حیران کن نہیں ہے کہ مارکیٹ میں فروخت ہونے والے جانوروں میں 72 فیصد تک

مادہ قابل افزائش جانور ذبح کے لئے آ رہے ہیں جس کو حکومت پنجاب نے ایک قانون کے ذریعے غیر قانونی عمل قرار دیا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان خشک دودھ اورWhey Powderکا ڈیمپنگ گراؤنڈ بن چکا ہے۔ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ انڈیااور ترکی کی مانند خشک دودھ کی درآمد پر بھاری ڈیوٹی لگائی جائے۔

پاکستان خصوصاًپنجاب میں بڑے جانور دودھ کی پیداوار کے لئے رکھے جاتے ہیں اور گوشت کا حصول ابھی تک ثانوی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا دودھ دینے والے جانوروں کی نسل کشی بہت اہمیت کی حامل ہے محکمہ لائیوسٹاک نے تاریخ میں پہلی مرتبہ غیر معیاری سیمن پروڈکشن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی ہے۔ نسل کشی کے قواعد کو لاگو کیا ہے صوبائی بریڈنگ اتھارٹی کو اپنے پیروں پر کھڑا کیا ہے تاکہ جانوروں کی صحیح طریقے سے افزائش نسل کی جاسکے۔اس ضمن میں قابل ذکر امر یہ ہے کہ کچھ غیر محتاط عناصر صرف ایک مہینے کی سرسری تربیت کے بعد مصنوعی نسل کشی کے ٹیکنیشن پیدا کر رہے تھے۔ جنہوں نے جانوروں کی نسلیں اجاڑ ڈالی ہیں۔ حکومت پنجاب نہ صرف یہ کہ ہزاروں سرکاریATIsکی دوبارہ تربیت کر چکی ہے جبکہ پانچ ہزار آٹھ سو سے زیادہ پرائیویٹAITsکی حکومت سے اضافی وسائل لئے بغیر اپنے وسائل سے ہی جاری رکھے ہے تاکہ دیہی کاشتکاروں کو اعلیٰ نسل کے جانور مل سکیں۔تاہم درمیانی عرصہ کے لئے محکمہ لائیوسٹاک چھوٹے اور بڑے جانوروں کے بہترین تصدیق شدہ نر مفت کاشتکاروں کو فراہم کرنا شروع کر دیئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ چھوٹے جانوروں میں پاکستان میں ابھی مصنوعی نسل کشی کا رواج نہ ہوا ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک کی تجویز پر حکومت پنجاب نے جانوروں سے انسانوں کو لگنے والی بیماریوں کے تحقیقاتی مرکز کے قیام کی اصولی بنیادوں پر منظوری دے دی ہے۔

اچھے دودھ دینے والے جانوروں کو اقتصادی ترجیح بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے فلڈ سے متاثرہ علاقوں میں جو ٹیاں مفت فراہم کی ہیں۔اسی طرح دیہی مرغبانی کے فروغ کے لئے جو کہ غذائیت کی فراہمی کا نہایت اہم ذریعہ بن سکتا ہے پہلے فیز میں11460پولٹری یونٹ اور امسال لاکھوں پرندے تقسیم کرنے کا پروگرام ہے۔

(ب) خشک دودھ کی امپورٹ پر ڈیوٹی لگانے کے لئے وزیر خزانہ کے زیر سایہ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو کہ سفارشات مرتب کر رہی ہے۔ناقص دودھ کی روک تھام محکمہ لائیوسٹاک کے اختیار میں نہ ہے تاہم محکمہ لائیوسٹاک اپنے بنیادی سٹیک ہولڈر یعنی کہ دودھ پیدا کرنے والے کاشتکار کے مفاد کے تحفظ کے لئے نہ صرف اس چیز کے لئے کوشاں ہے کہ اس کو دودھ کے پیدا کرنے کی صحیح قیمت مل سکے۔ محکمہ نے دس ہزار سے زیادہ گوالوں کا ڈیٹا اکٹھا کیا ہے جن کو ایک خصوصی پیکج کے ذریعے دودھ کی ترسیل کا صاف ستھرا نظام کھڑا کرنے میں مدد دینے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ محکمہ لائیوسٹاک نے ناقص دودھ کی فراہمی روکنے کے لئے عدالت عالیہ لاہور میں ہارمون سے پیدا کردہ انتہائی مہلک اور مضر صحت دودھ کی پیداوار کو روکنے کے لئے ہارمون کے ٹیکہ جات کو روکنے کی سفارش کی ہے۔اس کیس کو ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان کے سامنے بھی اٹھایا ہے۔

(ج) یہ بجا ہے کہ محکمہ لائیوسٹاک کے ڈاکٹروں کا کام گوشت کی چیکنگ نہیں کیونکہ گوشت خوراک کا ایک اہم جز ہے جس کے لئےPure Food Rulesاور متعلقہ خوراک کے حفاظتی قوانین لاہور کی حد تک پنجاب فوڈ اتھارٹی اور باقی اضلاع میں لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

ضلع حافظ آباد میں ماحولیاتی آلودگی سے متعلقہ تفصیلات

847: **باؤ اختر علی:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا محکمہ تحفظ ماحول ضلع حافظ آباد میں آلودگی کو کم کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہا ہے اگر ہاں تو کیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

محکمہ تحفظ ماحول ضلع حافظ آباد ماحول کی آلودگی درج ذیل اقدامات اٹھا رہا ہے۔

(1) آلودگی پھیلانے والے کارخانوں کو آلودگی کنٹرول کرنے کے لئے مقامی طور پر ہدایات تیار اور جاری کی گئی ہیں۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) تحفظ ماحول کے لئے آگاہی مہم وقتاً فوقتاً چلائی جاتی ہیں۔

(3) تحفظ ماحول کے لئے مندرجہ ذیل بروشر اور کتابیں چھپوائی گئی ہیں۔

(1) تحفظ ماحول بذریعہ شجر کاری (بروشر)

(2) ڈینگی مہم (بروشر)
(3) ماحول کی صفائی ستھرائی کے رہنما اصول (بروشر)
(4) ماحولیاتی شجر کاری (کتابچہ)
(5) شہر ہائے سبز (کتابچہ)
(6) تحفظ ماحول کا دینی تصور (کتاب)

اس ضمن میں 2007 سے لے کر اب تک تمام عالمی ماحولیاتی، عالمی یوم ارض، عالمی یوم آب، یوم تحفظ اوزون اور عالمی یوم تحفظ حیوانات کے مواقع پر سیمینار اور walks مزید لیکچروں اور طبع شدہ مواد کی تقسیم کا اہتمام کیا گیا۔

(4) صفائی مہم کو 27 اپریل سے 2 مئی تک مہم کے طور شروع کر کے مسلسل جاری رکھا گیا ہے۔ اس ضمن میں ہدایات نامے جاری کئے گئے اور ان پر عملدرآمد کی پڑتال کی گئی۔ علاوہ ازیں ٹی ایم اے حافظ آباد اور پنڈی بھٹیاں کے عملے کے ساتھ مل کر موقعہ پر ہی کوڑے کے ڈھیر اٹھوائے گئے۔ مسلسل دونوں ٹی ایم ایز کو کوڑے کے ڈھیروں کی تحریری نشاندہی کی جاتی ہے اور ان پر عملدرآمد چیک کیا جاتا ہے۔ ابھی تک کی سب ہدایات پر ٹی ایم ایز اور کارخانوں نے عمل کیا ہے۔

(5) آلودگی پھیلانے والے 227 کارخانوں کے چالان کر کے مرکزی دفتر ادارہ تحفظ ماحول پنجاب لاہور کو ارسال کر دیئے گئے ہیں۔

(6) آلودگی پھیلانے والے 85 کاروبار کو سیل کیا گیا ہے۔

(7) ہسپتالوں کے فضلہ کو جلانے کے لئے انسنریٹر ڈی ایچ کیو ہسپتال حافظ آباد میں چلوایا گیا ہے جس میں حافظ آباد کے 75 ہسپتال اپنا فضلہ انسنریٹ کروا رہے ہیں۔ باقی تمام ہسپتالوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ یہی کارروائی ویٹرنری ہسپتالوں کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور تاحال جاری۔ 18 ہسپتالوں کے چالان کئے گئے ہیں۔

(8) دھواں چھوڑنے اور شور پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف مہم ٹریفک پولیس کے ساتھ جاری ہے۔ اب سے پہلے دفتر ہذا کا عملہ اپنے ایکٹ کے تحت بھی چالان کرتا تھا اور اب اس کو دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔

(9) کالے اور دوسرے ممنوعہ شاپر بیگ کے تمام مراکز کو ہدایت نامے جاری کئے گئے ہیں اور ان کو مسلسل چیک کیا جاتا ہے۔

(10) 138 پینے کے پانی کے سیمپل کا تجزیہ کروایا گیا۔

(11) مندرجہ ذیل سروے مکمل کئے گئے۔

(1) کرم کش وزرعی ادویات
(2) 8 عالمی معاہدوں پر عملدرآمد کا سروے

(3) الیکٹرونکس کے فضلہ کا سروے
(4) موٹروے کے ممنوعہ علاقے میں صنعتیں
(5) تمام قسم کے کاروباروں اور صنعتوں کا جی پی ایس سروے
(6) آتش بازی کے کارخانوں کا سروے
(7) تمام کباڑ خانوں کا سروے
(8) ٹائروں اور پنکچروں کی دکانوں اور گوداموں کا سروے
(9) گیس اور پٹرول و ڈیزل کی غیر قانونی فروخت کا سروے (ان تمام سرویز کی رپورٹیں دستیاب ہیں)

(12) انسداد ڈینگی کے سلسلے میں سیمیناروں، لیکچروں، واکز اور طبع شدہ ہدایات اور بینروں اور فلیکسوں کا انتظام کیا جاتا ہے انسداد ڈینگی کے سلسلے میں ہر سال تمام متعلقہ اداروں، کاروباروں، زیر تعمیر منصوبہ جات، کباڑ خانوں، ٹائروں کے مراکز اور دکانوں کو تحریری بیداری شعور کا مواد اور تحریری ہدایات دی جاتی ہیں اور ان کی چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔

(13) ابھی تک 92 صنعتی و کاروباری منصوبہ جات تحفظ ماحول ایکٹ پنجاب کے تحت این او سی لے چکے ہی، 45 ٹاوروں اور 08 دیگر صنعتی این او سی انڈر پراسس ہیں۔

مضر صحت گوشت کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات سے متعلقہ تفصیلات

969: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے صوبہ میں مضر صحت گوشت کی فروخت کی روک تھام کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا محکمہ لائیو سٹاک فیڈ ایکٹ پر عملدرآمد کروا رہا ہے، تفصیلات دیں؟

(ج) محکمہ لائیو سٹاک ڈسٹرکٹ کی سطح پر فارمر کی آگاہی پروگرام کے حوالے سے گزشتہ دو سال میں کتنی ورکشاپ کروا چکا ہے، تفصیلات دیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) مضر صحت گوشت کی فروخت و ترسیل کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف حکومت پنجاب کے حکم پر محکمہ لائیو سٹاک اور متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر نگرانی بھرپور کارروائی کا آغاز بتاریخ 17-10-2014 کو کیا گیا اب تک 36 اضلاع میں کل 3,46,441 کلو

گرام، مضر صحت، حرام ومردہ اور بیمار جانوروں کے گوشت کی تیاری وترسیل کی بابت 2664 مقدمات درج کئے گئے۔ 3268 لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور کل 3,46,441 کلو گرام گوشت تلف کیا گیا۔ 3429 چالان کئے گئے اور 23,98,050 روپے جرمانہ اور اس کے علاوہ 156 گاڑیاں بھی تحویل میں لی گئی ہیں۔

اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد جو کہ ایک سے زیادہ مقدمات میں ملوث ہیں کی تین ماہ کی نظر بندی کے لئے بھی متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر آفیسر صاحبان کو متحرک کیا جا چکا ہے۔ عوام کی آگاہی اور مضر صحت، مردہ اور بیمار گوشت کی تیاری وفروخت پر فوری کارروائی کے لئے ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر کی زیر نگرانی ٹیم متحرک ہے۔ اس کارروائی کے نتیجے میں اس مکروہ دھندہ میں ملوث افراد کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور اس کارروائی کو حتمی انجام تک پہنچایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں عوام الناس کو 9211 SMS اور ٹول فری 9211۔08000 کی سہولت فراہم کر دی گئی ہے جو 24 گھنٹے سروس دے رہا ہے۔ عوام اور معزز ممبران پارلیمنٹ کی تجاویز کی روشنی میں اس سسٹم کو مزید فعال بنایا جائے گا۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے موجودہ پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول ایکٹ 1963 میں ترمیم کر کے نیا پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول بل 2015 (Amended) کابینہ میں جمع کروادیا ہے جو کہ جلد ہی پاس ہو جائے گا۔ اس ایکٹ کے تحت اس قسم کا گھناؤنا کاروبار روکنے کے لئے سخت سزائیں اور جرمانے تجویز کئے گئے ہیں تاکہ اس لعنت کا مستقل بنیادوں پر علاج کیا جا سکے۔

(ب) جی ہاں! فیڈا ایکٹ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں پنجاب اینیملز کمپاؤنڈ فیڈ اینڈ فی سٹف آرڈیننس 2002 نافذالعمل ہے جس کے تحت 2014 سے اب تک صوبہ بھر میں مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی 58 فیکٹریوں / ملوں کو باقاعدہ چیک کرنے کے بعد خوراک تیار کرنے کے اجازت نامے جاری کئے گئے ہیں لہٰذا فیڈ ملز مذکورہ آرڈیننس کے تحت دیئے گئے معیار کی خوراک تیار کرنے کی پابند ہیں اسی لئے صوبہ بھر میں دستیاب مرغیوں کی خوراک کا معیار تسلی بخش ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک نے ڈسٹرکٹ کی سطح پر فارمر کی آگاہی پروگرام کے حوالے سے گزشتہ دو سال میں کل 28432 ورکشاپ / فارمرز و فیلڈ ڈے کا اہتمام کیا جس کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	تعداد ورکشاپ / فارمرز فیلڈ ڈے
2013-14	14516
2014-15	13916

حلقہ پی پی۔152 لاہور میں ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

1052: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔152 لاہور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں واقع ہیں، ویٹرنری ڈاکٹر اور عملہ کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) حلقہ پی پی۔152 میں ویٹرنری ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تفصیلات بتائیں؟

(ج) حلقہ پی پی۔152 کے ویٹرنری ہسپتالوں کے لئے سال 14-2013، سال 15-2014 میں جانوروں کے لئے ادویات کے لئے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(د) ان ہسپتالوں میں سال 2015 کے دوران کتنے جانور علاج کے لئے لائے گئے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔152 لاہور چونکہ شہری آبادی پر مشتمل ہے۔ جہاں جانور رکھنا ممنوع ہے اس لئے یہاں کوئی ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسری نہ ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

ضلع لاہور میں یومیہ دودھ کی پیداوار سے متعلقہ تفصیلات

1053: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں؟

(ب) محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے نیز ان اقدامات سے آگاہی کے لئے کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے کس نمبر پر ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	ضلع	نمبر شمار	ضلع
1	قصور	10	گجرات
2	شیخوپورہ	11	منڈی بہاؤالدین
3	اوکاڑہ	12	حافظ آباد
4	پاکپتن شریف	13	جھنگ
5	وہاڑی	14	ساہیوال
6	ٹوبہ ٹیک سنگھ	15	ملتان
7	فیصل آباد	16	خانیوال
8	بہاولنگر	17	چنیوٹ
9	گوجرانوالہ		

(ب) محکمہ لائیو سٹاک صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے جو اقدامات اٹھا رہا ہے۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ پنجاب میں جانوروں کی افزائش اور مویشی بانی خصوصاً گائے اور بھینس پالنے کا مین مقصد دودھ حاصل کرنا ہے۔ گوشت و دیگر ہائے پراڈکٹ کو عمومی طور پر زیادہ اہمیت نہ دی جاتی ہے۔ بد قسمتی سے پچھلے آٹھ نو سالوں سے خشک دودھ، وے پاؤڈر و کیمیکل دودھ سے پیک اور کھلا دودھ بنانے کے گھناؤنے کاروبار نے عوام کی صحت اور غریب مویشی پال حضرات کے کاروبار کی فزیبلٹی کو تباہ کر دیا ہے۔ گزشتہ چار / پانچ سالوں سے مویشی پال حضرات جن کی 90 فیصد سے زیادہ تعداد چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرتے ہیں اور ان کی 70 فیصد سے زیادہ تعداد زمین کے غیر مالک ہیں کی معاشی ابتری کا مؤجب بن رہی ہے۔ دنیا میں خشک دودھ کی کم ہوتی ہوئی قیمت اور دودھ پیدا کرنے والے ملکوں میں کسانوں کو فراہم کی جانے والی سبسڈی براہ راست پاکستان خصوصاً پنجاب کو نہ صرف تباہ کر رہی ہے بلکہ مویشی پال حضرات اس کاروبار کو بتدریج چھوڑتے جا رہے ہیں۔ مویشیوں کی خطرناک حد تک کم ہوتی ہوئی مقدار اس کاروبار سے منسلک لوگوں کا دیگر کاروبار میں شمولیت اور دودھ کی مصنوعات پر بڑھتی ہوئی درآمد کو موجودہ سروے دوران ویکسینیشن فیز اتا III الارمنگ صورتحال کا اظہار، جس کے لئے چھوٹے اور بڑے مویشی پال حضرات کو فوری ریسکیو کیا جانا ضروری ہے۔

2۔ پنجاب میں دودھیل جانور (گائے / بھینس) کے سانڈ بیلوں کے سیمن کے ذریعے دودھ پیدا کرنے کی جینیاتی / وراثتی استعداد کو بڑھا کر دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانا۔

3۔ جانوروں کی خوراک پر تجربات کرنا اور ان کے نتائج ڈیری فارمرز تک پہنچانا۔

4۔ دودھ کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے متوازن خوراک (انمول ونڈا) کی فراہمی۔
5۔ نسل کشی کے لئے فارمرز کو اعلیٰ نسل کے سانڈ بیل مہیا کرنا۔
6۔ محکمہ سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ دودھ پیدا کرنے والے فارمرز کو اقتصادی نقصان سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کرے اور اسی کاوش میں خشک دودھ کی امپورٹ ڈیوٹی بڑھانے کے لئے منسٹر فنانس کو گزارشات جمع کروائی گئی ہیں جب تک خشک دودھ پر امپورٹ ڈیوٹی نہیں بڑھائی جائے گی شہریوں کو خالص دودھ ملنا دشوار ہے۔
7۔ صوبہ بھر میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور تشخیص لیبارٹریوں کے ذریعے دودھیل و دیگر جانوروں کی بیماریوں کی بروقت تشخیص، علاج اور متعدی بیماریوں کے خلاف حفاظتی ٹیکہ جات لگانے کے ساتھ ساتھ نئے فارمز کے قیام کے لئے کسانوں کو تکنیکی مشورہ جات دینا۔
8۔ پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹس کے جانوروں کا کراس سیکشنل سروے کیا گیا۔
9۔ بریڈنگ بُل کی تقسیم کی گئی تاکہ اعلیٰ نسل کے جانور پیدا کئے جا سکیں۔
10۔ بیماریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات تمام اضلاع میں تمام مویشیوں کو لگائے گئے۔
11۔ دس ہزار سے زائد دودھ پیدا کرنے والے گوالوں کا ریکارڈ اکٹھا کیا گیا۔
12۔ محکمہ دودھ پیدا کرنے والے فارمرز کی کوآپریٹو بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔
13۔ محکمہ کی کاوشوں سے جانوروں کی صحت بہتر بنانے اور دودھ میں مضر اثرات کا سبب بننے والے ہارمونز انجکشن پر پابندی لگوادی گئی ہے۔ مزید برآں ان ہارمونز انجکشن کا لائسنس کی رجسٹریشن کینسل کروادی گئی ہے۔

ان اقدامات سے آگاہی کے لئے کسانوں کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں:۔

1۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات کے ذریعے جانور پال حضرات کو مشورہ جات دینا۔
2۔ فیلڈ ڈیز/فارمرز ڈیز اور سکول فوکس پروگرام کے ذریعے محکمانہ اقدامات سے کسانوں کو آگاہ کرنا۔
3۔ محکمہ کے کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن ونگ کے ذریعے جانوروں کی بیماریوں، حفاظتی ٹیکہ جات اور خوراک ورہائش سے متعلقہ امور پر مشتمل ماہانہ رسالہ ہمارے مویشی اور دیگر پمفلٹس کی اشاعت و تقسیم۔

(ج) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے پہلے نمبر پر ہے۔

ضلع گجرات میں یومیہ دودھ کی پیداوار سے متعلقہ تفصیلات

1088: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں یومیہ دودھ کی کل کتنی پیداوار ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں، ضلع وار پیداوار کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ج) محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کسانوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کر رہا ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(د) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے کس نمبر پر ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت دودھ کی کل یومیہ پیداوار 24لاکھ 35ہزار 18لیٹرز ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں ان اضلاع میں دودھ کی یومیہ پیداوار کے تناسب کی تفصیلAnnexure-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے جو اقدامات اٹھا رہا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ پنجاب میں جانوروں کی افزائش اور مویشی بانی خصوصاً گائے اور بھینس پالنے کا مین مقصد دودھ حاصل کرنا ہے۔ گوشت ودیگر ہائے پروڈکٹ کو عمومی طور پر زیادہ اہمیت نہ دی جاتی ہے۔ بد قسمتی سے پچھلے آٹھ نو سالوں سے خشک دودھ، وے پاؤڈر و کیمیکل دودھ سے پیک اور کھلا دودھ بنانے کے گھناؤنے کاروبار نے عوام کی صحت اور غریب مویشی پال حضرات کے کاروبار کی فزیبلٹی کو تباہ کر دیا ہے۔ گزشتہ چار / پانچ سالوں سے مویشی پال حضرات جن کی 90فیصد سے زیادہ تعداد چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرتے ہیں اور ان کی 70فیصد سے زیادہ تعداد زمین کے غیر مالک ہیں کی معاشی ابتری کا موجب بن رہی ہے۔ دنیا میں خشک دودھ کی کم ہوتی ہوئی قیمت اور دودھ پیدا کرنے والے ملکوں میں کسانوں کو فراہم کی جانے والی سبسڈی براہ راست پاکستان خصوصاً پنجاب کو نہ صرف تباہ کر رہی ہے بلکہ مویشی پال حضرات اس کاروبار کو بتدریج چھوڑتے جا رہے ہیں۔ مویشیوں کی خطرناک حد تک کم ہوتی ہوئی مقدار اس کاروبار سے منسلک لوگوں کا دیگر کاروبار میں شمولیت اور دودھ کی مصنوعات پر بڑھتی ہوئی درآمد کو موجودہ سروے دوران ویکسینیشن فیز اتاIIIالارمنگ صورتحال کا اظہار، جس کے لئے چھوٹے اور بڑے مویشی پال حضرات کو فوری ریسکیو کیا جانا ضروری ہے۔

2۔ فارمرز کو جانوروں کی دیکھ بھال سے آگاہی کے لئے مفت مشورے دیئے جاتے ہیں۔

3۔ ویٹرنری ہسپتالوں کے انچارج ڈاکٹر مہینے میں 2دفعہ فارمرز ڈے کا اہتمام کرتے ہیں۔

4۔ جانوروں کو موسمی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے وقت پر ویکسین کی جاتی ہے۔ محکمہ نے پنجاب کے باقی اضلاع کی طرح اس ضلع میں بھی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جانوروں کو ویکسین تین فیزز میں کی ہے۔

5۔ محکمہ سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ دودھ پیدا کرنے والے فارمرز کو اقتصادی نقصان سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کرے اور اسی کاوش میں خشک دودھ کی امپورٹ ڈیوٹی بڑھانے کے لئے منسٹر فنانس کو گزارشات جمع کروائی گئی ہیں جب تک خشک دودھ پر امپورٹ ڈیوٹی نہیں بڑھائی جائے گی شہریوں کو خالص دودھ ملنا دشوار ہے۔

6۔ جانوروں کو سال میں کم از کم دو دفعہ کرم کش ادویات پلانے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور محکمہ نے مفت کرم کش ادویات جانوروں کو پلائی ہے۔

7۔ متوازن ونڈا کا استعمال اور اس کو بنانے کی ترکیب کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں۔

8۔ ڈیری فارم کا انتظام بہتر طریقے سے چلانے کے لئے فارم کی تعمیر، جانوروں کی خریداری اور اخراجات کا تخمینہ لگانے تک تمام راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔

9۔ ڈیری فارم اور بہتر دودھ کی پیداوار لینے کے لئے فارمرز کو جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے کے مشورے دیئے جاتے ہیں۔

10۔ بیماری کی صورت میں محکمہ ہذا ان کو مفت طبی مشورہ جات اور علاج معالجہ کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔

11۔ محکمہ کی کاوشوں سے جانوروں کی صحت بہتر بنانے اور دودھ میں مضر اثرات کا سبب بننے والے ہارمونز انجکشن پر پابندی لگوادی گئی ہے۔مزید برآں ان ہارمونز انجکشن کا لائسنس کی رجسٹریشن کینسل کروادی گئی ہے۔

(د) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے پہلے نمبر پر ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، اب جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)شوگر فیکٹریز کنٹرول2015کے بارے میں آسٹیرٹی کمیٹی برائے خوراک کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں

I present the report of Austerity Committee for Food regarding the Punjab Sugar Factories Control (Amendment) Bill 2015(Bill No. 52 of 2015).

کے بارے میں آسٹیرٹی کمیٹی برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتاہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر:جی،رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب قیصر اقبال سندھو مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرناچاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ریونیو اتھارٹی2015کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب قیصر اقبال سندھو:جناب سپیکر!میں

"The Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 51 of 2015).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتاہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر:جی،رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب محمود الحسن چیمہ صاحب مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرناچاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)کینال اینڈ ڈرینج2015کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

چودھری محمود الحسن چیمہ:جناب سپیکر!میں

"The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 53 of 2015).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ
کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 5 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب ہم تحاریک استحقاقات لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق جناب محمد عارف عباسی صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق سردار شہاب الدین خان صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والی شہادتوں کے متعلق سب سے پہلے میں نے مذمتی قرارداد جمع کرائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اورنج لائن کے اوپر اس ہاؤس میں discussion ہو گی۔آج صبح محترم اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن نے یہاں پر اس معاملہ کو raise بھی کیا ہے اور بعد میں protest کرتے ہوئے باہر بھی گئے ہیں۔ میں نے اسمبلی سٹاف سے اور سیکرٹری اسمبلی سے معلوم کیا ہے کہ آپ بتائیں کہ اورنج لائن ٹرین پر کس دن بحث ہو گی تاکہ اس کے مطابق تیاری کی جائے اور معزز ممبران اپوزیشن کے جو بھی تحفظات ہیں ان پر بہتر طریق سے جواب دیا جا سکے۔ مجھے یہ

بتایا گیا ہے کہ اپوزیشن نے کہا ہے کہ ہم نے اس پر بات نہیں کرنی۔ یہ معاملہ تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ معاملہ آپس میں طے ہوا تھا۔In the presence of all political parties. طے ہوا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا یہ بحث کے لئے وقت مقرر کرنے کا طریقہ ہے؟ آپ ایک منصوبہ بنائیں، اس کو آپ implement کر دیں، اس سلسلہ میں اربوں روپیہ آپ loan لے لیں اور کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔ اس ایوان کی توہین اور تضحیک ہو چکی ہے۔ اب گورنمنٹ بحث کرنا چاہتی ہے تو لے آئے ہمارے کندھے پر رکھ کر آپ بندوق کیوں چلانا چاہتے ہیں؟ اگر انہیں اس کا اتنا زیادہ احساس ہے تو باہر لاکھوں لوگ اس پر شور مچا رہے ہیں، لاکھوں لوگ اس سے متاثر ہیں اور پورے پنجاب کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ دو اڑھائی سو ارب روپیہ یہاں لگے گا۔ جنوبی پنجاب کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟ یہ پیسے پورے پنجاب کو دینا پڑیں گے۔ اگر یہ اس پر بحث رکھنا چاہتے ہیں تو رکھیں۔ ہم اس میں participate کریں گے۔ انہیں آج تک خیال نہیں آیا۔ یہ منصوبہ بن گیا اور شروع ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے اور اس طرح سے لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہ ثابت ہو جائے اور یہ ثابت کریں۔ یہ صرف شور اور واویلہ کرنے کی حد تک ہی ساری چیزیں ہیں۔ اگر اپوزیشن کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی اور یہ منصوبہ بنا لیا گیا اور اس پر implementation شروع ہو گئی۔ آئین کیا کہتا ہے؟ کیا آئین حکومت کو یہ mandate دیتا ہے یا نہیں اس بارے میں قانون کیا کہتا ہے؟ اس بارے میں باقی صوبوں کی حکومتوں نے جو میگا پراجیکٹس بنائے ہیں اس کی انہوں نے کانوں کان خبر کی ہے یا نہیں۔ اس میں جو قانون اور constitutional provision ہے اس کے مطابق یہ اعتراض کریں میں اس کا جواب دوں گا۔ اگر یہ اڑھائی تین سو ارب روپوں کی بات کرتے ہیں۔ آپ بتائیں میں اس کا جواب انہیں دوں گا۔ آپ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور arguments کریں کہ یہ منصوبہ لاہور اور پنجاب کی تباہی کا ہے تو میں یہ ثابت کروں گا کہ اس منصوبے پر اعتراض کرنے والوں کی سیاست کا بیڑہ غرق کرنے کے لئے یہ منصوبہ بن رہا ہے۔ آپ اس معزز ایوان میں اپوزیشن کا کردار ادا کرنے سے کیوں بھاگتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!آپ ہر چیز کو سڑکوں پر کیوں کرنا چاہتے ہیں،آپ ہر معاملے کو کنٹینر پر چڑھ کر کیوں کرنا چاہتے ہیں؟آپ آئیں اور دلیل کے ساتھ بات کریں اور اس بات کا جواب دیں۔اب لیڈر آف دی اپوزیشن کا یہ حال ہے کہ انہوں نے بات کی ہے اور اس کے جواب میں، میں بات کر رہا ہوں تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔اگر آج اپوزیشن اس منصوبے پر بات کرنے سے دوڑ رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ صرف کنٹینر پر چڑھ کر شور اور واویلہ کر سکتے ہیں، یہ غل غپاڑہ کر سکتے ہیں، یہ غل غپاڑے کی سیاست کر سکتے ہیں اور یہ کوئی دلیل کے ساتھ بات نہیں کر سکتے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مہربانی۔ٹریک سے نہ اتریں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!رانا ثناء اللہ فیصل آباد چلا جائے گا۔یہاں لاہور کے لوگوں کا قتل ہو رہا ہے۔یہ لیڈری چمکا رہے ہیں۔یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: میں بات کرتا ہوں۔پہلے میری بات سنیں۔بڑی مہربانی۔آپ تمام وہاں موجود تھے۔میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی کہ ہم نے اس پر بحث کرنی ہے تو اس کے لئے ایک دن مقرر کر دیں۔آپ کا تین چیزوں پر اتفاق ہوا تھا۔اس میں زراعت،لاء اینڈ آرڈر اور ایک یہ بھی شامل تھا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!رانا صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ آپ کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔انہوں نے جو 10۔ارب 80 کروڑ روپیہ surrender کیا ہے سیکرٹریز تک کو فون چلے گئے کہ یہ document باہر کیسے آیا؟یہاں Right of Information Act پاس ہو چکا ہے۔ہم دھکے کھاتے پھر رہے ہیں، کبھی ایل ڈی اے کے پاس، کبھی Archeology کے پاس، کبھی پی اینڈ ڈی کے چیئرمین کے پاس کہ ہمیں بتاؤ یہ documents کدھر ہیں؟

جناب سپیکر:آپ میری بات سنیں۔آپ ثبوت لے کر آئیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میری عرض یہ ہے کہ جب یہ بات ختم ہو گئی۔انہوں نے دوبارہ شروع کی ہے تو یہ منصوبہ جو انہوں نے شروع کر لیا ہے اور اس پر اربوں روپیہ خرچ ہو گیا۔اب لوگ شور مچا رہے ہیں، واویلہ کر رہے ہیں اور اعتراضات اٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں اسمبلی میں پہلے لانے کا خیال نہیں آیا کہ یہ اتنا اہم منصوبہ ہے اس کو اسمبلی میں لائیں۔اب جب سول سوسائٹی اور لاکھوں

لوگ باہر سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں تو انہیں خیال آگیا ہے۔تاریخ بتائے گی اور سیاہ حروف میں ان کے نام تاریخ میں لکھے جائیں گے کہ ہمارے لاہور کو ان لوگوں نے تباہ کر دیا ہے۔یہاں کے لوگوں کو برباد کر دیا ہے۔پورے پنجاب کے فنڈز یہاں لاکر لگا دیئے گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔کل سب وہاں موجود تھے ان کی موجودگی میں بات ہوئی تھی۔ قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب احسن ریاض فتیانہ، چودھری غلام مرتضیٰ اور محترمہ حنا پرویز بٹ کی جانب سے چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعہ کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔جی، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جہاں پر اور باتیں بھی طے ہوئی تھیں وہاں پر یہ بھی طے ہوا تھا کہ یہ قرارداد مشترکہ قرارداد ہے لیکن اسے قائد حزب اختلاف پیش کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سب سے پہلے قائد حزب اختلاف نے ہی یہ قرارداد اسمبلی میں بھیجی تھی۔ہماری قرارداد آتی ہے تو آپ کو بھی خیال آ جاتا ہے۔آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔یہ بعد میں شامل ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بھی نام دے دیں ہم بھی اس میں شامل ہیں۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے یہ بھی شامل ہو جائیں۔

جناب سپیکر: اس میں اختلاف کی بات نہیں ہے۔یہ اچھی بات ہے۔نیکی کے کام میں شامل ہو جانا اچھی بات ہے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 20۔جنوری 2016 کو چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعہ کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 20۔جنوری2016 کو چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس تحریک کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 20۔جنوری2016 کو چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

چارسدہ کی باچاخان یونیورسٹی میں دہشتگردی کی وجہ سے ہونے والی شہادتوں پر رنج وغم کا اظہار اور مذمت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ملک بھر کے تمام صوبوں میں حال ہی میں ہونے والے دہشت گردی کے تمام واقعات خصوصاً 20۔جنوری2016 کو چارسدہ کی باچاخان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشت گردی کے المناک واقعہ کی پرزور الفاظ میں مزمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی شہادتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔اس واقعہ میں پروفیسر سید حامد حسین، عملہ کے افراد اور طلباء سمیت 21 معصوم افراد شہید اور تقریباً 30 کے قریب افراد زخمی ہوئے۔

یہ ایوان اس المناک واقعہ کو سانحہ قرار دیتا ہے، بے گناہ افراد کے اس افسوسناک قتل عام پر پوری قوم سوگوار ہے۔

یہ ایوان ان معصوم شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اہلخانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور تمام زخمی افراد کی جلد صحت یابی کے لئے بھی دعا گو ہے۔

یہ ایوان ان سکیورٹی اداروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے چاروں حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا اور اس طرح بہت سی جانوں کو بچالیا۔

یہ ایوان افواج پاکستان ودیگر سکیورٹی اداروں جو ان دہشتگردوں، ان کے سرپرستوں اور سہولت کاروں کے خلاف نبرد آزما ہیں انہیں اپنی بھرپور تائید اور حمایت کا یقین دلاتا ہے۔

یہ ایوان ان ملک دشمن عناصر کے خلاف سکیورٹی اداروں کی جلد کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ملک بھر کے تمام صوبوں میں حال ہی میں ہونے والے دہشت گردی کے تمام واقعات خصوصاً20۔جنوری2016 کو چارسدہ کی باچاخان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشت گردی کے المناک واقعہ کی پرزور الفاظ میں مزمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی شہادتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔اس واقعہ میں پروفیسر سید حامد حسین، عملہ کے افراد اور طلباء سمیت21 معصوم افراد شہید اور تقریباً30 کے قریب افراد زخمی ہوئے۔

یہ ایوان اس المناک واقعہ کو سانحہ قرار دیتا ہے، بے گناہ افراد کے اس افسوسناک قتل عام پر پوری قوم سوگوار ہے۔

یہ ایوان ان معصوم شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اہلخانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور تمام زخمی افراد کی جلد صحت یابی کے لئے بھی دعا گو ہے۔یہ ایوان ان سکیورٹی اداروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے چاروں حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا اور اس طرح بہت سی جانوں کو بچالیا۔

یہ ایوان افواج پاکستان ودیگر سکیورٹی اداروں جو ان دہشتگردوں، ان کے سرپرستوں اور سہولت کاروں کے خلاف نبرد آزما ہیں انہیں اپنی بھرپور تائید اور حمایت کا یقین دلاتا ہے۔

یہ ایوان ان ملک دشمن عناصر کے خلاف سکیورٹی اداروں کی جلد کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ملک بھر کے تمام صوبوں میں حال ہی میں ہونے والے دہشت گردی کے تمام واقعات خصوصاً 20۔جنوری2016 کو چارسدہ کی باچا خان یونیورسٹی میں ہونے والے دہشت گردی کے المناک واقعہ کی پرزور الفاظ میں مزمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی شہادتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔اس واقعہ میں پروفیسر سید حامد حسین، عملہ کے افراد اور طلباء سمیت 21 معصوم افراد شہید اور تقریباً 30 کے قریب افراد زخمی ہوئے۔

یہ ایوان اس المناک واقعہ کو سانحہ قرار دیتا ہے، بے گناہ افراد کے اس افسوسناک قتل عام پر پوری قوم سوگوار ہے۔

یہ ایوان ان معصوم شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اہلخانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور تمام زخمی افراد کی جلد صحت یابی کے لئے بھی دعا گو ہے۔

یہ ایوان ان سکیورٹی اداروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے چاروں حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا اور اس طرح بہت سی جانوں کو بچالیا۔

یہ ایوان افواج پاکستان ودیگر سکیورٹی اداروں جو ان دہشت گردوں، ان کے سرپرستوں اور سہولت کاروں کے خلاف نبرد آزما ہیں انہیں اپنی بھرپور تائید اور حمایت کا یقین دلاتا ہے۔

یہ ایوان ان ملک دشمن عناصر کے خلاف سکیورٹی اداروں کی جلد کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب میں اچانک سکولوں و کالجوں کی بندش سے طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلے ایک ہفتے سے پنجاب میں کروڑوں بچے اور ان کے والدین سخت پریشان ہیں۔ اچانک ایک دن رات کو ساڑھے بارہ بجے حکومت پنجاب کی طرف سے یہ فرمان جاری ہوتا ہے کہ صبح سے تمام تعلیمی ادارے بند ہوں گے اور دن چڑھے آدھے سے زیادہ بچے سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے اپنے والدین کے ساتھ سکولوں میں پہنچے تو پتا چلا کہ حکومت کی طرف سے چھٹی ہو گئی ہے اور پھر بعد میں کالجز کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔ اس وقت ایک انتہائی غیر یقینی کی صورتحال ہے اور لوگوں کو کچھ پتا نہیں ہے کیونکہ ایک بات یہ چل رہی ہے کہ یکم کے بعد مزید ایک ہفتہ کے لئے سکولوں کی بندش extend ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم واقعہ ہے کہ حکومت نے بدحواسی کے عالم میں رات بارہ بجے اس طرح کا آرڈر جاری کیا اور اب بھی یہ کہتے ہیں کہ سکولوں کے اندر سکیورٹی کے خدشات ہیں۔ اس وقت پنجاب کے اندر پولیس اہلکاروں کی ٹوٹل strength تقریباً پونے دو لاکھ ہے جن میں سے 43ہزار سے زائد پولیس اہلکار وی آئی پی، وی وی آئی پی ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔ میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سکولوں کو کھلوا دیں اور وہ جو وی آئی پی ڈیوٹی کے اوپر اتنی بڑی آپ نے نفری لگائی ہوئی ہے وہاں سے انہیں surrender کریں اور جو مختلف پرائیویٹ سکول ہیں جہاں ہمارے پھول جیسے بچے ہیں اور جس طرح کے یہ حادثات ہو رہے ہیں پرائیویٹ ادارے تو اپنا بندوبست کریں گے لیکن سرکاری اداروں کے اندر کوئی اس طرح کا بندوبست ہونا ممکن نظر نہیں آ رہا تو پھر کسی اس طرح کے سانحے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت پنجاب فوری طور پر ان کو surrender کرے جو وی آئی پی، وی وی آئی پی ڈیوٹی پر بے جا ہزاروں لوگ متعین ہیں اور جو سکولوں کی سکیورٹی کی

صورتحال ہے اس تناظر میں یہ اہلکار وہاں متعین کئے جائیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ یہ سکول کب تک بند رہیں گے یا پیپر والے دن یہ کھلنے جارہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس دن معزز اپوزیشن لیڈر لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کریں گے تو اس دن یہ سارے معاملات تفصیل سے discuss ہو جائیں گے۔ انہوں نے باقی جس concern کا سرِ دست اظہار کیا ہے تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پورا ملک دہشت گردی کے خلاف حالت جنگ میں ہے، general threat ہر جگہ پر ہے اور ہر جگہ پر سکیورٹی arrangements کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے اور اس بارے میں تاکید بھی کی جارہی ہے۔ ہمارے تمام سول اور عسکری intelligence ادارے بھی روزانہ کی بنیاد پر اپنی assessment threat alert جاری کرتے ہیں اور اس کی بنیاد پر اس کو access کر کے ہر اس جگہ کو جس کی انہوں نے نشاندہی کی ہوتی ہے وہاں پر سکیورٹی کو بڑھایا جاتا ہے۔ اس وقت معاملہ یہ ہوا کہ چارسدہ میں انتہائی افسوسناک اور انتہائی خوفناک واقعہ ہوا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں رنج و غم، افسوس اور تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی اس کی بنیاد پر ضروری تھا کہ چارسدہ کے incident کے بعد تمام Universities میں سکیورٹی arrangements کا ہونا ایک فطری عمل ہے اور یہ ہونا چاہئے تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میرے خیال میں اس پر تشویش ہونی چاہئے تھی کہ یہ کیوں نہیں ہوا۔ اگر یہ ہوا ہے تو یہ فطری عمل تھا کہ اس پر تشویش پورے ملک میں پھیلی اور تمام Universities اور Schools کی سکیورٹی جو پہلے سے موجود ہے اس کو revisit کیا جانا چاہئے تھا اور اس پر فیصلہ کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے جب یہ فیصلہ کیا کہ جو ہمارے تعلیمی ادارے ہیں اور ان میں خاص طور پر جو A Category اور A plus Category میں ہیں ان کی سکیورٹی کو دوبارہ سے دیکھا جائے اور اس پر پوری طرح سے focus کیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر تھی اور یہ بات سکول میں بچوں کے والدین بھی کر رہے تھے، یہ بات میڈیا میں بھی ہو رہی تھی کہ ان دنوں میں سردی کافی شدید تھی اور بعض اضلاع میں جتنا درجہ حرارت lowest degree تک گیا اس سے پہلے کبھی نہیں گیا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ صبح صبح دھند کی وجہ سے visibility بہت کم تھی اور یہ بات بھی ایک factor کے طور پر نوٹ کی گئی کہ جب اس قسم کی صورتحال ہو تو یہ کسی بھی دہشتگردی کی activity کے لئے موقع ہو سکتا ہے اور اس بارے میں پورے میڈیا نے Universities کی reports کے حساب سے یہ analyze کیا اور اخبارات میں یہ چھپا کہ وہاں پر دھند کی وجہ سے دہشت

گردوں کو اپنے مذموم مقصد کے لئے مدد ملی۔اس بنیاد پر کہ چلیں بچوں کو بھی یہ تین یا چار دن جو انتہائی سخت سردی کے ہیں ریلیف مل جائے گا اور ہم بھی سکیورٹی پر زیادہ بہتر انداز سے focus کر سکیں گے لہٰذا اس بنیاد پر چار یا پانچ دن کے لئے انہیں بند کیا گیا اور ہفتہ اتوار کی ویسے چھٹی ہوتی ہے۔ان دنوں میں Cabinet Committee on Law and Order نے پورے پنجاب میں پہلے بیٹھ کر ایک ایک سکول کو visit اور پھر revisit کیا اور اس کے بعد کل سارا دن پہلے ساڑھے تین گھنٹے وزیر اعلیٰ خود بیٹھے، پورے پنجاب کی administration اس وقت video link پر موجود تھی۔انہوں نے خود ہمارے A plus and A category کے جو سکول ہیں اُن کی سکیورٹی کو visit کیا اور باقاعدہ کہیں کوئی کمی یا کمزوری تھی اس کو بھی plug کیا گیا۔اسی طرح ہماری یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کے ساتھ ساڑھے تین گھنٹے کی میٹنگ ہوئی جس میں نہ صرف یونیورسٹیوں کی سکیورٹی کا جائزہ لیا گیا بلکہ ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ جو counter narrative کی بات ہو رہی ہے کہ counter narrative نہیں ہے اور ایک نام نہاد جہاد کی بنیاد پر دہشت گرد جو اپنا thesis دیتے ہیں وہ غلط ہے۔جہاد یہ نہیں ہے اور عین اسلام یہ نہیں ہے لیکن یہ تصور آخر کہاں سے آئے گا؟ ہماری مادر علمی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر صاحبان سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے share کیا کہ آپ کی یونیورسٹیوں میں Islamic Studies کے ڈیپارٹمنٹس ہیں جہاں پر انتہائی پڑھے لکھے پی ایچ ڈی لوگ پروفیسر ہیں تو وہ کیوں اس بات کو explain نہیں کرتے یا ایک narrative لے کر آتے؟ اسی طرح آپ کے کلچر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اس قسم کی documentaries بن سکتی ہیں اور اس قسم کے ڈرامے کئے جا سکتے ہیں جن سے لوگوں کو دہشت گردی سے نفرت اور اسلام کے متعلق آگاہی ہو۔ان چار پانچ دنوں میں تمام سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو engage کیا گیا اور ساتھ ایڈمنسٹریشن اور حکومت نے ہر چیز کا جائزہ لیا۔الحمد للہ میں یہ بات پورے یقین اور surety سے کہہ سکتا ہوں کہ جو انتظامات ہم نے پچھلے سات آٹھ ماہ سے اس بارے میں کئے ہوئے تھے وہ الحمد للہ کافی حد تک تسلی بخش پائے گئے۔بعض جگہوں پر اکا دکا کمی کمزوری سامنے آئی جس کا طریق کار کل طے کیا گیا اور جو humanly possible ہے وہ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا بھی حکم یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے پوری کوشش کرے باقی نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑا جائے، اسی پر ہی بھروسہ کیا جائے، اُس کی شفقت اور رحم کو طلب کیا جائے۔جو humanly possible ہے ہم نے الحمد للہ تمام چیزوں کو کل بیٹھ کر under the chair of Chief Minister طے کیا ہے، کل وہ سارا دن خود بیٹھے اور ہم نے پوری حد تک اس کو ensure کیا

ہے۔یہ بات غلط ہے کہ threat کی وجہ سے سکول بند کئے گئے ہیں۔اگر threat آج ہے تو آج سے پانچ یا دس دن بعد بھی ہو سکتا ہے بلکہ جب سے آپریشن ضرب عضب شروع ہے تب سے threat ہے اور اُس وقت سے انتظامات کئے جا رہے ہیں اس لئے ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ صرف اس وجہ سے سکول بند کئے گئے ہیں۔ سوموار سے انشاء اللہ تعالیٰ سکول کھلیں گے اور ہم پوری طرح سے confident ہیں کہ انتظامات میں جو کمی کوتاہی تھی اُس کو پوری طرح سے fill کر لیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے بچوں کی حفاظت کو پوری طرح سے یقینی بنائیں گے۔ باقی جہاں تک وی آئی پی سکیورٹی کی بات کا تعلق ہے تو جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی اُس دن اس کا بھی ذکر کروں گا۔ جن جن لوگوں کو threats ہیں اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ ان میں عمارتیں ہیں، پبلک دفاتر ہیں اور بعض پبلک عہدیدار ہیں جن کو سکیورٹی فراہم کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنی دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے۔ میں اُس واقعہ کو اس انداز میں ذکر تو نہیں کرنا چاہتا لیکن بہر حال یہ ایک حقیقت ہے اس لئے اس کے اوپر بات کرنا کوئی برائی نہیں ہے۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب کے ساتھ ایک normal سکیورٹی تھی لیکن وہ شاید اُس level کی نہیں تھی جس level پر ہونی چاہئے تھی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو شاید اُن کی جان بچ سکتی تھی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو کیا ہر طرف سے حکومت پر اس بات کی تنقید نہیں کی گئی کہ آپ نے اُن کو پوری سکیورٹی نہیں دی، آپ نے یہ کیوں نہیں کیا اور وہ کیوں نہیں کیا؟ لہٰذا یہ ساری چیزیں بھی ہمارے پیش نظر ہیں۔ دہشت گرد جب کسی personality، کسی ادارے، کسی یونیورسٹی یا کسی سکول کو نشانہ بناتے ہیں تو اُس میں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسی چیز کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ بڑے طاقتور ہیں اور وہ ہر جگہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو درجہ بدرجہ دہشت گردی کی اس جنگ میں اپنا role ادا کر رہے ہیں خواہ وہ سرکاری افسران ہیں یا سیاستدان اُن کی حفاظت بھی کوئی وی آئی پی حفاظت یا پروٹوکول نہیں ہے بلکہ وہ سکیورٹی ہے اور اِن حالات میں یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی اس کے اوپر بھی میں تفصیلاً عرض کروں گا کہ جس بات کے اوپر پوری طرح سے after analysis بات کی گئی ہے کہ یہ بہت ضروری ہے اور اس سے کم نہیں ہونا چاہئے تو اس حوالے سے قطعی طور پر ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے کہ ہم نے کسی کی شان و شوکت بڑھانے کے لئے یا پروٹوکول دینے کے لئے اُس کو سکیورٹی دی ہوئی ہے۔ میں آج اس معزز ایوان کے ذریعے پنجاب کی عوام کو on behalf of Mian Shahbaz Sharif

Governmentیہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہم پوری طرح سے vigilant ہیں اور ان دہشت گردوں کو ان کے مذموم ارادوں میں کسی طور پر بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم دہشت گردی کا پنجاب سے خاتمہ کریں گے اور ہم اپنے بچوں اور ہر اُس جگہ کی حفاظت کریں گے جس کو وہ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے اِکا دُکا واقعات چند ماہ تک رہیں لیکن ہماری عسکری قیادت، ہماری افواج اور ہماری Law Enforcing Agencies جس طرح سے قدم بہ قدم آگے بڑھ رہی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان دہشتگردوں کا اس ملک سے خاتمہ ہو گا اور اس ملک سے دہشت گردی ختم ہو گی۔ اگر یہ واقعات اکا دکا ہوتے ہیں یا وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے قطعی طور پر اس قوم کے عزم میں اور دہشت گردی کے خلاف جو جذبہ ہے اُس میں کمی نہیں آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ قوم دہشت گردی کے عذاب سے نجات پائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کریں۔No point of order

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے 22۔دسمبر 2015 کو مسیحوں کے لئے ایک گرانٹ دی تھی لیکن ابھی تک ڈی سی او لاہور لوگوں کے چکر لگوا رہے ہیں اور لوگوں کو اُن کا right نہیں دے رہے۔ ہمارے منسٹر خلیل طاہر سندھو صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ نے بات سن لی ہے لہٰذا اس کو note کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ بات انہوں نے صرف یہاں پر کرنے کے لئے رکھی ہوئی تھی ورنہ یہ ہر بات ہر وقت میرے ساتھ آکر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، شہزاد منشی صاحب!بات ہو گئی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر430/15 جناب امجد علی جاوید کی ہے اس کا آپ نے جواب دینا ہے۔

راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس ضمن میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ماڈل ملٹری پولیس راجن پور نے رپورٹ دی ہے کہ اس سلسلہ میں ایک شکایت ور محمد دفعدار نے شاہد حسن گورچانی کے بارے میں کی ہے کہ اس نے پی اے ہاؤس میں سے کئی قیمتی چیزیں چوری کر لی ہیں اور پی اے ہاؤس کی زمین پر بھی قبضہ کر رکھا ہے۔اس معاملے کی چھان بین کے لئے ایک کمیٹی مورخہ 15-05-20 بنائی گئی ہے جس میں جناب عمران منیر (پولیٹیکل اسسٹنٹ راجن پور) کنوینر، جناب محمد مختار (اسسٹنٹ کمشنر راجن پور) اور جناب قمر الزمان (اسسٹنٹ کمشنر) ممبران ہیں۔اس کمیٹی کے تمام ممبران نے موقع کا ملاحظہ کیا اور ای ڈی او فنانس اینڈ پلاننگ راجن پور، ایکسیئن پنجاب بلڈنگ ڈیرہ غازی خان ڈویژن، ڈیرہ غازی خان اور ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ راجن پور سے اس سلسلہ میں مکمل چھان بین کی ہے لیکن اس کمیٹی نے اپنی حتمی رپورٹ ابھی تک جاری نہ کی ہے اور اسی اثناء میں شاہد حسن گورچانی جمعدار سرکل راجن پور سے ان کا تبادلہ ہو چکا ہے۔جیسے ہی انکوائری رپورٹ موصول ہوتی ہے تو ان کے خلاف قانونی اور تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر:آپ نے فائنل کیا کیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جونہی اس کی رپورٹ آجاتی ہے تو پھر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ رپورٹ کب آئے گی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگلے ہفتے تک آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کو آئندہ ہفتے تک pending کر دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی امجد علی جاوید صاحب کی ہے جس کا نمبر 15/679 ہے۔

فیصل آباد میں تعلیمی مقاصد کے لئے مختص پلاٹوں کی نیلامی کے لئے این او سی جاری نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ایف ڈی اے فیصل آباد کے زیر انتظام سکیموں میں ٹوٹل 55 عدد پلاٹس ہیں جو کہ تعلیمی مقاصد کے لئے تجویز شدہ ہیں جن میں سے 16 عدد پلاٹس ایسے ہیں جو کہ خالی ہیں اور باقی تمام پلاٹس تعمیر ہو چکے ہیں اور موقع پر سکولز چل رہے ہیں۔ اگر محرک باقی 55 پلاٹوں اور سکولز کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں انہیں وہ بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! اس میں کچھ پلاٹس پر سکولز چل رہے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہی جواب آیا ہے۔ اگر محرک اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں انہیں دینے کے لئے تیار ہوں کہ جہاں جہاں پر سکولز چل رہے ہیں اور 16 عدد خالی پلاٹس کی تفصیل بھی میرے پاس ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ایوان میں پیش کر دوں یا ویسے لینا چاہتے ہیں تو میں انہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ بعد میں منسٹر صاحب سے مل لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/711 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے یہ بھی pending تھی۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

بورڈ آف ریونیو پنجاب میں زیر التواء ہزاروں کیسز کے فیصلے بروقت نہ ہونے کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کہ بورڈ آف ریونیو میں مقدمات جلد نمٹانے میں عدم دلچسپی مسئلہ بن گئی ہے البتہ یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً بورڈ آف ریونیو پنجاب کے کئی ممبر صاحبان ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں یا انتظامی امور کی وجہ سے ان کا تبادلہ ہو جاتا ہے اور ان کی جگہ نئے ممبر صاحبان کی تعیناتی میں کچھ وقت لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے مقدمات زیر التواء ہو جاتے ہیں۔ یہ کہنا بھی درست نہ ہے کہ چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے کرپشن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کرپشن کے متعلق سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب کی واضح ہدایت ہے کہ فوری تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے اور اس پر باقاعدہ عمل بھی کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ماہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب کی زیر صدارت full بورڈ کی میٹنگ ہوتی ہے جس میں زیر التواء مقدمات زیر بحث آتے ہیں تاکہ انہیں جلد از جلد نمٹایا جائے۔ پنجاب بورڈ آف ریونیو ایکٹ 1957 کے تحت بورڈ آف ریونیو صوبے میں اپیل و نگرانی کا آخری فورم ہے۔ قانون مزارعات پنجاب 1887 کے تحت دعویٰ جات کے سلسلے میں بورڈ آف ریونیو آخری عدالت مال ہے اور مقدمات نمٹانے کے لئے سول عدالت کا طریق کار لاگو ہے جس کے تحت مقدمات کے فیصلے کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ متعلقہ ریکارڈ کا معائنہ کیا جائے اور فریقین کو سماعت کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ سائلان اور ان کے وکلاء خود بورڈ آف ریونیو پنجاب سے التوا کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں تحریک التوائے کار حقائق پر مبنی نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے رول 83 کے تحت rule out کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری اشرف علی انصاری کی ہے جس کا نمبر 830/15 ہے۔

موضع رکھ بھٹی میتلہ میں محکمہ جنگلات
کی ملکیت ہزاروں کنال اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ رکھ بھٹی میتلہ محکمہ جنگلات ڈیرہ غازی خان کی ملکیت ہے اور یہ بھی درست ہے کہ 56 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ قابضین کو باقاعدہ ایکشن پلان کے مطابق بے دخل کیا جا رہا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں رکھ ترمن اور رکھ رندولانہ کو ناجائز قابضین سے خالی کروالیا گیا ہے جبکہ بھٹی میتلہ کی واگذاری کا معاملہ دریائے سندھ میں فلڈ، بارشوں کی وجہ سے پولیس اور ریونیو سٹاف کو فلڈ ریلیف ڈیوٹی کی بناء پر اب تک زیر التواء رہا۔ اس پر دوبارہ کام شروع ہو چکا ہے اور جلد رکھ بھٹی میتلہ کے رقبے کو بھی واگذار کروالیا جائے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس میں میری عرض سن لیں۔ وزیر صاحب نے کسی اور تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 15/830 کو pending کرتے ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا اور اب اجلاس بروز سوموار مورخہ یکم فروری 2016 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

سوموار، یکم فروری2016

(یوم الاثنین، 21۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19: شمارہ 2

117

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) آرڈیننسوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی2015

ایک وزیر آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب2016

ایک وزیر آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

118

7۔ آرڈیننس (ترمیم) ادارہ انضباط خریداری پنجاب 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ادارہ انضباط خریداری پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ آرڈیننس (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

11۔ آرڈیننس (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

12۔ آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

13۔ آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) عوامی نمائندوں کے قوانین پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) عوامی نمائندوں کے قوانین پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون بچوں کی ملازمت کی ممانعت پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون بچوں کی ملازمت کی ممانعت پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

119

(سی) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون سپیشل پروٹیکشن یونٹ پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 42 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سپیشل پروٹیکشن یونٹ پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سپیشل پروٹیکشن یونٹ پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

121

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار، یکم فروری2016

(یوم الاثنین، 21۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰
وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَيْنَآ
اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ
تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴
اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ
رَسُوْلًا ۝۱۵

سورۃ المُزمّل أیات 9تا15

(وہی)مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور)اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ(9)اور جو جو (دل آزار)باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو(10)اور مجھے اُن جھٹلانے والوں سے جو دولتمند ہیں سمجھ لینے دو اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو(11)کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے(12)اور گلو گیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب(بھی)ہے(13)جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں اور پہاڑ ایسے بھربھرے (گویا)ریت کے ٹیلے ہو جائیں(14)(اے اہل مکہ)جس طرح ہم نے فرعون کے پاس(موسیٰ کو) پیغمبر(بناکر)بھیجا تھا(اسی طرح)تمہارے پاس(محمد)رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے(15)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے ذکر سے روشن رتیں پھر لوٹ آتی ہیں
میری بگڑی بناتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشائی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں اُن کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد نام ایسا ہے
درودوں کی مہک سے محفلیں آباد رہتی ہیں
میری نعتیں سجاتا ہے محمد نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائرایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!.On his behalf

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!سوال نمبر 4820 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور سے متعلقہ تفصیلات

*4820: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے گزشتہ دور میں بہاولپور کے دورہ کے موقع پر گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سیٹلائٹ ٹاؤن حال نو تعمیر شدہ مقبول کالونی بہاولپور کا وزٹ کیا اور اعلان کیا کہ کالج سے متصل وول فیکٹری کی عرصہ دراز سے خالی پڑی اراضی گرلز ڈگری کالج کو دے دی جائے گی تاکہ کالج کی دیگر ضروریات پوری ہو سکیں؟

(ب) محترم وزیر اعلیٰ کے اس حکم پر عملدرآمد کی پیش رفت سے ایوان کو آگاہ فرمائیں اور یہ عمل اندازاً کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) جی ہاں! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور کے افتتاح مورخہ 11-08-13 کے موقع پر کالج سے متصل وول فیکٹری کی بقیہ زمین کالج کو دیئے جانے کا اعلان کیا۔

(ب) مورخہ 14-04-26 کو ڈسٹرکٹ کلکٹر بہاولپور کے دفتر میں ایک اجلاس ہوا جس میں وول فیکٹری کا قطعہ اراضی جو 24 کنال 9 مرلہ پر مشتمل ہے کے حوالہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ اسسٹنٹ کمشنر بہاولپور اس اراضی کی مارکیٹ ویلیو کو مدنظر رکھتے ہوئے متبادل سرکاری اراضی تلاش کر کے اپنی سفارشات ڈسٹرکٹ کلکٹر کو ارسال کریں۔ نقل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ وول فیکٹری کی زمین کے علاوہ کالج گیٹ سے متصل 16 عدد دکانات کے لئے سیکشن (1)4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔ نقل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس لئے متبادل اراضی کی نشاندہی اور دکانوں کی قیمت کا تعین ہونے کے بعد مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاہم محکمہ اعلیٰ تعلیم ضلعی حکومت بہاولپور سے مسلسل رابطے میں ہے اور اس معاملہ کو جلد حل کروانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب 11-08-13 کو بہاولپور تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر اعلان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کے ساتھ جو زمین پڑی ہے وہ کالج کو دے دی جائے گی۔ اس سلسلے میں پہلی میٹنگ 14-04-26 کو ہوئی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت latest position کیا ہے آیا وہ زمین کالج کو مل گئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جواب میں لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! جواب میں تو صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ اس سلسلے میں 2014 کو ایک میٹنگ ہوئی ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں ہوا، مجھے اس کی latest position بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ نے 13-08-2011 کو جو اعلان کیا تھا اس کے مطابق اس وقت کالج کو 37 کنال زمین دی جا چکی ہے، بقایا 18 مرلہ زمین کمرشل ایریا میں واقع تھی، جس کی وجہ سے معاملات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ چل رہے تھے۔ یہ زمین بھی اب acquire ہو چکی ہے۔ کالج کے فنڈز کی سمری وزیر اعلیٰ نے منظور کر دی ہے اور اسے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیجا جا چکا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ اتنا پرانا معاملہ ہے اور اب سال 2016 شروع ہو چکا ہے لیکن ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں اپنی بہن پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس معاملے پر کب تک عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ اس میں جتنے issues تھے وہ اس وقت resolve ہو چکے ہیں۔ 37 کنال زمین already کالج کو دی جا چکی ہے بقایا صرف 18 مرلہ کا issue تھا جو اب resolve ہو چکا ہے۔ اس کے فنڈز بھی وزیر اعلیٰ کی طرف سے منظور کئے جا چکے ہیں اور سمری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ معاملہ settle ہو چکا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3091 ملک ذوالقرنین ڈوگر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5384 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے ۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5711 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5926 بھی محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6093 جناب امجد علی جاوید کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب طارق محمود باجوہ کا ہے۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6182 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خانقاں ڈوگراں میں ڈگری کالج کی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

*6182: جناب طارق محمود باجوہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خانقاں ڈوگراں میں ڈگری کالج کی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اس کالج کی عمارت پر کل کتنی لاگت آئی، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کی عمارت مکمل ہونے کے باوجود اب تک فنکشنل نہ ہو سکی، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) حکومت کالج ہذا میں کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خانقاں ڈوگراں کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ سال 2012 میں 96.183 ملین روپے کی مالیت کا منظور کیا گیا اور اس پر اب تک 87.182 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور عمارت کا 91 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں کالج ہذا کی عمارت کی تکمیل کے لئے 11.001 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے 2 ملین روپے دسمبر 2015 تک خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ کالج ہذا کی Main Building مکمل ہو چکی ہے اور محکمہ اعلیٰ تعلیم کے حوالے بھی کر دی گئی ہے لیکن پرنسپل اور اساتذہ کرام کی رہائشوں کی عمارت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور اس کے علاوہ عمارت کی دیگر حصوں میں موجود کمی بیشی کو مکمل کیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کالج کی عمارت موجودہ مالی سال میں مکمل کر دی جائے گی اور اس کا باقاعدہ PC-IV محکمہ تعمیرات و مواصلات کی طرف سے تیار کیا جائے گا تاکہ ضروری قانونی کارروائی مکمل کی جا سکے۔

(ج) کالج ہذا میں کلاسز کا اجراء ستمبر 2015 سے ہو چکا ہے اس کالج میں 121 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں 30 طالبات فرسٹ ایئر اور 91 طالبات تھرڈ ایئر میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اس وقت وہاں پر کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے، جب میں نے سوال کیا تھا تو اس وقت بلڈنگ مکمل تھی لیکن کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا تھا۔ اب چونکہ کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے لہٰذا میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی جناب طارق محمود باجوہ کا ہے۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6185 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حلقہ پی پی۔170 میں سرکاری کالجز میں اساتذہ اور سالانہ نتائج سے متعلقہ تفصیلات

*6185: جناب طارق محمود باجوہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔170 ضلع ننکانہ صاحب میں کتنے انٹر اور ڈگری بوائز اور گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں ہر کالج کی کلاس وار طلباء وطالبات کی تعداد بتائی جائے، سال 14-2013 میں سالانہ نتائج کی شرح کلاس وار بتائی جائے؟

(ج) ان کالجز میں اساتذہ کی تعداد کالج وار بتائی جائے؟

(د) ان کالجز میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں ان کے خالی رہنے کی کیا وجوہات ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) حلقہ پی پی۔170 ضلع ننکانہ صاحب میں ایک بوائز پوسٹ گریجویٹ کالج اور ایک گرلز ڈگری کالج واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج سانگلہ ہل۔

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سانگلہ ہل۔

(ب) ان کالجز میں کلاس وار طلباء و طالبات کی تعداد اور سال 14-2013 میں سالانہ نتائج کی شرح کلاس وار درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج سانگلہ ہل

طلباء کی کل تعداد 935

سال اول 447 سال دوئم 356 سال سوئم 55 سال چہارم 21

ایم اے پارٹ I 34 ایم اے پارٹ II 22

سالانہ نتائج کی شرح 2013 انٹر کلاسز رزلٹ 40 فیصد ڈگری کلاسز رزلٹ 9.80 فیصد

سالانہ نتائج کی شرح 2014 انٹر کلاسز رزلٹ 32 فیصد ڈگری کلاسز رزلٹ 42.85 فیصد

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سانگلہ ہل۔

طلباء کی کل تعداد 1740

سال اول 611 سال دوئم 640 سال سوئم 276 سال چہارم 211

سالانہ نتائج کی شرح 2013 انٹر کلاسز رزلٹ 76.40 فیصد ڈگری کلاسز رزلٹ 40.30 فیصد

سالانہ نتائج کی شرح 2014 انٹر کلاسز رزلٹ 58 فیصد ڈگری کلاسز رزلٹ 59.91 فیصد

(ج) ان کالجز میں اساتذہ کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج سانگلہ ہل

کل اسامیاں 40 پر اسامیاں 27 خالی اسامیاں 13

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سانگلہ ہل۔

کل اسامیاں 27 پر اسامیاں 14 خالی اسامیاں 13

(د) خالی پڑی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج سانگلہ ہل۔

خالی اسامیاں 13 بعض اسامیاں تقریباً 1999 سے خالی ہیں جبکہ کچھ اسامیاں 12-2011 اور 2013 سے خالی ہیں۔

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سانگلہ ہل۔

خالی اسامیاں 13 بعض اسامیاں تقریباً 1999 سے خالی ہیں جبکہ کچھ اسامیاں 12-2011 اور 2013 سے خالی ہیں۔

حکومت پنجاب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا آغاز 2015 سے PPSC کی منظوری سے کر دیا ہے جس کا عمل جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال کے (د) جز میں پوچھا گیا ہے کہ ان کالجز میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں ان کے خالی رہنے کی کیا وجوہات ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟ اس کے جواب میں ہے کہ بعض اسامیاں تقریباً 1999 سے خالی ہیں کچھ 12-2011 اور 2013 سے خالی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب تک fill کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ان کے سوال کے متعلق عرض ہے کہ ابھی حال ہی میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruitments ہوئی ہیں جن میں گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج ننکانہ صاحب میں دو نئی لیکچرار آئی ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ ڈگری کالج شاہ کوٹ میں دو نئے لیکچرار آئے ہیں، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلہ ہل میں چار نئی posts آئی ہیں یہ بوائز کالجز کی detail ہے۔ گرلز کالجز کی جو detail ہے اس میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں 8 لیکچرار گریڈ 17 میں آئی ہیں، گورنمنٹ شاہ کوٹ گرلز ڈگری کالج میں چار نئی لیکچرار آئی ہیں، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سانگلہ ہل میں چار اور گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج وار برٹن میں 7 نئی لیکچرار آئی ہیں اس طرح ٹوٹل female 23 ہیں اور male 8 لیکچرار ان کالجز میں تعینات کئے گئے ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہے کہ 1999 سے 13/13 اسامیاں خالی ہیں یہ تقریباً سولہ سال سے خالی ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کب تک fill کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! 1999 سے جو اسامیاں خالی ہیں ان میں سے کچھ پر یہ بھرتی مکمل کی گئی ہے باقی جو کمی ہے وہ CTIs کے ذریعے پوری کی جاتی ہے۔ جہاں پر لیکچرار میسر نہیں ہوتا وہاں CTIs کے ذریعے خالی اسامیوں کو fill کر دیتے ہیں۔ میں یہاں

پر یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ ہم نے ابھی پبلک سروس کمیشن کو 3500 اسامیوں کے لئے requisition بھیجی تھی جس میں almost 2600 pass out ہوئے جن کی لسٹ ہمارے پاس آ گئی ہے اور انہیں ان کی seats پر بھیجا جا چکا ہے باقی جو seats خالی رہ گئی ہیں ہم ان کی دوبارہ سے بہت جلد requisition بھیج رہے ہیں تاکہ جو اسامیاں خالی رہ گئی ہیں جہاں پر کوئی نئی بھرتی نہیں آئی ہم ان کو بھی fill کر سکیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ اس بارے میں کوئی time limit دے سکتی ہیں کہ یہ خالی اسامیاں کب تک fill کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! خالی اسامیوں کی جو تفصیل آپ کے سامنے موجود ہے ان سب کالجز میں جو نئی بھرتیاں آئی ہیں میں نے ان کی تفصیل فراہم کر دی ہے اور جو بقایا خالی رہ گئی ہیں ان میں ابھی پبلک سروس کمیشن کی جو بھرتیاں ہوئی تھیں ان میں ان posts کے against کوئی qualify نہیں کر پایا جس کی وجہ سے وہ خالی رہ گئیں۔ اب ہم دوبارہ پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیج رہے ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ انشاءاللہ ان سیٹوں کے against جو apply کریں گے وہ qualify کر لیں گے اور یہ بھرتیاں مکمل ہو جائیں گی۔ پبلک سروس کمیشن کا ایک procedure ابھی مکمل ہوا ہے اور اب نیا شروع ہونے والا ہے لیکن ان کا جو required time ہے وہ تو لگے گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جیسے معزز ممبر نے کہا کہ 2013 سے اب تک اسامیاں خالی ہیں، یہاں جو لسٹ فراہم کی گئی ہے اس میں 40 فیصد مکمل ہو چکی ہیں اور 32 فیصد ابھی تک نہیں ہوئیں۔ میں نے پہلے بھی ضمنی سوال پر گزارش کی تھی کہ کوئی time limit ہے یا یہاں اس صوبے میں من مانی چلنی ہے کہ جب چاہیں recruitment کریں جب چاہیں نہ کریں۔ اگر ہماری محترمہ بہن اس میں time limit دے دیں تو بہت بڑی شفقت ہو گی کہ یہ اسامیاں کب تک fill ہو جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اس میں detail سے بتایا ہے کہ سب posts کی requisition جاتی ہے لیکن ان posts کے against اس

علاقے سے کسی نے qualify نہیں کیا یا جو students pass out ہوئے انہوں نے ان کالجز کے subjects کو opt نہیں کیا۔ اس کمی کو CTIs کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے، پبلک سروس کمیشن کا process ابھی مکمل ہوا ہے because of election اس میں تھوڑی سی delay آئی تھی جو pass out ہوئے تھے تین ماہ بعد ابھی ہم نے ان کی تعیناتیاں کر دی ہیں۔ اب ہم نئی requisition بھیج رہے ہیں اس کے لئے پبلک سروس کمیشن کا process پورا ہو گا تو پھر ہم ان پر بھرتیاں مکمل کریں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ خدارا اس recruitment policy میں کوئی change لائیں، ہم ساؤتھ پنجاب والے میرٹ پر پورا بھی اترتے ہیں۔ میری بہن ابھی فرما رہی تھیں کہ کچھ لوگ میرٹ پر پورا نہیں اترتے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ یہ justify کرتے ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ خدارا بھرتی کا طریقہ بدلا جائے یہ نہ ہو کہ جب چاہیں بھرتی ہو اور جب چاہیں نہ ہو۔ پبلک سروس کمیشن کی بات ہو رہی تھی میں عرض کرتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن میں بھرتی کے لئے جو گریڈ آتے ہیں وہ میں جانتا ہوں لیکن اس سے جو گریڈ نیچے ہیں وہ تو محکمے کی disposal پر ہوتے ہیں خدارا ان کی recruitment تو کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھتے ہیں۔ محترمہ! سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کے علاوہ جو محکمہ کر سکتا ہے اس بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! محکمہ CTIs کے ذریعے بھرتی کرتا ہے۔ جہاں جہاں لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہوتی ہیں وہاں پر ہم ایک سال کے لئے CTIs کے ذریعے بھرتی کرتے ہیں اور وہاں پر لیکچرار کی کمی پورا کرتے ہیں۔ وہ بھی qualified ہوتے ہیں ان کی minimum educational requirement, masters ہے اور ہر کالج میں CTIs کے ذریعے اس کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جلدی کر دیں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جز (ب) کے حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جز(ب) پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جز(ب) پر کیا ہوا؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! محترمہ نے جو ڈگری کلاسز کے رزلٹ بتائے ہیں وہ 9.80 فیصد ہیں میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا باقی 92 فیصد بچے فیل ہو گئے ہیں؟ جس طرح محترمہ کہہ رہی ہیں کہ ہم نے پبلک سروس کمیشن میں لیکچرار بھرتی کرنے تھے لیکن ہمیں qualified لوگ نہیں مل رہے، جس وقت ایجوکیشن کا یہ standard ہو گا تو پھر ہمیں qualified لوگ کس طرح ملیں گے؟ 9.80 فیصد رزلٹ ہے ذرا محترمہ اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اسی process کو improve کرنے کے لئے ہم پبلک سروس کمیشن کے through ہی recruitments کرتے ہیں اور جو CTIs کے ذریعے بھرتی کئے جاتے ہیں وہ بھی اسی لئے ہیں کہ جہاں پر فی الحال لیکچرار دستیاب نہیں ہیں وہاں پر اس کمی کو پورا کیا جائے۔ معزز ممبر جو فرما رہے ہیں کہ رزلٹ خراب ہے اسی کو ٹھیک کرنے کے لئے یہ سارا process مکمل کیا جاتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اسی سے متعلق ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک سوال پر ان کی طرف سے یہ چوتھا ضمنی سوال ہو گیا ہے۔ آپ اگلے سوال کا انتظار کریں، بڑی مہربانی۔ خان صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمارے بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اللہ تو خیر کرے گا لیکن آپ سے خیر کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ کم از کم گورنمنٹ کی governance کو بہتر کرنے کے لئے ایسے اقدامات اٹھائیں۔ ہمارے سوال irrelevant نہیں ہیں ہم صرف یہ کہہ رہے تھے کہ جس ڈگری کالج میں بچوں کے پاس ہونے کا رزلٹ 8 فیصد ہے اس قوم کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! ان کو improvement بتادیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ کسی اگلے سوال پر آجائیں۔ آپ کی مہربانی، آپ کسی کے behalf پر بھی سوال کر سکتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6256 جناب امجد علی جاوید کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ سوال نمبر بولیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 6544 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ایکٹو بزنس کالج کی انتظامیہ سے متعلقہ تفصیلات

*6544: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Acute Business College گارڈن ٹاؤن لاہور کی انتظامیہ سٹوڈنٹس کے ساتھ غلط بیانی اور سبز باغ دکھا کر لاکھوں روپے بٹور کر فرار ہو گئی ہے جس سے ہزاروں سٹوڈنٹس کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے؟

(ب) حکومت نے متذکرہ بالا کالج کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی اور سٹوڈنٹس سے دھوکا دہی سے بٹوری گئی فیسوں کی ریکوری کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) گزارش ہے کہ مذکورہ کالج کی رجسٹریشن 14-2012 سیشن تک منظور ہوئی تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس رجسٹریشن کی ہر 2 سال بعد توسیع ہونا لازمی

تھی جو کہ کالج ایڈمنسٹریشن نے نہیں کروائی اس سلسلے میں ڈی پی آئی کالجز پنجاب نے ایک کمیٹی محترمہ نصرت جمال ڈائریکٹر جنرل ڈی پی آئی کالجز پنجاب کی سربراہی میں Letter No.13/PA-DPI(C)/16 بتاریخ 29-01-16 تشکیل دے دی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو 15 دن کے اندر اندر Acute Business College گارڈن ٹاؤن لاہور کے بارے میں انکوائری کر کے تفصیلی رپورٹ پیش کرے گی۔

(ب) جز (الف) کی روشنی میں متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: میرا ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پہلے کون سے جز پر ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا جز (الف) سے متعلق ضمنی سوال ہے۔ Acute Business College کی انتظامیہ نے طالب علموں کو سبز باغ دکھا کر، غلط بیانی کر کے لاکھوں روپے بٹورے ہیں اور اب وہ فرار ہو گئے ہیں۔ یہ سوال 10۔اپریل 2015 کو جمع کروایا گیا تھا اور آج محکمہ جواب دے رہا ہے کہ مورخہ 29۔جنوری 2016 کو اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے یعنی نو ماہ بعد ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ 15 دن کے اندر اندر اس حوالے سے اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ نو ماہ پہلے سوال دیا گیا جبکہ کمیٹی مورخہ 29۔جنوری 2016 کو بنائی جا رہی ہے۔ مجھے محکمہ سے اس بات کا جواب چاہئے کہ Acute Business College طالب علموں کے ساتھ اتنا بڑا فراڈ کر رہا ہے تو اسے کس کے ایماء پر اور کیوں اتنی چھوٹ دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس Acute Business College نے محکمہ کے ساتھ اپنی رجسٹریشن 13-2012 اور 14-2013 کے لئے کروائی تھی اور اس کے بعد انہوں نے رجسٹریشن کی extension کے لئے درخواست نہیں دی۔ اس کالج کی انتظامیہ نے طالب علموں سے فیسیں لیں اور پھر فرار ہو گئے۔ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کالجز کی رپورٹ کے مطابق اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے یہ بتایا کہ یہ کالج ہمارے محکمہ کے ساتھ affiliated نہیں اور اب یہ کالج وہاں پر exist ہی نہیں کر رہا تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس سلسلے میں کسی طالب علم یا والدین کی طرف سے کوئی درخواست نہیں دی گئی۔ یہ کمیٹی اسی وجہ

سے بنائی گئی تاکہ جو مسائل سوال میں پیش کئے گئے ہیں ان کا پوری طرح سے جائزہ لیا جا سکے اور کچھ حل تلاش کیا جا سکے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہایت احترام سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر دو سال بعد رجسٹریشن کروانا کیوں ضروری ہے؟ اگر کسی کالج میں طالب علم داخلہ لے لیتے ہیں اور اس کے بعد کالج انتظامیہ اپنی رجسٹریشن کی extension نہیں لیتی تو اس طرح طالب علموں کا career خراب ہو جائے گا کیونکہ آج کل گریجویشن کی ڈگری چار سال کی ہوتی ہے۔ اگر دو سال بعد کوئی کالج اپنی رجسٹریشن کی extension نہیں کرواتا تو پھر اس میں داخلہ لینے والے طالب علموں کے مستقبل کا کیا بنے گا؟ میں سمجھ نہیں سکا کہ محکمہ والے یہ رجسٹریشن کس پالیسی کے تحت کرتے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ محکمہ اس رجسٹریشن کی پالیسی کو review کرے۔

جناب سپیکر! ہماری بہن، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ماشاءاللہ بڑے اچھے جواب دیتی ہیں۔ She is very qualified. انہوں نے ابھی جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ محکمہ کو Acute Business College کے خلاف کوئی تحریری شکایت نہیں ملی۔ میرا خیال ہے کہ محکمہ نے سو موٹو دیکھنا ہوتا ہے کہ آیا Rules, Regulations and Law کی compliance ہو رہی ہے یا نہیں، یہ معلوم کیا جائے کہ محکمہ میں وہ کون سے لوگ تھے کہ جن کا اس حوالے سے supervisory role تھا اور انہوں نے یہ role-play نہیں کیا؟

جناب سپیکر: محکمہ کی طرف سے اس حوالے سے جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے وہ اپنی رپورٹ میں یہ چیز point out کرے گی اور پھر اس پر action لیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ کمیٹی پندرہ دن میں اپنی مکمل رپورٹ پیش کر دے گی۔ میں معزز ممبر طاہر احمد سندھو صاحب کی بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ ہمارا registration process تھوڑا کمزور ہے جس کی بہتری کے لئے اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے The Punjab Private Education Institutions Regulation Bill لایا جا رہا ہے جس کے تحت پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی registration and regulation میں مزید بہتری لائی جا سکے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 6687 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ میں یونیورسٹی کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*6687: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں جو ایک مستحسن اقدام ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع چنیوٹ میں بھی سرکاری یونیورسٹی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ماضی قریب میں ضلع ساہیوال، ملتان، جھنگ، اور رحیم یار خان میں یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں جبکہ ضلع اوکاڑہ میں یونیورسٹی کے قیام کا بل پنجاب اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہے۔

(ب) تاحال حکومت ضلع چنیوٹ میں یونیورسٹی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "تاحال حکومت ضلع چنیوٹ میں یونیورسٹی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی"۔ میں نے وزیر اعلیٰ کے دفتر میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کا ایک آرڈر پیش کیا تھا جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہر وہ یونیورسٹی جو کسی بھی ڈویژن میں بنی ہے تو اس کے آس پاس ہر ضلع میں اس کا کیمپس بنایا جائے گا۔ فیصل آباد میں جی سی یونیورسٹی ہے تو اس قانون کے مطابق ضلع چنیوٹ میں اس یونیورسٹی کا کیمپس بنایا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرے اضلاع میں یونیورسٹیاں بن رہی ہیں، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں یونیورسٹی بن رہی ہے اور جڑانوالہ جو کہ تحصیل ہے وہاں بھی یونیورسٹی بن رہی ہے۔ میری معلومات کے مطابق جڑانوالہ کے لئے یونیورسٹی منظور ہو چکی ہے اور اس کے لئے ایک ارب روپے کے فنڈز بھی مختص کر دیئے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلع چنیوٹ کے لوگوں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ حکومت

اس ضلع کے بارے میں کچھ نہیں سوچتی جبکہ دوسرے اضلاع کے بارے میں بہت کچھ سوچتی ہے، مہربانی کر کے اس کا جواب دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ محکمہ نے یہ نہیں کہا کہ ہم چنیوٹ میں یونیورسٹی بنانا ہی نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ فی الحال چنیوٹ میں یونیورسٹی بنانے کا منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چنیوٹ کے قریب فیصل آباد اور جھنگ کے اضلاع ہیں جن میں بہت ساری یونیورسٹیاں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پوسٹ گریجویٹ کالجز بھی ہیں جو کہ ماسٹر لیول کی تعلیم دے رہے ہیں۔ حکومت نے حال ہی میں ساہیوال، جھنگ، ملتان، رحیم یار خان میں بہت سی یونیورسٹیاں قائم کی ہیں اور کچھ مزید یونیورسٹیاں بنانے کا ارادہ ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن اور محکمہ تعلیم کا خیال ہے کہ یونیورسٹی بنانے کے ساتھ ساتھ اس میں معیاری تعلیم بھی دی جائے جس کے لئے faculty and infrastructure بہت اہم ہے۔ یونیورسٹی کے لئے یہ چیزیں لازم ہیں تاکہ وہ صرف ایک عمارت نہ ہو بلکہ وہاں پر ہم طالب علموں کو quality education بھی مہیا کر سکیں۔ ہم focus کر رہے ہیں کہ جن یونیورسٹیوں کا اعلان کیا جا چکا ہے پہلے انہیں مکمل کیا جائے اس کے بعد نئی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ ہم چنیوٹ میں یونیورسٹی ضرور بنائیں گے لیکن جب اس کی باری آئے گی تو پھر بنائی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے جھنگ کا حوالہ دیا ہے۔ جھنگ تو ہم سے 86 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا تو فیصل آباد کتنے فاصلے پر ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! فیصل آباد چنیوٹ سے 36 کلو میٹر دُور ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس لئے یہ قانون بنایا ہے کہ بچوں اور بچیوں کو زیادہ سفر نہ کرنا پڑے۔ میری یہ گزارش ہے کہ کوئی time limit دے دیں کہ دو سال یا چار سال بعد چنیوٹ میں یونیورسٹی قائم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! چنیوٹ کے حوالے سے examine کروائیں اگر دوسرے اضلاع میں یونیورسٹی بن سکتی ہے تو پھر ضلع چنیوٹ میں بھی بنائی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جڑانوالہ تحصیل ہے وہاں پر یونیورسٹی بن رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترم! جڑانوالہ بہت بڑی تحصیل ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): چنیوٹی صاحب! آپ میٹرو کا مطالبہ کر دیں وہ بن جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! نہیں، ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تحصیل جڑانوالہ میں یونیورسٹی بن رہی ہے تو ضلع چنیوٹ میں کیوں نہیں بن سکتی؟ ضلع کا حق پہلے بنتا ہے لہٰذا پہلے ضلع چنیوٹ میں یونیورسٹی بنائی جائے اور پھر تحصیل جڑانوالہ میں بنائی جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چنیوٹی صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ میٹرو کا مطالبہ کر دیں کیونکہ وہ بن جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ This is irrelevant. اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے کوئی time limit تو لے دیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ ہم اس کو examine کرواتے ہیں اور اگر ممکن ہوا تو پھر چنیوٹ میں بھی یونیورسٹی بنائی جائے گی۔ If it is possible.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ سوال نمبر بولیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 6898 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی سی وومن یونیورسٹی سیالکوٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6898: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی سی وومن یونیورسٹی سیالکوٹ کب قائم ہوئی؟

(ب) یونیورسٹی کے قیام کے لئے کیا کیا ریکوائرمنٹ ہوتی ہیں، کیا اس یونیورسٹی میں وہ تمام ریکوائرمنٹ پوری ہیں؟

(ج) یونیورسٹی کا کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ پر بلڈنگ قائم ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(د) اس یونیورسٹی کا مالی سال 15-2014 اور 16-2015 کا بجٹ کتنا ہے؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنا بجٹ یونیورسٹی کو درکار تھا؟

(و) یونیورسٹی میں سٹاف کی کتنی منظور شدہ پوسٹیں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ کی ہیں، ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیلات دی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) پنجاب اسمبلی نے 12-12-27 کو گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی کا قانون پاس کیا اور گورنر پنجاب نے 2013-01-03 کو اس کی منظوری دی۔

(ب) ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کے مطابق مندرجہ ذیل ریکوائرمنٹ ہیں قانونی رجسٹریشن کا ہونا، جگہ کی موجودگی کا ہونا، تنظیم اور گورننس، انتظامی اور تدریسی عملہ، طلباء کی باڈی اور ان کی طلباء کے لئے خدمات، تعلیم کے پروگرام اور تعلیمی کورس، تعلیم و تربیت، امتحانات اور ان کی تشخیص، یقینی معیار تعلیم اور اس سلسلے میں طلباء کی نگرانی، بجٹ اور مالیات۔

(ج) یونیورسٹی کا کل رقبہ 14 ایکڑ (112 کنال) ہے اور جس میں 2 ایکڑ 7 کنال 13 مرلہ رقبہ پر عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

(د) مالی سال 15-2014 میں انکم 137.379 ملین تھی جبکہ خرچے کا تخمینہ 201.468 ملین تھا لیکن فنڈز کم ہونے اور پنجاب گورنمنٹ سے گرانٹ ان ایڈ نہ ملنے کی وجہ سے ٹیچنگ / انتظامی سٹاف بھرتی نہیں کیا گیا اور CTIs اور وزیٹنگ سٹاف سے کام چلایا گیا، مزید یہ کہ ضرورت کا ترقیاتی کام بھی نہیں کروایا جاسکا۔

مالی سال 16-2015 میں پنجاب گورنمنٹ / یونیورسٹی 221.158 ملین خرچہ 375.86 ملین ٹوٹل: 154.702 ملین (خسارہ)

(ہ) مالی سال 15-2014 کے لئے 64.089 ملین روپے اور مالی سال 16-2015 کے لئے 154.702 ملین روپے کا بجٹ گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی کا درکار تھا۔

(و) گورنمنٹ ٹیچنگ سٹاف: منظور شدہ اسامیاں 106، ورکنگ 56، باقی خالی اسامیاں 50

گورنمنٹ نان ٹیچنگ سٹاف: منظور شدہ اسامیاں 69، ورکنگ 38، باقی خالی اسامیاں 31

یونیورسٹی ٹیچنگ سٹاف: منظور شدہ اسامیاں 275، ورکنگ 69، باقی خالی اسامیاں 206

یونیورسٹی نان ٹیچنگ سٹاف: منظور شدہ اسامیاں 220، ورکنگ 126، باقی خالی اسامیاں 94

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ فنڈز کم ہونے اور پنجاب گورنمنٹ سے گرانٹ ان ایڈ نہ ملنے کی وجہ سے ٹیچنگ اور انتظامی سٹاف بھرتی نہیں کیا گیا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہ بتا سکتی ہیں کہ کب تک یہ فنڈز مہیا کئے جائیں گے؟ عمارت تیار ہے لیکن اس میں اساتذہ اور نہ ہی دوسرا سٹاف بھرتی کیا گیا ہے۔ اساتذہ اور دوسرا انتظامی سٹاف بھرتی کرنے کے لئے time limit دے دیں کہ کب تک یہ بھرتیاں کر لی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ اس یونیورسٹی کو HEC سے اپریل 2015 میں recognition ملی تھی تو اب اس کو HEC ہی بجٹ allocate کر سکتا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس یونیورسٹی کو Grant-in-Aid and seed money کے طور پر 100 millions روپے دینے کی سمری بھجوائی تھی جو کہ منظور ہو چکی ہے اور اب محکمہ خزانہ کو بھجوائی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس یونیورسٹی کو یہ رقم مل جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ اس یونیورسٹی میں ابھی حال ہی میں اٹھارہ پی ایچ ڈی اور چھپن ایم فل اساتذہ کی فیکلٹی شامل کی گئی ہے جس کی وجہ سے فیکلٹی میں کمی کا مسئلہ کافی حد تک دُور ہو گیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(و) کا جواب دیا گیا ہے کہ ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں 275 ہیں اُن میں سے 69 ٹیچرز کام کر رہے ہیں اور 206 اسامیاں خالی ہیں۔ اسی طرح نان ٹیچنگ سٹاف کی آدھی اسامیاں خالی ہیں تو یہ یونیورسٹی کس طرح سے چل رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ معزز ممبر کا سوال سُنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے ضمنی سوال کا جواب دیتی ہوں۔ ہمارے معزز ایوان کے لئے ایک sad news ہے کہ ہماری colleague محترمہ کنول نعمان کو brain hemorrhage ہوا تھا جس کے باعث اُن کی death ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!مجھے اس sad news کے بارے میں میری معزز ممبر بتا رہی تھیں تو میں اُن کی بات سُن رہی تھی۔

جناب سپیکر!جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا کہ 2015 میں اس یونیورسٹی کو HEC سے recognition ملی تھی۔ پچھلے مالی سال میں HEC نے اس کا budget allocate نہیں کیا لیکن اگلے مالی سال میں 350 millions کا بجٹ اس یونیورسٹی کو مل رہا ہے جس میں ہم امید کر رہے ہیں کہ اس یونیورسٹی میں سٹاف کی کمی پوری ہو جائے گی۔ انہوں نے visiting faculty کے ذریعے temporarily arrangements کئے ہوئے ہیں جس کے تحت اس کمی کو پورا کیا جا رہا ہے لیکن next academic year میں regular appointments ضرور کر دی جائیں گی۔

محترمہ نبیرہ عندلیب:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی بھرتیاں VC کی اتھارٹی ہے یا کسی provincial board کے ذریعے یہ بھرتیاں کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!یونیورسٹی کے سٹاف کی appointment کا ایک regular process ہوتا ہے جس کے لئے اخبار میں اشتہار آتا ہے اُس کے بعد VC and Syndicate بھرتیاں کرتا ہے۔

جناب سپیکر:جی،اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!سوال نمبر 6981 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کالجز کی لائبریریز میں لائبریرین کی خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6981:میاں طارق محمود:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1997 سے آج تک صوبہ بھر کے کالجز کی لائبریریز میں لائبریرین کی خالی اسامیوں پر بھرتی نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت لائبریرین کی سینکڑوں اسامیاں خالی ہیں اور لائبریری سے طالب علم استفادہ کرنے سے قاصر ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) 1997 میں لائبریرین کی بھرتی کے لئے گریجویشن بمعہ ڈپلومہ کمپیوٹر سائنسز کی تعلیمی قابلیت درکار تھی 1997 کے بعد یونیورسٹیوں نے ڈپلومہ کمپیوٹر سائنسز کروانا ختم کر دیا تھا چونکہ موجودہ قابلیت کے افراد میسر نہیں تھے اس لئے لائبریرین نے اپنی اپ گریڈیشن کا مطالبہ شروع کر دیا۔ لائبریرین کی پہلے تقرری (بی ایس۔16) میں ہوتی تھی اب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان کو اپ گریڈ کر دیا ہے بحوالہ لیٹر نمبر SO(CE-VI)9-6/2011 بتاریخ 13-09-30 اب ان کی تقرری گریڈ (بی ایس۔17) میں بطور لائبریرین ہو گی۔ اب ان کے نئے سروس رول 2014 بحوالہ لیٹرز SO(CE-VI)9-6/2011 بتاریخ 15-05-11 میں منظور ہو گئے ہیں بحوالہ لیٹر نمبر SO(CE-VI)9-6/2011 بتاریخ 13-09-30 مکمل 415 اسامیاں منظور ہیں جن میں سے 215 (زنانہ) اور 200 (مردانہ) ہیں ان میں سے 118 (مردانہ) لائبریرین اور 103 زنانہ لائبریرین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اس وقت خالی اسامیوں کی تعداد 82 (مردانہ) اور 112 (زنانہ) ہیں۔

(ب) کیونکہ ان کے سروس رولز 2014 گیارہ مئی 2015 کو منظور ہوئے ہیں حکومت جلد ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لائبریرین کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ 2013-09-30 کو پنجاب کے کالجز کے لئے لائبریرین کی مکمل 415 اسامیاں منظور ہیں جن میں سے 215 زنانہ اور 200 مردانہ اسامیاں ہیں ان میں سے 118 مردانہ لائبریرین اور 103 زنانہ لائبریرین ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت خالی اسامیوں کی تعداد 82 مردانہ اور 112 زنانہ ہے۔ میں نے یہ سوال اگست 2015 کو بھیجا تھا لیکن اب تک لائبریرین کی خالی اسامیوں کو پُر نہیں کیا گیا تو کب تک یہ خالی اسامیاں پُر کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! لائبریرینز کا بڑے عرصہ سے یہ مطالبہ تھا کہ اُن کا structure تشکیل دیا جائے تو محکمہ نے اب اُن کے لئے four tier

structure بنادیا ہے اور لائبریریز کو اُسی structure کے مطابق وہاں پر positions دے دی گئی ہیں چونکہ 11۔ مئی 2015 کو یہ service rules منظور ہوئے تھے اور اُس وقت تک پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہماری previous requisition جا چکی تھی۔ ابھی ہم دوبارہ دیگر خالی اسامیوں اور لائبریرین کی اسامیوں کی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج رہے ہیں جس میں خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ یہ خالی اسامیاں کب تک پُر کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اگلے ایک یا دو ماہ میں یہ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی جائیں گی اور اُس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کا ایک process ہے اُس پر تو ٹائم لگے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کوئی time frame بتا دیں کہ کب تک یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ اگلے ایک یا دو ماہ میں یہ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی جائیں گی اور اُس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کا ایک process ہے تو اُس پر ٹائم لگے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی clarity چاہتا ہوں۔ میڈم خود اپنے جواب کے اس حوالے سے negation کر رہی ہیں کہ ہم نے مختلف جگہوں پر بھرتیاں کرنی تھیں لیکن رولز کے مطابق ان کی جو qualification required تھی اس کے مطابق ہمیں faculties نہیں ملی۔ اب یہ recognition کی بات کر رہی ہیں تو recognition میں that would be totally futile practice اگر آپ کے پاس faculties ہی نہیں ہیں تو آپ رولز کو تبدیل کریں میری یہ درخواست ہے۔ میڈم کہہ رہی ہیں کہ ہم نے اشتہار دیا تھا اور پنجاب پبلک سروس کمیشن کو recognition دی تھی اور وہاں ہمیں کوئی candidate نہیں ملا۔

جناب سپیکر: تمام ممبران کی اطلاع کے لئے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ کنول نعمان صاحبہ کے متعلق جو خبر پہلے آئی تھی وہ غلط ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ ventilator پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کتنے سوال ہوں گے۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ نہیں سندھو صاحب! نہیں۔ ایسے نہ کریں۔ اب اجازت نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ I am grateful

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میڈم totally irrelevant جواب دے رہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بتا رہی ہیں۔ ان کے جواب کو تو سنیں۔ نہیں آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ She is very much relevant. I tell you آپ کی بڑی مہربانی۔ محترمہ! ان کو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ جو qualify نہیں کر سکے تھے وہ کالجوں کے حوالے سے تھا HEC سے یونیورسٹی کی recognition ضروری ہوتی ہے۔ HEC کی جو requirements ہوتی ہیں وہ پوری کی جاتی ہیں تو یونیورسٹی کو recognition ملتی ہے یا affiliation ملتی ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب چنیوٹ میں یونیورسٹی بنانے کی بات ہوئی تھی کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن کمیشن یہ چاہتے ہیں کہ ہم صرف structure کھڑا نہ کریں بلکہ اس میں تعلیم بھی دیں۔ جس کے لئے ظاہر ہے کہ quality research بہت اہم ہے اور اسی کے لئے یہ ساری effort کی جا رہی ہے کہ ہم qualified لوگ سامنے لائیں تاکہ ہم تعلیم میں بہتری لا سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال پیر خضر حیات شاہ کھگہ کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب سوال کا نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 7172 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے پیر خضر حیات شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر کے کالجز میں لیکچرار اسسٹنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*7172: پیر خضر حیات شاہ کھگہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام کالجز میں سائنس سٹوڈنٹس کو facilitate کرنے کے لئے گورنمنٹ نے لیبارٹریز میں تقریباً 2432 لیکچرار اسسٹنٹ بی ایس۔7 میں تعینات کئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو بی ایس۔14 اور 16 میں promote کرنے کے لئے متعدد بار کیس put up ہوا لیکن فنانس ڈیپارٹمنٹ نے عرصہ 19 سال سے پروموشن نہ ہونے دی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ، چیف منسٹر کی منظوری اور ہائی کورٹ کے آرڈرز کے باوجود ان مظلوم ملازمین کی پروموشن نہیں کر رہا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان غریب ملازمین کی پروموشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز جن لوگوں نے ان کی پروموشنز میں بے جا رکاوٹیں کھڑی کیں ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):

(الف) یہ درست ہے کہ تمام گورنمنٹ کالجز میں سائنس سٹوڈنٹس کو facilitate کرنے کے لئے گورنمنٹ نے لیبارٹریز میں تقریباً 2432 لیکچرار اسسٹنٹ بی ایس۔7 میں تعینات کئے ہیں۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ تعلیم نے لیکچرار اسسٹنٹ کی پروموشن کے لئے سمری وزیر اعلیٰ کو ارسال کی جس کی منظوری نہیں دی گئی تاہم محکمہ تعلیم نے کیڈر کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے از سر نو سمری ارسال کی ہے جس پر محکمہ خزانہ نے لیکچرار اسسٹنٹ کی متعلقہ ذمہ داریوں کی وضاحت طلب کی ہے۔

(ج) درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لیکچرارز اسسٹنٹ کی پروموشن کی منظوری نہیں دی ہے سمری کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم فیصلہ کی نظر ثانی کے لئے سمری دوبارہ ارسال کی گئی ہے جس پر محکمہ خزانہ نے لیکچرار اسسٹنٹ کی متعلقہ ذمہ داریوں کی وضاحت طلب کی ہے۔

(د) حقائق اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔ محکمہ تعلیم نے ان غریب ملازمین کی پروموشن کے لئے سمری دوبارہ ارسال کی ہے تاہم حتمی منظوری تاحال نہ ہو سکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ بی ایس 14 اور 16 میں promote کرنے کے لئے کیا تحرک کیا گیا ہے؟ ان کی پروموشن کے لئے ہائی کورٹ کا بھی آرڈر ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی کیا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ یہ عملدرآمد کب تک ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے صرف یہ بتانا چاہوں گی کہ لیکچرار اسسٹنٹ بی ایس۔7 کی post کا مطالبہ ہے۔ ان کا four tier structure بھی تشکیل دیا جا چکا ہے۔ محکمہ بھی چاہتا ہے کہ اس کو جلد از جلد مکمل کر دیا جائے اور اس کی آخری سمری 20۔جنوری 2016 کو فنانس میں بھیجی گئی تھی لیکن اس پر کچھ observation لگ کر واپس آ گئی تھی۔ اب ہم within a week اس سمری پر reply back کریں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جلد ہی ان کا مطالبہ solve ہو جائے۔ اس پر محکمہ پوری طرح سے focused ہے اور ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم اس process کو جلد از جلد مکمل کر دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میری رائے ہے کہ اسی سوال سے ملتا جلتا ایک سوال لائبریرینز کے متعلق تھا۔ ان کے لئے بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے پچھلے اجلاس میں جو شاید چار مہینے پہلے ہوا تھا اس میں وعدہ کیا گیا تھا تو اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اس کی بھی کوئی ایسی specific date اور time دے دیں تاکہ جن لوگوں کے انیس انیس سال سے promotion case رُکے ہوئے ہیں ان کو کب تک relief مل جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! انہوں نے جو لائبریرینز کی بات کی ہے تو 11۔ مئی 2015 کو ان کے سروس رولز approve ہو گئے تھے۔ میں نے ابھی پچھلے سوال کے جواب میں بھی یہی تفصیل مہیا کی تھی جس کی وجہ سے نئی خالی اسامیوں کی requisition نہیں جا سکی تھی۔ اس سے پہلے لائبریرینز کا جو four tier structure تھا وہ مکمل ہو کر apply ہو گیا ہے اور ان کی پروموشن کے لئے اگلے ہفتے میں میٹنگ ہے جس میں ان کی پروموشن بھی decide ہو جائے گی۔ اس حوالے سے ابھی جو سوال کیا گیا ہے اس پر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان کا بالکل حق ہے اور

انہیں ان کی پروموشنز ملنی چاہئیں۔ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور محکمہ پوری طرح سے focused ہے۔ہماری کوشش ہے کہ ہم اس کو as soon as possible مکمل کر دیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6982 رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔I am sorry آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6982 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری کالجز میں لائبریری سائنس کے لیکچرارز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*6982: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے گورنمنٹ کالجز میں لائبریری سائنس کی خالی اسامیوں پر اسسٹنٹ پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی تقرری کے لئے لائبریری سائنس میں ٹیچنگ کا تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے امیدواروں کو منتخب نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام گورنمنٹ کالجز میں لیکچرار لائبریری سائنس کی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت سرکاری کالجز میں ان خالی اسامیوں پر فوری تقرری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):

(الف) درست ہے ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی تقرری کے لئے گیارہ سال مع ایم فل کا تدریسی تجربہ متعلقہ مضمون میں ہونا ضروری ہے درست ہے اسسٹنٹ پروفیسرز کی تقرری کے لئے پانچ سال مع ایم فل / سات سال مع ماسٹر ڈگری کا تدریسی تجربہ متعلقہ مضمون میں ہونا ضروری ہے پنجاب سروس کمیشن کی advertisement کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے تمام گورنمنٹ کالجز میں لیکچرار لائبریرین سائنس کی اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں۔

(ج) حکومت جلد ہی باقی ماندہ خالی اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(الف وب) کے جواب میں جو لکھا گیا ہے اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر کا تجربہ تدریسی تجربہ کے طور پر تو شامل کیا جاتا ہے لیکن ایک لائبریرین کے تجربہ کو ڈاکٹر کے تجربہ کی طرح تدریسی تجربہ کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! لائبریرین اور لائبریری سائنسز دو الگ الگ مضامین ہیں۔ لائبریری سائنسز پڑھانے کے لئے جس کے لئے ابھی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں اور لائبریرین کے لئے الگ سے پوری category موجود ہے جو پچھلے سوال میں discuss ہوئی ہے۔ لائبریرین کا کام لائبریری کو look after کرنا ہے اور اس کا totally الگ سسٹم ہے اور لائبریری سائنسز teaching یا تدریس سے منسلک ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! لائبریری سائنس کے مضمون کے لیکچرار کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟ تعداد بھی بتائی جائے اور کب تک ان خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ابھی تک ہمارے پاس جتنی اسامیاں موجود تھیں، وہ بھرتیاں مکمل کر لی گئی ہیں جن میں سے خواتین کی 9 اور مردوں کی 60 اسامیاں ہیں۔ اب جن جن کالجوں میں نئی اسامیاں create ہوں گی ان میں پھر دوبارہ بھرتی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام گورنمنٹ کالجز میں لیکچرار لائبریری سائنس کی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ تمام گورنمنٹ کالجز میں لیکچرار لائبریری سائنس کی تمام اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں اور جز(ج) میں یہ کہتے ہیں کہ باقی ماندہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کر دی جائیں گی تو پھر کون سا جز(ج) والا یا جز(ب) والا درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس میں پہلے میں یہ بتانا چاہوں گی جب ہمارا۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اس بارے میں، میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اب آپ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہوں گی کہ جب ہماری پبلک سروس کمیشن کو requisition گئی تھی تو اس وقت جتنی موجود اسامیاں تھیں ان پر بھرتی مکمل ہو گئی ہے۔ اس requisition کے جانے کے بعد جس کالج میں نئی اسامیاں create ہوئی ہیں وہ ابھی خالی ہیں اس لئے next جو پبلک سروس کمیشن میں requisition جائے گی تو اس کے ذریعے اُن اسامیوں کو fill کیا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ on the floor of the House دوسرے الفاظ میں یہ کہہ رہی ہیں کہ جب یہ اسامیاں پُر ہوئی ہیں اُس کے بعد کہیں کسی کالج میں نئی اسامیاں create ہونے کے علاوہ کوئی خالی نہیں تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! I said. کہ جو پرانی اسامیاں تھیں وہ۔۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ اس کا question fresh دے دیں۔ میں ٹھیک کروادوں گا تو پھر میں جواب لے دوں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ سوال دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا دیتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جتنی بھی پرانی اسامیاں تھیں ان کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے fill کر دیا گیا ہے جن میں 9 خواتین اور 60 مرد ہیں اور اس کے بعد جو نئی posts create کی گئی ہیں یا ابھی create ہوں گی وہ خالی ہیں لہٰذا اس کی جو next requisition ہو گی اس میں ان کو شامل کیا جائے گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ایک سوال اب اِدھر سے ہو لینے دیں اس کے بعد سردار صاحب آپ کو بھی موقع دیتا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن بھی تشریف فرما ہیں۔ میں بھی ایک یونیورسٹی کا visiting faculty member ہوں۔ میں اس ایوان سے جو بات share کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انہوں نے بتایا کہ ماشاءاللہ بہت سے ٹیچر رکھے ہیں اور بہت سی vacancies fill کی ہیں اور بہت سی ابھی رہتی بھی ہیں لیکن میں نے عرض یہ کرنا ہے کہ overall that standard of education is very much poor. یقین کریں کہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں لیکن... standard of education

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے وہ تو بتائیں؟ اگر آپ نے suggestions دینی ہیں تو وہ آپ گورنمنٹ کو اور اپنی پارٹی کو دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کرنی تھی کہ یہ حکمران بیٹھے ہیں۔ سیکرٹری صاحب نے جو کرنا ہے وہ کرنا ہے ہم نے تو صرف مہر ہی لگانی ہے۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ خدارا standard of education کو improve کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہ ہوا یہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہوا۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں نے تھوڑی سی ذاتی بات کرنی ہے کیونکہ یہاں پر معزز سیکرٹری موجود ہیں اور میری بہن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی موجود ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: سر ادر صاحب! کیا آپ ضمنی سوال کریں گے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو وہ میں بعد میں سنوں گا۔ بالکل میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ختم ہو گیا ہے ابھی تو سوال ختم نہیں ہوئے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھا تھا کہ آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے۔ اگلا سوال میاں محمود الرشید کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7252 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور گورنمنٹ کالج آف کامرس علامہ اقبال ٹاؤن کی جگہ پر ایجوکیشن کمپلیکس کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7252: میاں محمود الرشید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس ہنرہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی گراؤنڈ پر ایجوکیشن کمپلیکس تعمیر کیا جارہا ہے یہ کمپلیکس کتنے منزلہ ہے اور کیا اس کی تعمیر کے بعد یہاں طلباء کے لئے غیر نصابی سرگرمیوں بشمول سپورٹس کا معقول بندوبست ہو سکے گا؟

(ب) کیا اس کثیر المنزلہ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے علاقہ کے مکینوں کے تحفظات کو مدنظر رکھا گیا ہے اور کیا اس کی تعمیر کے لئے متعلقہ اداروں سے این او سی لیا گیا ہے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس ہنرہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن 64 کنال قطعہ اراضی پر قائم کیا گیا ہے اور اس میں تقریباً 39 کنال زمین خالی موجود ہے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک منصوبہ ہائر ایجوکیشن کمپلیکس کی تعمیر کے لئے شامل کیا گیا ہے جس کی مالیت کا تخمینہ 800 ملین روپے ہے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے پاس سرکاری معاملات کی دیکھ بھال کے لئے موجودہ دفتر کی سہولت ناکافی ہے اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے 2014 میں پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کا قیام عمل میں لایا ہے جس کے پاس دفتر کی سہولت موجود نہیں اور عارضی طور پر ارفع کریم ٹاور میں قائم کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ 2012 سے 118 کامرس کالجز محکمہ اعلیٰ تعلیم کے حوالے کئے گئے ہیں جن کے انتظامی معاملات دیکھنے کے لئے کامرس ڈائریکٹوریٹ کے دفتر کی سہولت بھی موجود نہ ہے۔

یہ کمپلیکس پانچ منزلہ عمارت پر مشتمل ہے جس میں محکمہ اعلیٰ تعلیم، ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب کامرس، ڈائریکٹوریٹ، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (کالجز) لاہور، اور پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے دفاتر منتقل اور قائم کئے جائیں گے اس کے علاوہ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے پاس سرکاری سیمینار اور مشترکہ اجلاس کے لئے کوئی موزوں عمارت نہیں ہے جو اس کمپلیکس میں مہیا کی جائے گی۔

جیسا کہ مذکورہ بالا پیراگراف میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہ کالج 64 کنال اراضی پر قائم کیا گیا ہے جس پر تقریباً 8 کنال پر کالج کی عمارت تعمیر کی گئی ہے اور 17 کنال اراضی ہائر ایجوکیشن کمپلیکس کی تعمیر کے لئے استعمال کی جائے گی بقیہ تقریباً 39 کنال اراضی طلباء کی غیر نصابی سرگرمیوں اور دیگر تعلیمی ضروریات کے لئے موجود رہے گی۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس کمپلیکس کی تعمیر سے ایک چھت کے نیچے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے تمام دفاتر قائم ہو سکیں گے پنجاب بھر سے آنے والے اساتذہ کرام کو لاہور کے مختلف مقامات پر قائم دفاتر میں اپنی سرکاری ضروریات کے حل کے لئے نہیں جانا پڑے گا کیونکہ اس وقت مذکورہ بالا تمام دفاتر علیٰحدہ علیٰحدہ عمارتوں میں کام کر رہے ہیں اور اساتذہ کرام کو مختلف جگہوں پر سرکاری معاملات کے لئے جانا پڑتا ہے۔

(ب) اس کمپلیکس کی تعمیر کے نقشہ جات Punjab Architect Department نے تیار کئے ہیں اور اس کا تخمینہ لاگت Punjab Buildings Department تیار کر رہا ہے Punjab Architect Department ایک سرکاری ادارہ ہے اور پنجاب بھر کی سرکاری عمارات کے نقشہ جات کی تیاری اسی دفتر کی ذمہ داری ہے جو قواعد و ضوابط مدنظر رکھ کر بنائے جاتے ہیں چونکہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ہاؤسنگ کے قواعد و ضوابط کے ذریعے کنٹرول کیا جارہا ہے اس لئے Punjab Architect Department نے ان قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھ کر ان نقشہ جات کو مکمل کیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس قطعہ اراضی کے سامنے تقریباً 60 فٹ کی سڑک اور گلشن اقبال پارک کی دیوار ہے اور کوئی رہائش موجود نہ ہے تاہم اس اراضی کے دائیں اور بائیں طرف موجودہ رہائشی علاقوں کے لئے علیٰحدہ سڑکیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ اس کالج سے ملحقہ 39 کنال زمین خالی پڑی ہے۔ مجھے یہ جواب دینا پسند فرمائیں گی کہ وہ جگہ خالی پڑی ہے یا وہاں پر فٹبال، ہاکی اور کرکٹ کی گراونڈز ہیں جہاں پر students کھیلتے ہیں کیونکہ انہوں نے یہاں پر خالی لکھا ہوا ہے جبکہ وہاں موقع پر تو گراونڈز ہیں تو یہ مجھے اس بات کا جواب دے دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! جو 39 کنال خالی جگہ موجود ہے اس کے کچھ ایریاز میں گراونڈز بھی موجود ہیں کالج کے 8 کنال رقبہ پر عمارت تعمیر ہے اور جو 39 کنال خالی جگہ ہے وہاں پر غیر تعلیمی سرگرمیاں ہوتی ہیں ان کے لئے یہ جگہ کالج میں خالی رکھی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے ہے کہ انہوں نے یہاں پر یہ جواب دیا ہے کہ حکومت پنجاب کے چار محکمے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب کامرس، ڈائریکٹوریٹ، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (کالجز) لاہور اور پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن ہیں جن کے دفاتر یہاں پر بنیں گے اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم کے پاس سرکاری سیمینار اور مشترکہ اجلاس کے لئے کوئی موزوں عمارت نہیں ہے جو اس کمپلیکس میں مہیا کی جائے گی۔

یہ کالج ایک رہائشی علاقے کے اندر ہے اور کالج کی گراونڈز پر قبضہ کر کے یہ محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وہ خالی پڑی ہیں، یہ اسی طرح کی کوئی multi story building کے لئے گورنمنٹ پائلٹ سکول وحدت کالونی وہاں پر یہی کمپلیکس پچھلے سال لے کر گئے اور وہاں پر ہزاروں old students باہر سڑکوں پر نکل آئے تو انہوں نے اس ground کو چھوڑ دیا اور اب اس ground پر یہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر یہ کمپلیکس بنے گا۔ پورے پنجاب سے ہزاروں گاڑیاں اور ہزاروں لوگ روزانہ اس رہائشی علاقے میں آئیں گے تو یہ کسی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک نہیں ہے، مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہ بتادیں کہ آیا اس طرح کی کوئی تجویز ایسی ہے کہ اس کے لئے کوئی ایسی جگہ جو کہ اس طرح کی عمارات کے لئے مختص ہو وہاں پر یہ کمپلیکس تعمیر کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس پر یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ ٹوٹل رقبہ 64 کنال ہے جس کے 8 کنال پر کالج کی عمارت تعمیر ہے اور 17 کنال رقبہ ایجوکیشن کمپلیکس کے لئے استعمال کیا جائے گا اور باقی 39 کنال اراضی طلباء کی غیر نصابی سرگرمیوں اور دیگر تعلیمی ضروریات کے لئے مختص کی گئی ہے۔ میں ان کے سوال کے دوسرے پارٹ کے بارے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ظاہر ہے کہ ہمیں within the city یہ بنانا ہے جو رقبہ شہر کے اندر موجود ہو تو اس کے لئے یہ جگہ دستیاب ہے جہاں پر ایجوکیشنل کمپلیکس بنایا جاسکتا ہے اور جو ایجوکیشنل کمپلیکس بنایا جارہا ہے وہ بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے بنایا جارہا ہے ابھی DPR کا آفس اور ہائرایجوکیشن سیکرٹریٹ ہے وہ سب الگ الگ جگہوں پر قائم ہیں وہاں پر in one premises یہ سب چیزیں موجود ہوں گی اور یہ بھی لوگوں کے لئے سہولت ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا اگر یہاں سیکرٹری ہائرایجوکیشن بھی موجود ہیں اور کاش! یہاں پر منسٹر صاحب بھی موجود ہوتے۔ دیکھیں! جس جگہ پر یہ کالج واقع ہے اس کے سامنے گلشن اقبال ہے۔ گلشن اقبال میں پورے پنجاب سے طلباء کے علاوہ general visitors ہزاروں کی تعداد میں روزانہ وہاں visit کرتے ہیں اور علاقہ مکین پہلے ہی اتنے پریشان ہیں کہ یہ پارک تو اس علاقے کے لوگوں کے لئے تھا لیکن وہ ایک تفریح کا ذریعہ بن گیا کیونکہ وہاں جھولے لگے ہوئے ہیں اور اس طرح کی دوسری چیزیں ہیں تو پورے پنجاب سے بسیں اور ویگنیں وہاں پر پہنچ جاتی ہیں۔ ایل ڈی اے نے وہاں کوئی پارکنگ نہیں دی ہوئی اور ہر week end پر خاص طور پر چھٹیوں میں اور تہواروں پر 14۔ اگست ہو یا کوئی بھی چھٹیاں ہوں وہاں پر پوری سڑکیں block ہوتی ہیں تو جناب آپ اس کے بالکل سامنے ایک کالج میں اس کی grounds کو کاٹ کر اگر آپ multi story پانچ منزلہ بلڈنگ بنادیں گے تو جس میں یہ خود اعتراف کر رہی ہیں کہ چار محکموں کے دفاتر ہوں گے ہزاروں لوگ پورے پنجاب سے روزانہ سائلین اپنے ٹیچر، سٹاف اور باقی مسائل کے لئے وہاں آئیں گے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اس کے ایک طرف 30 فٹ کی سڑک ہے اور رہائشی علاقہ ہے اور ایک طرف گلشن اقبال ہے جہاں پر already سارا دن لوگ سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں تو براہ مہربانی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہ تجویز حکومت کو دیں کہ آپ دوسری سکیموں کے اندر اس طرح کی بلڈنگز کے لئے جو پلاٹ مختص ہوتے ہیں، آپ اس کو کسی دوسری جگہ پر لے جائیں thick populated area کے اندر کسی کالج میں جاکر آپ کہیں کہ

grounds ختم کر دیں وہاں ایک multi story building بنادیں تو پھر اس پر احتجاج شروع ہو جائے گا اور یہ کام نہیں چل پائے گا۔ وہاں کے مقیم کسی صورت یہ نہیں کہیں گے، ہزاروں لوگ وہاں بیٹھ جائیں گے اور یہ بلڈنگ نہیں بننے دیں گے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ جو سکولوں کے پلاٹ auction کر رہے ہیں۔ ایجوکیشن کے پلاٹ commercial bases پر لاہور گرائمر، بیکن ہاؤس اور باقی اداروں کو دے رہے ہیں آپ یہاں سے چلے جائیں اور ان مقاصد کے لئے کوئی بھی peace of land آپ ایل ڈی اے سے لے سکتی ہیں اور وہاں پر جا کر آپ اس کو تعمیر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جیسے محترم قائد حزب اختلاف صاحب نے بولا ہے کہ کالج کے grounds کو تباہ کر کے یہ سکیم بنائی جا رہی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ کالج کے grounds کے لئے 39 کنال کی land موجود ہے جہاں پر کالج کی extra curricular and sports activities ہوتی رہیں گی۔ یہ ایجوکیشنل کمپلیکس بھی لوگوں کی بہتری کے لئے وہاں بنایا جا رہا ہے تاکہ ایک جگہ پر اُن کو تمام سہولیات دی جا سکیں، وہ بار بار اور الگ الگ دفاتر میں جانے کی بجائے ایک ہی دفتر میں جائیں اور وہاں ان کے تمام کام ہو سکیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! اب کدھر چلے گئے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی طرف پوری طرح سے توجہ کر رہا ہوں۔ آپ اپنا فرمان جاری کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن سیکرٹری صاحب یعنی نوکر شاہی بھی موجود ہے اور میری بہن پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔ میری اتنی گزارش تھی کہ لیّہ میں ایک سال سے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے محکمہ اپنے طور پر اس کو examine کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!میں نے ان کی تجویز note کر لی ہے۔اگر ان کے پاس alternative جگہ کی کوئی تجویز ہے تو وہ بالکل ہمارے ساتھ share کر لیں اور ہم اس کو محکمے کے ساتھ discuss بھی کر لیں گے۔

جناب سپیکر:چلیں، ٹھیک ہے۔اچھی بات ہے۔شہاب الدین صاحب!ایّہ کے حوالے سے بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا کہ میرا ضمنی سوال نہیں ہے لیکن سیکرٹری صاحب اور میری بہن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی موجود ہیں تو میری ان سے مؤدبانہ request ہے کہ ہمارے کوٹ سلطان ایّہ کے ایک کالج کو ایک سال سے بس خرید کر دی ہوئی ہے لیکن اس کو functional نہیں کیا جا رہا جس کے حوالے سے protest ہو رہے ہیں اور خبریں آ رہی ہیں۔ خدارا کوٹ سلطان کالج کی بچیوں کی بس کو functional تو کر دیں کیونکہ ایک ڈرائیور بھرتی ہونا ہے۔ کیا یہ good governance کی بات ہے؟ میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:اگر یہ کر دیں تو پھر آپ کہیں گے یہ good governance ہے؟

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں good governance کے الفاظ واپس لیتا ہوں لیکن خدارا وہ بس functional کروا دیں۔شکریہ

جناب سپیکر:جی، میں اُن سے جواب لیتا ہوں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!وہ بس کی بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!میں ان سے request کروں گی کہ پلیز ہمارے ساتھ میٹنگ کر لیں تو ان کے جو بھی مسائل ہیں وہ ہم سیکرٹری صاحب کے ساتھ discuss کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ان کا یہ مسئلہ آپ حل کروائیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:ایسے نہ کیا کریں۔Question hour is over now

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ننکانہ صاحب: گرلز ڈگری کالج میں لیکچرار کی منظور شدہ اسامیاں ودیگر تفصیلات

*3091:ملک ذوالقرنین ڈوگر:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرلز ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں لیکچرار کی کتنی اسامیاں منظور ہیں اوراس وقت کتنی خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ کالج کی پرنسپل شہزادی بتول کی ٹرانسفر کی وجوہات، عرصہ تعیناتی اوراب تک نئی پرنسپل کی عدم تقرری اوراس کی وجوہات بیان فرمائیں،Acting Principalکا چارج کس کے پاس ہے اوراس کے لئے کیا معیار مقرر ہے؟

(ج) کیا محکمہ ہائرایجوکیشن مذکورہ کالج میں جلد کسی مستقل پرنسپل کے تقرر کاارادہ رکھتا ہے توکب تک،اگرنہیں تواس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب میں لیکچرار کی کل منظور شدہ اسامیاں22ہیں جس میں سے15اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) مذکورہ کالج کی سابقاپرنسپل مسز سیدہ شہزادی بتول لاہور کی رہائشی تھی اس لئے وہ لاہور ٹرانسفر کرواکر چلی گئی۔ سابقا پرنسپل مسز سیدہ شہزادی بتول 12-01-25تا13-12-06تک گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب میں تعینات رہی محکمہ ہائر ایجوکیشن نے ڈاکٹر نگہت خورشید بی ایس-19کو مورخہ 13-12-06میں مذکورہ کالج میں بطور ریگولر پرنسپل تعینات کر دیا ہے۔

(ج) محکمہ ہائرایجوکیشن نے ڈاکٹر نگہت خورشید بی ایس-19کو مورخہ13-12-06میں مذکورہ کالج میں بطور ریگولر پرنسپل تعینات کر دیا ہے۔

کامرس کالجز کے ملازمین کو مستقل کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*5384:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مورخہ 12-06-28 کے احکامات کی روشنی میں صوبہ بھر کے 118 کامرس کالجز کو (کنٹریکٹ اساتذہ اور دیگر ملازمین سمیت) 12-07-31 کو ٹیوٹا سے الگ کر کے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں شامل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح 28 ماہ کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود عرصہ 10 سال سے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ان اساتذہ اور دیگر ملازمین کے لئے نوٹیفکیشن ہونے کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب کی کنٹریکٹ پالیسی 2004 کو لاگو نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پالیسی تاحال لاگو نہ ہونے کی وجہ سے ان ملازمین کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے دیگر کنٹریکٹ ملازمین کی نسبت چالیس فیصد کم تنخواہ دی جا رہی ہے اور ہر ماہ تنخواہ کا غیر معمولی طور پر تاخیر سے ملنا بھی ایک معمول کیوں بن چکا ہے؟

(د) کیا حکومت کامرس کنٹریکٹ ملازمین پر کنٹریکٹ پالیسی 2004 لاگو کرنے اور وزیر اعلیٰ کی سمری کے پیرا 4 کی روشنی میں ان کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ مورخہ 12-06-28 کے احکامات کی روشنی میں صوبے بھر کے 118 کامرس کالجز کو کنٹریکٹ اساتذہ اور دیگر ملازمین سمیت 12-07-31 کو ٹیوٹا سے الگ کر کے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

(ب) مورخہ 15-07-28 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے تمام اساتذہ اور دیگر عملہ پر حکومت پنجاب کی کنٹریکٹ پالیسی 2004 کا اطلاق 12-08-01 سے کر دیا گیا ہے۔

(ج) کنٹریکٹ پالیسی 2004 لاگو ہونے کے بعد اساتذہ اور دیگر ملازمین کو سرکاری سکیل کے مطابق تنخواہ جاری ہو گئی ہے تمام ملازمین کو تنخواہ 12-08-01 سے مل رہی ہے۔

(د) وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے مطابق کنٹریکٹ اساتذہ اور دیگر ملازمین کو کنٹریکٹ پالیسی 2004 میں 12-08-01 سے لایا گیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے جاری کردہ پی ایچ ڈی کی ڈگریوں سے متعلقہ تفصیلات

*5711: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی نے سال 2014 میں کل کتنے افراد کو پی ایچ ڈی کی ڈگریاں جاری کیں، ڈگری ہولڈرز کی جنس وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی نے سال 2014 میں کتنے افراد کو کون کون سے مضامین میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں جاری کیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب یونیورسٹی نے سال 2014 میں جتنے افراد کو پی ایچ ڈی کی ڈگریاں جاری کیں ان ڈگری ہولڈرز کی بلحاظ جنس تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی نے سال 2014 میں جتنے افراد کو جن مضامین میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں جاری کیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور بورڈ میں کاغذ کی خریداری میں کرپشن سے متعلقہ تفصیلات

*5926: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے نومبر 2014 کے دوران کاغذ کی خریداری کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کاغذ کی خریداری آئندہ تعلیمی سال 2015 کے امتحانات کی جوابی کاپیوں کی تیاری کے لئے کی جانی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور بورڈ انتظامیہ کی طرف سے 27۔ ستمبر 2014 کو 440 ٹن کاغذ خریدنے کے لئے ٹینڈر دیئے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کاغذ کی خریداری کے لئے صرف 2 کمپنیوں نے حصہ لیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹینڈر کی بولی کے وقت بورڈ انتظامیہ کی طرف سے کاغذ کے جس معیار کے نمونے دکھائے گئے اس پر ایک کمپنی پورا اتری نیز ٹینڈر پر پورا اترنے والی کمپنیوں کا نام، مالک کا نام وغیرہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے نومبر 2014 کے دوران کاغذ کی خریداری نہیں کی بلکہ کاغذ کی خریداری دسمبر تا اپریل 2015 کے دوران کی گئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ بات درست ہے۔ 27 ستمبر 2014 کو بورڈ انتظامیہ کی طرف سے کاغذ کی خریداری کے لئے ٹینڈر کھولے گئے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) درست ہے۔ ٹینڈر کے جواب میں درج ذیل 2 پیپر ملوں نے ٹینڈر میں شرکت کی۔

1۔ میسرز ارسم پلپ اینڈ پیپر بورڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ۔

2۔ میسرز رائے۔اے پیپر پرائیویٹ لمیٹڈ۔

ٹیکنیکل جائزہ کمیٹی نے ملوں کی طرف سے مہیا کردہ نمونہ جات کی جانچ پڑتال کی جس کے مطابق اے۔اے پیپر بورڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کی طرف سے بطور نمونہ کاغذ کی فراہم کردہ شیٹس دفتری تصریحات کے مطابق پائی گئیں جبکہ ارسم پلپ اینڈ پیپر بورڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کی طرف سے بطور نمونہ فراہم کی گئیں شیٹس کم وزن 50 گرام اور 60 گرام کی مکس غیر معیاری اور ناقص پائی گئیں ٹیکنیکل جائزہ کمیٹی کی رپورٹ بورڈ کی بلک پرچیز کمیٹی جو کہ سینئر ایجوکیشنسٹس پر مشتمل ہے کہ اجلاس مورخہ 2014-10-15 میں پیش کی گئی کمیٹی نے ٹیکنیکل جائزہ رپورٹ ملوں کے نمائندوں کی موجودگی میں اناؤنس کی گئی۔ ٹیکنیکل جائزہ کمیٹی کے مطابق ارسم پلپ اینڈ پیپر بورڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کی طرف سے مہیا کئے گئے کاغذ کے نمونہ جات دفتری تصریحات کے مطابق نہ پائے گئے تھے لہٰذا بلک پرچیز کمیٹی نے تجویز کیا کہ میسرز ارسم پلپ اینڈ پیپر بورڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کا ٹینڈر مسترد کر دیا جائے اور سفارش کی کہ اب صرف ایک ٹینڈر باقی رہ گیا ہے اور کاغذ کی خریداری کے لئے پیپر ملوں کے درمیان نرخوں کے مقابلہ کے لئے ناکافی ہے اس لئے ٹینڈر کو منسوخ کر دیا جائے جس پر چیئرمین لاہور بورڈ نے مورخہ 2014-10-29 کو مذکورہ ٹینڈر منسوخ کر دیا اور کسی بھی فرم کو ورک آرڈر جاری نہ کیا گیا ہے۔

مزید برآں درج بالا مسئلہ کے متعلق تحریک التوائے کار نمبر 14/1128 از طرف چودھری عامر سلطان چیمہ پیش کی گئی جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

صوبہ بھر میں بی ایس پروگرامز سے متعلقہ تفصیلات

*6093: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کی بیشتر یونیورسٹیاں بی ایس پروگرامز میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو دو سال تعلیم مکمل کرنے پر اگر طالب علم چاہے تو اس کو بی ایس سی کی ڈگری دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد بھی بی ایس پروگرام میں داخلہ حاصل کرنے والے طلباء کو دو سال تعلیم مکمل کرنے پر بی ایس سی کی ڈگری جاری کرتی رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب جی سی یونیورسٹی فیصل آباد نے بی ایس پروگرامز میں داخلہ حاصل کرنے والے طلباء کو دو سال بعد بی ایس سی کی ڈگری حاصل کرنے کی سہولت ختم کر دی ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت طلباء کے وسیع تر مفاد میں بی ایس پروگرامز کے طلباء کو دو سال کی تعلیم مکمل ہونے پر بی ایس سی کی ڈگری جاری کرنے کی سہولت بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) *یونیورسٹی آف دی پنجاب۔

جامعہ پنجاب میں بی ایس پروگرامز میں داخلہ لینے والے طالب علم اگر دو سال کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد Exit لینا چاہیں تو انہیں جامعہ پنجاب بی ایس سی کی ڈگری جاری کر دیتی ہے۔

*گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

یونیورسٹی ہذا نے 2009 سے بی ایس سی طلباء کے لئے بی ایس سی کی ڈگری کی سہولت ختم کر دی ہے۔

*اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور بی ایس پروگرامز کے طلبا کو دو سال تعلیم مکمل کرنے پر طالب علم کی خواہش پر بی اے/بی ایس سی کی ڈگری ایوارڈ کرتی ہے مگر اس کے لئے انگلش لازمی پیپر پاس کرنا ضروری ہے۔

*گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

جی سی یونیورسٹی لاہور کا طریق کار HEC کے قوانین کے عین مطابق ہے جی سی یونیورسٹی لاہور دو سال مکمل ہونے پر بی ایس سی کی ڈگری نہیں دیتی۔

*یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے تمام شعبہ جات میں بی ایس سی کا دورانیہ کم از کم چار سال ہے جس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

*یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا

UET ٹیکسلا میں B.Sc Engineering چار سالہ پروگرام کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ کسی بھی مضمون میں بی ایس پروگرام نہیں ہے اور نہ ہی دو سال مکمل ہونے پر بی ایس سی کی ڈگری دی جاتی ہے۔

*لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

لاہور کالج برائے خواتین، لاہور میں بی ایس ایڈمیشن چار سالہ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور بی ایس (چار سالہ) مکمل ہونے کے بعد ہی ڈگری جاری کی جاتی ہے دو سال مکمل کرنے کے بعد کسی قسم کی ڈگری جاری نہیں کی جاتی۔

*گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی، فیصل آباد

یونیورسٹی ہذا میں بی اے / بی ایس سی کی دو سالہ ڈگری نہیں دی جاتی۔

*انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور

انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی میں چار سالہ پروگرام کے بعد بی ایس کی ڈگری جاری کی جاتی ہے دو سالہ بی ایس سی پروگرام آفر نہیں کیا جارہا۔

*بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں جو طلباء بی ایس پروگرامز میں داخلہ لیتے ہیں ان طلباء کو دو سال مکمل ہونے پر بی ایس سی کی ڈگری جاری نہیں کی جاتی بلکہ چار سالہ کورس مکمل کرنے پر بی ایس کی ڈگری جاری کی جاتی ہے۔

*یونیورسٹی آف ایجوکیشن

یونیورسٹی آف ایجوکیشن بی ایس پروگرام میں دو سال کے بعد ڈگری جاری نہیں کرتی۔

*یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

یونیورسٹی آف سرگودھا میں بمطابق سمسٹر زریگولیشن بی ایس چار سالہ پروگرام میں اگر کوئی طالب علم ڈراپ ہو جائے یا چھٹے سمسٹر / تین سالہ تعلیم کے بعد پروگرام چھوڑنا چاہے تو اسے پہلے یا دوسرے سالانہ امتحان بی اے / بی ایس سی میں شامل ہونے کی اجازت ہے تاکہ وہ بی اے / بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر سکے

تاہم سائنس اور پریکٹیکل مضامین کی صورت میں شامل ہونے کی سہولت پروفیشنل ڈگری (بی کام آنرز، بی بی اے، بی ایس آئی ٹی، بی ایس سی سی، بی ایس سی آنرز ایگریکلچر، فوڈ سائنس اور ایل ایل بی پانچ سالہ پروگرامز وغیرہ) کے طلباء کے لئے نہ ہے۔

*لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

یہ یونیورسٹی صرف چار سالہ بیچلرز (آنرز) ڈگری کا اجراء کرتی ہے۔

یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور چار سالہ بی ایس پروگرام میں داخلہ لینے والے طلباء کو دو سال مکمل کرنے پر ان کی درخواست پر دو سالہ بی ایس سی کی ڈگری نہیں دیتی البتہ یونیورسٹی دو سالہ بی کام آئی ٹی کی ڈگری الگ سے کرواتی ہے جو کہ انٹرمیڈیٹ کے بعد کی جاتی ہے۔

*گفٹ یونیورسٹی

یہ درست نہیں ہے کہ گفٹ یونیورسٹی بی ایس پروگرام میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو دو سال تعلیم مکمل کرنے پر بی ایس سی کی ڈگری دیتی ہے گفٹ یونیورسٹی اپنے طالب علموں کو صرف منظور شدہ پروگرامز میں ڈگری جاری کرتی ہے۔

*یونیورسٹی آف لاہور

دی یونیورسٹی آف لاہور کی بی ایس ڈگری چار سال پر محیط ہے بی ایس سی کی ڈگری 2 سال کے بعد جاری نہیں کی جاتی۔

*یونیورسٹی آف واہ

یونیورسٹی آف واہ، واہ کینٹ بی ایس سی کی ڈگری دو سال میں نہیں دیتی۔

(ب) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد یونیورسٹی ہذا 2008 تک بی ایس کے طلباء کو دو سال مکمل اور پاس ہونے پر بی ایس سی کی ڈگری جاری کرتی تھی جو اس کے لئے درخواست دیتے تھے لیکن 2009 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔

(ج) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

درست ہے۔

(د) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

یہ سہولت بی ایس کے ان طلباء کے لئے تھی جو کسی وجہ سے اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکتے تھے یا اس پروگرام میں آگے نہ چل سکتے تھے لیکن ان سہولت کا بی ایس کے زیادہ تر طلباء غلط استعمال کرتے ہوئے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر کے آگے ایم ایس سی میں داخلہ لے لیتے۔ مزید برآں اس وجہ سے بی ایس کی کلاس کی تعداد بھی 2 سال بعد کافی کم ہو جاتی تھی۔

HEC نے Associate Degree پروگرام شروع کیا ہے جو کہ دو سال / چار سمسٹر پر مشتمل ہے اور ملک کی بیشتر یونیورسٹیز میں جاری ہے یہ پروگرام طلباء کے فائدے کے لئے شروع کیا گیا ہے۔

(ہ) فی الحال حکومت بی ایس پروگرامز کے طلباء کو دو سال کی تعلیم مکمل ہونے پر بی ایس سی ڈگری جاری کرنے کی سہولت بحال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں سیلف فنانس سے متعلقہ تفصیلات

*6256: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام تعلیمی اداروں میں سیلف فنانس سکیم ختم کرنے کے احکامات جاری کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی سی فیصل آباد میں سیلف فنانس سکیم کے تحت سال 15-2014 میں بھی داخلے کئے گئے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس سے ہونے والی آمدن سے شیئر ٹیچنگ سٹاف اور ایڈمنسٹریشن کو ملتا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو سال 14-2013 اور سال 15-2014 میں ٹیچنگ سٹاف اور ایڈمنسٹریشن کس کس کو کتنا کتنا شیئر ادا کیا گیا، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام تعلیمی اداروں میں سیلف فنانس سکیم ختم کرنے کے احکامات جاری کئے تھے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں سیلف فنانس سکیم کے تحت سال 15-2014 میں داخلے کئے گئے علاوہ ازیں جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں صبح، شام اور فاصلاتی تعلیم کے ذریعے مختلف پروگراموں میں داخلے دیئے جاتے ہیں اور کچھ داخلے فاٹا، فانا، سپورٹس، بنچ فیس، معذور افراد، یونیورسٹی ملازمین اور ان کے بچوں کو جی سی یونیورسٹی فیصل آباد سنڈیکیٹ کی ہدایت کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

(ج) جب سیلف فنانس سکیم ہی نہیں ہے تو ٹیچنگ اور ایڈمنسٹریشن سٹاف کو ادائیگی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

(د) جب سیلف فنانس سکیم ہی نہیں ہے تو ٹیچنگ اور ایڈمنسٹریشن سٹاف کو ادائیگی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ بھر میں قائم یونیورسٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

145: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کن کن اضلاع میں یونیورسٹیاں ہیں؟

(ب) ان یونیورسٹیوں کے نام بتائیں؟

(ج) کیا ضلع میانوالی میں یونیورسٹی قائم کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع میں یونیورسٹیاں قائم ہیں۔

لاہور، ساہیوال، ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، فیصل آباد، سرگودھا، گجرات، راولپنڈی، اور سیالکوٹ۔

(ب) یونیورسٹیز کے نام کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تاحال حکومت نے ضلع میانوالی میں یونیورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید سے متعلقہ تفصیلات

190: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ایجوکیشن، زوالوجی، فلاسفی سمیت اساتذہ کی اسامیاں عرصہ 2003 سے خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ اسامیوں کو فوری طور پر fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ان تمام اسامیوں پر اساتذہ اکرام کام کر رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اسامی خالی نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ اسامیاں fill ہیں۔

لاہور: گرلز کالج باغبانپورہ میں طالبات کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

191: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز کالج باغبانپورہ لاہور میں طالبات کی تعداد کے لحاظ سے کمروں کی کمی کے باعث متعدد کلاسیں کھلے آسمانوں تلے ہوتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ کالج میں طالبات کی تعداد کے مطابق مزید کمرے فوری طور پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ہاں! یہ بات درست ہے کہ طالبات کی تعداد کمروں کی تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہے جس کے باعث کچھ کلاسیں برآمدوں اور گراؤنڈ میں لینی پڑتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! حکومت کی طرف سے کالج میں بارہ کمروں کے بلاک کی تعمیر کے لئے نہ صرف منظوری ہو چکی ہے بلکہ تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی طالبات کے لئے مزید بسوں کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

203: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں طالبات کو لانے کے لئے کتنی بسیں مہیا کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بسوں کی تعداد میں کمی کی وجہ سے طالبات کو سفر کے دوران شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان روٹس پر جن میں مغلپورہ، شالامار باغ، لنک روڈ سمیت رش ہوتا ہے وہاں پر مزید بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں طالبات کو لانے کے لئے بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں طلباء و طالبات کے لئے صبح 06:00 بجے تا رات 09:15 بجے روٹس کی کل تعداد 138 ہے۔

2۔ صبح 06:30 بجے تا رات 08:00 بجے تک کل 42 مختلف روٹس جاتے ہیں جن میں سے 12 بسیں صرف خواتین کے لئے مختص ہیں جبکہ 16 بسوں میں طلباء و طالبات مشترکہ سفر کرتے ہیں۔

3۔ صبح 08:00 بجے تا شام 04:00 بجے برائے نیو کیمپس تا اولڈ کیمپس ہر 15 منٹ اور 30 منٹ بعد 16 بسیں خواتین کے لئے مختص ہیں جبکہ 16 بسوں میں طلباء وطالبات مشترکہ سفر کرتے ہیں۔

4۔ شام 04:00 بجے تا رات 09:15 بجے تمام روٹس میں بسوں میں طلباء وطالبات مشترکہ سفر کرتے ہیں۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کے لاہور کیمپسز میں تقریباً 34,000 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں جبکہ یونیورسٹی میں بسوں کی کل تعداد 61 ہے جو کہ اتنی کثیر تعداد کے لئے ناکافی ہے۔

(ج) نئے داخلوں کے باعث یونیورسٹی میں طلباء وطالبات کی تعداد بڑھ جاتی ہے تاوقتیکہ پرانے طلباء وطالبات یونیورسٹی سے فارغ نہ ہو جائیں اس صورت حال کے پیش نظر گزشتہ مالی سال میں بھی پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ نے ہنگامی بنیادوں پر پانچ عدد اضافی پرائیویٹ بسوں کو طلباء وطالبات کے رش کے پیش نظر کرایہ پر لیا تھا جس کی وجہ سے سفر کی سہولت کو بہتر کیا گیا تھا۔

اس ضمن میں آپ کے علم میں یہ بات لائی جاتی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے گزشتہ مالی سال میں 3 عدد نئی مینو بسیں خریدی ہیں جبکہ 2008 سے تاحال 8 بسیں خریدی جاچکی ہیں مزید بسوں کے لئے فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے اقدامات کئے جائیں گے یہاں اس امر پر زور دینا ضروری ہے کہ یونیورسٹی یہ تمام بسیں اپنی آمدنی سے خریدتی ہے نیز یونیورسٹی کو اپنے بجٹ کا صرف 33 فیصد سرکار سے ملتا ہے۔ باقی 67 فیصد یونیورسٹی اپنے ذرائع سے پورا کرتی ہے۔

لاہور شہر کے کالجز کو بسوں کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

204: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں بوائز ڈگری کالج کتنے ہیں؟

(ب) کتنے کالجز بوائز ایسے ہیں جن میں ایم اے کی کلاسز ہوتی ہیں؟

(ج) کتنے کالجز کے پاس طلباء کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے کتنی کتنی بسیں ہیں؟

(د) کیا حکومت پنجاب جن کالجز میں بسوں کی تعداد کم ہے ان میں مزید بسیں فوری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور شہر میں بوائز کے لئے کل بیس کالجز ہیں۔

(ب) لاہور شہر میں بوائز کے آٹھ کالجز میں ایم اے کی کلاسز تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) لاہور شہر میں بوائز کے آٹھ کالجز میں بیس بسیں فراہم کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ادارہ کا نام	بسوں کی تعداد
1	گورنمنٹ کالج گلبرگ	02
2	گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز	04
3	گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ	03
4	گورنمنٹ ایم اے او کالج	04
5	گورنمنٹ دیال سنگھ کالج	02
6	گورنمنٹ شالامار کالج	01
7	گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ	02
8	گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ	02
	میزان	20

(د) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک سمری ارسال کر دی ہے جس میں لاہور شہر کے مندرجہ ذیل کالجز کے لئے پانچ بسیں تجویز کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	ادارہ کا نام	بسوں کی تعداد
1	گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز	02
2	گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ	02
3	گورنمنٹ شالامار کالج	01
4	میزان	05

تاہم لاہور شہر کے بوائز کالجز کی ٹرانسپورٹ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری قانونی کارروائی کے بعد مزید بسوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

سرکاری یونیورسٹیوں میں ٹرانسپورٹ کی سہولت سے متعلقہ تفصیلات

205: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کون کون سی سرکاری یونیورسٹیاں ہیں؟

(ب) ان میں ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے کتنی کتنی بسیں فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) ان بسوں کی موجودہ صورتحال کیسی ہے؟

(د) کتنی یونیورسٹیوں میں بسیں طلباء وطالبات کی تعداد کے مطابق انتہائی کم ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور

انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور

(ب) یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور

پنجاب یونیورسٹی کے طلباء وطالبات کے لئے 61 بسیں مختص ہیں۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

جی سی یونیورسٹی لاہور میں طلباء وطالبات کے لئے 21 بڑی بسیں اور 01 منی بس ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں کل 11 بسیں ہیں جن میں 6 عدد بڑی بسیں ہیں اور 5 عدد کوسٹر ہیں۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

یونیورسٹی میں کل بسوں کی تعداد 30 ہے۔

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور کے پاس مجموعی طور پر 16 بسیں موجود ہیں۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی لاہور

یہ بسیں قابل استعمال ہیں۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

جی سی یونیورسٹی لاہور کی تمام بسوں کی حالت تسلی بخش ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں موجود 11 بسیں اس وقت رننگ پوزیشن میں ہیں۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

تمام بسوں کی حالت بہتر ہے۔

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور کی بسوں کی حالت بہت اچھی ہے۔

(د) یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور

پنجاب یونیورسٹی میں طلباء وطالبات کی تعداد کے مطابق موجود بسوں کی تعداد ناکافی ہے۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

جی سی یونیورسٹی لاہور میں طلباء وطالبات کے لئے بسیں ناکافی ہیں جی سی یونیورسٹی لاہور کو طلباء وطالبات کی تعداد کے مطابق مزید 5 بسیں درکار ہیں۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں طالبات کی تعداد تقریباً 13000 ہے اور ان طالبات کے لئے موجود 11 بسیں بہت کم ہیں طالبات کی تعداد کے مطابق کم از کم 10 عدد نئی بڑی بسوں کی اشد ضرورت ہے تاکہ طالبات کی سفری مشکلات کو کم کیا جاسکے۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

22 بسیں طلباء وطالبات کے پک اینڈ ڈراپ (شہر کے 22 مختلف حصوں سے) کے لئے مقرر کی گئی ہیں تقریباً 1900 طلباء وطالبات روزانہ بس کی سہولت سے مستفید ہوتے ہیں 4 بسیں بچوں کے سکول کے لئے مہیا کی گئی ہیں 4 بسیں طلباء وطالبات کی صنعتی، تعلیماتی اور تفریحی سیاحت کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور

یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور میں طلباء وطالبات کی تعداد کے حساب سے مزید 10 بسوں کی ضرورت ہے۔

گلبرک ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن میں بوائز و گرلز کالجز سے متعلقہ تفصیلات

227: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گلبرگ ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن لاہور کی حدود میں بوائز و گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کالجز میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں کون کون سی مسنگ فیسلیٹیز ہیں؟

(د) کون کون سے کالج میں ٹیچنگ سٹاف کی تعداد کم ہے اور کون کون سی اسامی خالی ہے؟

(ہ) حکومت ان کالجز میں مسنگ فیسلیٹیز اور ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گلبرگ ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن لاہور کی حدود میں بوائز و گرلز کالجز درج ذیل مقامات پر واقع ہیں فہرست (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج بالا کالجز میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار درج ہے فہرست (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درج بالا کالجز میں درج ذیل مسنگ فیسلیٹیز ہیں فہرست (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جن کالجز ٹیچنگ سٹاف کی تعداد کم ہے اور جو اسامی خالی ہے ان کی تفصیل فہرست (Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت ان کالجز میں مسنگ فیسلیٹیز اور ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کر رہی ہے ٹیچنگ سٹاف کی کمی عارضی طور پر CTI کی بھرتی کر کے پوری کر لی گئی ہے تاہم ان اسامیوں کی مستقل بنیادوں پر بھرتی کے لئے سفارشات پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بہت جلد بھجوا دی جائیں گی مسنگ فیسلیٹیز کے حوالے سے فنڈز میسر ہونے کی صورت میں تمام سکیمیں اگلے مالی سال میں شروع کر دی جائیں گی اس سلسلے میں سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج دی گئی ہے۔

لاہور: پنجاب یونیورسٹی میں ممنوعہ ادویات استعمال کرانے کا انکشاف و دیگر تفصیلات

255: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی طالبات کھلاڑیوں کو ممنوعہ ادویات استعمال کرائی جاتی ہیں، کیا ان ادویات کے استعمال سے کھلاڑیوں کی زندگیوں کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وائس چانسلر کا ڈرائیور ان طالبات کو جمنیزیم لے کر جاتا ہے، جہاں ممنوعہ ادویات کے انجکشن لگائے جاتے اور پاؤڈر دیئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے سابق ہیڈ منصور سرور اور ڈائریکٹر سپورٹس شمسہ ہاشمی ممنوعہ ادویات استعمال کراتے رہے؟

(د) ایوان کو مندرجہ بالا واقعہ کی تفصیلات اور اب تک کئے جانے والے اقدامات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی نہیں! پنجاب یونیورسٹی کی طالبات کھلاڑیوں کے خلاف ممنوعہ ادویات کے استعمال کا بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے جو کہ بالکل درست نہیں ہے۔

(ب) جی نہیں! وائس چانسلر کا ڈرائیور کبھی بھی طالبات کو جمنیزیم نہیں لے کر گیا یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔

(ج) جی نہیں! پنجاب یونیورسٹی کی کھلاڑی طالبات کو کسی قسم کی ممنوعہ ادویات استعمال نہیں کروائی جاتی ہیں جناب منصور سرور اور ڈائریکٹر سپورٹس مسز شمسہ ہاشمی کے خلاف ممنوعہ ادویات کے استعمال کا الزام مخالفین کے ایماء پر لگایا گیا ہے جو کہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے طلباء وطالبات کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) چانسلر کے احکامات کے تحت وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے اس واقعہ کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد نے بھی اس واقعہ کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے دی ہوئی ہے جس کے تحت تحقیقات ابھی جاری ہیں اور مکمل ہونے پر پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جب میں نے وقفہ سوالات شروع کیا تھا تو اُس وقت ٹائم دیکھا تھا۔ جی، محترمہ! آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ جب وقفہ سوالات شروع ہوا تھا تو محترمہ کنول نعمان کی صحتیابی کے لئے دعا کی request کی تھی۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اُن کو صحت دے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جی، اللہ اُن کو صحت دے۔ میں نے اُن کی صحتیابی کے لئے دعا کرانے کا کہا تھا کہ ہم سب دعا کریں تاکہ ہماری بہن ہمارے درمیان واپس آئے۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اُن کو صحت دے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دعا گو ہوں بلکہ سب کی طرف سے یہی دعا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

سکیورٹی خدشات کی بناء پر سکولوں کی چھٹیوں میں توسیع

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں کو چھٹیاں دی گئی تھیں اس حوالے سے جمعہ کے روز لاء منسٹر صاحب نے ہمیں بڑا brief کیا تھا، بہت جذباتی ہو کر کہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کا ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے اور کوئی دہشت گردی ہونے والی نہیں ہے۔ میں آج آپ کے توسط سے جاننا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سکولوں کی تعطیلات میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور چار فروری تک ان سکولوں کو بند کر دیا گیا ہے کیونکہ پرائیویٹ سکولوں کے ساتھ حکومت کے معاملات طے نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری ہائر ایجوکیشن ابھی لابی میں تشریف رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں کے تحفظات کو حکومت نے دُور نہیں کیا۔ اس وقت پنجاب کے اندر سکیورٹی کی جو صورتحال ہے وہ انتہائی مخدوش ہے۔

جناب سپیکر: ملک ندیم کامران صاحب! کیا آپ سن رہے ہیں جو انہوں نے بات کی ہے؟ آپ دونوں وزراء کی آپس میں بات شروع تھی اس لئے میں اُن سے بات repeat کرواتا ہوں پھر آپ ان کا جواب دیجئے گا۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ یکم فروری کو تمام سکول و کالجز کھل جائیں گے۔ اس حوالے سے آپ بتائیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور وہ کیا پوچھ رہی ہیں؟ لاء منسٹر صاحب آ جائیں تو پھر اُن سے بھی پوچھ لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ایوان کو آگاہ کرنا ضروری ہے کیونکہ ہم سب کے بچے وہاں پڑھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ لاہور اور پنجاب کے جو بھی پرائیویٹ سکول اس وقت بند ہیں وہاں پڑھنے والے بچوں کے parents کا یہ سوال ہے کہ سکیورٹی کی ناقص صورتحال کس وجہ سے ہے اور حکومت کی توجہ اس پر کیوں نہیں ہے؟ سکولوں کی جو چھٹیاں بڑھائی گئی ہیں جس کے لئے کل رانا مشہود احمد خان کی پریس کانفرنس بھی دکھائی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے پرائیویٹ سکولوں کے

تمام تحفظات دُور کر دیئے ہیں اور تمام سکیورٹی کو high profile check کر لیا ہے۔ سکولوں کے بند رہنے سے پڑھنے والے بچوں کا تعلیمی سال حرج ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا۔ لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو اُن سے پوچھ لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کر کے انتظار کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جس طرح کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر آ رہی ہیں اور اُن ویڈیوز کے اندر برادریاں اور اُن کے نام لے کر جس طرح سے لوگوں کو target کر رہے ہیں اور نام لے رہے ہیں کہ فلاں فلاں لوگوں کو مار دیا جائے گا یا اُن کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔ ایسی صورتحال میں حکومتِ وقت کہاں ہے اور ہماری سکیورٹی کدھر ہے؟

جناب سپیکر: جی، موجود ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوشل میڈیا کے اوپر جو ویڈیوز موجود ہیں اُن کے بارے میں action کیوں نہیں لیا جا رہا؟

جناب سپیکر: جی، اب آپ مہربانی کریں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ان لوگوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جا رہی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: محترم! یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔ وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کا پوائنٹ آف آرڈر سنیں اور ان کی بات کا جواب بھی دینا ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں نے کوئی اور بات کرنی ہے۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی جس حوالے سے آپ نے رولنگ دی تھی کہ اس کی رپورٹ ایک مہینے میں پیش کی جائے۔ آج چار مہینے گزر چکے ہیں لیکن اس رولنگ پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جب ایک مہینہ مکمل ہوا تو اُس وقت کوئی اجلاس تھا؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اُس وقت Chair نے رولنگ دی تھی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ میں لائے ہیں یا نہیں؟ اُس وقت Chair نے یہ رولنگ دی تھی کہ within one month اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ اس تحریک استحقاق کی hearing ہو چکی ہے اور چار مہینے گزر چکے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے رپورٹ پیش کرنے دیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! مجھے ایک چھوٹی سی بات کر لینے دیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، یہ رپورٹیں ضروری ہیں۔ جناب وحید اصغر ڈوگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2002 تا 2005، 2008 تا 2011 اور 2012-13 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومتِ پنجاب کے حسابات برائے سال 2002-03, 2003-04, 2004-05, 2008-09, 2010-11 اور 2012-2013 ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 13۔ دسمبر 2015 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومتِ پنجاب کے حسابات برائے سال 2002-03, 2003-04, 2004-05, 2008-09, 2010-11 اور 2012-2013 ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی

رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 13۔دسمبر 2015 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومتِ پنجاب کے حسابات برائے سال 2002-03, 2003-04, 2004-05, 2008-09, 2010-11 اور 2012-2013 ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 13۔دسمبر 2015 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری بات کا جواب ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو آنے دیں۔ ہم اُن سے آپ کو جواب لے کر دیتے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرے حلقے کا ایک اہم مسئلہ ہے جس حوالے سے میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے کچھ پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! فرمائیں۔ جو سیٹ جس کی ہے وہ اپنی سیٹ پر جائے گا تو بات سنی جائے گی۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! کیا مجھے بولنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے حلقہ کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ ضلع خوشاب کے کالجز میں درجہ چہارم کی بھرتیاں ہوئیں تھیں۔ وہ پہلے cancel ہو گئیں لیکن پھر ہائی کورٹ۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ سکول سائیڈ کا مسئلہ ہے یا کالجز کا؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! کالجز کا مسئلہ ہے۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ) اپنی نشست سے اٹھ کر ایوان سے باہر جانے لگیں)

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ سے متعلقہ بات ہے اس لئے ذرا سن لیں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ) اپنی نشست پر واپس آ گئیں)

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ کی ڈائریکشن پر ضلع خوشاب کے آدھے لوگوں کو ملازمت مل گئی حالانکہ ڈائریکشن تھی کہ ان کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی ملازمت دی جائے لیکن تین سال ہو گئے ہیں جبکہ اس سلسلے میں سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اور منسٹر صاحب سے بھی میں نے درخواست کی ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ کیا وجہ ہے کہ آدھے لوگوں کو ہائی کورٹ کی ڈائریکشن پر ملازمت دی گئی جبکہ باقی آدھے لوگوں کو کیوں ignore کیا گیا ہے؟ مہربانی کر کے ہائی کورٹ کی ڈائریکشن پر باقی لوگوں کو بھی ملازمت دی جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! کورٹ کے آرڈر کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اس لئے مہربانی فرمائیں اور آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے بعد میں مل لیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! ملک صاحب کی بات سنیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہاں پر موجود ہیں اور ان کے پاس case پہنچا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ ان سے مل لیں وہ آپ کا مسئلہ حل کروائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ مسئلہ کالجز کا ہے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! یہ مسئلہ کالجز کا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے میں انہیں بعد میں بریف کر دوں گی کیونکہ فی الحال میرے پاس مکمل معلومات نہ ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں آپ سے بعد میں مل لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ مجھ سے بعد میں مل لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا سوال ہائر ایجوکیشن سے متعلق ہے کیونکہ میرے حلقہ میں گورنمنٹ غوثیہ فریدیہ سائنس ڈگری کالج چک نمبر 333 گ، ب فرید آباد ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک قومی ورثہ ہے جو کہ antique ہے۔ جب ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ شہر، پیر محل شہر میں کالجز نہیں تھے تو اس وقت یہ کالج دیہاتی لوگوں اور دانشوروں نے قائم کیا۔ چونکہ یہ کالج دیہات میں تھا اس لئے گورنمنٹ نے توجہ نہیں دی اب میں نے اس پر توجہ دی اور پانچ کروڑ روپے کی ایک خطیر رقم سے اس کالج کی محرومیاں دور کی ہیں۔ اس حوالے سے میرا سوال یہ ہے کہ اس کالج میں اب بھی سٹاف پورا نہیں ہے اور پچاس کے قریب ٹیچنگ سٹاف کی کمی ہے لہٰذا اس سٹاف کی تقرری کی جائے کیونکہ دیہاتی اور شہری علاقوں سے تعلق رکھنے والے ڈیڑھ ہزار بچے اس کالج سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں رفیق صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بھی سن لیا ہے اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے بھی سن لیا ہے اور وہ آپ کی بات کا نوٹس لیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! گرتے ہوئے معیار تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ معزز ممبر جناب طاہر احمد سندھو اٹھ کر باہر چلے گئے ہیں اس لئے میں نے اس پر بات کرنی ہے اور آپ نے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو بھی روکا تھا۔

جناب سپیکر: آپ ان سے مل کر اپنی بات کر لیں۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں اس لئے آپ ان سے مل کر بات کر لیں۔ آپ کو اجازت ہے اور آپ ان کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔ آپ کا جو مسئلہ ہے وہ حل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے بتانا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ میرا نہیں بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ سیلف فنانس پالیسی کا نام تبدیل کر کے شام کی کلاسز اور distance learning رکھ کر ایجوکیشن کا بیڑا غرق کیا جا رہا ہے اور ان کو شام کی کلاسز کا چکر دے کر کہتے ہیں کہ سیلف فنانس پالیسی کو ختم کر دیا ہے۔ اگر سیلف فنانس پالیسی کو ختم کر دیا گیا ہے تو ان طلباء سے دُگنی فیسیں کیوں لی جا رہی ہیں اور وہ ٹیچرز کہاں سے آتے ہیں؟ وہی یونیورسٹی اور کالج کا ٹائم ہوتا ہے اور وہی ٹیچرز سرکار سے تنخواہ بھی لے رہے ہیں اور ادھر شام کی کلاس کا چکر ڈال کر اس میں ڈبل تنخواہ لے رہے ہیں۔ ڈیڑھ دن کی کلاس ہے جس میں سال کا کورس پڑھاتے ہیں پتا نہیں کیا کرتے ہیں کیونکہ پچاس آرٹیکل کا کورس ہے اور وہ ایک آرٹیکل لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ کی بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک خبر گردش کر رہی ہے کہ تعلیمی اداروں میں تبلیغ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ایک طرف اعلان یہ ہے کہ ہمارے ملک کا سپریم لاء قرآن و حدیث ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ

ترجمہ: "اے نبی آپ تبلیغ کریں، اگر آپ تبلیغ نہیں کریں گے تو آپ رسالت کا حق ادا نہیں کریں گے۔"

خود نبی کریم نے فرمایا بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ترجمہ "میری طرف سے اگر ایک آیت بھی تمہیں پہنچی ہے تو اسے آگے تک پہنچاؤ"

جناب سپیکر! ہمارا دین تو کہتا ہے کہ تبلیغ کی جائے اور آج افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو تبلیغ سے روکا جا رہا ہے اور وہ قادیانی جن کی تبلیغ پر پابندی تھی جبکہ قانون میں طے ہے کہ اگر کوئی قادیانی تبلیغ کرے گا تو اسے تین سال قید کی سزا دی جائے گی۔ میں نے اپنے ضلع کے ڈی پی او کو ایک درخواست

دی جس میں گواہ بھی پیش کئے کہ فلاں قادیانی فلاں فلاں لوگوں کو تبلیغ دے رہا تھا مگر تین ماہ ہو گئے ہیں کہ ان پر ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی اور اسلام کی تبلیغ جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے اور نبی کریم نے حکم دیا ہے تو اس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ یہ مذہبی مسئلہ ہے اس لئے مذہبی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کا مؤقف سن لیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ بہت مہربانی اور مذہبی مسئلے یہاں پیش نہیں ہوتے۔ آپ کی بات جائز نہیں ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب کی بات بڑی اہم اور یہ مسئلہ بڑا serious ہے لہٰذا اس پر کوئی نوٹس لیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 930 ہے۔

گوجرانوالہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

930: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16-11-2015 ٹی وی چینل "وقت" کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کوٹ حضری میں واقع رائس ملز کا سکیورٹی انچارج نور اپنے ساتھی علی کے ہمراہ بنک سے تقریباً پچاس لاکھ روپے نقدی نکلوا کر واپس آ رہا تھا کہ لوہیانوالہ بائی پاس کے قریب دن دہاڑے موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے انہیں گن پوائنٹ پر روکا اور نقدی چھین لی اور دوران ڈکیتی مزاحمت پر فائرنگ کر کے سکیورٹی انچارج کو ہلاک کر دیا۔

(ب) اس بابت مکمل تفصیلات سے ایوان کو مطلع فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کا جو اعتراض ہے میں اسے سمجھ نہیں پایا کہ انہیں کس بات پر اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ کا مطلب تو یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ لاء اینڈ آرڈر کی بڑھتی ہوئی situation کی طرف دلائی جائے۔ اس میں اعتراض والی تو کوئی بات نہیں ہے اور اگر کوئی بڑا اعتراض کرنا تھا تو میں دوبارہ کر دیتی ہوں۔ میں نے تو پڑھا بھی اردو میں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 930 ہے۔ وہ دوسری بات کا جواب سمجھ رہے تھے۔ وہ ابھی نہیں ہے بلکہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کے توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں ہونے والی 50 لاکھ روپے کی بنک ڈکیتی جس میں ایک صاحب وہاں سے رقم لے کر چلے تو کچھ لوگوں نے ان کو chase کیا اور اس کے بعد انہیں آگے جا کر روکا جس کے نتیجے میں ایک آدمی کو ہلاک کر کے رقم چھین لی گئی۔ جواب میں Investigating Officer اور CPO کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ ایک ملزم ان کے پاس ہے اور کچھ ملزمان دوسرے ضلع میں گرفتار ہیں۔ اس کارروائی کو پوری طرح سے بہتر انداز میں آگے بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ جب یہ ملزمان trace ہو چکے ہیں اور ایک ملزم گوجرانوالہ پولیس کے پاس زیر تفتیش ہے اور باقی ملزمان کسی اور ضلع کی پولیس نے پکڑے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک باقی ملزمان کو وہاں سے شفٹ کر کے گوجرانوالہ میں لا کر اس تفتیش کو مکمل نہیں کیا جاتا تو میں یہ چاہوں گا کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو آپ ایک ہفتے کے لئے pending فرما دیں تاکہ اس میں بہتر انداز میں تفتیش آگے بڑھ سکے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے ابھی ایوان کو آگاہ کیا ہے کہ ایک ضلع جس کے اندر باقی ملزمان پکڑے ہیں تو کیا ابھی تک جہاں واردات ہوئی ہے وہاں کے علاقے کی پولیس کے حوالے نہیں ہوئے اور اُن کو کسی اور ضلع میں کس طرح رکھا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے جواب پڑھا ہے آپ نے سن لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل میں نے یہی عرض کیا ہے کہ جو جواب ہے اُس کے مطابق یہی بتایا گیا ہے کہ ایک ملزم گوجرانوالہ پولیس کے پاس ہے اور باقی ملزمان کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے ضلع میں گرفتار ہو چکے ہیں اور یہی ملزمان ہیں جنہوں نے یہ واردات کی ہے تو اب ان ملزمان کو ایک جگہ پر investigate کر کے یہ معلوم کیا جائے گا کہ کیا یہ بین الاضلاعی گروہ ہے جس نے گوجرانوالہ اور دوسرے اضلاع میں بھی وارداتیں کی ہیں تو اس کے لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو one week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کو one week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے پوائنٹ آف آرڈر کو بھی اگر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پہلے توجہ دلاؤ نوٹس اور پھر اس کے بعد تحاریک استحقاق آئیں گی پھر آپ کی بات سنیں گے۔ جی، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 957 ملک تیمور مسعود کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

راولپنڈی: واہ کینٹ میں ملک طاہر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

957: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل راولپنڈی واہ کینٹ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ملک طاہر کو قتل اور ظہیر نامی شہری کو شدید زخمی کر دیا گیا؟

(ب) کیا اس مقدمہ کی ایف آئی آر درج ہو گئی ہے اور اس میں کسی ملزم کو نامزد کیا گیا ہے تو کیا اس کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے، اگر نہیں تو اُس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) اس واقعہ کی اب تک ہونے والی کارروائی کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہو گا یہ اس لحاظ سے کافی مشہور کیس ہے کہ اس میں جو شخص ہلاک ہوا وہ ہمارے Former Law Minister راجہ بشارت صاحب کا بھانجا تھا اور یہ الیکشن کے موقع پر۔۔۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ میرے عزیز تھے راجہ بشارت صاحب والا کوئی اور معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ان کے عزیز ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !ملک تیمور صاحب اور قائد حزب اختلاف میرے پاس تشریف لائے تھے میں تو ان کی اُس ملاقات کو confuse کر رہا ہوں کہ شاید اُس میں انہوں نے اُس سوال کو بھی اُٹھایا تھا تو اس سلسلے میں ایک کس ملزم جاوید محمود ولد اللہ دتہ قوم گجر سکنہ چکڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کی گرفتاری بقایا ہے جس کے موبائل کا ڈیٹا حاصل کیا گیا اور اُس کی گرفتاری کے لئے متعدد raid کئے گئے مگر مذکور ملزم اپنی گرفتاری سے بچنے کے لئے روپوش ہے جس کے خلاف چالان زیر دفعہ 512 ض ف مرتب کر کے عدالت مجاز بھجوایا گیا ہے تاہم کارروائی زیر دفعہ 88 ضابطہ فوجداری کا تحرک جاری ہے۔ مقامی پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ مجرم اشتہاری جاوید محمود ولد اللہ دتہ کو گرفتار کرنے کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جائیں اور اُسے جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ ملزم جس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں یقینی طور پر یہ مرکزی ملزم ہے اور پولیس نے اس ملزم کو اشتہاری بھی قرار دیا ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں اور میرا کہنا یہاں پر اس لئے ضروری ہے کہ اس وقوعہ کو تقریباً چھ مہینے ہو چکے ہیں اور اس مقدمہ میں جس شخص کو قتل کیا گیا ہے وہ رشتہ میں میرے ماموں لگتے تھے۔ اس حوالے سے میں نے بارہا متعلقہ پولیس حکام سے بھی رابطہ کیا اور متعلقہ CPO اور RPO سے بھی رابطہ کیا لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ متعدد بار اُس کی گرفتاری کے لئے پولیس نے چھاپے مارے لیکن وہ شخص جس کے لئے پولیس چھاپے مار رہی ہے میں on the floor of the House یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اُسی تھانہ واہ کی حدود کے اندر دیکھا گیا ہے اور بر ملا وہ شخص اُس علاقے کے لوگوں کو پیغام دے رہا ہے کہ جو مقدمے کی پیروی کرے گا اُس کا بھیانک انجام ہو گا اُس کے بچوں، بھائیوں کو اور جو بھائی مدعی ہے اُس کو قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور اُس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ ایک قتل کی سزا بھی موت ہے اور میں اشتہاری ہوں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ایس ایچ او اور ڈی ایس پی کو بتانے کے باوجود جس طریقے سے یہاں پر کہا گیا ہے کہ ڈیٹا دیا جا رہا ہے ڈیٹا تو میں خود حساس اداروں سے لے کر ان کو مہیا کرتا رہا ہوں اور اُس کے where about کے بارے میں بتاتا رہا ہوں لیکن پولیس اُس کو گرفتار کرنے میں نا جانے کیوں لیت و لعل سے کام لے رہی ہے اور میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہاں پر لاء منسٹر صاحب نے اُس کی گرفتاری کے بارے میں یہ واضح

نہیں کیا کہ کب تک گرفتار کیا جائے گا تو مجھے ڈر ہے کہیں وہ لواحقین میں سے کسی شخص کو نقصان نہ پہنچائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو تحرک کیا گیا ہے اُس کے متعلق تو میں نے عرض کر دیا ہے باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کب تک گرفتاری ممکن ہو سکے گی۔ اس کے متعلق اس طرح سے اندازاً بات نہیں کی جا سکتی لیکن ملک تیمور صاحب نے اس میں اپنی ذات کے حوالے سے بھی بات کی ہے اور اُن کو یہ خدشہ ہے کہ شاید یہ ملزم وہیں roundabout گھوم رہا ہے اور پولیس پوری طرح سے اُس کو pursue نہیں کر رہی تو راولپنڈی پولیس کے آفیسر یہاں پر موجود ہیں اور اگر ملک تیمور صاحب جونہی اجلاس ختم ہوتا ہے یہ میرے آفس میں تشریف لے آئیں تو بیٹھ کر ان کے ساتھ ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے جس کے مطابق ان کو بھی تسلی ہو کہ کس انداز سے پولیس اس کیس اور اس ملزم کو pursue کرے اور انہوں نے اپنی ذات کے حوالے سے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے اُس کے مطابق ان کو سکیورٹی فراہم کی جائے۔ اس کے متعلق اگر یہ مناسب سمجھیں تو جونہی اجلاس ملتوی ہوتا ہے تو یہ تشریف لے آئیں اس کو بہتر طریقے سے resolve کرا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبر اجلاس کے بعد آپ کے پاس آجائیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 16/1 جناب محمد عارف عباسی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 2 سردار شہاب الدین خان کی ہے۔

ای ڈی او ایجوکیشن لیّہ کا معزز ممبر اسمبلی سے توہین آمیز رویّہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 19۔ جنوری 2016 کو میں نے ایک عوامی مسئلہ کے حل کے لئے ای ڈی او ایجوکیشن لیّہ محترمہ طاہرہ چشتی کو دو تین بار فون کیا لیکن اس نے میرا فون attend کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس کے ایک دن بعد میں نے اُس کے موبائل اور پی ٹی سی ایل نمبر زپر دوبارہ فون کیا تو اس نے

کہا میں میٹنگ میں مصروف ہوں اس کے بعد call back کرتی ہوں لیکن اس نے کوئی فون نہ کیا۔ تیسرے دن میں نے پھر فون کیا تو اس نے میرا فون کاٹ دیا۔ دوبارہ فون کیا تو اس نے فون پر کہا کہ میرے پاس آپ جیسے ایم پی ایز کے لئے کوئی ٹائم نہیں ہے، مجھے آپ کے فضول کاموں کے علاوہ بھی بہت سے کام ہوتے ہیں اس کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ ای ڈی او ایجوکیشن کے اس غیر ذمہ دارانہ رویہ سے نہ صرف میری بطور ایم پی اے تحقیر کی گئی بلکہ اس کے توہین آمیز روّیے سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے مجھے اس کے بارے میں کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو ماہ تک ایوان کو دی جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 3 بابت 2016 جناب محمد ناصر چیمہ کی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ احمد نگر اور ایس پی صدر گوجرانوالہ کا معزز ممبر اسمبلی سے توہین آمیز روّیہ

جناب محمد ناصر چیمہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یکم نومبر 2015 کو (ن) لیگ گوجرانوالہ کے کارکنوں نے بغیر کسی وجہ ہمارے کارکنوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا شروع کر دیا، اس پر پولیس نے یکطرفہ طور پر مجھ پر، میرے بیٹے اور پارٹی کارکنوں پر ایف آئی آر درج کروائی جبکہ میں اس واقعہ میں موجود ہی نہیں تھا۔ یہ وقوعہ تقریباً ساڑھے تین بجے ہوا۔ اگلے دن جب میں تھانہ احمد نگر bail before arrest لے کر گیا تو ایس ایچ او ملک مظہر کھوکھر تھانہ احمد نگر گوجرانوالہ نے مجھے arrest کر لیا۔ اس پر میں نے کہا کہ میں نے عدالت سے bail کروالی ہے تو اس پر مذکورہ ایس ایچ او غصے میں آگیا اور تضحیک آمیز لہجے میں کہا کہ روز ناچ خالی پڑا ہوا ہے کسی اور مقدمے میں آپ کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ دوسرے دن مورخہ 2۔ نومبر کو مجھے پھر اطلاع ملی کہ آپ پر ایک اور ایف آئی آر درج ہو گئی ہے جس میں پہلی ایف آئی آر کے وقوعہ کو دہرایا گیا ہے۔ اس

پر میں نے ایس ایچ او کو بتایا کہ وہ ایک عوامی نمائندے کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیوں کر رہے ہیں جبکہ میرا اس واقعہ سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے ؟اس پر ایس ایچ او نے کہا مجھے اس چیز کی کوئی پروا نہیں ہے کہ آپ ایم پی اے ہو، میرے پاس روزانہ بہت سے ایم این ایز اور ایم پی ایز آتے جاتے رہتے ہیں مجھے کسی کی پروا نہیں ہے۔ ایس ایچ او متعلقہ نے مجھے bail before arrest ہونے کے باوجود تقریباً 22 گھنٹے غیر قانونی طور پر محبوس رکھا اور مجھے ذہنی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا۔ جب میں نے عملی طور پر دیکھا کہ ایس ایچ او میری بے عزتی کرنے پر تلا ہوا ہے تو میں نے مناسب سمجھتے ہوئے ایس ایچ او سے کہا کہ وہ میری بات اپنے انچارج ایس پی صدر گوجرانوالہ ڈاکٹر رضوان سے کروائے۔ جب ایس ایچ او نے بمشکل ایس پی سے فون ملایا تو ایس پی ڈاکٹر رضوان نے میری بات سننا گوارہ نہ سمجھا اور ایسے لگتا تھا کہ وہ پہلے سے ہی تیار تھا کہ میری کوئی بات نہیں سنے گا۔ اس نے ایس ایچ او کی طرح میرا مذاق اڑایا اور بڑے تضحیکانہ طریقے سے فون بند کرتے ہوئے کہا کہ وہ میری کوئی بات سننا نہیں چاہتا۔ ایس پی صدر ڈاکٹر رضوان اور مذکورہ ایس ایچ او ملک مظہر کھوکھر کے اس توہین آمیز روّیے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے اور یہاں رانا ثناء اللہ صاحب بھی سن رہے ہیں کہ میرے خلاف جو ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور جس پرچے میں مجھے گرفتار کیا گیا ہے اگر وہ وقوعہ بھی ہوا ہو تو میں اپنی اس نشست سے resign کر دوں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو ماہ تک ایوان کو دی جائے۔ جی، میاں صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پٹرول کی قیمت میں کمی کے سلسلے میں بلا باری قرارداد پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے فی لیٹر کمی کی ہے جو پوری قوم کے ساتھ ایک بھونڈا مذاق ہے۔ یہ پٹرول 28 روپے فی بیرل کی کم ترین سطح پر مل رہا ہے اور یہ تقریباً 14 روپے فی لیٹر یہاں پڑتا ہے۔ اگر 6 روپے فی لیٹر transportation کے بھی لگا لیں، اگر retail میں جا کر 5 روپے فی لیٹر۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک التوائے کار ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔ میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ قرارداد پیش کریں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں قرارداد یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ 40 روپے فی لیٹر۔۔۔

جناب سپیکر: ہم out of turn لے لیتے ہیں آپ تحریک التوائے کار لائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہاں پنجاب کے اس ایوان میں بات نہیں کرنے دی جاتی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت چالیس روپے فی لیٹر کما رہی ہے کیا یہ good governance ہے؟ حکومت جس ریٹ پر بین الاقوامی منڈی سے پٹرول لے رہی ہے اسی تناسب سے عوام کو دے تاکہ عوام کو ریلیف ملے۔ میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں آپ اس کو rules suspend کر کے out of turn لیں۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد لائیں میں اس کو دیکھوں گا، آپ لے کر آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمیں یہاں بات کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد لے کر آئیں پھر ہم دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تمام پارلیمانی لیڈرز اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی موجودگی میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ کوئی بھی تحریک التوائے کار یا قرارداد اگر out of turn لانی ہو تو اس کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یا اگر وہ گورنمنٹ کی طرف سے ہے تو اس کی کاپی اپوزیشن کو اور اگر وہ اپوزیشن کی طرف سے ہے تو اس کی کاپی گورنمنٹ کو فراہم کی جائے گی۔ محترم قائد حزب اختلاف نے ابھی تک قرارداد کی کاپی دی نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں قرارداد لے کر آیا ہوں یہ میرے پاس ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تو پھر ہمیں اس کی کاپی دیں اور ہمیں دیکھنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم ابھی کاپی دے دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یعنی یہ کوئی بہانہ بنا کر روزانہ ہی دوڑنے کی تیاری کر لیتے ہیں یہ تو مناسب نہیں ہے۔ یہ قرارداد کی کاپی مجھے دیں تاکہ اس کو میں دیکھوں اور اگر اس پر میں کوئی ترامیم دینا چاہوں تو دے سکوں یعنی یہ کوئی طریق کار اپنائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ قرارداد دیں منگل کے روز آپ کا پرائیویٹ ممبر ڈے ہو گا اس میں یہ آ جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا ایوان میں بات کرنا جرم ہے؟

جناب سپیکر: جب قرارداد پیش ہو گی تو پھر آپ بات بھی کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر rules کا حوالہ دے کر ہماری بات کو دبائیں گے تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بولیں اور جو مرضی بولیں میں کب کہتا ہوں کہ نہ بولیں لیکن اپنی turn پر بولیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے صرف دوڑنا ہے۔ یہ ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں سے دوڑیں گے، سیڑھیوں پر دو نعرے لگائیں گے اور گھروں کو چلے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر! ایک تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کسی نہ کسی معزز ممبر اسمبلی کو اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجیں تاکہ وہ ان کو واپس ایوان میں لے کر آئیں۔ دوسرا میں on record یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن صرف سڑکوں اور چوکوں پر نعرے بازی اور احتجاج کی سیاست کے علاوہ کسی بات کو دلیل یا کسی rules یا کسی ضابطہ کے تحت کرنے کی قائل نہیں ہے۔ انہوں نے اورنج لائن کے متعلق بات کی کہ ہم اس پر ایوان میں بحث کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ پریس کانفرنس کی اور اس میں کہا کہ کل اگر وزیر اعلیٰ خود تشریف نہ لائیں یا کسی ذمہ دار وزیر کے ذمہ لگائیں کہ اورنج لائن کے متعلق ایوان کو آگاہ کریں ورنہ ہم ایوان نہیں چلنے دیں گے۔ اگلے دن جب یہ بات طے ہو گئی کہ آپ اپنی مرضی کا ٹائم اور دن select کر لیں تو ہم آپ کو اس کا جواب دینے کو تیار ہیں اور آپ بتائیں کہ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے یا آپ اس منصوبے کے کیوں خلاف ہیں؟

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ انہوں نے صرف یہاں پر نعرے لگانے اور باہر جا کر میڈیا interaction حاصل کرنے کے لئے احتجاج کیا اور انہوں نے اورنج لائن پر اس ایوان میں بحث کرنے اور بات کرنے سے انکار کیا اور اپنی کہی بات سے دوڑ گئے۔ میں نے ان کو یہ کہا تھا کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اورنج لائن لاہور کی بربادی کا منصوبہ ہے لیکن میں اس ایوان میں ثابت کروں گا کہ یہ آپ کی سیاست کی بربادی کا منصوبہ ہے۔ اپوزیشن کی جو منفی سیاست ہے یہ ترقیاتی میگا پراجیکٹس مکمل ہوں گے تو ان کی منفی سیاست کا بیڑہ غرق ہو جائے گا اور لوگ ان کو مسترد کر دیں گے۔ آج جو ریلیف لوگوں کو ملا ہے تو اس کے خطرے اور خوف سے کہ اس ریلیف کی بنیاد پر لوگ خوش ہوں گے یا وہ گورنمنٹ کو apprise کریں گے تو انہوں نے صرف اس کو pre-empt کرنے کے لئے شور اور واویلہ شروع کیا ہوا ہے۔ اگر یہ ایوان میں قرارداد لے کر آتے اور اس کو زیر بحث لاتے تو ہم ان کو یہ ثابت کرتے کہ جب پٹرول کی قیمتیں کم ہوتی ہیں تو ان کا بہت ساری چیزوں پر impact ہوتا ہے اور اس کی calculation اور assessment کے بعد جو figure نکلتی ہے اس کے مطابق پٹرول کی قیمتیں کم کی جاتی ہیں لیکن آج انہوں نے پھر وہی کیا صرف نعرے بازی کی ہے اور بائیکاٹ کر کے دوڑ گئے حالانکہ قومی اسمبلی میں ان کی نمائندگی موجود ہے اور یہ وفاقی مسئلہ ہے۔ یہ وہاں پر قرارداد بھی لا سکتے ہیں اور بات بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جناب شیر علی خان اور سید ہارون سلطان بخاری دونوں صاحبان تشریف لے جائیں اور ان کو ایوان میں واپس لے کر آئیں اور وہ اپنی قرارداد پرائیویٹ ممبر ڈے پر دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 833/15 جناب جاوید اختر کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور اس کا جواب دیں۔

موضع رکھ بھٹی میتلا میں محکمہ جنگلات کی ملکیت 24630 کنال پانچ مرلے اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ درست ہے کہ رکھ بھٹی میتلا میں جنگلات ڈیرہ غازیخان کی ملکیت ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس پر قابضین نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا۔ قابضین کو باقاعدہ ایکشن پلان کے مطابق بے دخل کیا جا رہا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں رکھ برمن اور رکھ رندوالہ ناجائز قابضین سے خالی کروالیا گیا ہے جبکہ رکھ بھٹی کی واگزاری کے لئے تحرک کیا جا رہا ہے۔ یہ کل رقبہ 24 ہزار 630 کنال ہے جس میں سے 19 ہزار کنال دریا برد ہے اور باقی 5 ہزار 400 کنال آبپاش جنگل کی صورت میں ہے۔ ان ناجائز قابضین کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ اراضی جو کہ محکمہ جنگلات صوبائی حکومت کی ملکیتی ہے اسے واگزار کروالیا جائے گا۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! اس میں حقائق یہ نہیں ہیں جو بیان کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے تو آپ مہربانی کریں۔

سرکاری کارروائی

آرڈیننسز

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:

آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Fort Monroe Development Authority Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Fort Monroe Development Authority Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Fort Monroe Development Authority Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the

Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Education Foundation (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Education Foundation (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Education Foundation (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) ادارہ انضباط خریداری پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Prohibition of Child Labour at Bricks Kilns Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Prohibition of Child Labour at Bricks Kilns Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Prohibition of Child Labour at Bricks Kilns Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس شادی بیاہ فنکشنز پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Marriage Functions Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Marriage Functions Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred

to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Planning and Development with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Forestry and Fisheries with the direction to submit its report within two months.

(Please listen carefully, order please, order in the House)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) عوامی نمائندوں کے قوانین پنجاب2016

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report within one week.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بل کو introduce کرتے ہوئے، یہ بات relevant سمجھتے ہوئے کہنا چاہوں گا کیونکہ یہ اس معزز ایوان کے لئے اور ہمارے گیلری میں بیٹھے ہوئے پریس کے بھائیوں کے بھی نوٹس میں رہے۔ اس بل کے ذریعے سے معزز ایم پی ایز کی تنخواہوں اور مراعات کو اس طرح سے بڑھایا گیا ہے کہ آج بھی اس اضافے کے باوجود پنجاب میں ممبران اسمبلی کو تنخواہ اور دوسری مراعات کی صورت میں جو رقم ملے گی وہ تمام صوبائی اسمبلیوں سے کم ہے۔

جناب سپیکر! دوسری صوبائی اسمبلیوں میں سندھ ہے، خیبر پختونخواہے، بلوچستان اور قومی اسمبلی ہے لیکن بہر حال ان کے قریب ہے۔

جناب سپیکر: ملک کی دوسری اسمبلیوں سے کم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے یہ بہت زیادہ فرق تھا کیونکہ پنجاب میں 2008 سے تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ نہیں کیا گیا میں یہ بات on record کہنا چاہوں گا کہ معزز ممبران اسمبلی کے علاوہ چیف منسٹر، منسٹرز، ایڈوائزرز، سپیشل اسسٹنٹس، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ یا مراعات میں قطعاً کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اور اس سلسلے میں بعض میڈیا چینلز یا

اخبارات میں یہ بات کی گئی کہ اس کے بعد منسٹرز کی تنخواہوں میں اتنا اضافہ ہو گیا اور اب وزیر اعلیٰ پنجاب دوسرے تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے زیادہ مراعات اور تنخواہ لینے والوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بات غلط ہے یہ صرف اور صرف ممبران اسمبلی کی مراعات اور تنخواہوں میں اضافہ کر کے دوسری اسمبلیوں کے تقریباً برابر لایا گیا ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! تقریباً برابر نہیں بلکہ ان سب سے کم ہے۔

جناب سپیکر: ان سے نیچے ہیں۔ Now Consideration and Passage of Bills.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کب سے ملیں گی؟

معزز ممبران: جناب سپیکر! جولائی 2015 سے ملیں گی۔

جناب سپیکر: یہ متعلقہ کمیٹی کو refer ہو چکا ہے وہ آپ کو ایک ہفتے کے اندر اندر بتا دیں گے۔

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once".

MR SPEAKER: The motion moved is**:**

> "That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once".

There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be referred to a select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2016.
>
> 1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 3. Dr Murad Raas, MPA
> 4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
> 6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
> 7. Mrs Raheela Anwar, MPA
> 8. Dr Muhammad Afzal, MPA
> 9. Mrs Ayesha Javed, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is**:**

> "That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be referred to a select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2016.
>
> 1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA

2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Murad Raas, MPA
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I Oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ جب بھی ہم کوئی قانون اس ایوان میں لے کر آتے ہیں تو ہماری خواہش ہوتی ہے کہ ہم اس طرح کے قوانین اسمبلی میں introduce کرائیں جن سے عوام کی بھلائی اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ ہم نے اس بل کا نام Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 رکھا ہے لیکن میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گی کہ سب سے پہلے تو اس کی تشہیر ہونی چاہئے تھی اور پھر ایوان کی کوئی ایسی کمیٹی ہونی چاہئے جس کے اندر یہ بل جائے جس میں ہمارے ایوان کے ممبران کی رائے کو اوّلیت دی جائے اور ان کی رائے کے مطابق اس پر discussion ہو، لوگوں سے suggestions لی جائیں تاکہ ایوان کے باقی ممبران بھی اس میں participation کر سکیں۔ اگر اس بل کو دیکھا جائے تو اس میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صرف اور صرف ایک formality اور نام کے لئے اس بل کو اسمبلی میں لاکر پاس کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس بل کے اندر نظر یہ آتا ہے کہ اس میں ایک دفعہ پھر حکومت وقت اپنے من پسند لوگوں کو اتھارٹی کے ممبر بنا کر ان کے through اقدامات کرے گی اور سارے کے سارے انتظامات صرف اور صرف ان کے ہاتھ میں ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ایوان کے ممبران کو کم از کم اتنی اہمیت ضرور دی جانی چاہئے کہ اگر اس پر سلیکٹ کمیٹی بنائیں تو اس میں تمام پارٹیوں کی representation ہونی چاہئے اس لئے میں پرزور اصرار کرتی ہوں کہ تمام پارٹیوں کے representatives کو سلیکٹ کمیٹی

میں شامل کیا جائے تاکہ اس کے اندر بھرپور بحث ہونے کے بعد ہم ایک جامع اور مفصّل قانون سازی کر سکیں جس پر ہم کل کو عملدرآمد بھی کرائیں۔ ہم جو ہر وقت یہ بات کرتے ہیں کہ ہماری رائے کو اہمیت نہیں دی گئی اور بعد میں سوچتے ہیں کہ اس میں یہ چیز آ جاتی تو بہتر ہوتا اگر اس میں یہ انتظامات کر لئے جاتے تو بہتر ہوتا، اگر اس میں رائے لے لی جاتی تو بہتر ہوتا۔ اب اگر ہم اسے elicit opinion کے لئے نہیں بھیج رہے تو کم از کم اسے ایک سلیکٹ کمیٹی میں refer کیا جانا چاہئے جس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہو تاکہ اس کے مقاصد سے پنجاب کے شہریوں، پنجاب کے عوام کو ہم جو سہولیات دینا چاہتے ہیں وہ proper طریقے سے دی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اس اتھارٹی کا ایم ڈی آئی جی پولیس کے ماتحت ہو گا یہ ایم ڈی کون ہو گا، اس کا criterion کیا ہو گا؟ اس میں کس قسم کے لوگوں کو لایا جائے گا۔ اس میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن پر میں سمجھتی ہوں کہ اسے پاس کرنے سے پہلے سلیکٹ کمیٹی میں discuss کیا جانا چاہئے اور اسمبلی کے ممبران کو اہمیت دی جانی چاہئے۔ بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس بل کے ذریعے The Punjab Safe Cities Authority قائم کی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا نام ترمیم move کرنے والوں میں شامل نہیں ہے لہٰذا آپ اس پر بات نہیں کر سکتیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل مجلس قائمہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ مجلس قائمہ نے اس پر اپنے اجلاس منعقد کئے اور پوری طرح سے غور و خوض کرنے کے بعد اس کو پاس کیا ہے اس لئے اب اس کو further کسی Select Committee کے پاس بھیجنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be referred to a Select Committee consisting of

the following members with the instructions to report thereon by 1st March 2016.

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Murad Raas, MPA.
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Mrs Ayesha Javed, MPA.

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration .There are two amendments in it.

The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad,

Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (d) of sub-clause (2), for the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member of the Assembly to be nominated by the government", the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab including one member of the Opposition and at least one woman member of the Assembly to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab", be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (d) of sub-Clause (2), for the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member of the Assembly to be nominated by the government", the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab including one member of the Opposition and at least one woman member of the Assembly to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab", be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس بل کے تحت ایک Authority establish کی جا رہی ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے شروع ہوتی ہے یعنی وزیر اعلیٰ اس کے چیئرمین ہوں گے اور اس کا اختتام three eminent persons سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس بل میں ایک ایگزیکٹو کمیٹی

کا ذکر ہے جو کہ چیف سیکرٹری سے شروع ہوتی ہے اور مینجنگ ڈائریکٹر پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح بل میں ایک مینجمنٹ کمیٹی ہے جو Provincial Police Officer سے شروع ہوتی ہے اور A representative of Punjab Information Technology Board پر ختم ہوتی ہے۔ اس بل میں کل 30 لوگ مختلف کمیٹیوں کے اندر involve ہیں اور اگر اس میں ممبران اسمبلی کی representation آ جائے گی تو کیا حرج ہے؟ ممبران اسمبلی بھی اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر لاہور کا Command and Control Centre بن رہا ہے تو اس میں لاہور کے معزز ممبران کو شامل کر لیں اور اگر فیصل آباد کا بن رہا ہے تو فیصل آباد کے معزز ممبران کو اس میں شامل کر لیں۔ اس میں معزز ممبران کی نمائندگی لازمی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ یہ جو Command and Control Centre بن رہا ہے اس کی Powers and Functions کے اندر یہ چیز دی گئی ہے کہ دیواروں اور دروازوں پر جو مشینری، equipment اور کیمرے لگائے جائیں گے ان کا دھیان رکھنا اس کا کام ہو گا۔ تمام کاروباری مراکز، دکانوں، بنکوں اور پلازوں میں حکومت نے already mandatory کیا ہوا ہے کہ وہاں پر CCTV کیمرے لگائے جائیں۔ تمام سکولوں، ہسپتالوں اور دوسرے سرکاری یا غیر سرکاری اداروں میں CCTV کیمرے پہلے سے لگے ہوئے ہیں۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ بالکل Command and Control Centre ہونا چاہئے لیکن اس کے functions تو clear cut ہوں۔ اگر اس کے functions میں یہ ہے کہ دیواروں پر ریزر وائر لگانی ہے تو پھر اس Command and Control Centre کی کیا effectiveness ہو گی؟ وزیر قانون یا حکومت ہمیں کوئی ایک مثال بتا دیں کہ جہاں پر اس کی وجہ سے کوئی prevention ہوئی ہو؟ کیمرے نے تو صرف ایک تصویر دکھانی ہے اور اس کے پیچھے انسانوں نے اس پر عمل کرنا اور حرکت میں آنا ہے۔

جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس قانون کو ہم مزید effective tool کے طور پر لے کر آئیں۔ اس بل میں انہوں نے اس کے Powers and Functions میں جو چیزیں لکھی ہوئی ہیں میں وہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

(a) to maintain and develop command, control and communication Centres and other related facilities;

(b) to plan, construct and maintain IC3 for future expansion;

(c) to enter into contracts, grant licenses, leases, make other arrangements and to perform all tasks necessary for efficient functioning of IC3;

جناب سپیکر! یہ IC3 کی administration تو ہو سکتی ہے لیکن اس کی working نہیں ہو سکتی۔ اس کے اندر لکھنا چاہئے کہ Command and Control Centre actually کیا کرے گا؟ وہ different institutions کی coordination کرے گا۔ خدانخواستہ کوئی بم دھماکا ہوتا ہے تو وہاں پر emergency services کو پہنچائے گا۔ خدانخواستہ اگر کسی قسم کی کوئی اور activity ہوتی ہے تو اس کے اندر response team کا کیا کردار ہو گا؟ اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ یہاں پر اس کے Powers and Functions میں لکھا ہوا ہے کہ:

(e) to acquire, hold and subject to this Act, dispose of property;

جناب سپیکر! کیا یہ کوئی محکمہ ریونیو کا ذیلی ادارہ ہے کہ وہ پراپرٹی کا لین دین کرے گا؟ اگر اس کے اندر public money involve ہو رہی ہے تو پھر میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر مزید deliberations کریں اور معزز ممبران اسمبلی کو اس کے اندر involve کیا جائے تاکہ ایک بہتر اور comprehensive قانون سازی ہو سکے۔ صرف Command and Control Centre بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم میں تو معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ اس اتھارٹی میں جو ممبران اس معزز ایوان سے ہوں گے اُن میں حزب اختلاف کے ممبران کو بھی نامزد کیا جائے جبکہ انہوں نے بحث میں کہا ہے کہ اس بل کے مقاصد کس طرح سے حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر! Safe Cities Authority کے تحت پنجاب کے پانچ بڑے شہر لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی کو scientific طریقوں کے ذریعے street crimes سے 22۔ دسمبر 2017 تک مرحلہ وار محفوظ بنایا جائے گا۔ لاہور کے منصوبے پر 10 سے 15 لاکھ روپیہ لاگت آئے گی اور اسی طرح سے باقی شہروں پر بھی لاگت آئے گی تو ان شہروں کو اس طرح سے محفوظ کر دیا جائے گا کہ جس طرح دنیا کے باقی بڑے شہروں کو محفوظ کرنے کا ایک طریق کار ہے۔ جہاں تک ان کا کہنا ہے کہ ہر بازار اور ہر جگہ پر CCTV Cameras لگے ہوئے ہیں ان کی یہ بات ٹھیک ہے اور پوری دنیا

میں اسی طرح CCTV Cameras لگے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود جب تک باقی جگہیں بھی اسی طرح آپس میں connected نہ ہوں تو اُس وقت تک ملزموں کو صحیح طور پر trace کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ CCTV Cameras کے ذریعے بڑے بڑے کیس، ڈکیتی اور دیگر بھی بہت سارے کیس resolve ہوئے ہیں تو اس intervention سے دنیا بھر کے بڑے شہروں کو محفوظ کیا گیا ہے اور لوگوں کی زندگی کو آسان کیا گیا ہے۔ اس وقت پاکستان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت عصر حاضر اور ترقی کے تمام زینے طے کر رہا ہے۔ اگر موٹروے ہے تو وہ بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں بنی، اگر میٹرو ہے تو وہ بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں بنی، اگر یہ Safe Cities کا پروگرام ہے تو وہ بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں بن رہا ہے، Orange Line Train بن رہی ہے تو وہ بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں ہے تو اپوزیشن کے شور اور واویلا سے اُن کی منفی سیاست پر فرق پڑے گا۔

جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے سے ان کا جو مطالبہ ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران کو بھی اس اتھارٹی میں شامل کیا جائے تو حزب اختلاف نے تو اس معاملے کے حوالہ سے کارکردگی پر جواب دہی اور اعتراض کرنا ہے اور اگر حزب اختلاف ہی ان administrative measures کا حصہ ہو گی تو وہ پھر اس معزز ایوان میں کس طرح سے اپنا role ادا کرے گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم درست نہیں ہے اور اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (d) of sub-Clause (2), for the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member of the Assembly to be nominated by the government", the words "three members of Provincial Assembly of the Punjab including one member of the Opposition and at least one woman member of the Assembly to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab", be substituted."

(The motion was lost.)

The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (1) of sub-Clause (2), for the words "for a specified period", the words "for a period of three years", be substituted".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in para (l) of sub-Clause (2), for the words "for a specified period", the words "for a period of three years", be substituted".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose:

جناب سپیکر: جی، اس پر کون بات کریں گے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس بل کو پڑھنے کے بعد یہ حیرانی ہو رہی ہے کہ اس صوبہ یا اس ملک کے اندر command control یا مواصلات کا نظام سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ ابھی لاء منسٹر صاحب نے اپنی credibility بتائی تھی کہ مسلم لیگ (ن) کے دور میں یہ ہوا، مسلم لیگ (ن) کے دور میں وہ ہوا لیکن وہ شاید یہ بتانا بھول گئے کہ ہم مسلم لیگ (ن) کے دور میں ہی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ انہیں قرضوں والی بات بتانے کے بعد ہی یہ والی اپنی تعریف کرنی چاہئے تھی۔ بہر حال اس بل کے اندر اتھارٹی کے حوالہ سے بتایا گیا ہے لیکن یہاں پر کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی واضح نہیں کیا

گیا بلکہ ہر جگہ پر یہی کہا گیا ہے کہ to be determine by the government یعنی بادشاہ سلامت کی طرف سے جو instructions جاری ہوں گی وہی ہو جائے گا تو ہم اس صوبہ کو کس طریقے سے چلا رہے ہیں اور اسی وجہ سے آج ہم لاء اینڈ آرڈر کی ایسی situation پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس بل کو پڑھنے کے بعد ہمیں احساس ہو رہا ہے کہ ہم نے پچھلے سات آٹھ سالوں میں کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ کوئی کام planning کے ساتھ کیوں نہیں کرتے اور آپ نے صوبہ کو کیوں تجربہ گاہ بنا دیا ہے؟ آپ کا اپنا ذاتی پیسا ہوتا تو شاید یہ آپ اس طرح سے نہ لگاتے۔ اس ترمیم میں ہم نے یہ request کی ہے کہ اس میں کم از کم 3 years time period دیا جائے کیونکہ اس بل کی کسی چیز میں clarity نہیں ہے تو بعد میں جب کوئی problem آئے گی اور پوچھا جائے گا تو آگے سے جواب آئے گا کہ اس میں کوئی clarity ہی نہیں تھی اس لئے یہ ہو گیا، وہ ہو گیا تو مہربانی کر کے آپ اس صوبہ کو کسی قانون کے تحت چلائیں۔ لاء منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح کی چیزیں لے کر آئیں جن میں clarity ہو اور آپ بھی جا کر کل عوام کو بتائیں کہ اس میں اس طرح سے محنت کی گئی ہے۔ ایسا نہیں کہ آپ ایک بل لا کر اتھارٹی بنا دیں اس پر پیسا خرچ کریں، وہ ناکام ہو جائے پھر دوسری چیز بنا کر اس پر بھی پیسا خرچ کیا جائے اور آپ اسی طرح experiment ہی کرتے رہیں۔ اگر ہم سات سال بعد بھی یہ بات realize کر رہے ہیں تو پھر ہم کہاں کھڑے ہیں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اتھارٹی کے جو functions ہیں اس کے پیش نظر اس میں ایک ہی criterion ہے اور جو suitability ہے وہی مؤثر خیال کیا گیا ہے۔ اس میں posting tenure اتھارٹی کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کے مطابق بلا جواز ہے اور یہ مناسب نہیں رہے گا اس لئے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in Para (l) of sub-Clause (2), for the words "for a specified period", the words "for a period of three years", be substituted".

(The motion was lost.)

Now the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from Mian Mehmood-ur- Rasheed, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-Clause (1), the following para be added as Para (b) and the subsequent paras be renumbered accordingly:

(b) one MPA to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, in sub-Clause (1), the following Para be added as para (b) and the subsequent paras be renumbered accordingly:
>
> (b) One MPA to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose:

جناب سپیکر: جی، ملک تیمور صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! بڑا تعجب ہے کہ میں نے ایسی کوئی متنازعہ ترمیم نہیں دی تھی۔ یہ ایک simple سی ترمیم تھی جس میں صرف یہ گزارش کی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر یہ کہتے کہ ایک ایم پی اے اپوزیشن کا ہونا چاہئے سپیکر کا کیوں discretionary اختیار ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے تو قطع نظر اس چیز کے کہ اپوزیشن کا ہو یا حکومتی بنچوں کا ممبر ہو یہ ترمیم دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم دی تھی کہ جس طریقے سے یہ اتھارٹی وزیر اعلیٰ سے لے کر ممبر صوبائی اسمبلی پر منحصر ہے تو اس میں بے شک باقی ممبران حکومت اپنی مرضی کے رکھے۔ یہاں ایوان میں ممبران کی بات کی جاتی ہے اور being the custodian of the House آپ سپیکر ہیں تو اس میں اگر سپیکر صاحب کی صوابدید پر ایک ممبر کو رکھ لیں گے تو میرے خیال میں کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ ویسے بھی اس اتھارٹی کا قیام جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اور بہت اغراض و مقاصد بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آج پانچویں بار پنجاب میں حکومت میں آنے کے بعد اس حکومت کو یہ خیال آ گیا ہے کہ وہ ایک ایسی اتھارٹی قائم کرنا چاہتی ہے جو کہ safe city کے نام سے crime monitor کرے گی اور اس کی شرح کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گی۔ یہ اچھی اور خوش آئند بات ہے لیکن مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ سارا کام اس اتھارٹی نے کرنا ہے۔

اس میں آپ نے ایک ایم ڈی بنا دیا ہے جو ڈی آئی جی لیول کا ہے اور وہ آئی جی کے under ہو گا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کہ جب ڈی آئی جی اس اتھارٹی کا ایم ڈی ہو گا اور اس کے نیچے ضلعی افسران کو رکھیں گے تو پھر آپ کو پولیس اور law enforcement agencies کی کیا ضرورت ہے؟ جنہیں آپ لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لئے اربوں روپے کا فنڈ ہر سال غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی سے دیتے ہیں۔ آج لاء منسٹر صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں کہا کہ اربوں روپے کے فنڈ سے یہ پراجیکٹ بنے گا لیکن کیا یہ گارنٹی دیں گے کہ یہ اربوں روپیہ جو غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے اس اتھارٹی کے بننے کے بعد street crimes اور لوٹ مار ختم ہو گی اور انہوں نے جیسے بڑے شہروں کا ذکر کیا ہے کیا جرائم کی شرح میں کمی آئے گی؟ میں قطعاً نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ یہاں پر من پسند لوگوں کو بھرتی کیا جائے گا اور اتھارٹی قائم کر کے اپنی مرضی کرنے اور سوائے وزیر اعلیٰ کو خوش کرنے کے اور کوئی وجہ مجھے نظر نہیں آتی لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ایک ممبر جناب سپیکر آپ کی صوابدید پر ہوتا تو اس ایوان کا تقدس ضرور بلند ہوتا۔

جناب سپیکر: میری صوابدید تو سب کے لئے ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! آپ کی جانب سے ایک ممبر کی نامزدگی ہوتی تو بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ایوان ہے۔ اس میں جو segregation ہے کہ ایک قائد حزب اقتدار ہے جو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ ان کے لئے پورا احترام موجود ہے کیونکہ وہ قائد حزب اقتدار لیکن ان کے بالمقابل دوسری جانب قائد حزب اختلاف موجود ہوتا ہے جس پر اپوزیشن کے ممبران کا اعتماد ہوتا ہے۔ اس پورے ایوان میں آپ صرف وہ شخصیت ہیں کہ جس پر حکومتی بنچوں اور اپوزیشن کے بنچوں کے ممبران برابر اعتماد کرتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ الحمد للہ گزشتہ دو اڑھائی سال سے آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اسمبلی کو چلایا ہے اور اپوزیشن کے تمام لوگ بھی آپ کا اسی طرح احترام کرتے ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس سے پہلے ہم نے ایک ترمیم دی تھی جس میں ہم نے یہ بات کہی تھی کہ اپوزیشن میں سے بھی ایک ممبر لیا جائے جس کو سپیکر صاحب نامزد کریں لیکن رانا صاحب نے اس سے agree نہیں کیا اور اس کو turn down کر دیا۔ اب اس میں ہم نے آپ کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ آپ رانا

صاحب کے مشورے سے کیونکہ اپوزیشن میں سے تو وہ نہیں لیں گے وہ گورنمنٹ بنچ سے ایک ممبر لے لیں۔اس میں آپ کو مزید empower کرنا مطلوب ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں اس بات پر شدید احتجاج بھی کرتا ہوں کہ یہاں محکمہ اوقاف کی بہت ہی اچھی کاوش ہوئی اور ایک قرآن و سیرت اکیڈمی پنجاب کے اندر قائم کی گئی۔ یہ بڑا اچھا قدم تھا اور میں نے خود یہاں کھڑے ہو کر اسے appreciate کیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی طرف سے ایک letter مجھے موصول ہوا کہ یہ جو اتھارٹی ہے جس کے اندر آپ نے بھی ممبران کو نامزد کرنا تھا تو اس میں میرا نام موجود تھا کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر ہے۔آپ نے نامزد کر دیا میں نے اس پر آپ کا شکریہ بھی ادا کیا لیکن دس پندرہ دن پہلے مجھے اس میں ایک تبدیلی موصول ہوئی، آپ نے جو آرڈر کیا تھا اس کے برعکس اب ایک نیا آرڈر موصول ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب آپ کا نام withdraw کیا جا رہا ہے اور آپ کی جگہ ایک خاتون حکومتی ایم پی اے کا نام ڈالا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! میں جس طرح قربانی دے رہا ہوں آپ بھی اسی طرح دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی practice نہیں ہے۔آپ نے ایک آرڈر شروع میں جاری کر دیا اور اب اس کو withdraw کر لیا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ حکومت کی طرف سے ہے یا میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے اس کے اندر یہ ترمیم ڈال دی ہے۔ یہ تھوڑا حوصلہ کر لیتے۔الحمد للہ میں یہاں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کرتا جو ایوان کے decorum کو خراب کرے اور میں کوئی undue leg pulling بھی نہیں کرتا اور ہمیشہ مثبت تجاویز دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! ہم اس لئے یہ گزارش کر رہے تھے اور اس لئے یہ ترمیم دی ہے کہ کم از کم آپ کو بااختیار کیا جائے۔ ہم آپ کو بااختیار دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ جو آرڈر جاری کریں وہ comply ہونا چاہئے اور اس پر کوئی نیا آرڈر جاری نہیں ہونا چاہئے۔ میرے اور قرآن و سیرت اکیڈمی کے حوالے سے جو آرڈر جاری ہوا ہے۔ اس پر ظاہر ہے کہ۔۔۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! یہ ترمیم پر بات کریں۔

جناب سپیکر: حوصلہ کریں۔ بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بہر حال اس پر اپنا حق بھی محفوظ رکھتا ہوں کہ اس حوالے سے میری دل شکنی بھی ہوئی ہے اور یہ اچھا قدم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ کو یہ اختیار مل جائے گا تو اس طرح ہمیں بھی خوشی ہو گی اور آپ بھی مزید empower ہوں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی پوچھتے ہیں کہ مجھے اختیار ملتا بھی ہے کہ نہیں۔ ذرا پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک محترم ڈاکٹر سید وسیم اختر نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ آپ سے چیمبر میں اس بات کو take up کر لیں اور اس سلسلے میں آپ اس کو دیکھ لیں۔ مجھے اس بات کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے۔ جہاں ایگزیکٹو کمیٹی تک میں ایک ایم پی اے کے نامزد کرنے کی یہ ترمیم ہے۔ اس اتھارٹی میں اس ایوان سے already تین ممبران لئے گئے ہیں تو یہ اتھارٹی اس سارے معاملے کی overall انچارج ہے۔ یہ تو ایک ذیلی ایگزیکٹو اتھارٹی ہے لہٰذا اس میں آفیشلز کے ساتھ اسمبلی ممبر کے نامزد ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

MR SPEAKER: OK. The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-Clause (1), the following para be added as para (b) and the subsequent paras be renumbered accordingly:

(b) One MPA to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab."

Those in favour say "ayes"…

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

یہ کیا ہوا ہے، کیا اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہے؟ نہیں، نہیں واپس آ جائیں۔

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

Since no one is present, the same is disposed of.

Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ ان کو کون منا کر لایا ہے؟

جناب سپیکر: خان صاحب! ایسی باتیں نہ کریں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ انہوں نے جو کورم کی نشاندہی کی ہے وہ ان کا حق ہے۔ آپ ان کو منع نہیں کر سکتے۔ کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب 2015

(۔۔۔ جاری)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That for Clause 21 of the Bill, the following be substituted:
>
> **21. Validation**. Notwithstanding the repeal of the Punjab Safe Cities Authority Ordinance 2015 (XVI of 2015) any action of the Authority or of any person on behalf of the Authority taken from the date of repeal of

the said Ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Act."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That for Clause 21 of the Bill, the following be substituted:

21. Validation. Notwithstanding the repeal of the Punjab Safe Cities Authority Ordinance 2015 (XVI of 2015) any action of the Authority or of any person on behalf of the Authority taken from the date of repeal of the said Ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Act."

Since no one has opposed, the amendment moved and the question is:

"That for Clause 21 of the Bill, the following be substituted:

21. Validation. Notwithstanding the repeal of the Punjab Safe Cities Authority Ordinance 2015 (XVI of 2015) any action of the Authority or of any person on behalf of the Authority taken from the date of repeal of the said Ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Act."

(The motion was carried.)

Now, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Safe Cities Authority Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

مسودہ قانون سپیشل پروٹیکشن یونٹ پنجاب 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Special Protection Unit Bill 2015 (Bill No.42 of 2015). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

Since no one wants to move it, the same is supposed as withdrawn.

The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood,

Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

Since no one wants to move it, the same is supposed as withdrawn.

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Special Protection Unit Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

ڈاکٹر فرزانہ ندیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ ندیر: جناب سپیکر! خدا خدا کر کے بل تو آ گیا لیکن آپ سے درخواست ہے کہ please Rules suspend کر کے اس بل کو کمیٹی میں بھجوایا جائے تاکہ اسی سیشن میں یہ۔۔۔

جناب سپیکر: کس کو؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہماری تنخواہوں کا جو بل ہے plus یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ 2013 سے لیکن اس میں تو یہ ہے کہ جس وقت یہ بل lay ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے اور آج کے اجلاس کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس بروز منگل 2۔ فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،2۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،22۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 3

229

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 2۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری اور جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔

2۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

3۔ میاں محمود الرشید: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔

4۔ جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔

5۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔

231

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،2۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،22۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان** منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِىَّ ٱلۡأُمِّىَّ ٱلَّذِى
يَجِدُونَهُۥ مَكۡتُوبًا عِندَهُمۡ فِى ٱلتَّوۡرَىٰةِ وَٱلۡإِنجِيلِ يَأۡمُرُهُم
بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَىٰهُمۡ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَـٰتِ وَيُحَرِّمُ
عَلَيۡهِمُ ٱلۡخَبَـٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَٱلۡأَغۡلَـٰلَ ٱلَّتِى كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡۚ
فَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ
مَعَهُۥٓ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ
ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ لَآ إِلَـٰهَ
إِلَّا هُوَ يُحۡىِۦ وَيُمِيتُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلۡأُمِّىِّ ٱلَّذِى
يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَـٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ﴿١٥٨﴾

سورۃ الأعرَاف آیات157 تا 158

وہ جو (محمد) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی۔ وہی مراد پانے والے ہیں (157) (اے محمد) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ (158)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا دیوانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے جلوہ جانا ناں
اتنا تو کرم کرنا اے چشمِ کریمانہ
جب جاں لبوں پر ہو تم سامنے آجانا
دنیا میں مجھے تم نے جب اپنا بنایا ہے
محشر میں بھی کہہ دینا یہ ہے میرا دیوانہ
جی چاہتا تحفے میں بھیجوں میں اپنی آنکھیں
درشن کا تو درشن ہو نذرانے کا نذرانہ

سوالات

(محکمہ جات صنعت و تجارت، سرمایہ کاری اور جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت و تجارت، سرمایہ کاری، جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2452 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ٹیوٹا کے زیر انتظام چلنے والے تمام ٹیکنیکل ادارے بدترین بدانتظامی کا شکار و دیگر تفصیلات

*2452: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں ٹیوٹا کے زیر اہتمام چلنے والے اداروں میں تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) معیار کو بہتر بنانے اور نصاب کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں کیا چین، کوریا اور ملائیشیا کے ٹیکنیکل اداروں کے نصابات سے راہنمائی حاصل کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سب کے سب ٹیکنیکل ادارے بدترین بدانتظامی کا شکار ہیں۔طلباء کی کلاسز میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہے اور لیبارٹریز میں معیاری عملی تعلیم (پریکٹیکلز) کا کوئی انتظام نہیں۔اساتذہ کی حاضری کی صورتحال بھی ٹھیک نہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ٹیوٹا اپنے زیر انتظام فنی و ووکیشنل تربیتی اداروں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے مسلسل کوشاں ہے اور ٹیوٹا نے اس سلسلہ میں بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. نئے اداروں کا قیام
2. موجودہ صنعتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے سے موجود نصاب میں تبدیلی اور نئے نصاب کا اجراء
3. جدید ضروریات کے مطابق ملکی اور غیر ملکی اداروں کے تعاون سے نئے کورسز کا اجراء۔ ان اداروں میں جائیکا (جاپان)، سٹی اینڈ گلڈز (لندن)، برٹش کونسل اور یونیسکو وغیرہ شامل ہیں۔
4. 2012-13 کے دوران تمام اداروں کے سربراہان اور اساتذہ کے متعلقہ ٹریڈ و ٹیکنالوجیز میں تکنیکی مہارت، انڈسٹریل ٹریننگ، تدریسی طریق کار اور مینجمنٹ ٹریننگ پروگرامز کے انعقاد کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ سال 2012 میں تقریباً تین ہزار اساتذہ کو ٹرینڈ کیا گیا ہے۔
5. سپیشل جرمن ماڈل ٹریننگ پروگرام جپاٹی (جرمن پاکستان ٹریننگ انیشی ایٹو) کے پلیٹ فارم سے منعقد کیا گیا ہے تاکہ طلباء کو معیاری ٹریننگ کے ساتھ مناسب روزگار کا اہتمام بھی کیا جا سکے۔
6. مزید برآں ٹیوٹا کے ماتحت اداروں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے M&E کے نظام کو بہتر کیا جا رہا ہے۔

(ب) اٹھارہویں ترمیم کے بعد پورے ملک میں تعلیم کے یکساں معیار کو قائم رکھنے کے لئے نصاب بنانے کا کام نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن کے ذمہ ہے جو کہ انڈسٹری کے تعاون سے اس کے مطلوبہ معیار کے مطابق نصاب تیار کرتا ہے اور تمام صوبائی ٹیوٹا ادارے اس پر عملدرآمد کے پابند ہیں اس وقت نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن بین الاقوامی ڈونر ایجنسی GIZ کے تعاون سے ان نصابوں پر کام کر رہا ہے۔ جس کے لئے بین الاقوامی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ یہ نصاب بتدریج ٹیوٹا اداروں میں لاگو کئے جا رہے ہیں۔

(ج) ٹیوٹا کے انتظامی امور میں بدنظمی نہیں ہے اور ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں میں انتظامی امور میں بہتری کے لئے مندرجہ ذیل مؤثر اقدامات اٹھائے گئے ہیں:

1. ٹیوٹا ہیڈ آفس اور ضلعی دفاتر میں روزانہ طلباء اور اساتذہ کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے مربوط کمپیوٹرائزڈ نظام متعارف کیا گیا ہے۔
2. ٹیوٹا کے ماتحت اداروں کی روزانہ کی بنیاد پر اساتذہ، تمام سٹاف اور طلباء کی حاضری MIS سیکشن میں ای میل کی وساطت سے موصول ہوتی ہیں جو کہ رپورٹ کی صورت میں متعلقہ آفیسر کو جمع کروائی جاتی ہیں۔

3. جبکہ ماہانہ بنیادوں پر تمام ڈسٹرکٹ مینجرز اور اداروں کے سربراہان کی میٹنگز چیئرمین ٹیوٹا، چیف آپریٹنگ آفیسر کی زیر صدارت منعقد ہوتی ہیں جس میں اداروں کا تعلیمی وانتظامی امور پر تبادلہ خیال اور ان میں بہتری کے لئے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اور اگلی میٹنگ میں فرداً فرداً رپورٹ لی جاتی ہے۔
4. ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں میں جدید تربیتی سہولیات سے آراستہ لیبارٹریز اور ورکشاپس میں عملی تربیت کا مربوط نظام ہے اور طلباء کو باقاعدگی سے عملی تربیت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں جب اس محکمے کے دو مرتبہ سوالات آئے ہیں اس وقت بھی میں نے ان پر متوجہ کیا تھا۔ ہمارے ملک میں جو معاشی حالت اور معاشی ترقی کی صورتحال ہے اس پر تو میں تبصرہ نہیں کرتا لیکن ظاہر ہے کہ developed countries میں بہت سے مواقع ہوتے ہیں اور اگر ہم statistics کو اکٹھا کریں تو انڈیا کے لوگ ہمارے مقابلے میں developed countries میں زیادہ ہیں۔ اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے طلباء کو عربی زبان سکھاتے ہیں۔ میں نے ماضی میں بھی یہ بات کی تھی تو منسٹر صاحب نے کہا کہ بالکل مثبت تجویز ہے ہم اس پر عمل کریں گے۔ یہ جو باہر جانے کے لئے language barrier ہے وہ اس حوالے سے ٹھیک ہو جائے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹیکنیکل اداروں میں جہاں طلباء ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں عربی زبان سکھانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب نے ماشاءاللہ بہت اچھی بات کی ہے کہ کسی ملک کی ترقی اور اس کے روشن مستقبل کے لئے ہمیں ٹیکنیکل اداروں کو کس طریقے سے بحال کرنا ہے اور ہم نے بے روزگاری ختم کرنے کے لئے کس طرح skilled persons تیار کرنے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو یہ یقین نہیں دلاتا بلکہ میں ان کو ان کی انفارمیشن کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اداروں میں skilled persons کے لئے جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ تین سال کے اندر اندر بیس لاکھ skilled persons تیار کرنے ہیں تاکہ ان کو باہر کے ملکوں میں بھیجا جائے اور وہاں جہاں وہ پاکستان کا نام روشن کریں وہاں اپنے لئے روزگار بھی مہیا کریں لہٰذا اس سلسلے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ڈاکٹر صاحب کو نہ صرف یقین دلاتا ہوں بلکہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو چیزیں انہوں نے کہی ہیں ان چیزوں کو نہ صرف ہم نے مدنظر رکھا ہے بلکہ ان کو لاگو بھی کر دیا ہے۔ ہم نے compulsory کر دیا ہے کہ وہاں

عربی زبان سکھائی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے Chinese Language Courses بھی شروع کر دیئے ہیں تاکہ جس طریقے سے ہمارے پاس چائنا کی انوسٹمنٹ آ رہی ہے یا وہاں کے لوگ آ رہے ہیں تو ہمیں translate type person بھی چاہئیں۔ ہمیں ان کے ساتھ کام کرنے والے لوگ چاہئیں۔ ہم نے اسی طریقہ سے قطر، سعودی عریبیہ اور UAE میں اپنے skilled persons کے لئے ان سے رابطے کئے ہیں، ان کی ڈیمانڈ لی ہے اور اس لئے ہم نے compulsory کر دیا ہے کہ عربی اور چائینیز جو بھی شخص سیکھنا چاہے اس کے لئے ہم نے علیحدہ کورسز شروع کر دیئے ہیں۔ جب تک وہ چائینیز اور عربی زبان نہیں سیکھے گا اس وقت تک ہم اس کو سرٹیفکیٹ نہیں دیں گے لہٰذا یہ آپ کا اور ہم سب کا مسئلہ ہے۔ ہم نے ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھا ہوا ہے اور انشاء اللہ ہم اس کو complete بھی کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو منسٹر صاحب نے عربی اور چائینیز زبان کے حوالے سے جواب دیا ہے، میں اس پر ان کی تحسین کرتا ہوں کہ اس حوالے سے انہوں نے اچھا decision لیا ہے اور اللہ اس میں برکت نصیب فرمائے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 20 لاکھ skilled persons تیار کرنے کی منصوبہ بندی ہے۔ ماضی میں بھی ہمارے skilled persons تیار ہوئے ہوں گے تو کیا ان سب کا data maintain کرنے اور پھر جہاں جہاں غیر ممالک میں vacancies آتی ہیں اس میں ان بچوں سے رابطہ کر کے جو اس پر کوالیفائی کرتے ہیں ان کو وہاں تک پہنچا دینے کے حوالے سے محکمے میں کوئی mechanism ہے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ جو اچھے ادارے ہیں وہ اس کا ریکارڈ رکھتے ہیں مثال کے طور پر بہاولپور میں ہمارے ایک بچے نے اٹلی سے Hotel Management Course کیا، ہر سال اُن کا parent ادارہ وہاں سے ٹیلیفون کر کے رابطہ کرتا ہے کہ کیا آپ settle ہیں ورنہ ہم آپ کے لئے کوئی جگہ تلاش کریں؟ چونکہ وہ settle ہے اس لئے وہ ہر دفعہ کہہ دیتا ہے کہ میں settle ہوں۔ مجھے اُس کی یہ بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو follow کرتے ہیں۔ وفاقی حکومت پر نہ چھوڑیں کیونکہ یہ پنجاب کا معاملہ ہے لہٰذا کیا ہمارا پنجاب کا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ ہماری Embassies کے ذریعے اس قسم کا کوئی mechanism باضابطہ طور پر رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم نے اپنے اداروں میں آئی ٹی کو develop کرنے کے لئے بہت سارے آئی ٹی experts کو jobs دی ہیں۔ یہ صرف اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ ہمارا پورے کا پورا network ہماری website پر ہو گا جس میں وہ تمام بچے جو ٹریننگ حاصل کریں گے اُن کا نام، ولدیت، ان کا شناختی کارڈ، ایڈریس اور جس جگہ پر جس ادارے اور جس چیز میں انہوں نے ٹریننگ لی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس website پر جائے گا۔ ہمارا لیبر ڈیپارٹمنٹ راجہ اشفاق سرور صاحب کی قیادت میں اور ہمارے ٹیوٹا کے ادارے کے کچھ لوگوں نے مختلف ممالک قطر، UAE کے دورے کئے ہیں، اُن سے رابطے کئے ہیں اور اُن سے ان کی demand پوچھی ہے کہ آپ کی کس قسم کی demand ہے اسی حساب سے ہم نے اپنے کورسز شروع کئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو تین چار ماہ کے اندر جتنے بچے اس پروگرام سے فائدہ اٹھائیں گے اُن کا پورا data آپ کے سامنے آئے گا اور اگر اُن لوگوں کو ضرورت پڑے گی تو وہ اس data کو دیکھ کر ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہمیں اس قسم کے بچے درکار ہیں۔ ہمارے پورے ادارے اُن کے ساتھ اور اس ملک میں ہر جگہ پر touch ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری چیزیں آپ کو website پر ملیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا آخری سوال یہ ہے کہ میں اور آپ سب اس چیز کو بھگتتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا آخری سوال نہیں بلکہ آخری ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخری ضمنی سوال ہے۔ نیچے سے لے کر اوپر تک کرپشن ہر level پر systemize ہو گئی ہے۔ اسی طرح سرکاری دفاتر اور ٹیکنیکل اداروں کے اندر بالخصوص ہمارے انجینئرز صاحبان ہر ٹھیکے میں سے کمیشن لینا تنخواہ کے علاوہ اپنا حق سمجھتے ہیں اور ہر پراجیکٹ کو برباد کر دیتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری اللہ کے ہاں جوابدہی اور اخلاقیات بالکل shatter ہو گئی ہیں۔ اس کے لئے محکمہ بچوں کی تربیت ایسی کرے کہ بندہ اللہ کے خوف سے قوم کو باہر جا کر اور یہاں بھی honestly serve کرے جس کا انتظام تعلیم کے ذریعے سے ہی ہونا ہے۔ ہمارے ٹیکنیکل اداروں میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت کا کیا انتظام ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ متعلقہ سوال تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے پوچھ لیا ہے تو کوئی بات نہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے یہ سوال پوچھا ہے۔ میں حکومتِ پنجاب کا ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس سوال کا جواب بالکل دوں گا اور میرا حق بنتا ہے کہ میں جواب دوں۔ جہاں تک انہوں نے کرپشن کے سلسلے میں بات کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے اداروں میں کرپشن ہوتی ہو گی۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کرپشن کی نشاندہی کریں، اس حوالے سے میں بھی شامل ہوں اور پبلک کے تمام نمائندوں کا right بنتا ہے کہ وہ کرپشن کی نشاندہی کریں۔ آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ چیلنج کیا ہے کہ ہم نے کرپشن کے خاتمہ کے لئے ہر قسم کے steps اٹھانے ہیں۔ جو شخص بھی کرپشن میں پکڑا گیا اُس کو کسی قسم کی کوئی معافی نہیں ہے اور کوئی سفارش نہیں ہے۔ آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہم اور آپ سب اسی معاشرے میں رہتے ہیں جس میں اچھے اور بُرے لوگ بھی ہیں لیکن یہ اپنے ضمیر کی بات ہوتی ہے۔ جہاں پر ہمارے اداروں نے ٹریننگ دینی ہے وہاں ہمارے والدین کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو بہتر کریں، بچوں کو اس قسم کی اخلاقی تربیت دیں تاکہ آنے والے وقت میں وہ اس ملک، اس صوبے اور اپنے والدین کی خدمت کر سکیں۔ جب تک ہم سب معاشرہ مل کر ان برائیوں کو دُور نہیں کریں گے اُس وقت تک یہ معاشرہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ گورنمنٹ کسی کے اندر انجکشن ٹھونس دے گی کہ ہم نے یہ چیز کرنی ہے۔ ہم جب اداروں میں جاتے ہیں تو وہاں بارہا ہم اُن اساتذہ کو lesson دیتے ہیں کہ بچے آپ کے پاس آتے ہیں لہٰذا آپ بھی تربیت کریں۔ استاد کا احترام اپنی جگہ پر موجود ہے وہ بھی اخلاقی اقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے بچوں کو تربیت دیں۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں ہم نے کرپشن کو ختم کرنا ہے۔ جیسے آپ نے انجینئرز کا حوالہ دیا ہے تو کرپشن کو ختم کرنے کے لئے checking کا نظام بنایا ہے کیونکہ سب سے پہلے ہم اپنے معیار کو بہتر کریں، معیار کے ساتھ ساتھ کرپشن کو ختم کریں، حکومتِ پنجاب اس سلسلے میں سخت ترین اقدام اٹھا رہی ہے اور انشاء اللہ ان کا ہم قلع قمع کریں گے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں نے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟ اس میں تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! صرف ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAKER: No, please have your seat.

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! صرف ایک سوال کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔جی،اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

MRS SHAMEELA ASLAM: On her behalf.

جناب سپیکر: جی،on her behalf سوال نمبر بولیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2632 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سفاری پارک لاہور میں لگائے گئے کیمرے و دیگر تفصیلات

*2632: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سفاری پارک لاہور میں سکیورٹی نظام کی بہتری کے لئے کل کتنے کیمرے لگائے گئے نیز یہ کیمرے کس کمپنی سے خریدے گئے؟

(ب) سفاری پارک میں سکیورٹی نظام کی بہتری کے لئے خریدے گئے کیمروں کے لئے کن کن مقامی اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا نیز کس کمپنی نے یہ آفر قبول کی؟

(ج) سفاری پارک لاہور میں کل کتنی مالیت کے کیمرے لگائے گئے نیز ان کیمروں میں کتنے کام کر رہے ہیں اور کتنے ناکارہ ہو چکے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) سفاری پارک لاہور میں سکیورٹی کے لئے 32 کیمرے لگائے گئے تھے۔یہ کیمرے حسب ذیل کمپنیوں سے خریدے گئے ہیں:

i. 2006-07 میں 25 عدد کیمرے میسرز وائٹل انٹرنیشنل 110 بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور سے خرید کئے گئے۔

ii. 2009-10 میں 7 عدد کیمرے میسرز فون ورلڈ، 46-The Mall الفیصل مارکیٹ ہال روڈ لاہور سے خرید کئے گئے۔

(ب) 32 کیمروں کی خریداری کے لئے اشتہار روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نیشن" لاہور میں دیا گیا تھا۔ میسرز وائٹل انٹرنیشنل110 بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور اور میسرز فون ورلڈ، The Mall-46 الفیصل مارکیٹ ہال روڈ لاہور نے یہ آفر قبول کی تھی۔

(ج) سفاری پارک لاہور میں3592205 روپے مالیت کے کل32 کیمرے لگائے گئے تھے۔ DVR اور انڈر گراؤنڈ وائرنگ مکمل خراب ہونے کی وجہ سے یہ کیمرے بند پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ سفاری پارک لاہور میں کل کتنی مالیت کے کیمرے لگائے گئے نیز ان کیمروں میں کتنے کیمرے کام کر رہے ہیں اور کتنے ناکارہ ہو چکے ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ سفاری پارک لاہور میں تقریباً 35لاکھ 92ہزار 205روپے مالیت کے کل 32 کیمرے لگائے گئے جبکہ DVR اور underground wiring مکمل خراب ہونے کی وجہ سے یہ کیمرے بند پڑے ہیں۔ یہ سوال 17۔ ستمبر 2013 کو جمع کروایا گیا اور محکمہ نے 20۔ مئی 2014 کو جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُن سے یہ پوچھتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں اس کا present status جاننا چاہتی ہوں کہ کیا تا حال ابھی تک کیمرے چالو نہیں کئے گئے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ یہ کیمرے ابھی خراب پڑے ہیں یا کام کر رہے ہیں، اس کی latest position کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! وہاں کھدائی سے کیبل کٹ جانے کی وجہ سے یہ کیمرے اس وقت بند پڑے ہیں لیکن دوبارہ ہم اس دفعہ ایک نئی سکیم لے کر آ رہے ہیں۔ 70لاکھ روپے کی یہ سکیم ہے جو 17-2016 کی ADP میں شامل کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ یہ نئے کیمرے لگائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اکٹھے کس طرح کاٹ دیئے گئے اور اتنا نقصان آپ کیسے برداشت کریں گے، مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 2014 میں کھدائی کے دوران کیبل کٹ گئی جس کی وجہ سے یہ کیمرے off ہو گئے۔ اُن کو مرمت کرنے کی کافی کوشش کی گئی لیکن وہ فعال نہیں ہو سکے اس لئے ہم سکیورٹی کے لئے دوبارہ نئے کیمروں کا بندوبست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیبل کس طرح کٹ گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ underground کیبل تھی جو کھدائی کے دوران کٹ گئی جس کی وجہ سے یہ کیمرے ناکارہ ہو گئے اور اس وقت بند ہیں۔ نئے کیمرے لگانے کی ایک نئی سکیم لا رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: I am not satisfied. جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کیبل کٹ جانے سے کیمرے غیر فعال ہو گئے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ 2016 میں نئے کیمروں کے لئے بجٹ پاس ہو گا اور نئے کیمروں کی دوبارہ سے installment ہو گی تو جو کیمرے لگے ہوئے ہیں اُن کی اگر محکمہ صرف کیبل change کر دے تو اس سے کیمرے operative ہو جائیں گے۔ یہ صرف سمجھنے کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ سکیورٹی کو risk میں ڈال کر دو سال تک انتظار کریں کہ اگلے سال نیا بجٹ آئے گا تو پھر ہم منظوری لیں گے اور ہم پھر اس قوم کا اربوں روپیہ برباد کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں اُن سے پوچھتا ہوں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں ذرا اُن سے پوچھ لوں۔ منسٹر صاحب! یہ کیبل کٹی ہے مگر خراب کیمرے ہو گئے ہیں، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا ہوں کہ ان کیمروں کو مرمت کر کے ٹھیک کرنے کی بڑی کوشش کی گئی لیکن وہ فعال نہیں ہو سکے اور مرمت کامیاب نہیں ہو سکی اس لئے ہم ایک نئی سکیم لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی ذمہ داری کس پر ڈالیں گے ؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!جس کمپنی نے یہ کیمرے لگائے تھے اس پر اس کی ذمہ داری آتی ہے اور اس کو جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔اب ہم بغیر wiring کے کیمرے لگا رہے ہیں۔انشاء اللہ اب یہ کیمرے لگیں گے تو فعال ہوں گے اور سکیورٹی کا بہترین انتظام ہو گا۔اس وقت بھی ہم manpower security وہاں پر کر رہے ہیں اور پندرہ سکیورٹی گارڈز نے سفاری پارک میں سکیورٹی کا انتظام سنبھالا ہوا ہے جو کہ بہترین طریقے سے سکیورٹی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔وہ سکیورٹی تو کرتے ہوں گے لیکن بات تو صرف یہ ہے کہ ان کیمروں کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے تو آپ انہیں سمجھا دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!شکریہ۔اگر وزیر موصوف اس پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیں کہ انہوں نے کیمروں کی مالیت لکھی ہے اور ایک کیمرہ کی مالیت ایک لاکھ 15ہزار روپے بنتی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ یہ کس قسم کا سلطانی کیمرہ ہے جو اتنا مہنگا ہے کیونکہ آج ایک کیمرے کی اوسط قیمت اور آپ چیک کروا سکتے ہیں کہ ہماری اسمبلی میں بھی لگے ہوئے ہیں،مہنگے سے مہنگا وائر لیس کیمرہ پچاس ہزار روپے کا ہے۔ایک لاکھ 15ہزار روپے کا کیمرہ ہے اور اگر اس کے ساتھ انہوں نے deal کی ہے جبکہ ابھی کرپشن کے خلاف تقریر ہو رہی تھی تو میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسے جب چیک کیا جائے گا تو اس میں بھی کرپشن سامنے آئے گی کیونکہ 35لاکھ روپے میں بھی کرپشن کی گئی ہے۔بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جس کمپنی نے لگائے ہیں وہ ذمہ دار ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! تو پھر اسے کٹہرے میں کیوں نہیں لائے جو چار سال میں ایک تار نہیں لگا سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش یہی کر رہا ہوں کہ جس کمپنی نے یہ کیمرے لگائے تھے اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اسے جرمانہ بھی کیا گیا ہے جبکہ تکنیکی طور پر اب یہ کیمرے مرمت نہیں ہو سکتے اس لئے نئے کیمرے لگائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3836 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ سے متعلقہ تفصیلات

*3836: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کے موجودہ پرنسپل کا عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں کبھی سال میں 100 سے زائد بچے داخل نہ کئے گئے ہیں صرف موجودہ سال میں 120 طالب علم داخل کئے گئے ہیں جبکہ پرائیویٹ کالجوں میں تعداد ہزاروں میں ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ کالج میں DAE سے آگے کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں پرنسپل محمد اکرم کا بحیثیت پرنسپل عرصہ تعیناتی 10 سال ہے، وہ 2005 میں بحیثیت پرنسپل اس کالج میں تعینات ہوئے تھے اور تاحال اسی کالج میں پرنسپل ہیں۔

(ب) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں تین سالہ کورس DAE میں اوسطاً120 طالب علم داخل ہوتے رہے ہیں۔ اس سال خاص طور پر DAE میں 2nd شفٹ میں الیکٹرونکس ٹیکنالوجی میں داخلے کرنے اور تمام ٹیکنالوجیز میں داخلے بڑھانے کی بناء پر کل 245 داخلے کئے گئے ہیں جبکہ شارٹ کورسز میں 200 طالب علم بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔2006 میں گورنر پنجاب کے احکامات پر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کی "جوڑاسیان" دیہات میں واقع 196 کنال پر محیط اصل بلڈنگ، رچنا کالج آف انجینئرنگ کو دے دی گئی اور گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کو شاہین آباد جی ٹی روڈ گوجرانوالہ پر واقع 14 کنال پر محیط "ایگریکلچرل مشینری ٹریننگ سکول" میں شفٹ کر دیا گیا جہاں موجودہ جگہ کے حساب سے maximum داخلے کئے جا رہے ہیں جبکہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کی 48 کنال پر محیط نئی بلڈنگ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جہاں داخلہ جات کی تعداد اوسطاً چھ گنا بڑھ جائے گی۔

(ج) ٹیوٹا کے اداروں میں کسی بھی کورس کا آغاز متعلقہ انڈسٹری کی ہنر مند افرادی قوت کی طلب اور سفارشات کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ اسی حوالے سے گوجرانوالہ کی انڈسٹری کی سفارشات پر DAE کے آگے والا کورس "پوسٹ ڈپلومہ بائیو میڈیکل" کے علاوہ DAE، سول اور DAE میکاٹرونکس کو منظور کرتے ہوئے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کی نئی بلڈنگ کی تکمیل کی جارہی ہے جو کہ امسال بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ مذکورہ کالج کے حوالے کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں کبھی سال میں 100 سے زائد بچے داخل نہ کئے گئے ہیں، صرف موجودہ سال میں 120 طالب علم داخل کئے گئے ہیں جبکہ پرائیویٹ کالجوں میں تعداد ہزاروں میں ہے؟ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اس سال ٹوٹل 245 طالب علموں کو داخلہ دیا گیا ہے جبکہ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب سے یہ کالج بنا ہے، ایک تو یہ ضلع کا واحد گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج ہے، اس کے علاوہ وہاں پر اور کوئی سرکاری ادارہ نہ ہے تو جب سے یہ ادارہ بنا ہے تب سے چار ٹیکنالوجیز، الیکٹریکل، الیکٹرونکس، مکینیکل اور انسٹومینٹیشن میں صرف ڈپلومہ کروایا جا رہا ہے۔ آج تک کسی ٹیکنالوجی میں اضافہ کیا گیا ہے، طلباء کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ڈپلومہ سے آگے کوئی تعلیم کا بندوبست کیا گیا

ہے تو اس میں کن افراد کی لاپروائی کہہ لیں،negligence کہہ لیں یا کچھ بھی کہہ لیں،اس کی وضاحت وزیر موصوف فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! شکریہ۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ موجود تھا اور وہاں جوڑا سیان کے مقام پر یہ کالج موجود تھا جس کی بہت بڑی بلڈنگ تھی اور یہ بہت بڑا ادارہ تھا جو گوجرانوالہ کی انڈسٹری کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا تھا لیکن حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ کے لئے انجینئرنگ ٹیکنالوجی یونیورسٹی دی تو اس کے لئے بلڈنگ درکار تھی اور بلڈنگ موجود نہ تھی لہٰذا حکومت پنجاب نے وہ بلڈنگ جو 41 ایکڑ پر موجود تھی وہاں یونیورسٹی قائم کر دی اور جب یونیورسٹی قائم ہوئی تو ہمارے پاس وہاں پر کوئی بلڈنگ نہ رہ گئی تھی۔ حکومت پنجاب نے 225 ملین روپے دیئے جس سے ہم نئی بلڈنگ تیار کر رہے ہیں۔ ہم نے محکمہ زراعت کی تھوڑی سی جگہ تھی جہاں پر اس کالج کو شفٹ کیا اور داخلے شروع کئے تو اس حوالے سے ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ بچوں کے بیٹھنے کے لئے جب زیادہ جگہ نہیں ہو گی اور وہاں پر کام نہیں ہو گا تو صاف ظاہر ہے کہ کچھ بچے پرائیویٹ اداروں میں جائیں گے تو اس چیز کو ختم کرنے کے لئے 225 ملین روپے سے بننے والی بلڈنگ تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ ہم نے بچوں کے داخلے شروع کر دیئے ہیں جیسا کہ انہوں نے خود ہی بتایا ہے کہ 200 بچے ایک ہیں، 225 بچے اور ہیں اور مختلف مکینیکل میں، سول میں اور الیکٹریکل میں ہیں تو ستمبر 2016 سے اس بلڈنگ میں یہ ادارہ انشاء اللہ شفٹ ہو جائے گا اور انشاء اللہ اس سے چھ گنا بڑھ کر وہاں بچے داخل ہوں گے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں اور اس میں نئے نئے کورسز بھی انشاء اللہ تعالیٰ شامل کئے جا رہے ہیں تاکہ وہاں کی انڈسٹری کی ڈیمانڈ پوری ہو۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس کی اصل بلڈنگ جوڑا سیان ایک گاؤں میں 196 کنال رقبہ پر یہ کالج موجود تھا اور جب یہ کالج 196 کنال جگہ پر مشتمل تھا تو اس وقت بھی اس کے طالب علموں کی تعداد کبھی بھی 100 سے زیادہ نہیں ہوئی اور حکومت پنجاب نے بڑا اچھا کیا ہے کہ وہ جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کو دے دی ہے اور اب ماشاء اللہ وہاں پر انجینئر بن رہے ہیں۔ وہ جگہ ہمارا asset تھا جو کہ ضائع ہو رہا تھا تو اب جس جگہ پر کالج واقع ہے اس کی جگہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ 14 کنال جگہ ہے اور میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس ایوان میں چند مرلوں میں 371 ایم پی ایز کو بٹھا دیا ہے جبکہ یہ 14 کنال میں صرف ایک سو یا دو سو سے زائد طالب علم آج تک داخل

نہیں کر سکے اور پھر وہاں پر جو پرائیویٹ کالجز ہیں وہ بے شمار ہیں جو کہ بھاری فیسیں بھی لے رہے ہیں اور ان کے پاس جگہ بھی کم ہے لیکن اس کے باوجود وہاں پر طلباء وطالبات کی تعداد زیادہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ سرکاری ادارے طلباء وطالبات کو خود سے داخلہ نہیں دیتے اور ان کی دلچسپی نہیں ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے جو میری قوم کے ساتھ ظلم وزیادتی ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے دوست جو باتیں کہہ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب! یہ ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! بنتا ہے کیونکہ پرائیویٹ کالجز فیسیں بھی لے رہے ہیں اور کمائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے جواب لیتے ہیں لیکن یہ بنتا نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کی تمام باتوں کو accept کرتا ہوں اور مانتا ہوں کہ کوتاہی بھی ہو سکتی ہے لیکن ہماری پوری کوشش ہے کہ ان کوتاہیوں کو دور کریں۔ میں ان سے خود رابطہ قائم کروں گا اگر کسی جگہ پر کوئی کوتاہی پائی گئی تو ہم ان کے خلاف انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی کریں گے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارا ٹیوٹا کا ادارہ دن رات محنت کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر کسی جگہ پر کمی رہی تو ہم ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس طریقے سے میرے دوست نے یہ کہا ہے کہ ہم سپیکر صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے 376 ایم پی ایز یہاں پر سنبھالے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! 376 ایم پی ایز تو ہیں ہی نہیں بلکہ 371 ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن اگر ان کی بھی طلباء کی طرح حاضری لگے تو شاید یہاں پر بھی بہت سارے غیر حاضر پائے جائیں۔ شکریہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت مذکورہ کالج میں DAE سے آگے کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟ اس کے جواب میں جو بتایا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے اور غلط بیانی کر کے ایک تو ایوان کو mislead کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے گوجرانوالہ کی انڈسٹری کی سفارشات پر ڈی اے ای سے آگے والا کورس "پوسٹ ڈپلومہ بائیو میڈیکل" کے علاوہ ڈی اے ای، سول اور ڈی اے ای میکاٹرونکس کو منظور کرتے ہوئے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کی نئی بلڈنگ کی تکمیل کی جارہی ہے جو کہ امسال بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ مذکورہ کالج کے حوالے کر رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ انہوں نے جو منظوری دی ہے اس منظوری کا اگر نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے تو وہ نوٹیفکیشن ایوان میں پیش کر دیں اور دوسرا انہوں نے کہا کہ اس سال بلڈنگ take over کی جارہی ہے یعنی 2015 میں تو چونکہ میں وہاں کا رہائشی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا سال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! 2015 کے متعلق کہا گیا ہے کہ ہم اس بلڈنگ کو take over کر لیں گے جبکہ اب 2016 شروع ہو چکا ہے لیکن ابھی تک اس بلڈنگ کو انہوں نے take over کیوں نہیں کیا، اس میں ان کی کوئی کوتاہی ہے یا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی ہے، یہ دونوں غلط بیانیاں کی گئی ہیں تو اس حوالے سے وضاحت کریں کیونکہ انہوں نے جواب غلط دیا ہے تو یہ ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں غلط بیانی کی گئی ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہماری کوئی غلط بیانی نہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جون 2016 سے پہلے پہلے بلڈنگ مکمل ہو رہی ہے اور ستمبر میں وہاں پر داخلے شروع ہو رہے ہیں جبکہ ہم نے جواب میں بتایا ہے کہ نئے کورسز وہاں کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر شروع کر رہے ہیں بلکہ ان کورسز میں طلباء داخلے لے رہے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی چیز محسوس کرتے ہیں تو ہم اس کا انشاء اللہ تعالیٰ ازالہ کریں گے اور اسے دور کریں گے

اوران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہاں پر اگر کہیں کوئی کوتاہیاں ہیں تو وہ بتائیں جن کا ہم ازالہ بھی کریں گے اوران کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! معزز منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی چیز نوٹ کی ہے تو اس کی وضاحت کریں میں تو نشاندہی کر رہا ہوں، میں تو شور ڈال رہا ہوں کہ یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ اگر نئی کلاسز کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے تو براہ مہربانی وہ نوٹیفکیشن کی کاپی ہمیں مہیا کر دیں اگر یہ جاری نہیں کیا گیا تو پھر توانہوں نے غلط بیانی کی ہے منسٹر صاحب جاکر وزٹ کریں بلڈنگ بھی مکمل ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے کہ اس تاریخ کو ہم اس کو تکمیل تک پہنچائیں گے اور داخلے شروع کر دیں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! 2015 کی یقین دہانی بھی انہوں نے کروائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح نہ کریں یہ بات آپ کی اچھی نہیں لگی کہ ہر بات پر آپ کہتے ہیں غلط بیانی کی گئی ہے۔ مہربانی تشریف رکھیں اور اگر کوئی ایسی بات ہے تو لکھ کر ان کے نوٹس میں لائیں اور مجھے بھی بتائیں۔ جی، اگلا سوال نمبر 3998 جناب قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! سوال نمبر 3998 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے قاضی احمد سعید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان: لکڑی چوری سے متعلقہ تفصیلات

***3998: قاضی احمد سعید:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سال 2007 سے 2010 تک لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) ان مقدمات میں محکمہ ہذا کے کتنے اور کون کون سے ملازمین ملوث پائے گئے اور ان ملوث ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں دوران سال 2007 سے 2010 لکڑی چوری کے درج ذیل مقدمات درج کروائے گئے۔

(ایف آئی آر)

سال	تعداد مقدمات	مالیت
2007	20	6770660/-روپے
2008	26	2356340/-روپے
2009	49	5726420/-روپے
2010	89	6764490/-روپے
کل تعداد	184	21617910/-روپے

(ب)

(1) ان مقدمات میں محکمہ ہذا کا کوئی ملازم ملوث نہ تھا۔تاہم عدم پیروی مقدمات خارج ہونے کی وجہ سے درج ذیل ملازمین کو ریکوری ڈالی گئی۔

نام ملازم	مقدمہ نمبر	مالیت روپے	حکمنامہ نمبری وتاریخ
1۔مسٹر توقیر احمد فارسٹ گارڈ	50/08،85/09	128250/-	132/RFD مورخہ 16-03-12
2۔مسٹر شہزاد افضل فارسٹ گارڈ	750/08،53/09	50200/-	133/RFD مورخہ 16-03-12
3۔مسٹر افتخار حسین فارسٹ گارڈ	427/09،455/09	113300/-	134/RFD مورخہ 16-03-12
4۔مسٹر فیض رسول فارسٹ گارڈ	27/09	51960/-	135/RFD مورخہ 16-03-12
5۔مسٹر محمد شاہد فارسٹ گارڈ	21/09	39400/-	136/RFD مورخہ 16-03-12
6۔مسٹر رحیم گل فارسٹر	399/08	33200/-	137/RFD مورخہ 16-03-12
7۔مسٹر محمد اقبال، فارسٹ گارڈ	456/08،30/09، 145/09،147/09	438800/-	138/RFD مورخہ 16-03-12
8۔مسٹر محمد سلیم پتافی فارسٹ گارڈ	86/09،458/09	120400/-	139/RFD مورخہ 16-03-12
9۔مسٹر محمد اقبال ولد یار محمد فارسٹ گارڈ	122/07،134/07، 324/08،341/08	689000/-	140/RFD مورخہ 16-03-12
کل	19 Nos	1664450/-روپے	

2۔ سرکاری ملازمین جو درخت / لکڑی چوری میں ملوث پائے گئے ان کے خلاف پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ان کو جو سزائیں دی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں ضلع رحیم یار خان میں سال 2007 سے 2010 تک لکڑی چوری کی 184 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 184 میں سے کتنی ریکوری ہوئی ہے، کتنی ایف آئی آرز پایۂ تکمیل تک پہنچی ہیں اور کتنے چوروں کو سزا ہوئی ہے کہ اب وہ آئندہ یہ جرم نہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے ریکوری کی amount بھی لکھی ہے اور جن جن ملازمین کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اُس کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی 2010 تک جتنی ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں، جتنا جرمانہ ہوا ہے اور جتنی ریکوری ہوئی ہے اُس کی مکمل تفصیل جواب میں درج ہے۔

جناب سپیکر: جی، تفصیل تو درج ہے اس میں سارا کچھ لکھا ہوا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ریکوری کا ذکر نہیں کیا گیا مالیت کا ذکر کیا گیا ہے یہ جواب پڑھ لیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ریکوری کی مالیت لکھی ہوئی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ 184 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں اور اتنی مالیت کی لکڑی چوری ہوئی ہے منسٹر صاحب خود پڑھ لیں، سیکرٹری صاحب سے پڑھا لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب یہ تمام ریکوری ہیں یا کیا مالیت ہے یہ تمام ریکوری ہو چکی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! مقدمے کے نمبر بھی درج کئے گئے ہیں اور مالیت بھی درج کی گئی ہے اور اس میں جن جن کے خلاف کارروائی ہوئی ہے وہ بھی اس میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس کو خود بھی پڑھ لیں جز(الف) میں جو مالیت لکھی گئی ہے وہ لکڑی کی قیمت ہے جس قیمت کی لکڑی چوری ہوئی ہے یہ ریکوری والی مالیت نہیں ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں ریکوری والی ہے تو یہ ہاؤس کے اندر بیان دے دیں اس کو چیک کروا لیتے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں ڈاکٹر صاحب اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ایک ایک ریکوری کا ذکر بھی کیا گیا اور جتنی مالیت کی لکڑی چوری ہوئی تھی اُس کا ذکر بھی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں ریکوری کا کونسا خانہ تلاش کروں ریکوری کی amount جو پوچھ رہے ہیں وہ تو آپ نے بتائی نہیں۔ کیا جو مالیت بتائی ہے یہ ریکوری کی amount ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ ریکوری کی amount ہے۔

جناب سپیکر: اصل کتنی قیمت ہو گی اُس کا الگ سوال آجائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہمیں بھی دکھا دیں جہاں ریکوری کا لکھا ہوا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس میں یہی لکھا ہے کہ تفصیل کے ساتھ اس میں ذکر کیا گیا ہے جتنی چوری ہوئی ہے جتنے مقدمات درج ہوئے ہیں اور جتنی ریکوری ہوئی ہے اُس کی تفصیل اس میں موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پورے سوال میں ریکوری کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جو انہوں نے نیچے جز(ب) میں لکھا ہے کہ جو فارسٹ گارڈ ہیں ان کو انہوں نے جرمانہ کیا ہے اور ایک طرف انہوں نے لکھا ہے کہ کوئی ملازم ملوث نہ تھا دوسری طرف انہوں نے فارسٹ گارڈ کو جرمانے بھی ڈالے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سوال کا جواب خود بڑا tricky ہے ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ آپ کے ملازم ملوث نہیں ہیں اور پھر اُن پر آپ نے جرمانے کیوں کئے۔ یہ عجیب بات ہے ایک طرف آپ اُن کو کہتے ہیں کہ guilty نہیں ہیں اور دوسری طرف اُن کو سزا بھی دے رہے ہیں یہ محکمہ کا کیا طریق کار ہے؟ میری گزارش ہے اس سوال کو pending کریں اور از سر نو اس کا صحیح جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! محکمے کے قانون کے مطابق جو بھی وہاں پر ملازم ہوتا ہے اُس کی ڈیوٹی کے دوران جو وہاں پر چوری ہوتی ہے اُسی سے اُس کی ریکوری کی جاتی ہے۔ ان ملازمین سے اس کی ریکوری کی گئی ہے۔ جو ایف آئی آرز خارج ہوئی ہیں اُن

مقدمات کی پیروی جن ملازمین نے نہیں کی ہے اُن کے خلاف یہ ریکوری ڈالی گئی ہے ریکوری کی تفصیل وہاں پر موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ریکوری نہیں ہے یہ جرمانہ ہے جو اُن کو سزا کے طور پر دیا گیا ہے۔ میں دوبارہ submit کروں گا یہ محکمہ کا اس حوالے سے lapse ہے۔ محکمہ کو سوال بہترین طریقے سے پڑھنا چاہئے اور سمجھ داری سے جواب دینا چاہئے یہ august House ہے اور اس طرح اپنے محکمے کو اپنے وزیر کو let down نہیں کروانا چاہئے اس کو pending کریں از سر نو اس کا جواب تیار ہو اور وہ ایوان کے اندر جب next محکمے کا دن ہو گا اُس وقت جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 4632 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالہ سے متعلقہ تفصیلات

***4632: چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کے کل رقبہ اور covered area کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) جنوری 2012 سے آج تک مذکورہ انسٹیٹیوٹ کے لئے کون کون سی مشینری کس کس ڈیپارٹمنٹ کے لئے کتنی کتنی لاگت سے خریدی گئی؟

(ج) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں اس وقت کل کتنے سٹوڈنٹس طلباء (طالبات زیر تعلیم ہیں اور ان سٹوڈنٹس کو کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) انسٹیٹیوٹ ہذا میں کتنی لیب کن کن مقاصد کے لئے ہیں؟

(ہ) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں کون کون سی مشینری کب سے خراب پڑی ہے نیز خراب مشینری کو کب تک ٹھیک کروالیا جائے گا نیز مشینری condemned ہونے کا سرٹیفکیٹ کون جاری کرتا ہے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) کل رقبہ 98 کنال

رقبہ برائے گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالہ: 78 کنال

رقبہ برائے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی: 20 کنال

کورڈ ایریا کی تفصیل: منسلکہ (Annex-A) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) منسلکہ (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) کل طلباء 350

تعلیمی لیول: DAE Leather Technology

منسلکہ: (Annex-C)

(د) کمپیوٹر لیب، کیمیکل لیب، فزیکل لیب، فٹ ویئر لیب، فٹ سٹچنگ لیب، فٹ ویئر پریکٹیکل لیب، لیدر گڈز ورکشاپ، لیدر گارمنٹ ورکشاپ، ٹینری مکینیکل آپریشن ورکشاپ، ٹینری لائمنگ آپریشن ورکشاپ، ٹینری ٹیننگ اینڈ ڈائنگ آپریشن ورکشاپ۔

(ہ) انسٹیٹیوٹ ہذا کی ٹیکنیکل کمیٹی condemned ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے۔ Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

نوٹ: کالج ہذا کی مختصر تاریخ اور کامیابیاں و اصلاحات Annex D And D1 کی شکل میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ جنوری 2012 سے آج تک مذکورہ انسٹیٹیوٹ کے لئے کون کون سی مشینری کس کس ڈیپارٹمنٹ کے لئے کتنی کتنی لاگت سے خریدی گئی ہے؟ جز (ج) میں تھا کہ جو مذکورہ انسٹیٹیوٹ ہے وہ سٹوڈنٹس کو کہاں تک تعلیم دیتا ہے اور انسٹیٹیوٹ ہذا میں کن کن مقاصد کے لئے کتنی لیب بنائی گئی ہیں تو جو جواب مجھے فراہم کیا گیا ہے اس کا میں ٹوٹل تو نہیں کر سکا لیکن جو figures دی گئی ہیں وہ کروڑوں میں ہیں بلکہ اگر اُس کا ٹوٹل کیا

جائے تو شاید وہ رقم ارب کے قریب بن جائے تو تقریباً اربوں کی مشینری خریدی گئی،98کنال رقبہ پر مشتمل ہے اور 12لیب بنائی گئی ہیں جبکہ جو تین سالہ ڈپلومہ کروایا جارہا ہے اُس کے ٹوٹل سٹوڈنٹس کی تعداد جس میں فسٹ ائر، سیکنڈ ائر اور تھرڈ ائر کی کلاسز سب ملا کر350 ہے۔اس کو دیکھ لیں ایک ہی لیدر انسٹیٹیوٹ ہے ہم اس کے اتنے اخراجات برداشت کر رہے ہیں وہاں پر طلباء کی تعداد صرف 350ہے یہ کیوں طلباء کو ادھر لے کر نہیں آرہے اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی،چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں جس ادارے کی یہ بات کرتے ہیں یہ ادارہ پاکستان کے وجود میں آنے کے دو سال بعد1949 میں قائم کیا گیا تھا اور اُس وقت سے یہ ادارہ مسلسل چل رہا تھا مختلف مراحل آتے رہے ہیں لیکن مختلف حکومتوں نے مختلف ادوار میں اس ادارے کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے اسے آگے بڑھایا ہے لہٰذا یہ اسی حصے کی کڑی ہے کہ آج وہاں350 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔اب یہ بات نہیں ہے کہ 350 طلباء ہیں کیونکہ جو ٹریننگ ادارہ ہوتا ہے وہاں تعداد کو نہیں گنا جاتا وہاں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آپ کتنے بچوں کو ٹریننگ دے سکتے ہیں، کتنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلا سکتے ہیں۔اگر یہ صورت ہو پھر تو میڈیکل کالجوں میں ہمارے ہزاروں بچے ہو جائیں لیکن ہمیں دیکھنا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس کتنے ادارے ہیں، کتنے پروفیسر ہیں، ہم کتنے ڈاکٹر تیار کر سکتے ہیں اور یہاں کتنے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر350 طلباء وہاں موجود ہیں تو انہیں اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ ٹیکنالوجی مہیا کی جارہی ہے۔باقی جو مشینری کی بات کی گئی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں خراب مشینری پڑی ہوئی ہے چونکہ وہrepairable ہے اور نہ کسی استعمال میں آسکتی ہے لہٰذا ہم نے فوراً اس مشینری کو اٹھا کر نیلام کرنے کے لئے اس کاprocess شروع کر دیا ہے۔اس کےagainst یہ ادارہ مسلسل نئی مشینری جو بچوں کو ٹریننگ کے لئے ضروری تھی خریدتا رہا ہے۔اس کی تمام تفصیلات جو ان کو درکار تھیں ایوان کی میز پر بھی رکھ دی ہیں اگر یہ پوچھنا چاہیں تو میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ ہمارے پاس کون کون سی مشینری ہے، ہم نے کتنیamount میں خریدی ہے اور اس کاfunction کیا ہے؟ یہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ ہمارے ایم پی اے ہیں، ہمارے دوست ہیں اور ہمارے بھائی ہیں یہ اگر کوئی چیز feel کرتے ہیں تو ہمیں بتائیں۔اس سے پہلے انہوں نے آج تک ہمیں اس بارے میں بتایا ہو، کسی کوتاہی کے سلسلے میں آگاہ کیا ہو تو پھر میں جوابدہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے اپنے ادارے ہیں۔آج حکومت ہماری ہے کل کسی اور کی ہو سکتی ہے لیکن یہ ادارے مسلسل چلتے رہیں گے۔اگر یہ ادارہ1949 سے چل رہا ہے تو اس دوران کتنی ہی حکومتیں آئی ہیں، کتنے مارشل لاء آئے ہیں، کتنی تبدیلیاں آئی ہیں تو یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ جو شخص بھی وہاں representative بنتا ہے وہ ان کی کوتاہیوں کو دور کرے،ان کا ازالہ کرے اور جہاں جہاں کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ میں اپنے دوست کو TEVTA میں آنے کی دعوت دیتا ہوں،اپنے آفس میں دعوت دیتا ہوں وہ آکر مجھے بتائیں میں ان کے ساتھ جانے کے لئے بھی تیار ہوں۔جہاں کوئی چیز ہو گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کریں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اگر میں نے وہاں پر کوئی کمی کوتاہی observe کی ہے تو ہمیں بتائیں۔ میں بتا ہی تو رہا ہوں اور نشاندہی بھی کر رہا ہوں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ میں جواب دوں گا اور ہم اس میں بہتری لائیں گے۔اگر آپ اس سوال کی تاریخ دیکھیں تو اس کی تاریخ وصولی 20۔ مئی 2014 ہے۔ 2014 سے لے کر اب تک انہوں نے کیا improvement کی ہے؟ یہ تو اس کو defend کر رہے ہیں۔98 کنال رقبہ ہے،اربوں کی مشینری ہے اور یہ پراپر ٹی جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔آج تک یہ صرف 350 طلباء کو لے کر آ سکے ہیں اور وہ بھی وہاں ڈپلومہ کروایا جا رہا ہے،ان کو کوئی خاص تعلیم نہیں دی جا رہی ہے اور ان کو کوئی خاص ہنر نہیں سکھایا جا رہا ہے۔ پھر یہ فرما رہے ہیں کہ ہم ہنر اس لئے نہیں سکھا رہے ہیں کہ ہنر مند افراد کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اگر ہمیں ہنر مند افراد کی ضرورت نہیں ہے تو پھر ہمیں کن کی ضرورت ہے؟ میں نشاندہی کر رہا ہوں اور یہ ان کی کمیوں اور کوتاہیوں کو defend کر رہے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! مجھے defend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ میری ذمہ داری بھی ہے اگر کسی جگہ پر کسی چیز کی ضرورت ہے تو ہم اس کو مکمل کریں اور جہاں کوئی کوتاہی ہے اس کا محاسبہ بھی کریں۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے اور میری بھی ذمہ داری ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو یقین دلاتا ہوں۔ باقی میرے دوست جو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے وہاں دو سالوں میں کیا کیا ہے؟ کیا وہاں پر ہم نئی بلڈنگیں بنانی شروع کر دیں یا پروفیسر کی تعداد بڑھانا شروع کر دیں جو کہ پہلے ان کی تعداد 13 تھی اب ہم بڑھا کر 18 کر دیں یا پہلے جو ہمارے پاس مشینری موجود تھی ہم کہیں کہ ہم نے مزید مشینری خریدنی ہے؟ کام وہ ہوتا ہے جس سے ادارے چلتے ہیں اور مسلسل کام کرتے ہیں۔ جس جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ کام ہوتا رہتا ہے اور repairing

بھی ہوتی رہتی ہے۔ اگر کبھی ٹیچر یا پروفیسر کی ضرورت پڑ جائے تو اس کمی کو بھی پورا کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس ٹیچروں کی کمی تھی ہم نے پچھلے سال ساڑھے آٹھ سو پروفیسر، ٹیچر، ٹیکنیکل، سول، مکینیکل انجینئر بھرتی کئے ہیں۔اب ہمیں مزید20لاکھ skilled persons درکار ہیں اس کے علاوہ ہماری نئی advertise چل رہی ہیں ان میں ساڑھے پانچ سو بھرتیاں کی جائیں گی۔ ہماری تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوتی ہیں۔ ہم progress کو show نہیں کرنا چاہتے بلکہ اصل progress تو یہ ہے کہ آپ نے بچوں کو کس قدر اعلیٰ تعلیم دی ہے، بچوں کے لئے labs اچھی ہیں یا نہیں اور جو نئے کورسز شروع کئے ہیں وہ کیا ہیں؟ آپ دیکھیں کہ ہم نے گوجرانوالہ میں footwear کا نیا پروگرام شروع کیا ہے۔ جہاں جہاں ہمیں ضرورت ہوتی ہے اس کو ہم revise کرتے جاتے ہیں۔ یہ کسی کو show کرنے کے لئے نہیں ہوتے کہ ہم نے کتنے بچے داخل کر لئے اور کتنی مشینری خرید لی۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4398 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ جنگلات کے دفاتر / ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*4398: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں، ان میں تعینات ملازمین کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان دفاتر میں کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) ورک چارج پر کتنے ملازم کہاں کہاں کام کر رہے ہیں، تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) 1۔ محکمہ جنگلات:

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کے تین دفاتر ہیں:

1۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ سب ڈویژن، ٹوبہ ٹیک سنگھ
2۔ کمالیہ سب ڈویژن کمالیہ پلانٹیشن
3۔ گوجرہ فارسٹ رینج گوجرہ

ان دفاتر میں 71 ملازمین تعینات ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ محکمہ جنگلی حیات

دفتر ڈسٹرکٹ وائلڈ لائف آفیسر بالمقابل ای ڈی او ایجوکیشن اکال والا روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ واقع ہے۔ان دفاتر میں 43 ملازمین تعینات ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ محکمہ ماہی پروری

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ ماہی پروری کے زیر انتظام دو دفاتر کام کر رہے ہیں۔ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز فش سیڈ نرسنگ فارم پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔دوسرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع ہے۔ان دفاتر میں 26 ملازمین تعینات ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1۔ محکمہ جنگلات

مندرجہ بالا دفاتر میں 104 اسامیاں مختلف category کی منظور شدہ ہیں اور ان میں سے 33 اسامیاں عرصہ ایک تا دو سال سے خالی ہیں۔بقایا 71 پر ملازمین تعینات ہیں۔

2۔ محکمہ جنگلی حیات

مندرجہ بالا دفتر میں مختلف قسم کی 48 اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان میں سے 5 اسامیاں 2010 سے خالی ہیں۔بقایا 43 پر ملازمین تعینات ہیں۔

3۔ محکمہ ماہی پروری

i. اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز فش سیڈ نرسنگ فارم پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

مندرجہ بالا دفتر میں مختلف قسم کی بیس اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان میں سے سات اسامیاں 2010 سے خالی ہیں۔بقایا 13 پر ملازمین تعینات ہیں۔

ii. اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

مندرجہ بالا دفتر میں مختلف قسم کی 13 اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان میں سے کوئی اسامی خالی نہ ہے۔ 13 پر ملازمین تعینات ہیں۔

(ج) 1۔ محکمہ جنگلات

ورک چارج کی بنیاد پر کوئی ملازم ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع میں بھرتی نہ کیا گیا ہے، بلکہ جہاں کہیں محکمہ جنگلات کا کام کروانا مقصود ہوں وہاں روزانہ کی اجرت کی بنیاد (Daily Wages) پر مزدور کام کی مناسبت سے رکھے جاتے ہیں اور سرکاری کارہائے منصبی سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

2۔ محکمہ جنگلی حیات

دفتر ڈسٹرکٹ وائلڈلائف آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ورک چارج ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

3۔ محکمہ ماہی پروری

دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز فش سیڈ نرسنگ فارم پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی بھی ملازم ورک چارج پر کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ مندرجہ بالا دفاتر میں 104 اسامیاں مختلف categories کی منظور شدہ ہیں اور ان میں سے 33 اسامیاں عرصہ ایک تا دو سال سے خالی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب تک پُر ہو جائیں گی اور ان کی اب تک خالی رہنے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہم نے ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجی ہوئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس پر اجازت مل جائے گی اور ان پر جلد ہی بھرتیاں کر لی جائیں گی۔

جناب سپیکر: یہ اسامیاں کس گریڈ کی ہیں کیا ساری ایک ہی گریڈ کی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ تقریباً ساری ایک ہی گریڈ کی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم جلد ہی ان پر بھرتی کرنے جا رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ "تقریباً" کیا ہوتا ہے؟ یہ واضح طور پر بتائیں کہ یہ کس گریڈ کی ہیں جس پر چیف منسٹر کی منظوری ضروری ہے، اس پر کتنا اختیار ان کا اپنا ہے اور کتنا اختیار سیکرٹری کا ہے کیونکہ تمام تو چیف منسٹر کی منظوری سے نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! پہلے بھرتیوں پر پابندی لگی ہوئی تھی، اب پابندی ختم ہو گئی ہے۔ ہم نے اجازت مانگی ہے انشاء اللہ دو چار دن تک اس کی اجازت آ جائے گی تو پھر ہم اس پر بھرتی کے لئے اشتہار دیں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اجازت مانگی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب بھرتی پر پابندی ختم ہوتی ہے تو کیا پھر بھی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اس بات کی بھی یقین دہانی کروائیں کہ تنخواہوں کے پیسے کہیں اور نج ٹرین پر نہ لگ جائیں۔ یہ مہربانی ہو جائے کیونکہ وہ غریب لوگوں کے پیسے ہیں غریب لوگوں کی تنخواہوں پر ہی لگ جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کس کی تنخواہوں کے پیسے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو چھوٹے چھوٹے نائب قاصد، کلرک اور اس طرح کی جو بھرتیاں ہوتی ہیں تو ان بے چاروں کے پیسے کٹ کٹا کر اور نج ٹرین پر نہ لگ جائیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ irrelevant بات ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان بھرتیوں کے لئے جلد ہی اشتہار آ رہا ہے، ہم بھرتیاں کریں گے اور ساری اسامیاں انشاء اللہ تعالیٰ fill کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہم ذرا کم علم لوگ ہوتے ہیں ہمیں technicalities میں الجھا دیا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ کتنے ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں؟ تو

خِرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خِرد
جو چاہے سو آپ کا حسن کرشما ساز کرے

جناب سپیکر! انہوں نے اس کا نام daily wages رکھ دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چلیں یہ اگر ورک چارج نہیں بتاتے تو یہ daily wages کا ہی بتا دیں کہ وہاں پر کتنے daily wages ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کی شرائط کار کیا ہیں اور ان کو کتنا معاوضہ جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کا معاوضہ اور daily wages کی شرائط کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ضرورت کے مطابق daily wages کو کام کے لئے بلایا جاتا ہے اور ان کو روزانہ کی دہاڑی جو مزدوری کے حوالے سے دی جاتی ہے وہ 300 روپے ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایک مزدور کا کم از کم معاوضہ 13 ہزار روپے حکومت نے مقرر کیا ہے تو کیا یہ جو 300 روپے ادا کرتے ہیں وہ 13 ہزار روپے ماہانہ بن جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! بتائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ان کو 400 روپے روزانہ کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایک مرتبہ اور پوچھا تو یہ 500 روپے ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے پہلے 300 روپے بتائے تھے اور اب 400 روپے ہو گئے ہیں۔ اگر میں نے دوسری مرتبہ پوچھا تو کہیں یہ رقم 500 روپے نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کب بتایا تھا؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے تھوڑی دیر پہلے بتایا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں، کبھی آپ بھی تکلیف کر دیا کریں۔ اپنا سوال دے دیا کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تکلیف تو ہو رہی ہے کہ میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، جی، ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ یہ خالی اسامیاں 2010 سے خالی پڑی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اسامیاں چھ سال سے خالی پڑی ہیں اور یہ بھی فرمایا گیا کہ پہلے اس پر ban لگا ہوا تھا تو اب یہ بتایا جائے کہ کیا ban چھ سال سے موجود ہے اور اگر یہ ban لگاتار چھ سال سے موجود نہیں تھا تو یہ بھرتیاں کیوں نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!بتائیں۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میں اس میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ پہلے بھرتیوں پر ban لگا ہوا تھا اور اب بھرتیوں پر ban ختم ہو گیا ہے۔ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان اسامیوں پر بھرتی کرنے جا رہے ہیں،ان بھرتیوں کا اشتہار اخبار میں آ جائے گا اور یہ پھر بھرتیاں ہوں گی۔

جناب سپیکر: یہ نہیں ہے کہ ان کو پتا نہیں ہے،ان کو ساری باتوں کا پتا بھی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!ضمنی سوال تو میرا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں۔سوال آپ کا نہیں ہے سوال جن کا تھا ان کو آپ نے بٹھا دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!ضمنی سوال میں نے اٹھایا ہوا ہے تو اس میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال مکمل ہونے والا ہے بہر حال آپ جلدی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!یہ فرما دیں کہ ban مسلسل چھ سال سے لگا رہا؟

جناب سپیکر: آپ سوال دیں میں ان سے جواب لوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!سوال تو میں نے کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ سوال نیا بنے گا۔آپ ایسے نہ کریں،آپ مہربانی کر کے نیا سوال دے دیں اور میں ان سے آپ کو جواب لے کر دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!آپ بھی ان کو تحفظ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!منسٹر صاحب!ذرا daily wages اور work charge کا فرق بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ ان کوdaily wagesاورwork chargeکافرق بتادیں۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!work charge پر کام کرنے والےpermanentہو جاتے ہیں اور ان کے تین تین مہینے کے آرڈر ہوتے ہیں۔Daily wages daily basesپر رکھا جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!اگر وہpermanentہو جاتا ہے تو پھر وہ ورک چارج پر کیسے ہوا؟

جناب سپیکر: جی،آپ نے کیا کہا؟

سردار وقاص حسن مؤکل:منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ورک چارج ملازم محکمہ میں permanentہو جاتا ہے۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میں نے کہا ہے کہ تین تین ماہ کے لئے رکھتے ہیں اس کے بعدpermanentہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر:وہ کہتے ہیں کہ تین ماہ کے لئے رکھتے ہیں پھر اس کاپیریڈextendکرتے ہیں اگر وہ قابل ہو تو اس کو رکھ لیتے ہیں اگر نہیں تو اسے فارغ کر دیتے ہیں۔اب اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!.on her behalf

جناب سپیکر: جی،سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!سوال نمبر5573ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی سکیموں پر شرح سود سے متعلقہ تفصیلات

*5573: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن مختلف سکیموں پر اس وقت قرض کی ادائیگی پر کس شرح سے سود وصول کرتی ہے؟

(ب) کیا صوبہ کے تمام اضلاع میں قرض پر ایک ہی شرح میں سود وصول کیا جاتا ہے یا کچھ اضلاع میں مختلف ہے، ان اضلاع کے نام اور شرح سود کیا ہے؟

(ج) اس وقت اضلاع گوجرانوالہ اور گجرات میں ڈیفالٹر کی تعداد کیا ہے اور کتنی اقساط ادا نہ کرنے والے کو ڈیفالٹر قرار دیا جاتا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے اب تک 17 قرضہ کی سکیموں کا اجراء کیا ہے، جن میں شرح سود صفر فیصد سے لے کر 12 فیصد تک ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیم کا نام	شرح سود
1۔	Rural Industries Loan Funds (RILF)	7فیصد (برائے نیا منصوبہ) 11فیصد (برائے چالو سرمایہ)
2۔	Rural Industrialization Programme/ Self Employment Scheme (RIP/SES)	7فیصد
3۔	Credit Assistance for Artisans (CASA)–2002	7فیصد
4۔	لاہور فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی ریجن کے اضلاع۔ ❖ 8فیصد (برائے نیا منصوبہ) ❖ 9فیصد (برائے توسیع منصوبہ) ❖ 12فیصد (برائے چالو سرمایہ	ملتان سرگودھا، بہاولپور ڈی جی خان ریجن کے اضلاع۔ ❖ 7فیصد (برائے نیا منصوبہ) ❖ 8فیصد برائے توسیع منصوبہ) ❖ 11فیصد (برائے چالو سرمایہ
5۔	Micro Finance for Household Enterprises	11فیصد
6۔	Green CNG Auto Rickshaw Loan Scheme (CNG) (GRLS)	5.5فیصد
7۔	Credit assistance for Conversion of Diesel Buses into CNG	5.5فیصد
8۔	Local Roti Plant (Pilot Project)	0فیصد
9۔	Financing of SMEs (SME (200 M) (For Small Scale Manufacturing Industries/Service Projects)	8فیصد اندرون انڈسٹریل اسٹیٹس 12فیصد بیرون انڈسٹریل اسٹیٹس
10۔	Financing of SMEs SME(300) million (For Small Scale Manufacturing Industries/ Service Project	11فیصد
11۔	Customized Lending Program for Furniture Cluster at Chiniot	0فیصد
12۔	Customized Lending Program for Promotion and Development of Hand Looms and Crafts Based Textiles.	0فیصد

13۔	Credit Assistance for installation of Roti Plants/Mechanical Tan doors.	0فیصد
14۔	De-Radicalization of 4th Schedulers	0فیصد
15۔	Metal Work Artisan Kot Abdul Malik	0فیصد
16۔	Empowerment of Female Artisans of Tribal Areas of Dera Ghazi Khan and Rajanpur	0فیصد
17۔	Empowering the Artisans of Bahawalnagar and Cholistan through Development of Crafts and Entrepreneurial Skills	0فیصد

(ب) پنجاب کے تمام اضلاع میں ایک ہی شرح سود کے تحت قرض دیا گیا ہے۔ صرف ایک سکیم "کریڈٹ سکیم برائے سمال انڈسٹریز"(CSSI) کے تحت کچھ اضلاع میں مختلف شرح سود سے قرض دیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سکیم کا نام	شرح سود	
سی ایس ایس آئی(02-CSSI)	لاہور فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی ریجن کے اضلاع۔	ملتان سرگودھا، بہاولپور ڈی جی خان ریجن کے اضلاع۔
	❖ 8فیصد(برائے نیا منصوبہ)	❖ 7فیصد(برائے نیا منصوبہ)
	❖ 9فیصد(برائے توسیع منصوبہ)	❖ 8فیصد برائے توسیع منصوبہ)
	❖ 12فیصد(برائے چالو سرمایہ)	❖ 11فیصد(برائے چالو سرمایہ

(ج) اس وقت گوجرانوالہ اور گجرات کے اضلاع میں ڈیفالٹر کی تعداد بالترتیب 110 اور 24 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیم کا نام	ضلع گوجرانوالہ (تعداد)	ضلع گجرات (تعداد)
1	Rural Industrialization Programme RIP/SES	4	2
2	Credit Scheme for Small Industries (CSSI) 2002	28	3
3	CNG Green Auto Richshaw Loan Scheme	6	1
4	Micro Finance for Household Enterprises	48	16
5	Financing of SMEs (SME(200 M)	17	1
6	Financing of SMEs (SME (300) million	4	0
7	Customized Lending Program for HandLooms	3	1
		110	24

ایسا قرض خواہ جو تین مسلسل ماہانہ اقساط نہ ادا کر سکے وہ ڈیفالٹر قرار دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میں بنیادی بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، ہم سب قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت محمد سے عشق کرتے ہیں۔ یہ دونوں ماخذ قرآن اور سنت ہمیں کہتے ہیں کہ سود حرام ہے۔ ملک کے آئین کی دفعہ 2(الف) میں بھی لکھا ہے کہ اس میں حکومت اللہ کی طرف refer ہو گی اور ساٹھ دن کے اندر تمام قاعدے اور قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا۔ اب ہر سطح پر ہمارے نظام کے اندر سود ہے تو میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس محکمہ میں لون کی پوری سکیم کو غیر سودی کرنے کی کوئی منصوبہ بندی رکھتے ہیں؟ مجھے مختصر جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اس کا نام کچھ اور رکھ لیں تو بہتر ہو گا۔ یعنی "شرح منافع"

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کو ماشاءاللہ جب بھی موقع ملتا ہے وہ اس آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں کہ اس ملک میں سود کی لعنت کو ختم ہونا چاہئے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اب اس کے لئے ہمیں کیا کرنا ہے؟ چاہے ہماری پنجاب اسمبلی ہے اور چاہے نیشنل اسمبلی ہے تو اداروں کا کام ہے جو بھی قانون ہو اور rules ہوں ان پر عمل درآمد کرنا چاہئے لہٰذا کسی ادارے کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو ختم کر دے یا اس کو remove کر دے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلے میں ہم سب کو آواز اٹھانی چاہئے اور اگر یہ لعنت ختم ہو سکتی ہے تو ہمیں ختم کرنی چاہئے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے جیسے کہا ہے تو جہاں جو چیز ہمارے بس میں ہے، جو میری منسٹری کے بس میں ہے اور جو میرے ادارے میں ہے میں وہ کام کر رہا ہوں اور بغیر سود کے کر رہا ہوں۔ ہماری اپنی عوام اور غریب بے روزگار دوستوں جو عزت کے ساتھ رزق کمانا چاہتے ہیں اور جو عزت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں جو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں چاہتے وہ اس لعنت سے دور رہنا چاہتے ہیں اور آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے میرے ادارے کو 5۔ارب روپے دیئے ہیں۔ میں نے ڈاکٹر امجد ثاقب کی تنظیم اور ان کی این جی او "اخوت" کے ساتھ مل کر 8لاکھ 75ہزار آدمیوں کو بغیر سود کے قرضہ دیا ہے اور جس کی recovery بھی دنیا میں ریکارڈ ہے۔ اس وقت دنیا میں یہ ریسرچ کی جارہی ہے کہ کیا کوئی ایسا فنانس

سسٹم ہے کہ جس کی recovery بغیر سود کے 99.8 فیصد ہو؟اس پر آج کل ریسرچ ہو رہی ہے اور اس وقت 14۔ارب روپے کی circulation اس صوبہ پنجاب میں چل رہی ہے جو 20ہزار روپے سے لے کر 50ہزار روپے تھی اور اب ہم نے یہ 50ہزار روپے سے لے کر 2لاکھ روپے کر دیا ہے۔ڈاکٹر امجد ثاقب کو کون نہیں جانتا؟اس شخص کی ایمانداری کون نہیں جانتا؟اس دور میں اگر کوئی فرشتہ نظر آتا ہے تو ڈاکٹر امجد ثاقب نظر آتا ہے۔میں اپنے اداروں کے ساتھیوں اور اپنی اس ٹیم کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو ان کے ساتھ دن رات محنت سے کام کرتے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!ہم مسجدوں میں بیٹھ کر قرضہ ادا کرتے ہیں چاہے وہ بادشاہی مسجد ہو یا چاہے وہ علاقے کی مسجد ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!بہت شکریہ

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میری بات سنیں۔میں نے ان کے سوال کا جواب دینا ہے۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!یہ تقریر کر رہے ہیں یا سوال کا جواب دے رہے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!یہ جواب اس بات کا حصہ ہے جو ڈاکٹر صاحب نے ضمنی سوال کیا ہے۔میرے دوست بتائیں کہ کیا وہ اس کئے گئے سوال کا یہ ضمنی سوال بنتا ہے؟انہوں نے معاشرے کی اصلاح کی بات کی ہے اور میں اس کا جواب دے رہا ہوں جو ہم اس سلسلے میں کر رہے ہیں۔میرے خیال کے مطابق آپ لوگوں کو اس بات کو سننا چاہئے۔آپ میں ہمت ہونی چاہئے اور آپ میں حوصلہ ہونا چاہئے۔اگر انہوں نے سوال کیا ہے تو میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ میں یہ کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اگلا سوال up take کرتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کافی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایک چیز رہتی ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں نہیں تقریر میں کہا کہ یہ میرے بس میں نہیں ہے اور میرے بس میں صرف یہ تھا کہ مجھے پانچ بلین روپے چیف منسٹر صاحب نے دیئے ہیں اور وہ ہم نے بغیر سود کے کسی این جی او کی توسط سے لوگوں کو دیئے ہیں تو بنیادی طور پر یہ subject provincial ہے اور یہاں پر وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور منسٹر صاحب حکومت کا حصہ ہیں۔ انہوں نے قوانین اور پالیسی بنانی ہے جس طرح انہوں نے بغیر سود کے نوجوانوں کو روزگار کے لئے پیسے allocate کئے اسی طرح یہ قانون نہیں بنا سکتے کہ سود فری لوگوں کو اس سیکٹر میں قرضے دیئے جائیں کیا یہ ان کی jurisdiction میں نہیں آتا ہے یا کیا یہ ان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! فرمائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی کی jurisdiction میں آتا ہے، جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی jurisdiction میں آتا ہے۔ یہ اب ان کا کام ہے کہ یہاں پر بل لے کر آئیں۔

جناب محمد صدیق خان: آپ commitment کریں کہ آپ بل پاس کروادیں گے تو ہم بل بھی لے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد صدیق خان صاحب! آپ بل لے آئیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہم بل لانے کے لئے تیار ہیں اگر یہ پاس کروادیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! مہربانی فرما کر یہ میرا جواب سن لیں۔ اس بل کو پاس کروانا چودھری شفیق کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ پورے ایوان کی ذمہ داری ہے جس میں آپ، میں اور دوسرے سارے لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ بل پاس ہو جائے مجھے تو اس پر اعتراض نہیں ہے، میں آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صدیق صاحب! آپ کی جو مثبت تجاویز ہیں وہ وزیر موصوف کو دے دیں، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4399 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ جنگلات کی اراضی لیز پر دینے کا طریق کار اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*4399: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کہاں کہاں واقع ہے، کتنی اراضی پر جنگلات ہیں اور کتنی خالی پڑی ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) محکمہ جنگلات کا اراضی لیز پر دینے کا کیا طریق کار ہے؟

(ج) محکمہ جنگلات نے کتنی اراضی لیز پر کس کس کو دی ہے، تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات صوبائی گورنمنٹ کے تحت کمالیہ میں 10866 ایکڑ اور بھاگٹ ریزر وائر پلانٹیشن میں 715 ایکڑز پر کنٹرول ہے۔ اس میں 3500 ایکڑ پر جنگلات موجود ہیں اور 8081 ایکڑ رقبہ خالی ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات کی اراضی لیز پر نہیں دی جاتی۔ کیونکہ فارسٹ ایکٹ 1927 اب 21۔اکتوبر 2010 سے amend ہو چکا ہے۔ جس میں لیز وغیرہ پر مکمل ban ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ بھی لیز پر نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات صوبائی گورنمنٹ کے تحت کمالیہ میں 10866 ایکڑ اور بھاگٹ ریزر وائر پلانٹیشن میں 715 ایکڑز پر کنٹرول ہے۔ میں نے رقبہ پوچھا ہے وزیر موصوف مجھے اس کنٹرول کا مطلب بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر موصوف بتائیں انہوں نے تو رقبہ پوچھا ہے آپ نے کہا ہے کہ کنٹرول میں ہے؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!کنٹرول کا مطلب یہ ہے کہ یہ رقبہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے اور اس کے کنٹرول میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ٹوٹل رقبہ کتنا ہے؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!ٹوٹل رقبہ 10866 ایکڑ ہے۔اس کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ ضلع میں کتنے رقبہ جات پر جنگلات ہیں؟جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ 10866 ایکڑ رقبہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:10866 ایکڑ رقبہ ہے اور 3500 ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں۔یہ تو جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اگلے سوال نمبر 5688 میں کہا گیا ہے کہ جنگلات کا رقبہ 11581 ایکڑ ہے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب کون سا جواب درست تسلیم کیا جائے،میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب درست ہے یا پھر اگلے سوال نمبر 5688 کا جواب درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:کون سا سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!سوال نمبر 5688 ہے۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جناب امجد علی جاوید صاحب نے جو پوچھا ہے ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان کو جواب دیا ہے کہ اتنا رقبہ آباد ہے اور اتنا رقبہ خالی پڑا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر موصوف صاحب!سوال نمبر 5688 میں آپ نے جواب دیا ہوا ہے کہ محکمہ جنگلات کے پاس 11581 ایکڑ رقبہ ہے اور جناب امجد علی جاوید کے سوال کے جواب میں 10866 ایکڑ رقبہ لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہوگی کہ آپ ان دونوں سوالات کو pendingکر دیں۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!کسی اور سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ سوال بھی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے حوالے سے ہے۔امجد علی جاوید صاحب آپ اگلا ضمنی سوال کر لیں اس کی correctionہم وزیر موصوف سے کروالیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 3500ایکڑ پر جنگلات موجود ہیں اور 8081ایکڑ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ کا تین حصے رقبہ خالی پڑا ہوا ہے جبکہ ہزاروں لوگ محکمے میں ملازم ہیں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ رقبہ خالی رکھنے کے لئے ہے یا جنگلات لگانے کے لئے لیا ہوا ہے؟جنگلات ویسے بھی دن بدن کم ہو رہے ہیں اس کے باوجود یہ اتنا رقبہ خالی کیوں پڑا ہوا ہے؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے جناب امجد علی جاوید صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا اور ان کے علم میں بھی ہو گا کہ پچھلے تین سالوں میں ہم نے 4500ایکڑ رقبہ پر جنگلات لگائے ہیں۔اس کے علاوہ اگلے تین سالوں میں 3500ایکڑ رقبہ جو اس وقت خالی پڑا ہوا ہے اس پر بھی جنگلات لگا دیئے جائیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ کمالیہ میں اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جتنا بھی جنگلات کا رقبہ خالی ہے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سب پر ہم جنگلات لگا رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہاں پر یہ 3500ایکڑ رقبہ خالی کہہ رہے ہیں تحریری طور پر جو انہوں نے جواب دیا ہے اس کے مطابق 8ہزار ایکڑ رقبہ خالی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر موصوف صاحب!آپ یہ بتا دیں کہ 8ہزار ایکڑ رقبہ کیوں خالی پڑا ہے؟

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!یہ پہلے سے خالی پڑا ہوا ہے اب ہم اسے آباد کرنے جا رہے ہیں اور یہ رقبہ وسائل کی کمی کی وجہ سے خالی پڑا ہوا تھا۔اس دفعہ ہم نے اس پر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سکیم بنائی ہے اور 3500ایکڑ رقبہ آئندہ تین سالوں میں آباد کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اگلے تین سالوں میں مزید3500ایکڑ رقبہ پر جنگلات لگائے جائیں گے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر! سوال کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں صرف دو رقبہ جات کی نشاندہی کی ہے۔ ہمارا ایک پورا گاؤں ہے جس کا نمبر 300 ہے اور اس کا رقبہ بھی سینکڑوں ایکڑ ہے اس میں جنگلات لگے ہوئے تھے۔ وہ صرف جنگلات کے لئے مخصوص تھا اور اس پر جنگلات بھی لگے ہوئے تھے لیکن اب محکمہ کی مہربانی سے وہاں پر ایک درخت بھی نظر نہیں آتا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ رقبہ کہاں چلا گیا ہے اس گاؤں کا وہ رقبہ محکمہ جنگلات نے بیچ دیا ہے یا کسی کو دے دیا ہے، ہمارے علاقے میں تو اس گاؤں کو جنگلات کا رقبہ کہتے ہیں وہ اس وقت کہاں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ نے اس سلسلے میں کبھی کوئی کارروائی بھی کی ہے یا نہیں کیونکہ آپ کے محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر تو جنگلات کاٹے ہی نہیں جا سکتے۔اس کے علاوہ جس گاؤں کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں اس کی بھی وضاحت کریں۔

وزیر جنگلات ،جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر! محکمہ جنگلات کے پاس وہ رقبہ موجود ہے۔ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔جنگلات کا رقبہ کسی کو دیا جا سکتا ہے، یہ رقبہ lease پر دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو الاٹ کیا جا سکتا ہے۔جنگلات کا رقبہ اس وقت بھی وہاں پر موجود ہے۔جہاں کہیں بھی جنگلات کا رقبہ خالی ہے ہم step by step اس کو آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔جہاں کہیں کوئی نشاندہی کرتا ہے یا جناب امجد علی جاوید صاحب بھی نشاندہی کریں گے ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اس کا مطلب ہے کہ ان کا جواب غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ رقبہ وہاں پر موجود ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب میں تو دو رقبہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی تیسرے رقبے کا تو محکمہ کو کچھ پتا ہی نہیں ہے کہ وہاں پر موجود بھی ہے یا نہیں۔ یہ تو میں نے سوال پوچھا ہے تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ موجود ہے۔ اگر وہ موجود ہے تو پھر سوال کے جواب میں کیوں نہیں لکھا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! وہ رقبہ موجود ہے اور محکمہ جنگلات کا رقبہ ہے۔ ضلعی حکومت جنگلات کے کنٹرول میں ہے کسی کو رقبہ دیا گیا اور نہ ہی کسی کو رقبہ دینے کا کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں کیوں mention نہیں کیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! محکمہ جنگلات کے رقبے کی پوری تفصیل بتائی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف! ہم اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سے متعلقہ اگلا سوال نمبر 5688 بھی pending کر دیا جائے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کے مسائل

*5574: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں کتنا نفع کمایا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ پریس میں ہنر مند افراد کی شدید قلت کی وجہ سے سرکاری امور کی انجام دہی اور پرنٹنگ وجلد بندی میں بہت مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر اور کیمرے کی فلمیں پریس کو مہیا نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے بہت زیادہ کام پریس مذکورہ کو پرائیویٹ پریس سے کروانا پڑتا ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا صورتحال کی وجہ سے کام مہنگے داموں اور تاخیر سے ہوتا ہے؟

(ہ) کیاحکومت فی الفور پریس میں ضروری سامان اور افرادی قوت مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

(و) پرائیویٹ پریس سے کام کروانے پر حکومت نے 2011 سے 2013 تک کتنا خرچہ کیا؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں جو نفع کمایا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	کل آمدنی
2011-12	76.360 ملین روپے
2012-13	90.391 ملین روپے
2013-14	75.080 ملین روپے

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں ہنر مند افراد بالخصوص جلد سازوں کی کمی ہے جس کی وجہ سے سرکاری امور کی انجام دہی اور پرنٹنگ و جلد بندی میں مشکلات کا سامنا ہے۔اس وقت پریس ہذا میں پچیس بائینڈر کام کر رہے ہیں جو کہ موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(ج) اس وقت پریس ہذا میں کاغذاور دیگر ساز وسامان کی کوئی کمی نہ ہے۔تاہم طباعت کا کچھ کام کلر پرنٹنگ کی عدم سہولت کی وجہ سے پرائیویٹ پریسوں سے کروانا پڑ سکتا ہے۔

(د) جز(ج) میں مندرج کام فنانس ڈیپارٹمنٹ کے منظور شدہ ریٹس کے مطابق اور مارکیٹ سے نسبتاً سستے ریٹس پر کروایا جاتا ہے۔

(ہ) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور اور بہاولپور کو کاغذاور خام مال کی خرید کے لئے اس سال تقریباً آٹھ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کہ موجودہ حالات میں کافی ہے۔

(و) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ محکمہ جات کا کام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تاہم بہت سے ادارے اپنے تفویض کردہ اختیارات کے مطابق خود ہی پرائیویٹ پریسوں سے کام کروالیتے ہیں یا بذریعہ اخبار اوپن ٹینڈر کر دیتے ہیں۔ لہٰذا 2011 سے 2013 میں پرنٹنگ کی مد میں حکومت کی طرف سے ہونے والے خرچ کا تعین گورنمنٹ پرنٹنگ پریس نہیں کر سکتا۔

چنیوٹ میں قدیمی روزگار سے متعلقہ تفصیلات

*6243:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں مختلف قسم کے پیشوں سے کاریگر وابستہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کاریگروں کو مزید محنتی اور مفید بنانے کے لئے چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج بنانے کی ضرورت ہے؟

(ج) حکومت چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج بنانے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) TEVTA نے پولی ٹیکنیکل کالج کے قیام کے لئے مبلغ 31.762 ملین روپے، مورخہ 14-11-07 کو، برائے حصول 49 کنال 2 مرلہ زمین، لینڈ ایکوزیشن کلکٹر چنیوٹ کو ادا کر دیئے ہیں لیکن مالکان اراضی نے عدالت عالیہ لاہور میں حصول اراضی کے عمل کو چیلنج کر

رکھاہےاور عدالت عالیہ نے حصول اراضی کے عمل کو کورٹ پٹیشن کے فیصلے سے مشروط کر دیا ہے اور کیس عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ جونہی کیس کا فیصلہ آئے گا تو لینڈ ایکوزیشن کلکٹر حصول اراضی کا عمل مکمل کرلے گااور پولی ٹیکنیکل کالج کی عمارت کا تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

لاہور چڑیا گھر میں آفیشل کمیٹی سے متعلقہ تفصیلات

*6002: باؤاختر علی: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیالاہور چڑیا گھر کے لئے کوئی(Zoo Maintenance Committee)لاہور بنائی گئی ہےاس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کیاہے مع آفیشل اور نان آفیشل ممبران اور یہ کمیٹی کتنے عرصہ کے لئے ہےاور کون نامزد کرتا ہے؟

(ب) سال14۔2013 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں پر کوئی رقم خرچ ہوئی، ماہانہ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) سال14۔2013 کے دوارن لاہور چڑیا گھر میں کتنی آمدن ہوئی، تفصیل بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) ہاں لاہور چڑیا گھر کے امور کو چلانے کے لئے زو اینڈ سفاری پارکس رولز2012 کی شق3 کے تحت زو مینجمنٹ کمیٹی مورخہ13-04-05 کو بنائی گئی ہے۔ کمیٹی کے ممبران کے نام اور عہدہ، گریڈ حسب ذیل ہیں آفیشل اور نان آفیشل ممبران پر مشتمل کمیٹی تین سال کے لئے نامزد کی جاتی ہے۔ رولز کے مطابق سیکرٹری فارسٹ، وائلڈلائف اینڈ فشریز کمیٹی ممبران کی تقرری کرتے ہیں:

تفصیل ممبران چڑیا گھر انتظامیہ کمیٹی

آفیشل ممبران:	گریڈ	عہدہ
1۔ڈائریکٹر جنرل، وائلڈلائف اینڈ پارکس پنجاب(خالد ایاز خان)	20	چیئرمین
2۔ڈائریکٹر، چڑیا گھر لاہور(شفقت علی)	18	ممبر/سیکرٹری
3۔ سیکشن آفیسر(وائلڈلائف)، فارسٹ، وائلڈلائف اینڈ فشریز ڈیپارٹمنٹ، لاہور(ایاز الیاس)	17	ممبر

4۔	ڈاکٹر عاصم خالد، انچارج پٹ سنٹر (Pet-Centre)، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور	19	ممبر
5۔	چیئرمین زوالوجی ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف پنجاب لاہور	20	ممبر
6۔	ڈاکٹر سید عباس علی، ڈپٹی ڈائریکٹر، پنجاب ڈائیگنوسٹک لیب، لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ	18	ممبر

نان آفیشل ممبران

	آفیشل ممبران:	عہدہ
1۔	ڈاکٹر عبدالعلیم چودھری، سابقہ ڈائریکٹر جنرل، وائلڈ لائف اینڈ پارکس پنجاب B-III-84 جوہر ٹاؤن لاہور	ممبر
2۔	ڈاکٹر رفعت سلیمان بٹ، مکان نمبر U-159 گلی نمبر 4 فیز۔II، ڈی ایچ اے لاہور	ممبر
3۔	پروفیسر ڈاکٹر فرح خان، چیئرپرسن باٹنی ڈیپارٹمنٹ، لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور	ممبر
4۔	مصلح الدین احمد خان، سرامیچو آرٹ، گلبرگ۔III، لاہور	ممبر
5۔	مس روحین رفیق، جینڈر کنسلٹنٹ، شاہ شریف سٹریٹ، اچھرہ، لاہور	ممبر

(ب) سال 14-2013 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں (ADP) پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

(ج) 14-2013 کے دوران لاہور چڑیا گھر کو -/110531470 روپے آمدن ہوئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	آمدن داخلہ ٹکٹ	-/49884515 روپے
2۔	آمدن ٹھیکہ کار پارکنگ	-/9075085 روپے
3۔	آمدن ٹھیکہ جنگل کیفے	-/5250000 روپے
4۔	آمدن ٹھیکہ وزن مشین	-/142861 روپے
5۔	آمدن سٹالز وغیرہ	-/146000 روپے
6۔	فروخت جانوروں / پرندگان	-/718700 روپے
7۔	اونٹ سواری ٹھیکہ	-/1123230 روپے
8۔	میکینیکل ہاتھی ٹھیکہ	-/427585 روپے
9۔	ہاتھ سے بنے ہوئے کھلونوں کا ٹھیکہ	-/388574 روپے
10۔	فکسڈ ڈیپازٹ پر منافع	-/38704095 روپے
11۔	متفرق	-/4670825 روپے

لاہور: راجپوت انڈسٹری سندر سے متعلقہ تفصیلات

*7244: جناب آصف محمود: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راجپوت انڈسٹری "سندر" جس کی بلڈنگ منہدم ہو چکی ہے اس بلڈنگ کی تعمیر کا ریکارڈ، بلڈنگ تعمیر کے لئے نقشہ کی منظوری، این او سی، زلزلہ کے خلاف مزاحمت کا سرٹیفکیٹ جو کہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کی طرف سے جاری کیا گیا فراہم کریں؟

(ب) عمارتی تکمیل کا سرٹیفکیٹ، راجپوت انڈسٹری / فیکٹری بلڈنگ کی تعمیر میں توسیع کے نقشہ کی منظوری جس مجاز اتھارٹی کی طرف سے جاری کیا گیا فراہم کی جائے؟

(ج) پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ کی طرف سے راجپوت انڈسٹری کی بلڈنگ منہدم ہونے تک اس کی تعمیراتی / توسیع کی نگرانی کا ریکارڈ بھی پیش کیا جائے؟

(د) راجپوت انڈسٹری صنعتی بلڈنگ کے منہدم ہونے کے باعث مرنے اور زخمی ہونے والے کارکنان کی تعداد، ان کی عمریں صنعت ہذا میں ان کے کام کی نوعیت، صنعتی شناخت نامہ مع اجرت کی شرح اور ہر کارکن کی مدت ملازمت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) اس کے متعلق انکوائری چل رہی ہے اور سارا اصل ریکارڈ سی آئی اے (تفتیشی) نواں کوٹ کے پاس جمع ہے وہاں سے ریکارڈ واپس آنے پر مہیا کر دیا جائے گا۔

(ب) سارا اصل ریکارڈ سی آئی اے (تفتیشی) نواں کوٹ کے پاس جمع ہے وہاں سے ریکارڈ واپس آنے پر مہیا کر دیا جائے گا۔

(ج) سارا اصل ریکارڈ سی آئی اے (تفتیشی) نواں کوٹ کے پاس جمع ہے وہاں سے ریکارڈ واپس آنے پر مہیا کر دیا جائے گا۔

(د) تمام کارکنوں کا ریکارڈ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہے۔

جنگلی جانوروں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*6004: باؤ اختر علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں جنگلی جانوروں کی تعداد ناقص حکمت عملی کی وجہ سے ناپید ہوتی جارہی ہے،اب تک کیااقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگلی جانور کم ہونے کی وجہ غیر قانونی شکار بھی ہے تو سال 13۔2012اور14۔2013میں کتنے چالان کئے گئے،کتنا جرمانہ وصول کیا گیااور کتنے چالان اب تک بقایاہیں، تفصیلاًبیان کیا جائے؟

وزیر جنگلات،جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔صوبہ میں جنگلی جانوروں کی مقدار آبادی و تعداد جغرافیائی طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ قدرتی تقسیم کے اعتبار سے جنگلی جانوروں کے تحفظ، قیام اور بندوبست کے انتظامات کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

1. جنگلی جانوروں / پرندوں کا پنجاب بھر میں دوران سروے اعداد وشمار (Population Census) تعین کیا جاتاہے۔
2. جنگلی جانوروں / پرندوں کی سالانہ ہجرت اور آبادی کے مطابق ہر سال صوبہ بھر میں شکار کا اعلامیہ جاری کیا جاتاہے۔
3. صوبے میں بدستور نیشنل پارکس،وائلڈلائف سنگچوریزاور گیم ریزروز کا قیام کیا گیاہے جس میں جغرافیائی اعتبار سے جنگلی جانوروں / پرندوں کی محفوظ افزائش نسل کو یقینی بنایا جاتا ہے اور خطرے سے دوچار جنگلی جانوروں / پرندوں کی کامیاب افزائش حاصل کی جاتی ہے۔
4. جنگلی جانوروں کے تحفظ،بقااور قیام کے لئے صوبے کے ماحولیاتی اور حیوانی اعتبار سے بہترین علاقہ جات یعنی سالٹ رینج اور چولستان میں وائلڈلائف پروٹیکیشن فورسز کا قیام کیا گیاہے جس سے غیر قانونی شکار اور جانوروں کی پکڑ دھکڑ میں واضع کمی ہوئی ہے اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کو یقینی بنادیا گیاہے نیز سٹاف جدید مواصلاتی اور سریع الحرکت ذرائع آمدورفت سے لیس ہے تاکہ مندرجہ بالا علاقوں میں غیر قانونی مہم جو شکاری حضرات کے خلاف مؤثر کارروائی کی جاسکے۔
5. عوام الناس کو وائلڈلائف کے تحفظ اور بقاء کے عمل میں شامل کرنے کے لئے ایکٹ کی دفعہ 20 کے تحت پرائیویٹ گیم ریزروہے اور بریڈنگ فارم بنانے کے لائسنس / اجازت نامے جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے تاہم جنگلی جانوروں کی نسلیں اور تعداد کمی ہونے کی وجوہات حسب ذیل ہیں:

1. جنگلی علاقوں میں جنگلات کی کمی اور کٹاؤ
2. غیر متوازن موسمی حالات اور بارشوں میں کمی، دریاؤں کے بہاؤ اور آبی گزرگاہوں میں پانی کی کمی
3. قابل استعمال زمینوں میں زرعی فصلوں پر ادویات کا غیر ضروری استعمال
4. شہری اور دیہی علاقوں میں وسعت پذیری
5. ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ اور جنگلی جانوروں کے مسکن میں کمی (سکڑنا)
6. صنعتوں اور انسانی آبادی کا پھیلاؤ
7. جدید اسلحہ کا استعمال اور غیر قانونی شکار شامل ہیں تاہم زیر نظر جدول میں صوبے میں چالانات کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	سال	تعداد چالان	جرمانہ بذریعہ عدالت	محکمانہ معاوضہ	کل جرمانہ / محکمانہ معاوضہ	کل بقایا چالان دائر عدالت مارچ2015تک
1	2012-13	3248	2878997/-	6826380/-	9705377/-	
2	2013-14	4311	3120449/-	9076689/	12197138/-	7564

(upto date March 2015)

تحصیل چوبارہ میں عرب شیوخ کو شکار کے لئے جگہ الاٹ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6099: سردار قیصر عباس خان مگسی : کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چوبارہ کا علاقہ 1979 سے گیم ریزرو ہے اور 1979 سے لے کر تاحال سالانہ تحصیل چوبارہ کا علاقہ عرب شیوخ کو شکار کے لئے الاٹ کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال اس الاٹمنٹ کے عوض حکومت کو پرمٹ کی مد میں کروڑوں روپے کا ریونیو حاصل ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج تک اس سے حاصل شدہ ریونیو سے علاقہ کے لوگوں کے لئے کوئی قابل ذکر پراجیکٹ نہیں بنایا گیا؟

(د) کیا حکومت اس غریب اور پسماندہ علاقے کے لوگوں کی فلاح و بہبود روزگار کے لئے وہاں پر کوئی پراجیکٹ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چوبارہ جو کہ رقبہ کے لحاظ سے ضلع لیہ کا ½1 ہے وہاں پر آج تک کوئی پارک تک نہ بنایا گیا ہے وہاں پر پارک نہ بنانے کی کوئی وجہ ہے تو بیان فرمائی جائے، اگر حکومت وہاں پر کوئی پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے چوبارہ میں حسب ذیل ترقیاتی منصوبے شروع کر رکھے ہیں:

جیسا کہ مردانہ کالج چوبارہ۔ شہر کی حدود میں دورویہ سڑک۔ چوبارہ تانواں کوٹ 22 کلومیٹر ڈبل روڈ چوبارہ کے تمام سکولز کی مرمت۔ پبلک سکیورٹی کے تحت سکولز کی دیواریں اونچا کرنا اور بار بڈ وائر لگانا۔ چوبارہ ہسپتال کی اپ گریڈیشن وغیرہ وغیرہ شامل ہیں

(ہ) یہ درست ہے۔ جبکہ ماحولیاتی و موسمی تغیر Desert Ecology کی وجہ سے یہاں پر وائلڈ لائف پارک فی الحال تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

محکمہ جنگلات راولپنڈی کی جانب سے بحریہ ٹاؤن کو الاٹ کردہ زمین سے متعلقہ تفصیلات

*7201: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحریہ ٹاؤن راولپنڈی اور محکمہ جنگلات کے درمیان ایک معاہدہ جس کے تحت جنگلات کی زمین بحریہ ٹاؤن راولپنڈی کو دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کل کتنی جنگلات کی زمین بحریہ ٹاؤن راولپنڈی کو دی گئی ہے؟

(ج) کیا محکمہ جنگلات نے بحریہ ٹاؤن کو جو زمین دی ہے اس کی کوئی قیمت وصول کی ہے اگر ہاں تو کتنی ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ جنگلات اور بحریہ ٹاؤن راولپنڈی کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا تھا۔

(ب) دسمبر2006 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر لوہی بھیر اور تخت پڑی میں حد برابری ہوئی جس کے نتیجے میں درج ذیل پوزیشن سامنے آئی۔

1. 44 کنال 04 مرلہ محکمہ جنگلات کی زمین بحریہ ٹاؤن کے قبضے میں پائی گئی جس کا قبضہ محکمہ جنگلات نے موقع پر لے لیا تھا۔
2. 113 کنال 07 مرلہ محکمہ جنگلات کی مزید زمین بحریہ ٹاؤن کے قبضے میں پائی گئی جس کا قبضہ بھی محکمہ جنگلات نے موقع پر لے لیا تھا۔
3. اسی طرح بحریہ ٹاؤن کی 765 کنال زمین محکمہ جنگلات کے قبضے میں پائی گئی جبکہ 1170 کنال زمین محکمہ جنگلات کی مزید زمین بحریہ ٹاؤن کے قبضے میں پائی گئی تھی جس پر بحریہ ٹاؤن نے 405 کنال زمین محکمہ جنگلات کو دے دی تھی۔

اس طرح محکمہ جنگلات پنجاب کی رکھ تخت پڑی میں کل 1170 کنال زمین بحریہ ٹاؤن کے قبضہ میں پائی گئی اور بحریہ ٹاؤن کی 765 کنال زمین محکمہ جنگلات کے قبضے میں نکلی لہٰذا ایک سمری کی منظوری سے زمین کا قبضہ لیا اور دیا گیا۔

اسی طرح رکھ لوہی بھیر میں بھی ڈیمارکیشن کی روشنی میں محکمہ جنگلات کی زمین بحریہ ٹاؤن کے قبضے میں پائی گئی اور بحریہ ٹاؤن نے دوسری جگہ اپنی ملکیتی 72 کنال زمین محکمہ جنگلات کو دی تھی۔

(ج) محکمہ جنگلات پنجاب نے بحریہ ٹاؤن راولپنڈی کو نہ فروخت کی ہے اور نہ ہی زمین کی قیمت وصول کی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیالکوٹ: روڈ پر سٹون کرشنگ فیکٹریز سے متعلقہ تفصیلات

518: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلوٹیاں موڑ، گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر Stone Crushing Factories ہیں، یہ فیکٹریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ فیکٹریاں آبادی میں ہونے کی وجہ سے گھر کے تقریباً 9،9 افراد ہمیشہ کے لئے مریض ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا فیکٹریاں یہاں کے باسیوں کو آلودگی کی وجہ سے موت بانٹ رہی ہیں کیا حکومت انہیں یہاں سے منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ گلوٹیاں موڑ سیالکوٹ روڈ پر صرف ایک فیکٹری واقع ہے جس کا نام اشرف سٹون لائننگ انڈسٹری ہے۔

(ب) اشرف سٹون لائننگ انڈسٹری جس جگہ واقع ہے اس کے ارد گرد کمرشل، انڈسٹریل اور زرعی رقبہ ہے اور مذکورہ فیکٹری سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ میں واقع ہے۔ سٹون کی گرائنڈنگ اور سکریننگ کرتے وقت dust پیدا ہوتی ہے جس سے صحت پر اثر پڑ سکتا ہے۔

(ج) اشرف سٹون لائننگ انڈسٹری گلوٹیاں موڑ عقب چاند سی این جی سٹیشن سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ کے خلاف محکمہ تحفظ ماحول پنجاب انوائرمنٹ پروٹیکشن ایکٹ 2012 کے تحت کارروائی کر رہا ہے۔

پنجاب میں جنگلات کے رقبہ کی تعداد و تفصیل

563: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کے کل کتنے رقبے پر جنگلات ہیں، سال 2014 کے دوران ان جنگلات میں کل کتنے اور کتنی مالیت کے پودے لگائے گئے؟

(ب) پنجاب میں کہاں کہاں جنگلات پائے جاتے ہیں نیز سال2014 کے دوران ان جنگلات کی توسیع کے لئے کل کتنا فنڈ رکھا گیا، کتنا استعمال ہوا اور کتنا ابھی تک باقی ہے نیز یہ فنڈ کہاں کہاں استعمال ہوا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) پنجاب بھر میں 1.639 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں۔ سال2014 میں لگائے گئے پودہ جات کی تعداد اور مالیت کی تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل	تعداد(ملین)	مالیت(ملین)
پودہ جات	16.10	64.40
قلمات	6.90	6.90
ٹوٹل:	23.00	71.30

(ب) صوبہ پنجاب میں1.639 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں۔ جن کی علاقہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

پہاڑی جنگلات 0.171 ملین ایکڑ (بمقام: مری کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے پہاڑی جنگلات)، ٹیم پہاڑی جنگلات / جھاڑی دار جنگلات 0.635 (بمقام: راولپنڈی، اٹک، چکوال، جہلم، خوشاب اور ڈی جی خان کے پہاڑوں کے نچلی سطح کے جنگلات)، آبیاری ذخیرہ جات / جنگلات 0.371 ملین ایکڑ (صوبہ بھر کے میدانی سیرابی علاقہ جات)، دریائی جنگلات / بیلہ جات 0.144 ملین ایکڑ (دریائے راوی، جہلم، سندھ اور چناب کے کنارہ جات کے جنگلات)، رینج لینڈ / چراگاہیں 0.138 ملین، ایکڑ (تھل، لیہ، بھکر، چولستان، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان)

علاوہ ازیں صوبہ بھر میں قطاروں میں جنگلات نہروں کے کنارے 32640 کلو میٹر، سڑکات کے کنارے 11680 کلو میٹر، ریلوے لائنوں کے کنارے 2987 کلو میٹر پر پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلات کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً 3.1 فیصد ہے۔

پنجاب میں سال2014 کے دوران جنگلات کی توسیع کے لئے شجرکاری کی مد میں 2773.274 ملین روپے رکھے گئے۔ جن میں سے 31۔مارچ2015 تک 1709.273 روپے خرچ ہو چکے ہیں اور 1064.001 ملین روپے بقایا ہیں۔ جنگلات کی توسیع کے لئے شجرکاری پنجاب کے تمام اضلاع میں کی جارہی ہے۔

صوبہ بھر میں سٹون کرشنگ فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

519: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں Stone Crushing Factories موجود ہیں اور وہ Silicosis کی بیماری پھیلا رہی ہیں جس کی کوئی ویکسین بھی نہ ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ Stone Crushing Factories اب سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں بھی بننا شروع ہو گئی ہیں اور ان کی وجہ سے علاقے کے مکینوں میں متعدد بیماریاں پھیل رہی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت جہاں پر یہ فیکٹریاں موجود ہیں اور موت بانٹ رہی ہیں ان فیکٹریوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں تقریباً 717 سٹون کرشنگ فیکٹریز ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ باقی سوال کا حصہ محکمہ صحت اور محکمہ لیبر سے متعلقہ ہے۔

(ب) سال 1991 سے پہلے سمال انڈسٹریل اسٹیٹس گجرات، جہلم اور ڈسکہ میں ایک ایک سٹون کرشنگ فیکٹری لگائی گئی تھی اس کے بعد کوئی سٹون کرشنگ فیکٹری کسی انڈسٹریل اسٹیٹ میں نہیں لگائی گئی / جارہی۔

(ج) یہ محکمہ لیبر اور محکمہ تحفظ ماحول سے متعلقہ ہے۔

ضلع لاہور میں پارکس اور زو سے متعلقہ تفصیلات

664: باؤاختر علی: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس اور Zoo کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل بتائیں؟

(ب) حکومت نے سال 13-2012 اور 14-2013 میں ان کی دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ کی، ہر ایک کی علیٰحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے کون کون سی سہولیات فراہم کر رہی ہے نیز کیا حکومت ان میں مزید سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل بتائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس وزو مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1. جلو وائلڈ لائف بریڈنگ سنٹر جلو میں واقع ہے۔لاہور سے بیس کلو میٹر مشرق میں لاہور واہگہ ریلوے ٹریک کے ساتھ جلو پارک کا رقبہ 357 ایکڑ ہے جس میں سے 43 ایکڑ پر وائلڈ لائف بریڈنگ سنٹر واقع ہے
2. لاہور سفاری زو بمقام رائے ونڈ روڈ واقع ہے جس کا رقبہ 250 ایکڑ ہے۔
3. لاہور چڑیا گھر بمقام مال روڈ (شاہراہ قائداعظم) واقع ہے جس کا رقبہ 25 ایکڑ ہے۔

(ب) ان پارکوں / Zoo میں مالی سال 13۔2012 اور 14۔2013 میں ان کی دیکھ بھال پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ جلو پارک لاہور۔

نمبر شمار	خرچہ کی مد	خرچ ہونے والی رقم دوران سال (ملین روپے)	
		2012-13	2013-14
1	اسٹیبلشمنٹ	13.855	13.815
2	فیڈ اینڈ ادویات	4.868	8.042
3	دیگر اخراجات	2.701	4.275
	ٹوٹل	21.423	26.132

2۔ سفاری زو لاہور۔

نمبر شمار	خرچہ کی مد	خرچ ہونے والی رقم دوران سال (ملین روپے)	
		2012-13	2013-14
1	اسٹیبلشمنٹ	17.240	18.780
2	فیڈ اینڈ ادویات	13.293	13.747
3	دیگر اخراجات	3.578	3.095
	ٹوٹل	34.111	35.622

3۔ چڑیا گھر لاہور

نمبر شمار	خرچہ کی مد	خرچ ہونے والی رقم دوران سال (ملین روپے)	
		2012-13	2013-14
1	اسٹیبلشمنٹ	42.308	44.756
2	فیڈ اینڈ ادویات	23.501	24.480
3	دیگر اخراجات	6.956	7.830
	ٹوٹل	72.765	77.066

(ج) ان پارکس وZoo میں عوام کی تفریح کے لئے فراہم کی گئیں سہولیات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

1۔ عوام کی تفریح کے لئے مختلف قسم کے جھولے، بنچز، واٹر کولر، واش رومز، کنٹین، گھڑسواری، بگھی رائڈ، مکینیکل ہاتھی رائڈ، جیسی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

2۔ عوام کی تفریح کے لئے آبشار، تالاب،، ویزٹر شیلٹرز بنائے گئے ہیں۔

3۔ عوام کی دلچسپی اور تفریح کے لئے اینیمل انکلوژرز، سانپ گھر اور جنگلی حیات کا عجائب گھر وغیرہ بھی بنائے گئے ہیں۔ ان پارکس میں جانوروں اور پرندوں کی مختلف اقسام کے علاوہ کچھ ریپٹائلز بھی رکھے گئے ہیں، نیز مندرجہ بالا پارکس /zoo میں مزید عوامی سہولیات کی فراہمی /بہتری کے لئے ماسٹر پلاننگ کی جارہی ہے۔

ساہیوال: ٹیکنیکل کالجز وانسٹیٹیوٹ سے متعلقہ تفصیلات

792: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کون کون سے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالجز (گرلز و بوائز) کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان انسٹیٹیوٹس میں کونسے شعبہ جات ہیں اور کن شعبہ جات کی کمی ہے، شعبہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ج) ان اداروں میں شعبہ وار اساتذہ کی تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع ساہیوال میں ٹیوٹا کے زیر انتظام کل چھ ادارے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

1. گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، ساہیوال، اولڈ ہڑپہ روڈ ساہیوال
2. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (احمد مراد روڈ) ساہیوال
3. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (اولڈ ہڑپہ روڈ) ساہیوال
4. گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) ساہیوال، نئی آبادی ساہیوال
5. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ چیچہ وطنی، اوکاں والا روڈ چیچہ وطنی
6. گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) چیچہ وطنی، المدینہ مارکیٹ، ریلوے روڈ نزد NBP چیچہ وطنی

(ب) اداروں میں موجود شعبہ جات کی تفصیل

1۔ادارے کانام: گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، ساہیوال

ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ (تین سالہ)

فوڈ پراسیسنگ اینڈ پریزویشن ٹیکنالوجی، الیکٹریکل ٹیکنالوجی، سول ٹیکنالوجی، کمینیکل ٹیکنالوجی اور آٹو اینڈ فارم ٹیکنالوجی

میٹرک ٹیک (دوسالہ کورس)

2۔ادارے کانام: گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (احمد مراد روڈ) ساہیوال

جی۔ٹو (دوسالہ)

الیکٹریشن، الیکٹرونکس اپلیکیشنز، ہیٹ وینٹیلیشن ائیر کنڈیشننگ اینڈ ریفریجرشن (HVACR)، سول ڈرافٹسمین، مشینسٹ، آٹومکینک

جی۔تھری (ایک سالہ)

الیکٹریشن، ہیٹ وینٹیلیشن ائر کنڈیشننگ اینڈ ریفریجرشن (HVACR)، سول ڈرافٹسمین، مشینسٹ، آٹومکینک

3۔ادارے کانام: گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (اولڈ ہڑپہ روڈ) ساہیوال

جی۔ٹو (دوسالہ)

الیکٹریشن، الیکٹرونکس اپلیکیشنز، مکینیکل ڈرافٹسمین، مشینسٹ، آٹومکینک، فیٹر جنرل، ویلڈنگ

4۔ادارے کانام: گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ چیچہ وطنی

جی ٹو (دوسالہ)

الیکٹریشن، الیکٹرونکس اپلیکیشنز، ہیٹ وینٹیلیشن ائیر کنڈیشننگ اینڈ ریفریجرشن (HVACR)، آٹو مکینک

5۔ادارے کانام: گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) ساہیوال

میٹرک ووکیشنل، ڈومیسٹک ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری، فیشن ڈیزائننگ، بیوٹیشن، کمپیوٹر اپلیکیشنز

6۔ ادارے کانام: گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) چیچہ وطنی، المدینہ مارکیٹ، ریلوے روڈ نزد NBP چیچہ وطنی

ڈومیسٹک ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری، فیشن ڈیزائننگ، بیوٹیشن، کمپیوٹر اپلیکیشنز

مندرجہ بالاادارے اپنی مکمل استعداد کے مطابق چل رہے ہیں۔ان میں مارکیٹ کی ضرورت کے مطابق شارٹ کورسز کا اجراء کر دیا گیا ہے نیز یہاں سے ٹریننگ حاصل کرنے والوں کے لئے روزگار کا بھی حصول آسان کیا جارہا ہے۔

(ج) اداروں میں شعبہ وار اساتذہ کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ وائلڈ لائف میں تعینات سٹاف کی تفصیلات

862: **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ وائلڈ لائف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات سٹاف اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2010 سے اب تک کتنے غیر قانونی شکار کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ وائلڈ لائف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات سٹاف اور خالی اسامیوں کی تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جولائی 2010 سے جون 2015 تک 284 غیر قانونی شکاریوں کے چالان مرتب کئے گئے ہیں جبکہ 162 شکاریوں کو مختلف عدالتوں سے مبلغ -/258,700 روپے جُرمانہ کی سزائیں ہوئیں اور 122 شکاریوں سے -/431,500 روپے محکمانہ معاوضہ وصول کیا گیا اور چالان داخل دفتر کر دیئے گئے۔اور رقم معاوضہ سرکاری خزانہ میں جمع کرادی گئی۔

ساہیوال: محکمہ صنعت کی طرف سے رجسٹرڈ شدہ اداروں سے متعلقہ تفصیلات

793: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ صنعت نے کون کونسی فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں رجسٹرڈ کی ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات ملازمین کی تعداد کتنی ہے، تفصیل ادارہ وار فراہم کریں؟

(ج) ان اداروں سے محکمہ ہذاماہانہ کس کس مد میں کتنی رقم وصول کرتا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع ساہیوال میں343کارخانے موجود ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم محکمہ انڈسٹریز سے کوئی بھی فیکٹری یا کارخانہ رجسٹرڈ نہ ہے۔ یہ سوال لیبر ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال کے کارخانوں میں ملازمین کی تعداد8922ہے۔ادارہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ ہذاان کارخانوں سے ماہانہ کسی قسم کی کوئی رقم وصول نہ کرتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ :وائلڈلائف اینڈ بریڈنگ پارک میں تعینات عملہ سے متعلقہ تفصیلات

863:لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وائلڈلائف اینڈ بریڈنگ پارک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات عملہ کی عہدہ وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے،اس وقت کون سی اسامی کتنے عرصہ سے خالی ہے؟

(ب) سال2010سے اب تک پارک میں کتنے جانور نئے لائے گئے اور کتنے جانوروں کی بریڈنگ کی گئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا محکمہ مذکورہ پارک کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتا ہے،اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) وائلڈلائف اینڈ بریڈنگ پارک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات عملہ کی عہدہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نام پوسٹ	بی پی ایس	تعداد پوسٹ	تعینات سٹاف	خالی اسامیاں
وائلڈلائف سپر وائزر	14	01	01	01
فیلڈ کمپونڈر	06	01	01	-
واچر	05	02	02	-
خاکروب	01	02	02	-

* وائلڈلائف سُپر وائزر(بی ایس۔14)کی اسامی عرصہ دس سال سے خالی ہے۔

(ب) سال2010 سے کوئی نیا جانور نہ لایا گیا ہے اور پارک میں شیڈز کی گنجائش کے مطابق رکھے گئے جانوروں / پرندوں کی بریڈنگ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام جانوران / پرندگان	تعداد
1۔	مفلن شیپ	18
2۔	بلیک شولڈر مور	10
3۔	کامن مور	01
4۔	سفید مور	03
5۔	پائیڈ مور	04
6	سلور فیزنٹ	12

(ج) پارک کی چار دیواری 89۔1987 میں چین لنک سے بنائی گئی تھی جو کہ اپنی میعاد پوری کر چکی ہے۔ محکمہ تحفظ جنگلی حیات اینڈ پارکس، پنجاب نے پارک کی توسیع کے لئے 15۔2014 میں ترقیاتی سکیم بنائی تھی جس میں پارک کی چار دیواری بھی شامل تھی جو کہ اینول ڈویلپمنٹ پروگرام میں شامل نہ ہو سکی۔ اب سال 16۔2015 میں ترقیاتی سکیم دوبارہ ADP میں شامل کرنے کے لئے ارسال کی جائے گی۔ سکیم کی منظوری کے بعد پارک کی چار دیواری بنا دی جائے گی۔

صوبہ بھر کی انڈسٹریل اسٹیٹ اور ساہیوال میں مزید انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام

796: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں انڈسٹریل اسٹیٹس کہاں کہاں قائم کی گئی ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ انڈسٹریل اسٹیٹ حکومت اور سیلف فنانس کی بنیاد پر چل رہے ہیں، ان کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا ضلع ساہیوال میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی ہے اگر ہاں تو کب سے اور کہاں واقع ہے، اس کے کل رقبہ اور اس کے مکمل strength سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت صنعتی رجحان کو دیکھتے ہوئے ساہیوال میں مزید انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بتائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) صوبہ بھر میں انڈسٹریل اسٹیٹ مندرجہ ذیل اضلاع میں قائم کی گئی ہے۔

انڈسٹریل اسٹیٹ کا نام	ضلع
قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ	لاہور
سندر انڈسٹریل اسٹیٹ	لاہور
ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ 1	ملتان
ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ 2	ملتان
رحیم یار خان انڈسٹریل اسٹیٹ	رحیم یار خان
بھلوال انڈسٹریل اسٹیٹ	سرگودھا
وہاڑی انڈسٹریل اسٹیٹ	وہاڑی

(ب) مندرجہ ذیل انڈسٹریل اسٹیٹ میں گورنمنٹ نے لون دیا ہے۔

1۔ وہاڑی انڈسٹریل اسٹیٹ 2۔ قائداعظم اپیرل پارک

بقایا تمام انڈسٹریل اسٹیٹس سیلف فنانس پر چل رہی ہیں۔

(ج) اگر گورنمنٹ اس کے فنڈز مہیا کر دے تو ضلع ساہیوال میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جا سکتی ہے۔

(د) حکومت ضلع ساہیوال میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کی feasibility مکمل کی جا چکی ہے جیسے ہی فنڈ مہیا ہوں گے، انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

چیئرمین و دیگر افسران پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

813: میاں طاہر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے چیئرمین، سیکرٹری اور دیگر اہم اسامیاں خالی ہیں جن پر عرصہ دراز سے عارضی تعیناتی کر کے کام چلایا جا رہا ہے؟

(ب) یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعیناتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) درست نہ ہے۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ مورخہ 24.08.15 سے محترمہ صائمہ جاوید، جوائنٹ ڈائریکٹر / مینجر، ٹیوٹا اور مورخہ 01.09.15 سے مسٹر محمد ارشد، پرنسپل گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، گلبرگ، لاہور کو چیف منسٹر پنجاب کی منظوری سے بالترتیب بطور چیئرپرسن اور کنٹرولر امتحانات، پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن، لاہور میں تعینات کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں ایک کیبنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے بھی اپنی سفارشات میں ان افسران کی فل ٹائم تعیناتی کی سفارش کی ہے اور سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کر دی گئی ہے اور مسٹر ذوالفقار احمد چیمہ، سسٹم انالسٹ، پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن، لاہور مورخہ 28.12.15 سے بطور سیکرٹری بورڈ اضافی چارج پر کام کر رہے ہیں۔ مزید پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن، لاہور ایکٹ 1977 کے تحت بورڈ کی گورننگ باڈی نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ 15.01.16 میں مسٹر ذوالفقار احمد چیمہ کو فل ٹائم سیکرٹری تعینات کرنے کی سفارش کی ہے اور فل ٹائم تعیناتی کی منظوری کے لئے ان کا کیس کنٹرولنگ اتھارٹی کو بھجوایا جا رہا ہے۔

(ب) یہ اسامیاں اب خالی نہ ہیں۔

(ج) جیسا کہ سوال نمبر (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ چیئرمین، سیکرٹری اور کنٹرولر امتحانات کی اسامیوں پر افسران تعینات ہیں اور احسن طریقے سے اپنے سرکاری فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور کوئی مسئلہ نہ ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سے متعلقہ تفصیلات

1002: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) اگر سال 16-2015 میں اس منصوبے کے لئے بجٹ مختص کیا گیا ہے تو اس کا حجم کتنا ہے، تفصیل دیں؟

(ج) کیا سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے جگہ مختص کر دی گئی ہے، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(د) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منظور کردہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں کون سی سہولیات فراہم کی جائیں گی اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب "ایگریکلچرل اینڈ انڈسٹریل پارک / انڈسٹریل اسٹیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ" کے قیام کی منظوری بذریعہ چٹھی مورخہ 15۔02۔24 دے چکے ہیں۔ بعد ازاں حکومت پنجاب محکمہ صنعت کی چٹھی مورخہ 15۔03۔02 کی روشنی میں ریجنل ڈائریکٹر، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن، فیصل آباد، اسسٹنٹ سول انجینئر اور سول انجینئر، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن، ہیڈ آفس، لاہور نے جناب ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ اس سلسلہ میں میٹنگ کی اور محکمہ مال کے افسران نے 715 کنال 8 مرلہ واقع چک نمبر 153 گ ب بائی پاس پھلور روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی نشاندہی کی۔

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے محکمہ انڈسٹریز کی ہدایات پر ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کی جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کی گئی جس پر انہوں نے احکامات جاری فرمائے کہ یہ رپورٹ متعلقہ ایم این اے کے علم میں لائی جائے اور ان سے کہا جائے کہ ضلعی انتظامیہ سے مل کر متبادل مناسب جگہ کی نشاندہی کریں تاکہ انڈسٹریل اسٹیٹ / پارک قائم کیا جا سکے۔ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ابھی ضلعی انتظامیہ اور متعلقہ ایم این اے جناب محمد جنید چودھری (این اے۔93) نے متبادل جگہ کی نشاندہی نہیں کی جونہی ان کی طرف سے متبادل جگہ کی نشاندہی ہو جائے گی تب سکیم حکومت پنجاب کو فنڈز کی فراہمی کے لئے پیش کر دی جائے گی۔

(د) اس سلسلہ میں مزید کارروائی نئی جگہ کی نشاندہی کے بعد ہی کی جائے گی۔

سیالکوٹ: ضلع بھر میں رجسٹرڈ فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

1005: چودھری محمد اکرام: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کریں؟
(ب) ضلع سیالکوٹ میں ٹیکنیکل ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں اور ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟
(ج) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت انڈسٹری کی بہتری کے لئے کون کون سے ادارے کام کر رہے ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) انڈسٹریل ڈائریکٹری کے مطابق ضلع سیالکوٹ 3024 فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم محکمہ انڈسٹریز سے کوئی بھی کارخانہ رجسٹرڈ نہ ہے۔ یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔
(ب) محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔ تاہم ضلع سیالکوٹ میں 16 ٹیکنیکل ادارے چل رہے ہیں۔ تفصیل لف ہے۔
(ج) سیالکوٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، پاکستان سپورٹس گڈز مینو فیکچرنگ اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن سیالکوٹ، سرجیکل انسٹرومنٹس اینڈ مینو فیکچرنگ ایسوسی ایشن سیالکوٹ، پاکستان گلوز مینو فیکچرنگ اینڈ ایکسپورٹز ایسوسی ایشن سیالکوٹ، پاکستان ہوزری مینو فیکچرنگ ایسوسی ایشن سیالکوٹ، پاکستان ریڈی میڈ گارمنٹس مینو فیکچرنگ ایسوسی ایشن سیالکوٹ، پاکستان لیدر گارمنٹس مینو فیکچرنگ اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن سیالکوٹ، پنجاب سمال انڈسٹری کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹر، محکمہ تحفظ ماحول، محکمہ لیبر، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن، سمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ایکسپورٹ پروسیسنگ زون اتھارٹی، سوشل سکیورٹی اور ڈسٹرکٹ آفیسر انڈسٹریز، پرائسز، ویٹس اینڈ میٹرز ضلع سیالکوٹ میں صنعت کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔

ساہیوال میں رجسٹرڈ اور نان رجسٹرڈ فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

1028: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع ساہیوال میں کتنی فیکٹریاں کس کس جگہ اور کتنے رقبہ پر واقع ہیں؟

(ب) کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں اور کتنی رجسٹرڈ نہ ہیں، نان رجسٹرڈ فیکٹریوں کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، تفصیلات دیں؟

(ج) فیکٹری مالکان کی طرف سے گزشتہ پانچ سال کے دوران ڈیوٹی پر وفات پانے والے یا حادثہ کا شکار ہونے والے کون کون سے ملازمین کے لواحقین کو مالی امداد دی گئی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع ساہیوال میں 343 فیکٹریاں مختلف علاقوں میں واقع ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور رقبہ کے بارے میں معلومات نہ ہیں۔

(ب) یہ محکمہ لیبر سے متعلقہ ہے۔

(ج) یہ محکمہ لیبر سے متعلقہ ہے۔

لاہور: فیکٹریوں میں بوائلرز لگانے سے متعلقہ تفصیلات

1041: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 2010 سے آج تک کتنی اور کون کون سی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے اور کتنی فیکٹریوں میں بوائلرز کی انسپکشن کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں محکمہ انڈسٹری کے پاس پورے ڈویژن کی فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے عملہ کی تعداد کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون کا عملی نفاذ نہ ہونے کے باعث گنجان آباد علاقوں میں استعمال شدہ بوائلرز کی خریداری اور تنصیب کار رجحان عام ہو چکا ہے؟

(د) کیا حکومت انسپکٹرز / عملہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور میں سال 2010 سے آج تک کل 248 فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز تمام فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن کی گئی۔

(ب) محکمہ انڈسٹریز کے پاس تمام ڈویژنز کی فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے عملہ کی تعداد پوری ہے۔

(ج) فروری2012 میں گورنمنٹ آف پنجاب نے رہائشی علاقوں میں انسپکشن بحال کر دی ہے۔ انسپکٹوریٹ آف بوائلرز قانون اور پالیسی کے مطابق بوائلرز کی انسپکشن کر رہا ہے، غیر قانونی بوائلرز کو نوٹس جاری کر رہا ہے اور کچھ رہائشی علاقوں میں غیر قانونی بوائلرز کا آپریشن روک کر ان کے خلاف قانونی کاروائی بھی جاری ہے۔

(د) فی الحال حکومت بوائلر سرکل (ڈویژن) لاہور میں انسپکٹرز / عملہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ ایک انسپکٹر کے ساتھ لاہور کا ایک زونل ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلرز مقرر کر دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ چیف انسپکٹر آف بوائلرز بھی انسپکشن کرتے ہیں۔

لاہور: رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

1042: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنی فیکٹریوں کس جگہ اور کتنے رقبہ پر ہیں؟

(ب) ان میں کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں اور جو فیکٹریاں رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی؟

(ج) فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداد اور ان کو کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(د) حکومت اور فیکٹری مالکان کی طرف سے سال2010 سے اب تک ڈیوٹی پر وفات پانے والے یا حادثہ کا شکار ہونے والے کون کون سے ملازمین کے لواحقین کو مالی امداد دی گئی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور میں انڈسٹریل ڈائریکٹری2007 کے مطابق فیکٹریوں کی تعداد 3007 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو شہر کے مختلف علاقوں میں واقع ہیں اور رقبہ کے بارے میں معلومات نہ ہیں۔

(ب) رجسٹریشن کا اختیار دفتر ہذا کے پاس نہ ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی کا اختیار ہے۔

(ج) فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداد 1,63,778 ہے اور محکمہ ہذا کسی قسم کی کوئی سہولت فراہم نہیں کرتا۔

(د) دفتر ہذا کے متعلقہ نہ ہے اور یہ محکمہ لیبر کے متعلقہ ہے۔

گجرات: ٹیوٹا کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

1069: **میاں طارق محمود**: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ٹیوٹا کے کتنے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال 15۔2014 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ٹیکنیکل ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع گجرات میں ٹیوٹا کے کل 9 ادارے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

1. گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، سروس موڑ گجرات
2. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، سروس موڑ گجرات
3. گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) جلالپور جٹاں روڈ گجرات
4. گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نیا آرامین ڈار گلی کھاریاں
5. گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نزد ہسپتال چوک ملکہ منگلیہ
6. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، نزد کھوکھا سٹاپ جلالپور جٹاں ضلع گجرات
7. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ کھاریاں
8. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ نزد راجپوت ہوٹل سرائے عالمگیر
9. گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، ڈھلیاں چوک نزد فضل پلازہ ڈنگہ

(ب)

ادارے کا نام	کل اخراجات
1۔گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، سروس موڑ گجرات	84,631,906
2۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، سروس موڑ گجرات	16,744,435
3۔گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) جلالپور جٹاں روڈ گجرات	8,014,496

4۔گورنمنٹ وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نیاآرامین ڈارگلی کھاریاں	3,360,449
5۔گورنمنٹ وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نزد ہسپتال چوک ملکہ منگلیہ	3,040,063
6۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، نزد کھوکھاسٹاپ جلالپور جٹاں ضلع گجرات	2,411,842
7۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ کھاریاں	4,221,271
8۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ نزد راجپوت ہوٹل سرائے عالمگیر	2,950,794
9۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، ڈھلیاں چوک نزد فضل پلازہ ڈنگہ	2,842,747

اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

ادارے کا نام	کل اخراجات
1۔گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، سروس موڑ گجرات	1911
2۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، سروس موڑ گجرات	471
3۔گورنمنٹ وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) جلالپور جٹاں روڈ گجرات	341
4۔گورنمنٹ وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نیاآرامین ڈارگلی کھاریاں	345
5۔گورنمنٹ وو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (برائے خواتین) نزد ہسپتال چوک ملکہ منگلیہ	101
6۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، نزد کھوکھاسٹاپ جلالپور جٹاں ضلع گجرات	68
7۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ کھاریاں	160
8۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ نزد راجپوت ہوٹل سرائے عالمگیر	100
9۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، ڈھلیاں چوک نزد فضل پلازہ ڈنگہ	145

(د) جی ہاں! گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گجرات برائے خواتین کی عمارت زیر تعمیر ہے جس میں خواتین کے لئے تین سالہ ڈپلومہ کے کورسز کروائے جائیں گے۔

لاہور اور شیخوپورہ کی فیکٹریوں میں بوائلرز لگانے سے متعلقہ تفصیلات

1166: میاں طاہر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں سال 14-2013 کے دوران کل کتنی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے نیز کتنی فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن کی گئی اور کتنی فیکٹریوں کی انسپکشن نہیں کی گئی؟

(ب) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں محکمہ انڈسٹریز کے پاس فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے کتنے انسپکٹر موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قانون کا عملی نفاذ نہ ہونے کے باعث ان اضلاع کی گنجان آبادیوں کے ساتھ ساتھ دیگر علاقوں میں استعمال شدہ بوائلرز کی خریداری اور تنصیب کا رجحان عام ہو چکا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صنعت نے کبھی بوائلر اینڈ پریشر ویسلز آرڈیننس 2002 پر کبھی عملدرآمد ہی نہیں کیا، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں سال 14-2013 کے دوران کل 159 فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز تمام فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن بھی کی گئی۔

(ب) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں محکمہ انڈسٹریز کے پاس فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے ایک انسپکٹر موجود ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کا ایک زون ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلرز کو بھی دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ چیف انسپکٹر آف بوائلرز بھی انسپکشن کرتے ہیں۔

(ج) فروری 2012 میں گورنمنٹ آف پنجاب نے رہائشی علاقوں میں انسپکشن بحال کر دی ہے۔ انسپکٹوریٹ آف بوائلرز قانون اور پالیسی کے مطابق بوائلرز کی انسپکشن کر رہا ہے۔ کئی غیر قانونی بوائلرز کو نوٹس جاری کر رہے ہیں اور کچھ رہائشی علاقوں میں غیر قانونی بوائلرز کا آپریشن روک کر ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی جاری ہے۔

(د) یہ بات درست نہ ہے۔ محکمہ صنعت بوائلر اینڈ پریشر ویسلز آرڈیننس 2002 کے مطابق کام کر رہا ہے اور محکمہ صنعت بوائلر اینڈ پریشر ویسلز (ترمیم) ایکٹ 2013 کا نفاذ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب بوائلر اینڈ پریشر ویسلز سیفٹی بورڈ بھی وجود میں آ چکا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کی مسماری

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ابھی recently اخباروں میں یہ بات چھپی ہے کہ حکومت پنجاب یا ایل ڈی اے وحدت کالونی میں سرکاری ملازمین کے لئے جو سرکاری کوارٹرز بنے ہوئے ہیں ان کے متعلق پتا چلا ہے کہ ان کو گرا کر حکومت وہاں پر کوئی commercial activity کرنا چاہتی ہے۔ میں آپ سے request کروں گا کہ اس تمام منصوبے کی تفصیلات اس معزز ایوان میں پیش کی جائیں۔ اگر حکومت actually یہ کرنا چاہ رہی ہے یا کرنے کا پروگرام ہے تو ان غریب ملازمین کو کوئی متبادل جگہ دینی چاہئے اور اس کے بعد اس پر کام شروع کیا جائے۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ اس سے متعلق جو بھی concerned ہیں ان کو یہ حکم کریں کہ اس منصوبے کی تمام تفصیلات ایوان میں پیش کریں تاکہ ان غریب سرکاری ملازمین کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس معاملے کی انکوائری کر کے مجھے بتائیں گے۔ میں خود بھی اس کو دیکھتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ابھی ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جنرل کیڈر کے ملازمین کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل اور نان ٹیکنیکل و دیگر کو بھی اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس اسمبلی کے اجلاس کے دوران جو دو اچھے کام ہوئے ہیں میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔ ایک تو محکمہ صحت جو بہت بڑا ہو گیا تھا اس کو دو حصوں میں segregate کیا گیا ہے، پرائمری، سیکنڈری ہیلتھ کیئر اور میڈیکل ایجوکیشن و سپشلائز ہیلتھ کیئر جو ایک اچھا قدم ہے اور اس سے نظام میں بہتری کی توقع ہے۔ اسی طرح "ایپکا" جو کہ کلرکوں کی ایک تنظیم ہے یہ اپنے حقوق کے لئے اور اپنے سکیلوں کی اپ گریڈیشن کے لئے جدوجہد کر رہی تھی، ان کو اپنے سکیلوں کی improvement مل گئی ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے لیکن اس میں کچھ سقم رہ گیا ہے۔ ٹیکنیکل سٹاف ہے جو کہ پورے پنجاب کے مختلف محکموں میں موجود ہے۔ جیسے سب انجینئرز، ٹریسرز، ڈرافٹ مین، ہیڈ ڈرافٹ مین اور اسی

طرح نائب قاصد اور مالی وغیرہ بھی انہی کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ بے شک ان کی تعداد تھوڑی ہے لیکن مثال کے طور پر ایک ٹریسر میٹرک کرنے کے بعد ایک کورس کرتا ہے پھر ٹریسر بنتا ہے جبکہ کلرک میٹرک کی بنیاد پر بھرتی ہوتا ہے اس لئے ٹریسر qualification کے لحاظ سے کلرک سے بہتر ہوتا ہے۔ کلرکس ساتویں گریڈ سے گیارہویں میں چلے گئے ہیں لیکن ٹریسر بے چارہ اسی طرح پانچویں سے ساتویں گریڈ میں بیٹھا ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ بھی تشریف فرما ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے یہ درخواست کروں گا کہ جو پورے پنجاب کے مختلف محکموں جیسے اریگیشن، سی اینڈ ڈبلیو، ٹیوٹا کے اندر جو ٹیکنیکل سٹاف ہے یہ تعداد میں تھوڑا ہے ان کی تعداد لاکھوں کے مقابلے میں چند ہزار ہے۔

جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ ان کے اندر unrest ہے کیونکہ ان کے مقابلے میں جو کم qualified لوگ ہیں وہ زیادہ اپ گریڈ ہو گئے ہیں اور وہ بے چارے بیٹھے ہیں۔ یہ انصاف نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ across the board ہونا چاہئے اور وزیر خزانہ ان کے معاملے پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے اس پر working committee بنا کر ان کو بھی جلد از جلد اپ گریڈ کریں، میں شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ! آپ یہ note کر لیں۔

وزیر خزانہ (محترمہ عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں نے note کر لیا ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر قمر الاسلام راجہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی انجینئر صاحب!

مسودہ قانون(ترمیم)علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن2015، مسودہ قانون(دوسری ترمیم)غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان2015اور تحاریک التوائے کار نمبر1199،839بابت سال2014کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 47 of 2015), The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 48 of 2015), Adjournment Motion No. 1199/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA(PP-86) and Adjournment Motion No. 839/2014 moved by Ms Azma Zahid Bukhari MPA(W-318)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 47 of 2015), The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 48 of 2015), Adjournment Motion No. 1199/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA(PP-86) and Adjournment Motion No. 839/2014 moved by Ms Azma Zahid Bukhari MPA(W-318)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 47 of 2015), The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 48 of 2015), Adjournment Motion No. 1199/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA(PP-86) and Adjournment Motion No. 839/2014 moved by Ms Azma Zahid Bukhari MPA(W-318)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر25 بابت سال2014اور نمبر11 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید حسین جہانیاں گردیزی: شکریہ۔جناب سپیکر!

"میں تحریک استحقاق نمبر25 بابت سال2014اور نمبر11 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ، رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔اب سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013،20،27،30 بابت سال2014اور1،5،8،10،12،14اور16تا27بابت سال2015کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20، 27،31، بابت سال2014 اور تحاریک استحقاق نمبر1، 5، 8، 10، 12، 14، 16، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26اور27 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20، 27،31، بابت سال2014 اور تحاریک استحقاق نمبر1، 5، 8، 10، 12، 14، 16، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26اور27 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20، 27،31، بابت سال2014 اور تحاریک استحقاق نمبر1، 5، 8، 10، 12، 14، 16، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26اور27 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی جاوید مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015،
مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015 اور
مسودہ قانون ممانعت شیشہ سموکنگ پنجاب 2014 کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015), The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015) and the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch. Shahbaz Ahmad MPA, PP-143.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015), The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015) and the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch. Shahbaz Ahmad MPA, PP-143.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015), The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015) and the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch. Shahbaz Ahmad MPA, PP-143.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں طارق محمود پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال،05-2004،06-2005،
08-2007اور12-2011پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان
کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال04-2003،05-2004،06-2005، 8-2007 اور 12-2011 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔دسمبر2015 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال04-2003،05-2004، 06-2005، 8-2007 اور 12-2011 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔دسمبر2015 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال04-2003،05-2004، 06-2005، 8-2007 اور 12-2011 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔دسمبر2015 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں طارق محمود پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال14-2013 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 14–2013 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔فروری2016 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 14–2013 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔فروری2016 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سے رولز کے تحت oppose کر رہے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! Rule 166 reports of the Committee ہے آپ نے سوال put کیا ہے اسے oppose کرنے کا میرا حق ہے اور میں نے آپ کی اجازت سے کر دیا ہے۔ اگر حکم فرمائیں تو میں رول پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس پر پہلے ایوان کی sense لے لوں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ consult کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایوان کی sense لے لوں۔ میں نے consult نہیں کرنا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے oppose کرنا تھا وہ کر دیا۔ آپ sense of the House لے لیں وہ آپ کا حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وہی لے لوں اس کے بعد پھر آپ کو permission دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پھر مجھے دو لفظ کہنے کی اجازت فرما دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد میں آپ کو اجازت دے دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ تو میری حق تلفی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بعد میں دیکھوں گا۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 14-2013 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔فروری2016 سے ایک سال تک توسیع کر دی جائے۔"

کیا توسیع کر دی جائے؟

معزز ممبران: توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ویسے ہی بات کرنے کا موقع دیتا ہوں آپ بات کر لیں۔ صدیق خان صاحب! آپ نے اس تحریک کو oppose نہیں کیا۔ ملک محمد احمد خان صاحب! ویسے آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں میں آپ کی بات سن لیتا ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ایوان کی sense لے لی ہے صدیق خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزراش ہے کہ:

Rule 166 is clearly, the report of a Committee shall be presented within the limit fixed by the Speaker under rule 94 or within thirty days from the date on which reference was made to it is by the Assembly unless the Assembly, on a motion being made, directs time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion.

جناب سپیکر!اب میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی Working basically, depends upon working of the Committees. Privileges Committee is a very significant Committee.

جناب سپیکر!ایک ممبر جس کا2014 میں استحقاق مجروح ہوا اور وہ مجروح استحقاق کے ساتھ ڈیڑھ سال تک رپورٹ کا انتظار کرتے رہے یہ لطیفہ ہے یا حادثہ ؟لیکن دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے۔2003 کے حسابات کی رپورٹس اور2004-05,06,07,08 کی رپورٹس کی میعاد میں توسیع کی اجازت جو ابھی میاں طارق صاحب نے آپ سے مانگی ہے۔آج تک اس کی رپورٹس ایوان میں lay نہیں ہوئیں اور ہم پھر وقت مانگ رہے ہیں۔ چلیں Bills میں تو کچھ deliberations کے لئے بات ہو، پانچ منٹ ہیلتھ والے بل کو چھوڑ دیتے ہیں، ایجوکیشن والے بل کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن خدارا working of the Committee کے بغیر یہ پارلیمنٹ،آپ کا یہ ایوان،اسمبلی کا فورم متروک اور redundant ہو جائے گا۔اس کی افادیت اس Chair نے کرانی ہے جہاں پر آپ بیٹھے ہیں۔ان کو کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ کہیں پارلیمنٹ کی effectiveness نظر آئے disconnect پیدا ہوتا جارہا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جو کتاب میں لکھا ہے اسی پر ہی عملدرآمد کرادیں۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!اگر اجازت دیں تو میں ان کی بات کا جواب دوں؟

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں اور اگر ہو سکے تو مہربانی کر کے کام ذرا جلدی کر لیا کریں۔اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔جناب محمد عارف عباسی کی تحریک استحقاق ہے۔ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میں چھٹی پر ہوں تو اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق جناب انعام اللہ خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں دو گزارشات کرنی چاہتا ہوں۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق پر آپ نے ruling دی تھی کہ ایک مہینے کے اندر انکوائری کر کے اس ایوان میں رپورٹ پیش کی جائے۔ اب اس کو چار ماہ گزر چکے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے استحقاق کمیٹی کی رپورٹ فوری طور پر ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری درخواست یہ ہے کہ اس اجلاس کی ساری کارروائی Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے تحت چل رہی ہے۔ کچھ دیر پہلے آپ نے جو extension دی وہ Rule-166 کے تحت دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے extension نہیں دی بلکہ یہ اس مقدس ہاؤس نے دی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایوان کسی معاملے پر extension اس وقت دے سکتا ہے جب rules اس کو permit کرتے ہوں۔ یہاں rules permit نہیں کرتے اس کے باوجود ایوان نے extension دے دی ہے۔ آپ Rule-166 کو amend کر لیں یا پھر کوئی نئے rules لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اسمبلی کا اختیار ہے اور ایوان نے ہی یہ extension دی ہے۔ بہت شکریہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس سے متعلقہ rule میں shall کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

> **166. Reports of Committees:-…**on a motion being made, directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion.

تو اس rule کے تحت ایوان extension کر سکتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بھچر صاحب!

زرعی ٹیکس کا از سر نو تعین کرنے کے لئے ایوان کی کمیٹی تشکیل دینے کا مطالبہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ 1997 میں Agriculture Tax کا ایک Act منظور ہوا تھا جس کے تحت اس وقت کسانوں پر tax لگایا گیا تھا۔ جب یہ حکومت آئی تو اس نے بھی 80 ہزار روپے کو exempt کر کے وہ tax لگا دیا۔ اب اس کی جس طریقے سے implementation ہو رہی وہ ناقابل بیان ہے۔ ہو یہ رہا ہے کہ مقررہ ٹھیکہ پر ضلعی انتظامیہ خود assume کر کے پانچ یا دس ہزار روپے ٹیکس لگا رہی ہے۔ آپ اس کے contents پڑھیں۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اڑھائی سے تین لاکھ روپے business point of view سے business man کے لئے exemption ہوتی ہے۔ ہمارے اُوپر آمدن سے زیادہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور assume بھی محکمہ مال خود کر رہا ہے۔ اس ایوان میں میرے زمیندار اور کسان بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسانوں پر ایک اور ظلم کا اضافہ ہو رہا ہے اور ہم تو اسی طرح پستے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی کسان ہیں تو میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہوں گا کہ کم از کم اس بارے میں ایک کمیٹی بنا دیں جو اس بابت ایک criterion طے کرے اور پھر اسی کے مطابق implement کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان بھچر صاحب! آج وزیر زراعت یہاں ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ پرسوں ان کو ایوان میں بُلوا لیتے ہیں اور وہ آ کر اس کا جواب دے دیں گے۔ وزیر زراعت کو پرسوں بُلوایا جائے۔ وہ انشاء اللہ یہاں ایوان میں پرسوں آئیں گے اور آپ کی طرف سے اُٹھائے گئے point کا جواب دیں گے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں جناب احمد خان بھچر صاحب کی بات کو second کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! وہ بات تو ہو گئی اور پرسوں میں نے وزیر زراعت کو بُلوایا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ ایوان میں صرف ایک منسٹر صاحبہ موجود ہیں۔اس ایوان کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے ہم روزانہ بات کرتے ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومتی بنچوں پر اس وقت صرف ایک وزیر صاحبہ تشریف فرما ہیں اور باقی سارے وزیر غائب ہیں۔

جناب سپیکر! تین ماہ بعد اجلاس آیا ہے تو کم از کم اجلاس کے دوران تو وزیر صاحبان ایوان میں اپنی حاضری کو ensure کریں۔اگر وزیر صاحبان اتنے مصروف ہیں کہ تین مہینے کے بعد اجلاس آیا ہے اور وہ اس میں بھی تشریف نہیں لاتے تو پھر اس سے بُری حالت اس ایوان کی نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھتے ہیں، تشریف رکھیں۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب آپ نے ایک سال کی extension عنایت فرمائی تو میں اُس وقت بات کرنا چاہتا تھا لیکن موقع نہیں مل سکا۔Income Tax Law میں بھی پانچ سال سے زیادہ case نہیں چھیڑا جا سکتا۔ محکمہ انکم ٹیکس اگر 11-2010 کی detail scrutiny کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ابھی تک 04-2003 کا آڈٹ مکمل نہیں ہوا اور آپ نے ایک سال کی مزید extension عنایت فرما دی ہے۔وہ آپ کا اختیار ہے اور آپ نے اس کو استعمال کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ میرا اختیار نہیں بلکہ اس ایوان کا اختیار ہے اور یہ extension بھی اس ایوان نے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایوان تو خاموش ہے۔میری عرض سُن لیں۔آپ نے مجھے floor دیا ہے تو میری بات سُن لیں۔ایوان کی کارروائی کے اس وقت جو حالات ہیں وہ مجھے سمجھ نہیں آ رہے۔میری آٹھ آٹھ مہینے کی تحاریک التوائے کار pending ہیں۔آپ اور سپیکر صاحب نے مہربانی کر کے ان کو بار بار regular کیا لیکن وہ تحاریک floor پر نہیں آ رہیں۔ باقی معاملات بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔آپ میری طرف سے بے شک پانچ سال کی extension دے دیں لیکن اگر آپ اسی طرح سے ایک ایک سال کی extension دیں گے تو پھر کیا اس کام میں کوئی سنجیدگی رہ جائے گی؟ یہ amounts recoverable ہی نہیں ہیں۔میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ دس گیارہ سال کے بعد یہ amount کہاں سے اور کون recover کرے گا؟ جب آپ خصوصی حالات کی وجہ سے کسی کو

extensionدیں توtime limitکے ساتھ دیں اوراس time limitکے اندر اندر اس کو لازماً فائنل کیا جائے تاکہ اگر اس کی کوئی اپیل یا تردید بنتی ہے تو ہو سکے۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ کروں گا کہ جب بھی تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے تو درمیان میں دوسری باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پہلے ہی اجلاس کافی عرصہ بعد آیا ہے۔ جب ہمیں ایک دوسرے کی شکلیں بھولنے لگتی ہیں تو اجلاس بُلا لیا جاتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ تشریف رکھیں۔ اب بہت ہو گیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار جناب محمد سبطین خان صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری ایک بہت ہی اہم تحریک التوائے کار ہے۔ مہربانی کر کے مجھے وہ پیش کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کی جو پہلے تحریک التوائے کار آئی ہوئی ہے اس کو پڑھیں۔ اس کا نمبر 919/15 ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب آصف محمود ایوان سے باہر تشریف لے جا رہے تھے)

آصف محمود صاحب! آپ جس وقت واپس آئیں گے تو میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔

یونیورسٹیوں میں داخلے کے فرسودہ قوانین کی وجہ سے طلباء کو مشکلات کا سامنا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں بطور مسلمان حکم ہے کہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو جبکہ پاکستان بھر اور خصوصاً پنجاب میں صورتحال اس کے برعکس ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب شب و روز معیار تعلیم اور شرح تعلیم کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔ پنجاب کے بجٹ کا ایک بڑا حصہ فروغ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے لیکن

دوسری طرف افسر شاہی کا فرسودہ نظام اور سالوں پرانے اذکار رفتہ قوانین ان تمام کوششوں کے بارآور ہونے کے راستے میں نہ صرف رکاوٹ ہیں بلکہ ان پر پانی پھیر رہے ہیں۔ ان دنوں پنجاب بھر کی یونیورسٹیوں میں انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کلاسز میں داخلوں کا اجراء ہو چکا ہے اور پنجاب کی تقریباً تمام یونیورسٹیوں نے داخلے کے لئے کوالیفائی کرنے کے لئے عمر کی اور مارکس کی حد مقرر کر رکھی ہے جو ایسے تمام افراد کے راستے میں رکاوٹ ہے جو ماضی میں اپنی مالی مشکلات یا دیگر مسائل کی وجہ سے تعلیم جاری نہیں رکھ سکے اور اب اپنی تعلیمی استعداد بہتر بنانا چاہتے ہیں یا مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن یونیورسٹیوں کے ایسے قواعد اور علم دشمن پالیسیاں ان کے لئے سدراہ ہیں جن کا تدارک اور تصحیح عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ان فرسودہ قوانین کا شکار یہ لوگ آج کل علم کی پیاس بجھانے کے لئے یونیورسٹیوں میں داخلے کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن ان کی کہیں شنوائی نہیں ہو رہی۔ اس صورتحال سے مستقبل سے مایوس ان افراد میں خصوصاً بد دلی اور اشتعال پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا، استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/958 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی عدم دلچسپی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ بیشتر سرکاری ہسپتالوں میں جس طرح عام مریضوں کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے اُسے زیر بحث لایا جائے۔ شوگر کے ایک مریض کو ایک سرکاری ہسپتال میں چھوٹے ڈاکٹر نے مسیحا بن کر بتایا کہ یہاں تو تمہیں انفیکشن ہو جائے گا تم فلاں پروفیسر کے پاس پرائیویٹ کلینک چلے جاؤ۔ مریض نے خرچے کا پوچھا تو چھوٹے مسیحا نے کہا کہ 3 لاکھ روپے تقریباً مریض نے اپنی غربت کا رونا رویا تو ڈاکٹر نے کہا تو پھر

ٹانگ کٹوانے کے لئے تیار رہو۔ایسے واقعات ہر وقت اور ہر روز سرکاری ہسپتالوں میں ہو رہے ہیں۔ محقق کے مطابق جب اس معاملے کو ایک ٹیسٹ کیس بناتے ہوئے ایک ایماندار پروفیسر سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سرجری پندرہ منٹ میں ہو جائے گی جس کے لئے 3لاکھ روپے کی رقم ظلم ہے۔ لیکن تلخ حقائق ایسے ہی ہیں کہ کچھ پرائیویٹ ہسپتال بچوں کے ختنے کے لئے بھی پرائیویٹ روم میں رکھنے کو بچے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور ممی ڈیڈی برگر خاندان من وعن اس پر عمل کرتے ہیں۔ مریضوں کو غیر ضروری طور پر پرائیویٹ ہسپتالوں میں رکھنا ایک علیحدہ فائیو سٹار بزنس ہے۔ محرک حیران ہے کہ سپریم کورٹ کی وہ رولنگ جس کے تحت پرائیویٹ ہسپتال اپنے ہاں 30فیصد بیڈ غریب مریضوں کے لئے مختص کرنے کے پابند ہیں کا کیا بنا، کیا کسی حکومتی ادارے نے ان ہسپتالوں کو سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا پابند کیا یا کسی نے کوئی کارروائی کی ہے؟آج نہر پر واقع ایک ہسپتال کے جنرل وارڈ میں بستر کا کرایہ 9000روپے اور ڈاکٹر کے وزٹ کی فیس 3000روپے گندے نالہ پر واقع ایک اور پرائیویٹ ہسپتال میں جنرل وارڈ کے مریض سے 6000روپے یومیہ وصول کیا جاتا ہے اور ڈاکٹر کے لئے علیحدہ لئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کے مالکان کے رہن سہن اور اخراجات کو دیکھ کر ان کی اصل آمدنی کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے۔ کسی وقت ڈاکٹر محمود چودھری نے سچ ہی کہا تھا کہ اب یہ ملک خداداد مرچنٹ ڈاکٹرز کا ملک ہے۔ محرک نے ایک بیوہ عورت کو اپنے ایک دوست پروفیسر جو ہیپاٹائٹس سی کے ماہر ترین سمجھے جاتے ہیں کے بارے میں بتایا جس کے لئے صرف انجکشنز اور دوائیاں 55000روپے کی صرف 30دن کے لئے حاصل ہوئیں جبکہ ڈاکٹر موصوف نے کوئی فیس نہ لی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک عام مریض صرف 55000روپے خرچ کر کے دوائی لے سکتا ہے؟دیہی اور شہری عوام کی صحت کے معاملات کو سرکاری ہسپتالوں کے دِگرگوں حالات اور پرائیویٹ ہسپتالوں کی لوٹ کھسوٹ کا سامنا ہے جس پر ایوان میں بحث کر کے کچھ نہ کچھ مداوا کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی ابھی تک موصول نہیں ہوا، استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!ہم نے یہ تحریک التوائے کارآپ کے پاس 26۔اکتوبر کو بھجوائی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کارچونکہ آج پڑھی گئی ہے توانشاءاللہ next week ہم اس تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔آپ کے پاس یہ تحریک کب آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار26۔اکتوبر کو ہمارے پاس آ گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔اس سے پچھلی تحریک التوائے کار جناب امجد علی جاوید صاحب کی 8۔اکتوبر کو آپ کے پاس آئی ہے اور یہ تحریک التوائے کار26۔اکتوبر کو آپ کے پاس آئی ہے۔آپ مذاق نہ بنائیں اور مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ نے جو کرنا ہے وہ ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم لیکن آپ یہ بات سن لیجئے کہ یہ انتہائی burning issues ہیں جن پر یہ اس طرح کرتے ہیں۔آپ اس طرح نہ کریں آپ اس تحریک التوائے کار پر state away بحث کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میرے خیال میں یہ اجلاس دو یا تین ہفتے چلنا ہے تو next week میں یہ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں گے آپ فکر نہ کریں۔اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،خواجہ صاحب!

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر!تونسہ شریف،tribal area اور ڈیرہ غازی خان میں ٹی ایم ایز کی طرف سے ملازمین کو پچھلے چھ مہینے سے تنخواہیں نہیں ملیں تو وہاں پر یہ بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے اور وہاں پر ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد رمضان صدیق بھٹی صاحب!آپ یہ note کریں اور کل اس کا جواب دیں کہ تونسہ شریف اور ڈیرہ غازی خان میں یہ کیا معاملہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد رمضان صدیق بھٹی):
جناب سپیکر! میں وہاں سے پتا کر اکر اس معزز ایوان کو بتاتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

انسانی سمگلروں اور ایجنٹوں کی لوٹ مار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قوم کے نوجوان انسانی سمگلروں کی طمع اور ہوس کے جس طرح نذر ہو رہے ہیں ان کی حالتِ زار سے یہ بے رحم ایجنٹ نوجوانوں کو سہانے خواب دکھا کر اور لاکھوں روپیہ لوٹ کر جو کچھ کر رہے ہیں اس کا آج تک کوئی تدارک نہ ہو سکا ہے۔ محرک اپنی گزارشات کو واضح کرنے کے لئے چند واقعات مختصراً ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہے۔ مورخہ 16۔اکتوبر 2015 کو حیدر علی نامی 27 سالہ نوجوان کی لاش جب لاہور ائرپورٹ پر پہنچی جس کے ساتھ بے شمار دوسرے نوجوان بھی بے رحم ایجنٹ نے سمندر کی نذر کئے تھے۔ مرحوم حیدر علی نے اپنے بھائی ہاشم کو آخری لفظ یہ کہے کہ وہ اٹلی جا رہا ہے تاکہ خاندان کو پال سکے۔ اس کی لاش وصول کرتے ہوئے بے بس اور بے کس خاندان یہ بھی نہ جانتا تھا کہ وہ اپنا لہو کس کے ہاتھ پر تلاش کرے۔ منڈی بہاؤالدین کے ایک اور نوجوان ظفر اقبال کے ساتھ بھی ایسا ظلم ہوا اور مچھلی پکڑنے والی کشتیوں میں 600 افراد کو اس طرح ٹھونسا گیا جیسے کوئی بھیڑ بکریوں کو بھی ٹرک میں نہیں ٹھونستا۔ بھوکے پیاسے مظلوم مسافر لوگ ان بردہ فروش ایجنٹوں کے رحم و کرم پر بے رحم سمندری موجوں میں یوں گرتے ہیں جس طرح مردہ مچھلیاں۔ مظلوم نوجوانوں کو انجن روم والے حصے میں بھی رکھا جاتا ہے جہاں وہ چند گھنٹوں میں suffocation کی وجہ سے کھانس کھانس کر موت کی نذر ہو جاتے ہیں۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایجنٹس مظلوم مسافروں کو عین سمندر کے بیچ میں انجن بند کر کے تباہ حال کشتیوں میں چھوڑ کر رفوچکر ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں یا تو یہ لوگ بھوک پیاس سے مر جاتے ہیں یا کسی بھی ملک کی Coast Guard کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ مزید افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سے بچے اور خواتین بھی ان اندوہناک واقعات میں موت سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ یہ ایجنٹس اور ان کے نمائندے پنجاب میں ہر شہر، قصبے، قریہ قریہ، گاؤں وغیرہ میں دندناتے پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!& Immigration Ordinance 1979 under Section 13 18 کے تحت انسانی سمگلنگ انتہائی خطرناک اور ناقابل معافی جرم ہے جس کی ضمانت بھی ممکن نہ ہے لیکن یہ انسانی درندے قانون کی گرفت میں نہیں آتے۔اب اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ حکومتی سطح پر ایک بڑی مہم کے ذریعے عوام اور نوجوانوں کو ان ظالموں کے ہتھکنڈوں کے بارے میں پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مسلسل انتباہ کیا جائے اور ان بے رحم سمگلروں کو بمعہ ان کے ایجنٹوں کے قرار واقعی سزا دی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جسے میڈیا کو highlight کرنا چاہئے کیونکہ یہ خاندانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ میرے حلقہ میں پورا گاؤں ہے جن کی پوری زمینیں اور جائیداد ایجنٹس کھا گئے ہیں۔ان کا کچھ نہیں بنتا کیونکہ یہ غائب ہو جاتے ہیں۔ان کے پاس کئی کئی پاسپورٹ ہیں۔ یہ ایک انتہائی المیہ ہے جس کا اس وقت قوم کو سامنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 16/48 ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کو out of turn لینا چاہتا ہوں۔یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں کے سال کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھ لیں۔

وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی کی جانب سے نیشنل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں طلباء وطالبات کو دوبارہ داخلہ دینے سے انکار

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ امتحانات قریب آنے پر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے الحاق شدہ ادارہ میں زیر تعلیم طلباء کو وائس چانسلر نے ری ایڈمیشن کی اجازت دینے سے انکار کر دیا جس سے طلباء کا تعلیمی سال ضائع ہونے اور تعلیمی

مستقبل مخدوش ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہائشی 12 طلباء جو کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے الحاق شدہ نیشنل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایم ایس سی فزکس اور کیمسٹری کی کلاس میں زیر تعلیم ہیں نے گزشتہ سال حکومت پنجاب کی سرکاری سکولز کے اساتذہ کے لئے اگلے سکیل میں ترقی کے لئے اپنی تعلیمی قابلیت بہتر بنانے کی شرط عائد کر دی اور اس قانونی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے نیشنل کالج میں ایم ایس سی کی کلاسز میں داخلہ حاصل کیا اور فسٹ اور سیکنڈ سمیسٹر کے امتحانات دیئے۔ یونیورسٹی کی کم از کم GPA حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے دوبارہ فسٹ سیمسٹر میں داخلہ حاصل کیا اب جبکہ امتحانات کی تاریخ اناؤنس ہو چکی ہے تو وائس چانسلر نے متذکرہ بالا طالب علموں کو داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے جس سے طلباء کا نہ صرف تعلیمی سال بلکہ ان کا تعلیمی مستقبل بھی مخدوش ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو بطور مسلمان ہمیں مہد سے لحد تک تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہے اور حکومت بھی شرح تعلیم میں اضافہ کے لئے سالانہ اربوں روپے خرچ کر رہی ہے جبکہ دوسری طرف ذمہ داران درس وتدریس و فروغ تعلیم کا رویہ یہ ہے کہ وہ تشنگان علم کو رعونیت سے دھتکار رہے ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند افراد پر تعلیم کے دروازے بند کر کے یہ کون سی علم دوستی اور خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس صورتحال سے متاثرہ اور ان کے ساتھ دیگر طلباء میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 960 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

انڈیا سے سبزی اور فروٹ کی درآمد

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر!خوش قسمتی سے وزیر خزانہ صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں اور میں یہ چاہوں گا کہ میں جو بات اب کرنے لگا ہوں،ایوان میں حالانکہ اس وقت کوئی اتنی حاضری۔ جیسی بھی ہے آپ کے سامنے ہے میںpoint out نہیں کر رہا لیکن منسٹرز کو ہونا چاہئے تھا۔مسئلہ یہ ہے کہ بیرون ممالک سے سبزیوں اور فروٹ کی درآمد نے پنجاب کے کسانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ زمینی حقائق اس طرح ہیں کہ 137 اشیاء سبزیوں، فروٹ، کیلا اور سیب وغیرہ کی2012 میں ہندوستان سے بذریعہ واہگہ درآمد کی اجازت دی گئی (جن لوگوں نے اجازت دی ان کے نام تاریخ میں لکھے جائیں گے کہ کیوں دی؟) جس کے نتیجے میں صرف پچھلے سال 26۔ارب روپے کی سبزیاں اور فروٹ درآمد کیا گیا۔ محرکunder Invoicing اورdamping کا ذکر دانستہ نہیں کر رہا۔اگر میں یہ ذکر چھیڑ دوں تو بات بہت دور جائے گی۔ جو ایک الگ داستانِ ہوشربا ہے۔ایران سے سیب کی ناجائز درآمد نے بھی ملکی سیب کےGrowers کو تباہ کر دیا ہے اور انتہائی قیمتی زرمبادلہ بھی ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!ایران جس طریقے سے ہماری کرنسی جا رہی ہے وہ بات اگر میں بتاؤں تو آپ بھی حیران رہ جائیں گے کہ اس ملک کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ درآمدی سبزی و فروٹ کو حقیقتاً پنجاب کے کسانوں کی تباہی کی قیمت پر منگوایا جا رہا ہے۔ Duty Free Importsدر حقیقت انڈیا کوMost Favourite Nation(MFN) کا عملی مقام دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!دوسری طرف بھارت اپنے کسانوں کوSubsidy کی مد میں100 بلین ڈالر سے زیادہ ادائیگی ایک سال میں کر رہا ہے اور اِدھر ہمارے پنجاب میں بجلی، کھاد، بیج اور زرعی ادویات کے نرخ کسان پر ظلم عظیم ہیں۔آج حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی سبزی یا فروٹ کا ریٹ ذرا سا بھی بہتر ہوتے ہی گھنٹوں میں سینکڑوں کے حساب سے ٹرک بھارتی سبزی، فروٹ، کیلا وغیرہ لے کر واہگہ بارڈر پہنچ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ان کوLC revolving کی اجازت ہے یہ telephonicallyمنگواتے ہیں اور ہمارے کسان اور آڑھتی تباہی کا شکار ہو رہے ہیں۔اس سال روئی کی قیمت 30 فیصد کم ہونے سے کسانوں کو مشکل وقت کا سامنا ہے۔ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان 10 لاکھ گانٹھ خریدنے کا وعدہ پورا نہیں کر سکی۔ چاول کے کاشتکاروں کے لئے 5ہزار فی ایکڑ سبسڈی اور فاسٹ فیڈ کھادوں کے لئے 15۔ارب روپے کی سبسڈی یہ سب کہاں ہیں؟ گنے کے کاشتکاروں کوCPR کو چیک کا درجہ دینے کے حکومتی وعدہ کا کیا ہوا؟ جو محرک بے شمار دفعہ کر چکا ہے۔ آج صرف میرے حلقے کی ایک مل نے کسانوں کا100 کروڑ

روپیہ دینا ہے۔ میں یہ ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اور میرے حلقے کے کسان 20 سے 25 فیصد کٹوتی کروا کر بھی فرنٹ مینوں کو CPR فروخت کر رہے ہیں۔ یہ ان کسانوں کا حال ہے جنہیں ہم پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ ایوان کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ بھارت سے 15۔ارب روپے کا ٹماٹر اور 14۔ارب روپے کا لوبیا بھی منگوایا گیا ہے۔ اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ واہگہ بارڈر پر کوئی quarantine facility بھی نہ ہے اور مضر صحت سبزیوں اور فروٹ کی بے دریغ درآمد جاری ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے ایک ہی تحریک میں اٹھارہ چیزوں کا ذکر کر دیا ہے۔ آپ نے چاول کا ذکر بھی کیا ہے، کھاد کا بھی ذکر کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ سب Agriculture related ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر ایک دن بحث رکھ لیتے ہیں جس میں یہ ساری چیزیں آ جائیں گی۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے ہفتہ میں آپ سارے محکمہ جات سے اکٹھا جواب لائیں گے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس ایوان کی توجہ کے لئے اس اسمبلی کی پروسیڈنگز کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ میں گزشتہ دنوں ایک پرائیویٹ ادارے کی رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ وہ پڑھ کر میں خاصی پریشانی میں مبتلا ہوا کہ پنجاب اسمبلی جو پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا ایوان ہے۔ اس کی پروسیڈنگز ایسی ہے اور اس کی جو گزشتہ اڑھائی سال کی performance ہے۔ اس میں گزشتہ سال میں Rules of Procedure میں minimum days رکھے گئے ان میں سے بھی 58 working days تھے جس کا اوسط ٹائم دو گھنٹے اور 10 منٹ تھا۔ یہ اسمبلی دو گھنٹے اور 10 منٹ کے لئے 58 دن کے لئے پچھلے ایک سال میں ملی جس کے اندر تقریباً 4500 سوالات ممبران کی طرف سے پیش کئے گئے، 3600 سوالات take up ہوئے جن میں سے 1050 سوالات کے محکمہ جات نے غلط

جوابات دیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ہمیں لوگ منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! یہ رپورٹ مجھے لازمی دکھائیے گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں آپ کو دکھاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں جس issue پر ابھی بات کرنا چاہتی ہوں اس پر میں تحریک استحقاق بھی لا سکتی تھی میں اس پر اپنی ذات سے بالاتر ہو کر بات کرنا چاہتی ہوں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے جناح ہسپتال میں ایسے مریض آئے جو کافی critical تھے اور ان کی وہاں کوئی شنوائی نہ تھی۔ میں نے DMS سے فون پر بات کرنا چاہی کہ میں نے لواحقین کو کہا کہ میری ان سے بات کروائیں تاکہ میں انہیں کہوں کہ وہ ان کو seriously کیوں نہیں لے رہے؟ ان خاتون ڈاکٹر صاحبہ نے بات کرنے سے انکار کر دیا کہ ہمیں اجازت نہیں ہے۔ ہم کسی ایم پی اے سے بات نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد پھر میری colleague کے بھائی کافی critical تھے۔ وہ وہاں پہنچی اور وہی DMS بیٹھی تھیں اور انہوں نے کہا کہ میں کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ مریض کی حالت انتہائی خطرناک تھی مجھے خود وہاں پہنچنے میں دس منٹ لگے۔ میں جب وہاں پہنچی تو وہاں آکسیجن کا سلنڈر نہیں تھا، کوئی ventilator خالی نہیں تھا۔ He died in front of my eyes لیکن ان DMS صاحبہ کا یہ مؤقف تھا کہ میرا ڈیوٹی ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں اس کیس کو نہیں دیکھ سکتی۔ میں تو ایک ایم پی اے تھی وہاں جا کر میں نے ایم ایس کو بھی بلا لیا تمام کولائن حاضر کر دیا لیکن مریض تو اپنی جان سے گیا۔

جناب سپیکر! ایک عام آدمی کی ان ہسپتالوں میں کیا حیثیت ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اگر گورنمنٹ کے ہسپتالوں کی یہی صورتحال رہی کیا انسانی جانیں اتنی سستی ہیں؟ زعیم قادری صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ talk shows میں تو بہت بولتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ زعیم قادری صاحب سے متعلقہ بات نہیں ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ سب کے متعلقہ ہے، یہ ہم سب کے لئے question mark ہے کہ اگر ایک ایم پی اے کے وہاں جانے سے بھی ایک ڈپٹی ایم ایس اتنا powerful ہے کہ انسانی جان کو وہ یہ وقعت دیتا ہے تو پھر بہت ہی افسوس کی بات ہے اور اس پر ضرور ایکشن لینا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جی، اس پر ایکشن لیتے ہیں۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب کی طرف سے یہ requestآئی تھی کہ آج وہ ادھر موجود نہیں ہیں تو اس کو ہم next Tuesdayکے لئے pendingکر دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم کل ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے تھے، اس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے اور جناب سپیکر نے بھی یہ کہا تھا۔ یہ پٹرول کی قیمتوں سے متعلق مفاد عامہ کی ایک انتہائی ضروری قرارداد تھی اور باقی سارے صوبوں میں یہ قرارداد پاس ہو چکی ہے۔ سندھ اسمبلی نے بھی پاس کر دی ہے کہ پٹرول کی قیمت 40روپے فی لٹر مقرر کی جائے۔ آج کے دن کا وعدہ ہوا تھا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اسے take upکریں گے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو آپ out of turnلے لیں اور اس قرارداد کو ہم پاس کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ آج لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں اور rulesکے مطابق بھی سات دن کا نوٹس آج کے دن سے دینا پڑتا ہے کیونکہ آج آپ یہ قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں اور out of turn لینے کے لئے آپ کو لاء منسٹر صاحب سے ہی بات کرنا پڑے گی۔ میرا خیال ہے کہ کل لاء منسٹر صاحب آجائیں گے تو میری requestہے کہ کل تک اس کو pendingکریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سپیکر کے پاس تو یہ powersہیں۔ آپ جب چاہیں take upکیوں نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! سپیکر صاحب نے آپ کی بات سنی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس نیکی کے کام میں آپ کا بھی نام لکھا جائے گا کہ آپ نے عوامی حقوق کے حوالے سے یہ بات سنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! کل لاء منسٹر صاحب آجائیں گے تو ان کا مؤقف بھی سامنے آجائے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ rulesکا referenceدیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے تو rulesکے مطابق ہی ایوان چلانا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! حکومتی بنچوں میں سے کوئی اور منسٹر، یہاں پر وزیر خزانہ صاحبہ بیٹھی ہیں آپ ان سے بات کر لیں۔ ہم نے کل بات کرنے کی کوشش کی ہے تو سپیکر صاحب نے آج کے دن کی commitment کی ہے۔ آپ کل کی کارروائی نکال کر دیکھ لیں کہ اس میں کیا سپیکر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور ہم کل اس کو take up کریں گے۔ اگر آج لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں تو کوئی منسٹر بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے آ جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ کل تک اس قرارداد کو pending کر لیں۔ میری request یہ ہے کہ کل اس کو ہم انشاء اللہ take up کریں گے۔ جی، بہت شکریہ۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 3۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

بدھ،3۔فروری2016

(یوم الاربعاء،23۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 4

329

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 3۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات زراعت، امور نوجواناں و کھیلیں اور آثار قدیمہ وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 51 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مواصلات وتعمیرات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

330

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب فوڈاتھارٹی2015(مسودہ قانون نمبر40بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب فوڈاتھارٹی2015،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خوراک نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب فوڈاتھارٹی2015منظورکیاجائے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)پیور فوڈ پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر45بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پیور فوڈ پنجاب2015،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خوراک نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پیور فوڈ پنجاب2015منظورکیاجائے۔

331

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ،3۔فروری2016

(یوم الاربعاء،23۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11:00 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔اے پروردگار!اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔اے پروردگار!ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار!جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

زمیں آسماں میں مکاں لا مکاں میں
کوئی آپ سا ہے نہیں ہے نہیں ہے

وہ سدرہ کا راہی حبیب الٰہی
کوئی دوسرا ہے نہیں ہے نہیں ہے

سبھی دائیوں نے حلیمہؓ سے پوچھا
تیرے پاس کیا ہے تو بولی حلیمہؓ

اسے دیکھ کر تم بتاؤ کہ ایسا
کسی کو ملا ہے، نہیں ہے نہیں ہے

سبھی انبیاء دے رہے ہیں
گواہی وفادار ہیں مصطفیٰ کے الٰہی

کہاں تک کرے کوئی تعریف اُن کی
خدا جبکہ کرتا ہے توصیف ان کی

ظہوری کسی سے نبی کی ثناء کا
ہوا حق ادا ہے نہیں ہے نہیں ہے

سوالات

(محکمہ جات زراعت،امور نوجواناں و کھیلیں اور آثار قدیمہ وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات زراعت، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر3249چودھری افتخار احمد چھچھر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! سوال نمبر3318 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں ریسرچ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3318: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں مختلف قسم کی ریسرچ کے کتنے ادارے ہیں اور ان اداروں کے ذمہ علیٰحدہ علیٰحدہ کس نوعیت کی ریسرچ لگائی گئی ہے نیز یہ ادارے کب قائم کئے گئے؟

(ب) ہر ادارہ نے اب تک ریسرچ کے حوالہ سے کیا کارکردگی دکھائی ہے، اس کی تفصیل ادارہ وار بیان فرمائیں؟

(ج) ان اداروں میں اگر کسی سائنسدان نے گراں قدر کام کیا ہے تو کیا اسے کوئی انعام بھی حوصلہ افزائی کے لئے دیا گیا اور اس ادارے کو جس میں کوئی قابل قدر کام ہو جاتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کیسے کی جاتی ہے؟

(د) کیا زرعی ماہرین کو سرکاری طور پر دوسرے ممالک میں ریسرچ کے کام کی معلومات اور راہنمائی کے لئے بھیجا جاتا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو مالی سال13۔2012 میں کس کس زرعی ماہر کو کس کس ملک میں اور کون سی ریسرچ کا جائزہ واستفادہ کے لئے بھیجا گیا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب میں مختلف قسم کی ریسرچ کے 27 ادارے ہیں جو محکمہ زراعت ریسرچ ونگ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے نام، جائے مقام، قیام کا سال اور کام کی نوعیت کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں کی ریسرچ کے حوالہ سے کارکردگی کی ادارہ وار تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وفاقی ادارہ "پاکستان کونسل فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی" نے اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے شعبہ زرعی تحقیقات کے سائنسدانوں کو Research Productivity Award دینے کا سلسلہ پچھلے چند سالوں سے شروع کیا ہے جس کے یقیناً مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

(د) جی ہاں! سرکاری طور پر زرعی ماہرین کو گاہے بگاہے دوسرے ممالک بھیجا جاتا ہے۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ذیلی اداروں نے آٹھ زرعی سائنسدانوں کو 13-2012 میں دوسرے ممالک میں ریسرچ کے لئے بھیجا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سائنسدان	نام ملک	متعلقہ ریسرچ
1	ڈاکٹر محمد ابرار	سنگاپور	گندم
2	انجم جاوید	ایضاً	ایضاً
3	ندیم احمد	امریکہ	گندم پر جدید تحقیق اور بیماریاں
4	محمد ذوالکفل	ایضاً	ایضاً
5	سبینہ احمد	ایضاً	ایضاً
6	مصباح صفدر	میکسیکو	گندم کی بیماریاں
7	انعام الحق	آسٹریلیا	آم کی نرسری
8	مس شمیم اختر	نیدرلینڈ	آلو کی پیداوار بڑھانے کے جدید طریقے

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! میرا جز(ب) پر ضمنی سوال ہے کہ محکمہ زراعت کے ریسرچ ونگ کے اداروں کی ریسرچ کے حوالے سے کارکردگی اور جائزہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ زرعی ریسرچ پر لاکھوں کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے لیکن ابھی تک اس کے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے کوئی پانچ دس سالوں میں ایک آدھ ورائٹی سامنے آتی ہے کہ گندم کی یہ ورائٹی آگئی کہ زمیندار اس کو کاشت کرے ان کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ گنے کی کاشت کی یہ ورائٹی

آ گئی تھوڑا سا آپ یہ کریں کیونکہ ہماری 70 فیصد آبادی ہے جو دیہاتی ہے جو صرف ایگریکلچر سے متعلقہ ہے تو یہ جو اتنی رسرچ پر اتنا خرچ ہو رہا لوگ باہر سے جا کر رسرچ کے لئے ڈگریاں لے کر آ رہے ہیں وہاں پر جا کر وہ بہت سے تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں لیکن پاکستان میں پنجاب کے لوگوں کو فائدہ کیوں نہیں ہو رہا اور اس کے دور رس نتائج برآمد کیوں نہیں ہو رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ریسرچ فنڈ کو ہم نے پہلے سے enhance کیا ہے اس سے پہلے ریسرچ کے سلسلے میں کم ہی بجٹ ہوتا تھا زیادہ operational budget ہی ہوا کرتا تھا لیکن پھر بھی میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہ internationally recognized اداروں کی ریسرچ ہے کہ پاکستان میں ریسرچ پر جو ایک روپیہ خرچ کیا گیا ہے اس کے عوض 10 روپے سے لے کر 30 روپے تک پنجاب گورنمنٹ یا گورنمنٹ آف پاکستان کو return ہو چکے ہیں لہٰذا ریسرچ کی یہ افادیت ہے۔ میں آپ کو یاد کرواتا چلوں کہ غالباً 67-1966 کی بات ہے کہ Maxi Pak Revolution آیا تھا وہ یہی ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے scientist تھے اور México سے Dr. Norman Borlaug آئے تھے ان کی ریسرچ کے through ہی آپ کو یاد ہو گا کہ 7 یا 8 من فی ایکڑ wheat کی پیداوار ہوتی تھی جو کہ just jump لگا کر double سے بھی زیادہ 20 من فی ایکڑ تک ہو گئی تھی۔ آج کل اسی ریسرچ ادارے کی افادیت کی وجہ سے ہمارے جو progressive farmer ہیں وہ 50 من سے لے کر 90-80 من تک wheat لیتے ہیں اور آج دنیا میں ایگریکلچر پر جو ایک glut آیا ہوا ہے وہ اسی لئے آیا ہے کہ ہماری productivity بہت بڑھ گئی ہے۔ Production ہر ملک کی بہت بڑھ گئی ہے اسی طرح پاکستان میں بھی بڑھی ہے میں maize کی example دینا چاہوں گا آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا اور معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران اس بات کی گواہی دیں گے کہ maize کی yield جو تھی وہ 30 من فی ایکڑ ہوتی تھی اور آج عام کسان maize farmer کی 100 من فی ایکڑ تک yield لے رہا ہے۔ یہ ریسرچ کی افادیت ہی ہے کہ جس کی بدولت آج ہمارے کسان مستفید ہو رہے ہیں۔ باقی وہ ٹھیک ہے کہ international glut کی وجہ سے کسان کو commodity کی وہ prices نہیں مل رہی ہیں۔

This is unfortunate.

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ریسرچ کا problem تو ہے اس پر میں تھوڑی سی بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی would be a better ماشاءاللہ ایک قابل آدمی ہیں۔ انڈیا میں کوئی آج سے 10 سال پہلے بائیو ٹیکنالوجی کی introduction ہوئی تھی، آج ان کی crops کی yield فی ایکڑ almost double ہو گئی ہے اور اگر آپ ایگریکلچر GDP کو دیکھیں تو انڈیا میں پچھلے تین سے سات سالوں میں تقریباً تین گنا اضافہ ہوا ہے تو کیا ہمارے ہاں پنجاب میں کوئی اس طرح کا mechanism ہے obviously ہم sub-continent کی energy basket ہیں۔ We are agri-based economy. کیا بائیو ٹیکنالوجی پر ریسرچ سسٹم کو ہم نے convert کیا ہے جس سے دیگر ممالک سے assistance لے کر فوائد حاصل کئے جا سکیں یا پھر ابھی اس میں کوئی تھوڑی سی دیر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب بتا دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! قادری صاحب نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ international/multinational companies انڈیا میں ہمارے سے پہلے گئی ہیں۔ ہمارے پاس وہ آج سے پانچ یا چھ سال پہلے آئی تھیں، ان کے ساتھ ہمارے مذاکرات ہوئے تھے ان کی شرائط ہمارے لئے بہت سخت تھیں۔ اس وقت یہ سمجھا گیا کہ ہمارا کسان ان کی شرائط کی وجہ سے crush ہو جائے گا کچھ اس طرح کے حالات تھے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ جی ایم ٹیکنالوجی کی وجہ سے genetically modified جو crops ہیں وہ ان کی واقعی yield بہت زیادہ ہے۔ آج کل پھر ہم وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر انہی multinational companies سے بات کر رہے ہیں اور وہی بائیو ٹیکنالوجی پنجاب میں بھی لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال ملک احمد سعید صاحب کریں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! میرا جز (د) کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب سے یہ سوال ہے اگر آپ اجازت دیں تو میرے دو joint questions ہیں اگر میں اکٹھے ہی سوال کر دوں گا تو میرا خیال ہے کہ بہتر طریقے سے جواب آ جائے گا۔ ایک تو ڈاکٹر صاحب نے انڈیا کے حوالے سے بات کی ہے تو میں یہ

پوچھنا چاہوں گا کہ انڈیا میں جو terms and conditions ہیں وہ کیا براہ راست زمیندار سے متعلقہ ہیں یا ان کی گورنمنٹ ان کو کچھ نہ کچھ subsidize کر کے اور اس کے بعد گورنمنٹ براہ راست negotiate کرتی ہے۔ وہ زمیندار کے ساتھ گورنمنٹ کرتی ہے یا کوئی multinational companies کے ساتھ کوئی interaction ہے؟ ایک تو میرا یہ سوال ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ جو جز(د) میں سائنسدانوں کی یہاں لسٹ دی ہوئی ہے۔ یہ آٹھ سائنسدان ہیں اور ان کا جو ریسرچ کا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کی بھی تفصیل دی ہوئی ہے۔ ایک تو ان کی qualification بھی ہمارے پاس نہیں ہے اور اس میں میرا specific question یہ ہو گا کہ یہ جو انہوں نے ریسرچ کی ہے کیا اس کی زمیندار کو براہ راست انفارمیشن ہے اور میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو ہمارا زراعت کا محکمہ ہے اس میں جو ہمارا district level پر infrastructure ہے ان کو کوئی ہدایات جاری ہوئی ہیں یا ان کے پاس کوئی ایسا مواد ہے کہ سائنسدان باہر کے ممالک جا کر دو دو، تین تین سال ریسرچ کر کے آئے ہیں اس کی زمیندار کے پاس براہ راست awareness اور ان کے پاس campaign یا اس قسم کا کوئی اقدام کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے دو سوال پوچھے ہیں ایک تو یہ کہ multinational companies کا کسان سے ڈائریکٹ رابطہ ہوتا ہے؟ تو ایسا نہیں ہوتا multinational company وہاں کی کسی local company کے through آتی ہے اور یہ بہت complicated procedure ہے۔ انڈیا میں کاٹن کے hybrid seeds ہیں۔ ہمارے پاس hybrid system نہیں ہے ہمارے پاس variety میں introduce کرواتے ہیں تو وہاں انڈیا میں ایک کمپنی ہے جس کو انہوں نے right دے دیئے ہیں وہ کمپنی آگے seed دیتی ہے تو اس طرح multinational companies enter ہوتی ہیں اور ہمارے ہاں بھی جب آئیں گی تو پرائیویٹ سیکٹر کے through ہی آئیں گی، پبلک سیکٹر کے through نہیں آئیں گی۔ یہاں پر سائنسدانوں کی بات ہوئی ہے تو جب بھی کوئی ریسرچ ہوتی ہے، کوئی seed یا کوئی technology introduce ہوتی ہے تو وہ ریسرچ اداروں سے نکل کر فوراً ہمارے district level setup میں ساری ریسرچ پہنچ جاتی ہے وہاں پر ہمارے research, extension, water management and test warning کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے adaptive research farm ہر ڈسٹرکٹ میں موجود ہیں۔ وہ

اپنیclimate Eco zoneکے مطابق وہاں ریسرچ کر کے ساری انفارمیشن جبfarmer day ہوتا ہے وہfarmersکوconveyکر دی جاتی ہے۔ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ ریسرچ پر لگا ہوا ایک روپیہ10سے30روپے تکreturnہو چکا ہے یہrecognized American اداروں کی ریسرچ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر5601محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذااس سوال کوdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!میں ان کےbehalfپر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! سوال نمبر3319ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور:چولستان میں چارہ جات کی فصلات پر ریسرچ ودیگر تفصیلات

*3319:**ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں واقع چولستان جو کہ 66لاکھ ایکڑ رقبہ پر محیط ہے کم وبیش12لاکھ لائیوسٹاک اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ لائیوسٹاک وہاں پیدا ہونے والے جنگلی نباتات پر زندہ رہتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ زراعت ایسی فصلات یا چارہ جات پر ریسرچ کر رہا ہے جو کہ چولستان میں پیدا ہو سکیں تاکہ گرمیوں اور سردیوں میں وافر خوراک جانوروں کے لئے مہیا ہو سکے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ج) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد کا ایک ذیلی ادارہ تحقیقات چارہ جات، سرگودھا کا ایک ذیلی دفتر"زرعی ریسرچ سٹیشن"بہاولپور میں کام کر رہا ہے۔ اس ادارہ نے گوار اکی مختلف

اقسام پر مختلف علاقوں میں ریسرچ کی جن میں سے گوارا1/2، بی آر۔90اور بی آر۔99 پنجاب بھر میں چارہ کے لئے موزوں ہیں۔
یہ اقسام چولستان اور دیگر بارانی رقبہ جات پر چارہ کے لئے کامیابی سے کاشت کی جارہی ہیں۔ گوارا کی یہ اقسام اوران کے باقیات چولستان کے رقبہ میں جانوروں کے چارہ کے لئے یکساں موزوں ہیں اور گرمیوں اور سردیوں میں چارہ مہیا کرتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! جز(ب) میں وزیر موصوف نے جواب میں فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے کہ لائیو سٹاک بہاولپور ڈویژن میں واقع چولستان میں پیدا ہونے والے جنگلی نباتات پر زندہ رہتا ہے۔ جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے اس میں دو تحقیقاتی ادارے قائم ہیں، فیصل آباد کا ایک ذیلی ادارہ اور سرگودھا کا ایک ذیلی ادارہ ریسرچ سنٹر وہاں کام کر رہے ہیں۔انہوں نے ریسرچ پر گوارا کی قسم لکھی ہوئی ہے چولستان تقریباً سارا میرے حلقے میں ہے میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ پورے حلقے چولستان میں چونکہ وہ بارانی علاقہ ہے وہاں بارش بھی بہت کم ہوتی ہے کہ گوارا کی کاشت کہیں پر ہو۔اگر کہیں ہوتی ہے تو وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ وہ فرمادیں اور یہ ریسرچ سنٹر بہاولپور میں کہاں پر واقع ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! Actually یہ ریسرچ سنٹر سرگودھا میں واقع ہے اور اس کا sub research centre بہاولپور میں ہے۔آپ کے دوسرے سوال کا جہاں تک تعلق ہے یہ ان کی بات صحیح ہے کہ چولستان کا جو سارا area ہے وہاں گوارا کی فصل نہیں ہوتی۔ یہ گوارا کی جو نئی فصلیں ایجاد کی گئی ہیں یہ اس علاقے کے لئے ہیں جہاں پانی کم ہوتا ہے۔یہ تھل اور دوسرے علاقوں میں کوششیں کی جاچکی ہیں۔اب وہ اُدھر introduce کروائی جارہی ہیں جہاں پانی کے تھوڑے بہت ٹوٹے ہیں یا تھوڑا بہت پانی available ہے جو rainfall کے بعد collect ہو جاتا ہے لہٰذا وہاں ان کی production کی جاسکتی ہے۔انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ اس کا trend increase ہوتا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 5603 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 5670 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 5643 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یوتھ فیسٹیول کے مقابلہ جات میں انعامی رقوم کی تقسیم سے متعلقہ تفصیلات

*5643: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2013 میں پنجاب میں ہونے والے وزیر اعلیٰ یوتھ فیسٹیول کے مقابلہ جات میں شریک ہونے والے تمام شرکاء کو انعامی رقوم کی تقسیم مکمل ہو چکی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں نہیں ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) ضلعی حکومت اور ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس سال 13۔2012 میں سپورٹس کی مد میں کتنا فنڈ تھا اور یہ فنڈ کس کس مد میں خرچ ہوا، اس کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب یوتھ فیسٹیول 2014 کی گائیڈ لائنز guidelines اور قواعد و ضوابط پر مشتمل کتابچہ جاری شدہ زیر نمبر 1/47-SBP(PYF)2014 مورخہ 30۔نومبر 2013 کے تتمہ K-4 کے صفحہ 93 کے مطابق سپورٹس سیکٹر جنرل پبلک کے انعامات بذمہ ضلعی حکومت تھے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ 14-2013 میں پنجاب میں ہونے والے پنجاب یوتھ فیسٹیول 2014 کے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں میں انعامات کی تقسیم مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) جواب اثبات میں ہے تمام پوزیشن لینے والے کھلاڑیوں کو انعامات بذریعہ کراس چیک دیئے جا چکے ہیں۔

(ج) ضلعی حکومت انعامات تقسیم کرنے کی ذمہ داری پوری کر چکی ہے۔

(د) ضلعی حکومت کی طرف سے سال 13۔2012 میں سپورٹس کی مد میں -/30,00,000 مختص کئے گئے تھے۔ اس میں سے فنڈز کھلاڑیوں اور آفیشلز میں نقد انعامات، ٹرافیوں، شیلڈز، ضلع لیول کے سپورٹس مقابلوں کے انتظامات، ڈویژن انٹر ڈسٹرکٹ اور صوبائی انٹر

ڈویژن مقابلہ جات میں شرکت کرنے والی ٹیموں کے یونیفارم، ٹی اے / ڈی اے اور اس کے علاوہ سال بھر میں مختلف اوقات میں ہونے والی کھیلوں کے مقابلہ جات پر خرچ ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ یوتھ فیسٹیول کے مقابلہ جات میں شریک ہونے والے تمام شرکاء کو انعامی رقوم کی تقسیم مکمل ہو چکی ہے؟ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ کھلاڑیوں میں انعامات کی تقسیم مکمل ہو چکی ہے۔ یہ جواب درست نہیں ہے اور حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی وجہ؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت سارے لوگ ایسے ہیں اور دو تین سال پہلے تک کے جو prize holders ہیں بلکہ اس حوالے سے میں جناب منسٹر صاحب کو زبانی بھی ایک دو مرتبہ بتا چکا ہوں کہ ابھی تک پنجاب کے position holders بھی انعامات سے محروم ہیں۔ وہ ہمارے گلے پڑتے ہیں کہ آپ فیسٹیول کروا تو رہے ہیں لیکن جب ہمیں انعام ہی نہیں ملتے تو پھر ہم اس میں حصہ کیوں لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ بچوں کو انعام نہیں ملے۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! امجد صاحب ہمارے بڑے معزز ممبر ہیں اور انہوں نے مجھ سے بات بھی کی تھی۔ دراصل یوتھ فیسٹیول کے اندر پیسے دینے کا ضلعی حکومتوں کا ذمہ تھا جس کے بارے میں ہم نے پوری رپورٹ بھی منگوائی۔ جو رپورٹ آئی اس میں باقاعدہ cross cheques کے ذریعے یہ انعامات دیئے گئے تھے۔ یہ cash نہیں تھا بلکہ through cross cheque تھا جس کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ میں نے اِن سے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ اگر کوئی بچہ یا بچی رہ گئی ہے تو اس کا نام بھیج دیں کہ وہ کس category کے اندر ہے تو ہم اُس کو verify کریں گے۔ اگر کوئی بچہ رہ گیا ہے تو یہ انعام اُس کا حق ہے جو اسے ملنا ہے کیونکہ یہ ہمارے heroes ہیں اور انہوں نے grass roots level سے نکل کر اپنے علاقے کا نام روشن کیا تھا۔ ہم سپورٹس کلچر کو جو promote کر رہے ہیں اُس میں کوئی بھی ایسا بچہ نہیں ہو گا جس کو ہم ignore کریں۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ یہ مجھے لسٹ دیں، اگر کوئی رہ گیا ہو تو ہم اُس کی verification کر کے انعامات دلوائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ ان کو نام دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ یہ مجھے کہاں ملیں گے جہاں ہم نے انہیں یہ لسٹ دینی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ کہاں مل سکتے ہیں جہاں یہ چیزیں میں انہیں پہنچادوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ address بتادیں کہ آپ کہاں پر ان سے ملیں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں دو تین ماہ سے کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ مجھے نہیں مل سکے۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ میرے دفتر اکثر آتے رہتے ہیں۔ یہ آج ہی تشریف لے آئیں اور مجھے نام دے دیں تو میں بالکل کروا دیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا کوئی فون اٹھاتا ہے اور نہ ہی یہ ملتے ہیں۔ میں تین ماہ سے کوشش کر رہا ہوں اور ان تین ماہ میں مجھے نہیں ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب یا سیکرٹری کے آفس میں یہ نام دے دیں تو منسٹر صاحب اس پر action لیں گے۔ اگلا سوال نمبر 5673 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب رمیش سنگھ اروڑا کا ہے۔ سردار صاحب! سوال نمبر بولیں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6680 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سکھ مذہب کی سروپ نسخہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*6680: جناب رمیش سنگھ اروڑا: کیا وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سکھ مذہب کے آخری گورو شری گورو گرنتھ صاحب کے کتنے سروپ (نسخے)اس وقت پنجاب میں موجود عجائب گھروں یا آثار قدیمہ کی عمارات میں رکھے ہوئے ہیں، مکمل تفصیل لوکیشن وار مہیا کی جائے؟

(ب) کیا گورو گرنتھ کو سکھ مذہب کی Rehat Maryada(اصولوں) کے مطابق رکھا گیا ہے، اگر ہاں تو براہ کرم وہ اصول کیا ہیں، تفصیل مہیا کی جائے اگر نہیں تو کیوں ان اصولوں کو فالو نہیں کیا جارہا؟

(ج) کیا محکمہ آثار قدیمہ نے کبھی پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے ساتھ رابطہ کر کے گورو گرنتھ صاحب کے موجودہ حالات کے بارے میں کبھی تبادلہ خیال کیا، اگر کیا تو تفصیلات مہیا کی جائے؟

(د) کیا محکمہ آثار قدیمہ پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو مذکورہ نسخے واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورو گرنتھ صاحب کا صرف ایک نسخہ شاہی قلعہ لاہور کے میوزیم کے محفوظ نوادرات میں موجود ہے۔

(ب) تمام مذاہب کی مذہبی کتابوں کو متعلقہ مذہب کے اصولوں اور طریق کار کے عین مطابق حفاظت واحترام سے رکھا جاتا ہے۔

(ج) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ کے کیورٹیر شاہی قلعہ نے اس سلسلہ میں ڈیرہ صاحب سمادھ کے مینجر اظہر عباس صاحب سے اس بارے میں تفصیل سے بات کی اور ان کے مطابق شاہی قلعہ کے میوزیم میں جو گورو گرنتھ کا نسخہ موجود ہے کو سکھ مذہب کے دسویں گرو نے اس کے انداز روایت کو مسترد کر دیا اور موجودہ گرنتھ صاحب جو کہ 1430 صفحات پر مشتمل ہے کو گرنتھ صاحب کا درجہ دے دیا تھا۔ گورو گرنتھ کا جو نسخہ شاہی قلعہ میں موجود ہے وہ 1100 صفحات پر مشتمل ہے جو کہ نامکمل اور غیر مستند ہے اور یہ نسخہ سکھ مذہب کی کوئی اور کتاب (پوتھی) ہے۔

(د) گورو گرنتھ صاحب کا جو نسخہ اس وقت نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کے پاس موجود ہے اور جو ڈیرہ صاحب سمادھ کے مینجر اظہر عباس صاحب کے مطابق غیر مستند ہے، کو تحفظ

نوادرات مجریہ1975 کے ایکٹ (Antiquity Act,1975) کے تحت ایک تاریخی نسخہ کے طور پر محفوظ رکھا گیا ہے۔

نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ اس نسخہ کو کسی بھی آرگنائزیشن یا گوردوارہ پر بندھک کمیٹی کے حوالہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو منسٹر صاحب نے particularly سکھ کمیونٹی کی ہمیشہ سپورٹ کی ہے لیکن جو محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے اس کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہو رہی ہے۔ جواب کا جز (الف) یہ کہہ رہا ہے کہ گورو گرنتھ صاحب کا صرف ایک نسخہ شاہی قلعہ لاہور کے میوزیم کے محفوظ نوادرات میں موجود ہے۔ یہ جواب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس وقت گورو گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ لاہور میوزیم میں بھی موجود ہے اور اسی طرح بہاولپور میں بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ فرما رہے ہیں کہ تمام مذاہب کی مذہبی کتابوں کو متعلقہ مذہب کے اصولوں اور طریق کار کے عین مطابق حفاظت و احترام سے رکھا جاتا ہے۔ میں نے یہی پوچھا تھا کہ اگر آپ حفاظت و احترام رکھتے ہیں تو اس کا سکھ code of conduct ہے، اگر اس کے مطابق رکھا ہے تو وہ provide کیا جائے جو مجھے ابھی تک provide نہیں کیا گیا۔ اسی طرح جز (ج) بڑا interesting ہے۔

جناب سپیکر! یہ جز (الف) میں کہہ رہے ہیں کہ گورو گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ موجود ہے جبکہ جز (ج) میں کہہ رہے ہیں کہ سکھ کمیونٹی کا فیصلہ اظہر عباس صاحب نے کیا ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ اظہر عباس صاحب کی سکھ کمیونٹی میں standing کیا ہے اور وہ کس base پر کہہ رہے ہیں کہ وہ گورو گرنتھ صاحب نہیں ہیں بلکہ پوتھی ہے، اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہاں گورو گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ موجود ہے جبکہ جز (ج) میں کہا جا رہا ہے کہ وہ گورو گرنتھ صاحب ہیں ہی نہیں بلکہ وہ تو ایک پوتھی ہے۔ ایک فیصلہ پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کرے، کوئی سکھ کرے یا کوئی سکھ گیانی کرے تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اگر اظہر عباس صاحب اس چیز کا فیصلہ کر رہے ہیں تو وہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اسی طریقے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پہلے لے لیں؟

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہوں نے جواب محکمہ آثار قدیمہ سے مانگا تھا اور محکمہ نے frankly جواب صرف آثار قدیمہ کے حوالے سے دیا ہے جو شاہی قلعہ کے اندر عجائب گھر سے متعلقہ ہے۔ باقی museums محکمہ آرکائیوز اور لائبریریز کے پاس ہوتے ہیں یعنی دو مزید نسخے محکمہ آرکائیوز کے پاس ہیں۔ جہاں تک معزز ممبر کی بات ہے تو یہ ٹھیک ہے کہ تین نسخے موجود ہیں جن میں سے دو محکمہ آرکائیوز کے پاس ہیں اور ایک نسخہ محکمہ آثار قدیمہ کے پاس ہے۔اس میں رکھنے کا جو طریق کار ہے، آثار قدیمہ کا historically prospective یہ ہے کہ وہ اس طرح کے قیمتی نسخوں کو سنبھالنے اور اُن کی preservation کے جو SOPs بنے ہوئے ہیں اُن کو follow کرتے ہیں۔ مذہبی لحاظ سے جو follow کیا جانا چاہئے اس حوالے سے پربندھک کمیٹی کے ساتھ بھی یہ رابطہ رکھتے ہیں اور اگر معزز ممبر سمجھتے ہیں کہ اس میں کہیں کمی ہے تو ہم سے share کریں۔ ویسے یہ already ہمارے ساتھ بہت ساری کمیٹیوں میں شامل ہیں اور بڑا actively and effectively کام کر رہے ہیں۔ ہم پنجاب میں cultural tourism develop کر رہے ہیں اُس کے اندر بھی میں ان کی کاوشوں کو بہت سراہتا ہوں۔ ہم لوگ cultural tourism اور preservation of historical and archeological کے معاملات پر بھی ایک بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریق کار میں کہیں فرق ہے تو یہاں پر ڈی جی آثار قدیمہ موجود ہیں، میں ابھی اِن کی میٹنگ کروا دیتا ہوں اور اس میں یہ ہمیں جو way forward بتائیں گے ہم اُس کے مطابق اس کو بھی شامل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب فرما رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں لیکن لاہور میوزیم اور شاہی قلعہ کو دیکھنے کے لئے ہمارے سکھوں کے international delegates اکثر آتے ہیں لیکن وہ جاتے ہوئے کوئی اچھا تاثر لے کر نہیں جاتے۔ منسٹر صاحب بالکل صحیح فرما رہے تھے لیکن ایک کمیٹی constitute کر دی جائے اور میں چاہوں گا کہ

بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالا جائے۔ میں اس مسئلے کو debate نہیں بنانا چاہتا بلکہ میں اس مسئلے کا حل نکالنا چاہتا ہوں تاکہ پاکستان کا وقار بھی مجروح نہ ہو اور پاکستان میں بسنے والے minorities کے rights بھی اُن تک پہنچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اِن کو ساتھ بٹھا کر اس معاملے کو sort out کریں۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 5713 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6927 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ اس کا جواب موصول نہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6208 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اصلاح آبپاشی پروگرام کے تحت برجی نمبر 78 کھالہ کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*6208: میاں طارق محمود: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اصلاح آبپاشی پروگرام کے تحت ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں واقع راجباہ لالو گدڑ کی برجی نمبر 78 کے قریب کھالہ موضع واں سڑک و پوران کے رقبہ کے لئے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کھالہ اب استعمال کے قابل نہیں رہا اور مذکورہ مواضعات کے زمیندار نہری پانی سے مکمل طور پر محروم ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کھال کے متعلقہ رقبہ جات کو نہری پانی سے سیراب کرنے کے لئے اس کھال کی تعمیر نو انتہائی ضروری ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ کھال کے لئے بطور خاص تعمیر نو کی منظوری دینے اور اس کے لئے فنڈز کی فراہمی کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست ہے کہ کھال نمبرL/77714 موضع پوران، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ، سال 95۔1994 کے دوران شعبہ اصلاح آبپاشی کے OFWM-III پروگرام کے تحت پختہ تعمیر کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ کھال استعمال کے قابل نہیں ہے کیونکہ زمینداران کی طرف سے مناسب دیکھ بھال، جو کہ انجمن اصلاح آبپاشاں ایکٹ 1981 کی شق 4(1) کے تحت کھال کی اصلاح کے بعد حصہ داران کے ذمہ ہوتی ہے، نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہے۔

(ج) جی،ہاں۔

(د) جیسا کہ جز (ب) میں وضاحت کی گئی ہے کہ انجمن اصلاح آبپاشاں ایکٹ 1981 کی شق 4(1) کے تحت کھال کی پختہ اصلاح کے بعد کھال کی دیکھ بھال حصہ داران کے ذمہ ہوتی ہے، حکومت پہلے سے تعمیر شدہ کھالوں کی دوبارہ اصلاح کرنے کی بجائے ایسے کچے کھال جو ابھی ایک دفعہ بھی پختہ تعمیر نہیں ہوئے، کو ترجیح دیتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کھال کی تعمیر کے وقت ہی محکمہ نے اس کھال کی تعمیر ناقص مٹیریل سے کرائی تھی، کاشتکاروں نے موقع پر ہی اس سلسلے میں اپنی آواز بلند کی تھی اور عارضی طور پر اس کی مرمت کی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ذرا دوبارہ بتائیں گے کہ آپ نے کیا سوال کیا ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ درست ہے کہ مذکورہ کھال استعمال کے قابل نہیں ہے کیونکہ زمینداروں کی طرف سے مناسب دیکھ بھال جو کہ انجمن اصلاح آبپاشاں ایکٹ 1981 کی شق 4(1) کے تحت کھال کی اصلاح کے بعد حصہ داران کے ذمہ ہوتی ہے، نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے کیونکہ جس وقت یہ کھال بنایا گیا تھا اُسی وقت ہی زمینداروں نے کہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کہتے ہیں کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جواب ٹھیک نہیں ہے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا واقعی اگر اُس وقت زمینداروں نے یہ آواز اٹھائی تھی کہ یہ کھال درست نہیں بنا تو فوری طور پر اسے مرہم پٹی کر کے اس کھال کو ٹھیک کر دیا گیا اور فوراً پھر ٹوٹ گیا لہٰذا اُس وقت سے زمیندار پانی سے محروم ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جس کھال کا ذکر فرما رہے ہیں وہ کھال ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق 20 سال پہلے سے بنا ہوا ہے۔ اسے تقریباً 20 سال ہو چکے ہیں تو یوزرز کمیٹی ایکٹ کی شق میں شامل ہے کہ اس ایکٹ کے تحت جو کھال پکے کئے جاتے ہیں ان کی دیکھ بھال یا مرمت کی ذمہ داری یوزر کمیٹی ہے۔ پنجاب میں کل 58 ہزار کھالے ہیں اور ہمارا موجودہ پروگرام جو ہے وہ ورلڈ بنک کے تعاون سے چل رہا ہے جس کے تحت پنجاب میں 48 ہزار کھالے پکے کر چکے ہیں اور باقی جو رہتے ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی پکے کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم ورلڈ بنک کے ساتھ معاملہ اٹھانے کی پوزیشن میں ہوں گے کہ پرانے کھالہ جات جن کا یہ ذکر فرما رہے ہیں، کے بارے میں کوئی decision لیا جا سکے۔ اس وقت ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق ڈیپارٹمنٹ کی یہ priority ہے کہ 10 ہزار جو کھالہ جات پورے پنجاب میں کچے رہ گئے ہیں ان کو پہلے take up کیا جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ اسی وقت ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا تھا اور جو زمیندار ہیں وہ اپنے حصے کے پیسے مالیہ کے ساتھ قسطوں میں دینے کے لئے تیار ہیں تو کیا محکمہ اس کی کوئی باقاعدہ انکوائری کرا کے دیکھ سکتا ہے کہ اگر زمینداروں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو اس کھال کو ٹھیک کروا دیا جائے اور مالیہ کے ساتھ اس کے پیسے وصول کر لئے جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی کوئی انکوائری کروالیں کہ کب یہ کھال ٹوٹا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! وہ کھال ہم نے دیکھا ہے اور اس کی انکوائری بھی کروائی ہے تو اس کے متعلق میں یہی گزارش کر سکتا ہوں اور پہلی بات تو یہ ہے کہ 20 سال پہلے پتا نہیں اس کی کوئی شکایت آئی ہو یا نہ آئی ہو کیونکہ محکمہ میں تو اس حوالے سے کوئی ریکارڈ نہیں ملا۔ اگر معزز ممبر مجھے اس وقت کی بھی کوئی شکایت دے سکیں تو ہم اس پر بھی کوئی نہ کوئی ایکشن لے سکتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر یہ اسے چیک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟ زمیندار بے چارے پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہیں کیونکہ زمیندار کی زمین کو پانی نہ ملے تو اس کے لئے تو یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر ہو سکے تو اس کو دوبارہ دیکھیں۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ محکمہ زراعت کا ایکسٹینشن ونگ کھالہ جات کو پکا کر رہا ہے لیکن کھالہ جات مکمل طور پر پکے نہیں ہوتے۔ کہیں پر 30 فیصد بن جاتا ہے، کہیں پر 70 فیصد اور کہیں پر 50 فیصد پکا بن جاتا ہے اور جو بقیہ کھال بچتا ہے اسے پختہ بنانے کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ کافی عرصہ سے اس حوالے سے اسمبلی میں قرار دادیں بھی آئی ہیں، سوالات بھی آئے ہیں اور تحاریک التوائے کار بھی لی گئی ہیں لیکن اس پالیسی کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ جو کھال پہلے سے آدھے، چوتھائی یا دو تہائی بن چکے ہیں اس کا بقیہ حصہ کچا پڑا ہے اور زمیندار بے چارے مارے مارے پھرتے ہیں، پارلیمنٹ کے ممبران بار بار اسمبلی میں سوالات کرتے ہیں، سیکرٹری صاحب کے پاس جاتے ہیں اور منسٹر صاحب سے رجوع کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نشاندہی کریں ناں۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! کیا پالیسی کو review کرنے کے لئے کوئی طریق کار محکمہ نے یا وزیر موصوف نے بنایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کچھ کھالہ جات کو 30 فیصد، 40 فیصد یا 70 فیصد پختہ بنا کر چھوڑ دیتے ہیں تو اس کی کوئی پالیسی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایکسٹینشن ڈیپارٹمنٹ نہیں بلکہ واٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ کھالہ جات کو پختہ بناتا ہے جو ورلڈ بنک کا پروگرام ہے جو کہ "پیپک" کے نام سے on farm water management کا پروگرام ہے۔ فارم پر دستیاب پانی کے حوالے سے ریسرچ ہوئی ہے کہ on farm دستیاب پانی کی اگر conservation کر لیں، کنکریٹ لائننگ کر لیں یا گرپ اریگیشن یا لیزر سسٹم کو استعمال کریں تو ہمیں 50 فیصد سے زیادہ benefit ہوتا ہے۔ کلوروڈو یونیورسٹی امریکہ میں ایک

اسی طرح کی ریسرچ ہوئی ہے کہ ہم جو کھالہ جات کا تیسرا حصہ پختہ کرتے ہیں اس کا کم cost میں maximum benefit ہے اس لئے ideally تو ہمیں 100 فیصد کرنے چاہئیں۔ پہلے ہم نے سارے کھالہ جات 30 فیصد پختہ کئے ہیں اب ورلڈ بنک کے ساتھ ہم نے اس معاملے کو take up کیا ہے تو انہوں نے 50 فیصد تک پختہ کرنے کے لئے ہم سے agree کیا ہے۔ ہم پنجاب کے باقی 10 ہزار کھالہ جات پکے کر لیں تو اس کے بعد سارے کھالہ جات 50 فیصد تک پکے کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! احسن ریاض فتیانہ صاحب کا سوال نمبر 6927 کو میں نے dispose of کر دیا ہے اور اب میں نے دیکھا ہے کہ اس کا جواب نہیں آیا ہوا تو اسے ہم pending کرتے ہیں۔ یہ سوال 2015-08-20 کو آپ کے پاس بھیجا تھا اور ابھی تک اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے بھی آج صبح جب یہ دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ جواب نہیں آیا تو میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ ڈیپارٹمنٹ تک یہ تھوڑا لیٹ پہنچا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کہیں فائل رہ گئی تھی لیکن میں نے اس کا جواب منگوا لیا ہے اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا جواب ایوان میں بتا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ تاخیر ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ آپ چیک کر کے بتا دیں جس دن دوبارہ یہ سوال آئے گا تو اس وقت تک اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اس کو دیکھیں کہ یہ ہماری طرف سے delay ہوا ہے یا آپ کی طرف سے ہوا ہے؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ صبح ہی point out ہوا ہے تو میں نے کہا ہے کہ چیک کریں۔ جواب کی تاخیر میں جس کی بھی ذمہ داری ہے اس کے خلاف ہم بالکل کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! مجھے سوال کرنے سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ پہلے آپ سوال کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ایوان سے جانے لگے ہیں تو میرا پوائنٹ آف آرڈر ان سے متعلق ہے لہٰذا مجھے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! شکریہ۔سال 14-2013 میں on the floor of the House وزیر موصوف نے کھڑے ہو کر یہ commitment کی تھی کہ فیصل آباد میں پی پی۔69 جہاں سے میں منتخب ہو کر اسمبلی میں پہنچا ہوں، کے سکولوں کی حالت کو سدھارا جائے گا اور وہاں پر ایک وزٹ رکھا جائے گا اور یہ مجھے ساتھ لے کر جائیں گے لیکن وہ وعدہ آج تک وفا نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے شرمندگی کا باعث ہے کیونکہ ابھی چار دن پہلے میڈیا پر ایک فوٹیج چل رہی تھی جو میرے حلقہ کی تھی کہ سکولوں کی حالت یہ بن چکی ہے کہ بلڈنگ میں بچے بیٹھ نہیں سکتے کیونکہ ان کو dangerous قرار دے دیا گیا ہے۔ایم سی ہائی سکول ملت کالونی نمبر 2 فیصل آباد کی بلڈنگ کو dangerous قرار دے دیا گیا ہے اور بچے باہر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ میرے لئے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لئے یہ باعث شرمندگی ہے کہ بچے آج بھی ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک میری انفارمیشن ہے تو سکولوں کی حالت میرے خیال میں بہت زیادہ بہتر ہو گئی ہے اور میں یہاں حکومت کو defend نہیں کر رہا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جو اساتذہ دس، دس سال سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر تنخواہیں لیتے تھے وہ اب کم از کم اپنی ڈیوٹی پر آ رہے ہیں اور یہ میں نے ٹرائیبل ایریا کے سکولوں میں جا کر دیکھا ہے کہ اساتذہ سکولوں میں آ رہے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں فیصل آباد شہر کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میاں طاہر صاحب کی بات کا جواب دیں۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں طاہر صاحب کا جو سوال کہ 14-2013 میں جب on the floor of the House میں نے بات کی تو جو دوست فیصل آباد کے یہاں پر موجود ہیں وہ گواہ ہیں کہ میں نے پانچ دفعہ فیصل آباد میں کمشنر فیصل آباد، ڈی سی او فیصل آباد سے باقاعدہ سکولز کے حوالے سے meetings کیں اور جو dangerous buildings قرار دی گئیں، یہ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ایک بہت بڑا initiative ہے کہ ہم اپنے آپ کو خود accountable ٹھہرا رہے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو اس طرح کی بلڈنگز میں نہیں بٹھانا چاہتے جن کے بارے میں تھوڑی سی بھی structural report آ چکی ہوئی ہے تو ہم نے اس سال 8۔ارب روپے dangerous buildings کے لئے رکھے ہیں اور ان بلڈنگز کو ہم تعمیر کر رہے

ہیں۔ ہمارا جوroadmap اورway forward ہے اس کے اندر ہمmissing facilities کے ساتھ ساتھ dangerous buildings کو بھی دیکھ رہے ہیں جبکہ کوالٹی ایجوکیشن کے لئے ٹیچرز ٹریننگ کے اوپر اتنا بڑا پروگرام ہم برٹش کونسل اور مختلف اداروں کے ساتھ مل کرlaunch کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میاں طاہر صاحب کو بھی ان تمام meetings میں بلایا گیا تھا۔ ابھی میں اگلے ہفتے فیصل آباد جارہا ہوں اور میاں طاہر صاحب کو خود ساتھ لے کر وزٹ کروں گا اور انہیں خود فون کروں گا۔ otherwise ڈی سی او اور کمشنر آفس اطلاع کرتا ہے اور میرا سٹاف بھی اطلاع کرتا ہے اور ہم وزٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اگلے ہفتے آپ کی وزیر صاحب سے ملاقات ہو گی اس لئے آپ اپنے سوال پر آجائیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی commitment لے دیں on the floor of the House کہ یہ اگلے ہفتے فیصل آباد آئیں گے اور مجھے وہاں پر بلائیں گے اور میں ان کو لے کر ان سکولوں میں ضرور جاؤں گا۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! مجھے یاد آیا کہ میاں طاہر صاحب جب مجھے وہاں فیصل آباد میں ملے تھے تو یہ کچھ اور شکایتیں کرتے رہے تھے۔ انہوں نے سکول کی کوئی شکایت نہیں کی تھی تو میں اگلے ہفتے میں ان سے مل کر وہ بھی دور کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میاں صاحب جس سکول کی نشاندہی کر رہے ہیں اسے ذرا چیک کروا لیں۔

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6209 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں کھالہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*6209: میاں طاہر: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے کھالہ جات ابھی تک پختہ نہ کئے گئے ہیں؟

(ب) سال15۔2014 کے دوران اس ضلع میں کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ج) اس سال کے دوران کون کون سے کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے؟

(د) ان کھالہ جات کو کس طریق کار کے تحت منتخب کیا جاتا ہے؟

(ہ) یہ کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوں گے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل 2,740 کھالہ جات ہیں، جن میں سے 2,640 کی اصلاح و پختگی کی جا چکی ہے جبکہ 100 کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ تعمیر نہ ہوئے ہیں۔

(ب) سال15۔2014 کے دوران مذکورہ ضلع میں 8 کروڑ 89 لاکھ 60 ہزار روپے 35 کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کے لئے مختص کئے گئے تھے۔

(ج) سال15۔2014 کے دوران 35 کھالہ جات پر اصلاح و پختگی کا کام کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کھالہ جات پہلے آئیے، پہلے پائیے کی بنیاد پر منتخب کیا جاتا ہے بشرطیکہ یہ کھالہ جات محکمہ ہذا کے کسی پروگرام کے تحت پہلے سے پختہ نہ کئے گئے ہوں۔ مزید برآں حصہ داران کھال کچے کھال کی اصلاح اور پختہ کھال کے لئے راج/مزدوروں کی مزدوری جو کہ حصہ داران کھالہ کے ذمہ ہوتی ہے، کے لئے راضی ہوں۔

(ہ) یہ کھالہ جات شعبہ اصلاح آبپاشی کے ضلعی آفیسر اور متعلقہ تحصیل کے نائب ضلعی آفیسرز کی زیر نگرانی مکمل ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں کل 2740 کھالہ جات ہیں جن میں سے 2640 کی اصلاح و پختگی کی جا چکی ہے جبکہ 100 کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی پختہ تعمیر نہ ہوئے

ہیں۔ میں اس میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ 2640 کھالہ جات کی لسٹ ایوان میں پیش کی ہے تو ان میں سے 14-2013 میں گورنمنٹ نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ فیصل آباد شہر کے اندر تمام کھالہ جات کو پختہ کیا جائے گا جبکہ میرے علم میں ہے کہ چک نمبر 280ر۔ب میں تو آج تک کوئی کام ہی نہیں ہوا اور 281ر۔ب کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے تو 14-2013 میں جو وعدہ کیا گیا تھا، میں منسٹر صاحب سے on the floor of the House گزارش کروں گا کہ وہ اس بات کا لازمی جواب دیں کہ وہ وعدہ کہاں گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کبھی بھی وعدہ نہیں کیا گیا کہ 14-2013 میں ہم سارے کھال پختہ کر دیں گے اس لئے کہ ہمارا ورلڈ بنک کے ساتھ جو پروگرام کھال پختہ کرنے کا ہے وہ تو 20-19-2018 تک چلے گا تو ہم کیسے وعدہ کر سکتے ہیں کہ 2013 میں سارے کھال پختہ کئے جائیں گے؟ لیکن آپ کارکردگی دیکھ لیں 2700 میں سے 2600 کے قریب کھالہ جات پختہ کر چکے ہیں صرف سو کھالہ جات فیصل آباد کے رہتے ہیں اس میں یہ ہوتا ہے کہ کھالہ جات کے جو حصہ داران ہوتے ہیں اُن کو اگر application دینا ہوتی ہے ہم سارے اس لئے بھی پختہ نہیں کر سکتے کہ جو کھالہ جات کے حصہ داران interested ہوں گے ہمارے پاس آئیں گے تو ہم وہ پختہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے جو اقدامات زمینداروں کو ترقی دینے کے لئے اُٹھائے ہیں، پانی چوری کو روکنے کے لئے اور پانی کی روانی کے لئے اقدامات ہیں یہ کام تو ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔ زمینداروں سے application کس چیز کی مانگی جاتی ہیں جبکہ ان کو خود سروے کر کے دیکھ کر جن لوگوں کو اس کی ضرورت ہے اُن لوگوں کی زمینوں تک کھالہ جات کو پہنچانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اُن کی بھی تو ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نشاندہی کریں۔ 2640 کھالہ جات پختہ ہوئے ہیں 100 رہتے ہیں اُن لوگوں سے آپ application لے کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر !جو جواب کے ساتھ لسٹ لف کی گئی ہے ،جو تفصیل بتائی گئی ہے 280 کی application میں چار بار فیصل آباد میں دے چکا ہوں آج تک اُس کو take up نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اس کو منسٹر صاحب کو دیں۔جی،اگلا سوال نمبر 6210 بھی میاں طاہر صاحب آپ کا ہے جی،سوال نمبر بولیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!سوال نمبر 6210 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے زیر انتظام چلنے والی سبزی منڈی سے متعلقہ تفصیلات

*6210:میاں طاہر:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے تحت کون کون سی سبزی وغلہ منڈی اور فروٹ منڈی چل رہی ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں،تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان کی آمدن سال15۔2014 کی کتنی ہے؟

(ج) یہ مارکیٹ کمیٹیاں کس کس مد میں کن کن سے فیس وصول کرتی ہے؟

(د) سال15۔2014 کے دوران اس وقت تک کتنی فیس علیٰحدہ علیٰحدہ وصول کی گئی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے تحت دو سبزی منڈیاں،ایک غلہ منڈی اور ایک فیڈر مارکیٹ کام کر رہی ہے۔

1۔ جدید سبزی وفروٹ منڈی،چک نمبر245رب،سدھار جھنگ روڈ،فیصل آباد

2۔ سبزی وفروٹ منڈی،غلام محمد آباد،فیصل آباد

3۔ نئی غلہ منڈی،ڈجکوٹ روڈ،فیصل آباد

4۔ فیڈر مارکیٹ،واقع اڈا ڈجکوٹ،سمندری روڈ،فیصل آباد

(ب) مذکورہ منڈیوں سے حاصل شدہ آمدن بابت (مارکیٹ فیس) برائے سال15۔2014، 2کروڑ44لاکھ99ہزار224روپے رہی۔

(ج) یہ مارکیٹ کمیٹیاں سبزی منڈیوں،غلہ منڈیوں اور ایگرو بیس انڈسٹریز(فلور ملز،آئل ملز،شوگر ملز، گھی ملز، محکمہ خوراک، فوڈانڈسٹریز، ٹیکسٹائل ملز، فیڈ ملز، سپننگ ملز، دال فیکٹری،گتہ فیکٹری وغیرہ) سے مارکیٹ فیس اور لائسنس فیس کی مد میں فیس وصول کرتی ہیں۔

(د) سال15۔2014 کے دوران 2 کروڑ 44 لاکھ 99 ہزار224 روپے وصول ہوئے ۔ علیحدہ تفصیل اس طرح سے ہے۔

جدید سبزی وفروٹ منڈی جھنگ روڈ، فیصل آباد	60لاکھ13ہزار150روپے
سبزی وفروٹ منڈی، غلام محمد آباد، فیصل آباد	27لاکھ14ہزار550روپے
نئی غلہ منڈی، ڈجکوٹ روڈ، فیصل آباد	61لاکھ38ہزار550روپے
فیڈرمارکیٹ، ڈجکوٹ	1لاکھ80ہزار957روپے
متفرق(ایگروبیسڈانڈسٹریز)	94لاکھ52ہزار17روپے
میزان	2کروڑ44لاکھ99ہزار224روپے

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے تحت دو سبزی منڈیاں اور ایک غلہ منڈی اور فیڈر مارکیٹ کام کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جواب دیا گیا ہے کہ فیصل آباد میں دو سبزی منڈیاں ہیں اور دکانات مارکیٹ کمیٹی کے کنٹرول میں ہیں اُس میں آج تک کچھ کیسز ایسے ہیں جو pending پڑے ہیں کیا محکمہ اُن کیسز کو مکمل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر نشاندہی کریں گے تو انشاءاللہ ضرور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نشاندہی کریں۔ منسٹر صاحب commitment کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6245 جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! on his behalf

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! پہلے ملک احمد سعید خان صاحب اُٹھے ہیں۔ جی، ملک احمد سعید خان صاحب سوال نمبر بولیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6245ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی آلات پر دی جانے والی سبسڈی سے متعلقہ تفصیلات

***6245: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب جو سبسڈی زرعی آلات پر دے رہی ہے ان میں کون کون سے زرعی آلات شامل ہیں، کس بناء پر مذکورہ زرعی آلات سبسڈی ریٹ پر دیئے جاتے ہیں، دیگر زرعی آلات اس لسٹ میں شامل کیوں نہ کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا زمینداروں کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ ضرورت کے مطابق کوئی بھی زرعی آلات اپنی مرضی سے خریدیں اور حکومت 50 فیصد خود ادا کرے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت حکومت پنجاب درج ذیل زرعی آلات کاشتکاروں میں سبسڈی پر تقسیم کر رہی ہے۔

آلات	سبسڈی	سال	بجٹ
لیزر لینڈ لیولر Laser Land Leveler	4لاکھ 50ہزار روپے فی عدد	2015-18 (PIPIP پروگرام کے تحت)	2۔ارب 70کروڑ روپے
ربیع ڈرل، چیزل پلاؤ، روٹاویٹر، ڈسک ہیرو، شوگر کین رجر	50فیصد (2472یونین کونسل کے لئے)	2015-16 2016-17 (Approved)	ایک ارب 18کروڑ 30لاکھ روپے

یہ زرعی آلات کاشتکاروں کو ان کی ضرورت اور مرضی کے مطابق دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ کاشتکار اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق زرعی آلات کی درخواست دیتے ہیں اور مختص بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے منتخب کاشتکاروں کو زرعی آلات ان کی مرضی کی(Pre-qualified) کمپنیوں/فرموں سے سبسڈی پر دلائے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں جو سوال کیا گیا تھا میرے خیال میں محکمہ اُس سوال کا شاید صحیح جواب نہیں دے سکا اور اُس میں اُس کے طریق کار کو وضع کیا گیا ہے کہ اُس کا طریق کار کیا ہے؟ جو equipment حکومت پنجاب subsidies کر کے پنجاب کے زمینداروں کو دے رہی ہے اُس کا طریق کار بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میرے سوال کا جز(ب) تھا کہ یہ چھوٹی چھوٹی مشینری ہے اور حکومت پنجاب کی ویسے ہی پالیسی ہے اُس کے مطابق بارہ ایکڑ سے کم کے کاشتکاروں کے لئے اس سہولت کو دیا گیا ہے۔ یہ وہ کاشتکار ہیں جن کے پاس کوئی اپنا میکانزم نہیں ہے، اُن کے source اتنے نہیں ہیں کہ ہم اُن کو کہیں کہ وہ بازار سے جا کر پوری قیمت پر وہ equipment خرید سکیں۔ اس میں میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ جو بھی applicant حکومت پنجاب کو apply کرتا ہے تو کیا ہم اُس کو وہ material جو رجریا ہل وغیرہ اُس کو درکار ہے وہ ہم اُس کو provide کر دیں بجائے اس کے کہ ہم اُسے قرعہ اندازی کے میکانزم میں لے جائیں تو کیا یہ ممکن نہیں ہے؟ میرا سوال یہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس میں گزارش کرتا چلوں کہ یہ ہم نے یونین کونسل لیول پر صرف ایک کو دینا ہوتا ہے applicants زیادہ ہونے کی صورت میں ہمیں قرعہ اندازی کرنی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ حکومت پنجاب یہ پریکٹس پہلے بھی بڑی کامیابی سے کر چکی ہے تو اس سے کسان خاصے مستفید ہوتے ہیں اور جو فارمر ان کو لے لیتا ہے وہ آگے دوسرے فارمر کو رینٹ پر بھی دیتے ہے تو اس طرح یہ سلسلہ آگے چلتا ہے۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! میری اس میں تجویز یہ ہو گی کہ جو applications اب تک ہمارے پاس آئی ہیں اُن کو scrutinize کیا جائے تو بجائے اس کے کہ ہم اس میں 50 فیصد ہی سبسڈی دیں اگر 25 فیصد پر بھی دیں تو جو کسان بھی apply کرتے ہیں application لے کر آتے ہیں اگر ہم اُن کو دے سکیں تو زیادہ بہتر نہیں ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ ان کی تجویز ہے۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ابھی یہ continue ہے اس کو next time میں دیکھ لیں گے جب ہم next time سکیم launch کریں گے تو ان کی تجویز پر بھی غور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:25 فیصد پر کیا وہ afford کر سکتے ہیں یا نہیں یہ ان کی تجویز ہے۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ہم تو پچاس فیصد دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں 25 فیصد کر دیں تاکہ جو applicants رہتے ہیں وہ سارے مستفید ہو جائیں گے۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ 25 فیصد فارمر کا شیئر ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ 50 فیصد سبسڈی دے رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ 25 فیصد کر دیں تاکہ زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!یہ تجویز ٹھیک ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اسی سوال کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ماشاءاللہ ڈاکٹر فرخ صاحب سمجھ دار آدمی ہیں اپنی منسٹری کے اندر بڑے اچھے طریقے سے move کرتے ہیں،سوچتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔میں یہ عرض کروں گا کہ دیکھیں کسان کو ضرورت اس بات کی ہے کہ اُس کو زرعی inputs کے اندر چھوٹ دی جائے تاکہ جو صارفین ہیں اُن کو commodities سستے داموں میسر آسکیں۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ باقی ساری چیزیں تو شاید مارکیٹ کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں پٹرول،ڈیزل اور بجلی یہ دو تین چیزیں ایسی ہیں جو براہ راست حکومت کے کنٹرول کے اندر ہوتی ہیں۔انڈیا کے اندر یہ بہت ہی subsidies کر کے دی جاتی ہیں اور انڈیا کی بعض ریاستوں کے اندر بجلی بالکل فری دی جاتی ہے اور وہاں پٹرول اُن کو 50 فیصد ریٹ پر دیا جاتا ہے۔اگر آپ کو یاد ہو ماضی 2002 سے 2007 میں جب میں اسمبلی میں تھا تو اُس وقت متفقہ قرارداد یہاں سے پاس ہوئی تھی کہ کسان کو زرعی مقاصد کے لئے 50 فیصد رعایت پر بجلی فراہم کی جائے۔میرا اس حوالے سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزارت زراعت اس حوالے سے کوئی سوچ بچار کرتی ہے اور وفاقی حکومت سے بات کرنے کے لئے تیار ہے کہ کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے بجلی 50 فیصد پر دی جائے اور زرعی مقاصد کے لئے پٹرول

ڈیزل کو بھی 50فیصد concession کے ساتھ دیا جائے تو کیا وزارت زراعت اس حوالے سے کچھ کرے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر وسیم صاحب کی خدمات میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک فلاحی گورنمنٹ کا کام ہی یہ ہے کہ کسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے input کی قیمت کم کرے۔ ہم نے اسی سوچ اور وژن کو آگے رکھتے ہوئے بجلی کی 10 rupees per unite price thirty five paisa ٹیوب ویل کے لئے fix کروائی ہے اسے دو سال ہو گئے ہیں اور اس کا GST پنجاب گورنمنٹ دے رہی ہے اور باقی پیسے فیڈرل حکومت دے رہی ہے تو یہ 35 بلین روپے کی سبسڈی ہے جو کہ صرف بجلی کی مد میں کسان کو دی جاتی ہے اسی طرح فرٹیلائزر دیکھ لیں، ڈی اے پی کی قیمت میں 500 روپے کی reduction ہوئی ہے، نائٹروفاس میں 250 روپے کی reduction ہوئی ہے یہ بھی 20 بلین روپے کی سبسڈی ہے جو کہ حکومت پاکستان برداشت کر رہی ہے اور آدھے پیسے اس میں پنجاب حکومت contribute کر رہی ہے اور جہاں تک oil کی قیمت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ South Asian countries میں oil میں جو reduction ہوئی ہے اُس کا فائدہ اگر consumer تک سب سے زیادہ کسی نے پہنچایا تو وہ حکومت پاکستان نے پہنچایا ہے۔ انڈیا میں یہ فائدہ پہنچا ہے، بنگلہ دیش میں یہ فائدہ پورا پہنچا ہے اور نہ ہی نیپال میں یہ فائدہ پورا پہنچا ہے تو ہماری حکومت پہلے ہی اس سوچ کو مدنظر رکھے ہوئے ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد ملک صاحب! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ balloting یونین کونسل level پر ہوتی ہے اور وہاں پر ایک بندے کو accommodate کیا جاتا ہے۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ یونین کونسل رُورل میں پانچ پانچ، سات سات، دس دس گاؤں پر مشتمل یونین کونسل ہوتی ہے اور criterion کے مطابق population بیس سے تیس ہزار کی ہوتی ہے لیکن

حقیقت میں وہ پچاس ہزار تک ہوتی ہے تو کیا یہ اس کو revise کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں؟ یونین کونسل لیول پر کم از کم بیس بیس، تیس تیس اور پچاس پچاس لوگوں کو accommodate کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہ بات نہیں کہی شاید آپ نے سنی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب! ذرا دوبارہ جواب دے دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں دوبارہ گزارش کرتا چلوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت ہی ہے جس کا یہ وِژن ہے۔ یہ ہم دوسری تیسری دفعہ implement کر رہے ہیں کہ 50 فیصد سبسڈی پر farmer کو دے رہے ہیں۔ یہ سمجھیں کہ اس وقت ہم اپنے حصے کی شمع جلا رہے ہیں اور سارا اندھیرا اسی سے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم economically اس قابل ہو سکیں کہ ہم سو فیصد لوگوں کو دے سکیں۔ ہماری تو خواہش ہے کہ ہم اس قابل ہو سکیں کہ ہم سو فیصد لوگوں کو دے سکیں۔ it's just the beginning

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ اگر یونین کونسل میں ایک applicant ہو گا تو اس کو دی جائے گی اگر زیادہ ہوں گے تو پھر وہ balloting کے ذریعے ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوری یونین کونسل میں ایک ہے حالانکہ پچاس ہزار لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ جتنے لوگ apply کریں۔ جی، منسٹر صاحب! کوئی تعداد بڑھانے کی پالیسی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جب ہم نیا پراجیکٹ لے کر آئیں گے اور اس کو دوبارہ کریں گے تو پھر اس کی تعداد کو انشاء اللہ بڑھائیں گے۔ اس کے لئے مزید زیادہ سے زیادہ بجٹ رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات واقعی ٹھیک ہے اس کو ذرا revise کریں۔ اگلا سوال امجد علی جاوید کا ہے وہ اپنا سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6284 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعلقہ تفصیلات

*6284:جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کب قائم کی گئی؟

(ب) مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی دکانوں اور اراضی کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی کو سال 14-2013 میں کتنی آمدن کون کون سی مدات میں حاصل ہوئی؟

(د) غلہ منڈی اور فروٹ منڈی کی منتقلی کے بعد جن آڑھتیوں کو وہاں دکانیں الاٹ کی جائیں گی ان کے پاس پہلی منڈیوں میں موجود دکانوں کا کیا سٹیٹس ہوگا، کیا یہ ان کے پاس رہیں گی یا ان سے واپس لے لی جائیں گی؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ 1941 میں قائم کی گئی۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس 298 دکانات ہیں جن میں 127 آڑھتیوں کی ملکیت ہیں اور رینٹ کی 171 دکانات مارکیٹ کمیٹی کی ملکیتی ہیں جبکہ غلہ منڈی کا رقبہ 48 کنال 4 مرلہ 128 مربع فٹ ہے۔غلہ منڈی 99 سالہ لیز پر بلدیہ سے مارکیٹ کے نام 1961 کو ٹرانسفر ہوئی جس میں آڑھتیوں کی دکانات ملکیتی ہیں۔آفس بلڈنگ، گیراج، ریسٹ ہاؤس، 2 عدد گڈز خانہ غلہ منڈی میں موجود ہیں۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی کو درج بالا سال میں کل 62 لاکھ 21 ہزار 583 روپے کی آمدن ہوئی۔مدات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

لائسنس فیس	2 لاکھ 66 ہزار 290 روپے
مارکیٹ فیس	42 لاکھ 53 ہزار 382 روپے
کرایہ دکانات	15 لاکھ 28 ہزار 402 روپے
پارکنگ فیس	ایک لاکھ 69 ہزار 70 روپے
ریٹ لسٹ	ایک لاکھ 57 ہزار 500 روپے
پراپرٹی ٹرانسفر فیس	98 ہزار روپے
منافع	16 ہزار 639 روپے
متفرق	32 ہزار 300 روپے
میزان	62 لاکھ 21 ہزار 583 روپے

(د) پرانی سبزی منڈی میں آڑھتی حضرات کے پاس جو دکانات ہیں وہ ٹی ایم اے کی ملکیت ہیں اور وہ ٹی ایم اے کے کرایہ دار ہیں۔ نئی سبزی منڈی کی منتقلی کے بعد دکانات ٹی ایم اے کے

کنٹرول میں ہوں گی اور اس کا فیصلہ ٹی ایم اے کرے گی جبکہ غلہ منڈی میں آڑھتی حضرات کے پاس جو دکانات ہیں وہ ان کی ملکیت ہیں اور انہی کے پاس رہیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ غلہ منڈی 99 سالہ لیز پر بلدیہ سے مارکیٹ کے نام 1961 کو ٹرانسفر ہوئی جس میں آڑھتیوں کی دکانات ملکیتی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو چیز لیز ہوتی ہے وہ ملکیت دی جا سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انہوں نے ٹی ایم اے سے property right لئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اب وہ ان کی ملکیت ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ان کی ملکیت ہے لیکن جگہ ٹی ایم اے کی ہے اور رہے گی لیکن جو دکانیں ہیں وہ آڑھتیوں کی اپنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ٹی ایم اے نے ان کے نام انتقال کر کے انہیں دے دی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ٹی ایم اے نے انتقال تو نہیں کیا، یہ ہے تو لیز پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ دکانات ملکیتی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ڈیپارٹمنٹ کا مؤقف ہے کہ دکانات آڑھتیوں کی ہیں اور انہوں نے ٹی ایم اے سے property right لئے ہوئے ہیں اور ان پر دکانات بنائی ہوئی ہیں۔ جب نئی منڈی شفٹ ہو گی تو یہ جگہ automatically ٹی ایم اے کو ٹرانسفر ہو جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایک تو اسی بات پر contradiction ہے کہ ملکیت جگہ کی ہوتی ہے ملبے کی نہیں۔ جب آپ ملکیت کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ specific land کے property right اس شخص کے نام پر ٹرانسفر ہو گئے ہیں وہ اس کو mortgage کر سکتا ہے اور فروخت کر سکتا ہے کیونکہ اس کو تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو جگہ لیز کی ہو اس پر کیسے اختیار حاصل ہو گیا، کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اس کی ملکیت دے دے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!اس کو ذرا دوبارہ سے دیکھیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!ڈیپارٹمنٹ کے اس جواب کے بارے میں مجھے بھی ابہام ہے کہ جو لفظ "ملکیتی" ہے اس بارے میں معزز ممبر کی بات صحیح ہے۔یہ میرے ساتھ بعد میں بیٹھ جائیں ہم اس کی clarification کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال اشرف علی انصاری کا ہے وہ اپنا سوال نمبر بولیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!شکریہ۔میرا سوال نمبر 6449 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ :غلہ منڈی شہر سے باہر منتقل کرنے کا مسئلہ

*6449: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) غلہ منڈی گوجرانوالہ کتنے رقبہ پر محیط ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ غلہ منڈی گوجرانوالہ اندرون شہر واقع ہونے، جگہ کم ہونے اور ٹریفک مسائل کی وجہ سے بہت سے زمیندار اپنی زرعی پیداوار غلہ منڈی میں لا کر فروخت کرنے کی بجائے مجبوراً مڈل مین کو فروخت کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا ہے؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ کو سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران غلہ منڈی گوجرانوالہ سے کتنی آمدن کس کس مد میں حاصل ہوئی؟

(د) کیا حکومت اپنی آمدن بڑھانے اور زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں غلہ منڈی شہر سے باہر وسیع جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) غلہ منڈی گوجرانوالہ 4 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔

(ب) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ج) درج بالا سالوں میں غلہ منڈی گوجرانوالہ سے کل 6لاکھ 88ہزار310روپے کی آمدن ہوئی۔ سال وار اور مد وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

سال	لائسنس فیس	مارکیٹ فیس
2013۔14	1لاکھ38ہزار روپے	2لاکھ40ہزار20روپے
2014۔15	1لاکھ24ہزار500روپے	1لاکھ85ہزار790روپے

(د) مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ نے اپنی آمدن بڑھانے اور زمینداروں کے وسیع تر مفاد کی خاطر غلہ منڈی شہر سے باہر وسیع جگہ پر منتقل کرنے کے لئے نوٹیفائیڈ ایریا میں سروے کرنے کے بعد پانچ موزوں ترین جگہوں کا انتخاب کر رکھا ہے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

1۔ نزد جی ٹی روڈ برلب راجباہ لوھیانوالہ ریلوے پھاٹک۔
2۔ بائی پاس نواب چوک نزد سٹیزن میرج ہال۔
3۔ راجباہ لوھیانوالہ نزد میڈیکل کالج۔
4۔ برلب راجباہ لوھیانوالہ موضع بٹرانوالی نزد گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ۔
5۔ برلب راجباہ لوھیانوالہ موضع گاگے والی نزد گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ۔

آڑھتیوں سے مشاورت جاری ہے اور باہمی رضامندی سے کسی ایک موزوں جگہ کا انتخاب کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ غلہ منڈی گوجرانوالہ اندرون شہر واقع ہونے، جگہ کم ہونے اور ٹریفک مسائل کی وجہ سے بہت سے زمیندار اپنی زرعی پیداوار غلہ منڈی میں لاکر فروخت کرنے کی بجائے مجبوراً مڈل مین کو فروخت کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں اپنی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا؟ اس سوال پر محکمہ نے بالکل اعتراف کیا ہے کہ جی ہاں یہ درست ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس غلہ منڈی کو اب تک شہر سے باہر منتقل کیوں نہ کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کو شفٹ کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر کے علم میں ہے کہ ہم اس process کو start کر چکے ہیں اور اس کے لئے پانچ جگہیں identify ہو چکی ہیں۔ اس وقت جو آڑھتی وہاں کام کر رہے ہیں ان کی رائے لے کر کسی ایک جگہ یہ منڈی شفٹ کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، پانچ جگہیں identify ہو چکی ہیں اور وہ شفٹ کر رہے ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! چلیں، بات کو مختصر کر لیتے ہیں کہ انہوں نے پانچ جگہیں identify کر لی ہیں۔ انہوں نے آخر میں لکھا ہے کہ آڑھتیوں سے مشاورت جاری ہے اور باہمی رضا مندی سے کسی ایک موزوں جگہ کا انتخاب کر لیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ مشاورتی عمل کب سے جاری ہے، اس عمل میں کون کون شامل ہے، یہ عمل کب تک جاری رہے گا اور اس پر کب تک فیصلہ کر لیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کوئی time limit دے سکتے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ مشاورتی عمل دو سال سے جاری ہے اور میرا خیال ہے کہ دو تین مہینے تک ایک جگہ identify ہو جائے گی اس کے بعد منڈی کی ٹرانسفر کا process ہو گا۔ یہ کمیٹی ڈی سی او کے تحت بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ دو سال زیادہ نہیں ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ دو سال سے process شروع تھا۔ پہلے ہم نے جگہ کے لئے اخبار میں اشتہار دینا ہوتا ہے کہ جو جو پارٹیاں جگہ دینے کے لئے interested ہیں وہ ہم سے مشاورت کریں، اس کے بعد جگہ acquire کرنے کا process ہوتا ہے پھر stakeholders کو بھی اعتماد میں لینا ہوتا ہے اب وہ period گزر گیا ہے۔ پانچ جگہیں identify ہو چکی ہیں میرا خیال ہے کہ مہینہ یا دو مہینے کے اندر ایک جگہ انشاء اللہ فائنل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس عمل میں کون کون لوگ شامل ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس مشاورتی process میں انصاری صاحب کو بھی شامل کر لیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! مجھے شوق نہیں ہے مجھے صرف یہ بات چاہئے کہ کون کون سے لوگ اس مشاورتی عمل میں شامل ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے پاس کوئی کمیٹی کی detail ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!یہ کمیٹی ڈی سی او کے تحت بنتی ہے جس میں مارکیٹ کمیٹی کے لوگ ہوتے ہیں،آڑھتی حضرات ہوتے ہیں اور کسان حضرات ہوتے ہیں چونکہ معزز ممبر وہاں کےelected representativeہیں توان کی رائے کو بھی ضرور مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ جو ڈی سی او کی سربراہی میں کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کی ایک کاپی معزز ممبر کو دے دیں۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلا سوال چودھری محمد اکرام صاحب کا ہے وہ اپنا سوال نمبر بولیں۔

چودھری محمد اکرام:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر6783ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ میں سبزی وفروٹ منڈیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6783:چودھری محمد اکرام:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سبزی اور فروٹ منڈیوں کی کتنی تعداد ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں رقبہ اور دکانوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں سال2013تا2015زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سی مشینری چالو حالت میں ہے اور کسانوں کو کون کون سی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں،تفصیل فراہم کریں؟

(ج) محکمہ زراعت ضلع سیالکوٹ میں کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کتنا سٹاف تعینات ہے،تفصیل فراہم کریں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں کسانوں کو جعلی دوائیاں اور کھاد فروخت کی جارہی ہے اگر ہاں تو 2013 سے2015تک کتنے دکانداروں کے خلاف کارروائی ہوئی؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سبزی و فروٹ منڈیوں کی تعداد 3 ہے جائے مقام رقبہ اور دکانوں کی تفصیلات اس طرح سے ہیں۔

نمبر شمار	نام وجائے مقام	رقبہ	تعداد دکانات
1	سبزی وفروٹ منڈی،ایمن آباد روڈ سیالکوٹ	19ایکڑ8مرلہ	269
2	سبزی وفروٹ منڈی ریلوے روڈ،پسرور	3ایکڑ	46
3	سبزی وفروٹ منڈی پسرور روڈ ڈسکہ	5ایکڑ	44

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 2013تا2015 زراعت کی ترقی کے لئے مجموعی طور پر چالو حالت مشینری اور کسانوں کو سہولیات کی فراہمی کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

چالو حالت مشینری

بلڈوزر 4عدد ہینڈبورنگ پلانٹس 13عدد 2عدد 2عدد الیکٹرک زرسٹیویٹی میٹر 2عدد

سہولیات

زمین کی ہمواری کے لئے بلڈوزرز کی فراہمی۔
رعائتی نرخوں پر ٹیوب ویل بور کرنے کی سہولت۔
زیرزمین پانی کی خصوصیات اور گہرائی جانچنے کے لئے الیکٹرک زرسٹیویٹی میٹر کی فراہمی۔
کھالہ جات کی اصلاح وپختگی۔
غیر نہری علاقہ میں آبپاشی کی سکیموں(Irrigation Schemes)کی تکمیل۔
ہمواری زمین کے لئے لیزر لینڈ لیولرز کی خرید کے لئے مالی معاونت۔
ڈرپ سپرنکلر سسٹم(جدید نظام آبپاشی)کی تنصیب کے لئے مالی اعانت۔
گاؤں گاؤں تربیت کے سلسلہ میں ربیع اور خریف کی فصلات کے متعلق356021 کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی پر تربیت دی گئی اور ان فصلات کا160347 عدد زرعی لٹریچر تقسیم کیا۔
زرعی ٹیکنالوجی سے روشناس کرنے کے لئے ربیع فصلات کے 240اور خریف فصلات کے لئے240 نمائشی پلاٹس لگائے۔ان کے علاوہ پراجیکٹ کے تحت سبزیات کے 38اور دالوں کے 14 نمائشی پلاٹس بھی لگائے اور آدھی قیمت پر دالوں کے بیج کے 496پیکٹ اور 4ڈرلیں بھی مہیا کیں۔
کچن گارڈننگ سکیم کے تحت موسم گرما اور سرما کی سبزیات کے 17000 سیڈ پیکٹ تقسیم کئے۔
کھادوں کے متناسب استعمال اور فروغ پیداوار کے حصول کے لئے قرعہ اندازی میں کامیاب قرار پانے والے 40کاشتکاروں کو دھان اور باجرے کے 40ایکڑ رقبے پر نمائشی پلاٹ کے لئے مفت زرعی کھادیں اور Inputs مہیا کئے گئے۔
کاشتکاروں کو گندم، دھان، مکئی، کماد، سبزیات و باغات کے کھیتوں کی بلا معاوضہ پیسٹ سکاؤٹنگ کی گئی اور کسانوں کو بروقت ضرر رساں کیڑوں اور بیماریوں کے حملہ سے آگاہ کیا گیا۔

14215 کسانوں کو زہروں کے صحیح طریقہ استعمال کی عملی تربیت دی گئی۔
ادویات کو صحیح طریقے سے ذخیرہ اور استعمال کرنے کی تربیت کے لئے کل 824 پیسٹی سائیڈ ڈیلرز بشمول 461 پرانے اور 363 نئے کامیاب امیدواروں کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔

(ج) محکمہ زراعت سے متعلقہ تمام شعبہ جات کے ضلع سیالکوٹ میں واقع کل 21 دفاتر ہیں، سٹاف کی کل تعداد 294 ہے۔ تمام تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) مذکورہ سالوں کے دوارن جعلی ادویات اور جعلی کھادوں کے خلاف 983 سیمپل لئے گئے جس میں 31 غیر معیاری پائے گئے اور 40 ایف آئی آر درج کروائی گئیں جبکہ کھاد کی زائد نرخوں پر فروخت پر 321 ڈیلروں کے خلاف کارروائی کی گئی اور ان سے 6 لاکھ 55 ہزار 600 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اکرام: جناب سپیکر! میں نے جز (د) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں کسانوں کو جعلی ادویات اور کھاد فروخت کی جارہی ہے؟ اس کے جواب میں آیا ہے کہ مذکورہ سالوں کے دوران جعلی ادویات اور جعلی کھادوں کے خلاف 983 سیمپل لئے گئے جس میں 31 غیر معیاری پائے گئے اور 40 ایف آئی آرز درج کروائی گئیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو 40 ایف آئی آرز درج کرائی گئی ہیں ان میں کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اپنی انسپکشن کے دوران یا جہاں سے بھی ہمیں اطلاع ملے یا random sampling کے دوران ہم سیمپل حاصل کر کے لیب میں بھیجتے ہیں۔ یہ سزا اور جزا کا معاملہ عدالت پر منحصر ہوتا ہے۔ ہمارا محکمے کا prosecution department اس کو actively prosecute کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہم اس کو actively follow کرتے ہیں لیکن سزا اور جزا کا معاملہ عدالت پر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اکرام: جناب سپیکر! اگر follow کیا گیا ہے تو میرا صرف یہ سوال ہے کہ کتنے لوگوں کو سزا ملی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی detail ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ہمیں علم نہیں ہے کیونکہ عدالت میں proceeding لمبی ہوتی ہے میں اس کی detail منگوا کر اپنے دوست کو دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 6986 محترمہ لبنیٰ فیصل کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے وہ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 7061 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: محکمہ زراعت کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*7061:جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کہاں کہاں اور کس کس شعبہ جات کے ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال 14-2013 اور 15-2014 کے اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ہذا محکمہ زراعت کے ایک دفتر کا ریکارڈ آگ کی وجہ سے جل گیا ہے اگر ہاں تو اس دفتر کا نام اور ریکارڈ کو آگ کس وجہ سے لگی، کیا اس بابت انکوائری ہوئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع پاکپتن میں محکمہ زراعت کے تمام شعبہ جات کے کل 22 دفاتر ہیں۔ شعبہ جات اور جائے مقام کی تفصیل جز(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دفاتر کے 14-2013 اور 15-2014 بالا دونوں سالوں کے اخراجات بالترتیب 14 کروڑ 80 لاکھ 28 ہزار 269 روپے اور 14 کروڑ 58 لاکھ 87 ہزار 827 روپے رہے ۔ تفصیل جز(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع پاکپتن میں محکمہ زراعت، شعبہ اصلاح آبپاشی کے ضلعی آفیسر کے دفتر کا ریکارڈ اکتوبر 2015 میں آگ لگنے کی وجہ سے جل گیا تھا۔

محکمہ نے ڈسٹرکٹ آفیسر ضلع پاکپتن کو معطل کر کے ڈائریکٹر جنرل (توسیع) کو انکوائری آفیسر مقرر کر دیا ہے۔انکوائری رپورٹ آنے پر ذمہ داروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!انہوں نے سوال کے جز(ب) میں اخراجات تو بتائے ہوئے ہیں مجھے kindly بتا سکتے ہیں کہ ان اخراجات کی utilization کتنے percent ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ جو ہم اخراجات 14-2013 اور 15-2014 کے دیئے ہیں تو یہ صرف اخراجات ہیں اور بجٹ نہیں ہے یعنی اخراجات کا مطلب ہے کہ سارے خرچ ہو گئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد ہے کہ ٹوٹل کتنے گئے تھے اور اس میں سے utilization کتنی ہوئی ہے یعنی ان اخراجات کی ٹوٹل utilization کیا ہے مثال کے طور پر اگر ان کو سال کے پندرہ یا بیس کروڑ روپے دیئے گئے تو کیا ٹوٹل پیسے یہی دیئے گئے، یہ بتا دیں کہ محکمے کو اس چیز کے ٹوٹل اتنے پیسے ملے تھے اور ہم نے اتنے percent اس بجٹ میں سے utilize کر لئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کتنے پیسے رکھے تھے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!اخراجات تو اخراجات ہوتے ہیں اخراجات کا مطلب ہے کہ 100 فیصد خرچ ہوئے ہیں۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کیا انہوں نے اس کے لئے علیحدہ سے block allocation نہیں رکھی تھی؟ کیا جتنے اخراجات تھے وہ خرچ کئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!وہ ساری تفصیل اس میں دی ہوئی ہے،سب کچھ اس میں لف ہے اور یہ معزز ایوان کی میز پر پڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!جی، بالکل بتایا ہے لیکن میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ڈسٹرکٹ کا کتنا allocate بجٹ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،اس کے لئے کوئی بجٹ allocate کیا گیا تھا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال پوچھا ہے تو یہ سارے آپریشنل اخراجات ہیں اور ان کی ساری utilization ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اخراجات کی مد میں اس کے لئے کوئی علیحدہ بجٹ نہیں رکھتے؟یعنی ان کا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو 14 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں تو کیا آپ نے پہلے سے اس کے لئے planning کی ہوئی تھی کہ اتنے زیادہ اخراجات ہوں گے ؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!بالکل planning کی ہوئی ہے۔ یہ سارے 100 فیصد اخراجات ہو چکے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ آگ لگی درست ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کن آفیسرز کو معطل کیا اور پچھلے اکتوبر سے جو انکوائری چل رہی ہے اس کا کیا رزلٹ آیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر:میں معزز ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔بلوچستان اسمبلی سے ہماری بہن محترمہ راحیلہ حمید خان درانی جو کہ سپیکر بلوچستان اسمبلی ہیں اور پہلی خاتون سپیکر وہاں سے elect ہوئی ہیں۔وہ گیلری میں تشریف رکھتی ہیں تو ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!فرمائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں اپنی اور تمام ایوان کی طرف سے محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ سپیکر بلوچستان اسمبلی کو پنجاب اسمبلی کے دورے پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ بلوچستان جیسے صوبے میں پاکستان مسلم لیگ(ن) جماعت میں محترمہ راحیلہ حمید درانی جیسی سینئر اور منجھی ہوئی سیاستدان کو سپیکر کا منصب دے کر سپیکر کے منصب کو بھی بڑھایا ہے اور خواتین کی جو عزت افزائی کی ہے اس پر میں اپنی پارٹی کی بھی شکر گزار ہوں۔ میں محترمہ راحیلہ حمید درانی جیسی سینئر سیاستدان سے توقع کرتی ہوں کہ انشاءاللہ ان کی موجودگی بلوچستان

اسمبلی میں نئی روایات قائم کرے گی۔اب بلوچستان حکومت انشاء اللہ بہت سارے گردابوں سے نکل آئی ہے اور انشاء اللہ آنے والا وقت بلوچستان کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ میں ایک دفعہ دوبارہ خوش آمدید کہوں گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کر دیں جو انہوں نے بلوچستان کے دورے پر کی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جی، بالکل ہم کچھ دن پہلے ان کے مہمان تھے اور ہماری مہمان نوازی محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ نے کی اور ہمیں اتنا ٹائم دیا کہ میں ان کی بہت شکر گزار ہوں۔ مجھے ویسے آج formally inform نہیں کیا گیا تھا کہ محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ آ رہی ہیں ورنہ ہم ان کا شاہانہ استقبال کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! فرمائیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اپنی joint opposition کی طرف سے محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ کو بہت بہت خوش آمدید بھی کہتی ہوں اور مبارکباد بھی دیتی ہوں کیونکہ being خاتون ماشاء اللہ جو ان کی achievement ہے اور ایسا صوبہ بلوچستان جہاں یہ ایک concept تھا کہ خواتین کے آگے بڑھنے کے chances نہیں ہیں تو ماشاء اللہ یہ بہت اچھی ورکر ہیں میری ان سے ملاقات بہت ساری کانفرنسز میں ہوئی ہیں اور میں ان کی انتھک محنت کو سراہتی ہوں اور ان کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ یہ ایک خاتون کی نہیں بلکہ ہم سب خواتین کی عزت افزائی ہے کہ آج یہ خاتون اس منصب پر فائز ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی سوال کر رہے تھے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) کے جواب میں پوچھا تھا کہ ریکارڈ کو آگ لگنے کی وجہ سے کس آفیسر کو معطل کیا گیا ہے اور جو چار مہینے پہلے سے انکوائری چل رہی تھی اس کا رزلٹ کیا آیا مزید جو ریکارڈ loss ہوا ہے اس کا کیا انتظام کیا ہے اس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انکوائری میں کیا فائنل ہوا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!یہ پاکپتن میں بڑاافسوسناک واقعہ ہوا تھا۔وہ واٹر مینجمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ میں ڈی ای او واٹر مینجمنٹ ہیں جو اس کیس کی upper hand inquiry میں guilty پائے گئے ہیں تو ان کے خلاف criminal proceeding علیحدہ سے ہو رہی ہیں اور ڈیپارٹمنٹل انکوائری علیحدہ سے ہو رہی ہے۔ان پر ATA-7 کے چار جز بھی لگے ہیں اس کے علاوہ اور چار جز بھی لگے ہیں۔اُدھر بھی proceeding ہو رہی ہے اور ہمارے DG Extension بھی اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔انکوائری رپورٹ pending ہے جیسے ہی اس کی رپورٹ آئے گی تو معزز ممبر کو اطلاع کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!یہاں پر کہا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت کے آفس کو آگ لگی تھی۔مجھے واٹر مینجمنٹ کے آفس اور زراعت کے ڈسٹرکٹ آفس کا لنک سمجھ نہیں آیا،secondly اگر ڈسٹرکٹ واٹر مینجمنٹ والے تھے تو انہوں نے زراعت والے آفیسر کو معطل کیوں کیا اگر اس کو انہوں نے معطل کیا تو اس کے بعد کسی اور آفیسر پر جو یہ چیز ڈال رہے ہیں تو پہلے مجھے اس کا relate کر دیں کہ ان دونوں آفیسرز کا وہاں پر ایک آفس میں کیا لینا دینا ہے؟یعنی واٹر مینجمنٹ کا زراعت کے آفس کے ساتھ کیا لینا دینا ہے اور secondly جو چار پانچ مہینے تک انکوائری کا رزلٹ نہیں آیا تو کیا ہم انکوائری کو open چھوڑ دیتے ہیں کہ چھ مہینے یا سال یا دس سال بعد جب دل کرے رزلٹ آ جائے تو کیا اس کا کوئی ٹائم فکس ہے؟مزید جو ریکارڈ loss ہوا ہے تو انہوں نے ریکارڈ کو واپس لانے کا کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟کیونکہ یہ انتہائی ضروری سوال ہے کہ ایک ضلع کا تمام ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!آپ ذرا تفصیل میں بتا دیں۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!میں معزز ممبر کی خدمت میں پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واٹر مینجمنٹ بھی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا حصہ ہے اور وہ اس کی ایک wing ہے تو اس wing کے ڈی ای او پر بھی ابھی prove نہیں ہوا جو انہوں نے ریکارڈ جلایا ہے اور اس کے خلاف ہی proceeding ہو رہی ہے۔واٹر مینجمنٹ کا ڈسٹرکٹ آفیسر جو اس میں involved ہے اسی کے خلاف بھی proceeding ہو رہی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!انہوں نے انکوائری مکمل ہونے کا ٹائم نہیں دیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،کب تک انکوائری مکمل کر لیں گے ؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!بہت جلدی مکمل ہو جائے گی،یہ within two or three months میں فائنل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلا سوال نمبر 7130 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر7132 بھی ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر7160 جناب منان خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر7162 بھی جناب منان خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔جی،تمام سوالات مکمل ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع اوکاڑہ: بصیر پور سٹیڈیم کی تعمیر کی تفصیلات

*3249:چودھری افتخار احمد چھچھر:کیاوزیر امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سال کے دوران بصیر پور سٹی تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں ریلوے سٹیشن کے ساتھ سٹیڈیم کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سٹیڈیم کا آج تک کوئی کام نہ ہوا ہے ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سٹیڈیم کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سال میں ریلوے کی اراضی میں ریلوے سٹیشن بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے جانب شمال رقبہ تعدادی 2 ایکڑ میں سٹیڈیم کے لئے رقبہ تجویز ہوا تھا اور جانب جنوب بھی ایکڑ رقبہ تجویز ہوا تھا۔شمالی سائیڈ کے رقبہ میں سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔

(ب) جی ہاں! زمین کے تنازعہ کی وجہ سے مذکورہ جگہ پر کسی قسم کا کام نہ ہوا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں جناب چودھری افتخار احمد چھچھر ایم پی اے نے مذکورہ جگہ پر پبلک پارک اور play ground تجویز کئے تھے۔ محکمہ ریلوے کی طرف سے NOC کی فراہمی کے بعد ہی اس سلسلے میں مزید پیشرفت ہو سکتی ہے۔

ضلع گجرات میں سال 14۔2012 کے دوران کھیلوں کی سرگرمیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5601: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات محکمہ سپورٹس نے 13۔2012 اور 14۔2013 کے دوران کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹس کروائے؟

(ب) کیا مذکورہ ضلع میں خواتین کی کوئی سپورٹس ٹیمیں ہیں اگر ہاں تو کتنی اور کون کون سی نیز ان ٹیموں نے مذکورہ سالوں میں کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا؟

(ج) کیا خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ عرصہ میں کوئی عملی اقدامات اٹھائے گئے اگر ہاں تو کیا؟

(د) کیا مذکورہ ضلع کی سطح پر کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کی کوئی ٹیمیں موجود ہیں، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سپورٹس نے سال 13۔2012 اور سال 14۔2013 کے دوران ضلعی سطح پر مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹس منعقد کروائے۔ جن میں پنجاب سپورٹس فیسٹیول 14-2013، 13-2012 کے سال ہیں۔ اس کے دوران گاؤں، محلہ کی سطح سے لے کر ڈسٹرکٹ کی سطح تک بالترتیب مندرجہ ذیل مقابلے کروائے گئے جن میں (1) ریسلنگ (2) Athletics (3) ہیڈ منٹن (4) بلیئرڈ (5) ٹیپ بال کرکٹ (6) رسہ کشی (7) والی بال (8) باڈی بلڈنگ (9) فٹبال (10) فن ریس (11) ویٹ لفٹنگ (12) باسکٹ بال (13) ہارڈ بال کرکٹ (14) میٹ ریسلنگ (15) مڈ ریسلنگ (16) ٹیبل ٹینس (17) کراٹے (18) ہاکی

(19)شطرنج(20)کبڈی(21)نیزہ بازی(22)باڈی بلڈنگ(23)ویٹ لفٹنگ وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ بوائزاور گرلز سکولوں کی ٹیموں نے اپنے اپنے سکولوں کی طرف سے حصہ لیا۔علاوہ ازیں یوم آزادی پاکستان کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے کبڈی، نیزہ بازی، کرکٹ، والی بال اور بیڈمنٹن کے مقابلے مختلف جگہوں پر تعلیمی اداروں کے اشتراک وتعاون سے منعقد کروائے گئے۔ڈیف کرکٹ اور بلائنڈ کرکٹ مقابلوں کے لئے بیرونی اضلاع کی ٹیموں کو گجرات مدعو کیا گیا۔خواتین میں کرکٹ کے فروغ کے لئے فرسٹ کلاس خواتین کرکٹ ومقابلے گجرات بمقابلہ گوجرانوالہ سویڈش کالج گجرات کی گراؤنڈ میں منعقد کروایا گیا۔ جبکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کارکردگی کے پیش نظر مختلف کھیلوں کی ضلعی تنظیموں کی کھیلوں اور صحتمند سرگرمیوں کے فروغ کے لئے اپنے وسائل کے مطابق مالی مدد بھی کرتی رہتی ہے،تاکہ ضلع کو کھیلوں میں بہتر سے بہتر مقام دلایا جاسکے۔

(ب) ضلع گجرات میں مختلف کھیلوں کی خواتین کی درج ذیل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں:

(1)کرکٹ 4 ٹیمیں،(2)ہاکی 2 ٹیمیں،(3)بیڈمنٹن 8 ٹیمیں بشمول سکولز کالجز،(4)نیٹ بال 6 ٹیمیں بشمول UOG،(5)والی بال 8 ٹیمیں اور Athletics 6 ٹیمیں بشمول UOG اور ملحقہ کالجز کی طالبات۔گزشتہ دونوں فیسٹیول کے دوران مختلف کھیلوں کے مقابلوں کے لئے فنی معاونت اور بھرپور راہنمائی کی گئی اور تمام مقابلے متعلقہ تعلیمی اداروں، یونیورسٹی گراؤنڈ میں منعقد کروائے گئے۔چونکہ پنجاب سپورٹس بورڈ سے آمدہ شیڈول کے مطابق بقایا مقابلے صرف تعلیمی اداروں کی ٹیموں کے درمیان ہی کھیلے جاتے ہیں اس لئے مقابلوں کو کامیاب بنانے کے لئے ضلعی سطح پر ہر ممکن تعاون کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں خواتین میں کھیلوں کے فروغ اور بھرپور شمولیت کے لئے مذکورہ عرصہ میں بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، والی بال، نیٹ بال، کرکٹ اور ہاکی کے مقابلے کروائے گئے ہیں۔ چونکہ تاحال ضلع گجرات میں خواتین کی کھیلوں کے لئے مخصوص جگہ / جمنیزیم کی سہولت فی الوقت میسر نہ ہے۔جس میں خواتین کی انڈور گیمز کروائی جاسکیں لہٰذا محکمہ سپورٹس ضلعی حکومت بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ سال رواں کے ماہ جون تک جمنیزیم مکمل طور پر آپریشنل ہو سکے تاکہ انڈور بالخصوص خواتین کی کھیلوں کے مقابلے بہتر طریقے سے منعقد کروائے جاسکیں۔

(د) ضلع گجرات میں کرکٹ کی 16 ٹیمیں، ہاکی کی 8 ٹیمیں، کبڈی کی 10 ٹیمیں اور والی بال کی 10 رجسٹرڈ ٹیمیں ہیں جبکہ اس کے علاوہ علاقائی دیہات سطح پر ان کھیلوں کی کافی ٹیمیں پریکٹس کرتی ہیں۔ ضلع گجرات کے مختلف سکولوں، کالجوں، ملحقہ دیہات کی گراؤنڈ میں روزمرہ کی پریکٹس کرتی رہتی ہیں۔اسی وجہ سے نچلی سطح سے سپورٹس فیسٹیول میں کھلاڑی / عوام بھر پور شمولیت کر رہے ہیں اور سپورٹس فیسٹیول میں شمولیت کے لئے کھلاڑی سارا سال مقامی سطح پر چیمپیئن شپ اور مقابلے منعقد کرواتے رہتے ہیں۔

گجرات:تاریخی عمارات کی صورتحال اور ترقیاتی فنڈ کی تفصیل

*5603: **محترمہ خدیجہ عمر**: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں موجود تاریخی عمارتوں کی حالت کیسی ہے؟

(ب) سال13۔2012 کے بجٹ میں مذکورہ بالا ضلع کی تاریخی عمارتوں کی دیکھ بھال کے لئے حکومت پنجاب نے کل کتنا فنڈ رکھا، یہ فنڈ کہاں کہاں اور کن کن عمارتوں پر خرچ کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع گجرات میں محفوظ عمارات کی تعداد 13 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام محفوظ عمارت	کیفیت
1۔مسجد ملحقہ مزار حافظ محمد حیات	تسلی بخش۔مرمت سال 11-2010 میں امریکی فنڈ سے کر دی گئی ہے۔
2۔بارہ دری ملحقہ مزار حافظ محمد حیات	تسلی بخش۔مرمت سال 11-2010 میں امریکی فنڈ سے کر دی گئی ہے۔
3۔مزار حافظ محمد حیات	تسلی بخش۔مرمت سال 11-2010 میں امریکی فنڈ سے کر دی گئی ہے۔
4۔مزار حضرت توکل شاہ رحمان	تسلی بخش
5۔مقبرہ شاہ جہانگیر اور ملحقہ مسجد	تسلی بخش
6۔مزار حضرت شاہ دولہ	تسلی بخش
7۔قلعہ گجرات	قلعہ کی چار دیواری اکثر مقامات سے منہدم ہو چکی ہے اور لوگوں نے اس جگہ نئے مکانات تعمیر کر لئے ہیں تاہم جو حصے باقی ہیں ان کی حالت بھی غیر تسلی بخش ہے۔
8۔ایک نامعلوم مقبرہ نزد مزار مرزا علی بیگ	مقبرے کے ارد گرد کھلی زمین ہے جہاں کاشتکاری ہو رہی ہے مقبرے کی حالت بہتر ہے یہ مقبرہ منڈی بہاؤالدین میں واقع ہے

9۔کیمپ(پڑاؤیا برداشت خانہ)	کھلا میدان ہے اور کاشتکاری کی جاتی ہے۔
10۔اکبری حمام	یہ قدیمی عمارت تہہ خانے میں واقع ہے اور اس کے ارد گرد کئی نئی عمارتیں بن گئی ہیں تاہم حمام محفوظ ہیں۔
11۔باؤلی راجگاہ	مقامی لوگوں نے کنویں مٹی سے بھر دیئے ہیں تاہم کنویں اور سیڑھیاں محفوظ ہیں۔
12۔باؤلی	مقامی لوگوں نے کنویں اور سیڑھیاں مٹی سے بھر دی ہیں۔
13۔باؤلی(کھاریاں)	باؤلی کی حالت تسلی بخش ہے اور کنواں اور سیڑھیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

(ب) محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب نے گجرات شہر میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 07-2006 میں ایک قدیمی عمارت (رام پیاری محل) جو قبل ازیں گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے (بطور ہاسٹل) زیر استعمال تھی کو اپنی تحویل میں لے کر اس میں عجائب گھر کے قیام کا کام شروع کیا ہے۔ جس پر اب تک 16.795 ملین روپے لاگت آچکی ہے اور اب یہ عجائب گھر تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

علاوہ ازیں دو محفوظ عمارات بارہ دری و مقبرہ حافظ محمد حیات جو کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہے کی درست حالی 11-2010 میں امریکن ایمبیسیڈر فنڈ سے کی گئی اس کی مرمت پر 4.028 ملین روپے لاگت آئی۔

ساہیوال کی غلہ منڈی شہر سے باہر منتقل کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*5670: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں غلہ منڈی / سبزی منڈی اور فروٹ منڈی کو شہر سے باہر منتقل کیا جارہا ہے اور اس کے لئے حکومت کی طرف سے زمین الاٹ کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانونی تقاضوں کو پس پشت ڈال کر جو لوگ آڑھتی کا کام کر رہے ہیں ان کی بجائے دیگر لوگوں کو زمین الاٹ کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت ضلع ساہیوال میں متعلقہ منڈیوں کو کب تک شہر سے باہر منتقل کرنے اور زمین کی الاٹمنٹ میں شفافیت کو یقینی بناتے ہوئے اصل آڑھتیوں کو زمین الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ ضلع ساہیوال میں غلہ منڈی / سبزی منڈی اور فروٹ منڈی جو کہ ساہیوال کے شہری حدود میں واقع ہیں، کو شہر سے باہر چک L۔9/92 پاکپتن روڈ پر منتقل کیا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں مارکیٹ کمیٹی ساہیوال نے 402 کنال 10 مرلہ زمین acquire کر لی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ قانونی تقاضوں کو پس پشت ڈال کر جو لوگ آڑھتی کا کام کر رہے ہیں ان کی بجائے دیگر لوگوں کو زمین الاٹ کر دی گئی ہے کیونکہ ابھی تک پلاٹس کی الاٹمنٹ / آکشن نہ کی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ ضلع ساہیوال میں منڈیاں شہر سے باہر شفٹ کی جارہی ہیں۔ پلاٹس کی الاٹمنٹ اور آکشن کی شفافیت کو یقینی بنانے کے لئے گورنمنٹ نے ڈی سی او ساہیوال کی سربراہی میں الاٹمنٹ آکشن کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں کمیشن ایجنٹ حضرات کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ یہ کمیٹی بعد از پڑتال ریکارڈ قوانین کے مطابق شفاف طریقے سے کمیشن ایجنٹ کو پلاٹ الاٹ کرتی ہے تاہم جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ ابھی تک پلاٹوں کی الاٹمنٹ / آکشن نہ کی گئی ہے۔

ضلع ساہیوال میں مارکیٹ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5673: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ساہیوال / ضلع ساہیوال کی حدود میں کون کون سی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں واقع ہیں انہیں سال 12-2011 تا 14-2013 کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(ب) اس تحصیل کی حدود میں کہاں کہاں سبزی منڈی / فروٹ منڈی اور غلہ منڈی قائم ہے ان میں کتنی دکانیں اور ان سے حکومت کتنی رقم وصول کر رہی ہے؟

(ج) تحصیل ہذا میں کون کون سی فروٹ منڈی / غلہ منڈی اور سبزی منڈی شہر کی حدود میں آچکی ہے مزید یہ کب بنائی گئی تھیں؟

(د) جو غلہ منڈی / سبزی منڈی اور فروٹ منڈی شہر کی حدود میں آچکی ہیں حکومت کب تک ان کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاریخ سے مطلع فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں مذکورہ منڈیوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے سرکاری زمین بھی الاٹ ہو چکی ہے، تاحال منڈیوں کو شفٹ کرنے میں کوئی پیشرفت نہیں ہے، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت ان منڈیوں کے مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع ساہیوال میں مارکیٹ کمیٹیوں کی کل تعداد 3 ہے جس میں تحصیل ساہیوال میں ایک اور تحصیل چیچہ وطنی میں 2 ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے نام، محل وقوع اور مذکورہ سالوں کی آمدن کی تفصیل جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج بالا 3 مارکیٹ کمیٹیوں کی حدود میں کل 9 منڈیاں کام کر رہی ہیں جن میں دکانوں کی کل تعداد 753 ہے جس سے حکومت 73 لاکھ 47 ہزار 132 روپے وصول کر رہی ہے۔ دکانوں اور آمدن کے ذرائع کی تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) تحصیل ساہیوال میں تینوں منڈیاں شہر کی حدود میں آ چکی ہیں۔ تعمیر تاریخ کی تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع ساہیوال میں غلہ منڈی / سبزی منڈی اور فروٹ منڈی جو کہ ساہیوال کی شہری حدود میں واقع ہیں، کو شہر سے باہر چک L-9/92 پاکپتن روڈ پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں مارکیٹ کمیٹی ساہیوال نے 402 کنال 10 مرلہ زمین acquire کر لی ہے۔ منتقلی کے تمام کام آخری مراحل میں ہیں جیسے ہی یہ مکمل ہوں گے تو منڈیوں کو نئی جگہ پر شفٹ کر دیا جائے گا۔

(ہ) اس کا جواب جز (د) میں دے دیا گیا ہے۔

(و) یقیناً حکومت ان منڈیوں کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اسی لئے تو ان کو نئی جگہ پر منتقل کیا جا رہا ہے۔

صوبہ بھر میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ سے متعلقہ تفصیلات

*5713: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے گزشتہ پانچ سالوں میں کسانوں کو کتنی نئی ریسرچ اور ٹیکنالوجی متعارف کروائی؟

(ب) صوبہ بھر میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے ریسرچ کے ادارے کن کن اضلاع میں قائم ہیں؟

(ج) صوبہ بھر میں پنجاب ایگری کلچر ریسرچ بورڈ میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(د) صوبہ بھر میں پنجاب ایگری کلچر ریسرچ بورڈ(PARB) کا ہیڈآفس کہاں پر واقع ہیں؟

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں پارب نے ریسرچ و دیگر مراعات کی مد میں حکومت سے کل کتنی رقم وصول کی ہے نیز یہ رقم کہاں کہاں اور کن کن کاموں میں خرچ کی گئی، سال وار الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبے بھر میں PARB نے گزشتہ پانچ سالوں میں کسانوں کی بہتری کی خاطر نئی ریسرچ اور ٹیکنالوجی متعارف کروانے کے لئے درج ذیل چیدہ چیدہ اقدامات کئے۔

1۔ 70 نئے ریسرچ پراجیکٹس مختلف ریسرچ اداروں کو دیئے گئے جس میں 22 مکمل ہو چکے ہیں

2۔ زرعی ریسرچ کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے 30 سائنسدانوں کو تربیت کے لئے باہر کے ملکوں میں بھیجا گیا۔

3۔ 2 ٹیکنالوجیز باہر سے منگوا کر ریسرچ اداروں کو دی گئیں۔

4۔ مقامی 65 ماہرین کی تربیت کی گئی تاکہ وہ مختلف اداروں میں بہتر کارکردگی دکھا سکیں۔

5۔ جدید علوم سے آشنائی حاصل کرنے کے لئے 144 سائنسدانوں کو انٹرنیشنل کانفرنسز میں شرکت کے لئے باہر بھیجا گیا۔

(ب) PARB کا دفتر صرف لاہور میں واقع ہے۔اس کے علاوہ پارب کا کوئی دفتر کسی اور ضلع میں نہیں ہے۔

(ج) PARB کی کل 42 پوسٹیں ہیں جن میں اس وقت 19 ملازمین کام کرتے ہیں اور 23 پوسٹیں خالی ہیں۔

(د) PARB کا ہیڈآفس 1۔C/E۔14 ،امام حسین روڈ، گلبرگ۔III، لاہور پر واقع ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں PARB نے کل 82 کروڑ 95 لاکھ 94 ہزار 261 روپے کی رقم خرچ کی۔ تمام اخراجات کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال2015:گندم کی خریداری کے ہدف سے متعلقہ تفصیلات

*6986: محترمہ لبنیٰ فیصل: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2015میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا تھا؟

(ب) کیاہدف کے مطابق گندم کی پیداوار ہوئی اگر نہیں تواس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) حکومت پنجاب نے گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیاانتظامات کئے ہیں اور کسانوں کو اس حوالے سے کس طرح سہولیات بہم پہنچائی جارہی ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال15۔2014میں پنجاب کے لئے گندم کاپیداواری ہدف ایک کروڑ95لاکھ ٹن تھا۔

(ب) گندم کی پیداوار ہدف سے کچھ کم ہوئی جو کہ ایک کروڑ92لاکھ 80ہزار ٹن رہی جو کہ ہدف سے صرف 1.1فیصد کم ہے۔ کمی کی وجوہات اس طرح سے ہیں:

- مارچ کے مہینے میں دھان کے علاقوں میں زیادہ بارشوں کی وجہ سے کئی جگہوں پر پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے گندم کی فصل خراب ہوئی۔
- زیادہ بارشوں کی وجہ سے زمین نرم ہونے کے باعث آندھیوں کی وجہ سے فصل گر گئی اور گندم کا دانہ ٹھیک طور پر نشوونما نہیں پاسکا۔
- مختلف علاقوں میں ژالہ باری سے بھی گندم کی فصل کو کافی نقصان ہوا۔

(ج) گندم کی پیداوار بڑھانے اور سہولیات کی فراہمی کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- پنجاب کے تمام23800دیہات میں ہر گاؤں کے ایک کاشتکار کو4ایکڑ زمین کے لئے ترقی دادااور جڑی بوٹیوں سے محفوظ بیج مفت فراہم کیا جارہاہے تاکہ اگلے سال اس کی پیداوار کو گاؤں کے دوسرے کاشتکاروں کو عام گندم کی قیمت پر بطور بیج تقسیم کر کے گندم کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔
- وفاقی حکومت کی طرف سے مختلف کھادوں پر200روپے سے500روپے تک فی بوری سبسڈی دی ہے۔اس کے لئے20ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- گندم کی مشینی کاشت کے فروغ کے منصوبے کے تحت پنجاب بھر میں ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک کاشتکار کو مشینری اور زرعی آلات کا سیٹ فراہم کیا جائے گا جس کو وہ دوسرے کاشتکار کو خدمات فراہم کرنے کے لئے کرایہ پر دے گا۔

- گندم کے چھوٹے کاشتکاروں کو آسان اقساط پر قرضہ جات بھی دیئے جارہے ہیں۔
- گندم کی ایک نئی ورائٹی اُجالا۔2016 متعارف کروائی گئی ہے۔یہ کم دورانیے کی زیادہ پیداوار دینے والی قسم ہے۔

ضلع پاکپتن :پختہ کھالہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*7130:ڈاکٹر مراد راس:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران جن کھالہ جات کو پختہ کیا گیاان کے نام و مقام سے آگاہ کریں،ان کھالہ جات کو پختہ کرنے پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے کھالہ جات ایسے ہیں جوابھی تک پختہ نہ کئے گئے،ان کو کب تک پختہ کر دیاجائے گا؟

(ج) 16۔2015 کے دوران کتنے اور کون کون سے مزید کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے،ان کے نام ومقام سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع پاکپتن میں کل 1192 کھالہ جات ہیں جن میں سے 1045 کو پختہ کیا جاچکا ہے جبکہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 213 کھالہ جات کو پختہ کیا گیا۔ جن پر 49 کروڑ 46 لاکھ 55 ہزار 758 روپے لاگت آئی۔ان کے نام،مقام اور اخراجات کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں 147 کھالہ جات ایسے ہیں جوابھی تک پختہ نہ کئے گئے ہیں اور ان کھالہ جات کو آئندہ سالوں کے دوران پختہ کیا جائے گا۔ بشرطیکہ زمینداران اس کام کے لئے محکمہ کو درخواست دیں اور حصہ داران، کچے کھال کی اصلاح اور پختہ کھال کے لئے راج /مزدوروں کی مزدوری جو کہ حصہ داران کھال کے ذمہ ہوتی ہے،کے لئے راضی ہوں۔

(ج) 16۔2015 کے دوران 24 کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کی جارہی ہے ۔جن کی تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گندم وکپاس کے نئے بیجوں سے متعلقہ تفصیلات

*7132:ڈاکٹر مراد راس:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے تین سالوں کے دوران گندم اور کپاس کے بیجوں کے بارے میں جو نئی تحقیق کی گئی اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کس کس فصل کے نئے بیج دریافت کئے گئے اور ان کے استعمال سے کسانوں کو کیا فوائد حاصل ہوں گے؟

(ج) ان بیجوں کو تمام کسانوں تک پہنچانے کا کیا میکنزم اختیار کیا جارہا ہے؟

(د) کیا ہمارے تحقیقاتی ادارے انٹرنیشنل سطح پر ان بیجوں کو متعارف کروا رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پچھلے تین سالوں کے دوران گندم اور کپاس کے بیجوں کے بارے میں نئی تحقیق کی تفصیلات اس طرح سے ہیں۔

گندم

گندم کے تحقیقی ادارے گندم کی بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام، موسمی تبدیلی، پانی کی کمی کو برداشت کرنے والی اقسام، علاقے کے لحاظ سے اور فصلوں کی کاشت کے لحاظ سے نئی اقسام دریافت کرنے میں مصروف ہیں۔ پچھلے تین سالوں میں گندم کی دو نئی اقسام دریافت کی گئیں جس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

نام قسم گندم	سال دریافت	خصوصیات
گلیکسی13	2013	اگیتی، پچھیتی کاشت کے لئے موزوں، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت اور بہتر چپاتی
اُجالا	2016	پچھیتی کاشت کے لئے موزوں، کم دورانیہ، زیادہ درجہ حرارت برداشت کرنے والی

کپاس

کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد اور اس کے ذیلی ادارے دن رات کپاس کی نئی اقسام کی تیاری میں مصروف ہیں۔ کپاس کی فصل کو پتامروڑ وائرس، رس چوسنے والے (Chewing) اور کتر کر کھانے والے کیڑوں جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ بدلتے موسمی حالات کے پیش نظر زیادہ گرمی برداشت کرنے اور پانی کی کمی برداشت کرنے والی اقسام کی ضرورت ہے۔ پچھلے تین سالوں میں کپاس کی 10 نئی اقسام دریافت کی گئی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ نے پچھلے تین سالوں میں گندم، کپاس، چاول، گنا، سبزیات، دالیں، کینو، آڑو، پھولوں اور زیتون کی نئی اقسام دریافت کیں۔ یہ تمام فصلیں زیادہ پیداواری صلاحیت کے ساتھ ساتھ بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت، پانی کی کمی اور موسمی تبدیلی کو برداشت کرنے کی بھی

صلاحیت رکھتی ہیں۔فصلات کے نام اور خصوصیات کی تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب سیڈ کونسل نئے تیار شدہ بیج کی عام کاشت کے لئے منظوری دیتا ہے۔اس منظوری کے بعد ادارہ تحقیقاتِ بیسک بیج، پنجاب سیڈ کارپوریشن اور پرائیویٹ کمپنیوں کو مہیا کرتا ہے۔یہ ادارے اس سیڈ کو اپنے فارموں پر multiply کر کے تصدیق شدہ بیج کسانوں کو مہیا کرتے ہیں۔

(د) ہمارے تحقیقاتی ادارے پنجاب کے لئے اقسام تیار کرتے ہیں تاہم یہ بیج باقی صوبوں میں بھی کاشت کئے جاتے ہیں اور یہ بیج ان فصلوں پر کام کرنے والے متعلقہ بین الاقوامی اداروں کو بھی مہیا کئے جاتے ہیں جو کہ اس کو تحقیقی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

نارووال: سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*7160: **جناب منان خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ زراعت کی کتنی سرکاری اراضی ہے اور یہ اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹہ/ٹھیکہ پر ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی سرکاری اراضی محکمہ کی خالی کہاں کہاں پڑی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ہ) کیا خالی اراضی کو حکومت استعمال میں لانا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت (توسیع) کے شعبہ اڈیپٹو ریسرچ، فارم کوٹ نیناں تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں 54ایکڑ 4کنال 2مرلے زرعی اراضی ہے جس میں سے 6 ایکڑ 6کنال 6مرلے اراضی سڑکوں اور عمارتوں پر مشتمل ہے جبکہ بقیہ 47ایکڑ 5کنال اور 16مرلے اراضی پر محکمہ زراعت کی طرف سے زرعی تجربات کئے جاتے ہیں تاکہ فی ایکڑ زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے درکار عوامل معلوم کئے جا سکیں۔

اس تجرباتی فارم پر گندم، چاول، مونگ، ماش اور ربیع و خریف کے چارہ جات پر مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تحقیق کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع نارووال میں محکمہ زراعت کی کوئی سرکاری اراضی لیز، پٹہ یا ٹھیکہ پر نہ ہے بلکہ خود کاشت کی جاتی ہے جس سے گزشتہ سال 15۔2014 میں کل 15لاکھ 49ہزار 640روپے آمدن ہوئی۔

(ج) اس فارم کی کوئی سرکاری اراضی خالی نہ ہے۔

(د) اس جز کا جواب جز(ب)اور جز(ج)میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) اس جز کا جواب جز(ج)میں دے دیا گیا ہے۔

حلقہ پی پی۔134 نارووال میں ایگریکلچر ریسرچ سنٹر سے متعلقہ تفصیلات

*7162:جناب منان خان:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔134 نارووال میں ایگریکلچر ریسرچ سنٹر بنانے کے لئے زمین خرید کی گئی ہے اگر ہاں تو یہ زمین کتنی ہے؟

(ب) اس زمین کا سٹیٹس کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس جگہ ریسرچ سنٹر بنانے کا جلد از جلد ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ زراعت نے حلقہ پی پی۔134 نارووال میں ریسرچ سنٹر کے لئے کوئی زمین نہیں خریدی ہے۔

(ب) اس جز کا جواب جز(الف)میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ زراعت شعبہ آڈیپٹو ریسرچ کا ایک ریسرچ سنٹر ضلع نارووال میں پہلے ہی کام کر رہا ہے جس میں زرعی تجربات کئے جاتے ہیں تاکہ فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے درکار عوامل معلوم کئے جا سکیں۔ اس تجرباتی فارم پر گندم، چاول، مونگ، ماش اور ربیع و خریف کے چارہ جات پر مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تحقیق کی جاتی ہے۔
لہٰذا ضلع نارووال میں مزید کسی نئے ریسرچ سنٹر بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ بھر میں محکمہ زراعت کے ریسرچ سنٹر /انسٹیٹیوٹ سے متعلقہ تفصیلات

33:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کے زیر انتظام کتنے ریسرچ سنٹر /انسٹیٹیوٹ کہاں کہاں کب سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ریسرچ سنٹرز نے اب تک گندم، چاول، چارہ جات اور سبزیات کی کون کون سی اقسام دریافت کی ہیں اور ان سے کیا بہتری آئی ہے؟

(ج) کیاان ریسرچ سنٹرز میں غیر ملکی ماہرین سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے؟

(د) 2010 سے آج تک گندم، چاول، چارہ جات اور سبزیات کی کون سی اقسام ملک میں دریافت کی گئیں اور کون سی درآمد کی گئیں ہیں، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کے زیر انتظام کل 27 ریسرچ سنٹر /انسٹیٹیوٹ اور 36 ذیلی ادارے کام کر رہے ہیں۔ جائے مقام اور دیگر تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان ریسرچ سنٹرز نے اب تک گندم، چاول، چارہ جات اور سبزیات کی جو اقسام دریافت کی ہیں ان کے نام اور بہتری کی تفصیلات (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جی ہاں! ان ریسرچ سنٹرز میں غیر ملکی ماہرین سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہ ریسرچ سنٹر جدید زرعی تحقیق کے بین الاقوامی اداروں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں جن میں تحقیق کے مشترکہ منصوبے بھی شامل ہیں۔ ہر سال غیر ملکی سائنسدان دورے کرتے ہیں جن کی سائنسی استعداد سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مزید برآں ان ریسرچ سنٹرز کے زرعی ماہرین کو تربیت کے لئے بیرون ملک بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ وہاں ہونے والی جدید ریسرچ سے استفادہ کر سکیں۔

(د) 2010 سے آج تک ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد نے گندم، چاول، چارہ جات اور سبزیات کی جو اقسام دریافت کی ہیں ان کی تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

سیالکوٹ: کچے کھالوں کو پختہ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

41:**جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ)**:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پی پی۔130 ڈسکہ میں 11۔ مئی2013تاحال محکمہ زراعت نے کتنے کچے کھالوں کو پختہ کیا ہےاور آئندہ سال میں کتنے مزید کچے کھالوں کو پختہ کرنے کاارادہ رکھتاہے؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے حلقہ پی پی۔130 میں کل کھالہ جات کی تعداد58ہے جن میں سے20 کھالہ جات پختہ کئے جاچکے ہیں جبکہ 38 کھالہ جات ابھی پختہ نہیں ہیں۔ 11۔ مئی 2013تاحال2 کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں۔

مزید برآں حکومت پنجاب کے پروگرام "پنجاب میں آبپاش زراعت کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کا منصوبہ(PIPIP)کے تحت زیادہ سے زیادہ کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے بشرطیکہ زمیندار کھال پختہ کرنے کی درخواست دیں اوراپنے حصے کاکام بھی مکمل کریں۔

گوجرانوالہ میں گراؤنڈاور سٹیڈیم سے متعلقہ تفصیلات

51:**چودھری اشرف علی انصاری**:کیاوزیرامور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں کون کون سے کھیلوں کے لئے گراؤنڈ یا سٹیڈیم موجود ہیں،کیاان گراؤنڈ یا سٹیڈیم میں کھیلوں کے لئے ضلعی انتظامیہ سے اجازت لیناضروری ہوتاہے،اگرہاں تواس کا criterion کیاہے؟

(ب) کیاحلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ کی عوام کو کھیلوں کے لئے گراؤنڈمیسر ہیں توتفصیل فراہم کریں؟

(ج) اگرمذکورہ حلقہ کی عوام کے لئے کھیلوں کے لئے گراؤنڈ نہ ہیں توکیاحکومت کھیلوں کے فروغ کے لئے گراؤنڈ بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف)

تفصیل گراؤنڈز

1۔	جناح کرکٹ سٹیڈیم سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ
2۔	منی سپورٹس کمپلیکس شیخوپورہ روڈ، گوجرانوالہ
3۔	سٹی سپورٹس کمپلیکس کمشنر روڈ، گوجرانوالہ
4۔	جمنیزیم ہال شیخوپورہ روڈ، گوجرانوالہ
5۔	لیڈیز سپورٹس کلب، گوجرانوالہ
6۔	حیدری انڈر پاس گراؤنڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
7۔	صغیر پارک گراؤنڈ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
8۔	سپورٹس کلب دھوبی گھاٹ گوجرانوالہ
9۔	عبدالوکیل خان سٹیڈیم جی ٹی روڈ کامونکی
10۔	منی سپورٹس سٹیڈیم شریف پورہ کامونکی
11۔	سپورٹس سٹیڈیم جی ٹی روڈ وزیرآباد
12۔	سکول کلسٹر گراؤنڈ دھونکل وزیرآباد
13۔	سپورٹس ہال نوشہرہ ورکاں

گراؤنڈ یا سٹیڈیم میں کھیلنے کے لئے ضلعی انتظامیہ کی اجازت ضروری ہے۔ گوجرانوالہ میں کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ بشرطیکہ i) گراؤنڈ فارغ ہو، ii) سکیورٹی کا مناسب انتظام ہو۔

(ب) حلقہ پی پی۔93 میں کوئی گراؤنڈ موجود نہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے بشرطیکہ اس کے لئے جگہ وقف کی جائے اور محکمہ سپورٹس کے نام کی جائے۔

مکئی کی امدادی قیمت مقرر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

100: میاں خرم جہانگیر وٹو: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مکئی کی امدادی قیمت مقرر کرنے کے حوالے سے حکومت پنجاب کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

گندم اور دھان کے بعد مکئی ایک اہم غذائی فصل ہے۔اس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے محکمہ زراعت کوشاں ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مکئی کی اوسط پیداوار 52.4 من سے 62

من فی ایکڑ تک بڑھ گئی ہے۔ مقامی مارکیٹ میں اس کی قیمت950 سے980 روپے فی من ہے جس سے کاشتکار کی فی ایکڑ آمدن بھی بڑھی ہے۔
علاوہ ازیں حکومت مشینری اور پانی کی مد میں بھی کافی رقم خرچ کر رہی ہے۔ مکئی کی طلب مقامی منڈی میں بھی بہت ہے اور اس کی قیمتیں بھی مستحکم ہیں اس لئے صوبائی حکومت مکئی کی امدادی قیمت مقرر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

گوجرانوالہ میں Prototype جمنیزیم کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

471: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں شیخوپورہ روڈ پر Prototype Gymnasium کی تعمیر کب شروع کی گئی نیز یہ بھی بتائیں کہ مذکورہ Gymnasium کی تعمیر کب تک مکمل کر دی جائے گی؟

(ب) مذکورہ Gymnasium کتنے رقبہ پر محیط ہے اور اس کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئے گی؟

(ج) مذکورہ Gymnasium کا estimate کتنی بار revise کیا گیا؟

(د) مذکورہ Gymnasium میں کس کس کھیل کی سہولت میسر ہو گی اور اس میں کب تک کھیلوں کا آغاز کر دیا جائے گا؟

(ہ) کیا حکومت گوجرانوالہ میں Synthetic Athletic track اور Swimming Fool بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گوجرانوالہ میں شیخوپورہ روڈ پر Prototype Gymnasium کی تعمیر 08-2007 میں شروع ہوئی Gymnasium کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔

(ب) مذکورہ Gymnasium 21 کنال 6 مرلہ پر محیط ہے اس کی تعمیر پر 81.748 ملین رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ج) مذکورہ Gymnasium کا estimate تین دفعہ revise کیا گیا ہے۔

(د) مذکورہ Gymnasium میں باسکٹ بال، والی بال، ریسلنگ، جوڈو کراٹے، تائیکوانڈو، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس کھیلنے کی سہولت ہو گی۔

(ہ) جی ہاں!حکومتSwimming PoolاورSynthetic Athletic Trackبنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

کپاس کی امدادی قیمت سے متعلقہ تفصیلات

107: میاں خرم جہانگیر وٹو: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت نے کپاس کی امدادی قیمت کا کوئی فیصلہ کیا ہے اگر نہیں تو اس حوالے سے حکومت پنجاب کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

کپاس پاکستان کی ایک اہم فصل ہے۔اس کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔گزشتہ پانچ سال میں کپاس کی اوسط پیداوار میں18.03 من سے23.0 من فی ایکڑ اضافہ ہوا ہے اور کاشتکار کی فی ایکڑ آمدن میں بھی اضافہ ہوا ہے۔علاوہ ازیں حکومت مشینری اور پانی کی مد میں بھی کافی رقم خرچ کر رہی ہے۔کپاس کی طلب مقامی منڈی میں بھی بہت ہے اور اس کی قیمتیں بھی مستحکم ہیں اس لئے صوبائی حکومت کپاس کی امدادی قیمت مقرر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

گوجرانوالہ میں منی سٹیڈیم میں دکانوں سے متعلقہ تفصیلات

472: چودھری اشرف علی انصاری: کیاوزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں شیخوپورہ روڈ پر واقعmini stadiumمیں کتنی دکانیں بنائی گئی تھیں اور ان دکانوں سے ماہانہ کتناrevenueاکٹھا ہوتا ہے؟

(ب) مذکورہ سٹیڈیم سے ملحقہsports gymnasiumکی تعمیر کب شروع کی گئی اور اس کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

(ج) مذکورہGymnasiumکتنے رقبہ پر محیط ہے اور اس کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئے گی؟

(د) مذکورہGymnasiumمیں کس کس کھیل کی سہولت میسر ہو گی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) گوجرانوالہ شیخوپورہ روڈ پر واقعmini stadiumڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تعمیر کیا جس میں29دکانیں بنائی گئی تھیں جوکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی رپورٹ کے مطابق2006میں lease outکردی گئی تھیں ماہانہ کرایہ ایک روپے مربع فٹ کے حساب سے۔/17,400 روپے سالانہ ریونیوبنتاہے۔

(ب) مذکورہ سٹیڈیم میںSports Gymnasiumکی تعمیر2015میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے کمشنر گوجرانوالہ کی ہدایت پر شروع ہوئی جوکہ فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ابھی مکمل نہ ہوئی ہے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جلد مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔

(ج) مذکورہGymnasium کا رقبہ دو ایکڑ پر محیط ہے اور اس کی تعمیر پر ابھی تک ۔/3,25,00,000روپے لاگت آئی ہے۔

(د) مذکورہGymnasiumمیں باسکٹ بال،والی بال،جوڈوکراٹے،تائیکوانڈو،بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس کھیلنے کی سہولت میسر ہوگی۔

چاول کی امدادی قیمت مقرر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

109: میاں خرم جہانگیر وٹو:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیاحکومت چاول کی مدادی قیمت مقرر کرنے کاارادہ رکھتی ہے تواس حوالے سے ایوان کو آگاہ کیاجائے؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

دھان کی فی ایکڑپیداوار پچھلے پانچ سال میں33.3 من سے34.08 من ہوگئی ہے جس سے فی ایکڑ منافع میں اضافہ ہواہے۔

علاوہ ازیں حکومت مشینری اور پانی کی مد میں بھی کافی رقم خرچ کررہی ہے۔چاول کی طلب مقامی منڈی میں بھی بہت ہے اوراس کی قیمتیں بھی مستحکم ہیں اس لئے صوبائی حکومت چاول کی امدادی قیمت مقرر کرنے کاارادہ نہیں رکھتی۔

منڈی بہاؤالدین: ملکوال میں کھیلنے کے گراؤنڈ سے متعلقہ تفصیلات

506: جناب شفقت محمود: کیاوزیرامور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کے اندر کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈ موجود نہ ہے؟

(ب) کیا گورنمنٹ مذکورہ شہر میں کوئی گراؤنڈ بنانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہوداحمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ سپورٹس کے بجٹ16-2015 میں تحصیلوں کی سطح پر سٹیڈیم کی تعمیر کے منصوبہ جات میں ضلع منڈی بہاؤالدین کی تحصیل ملکوال میں سٹیڈیم کی تعمیر کا منصوبہ شامل ہے۔

ضلع راجن پور میں پختہ کھالوں سے متعلقہ تفصیلات

115: سردار علی رضاخان دریشک: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال2010تا2013حلقہ پی پی۔247 میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں؟

(ج) اس وقت حلقہ ہذا میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے نیز کھالوں کو پختہ کرنے کاطریق کار بتایا جائے؟

وزیرزراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راجن پور میں اب تک 1,401 کھالہ جات پختہ کئے جاچکے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔247، راجن پور میں مذکورہ عرصہ کے دوران 17 کھالہ جات کو پختہ کیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ میں اس وقت 5 کھالہ جات پر اصلاح و پختگی کا کام جاری ہے جن کی تفصیل جز(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کھالہ جات کی اصلاح کے لئے درج ذیل طریق کار وضع کیا گیا ہے۔

- شعبہ اصلاح آبپاشی کا عملہ زیر اصلاح کھال پر ایک **انجمن** اصلاح آبپاشاں تشکیل دیتا ہے جو کھال کے حصہ داروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جسے اصلاح آبپاشی اور **انجمن** آبپاشاں آرڈیننس /ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔
- **انجمن** آبپاشاں متعلقہ ضلعی آفیسر (اصلاح آبپاشی) سے ایک تحریری معاہدہ کرتی ہے جس میں محکمہ اور کاشتکاروں کے مابین فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین درج ہوتا ہے۔اس میں رقوم کی ادائیگی سمیت دیگر امور کی تفصیل بھی درج ہوتی ہے۔
- اصلاح آبپاشی کا عملہ **انجمن** آبپاشاں کے تعاون سے متعلقہ کھال کا سروے مکمل کر کے تعمیری لاگت کا تخمینہ تیار کرتا ہے جس کی مشاورتی ادارہ، جو کہ اس وقت نیسپاک(NESPAK) ہے، تصدیق کرتا ہے جبکہ اس کی فنی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے۔
- **انجمن** آبپاشاں، سرکاری کھال کے پختہ کئے جانے والے حصہ کو چھوڑ کر بقیہ کھال کو گرا دیتی ہے اور کھال کے کناروں سے جملہ جھاڑیاں، سرکنڈہ اور جڑی بوٹیاں صاف کر کے اسے محکمانہ معیار کے مطابق از سرِ نو دوبارہ تعمیر کرتی ہے اور پختہ کھال کے لئے بیڈ تیار کرتی ہے۔
- کچے کھال کی محکمانہ معیار کے مطابق اصلاح کے بعد اس میں منظور شدہ جگہوں پر پختہ نکے نصب کئے جاتے ہیں اور پلیاں تعمیر کی جاتی ہیں۔
- کھال کو منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق منتخب جگہوں سے پختہ تعمیر کیا جاتا ہے۔ اصلاح آبپاشی کا عملہ، کھال کی تعمیر کے لئے فنی معاونت فراہم کرتا ہے اور کام کے فنی معیار کو قائم رکھنے کے لئے کھال کا معائنہ کرتا رہتا ہے۔ کھال کے معیار کے مطابق تکمیل ضلعی آفیسر (اصلاح آبپاشی) کی رپورٹ مشاورتی ادارے "نیسپاک" کی تصدیق کے بعد ہی مصدقہ تسلیم کی جاتی ہے۔

فیصل آباد میں ہاکی گراؤنڈز کی تفصیلات

527: میاں طاہر: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں ہاکی کے گراؤنڈ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ضلع فیصل آباد میں ہاکی کے کتنے ٹورنامنٹ سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران منعقد کروائے گئے اور ان پر کتنی رقم حکومت نے خرچ کی، تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت ضلع فیصل آباد میں ہاکی کے کھیل کے فروغ کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ہاکی کے 44 گراؤنڈز موجود ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں ہاکی کے سال 14-2013 میں 7 ٹورنامنٹ منعقد ہوئے جس پر گورنمنٹ کے مبلغ -/2,25,000 روپے خرچ ہوئے۔

سال 15-2014 میں 3 ٹورنامنٹ منعقد ہوئے جس پر گورنمنٹ کے مبلغ -/92,500 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں ہاکی کے فروغ کے لئے درج ذیل 3 عدد ہاکی گراؤنڈز زیر تعمیر ہیں۔

1۔ ہاکی گراؤنڈ ملٹی پرپز سٹیڈیم چک جھمرہ
2۔ ہاکی گراؤنڈ منی سٹیڈیم ساہیانوالہ
3۔ ہاکی گراؤنڈ ملٹی پرپز سٹیڈیم رجانہ روڈ سمندری

انٹرنیشنل لیول کے ہاکی سٹیڈیم میں بلیو ٹرف بچھانے کے لئے حکومت پنجاب کو سفارشات بھجوائی جا چکی ہیں۔

ساہیوال میں مارکیٹ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

281: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز اور چیئرمینوں کے نام اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں نیز کتنے عرصہ کے لئے تعیناتی ہوتی ہے؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی ہے، تفصیل سے وضاحت کریں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع ساہیوال میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد3 ہے جو کہ ساہیوال، چیچہ وطنی اور کسووال ہیں۔

(ب) ان تینوں مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی ساہیوال

سال	آمدن(روپوں میں)	اخراجات(روپوں میں)
2011۔12	19کروڑ95لاکھ34ہزار312	95لاکھ17ہزار979
2012۔13	1کروڑ17لاکھ69ہزار967	18کروڑ93لاکھ72ہزار972
2013۔14	77لاکھ60ہزار676	1کروڑ8لاکھ44ہزار92

2۔ مارکیٹ کمیٹی چیچہ وطنی

سال	آمدن(روپوں میں)	اخراجات(روپوں میں)
2011۔12	77لاکھ21ہزار346	74لاکھ88ہزار825
2012۔13	84لاکھ70ہزار371	90لاکھ97ہزار480
2013۔14	85لاکھ88ہزار404	83لاکھ50ہزار995

3۔ مارکیٹ کمیٹی کسووال

سال	آمدن(روپوں میں)	اخراجات(روپوں میں)
2011۔12	20لاکھ82ہزار771	20لاکھ76ہزار416
2012۔13	22لاکھ30ہزار305	22لاکھ59ہزار938
2013۔14	20لاکھ19ہزار110	20 لاکھ53ہزار344

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام چیئرمین	نام مارکیٹ کمیٹی	عہدہ	تاریخ تعیناتی
1	اکرام الحق زاہد بھٹی	ساہیوال	چیئرمین	18.08.2011
2	ساجد علی بھٹی	چیچہ وطنی	چیئرمین	18.08.2011
3	چوہدری محمد زمان کلا	کسووال	چیئرمین	18.08.2011

چیئرمین کی تعیناتی تین سال کے لئے ہوتی ہے۔ موجودہ چیئرمینوں کی عرصہ تعیناتی ایک ماہ قبل ختم ہو چکی ہے۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے2011۔12، 2012۔13 اور2013۔14 کے دوران ترقیاتی منصوبوں پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

فیصل آباد: محکمہ آثار قدیمہ کی عمارات، مقامات اور عملہ سے متعلقہ تفصیلات

528: میاں طاہر: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اٹھارہویں ترمیم کے بعد محکمہ آثار قدیمہ کو ضلع فیصل آباد میں کون کون سی عمارات، مقامات صوبہ کو منتقل ہوئے ہیں، ان مقامات، عمارات کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عمارات، مقامات کے ساتھ عملہ بھی منتقل ہوا ہے جو ان کی نگرانی دیکھ بھال کرتے ہیں، تفصیل عہدہ، گریڈ وار اور سامان کی تفصیل بھی فراہم کریں؟

(ج) ان عمارات، مقامات کی دیکھ بھال پر صوبائی حکومت نے سال 13۔2012، 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے، تفصیل سال اور جگہ وار فراہم کریں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اٹھارہویں ترمیم سے قبل وفاقی حکومت کے ماتحت محکمہ آثار قدیمہ نے ضلع فیصل آباد میں کسی عمارت یا آثار قدیمہ کو تاریخی ورثہ قرار نہ دیا تھا لہٰذا اٹھارہویں ترمیم کے تحت ضلع فیصل آباد میں کوئی تاریخی عمارت محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پنجاب کو منتقل نہ ہوئی ہے۔

(ب) اٹھارہویں ترمیم کے بعد چونکہ ضلع فیصل آباد میں واقع کوئی تاریخی عمارت محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کو منتقل نہیں ہوئی لہٰذا نگرانی اور دیکھ بھال کرنے والے ملازمین و سامان مہیا نہ ہوا ہے۔

(ج) درج بالا جوابات میں بتایا جا چکا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں واقع کوئی عمارت محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کو منتقل نہیں ہوئی ہے اس لئے محکمہ ہذا نے مذکورہ سالوں میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

تحصیل فورٹ عباس میں سیم سے متاثرہ اراضی سے متعلقہ تفصیلات

363: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل فورٹ عباس سیم سے متاثرہ اراضی کتنی ہے اور کتنے عرصہ سے ہے؟

(ب) کیا حکومت نے اس سیم زدہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) تحصیل فورٹ عباس کا تقریباً 5ہزار ایکڑ سے زائد رقبہ 1986 سے سیم زدہ ہے جو کہ کامرانی بنگلہ سے شروع ہو کر ولر بنگلہ تک پھیلا ہوا ہے۔

(ب) جنوبی پنجاب میں کلراٹھی زمینوں کی بحالی کے سلسلے میں ایک منصوبہ Strengthening of Soil Salinity Research on Salt Affected Soil & Brackish Water in the Southern Punjab

برائے مالی سال 11۔2010 سے 13۔2012 کے دوران 4 کروڑ 83 لاکھ 58 ہزار روپے سے مکمل کیا گیا۔

اس منصوبے کے تحت رحیم یار خان میں سوائل سلینیٹی ریسرچ سٹیشن قائم ہوا جس میں 55 ایکڑ رقبے پر نمائشی پلاٹ لگائے گئے۔

اسی منصوبے کو جاری رکھتے ہوئے 14۔2013 کے دوران حکومت پنجاب کی معاونت سے جپسم اور دیگر پیداواری مداخل فراہم کر کے جنوبی پنجاب کے پانچ اضلاع بہاولنگر، ملتان، مظفر گڑھ، لیہ اور رحیم یار خان میں کاشتکاروں کے اشتراک سے 64 لاکھ 49 ہزار روپے سے ایک ہزار ایکڑ رقبے کی اصلاح کی۔ مالی سال 15۔2014 میں بھی یہی سٹیشن 98 لاکھ 85 ہزار روپے سے مزید ایک ہزار ایکڑ رقبے کی کسانوں کے اشتراک سے اصلاح کر رہا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمنیزیم سے متعلقہ تفصیلات

538: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمنیزیم تعمیر کیا گیا ہے اس پر کل کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) اس جمنیزیم کی تعمیر کس سال میں شروع ہوئی اور کس سال میں مکمل ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جمنیزیم میں ابھی تک کھیل اور ورزش کی سرگرمیاں شروع نہیں ہو سکیں، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمنیزیم تعمیر کیا گیا ہے اس جمنیزیم پر 42.833 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

(ب) اس جمنیزیم کی تعمیر سال 2006 میں شروع ہوئی اور تکمیل جون 2012 میں ہوئی۔

(ج) درست ہے کہ اس جمنیزیم میں ابھی تک کھیل اور ورزش کی سرگرمیاں شروع نہیں ہو سکیں کیونکہ یہ جمنیزیم ابھی تک محکمہ سپورٹس کو handover نہیں کیا گیا کیونکہ ابھی اس کی Third Party Validation ہونا باقی ہے۔

ضلع اٹک میں سال 2004 سے اب تک کاشت رقبہ کی تفصیلات

454: جناب محمد شاویز خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اٹک میں گزشتہ دس سالوں میں کتنا رقبہ کاشت ہوا ہے اور ابھی مزید کتنا رقبہ قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے؟

(ب) محکمہ زراعت ضلع اٹک میں بنجر رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ج) ای ڈی او زراعت ضلع اٹک کو گزشتہ مالی سال کے دوران کتنا بجٹ دیا گیا اور یہ بجٹ کون کون سی مد میں خرچ کیا گیا؟ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) گزشتہ دس سال کے دوران ضلع اٹک میں مندرجہ ذیل رقبہ کاشت کیا گیا۔

سال	کاشتہ رقبہ (ایکڑ)
2004-05	345883
2005-06	362582
2006-07	457290
2007-08	476953
2008-09	501318
2009-10	407772
2010-11	462729
2011-12	489182
2012-13	503646
2013-14	494343

ضلع اٹک میں اس وقت مزید 199048 ایکڑز مین ہے جو زیر کاشت لانے کے قابل ہے جس کو مشینری کے استعمال اور پانی کی دستیابی بہتر بنا کر قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے۔

(ب)

تکمیل کردہ کاموں کی تفصیل

نمبر شمار	سال	دیواریں/پکی اور کچے پتھروں کی تفصیل	سپل وے	جی آئی وائر سپر	پختہ نکاس	ٹوٹل کام	قابل کاشت رقبہ (ایکڑ)
1	2004۔05	7	21	0	0	28	168
2	2005۔06	11	08	05	02	26	156
3	2006۔07	27	18	06	02	53	318
4	2007۔08	20	21	05	03	49	294
5	2008۔09	26	17	05	01	49	294
6	2009۔10	18	20	05	01	44	264
7	2010۔11	16	23	02	02	43	258
8	2011۔12	19	12	06	08	45	270
9	2012۔13	14	16	13	05	48	288
10	2013۔14	14	24	12	0	50	300
	کل ٹوٹل	172	180	59	24	435	2610

دفتر ہذا نے مختلف سکیموں کے تحت درج ذیل کام کروائے گئے۔

نمبر شمار	سال	مٹی ڈیم	پانڈز	لفٹ اریگیشن سکیم	کنواں جات	ٹوٹل کام	قابل کاشت رقبہ (ایکڑ)
1	2004۔05	7	21	0	0	28	168
2	2005۔06	11	08	05	02	26	156
3	2006۔07	27	18	06	02	53	318
4	2007۔08	20	21	05	03	49	294
5	2008۔09	26	17	05	01	49	294
6	2009۔10	18	20	05	01	44	264

(ج) ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت اٹک مالی سال 14۔2013 بجٹ واخراجات کی تفصیل:

بجٹ کوڈ	بجٹ مد	بجٹ الاٹمنٹ	خرچ
A011-1	تنخواہ آفیسر	776000	519723
A01151	تنخواہ عملہ	982000	735747
A01201	کل الاؤنس	1863000	1204970
A01274	میڈیکل چارجز	20000	0
A13001	گاڑی مرمت	90000	76385
A13101	مینٹیننس اینڈ ایکیوپمنٹس	15000	2600
A13201	فرنیچر مرمت	5000	0
A03805	ٹی اے	200000	178235
A03806	کرایہ ٹرانسپورٹ	5000	0
A03807	پٹرول	400000	358664
A03202	ٹیلیفون	45000	32944
A03201	ڈاک ٹکٹ	8000	8000
A03901	سٹیشنری	60000	52778

A03902	پرنٹنگ	10000	2160
A03905	اخبار	6000	3912
A03906	وردی ڈرائیور	6000	0
A03407	ٹوکن ٹیکس سرکاری گاڑی	5000	3000
A03907	اخبار اشتہارات	30000	0
A03942	سٹور اشیاء	15000	12802
A03970	متفرق	45000	40493
	کل بجٹ واخراجات	4586000	3232413

ضلع چنیوٹ میں تاریخی عمارات سے متعلقہ تفصیل

560: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل کتنی تاریخی عمارتیں ہیں نیز ان تاریخی عمارتوں کے کیا کیا نام ہیں مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں تمام تاریخی عمارتیں گورنمنٹ پنجاب کی ملکیت ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں چند ایک تاریخی عمارتیں حکومت پنجاب کی تحویل میں ہیں جبکہ دیگر باقی عمارتیں حکومت پاکستان کے کنٹرول میں ہیں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع چنیوٹ میں درج ذیل تاریخی عمارات محفوظ قرار دی گئی ہیں۔

1۔ شاہی مسجد (چنیوٹ شہر)
2۔ گلزار محل (چنیوٹ شہر)
3۔ دو تاریخی مقامات (پہاڑ راک کارونگ) تحصیل چنیوٹ
4۔ مقبرہ شاہ برہان

(ب) ضلع چنیوٹ میں واقع درج ذیل تاریخی عمارات حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں۔

1۔ شاہی مسجد چنیوٹ (محکمہ اوقاف)
2۔ مقبرہ شاہ برہان (محکمہ آثار قدیمہ)
3۔ راکس کارونگ (محکمہ مائنز اینڈ منرل)
4۔ گلزار محل (پرائیویٹ ملکیت)

(ج) ضلع چنیوٹ میں واقع تاریخی عمارات شاہی مسجد اور راکس کارونگ حکومت پنجاب کی تحویل میں ہیں جبکہ مقبرہ شاہ برہان اٹھارہویں ترمیم کے بعد وفاقی حکومت کے تحت محکمہ آثار قدیمہ و میوزیم سے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کو منتقل ہوا۔

محکمہ زراعت کی طرف سے کسانوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات کی تفصیلات

457:جناب محمد شاویز خان: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ زراعت پنجاب کسانوں کو کون کون سی سہولتیں فراہم کرتا ہے، تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا کسانوں میں شعور اجاگر کرنے کے لئے کوئی مہم بھی چلائی جاتی ہے اور اگر کوئی مہم چلائی جاتی ہے تو اس کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

(ج) کسانوں کی شکایت کے ازالہ کا کیا طریق کار ہے اور اس سال کتنے کسانوں کی شکایت دور کی گئی؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت پنجاب کی طرف سے کسانوں کو فراہم کی گئی سہولتوں کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسانوں میں شعور اُجاگر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں۔

- کچے کھال کی محکمانہ معیار کے مطابق اصلاح کے بعد اس میں منظور شدہ جگہوں پر پختہ نکے نصب کئے جاتے ہیں اور پلیاں تعمیر کی جاتی ہیں۔
- کسانوں کے ساتھ انفرادی واجتماعی رابطے پیدا کئے جاتے ہیں اور جدید پیداواری ٹیکنالوجی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔
- ہر گاؤں کی سطح پر تربیت کے دوران کاشتکاروں کو مختلف فصلات کی پیداواری ٹیکنالوجی سے آگاہی فراہم کی جاتی ہے اور چھپا ہوا لٹریچر بھی مہیا کیا جاتا ہے۔
- مختلف فصلات کے اہم مراحل پر فارمر ڈے منائے جاتے ہیں اور کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔
- تمام بڑی فصلات کی پیداواری ٹیکنالوجی کی ترویج کے لئے کاشتکاروں کے کھیتوں پر نمایاں جگہوں پر نمائشی پلاٹس لگائے جاتے ہیں تاکہ وہ جدید کاشتکاری کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جدید زراعت کی طرف توجہ کریں۔

(ج) شکایات کے ازالہ کا طریق کار اور شکایات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- کسانوں کو اپنے کھیت کی پیداوار کے متعلق کوئی بھی مسئلہ ہوتا ہے تو وہ محکمہ زراعت سے رابطہ کرتا ہے جہاں اس کو فوری حل بتادیا جاتا ہے۔اگر موقع پر مسئلہ کا حل نظر نہ آئے تو متعلقہ فصل کے اعلیٰ ماہرین سے رابطہ کر کے اس کا حل تلاش کیا جاتا ہے اور کسان کو وہ حل بتایا جاتا ہے۔

- محکمہ زراعت کی فری ہیلپ لائین(0800-15000)اور(0800-29000)پر سال 14۔2013کے دوران کل12543 ٹیلیفونز کالز موصول ہوئیں اور سب کے جوابات دیئے گئے۔
- گاؤں گاؤں تربیت کے دوران کاشتکار زراعت کے افسران سے بالمشافہ اپنے مسائل کا حل پوچھتے ہیں۔
- محکمہ زراعت نے کاشتکاروں کی راہنمائی کے لئے ایک نئے پراجیکٹ "پلانٹ کلینک" کا آغاز کیا ہے۔ جس میں زراعت آفیسر ایک نمایاں اور کھلی جگہ پر اپنا دفتر لگاتے ہیں۔جہاں کاشتکار ان کے پاس اپنے مسائل لاتے ہیں۔پودوں پر لگی ہوئی بیماریوں اور کیڑوں کے حملہ یا دیگر مسائل کی نشاندہی کر کے ان کا مناسب حل بتایا جاتا ہے۔

صوبائی دارالحکومت سمیت صوبہ بھر میں تاریخی عمارات کی منتقلی سے متعلقہ تفصیلات

606: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اٹھارہویں ترمیم کے بعد سال 2011 میں صوبائی دارالحکومت سمیت صوبہ بھر کی کون کون سی تاریخی عمارات / مقامات محکمہ ہذا کو منتقل کی گئیں ان کے نام، جگہ اور ان کا رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان عمارات / مقامات کے ساتھ ساتھ کتنا سٹاف اور سامان محکمہ کو منتقل ہوا، مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ج) اگر ان عمارات / مقامات کی دیکھ بھال کے لئے صوبائی حکومت کو رقم بھی دی گئی تھی تو اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان مقامات / عمارات کی دیکھ بھال کے لئے مالی سال 13-2012، 14-2013 اور 15-2014 کے دوران صوبائی حکومت نے جو رقم خرچ کی،اس کی تفصیل جگہ اور سال وار بتائیں؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) کل 149 عدد تاریخی عمارات پنجاب حکومت کو منتقل ہوئیں۔لسٹ فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان عمارات / مقامات کے ساتھ کل398اسامیاں منتقل ہوئیں جن پر 364 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔34اسامیاں خالی تھیں۔لسٹ فلیگ(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔	فرنیچر آئٹمز	1105عدد	2۔	مشینری وغیرہ	351عدد
3۔	ٹولزاینڈپلانٹس	114عدد	4۔	نوادرات	45,222عدد
5۔	لائبریری کتب	15335عدد	6۔	لیبارٹری انسٹرومنٹس	102عدد
7۔	گاڑیاں	17عدد			

لسٹ فلیگ(سی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوئی رقم نہیں دی گئی۔

(د)

سال	غیر ترقیاتی اخراجات	ترقیاتی اخراجات
2012-13	(ریگولر خرچہ)(لسٹ فلیگ"ڈی"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)	20.744ملین
	105.312ملین	
2013-14	101.106ملین	32.429ملین
2014-15	117.775ملین	88.000ملین

حلقہ پی پی۔113(گجرات)میں کھال پختہ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

534: میاں طارق محمود: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2011 سے آج تک پی پی۔113 ضلع گجرات میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) اس سلسلہ میں جو رقم حصہ داروں اور زمینداروں کے ذمہ ہے اگر ہے تو کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) موجودہ مالی سال میں پختہ کھال بنانے کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے نیز اس حلقہ میں ابھی کتنے کھالہ جات پختہ نہ ہیں ان کے نام اور گاؤں بتائیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔113 گجرات میں یکم جنوری2011 سے2012-13-14 تک پانچ کھال پختہ کئے گئے اور ان پر59لاکھ39ہزار162روپے خرچ ہوئے۔

(ب) متعلقہ حصہ داروں اور زمینداروں کے ذمہ کوئی رقم بقایا نہ ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال میں چھ کھال تعمیر کئے جائیں گے اوراس کے لئے تقریباً70 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	کھال نمبر	موضع
1	21980/R	شیخوچک
2	17283/R	شیخوچک
3	28240/R	ورائچانوالا
4	20955/R	کھوجہ
5	28288/R	سکریالی
6	17283/R	شیخوچک

مذکورہ حلقہ میں ابھی تک24 کھالہ جات پختہ نہ کئے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قصبہ ملکہ ہانس پاکپتن میں سٹیڈیم سے متعلقہ تفصیلات

773:جناب احمد شاہ کھگہ:کیاوزیرامورنوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاقصبہ ملکہ ہانس ضلع پاکپتن میں کھیلوں کے لئے کوئی سٹیڈیم موجود ہے؟

(ب) اگر نہیں تو کیاحکومت وہاں پر بچوں کو فٹ بال،کرکٹ،ہاکی اور باسکٹ بال جیسی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے سٹیڈیم بنانے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم،امورنوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہوداحمد خان):

(الف) جی ہاں!یہ بالکل درست ہے کہ قصبہ ملکہ ہانس ضلع پاکپتن میں کھیلوں کے لئے کوئی سٹیڈیم موجودنہ ہے۔

(ب) گزارش ہے کہ قصبہ ملکہ ہانس ضلع پاکپتن کھیلوں کے لئے سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے بحوالہ وزیراعلیٰ ڈائریکٹو نمبری DS(W)/CMO/14/AA-164/048648 مورخہ 24-12-14 جناب اسسٹنٹ کمشنر پاکپتن کو حصول رقبہ برائے تعمیر سٹیڈیم کے لئے دفتر ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر، پاکپتن کی طرف سے مراسلہ نمبری6/DSO/PK/15 مورخہ 22-01-2015 اور نمبری DSO/PK/15/10 مورخہ 12-02-2015 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحریر کیاگیاہے لیکن آج تک محکمہ مال کی جانب سے رقبہ کے حصول

کے لئے کسی قسم کی کوئی تحریری اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔رقبہ مل جانے پر کھیلوں کے لئے قصبہ ملکہ ہانس پاکپتن میں سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

ساہیوال میں کھالہ جات پختہ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

543:جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ):کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں سال2008 سے اب تک جن کھالہ جات کو پختہ کیا گیا،ان کے نام و مقام سے آگاہ کریں؟

(ب) ان کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے کتنے اخراجات ہوئے،نالہ وار تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان کھالہ جات کے لئے سال2008 سے اب تک کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) مذکورہ ضلع میں کتنے کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں کئے گئے ان کو کب تک پختہ کر دیا جائے گا؟

(ہ) 15۔2014 کے دوران کتنے اور کون کون سے کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے،نام و مقام سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع ساہیوال کے کل622 کھالہ جات میں سے سال2008 سے اب تک310 کھالہ جات پختہ کئے جا چکے ہیں۔ تفصیل(الف/ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کے لئے مبلغ31 کروڑ27لاکھ 46ہزار551 روپے خرچ ہوئے۔ کھالہ وار تفصیل(الف/ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کے لئے 2008 سے لے کر اب تک مبلغ31 کروڑ 27لاکھ46ہزار551روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

(د) کل622 کھالہ جات میں سے سال2008 سے اب تک312 کھالہ جات ابھی تک پختہ نہ کئے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب کے پروگرام "پنجاب میں آبپاش زراعت کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کا منصوبہ"(PIPIP) کے تحت زیادہ سے زیادہ غیر اصلاح شدہ کھالہ جات جن میں زمیندار ان/حصہ دار ان اپنے حصے کا کام اور کچے کھال کی اصلاح کر لیں گے، کی آئندہ سالوں میں اصلاح کر دی جائے گی۔

(ہ) 15۔2014کے دوران 42 کھالہ جات پر اصلاح وپختگی کا کام جاری ہے۔ تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپورٹس کی مد میں فراہم کردہ رقم سے متعلقہ تفصیلات

800: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے سال14۔2013اور15۔2014 کے دوران کل کتنی رقم سپورٹس کی مد میں مختص کی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران صوبہ میں ضلع وار کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ضلع لاہور کو کتنی رقم ان سالوں کے دوران دی گئی؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت نے ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کو کھیلوں کی سرگرمیاں منعقد کروانے کے لئے سال14۔2013 کے دوران۔/20,00,000 روپے اور سال15۔2014 کے دوران ۔/51,00,000روپے سپورٹس مد میں مختص کئے تھے۔

(ب) حکومت نے ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کو کھیلوں کی سرگرمیاں منعقد کروانے کے لئے سال14۔2013 کے دوران۔/20,00,000روپے اور سال15۔2014 کے دوران ۔/51,00,000روپے سپورٹس مد میں مختص کئے تھے۔

(ج) حکومت نے ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کو کھیلوں کی سرگرمیاں منعقد کروانے کے لئے سال14۔2013 کے دوران۔/20,00,000 روپے اور سال15۔2014 کے دوران ۔/51,00,000روپے سپورٹس مد میں مختص کئے تھے۔

حلقہ پی پی۔222 میں کھالہ جات پختہ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

544: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں کتنے کھالہ جات پختہ ہیں؟

(ب) 12۔2011 تا14۔2013حلقہ کے کتنے کھالہ جات پختہ کئے گئے ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت حلقہ ہذا میں کن کن کھالہ جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے نیز کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے، کیوں اور کب تک پختہ کر دیئے جائیں گے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) متعلقہ حلقہ میں 218 کھالہ جات پختہ ہیں۔

(ب) 12-2011 تا 14-2013 میں مذکورہ حلقہ کے آٹھ کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کی گئی ہے جن کی تفصیل مع تخمینہ لاگت (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) رواں مالی سال کے دوران حلقہ ہذا میں مزید آٹھ کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کا کام جاری ہے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کسانوں سے کوئی رقم وصول نہیں کرتی۔ تاہم اس کام کے لئے راج گیر اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ حصہ داران کھال ہوتے ہیں جو وہ خود ہی اکٹھے کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(د) مذکورہ حلقہ میں 23 کھالہ جات ابھی تک پختہ نہ کئے گئے ہیں جس کی وجوہات کاشتکاروں کا اصلاح کے لئے درکار اپنے حصے کا کام نہ کرنا اور زمینداروں کے آپس کے تنازعات ہیں۔ حکومت پنجاب کے پروگرام "پنجاب میں آبپاش زراعت کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کا منصوبہ "(PIPIP) کے تحت زیادہ سے زیادہ غیر اصلاح شدہ کھالہ جات جن میں زمینداران / حصہ داران اپنے حصے کا کام اور کچے کھال کی اصلاح کر لیں گے، کی آئندہ سالوں میں اصلاح کر دی جائے گی۔

لاہور: سٹیڈیم اور گراؤنڈز سے متعلقہ تفصیلات

801: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنے سٹیڈیم اور گراؤنڈز کس کس کھیل کے ہیں؟

(ب) سال14۔2013اور15۔2014میں ان گراؤنڈاور سٹیڈیم کی دیکھ بھال اور تعمیر ومرمت پر جو رقم خرچ کی گئی،اس کی تفصیل سال واراور گراؤنڈوار بتائیں؟

(ج) سال15۔2014کے دوران کتنی رقم کھیلوں کے انعقاد پر خرچ ہو گی اور کون کون سے کھیل کہاں کہاں ہوں گے؟

(د) کیاحکومت ضلع لاہور میں سپورٹس سٹیڈیم اور گراؤنڈ میں اضافہ کرنے یا نئے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر تعلیم،امور نوجواناں و کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہوداحمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں سٹیڈیم اور گراؤنڈ کی تفصیل(Annex A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کے پاس تفصیل(Annex A)کے مطابق ملکیتی /انتظامی اعتبار سے ضلع لاہور میں کوئی سٹیڈیم اور گراؤنڈ نہ ہے لہٰذاڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کو گراؤنڈزاور سٹیڈیم کی دیکھ بھال اور تعمیر ومرمت کے لئے فنڈز نہیں ملتے۔

(ج) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور نے سال15۔2014کے دوران۔/51,00,000روپے کھیلوں کے انعقاد پر خرچ کئے کھیلوں کے شیڈول کی تفصیل ساتھ(Annex B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت ضلع لاہور میں سپورٹس سٹیڈیم اور گراؤنڈز میں اضافہ کرنے اور نئے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نئے سٹیڈیم اور گراؤنڈ کی تفصیل ساتھ(Annex C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایگریکلچر انجینئرنگ کے دفتر کا قیام

574:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایگریکلچر انجینئرنگ محکمہ کا دفتر عرصہ دراز سے کرایہ کی بلڈنگ میں ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ مذکورہ کو ضلعی حکومت کی جانب سے دفتر کے قیام کے لئے اراضی فراہم و مختص کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دفتر کے قیام کے لئے مختص کی گئی اراضی کی شرائط کے مطابق اگر ایک مخصوص مدت تک محکمہ اس پر دفتر کی بلڈنگ تعمیر نہیں کرتا تو یہ الاٹمنٹ منسوخ ہو جائے گی، کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مدت اس سال ختم ہو جائے گی؟

(د) کیا محکمہ دفتر کے قیام کے لئے الاٹ شدہ جگہ کو منسوخی سے بچانے کے لئے اس سال دفتر کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈ جاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) درست ہے کہ محکمہ ایگریکلچرل انجینئرنگ کا دفتر سال 1984 میں شروع کیا گیا اور وہاں سے زمینداروں کو زمین ہموار کرانے کے لئے بلڈوزر جبکہ ٹیوب ویل ویل ڈرلنگ سے ڈرلنگ پلانٹ مہیا کئے جاتے ہیں اور محکمہ ہر ماہ کرایہ کی مد میں۔/21500 روپے ادا کر رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔ دو کنال تین مرلہ اراضی خسرہ نمبر 1/21 مربع نمبر 6 چک نمبر 295 گ ب میں بذریعہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ بحوالہ چھٹی نمبری CS2337 مورخہ 2010۔08۔20 الاٹ کی گئی ہے۔

(ج) درست ہے سیکرٹری کالونی پنجاب نے اپنے حکم نمبر CS2337 مورخہ 2010۔08۔20 میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر پانچ سال کے اندر مذکورہ الاٹ شدہ رقبہ کے اندر تعمیر نہ کی گئی الاٹمنٹ آڈر منسوخ تصور ہوں گے اور یہ پانچ سالہ مدت مورخہ 2015۔08۔19 کو ختم ہو رہی ہے۔

(د) دفتر کی تعمیر کا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے دسمبر 2014 میں تخمینہ جو کہ مبلغ 81 لاکھ 79 ہزار روپے بنوا کر (PC.1) کے ہمراہ مع مکمل کاغذات بذریعہ ڈائریکٹر جنرل ایگریکلچر (فیلڈ) پنجاب لاہور کی چھٹی نمبری XV/Mech/9۔7۔911 مورخہ 2014۔08۔12 کے تحت گورنمنٹ آف پنجاب، ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ، لاہور کو بھیجے گئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس مد میں ابھی تک کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد میں کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈز کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

843: باؤ اختر علی: کیا وزیر امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا ضلع حافظ آباد میں کھیلوں کے فروغ کے لئے سال12۔2011کے دوران کوئی فنڈز فراہم کیا گیا تو کس کس مد میں خرچ ہوا، سال وار تفصیل بیان کریں؟

وزیر تعلیم، امور نوجواناں و کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں، ضلع حافظ آباد میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے 1800000 روپے برائے سال12-2011 مختص کئے گئے۔ اخراجات تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

فنڈز کی تفصیلات	اخراجات
اخراجات 2011-07-1تا2011-12-31ٹی اے، ڈی اے تائیکوانڈو کھلاڑی، جو جنسو حافظ آباد ٹیم کی پنجاب میں شمولیت سامان کرکٹ، انڈر15 سال ٹیبل ٹینس ٹیم	29062/-
2012-1-1 تا 2012-06-30اخراجات چیف منسٹر سپورٹس فیسٹیول 2012انعامات کیش پرائز ٹرافیاں، ٹریک سوٹ، ٹی اے، ڈی اے برائے انٹر ڈسٹرکٹ سکولز، کالجز، گرلز اینڈ بوائز اور جنرل پبلک سپورٹس مقابلہ جات، انٹر تحصیل مقابلہ جات انتظامی امور اخراجات، کھیلوں کا سامان ریفریشمنٹ ٹینٹ سروس، بینرز، فیلکس اور دیگر اخراجات	1577567/-
سٹیڈیم کے لئے سامان بحکم جناب ڈی سی او خریدا گیا۔ الیکٹرک گراس کٹنگ مشین، الیکٹرک وائر، دستی گراس کٹنگ مشین02، مالی اور بیلدار کے متعلقہ سامان (فوارے، بالٹیاں، کسی، کدال وغیرہ	139550/-
ڈی سی او کپ ٹورنامنٹ اور بیڈمنٹن ٹورنامنٹ	50693/-
کل اخراجات	1796872/-

ڈی اے پی کھاد کی قیمتوں سے متعلقہ تفصیلات

687: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں موجود ایکسپورٹرز نے ڈی اے پی کھاد کی قیمتوں میں 250/- روپے فی بوری کا اضافہ کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں ڈی اے پی کھاد کی ایک لاکھ 40ہزار ٹن ذخائر کی کمی واقع ہو رہی ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ کھلی منڈی میں ایکسپورٹرز بلاجواز کمی کا بہانہ بناکر۔/250روپے فی بوری اضافہ کے ساتھ فروخت کر رہے ہیں اور نرخ۔/3550کی بجائے۔/3800روپے مقرر کر دیا گیاہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیاحکومت کسانوں کو جلد سے جلد ریلیف دینے کے لئے ڈی اے پی کھاد کی قیمتوں میں فوری کمی کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈی اے پی کھاد کی قیمت میں حالیہ یکمشت۔/250روپے فی بوری اضافے کی خبر درست نہ ہے بلکہ یہ اضافہ صرف50 روپے سے100روپے تک ہے۔

(ب) نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سنٹرNFDC اسلام آباد کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق خریف2015 کے آغاز میں ڈی اے پی کے ایک لاکھ 53ہزار ٹن ذخائر موجود تھے جو ملکی ضرورت سے ایک لاکھ ٹن زیادہ ہیں لہٰذاDAP کھاد کے ذخائر میں کوئی کمی نہ ہے۔

(ج) ڈی اے پی کھاد کی فراہمی کا زیادہ تر انحصار درآمدات پر ہے لہٰذااس کی قیمت میں بین الاقوامی منڈی کے اتار چڑھاؤ کے اثرات ناگزیر ہیں۔ فوجی فرٹیلائزر کمپنی۔/3766روپے،اینگرو فرٹیلائزر۔/3760روپے جبکہ دیگر کمپنیاں۔/3680روپے فی بوری کے حساب سے کسان کوDAP فروخت کر رہی ہیں۔

(د) کھادوں کی قیمتوں کو مناسب سطح پر رکھنے کے لئے ضلع میں موجود ڈی سی او صاحبان کی زیر نگرانی محکمہ زراعت کے ڈپٹی کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر فرٹیلائزرز کام کر رہے ہیں جو کہ ضلع بھر میں کھادوں کے سٹاک کی مانیٹرنگ کرتے ہیں اور ذخیرہ اندوزی/ملاوٹ/مہنگی کھادیں بیچنے والے ڈیلروں کے خلاف قانونی کارروائی کر کے کھادوں کی بروقت دستیابی کو یقینی بناتے ہیں۔

ڈسکہ سٹی میں پختہ کھالہ جات بنوانے سے متعلقہ تفصیلات

693: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پختہ کھال بنوانے کا کیاطریق کار ہے اور کم از کم کتنے رقبہ پر پختہ کھال تعمیر کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا محکمہ زراعت از خود بھی گاؤں گاؤں جا کر زمینداروں کو مطلع کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب کی سکیم برائے پختہ کھالہ جات شروع ہو چکی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ زمیندار /کاشتکار فائدہ اٹھا سکیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) کھال کی کل لمبائی کا 30 فیصد حصہ پختہ کیا جاتا ہے۔ کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کا طریق کار اس طرح سے ہے۔

- مختلف فصلات کے اہم مراحل پر فارمر ڈے منائے جاتے ہیں اور کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔
- شعبہ اصلاح آبپاشی کا عملہ زیر اصلاح کھال پر ایک انجمن اصلاح آبپاشاں تشکیل دیتا ہے جو کھال کے حصہ داروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جسے اصلاح آبپاشی اور**انجمن** آبپاشاں آرڈیننس /ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔
- **انجمن** آبپاشاں متعلقہ آفیسر (اصلاح آبپاشی) سے ایک تحریری معاہدہ کرتی ہے جس میں محکمہ اور کاشتکاروں کے مابین فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین درج ہوتا ہے۔ اس میں رقوم کی ادائیگی سمیت دیگر امور کی تفصیل درج ہوتی ہے۔
- اصلاح آبپاشی کا عملہ **انجمن** آبپاشاں کے تعاون سے متعلقہ کھال کا سروے مکمل کر کے تعمیری لاگت کا تخمینہ تیار کرتا ہے جس کی مشاورتی ادارہ، جو کہ اس وقت نیسپاک(NESPAK) ہے، تصدیق کرتا ہے جبکہ اس کی فنی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے۔
- انجمن آبپاشاں سرکاری کھال کے پختہ کئے جانے والے حصہ کو چھوڑ کر بقیہ کھال کو گرا دیتی ہے اور کھال کے کناروں سے جملہ جھاڑیاں، سرکنڈہ اور جڑی بوٹیاں صاف کر کے اسے محکمانہ معیار اور تصریحات کے مطابق از سر نو دوبارہ تعمیر کرتی ہے اور پختہ کھال کے لئے بیڈ تیار کرتی ہے۔
- کچے کھال کی محکمانہ معیار کے مطابق اصلاح کے بعد اس میں منظور شدہ جگہوں پر پختہ نکے نصب کئے جاتے ہیں اور پلیاں تعمیر کی جاتی ہیں۔
- کھال کو منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق منتخب جگہوں سے پختہ تعمیر کیا جاتا ہے۔ اصلاح آبپاشی کا عملہ کھال کی تعمیر کے لئے فنی معاونت فراہم کرتا ہے اور کام کے فنی معیار کو قائم رکھنے کے لئے کھال کا معائنہ کرتا رہتا ہے۔ کھال کے معیار اور تصریحات کے مطابق تکمیل کی تصدیق مشاورتی ادارے کے بعد ضلعی افسر (اصلاح آبپاشی) کی رپورٹ کے بعد ہی مصدقہ تسلیم کی جاتی ہے۔

- کھال کی پختگی کے لئے مطلوبہ رقم **انجمن** اصلاح آبپاشاں کے نامزد نمائندگان کے مشترکہ اکاؤنٹ میں تین اقساط میں مندرجہ بالا شرائط پوری کرنے اور ہر مرحلے پر نیسپاک انجینئر کی تصدیق کے بعد جاری کی جاتی ہے۔
- تمام تعمیراتی سامان کی خریداری **انجمن** اصلاح آبپاشاں خود کرتی ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آبپاشی کا عملہ گاؤں گاؤں جاکر حکومت پنجاب کی طرف سے زمینداروں / کاشتکاروں کو دی جانے والی سہولیات / منصوبہ جات کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں۔مزید برآں اخبارات میں منصوبہ جات کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ زمیندار / کاشتکار فائدہ اٹھا سکیں۔

تحصیل ڈسکہ میں پختہ کھالہ جات سے متعلقہ تفصیلات

694: **جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حلقہ پی پی۔130 تحصیل ڈسکہ میں سال 14۔2013 میں کتنے کھالہ جات کہاں کہاں پختہ کئے گئے،ان کی تفصیلات دی جائیں؟

(ب) یہ بھی بتایا جائے کہ ہر گاؤں میں مذکورہ عرصہ کے دوران، کتنے کتنے پختہ کھالہ جات تعمیر کئے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ حلقہ میں سال 14۔2013 میں کل 6 کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں۔ تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	کھال نمبر	موضع	خرچ (روپوں میں)
1	6972۔R	جادہ	10لاکھ29ہزار430
2	5350۔R	گوئندکے	2لاکھ55ہزار736
3	11۔TW	راجہ گھمان	2لاکھ50ہزار
4	1154۔TW	بوبکانوالہ	2لاکھ50ہزار
5	272/TW	گوجرہ	2لاکھ50ہزار
6	366/TW	گوجرہ	2لاکھ50ہزار

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخلہ جات سے متعلقہ تفصیلات

715:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں سال15۔2014 میں بی ایس اور ایم ایس سی فزکس، کیمسٹری، باٹنی، زوالوجی اور میتھ میں کتنے طلباء کو داخلہ دیا گیا، سبجیکٹ وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ہر مضمون کے لئے کتنے سیکشن بنائے گئے ہیں اور سیکشن میں طلباء کی تعداد کیا ہے اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) کیایونیورسٹیز میں ایک مضمون میں داخلہ کرنے کے لئے طلباء کی تعداد کی کوئی حد مقرر ہے اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

(د) کیاہائرایجوکیشن میں سٹوڈنٹس ٹیچر کے تناسب کے لئے کوئی یارڈسٹک مقرر ہے اگر ہے تو وہ کیا ہے اس کا تناسب کیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ پوسٹ گریجویشن کلاسز کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کا ضروری نہیں تو ترجیحاً پی ایچ ڈی کی ڈگری کا حامل ہونا ضروری ہے کیا زرعی یونیورسٹی میں اس اہم ضرورت کا خیال رکھا گیا ہے؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں سال15۔2014 میں ایم ایس سی فزکس، کیمسٹری، باٹنی، زوالوجی اور میتھ میں درج ذیل تفصیلات کے مطابق داخلہ دیا گیا:

مضمون	مارننگ پروگرام	ایوننگ پروگرام	ہفتہ وار پروگرام
فزکس	56	368	
کیمسٹری	61	409	
باٹنی	75	147	
زوالوجی	58	414	
میتھ			234

(ب) جہاں تک ہر مضمون کے لئے سیکشن بنانے کا تعلق ہے یہ متعلقہ محکمہ کے کلاس رومز پر منحصر ہے جیسا کہ لیکچر تھیٹر جس میں سیٹوں کی تعداد 100 سے300 تک ہوتی ہے بڑے کلاس

روم میں80 سے100 تک سٹوڈنٹ اور درمیانے کلاس روم میں50 تک سٹوڈنٹ کی گنجائش ہوتی ہے۔

ایم ایس سی فزکس، کیمسٹری، باٹنی، زوالوجی اور ایم ایس سی میتھ کے مضامین میں بنائے گئے سیکشن اور طلباء کی تعداد درج ذیل ہے:

ایم ایس سی	وقت	سیکشن کی تعداد	طلباء کی تعداد	کل تعداد
فزکس	صبح	1	56	424
	شام	4	87+96+95+90	
کیمسٹری	صبح	2	30+31	470
	شام	3	136+137+136	
باٹنی	صبح	1	75	222
	شام	1	147	
زوالوجی	صبح	2	26+32	472
	شام	6		
میتھ	ہفتہ وار پروگرام	3	76+90+77+58+58+55	234

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یونیورسٹی کے پاس لارج لیکچر تھیٹرز ہیں جن میں100 سے300 سیٹوں تک کی گنجائش موجود ہے۔ بڑی کلاسیں ان لارج لیکچر تھیٹرز میں audio visual aid کے ساتھ لگائی جاتی ہیں۔

(ج) زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد کے معاملات زرعی یونیورسٹی ایکٹ1973 کے مطابق چلائے جاتے ہیں ایکٹ مذکورہ کی شق نمبر(c)27 مطابق طلباء کے ایڈمشن کے متعلقہ معاملات طے کرنے کی مجاز اتھارٹی اکیڈمک کونسل ہے زرعی یونیورسٹی اکیڈمک کونسل ہر سال یونیورسٹی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف مضامین میں طلباء کے داخلے کی حد مقرر کرتی ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں15-2014 میں جو داخلہ جات ہوئے ان سب کو اکیڈمک کونسل کی منظوری حاصل ہے۔

(د) ہائر ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی کے لئے سٹوڈنٹس ٹیچر یا رڈ سٹک مقرر کی ہوئی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

ایک فل ٹائم فیکلٹی ممبر زیادہ سے زیادہ پانچ یا مخصوص حالات میں آٹھ طلباء کو سپروائز کر سکتا ہے تاہم ایم ایس سی (سولہ سالہ سکولنگ) ڈگری کے طلباء کے لئے کوئی یارڈ سٹک مقرر نہیں۔

(ہ) پوسٹ گریجویٹ کلاسز کو پڑھانے کے لئے ایم فل اور پی ایچ ڈی کوالیفکیشن کے حامل اساتذہ کا ہونا ضروری ہے ۔زرعی یونیورسٹی میں اس اہم ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے اور ایم فل اساتذہ کے ساتھ پی ایچ ڈی اساتذہ ہی پوسٹ گریجویٹ کورسز پڑھاتے ہیں۔

صوبہ بھر میں زرعی انسٹیٹیوٹ کی ضلع وار تفصیلات

835: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے زرعی انسٹیٹیوٹ ہیں اور کن کن اضلاع میں پائے جاتے ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں موجود زرعی انسٹیٹیوٹ نے سال12-2011 اور13۔2012 اور 14۔2013 کے دوران کون کون سی نئی اقسام دریافت کیں۔ان کے نام اور فوائد کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال14۔2013 کے دوران صوبہ پنجاب میں موجود زرعی انسٹیٹیوٹ کو کل کتنا بجٹ دیا گیا، نیز یہ بجٹ کہاں کہاں پر استعمال ہوا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) صوبہ پنجاب میں موجود زرعی انسٹیٹیوٹ کو سال2010 اور 2014 کے دوران کل کتنا بجٹ دیا گیا۔ سال وار بجٹ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ پنجاب میں ریسرچ ونگ، محکمہ زراعت کے زیر انتظام مندرجہ ذیل زرعی انسٹیٹیوٹ کام کر رہے ہیں۔

نمبر شمار	ادارہ کا نام	اضلاع
1	کپاس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
2	گندم تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
3	دھان تحقیقاتی ادارہ، کالا شاہ کاکو	شیخوپورہ
4	کماد تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
5	زرعی بائیوٹیکنالوجی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
6	ایگرونومک تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
7	ایرڈزون تحقیقاتی ادارہ، بھکر	بھکر
8	بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال	چکوال
9	سٹرس (Citrus) تحقیقاتی ادارہ، سرگودھا	سرگودھا
10	حشریات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
11	چارہ جات تحقیقاتی ادارہ، سرگودھا	سرگودھا

12	اثمار تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
13	انسٹیٹیوٹ آف سائل کیمسٹری اینڈانوائرمینٹل سائنسز، فیصل آباد	فیصل آباد
14	مکئی اور باجرہ تحقیقاتی ادارہ، ساہیوال	ساہیوال
15	مینگو تحقیقاتی ادارہ، ملتان	ملتان
16	روغن دار اجناس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
17	تحفظ نباتات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
18	بعد از برداشت تحقیقاتی سنٹر، فیصل آباد	فیصل آباد
19	آلو تحقیقاتی ادارہ، ساہیوال	ساہیوال
20	دالیں تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد
21	سوائل فرٹیلیٹی سروے اینڈ سوائل ٹیسٹنگ انسٹیٹیوٹ، لاہور	لاہور
22	علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور	بہاولپور
23	تحفظ آب واراضی تحقیقاتی ادارہ، چکوال	چکوال
24	شور زدہ اراضیات تحقیقاتی ادارہ، پنڈی بھٹیاں	حافظ آباد
25	سبزیات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	فیصل آباد

زرعی یونیورسٹی سے متعلقہ

زرعی یونیورسٹی کا مین کیمپس فیصل آباد شہر اور دو عدد سب کیمپس ٹوبہ ٹیک سنگھ اور بورے والا ضلع وہاڑی میں واقع ہیں۔اس کے علاوہ بہاؤالدین ذکریایونیورسٹی ملتان، محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان،بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان اور اس کا سب کیمپس لیہ، سرگودھا یونیورسٹی،سرگودھا ،پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچری یونیورسٹی راولپنڈی اور اسکا سب کیمپس خوشاب، سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ملتان اور کاٹن ریسرچ اسٹیشن بہاولپور بھی زرعی انسٹیٹیوٹ ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں زرعی انسٹیٹیوٹ نے سال12۔2011تا14۔2013 میں جو نئی اقسام دریافت کی ہیں ان کا خلاصہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زرعی یونیورسٹی سے متعلقہ

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں سال12۔2011اور13۔2012اور14۔2013کے دوران درج ذیل نئی اقسام دریافت کی گئی:

1۔ یو اے ایف۔(زیادہ پیداواری صلاحیت کا آئل سیڈ) پیلی سرسوں ورائٹی۔

یہ قسم یونیورسٹی کے شعبہ پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینٹکس نے ایجاد کی ہے اور 40 من فی ایکڑ پیداوار کی حامل ہے جو 100 سے 120 دن میں تیار ہو جاتی ہے۔

2۔ آموں کی زیادہ پیداواری خصوصیت کے پودوں کی شناخت ۔تفصیل(ملحقہ نمبر ا)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ گندم کی درج ذیل اقسام جو فارمز فیلڈ لیول تجربات کے لئے منظور ہو چکی ہیں:

(الف) 9459 گندم کی یہ قسم بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہے اس کا پودا درمیانے / لمبے قد کا ہوتا ہے۔ فصل 125 دن میں تیار ہو جاتی ہے۔ نارمل اور لیٹ دونوں سیزن کے لئے موزوں ہے جبکہ اس کی پیداوار 5500 کلو گرام فی ہیکٹر تک ہے۔ یہ ورائٹی قومی سطح پر تجربے کے لئے منظور ہو چکی ہے۔

(ب) 9493 گندم کی یہ قسم بھی بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہے۔ پودا درمیانے / لمبے قد کا ہوتا ہے اور فصل 130 دن میں تیار ہو جاتی ہے اور اچھی مقدار میں پیداواری صلاحیت کی حامل ہے۔اس کی فی ہیکٹر پیداوار 6000 کلو گرام تک ہے۔ یہ قسم علاقائی سطح پر تجربات کے لئے منظور ہو چکی ہے۔

(ج) 301 گندم کی یہ قسم بھی بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہے اس کا پودا درمیانے / لمبے قد کا ہوتا ہے اور فصل 130 دن میں تیار ہو جاتی ہے۔ اس کے دانے کا وزن 58 گرام تک ہو سکتا ہے اور پیداوار 8150 کلو گرام فی ہیکٹر تک ہے۔ یہ ورائٹی بھی علاقائی سطح پر تجربات کے لئے منظور ہو چکی ہے۔

(چ) 320 گندم کی یہ قسم کم پیداواری خرچ اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہے اور کم دیکھ بھال پر بھی اچھی پیداواری صلاحیت رکھتی ہے۔اس کے ایک دانے کا وزن 46 گرام تک ہوتا ہے۔اس کی فی ہیکٹر پیداوار 8000 کلو گرام تک ہے۔

3۔ کپاس۔PB899 کپاس کی یہ قسم تحقیقاتی اداروں اور کسانوں کی سطح پر تجربات کے آخری مراحل میں ہے۔

4۔ بھینڈی کی اقسام بھینڈی PB-18، بھینڈی PB22، بھینڈی PB-24 یہ اقسام زرعی تجربات کے مختلف مراحل میں ہیں۔اور یہ ییلو وین موزیک وائرس کے خلاف قوت مدافعت کی حامل ہیں۔

(ج) سال 14۔2013 کے دوران زرعی تحقیقاتی ادارہ جات کو کل ایک ارب 67 کروڑ 23 لاکھ 27 ہزار 875 روپے کا بجٹ دیا گیا جبکہ ایک ارب 61 کروڑ 94 لاکھ 73 ہزار 183 روپے کا بجٹ خرچ ہوا۔بجٹ اور خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

بجٹ برائے سال14۔2013

بجٹ تنخواہ(روپے)	بجٹ آپریشنل(روپے)	کل بجٹ(روپے)
1426872800	245455075	1672327875

خرچہ برائے سال14۔2013

بجٹ تنخواہ(روپے)	بجٹ آپریشنل(روپے)	کل بجٹ(روپے)
1386232857	233240326	1619473183

سال14۔2013 کے دوران زرعی تحقیقاتی ادارہ جات کے خرچہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ادارہ کا نام	خرچہ تنخواہ(روپے)	خرچہ آپریشنل(روپے)	کل خرچہ(روپے)
1	کپاس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	94895458	18464708	113360166
2	گندم تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	48683739	1650829	50334568
3	دھان تحقیقاتی ادارہ، کالا شاہ کاکو	45248717	12291833	57540550
4	کماد تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	53338293	8059333	61397626
5	زرعی بائیوٹیکنالوجی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	35338976	7552149	42891125
6	ایگرونومک تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	99991421	34717841	134709262
7	ایرڈزون تحقیقاتی ادارہ، بھکر	17727050	3758456	21485506
8	بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال	85147609	10021342	95168951
9	سٹرس(Citrus) تحقیقاتی ادارہ، سرگودھا	32493015	5577271	38070286
10	حشریات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	57379688	6164275	63543963
11	چارہ جات تحقیقاتی ادارہ، سرگودھا	83895399	12967945	96863344
12	اثمار تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	65824065	13014067	78838132
13	انسیٹیٹوٹ آف سوائل کیمسٹری اینڈ انوائرمینٹل سائنسز، فیصل آباد	67657480	12807446	80464926
14	مکئی اور باجرہ تحقیقاتی ادارہ، ساہیوال	62021581	8696007	70717588
15	مینگو تحقیقاتی ادارہ، ملتان	7724858	692640	8417498
16	روغن دار اجناس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	57581973	7387846	64969819
17	تحفظ نباتات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	57801908	8838374	66640282
18	بعد از برداشت تحقیقاتی سنٹر، فیصل آباد	36212680	6193763	42406443

19	آلو تحقیقاتی ادارہ، ساہیوال	12265822	3119552	15385374
20	دالیں تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	41943370	3371390	45314760
21	سوائل فرٹیلیٹی سروے اینڈ سوائل ٹیسٹنگ انسٹیٹیوٹ، لاہور	170827211	24067607	194894818
22	علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور	45383628	6404543	51788171
23	تحفظ آب وارا ضی تحقیقاتی ادارہ، چکوال	30464803	3044128	33508931
24	شور زدہ اراضیات تحقیقاتی ادارہ، پنڈی بھٹیاں	28238833	8493148	36731981
25	سبزیات تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	48145280	5883833	54029113

زرعی یونیورسٹی سے متعلقہ

یو اے ایف سب کیمپس بورے والا (وہاڑی) کی تعمیر کے لئے سال 14۔2013 کے دوران 100,220,000 روپے دیئے گئے جن میں سے 97,662,552 روپے خرچ ہو گئے۔

(و) زرعی تحقیقاتی ادارہ جات کو 2010 تا 2014 تک دیئے گئے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	بجٹ تنخواہ (روپے)	بجٹ آپریشنل (روپے)	کل بجٹ (روپے)
2010۔11	977653460	112770400	1090423860
2011۔12	1135759100	141662900	1277422000
2012۔13	1361117800	173455200	1534573000
2013۔14	1426872800	245455075	1672327875

زرعی یونیورسٹی سے متعلقہ

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو سال 2010 تا 2014 کے دوران درج ذیل بجٹ دیا گیا جس کی تفصیل ملحقہ نمبر 2 میں دی گئی ہے۔

- ترقیاتی مد میں دیئے گئے 249,944,000 روپے
- خرچ 247,362,895 روپے
- غیر ترقیاتی مد میں دیئے گئے 128,350,00 روپے
- خرچ 124,131,701 روپے

بہاولنگر: مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کی آمدن واخراجات سے متعلقہ تفصیلات

974: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کی آمدن اور اخراجات سال 14۔2013 اور 15۔2014 کی تفصیلات سے آگاہ کریں؟

(ب) مارکیٹ کمیٹی نے ان دو سالوں میں کتنی رقم کس کس منصوبے پر خرچ کی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں پر اور کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کی سال14۔2013 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے۔

آمدن14۔2013

لائسنس فیس	10لاکھ51ہزار933روپے
مارکیٹ فیس	25لاکھ54ہزار444روپے
کرایہ	ایک لاکھ72ہزار863روپے
ریٹ لسٹ	ایک لاکھ62ہزار روپے
متفرق آمدن	16لاکھ87ہزار743روپے
میزان	56لاکھ29ہزار16روپے

اخراجات14۔2013

تنخواہ	22لاکھ98ہزار733روپے
ٹی اے	ایک لاکھ39ہزار733روپے
پنشن	8لاکھ41ہزار52روپے
سٹیبلشمنٹ	14لاکھ94ہزار372روپے
ترقیاتی کام	2لاکھ74ہزار434روپے
متفرق	2لاکھ24ہزار40روپے
سہولیات	4لاکھ1ہزار600روپے
ٹیکس	20ہزار16روپے
میزان	56لاکھ48ہزار280روپے

مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کی سال15۔2014 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے۔

آمدن15۔2014

لائسنس فیس	10لاکھ78ہزار750روپے
مارکیٹ فیس	29لاکھ15ہزار673روپے
کرایہ	20لاکھ92ہزار259روپے
ریٹ لسٹ	ایک لاکھ58ہزار روپے
متفرق آمدن	17لاکھ41ہزار743روپے
میزان	61لاکھ3ہزار425روپے

اخراجات15۔2014

تنخواہ	25لاکھ30ہزار372روپے
ٹی اے	ایک لاکھ71ہزار872روپے
پنشن	8لاکھ50 ہزار55روپے
لنگیجنسی	18لاکھ43ہزار22روپے
ترقیاتی کام	48ہزار980روپے
متفرق	ایک لاکھ72ہزار120روپے
سہولیات	4لاکھ313روپے
ٹیکس	41ہزار706روپے
میزان	61لاکھ53ہزار350روپے

(ب) مارکیٹ کمیٹی نے مذکورہ دو سالوں میں جن منصوبوں پر رقم خرچ کی اس کی تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے۔

نام منصوبہ	سال	خرچ
1۔توسیع گیٹ غلہ منڈی فورٹ عباس	14۔2013	ایک لاکھ8ہزار101روپے
2۔سیوریج سسٹم غلہ منڈی لھیچی والا	14۔2013	ایک لاکھ19ہزار333روپے
3۔انتظام نکاسی آب سیوریج غلہ منڈی لھیچی والا	15۔2014	35ہزار روپے

(ج) مذکورہ سالوں میں تنخواہوں، ٹی اے /ڈی اے اور سرکاری گاڑیوں پر خرچ کی تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے۔

تنخواہ14۔2013	ٹی اے/ڈی اے14۔2013	پٹرول، موبائل، سروس وغیرہ14۔2013
22لاکھ98ہزار733	1لاکھ39ہزار733	2لاکھ24ہزار440روپے
تنخواہ15۔2014	ٹی اے/ڈی اے15۔2014	پٹرول، موبائل، سروس وغیرہ15۔2014
25لاکھ30ہزار372	1لاکھ71ہزار852	ایک لاکھ72ہزار140روپے

مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کی سڑکوں، سیوریج اور پھڑ کی تعمیر ومرمت سے متعلقہ اقدامات

976:جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس کے زیر انتظام کھچی والا، مروٹ، فورٹ عباس غلہ منڈی کی سڑکیں، سیوریج اور پھڑ مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) مذکورہ غلہ منڈیوں کی سڑکوں، سیوریج اور پھڑ کی تعمیر ومرمت کا کام آخری مرتبہ کب ہوا اور اس پر کتنے اخراجات آئے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا محکمہ مذکورہ غلہ منڈیوں کی سڑکیں، سیوریج اور پھڑ وغیرہ کی تعمیر ومرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف)

1. غلہ منڈی فورٹ عباس کی سڑکیں واقع ہی ٹوٹی ہوئی ہیں کیونکہ غلہ منڈی ہذا سال 1927 کی بنی ہوئی ہے اور غلہ منڈی کے ارد گرد اونچی سڑک بننے کی وجہ سے غلہ منڈی میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور حالیہ بارشوں کی وجہ سے ان کی حالت زیادہ خراب ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود قابل استعمال ہیں غلہ منڈی کا مین پھڑ قابل استعمال ہے۔
2. غلہ منڈی مروٹ کی سڑکیں ٹھیک ہیں اور سیوریج کا انتظام بھی بہتر ہے اور پھڑ قابل رپیئر ہے لیکن قابل استعمال بھی ہے۔
3. غلہ منڈی کھچی والا کی سڑکوں کی حالت بہتر ہے وہاں مارکیٹ کمیٹی نے مسجد ولیٹرین کے پانی کی نکاسی کا انتظام خود کیا ہوا ہے کیونکہ شہر میں ٹی ایم اے کی کوئی سیوریج لائن یا سسٹم نہ ہے۔غلہ منڈی ہذا کے پھڑ کی حالت بھی کافی بہتر ہے۔

(ب) مذکورہ غلہ منڈی کی سڑکوں، سیوریج اور پھڑ کی تعمیر ومرمت، سال اور اخراجات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نام منڈی/تعمیر/مرمت	سال	اخراجات (روپوں میں
1۔رپیئر سڑک غلہ منڈی فورٹ عباس	2003۔04	1لاکھ35ہزار199
2۔تعمیر سڑکیں غلہ منڈی مروٹ	2004۔05	4لاکھ90ہزار
3۔تعمیر سیوریج لائن غلہ منڈی مروٹ	2004۔05	2لاکھ
4۔رپیئر سڑکیں غلہ منڈی لھچی والا	2007۔08	2لاکھ1ہزار446

(ج) مارکیٹ کمیٹی فورٹ عباس غلہ منڈیوں میں مذکورہ کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔تاہم سال1996 سے مروجہ شیڈول مارکیٹ فیس سے ہونے والی آمدن سے صرف مارکیٹ کمیٹی ملازمین کی تنخواہ اور کنٹیجنسی بلوں کے اخراجات بمشکل پورا کر رہی ہے جس وجہ سے ترقیاتی کاموں کے لئے مارکیٹ کمیٹی کے پاس فنڈز دستیاب نہ ہو رہے ہیں اور اسی وجہ سے منڈیوں میں ترقیاتی کام التواء کا شکار ہیں۔

فیصل آباد ڈویژن میں محکمہ زراعت کے فارم سے متعلقہ تفصیلات

1000:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں محکمہ زراعت کے کون کون سے فارم ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں اور ہر فارم کا رقبہ کتنا ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) ان فارموں پر کس کس فصل پر ریسرچ کی جاتی ہے اور اس ریسرچ کے 2005 سے اب تک کے نتائج کیا ہیں؟

(ج) ان فارموں کی کارکردگی کون چیک کرتا ہے اور کارکردگی کا جائزہ کس طریق کار کے تحت لیا جاتا ہے؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں محکمہ زراعت 2 شعبہ جات کے کل 29فارم ہیں جن میں شعبہ ریسرچ کے 27اور شعبہ توسیع کے 2 فارم شامل ہیں۔ جائے مقام اور فارموں کے رقبہ کی تفصیل(Annexure-I)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شعبہ ریسرچ کے 27 فارموں پر مختلف فصلات جیسا کہ کپاس، گندم، کماد، سبزیات، دالیں، روغندار اجناس، چارہ جات، مکئی اور مختلف پھلوں پر ریسرچ کی جاتی ہے۔اس ریسرچ کے نتیجہ میں2005 سے اب تک مختلف فصلات کی مندرجہ ذیل اقسام دریافت کی گئیں جن کی بدولت کسانوں کی فی ایکڑپیداوار میں اضافہ ہوااور معاشی وسائل بہتر ہوئے۔

نمبر شمار	فصل کانام	اقسام کی کل تعداد
1	کپاس	05
2	گندم	08
3	کماد	05
4	دالیں	05
5	سبزیات	11
6	روغندار اجناس	05
7	چارہ جات	04
8	مکئی	01

ان اقسام کی تفصیل اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد (Annexure-II)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ توسیع کے 2 فارموں پر ریسرچ نہیں ہوتی بلکہ ان فارموں پر فصلات کی منظور شدہ اقسام کا بیج تیار کیا جاتا ہے جو کاشتکاروں کے لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) ان فارموں کی کارکردگی متعلقہ ڈائریکٹر صاحبان چیک کرتے ہیں۔وہ اپنے ماتحت عملہ کو صورتحال کے مطابق ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں۔ہر سال ان فارموں پر ڈائریکٹر جنرل ایگری(ریسرچ)کے زیر سایہ سالانہ ریسرچ پلان کی میٹنگ ہوتی جس میں تمام متعلقہ صاحبان موجود ہوتے ہیں اور اس میں پورے سال کے ریسرچ کے اہداف کا تعین کیا جاتا ہے جس کی روشنی میں ان فارموں کی ماہانہ اور سالانہ کارکردگی پر رپورٹس مرتب کی جاتی ہیں جو کہ مسلسل ڈائریکٹر جنرل ایگری(ریسرچ)کو ارسال کی جاتی ہیں جن کا ڈائریکٹر جنرل ایگری (ریسرچ)بغور مشاہدہ کرتے ہیں۔مزید برآں ڈائریکٹر جنرل ایگری(ریسرچ)ان فارموں کا وقتاً فوقتاً دورہ کرکے کارکردگی کا تقابلی جائزہ لیتے رہتے ہیں اور ضروری ہدایات متعلقہ ڈائریکٹر صاحبان کو جاری کرتے رہتے ہیں تاکہ تحقیق کے اہداف بآسانی حاصل کئے جاسکیں۔اس کے علاوہ وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت بھی ان فارموں کا دورہ کرتے ہیں اور ریسرچ کی رفتار اور تفصیلات سے آگاہ ہوتے ہیں۔

سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعلقہ تفصیلات

1001: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا قیام کس سال عمل میں آیا؟

(ب) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ قیام اور تعمیر پر اب تک کتنے اخراجات ہو چکے ہیں اور اس کا کتنے فی کام مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عملے اور سٹاف کی کتنی اسامیاں ہیں، تفصیل دیں؟

(د) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے سال16۔2015 کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ سال2015 تک سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تمام ڈسپلن میں طلباء کی کل تعداد181 ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا قیام 5۔جون2005 کو عمل میں آیا۔

(ب) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قیام اور تعمیر پر اب تک 205.170 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس کا 40 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں اس طرح سے ہیں۔

نان ٹیچنگ	=	62
ٹیچنگ	=	20
کل اسامیاں	=	82

مندرجہ بالا اسامیوں کی تفصیل ملحقہ نمبر 1 اور 2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے سال 16۔2015 کی بجٹ تفصیل اس طرح سے ہے۔

ملازمین سے متعلقہ اخراجات	=	32.481(ملین روپے)
دیگر اخراجات	=	3.967(ملین روپے)
کل اخراجات	=	36.448(ملین روپے)

(ہ) یہ درست ہے کہ سال 2015 سب کیمپس زرعی یونیورسٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تمام ڈسپلن میں طلباء کی تعداد 181 ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

1۔	بی ایس سی(آنرز)	135
2۔	بی ایس سی(آنرز)ھوم اکنامکس	09
3۔	بیچلر آف ایجوکیشن(بی ایڈ)	15
4۔	ڈپلومہ ان پولٹری سائنس	22
	کل تعداد	181

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میرا لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے مسئلہ تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے تھا تو ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نہیں آئے جس وقت وہ آتے ہیں اس کا جواب لے لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کل سے جو خون کی ہولی اس ملک میں کھیلی جا رہی ہے تو میں اس کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ کیسی جمہوری حکومت ہے کہ عوام کو ریلیف دینے کی بجائے اور اپنے لوگوں کے مسائل کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کی بجائے ان پر وحشیانہ تشدد کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی واحد سول حکومت ہے جس کے اندر 14 افراد کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں گولیوں سے بھونا گیا۔ اب پی آئی اے کے تین ملازمین کو کل گولیوں سے چھلنی کیا گیا اور درجنوں لوگ ہسپتالوں میں ہیں۔ یہ ایک انتہائی گھناؤنا فعل مرکزی حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور حکومت کو warn کرتے ہیں کہ یہ فسطائی ہتھکنڈے جو سرکاری اور پی آئی اے کے ملازمین کو دبانے کے لئے اختیار کئے جا رہے ہیں ان سے باز رہیں۔ پرویز رشید صاحب نے کل جس دھمکی آمیز لہجے میں بات کی تھی کل انہوں نے اپنی دھمکی پر عمل کر کے دکھا دیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم کچل دیں گے، ہم دیکھ لیں گے اور ہم مزہ چکھا دیں گے یہ وہ لب و لہجہ تھا جس کے نتیجے میں کل دو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ ہم اس پر پورے معزز ایوان کی طرف سے احتجاج کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ہمیں اجازت دیں ہم قرارداد لانا چاہتے ہیں اور آپ rules suspend کر کے take up کر لیں۔ ہم اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں اور پی آئی اے کے ملازمین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہوش کے ناخن لے۔ وہ اس ملک کے اندر فرعون بن کر حکومت نہ چلائیں۔ اگر جمہوری طریقے سے لوگوں نے انہیں ووٹ دیا ہے تو جمہوری طور طریقے استعمال کریں اور افہام و تفہیم سے پی آئی اے ملازمین کے مسائل کو حل کرتے ہوئے اس کا کوئی راستہ نکالیں۔ اس پر میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے احتجاج کرتا ہوں اور احتجاجاً ہم ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں اور ہم یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے بھی یہ کارروائی کی ہے، ان افراد کو مارا ہے، شہید کیا ہے فوری طور پر ان کے خلاف انکوائری کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب میرے خیال میں وزیر قانون آ جائیں ان سے اس بات کا جواب لے لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران
"غنڈہ گردی نہیں چلے گی" "لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی"
کے نعرے لگاتے ہوئے ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ رانا صاحب! آ کر اس کا جواب دے دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، دو منٹ رُک جائیں میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ اپنی یک طرفہ بات کر کے چلے گئے ہیں، میاں محمود الرشید ایک پکچر دکھا کر باہر تشریف لے گئے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں ہر چیز پر سیاست کی جاتی ہے وہ ادارے ہیں، وہ کیا چیز ہے اور جس قسم کے الفاظ کا میاں محمود الرشید نے استعمال کیا ہے۔ پہلے تو میں خود on record موجود ہوں کہ پرویز رشید صاحب نے کچل دیں گے یہ کر دیں گے کا کوئی ایسا لفظ تک استعمال نہیں کیا۔ انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ جو ہڑتالی ملازمین ہیں ان کے پر کاٹ دیں گے وہ بھی محاورتاً استعمال کیا تھا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو کھیل، کھیل رہے ہیں اب تو خود ہی ساری بات سامنے آ چکی ہے کہ ہجوم کے اندر سے گولی چلائی گئی ہے اور اس وقت پیپلز پارٹی یا باقی جماعتیں جو ہیں وہ بھی ریخبرز کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ریخبرز کو طلب کرنے کا matter ریکارڈ پر موجود ہے۔ صوبائی حکومت نے ان کو لکھا کہ ریخبرز کو ہم طلب کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بعد یہ جو حرکت کی جا رہی ہے، سیاست کی جا رہی ہے حالانکہ خود پی ٹی آئی کے اپنے منشور میں لکھا ہوا ہے کہ ہم پی آئی اے اور دیگر ایسے اداروں کو privatize کریں گے۔ جب ہم privatize کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ ہڑتالی لوگوں کو کندھا فراہم کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ گلناز شہزادی مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

ڈاکٹر وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔ رپورٹیں پیش ہونے دیں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2016 اور مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ گلناز شہزادی: شکریہ جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2016. (Bill No. 8 of 2016) and
2. The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016. (Bill No. 11 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں اب جناب شوکت علی لا لیکا مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون فوڈ پلان ریگولیشن پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Punjab Food Plan Regulation Bill 2015 (Bill No. 50 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و توانائی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Punjab Food Plan Regulation Bill 2015 (Bill No. 50 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و توانائی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Punjab Food Plan Regulation Bill 2015 (Bill No. 50 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و توانائی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظوری ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وزیر زراعت تشریف فرما ہیں۔ آج محکمہ زراعت سے متعلق سوالات و جوابات تھے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل آلو کی فصل کا معاملہ چل رہا ہے اس پر کوئی سوال آیا اور نہ ہی کوئی جواب آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سلسلے میں سوال دے دیں۔

آلو کی فصل کو باہر کی منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے پالیسی تشکیل دینے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے اسی آلو کی فصل کے لئے سوال دیا ہوا ہے لیکن چھ مہینے ہو گئے ہیں میری تو باری ابھی نہیں آ رہی۔ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ آلو کی بوری 400 روپے میں بکی ہے جبکہ ایک بوری تیار کرنے پر ایک ہزار روپے کاشتکاروں کا خرچ ہو رہا ہے یعنی فی بوری 600 روپے ان کو نقصان ہو رہا ہے۔ اب کاشتکار ماتھا پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس کا کوئی حل نہیں نکالا جا رہا۔ میں بارہا یہ گزارش کر چکا ہوں کہ جیسے ہماری دوسری فصلوں کی کچھ نہ کچھ پالیسی بنائی جاتی ہے اس طرح سے آلو کی فصل کو تحفظ دینے کے لئے اس کی بھی کوئی ترتیب بنائی جائے۔ زمینداروں کو بتایا جائے کہ اتنا آلو کاشت کیا جائے اور باہر کی منڈیوں میں اس کو فروخت کرنے کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ کم از کم ان کے اوپر استعمال ہونے والی اشیاء جیسے ادویات، بیج وغیرہ کو سستا کیا جائے، بجلی کو بھی سستا کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر پہلے ہی تفصیل کے ساتھ بات ہو گئی ہے بجلی پر بھی بات ہو گئی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! کاشتکاروں نے کروڑوں روپے ادھار پکڑے ہوئے ہیں اب وہ لوگ کہاں جائیں گے خدارا ان کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات بالکل درست ہے کہ اس دفعہ آلو کی فصل جو آئی ہے بڑی اچھی پیداوار ہوئی ہے بلکہ almost bumper crop ہے اور کسان کو اس کا صحیح معاوضہ نہیں مل رہا۔ اس میں پنجاب اور پاکستان گورنمنٹ کا جو کرنے کا کام ہے ہم نے potato export پر جتنی ڈیوٹی تھی وہ پچھلے سال سے ساری اس کے لئے بھی remove کر دی ہے، نہ صرف اس سال کے لئے بلکہ جو سال گزر چکا ہے اس کے لئے بھی remove کر دی ہے۔ اب کوئی بھی exporter جو آلو لے کر جانا چاہے اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ میں خود ذاتی طور پر کراچی کے جتنے بھی exporters

ہیں ان سے رابطے میں ہوں۔15۔فروری کے بعد آلو کی export pick ہو گی۔ایک اور بات جو تسلی و شکر کی بات ہے کہ پاکستانی آلو ساری دنیا میں پسند کیا جاتا ہے اور کسی بھی ملک میں پاکستانی آلو پر پابندی بھی نہیں ہے۔جیسے انڈین آلو پر پابندی لگتی رہی ہے یا کسی اور ملک کے آلو پر پابندی لگتی رہی ہے لیکن پاکستانی آلو پر دنیا کے کسی بھی ملک میں کوئی پابندی نہیں ہے۔اس وقت بھی ہمارا آلو سری لنکا، ملائشیا، روس کی states میں جاتا ہے اور اب بھی جا رہا ہے۔حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن نے اس وقت بائیکاٹ کیا ہوا ہے میں بھی اس کا حصہ ہوں لیکن چونکہ یہاں پر آلو پر بات شروع ہو گئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بائیکاٹ کے بعد بات کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں صرف دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد پھر بائیکاٹ کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں اس کے بعد بتاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ہی بتا دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ یہ جو ہمارے ادارے برباد ہوتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے کہ یک دم ہو گئے ہیں،اس کا پیچھے سے تسلسل ہے۔یہ ایک دوسرے کی غلط کاریوں کی پشت پناہی کرتے ہیں،یہ جو overstaffing ہے یہ ہر سیاسی دور کے اندر ہوتی رہی ہے۔پچھلے دور کے اندر بھی چھ ہزار اسسٹنٹ بھرتی ہوئے اور ایک اسسٹنٹ کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے کی رشوت وصول کی گئی۔اس وقت جمہوریت کے نام پر تو آپ لوگ کندھا دیتے رہے اور اسی طرح سے جو profitable routes ہیں ان پر نجی ائرلائنز کو operate کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔اب یہ سارا کھیل اس لئے کھیلا جا رہا ہے کہ آئی ایم ایف کی direction ہے کہ اس کو privatize کرو۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پر بیٹھ کر اور سب stakeholders کو بٹھا کر dialogues کے ذریعے سے معاملات کو طے کر لیں ورنہ اس طرح سے جو ملک کے حالات بنیں گے یہ جمہوریت کے نظام کو لپیٹنے کی طرف جا سکتے ہیں۔اس پر ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

ڈاکٹر صاحب! اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ جی، ملک جاوید صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! ہمارے ضلع خوشاب کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ وہاں پر سیم کو ختم کرنے کے لئے 65 ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوان صاحب! زراعت کے مسئلے پر کافی دوستوں نے بات کی ہے اور اس پر مزید بحث کرنا چاہتے ہیں، اب ہم ایک دن بحث کے لئے مختص کروا دیتے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! یہ الگ معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں فرمائیں!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ سیم کو ختم کرنے کے لئے 65 ٹیوب ویل لگائے گئے تھے جس کی وجہ سے سینکڑوں ایکڑ زمین۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری وزیر موصوف جناب شیر علی خان اور جناب محمد آصف ملک سے گزارش ہے کہ وہ جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لائیں۔ ملک جاوید صاحب اب آپ فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز وزراء جناب شیر علی خان اور جناب محمد آصف ملک معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! ہماری سینکڑوں ایکڑ زمین جو سیم زدہ تھی وہ اب سونا اگلتی ہے۔ ورلڈ بنک کی امداد سے ایک سکیم بنائی گئی جس میں سیم کو ختم کرنے کے لئے 65 ٹیوب ویل لگائے گئے، سینکڑوں ایکڑ زمین جو بالکل بنجر پڑی تھی اللہ کے فضل سے اب وہ سونا اگل رہی ہے لیکن ہر سال متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ان ٹیوب ویلز کے بجلی کے بل ادا نہیں کرتا جس سے واپڈا والے ان کے کنکشن کاٹ دیتے ہیں۔ اب فصل تیار ہے لیکن ان کے کنکشن کٹ چکے ہیں اور سیم کا پانی باہر نکل رہا ہے۔ وزیر زراعت بیٹھے ہیں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست ہے کہ اس پر فوراً notice لیں اور تمام ٹیوب ویلز کے کنکشن جلد لگوا کر سیم کا پانی دوبارہ نکالا جائے نہیں تو سینکڑوں ایکڑ زمین جو آباد ہوئی تھی وہ پھر بنجر ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین! چودھری صاحب میں آپ کو ان کے بعد floor دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس پر آپ کی تحریک التوائے کار بھی ہے اس کا جواب آنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل جو تحریک التوائے کار پیش کی تھی وہ purely انہی معاملات پر تھی جو اس وقت کسان کو درپیش ہیں۔ آپ issues کی افادیت اور اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی وہ آلو کے بارے میں فرما رہے تھے کہ 15 یا 20۔ فروری کے بعد ایکسپورٹر ایکسپورٹ شروع کر دے گا۔ میں یہ تلخ حقیقت ایوان میں رکھنا چاہتا ہوں اور منسٹر صاحب کو بھی اس بات کا پتا ہو گا کہ گورنمنٹ نے شوگر کی ایکسپورٹ پر 13 روپے فی کلو سبسڈی دی لیکن کسان کو آج تک ایک پیسا نہیں ملا۔ 2014 کے پیسے کین کمشنر ادا نہیں کروا سکا۔ اس وقت میرے حلقے کی ایک شوگر مل ایک ارب روپے کی نادہندہ ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر ایکسپورٹر کو پیسا ملے گا تو اس سے کسان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہاں تو چپس بنانے والوں نے بھی ایک روپیہ اپنی قیمت کم نہیں کی، پٹ تو کسان رہا ہے۔ میں بیچ میں نہیں بولنا چاہتا لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ کل میں نے جتنی تحاریک التوائے کار دی تھیں۔ وہ ساری کسانوں کے بارے میں تھیں۔ میں کسی اخبار کو نہیں کہتا لیکن آج آپ اپنی اسمبلی کی coverage دیکھ لیجئے کہ ہمارا میڈیا ہماری کیا coverage کر رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے اپنے طور پر بھی یہ بات کر چکا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ ہم انڈین امپورٹ کو نہیں روک سکے؟ اگر کسان کو آلو میں مار پڑ رہی ہے تو اس کو ٹماٹر میں فائدہ ہو جائے لیکن جہاں ہمارے کسان کا تھوڑا سا ریٹ اوپر جاتا ہے تو LC revolving کے تحت سینکڑوں ٹرک انڈیا سے آ جاتے ہیں اس لئے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم کسانوں کا دفاع نہیں کر رہے۔ میں اس پر بتانا چاہتا ہوں اور آج ثابت کر دیتا ہوں کہ اس وقت بازار میں چینی کا ریٹ سبسڈی دینے کے باوجود فی کلو سات روپے بڑھ گیا ہے لیکن کسان کو اس کا ایک پیسا تک نہیں مل رہا۔ ایسے کام کا کیا فائدہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

ایوان میں زراعت پر بحث کے لئے دو دن مقرر کرنے کا مطالبہ

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!ایگریکلچر ایک important subject ہے اوراس پر سارے دوست ہی بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے میری تجویز ہے کہ اس پر بحث کے لئے ایک دو دن مخصوص کر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:سیکرٹری صاحب!منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے اسی اجلاس میں اس پر بحث کے لئے ایک دن رکھ دیں۔

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!جب آپ اس پر بحث رکھیں تو اس کی کم از کم دو دن پہلے تمام ممبران کو اطلاع بھی ہو جائے تاکہ سارے تیار ہو کر آئیں اور یہ معاملہ thrash ہو جائے۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ جس دن کے لئے بھی اس پر بحث رکھیں اس دن منسٹر صاحب سے یہ ضرور کہیں کہ اس پر کوئی فیصلہ کریں۔ہمیں بتائیں کہ ہم نے کسانوں کو یہ ریلیف دیا ہے۔میں ثابت کروں گا کہ کسانوں کا کیا حال ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:انشاء اللہ دو دن پہلے بتا دیا جائے گا اور منسٹر صاحب بھی تیاری کے ساتھ آئیں گے ویسے بھی تیاری کے ساتھ آتے ہیں۔اب اس پر بہت بات ہو گئی ہے لہٰذا اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق جناب محمد عارف عباسی کی ہے لیکن ان کی request آئی ہوئی ہے کہ اس کو pending کر دیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق جناب انعام اللہ خان نیازی کی ہے اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب تشریف رکھیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 15/962 شیخ علاؤالدین کی ہے آپ اسے پیش کریں۔

میاں محمد رفیق:پچھلیاں نوں وی پوائنٹ آف آرڈر دے دتا کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب تساں ہن ای اٹھے ہو۔ میاں صاحب! اس کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم زراعت کے حوالے سے ایک دن مختص کر رہے ہیں اس دن بحث ہو گی۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! میں کسی اور مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں۔ اس پر بعد میں بات کرتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کا سرکاری ملازمتوں میں 25 فیصد کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں خواجہ سراؤں کے بارے میں بات شروع کرنے لگا ہوں ماحول ٹھیک ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک معاشرتی حقیقت جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا وہ خواجہ سرا ہیں جو ہم ہی جیسے جیتے جاگتے سمجھ دار انسان ہیں لیکن انہیں معاشرتی نفرت اور مذمت کا سامنا ہے لیکن کیا یہ خواجہ سرا خود اس کے ذمہ دار ہیں؟ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ حقائق یہ ہیں کہ ہم نے ان خواجہ سراؤں کو ان کا جائز حق دینے کی بجائے ان کو مذاق اور تفریح کا نشانہ بنائے رکھا ہے۔ حالانکہ ان کو معاشرے میں ان کا جائز حق دیا جانا بھی ایسے ہی ضروری ہے جیسے اور تمام لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ خواجہ سراؤں کا معاشی استحصال، ان کے دگرگوں حالات کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام جگہیں جہاں ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, Order in the House

محترمہ! آپ باہر جا کر گپ شپ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کی تعیناتی مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہونی چاہئے۔ مثلاً پنجاب میں تمام گائنی اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے گائنی وارڈز، تمام گرلز کالجز، یونیورسٹیز، میڈیکل کالجز میں تعیناتی، تمام ہسپتالوں میں خواتین کے سرجیکل وارڈز، میڈیکل وارڈز، خواتین کے کارڈیک وارڈز میں ان کو ترجیح دی جانی چاہئے، اگر نہ بھی دے سکیں تو کم از کم ان کو 25 فیصد حصہ دیا جائے۔ جب کسی خاتون کو سرجری کے لئے تھیٹر میں لایا جاتا ہے تو اس وقت مرد سٹاف یہ کام کرتے ہیں جن کی جگہ خواجہ

سراؤں کو چند ماہ کی ٹریننگ دینے کے بعد لگایا جا سکتا ہے لہٰذا گائنی وارڈز، بریسٹ کینسر، خواتین کی تمام بیماریوں کے وارڈز اور تمام گرلز ہاسٹلز میں خواتین کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر خواجہ سراؤں کی کم از کم 20 فیصد تعیناتی کی جائے لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور سر گنگا رام ہسپتال جس کو بنیادی طور پر خواتین کے لئے لیڈی ڈاکٹرز اور خواتین عملے کے لئے بنایا گیا تھا آج یہاں پر بھی مرد ڈاکٹرز کی تعداد بہت زیادہ ہے اور حقیقتاً فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا وہ تشخص ہی ختم ہو چکا ہے کہ یہ صرف لڑکیوں کا کالج ہے۔ خواجہ سراؤں کی تعیناتی سے بے پردگی کا عنصر بھی ختم ہو جائے گا اور اب تو ان کو ووٹ کاسٹ کرنے کا اختیار بھی مل چکا ہے پھر ان کو ان کے جائز حقوق کیوں نہ دیئے جائیں؟ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب تو سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ مجھے پتا ہے کہ کیا جواب آئے گا اور آپ کو بھی پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جواب تو ان کے پاس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ مجھے ٹائم دیتے ہیں اور برداشت بھی کرتے ہیں لیکن اب حالات یہ ہیں کہ مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الااللہ، میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم عجیب بے حس معاشرہ ہیں ہم طنز کرتے ہیں، مذاق کرتے ہیں لیکن کسی کا بھلا نہیں کرتے۔ آج ہماری اسمبلیوں میں کتنی تعداد میں اچھی خواتین جو پڑھ لکھ کر آتی ہیں موجود ہیں لیکن کیا کسی خاتون نے کسی اسمبلی میں یہ سوچا کہ لڑکیوں کے کتنے معاملات ہیں، عورتوں کی شادی بیاہ کے کتنے معاملات ہیں، گیسٹ ہاؤسز اور ریسٹ ہاؤسز میں عورتوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! مہربانی کر لیں، آپ جواب سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے خواجہ سراؤں کے بارے میں بات کی ہے، میرے ہی کچھ بھائی اس کو light لے رہے ہیں، اس کو اس طریقے سے deal کر رہے ہیں جیسے کوئی حصہ ہی نہیں لے رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی light نہیں لے رہا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اب میرے بھائی گوندل صاحب اس پر جو بات کریں گے مجھے پتا ہے کہ انہوں نے کیا کہنا ہے وہ سن لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:شیخ صاحب!ان کی بات تو سنیں۔جی،گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):شکریہ۔جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حکومت پنجاب کی طرف سے مؤقف یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے خواجہ سراؤں کو معاشرے کا ایک اہم فرد سمجھتے ہوئے ان کا جائز حق دلانے کے لئے سرکاری نوکری کے لئے ایک عام آدمی کی طرحopen merit پر تمام نشستوں پر اپنی اہلیت منوانے کا حق دیا ہے لہٰذا محکمہ صحت کے ساتھ ساتھ دیگر تمام محکمہ جات میں ایس اینڈ جی اے ڈی ریگولیشن ونگ کی طرف سے نوٹیفکیشن موصول ہو چکا ہے جس کی کاپی میرے پاس موجود ہے کہ تمام ہسپتالوں،اداروں اور میڈیکل کالجوں کو اس نوٹیفکیشن کے مطابق ہدایات جاری کی جا چکی ہیں کہ خواجہ سراؤں کو بھیopen merit پر درخواست دینے کا حق ہے۔اگر وہ اس کی اہلیت رکھتے ہیں تو میرٹ پر ان کی تقرری میں کوئی ممانعت نہ ہے لہٰذا ان کی تقرری متعلقہ محکمہ جات کی ریکروٹمنٹ کمیٹی حسب ضابطہ اپنے قواعد کے مطابق کرنے کی پابند ہے۔مزید یہ کہ ہسپتال کی گائنی وارڈ اور دیگر وارڈوں میں بھی نرسوں کے علاوہ بہت سارا خواتین عملہ کام کر رہا ہے تو وہاں پر بھی یہ اپنی اہلیت کے مطابق درخواستیں دے سکتے ہیں اور ان کیmerit پر تقرری ہونے میں کوئی امر مانع نہ ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ان کے لئے باقاعدہpercentage مختص کی جائے۔پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے جواب میں ابھی جس نوٹیفکیشن کا ذکر کیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس نوٹیفکیشن کے بعد انہوں نے کتنے خواجہ سراؤں کوappointment دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:شیخ صاحب!آپ بتادیں کہ کسی خواجہ سرا نےapply کیا ہو اور انہوں نے نوکری نہیں دی؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے بتادیں کہ اس نوٹیفکیشن کے بعد کتنے خواجہ سراؤں کو نوکریاں دی گئی ہیں؟مجھے پتا ہے کہ خواجہ سراؤں کو نوکریوں کے حوالے سےconsider نہیں کیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ محکمہ کی efforts کو appreciate تو کریں۔انہوں نے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اور خواجہ سراؤں کو نوکریوں کے لئے eligible قرار دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ بھی سمجھتے ہیں کہ کتنے نوٹیفکیشنز صرف دکھانے کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ایسا نہ کہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ایسا ہی ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 963 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

ضلع چکوال کی تحصیل چواء سیدن شاہ، کلر کہار میں سیمنٹ فیکٹریوں کی بھرمار سے انسانی صحت متاثر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع چکوال کے ایک بہت بڑے رقبہ پر آباد آبادی جو چواء سیدن شاہ، کلر کہار کے بہت بڑے علاقے پر مشتمل ہے میں بسنے والے لوگوں کے حالات جن کی تباہی صحت کی وجہ وہ تمام سیمنٹ فیکٹریاں ہیں جو کہ علاقہ کے عوام برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ صرف پانچ سال میں یہ علاقہ جو قدرتی طور پر بے پناہ حُسن رکھتا تھا اور کہون وادی کی تو ایک مثال دی جاتی تھی جو آج کھنڈرات، انسانی طمع اور لالچ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جس میں کٹاس راج مندر بھی واقع ہے جو ہندوؤں کی ہزاروں سال پہلے بھی ایک عبادت گاہ تھی اور جس کے نیچے ایک ایسا تالاب موجود ہے جس کی گہرائی کا صحیح اندازہ آج تک نہیں ہو سکا۔ یہ عظیم تالاب جس کا پانی چواء سیدن شاہ تک موجود تھا۔ ہزاروں سال سے جس کی زیر زمین پانی کی سطح ایک انچ بھی کم نہ ہوئی تھی کیونکہ قدرتی نظام کے تحت بے شمار چشموں کا پانی اس میں گرتا رہتا تھا لیکن ارباب اختیار نے ہزاروں سال سے واقع آبی ذخیرے کو پہلے تو ایک سیمنٹ پلانٹ لگا کر تباہ کر دیا۔ حقیقتاً سیمنٹ کی تیاری میں بے پناہ پانی استعمال ہوتا ہے اور اس ایک پلانٹ نے صرف پانچ سالوں میں اس علاقے کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔2006 میں جناب ایل کے ایڈوانی بھی کٹاس راج مندر آئے تھے اور اس مندر اور علاقے کی تاریخی اہمیت کا تفصیلاً ذکر کیا تھا لیکن ارباب اختیار کو کچھ احساس نہ ہو سکا بلکہ اس عظیم علاقے کی

اہمیت کی قدر اس طرح کی گئی کہ گورنمنٹ سکول کٹاس کی عمارت کے اس علاقے میں جہاں مندر کی آبی گزرگاہ تھی سکول کے لئے ٹائیلٹ ٹینک کھود دیئے گئے۔آج کہون وادی اور ارد گرد کے علاقے میں تین مزید سیمنٹ پلانٹ لگ چکے ہیں جس کی فی پلانٹ پیداوار تقریباً10ہزار ٹن یومیہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ 40ہزار ٹن یومیہ سیمنٹ یہاں بن رہا ہے۔یہ علاقہ نہ صرف پانی سے تیزی سے محروم ہو رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ چونے کا پتھر اور چکنی مٹی بھی جو سیمنٹ کا لازمی جز ہے کے استعمال کی وجہ سے زمین ہمیشہ کے لئے تیزی سے بنجر ہو رہی ہے اور ایک کھنڈر کی شکل اختیار کر رہی ہے۔قدرت نے جو جنت انسان کو بخشی تھی آج کے انسان کی ہوسِ زر نے اُس کو ختم کر دیا۔

جناب سپیکر!06-2005میں جن دنوں یہ پلانٹ لگ رہے تھے علاقے کے لوگوں نے معاملہ ہائی کورٹ میں بھی اُٹھایا تھا لیکن محکمہ تحفظ ماحول نے پلانٹ لگانے والوں کی داستان گوئی میں جو اصل میں داستان جھوٹ تھی لاپروائی کا ثبوت دیا اور سرمایہ کاروں کے اس مفروضے کو سچ مان لیا کہ وہ پانی خانپور ڈیم اور دریائے جہلم سے حاصل کریں گے اور زیرِ زمین پانی کے ذخیرے کو استعمال نہیں کریں گے لیکن یہ سب کچھ دھوکا اور سراب تھا۔ایک اور تاریخی المیہ یہ ہو رہا ہے کہ ان پلانٹوں سے سیمنٹ افغانستان اور ہندوستان بھیجا جا رہا ہے اور اس کی ترسیل میں بڑے بڑے ٹریلرز نے چکوال اور ارد گرد کی تمام سڑکوں کو تباہ کر دیا۔آج یہ انتہائی خوبصورت وادی جہاں اب چونے کا پتھر نکالنے کی وجہ سے بہت بڑے بڑے گڑھے بن چکے ہیں جو ایک ایسا ویرانہ ہے جسے دو تین منٹ سے زیادہ دیکھنا بھی کوئی پسند نہیں کرے گا۔ایوان کے معزز ممبران کو سوچنا ہو گا کہ آنے والی نسلیں ہمیں کن الفاظ سے یاد کریں گی لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کہون وادی بے پناہ قدرتی حسن میں مالا مال ہونے کے علاوہ ایک قیمتی قومی اثاثہ بھی ہے جس میں کٹاس راج مندر جو کہ ہندوؤں کی ہزاروں سال پرانی عبادت گاہ ہے موجود ہے۔اس مندر کے نیچے شیو جی ہندوؤں کے بھگوان کا تالاب بھی واقع ہے۔وادی کہون میں سیمنٹ کی فیکٹریاں لگائی گئی ہیں جو اپنے خام مال کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس علاقہ کی مرہون منت ہیں۔

جناب سپیکر!آج سے تقریباً تین سال قبل حکومت پنجاب نے اس قومی ورثے کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی اقدامات کئے اور اس کو اپنی اصلی حالت میں بحال کیا۔اس کے تالاب میں لگی

واٹر سپلائی کو ختم کیا گیااور اس کے تالاب کوdesiltکروانے کے بعد اس کو اس کی اصلی حالت میں بحال کیا گیااور کٹاس راج کی عمارت کو بھی مرمت کروایا گیا۔ حکومت پنجاب کے ان خصوصی اقدامات کو پاکستان میں موجود ہندو برادری نے بہت سراہا۔ کٹاس راج کے مندر میں عبادت بھی کی جاتی ہے۔ تحصیل چواء سیدن شاہ اور کلر کہار میں اس وقت بیسٹ وے سیمنٹ، ڈی جی خان سیمنٹ، غریب وال سیمنٹ اور پاکستان سیمنٹ کی فیکٹریاں مقامی خام مال کی وجہ سے لگی ہوئی ہیں جو کہ اس وقت اپنیپیداواری کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر!کٹاس راس مندر کو بحال کرنے کے عمل کے دوران سیمنٹ فیکٹریوں کے معاملات کا بھی جائزہ لیا گیا مگر کٹاس راج مندر کی حالت ابتر ہونے اور تالاب کے آلودہ ہونے میں ان سیمنٹ فیکٹریوں کا کوئی کردار نہیں پایا گیا۔ چونکہ اسی علاقے میں سیمنٹ بنانے کا خام مال دستیاب ہے اس لئے یہاں ہی سیمنٹ فیکٹریاں لگ سکتی ہیں۔ تاہم ان تمام سیمنٹ فیکٹریوں نے آلودگی کنٹرول کرنے کے لئے اپنے بہترین آلات نصب کر رکھے ہیں اور جہاں بھی کوئی کوتاہی علم میں آتی ہے تو ان فیکٹریوں کے خلاف فوراً حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! کہون وادی کو خوبصورت رکھنے کے لئے، وہاں کے لوگوں کو صحت و صفائی اور تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے مختلف محکمہ جات اپنا فعال کردار ادا کر رہے ہیں جن میں محکمہ آثار قدیمہ، ٹی ایم اے، محکمہ جنگلات، محکمہ مائنز، محکمہ صحت، محکمہ پبلک ہیلتھ، محکمہ تعلیم، محکمہ ہائی وے اور محکمہ آبپاشی شامل ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ چکوال میں 22چھوٹے ڈیمز بنائے گئے ہیں جو کہ زیر زمین پانی کی سطح کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ سیمنٹ فیکٹری مالکان نے بارشی پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے آبی ذخائر بھی بنائے ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ سیمنٹ فیکٹریوں کے مالکان نے محکمہ تحفظ ماحول کی ہدایت پر ماحول کی بہتری کے لئے علاقہ میں بڑی تعداد میں درخت لگائے ہیں۔

جناب سپیکر!سیمنٹ کی ترسیل بذریعہ ٹرک کی جاتی ہے جس کی وجہ سے سڑک کی حالت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پنجاب گورنمنٹ نے چواء سیدن شاہ سے کلر کہار تک سڑک کو از سر نو تعمیر کیا ہے۔ سیمنٹ یا کوئی ایساmaterial جو کہ سیمنٹ کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے کو لے کر گزرنے والی گاڑی سے -/500روپے فی گاڑی وصول کئے جاتے ہیں۔ اب ٹریفک کی روانی میں کسی طور پر بھی کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر964/15 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!کیا آپ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جناب!کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری جو بقایا تحاریک ہیں ان کو kindly کل تک کے لئےpending کر دیں۔آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر964/15 کو کل تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1025امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

پھلوں، سبزیوں اور دالوں پر زہریلے سپرے کی وجہ سے انسانی صحت پر مضر اثرات کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 14۔نومبر2015 کی خبر کے مطابق پھلوں، سبزیوں اور دالوں میں زہریلی سپرے کے بڑھتے ہوئے اثرات کا انکشاف۔زہریلے پن کی شرح 5 سے 14 فیصد تک جا پہنچی۔ تفصیلات کے مطابق ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے نے سبزیوں، پھلوں اور دالوں سمیت 38 اشیائے ضروریہ میں زہریلے پن میں روز بروز اضافے کا انکشاف کیا ہے۔ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے تحت قائم پیسٹی سائیڈز ریزیڈیو لیبارٹری کالا شاہ کاکو کے زرعی سائنسدانوں نے سیب، کیلا، کینو، امرود، تربوز، آلو، پالک، میتھی، لوبیا، گوبھی، گاجر، مولی، ساگ، چاول اور مکئی سمیت 38 کھانے کی آئٹمز پر ریسرچ کی۔اس کے نتیجے میں پتا چلا کہ روزمرہ استعمال اور کھانے کی ان اشیاء میں زہریلے پن کی شرح 14 فیصد تک جا پہنچی ہے جسے انسانی صحت کے لئے انتہائی خطرناک اور تباہ کن قرار دیا گیا ہے۔ زرعی ماہرین نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ اس صورتحال پر فوری توجہ دی جائے اور اس کو انٹرنیشنل سٹینڈرڈ سے ہم آہنگ کیا جائے اور پیسٹی سائیڈز کے استعمال سے متعلق پرانے قوانین میں تبدیلی کی جائے۔ سبزیوں، پھلوں اور دالوں میں زہر کی بڑھتی ہوئی مقدار کے متعلق سنگین صورتحال کے

منظر عام پر آنے سے عوام الناس میں شدید تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ محکمہ زراعت شعبہ تحقیق کے تحت2005 میں کالا شاہ کاکو میں ایکPesticide Residue Laboratory قائم کی گئی ہے جس کا بنیادی مقصد مختلف فصلوں، سبزیوں، پھلوں اور دالوں میں زہر کی باقیات اور نقصان دہ حد کو معلوم کرنا ہے۔ اس laboratory کی کارکردگی کے مطابق سال 13-2012 میں sample 265 لئے گئے جن میں 1.5 فیصد زہر پائی گئی، 14-2013 میں sample 510 لئے گئے جن میں زہر کے اثرات ایک فیصد پائے گئے، 15-2014 میں sample 336 لئے گئے جن میں 4 فیصد زہر کے اثرات پائے گئے۔ فصلوں کے اندر زہر پاشی کی باقیات کی وجہ محکمہ زراعت کی زہر پاشی سے متعلق سفارشات سے انحراف ہے۔ زمیندار اور کاشتکار حضرات فصلوں پر سپرے صحیح وقت اور صحیح مقدار میں اگر کریں تو اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ماہرین زراعت زمیندار بھائیوں کو زرعی ادویات کا سپرے کرنے کے لئے صحیح وقت اور مقدار کے بارے میں ریڈیو، زراعت نامہ اور سائنسی جریدوں کے ذریعے مشورہ دیتے ہیں جس پر عمل کر کے زرعی ادویات کے نقصان دہ باقی ماندہ اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔ سبزیات، باغات اور فصلات پر ضرر رساں کیڑوں و بیماریوں کے لئے نئیchemistry کی زہریں سفارش کی جاتی ہے جو کہ اپنے منفرد طریقہ اثر اور کم باقیات کی وجہ سے محفوظ سمجھی جاتی ہیں۔ مضر صحت 26 ادویات کو حکومت پاکستان نے بین کیا ہے نیز محکمہ زراعت کے pesticide inspector 267 کسانوں کو معیاری ادویات کی یقینی دستیابی کے لئےdealers and retailers کا سختی سے معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ زرعی ادویات کے distributors کے لئے کم از کم پانچ زرعی گریجویٹ ماہرین کی بھرتی کو لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ کیمیائی زہروں کا کاروبار اور استعمال ذمہ دارانہ طریقے سے کر سکیں۔ نقصان دہ کیڑوں کے حیاتیاتی انسداد کے لئے گیارہ اضلاع میںBiological Control Laboratories قائم کی گئی ہیں جہاں بڑے پیمانے پر کسان دوست کیڑوں کی پرورش کر کے کھیتوں میں چھوڑا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1027 سردار شہاب الدین کی ہے۔۔۔ موجود

نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1029 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1032 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1034 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ باسمہ چودھری۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1036 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کوpending کر دیں وہ ادھر ہی تھے، آ جاتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1037 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری، جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1038 جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کوpending کر دیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1039 میاں طارق محمود کی ہے۔

محکمہ زکوٰۃ وعشر کی جانب سے سرکاری و پرائیویٹ ہسپتالوں میں غریب مریضوں کے لئے مہنگے داموں ادویات کی خرید کا انکشاف

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ زکوٰۃ وعشر صوبہ بھر کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کو غریب اور مستحق مریضوں کے علاج معالجہ اور ادویات کی فراہمی کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ یہ رقم لاکھ سے لے کر کروڑوں روپے تک کی ہوتی ہے۔اس رقم سے جو ادویات غریب اور مستحق مریضوں کو خرید کر فراہم کی جاتی ہیں وہ زیادہ ریٹ پر خرید کی جاتی ہیں جبکہ حکومت پنجاب محکمہ صحت کی جانب سے فراہم کردہ رقم سے جو ادویات خرید کی جاتی ہیں ان ادویات کی same کوالٹی میں قیمت کافی کم ہوتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے جو رقم حکومت پنجاب محکمہ صحت ادویات کی خرید کے لئے ہسپتالوں کو فراہم کرتا ہے وہ کروڑوں روپے کی ہوتی ہے اور ان ادویات کی فراہمی میں ادویات بنانے والی فیکٹریاں خود حصہ لیتی ہیں اور وہ ڈائریکٹ ہسپتالوں کو ادویات فراہم کرتی ہیں جبکہ زکوٰۃ وعشر کی رقم لاکھ سے کروڑ تک کی ہوتی ہے۔ رقم

کم ہونے کی وجہ سے یہ ہسپتالوں (پرائیویٹ اور سرکاری) کو ادویات، میڈیکل سٹورز سے خرید کی جا رہی ہیں۔ چاہئے تو یہ کہ محکمہ صحت اور محکمہ زکوٰۃ و عشر کی فراہم کردہ رقم سے اکٹھی ادویات خرید کی جائیں تاکہ کم قیمت پر ادویات ملیں اور زیادہ تعداد میں غرباء اور مستحق مریضوں کو فراہم کی جا سکیں۔ ایسے نہ ہونے پر نہ صرف ان مریضوں، ان کے لواحقین کے ساتھ ساتھ ہسپتالوں کی انتظامیہ بھی پریشان ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ محکمہ زکوٰۃ و عشر پنجاب صوبائی سطح کے سرکاری و مخصوص نجی ہسپتالوں سمیت ڈسٹرکٹ و تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈ سے مستحق مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے فنڈز فراہم کرتا ہے۔ محکمہ نے اس مقصد کے لئے طریق کار وضع کیا ہوا ہے جو صوبائی کونسل سے منظور شدہ ہے۔ اس طریق کار کے مطابق ہیلتھ ویلیفئر کمیٹی ادویات کی خریداری کی ذمہ دار ہے۔ ہر ہسپتال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، میڈیکل سوشل آفیسر، سینئر ڈاکٹرز اور ضلعی چیئرمین زکوٰۃ و عشر کے نمائندے پر مشتمل ہیلتھ ویلیفئر کمیٹی قواعد و ضوابط کے مطابق ان فنڈز کا استعمال کرتی ہے۔ ہیلتھ ویلیفئر کمیٹیز اس رقم سے روزمرہ کی ادویات کی bulk میں local purchase کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا دونوں طریق کار کے تحت حکومت کے مروجہ قوانین کے تحت ہی ادویات خریدی جاتی ہیں۔ اس تحریک میں کسی مخصوص ادارے یا ہسپتال کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ہی rates کا کوئی موازنہ پیش کیا گیا ہے جس سے اس امر کی تصدیق ہو سکے کہ زکوٰۃ فنڈ سے ادویات کس ہسپتال یا صحت کے ادارے کی جانب سے مہنگی خریدی گئی ہیں۔ تاہم محکمہ زکوٰۃ و عشر کی نسبت اٹھائے گئے اقدامات کا جائزہ لینے کے لئے ہم تیار ہیں اگر زکوٰۃ فنڈ اور محکمہ صحت کی ادویات کی قیمت خریداری میں کہیں فرق پایا گیا یا ادویات کی خریداری میں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نوٹ کی گئی تو وہاں حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ محکمہ نے زکوٰۃ کی تقسیم کے عمل میں بہتری، شفافیت، آسانی اور اسے جدید طریقوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے بہت سے اقدامات اٹھائے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ادویات کی مرکزی سطح پر خریداری کے لئے بھی ہسپتالوں کو مختلف طریق کار کی نسبت واضح کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں محکمہ تجرباتی بنیاد پر کچھ ہسپتالوں میں pilot project بھی شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

جس کے لئے محکمہ صحت ادویہ ساز کمپنیوں اور ہسپتالوں کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹس کے ساتھ باہم مشاورت سے یہ طریق کار انشاء اللہ وضع کرے گا جسے آئندہ مالی سال سے قبل نافذ العمل کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1041 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔

میڈیکل کالجز کا پی ایم ڈی سے الحاق

ڈاکٹر محمد افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے اور دوسرے بہت سے ممبران اسمبلی کے علم میں ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے ایک قانونی ترمیم پر عمل کرتے ہوئے ایسے تمام میڈیکل کالجز کو ہدایت کی تھی کہ جن کا تاحال ایسی یونیورسٹیز سے affiliation ہے جن میں میڈیکل اور ڈینٹیسٹری کی تعلیم نہیں دی جاتی وہ فوری طور پر (پی ایم ڈی سی) سے اپنا الحاق کروالیں بصورت دیگر ان کو اپنے کالجز کی بندش کا سامنا ہو گا۔ ایسی ہی صورتحال کا شیخ زید کے پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج کو سامنا کرنا پڑا۔ جس کا پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ الحاق تھا چونکہ پنجاب یونیورسٹی میں میڈیکل اور ڈینٹیسٹری کی تعلیم نہیں دی جارہی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی نے قانون پر عمل کرتے ہوئے اس کا الحاق ختم کر دیا۔ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی طرف سے وقت دیئے جانے کے باوجود شیخ زید میڈیکل کالج کی انتظامیہ نے پی ایم ڈی سی سے الحاق نہ کیا اور اس ضمن میں لاہور ہائیکورٹ کے حکم کو بھی نظر انداز کر دیا جس پر پی ایم ڈی سی نے اس کالج کو بند کر دیا۔ شیخ زید ہسپتال کے پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج کی انتظامیہ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہاں پڑھنے والے پوسٹ گریجویشن کے 250 اور ایم بی بی ایس کے 100 طلباء کے مستقبل کو تاریکیوں میں دھکیل دیا گیا ہے اور ان کے لواحقین کو لامتناہی مشکلات میں ڈال دیا گیا ہے۔ انہوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شیخ زید پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کو ہدایات جاری کرے اور فوری طور پر اپنی affiliation کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی یا یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنس کے ساتھ کروائیں اور تمام قانونی پابندیوں کو پورا کریں تاکہ وہاں پڑھنے والے طلباء کو ہر ممکنہ نقصان سے بچایا جائے اور آنے

والے وقت میں طلباء کو اس کالج میں داخلہ مل سکے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1043 میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1044 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1045 میاں محمود الرشید کی ہے یہ ڈاکٹر سید وسیم اختر کی request پر pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1048 جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔ جی، فتیانہ صاحب!

میاں محمد یٰسین کے بیٹے پر فائرنگ کرنے والے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان آبزرور" مورخہ 23۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق سمگلرز نے مورخہ 15۔اکتوبر 2015 کو میاں محمد یٰسین کسٹم انوسٹی گیشن وانٹیلی جنس آفیسر کے گھر واقع وفاقی کالونی کے باہر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے میاں محمد یٰسین کا بیٹا محسن یٰسین شدید زخمی ہو گیا۔ اس واقع کی ایف آئی آر مورخہ 16۔اکتوبر 2015 کو تھانہ وفاقی کالونی میں درج ہوئی۔ پانچ ہفتے گزرنے پر بھی ملزمان کی نشاندہی کے باوجود ملی بھگت کی بناء پر پولیس نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔ اس سلسلے میں کسٹم کے اعلیٰ افسران نے سی سی پی او لاہور سے بھی رابطہ کیا لیکن معاملہ جوں کا توں ہے اور معاملہ اس حد تک بگڑتا جا رہا

ہے کہ قاتلوں نے میاں یٰسین کو نشانہ بنانے کی ٹھان لی ہے اور مسلسل قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ زخمی محسن یٰسین کے والد میاں محمد یٰسین ان کے اہلخانہ اور عوام بشمول محکمہ کسٹم نے وزیراعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ واقعہ کا فوری نوٹس لے کر ملزمان کی گرفتاری کو یقینی بنائیں اور متاثرہ خاندان کو انصاف مہیا کریں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ واقعہ جو تحریک التوائے کار میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر مقدمہ درج رجسٹر ہو کر تفتیش مقدمہ بذریعہ محمد ریاض اے ایس آئی عمل میں لائی گئی ہے۔ ملاحظہ موقع کیا گیا ہے۔ مدعی و گواہان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ بحوالہ ضمنی نمبر 1 جرم 148,149 تعزیرات پاکستان ایزاد کیا گیا ہے مضروب کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور مذکورہ کا میڈیکل مورخہ 15-11-20 کو موصول ہوا ہے جو کہ بمطابق میڈیکل ضربات کے جرم 336, 337A 337F5, 337F3 تعزیرات پاکستان ایزاد ہوا ملزم صفدر اقبال برضمانت عبوری از سیشن کورٹ مورخہ 15-10-28 کو شامل تفتیش ہوا ہے جو کہ ملزم صفدر اقبال مورخہ 15-12-15 تک برضمانت عبوری رہا ہے بقیہ ملزمان کے مکمل ایڈریس مدعی نے دیئے ہیں جن کی تلاش کی جا رہی ہے جو کہ دستیاب نہ ہوئے ہیں۔ مدعی مقدمہ نے ملزمان کے چند فون نمبرز دیئے ہیں جن کا call data کے حصول کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ درخواست بھجوائی گئی ہے۔ مقدمہ ہذا میں نامزد کافی ملزمان کے ایڈریس تحریر ہیں اور نہ ہی مدعی کی طرف سے کوئی ایڈریس دیئے گئے ہیں۔ تاہم مخبران مقرر کئے گئے ہیں انشاء اللہ جلد ہی ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، احمد سعید خان صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار out of turn پیش کریں۔

کسان فصلات کا مناسب ریٹ نہ ملنے کی وجہ سے معاشی بدحالی کا شکار

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ صوبہ بھر میں کاشتکار اور کسان پچھلے دو سال سے معاشی بدحالی کا شکار ہیں۔ کسان کو مونجی کی فصل کا ریٹ پورا نہیں مل سکا اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کی لاگت اخراجات بھی پورے نہیں ہوئے تو غلط نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ گنے کے کاشتکار کو کٹوتیوں کے مرحلہ سے گزرتے ہوئے جب بل بنا کر دیا جاتا ہے تو پھر اس کے چھ چھ ماہ اور سال سال بعد اس کو رقم کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ جب آلو کے کاشتکار کو دیکھیں تو اس کی فصل لاگت ملنا تو درکنار اس کی فصل کو منڈی میں کوئی خریدنے کے لئے تیار نہیں اور اوپر سے ستم ظریفی یہ ہے کہ واپڈا کاشتکار کو زائد یونٹس ڈال کر دوبارہ بل درست کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ اگر کاشتکار کی اس محنت کا اجر نہیں ملے گا اور اس طرح اس کا معاشی استحصال ہوتا رہا تو کسان معاشی طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ وہ اپنے خاندان کی کفالت بھی نہیں کر سکے گا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت فوری طور پر توجہ کرے اور کسان کے دگرگوں حالات اور بگڑتی ہوئی معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے اور یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک pending کیا جاتا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے اور میں یہ آپ سے ہاتھ جوڑ کر کرنے لگا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ ویسے کریں ہاتھ جوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری استدعا صرف یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں ملک احمد سعید خان نے جو issues raise کئے ہیں یہ اتنے سادہ نہیں ہیں۔ اس کے جواب کے لئے اگر پارلیمانی سیکرٹری قانون کہہ رہے ہیں کہ اس کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں تو اس وقت حالت یہ ہے کہ پچھلے دو ماہ سے آلو کا کاشتکار اپنی جنس کو اٹھا کر منڈیوں کے دروازوں کے باہر ٹرالیوں کی لائنیں لگا کر کھڑا ہے اور کوئی خریدار نہیں ہے۔ اسی طرح چاول کی فصل پر کسی کاشتکار کو چھ سو سے سات سو روپے تک قیمت نہیں مل سکی۔ اس کی اپنی لاگت پوری نہیں ہوئی اور لوگ خودکشیوں پر مجبور ہیں۔ واپڈا کے بل

نہیں دیئے جارہے، واپڈاdisconnection کے لئےraiding teams بھیج رہا ہے۔ گورنمنٹ نے ٹیمیں بنائی ہوئی ہیں کہ جس ٹیوب ویل کا آپ کو بل نہیں ملتا جاکر اس کی بجلیdisconnect کر دیں۔اس پر پارلیمانی سیکرٹری اگلے ہفتہ کے لئے اس تحریک کوpending کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں تو آپ ایک time fix کر دیں یا ایوان میں اس بات پر time fix کر دیں کہ جن زرعی اجناس کی قیمتیں نہیں مل رہیں اس کے محرکات یا وجہ کیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں اُس وقت آپ ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ منسٹر صاحب تھوڑی دیر پہلے تک یہاں پر موجود تھے ابھی گئے ہیں۔انہوں نے ہر چیز کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے اور آپ کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دن ہم نے زراعت کے اوپر بحث کے لئے بھی مختص کرا دیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ساری باتیں آ جائیں گی۔ جہاں تک تحریک التوائے کار کی بات ہے تو اس کا جواب بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب دیں گے۔ انہوں نے بجلی کے حوالے سے بھی بات کی، آلو پر بھی بات کی اور تمام باتوں کا کھل کر یہاں پر جواب دیا ہے۔آپ اس وقت یہاں موجود نہیں تھے اگر ہوتے تو پھر شاید آپ کو اندازہ ہو جاتا۔ بہر حال زراعت کے لئے ایک دن بحث کے لئے مختص کیا جائے گا۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! تھوڑا سا موقع دیں تو میں ایک اور بات add کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے۔آپ سمجھ لیں کہ یہ کسان کی شہ رگ کا مسئلہ ہے۔آپ نے کل بڑی مہربانی کی تھی اور آج اس کے follow up میں منسٹر صاحب نے ایک دن مختص کرنے کے لئے فرما دیا ہے۔آپ نے کل بھی معزز ممبر جناب احمد خان بھچر کے پوائنٹ آف آرڈر پر بڑا خوبصورت فیصلہ دیا اور کہا کہ منسٹر صاحب کو یہاں پر بلا کر کہیں گے۔ میری اس میں submission یہ ہو گی اور آپ کے rules میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے کہ اگر ایوان کی کوئی سپیشل کمیٹی بنا دی جائے اور اس میں وزیر خوراک، وزیر خزانہ، وزیر زراعت اور کچھ ہمارے ممبران کو شامل کر کے اس کا کم از کم ہمیں اندازہ کرنا چاہئے کہ یہ حالات کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟اس میں کسان کو کم از کم price security ہمیں دینی پڑے گی۔جب تک ہم کسان۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! کمیٹی بھی rules allow کرتی ہے۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! اس نے بجلی کا نظام چلانا ہے۔ تو اس کا ہمیں کم از کم اندازہ کرنا چاہئے اور اس کی تحقیقات کرنی چاہئے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ تو آنے والے اگلے دو چار سال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک گزارش سن لیں جس دن اس پر بحث ہو گی اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اس پر کمیٹی بھی بنا دی جائے گی۔ ایک دفعہ بحث پر ان کا مؤقف آ جانے دیں تو پھر اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کمیٹی کی ضرورت ہے اگر بنانی پڑی تو کمیٹی بھی بنا دیں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ گنے کی کاشت کے حوالے سے باجوہ صاحب نے آپ کے سامنے ایک تحریک التوائے کار رکھی۔ اس پر ایوان کی ایک کمیٹی form کی جانی تھی۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ جو words آپ نے کہنے ہیں words uttered by the Speaker ان کی ایک sanctity ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق یہاں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی آج کے حالات یہ ہیں کہ ایک سال گزرنے کے بعد۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! کس چیز کی کمیٹی بنائی گئی تھی؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! گنے کی کاشتکار کی payment کا معاملہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ منسٹر فوڈ نے یہاں پر اس کا بڑی تفصیل سے جواب دیا تھا۔

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN: Mr Speaker! Sir, if you will hear me out just for one minute.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی، مہربانی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ منسٹر فوڈ کا جواب غلط تھا۔ آج بھی برادر شوگر مل کے ذمے 97 کروڑ روپے کاشتکار کے واجب الادا ہیں۔ وہ مل فروخت ہو گئی اور نیا مالک آ کر بیٹھ گیا ہے۔ ایک سو کروڑ روپے کی چینی کو pledge کر لیا۔ کاشتکار کو پیسے کس طرح دیں گے۔ کین کمشنر آرڈر لکھ کے بھیج دیتا ہے کہ آپ چینی کو بیچیں اور پیسے دے دیں۔ تین تین سال ہو گئے اس مسئلہ میں مبتلا کاشتکار خودکشی کرنے پر مجبور ہیں۔ یہی حالت آلو کے کاشتکار کی بھی

ہے۔ پچھلے سال تو اُس نے گزارا کیا لیکن وہ اِس سال گزارا نہیں کر سکے گا۔Something has to be done. آپ اس پر کمیٹی بنائیں تاکہ ہمیں محرکات تو پتا چلیں، ہمیں سمجھ تو آئے کہ ہم نے کیا کاشت کرنا ہے اور کیا کاشت نہیں کرنا؟ اگر میں گندم کاشت کرنے کے قابل ہوں تو میں گندم کاشت کروں گا اگر میں چاول کاشت کرنے کے قابل ہوں تو میں چاول کاشت کروں گا۔ میں ایک ایکڑ پر 55ہزار روپے خرچ کرتا ہوں اور جب میں بیچنے کے لئے جاتا ہوں تو اس middleman کے آگے بھیک مانگنے پر مجبور ہوتا ہوں۔ اس کا دل کرے میری فصل لے اس کا دل نہ کرے میری فصل نہ لے۔ اس وقت قصور، اوکاڑہ، دیپالپور اور ساہیوال میں 35 فیصد لوگ پس کر مر رہے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ایک فصل برداشت ہوئی، دوسری فصل برداشت ہوئی۔ آپ مارکیٹنگ فورسز کو کنٹرول کریں کیونکہ یہ گورنمنٹ کا کام ہے۔

I am stating this on the floor of the House even then it might be contemptuous.

کہ منسٹر فوڈ یہاں پر available نہیں ہیں۔ انہوں نے floor پر آکر غلط statement دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ ان کی غیر موجودگی میں ایسی بات نہ کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش سنیں۔Two responsible Ministers are sitting on the bench. میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ اگر فوڈ منسٹر یہاں فرما کر گئے تھے کہ گنے کے کاشتکار کو پیسے ملیں گے تو ایک سال گزرنے کے باوجود stocks جو وہاں پر retain کئے گئے ان پر ایک تو bank claimer ہے وہ کہتا ہے کہ میرے اتنے پیسے ہیں وہ مجھے واپس کرو ورنہ میں چینی نہیں اٹھانے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ یہ بات ان کی موجودگی میں کریں وہ دو دن پہلے بھی اس ایوان میں موجود تھے۔ آپ ان کے سامنے یہ بات کرتے تو شاید کچھ بہتر ہو جاتا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس پر مہربانی یہ فرمائیں کہ in the presence of Raja Ashfaq Sarwar. جو یہاں پر بیٹھے ہیں۔ وہ ایک responsible Minister ہیں۔ and he has the same department آپ ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو صرف کاشتکاروں کی اس بے کسی کا، اس بے حالی کا کچھ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! جہاں تک کمیٹی کا سوال ہے جب تک فوڈ منسٹر کا کوئی مؤقف نہیں آئے گا اس وقت تک کوئی کمیٹی نہیں بناؤں گا۔ جب وہ آئیں گے تو جواب دیں گے اگر ایوان مطمئن ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر کمیٹی بھی بنا دیں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آج میں بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! یہ آپ ان کے سامنے بولیں اور ان کے جواب کا wait کر لیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آج میں بول رہا ہوں rest assure .80 فیصد لوگ یہاں پر انہی کسانوں کے نمائندے کھڑے ہیں یہ کل بھی بولیں گے۔ آج کی بات دب جائے گی لیکن کل کی بات نہیں دبے گی۔ آپ ان لوگوں سے پوچھیں تو سہی ان کی بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اچھا بتائیں کہ آلو پچھلے سال بھی نہیں بکے اس سال بھی نہیں بکے تو لوگ ان کو بیرون ملک لے جائیں۔ کہاں جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آج آپ کو ہر معزز ممبر کو علیحدہ علیحدہ جواب دینا پڑے گا جو جس وقت آتا ہے تو پھر وہی بات شروع الف سے start کر دیتا ہے۔ احمد خان صاحب آپ late تشریف لے آئے ہیں اور Question Hour کے دوران آپ موجود نہیں تھے۔ اب ان کا وہی آلو والا issue ہے اور دوسرا وہ بجلی کے حوالے سے بھی بات کر رہے ہیں۔ تو تھوڑا دوبارہ ان کی تسلی کے لئے بتا دیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کو بھی موقع دیتے ہیں۔ جی، بھچر صاحب! پہلے آپ سب ایک ہی دفعہ بات کر لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ میں ایوان کی sense لینا چاہتا ہوں اور پھر آپ نے ایوان کی sense لی تھی۔ یہاں پر تمام ممبران بیٹھے ہیں کیونکہ اتنا بڑا issue ہے آپ ایوان کی sense لے لیں۔ اگر ایوان کہتا ہے کہ کمیٹی اب بننی چاہئے تو آپ اب بنا دیں اگر ایوان کہتا ہے کہ کمیٹی بعد میں بنائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میری بات سنیں۔ اسی سیشن میں ایک دن ہم نے بحث کے لئے مختص کروادیا ہے آپ کو دو دن پہلے inform کر دیا جائے گا۔ منسٹر صاحب بھی اپنی پوری تیاری کے ساتھ آئیں گے۔ اس کے بعد اگر ایوان یہ سمجھے گا کہ کمیٹی بنانی ہے تو وہ بھی بنادی جائے گی۔ آپ کم از کم فوڈ منسٹر کی بات تو سن لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہاں پر ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ وقت دے دیا جاتا ہے اور سیشن ختم ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سیشن میں بحث کروائی جائے گی آپ فکر نہ کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ Friday کا دن رکھ لیں یا next day کا رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Next week میں اس پر بحث کروادیں گے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! مجھے آج بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آج پورے ایوان میں کسان کسان ہو رہی ہے کل سے بات شروع ہوئی ہے۔ کل آپ نے فرمایا تھا کہ منسٹر صاحب آجائیں گے ویسے تو ایگریکلچر ٹیکس کا معاملہ ہے اور وہ وزیر ایگریکلچر سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ وہ وزیر خزانہ یا وزیر ریونیو سے متعلقہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ کے کہنے کے مطابق ایگریکلچر منسٹر تو یہاں پر موجود ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنا کر اس کی رپورٹ بنوائیں کیونکہ 1997 کا جو ایکٹ ہے اس کے contents دوسرے ہیں اور ایڈمنسٹریشن جو implementation کر رہی ہے وہ بالکل اس کو علیحدہ طریقے سے کیا جا رہا ہے اور کسان بے چارے جس طرح ملک صاحب نے فرمایا ہے جو کہ میں سنتا رہا ہوں اس وقت جو ہماری حالت ہے جو ہم نے پھٹی کی گوڈی کروائی تھی اس کے پیسے بھی واپس نہیں آئے۔ میں حلفاً کہہ رہا ہوں۔ آپ بھی اسی ایریا سے تعلق رکھتے ہیں آپ بھی کسان ہیں اور ہم سب کسان ہیں۔ اس میں کسی کے پاس چار ایکڑ زیادہ یا کم ہوں گے۔ اس وقت ہمارا burning issue پنجاب میں جو کسانوں کی حالت ہے۔ مونجی کا جو حال ہوا ہے وہ آپ کو پتا ہے کہ جس طرح منسٹر فرما رہے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیکرٹری اسمبلی زراعت پر بحث کے لئے ایک دن رکھ لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم اس وقت دو ٹیکس ایگریکلچر انکم ٹیکس کی مد میں دے رہے ہیں۔ آبیانہ اور مالیہ اس کے علاوہ ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ہمارے particular issue کو آپ بحث میں conclude نہیں کر پائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! میں نے آپ سے commitment کی ہے جس دن بحث ہو گی ایک دفعہ ان کا مؤقف سامنے آ جائے گا۔ اس وقت دونوں منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہو ں گے اور ڈیپارٹمنٹ بھی موجود ہو گا۔ میری بات سنیں۔ ہم اس پر بحث کے لئے ایک دن مختص کر رہے ہیں اور next week میں آپ کے ساتھ commitment ہے۔ یہ ہم کرنے جا رہے ہیں اگر کمیٹی کی ضرورت پڑے گی تو ہم اسی دن اسے notify کر دیں گے۔ Next week میں بحث ہو گی اس کے بعد میں کمیٹی بھی بنا دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں آپ کی خواہش کے مطابق میں نے ایک دن بحث کے لئے مختص کر دیا ہے۔ اب آپ دو تین دن صبر کر لیں اس میں کوئی زیادہ لمبا چوڑا وقت نہیں دیا جا رہا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ ایک natural suffocation ہے۔ جتنے یہاں کاشتکار بیٹھے ہیں جو اٹھ کر بول رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ آپ خود بھی زمیندار ہیں اور جتنے زمیندار یہاں بیٹھے ہیں سب کے اندر یہی بھڑاس موجود ہے اور suffocation ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت ہمارے معزز منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ یقین مانیں کہ ہماری 70 فیصد جو agrarian society ہے اُن کا بُرا حال ہے، وہ لوگ نڈھال ہو چکے ہیں اور خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ اس پر صرف ایک زراعت کے شعبہ پر بحث کی ضرورت نہیں ہے، چاہے آپ

بحث کروا کر کمیٹی بنائیں لیکن منسٹر صاحب کی سربراہی میں at length زراعت کے شعبے کو آپ دیکھیں۔ اس کو یہاں open market کر دیں لیکن اس پر restrictions نہ ہوں۔ اب گنے کے کاشتکاروں کے اپنے بیلنے گورنمنٹ نے دفعہ 144 لگا کر ختم کر دیئے اور گڑ بنانے نہیں دیتے۔ ہماری جو basic چینی ہوتی تھی وہ گورنمنٹ بنانے نہیں دیتی۔ جتنے مل مالکان ہیں وہ بنکوں سے limits لیتے ہیں لیکن اُن کو utilize نہیں کرتے۔ وہ utilize اس لئے نہیں کرتے کیونکہ بنکوں کو interest دینا پڑتا ہے۔ گنے کے کاشتکاروں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے، paddy اور آلو کے ساتھ جو ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں ایک گنے کا کاشتکار ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ وہاں پر بُرا حال ہے کیونکہ آپ کی جو لاگت ہے وہ وصول نہیں ہوتی۔ آپ ایک زرعی ٹیکس اور ایک زرعی انکم ٹیکس دے رہے ہیں یعنی ٹیکس بھی آپ double دے رہے ہیں۔ اس میں محکمہ خوراک، محکمہ خزانہ اور محکمہ زراعت پر بھی بحث ہو گی لہٰذا اس میں ایک collective wisdom لے کر آپ ایک کمیٹی بنائیں جو مکمل طور پر زراعت کی جو پالیسیاں یہاں سے enforce ہو رہی ہیں اُن کو دیکھے کہ ہم نے اس مرتی ہوئی معیشت کو کیسے زندہ کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ایک منٹ منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی عرض کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سب ممبران پہلے منسٹر صاحب کا مؤقف تو سن لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کسی اور دن کیوں بحث رکھنی ہے؟ اگر یکلچر منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں لہٰذا آج ہی بحث کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس پر بحث آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے اور next week میں یہ ایجنڈے پر آ جائے گی۔ منسٹر صاحب! آپ اس پر بتائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! اب آپ غور سے سنیں اور تمام ممبران serious ہو کر بات سنیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے اور میں بالکل صدقِ دل سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ گنے اور آلو کے کاشتکاروں نے جو یہاں grievances بیان کئے ہیں وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ گنے اور آلو کے کاشتکاروں نے جو ابھی یہاں پر مسائل پیش کئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا کام production کو enhance کرنا، اُس کو pest attacks سے بچانا اور دیگر techniques زمینداروں کو دینا ہوتا ہے۔ الحمد للہ ہماری production ٹھیک ہو رہی ہے، مکئی کی پیداوار 30 سے 100 من ہو چکی ہے، چاول کی پیداوار بھی بڑھی ہے اور کسی وقت گنے کے sucrose contents صرف چھ فیصد ہوتے تھے جبکہ اب 10 فیصد سے اوپر ہیں۔ دراصل یہ مارکیٹنگ کے issues ہیں اور particularly آلو کا issue یہاں اٹھایا گیا تو میں نے پہلے ایوان میں یہ گزارش کی ہے کہ آلو کی export میں کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے اور الحمد للہ پاکستان کا آلو کسی ملک میں ban بھی نہیں ہے۔ میرا خود ذاتی طور پر exporter سے رابطہ رہتا ہے بلکہ میری کل ہی بات ہوئی تھی۔ آلو کی export شروع ہو چکی ہے اور ہمارا آلو سری لنکا بھی جا رہا ہے۔ Russia ابھی جانا شروع نہیں ہوا لیکن انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ 15 تاریخ کے بعد آلو کی export pick ہونی شروع ہو جائے گی۔ باقی جہاں تک شوگر کین کا مسئلہ ہے تو واقعی ان سب کے مسائل جائز ہیں۔ میں ساری شوگر ملوں کے بارے میں نہیں کہتا لیکن چند شوگر ملیں ایسی ہیں جو کسانوں کا استحصال کرتی ہیں اور وقت پر پیسے نہیں دیتیں بلکہ پچھلے سال کے پیسے بھی اُن کے پاس pending ہیں۔ ہم نے اُن ملوں کے خلاف action لیتے ہوئے اُن کو seal کیا ہے، ان کا مال بھی اٹھایا ہے اور مزید بھی اُن کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ جیسے آپ حکم کریں، اگر آج بحث کرنی ہے تو ہم آج بھی حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!اگر کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحب!اس issue پر next week میں ایک دن بحث کے لئے رکھتے ہیں۔ جس دن بحث ہو گی اُس دن وزیر خوراک اور وزیر خزانہ بھی یہاں موجود ہوں گے اور ساتھ منسٹر ایگریکلچر بھی اِدھر موجود ہوں گے۔آپ سب کو بحث سے دو دن پہلے بتا دیا جائے گا اور اگلے ہفتے میں انشاء اللہ ہم یہ بحث کروائیں گے۔اس میں سب کی تجاویز بھی آئیں گی اور اگر کمیٹی بنانی پڑی تو اس پر کمیٹی بھی بنا دیں گے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!اس کا فائدہ exporters کو ملنا ہے لیکن کسان بے چارا تو نقصان میں ہی ہے۔یہاں پر support price کی بھی بات کریں کیونکہ support price determine کرنا بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ میری ایک بات سنیں۔

جناب احمد خان بھچر:جی،فرمائیں!

جناب ڈپٹی سپیکر:میں نے آپ سب ممبران سے کہا ہے کہ next week میں وزیر خزانہ ،وزیر خوراک اور وزیر زراعت یہاں پر موجود ہوں گے جس کا آپ کو دو دن پہلے بتا دیا جائے گا۔آپ سب بحث میں حصہ لیں اور اگر کمیٹی بنانے کی ضرورت پڑے گی تو وہ بھی اسی دن ہی بیٹھ کر ہم بنالیں گے۔ اس حوالے سے آپ ہمیں دو تین دن دے دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ایک پوائنٹ رہ گیا ہے جو میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ایگریکلچر انکم ٹیکس بارے میں واقعی ambiguity ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!بحث کے دن متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھی ensure کریں کہ وہ بھی یہاں پر موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،سب ہوں گے۔اس حوالے سے میں نے کہہ دیا ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!ایگریکلچر انکم ٹیکس کے بارے میں میرے دوست نے ابھی فرمایاہے تو واقعی اس میں ambiguity ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے فنانس اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ یہ معاملہ take up کیاہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ جلد ہی اس بارے میں کوئی solution مل جائے گا۔ زمینداروں کو جو notices آرہے ہیں یہ واقعی ان کے ساتھ زیادتی ہورہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!بحث والے دن تینوں محکموں کے متعلقہ لوگ بھی یہاں پر موجود ہونے چاہئیں۔اس دن تینوں محکموں کے سیکرٹری صاحبان بھی یہاں پر موجود ہوں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، محترمہ راحیلہ صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!ہماری ممبر کنول نعمان صاحبہ بڑی critical position میں جناح ہسپتال میں brain hemorrhage کی وجہ سے admit ہیں لہٰذا میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کی صحتیابی کے لئے ہم دعاکریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، ہم سب اُن کی صحت یابی کے لئے دعاگو ہیں۔ سپیکر صاحب نے بھی پہلے اس پر دعاکے لئے کہاتھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پچھلے ایک سال سے میں نے ایڈن ہاؤسنگ سکیم کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی جو کمیٹی کو refer ہوگئی تھی۔ میں نے بار بار کوشش کی ہے لیکن اس کی میٹنگ نہیں ہوتی۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو direct کریں کہ اگلے اسمبلی اجلاس سے پہلے concerned کمیٹی کا اجلاس اس حوالے سے ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، میں اسے دیکھتاہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!دوسرا یہ کہ کامونکی میں کل بڑا غدر مچاہے اور وہاں پر عوام نے بڑا احتجاج کیاہے جس کے متعلق میں نے تحریک التوائے کار دی ہے تو میں التماس کروں گا کہ کل اس تحریک التوائے کار کو out of turn لے لیاجائے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کل اسے دیکھتے ہیں۔اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016

MR DEPUTY SPEAKER: A Minister to introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2016.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within two months.

مسودات ہ قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2015

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Communication and Works, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by the Standing

Committee on Communication and Works, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کون سا بل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل ہے جس میں آپ کی ترمیم ہے۔ کوئی mover ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کو آ لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے ڈاکٹر صاحب! میں انتظار نہیں کر سکتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم اسے withdraw کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ withdraw نہیں سمجھا جائے گا۔

Since no one wants to move it, the same is taken as withdrawn.

The second amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: Mr Speaker! I move:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Communication and Works, be referred to a Select Committee consisting of the following members

with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Murad Raas, MPA
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Communication and works, be referred to the Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Murad Raas, MPA
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب نےoppose کیا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! مجھے آج یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ پنجاب حکومت آئے دن کوئی نئی اتھارٹی بنا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ جیسے اس صوبے کے اندر کوئی محکمہ کام کر رہا ہے اور نہ ہی ماتحت عملہ اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دے رہا ہے۔ یہ جو amendment Infrastructure Development Bill کے حوالے سے لے کر آئیں ہیں اس میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بل ہے ایک ایسی صورتحال جس میں صوبے کے اندر ایسے محکمے موجود ہیں جو آپ کے infrastructure کو بہتر انداز میں دیکھ بھال کر رہے ہیں اور اُس کی بہتر سے بہتر صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے اپنا کام کر رہے ہیں۔ایسے میں ایک نئے بل کی،ایک نئی اتھارٹی کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی ایسے لگتا ہے شاید پنجاب کا پورا infrastructure collapse کر گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں پنجاب ہائی وے اتھارٹی جو کہ صوبے کے اندر infrastructure کو مضبوط کرنے کے لئے عرصہ دراز سے اپنے معاملات دیکھ رہی تھی اُس کو inactive کرنے کے لئے، غیر فعال کرنے کے لئے بیوروکریسی ایک ایسی اتھارٹی بنانا چاہتی ہے جس پر وہ اپنے من پسند افراد کو نہ صرف accommodate کرنا چاہتی ہے بلکہ وہ یہ چاہتی ہے کہ جو بھی معاملات ہیں وہ اپنے منظور نظر لوگوں کے ذریعے سے چلائے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ اس بل کو جو Select Committee کے یہاں پر ممبران کے نام لئے گئے اس Select Committee میں بھیجا جائے تاکہ ہم اس کے جو بھی Clauses ہیں اس کو discuss کر کے ایک بہتر طریقے سے اس کو سامنے لے کر آئیں کیونکہ ایک نئی اتھارٹی بنا کر سوائے عوامی خزانے پر بوجھ ڈالنے کے ہم کچھ اور نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کسی اور نے بات کرنی ہے۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے under consideration رہا ہے اور پورے غور و خوض کے بعد اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی نے ایوان کے پاس بھیجا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی میں اپوزیشن کی بھی نمائندگی موجود تھی تو اس لئے اب دوبارہ سے سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment move and the question is:

> "That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by Standing

Committee on Communication and works, be referred to the Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Murad Raas, MPA
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Communication and works, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That in the said Bill in Clause 4 in sub Clause 1

(a) for the expression of Chief Minister, Punjab the expression Minister of Communication and Works Punjab shall be substituted."

(b) For the expression Minister for Communication and work, Punjab the expression Chairman Planning and Development Board of the Government shall be substituted.

(e) for the expression Chairman Planning and Development Board of the Government the Expression Secretary Implementation and Co-ordination to the Government Services and General Administration Department shall be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in the said Bill in Clause 4 in sub Clause 1

(a) for the expression of Chief Minister, Punjab the expression Minister of Communication and Works Punjab shall be substituted."

(b) for the expression Minister for Communication and work, Punjab the expression Chairman Planning and Development Board of the Government shall be substituted.

(e) for the expression Chairman Planning and Development Board of the Government the Expression Secretary Implementation and Co-ordination to the Government Services and General Administration Department shall be substituted.

The amendment moved and the question is:

"That in the said Bill in Clause 4 in sub Clause 1

(a) for the expression of Chief Minister, Punjab the expression Minister of Communication and Works Punjab shall be substituted."

(b) for the expression minister for Communication and Works, Punjab the Expression Chairman Planning and Development Board of the Government shall be substituted.

(e) for the expression Chairman Planning and Development Board of the Government the Expression Secretary Implementation and Co-ordination to the Government Services and General Administration Department shall be substituted.

(The motion was carried.)

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as amended be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as amended be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب فوڈ اتھارٹی 2015

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Food, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Food, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Any mover may move it.

Since no one wants to move it, the same is supposed as withdrawn.

The second amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:-
>
> 1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 3. Dr Murad Raas, MPA
> 4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA

6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:-

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Murad Raas, MPA
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، ملک تیمور صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی بل کا ڈائریکٹ واسطہ عوام الناس کی صحت اور ان کی زندگیوں کو محفوظ بنانے کے لئے حوالے سے ہے اور اس بل کے اندر بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن پر بات کرنا میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ جس وقت پنجاب فوڈ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تو بظاہر یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ اس صوبے میں اشیاء خورد و نوش ملاوٹ اور صفائی کا خاص طور پر خیال رکھنے کے حوالے سے یہ فوڈ اتھارٹی اپنا کام سرانجام دے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس فوڈ اتھارٹی اور ان کے ذمہ داران کے اس حوالے سے شروع میں اقدامات دیکھے تو ہر شخص نے اس کو

سراہااور پھر ہم نے اس صوبے کے اندر دیکھا کہ ایسے ایسے پوش علاقوں کے اندر جو فائیو سٹار ہوٹلز تھے ان پر بھی فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ریڈز کئے گئے اور وہاں پر چیزیں حفظان صحت کے مطابق نہیں تھیں اور ان پر ایکشن لئے گئے۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جب یہ ہاتھ ان بڑے بڑے لوگوں کے گریبانوں تک پہنچا جو کہ اس ملک کی سیاست کے اندر اپنا ایک کردار رکھتے تھے اور اقتدار اپنی مرضی اور منشا کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ پھر ہم نے اس فوڈ اتھارٹی کی تنزلی کو بھی دیکھا اور اس کی ڈائریکٹر عائشہ ممتاز جس کے نام کے گلی گلی میں چرچے ہوتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ کس طریقے وہ تاریکیوں اور اندھیروں کی جانب چلی گئی اور پھر وہ لوگ جو کہ اپنے آپ کو اس صوبے کا سب سے بڑا ٹھیکیدار سمجھتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے تمام تر لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے تو ان کے اپنے اداروں کے اندر،ان کی اپنی فوڈ فیکٹریوں کے اندر،ان کے اپنے دودھ کے کارخانوں کے اندر،ان کے اپنے پولٹری فارموں کے اندر اور ان کی اپنی شوگر ملوں کے اندر جب فوڈ اتھارٹی نے اپنا دائرہ کار وسیع کیا تو پھر ہم نے اس فوڈ اتھارٹی کو غیر فعال ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔اب یہ عالم ہے کہ یہ فوڈ اتھارٹی صرف اور صرف political victimization کی حد تک رہ گئی ہے ۔ آج چھوٹی چھوٹی ریڑھیوں پر ، ڈھابہ لگانے والے غریب مزدور جو کہ اپنے بچوں کی دال روٹی کمانے کے لئے صبح گھر سے نکلتے ہیں آج ان کے برتنوں کی تلاشی کے لئے وہاں پر محکمہ جاتا ہے ،وہاں پر اسسٹنٹ کمشنر جاتا ہے ، وہاں پر آپ کا فوڈ انسپکٹر جاتا ہے اور ان غریبوں کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ فوڈ اتھارٹی تھی جو بلاتفریق تمام لوگوں کے خلاف کارروائی کرتی تھی جو کہ اپنے نام کو تشہیر کرنے کے لئے لوگوں کی جیبوں سے پیسا نکالتے تھے اور آج ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ فوڈ اتھارٹی نہ صرف political victimization کا شکار ہو گئی ہے۔ وہ چھوٹے دکاندار، وہ بے چارے غریب ڈھابہ فروش اور بریانی سنٹر کے مالکان اگر ان کا تعلق حکمران جماعت کے ساتھ ہے تب تو ان کی تمام تر چیزیں بھی درست ہیں،تب تو ان کے صفائی کے معاملات بھی درست ہیں،تب تو ان کے ریٹ بھی مناسب ہیں لیکن اگر وہ مخالف جماعت کا ہے تو تب اس پر آپ لوگ جرمانے بھی کرتے ہیں،تب ان پر آپ سزائیں بھی لگاتے ہیں اور وہ لوگ جو آج اتفاق ہسپتال کی کنٹین کے اندر چھاپہ مارا جاتا ہے تو وہاں کے ڈائریکٹر کو معطل کر دیا جاتا ہے تو ہمیں یہ بات سوچنی پڑے گی کیا واقعی ہم اس فوڈ اتھارٹی کو اس صوبے کی عوام تک حقیقی معنوں میں اس کے اثرات پہنچانے کے لئے لے کر آنا چاہتے ہیں یا صرف اور صرف اس کا دائرہ کار غریب وغرباء اور ان غریب ریڑی بانوں اور ان ڈھابہ فروشوں تک رکھنا چاہتے ہیں جو اپنے بچوں کی دال

روٹی لے کر چل رہے ہیں تو میرے خیال میں ہمیں اس فوڈاتھارٹی کے حوالے سے جو ترمیمی بل لے کر آرہے ہیں اس کو Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ یہ معزز ممبران جو یہاں پر موجود ہیں وہ ان ترمیم کے اندر lo-pose کو ہٹا کر اس کو بہتری کی طرف لے کر جائیں اور یہ صوبہ اور اس صوبے کے عوام جو اس معزز ایوان کی طرف دیکھ رہی ہے کاش!اللہ کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں عوام کی آواز اس معزز ایوان تک پہنچا سکیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے تو ترمیم پر بالکل کوئی بات نہیں کی لیکن انہوں نے عائشہ ممتاز کے حوالے سے اور دوسرے حوالوں سے بات کی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اگر ریڑی یا چھابڑی والے کو صفائی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی جرمانہ کیا گیا ہے تو اس میں political victimization کہاں سے آ گئی ہے اور جہاں تک وہ کہہ رہے ہیں کہ عائشہ ممتاز کو اندھیروں میں دھکیل دیا گیا ہے۔ دراصل ہائی کورٹ کے حکم سے اس چیز کو روک دیا گیا ہے کہ اس کے اثرات درست نہیں ہیں تو اس وجہ سے ان کو محسوس ہو رہا ہے کہ شاید وہ اندھیروں میں چلی گئی ہیں۔ جو کام وہ پہلے ایک اتھارٹی کے آفیسر کے طور پر کر رہی تھیں وہ اب بھی کر رہی ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Food Authority (amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:
>
> 1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 3. Dr Murad Raas, MPA
> 4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
> 6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
> 7. Mrs Raheela Anwar, MPA

8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Food Authority (amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)پیور فوڈ پنجاب2015

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں motion move کرنے سے پہلے ایک submission آپ کی خدمت میں اور اپوزیشن کے ممبران کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ بل میں جو امینڈمنٹ کی ہیں،وہ کل سٹینڈنگ کمیٹی نے approve کر دی ہیں آج اس کی رپورٹ ایوان میں lay ہو چکی ہے۔اس سلسلے میں جو ordinances تھے وہ ہائی کورٹ میں چیلنج ہوئے ہیں۔ ہائی کورٹ نے stay grant نہیں کیا کیونکہ یہ معاملہ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں under consideration ہے۔جو movers تھے وہ چونکہ political parties تھیں ان سے یہ کہا گیا کہ آپ ایوان میں جائیں اور وہاں پر اپنے جو اعتراضات ہیں ان پر debate کریں۔ یہ معزز ایوان جو ہے جس کے پاس legislation اور پنجاب بھر کے دوسرے معاملات کا mandate ہے،وہاں ان چیزوں پر debate کی جائے اور فیصلہ کیا جائے۔اس سلسلے میں اگلی hearing نوتاریخ کو ہے۔ کل ہم لوکل گورنمنٹ امینڈمنٹ بل کو under consideration لائیں گے۔اس سلسلے میں ترامیم کل وقفہ سوالات تک یا اجلاس شروع ہونے تک آ جانی چاہئیں۔آپ اپنے سیکرٹریٹ کو یہ direction دیں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو ترامیم آئیں ان کو accept کیا جائے۔اس سلسلے میں وہ جو بھی ترامیم دیں گے اور جو بھی discussion اور debate اس پر کرنا چاہیں گے اس کا کل most welcome کہا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ open court میں بات ہوئی ہے ان کے وکلاء بھی وہاں پر موجود تھے اور ہماری طرف سے وکلاء بھی موجود تھے لیکن میں نے پھر بھی یہ مناسب سمجھا کہ اس بات کو اس معزز ایوان کے اور آپ کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ کل یہ اعتراض نہ ہو کہ آپ نے اس بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:سیکرٹری صاحب!آپ یہ بات قائد حزب اختلاف کو بھی بتا دیں،باقی معزز ممبران بھی سن رہے ہیں،کل وقفہ سوالات تک آپ اپنی ترامیم دے سکتے ہیں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food be, taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food be, circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Food be, circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose:

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون نے اسے oppose کیا ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس بل کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گی کہ ہم ریونیو اتھارٹی والے بل پر بھی بات کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ ایک بہت اہم معاملہ تھا اس میں سیلز ٹیکس کا بھی معاملہ تھا کیونکہ ایک اتھارٹی ایسے کام کر رہی ہے جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ بل تو اب پاس ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس پر آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ اس کو oppose بھی کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس میں تو آپ کی کوئی ترمیم ہی نہیں تھی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ہم نےoppose بھی کیا تھااور opposeتو کوئی بھی کر سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:مسعود صاحب کو بات کرنے کا موقع بھی دیا گیا تھا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!آپ میری بات نہیں سمجھ رہے جب انہوں نے بات کی تھی تو انہوں نےopposeکیا تھا۔ میں نے بھی اس بل پر بات کرنی تھی۔آپ نے کہا تھا کہ opposeکرنے کا وقت اب گزر گیا ہے۔اب میں صرف اس بات کی clarity چاہ رہی ہوں کہ ہمارے پاس یہ right ہے کہ اگر ہم نے امینڈمنٹ نہیں دی تو اس پر بات کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ترمیم دے دیا کریں۔اب آپ اس بل پر تو بات کر لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس بل پر ہمیں بات کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اب تو وہ بل بھی پاس ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ تو بڑی غلط روایت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جن کی ترامیم تھیں ان کے میں نے نام بھی لئے تھے لیکن کسی نے اس پر بات ہی نہیں کی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ بات نہیں ہے ہم نے اسےopposeکیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس پر تو آپ کی ترمیم ہی نہیں تھی۔

محترمہ خدیجہ عمر:اگر ترمیم نہ ہو تو اس کو کوئی oppose نہیں کر سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ اس بل پر بات کریں۔اس وقت اس پر کسی نے بات نہیں کی تھی۔ویسے بھی اگر آپ نے ترمیم پیش نہیں کی تو بات نہیں کر سکتے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!بات نہیں کر سکتے؟میں یہی تو آپ سے clarity چاہتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بات نہیں کر سکتے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!بس ٹھیک ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اس سلسلے میںrules quoteکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ترمیم میں جن کے نام ہیں وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اس سلسلے میں آپRules of Proceduresکو دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں!اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ محترمہ!آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اگر رولز اجازت دیتے ہیں تو آپ اس کوrepeatکروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو وہ بل پاس ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!بے شک بل پاس تو ہو گیا ہے لیکن اگر کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو اس کو دوبارہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اس بل پر تو بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!یہ نہایت اہم معاملہ ہے کیونکہ اس میں عوام کی صحت کا سوال ہے،اس میں بہت سے ایسے معاملات ہیں جن کا تعلق لوگوں کی صحت اور زندگیوں کے ساتھ منسلک ہے۔اس بل میں جرائم کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ سزائیں اس طرح دی جائیں کہ دوسرے لوگوں کے لئے سبق آموز بن جائیں۔لوگوں کو پتا ہو کہ وہ آئندہ سے ایسا کوئی جرم نہیں کریں گے اور لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ نہیں کھیلیں گے اس لئے ہماری درخواست یہ ہے کہ اسے رائے عامہ کو متداول کرانے کے لئے مشتہر کیا جائے کیونکہ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے۔عجلت میں ہم بہت سے آرڈیننس لے آتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں ہمیںproblems faceکرنی پڑتی ہیں۔اسی طریقے سے اس بل میں بھی ایسی باتیں ہیں۔اگر آپ اس سارے بل کو نوٹ کریں اور ہم نے بھی جو ترامیم دی ہوئی ہیں وہ یہی ہیں کہ ان کی سزا چھ ماہ کی بجائے ایک سال کر دی جائے۔ایسی سزائیں ہونی چاہئیں جس کوfuture point of viewسے سوچا جائے کہ اگر ایک ماہ کی سزا دیں تو لوگ پھر وہی حرکت جا کر کریں گے، وہی غلط کام کریں گے۔اس سزا کا بھی پھر کوئی فائدہ نہیں ہے تو ایسی چیز ہونی چاہئے جس کے کوئی fruitful resultsآئیں اور اس کا کوئی فائدہ بھی ہو لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اس پر غور و فکر کر کے ایسی چیز ایوان کے سامنے لے کر آئیں جس میں سبق

آموز قسم کی سزائیں ہوں تاکہ آئندہ کوئی غلط کام نہ کر سکے اور لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھلواڑ نہ کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو لاء منسٹر صاحب نے اعلان فرمایا ہے کہ ہم کل لوکل گورنمنٹ والا آرڈیننس یا جو بھی کمیٹی نے پاس کر دیا ہے وہ پیش کریں گے۔ آج ابھی اس وقت لاء منسٹر صاحب نے یہ بات کی ہے اور کہا ہے کہ کل صبح تک بھی آپ ترامیم دے سکتے ہیں۔ ایک تو ویسے ہی اپوزیشن بڑی thinly ہے اور اس وقت بھی حاضری آپ کے سامنے موجود ہے۔ قائد حزب اختلاف بھی تشریف فرما نہیں ہیں اور اس وقت بہت سارے ممبران یہاں سے گئے ہوئے ہیں جس طرح حکومتی بنچز کے بہت سارے لوگ بھی گئے ہوئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اب یہ چیز proper طریقے سے تو convey نہیں ہو گی لیکن اگر اسے خانہ پُری کے طور پر کرنا ہے تو ظاہر ہے majority ہے بلکہ lethal majority ہے اس کے ذریعے تو سب کچھ ہو جائے گا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اتنے short time کے اندر یہ کہیں گے کہ اس پر ترامیم دیں اور پھر اس پر بات کریں یہ تو ممکن نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حوالے سے زیادتی ہو گی کیونکہ جو پنجاب لوکل گورنمنٹ کا بل ہے یا ترامیم ہیں یہ پورے پنجاب کو effect کریں گی اس کے اندر پبلک involve ہو گی، نومنتخب لوگوں کے معاملات زیر بحث ہیں کہ ان کو کیا powers ملیں گی اور وہ اس میں کیا کام کر سکیں گے۔ اس حوالے سے یہ بہت اہم بل ہے اور اس پر سیر حاصل بحث ہونا مطلوب ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ اتنے سے ٹائم کے اندر یہ ساری چیزیں ہو سکیں گی تو یہ ممکن نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس ترمیم پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ایوان کے custodian ہیں آپ کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس میں ہمارے کیا جذبات ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 9 تاریخ کو عدالت میں پیشی ہے تو ہماری عدالتوں کا طریق کار مجھے اور آپ کو معلوم ہے، لاء منسٹر صاحب چاہیں تو اس میں ایک اور پیشی لے سکتے ہیں تاکہ اس پر بیٹھ کر تسلی کے ساتھ کوئی بات ہو سکے اور ہم بھی تیاری کر سکیں۔ بہر حال آگے آپ کی مرضی ہے اگر اسے bulldoze کرنا ہے تو کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحب!اس پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اب میں(Punjab Pure Food Act (Amendment Bill پر بات کرتا ہوں کہ اس بل کے حوالے سے کمیٹی کی جو میٹنگ ہوئی ہے اس میں صرف چار ممبر صاحبان موجود تھے اور ظاہر ہے یہ چاروں بھی سرکاری ممبران ہیں جو کچھ بھی ان کے پاس آیا تھا انہوں نے اسے پاس کر کے بھیج دیا۔اس کے نتیجے میں عوام نے متاثر ہونا ہے اور جو چیزیں فروخت کرتے ہیں انہوں نے بھی متاثر ہونا ہے۔ درمیان میں ہماری جو اتھارٹیاں بنتی ہیں،قانون نافذ کرنے والے اداروں اور اتھارٹیز کے جو اہلکار ہیں وہ اس کے اندر جو گند بلا کرتے ہیں اس سے ہمیں آگاہی تو ہے لیکن ہم اس کی perception نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ابھی pure food کے حوالے سے معاملات چل رہے ہیں،چھاپے بھی پڑ رہے ہیں کچھ چیزیں تو میڈیا کے اندر آ جاتی ہیں لیکن جس کسی کے ساتھ ظلم ہو جاتا ہے وہ میڈیا میں نہیں آتا۔میں بہاولپور کی مثال پیش کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایک اسلامی کالونی ہے اس میں ریٹائر صوبیدار امین صاحب کے داماد کی ایک بیکری ہے۔پچھلے دنوں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ایک اہلکار آیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہاں صفائی کے حوالے سے مطمئن نہیں ہیں اگر تم اس کو درست نہیں کرتے تو ہم تمہارے خلاف چھاپا لگائیں گے ورنہ میں آیا ہوں تو میرے ساتھ کچھ معاملہ کرو تو وہ دو ہزار روپے لے کر چلا گیا پھر اس کے بعد کچھ اور اہلکار آ گئے اور انہوں نے چھاپا بھی ڈالا اسے دس ہزار روپے جرمانہ بھی کر دیا اس نے وہ جرمانہ ادا کر دیا۔اس جرمانے کی ادائیگی کے پندرہ دن بعد ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے ایک صاحب بہادر تشریف لے آئے میں اس کی تحقیق کر رہا ہوں اور نام معلوم کر رہا ہوں کہ وہ اہلکار کون ہے۔اس نے آ کر کہا کہ آپ کی صفائی کا نظام ٹھیک نہیں ہے میں اسے چیک کرنے کے لئے آیا ہوں آپ مجھے اتنے پیسے دو۔اس نے پیسے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ پہلے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ آ گیا انہوں نے پہلے under hand مجھ سے کچھ پیسے لے لئے اب انہوں نے باقاعدہ چھاپا لگا دیا۔بہت سارے معاملات میں چھاپا تو اس لئے لگ جاتا ہے کہ اوپر والوں کو بھی مطمئن کرنا ہوتا ہے۔ چھاپا لگ گیا دس ہزار روپے جرمانہ بھی ادا کر دیا ابھی پندرہ دن نہیں ہوئے تو ریوینو والے چھاپا لگانے آ گئے ہیں اب میں اس میں پیسے نہیں دیتا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے دو گھنٹوں کے اندر متعلقہ ریونیو آفیسر تشریف لے آئے چھاپا لگایا اور اس کی دکان کو seal کر کے چلے گئے۔وہ بے چارہ کیا کر سکتا تھا وہ میرے

پاس آیااور ساری روداد سنائی کہ یہ معاملہ ہے۔ میں ڈی سی او صاحب سے بات کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہا لیکن ان سے بات نہ ہو پا رہی تھی چونکہ وہ کسی دورے پر نکلے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے اندر اس طرح کے گھمبیر مسائل موجود ہیں اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ آپ جو قانون بنا رہے ہیں اس پر پورے پنجاب کے لوگ، کاروباری افراد متاثر ہوں گے اس لئے اسے کچھ delay کر کے public opinion کے لئے مشتہر کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر مختلف stackholders کی ساری تکالیف آ جائیں گی تو اس کی روشنی میں کوئی بہتر قانون سازی ہو سکے گی اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر insist نہ کریں اور اسے ابھی تھوڑا سا delay کر دیں اور یہ اخبارات کے ذریعے public opinion کے لئے بھیجیں تاکہ سارے stackholders اپنی اپنی رائے کا اظہار کر لیں گے اور اس کے نتیجے کے اندر ایک بہتر قانون سازی ممکن ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران اپوزیشن نے اس ترمیم پر جو بات کی ہے اور ڈاکٹر سید وسیم اختر نے مجھے بھی اپنی گفتگو میں دو تین دفعہ ذاتی طور پر مخاطب کر کے بات کی ہے۔ میں ان کی بات سے حوصلہ لیتے ہوئے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ہم نے بھی بڑا لمبا عرصہ اپوزیشن کی ہے انہوں نے جو ہر بل میں ترامیم پیش کی ہیں یہ تو لگی بدھی ترامیم ہیں اور یہ clerical staff کے ذمے ہوتا ہے کہ آپ یہ ترامیم دے دیں۔ اگر میرے بھائی اس بل کو پڑھیں اور اس کے بعد اس بل کے اندر جہاں جہاں کوئی improvement سمجھتے ہیں وہاں وہاں پر اس متعلقہ کلاز میں، اس سیکشن میں، اس پیراگراف میں ترامیم دیں تو اس پر ایک healthy debate بھی ہو سکتی اور یہ اس معزز ایوان میں ہوتی رہی ہے۔ ایک ایک بل پر تین تین دن تک بحث ہوئی ہے پھر جا کر قانون سازی میں role سامنے آتا ہے اور جب آپ ایک ترمیم کو متعلقہ کلاز میں لاتے ہیں اور اپنا argument پیش کرتے ہیں تو ایسا ہوا کہ اس چیز کو پورے ایوان نے accept کیا ہے۔ اب یہ بات کہ اسے لوگوں کی opinion کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔ لوگوں کی opinion کو اکٹھا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کوئی طریقہ نہیں ہے اور پھر اگر کر بھی لیا جائے تو constitution جو اس معزز ایوان کو قانون سازی کا mandate دیتا ہے اس میں تو کہیں ذکر نہیں ہے کہ آپ مشتہر کریں پھر جب رائے آئے تو پھر اس کے مطابق قانون بنائیں اس

لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج جتنے بھی بل پاس ہوئے ہیں یاunder consideration آئے ہیں ان میں یہی دونوں لگی بدھی ترامیم ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ لاء میں ترامیم لائیں بالکل میں خود اس بات پر پوری طرح سے متفق ہوں اور یقین بھی رکھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو ترامیم آئیں اور اگر ان میںsubstance ہے ان میں ایک ایسی بات ہے جس سے قانون بہتر ہو سکتا ہے تو میں بالکل اسے acceptکرنے کے لئے تیار ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015 as recommended by Standing Committee on Food be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Muhammad Arif Abbasi, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: Sir, I move:

> "That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015,as recommended by the Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15thMarch 2016."
>
> 1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA.
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
> 3. Dr Murad Raas, MPA.

4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Mrs Ayesha Javed, MPA.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015,as recommended by the Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15thMarch 2016."

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Murad Raas, MPA.
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Mrs Ayesha Javed, MPA.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ہم اس ترمیم پر بات نہیں کرنا چاہتے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015,as recommended by the Standing Committee on Food, be referred to a Select Committee consisting of the

following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016."

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Murad Raas, MPA.
4. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Mrs Ayesha Javed, MPA.

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Food, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Malik Taimoor Masood, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MALIK TAIMOOR MASOOD: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill , in the proposed section 23 of the Principal Ordinance, for the words "six months", "one month" and "one hundred thousand", occurring in lines 4,5 and 6, the words one year", "three months" and "two hundred and fifty thousand", be substituted respectively."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill , in the proposed section 23 of the Principal Ordinance, for the words "six months", "one month" and "one hundred thousand", occurring in lines 4,5 and 6, the words one year", "three months" and

"two hundred and fifty thousand", be substituted respectively."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! وزیر قانون نے ہماری پہلی ترمیم پر بات کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ حزب اختلاف نے جو پہلے دو ترامیم دی ہیں وہ clerical staff کی طرف سے بنائی گئی ہیں اور یہ ہر بل میں دی جاتی ہیں لہٰذا ان کو consider نہ کیا جائے۔ وزیر قانون کے کہنے پر ہی ہم نے اپنی دوسری ترمیم پر بات کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ وزیر قانون نے کہا کہ اگر معزز ممبران حزب اختلاف کسی بھی بل کی Clause پر بہتری کے لئے ترمیم اور arguments دیں تو جہاں تک ممکن ہو سکا ان کی ترمیم کو تسلیم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہم نے Clause 5 میں جو ترمیم دی یہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ Punjab Pure Food (Amendment) Bill ہے اور ہم نے اس بات کو مدنظر رکھنا ہے کہ عوام کو تمام اشیاء ملاوٹ سے پاک میسر ہوں۔ ہم نے اس بات کو ensure کرنا ہے کہ اشیاء میں ملاوٹ نہ کی جائے۔ اکثر دکانوں پر کھانے پینے کی اشیاء جن کا direct تعلق عوام کی صحت سے ہے وہ ملاوٹ زدہ ملتی ہیں۔ ہمارے بچوں کے اندر آج کیلشیم کی کمی محسوس ہو رہی ہے آج ہمارے بچوں کی وہ growth نہیں ہو رہی جو کہ آج سے دس پندرہ سال پہلے ہوا کرتی تھی کیونکہ اُس وقت ملاوٹ سے پاک کھانے پینے کی چیزیں میسر تھیں۔ ایسی تمام اشیاء جن کو ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں اب وہ ملاوٹ شُدہ مل رہی ہیں مثلاً دودھ، گھی اور ایسی ہی دوسری چیزیں خالص ملنا محال ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آج اس صوبے اور ملک میں پینے کے صاف پانی سے لے کر کھانے کی کوئی چیز ایسی میسر نہیں کہ جس میں ملاوٹ نہ کی گئی ہو۔ دودھ، زرعی اجناس سے متعلقہ چیزیں، گھی، مرچیں، دالیں اور اسی طرح کی دوسری چیزیں ہمیں ملاوٹ والی ملتی ہیں۔ ملاوٹ کرنے والے لوگ انسانی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ حکومت ان کے اُوپر ہاتھ ڈالنے کے لئے اس ایوان کے اندر ایک بل لے کر آئی ہے اور ان کے لئے سزا کا تعین کر رہی ہے۔ اس بل میں ملاوٹ کرنے والے لوگوں کے لئے پچاس ہزار روپے جرمانہ یا چھ مہینے قید کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ یہ لوگ جرمانے کی رقم چند دنوں کے اندر ملاوٹ شُدہ اشیاء فروخت کر کے پوری کر لیتے ہیں لہٰذا

ایسے لوگوں کے لئے تو زیادہ سے زیادہ سزا مقرر ہونی چاہئے۔ وہ لوگ جو کہ ملاوٹ شُدہ اشیاء بیچتے ہیں یا جو دودھ میں ملاوٹ کرتے ہیں ان کے لئے پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا کچھ بھی نہیں ہے۔ جب ہم ایسے لوگوں کو کم سزا دیں گے تو پھر میرے خیال میں اس چیز کی حوصلہ شکنی نہیں ہو سکے گی۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ سزا مقرر کی جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ جرمانہ کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو نشان عبرت بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ اس بل میں ملاوٹ کرنے والوں کے لئے جو چھ مہینے قید کی سزا رکھی گئی ہے اس کو بڑھا کر کم از کم ایک سال تین مہینے کیا جائے اور اسی طرح پچاس ہزار روپے جرمانہ کی بجائے ایک لاکھ روپے جرمانہ کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو احساس ہو سکے کہ وہ ملاوٹ کر کے انسانی جانوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو ترمیم دی ہے وہ بالکل درست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملاوٹ کرنے والوں کے لئے اگر کوئی مؤثر رکاوٹ یا hindrance نہ ہو تو اس لعنت پر قابو پانا ناممکن ہو گا۔ میں بالکل معزز ممبر کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ملاوٹ کرنے والے لوگوں کو کڑی سے کڑی اور زیادہ سے زیادہ سزا دی جانی چاہئے۔ انہوں نے تجویز کیا ہے کہ اس سزا کو چھ مہینے سے بڑھا کر ایک سال کر دیا جائے۔ ان کی یہ بات درست ہے لیکن اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جو اصول اپنایا گیا اور کارگر ثابت ہوا ہے اس کے مطابق اتنی ہی سزا دی جا سکتی ہے۔ کسی بھی سزا کا certain ہونا اس کے severe ہونے سے زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ اگر مجرم کو یہ پتا ہو کہ سزا اسے فوری طور پر ہو گی اور اسے فوری طور پر جیل جانا پڑے گا یا جرمانہ ادا کرنا پڑے گا تو اس کا زیادہ خوف اور اثر ہوتا ہے۔ اگر ملزم کو یہ پتا ہو کہ میں ضمانت پر باہر آ جاؤں گا، ٹرائل ہو گا، ایک سال مقدمہ چلے گا اور اس کے بعد خلاصی کے لئے کئی طریقے نکل آئیں گے تو اس کا اتنا زیادہ خوف اور اثر نہیں ہو گا۔ اس سزا کو چھ ماہ تک اس لئے رکھا گیا ہے اور اس کو ایک سال اس لئے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سمری ٹرائل میں چھ ماہ سے زیادہ سزا نہیں دی جا سکتی۔ سمری ٹرائل اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ جب آپ ملاوٹ کرتے ہوئے کسی شخص کو موقع پر پکڑیں تو اسے اسی وقت سزا سنائی جائے، وہ اُسی وقت جیل جائے، وہ پندرہ دن، مہینہ یا دو مہینے جیل میں رہے گا تو اس کا impact زیادہ ہو گا بجائے اس کے کہ وہ آدمی پہلے دو سال مقدمہ لڑے، تاریخیں بھگتے اور اس کے بعد وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اپنی جان چھڑا لے۔ اس قدغن کی وجہ سے

چھ مہینے سزا رکھی گئی ہے کیونکہ سمری ٹرائل ضروری ہے اور سمری ٹرائل میں چھ مہینے سے زیادہ سزا نہیں دی جا سکتی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill , in the proposed section 23 of the Principal Ordinance, for the words "six months", "one month" and "one hundred thousand", occurring in lines 4,5 and 6, the words one year", "three months" and "two hundred and fifty thousand", be substituted respectively."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are five amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Malik Taimoor Masood, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam ul Mehmood, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Dr Syed Waseem Akhtar .Any mover may move it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام ترامیم identical ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since these amendments are substantially identical to the amendment in the Clause 5 which has been lost,

therefore, the same are inadmissible under rules 106 (b) and 198(4) and are ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 4۔فروری2016 صبح10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Adversity of farmers due to non-receipt of proper price of their crops 450
-Affiliation of Medical Colleges with Pakistan Medical and Dental Council 448
-Carelessness of doctors & professors in Government Hospitals 315
-Dangerous effects of poisonous pesticides on crops of fruit, vegetables and pulse 444
-Demand for arrest of accused persons of firing at the son of Mian Muhammad Yaseen 449
-Demand for fixation of 25% quota in government recruitments for eunuch persons 438
-Disclosure of purchase of medicines at higher price by Zakat & Ushr Department 446
-Grab of land of Forest Department in Moza Rakh Bhatti Maitla 114, 190
-Grabbing by human smugglers and agents 318
-Import of fruit and vegetable from India 320
-Non-issuance of NOC for allocation of land for educational purposes in Faisalabad 112
-Pending cases in Board of Revenue Punjab 113
-Problems faced by students in getting admission in Universities due to out-dated rules 314
-Possession of influential persons over PA House in Marri, Rajanpur Pachadh 111
-Refusal by Vice Chancellor GC University to give admission to students of National College Toba Tek Singh 319
-Risk to human life due to abundance of cement factories in Kalar Kahar, Chowa Saiden Shah district Chakwal 441

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-29th January, 1st, 2nd & 3rd February, 2016 3,117,229,329

AGRICULTURE DEPARTMENT-

questions REGARDING- 416
-Admissions in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 715)* 388
-Agricultural Research Centres/Institutes in the province *(Question No. 33)* 384
-Concrete water courses in district Pakpattan *(Question No. 7130*)* 346
-Construction of Burji No.78 distributary Lalo Githar Depalpur, Okara *(Question No. 6208*)* 400
-Cultivation of land in district Attock since 2004 *(Question No. 454)* 398
-Damped land in tehsil Fort Abbas *(Question No. 363)*

PAGE NO.

-Details about Agricultural Research Institutes in Punjab 333
(Question No. 3318)* 362
-Details about Market Committee Toba Tek Singh *(Question No. 6284*)* 370
-Details about offices of Agriculture Department *(Question No. 7061*)* 381
-Details about Punjab Agriculture Research Board *(Question No. 5713*)* 355
-Details about vegetable market Faisalabad *(Question No. 6210*)* 353
-Details about water courses in district Faisalabad *(Question No. 6209*)* 387
-Establishment of Agriculture Research Centre Narowal *(Question No. 7162*)*
-Establishment of office of Agriculture Engineering in district Toba Tek Singh *(Question No. 574)* 410
-Facilities provided by Agriculture Department to farmers *(Question No. 457)* 403
-Farms of Agriculture Department in Faisalabad Division *(Question No. 1000)* 425
-Fruit and vegetable markets in Sialkot *(Question No. 6783*)* 367
-Income and expenditures of Market Committee Fort Abbas, Bahawalnagar *(Question No. 974)* 422
-Increase in price of DAP Fertilizer *(Question No. 687)* 412
-Land of Agriculture Department in Narowal *(Question No.7160*)* 386
-Market Committees in district Sahiwal *(Question No. 5673*)* 380
-Market Committees in Sahiwal *(Question No. 281)* 396
-New seeds of wheat and cotton *(Question No. 7132*)* 384
-Number of Agricultural Institutes in the province *(Question No.835)* 418
-Paved water courses in district Rajanpur *(Question No. 115)* 392
-Pavement of water courses in Daska city *(Question No. 693)* 413
-Pavement of water courses in PP-130 Daska *(Question No. 694)* 415
-Pavement of water courses in PP-113 Gujrat *(Question No. 534)* 405
-Pavement of water courses in PP-222 Sahiwal *(Question No. 544)* 408
-Pavement of water courses in Sahiwal *(Question No. 543)* 407
-Pavement of water courses in Sialkot *(Question No. 41)* 389
-Repair of roads, sewerage and pharrs in Market Fort Abbas *(Question No. 976)* 424
-Research on fodder growth in Cholistan Bahawalpur *(Question No. 3319*)* 338
-Shifting of Grain Market Gujranwala out of city *(Question No. 6449*)* 364
-Shifting of Grain Market Sahiwal out of city *(Question No. 5670*)* 379
-Sub campus of Agriculture University Toba Tek Singh *(Question No. 1001)* 427
-Subsidiary price of cotton *(Question No.107)* 392
-Subsidiary price of rice *(Question No.109)* 393
-Subsidiary price of maize *(Question No. 100)* 390
-Subsidy granted on agricultural equipment *(Question No. 6245*)* 357
-Target for purchase of wheat for the year 2015 *(Question No. 6986*)* 383

AHMAD SAEED KHAN, MALIK

ADJOURNMENT MOTION regarding-

-Adversity of farmers due to non-receipt of proper price of their crops 450

PAGE NO.

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.

question REGARDING- 406
-Construction of stadium in Malka Hans Pakpattan *(Question No. 773)*

AHMED KHAN BHACHER. MR.

point of order REGARDING-
-Demand for constitution of House Committee for refixation of Agricultural Tax 312

AHMED SAEED, QAZI

question REGARDING- 248
-Details about wood theft in Rahim Yar Khan *(Question No. 3998*)*

AKHTAR ALI, BAO

questions REGARDING- 89
-Air pollution in district Hafizabad *(Question No. 847)*
-Details about Environment Protection Department in district Hafizabad *(Question No. 846)* 85
-Issuance of NOC for establishment of poultry farms in district Narowal *(Question No. 845)* 81
-Official Committee of Lahore Zoo *(Question No. 6002*)* 275
-Parks and Zoo in district Lahore *(Question No. 664)* 284
-Provision of funds for sports development in district Hafizabad *(Question No. 843)* 411
-Steps taken for protection of wildlife *(Question No. 6004*)* 277

AKMAL SAIF CHATTHA, MR. *(Parliamentary Secretary for Environment Protection)*

Answers to the questions REGARDING- 20
-Details about factories in PP-58 Faisalabad *(Question No. 1836*)*
-Number of factories draining their polutted water into river Ravi *(Question No. 5955*)* 29
-Pollution in Samundari Drain Faisalabad *(Question No. 2353*)* 23
-Polluted water of factories in Upper Chenab Canal district Sheikhupura *(Question No. 1793*)* 34

ALA-UD-DIN, SHEIKH

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Carelessness of doctors & professors in Government Hospitals 315
-Demand for fixation of 25% quota in government recruitments for eunuch persons 438
-Grabbing by human smugglers and agents 318
-Import of fruit and vegetable from India 320
-Risk to human life due to abundance of cement factories in

PAGE NO.

Kalar Kahar, Chowa Saiden Shah district Chakwal 441

ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR

question REGARDING- 392

-Paved water courses in district Rajanpur *(Question No. 115)*

AMJAD ALI JAVAID, MR.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Dangerous effects of poisonous pesticides on crops of fruit, vegetables and pulse 444

-Problems faced by students in getting admission in Universities due to out-dated rules 314

-Refusal by Vice Chancellor GC University to give admission to students of National College Toba Tek Singh 319

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-

-The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No.39 of 2015) 305

-The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No.41 of 2015) 305

305

-THE PUNJAB PROHIBITION OF SHEESHA SMOKING BILL NO. 2014 (BILL NO. 6 OF 2014) 416

161

questions REGARDING- 67

-Admissions in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 715)* 54

-BS Programmes in universities *(Question No. 6093*)*

-Details about air pollution in Toba Tek Singh *(Question No. 598)* 340

-Details about distribution of heads of cattle from livestock farms in Toba Tek Singh after devolution plan *(Question No. 5844*)* 362

-Details about distribution of prize money in contests of Youth Festivals *(Question No. 5643*)* 55

-Details about Market Committee Toba Tek Singh *(Question No. 6284*)*

-Details about poultry farms and kiln in Toba Tek Singh *(Question No. 6408*)* 410

-Establishment of office of Agriculture Engineering in district Toba Tek Singh *(Question No. 574)* 292

-Establishment of Small Industrial Estate in Toba Tek Singh *(Question No. 1002)* 425

399

-Farms of Agriculture Department in Faisalabad Division *(Question No. 1000)* 71

-Gymnasium in Toba Tek Singh *(Question No. 538)* 268

-Laying of sewerage pipe lines in Toba Tek Singh *(Question No. 599)* 256

-Leasing of land of Forest Department district Toba Tek Singh *(Question No. 4399*)* 164

-Offices and employees of Forest Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 4398*)* 427

-Self Finance Scheme in Agricultural University Faisalabad

PAGE NO.

(Question No. 6256)*
-Sub campus of Agriculture University Toba Tek Singh *(Question No. 1001)*

ARCHEOLOGY DEPERTMENT-

questions REGARDING-
-Details about buildings, places and staff of Archeology Department in Faisalabad *(Question No. 528)* 398, 402
-Details about historical buildings in district Chiniot *(Question No. 560)* 342
-Details about religious books of Sikh religion *(Question No. 6680*)* 378
-Funds for maintenance of historical buildings in Gujrat *(Question No. 5603*)* 404
-Shifting of custody of historical buildings in the province *(Question No. 606)*

ASHRAF ALI ANSARI, CH.

questions REGARDING- 388
-Agricultural Research Centres/Institutes in the province *(Question No. 33)* 391
-Construction of prototype gymnasium in Gujranwala *(Question No. 471)*
-Details about Government College of Technology Gujranwala *(Question No. 3836*)* 243

-Details about Government Institute of Leather Technology Gujranwala *(Question No. 4632*)* 252
-Details about laboratories of Livestock Department in district Gujranwala *(Question No. 4077*)* 52, 387
-Details about playgrounds and stadium in Gujranwala *(Question No. 51)* 392
-Details about shops in Mini Stadium Gujranwala *(Question No. 472)*
-Details about Vaccine to heads of cattle in district Gujranwala *(Question No. 4014*)* 49
-Offices of Environment Protection Department in Gujranwala *(Question No. 752)* 76, 83
-Production of milk in district Gujranwala *(Question No. 896)* 364
-Shifting of Grain Market Gujranwala out of city *(Question No. 6449*)* 75
-Veterinary hospitals and dispensaries in Gujranwala *(Question No. 755)*

ASIF MEHMOOD, MR.

QUESTION regarding-
-Details about Rajput Industry Sundar, Lahore *(Question No. 7244*)* 277

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 2nd February, 2016 465

AUTHORITIES-
-Of the House 5

B

BILAL YASIN, MR. *(Minister for Food Additional Charge of Livestock &*

PAGE NO.

Dairy Development)

Answers to the questions REGARDING- 73
-Building of veterinary hospital in PP-113 Gujrat *(Question No. 740)* 70
-Dairy and poultry farms in district Sahiwal *(Question No. 583)* 96
-Daily production of milk in district Gujrat *(Question No. 1088)* 94
-Daily production of milk in district Lahore *(Question No. 1053)* 49
-Details about dairy farms in district Gujrat *(Question No. 3287*)* 86
-Details about development of dairy and poultry *(Question No. 967)*
-Details about distribution of heads of cattle from livestock farms in Toba Tek Singh after devolution plan *(Question No. 5844*)* 55
-Details about laboratories of Livestock Department in district Gujranwala *(Question No. 4077*)* 52
-Details about Livestock Experimental Farm Khushab *(Question No. 3177*)* 43
-Details about Livestock Experimental Farm Rakh Gulaman, district Bhakkar *(Question No. 3176*)* 38
-Details about milk produced by Khizarabad Cattle Farm *(Question No. 6534*)* 56
-Details about Vaccine to heads of cattle in district Gujranwala *(Question No. 4014*)* 50
-Establishment of veterinary dispensary/hospital in PP-222 Sahiwal *(Question No. 579)* 67
-Facility of Emergency in veterinary hospitals in Lahore *(Question No. 6852*)* 61
-Feed of broiler hen *(Question No. 6593*)* 60
-Livestock Farm Khizarabad, Sargodha *(Question No. 562)* 64
-Officers appointed and promoted in Livestock & Dairy Development Board since 2012 *(Question No. 6535*)* 58
-Production of milk in district Gujranwala *(Question No. 896)* 83
-Provision of interest free loans to people of Cholistan for cattle farming *(Question No. 779)* 78
-Steps taken for control over sale of unhygienic meat *(Question No. 969)* 91
-Veterinary Centres in Sahiwal *(Question No. 6944*)* 62
-Veterinary hospitals and dispensaries in Gujranwala *(Question No. 755)* 75
-Veterinary hospitals and dispensaries in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 883)* 80
-Veterinary hospitals/dispensaries in PP-152 Lahore *(Question No 1052)* 93

BILLS -

-The Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 465-479
-The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2016 *(Introduced in the House)* 462
-The Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 479-488
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 *(Introduced in the House)* 197

PAGE NO.

-The Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 488-505
-The Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 462-465
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 198-219
-The Punjab Special Protection Unit Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 220-224

C

CABINET-
-Of the Punjab 5

Call attention Notices REGARDING 180
-Murder of a citizen during robbery in Gujranwala 182
-Murder of Malik Tahir in Wah Cantt. Rawalpindi
CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-*See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian*

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for arrest of accused persons of firing at the son of Mian Muhammad Yaseen 449

questions REGARDING- 19
-Details about factories in PP-58 Faisalabad *(Question No. 1836*)* 370
-Details about offices of Agriculture Department *(Question No. 7061*)* 57
-Measurement of air and water pollution *(Question No. 6971*)* 23
-Pollution in Samundari Drain Faisalabad *(Question No. 2353*)*
ENVIRONMENT PROTECTION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 79
-Abuses of plastic shopping bags *(Question No. 838)* 89
-Air pollution in district Hafizabad *(Question No. 847)* 63
-Ban on use of shopper bags *(Question No. 375)* 67
-Details about air pollution in Toba Tek Singh *(Question No. 598)*
-Details about chemical in factories in Shahdara, Jia Mosa *(Question No. 6998*)* 59
-Details about employees of Environment Protection Department in district Faisalabad *(Question No. 6297*)* 53
-Details about Environment Protection Department in district Hafizabad *(Question No. 846)* 85

PAGE NO.

-Details about Environment Protection Department district Vehari 47
(Question No. 5765)* 19
-Details about factories in PP-58 Faisalabad *(Question No. 1836*)*
-Details about offices of Environment Protection Department and air pollution in district Sahiwal *(Question No. 588)* 65
-Details about poultry farms and kiln in Toba Tek Singh *(Question No. 6408*)* 55
-Funds allocated for control over pollution in Faisalabad *(Question No. 6295*)* 51
-Issuance of NOC for establishment of poultry farms in district Narowal *(Question No. 845)* 81
71
-Laying of sewerage pipe lines in Toba Tek Singh *(Question No. 599)* 57
-Measurement of air and water pollution *(Question No. 6971*)*
-Number of factories draining their polutted water into river Ravi *(Question No. 5955*)* 28
-Offices of Environment Protection Department in Gujranwala *(Question No. 752)* 76
-Polluted water of factories in Upper Chenab Canal district Sheikhupura *(Question No. 1793*)* 33
23
-Pollution in Samundari Drain Faisalabad *(Question No. 2353*)* 73
-Steps taken for control over air pollution *(Question No. 686)*

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS OF-

-Adjournment Motion No. 1199/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA (PP-86) 302
-Adjournment Motion No. 839/2014 moved by Ms. Azma Zahid Bukhari MPA (W-318) 302
-Auditor General of Pakistan for the year 2013-14 308

-Auditor General of Pakistan on Accounts of Punjab Government for the years 2002-03, 2003-04, 2004-05, 2008-09, 2010-11 and 2012-13 175
-Auditor General of Pakistan on Accounts of Punjab Government for the years 2003-04, 2004-05, 2005-06,2007-08 and 2011-12 307
-Privilege Motions No. 12 of 2013, No.20, 27 & 31 of 2014, No.1,5,8,10,12,14,16 & 18 to 27 of 2015 304
-The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No.47 of 2015) 302
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 48 of 2015) 302
-The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No.39 of 2015) 305
-The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No.41 of 2015) 305
-The Punjab Food Plan Regulation Bill 2015 (Bill No. 50 of 2015) 431
-The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill No. 2014 (Bill No. 6 of 2014) 305

PAGE NO.

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.

Call attention Notice REGARDING 180

-MURDER OF A CITIZEN DURING ROBBERY IN GUJRANWALA 173

43

point of order REGARDING-

-Extension in school holidays due to security risk 38

409

408

questions REGARDING- 404

-Details about Livestock Experimental Farm Khushab *(Question No. 3177*)*

-Details about Livestock Experimental Farm Rakh Gulaman, district Bhakkar *(Question No. 3176*)*

-Details about stadiums and play grounds in Lahore *(Question No. 801)*

-Funds allocated for sports *(Question No. 800)*

-Shifting of custody of historical buildings in the province *(Question No. 606)*

FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*

Answers to the questions REGARDING- 416

388

384

-Admissions in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 715)*

-Agricultural Research Centres/Institutes in the province *(Question No. 33)*

-Concrete water courses in district Pakpattan *(Question No. 7130*)*

347

400

-Construction of Burji No.78 distributary Lalo Githar Depalpur, Okara *(Question No. 6208*)*

399

-Cultivation of land in district Attock since 2004 *(Question No. 454)*

-Damped land in tehsil Fort Abbas *(Question No. 363)*

334

362

-Details about Agricultural Research Institutes in Punjab *(Question No. 3318*)*

370

382

-Details about Market Committee Toba Tek Singh *(Question No. 6284*)*

-Details about offices of Agriculture Department *(Question No. 7061*)*

355

353

-Details about Punjab Agriculture Research Board *(Question No. 5713*)*

387

-Details about vegetable market Faisalabad *(Question No. 6210*)*

-Details about water courses in district Faisalabad *(Question No. 6209*)*

-Establishment of Agriculture Research Centre Narowal *(Question No. 7162*)*

411

-Establishment of office of Agriculture Engineering in district Toba Tek Singh *(Question No. 574)*

403

-Facilities provided by Agriculture Department to farmers *(Question No. 457)*

426

367

-Farms of Agriculture Department in Faisalabad Division *(Question No. 1000)*

PAGE NO.

-Fruit and vegetable markets in Sialkot *(Question No. 6783*)* 423
-Income and expenditures of Market Committee Fort Abbas, Bahawalnagar *(Question No. 974)* 413
-Increase in price of DAP Fertilizer *(Question No. 687)* 386
-Land of Agriculture Department in Narowal *(Question No.7160*)* 381
-Market Committees in district Sahiwal *(Question No. 5673*)* 397
-Market Committees in Sahiwal *(Question No. 281)* 385
-New seeds of wheat and cotton *(Question No. 7132*)* 418
-Number of Agricultural Institutes in the province *(Question No.835)* 392
-Paved water courses in district Rajanpur *(Question No. 115)* 414
-Pavement of water courses in Daska city *(Question No. 693)* 415
-Pavement of water courses in PP-130 Daska *(Question No. 694)* 405
-Pavement of water courses in PP-113 Gujrat *(Question No. 534)* 409
-Pavement of water courses in PP-222 Sahiwal *(Question No. 544)* 407
-Pavement of water courses in Sahiwal *(Question No. 543)* 390
-Pavement of water courses in Sialkot *(Question No. 41)* 425
-Repair of roads, sewerage and pharrs in Market Fort Abbas *(Question No. 976)* 338
-Research on fodder growth in Cholistan Bahawalpur *(Question No. 3319*)* 364
-Shifting of Grain Market Gujranwala out of city *(Question No. 6449*)* 380
-Shifting of Grain Market Sahiwal out of city *(Question No. 5670*)* 427
-Sub campus of Agriculture University Toba Tek Singh *(Question No. 1001)* 392
-Subsidiary price of cotton *(Question No.107)* 393
-Subsidiary price of rice *(Question No.109)* 390
-Subsidiary price of maize *(Question No. 100)* 357
-Subsidy granted on agricultural equipment *(Question No. 6245*)* 383
-Target for purchase of wheat for the year 2015 *(Question No. 6986*)* 433

point of order (ANSWER) REGARDING-

-Demand for making policy for export of potato

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-***

-On sad demises of martyrs of Charsada incident, father of Mr. Mhosin Latif, MPA and mothers of Mrs. Nadia Aziz and Mrs. Shazia Kamran, MPAs 15

FORESTS, WILDLIFE & FISHERIES DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Allotment of area to Arabian Sheikhs for hunting in tehsil Chobara *(Question No. 6099*)* 279
-Cameras installed in Safari Park Lahore *(Question No.2632*)* 239
-Details about wood theft in Rahim Yar Khan *(Question No. 3998*)* 248
-Forests in the Punjab *(Question No. 563)* 282
-Land allotted to Beharia Town by Forest Department in Rawalpindi 280

PAGE NO.

(Question No. 7201)*
-Leasing of land of Forest Department district Toba Tek Singh *(Question No. 4399*)* 268
-Offices and employees of Forest Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 4398*)* 256
-Official Committee of Lahore Zoo *(Question No. 6002*)* 275
-Parks and Zoo in district Lahore *(Question No. 664)* 284
-Staff of Wildlife and Breeding Park Toba Tek Singh *(Question No. 863)* 289
-Staff of Wildlife Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 862)* 288
-Steps taken for protection of wildlife *(Question No. 6004*)* 277

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 8 of 2016) 431
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No. 11 of 2016) 431

h

HIGHER EDUCATION DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Appointment of Lecturers of Library Science in government colleges *(Question No. 6982*)* 147
-BS Programmes in universities *(Question No. 6093*)* 161
-Building of Degree College Khanqa Dogran *(Question No. 6182*)* 126
-Construction of Education Complex at the land of Government College of Commerce Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 7252*)* 151
-Corruption in Board of Intermediate & Secondary Education Lahore *(Question No. 5926*)* 159
-Degree issued by the Punjab University *(Question No. 5711*)* 159
-Details about colleges in Gulberg and Nishat Towns Lahore *(Question No. 227)* 170
-Details about Acute Business College Garden Town Lahore *(Question No. 6544*)* 133
-Details about GC Women University Sialkot *(Question No. 6898*)* 138
-Details about Girls College Baghbanpura Lahore *(Question No. 191)* 166
-Details about government colleges in PP-170 Nankana Sahib *(Question No. 6185*)* 127

PAGE NO.

-Details about Government Degree College for Women Kot Khawaja Saeed, Lahore *(Question No. 190)* 165
-Details about Government Girls Degree College Satellite Town Bahawalpur *(Question No.4820*)* 123 145
-Details about Lecturer Assistants *(Question No. 7172*)* 136
-Establishment of university in Chiniot *(Question No. 6687*)* 167
-Provision of buses to colleges of Lahore *(Question No. 204)*
-Provision of more buses for women students of Punjab University *(Question No. 203)* 166
-Posts of Lecturers in Girls Degree College Nankana Sahib *(Question No. 3091*)* 157
-Regularization of employees of Commerce Colleges *(Question No. 5384*)* 158
-Self Finance Scheme in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 6256*)* 164 168
-Transport facility to government universities *(Question No. 205)* 165
-Universities of the province *(Question No. 145)*
-Use of prohibited drugs by sports students in Punjab University Lahore *(Question No. 255)* 171 141
-Vacant posts of Librarians in colleges *(Question No. 6981*)*

HUSSAIN JAHANIA GARDEZI, SYED

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-

-Privilege Motions No. 12 of 2013, No.20, 27 & 31 of 2014, No.1,5,8,10,12,14,16 & 18 to 27 of 2015 304

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 303

-The Privilege Motions No.25 of 2014 and No.11 of 2015

I

IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, CHAUDRY

question REGARDING- 375

-Construction of stadium in Basirpur, district Okara *(Question No. 3249*)*

INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING- 295

-Boilers installed in factroies of Lahore *(Question No. 1041)*
-Details about appointment of Chairman and other officers in Punjab Board of Technical Education *(Question No.813)* 291
-Details about Government College of Technology Gujranwala *(Question No. 3836*)* 243
-Details about Government Institute of Leather Technology Gujranwala *(Question No. 4632*)* 252 274
-Details about old ways of earning in Chiniot *(Question No. 6243*)* 277

PAGE NO.

-Details about Rajput Industry Sundar, Lahore *(Question No. 7244*)* 294
-Details about registered and unregistered factories in Sahiwal *(Question No. 1028)* 290
-Establishment of more Industrial Estates in Sahiwal *(Question No. 796)* 292
-Establishment of Small Industrial Estate in Toba Tek Singh *(Question No. 1002)* 298
-Installation of boilers in factories of Lahore and Sheikhupura *(Question No. 1166)* 297
-Institutions of TEVTA in Gujrat *(Question No. 1069)* 262
-Interest rate of schemes of Punjab Small Industries Corporation *(Question No.5573*)* 296
-Number of registered factories in Lahore *(Question No. 1042)* 274
-Problems of Government Printing Press Lahore *(Question No.5574*)* 293
-Registered factories in district Sialkot *(Question No. 1005)* 288
-Registered institutions under Industries Department in Sahiwal *(Question No. 793)* 282
-Stone crushing factories at Sialkot Road *(Questin No. 518)* 284
-Stone crushing factories in the province *(Questin No. 519)* 286
-Technical colleges and institutes in Sahiwal *(Question No. 792)* 233
-Worst condition of technical institutions of TEVTA *(Question No. 2452*)*

K

KHADIJA UMAR, MRS.

BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015 490
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 207

questions REGARDING- 95
-Daily production of milk in district Gujrat *(Question No. 1088)* 166
-Details about Girls College Baghbanpura Lahore *(Question No. 191)* 165
-Details about Government Degree College for Women Kot Khawaja Saeed, Lahore *(Question No. 190)* 56
-Details about milk produced by Khizarabad Cattle Farm *(Question No. 6534*)* 378
-Funds for maintenance of historical buildings in Gujrat *(Question No. 5603*)* 262
-Interest rate of schemes of Punjab Small Industries Corporation *(Question No.5573*)* 58
-Officers appointed and promoted in Livestock & Dairy Development Board since 2012 *(Question No. 6535*)* 274
-Problems of Government Printing Press Lahore *(Question No.5574*)* 376
-Sports activities in district Gujrat during 2012-14 *(Question No. 5601*)*

PAGE NO.

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS)*** 114

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Grab of land of Forest Department in Moza Rakh Bhatti Maitla 112
-Non-issuance of NOC for allocation of land for educational purposes in Faisalabad 113
-Pending cases in Board of Revenue Punjab 111
-Possession of influential persons over PA House in Marri, Rajanpur Pachadh

KHIZER HAYAT SHAH KHAGGA, PEER

question REGARDING- 145
-Details about Lecturer Assistants *(Question No. 7172*)*

KHURRAM JAHANGIR WATTOO, MIAN

questions REGARDING- 392
-Subsidiary price of cotton *(Question No.107)* 393
-Subsidiary price of rice *(Question No.109)* 390
-Subsidiary price of maize *(Question No. 100)*

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

LIVESTOCK & DAIRY DEVELOPMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING- 72
-Building of veterinary hospital in PP-113 Gujrat *(Question No. 740)* 70
-Dairy and poultry farms in district Sahiwal *(Question No. 583)* 95
-Daily production of milk in district Gujrat *(Question No. 1088)* 93
-Daily production of milk in district Lahore *(Question No. 1053)* 49
-Details about dairy farms in district Gujrat *(Question No. 3287*)* 86
-Details about development of dairy and poultry *(Question No. 967)*
-Details about distribution of heads of cattle from livestock farms in Toba Tek Singh after devolution plan *(Question No. 5844*)* 54
-Details about laboratories of Livestock Department in district Gujranwala *(Question No. 4077*)* 52
-Details about Livestock Experimental Farm Khushab *(Question No. 3177*)* 43
-Details about Livestock Experimental Farm Rakh Gulaman, district Bhakkar *(Question No. 3176*)* 38
-Details about milk produced by Khizarabad Cattle Farm *(Question No. 6534*)* 56
-Details about Vaccine to heads of cattle in district Gujranwala 49

PAGE NO.

(Question No. 4014)*
-Establishment of veterinary dispensary/hospital in PP-222 Sahiwal 66
(Question No. 579) 61
-Facility of Emergency in veterinary hospitals in Lahore *(Question No. 6852*)* 60
-Feed of broiler hen *(Question No. 6593*)* 64
-Livestock Farm Khizarabad, Sargodha *(Question No. 562)*
-Officers appointed and promoted in Livestock & Dairy Development 58
Board since 2012 *(Question No. 6535*)* 83
-Production of milk in district Gujranwala *(Question No. 896)*
-Provision of interest free loans to people of Cholistan for cattle 78
farming *(Question No. 779)* 91
-Steps taken for control over sale of unhygienic meat *(Question No. 969)* 61
-Veterinary Centres in Sahiwal *(Question No. 6944*)* 75
-Veterinary hospitals and dispensaries in Gujranwala *(Question No. 755)*
-Veterinary hospitals and dispensaries in PP-284 Fort Abbas 80
(Question No. 883) 93
-Veterinary hospitals/dispensaries in PP-152 Lahore *(Question No 1052)*

LUBNA FAISAL, MRS.

question REGARDING- 383
-Target for purchase of wheat for the year 2015 *(Question No. 6986*)*

M

MAHMOOD UL HASSAN CHEEMA, CH.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 98
-The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No.53 of 2015)

MANAN KHAN, MR.

questions REGARDING- 387
-Establishment of Agriculture Research Centre Narowal *(Question No. 7162*)* 386
-Land of Agriculture Department in Narowal *(Question No.7160*)*

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Schools Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)*

Answers to the questions REGARDING- 161
-BS Programmes in universities *(Question No. 6093*)*
-Construction of playgrounds in Malikwal, Mandi Bahauddin 394
(Question No. 506) 391
-Construction of prototype gymnasium in Gujranwala *(Question No. 471)* 375
-Construction of stadium in Basirpur, district Okara *(Question No. 3249*)* 406
-Construction of stadium in Malka Hans Pakpattan *(Question No. 773)*
-Corruption in Board of Intermediate & Secondary Education Lahore 160

PAGE NO.

(Question No. 5926)* 159
-Degree issued by the Punjab University *(Question No. 5711*)*
-Details about buildings, places and staff of Archeology Department in Faisalabad *(Question No. 528)* 398
-Details about colleges in Gulberg and Nishat Towns Lahore *(Question No. 227)* 171
-Details about distribution of prize money in contests of Youth Festivals *(Question No. 5643*)* 340
-Details about Girls College Baghbanpura Lahore *(Question No. 191)* 166
-Details about Government Degree College for Women Kot Khawaja Saeed, Lahore *(Question No. 190)* 165
-Details about historical buildings in district Chiniot *(Question No. 560)* 402
-Details about playgrounds and stadium in Gujranwala *(Question No. 51)* 388
-Details about religious books of Sikh religion *(Question No. 6680*)* 343
-Details about shops in Mini Stadium Gujranwala *(Question No. 472)* 393
-Details about stadiums and play grounds in Lahore *(Question No. 801)* 410
-Funds allocated for sports *(Question No. 800)* 408
-Funds for maintenance of historical buildings in Gujrat *(Question No. 5603*)* 378
-Hockey ground in Faisalabad *(Question No. 527)* 396
-Gymnasium in Toba Tek Singh *(Question No. 538)* 400
-Posts of Lecturers in Girls Degree College Nankana Sahib *(Question No. 3091*)* 157
-Provision of buses to colleges of Lahore *(Question No. 204)* 168
-Provision of funds for sports development in district Hafizabad *(Question No. 843)* 412
-Provision of more buses for women students of Punjab University *(Question No. 203)* 166
-Regularization of employees of Commerce Colleges *(Question No. 5384*)* 158
-Self Finance Scheme in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 6256*)* 164
-Shifting of custody of historical buildings in the province *(Question No. 606)* 404
-Sports activities in district Gujrat during 2012-14 *(Question No. 5601*)* 376
-Transport facility to government universities *(Question No. 205)* 169
-Universities of the province *(Question No. 145)* 165
-Use of prohibited drugs by sports students in Punjab University Lahore *(Question No. 255)* 172

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
MOTION regarding-

-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A RESOLUTION 102

187

points of order REGARDING-
-Demand for taking up out of turn the resolution regarding 15
106

PAGE NO.

price of petrol
-Financial murder and homelessness of thousands of people due to construction of Orange Line Train track
-Suddenly closure of educational institutions 151

question REGARDING-
-Construction of Education Complex at the land of Government College of Commerce Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 7252*)* 103

Resolution REGARDING-
-Show of grief & sorrow on martyrdoms due to terrorism in Bacha Khan University Charsadda

MEHWISH SULTANA, MS. *(Parliamentary Secretary for Higher Education)*

Answers to the questions REGARDING-
-Appointment of Lecturers of Library Science in government colleges *(Question No. 6982*)* 147
-Building of Degree College Khanqa Dogran *(Question No. 6182*)* 126
-Construction of Education Complex at the land of Government College of Commerce Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 7252*)* 151
-Details about Acute Business College Garden Town Lahore *(Question No. 6544*)* 133
-Details about GC Women University Sialkot *(Question No. 6898*)* 139
-Details about government colleges in PP-170 Nankana Sahib *(Question No. 6185*)* 128
-Details about Government Girls Degree College Satellite Town Bahawalpur *(Question No.4820*)* 124
-Details about Lecturer Assistants *(Question No. 7172*)* 145
-Establishment of university in Chiniot *(Question No. 6687*)* 136
-Vacant posts of Librarians in colleges *(Question No. 6981*)* 142

MINISTER FOR AGRICULTURE
-See under Farrukh Javed, Dr.

MINISTER FOR FOOD ADDITIONAL CHARGE OF LIVESTOCK & DAIRY DEVELOPMENT
-See under Bilal Yasin, Mr.

MINISTER FOR FORESTS, WILDLIFE & FISHERIES
-See under Muhammad Asif Malik, Mr.

Minister for Human Rights & Minorities Affairs

-SEE UNDER KHALIL TAHIR SINDHU, MR.

MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT

PAGE NO.

-SEE UNDER MUHAMMAD SHAFIQUE, CH.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana

MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY AND TOURISM
-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana

MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 102

MUHAMMAD AFZAL, DR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Affiliation of Medical Colleges with Pakistan Medical and Dental Council 448

MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY

questions REGARDING- 367
-Fruit and vegetable markets in Sialkot *(Question No. 6783*)* 293
-Registered factories in district Sialkot *(Question No. 1005)*

MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

question REGARDING-
-Land allotted to Beharia Town by Forest Department in Rawalpindi *(Question No. 7201*)* 280

MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING- 70
-Dairy and poultry farms in district Sahiwal *(Question No. 583)*
-Details about offices of Environment Protection Department and air pollution in district Sahiwal *(Question No. 588)* 65
-Details about registered and unregistered factories in Sahiwal *(Question No. 1028)* 294 290
-Establishment of more Industrial Estates in Sahiwal *(Question No. 796)*
-Establishment of veterinary dispensary/hospital in PP-222 Sahiwal *(Question No. 579)* 66 380
-Market Committees in district Sahiwal *(Question No. 5673*)* 396
-Market Committees in Sahiwal *(Question No. 281)* 408
-Pavement of water courses in PP-222 Sahiwal *(Question No. 544)* 407
-Pavement of water courses in Sahiwal *(Question No. 543)*

-Registered institutions under Industries Department in Sahiwal *(Question No. 793)* 288 379
-Shifting of Grain Market Sahiwal out of city *(Question No. 5670*)* 286
-Technical colleges and institutes in Sahiwal *(Question No. 792)* 61

PAGE NO.

-Veterinary Centres in Sahiwal *(Question No. 6944*)*

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 98

-The Punjab Sugar Factories Control (Amendment) Bill 2015 (Bill No.52 of 2015)

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING- 63

-Ban on use of shopper bags *(Question No. 375)* 413

-Pavement of water courses in Daska city *(Question No. 693)* 415

-Pavement of water courses in PP-130 Daska *(Question No. 694)* 389

-Pavement of water courses in Sialkot *(Question No. 41)* 357

-Subsidy granted on agricultural equipment *(Question No. 6245*)*

MUHAMMAD ASIF MALIK, MR. *(Minister for Forests, Wildlife & Fisheries)*

Answers to the questions REGARDING-

-Allotment of area to Arabian Sheikhs for hunting in tehsil Chobara *(Question No. 6099*)* 280

-Cameras installed in Safari Park Lahore *(Question No.2632*)* 239

-Details about wood theft in Rahim Yar Khan *(Question No. 3998*)* 249

-Forests in the Punjab *(Question No. 563)* 283

-Land allotted to Beharia Town by Forest Department in Rawalpindi *(Question No. 7201*)* 281

-Leasing of land of Forest Department district Toba Tek Singh *(Question No. 4399*)* 268

-Offices and employees of Forest Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 4398*)* 256

-Official Committee of Lahore Zoo *(Question No. 6002*)* 275

-Parks and Zoo in district Lahore *(Question No. 664)* 285

-Staff of Wildlife and Breeding Park Toba Tek Singh *(Question No. 863)* 289

-Staff of Wildlife Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 862)* 288

-Steps taken for protection of wildlife *(Question No. 6004*)* 278

MUHAMMAD AYUB KHAN, SARDAR, LT COL (RETD)

questions REGARDING-

-Details about Acute Business College Garden Town Lahore *(Question No. 6544*)* 133

-Staff of Wildlife and Breeding Park Toba Tek Singh *(Question No. 863)* 289

-Staff of Wildlife Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 862)* 288

MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ

point of order REGARDING- 433

PAGE NO.

-Demand for making policy for export of potato 274

questions REGARDING- 136

-Details about old ways of earning in Chiniot *(Question No. 6243*)*
-Establishment of university in Chiniot *(Question No. 6687*)*

MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY

point of order REGARDING-

-Demand for fixation of two days for discussion on Agriculture in the House 436

MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.

questions REGARDING- 398

-Damped land in tehsil Fort Abbas *(Question No. 363)*
-Income and expenditures of Market Committee Fort Abbas, Bahawalnagar *(Question No. 974)* 422
-Provision of interest free loans to people of Cholistan for cattle farming *(Question No. 779)* 78
-Repair of roads, sewerage and pharrs in Market Fort Abbas *(Question No. 976)* 424
-Veterinary hospitals and dispensaries in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 883)* 80

MUHAMMAD NASIR CHEEMA, MR.

Privilege motion REGARDING-

-Insulting behaviour of SHO Police Station Ahmed Nagar and SP Saddar Gujranwala with MPA 185

MUHAMMAD SHAFIQUE, CH. *(Minister for Industries, Commerce & Investment)*

Answers to the questions REGARDING- 295

-Boilers installed in factroies of Lahore *(Question No. 1041)*
-Details about appointment of Chairman and other officers in Punjab Board of Technical Education *(Question No.813)* 292
-Details about Government College of Technology Gujranwala *(Question No. 3836*)* 243
-Details about Government Institute of Leather Technology Gujranwala *(Question No. 4632*)* 253 274
-Details about old ways of earning in Chiniot *(Question No. 6243*)* 277
-Details about Rajput Industry Sundar, Lahore *(Question No. 7244*)*
-Details about registered and unregistered factories in Sahiwal *(Question No. 1028)* 295 291
-Establishment of more Industrial Estates in Sahiwal *(Question No. 796)*
-Establishment of Small Industrial Estate in Toba Tek Singh 293

PAGE NO.

(Question No. 1002)
-Installation of boilers in factories of Lahore and Sheikhupura 299
(Question No. 1166) 297
-Institutions of TEVTA in Gujrat *(Question No. 1069)*
-Interest rate of schemes of Punjab Small Industries Corporation 263
(Question No.5573)* 296
-Number of registered factories in Lahore *(Question No. 1042)* 274
-Problems of Government Printing Press Lahore *(Question No.5574*)* 294
-Registered factories in district Sialkot *(Question No. 1005)*
-Registered institutions under Industries Department in Sahiwal 289
(Question No. 793)
282
-Stone crushing factories at Sialkot Road *(Questin No. 518)* 284
-Stone crushing factories in the province *(Questin No. 519)* 286
-Technical colleges and institutes in Sahiwal *(Question No. 792)* 233
-Worst condition of technical institutions of TEVTA *(Question No. 2452*)*

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING- 79
-Abuses of plastic shopping bags *(Question No. 838)* 89
-Air pollution in district Hafizabad *(Question No. 847)* 63
-Ban on use of shopper bags *(Question No. 375)* 68
-Details about air pollution in Toba Tek Singh *(Question No. 598)*
-Details about chemical in factories in Shahdara, Jia Mosa 59
(Question No. 6998)*
-Details about employees of Environment Protection Department 53
in district Faisalabad *(Question No. 6297*)*
-Details about Environment Protection Department in 85
district Hafizabad *(Question No. 846)*
-Details about Environment Protection Department district Vehari 47
(Question No. 5765)*
-Details about offices of Environment Protection Department and air 65
pollution in district Sahiwal *(Question No. 588)*
-Details about poultry farms and kiln in Toba Tek Singh *(Question* 55
No. 6408)*
-Funds allocated for control over pollution in Faisalabad 51
(Question No. 6295)*
-Issuance of NOC for establishment of poultry farms in district 81
Narowal *(Question No. 845)* 71
-Laying of sewerage pipe lines in Toba Tek Singh *(Question No. 599)* 57
-Measurement of air and water pollution *(Question No. 6971*)*
-Offices of Environment Protection Department in Gujranwala 76
(Question No. 752) 74

PAGE NO.

-Steps taken for control over air pollution *(Question No. 686)*
MUHAMMAD SHAWEZ KHAN, MR.
QUESTIONS regarding-
-Cultivation of land in district Attock since 2004 *(Question No. 454)* 400
-Facilities provided by Agriculture Department to farmers *(Question No. 457)* 403
MURAD RAAS, DR.

questions REGARDING- 295
-Boilers installed in factroies of Lahore *(Question No. 1041)* 384
-Concrete water courses in district Pakpattan *(Question No. 7130*)* 93
-Daily production of milk in district Lahore *(Question No. 1053)* 61
-Facility of Emergency in veterinary hospitals in Lahore *(Question No. 6852*)* 384
-New seeds of wheat and cotton *(Question No. 7132*)* 296
-Number of registered factories in Lahore *(Question No. 1042)* 167
-Provision of buses to colleges of Lahore *(Question No. 204)*
-Provision of more buses for women students of Punjab University *(Question No. 203)* 166 168
-Transport facility to government universities *(Question No. 205)* 93
-Veterinary hospitals/dispensaries in PP-152 Lahore *(Question No 1052)*

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
29th January, 1st, 2nd & 3rd February, 2016 12, 122,232,332
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 199
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 1st February, 2016 215
NAUSHEEN HAMID, DR.

question REGARDING-
-Polluted water of factories in Upper Chenab Canal district Sheikhupura *(Question No. 1793*)* 33

PAGE NO.

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- 445

-Dangerous effects of poisonous pesticides on crops of fruit, vegetables and pulse 450

-Demand for arrest of accused persons of firing at the son of Mian Muhammad Yaseen 440

-Demand for fixation of 25% quota in government recruitments for eunuch persons 447

-Disclosure of purchase of medicines at higher price by Zakat & Ushr Department 190

-Grab of land of Forest Department in Moza Rakh Bhatti Maitla 442

-Risk to human life due to abundance of cement factories in Kalar Kahar, Chowa Saiden Shah district Chakwal

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-

-Abuses of plastic shopping bags *(Question No. 838)*

-Cameras installed in Safari Park Lahore *(Question No.2632*)* 79

-Corruption in Board of Intermediate & Secondary Education Lahore *(Question No. 5926*)* 239

-Degree issued by the Punjab University *(Question No. 5711*)* 159

-Details about dairy farms in district Gujrat *(Question No. 3287*)* 159

-Details about historical buildings in district Chiniot *(Question No. 560)* 49

-Details about Punjab Agriculture Research Board *(Question No. 5713*)* 402

-Forests in the Punjab *(Question No. 563)* 381

-Increase in price of DAP Fertilizer *(Question No. 687)* 282

-Livestock Farm Khizarabad, Sargodha *(Question No. 562)* 412

-Number of Agricultural Institutes in the province *(Question No.835)* 64

-Number of factories draining their polutted water into river Ravi *(Question No. 5955*)* 418

-Steps taken for control over air pollution *(Question No. 686)* 28

-Stone crushing factories at Sialkot Road *(Questin No. 518)* 73

-Stone crushing factories in the province *(Questin No. 519)* 282 284

NOTIFICATIONS of-

-Summoning of 19th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 29th January, 2016

PAGE NO.

O

OATH OF OFFICE by-
-Qutab Ali Shah Ali Baba, Syed (PP-89) 13
OFFICERS-
-Of the House 9
ORDINANCES *(Laid in the House)*-
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015 193
-The Fort Monroe Development Authority Ordinance 2015 191
-The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2015 191
-The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 196
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Ordinance 2015 192
-The Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Ordinance 2015 192
-The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 196
-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2016 194
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2016 195
-The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015 195
-The Punjab Prohibition of Child Labour at Bricks Kilns Ordinance 2016 194
-The Punjab Procedure Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2015 193
-The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2015 193

P

Panel of Chairmen-
-Announcement regarding Panel of Chairmen for 19th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 29th January, 2016 13

Parliamentary Secretaries- 7
-Of the Punjab
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR ENVIRONMENT PROTECTION
-*See under Akmal Saif Chattha, Mr.*
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HIGHER EDUCATION
-*See under Mehwish Sultana, Ms.*

PAGE NO.

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs
-*See under Nazar Hussain, Mr.*

points of order REGARDING-
-Demand for constitution of House Committee for refixation of Agricultural Tax 312
-Demand for fixation of two days for discussion on Agriculture in the House 436, 433
-Demand for making policy for export of potato 187
-Demand for taking up out of turn the resolution regarding price of petrol
-Demand for upgradation of technical and non-technical employees along with employees of general cadre 300, 300
-Demolishing Quarters of Wahdat Colony Lahore 173
-Extension in school holidays due to security risk
-Financial murder and homelessness of thousands of people due to construction of Orange Line Train track 15
-Suddenly closure of educational institutions 106

Privilege motions REGARDING- 184

-INSULTING BEHAVIOUR OF EDO EDUCATION LAYYAH WITH MPA 185
-Insulting behaviour of SHO Police Station Ahmed Nagar and SP Saddar Gujranwala with MPA

Q

QAISAR ABBAS KHAN MAGASSI, SARDAR

question REGARDING-
-Allotment of area to Arabian Sheikhs for hunting in tehsil Chobara 279
(Question No. 6099)*

QAISER IQBAL SINDHU, MR.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015 (Bill No.51 of 2015) 98

QAMAR-UL-ISLAM RAJA, ENGINEER
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Adjournment Motion No. 1199/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA (PP-86) 302
-Adjournment Motion No. 839/2014 moved by Ms. Azma Zahid Bukhari

PAGE NO.

MPA (W-318) 302
-The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No.47 of 2015) 302
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 48 of 2015) 302

PAGE NO.

questions REGARDING-

AGRICULTURE DEPARTMENT- 416
-Admissions in Agricultural University Faisalabad *(Question No. 715)* 388
-Agricultural Research Centres/Institutes in the province *(Question No. 33)* 384
-Concrete water courses in district Pakpattan *(Question No. 7130*)*
-Construction of Burji No.78 distributary Lalo Githar Depalpur, Okara *(Question No. 6208*)* 346
-Cultivation of land in district Attock since 2004 *(Question No. 454)* 400
-Damped land in tehsil Fort Abbas *(Question No. 363)* 398
-Details about Agricultural Research Institutes in Punjab *(Question No. 3318*)* 333
-Details about Market Committee Toba Tek Singh *(Question No. 6284*)* 362
-Details about offices of Agriculture Department *(Question No. 7061*)* 370
-Details about Punjab Agriculture Research Board *(Question No. 5713*)* 381
-Details about vegetable market Faisalabad *(Question No. 6210*)* 355
-Details about water courses in district Faisalabad *(Question No. 6209*)* 353
-Establishment of Agriculture Research Centre Narowal *(Question No. 7162*)* 387
-Establishment of office of Agriculture Engineering in district Toba Tek Singh *(Question No. 574)* 410
-Facilities provided by Agriculture Department to farmers *(Question No. 457)* 403
-Farms of Agriculture Department in Faisalabad Division *(Question No. 1000)* 425
-Fruit and vegetable markets in Sialkot *(Question No. 6783*)* 367
-Income and expenditures of Market Committee Fort Abbas, Bahawalnagar *(Question No. 974)* 422
-Increase in price of DAP Fertilizer *(Question No. 687)* 412
-Land of Agriculture Department in Narowal *(Question No.7160*)* 386
-Market Committees in district Sahiwal *(Question No. 5673*)* 380
-Market Committees in Sahiwal *(Question No. 281)* 396
-New seeds of wheat and cotton *(Question No. 7132*)* 384
-Number of Agricultural Institutes in the province *(Question No.835)* 418
-Paved water courses in district Rajanpur *(Question No. 115)* 392
-Pavement of water courses in Daska city *(Question No. 693)* 413
-Pavement of water courses in PP-130 Daska *(Question No. 694)* 415
-Pavement of water courses in PP-113 Gujrat *(Question No. 534)* 405
-Pavement of water courses in PP-222 Sahiwal *(Question No. 544)* 408
-Pavement of water courses in Sahiwal *(Question No. 543)* 407
-Pavement of water courses in Sialkot *(Question No. 41)* 389
-Repair of roads, sewerage and pharrs in Market Fort Abbas *(Question No. 976)* 424
-Research on fodder growth in Cholistan Bahawalpur *(Question No. 3319*)* 338
364
379

PAGE NO.

-Shifting of Grain Market Gujranwala out of city *(Question No. 6449*)* 427
-Shifting of Grain Market Sahiwal out of city *(Question No. 5670*)* 392
-Sub campus of Agriculture University Toba Tek Singh *(Question No. 1001)* 393
-Subsidiary price of cotton *(Question No.107)* 390
-Subsidiary price of rice *(Question No.109)* 357
-Subsidiary price of maize *(Question No. 100)* 383
-Subsidy granted on agricultural equipment *(Question No. 6245*)*
-Target for purchase of wheat for the year 2015 *(Question No. 6986*)*

ARCHEOLOGY DEPERTMENT- 398
-Details about buildings, places and staff of Archeology Department in Faisalabad *(Question No. 528)* 402
-Details about historical buildings in district Chiniot *(Question No. 560)* 342
-Details about religious books of Sikh religion *(Question No. 6680*)* 378
-Funds for maintenance of historical buildings in Gujrat *(Question No. 5603*)* 404
-Shifting of custody of historical buildings in the province *(Question No. 606)* 79
ENVIRONMENT PROTECTION DEPARTMENT- 89
-Abuses of plastic shopping bags *(Question No. 838)* 63
-Air pollution in district Hafizabad *(Question No. 847)* 67
-Ban on use of shopper bags *(Question No. 375)*
-Details about air pollution in Toba Tek Singh *(Question No. 598)* 59
-Details about chemical in factories in Shahdara, Jia Mosa *(Question No. 6998*)* 53
-Details about employees of Environment Protection Department in district Faisalabad *(Question No. 6297*)* 85
-Details about Environment Protection Department in district Hafizabad *(Question No. 846)* 47
-Details about Environment Protection Department district Vehari *(Question No. 5765*)* 19
-Details about factories in PP-58 Faisalabad *(Question No. 1836*)* 65
-Details about offices of Environment Protection Department and air pollution in district Sahiwal *(Question No. 588)* 55
-Details about poultry farms and kiln in Toba Tek Singh *(Question No. 6408*)* 51
-Funds allocated for control over pollution in Faisalabad *(Question No. 6295*)* 81
-Issuance of NOC for establishment of poultry farms in district Narowal *(Question No. 845)* 71 57
-Laying of sewerage pipe lines in Toba Tek Singh *(Question No. 599)*
-Measurement of air and water pollution *(Question No. 6971*)* 28
-Number of factories draining their polutted water into river Ravi *(Question No. 5955*)* 76
-Offices of Environment Protection Department in Gujranwala *(Question No. 752)* 33
-Polluted water of factories in Upper Chenab Canal district Sheikhupura 23

PAGE NO.

(Question No. 1793)* 73
-Pollution in Samundari Drain Faisalabad *(Question No. 2353*)*
-Steps taken for control over air pollution *(Question No. 686)*
FORESTS, WILDLIFE & FISHERIES DEPARTMENT- 279
-Allotment of area to Arabian Sheikhs for hunting in tehsil Chobara 239
(Question No. 6099)* 248
-Cameras installed in Safari Park Lahore *(Question No.2632*)* 282
-Details about wood theft in Rahim Yar Khan *(Question No. 3998*)*
-Forests in the Punjab *(Question No. 563)*
280
-Land allotted to Beharia Town by Forest Department in Rawalpindi
(Question No. 7201)* 268
-Leasing of land of Forest Department district Toba Tek Singh
(Question No. 4399)* 256
-Offices and employees of Forest Department in district Toba Tek Singh 275
(Question No. 4398)* 284
-Official Committee of Lahore Zoo *(Question No. 6002*)* 289
-Parks and Zoo in district Lahore *(Question No. 664)*
-Staff of Wildlife and Breeding Park Toba Tek Singh *(Question No. 863)* 288
-Staff of Wildlife Department in district Toba Tek Singh 277
(Question No. 862)
-Steps taken for protection of wildlife *(Question No. 6004*)*
HIGHER EDUCATION DEPARTMENT- 147
-Appointment of Lecturers of Library Science in government 161
colleges *(Question No. 6982*)* 126
-BS Programmes in universities *(Question No. 6093*)*
-Building of Degree College Khanqa Dogran *(Question No. 6182*)*
-Construction of Education Complex at the land of Government 151
College of Commerce Allama Iqbal Town Lahore *(Question*
No. 7252)* 159
-Corruption in Board of Intermediate & Secondary Education Lahore 159
(Question No. 5926)*
-Degree issued by the Punjab University *(Question No. 5711*)* 170
-Details about colleges in Gulberg and Nishat Towns Lahore
(Question No. 227) 133
-Details about Acute Business College Garden Town Lahore 138
(Question No. 6544)* 166
-Details about GC Women University Sialkot *(Question No. 6898*)*
-Details about Girls College Baghbanpura Lahore *(Question No. 191)* 127
-Details about government colleges in PP-170 Nankana Sahib
(Question No. 6185)* 165
-Details about Government Degree College for Women Kot Khawaja
Saeed, Lahore *(Question No. 190)* 123
-Details about Government Girls Degree College Satellite Town 145
Bahawalpur *(Question No.4820*)* 136

PAGE NO.

-Details about Lecturer Assistants *(Question No. 7172*)* 167
-Establishment of university in Chiniot *(Question No. 6687*)*
-Provision of buses to colleges of Lahore *(Question No. 204)* 166
-Provision of more buses for women students of Punjab University *(Question No. 203)* 157
-Posts of Lecturers in Girls Degree College Nankana Sahib *(Question No. 3091*)* 158
-Regularization of employees of Commerce Colleges *(Question No. 5384*)* 164
-Self Finance Scheme in Agricultural University Faisalabad 168
(Question No. 6256)* 165
-Transport facility to government universities *(Question No. 205)*
-Universities of the province *(Question No. 145)* 171
-Use of prohibited drugs by sports students in Punjab University 141
Lahore *(Question No. 255)*
-Vacant posts of Librarians in colleges *(Question No. 6981*)* 295

INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-

-Boilers installed in factroies of Lahore *(Question No. 1041)* 291
-Details about appointment of Chairman and other officers in Punjab Board of Technical Education *(Question No.813)* 243
-Details about Government College of Technology Gujranwala *(Question No. 3836*)* 252
-Details about Government Institute of Leather Technology Gujranwala 274
(Question No. 4632)* 277
-Details about old ways of earning in Chiniot *(Question No. 6243*)*
-Details about Rajput Industry Sundar, Lahore *(Question No. 7244*)* 294
-Details about registered and unregistered factories in Sahiwal 290
(Question No. 1028)
-Establishment of more Industrial Estates in Sahiwal *(Question No. 796)* 292
-Establishment of Small Industrial Estate in Toba Tek Singh *(Question No. 1002)* 298
-Installation of boilers in factories of Lahore and Sheikhupura 297
(Question No. 1166)
-Institutions of TEVTA in Gujrat *(Question No. 1069)* 262
-Interest rate of schemes of Punjab Small Industries Corporation 296
(Question No.5573)* 274
-Number of registered factories in Lahore *(Question No. 1042)* 293
-Problems of Government Printing Press Lahore *(Question No.5574*)*
-Registered factories in district Sialkot *(Question No. 1005)* 288
-Registered institutions under Industries Department in Sahiwal 282
(Question No. 793) 284
-Stone crushing factories at Sialkot Road *(Questin No. 518)* 286
-Stone crushing factories in the province *(Questin No. 519)* 233
-Technical colleges and institutes in Sahiwal *(Question No. 792)*
-Worst condition of technical institutions of TEVTA *(Question No. 2452*)* 72

LIVESTOCK & DAIRY DEVELOPMENT DEPARTMENT- 70

PAGE NO.

-Building of veterinary hospital in PP-113 Gujrat *(Question No. 740)* 95
-Dairy and poultry farms in district Sahiwal *(Question No. 583)* 93
-Daily production of milk in district Gujrat *(Question No. 1088)* 49
-Daily production of milk in district Lahore *(Question No. 1053)* 86
-Details about dairy farms in district Gujrat *(Question No. 3287*)*
-Details about development of dairy and poultry *(Question No. 967)* 54
-Details about distribution of heads of cattle from livestock farms in Toba Tek Singh after devolution plan *(Question No. 5844*)* 52
-Details about laboratories of Livestock Department in district Gujranwala *(Question No. 4077*)* 43
-Details about Livestock Experimental Farm Khushab *(Question No. 3177*)* 38
-Details about Livestock Experimental Farm Rakh Gulaman, district Bhakkar *(Question No. 3176*)* 56
-Details about milk produced by Khizarabad Cattle Farm *(Question No. 6534*)* 49
-Details about Vaccine to heads of cattle in district Gujranwala *(Question No. 4014*)* 66
-Establishment of veterinary dispensary/hospital in PP-222 Sahiwal 61
(Question No. 579) 60
-Facility of Emergency in veterinary hospitals in Lahore *(Question No. 6852*)* 64
-Feed of broiler hen *(Question No. 6593*)*
-Livestock Farm Khizarabad, Sargodha *(Question No. 562)* 58
-Officers appointed and promoted in Livestock & Dairy Development Board since 2012 *(Question No. 6535*)* 83
-Production of milk in district Gujranwala *(Question No. 896)* 78
-Provision of interest free loans to people of Cholistan for cattle farming *(Question No. 779)* 91 61
-Steps taken for control over sale of unhygienic meat *(Question No. 969)* 75
-Veterinary Centres in Sahiwal *(Question No. 6944*)*
-Veterinary hospitals and dispensaries in Gujranwala *(Question No. 755)* 80
-Veterinary hospitals and dispensaries in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 883)* 93
-Veterinary hospitals/dispensaries in PP-152 Lahore *(Question No 1052)*

YOUTH AFFAIRS & SPORTS DEPARTMENT- 394
-Construction of playgrounds in Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 506)* 391 375
-Construction of prototype gymnasium in Gujranwala *(Question No. 471)* 406
-Construction of stadium in Basirpur, district Okara *(Question No. 3249*)*
-Construction of stadium in Malka Hans Pakpattan *(Question No. 773)* 340
-Details about distribution of prize money in contests of Youth Festivals *(Question No. 5643*)* 387 392
-Details about playgrounds and stadium in Gujranwala *(Question No. 51)* 409
-Details about shops in Mini Stadium Gujranwala *(Question No. 472)* 408
-Details about stadiums and play grounds in Lahore *(Question No. 801)* 395

PAGE NO.

-Funds allocated for sports *(Question No. 800)* 399
-Hockey ground in Faisalabad *(Question No. 527)*
-Gymnasium in Toba Tek Singh *(Question No. 538)* 411
-Provision of funds for sports development in district Hafizabad *(Question No. 843)* 376
-Sports activities in district Gujrat during 2012-14 *(Question No. 5601*)*

QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-
-1st February, 2016 215
-2nd February, 2016 465

QUTAB ALI SHAH ALI BABA, SYED
-Oath of office 13

R

RAMESH SINGH ARORA, MR.

question REGARDING- 342
-Details about religious books of Sikh religion *(Question No. 6680*)*

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 11,121, 231,331
29th January, 1st, 2nd & 3rd February, 2016

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 98
-The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No.53 of 2015) 303
-The Privilege Motions No.25 of 2014 and No.11 of 2015
-The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 8 of 2016) 431
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No. 11 of 2016) 431
-The Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015 (Bill No.51 of 2015) 98
-The Punjab Sugar Factories Control (Amendment) Bill 2015 (Bill No.52 of 2015) 98

Resolution REGARDING-
-Show of grief & sorrow on martyrdoms due to terrorism in Bacha Khan University Charsadda 103

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

	PAGE NO.
	86
questions REGARDING-	91
-Details about development of dairy and poultry *(Question No. 967)*	
-Steps taken for control over sale of unhygienic meat *(Question No. 969)*	
SALAH-UD-DIN KHAN, DR.	
question REGARDING-	165
-Universities of the province *(Question No. 145)*	
SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*	
BILLS*(Discussed upon)*-	
-The Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015	465,468,479
-The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2016	462
-The Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015	479,483
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016	197
-The Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015	489,495,501
-The Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2015	462
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015	198,205,213
-The Punjab Special Protection Unit Bill 2015	220
Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING	180
-Murder of a citizen during robbery in Gujranwala	182
-MURDER OF MALIK TAHIR IN WAH CANTT. RAWALPINDI	16
	107
points of order (ANSWERS) REGARDING-	193
-Financial murder and homelessness of thousands of people due to construction of Orange Line Train track	191
-Suddenly closure of educational institutions	191
ORDINANCES *(Laid in the House)*-	196
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015	192
-The Fort Monroe Development Authority Ordinance 2015	192
-The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2015	196
-The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016	194
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Ordinance 2015	195
-The Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Ordinance 2015	195
-The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016	194
-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2016	193
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2016	193
-The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015	
-The Punjab Prohibition of Child Labour at Bricks Kilns Ordinance 2016	

PAGE NO.

-The Punjab Procedure Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2015
-The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2015
SHAFQAT MAHMOOD, MR.

question REGARDING-
-Construction of playgrounds in Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 506)* 394
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR

Privilege motion REGARDING- 184
-Insulting behaviour of EDO Education Layyah with MPA
SHAHZAD MUNSHI, MR.

question REGARDING-
-Details about colleges in Gulberg and Nishat Towns Lahore *(Question No. 227)* 170
SHAMEELA ASLAM, MRS.

question REGARDING-
-Details about Environment Protection Department district Vehari *(Question No. 5765*)* 47
SHOUKAT ALI LALEKA, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-The Punjab Food Plan Regulation Bill 2015 (Bill No. 50 of 2015) 431
SUMMONING-
-Notification of summoning of 19th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 29th January, 2016 1

T

TAHIR, MIAN

questions REGARDING-
-Details about appointment of Chairman and other officers in Punjab Board of Technical Education *(Question No.813)*
-Details about buildings, places and staff of Archeology Department in Faisalabad *(Question No. 528)* 291
-Details about employees of Environment Protection Department 398

PAGE NO.

in district Faisalabad *(Question No. 6297*)*
-Details about vegetable market Faisalabad *(Question No. 6210*)* 53
-Details about water courses in district Faisalabad *(Question No. 6209*)* 355
-Funds allocated for control over pollution in Faisalabad *(Question No. 6295*)* 353
-Hockey ground in Faisalabad *(Question No. 527)* 51
-Installation of boilers in factories of Lahore and Sheikhupura *(Question No. 1166)* 395
298

TAIMOOR MASOOD, MALIK
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Infrastructure Development Authority of the Punjab Bill 2015 466
-The Punjab Food Authority (Amendment) Bill 2015 480
-The Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015 496, 499
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 209

Call attention Notice REGARDING 182
-Murder of Malik Tahir in Wah Cantt. Rawalpindi

TARIQ MEHMOOD, MIAN
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Disclosure of purchase of medicines at higher price by Zakat & Ushr Department 446
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS OF-
-Auditor General of Pakistan for the year 2013-14 308
-Auditor General of Pakistan on Accounts of Punjab Government for the years 2003-04, 2004-05, 2005-06,2007-08 and 2011-12 307

questions REGARDING-
-Appointment of Lecturers of Library Science in government colleges *(Question No. 6982*)* 147
126
-Building of Degree College Khanqa Dogran *(Question No. 6182*)* 72
-Building of veterinary hospital in PP-113 Gujrat *(Question No. 740)*
-Construction of Burji No.78 distributary Lalo Githar Depalpur, Okara *(Question No. 6208*)* 346
-Details about chemical in factories in Shahdara, Jia Mosa *(Question No. 6998*)* 59

-Details about government colleges in PP-170 Nankana Sahib *(Question No. 6185*)* 127
297
-Institutions of TEVTA in Gujrat *(Question No. 1069)* 405
-Pavement of water courses in PP-113 Gujrat *(Question No. 534)* 141
-Vacant posts of Librarians in colleges *(Question No. 6981*)*

PAGE NO.

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 203

point of order REGARDING- 300
-Demolishing Quarters of Wahdat Colony Lahore

W

WAHEED ASGHAR DOGAR, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT OF-
-Auditor General of Pakistan on Accounts of Punjab Government for the years 2002-03, 2003-04, 2004-05, 2008-09, 2010-11 and 2012-13 175
WASEEM AKHTAR, DR SYED
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Pure Food (Amendment) Bill 2015 493
-The Punjab Safe Cities Authority Bill 2015 211

point of order REGARDING-
-Demand for upgradation of technical and non-technical employees along with employees of general cadre 300

questions REGARDING- 333
-Details about Agricultural Research Institutes in Punjab *(Question No. 3318*)* 138
-Details about GC Women University Sialkot *(Question No. 6898*)* 123
-Details about Government Girls Degree College Satellite Town Bahawalpur *(Question No.4820*)* 60
-Feed of broiler hen *(Question No. 6593*)* 158
-Regularization of employees of Commerce Colleges *(Question No. 5384*)* 338
-Research on fodder growth in Cholistan Bahawalpur *(Question No. 3319*)* 171
-Use of prohibited drugs by sports students in Punjab University Lahore *(Question No. 255)* 233
-Worst condition of technical institutions of TEVTA *(Question No. 2452*)*

Y

YOUTH AFFAIRS & SPORTS DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Construction of playgrounds in Malikwal, Mandi Bahauddin 394

PAGE NO.

(Question No. 506) 391
-Construction of prototype gymnasium in Gujranwala *(Question No. 471)* 375
-Construction of stadium in Basirpur, district Okara *(Question No. 3249*)* 406
-Construction of stadium in Malka Hans Pakpattan *(Question No. 773)*
-Details about distribution of prize money in contests of Youth Festivals 340
(Question No. 5643)* 387
-Details about playgrounds and stadium in Gujranwala *(Question No. 51)* 409
-Details about stadiums and play grounds in Lahore *(Question No. 801)* 408
-Funds allocated for sports *(Question No. 800)* 395
-Hockey ground in Faisalabad *(Question No. 527)* 399
-Gymnasium in Toba Tek Singh *(Question No. 538)*
-Provision of funds for sports development in district Hafizabad 411
(Question No. 843) 376
-Sports activities in district Gujrat during 2012-14 *(Question No. 5601*)*

Z

ZULQARNAIN DOGAR, MALIK

question REGARDING-
-Posts of Lecturers in Girls Degree College Nankana Sahib 157
(Question No. 3091)*

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعرات 4، جمعتہ المبارک 5، سوموار 8، منگل 9، بدھ 10 فروری 2016)

(یوم الخمیس 24، یوم الجمع 25، یوم الاثنین 28، یوم الثلاثہ 29 ربیع الثانی، یوم الاربعاء یکم جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19 (حصہ دوم): شمارہ جات : 5تا9



صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

جمعرات،4۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	507
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	509
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	510
	سوالات (محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور اور آبکاری ومحصولات)		
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	511
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	546
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	552

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
7۔	تحاریک التوائے کار نمبر 237 اور 728 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	569
8۔	نشان زدہ سوال نمبر 2338 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	569
9۔	ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ سے متعلقہ نشان زدہ سوال نمبر 269 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	570
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	بہاولپور چولستان میں سولر پارک پراجیکٹ پر کام کرنے والے ٹھیکیداروں کا مزدوروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا	574
	توجہ دلاؤ نوٹس	
11۔	گوجرانوالہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)	576
12۔	گوجرانوالہ: سابقہ وزیر و ممبر پنجاب اسمبلی کے مقدمہ قتل کی صورتحال	576
13۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ: کمالیہ کے نجی بنک میں ڈکیتی اور ہلاکتوں سے متعلقہ تفصیلات	578
	تحاریک استحقاق	
14۔	سرگودھا یونیورسٹی بھکر کیمپس کے وائس چانسلر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار	579
	تحاریک التوائے کار	
15۔	اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے آفس میں جعلی بلوں کی بھرمار	581

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	نام نہاد کلچرل پروگراموں کی آڑ میں پاکستانی لڑکیوں کو مشرق وسطیٰ سمگل کرنا	583
	پوائنٹ آف آرڈر	
17۔	سیالکوٹ دیانی پورہ کی رہائشی کرسچئن نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی	586
18۔	مسودہ قانون میں ترمیم کا نوٹس دینے کے لئے مناسب وقت کا مطالبہ	587
	سرکاری کارروائی	
19۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	590
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
20۔	مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016	591
21۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	603
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
22۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016	604
	جمعتہ المبارک، 5۔فروری 2016	
	جلد 19: شمارہ 6	
23۔	ایجنڈا	611
24۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	613
25۔	نعت رسول مقبول ﷺ	614
	سرکاری کارروائی	
26۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	615
	قرارداد	
27۔	کشمیری بھائیوں سے یکجہتی کا اظہار	616
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
28۔	مسودہ قانون (ترمیم) قانون عوامی نمائندگان پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	630

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،8۔فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 7	
29۔	ایجنڈا	633
30۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	635
31۔	نعت رسول مقبول ﷺ	636
	تعزیت	
32۔	سابق ممبر اسمبلی وڈپٹی چیئرمین سینیٹ ملک محمد علی کی وفات پر دعائے مغفرت	637
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
33۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	637
34۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	682
	پوائنٹ آف آرڈر	
35۔	چنیوٹ کی ترقیاتی سکیموں کے نام درست کرنے کا مطالبہ	695
36۔	ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال وکٹوریہ بہاولپور کی درمیانی سڑک پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کا مطالبہ	696
37۔	پولیس لائن لیّہ سے قاضی آباد دورویہ سڑک کے بقایا حصہ کی تعمیر کا مطالبہ	698
	تحاریک التوائے کار	
38۔	یونیورسٹی میں داخلے کے فرسودہ قوانین کی وجہ سے طلباء کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری)	700
39۔	راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	701

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
40۔	انڈیا سے سبزی اور فروٹ کی درآمد(۔۔۔جاری)	702
41۔	کھانے پینے کی مضر صحت درآمدی اشیاء کی درآمد	703
42۔	جناع باغ(لارنس گارڈن)لاہور موٹر سائیکلوں، گاڑیوں کی آمدورفت سے بدحالی کا شکار	706
	توجہ دلاؤ نوٹس	
43۔	چنیوٹ: مسلح ڈکیتی و خواتین پر تشدد سے متعلقہ تفصیلات	708
44۔	فیصل آباد: ممبر قومی اسمبلی کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات	710
	پوائنٹ آف آرڈر	
45۔	زراعت پر بحث سے قبل ایوان میں وزیر زراعت، وزیر خزانہ اور وزیر خوراک کی موجودگی کو یقینی بنانے کا مطالبہ	711
46۔	قواعد معطل کر کے سٹی 42 پر حملہ کی مزمتی قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ	712
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
47۔	زراعت پر عام بحث	715
48۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	743
	قرارداد	
49۔	پاکستان میں میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی شدید مزمت	744
50۔	زراعت پر عام بحث(۔۔۔جاری)	745

منگل،9۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 8

51۔	ایجنڈا	767
52۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	769

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53-	نعت رسول مقبول ﷺ	770
	سوالات (محکمہ مال)	
54-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	771
55-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	806
56-	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	818
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
57-	سوال نمبر 2014 اور 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	822
58-	سوال نمبر 3254، 3529 اور 3690 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	823
	تحاریک استحقاق	
59-	پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ	825
	تحاریک التوائے کار	
60-	یونین کونسلز نمبر 84 اور 90 بند روڈ لاہور میں قبرستان کی عدم دستیابی	830
61-	پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ ہونا	831
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
62-	پاکستان سے محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دیئے جانے والے شہیدوں کو نشان پاکستان دینے کا مطالبہ	837
63-	مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ	840
64-	تعلیمی اداروں کا تحفظ یقینی بنانا	844

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
65۔	صوبہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیو گرافی کی سہولت مہیا کرنے کا مطالبہ	845
66۔	16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب قومی دن قرار دینے کا مطالبہ	847
67۔	صوبہ بھر میں غیر قانونی سائن بورڈز کو ہٹانے کا مطالبہ	848
68۔	پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلے پر عملدرآمد کرانے کا مطالبہ	849
69۔	جھوٹے مقدمات کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترمیم کا مطالبہ	850
70۔	نادرا اور پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کرنے کا مطالبہ	850
71۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	854
	قرارداد	
72۔	پٹرول کی قیمت چالیس روپے فی لٹر مقرر کرنے کا مطالبہ	854

بدھ،10۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 9

73۔	ایجنڈا	863
74۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	865
75۔	نعت رسول مقبول ﷺ	866
	سوالات (محکمہ صحت)	
76۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	867
77۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	910

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
78۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال13-2012 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	941
	تحاریک التوائے کار	
79۔	موسمیاتی تبدیلی کے باعث زرعی پیداوار میں شدید کمی	944
80۔	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کا برن یونٹ بدانتظامی کا شکار	945
81۔	ہائر ایجوکیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر اور پرنسپل کی پریس کانفرنس	947
82۔	صوبہ میں خناق سے بچوں کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ	949
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
83۔	زراعت پر عام بحث(۔۔۔جاری)	951
	تعزیت	
84۔	سابق ممبر اسمبلی جناب ریاض شاہد کی وفات پر فاتحہ خوانی	987
85۔	زراعت پر عام بحث(۔۔۔جاری)	987
86۔	انڈکس	

507

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ4۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016 (مسودہ قانون نمبر8 بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016 (مسودہ قانون نمبر11 بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2016 منظور کیا جائے۔

509

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،4۔فروری2016

(یوم الخمیس،24۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٍ لَّا
تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴿٦٠﴾
وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ
لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ ﴿٦١﴾ ٱللَّهُ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ مِنۡ
عِبَادِهِۦ وَيَقۡدِرُ لَهُۥٓ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾

سورۃ العنکبوت آیات 60 تا 62

اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (60) اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے تو پھر یہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں؟ (61) اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے (62)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہر روز شبِ تنہائی میں فُرقت کا جنوں تڑپاتا ہے
دل مجبوری پہ روتا ہے جب یاد مدینہ آتا ہے
اِک ہوک اُٹھے میرے سینے سے آئے پیغام مدینے سے
سرکار کرم کی بھیک ملے میں سائل ہوں تو داتا ہے
سجدوں کی کمائی ایک طرف طیبہ کی گدائی ایک طرف
ہر چیز اُسے مل جاتی ہے جو در پہ نبی کے جاتا ہے
میرا ظرف کہاں تیری بات کہاں میری فکر کہاں تیری ذات کہاں
ادنیٰ سا ایک بھکاری ہوں یہی نسبت ہے یہی ناتا ہے

سوالات

(محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور اور آبکاری ومحصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں وقفہ سوالات کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔پہلا سوال نمبر4833جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم سب کو وقت کا احساس کرنا چاہئے۔بہتر بات تو یہی ہے کہ جن صاحبان نے سوال دیئے ہوں، میں یہ نہیں کہتا کہ آپ on his behalf نہ کریں لیکن ان کو تھوڑا سا احساس ہونے دیں بہتری تو اسی بات میں ہے۔ آگے آپ کی اور ایوان کی مرضی ہے مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے۔اب آپ کر لیں۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔سوال نمبر 4833 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں پراپرٹی ٹیکس سے متعلق تفصیلات

*4833: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کون کون سی پراپرٹی پر پراپرٹی ٹیکس لاگو ہے؟

(ب) رہائشی علاقوں میں مکانات کی کتنی کیٹیگریز ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ضلع ساہیوال میں مکانات کی (اے) کیٹیگری کہاں کہاں واقع ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ساہیوال میں rating area میں موجود تمام پراپرٹیز جائیداد ہائے پر پراپرٹی ٹیکس لاگو ہے، تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رہائشی علاقوں میں مکانات کی چار (D,E,F,G) کیٹیگریز ہیں۔

(ج) ضلع ساہیوال میں (اے) کیٹیگری کا اطلاق نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ضلع ساہیوال میں (اے) کیٹیگری کا اطلاق نہیں ہوا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ (اے) کیٹیگری میں کون کون سے شہر یا اضلاع آتے ہیں جن پر اس کیٹیگری کا اطلاق ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے پانچ شہر لاہور، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور گوجرانوالہ (اے) کیٹیگری میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5390 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں شراب فروخت سے متعلقہ تفصیلات

*5390: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں کون کون سے مقامات پر پرمٹ کے ساتھ شراب فروخت ہوتی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) شراب کی فروخت کن مقامات پر کون سے اوقات کار کے مطابق ہوتی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) سال14۔2013میں لاہور میں شراب کی فروخت سے کتنا ریونیو حاصل ہوا؟

(د) شراب کی فروخت سے حاصل شدہ ٹیکس اور ڈیوٹی کی رقم حلال ہے یا حرام؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں چار ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کے لائسنس (L-2) جاری کئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل، شاہراہ قائداعظم، لاہور

2۔ آواری ہوٹل، شاہراہ قائداعظم، لاہور

3۔ ہوسپٹیلٹی ان ہوٹل (Hospitality Inn)، 26۔25 ایجرٹن روڈ، لاہور

4۔ ایمبیسیڈر ہوٹل، 7۔ڈیوس روڈ، لاہور

(ب) اوقات کار: صبح 9:00 بجے تا رات 8:00 بجے

وقفہ: دوپہر 1:00 بجے تا 3:00 بجے روزانہ

ناغہ: بروز جمعۃ المبارک۔

(ج) مالی سال 14-2013 میں لاہور میں شراب کی فروخت پر ضلع لاہور میں Vend Fee کی مد میں 725.951 ملین روپے خزانہ سرکار میں جمع کرائے گئے۔

(د) شراب کی فروخت سے حاصل شدہ ٹیکس اور ڈیوٹی ایکسائز ایکٹ 1914 کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی نظر میں بھی یہ سوال ہے اور پورے ایوان کے سامنے بھی یہ سوال ہے۔ آپ قرآن کے حوالے کو لے لیں، حضرت محمد کے فرامین کو لے لیں اور آئین پاکستان کو بھی لے لیں جس کا سیکشن A-2 کہتا ہے کہ اس ملک کے اندر governance اللہ کی ہو گی اور کسی بھی حالت میں شراب حلال نہیں ہے۔ حضرت محمد کو جب یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تو مدینے کے اندر جو شراب پینے والے تھے انہوں نے سارے برتن توڑے اور پانی کی طرح مدینے کی گلیوں میں شراب فروخت ہوتی تھی اور کسی بھی صورت میں اس کی اجازت غیر مسلموں کے لئے بھی نہیں تھی۔ مجھے یاد ہے کہ 2002 سے 2007 میں جب میں اسمبلی کا ممبر تھا تو یہ سوال آیا تھا اور حکومتی بنچز کی طرف سے جو اس وقت کے وزیر تھے ان کی طرف سے جواب آیا تھا کہ یہ ہمارے مسیحی بھائی شراب

پیتے ہیں لہٰذا ہم ان کے لئے allow کرتے ہیں کیونکہ وہ اس ملک میں رہتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں پر بھی جو ہمارے مسیحی تھے وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں بھی شراب حرام ہے اور ہمارے نام پر آپ مسلمان شراب پیتے ہیں۔ یہ 700 ملین روپے کی جو آمدنی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دودھ کا بہت بڑا کڑاہا ہو اور اس میں اگر دو قطرے پیشاپ یا شراب کے ڈال دیئے جائیں اور کہا جائے کہ اس کو پیو تو آپ اور کوئی بھی مسلمان اس کو نہیں پیئے گا۔ یہ ساری کی ساری چند ٹکوں کی خاطر۔۔۔

جناب سپیکر: جس نے یہ قطرے ڈالنے ہیں اس کا اپنا ایمان خراب ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایمان تو خراب ہو گا لیکن آنکھوں سے دیکھ کر تو ہم اس کو نہیں پیئیں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جز(د) کا جواب دیا ہے اب ہم چونکہ compromise کرنے لگ گئے ہیں۔ میں نے جز(د) میں سوال کیا تھا کہ شراب کی فروخت سے حاصل شدہ ٹیکس اور ڈیوٹی کی رقم حرام ہے یا حلال ہے؟ 8۔دسمبر 2014 کو میں نے یہ سوال دیا تھا 23۔جنوری کو اس کی ترسیل ہو گئی تھی اور 20۔مارچ کو موصول ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں جو جو آپ نے پوچھا ہے اس کا انہوں نے تفصیلی جواب دیا ہے اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو پھر بتائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے پاس اتنا وقت تھا یہ اگر چاہتے اور ابھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں تو مفتی نہیں ہوں۔ ان کے پاس کافی وقت موجود تھا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ شراب کی فروخت سے حاصل شدہ ٹیکس اور ڈیوٹی کی رقم حرام ہے یا حلال ہے؟ اس کا جواب مجھے دے دیں کیونکہ سوال لکھا ہوا ہے اور اس کا جواب انہوں نے نہیں لکھا۔ یہ میرا اس اصل سوال میں سے ہے ضمنی سوال تو میں بعد میں کروں گا پہلے یہ مجھے میرے اصل سوال کا جواب تو دے دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حلال یا حرام کا بتانا حکومت کا کام نہیں ہے۔ ہم آئین و قانون کے مطابق اس پر ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور مزید جو انہوں نے کہا ہے کہ جو غیر مسلم ہیں ان کے لئے یہ ایک provision ہے۔ اس میں ہم نے کوئی بھی جو لائسنس وغیرہ issue کئے ہوتے ہیں، وہ ہم نے مسلمانوں کو issue نہیں کئے ہوئے ہیں۔ جو غیر مسلم ہیں ان کی ایک

provisionہے اور یہ جو1979کا حدود آرڈر ہے اس کے مطابق اس کی فروخت اور تمام لائسنس دیئے گئے ہیں وہ اس کے مطابق ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بات بالکل clarityکے ساتھ موجود ہے۔ میں صرف وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں بتائیں کہ موجودہ مالی سال میں کیا یہ بیٹھ کر شراب کے دھندے کو جو کہ پوری کی پوری ہماری exchequerکو حرام کر دیتی ہے اس کو ختم کرنے کی کوئی اس حوالے سے منصوبہ بندی کریں گے اور اس پر پابندی لگائیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! یہ تو حکومت کی طرف سے ہے کہ اگر وہ کوئی legislationکر کے اس کو کرنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے پھر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم تو جو محکمے کے فرائض میں شامل ہے اس کے مطابق یہ ٹیکس collect کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! الحمدللہ انہوں نے کہا ہے کہ اس پر legislation ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن جب legislation لاتی ہے تو وہ ختم ہو جاتی ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ اس سال شراب کی فروخت پر ممانعت کے لئے کوئی legislation لے آئیں گے تو میں بیٹھ جاتا ہوں اور میرا اعتراض بھی ختم ہو جائے گا۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! یہ تو لاء ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ discussکرنا پڑے گا۔ اگر لاء منسٹر صاحب یہاں ہوتے تو وہ اس کا جواب دے سکتے تھے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! یہ کوئی positive یقین دہانی نہیں ہے۔ ایوان کے دونوں طرف میرے بہن بھائی بیٹھے ہیں اور ہم اپوزیشن کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ میں سب سے درخواست کروں گا کہ یہ جو معاملہ ہے اس پر ایک منٹ کے لئے ہم سب ٹوکن بائیکاٹ کریں کیونکہ یہ کوئی اچھا معاملہ نہیں ہے۔ ہماری ہر چیز حرام ہو رہی ہے۔ آپ حکومتی بنچز والے بھی تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اختلاف نے ایک منٹ کے لئے ٹوکن بائیکاٹ کیا)

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب! جی، جی، وہ آ جائیں گے آپ ان کو نہ کہیں آپ اپنی بات کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں میری آواز ڈاکٹر صاحب تک بھی جا رہی ہو گی۔ ویسے تو شراب کی فروخت حرام ہی ہے لیکن یہ

صرف non-Muslims کے لئے provision ہے۔ یہ جو ہم ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں وہ غیر مسلم جن میں foreigner اور لوکل جو ہمارے غیر مسلم لوگ ہیں ان ہی کے زیر استعمال ہوتی ہے تو اس حوالے سے ہم یہ taxes collect کرتے ہیں۔ Otherwise آپ کو بھی پتا ہے اور سب کو پتا ہے کہ پاکستان میں شراب حرام ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تو واک آؤٹ پر ہیں۔ نہیں، نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مجھے سمجھ آ گئی ہے لیکن اب اسے چھیڑنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہماری مسیحی برادری میں بھی شراب حرام ہے تو پھر non-Muslim میں کیوں اجازت ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کوئی Christians کا نام نہیں لیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پھر ان کو چاہئے کہ یہ اپنی کمیونٹی سے بات کریں کہ وہ کیوں ہمیں لائسنس کے لئے apply کرتے ہیں اور دوسرے non-Muslim apply کرتے ہیں تو ہم ان کو پرمٹ دیتے ہیں۔ ان ہی کی request پر حدود آرڈر 1979 میں یہ provision رکھی گئی تھی کہ non-Muslims کے لئے اس کی فروخت ہو گی۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہمارے تو اور بھی بہت سے مطالبات ہیں اس کی ہی اجازت کیوں دی گئی ہے؟ پچھلے سال آپ نے دیکھا ہے کہ جنوری میں کتنے لوگ زہریلی شراب سے بیمار اور مر گئے ہیں۔ مسیحی برادری میں اس کی اجازت نہیں ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیوں اس کی اجازت دی جاتی ہے اور نہ ہی ہماری کمیونٹی اس چیز کی اجازت دیتی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک تو چلیں یہ local non Muslims ہیں ان کی بات کر رہی ہیں لیکن یہاں پر foreigner بھی ہیں ان کو بھی ہم لائسنس issue کرتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ جو foreigner ہیں جو کہ non-Muslims ہیں وہ تو اس کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ یہ اپنی کمیونٹی میں بیٹھ کر بات کریں اور کوئی legislation اگر لانی ہے تو ان کی طرف سے آئے تو میرا خیال ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ last time بھی اس پر بات ہوئی تھی تو میں نے اور میرے ساتھیوں نے برملا یہ بات کہی تھی کہ کوئی بھی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا ہے چاہے وہ مسلم، مسیحی یا کوئی اور مذہب ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی بات اس وقت کہی تھی کہ یہ ہماری مسیحی برادری ہے۔آپ جب ان کو لائسنس issue کرتے ہیں تو آپ نے کبھی ان کا معیار دیکھا ہے کہ جن کو لائسنس جاری کیا جاتا ہے وہ کام کیا کرتا ہے اور کس category میں کام کرتا ہے آیا کہ یہ بہت بڑا آفیسر، ڈاکٹر، انجینئر یا کوئی کاروبار کرتا ہے۔

جناب سپیکر: غوری صاحب! یہ بزنس کے لئے لائسنس کہاں سے آگیا۔انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے لہٰذا مہربانی کریں۔ جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجئے میری بات سن لیں۔ یہ میری کمیونٹی کی بات ہے۔

جناب سپیکر: غوری صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ یہ بات ہو گئی ہے محترمہ بھی کمیونٹی کی بات کر گئی ہیں اور اب آپ نے بھی کرنی ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! یہ ساری دنیا کے foreigner کی بات کرتے ہیں۔ یہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے لہٰذا اس پر پابندی ہونی چاہئے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے ساری دنیا کی بات کی ہے تو میرے خیال میں اس ایوان میں بیٹھے تمام معزز ممبران کو یہ پتا ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی لوگ جن کا Christianity یا دوسرے مذاہب سے تعلق ہے وہاں پر شراب اور اس طرح کی دوسری چیزیں سر عام فروخت ہوتی ہیں اور وہاں پر باقاعدہ اس کے لئے جگہیں بنی ہوتی ہیں جہاں پر وہ بیٹھ کر استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ہمیں ان باتوں سے کیا سروکار ہے آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ایسی باتیں نہ کریں؟ہم اپنے ملک کی بات کرتے ہیں۔بڑی مہربانی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے ساری دنیا کی بات کی تھی میں نے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کی بات کی ہے میں پاکستان کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی۔آپ دونوں صاحبان تشریف رکھیں۔اگلا سوال نمبر2930 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر5854 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:سال14۔2013میں وصولیوں کے حدف سے متعلقہ تفصیلات

*5854:جناب امجد علی جاوید:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14۔2013 کے لئے محکمہ ایکسائز کا وصولیوں کا ہدف کیا تھا؟

(ب) سال2014میں محکمہ ایکسائز نے دیئے گئے ہدف میں سے کتنی رقم وصول کی۔

(ج) اگر ریکوری ہدف کے مطابق نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں۔

(د) سال14۔2013 محکمہ ایکسائز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا مد وار تفصیلات فراہم کی جائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ٹوبہ سنگھ میں سال14۔2013کے لئے وصولیوں کا ہدف۔/11,71,82,070 روپے تھا۔

(ب) سال14۔2013 میں محکمہ ایکسائز نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں۔/13,45,12,914 روپے کی وصولی کی۔

(ج) ریکوری دیئے گئے حدف سے 15 فیصد زیادہ تھی جو کہ محکمہ کی اعلیٰ کارکردگی کا ثبوت ہے۔

(د) سال14۔2013میں محکمہ ایکسائز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو تنخواہوں کی مد میں 5,220,000/۔روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا جس میں 5,172,532/۔روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح الاؤنسز کی مد میں فراہم کئے گئے۔5,285,000/روپے بجٹ میں 5,249,780/۔روپے خرچ ہوئے۔ دیگر مد میں فراہم کئے گئے۔1,340,000/روپے بجٹ میں سے 1,210,404/روپے خرچ ہوئے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14-2013 کے لئے محکمہ ایکسائز کا وصولیوں کا ہدف کیا تھا اور جز(ب) میں پوچھا تھا کہ 2014 میں محکمہ ایکسائز نے دیئے گئے ہدف میں سے کتنی رقم وصول کی؟ جواب کے جز(ب) میں اس کی تفصیل دی گئی ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کاٹن فیس میں 16 فیصد کمی ہوئی ہے یا16 فیصد رقم کم وصول ہوئی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں اور جن مدات میں یہ وصولی زائد ہوئی ہے ان کی وجوہات کیا ہیں؟ وزیر موصوف اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر یہ اس کو دیکھیں تو ہماری recovery میں اضافہ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں جتنے بھی ایگریکلچر سے related ممبران ہیں جن کا ان areas سے تعلق ہے جہاں پر کاٹن پیدا ہوتی ہے اور اُن کو یہ بھی پتا ہے کہ کاٹن فیس ایک معمولی سا ٹیکس ہے جو ہم کاٹن پر لیتے ہیں۔ ابھی اس سال بھی کاٹن کی فصل بہتر نہ ہونے کی وجہ سے وہ decline کی طرف ہی چل رہا ہے جس کی وجہ سے کمی آئی ہے۔ باقی overall ہماری taxation کی طرف دیکھیں تو اس میں اضافہ ہوا ہے۔ جس طرح انہوں نے 14-2013 اور 15-2014 کا پوچھا ہے تو 15-2014 میں overall taxation میں زیادہ بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(د) میں سوال تھا کہ 14-2013 میں محکمہ ایکسائز ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، مد وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو تفصیلات فراہم کی گئی ہیں اس میں دفتر کے کرایہ کا بجٹ 2لاکھ 40ہزار روپے ہے اور خرچہ 2لاکھ 35ہزار روپے ہے۔ میری معلومات کے مطابق ایکسائز کا دفتر گورنمنٹ پراپرٹی میں ہے۔ اگر گورنمنٹ پراپرٹی میں دفتر ہے تو یہ کرایہ کس کو دیتے رہے ہیں، ذرا اس کی تفصیل بتادیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے بتایا گیا ہے کہ اُدھر دفتر انہوں نے کرایہ پر ہی لیا ہوا ہے۔ اگر آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کی بلڈنگ ہے تو میں محکمہ سے اس کی detail check کر لیتا ہوں جبکہ میرے علم کے مطابق کرایہ پر ہی ہے۔ آپ کے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی sub offices بھی بنے ہوئے ہیں جو کرایہ پر لئے ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے overall ان کا کرایہ یہاں پر show کیا ہوا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ سارے دفاتر ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیں یا کسی تحصیل میں ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ کوئی sub offices تحصیلوں میں بنے ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ دونوں ہی ایک دوسرے کو بتا رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں پھر میری ضرورت تو نہیں ہے۔ آپ مجھ سے بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ہی پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں آپس میں direct نہ ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ہی پوچھ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یونیفارم کے لئے بجٹ صفر فیصد رکھا ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایکسائز کے افسران اور constables جو خصوصاً taxation کی وصولی کے لئے باہر جاتے ہیں اُن کی یونیفارم ہوتی ہے جو کہ محکمہ ہی مہیا کرتا ہے۔ اگر بجٹ صفر ہے تو پھر وہ یونیفارم کہاں سے آتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس سال کا انہوں نے پوچھا ہے اس سال بجٹ نہیں رکھا گیا مگر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہمارے بہت تھوڑے سے افسران ہیں جنہوں نے

یونیفارم پہنی ہوتی ہے لہٰذا اس سے پچھلے یا اگلے سال میں یونیفارم کے لئے بجٹ رکھا گیا ہو گا کیونکہ انہوں نے 14-2013 کا پوچھا ہے تو اس سال ہم نے یونیفارم کے لئے کوئی خرچ نہیں کیا تھا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا یہ mandatory نہیں ہے کہ ہر سال یونیفارم کے لئے انہیں رقم فراہم کی جائے گی؟

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی بات بھی مان لیں گے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے آگے انہوں نے جو تفصیلات دی ہوئی ہیں اس میں ڈاک اور ٹیلی گراف کے لئے صفر، ٹیلیفون اور ٹرنک کال صفر، بجلی صفر، بلڈنگ کا کرایہ صفر، سفری الاؤنس صفر، پٹرول چارجز صفر، دفتری سٹیشنری کے لئے صفر ہے جبکہ ایک جگہ پر یہ کہتے ہیں کہ 2 لاکھ 40 ہزار روپیہ کرایہ کی مد میں تھا۔ ان دونوں میں کون سی چیز درست ہے؟

جناب سپیکر: ان کو آپ جیسا کوئی volunteer پہلے مل گیا ہو گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایک ہی سال میں دو مختلف statements ہیں۔ دوسرے صفحے پر دیکھیں تو اس میں صفر صفر کی لائن لگی ہوئی ہے۔ ان کی کون سی بات درست مانی جائے، پہلی یا دوسری درست مانی جائے؟ منسٹر صاحب ذرا محکمہ والوں سے پوچھ لیں کہ وہ کر کیا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو میرے پاس detail ہے اس میں ایسا نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: دوسرا صفحہ دیکھیں جو نیچے لگا ہوا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں second page ہی دیکھ رہا ہوں اس میں انہوں نے وہی detail دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ صفحہ نمبر 6 ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پاس صفحہ نمبر 7 ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں صفحہ نمبر 6 اور 7 اکٹھے ہی لگا دیئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مدوار تفصیل بجٹ اور خرچہ برائے سال 14-2013 اور code بھی لگے ہوئے ہیں جس میں کچھ percent لکھا ہوا ہے باقی zero, zero, zero ہی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ان کو ساری detail دے دی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اگر تفصیل دے دی گئی ہے تو پھر بقیہ تفصیل کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ کوئی typing mistake بھی ہو سکتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہاں خیال کی بات نہیں ہونی بلکہ specific بات ہونی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ ساری چیزیں پچھلے صفحہ پر explain کر دی گئی ہیں اور اس پر ان کی amounts بھی لکھی ہوئی ہیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہ پوری detail نہیں ہے۔اس میں زیادہ وضاحت اگلے صفحات میں ہے۔میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کو اپنے سٹاف سے پوچھ لینا چاہئے کہ یہ کر کیا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں بالکل اس کو دوبارہ check کر لیتا ہوں کہ کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر:جی،اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جی، شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں check کر کے بالکل اِن کو بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:اب سوال تو pending ہو گیا ہے۔اب جب ٹائم آئے گا تو پھر بتا دیجئے گا۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! On her behalf.

جناب سپیکر:جی،آپ on her behalf ہیں۔سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!سوال نمبر 2938 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: داتا دربار پر جوتوں اور سٹینڈز سے ہونے والی آمدن واوور چارجنگ کی تفصیلات

*2938: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اوقاف ومذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داتا دربار لاہور سے جوتوں اور پارکنگ سٹینڈز کے ٹھیکہ سے سال12۔2011اور 13۔2012کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ب) جوتوں کے کتنے سٹال ہیں اور ان کا ٹھیکہ علیٰحدہ علیٰحدہ دیا جاتا ہے یا ایک ہی فرم/شخص کے پاس ہے،ان کے نام وپتاجات بتائیں؟

(ج) پارکنگ سٹینڈ کتنے ہیں اور کہاں کہاں ہیں اور ان کا ٹھیکہ کس کس کے پاس ہے اور یہاں پر کار/موٹر سائیکل/سائیکل/بس/وین سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان پارکنگ سٹینڈز اور جوتوں کی جگہ پر زائرین/عقیدت مندوں سے زیادہ رقم چارج کی جاتی ہے اور زائد چارجنگ میں ان کے ٹھیکیداروں کو یہاں پر تعینات سرکاری ملازمین کی سرپرستی حاصل ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس بابت محکمہ انٹی کرپشن پنجاب یا ایف آئی اے سے اس کی تحقیقات کروانے اور اس بابت باقاعدہ ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف ومذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا):

(الف) داتا دربار زون میں حفاظت پاپوش کی آمدن برائے بابت سال12۔2011،مبلغ 1,72,00,000/-روپے ہوئی اور سال13۔2012مبلغ 1,62,00,000/-روپے ہوئی۔ کار پارکنگ بابت جولائی تا ستمبر12۔2011مبلغ 4,41,050/-روپے ہوئی بعد ازاں یہ ٹھیکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے تصرف میں لے لیا۔

(ب) حفاظت پاپوش کے کل سات سٹال ہیں۔اس کا ٹھیکہ ایک ہی فرم میسرز فیضان کمیونیکیشن راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے پاس ہے۔

(ج) داتا دربار پر پارکنگ سٹینڈ ایک ہی ہے۔جس میں صرف کار اور موٹر سائیکل کھڑی کی جاتی ہیں۔جس میں حکومت پنجاب کی طرف سے منظور شدہ اجرت فی کار۔/20روپے اور فی موٹر سائیکل۔/10روپے وصول کی جاتی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ نہ تو یہاں پر زیادہ رقم چارج کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی سرکاری ملازم کا دخل ہے۔

(ہ) شرائط نیلام کے برعکس اگر کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوری ایکشن لیتے ہوئے حسب شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جو بعد ازاں محکمہ کے اکاؤنٹ میں جمع کروادیا جاتا ہے۔اگر کوئی شکایت موجود ہے تو محکمانہ کارروائی کے بعد انٹی کرپشن سے انکوائری بھی کرائی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جز(د) میں سوال کیا گیا ہے کہ کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان پارکنگ سٹینڈز اور جوتوں کی جگہ پر زائرین سے زیادہ رقم charge کی جاتی ہے جس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے کیونکہ یہاں پر زیادہ رقم charge کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی سرکاری ملازم کا دخل ہے۔ میں پوری ذمہ داری اور personal experience سے بتا رہی ہوں کہ یہاں پر رقم زیادہ charge کی جاتی ہے اور آنے والے زائرین کو morally pressure دے کر اُن کو force کیا جاتا ہے کہ وہ ان جوتوں کے لئے زیادہ payment کریں گو کہ وہاں پر چوبیس گھنٹے اعلان ہو رہا ہوتا ہے کہ جوتوں کے لئے دو روپے مقرر ہیں اس سے زیادہ کوئی payment نہ کرے۔ اس اعلان کی موجودگی میں وہاں کے ملازمین -/10 روپے سے لے کر -/100 روپے تک بہت زیادہ charge کرتے ہیں۔ یہ میں اپنا ذاتی تجربہ بتا رہی ہوں اس لئے یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی long shoes والے ایسے صاحب تو نہیں تھے جن کو اتنے پیسے پڑ گئے ہوں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ محترمہ نے خود بھی یہی فرمایا ہے کہ وہاں پر اعلان بھی ہو رہا ہوتا ہے اور باقاعدہ لکھا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی زائد charge کرتا ہے تو اُس کے خلاف شکایت کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی شکایت آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! ہمیں اس طرح کی کوئی شکایت نہیں آئی۔ جز(د) میں ہم نے بتایا بھی ہے کہ اگر اس طرح کی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو اُس پر فوراً action بھی لیا جاتا ہے اور جرمانہ بھی ہوتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں محترمہ

کی انفارمیشن کے لئے صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سال ٹھیکیدار کے خلاف 30 کے قریب شکایات موصول ہوئی تھیں جن پر اسے 40ہزار روپے کے قریب جرمانہ بھی کیا گیا تھا۔ اس کو unattended نہیں چھوڑا جاتا اور اگر ایسی کوئی شکایت آتی ہے تو یقیناً اُس پر action لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ مائیک کو ٹھیک کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ آپ کا موبائل تو نہیں ہے جس کی وجہ سے شور ہو رہا ہے، اگر ہے تو پلیز اس کو بند کر دیں۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 5855 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پراپرٹی ڈیلرز کے کاروبار سے متعلقہ تفصیلات

*5855: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراپرٹی ڈیلرز کے لئے The Punjab Real Estate Agents & Motor Vehicles Dealer (Regulation of Business Ordinance 1980 کے تحت لائسنس بنوانا ضروری ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے محکمہ ایکسائز نے کتنے افراد کو لائسنس جاری کئے ہیں اور لائسنس کی فیس کیا ہے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے پراپرٹی ڈیلر کام کر رہے ہیں کیا محکمہ کے پاس ان کا مکمل ریکارڈ موجود ہے، کتنے لائسنس کے ساتھ اور کتنے بغیر لائسنس کام کر رہے ہیں۔

(د) کیا محکمہ اس کاروبار کو ریگولرائز کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ ایکسائز نے 50 پراپرٹی ڈیلرز کے لائسنس جاری کئے ہیں اور فی کس سکیورٹی فیس مبلغ 10000 روپے ہے۔ جو صرف ایک دفعہ جمع کروائی جاتی ہے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رجسٹرڈ 50 پراپرٹی ڈیلرز کام کر رہے ہیں اور اُن کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) محکمہ پہلے ہی اس سلسلہ میں متعلقہ لائسنس داران کو رجسٹرڈ کر کے اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ ہے کہ کیا پراپرٹی ڈیلرز سے صرف لائسنس کی فیس ہی لی جاتی ہے یا کوئی سالانہ فیس بھی ان پر عائد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں انہیں بتا رہا ہوں کہ جب سوال کا جواب بھیجا گیا تھا تو ہمارے پاس رجسٹرڈ پراپرٹی ڈیلرز کی تعداد 50 تھی مگر اس وقت جو existing position ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے تو 81 پراپرٹی ڈیلرز کو رجسٹرڈ کیا ہے یعنی پچھلے 8/7 ماہ میں ہم نے اور لوگوں کو بھی شامل کیا ہے۔ یہاں پر جو ہم نے وضاحت کی ہے کہ سکیورٹی فیس مبلغ 10 ہزار روپے ہے جو ہم ان سے لیتے ہیں اور اس کے علاوہ پروفیشنل ٹیکس سالانہ پانچ ہزار روپے ہم ان سے وصول کرتے ہیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ پراپرٹی ٹیکس تو یہ وصول کرتے ہیں لیکن پراپرٹی ڈیلر کا لائسنس کیوں جاری کرتے ہیں کیونکہ ان کا تو کوئی ان کے ساتھ واسطہ ہی نہیں ہے۔ وہ تو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے ساتھ deal کرتے ہیں، ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ساتھ deal کرتے ہیں، سارے گھپلے کرتے ہیں، لوگوں کے پلاٹ فروخت کرتے ہیں، دندناتے پھرتے ہیں اور ان کا کوئی کنٹرول نہیں ہے تو ان کا کیا حق بنتا ہے کہ پراپرٹی ڈیلرز کو لائسنس جاری کریں؟ وہ حق تو بنتا ہے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا یا ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کا تو منسٹر صاحب اس کی وضاحت کریں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! The Punjab Real Estate Agents & Motor Vehicles Dealer (Regulation of Business Ordinance 1980 کے تحت لائسنس بنوانے ضروری ہیں جتنے ریئل اسٹیٹ کے ڈیلرز ہیں اور موٹر ڈیلرز ہیں تو اس حوالے سے ہم ان سے لائسنس کی فیس وصول کرتے ہیں اور ان سے پروفیشنل ٹیکس بھی لیا جاتا ہے اور ان سے سکیورٹی لے کر انہیں لائسنس دیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے پراپرٹی ڈیلرز کام کر رہے ہیں، کیا محکمہ کے پاس ان کا مکمل ریکارڈ موجود ہے، کتنے لائسنس کے ساتھ اور کتنے لائسنس کے بغیر کام کر رہے ہیں؟ جو فہرست مجھے دی گئی ہے وہ50لوگوں کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب latest position انہوں نے بتادی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں وہی عرض کرنے جا رہا ہوں کہ کیا منسٹر صاحب on the floor of the House اس بات کو admit کرتے ہیں کہ یہ تعداد 81ہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے کیونکہ میں نے مکمل ریکارڈ مانگا ہے؟

جناب سپیکر: جو ریکارڈ میں آیا ہے وہ انہوں نے بتادیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے عرض کی کہ محکمہ کام کر رہا ہے تو آپ کے پاس جب اسمبلی میں جواب بھیجا تو اس وقت 50ڈیلرز تھے اور اب 81ڈیلرز ہیں تو ہمارا اسٹاف اور آفیسرز ان کو دیکھتے رہتے ہیں اور نئے لوگوں کو اس میں شامل کرتے رہتے ہیں۔آپ دیکھیں کہ پچھلے 8/7ماہ میں یہ تعداد 50 سے 81ہو گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے پانچ ہزار روپے وصول کیا ہے جبکہ اس کی فیس 10ہزار روپے ہے تو یہ تمام ڈیلرز سے پانچ ہزار روپے ہی وصول کیا گیا ہے کیا اس میں کوئی "مک مکا" ہے کہ 10ہزار روپے کی بجائے لسٹ میں سب سے پانچ پانچ ہزار روپے وصول کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: "مک مکا" کی بات نہ کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز ممبر نے دیکھا نہیں کہ سکیورٹی فیس 10ہزار روپے ہی لی گئی ہے اور اس کے علاوہ پانچ ہزار روپے پروفیشنل ٹیکس سالانہ ہے جو ہر سال ان سے لیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 5571ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*5571: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کی حدود میں محکمہ اوقاف کی اراضی کتنی ہے، اس سے سالانہ آمدن کتنی ہوتی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/ ٹھیکہ /پٹہ پر ہے۔

(ج) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(د) مذکورہ اراضی کا قبضہ واگزار کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ اوقاف کی کل 738 کنال 16 مرلے اراضی ہے اور اس سے مبلغ 13,63,748/- روپے سالانہ آمدن حاصل ہوئی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں محکمہ کی 717 کنال 18 مرلے اراضی لیز/ ٹھیکہ پر ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں 9 کنال ایک مرلہ پر ناجائز قبضہ ہے ناجائز قابض نے ایڈیشنل سیشن جج گجرات کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔

(د) حکم امتناعی کی وجہ سے کارروائی عمل میں نہ لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) سے متعلق ہے اور میں ان سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ وہاں پر فی ایکڑ لیز کا ریٹ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! انہوں نے اپنے سوال میں ریٹ کا نہیں پوچھا تھا بلکہ صرف اس کی آمدنی کا پوچھا تھا تو اس کی سالانہ آمدنی بتائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے آمدن کا پوچھا تھا ریٹ کا نہیں پوچھا تھا اور ہر جگہ کا ریٹ مختلف ہوتا ہے۔ ہر ایکڑ کا مختلف ریٹ ہوتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں۔یہاں پر ریٹ مختلف نہیں ہے کیونکہ انہوں نے ٹوٹل بتادی ہے اس لئے انہیں ریٹ کا پتا ہونا چاہئے۔ چلیں، میں ان کی تھوڑی مدد کر دیتی ہوں کہ اگر انہیں پتا نہیں ہے تو14ہزار روپے فی ایکڑ وہاں کا ریٹ ہے۔اب میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہاں پر اس وقت عام ریٹ کیا ہے اور کیا14ہزار روپے فی ایکڑ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! محکمہ کی پالیسی ہے کہ جو بھی نئی زمین لیز پر دی جاتی ہے تو اس کے عمل کو شفاف بنانے کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے اس کی price assessment لی جاتی ہے تو جو price value یا assessment وہ دیتے ہیں اس پر اس زمین کا فی ایکڑ ریٹ fix کیا جاتا ہے اور اس کے بعد open auction ہوتی ہے پھر اس کے بعد فیصلہ ہوتا ہے۔ بڈز کم بھی ہو سکتی ہیں اور زیادہ بھی ہو سکتی ہیں تو اس حساب سے اس کا ریٹ طے ہو جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! گجرات میں ریٹ اندازاً بتا رہی ہوں جو تقریباً50ہزار سے 70ہزار روپے فی ایکڑ کم از کم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے auction کر کے یہ ریٹ دیا ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! مختلف جگہ پر مختلف ریٹ ہو سکتے ہیں کیونکہ ہر زمین کی ایک جیسی value نہیں ہو سکتی۔اب کوئی اچھی زمین ہے اور کوئی اس سے کم پیداوار والی زمین ہے تو اس حساب سے ان کے ریٹ کا تعین ہوتا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ اس سارے عمل کو شفاف بنانے کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ریٹ لئے جاتے ہیں جو کہ assess کر کے دیتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وہاں پر اوسط ریٹ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! ہر ایکڑ اور ہر زمین کا مختلف ریٹ ہے، ہر گاؤں کا مختلف ریٹ ہو گا اور ہر موضع کا مختلف ریٹ ہو گا، ہر تحصیل کا

ریٹ مختلف ہو گا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ پر زمین کی value مختلف ہو جاتی ہے جس کے حساب سے لامحالہ ریٹ بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اوسط کا مطلب یہ نہیں ہے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ بلکہ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ اوسط ریٹ بتادیں کیونکہ جب آپ نے پوری calculations دی ہیں تو اوسط ریٹ کا آپ کو پتا ہو گا۔ جس طرح میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ وہاں پر اوسط ریٹ 50ہزار سے 70ہزار روپے فی ایکڑ ہے تو اب 14ہزار روپے فی ایکڑ لیز پر پتا نہیں آپ نے کس قانون کے تحت دی ہوئی ہے اور وہاں پر پتا نہیں کس طریقے سے auctions ہوتی ہیں اور کیا ہوتا ہے؟ جو طریق کار یہ بتا رہے ہیں تو میرا نہیں خیال۔۔۔

جناب سپیکر: یقیناً وہاں open auction ہوتی ہو گی اور وہ 14ہزار میں جائے، 15ہزار روپے میں جائے یا 12ہزار روپے میں جائے تو مختلف ریٹ چلتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! auction ہونے کے پراسیس کا آپ کو پتا ہے اور اگر اتنا کم ریٹ ہو تو اس کی کوئی مثال دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے اور محترمہ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح سے اوسط۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی زمین بنجر ہوتی ہے، کوئی نہری ہوتی ہے، کوئی بارانی ہوتی ہے، کوئی نل نہری ہوتی ہے اور کوئی نل پلائی ہوتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اتنی بڑی اراضی 14ہزار روپے فی ایکڑ دی جا رہی ہے جبکہ گجرات میں اچھی خاصی مہنگی زمینیں ہیں اور جن زمینوں کا مجھے پتا ہے اور جو جگہ یہ لیز پر دی گئی ہے تو یہ بہت مہنگی زمینیں ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ صرف 14ہزار روپے فی ایکڑ زمین کس طریقے سے دی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! اس وقت یہ مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو جاتا اگر محترمہ اس وقت bid میں شامل ہو جاتیں اور انہیں refuse کر کے کسی دوسرے کو prefer کیا جاتا تو محترمہ پھر یہ کہہ سکتی تھیں کہ ہماری کسی سے ملی بھگت ہے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے تو ملی بھگت کہا ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): محترمہ! اگر ایک منٹ میری وضاحت سن لیں تو واضح ہو جائے گا۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ان کا محکمہ ہے اور ان کے علم میں ہونا چاہئے کہ وہاں پر زمین کا فی ایکڑ ریٹ کیا ہے کیونکہ جب سوال کا جواب obviously آتا ہے تو اس سوال کو pending کر کے مہربانی کر کے تفصیل کا پتا کر کے مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال پوچھیں میں اس سوال کو pending نہیں کروں گا مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ اس سوال کے جواب سے مطمئن ہیں جو جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب دے رہے ہیں وہ average بھی نہیں بتا پائے۔

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترم! آپ تشریف رکھیں آپ کیا بات کر رہے ہیں اُن کا سوال ہے اُنہیں بات پوچھنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: چلیں اس کا نہیں پتا تو یہ معلوم کر لیں کہ وہاں پر 14 ہزار روپے فی ایکڑ کس طرح دی جا رہی ہے اس کو دوبارہ سے چیک کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کو چیک کروالیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے علاوہ کتنی اراضی ہے جو کہ محکمہ کے اپنے استعمال میں ہے اور وہ کس مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے اور اُس میں سے کتنی آمدنی آ رہی ہے، کچھ تو لیز پر ہے اور کچھ قبضے میں ہے، باقی کتنی ہے اس پر کتنی آمدنی آئی ہے اور اُس کی utilization کس طرح ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کون سے سال کی بات ان سے پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ٹوٹل 738 کنال کا پوچھ رہی ہوں جو انہوں نے بتائی ہے کہ ٹوٹل اتنی اراضی ہے میرا تینوں چاروں جز کا ملا کر سوال ہے کہ کچھ تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ لیز پر اتنی ہے، کچھ قبضے میں ہے جس کا کیس عدالت میں چل رہا ہے وہ تو زیر بحث نہیں ہے۔ تیسری چیز میں پوچھ رہی

ہوں جو بچ جاتی ہے تو وہ کتنی ہے اُس کی utilization کس طرح کر رہے ہیں اور اُس میں سے کوئی آمدنی ہے اگر آمدنی ہے تو وہ کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جو آپ کے قبضے میں ہے محترمہ اُس کی آمدنی پوچھ رہی ہیں وہ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! ضلع گجرات میں اوقاف کی ٹوٹل زمین 738 کنال اور 16 مرلے ہے اُس پر 13 لاکھ 63 ہزار 748 روپے سال 16-2015 کی آمدن ہے۔ اب اُس میں 717 کنال اور 18 مرلے اراضی لیز پر دی گئی ہے اور اُس کی وہ سالانہ آمدن ہے اُس میں سے 9 کنال اور 1 مرلہ پر ناجائز قابض ہیں اُس کا کیس کورٹ میں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: اُس کا نہیں پوچھ رہی وہ تو عدالت میں زیر سماعت ہے اُس کو تو پوچھ ہی نہیں سکتے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ خود کہہ رہے ہیں یہ اتنا یہ اُتنا تو ان کو calculator دے دیں، مائنس کر دیں اس میں سے بتادیں کہ کتنی اراضی باقی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سمجھ آئی کہ دوبارہ پوچھیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 738 کنال میں سے 717 کنال مائنس کر دیں اور 9 کنال کو اور جو باقی اراضی بچتی ہے وہ بتادیں۔ میرے بھائیوں نے بتایا ہے کہ 21 کنال ہے تو اُس 21 کنال کو کس طرح utilize کر رہے ہیں اور اُس میں سے کوئی آمدنی ہے یا نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! ایوان کو in order کر دیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! اُس میں سے جو باقی زمین بچتی ہے اُس میں سے گیارہ کنال اور ایک مرلہ پر تھانہ صدر کی بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا بنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! تھانہ صدر کی بلڈنگ گیارہ کنال اراضی کے اوپر بنی ہوئی ہے اور ایک اراضی سولہ مرلے ہے وہ بھی پولیس کی تحویل

میں ہے محکمہ اُن کو ریونٹ کے لئے لکھ رہا ہے corresponding چل رہی ہے اُس کی آمدن فی الحال محکمہ کو نہ ہو رہی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اُس کے علاوہ جو 10 کنال رہ گئی ہے اُس کو کس طرح utilize کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ چھوڑ دیں اس کو اب مہربانی کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے تفصیل مانگی تھی یہ اب بتا رہے ہیں کہ پولیس کے پاس ہے اگر یہ پوری تفصیل لکھ دیتے تو شاید اتنا تفصیل میں نہ جانا پڑتا۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے تفصیل بتا دی ہے اب آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔ آپ کی مہربانی۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، معین صاحب پہلے اُٹھے ہوئے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، pending نہیں کیا۔ جی، وڑائچ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! اسی سوال پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو کیا کہا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر وہ سوال کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، وڑائچ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے جز (ج) میں جو جواب دیا گیا اُس میں 9 کنال اور ایک مرلہ زمین پر کوئی ناجائز قابض ہے یہ کتنی ordinary ہے کہ گورنمنٹ کی لینڈ ہے اُس پر ناجائز قابضین ہیں جو کہ civilians ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کیس کورٹ میں pending ہے آپ کیا کر رہے ہیں کیا کرنا چاہتے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! کورٹ کے اندر اگر محکمہ چاہے تو understanding کے ساتھ سرکاری زمین کو واگزار کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یقیناًوہ پیروی کر رہے ہوں گے اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن وہ pending at adjudication۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، صدیق خان صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا مائیک کھول دیں۔

جناب سپیکر: مائیک تو آپ کا کھلا ہے ویسے آپ اپنے طور پر کوئی زور آزمائی کر رہے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات کو غور سے سنیں اور جواب دیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ضلع گجرات میں محکمہ کی 717 کنال 18 مرلے اراضی لیز پر ہے آپ پہلے بھی بات کر رہے تھے کہ ایک PUs بنائے جاتے ہیں Producing Unit جو thorough survey کرتا ہے۔

جناب سپیکر: That is called PIU جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے correct کیا۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ thorough survey کرتا ہے پھر ہر دیہات کی زمین، ہر چک کی زمین اور ہر تحصیل کی زمین کا جھاڑ/پیداوار کو value کرتا ہے جس کو DC یا DCO اُس کی PIUs بناتا ہے۔ اُس value کے مطابق جب یہ زمین لیز پر دی جاتی ہے تو لیز سے پہلے lease fix money مقرر کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ 713 کنال زمین یہ ریونیو کا معاملہ، محصولات کا معاملہ ہے اس سے اس صوبہ کی تعمیر و ترقی ہونی ہے، ویلفیئر ہونی ہے تو 13 لاکھ میں جو 3½ مربعے زمین لیز پر دی جا رہی ہے یہ بہت کم قیمت ہے میں درخواست کروں گا کہ اس سوال کو pending کر دیں PIUs DCO Office سے منگوایا جائے یہ thorough report پیش کریں اور اُس کے مطابق اس کی نیلامی کریں۔

جناب سپیکر: جی، یہ open auction ہوتی ہے اور اُس auction میں کوئی بھی حصہ لے سکتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری submission ہے open auction کا ایک procedure ہے اس میں میری request ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، جو طریق کار ہے وہ طریق کار ضرور اختیار کیا جاتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! طریق کار میں fix money کی جاتی ہے PIUs کے مطابق۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، اگلا سوال طارق محمود باجوہ کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6188 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ننکانہ صاحب: موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*6188: **جناب طارق محمود باجوہ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ضلع بھر میں سال 2012 تا 2014 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی سال وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی گاڑیاں جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے پکڑی گئیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں موٹر رجسٹریشن برانچ میں تین ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع بھر میں سال 2012 تا 2014 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی سال وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔	سال 2012 میں رجسٹریشن کی مد میں آمدن=	3,097,444
2۔	سال 2013 میں رجسٹریشن کی مد میں آمدن=	3,339,315
3۔	سال 2014 میں رجسٹریشن کی مد میں آمدن=	2,819,570

(ج) سال 2012 تا 2014 کے دوران مندرجہ ذیل گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئی۔

1۔ سال 2012 میں رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد	=	3,334
2۔ سال 2013 میں رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد	=	3,184
3۔ سال 2014 میں رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد	=	2,473

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کوئی گاڑی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے نہ پکڑی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا ضلع بھر میں سال2012تا 2014 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں کتنی آمدن ہوئی ہے اس کی سال وار تفصیل بتائیں۔اس میں انہوں نے بتایا ہے سال2012تا2014 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں30لاکھ 97ہزار 444روپے اور 2013 میں33لاکھ 39ہزار315روپے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2012 میں 3ہزار334 گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئی ہیں اس سال میں آمدن کم ہے اور2013 میں 3184 گاڑیاں رجسٹرڈ کی گئیں اور اس میں آمدن زیادہ ہے۔کیا منسٹر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک تو ٹیکس ریٹ revise کیا گیا تھا اس کی وجہ سے آمدن میں فرق ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں پر جو تعداد دی گئی ہے جب ہم اس کو bifurcate کرتے ہیں تو چونکہ ننکانہ صاحب ہمارا چھوٹا ڈسٹرکٹ ہے اس لئے یہاں پر موٹر سائیکلوں کی تعداد زیادہ اور گاڑیوں کی تعداد کم ہے۔گاڑیوں، ٹریکٹر یا دوسری کمرشل وہیکلز کی وجہ سے ٹیکس کی رقم میں فرق آجاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ 2012تا2014 تک کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں؟ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 2012 میں 3334، 2013 میں3184 اور 2014 میں2473 گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں۔یہ ہر سال رجسٹریشن میں کمی واقع ہو رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے، کیا وہاں پر عوام کو proper سہولت نہیں دی جاتی یا ملازمین کے behaviour کی وجہ سے ایسا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ وہ تعداد ہے جو وہاں کے رہنے والے رہائشی خرید کرتے ہیں اور اس حوالے سے detail بھی دی ہوئی ہے۔ہمارے محکمے کے پاس دوسری figures بھی ہیں کہ موٹر وہیکل کمپنی یا موٹر سائیکل کمپنی کی sale میں 2014 میں اضافہ ہوا ہے یا

کمی ہوئی ہے۔ اگر اس حوالے سے دیکھا جائے تو 2014 overall میں ان کی sale میں تھوڑا سا decline تھا جس کی وجہ سے 2012 کی نسبت 2014 میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 6836 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*6836: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ج) کتنی اراضی ٹھیکہ یا لیز پر کن کن افراد کو کتنے عرصہ کے لئے اور کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے۔

(د) اوقاف کی کمرشل رہائشی اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی شرائط کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کل اراضی 6512 کنال 19 مرلے 66 مربع فٹ ہے۔ تفصیل برنشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ب) 563 کنال 7 مرلے 46 مربع فٹ ناجائز قابضین کے زیر قبضہ ہے۔ تفصیل ناجائز قابضین برفلیگ (ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ج) اراضی مذکور سال 16-2015 کے لئے مبلغ -/4,74,93,589 روپے کے عوض سالانہ پٹہ پر دی گئی ہے۔ تفصیل برنشان (ج) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(د) پنجاب وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز 2002 کے تحت وقف اراضی بذریعہ نیلام عام کرایہ داری/پٹہ داری پر دی جاتی ہے جس کے لئے باقاعدہ اشتہار نیلام قومی اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔ زرعی اراضی عرصہ ایک سال کے لئے پٹہ پر دی جاتی ہے جسے محکمانہ قواعد و ضوابط کے تحت عرصہ چار سال تک توسیع میعاد پٹہ پر دی جاتی ہے۔ کمرشل اراضی وزیر اعلیٰ

پنجاب نے پیشگی اجازت کے بعد عرصہ 30 سال کے لئے نیلام کی جاتی ہے جبکہ دکانات اور مکانات کی کرایہ داری عرصہ تین سال کے لئے ہوتی ہے اور ہر تین سال بعد جاری کرایہ میں25 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید عرصہ تین سال کی توسیع ہو جاتی ہے۔کارروائی نیلام میں ماسوائے باقیدار محکمہ اوقاف ہر پاکستانی شامل ہو سکتا ہے۔شرائط برنشان(د)معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اس کے جز(ب)میں ہے، جو میرا ضمنی سوال ہے اس کو میں آسان چیزوں پر رکھ رہا ہوں۔اس میں کہا گیا ہے کہ 563 کنال سے زیادہ جگہ پر قبضہ ہوا ہے۔پہلا سوال یہ ہے کہ جس زمین پر قبضہ ہوا ہے اس قبضہ کو چھڑوانے کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور(جناب محمد ثقلین انور سپرا):جناب سپیکر!اس میں کچھ زمین سرکاری محکموں کے پاس ہے ایل ڈی اے کے ساتھ کچھ محکموں کے تنازعات چل رہے ہیں انہوں نے اس کے اوپر قبضہ کیا ہوا ہے۔کچھ زمین پر court cases چل رہے ہیں۔یہ ایک لمبی تفصیل ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے پورے لاہور کا سوال پوچھا ہے۔۔

جناب سپیکر:آپ اس کی تفصیل لے لیتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور(جناب محمد ثقلین انور سپرا):جناب سپیکر!اس کی پوری تفصیل ڈاکٹر صاحب کو دی ہے کہ اتنا رقبہ ہے اور اتنے رقبے پر قبضہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرا اگلا سوال یہ ہے کہ انہوں نے لسٹ دی ہے اس میں ایک ایک بندے کا نام دیا ہے جس نے قبضہ کیا ہوا ہے اور ان کا exact area بھی دیا ہوا ہے کہ کس بندے نے کتنے کنال پر کب سے قبضہ کیا ہوا ہے۔حکومت ان کی ہے، بیوروکریسی ان کی ہے اور پولیس ان کی ہے تو ابھی تک کیوں نہیں کچھ ہو رہا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:انہوں نے کورٹ میں کیس کئے ہوں گے۔آپ کیا کر رہے ہیں،ان سے ذرا پوچھ لینے دیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر صاحب ہم سے یہ پوچھ لیتے کہ آپ اُن سے یہ جگہ کب تک واگزار کروا رہے ہیں یا کیا اقدامات کر رہے ہیں تو پھر ہم یقیناً اس کی بھی پوری تفصیل دے دیتے جس طرح ہم نے پہلے پوری تفصیل ایمانداری کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو فراہم کی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ کچھ معاملات ہیں جو گورنمنٹ کے ساتھ take up کرنے والے ہیں۔ Suppose جو جگہیں گورنمنٹ نے take over کی ہوئی ہیں تو اس کے بارے میں ایک کمیٹی بن رہی ہے اور اس کی recommendation وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیج رہے ہیں کہ محکموں کے ساتھ negotiation کر کے وہ جگہیں ان سے واگزار کروائی جائیں یا اس کا کرایہ حاصل کیا جائے۔ یہ آج کا matter نہیں ہے بلکہ یہ سالہا سال سے معاملات چلے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات میں نے پہلے بتا دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! ایک issue یہ تھا کہ محکمہ اوقاف کی مختلف جگہوں پر جتنی بھی زمین ہے محکمے کے پاس اس کا اس طرح سے ریکارڈ ہی نہیں تھا۔ محکمے نے اب ایک سسٹم شروع کیا ہے جس کے تحت land کی physical verification کی جا رہی ہے 9 ڈسٹرکٹ کی verification ہو چکی ہے 3 کی under process ہے اور یہ 36 اضلاع کی verification ہونی ہے۔ جب پورا ڈیٹا محکمے کے پاس آ جائے گا تو ان پر کچھ ڈویلپمنٹ سکیم بنیں گی اور جو سرکاری محکموں سے متعلق ہے اس کا طریق کار بنایا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی comprehensive plan اور study بنائی جا رہی ہے وہ with the approval of the Chief Minister عملدرآمد کروائیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے بتا دیا ہے کہ یہ ساری زمین جس پر قبضہ ہو چکا ہے اس کو حکومتی اداروں نے بھی لیا ہوا ہے۔ ان کے پاس پولیس اور دوسرے وسائل بھی ہیں اس کے باوجود بھی یہ قبضہ نہیں چھڑوا پا رہے ہیں۔ میں آخری سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب سے قبضہ ہوا ہے، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا اب ریکارڈ بھی بن چکا ہے پہلے ریکارڈ بھی نہیں تھا تو میرا سوال یہ ہے کہ اب تک سالانہ نقصان کتنا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا fresh question بنتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر لکھا ہوا ہے اور میں اس پر ہی ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ اتنی زمین مقبوضہ پر ہے، میں پوچھ رہا ہوں کہ اگر زمین مقبوضہ ہے تو اس کا سالانہ نقصان کتنا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں اگر ان کو اندازہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے سوال میں بھی یہی بات ہوئی تھی، ہم نقصان تو اس وقت بتائیں جب اس کی evaluation ہو گی کہ اس زمین سے یہ چیز آنی ہے۔ جب تک وہ چیز determine ہی نہیں ہو گی تو ہم یہ کیسے بتا سکتے ہیں کہ اس پر ہمیں کتنا loss ہو رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی بتا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، اگلا سوال نمبر 6908 محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7042 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔ کیا وہ بھی نہیں ہیں؟ حالانکہ وہ تو مشکل سے غیر حاضر ہوتے ہیں۔ مولانا الحاج محمد چنیوٹی صاحب! انہوں نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔ میں ایک بار پھر بلاتا ہوں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 7043 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ: دربار حضرت پیر برہان الدین کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیلات

*7043: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ شہر میں مغل بادشاہوں نے ایک بزرگ ہستی حضرت پیر شاہ برہان الدین کا دربار اور اس سے ملحق خوبصورت پارک اور تالاب بھی بنایا تھا؟

(ب) محکمہ اوقاف نے پچھلے دس سالوں میں کتنی بار تعمیر و مرمت کروائی، دربار سے ملحق رقبہ کی تفصیل نیز اس وقت دربار کا کتنی زمین پر قبضہ ہے، کوئی اضافہ یا کمی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دربار سے ملحقہ پارک اور تالاب شکست وریخت کا شکار ہے اور حکومت موجودہ تقاضوں اور اہل علاقہ کی سہولت کے لئے اس پارک اور تالاب کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا):

(الف) ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) پچھلے دس سالوں میں کوئی مرمت کا کام نہ کروایا ہے اس دربار کا کل رقبہ 6 کنال 5 مرلہ ہے جس میں دربار قبرستان و دو عدد کواٹر ہیں ان کواٹرز میں محکمہ آثار قدیمہ کے ملازمین رہائش پذیر ہیں پارک اور تالاب محکمہ کے زیر کنٹرول نہ ہیں جب سے محکمہ اوقاف نے دربار کا چارج سنبھالا ہے اس میں کوئی کمی یا اضافہ نہ ہوا ہے۔

(ج) درست ہے محکمہ آئندہ مالی سال 17-2016 میں دربار مذکورہ کی مرمت بذریعہ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ کروانے کا ارادہ رکھتا ہے پارک اور تالاب کی مرمت اور بہتری کے ضمن میں محکمہ اوقاف کچھ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ دو املاک اس کے کنٹرول میں نہ ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے دس سالوں میں کوئی مرمت کا کام نہ کروایا ہے۔ اس دربار کا کل رقبہ 6 کنال 5 مرلہ ہے جس میں دربار قبرستان و دو عدد کواٹر ہیں ان کواٹرز میں محکمہ آثار قدیمہ کے ملازمین رہائش پذیر ہیں پارک اور تالاب محکمہ کے زیر کنٹرول نہ ہیں جب سے محکمہ اوقاف نے دربار کا چارج سنبھالا ہے اس میں کوئی کمی یا اضافہ نہ ہوا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پارک اور تالاب کس کے کنٹرول میں ہے اگر محکمے کے کنٹرول میں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں عرض یہ کرتا ہوں کہ کنٹرول کا مطلب یہ ہے کہ اس کے administrative control میں نہیں ہے یعنی یہ

تالاب اور پارک کی زمین محکمہ اوقاف کے administrative control میں نہیں ہے۔ شاید آثار قدیمہ ڈیپارٹمنٹ کے کنٹرول میں ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ رقبہ آثار قدیمہ کے پاس نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ یہ نہیں کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پارک اور تالاب کا رقبہ محکمہ اوقاف کے administrative control میں نہیں ہے اور یہ تالاب اور پارک محکمہ آثار قدیمہ کے preview میں آتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ کس کے کنٹرول میں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ان کے کنٹرول میں نہیں ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہی تو سوال ہے کہ پھر کس کے کنٹرول میں ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو بتا رہے ہیں کہ آثار قدیمہ کے کنٹرول میں ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اصولی طور پر یہ پوری عمارت محکمہ اوقاف کے کنٹرول میں آنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: چاہئے کی بات اور ہے، یہ آپس میں محکمہ کی بات ہے۔ اگلا سوال جناب خالد غنی چودھری کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 7241 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شورکوٹ میں محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*7241: **جناب خالد غنی چودھری:** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موضع شورکوٹ شمالی اور جنوبی تحصیل شورکوٹ میں دربار شاہ صادق نہنگ کی کتنی کمرشل زمین ہے؟

(ب) اس زمین سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن موصول ہوتی ہے نیز اس آمدنی کا تصرف کیا ہے؟

(ج) کتنی زمین ناجائز قابضین کے قبضہ میں کب سے ہے نیز حکومت نے ان ناجائز قابضین کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا مواضعات میں لوگوں نے محکمہ کی ملی بھگت سے اپنے گھروں اور دکانوں کے دروازے محکمے کی زمین پر نکال کر قبضے بنالئے ہیں لیکن ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی اگر کوئی کارروائی کی گئی ہے تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا):

(الف) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ سے ملحقہ موضع شور کوٹ شمالی اور جنوبی تحصیل شور کوٹ میں کوئی رقبہ نہ ہے تاہم بمطابق دفتری ریکارڈ دربار حضرت غازی پیر شور کوٹ سے ملحقہ 528 کنال 10 مرلے رقبہ محکمانہ تحویل میں ہے جس میں سے موضع شور کوٹ شمالی میں 134 کنال 10 مرلے اور جنوبی میں 394 کنال ہے محکمانہ نوٹیفکیشن برفلیگ (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دیا گیا ہے۔

(ب) دربار حضرت غازی پیر سے ملحقہ 30 عدد دکانات اور 4 کنال رقبہ پر مشتمل 1 عدد پٹرول پمپ ماہانہ کرایہ داری پر ہے۔ دکانات مذکور سے مبلغ -/6,42,384 روپے سالانہ کرایہ وصول ہو رہا ہے جبکہ 4 کنال رقبہ کی کرایہ داری سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپنے فیصلہ مورخہ 23.11.2015 کے تحت منسوخ کرتے ہوئے رقبہ مذکور کی تہہ زمینی کرایہ داری کا حکم فرمایا ہے فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان برفلیگ (ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دیا گیا ہے جس کی تعمیل میں رقبہ مذکور کی نیلامی کے اقدامات زیر کارروائی ہیں۔ زائرین کی سہولت کی مد نظر ضروری سہولیات کی فراہمی کے لئے وقتاً فوقتاً رقم خرچ کی جاتی ہے۔ دو سال قبل زائرین کی سہولت کے لئے محکمہ کی طرف سے کثیر رقم خرچ کرتے ہوئے لیٹرین بلاک تعمیر کروایا گیا۔

(ج) موضع شمالی میں تقریباً 20 کنال رقبہ پر 58 افراد نے 10/3 مرلہ پر مشتمل تعمیر شدہ مکانات کی صورت میں ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ ناجائز قبضہ کے خلاف قابضین کو زیر دفعہ 8 پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 نوٹس جاری کئے گئے۔ اس نوٹس کے خلاف ذوالفقار علی شاہ وغیرہ نے سول کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ لاہور میں مقدمات دائر کئے۔ لاہور ہائی کورٹ

لاہور نے حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے کیس سول کورٹ جھنگ کو ریمانڈ کر دیا۔سول کورٹ نے فیصلہ محکمہ کے حق میں کیا جس کے خلاف ذوالفقار علی شاہ وغیرہ نے سیشن کورٹ جھنگ میں اپیل دائر کر دی جو تاحال زیر سماعت ہے۔عدالت مذکور سے فیصلہ کے بعد بے دخلی کی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے رقبہ واگذار کروایا جائے گا۔فہرست ناجائز قابضین برفلیگ(ج)معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(د) اس حد تک درست ہے کہ محمد نعیم مغل نامی شخص نے اپنے ملکیتی رقبہ پر دکانات تعمیر کرتے ہوئے ان کے دروازے محکمہ کے زیر انتظام خالی پلاٹ برقبہ 15 مرلے کی طرف رکھ دیئے۔بلڈنگ بائی لاز کی اس خلاف ورزی پر محمد نعیم مغل کے خلاف ٹی ایم اے شور کوٹ کو مراسلہ تحریر کیا گیا جس پر کارروائی زیر عمل ہے۔ٹی ایم اے کی معاونت سے دروازے بند کرواتے ہوئے وقف رقبہ کا تحفظ کیا جائے گا۔نقل مراسلہ برفلیگ(د)معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب خالد غنی چودھری:جناب سپیکر!اس میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ سوال کے جز(الف) میں محکمہ کا جواب آیا ہے کہ دربار حضرت غازی پیر شور کوٹ سے ملحقہ 528 کنال 10 مرلے رقبہ ہے جس میں سے موضع شور کوٹ شمالی میں 134 کنال 10 مرلے اور جنوبی میں 394 کنال ہے لیکن جو جز(ب)میں جواب دے رہے ہیں اس میں صرف شور کورٹ جنوبی کی اراضی کی آمدن بتا رہے ہیں جبکہ میں نے دونوں جگہوں کی آمدن پوچھی تھی اور انہوں نے 134 کنال کی آمدن نہیں بتائی۔اگر میرے فاضل دوست پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے بتادیں کہ 134 کنال شور کورٹ شمالی اراضی کی کتنی آمدن ہے اور وہ کہاں پر خرچ ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور(جناب محمد ثقلین انور سپرا):جناب سپیکر!اس میں میں عرض کروں گا کہ میرے دوست نے سوال پوچھا تھا کہ موضع شور کوٹ شمالی اور جنوبی تحصیل شور کوٹ میں دربار شاہ صادق نہنگ کی کتنی کمرشل زمین ہے؟اس میں محکمہ نے جواب دیا کہ دربار حضرت شاہ صادق نہنگ سے ملحقہ موضع شور کوٹ شمالی اور جنوبی تحصیل شور کوٹ میں کوئی رقبہ نہ ہے۔ اب جو میرے بھائی نے سوال پوچھا ہے تو اس دربار کے ساتھ شور کوٹ شمالی اور جنوبی کی کوئی زمین ہی نہیں ہے لیکن محکمے نے پھر بھی میرے بھائی کی تسلی کے لئے دوسرے دربار سے متعلق بتایا ہے۔ان کا

سوال دربار شاہ صادق نہنگ سے متعلقہ ہے۔یہ دربار غازی پیر کے ساتھ attach ہے اور ہم نے آپ کی تسلی کے لئے لکھا ہے۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! میں نے تو یہاں پر دربار غازی پیر لکھا تھا لیکن اگر میرے ہاتھ سے لکھا ان کے پاس ہے تو میں یہاں ایوان میں معذرت کر لیتا ہوں لیکن جو لکھا ہوا ہے وہ تو مجھے بتائیں کہ 134 کنال کی آمدن کیا ہے؟ چلیں! میں معذرت کر لیتا ہوں کہ میں نے غلط لکھا ہو گا لیکن اگر میرا لکھا ہوا ان کے پاس ہے تو مجھے دکھا دیں کہ میں نے دربار شاہ صادق نہنگ یا غازی پیر لکھ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو کیا تحریر دکھانی ہے آپ میرے ساتھ بات کریں۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! چلیں لکھے کو چھوڑیں جو بھی لکھا ہے لیکن مجھے 134 کنال کی آمدن بتا دیں؟ چلیں! میری تصحیح ہو گئی میں نے غلط لکھا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ میں ان کو بتا دیتا ہوں اور یہ بتانے میں کوئی ایسا issue ہے اور نہ ہی کوئی چھپانے والی بات ہے۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! آپ یہ شمالی کے بارے میں بتا رہے ہیں تو جنوبی کے بارے بتانے میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔آپ لڑیں ناں، آپ آرام سے تشریف رکھیں اور ان کو بولنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ اجلاس کے بعد میرے پاس آ جائیں میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے ان کا سوال دربار سے متعلق نہیں تھا اور ان کا سوال دوسرے موضع کے متعلق تھا ہم نے اس کی انفارمیشن کا بتا دیا ہے۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جناب خالد غنی چودھری! Sorry now and question hour is over now. Thank you so much. آپ ان کے پاس جائیں اور وہ آپ کی اس معاملے میں تسلی کرا دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب محمد ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: داتا دربار کی آمدن کے ذرائع اور دربار پر ہونے والی بے قاعدگیوں و شکایات کی تفصیلات

*2930: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داتا دربار لاہور سے حکومت کو آمدن کس کس جگہ اور کن ذرائع سے ہوتی ہے؟

(ب) اس مزار پر کتنے ملازم کس کس عہدہ اور گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس مزار پر کتنے ملازم عرصہ تین سال یا اس سے بھی زائد عرصہ سے تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف شکایات محکمہ کے پاس زیر التواء ہیں اور یہ شکایات کس کس نوعیت کی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے اس مزار پر تعینات ملازمین نے گروہ بنائے ہوئے ہیں جو کہ یہاں پر سلام کرنے کے لئے آنے والے زائرین کو مختلف طریقوں سے لوٹتے ہیں؟

(و) کیا یہ بھی حکومت کے علم میں ہے کہ اس مزار پر جعلی ملازم بھی کام کرتے ہیں جو کہ اس مزار پر تعینات سرکاری ملازمین کے ٹاؤٹ کے طور پر کام کرتے ہیں؟

(ز) کیا حکومت ایسے جعلی ملازمین اور اصل سرکاری ملازم جو کہ ان کے سرپرست ہیں، ان کے خلاف کارروائی کرنے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) داتادربارذرائع آمدن کیش بکسز، ٹھیکہ حفاظت پاپوش، ٹھیکہ کارپارکنگ، کرایہ جات، زرپٹہ، فیس منتقلی کرایہ داراور متفرق نذرانہ جات سے ہوتی ہے۔

(ب) ملازمین داتادربار کی فہرست مع عہدہ کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ملازمین کی فہرست کی تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) داتادربار میں تعینات جملہ ملازمین میں سے کسی کے خلاف کوئی شکایت زیر کارروائی نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے ملازمین/زائرین کومانیٹرنگ کرنے کے لئے پورے دربار شریف اور کمپلیکس پر سکیورٹی کیمرہ جات نصب ہیں جہاں تک ملازمین کے گروہ بنانے کا تعلق ہے آج تک دفتر داتادربار میں کسی بھی زائر کی طرف سے ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(و) درست نہ ہے داتادربار میں سکیورٹی کانظام منظم طریقے سے ہے کسی بھی شخص کا جعلی ملازم بن کر کام کرنا انتہائی ممکن ہے داتادربار میں تین شفٹوں میں منیجران داتادربار ڈیوٹی کرتے ہیں اور دربار شریف کے معاملات کی کڑی نگرانی کرتے ہیں۔

(ز) جیساکہ جز(و)میں اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔

سرگودھا: محکمہ اوقاف کے زیرانتظام مزارات سے متعلقہ تفصیلات

*6908: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیاوزیراوقاف ومذہبی امورازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ کے زیرانتظام مزارات کے نام بتائیں؟

(ب) ان مزارات کی سال14-2013اور15-2014 کے دوران آمدن واخراجات کی تفصیل بتائیں۔

(ج) ہر مزار سے ملحقہ کمرشل اراضی اور دکانات کی تفصیل بتائیں۔

(د) مذکورہ دکانوں وکمرشل اراضی کو کتنے سال کے بعد لیز/پٹہ یا ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے۔

(ہ) حکومت ان مزارات پر زائرین کو کیا کیا سہولیات فراہم کررہی ہے، تفصیلات فراہم کریں۔

وزیر اوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر انتظام10مزارات ہیں جن کی تفصیل بر نشان(الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات سے سال14۔2013کے دوران مبلغ۔/5737531روپے اور سال 15۔2014کے دوران مبلغ۔/6895673روپے آمدن جبکہ سال14۔2013کے دوران مبلغ۔/1438613روپے اور سال15۔2014 کے دوران مبلغ۔/1480085روپے کے اخراجات ہوئے جن کی تفصیل بر نشان(ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ج) ان مزارات سے صرف دربار حضرت مٹھ معصوم سے ملحقہ رقبہ تعدادی32کنال کمرشل اہمیت کا حامل ہے جس کی تفصیل بر نشان(ج) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(د) کمرشل اراضی کو وزیر اعلیٰ پنجاب سے پیشگی منظوری کے بعد عرصہ تیس سال کے لئے کرایہ داری پر نیلام کیا جاتا ہے جبکہ دکانات کی کرایہ داری عرصہ تین سال کے لئے ہوتی ہے جس میں ہر تین سال بعد جاری کرایہ میں25فیصد اضافہ کے ساتھ مزید عرصہ تین سال کی مدت کرایہ داری میں توسیع ہو جاتی ہے۔

(ہ) محکمہ اوقاف کی جانب سے زائرین کے لئے ان مزارات پر درج ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

1۔ نماز کے لئے وضو کا اہتمام کیا گیا ہے۔	2۔ زائرین کے لئے ٹھنڈے میٹھے پانی کا اہتمام ہے
3۔ موسم گرما میں برقی پنکھے لگائے گئے ہیں۔	4۔ زائرین کے بیٹھنے کے لئے برآمدہ جات تعمیر ہیں
5۔ دوران عرس لنگر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔	6۔ سکیورٹی کے لئے مناسب انتظامات موجود ہے
7۔ رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء تعمیر کئے گئے۔	

چنیوٹ: بادشاہی مسجد میں تعمیر ومرمت کے کام سے متعلقہ تفصیلات

*7042:**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر اوقاف ومذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بادشاہی مسجد چنیوٹ کی مرمت کے لئے2013میں کتنی رقم مختص کی گئی تھی، ریوائز سٹیمیٹ میں فنڈز میں کتنا اضافہ کیا گیا اور ان فنڈز سے کیا کیا کام مکمل کیا جانا تھا؟

(ب) کیا مسجد میں اینٹوں کا فرش مکمل طور پر ہموار کر دیا گیا ہے اور فرش وآرٹس کے ضمن میں کیا کیا کام کیا جانا تھا۔

(ج) کیایہ درست ہے کہ مرمت شدہ کام تکمیل سے قبل ہی خراب ہونا شروع ہو گیا ہے۔

(د) ٹھیکیدار اور اوورسیز جو اس کام کے ذمہ دار تھے ان کے نام بتائے جائیں اس مرمت کے کام کی مدت تکمیل کیا تھی، مقررہ مدت گزرنے کے باوجود کام مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) بادشاہی مسجد چنیوٹ کی مرمت کے لئے سال13۔2012میں4.413ملین روپے مختص کئے تھے۔بعد ازاں کام کے حجم و نوعیت میں اضافہ کی وجہ سے ترمیمی تخمینہ مبلغ 6.347ملین روپے کی منظوری دی گئی۔ٹوٹل1.934ملین کااضافہ ہوااور اس میں درج ذیل کام شامل تھے۔

1۔ چھت کی ٹائلوں کے فرش کی تبدیلی، دیواروں پر چونے کا پلستر، دیواروں اور چھتوں کی نچلی سطح پر پکا قلعی، صحن کی دیواروں پر تازہ کاری، مسجد کے ہال، ڈیوڑھی اور دیواروں میں فریسکو پینٹنگ اینڈ ری ٹچنگ، ڈیوڑھی کے اوپر چھوتی گنبدیوں کی تعمیر، مسجد کے مرکزی گنبدوں کی بیرونی سائیڈ پر ویدر شیلڈ پینٹ، مسجد کے احاطہ میں سپیشل سائز ٹائل کا فرش لگانا، فرش کے نیچے روڑی و کنکریٹ بچھانا، مسجد کے احاطہ میں پانی کے تالاب کے اندر سفید ماربل کا فرش لگانا، بجلی کی وائیرنگ کرنا۔

(ب) مسجد میں اینٹوں کا فرش مکمل طور پر ہموار کر دیا گیا ہے۔مسجد کے مین ہال اور ڈیوڑھی میں خراب فریسکو کو دوبارہ کیا جانا اور معمولی خراب فریسکو کی ری ٹچنگ کرنا شامل تھا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مکمل شدہ کام تکمیل سے قبل ہی خراب ہونا شروع ہو گیا۔البتہ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ عموماً پرانی قدیمی عمارات کی دیواروں اور چھتوں میں نمی اور شور کے اثرات پائے جاتے ہیں ایسی جگہوں پر مرمت کا کام مستقل بنیادوں پر جاری رہتا ہے۔شاہی مسجد چنیوٹ دیواروں اور حجروں کی چھتوں میں بھی کچھ جگہوں پر نمی اور شور کے اثرات پائے گئے جس کی وجہ سے کیا جانے والا کام پکا قلعی، پلستر، اور تازری کاری وغیرہ کچھ عرصہ بعد خراب ہوا تاہم مناسب ٹریٹمنٹ کے بعد کام کو درست کر دیا گیا۔

(د) شاہی مسجد چنیوٹ کی مرمت کا کام میسرز اے ایس انٹیریئر اینڈ ڈیزائنر کو الاٹ کیا گیا۔ٹھیکیدار کا نام عامر سہیل ہے اس کام کی نگرانی کے لئے محمد عرفان سب انجینئر آرکیالوجی کو معمور کیا گیا۔اس کام کی تکمیل کے لئے ابتدائی طور پر2013۔04۔07رکھی گئی تھی تاہم کام کے حجم میں اضافہ، موسمی حالات اور عدم دستیابی میٹریل ولیبر کے باعث اس کام کی تکمیل کے لئے اضافی مدت2014۔06۔20دی گئی اور یہ کام مکمل کر دیا گیا۔

جھنگ:۔دربار شاہ صادق نہنگ کی ملکیتی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*7242:جناب خالد غنی چودھری:کیاوزیراوقاف ومذہبی امورازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دربار شاہ صادق نہنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے نام کتنی زرعی اراضی ہے؟

(ب) ناجائز قابضین کے قبضے میں کتنی زمین کب سے ہے اور کتنے لوگ proper طریقے سے زمین کاشت کررہے ہیں۔

(ج) محکمہ نے ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کے لئے اب تک کیاکارروائی کی ہے۔

(د) اس زمین سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن موصول ہورہی ہے اوراس آمدنی کاتصرف کیاہے۔

وزیراوقاف ومذہبی امور(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ سے ملحقہ رقبہ تعدادی6320ایکڑزرعی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف پنجاب نے دربار حضرت شاہ صادق نہنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ سے ملحقہ وقف اراضی بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 30دسمبر 1960محکمانہ تحویل میں لی۔اراضی مذکور تحصیل شورکوٹ کے 14مواضعات میں پھیلی ہوئی ہے۔متولیان/سجادہ نشینان نے محکمانہ نوٹیفکیشن کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات دائر کردیئے۔اراضی مذکور کے کاشت کنندگان جو کافی عرصہ سے رقبہ کاپٹہ متولیان کو ادا کرتے چلے آرہے تھے اوران کے زیراثر تھے نے محکمہ کو پٹہ کی ادائیگی سے انکار کردیا۔مختلف عدالتی مقدمات کا بالآخر عدالت عظمیٰ نے 1987میں فیصلہ کرتے ہوئے رقبہ کو وقف قرار دے دیااور محکمانہ نوٹیفکیشن کو درست قرار دیا۔اس مقدمہ بازی کے دوران "زرعی اصلاحات ایکٹ1976"نافذ ہوگیا جس کے تحت محکمہ 8000یونٹ کے برابر رقبہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا تھا۔محکمہ نے زرعی اصلاحات کمیشن کے خلاف مختلف عدالتوں میں چارہ جوئی کی۔سال 1990میں عدالت عظمیٰ نے قزلباش ٹرسٹ کے فیصلہ کو نظیر بناتے ہوئے فیصلہ دیاکہ دربار حضرت شاہ صادق نہنگ کی زرعی زمین زرعی اصلاحات کے تحت ضبط نہ کی جاسکتی ہیں۔رقبہ مذکور پر قابضین نے،اس مؤقف کے ساتھ کہ زرعی اصلاحات کے تحت محکمہ صرف 8000یونٹ کے برابر رقبہ اپنی تحویل میں رکھ سکتاہے اورزائدزمین بحق زرعی اصلاحات کمیشن ضبط کرتے ہوئے قابضین کو الاٹ کی جائے،ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں محکمہ کے خلاف مقدمہ بازی جاری رکھی۔سپریم کورٹ آف پاکستان اورلاہورہائی کورٹ لاہورنے قابضین کے مؤقف کو تسلیم

نہ کیااور بالآخر سال2011 میں قابضین کی طرف سے دائر تمام مقدمات کا فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا۔ سال12۔2011کے لئے رقبہ کو بعد از اشتہار نیلام بذریعہ نیلام عام پٹہ داری پر نیلام کیا گیا۔ پہلی دفعہ محکمہ نے کارروائی نیلام کے ذریعے رقبہ تعدادی2143ایکڑز بعوض مبلغ۔/1,60,65,695 روپے سالانہ پٹہ داری پر نیلام کیا مگر قابضین کی طرف سے مزاحمت کی وجہ سے کامیاب بولی دہندگان کو دخل قبضہ نہ دیا جاسکا۔ کامیاب بولی دہندگان کو دخل قبضہ دینے کے حوالے سے چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں سیکرٹری داخلہ پنجاب، کمشنر فیصل آباد کی موجودگی میں اجلاس منعقد ہوا جس میں ضلعی انتظامیہ کو ہدایت کی گئی کہ دخل قبضہ کے حوالے سے وہ محکمہ کی معاونت کریں۔ دخل قبضہ کے لئے پولیس کی معاونت سے کوشش کی گئی مگر مقامی قابضین کی طرف سے غیر معمولی مزاحمت کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے دخل قبضہ کی کارروائی مکمل نہ کی گئی۔ مسئلہ کے پرامن حل کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے درج ذیل ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی:

1۔ جناب صاحبزادہ نذیر سلطان، ایم این اے 2۔ جناب مہر خالد محمود سرگانہ، ایم پی اے
3۔ جناب خالد غنی چودھری، ایم پی اے 4۔ جناب کمشنر، فیصل آباد ڈویژن
5۔ جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، جھنگ 6۔ جناب اسسٹنٹ کمشنر، شورکوٹ

مورخہ14.10.2013 کو صاحبزادہ نذیر سلطان ایم این اے کی سربراہی میں تشکیل کردہ کمیٹی کے ممبران اور نمائندگان ناجائز قابضین کی موجودگی میں مسئلہ کے پرامن حل کے لئے اجلاس منعقد ہوا جس میں درج ذیل تجاویز متفق علیہ قرار پائیں۔

1۔ موجودہ پٹہ داران نے محکمہ سے حسب ظابطہ پٹہ لیا ہے لہٰذا ان کی پٹہ داری حسب ضابطہ برقرار رہے گی۔
2۔ جو باقیدار / ناجائز قابض یکم جنوری2014 کو بقایاجات کی پہلی قسط محکمہ کے کھاتہ میں جمع کروائے گا وہ نیلامی میں حصہ لینے کا اہل متصور ہو گا۔ جو باقیدار قسط بقایا جمع کروانے سے گریزاں رہے گا دیگر مزارعین اسے رقبہ سے بے دخل کرنے میں محکمہ کی معاونت کریں گے۔
3۔ سالانہ نیلام عام پٹہ بربنیاد علاقائی شرح پٹہ منعقد ہو گا۔
4۔ بعد از منظوری نیلام پٹہ ازاں مجاز اتھارٹی توسیع زرپٹہ حسب ضابطہ ہو گی۔
5۔ بقایاجات کی فہرست حسب قواعد محکمہ اوقاف ترتیب دی گئی ہے اور اسی تفصیل کے مطابق باقیداران محکمہ کو بقایاجات جمع کروانے کے پابند ہوں گے۔

6۔ بقایاجات کی وصولی بذریعہ چھ اقساط ہو گی باقیداران ہر سال دو اقساط، یکم جولائی کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ زربولی بھی موقع پر بذریعہ نیلام عام جمع کروانے کے پابند ہوں گے۔

7۔ تعین رقبہ سیم و تھوراز اں عملہ محکمہ مال اوقاف کی تفصیل تیار کرنے کے بعد فیصلہ حسب ضابطہ کیا جائے گا۔

8۔ مورث کی وفات کے نتیجہ میں منتقلی قبضہ اراضی خالصتاً ناجائز قابضین کا داخلی مسئلہ ہے وہ از خود نمٹا کر محکمہ کی وصولی کو یقینی بنائیں گے۔

اجلاس میں متفقہ تجاویز کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب سے بذریعہ تلخیص حاصل کی گئی تلخیص بر نشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے جن پر عملدر آمد کے لئے نمائندگان ناجائز قابضین سے دوبارہ میٹنگ کی گئی تو نمائندگان مختلف حیلے بہانوں سے معاملہ کو طول دے رہے ہیں۔ محکمانہ ریکارڈ کے مطابق کل رقبہ تعدادی 6320 ایکڑ میں سے رقبہ تعدادی 6116 ایکڑ پر 708 لوگ قابض ہیں جن کے ذمہ مبلغ۔/15,50,05,319 روپے ناجائز کاشت کے ضمن میں واجب الوصول ہیں۔ فہرست بر نشان (ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے جبکہ باقی رقبہ ہر سال بذریعہ نیلام عام نیلام ہو رہا ہے اور کامیاب بولی دہندگان رقبہ کو کاشت کر رہے ہیں۔

(ج) تفصیل جز (ب) بیان کی جا چکی ہے۔

(د) نیلام ہونے والے رقبہ سے محکمہ کو مالی سال 16۔2015 کے دوران مبلغ۔/54,38,517 روپے کی آمدن حاصل ہوئی جبکہ ماہ دسمبر 2015 تک مبلغ۔/8,28,375 روپے مد تنخواہ ملازمین (نگران، امام خطیب، سینئر مؤذن وغیرہ) بل بجلی، خرید صف، عرس گرانٹ وغیرہ پر خرچ ہو چکے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع راولپنڈی: شراب کی فروخت کے پرمٹ جاری ہونے سے متعلقہ تفصیلات

12: محترمہ صوبیہ انور ستی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کن کن ہوٹلوں کو شراب کی فروخت کی اجازت ہے؟

(ب) ضلع راولپنڈی میں شراب کی فراہمی کے لئے اب تک کتنے پرمٹ جاری کئے گئے ہیں؟

(ج) راولپنڈی میں پچھلے دو سال میں فروخت کی جانے والی شراب کی فہرست بمطابق ہوٹل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں مندرجہ ذیل ہوٹلوں کے پاس2-Lلائسنس برائے فروخت شراب موجود ہیں:

1۔ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل،راولپنڈی 2۔ فلیشمین ہوٹل،مال روڈ،راولپنڈی
3۔ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل،بھوربن،مری

(ب) ضلع راولپنڈی میں شراب کی فراہمی کے لئے اب تک3588پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔

(ج) ہوٹلوں کی طرف سے محکمہ کو باضابطہ فہرستیں مہیانہ کی جاتی ہیں بلکہ محکمہ ہوٹلوں سے شراب کی فروخت پرVend Feeکی شکل میں ریوینو وصول کرتا ہے۔ پچھلے دو سال میں شراب کی فروخت پر محکمہ کوVend Feeکی مد میں مبلغ-/424,312,792روپے ہے۔

ڈسکہ میں مزارات سے متعلقہ تفصیلات

676:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل ڈسکہ کی حدود میں کل کتنے مزارات ہیں اور محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کتنے مزارات ہیں اوران مزارات پر آمدن کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

تحصیل ڈسکہ میں محکمہ ہذا کے زیر انتظام حسب ذیل دو مزار شریف ہیں جبکہ پرائیویٹ مزارات کی کوئی فہرست دستیاب نہ ہے۔

نمبر شمار	نام مزار/محل وقوع	آمدن سال15-2014
1۔	دربار حضرت گلو شاہ موضع کوریکی	-/3,70,775روپے
2۔	دربار حضرت نور شاہ موضع راجہ گھماؤں	-/16,600روپے

ضلع ساہیوال: محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں تعینات ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

210:جناب محمد ارشد ملک،(ایڈووکیٹ):کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ ملازمین کب سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) کیا قواعد وضوابط کے مطابق ایک ملازم ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد تعنیات رہ سکتا ہے اگر نہیں تو مذکورہ آفس میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات رہنے والے ملازمین کو حکومت فوری یہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ساہیوال میں چھتیس ملازمین کام کر رہے ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل عرصہ تعیناتی ملازمین جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پالیسی کے مطابق اہلکار ایک ہی سٹیشن پر عرصہ تین سال سے زائد نہیں رہ سکتا تاہم انتظامی امور و مفاد سرکار اور تسلی بخش کارکردگی کی بناء پر اور شکایت نہ ہونے کی بناء پر وہ عرصہ تین سال سے زائد بھی ایک سٹیشن پر فرائض سرانجام دے سکتا ہے۔

تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

696: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی اور کتنی دکانات ہیں اور وہ کس کس شخص کے زیر استعمال ہیں؟

(ب) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور کتنی اراضی لیز پر ہے، مکمل تفصیلات دی جائیں نیز اراضی اور دکانوں کی آمدن سال 15-2014 کی بتائیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 213 کنال 18 مرلے زرعی اراضی ہے 62 دکانات اور ایک پلاٹ برقبہ 8 کنال ہے یہ 62 دکانات قبرستان میانوالی بنگلہ تحصیل ڈسکہ میں

واقع ہیں جن افراد کے استعمال میں ہیں ان کی فہرست برنشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل ڈسکہ میں واقع وقف اراضی 169 کنال 13 مرلے رقبہ لیز پر ہے جن کے پٹہ داران کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وقف	رقبہ تعدادی	نام پٹہ دار	آمدن (سال 15۔2014)
1۔	دربار حضرت نور شاہ ولی	40 کنال 5 مرلے	محفوظ احمد چیمہ ولد سلطان احمد چیمہ موضع راجہ گھماؤن	-/2,16,600 روپے
2۔	مسجد انڈیا موضع گوگل	18 کنال	مرزا خادم بیگ ولد اعظم بیگ	-/50,500 روپے
3۔	مسجد انڈیا موضع سرانوالی	111 کنال 8 مرلے	میاں عاشق علی ولد علاؤالدین	-/2,74,032 روپے

رقبہ تعدادی 44 کنال 5 مرلے موضع گجر کے تحصیل ڈسکہ سال 04۔2003 میں آخری بار نیلام عام ہوا تھا سال کے اختتام پر متولیان نے عدالت سیشن جج میں نوٹیفکیشن کے خلاف زیر سماعت مقدمہ میں حکم امتناعی حاصل کرتے ہوئے قبضہ کر لیا جسکا فیصلہ مورخہ 14۔01۔2016 کو محکمہ کے حق میں ہو چکا ہے۔ قابضین سے دخل قبضہ سے حصول کی کارروائی جاری ہے جبکہ اس عرصہ کے دوران ناجائز کاشت کے حوالہ سے پٹہ کی وصولی کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے مبلغ -/1,03,836 روپے کی ڈیمانڈ قائم کروادی گئی ہے اور نوٹس بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ڈسکہ میں واقع 8 کنال پلاٹ کا کرایہ برائے سال 15۔2014 مبلغ -/1,20,000 روپے وصول ہوا۔

گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

569: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کتنے انسپکٹر کب سے کس کس سرکل میں پراپرٹی ٹیکس وصولی کے لئے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن گوجرانوالہ کے کس کس ملازم کے خلاف یکم جولائی 2012 سے آج تک کس کس بنیاد پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی یا لائی جارہی ہے۔

(ج) گوجرانوالہ میں سال 13۔2012 اور 14۔2013 میں پراپرٹی ٹیکس وصولی کا کتنا ہدف مقرر کیا گیا تھا اور عملاً کتنی وصولی کی گئی۔

(د) گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس ڈیفالٹرز اور ان کے ذمہ واجب الادا ٹیکس کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

(ہ) کن کن افراد یا فرموں سے ایک لاکھ یا اس سے زائد پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا اور کن افراد یا فرموں کے ذمہ پچاس ہزار یا اس سے زائد پراپرٹی ٹیکس کی رقم واجب الادا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گوجرانوالہ میں اس وقت 28 سرکلوں میں 25 انسپکٹرز پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ سرکل اور تعیناتی کی تفصیلات جھنڈی نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن گوجرانوالہ میں جن ملازمین کے خلاف یکم جولائی 2012 سے آج تک جو تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیلات جھنڈی نمبر 2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سال 13۔2012 اور 14۔2013 میں پراپرٹی ٹیکس کا ہدف اور وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

2012۔13		2013۔14	
ہدف	وصولی	ہدف	وصولی
27,27,45,176/-	23,70,57,566/-	26,50,28,426/-	27,09,54,8172/-

(د) گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس ڈیفالٹرز کی لسٹیں تیار ہیں البتہ ایسے باقیدار جن کے ذمہ پچاس ہزار روپے یا اس سے زائد کی رقم واجب الادا ہے ان کے بارے میں تفصیلات جھنڈی نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) جن افراد یا فرموں سے ایک لاکھ یا اس سے زائد پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا اس کی تفصیل جھنڈی نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ان افراد یا فرموں جن کے ذمہ پچاس ہزار روپے یا اس سے زائد پراپرٹی ٹیکس کی رقم واجب الادا ہے ان کی تفصیل جھنڈی نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ساہیوال: محکمہ اوقاف کے زیر انتظام رجسٹرڈ دربا روں کی آمدن سے متعلقہ تفصیلات

790: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ اوقاف کے تحت رجسٹرڈ درباروں کی کل کتنی تعداد ہے اور سال 13۔2012 اور 14۔2013 کے دوران کتنی آمدن وصول ہوئی؟

(ب) ان درباروں میں لگائے گئے کیش بکسز کب، کس وقت اور کس کی نگرانی میں کھولے جاتے ہیں اور کیا اس میں متعلقہ حلقہ کے عوامی نمائندوں کی بھی شمولیت ہوتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

(ج) کیا ان درباروں سے حاصل ہونے والی آمدن کا سالانہ آڈٹ کروایا جاتا ہے اگر ہاں تو آڈٹ برائے سال 12۔2011، 13۔2012 اور 14۔2013 کی رپورٹس سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) مذکورہ درباروں کو کتنے ترقیاتی فنڈ سال 14۔2013 میں فراہم کئے گئے؟

(ہ) مذکورہ درباروں سے حاصل شدہ آمدن کو کہاں کہاں خرچ کیا گیا ہے، اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(و) کیا ضلع ساہیوال سے حاصل شدہ آمدن کو ڈسٹرکٹ ہذا کے درباروں پر خرچ کیا گیا ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف)

کل مزارات	آمدن سال 13۔2012	آمدن سال 14۔2013
18	1,22,81,146/-	1,35,20,422/-

(ب) مزار خواجہ محمد پناہ کمیر کے کیش بکسز کی کشادگی ہر بدھ کو جبکہ دیگر مزارات کی کشادگی ہر ماہ کی 25 اور 27 تاریخ کو عمل میں لائی جاتی ہے۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق کشادگی کیش بکسز کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس میں مینجر اوقاف، ڈسٹرکٹ خطیب اور نمائندہ نیشنل بنک شامل ہیں چونکہ سرکل ساہیوال میں متعلقہ بنک نے اپنا نمائندہ بھیجنے سے انکار کر دیا ہے

لہٰذا حسب الحکم جناب سیکرٹری/چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب لاہور نمائندہ بنک کی بجائے نمائندہ زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف پاکپتن کو اس کمیٹی کا حصہ بنادیا ہے۔علاوہ ازیں اکثر اوقات نمائندہ صدر دفتر اوقاف پنجاب، جنرل پبلک و میڈیا کے نمائندگان بوقت کشادگی کیش بکسز کی نگرانی کے لئے موقع پر موجود ہوتے ہیں۔مزید برآں عام افراد کو بھی کسی قسم کی کوئی ممانعت نہ ہے۔متعلقہ حلقوں کے عوامی نمائندوں کو اس مقصد کے لئے باقاعدہ نامزد کیا گیا تاہم اگر وہ چاہیں تو اس عمل میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بعض مقامات پر عوامی نمائندگان جو متعلقہ آر پی سی کے ممبر بھی ہیں اس موقع پر موجود ہونا پسند کرتے ہیں۔

(ج) جی ہاں! حاصل ہونے والی آمدن کا حسب پالیسی ایکسٹرنل آڈٹ ہوتا ہے علاوہ ازیں محکمانہ سطح پر اس آمدن کا ہر ماہ باقاعدگی سے انٹرنل آڈٹ عمل میں لایا جاتا ہے۔ جس کی ماہانہ رپورٹ زونل دفتر کی جانب سے صدر دفتر اوقاف پنجاب لاہور ارسال کی جاتی ہے۔ برائے سال 12۔2011تا14۔2013سرکل ہذا کا ایکسٹرنل آڈٹ اس سال متوقع ہے۔متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو آڈٹ کرنے کے لئے تحریر کیا جاچکا ہے۔ برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) جو آڈٹ مکمل ہونے اور رپورٹ دستیاب ہونے پر فراہم کی جاسکتی ہے۔

(د) سال14۔2013میں پاکپتن زون کے لئے کل مبلغ-/5,00,000روپے کے معمول کے ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے تھے زون ہذا میں 4اضلاع شامل ہیں (پاکپتن، ساہیوال، اوکاڑہ، وہاڑی) جن میں بوقت ضرورت یہ فنڈز استعمال کئے جاتے ہیں۔ مزید اگر کسی دربار کی خصوصی طور پر تعمیر/مرمت کروائی ہو تو اس کے لئے علیحدہ سے فنڈز مختص کئے جاتے ہیں۔ سال14۔2013میں ضلع ساہیوال میں کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں لیکن مالی سال 15۔2014میں دربار حضرت سید عبداللہ شاہ 64/GD ساہیوال کے لئے اوقاف فنڈ سے مبلغ-/60,00,000روپے فراہم کئے گئے اور دربار حضرت خواجہ محمد پناہ کمیر ساہیوال کے لئے گورنمنٹ آف دی پنجاب کی طرف سے مبلغ-/1,60,00,000روپے کی خصوصی گرانٹ فراہم کی گئی۔

(ہ) ضلع ساہیوال سرکل کے کل مزارات 18 ہیں۔ جن سے مالی سال 13۔2012میں مبلغ-/ 1,22,81,146روپے آمدن ہوئی اور مالی سال 14۔2013میں مبلغ-/1,35,20,422 روپے آمدن ہوئی۔ حسب پالیسی پنجاب بھر بشمول ساہیوال سرکل کے مزارات سے حاصل

ہونے والی آمدن سنٹرل اوقاف فنڈ7-Cمیں جمع کروائی جاتی ہے۔ان مزارات پر مالی سال13۔2012میں مبلغ-/20,33,093 روپے کے اخراجات ہوئے اور مالی سال 14۔2013 میں مبلغ-/23,10,150 روپے کے اخراجات ہوئے۔جس میں ان مزارات اور مساجد میں عملہ کی تنخواہیں، بل بجلی، عرسوں اور دیگر ضروری اخراجات شامل ہیں۔اس کے علاوہ مزارات کی تعمیر و مرمت پر بھی یہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

(و) مالی سال13۔2012میں ان مزارات سے مبلغ-/1,22,81,146روپے آمدن ہوئی جبکہ مبلغ-/20,33,093 روپے خرچ ہوئے ۔مالی سال14۔2013میں ان مزارات سے مبلغ-/1,35,20,422روپے آمدن ہوئی اور مبلغ-/23,10,150روپے خرچ ہوئے۔ مزید مالی سال15۔2014 میں ضلع ساہیوال میں موجود دربار حضرت سید عبداللہ شاہ GD/64ساہیوال کی تعمیر و مرمت کے لئے اوقاف فنڈ سے مبلغ-/60,00,000روپے فراہم کئے گئے اور دربار حضرت خواجہ محمد پناہ کمیر ساہیوال کے لئے گورنمنٹ آف دی پنجاب کی طرف سے مبلغ-/1,60,00,000روپے کی خصوصی گرانٹ فراہم کی گئی۔

ضلع ننکانہ صاحب:رجسٹریشن آفیسر،اسامیوں اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

701:جناب طارق محمود باجوہ:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر کو14۔2013میں کتنی آمدن وصول ہوئی۔

(ج) ان دفاتر میں اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں، حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) ضلع ننکانہ میں کل کتنے ہوٹلز رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں۔

(ہ) ان ہوٹلز سے14۔2013میں کتنا ٹیکس، کس شرح سے وصول کیا گیا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں موٹر رجسٹریشن کا صرف ایک دفتر ہے جو237+238زیڈ بلاک ہاؤسنگ کالونی، شہر ننکانہ صاحب میں واقع ہے۔

(ب) ضلع بھر میں سال14۔2013میں موٹر رجسٹریشن کی مد میں12,923,646آمدن ہوئی۔

(ج) موٹر رجسٹریشن آفس ننکانہ صاحب میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔
(د) ضلع ننکانہ صاحب میں کوئی ہوٹل رجسٹرڈ نہ ہے
(ہ) ضلع ننکانہ صاحب میں ہوٹلز سے 14۔2013 میں کوئی ٹیکس وصول نہ ہوا ہے۔

لاہور: داتا دربار کے کیش باکسز اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

799: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) داتا دربار لاہور کی سال 15۔2014 کی کل آمدن اس وقت تک کتنی ہے، یہ آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟
(ب) اس وقت اس دربار میں کتنے کیش باکسز کہاں کہاں ہیں؟
(ج) اس دربار میں جو باکسز جات ہیں، ان کو کس دن یا تاریخ کو جن اہلکاران کی موجودگی میں کھولا جاتا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(د) ان کیش باکسز سے جو چیک نکلتے ہیں وہ کس کے اکاؤنٹ میں جمع کروا کے کیش کروائے جاتے ہیں۔
(ہ) جو افراد بلینک چیک ڈال دیتے ہیں ان کو کون کس طریق کار کے تحت کیش کرواتا ہے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):
(الف) داتا دربار کی مالی سال 15۔2014 (ماہ جولائی تا مئی) کی کل آمدن مبلغ -/24,20,47,098 روپے ہے اور یہ آمدن کیش باکسز، حفاظت پاپوش، لیز منی اور متفرق ذرائع سے حاصل ہوئی۔
(ب) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں کل 40 عدد کیش باکسز رکھے گئے ہیں اور اس کے علاوہ چلہ گاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بھی کیش نکلتا ہے۔ نیز دربار شریف کے اندر، غلام گردش، صحن مسجد، بیرون سنہری گیٹ اور مین روڈ پر چلتی ٹریفک کے لئے کیش باکسز رکھے گئے ہیں
(ج) دربار شریف میں کیش باکسز کی کشادگی بروز پیر اور بدھ کے دن ہوتی ہے کشادگی زیر نگرانی زونل ایڈمنسٹریٹر (بی ایس۔18)، مینجر داتا دربار (بی ایس۔16)، نمائندہ خطیب داتا دربارؒ، نمائندہ نیشنل بنک داتا دربار برانچ، خادمین و سکیورٹی گارڈ داتا دربار کی موجودگی میں ہوتی

ہے۔علاوہ ازیں سی سی ٹی وی کیمرہ جات سے صدر دفتر اوقاف میں بھی اس کی نگرانی کی جارہی ہوتی ہے۔

(د) کیش باکسز میں سے کوئی بھی چیک نہ نکلتے ہیں اور اگر کوئی چیک نکل بھی آئے تو محکمانہ قواعد وضوابط کے مطابق اسے متعلقہ بنک سے تصدیق کروانے کے بعد کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) کیش باکسز میں سے کوئی بھی بلینک چیک نہ نکلتے ہیں۔

گاڑیوں کی رجسٹریشن فیس وٹرانسفر فیس سے متعلقہ تفصیلات

737: **میاں طارق محمود:** کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ گاڑیوں کی رجسٹریشن فیس اور ٹرانسفر فیس سی سی وار کتنی وصول کر رہا ہے یہ فیس کب نافذ کی گئی ہے، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) یکم جولائی2013 سے 30۔جون2014 تک اس مد میں کتنی رقم حکومت کو وصول ہوئی تھی؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کے وقت ٹرانسفر فیس اور رجسٹریشن فیس کے علاوہ انکم ٹیکس بھی وصول کیا جارہا ہے، جس بناء پر صوبہ پنجاب میں خاص کر لاہور کے دفتر میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر میں کمی ہو گئی جس سے حکومتی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے؟

(د) حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ آمدن بڑھ سکے۔

وزیرآبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تفصیلات رجسٹریشن فیس اور ٹرانسفر فیس سی سی وار جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ٹرانسفر فیس مورخہ 2004۔01۔07 سے نافذالعمل ہے جبکہ رجسٹریشن فیس مورخہ 2002۔01۔07 سے نافذالعمل ہے۔

(ب) یکم جولائی2013 سے 30۔جون2014 تک جو رقم رجسٹریشن فیس، ٹرانسفر فیس کی مد میں وصول کی گئی اُس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	رجسٹریشن فیس	3,437,743,146/۔روپے
2۔	ٹرانسفر فیس	1,039,994,210/۔روپے

(ج) فیڈرل فنانس ایکٹ2014 کے تحت FBRانکم ٹیکس اور ود ہولڈنگ ٹیکس لگانے کا مجاز ہے اور سال15۔2014 میں انکم ٹیکس اور ود ہولڈنگ ٹیکس میں کافی حد تک اضافہ ہوا تھا اس سال گاڑیوں کی ٹرانسفرورجسٹریشن میں کمی کا واضح رجحان نظر آیا۔ یاد رہے کہ محکمہ ایکسائز، پنجاب نے گاڑیوں کی ٹرانسفرورجسٹریشن میں گزشتہ کئی سالوں سے کوئی اضافہ نہ کیا ہے۔ ٹرانسفر فیس اور رجسٹریشن فیس میں کمی بیشی جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رجسٹریشن فیس اور ٹرانسفر فیس کی مد میں آمدن بڑھانے کے لئے روڈ چیکنگ کے ذریعے نان رجسٹرڈ گاڑیوں اور ٹرانسفر نہ ہونے والی گاڑیوں کے مالکان کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔ بذریعہ میڈیا کمپین، بینرز، پمفلٹ عوام کو آگاہی دی جاتی ہے کہ ٹیکس جمع کرانا ان کا فریضہ ہے۔ نیز بغیر رجسٹریشن، ٹرانسفر گاڑی چلانا غیر قانونی ہے۔ اس کے علاوہ عوام کی سہولت کے لئے ون ونڈو کا اجراء اور کاغذات اور نمبر پلیٹس کی بذریعہ TCS فراہمی کی جاری ہے۔

گجرات: محکمہ اوقاف کی سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

1062: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنی اراضی سالانہ ٹھیکہ یا لیز پر کن کن پارٹیوں کو دی ہوئی ہے، اس اراضی سے سالانہ کتنی رقم سال2014 اور2015 میں حاصل ہوئی ہے؟ تفصیلات دیں؟

(ج) ضلع بھر میں محکمہ اوقاف کی کتنی سرکاری اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، تفصیلات دیں؟

(د) اوقاف کی کمرشل رہائشی اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی شرائط کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع کی سرکاری اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کروانے اور اس کو نیلام عام کے تحت یا ٹھیکہ لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع گجرات میں738 کنال16 مرلے وقف رقبہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہے جس میں سے 717 کنال18 مرلے رقبہ زرعی ہے جس کی تفصیل برنشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ب) زرعی رقبہ تعدادی 717 کنال 18 مرلے سالانہ پٹہ پر نیلام کیا جاتا ہے سال 14۔2013 کے دوران اس رقبہ سے مبلغ -/11,02,768 روپے پٹہ کی مد میں حاصل ہوئی جبکہ سال 15۔2014 کے دوران مبلغ -/12,51,520 روپے وصول ہوئے۔ سال 15۔2014 کے دوران اراضی جن افراد نے پٹہ پر حاصل کی ان کی فہرست اور رقم پٹہ کی تفصیل برنشان (ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں 20 کنال 18 مرلے رقبہ پر قبضہ ہے جس میں سے 11 کنال 17 مرلے پر محکمہ پولیس کی طرف سے تھانہ اور دفتر سی آئی اے کی عمارت تعمیر شدہ ہے جبکہ بقیہ 9 کنال 1 مرلے پر اعجاز احمد نامی شخص عدالت سیشن جج گجرات کی طرف سے جاری حکم امتناعی کی بناء پر قابض ہے۔

(د) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کمرشل، رہائشی، زرعی اراضی بذریعہ نیلام عام کرایہ داری / پٹہ داری پر دی جاتی ہے۔ الاٹمنٹ کی شرائط کی تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) محکمہ پولیس کے زیر قبضہ رقبہ کی کرایہ داری کے حوالہ سے معاملہ زیر کارروائی ہے جبکہ مسمی اعجاز احمد کے زیر قبضہ رقبہ عدالت سیشن جج سے فیصلہ کے بعد بذریعہ نیلام عام کرایہ داری پر نیلام کیا جائے گا۔

ضلع ساہیوال میں ایکسائز کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

798: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ آبکاری و محصولات کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں تعینات عملہ کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) مذکورہ ضلع میں آبکاری و محصولات کی مد میں سال 12۔2011 اور 14۔2013 کے دوران کتنی رقم حاصل ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ آبکاری و محصولات کے دو دفاتر ہیں۔ جن میں سے ایک ساہیوال میں واقع ہے اور ایک چیچہ وطنی میں واقع ہے.

(ب) تفصیلات جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) سال12۔2011میں۔/19,38,15,771روپے کی رقم حاصل ہوئی جبکہ سال14۔2013 میں۔/22,40,46,685روپے کی رقم حاصل ہوئی۔

گوجرانوالہ:مزارات کی تعمیر ومرمت سے متعلقہ تفصیلات

1065: **میاں طارق محمود:** کیاوزیراوقاف ومذہبی امورازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ اوقاف کے تحت کتنے مزارات ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال14۔2013اور15۔2014کی آمدن اوراخراجات بتائیں۔

(ج) ان مزارات کی دوسالوں کی تعمیر ومرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(د) کیاحکومت مخدوش مزارات کی مرمت یاازسرنو تعمیر کاارادہ رکھتی ہے،توکب تک، نہیں تو کیاوجوہات ہیں۔

وزیراوقاف ومذہبی امور(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ اوقاف کے زیرانتظام وانصرام 60عدد مزارات ہیں جن کی تفصیل برنشان(الف)معززایوان کی میز پر فراہم کردی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات کی سال14۔2013کے دوران مبلغ-/8,45,71,199روپے آمدن اور مبلغ -/1,75,64,555روپے کے اخراجات ہوئے جبکہ سال15۔2014کے دوران مبلغ-/ 11,50,86,208روپے آمدن اور مبلغ-/2,28,19,256روپے کے اخراجات ہوئے جن کی تفصیل برنشان(ب)معززایوان کی میز پر فراہم کردی گئی ہے۔

(ج) سال14۔2013اور15۔2014کے دوران گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمانہ تحویل میں لئے گئے مزارات میں سے جن مزارات کی تعمیر ومرمت کی گئی اس کی تفصیل مع اخراجات برنشان(ج)معززایوان کی میز پر فراہم کردی گئی ہے۔

(د) محکمانہ تحویل میں لئے گئے مزارات پر تعمیر ومرمت کے لئے ہر سال سالانہ بجٹ میں خاطر خواہ رقم مختص کی جاتی ہے اور جن مزارات پر تعمیر ومرمت فوری درکار ہوتی ہے ان کو priorityپر رکھا جاتا ہے جبکہ دوسرے مزارات کی سالانہ تعمیر ومرمت کے لئے ہر زونل

ڈویژنل سطح پر مبلغ۔/5,00,000روپے کی رقم مختص کر دی جاتی ہے جو اس ڈویژن میں محکمانہ تحویل میں لئے گئے مزارات کی رنگ وروغن پر خرچ کئے جاتے ہیں۔

لاہور:یونین کونسل نمبر81میں بیوٹی پارلر کی تعداد اور دیگر تفصیلات

1243: محترمہ نگہت شیخ:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر81برڈوووڈروڈلاہور میں بیوٹی پالروں کی کل کتنی تعداد ہے نیزیہ بیوٹی پارلر کہاں کہاں پر، کن کن ناموں سے کام کررہے ہیں؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں موجود بیوٹی پارلروں نے اپنے قیام سے آج تک خزانہ سرکار میں کتنا ٹیکس جمع کروایااگر نہیں کروایاتواس کی وجوہات بیان کی جائیں اور ٹیکس جمع نہ کروانے والوں کے خلاف کیاکارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت یونین کونسل نمبر81برڈووڈروڈپرایک بیوٹی پارلر ہے جس کانام سونیابیوٹی پارلر ہے۔

(ب) سونیابیوٹی پارلر01.01.2010سے کام کر رہاہے اُس نے اب تک9884روپے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں خزانہ سرکار میں جمع کرائے ہیں۔اس کے ذمہ مبلغ2153روپے ٹیکس بقایا ہے جس کی وصولی کے لئے نوٹس جاری کر دیاگیاہے۔

سرگودھا: محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

1111: محترمہ حنا پرویزبٹ:کیاوزیراوقاف ومذہبی امورازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر کتنے لوگوں نے قبضہ کر رکھاہے؟

(ج) کتنی اراضی ٹھیکہ یالیز پر کتنے عرصہ کے لئے اور کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(د) اوقاف کی کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی شرائط اور criterion کیاہے۔

وزیراوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کل زرعی اراضی 6220 کنال 07 مرلے ہے جس میں سے 6202 کنال 3 مرلے رقبہ زرعی ہے جس کی پراپرٹی وار تفصیل برنشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل اراضی تعدادی 64 کنال ساڑھے 13 مرلے پر 136 مختلف افراد محکمانہ تحویل سے قبل مکانات وغیرہ بنا کر بیٹھے ہیں۔رقبہ تعداد 19 کنال 15 مرلے پر محکمہ تعلیم نے سکولز اور 3 کنال 15 مرلے پر ہسپتال تعمیر شدہ ہے۔ جس کی پراپرٹی وار تفصیل برنشان (ب) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ج) سال 16۔2015 کے لئے رقبہ تعدادی 2205 کنال 2 مرلہ بذریعہ نیلام عام بعوض مبلغ 48,86,800/۔ روپے پٹہ پر دیا گیا جس کی پراپرٹی وار تفصیل برنشان (ج) معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز 2002 کے تحت وقف اراضی بذریعہ نیلام عام کرایہ داری/پٹہ داری پر دی جاتی ہے جس کے لئے باقاعدہ اشتہار نیلام قومی اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔زرعی اراضی عرصہ ایک سال کے لئے پٹہ پر دی جاتی ہے جسے محکمانہ قواعد و ضوابط کے تحت عرصہ چار سال تک توسیع میعاد پٹہ دی جاتی ہے۔ کمرشل اراضی وزیراعلیٰ پنجاب سے پیشگی اجازت کے بعد عرصہ 30 سال کے لئے نیلام کی جاتی ہے جبکہ دکانات اور مکانات کی کرایہ داری عرصہ 3 سال کے لئے ہوتی ہے اور ہر تین سال بعد جاری کرایہ میں 25 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید عرصہ 3 سال کی توسیع ہو جاتی ہے۔ کارروائی نیلام میں ماسوائے باقیدار محکمہ اوقاف ہر پاکستانی شامل ہو سکتا ہے۔ شرائط برنشان (د) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

سیالکوٹ: تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کی اراضی و دیگر متعلقہ تفصیلات

1140: **جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی اراضی ہے اور کون کون سی اراضی لیز پر ہے؟

(ب) ڈسکہ تحصیل میں محکمہ اوقاف کی کتنی کمرشل پراپرٹی ہے، تفصیلات فراہم کریں۔

(ج) اس وقت تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کی کون کون سی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کل اراضی 213 کنال 8 مرلہ ہے۔ جس میں سے 169 کنال 13 مرلے رقبہ لیز پر ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وقف اراضی	رقبہ تعدادی	نام پٹہ دار
1۔	دربار حضرت نور شاہ ولی موضع راجہ گھماؤں	40 کنال 5 مرلے	محفوظ احمد چیمہ ولد سلطان احمد چیمہ
2۔	مسجد انڈیا موضع گوگل	18 کنال	مرزا خادم بیگ ولد اعظم بیگ
3۔	مسجد انڈیا موضع سرانوالی	111 کنال 8 مرلے	میاں عاشق علی ولد علاؤالدین

(ب) تحصیل ڈسکہ میں 62 عدد دکانات اور ایک پلاٹ برقبہ 8 کنال محکمانہ تحویل میں ہیں۔ ان کی فہرست برنشان (الف) معزز ایوان کی میز پر فراہم کر دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل ڈسکہ میں واقع وقف اراضی 169 کنال 13 مرلے رقبہ لیز پر ہے جن کے پٹہ داران کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وقف	رقبہ تعدادی	نام پٹہ دار	آمدن (سال 15۔2014)
1۔	دربار حضرت نور شاہ ولی موضع راجہ گھماؤں	40 کنال 5 مرلے	محفوظ احمد چیمہ ولد سلطان احمد چیمہ	2,16,600/- روپے
2۔	مسجد انڈیا موضع گوگل	18 کنال	مرزا خادم بیگ ولد اعظم بیگ	50,500/- روپے
3۔	مسجد انڈیا موضع سرانوالی	111 کنال 8 مرلے	میاں عاشق علی ولد علاؤالدین	2,74,032/- روپے

رقبہ تعدادی 44 کنال 5 مرلے موضع گجر کے تحصیل ڈسکہ سال 04۔2003 میں آخری بار نیلام عام ہوا تھا سال کے اختتام پر متولیان نے عدالت سیشن جج میں نوٹیفکیشن کے خلاف زیر سماعت مقدمہ میں حکم امتناعی حاصل کرتے ہوئے قبضہ کر لیا جس کا فیصلہ مورخہ 14۔01۔2016 کو محکمہ کے حق میں ہو چکا ہے۔ قابضین سے دخل قبضہ کے حصول کی کارروائی جاری ہے جبکہ اس عرصہ کے دوران ناجائز کاشت کے حوالہ سے پٹہ کی وصولی کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے مبلغ 1,03,836/- روپے کی ڈیمانڈ قائم کروادی گئی ہے اور نوٹس بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ڈسکہ میں واقع 8 کنال پلاٹ کا کرایہ برائے سال 15۔2014 مبلغ 1,20,000/- روپے وصول ہوا۔

سیالکوٹ: تحصیل ڈسکہ میں مزارات سے متعلقہ تفصیلات

1141:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیاوزیراوقاف ومذہبی امورازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل ڈسکہ میں کون کون سی جگہ پر محکمہ اوقاف کے مزارات واقع ہیں اورکب سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(میاں عطاء محمد خان مانیکا):

تحصیل ڈسکہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل صرف 2عدد مزارات ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام/محل وقوع	زیر تحویل
1۔	دربار حضرت گلوشاہ موضع کوریکی	مورخہ 21۔جنوری1961کو محکمہ اوقاف کے زیر تحویل میں لیا۔
2۔	دربار حضرت نورشاہ ولی موضع راجہ گھماؤں	مورخہ 26۔دسمبر1977کو محکمہ اوقاف کے زیر تحویل میں لیا۔

جناب خالد غنی چودھری:جناب سپیکر!مجھے میرا لکھا ہوا دکھادیں۔۔۔

جناب سپیکر:سیکرٹری صاحب!ان کی بات غور سے سن لیں اوراس کو دوبارہ چیک کرادیں۔

جناب خالد غنی چودھری:جناب سپیکر!میرے سوال کوpendingکردیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر:جی،سوالpendingنہیں ہوسکتے۔آپ کی بڑی مہربانی مجھے ذرا پڑھنے دیں۔جناب امیر محمد خان مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ آف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے متعلق رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار نمبر 237اور 728 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب امیر محمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک التوائے کار نمبر 14/237 اور 14/728 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک التوائے کار نمبر 14/237 اور 14/728 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک التوائے کار نمبر 14/237 اور 14/728 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب جناب احسن ریاض فتیانہ مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 2338 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Starred question No. 2338/2014 moved by Mian Tariq Mehmood, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Starred question No. 2338/2014 moved by Mian Tariq Mehmood, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Starred question No. 2338/2014 moved by Mian Tariq Mehmood, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ سے متعلقہ نشان زدہ سوال نمبر 269 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The issue of LDA employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred Question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed MPA

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of LDA employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred Question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed MPA

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of LDA employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred Question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed MPA

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں محترمہ کا پوائنٹ آف آرڈر سننے دیں، خیر کا پوائنٹ آف آرڈر ہو، اللہ خیر کرے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! خیر کا ہی ہے، یہ انتہائی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ ایک رپورٹ ہے جو جاگ ٹی وی پر ارشد ورک نے پیش کی تھی اس کے مطابق فریحہ مجید جو کہ ایک pharmacist ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے آپ نے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پہلے ایوان کو order in کروائیں، بہت شور ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!فریحہ مجید انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پنجاب میں local purchase pharmacist تھی۔ستمبر2015کے بل جب ان کے پاس آئے کیونکہlocal purchase pharmacistکا کام یہ ہوتا ہے کہ جب اس کے پاس بل آتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس equipmentکی قیمت لوکل مارکیٹ میں کتنی ہے۔22فیصدdiscountلینے کے بعد وہ کوئی چیز purchaseکرتا ہے۔جب اس نے ستمبر2015کے بل دیکھے تو اسے پتا چلا کہ اس کی قیمتیںmarket priceسے200گنا زیادہ ہیں،جس کے بل ثبوت کے طور پر میرے پاس موجود ہیں۔اس کے بعد اس کی complaintہو گئی۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ یہ معاملہ تحریری طور پر لے کر آئیں۔بڑی مہربانی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر:اس کو آپ لکھ کر لائیں،کوئی چیز تحریری شکل میں لے کر آئیں۔آپ تشریف رکھیں۔ مجھے توجہ دلاؤ نوٹسtake upکرنے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر:آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اب آپ دیکھ لیں آپ ہی کا نقصان ہو رہا ہے،آپ کی مرضی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!ہمارا نقصان ہونے دیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔مگر آپ کاpoint of order relevantہونا چاہئے اگر آپ کاpoint of order irrelevantہو گا تو بٹھا دوں گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:آپ دونوں کا ایک ہی پوائنٹ ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!وہ تو آزاد ممبر ہیں۔

جناب سپیکر:آپ فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!میں آپ کی اور معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اگلے ہفتے لوکل باڈیز کی مخصوص نشستوں کے لئے انتخابات کاscheduleدے دیا ہے،انہوں نے ممبران کو نشان بھی الاٹ کر دیئے ہیں۔ حکومت آج اس سلسلے میں ترمیمی بل پیش کر رہی ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اس طرح سے غلط ہے کہ جب الیکشن کمیشن کی طرف سے شیڈول جاری ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر:جب وہ بل پیش ہو گا آپ اس وقت اس مسئلے پر بات کریں۔ میں آپ کی بات اس وقت ضرور سنوں گا۔ مہربانی اب آپ تشریف رکھیں۔.This is no point of order

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے آپ ہمیں اس پر بات ہی نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر:جب وہ بل آئے گا اس وقت آپ اس پر بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوکل باڈیز کے الیکشن شیڈول کے مطابق ہوں گے یاproportional representationکے تحت ہوں گے ، اس کا جواب تو آنا چاہئے؟

جناب سپیکر:جب وزیر قانون آئیں گے تو اس کا جواب بھی دے دیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اگر یہ جواب لینا چاہتے ہیں تو میں ان کو جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جب وزیر قانون آئیں گے تو خود اس کا جواب دیں گے۔اب تحریک استحقاق کا ٹائم ہے توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم ہے۔جبlegislationشروع ہو گی اس وقت آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل12کے تحت پارلیمنٹ اور اسمبلی قانون سازی کے لئےcompetentہے،یہ مجھے کوئی قانون بتا دیں جو یہbarکرتا ہو کہ اس پرlegislationنہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر:جب ٹائم آئے گا اس وقت اس مسئلے پر بات کریں گے۔آپ تشریف رکھیں،بہت شکریہ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ فائزہ احمد ملک کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اتنے اہم توجہ دلاؤ نوٹس ہیں لیکن وزیر قانون موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف لابی میں تشریف رکھتے ہیں ابھی ایک منٹ کے بعد تشریف لے آتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ہم پھر ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیوں؟ میں تو آپ کو ایسا آرڈر نہیں دے سکتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پھر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہئے۔

بہاولپور چولستان میں سولر پارک پراجیکٹ پر کام کرنے والے ٹھیکیداروں کا مزدوروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہاولپور میں جو سولر پارک بنایا ہے، میں اس پر انہیں تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے بجلی کی جنریشن کے لئے ایک بڑی اچھی کوشش کی ہے، چائنا کی مدد کے ساتھ ایک بہت بڑا سولر پارک بنایا ہے۔ اس پراجیکٹ پر بہت سارے لوگوں نے کام کیا ہے لیکن پچھلے دو روز سے بڑی تعداد میں وہاں سے مزدور لاہور آئے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں نے وہاں پر ٹھیکیداری کے ذریعے سے کام کروایا ہے وہ مزدور ان کے دفتر کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ مزدور میرے حلقے کے نہیں ہیں لیکن چونکہ بہاولپور سے متعلق ہیں اس لئے انہوں نے مجھے بھی بلایا۔ میں نے وہاں جا کر ان کی مینجمنٹ سے بات کی، انہوں نے لاکھوں روپے کے ان سے کام کروائے ہیں لیکن اب ان کو payment نہیں کر رہے جو کہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ سولر پارک کے یہ چھوٹے مزدور ہیں جن کے چند لاکھ یا چند ہزار روپے ہیں ان کی حق رسی کروائی جائے۔ ورنہ یہ حکومت کے لئے بھی بڑی بدنامی ہے اور وہ مسلسل اس حوالے سے بددعائیں بھی دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے گزارش یہ ہے کہ وزیر محنت راجہ اشفاق سرور بھی بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کم از کم یہ direction جاری کریں کہ ان کے اس معاملے کو دیکھا جائے، یہ مزدوروں کا معاملہ ہے اور راجہ صاحب سے متعلقہ بھی ہے۔ میں آپ کے توسط سے request کروں گا کہ راجہ صاحب اس سارے معاملے کو چیک کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!آپ نے ڈاکٹر صاحب کی بات سن لی ہے وہ آپ سے اس بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟ رانا صاحب بھی آ گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو repeat کر دیتا ہوں۔ میں نے یہاں پر وزیر اعلیٰ کو تحسین کیا ہے کہ انہوں نے چولستان میں ایک بہت بڑا سولر پارک بنایا ہے، انہوں نے محنت کی ہے اور یہ ایک اچھی کاوش ہے۔ ملک کے اندر اس وقت جو energy shortage ہے اس کو دور کرنے کی ایک اچھی کوشش ہے اس لئے میں وزیر اعلیٰ کی تحسین کرتا ہوں، جس وقت inauguration ہوئی تھی اس وقت میں بھی وہاں پر گیا تھا اور اس سارے پراجیکٹ کو دیکھا تھا۔ وہاں پر کافی کام کروایا گیا ہے لیکن بڑی تعداد میں ایسے مزدور ہیں جن کی payment ٹھیکیداروں نے نہیں کی ہے۔ یہاں لاہور کی ایک کمپنی ہے جس نے وہاں پر لاکھوں کے کام کروائے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مزدور ہیں، وہ گزشتہ دو روز سے ان کے دفتر کے باہر دھرنا دے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھ سے بھی انہوں نے رابطہ کیا میں خود وہاں پر گیا ہوں لیکن وہ ان کی حق رسی نہیں کر رہے بلکہ ان کو پریشان کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے راجہ صاحب سے، رانا صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اگر یہ اجازت دیں گے تو میں اس کی تفصیل بھی ان کو دے دوں گا۔ مہربانی فرما کر یہ ان کی حق رسی کروائیں۔

جناب سپیکر: چلیں! انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے، اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ اس پر کچھ نہ کچھ کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات محترم ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کی ہے۔ بہاولپور سولر انرجی پراجیکٹ کے جو چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں، میں ان سے بات کر کے ڈاکٹر صاحب سے ان کا رابطہ کروا دوں گا، اس طرح اس معاملے کو resolve کروا دیں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 930 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ رانا صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 930 کا جواب آپ کی طرف سے آنا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نمبر دوبارہ پکار دیں آپ نے توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 967 کی بات کی ہے؟

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 930 ہے اور یہ محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

گوجرانوالہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ میں نے توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 930 کو Last time pending کروایا تھا۔ یہ ایک بنک ڈکیتی ہے جس میں پچاس لاکھ روپیہ اور ڈرائیور جس کے پاس رقم تھی کی ہلاکت کا مقدمہ ہے۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس میں کچھ ملزمان گرفتار ہوئے ہیں لیکن وہ دوسرے ضلع سے گرفتار ہوئے ہیں۔ آج CPO گوجرانوالہ موجود ہیں انہوں نے اس مقدمے کو پوری طرح سے work out کرنے کے لئے پندرہ دن کا ٹائم مانگا ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے for two weeks pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ Call Attention Notice for two weeks pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 967 چودھری اختر علی خان کا ہے۔

گوجرانوالہ: سابقہ وزیر و ممبر پنجاب اسمبلی کے مقدمہ قتل کی صورتحال

چودھری اختر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب اور سابق صوبائی وزیر پنجاب چودھری شمشاد احمد خان، ان کے بیٹے اور ان کے دوست کو کامونکی میں ان کے گھر کے نزدیک فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جس کا مقدمہ متعلقہ تھانے میں درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مقدمہ میں نامزد ملزمان کو پولیس گرفتار نہیں کر سکی جبکہ یہ ملزمان ملک میں موجود ہیں اور علاقہ میں دندناتے پھر رہے ہیں، ڈکیتی راہزنی اور قتل کی متعدد وارداتوں میں بھی مطلوب ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملزمان کی وجہ سے کامونکی سمیت گوجرانوالہ میں خوف وہراس پایا جاتا ہے۔ ملزمان گواہان مقدمہ سمیت علاقہ کے لوگوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کیاان ملزمان کی کوئی ہیڈ منی بھی مقرر کی گئی ہے؟

(د) اگر درج بالا جز کا جواب ہاں میں ہے تو ان کو گرفتار نہ کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ کیا حکومت / متعلقہ ضلع کی پولیس ان کو جلد از جلد گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر! چودھری شمشاد علی خان تین مرتبہ اس معزز ایوان کا ممبر منتخب ہوا۔ چودھری شمشاد علی خان، اس کے معصوم بیٹے اور دوست کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ ہمارے ملک میں تمام برادریاں چاہے تاجر برادری ہو، چاہے وکلاء برادری ہو سب اپنے حقوق کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ کیا ہمارا یہ ایوان، ہمارے یہ سیاستدان اپنے ایک ممبر اور اس کے بیٹے کی شہادت پر کیوں اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ کیوں اپنے جائز حق کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر! ہمیں اس سوچ کا خاتمہ کرنا ہے کہ جو بھی طاقتور ہے، دہشت گرد ہے، بدمعاش ہے، غنڈہ ہے جب وہ یہ سوچے کہ میں نے کسی کو قتل کرنا ہے، کسی کو کیا ممبران اسمبلی کو قتل کرنا ہے تو دن دہاڑے قتل کر دے اور اس کے بعد پھر اس کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو ان کی گرفتاری عمل میں نہ آئے۔ تین چار ملزمان دندناتے پھر رہے ہیں ان کو کوئی گرفتار نہیں کر رہا۔ میں پورے معزز ایوان کو گواہ بنا کر یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر ان ملزمان کو گرفتار نہ کیا گیا تو پھر آپ کو یہاں پر اپنے ایک اور ممبر کے لئے دعا مانگنا پڑے گی۔ خدا حافظ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے معزز بھائی چودھری اختر علی خان نے جو بات کی ہے یہ چودھری شمشاد علی خان (مرحوم) کے حقیقی بھائی ہیں اور ان کی سیٹ پر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان کے جذبات بالکل سمجھ آنے والی بات ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر ممبر کے بھی یہی جذبات ہیں اور اسی طرح سے ہر معزز ممبر اس افسوسناک واقعہ پر خود کو دکھی محسوس کرتا ہے۔ اس مقدمہ میں جو ملزمان نامزد ہوئے تھے ان میں سے چار ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے بقیہ ملزمان کو گرفتار کر کے ان کا چالان مجاز عدالت میں دیا جا چکا ہے۔ جو ملزمان گرفتار نہیں ہوئے ان میں سے ایک ملزم رفیق عرف پھیکی ورک کا بیرون ملک دبئی میں موجودگی کا علم ہوا ہے۔ انٹرپول سے اس کے وارنٹ حاصل کر کے اس کی گرفتاری کے لئے ٹیم وہاں روانہ کی گئی ہے۔ باقی تین ملزمان کے پیچھے پوری توجہ اور commitment کے ساتھ پولیس pursue کر رہی ہے اس سلسلے میں

CPO گوجرانوالہ وقاص نذیر نے ذاتی طور پر مجھے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بہت جلد ان ملزمان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے، اپنے معزز بھائی چودھری اختر علی خان بلکہ اس ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران موجود ہیں سے عرض کرتا ہوں کہ ہم اس توجہ دلاؤ نوٹس کو اس وقت تک ایجنڈے پر رکھیں گے جب تک یہ ملزمان گرفتار نہیں ہو جاتے۔ اس کو پوری طرح سے pursue کریں گے نہ صرف ان کی گرفتاری بلکہ اس مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے وہاں پر ان ملزمان کی proper prosecution ہو اور وہاں سے ان کو سزا ملے۔ آپ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending فرمائیں اور انشاء اللہ میں within two weeks اس پر معزز ایوان کے سامنے positive progress لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 967 کو two weeks کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 968 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: کمالیہ کے نجی بنک میں ڈکیتی اور ہلاکتوں سے متعلقہ تفصیلات

جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26۔جنوری 2016 کو ٹی وی چینل "دن" کی خبر کے مطابق ضیاء اللہ چوک کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع نجی بنک میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے گارڈ ٹکا خان، آفس بوائے اسلم ہلاک ہو گئے اور ایک گارڈ شدید زخمی ہوا۔ ڈاکو لاکھوں روپے لوٹ کر بنک سے لے گئے؟

(ب) اس بابت آج تک پولیس نے جو کارروائی اور اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وقوعہ کی حد تک تو یہ بات درست ہے۔ اس مقدمہ کے اندراج کے بعد تفتیش عمل میں لائی گئی ہے۔ موقع پر موجود CCTV کیمرہ فوٹیج کی مدد سے اور Geo-fencing کے ذریعے سے data collection کے لئے تحرک کیا گیا ہے۔ اس case میں investigating team کو positive clue ملا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے دس دن کے

اندر اس مقدمہ میں breakthrough ہو گا اور ملزمان کو گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر آپ اس کی CCTV فوٹیج دیکھیں جو کہ online available ہے تو اس کے اندر ملزمان کے چہرے صاف نظر آتے ہیں۔ وہ بنک کے اندر گھستے ہی سفاک طریقے سے لوگوں کو سیدھی گولیاں مارتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ وہ DPO سے کہیں کہ ان ملزمان کی گرفتاری کو یقینی بنائیں کیونکہ اس واقعہ کی وجہ سے پورے علاقے کے اندر خوف وہراس پایا جاتا ہے۔ ڈاکوؤں نے دن دہاڑے بنک کے اندر گھس کر بنک کے گارڈ اور عملہ کو گولیاں ماری ہیں۔ انہوں نے جس طریقے سے بنک کو لوٹا ہے اس سے علاقے کے لوگ اپنے گھروں سے نکلتے ہوئے ڈر رہے ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر writ of law ختم ہوتی نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحاق جناب محمد عارف عباسی کی ہے۔ وہ چھٹی پر ہیں تو اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 4 جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی بھکر کیمپس کے وائس چانسلر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز قبل میں نے سرگودھا یونیورسٹی بھکر کیمپس کے انچارج وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ظہور الحسن ڈوگر سے متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ان کے دفتر کے نمبر پر ٹیلیفون کئے اور بار بار پیغام نوٹ کروایا لیکن پھر بھی مجھے ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس پر میں نے ان کے پرسنل سیکرٹری سے پوچھا تو

انہوں نے جواب دیا کہ وائس چانسلر صاحب فرمارہے ہیں کہ مجھے کسی بھی ایم پی اے کے ساتھ بات نہیں کرنی اور دوبارہ مجھے فون کرنے کی زحمت نہ کریں۔ایک معزز عوامی نمائندے کے ساتھ موصوف وائس چانسلر کے اس روّیہ کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!اسی حوالے سے میری ایک تحریک التوائے کار بھی ہے جس میں وہ تمام وجوہات بیان کی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب!آپ اس وقت تحریک التوائے کار کی بات نہ کریں کیونکہ یہ تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر!مجھے اپنی بات کی وضاحت تو کرنے دیں۔میں صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس کی background بڑی خوفناک ہے اور اس سلسلے میں میری ایک تحریک التوائے کار بھی آئی ہوئی ہے۔میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو admit کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ان سارے حالات کا جائزہ لیا جائے کیونکہ وہاں پر شرمناک ترین وقوعے ہو چکے ہیں۔اس سے پہلے کہ بات بہت آگے چلی جائے اس کا تدارک کیا جائے۔بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔انعام اللہ خان نیازی صاحب کی اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی اس پر دو مہینے کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر964/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔شیخ صاحب!آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے آفس میں جعلی بلوں کی بھرمار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت، سول سیکرٹریٹ اور تمام محکموں کے تمام اخراجات اور ادائیگیاں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے رحم وکرم پر ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جعلی بلوں کی بنیاد پر اربوں روپیہ ناجائز ہتھ کنڈوں سے کھایا جاتا رہا ہے اور کھایا جا رہا ہے۔ A.G آفس کے حکام دیدہ دلیری سے ناقابل یقین حد تک بلوں میں سے کمیشن لے رہے ہیں اور نہ دینے کی صورت میں بالکل genuine bills کی بھی کسی صورت ادائیگی نہیں کی جاتی۔(Drawing & Disbursing Officer(DDOs جو کہ بلنگ کی بنیاد ہیں نے ایسا طریق کار اپنایا ہوا ہے کہ جب Pay Roll Section میں بل جمع ہوتا ہے تو فوری نقد ادائیگی نہ کی جائے تو ایسے ایسے اعتراضات لگائے جاتے ہیں کہ جن کو درست کرنا انسانی طاقت میں نہ ہو۔ معاملہ طے ہونے پر بل پاس کر دیئے جاتے ہیں اور پھر چیک سیکشن میں چیک کے لئے مذاکرات شروع ہو جاتے ہیں اور اگر وہاں بھی ادائیگی نہ کی جائے تو مشین چیک بناتی ہے اور نہ ہی حکام کے ہاتھوں میں جُنبش ہوتی ہے۔ حکومت کے تقریباً تمام ڈیپارٹمنٹس نے اس سال جون میں یہ معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو گوش گزار کیا تھا کہ رشوت کا ریٹ 15 ہزار روپے سے 5 لاکھ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ سالہا سال سے جون جو کہ مالی سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے اور 90 فیصد ادائیگیاں جون میں بدانتظامی کی بناء پر کرنی ہوتی ہیں۔ نتیجتاً A.G office میں یہ مہینہ چاندرات کا سماں پیش کرتا ہے۔ اکثر اوقات ایسے افسران جنہوں نے دیانتداری کا (Robin Hood) بننے کی کوشش کی کے خلاف Audit Para's بنتے ہیں اور وہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں جوابدہ ہوئے لیکن اصل وجوہات سے پردہ نہ اُٹھا سکے۔ یہ بات اب کھلا راز ہے کہ indent stage پر ہی A.G office کا حصہ تمام اخراجات اور ادائیگیوں میں رکھ لیا جاتا ہے جو اربوں میں ہوتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے جتنے بھی واجبات ڈسٹرکٹ لیول پر ہوتے ہیں ان کی ادائیگی ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس سے ہوتی ہے۔ لاہور کی جتنی بھی ادائیگیاں ہوتی ہیں وہ Treasury office سے کی جاتی ہیں البتہ پاک پی ڈبلیو ڈی یا

دوسری کچھ ادائیگیاں A.G office سے ہوتی ہیں۔A.G Punjab کا دفتر وفاقی حکومت کے کنٹرول میں آتا ہے۔ان کے تمام انتظامی معاملات وفاق کے کنٹرول میں ہیں اور حکومت پنجاب کا اس سے کوئی تعلق نہیں البتہ کوئی شکایت A.G office سے متعلق حکومت پنجاب کو موصول ہوتی ہے تو اسے وفاقی حکومت کو بھیج دیا جاتا ہے تاکہ اس رپورٹ کی چھان بین کی جا سکے۔قانون کے مطابق ان لوگوں کے خلاف اگر کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو وفاقی حکومت کو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کرنے کے لئے کہا جاتا ہے اور اگر کوئی کرپشن میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف وفاقی حکومت ایکشن لیتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔آپ صرف ان سے یہ پوچھ کر بتادیں کہ پنجاب پولیس کی payment کون کرتا ہے؟ یہ آپ اور اس ایوان کا پیسا ہے۔یہ بات کہہ دینا کہ یہ وفاقی حکومت کے کنٹرول میں ہے درست نہیں۔A.G Punjab کا دفتر وفاقی حکومت کے کنٹرول میں نہیں بلکہ ہماری تمام ادائیگیاں مثلاً محکمہ صحت، محکمہ تعلیم اور تمام purchases کی ادائیگیاں A.G office کرتا ہے۔یہ کیسے کہتے ہیں کہ ادائیگیاں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس یا Treasury office کرتا ہے؟ A.G office کے مقابلے میں Treasury Office کے پاس تو ایک فیصد بھی پیسا نہیں ہوتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہائی کورٹ تک کی payment ان کے پاس ہے۔ جب پیسا پنجاب حکومت کا ہے اور یہ کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں تو اس کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ محکموں کو ان کی رقم کا ذمہ دار قرار دے کر Internal Audit میں لایا جائے اور یہ بڑی simple بات ہے۔یہ کہہ دینا کہ A.G office وفاقی حکومت کے کنٹرول میں ہے بڑی زیادتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جنرل بات کی ہے کہ A.G office میں کرپشن ہوتی ہے اگر کوئی specific بات کی جائے کہ کس کیس میں یا کس ادائیگی کے سلسلے میں کرپشن ہوئی ہے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کروائی جائے گی۔ شیخ علاؤالدین صاحب کرپشن کے حوالے سے کوئی specific case بتائیں۔ ہم A.G office سے بات کریں گے اور وفاقی حکومت کو بھی اس سلسلے میں نوٹس لینے کا کہیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں آج میری بات سُن لیجئے۔ میرے بھائی گوندل صاحب نے مجھے چند دن پہلے کہا کہ شیخ صاحب! آپ نے بڑی اچھی تحریک التوائے کار دی ہے میں ڈر گیا، میں نے کہا یا اللہ یہ سورج کدھر سے

نکل آیا کہ انہیں میری تحریک التوائے کار اتنی اچھی لگی؟ میں نے کہا کون سی تحریک التوائے کار؟ کہنے لگے کہ وہ جو آپ نے پنجاب اسمبلی اور دوسری اسمبلیوں کی comparison sheet دی ہے کہ ہماری performance اتنی بُری ہے۔ میں نے کہا آپ اس کا جواب دیں گے؟ اللہ کے فضل سے انہوں نے وہ تحریک التوائے کار kill ہی کرا دی، وہ floor پر آئی ہی نہیں اور اب مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں identify کروں اگر میں identify کروں گا تو گوندل صاحب مجھے ذمہ داری دیں۔ میری کمپنی لاکھوں روپیہ pay کرتی ہے خدا کی قسم اس کے بغیر billing نہیں ہوتی۔ آپ کمال کرتے ہیں یہ پنجاب کا پیسا ہے، پنجاب کے عوام کا پیسا ہے اور وہ صرف custodian ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اگر یہ پیسا صرف محکموں کو دے دیا جائے تو محکمے بھی کس طرح اپنے پیسے کو دیکھیں گے؟ بڑے سے بڑا آڈٹ کرایا جا سکتا ہے۔ A.G office کے رحم و کرم پر پنجاب کا پیسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ معاملات کو درست کریں ناں! شیخ صاحب جو بات کر رہے ہیں اُن میں کوئی سچائی بھی ہے لہٰذا آپ مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ ان کے اس طرح کہنے پر کیا ہم AG office کا جنرل آڈٹ کرانا شروع کر دیں؟ یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں کوئی specific معاملہ بتائیں۔ ہم انشاء اللہ شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھنے کے لئے حاضر ہیں اور ہم ضرور بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بہت ضروری ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/965 بھی آپ کی ہے۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

نام نہاد کلچرل پروگراموں کی آڑ میں پاکستانی لڑکیوں کو مشرق وسطیٰ سمگل کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک لڑکی کو لاہور ائرپورٹ پر دبئی سمگل ہوتے ہوئے مع نام نہاد Talent Promoter گرفتار کر لیا گیا۔ اس وقت ایک اور لڑکی اس کے ساتھ پائی گئی۔ خوف زدہ لڑکیوں نے بضد کوشش بیان دیا کہ وہ رقاصہ ہیں اور اپنے والدین کی مرضی سے جاوید خان عرف کلو خان نامی Talent Promoter کے

ذریعے دبئی کے ایک ہوٹل میں کام کے لئے جارہی ہیں۔افسوسناک امر ہے کہ مظلوم اور بے بس لڑکی کو پتا تھا کہ وہ عصمت فروشی کے لئے لے جائی جارہی ہے۔تلخ حقائق یہ ہیں کہ یہاں بے حساب جاوید خان اور کلو خان لڑکیوں کی سمگلنگ میں Talent Promoter کی حیثیت سے ملوث ہیں اور انتہائی بااثر ہیں۔ ان کی طرف دیکھنے سے ہی ایسے ایسے لوگوں کے سفارشی فون آتے ہیں جس سے مافیا کی پہنچ کا اندازہ ہوتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کی طرف جانے والی کوئی پرواز ایسی لڑکیوں کے بغیر نہ ہے۔ثقافتی طائفے، نام نہاد کلچرل پروگراموں کی آڑ میں حقیقتاً Modernize Mobile Brothel Home کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت مشرق وسطیٰ کی مختلف نام نہاد اسلامی ریاستوں میں سینکڑوں نائٹ کلبوں میں پاکستانی لڑکیاں بظاہر ڈانسرز کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں اور المیہ یہ بھی ہے کہ ان میں بہت بڑی تعداد پڑھی لکھی لڑکیوں کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ عمرہ اور حج کے لئے تو عورت کو بغیر محرم کے ائرپورٹ پر جانے سے روک دیا جاتا ہے پھر ان مظلوم عورتوں کو جو بلاشک وشبہ ملکی بدنامی اور جسم فروشی کے لئے کھلے عام جن کی چال ڈھال، اٹھنا بیٹھنا سب کچھ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح ملک سے باہر جارہی ہیں۔اس مکروہ اور بددھندے کو ختم کرانا انتہائی ضروری ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کسی بات کا تھوڑا سا خیال بھی کیا کیجئے اگر ایسی بات ذرا open ہو تو اچھا نہیں لگتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جو حقائق بیان کرتا ہوں میں کوئی آج کا سعادت حسن منٹو ہوں اور نہ میں ایسی بات کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ تلخ حقائق ہیں۔ خدا کی قسم لوگ اس ملک میں بڑی مصیبت سے گزر رہے ہیں۔ یہ بے چاری لڑکیاں ایسے نہیں جارہیں یہ ہمارے معاشرے کی کمزوری ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اصل میں جو بھی لوگ ملک سے بیرون ملک جاتے ہیں تو یہ معاملات FIA and Immigration سے متعلقہ ہیں۔اس تحریک التوائے کار کے مطابق ہمارے محکمہ والوں نے Immigration Officers سے discuss کیا انہوں نے بتایا کہ ایسی لڑکیاں آرٹسٹ کے رُوپ میں ویزا لگواتی ہیں کیونکہ بیرون ملک بیٹھے ہوئے شخص ویزہ جاری کراتے ہیں اور ایسی لڑکیوں کو ملک سے مقامی promoters, arrange کر کے بیرون ملک بھجواتے ہیں جن کے متعلق Immigration Officers کا کہنا ہے کہ ویزہ کے ہمراہ مکمل اور

valid documents اگر موجود ہوتے ہیں تو اُن کو بیرون ملک جانے سے ٹھکرانا ناممکن ہے۔تاہم ایسے ویزہ جات کے لئے immigration rules میں اگر ترمیم کی جائے تو پھر متعلقہ Immigration Officers ایسے ویزہ جات اور آرٹسٹوں کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو باہر جانے سے روک سکتے ہیں۔FIA or Immigration وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اور وہ مروجہ rules کے مطابق کام کر رہے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میں تھوڑی سے وضاحت کرنا چاہوں گا۔شیخ علاؤالدین صاحب نے جس دن ایوان میں خواجہ سراؤں کے بارے میں قیاس آرائی فرمائی تو اُس دن میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ کو ٹرکوں کے اڈے کس طرح سے ملتے ہیں جہاں سے آپ چھوکروں کی تصاویر لے کر آتے ہیں، کہیں سے آپ کو خواجہ سراؤں کی چیزیں نظر آتی ہیں تو اُن کے لئے آپ درد لے کر اُٹھتے ہیں تو جواباً شیخ صاحب مجھے کہتے ہیں کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں بھی کوئی چیز لے آؤں گا تو میں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ جو بھی لائے ہیں اُس کلو خان کا میرے کلو tribe سے کوئی تعلق ہے اور نہ اُن سے میرا کوئی تعلق ہے۔شیخ صاحب کی دُوربین پتا نہیں کہاں تک پہنچتی ہے اور کہاں کہاں سے یہ چیزیں اُٹھا کر لے آتے ہیں؟جس طرح گند میں سے بچے کچرا اُٹھالاتے ہیں تو یہ شیخ صاحب کا ہی کمال ہے یہ کہاں سے اس طرح کا کچرا اُٹھالاتے ہیں تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا۔شکریہ

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ وہ کلو خان نہیں ہیں ان کا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(قہقہے)

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،محمد صدیق خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!اس تحریک میں "نام نہاد اسلامی ریاستوں" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو میری درخواست ہے کہ اُن الفاظ کو expunge کر دیا جائے کیونکہ اس میں ریاستوں کا کوئی جرم نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اس قوم کا المیہ یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!انہوں نے اچھی نشاندہی کی ہے آپ مہربانی کریں۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو of dispose کیا جاتا ہے۔شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/967 بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مہربانی کر کے اس تحریک التوائے کار کو کل تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سیالکوٹ دیانی پورہ کی رہائشی کرسچن نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت اہم مسئلہ ہے اور میں آج اس لئے بھی اس بات کو کرنا چاہتی ہوں کہ آج بہت دنوں کے بعد ہمارے Minister for Minorities and Human Rights تشریف لائے ہیں وہ شاید کچھ بیمار تھے تو اُن کی صحت یابی پر میں اُنہیں مبارکباد بھی دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ایک بچی کا معاملہ ہے جس کا نام ثناء شاہد ہے۔اس بچی کا تعلق دیانی پورہ، سیالکوٹ سے ہے اور اس بچی کی عمر 13 سال ہے۔اس بچی کا birth certificate جو حکومت پنجاب کا جاری کردہ ہے اُس میں اس کی تاریخ پیدائش 02-04-17 ہے، کیتھولک چرچ کے birth certificate میں اس کی عمر 02-04-15 ہے اور school leaving certificate میں بھی اس کی عمر 02-04-15 ہے۔یہ بچی 9۔نومبر کو اپنی بہنوں کے ساتھ سکول جا رہی تھی تو اس بچی کو وحید اختر ولد محمد بشیر سکنہ محلہ کاسیاں روڈ، دیانی پورہ، سیالکوٹ نے اغواء کر لیا،اس کو زبردستی اسلام قبول کرایا گیا اور پھر زبردستی اس کے ساتھ شادی کر لی گئی۔اس کا جو میرج سرٹیفکیٹ ہے اس پر اس کی عمر اٹھارہ سال لکھی ہوئی ہے۔اس پر کوئی تاریخ، مہینہ اور نہ کوئی سال ہے۔یہ سارے documents میرے پاس موجود ہیں۔اس بچی کے ماں باپ دربدر پھر رہے ہیں۔انہوں نے سیالکوٹ کی پولیس سے بھی رابطہ کیا ہے، وزیراعلیٰ سے بھی رابطہ کیا ہے اور Human Rights Commission کے ساتھ بھی رابطہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!لاء منسٹر صاحب کے notice میں یہ بات آ گئی ہے۔ میرے خیال میں آپ ان سے رابطہ کر لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ ہماری بہن ہیں۔ان کے پاس جتنے بھی documents ہیں وہ مجھے دے دیں۔یہ تو forced conversion کا کیس بنتا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!یہ Child Marriage Act کی بھی خلاف ورزی ہے۔اس کی عمر صرف 13 سال ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!محترمہ مجھے documents دے دیں۔میں next week تک اس کی ساری رپورٹ دے دوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ 13 سال کی بچی کی شادی نہیں ہو سکتی۔

MR SPEAKER: Now, we take up the Government business. Minister for Law may move the motion for suspension of Rules.

(قطع کلامیاں)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہاں ایوان میں کل بات ہوئی تھی تو میں سن رہا تھا اور میرے notice میں یہ بات آئی ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کل آپ کو openly کہا تھا کہ آپ اگر کوئی ترمیم لانا چاہتے ہیں تو اس میں لے آئیں ہم Rules suspend کر کے اس معاملے کو آگے بڑھالیں گے۔جی، صدیق خان صاحب!

مسودہ قانون میں ترمیم کا نوٹس دینے کے لئے مناسب وقت کا مطالبہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!کل بھی ہمارے ایک معزز ممبر نے آج کے توسط سے لاء منسٹر سے درخواست کی تھی کہ یہ بڑے sensitive Bills ہیں ان کی تیاری کے لئے ہمیں appropriate وقت چاہئے لیکن ہماری اس request کو accede نہیں کیا گیا لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ ہم آج متفقہ طور پر متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ایک proper تحریری request بھیجتے ہیں کہ آپ اس میں ہمیں تین دن کا وقت دے دیں جس میں ہم proper طریقے سے participate کریں اور ترامیم داخل کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل اگر آج ہی منظر عام پر آیا ہوتا تو میرے محترم بھائی صدیق خان صاحب کی یا متحدہ اپوزیشن کی بات درست ہے۔ یہ بل بطور آرڈیننس نافذ ہوا، publish ہوا، اخبارات میں آیا اور اس بل کو پڑھنے کے بعد اپوزیشن نے اس پر باقاعدہ تبصرے کئے، بیانات دیئے اور پریس کانفرنس کی۔ اس کے بعد اس بل کو باقاعدہ عدالت میں چیلنج کیا گیا اور عدالت نے یہ کہا کہ اس کو stay کیا جائے۔ عدالت میں ان کے وکلاء نے اور ہماری طرف سے جو وکلاء پیش ہوئے تو last تاریخ پر عدالت میں یہ بات ہوئی کہ یہ آرڈیننس اسمبلی کے floor پر place ہو چکے ہیں اس لئے یہاں پر ان پر بات کرنے سے پہلے اپوزیشن ایوان میں اپنا نقطہ نظر پیش کرے اور پھر دیکھے کہ ایوان اس پر اکثریت رائے سے کیا فیصلہ کرتا ہے۔ یہ بات جو ہے اس کو بھی آج تین دن سے زیادہ ہو گئے ہیں ویسے تو خیر میں نے جو پہلے عرض کیا ہے وہ دو ہفتے کی بات ہے۔ اس میں اب بات یہ ہے کہ ان کو یہ معلوم ہے کہ اس دن عدالت میں دونوں طرف کے وکلاء کی understanding سے عدالت سے 9 تاریخ لی گئی اور 8 تاریخ کو اس الیکشن کا پہلا phase ہے اس لئے by all means اسے آج ایوان میں debate کیا جانا ہے۔ یہ understanding وہاں عدالت میں دونوں طرف سے دی گئی تھی۔ میں نے کل on the floor of the House ان سے یہ گزارش کی کہ آپ اس پر ترمیم دینا چاہتے ہیں تو دے دیں، اگر نہیں دینا چاہتے اور آپ کو اس پر جو بھی اعتراضات ہیں وہ ایک ایک کر کے یہاں پر بیان فرمائیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے مطابق اپنا مؤقف سامنے رکھوں گا اور اس کے بعد یہ معزز ایوان، میڈیا کے ذریعے اور عوام بھی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ آیا ان Bills کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ اب یہ تین دن کا فرمارہے ہیں تو ان کو تو آج سے تین دن پہلے پتا تھا کہ یہ بل ایوان میں table ہو چکا ہے اور اس نے legislate ہونا ہے۔ میں اب بھی متحدہ اپوزیشن سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے اس پر پریس کانفرنسز کی ہیں، میڈیا پر اظہار خیال کیا ہے اور اعتراضات اٹھائے ہیں۔ آپ نے انہی اعتراضات کی بنیاد پر اسے عدالت میں چیلنج کیا ہے۔ آپ آج اس سے راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے ایوان میں موجود رہ کر اپنا نقطہ نظر پیش کریں، ہماری بھی گزارشات سنیں اور اس کے بعد اس معزز ایوان کو فیصلہ کرنے دیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!ایک تو آپ کالاء منسٹر یہاں [*****] کر رہا ہے جو چیلنج ہوا ہے وہ آرڈیننس چیلنج ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جو الفاظ توہین آمیز ہیں ان کو expunge کیا جاتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!آرڈیننس چیلنج ہوا ہے۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین دن پہلے یہ بل پیش ہوا۔اس کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس میں دو اپوزیشن کے ممبران بھی ہیں لیکن کسی ممبر کو اطلاع نہیں دی گئی کیونکہ اس بل کو حکومت bulldoze کرنا چاہتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں صدیق خان صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ چیلنج آرڈیننس ہوئے ہیں یہ بل نہیں ہوا۔ اوہ بھئی!اُسی آرڈیننس کا یہ بل ہے اور لفظ بہ لفظ وہی ہے۔اس میں تو ایک قومہ کا بھی فرق نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!ہم یہ سمجھتے تھے کہ جو بل سٹینڈنگ کمیٹی میں جائے گا اس کو thorough examine کیا جائے گا۔اس میں اپوزیشن کے ممبران بھی ہوں گے لیکن اپوزیشن کے ممبران کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔آپ اس کی رپورٹ میں دیکھیں ایک بھی اپوزیشن کا ممبر نہیں ہے۔ اگر آپ تین دن دیتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو اس بل کو حکومت bulldoze کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو oppose کریں۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔آپ جو بات اس پر کرنا چاہیں گے میں آپ کی بات سنوں گا لیکن ایوان کی powers کو curtail نہ کریں۔ مہربانی

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انہوں نے ابھی اعتراض فرمایا ہے کہ جو سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا اس میں ہمارے دو ممبران کو اطلاع نہیں دی گئی۔ میں اس کے لئے یہ عرض کروں گا کہ دونوں کو اطلاع دی گئی ہے۔ دریشک صاحب ہیں ان کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے خود کہا کہ میں نے نہیں آنا اور دوسرے میاں محمد اسلم اقبال ہیں ان کی اپنے گوشوارے جمع نہ کرانے کی وجہ سے رکنیت suspend ہے۔اب یہ بھی ہمارا قصور ہے کہ وہ آ نہیں سکتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔No. Please no جی، صدیق خان صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اگر آپ تین دن ہمیں دینا چاہتے ہیں تو درست ہے۔اگر نہیں تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: میں ایوان کی senseلوں گا۔ میں اپنے طور پر تو نہیں کروں گا۔ میں ایوان سے پوچھوں گا اگر ایوان senseدے گا تو well and goodآپ ایسے نہ کریں۔آپ جو اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کا وہ اعتراض سنوں گا۔آپ جو اعتراض کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو آرڈیننس تھا وہی لفظ بہ لفظ ہے جس پر یہ پریس کانفرنس کرتے رہے ہیں اور جس کو انہوں نے چیلنج کیا ہے۔ وہ جب ایوان میں پیش کیا جاتا ہے تو وہ بل بن جاتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں motionپڑھتا ہوں اس کو یہ oppose کریں اور اس کے بعد بے شک سارے میرے بھائی اور بہنیں اس پر بات کریں۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی،اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور میں نے تو for suspension of Rules کہہ دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said

Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016."

اگر آپ میں سے کوئی اس کوoppose کرنا چاہتا ہے تو وہ کرے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس کو آکر oppose کریں۔ یہ جو left side پر ہیں وہ اسے oppose نہیں کرنا چاہتے ؟آپ سب آجائیں، آجائیں۔ مہربانی کریں۔ میں question Put کرنے لگا ہوں آپ آجائیں۔ اگر آپ oppose کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں اور آکر اس کو oppose کریں۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔ بتائیں، اب اگر وہ oppose نہیں کرنا چاہتے اور واپس نہیں آنا چاہتے تو میں کیا کروں ؟میں نے تو ان کو دعوت دی ہے۔

The motion moved and the question is:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

(اذانِ ظہر)

مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

کوئی اس کوoppose کرنے والے ہیں، آجائیں اندر تشریف لے آئیں اگر آپ نے opposeکرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جو اس معزز ایوان کی روایت ہے اس کے مطابق آپ ایک یا دو معزز ممبران کو حزب اختلاف کی طرف بھیجیں تاکہ وہ ان اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ آئیں اور آکر اس پر کوئی بات کریں۔

جناب سپیکر:جناب شیر علی صاحب اور خلیل طاہر سندھو آپ جائیں اور حزب اختلاف کے معزز ممبران کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب شیر علی خان اور جناب خلیل طاہر سندھو
حزب اختلاف کے ممبران کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس دوران جبکہ آپ کی طرف سے یہ معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے گئے ہیں۔اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ موجودہ جو ترامیم ہیں ان پر تھوڑا سا briefمعزز ممبران اور اس ایوان کے لئے عرض کر دوں۔

جناب سپیکر:راناصاحب! یہ بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس میں جو ترامیم کی گئی ہیں ان کا تین طرح سے موجودہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ پر impact ہے اور اس میں تین طرح سے ہی ترامیم کی گئی ہیں۔ایک ترمیم seat reserved میں اضافے سے متعلق ہے۔اس میں ٹیکنوکریٹس، مزدوروں اور کسانوں کی جو seats ہیں،اس پر ہم اپنے ایسے کارکنوں کو جو پولیٹیکل یا سوشل ورکر ہیں اور جو خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن ان میں الیکشن لڑنے کی ہمت نہیں ہے،کو ان seats پر adjust کر سکتے ہیں۔اس میں کسانوں اور مزدوروں کی seats میں اضافہ کیا گیا ہے اس میں 5 فیصد یونین کونسل کا پیمانہ رکھا گیا ہے لیکن 10 فیصد تک cap کر دیا گیا ہے کہ 10 فیصد سے زیادہ اور کم از کم 2 فیصد اور اس کے

بعد five percent of Union Council کی ratio سے اضافہ کیا گیا ہے۔ اب اس میں کوئی عذر، اعتراض والی بات نظر نہیں آتی کہ اگر ایک کارپوریشن میں پہلے دو مزدوروں یا ڈسٹرکٹ کونسل میں دو کسانوں کی جگہ تھی اگر ان کی جگہ پر چار یا چھ آدمی آکر بیٹھ جائیں گے تو اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے؟ اسی طرح سے جو میئرز اور ڈپٹی میئرز ہیں یا جو ضلع کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین ہیں ان میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اُس میں اِس چیز کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ میونسپل کارپوریشنز میں آبادی کے تناسب سے ہم نے seats رکھی تھیں جبکہ جو original act ہے اس میں یہ تھا کہ اگر آبادی 10 لاکھ تک ہو تو وہاں پر دو ڈپٹی میئر یا وائس چیئرمین ہوں گے اور اس کے بعد ہر 5 لاکھ کی آبادی پر ایک ڈپٹی میئر یا وائس چیئرمین کا اضافہ ہو گا۔ جب اس کی calculation ہونے لگی تو الیکشن کمیشن نے یہ کہا کہ آپ آبادی کا تناسب وہ لیں گے جو کہ 98-1997 senses میں ہوا تھا اب یہاں پر آکر یہ مسئلہ در پیش ہوا کہ جو 98-1997 senses میں ہوا تھا اب اس کے بعد یعنی 18/17 سالوں میں آبادی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اب اگر اس اضافہ کو پیش نظر رکھ کر ان سیٹوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا یعنی یہ سیٹیں اگر آج elect ہو رہی ہیں اور آبادی کا حساب ہم آج سے 17/18 سال پہلے کا رکھیں گے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ اس بنیاد پر ہم نے ان سیٹوں میں اضافہ کیا ہے اور اب وہ اضافہ تقریباً اس حد کو پہنچا ہے کہ ہماری جتنی کارپوریشنز، جتنے صوبائی اسمبلی کے حلقے اور ہمارے تمام اضلاع کی جتنی تحصیلیں ہیں اُن کے لگ بھگ یہ اضافہ ہوا ہے۔ اب لوگوں کو اپنی respective کا موقع تحصیلوں اور حلقوں میں ملے گا کہ وہ وہاں پر اپنے طور پر نمائندگی کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کا تیسرا impact یہ ہے کہ reserve seats کے اوپر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروانا ممکن نہیں ہے۔ اگر میں لاہور کی مثال دوں تو لاہور میں reserve seats لیبر کی دس ہیں اور خواتین کی پچیس ہیں جبکہ لاہور کارپوریشن کا حلقہ ایک ہے تو پچیس خواتین کو آپ ایک نشان کیسے دے سکتے ہیں، اسی طرح اگر آپ پچیس خواتین کا پینل بنائیں تو پھر کس طرح سے ووٹ کی casting ہو گی؟ اس کے اوپر الیکشن کمیشن کے ساتھ ہماری تین meetings ہوئیں اور میں خود لوکل گورنمنٹ کی ٹیم کے ساتھ وہاں گیا۔ الیکشن کمیشن نے اس بات کو تسلیم کیا کہ reserve seats پر اس وجہ سے جماعتی الیکشن نہیں ہو سکتا اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کو غیر جماعتی طور پر کروا دیتے ہیں۔ وہاں پر میرا اعتراض یہ تھا کہ جب یونین کونسل کے حوالے سے ہم نے آپ سے request کی تھی کہ چھ جنرل کونسلروں کو آپ نشان کس طرح سے الاٹ کریں گے لہٰذا آپ اس کو غیر جماعتی رہنے دیں اور جو چھ کونسلر اوپر آئیں

گے وہelect ہو جائیں گے ورنہ اگر آپ چھوٹا وارڈ بنائیں گے تو ہمارے معزز ممبران کا اعتراض یہ تھا کہ جتنا چھوٹا وارڈ ہو گا اس میں لوگوں کے آپس میں لڑائی جھگڑے بڑھیں گے لیکن الیکشن کمیشن نے اُس وقت کہا کہ نہیں آپ ہر یونین کونسل کو چھ حصوں میں تقسیم کریں کیونکہ اس کے بغیر جماعتی نشان الاٹ نہیں ہو سکتا۔اسی بات پر پھر consensus ہوا کہ اگر اس طرح سے جماعتی الیکشن کروانا مناسب نہیں ہے یا ممکن نہیں ہے تو پھر کیوں نہ وہ طریق کار اپنایا جائے جو صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں ہے کہ آپ سیاسی پارٹیوں کو اُن کی strength کے تناسب سے seats الاٹ کر دیں اور سیاسی پارٹیاں جس طرح سے ٹکٹ جاری کرتی ہیں اُس طرح سے لوگوں کو نامزد کر دیں۔ اب اپوزیشن کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ جب اسی طریق کار کے مطابق قومی اسمبلی میں reserve seats کے اوپر الیکشن ہوا ہے،اسی طریقہ کے مطابق چاروں صوبائی اسمبلیوں میں ہوا اور یہی طریق کار سینیٹ میں بھی ہے تو اب جب ہم نے law کو amend کیا اور یہ طریق کار اپنایا کہ موجودہ law کی position کے تحت reserve seats کا الیکشن چونکہ جماعتی بنیادوں پر اس طرح سے نہیں ہو سکتا لہٰذا ہم اس ترمیم کے ذریعے اُس طریق کار کو اپناتے ہیں جو طریق کار already موجود ہے۔ جو طریق کار چاروں صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اِس وقت رائج ہے اس پر اب اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح سے ہم نے چوتھی اور آخری ترمیم یہ کی ہے کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا ایک پینل ہو گا جبکہ میئر اور ڈپٹی میئر کا الیکشن open division کے تحت ہو۔ Open division کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس معزز ایوان میں وزیر اعلیٰ کا الیکشن ہوتا ہے اور division ہوتی ہے کہ دونوں candidates کے ووٹرز اپنے امیدوار کی طرف left or right چلے جاتے ہیں لہٰذا یہی طریق کار ان معزز ایوان میں بھی اپنایا جائے۔اس سے کل کو یہ اعتراض اپوزیشن کی طرف سے آ سکتا ہے کیونکہ اپوزیشن کی پنجاب میں اتنی کمزور position ہے کہ اِن کے لوگ از خود اُن امیدواروں کو ووٹ cost کرنے کے لئے تیار ہیں جو امیدوار ہماری طرف سے ہیں۔ کل کو پھر یہ لوگ اعتراض کریں گے کہ آپ نے ہمارے آدمیوں کو توڑ لیا ہے اور اُن کو pressurize کر لیا ہے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ open division کا طریق کار جب قومی اسمبلی میں ایوان کے لیڈر کو منتخب کرنے کے لئے اور دیگر ایوانوں میں موجود ہے تو اِن ایوانوں میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں یہ کہوں گا کہ اس طریق کار سے horse trading کی حوصلہ شکنی ہو گی، کسی کو اپنی پارٹی سے کوئی روگردانی کرنے کی ترغیب نہیں دے سکے گا،اس سے سسٹم save ہو گا اور اس سے پارٹیاں بدنام

نہیں ہوں گی۔ جس طرح آج کل position ہے کہ اگر 182 میونسپل کمیٹیاں ہیں، 11 کارپوریشنز ہیں اور 35 ڈسٹرکٹ کونسلز ہیں تو جیسے ہر جگہ پر ہمارے معزز ممبران اخلاقی اصولوں، سیاسی اصولوں اور اپنی پارٹی commitment کو پیش نظر رکھ کر ایک بہترین طریقے کے ساتھ انتخابات کو سرانجام دیتے ہیں لیکن اگر ڈیڑھ دو سو جگہ میں سے دو تین جگہ پر مسئلہ بن جاتا ہے کیونکہ ہر طبقے میں اچھے بُرے لوگ ہوتے ہیں تو اگر دو تین جگہ پر اس قسم کی بات ہو جاتی ہے، کوئی خرید و فروخت کی بات ہو جاتی ہے، کوئی horse trading کی بات ہو جاتی ہے تو اُس کی حالت پھر یہ ہو گی کہ اُن تین چار جگہوں کو ہر جگہ پر لکھا جائے گا، ہر جگہ پر دکھایا جائے گا، سسٹم کو بدنام کیا جائے گا، سیاسی پارٹیوں کو بدنام کیا جائے گا، سیاستدانوں کو بدنام کیا جائے گا، ممبران کے متعلق باتیں کی جائیں گی کہ خرید و فروخت ہو رہی ہے اور سب کچھ ہو رہا ہے لیکن باقی 196 جگہوں پر جو بہتر ہوا ہو گا اُس کی کوئی بات نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے یہ ترمیم کی ہے تاکہ سسٹم بدنام نہ ہو، سیاسی پارٹیاں بدنام نہ ہوں اور سیاست کا بھرم رہے لیکن اس کی بھی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس پر اگر میں ایک اور بات عرض کروں تو یہ معزز ایوان بھی اس کو appreciate کرے گا اور آپ بھی کریں گے کہ ہم موجودہ ترمیم کے ذریعے سے جو کہہ رہے ہیں کہ ان Houses میں چیئرمین، وائس چیئرمین اور میئر، ڈپٹی میئر کا الیکشن through division ہو کیونکہ اسی طریق کار کے مطابق خیبر پختونخوا میں الیکشن ہوا ہے۔ خیبر پختونخوا کے بلدیاتی الیکشن میں ضلع اور شہر میں by division طریق کار اپنایا ہے۔ وہاں پر یہ طریقہ ٹھیک ہے اور یہاں پر ہمیں اس بات سے روکا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ لیں کہ پورے خیبر پختونخوا میں ایک اعتراض نہیں ہوا کیونکہ open division کے تحت الیکشن ہوا ہے۔ یہ ان کے لئے خود جائز ہے لیکن جب ہم وہی طریق کار for the betterment and respect of democracy, for the respect of the politicians and for the respect of political parties اپنانا چاہتے ہیں تو ہمارے اوپر اعتراض کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ آپ اس کو نہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اس معزز ایوان میں بات کرنا اِن کو گوارہ نہیں ہے چاہے اورنج لائن ہو، چاہے سی پیک کے منصوبے ہوں یا کوئی بہتری کی ترمیم ہو، اس ایوان میں یہ بات کرنے سے کتراتے ہیں بلکہ صرف اور صرف سڑکوں پر غل غپاڑہ کرنے میں interested ہیں کہ وہاں پر شور شرابہ کریں اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ یہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ انہوں نے آرڈیننس کو ان ترامیم کو عدالت میں چیلنج کیا جبکہ عدالت نے اِن کو کہا کہ

آپ اپنے معزز ایوان میں جا کر بات کریں اور اپنا اعتراض رکھیں جبکہ آپ پہلے ہی عدالت میں آ گئے ہیں اور ہماری عدالتوں کو گھسیٹنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں پر انہوں نے کہا کہ آپ آج فیصلہ نہ کریں بلکہ ہمیں ٹائم دے دیں۔ ہم معزز ایوان میں جا کر اپنا نقطہ نظر رکھیں گے لیکن آج آپ نے، میڈیا اور سب نے دیکھ لیا ہے کہ یہاں پر انہوں نے باوجود اس کے کہ اُن کے ہر اعتراض کا ہم جواب دینے کے لئے تیار ہیں لیکن انہوں نے اس بات کو مناسب سمجھا ہے کہ یہاں سے بائیکاٹ کریں تاکہ کل کو عدالت میں جا کر کوئی بہانہ سازی کریں گے کہ اسے bulldoze کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کا یہ روّیہ اس لئے ہے کہ وہ ان ترامیم کو oppose کر نہیں سکتے، اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے وہ صرف اور صرف شور شرابے میں چاہتے ہیں کہ یہ کام رُک جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی خبر مل جائے گی جس سے سیاست بدنام ہو گی، گورنمنٹ بدنام ہو گی اور یہ پورا سسٹم بدنام ہو گا۔

جناب سپیکر! اب اورنج لائن کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لاہور کی تباہی کا منصوبہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ منصوبہ لاہور کی تباہی کے لئے نہیں ہے اور اگر یہ منصوبہ مکمل ہو گیا تو یہ ان کی منفی سیاست کو نیست و نابود کر دے گا۔ جس دن اس ٹرین کا افتتاح ہو گیا تو اس کے بعد ہونے والے الیکشن میں یہ دفن ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کو اسی بات کی فکر ہے اور یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی طرح سے delay ہو جائے اور یہ منصوبہ 2018 سے پہلے مکمل نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ ان کا اور کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے انہیں یہ بھی offer کیا تھا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف منصوبہ کہاں سے لے آئے اور ابھی تو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی بلکہ فلاں سکول کی چار دیواری نہیں ہے اور فلاں سکول کے کمرے کی چھت گری ہوئی ہے تو میں نے انہیں on the floor of the House چیلنج کیا اور ثابت کروں گا کہ لاہور کا ٹرانسپورٹ پلان 1991 میں بنا۔ 1991 میں لاہور کا سروے ہوا جو کہ جاپان کی ایک فرم "جائیکا" نے کیا اور لاہور کی آئندہ کی مستقبل کی ضروریات کے لئے اورنج لائن اور گرین لائن میٹرو ٹرین کے منصوبے suggest کئے۔ 1991 میں سب کو پتا ہے کہ حکومت کس جماعت کی تھی، اس کے بعد دوسری حکومتیں آتی رہیں اور اس منصوبے کو بالکل ٹھپ کر دیا گیا۔ اس کے بعد 1997 میں جب دوبارہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو دوبارہ سے اس کے اوپر کام شروع ہوا لیکن اس سے پہلے اس

کے متعلق ورلڈ بنک اس وقت فنانس کرنے کو تیار تھا کہ یہاں پر ایٹمی دھماکے ہو گئے جن کی وجہ سے ورلڈ بنک نے اس منصوبے کو funding کرنے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر!اس کے بعد مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر دی گئی اور اس ملک میں مارشل لاء کے سیاہ اندھیرے چھائے اور پھر اس کی کوکھ سے ایک نام نہاد جمہوری سسٹم نے جنم لیا۔اس کے بعد دوبارہ 2006 میں ایک انٹرنیشنل فرم "سسٹرا" نے دوبارہ سروے کیا جس کے بعد گرین لائن اورنج لائن کے منصوبوں کو recommend کیا گیا کہ یہ لاہور کی ضروریات کے پیش نظر ضروری ہیں لیکن ان کے اوپر کام نہ ہو سکا، ان کے فنڈز arrange نہ ہو سکے اور ان پر loan نہ مل سکا۔اب یہ کہتے ہیں کہ loan لے لیا، او بھئی 1991 سے loan لینے کی کوشش ہو رہی ہے۔اگر اس وقت آپ کو loan مل جاتا تو اس وقت بھی یہ منصوبہ loan پر لگنا تھا اور اب یہ کہتے ہیں کہ جی loan لے لیا۔

جناب سپیکر!2006 کے بعد یہ سروے ہوا جس پر پیسے خرچ کئے گئے لیکن اس کے بعد loan نہ مل سکا۔اس کے بعد دوبارہ 2008 میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی۔یہ معاملہ تو 1991 سے چل رہا ہے۔یہ کہنا کہ میاں محمد شہباز شریف نے شروع کیا تو بھئی 1991 میں اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی تو ٹھیک ہے۔یہ بات اسی دور میں شروع ہوئی تھی لیکن بعد میں 2008 تک تقریباً 17 سال بنتے ہیں جس دوران ان منصوبوں پر کوئی کام نہ ہو سکا۔2008 کے بعد موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کوشش شروع کی اور اس کے بعد ورلڈ بنک سے اور دوسروں سے negotiate ہوا لیکن بالآخر اس پر جب قرضہ یعنی loan کے متعلق پنجاب حکومت نے اس وقت بھی میاں محمد شہباز شریف، آپ کہتے ہیں کہ چین میں جب کوئی وفد جاتا ہے تو میاں محمد شہباز شریف ضرور ہوتے ہیں۔بھئی!جب وہ پنجاب میں وزیر اعلیٰ تھے اور مرکز میں کوئی اور حکومت تھی تو اس وقت آپ دیکھیں کہ میاں محمد شہباز شریف کتنی مرتبہ چین گئے ہیں۔اس وقت کسی اور وزیر اعلیٰ کو کسی نے روکا تھا کہ وہ جائیں اور جا کر اپنے صوبے کے لئے پراجیکٹس لے کر آئیں؟اس وقت میاں محمد شہباز شریف نے اس پراجیکٹ کو منظور کروایا لیکن loan کے لئے، وہ loan pay تو ہم ہی کریں گے لیکن کسی بھی غیر ملکی loan کے لئے sovereign guarantee ضروری ہوتی ہے، جب یہ سارا پراجیکٹ مکمل ہو گیا اور اس پر ساری negotiation ہو گئی تو اس وقت کی وفاقی حکومت نے sovereign guarantee دینے سے انکار کر دیا جو کہ گرین لائن ٹرین کے لئے تھا۔

جناب سپیکر!جب گرین لائن نہ بن سکی اورsovereign guaranteeنہ ملی تو پھر میاں محمد شہباز شریف نے تُرک حکومت سے معاہدہ کر کے میٹرو کا منصوبہ جو کہ originally گرین لائن تھا،یہاں پر میٹرو ٹرین ہونی تھی تو انہوں نے میٹرو بس کا منصوبہ شروع کر دیا کیونکہ ہم وہ اپنے بجٹ سے afford کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے میٹرو بس کا منصوبہ شروع کیا۔ تُرکی نے 26ماہ میں اپنے ملک میں اس منصوبے کو مکمل کیا لیکن یہاں پنجاب حکومت اور اس ٹیم میں شامل لوگوں اور میاں محمد شہباز شریف کی دن رات کی محنت سے یہ منصوبہ 11ماہ میں مکمل ہوا جو کہ دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ لوگ جو اسے جنگلہ بس کہتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ بھئی اگر ضرورت نہیں ہے تو 1991 میں اور 2006 میں سروے کس بات کے ہوئے تھے؟آج اس میٹرو بس سے ڈیڑھ لاکھ آدمی روزانہ مستفید ہو رہے ہیں۔ جہاں تک یہ بات کی جارہی ہے کہ اس میں سبسڈی دی جاتی ہے بھئی پوری دنیا میں پبلک ٹرانسپورٹ کو حکومتیں سبسڈی دیتی ہیں کیونکہ سبسڈی عام آدمی کو براہ راست جاتی ہے۔ اس میں مزدور اپنے کارخانے میں جانے کے لئے سفر کرتا ہے، کلرک اپنے دفتر جانے کے لئے سفر کرتا ہے اور بچے اپنے سکول جانے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ اگر اس میں سبسڈی نہ دی جائے اور مثال کے طور پر اگر اس کا کرایہ 30روپے ہے، اگر آپ گجومتہ سے شاہدرہ تک رکشا یا کسی پرائیویٹ وین میں 3/2 جگہ بدل کر اور جس طرح سے ویگنوں میں لوگوں کو ٹھونسا ہوتا ہے اس طرح سے سفر کریں تو وہاں پر پہنچنے کے لئے 200روپے چاہئیں۔ یہی 30روپے کو 50روپے کر دیں تو evenہو جاتا ہے۔ اس کو آپ 60روپے کر دیں تو profitہو جائے گا لیکن پبلک ٹرانسپورٹ میں حکومتیں باقاعدہ ریلیف دیتی ہیں اور سبسڈی دیتی ہیں۔

جناب سپیکر!اورنج لائن بھی 1991 کے سروے میں موجود ہے اور یہ منصوبہ 2006 کے سروے میں بھی موجود ہے لیکن کوئی اس کو implement نہ کر سکا۔اب جب اس کو implement کیا جارہا ہے تو اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ مکمل ہونے کے بعد اڑھائی لاکھ آدمی اس سے مستفید ہو گا اور مستفید ہونے والے لوگ صرف لاہور کے نہیں ہوں گے۔ لاہور ایک ایسا شہر ہے جس میں روزانہ 15لاکھ لوگ باہر سے آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ یہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کا شہر ہے، یہاں پر ہونے والی ترقی اور ذرائع آمد و رفت کی سہولت صرف لاہور کے لوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کے لوگوں کے لئے ہے۔ جب یہ منصوبہ مکمل ہو گا تو اڑھائی لاکھ لوگ جن میں

سے اکثریت 60,70اور 80فیصد لوگ باہر سے ہوں گے۔ وہ لوگ اس سے مستفید ہوں گے اور 2025تک مستفید ہونے والے لوگوں کی تعداد پانچ لاکھ ہو گی۔ پانچ لاکھ لوگ اورنج لائن ٹرین کے ذریعے سے سفر کریں گے اور تقریباًتین سے چار لاکھ لوگ میٹرو بس سے سفر کریں گے یعنی تقریباًایک ملین، دس لاکھ لوگوں کی سفری ضروریات کو یہ منصوبے پورا کریں گے۔اگر یہ منصوبے آج نہیں بنائے جاتے تو پھر آپ دیکھیں کہ 2020 یا2025 میں کیا صورتحال ہوتی۔اب ان چیزوں کو صرف روکنے کے لئے اور delay کرنے کے لئے اپوزیشن احتجاج کر رہی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب پرسوں یہاں پر احتجاج کرنے کے لئے کنٹینرز کے بعد نمودار ہو رہے ہیں جبکہ جن لوگوں کے گھر یا زمینیں اورنج لائن کے راستے میں آئی ہیں، کسی نے اس منصوبے پر احتجاج نہیں کیا اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ منصوبہ نہیں بننا چاہئے۔ ان کا اعتراض اگر بعض جگہ پر ہے تو وہ قیمت پر ہے۔ کسی کا اعتراض یہ ہے کہ ہماری زمین کی قیمت زیادہ ہے اور ہمیں کم قیمت دی جا رہی ہے، میرے گھر کی قیمت زیادہ ہے اور مجھے کم قیمت دی جا رہی ہے یا issues ہیں کہ کرائے دار بیٹھا ہے اور مالک مکان کو پیسے نہیں مل رہے اور کرائے دار کو مل رہے ہیں لیکن ان issues کو resolve کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب خود اپنی سربراہی میں روزانہ meetings لے رہے ہیں۔ کل سے ادائیگیوں کا سلسلہ شروع ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پانچ دن کے اندر اندر تقریباًیہ کوئی 14/13 بلین روپے ان لوگوں کو دیا جائے گا جن کی زمینیں یا مکان اس منصوبے کے اندر آ رہے ہیں اور کل جو گزر گیا ہے، اس سسٹم کو in place کیا گیا ہے اور کل 85 کروڑ روپے کی payment ہوئی ہے۔ متاثرہ لوگوں میں سے تقریباً اکثریت نے آ کر وہاں پر رابطہ کیا ہے یعنی وہ لوگ compensation لے رہے ہیں، لوگ اپنی جگہ کی اور اپنے گھر کی قربانی دے کر اس منصوبے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور یہ احتجاج کرنے والے گھروں سے تیار ہو کے cologne وغیرہ لگا کر اور صاف ستھرے ہو کر یہاں پر آ کر نعرے لگا رہے ہیں کہ یہ منصوبہ لاہور کی تباہی کا منصوبہ ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ منصوبہ ان کی سیاست کی تباہی کا منصوبہ ثابت ہو گا اور یہ ہر قیمت پر وقت سے پہلے مکمل ہو گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب آپ تشریف لے گئے تھے اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو منانے کے لئے تو کیا جواب ملا؟ اُن کو بار بار بُلا رہا ہوں کہ آ جائیں آپ oppose کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اپوزیشن سے request کی ہے کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں پہلے تو وہ کافی دیر پریس سے talk کر رہے تھے اُس کے بعد میں نے اُنہیں request کی تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مشاورت کر لیں ۔ہم دوبارہ تھوڑی دیر بعد جائیں گے انشاءاللہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ آجائیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ مہربانی اب oppose کرنے والے نہیں ہیں۔

There is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016, be passed."

کیا کروں اپوزیشن کے دوستوں کا، کیا کہا انہوں نے کتنی دیر میں آئیں گے؟ آجائیں، اگر آپ بولنا چاہتے ہیں، اس بل کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کی بات سننے کو تیار ہوں۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Minister for Law may move the motion for suspension of Rule.

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2016

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

جناب خلیل طاہر صاحب!آپ حزب اختلاف کو لے کر نہیں آئے؟ مجھے تو یہ پتا تھا کہ آپ پیچھے رہ گئے ہیں لے کر آئیں گے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں انہیں دھکے کے ساتھ تو نہیں لا سکتا۔

جناب سپیکر:تو پھر آپ وہاں کس لئے ٹھہرے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں نے بڑی گزارش کی ہے لیکن اُن کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے،میں نے اُن سے کہا عوام آپ کو دیکھ رہے ہیں،میڈیا دیکھ رہا ہے۔ایک دو معزز ممبر مانے۔۔۔

جناب سپیکر:حزب اختلاف کے معزز ممبران آئیں اور oppose کریں ورنہ میں آگے بڑھ رہا ہوں۔ جی،کوئی نہیں آرہا تو اُن کی مرضی ہے۔آئیں arguments کریں،گورنمنٹ کو convince کریں۔نہیں آرہے that sorry۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 be passed."

اپوزیشن کی طرف سے اس کو کوئی oppose کرنے کے لئے نہیں ہے؟ بہت افسوس ہے انہیں آنا چاہئے تھا۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: معزز ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بروز سوموار محکمہ زراعت پر عام بحث ہو گی جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 5۔فروری2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،5۔فروری2016

(یوم الجمع،25۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 6

611

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 5۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

GOVERNMENT BUSINESS

RESOLUTION

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the said Rules, to move a Resolution in the Assembly on Kashmir day.

A MINISTER to move the following Resolution:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج 5۔فروری 2016 کو یوم کشمیر کے موقع پر اپنے کشمیری بھائیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی اخلاقی اور سیاسی حمایت کا بھرپور یقین دلاتا ہے۔ قائداعظمؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔ ان قراردادوں میں کشمیریوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ ایوان وفاقی حکومت کے توسط سے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے اور فی الفور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں رائے شماری کروائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کے سلسلے میں عملی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔

613

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،5۔فروری2016

(یوم الجمع،25۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّن دَعَآ
إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُ ۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ
فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیات33تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو(سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے)کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عشق تیرا نہ اگر میرا مسیحا ہوتا
تو میں بھی گمراہی کے ویرانوں میں کھویا ہوتا
کاش یہ آنکھ تیری راہ کے تنکے چنتی
دل تیرے شہر کی گلیوں میں سلگتا ہوتا
تیری نسبت نے سنوارا میرا انداز حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگ دنیا ہوتا
کوئے سرکار میں ہوگا کہیں مصروف طواف
دل اگر سینے میں ہوتا تو دھڑکتا ہوتا

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور قواعد کی معطلی کی تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلہ میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلہ میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

کسی نے مخالفت نہیں کی لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ جموں کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کے سلسلہ میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون! اپنی قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔اس کے بعد جو ممبران بھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہیں ان کو موقع دیا جائے۔اس کے بعد question put کیا

جائے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرارداد پیش کرنے کے بعد آپ question put کر کے اسے منظور کروا لیں اور اس کے بعد جو معزز ممبر بھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہے وہ کر لے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہماری بھی قراردادیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر قانون یہ کہہ دیں کہ ان ممبران کی طرف سے بھی قراردادیں آئی ہوئی ہیں اور ہم یہ مشترکہ قرارداد لائے ہیں۔ ہماری قراردادوں کا یہاں ذکر نہیں ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جب قرارداد پیش کروں گا تو آپ question put کرنے سے پہلے ان تمام قراردادوں اور محرکین کا ذکر فرمائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں محترم قائد حزب اختلاف کو معلوم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کشمیری بھائیوں سے یکجہتی کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج 5۔فروری 2016 کو یوم کشمیر کے موقع پر اپنے کشمیری بھائیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی اخلاقی اور سیاسی حمایت کا بھرپور یقین دلاتا ہے۔ قائد اعظمؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔ ان قراردادوں میں کشمیریوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ ایوان وفاقی حکومت کے توسط سے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے اور فی الفور اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں رائے شماری کروائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کے سلسلے میں عملی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج 5۔فروری 2016 کو یوم کشمیر کے موقع پر اپنے کشمیری بھائیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی اخلاقی اور سیاسی حمایت کا بھرپور یقین دلاتا ہے۔ قائداعظمؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔ ان قرار دادوں میں کشمیریوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ ایوان وفاقی حکومت کے توسط سے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے اور فی الفور اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں رائے شماری کروائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کے سلسلے میں عملی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔"

یہ قرارداد وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان)، قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید)، ڈاکٹر سید وسیم اختر، سردار وقاص حسن مؤکل اور محترمہ فائزہ احمد ملک کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج 5۔فروری2016 کو یوم کشمیر کے موقع پر اپنے کشمیری بھائیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں اپنی اخلاقی اور سیاسی حمایت کا بھرپور یقین دلاتا ہے۔قائداعظمؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے۔ ان قراردادوں میں کشمیریوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا۔

یہ ایوان وفاقی حکومت کے توسط سے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ کشمیری عوام خصوصاً خواتین، بچوں اور بزرگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو فوری طور پر بند کرے اور وہاں سے اپنی افواج کو واپس بلائے اور فی الفور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں رائے شماری کروائے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کے سلسلے میں عملی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب جو معزز ممبران بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ وارث کلو صاحب، قائد حزب اختلاف اور پھر شاہ صاحب نے نام دیا ہے اور جو نام میرے پاس آئے ہیں وہ میں بعد میں پڑھوں گا لیکن پہلے میں قائد حزب اختلاف کو وقت دے رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کا دن ایک انتہائی اہم دن ہے۔ ہمارے کشمیری بھائی جو کئی دہائیوں سے پے در پے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ بھارت

نے 7لاکھ سے زائد فوجی وہاں پر مسلط کئے ہوئے ہیں جنہوں نے ان کی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے۔اس وقت تقریباً30 فیصد کشمیری آبادی معذور یا اپاہج ہو چکی ہے،ان میں سے لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ ہیں جو کہ شہداء ہیں اور لاکھوں افراد ایسے ہیں کہ جن میں سے کسی کی ٹانگ، کسی کا بازو کٹا ہوا ہے، کسی کا کان کٹا ہوا ہے اور کسی کی آنکھ ضائع ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے ساتھ یہ احساس ہو رہا ہے کہ جیسے کشمیر کے معاملے کو جس طرح ہمیں سنجیدگی سے لینا چاہئے تھا یا جس طرح ترجیح دینی چاہئے تھی وہ ترجیح ہماری state یا حکومت کی طرف سے اس انداز سے نہیں دی جا رہی ہے۔ ویسے کہنے کو تو کشمیر کمیٹی بھی بنی ہوئی اور ایک سال کے بعد ہم یوم کشمیر بھی مناتے ہیں، قرارداد پاس ہوئی، ریلیاں نکلیں، جلسہ جلوس ہوا اور اس کے بعد ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک کشمیر کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اور جب تک کشمیری عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق انہیں حق خود ارادیت نہیں دیا جاتا اور رائے شماری کا حق نہیں دیا جاتا تو اس وقت تک ہمیں آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بعض دوست یہ کہتے ہیں کہ باقی معاملات چلتے رہیں، تجارت ہو جائے، باقی حالات normal ہو جائیں اور کشمیر کا مسئلہ جو میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کی یہ کوشش اور خواہش بھی ہے کہ اس کو وہ سرد خانے میں ڈالے رکھے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا کیونکہ کشمیر ہمارا core issue ہے۔ جب تک پانی کا مسئلہ اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینے کا فیصلہ نہیں ہوتا تو کسی صورت میں بھی بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات معمول پر نہیں آ سکتے۔ ہم اوپر سے جو مرضی کہیں لیکن پچھلے دنوں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے جو کچھ بنگلہ دیش میں جا کر کہا اور گا ہے بگا ہے وہ کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں اس سے اس کا باطن ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ پاکستان اور کشمیر کے بارے میں کیا عزائم رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم پوری قوم بیک زبان جس طرح یہ قرارداد پیش کر کے اظہار یکجہتی کرتے ہیں اسی طرح سے ہم اس کو مسئلہ نمبر ایک رکھیں۔ انڈیا کے ساتھ کسی صورت ہمارے تعلقات معمول پر نہیں آ سکتے جب تک ہماری حکومت اس بنیادی مسئلے کو سر فہرست رکھ کر اس پر سفارتی، بین الاقوامی سطح اور ہر forum پر اس کو نہیں اٹھاتی اور بھارتی فوج کے مظالم سے دنیا کو آگاہ نہیں کرتی۔ آج ہم یوم کشمیر منا رہے ہیں اور آج صبح تین نہتے کشمیریوں کو باؤنڈری لائن پر شہید کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکمرانوں کو تمام سیاسی لیڈر شپ کو اس مسئلہ پر جو ترجیح دینی چاہئے تھی، جس شدومد کے ساتھ اس کو بین الاقوامی فورم پر، اقوام متحدہ میں اور سفارتی سطح پر لے کر جانا چاہئے تھا اس انداز کے ساتھ نہیں لے کر گئے۔ وہ اس میں ضعف کا شکار رہے ہیں اور کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔ اس کے اندر وہ شدت نہیں ہے کہ ہم کشمیر پر ببانگ دہل اٹھ کر پوری دنیا کو قائل کریں جس طرح کہ ماضی میں قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ان تمام لوگوں کے لئے جنہیں کشمیر کے اندر شہید کیا گیا اور آج بھی تین افراد کو شہید کیا گیا ہے ان سب شہداء کے لئے یہاں معزز ایوان میں فاتحہ خوانی بھی کرائی جائے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ دعا کرادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دعا ابھی کرادیں یا بعد میں کرادیں؟

جناب سپیکر: پھر بعد میں کہیں آپ کو بھی تلاش نہ کرتا پھروں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں، میں یہاں انشاء اللہ آخر تک بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کا جو ہمارا صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہے یہ اس موقع پر بہت خوش آئند ہے اور میں آج کے اجلاس کے انعقاد کے حوالے سے رانا ثناء اللہ خان کی تحسین کرتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ یقیناً آج جو قرارداد آپ نے پیش فرمائی ہے، میں نے علیحدہ سے بھی قرارداد دی تھی لیکن الحمد للہ اب یہ قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، گورنمنٹ اور سب کی طرف سے متفقہ طور پر ہے۔ یہ مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کے لئے ایک بہت ہی مثبت اور اچھا پیغام اس حوالے سے جائے گا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس موقع پر قائد حزب اقتدار میاں محمد شہباز شریف بھی موجود ہوتے تو اس کے اندر مزید وزن پیدا ہوتا۔ جس طرح آج وزیر اعظم مظفر آباد میں ہیں اور وہاں کی کشمیر اسمبلی سے انہوں نے اس موضوع پر خطاب کرنا ہے۔ اگر قائد حزب اقتدار میاں محمد شہباز شریف یہاں تشریف لے آتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر! کشمیر کا مسئلہ، یہ ظاہر ہے مجھے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ یہ پاکستان کی تکمیل کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بانی پاکستان کا جو یہ فقرہ ہے جس کا ابھی ابھی میاں محمود الرشید نے ذکر کیا ہے کہ "کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے" یہ فقرہ اِس موقع پر پاکستان کے

بچے بچے کی زبان پر موجود ہوتا ہے اور جتنے بھی ہمارے پروگرام ہوتے ہیں ان سب میں یہ فقرہ دہرایا جاتا ہے۔ یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر پورا ایک وژن ہے، پاکستان کی ترقی ہے اور پاکستان کی تکمیل ہے۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ آپ دیکھیں کہ جب ہندوستان نے مقبوضہ کشمیر میں 1948 میں فوجیں داخل کی تھیں تو قائداعظمؒ اُس وقت پاکستان کے پہلے گورنر جنرل تھے۔ جیسے ہی قائداعظمؒ کو یہ خبر ملی کہ ہندوستان نے کشمیر کے اندر فوج داخل کی ہے تو انہوں نے کوئی مذاکرات اور اقوام متحدہ کی بات نہیں کی بلکہ فی الفور یہ decision کرتے ہوئے کمانڈر اِن چیف کو حکم دیا کہ ہندوستان کی فوج کشمیر کے اندر ناجائز داخل ہوئی ہے لہٰذا پاکستان کی فوج انہیں نکالنے کے لئے آپریشن کرے۔ اُس وقت پاکستان الحمدللہ بن گیا تھا لیکن شومئی قسمت اُس کے کمانڈر اِن چیف جنرل گریسی صاحب تھے جنہوں نے کشمیر کے مسئلے کو الجھایا تاکہ یہ ایک مسلسل فساد رہے اور انہوں نے اُن کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر صوبہ سرحد سے مجاہدین تشریف لائے اور جہاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ آزاد کشمیر جو ہمارے ساتھ متصل ہے یہ ہمارے اُن مجاہدین کے جہاد کے نتیجے میں میسر آیا۔ اس کے بعد نہرو صاحب بھاگے اور اقوام متحدہ جا کر اس کا واویلا کیا۔ سکیورٹی کونسل اور اقوام متحدہ کی ایک قرارداد آئی کہ کشمیریوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کا حق دیا جائے کہ وہ اپنا فیصلہ کریں کہ انہوں نے پاکستان کے ساتھ جانا ہے یا ہندوستان کے ساتھ جانا ہے؟ اُس وقت سے اب یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے جو ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا حالانکہ اس دوران آپ کو معلوم ہے کہ کئی اور قراردادیں آئیں مثلاً انڈونیشیا کے حوالے سے آئی تو فوراً عملدرآمد ہو گیا۔ اسی طرح سوڈان کے حوالے سے بھی قرارداد آئی تو اقوام متحدہ اور سکیورٹی کونسل نے پاس کی اور جھٹ پٹ اُس پر عملدرآمد کر دیا۔ یقیناً اقوام متحدہ کا role ہے لیکن یہ مسلمانوں کے حوالے سے بہت ہی منفی ہے لہٰذا ہمیں اپنی پالیسیوں کو تشکیل دیتے ہوئے اسے زیر غور لانا چاہئے۔ اسی طرح ماضی کی حکومتوں میں بھی اس حوالے سے مختلف occurrence چلتی رہیں مثلاً جنرل مشرف صاحب نے سات آٹھ options دے دیئے اور بڑی قلابازیاں کھائیں یعنی ثقافتی گانے بجانے والے اور والیوں کے آپس میں تحائف جاتے اور دوسرے options کی بات شروع کر دی لیکن وہ سارے کے سارے قوم نے قبول نہیں کئے جو کہ رد ہو گئے۔ میں نے ابھی آپ کو اقوام متحدہ اور سکیورٹی کونسل کی قراردادوں کا حوالہ دیا ہے یہی الحمدللہ قوم کا مؤقف ہے اور اس حوالے سے خوشی ہے کہ حکومت بھی،

افواج پاکستان، تمام دینی و سیاسی جماعتیں، این جی اوز اور بالخصوص پوری پاکستانی عوام سمیت اسی مؤقف پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ وہاں پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے اُس کی بڑی لمبی تفصیل ہے جو مسلسل جاری و ساری ہے جس میں ہزاروں معذور اور ہزاروں شہید ہو چکے ہیں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ پراپرٹی کا loss اور psychological trauma اپنی جگہ پر موجود ہے۔ آپ، میں اور پوری قوم اس حوالے سے اچھی طرح سمجھتی ہے کہ ہندوستان کبھی بھی ہمارا خیر خواہ نہیں رہا۔ ابھی بھی آپ دیکھیں کہ ان کے وزیراعظم نے بنگلہ دیش جا کر ببانگ دہل کہا کہ میں خود پاکستان کو تقسیم کرنے کے ایجنڈے میں شریک تھا۔ آپ کو یاد ہے کہ اندرا گاندھی کا یہ بڑا مشہور فقرہ ہے کہ جب بنگلہ دیش بن گیا تھا تو اُس نے یہ بات کی تھی کہ میں نے دو قومی نظریے کو خلیج بنگال کے اندر ڈبو دیا ہے۔ اُس وقت ہمارے عاقبت نااندیش حکمران امریکہ کے اوپر تکیہ لگائے بیٹھے تھے، جنرل یحیٰ خان شراب میں مدہوش اپنے گانے بجانے والیوں کے ساتھ عیش و عشرت کی محافل میں موجود تھے اور قوم کو بتا رہے تھے کہ امریکہ ہمیں بچائے گا۔ امریکہ نے اُس پر پوری مہر ثبت کی اور یہ پاکستان دولخت ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے ایجنڈے کی تکمیل ہمیں خود ہی کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ ہمیں مذاکرات کرنے چاہئیں کیونکہ موجودہ دَور میں جنگ اس کا حل نہیں ہے لیکن مذاکرات نتیجہ خیز نہیں ہو رہے۔ مسلسل سینکڑوں مذاکرات کے سیشن مختلف سطح پر ہو چکے ہیں لیکن ہندوستان اپنی اُسی رٹ پر قائم ہے کہ کشمیر اُس کا اٹوٹ انگ ہے بلکہ اُن کے وزرائے خارجہ نے یہاں تک کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ موجود ہے جبکہ مقبوضہ کشمیر کا مسئلہ کوئی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اصل مسئلہ آزاد کشمیر کا ہے اور یہ ہمارا حصہ ہے یعنی وہ اس حد تک اس معاملے کو لے کر جاتے ہیں۔ ہمیں بڑے وژن کے ساتھ، سوچ سمجھ کر مضبوطی کے ساتھ ایک مؤقف کو آگے بڑھانے اور اس کے حل کے لئے کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ ہم ہندوستان کے ساتھ آلو پیاز کی تجارت شروع کر دیتے ہیں جس میں ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کا کوئی فائدہ ہو جاتا ہو گا لیکن اس سے ہمارا کسان مر جاتا ہے جبکہ اس کا فائدہ ہندوستان ہی کو ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے ساتھ جتنی بھی تجارت ہے چاہے اس میں جتنا بھی فائدہ ہوتا ہے اُس کو مکمل طور پر ہمیں بند کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ Gulf countries جیسے سعودی عرب ہے تو مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان سے زیادہ بڑی تعداد میں ہندوستان کے لوگ مختلف اداروں میں وہاں پر ملازمتیں کر رہے ہیں لہٰذا ہمیں ایسی

حکمت عملی اپنانی چاہئے کہ بتدریج اُن کا وہاں سے دیس نکالا ہو۔اس کے ذریعے سے ہندوستان کو ایک مضبوط پیغام جائے تاکہ وہ اس مسئلے کو حل کریں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس کے علاوہ یہ بھی دیکھیں کہ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے راہنماؤں کو پھانسی پر لٹکا رہے ہیں جس میں اُن کو ہندوستان کی مکمل طور پر آشیر باد حاصل ہے۔یہ مذاکرات جو کسی طرف بھی لے کر نہیں جا رہے اس کے علاوہ بھی مختلف options ہیں جن کو بروئے کار لانا چاہئے۔ہماری پوری سیاسی قیادت اور تمام پارٹیوں کے سربراہان کو بیٹھ کر ایک مضبوط لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے۔کشمیر کے issue پر ایک دن منانا بھی خوش آئند ہے اور اچھا message جاتا ہے لیکن اس کے حل کرنے کا کوئی time framework طے کرنا چاہئے اور اس کے لئے مضبوط اقدامات ہمیں طے کرنے چاہئیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ملک محمد وارث کلو صاحب!ان کے بعد میاں محمد رفیق صاحب کی باری ہے۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔آج کا دن ہمارے لئے اس حوالے سے بہت اہم ہے کیونکہ جب پاکستان وجود میں آیا تو اس کی ایک basic theory اور بنیادی نظریہ تھا۔جس وقت تقسیم ہوئی تو ہمارے لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں اور اس حوالے سے ریفرنڈم بھی ہوئے۔مسلمانوں کی اکثریت جہاں جانا چاہتی ہے وہ پاکستان کے ساتھ چلی جائے اور جو ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں وہ ہندوستان میں آئیں لیکن اُس وقت کشمیر کی اکثریت یعنی 90 فیصد آبادی نے پاکستان کے ساتھ رہنے کے لئے اپنا اظہار کیا اور اپنے جمہوری حق سے آگاہ کیا۔اُس وقت کے حکمران ہندو راجہ جن کا نام غالباً ہری سنگھ تھا انہوں نے ایک سازش کے تحت ہندوستان کی پوری فوج کو بلوالیا۔وہاں 1948 میں جنگ ہوئی،ایک طرف انگریز کی فوج اور ہندوؤں کی فوج لڑ رہی تھی تو دوسری طرف سے ہمارے مجاہدین لڑ رہے تھے۔اُس وقت اقوام متحدہ کی دو تحریکیں آئیں اور وہ تحریکیں کیا تھیں، ہم نے اُس spirit کی طرف جانا ہے؟ دنیا میں اس وقت civilization کے ارتقاء کے بعد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اب بہترین نظام جمہوری نظام ہے اور جمہوری نظام کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جہاں کی اکثریت جہاں جانا چاہتی ہے وہ وہاں جائے اور اقلیت اُس کو follow کرے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُس وقت کی دو قرار دادیں انتہائی اہم تھیں، اُس وقت UNO میں پاکستان نہیں گیا تھا، قائداعظم محمد علی جناح نہیں گئے تھے لیکن ہندوستان کے اس وقت کے حکمران UNO میں گئے اور UNO نے دو تحاریک پاس کیں جس میں تسلیم کیا کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے گا اور کشمیری جہاں جانا چاہیں گے وہاں جائیں گے۔

جناب سپیکر: پلیز! جلدی wind up کریں کیونکہ دوسروں نے بھی بولنا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہندوستان سب سے بڑا جمہوری ہونے کا نام نہاد دعویدار ہے لیکن وہ کشمیریوں کو حق جمہوریت اور اُن کو حق خود ارادیت نہیں دے رہا۔ آج کے دن میں پوری عالمی دنیا اور UNO کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے intervene کریں اور کشمیر کو آزاد کروائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میاں محمد رفیق صاحب! آپ دو تین منٹ سے زیادہ نہ لگائیں کیونکہ جمعۃ المبارک ہے، لوگوں نے جانا بھی ہے اور اس قرار داد کو پاس بھی کرنا ہے۔ پلیز ذرا جلدی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پہلے تو میں دو تین منٹ عنایت کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پھر میں وزیر قانون صاحب کی طرف سے جو قرار داد پیش ہوئی ہے اُس کی من و عن بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تاریخ کا جبر ہے اس پر اگر بات ہو جائے تو ہونے دیں کیونکہ دو تین منٹ میں کیا بات ہو گی؟ تاریخ کا جبر ہے جو کسی کو معاف نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آج جمعۃ المبارک ہے جس کی لوگوں نے نماز بھی ادا کرنی ہے۔

میاں محمد رفیق: میں اتنا ہی کہہ دوں کہ جو قومیں اور ممالک کمزور ہوتے ہیں جیسا کہ ہم polarized قوم ہیں اسی طرح سے تمام مسلم ممالک بھی polarized اور کمزور ہیں اور امریکہ کے "تھلّے" لگے ہوئے ہیں۔ جو امریکہ چاہتا ہے، آپ یہ دیکھیں کہ قرار دادوں کا ذکر آیا تو یہ قرار دادیں بھی پاکستان کی حمایت میں نہیں ہیں اور اگر میں اس پر بھی بات کروں جو قرار داد اقوام متحدہ میں پیش ہوئی اور منظور ہوئی تو وہ بھی ہماری حمایت میں اتنی نہیں جاتی ہے تاہم حق خود ارادیت محکوم قوموں کو کشمیریوں کو، فلسطینیوں

کو اور دیگر کو ملنا چاہئے لیکن جب تک مسلم ممالک ایک طاقت نہیں بنتے تو اس وقت تک ہم کیسے جبر کی طاقتوں کو منوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تاریخ تو رہ گئی جو آپ نے مکمل کرنے نہیں دی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج 5۔فروری کے حوالے سے ہم سب کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کر رہے ہیں تو اس موقع پر میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ جس طرح کے حالات سے آج ہم سب گزر رہے ہیں، چاہے وہ کشمیری بھائی، بہنیں، بچے ہوں یا پاکستانی بھائی، بہنیں اور بچے ہوں، ضرورت ہے کہ ایک مضبوط خارجہ پالیسی کے تحت ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوں۔ نہ صرف کھڑے ہوں بلکہ عالمی سطح پر اقوام متحدہ کو اس حد تک مجبور کر دیں اور اسے پتا ہو کہ جہاں وہ دوسرے ممالک کی دادرسی کرتا ہے اور ان پر ہونے والے مظالم کا ایکشن لیتا ہے۔ اسی طرح کشمیر بھی ایک بہت بڑا علاقہ ہے اور میرے خیال میں اس کے بہت بڑے حصے میں جہاں پر مسلمانوں کی آبادی ہے کو نظر انداز کرنا اور through out نظر انداز کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ اس کے لئے ہمیں اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنا پڑے گی بلکہ ایک strategy بنانا پڑے گی۔ اگر اس strategy کا ہم حصہ کہیں کہ رائے عامہ کو ہموار کریں کیونکہ اس وقت موجودہ حکومت کے پاس نہ صرف ایک مضبوط پارلیمنٹ موجود ہے بلکہ وہ تمام سیاسی issues جن پر حکومت کو سپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ تمام سیاسی جماعتیں اسے سپورٹ کرتی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ جہاں ملک کے اندر سے بھی سپورٹ ہے تو اگر حکومت ہمت کرے، آج اس ہمت کی ضرورت ہے اور آج وہ وقت ہے جہاں 70 کی دہائی میں ذوالفقار علی بھٹو جیسا لیڈر اقوام متحدہ میں جا کر امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکار سکتا ہے اور پوری دنیا کو یہ کہہ سکتا ہے کہ کشمیر کاز پر کوئی کمپرومائز نہیں ہوگا اور کشمیر issue پر کمپرومائز قبول نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج ہمیں بھی ایسے سیاسی لیڈروں کی ضرورت ہے جو کشمیر issue پر کمپرومائز نہ کریں۔ اپنی ذاتی دوستیاں بالکل رکھنی چاہئیں اور میں دوستی کی مخالف نہیں ہوں اور میں دوستی اور بات چیت کی حامی ہوں اور پاکستان پیپلز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ مفاہمت، دوستی اور بات چیت ہی راستے ہموار کرتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے important issues کو اپنی ذاتی دوستیوں کی بھینٹ چڑھا دیں۔

جناب سپیکر: وہ ہو نہیں سکتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہمیں تمام مسلم امہ کو اپنے ساتھ کشمیر issue کے لئے کھڑا کرنا چاہئے اور اگر اس issue پر مسلم امہ پاکستان کے ساتھ کھڑی ہو گی تو یقیناً اقوام متحدہ پر بھی پریشر پڑے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔آج 5۔فروری کا دن پاکستان کی تاریخ میں ایک بہت اہم دن کی حیثیت رکھتا ہے اس دن ہم کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی مناتے ہیں اور دنیا کے اندر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم بطور قوم کشمیریوں کی آزادی کے لئے ان کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی مدد کریں گے۔یہ دن اس لئے اہم ہے کہ پنجاب اسمبلی نے اپنا ایک پورا دن کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے مخصوص کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج ہم نے دیکھا کہ برطانیہ نے یہ ادھورا ایجنڈا چھوڑا ہے، جب وہ اپنے ملک میں سکاٹ لینڈ کی آزادی کے فیصلے کے لئے ووٹنگ کرواتا ہے تو پھر کیوں نہیں اقوام متحدہ میں پاس ہونے والی قراردادوں پر عمل کرواتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اقوام متحدہ میں یہ معاملہ لے کر جائیں اور اسے اجاگر کریں کہ وہ اپنے لئے جو راستہ اختیار کرتا ہے تو کشمیریوں کے ساتھ اقوام متحدہ کے اندر کئے ہوئے وعدے کو کیوں نہیں پورا کیا جاتا اس لئے ہماری حکومت اور ہم سب کو بطور قوم کشمیریوں کے ساتھ بیک زبان اکٹھے ہو کر تمام اختلافات بھلا کر کھڑے ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج ہم 5۔فروری کو یوم کشمیر منا رہے ہیں اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ تمام جماعتوں نے مشترکہ طور پر یہ قرارداد منظور کی۔ میں کشمیر کی بیٹی ہوں، جموں و کشمیر میں ہمارے گھر بھی ہیں، ہمارے آباؤاجداد کی قبریں بھی ہیں۔قربانیاں بھی ہیں۔ہم خون دے کر پاکستان پہنچے اس لئے میں یہ سمجھتی تھی کہ میرا بولنے کا حق ہے۔وہاں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، وہاں بچیوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور نوجوانوں کے لاشے ہم روزانہ اٹھاتے ہیں تو یہ امن کی آشائیں، آپس کی دوستی یاری نہیں چلے گی جب تک ہم کشمیر پر اپنا مضبوط مؤقف نہیں اپنائیں گے اور ہم یہ sure نہیں کریں گے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ جب تک ہم کشمیر نہیں لے لیتے انڈیا کے ساتھ دوستی کی کوئی بات نہیں کر سکتے۔ کشمیر کو ہم نے ہمیشہ سیاسی ایجنڈے کے طور پر استعمال کیا، نعروں

میں استعمال کیا،الیکشن جیتنے کے لئے استعمال کیا لیکن آج یہ وقت ہے کہ ہم سب متحد ہو کر کشمیر کی جنگ لڑیں اور کشمیر کی جنگ تب ہی لڑی جا سکتی ہے جب ہماری political will ہو گی اور ہم حقیقی معنوں میں کشمیر کو آزاد کرانا چاہیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، دولتانہ صاحب!

میاں عرفان دولتانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں رانا صاحب کے اس اقدام کو بڑا خوش آئند کہتا ہوں کہ وہ آج کشمیر ڈے پر قرارداد لائے ہیں۔ ہندوستان یہ چیز سمجھ لے کہ جس طرح قرارداد میں لکھا گیا ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ کسی لحاظ سے کشمیر کے موضوع پر لچک نہیں ہو گی۔ دوسرے نمبر پر اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ ہماری مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں لوٹ کر اور انہیں جانی و مالی نقصان پہنچا کر ہندوستان ایک خوشحال ملک بن سکتا ہے تو یہ ان کی بھول ہے کیونکہ پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف بھی کشمیری ہیں، ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بھی کشمیری ہیں اور ہم سب بھی اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہر طرح سے کھڑے ہیں اور کسی لحاظ سے ہندوستان کے اس عمل کو قبول نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ گلناز شہزادی!

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج 5۔فروری یوم کشمیر، کشمیری بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کا دن منایا جا رہا ہے۔ اس قرارداد کے آخری حصے میں سب سے خوبصورت بات یہ ہے کہ عالمی سطح پر کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کے سلسلے میں ہماری وفاقی حکومت نے کوئی ایسی کوشش رہ نہیں گئی جو نہ کی ہو اور اس کے نتیجے میں دیکھیں کہ نریندر مودی خود چل کر پاکستان آنے پر مجبور ہو گئے۔ یہی پالیسی ہے اور اسی پالیسی کو لے کر انشاء اللہ ضرور کشمیر آزاد ہو گا لیکن میں اس کے دوسرے پہلو پر بھی بات کرنا چاہوں گی کیونکہ اس وقت ملک حالت جنگ میں ہے۔ آپریشن ضرب عضب ابھی تکمیل کے مراحل میں ہے اور جو ریلیاں گلیوں میں جس طرح سے نکالی جا رہی ہیں تو میری رائے ہے کہ احتجاج یا اظہار یکجہتی کرنے کے لئے کوئی ایسی جگہ منتخب کر لی جاتی جہاں پر security measures اور walk through gates وغیرہ کا بندوبست کیا جاتا تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ آج اگر ہم سکولز کی بات کرتے ہیں تو کچھ سکولز ابھی بھی sealed ہیں کیونکہ وہ SOPs کو follow نہیں کر رہے تھے۔ ہر جان بہت ہی اہم ہوتی ہے چاہے وہ سکولز کے بچوں کی ہو یا پھر ریلیوں میں شامل ہونے والے بچوں یا بہن بھائیوں کی ہو تو اس پر ضرور غور کیجئے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو جو متفقہ قرارداد منظور ہوئی ہے اُس پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔اس وقت اسی چیز کی ضرورت ہے کہ ہم سب مل کر کشمیر کا جو issue ہے اُس میں متحد ہوں اور خاص طور پر عالمی سطح پر جو تمام مسلمان ہیں اُن کو اکٹھا کر کے ہمیں اس کو اپنی priority رکھنا چاہئے۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے ہمیں دن رات ایک کرنا چاہئے، ہمیں کوئی ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں، کوئی ایسی کوشش نہیں کرنی چاہئے جس سے کشمیری بھائیوں کو تکلیف ہو کیونکہ اس وقت جو ہماری خارجہ پالیسی ہے اور ہمارے بھارت کے ساتھ تعلقات پر جو چیز منظر پر سامنے آرہی ہے ہمیں کشمیر کی قیمت پر کسی قسم کی کوئی دوستی منظور ہے اور نہ ہی ہم اُس کو accept کریں گے۔ میں یہاں پر اپنے جو تمام کشمیری بہنیں اور بھائی ہیں اُن کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور سلام پیش کرتی ہوں کہ کتنے برسوں سے اُن کی پرامن جدوجہد ہے۔ ہماری پوری قوم، پورے پاکستان کے بہن اور بھائی اُن کے ساتھ ہیں اور جو ہماری مائیں بہنیں بیٹیاں ہیں کشمیر کی مائیں بہنیں بیٹیوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہمارا پیغام اس ایوان اور پوری قوم کی طرف سے جانا چاہئے۔ایسا کوئی پیغام نہیں جانا چاہئے جس میں کوئی ایسا element نظر آئے کہ جو دوستی اور روابط ہیں وہ کشمیر کی قیمت پر ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہمیں سب کو مل کر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اُس علاقے کو no military zone قرار دیا جائے اور عالمی سطح پر این جی اوز اور جو ادارے انسانی حقوق کے لئے کام کر رہے ہیں اُن کو وہاں پر اجازت دی جائے کہ وہ وہاں پر جا کر اپنا رول ادا کر سکیں بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کی بھی بہت مہربانی۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب! وقت کم ہے دوسروں کا بھی خیال کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جتنے مسلمان ممالک ہوتے ہیں اُس میں کچھ حصہ متنازعہ چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ یہ مسلمان آپس میں لڑتے رہ جائیں اس طرح کشمیر کو بھی متنازعہ چھوڑ دیا گیا تاکہ بھارت اور پاکستان میں امن قائم نہ ہو سکے۔ دنیا میں جو جمہوری علم بردار ہیں اُن کو باقی قرار دادیں تو نظر آتی ہیں لیکن جو قرار داد کشمیر کے حق آزادی کے لئے تھی وہ نظر کیوں نہیں آتی؟ جب تک اس قرار داد پر عملدرآمد نہیں ہو گا اُس وقت تک پاکستان اور بھارت میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور جو کشمیری مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں

وہ کسی وقت بھی عالمی جنگ میں تبدیل ہو سکتی ہے تو اس لئے میں وفاقی حکومت سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو حل کرائیں اور جو قرارداد یں خود اقوام متحدہ منظور کر چکا ہے اُس کے مطابق حل کروائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس قرارداد کو بھرپور سپورٹ کرتا ہوں لیکن ایک بات جو میرے علم ہے، آپ کے علم میں ہے وہ ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے جس طرح کشمیر کاز کے اوپر سٹینڈ لیا یہ شاید پاکستان کی تاریخ کا وہ حصہ ہے جب کامن ویلتھ کی پاکستان میں 61ویں کانفرنس ہونے کو جارہی تھی تو بڑی کوشش کے بعد سپیکر نیشنل اسمبلی نے، آپ سب نے مل کر وہاں پر حصہ لیا۔ جب وہ کانفرنس منعقد ہو رہی تھی تو آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ جموں کشمیر کو بھی invite کریں تو اُس وقت ہماری حکومت نے اور ہماری تمام اسمبلیوں نے سپورٹ کیا تھا کہ ہم کشمیر کو نہیں بُلائیں گے یہ کانفرنس ہو یا نہ ہو یہ پاکستان نے تاریخ ساز فیصلہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: ہم نے انکار کیا تھا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سے بڑی سپورٹ میں سمجھتا ہوں کسی حکومت نے نہیں کی۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اُس وقت 2007 کا ریکارڈ نکال کر انڈیا والوں نے کہا تھا، سپیکر صاحب نے مجھے بھی فون کیا تھا اور ہمارے سپیکر صاحب کو بھی فون آیا تھا کہ 2007 میں جب جنرل مشرف کی حکومت تھی تو اُس وقت جموں کشمیر کی حکومت کو بُلایا گیا تھا، آج آپ کیوں نہیں بُلا رہے لیکن ہماری حکومت نے تاریخ ساز فیصلہ کیا تھا کہ ہم نہیں بُلائیں گے کشمیر کاز اس سے damage ہو گا تو اُس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کشمیر کاز پوری دنیا میں، کامن ویلتھ میں وہ سٹینڈ ہم نے لیا تھا یہ کریڈٹ حکومت کو جاتا ہے۔ پاکستانی قوم، پاکستانی پارلیمنٹیرین کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہماری بھرپور سپورٹ ہے اور کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل ہونا چاہئے۔ آج کا دن ہم نے اس لئے منایا ہے کہ کشمیر پر جو ظلم ہے وہ ختم ہونا چاہئے اور جب انڈیا یہ کہتا ہے کہ ہم جمہوریت پسند ہیں تو میں سمجھتا ہوں اُسے ثابت کرنا چاہئے کہ جموں کشمیر میں بھی اُس نے جمہوری فیصلہ کیا ہے بہت مہربانی۔ بہت شکریہ

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی،آپ کی بھی بڑی مہربانی ۔جی، جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) قانون عوامی نمائندگان پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں

"The Punjab Public Representative Laws (Amendment) Bill, 2016. (Bill No. 14 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔" شکریہ

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر کشمیر کے شہداء کے لئے دُعا کروادیں۔

(اس مرحلہ پر شہداء کشمیر کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے دُعا کرائی گئی)

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 8۔فروری2016 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

سوموار،8۔فروری2016

(یوم الاثنین،28۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 7

633

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 8۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

زراعت اور گنے کے کاشتکاروں کی شکایات پر عام بحث

ایک وزیر زراعت اور گنے کے کاشتکاروں کی شکایات پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

635

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار،8۔فروری2016

(یوم الاثنین،28۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّن دَعَآ
إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُ ۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ
فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ نَزۡغٌ فَٱسۡتَعِذۡ بِٱللَّهِ ۖ
إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴿٣٦﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیات33تا36

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ سنتا جانتا ہے(36)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے محمد نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
میں فخری فکر دنیا آخرت سب بھول جاتا ہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمد نام ایسا ہے

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی وڈپٹی چیئرمین سینیٹ ملک محمد علی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ملک محمد علی صاحب ہمارے اس معزز ایوان کے ممبر بھی رہ چکے ہیں اور ڈپٹی چیئرمین سینیٹ بھی رہ چکے ہیں جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں ہمارے معزز ممبر ملک محمد احمد خان کے والد محترم (مرحوم) کے لئے ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے لہٰذا اُن کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق ایم پی اے وڈپٹی چیئرمین سینیٹ ملک محمد علی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میڈیا کے کچھ صاحبان واک آؤٹ کر گئے ہیں تو میرے خیال میں وہ واپس تشریف لے آئیں کیونکہ جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو ہم اُن سے پوچھ لیں گے کہ اس پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سٹی 42 پر کل جو حملہ ہوا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آزادی صحافت پر حملہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے notice لے لیا گیا ہے جو مجھے پتا چلا ہے۔ اب بہتر ہے کہ اس پر لاء منسٹر صاحب progress بتائیں گے۔ آگے آپ کی مرضی ہے۔ جناب شیر علی خان اور ایک صاحب ادھر سے جائیں اور میڈیا کے تمام حضرات کو لے کر آئیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اُن کو انشاء اللہ تعالیٰ انصاف ملے گا۔

(اس مرحلہ پر وزیر معدنیات و کانکنی جناب شیر علی خان اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صحافی حضرات کو منانے کے لئے گئے)

جناب سپیکر: جی، پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2228 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت میں ہال کی فوری تعمیر کی تفصیلات

*2228: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے نیز اس کو مکمل کرنے کے لئے مزید کتنی رقم درکار ہے؟

(ب) کیا حکومت صرف اسمبلی ہال کی تکمیل کو فوری ممکن بنانے کے لئے اس مالی سال میں رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ کم از کم اجلاس مناسب طریقہ سے ہو سکے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) نئی پنجاب اسمبلی بلڈنگ ADP کی دو سکیموں پر مشتمل ہے

i۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1470.196 ملین روپے ہے۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ پر اس وقت 942.632 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جو کہ تخمینہ لاگت کا 64 فیصد بنتا ہے۔

ii۔ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1053.195 ملین روپے ہے۔ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ پر اس وقت 438.431 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جو کہ تخمینہ لاگت کا 42 فیصد بنتا ہے۔ ان دونوں سکیموں کا کل تخمینہ لاگت 2523.391 ملین روپے ہے جس میں سے 1381.363 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جو کہ 55 فیصد بنتا ہے۔

مالی سال 16-2015 کی ADP میں اسمبلی بلڈنگز کے لئے صرف مندرجہ ذیل فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ	200.000 ملین روپے
ایکسٹینشن اسمبلی بلڈنگ	200.000 ملین روپے

اور ان دونوں بلڈنگز کو مکمل کرنے کے لئے 742.028 ملین روپے مزید درکار ہیں۔

(ب) موجودہ مالی سال کے فنڈز استعمال ہونے پر محکمہ پی اینڈ ڈی نے کام مکمل کرنے کے لئے مزید رقم فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے کہ اسمبلی کی طرف سے بار بار سوال اٹھانے کے نتیجہ میں چیف منسٹر صاحب نے کچھ فنڈز فراہم کئے ہیں۔ منسٹر صاحب نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ مالی سال 16-2015 میں ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کے لئے 200 ملین روپے اور extension اسمبلی بلڈنگ کے لئے 200 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح جز(ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کام مکمل کرنے کے لئے مزید رقم فراہم کرنے کی موجودہ مالی سال ہی میں یقین دہانی کروائی ہے۔ میں اِن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو دو سو ملین روپے جو دونوں components کے لئے فراہم کئے گئے تھے اِن میں سے کتنی رقم اب تک خرچ ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! شکریہ۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ اور extension اسمبلی بلڈنگ کے لئے 16-2015 میں دو دو سو ملین روپے کی allocation ہوئی ہے۔ میں expenses بتانے سے پہلے اس بات کا بھی اظہار کروں گا کہ اب گورنمنٹ کی طرف سے اس میں کوئی restriction نہیں ہے۔ جس طرح جواب میں دیا گیا ہے کہ جوں جوں خرچ ہوتا جائے گا پی اینڈ ڈی کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں آئے گا بلکہ رقم فراہم ہو گی۔ ابھی تک ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کی مد میں اخراجات 28.47 ملین ہوئے ہیں اور extension اسمبلی بلڈنگ کے against 36 million ہوئے ہیں۔ اخراجات اس سے زیادہ ہونے چاہئیں تھے لیکن جس طرح سپیکر صاحب بھی بخوبی واقف ہیں کہ سکیورٹی reasons کی وجہ سے کام میں اب بار بار رکاوٹ پڑ رہی ہے۔ جیسا کہ ابھی بھی جب سے اجلاس شروع ہوا ہے کام کو روک دیا گیا ہے۔ اس میں سپیکر صاحب اپنی efforts اور توانائیاں صرف کر رہے ہیں کہ کام کو جلد از جلد complete کرنے کی کوشش کی جائے لیکن زیادہ problem آج کل سکیورٹی issue کی وجہ سے آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اجلاس کے فوری بعد آپ کام کو مزید expedite کروائیں۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں اورنج ٹرین اب زیر تعمیر ہے جس کے اوپر چوبیس گھنٹے کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں۔اورنج ٹرین کا مسئلہ اور ہے اور اسمبلی کا مسئلہ اور ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح اورنج ٹرین پر کام ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب اُس کا ٹائم آئے گا تو ضرور بات کیجئے گا اُس کا بھی جواب مل جائے گا لیکن ابھی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چوبیس گھنٹے اورنج ٹرین پر کام ہو رہا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ دن کے وقت ہمارا اجلاس ہوتا ہے تو سکیورٹی reasons ہیں اور دوسرے مسائل ہیں تو رات کو کام کروالیا جائے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں یہاں آپ کو ٹوکتا ہوں۔آپ میری بات سنیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر مکمل طور پر غور و خوض کیا گیا ہے۔ میری اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی موجودگی میں ہم نے ہر طرف سے دیکھ کر for the time being کام بند کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ جب تک اجلاس ہو گا تب تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہمارا رات کو اجلاس نہیں ہوتا۔ میں اورنج ٹرین کا نام نہیں لیتا لیکن جس طرح کئی پراجیکٹس پر اگر چوبیس گھنٹے کام ہوتا ہے تو ان بلڈنگز پر بھی کام ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ august House ہے اور بڑا اہم منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!جب تک آپ کا اسمبلی اجلاس ہے اُس وقت تک اس بلڈنگ میں قطعاً کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، ٹھیک ہے کیونکہ یہ آپ کی Ruling ہے۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اجلاس کے بعد کیا چوبیس گھنٹے تین شفٹوں میں کام کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب!میں چوبیس گھنٹے کا نہیں کہتا لیکن میں کام کی speed خود بھی تیز کروانا چاہتا ہوں۔ میں محکمہ سے بھی یہ کہتا ہوں کہ اس کو expedite کیا جائے۔ اگر دن اور رات میں بھی کام ہو سکتا ہے تو ضرور کروانا چاہیئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!منسٹر صاحب اس پر یقین دہانی کروادیں۔

جناب سپیکر: میں نے اُن کو "اگر" کہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!آپ کسی "ریفرز" میں نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: منسٹر صاحب یقین دہانی کروائیں کہ اس اجلاس کے بعد ہم انشاء اللہ چوبیس گھنٹے کام کر کے مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر: میں چوبیس گھنٹے کی بات نہیں کر رہا لیکن اگر ہو سکے تو دو شفٹوں میں ضرور کر لیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!جیسے اورنج ٹرین ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی ضرور آئے گی۔ اُس کا جواب بھی ضرور لیں گے جب جواب دینے والے یہاں ہوں گے۔ شاہ صاحب!اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!سوال نمبر 2430 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2430: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ آخری مرتبہ کب تعمیر کی گئی تھی، اس کے بعد کتنے خرچ سے کتنی مرتبہ اس کی مرمت کی گئی، الگ الگ تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک بُری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ خصوصاً موضع تتلے عالیٰ کے قریب سڑک میں بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ تمام سڑک پر اور خصوصاً تتلے عالیٰ کے قریب کے سڑک کا آخری پیچ ورک کب اور کتنے خرچ سے کیا گیا۔کیا اس علاقے میں نکاسی کے لئے سڑک پر ڈرین بھی تعمیر کی گئی؟

(ج) کیا حکومت فیصل آباد لاہور کی طرز پر BOT کی بنیاد پر شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ کی تعمیر نئے سرے سے کرنے کو تیار ہے اگر BOT کی بنیاد پر اس سڑک کی مکمل تعمیر نو ممکن نہیں تو اس سڑک کو کب تک نئے سرے سے تعمیر کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پہلے 4.00 کلو میٹر سڑک کو سال 13۔2012 میں دوریہ کر دیا گیا تھا جبکہ باقی سڑک مختلف مراحل میں 15 سے 20 سال پہلے مکمل ہوئی۔ سڑک ہذا پر سالانہ مرمت کی مد میں ہونے والے خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

سال	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	ریسر فیسنگ
2012۔13	--	4.880ملین	8.380ملین
2013۔14	0.375ملین	--	--
2014۔15	0.327ملین	0.105ملین	--
2015۔16	--	--	--

(ب) سالانہ مرمت کے ذریعے سڑک کو درست حالت میں رکھا گیا ہے۔تتلے عالیٰ ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ اڈا تتلے عالیٰ میں 11۔2010 میں 0.409 ملین روپے کی رقم سے خصوصی مرمت کا کام کیا گیا تھا۔ اب یہاں سڑک کی حالت بہتر ہے۔ اس علاقہ میں نکاسی کے لئے سڑک پر ڈرین منظور نہیں تھی اور نہ ہی بنائی گئی۔

(ج) گوجرانوالہ شیخوپورہ روڈ کو PPP کی بنیاد پر دوریہ کرنے کے لئے فزیبلسٹی سٹڈی کا PC-II (تخمینہ 38.689 ملین روپے) سالانہ ترقیاتی پروگرام 15۔2014 میں جنرل سیریل نمبر 1377 پر شامل کر لیا گیا تھا۔ اس مقصد کے لئے 15۔2014 کے لئے 25.00 ملین روپے مختص کئے تھے۔ فزیبلسٹی سٹڈی اور Transaction/Technical Advisory Services کے لئے M/S "EA Consulting Pvt.Ltd کو پری کوالیفائی کر لیا گیا ہے جو اس پر کام کر رہا ہے۔ اس مد میں اب تک 12.159 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ سکیم 16-2015 ADP میں سیریل نمبر 2160 پر شامل ہے اس کے لئے موجودہ

مالی سال میں15.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تکنیکی مراحل سے گزرنے اور مطلوبہ فنڈز ملنے کے بعد اس مالی سال16۔2015 میں مذکورہ سڑک کو دورویہ کرنے کا کام شروع ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جس سڑک کے بارے میں سوال کیا ہے اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 13-2012 میں خصوصی مرمت کے لئے 4.880 ملین روپے اور resurfacing کے لئے 8.380 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ اسی طرح 14-2013 اور 15-2014 میں خرچ کئے تھے۔ جب 16-2015 ختم ہو گا تو بعد میں جب ضمنی بجٹ پیش ہو گا تو پھر اُس کے اوپر انگوٹھا لگانا پڑے گا کہ اس پر اتنے ملین روپے خرچ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ نکاسی آب کے لئے سڑک پر ڈرین منظور نہیں کی جاتی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پانی ہی سڑکوں کی تباہی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس سڑک کا جب پورا layout بنا تو اُس میں نکاسی آب کے لئے provision کیوں نہیں رکھی گئی، مجھے اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کا argument بالکل valid ہے کیونکہ سڑکیں basically پانی کی وجہ سے ہی خراب ہوتی ہیں اور definitely اس پر ڈرین ہونی چاہئے تھی۔ یہ بہت پرانی سڑک ہے اور جس وقت اس کی initial designing ہوئی تھی شاید اُس وقت built up area کی یہ صورتحال نہیں ہو گی جو ابھی ہے۔ اس بات سے مجھے بالکل اتفاق ہے کہ initially یہ بہت پرانی بات ہے جو built up area نہیں ہو گا لیکن یہاں پر ڈرین ہونی چاہئے۔ میں نے اس کا پتا بھی کروایا ہے اور اس کی وجہ سے وہاں نقصان بھی ہوتا ہے لیکن چونکہ اب یہ سڑک PPP mode پر ہم نے بھیج دی ہے اور اس پر تیز رفتاری سے کام جاری ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر اس مالی سال تک PPP mode کے ذریعے یہ کسی نتیجے تک نہ پہنچی تو پھر ہم اگلے مالی سال میں تتلے عالی اڈے کا مسئلہ کسی اور Head سے انشاء اللہ حل کرانے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: میں ذرا منسٹر صاحب سے ایک بات کر لوں۔ منسٹر صاحب! جب اجلاس ختم ہو گا تو اس کے بعد آپ اور محکمہ کے صاحبان سے میں علیحدگی میں دو منٹ بات کرنا چاہوں گا لیکن ایوان کا ٹائم میں نہیں لوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ علیحدگی میں بات نہ کریں کیونکہ اس سے پھر کام مشکوک ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اپنے دفتر میں اُن کو بلایا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لودھراں سے خانیوال سیکشن بہت عرصہ سے single ہے اور بڑے accident ہوتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق پنجاب گورنمنٹ نے اس کو take over کر لیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کو دوروہ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی ہو رہی ہے یا کب تک ہو گی؟ منسٹر صاحب مہربانی کر کے ایسے ہی بتا دیں۔

جناب سپیکر: کیا نیا سوال بنتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب زیادتی کر رہے ہیں کیونکہ یہ بالکل fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر یہ privately پوچھیں گے تو اس کی انفارمیشن provide کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: On her behalf.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 1897 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ کافی دنوں کے بعد تشریف لائے ہیں جس کے لئے آپ کو welcome کرتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ جیسے آپ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی روڈ کی توسیع و دیگر تفصیلات

*1897: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ملتان روڈ لاہور ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی روڈ کی دونوں جانب توسیع کرنے کا پراجیکٹ شروع کیا تھا جن کو دو فیزوں میں بنانا تھا اس پر دونوں اطراف کتنی کتنی توسیع کی گئی؟

(ب) دونوں فیزوں کی تعمیر پر کتنا وقت لگا اور کتنی لاگت آئی، دونوں فیزوں کی الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے سوڈیوال تک تو دونوں اطراف سے سڑک کو وسیع کر دیا گیا لیکن سوڈیوال تا چوبرجی تک توسیع نہ کرنے کی وجہ بتائی جائے؟

(د) کیا حکومت سوڈیوال تا چوبرجی روڈ کی توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ملتان روڈ لاہور کی دونوں جانب توسیع کا پراجیکٹ شروع کیا تھا جس کو فیز۔2 میں مکمل کیا گیا۔ ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ (فیز۔I) کی لمبائی 7.7 کلو میٹر ہے جبکہ سکیم موڑ تا چوک چوبرجی (فیز۔II) کی لمبائی 3.5 کلو میٹر ہے۔ فیز۔I کی تعمیر و توسیع لاہور رنگ روڈ اتھارٹی کی زیر نگرانی کی گئی جبکہ فیز۔II کی تعمیر محکمہ ہائی وے پنجاب کی زیر نگرانی سر انجام پائی۔ پہلے مرحلے میں (ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ) تک سڑک ہذا کی کشادگی اوسطاً 5 سے 35 فٹ (1.52 میٹر سے 10.67 میٹر) (زمین کی دستیابی اور ڈیزائن کی ضرورت کے مطابق) توسیع دی گئی جبکہ انٹر سیکشن کو 120 فٹ (36.5 میٹر) تک کھلا کیا گیا اور مناسب جگہوں پر پارکنگ فراہم کی گئی جبکہ دوسرے حصے میں سکیم موڑ تا بسطامی روڈ (1.24 کلو میٹر) کی توسیع 29.5 فٹ سے 38.5 فٹ (9 میٹر سے 11.80 میٹر) تک دونوں اطراف کی گئی ہے جبکہ بسطامی روڈ سے چوک چوبرجی (لمبائی 2.26 کلو میٹر) تک لینڈ ایکوزیشن کے نوٹیفکیشن 6(4)17 کی منظوری نہ ہونے کے سبب کوئی توسیع نہ کی گئی بلکہ صرف پہلے سے تعمیر شدہ سڑک کو کارپٹنگ اور rehabilitate کیا گیا۔

(ب) پہلے مرحلے میں(ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ)کی تعمیر مالی سال10۔2009(اکتوبر 2009) میں شروع ہو کر مالی سال12۔2011(ستمبر2011)میں مکمل ہو چکی ہے جس کی لاگت 2136ملین روپے ہے جبکہ دوسرے مرحلے (فیز۔II)کا سکیم موڑتا بسطامی روڈ(سوڈیوال) تک کی تعمیر اکتوبر2012کو شروع کی گئی اور تقریباً8ماہ کے عرصہ میں743ملین روپے کی لاگت سے تعمیر مکمل کر لی گئی۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ٹھوکر تا بسطامی روڈ(سوڈیوال)کی توسیع کر دی گئی جبکہ بسطامی روڈ (سوڈیوال)تا چوبرجی کی توسیعMTS(میٹرو بس سروس)پراجیکٹ کی متوقع منظوری کے باعث عارضی طور پر مؤخر کر دی گئی۔مزید یہ کہ اس سیکشن کی لینڈ ایکوزیشن کے نوٹیفکیشن6(4)17کی منظوری بھی نہ ہو سکی۔

(د) لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین سروس کی مجوزہ تعمیر کے باعث فی الوقت اس حصے کی توسیع کا منصوبہ مؤخر ہے۔لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین سروس کا منصوبہ اب LDA/TEEPAکے زیر کنٹرول ہے منصوبے کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!حکومت پنجاب کے مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ نے سکیم موڑتا بسطامی روڈتک سڑک کو2136ملین روپے سے ابھی مکمل کیا ہے۔اب پھر اُس کو اکھاڑ کر اورنج ٹرین کا راستہ بنایا جارہا ہے۔اس سے پہلے لاہور سے قصور تک سڑک کو بنایا گیا جس کی ایک وزیر اعلیٰ صاحب نے opening کی جبکہ دوسرے وزیر اعلیٰ نے اُس کو اکھاڑ کر میٹرو بس چلانی شروع کر دی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ایوان کو بتا دیا جائے کہ کتنے ارب روپے کا نقصان اُس سڑک کو اکھاڑنے میں ہوا اور اب اُس کو بنانے کے لئے کتنے ارب روپے لگائے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر: اس کے لئے میرے حساب سے آپ کوfresh questionہی دینا پڑے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!انہوں نے یہاں پر2136ملین روپیہ لکھا ہوا ہے۔یہ میرے حلقے کا بسطامی روڈ ہے میں اس لحاظ سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوال relevant نہیں ہے چونکہ مواصلات و تعمیرات نے یہ سڑک بناکر 21-10-2014 کو مکمل کر کے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے کر دی تھی۔اب اس کے بعد کی انہوں نے کوئی انفارمیشن لینی ہے تو وہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے ملے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے اس ایوان اور منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے۔۔۔

وزیر معدنیات و کانکنی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ۔ میں ذرا منسٹر صاحب کی بات سن لوں۔

وزیر معدنیات و کانکنی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! آپ کے کہنے پر ہم صحافی بھائیوں کے پاس گئے تھے تو جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو وہ اُن کے تحفظات کو address کرنے کے لئے اپنی statement دیں گے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل جو واقعہ ہوا ہے اُس پر گورنمنٹ نے notice لیا ہوا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اُس پر پیشرفت بھی ہو گی۔ صحافی حضرات اب بائیکاٹ ختم کر کے واپس آ گئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ خاص طور پر چینل سٹی 42 جس انداز کے ساتھ اہلیان لاہور کی ہر شعبے میں نمائندگی کرتا ہے اور بروقت لوگوں کو اطلاعات پہنچاتا ہے تو اس طرح کے واقعات اب روز کا معمول بن گئے ہیں۔اب کسی نہ کسی اینکر پرسن یا کسی نہ کسی میڈیا کے دفتر پر اس طرح کے حملے ہو رہے ہیں لہٰذا ان کے دفاتر اور اس طرح کے media houses میں اُن کی سکیورٹی کے لئے حکومت کو proper انتظام کرنا چاہئے۔ بہر حال میں اپوزیشن کے تمام ممبران اور اس ایوان کی طرف سے سٹی 42 کے اوپر حملے کی مذمت بھی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، تمام ہی اس کی مذمت کرتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ ضمنی سوال یہ کرنا ہے کہ جب ایک نئی سڑک بنتی ہے تو اگر ایک عام آدمی اپنی سروسز ڈالنے کے لئے اسے بغیر اجازت کے کھود دے، پہلے تو اسے اجازت نہیں ملتی otherwise اس پر پرچہ ہو جاتا ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ 2136 ملین روپے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے سڑک بنائی اور اب اس کو اکھاڑ دیا تو اس کو کس تناظر میں دیکھیں کہ اتنے بڑے پیسے کا جو ضیاع ہوا، پہلے آپ نے قصور روڈ کو اکھاڑا اور اب آپ نے ملتان روڈ کو اکھاڑا، کیا یہ حکومت وژن less ہے، اس کا کوئی وژن نہیں ہے کہ بنی ہوئی سڑکوں کو اکھاڑ دے، جہاں پر پیسے لگنے چاہئیں تھے یعنی ہسپتالوں اور سکولوں میں، آپ ان سڑکوں کو اپنے ذاتی پیٹ کے لئے اور اپنے کمیشن کے لئے اکھاڑتے ہیں اور بناتے ہیں، ایک غریب آدمی پر آپ پرچہ درج کرواتے ہیں تو کون غلط پلاننگ کرنے والوں کے خلاف متعلقہ پرچہ درج کروانے کے آرڈر کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں ڈھونڈ رہا ہوں کہ میاں صاحب کا سوال اس سے متعلقہ ہے اور میری request ہو گی کہ عام بحث کے لئے تو یہ سوال ٹھیک ہے لیکن آپ فی الحال اس پراجیکٹ کے متعلق اگر specific سوال ہے تو وہ کریں جس کا میں جواب دوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! 2136 ملین روپے جو سکیم موڑ سے بسطامی روڈ پر لگا ہے تو اب آپ نے اسے کس قانون اور قاعدے کے تحت اکھاڑ دیا ہے کیونکہ اسے بنے ہوئے ابھی صرف ایک سال بھی نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب یہ اسمبلی بنی تھی، اب آپ یہ کہیں کہ دوسری اسمبلی بلڈنگ کیوں بن رہی ہے، اس وقت کیوں نہیں سوچا گیا کہ اسمبلی کے 500 ممبران ہو سکتے ہیں، may be جب یہ سکیم بنائی گئی تھی تو اس وقت میٹرو ٹرین confute نہیں کر گئی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! خدا کا خوف کھائیں کہ صرف ایک سال ہوا ہے اس سڑک کو بنے ہوئے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ سڑک عوام کے لئے بنائی گئی تھی اور اورنج ٹرین بھی عوام کی سہولت کے لئے بنائی جارہی ہے جبکہ یہ کسی کی ذات کے لئے نہیں بنائی گئی تو ان کے پیٹ میں کیوں درد ہو رہا ہے اور انشاء اللہ اورنج ٹرین ضرور بنے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ relevant سوال نہیں بنتا۔ رانا صاحب! آپ ایسے نہ کریں اور تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میاں صاحب! آپ relevant سوال تو کریں کیونکہ یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ آپ متعلقہ سوال کریں گے تو میں ان سے جواب بھی لوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے سوال ہی کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ نے اس سے متعلقہ سوال نہیں کیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو 2132 ملین روپے لگایا ہے اس کا جواب دے دیں کہ سڑک کس قانون اور قاعدے کے تحت آپ اکھاڑ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: عوام کی ویلفیئر کے لئے انہوں نے یہ پراجیکٹ شروع کیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رانا صاحب کو بتائیں کہ اس طرح حکومتی نمائندگی کرنے سے منسٹری ملتی ہے، ٹائی لگانے سے ملتی ہے اور نہ ہی چہرے پر تبدیلی لانے سے ملتی ہے بلکہ منسٹری حق اور سچ کی بات کرنے سے ملتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! let proceed further now اگلا سوال جناب جمیل حسن خان کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے بلکہ آپ fresh question دیں تو میں ان سے جواب لوں گا۔ ایسے ٹھیک نہیں۔ مہربانی آپ کی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب دیں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد)
ایک بار پھر اپنی نشست پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رانا ارشد صاحب سے کہیں کہ یہ ماحول کو خراب نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب جمیل حسن خان کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: آگے آپ کا سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جی، جناب سپیکر! وہ آگے ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2012 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب جمیل حسن خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: بچیکی سے مانگٹانوالہ، جڑانوالہ لاہور روڈ کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*2012: **جناب جمیل حسن خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بچیکی سے مانگٹانوالہ اور جڑانوالہ لاہور روڈ کو دو رویہ کیرج وے کو کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب مذکورہ سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ج) حکومت کب تک اس سڑک کی تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ بچیکی سے مانگٹانوالہ، جڑانوالہ لاہور روڈ کو دو رویہ کیرج وے تعمیر کرنے کے لئے 736.00 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔تاہم بارش سےEarthen Shoulder پر بننے والے گڑھے ساتھ ساتھ مرمت کر دیئے جاتے ہیں

(ج) محکمانہ لیبر کی مدد سے مرمت جاری رہتی ہے خصوصی مرمت کی ضرورت نہ ہے۔اس وقت سڑک تسلی بخش حالت میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ بجیکی سے مانگٹانوالہ ، جڑانوالہ لاہور روڈ کو دورویہ کیرج وے تعمیر کرنے کے لئے736.00 ملین روپے لاگت آئی اور جز(ب) میں جواب ہے کہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔تاہم بارش سےEarthen Shoulder پر بننے والے گڑھے ساتھ ساتھ مرمت کر دیئے جاتے ہیں جبکہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ خصوصی مرمت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آج ہی اس سڑک سے گزر کر آیا ہوں، اگر وزیر موصوف مناسب سمجھیں تو اس پر جا کر دیکھیں کہ محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب کے قریب قریب بھی سڑک کی شکل نہ ہے کیونکہ اس سڑک کی پوری کی پوری اوپر سے لیئر جگہ جگہ سے اکھڑ گئی ہے جو کارپٹ روڈ کی بنائی گئی ہے۔ فیصل آباد سے بجیکی اور مانگٹانوالہ تک پوری سڑک کا ایسا ہی حال ہے اور محکمہ اس حوالے سے جنت کی تصویر پیش کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس روڈ پراجیکٹ کی تکمیل مورخہ 10-2008 کی ہے اور میں نے اس پر کافی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے لی ہے اور جو مجھے بتایا گیا کہ اس میں کچھ تھوڑا بہت پیچ ورک کا کام تھا وہ بھی میں نے make sure کیا ہے کہ اس کو ہم ہر حالت میں مکمل کریں لیکن جس طرح معزز ممبر نے اس کی حالت بتائی ہے تو اس کو مزید explore کر لیتے ہیں۔اگر ان کی بات ٹھیک ہوئی تو پھر اس کے مطابق action لیا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ carpeted road ہے اور اس میں patch تو لگنے والے نہیں ہیں کیونکہ پوری کی پوری لیئر ہی اکھڑی ہوئی ہے تو patch کہاں لگنے ہیں؟ منسٹر صاحب خود visit کر لیں یا کوئی کمیٹی بنا دیں جو اسے visit کر کے دیکھ لے۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے اجلاس کے بعد میٹنگ کر لیں لیکن میرے خیال میں منسٹر صاحب!اس کو چیک کروائیں اور ہم اس سوال کو pending کرتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!میں نے جس طرح کہا ہے کہ patch work سے مراد ہے کہ اوپر کی لیئر اگر کہیں disturb تھی تو مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے ٹھیک کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اس میں کافی خرابی ہے اس لئے آپ خود اسے چیک کروائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!اگر کسی کو کسی چیز کی کوالٹی پر کوئی شک ہے تو میں خود بھی حاضر ہوں، ہم کمیٹی بھی بنادیں گے اور اس کو visit بھی کر لیں گے اور انشاء اللہ اس کو rectify کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا تو اعتراض یہ ہے کہ یہ اس معزز ایوان کو محکمہ جواب غلط دے رہا ہے اور منسٹر صاحب کے ذریعے ایوان کو misguide کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور وہ اس کا جواب دیں گے کیونکہ ہم نے اس سوال کو pending کر لیا ہے۔اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 2195 ہے ، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: عارف والا پاکپتن مین روڈ کی تعمیر کا معاملہ

*2195: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) عارف والا پاکپتن مین روڈ کی تعمیر کب شروع ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا بیشتر حصہ ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت عارف والا تا پاکپتن مین روڈ کا بقیہ حصہ مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
(الف) عارف والا تا پاکپتن مین روڈ کی تعمیر دو حصوں پر مشتمل ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ پاکپتن تا عارف والا۔ کلو میٹر 482.24 تا 498.50=16.26 کلو میٹر۔

2۔ پاکپتن تا عارف والا۔ کلو میٹر 498.50 تا 514.50=16.00 کلو میٹر۔

یہ کام 06.05.09 کو شروع ہوا۔ یہ سڑک منصوبہ 'بنگہ حیات تا پاکپتن عارف والا روڈ" کا حصہ ہے جس کی کل لمبائی 54.27 کلو میٹر ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس سڑک کے اس حصہ کی کل لمبائی 32.26 کلو میٹر ہے جس پر کارپٹ بچھادی گئی ہے۔ یعنی 100 فیصد سڑک ٹریفک کی آمدورفت کے لئے کھول دی گئی ہے۔

(ج) اس سڑک کے بقیہ حصہ پر کام جاری ہے۔ مکمل فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں اس سڑک کے دونوں گروپس مالی سال 16-2015 میں مکمل کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ سڑک مکمل ہو گئی ہے تو میں ایک پوائنٹ عارف والا پاکپتن کے درمیان میں ایک سٹاپ جوڑے رجوائے کا نام لینا چاہتا ہوں تو مہربانی کر کے یہ پتا کروالیں کہ اگر وہاں سڑک مکمل نہ ہو تو کروادی جائے کیونکہ وہاں ایک چھوٹی سڑک نکلی ہوئی ہے جو پانچ گاؤں کو جاتی ہے اور تقریباً 50 فٹ سڑک رہ گئی ہے جو بنے گی تو مکمل ہو گی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس کی یقین دہانی کروادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں نے نوٹ کر لی ہے اگر نامکمل ہوئی تو جس طرح انہوں نے نشاندہی کی ہے تو اس کو انشاء اللہ ٹھیک کرواتے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک کلو میٹر سڑک بننے کی duration کیا ہے، کتنی دیر میں بنتی ہے، ایک دن میں یا ایک ہفتے میں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! اب کوئی اور سوال نہیں مل رہا تو مشکل مشکل انجینئرنگ سوال شروع ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب دیکھنا یہ ہے کہ کس حلقے میں کس جگہ بنانا چاہتے ہیں؟ آیا آپ پہاڑی علاقے میں بنوانا چاہتے ہیں، ادھر بنوانا چاہتے ہیں اور کہاں بنوانا چاہتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں وہی وضاحت کرنے لگا تھا کہ سڑکوں کی بھی بہت ساری categories ہیں کہ آپ TST road کی بات کر رہے ہیں آپ asphalt کی بات کر رہے ہیں، آپ rigid pavement کی بات کر رہے ہیں، آپ کسی ایسی سڑک کی بات کر رہے ہیں جہاں پر ٹریفک crowd بہت زیادہ ہے اور اس کی مختلف specification ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کوئی اور ضمنی سوال کر لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ میرے ضمنی سوال کا پہلا جز تھا اور اب میں دوسرے جز پر آؤں گا۔ ان کے لکھے ہوئے جواب کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ 32 کلو میٹر پاکپتن تا عارف والا سڑک 16,16 کلو میٹر کی دورویہ ہے اور اس کی کل لمبائی جو انہوں نے لکھی ہے وہ ُبنگہ حیات تا پاکپتن عارف والا روڈ 54 کلو میٹر اور اس کے اندر 12 کلو میٹر نہیں ہے جو انہوں نے لکھا ہے کہ پورا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! 2009 میں یہ شروع ہوا تھا 2016 آگیا سات سال ہو گئے ہیں۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کیا 12 کلو میٹر سات سالوں میں بنتے ہیں وہ کون سی سڑک ہے جو سات سال میں بنتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! یہ تو فنڈز کی availability کا مسئلہ ہے چونکہ آپ اس کی allocation بتائیں تو میں آپ کو اس کی سال وار allocation بتا سکتا ہوں جو پی اینڈ ڈی نے دی ہے۔ 09-2008 میں 200 ملین تھا، 10-2009 میں 125 ملین تھا۔ 2010 میں 258 ملین تھا۔ جس جس طرح allocation ہوتی گئی، فنڈز release ہوتے گئے اُس سال میں اتنا expense بھی رکھا گیا تو آپ کی بات ٹھیک ہے،

problemہے۔ڈیپارٹمنٹ کو جوallocationsملی،ڈیپارٹمنٹ نے اُس پر سو فیصد رزلٹ اُس financial yearمیں دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے اس کے جواب جز(ج) میں لکھا ہوا ہے اس سڑک کے بقیہ حصہ پر کام جاری ہے مکمل فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں اس سڑک کے دونوں گروپس 16-2015 میں مکمل کر دیئے جائیں گے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ یہ جو دونوں گروپس ہیں ان سے کیا مطلب ہے کیونکہ ایک طرف تو جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ مکمل ہو گئی ہے اور ٹریفک کے لئے کھول دی گئی ہے جبکہ 12 کلو میٹر کا کوئی جواب نہیں ہے تو یہ دونوں گروپس کیا ہیں جس میں ابھی بھی کام رہتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ جو روڈ ہے اس کا آپ titleپڑھیں گے تو یہ بڑے پراجیکٹس ہیں اور اس میں سوال کیا گیا ہے کہ عارف والا تا پاکپتن روڈ جبکہ یہ جو ٹوٹل پراجیکٹ ہے اُس میں بنگہ حیات بھی شامل تھا۔ ہم نے اس سوال کی حد تک بتا دیا ہے کہ سو فیصد ٹریفک کے لئے یہ مکمل کھولی ہوئی ہے یہ جوre-lining portion ہے اُس کی detailاس لئے نہیں بتائی گئی چونکہ وہ اس سوال کے ساتھ relevant نہیں تھا۔ یہ ٹوٹل پاکپتن، عارف والا، بُنگہ حیات روڈ ہے لیکن سوالspecific 36 کلو میٹر کے بارے میں تھا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، اگلا سوال بھی جناب احمد شاہ کھگہ آپ کا ہی ہے سوال نمبر بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2197 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال پاکپتن مین روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2197: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ساہیوال پاکپتن مین روڈ کی تعمیر کس سال شروع ہوئی؟

(ب) اس روڈ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس روڈ کی تعمیر کے لئے مختص شدہ بجٹ exceedہوا اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی سال گزرنے کے باوجود اس روڈ کے بیشتر حصہ کی تعمیر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی؟

(ہ) ساہیوال پاکپتن روڈ کا باقی ماندہ حصہ کب تک تعمیر ہو جائے گا نیز کیا حکومت وقت پر کام مکمل نہ کرنے والے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ساہیوال پاکپتن روڈ کی تعمیر مورخہ 08۔12۔29 کو شروع ہوئی۔

(ب) اس سڑک کی ابتدائی administrative approval مورخہ 2008۔08۔17 کو منظور ہوئی۔ جس کا تخمینہ لاگت 759.799 ملین روپے 35.93 کلو میٹر کے لئے تھا اور سڑک کو '20 سے '24 فٹ کشادہ کرنا تھا۔

(ج) اس سڑک کا بجٹ نہ بڑھا ہے، سڑک کا scope of work تبدیل ہوا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے عوام کے پُرزور مطالبہ پر مورخہ 09۔02۔13 کو بذریعہ چٹھی نمبر AS(Regu)/CMS09/OT-04/A/22179 سڑک کو '24 فٹ کی بجائے' 48 فٹ (دو رویہ) کرنے کی منظوری دی اور اس کی لمبائی 35.93 کلو میٹر کی بجائے 40.43 کلو میٹر پاکپتن کے مین چوک واقع دہلی ملتان روڈ تک کر دی اور ان وجوہات کی بناء پر عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید بجٹ منظور کر دیا۔ اس سڑک کی administrative approval کو revise کیا گیا جو کہ بذریعہ چٹھی نمبر CWD-No.SOH-II(C&W) (Sahiwal)2012/5-3 مورخہ 14۔10۔17 بڑھ کر 1504.808 ملین روپے ہو گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ سڑک کی تعمیر 40.43 کلو میٹر منظور ہو چکی تھی جو کہ مکمل ہو چکی ہے اور تمام سڑک مکمل طور پر ٹریفک کی آمد و رفت کے لئے کھول دی گئی ہے۔

(ہ) اس سڑک کا کوئی حصہ نامکمل نہ ہے۔ تمام سڑک تکمیل کے بعد ٹریفک کے استعمال میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہ سڑک مکمل کر دی گئی ہے جو جواب انہوں نے دیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں اور منسٹر صاحب سے میری دوبارہ گزارش ہے کہ جو میرا پہلے والا ضمنی سوال ہے اُس کی تسلی کروالیں اُس میں تھوڑا سا کام رہ گیا ہے باقی مکمل ہے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر:وہ مطمئن ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔جی، اگلا سوال جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی کا ہے وہ موجود ہیں۔

(اذان عصر)

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!On his behalf

جناب سپیکر:جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!سوال نمبر2741ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محمد یعقوب ندیم سیٹھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیروزپور روڈ گجومتہ تا قصور کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*2741:جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروزپور روڈ گجومتہ تا قصور سروس روڈ انتہائی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا سروس روڈ کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) فیروزپُور روڈ کی کل لمبائی40کلو میٹر ہے۔ ضلع قصور کی حدود میں28.50کلو میٹر ہے جس میں5کلو میٹر اربن اور باقی23.50کلو میٹر رورل ہے اور11.50کلو میٹر لاہور کی حدود میں واقع ہے۔ یہ سڑک اکتوبر2010کو مکمل ہوئی اور 12-03-01 سے 14-10-30تک یہ سڑک رنگ روڈ اتھارٹی کے پاس رہی ہے اور14-11-01 سے یہ سڑک پنجاب ہائی وے کے زیر کنٹرول ہے۔ سڑک کی حالت بہتر ہے اور ٹریفک رواں دواں ہے۔اگر سروس روڈ پر کوئی پیچ پڑتا ہے تو محکمانہ طور پر annual repair پروگرام کے تحت اُسے ٹھیک کر لیا جاتا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا میں درج ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس کے اندر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (الف) کے جواب میں اس کی ساری detail لکھی گئی ہے اور last line میں لکھا گیا ہے کہ اگر سروس روڈ پر کوئی پیچ پڑتا ہے تو محکمانہ طور پر annual repair پروگرام کے تحت اُسے ٹھیک کر لیا جاتا ہے۔ 15-2014 میں جو پچھلا سال تھا اُس کی annual repair کی مد میں کتنے پیسے اس کو allocate کئے گئے یا کتنا خرچہ اس کی repairing پر ہوا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! last year کا جو خرچہ ابھی میرے پاس موجود نہیں ہے میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔

جناب سپیکر: جی کیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جو last year کا repairing کا خرچہ پوچھ رہے ہیں اُس کی ابھی اس time میرے پاس انفارمیشن موجود نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال آپ سے ہے کہ کل آپ اسی سڑک سے ملک محمد علی کھائی صاحب کے جنازے پر گئے تھے اُس سڑک پر کاہنہ، سوئے آصل، مصطفیٰ آباد اس مین سڑک پر آتے ہیں لیکن جواب میں تو سروس روڈ لکھا ہوا ہے۔ یہ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ اس پر گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس سڑک پر ان تین پوائنٹس پر شدید ٹوٹ پھوٹ ہے۔ میں یہ ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں اُسی سڑک سے اپنے حلقے میں جاتا ہوں، کم جاتا ہوں یا زیادہ جاتا ہوں لیکن اُس سڑک کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے سال بھی اس پر کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہوا، مین روڈ پر نہیں ہوا اور سروس روڈ تو بعد کی بات ہے۔ میں آپ سے request کروں گا کہ یہ ایک سڑک ہے، سڑک اچھی بنی ہوئی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور حکومت کی مہربانی ہے۔ منسٹر صاحب! اُس کو تباہ نہ کریں محکمہ کی ذمہ داری لگا دیں کہ کوئی ایک چکر لگا لیں قصور شہر تک چلے جائیں جو اس کی مین روڈ پر ٹوٹ پھوٹ ہو رہی ہے اُس کو ابھی ختم کر دیں بجائے اس کے کہ پھر کھڈے پڑ جائیں۔ تیسری چیز میں اس پر کہوں گا کہ میں اس جواب پر بالکل مطمئن نہیں اور اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس سڑک کی حالت بہتر ہے اور ٹریفک رواں دواں ہے۔ سڑک نہ بھی ہو تو ٹریفک رواں دواں ہو گی یہ کس قسم کا جواب ہے؟ ٹوٹ پھوٹ کی بات کی گئی ہے۔ اس کے اندر محکمہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ

اگر ہے تو ہم ٹھیک کریں گے۔ میں یہ آپ کو دوبارہ سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے سال اگر کوئی کام ہوا ہے تو وہ نظر نہیں آرہا ہے، سڑک کی حالت ویسے ہی ہے اور وہ مزید خراب ہو گی براہ مہربانی آپ ان کو حکم دیں کہ اس کو ٹھیک کریں اور اس پر جتنی بھی دیر لگنی ہے لگے کیونکہ یہ کام 9 سالوں میں نہیں ہوا تو اب پتا نہیں کب تک ہو گا؟ اس کو repair ہی کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی پروگرام بتا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس سوال سے related جس ہمارے معزز ممبر نے سوال کیا اُن سے بھی میں نے specifically پوچھا no doubt سروس لین پر problems ہیں لیکن مین روڈ comparatively جو مجھے بتایا گیا ہے اُس میں اگر کوئی پیچ یا کوئی problems وغیرہ آتیں ہیں تو وہ rectify کر دی جاتی ہیں لیکن جو یہ specifically questions سے related سروس لین کا مسئلہ تھا اگر معزز ممبر موجود ہوتے تو میرے خیال میں وہ بہتر بتا سکتے تھے کہ اُن کی نشاندہی پر دور کرنے کی کوشش کی گئی اور الحمد للہ وہ دور کر دیا گیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! Highlight تو کر دیا گیا بات صرف اتنی سی ہے کہ اب منسٹر صاحب کے نوٹس میں آگیا ہوا ہے یہ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس کے بارے میں خود مکمل رپورٹ لیں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر یہ محکمہ کو direction دے دیں اور۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ دے دیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! انہوں نے نشاندہی کر دی ہے میں یہ چیزیں نوٹ بھی کرتا ہوں اور میری ڈیپارٹمنٹ سے یہی request بھی ہوتی ہے، عرض بھی ہوتی ہے کہ خدارا جو اسمبلی میں آپ جواب دیتے ہیں اُس کے لئے مجھے ذمہ دار ہونا پڑتا ہے اور اگر میں اپنے معزز دوستوں کے سامنے شرمندہ ہوں گا تو پھر بعد میں آپ ہی accountable ہوں گے۔ آپ نے جس طرح نشاندہی کی ہے، یہاں ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، سن رہا ہے اس کی مکمل رپورٹ منگوا لیتے ہیں اور انشاء اللہ جو کچھ problems ہیں ان کو مزید دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے وہ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3121 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: فنڈز کی فراہمی واستعمال کی تفصیلات

***3121: جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع فیصل آباد کو سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کل کتنا بجٹ ترقیاتی مد میں موصول ہوا؟

(ب) ان سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد میں کتنا فنڈ خرچ کیا گیا ہے جن منصوبوں پر خرچ کیا گیا۔ ان منصوبوں کے نام، تخمینہ، لاگت، مدت تکمیل اور آغاز کام کی تاریخ بتائیں؟

(ج) جو منصوبے مکمل ہو چکے ہیں ان کے کاموں کے معیاری ہونے کے بارے میں حکومتی پالیسی کے تحت جس تھرڈ پارٹی سے ان کی تصدیق کروائی گئی، ان کے نام اور تھرڈ پارٹی نے جو جو اعتراضات جس جس منصوبہ میں اٹھائے ان کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) تھرڈ پارٹی کے اعتراض پر محکمہ مواصلات و تعمیرات اور حکومت پنجاب نے جو ایکشن لیا ہے ان کی تفصیلات سے بھی ایوان کو مطلع فرمائیں؟

(ہ) اگر کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف تھرڈ پارٹی کے اعتراض پر ایکشن لیا گیا ہے تو ان کا نام، عہدہ، گریڈ اور جو ایکشن لیا گیا ہے، ان کی تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ترقیاتی مد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع فیصل آباد میں مالی سال 12-2011 اور 13-2012 میں جو بجٹ موصول ہوا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

مالی سال	تعمیرات	مواصلات	کل بجٹ
12-2011	Rs.577.089 M	Rs. 588.33 M	Rs.1165.419 M
13-2012	Rs.735.030 M	Rs. 1280.00 M	Rs.2015.03 M

(ب) محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع فیصل آباد میں مالی سال12۔2011اور 13۔2012 میں جو فنڈز خرچ ہوئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

مالی سال	تعمیرات	مواصلات	کل بجٹ
12۔2011	548.788ملین روپے	586.31ملین روپے	1135.09ملین روپے
13۔2012	719.176ملین روپے	1277.74ملین روپے	1997.62ملین روپے

محکمہ مواصلات فیصل آباد کے12۔2011 اور13۔2012 کے منصوبوں کے نام ، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل اور تاریخ آغاز کام کی تفصیلAnnex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ تعمیرات فیصل آباد کے12۔2011اور13۔2012 کے منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل اور تاریخ آغاز کام کی تفصیلAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی طرف سے برن یونٹ الائیڈ ہسپتال اور تعمیر بلڈنگ برائے جنرل ہسپتال غلام محمد آباد فیصل آباد کے لئے کل وقتی تھرڈ پارٹی ویلی ڈیشن کنسلٹنٹ مقرر کئے تھے۔حکومت کی طرف سے محکمہ صحت کے لئے کنسلٹنٹ کی ذمہ داری محکمہ بلڈنگز کو سونپی گئی تھی۔ جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ ماسٹر کنسلٹنگ انجینئرنگ پرائیویٹ لمٹیڈ۔ 2۔ PEPACاسلام آباد۔

باقی منصوبہ جات پر تھرڈ پارٹی ویلی ڈیشن کے لئےM/S G3 Consultant Lahore کی منظوری کمشنر فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد نے دی۔اٹھائے گئے اعتراضات کی تفصیل Annex-Cایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد(پراونشل ہائی وے)میں EGC(انجینئر جنرل کنسلٹنٹ) کو بطورthird party validationتعینات کیا گیا ہے جو موقع پر ہر وقت موجود ہوتے ہیں اور کام میں کمی بیشی موقع پر ہی دور کراتے رہتے ہیں۔ جن سڑکوں کی تعمیر پر خرچہ کیا گیا ان کا باقاعدہ سالانہ آڈٹ ڈائریکٹر جنرل آڈٹ اکاؤنٹس ورکس کی طرف سے کیا جاتا ہے۔آڈٹ نے جن چار منصوبہ جات پر اعتراضات کئے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ دورویہ سڑک اکبر چوک الائیڈ ہسپتال تا مسجد اسماعیل

2۔ دورویہ سڑک کھڑیانوالہ تا ساہیانوالہ

3۔ دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڑ(سیکشن فیصل آباد تا جڑانوالہ)

4۔ دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڑ(سیکشن فیصل آباد تا بچیکی)

(د) تعمیرات کے دوران جو بھی اعتراضات اٹھائے گئے۔ وہ دوران تعمیر ہی ٹھیکیداران نے اپنے خرچہ پر درست کر دیئے تھے مواصلات میں آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ورک نے اپنے اعتراضات حکومت پنجاب اور مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ کو ارسال کئے جن کے مطابق اہلکاروں کو جبری ریٹائرمنٹ، نوکری سے برخواست، سالانہ ترقی سے محرومی اور وارننگ کی سزائیں سنائی گئیں۔

(ہ) محکمہ تعمیرات میں کنسلٹنٹ کی طرف سے جو اعتراضات اٹھائے گئے تھے۔ وہ معمولی نوعیت کے تھے جو کہ متعلقہ ٹھیکیدار سے درست کروا دیئے گئے تھے لہٰذا کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔

محکمہ مواصلات میں آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ورک کی سالانہ رپورٹ کے مطابق اہلکاروں کو جو سزائیں دی گئی ہیں، درج ذیل ہیں:

1۔ دورویہ سڑک اکبر چوک الائیڈ ہسپتال تا مسجد اسماعیل

2۔ دورویہ سڑک کھڑیانوالہ تا ساہیانوالہ

افسران	سزا کی نوعیت
ایکسیئن محمد نواز غازی	وارننگ (جو کہ اس وقت بطور ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ ڈویژن سیالکوٹ میں تعینات ہے)
ایس ڈی او شہزاد سمیع	محرومی برائے پانچ سالانہ ترقی (جس کے برخلاف پی ایس ٹی میں اپیل کی ہوئی ہے اور اس وقت بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ سب ڈویژن ملتان میں تعینات ہے)
سب انجینئر قمر ضیاء باجوہ	نوکری سے برخواست (جو ابھی تک بحال نہیں ہوا اور اپیل پی ایس ٹی میں کی ہوئی ہے)
اکاؤنٹس کلرک ظہیر اختر	نوکری سے برخواست جو ابھی تک بحال نہیں ہوا اور اپیل پی ایس ٹی میں کی ہوئی ہے۔
سب ڈویژنل کلرک بشیر احمد	وارننگ (جو کہ اس وقت بطور اکاؤنٹس کلرک پراونشل ہائی سرکل فیصل آباد میں تعینات ہے)

3۔ دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ (سیکشن فیصل آباد تا جڑانوالہ)۔

افسران	سزا کی نوعیت
ایکسیئن رضوان قمر	فشنو کری سے برخواست جو پی ایس ٹی سے بحال ہو گیا ہے اور اس وقت ملتان میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے۔ محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے۔

ایس ڈی او مہر عظمت	نوکری سے برخواست جو پی ایس ٹی سے بحال ہو گیا ہے اور اس وقت گجرات میں بطور سب ڈویژنل آفیسر تعینات ہے۔ محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے۔
سب انجینئر ذوالفقار رندھاوا	محرومی برائے دو سالانہ ترقی اور اس وقت فیصل آباد میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے۔
سب انجینئر افتخار احمد بٹ	محرومی برائے دو سالانہ ترقی اور اس وقت فیصل آباد میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے۔
اکاؤنٹس کلرک ظہیر اختر	نوکری سے برخواست جو ابھی تک بحال نہیں ہوا اور اپیل پی ایس ٹی میں کی ہوئی ہے۔
سب ڈویژنل کلرک محمد خالد	محرومی برائے دو سالانہ ترقی اور اس وقت فیصل آباد میں بطور اکاؤنٹس کلرک تعینات ہے۔

4۔ دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ (سیکشن فیصل آباد تا بچیکی)۔

افسران	سزا کی نوعیت
ایکسیئن رضوان قمر	نوکری سے برخواست جو پی ایس ٹی سے بحال ہو گیا ہے اور اس وقت ملتان میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے۔ محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے۔
ایس ڈی او مہر عظمت	نوکری سے برخواست جو پی ایس ٹی سے بحال ہو گیا ہے اور اس وقت گجرات میں بطور سب ڈویژنل آفیسر تعینات ہے۔ محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے۔
سب انجینئر ذوالفقار رندھاوا	محرومی برائے دو سالانہ ترقی اور اس وقت فیصل آباد میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے۔
سب انجینئر افتخار احمد بٹ	محرومی برائے دو سالانہ ترقی اور اس وقت فیصل آباد میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات ہے
سب انجینئر طاہر حلیم	نوکری سے برخواست جو پی ایس ٹی سے بحال ہو گیا ہے اور اس وقت پراونشل ہائی وے ڈویژن جھنگ میں تعینات ہے۔ محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس میں میرا پہلا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جز (ج) کے جواب میں کہا ہے کہ جو observations ہیں وہ ہم نے بتا دی ہیں۔ انہوں نے مجھے annexure میں جو provide observations کی ہیں وہ صرف hospital burn سے related ہیں جو انہوں نے چار سڑکوں کا ذکر کیا ہے ان کے متعلق کوئی observations نہیں ہیں۔ Kindly یہ بتا دیں کہ ان چار سڑکوں کے متعلق کیا observations تھیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جواب میں واضح لکھا ہوا ہے کہ چونکہ ان پراجیکٹس پر residence supervision اور third party بھی ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے تو جو کچھ objections موقع پر third party یا resident supervision کے ذریعے آتی رہتی ہیں وہ ٹھیکیدار کی responsibility ہوتی ہے کہ اس کو موقع پر دور کر دیا جائے لیکن ان سڑکات پر بعد میں کچھ audit objections آئیں وہ سڑکیں بھی mention ہیں۔ ان observations کے نتیجے میں ان افسران کے خلاف محکمانہ ایکشن بھی لیا گیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں جز (ج) کے جواب کا ذکر کر رہا تھا اس کے جز (ہ) کے اندر بھی انہی سڑکوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ چار سڑکوں پر جو مین آفیسر تھے وہ کچھ نوکریوں سے برطرف کئے گئے جن میں سے کچھ بحال بھی ہو گئے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر انہوں نے اتنی بڑی کرپشن کی تھی کہ محکمے کو ان کو نوکری سے نکالنا پڑا تو پھر ان لوگوں نے ایسا کیا جرم کیا تھا کہ انہیں نوکری سے نکالا گیا؟

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ کرپشن کے اندر نامزد ہو چکے تھے تو کیا وجہ ہے کہ اُن میں سے کئی لوگ ابھی تک بھی ضلع فیصل آباد میں ہی posted ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح میں نے وضاحت سے بتایا ہے کہ ان پر جو جو objections آئیں ان پر انکوائری کی گئی اور کسی کو نوکری سے فارغ کرنا یا پانچ سال کی increment روک دینا یہ بہت strict actions ہوتے ہیں۔ رہی بات ان کی بحالی کی تو ڈیپارٹمنٹ نے تو ان کو فارغ کر دیا تھا لیکن سرکاری ملازمین کے پاس اس پر مزید forum بھی ہوتے ہیں۔ وہ PST کے ذریعے بحال ہو کر واپس آ گئے۔ ڈیپارٹمنٹ اس ٹربیونل کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں گیا ہوا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا پوچھنے کا یہی مقصد تھا۔ چلیں پنجاب سروس ٹربیونل تو ایک independent ادارہ ہے وہ فیصلہ دے کر بحال کر سکتا ہے لیکن ان لوگوں کو پوسٹ کرنا تو

ڈیپارٹمنٹ کا اختیار ہے۔ سروس ٹربیونل تو محکمے کو نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے بندہ بحال کر دیا اب اس کو ضرور ہی فلانی پوسٹ پر کسی دوسرے ضلع میں انچارج لگا دیں۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایسی کیا وجوہات تھیں کہ ان کرپٹ لوگوں کو جن کے خلاف محکمہ سپریم کورٹ تک گیا ہے ان کو دوبارہ key post پر تعینات کیا گیا؟

جناب سپیکر! اس میں دوسری بات یہ ہے کہ ان میں سے کئی افسران ایسے ہیں جو ابھی تک ضلع فیصل آباد میں ہی پائے جاتے ہیں کیا ایسی وجہ ہے کہ اسی ضلع میں کرپشن کے باوجود ان کو ضلع بدر بھی نہیں کیا گیا؟ میرا جو پہلا سوال تھا اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا میں دوبارہ repeat کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا مہربانی فرمائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے تین چھوٹے چھوٹے سے معصومانہ سوال ہیں جو بہت ضروری ہیں کہ آڈٹ کے اندر کیا observations تھیں کہ ان کو نوکری سے نکالا گیا؟ یہ بہت سنگین observations تھیں kindly کوئی ایک آدھی observation بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ جو بحال ہو کر آئے ہیں محکمہ نے انہیں کیوں key posts provide کیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اب ان کا دل یہ کر رہا ہے کہ اب جب وہ بحال ہو کر آ گئے ہیں تو ان کو گھر بٹھا کر تنخواہیں دیتے رہیں۔ Definitely ایک سسٹم ہے کہ جب وہ PST سے بحال ہو کر آ جاتے ہیں تو پھر ان کی services کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ یہ کیا چاہتے ہیں؟ جب سیٹیں خالی ہوتی ہیں تو objection آ جاتا ہے کہ وہاں پر بندے post نہیں ہو رہے ہیں، فلاں جگہ vacancy exist کرتی ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کی مجبوری ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ نے کام بھی لینا ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ فیصل آباد میں کیوں کام کر رہے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ جو یہاں پر پوسٹیں mention ہیں وہ key posts ہیں۔ جو سارے آفیسر کام کر رہے ہیں وہ ڈسٹرکٹ setup میں کام کر رہے ہیں اور district setup کی پوسٹوں کو میرے حساب سے کوئی key post consider نہیں کیا جاتا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وہاں پر کچھ لوگ ڈسٹرکٹ آفیسر لگے ہوئے ہیں اور میرے خیال میں ڈسٹرکٹ آفیسر ایک اچھی خاصی post ہوتی ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں اس میں پارٹ۔3 میں دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد کے اندر سب انجینئر ذوالفقار رندھاوا بھی

فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ آفیسر لگے ہوئے ہیں اور جو سب انجینئر تھے وہ بھی ضلع فیصل آباد میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ ہی تعینات ہیں۔ چلیں، انہوں نے بڑی اچھی بات کہی کہ خالی پوسٹ نہیں رکھی جاسکتی، انہوں نے اِن کو post کرنا تھا وہ کر دیا۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ اس آڈٹ میں ان کے خلاف کیا کارنامے نکلے تھے جس کی وجہ سے انہیں نوکری سے نکالنا پڑا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی clarification کروں گا کہ وہ ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ فیصل آباد تعینات نہیں ہیں یہ تھوڑی سی mistake ہو گئی ہے بلکہ وہ ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ کے دفتر میں تعینات ہیں۔ چونکہ ایک ٹائم پر دونوں ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تو نہیں لگ سکتے یہ تھوڑی سی لکھنے میں mistake ہو گئی ہے۔ اب رہی بات objection کی تو میں ابھی یہاں بیٹھ کر ایک گھنٹے میں اتنے سارے افسران کی تمام objections بتانے سے قاصر رہوں گا۔ اگر یہ اس کے متعلق fresh question کرلیں تو ان کے خلاف جو جو objections raise ہوئی ہیں وہ ان کو پیش کر دی جائیں گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 3721 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لیفکو معاہدے سے متعلقہ تفصیلات

*3721: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور فیصل آباد روڈ جو کہ لیفکو کے زیر انتظام ہے، کے کون کون سے شیئر ہولڈر ہیں نیز ہر کمپنی کے شیئرز کی شرح تناسب سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) لیکو کے کتنے اہلکاران وافسران اس سڑک پر تعینات ہیں،ان کے نام،پتااور عہدہ کے حوالے سے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیااس وقت بھی آرمی کے حاضر سروس اہلکاران وافسران لیکو میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) شیئر ہولڈرز اور ان کے شیئر کی شرح تناسب مندرجہ ذیل ہے:

فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن	65فیصد
میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ	20فیصد
میسرز حبیب رفیق پرائیویٹ لمیٹڈ	10فیصد
میسرز سچل انجینئرنگ پرائیویٹ لمیٹڈ	5فیصد

(ب) لیکو کے اہلکاران وافسران جو اس سڑک پر تعینات ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت آرمی کا کوئی بھی حاضر سروس اہلکار یا افسر لیکو میں کوئی ڈیوٹی سرانجام نہیں دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس سوال میں جو جواب دیئے گئے ہیں وہ ٹھیک ہیں میں ان سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ منسٹر صاحب!آپ کو ان کی طرف سے اور میری طرف سے مبارک ہو۔ اگلا سوال بھی لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!سوال نمبر 3722 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور فیصل آباد روڈ ٹال ٹیکس سے متعلقہ تفصیلات

*3722:لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)سردار محمد ایوب خان:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور فیصل آباد روڈ جو کہ لیکو کے زیر انتظام ہے وہاں ٹال ٹیکس کی شرح دیگر ہائی ویز کے ٹال ٹیکس سے زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکو کے اہلکاران آئے روز ٹال ٹیکس کی وصولی کے حوالے سے سڑک کو استعمال کرنے والے راہگیروں سے جھگڑتے ہیں، پچھلے پانچ سال میں لیکو کے اہلکاران پر اس حوالے سے کتنی ایف آئی آر درج ہوئی ہیں؟

(ج) لاہور فیصل آباد روڈ پر لیکو کے ہر ٹال پلازہ پر ٹیکس کی شرح کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے نیز اس روڈ پر کون کون سی گاڑیاں / شخصیات ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں نیز کیا ان کے لئے الگ لین ہے؟

(د) کیا اس سڑک کے قریبی علاقوں کے عوام کو سڑک استعمال کرنے میں کوئی رعایت حاصل ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست ہے۔لاہور فیصل آباد روڈBOTکی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے جس پر حکومت پنجاب یا کسی اور حکومتی ذرائع سے کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی ہے بلکہ لیکو(پرائیویٹ)لمیٹڈ کو تعمیر اور نگہداشت کے تمام اخراجات25سال تک خود برداشت کرنے ہیں اسی لئے ٹال ٹیکس بروئے قانون سیکشن3، Punjab Toll on Bridges and Roads Ordinance 1962کے تحت لاگو ہوتا ہے اور ٹال ٹیکس کی شرح حکومت پنجاب کے باقاعدہ نوٹیفکیشن کے ذریعے مشتہر کی جاتی ہے۔لاہور فیصل آباد سڑک پر ٹال ٹیکس کی شرح حکومت پنجاب سے بذریعہ نوٹیفکیشن مجریہ 31۔اگست2006،No.SOH-II-VOL-II/2002-03(PSPIC)-4-1/(C&W)منظور شدہ ہے اور اسی کے مطابق ٹال ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔لیکو قانون کے مطابق اور شفافیت کے اصول کے تحت ٹال ٹیکس کی شرح اور متن کی فہرست اخبارات میں مشتہر کرتی ہے۔علاوہ ازیں سارے ٹال پلازوں

پر آویزاں بھی کرتی ہے۔ سال14۔2013 کی نوٹیفکیشن شرح ٹال ٹیکس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لیکو کے اہلکاران آئے روز ٹال ٹیکس کی وصولی کے حوالے سے سڑک کو استعمال کرنے والے راہگیروں سے جھگڑتے ہیں اور کسی بھی اہلکار کے خلاف پچھلے پانچ سالوں میں کوئی بھی مقدمہ کسی عدالت میں بابت لڑائی جھگڑا / ٹیکس وصولی زیر سماعت ہے یا کسی بھی لیکو اہلکار پر پچھلے پانچ سالوں میں کوئی ایف آئی آر کٹی ہے۔

(ج) لاہور فیصل آباد روڈ پر ہر ٹال پلازہ پر ٹیکس کی شرح مالی سال14۔2013 اور جو گاڑیاں اور شخصیات مستثنیٰ ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایمر جنسی گاڑیوں مثلاً ایمبولینس، فائر بریگیڈ، پولیس کی گاڑیوں کے لئے ایک علیٰحدہ لین مختص ہے جبکہ دیگر مستثنیٰ گاڑیاں E-Tag والی لین سے گزرتی ہیں اور ان تمام گاڑیوں کو فری E-Tag فراہم کئے جاتے ہیں۔

(د) اگرچہ لیکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ رعایت دینے کا حق رکھتی ہے مگر یہ اس کے لئے لازم نہیں کہ وہ کسی بھی باقاعدہ سفر کرنے والے کا کوئی خصوصی package دے۔ تاہم لیکو نے ٹال پلازہ کے تین کلو میٹر گردونواح میں مستقل رہنے والے رہائشیوں کو ٹال ٹیکس لاگو ہونے کی شروعات سے خصوصی رعایت دے رکھی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ وہ سوال کچھ ہے اور جواب کچھ ہے۔ جز (ج) کا سوال یہ تھا کہ لاہور فیصل آباد روڈ پر لیکو کے ہر ٹال پلازہ پر ٹیکس کی شرح کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے نیز اس روڈ پر کون کون سی گاڑیاں / شخصیات ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں نیز کیا ان کے لئے الگ لین ہے؟ اس کے جواب میں فقط ٹیکس کی شرح فراہم کی گئی ہے لیکن کون کون سی شخصیات اور کون کون سی گاڑیاں مستثنیٰ ہیں وہ تفصیل فراہم نہیں کی گئی بلکہ وہ جواب دیا ہی نہیں گیا، اس جواب کو دانستہ طور سے گول کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کوئی جواب دانستہ طور پر گول نہیں کیا گیا۔ پہلی بات یہ ہے کہ 16-2015 کے ٹال ٹیکس کا ریٹ اس کے ساتھ attach ہے وہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال ریٹ سے متنازع نہیں ہے وہ ریٹ تو آگیا ہے، میں تو جو گاڑیاں اور شخصیات مستثنیٰ ہیں اس کا پوچھ رہا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بھی کاپی ساتھ لگائی گئی ہو گی ورنہ میں خود بتا دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کاپی ساتھ نہیں لگائی گئی، تفصیل فراہم نہیں کی گئی بلکہ فقط لکھ دیا گیا ہے کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
میں آپ کو پڑھ کر بتا دیتا ہوں تاکہ اگر آپ کو کوئی غلط فہمی ہے کہ ہم نے چھپا کر رکھی ہے۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہیں۔ غلط فہمی نہیں ہے یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! جو گاڑیاں exempt ہیں اس میں

> Vehicle of Presidency, Governor House, Prime Minister House and Chief Minister Secretariat fleet car vehicles belonging to Defence forces, vehicle requisition for defence duty, police patrol vehicles, fire fighting vehicles, vehicles with green number plates, bonafied government vehicle, members of Senate, National Assembly and Provincial Assemblies. Any other which may be prescribed by law or agreed between the Government of Punjab and LEFCO.

یہ ہیں جن کو مستثنیٰ حاصل ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب کے پاس تو جواب موجود ہو گا لیکن جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، Let me proceed further.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ٹول پلازے پر پیسے لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کون سے ٹول پلازے کی بات کر رہے ہیں اور آپ نے کیا سمجھا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے یہاں سے لے کر پشاور تک سفر کیا ہے یہاں پر یہ پیسے لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ لاہور سے فیصل آباد کی بات ہو رہی ہے۔ بی بی! موٹروے کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے کچھ پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو Provincial Assemblies کا کہا ہے وہ اسے نہیں مانتے اور جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ انہیں مانتے ہیں اور نہ ہی اس کارڈ کو مانتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے جو بات کی ہے ذرا اس پر پوری طرح غور کریں۔ آئندہ ایسی شکایت نہیں ملنی چاہئے۔ چلیں! اور بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جناب محمد آصف باجوہ صاحب! آپ کا سوال ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3936 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ:حلقہ پی پی۔130 میں رنگ روڈ کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*3936:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔130 ڈسکہ میں رنجھانی تاجسیر والہ رنگ روڈ کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے سیالکوٹ سے گوجرانوالہ یا لاہور جانے والے لوگوں کو ڈسکہ میں ٹریفک کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ؟

(ب) اگر یہ رنگ روڈ تعمیر کر دی جائے تو عوام کے یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں کیا حکومت ڈسکہ رنگ روڈ بنانے کا منصوبہ آئندہ مالی سال میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ڈسکہ شہر کے پرانے بائی پاس کی تعمیر "24 چوڑائی کے ساتھ 1973 میں کی گئی تاہم اس سڑک کو موجودہ ٹریفک کے لئے ناکافی سمجھتے ہوئے حکومت نے اس کو "24+ "24 دورویہ مع "15+ "15 سروس لین از سرِ نو تعمیر کا منصوبہ 2009 میں منظور کیا جس پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ سڑک کی از سر نو تعمیر مکمل ہونے پر ٹریفک کے بہاؤ میں کسی حد تک روانی اور باقاعدگی آئی ہے لیکن یہ بائی پاس روڈ بھی آبادی کے اندر واقع ہے اور اس کے دونوں اطراف دکانات اور ورکشاپس ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی میں تعطل پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اگر رنگ روڈ رنجھائی تاجسیر والا کی تعمیر کر دی جائے تو ٹریفک کی روانی میں مزید بہتری آئے گی۔

(ب) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ حکومت کے زیرِ غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے ؟

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے جواب دیا ہے اور میرے سوال کو realize کرتے ہیں کہ واقعاً ٹریفک بلاک ہوتی ہے کیونکہ ڈسکہ Big City ہے وہاں سے پسرور، نارووال، شکر گڑھ، سمبڑیال ڈرائی پورٹ، سمبڑیال ائرپورٹ اور سیالکوٹ سفر کے لئے بہت زیادہ مسائل ہیں۔ ڈسکہ سے دس منٹ کا فاصلہ ہے لیکن ٹریفک بلاک ہونے کی وجہ سے لوگوں کے چالیس منٹ لگتے ہیں اور لوگوں کو جتنی دیر میں سیالکوٹ اور سوڈیال سے لاہور پہنچنا ہوتا ہے وہ ڈسکہ کراس نہیں کرتے۔ اگر میری بات کو محکمہ admit کرتا ہے تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے

کہ یہ on the floor of the House commitment کریں، یہ مانتے بھی ہیں کہ مسائل کا حل اسی میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ان سے کیا پوچھوں؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مان جائیں اور commitment دے دیں کہ وہ رنگ روڈ تعمیر کروادیں گے۔ بس یہ next ADP میں رکھوادیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ یہ تو آپ کی تجاویز ہیں۔

جناب محمد آصف محمود باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تجویز نہیں ہے بلکہ یہ میرا ضمنی سوال بنتا ہے کہ منسٹر صاحب commitment کریں کیونکہ یہ چار سے پانچ کلو میٹر کی سڑک بنے گی اور اس سے لوگ کے گھنٹوں بچیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ویسے اسمبلی میں یہ سوال نہیں ہونا چاہئے کہ آپ commitment کریں لیکن میں ان کی اس بات سے agree کرتا ہوں کہ جس منصوبے کی یہ بات کر رہے ہیں میں نے اس کی تھوڑی سی انفارمیشن بھی لی ہے اور اس کی لمبائی تقریباً ساڑھے 9 کلو میٹر بنتی ہے اور اس کی rough cost تقریباً ایک بلین کے قریب ہے لیکن اس میں problem آئے گی اور land acquisition بھی کرنی پڑے گی۔ معزز ممبر ٹھیک کہہ رہے ہیں اور محکمہ accept بھی کر رہا ہے۔ سڑکیں جتنی بن جائیں اتنی بہتر ہے اور اس سے لوگوں کو سہولیات میسر ہوتی ہیں۔ میں اس حد تک commitment کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اس روڈ کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اور ان کے پرزور اسرار پر محکمہ کی طرف سے جو ADP گورنمنٹ کو مہیا کی جائے گی ہم اس میں اس منصوبے کو شامل کریں گے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4676 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونین کونسل نمبر 41اٹاری سروبہ لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*4676: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسل نمبر 141 اٹاری سروبہ لاہور میں پچھلے تین سالوں کے دوران کون کون سی سڑکوں کی تعمیر کی گئی اوران پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، سڑک وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنی سڑکیں ابھی تک زیر تعمیر ہیں،ان کو کب تک مکمل کر لیا جائے گا؟

(ج) کیاان سڑکوں میں اٹاری سروبہ سٹاپ سے علی ہاؤسنگ کالونی کو جانے والی مین سڑک بھی شامل تھی اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پچھلے تین سالوں میں یونین کونسل نمبر 141 میں صرف ایک کام "پختگی اور بحالی سڑک از اٹاری دربار تا اٹاری گاؤں لمبائی 1.10 کلو میٹر منظور ہوئی جو موجودہ سڑک میں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سیوریج ڈالنے کی وجہ سے شروع نہ ہو سکی اور اس پر کوئی خرچہ نہ ہوا ہے۔

(ب) سڑک از اٹاری دربار تا اٹاری گاؤں لمبائی 1.10 کلو میٹر کا ٹینڈر مورخہ 06-01-2016 کو ہو چکا ہے۔ کنٹریکٹر نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

(ج) سڑک کی تعمیر حصہ الف کے مطابق شامل ہے جو کہ موقع پر کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں ان سے پوچھا گیا تھا کہ یونین کونسل نمبر 41 اٹاری سروبہ لاہور میں پچھلے تین سالوں کے دوران کون کون سی سڑکوں کی تعمیر کی گئی اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، سڑک وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟ یہاں پر انہوں نے جواب میں ایک سڑک کا ذکر کیا ہے تو میری ان سے گزارش یہ ہے کہ بے تحاشا ایسی سڑکیں ہیں جن کو مرمت کرنے اور بنانے کی ضرورت ہے تو صرف ایک ہی سڑک کو شامل کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! یہ پلاننگ کا سوال کر رہی ہیں لیکن جو انہوں نے سوال کیا ہے وہ یونین کونسل کے بارے میں ہے۔ اس یونین کونسل میں 1.10 کلو میٹر کی سڑک منظور ہوئی اس میں بھی کچھ problem آ گیا، چونکہ

جس طرح میاں صاحب نےpoint out کیا تھا اگر ہم پہلے سڑک بنا دیتے اور پھر وہ سڑک ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ وہاں پر پہلے سیوریج ڈالنا تھا اس لئے سڑک نہیں بنائی گئی۔اب پبلک ہیلتھ نے اپنا کام مکمل کر دیا ہے اور اب اس کا 14 million revised estimate کا بنا ہے۔اب انشاء اللہ اس سڑک پر practically کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ سوال ڈیڑھ سال پہلے مئی 2014 میں کیا تھا اور اب ڈیڑھ سال بعد اس کا جواب آ رہا ہے کہ 6۔جنوری 2016 کو اس کا ٹینڈر پاس ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹینڈر پاس ہو چکا ہے اور کنٹریکٹر نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وہ تو ٹھیک ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ سوال آنے کے بعد کام شروع کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! انہوں نے میرے جواب پر focus نہیں کیا۔ میں نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے کہ جب تک پبلک ہیلتھ سیوریج کا کام مکمل نہیں کرتا تو اس وقت تک ہم یہ روڈ شروع نہیں کر سکتے تھے۔ recently پبلک ہیلتھ نے سیوریج کا کام مکمل کر لیا ہے اور instantly اس پر 6۔جنوری 2016 کو ٹینڈر لگ گیا ہے اور انشاء اللہ اس پر کام شروع ہو جائے گا اور اسی financial year میں اس کام کا خاتمہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4677 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اٹاری سرو بہ سٹاپ اور علی ہاؤسنگ کالونی سے دیگر آبادیوں کو جانے والی سڑک کو پختہ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*4677: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اٹاری سروبہ سٹاپ سے اندر علی ہاؤسنگ کالونی و دیگر آبادیوں کو جانے والی سڑک پختہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کے لئے پچھلے سال فنڈز بھی مختص کئے گئے تھے اگر ہاں تو کتنے؟

(ج) مذکورہ فنڈز سے مذکورہ سڑک پختہ کیوں نہ کی گئی، وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سڑک پختہ ہے لیکن جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) پچھلے سال15۔2014 میں6 ملین فنڈز جاری ہوئے۔اور موجودہ مالی سال میں12 ملین روپے فنڈز جاری ہوئے ہیں۔

(ج) پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے گزشتہ سال سیوریج کا کام شروع کر رکھا تھا جس کی وجہ سے سڑک کی تعمیر روک لی گئی۔اب سیوریج کا کام مکمل ہو چکا ہے۔سڑک کا ٹینڈر ہو چکا ہے۔ موقع پر کنٹریکٹر نے کام شروع کر دیا ہے۔ تکمیل منصوبہ کی مدت چھ ماہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!againاس میں بھی وہی سوال ہے اور میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محکمہ نے سڑک کی تعمیر کا منصوبہ کب بنایا؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ سڑک پختہ ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور جز(ب) میں لکھا ہے کہ 15-2014 میں6 ملین کے فنڈز جاری ہوئے اور موجودہ سال میں12 ملین کے فنڈز جاری ہوئے ہیں۔againاس میں وہی جواب لکھا تھا کہ سیوریج کی وجہ سے سڑک کی تعمیر روک لی گئی تو مجھے یہ بتایا جائے۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

جناب سپیکر!آپ کا پچھلا سوال بنیادی طور پر جس سڑک کے بارے میں ہے تو یہ وہی سڑک ہے جو اس میں بھی شامل تھی۔

جناب سپیکر: اب اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس میں اور اُس میں difference یہ ہے کہ میں اس میں پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ منصوبہ کب بنا؟مزید میں یہ coordination دیکھنا چاہ رہی ہوں کہ بے شک پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہو یا آپ کا محکمہ ان کی کتنی coordination ہے؟یہ ڈیڑھ سال پہلے سوال کیا گیا تو اب کام شروع ہوا ہے اور میں یہ دیکھنا چاہ رہی ہوں کہ وہاں لوگ کس طرح suffer کر رہے ہوں گے؟بے شک پبلک ہیلتھ ذمہ داران ہے تو کیا آپ لوگوں کی آپس میں coordination نہیں ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جب 15-2014 میں 6 ملین کا فنڈز جاری ہوا اور پھر موجودہ سال میں 12 ملین کا فنڈز جاری ہوا تو کیا اس پر ٹوٹل 18 ملین لگیں گے؟جب یہاں پر پہلی دفعہ فنڈز جاری کیا تھا تو کیا وہ lapse کر گیا؟مہربانی کر کے اس کی وضاحت کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!فنڈز جاری کرنے سے مراد allocation ہے۔اس کی پچھلے سال کی allocation six million تھی اور اس سال unutilize رہی اور وہ پیسا واپس چلا گیا یعنی پیسا lapse کر گیا تھا کیونکہ سیوریج کا کام مکمل نہیں ہوا۔اب اس سال اس کی allocation twelve million کی گئی ہے اور میں نے بتایا ہے کہ اس کا scope after tax سیوریج بھی،اب یہ rigid payment کی طرف چلا گیا ہے اور اس کی لاگت 40 ملین ہے۔جب یہ پراجیکٹ مکمل ہو گا تو وہ 40 ملین سے پورا ہو گا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ اب آپ نے کتنے آرام سے کہہ دیا کہ پیسا lapse کر گیا۔اس کی utilization کہیں اور بھی ہو سکتی تھی اور ہمارے بہت سے ایسے پراجیکٹس ہیں اور بہت سی ایسی ضروریات ہیں جس میں یہ پیسا utilize ہو سکتا تھا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ محکمے کی نااہلی ہے اور آپ کے محکمے کی آپس میں coordination بھی نہیں ہے۔آپ آپس میں coordinate کر کے پیسا utilize کیا کریں۔آپ فنڈز کو ایک جگہ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ پیسا بغیر استعمال ہوئے ختم ہو جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): اس وقفہ سوالات کے دوران دو point of views آئے ہیں،میاں صاحب کی سوچ یہ تھی کہ پہلے planning کریں پھر execute کریں،اب آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ پیسے اسی سال میں لگا دینے چاہئیں تھے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!آپ میری بات کو صحیح نہیں سمجھے، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ پہلے آپ نے یہ فنڈز مختص کئے لیکن وہlapseہو گئے۔اگر آپ کو یہ پتا تھا کہ اس معاملے میں یہproblem ہے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس سلسلے میں اتنا ٹائم لینا ہے، میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر home work نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر:چلیں!اب تو اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔مہربانی کریں اور اس بات کو اب چھوڑ دیں۔اب کے سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اور اس کی تکمیل بھی ہو گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر:اب آپ ایسے نہ کیا کریں؟

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ڈیڑھ سال سے میں نے یہ سوال کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:اب تو اس کا ٹینڈر بھی ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہی، پلاننگ کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر:جس معاملے میں آپ نے سوال دیا ہے وہ اب تکمیل کے مراحل میں ہے اور چھ مہینے بعد انہوں نے اسے مکمل بھی کر دینا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر:مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔ایسے ٹائم ضائع نہ کریں۔اگلا سوال۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں کوئی غلط بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر:ہم کب کہتے ہیں کہ آپ نے غلط بات کی ہے۔اب تو آپ کی بات پر عمل ہو گیا ہے،آپ تشریف رکھیں اور دوستوں کے سوالاتtake up کرنے دیں۔بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:وزیر موصوف کو جواب تو دینے دیں۔

جناب سپیکر:وزیر موصوف صاحب!آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر!محترمہ نے جو بات کی ہے وہ مناسب ہے لیکن اس کو بھی تو appreciate کرنا چاہئے کہ کچھ نہ کچھ پلاننگ آپس میں مل ہی رہی تھی کیونکہ سڑک کی بھی ضرورت تھی۔وہاں چونکہ دو الگ محکمے ہیں

پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ الگ ہے، محکمہ مواصلات علیحدہ محکمہ ہے۔ میں نے آپ کو یہ بھی بتایا ہے کہ پیسے lapse بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس کیس میں پیسے lapse نہیں ہوئے بلکہ محکمے نے جب دیکھا کہ یہ سکیم ابھی مکمل نہیں ہو سکتی تو محکمے نے پیسے surrender کر دیئے اور یہ پیسے دوسری سکیم میں چلے گئے۔ پیسا ضائع نہیں ہوا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے کہ پیسے کیوں surrender کئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ مہربانی اب جواب آگیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ جی، الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 5172 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد روڈ توحید چوک پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*5172: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد روڈ پر جامعہ امدادیہ بھٹو کالونی اور سرگودھا روڈ پر توحید چوک کے مقام پر رش کی وجہ سے سڑک عبور کرنا ناممکن ہے؟

(ب) کیا شہری حدود میں سپیڈ کم کرنے، یوٹرن اور اشاراتی بورڈز نصب کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا کچہری روڈ فیصل آباد اور پنڈی بھٹیاں مین روڈ کی طرح حکومت چنیوٹ کی شہری حدود میں سپیڈ بریکر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد روڈ اور توحید چوک سرگودھا روڈ کے مقامات پر لوگوں کے گزرنے کے لئے اوور ہیڈ برج بنانے کے لئے میں نے محکمے کو درخواست دے رکھی ہے، اگر حکومت مذکورہ دونوں جگہوں پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ ان دونوں مقامات پر رش کی وجہ سے سڑک عبور کرنا مشکل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یوٹرن اور اشاراتی بورڈز نصب کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) حکومت چنیوٹ کی شہری حدود میں سپیڈ بریکر بنانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔تاہم محکمہ پنجاب ہائی وے نے جامعہ امدادیہ بھٹو کالونی میں دو عدد سائن بورڈ نصب کئے ہوئے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے کہ آہستہ اور احتیاط سے چلیں آگے آبادی ہے اس کے علاوہCat Eyesاور Studsبطور احتیاط و سپیڈ کم کرنے کے لئے موقع پر لگا دیئے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ نیا بس اڈا سرگودھا روڈ اور بھٹو کالونی بالمقابل جامعہ امدادیہ فیصل آباد روڈ 28 کلو میٹر چنیوٹ کے مقامات پر اوور ہیڈ برج بنانے کے لئے درخواست دی گئی ہے جبکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام16۔2015میں3534 .No ADP کے تحت مندرجہ ذیل دو سکیموں کے لئے33.310ملین کی رقم مختص کی گئی ہے اور اب ان کو پی اینڈ ڈی کی ہدایات کے مطابق ڈسٹرکٹ گورنمنٹ چنیوٹ کے زیر نگرانی تعمیر کروایا جائے گا۔

(1) تعمیر پیڈیسٹرین اوور ہیڈ برج نیا بس اڈا سرگودھا روڈ۔

(2) تعمیر پیڈیسٹرین اوور ہیڈ برج بھٹو کالونی فیصل آباد روڈ۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ یوٹرن اور اشاراتی بورڈز نصب کر دیئے گئے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے نے گمراہ کیا ہے اور غلط بیانی کی ہے، میں وزیر موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ چلیں، میں انہیں دکھاؤں گا کہ ابھی تک بہت ساری جگہیں ایسی ہیں اور یوٹرن بھی عملی طور پر ایسے ہیں جن پر ابھی تک بورڈز نہیں لگے ہوئے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ چنیوٹ سرگودھا روڈ، فیصل آباد روڈ، لاہور روڈ، جھنگ روڈ پر یہ بتادیں کہ شہری حدود میں کل کتنے یوٹرن ہیں اور کتنے یوٹرنز پر بورڈ لگے ہوئے ہیں اور کتنے یوٹرنز پر بورڈ نہیں لگے ہوئے؟ میرا ایک قریبی عزیز ڈیڑھ دو سال پہلے اپنی والدہ کے جنازے میں جا رہا تھا یوٹرن پر کھڑا ہوا تھا کہ ٹریفک رک جائے تو میں گزر جاؤں، اسی رکی ہوئی ٹریفک میں موٹر سائیکل والے نے اسے ٹکر ماری ہے جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اب تک اس کے سات

آپریشن ہو چکے ہیں اور اس سارے معاملے کو ڈیڑھ دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر جتنے بھی خالی یوٹرنز پڑے ہوئے ہیں ان پر بورڈ لگائے جائیں اور محکمہ نے جو غلط جواب دیا ہے اس کا بھی نوٹس لیا جائے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف سے پوچھ لیتے ہیں؟ محکمہ نے جو غلط جواب دیا ہے اس کا بھی آپ نوٹس لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر روز دو چار حادثات اسی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ وہاں پر اشاراتی بورڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ آپ کے محکمہ نے سوال کا جواب غلط دیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر میرے لئے قابل احترام ہیں۔ اگر انہوں نے ایک بات point out کی ہے اور محکمہ اس بات کو own کر رہا ہے کہ انہوں نے ہر جگہ پر یوٹرن اور اشاراتی بورڈز نصب کر دیئے ہیں۔ اگر اس میں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہے تو اس کو میں explore کر لیتا ہوں، جس طرح معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے کہ کچھ ضروری جگہوں پر یہ چیزیں نہیں لگی ہوئیں تو انشاء اللہ محکمہ کے خلاف، ذمہ داران کے خلاف action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شاباش۔ بڑی مہربانی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وہ اس کے لئے کوئی time limit بھی مقرر کر دیں کہ کب تک یہ اشارات لگ جائیں گے کیونکہ ہر روز دو چار حادثات سننے میں آتے ہیں۔ دوسرا جز (د) میں نے دو جگہیں متعین کی تھیں بتایا تھا کہ فیصل آباد روڈ، سرگودھا روڈ پر pedestrian overhead bridge بننے چاہیں۔ آپ یہ سن کر بھی حیران ہوں گے کہ اس بجٹ میں ان دونوں پلوں کے بنانے کا ذکر بھی آ گیا لیکن جب ڈیڑھ ماہ بعد ہم محکمے سے پوچھنے گئے کہ ہماری سکیمیں کہاں گئیں؟ پتا چلا کہ چنیوٹ کی یہ دونوں سکیمیں فیصل آباد کے اربن ایریا میں ڈال دی گئی ہیں۔ میرا جو ایڈریس تھا اس میں فیصل آباد روڈ چنیوٹ لکھا ہوا تھا، جس میں سے چنیوٹ کو حذف کر دیا گیا، اسی طرح سرگودھا روڈ چنیوٹ لکھا ہوا تھا اس کو بھی حذف کر دیا گیا اور دونوں سکیمیں فیصل آباد میں ڈال دی گئیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! ان کی یہ بات ٹھیک ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی سے misprint ہونے کی وجہ سے یہ سکیم مختلف محکموں کے ارد گرد گھومتی رہی ہے۔ ہم الحاج محمد الیاس چنیوٹی کو اس پر appreciate کریں گے کہ انہوں نے خود personally اس میں دلچسپی لی۔

جناب سپیکر: انہوں نے نشاندہی درست کی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! انہوں نے درست نشاندھی کی ہے۔ اب اس سکیم کا پی سی ون بھی تیار ہو چکا ہے اور اس سکیم کی کل لاگت 35.408 ملین ہے۔ انشاء اللہ ان کے جو دونوں اوور ہیڈ برج ہیں ان پر جلد کام کا آغاز ہو جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت نو مہینے بجٹ کو پاس ہوئے گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کوارٹرز میں ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر لگانے سے متعلقہ تفصیلات

*5305: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور میں بڑی گراؤنڈ کے ساتھ واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے نصب ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر خراب ہونے کی وجہ سے

اتار لیا گیا ہے اور ٹیوب ویل آٹھ ماہ سے بند پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے کالونی کے مکینوں کو پانی کی فراہمی میں تعطل آ گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی کے مکینوں نے ایس ڈی او چوبرجی کوارٹرز اور دیگر متعلقہ افسران کو ٹرانسفارمر کو دوبارہ لگانے کے لئے گزارشات کیں اس کے باوجود آج تک ٹرانسفارمر نہیں لگایا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ڈی او چوبرجی کوارٹرنے ٹیوب ویل پر دوبارہ ٹرانسفارمر لگانے کے لئے واپڈا سے رابطہ کیا ہے اگر رابطہ کیا ہے تو کتنی دفعہ،اس کی تفصیل اور ثبوت فراہم کریں؟

(د) کیا حکومت آٹھ ماہ سے خراب ٹرانسفارمر دوبارہ نہ لگانے پر ایس ڈی او چوبرجی کوارٹرز سمیت دیگر متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور دوبارہ ٹرانسفارمر لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست نہ ہے، گورنمنٹ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کالونی ملتان روڈ کا ٹرانسفارمر چوری ہو گیا تھا جس کی ایف آئی آر ایس ڈی او بلڈنگز سب ڈویژن نمبر2 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ نے پولیس سٹیشن لٹن روڈ میں رجسٹرڈ کرادی تھی۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں الاٹیوں کو پانی کی فراہمی کے لئے دو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں جن کے ذریعے ڈائریکٹ اور بذریعہ اوور ہیڈ ٹینکی کے ذریعے کالونی کے مکینوں کو پانی کی فراہمی بلاتعطل جاری رہی ہے۔

(ب) درست نہ ہے محکمہ نے واپڈا کے دفتر کے ساتھ باقاعدہ process کیا ہے اور ٹرانسفارمر موقع پر لگایا جا چکا ہے۔

(ج) واپڈا کی جانب سے ڈیمانڈ نمبری623 بتاریخ2015۔02۔23 مبلغ۔/480400 جاری ہوا جس کی ادائیگی بذریعہ چیک نمبرE793948 بتاریخ2015۔02۔26 کر دی گئی ہے اور ٹرانسفارمر لیسکو کی جانب سے لگا دیا ہے۔

(د) ایضاً۔

گوجرانوالہ روڈ پر رنجائی روڈ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*5407:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈسکہ گوجرانوالہ روڈ پر واقع گاؤں رنجائی جو کہ سڑک کے شرقی اور غربی سائیڈ پر آبادی پر مشتمل ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ دونوں اطراف کے لوگوں کو سڑک عبور کرنے کے لئے کوئی اوور ہیڈ برج نہ ہے جس کی وجہ سے گزشتہ دو سالوں میں 15اموات ہو چکی ہیں؟

(ج) حکومت کب تک یہ پل بنانے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ گاؤں رنجائی کی آبادی ڈسکہ گوجرانوالہ روڈ کے دونوں جانب شرقی اور غربی اطراف پر مشتمل ہے۔ جس کی لمبائی2000فٹ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ دونوں اطراف کے لوگوں کو سڑک عبور کرنے کے لئے کوئی اوور ہیڈ برج نہ ہے جس کی وجہ سے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

(ج) فی الحال گاؤں رنجائی میں اوور ہیڈ برج کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کی زیر تعمیر نئی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

*6114:راجہ عبدالحنیف:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی اسمبلی پنجاب کی نئی بلڈنگ کا کام کتنے فیصد مکمل ہو چکا ہے اور کتنا کام بقایا ہے، بقایا کام کے لئے کتنی رقم درکار ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیاحکومت اس نئی بلڈنگ کی تعمیر جلد از جلد کروانے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) نئی پنجاب اسمبلی بلڈنگ ADP کی دو سکیموں پر مشتمل ہے۔

1۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ، جس کا تخمینہ لاگت1470.196 ملین روپے ہے جس میں سے 942.632 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جو کہ تخمینہ لاگت کے 64 فیصد بنتے ہیں۔ ADP2015-16 میں اس پراجیکٹ کے لئے200.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس کے موصول ہونے کے بعد اس بلڈنگ کو مکمل کرنے کے لئے327.564 ملین روپے مزید فنڈز درکار ہوں گے۔

2۔ ایکسٹینشن اسمبلی بلڈنگ،(سیشن ہال) جس کا تخمینہ لاگت1053.195 ملین روپے ہے جس میں سے415.537 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں، جو کہ تخمینہ لاگت کا40 فیصد بنتے ہیں۔ اس پراجیکٹ کے لئے2015-16 ADP میں200.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے موصول ہونے کے بعد اس بلڈنگ کو مکمل کرنے کے لئے437.658 ملین روپے مزید فنڈز درکار ہوں گے۔

دونوں بلڈنگز کا کل تخمینہ لاگت2523.391 ملین روپے ہے جس میں سے1358.169 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جو کہ دونوں بلڈنگز کو53 فیصد بنتا ہے اور دونوں بلڈنگز کو مکمل کرنے کے لئے مزید765.222 ملین روپے فنڈز درکار ہوں گے۔

(ب) حکومت اس کو تعمیر کرنے کے لئے فنڈز مہیا کر رہی ہے اس کے مطابق اس مالی سال میں 400.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور ان کے استعمال ہونے کے بعد بقایا رقم بھی مہیا کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ شاہرات کے عملہ سے متعلقہ تفصیلات

*6126: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ شاہرات کے زیر انتظام سڑکوں کی کل لمبائی کتنی ہے؟

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مس ان شاہرات کی دیکھ بھال کے لئے کتنا عملہ مقرر ہے،ان کی تعداد اور گریڈ کی تفصیلات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا محکمہ کے پاس شاہرات کے لئے متعین یارڈ سٹک کے مطابق عملہ موجود ہے؟

(د) اگر جز(د) کا جواب نفی میں ہے تو کیا محکمہ اس کو یارڈ سٹک کے مطابق کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ شاہرات کے زیر انتظام 18 سڑکات ہیں جن کی کل لمبائی 397 کلو میٹر ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شاہرات کی دیکھ بھال کے لئے مندرجہ ذیل عملہ مقرر ہے۔

سیریل نمبر	پوسٹ کا نام	تعداد	گریڈ
1	ہائی وے انسپکٹر	3	6
2	روڈ میپ	13	3
3	روڈ بیلدار	62	2

عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ کے پاس شاہرات کے لئے متعین یارڈ سٹک کے مطابق عملہ موجود نہ ہے۔ محکمہ کو یارڈ سٹک کے مطابق 132 روڈ بیلدار درکار ہیں۔ مگر محکمہ کے پاس کل 62 بیلدار موجود ہیں۔

(د) محکمہ یارڈ سٹک کے مطابق روڈ بیلدار بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق بھرتی کئے جائیں گے۔

علی پور تا مظفر گڑھ سڑک سے متعلقہ تفصیلات

*6134: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علی پور تا مظفر گڑھ پراونشل ہائی وے سڑک کی تعمیر کب کی گئی تھی، اس سڑک کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے، اس سڑک پر روزانہ کتنی گاڑیاں گزرتی ہیں، یہ سڑک جب بنائی گئی تھی تو اس وقت کتنی گاڑیوں کے روزانہ گزرنے کا اندازہ کیا گیا تھا؟

(ب) کیا اس سڑک کی چوڑائی اس وقت اس پر گزرنے والی ٹریفک کے لئے کافی ہے اگر کم ہے تو پھر اس کی چوڑائی میں یا کشادگی کب تک کی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) سڑک ہذا قیام پاکستان سے موجود ہے لیکن اس کی کشادگی و اصلاح تقریباً 1990 میں '20 ہوئی تھی بعد میں وقتاً فوقتاً اس کی کشادگی اور اصلاح مختلف مقامات پر ہوتی رہی ہے۔ پلاننگ اینڈ

ڈویلپمنٹdirectorate کے ٹریفک سروے کے مطابق اس سڑک سے روزانہ کی بنیاد پر گزرنے والی ٹریفک کی تعداد درج ذیل ہے:

سال	P&D Directorate کے مطابق گاڑیوں کی تعداد	مقام
2007	3702	علی پور بمقام ہیڈ پنجمند
	8757	مظفر گڑھ سٹی بمقام مظفر گڑھ بائی پاس
2010	4531	علی پور بمقام ہیڈ پنجمند
	9696	مظفر گڑھ سٹی بمقام مظفر گڑھ بائی پاس
2014	4801	علی پور بمقام ہیڈ پنجمند
	11382	مظفر گڑھ سٹی بمقام مظفر گڑھ بائی پاس
2015	5183	علی پور بمقام ہیڈ پنجمند
	12122	مظفر گڑھ سٹی بمقام مظفر گڑھ بائی پاس

(ii) درج بالا سڑک کی موجودہ چوڑائی مختلف جگہوں پر درج ذیل ہے۔

موجودہ چوڑائی	علی پور مظفر گڑھ کلو میٹر	مقام
'24کارپٹ(شولڈر'4+'4)	846.54تا867.54لمبائی21کلو میٹر	علی پور تا شہر سلطان
'24+'24دورویہ(T.S.T)	867.54تا869.54لمبائی2کلو میٹر	سٹی شہر سلطان
'20چوڑائی(T.S.T)	869.54تا874.74لمبائی5.20کلو میٹر	شہر سلطان تا مسو شاہ
'24کارپٹ(شولڈر'4+'4)(T.S.T)	874.74تا889.74لمبائی15کلو میٹر	مسو شاہ تا روہیلا نوالی
'24چوڑائی(T.S.T)	889.74تا924.14لمبائی34.40کلو میٹر	روہیلا نوالی تا علی پور بائی پاس
'24+'24دورویہ کارپٹ(شولڈر'4+'4)	924.14تا928.39لمبائی4.25کلو میٹر	مظفر گڑھ شہر

(ب) اس سڑک کی81.85 کلو میٹر لمبائی میں سے76.65 کلو میٹر سڑک کو چوڑا کیا جا چکا ہے اور صرف5.20 کلو میٹر سڑک 20 فٹ چوڑائی میں ہے۔ حکومت کے منظور کردہ سالانہ ترقیاتی پروگرام16۔2015 میں یہ منصوبہ موجود نہ ہے تاہم حکومت کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی سے بقایا سڑک کو بھی چوڑا کیا جا سکتا ہے۔

سرگودھا تا خوشاب دورویہ سڑک سے متعلقہ تفصیلات

*6155: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرگودھا تا میانوالی براستہ خوشاب، جوہر آباد روڈ کی تعمیر کب کی گئی، اس پر کل کتنی لاگت آئی تھی؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ یہ سڑک سرگودھاتا خوشاب دورویہ نہ ہونے کی وجہ سے آئے روز اس پر حادثات رونماہورہے ہیں؟

(ج) کیاحکومت اس سڑک کو دورویہ کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(1) ضلع سرگودھاکی حدود میں سڑک لاہور سرگودھامیانوالی بنوں روڈ کلومیٹر126تا164.50 کلومیٹر ایڈیشنل کیرج وے مقررہ میعاد کے اندر مکمل ہوچکی ہے جس کی لاگت پر مبلغ16.838 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(2) ضلع خوشاب کی حدود میں اس سڑک کا کلومیٹر نمبر 214.60 تا 206 کلومیٹر انجینئرنگ سیل نے10۔2009 میں تعمیر کی کلومیٹر نمبر 222.37تا267.25 کلومیٹر امسال دورویہ زیر تعمیر ہے جس کی تخمینہ لاگت مبلغ414 ملین روپے ہےاس کی تکمیل میعاد15 ماہ ہے۔ مقررمدت میں مکمل ہو جائے گی۔

(3) ضلع میانوالی کی حدود میں مذکورہ سڑک از کلومیٹر267.37تا298.00 ہے جس میں30.51 کلومیٹر کی بہتری وکشادگی کا کام مئی2004 میں شروع ہوااور جولائی2005 میں مکمل ہوگیا جس پر مبلغ 113.893 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب)

(1) ضلع سرگودھاکی حدود میں مذکورہ سڑک کلومیٹر نمبر 126تا173(47) کلومیٹر دورویہ ہے باقی سڑک سنگل ہے۔ سڑک کی حالت ٹھیک ہے۔ بائی پاس روڈ کو دورویہ کرنے سے حادثات کم ہو سکتے ہیں۔

(2) ضلع خوشاب کی حدود میں سڑک دورویہ نہ ہونے کی وجہ سے آئے روز حادثات ہورہے ہیں اوراسے دورویہ کرنے سے حادثات کم ہو سکتے ہیں۔

(3) ضلع میانوالی کی حدود میں مذکورہ سڑک دورویہ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ حادثات ہوتے ہیں۔

(ج)

(1) ضلع سرگودھاکی حدود میں مذکورہ سڑک کلومیٹر نمبر126تا173(47) کلومیٹر دورویہ ہے جبکہ کلومیٹر173تا189 سڑک کی چوڑائی30.06 فٹ ہے دورویہ کرنے کے لئے کوئی منظوری نہ ہے۔

(2) ضلع خوشاب کی حدود میں سڑک دورویہ بنانے کے لئے وزیراعظم پاکستان نے حکم صادر فرمایا ہے۔ اس سڑک کا رف کاسٹ ایسٹیمیٹ5230.426 ملین روپے ہے جو حکومت پنجاب لاہور کو مورخہ 2014۔12۔06 کوارسال کیاجاچکا ہے مزید کوئی پیشرفت نہ ہے۔

(3) ضلع میانوالی کی سڑک کے متعلق ملک شاکر بشیر اعوان ایم این اے ڈسٹرکٹ خوشاب کی درخواست جو کہ بذریعہ مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ موصول ہوئی جس پر عمل کرتے ہوئے سڑک کو دورویہ بنانے کے لئےfeasibility report جس کی تخمینہ لاگت مبلغ12551.941 ملین روپے بنتی ہے حکومت کو بجھوادی گئی ہے۔

ہائی وے اور بلڈنگ سب ڈویژن فورٹ عباس کی بحالی کا مسئلہ

*6215:جناب محمد نعیم انور: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ تحصیل فورٹ عباس میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے سب ڈویژن عرصہ دراز سے قائم تھے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ، ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سب ڈویژن فورٹ عباس کو ختم کرکے ہارون آباد بلڈنگ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سب ڈویژن میں ضم کر دیاگیاہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ تحصیل فورٹ عباس جس میں چولستان بھی شامل ہے رقبہ کے لحاظ سے ایک بڑی تحصیل ہے ضلعی ہیڈکوارٹر سے200 کلو میٹر دور تک پھیلی ہوئی ہے، کیاہارون آباد سے آکر ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرنا ممکن ہے؟

(د) کیاحکومت ہائی وے سب ڈویژن اور بلڈنگ سب ڈویژن فورٹ عباس کو بحال کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست نہ ہے تحصیل فورٹ عباس میں ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی کوئی سب ڈویژن نہ تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) ضلعی حکومت کے تحت تحصیل فورٹ عباس میں ڈی ڈی او(روڈز) اور ڈی ڈی او(بلڈنگز) کی پوسٹیں موجود تھیں مورخہ 2011۔04۔04 کو حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے تحت محکمہ مواصلات و تعمیرات کی80 پوسٹوں کو ختم کر دیا گیا تھا جس میں یہ دونوں پوسٹیں شامل تھیں۔

(د) فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ہارون آباد تا فورٹ عباس سڑک کی کشادگی کا مسئلہ

*6225:جناب محمد نعیم انور:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہارون آباد تا فورٹ عباس اور فورٹ عباس تا مروٹ سڑکیں ٹریفک کے دباؤاور رش کے حساب سے چھوٹی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں سڑکیں مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، عرصہ دراز سے ان کی تعمیر ومرمت نہیں ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان دونوں سڑکوں کو کارپٹ روڈ کرنے اور چوڑا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ ہارون آباد تا فورٹ عباس۔مروٹ سڑک ٹریفک کے دباؤاور رش کے حساب سے چھوٹی ہے۔

(ب) اس سڑک پر باقاعدگی سے پیچ ورک کیا جاتا ہے۔یہ سڑک پیچ فری ہے جبکہ ہارون آباد فورٹ عباس روڈ پر ریسر فیسنگ بھی کی جاچکی ہے۔سڑکات کی چوڑائی کم ہے لیکن ہر سال باقاعدگی سے پیچ ورک ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے سڑکیں ٹریفک کے لئے مناسب ہیں۔

(ج) دونوں سڑکوں کو کارپٹ کرنے اور چوڑی کرنے کے لئے ADP-2015-16 میں منظور کرنے کے لئے لکھا تھا جبکہ ایک سڑک فورٹ عباس تا مروٹ لمبائی 50 کلومیٹر میں سے 16 کلومیٹر کی منظوری گورنمنٹ آف پنجاب نے دے دی ہے فنڈز کی کمی کی وجہ سے اس سڑک کے تین گروپ بنائے گئے ہیں جن کے لئے ٹھیکیداروں کی پری کوالیفکیشن کا اشتہار دیا گیا اور گروپ نمبر 1 کی پری کوالیفکیشن کے بعد اس کے ٹینڈر کے لئے مورخہ 28.01.16 کو مختلف پری کوالیفائیڈ ٹھیکیداروں کو حصہ لینے کے لئے تحریری طور پر کہا گیا مگر کسی بھی فرم نے ٹنیڈر میں حصہ نہ لیا اور اب اس سڑک کا ٹینڈر دوبارہ مورخہ 03.02.16 کو کال کیا گیا ہے۔

چنیوٹ جھنگ روڈ، چنیوٹ سرگودھا روڈ، چنیوٹ لاہور روڈ

سے متعلقہ تفصیلات

*6481:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ چنیوٹ جھنگ، چنیوٹ سرگودھا روڈ، چنیوٹ لاہور روڈ موجودہ ٹریفک کی کیپسٹی اور وزن برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں اور جگہ جگہ ان سڑکوں پر نالیاں بن گئی ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ جب یہ روڈ بنائے گئے تھے تو اس وقت ٹریفک کارش بہت کم تھا،اب اس سڑک کے ذریعے پورے ملک میں کریش سپلائی کی جاتی ہے اور ٹریفک کارش بہت بڑھ گیاہے؟

(ج) اگر مذکورہ بالا سوالات کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ان روڈز کو ون وے کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک ان روڈ کو ون وے کر دیاجائے گا؟

(د) چنیوٹ فیصل آباد روڈ جسے ون وے کرنے کا ٹھیکہ دے دیا گیاہے اس پر کب تک کام شروع کر دیاجائے گااور اس کی تاریخ تکمیل کیاہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ان تمام روڈز پر ٹریفک کارش بہت زیادہ ہے اور وزن کنٹرول کرنے کے لئے کوئیweigh bridgeاورaxle load enforcementکاطریق کار نہ ہے۔ ان سڑکات کو محفوظ رکھنے کے لئےaxle loadکو کنٹرول کرنا انتہائی ضروری ہے۔یہ تمام سڑکات مواصلات و تعمیرات پراجیکٹ انجینئرنگ سیل کے زیر نگرانی باقاعدہ بمطابق ڈیزائن تقریباًعرصہ پانچ سے دس سال قبل مکمل کی گئی تھیں۔ جھنگ چینوٹ روڈ پر اوورلوڈڈ کرش بجری والے ٹرکوں کےaxle loadزیادہ ہونے کی وجہ سےwheel rutsپڑتے رہتے ہیں جن کو گاہے بگاہےcold millingسے ختم کر دیاجاتاہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جب ان سڑکات کو بنایا گیا تھااُس وقت ٹریفک کارش بہت کم تھا،اور اب ان سڑکات کے ذریعے پنجاب کے پیشتر اضلاع کو پتھر، بجری، کرش سپلائی کی جاتی ہے۔

(ج) ان سڑکات میں سے فیصل آباد۔چنیوٹ روڈ PPP Modeکے تحت one wayکرنے کا منصوبہ پنجاب حکومت کے زیر غور ہے۔ جس کاPC-Iتیاری کے مراحل میں ہے جبکہ بقیہ سڑکات کو آئندہ سالوں کے ترقیاتی پروگراموں میں شامل کیاجائے گا۔

(د) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کو one way کرنے کے لئے اس سال PC-II کی مد میں مبلغ 14.699 ملین روپے رکھے گے ہیں اور مشاورتی فرم فزیبلٹی سٹڈی کر رہی ہے۔اس کے بعد کنسٹرکشن PPP Mode کے تحت متوقع ہے۔
ابھی تک تعمیر کا کام الاٹ نہیں ہوا لہٰذا تاریخ تکمیل بتانا قبل از وقت ہے۔

لاہور: چوبرجی کوارٹرز کی سڑکات کی ٹوٹ پھوٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6712: میاں طاہر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ سے فیروز پور روڈ تک گندے نالے کے ساتھ سڑک کے منصوبے کے لئے بھاری ٹرک، مشینری، بجری اور دیگر سامان چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کی اندرونی سڑکوں کے ذریعے آتی جاتی رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ وجہ سے چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کی سڑکات بُری طرح ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ سڑکات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کی چند سڑکیں تعمیراتی سامان لانے اور لے جانے کے لئے استعمال ہوتی رہی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ چند سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی ہیں۔

(ج) سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے LDA/TEEPA سے رابطہ کیا جس کی بناء پر ان سڑکوں کی مرمت کا کام LDA/TEEPA نے take up کیا اور کام مکمل کر دیا ہے۔

لاہور: وحدت کالونی میں سرکاری ٹیوب ویل سے متعلقہ تفصیلات

*7021: میاں طاہر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کتنے سرکاری ٹیوب ویل برائے پانی سپلائی کہاں کہاں نصب ہیں۔ کتنے ورکنگ کنڈیشن میں ہیں اور کتنے کب سے بند پڑے ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لئے کتنے ٹیوب ویل آپریٹرز تعینات کئے گئے ہیں ان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں اور ان کے ڈیوٹی ٹائم کیا ہیں۔ڈیوٹی روسٹر کی نقل فراہم کریں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گھنٹے پانی فراہم کیا جاتا ہے اور یہ کتنے سے کتنے بجے تک چلائے جاتے ہیں؟

(د) کیا ان ٹیوب ویلوں اور ان کو چلانے والے ٹیوب ویل آپریٹرز کو چیک کیا جاتا ہے، یکم جنوری2015 سے آج تک ان کی چیکنگ جن افسران نے کی ان کے نام، عہدہ اور تاریخ مع ٹائم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا یہ ٹیوب ویل صرف بجلی کی سپلائی کے وقت چلتے ہیں یا لوڈ شیڈنگ میں بھی ان کو چلانے کا انتظام ہے اگر ہاں تو لوڈ شیڈنگ کے وقت ان کو چلانے کے لئے کیا متبادل انتظام کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کو چلانے والے آپریٹرز صرف ان کی یونین کے عہدہ داران کے احکامات کے مطابق ٹیوب ویل چلاتے اور بند کرتے ہیں۔ان کو کوئی چیکنگ کرنے والا نہ ہے خاص کر "بی" بلاک میں یہ صورتحال بہت زیادہ گھمبیر ہے۔اس بابت حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) وحدت کالونی میں کل 6 ٹیوب ویل ہیں اور تمام ورکنگ حالت میں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) گول باغ (2-Cuses and 100-H.P Motor)
(2) سی بلاک مارکیٹ (2-Cuses and 80-H.P Motor)
(3) بخاری مارکیٹ (1-Cuses and 60-H.P Motor)
(4) ایف سی بلاک (2-Cuses and 80-H.P Motor)
(5) وی بلاک (2-Cuses and 80-H.P Motor)
(6) او بلاک گرین بیلٹ (2-Cuses and 60-H.P Motor)

(ب) جی ہاں! ان ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لئے ٹیوب ویل آپریٹر تعینات کئے گئے ہیں۔ایک ٹیوب ویل پر 4 آپریٹر تعینات کئے گئے ہیں جو کہ تین شفٹ میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں ان کی تفصیل اور ڈیوٹی روسٹر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ تقریباً14 گھنٹے پانی فراہم کیا جاتا ہے اور صبح 3 بجے سے رات 12 بجے تک چلائے جاتے ہیں اور ہر دو گھنٹے بعد ایک گھنٹہ بند کیا جاتا ہے۔

(د) جی ہاں! ان ٹیوب ویلوں اور آپریٹرز کو چیک کرنے لے لئے سپر وائزر ہوتے ہیں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر ان کی حاضری چیک کرتے ہیں جبکہ سب انجنیئر انچارج اور متعلقہ ایس ڈی او بھی وقتاً فوقتاً چیک کرتے ہیں۔

(ہ) ان چھ ٹیوب ویلوں میں سے درج ذیل دو ٹیوب ویلوں پر جنریٹر کی سہولت موجود ہے۔

(1) گول باغ(2-Cuses and 100-H.P Motor)

(2) وی بلاک(2-Cuses and 80-H.P Motor)

جبکہ باقی ٹیوب ویل صرف بجلی کی سپلائی کے وقت چلتے ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے۔ ٹیوب ویل آپریٹر اپنے شیڈول کے مطابق ٹیوب ویل چلاتے اور بند کرتے ہیں۔ یونین کے کسی عہدہ دار کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

راجو وال تا ہیڈ گل شیر (اوکاڑہ) کینال روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*7196: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پل نہر راجو وال تا ہیڈ گل شیر تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کینال روڈ 24 کلومیٹر سال 2015 میں از سر نو تعمیر کی گئی ہے اگر ہاں یہ تو سڑک کس کمپنی یا ٹھیکیدار نے تعمیر کی اس پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک بے شمار جگہوں سے بیٹھ گئی ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹھیکیداروں/کمپنیوں کے خلاف کارروائی کرنے اور مذکورہ سڑک کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) راجو وال تا ہیڈ گل شیر بی ایس لنک کینال سڑک کی از سر نو تعمیر نہ کی گئی ہے بلکہ پرانی سڑک پر صرف بحالی و مرمت کا کام کیا گیا ہے۔ منصوبہ کا تخمینہ لاگت 83.400 ملین روپے تھا جس کا کام مورخہ 2014-06-11 کو میسرز عدنان کنسٹرکشن کمپنی کو آلاٹ ہوا اور میسرز ACE

کنسلٹنٹ کے زیر نگرانی مورخہ 15۔05۔31 کو مکمل ہوا۔ سڑک مذکورہ کی بحالی و مرمت پر 76.364 ملین رقم خرچ ہوئی۔

(ب) سڑک مذکورہ بی ایس لنک کینال کے بائیں کنارے پر واقع ہے جس کی اونچائی تقریباً 6 سے 8 فٹ ہے۔ سڑک کی اونچائی زیادہ ہونے کے باعث بارشوں کے دوران سڑک مذکورہ کے ساتھ بائیں پشتے پر مٹی میں گھارے پڑ گئے تھے اور جن کی وجہ سے سڑک بھی چند مقامات پر بیٹھ گئی تھی جس کی بروقت مرمت بھی مذکورہ ٹھیکیدار نے کر دی ہے۔

(ج) سڑک مذکورہ کی بحالی و مرمت کا کام ٹھیکیدار نے specifications کے مطابق میسرز ACE کنسلٹنٹ کی زیر نگرانی مکمل کیا اور سڑک کی موجودہ حالت بھی ٹھیک ہے مزید برآں ٹھیکیدار مورخہ 2016۔05۔31 تک سڑک کی ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ اور مرمت کا ذمہ دار ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چنیوٹ کی ترقیاتی سکیموں کے نام درست کرنے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! نو مہینے گزرنے کے باوجود ابھی تک محکمہ مواصلات و تعمیرات کے پاس اس کی correction بھی نہیں پہنچی۔ دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں اپنی ان دونوں سکیموں کے نام درست کروانے کے لئے گیا۔ میری ایک اور سکیم جو دریائے چناب سے متعلق تھی اس کو "بڈھا دریا" کہتے ہیں۔ جب ہم نے اس سکیم کے بارے میں پتا کیا کہ نو مہینے ہو گئے ہیں میری وہ سکیم کہاں چلی گئی؟ تو وہاں اس سکیم کے آگے لکھا ہوا تھا ضلع بہاولنگر یعنی ان نو مہینوں میں وہ سکیم بہاولنگر میں پہنچ گئی ہے۔ میرا اب سوال یہ ہے کہ کس اہلکار نے غلط کاری کی ہے اس اہلکار کا پتا چلایا جائے جس نے میری چنیوٹ کی سکیم کو رلا کر رکھ دیا اور دوسری سکیم کو بہاولنگر پہنچا دیا ہے۔ اب وزیر موصوف یہ بتائیں کہ کب تک ان تینوں پلوں پر کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! آپ نے تو کہا ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔
جناب سپیکر: سوالات تو ختم ہو گئے ہیں۔ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب نے جس طرح سے mention کیا ہے ان کی یہ باتیں ٹھیک ہیں میں نے تو crux of the story تو بتا دی ہے کہ ان کے پلوں کا جو مسئلہ تھا وہ محکموں کے اندر allocation میں مسئلہ تھا جس کی وجہ سے وہ سکیمیں غلط جگہ پر چلی گئی تھیں۔ انہوں نے بھی محنت کی اب وہ سکیمیں trace out ہو گئی ہیں۔ ان کے جو دونوں پراجیکٹس ہیں جس میں pedestrian bridge اور دوسرا ان کا پل کا مسئلہ بھی ہے ان کا پی سی ون تیار ہو چکا ہے اور انشاء اللہ ان دونوں پر بہت جلد کام کا آغاز ہو جائے گا۔
جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کے ساتھ رابطہ کر لیں تو بہتر رہے گا تاکہ ان کی باتوں کو آپ غور سے سن بھی پائیں اور عمل بھی کروا سکیں۔
الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ میرے دو پراجیکٹ نہیں بلکہ تین ہیں۔
جناب سپیکر: اس وقت توجہ دلاؤ نوٹسز کا وقت تھا، وزیر قانون تشریف لے آتے ہیں تو پھر ان کو take up کرتے ہیں۔
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال وکٹوریہ بہاولپور کی درمیانی سڑک پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت وزیر مواصلات و تعمیرات یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ اس ایک سال پہلے وقفہ سوالات میں میری طرف سے ایک سوال تھا اور اس میں میں نے یہ تذکرہ کیا تھا کہ بہاولپور شہر کے اندر جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، ٹیچنگ ہسپتال بہاولپور

وکٹوریہ ہسپتال ہے۔اس کے سامنے میڈیسن مارکیٹ ہے اور درمیان میں ایک بڑی سڑک ہے۔اس پر بہت زیادہ ٹریفک ہوتی ہے اور جب عجلت اور پریشانی میں مریض کے لواحقین دوائی لینے آتے ہیں تو اس موقع پر بڑے خطرناک حادثات ہوتے ہیں۔اس وجہ سے وہاں پر کئی جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں اور میں نے یہ تجویز کیا تھا، گزارش کی تھی یہاں اس مقام پر جس طرح لاہور میں جگہ، جگہ اوور ہیڈ اور انڈر پاسز بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بہاولپور میں اس مقام پر ایک اوور ہیڈ برج فراہم کر دیں گے تاکہ ہماری یہ مشکل حل ہو جائے اس پر انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم اسے consider کریں گے۔اتفاق سے وزیر موصوف تشریف فرما ہیں میں آپ کے توسط سے ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اب جو 17-2016 کا مالی سال آئے گا اس میں ہم اس کی بھیک مانگتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے محروم لوگوں کے لئے BVH کے سامنے ہمیں اوور ہیڈ برج دے دیں تاکہ ہماری یہ مشکل حل ہو جائے۔کیا یہ اس کو consider کرنے کے لئے تیار ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ڈاکٹر صاحب کی بات کا جواب تو لینے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ان کے بعد میری باری ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ کی باری نہیں آنی۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے جس چیز کی نشاندہی کی ہے۔میری استدعا ہو گی کہ یہ اس کو in writing بھی دے دیں انشاء اللہ محل وقوع دیکھتے ہوئے اور جس طرح آپ کہہ رہے ہیں definitely اس کی need ہو گی۔محکمہ کی طرف سے جو proposals آگے گورنمنٹ کو جائیں گی انشاء اللہ ہم ان میں اس proposal کو بھی شامل کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر!ضمنی سوال سے میرا سوال جاری ہے کہ۔۔۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب بزرگوں میں شامل ہیں ذرا مہربانی فرمائیں۔آپ تشریف رکھیں۔ وہ سوالات پر بات نہیں کر رہے بلکہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرا پوائنٹ آف آرڈر سوال نمبر3722 سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ چلے گئے اب اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!بھلے چلے گئے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔آپ علیحدہ ان سے مل کر اپنی تکلیف بتا دیں۔آپ اتنے بزرگ ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں اچھا نہیں لگتا۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔جی، شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!بہت مہربانی، آج بڑے عرصے کے بعد وزیر مواصلات تشریف لائے ہیں۔

جناب سپیکر: جب ان کی باری آتی ہے وہ ضرور آتے ہیں۔آپ کی یہ کیا بات ہوئی؟ وہ تو ویسے بھی آتے رہتے ہیں۔

پولیس لائن لیّہ سے قاضی آباد دورویہ سڑک کے بقایا حصہ کی تعمیر کا مطالبہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میری بات تو سنیں۔آج سے دو سال پہلے اسی ایوان میں آپ نے ایک رولنگ دی تھی میں اس کی تاریخ بھی بتا دوں گا، ایک سڑک پولیس لائن لیہ سے قاضی آباد دو رویہ بن رہی تھی اس کا صرف چھ کلو میٹر بقایا بچتا ہے جسے چھ سال ہو گئے ہیں۔ ہم جنوبی پنجاب والے کیوں نہ چیخیں، ہم کیوں نہ اپنا حق مانگیں؟اس سڑک پر حادثات کے نتیجے میں سات آٹھ لوگ فوت ہو چکے ہیں۔کیا اس ایوان کی sanctity یہی ہے کہ یہاں پر جو بھی رولنگ ہو اس کا پھر پتا ہی نہ ہو؟یہاں پر ایوان میں منسٹر صاحب commit کرتے ہیں اور چھ سال تک اس سڑک کا پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پتا کروا لیتے ہیں۔آپ لکھ کر دیں کہ وہ کون سی سڑک ہے پھر آپ کو بتاتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔ لیہ میں لیہ کروڑ لعل عیسن بائی پاس بنا جس پر 12 کروڑ روپیہ خرچ آیا ابھی اسے بنے چھ ماہ ہوئے ہیں لیکن اس سڑک کا نام ونشان نہیں ہے۔ کیا محکمے کا یہ check and balance ہے؟

جناب سپیکر: اس کو کیا ہو گیا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اسے بنے ایک سال بھی نہیں ہوا اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے۔ یہاں نوکر شاہی بھی موجود ہو گی میں منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ جائیں اور دیکھیں کہ لیہ میں ان کے ڈیپارٹمنٹ میں کتنی کرپشن ہو رہی ہے۔ اتنی کرپشن ہو رہی ہے کہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان کو لیہ کا پتا بھی نہیں ہے چونکہ ان کو فیصل آباد سے آگے صوبہ پنجاب نظر نہیں آتا۔ ہم کیوں چیختے ہیں اور علیحدہ صوبے کی بات کرتے ہیں خدارا اس طرف دیکھیں، اس طرف جائیں۔ اگر میں ان سڑکوں کا ذکر کروں تو آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے یہاں پر 14-2013 اور 15-2014 کے شوگر کین سیس فنڈ پر کمیٹی بنائی تھی۔ یہ وہ فنڈ ہے جو ہم کسانوں کے خون پسینے سے تیار کردہ گنے پر دو روپے فی من کٹوتی ہوتی ہے۔ کیا تخت لاہور والے وہ پیسے بھی یہاں رکھیں گے؟ ان کو واپس نہیں بھیجتے تاکہ وہاں سڑکیں مرمت ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا اس ایوان میں آپ کا جو حکم ہو اس پر implementation ہونی چاہئے۔ یہ کوئی مذاق نہیں یہ پنجاب کا سب سے مقدس ایوان ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بار بار میری commitment کا ذکر کیا ہے میں ان سے استدعا کروں گا کہ kindly مجھے وہ بتا دیں۔ اگر میری طرف سے on the floor of the House کوئی commitment ہوئی تھی تو definitely اسے honour ہونا چاہئے۔ مجھے بتا دیجئے کہ اسے کتنا عرصہ گزر گیا ہے تاکہ ہم اسے check کر سکیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!7۔مارچ2014کو اسی سڑک کے چھ کلو میٹر پر میرا سوال تھا اور اس پر آپ نے رولنگ دی تھی اور منسٹر صاحب نے یہاں اس پرcommitmentکی تھی کہ یہ بن جائے گی لیکن آج تک وہ سڑک نہیں بنی۔

جناب سپیکر:جی،میں دیکھتا ہوں۔

جناب منان خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،آپ کا کیاپوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب منان خان:جناب سپیکر!یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر:کیا؟

جناب منان خان:جناب سپیکر!2014میں میرے حلقے میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے ایک سڑک شروع ہوتھی جو کنجروٹ سے عیسیٰ چوک تک تھی بارہاشکایت کرنے کے باوجود۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اس پر سوال دیں پھر اس پر جواب لیں گے۔

جناب منان خان:جناب سپیکر!میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ نہ بتائیں بلکہ سوال دیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔بہت شکریہ۔اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر919 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے،اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

یونیورسٹی میں داخلے کے فرسودہ قوانین کی وجہ سے طلباء کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!شکریہ۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ کوئی شک نہیں کہ حکومت پنجاب معیار تعلیم اور شرح خواندگی و تعلیم میں

بہتری کے لئے کوشاں ہے تاہم کسی بھی ادارے میں داخلے کے لئے کم از کم معیار تعلیم اور میرٹ مدنظر رکھنا از حد ضروری ہے ورنہ نوجوانوں میں غیر ضروری بے یقینی اور انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہے۔اس تناظر میں تمام یونیورسٹیوں نے عمر اور میرٹ کی حد مقرر کی ہے تاکہ طلباء کو شفاف انداز میں یکساں تعلیمی مواقع میسر کئے جا سکیں۔ ہر یونیورسٹی کی ایک الگ سنڈیکیٹ کمیٹی ہوتی ہے جو ان کے اپنے وضع کردہ قانون کے مطابق ایک ارباب اختیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ داخلہ پالیسی اور اس سے متعلقہ قوانین یونیورسٹی سنڈیکیٹ منظور کرتی ہے اور اسی کے منظور کردہ قوانین کے مطابق داخلہ و خارج کو بھی مروجہ طریق کار کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ہر یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ اپنا ایک طریق کار بناتی ہے اسی کے مطابق ہی داخلے ہوتے ہیں، اسی کے مطابق عمر اور ابتدائی تعلیم یا میرٹ کی بنیاد بنائی جاتی ہے۔ان کی پالیسی سے ہٹ کر کوئی داخلہ نہیں دیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کچھ رولز یا قاعدے ایسے بن جاتے ہیں جن میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جن میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایوان اسی لئے موجود ہے کہ ہم یہاں آکر لوگوں کے حقیقی مسائل پر بات کریں۔ پچاس سال پہلے جب اس صوبے کے اندر دو یا تین یونیورسٹیاں تھیں وہ قواعد اس وقت کی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر بنائے گئے تھے اور آج جب ہمیں آزاد ہوئے ستر سال ہونے کو ہیں تب بھی ہم وہی قواعد لے کر بیٹھے ہیں۔ میں نے دوسری یہ گزارش کرنی ہے جیسے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو رہا ہے تو میں یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔اس پر بحث نہیں ہو سکتی لہٰذا اس تحریک التوائے کار dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر430 بھی جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ تحریک التوائے کار pending ہے۔

راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ ایک انکوائری کمیٹی بنی تھی ابھی اس کمیٹی کی findings نہیں آئیں جب اس کی findings آجائیں گی تو انشاء اللہ ایوان میں پیش کر دی جائیں گی اس لئے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر958 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ ابھی اس تحریک التوائے کار کو بھیpending فرمادیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر959 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئےpending فرمادیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھیpending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر960 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔کیااس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھ دیں۔

انڈیا سے سبزی اور فروٹ کی درآمد

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے 15-2012 کی ٹریڈ پالیسی کے ذریعے اپنیimport policy کا آرڈر جاری کیا جس کے مطابق 137 مختلف اشیاء کو واہگہ بارڈر کے ذریعے برآمد کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس آرڈر کے مطابق چند روزمرہ کے استعمال کی ضروری سبزیاں اور پھل جن کی ملک میں کمی واقع ہو واہگہ بارڈر لینڈ روٹ کے ذریعے درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے مگر ان درآمدی اشیاء میں کیلا اور سیب کی درآمد کی اجازت نہیں۔سبزی اور پھل کی درآمد صرف اس وقت کرنا ناگزیر ہوتا ہے جب اس کی ملک میں کسی وجہ سے کمی واقع ہوتی ہے اور یہ درآمد عموماً پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے کی جاتی ہے۔یہ درآمد صرف بھارت سے نہیں ہوتی بلکہ افغانستان،ایران اور دیگر ہمسائے ممالک سے بھی کی جاتی ہے۔عام صارف کو ضرورت کی سستی اشیاء مہیا کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے جاتے ہیں۔یہاں یہ عرض کرنا

ضروری ہے کہ ان اشیاء کی درآمد اور برآمد صوبائی مسئلہ نہ ہے بلکہ اس کے متعلق ٹریڈ پالیسی حکومت پاکستان مرتب کرتی ہے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر48/16جناب امجد علی جاوید کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا ابھی تک جواب نہیں آیا لہٰذا مہربانی کر کے اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر967 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

کھانے پینے کی مضر صحت اشیاء کی درآمد

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ Elite class کے زیر استعمال Imported Packed Food زیادہ تر حرام اجناس پر مشتمل ہے اور جن کی بے دریغ فروخت کو کسی قانون کے تحت روکا نہیں جا سکتا۔ان اشیاء کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

> Chicken Tonight (Holland), Bubblicious (UK), Chupa Bubble (Holland), Pascual Yogikids (Spain), Three brands of Skittle Fruit (UK), Picnic Chicken (USA), Slima Soup (UK), Knorr Chicken Soup (France), Cup A Soup (UK), Tulip Chicken (Denmark), Rice Chicken broccoli (USA), Pasta Chicken Broccoli (USA), Pasta Creamy Chicken (US), Heinz Dinner Chicken (England), Jell-O (US) and Pop Trats (USA).

جناب سپیکر!ان تمام میں سفید اور سرخ شراب جینلٹائن وغیرہ کی آمیزش ہے اور ان میں استعمال کیا جانے والا چکن بھی حلال نہیں ہوتا۔افسوسناک امر یہ ہے کہ کوئی حکومتی ادارہ ایسی تمام درآمدی

خوراک کی روک تھام نہیں کر رہا۔ یہ بھی تلخ حقیقت اشرافیہ کو بار بار بتانے کی ضرورت ہے کہ ان کے انہی لچھنوں کی وجہ سے ملک کو شدید مالیاتی خسارے کا سامنا ہے۔ درآمدی اشیاء کا استعمال ایک status symbol بن چکا ہے جس کے منفی اثرات پورے معاشرے پر پڑ رہے ہیں۔ کھانے پینے کی درآمدی اشیاء کے ساتھ ساتھ بے شمار ایسی اشیاء اشرافیہ کے لئے درآمد کی جا رہی ہیں جن سے اربوں ڈالر کا ملک کو خسارے کا سامنا ہے اور حلال و حرام کی تمیز بھی نہ ہے۔ پوری قوم خاص طور پر اشرافیہ کو سادگی اور بچت کی طرف راغب کرنے کی جتنی شدید ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! ایک بات جو آج ہوئی ہے میں اس کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ اسی تحریک سے related ایک بات ہے۔ آج ڈالر ڈیڑھ روپیہ گرا ہے جو کہ بصد کوشش کے نہیں گر رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چین میں New Year شروع ہو گیا اور چھٹیاں شروع ہو گئی ہیں۔ میرے خیال میں آج شام 6:00 بجے تک ڈالر ایک روپیہ 70 پیسے نیچے جائے گا تو آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ ہمارا Import Bill ملک کے ساتھ کیا کر رہا ہے اور یہ سوچنے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی مورخہ 2۔ جولائی 2012 کو فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2012 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں کو صاف ستھری اور معیاری خورد و نوش کی اشیاء کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔ تاہم پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے محتاط رویہ برتتے ہوئے ضلع لاہور میں شہر کے مختلف مقامات پر چھاپے مارے جا رہے ہیں تاکہ چور راستوں سے ملاوٹ شُدہ اشیاء خورد و نوش لانے والوں کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی اپنے قانون کے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے تمام اشیاء خورد و نوش کے معیار کو چیک کرنے کی پابند ہے تاکہ لوگوں تک معیاری اور صاف ستھری اشیاء پہنچائی جا سکیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی نے تمام خوراک بشمول imported اشیاء خورد و نوش کو بھی چیک کیا ہے تاکہ خوراک کی تیاری حفضان صحت کے اصولوں کے مطابق ہو اور ان کی فراہمی بھی اسی اصول کے مطابق ہو

سکے۔تاہم پنجاب فوڈ اتھارٹی قانون کے مطابق حرام اور حلال خوراک کے متعلق خصوصی طور پر حاصل کردہ اختیار کے تحت ہمیشہ سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ لوگوں تک صاف ستھری اور معیاری خوراک پہنچائی جاسکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی لاہور میں حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کی گئی خوراک کی فراہمی کے لئے اپنے قواعد کے مطابق تحرک کر رہی ہے۔اس سلسلے میں معزز ممبر کی طرف سے تحریک میں جو یہ بات کہی گئی ہے کہ حکومتی ادارہ ایسی تمام حرام اور درآمدی خوراک کی روک تھام نہیں کر رہا،ایسی اشیاء کی درآمد سے مالی نقصان اور دیگر عوامل کا بھی تحریک میں ذکر کیا گیا ہے جو کہ درست نہ ہے۔

جناب سپیکر!Punjab Halal Development Agencyکا تعلق اشیاء کے حلال و حرام سے ہے۔حکومت پنجاب نے اگست 2012میں بذریعہ ایگزیکٹو آرڈر سرکاری حکم نامہ Punjab Halal Development Agencyکی بنیاد رکھنے کے بعد جاری کیا۔اس ایجنسی کے قیام کامقصد سرکاری سرپرستی میں حلال اشیاء کا سرٹیفکیٹ، تشہیر، ترویج وترقی اور Halal Food Safety Standardسے مطابقت کے لئے نظام قائم کرنا ہے۔مزید برآں حلال غذائی اور غیر غذائی اشیاء سے منسلک متعلقین کی صلاحیتوں کو بڑھانے میں مدد فراہم کرنا ہے۔اس ایجنسی نے ایک وفاقی قانون Pakistan Halal Authority Actبذریعہ وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی قانون سازی کے لئے تجویز کیا ہے۔یہ ڈرافٹ بل وزارت نے متعلقہ وفاقی اداروں سے مشورہ کے بعد اور مشترکہ اقتصادی کونسل سے منظوری کے بعد قومی اسمبلی میں پیش کیا۔اب یہ بل قومی اسمبلی سے کثرت رائے سے منظوری کے بعد ضروری کارروائی کے لئےprocessمیں ہے۔اس قانون کے تحت حرام اشیاء کی درآمد قانونی طور پر بند ہو گی، حرام اشیاء کی فروخت پر بھی پابندی ہو گی اور اس کی فروخت قابل گرفت جرم ہو گا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ نے ابھی سُنا ہو گا کہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "حرام اشیاء کی فروخت پر پابندی ہو گی اور اس کی فروخت قابل گرفت جرم ہو گا" یعنی "ہو گی" اور "ہو گا" پر زور ہے۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔تشریف رکھیں۔اس تحریک التوائے کار کو dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر968بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش تو سُن لیں۔آپ نے میری تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا جو کہ آپ نے کرنی ہی تھی لیکن معزز پارلیمانی سیکرٹری صرف مجھے اس کا source بتادیں کہ یہ حرام اشیاء import کیسے ہو رہی ہیں؟ محکمہ کی طرف سے ایسا جواب آ جانا اور پارلیمانی سیکرٹری کا پڑھ دینا مناسب نہیں۔آپ نے بھی اس پر میری تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا لیکن یہ غلط ہے۔جس طرح یہ جواب دے رہے ہیں یہ طریق کار غلط ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ذرا شیخ صاحب کو مطمئن کریں۔اس تحریک پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اصل میں import کے جتنے بھی معاملات ہیں وہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں اسی لئے یہ بل قومی اسمبلی سے منظور ہونے کے بعد اب سینیٹ میں گیا ہے۔یہ بل process میں ہے اور جب یہ process مکمل ہو گا تو وفاقی حکومت اس قانون کو نافذ کرے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اداروں کا احترام کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ یہ صرف Consumer Act or Food Act ہی پڑھ لیں کہ وہ کیا کہتا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔بڑی مہربانی۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 968 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

جناح باغ (لارنس گارڈن) لاہور موٹر سائیکلوں، گاڑیوں کی آمدورفت سے بدحالی کا شکار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ لارنس گارڈن جو لارڈ لارنس کا اہلیان لاہور کے لئے ایک تحفہ ہے اور جس کو اب باغ جناح کہا جاتا ہے آج تباہی و بربادی کا شکار ہے۔لارڈ لارنس نے امریکہ، افریقہ، یورپ حتیٰ کہ آسٹریلیا تک سے پودے منگوا کر اس باغ کو پورے برصغیر میں ایک اہم مقام دیا تھا۔آج اسی باغ جناح میں موٹر سائیکلیں، رکشے پھرتے نظر آتے

ہیں۔ یہ وہ باغ ہے جس میں کسی وقت سگریٹ پینا بھی منع اور معیوب سمجھا جاتا تھا آج باغ کا مغربی دروازہ سینکڑوں، ہزاروں موٹر سائیکلوں کی پارکنگ کی نذر ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ گیٹ کے بالکل سامنے واقع امتحانی سنٹر کی ایکڑز میں پھیلی ہوئی عمارت ہے جو تنگ لارنس روڈ پر بغیر کسی (Set Back) اور پارکنگ کے بنائی گئی ہے جس کے نتیجے میں باغ کا تمام مغربی حصہ تعفن اور دھوئیں کی وجہ سے تباہی اور پھولوں اور درختوں کے خاتمے کی وجہ بنا ہے۔ ملازمین نے بھی باغ کی تباہی میں پورا حصہ ڈالا ہے اور ایوان کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ آج باغ کے اندر برطانوی دور کی superintendent کی پُر شکوہ رہائش گاہ کو فارم ہاؤس میں تبدیل کر کے بھینسوں، بکریوں، بھیڑوں اور گائیوں وغیرہ کا Cattle Farm بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے باغ کا شمالی حصہ جو (GOR-1) کے گیٹ کی طرف ہے بھی تعفن اور گندگی کا شکار ہے۔ یہ وہ باغ ہے جس کی خوشبو مال روڈ، ریس کورس اور لارنس روڈ سے گزرتے ہوئے بھی آتی تھی آج کسمپرسی کا شکار ہے۔ اس باغ میں واقع لیڈیز کلب جو برطانوی دور کی یادگار ہے بھی مخدوش حالت میں ہے۔ یہ لیڈیز کلب ذرا سی توجہ سے خواتین کے جم، ٹینس، بیڈمنٹن اور دوسری اہم کھیلوں میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے لیکن حقیقتاً مافیا کی نذر ہو چکا ہے، جس میں ایک طرف موٹر سائیکل اور گاڑیوں کی پارکنگ ہوتی ہے۔ باغ کے اندر ہر قسم کی ٹریفک کسی صورت نہ ہونی چاہئے۔ لاہور کے اس عظیم قومی ورثہ کو فوری جنگی بنیادوں پر انتہائی سخت محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! باغ جناح لاہور کی اس تحریک کے ذریعے اس کی اہمیت، فوقیت یا اس سے معاشرے پر جو اثرات کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ یہ باغ لاہور شہر کے وسط میں واقع ہے۔ یہ خوبصورت تاریخی باغ ہے جو کہ نہ صرف مقامی شہریوں کو بلکہ ملک کے دوسرے شہروں سے آنے والے شہریوں اور غیر ملکی سیاحوں کو مفت تفریحی کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس میں درختوں اور زیبائشی پودوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس باغ میں سرسبز گھاس والے پلاٹ، پھولوں سے مزین کیاریاں، فوارے اور آبشاریں بھی موجود ہیں۔ حکومت نے اس باغ کی تزئین و آرائش کے لئے کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔ اس کی ہر قسم کی تزئین و آرائش کا کام کیا جا رہا ہے۔ باغ جناح سے گزرنے والے گندے نالے کو انتظامیہ نے واسا کی وساطت سے مکمل طور پر پختہ بنا کر ڈھانپ دیا ہے۔ اس پختہ بنائے گئے گندے نالے کے دونوں اطراف

میں خوبصورتland escapes جن میں مختلف اقسام کے پودے، جھاڑیاں اور پھولدار پودے لگائے گئے ہیں جن سے باغ جناح کی خوبصورتی اور رعنائی میں اضافہ ہوا ہے۔اس باغ کے چھ داخلی دروازوں پر پارکنگ سٹینڈز بنائے گئے ہیں جو کہ سیر کرنے والے حضرات کو پارکنگ کی مفت سہولیات فراہم کرتے ہیں اور اس بابت فری ٹوکن بھی جاری کرتے ہیں۔ باغ جناح کے قریب پارکنگ سٹینڈز کی ٹوکن کی کاپیوں کا مکمل ریکارڈ اس وقت موجود ہے۔ان پارکنگ سٹینڈز کے علاوہ کہیں بھی پارکنگ کی اجازت نہ ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ باغ کے مغربی دروازہ دھوپ سڑی گیٹ کے سامنے حکومت پنجاب نے امتحانی سنٹر قائم کیا ہوا ہے۔اس امتحانی سنٹر میں امتحان دینے والے طلباء اور ان کے عزیز واقارب اپنی گاڑیاں اور موٹر سائیکل پارک کرنے کے لئے دھوپ سڑی پارکنگ سٹینڈ کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسی پارکنگ سٹینڈ میں گنجائش سے زیادہ موٹر سائیکلیں اس وقت ہوتی ہیں جب امتحانی سنٹر میں کسی وجہ سے رش ہوتا ہے۔ جہاں تک باغ جناح میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے پھرتے نظر آنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ باغ جناح کے اندر سرکاری ملازمین کے رہائشی کوارٹر ہیں اور یہ سرکاری ملازمین اپنے الاٹ کردہ کوارٹروں تک موٹر سائیکل پر آتے جاتے ہیں جن کا داخلہ صرف دربار گیٹ اور لارنس گیٹ سے ممکن ہوتا ہے۔ باغ جناح میں موجود مسجد ادارہ دارالاسلام میں جمعہ کی نماز اور عیدین کی نماز کے لئے ضعیف اور معذور افراد کا داخلہ مسجد کے احاطہ تک ہوتا ہے جو کہ ادائیگی نماز کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ چند معذور افراد جو باغ جناح میں تفریح کے لئے آتے ہیں ان کی سہولت کے لئے بھی داخلی دروازوں پرwheel chairs کا بندوبست کیا گیا ہے۔اگر کوئی معذورwheel chair استعمال کرنے سے قاصر ہو تو اسےpick and drop کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ہم نے توجہ دلاؤ نوٹس وزیر قانون کے آنے تک pending کئے تھے۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔جی، چنیوٹی صاحب!

چنیوٹ: مسلح ڈکیتی و خواتین پر تشدد سے متعلقہ تفصیلات

970:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ سیٹلائیٹ ٹاؤن کے رہائشی فرخ شہباز (ایڈووکیٹ) کے گھر پر مورخہ 29۔جنوری2016 کو چھ مسلح افراد، خواتین کو اسلحہ کی نوک پر ایک کمرہ میں بند کر کے 42تولہ طلائی زیورات اور 8لاکھ روپے نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت/پولیس مذکورہ ڈکیتی کی واردات کے ملزمان کو گرفتار کرنے اور لوٹا ہوا مال برآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ ہوا ہے اور اس پر مقدمہ نمبر 155 مورخہ 2016-01-29 بجرم 395ت پ تھانہ سٹی چنیوٹ مدعی کی درخواست پر درج ہوا ہے۔اب تک کی جو تفتیش ہے اس کے مطابق ڈاکوؤں نے جو موبائل فون سمیں استعمال کی ہیں وہ بمطابق ریکارڈ مانانوالہ ضلع شیخوپورہ کی النور فرنچائز سے انہوں نے حاصل کی تھیں۔ان فرنچائز کے دونوں مالکان اس وقت پولیس کے زیر تفتیش ہیں۔دوران تفتیش بتایا گیا ہے کہ عمران نے اپنے دادا کے نام پر یہ سمیں حاصل کی تھیں اور بقایا سمیں شہباز، یعقوب، ممتاز بی بی اور وکیلاں بی بی کے نام سے جاری ہوئی تھیں چنانچہ ماسوائے عمران اوڈ کے باقی ماندہ دو خواتین اور شہباز وغیرہ کو بھی شامل تفتیش کیا گیا ہے اور ان سے تفتیش تاحال جاری ہے۔مزید گرفتار شدہ ملزم شرافت نے دوران تفتیش انکشاف کیا ہے کہ میرے ساتھی ملزمان ارشاد عرف شاد اولد بشیر آرائیں سکنہ تھانہ سٹی چونیاں، سلیم قلندر ولد خان محمد قلندر سکنہ پرانا چشتیاں بہاولنگر اور جعفر ولد نامعلوم اس میں شامل ہیں اور Raiding Parties تشکیل دی گئی ہیں۔یہ بین الاضلاعی گروہ ہے۔موبائل فون کی جو سمیں trace ہوئی ہیں ان سے ان تک نشاندہی پہنچی ہے۔اس معاملہ میں مقامی پولیس انتہائی professional انداز میں under the guidance and supervision of DPO Chiniot کام کر رہی ہے اور within one or two weeks یہ بین الاضلاعی گروہ ہے جو مختلف اضلاع میں اس قسم کی وارداتوں میں ملوث پایا گیا ہے اس کو گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں انشاء اللہ لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 971 شیخ اعجاز احمد کا ہے۔جی، شیخ صاحب!

فیصل آباد: ممبر قومی اسمبلی کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

971: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل صبح ساڑھے سات بجے فیصل آباد سے معزز ممبر قومی اسمبلی کے گھر پانچ مسلح ڈاکو داخل ہوئے اور اہل خانہ کو یرغمال بنا کر لاکھوں کی نقدی، طلائی زیورات اور دیگر قیمتی چیزیں لوٹ کر فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ابھی تک فیصل آباد پولیس نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف و ب) یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ ہوا ہے اور اس پر مقامی پولیس نے مقدمہ درج کیا ہے۔ مقدمہ درج کرنے کے بعد انتہائی professional انداز میں اس کی تفتیش کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ اس وقت تک تقریباً سات لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ان سے ایسے clues ملے ہیں جن کی بنیاد کے اوپر اصل ملزمان تک پہنچا جا سکے گا اور انہیں گرفتار کیا جائے گا۔ یہ ساری detail فی الوقت public کرنا تفتیش کی کامیابی کے پیش نظر مناسب نہیں ہے۔ میں اس میں معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ case انشاء اللہ within one week work out ہو گا اور ملزمان کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

زراعت پر بحث سے قبل ایوان میں وزیر زراعت، وزیر خزانہ اور وزیر خوراک کی موجودگی کو یقینی بنانے کا مطالبہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جب زراعت پر بات ہوئی تھی تو آپ نے کہا تھا اس وقت بھی وزیر زراعت موجود تھے آج بھی ہم ان کے بڑے مشکور ہیں کہ وہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ وزیر خزانہ اور وزیر خوراک دونوں موجود ہوں گے۔ Kindly اس چیز کو ensure کیا جائے کہ آج زراعت پر بحث سے پہلے وزیر خزانہ اور وزیر خوراک یہاں پر تشریف رکھتے ہوں کیونکہ یہ سارے مسائل ان سے related ہیں۔ آپ نے خود اس دن ارشاد کیا تھا کہ ان دونوں کی موجودگی میں بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو constitutional obligation ہے وہ یہ ہے کہ cabinet collectively responsible وزیر individually نہیں ہے۔ اگر یہاں پر ایک وزیر بھی بیٹھا ہے تو he is responsible of all these issues یہاں پر وزیر زراعت موجود ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ وزیر خوراک کی لاہور میں compensation campaign میں duty ہے۔ وہ وہاں پر موجود ہیں لیکن جونہی ان کو وہاں سے وقت ملتا ہے تو وہ تشریف لے آئیں گے لیکن ان سے متعلقہ جو معاملہ ہے خاص طور پر sugarcane کی payment کا ہے تو اس سے متعلق سیکرٹری خوراک نے میرے ساتھ discuss کیا ہے۔ اس کے چند حقائق جونہی آپ اس بحث کا آغاز کریں گے تو پہلے وزیر زراعت بات کریں گے تو میں اس کے بعد وہ معزز ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔ اس کے بعد معزز ممبران جو تجاویز دیں گے وہ ہم بالکل note کریں گے، متعلقہ سیکرٹریز، متعلقہ وزراء even وزیر اعلیٰ کے علم میں لایا جائے گا اور ان پر جو بھی مناسب احکامات ہوں گے اور جو ان کا حل ہو گا وہ انشاء اللہ کیا جائے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اس دن زراعت پر dual taxation کی بات کی گئی تھی۔ اس پر Chair نے رولنگ دی تھی کہ جس دن زراعت پر

بحث ہو گی اس دن dual taxation پر بات ہو گی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیبنٹ کی collective responsibility ہے اور کوئی بھی کیبنٹ کا ممبر جواب دے سکتا ہے۔آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ وزیر خزانہ بھی ہوں گی، وزیر خوراک اور وزیر زراعت بھی ہوں گے۔ یہ آپ کی رولنگ تھی اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ جس دن بھی availability ان تینوں وزراء کی ہو تو یہ بحث کرا لیں۔ یہ بہت اہم issues ہیں بالخصوص dual taxation کی بات کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ان کا جواب بھی لے لیتے ہیں۔آپ تشریف رکھیں اور ان کی بات سن لیں۔

قواعد معطل کر کے سٹی 42 پر حملہ کی مزمتی قرارداد پیش کرنے مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سٹی 42 پر حملہ ہوا ہے۔ میں ایک مزمتی قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ rules suspend کر کے اسے out of turn لیا جائے۔

جناب سپیکر: مجھ اکیلے کو یہ اختیار نہیں ہے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے جو میڈیا ہاؤسز ہیں، میڈیا میں کام کرنے والے ہمارے جو صحافی بھائی اور مالکان ہیں۔ تمام تر اختلافات کے باوجود اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ ہمارا میڈیا اور اس سے منسلک جو لوگ ہیں وہ جس جس capacity میں بھی ہیں ان سب کی دہشتگردی کے خلاف commitment بالکل شک و شبہ سے بالاتر ہے۔اس وقت دہشتگردی کے خلاف پوری قوم پُرعزم ہے اور پوری قوم more than 100 percent متفق ہے۔اس رائے سازی میں میڈیا کا کلیدی کردار ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ میڈیا یہ مثبت کردار ادا نہ کرتا تو شاید یہ consensus جو اس وقت موجود ہے وہ نہ ہوتا۔اس consensus کے بغیر ہماری مسلح افواج، دوسرے قانون نافذ کرنے والے ادارے اور جو intelligence agencies ہیں ان کی کارکردگی بھی یہ نہ ہوتی جو کہ الحمد للہ اس وقت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر آنے والا دن اس ملک میں دہشتگردی کی شکست کا باعث بنے گا اور آگے جا کر ہمیں اور اس ملک کو دہشتگردی سے نجات ملے گی۔

جناب سپیکر!وہ قوتیں جو دہشتگردی میں ملوث ہیں ان کو یہ کردار واقعی بہت بُرا لگتا ہے۔ وہ terrorizeکرنے کے لئے ہمارے ان بھائیوں کو یااس segment of the societyکو خوفزدہ کرنے کے لئے یہ سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے۔اس سے پہلے دنیاچینل پر حملہ ہوا،اس کے بعد دن چینل پر حملہ ہواتو پھر ہم نے باقاعدہ ان تمام میڈیا سے متعلق صاحبان جو مینجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے یا ان کے جو مالکان تھے ان سے میٹنگ کی تھی۔اس میں تفصیل سے discussہوااور اس کے نتیجے میں جو چیزیں فائنل ہوئیں اس کے مطابق سکیورٹی measuresکئے گئے۔ وہmeasuresدو طرفہ تھے، وہ صرف گورنمنٹ کے ذمہ نہیں تھے بلکہ ان سب نے خود بھی بڑی خوشی کے ساتھ کہا کہ آپ ہمیں بھی جو کردار اس میں دیں گے ہم اپنی حفاظت خود کریں گے اس کے ساتھ گورنمنٹ اور انتظامیہ بھی supportکرے۔ وہ تمام انتظامات کئے گئے۔اب ان انتظامات میں مزید کوئی بہتری کی ضرورت ہے یا کسی جگہ پر کمی کوتاہی ہے یا یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کے بعد یا اس سے پہلے کسی قسم کا کوئی صرف نظر ہوا ہے تو اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے پریس گیلری میں بیٹھے بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ کل یا جس وقت مناسب سمجھیں یہاں اسمبلی میں وہ تشریف لے آئیں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں، سی سی پی او، لاہور، آئی جی اور ہوم سیکرٹری یا جس levelپر بھی ان کے grievancesہوئے ہم ان کے ساتھ بیٹھیں گے قائد حزب اختلاف بھی ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ ہم ان انتظامات کو بھی reviewکر لیں گے۔ اگر ان میں کوئی کمی بیشی ہو گی تو اسے بھی درست کریں گے اور اگر کوئی مزید انتظامات کرنے ہوں گے تو وہ بھی کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے اور پوری قوم کو یقین ہے کہ ہمارے میڈیا کو یا میڈیا کے نمائندوں کو خوفزدہ کرنے کی یہ کوشش ہر گز کامیاب نہیں ہو گی۔اس معاملہ میں جو بھی انتظامات کرنے کی ضرورت ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کرنے کو تیار ہیں اور اس میں قطعاً کسی قسم کی کوتاہی روا نہیں رکھی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں نے یہ درخواست کی تھی کہ سٹی"42" ایک انتہائی میڈیا ہاؤس ہے۔ لاہور کے ڈیڑھ کروڑ عوام اس سے بڑے مانوس ہیں۔اس پر ایک مزمتی قرارداد اگر ہماری طرف سے آجاتی تو ان کے ساتھ اظہار یکجہتی بھی ہو جاتا اور صحیح معنوں میں دہشتگردی کی مزمت بھی ہوتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو قرارداد محترم قائد حزب اختلاف نے پیش کی ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں یہ چاہوں گا کہ اس کو تھوڑا سا

comprehensive کر لیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید اس طرح کی قرار داد اس سے پہلے ہم پیش نہیں کر سکے۔اس میں ہمارے میڈیا سے relatedدوستوں نے شہادتیں قبول کی ہیں۔بھلے وہ پنجاب میں نہیں ہیں لیکن خیبر پختونخوااور tribal area میں اُن صحافیوں کا ذکر ہر کسی کے علم میں ہے۔ پنجاب میں بھی ایسی دو مثالیں میرے علم میں ہیں۔اسی طرح سے اس سے پہلے چینل "دنیا"اور "دن" پر حملہ ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر سب کو شامل کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا،اس کو تھوڑا سا comprehensive detail میں کر لیا جائے اور پھر اس کے بعد اس کو پیش کر لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر:آج کر لیں یا کل کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!قرارداد اگر آج تیار ہو جاتی ہے تو آج کر لیں یا چاہے کل کر لیں،اس میں تو کوئی دوسری بات نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ اس میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں ، جو لوگ شہید ہوئے ہیں اور جن چینلز کے اوپر اس سے پہلے بھی حملہ ہوا ہے، میری یادداشت میں تو یہ دو ہی ہیں، "دنیا"اور "دن" پر لیکن اس سے پہلے جو واقعات ہوتے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہر طرف سے ہونا چاہئے۔کوئی دہشت گرد ہو یا کسی بھی سوسائٹی کے حصے سے تعلق رکھتا ہو۔بھلے وہ صرف اس لئے کہ ان کے خلاف بات ہو رہی ہے یا ان کو کوئی بات پسند نہیں آ رہی یا ان کو وہ بات ناگوار گزر رہی ہے اور اس کے بعد وہ چینلز، میڈیا ہاؤسز پر حملہ کرتے ہیں،ان پر پتھراؤ کرتے ہیں، ان کو terrorizeکرتے ہیں تو ہمیں بھی اکثر اوقات یہ گلہ رہتا ہے لیکن ہم ان سے ان کے پروگرام میں بیٹھ کر لڑ جھگڑ لیتے ہیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم جا کر ان کو پتھر مارنے شروع کر دیں اور ان کو اس طرح سے terrorize کریں کہ وہ ہمارے خلاف بات نہ کریں۔.We are democrats یہ democratic government ہے، ہمارے خلاف بات کرنا ان کا حق بنتا ہے لیکن جواب دینا ہمارا بھی حق بنتا ہے،اس کے اوپر اگر کوئی قدغن لگائے یا کوئی روکے تو اس کے ساتھ ہمیں بالکل اسی انداز میں جو گفتگو کا انداز ہے اس میں ہمیں اپنے آپ کو set کرنا چاہئے لیکن یہ سارے واقعات ہوتے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مذمت جو ہے یہ بھرپور بھی ہونی چاہئے اور سب کی ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ اگر اس میں مزید دوسرے میڈیا آفسز کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، یہ کر لیں اور یہ ہماری بحث ابھی ایک دو گھنٹے چلنی ہے اس دوران ہی یہ مکمل کر کے یہاں پر پیش کر دی جائے اور آج ہی اس کو پاس کروایا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

زراعت پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت پر عام بحث ہے۔بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کی تقریر سے ہوگا تاہم دیگر ممبران جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں، میرے پاس فہرست آئی ہے غالباً25 حکومتی بنچوں کے ممبران کے نام ہیں اور پانچ ممبران کے نام اپوزیشن بنچوں کی جانب سے ہیں۔جی،ڈاکٹر صاحب!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ زراعت،ایگریکلچر جو کہ ملک کا ایک بہت بڑاproductive sector ہے جس کی نیشنل جی ڈی پی میں contribution 21 percent ہے۔آپ نے معزز ممبران کی درخواست پر کمال مہربانی کرتے ہوئے اس کے لئے دو دن مختص کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا بہت farmer friendly gesture ہے جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ time appropriate بھی اس لئے ہے کہ حکومت پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی وژن ہے کہ پنجاب کی inclusive growth کو وہ2018 تک8 فیصد دیکھنا چاہتے ہیں۔یہ انہوں نے ایگریکلچر اور allied ڈیپارٹمنٹ، جس میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ، لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ، فارسٹ ڈیپارٹمنٹ اور فشریز ڈیپارٹمنٹ بھی ہے ان سب کو task دیا ہے کہ سارے دوستوں سے،سارے لوگوں سے feed back لے کر کوئی ایسی interventions بتائیں کہ 2018 میں پنجاب کا inclusive growth rate جو ہے وہ 8 فیصد ہو جائے تو اس لحاظ سے یہ بڑی اہم ہے اور اس دن ایگریکلچر کے سوالات کے دن میرے بہت سارے دونوں جانب سے دوستوں نے شوگر کین،potato اور دوسرے بہت سے ایسے issues پر اپنی آواز اٹھائی ہے تو میں یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ حکومت پنجاب پر یہ مسلسل دوسرا سال ہے کہ گنے کی قیمت 180 روپے ادا کر رہی ہے جبکہ دوسرے صوبوں

میںdespite having the protesting Farmers on the roadsانہوں نے شوگر کین کی کوئی قیمت نہیں بڑھائی اور وہاں پرFarmersکو170روپے سے کم مل رہے ہیں۔ ہمارے ہاں اب تک اس سیزن میں52ایف آئی آرز ہو چکی ہیں، جرمانے کئے جا چکے ہیں اور چیف منسٹر صاحب کی stateforward directionہے کہ کوئی کنڈا وغیرہ برداشت نہیں کیا جائے گا،180روپےFarmerکی جیب میں جائیں گے۔ جہاں تک بقایاجات کا تعلق ہے تو پچھلے سال کے90فیصد بقایاجات ادا کئے جا چکے ہیں۔اس سال کے80فیصد ہو چکے ہیں۔اس کے باوجود میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہideal figureنہیں ہے۔ ابھی کچھ دو چار ایسی مچھلیاں ہیں جو کہ سارے پانی کو خراب کر رہی ہیں۔ ان کے خلاف ہم ایکشن لے رہے ہیں،ان کوsealبھی کیا ہے،ان کی شوگر اٹھوا کر بازار میں بکوائی بھی ہے لیکن پھر بھی ایوان کے دونوں طرف سے ہمارے دوست ابھی ہمیں جو تجاویز دیں گے،ان سے ہمfeed backلے کر اس کو مزیدimproveکرنے کی کوشش کریں گے۔Potatoکا as a speak todayابھیexportشروع ہو چکی ہے، سری لنکا اور ملائشیا میں ہمارا Potato جا رہا ہے، رشیا میں 15۔ فروری کے بعد شروع ہو جائے گا۔ اسی طرح دوسری جو بھیcropکے بارے میں کسان بھائیوں کی تجاویز ہیں،انکم ٹیکس کے بارے میں تجاویز تھیں تو اس میں ڈیپارٹمنٹ کا اپنا موقف ہے کہ اس میںambiguityہے،اس میںclarityنہیں ہے، دو ہیں،ایکland basedہے اور ایکincome basedہے، اس کو ہم مزیدsimplifyکرنا چاہتے ہیں تو آپ بھائیوں سے آج from the both sides جو بھی تجاویز ملیں گیwe will welcome thatان کوincludeکر کے وزیر اعلیٰ کی جوgrowthstrategyہے اس میں انشاءاللہ شامل کیا جائے گا۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم منسٹر ایگریکلچر نے کافی تفصیل سے معزز ایوان کو اس بارے میں آگاہ کیا ہے۔ میںspecifically Sugarcaneکے متعلق جو معاملہ ہے اس بارے میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ 15-2014کا جو سیزن تھا اس میں ہمارے کسانوں کی طرف سے 133۔ارب روپے کا گنا شوگر ملوں کو سپلائی کیا گیا اور اس میں سے اب تک 132۔ارب 47کروڑ روپے کیpaymentہو چکی ہے۔ یہ کوئی تقریباً more than 99 percentبنتا ہے اور یہ ایک کافیsatisfactory figureہے اگر ہم کسی بھی دوسرے صوبے سے اس کاcomparisonکریں تو فرق صاف ظاہر ہو جائے گا۔ اب اس میں آگے ہے کہ یہ جوalmostایک بلین کیfigureہے یہ تقریباً کوئی چھ سات شوگر ملز ہیں ان کا سٹاک ہم نےtakeoverکر لیا ہے، اس سٹاک کو بیچ کر تمام

کسانوں کی payment clear کی جائے گی۔اس میں صرف دقت یہ آرہی ہے کہ مارکیٹ میں price کا problem ہے، price مل نہیں رہی، اس میں تھوڑا problem ہے لیکن اس وقت جو strategy بنائی گئی ہے اس میں اگلے پندرہ دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ price جو ہے اس کو اگر کم نرخوں پر بھی دینا پڑا تو دے کر کسانوں کی رقم clear کی جائے گی۔اس طرح جو موجودہ سیزن اس وقت in progress ہے اس میں اب تک جو 67 بلین کا گنا ملز کو سپلائی ہوا ہے چونکہ یہ in progress ہے اور یہ کوئی fifteen days کا margin ہوتا ہے کہ اس میں جو آج سپلائی ہو رہا ہے اس کی پندرہ دنوں کے بعد payment ہو گی تو اس میں ابھی تک 67 out of سے 54۔ارب روپے کی as today payment ہو چکی ہے۔یہ رقم تقریباً 87.7 فیصد بنتی ہے جو کہ ایک satisfactory figure ہے۔یہ crushing season اس وقت in progress ہے اور یہ اپریل تک چلے گا، امید ہے کہ جس طرح پچھلے سال یہ کوئی ڈیڑھ دو بلین رہ گئے تھے۔جب کرشنگ سیزن ختم ہوا تو ہماری یہ کوشش ہے، شوگر کین کمشنر پوری طرح سے on it ہیں، سیکرٹری فوڈ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ذاتی طور پر اس بارے میں دلچسپی لے رہے ہیں کہ اس سال یہ problem نہ آئے اور by the time کہ یہ کرشنگ سیزن جب ختم ہو تو یہ ساری payment کسانوں تک پہنچ جائے۔اس طرح سے اس figure کو بعض اوقات تھوڑا سا توڑ مروڑ کر بیان کیا جاتا ہے باقی اس میں، میں نے جو عرض کیا ہے کہ پچھلے سال کی جو رقم ہے، اگلے پندرہ دنوں میں ان کا سٹاک takeover کرنے کے بعد جو procedure بنایا گیا ہے اس کے مطابق وہ payment بھی clear ہو جائے گی اور اس سال کی جو payment ہے ہماری یہ بھرپور کوشش ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ by the end of crushing season in April وہ hundred percent payment کسانوں کو ہو جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: محترم قائد حزب اختلاف! کیا آپ خود بولنا چاہیں گے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بحث کا کیا طریق کار ہے کہ ایک ممبر حکومتی اور ایک اپوزیشن بنچوں سے بولے گا؟

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن سے ایک اور ratio کے حساب سے چار حکومتی بنچوں سے بنتے ہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!آپ دو دن بحث کر لیں اور ٹائم کی limit بھی نہ رکھئے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ دو دن نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کون کون سا ڈیپارٹمنٹ رکھنا ہے جن کے لئے ایک ایک دن ہم نے مختص کیا تھا اور اُس وقت آپ موجود تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ آپ کی صوابدید ہے۔ یہ ratio 1/4 ہی بنتی ہے لیکن اپوزیشن کے تمام دوستوں کو accommodate کرنے کے لئے اس ratio میں جو ترمیم مناسب سمجھتے ہیں کر لیں۔

جناب سپیکر: میں نے اُن کو ratio کی بات کی ہے کہ آپ نے ایسے چلنا ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!ابھی وزیر زراعت اور وزیر قانون نے گنے کے کاشتکاروں کے حوالے سے تھوڑی سی بات کی ہے لیکن مجموعی طور پر پورے پنجاب کے اندر جو بدترین حالات کا شکار ہیں وہ ہمارے کاشتکار بھائی ہیں۔ پہلے دو تین دفعہ کسان اتحاد اور باقی کسانوں کی نمائندہ تنظیمیں بڑے بڑے احتجاج بھی کر چکی ہیں اور اب شاید گیارہ یا بارہ تاریخ کو دوبارہ لاہور احتجاج کے لئے آ رہے ہیں۔ ایک عمومی تاثر نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے نزدیک کسان priorities میں پتا نہیں کتنے نمبر پر ہیں، وہ 20ویں نمبر پر ہیں یا پھر ہیں بھی یا نہیں؟ ایک ایسا صوبہ جو پورے ملک کی پیداوار کا 65 فیصد پیدا کرتا ہو، نیشنل جی ڈی پی میں 21 فیصد اُس کا حصہ ہو اور جس کی 70 سے 80 فیصد آبادی کا کاشتکاری پر گزارہ ہو لیکن حکومت کی ترجیحات میں وہ سب سے نچلی سطح پر ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج پورے پنجاب کے اندر واویلا نہ ہوتا۔ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ مرکز اور صوبہ میں کوئی ایگریکلچر پالیسی نہیں ہے۔ ایڈہاک ازم پر ساری بات چل رہی ہے، کبھی ایک فصل کی بات کرتے ہیں تو چھ ماہ بعد دوسری بات آ جاتی ہے۔ جو support price مقرر کرتے ہیں اُس کی کسی جگہ پر writ ہی نہیں ہے۔ ہمارا مزدور اور کسان اونے پونے اپنی اجناس فروخت کرنے پر مجبور ہے۔ انہوں نے پچھلے سال support price مقرر کی تھی لیکن چاول 2600 کی بجائے 1300 روپے میں مارکیٹ میں بکا ہے، پُھٹی 3200 کی بجائے 2100 روپے میں بکی ہے اور گندم کے حوالے سے 1300 کی بجائے 1100 روپے میں کاشتکار مجبور تھے کہ وہ اپنی اجناس اونے پونے میں فروخت کریں حالانکہ گندم کے حوالے سے ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ اس پر یہ بات ہونی چاہئے۔ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ حکومت گندم کی خرید کے لئے 190۔ارب روپے خرچ کرے گی لیکن صرف 80۔ارب

روپے خرچ کرنے کے بعد گندم کی خریداری بند کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آڑھتیوں کی چاندی ہو گئی،انہوں نے اونے پونے زمینداروں کو لوٹااور کاشتکاروں سے اُدھار میں بہت بڑی مقدار میں گندم اٹھا لی۔اسی طرح سے گنے کی کاشت کی یہ بات کرتے ہیں تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ شوگر ملوں کے بارے میں جو data ابھی رانا صاحب فرما رہے تھے۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی،قائد حزب اختلاف صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!کیا نماز کے لئے وقفہ کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جیسے آپ کا دل چاہے اور آپ کی مرضی ہو تو مجھے بتادیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!دس پندرہ منٹ کا وقفہ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نماز کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے
اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)
(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 10 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! Carry on please

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جو figures یہاں پر لاء منسٹر اور ایگریکلچر منسٹر نے بتائی ہیں وہ حقائق کے منافی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت سب سے بڑا کسان دشمنی کا ثبوت دے رہی ہے کہ اس نے ٹریکٹر سمیت تمام زرعی آلات و ادویات اور agriculture inputs پر 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس عائد کیا ہوا ہے۔ دنیا بھر میں مختلف ممالک کے اندر زراعت کو سبسڈی دی جاتی ہے لیکن ہمارے جابر حکمرانوں نے جو تھوڑی بہت سبسڈی تھی اس سبسڈی کو بھی آکر ختم کر دیا ہے۔پورے یورپ میں زراعت پر 37 فیصد، یو ایس اے میں 26 فیصد، جاپان میں 72 فیصد، چین میں 34 فیصد اور انڈیا میں 23 فیصد سبسڈی دی جاتی ہے۔ ہماری حکومت کسان کو بالکل زندہ درگور کر رہی ہے اور انہیں خودکشیوں پر مجبور کر رہی ہے۔ابھی جو گنّے کے کاشتکاروں کے حوالے سے بات ہو رہی تھی وہ figures ٹھیک نہیں ہیں۔ گنے کے کاشتکاروں کا سب سے بڑا المیہ یہ

ہے کہ ان سے گنّا لے لیا جاتا ہے اور انہیں CPR کی پرچی تھما دی جاتی ہے اور پھر کاشتکار چھ چھ ماہ تک ملوں کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔آپ میرے ساتھ ابھی کسی بھی نمائندے کو بھیج دیں میں جاکر دکھاتا ہوں کہ وہاں کس طرح سے مل مالک کے front man اور گماشتے گھوم رہے ہیں۔وہ کاشتکاروں سے کٹوتی کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ یہ CPR ہمیں دے دو، ہم سے نقد پیسے لے لو اور ہمیں اتنی کمیشن دے دو۔ ایک مرتبہ پہلے بھی اس ایوان میں بات ہوئی تھی کہ ملوں کے اندر running finance اربوں روپیہ ہوتا ہے۔ جن زمینداروں سے گنّا لیتے ہیں وہ ان کو CPR دیتے ہیں۔اگر متعلقہ بنک اسی وقت اس CPR کو endorse کرے اور pay order بنا دے خواہ ایک مہینے کی تاریخ دے دے تو ہمارے غریب کاشتکار دربدر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جائیں گے۔وہ ایک مہینے کے بعد بنک سے جاکر گنے کی قیمت وصول کر سکیں گے۔

جناب سپیکر!انڈیا سے سبزیاں دھڑا دھڑ import ہو رہی ہیں۔جب زراعت کی قیمت بہتر ہوتی ہے، جب کسان کی لاگت پوری ہوتی ہے اور اس کو کچھ تھوڑا منافع نظر آنے لگتا ہے تو پھر ایک دم ٹیلیفون پر LC کھل جاتی ہے۔یہاں سے آرڈر چلا جاتا ہے اور صبح واہگہ بارڈر پر پتا چلتا ہے کہ ٹماٹر کے پانچ سو ٹرک آ گئے ہیں، پیاز کے چار سو ٹرک آ گئے ہیں، لہسن اور ادرک کے دو سو ٹرک آ گئے ہیں۔ان چیزوں کے مارکیٹ میں اس طرح آنے سے ہمارا پنجاب جو food basket سمجھا جاتا تھا جو پورے ملک کو اناج اور سبزیاں فراہم کرتا تھا آج اس سنٹرل پنجاب کے اندر بھی مسلسل غیر ملکی ٹماٹر، پیاز اور باقی سبزیاں آ رہی ہیں۔یہ ہمارے زرعی شعبے کو تباہ کرنے کی بہت بڑی سازش ہے لہٰذا اس پر چیک ہونا چاہئے کیونکہ اس طرح مادر پدر LCs کھول کر یہاں غریب کاشتکار کو بالکل اٹھنے نہیں دیا جا رہا ہے۔ پھر وہی آڑھتی سرمایہ دار کیونکہ مڈل مین جس کے پاس پیسا ہے وہ ہوشیاری کے ساتھ اب بھی یہاں کروڑوں اربوں کا بزنس کر رہا ہے لیکن غریب کاشتکار کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر ایگریکلچر سیکٹر میں ہمارا کاشتکار ہر سال تقریباً 250۔ارب روپے کا ڈیزل استعمال کرتا ہے اور یہاں حکومت ڈیزل پر 40 فیصد بھتہ لے رہی ہے۔ یعنی عالمی منڈی میں ڈیزل 25 روپیہ فی لیٹر ملتا ہے اور یہاں پر حکومت 75 روپے فی لیٹر دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔اس کو بھتہ خوری کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک چیز سستی لے کر اپنے ہی عوام کو مزید سستی دینے کی بجائے مہنگی فراہم کر رہے ہیں۔ ابھی وزیر موصوف نے بتایا کہ افغانستان، روس اور دوسرے ممالک کے اندر آلو کی export شروع ہو گئی ہے۔آلو کے کاشتکار تو خودکشیوں پر مجبور ہیں۔یہ

export اگر چند دن میں ہو گئی ہے تو ہمیں نہیں پتا کیا ہو گا لیکن آج سے دو تین ہفتے پہلے میں خود دیپالپور، قصور اور کنگن پور کی طرف گیا ہوں وہاں لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ ہمارے پچھلے سال کے آلو سٹوروں میں ہیں ہم ان کا کرایہ دینے کے قابل نہیں ہیں جتنے کا آلو ہے اس سے زیادہ سٹور کا کرایہ ہے۔ اس دفعہ ہم نے اپنی فصل کھیتوں کے اندر ہی رہنے دی ہے کیونکہ ہمیں کوئی ریٹ نہیں مل رہا اور ہمارے اخراجات بھی پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ کتنی بڑی بد قسمتی ہے۔یہاں priorities کی بات ہو رہی ہے کہ حکومت کے نزدیک priority کیا ہے؟ میں آپ کے سامنے ایک لیٹر دکھا رہا ہوں جو میں نے پہلے بھی یہاں پر اس ایوان میں لہرایا تھا اور آج پھر اس کو دکھا رہا ہوں۔ یہ اربوں روپے کی رقم جو ایگریکلچر سیکٹر کے اندر تھی اس کو withdraw کر لیا گیا ہے وہ surrender کر کے اورنج ٹرین پر لگائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں پڑھتا ہوں Promotion of agricultural mechanization in Punjab یہ 300 ملین رقم surrender کر لی گئی ہے۔Extension service میں farmer facilitation چودہ سو ملین ہے یعنی ایک ارب چالیس کروڑ روپے کو بھی withdraw کر لیا گیا ہے اور پھر water course efficiency بڑھانے کے لئے 800 ملین کو surrender کر لیا گیا۔ یہ پی اینڈ ڈی کا لیٹر ہے جو میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ اس میں مزید اور چیزیں بھی ہیں۔ اس میں پینے کا صاف پانی ہے، graveyard ہے اور ہسپتال کے بھی معاملات ہیں لیکن میں صرف ایگریکلچر کے حوالے سے یہ بتا رہا ہوں کہ یہ جو اربوں روپے کسانوں کی بہتری یا ایگریکلچر کی بہتری کے لئے حکومت نے رکھے تھے وہ surrender ہو کر اورنج ٹرین کی طرف آ رہے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی زراعت کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو 340۔ارب روپیہ کسان package کا اتنا شور مچا تھا انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 12۔ارب روپے کی خطیر رقم اس کی publicity پر لگی ہے۔آج پنجاب کی کسی گلی میں چلے جائیں چھوٹی سی چھوٹی چیز پر بھی میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی تصویریں لگی ہوئی ہیں، یہ تصویروں کی بھی توہین ہو رہی ہے۔ یہ 12۔ارب روپیہ جو اس ملک کے مزدور، ملک کے محنت کش، اس ملک کے ٹیکس گزار لوگوں کا پیسا ہے اور یہ 12۔ارب روپے کسان package کے اشتہارات پر لگا رہے ہیں یہ ہمارے لئے انتہائی شرم کا مقام ہے لہٰذا اس کی باز پرس ہونی چاہئے۔ یہ 12۔ارب روپیہ شاید 1200 کسانوں اور ان کے خاندانوں کی حالت کو بہتر کر سکتا تھا۔ انہوں نے جو کہا ہے کہ ہم چاول کے کاشتکاروں کو -/5000 روپیہ فی ایکڑ سبسڈی دیں گے تو یہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو زبوں حالی اس وقت پنجاب کے اندر کاشتکاروں کی ہے اور وہ جن بدترین حالات کا شکار ہیں، جس سے مجبور ہو کر وہ آئے دن احتجاج کرتے ہیں اور پھر وہ احتجاج کرنے جا رہے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایوان کے اندر ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں جس میں اپوزیشن کے بھی ایک دو کسان نمائندے شامل ہوں، ٹریژری بنچوں کے نمائندے شامل ہوں اور ایک دو زرعی ماہرین کو شامل کریں۔ یہ لوگ سر جوڑ کر بیٹھیں اور کسانوں کے مسائل کا حل نکالیں۔ اب ایڈہاک ازم سے بات نہیں چلے گی۔ پچھلے کئی سالوں سے اس پر حکومت کی طرف سے کوئی ایک سنجیدہ کوشش نظر نہیں آئی۔ کسان ایک دلدل سے نکلتا ہے تو وہ دوسری گہری کھائی اور دلدل میں جا پھنستا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح کی ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے اور اس کو ٹائم دیں جو کسانوں اور زراعت کے مجموعی مسائل کو دیکھے تاکہ آئندہ آنے والے بجٹ میں ہم اس پر کوئی plan دیں سکیں اور کوئی ایسی تجویز دے سکیں جس سے ہمارے کاشتکار بھائیوں کی حالت بہتر ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ کی ایگر کلچر پر سٹینڈنگ کمیٹی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس پر Steering Committee بنائیں جو کاشتکاروں کے مسائل کا حل نکالے، سٹینڈنگ کمیٹی تو پہلے سے موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ایک ادھر سے لے لیتے ہیں پھر آپ کو بھی باری دیتے ہیں۔ چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کی اجازت دی۔ قائد حزب اختلاف نے جو بڑا ڈراؤنا سا خواب پیش کیا ہے تو اس طرح کے حالات نہیں ہیں اور پنجاب کے اندر بہت زیادہ کام ہو رہا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف سے بڑے اداب کے ساتھ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بڑے بڑے crisis دیکھے، میں خود بھی زمیندار ہوں اور میں نے پاکستان میں آج تک نہیں دیکھا کہ کسی پرائم منسٹر نے اتنا بڑا announce package کیا ہو اور پانچ ہزار روپے فی ایکڑ زمیندار کو compensation دی ہو۔ آج تک پنجاب کے اندر ایسی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ100روپے فی بیگfertilizerپرsubsidyملی ہے اور اس طرح کا جو ڈراؤنا خواب بتایا ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا میں پنجاب کیcontribution باقاعدہfacts and figures کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کیoverall cottonکیproductionکا83فیصد حصہ پنجاب پیدا کرتا ہے۔ گندم 80فیصد پنجاب پیدا کرتا ہے، باسمتی چاول پاکستان کی پوری 97فیصد پیداوار پنجاب پیدا کرتا ہے، شوگر کین63فیصد پنجاب پیدا کرتا ہے، سیٹرس95فیصد پیدا کرتا ہے، امرود 82فیصد پیدا کرتا ہے اور آم63فیصد پیدا کرتا ہے۔ اگر پنجاب میں کام نہ ہو رہا ہوں تو یہ figures کبھی نہ ہوں۔ جو کام ہونے والے ہیں میں ان پر بھی ضرور بات کروں گا لیکن جو کام ہو رہا ہے اس کو appreciate کرنا چاہئے۔ آپ ذرا دیکھیں! پنجاب میںexpertsنے باسمتی رائس کیbiological potential 65 percent per bondفی ایکڑ بتائی ہے جس میں ہمارےprogressive farmers 45 percentفی ایکڑ پیدا وار لے رہے ہیں اور average farmers 32 percent لے رہے ہیں۔ پیڈی کے حوالے سےexpertsنے90potential amount فی ایکڑ بیان کی ہے لیکن اس میںprogressive farmers 75 percentپیداوار لے رہے ہیں اور average farmers بھی55فیصد پیداوار لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہwheatکے حوالے سے ماہرین نےpotential 73 percentبیان کی ہے لیکن55 progressive farmers percentپیداوار لے رہے ہیں اورaverage farmers 35 percent per amountفی ایکڑ پیداوار لے رہے ہیں،maizeکی پیداوار70 من فی ایکڑprogressive farmersلے رہے ہیں اور57فیصد پیداوارaverage farmersلے رہا ہے، اسی طرح شوگر کین1100فی من فی ایکڑ progressive farmersلے رہے ہیں اور581 average farmers من فی ایکڑ پیداوار لے رہا ہے۔ یہ پیداوار پنجاب کے اندر ہو رہی ہے تو کسی کاؤشوں کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اس میں محکمہ ایگریکلچر کی بھرپور کاؤشیں شامل ہیں اور یونیورسٹی میں ریسرچ بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر!دوسری طرف چیلنجز بھی درپیش ہیں۔ پنجاب کے اندر فصلوں کوclimatic changeاتنی زیادہeffectکر رہی ہے کہ اس سے بہت سارے چیلنجز پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض اوقات بے وقت کی بارشیں ہو جاتیں ہیں اور بعض اوقات اس قسم کیclimate changesنے بڑا اثر کیا ہے جس کی وجہ سے پیداوار تھوڑی سی کم ہوئی ہے۔ اس کے علاوہsoil constraintsہیں مثال کے طور پر تھور کلر نے زمین کو بڑا تباہ کیا ہے اور اس پر کاؤشیں ہو رہی ہیں۔Water constraint بعض

اوقات 70 فیصد پانی ٹیوب ویل سے نکلتا ہے اور وہ بھی کلر اور تھور پھیلانے میں مدد کرتا ہے وہ بھی کوئی help نہیں کرتا کیونکہ نہری پانی کم ہے اور زمیندار زیادہ تر پانی ٹیوب ویل کا استعمال کرتا ہیں جس سے کلر اور تھور میں اضافہ ہو رہا ہے اسی وجہ سے پیداوار میں تھوڑی سی کمی آئی ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب ایگریکلچر GDP میں contribute 21 percent کرتا ہے اور ایگریکلچر کے اندر 45 فیصد لیبرز کی کھپت ہو رہی ہے۔ ایگریکلچر ایک ایسا شعبہ ہے کہ اس میں majority of the population directly and in directly کے ساتھ connected ہے۔ اگر یہ flourish کرے گا تو آپ دیکھیں گے کہ بہتر حالات پیدا ہوں گے ،لوگوں کو روزگار بھی ملے اور ملک اپنے پاؤں پر کھڑا بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑا سا پیداوار بڑھانے کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ Late sowing بھی پیداوار کو کم کرتی ہے اور ہماری بد قسمتی ہے کہ گندم جب باسمتی کے بعد کاشت ہوتی ہے تو تھوڑی late ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے پرانے زمیندار کہتے تھے کہ اگر ایک دن بھی late ہو جائے تو ایک من کا فرق پڑتا ہے یعنی ایک من پیداوار کم ہو جاتی ہے اور یہ بھی کم پیداوار ہونے کا ایک سبب ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پرانے طریق کار بھی بڑا نقصان کر رہے ہیں مثلاً جب ہم چھٹا کرتے ہیں اور اگر اس کو drilling کر لی جائے تو پانچ من فی ایکڑ پیداوار میں بڑے آرام سے اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کچھ تدابیر لینے والی ہیں محکمہ زراعت نوٹ کرے اور اس پر کچھ مہربانی کرے۔ on time supply of quality inputs سے بھی فرق پڑتا ہے اور اس میں بہت ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ Pesticides دو نمبر ملتی ہے ہیں جس سے فصل کا نقصان ہوتا ہے اور وقت پر کیڑے کی روک تھام نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اگر آپ وقت پر sowing کروا دیں ،وقت پر کھاد ڈالیں اور زمین کا test ہوتا رہے تاکہ وقت پر پتا چلے کہ اس زمین کو کون سی کھاد مفید ہو گی۔ ہمارے زمیندار ویسے اپنے طریقے سے کھاد ڈال لیتے ہیں اور ان کو پتا نہیں ہوتا کہ زمین کو کس قسم کی فاسفورس کی کمی ہے، نائٹروجن کی کمی ہے اور کون سی کھاد ڈالنی ہے۔ میں یہ وزیر زراعت سے بڑی مودبانہ عرض کروں گا کہ how know زمیندار کو دینی چاہئے کہ آپ کی زمین میں اس چیز کی کمی ہے اور اس قسم کی کھاد ڈالیں گے تو آپ کی فصل بہتر ہو گی اور آپ کی زمین بھی بہتر ہو گی۔ جیپسم کا پروگرام ایک دفعہ شروع ہوا تھا اور مجھے نہیں سمجھ آئی کہ وہ کس وجہ سے بند کر دیا گیا۔ جیپسم سے

soil بہتر ہو جاتا ہے اس سے فصل بھی بڑھتی ہے اور اس سے پیداوار بھی بڑھتی ہے اور کلر تھور بھی کم ہوتا ہے لہٰذا جپسم سکیم بھی دوبارہ شروع کی جائے تاکہ بہتر حالات پیدا ہوں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ جب1992 میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت تھی تو ایک سال کے اندر 11.20 ملین کاٹن کی bales پیدا ہوئیں تھی اس میں کیا تھا؟ایک تو اس میں جپسم کی provision تھی اور حکومت نے laser leveling کرائی تھی کیونکہ اگر laser leveling ہو جائے تو زمین برابر ہو گی، پانی بھی کم خرچ ہو گا اور پیداوار بھی بڑے گی۔

جناب سپیکر! میں اپنے دوست وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس قسم کے اقدامات اٹھائیں، تو انشاءاللہ حالات بہتر ہو جائیں گے ۔ میں تھوڑی سی اور بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ Water courses پر پنجاب میں بہت کام ہوا تھا،ایک تو ان کو پکا کیا گیا تھا جس کی وجہ سے پانی کی بچت بھی ہوئی اور فصل بھی بہتر ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک sprinkler subsidy دی گئی تھی اسے دوبارہ شروع کیا جائے کیونکہ اس سے پانی کی بچت اور فصل بھی بہتر ہوتی ہے۔ باہر کے ملکوں میں جہاں پر پانی کی کمی ہے وہاں پر اسی سسٹم کو اپنایا گیا ہے، یو اے ای یعنی متحدہ عرب امارات میں اس پر عمل ہو رہا ہے۔ وہ اس سے کھجوریں اور دوسری فصلیں حاصل کر رہے ہیں کیونکہ اس طریق کار سے پانی کم استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک productivity enhancement کا تعلق ہے اس پر بھی اگر تھوڑی سی توجہ کی جائے تو گندم کی فی ایکڑ پیداوار بڑھ جائے گی۔ اس وقت گندم ایک کروڑ سات لاکھ ایکڑ رقبہ پر بوئی جاتی ہے۔ اگر آپ فی ایکڑ پیداوار ایک من بھی بڑھالیں تو اس سے آپ خود سوچیں کتنا فرق پڑ جائے گا؟اس سے تقریباً 22 بلین روپے کا monetary benefit ہو جاتا ہے یعنی 22۔ارب روپے کا فرق پڑ جائے گا،اس سے پاکستانی معیشت بھی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے گی۔ اسی طرح اس وقت 70 فیصد گندم چھٹے کی بنیاد پر کاشت کی جاتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ چھٹے کی بجائے اس کو drilling پر convert کر دیا جائے تو اس سے بھی بہت زیادہ فرق پڑ جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ نائٹروجن کھاد اور فاسفورس کھاد کی مقدار زمین کی ضرورت کے مطابق ڈالی جائے،اس سے بھی فصلوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا۔ پچھلے سال جو فصل ہوئی تھی اس میں بہت زیادہ مسئلہ جو در پیش آیا تھا وہ قیمتوں کا آیا تھا۔ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اس پر میں آپ سے دو منٹ اور لوں گا۔ میں خود بھی چونکہ paddy کا کاشتکار ہوں۔ پچھلے سال paddy کا اتنا بُرا حال ہوا ہے کہ کاشتکار کو اس کی آدھی قیمت بھی نہیں مل سکی۔ اس

سلسلے میں اپنے فاضل منسٹر دوست سے گزارش کروں گا کہ آپ کوئی ایسی کمیٹی بنائیں جو ان معاملات کو دیکھے۔ اگر ہم اس معاملے پر بات کریں تو وزیر موصوف یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں pricing کا کام نہیں کر سکتا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ کس نے کرنا ہے ہماری حکومت ہے، اس وقت تو وفاق میں بھی ہماری حکومت ہے اور صوبے میں بھی ہماری حکومت ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ایسی کوئی کمیٹی بنائیں جس میں کامرس کے نمائندے بھی ہوں تاکہ اس کی ایکسپورٹ اور امپورٹ کو بہتر کیا جا سکے۔ اگر چاول ایکسپورٹ نہیں ہو گا تو پھر پیسے کہاں سے آئیں گے، کاشتکار کو کہاں سے پیسے دیئے جائیں گے ؟اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس معاملے پر ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں کامرس کے نمائندے بھی شامل ہوں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں آپ کو بتا رہا تھا کہ decision timely کئے جائیں تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ چاول، گنا اور کپاس، ان تین فصلوں پر اگر پوری توجہ کی جائے تو ملک کی معاشی حالت بھی تبدیل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!salinity اور water logging پر بھی کام ہونے والا ہے۔ اس وقت کوئی 41 لاکھ ایکڑ رقبہ جو ہے پنجاب میں بنجر پڑا ہوا ہے جس پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس 41 لاکھ ایکڑ رقبہ پر کام کر کے بڑی آسانی سے اس کو آباد کیا جا سکتا ہے۔ پانی کی کمی کو دور کیا جا سکتا ہے، کھادیں استعمال ہو سکتی ہیں، سیم اور تھور کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت 41 لاکھ ایکڑ رقبہ جو ضائع پڑا ہوا ہے اس کو utilize کیا جائے تو اس سے ملک کی حالت انشاء اللہ اقوام عالم میں سب سے بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!وزیر موصوف سے میں گزارش کروں گا کہ میری بات کو غور سے سن لیا جائے۔ میں نے تھوڑا سا حساب کتاب بھی نکالا ہے کہ 6.8 ملین ایکڑ اس وقت salinity سے متاثر ہوا ہے۔ اس پر اگر 6 ہزار روپے فی ایکڑ خرچ کیا جائے تو بڑا اچھا رزلٹ آئے گا۔ پاکستان میں جپسم بڑی سستی ہے اور وافر مقدار میں پڑی ہوئی ہے، اس کو اگر استعمال کیا جائے تو اس سے فرق کیا پڑے گا؟اس سے کم از کم 25 ہزار روپے کا زمیندار کو فائدہ پہنچے گا، یعنی چھ ہزار روپے فی ایکڑ خرچ کرنے سے 25 ہزار روپے کا فائدہ پہنچے گا اس لئے جپسم کی جو سکیم ہے اس کو دوبارہ revive کیا جائے۔ آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو ابھی floor نہیں دیا، ہر چیز کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چودھری صاحب نے تو مجھ سے بھی زیادہ ڈراؤنا خواب دکھایا ہے۔

جناب سپیکر: جناب کرم الٰہی بندیال!

جناب کرم الٰہی بندیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہماری طرف بھی نظر کرم کریں۔

جناب سپیکر: نمبر تو آپ ہی کا ہے لیکن قاضی صاحب بھی تیار بیٹھے ہیں۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! پہلی دفعہ کوئی گورنمنٹ ایسی آئی ہے جس نے کھیت سے منڈیوں تک سڑکیں بنائی ہیں اور اس کے علاوہ زرعی package بھی دیا ہے، گرین ٹریکٹر سکیم دی اور اس کے علاوہ بہت ساری ایسی چیزیں جو زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ جہلم اور خوشاب کے لئے جلال پور نہر کا ایک منصوبہ آ رہا ہے ،اس کے لئے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں ۔ اس پر ہم گورنمنٹ کو appreciate کرتے ہیں، اس کے علاوہ ہمارے ڈسٹرکٹ کے کچھ مسائل بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مسائل پر بات نہ کریں آپ کسان کی بہتری کے لئے تجاویز دیں۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! یہ بھی میں کسان کی بہتری کی بات کر رہا ہوں۔ اس وقت یہاں پر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں وہ maximum کسان ہیں اور جو کسان نہیں بھی ہیں تو کسانوں کی ساری چیزیں ان کے پاس شہروں میں آ رہی ہیں۔ دودھ، دہی، فروٹ یعنی ہر چیز ان کے پاس آ رہی ہے۔ میرے حلقہ میں اور ملک محمد وارث کلو کے حلقہ میں سیم کا اس وقت بہت مسئلہ ہے۔ اس کے لئے پہلے ایک سکارپ سکیم آئی تھی جس کی وجہ سے 71 ٹربائنیں لگی تھیں، وہ ٹربائنیں تو سکارپ چلا نہ سکا اور وہ چوری ہو گئیں البتہ ڈرین وہاں پر اب بھی موجود ہے۔ اس کے لئے ہماری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ محکمہ نہر کو اس میں involve کر کے وہاں پر جو مٹھا ٹوانہ ڈرین ہے اس کی دوبارہ سے remodeling کی جائے۔ اس کے علاوہ میانوالی اور خوشاب کے کسانوں کو بجلی پر سبسڈی دی جائے۔ ماشاء اللہ اس وقت پنجاب

میں اس پر بہت کام ہو رہا ہے سبسڈی میٹرو پر مل رہی ہے، باقی سکیموں پر بھی مل رہی ہے لیکن بجلی جو پہلے۔۔۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران نے نعرہ ہائے تحسین پیش کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بات کر گیا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ بس چلیں کوئی بات نہیں غلط نہیں ہے۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! بجلی پر سبسڈی تو پنجاب حکومت نے پہلے رکھی ہوئی تھی جو آج کل نہیں مل رہی۔ ہمارا پانی تقریباً چھ سو فٹ نیچے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! خیر تے ہے، میں تے تہاڈے واسطے کچھ منگ رہیاں۔

جناب سپیکر: جی، جی آپ فرمائیں!

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! انہوں نے خود تو کچھ کیا نہیں اب میں ان کے لئے پنجاب گورنمنٹ سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہمیں بھی میانوالی میں بجلی کے لئے سبسڈی چاہئے۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ زرعی ادویات ہیں جو زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں، ان کی جگہ جگہ دکانیں کھل گئی ہیں اس کے لئے محکمہ کی طرف سے باقاعدہ کوئی لائسنس ہونا چاہئے، جب بھی کوئی پکڑا جاتا ہے تو اس کے لیبل پر لکھا ہوتا ہے کہ اس کی قیمت -/2500 روپے ہے لیکن وہ کسان کو اڑھائی سو یا پانچ سو روپے میں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ سب چیزیں زمینوں کو مزید نقصان دے رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری ایک گزارش یہ ہے کہ پکے کھالوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہے، اس میں انہوں نے ایک تھرڈ پارٹی رکھی ہوئی ہے اور یہ تھرڈ پارٹی پہلے کہتی ہے کہ وہ جو کچے کھال ہیں ان کو آپ اس طریقے سے maintain کریں وہ پکے سے زیادہ بہتر لگیں۔ اس پر زمیندار کا بہت خرچہ آ رہا ہے۔ اس کے لئے محکمہ کو چاہئے کہ پہلے پکے کھال بننے دیں، کچا کھال اپنی ضرورت کے تحت زمیندار خود بنا لے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ۔ جلدی کریں اور wind up کریں۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! ہمارے تو بہت سارے مسئلے ہیں۔

جناب سپیکر: مسئلے تو سب کے بہت زیادہ ہیں، اکیلے آپ کے نہیں ہیں، سب نے بات بھی کرنی ہے۔

جناب کرم الٰہی بندیال: ٹھیک ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی جو یہاں پر بیٹھے ہیں یہ سب کاشتکار بھی ہیں، زمیندار بھی ہیں ان کے مقابلے کا میرے پاس علم تو نہیں ہے۔ جو کچھ میرے علم میں ہے اس سلسلے میں تجاویز ضرور دوں گی۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے قائد حزب اختلاف نے ساری باتیں کر لی ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پاکستان ہمارا زرعی ملک ہے اور پنجاب ہمارا food basket ہے، بد قسمتی یہ ہے کہ ہم دنیا کے دوسرے بڑے ملک ہیں لیکن کھانے پینے کی چیزیں ہم امپورٹ کرتے ہیں یعنی ہم زرعی ملک ہونے کے باوجود بھی کھانے پینے کی چیزیں امپورٹ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ stage کیوں آئی ہے؟ اس کی وجہ شاید ہماری کچھ priorities بھی ہیں، اس کے علاوہ کسان کی اپنی لاگت اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ وہ سوچتا ہے کہ وہ کیا پیداوار کرے، کمائے کیا اور کھائے کیا؟ آپ خود سوچیں گنے کی کھڑی فصل کو وہ جلا دیتا ہے کیونکہ اس کو پتا ہے شوگر مل والے اس کو payment بھی نہیں کرتے اور اگر ہائی کورٹ ان کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے تو وہ اپنی شوگر ملیں وہاں سے بند کر کے دوسرے شہروں میں transfer کر لیتے ہیں لیکن کسان کو payment نہیں ہوتی اس لئے کسان اپنے گنے کو جلانا زیادہ بہتر سمجھتا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس کو بیچ دے۔ اسی طرح آج آلو آپ اپنے کاشتکار سے 35 روپے میں نہیں لیتے لیکن انڈیا سے 85 روپے میں منگوا لیتے ہیں۔ آج کسان کا ٹیوب ویل ڈیزل پر چلتا ہے اور ٹرانسپورٹیشن کے تمام اخراجات بھی ڈیزل پر ہیں، ڈیزل پر 89 فیصد ٹیوب ویل چلتے ہیں اگر ہم ڈیزل میں بیس روپے کم کر دیتے تب کسان کو فائدہ ہوتا۔ خان صاحب نے جو پانچ ڈیمانڈز کی ہیں ان میں ایک ڈیمانڈ یہ بھی تھی کہ ڈیزل کی قیمت میں بیس روپے کمی کی جائے تاکہ اس سے کسان کو آسانی اور سہولت میسر ہو۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے جنوبی پنجاب کا mention کیا تو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ جنوبی پنجاب میں 45 لاکھ ایکڑ ایسی زمین ہے جو قابل کاشت بنائی جا سکتی ہے اور اس کا ٹوٹل خرچہ 100۔ ارب روپے ہے۔ ہم 27 کلو میٹر کی اورنج لائن پر تو 300۔ ارب روپے خرچ کر سکتے ہیں لیکن 45 لاکھ ایکڑ زمین پر 100۔ ارب روپے خرچ نہیں کر سکتے جس سے بہت ساری آبادیاں بس

جائیں گی اور بہت سارے لوگوں کو پیٹ بھر کے کھانا مل جائے گا۔ ہمیں ان چیزوں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماریprioritiesکیاہیں؟

جناب سپیکر!چونکہ ہم زراعت پر چل رہے ہیں اور اس ایوان میں بھی زیادہ لوگوں کا تعلق زراعت سے ہے اس لئے میری ایک درخواست ہے کہ ہم زراعت پر ایک سپیشل کمیٹیformکریں تاکہ ہم agriculture reformsمیں نئی جدت پیدا کر سکیں۔ ہم انڈیا سے موازنہ تو کرتے ہیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ انڈیا کے کسان کو ان کی گورنمنٹ نے کتنی سہولت دی ہوئی ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں ۔اگر ہم نے پاکستان کو بچانا ہے تو پھر ہمیں آج اپنے کسان کوfacilitateکرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میری یہ چھوٹی چھوٹی گزارشات تھیں۔ کافی باتیںrepeatہو چکی ہیں۔ میری استدعا ہے کہpleaseاپنیprioritiesکریں، اپنیprioritiesکریں، پیسا صحیح جگہ پر لگائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب! جلدی جلدی بول لیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! جلدی جلدی؟ کچھ تو ہمیں عرض کرنا ہی ہے۔ میں کوئی ڈراؤنا خواب دکھاتا ہوں اور نہ ہی سہانے خواب دکھاتا ہوں۔ زمینی حقائق پر بات ہو گی اور زمینی حقائق یہ ہیں کہ یہ زمین کاٹکڑا کاشتکار کو، کسان کو،growerکو، ہاری کو جینے دیتا ہے نہ مرنے دیتا ہے، یہ زمینی حقیقت ہے۔ قائد حزب اختلاف نے مسلم لیگ(ن) کی حکومت پر سارا ملبہ ڈالنے کی کوشش کی ہے لیکن میں اس پر عرض کروں کہ پاکستان بننے کے بعد جتنی بھی سیاسی اور فوجی حکومتیں آئیں تمام حکومتیں کاشتکار کی کسمپرسی اور اس کے نوحہ کی ذمہ دار ہیں۔ اس کا نوحہ یہ ہے کہ:

اب تو گھبرا کر کہتے ہیں کہ مر جائیں
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں

جناب سپیکر! کاشتکار کو یہ حق دینا ہو گا۔ حکومت پیداواری اخراجات کو کنٹرول کرے اور انہیں توازن میں رکھے، اس میں کھادیں ہیں، زہریں ہیں، سپرے ہے، پانی ہے، مزدوری ہے، زمین ہے۔ یہ پیداواری اخراجات ہیں جن پر کوئی کنٹرول نہیں ہے پھر کاشتکار جو فصلیں پیدا کرتا ہے اس پر اس کو اپنی قیمت پیداواری اخراجات کی نسبت سے مقرر کرنے کا کوئی اختیار اور حق نہیں ہے۔ چودھری محمد اقبال

صاحب کی جو تجاویز ہیں میں ان کی ستائش کرتا ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے تو پیداوار بڑھے گی لیکن بڑھی ہوئی پیداوار کا کیا ہو گا؟ پچھلے دو تین سال سے کپاس -/1800 روپے من بکی، کھل بھی -/1800 روپے کی بوری بکی، پھٹی کپاس کتھے گئی؟ اسی طرح سے جھونا700،800 روپے من بکا اس کی پھک 1200 روپے من بکی اوہدا چاول کتھے گیا؟ آج بھی چاول -/5500 روپے من بک رہا ہے، یہ صورتحال ہے۔ جب تک ہم پیداواری اخراجات پر کنٹرول نہیں کریں گے، حکومت پیداواری اخراجات کنٹرول نہیں کرے گی، زراعت کو صنعت کا درجہ نہیں دے گی، کاشتکار کو اپنی پیداوار کی قیمتیں مقرر کرنے کا حق نہیں دیا جائے گا اس وقت تک کاشتکار خوشحال نہیں ہو سکتا تو پاکستان خوشحال نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے agro based economy ہے لیکن اگر کاشتکار گندم کاشت نہ کرے، گنا کاشت نہ کرے، کپاس کاشت نہ کرے، چاول کاشت نہ کرے، آلو کاشت نہ کرے اور دیگر سبزیاں و پھل کاشت نہ کرے اور حکومت کو ہر چیز درآمد کرنی پڑ جائے تو یہ معیشت ڈوب جائے گی، ملک ڈوب جائے گا اس لئے اس کو زندہ رکھنے کے لئے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس لئے اس کو زندہ رکھنے کے لئے سوچنا ہو گا، کرنا ہو گا، اسے اپنی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار دینا ہو گا۔ ہندوستان میں پیداواری اخراجات میں 32 فصلوں پر support price ہے ان کی کھادوں کی قیمتیں دیکھیں، ان کے سپرے کی قیمتیں دیکھیں، وہاں ایک کھیت کا کاشتکار ہمارے آدھے مربع سے بھی زیادہ خوشحال ہے۔ ہمارے ہاں آج تک جتنی بھی سیاسی اور فوجی حکومتیں آئی ہیں ان کی trader friendly اور کاشتکار biased پالیسیاں رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کاشتکار رو رہا ہے وہ نوحہ اور غربت کا شکار ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کاشتکار کو حق نہیں دیا جائے گا تو ہماری یہ ریڑھ کی ہڈی قائم نہیں رہ سکتی اور ہم agro based ملک ہونے کے باوجود بھی ملکی خوشحالی اور معیشت کو آگے نہیں بڑھا سکتے۔ میں پھر یہ عرض کروں کہ اس میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی کچھ پالیسیاں قابل ستائش ہیں جن میں گرین ٹریکٹر ہے جیسے کہ چودھری اقبال صاحب نے بھی فرمایا کہ پانچ پانچ ہزار روپے کی سبسڈی بھی دی گئی ہے اس سے کچھ خوش نصیب جن کی ratio ایک فیصد بھی نہیں بنتی وہ beneficiary بنے ہیں لیکن باقی 70 فیصد آبادی جو پنجاب کی کاشتکار آبادی ہے، کسان ہے، grower ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ ان کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ان کی کپاس، ان کی پھٹی، ان کا گنا اب گنے کا المیہ دیکھ لیں کہ گنا ڈیڑھ سال کی فصل ہے اسے ڈیڑھ سال پانی دینا ہے، کھادیں دینی ہیں سپرے کرنا ہے اور جب وہ

مل پر جاتا ہے تو مل والا کہتا ہے کہ اس کی کھوری کی کٹوتی ہو گی، سوک کی کٹوتی ہو گی پھر تول میں مار دیتا ہے اور پھر اس کی قیمت کی سالہا سال ادائیگی نہیں کرتا۔ یہ زمینی حقائق ہیں کوئی ابہام نہیں ہے، کوئی ڈراؤنا خواب نہیں ہے بلکہ سارا ملک اس پر نوحہ کناں ہے اور آج روز سڑکوں پر احتجاج ہوتے ہیں اس لئے اس پر توجہ فرمانا ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ایوان کے اس floor پر کھڑے ہوئے آپ کے توسط سے ایوان میں موجود کاشتکاروں سے منسلک لوگوں کو گواہ بنا کر اپنا فرض پورا کر رہا ہوں کہ کسان کی دال روٹی چلے گواہ رہنا ہم اپنا فرض پورا کر رہے ہیں۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ ۔ مہربانی۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔ نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر صاحب! ذرا ٹائم کا خصوصی خیال رکھیں اور اچھی تجاویز دیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ زراعت پر بحث کے لئے میری ہی تجویز پر ٹائم رکھا گیا ہے لیکن میں ایک احتجاج کے ساتھ ہی اپنی یہ بات شروع کروں گا کہ چونکہ آج کے دن دور دراز سے جتنے ایم پی ایز اس شعبے سے منسلک ہیں ان میں کوئی پہنچتا ہے کوئی نہیں پہنچتا اس لئے اگر اس دن کو کل یا پرسوں رکھ لیا جاتا تو بہتر debate ہوتی اس لئے میری استدعا ہے کہ اگر اس کے لئے ایک دن مزید رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا چونکہ یہ زراعت ہے۔

جناب سپیکر! میں اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں نہیں پڑوں گا بلکہ میں آپ اور آپ کے توسط سے اس گورنمنٹ سے سیدھی سیدھی بات گوش گزار کروں گا کہ ایگر کلچر میں timing سب سے زیادہ ضروری ہے کہ کسان کو کس وقت کیا مل رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں گندم سے شروع کرتا ہوں۔ جب کسان کے پاس گندم تھی تو اس وقت نو سو سے ایک ہزار روپے فی من گندم فروخت ہوتی رہی اور اس وقت گندم کی قیمت ساڑھے تیرہ سو روپے فی من ہے۔ اسی طرح جب کسان کے پاس کپاس اور چاول کی فصل ہوتی ہے تو اس کی قیمت بہت کم ہوتی ہے اور یہ حالات آپ سب بخوبی جانتے ہیں۔ پنجاب میں اس وقت کسان کی حالت بہت خراب ہے۔ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور یہ صوبہ agro based ہے۔ میرے خیال میں اس ہڈی میں اتنے زیادہ fractures ہو چکے ہیں کہ اب مزید اس کے اپریشن ممکن نہیں ہیں۔ جب تک اس

حوالے سے کوئی جامع پروگرام نہیں دیا جائے گا تو اس وقت تک پنجاب کی زراعت ترقی نہیں کر سکے گی کیونکہ اس وقت پنجاب کی زراعت بہت بُرے حالات میں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ امید کر رہا تھا کہ ہم جماعتی تعلق کو چھوڑ کر اپنی community کے حساب سے مثبت تجاویز دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہم وہی چیزیں دُہرا رہے ہیں۔ حکومتی بنچوں کے معزز ممبران کہہ رہے ہیں کہ حکومت زراعت کی بہتری کے لئے یہ اقدامات اُٹھا رہے ہیں اور ہم حزب اختلاف کے معزز ممبران کہہ رہے ہیں کہ حکومت زراعت کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کر رہی۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری زراعت اور ہمارے کسانوں کی حالت قابل رحم ہے۔

جناب سپیکر! میں dual taxation سے شروع کروں گا۔ حکومت نے Agriculture Tax Act,1997 میں پاس کیا تھا۔ جس کی وجہ سے کسان پہلی مرتبہ dual taxation کا شکار ہو رہا ہے۔ مجھے منسٹر صاحب بتا رہے تھے کہ ان کی Senior Member Board of Revenue (SMBR) سے اس حوالے سے میٹنگ ہوئی ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اضلاع میں اس کی کوئی implementation نہیں ہو رہی۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کے ایک کسان کو -/60ہزار روپے ٹیکس دینا پڑ رہا ہے اور میرا نہیں خیال کہ آج کل کے دور میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین رکھنے والے کسان کی -/60ہزار روپے بچت ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ پیداوار زیادہ ہو رہی ہے، چاول کی پیداوار 70 من فی ایکڑ ہو رہی ہے لیکن یہ 70 من فروخت کرنے کے بعد کسان کو کیا بچتا ہے، ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ کسان کو کتنی بچت ہو رہی ہے؟ ہم صرف اسی بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ فی ایکڑ سے 70 من مونجی کی پیداوار ہو رہی ہے لیکن اگر کسان کو اس سے -/100 روپیہ کی بچت نہیں ہو رہی تو پھر اس زیادہ پیداوار کا کیا فائدہ ہے؟ میں آپ کو calculation کر کے بتا سکتا ہوں کہ 70 من فی ایکڑ پیداوار سے موجودہ ریٹ کے مطابق کسان کو کوئی بچت نہیں ہو رہی۔ ہم ایک دوسرے کو سُہانے یا ڈراؤنے خواب دکھا رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سے ہٹ کر ہمیں زراعت کی بہتری کے لئے کوئی عملی اقدامات اُٹھانے ہوں گے۔

جناب سپیکر! Canal lining کے لئے پیسے رکھے گئے، ٹینڈر ہوئے لیکن بعد میں یہ ٹینڈر منسوخ کر دیئے گئے کیونکہ ابھی تک نہر کی کھدائی اور lining نہیں ہو سکی۔ فروری کے بعد تو ویسے ہی کسان کو پانی کی اتنی ضرورت نہیں رہتی تو تاخیر سے ہونے والی lining کا کسان کو کیا فائدہ ہو گا؟ اس حکومت کا پہلا سال بہتر گزرا تھا کیونکہ اس سال بیج اور زرعی ادویات کو چیک کرنے کے لئے ٹیمیں آتی تھیں۔ پچھلے سال جعلی بیج اور جعلی زرعی ادویات کا اتنا زیادہ کاروبار ہوا جو کہ ناقابل بیان ہے۔ جب

زمیندار کو دھکا لگتا ہے تو پورے سال کا لگتا ہے، وہ دنوں کا نہیں ہوتا، یہ نہیں ہوتا کہ اگر آج کا دن خراب چلا گیا ہے تو کل اس کی recovery ہو جائے گی۔ زمیندار کی جب فصل خراب ہوتی ہے تو اس کی زندگی کا ایک سال گھٹ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ کہوں گا کہ خدارا اپنی زرعی پالیسیاں تبدیل کریں اور agriculture based policies لائی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ مجھے دو منٹ مزید دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! سارے معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گا۔ جب تک زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی بجلی اور ڈیزل پر آپ subsidy نہیں دیں گے اس وقت تک کسان کے معاشی حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایوان میں بہت سارے اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ میرے پاس بھی بہت زیادہ اعداد و شمار موجود ہیں لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اعداد و شمار کی بجائے میں اپنے دل کی آواز آپ تک پہنچاؤں گا کیونکہ میں خود ایک pure کسان ہوں۔ کسان کی کمر اس وقت بجلی کے بلوں اور ڈیزل نے توڑ دی ہے۔ یہ واحد شعبہ زراعت ہے کہ ہماری فصل چھ ماہ بعد آتی ہے جبکہ بجلی کے بل ہم ہر مہینے دیتے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان سے گزارش ہے کہ کسان کی billing quarterly یا half yearly کی جائے۔ ایک دفعہ پرویز مشرف کے دور میں یہ practice ہو چکی ہے اور half yearly billing ہوئی تھی۔ چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اس وقت زراعت کا بُرا حال ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب بات کریں گے۔ اس کے بعد جناب عبدالرؤف مغل، رانا منّور حسین المعرف منّور غوث بات کریں گے اور پھر حزب اختلاف کی طرف سے معزز ممبران بات کریں گے۔ میں نے پہلے حزب اختلاف کے دو معزز ممبران کے نام پُکارے لیکن وہ موجود نہیں تھے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! زراعت پر بحث ہو رہی ہے۔ اس وقت ہماری گنّے کی فصل چل رہی ہے۔ میں اس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ہمارے تیار شدہ گنّے کی ٹرالی جب سڑک کے اُوپر

اُلٹ جاتی ہے اور دو دو دن تک گنّے سڑک پر پڑے رہتے ہیں تو اس سے کسان اور وہاں سے گزرنے والے لوگوں کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔ میں اس حوالے سے کئی مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں کہ محکمہ زراعت اور محکمہ شاہرات والے ٹرالے والوں کو پابند کریں کہ وہ ایک مقررہ وزن اور پیمائش میں گنّا لے کر جائیں۔ ڈیزل مہنگا ہے اور وہ بچت کے لالچ میں ڈبل لوڈ کر کے گنّا لے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ٹرالہ راستے میں ہی اُلٹ جاتا ہے اور دو دو دن تک مرمت نہیں ہوتا جس کی وجہ سے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ خصوصاً سردی کے موسم میں جب دُھند ہوتی ہے اور راستے میں ٹرالہ اُلٹا ہوا ہوتا ہے، آنے جانے والوں کو پتا نہیں چلتا تو اس کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو کسی وزن یا پیمائش کا پابند کیا جائے۔ میں نے کئی مرتبہ ساؤتھ افریقہ کی مثال دی ہے کہ وہاں کے ٹرالوں نے اپنی باڈیاں بنائی ہوئی ہیں اور ٹرالے کے اندر ہی گنّے کو رکھا جاتا ہے اور وہ سڑک کے اُوپر پھیلا ہوا نہیں ہوتا۔ اگر اس کے لئے کوئی قانون سازی کر دی جائے تو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! اس وقت آلو کی فصل تباہ حال ہے۔ میں اس فصل کے اخراجات کے figures آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ٹھیکہ کی مد میں فی ایکڑ 22ہزار روپے، زمین کی تیاری میں 8ہزار روپے، کھاد ڈی اے پی اور پوٹاش 14ہزار روپے، کھاد نائٹروجن 8ہزار روپے، بیج فی ایکڑ سٹور کا کرایہ سمیت 10ہزار روپے، سپرے فی ایکڑ 5ہزار روپے، بل بجلی، ملازم مزدوری وغیرہ 6ہزار روپے، باردانہ 170روپے فی بوری تو 100بوری کے لئے 17ہزار روپے خرچ آتے ہیں۔ اب ہم چنیوٹ سے آلو فیصل آباد لے کر جاتے ہیں تو 100بوری پر 6ہزار روپے اور پھر جب آلو منڈی پہنچتا ہے تو کرایہ اور کمیشن وغیرہ پر 30ہزار روپے خرچ آتے ہیں۔ اس طرح ایک سو بوری آلو تیار کرنے پر ایک لاکھ روپے سے زیادہ اخراجات آتے ہیں جبکہ موجودہ حالات میں آلو کی بوری 500یا600روپے میں فروخت ہو رہی ہے یعنی صرف پچاس ہزار روپے سو بوری کی آمدن ہوتی ہے جبکہ اخراجات ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس وقت زمیندار سے آلو کم از کم 15روپے فی کلو کے حساب سے خریدا جائے۔ باقی سبزیاں پچیس سے تیس روپے فی کلو فروخت ہو رہی ہیں جبکہ آلو پانچ روپے فی کلو فروخت ہو رہے ہیں۔ میں کہوں گا کہ جیسے مونجی میں کسان کو پانچ ہزار روپے فی ایکڑ subsidy کے طور پر دیئے گئے ہیں اسی طرح آلو کی فصل میں بھی کسان کو subsidy دی جائے۔ کسان کو آلو کی فصل پر فی ایکڑ 20ہزار روپے subsidy دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ضرور قانون سازی کی جائے ورنہ کسان کے حالات بہت زیادہ خراب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وزیراعظم نے اعلان کیا تھا کہ کھادیں سستی کی جائیں گی۔ ایک مہینہ سستی کی گئیں اُس وقت جبکہ کسان نے اپنی فصلوں میں کھادیں ڈال لی تھیں اور اب پھر وہ مہنگی ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باقی تجاویز تحریری طور پر منسٹر صاحب کو دے دیں۔ اب جناب عبدالرؤف مغل بات کریں گے۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے زراعت پر بحث کرنے کے لئے دن مختص کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس شعبہ پر بحث کے لئے دو تین دن مختص کئے جانے چاہئیں تاکہ سارے معزز ممبران اس پر اپنی رائے دے سکیں اور کوئی بہتر لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے جو Punjab Rural Road Development Programme شروع کر رکھا ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا پروگرام ہے جس کے تحت دیہی علاقوں میں اچھی سڑکیں میسر آئیں گی اور جن کی کم از کم چوڑائی 12 فٹ رکھی گئی ہے۔ ایک اچھی چیز اس میں جو مزید نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ راستے میں جتنے گاؤں اور دیہات آتے ہیں وہاں پر اس کو کارپٹنگ کرنے کی بجائے وہاں پر RCC Roads دیئے گئے ہیں تاکہ ان آبادیوں کے اندر اگر پانی کھڑا ہو تو وہ سڑک ضائع نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انقلابی قدم ہے جس سے کسان کو پیداوار منڈیوں تک پہنچانا آسان ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں اس کو appreciate کرتا ہوں کہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ نے 341 بلین روپے کا جو زرعی package دیا ہے اس سے ڈی اے پی کھاد پر 500 روپے فی تھیلہ سستا کیا گیا ہے جبکہ ایک فصل کے لئے کم از کم تین تھیلے یوریا کھاد کے استعمال ہوتے ہیں جس پر منڈی میں کوئی اثر نظر نہیں آیا اور یہ فائدہ آڑھتی اور ڈیلرز ہی کھا گئے اور 200 روپے فی تھیلہ کسان تک سبسڈی نہیں پہنچ سکی لہٰذا اسے چیک کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!تیسری بات یہ کہ جو high efficiency drip irrigation system متعارف کرایا گیاہے اور اس میں 50 فیصد سبسڈی دی گئی ہے تو اسے زیادہ تیزی کے ساتھ promote کیا جائے تاکہ کم پانی کے ساتھ فصل تیار ہو اور اس سے سبزیوں کو ہمہ وقت وتر کی حالت ملے گی اور اس سے پیداوار میں بہتری ہو گی۔ دوسرا پانی کا underground level زیادہ استعمال نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دھان کے علاوہ گندم، آلو، پیاز وغیرہ کی قیمتیں انتہائی کم سطح پر ہیں اور کسان پریشان ہیں کہ ہم ان کا متبادل کیا کاشت کریں؟ اس کے لئے پنجاب حکومت کو چاہئے کہ ٹنل فارمنگ کی طرح ماڈل فارمنگ متعارف کرائے جو اپنی تحقیق کے شعبے ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ادارے کسانوں کو راغب کریں تاکہ تمام کسان اس کو follow کریں۔ اس وقت ادرک 100 فیصد باہر سے درآمد ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ادرک، دالیں اور ایسی چیزیں جو ہمارا import bill بتا رہا ہے کہ یہ چیزیں اتنے اتنے ہزار اور لاکھ ٹن import ہو رہی ہیں، ان پر توجہ دی جائے اور وہ یہاں پر کاشت کی جائیں۔ اس سلسلے میں کسانوں کی راہنمائی کے لئے پمفلٹ اور کتابچے مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ جی، رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان!

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے ہماری حکومت نے جو اس وقت اقدامات اٹھائے ہیں جن میں کھالہ جات اور راجباہوں کی لائننگ اور نہری پانی کی چوری کو روکا گیا ہے اور اسے ٹیل تک ensure کیا گیا ہے تاکہ ایک عام زمیندار اور کاشتکار کو پانی کی وافر سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم، کھاد اور بیج پر جو سپیشل سبسڈی دی ہے اور گرمیوں میں ہونے والی فصلوں پر جو نقصانات زمینداروں کو ہوئے ہیں، اس پر جو سبسڈی دی گئی ہے اس پر پنجاب حکومت خراج تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پہلے آج تک کبھی بھی زمیندار کی حالت زار کے بارے میں سوچا نہیں گیا۔ ابھی قائد حزب اختلاف ڈراؤنی تقریر کر رہے تھے کہ شاید پنجاب میں سبز انقلاب کی جگہ خدانخواستہ قحط سالی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! کسانوں کو پروموٹ کرنے کے لئے جو اقدامات حکومت پنجاب رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ماضی میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! کسان کو مضبوط کرنے کے لئے لائیو سٹاک کے شعبہ میں جو عملی اقدامات کئے گئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ ایک ایک جانور اور ایک ایک چھوٹے کسان کی رجسٹریشن کی گئی ہے جبکہ

لائیو سٹاک کے فیلڈ سٹاف نے ایک ایک جانور تک پہنچ کر اس کی ویکسینیشن کی ہے۔ اسی طرح محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف کو اتنا vigilant کیا گیا ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹ کو ایک ایک کھیت کی "وٹ" پر کھڑا کر دیا گیا ہے تاکہ وہ زمیندار کو پوری طرح سے facilitate کرے اور اس کو educate کر کے زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں اور زمینداروں کی پوری معاونت کرے۔

جناب سپیکر! یقیناً کچھ چیزوں کی اصلاحات کی بھی ضرورت ہے۔ کسانوں کو عام کھالوں کی مد میں لائننگ کی ایک سپورٹ دی ہوئی ہے جس سے زرعی پیداوار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، نہری پانی کی بھی بچت ہو رہی ہے اور لیزر لیول کی سہولت دینے سے عام کسانوں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ جس دن محکمہ زراعت سے متعلق سوالات تھے تو میں نے آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے گزارش کی تھی اور آج بھی میں دوبارہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں وہ نامکمل ہیں کیونکہ کچھ کھال 70 فیصد پختہ بنائے گئے ہیں اور کچھ 50 فیصد بنائے گئے ہیں تو اس پالیسی کو review کیا جائے اور کھالوں کو 100 فیصد پختہ کیا جائے تو انشاء اللہ سبز انقلاب بالکل قریب ہے اور اس سے عام کسانوں کو فائدہ ہو گا۔ حکومت یقیناً ہر سال سبسڈی نہیں دے سکتی تو کسانوں کی فصلوں کی خریداری کے لئے ایک میکانزم بنایا جائے جس میں ہمارا چیمبر آف کامرس بھی شامل ہو، جس میں ماہرین زراعت بھی شامل ہوں اور محکمہ زراعت، محکمہ خوراک اور محکمہ لائیو سٹاک کی مکمل کوآرڈینیشن سے اس کو آگے بڑھائے تو یقیناً اگلے سال یہ crisis نہیں آئیں گے اور انشاء اللہ ہماری حکومت کو سبسڈی نہیں دینا پڑے گی۔

جناب سپیکر! جس طرح ہمارے فاضل دوستوں نے سبسڈی پر بات کی ہے کہ کسان کو ڈیزل اور بجلی پر سبسڈی دی جائے تو ہماری صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کی یہ کسان دوستی ہو گی کہ اگر کسانوں کو ڈیزل اور بجلی کی مد میں ٹیوب ویل پر خصوصی طور پر سبسڈی دی جائے یا تین مہینوں کا بل کیا جائے یا چھ مہینوں کا فصل کے آنے پر بل کیا جائے تو کسان پنجاب حکومت، وفاقی حکومت اور ہمارے قائدین کا بے حد شکریہ ادا کرے گا۔

جناب سپیکر! گنے کی رقومات کی ادائیگی میں خصوصی طور پر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں میری گزارش ہے کہ اس وقت جو کین کمشنر صاحب ہیں وہ بے بس ہیں، کچھ ملیں ایسی ہیں جو زمینداروں کا استحصال کر رہی ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لئے، زمینداروں کا استحصال روکنے کے لئے اور آئندہ ان اقدامات کو مزید مضبوط کرنے کے لئے قانون سازی کی جانی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ بات clear کرنا چاہوں گا کہ میں اس وقت اس ایوان میں بطور پاکستانی کسان آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ میں اس وقت نہ پاکستان مسلم لیگ (ق) کا رکن ہوں۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے سامنے اس وقت بطور ایم پی اے کھڑے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس وقت کوشش کروں گا کہ میں جو بات کروں وہ منسٹر صاحب اور محکمہ کے لئے چیلنج ہو۔ اگر میں غلط بیانی کروں، exaggerate کروں تو میں اس کے لئے accountable ہوں۔ میں سب سے پہلے یہ بات کروں گا کہ میرے نقطہ نظر میں محکمہ زراعت کے fundamentals ہی ٹھیک نہیں ہیں۔ یہاں پر بات ہوتی ہے اور سب سے بڑی misconception high productivity and high yield کی ہے۔ آج سے 25 سال پہلے green revolution آیا تھا جب ٹریکٹر introduce ہوا تھا اور high yield crops آئی تھیں۔ اس کے بعد پچھلے 25 سالوں میں کوئی revolution نہیں آیا۔ یہ پاکستان کی بات نہیں ہے بلکہ میں دنیا کی بات کر رہا ہوں۔ آج بھی دنیا میں 400 ملین افراد کھانا کھائے بغیر سوتے ہیں۔ اگر اتنی اعلیٰ yield ہے اور اتنی اعلیٰ productivity ہے تو پھر کیوں کوئی بھوکا سوئے؟

جناب سپیکر! میں اگلی بات کروں گا کہ سب سے اہم بات policy level کی ہے۔ یہاں پر ہم چھوٹی چھوٹی باتوں میں چلے گئے ہیں، کھال کی بات کر رہے ہیں، بیج کی بات کر رہے ہیں، سپرے کی بات کر رہے ہیں اور قیمت کی بات کر رہے ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ایسی پالیسی بنانا ہے کہ جس کے اندر کسان جو سال کے بارہ مہینے دن رات محنت کرتا ہے۔ نوکری میں 9:00 بجے سے 5:00 بجے تک کام ہوتا ہے لیکن زمینداروں نے 9:00 سے 9:00 بجے تک ڈیوٹی کرنی ہوتی ہے۔ اگر یہ بات غلط ہے تو اسے ثابت کیا جائے۔ ایسا کون سا کام ہے جس کے لئے 24 گھنٹے کام کرنا ہوتا ہے۔ پانی کی وارابندی میں اگر کسی کی رات 2:00 بجے باری آتی ہے تو وہ رات 2:00 بجے کئی لے کر موگے پر کھڑا ہوتا ہے۔ اگر یہ غلط بات ہے تو مجھے چیلنج کر کے اسے غلط ثابت کیا جائے۔ اگر کسان کو اتنی محنت کرنے کے بعد، اتنی سر توڑ کوشش کرنے کے بعد اتنے پیسے بھی نہیں ملتے کہ وہ اپنے گھر والوں کے لئے نئے کپڑے بنا سکے تو یہ پالیسی کی خرابی نہیں ہے تو کس کی ہے اور اس کا جوابدہ کون ہے؟

جناب سپیکر!میں بالکل مانوں گا اور پہلے کہوں گا کہ پنجاب حکومت نےamicably scheme شروع کی جس کے اندر farm inputs کوsubsidize rates پر دیا گیا۔ یہ بہت اچھی سکیم تھی کہ 50 فیصد سبسڈی دی گئی۔ میری اطلاع کے مطابق وہ سکیم بھی ختم ہو چکی ہے۔ یہ ساری چیزیں محکمہ زراعت کے underآتی ہیں۔انہوں نے اس پر کام کرنا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پاکستان میں اس وقت 79.6 ملین ہیکٹر irrigate able یا cultivatable رقبہ ہے جس میں سے صرف 23.7 ملین یعنی 28 فیصد اس وقت کاشت کیا جا رہا ہے اور باقی ہم utilize ہی نہیں کر رہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اتنا کم کر کے بھی at least ہم نے self restrain کیا ہوا ہے۔ ہماری اس وقت 45 فیصد work force or labour force ہے جو اس شعبہ کے ساتھ منسلک ہے۔ زراعت میں بحث کی بنیاد صرف یہ ہے کہ جو بھی اس کے ساتھ منسلک ہے اس کو اپنی محنت کا صلہ نہیں مل رہا۔ کیا کسان کی مت ماری گئی ہے کہ وہ سڑک پر آئے ؟اگر کسی کو اپنا حق نہیں ملے گا تو وہ سڑک پر آئے گا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ کسان package آیا۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہوں گا کہ اگر آپ ایک فقیر کو 10 روپے پکڑا دیتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں کہ آپ 100 روپے واپس کرو۔ کسان کے لئے ایک طرف کسان package آیا اور دوسری طرف اس پر زرعی انکم ٹیکس لگا دیا گیا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ آپ یا تو یہ prove کریں کہ جو کسان لاکھوں کروڑوں کماتا ہے اور وہ سارے کا سارا اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے۔ پاکستان میں اور پنجاب میں اس وقت 64 فیصد وہ کسان ہیں جن کی 5 ایکڑز مین کی average ہے ان چھوٹے کسانوں میں کہاں اتنی سکت ہے کہ وہ اس طرح کی چیزیں کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر drip irrigation کی بات ہو رہی ہے اور یہاں پر leveling laser کی بات ہو رہی ہے۔ کسان بے چارہ تو پتا نہیں ٹریکٹر بھی لے سکتا ہے یا نہیں۔ ہمیں کسان کو وہاں پر support کرنا ہے۔ حکومتی دنیا کی حکومتیں ایک روپے کا اوپر نیچے فرق ہو تو وہ اپنی انڈسٹری کو protect کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں آلو کا بحران ہوتا ہے تو ہم import کر لیتے ہیں، ٹماٹر کا بحران ہوتا ہے تو ہم import کر لیتے ہیں اور ہمارے ہاں جس چیز کا بحران ہوتا ہے تو ہمارے پاس solution ہے کہ اس چیز کو import کر لو۔ ہمارا جو بے چارہ زمیندار یا کسان اس میں شامل ہے وہ پہلے ہی مرا ہوا ہے اس کی لاش بھی

وہاں پر نہیں ملتی۔ یہ policy matters ہیں۔ اس کے لئے ہمیں سوچنا پڑے گا کہ جب تک یہ ٹھیک نہیں ہو گا تب تک ہم نہیں کریں گے۔ یہاں پر بالکل صحیح بات ہوئی کہ medicine کے حوالے سے محکمہ صحت کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب چھاپے مارتے ہیں کہ جہاں جہاں جعلی ادویات ہیں وہاں انہوں نے ٹیم بنا کر کام کیا۔ انہوں نے بالکل کام کیا ہو گا۔ کیا محکمہ زراعت اس طرح کی ٹیم نہیں بنا سکتا؟ آپ کے سامنے ہزاروں مثالیں ہوں گی کہ جس کا نہ نام ہے اور وہ کمپنی کھلی ہوئی ہے جو دوائیاں دے رہی ہے۔ کسان کہتا ہے کہ یہ دوائیاں سستی ہیں چلیں ان سے ہی کام چلا لیتے ہیں۔ ان سے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو وزیر زراعت نے یا ان کے محکمہ نے کرنے ہیں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر بات کرنے کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ ان چیزوں کو consider کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے request کروں گا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو تجاویز دے اور آنے والے بجٹ میں ان تجاویز کو شامل کیا جائے تاکہ آنے والے سال میں کسان کو کوئی تو سہولت ملے۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر wind up کرتے ہوئے دو تین باتیں اور کروں گا اور یہ باتیں بھی میں پوری ذمہ داری سے کروں گا۔ اس وقت کراچی میں یوریا کھاد کی قیمت 1300 روپے ہے لیکن یہاں پر 2000 روپے میں بک رہی ہے۔ ٹیکسٹائل سیکٹر کے لئے 3 روپے فی یونٹ کی کمی کا نوٹیفکیشن آ چکا ہے۔ کیا ایک ٹیوب ویل والا ایک ٹیکسٹائل مل مالک کا مقابلہ کرے گا۔ اس کے پاس پہننے کے لئے جوتا نہیں ہے اور کپڑے نہیں ہیں۔ وہ مانگ تانگ کر گزارا کرتا ہے۔ مجھے آپ کو یا اس ایوان کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کسان اپنا پورا life وہ بے شک تین ماہ کی فصل ہو یا چھ ماہ کی ہو یا ایک سال کی ہو وہ اپنا پورا کاروبار زندگی ادھار پر رکھتا ہے۔ کس کسان کی مت ماری گئی ہے کہ وہ ادھار لے کر اپنا life چلائے۔

جناب سپیکر! اگر ٹیکسٹائل سیکٹر کے ساتھ ہو سکتا ہے تو ایگریکلچر سیکٹر کے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا؟ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ میں GDP 21 percent کی contribution ہے، اس GDP کی contribution میں سے half Agriculture Sector کی ہے جبکہ کسان تو ختم ہو گیا اور اگر کسی کو 3 روپے یونٹ کی سبسڈی دینی ہے تو ٹیکسٹائل سیکٹر کو دینی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں کچھ اور بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کتنے منٹ ہو گئے ہیں؟ دیکھیں! یہ اچھی بات نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کیا میں جو بات کر رہا ہوں وہ غلط کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، میں کب کہتا ہوں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں، اگر غلط کہتے تو میں آپ کو بولنے دیتا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں آخر میں صرف دو تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ایسی policies بنائی جائیں، ایسے عمل کئے جائیں، ٹھیک ہے جی، بطور اپوزیشن میں نے پہلے بھی کہہ دیا کہ میں اس وقت بطور اپوزیشن ممبر نہیں بلکہ بطور کسان کھڑا ہوں، request صرف اتنی سی ہے کہ حکومت چار پانچ چھوٹے چھوٹے اقدامات بھی کر لے۔ میں بتانے کو بھی تیار ہوں بلکہ بتائے بھی ہیں کہ وہ اقدامات کر لے۔ اس کے اندر کسان کا فائدہ ہونا ہے، پاکستان کے شہریوں کا فائدہ ہونا ہے اور پاکستان کی زراعت کا فائدہ ہونا ہے۔ سعودی عرب اور مڈل ایسٹ جو ریگستان ہیں وہ ساری چیزیں export کر رہے ہیں جبکہ ہمارے کسان بھی تو انسان ہیں۔ میں بالکل یہ کہنے کو تیار ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف اس کے اندر اقدامات کریں، ہماری support نہ بھی لیں، سفارشات نہ بھی لیں لیکن کچھ کریں تو سہی، جب تک ڈیموکریسی کے ہاتھ میں بات ہے، جب ایک انسان کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ ہوتا کیا ہے، فصل اگتی کیسے ہے، محنت کیسے ہوتی ہے اور پانی کہاں سے آتا ہے تو وہاں پر ہو گا کیا؟ یہ ایک مثال ہے کہ پاکستان کے اندر سب سے اچھا نہری نظام ہے۔

جناب سپیکر! میں اب آخری بات کروں گا کہ پاکستان کے اندر سب سے اچھا نہری نظام ہے۔ اس وقت ورلڈ بنک کی یہ رپورٹ ہے کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان کے اندر پانی کا قحط ہو گا۔ اس وقت ہم اپنا سارا surface water استعمال کر رہے ہیں اس لئے آنے والے وقتوں میں 30 فیصد ہمیں اور پانی چاہئے ہو گا۔ آپ نے اس کی prevention اس وقت کرنی ہے کہ جب پانی پینے کو نہیں ملے گا؟ پچھلے دو سالوں سے سیلاب آ رہا ہے لیکن ہم نے اس کے لئے کیا prevention کی ہے اس کا ہمیں نہیں پتا اور اس ایوان کو نہیں پتا؟ میری آپ سے یہی request ہے کہ اب وہ وقت ہے کہ ہم صرف one page agenda پر کام کریں کہ کسان کی افسردہ حالت کو کیسے بہتر کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی بہتر، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ شاباش۔

قواعد کی معطلی کی تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک مشترکہ طور پر اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کی طرف سے پیش کی جارہی ہے جس طرح کہ پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن اور میری آپ کی وساطت سے بات ہوئی تھی۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

کوئی اس کو oppose تو نہیں کر رہا؟

معزز ممبران: نہیں، نہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

پاکستان میں میڈیاہاؤسز پر حملوں کی شدید مزمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستانی پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو دہشت گردی کے خلاف جاری قومی مہم میں رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قومی عزم کی بھرپور تائید و حمایت کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز اور ان سے منسلک صحافی اور دیگر عملہ کی طرف سے دی جانے والی قربانیوں اور شہادتوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز پر حالیہ حملوں جس میں 7۔فروری2016 کو سٹی "42" اور اس سے پہلے دیگر چینلز جن میں دنیا، جیو، دن اور اے آر وائی پر فائرنگ اور کریکر حملوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان میڈیا سے متعلقہ تمام افراد اور صحافیوں کو ان کے اظہار رائے پر کسی بھی منفی انداز میں اثرانداز ہونے اور ان کو پیشہ وارانہ ذمہ داریوں سے روکنے کی تمام کوششوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور یہ قرار دیتا ہے کہ میڈیا کی آزادی ایک جمہوری معاشرہ کے لئے بنیادی ضرورت ہے۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافی اور میڈیا ہاؤسز کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستانی پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو دہشت گردی کے خلاف جاری قومی مہم میں رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قومی عزم کی بھرپور تائید و حمایت کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز اور ان سے منسلک صحافی اور دیگر عملہ کی طرف سے دی جانے والی قربانیوں اور شہادتوں کو خراج

عقیدت پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز پر حالیہ حملوں جس میں 7۔فروری2016 کو سٹی "42" اور اس سے پہلے دیگر چینلز جن میں دنیا، جیو، دن اور اے آر وائی پر فائرنگ اور کریکر حملوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان میڈیا سے متعلقہ تمام افراد اور صحافیوں کو ان کے اظہار رائے پر کسی بھی منفی انداز میں اثرانداز ہونے اور ان کو پیشہ وارانہ ذمہ داریوں سے روکنے کی تمام کوششوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور یہ قرار دیتا ہے کہ میڈیا کی آزادی ایک جمہوری معاشرہ کے لئے بنیادی ضرورت ہے۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافی اور میڈیا ہاؤسز کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستانی پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کو دہشت گردی کے خلاف جاری قومی مہم میں رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قومی عزم کی بھرپور تائید و حمایت کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز اور ان سے منسلک صحافی اور دیگر عملہ کی طرف سے دی جانے والی قربانیوں اور شہادتوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ میڈیاہاؤسز پر حالیہ حملوں جس میں 7۔فروری2016 کو سٹی "42" اور اس سے پہلے دیگر چینلز جن میں دنیا، جیو، دن اور اے آر وائی پر فائرنگ اور کریکر حملوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان میڈیا سے متعلقہ تمام افراد اور صحافیوں کو ان کے اظہار رائے پر کسی بھی منفی انداز میں اثرانداز ہونے اور ان کو پیشہ وارانہ ذمہ داریوں سے روکنے کی تمام کوششوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور یہ قرار دیتا ہے کہ میڈیا کی آزادی ایک جمہوری معاشرہ کے لئے بنیادی ضرورت ہے۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافی اور میڈیا ہاؤسز کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ذوالفقار علی خان صاحب!

زراعت پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ذوالفقار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔بلاشبہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہمیں فوڈ سکیورٹی بھی فراہم کرتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی طرف سے مختلف سبسڈیز اور مراعات کے باوجود ہمیں آج یہ بات تسلیم کرنی ہو گی کہ ہم کسان کو وہ کچھ نہیں دے سکے جو اس کے لئے ہمیں کرنا چاہئے تھا۔کسان کی حالت ویسی کی ویسی ہے اور اس سلسلے میں سب سے پہلے میری تجویز یہ ہے کہ اس کے لئے جو محکمہ زراعت، اریگیشن، لائیوسٹاک ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ میرے ذاتی تجربہ کے مطابق یہ محکمے اس طرح سے کام نہیں کر رہے جس طرح سے ان کو کام کرنا چاہئے۔جس طرح سے ان کو کسان کو ہر شعبہ کے اندر assist کرنا چاہئے وہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! آج سے اگر ہم تیس چالیس سال پہلے 60 کی دہائی میں دیکھیں تو یہی ہماری زراعت ترقی کر رہی تھی۔ہماری ریسرچ، لیب، مارکیٹنگ اور ہر چیز بہتر تھی لیکن آج دیکھیں تو تمام محکمے کسان کی خاطر خواہ مدد نہیں کر رہے۔جب تک ہم cost of production کم نہیں کریں گے اُس وقت تک ہم اس ملک میں سستی روٹی فراہم کر سکتے ہیں اور نہ ہی دنیا میں export میں اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔میں آپ کو مثال دوں گا کہ اس وقت چینی پر ڈیڑھ سو ڈالر subsidy دینے کے باوجود بھی ہماری چینی باہر بک نہیں پا رہی اور گندم پر subsidy دینے کے باوجود دنیا کی مارکیٹ میں اِس وقت مقابلہ نہیں کر رہی لہٰذا ہمیں cost of production کو کم کرنا ہو گا۔میں نے بجٹ میں بھی یہ تجویز دی تھی کہ کسان کو بھی ایک کاروباری آدمی سمجھ کر سولر پمپ دیا جائے اور اس کی ماہانہ قسط ٹیوب ویل کے بل کے مطابق کر دی جائے۔کھاد پر بلاشبہ وزیراعظم کی طرف سے ایک اچھا package دیا گیا لیکن اس طرح کے packages کو باقاعدہ monitor ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کی نگرانی ضروری ہے۔ہم کسان کی yield بڑھا دیں اور اسے جتنی بھی مراعات دے دیں لیکن جب تک مارکیٹنگ بہتر نہیں ہو گی تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ جب وہ فصل پیدا کرتا ہے تو جب تک اُس کی فصل نہیں بکے گی تو اس کا اُس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا لہٰذا ہمیں مارکیٹنگ کے اوپر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس کے ساتھ ہی گندم، مکئی، آلو اور دیگر فصلوں کی جب تک ہم agro based industry نہیں لگاتے اور انڈسٹری کو پانچ سال کے لئے taxes سے exempt نہیں کرتے تب تک اس کی product

نہیں آئے گی۔ ہم آلو کی بات کرتے ہیں تو دنیا میں آلو کی بائیں products ہیں اسی طرح مکئی کی بائیں products ہیں تو جب تک اس کے متعلقہ agro based industry نہیں لگے گی تب تک زراعت ترقی نہیں کر سکے گی۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ پاکستان دنیا میں حلال فوڈ کے حوالے سے سب سے بڑی مارکیٹ ہوتا لیکن ہم ایسا نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ زراعت پر ٹیکس صرف ایک ہونا چاہئے دو نہیں ہونے چاہئیں۔ جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ اس پر ایک ایگریکلچر انکم ٹیکس ہے اور دوسرا ایگریکلچر ٹیکس ہے لہٰذا صرف ایک ہی ہونا چاہئے۔ دنیا زراعت پر بیس سے پچاس سال کے لئے اپنے فوڈ سکیورٹی کے پروگرام بنا رہی ہے اور عرب ممالک بھی اس طرح کے پروگرام بنا رہے ہیں لہٰذا ہمیں بھی اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں بھی یہ تجویز دوں گا کہ آپ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو ان تمام معاملات کو دیکھے، اس کمیٹی کے ساتھ ماہرین بھی ہوں، تمام ممبران اسمبلی اس کمیٹی کو اپنی سفارشات بھیجیں اور زراعت کے لئے ایک comprehensive پالیسی ہمیشہ کے لئے بنائی جائے تاکہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی جو کاشتکاری سے وابستہ ہے ہم اسے اس problem سے نکال سکیں۔ اس ملک کو اگر ہم ایگریکلچر میں ترقی دے دیں تو آپ یقین کریں کہ بہت ترقی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نے دبئی میں دیکھا تو وہاں انڈیا کا پیاز export ہوتا ہے جبکہ پاکستان کا وہاں پر سوائے آم یا کینو کے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہمارے سفارت خانوں میں نمائش ہو رہی ہے جو صرف یہ دکھاتے ہیں کہ کینو سے جوس نکالا جا سکتا ہے یا کھانے کے کام آتا ہے لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ کینو سے مزید کتنی products بن سکتی ہیں اس لئے ہمیں agro based industry کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! زرعی ترقی کے ساتھ اگر میں دیہی ترقی کی بات نہیں کروں گا تو یہ ناانصافی ہو گی۔ آپ یقین کریں کہ ہمارے دیہاتوں میں تالاب اور گلیاں گندے پانی کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو ہم اگلے بیس سال کے لئے بیماریاں پال رہے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ کو appreciate کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے KPR پروگرام دیا اس سے دیہی ترقی میں مدد ملے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیہی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایک comprehensive programme بنایا جائے۔ یہاں پر رانا ثناء اللہ خان تشریف فرما ہیں تو

جب KPR پروگرام پر میٹنگ ہو رہی تھی تو اُس وقت پنجاب رورل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کی بات ہوئی لیکن مجھے افسوس ہے کہ بیوروکریسی کو شاید یہ نام پسند نہیں آیا جنہوں نے دوبارہ اُس کا نام پنجاب انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کر دیا حالانکہ وزیراعلیٰ نے بھی PIDA کی مخالفت کی۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب LDA, FDA, RDA موجود ہے تو پنجاب رورل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کیوں نہیں ہے؟ ان دیہاتوں کی ترقی کے لئے ہمیں comprehensive study کر کے اسی طرح کا ڈیڑھ سو بلین کا ایک پروگرام اگلے دو تین سال کے لئے بنانا ہو گا۔ دیہاتوں کی تعلیم، صحت، سیوریج، پینے کا صاف پانی اور جتنی بھی بنیادی ضروریات ہیں اُن کو study کر کے فنڈز کے مطابق جتنا ہو سکے اُس کی طرف توجہ دینا ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ذوالفقار علی صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع عطا کیا۔

جناب سپیکر: میرا شکریہ کس بات کا یہ تو آپ کا حق ہے جو آپ کو مل رہا ہے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ بہت سارے دوستوں نے بہت قیمتی اور اچھی باتیں کی ہیں۔ میری آپ سے ایک ہی استدعا ہے کہ اس وقت 70 فیصد آبادی جو دیہاتوں میں بستی ہے وہ زبوں حال اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے اور وہ دیکھنے کے لائق ہے۔ میں ایک دیہاتی ہونے کے ناتے روزانہ اس کا مشاہدہ کرتا ہوں اور اُن لوگوں کی بات سنتا ہوں۔ ہماری حکومت دیہاتی لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لئے بہت سارے مناسب اقدامات اٹھا رہی ہے لیکن اُس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب اور ایگریکلچر منسٹر صاحب سے بھی استدعا ہو گی کہ مہربانی فرما کر زرعی امور کی بابت زراعت سے وابستہ لوگوں کے حوالے سے اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو دو ماہ کے اندر زرعی امور اور 70 فیصد آبادی جو زراعت کے ساتھ منسلک ہے اس کے مسائل، تکالیف اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل بنائے اور ایک ایسی comprehensive report ایوان کے اندر پیش کی جائے جس پر عملدرآمد کر کے زرعی پیشے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی حالت زار کو بدلا جا سکے۔ ہماری بنیاد زراعت پر ہے۔

جناب سپیکر! میں اس issue پر زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا لیکن جو سبز باغ دکھائے جا رہے ہیں، حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ زرعی شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ کافی مشکلات میں زندگی بسر کر رہے ہیں لہٰذا میری آپ سے، لاء منسٹر صاحب سے اور ایگریکلچر منسٹر صاحب سے یہ استدعا ہو گی کہ آپ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دیں یا ایک powerful قسم کا کمیشن بنا دیں جو اپنی comprehensive report دو ماہ کے اندر پیش کرے جس سے زراعت سے وابستہ لوگوں کی حالت زار بدلنے کے لئے موقع فراہم کیا جائے۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم مناظر حسین رانجھا صاحب نے جو بات کی ہے اس پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس زراعت کی سٹینڈنگ کمیٹی already موجود ہے۔ ہم ہر بات میں ایک نئی چیز بنا دیتے ہیں جس کے بعد معاملہ دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ زراعت کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے اُس میں جن جن لوگوں کو وہ opt کرنا چاہے اس کے لئے وہ آپ سے request کر دیں یا آپ اُن کو اختیار دے دیں لہٰذا وہ سٹینڈنگ کمیٹی آج کی بحث میں اٹھائے جانے والے تمام points پر غور و فکر کرے اور کرنے کے بعد جو رپورٹ جس کا ذکر مناظر حسین رانجھا صاحب کر رہے ہیں بالکل وہ حکومت کو گائیڈ کریں اور راہنمائی کریں۔ اس سے پہلے حکومت کئی اقدامات اٹھا رہی ہے کہ ہماری دیہی آبادی کی حالت بہتر ہو، رورل روڈ پروگرام ہے، پینے کے صاف پانی کا پروگرام اور دوسرے زراعت سے متعلقہ پروگرامز ہیں تو اگر ان کی طرف سے اس معزز ایوان کی طرف سے کوئی راہنمائی ہو گی حکومت بالکل اسے accept کرے گی لیکن معاملہ یہ ہے کہ پھر یہ رپورٹ دو ماہ میں آ جائے کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب یہ معاملات کمیٹیوں کے سپرد ہوتے ہیں تو پھر کئی دفعہ پورا پورا tenure گزر جاتا ہے لیکن اس کی سفارشات نہیں آتیں۔ اگر آپ اس بات کی condition لگا دیں کہ یہ within two months کوئی ایسا پیپر، کوئی ایسی راہنمائی جس پر عمل کر کے زیادہ بہتر انداز میں دیہی آبادی کی خدمت ہو سکے تو بالکل حکومت اس کو accept کرتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات میں نے سن لی ہے اور جو کمیٹی already ہے اس میں جو گنجائش ہو گی ہم اس کے مطابق کر دیں گے لیکن پھر کمیٹی کو دو ماہ کے اندر اپنی رپورٹ حکومت پنجاب کو پیش کرنا پڑے گی۔ جی، احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وقت کی کمی ہے اسی لئے میں پہلے اپنی تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو زمیندار کے مسائل ہیں ان کے حوالے سے یہ تجاویز حکومت وقت کو دینا چاہتا ہوں۔ ہمارے زمینداروں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہماری لاگت کتنی آتی ہے اور فروخت کتنے میں ہوتی ہے تو اس حوالے سے میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جیسے رانا صاحب نے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی کہا کہ کمیٹی کو فعال کیا جائے اور کمیٹی یہ دیکھے کہ مثلاً اگر پچھلے سال آلو کے اوپر ایک لاکھ روپے لاگت تھی اور وہ 40ہزار روپے میں فروخت ہوا ہے تو دیکھا جائے کہ کسان نقصان میں گیا ہے۔ اسی طرح جون کی مکئی پر لاگت 60ہزار روپے ہے لیکن وہ نکلتی بے شک 100 من ہے اور جب ہم نے فروخت کی تو وہ 40ہزار روپے تھی جبکہ کسان 20ہزار میں down گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور کریڈٹ بھی انہی کو جانا ہے کہ ایک فصل کو دیکھیں کہ لاگت کتنی ہے۔ اگر وہ لاگت 50ہزار ہے تو اس کی کسانوں کو قیمت 55ہزار روپے بھی مل جائے تو یہ کافی ہو گا مگر ہمارے ساتھ tragedy یہ ہے کہ ہم down ہو رہے ہیں بجائے خوشحالی کے تو میری یہ تجویز ہو گی یہ دیکھیں کہ پہلے کھاد، بیج اور پانی ڈال کر فی ایکڑ کتنی لاگت آتی ہے اور جب وہ توازن برابر ہو گا تو اس وقت ہم خوشحال ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی کسان کی منظر کشی کرنا چاہتا ہوں جو کسانوں نے مجھے بتایا ہے کہ اری 9 جو تھا وہ بے شک 60 من بھی نکلا ہے لیکن اس پر لاگت 40ہزار روپے ہے اور فروخت 24ہزار روپے میں ہوا یعنی اس وقت اس کی قیمت 400روپے من تھی۔ اسی طرح باسمتی کو جب زمیندار نے فروخت کیا تو اس کی قیمت 600، 700 روپے 40 کلو گرام تھی اور جب اسے دوبارہ فروخت کیا جا رہا ہے تو وہ 1700 روپے میں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری ناقص العقل کے مطابق اصل معاملہ تو یہی ہے کہ اس کی لاگت دیکھی جائے اور یہ حکومت وقت کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کو ہر چیز دے بھی اور ان سے خریدے بھی۔ جب مڈل مین آ کر پڑتے ہیں تو وہ ہمیں کھا جاتے ہیں جس سے ہمارا ابھی نقصان ہو رہا ہے، اگر ایک گاؤں میں ایک سو

زمیندار ہے تو400اس کے ساتھ مزدور بھی رہتے ہیں تو یہ ان کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔اگر ہم خوشحال ہوں گے تو زیادہ محنت کریں گے اور ہمارا ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر!میں چار فصلوں کا موازنہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کسان نقصان میں گیا ہے لیکن الحمد للہ کسان اپنی زمین کو والدہ کا درجہ دیتے ہوئے پھر اس سے رجوع کرتا ہے اور ہمارا مذہب اسلام بھی ہمیں بتاتا ہے کہ کھیتی باڑی ایک عین عبادت ہے تو یہ ہمارا فرض بھی ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا زمینداروں اور کاشتکاروں کے بچوں کو ایچی سن کالج اور لارنس کالج میں اگر پڑھنے کا حق ہے یا نہیں ؟آپ سروے کروالیں کہ زمینداروں کے کبھی میٹرکٹ جاتے ہیں اور کبھی بچوں کی فیسیں نہیں ہوتیں تو میری یہ تجویز ہے کہ جیسے راناصاحب نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے بے شک یہی کمیٹی کام کرے لیکن ایک ماہ میں رپورٹ مکمل کر کے اس کا آنے والے بجٹ میں کوئی نہ کوئی ازالہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں منسٹر صاحبان کے ساتھ ساتھ دوسرے ممبران بھی ہوں اور اسے مکمل فورم بنا کر اختیارات بھی دیئے جائیں۔بڑی مہربانی

جناب سپیکر: جی، ہم اسے قاعدے اور قانون کے مطابق دیکھیں گے ضرور اور انشاء اللہ کریں گے۔میاں عرفان دولتانہ صاحب!

میاں عرفان دولتانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔گزارش یہ ہے کہ جیسے ابھی ہم محسوس کر رہے ہیں کہ اگر 2018میں بجلی ٹھیک نہ کی تو 2018کا الیکشن مشکل ہو گا۔یہ چیز بالکل سامنے ہے اور اس ایوان میں تقریباً70/60فیصد ایم پی ایز کا تعلق زراعت سے ہے۔ہمیں ہر صورت میں زراعت کو ٹھیک کرنا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے ابھی تک جو منصوبے آئے ہیں وہ آفرین ہیں کہ خادم اعلیٰ پنجاب پروگرام کے تحت جو roadsآئے ہیں، ڈی اے پی اور یوریا کھاد پر سبسڈی دی ہے، سولر ٹیوب ویل کے علاوہ گرین ٹریکٹر اور بے شمار دیگر چیزیں آئی ہیں مگر یہ کافی نہیں ہیں تو میری یہ request ہو گی کہ آپ نے زراعت میں مقابلہ کرنا ہے تو آسٹریلیا کا کریں، آپ نے زراعت میں مقابلہ کرنا ہے تو بھارت کا کریں، آپ نے زراعت میں مقابلہ کرنا ہے تو اس ملک کا کریں جس کی زرعی پیداوار زیادہ ہے۔وزیر زراعت بیٹھے ہیں اور سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں تو پنجاب جس کا مطلب ہے کہ ہرا بھرا پنجاب، یہاں لوگوں کو مہربانی کر کے خوشحالی دیں۔ہم یہاں پر 70/60فیصد نمائندے پنجاب کی عوام کے بیٹھے ہیں اور جنوبی پنجاب پاکستان مسلم لیگ کا گڑھ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ 2018کے الیکشن میں زراعت میں تبدیلی لا کر سیکرٹری زراعت اور وزیر زراعت کی مدد سے راناثناء اللہ صاحب head بیٹھے

ہیں اور چیف منسٹر صاحب head بیٹھے ہیں تو ان کی مدد سے ہم نے تبدیلی لانی ہے اور زراعت کو اس سطح پر لے کر جانا ہے کہ ہمیں یہ فکر نہ ہو کہ پانچ ہزار روپے فی ایکڑ لوگوں کو دیں اور ہم کوئی ایسی چیز کریں کہ لوگ ایسی امید دوبارہ رکھیں کہ ہمیں اگلی فصل پر پانچ ہزار روپے فی ایکڑ ملے گا یا نہیں ملے گا۔ ہم ایسی recorded فصلیں لیں گے، ابھی وہاڑی میں 3/4 من فی ایکڑ کپاس کی پیداوار آئی ہے اور پتا نہیں کون کہتا ہے کہ 50/60 من فی ایکڑ آئی ہے۔ وہاڑی میں تین سے چار من فی ایکڑ فصل آئی ہے اور لوگوں کی زمینیں فروخت ہو گئی ہیں اور وہ بڑے مسائل میں ہیں۔ ہم نے ان کی نمائندگی کرنی ہے اور اپنی پارٹی کو اس طرح آگے لے کر جانا ہے کہ 2018 کے الیکشن ہوں یا 2023 کے الیکشن ہوں اور سارے ایوان کے اندر (ن) لیگ بیٹھی ہو اور پی ٹی آئی والے وہاں بیٹھیں جہاں ہمارے guests بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہی ہے کہ (ن) لیگ میں کوئی ہو نہ ہو ہم (ن) لیگ کے ہیں اور ہماری دولتانہ فیملی (ن) لیگ میں رہے گی بے شک یہاں پر کچھ ہو جائے۔ مہربانی کر کے زراعت، زراعت اور صرف زراعت میں کوئی کمپرومائز نہیں ہے اور ہمارا آج سے مقابلہ آسٹریلیا، بھارت اور ان ممالک کے ساتھ ہے جن کے ساتھ ہم نے compete کر کے بہترین results لے کر آنے ہیں اور وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کو میں ایوان کی طرف سے request کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اچھے اقدامات کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، **ملک محمد وارث کلو** صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ:

بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

آج ہم چاہے شتر مرغ کی طرح اپنا سر ریت میں دبا لیں یہ ہماری مرضی لیکن اس وقت جو زراعت کی کسمپرسی اور زراعت کے شعبے کے ساتھ جتنے لوگ منسلک ہیں اُن کی جو حالت زار ہے اگر کوئی یہ بات کرے کہ یہ درست ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حقائق کو face کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ اس میں کسی ایک حکومت کا قصور نہیں، کسی ایک کا دوش نہیں میں policies کی بات کروں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں جب شروع شروع میں 2002 کی اسمبلی میں آیا تو یہاں ایک سکیم بنا کے پورے کے پورے پنجاب میں world bank کے through جتنے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے وہ سارے کے سارے ہمارے ایک بیوروکریٹ نے بند کروا دیئے اس لئے کہ اُن کی maintenance پر خرچہ آ رہا تھا۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ water logging اور تھور جو ہے پورے پنجاب کو eat up کر رہی ہے اور ہم خاموش بیٹھے

ہیں ہم اُس طرف دیکھتے ہی نہیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ وہ بیورو کریٹ تو ہمارے جو بلڈوزر ہیں وہ بھی بند کروانے لگے تھے لیکن وہ بچ گئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کروں گا کہ 2000 میں ہماری گریٹر تھل شروع ہوئی اور گریٹر تھل کوئی نیا پراجیکٹ نہیں تھا، یہ 1960 کا Indus water treaty تھا جس میں ہمارے تین دریا انڈیا کے حوالے کر دیئے گئے اُس کے بدلے میں جو پراجیکٹس ہمیں ملے اُس میں یہ گریٹر تھل بھی تھا جو نہ ہو سکا۔ یہ 2000 میں شروع ہوا اور 05-2004 میں مکمل ہو گیا آج تک ادھر ڈیپارٹمنٹ پورا موجود ہے چیف انجینئیز، ایس ای اور ایکسئین ہیں پورا ایک Paraphernalia ادھر قائم ہے میرے ساؤتھ کے اور بھی دوست بیٹھے ہیں آپ اُدھر آئیں دیکھ لیں میں ہر بجٹ تقریر میں پچھلے 6 سال سے یہ بات کرتا ہوں لیکن وہاں funding نہیں رکھی جاتی اور گریٹر تھل کی جتنی نہریں تھی، وہ تھل ایریا ہے، صحرا ہے وہ نہریں ریت سے اٹ گئی ہیں ایک طرف ادھر سیم کھا رہی ہے ادھر وہ گریٹر تھل ٹوٹل اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے وہ ختم ہو گیا ہے۔ میں نے صرف policies identify کی ہیں یہاں جس وقت تک ہماری policies نہیں بنے گی کسان جو production کرتا ہے اُس میں حکومت کی پالیسی کسان دشمن ہیں جہاں سے کسان اپنی production شروع کرتا ہے، بجائی شروع کرتا ہے اُس میں ساری، policies کسان دشمن ہے جب وہ بے چارہ اپنی فصل لے کر آتا ہے اُس کے اوپر اتنے محکمے کہیں پاسکو، کہیں فوڈ ہے، کہیں کوئی اور ہے۔ وہ زمیندار کو، کاشتکار کو گدھوں کی طرح کھانے کے لئے آجاتے ہیں اور وہاں اوپر پیسا بنایا جاتا ہے اور کہیں ٹی سی پی میں آجاتی ہے۔ حیران ہوں کہ آپ کے ہاں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ گندم موجود ہوتی ہے، چنا موجود ہوتا ہے لیکن کراچی کا جو سیٹھ ہے وہ ٹی سی پی سے مل کر باہر کے ممالک سے گندم امپورٹ کر رہے ہوتے ہیں، چنا امپورٹ کر رہے ہوتے ہیں اپنا غلہ ادھر پڑا ہوتا ہے یہ سلوک ہمارے ملک، ہمارے کسان کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ تھوڑا پریشان ہو جاتے ہیں اگر آدمی تھوڑا سا لمبا ہو جائے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو دیکھ کر پریشان نہیں ہوتا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کروں گا، میں آپ کی پریشانی کو جانتا ہوں تو بات صرف یہ ہے کہ صرف اتنا کر دیں کسان کو اور کچھ نہ دیں کسان جب production شروع کرتا ہے آپ کہتے ہیں سبسڈی میں کہتا ہوں سبسڈی مت دیں آپ صرف جو وہ کام کرتا ہے صرف اُس پر taxation نہ کریں، اُس کے ٹیوب ویل کا تیل ڈیزل ٹیکس فری کر دیں، اُس کے ٹریکٹر کا تیل ٹیکس فری کر دیں، اُس کی

کھاد پر آپ ٹیکس نہ لگائیں اور اتنا ہی کافی ہے سبسڈی آپ نہ دیں۔اس کے بعد میں آج ایک تجویز پیش کر رہا ہوں میں کہتا ہوں کہ ہمیں خدا کے لئے وہی ہماری غلہ منڈیاں لوٹا دیں،وہی ہمارے گنے کا بیلنا لوٹا دیں یہ ہم تنگ آئے عاجز آئے ان ملوں سے یہ سارے کا سارا جو آپ کا فوڈ ڈیپارٹمنٹ،آپ کا پاسکو ڈیپارٹمنٹ،آپ کا ٹی سی پی ہے یہ جتنے حکومت کے آپ نے اوپر ادارے لگا رکھیں ہیں ان کو ختم کریں ہمیں اوپن مارکیٹ کرنے دیں ہم اُس اپنی غلہ منڈی میں خوشحال تھے جب غلہ منڈیوں میں جاتے تھے لوگوں کا رزق ملتا تھا لوگ لے جاتے تھے آج حکومت کے چند functionaries وہ سارے کا سارا benefit لے جاتے ہیں۔جو آج کا دن رکھا گیا تھا یہ مختلف لوگوں کی ڈیمانڈ پر اُس وقت یہ کہا گیا تھا کہ سارے ڈیپارٹمنٹس کے سیکرٹریز کو آپ بلائیں گے اور یہ comprehensive ہو گا۔آج زراعت پر رسمی بحث نہیں ہے کہ ادھر سے بحث ہو گی اور kill ہو جائے گی اور بس ہم اپنی تعریفیں کریں گے اور اپوزیشن والے ہمارے کیڑے نکالیں گے یہ وہ نہیں ہے۔میں آج ایک تجویز دیتا ہوں خدارا یہ کمیٹی سے کام نہیں چلے گا میرے لئے محترم ہیں میرے بھائی رانا ثناء اللہ خان میں ایک تجویز یہ پیش کروں گا آپ unanimously ہمارے اس ایوان سے کیونکہ ادھر اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ ہم قرضے لے رہے ہیں اور قرضے لے لے کر ہم اربوں ڈالر پر چلے گئے ہیں اور قرضے لے کر جب گندم کی shortage ہوتی ہے ،گندم منگوا لیتے ہیں، جس چیز کی shortage ہوتی ہے وہ منگوا لیتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ اپنی production بڑھائیں، اپنے کسان کو بچائیں تو اس لئے ہم زر مبادلہ ضائع کر رہے ہیں تو میں کہوں گا کہ آپ یہاں ایوان سے ایک unanimously میسج بھیجیں اور ہم وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایک پارلیمانی کمیشن بنائیں جس میں ایگریکلچر والے بھی ہوں، فنانس والے بھی ہوں، فوڈ والے بھی ہوں، زراعت والے بھی ہوں، لائیو سٹاک والے بھی ہوں، ہمارے پارلیمنٹرین بھی ہوں اور اُس میں experts کو بھی ڈالیں ایک پارلیمانی کمیشن بنائیں جو زراعت کو بچا سکے۔زراعت کو بچانا صرف زمیندار کو بچانا نہیں، صرف کاشتکار کو نہیں بچانا،پورے ملک پاکستان کو بچانا ہے آپ اُن کو بچائیں گے تو آپ کی معیشت بہتر ہو گی،آپ کو باہر سے قرضہ نہیں لینا پڑے گا آپ اُس footing پر کام کریں جہاں پر جائز طریقے سے آپ کے ملک کے لئے فائدے ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج کے اس topic کے حوالے سے کافی پوائنٹس تھے جن کو ایوان کے اندر discuss کرنا چاہتے تھے لیکن کیونکہ آپ نے ٹائم کی قدغن لگا دی ہے اُس کی بناء پر کوشش کروں گا کہ اپنی بات کو جلدی سمیٹوں۔

جناب سپیکر: بہتر تو یہی ہے کہ مجھے بولنا ہی نہ پڑے میں آپ کو ٹوکوں ہی نہ آپ اپنے ٹائم کا خیال ذرا خود کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، بہت بہتر۔ گزارش یہ ہے کہتے ہیں ہمارا ملک زرعی ہے اور زراعت کے اوپر اس کا سارا انحصار ہے کسی بھی سٹیٹ کے اندر تین چیزیں بنیادی طور پر اُس کی economy کو چلاتی ہیں اُس کی ایگریکلچر ہے، انڈسٹری اور کامرس ہیں تین چیزیں اُس کو drive کرتی ہیں تاکہ اُس کے مطابق معاملات کو آگے کی جانب لے جایا جائے اُن تینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے ایک دوسرے پر dependent ہیں۔یہاں پر دوستوں نے مختلف باتیں کیں حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی باتیں ہو رہی ہیں اپوزیشن بنچوں کی طرف سے بھی باتیں ہو رہی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ حکومت نے زراعت کے معاملے میں جو پالیسی بنائی ہے اُس کے ثمرات اور اثرات نیچے trickledown کس طرح سے ہو رہے ہیں ایک عام آدمی تک کیا روٹی پہنچ رہی ہے؟ کیا حکومت کی اس طرح کی پالیسی ہے کہ ایک آدمی اس ملک کے اندر جو اس ملک کا اس صوبے کا باشندہ ہے یا شہری ہے کیا وہ روٹی کھا کر سو رہا ہے؟ ہم نے یہ دیکھنا ہے اس کے تناظر میں اگر یہ دیکھا جائے تو یہ بھی چیزیں دیکھنی ہیں کہ ہم کسانوں کو کس طرح سے facilitate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسی بنیادی اشیاء ہیں جو کچن کے اندر استعمال ہوتی ہیں اور وہ دس سے بارہ ہیں۔ اگر ہم ان دس سے بارہ آئٹم کو۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دس سے بارہ آئٹمز ایک عام آدمی اپنے کچن کے اندر استعمال کرتا ہے اگر ان آئٹمز پر حکومت تھوڑی سی توجہ دے اور ان کو subsidize کر دے اور اس انداز سے کرے کہ ایک عام آدمی اپنے گھر کے اندر اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو ختم کر دیا جائے، کاشتکاری کو ختم کر دیا جائے، زمینوں کے اوپر ہاؤسنگ سکیمیں بنا دی جائیں، تجارت کے حوالے سے انڈیا کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر کئے جائیں اور ہمیں انڈیا سے جو چیز

چاہئے وہ منگوالی جائے۔آپ اس کی زندہ مثال یہ لے سکتے ہیں کہ یہاں پر جب آپ نے ایل ڈی اے کے ایکٹ کو enhance کیا،اس کی حدود کو زیادہ کیا تو آپ اس کو سانگلہ ہل سے قصور تک لے گئے۔کیا آپ نے یہ سوچا ہے کہ لاہور جو ایک زرعی شہر ہوا کرتا تھا آج اس کے اندر زراعت نامی چیز ناپید ہو گئی ہے؟ کیا آپ یہاں پر زرعی زمینوں کے اوپر ہاؤسنگ سکیمیں بنائیں گے،کیا آپ لاہور کو اسی طرز پر بڑا کریں گے؟یہاں پر اگر زراعت کو ختم ہی کر دیا ہے تو پھر ہم یہی سمجھیں گے کہ آپ نے پورا منصوبہ بنالیا ہے کہ صوبہ پنجاب سے زراعت کو ختم کر کے ہاؤسنگ سکیمیں بنا کر انڈیا کے ساتھ تجارت کو کرنا ہے کیونکہ حکومت کے مفادات اُدھر ہیں۔

جناب سپیکر![*****] میں اس لحاظ سے دیکھتا ہوں کہ یہ کوئی وژن کے ساتھ کام نہیں کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: توہین آمیز الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیا آلو توہین آمیز ہے ہم روزانہ کھاتے ہیں؟

جناب سپیکر: حکومت انسانوں میں ہے اور انسانوں کی ہوتی ہے آلوؤں کی نہیں ہوتی،آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں نے آلو طرز حکومت کہا ہے میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی، ہم بھی ان میں شامل ہیں اور آپ بھی ان میں شامل ہیں۔ذرا مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!چلیں۔ٹھیک ہے اب ہم آلو نہیں کھائیں گے۔یہاں پر فصلوں کے بارے میں، مونجی کے بارے میں اور کسان package کے بارے میں بات کی گئی۔پاکستان تحریک انصاف کسانوں کے معاملے میں جب سڑکوں پر آئی تو آپ کو کسان package یاد آیا،آپ نے کسان package دیا اور وہ کسان package کیا ہے یہاں پر سارے کسان بیٹھے ہوئے ہیں سب جانتے ہیں۔آپ ایک پنڈ میں دو بندوں کو کسان package دے رہے ہیں وہ بھی پٹواری متعلقہ ایم پی اے،ایم این اے یا وہاں کے کسی بااثر افراد سے پوچھے گا کہ جناب!کس آدمی کو دس ہزار روپے دینے ہیں؟ایک پنڈ

کے اندر پچاس بندے ہیں اگر ان میں سے آپ صرف 2 کو دے رہے ہیں تو باقی 48 بندوں کا کیا معیار رکھا ،اُن کے بارے میں بھی ذرا بتا دیں کیونکہ آپ نے کسان package کے بارے میں بڑا شور ڈالا تھا؟ جب حکومت خود کاروبارِ زندگی کرے،اس کا خاندان خود کاروبار زندگی کرے تو لوگوں کا تو کوئی حال نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر!میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلے تین ہفتوں سے اس شہر کے اندر چینی کی قیمت پانچ روپے فی کلو بڑھی ہے۔ کیا بیوروکریسی کے کسی بندے نے جو صحیح معنوں میں نظام حکومت چلاتے ہیں مجھے بتا دیں کہ کسی بندے نے آواز اٹھائی ہے؟ کیونکہ حکمرانوں کی شوگر ملیں ہیں اور وہ کبھی نہیں بولیں گے۔ جب حکمران ہر قسم کا کام خود کریں گے، conflict of interest کو ignore

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کرتے ہوئے جب کاروبارِ زندگی خود کریں گے تو پھر یہ انسانوں کا نہیں سوچتے بلکہ اپنی اولادوں کا سوچتے ہیں۔ جب آپ اپنی اولادوں کا سوچتے ہیں تو پنجاب کی عوام نے جو آپ کو حق حکمرانی دیا ہے اس میں آپ نے بے ایمانی کی ہے، بد دیانتی کی ہے۔یہاں پر وسائل کی کمی نہیں ہے بلکہ اس صوبے کے اندر وِژن کی کمی ہے۔آپ نے سمجھ لیا ہے کہ صرف 27 کلو میٹر کے اندر مسائل ہیں، 27 کلو میٹر میٹرو بس اور 27 کلو میٹر مالٹا ٹرین کے اندر مسائل ہیں۔پورا پنجاب بھوکا مر رہا ہے اور آپ سو رہے ہیں۔ ہسپتالوں کے اندر دوائیاں نہیں ہیں، سکولوں کے اندر بچوں کے پڑھنے کے لئے اور بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہیں ہے آپ کس کی بات کرتے ہیں؟آپ کہتے ہیں کہ 2035 کے اندر ہم اس شہر کو دنیا کا ماڈرن ترین شہر بنائیں گے، ہمارے تاریخی ورثے کو برباد کر دیا صرف اپنے ذاتی پیٹ کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایگریکلچر پر آئیں، ایگریکلچر پر بحث کریں۔آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ ایک روپے کا ترقیاتی کام سو روپے میں کروا رہے ہیں کوئی خدا کا خوف کریں، کتنے پیسے جمع کرنے ہیں؟صرف دو گز زمین ملنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایگریکلچر پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ نے کسانوں کو مار دیا ہے۔ چاول کی فصل ہو، آلو کی فصل ہو یا گندم کی فصل ہو آپ نے ان کو رَول دیا ہے، وہ جھولیاں اٹھا اٹھا کر اس حکومت کے لئے بد دعائیں کر رہے ہیں۔پورے پنجاب کا پیسا ایک سڑک کے اوپر لگایا جا رہا ہے صرف اور صرف اس لئے کہ وہاں سے

کمیشنیں آنی ہیں۔ میں یہاں صرف یہ کہوں گا کہ مہربانی کر کے جو ان کی problems ہیں ابھی جناب مناظر حسین رانجھا صاحب اور دوسرے دوستوں نے بات کی ہے وہ حل کی جائیں۔ راناثناء اللہ خان نے صحیح فرمایا ہے لیکن میں تھوڑا سا contradict کرتے ہوئے کہوں گا کہ کئی سٹینڈنگ کمیٹیاں تو ایسی ہیں جن کا ایک سال میں ایک اجلاس بھی نہیں ہوا اور پانچ سال میں بھی نہیں ہونا۔ آپ ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگائے ہوئے ہیں۔ راناثناء اللہ خان پریکٹیکل آدمی ہیں، تجویز اچھی آئی ہے چلیں اس کو بیٹھ کر discuss کرتے ہیں، اس کو دیکھتے ہیں آپ تھوڑا سا اس کو empower کر دیں۔ انہوں نے بات فرمائی ہے کہ اس میں بندے نکالنے ہیں نکال لیں اور جو ڈالنے ہیں ڈال لیں یہ بہت اچھی بات ہے لیکن جو ان کی کمیٹیوں کی suggestions آئیں گی، جو ان کی recommendations آئیں گی ان کو اس اسمبلی کے اندر discuss کیا جائے۔ آپ نے کوئی چیز اس اسمبلی کے اندر discuss نہیں کرنی آپ نے ماڈل ٹاؤن کے اندر discuss کرنی ہے اور اس کو implement کر دینا ہے۔ یہاں پر کسی پراجیکٹ نے آنا ہی نہیں ہے۔ جب دانش سکول آڈٹ کے لئے آپ کی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے اندر آتا ہے تو جس طرح سے آپ اس کو پاس کرواتے ہیں مجھے پتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت پر سیاہ ترین دھبا ہے۔

جناب سپیکر: پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین آپ کے قائد حزب اختلاف ہیں۔ اگلے مقرر میاں امجد علی جاوید ہیں!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلی مقرر معزز ممبر گلناز شہزادی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں طارق محمود!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بلوچ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ جب بھی بجٹ کی کتابیں آتی ہیں ہر ایک میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے، زراعت رگ حیات ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ریڑھ کی ہڈی اور رگ حیات کے بغیر کوئی فقرہ نہیں لکھا ہوا ہوتا لیکن افسوس یہ ہے کہ اس رگ حیات اور ریڑھ کی ہڈی کی حفاظت کوئی نہیں کرتا۔ 75 فیصد آبادی کے کاشتکار، کسان بے یار و مددگار غربت کے مارے پریشان حال ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ برآمدات کا وقت آتا ہے تو اس میں یہ ہے کہ 60 فیصد کاشتکار برآمدات میں حصہ لیتا ہے اور بجٹ صرف 12 فیصد ملتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ کم از کم برآمدات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بجٹ تو ملنا چاہئے۔ کسی بھی زرعی ملک کا بتا دیں جہاں پر زرعی ٹیکس یا زرعی انکم ٹیکس لگایا جاتا ہو؟ یہ چھوٹے چھوٹے ٹیکس تو الگ بات ہے یہ بڑا ٹیکس کسی زرعی ملک میں نہیں ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا ہے وہاں دیکھ لیں کہ کھاد کی کیا پوزیشن ہے، وہاں پانی کی کیا پوزیشن ہے، وہاں کاشتکار کی کتنی حفاظت ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ

کاٹن کے کاشتکار کی جو حالت اس وقت ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر جاکر کاشتکاروں کے گھروں کی حالت دیکھیں، ان کے بچوں کے رونے کی آوازیں سنیں، کاٹن ختم ہو گئی، دو، دو، چار، چار من فی ایکڑ پیداوار ہوئی اور لینے والا کوئی نہیں آیا۔ افسوس ہے کہ وہ بھی کوئی خرید نہیں کرتا اور کیوں نہیں خرید کرتا؟ وہ اس لئے نہیں کرتا کہ حکومت نے سب ٹیکسز ختم کر کے ٹیکسٹائل مل کو باہر سے روئی منگوانے کی اجازت دے دی ہے۔ اتنا ظلم کیا ہے کہ اپنی کاٹن کی پیداوار پر کسان اور کاشتکار رو رہا ہے لیکن وفاقی حکومت نے تمام ٹیکسز ختم کر کے ان کو باہر سے روئی منگوانے کی اجازت دی ہے۔ یہاں ٹیکسٹائل ملز والوں نے اپنا کوٹا پورا کر لیا ہے اور اب وہ جینرز سے کاٹن نہیں لیتے اور جینرز آگے کاشتکار سے نہیں لیتا۔ اب کاشتکار کہاں جائے اور کیسے گزارہ کرے؟ اب جو سب سے خطرناک چیز نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ اب گندم کی فصل آنے والی ہے اور گندم کی حالت یہ ہے کہ یہاں لاکھوں من گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ یہ وفاقی حکومت کی کہیں یا کس کی کہیں یا پالیسی بنانے والوں کی کہیں کہ ان کی اتنی نااہلی ہے کہ اس گندم کو ٹھکانے نہیں لگا سکی جب دو مہینے کے بعد گندم کی فصل آئے گی تو کہیں گے کہ ہمارے پاس تو پہلے والی گندم سرپلس ہے اور ہم کیسے اور کس طرح اس کو خرید کریں؟ مجھے پتا چلا ہے کہ تقریباً 6 لاکھ ٹن گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ خدا کے لئے اس کو ٹھکانے لگائیں تاکہ اگلی فصل کے لئے پیسے آ جائیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کاشتکار سے کم از کم گندم تو خرید کی جائے۔ میں آپ کے توسط سے پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں اور اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا اور خوشحال نہیں ہو سکتا جب تک آپ کاشتکار کو خوشحال نہیں کریں گے اور اس کا خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ ملک میں جو کچھ بھی کر لیں تو ملک اس وقت خوشحال ہو گا جب آپ کاشتکار کا صحیح معنوں میں خیال رکھیں گے۔

جناب سپیکر! میری دو چار تجاویز ہیں کہ اگر زمین کو لیول کر دیا جائے اور ہر چھوٹے کاشتکار کو لیزر لیولر دے دیا جائے اور سب معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ خدا کے لئے ہر فصل کی کاشت سے پہلے اس کی قیمت خرید اور فروخت مقرر کرے۔ اب گندم اترے گی تو اس کی قیمت مقرر ہو گی۔ حکومت گندم، کاٹن یا گنا یا کچھ اور کی قیمت فروخت پہلے مقرر کرے اور جس طرح انڈیا میں ہے کہ جتنی فصل بھی ہو وہ حکومت اٹھا لیتی ہے چاہے زیادہ ہو یا تھوڑی ہو وہ بھی حکومت اٹھا لیتی ہے اور کاشتکار کے پاس کبھی بھی فصل نہیں پڑی رہتی اور نہ ہی کاشتکار کو نقصان ہوتا ہے۔ خدا کے لئے جب تک یہ پالیسی اختیار نہیں کریں گے تو اس وقت تک حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ فصل کی جو قیمت مقرر کریں اس پر خرید بھی

کریں۔اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی اور جعلی ادویات کی روک تھام نہیں ہو گی یا پانی کی کمی پوری کرنے کے لئے اقدامات نہیں کئے جائیں گے، ہم سے یہاں پر وعدہ کیا گیا تھا کہ سولر انرجی کے ٹیوب ویل دیں گے لیکن ابھی تک سولر انرجی کے ٹیوب ویل نہیں دیئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک بات کرنے دیں پھر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ وہ میں کسان package پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ کسان package وزیر اعظم کا اتنا اچھا package تھا اور اتنا اچھا قدم تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ کسان package آیا تھا۔ خدا کی قسم آپ کی بیوروکریسی نے آپ کے کسان package کو ناکام کر دیا ہے اور کاشتکار خوش ہونے کی بجائے گالیاں نکال رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے گھروں کی طرف بھی جلوس لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آپ کی بڑی مہربانی، محترمہ راحیلہ خادم حسین!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! کسان package سے کاشتکاروں کو کچھ نہیں مل رہا۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! ایک اعظم کمال نامی شخص ہے وہ کروڑوں روپے کھا گیا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں اس پورے ایوان میں کہتا ہوں کہ اس کی تحقیق کی جائے اگر ثابت نہ ہو تو میرا استعفیٰ طلب کر لیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ سے ایسے مطالبہ نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جناب احمد خان صاحب نے بڑی اہم بات کی ہے اس پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ بات note ہو گئی ہے اور وہ اس کا نوٹس لیں گے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نگہت شیخ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک احمد سعید خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ مایوسی اور ناامیدی بڑا گناہ ہے، الحمد للہ یہ پاکستان بڑے

جذبے اور ذاتی کاوشوں کے بعد بنا تھا جب سے پاکستان بنا پہلے دن سے دشمن اندر اور باہر موجود تھا اور سازشیں ہوتی رہیں لیکن آج دیکھیں کہ الحمد للہ پاکستان کو بنے 68 سال ہو گئے تو پہلی دفعہ پرائم منسٹر آف پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کسان package دیا۔ کسان package یہ نہیں کہ صرف پنجاب میں دیا بلکہ خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان میں بھی دیا کیونکہ چاروں صوبوں کو ہم اپنے ہی صوبے سمجھتے ہیں۔ یہ بلاتفریق دیا یہ نہیں کہا کہ فلاں کا تعلق کس پارٹی سے ہے جو کسان ہے وہ ہمارے لئے قابل احترام ہے اور وہ محب وطن ہے۔ پانچ ہزار روپے فی ایکڑ منجی اور کپاس کی فصل والے سب کسانوں کو ملا۔ ہاں اگر crisis میں کمی یا کوتاہی ہوئی تو اس کے لئے ہم کو اپنا اپنا role play کرنا ہو گا لیکن گزارش یہ ہے کہ جو ڈی اے پی کی بوری میں 500 روپے کمی ہوئی تو اب اس میں مزید کمی کی گئی۔ اگر نائٹروفاس میں 250 روپے کمی ہوئی تھی تو اس میں مزید کمی ہو گی۔ 30 ہزار گرین ٹریکٹر جو زمیندار کو ملا ہے اس سے 30 ہزار گھرانوں کو خوشحالی کا پیغام ملا اور 2 لاکھ روپے ایک ٹریکٹر پر subsidy ملی۔ کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ 2002 میں بھی کوئی حکمران آئے تھے جو پڑھا لکھا پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑیں۔ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پنجاب کے گیت گایا کرتے تھے لیکن وہ پنجاب اور پاکستان کا ستیاناس کر کے گئے۔ آج زمیندار کو 10 روپے اور 35 پیسے فی یونٹ بجلی مل رہی ہے۔ پاکستان میں 12۔اکتوبر 1999 میں انرجی crisis نہیں تھا، کسان خوشحال تھا اور پاکستان کے اندر حالات پرامن تھے، دہشت گردی نہیں تھی اور آج الحمد للہ ضرب عضب بھی کامیابی کی طرف رواں دواں ہے اور تمام تر حالات کے باوجود کسان کو facilitate کیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے اندر گنا 180 روپے فی من لیا جا رہا ہے۔ اسی ایوان میں چیف منسٹر نے آرڈر پاس کیا تھا کہ 180 روپے فی من گنا کسان سے لیا جائے گا کسی اور صوبے میں یہ قیمت نہیں ہے۔ الحمد للہ پنجاب کے چیف منسٹر صاحب کو یہ کریڈٹ جاتا ہے۔ 1200 روپے من گندم تھی تو 100 روپے بڑھا دی گئی اور مڈل مین کا role ختم کر دیا گیا تاکہ ہمارا کسان جو دن رات محنت کرتا ہے، اس کو ڈائریکٹ بنکوں سے پیسے دیئے گئے۔ اب بات یہ ہے کہ ان تمام تر حالات کے باوجود جو ہمارے پیٹرا انجن کو 70 روپے میں پٹرول ملتا ہے اور اب ڈیزل بھی سستا ہے۔ اب الحمد للہ کسان کو facilitate کیا جا رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کہنے کو تو بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ کسان کو آج تک اس سال کی 80 فیصد سے above payment ہو چکی ہے اور پچھلے سال کی

تقریباً 95 percent payment ہو چکی ہے لیکن اس کو مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور ہر ایک کو اپنا role play کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا تو بڑا آسان ہے لیکن پنجاب کا باقی صوبوں کے ساتھ comparison کیا جائے اور اگر یہاں پر اچھے کام ہوتے ہیں تو appreciate کرنا ہے۔ سکارپ کے ٹیوب ویل کس نے بند کئے تھے ؟۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاءاللہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم مزید اقدامات اٹھائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی احمد سعید صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمارے colleague رانا ارشد صاحب ایک دفعہ اتوار بازار چلے گئے تو وہاں پر آم اٹھا کر پوچھنے لگے آلو کیا بھاؤ ہیں ؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں، قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! شکریہ۔ علاقے کے لئے، علاقے کی ترقی کے لئے کوئی پروگرام ہو، کوئی پالیسی ہو، کوئی ڈویلپمنٹ ہو تو اس کے لئے قانون بنایا جاتا ہے لیکن یہاں پر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہاں پر زراعت ہو، زراعت سے وابستہ لوگوں کی کوئی پالیسی ہو، کوئی پروگرام ہو تو چند اشخاص یا ایک شخص کی انا کی خاطر پروگرام بنائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی چیزوں سے نوازا ہے، گرمی پڑتی ہے، گلیشیئر پگھلتے ہیں، ڈیم بھر جاتے ہیں، ڈیموں سے دریاؤں میں پانی آتا ہے اور ہمارا کسان اس پانی سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ہر دور حکومت میں کسانوں کا استحصال کیا گیا، کسانوں کا معاشی قتل کیا گیا، کسانوں کو ذلیل و خوار کیا گیا۔ میں آپ کو facts and figures سے ثابت کروں گا کہ قیام پاکستان کے وقت جی ڈی پی میں زراعت کا حصہ 53 فیصد تھا جو اس وقت اکیس سے بائیس فیصد ہے جو کہ ایک المیہ ہے، کس طریقے سے کسان کا استحصال کیا گیا؟ زراعت سے ہمارے کئی ڈیپارٹمنٹس وابستہ ہیں، ان میں خصوصاً لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ شامل ہے۔ کسان کو اپنی فصل

کاشت کرنے کے لئے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ فصل سے پہلے اس کو آبیانہ دینا پڑتا ہے، زرعی ٹیکس دینا پڑتا ہے اور اس کے علاوہ زرعی انکم ٹیکس بھی دینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس کو جعلی کھاد اور ادویات کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے، اس کو مہنگی کھاد، مہنگی ادویات کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ اپنی فصل کو کاشت کرنے کے لئے زرعی بنک سے قرضہ بھی لینا پڑتا ہے۔ جب کسان فصل تیار کر لیتا ہے تو کوئی اس کو لینے والا نہیں ہوتا۔ میں بات یہ کر رہا ہوں کہ ہمارے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے، جب وہ فصل تیار کر لیتا ہے تو حکومت کی سرپرستی میں حکومت کے نمائندوں کی سرپرستی میں کوئی پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے ایک ایسا مافیا متحرک ہو جاتا ہے جو غریب کسان کی فصل کو اونے پونے خریدنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی آپ نے سنا، دیکھا اور اب بھی گندم کی فصل آنے والی ہے ڈیڑھ مہینہ رہ گیا ہے اس کے بعد گندم کی فصل کاٹ لی جائے گی۔ پچھلی دفعہ بیس پچیس دن خریداری کی گئی، 15۔اپریل کو کھلنے والے گندم کے مراکز 5۔ مئی کو کھلے اور 21۔ مئی تک بند بھی ہو گئے۔ وہاں خریداری مراکز میں ایسے لوگوں نے قبضہ کیا اور کسانوں سے بوریاں لے کر فروخت کیں اور کسان بے چارہ مرتا رہا۔ آپ ان کو tail تک پانی بھی نہ پہنچائیں، کوئی پالیسی بھی نہ دیں، جعلی ادویات، جعلی کھادوں کی روک تھام بھی نہ کریں تو بات پھر وہیں آ جائے گی کہ ہمارا علاقہ جنوبی پنجاب ہے۔ مجھے میٹرو بس یا اورنج ٹرین سے اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن وہ صرف اس بناء پر کہ آپ لاہور کے شہریوں کو facilitate کرنے کے لئے میٹرو پر اربوں روپے سبسڈی دے رہے ہیں اور جنوبی پنجاب میں ہمارے لوگ، ہماری عوام جہاں سے جانور پانی پیتے ہیں وہاں سے انسان پانی پی رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی ہمارا دل گردہ ہے کہ ہم برداشت کرتے ہیں، اس لئے اورنج ٹرین پر بھی بات کرنی پڑتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اگر آپ لاہور کے شہریوں کو اربوں روپے کی سبسڈی دے رہے ہیں تو پھر کھاد اور فصل سے متعلقہ چیزوں پر کسانوں کو بھی سبسڈی دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ہم پھر یہی کہیں گے کہ:

تیکوں گاوے کھیر پلائے اساں پیتے پانی کھارے
میڈی روحی ترسی رہ گئی تیڈے شہر کوارے

واہ تیڈے بھئی چارے، واہ تیڈے بھئی چارے

جناب سپیکر: جناب محمد انیس قریشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر احمد سندھو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، میاں محمد کاظم علی پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: باقی صاحبان کے لئے تو اب بات کرنا بہت مشکل ہو گا کیونکہ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ پیرزادہ صاحب آپ اپنی بات کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! ہمارے ساتھیوں نے اس موضوع پر کافی تفصیلی بات کر لی ہے میری تجویز تو یہ ہے کہ گندم کا سیزن آنے والا ہے۔ پچھلے سال بھی ہم نے اس ایوان میں بات کی تھی لیکن ہماری گندم کی خریداری نہیں ہو سکی تھی اور ہمارے کاشتکاروں کو پچھلی چار فصلوں کا کوئی معاوضہ نہیں ملا، چاہے کاشتکار جو بھی فصل کاشت کر رہا ہے اس کو اس کی فصل کا معاوضہ نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کاشتکار موسمی حالات اور گندے بیجوں کا بھی مقابلہ کر رہا ہے۔ ہمارا ملک اس گندم کو سفارتی ذرائع کے لئے بھی استعمال کرتا ہے اس کی خریداری کے لئے ابھی کافی وقت پڑا ہے۔wheat procurement Centre جو اس وقت گندم سے بھرے پڑے ہیں اس کو وہاں سے اٹھوایا جائے۔ آج سے چار پانچ سال پہلے جب فصلوں کے ریٹ بڑھ گئے تھے، جب کپاس کا ریٹ چھ ہزار روپے سے بھی cross کر گیا تھا اور اسی طرح باقی فصلوں کے ریٹ بھی بڑھ گئے تھے۔ اس وقت کسی سے پوچھے بغیر inputs کے ریٹ بھی بڑھ گئے تھے لیکن آج ہماری فصلوں کے ریٹ واپس آ گئے ہیں اور ہماری جو inputs ہیں ان کے ریٹ وہیں پر کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری میری تجویز یہ ہے کہ جہاں پر بھی پانی کی کمی ہے وہاں پر water management کی جائے۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے جو کہ tail پر واقع ہے وہاں پر ہیڈوں پر پانی موجود ہوتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ irrigation کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اور اب بندی کا وقت آ گیا ہے۔ اس پانی کو ضائع تو کر دیا جاتا ہے لیکن کاشتکار کو فراہم نہیں کیا جاتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بحث پندرہ بیس منٹ میں مکمل ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں اگر تو پندرہ بیس منٹ میں سارے دوست بات کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ بدھ کو سرکاری کارروائی کے بعد اس بحث کو دوبارہ رکھ

لیں اور وزیر موصوف بھی اسی دن wind up کر لیں گے۔ جو معزز ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان سب کو ٹائم ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جو معزز ممبران بات کر چکے ہیں ان کو دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا صاحب کی تجویز درست ہے۔

جناب سپیکر: جو معزز ممبران بول چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں بولیں گے۔ بدھ کے روز سرکاری کارروائی کے بعد اس پر بحث ہو گی لیکن یہ صاحبان جن کے نام پہلے آ چکے ہیں priority ان کی ہو گی اگر اس میں کوئی اور شامل ہوں گے تو ان کے متعلق دیکھا جائے گا۔ بہر حال جو باقی بچ گئے ہیں انشاء اللہ ہم ان کو ضرور ٹائم دیں گے۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا، اب اجلاس بروز منگل 9۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،9۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،29۔ربیع الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 8

767

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 9۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 2۔فروری 2016 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1۔ شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔

2۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

3۔ میاں محمود الرشید: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔

4۔ جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ایجیو گرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔

5۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔

768

(موجودہ قرار دادیں)

1۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں مذبحہ خانوں کے باہر جانوروں کو ذبح کرنے کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔

2۔ جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔

3۔ میاں محمود الرشید: اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

4۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔

5۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔

769

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،9۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،29۔ربیع الثانی1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمٰهُمْ
فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿41﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿42﴾
هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿43﴾ يَطُوفُونَ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿44﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿45﴾
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿46﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿47﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿48﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿49﴾
فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿50﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿51﴾
فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿52﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿53﴾

سورۃ الرَّحمٰن آیات 41تا53

گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے توپیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے (41)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(42)یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے (43)وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (44)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(45)اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں(46)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(47)ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)(48) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(49)ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں(50)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(51)ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں(52)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(53)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
کوئی محبوب کا ثانی نہ محب کا ہمسر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اس کی نظروں میں کوئی اور سمایا ہی نہیں

سوالات

(محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ محکمہ کالونیز کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا آپریشن ہوا ہے جو مجھے اطلاع ملی ہے لہٰذا محکمہ کالونیز کے سوالات کو pending کیا جاتا ہے اور محکمہ مال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اُن کی صحت کے لئے دعا کرالی جائے۔

جناب سپیکر: اللہ اُن کو صحت تندرستی دے۔ مہربانی۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1292 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: لینڈ کمیشن کی اراضی و دیگر تفصیلات

*1292: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر لوگ ناجائز قابض ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعلسازی سے اس ضلع کے علاوہ دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے اس میں کون کون سے اہلکاران شامل تھے۔ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع جہلم میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 1703 کنال 15 مرلہ ہے جس کی موضع وار تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل	مرلہ کنال	کیفیت
تحصیل جہلم	685K-03M	
ملک پور	534K-08M	غیر ممکن پہاڑ ہے
دارا پور	150K-15M	غیر ممکن دریا ہے
تحصیل پنڈ داد خان	1018K-12M	
احمد آباد	57K-05M	رقبہ غیر مزروعہ / سیم تھور ہونے کی وجہ سے الاٹ نہیں ہوا ہے
چوران	55K-11M	ایضًا
گولپور	25K-04M	ایضًا
برج احمد خان	35K-12M	ایضًا
باغانوالہ	845K-00M	ایضًا

(ب)

تحصیل / موضع	خالی اراضی	اراضی زیر ناجائز قابضین
تحصیل جہلم		
ملک پور	534K-08M	
دارا پور	150K-15M	
تحصیل پنڈ داد خان		
احمد آباد	57K-05M	
چوران	55K-11M	
گولپور	25K-04M	
برج احمد خان	35K-12M	
باغانوالہ	845K-00M	

(ج) ضلع میں جعلسازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(د) جز(ج) کے بعد یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ قابل الاٹ رقبہ ، بے زمین مزارعین و چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں سوال کے جز(الف) کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جو تحصیل جہلم کا جواب میں دیا ہے کہ 685 کنال اور 3 مرلہ جگہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس طرح کا رقبہ ہے کیا یہ زرعی رقبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!تحصیل جہلم میں کل رقبہ 685 کنال3مرلہ ہے اور یہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور مزید تفصیل بھی نیچے درج ہے۔ملک پور میں 534 کنال8مرلہ اور داراپور میں150کنال15مرلہ رقبہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!انہوں نے صرف تحصیل جہلم کے بارے میں پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!میں تفصیل بتا رہی ہوں۔یہ تحصیل جہلم کی زمین کاشت کے قابل نہیں ہے۔یہ water dots یاriver beds کے کنارے واقع ہے لہٰذا یہ کاشت کے قابل نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور جناب سپیکر!انہوں نے آگے تفصیل میں ملک پور اور داراپور کا رقبہ دیا ہوا ہے اس میں انہوں نے غیر ممکن پہاڑ، غیر ممکن دریا، لکھا ہوا ہے۔مجھے براہ مہربانی یہ بتائیں کہ حکومت نے کب اس کا سروے کیا ہے اور پھر ان کو پتا چلا کہ یہ غیر ممکن پہاڑ اور غیر ممکن دریا ہے یہ مجھے صرف تاریخ بتادیں یا پھر کوئی نزدیک ترین عرصہ بتادیں جبکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ یہ غیر ممکن پہاڑ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!ہر چھ ماہ کے بعد محکمہ مال گرداوری کرتا ہے اور یہ ان کے ریکارڈ میں ہوتا ہے اور یہ ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ہم نے latest report لی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!یہ رقبہ کاشت کے قابل ہے یا بنجر ہے،یہ غیر ممکن پہاڑ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!غیر ممکن پہاڑ کا مطلب یہ ہے کہ یہ رقبہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور غیر ممکن دریا کا مطلب یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر واقع ہے لہٰذا وہ رقبہ بھی کاشت کے قابل نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!اگر یہ کہہ رہی ہیں تو میں ان کی بات مان لیتی ہوں ورنہ یہ جو چھ ماہ کی بات کر رہی ہیں تو نہ اب وہ پہاڑ رہ گئے ہیں، دریا میں پانی بھی کم آتا ہے اور ساتھ ہی دریا کا رُخ بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ملک پور میرے grand father کے نام پر ہے اور داراپور کی میں رہائشی ہوں۔ مجھے kindly یہ بتادیں کہ اگر چھ ماہ بعد یہ وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو انہیں کیوں نہیں پتا کہ دریا کا رُخ تبدیل ہو چکا ہے اور وہاں پر جو زمین ہے وہ کاشت کے قابل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!Daily basis پر reports combine نہیں ہوتی ہیں یہ ہر چھ یا چار ماہ کے بعد combine ہوتی ہیں اور میرے پاس fresh report ہے۔یہ ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ہم نے latest report لی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ کیسی بات کر رہی ہیں دریا چھ ماہ میں اپنا رخ تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان کو تو سالہا سال لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ بتا رہی ہیں آپ ان کی بات سنیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!نہیں۔یہ غلط جواب نہ دیں۔دریا چھ ماہ میں اپنا رخ تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان کو تو سالہا سال لگ جاتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آج تک سالہا سال ہو گئے وہاں پر کوئی آدمی گیا ہے اور نہ ہی کسی نے وہاں جا کر دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں اور ان کا جواب سنیں۔آپ نہ بولیں ان کو بات کرنے دیں۔ ایسے مناسب نہیں ہے۔بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ یہ میرا گاؤں ہے اور چونکہ میں وہاں کی رہائشی ہوں اس لئے میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے ان کے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے جائیں۔اس سے آگے تحصیل پنڈ دادن خان آجاتی ہے۔انہوں نے آگے جتنا بھی رقبہ احمد آباد، چوران، گولپور، برج احمد خان اور باغانوالہ بتایا ہے ان سب کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ سیم و تھور کی وجہ سے الاٹ نہیں ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے یہاں اس اسمبلی میں بہت دفعہ حکومت وقت سے اپیل کی تھی کہ ہمارے حالات پنڈ دادن خان میں بہت بُرے ہیں۔اب انہوں نے خود مان لیا ہے کہ سیم و تھور کی وجہ سے ہمارے وہاں پر کیا حالات ہیں لیکن پھر بھی لوگ وہاں اپنے جانور پال کر گزارہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں یہ زمین الاٹ کر دی جاتی؟تاکہ کم از کم لوگ اپنے جانور تو وہاں پر چرا سکیں کیونکہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن نہیں ہے۔لوگوں نے بھیڑ بکریاں رکھی ہیں اور یہ لوگ اپنے جانور پالتے ہیں تو مجھے بتا دیں کیونکہ جو میں نے سوال کیا ہے اس میں انہوں نے جز(ہ) میں کہا ہے کہ قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ قابل الاٹ رقبہ، بے زمین مزارعین و چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں یہ رقبے الاٹ کر رہے ہیں۔مجھے بتایا جائے کیوں الاٹ نہیں کر رہے ہیں جبکہ وہاں پر اتنی غربت ہے؟چلیں تھور ہی سہی کچھ تو آسرا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہاں پر یہ درست لکھا ہے کہ بے زمین مزارعین وچھوٹے مالکان کو رقبہ الاٹ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے conditions ہیں کہ 12½ ایکڑ سے کم کا جو مالک ہے یا جو landless یا tenant ہے اُس کو الاٹ کیا جاتا ہے لیکن یہ زمین چونکہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور فی الحال ابھی تک ہمارے ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس کوئی ایسی درخواست وصول نہیں ہوئی جس میں کسی نے درخواست کی ہو کہ یہ رقبہ الاٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر یہ چاہیں گی تو میں ان کو آپ کے توسط سے applications لادوں گی۔ میرے ایک اور بڑے اچھے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جن کے حوالے سے آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ ہمارے حالات مجھ سے بہتر وہ سمجھتے ہیں اور وہ ضرور میرا اس معاملے میں ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ضرور دیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کیونکہ میں کوئی اپنی ذات کے لئے کام نہیں کر رہی ہوں۔ تحصیل جہلم میں انہوں نے 685 کنال تین مرلہ رقبہ بتایا ہے۔ میری آپ کے توسط سے یہ humble request ہے کہ حکومت ایک کمیٹی بنائے جو on ground جا کر دیکھے اور وہاں پر اگر کچھ جگہ بھی خالی نظر آئے تو مجھے بتائیں۔ جو دریا کے بیچ میں پٹی ہے اُس پر بھی اب قبضہ ہو چکا ہے لیکن میری محترمہ بہن کس طرح مجھے جواب سے مطمئن ہو گئیں کہ ہاں! وہاں پر جگہ خالی پڑی ہوئی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! محترمہ اگر اُن جگہوں کی نشاندہی کر دیں تو ہم اجلاس کے بعد بیٹھ کر ضرور اس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1377 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: پٹواریوں و گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1377: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟
(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر کس کس جگہ قائم ہیں اور ان میں کل کتنے اہلکاران کام کر رہے ہیں؟
(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع لاہور میں محال سیٹلمنٹ اور اشتمال کے کل 274 پٹواری، 25 گرداور، 7 تحصیلدار اور 20 نائب تحصیلدار تعینات ہیں۔
(ب) پٹواریوں کے بڑے بڑے دفاتر شاہدرہ، نولکھا۔لاہور خاص۔ بادامی باغ، ملتان روڈ، پاجی رائیونڈ روڈ، مسلم ٹاؤن موڑ۔ چونگی امر سدھو اور میڈیکل سوسائٹی پر لب نہر نزد جلو میں واقع ہیں۔اس کے علاوہ مختلف مواضعات میں بھی پٹواریوں کے دفاتر موجود ہیں۔
(ج) اس وقت 20 کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے جن دفاتر کا ذکر کیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ دفاتر حکومت کی buildings میں قائم کئے گئے ہیں یا کرائے پر لئے گئے ہیں اور اگر یہ کرائے پر ہیں تو ان کا کرایہ کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً گرایہ حکومت ہی دیتی ہو گی۔ کرایہ کسی اور نے، آپ نے یا میں نے تو نہیں دینا؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے تب ہی تو یہ سوال پوچھا گیا ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! قانون میں ایسی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیسی؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! قانون میں ایسی provision نہیں ہے کہ پٹواریوں کے دفتر کے لئے حکومت پیسے دے گی۔ اگر ریونیو منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں تو بتا دیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق یہ دفاتر پٹواریوں نے ذاتی طور پر قائم کئے ہوئے ہیں جس کا کرایہ وہ خود دیتے ہیں اور سٹاف بھی خود رکھا ہوا ہے جس کے پیسے وہ سائلین سے وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!ایسی کوئی بات ہے یا کسی کی طرف سے ایسی کوئی شکایت آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!ٹوٹل 251پٹوار خانہ جات ہیں جن میں سے 76 سرکاری دفاتر ہیں اور 175 rented buildings ہیں جن میں 185 اہلکاران کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میرا سوال یہ تھا کہ اس کا کرایہ کون دیتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!تمام غیر سرکاری عمارات کا کرایہ ڈیپارٹمنٹ ہی manage کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!انہوں نے جز(ج)میں لکھا ہے کہ ان میں سے 20ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کب سے چل رہی ہیں اور کب تک فائنل ہو جائیں گی کیونکہ سوال کا جواب مئی 2014 میں آیا ہے اور اب 2016 چل رہا ہے، تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے لہٰذا ان محکمانہ کارروائیوں میں کتنی progress ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!اس وقت پانچ محکمانہ کارروائیوں کا فیصلہ آ چکا ہے اور ابھی فی الحال 15انکوائریاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کورٹ میں ہیں۔اگلا سوال بھی محترمہ کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اگلا سوال کہہ دیا ہے لہٰذا اب آپ مہربانی کریں اور اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لیجئے گا۔یہ سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب میں نے کہہ دیا ہے اور ہم آگے چلے گئے ہیں۔اب آپ مہربانی فرمائیں۔ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!آپ کا دوسرا سوال بھی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اگر ممبر مطمئن نہیں ہوتا تو پھر اس طرح کرنا bulldoze کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تشریف آوری کا بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!سوال تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: صدیق صاحب!تشریف رکھیں۔ میں نے floor نوشین حامد صاحبہ کو دے دیا ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔آپ کی بہت مہربانی۔ میں آگے آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!کارروائی bulldoze نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں پچھلے سوال سے مطمئن ہی نہیں ہوئی تو آپ نے اگلا سوال کہہ دیا ہے۔ابھی تو اس کے ضمنی سوال ہی مکمل نہیں ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات کا جواب دے دیا ہے۔ چلیں،اس سوال میں کر لیجئے گا۔ مہربانی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!وہ پہلے سوال پر ہمیں مطمئن تو کریں پھر اگلا سوال کریں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ پانچ ملازمین کے خلاف فیصلہ آ چکا ہے اور باقی کارروائی چل رہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!ہم نے کہا ہے کہ rented buildings کا جو کرایہ حکومت دیتی ہے وہ totally غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال کر رہے ہیں لیکن یہ ڈاکٹر صاحبہ کا سوال ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال پر بات کر رہا ہوں اور ضمنی سوال کرنا میرا حق بنتا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!ضمنی سوال کرنا میرا حق بنتا ہے اور یہ حق آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی۔انہوں نے آپ کو بتادیاہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو جواب دے دیاہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!انہوں نے غلط جواب دیاہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب محکمہ دیتاہے۔جی،نوشین حامد صاحبہ!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!یہ ہمارا حق ہے۔آپ کو ہمیں ٹائم دیناچاہئے۔اگر آپ نے ٹائم نہیں دیناتو پھر اس کا فائدہ ہی نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: جی،ایسے نہ کریں۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس طرح تو اس ایوان کی اہمیت ہی ختم ہے۔اس طرح یہ ایوان نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ایسے یہ بات ٹھیک نہیں ہوتی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں عرض کرتاہوں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!اگر ایک ممبر سوال کر رہاہے لیکن دوسرا ممبر ضمنی سوال پوچھنا چاہتاہے تو اس میں کیا اعتراض ہے؟ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سال بعد سوال کی باری آتی ہے اور اس ایوان کے علاوہ کوئی ایساforum بھی نہیں ہے۔جب تک کسی ممبر کے سوال کا جواب نہیں آجاتا اُس وقت تک لوگوں میں یہ احساس پایاجاتاہے کہ آپ کا جھکاؤ حکومتی بنچوں کی طرف ہے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ ایوان کے custodian ہیں لہٰذا آپ غیر جانبدار رہیں۔

جناب سپیکر: جی،ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!ہمیں سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: صدیق صاحب!آپ بیٹھیں اور مجھے نوشین حامد صاحبہ کی بات سننے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟Don't look nice میں نے floor نوشین حامد صاحبہ کو دیا ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!انہوں نے غلط جواب دیا ہے اور اس پر ابھی ہم مطمئن نہیں ہوئے۔ جب میں اِن کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں تو اگلا سوال کیسے کر دوں؟

جناب سپیکر: محترمہ!انہوں نے آپ کو جواب تو دے دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ کرایہ ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے تو ایسی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،انہوں نے آپ کو بتا تو دیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں اگر غلط جواب دیا جائے تو اس کی clarity لینا آپ کی ذمہ داری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بجٹ میں ایسی کوئی provision موجود نہیں ہے کہ پٹواری خانوں کا rent حکومت ادا کرے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: یہاں حکومتی بنچوں کے ممبران بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں پورے پنجاب کے حوالے سے ایسی کوئی ایک بات بتا دیں۔پٹواری کرپشن کے پیسوں سے یہ rented buildings لیتے ہیں۔بجٹ میں ایسی کوئی provision نہیں ہے اس لئے یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!آپ ان کے سوال کا جواب دوبارہ بتا دیں جو وہ پوچھ رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!ایک ایک سوال پر اتنا ٹائم لگ جاتا ہے تو ہمارے سوال کدھر گئے؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔ مجھے اُن سے جواب لینے دیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اُن کا کرایہ محکمہ ہی manage کرتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ اس کے legal ثبوت دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، پہلے آپ ثابت کریں پھر اُس کے بعد میں notice لوں گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ کوئی legal ثبوت دے دیں کہ محکمہ rented buildings کا کرایہ خود دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے جو بات کی ہے میں پتا کر لیتا ہوں۔ آپ خود ثبوت لے کر آئیں پھر بات کریں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اگلا سوال نہیں لینا چاہتیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں وہ بھی کروں گی پہلے اس کا جواب دے دیں کیونکہ ہمارے علم کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: جی، علم نہیں بلکہ لکھ کر لائیں میرے پاس۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کرایہ پٹواری اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ثبوت لے کر آئیں تو میں دیکھ لوں گا۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ثبوت ہم نے نہیں بلکہ حکومت نے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا issue ہے نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور انہوں نے جواب دے دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! چونکہ ان کی طرف سے اعتراض آیا ہے تو انہیں چاہئے کہ پہلے یہ ثبوت لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، ثبوت لے کر آئیں تو دیکھیں گے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے صحیح جواب دیا ہے اور آپ ثبوت لے کر آئیں جو آپ کے پاس ہے تو پھر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اعتراض معزز ممبر کی طرف سے آیا ہے تو یہ ثابت کر دیں جس پر ہم ایکشن لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ایوان کو misguide کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔ایسے آپ کی بات اچھی نہیں لگتی۔(شوروغل)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ بات نہیں کرنا چاہتیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!ٹھیک ہے انہوں نے جوon the floor of the House جواب دیا ہے کہ محکمہ اس کا کرایہ ادا کرتا ہے تو پھر یہ محکمہ کا بجٹ دکھادیں کہ اس کا کرایہ کس head میں سے جاتا ہے تو ہم اپنا اعتراض واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!انہوں نے جواب دے دیا ہے اس لئے آپ اپنا اگلا سوال کریں اور اگر آپ نہیں کرنا چاہتیں تو آپ کی مرضی ہے میں اگلے سوال پر چلا جاؤں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اگر اسی طرح چیزیں bulldoze ہوتی رہیں تو سوال کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب!آپ ایسے نہ کریں کیونکہ اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔اگر غلط ہے تو آپ ثابت کریں پھر میں دیکھوں گا جس پر کوئی رولنگ دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!آپ صرف یہ ہدایت دے دیں کہ اس کا head of accounts دکھادیں کہ کس head سے یہ کرایہ جاتا ہے تو ہم لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔آپ آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر!اجلاس کے بعد معزز ممبر کو مزید تفصیلات مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!مجھے اس ایوان میں جواب چاہئے۔کل دے دیں، پرسوں دے دیں مجھے اس کا جواب ایوان میں چاہئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس کا جواب کبھی نہیں آئے گا کیونکہ پٹواری حکومت کے main pillars ہیں اور انہی کی بدولت یہ الیکشن جیتتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔عباسی صاحب!ایسے نہ کریں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر!ان کا سوال تھا کہ کل کتنے پٹوار خانے ہیں اور ان میں سے غیر سرکاری کتنے اور سرکاری کتنے ہیں جس کا مفصّل جواب دے دیا گیا ہے۔ اب انہیں مزید تفصیل کرایہ ناموں کی چاہئے تو یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!اس کا جواب اس ایوان میں آنا چاہئے۔(شور وغل)

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!اس کا جواب مجھے اس ایوان میں چاہئے بے شک کل دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جی اس کا جواب ایوان میں ہی آجائے گا۔اس سوال کو pending کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہ commitment ہے کہ کل اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ایوان میں دیں گی؟

جناب سپیکر: میں نے انہیں کہہ دیا ہے تو وہ اس کا جواب اس کی باری آنے پر دیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!پٹواریوں کی کرپشن کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ کرایہ اپنی جیب سے دیتے ہیں۔یہ اس کا جواب ایوان میں دیں کیونکہ ہم یہاں پر کرپشن ختم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ جب اس کی باری آئے گی تو آپ کو اس کا جواب اس ایوان میں مل جائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!آپ ان سے commitment لے دیں۔

جناب سپیکر: آپ آگے چلیں۔جب اس کی باری آئے گی تو جواب آجائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے commitment لے دیں کہ وہ کل اس کا جواب لے کر ایوان میں آجائیں گی تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔میں commitment ایسی کیسے کرلوں اور کل کیسے جواب آجائے گا؟جب اس کی باری آئے گی تو اس کا جواب ایوان میں آجائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!پھر ابھی دے دیں یا پھر کل کی commitment دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!پھر آپ کی مرضی ہے، دیکھ لیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں نے آپ کے سامنے ایک valid issue اٹھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی مہربانی۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ اس سوال کو pending کرتے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں نے آپ کو انفارمیشن بھی دے دی ہے اور بتا بھی دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی مہربانی،اس سوال کو pending کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہ تو پھر کرپشن کو promote کیا جا رہا ہے اور میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ کرایہ اپنی جیب سے پٹواری ادا کرتے ہیں لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نے اس سوال کو pending کر دیا ہے اس لئے آپ ایسے نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو پٹواری گو"اور "پٹواری کلچر ختم کرو"
جبکہ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"رو عمران رو"کی نعرے بازی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح حکومت کرپشن کو protection دے رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں اور آپ کو نقصان ہو گا۔ محترمہ!اس سوال کو میں نے pending کر دیا ہے اس لئے آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔(شور وغل)

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!شکریہ۔ ویسے میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ 2014 کے بعد آپ کو پٹواری نظر نہیں آئے گا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: کس نے وعدہ کیا تھا؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!اخبار میں اس حوالے سے خبر کی کٹنگ موجود ہے جو میں آپ کے سامنے لا دوں گی کہ میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ 2014 کے بعد پٹواری کا کردار۔۔۔

جناب سپیکر: اس سسٹم کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کہا ہو گا۔ میرے خیال میں یہ بات انہوں نے نہیں کی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1378 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل سرگودھا میں پٹوار سرکلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1378: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرگودھا، محکمہ مال میں کتنے پٹواری اور گرداور ہیں، کب سے تعینات ہیں ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداور کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں اور سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر سرگودھا کی طرف سے دیئے گئے جواب کے مطابق اس وقت سرگودھا میں 62 پٹواری اور 10 قانونگو کام کر رہے ہیں ہر ایک پٹواری اور قانونگو کی ایک حلقہ میں تعیناتی کی مدت (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل سرگودھا کے پٹواریوں اور گرداوروں کی مدت ملازمت کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل سرگودھا میں 74 پٹوار سرکل اور 10 قانونگوئیاں ہیں اس وقت اس تحصیل میں 62 پٹواری اور 10 قانونگو کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ پٹوار سرکل 74 ہیں اور پٹواری 62 ہیں تو باقی 12 سرکل میں پٹواری تعینات کیوں نہیں کئے جا رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! کچھ پٹواریوں کو یہاں پر اضافی چارج دیا گیا ہے اس لئے پٹوار خانے زیادہ ہیں اور پٹواری کم ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!ان کے پاس اضافی چارج کب تک رہے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر!جب تک نئی ریکروٹمنٹ نہیں ہوتی ویسے محکمہ بہت جلد اس کا نوٹس لے رہا ہے اور اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، جلد ہو جائے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!کن پٹواریوں کے پاس اضافی چارج، ذمہ داریاں ہیں اور وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں؟

جناب سپیکر: کون سی اضافی ذمہ داریاں، کیا مطلب ہے؟ ہر پٹواری کی اپنے اپنے سرکل میں ذمہ داری ہوتی ہے۔اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر!شکریہ۔میرے سوال کا نمبر 1818 ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ اس کا جواب پڑھ دیں۔

تحصیلدار بی ایس 16 کے امتحان کے نتائج میں تاخیر

*1818: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 2011 میں PPSC کے ذریعے تحصیلدار بی ایس۔16 کی 43 اسامیاں مشتہر کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے پنجاب سے۔/43000 امیدواروں نے اس پر اپلائی کیا اور جس کی محکمانہ فیس۔/700 روپے فی امیدوار تھی اور محکمہ نے دو کروڑ 90 لاکھ روپے فیس اکٹھی کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال بعد PPSC کی جانب سے ان اسامیوں پر دسمبر 2012 میں PPSC نے امیدواروں سے چار پیپرز کا امتحان لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ان اسامیوں کا رزلٹ نہیں دیا گیا اور حکومت نے ہر اسامی withdraw کر لی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیلدار بی ایس۔16 کی اسامیاں صرف PPSC کے ذریعے ہی پُر کی جاتی ہیں جبکہ محکمانہ بھرتی نہیں ہو سکتی؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت درج بالا اسامیوں کو پُر نہ کرنے اور withdraw کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ یہ بہت اہم سوال ہے اس لئے اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب پڑھوانا چاہتی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اس کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے 45 تحصیلداروں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PPSC کو لکھا تھا اور PPSC نے مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مشتہر کیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ PPSC نے 45 اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امتحانات اور انتظامی معاملات کو احسن طریقہ سے ادا کرنے کے لئے۔/700 روپے فی امیدوار چارج کی تھی اور 42613 امیدواروں نے درخواست دی تھی جس کی کل رقم 2 کروڑ 98 لاکھ 20 ہزار ایک سو روپے بنتی ہے جو کہ حکومت کے ہیڈ میں جمع ہوتے ہیں۔

(ج) اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے چونکہ امتحانات PPSC لیتا ہے اور PPSC ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے قواعد وضوابط کے مطابق اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امتحان لیتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے 45 تحصیلداروں کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PPSC نے مذکورہ اسامیوں کو مشتہر کرنے کے بعد امتحان لیا تھا لیکن بعض انتظامی وجوہات

کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے واپس لے لی ہیں یا ختم کر دی ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ مجوزہ حکومتی پالیسی کے مطابق گریڈ 11تا16تک کی اسامیاں صرف PPSC کے ذریعہ سے ہی پُر کی جاتی ہیں۔

(و) یہ درست ہے کہ 45 تحصیلداروں کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےPPSC نے مشتہر کرنے کے بعد امتحان لیا تھا لیکن بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے یہ بھی درست نہ ہے کہ مذکورہ بالا اسامیوں کو بورڈ آف ریونیو نے واپس لے لیا ہے یا ختم کر دیا ہے مذکورہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب تو میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے لیکن دوسروں کے ٹائم کا بھی خیال کریں آگے جن کے سوال ہیں اگر یہ اس طرح سے ہر ایک کا جواب پڑھنا شروع کر دیا تو کس طرح باقی معزز ممبران کی باری آئے گی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ میرا جز(د) میں ضمنی سوال ہے کہ اس میں انہوں نے جو جواب دیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے جب کہ امتحانات لئے گئے۔ جب امتحان ہو جاتا ہے پھر کون سی ایسی انتظامی وجوہات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اس کا اعلان نہیں کیا جاتا، میں چاہتی ہوں اس کو explain کر دیا جائے تاکہ ہمارے نالج میں آئے کہ وہ کون سی ایسی وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بالکل اس کا جواب یہ ہے کہ جز(ج) میں نے یہ پڑھا ہے کہ PPSC is independent body یہ محکمہ مال کے under نہیں ہے تو PPSC نے امتحانات لئے ہیں اور امتحانات کے جو رزلٹ ہیں وہ انہوں نے ہی announce کرنے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! نہایت ہی احترام کے ساتھ میں یہ عرض کروں گی کہ اگر یہ جواب آیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان کی اپنی بھی responsibility ہے کہ یہ اس معاملے کو جاننے کی خود بھی کوشش کریں تاکہ ایوان میں ہمیں بھی بہتر طور پر آگاہ کر سکیں۔ اگر ایک ڈیپارٹمنٹ امتحانات

لینے کے بعد رزلٹ announce نہیں کر رہا تو اُس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں سمجھتی ہوں ہم سے زیادہ ان کی responsibility ہے کہ وہ اس چیز کو خود بھی جانیں اور میرا خیال ہے کہ اس کا جواب ان کے پاس بھی نہیں ہے معلومات یہ خود بھی حاصل نہیں کر سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ matter High Court میں pending ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرے چھوٹے چھوٹے دو ضمنی سوال اور ہیں۔

جناب سپیکر: جب یہ matter High Court میں pending ہے تو پھر میرے خیال میں اس کو discuss کرنا آپ کو بھی اچھا نہیں لگے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں تو ایسی کوئی بات نہیں کر رہی جس کا جواب مجھے اس طرح سے دیا جائے اور مجھے اچھا نہ لگے میں valid بات کر رہی ہوں to the point بات کر رہی ہوں اور قانون اور ضابطے کے مطابق بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ 2 کروڑ 98 لاکھ 20 ہزار روپے کی رقم جو ہے وہ گورنمنٹ کے اکاؤنٹ ہیڈ میں جمع ہے مجھے اُس کا بھی بتایا جائے کہ وہ رقم کے جو applicants تھے جنہوں نے وہ رقم اس امتحان کی وجہ سے فیس کی مد میں apply کرنے کے لئے جمع کی تھی اُس کو واپس کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! وہ فیس واپس نہیں ہوتی وہ ناقابل واپسی ہوتی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں یہ تو انتہائی زیادتی ہے کہ ایک بندہ apply کرتا ہے، paper دیتا ہے اُس کے exam دینے کے بعد یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ تم پاس ہوئے یا تم فیل ہوئے تمہاری application منظور ہوئی، نہیں منظور ہوئی even then اُن کے پیسے بھی واپس نہیں کئے جا رہے۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ یہ گڈ گورننس کا کون سا طریق کار ہے کہ کوئی مد بھی نہیں چھوڑنی

کسی جگہ پر عوام کے لئے کوئی ریلیف نہیں ہے اور وہ غریب عوام پتا نہیں کہاں سے پیسے لاکر فیسیں جمع کرواتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کریں اس میں آپ تحریک لے کر آئیں گے تو میں اُن سے پوچھنے والا بنوں گا۔ اُن سے ضرور جواب لوں گا جی، آپ اس میں کوئی تحریک لائیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتادیا جائے جو آخر میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ گورنمنٹ کا ان اسامیوں کو پُر کرنے والا معاملہ بہت جلد زیر غور ہے کیا کوئی time-frame دیں سکتی ہیں؟ جو ایڈیشنل چارج پر پٹواریوں کو سارے اختیارات دیئے ہوئے ہیں اور ابھی ان کا ارادہ نہیں ہے time-frame کوئی نہیں ہے کیا بتائیں گی کہ کتنے عرصہ کے اندر یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ process ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کیا یہ PPSC کے through ہوا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ یہاں پر حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کا خاتمہ چاہتی ہے اور زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا جو عمل ہے ہم نے تقریباً 85 سے 90 فیصد تک cover کر لیا ہے اور 30-06-16 hundred percent تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب! بات سنیں the matter is pending at adjudication تو ایسے بات مناسب نہیں لگتی آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا جز (ب) پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم BO1173 کے ہیڈ میں جمع کروائی جاتی ہے۔ میں جز (ب) کا جواب پڑھ رہا ہوں سوال نمبر 3320 ہے۔

جناب سپیکر: آپ کدھر پہنچ گئے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! sorry

جناب سپیکر: صدقے جاواں۔ جی، اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!on her behalf

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر3320 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ ناہید نعیم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ:تحصیلداروں،نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3320: محترمہ ناہید نعیم:کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے ضلع گوجرانوالہ میں سال12۔2011 میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول کی؟

(ب) زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول کی جانے والی رقم کہاں کہاں خرچ کی جاتی ہے،اس کے خرچ کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں موجود پٹواریوں،تحصیلداروں،نائب تحصیلداروں کی کتنی تعداد ہے نیز ان کے دفاتر کہاں کہاں ہیں،ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر،ضلع گوجرانوالہ کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں سال 12۔2011 میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں مبلغ 2,03,27,230 روپے وصول کئے گئے ہیں۔

(ب) زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم کو BO1173 کے ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے بعد ازاں حکومت پنجاب اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتی ہے۔

(ج) آمدہ جواب از ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں موجود تحصیلداران اور نائب تحصیلداران کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام اسامی	کل اسامیاں	تعداد تعینات اسامیاں	تعداد خالی اسامیاں
تحصیلدار	05	04	01
نائب تحصیلدار	14	12	02
پٹواری	270	207	63

جملہ تحصیلداران، نائب تحصیلداران کے دفاتر ضلع ہذا کی پانچ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں واقع ہیں نیز مذکورہ افسران مطابق دورہ پروگرام دیہات میں جاکر کار سرکار بھی انجام دیتے ہیں۔ پٹواریوں کے دفاتر کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت ضلع گوجرانوالہ درج ذیل پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری چل رہی ہے۔

نام پٹواری	حلقہ	وجہ انکوائری
رانا اشفاق احمد	کوٹلی مغلہ	دوران Stay فرد جاری کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
رانا محمد اشفاق	قلعہ دیدار سنگھ	آڈر ہن رقبہ کی فرد جاری کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
غلام دستگیر	بنیکہ چیمہ	باوجہ نامکمل کاغذات بستہ انکوائری چل رہی ہے۔
محمد ارشاد چیمہ	معطل	اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
رانا منور حسین	معطل	اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال کا جز (د) ہے اس میں جو detail دی گئی ہے میں اس کے حوالے سے محترمہ سے پوچھنا چاہوں گی کہ یہ سوال وصولی کی تاریخ 13۔دسمبر 2013 ہے اور تاریخ ترسیل 26۔فروری 2014 ہے اور ہمیں جو جواب موصول ہوا ہے وہ 2016 میں پڑھا جا رہا ہے تو اس دوران کا جو update ہے جو انہوں نے یہاں detail دی ہوئی ہے کہ اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری چل رہی ہے اب اس وقت اس انکوائری کا کیا status ہے اور ان میں سے کتنوں کو بحال کر دیا گیا ہے کتنوں کو معطل کر دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! ان پانچ میں سے چار کے خلاف انکوائریاں continue ہیں اور ایک کا فیصلہ ابھی تک آیا ہے جو کہ رانا منوّر حسین ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! محترمہ سے صرف یہ درخواست ہے کہ آپ ایوان کو detail بتا دیں کہ جو اس پر فیصلہ آیا ہے وہ فیصلہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر! میرے پاس ابھی تک جو latest record ہے ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ کے پاس تھا جو مجھے موصول ہوا ہے رانا منّور حسین کا فیصلہ آیا ہے اور چار کی انکوائری چل رہی ہے مزید detail جیسے۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!ان کا اتنا ہی فیصلہ آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر اس فیصلہ کی مزید detail میں آپ کو بعد میں provide کر دوں گی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر !میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!معزز ممبر کا سوال یہ ہے کہ کتنے پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں تو ڈیپارٹمنٹ میں پانچ کے خلاف چل رہی تھیں۔ ایک کا فیصلہ آ چکا ہے اور چار کے خلاف ابھی بھی انکوائریاں continue ہیں۔یہ سوال کرنا کہ ان پر فیصلہ کیا آیا ہے یہ fresh question بنتا ہے.you have to submit a fresh question

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!یہ تو بتادیں کہ انہیں معطل کیا گیا، بحال کیا گیا یا کیا کیا گیا؟ یہ تین سالوں میں ان پانچ کیسوں کے لئے فیصلہ نہیں کر سکے ہمیں تو ان کی detail چاہئے اور اس ایوان کو بتایا جائے کہ ان پٹواریوں کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: محترمہ!وہ پوچھ رہے ہیں کہ فیصلہ کیا آیا، بس آپ وہ بتادیں؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ 2013 میں سوال کیا گیا تھا کیا انہوں نے 2016 میں بھی نہیں بتانا؟ یہ بتائیں کہ جن کی انکوائری لگائی تھی ان پٹواریوں کے خلاف کیا ہوا، کیا انہیں نوکری سے نکال دیا، بحال کر دیا ہے یا پھر بتایا جائے اس انکوائری کو کتنا عرصہ چلانا ہے؟

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!ان دو سوالوں پر ہی سارا وقت خرچ ہو گیا ہے، جو ہمارے آگے سوال رہ جائیں گے ان کا کیا بنے گا؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔چودھری صاحب!آپ بھی تشریف رکھیں کیا آپ کا اس میں کوئی سوال ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ایک بھی سوال ہے؟ اگر آپ کا اس میں سوال ہے تو پھر آپ کو دوسروں کا خیال کرنا چاہئے، مہربانی کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ پھر یہ کہہ دیں کہ ضمنی سوال کی اجازت نہیں ہے میں نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: اچھا بولیں، کیا سوال ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم (1873)DO کے head میں جمع کرائی جاتی ہے۔ جو زرعی ٹیکس کا ایکٹ 1997 ہے وہ "زرعی ٹیکس" ہے "زرعی انکم ٹیکس" نہیں ہے۔ یہ جو کل منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ زرعی انکم ٹیکس اور زرعی ٹیکس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ یہاں لاء منسٹر بھی موجود ہیں پنجاب میں "زرعی انکم ٹیکس" کا کوئی قانون نہیں ہے اور 1997 کا جو قانون ہے وہ "زرعی ٹیکس" کے نام پر ہے وہ زرعی انکم ٹیکس کے نام پر نہیں ہے۔ یہ جو جواب آیا ہے اس حوالے سے ہمیں وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا یہ سوال آپ وزیر قانون سے پوچھ رہے ہیں یا محترمہ پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھ رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! محترمہ بتادیں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: یہ تو ٹیکنیکل بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ ذرا اپنا سوال دہرا دیں سمجھ نہیں آئی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنا سوال دہرا دیتا ہوں۔ جو 1997 کا ایکٹ ہے اس کا ٹائٹل "زرعی ٹیکس" ہے "زرعی انکم ٹیکس" نہیں ہے۔ اس وقت کاشتکاروں سے دو ٹیکس لئے جارہے ہیں ایک "زرعی ٹیکس" اور دوسرا "زرعی انکم ٹیکس"۔ یہ جس اکاؤنٹ میں پیسے لے رہے ہیں یہ جواب میں "زرعی انکم ٹیکس" کی بات کی جارہی ہے۔ جب یہ "زرعی انکم ٹیکس" آپ کا قانون ہی نہیں ہے تو پھر یہ کیسے پیسے

لئے جارہے ہیں؟یہی تو جھگڑا ہے، "زرعی انکم ٹیکس"تو آپ کے purview میں ہی نہیں آتا۔ اس کا جواب محترمہ دے دیں یالاء منسٹر صاحب دے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کس حیثیت میں جواب دینا چاہتے ہیں؟وہ جن سے پوچھ رہے ہیں وہی جواب دے سکتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس لئے آپ سے اجازت مانگ رہا تھا کہ اگر جناب فرمائیں تو میں عرض کردوں ورنہ پھر لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!یہاں"زرعی انکم ٹیکس"سے ہماری مراد land base taxہے۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!پھر وہ یہاں درست کریں۔

جناب سپیکر:اس کو درست کر لیا جائے۔ اس کو"زرعی انکم ٹیکس"نہیں بلکہ "زرعی ٹیکس"ہی پڑھا جائے۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!وہ تو ایکٹ ہی موجود نہیں ہے وہ کس اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرائے جارہے ہیں،یہ کیا ہو رہا ہے؟یہاں"زرعی انکم ٹیکس"کی بات کی جارہی ہے ان کا سوال"زرعی انکم ٹیکس" کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی درستی کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 332جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ محترمہ!یہ پھر آپ کا سوال آگیا ہے اور اس سے آگے بھی آپ کا سوال ہے،آپ کے ساتھی آپ کو اپنے سوال تک پہنچنے نہیں دے رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!بڑے دنوں بعد سوال آئے ہیں۔ میرا سوال نمبر1294 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فوتیدگی انتقال کے اندراج کے واجبات کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1294: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کسی شخص کے فوت ہونے پر جو فوتیدگی انتقال اس کے ورثاء کے نام اندراج کیا جاتا ہے اس کے حکومتی واجبات کس شرح سے لئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ واجبات جائز ہیں کیونکہ ورثاء اپنی موجودہ جائیداد کے کلی طور پر پہلے ہی سے وارث ہوتے ہیں اور اس میں ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا؟

(ج) کیا حکومت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ یہ کارروائی بغیر ٹیکس یا واجبات کے ہو؟

(د) اگر کوئی تجویز زیر غور نہیں تو کیا حکومت اس مسئلہ پر قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) کسی بھی مالک اراضی کی فوتیدگی کے بعد اس کی جائیداد اس کے وارثان کے نام بذریعہ انتقال وراثت درج کر کے تصدیق کی جاتی ہے۔انتقال وراثت پر فیس بورڈ آف ریونیو پنجاب کی جاری شدہ چھٹی نمبر(I)LR-1592/2010-1587 مورخہ 30۔جون2010 کے ضمن 1 کے تحت مبلغ-/500روپے مقرر ہے جس میں سے-/300روپے بحق سرکار اور-/200روپے ریونیو سٹاف کو دیئے جاتے ہیں۔ نقل جھنڈی(الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! واجبات درست ہیں یہ معمولی واجبات کاغذات کی پرنٹنگ، کتابوں کی جلد بندی اور کاغذات کی حفاظت وغیرہ کا معاوضہ ہے۔کیونکہ وارثان اس انتقال وراثت کی تصدیق کے بعد ہی مالک جائیداد قرار پاتے ہیں۔

(ج) جی، نہیں۔

(د) وضاحت جز(ب وج)میں ملاحظہ ہو۔ چونکہ یہ واجبات معمولی نوعیت کے ہیں اس لئے تاحال اس بابت کوئی معاملہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جز(الف) کے بارے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس میں دیا ہوا ہے کہ 500 روپے فیس مقرر ہے جس میں سے 300 روپے بحق سرکار۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ ان کی بات سننے دیں، گپ شپ سے پرہیز کیجئے۔

محترمہ راحیلہ انور: جس میں سے 300 روپے بحق سرکار اور 200 روپے ریونیو سٹاف کو دیئے جاتے ہیں۔ ہر بندے کو پتا ہے کہ under the table کیا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو کچھ under the table ہو رہا ہے اس پر کچھ چیک اینڈ بیلنس ہے؟ یہ جو فیس 1000 روپے ہے this is nothing وہاں تو لاکھوں کی فیس لی جاتی ہے۔ پٹواری کی اپنی فیس ہے، تحصیلدار کی اپنی فیس ہے وہاں تو لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ کیا کوئی ایسا mechanism ہے کہ اس کو دیکھا جائے کہ وہاں واقعی ایسا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! جو رولز اور قاعدے ہیں ان کے مطابق یہاں پر 500 روپے fix ہے جس میں سے 300 روپے حکومت کے head میں جاتا ہے اور 200 روپے کی bifurcation ہے۔ اس بارے میں annex-A میں بھی ہے اور میں بھی آپ کو بتا دیتی ہوں کہ جہاں پر ابھی تک manual system ہے وہاں پٹواری کو 100 روپے، قانونگو کو 50 روپے اور ریونیو آفیسر کو 50 روپے دیئے جاتے ہیں۔ جہاں پر online system ہو گیا ہے وہاں پر پٹواری کو 100 روپے،

50 rupees goes to the service central official, 25 rupees to ADLR and 25 rupees to the service centre incharge.

جہاں تک آپ کا یہ سوال ہے کہ وہاں زیادتی ہوتی ہے یا عوام کو لوٹا جاتا ہے تو جہاں جہاں سے محکمے کو شکایت موصول ہوتی ہے محکمہ اس پر ضرور ایکشن لیتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس میں چٹھی نمبر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ آدمی کے فوت ہونے کے بعد جو چٹھی نمبر (LR(I)-1592/2010-1587، kindly مجھے یہ جواب دیں کہ جواب موصول ہونے

کے پندرہ دن کے اندر وراثتی انتقال درج کر کے وارثان کو نقل فراہم کی جاتی ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جو ہو رہا ہے وہ انہوں نے بتا دیا ہے، اب اگر آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ مہربانی کر کے مجھے بتا دیں کہ کیا پندرہ دن کے اندر نقل فراہم کی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بالکل اس طرح ہو رہا ہے اگر کہیں کوئی شکایت ہے تو یہ بتا سکتی ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں میری درخواست ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی کوئی سوال دے دیا کریں تاکہ میں بھی آرام سے سن سکوں اور کوئی بات آگے چلے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جب محترمہ کا ضمنی سوال ختم ہو گا تو پھر آپ سے درخواست کرنی ہے۔ آپ بھی ہمارے جواب نہیں دیتے اور میرے جتنے سوال آتے ہیں وہ سارے kill ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں وہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پتا نہیں کون kill کرتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ پنجاب کے لوگ پٹواری کلچر کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں، جس طرح میڈم نے بات کی کہ پندرہ دن کے اندر اندر وراثت کا انتقال کر کے اطلاع دی جاتی ہے۔ منسٹر چودھری شیر علی خان یہاں تشریف رکھتے ہیں اور ہم ایک علاقے کے ہیں تو یہ بتا دیں کہ کیا یہ practice on the ground ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: انہوں نے قانون اور چھٹی نمبر بتا دیا ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس اس کی کوئی اور مثال ہے تو بتائیں پھر ہم اس کا notice لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ پٹواری کے شکنجے سے نکلیں اور یہ قانون موجود ہے ہر تحصیل میں یہ circular جاری کریں کہ جو بھی وراثت کا

انتقال ہو پندرہ دن میں مکمل کر کے ورثاء کو اطلاع کریں۔ میری یہ چھوٹی سی درخواست ہے اور یہ منسٹر صاحبان کی collective ذمہ داری ہے کہ تو کیا یہ چیزیں on the ground implement ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: یہ کام specific period کے اندر اندر ہونا چاہئے۔ جی، آپ کی بات ہو گئی اب آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتا دیا ہے کہ چھٹی نمبر یہی ہے۔ وہ بعد میں پوری طرح اس کی تحقیق کریں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وہ assurance دیں تو عوام کو اس سے بہت ریلیف ملے گا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے کہنے پر پڑتال کریں گے اگر کوئی ایسی بات ثابت ہوئی تو اس کا notice ضرور لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ہاں!

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران اور اس ایوان کے علم میں بات لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں land computerization کا پراجیکٹ تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اس میں تقریباً 85 فیصد تک کام مکمل ہو گیا ہے اور صرف 15 فیصد تک pending ہے۔ جن میں عدالتی کیسز یا معاملات مختلف کورٹس میں pending ہیں تو اس کی وجہ سے 10 سے 15 فیصد یا کسی جگہ 11 سے 14 فیصد pending ہیں۔ اس کے علاوہ باقی تمام موضع جات کا پوری طرح land record computerized ہو چکا ہے اور عنقریب within one month وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس پراجیکٹ کا باضابطہ افتتاح کریں گے۔ اس کے بعد پٹواری کلچر بالکل ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو اس سے نجات مل جائے گی۔ یہ سارے معاملات جن میں فرد کا ملنا اور انتقالات کا ہونا پوری طرح سے computerization کے تحت خود بخود resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! عام انتقالات کو computer والوں نے deal کرنا ہے اور میں وراثت کی بات کر رہا ہوں جس کو ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے deal کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ آیا تھا کہ پندرہ دن کے اندر اندر وراثت انتقال کا اندراج مکمل کر کے پھر ان ورثاء کو اطلاع دی جاتی ہے۔ میرا یہ سوال تھا کہ منسٹر چودھری شیر علی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ بتادیں کہ ڈسٹرکٹ راولپنڈی اور اٹک میں practice implement یہ on the ground ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے نشاندہی کی ہے تو وہ اس کا notice لیں گے اور یقیناً لیں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات کی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے assurance کروادیں کہ اس قانون کی practice کو implement کیا جائے۔ اس سے لوگوں کو بہت ساری سہولت مل جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے assurance دی ہے اور اس بات کو ریکارڈ میں لے آئیں کہ وہ implement کرادیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو نہیں سنا، یہ آپ نے سنا ہے۔ جی، وہ اس بات کا notice لیں گے۔ جی، اگلا سوال محترمہ آپ ہی کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ محترمہ کا تیسرا سوال آرہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا پہلا سوال pending تھا۔ شاید میرے خیال میں ابھی ایک اور سوال بھی ہو گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 1295 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: رجسٹری فیس کی مد میں آمدنی و دیگر تفصیلات

*1295: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی شرح کیا تھی اور کس قانون کے تحت وصول کی گئی اور شرح مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع جہلم میں رجسٹری فیس کی مد میں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران 6,82,09,796/- روپے آمدنی ہوئی۔

12-2011	3,29,64,039/-
13-2012	3,52,45,757/-
میزان	6,82,09,796/-

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی وصولی کی شرح جائیداد کی مالیت کا ایک فیصد ہے۔رجسٹریشن فیس بمطابق قانون

Section 78 of the Registration Act, 1908 (XVI of 1908), read with section 21 of the General Clauses Act, 1878 Government of Punjab.

کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ب) میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جائیداد کی مالیت assess کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کیونکہ انہوں نے رجسٹری فیس کی وصولی ایک فیصد کہا ہے تو مہربانی کر کے مجھے اس کی وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! کاغذات میں ہر تحصیل اور موضع میں مختلف قسم کے حساب سے قیمت مقرر کر رکھی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی، kindly وہ پھر بتائیں گی کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! حیثیت کے لحاظ سے اس کی قیمت مقرر کر رکھی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جہاں تک میرا knowledge ہے اور جہاں میں رہتی ہوں اگر وہاں دس لاکھ روپے مرلہ ہے تو حکومت اس کو 25 لاکھ روپیہ مرلہ declare کر کے چارجز لیتی ہے تو ایسا

کیوں ہے؟ یہ ہر جگہ ایسے ہو رہا ہے اور اگر زمین کی مالیت کم ہے تو حکومت اپنی وصولی کے لئے مالیت زیادہ show کرتی ہے تو ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ یہ بات ہر کسی کو پتا ہے، مہربانی کر کے مجھے اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کیونکہ لوگ mutual consent کر کے قیمت کم لکھواتے ہیں تاکہ ٹیکس بچایا جا سکے تو اس کو دیکھ کر حکومت نے قیمت مقرر کی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کیسا جواب ہے کہ حکومت ٹیکس چوروں کا ساتھ دے رہی ہے پھر یہ on the floor of the House accept کر رہی ہیں کہ حکومت لوگوں کے ساتھ مل کر یہ کام کر رہی ہے اور لوگ ٹیکس بچانے کے لئے مالیت کم show کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ تو کہتی ہے کہ ہم ٹیکس چور ہیں، حکومت کا کام ہے کہ ان کو پکڑیں اور یہ کہہ رہی ہیں وہ ٹیکس بچانے کے لئے اس کی مالیت کم show کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لوگ کم show کرتے ہوں گے لیکن حکومت ایسا نہیں کرتی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے کچھ اور کہا ہو تو مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: کئی لوگ مالیت کم show کرتے ہوں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!? what is this حکومت اس وقت کیا دعوے کر رہی ہے اور انہی کی نمائندہ کہہ رہی ہیں کہ ٹیکس بچانے کے لئے ہم لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں تو کیا حکومت ٹیکس چوروں کا ساتھ دے رہی ہے؟۔۔۔ مائیک کیوں بار بار بند کر دیا جاتا ہے؟ what is this?

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! حکومت اس کا ساتھ نہیں دیتی لیکن یہ لوگ آپس میں مل کر یہ کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں سمجھ آئی کہ آپ نے کیا کہا؟ آپ ذرا دوبارہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بیچنے اور خریدنے والا آپس میں ساز باز کرتے ہیں لیکن حکومت کا اس میں کوئی role نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2431 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن و دیگر تفصیلات

*2431: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل کس کس ضلع میں شروع کیا گیا ہے، اس کی تاحال کیا پراگریس ہے؟

(ب) محکمہ مال نے صوبہ پنجاب کا مکمل ریکارڈ کب تک کمپیوٹرائز کر لینے کا منصوبہ تیار کیا ہے، کیا یہ بات درست ہے کہ پنجاب بھر میں پٹواری کا بہت مضبوط نیٹ ورک اس کام کو آگے بڑھانے میں رکاوٹ ہے اور کوئی بھی حکومت پٹواری کی ناراضگی مول لینے کو تیار نہیں ہے؟

(ج) محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر تیاری کے کس مرحلہ میں ہے، یہ سافٹ ویئر کون تیار کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت شروع کیا گیا جس کے تحت منصوبہ بندی اور تیاری کے مختلف مراحل کی تکمیل کے بعد عملدرآمد کے مرحلہ میں پنجاب میں مندرجہ ذیل مرحلہ وار پروگرام کے تحت یہ منصوبہ شروع کیا گیا:

پائیلٹ فیز: 3اضلاع
(لاہور، لودھراں، حافظ آباد)

فیز:1 8اضلاع
(راولپنڈی، گجرات، اٹک، جہلم، نارووال، منڈی بہاؤالدین، سیالکوٹ، چکوال)

فیز:2 13اضلاع
(جھنگ، اوکاڑہ، سرگودھا، بہاولپور، ملتان، رحیم یار خان، ٹوبہ ٹیک سنگھ، قصور، ننکانہ، لیہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، مظفر گڑھ)

فیز:3 12اضلاع
(بہاولنگر، بھکر، چنیوٹ، ڈیرہ غازی خان، وہاڑی، ساہیوال، راجن پور، پاکپتن، میانوالی، خوشاب، خانیوال، فیصل آباد)

یہ منصوبہ پنجاب کے تمام 36اضلاع میں شروع کیا جا چکا ہے اور اب تک صوبہ بھر کے دستیاب ریونیو ریکارڈ کی عکس بندی اور ڈیٹاانٹری کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت سمیت کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات کا آغاز صوبہ بھر کے تمام 36اضلاع کی تمام143 تحصیلوں میں شروع کیا جا چکا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کے تمام 36اضلاع میں 2014تک تحصیل کی سطح پر اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جہاں سے کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔پنجاب گورنمنٹ اور سیاسی قیادت کی انتہائی دلچسپی اور کوشش کی وجہ سے یہ منصوبہ اپنی ریکارڈ مدت میں تکمیل کے مراحل میں ہے تاہم لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں متعدد مشکلات درپیش ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2۔ پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت
3۔ پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4۔ ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصل مالکان کی تعداد میں بے پناہ اضافہ
5۔ پیچیدہ درستی کا عمل

پنجاب بھر کے تمام پٹواری کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کے سلسلہ میں تعاون کر رہے ہیں ان کی طرف سے فی الحال کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہ ہے۔

(ج) لینڈ ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا سافٹ ویئر 2010 میں تیار کر لیا گیا تھا جس کے بعد ہی کمپیوٹرائزیشن پر عملی کام شروع کیا گیا اور اس سلسلے میں Accountancy Outsourcing Services (Pvt) Ltd. کی خدمات انتہائی شفاف طریقے سے مقابلے کے بعد حاصل کی گئیں۔اس سافٹ ویئر کی تھرڈ پارٹی evaluation بھی ملک کی مایہ ناز فرم Sidaat Haider Murshad کے ذریعے کروائی گئی۔ ورلڈ بنک کی ٹیکنیکل ٹیم نے بھی اس سافٹ ویئر کو سراہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 2013 میں سوال کیا تھا جس کا اب جواب موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ منصوبہ کس تاریخ تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!30-06-2016تک یہ منصوبہ سو فیصد مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:انشاءاللہ۔Question hour is over now.

میاں طارق محمود:جناب سپیکر! میرے دو سوالات انتہائی اہم ہیں ان کوpendingکر دیا جائے۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔Question hour is over now.

میاں طارق محمود:جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔Question hour is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میرے دو سوالات جن کا نمبر 3918اور 3946 ہے ۔ان دونوں سوالات کے جوابات غلط دیئے گئے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ ان سوالات کو اگلے اجلاس تک کے لئےpendingکر دیا جائے۔ میں اجلاس میں موجود تھا لیکن میری باری نہیں آئی،ان دونوں سوالوں کے جواب بھی غلط ہیں۔یہ انتہائی اہمیت کے حامل سوالات ہیں،مہربانی فرما کر انہیں pending کر دیں۔

جناب سپیکر:پہلے میں ان سوالات کو دیکھوں گا پھر اس پر بات کروں گا۔ایسے میںpendingنہیں کر سکتا۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ کیا کر رہے ہیں.No point of order

میاں طارق محمود:جناب سپیکر! میرے سوالات توpendingکر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر:اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

شیخوپورہ: جعلی کورٹ فیس اور اشٹام فروشی کے مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*332: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ میں جعلی کورٹ فیس اور اشٹام فروشی کے یکم جنوری 2011 سے یکم مارچ 2013 تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور حکومتی خزانے کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں یکم جنوری 2011 سے یکم مارچ 2013 تک جعلی کورٹ فیس و جعلی اشٹام پیپرز کے متعلق کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ایسی کوئی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ ضلع ہذا میں کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے لہٰذا حکومتی خزانے کو نقصان کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

لاہور: ہربنس پورہ کی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*2432: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی کے کل رقبہ 13742 کنال میں سے کتنے رقبہ پر ناجائز قابضین قابض ہیں اور جن بااثر افراد نے زمین پر قبضہ کر کے بڑی بڑی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں ان کے کیا نام ہیں؟

(ب) جن بااثر افراد کے انتقالات بحکم عدالت عالیہ و چیف سیٹلمنٹ کمشنر سے خارج ہوئے تھے، ان سے قبضہ شدہ زمین واگزار کروانے کے لئے کیا کارروائی کی گئی، جن افراد نے سرکاری رقبہ کو ناجائز فروخت کیا، ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی، کب تک سرکاری رقبہ واپس واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہر بنس پورہ تحصیل شالیمار میں کل سرکاری رقبہ 13742 کنال کے بجائے 11206- کنال18مرلے ہے۔ جس کی تفصیل ذیل ہے:

1۔	ٹورازم ڈیپارٹمنٹ	50K- 00 M
2۔	PMU سروس سنٹر	4 K- 05 M
3۔	صحافی کالونی	952K-15M
4۔	ماڈل بازار	18K-0M
5۔	خالی	385K- 00M
6۔	38 عدد ناجائز آبادی ہائے	6143K-12M
7۔	گلیوں، بازاروں اور خالی پلاٹوں کا رقبہ	3653K-06M
	کل رقبہ	11206K- 18M

38 مختلف ناجائز آبادیاں قائم ہیں۔ تفصیل جھنڈی(الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موضع ہر بنس پورہ میں جو الاٹمنٹ کے انتقالات خارج ہوئے ہیں وہ رقبہ جات مختلف انتقالات پر سال1972 سے سال1991 تک الاٹ ہوئے اور سال1997 میں عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ آف پاکستان سے رمضان کیس میں الاٹمنٹس خارج ہوئیں اور ریونیو ریکارڈ میں عملدرآمد کرتے ہوئے سال2004 میں رقبہ بحق سرکار کیا گیا۔ مگر اس دوران رقبہ ہذا پر چھوٹے چھوٹے گھروں کی صورت میں آبادی ہائے بھی بن چکی تھیں اور کچھ رقبہ موقع پر خالی تھا جو آج بھی کافی حد تک خالی ہے جس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والے کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ثبوت کے طور پر 45 ایف آئی آر کی فوٹو کاپی جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جس رقبہ پر الاٹمنٹ خارج ہونے سے پہلے آبادی بن چکی تھی اس میں بہت زیادہ عوام الناس کے گھر ہیں (جن میں ان کی رہائش ہے) دیگر یہ کہ عوام نے مختلف مقدمات میں عدالت عالیہ سے حکم امتناعی بھی حاصل کر رکھے ہیں جن کی وجہ سے مقبوضہ رقبہ واگزار نہ ہو سکا۔ علاوہ ازیں جب بھی گورنمنٹ کو رقبہ کسی مقصد کے لئے درکار ہوتا رہا ہے وہاں آپریشن کر کے رقبہ واگزار کروایا گیا ہے۔ مثلاً ہر بنس پورہ میں تقریباً 20 کنال رقبہ واگزار کروا کر ماڈل بازار

بنایا گیا ہے جس پر اہلکاران کے خلاف عدالت عالیہ میں توہین عدالت کے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔

جہاں تک موضع ہر بنس پورہ میں سرکاری زمین کو واگزار کروانے کے لئے یہ سوال ہے کہ کب تک سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی۔اس بابت عرض ہے کہ یہ آبادی ہزاروں ایکڑوں پر محیط ہے اور واگزار کروانے کی صورت میں ہزاروں لوگ بے گھر ہوں گے اور بے شمار لوگوں نے سرکاری اراضی جو کہ ان کے قبضہ میں ہے جس پر انہوں نے الاٹیاں سے خرید کر کے گھر بنا رکھے ہیں اب قیمتاً خریدنے کی درخواست ہائے چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس دائر کر رکھی ہیں اور ان درخواستوں پر قواعد مجریہ 1975 کے تحت عملدرآمد ہو رہا ہے جس کا طریق کار یہ رہا ہے کہ قابضین کے زیر تصرف سرکاری زمین کی مروجہ مارکیٹ ویلیو کا تعین کرنے کے بعد ان کو اسی قیمت پر زمین خریدنے کی پیشکش کی جاتی تھی لیکن اب عدالت عالیہ و عظمیٰ کے حکم کے تحت اس طرح کی سرکاری زمین کو بذریعہ نیلام عام (جس میں انکار کرنے کا پہلا حق قابض بہ اراضی کو دیا جاتا ہے) کے تحت فروخت کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے جہاں کلکٹر ضلع سے مروجہ بازاری قیمت کے بارے میں رپورٹ مانگی جاتی ہے تو وہاں بھی اکثر تاخیر دیکھنے میں آتی ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مقبوضہ سرکاری زمین کی واگزاری کب تک کی جائے گی تو اس ضمن میں عرض ہے کہ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔چونکہ قابضین عام طور پر مروجہ قیمت دینے سے گھبراتے ہیں لہٰذا وہ قانونی موشگافیوں میں پڑ کر معاملات کو مزید لمبا کر لیتے ہیں اور گھر گرائے جانے کے خلاف عدالت ہائے سے حکم امتناعی بھی جاری شدہ ہیں۔ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

البتہ ضلعی انتظامیہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ سرکاری اراضی جو کہ مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت (سابقا متروکہ) کی ملکیت ہے اور اس پر کسی کا ناجائز قبضہ بھی ہے،اس کو فوری سرکاری تحویل میں لے لیں۔ جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مقدمات کے فیصلہ جات ہونے کے بعد ہی واگزار ہونے یا نہ ہونے کی کارروائی ممکن ہے۔

صدر بازار لاہور: ڈگی محلہ میں وقف املاک کے رقبہ اور الاٹمنٹ کی تفصیلات

*3356: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈگی محلہ صدر بازار لاہور میں محکمہ مال کے کاغذات میں متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کتنا رقبہ ہے؟

(ب) وہاں رہائش پذیر لوگ جن کو یہ جگہ الاٹ کی گئی ہے ان کے نام مع ولدیت فراہم کئے جائیں؟

(ج) جن کو یہ جگہ الاٹ کی گئی ہے ان میں سے کتنے افراد نے رجسٹریاں کروالی ہیں۔ان کے نام اور جن افراد نے رجسٹریاں نہیں کروائیں، ان کے نام مع ولدیت فراہم کئے جائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سال2005 سے ڈگی محلہ صدر بازار میں واقع متروکہ وقف املاک کی جگہ کی رجسٹریاں بند کی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے رہائش پذیر لوگ سخت پریشان ہیں؟

(ہ) حکومت کب تک اس علاقہ کی رجسٹریاں کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈگی محلہ صدر بازار لاہور میں محکمہ مال کے کاغذات میں متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ب) مطابق ریکارڈ محکمہ مال کے کاغذات میں تاحال کوئی الاٹمنٹ نہ کی گئی ہے۔

(ج) محکمہ مال کے کاغذات میں کسی رجسٹری کا اندراج نہ ہے۔

(د) محکمہ متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کوئی رقبہ نہ ہے اس لئے رجسٹریوں کی بندش کا کوئی معاملہ نہ ہے۔

(ہ) جواب جز(ج) اور (د) میں دیا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ میانوالی میں نائب تحصیلدار، قانونگو اور پٹواریوں سے متعلقہ تفصیلات

*3850: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں کتنے نائب تحصیلدار، قانونگو، پٹواری ایسے ہیں جو ڈسٹرکٹ میانوالی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کب سے یہاں پر تعینات ہیں؟

(ب) کیا حکومت قواعد وضوابط کے تحت کسی اہلکار کو اپنے آبائی ضلع میں تعینات کر سکتی ہے، اگر ہاں تو کس قاعدہ کے تحت؟

(ج) مذکورہ بالا اہلکاران میں سے کتنے ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں، اہلکاران کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

1۔ ضلع میانوالی میں کل 10 نائب تحصیلدار تعینات ہیں جن میں 6 کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے جو کہ مطابق ٹرانسفر پالیسی 1980 اپنی آبائی تحصیل میں تعینات نہ ہیں۔ تاہم ضلع میں تعینات ہیں۔ ضلع ہذا میانوالی میں کوئی نائب تحصیلدار خلاف پالیسی اپنی آبائی تحصیل میں تعینات نہ ہے۔

2۔ ضلع میانوالی میں کل 22 قانونگو تعینات ہیں تمام کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے مطابق گورنمنٹ پالیسی قانونگو صاحبان ضلع میں تعینات ہو سکتے ہیں۔

3۔ ضلع میں اس وقت کل 166 پٹواریان تعینات ہیں مطابق ہدایات و پالیسی بورڈ آف ریونیو پٹواریاں اپنی آبائی تحصیل میں خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

(ب) مطابق ٹرانسفر پالیسی 1980 حکومت اہلکاران کو اپنے ضلع میں تعینات کر سکتی ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں کوئی اہلکار زائد از عرصہ تین سال تعینات نہ ہے۔

گجرات: بندوبست اراضیات سے متعلقہ تفصیلات

*3918: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں بندوبست اراضیات کا کام کب شروع ہوا اور کب ختم ہونا تھا کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنے فیصد کام بقایا ہے؟

(ب) اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس کام کے انچارج کا نام و پتہ بتائیں؟

(د) یہ کام کب تک حکومت مکمل کرے گی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گجرات میں کام بندوبست سال06-2005 میں شروع ہوا تھا اور مطابق شیڈول کام بندوبست30۔جون2014تک مکمل ہونا ہے۔93 فیصد کام بندوبست ہو چکا ہے اور 7 فیصد کام بقایا ہے۔

(ب) ضلع میں کام بندوبست سرانجام دینے کے لئے341 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	تعداد	گریڈ	کیفیت
مہتمم بندوبست	01	18	
نائب مہتمم بندوبست	02	17	1ایڈیشنل چارج
تحصیلدار بندوبست	02	16	1ایڈیشنل چارج
نائب تحصیلدار بندوبست	15	14	
قانونگو	32	11	
پٹواری	247	09	
سٹینوگرافر	02	14	
جونیئر کلرک	04	07	
ڈرائیور	03	05	
نائب قاصد	26	02	
مالی	01	02	
چوکیدار	02	02	
سویپر	02	02	

(ج)

1۔ اشتیاق احمد، مہتمم بندوبست، گجرات اپریل2004تا اکتوبر2004

2۔ الطاف حسین کاظمی، مہتمم بندوبست، نومبر2004تا31اکتوبر2006

3۔ وقار حسین، مہتمم بندوبست، 27دسمبر2006تا2جون2008

4۔ خاور کمال، مہتمم بندوبست، 3جون2008تا10اپریل2009

5۔ رائے منظور ناصر، مہتمم بندوبست، 11اپریل2009تا3اگست2009

6۔ کامران احمد، مہتمم بندوبست، 7اکتوبر2009تا11اپریل2011

7۔ نوازش علی، مہتمم بندوبست، 11-07-27تا8اپریل2013

8۔ آصف بلال لودھی، مہتمم بندوبست، 8اپریل2013تا24جنوری2014

9۔ محمد الیاس گل، مہتمم بندوبست، 25جنوری2014تا حال

(د) مطابق شیڈول ضلع ہذا کا کام بندوبست 31دسمبر2014تک مکمل ہو جائے گا۔

گجرات: حکومت پنجاب کی پالیسی بابت انتظامی پوسٹ پر تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

*3946: میاں طارق محمود: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت کوئی بھی اہلکار یا آفیسر کسی انتظامی پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتا جن پر کسی خُورد بُرد کا الزام ہو؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال ضلع گجرات میں کافی ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف خُورد بُرد کی انکوائریاں محکمانہ اور انٹی کرپشن میں چل رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ان کی موجودہ پوسٹوں سے ہٹانے اور ان کی جگہ ایماندار ملازمین تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ کوئی اہلکار یا آفیسر جس پر خورد برد کا الزام ہو کسی انتظامی پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتا کیونکہ محض الزام کی بناء پر کسی افسر یا اہلکار کی انتظامی پوسٹ پر تعیناتی پر کوئی پابندی نہیں ایسا کوئی بھی الزام لگنے کی صورت میں متعلقہ افسر یا اہلکار کے خلاف قانون کے مطابق انکوائری عمل میں لائی جاتی ہے اور انکوائری رپورٹ میں الزام ثابت ہونے کی صورت میں ایسے اہلکاروں کو سزا دے کر انتظامی پوسٹوں سے الگ کر دیا جاتا ہے۔ محض الزام کی بنیاد پر سرکاری اہلکار کی تعیناتی روکنے سے حکومتی اور انتظامی امور متاثر ہو سکتے ہیں کیونکہ الزام ثابت ہونے سے پہلے کوئی بھی حتمی اقدام انصاف کے تقاضوں کے منافی ہوتا ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع گجرات کے محکمہ مال میں کچھ ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن میں انکوائریاں چل رہی ہیں لیکن تاحال یہ انکوائریاں مکمل نہ ہوئی ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ مال ضلع گجرات میں ایسے ملازمین جن پر خورد برد کا الزام ہے ان کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں جیسے ہی یہ انکوائریاں مکمل ہوں گی تو ان کی روشنی میں جن ملازمین پر الزامات ثابت ہوں گے ان کے خلاف قانونی کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ ریونیو ملازمین کی پوسٹ ڈسٹرکٹ کیڈر کی پوسٹ ہوتی ہے اور ڈسٹرکٹ کلکٹر ان ملازمین کو اپنے ضلع میں موجود مختلف ریونیو دفاتر میں تبدیل کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حال ہی میں ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات نے جانچ پڑتال کر کے کچھ ملازمین کو انتظامی طور پر تبدیل کیا ہے ایسے

ملازمین جن کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں الزام ثابت ہونے کی صورت میں انہیں بھی فوری طور پر ان کی موجودہ تعیناتیوں سے الگ کر دیا جائے گا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سے متعلقہ تفصیلات

*5687: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے اب تک کتنے موضع جات کمپیوٹرائزڈ کر دیئے گئے ہیں اور کتنے بقایا رہتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جن موضع جات کا لینڈ ریونیو ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا، ان میں تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کب تک تمام موضع جات کا لینڈ ریکارڈ مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا کام ماہ جون سال 2012 میں شروع کیا گیا۔ ضلع کے دستیاب تمام 544 مواضعات کی عکسبندی اور ڈیٹا انٹری مکمل کی جا چکی ہے۔ 525 مواضعات کی تصدیق کا کام ضلع گورنمنٹ نے مکمل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں 497 مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن مکمل کر لی گئی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اور سیاسی قیادت کی انتہائی دلچسپی اور کاوش کی بدولت یہ منصوبہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 91 فیصد substantially complete ہو گیا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی چاروں تحصیلوں میں اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جہاں سے عوام الناس کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی سہولیات سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ضلع کے تمام کمپیوٹرائزڈ مواضعات کا ریکارڈ ویب سائٹ www.punjab-zameen.gov.pk پر بھی اپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔ ضلع کے 47 مواضعات کا ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ضلع کے 47 مواضعات کا ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا گیا جن کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(1)	19 مواضعات زیر تصدیق	(2)	پرت پٹوار اور پرت سرکار میں تفاوت
(3)	اصل رقبہ سے زائد کی منتقلی	(4)	پیچیدہ درستی کا عمل
(5)	گمشدہ انتقالات	(6)	ناموں میں تفاوت
(7)	شجرہ نسب کی عدم دستیابی	(8)	رقبہ کی انچوں میں پیمائش
(9)	کثیر المنزلہ عمارتیں		

(ج) حکومت پنجاب منصوبہ کی جلد از جلد تکمیل کے لئے دن رات کوشاں ہے۔اس سلسلہ میں اعلیٰ سطح کی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو کہ منصوبہ کی پیشرفت کا گاہے بگاہے جائزہ لیتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ بقایا ماندہ مواضعات میں سے چند دیہی مواضعات شہری مواضعات کی حیثیت لے چکے ہیں۔ان مواضعات رقبہ سکنی ہائے کا ریکارڈ پہلے ہی الگ سے تیار کیا جاتا ہے۔چونکہ موجودہ پراجیکٹ دیہی مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے ہے لہٰذا یہ سافٹ ویئر شہری مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن نہیں کرے گا۔ان شہری مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے حکومت پنجاب علیحدہ سے پراجیکٹ کی منظوری پہلے دے چکی ہے اور اس پر کام جلد ہی شروع کر لیا جائے گا۔

راولپنڈی میں شاملات کی فرد زمین جاری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6676:جناب محمد عارف عباسی:کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال نے شاملات کی فرد زمین کا اجراء روک دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کی عوام شاملات کی فرد زمین کے اجراء نہ ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کے علاقہ گلشن آباد، ٹنچ کالونی، اڈیالہ روڈ اور چکری روڈ کا ریکارڈ محکمہ مال نے ضائع کر دیا ہے۔متذکرہ ریکارڈ کی نقول فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اراضی ریکارڈ سنٹر روات تحصیل راولپنڈی میں نوٹیفائیڈ مواضعات کی فردات کا اجراء اور انتقالات کا عمل کیا جا رہا ہے۔ شاملات کے رقبہ کے حوالے سے جو افراد خانہ کاشت میں مشتری کی نوعیت حقوق سے آ رہے ہیں ان کو فرد کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جو شاملات ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ان رقبوں میں کافی تضاد ہے اور موقع کا قبضہ و ریکارڈ آپس میں مطابقت نہ رکھتا ہے اور کئی جگہیں زائد الحصہ بیع ہوئی ہیں اس حوالے سے فیلڈ ریونیو عملہ کام کر رہا ہے۔

(ب) شاملات کے حوالے سے زیادہ تر افراد جو کہ خانہ کاشت میں مشتری کی نوعیت حقوق سے آ رہے ہیں انہیں فرد کا اجراء کیا جا رہا ہے اور اس حوالے سے عوام الناس کو ضروری ہدایات بھی دی جا رہی ہیں۔

(ج) اراضی ریکارڈ سنٹر میں جو مواضعات نوٹیفائیڈ ہو چکے ہیں اور ان کی سرو سز اراضی ریکارڈ سنٹر پر دی جا رہی ہیں ان مواضعات کی زیادہ تر زیر کار جمعبندیاں پرت پٹوار وزیر کار رجسٹر انتقالات پرت پٹوار اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود ہیں اور اس ریکارڈ کی جانچ پڑتال کر کے ہی فرد کا اجراء کیا جاتا ہے گلشن آباد، ٹینچ کالونی، اڈیالہ روڈ اور چکری روڈ سے ملحقہ نوٹیفائیڈ مواضعات کا ریکارڈ پرت پٹوار اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود ہے۔

راولپنڈی میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کی درستی سے متعلقہ تفصیلات

*6677: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال راولپنڈی نے کمپیوٹرلینڈ ریکارڈ سنٹر میں جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا ہے اس کی درستی / تصدیق متعلقہ پٹواریوں سے کرائی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی سی او کے حکم کے باوجود ضلع راولپنڈی کے متعلقہ پٹواری حضرات اپنے ریکارڈ سمیت ڈی سی او آفس میں حاضر ہونے سے انکاری ہیں؟

(ج) کمپیوٹرلینڈ ریکارڈ سنٹر راولپنڈی شہر سے باہر کیوں بنایا گیا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ مال راولپنڈی نے جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا اس کی درستی متعلقہ پٹواریوں سے کروائی گئی۔ کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ شفاف، غلطیوں سے پاک

اور بروقت ریکارڈ کی دستیابی کے عزم سے شروع کیا گیا۔اس سلسلے میں ضلع محافظ خانہ میں موجود ریونیو ریکارڈ (جمعبندی زیر کار، فیلڈ بک)اور تحصیل محافظ خانہ میں موجود ریونیو ریکارڈ (انتقالات، فرد بدرات، تغیرات) کی عکس بندی کروائی گئی پھر اس عکس بند ریکارڈ کی سافٹ ویئر میں دوہری ڈیٹا انٹری کروائی گئی تاکہ غلط انٹری کا احتمال نہ رہے۔اس کے بعد کمپیوٹرائزڈ رجسٹر حقداران زمین کو اغلاط نامہ کے ساتھ متعلقہ فیلڈ ریونیو سٹاف کے حوالے کیا گیا تاکہ وہ اغلاط نامہ کی تفصیلات کے مطابق ریکارڈ درستی عمل میں لائیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ ہدایت بھی دی گئی کہ پرت پٹوار کا پرت سرکار سے موازنہ کیا جائے تاکہ درست ریکارڈ کو ڈیٹا بیس میں ڈالا جاسکے۔اس ریکارڈ کی تصدیق اور کوالٹی چیک کے لئے ایک تھرڈ پارٹی M/s Abacus Consulting Firm کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔

مزید برآں یہ کہ اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود عملہ سے بھی تصدیق شدہ ریکارڈ اور عکس بند ریکارڈ کا موازنہ کروایا گیا ہے۔ان تمام تین سطحی ویریفکیشن کے عمل کے بعد موضع کی کمپیوٹرائزڈ خدمات کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ضلع راولپنڈی کے 1057 مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر لیا گیا ہے اور ضلع substantially complete ہو گیا ہے۔اس سلسلہ میں باقی ماندہ چند اغلاط کی جنگی بنیادوں پر تصحیح عمل میں لائی جا رہی ہے۔متعلقہ اسسٹنٹ کمشنرز کی سربراہی میں تحصیل کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دے دی گئی ہیں جو کہ تصحیح کے عمل کی ہفتہ وار جانچ پڑتال کرتی ہیں۔ضلعی حکومت راولپنڈی نے تصحیح کے اس عمل کو بروقت مکمل کرنے کے لئے متعلقہ کچہری میں correction centre قائم کر دیئے ہیں جہاں پر موجود فیلڈ ریونیو سٹاف تندہی سے کام سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام ایک خاص ڈیزائن اور رقبہ کے مطابق دستیاب سرکاری زمین پر عمل میں لایا گیا۔اس سلسلہ میں مخصوص ڈیزائن ضلعی حکومت کو ارسال کئے گئے تاکہ وہ شہر بھر کا سروے کروا کر سرکاری زمین کی نشاندہی کریں۔ڈیزائن، ڈرائنگ اور رقبہ کے مطابق مہیا کی گئی زمین پر راولپنڈی اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔مزید برآں یہ کہ بورڈ آف ریونیو جلد ہی تین شہری قانونگوئیوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ضلع کے دفتر میں منتقل کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں سنٹر کی نشاندہی، ضروری کمپیوٹر آلات کی خریداری اور سروس سنٹر سٹاف کی تعیناتی عمل میں لائی جاچکی ہے۔

بورڈآف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام پی ایل اے اکاؤنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6899:ڈاکٹر مراد راس:کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈآف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام سے ایک پی ایل اے اکاؤنٹ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقم کو صوبائی بجٹ میں دکھایا جاتا ہے اگر نہیں دکھایا جاتا تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) 2008 سے اب تک کتنے اخراجات ہوئے اور کس کس مد میں ہوئے ہیں نیز وزارت خزانہ کو ان اخراجات کا علم ہے اگر علم نہیں تو اخراجات کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی ہو سکتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے بورڈآف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام سے ایک پی ایل اے اکاؤنٹ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا اکاؤنٹ کو صوبائی بجٹ میں نہیں دکھایا جاتا۔جہاں تک اس اکاؤنٹ کو صوبائی بجٹ میں نہ دکھائے جانے کا تعلق ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم مہاجرین سے ان کو منتقل کردہ جائیداد کے عوض وصول کی گئی ہے اور یہ رقم صرف متروکہ جائیداد کے عوض وصول کی گئی ہے اور یہ رقم صرف متروکہ جائیداد کے تحفظ، قانونی دفاع اور انتظامات وانصرام کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے یا بحالیات قوانین کے منسوخ ہونے کے بعد جن مہاجرین کو جائیداد نہ دی جاسکی ہے ان کے بقایا کلیم کے عوض معاوضہ دینے کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے اور اسے دیگر مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جاسکتا ہے۔

(ج) 2008 سے اب تک کے اخراجات کی تفصیلات جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔مزید برآں یہ اخراجات وزارت خزانہ کے علم میں ہیں کیونکہ ضلعی خزانہ افسر یہ رقوم جاری کرتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب بھر میں اصل رجسٹری جائیداد جمع کرنے سے متعلقہ تفصیلات

32: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کچھ ڈسٹرکٹ اور تحصیل کی سطح پر بموقع تصدیق رجسٹری جائیداد اراضیات متعلقہ رجسٹرار عملہ اصل رجسٹری لیکر ریکارڈ میں جمع کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوہ مری میں اصل رجسٹریوں کو بموقع تصدیق رجسٹری اصل رجسٹریوں PTD کو عرصہ دراز سے رکھا جارہا ہے آخر کیوں اور کس قانون کے تحت؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب میں عموماً بعد از تصدیق اصل رجسٹری سائل کو واپس کر دی جاتی ہے تاہم حفظ ماتقدم کے طور پر مکمل جائیداد منتقلی کی صورت میں سب رجسٹرار آفس میں سابقہ رجسٹری ریکارڈ میں شامل کر لی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع راولپنڈی اصل رجسٹری پر نوٹ فروخت شدہ/sold تحریر کیا جاتا ہے تاکہ جائیداد دوبارہ فروخت نہ ہو سکے اور نوٹ متذکرہ بالا کے بعد اصل رجسٹری/PTD واپس کر دی جاتی ہے۔

ساہیوال: پی پی۔222 میں پٹواری، تحصیلدار و دیگر سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

290: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار ہیں؟

(ب) تحصیل ساہیوال میں کل کتنے پٹوار سرکلز اور قانونگوئیاں ہیں اور سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے گئے ہیں اور کون سا حلقہ پٹواری/قانونگو سرکل خالی ہے مزید حلقہ

پی پی۔222 میں واقع تمام پٹوار سرکلز میں سے ہر ایک پٹواری کے پاس کتنے حلقہ پٹوار سرکل کا اضافی چارج ہے، تفصیل سے آگاہ حلقہ وار کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال کے محکمہ مال میں چوبیس پٹواری، تین گرداور، ایک نائب قاصد اور ایک تحصیلدار تعینات ہیں۔

(ب) تحصیل ساہیوال میں 114 پٹوار سرکل اور آٹھ قانونگوئی سرکل ہیں۔ جن میں تعینات پٹواری اور قانونگو کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحصیل ساہیوال میں کوئی پٹوار / قانونگوئی سرکل خالی نہ ہے۔

پی پی۔222 میں پٹواریان کے پاس اضافی سرکلز کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

404: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ پر واقع ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2000تا2012 اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی اراضی دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی کوئی زمین نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کی روشنی میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع گجرات: محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر سے متعلقہ تفصیلات

405: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع گجرات میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل نومبر2009 میں مکمل ہونا تھا کیا وہ مکمل ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

جی ہاں! سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل مکمل ہو چکا ہے تاہم کچھ تکنیکی وجوہات کی بناء پر یہ عمل نومبر2009 کی بجائے مارچ2010 کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مزید برآں یہ کہ ضلع گجرات کے تمام دستیاب (98 فیصد) ریونیو ریکارڈ کی عکس بندی اور ڈیٹا انٹری کے عمل کو مکمل کیا جا چکا ہے اور 69 فیصد مواضعات آن لائن کئے جا چکے ہیں۔ ضلع کی تینوں تحصیلوں میں کمپیوٹرائزڈ خدمات کا آغاز اکتوبر2013 سے کر دیا گیا ہے۔ جہاں سے درخواست گزار آپریشنل مواضعات کی کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں۔

ضلع گجرات میں لائسنس اشٹام پیپرز سے متعلقہ تفصیلات

408: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اشٹام پیپرز کی فروخت کا لائسنس کس کس کے پاس ہے، ان کے نام مع ولدیت وپتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کا لائسنس بنوانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کے لائسنس کون جاری کرتا ہے اور کتنی مدت میں لائسنس جاری ہوتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کلکٹر ضلع گجرات میں کل 97 افراد کے پاس اشٹام پیپر کی فروخت کا لائسنس ہے جن میں سے تحصیل گجرات میں 49، تحصیل کھاریاں 34 اور تحصیل سرائے عالمگیر میں 14 افراد شامل ہیں ان کے نام مع ولدیت وپتاجات جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رول26 آف پنجاب سٹمپ رولز1934 کے تحت سائل کی درخواست وصول ہونے پر ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب سے درخواست دہندہ کے کوائف، چال چلن اور مالی پوزیشن کے بارے میں رپورٹ حاصل کی جاتی ہے۔اس کے بعد موزوں امیدوار کو اسامی خالی ہونے کی صورت میں لائسنس جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کا لائسنس ڈسٹرکٹ کلکٹر جاری کرتا ہے اور متعلقہ آفیسران سے رپورٹ وصول ہونے پر اسامی دستیاب ہونے کی صورت میں دفتری کارروائی مکمل کر کے لائسنس جاری کر دیا جاتا ہے۔

قصور:حلقہ پی پی۔180 میں سرکاری چھپڑ پر ناجائز قبضہ سے متعلقہ تفصیلات

466: **سردار وقاص حسن مؤکل:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔180 مانک دیکے ضلع قصور میں سرکاری چھپڑ پر کب سے ناجائز قبضہ ہے؟

(ب) سرکاری چھپڑ کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ج) حکومت نے ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے ابھی تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔180 مانک دیکے، ضلع قصور میں سرکاری رقبہ چھپڑ پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔رقبہ سرکاری پر صوبائی حکومت کا قبضہ ہے اور موقع پر خالی ہے۔

(ب) سرکاری چھپڑ کا کل رقبہ 14 کنال ہے۔رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے۔

(ج) پی پی۔180 ضلع قصور کے ضلع مانک دیکے میں نمبر خسرہ1109، تعداد 06 کنال، خسرہ نمبر1110 تعدادی08 کنال، کل رقبہ تعدادی14 کنال ملکیتی صوبائی حکومت سابقا متروکہ تھا جو کہ بحکم ڈپٹی کمشنر قصور بذریعہ نیلامی عام بروئے انتقال نمبر759 عطائے حقوق ملکیت مورخہ1983-08-01 بحق روپ خان منظور ہوا۔انتقال نمبر759 عطائے حقوق ملکیت کے خلاف مسمی شبیر احمد وغیرہ نے ممبر بورڈ آف ریونیو، پنجاب اپیل دائر کی۔اپیل پر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے انتقال نمبر1752 ضبطی حقوق ملکیت بحق صوبائی حکومت سابقا متروکہ، مورخہ2011-12-31 منظور ہو چکا ہے۔ممبر بورڈ آف ریونیو، پنجاب کے فیصلہ

کے خلاف روپ خان وغیرہ نے اپیل سینئر سول جج صاحب، قصور اپیل دائر کی ہوئی ہے جو کہ زیر سماعت ہے اور مختلف عدالت ہائے میں روپ خان وغیرہ نے حکم امتناعی حاصل کئے جو اب خارج ہو چکے ہیں اور اب ملکیتی رقبہ صوبائی حکومت سابقہ متروکہ کو واگزار کروادیا گیا ہے اور موقع پر رقبہ صوبائی حکومت خالی ہے کسی کا قبضہ نہ ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب حاجی ملک محمد وحید مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سوال نمبر 2014 اور 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی ملک محمد وحید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب خرم عباس سیال مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سوال نمبر 3254، 3529 اور 3690 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب خرم عباس سیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔ گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: گنتی کروائی جائے۔۔۔۔ (گنتی کروائی گئی)

اکثریت کی رائے ہے کہ توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ نظام ہی گنتی کا ہے یہی تو ہمارا المیہ ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو یہ دو سوالات آپ کو pending کرنے کے لئے کہا ہے، میرے پاس اس بات کا ریکارڈ موجود ہے کہ ان دونوں سوالات کے جوابات غلط ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ اس بات کا precedent بھی موجود ہے لہٰذا ان دونوں سوالات کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر ان سوالات کے جوابات غلط آئے ہیں تو آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ میری بات سمجھ نہیں رہے یہ انتہائی اہم سوالات ہیں۔

جناب سپیکر: اب وہ سوالات table ہو چکے ہیں، میاں صاحب! آپ کیا کرتے ہیں اب آپ مہربانی کریں۔ آپ ماحول کو کیوں خراب کر رہے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان سوالات کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو گا۔ بہت شکریہ۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ میرا right ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا right میں آپ کو دے رہا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کسی کے ٹائم پر کوئی اور کھڑا ہو جاتا ہے اس لئے میرے سوالات کی باری نہیں آئی اس لئے میری اب آپ سے گزارش ہے کہ ان سوالات کو pending کر دیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: سارا کچھ رولز کے مطابق ہوتا ہے۔اب آپ مہربانی کریں۔اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوالات کا تو فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تحریک استحقاق لے آئیں میں آپ کی بات کو چیک کروں گا۔پہلی تحریک استحقاق نمبر2016/1 جناب محمد عارف عباسی کی ہے۔جی، عباسی اسے پیش کریں۔

پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ یکم جنوری2016 صبح تین بجے اپنی اہلیہ کو بلال ہسپتال چاندنی چوک سے چیک اپ کروا کر واپس اپنے گھر جا رہا تھا، میرا بیٹا گاڑی چلا رہا تھا کہ راستہ میں پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی کے قریب پولیس ناکہ لگا ہوا تھا۔وہاں پر موجود چوکی انچارج ناصر ممتاز جو کہ سول کپڑوں میں اسلحہ سے مسلح نشے میں دھت تھا اور اس کے ساتھ مزید چار پولیس اہل کار بھی تھے۔انہوں نے میری گاڑی کو روکا اور چیک کرنا شروع کیا۔گاڑی چیک ہونے کے بعد جب میں جانے لگا تو چوکی انچارج ناصر ممتاز نے بدتمیزی کرنا شروع کر دی۔نشہ میں دھت ہونے کی وجہ سے مجھے گالیاں بھی دینا شروع کر دیں۔میں نے اس کو بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور متواتر گالی گلوچ اور دھمکیاں دیتا رہا۔اس توہین آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہوا ہے۔ جیسا کہ محرک نے اپنی تحریک میں بیان کیا ہے، اس کے جواب میں صرف اتنی عرض ہے۔ انہوں نے کہا ہے ناکے پر موجود انچارج ناصر ممتاز جو کہ سول کپڑوں میں اسلحہ سے مسلح اور نشے میں دھت تھا اور اس کے ساتھ مزید چار پولیس اہلکار بھی تھے۔ انہوں نے ان کی گاڑی کو روکا اور چیک کرنا شروع کیا، گاڑی چیک ہونے کے بعد جب یہ جانے لگے تو چوکی انچارج ناصر ممتاز نے بد تمیزی کرنا شروع کر دی جس نے نشہ میں دھت ہونے کی وجہ سے گالیاں بھی دیں۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ ایم پی اے ہیں لیکن اس نے ان کی ایک نہ سنی اور متواتر گالی گلوچ اور دھمکیاں دیتا رہا۔ اس سلسلے میں جو جواب محکمے کی طرف سے موصول ہوا ہے اس میں یہ ہے کہ ائرپورٹ سوسائٹی کے قریب، چوکی ائرپورٹ کا جو ذکر کیا گیا ہے، چوکی ائرپورٹ کا ایریا Airport Defence کے اندر تک ہی موجود ہے۔ دوسرا ائرپورٹ کے چاروں اطراف مختلف سوسائٹیاں ہیں جو مختلف تھانہ جات کے ایریاز میں آتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ناصر ممتاز نام کا چوکی انچارج ائرپورٹ چوکی میں تعینات نہ ہے جبکہ مزید پڑتال ریکارڈ چیک کروانے پر پتا چلا کہ ڈویژن ہذا میں نہ صرف ممتاز نام کا کوئی اے ایس آئی، ایس آئی تعینات ہے اور نہ ہی کسی چوکی کا انچارج ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! راولپنڈی میں میری غلام عباس سے ملاقات ہوئی، وہاں اس کو بلایا گیا ہے یہ سراسر غلط بیانی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف سی سی پی او راولپنڈی سے میری ملاقات ہوئی، اس دوران اس بندے کو وہاں پر بلایا گیا، اس کے علاوہ وہاں پر ڈی ایس پی فرحان صاحب ہیں جو کہ ائرپورٹ تھانے کے انچارج ہیں، ان کے آفس میں بھی ملاقات ہوئی، اس بندے کو وہاں پر بلایا گیا یہ وہاں پر موجود تھا اور اب میرے خیال میں اس کا تبادلہ اٹک کر دیا گیا ہے۔ 30 اور 31 کی درمیانی رات کو چوکی کا ریکارڈ منگوا کر پتا کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت چوکی انچارج وہاں پر کون تھا کیونکہ سی پی او آفس میں بھی اس کو وہاں پر بلایا گیا، اس کے بعد ڈی ایس پی آفس میں اسے ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ (فرحان) کے آفس میں بھی بلایا گیا لیکن یہاں پر سراسر غلط جواب دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ جواب ڈی آئی جی پولیس (آپریشن) کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ میرے فاضل دوست بھی اس کو مزید چیک کر لیں ہم بھی چیک کروا لیتے ہیں۔ اگر یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد بھی کر دیا جائے اور ناصر ممتاز نام کا کوئی شخص نہ ہو تو پھر کیسے probe ہو گا کہ وہ کون آدمی تھا یا پھر نام درست نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!ایک ہفتہ پہلے اس کا تبادلہ اٹک کیا گیا ہے۔ میری دو دفعہ اس سے ملاقات ہو چکی ہے تھانے میں بھی اور CPO آفس میں بھی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کو pending کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!معزز ممبر بھی تسلی کر لیں اور ہم بھی ان سے ریکارڈ منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک استحقاق کو pending کرتے ہیں آپ اس کا مکمل طور پر پتا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ریکارڈ منگوالیں گے۔

جناب سپیکر:اگر اس کا جواب غلط ہوا تو پھر یہ تحریک سیدھی کمیٹی میں جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:ایسے نہیں۔اس کا جواب آنے دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر430جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ پھر pending ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ کل discuss ہوئی تھی اور یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:آپ بھی ذرا اس بات کو confirm کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں اس سے دو بار مل چکا ہوں۔میں CPO اور ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ کے دفتر میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!متعلقہ اضلاع میں چیک کروالیں گے اگر اس نام کا کوئی مسئلہ ہوا تو انشاء اللہ آپ کے سامنے جواب آ جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ وہ اس آدمی سے CPO اور ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ کے دفتر میں مل چکے ہیں لہٰذا آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔آپ اس کا تماشا نہ بنائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:جنہوں نے جواب دیا ہے ذرا ان کو چیک کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!انہوں نے کیا چیک کرنا ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے چیک کرنا ہے ۔آپ ایسے نہ کریں۔ میں نے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا ہے۔یہ کتنے دنوں سے چل رہی ہے،یہ تقریباً مہینے سے میرے پاس ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اسمبلی کے اجلاس میں ہی آنی تھی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!ایوان میں تو آج آئی ہے اگر آج رفع دفع ہو گئی تو پھر اگلے اجلاس میں چلی جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اسی اجلاس میں ہی آنی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہماری استدعا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:ایسے نہیں۔ایسے اگر غلط ثابت ہو جائے گی تو پھر کیا فائدہ ہو گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آپ اسے کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر:پلیز آپ مہربانی کریں،تشریف رکھیں.Have your seat

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اس سے زیادہ تو یہاں مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر:رانا ثناء اللہ صاحب!آپ نے معزز ممبران کی بات سنی ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ یہ زیادتی ہے۔ہم اس پر بائیکاٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!آپ نے جو address دیا ہے اگر اس پر آپ کسی کو call کریں گے اور وہاں سے آپ کو جواب نہیں ملے گا تو ہم پھر کیا کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس سے دو بار مل چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ ان سے جواب لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عباسی صاحب نے جو بات کی ہے اور خاص طور پر جس طرح انہوں نے اپنی تحریک میں یہ تحریر کیا ہے کہ یہ with family تھے اگر اس دوران کسی بھی پولیس اہلکار نے ان کے ساتھ بد تمیزی کی تو یہ ہمارے لئے بھی بالکل اتنے ہی concern کی بات ہے جتنی ان کی ہے۔

جناب سپیکر: بے شک۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کا فوری معلوم ہو کہ واقعی آدمی وہی تھا اسی نام کا تھا، اس کی وہاں پر ڈیوٹی تھی یا ویسے وہاں پر موجود تھا۔ اگر یہ اس تحریک استحقاق کو pending کرواتے ہیں تو یہ جواب دو یا تین دن میں موصول ہو جائے گا۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کو ہر حال میں مجلس استحقاقات probe کرے تو اس میں کم از کم مہینہ دو مہینے لگیں گے اب جیسے یہ مناسب سمجھتے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تو آپ کر دیں لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ verify ہو تو pending کر دیں اور اگلے دو تین دن میں clear ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگر اس address پر بندہ ہی نہیں ملے گا تو پھر؟ میں کہتا ہوں کہ آپ اس کا جواب آنے دیں تو میں یقیناً مجلس استحقاقات کو بھیج دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ گورنمنٹ level پر verify کرنا چاہتے ہیں تو اگلے دو تین دن بعد یہ verify ہو جائے گا۔ اگر یہ مجلس استحقاقات کے سپرد کرانا چاہتے ہیں تو آپ کے علم میں ہے کہ وہاں مہینے دو مہینہ کی بات ہو گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اسے جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 15/1036 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!یہ تحریک آپ پڑھیں گی؟

یونین کونسلز نمبر 84اور 90بند روڈ لاہور میں قبرستان کی عدم دستیابی

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح سے لاہور کی آبادی تیزی کے ساتھ پھیلتی جارہی ہے اس کے تناسب سے قبرستان نہیں بنائے جارہے ہیں جس کی وجہ سے لاہور بھر کی عوام کو اپنے پیاروں کی تدفین میں سخت دشواری کا سامنا ہے۔ہمارے ذاتی علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ لاہور میں کئی گھر ایسے ہیں جن کو قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ اپنے پیاروں کو اپنے گھروں کے صحن میں ہی دفنانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔یہ اتنا burning issue ہے لیکن افسوس کہ حکومت کی اس طرف ذرا بھی توجہ نہ ہے۔

جناب سپیکر!اسی معزز ایوان میں مورخہ 11۔مارچ 2014 کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کے وقفہ سوالات کے دوران سوال نمبر 593 کے جواب میں کہا گیا تھا کہ یونین کونسلز نمبر 84اور 90بند پار لاہور میں قبرستان کا PC-I مبلغ 160.13 ملین روپے کا تیار کر کے ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بذریعہ چٹھی نمبری(I&S)TO/1190 مورخہ 12-11-08ارسال کر دیا گیا ہے اور مذکورہ فنڈز کے حصول کے بعد ان یونین کونسلز میں تعمیر قبرستان کا منصوبہ 6ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔اس کے علاوہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 15/20 کے جواب میں محترم پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور نے جواب دیا تھا کہ متعلقہ ٹاؤن نے نئے تعمیر کئے جانے والے قبرستان کے لئے PC-I مبلغ 150.45 ملین روپے ضرورت رقبہ برائے قبرستان یونین کونسل نمبر 84 کے لئے 43کنال 13مرلے اور برائے یونین کونسل نمبر 90بند پار شیرا کوٹ، بابو صابو لاہور کے لئے 32کنال تیار کر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ریونیو کو مورخہ 6۔جنوری 2015 کو ارسال کر دیا گیا ہے اور جلد ہی اس زمین کو خریدنے کے بعد قبرستانوں کے لئے وقف کر دیا جائے گا۔صد افسوس کہ کئی سال گزر جانے کے باوجود بھی مذکورہ بالا یونین کونسلز پر ابھی تک قبرستان نہ بنا کر پورے لاہور کی عوام کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔حکومت کی جانب سے اس اہم مسئلے کو پس پشت ڈالنے سے لوگوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا

جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کے جواب کا انتظار ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1038/15 جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔اسے پیش کریں۔

پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ ہونا

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں 300 سے زیادہ چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں میں چھوٹی موٹی مرمت،خستہ حال بلڈنگ اور چھتیں لیک کرنے کے کیس محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن میں زیرالتواء پڑے ہیں لیکن اعلیٰ افسران کی رہائش گاہوں میں تزئین وآرائش،مرمت اور نئے باتھ روم بنانے کے لئے فنڈز کی منظوری دے دی گئی ہے جس میں جی اوآر۔I کے 20 گھروں،جی اوآر۔II کے 15 گھروں جبکہ جی اوآر۔III کے 22 گھروں کے لئے تین سے پانچ لاکھ روپے جاری کئے گئے۔کسی میں باتھ روم کی ٹائلز،کسی جگہ کے لئے صحن میں ٹائلز لگانے جبکہ کسی جگہ کو خوبصورت بنانے کے لئے فنڈز جاری ہوئے ہیں جبکہ چھوٹے ملازمین کے گھروں کی چھتیں ٹپکنے،ان کی دیواروں کے خستہ ہونے،ان کے کمروں کے اندر دیواروں سے پلستر گرنے،گندہ پانی آنے کے کیس جن کے لئے لاکھوں نہیں 15 سے 50 ہزار روپے لگنے ہیں کی بجائے ہر سال اعلیٰ افسران کے جی اوآرز پر کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔صرف چیف سیکرٹری جاوید محمود کے دور میں چھوٹے ملازمین کے گھروں کو خوبصورت بنانے کے لئے پیسے خرچ ہوئے۔اس کے بعد وزیروں،مشیروں اور اعلیٰ افسران کی سفارش پر ہر سال صرف چند کیس ملازمین کے منظور ہوتے ہیں۔آئی اینڈ سی ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی سے جی اوآرز میں جن گھروں کی تزئین وآرائش کے لئے فنڈز منظور کئے گئے ہیں ان میں چیف جسٹس ہاؤس کے لئے 43 لاکھ 82 ہزار،2 ایکمن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے 5 لاکھ روپے،10 کلب روڈ جی اوآرون کے لئے 3 لاکھ

روپے،2ایکمن روڈ کے لئے 3لاکھ روپے، پانچ ایکمن روڈ کے لئے3لاکھ روپے، چھ اے ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے تین لاکھ روپے،18ایکمن روڈ کے لئے ایک لاکھ 17ہزار روپے،12۔اے گولف روڈ کے گھر کے لئے2لاکھ پچاس ہزار روپے،10 ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ 20ہزار روپے، 12 ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے، چار ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ 28ہزار روپے، جی اوآر کے ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے4لاکھ 80ہزار روپے ایک اور ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے تین لاکھ روپے،8 ٹولنٹن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے تین لاکھ روپے،1۔اے ٹولنٹن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے ایک لاکھ چھبیس ہزار روپے گزشتہ دو سال پہلے اس گھر پر ساڑھے تین لاکھ دیئے گئے تھے۔11۔ایکمن روڈ کے گھر کے لئے تین لاکھ روپے،11۔ سی کلب روڈ کے لئے 3لاکھ روپے، 15 گولف روڈ کی رہائش گاہ کے لئے3لاکھ 30ہزار روپے۔ جی اوآر۔IIکے جن گھروں کے لئے تین لاکھ فی کس کے حساب سے رقم منظور کی گئی ہے ان میں بی۔17،بی۔37،اے۔4،بی۔7،بی۔34،بی۔63 کے لئے 63ہزار روپے جبکہ بی۔44 کے لئے تین لاکھ روپے،بی۔31 کے لئے دو لاکھ نو ہزار روپے،بی 80 کے لئے ایک لاکھ 36ہزار روپے، جی اوآر تھری کے گھروں کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے ان میں ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے6لاکھ 73ہزار روپے،بی۔72 کے لئے ایک لاکھ 42ہزار روپے،ایک لاکھ سے دو لاکھ تک رقم جن گھروں کے لئے منظور کی گئی ہے ان میں بی۔92، سی۔11، ایف۔20، بی۔16،ایف۔23،ایف۔24، سی۔I، بی۔37، بی۔21، بی۔24، بی۔26، بی۔29، بی۔30، بی۔56،بی۔75،بی۔12،بی۔96،بی۔101اور بی۔112 شامل ہیں جن گھروں کے لئے دو سے تین لاکھ روپے منظور ہوئے ان میں بی۔90،بی۔42،ایچ پی۔80 شامل ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔اس کا جواب منگوالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر:اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو take up کرتے ہیں۔مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔مفاد عامہ سے متعلق میری ایک قرارداد ہے جو کہ دو تین مرتبہ پہلے بھی pending ہوئی ہے۔یہ قرارداد پٹرول کی قیمت سے متعلق ہے کہ پٹرول کی قیمت -/40روپے فی لٹر مقرر کی جائے تاکہ بین الاقوامی منڈی میں جو پٹرول سستا ہوا ہے اس کا فائدہ براہ راست عوام کو پہنچ سکے۔میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کو آج take up کیا جائے۔آج وزیر قانون بھی موجود ہیں۔آپ نے دو دفعہ یہ قرارداد ملتوی کروائی تھی اور فرمایا تھا کہ چونکہ وزیر قانون نہیں ہیں اس لئے اسے ہم next week take up کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں consensus کے ساتھ طے ہو چکا ہے کہ کوئی بھی قرارداد out of turn اسی صورت میں آئے گی جب اس پر میری طرف سے اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے consensus ہو گا۔اس قرارداد سے متعلق قائد حزب اختلاف نے ابھی تک میرے ساتھ کوئی consultation نہیں کی۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنے قائد عمران خان صاحب سے بھی مشورہ کر لیں کیونکہ جب انہوں نے یہ بات کی تو -/20روپے فی لٹر پٹرول کی قیمت کم کرنے کا کہا اور محترم قائد حزب اختلاف نے -/40روپے لکھ دیئے ہیں۔پہلے یہ آپس میں کسی ایک figure پر متفق ہو جائیں اور پھر اس کے بعد قرارداد لے کر آئیں۔

جناب سپیکر:یہ تو آپ کی آپس کی بات ہے لیکن میرے دفتر میں آج ہی ان کی یہ قرارداد آئی ہے اور اس کے لئے seven clear days چاہئیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!مجھے وزیر قانون کے ان remarks،اس رویہ پر انتہائی دُکھ اور افسوس ہے۔یہاں وزیر قانون روزانہ rules suspend کروا کر قرارداد پاس کرواتے

ہیں۔وزیر قانون ابھی کل Media Houses پر حملے کی قرارداد لے کر آئے تھے۔یہ قرارداد کل آئی اور کل ہی منظور ہو گئی۔میں تو مفاد عامہ سے متعلق قرارداد کی بات کر رہا ہوں۔کروڑوں لوگ مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں اور سرکاران سے بھتہ لے رہی ہے۔حکومت 25 روپے فی لٹر پٹرول خرید رہی ہے اور یہاں کی عوام کو 70 یا 75 روپے لٹر دے رہی ہے۔ہم گھوگو گھوڑے نہیں بلکہ اس ایوان کے ممبران ہیں۔میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو out of turn take up کیا جائے بصورت دیگر وزیر قانون expose ہوں اور کہیں کہ میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔عوامی مفاد کا مسئلہ ہے، یہ کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل سہارا لے کر کہہ دیتے ہیں کہ سات دن پہلے جمع ہونی چاہئے اور قائد حزب اختلاف کو وزیر قانون کے ساتھ رابطہ کرنا چاہئے تھا۔یہاں تو ہر روز rules suspend کر کے ایک قرارداد آ رہی ہے۔یہ ایک عوامی مسئلہ ہے، اس پر پوری قوم کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور پنجاب کے دس کروڑ عوام دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے منتخب نمائندے ایوان میں جا کر کیا کرتے ہیں۔آپ اس قرارداد کو مجھے out of turn پیش کرنے کی اجازت دیں اور اس کو پاس کریں۔

جناب سپیکر: میں کیسے اجازت دے سکتا ہوں، جب تک آپ کا consensus نہیں ہوتا اس وقت تک یہ out of turn کیسے آ سکتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! rules روز suspend ہوں یا دن میں دو بار، جو اصول طے ہے بالکل اسی کے مطابق ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں لیکن جس قرارداد کا ذکر محترم قائد حزب اختلاف کر رہے ہیں اس بارے میں انہوں نے میرے ساتھ کوئی consultation نہیں کی۔یہ قرارداد مفاد عامہ میں نہیں بلکہ یہ مفاد دھرنا سیاست میں ہے تو اس پر ہم کیسے متفق ہو جائیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جگا ٹیکس اور بھتہ خوری ہے۔یہ عوام کے اُوپر پٹرول کا ڈرون حملہ ہے اور ہم اس پر کوئی compromise نہیں کریں گے۔تین دن سے ہمیں کہا جا رہا ہے کہ اس کو pending کر لیں اور یہ next Monday کو لے آئیں۔آج وزیر قانون، رانا ثناء اللہ خان اُٹھ کر کہہ دیں کہ ہم یہ قرارداد پاس نہیں کرنا چاہتے تو ان کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے بے نقاب ہو جائے گا۔یہ عوامی سہولت کی بات نہیں کرتے۔لوگوں نے ایک دفعہ انہیں ووٹ دے کر غلطی کر دی ہے۔اس طرح ان کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے ننگا ہو جائے گا کہ پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے اس پنجاب کے ایوان میں وزیر قانون اس قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔لوگوں کو ان کی اصلیت

کا پتا چلنا چاہئے اور انہیں expose ہونا چاہئے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ rules suspend کر کے اس قرارداد کو ایوان کے اندر پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے پاس کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور "بھتہ خوری نامنظور، جگا ٹیکس نامنظور، غنڈہ ٹیکس نامنظور" کی نعرہ بازی کرتے رہے)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

آپ سب معزز ممبران تشریف رکھیں اور میری بات سُنیں۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اگر وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف میں consensus ہو جائے تو مجھے آپ کی قرارداد کو out of turn لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ کا آپس میں consensus نہیں ہو رہا تو میں اس میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں اکیلا تو rules suspend نہیں کر سکتا بلکہ rules suspend کرنے کے لئے House کی رائے لی جاتی ہے۔ مجھے آپ کے اس روّیے پر افسوس ہے۔ یہ قرارداد میرے دفتر میں آج ہی آئی ہے تو اس پر seven clear days کا نوٹس ہو گا۔ یہ قرارداد آج ہی انہوں نے دی ہے تو ہم اس کو زیر غور لائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اس قرارداد کی کاپی مجھے دیں اور میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ آج روٹین میں مفاد عامہ کی جو قراردادیں ہیں انہیں ہمیں پہلے لینا چاہئے اور اس کے بعد اگر یہ قرارداد انہوں نے rules suspend کر کے لانی ہے تو پھر لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ قرارداد کسی individual سے متعلق نہیں ہے بلکہ کروڑوں عوام سے متعلق ہے۔ پنجاب کے دس کروڑ عوام دیکھ رہے ہیں کہ یہ اسمبلیاں ہمارے حقوق کے لئے کیا کر رہی ہیں؟ رانا صاحب! ذرا سوچ کر اس کی مخالفت کریں۔ آپ بے نقاب ہو رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ووٹ لئے ہیں اور تین سالوں میں لوگوں کو کوئی relief نہیں دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ قرارداد پیش کرنی ہے۔ اگر میں اس میں کوئی ترمیم لانا چاہتا ہوں یا میں اس میں اپنا کوئی amended version لانا چاہتا ہوں تو کیا یہ اس کا ٹائم مجھے نہیں دیں گے؟ یہ مجھے قرارداد کی کاپی دیں، مجھے دیکھنے دیں اس کے بعد پھر یہ پیش کر دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ابھی انہیں قرارداد کی کاپی بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:اس پر ٹائم لگے گا۔

(خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "نو عمران نو" کی نعرہ بازی)

نہیں۔ نہیں۔آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں،آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں؟

(ممبران حزب اختلاف کی جانب سے

"گو آلو گو، بھتہ خوری نامنظور، جگہ ٹیکس نہ منظور، غنڈہ گردی نامنظور، آلو ٹھاہ کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ہم پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ کیا کر رہے ہیں؟آپ کی مہربانی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اجازت ہے تو میں کچھ بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی،بتائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جب بھی کوئی بات آتی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ ہم جواب نہیں دے سکتے۔ ہمارے پاس اس کے معقول دلائل ہیں۔ ہم جون 2014 کی international prices کو لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے مجھے ابھی یہ کاپی بھیجی ہے۔اس کو دیکھنے کے بعد میرا جواب سننے سے پہلے وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں یعنی ان کا یہ لگا بندھا پروگرام تھا کہ انہوں نے یہاں پر شور کرنا ہے اور اس کے بعد باہر جا کر سیڑھیوں پر چار نعرے لگانے ہیں اور پھر گھروں کو چلے جانا ہے۔ اس کے بعد مزید مصروفیات میں مصروف ہونا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ قائد حزب اختلاف کو اجازت دیں۔ میں نے اس میں ترمیم note کرائی ہے اس کے مطابق جب فائل تیار ہو جاتی ہے اور میری ترمیم بھی تیار ہو جاتی ہے تو یہ قرارداد پیش کر لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے کہ وہ اس قرارداد میں کچھ ترمیم دینا چاہتے ہیں۔ وہ قرارداد ابھی ٹائپ ہو رہی ہے۔ یہ قرارداد دونوں طرف سے متفقہ ہو جائے گی۔ Meanwhile ہم مفاد عامہ سے متعلق اور قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

پاکستان سے محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دیئے جانے والے شہیدوں کو نشان پاکستان دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔"

جناب سپیکر! اس میں تین چار اور بھی شہید ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے شہادت قبول کی ہے۔ ان کے نام بھی ہیں مثلاً مطیع الرحمٰن نظامی وغیرہ۔ ان کے لئے بھی میری گزارش ہے اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose تو نہیں کرتا کیونکہ بنگلہ دیش کی حکومت کے یہ ایسے اقدامات ہیں جن کو پوری دنیا میں کسی جگہ بھی نہ صرف accept ہی نہیں کیا گیا بلکہ ہر طرف ان اقدامات کی مزمت کی گئی ہے اور انہیں ظالمانہ اقدامات سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن یہ معاملہ خالصتاً وفاقی حکومت اور foreign affairs سے متعلقہ ہے۔ شیخ علاؤالدین کی قرارداد جیسے ہی موصول ہوئی تو وفاقی حکومت کے محکمہ کیبنٹ ڈویژن کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(FG)4-25/2016 بتاریخ 01-01-2016 درخواست کی گئی ہے کہ اس قرارداد کے ضمن میں وفاقی حکومت اپنے مؤقف سے آگاہ کرے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حساس نوعیت کا مسئلہ ہے تو اس کے جواب کا انتظار کر لیا جائے۔ اس کا جواب موصول ہونے کے بعد اگر اس کو opt کیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس قرارداد کو pending نہیں کیا جانا چاہئے۔ میں بڑی مشکل سے یہ قرارداد لایا ہوں۔ مجھے اس پر کام کرتے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔"

وزیر قانون نے جو بات کی ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو میرے سے زیادہ علم ہے کہ ان لوگوں نے کس طرح شہادت قبول کی۔ انہوں نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ ہمارا آج Nuclear Power ہونے کے باوجود کیا کردار ہے، ہم کیا پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تھوڑا سا انتظار کر لیں تو کیا فرق پڑے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس معاملہ میں جتنا دُکھی ہوں اتنا ہی آپ بھی ہیں لیکن مصلحتوں کو چھوڑ دیں۔ یہ ملک ہمیں اللہ نے دیا ہے اس لئے مصلحتوں کو چھوڑ دیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حسینہ واجد ہندوستان کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ ہم ان کے لئے کیا کر سکے ہیں؟ ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ ہم ایک قرارداد بھی پاس نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہم اس قرارداد کو pending کر رہے ہیں۔ اس کا جب جواب آ جائے گا تو پھر ہم کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بڑی بے ضرر سی قرارداد ہے۔ یہاں بہت سی قراردادیں ہم پاس کرتے ہیں جو وفاقی حکومت کے پاس پڑی رہتی ہیں۔ اگر یہ قرارداد بھی پاس کر دیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اور محترم شیخ صاحب اتنے جوش و جذبے کا اظہار کر رہے ہیں اور خود ہی یہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں یہ قرارداد لاتے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ اس قرارداد کو لانے میں ایک سال تک کون سی رکاوٹ ان کو راستے میں حائل تھی؟ میرا تو خیال ہے کہ ان کو سزائے موت دینے کا جو عمل ہوا ہے اس کو بھی شاید ابھی ایک

سال نہیں ہوا لیکن بات یہ ہے کہ یہ تاریخ بتائیں کہ انہوں نے کس تاریخ کو قرارداد جمع کرائی ہے؟آپ اسمبلی کا ریکارڈ دیکھیں کہ انہوں نے یہ قرارداد کس تاریخ کو جمع کرائی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس قرارداد کو لاتے لاتے ایک سال لگ گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پروفیسر غلام اعظم صاحب کو شہید کیا گیا۔ ہمیں تو اسی وقت اس ایوان میں آنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت آجاتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں کون سی غلط بات کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ دونوں صاحبان مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کچھ چیزیں اس قوم کی، پاکستان کی بنیادیں ہیں۔

جناب سپیکر: بس اس قرارداد کو تو میں نے pending کر دیا ہے، اب آپ اس پر کیوں بحث کرتے ہیں، مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دیکھیں! میری گزارش یہ ہے کہ ہم سارے لوگ اس معاملے پر افسردہ ہیں کہ حکومت نے اپنے تئیں اس پر اگر کوئی initiative نہیں لیا اور یہاں کے کچھ ممبران نے اگر یہ قرارداد دی ہے، ان لوگوں کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ پاکستان کا دم بھرتے تھے اور پاکستان کے لئے انہوں نے اپنی جانیں بھی نچھاور کر دیں اور آج اس ایوان کے اندر ان کا نام لینا یا انہیں appreciate کرنا بھی جرم بن گیا ہے کہ ہم بھی مرکز سے پوچھیں گے اور یہ وہاں سے پالیسی آئے گی۔ یہ حسینہ واجد یا انڈیا سے کیوں ڈرتے ہیں، یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ انڈیا کا ہمارے اوپر اور ہمارے حکمرانوں پر اتنا دباؤ ہے تو پھر ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ یہ پاکستان کے ہیرو ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے اور اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی قرارداد ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو بتا دیں کہ یہ قرارداد کب تک pending ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد pending کی ہے، ان کے لیٹر کا ذرا انتظار ہے۔

شیخ علاؤالدین: کیا یہ قرارداد 2020 تک pending ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسے نہ کیا کریں۔2020تک کسی کو کیا پتا ہے، کہ کیا ہو گا کیا نہیں۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ہم اس کو لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ یہ پابند کر دیں کہ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے یا اس وقت تک جواب لے لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔ کہہ دیا ہے اور انہوں نے note کر لیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بھی ساتھ note کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I opposed.

جناب سپیکر: اسے oppose کیا گیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جی، محرک اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس پر تو سوائے افسوس کے مجھے اور کیا اظہار کرنا ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہے، مجھے بھی معلوم ہے اور پورے ایوان کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں جو مساجد ہیں، کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتی ہیں اور even جو دوسری عبادت گاہیں ہیں، دوسرے مذاہب کے لوگ جو یہاں رہتے ہیں، چرچز ہیں، مندر ہیں کسی جگہ پر بھی ٹی وی کا وجود نہیں پایا جاتا۔ ہم

اپنے گھر کے قریب مسجد کے علاوہ travel کرتے ہیں، جہاں جہاں بھی ہم جاتے ہیں وہاں یہ ٹی وی کسی بھی مسجد کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر آپ اس رقم کو جمع کریں گے تو یہ کروڑوں روپیہ بنے گا۔ یہ ایک قسم کا ایسا ٹیکس ہے، ایسی فیس ہے جس کو مساجد کے اوپر لگانا انتہائی ناانصافی ہے۔ میں نے یہ ایسی بے ضرر سی قرارداد دی ہے اور اگر یہ ایوان اس قرارداد کو مسترد کرتا ہے، میں رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے یہ کوئی اچھا message نہیں جاتا، اس کو وہ oppose نہ کریں، اس کو جانے دیں اور یہ پورا جو ایوان بیٹھا ہے، اس کو open کر دیں کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اس کے بارے میں فیصلہ کر لے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی اکثریت اس کے حق میں فیصلہ دے دے گی اور اس حوالے سے اس پچیس روپے سے حکومت کا کیا بنتا ہے، یہ ٹیکس اگر wave of ہو جائے گا تو یہ ایوان کی طرف سے بھی ایک اچھا message لوگوں کو بھی بالعموم جائے گا، علمائے کرام کو بھی بالعموم جائے گا۔ میری استدعا یہی ہے کہ اس کو رانا صاحب oppose نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، سنتے ہیں کہ وہ اس کو کیوں oppose کر رہے ہیں، کیا بات ہے، ان کی بات تو سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ڈاکٹر سید وسیم اختر کا اگر تو یہ مؤقف ہے کہ اس کو اس لئے استثنیٰ دی جائے کہ مساجد میں ٹی وی کا استعمال نہیں ہوتا تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مساجد کا وہ حصہ جس میں نماز ادا ہوتی ہے اس کے علاوہ وہاں پر جو مؤذن یا امام ہوں ان کی رہائش بھی مسجد کا حصہ ہی تصور ہوتی ہے اور اس حصے میں ٹی وی بالکل استعمال ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ٹی وی کوئی بُری چیز ہے اور مسجد کے اس حصے میں اس کا استعمال نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کے علم میں ہو گا کہ اس وقت تو ٹی وی کے اوپر یعنی جو ہمارے چینلز ہیں، اگر ٹی وی آپ کے گھر میں یا آپ کے آفس میں موجود ہے تو اس پر الحمد للہ خانہ کعبہ کی براہ راست زیارت آپ ہر وقت کر سکتے ہیں، کوئی ضروری نہیں کہ آپ اس پر کوئی ایسا چینل لگائیں کہ وہاں پر کوئی بیہودگی ہو یا آوارگی ہو، اس طرح روضہ رسول ہر وقت براہ راست آ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے نعت کے پروگرام چل رہے ہوتے ہیں، اسی طرح سے قرآن پاک کی تفسیر اور ترجمے کے پروگرام چل رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ٹی وی کے اوپر بہت سارے ایسے چینلز ہیں کہ جو مسجد کے کسی بھی حصے میں اگر ٹی وی موجود ہو تو وہ کوئی غلط چیز تصّور نہیں ہوتی بلکہ اس سے استفادہ ہوتا ہے، ایک تو یہ بات ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ اگر استعمال ہو رہا ہے تو پھر اس کو استثنیٰ دینے کا جواز نہیں بنتا اور اگر اس کو جواز بنایا جائے گا تو پھر یہ ایک لمبی controversy شروع ہو جائے گی، ایک طرف

ڈیپارٹمنٹ والے کہیں گے کہ نہیں یہ تو استعمال ہو رہا ہے، دوسری طرف exception مانگنی شروع کر دیں گے اور اس طرح پھر لازمی بات ہے کہ ہمارے نچلے درجے پر دوسری چیزیں بھی درمیان میں آ جاتی ہیں کہ کوئی لالچ کر کے کسی کو استثنیٰ دے دے گا، کسی کو نہیں دے گا، یہ کروڑوں روپے کے ریونیو کا معاملہ ہے، خود ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے یہ بات کی ہے تو اس لئے میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس میں ہم خانہ خدا کو، مسجد کو یا اس کے ایک متبرک نام کو اس معاملے میں آ کر اُلجھائیں۔

جناب سپیکر! میری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ اس معاملے میں اگر وہ مساجد کے لئے کوئی اور concession چاہتے ہیں یا حکومت مساجد کی بہتری کے لئے اگر کوئی اقدامات کر سکتی ہے تو وہ اس پر بات کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اُلجھاؤ میں نہ پڑیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب نے یہ offer بھی دی ہے کہ اگر اس کے علی الرغم کوئی چیز ڈاکٹر صاحب اس پر کرتے ہیں تو میں اس کے علی الرغم بھی بتا دیتا ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ دیکھیں اس ملک کے اندر بہت ساری این جی اوز پبلک کی ویلفیئر کے لئے کام کرتی ہیں، ان کو ہم بہت سارے معاملات کے اندر چھوٹ دیتے ہیں، یہ جو مساجد ہیں یہ کوئی business concern نہیں ہیں، کوئی کاروباری ادارے نہیں ہیں، یہ خیر کا کام کر رہے ہیں، لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسول کی تعلیمات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یہ خیر کا کام ہو رہا ہے جو فی سبیل اللہ وہ کرتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسی مساجد ہوں گی، بہت چند ہی ایسی ہوں گی کہ جن کو کوئی ادارے چلاتے ہوں، بالعموم ہمارے محلوں میں، گلیوں میں، گاؤں میں اور گوٹھوں میں یہ لوگ چندے سے مساجد کو بناتے ہیں اور وہ چندے سے ہی بجلی کا بل وغیرہ ادا ہوتا ہے۔ اگر رانا صاحب اتنی بات اس حوالے سے کر رہے ہیں تو پھر میں اس پر stress کرتا ہوں لیکن چلیں اگر رانا صاحب کہتے ہیں کہ اس کا کوئی متبادل بتا دیں تو میں یہ متبادل پیش کرتا ہوں کہ رانا صاحب اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ تمام مساجد کو بجلی کے بلوں میں چھوٹ دے دی جائے، ان کو free کر دیا جائے، یہ خیر کا کام ہے اور اس پر میں compromise کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں یہ withdraw کر لیتا ہوں۔ بجلی کے بلوں میں چھوٹ کی قرارداد پیش کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ اس کو بنیاد بنائیں گے کہ وہاں پر ایک خیر کا کام ہو رہا ہے تو خیر کا کام تو تمام یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے، تمام کالجوں میں ہو رہا ہے، تمام سکولوں میں ہو رہا ہے اور تمام مدارس میں ہو رہا ہے تو پھر یہ

سلسلہ جو ہے اس کو آخر آپ کسی جگہ پر تو آگے cap کریں گے ناں۔ اس طرح سے اگر بل کی معافی کا معاملہ آئے گا تو معافی میں بھی پھر بہت سارے آئیں گے۔ ہسپتالوں میں کون سا بزنس ہو رہا ہے، ہسپتالوں میں بھی خیر کا کام ہو رہا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی لوگ یہ کہتے ہیں کہ بہت سارے ایسے ہیں کہ جو without profit and loss کام کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے یہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ جس کو اگر آپ شروع کریں گے تو پھر اس کو cap کرنا ممکن نہیں ہو گا اس لئے میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ مسجد کے حوالے کو اس حوالے سے نہ جوڑیں بلکہ اس پر کوئی ایسا طریق کار دیکھیں جس میں اگر مساجد کو اس انداز سے regular کیا جائے کہ وہ حکومت سے مدد بھی لیں اور حکومت کی instructions پر regarding لاء اینڈ آرڈر، آپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد بھی کریں لیکن اُس پر بھی بعض جگہوں سے resistance آ رہی ہے کہ ہم اس مدد کو قبول نہیں کریں گے۔ اب مساجد کے loud speaker کے استعمال سے جیسے کوٹ رادھا کشن میں واقعہ ہوا تھا تو وہ بھی صبح صبح مسجد کے loud speaker سے ہی اعلان ہوا تھا جس کی بنیاد پر زندہ لوگوں کو اٹھا کر بھٹے میں پھینک دیا گیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو ہمیں اس انداز سے further detail میں جا کر discuss نہیں کرنا چاہئے بلکہ میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے اپیل کروں گا کہ آپ اس قرارداد کو withdraw کر لیں اور اس کو ایسی شکل جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ مناسب طریقے سے اللہ کے گھر کی مدد ہو سکتی ہے تو اس کے لئے گورنمنٹ تیار ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ withdraw کر لیں۔ اس کو آپ اور یہ بھی دوبارہ بیٹھ کر دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بعد میں بیٹھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ میں مک مکا کی بات نہیں کرتا کیونکہ میں نے تو اس کا alternate دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ دے دیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر یہ اس کو رکھنا چاہتے ہیں تو alternate بجلی مفت کر دیں لیکن اس پر بھی ان کو اعتراض ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی خیر کا کام ہو رہا ہے لیکن تعلیمی ادارے in a way business concern ہوتے ہیں کیونکہ بچے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم کی بنیاد پر نوکریاں کرتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں اور لوگ فیسیں بھی دیتے ہیں۔ اس کی detail میں

جائیں گے تو پھر مزید بھی باتیں آنا شروع ہو جائیں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ایوان میں اس کو ووٹ کے لئےput کر دیں باقی ایوان جیسے منظور کر لے۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تو آپ کی مرضی ہے لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ ایسے ہو۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری زیر التواء قرارداد میاں محمود الرشید کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

تعلیمی اداروں کا تحفظ یقینی بنانا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کرتا لیکن میں اس میں ایک سٹیٹمنٹ on record لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن تعلیمی اداروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے پوری طرح سے باخبر اور ہمہ وقت متحرک ہے۔ اس حوالے سے سکیورٹی اقدامات کے لئے وضع کردہ SOPs پر پورے طریقے سے عملدرآمد کروایا جا رہا ہے تاکہ بچوں اور اساتذہ کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ ان تمام اقدامات کی مکمل monitoring بھی کی جا رہی ہے اور محکمہ کی سطح پر افسران مختلف اضلاع کا دورہ کر کے سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں کے سکیورٹی اقدامات کا جائزہ لیتے ہیں۔ محکمہ نے تعلیمی انتظامیہ اور سکیورٹی اداروں کے تعاون سے پنجاب کے 36۔اضلاع میں نجی اور غیر نجی سکولوں کو سکیورٹی خطرات کے پیش نظر مختلف categories میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے مسلسل اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس ضمن میں نجی اداروں کو بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اداروں میں سکیورٹی کے فول پروف انتظامات کریں۔ ان حقائق سے واضح ہے کہ حکومتِ پنجاب اور محکمہ تعلیم سکولوں کی سکیورٹی کے تمام ممکنہ اقدامات کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں

باقاعدہweekly meetingsوزیراعلیٰ خود Chair کرتے ہیں جس میں تمام اضلاع کی انتظامیہ کو video link پر لیا جاتاہے اور تمام سکول جوA plus and A categories میں آرہے ہیں اُن کے حفاظتی اقدامات سے متعلق جو SOPs بنائے گئے ہیں، کل تک کی میٹنگ کے مطابق اُن پر 100 فیصد عملدرآمد کیا جارہاہے لہٰذااس قرارداد کے اوپر کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتاہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

ایک معزز ممبر: ناں۔

جناب سپیکر: اس پر "ناں" کوئی نہیں کررہالہٰذایہ متفقہ ہی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ متفقہ نہیں بلکہ کثرتِ رائے سے منظور ہوئی ہے کیونکہ ایک ممبر نے "ناں" کہاہے۔

جناب سپیکر: جی، کسی نے اس کوoppose نہیں کیااور کوئی ممبر کھڑا نہیں ہوا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کثرت رائے سے منظور ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسے نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں۔ میں آپ کے کہنے پر دوبارہ ووٹنگ کروالیتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتاہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چوتھی قرارداد جناب محمد سبطین خان صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت مہیا کرنے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتاہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر محرک سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس میں لفظ "بتدریج" کا اضافہ کر لیں کیونکہ یہ ایک specialized intervention ہے جس میں بتدریج ہی تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں تک لے جایا جا سکتا ہے۔ اس وقت تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹر کے ہسپتالوں میں یہ سہولت موجود ہے اور بعض اضلاع کی حد تک بھی ہے لہٰذا اس کو بتدریج فراہم کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے جبکہ specialized doctors اور دوسرے عملے کی کمیابی کی وجہ سے سردست فوری طور پر اس پر عملدرآمد نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب نے جو ترمیم کی ہے اس طرح کر لیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! جس حد تک لفظ "بتدریج" کے حوالے سے رانا صاحب نے کہا ہے اُس سے مجھے اختلاف نہیں ہے لیکن میں اس میں یہ addition کرنا چاہوں گا کہ اِس وقت ہمارے پنجاب کے 36 اضلاع ہیں اور 36 میں سے اگر ریکارڈ کو check کریں تو میرے حساب سے آٹھ یا نو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت موجود ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ پورے پنجاب کا load لاہور اور ملتان پر پڑتا ہے اور یہ میں سرکاری ہسپتالوں کی بات کر رہا ہوں، کوئی پرائیویٹ ہسپتالوں کی بات نہیں کر رہا۔ اب ایم آئی آر مشینیں اسی طرح خراب پڑی ہیں۔ اگر میانوالی، لیہ یا ڈی جی خان کا مریض جسے تکلیف ہوتی ہے تو ڈاکٹر حضرات اُس کو کہتے ہیں کہ آپ جا کر لاہور سے انجیوگرافی کروائیں اور خدانخواستہ آدھے مریض راستے میں ہی انتقال کر جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اس کی ٹوٹل cost کیا ہے، اگر آپ کسی اچھی کمپنی کی مشین لیں تو اس کی ٹوٹل cost پانچ سے چھ کروڑ روپیہ بنتی ہے۔ خدانخواستہ کیا پنجاب اتنا غریب ہو گیا ہے کہ human life سے زیادہ پانچ سات کروڑ روپے کے پیچھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات مانی گئی ہے اور گورنمنٹ نے مان لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری نظر میں اورنج ٹرین زیادہ ضروری نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا کیا تعلق ہے؟ "چہ نسبت خاک را باعالم پاک" میاں صاحب! کیا بات کر رہے ہیں، کہاں کی بات ہو رہی ہے؟ سب کے فائدے کی بات ہو رہی ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بتدریج انجیو گرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کے لئے یہ بات کرتا ہوں کہ جب اس طرح کی قرارداد آئے تو اس پر ٹیکنیکل رائے بھی لی جانی چاہئے۔ جو اس شعبے سے متعلقہ لوگ ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ کسی بھی ایسے ہسپتال میں جہاں انجیو گرافی کی جائے بائی پاس سرجری کی سہولت فی الفور موجود ہونی چاہئے کیونکہ جب catheter ڈالتے ہیں اور اگر vein پنکچر ہو جائے اور فوری بائی پاس نہ کیا جائے تو بندے کی موت فی الفور ہو جاتی ہے اس لئے جب اس طرح کی قرارداد آئے تو ٹیکنیکل رائے بھی لی جانی مناسب ہے جس طرح اس قرارداد پر مرکز سے رائے لی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ٹیکنیکل تو آپ ہی تھے اور آپ نے اس وقت اس کے متعلق کوئی بات نہیں کی جب میں نے یہ question put کیا تو آپ کو اس وقت چاہئے تھا کہ آپ کچھ کہتے۔ یہ پانچویں زیر التواء قرارداد محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے۔

16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب قومی دن قرار دینے کا مطالبہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی قرارداد جناب محمد سبطین خان کی ہے۔جی، اسے پیش کریں۔

صوبہ بھر میں غیر قانونی سائن بورڈز کو ہٹانے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ قرارداد میاں محمود الرشید کی ہے۔

پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلے پر عملدرآمد کرانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !میں اس حوالے سے ایک statement دینا چاہتا ہوں اور اسے oppose نہیں کرتا۔ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے لئے Punjab Private Education Institutions Promotion & Regulation Ordinance 1984 میں ترمیم کی ہے Punjab Private Education Institutions Promotion & Regulation Ordinance 2015 جاری کیا ہے جو اس وقت نافذالعمل ہے۔ ترمیمی آرڈیننس 2015 کے مطابق تمام پرائیویٹ اداروں کو بند کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اضافہ شدہ فیس کو ختم کر کے اسے تعلیمی سال 2014 کی سطح پر لائیں۔ حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں متعلقہ ڈی سی او صاحبان کی سربراہی میں District Review Authorities قائم کر دی گئی ہیں اور والدین کو بھی بطور ممبر اس میں شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ کمیٹی کی میٹنگ ہر دس دن بعد ہوتی ہے جس میں زائد فیس کے حوالے سے شکایات کا جائزہ اور بعد ازاں ازالہ کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے فیصلے پر سختی سے عملدرآمد کروا رہی ہے اور اس سلسلے میں کوئی شکایت pending نہ ہے اور تمام عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں جبکہ خلاف ورزی کرنے والے پرائیویٹ اداروں کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر statement آ گئی ہے اور سوال کی گنجائش بھی نہیں ہے کیونکہ منسٹر صاحب نے اس حوالے سے مکمل طور پر اپنی بات کر لی ہے اور وہ اس کی مخالفت نہیں کرتے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

جھوٹے مقدمات کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترمیم کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

نادرا اور پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کرنے کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔"

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس قرارداد کو oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ I believe جو خواتین ہیں ان کے لئے its more comfortable کہ انہوں نے کئی دفعہ they are wearing jeans and sleeveless کپڑے some other man sittings I think they are not comfortable اگر ایک بندہ ان کی تصویر کھنچوا رہا ہے my personal instances میں جب اپنی تصویر کھنچوانے گئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ دوبارہ کھنچوائیں کہ:

Is this like for a Face book post? I think there are lot of women who are not comfortable.

کہ کوئی بندہ ان کی تصویر اتارے اور آپ دیکھیں کہ

There are some women who cover some who are not covering. So, I think even in very modern places for example like UAE

آپ اپنا سی وی بنانا چاہتے ہیں تو عورتیں ہی ہوتی ہیں جو عورتوں کی تصویر اتارتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے اجازت لے کر انگلش میں بات کر لیں یا اردو میں بات کریں۔ آدھی اردو اور آدھی انگلش میں بات کرنا ٹھیک نہیں لگتا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! اگر آپ ائرپورٹ پر جاتے ہیں اور وہاں عورت کی search ہونی ہے تو عورتیں ہی search کرتی ہیں۔ اگر پاسپورٹ آفس میں تصویر اتارنے بھی جاتی ہیں تو I think عورتوں کے لئے its more comfortable کہ وہاں عورت ہو اور

Not only that, that would promote employment for women also.

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے اس قرارداد کی technical reason کی وجہ سے مخالفت کی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ approach کوئی progressive approach نہیں ہے بلکہ یہ طالبان کی سوچ ہے کہ عورتوں کے شناختی کارڈ بھی نہ بنیں اور ان کی تصاویر بھی نہ کھینچی جائیں اور محرکہ جس بات کو point out کر رہی ہیں کہ جیسز والی یا وہ خواتین ہوتی ہیں تو انہیں as such میں نہیں سمجھتی کہ کوئی اعتراض ہوتا ہے لیکن پاسپورٹ دفاتر کے اندر خواتین اہلکار وہاں موجود ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو خاتون اہلکار اس کی تصویر کھینچ سکتی ہے لیکن generally محترمہ جن جگہوں کی نشاندہی کر رہی ہیں اور جن خواتین کی نشاندہی کر رہی ہیں تو میرا نہیں خیال کہ ان کے لئے کوئی problem ہوتا ہو۔ اس طرح عورتیں عورتوں کے لئے specific نہ کریں یہ gender discrimination ہے۔ اس سے پہلے ہی ہم عورتیں بہت پیچھے جا چکی ہیں اور دنیا کے ہر میدان میں عورتیں compete بھی کر رہی ہیں اور آگے بھی جا رہی ہیں اس لئے عورتیں عورتوں کے لئے specific کر دینا میرے خیال میں نامناسب ہے اور عورتوں کی توہین ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر زیادہ debate کروانے کی بجائے آپ اس قرارداد کو pending فرما دیں تاکہ ان کا آپس میں consensus کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ٹھیک ہے اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ قرارداد اچھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو خوامخواہ کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے کل کو خواتین ایک قرارداد لے آئیں گی کہ gender discrimination نہیں ہونی چاہئے [**********]

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ قرارداد لے آئیں ہم منظور کروانے میں ان کی مدد کریں گے جب ڈاکٹر سید وسیم اختر نے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر کی اس بات کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے جو انہوں نے فرمائی ہے۔ جی، قواعد کی معطلی کی تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں جی، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محرک تو میں ہوں ادھر۔

جناب سپیکر: جی، قواعد کی معطلی کی تحریک تو انہوں نے پیش کرنی ہے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر قرارداد میں کوئی تبدیلی کرنی تھی تو پہلے مجھے محرک کو قرارداد دکھانا چاہئے تھی اگر یہ قرارداد کے اندر جو بھی ترمیم لے کر آرہے ہیں جب تک وہ میرے ساتھ consult نہیں کیا مجھے دکھایا نہیں کہ وہ کیا اس میں delete کر رہے ہیں اور کیا اس میں addition کر رہے ہیں تو this is not fair۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں طریق کار رولز کے مطابق جو میری سمجھ میں ہے کہ یہ جو رولز کی معطلی کی تحریک ہے وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ پیش کریں یا میں پیش کروں اس کے بعد وہ اپنی قرارداد پیش کریں گے میں اُس میں ترمیم پیش کروں گا ترمیم پر پہلے voting ہو گی اگر ترمیم carry ہو جائے گی تو پھر اُن کا resolution turn down ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک پیش کریں تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو یہ رانا ثناء اللہ خان پیش کرنا چاہ رہے ہیں ہم تو بالکل بھی اس سے اتفاق نہیں کرتے یہ تحسین فرمانا چاہتے ہیں پانچ روپے کم کر کے ہمارے اوپر کوئی بڑا احسان کیا ہے۔ This is not fair یہ جو قرارداد ہے یہ تو اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ہم ایوان کے اندر پڑھیں بھی پاس کروانا تو بڑی دور کی بات ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اپنی قرارداد پڑھیں ترمیم میں پڑھوں گا یہ اپنی قرارداد پیش کریں میں اپنی قرارداد پیش کروں گا as amended by Law Minister

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ چمچہ گیری چھوڑ دیں، یہ چمچہ گیری ہے۔ یہ جو عوام کے جذبات ہیں یہ اُس کی ترجمانی نہیں ہے رانا صاحب! آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اس قرارداد کے اندر ترمیم لانا چاہتے ہیں تو آپ مجھ سے consult کریں میں آخر محرک ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رولز کے مطابق یہ اپنی قرارداد پیش کریں میں اپنی amended resolution پڑھوں گا یہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پٹرول کی قیمت چالیس روپے فی لٹر مقرر کرنے کا مطالبہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے کمی قوم کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرول کی قیمت 40 روپے فی لٹر مقرر کی جائے

تاکہ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ عام صارفین تک پہنچ سکے۔"

جناب سپیکر: جی یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے کمی قوم کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرول کی قیمت 40روپے فی لٹر مقرر کی جائے تاکہ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ عام صارفین تک پہنچ سکے۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ amended resolution move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ amended resolution پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لیٹر کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30روپے فی لٹر کمی کی جاچکی ہے۔ جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لیٹر کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30روپے فی لٹر کمی کی جاچکی ہے جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی۔"

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، opposed

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ یہ ایسا موقع ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہو گا لیکن ہم چمچہ گیری کریں، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں بھلے ہی وفاقی حکومت ان کی سہی، مسلم لیگ (ن) کی سہی انہیں لوگوں نے منتخب کیا ہوا ہے لیکن اگر وہ کوئی غلط کام کرتی ہے اور ایسے اقدامات کرتی ہے کہ جس سے اُس کو بہتر کرنے کی بجائے ہم اُس کی تحسین کرتے چلے جائیں۔ دنیا کے کسی ملک میں کیا ایسے ہوتا ہے، کیا کسی مہذب معاشرے میں ایسے ہو سکتا ہے؟ کسی مہذب ملک میں ایسے ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ ہم democratic منتخب لوگ ہیں آپ باہر کے ممالک سے 25 روپے لٹر لیں اور اپنی عوام کو آپ 75 روپے لٹر دیں تو یہ قابل شرم بات ہے۔ اس کی تحسین نہیں ہونی چاہئے اس کی مذمت ہونی چاہئے۔ یہ قابل مذمت فعل ہے اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں جو ترمیم راناثناء اللہ خان لے کر آئے ہیں یہ پنجاب کی عوام کے سامنے expose ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے چہروں پر جو نقاب لئے ہوئے ہیں وہ آج اُلٹ گئے ہیں اور ان کے چہرے ننگے ہو گئے ہیں، ان کی policies، عوام دشمن policies ہیں اور تین سال سے یہ حکمران ہیں۔ ان حکمرانوں نے پنجاب کی عوام کو دیا کیا ہے؟ اورنج ٹرینوں کے علاوہ، میٹرو بسوں کے علاوہ اور پلوں کے علاوہ اور کیا دیا ہے کوئی ریلیف ملا ہے؟ بجلی ہے، گیس ہے اور نہ ہی پینے کا صاف پانی ہے۔ یہ پٹرول کی قیمت میں کمی ایک ایسا مسئلہ ہے، یہ اپنی گرہ سے کچھ نہیں دے سکتے یہ کیا دے سکتے ہیں؟ انہوں نے کشکول پکڑا ہوا ہے اور کشکول کا سائز بھی پہلے سے بڑا کر لیا ہے اُس کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔ جو ریلیف انہیں دینا چاہئے تھا ہم تو وہ نہیں مانگ رہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے بندوں، اے حکمرانوں تم جمہوریت کے نام پر عوام کو ریلیف دینے کے نام پر عوام سے ووٹ لے کر آئے ہو قوم کے مجرم مت بنو قوم دیکھ رہی ہے۔ 2018 بھی دور نہیں ہے اُس سے پہلے تمہیں تخت سے نیچے لے آئیں گے اگر آپ نے اپنے روّیوں کو نہ بدلا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحسین کرنا، کیا آپ نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے؟ کسی کے باپ کا نہیں ہے یہ مُلک۔ کوئی اپنی جیب سے دے تو پھر ہم مانیں گے کہ یہ احسان کر رہے ہیں۔ یہ باہر سے تو 25 روپے کا لیں اور ہمارے غریب عوام کو 70 اور 75 روپے کا دیں۔ آج کسان خودکشیاں کر رہا

ہے،آج غریب آدمی کو بِل آتا ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے کہ میں اس بل کو کیسے دوں؟اس لئے میں اس کوopposeکرتا ہوں اوراس ترمیم کی مذمت کرتا ہوں جو راناثناء اللہ لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر:اجلاس کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے بھیopposeکیا تھا۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد میاں محمود الرشید صاحب نے پیش کی ہے یہ بلاشبہ اس ملک کے غریب کی آواز ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ تو ultimately وفاقی حکومت نے کرنا ہے پنجاب حکومت یا پنجاب کے کسی محکمے نے تو اس کا فیصلہ نہیں کرنا کہ اس کی قیمت بڑھنی چاہئے یا کم ہونی چاہئے۔یہ پنجاب کے عوام کی طرف سے اس ایوان کے توسط سے ایک messageجانا ہے کہ یہ ایوان پنجاب کا نمائندہ ایوان ہے۔اس کے بعد یہ بات وفاقی حکومت کے پاس چلی جائے گی پھر وفاقی حکومت اس پر فیصلہ کرتی ہے یا نہیں اس کے بارے میں مجھے اور آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ براہ راست حکومت پنجاب کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس طرح کی قرارداد کی مخالفت کے نتیجے کے اندر،ظاہر ہے کہ پنجاب کے لوگوں پر کوئی اچھا تاثر نہیں جاتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ بات دلیل کے ساتھ ہونی چاہئے۔یہ40 روپے کی قیمت کا معاملہ ہے میاں محمود الرشید نے مجھ سے بھی اس حوالے سے تھوڑا سا discussکیا تھا کہ قیمت کا کیا تعین ہونا چاہئے۔اس حوالے سے ہمارے پاس معلومات تھیں کہ بین الاقوامی مارکیٹ کے اندر جب اس ریٹ پر پٹرول available ہو گا تو پھر پاکستان کے اندر کس ریٹ پر available ہو سکے گا۔بلاشبہ جو حکومت نے سیلز ٹیکس اور ڈیوٹی وغیرہ لگائی ہوئی ہے۔ہم نے ان کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کو بہت ہی fareکیا جائے تاکہ حکومت کی بھی بات رہ جائے اور عوام کو بھی سہولت مل جائے۔ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر ہم نے40روپے کا تعین کیا ہے۔آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اسی قیمت کا تعین،اسی طرح کی recommendation سندھ اسمبلی نے بھی کی اور انہوں نے بھی 40روپے مقرر کیا۔یہ ایک متفقہ سی چیز بن جاتی ہے کہ سندھ کے ایوان کی طرف سے بھی40روپے کا مطالبہ آیا ہے اور پنجاب کے ایوان کی طرف سے بھی40روپے کا شور وغل ہوا ہے۔یہ صرف ایک بات ہے کہ اگر یہاں سے منظور ہو جائے تو یہ بات وفاقی حکومت کے پاس چلی جائے گی اور پھر وفاقی حکومت

نے اس کو کیسے لینا ہے یہ اُس کا فیصلہ ہو گا۔ میں پورے ایوان سے ملتمس ہوں کہ آپ یہاں سارے کاشتکار بھائی بیٹھے ہیں جب پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمت بین الاقوامی ریٹ سے compatible ہو جائے گی اور اس میں کمی آ جائے گی تو اس کا کس کو فائدہ ہو گا؟ بنیادی طور پر اس کا فائدہ پنجاب کے کاشتکار کو ہو گا کیونکہ اُن کو ڈیزل سستا ملے گا۔ ڈیزل ٹیوب ویلوں کے اندر بھی استعمال ہوتا ہے اور ٹریکٹر کے اندر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سے بحیثیت مجموعی کاشتکاروں کو فائدہ ہو گا اور یہ ایوان بھی کاشتکاروں کا ہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ بڑی اچھی قرارداد محمود الرشید صاحب کی طرف سے آئی ہے اور یہ ہم سب کی طرف سے متفقہ ہی ہے۔ میں بہت ہی ادب کے ساتھ محترم راناثناء اللہ خان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو ترمیم دی ہے اس کو وہ withdraw کر لیں اور اس معزز ایوان کی طرف سے اس قرارداد کو متفقہ طور پر جانے دیں اس طرح سے اس ایوان کی طرف سے ایک اچھا message عوام کے پاس چلا جائے گا۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ عوام کو ریلیف دینا حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت کا فرض ہے لیکن کسی بھی طبقے یا کسی بھی political group کی طرف سے اس کو point scoring کے لئے استعمال کرنا انتہائی منفی روّیہ ہے، انتہائی باعث اعتراض اور قابل مذمت ہے۔ اب ان لوگوں کا آپ روّیہ دیکھیں کہ جب اس میں کمی کی جا رہی تھی تو اُس وقت بعض ایسے عناصر جو صرف اور صرف اپنی منفی سیاست کو آگے بڑھانے کے لئے اور اس ملک میں جو ترقی کا پہیہ چل نکلا ہے اسے روکنے کے لئے یہ کبھی کنٹینر پر چڑھتے ہیں، کبھی چوکوں میں جاتے ہیں۔ (شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان لوگوں کا آپ اسی سلسلے میں روّیہ یہ دیکھیں کہ انہوں نے اُس وقت یہ مطالبہ کیا تھا، پورا میڈیا اور پورے اخبارات اس بات کے گواہ ہیں کہ جن دنوں میں ابھی یہ کمی کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اس وقت انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ 10 روپے کم کیا جائے۔ اُس کے بعد ان کے لیڈر کوئٹہ میں 20 روپے کا مطالبہ کر رہے تھے اور آج یہ 40 روپے کا مطالبہ کر رہے

ہیں۔اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کی کوئی calculation نہیں ہے۔جب انٹرنیشنل مارکیٹ میں قیمت کم ہوتی ہے تو اس کے corresponding impacts ہوتے ہیں۔ کئی جگھوں پر وہی بات فائدہ مند ہوتی ہے اور کئی جگھوں پر وہ بات negative side پر جاتی ہے۔پوری calculation کے بعد اس کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ اسی کے مطابق اِس سے پہلے بھی کیا گیا تھا اور اب بھی کیا گیا ہے۔اسی تعین کے مطابق اور اسی calculation کے مطابق،اس calculation کو تمام ایسے لوگوں نے جو اس سے پہلے فنانس میں مختلف عہدوں پر رہے ہیں بلکہ اِن کے بھی وہ لوگ جو فنانس کو سمجھنے والے ہیں کیونکہ ہر آدمی تو ٹیکنیکل نہیں ہے۔ڈاکٹر سید وسیم اختر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بڑی calculation کی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اِن کی یا میری اس سلسلے میں کوئی expertise ہے۔انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ correspondence facts کو دیکھتے ہوئے یہ کمی بالکل صحیح کی گئی ہے اور اس کے مطابق لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ان کا مقصد صرف اور صرف معاملات کو الجھانا ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ اس ریلیف کی وجہ سے عوام میں جو مثبت پیغام گیا ہے اس کو confuse کرنے کے لئے یہ سارا پراپیگنڈا اور یہ ساری کوشش ہو رہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور "شیم، شیم" کی نعرے بازی شروع کر دی)

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لٹر کی کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30 روپے فی لٹر کی کمی کی جا چکی ہے جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی"

(ترمیم شدہ قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 10۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

بدھ،10۔فروری2016

(یوم الاربعاء،یکم جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 9

863

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ10۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 37 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات وماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 43 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صنعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2015 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

زراعت اور گنے کے کاشتکاروں کی شکایات پر عام بحث جاری رہے گی

865

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ،10۔فروری2016

(یوم الاربعاء،یکم جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣
وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ۝٤ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ۝٥
اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۝٦ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى ۝٨ فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ ۝٩ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۝١٠ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۝١١

سورۃ الضُّحیٰ آیات 1 تا11

آفتاب کی روشنی کی قسم(1)اور رات(کی تاریکی)کی جب چھا جائے(2)کہ(اے محمد)تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ(تم سے)ناراض ہوا(3)اور آخرت تمہارے لئے پہلی(حالت یعنی دنیا)سے کہیں بہتر ہے(4)اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے(5)بھلا اس نے تمہیں یتیم پاکر جگہ نہیں دی(بے شک دی)(6)اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا(7)اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا(8)تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا(9)اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا(10)اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا(11)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور میری تو ساری بہار آپ سے ہے
میں بے قرار تھا میرا قرار آپ سے ہے
میری تو ہستی ہی کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپ سے ہے
گناہگار ہوں آقا بڑی ندامت ہے
قسم خدا کی یہ میرا وقار آپ سے ہے
کہاں وہ ارض مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا سبب بار بار آپ سے ہے
میں اس یقین سے زندہ ہوں آپ میرے ہیں
میری حیات کا دار و مدار آپ سے ہے

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!وہ ابھی راستے میں ہیں اس لئے استدعا ہے کہ ان کا سوال pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: Sorry، محترمہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose ofکیا جاتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ سوال ساہیوال سے متعلقہ ہے اس لئے میں on her behalfکرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔میں نے تو بلایا تھا لیکن آپ نہیں بولے تو میں کیا کروں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں دیکھ رہا تھا کہ محترمہ آئی ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اب نہیں۔آپ مہربانی کریں۔آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟جب میں سوال سے آگے چلا گیا ہوں تو آپ مہربانی فرما رہے ہیں کہ میں اب کھڑا ہو گیا ہوں۔پلیز مہربانی کریں وہ سوال dispose ofہو چکا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر:اس سوال کو pendingکر دیں۔

جناب سپیکر: اب یہ سوال pendingنہیں ہو سکتا۔اگر آپ پہلے بولتے تو میں آپ کی بات ضرور سنتا۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!سوال نمبر 2759 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے شیخ علاؤالدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں کام کرنے والے ٹیکنیکل پیرا میڈیکل سٹاف کا سروس سٹرکچر بنانے کی تفصیلات

*2759: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے ہسپتالوں میں لیبارٹری اٹینڈنٹ اور آپریشن تھیٹر اٹینڈنٹ کو سکیل 5تا17 کے ملازمین کا سروس سٹرکچر اور پروموشن پالیسی مرتب کرنے کا نوٹیفکیشن جاری ہو گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ٹیکنیکل پیرا میڈیکل سٹاف جو کہ میٹرک سائنس کی بنیاد پر بی ایس۔2 میں بھرتی ہوتے ہیں، ریٹائرمنٹ تک اسی سکیل میں رہتے ہیں حکومت ان کا سروس سٹرکچر اور پروموشن پالیسی مرتب کرنے کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے چونکہ لیبارٹری اٹینڈنٹ اور آپریشن تھیٹر اٹینڈنٹ بنیادی سکیل نمبر2 میں آتے ہیں اور انہوں نے کوئی بنیادی ٹیکنیکل ٹریننگ یا ڈپلومہ نہیں کیا ہوتا۔ مزید برآں محکمہ صحت حکومت پنجاب کا نوٹیفکیشن نمبر(NIH)07-12-2010(Paramedic) مورخہ 2011۔11۔24 بنیادی سکیل 5 سے 15 کے پیرا میڈیکل ملازمین کے لئے ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے تمام میڈیکل انسٹیٹیوٹس/ہسپتال کے گریڈ2 کے پیرا میڈیکل سپورٹنگ سٹاف کے لئے مورخہ 2012۔12۔18 سے۔/1500 روپے ماہوار ہیلتھ رسک الاؤنس شروع کر دیا ہے اور سکیل نمبر 1 تا سکیل نمبر 4 کے ملازمین کو گورنمنٹ نے 10 سال کی سروس پر اگلے سکیل میں ترقی دے دی ہے بحوالہ گورنمنٹ لیٹر نمبر(FD.PC.39-14/44(Pt.IV)(APCA/2008) مورخہ 2014۔06۔17 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں حکومت کی اور ساتھ جو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری خواجہ عمران نذیر بیٹھے ہیں یہ محنت کرتے ہیں میں ان کی تحسین کرتا ہوں۔ اس ایوان کے اندر میں نے مختلف مواقع

پر کافی issues اٹھائے تھے ان میں بہت سارے resolve ہو گئے ہیں periphery میں ڈاکٹرز کا pay structure بہتر ہوا ہے اور یہ اس حوالے سے اچھا ہوا ہے اس پر میں ان کی تحسین کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ no doubt انہوں نے پیرا میڈیکل اور ٹیکنیکل سٹاف کے لئے ایک service structure دیا ہے لیکن ابھی بھی ان میں کچھ لوگ رہ گئے ہیں اس لئے میں آپ کے توسط سے یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ پیرا میڈیکل سٹاف میں جن لوگوں کا بوجہ غلطی یا کسی وجہ سے service structure نہیں بن سکا کیا محکمہ ان کو consider کرنے کے لئے تیار ہے کہ آئندہ ان کا معاملہ بہتر ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے کام کو acknowledge کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے جو چیز point out کی ہے ہم نے اس پر پہلے ہی غور شروع کر دیا تھا۔ اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے technical home work مکمل کر لیا ہے۔ Health support staff اور جو دیگر لوگ رہ گئے تھے ان کا بھی service structure بنانے کے لئے تجاویز move کی جا چکی ہیں اور یہ case محکمہ خزانہ کو جا چکا ہے۔ انشاء اللہ محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد ان لوگوں کا service structure بھی لاگو کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمہ صحت کے وہ ملازمین جن کا service structure نہیں بن سکا انہوں نے بہاولپور سے مجھے اپنے documents دیئے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ کی وساطت سے وہ documents پارلیمانی سیکرٹری کے حوالے کر دوں تاکہ ان ملازمین کی اگر کوئی چیز واقعی رہ گئی ہے تو وہ incorporate ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ وہ documents پارلیمانی سیکرٹری کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں welcome کرتا ہوں اگر کوئی ایسی چیز رہ گئی ہے جو کہ ہماری نظر سے نہیں گزری تو ڈاکٹر سید وسیم اختر ہمیں point out کریں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی شامل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال میاں طاہر کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2819 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*2819: میاں طاہر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں اور ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز، سرجن اور سپیشلسٹ کی منظور شدہ اور پُر شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اور کتنی کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں 1202 ہیں جن کی گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل 391 اسامیاں خالی ہیں (گزیٹڈ 221 نان گزیٹڈ 170)

(i) اسسٹنٹ اور ایسوسی ایٹ پروفیسر کی ایڈہاک پر بھرتی کی اجازت ملی ہے اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔

(ii) گریڈ 1 تا 16 کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔الیکشن اور بعض تکنیکی پابندیوں کی وجہ سے دیر ہوئی۔

(ج) ادارہ ہذا میں ڈاکٹرز، سرجن اور سپشلسٹ کی منظور شدہ اسامیاں 265 ہیں جن میں سے 87 اسامیاں پر ہیں اور 178 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد ایک خود مختار ادارہ ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ایف آئی سی کی خالی اسامیوں پر ایڈہاک پر بھرتی کرنے کا اختیار ادارہ ہذا کو دے رکھا ہے تاہم حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے بھی خالی اسامیوں پر تعیناتی کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ "فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائی جائیں؟"اس کے جواب میں مجھے 1202 اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل مہیا کی گئی ہے لیکن انہوں نے آج سے دو سال پہلے بھی یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ یہ خالی اسامیاں جلد پُر کر لی جائیں گی۔ فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ لیہ، بھکر، چنیوٹ، جھنگ اور سرگودھا سے مریض علاج کے لئے فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں آتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک حکومت وہاں پر ڈاکٹروں کی تعداد ہی پوری نہیں کر سکی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! بالکل یہ بات بجا ہے کہ بہت ساری peripheries ایسی تھیں اور بہت سارے ہسپتال ایسے تھے کہ جہاں پر ڈاکٹروں کی availability ensure نہیں ہو پا رہی تھی لیکن برس ہا برس کی محنت کے بعد اب ڈاکٹروں کی یہ کمی پوری ہو رہی ہے۔ پچھلے ایک سال سے محکمہ صحت نے خصوصی طور پر اس پر کام کیا اور آج الحمد للہ ہم اس پوزیشن میں آ گئے ہیں، میں نے پچھلے اجلاس میں ایک incentive chart show کیا تھا۔ Specialist Doctors جو کہ periphery میں جانے سے کتراتے تھے ہم نے ان کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے تک کا incentive پورے پنجاب میں نافذ کیا ہے۔ ان Specialist Doctors کو تنخواہ کے علاوہ 30 ہزار سے لے کر ڈیڑھ لاکھ روپے تک extra پیسے دیئے جائیں گے جس کی وجہ سے آج الحمد للہ 550 سے زائد Specialist Doctors مختلف peripheries کے ہسپتالوں کو join کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے مزید 917 کے قریب میڈیکل آفیسر، ڈاکٹروں کو بھرتی کر لیا ہے اور 22۔فروری تک انہیں joining دینے کا کہا گیا ہے۔ انشاء اللہ 22۔فروری تک جب یہ 917 ڈاکٹر joining دے دیں گے تو ہماری maximum کمی پوری ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے ڈاکٹروں کی سو فیصد کمی فوراً پوری ہو جائے گی لیکن انشاء اللہ آئندہ ایک دو ماہ میں maximum کی ضرور پوری ہو جائے گی۔ ہم پچھلے کئی ماہ سے Chief Minister Health Reforms Road Map پر عمل کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں آج الحمد للہ ہمارے BHU and THQ functional ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں بالکل open بات کروں گا کہ پہلے ہمارے آدھے BHU and THQ non-functional تھے۔ آج الحمد للہ اس محنت کے بعد وہ 99.9 percent functional ہو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں جو اقدامات اُٹھانا ضروری ہیں وہ ہم maximum اُٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے معزز ممبر میاں طاہر نے فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ڈاکٹروں کی کمی کے حوالے سے جو نشاندہی کی ہے وہ بہت جلد پوری ہو جائے گی۔آج اس وقت بھی فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ڈاکٹروں کی بھرتی کاprocessجاری ہے، اس وقت بھی انٹرویوز ہو رہے ہیں اور اسselectionکے بعد اس ہسپتال میں کافی حد تک ڈاکٹروں کی کمی پوری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ فرضی باتیں آج سے دو سال پہلے بھی کی گئی تھیں۔ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں روزانہ پانچ سے چھ مریض موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ان کا کون جواب دہ ہے؟ فیصل آباد اور ارد گرد اضلاع کے لوگ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں علاج کے لئے آتے ہیں۔آپ کے علم میں ہے کہ جب کسی کو ہارٹ اٹیک ہوتا ہے یا بہتsevere قسم کاproblem ہوتا ہے تو پھر مریض کوFICمیں لایا جاتا ہے۔ یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ فیصل آباد جیسے شہر میں صرف اٹھارہ بیڈز کی ایمرجنسی ہے۔ محکمہ صحت کہاں سویا ہوا ہے؟ چار کروڑ لوگوں کی آبادی کے لئے FICکی ایمرجنسی میں صرف اٹھارہ بیڈز رکھے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے معزز ساتھی fact & figuresدرست نہیں بتا رہے۔انہوں نے فیصل آباد کی آبادی 4 کروڑ بتائی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے صرف فیصل آباد کی آبادی نہیں بتائی بلکہ ارد گرد کے اضلاع کو بھی شامل کیا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے چار کروڑ آبادی کا اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ سرگودھا، لیہ، چنیوٹ، جھنگ اور میانوالی کے اضلاع کے لوگ بھی اپنے علاج کے لئےFICفیصل آباد میں آتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کاvisitبھی کیا کریں۔وہاں پر جو نئی ایمرجنسی بن رہی ہے اس کے مکمل ہونے پر ایمرجنسی میں بیڈز کی تعداد انشاءاللہ 66 ہو جائے گی۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ سب اچھا ہے، دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیںrealityمیں جینا چاہئے لیکن ہم اپنیmaximum effortsکر رہے ہیں۔ ہم شعبہ صحت کے حوالے سے پالیسیوں کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ بات نوشتہ دیوار ہے کہ ہم نے شعبہ صحت کی بہتری کے لئےhistorical stepsلئے

ہیں۔ہماری ان کوششوں کے نتیجے میں آج ہم اس position میں آ گئے ہیں کہ اگلے دو سے تین ماہ میں ڈاکٹروں کی maximum کمی کو انشاء اللہ تعالیٰ پورا کر لیا جائے گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! واقعی یہ historical steps ہیں۔ میں FIC فیصل آباد کی ایمرجنسی کے حوالے سے ایک بات آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کرنی چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ یہ آپ کا تیسرا ضمنی سوال ہو گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! فیصل آباد میرا شہر ہے اور مجھے بڑی شرمندگی سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حاجی مختار صاحب فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی ٹیکسٹائل مل ہے۔ان کے والد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا۔جب ان کے والد صاحب FIC فیصل آباد کی ایمرجنسی میں آئے تو انہیں مناسب treatment نہ مل سکا اور وہ موت کی آغوش میں چلے گئے۔انہوں نے اپنی جیب سے سارے اخراجات کر کے پچاس بیڈز کی ایمرجنسی تیار کروائی۔یہ ایمرجنسی بالکل تیار ہو چکی ہے لیکن مشیر صحت اور ان کا عملہ وہاں پر جا کر اس ایمرجنسی کو functional کرنے کے لئے تیار نہیں۔جب بھی مشیر صحت سے بات ہوتی ہے تو یہی جواب ملتا ہے کہ جلد ہو جائے گا۔یہاں ایوان میں بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ سب اچھا ہے، سب اچھا ہے اور یہ باتیں واقعی تاریخی ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس بات کا notice لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! حاجی مختار صاحب جنہوں نے FIC فیصل آباد کی ایمرجنسی میں بیڈز کی تعداد میں اضافہ کے لئے تعاون کیا ہے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ایسے بہت سے مخیر حضرات ہیں جو کہ تعاون کرتے ہیں اور کچھ لوگ تو اپنا نام بھی بتانا پسند نہیں کرتے۔ایسے نیک لوگوں کی وجہ سے ہماری بہت سی مشکلات حل ہوتی ہیں۔لاہور میں بھی ہم نے بہت سے پراجیکٹس ایسے مخیر حضرات کے ساتھ مل کر مکمل کئے ہیں۔بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ FIC فیصل آباد میں 66 بیڈز کی ایمرجنسی تکمیل کے مراحل میں ہے۔اس حوالے سے اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ٹیکنیکل رکاوٹ ہے تو وہ میرے کمرے میں آ کر بتائیں ہم اس کو آج ہی دُور کر دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ FIC فیصل آباد کی وہ ایمرجنسی بالکل مکمل ہو چکی ہے۔حاجی مختار نے اس کی تمام مشینری اور دوسری چیزیں اپنی جیب سے خرید کر مہیا کر دی ہیں۔اب صرف اس کو functional کرنا باقی ہے۔کیا پنجاب حکومت کے مشیر صحت

اس قابل بھی نہیں ہیں کہ وہ فیصل آباد میں جاکر اس ایمرجنسی کو functional کرنے کے لئے ضروری اقدامات کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میاں طاہر صاحب کی باتوں سے اپوزیشن بہت خوش ہو رہی ہے۔ میں حزب اختلاف کے معزز ممبران سے کہوں گا کہ آج کل خیبر پختونخوا میں کیا ہو رہا ہے اس کو بھی دیکھا کریں۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں اور آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس ایمرجنسی کا ذکر میرے فاضل ممبر میاں طاہر کر رہے ہیں اس کو functional کرنے کے لئے ہم already ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس سوال پر آخری ضمنی سوال کروں گا۔ جواب کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "ادارہ ہذا میں ڈاکٹرز، سرجن اور سپیشلسٹ کی منظور شدہ اسامیاں 265 ہیں جن میں سے 87 اسامیاں پُر ہیں اور 178 اسامیاں خالی ہیں۔" جس ہسپتال میں 178۔ اسامیاں خالی ہوں تو وہاں پر مریضوں کی دیکھ بھال کیسے ہوتی ہو گی، یہ فیصل آباد کے شہریوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور انہوں نے یہ کیا مذاق بنایا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جذباتی باتیں کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ کام کرنے سے مسائل حل ہوں گے اور ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ میں نے پہلے بھی بڑی وضاحت سے عرض کیا ہے کہ ہم 500 سے زیادہ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو Special Incentive Package plan کے تحت اور promotions کر کے peripheries میں بھیج رہے ہیں۔ وہ promotions جو کہ کئی سالوں سے backlog کا شکار تھی اور deadlock میں پڑی تھیں، محکمہ صحت کے لوگوں نے ان promotions کے حوالے سے دن رات کام کیا اور وہ promotions کرنے کے بعد آج ہم ان ڈاکٹروں کو periphery میں بھیجنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ یہ بڑا مشکل کام تھا۔ خالی بات کرنے سے یہ کام نہیں ہونا تھا۔ لاہور سے ایک ڈاکٹر کو اٹھا کر دوسرے دور دراز اضلاع میں بھیجنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ ہم الحمد للہ اس کام کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اپنے پنجاب کے کروڑوں عوام کی دعاؤں سے کر چکے ہیں۔ آئندہ چند ہفتوں

میں انشاء اللہ اس کے نتائج نظر آنا شروع ہو جائیں گے اور جس کو نظر نہیں آ رہے ہوں گے وہ facts and figures دیکھ لے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پہلے یہ مجھے اسی سوال کا جواب دیں۔ یہ on the floor of the House کھڑے ہو کر on the record کہہ دیں کہ فلاں date یا کوئی time دے دیں کہ حکومت اس date تک تمام اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کوئی certain date دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں محکمہ سے consultation کے بغیر ابھی اس کی date نہیں دے سکتا۔ اس کی SNE's کے issues ہیں۔ میں نے ان کو یہ offer کی ہے کہ ابھی اجلاس کے بعد مجھے مل لیں میرے ساتھ سیکرٹری ہیلتھ بھی موجود ہیں، سارا عملہ اور مشیر صاحب بھی موجود ہیں۔ ہم ابھی بیٹھتے ہیں اور اس مسئلہ کا حل نکال لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہ خواجہ صاحب کا کوئی مریض ایسے FIC میں جائے تو پھر ان کو سمجھ آ جائے کہ کیا بنتی ہے اور کیسے جذبات ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، سب کو پتا ہوتا ہے۔ آگے چلیں اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! جب تک یہ اس بات کی commitment نہیں دیں گے میں اپنا اگلا سوال نہیں کروں گا اور احتجاجاً واک آؤٹ کر جاؤں گا۔ یہ مجھے on the floor of the House کھڑے ہو کر commitment دیں۔ یہاں پر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں فیصل آباد کو represent کر رہا ہوں۔ ان کو یہ commitment دینا ہو گی۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے کیا وہ آپ نے سنی نہیں؟ آج آپ اکیلے کا سوال نہیں ہے آپ ذرا مہربانی کریں دوسرے ممبران نے بھی سوال کرنے ہیں۔ آپ ایسا نہ کیا کریں یہ اچھی بات نہیں ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اگر سوالات کے جوابات نہیں دینے تو پھر ٹھیک ہے میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اقتدار میاں طاہر واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: اچھا مہربانی، شکریہ۔ آپ کی مرضی ہے۔ اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2820 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2820: میاں طاہر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کب، کتنی لاگت سے تعمیر ہوا، اس کی بلڈنگ کتنے بلاکس اور بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے، روزانہ کتنے مریض ایمرجنسی میں داخل کئے جاتے ہیں؟

(ج) اس ہسپتال کے لئے سال 13۔2012 اور 14۔2013 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی؟

(د) اس ہسپتال کے ان سالوں کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اس ہسپتال میں اس وقت کون کون سی مسنگ فسیلٹیز ہیں، حکومت کب تک ان کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کی OPD کا افتتاح 13۔نومبر 2007 کو ہوا۔ اس کی تعمیر پر 776.247 ملین لاگت آئی، یہ 202 بیڈز پر مشتمل ہے اور اس کے مندرجہ ذیل بلاکس ہیں:

(1) مین ہسپتال بلڈنگ (الف) 4 منزلیں (ب) بیسمنٹ

(2) ڈاکٹرز ہوسٹل 4 منزلہ

(3) نرسنگ ہاسٹل 4 منزلہ

(ب) اس وقت ہسپتال ہذا کی ایمرجنسی 18 بیڈز پر مشتمل ہے اور روزانہ تقریباً 32 مریض ایمرجنسی میں داخل ہوتے ہیں۔

نوٹ: ایمرجنسی میں بیڈز کی تعداد بڑھانے کے لئے موجودہ ADP میں سکیم شامل کی گئی ہے جس کا تخمینہ 149.431 ملین روپے ہے۔ اس سال اس سکیم کے لئے 50 ملین مختص کئے گئے ہیں۔ سکیم مکمل ہونے پر ایمرجنسی بیڈز کی تعداد 18 سے بڑھ کر 66 ہو جائے گی۔

(ج)

مختص رقم برائے سال13-2012 -/635,195,000روپے
مختص رقم برائے سال14-2013 -/843,987,000روپے
مختص رقم برائے سال15-2014 -/707,369,000روپے

(د)

اخراجات برائے سال13-2012 -/620,648,000روپے
آمدن برائے سال13-2012 -/31,824,000روپے
اخراجات برائے سال14-2013 -/821,848,000روپے
آمدن برائے سال14-2013 -/46,457,000روپے
آمدن برائے سال15-2014 -/50,334,000روپے

(ہ) ہسپتال ہذا میں درج ذیل مسنگ فسلیٹیز ہیں:

CTانجیو گرافی مشین، رہائش گاہیں، سٹاف کالونی، مسافر خانہ، OPD کی علیٰحدہ بلڈنگ، جدید پارکنگ سہولت CTانجیو گرافی مشین کی سکیم پچھلے سال ADP میں شامل ہونے کے لئے PC-I موصول ہو گیا تھا مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے سکیم ADP میں شامل نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ہ) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہسپتال ہذا میں درج ذیل missing facilities ہیں۔ سی ٹی انجیو گرافی مشین، OPD کی علیٰحدہ بلڈنگ اور باقی چیزیں بھی ہیں۔ میرا اس میں یہ سوال ہے کہ سی ٹی انجیو گرافی مشین بنیادی چیز ہے۔ اگر یہ مشین نہیں ہے تو اس ہسپتال کو بنانے کے لئے جو 776 ملین روپے کی بڑی رقم خرچ کی گئی ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے۔ کیا صرف جن buildings سے کمیشن آتا ہے وہی چیزیں بنتی ہیں؟ اگر بنیادی ضرورتیں ہی نہیں ہوں گی جن کے ذریعے علاج ہونا ہے، ڈاکٹروں کی صورتحال تو پہلے ہی زیر بحث آ چکی ہے۔ اسی طرح کی صورتحال میرے اپنے ضلع میں بھی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بارے میں ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا یہی ضمنی سوال ہے کہ یہ purchase کے مسائل ہیں اور یہ سی ٹی انجیو گرافی مشین اب تک کیوں فراہم نہیں کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہاں پر یہ clear نہیں ہے اس لئے پہلے میں یہ بتا دیتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہاں پر سی ٹی انجیو گرافی مشین ہے ہی نہیں۔

ان کو مزید درکار ہوں گی، انہوں نے اس کے لئے demand کی ہے اور وہ ہم نے ADP میں شامل کر لیا ہے۔PC-I پچھلے سال آیا تھا، پچھلے سال فنڈز دستیاب نہیں تھے اور فیصل آباد کے گرد و نواح میں کافی پراجیکٹ مکمل کئے گئے جن میں فنڈز درکار تھے۔اب اس سال ہم انشاء اللہ اس کو ensure کرنے جا رہے ہیں اور اسی سال کے ADP میں اس کے لئے فنڈز release کر دیں گے اور وہاں پر مزید سی ٹی انجیو گرافی کی سہولت مل جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب on the floor of the House یہ ensure کرتے ہیں اور statement دیتے ہیں کہ وہاں سی ٹی انجیو گرافی کی مشین موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ یہاں پر یہ clear نہیں ہے۔میں خود بھی اس کو چیک کروں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ ambiguity کیوں پیدا کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے جیسے آپ کو فنڈز کی دستیابی کا بتایا ہے۔انشاء اللہ اس سال ہم اس کو ensure کر دیں گے اور فنڈز جاری کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2832 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سروسز ہسپتال میں وارڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2832: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں کتنے وارڈز / بلاک ہیں؟

(ب) اس ہسپتال میں پروفیسرز کی تعداد کتنی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ہسپتال میں پروفیسرز کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور یہ کس کس وارڈز اور مرض کے پروفیسرز کی ہیں، ان پر تعیناتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) ان پروفیسرز پر اس ہسپتال کے کس کس آفیسر کو چیک اینڈ بیلنس کا اختیار حاصل ہے؟

(ہ) ان آفیسرز کی حاضری کی چیکنگ کون کرتا ہے؟

(و) اس وقت کتنے پروفیسرز لمبی رخصت پر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں کل 47 وارڈز ہیں اور 4 بلاک ہیں۔

(ب) ہسپتال ہذا میں پروفیسرز کی کل تعداد 39 ہے 27 پروفیسرز ریگولر کام کر رہے ہیں اور دو پروفیسرز Acting Charge Basis پر اور 10 اسامیاں خالی ہیں پروفیسرز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت ہسپتال ہذا میں پروفیسرز کی 10 اسامیاں خالی ہیں پروفیسر آف میڈیسن کی اسامی 15۔09۔14 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف سرجری 15۔09۔09 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف ریڈیالوجی 2015۔05۔24 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف آرتھوپیڈک سرجری 16۔01۔08 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف انستھیزیا 2016۔01۔08 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف ڈینٹسٹری 04۔07۔01 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف اناٹومی 15۔12۔26 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف ہیماٹولوجی 13۔10۔01 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف کیمیکل پیتھالوجی 14۔07۔01 سے خالی ہے۔ پروفیسر آف فرانزک میڈیسن 09۔11۔18 سے خالی ہے حکومت سے درخواست کی جاتی ہے کہ پروفیسرز کو ٹرانسفر کر کے خالی اسامیاں پر کی جائیں پروفیسرز کی vacancy position کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سروس رولز کے مطابق پروفیسرز کی تعیناتی مندرجہ ذیل طریقے سے ہوتی ہے نمبر 1 پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے۔ نمبر 2 ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی بطور پروفیسر ترقی۔ جب بھی پروفیسر کی initial recruitment کی اسامی خالی ہوتی ہے تو محکمہ صحت پنجاب پبلک سروس کمیشن کو تعیناتی کے لئے requisition بھجوا دیتا ہے اور پروموشن کوٹا کے لئے جو بھی ایسوسی ایٹ پروفیسر رولز کے مطابق اہل ہوتا ہے اس کا ورکنگ پیپر صوبائی سلیکشن بورڈ کو ترقی کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ سمز و سروس ہسپتال لاہور میں پروفیسرز کی جو اسامیاں خالی ہیں ان کو پُر کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(د) پرنسپل سمز/سروسز ہسپتال لاہور۔
(ہ) پرنسپل سمز/سروسز ہسپتال لاہور۔
(و) اس وقت کوئی بھی پروفیسر لمبی رخصت پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!اس سوال میں سروسز ہسپتال کے پروفیسرز کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ کل اسامیاں39 ہیں جن میں سے 10 خالی ہیں۔ یہ تقریباً ایک چوتھائی بنتی ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ سروسز ہسپتال لاہور کا ایک بڑا ہسپتال ہے اور غریب عوام کو صحت کی سہولیات دینے میں اس کا بہت بڑا کردار ہے۔ ایسے میں ایک چوتھائی اسامیاں خالی ہیں اور ان میں سے کئی ایسی ہیں جیسے پروفیسر آف ڈینٹسٹری13 سال سے خالی ہے اور پروفیسر آف فرانزک میڈیسن چھ سال سے خالی ہے۔ سروسز ہسپتال نہ صرف ایک ہسپتال ہے بلکہ ٹیچنگ ہسپتال ہے تو ان پروفیسرز کی کمی سے یہاں کے طالب علم بھیsuffer کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ بہت ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ ایسے کون سے ضروری اقدامات ہیں جو 13اور 6سال میں پورے نہیں ہو سکے اور یہ اسامیاں پُر نہیں ہو سکیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر!یہ بالکل realities ہیں کہ اس طرح کی صورتحال موجود تھی۔ میں نے آج پہلے بھی لمبی بات کی ہے کہ ڈاکٹرز اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کیavailability ensure نہیں تھی اور بڑی کمی تھی۔ میری معزز ممبر ابھی جو بات کر رہی ہیں کہ پروفیسر آف ڈینٹسٹری کی اسامی 2004 سے خالی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس پروفیسر آف ڈینٹسٹری سارےDe Mont جو ہمارےthe best institution ہے وہاں پر موجود ہیں۔ یہاں پر یہ اسامی اس لئے خالی ہے کہ یہاں پرavailability نہیں تھی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ پروفیسر آف کیمیکل پتھالوجی کی بات ہے کہ یہ اسامی بھی لمبے عرصے سے خالی ہے تو ہمارے پاس پنجاب میں دو پروفیسر آف پتھالوجی تھے جن میں سے ایک ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور ایک اپنی سروسز پنجاب گورنمنٹ کو دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس گائنی کے بے شمار ڈاکٹرز ہیں اور پتھالوجی کے ہمارے پاس پروفیسرز نہیں ہیں۔ اسی سلسلہ کوredress کرنے کے لئے ہم نےCPSP سےrequest کی کہ آپneed based specialization کرائیں۔ یہ نہ کریں کہ

تمام کے تمام لوگ gynecologist بن رہے ہیں اور اسی میں specialization کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ اب ہم اس کو از سر نو مرتب کرنے جا رہے ہیں اور آج شام 6:00 بجے انشاء اللہ CPSP کا ایک وفد وزیر اعلیٰ پنجاب سے مل رہا ہے اور ہم تمام لوگ بھی اس میں ہوں گے۔

جناب سپیکر! آج ہم ان issues کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے ساتھ فائنل کریں گے۔ آج کے بعد ہم یہ کوشش کریں گے کہ جو ٹریننگ ہونی ہے، specialization ہونی ہے تو وہ need base ہو۔ ہمیں کتنے پتھالوجسٹ چاہئیں، ہمیں کتنے انستھیزیاسسٹ چاہئیں نہ کہ ہم ایک ہی شعبہ میں لوگوں کو specialization کراتے رہیں۔ انسان اپنے کام سے سیکھتا ہے جو کام کرے گا وہ سیکھے گا اور وہ غلطیاں بھی کرے گا اور جو کام نہیں کرے گا وہ غلطیاں بھی نہیں کرے گا۔ ماضی میں بالکل غلطیاں ہوئیں ہیں ہم نے کی ہیں۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ نہیں ہوئیں لیکن اب الحمد للہ ان چیزوں کو streamline کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابھی ہمارے پاس مزید دو اڑھائی سال باقی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان issues کو redress کریں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سب سے پہلے ان کا بہت شکریہ کہ انہوں نے admit کیا ہے کہ یہ غلطیاں کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں اور بھی شامل ہیں۔ یہ اکیلے نہیں ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کب تک سروسز ہسپتال کی اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی محکمہ نے ایک زیادتی کی ہے کہ X-Ray مشین ڈنگہ سے اٹھا کر گجرات لگا دی گئی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے جلوس نکالے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ وہ بات بعد میں کریں گے۔ آپ نے بات کی ہے جو انہوں نے سن لی ہے۔ آپ یہ بات پہلے بھی کر چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کو assurance دلائی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں نے جیسا کہ ابھی عرض کیا ہے کہ جو اسامیوں کی فہرست دی گئی ہے ان پر کچھ لوگ ہم نے by promotion appoint کئے ہیں، انشاء اللہ ایک دو روز میں ان لوگوں کی joining ہو جائے گی اور شاید کچھ join کر بھی چکے ہوں۔ میں نے

جوtechnicalityکی بات کی ہے اور جن دوcadresکوdiscussکیا ہے۔ الحمد للہ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کی خاصیت ہے کہ ہم اپنی غلطی بھی کھل کر تسلیم کرتے ہیں اور اپنی غلطی پر ضد نہیں کرتے اور اڑتے نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہاؤس عوام کی بہتری کے لئے ہے اس میں حکومتی بنچ اور اپوزیشن بنچ مل کر بہتری کی تجاویز دیں۔ میں نے عرض کی تھی جسے میںcorrectکر دیتا ہوں کہ جو کام کرتا ہے وہی غلطی کرتا ہے اور جو باتیں کرتا ہے وہ غلطی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 704 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں ہسپتالوں کی مانیٹرنگ کمیٹیوں کی تفصیلات

*704: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے پنجاب میں بیماریوں کے علاج کے لئے ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹرز کا وسیع نیٹ ورک ہے؟

(ب) یقیناً محکمہ صحت کے اہلکار و آفیسر نگرانی اور facilitation کے لئے تعینات ہیں لیکن کیا وزیر صحت منتخب نمائندوں پر مشتمل مانیٹرنگ کمیٹی بنانے کا کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ صحت کے اہلکار اور آفیسرز کی مانیٹرنگ facilitation کی تعیناتی کے علاوہ چیف منسٹر کی ہدایت پر ممبرز قومی و صوبائی اسمبلی پر مشتمل کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو اپنے اپنے حلقے میں واقع سرکاری ہسپتالوں میں موجود مریضوں کی صحت کے متعلقہ سہولیات کی مانیٹرنگ اور نشاندہی کرتے ہیں۔

گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر So(PH)9-98/2002(CCRC) مورخہ 13-07-11 کے مطابق مندرجہ ذیل کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں، نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1	2	3
(1)گلبرگ ٹاؤن	خواجہ عمران نذیر ایم پی اے	پروفیسر،ڈاکٹر عارف محمود صدیقی
	جناب ماجد ظہور ایم پی اے	پروفیسر آف میڈیسن AMIC
	ملک سیف الملوک کھوکھر ایم پی اے	جناح ہسپتال لاہور۔0333-4232211
(2) سمن آباد ٹاؤن	باؤ اختر علی ایم پی اے	ڈاکٹر طاہر بشیر
	جناب محسن لطیف ایم پی اے	ایسوسی ایٹ پروفیسر آف میڈیسن
	چودھری گلزار احمد گجر ایم پی اے	SIMS سروسز ہسپتال لاہور
		0333-8554514
(3)عزیر بھٹی ٹاؤن	جناب غزالی سلیم بٹ ایم پی اے	ڈاکٹر باسط علی،ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ
	حاجی ملک محمد وحید ایم پی اے	سرگنگارام ہسپتال لاہور
	چودھری گلزار احمد گجر ایم پی اے	0300-4223278
(4)داتا گنج بخش ٹاؤن	میاں مرغوب احمد ایم پی اے	ڈاکٹر ساجد عبید اللہ
	چودھری یاسین سوہل ایم پی اے	ایسوسی ایٹ پروفیسر آف میڈیسن
	چودھری شاہ زیب ایم پی اے	میو ہسپتال لاہور(0300-8403889)
(5)شالیمار ٹاؤن	جناب محمد وحید گل ایم پی اے	ڈاکٹر اقبال احمد اظہر۔ایسوسی ایٹ
	جناب حبیب اعوان ایم پی اے	پروفیسر آف پیڈیٹرک میڈیسن
	جناب رمضان صدیق بھٹی ایم پی اے	میو ہسپتال لاہور۔(0300-9421706)
(6)نشتر ٹاؤن / واہگہ ٹاؤن	میاں نصیر احمد ایم پی اے	ڈاکٹر تنویر السلام۔ایسوسی ایٹ پروفیسر آف میڈیسن
	جناب توصیف شاہ	PGMI لاہور جنرل ہسپتال لاہور
		(0300-4247646)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے جو مانیٹرنگ کے لئے لسٹ فراہم کی ہے۔وزیر اعلیٰ نے ہدایت کی ہے کہ مانیٹرنگ کمیٹیاں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل بنائی جائیں۔یہ جو لاہور میں لسٹ دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں اپوزیشن کے ممبران بھی شامل کر دیئے جاتے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا کیونکہ ایوان کے دونوں اطراف میں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ سب پنجاب کی بہتری چاہتے ہیں۔اگر یہ شامل کر لیتے تو اس سے ایک اچھا gesture بھی جاتا ہے اور مانیٹرنگ بھی اس حوالے سے بہتر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ یہ صرف لاہور کا ڈیٹا ہے جبکہ میں نے جو سوال محکمہ صحت کے حوالے کیا تھا وہ پورے پنجاب پر محیط ہے تو کیا باقی پنجاب میں اس طرح کی مانیٹرنگ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں یا بنانے کا ارادہ ہے؟ یہ جو مانیٹرنگ کمیٹیاں جاتی ہیں اس کی مانیٹرنگ کے حوالے سے کوئی parameters

بھی گئے ہیں یعنی تمام ایم پی اے صاحبان تو ڈاکٹر نہیں ہیں ان میں چند ہی ڈاکٹر ہیں اب جب وہ مانیٹرنگ کے لئے جاتے ہیں تو انہیں کوئی اندازہ نہیں ہوتا کہ کیا چیز دیکھنی ہے کیا چیز نہیں دیکھنی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اس طرف تو صرف ایک ہی ڈاکٹر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا دوسرا جز یہ ہے کہ کیا کوئی یہ جو مانیٹرنگ کمیٹیاں جاتی ہیں اس کی مانیٹرنگ کے حوالے سے کوئی parameters بھی بنائے ہیں کہ ان parameters پر یہ مانیٹرنگ کریں گی تو اس کے بارے میں ذرا ارشاد فرمادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! پہلی جو آپ نے مانیٹرنگ کمیٹی کے حوالے سے بات کہی ہے میں اس کو تھوڑا سا define کر دیتا ہوں کہ 2013 میں یہ نوٹیفکیشن کیا گیا تھا اور اس میں لاہور کے کچھ towns کو mention کیا گیا تھا یہ آپ کی بہت اچھی تجویز ہے ہم بالکل اس کا خیر مقدم کریں گے اور ہمارے جو اپوزیشن کے بہن بھائی ہیں اگر وہ اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہیں گے تو ہم ان کو بڑی خوشی سے شامل کریں گے۔ جو لوگ ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں تو حکومت پنجاب ان کا فوری مانیٹرنگ کمیٹی میں نوٹیفکیشن کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو مانیٹرنگ کمیٹیوں کی بات ہے یہ میں نے Chief Minister Health Reform Road Map کا ذکر کیا ہے کہ اس کے آنے کے بعد ہمیں اپنی بہت ساری کمیوں کا احساس ہوا اور آج الحمدللہ ہم Health Reform Road Map کے ذریعے اس پوزیشن میں ہیں کہ ہمیں آج پنجاب کے DHQ, THQ and BHQ,s کی پوزیشن روزانہ کی بنیاد پر دوپہر کے وقت ہمیں پتا ہوتی ہے کہ آج کتنے ڈاکٹر available ہوئے، کتنے مریضوں کو دوائی ملی اور کتنے لوگوں کو attend نہیں کیا گیا اور آج کوئی BHU ایسا تو نہیں ہے جو کہ بند رہا ہو تو وہاں پر daily ME,s جاتے ہیں اور daily visit کرتے ہیں اور رپورٹ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے جو dash board چل رہا ہے اس پر upload ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو کمشنرز اور ڈی سی اوز ہیں ان کی زیر نگرانی اور ان کے ساتھ ساتھ ہم ایم پی ایز کو attach کرنے جا رہے ہیں جو اپنے اپنے ڈویژن میں اپنے تعلقہ Hospitals، DHQ،THQ اور اگر Tertiary Care Hospital بھی موجود ہیں تو ان کو بھی visit کیا کریں گے، اس سے ہمیں بہت خوشی ہو گی اور میں بالکل اس کو ensure کرواؤں گا اور میں انشاءاللہ اس کی assurance دے رہا ہوں کہ ہم اپنے جو ممبران اسمبلی ہیں ان میں جو ہمارے اپوزیشن کے بہن بھائی

ہیں ان کو بھی ان کمیٹیز میں ساتھ شامل کریں گے تاکہ ہم لوگ مل کر health facilities کو بہتر کرنے کے لئے کام کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چونکہ اب لوکل باڈیز کے الیکشن ہو گئے ہیں اور جو ڈسٹرکٹ ہیلتھ کمیٹیز ہیں ان کا قیام بھی اب عمل میں آجائے گا تو تمام ڈسٹرکٹ میں ہمارے جو elected representative ہیں ان کی نگرانی میں مانیٹرنگ کمیٹیز بھی ساتھ ساتھ کام کریں گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انشاءاللہ جب ہم سب مل کر کام کریں گے تو جو مزید کمیاں رہ گئی ہیں وہ بھی دُور ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ضمنی سوال آپ کی طرف سے نہیں ہو گا یہ سوال جنہوں نے کیا ہے ان کو بولنے دیں۔ محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خواتین کو نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ کمیٹی میں مرد ہی مرد شامل ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جی، جی، وہ خواتین کی بات بھی کر رہے ہیں۔ میں آپ کی بات بعد میں سنتا ہوں۔ جی، خواتین ڈاکٹر صاحبان!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جو ضمنی سوال کیا تھا اس میں، میں نے یہ بڑا specifically پوچھا تھا کہ۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا specific question یہ تھا کہ یہ جو مانیٹرنگ کمیٹیاں، مانیٹرنگ کے لئے بنائی گئی ہیں ان کو کوئی parameters یا Performa بنا کر دیا گیا ہے جس کے مطابق وہ مانیٹر کریں۔

جناب سپیکر! دوسرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بات بھی کر دی ہے کہ ہیلتھ کمیٹی کے ساتھ ظاہر ہے اب ایجوکیشن کمیٹی بھی بنے گی۔ میں ان کی خدمت میں بہت ہی درد مندانہ یہ عرض کروں گا کہ براہ مہربانی اب ڈی سی او اور کمشنر کو اس کا انچارج نہ بنایا جائے آپ ان کو ہر معاملے کے اندر کیوں گھسیٹتے ہیں؟ آپ اپنے لوگوں پر اعتماد کریں اور اپنے کسی ایم این اے یا ایم پی اے کو اس کمیٹی کا

چیئرمین بنائیں۔اگر آپ اپوزیشن کو ڈالنا چاہتے ہیں تو وہ ممبر کے طور پر شریک ہو جائیں گے لیکن یہاں پر ہر چیز کا گھنٹہ گھر ڈی سی او اور کمشنر کو بنایا جاتا ہے تو اس سے avoid کریں۔اس نظام کے حوالے سے میں بالکل یکسو ہوں کہ اس ملک میں سی ایس پی، بیوروکریسی بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے چونکہ ان کو پبلک کے معاملات کا علم نہیں ہوتا وہ ائر کنڈیشن کمروں میں بیٹھ کر پالیسیاں بناتے ہیں اس کے مقابلے میں ایم این اے، ایم پی اے جو grass route پر face کر رہا ہوتا ہے وہ ان سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کیا پبلک کے مسائل ہیں تو اس لئے براہ مہربانی اپنے لوگوں پر اعتماد کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ان کی بات ہم نے already سن لی ہوئی ہے۔ میں یہ بات clear کر دوں کہ جو مانیٹرنگ کمیٹیز ڈی سی او کمشنر کا میں نے حوالہ دیا ہے اس میں جو ہمارے ممبران اسمبلی جو کہ elected members ہوں گے وہ انشاء اللہ ان کمیٹیز کو head کریں گے اور ڈی سی او اور کمشنر زان کو assist کریں گے۔SOP's کے حوالے سے بات یہ تھی اس کے SOP's complete بن چکے ہیں اور جو بھی visit پر جائے گا وہ ان SOP's کے تحت ایک check list ہو گی اس کے مطابق اس کو visit کرے گا اور اپنی رپورٹ وہیں پر submit کر کے آئے گا اور اس کی ایک کاپی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو یادداشت کے طور پر آئے گی۔ وہ SOP's الحمد للہ تیار ہو چکے ہیں اور check list بھی انشاء اللہ تیار ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ!۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہم عورتوں کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے ہم میں سے ڈاکٹر بھی اور non doctor بھی ہیں۔ ہم کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات پر بھی غور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ہم خواتین کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ممبر ڈال دیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ایک ڈاکٹر کسی چیز میں زیادہ فرق کر سکتا ہے یا non doctor؟

جناب سپیکر: خواتین کی بات غور سے سنیں اور اس پر عمل بھی کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! 2013 میں یہ نوٹیفکیشن ہوا تھا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ادھر سے ایک ضمنی سوال آگیا ہے وہ سنیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ صوبے میں ہر BHU کو check کیا جارہا ہے۔

MR SPEAKER: Order please.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تین BHU,s لیہ کے نام بتاتا ہوں جو کہ functional نہیں ہیں۔ جہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں تو خدارا on the floor of the House ہم یہ روز چلاتے ہیں کہ جوابات تو ٹھیک دیئے جائیں۔ سمرانشیب، بکری احمد خان اور بیٹ وساوا یہ تین BHU,s کے نام میں mention کر رہا ہوں اگر وہ آج functional ہیں تو مجھے بتائیں ورنہ یہ روز جھوٹ کا پلندہ کیوں یہاں آجاتا ہے؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے 99.9 فیصد کہا ہے کہ functional ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا معزز ممبر کو بتا دیتا ہوں کہ میں نے یہ بتایا تھا کہ Chief Minister Health Reform Road Map شروع کرنے سے پہلے ہمارے آدھے سے زیادہ BHU,s functional نہیں تھے میں نے یہ بہت clear بات کی تھی اور اس کے بعد میں نے کہا تھا کہ چند ماہ کی محنت کے بعد اتنی improvement آگئی ہے کہ more than 90 percent BHU,s functional ہیں۔ اگر جو رہ گئے ہیں وہ بھی ہمارا جو Chief Minister Health Reform Road Map ہے اس میں ہمیں daily کی پوزیشن پتا چل رہی ہے ہم نے جو 917 doctors recruit کئے ہیں وہ اسی لئے کئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جن تین BHU,s کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ خصوصی طور پر نوٹ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! وہ ہم نے نوٹ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ صرف لاہور کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! نہیں، آپ کیا بات کر رہے ہیں وہ پورے پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ہمارے ایک ممبر ناراض ہو کر ایوان سے چلے گئے ہیں ان کو واپس بلائیں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! جی، اُن کو بلواتے ہیں۔ جائیں آپ ذرا تشریف لے جائیں اور منا کر لائیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ آپ ان کو لے کر آئیں۔ اگلا سوال نمبر 2323 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! On her behalf.

(اس مرحلہ پر راؤ کاشف رحیم خان اور ڈاکٹر مراد راس صاحب میاں طاہر کو منانے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 2388 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر: بی ایچ یو چک نمبر 235/9آر کا آغاز و دیگر تفصیلات

*2388: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کے چک 235/9-R میں بی ایچ یو کو کب operational کیا گیا اور سٹارٹ کئے گئے سال میں اس کو کتنا فنڈ جاری کیا گیا؟

(ب) مذکورہ بی ایچ یو میں کل کتنا سٹاف ہے تمام سٹاف کے نام، پتا جات اور عہدہ جات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز شروع سے اب تک اس بی ایچ یو میں کل کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) BHU 235/9R سال1981 میں operational کیا گیااور پہلے سال میں مبلغ 8000/۔روپے فنڈ جاری کیا گیا۔

(ب) اس وقت مذکورہ بی ایچ یو میں درج ذیل سٹاف تعینات ہے۔

1۔ مشتاق، ہیلتھ ٹیکنیشن
2۔ عبدالستار، ڈسپنسر
3۔ محمد وقاص، کمپیوٹر آپریٹر
4۔ شاہد نواز، سکول ہیلتھ نیوٹریشن سپروائزر
5۔ رابعہ مدثر، LHV
6۔ عنیزہ رفیق، LHV
7۔ منزہ طفیل، کمیونٹی مڈوائف
8۔ رمضان، چوکیدار
9۔ محمد اقبال، نائب قاصد

نیز بجٹ اور ڈیمانڈ کے مطابق آج تک 1122000/۔روپے کی ادویات فراہم کی گئیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ BHU 1981 میں operational ہوا تھا تو یہاں آخر پر جو ڈاکٹر تھا وہ کب تعینات ہوا تھا، اِس وقت ڈاکٹر ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو کب اس BHU میں آخری ڈاکٹر تھا کیونکہ اس لسٹ میں اُس کا نام نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے جز (الف) میں جو جواب دیا ہے اس کی وہ بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ کون سا سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: سوال نمبر 2388 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے پاس سوال کچھ اور ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 2388 کے حوالے سے وہ پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شاید لسٹ میں miss ہو گیا ہے۔ یہ سوال ذرا repeat کر دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں سوال اور جواب بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ جواب ہی کی بات کریں کیونکہ سوال تو اُن کو مل گیا ہو گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اُن کو نہیں ملا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! مسئلہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میرے پاس جو فائل ہے شاید اس میں کہیں miss ہو گیا ہے۔ میری فائل یہ سوال show نہیں کر رہی بلکہ کچھ اور show کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضلع بہاولنگر کے BHU کا سوال ہے۔ سوال کا نمبر 2388 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ براہِ مہربانی ضمنی سوال ذرا repeat کر دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جز(ب) میں سٹاف کی جو detail دی ہوئی ہے اُس میں ڈاکٹر کا ذکر نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس BHU میں last جو ڈاکٹر appoint ہوا تھا وہ کب ہوا تھا، کیا 1981 سے ڈاکٹر نہیں ہے یا ایک مہینہ پہلے سے نہیں ہے، اس کو clear کر دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اس وقت آپ کو یہ بتانے کی position میں نہیں ہوں کہ last time ڈاکٹر کب appoint ہوا تھا لیکن میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 75 فیصد availability کو ہم نے ensure کر لیا ہے and I hope that rest of 25 percent انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلے ڈیڑھ سے دو ماہ میں complete کر لیں گے۔ ہم نے ایک rotation system شروع کیا ہوا ہے کہ جہاں پر ہمارے پاس قریبی مرکز میں ڈاکٹر موجود ہیں اُن کو بعض دفعہ rotate کروا لیتے ہیں یعنی دو یا تین دن ایک BHU میں اور اگلے دو تین دن دوسرے BHU میں وہ ڈاکٹر کام کر لیتے ہیں۔ جیسے ہی ہمارے پاس یہ availability ہو جائے گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ 100 فیصد ensure کر لیں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے کیونکہ سوال کے حوالے سے ان کے پاس کوئی information نہیں ہے اس لئے یہ سوال کرنا بنتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس سوال کو آپ pending کر دیں کیونکہ میرے سوال کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے end پر یہ لکھا ہوا ہے کہ بجٹ کی demand کے مطابق آج تک 11 لاکھ روپے کی ادویات دے دی گئی ہیں۔ اگر وہاں پر ڈاکٹر ہی نہیں ہے تو کیا یہ ادویات ڈسپنسر، کمپیوٹر آپریٹر یا LHVs دے رہے ہیں؟ اس لئے میری request یہ ہے کہ اس سوال کو pending کر لیا جائے تاکہ ان ساری چیزوں کے ساتھ پارلیمانی سیکرٹری صاحب prepared ہو کر آئیں۔ یہ کام بڑا اچھا کر رہے ہیں لیکن اس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ ایک useless exercise ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے لیکن مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا سوال کیسے ہو گا کیونکہ ایک سوال آپ نے on behalf کیا ہے اور ایک اپنا take up کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کے اختیار سے take up کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں۔ یہ آپ کو پہلے سوچنا چاہئے تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے on his behalf یا on her behalf جتنے بھی سوالات take up کئے ہیں اس حوالے سے گزارش ہے کہ میں نے ہمیشہ ایوان کے اندر ایک مثبت بات کرنے کی کوشش کی ہے اور ایک مثبت چیز کو ہی میں اٹھاتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے لیکن آپ نے دو سوالات لے لئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ آپ rules relax کر کے take up کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ایسے rules relax نہیں ہوتے۔ مجھے پھر ایوان میں اسے put کرنا پڑے گا جس کا کوئی اور جواب آئے گا اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ آپ کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ آئندہ سے محتاط رہنا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آئندہ سے محتاط رہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر2484 ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تو میری اور آپ کی بات ہو گئی ہے۔ اب آپ مہربانی کریں۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر ان کا سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! On her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2829 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سروسز ہسپتال میں ڈائیلسز مشینوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2829: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں کتنی ڈائیلسز مشینیں ہیں اور یہ کہاں کہاں پر نصب ہیں؟

(ب) یہ مشینیں کب خرید کی گئی تھیں، ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

(ج) ان مشینوں کو کون کون operate کرتا ہے ان کا نام، عہدہ، گریڈ کیا کیا ہیں؟

(د) ان میں سے کس کس کو کہاں کہاں سے تربیت دلوائی گئی؟

(ہ) ان مشینوں کے سال 12-2011 اور 13-2012 کی مرمت/دیکھ بھال کے اخراجات سال وار بتائیں؟

(و) ان مشینوں پر ڈیلی کتنے مریضوں کا ڈائیلسز کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) سروسز ہسپتال میں کل 9 ڈائیلسز مشینیں ہیں، سات مشینیں یورالوجی وارڈ ایمرجنسی کے اوپر پہلی منزل اور دو مشینیں میڈیکل اسپیشل وارڈ کے ساتھ گراؤنڈ فلور پر نصب ہیں۔

(ب) آٹھ مشینیں 2004 میں بذریعہ PC-1 سے خریدی گئیں اور ان پر کل لاگت چھ ملین روپے آئی ایک مشین 2010 میں عطیہ میں دی گئی۔

(ج) ان تمام مشینوں کو ڈائیلسز ٹیکنیشن اور، کوالیفائڈ نیفرالوجسٹ کی زیر نگرانی operate کیا جاتا ہے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نیفرالوجسٹ پاکستان کالج آف فزیشن اینڈ سرجن سے کوالیفائیڈ ہے اور 2007 میں ایف سی پی ایس (نفرالوجی) میں پاس کیا جبکہ ٹریننگ نفرالوجی یونٹ شیخ زید ہسپتال لاہور سے حاصل کی

(ہ) ان مشینوں کی دیکھ بھال / مرمت کے سالانہ اخراجات درج ذیل ہیں:

سال12۔2011 14,11,200/۔روپے

سال13۔2012 1, 72, 800/۔روپے

(و) ان مشینوں پر روزانہ تین شفٹوں کے دوران 30 مریضوں کا ڈائیلسز کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں سوال کیا گیا تھا کہ یہ مشینیں کب خریدی گئیں اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟ اس کا جواب آیا ہے کہ یہ مشینیں 2004 میں بذریعہ PC-1 سے خریدی گئیں، ان پر لاگت چھ ملین روپے آئی ہے اور ایک مشین جو بعد میں آئی ہے وہ بھی عطیہ کے طور پر دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004 میں جب چودھری پرویز الٰہی کا دَور تھا اُس وقت مشینیں خریدی گئیں اور بعد میں بھی ایک مشین آئی جو کہ عطیہ کے طور پر دی گئی، کیا اتنے بڑے عرصہ کے دوران گورنمنٹ نے اس ہسپتال کو کوئی مشین provide نہیں کی؟ یہ آٹھ مشینیں چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں دی گئیں تو مہربانی کر کے بتایا جائے کہ اس دوران کوئی مشین provide نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا بغیر مشین کے کام چل رہا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):جناب سپیکر!لاہور میں الحمدللہ کتنے ہسپتال ہیں اور ہمارا اللہ کے فضل وکرم سے میاں محمد شہباز شریف کا ڈائیلسز free کا بہترین پروگرام چل رہا ہے حالانکہ ڈائیلسز free کرنے کا پروگرام میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پرانے دَور میں شروع کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قوم کی ایک ایسی خدمت کی تھی جس کے نتیجے میں آج بھی دعاؤں کی وجہ سے وہ اقتدار میں ہیں اور اللہ کے فضل سے عزت کے ساتھ اقتدار میں ہیں۔ڈائیلسز مشینوں کا load دیکھنا ہوتا ہے کہ کس ہسپتال میں کتنے مریضوں کا رش ہے۔چونکہ ہم نے لاہور کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں الحمدللہ ڈائیلسز کے بہترین انتظامات کر رکھے ہیں اس لئے سروسز ہسپتال میں اس طرح سے patient load محسوس نہیں کیا گیا، اگر ہم محسوس کریں گے کہ سروسز ہسپتال میں مزید ڈائیلسز مشینوں کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ensure کر لی جائیں گی۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اِن کی طرف سے کوئی مشین نہیں دی گئی۔ جو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے دی تھیں اس کے بعد کوئی نئی مشین نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہی ہیں کہ وہاں کوئی مشین دی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):جناب سپیکر!میں نے بڑا واضح بتا دیا ہے کہ patient load کے مطابق ہم نے مشینیں provide کرنی ہیں نہ کہ مشینیں ایسے ہی provide کر دینی ہیں۔ چونکہ ہم نے لاہور میں بہت سارے ڈائیلسز سنٹرز بنائے ہوئے ہیں جو بڑی کامیابی سے لوگوں کے مفت ڈائیلسز کر رہے ہیں لہٰذا اسی وجہ سے سروسز ہسپتال پر وہ load نہیں ہے۔اگر باقی ہسپتالوں میں سنٹرز نہ ہوتے تو پھر یہاں بھی load ہوتا۔ نئی مشینوں کی ضرورت اُس وقت پڑے گی جب سروسز ہسپتال پر load increase کرے گا لیکن جب تک load increase نہیں کرے گا تب تک ہم نئی مشینیں نہیں دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میری انفارمیشن کے مطابق میو ہسپتال میں بھی کتنا work load ہوتا ہے اور requirements بھی بہت زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ میو ہسپتال کا بھی خیال کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر سروسز ہسپتال اتنا اہم ہسپتال نہیں ہے اور load نہیں ہے تو پھر کون سا ایسا ہسپتال ہے جس پر load ہے اور اُس کی انہوں نے requirement پوری کی ہے؟ میو ہسپتال میں سرجیکل ٹاور کی اگر بات کریں تو وہ بھی ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ نہ کہیں کہ سروسز ہسپتال میں اتنا load نہیں ہے کیونکہ تمام ہسپتالوں میں load رہتا ہے۔ جو کچھ چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں ہوا تھا اُس کے بعد وہاں پر سب کام ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے اِن کی بات کا جواب تو آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میری معزز بہن جو کہنا چاہتی تھیں وہ انہوں نے کہہ لیا ہے۔ بہر حال اچھی بات ہے اور انہیں بھی پتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں؟ چونکہ میں نے load کو divide کرنے کی بات کی ہے، جب آپ ایک ہی ہسپتال میں ایک ہی facility رکھیں گے تو obviously اس پر load بہت زیادہ ہو گا۔ الحمد للہ اس کے بعد شہر میں کئی نئے ہسپتال بنے ہیں۔ میری اپنی constituency میں میاں محمد شہباز شریف نے شاہدرہ ٹیچنگ ہسپتال پچھلے دَور میں بنایا جس میں بہترین ڈائیلسز سنٹر کام کر رہا ہے، شیخ اعجاز ویلفیئر سنٹر جناح ہسپتال میں کام کر رہا ہے، کوٹ خواجہ سعید میں ڈائیلسز سنٹر کام کر رہا ہے اور پورے لاہور کے تمام ہسپتالوں میں ڈائیلسز سنٹر کام کر رہے ہیں۔ اب patient load divide ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم سمجھیں گے کہ سروسز ہسپتال میں load زیادہ ہو گیا ہے یا patient کو attend کرنے کی صلاحیت کم ہو گئی ہے تو ہم بالکل وہاں پر نئی مشین فراہم کر دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! خواجہ صاحب نے حکومت کے بارے میں جو فرمایا ہے ٹھیک ہی کہا ہو گا۔ ہم تمام دوست احباب صبح اپنے اپنے دفاتر میں بیٹھتے ہیں تو ایسے مسائل روزانہ دیکھتے ہیں۔ میں ڈائیلسز کے حوالے سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ غریب مریض رُل کر رہ گیا ہے۔ یہ تعریفیں ضرور کریں کیونکہ ان کا حق بنتا ہے۔ یہ ڈھنڈورا پیٹیں، اخباروں میں اشتہار دیں، ٹی وی پر چلائیں یا جو مرضی کریں لیکن صرف ایک چھوٹی سی humble request ہے کہ مہربانی کر کے ڈائیلسز مشینیں دوسرے ہسپتالوں کو منگوا کر ضرور provide کریں اور اُن کی capacity بڑھائیں کیونکہ غریب آدمی کے پاس

کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ میرے گھر کی پچھلی گلی میں ایک خاتون رہتی ہے جس کی میں مثال دیتا ہوں۔ اُس عورت کے لئے میں نے تمام ہسپتالوں کے چکر لگا لئے کہ مہربانی کر کے اس کے ڈائیلسز کر دو لیکن وہ کہتے ہیں کہ جگہ نہیں ہے۔ جو بھی مریض آتا ہے اُس کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے۔ یہ cosmetic جو مرضی کریں اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں تعریف کر دیتا ہوں لیکن کم از کم مہربانی کر کے on ground جو reality ہے اسے بھی face کر لیں کیونکہ ہم نے اللہ کو جواب دینا ہے۔ حکومت کی تعریفیں کریں اور وہ میں بھی کر دیتا ہوں لیکن آپ کم از کم کچھ تو دیں۔ خواجہ سلمان صاحب ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ دونوں بڑے محنتی ہیں جن کی میں تعریف کرتا ہوں کہ بہت اچھے لوگ ہیں لیکن تعریف اور حمایت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ بس کر دیں، please یہاں پر خواجہ صاحبان سے میں ایک request کروں گا کیونکہ آپ دونوں صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اور سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! عوام کی خدمت کرنا ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ کارڈیالوجی لاہور میں نئی انتظامیہ لائے ہیں اور میں آپ کو اس کی سٹوریاں بتاؤں جو وہاں پر آپ کر رہے ہیں mortality rate وہاں پر 9 سے 10 فیصد ہو گیا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور مشیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو ان بے چاروں کا ہسپتال میں کیا عمل دخل ہے؟ ان کو تو ادھر کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کریں گے یا تقریر کرتے رہیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سوال بڑا اہم ہے اور میرے حلقے کے آدمی کا انہوں نے آپریشن کر کے اسے مار دیا ہے جس کے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ میرا فورم ہے اور اس پر میں بات کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ سے request کروں گا کہ mortality ratio 9 سے 10 فیصد ہے اور آپ نے سینئر رجسٹرار کو ایسوسی ایٹ پروفیسر بنا دیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کیا بنایا گیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری ایک request سن لیں کہ وہاں کا سرجیکل آڈٹ کروادیں کیونکہ وہاں پر پچاس ہزار روپے کا جو سٹنٹ ہے جو during the سرجری ہے، اس کو LP کی شکل میں ایک لاکھ پانچ ہزار روپے پر اس فریحہ سے زبردستی دستخط کروائے جارہے ہیں جس کو suspend کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال پر ضمنی سوال کریں اور مہربانی کریں کیونکہ جب صحت پر بحث ہوگی تو آپ کو وقت ملے گا اور اس وقت ساری باتیں کر لینا۔ نہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری، سیکرٹری صحت بیٹھے ہیں تو مجھے جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب! ایسے نہ کریں کیونکہ دوسرے ساتھیوں کا بھی وقت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ مجھے جواب دے دیں کہ آپ کرپٹ ترین بندوں کو پی آئی سی کے اندر لگا کر لوگوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور روز قیامت وزیر اعلیٰ صاحب اور پوری کابینہ۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جب صحت پر بحث ہوگی تو آپ کو اس کے جواب بھی ملیں گے اور آپ سے سوال بھی ہوں گے۔ صحت پر جب بحث ہوگی تو اس وقت یہ بات کریں۔ اب ضمنی سوال کریں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میاں صاحب میرے نہایت محترم بھائی ہیں لیکن emotional ہو رہے ہیں۔ جہاں تک اس death کا تعلق ہے جس کے پانچ بچے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ death جس کی بھی ہو انتہائی قابل افسوس بات ہے مگر ہم یہ کہیں کہ کسی ڈاکٹر نے جان بوجھ کر کسی مریض کو موت کے منہ میں بھیج دیا ہے تو یہ مناسب بات نہیں ہوگی۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر سینئر رجسٹرار ایسوسی ایٹ پروفیسر بن کر آپریشن کرے گا تو یہی حال ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ یہ بندہ ہے جس کا آپریشن کرنا ہے ٹھیک ہے جی، انہوں نے ایم ایس شہباز

کے حوالے کیا، آپ نے ڈاکٹر وحید جو پروفیسر ہیں، آپ کے پاس کل چار پروفیسرز ہیں، ایک پروفیسر پرویز کو آپ نے نکال دیا، ڈاکٹر وحید کو بھی آپ نے نکال دیا باقی پی آئی سی کو[******]۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے میاں صاحب کی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ انہوں نے کیا جواب لینا ہے؟

جناب سپیکر: جو الفاظ غیر پارلیمانی استعمال کئے گئے ہیں انہیں حذف کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال نے جو بات کی ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ وہاں پروفیسر وحید کو پچھلے تین ماہ سے کھڈے لائن لگایا ہوا ہے اور جونیئر لوگوں کو appoint کیا ہوا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر جو سب سے قابل آدمی پروفیسر وحید، جس نے سب سے زیادہ جونیئر ڈاکٹرز کو trained کر کے آپریشن کرنے کے قابل بنایا ہے، ان کو وہاں سے move کر کے OSD بنایا ہوا ہے اور جو لوگ competent نہیں ہیں، ان کے ذریعے سے یہ آپریشن کروائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ڈائیلسز مشینوں کی بات ہو رہی تھی، میو ہسپتال میں ایم آئی آر مشین نہیں ہے۔ مختلف ہسپتالوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے جو پیسے رکھے تھے، میں ایک منٹ میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ 16-2015 میں محکمہ صحت کے لئے ترقیاتی کاموں کے لئے 22۔ارب 83 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جن میں سے دسمبر 2015 تک 8۔ارب 59 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے کہ خرچ 3۔ارب 9 کروڑ روپے ہوئے اور 16-2015 میں ترقیاتی کاموں کے لئے 9۔ارب 49 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اچھا نہیں لگتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!اور ان پر اجیکٹس پر جب۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!جب صحت پر بحث ہو گی تو آپ اس وقت بات کر لیں۔یہ کیا کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ صحت کا معاملہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!جنہوں نے سوال تیار کئے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ بڑا افسوس ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ کل بجٹ کا 989. فیصد بنتا ہے۔یہ پیسے صرف اورنج لائن ٹرین پر لگ رہے ہیں۔ مشینیں خراب ہیں، ڈائیلسز نہیں ہو رہے، ایم آئی آر مشینیں نہیں ہیں اور ہسپتالوں کی حالت بُری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب!ایسے بات نہ کریں۔ مجھے ان سے جواب لینے دیں۔ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ڈینٹل ہسپتال بند پڑا ہے، کارڈیالوجی ہسپتال وزیر آباد بند پڑا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ایسے نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ اربوں روپے surrender کر کے اورنج ٹرین پر لگا رہے ہیں اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور احتجاجاً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے آپ یہاں پر یقین دہانی کرائیں کہ صحت کے بجٹ کے پیسے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ احتجاج نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ہم احتجاجاً اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) کی سربراہی میں میاں محمد اسلم اقبال کے علاوہ باقی معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب!ایسے نہ کریں۔یہ مناسب نہیں ہے اور ان کا جواب تو سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ہسپتالوں کا ان کی حکومت نے بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال نے کہا کہ اس مریض کا سرجیکل آڈٹ کروا لیا جائے۔ میرٹ کی بات ہے اور اس کی موت کا ہم آڈٹ کروا لیتے ہیں لیکن نہایت محترم بڑے بھائی میاں محمود الرشید نے کہا ہے تو میں ان سے request کروں گا کہ جو facts & figures ہمیں بتائے جا رہے ہیں، آپ نے جو دورے کئے اور آپ نے جا کر ہسپتالوں کی حالت دیکھی۔ میں ان سے request کروں گا کہ ہم ان کے ٹی اے / ڈی اے کا بھی انتظام کرتے ہیں کہ یہ خیبر پختونخوا میں جا کر ہسپتالوں کو چیک کریں اور دیکھیں کہ وہاں پر کتنی ایم آئی آر مشینیں ہیں اور یہ وہاں جا کر چیک کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ مناسب بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جب یہاں پر ڈاکٹر احتجاج کرتے ہیں تو یہ سڑکوں پر ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور جب وہی ڈاکٹر ان کے صوبے میں احتجاج کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ مریضوں کے ساتھ زیادتی ہے تو یہ منافقانہ پالیسی بند کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ ایسے نہ کریں، یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ اورنج ٹرین کی ان کو چڑ ہو رہی ہے لیکن اورنج ٹرین پر جب لاہور کے مزدور روزانہ لاکھوں کی تعداد میں سفر کریں گے تو اس سے[**********]

جناب سپیکر: نہیں۔ خواجہ صاحب! یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ صحت پر بحث ہو گی تو آپ بھی جواب اچھی طرح سے دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! خواجہ عمران صاحب اور مشیر صاحب سے آپ کے توسط سے یہ سوال کیا ہے کہ سرجیکل آڈٹ کی بات میں نہیں کر رہا بلکہ میں نے ان سے یہ request کی ہے کہ پچھلے ایک سال کے دوران وہاں پر جتنے آپریشن ہوئے ہیں جن کے بائی پاس ہوئے ہیں، ان کا سرجیکل آڈٹ کروا دیں۔ میں نے یہ کہا ہے اور یہ کوئی ناجائز بات نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں میاں صاحب کی اس بات سے شاید یہ سمجھ رہا ہوں کہ جو 2000 بائی پاس ہمارے ڈاکٹروں اور پروفیسروں نے کئے ہیں تو شاید یہ شک کر رہے ہیں کہ وہ غلط کر دیئے ہیں تو 2000 آپریشن کے سرجیکل آڈٹ کے بارے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتنے آرام سے مطمئن ہو جائیں گے اور وہ اسی پروفیسر صاحب نے کئے ہیں جن کی posting کروانے کے لئے بھی ہمارے قائد حزب اختلاف اتنی لمبی تقریر سنا دیتے ہیں۔ پھر بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ بیٹھ جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔انہوں نے ایسی بات نہیں کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے کسی کی posting کروانی ہے اور نہ ہی ہمیں کوئی شوق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ حکومت کا کام ہے اور میں نے صرف ایک جائز بات کی ہے اور میں آپ کو یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر تین ہزار مریضوں کی روزانہ shunting کر رہے ہیں، قانون اور قاعدے کے مطابق 20 فیصد سے زیادہ LP نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال بھی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسے نہ کریں اور صحت پر بحث ہو گی تو آپ اپنی solid بات کر لیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کا نمبر 3055 ہے۔

جناب سپیکر: کیا؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کا نمبر 3055 ہے۔

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں ملک صاحب! آپ کہاں پہنچے ہیں؟ آپ کو پتا ہی نہیں ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 2833 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس

سوال کوofdispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2941 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کوofdispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!on her behalf

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر !سوال نمبر3055ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال:ڈسٹرکٹ ہسپتال ہیڈکوارٹر میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*3055: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں**: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ساہیوال میں ڈاکٹرز کی عہدہ وار اور گریڈ وار منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں پر اور کتنی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

کل پُر اسامیاں	232
خالی اسامیاں	73
کل منظور شدہ اسامیاں	305

ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں واک ان انٹرویو کے ذریعے پُر کی جارہی ہیں کلاس 4 کی پچھلے سال میں32 خالی اسامیاں پر کی گئی ہیں اور بقایا خالی اسامیوں کی بھرتی کا پراسس جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ ساہیوال میں جو ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں یاور زمان وزیر آبپاشی اور جناب شیر علی خان وزیر کانکنی و معدنیات دونوں تشریف لے کر جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر میاں یاور زمان وزیر آبپاشی اور جناب شیر علی خان وزیر کانکنی و معدنیات اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال میں ایم ایس کی ایک سیٹ ہے وہ vacant ہے، ٹی ایم او کی ایک سیٹ ہے وہ بھی vacant ہے، TWMO کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے، ATWMO کی تین سیٹیں ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال میں ہیں تینوں vacant ہیں۔ آپ یہ ستم دیکھیں کہ جو 26 سے 27 لاکھ کا ضلع ہے اُس کا ٹیچنگ ہسپتال ہے جس میں نیورو سرجن کی ایک سیٹ ہے جو پچھلے ایک سال سے خالی پڑی ہے جس کے لئے 12 دفعہ پارلیمنٹیرین نے کہا آج تک وہاں کوئی posting نہیں ہو سکی۔ ای این ٹی سپیشلسٹ کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے، یورالوجسٹ کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے، پتھالوجسٹ کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے اور میں آپ کو کیا کیا بتاؤں. بجٹ اینڈ اکاؤنٹس کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے، ڈرگ کنٹرولر کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے اور نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کی ایک سیٹ ہے وہ بھی خالی ہے، Anesthetic کی دو سیٹیں ہیں وہ دونوں بھی خالی ہیں۔ ساہیوال ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ کیا کرنا چاہتا ہے؟ یہ ذرا پتا کر دیں اور جو ساہیوال کی عوام الناس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال پوچھیں آپ نے بھی وہی کام شروع کر دیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ساہیوال کی جو 26 لاکھ عوام ہے میں اُس کے ٹیچنگ ہسپتال کی بات۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! معزز ممبر نے سوال تو بتایا نہیں انہوں نے تو پڑھ کر سنایا ہے سوال بتا دیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے سوال بتایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ملک صاحب میرے نہایت محترم colleague ہیں ان کی بڑی کاوش تھی، ان کی محنت تھی، ان کی

request تھی تو جو ساہیوال کا ڈی ایچ کیو تھا اُس کو ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دے دیا گیا۔ ملک ندیم کامران اور جتنے بھی معزز ممبران سب کی request تھی ہم نے جو میڈیکل کالج بنایا ہے ہمیں سینئر پروفیسرز کی availability کی کمی تھی جس طرح میں نے پہلے detail بتائی۔ یہاں پر بھی ہمیں وہ کمی تھی لیکن صرف اس ساہیوال کے میڈیکل کالج میں availability کو ensure کرنے کے لئے ہم نے رولز میں ترمیم کی ہے اور ہم نے age کی جو حد ہے اُس کو بڑھا کر 63 برس کر دیا ہے ، ہم contract پر walk in interviews بھی کر رہے ہیں اور ہمیں جہاں جہاں سے availability ہو سکتی ہے ہم تمام متعلقہ forums سے بات بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک قدم آگے جا کر یہ کہوں گا کہ تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی availability کو ensure کرنے کے لئے اور جو کمی ہے اُس کو پورا کرنے کے لئے محکمہ صحت اس مرتبہ میڈیکل کالجز کے اندر خود گیا ہے وہاں پر ہمارے جو گریجویشن کرنے والے بہن بھائی ہیں اُن کے کالجز میں جا کر interviews کئے ہیں کہ آپ جب اپنی گریجویٹ complete کریں گے تو ہم آپ کو فوری طور پر مختلف ہسپتالوں میں appoint کر دیں گے تو میں یہ بتا رہا ہوں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اور اس ایوان کے معزز ممبر ہیں آپ کو تمام ground reality کا بھی احساس ہے، تمام چیزوں کا بھی احساس ہے اگر availability کی کمی نہ ہوتی تو حکومت پنجاب جو اتنا بڑا incentive package plan اربوں روپے کا دے رہی ہے جو ڈیڑھ لاکھ تک تنخواہ کے علاوہ ہم دے رہے ہیں اُس کی کیا ضرورت ہوتی، وہ ضرورت اسی لئے پیش آئی کہ availability کو ensure کرنا تھا اس پر کام ہم کر رہے ہیں 500 سے زائد specialists کو ہم نے engage کر لیا ہے آج بھی یہ process جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، welcome

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جو انہوں نے ایم ایس کی بات کی ہے ایم ایس کا انٹرویو فائنل کر لیا گیا ہے اُس کے شاید order بھی issue ہو چکے ہیں ایک دو روز میں ایم ایس جوائن بھی کر لے گا انشاء اللہ۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہایت ادب سے گزارش ہے پارلیمانی سیکرٹری بڑے قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھ سے بات کریں آپ اُن سے بات نہ کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! adviser to CM ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں۔ ہر گھر کا سربراہ ہوتا ہے، آپ ماشاءاللہ اسمبلی کے سربراہ ہیں، سپیکر ہیں اللہ میاں نے آپ کو عزت دی ہے اُس ہسپتال کا کیا حال ہو گا جو پچھلے تین ماہ سے بغیر باپ کے، بغیر سربراہ کے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس سے اگلی ایک بات پر غور کریں کہ پندرہ وارڈز کا یہ ٹیچنگ ہسپتال ہے جس میں 56 ڈاکٹرز موجود ہیں اور 45 ڈاکٹرز کی vacant posts ہیں یہ اس کے علاوہ ہیں جو میں نے پہلے بتائی ہیں۔ پندرہ شعبوں میں سے 9 شعبے خالی ہیں جن کے Incharges نہیں ہیں اور پروفیسرز نہیں ہیں اس پر بھی آپ غور کر لیں مہربانی کریں۔ 2015 کے اوائل میں معزز پارلیمانی سیکرٹری نے on the floor of the House یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ مہربانی کریں گے اور ہماری جو vacant posts ہیں یہ اُسے پُر کریں گے۔ میرا بتانا یا point out کرنا point scoring کے لئے نہیں ہے میں جس حلقے سے منتخب ہوں، جس ساہیوال کی عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے اُن کو اگر ہم ڈاکٹرز فراہم نہ کر سکے اور اُن کا علاج ہی نہ کروا سکے وہ کل کو ہمارا گریبان پکڑیں گے تو آپ سے استدعا ہے کہ ہمیں یہ ensure کروا دیں کہ کب تک یہ اسامیاں پُر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: یہ تو بحث ہو گئی یہ تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! آپ نے سوال کرنا ہے تو کر لیں میں جواب دے دوں اگر آپ اجازت دے دیں؟

جناب سپیکر: آرام سے ذرا جتنی بات انہوں نے کی ہے بس آپ اُس کا بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں کوزے میں بند کر کے جواب دیتا ہوں۔ ساہیوال کے عوام سے ہماری وزیراعلیٰ پنجاب کی محبت اور commitment کا عالم یہ ہے کہ ہم نے سپیشل میڈیکل کالج اربوں روپے کی لاگت سے ساہیوال کی عوام کے لئے بنایا ہے جب ایک میڈیکل کالج بن گیا ہے اب اُس میڈیکل کالج کی faculties کو set کرنا وہاں پر پروفیسرز کو بھیجنا اور اُس کو چلانا it will take some time، کچھ وقت لگے۔ ہم نے خاص طور پر ساہیوال کے لئے جو میں نے آپ کو بتایا ہے rules amend کر دیئے ہیں 63 برس کی عمر صرف ہم نے ساہیوال ہسپتال کی وجہ سے بڑھائی ہے اور اسی لئے بڑھائی ہے کہ وہاں پر ہمیں اچھی faculty مل جائے اور انشاءاللہ تعالیٰ جو ایم ایس کی انہوں نے بات کی ایم ایس کا charge ایک دوسرے افسر کے پاس ضرور ہے

لیکن ایم ایس کا ہمارا طریق کار اور ہے۔ پرانی روایت ہم نے ختم کر دی ہے کہ چٹ آتی تھی اور ایم ایس لگ جاتا تھا اب یہاں پر چٹوں پر ایم ایس نہیں لگتے اب اللہ کے فضل سے سپیشل کمیٹی جو سینئر پروفیسرز پر مشتمل ہوتی ہے وہ بیٹھ کر انٹرویو کرتی ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی نہیں کرتا سینئر پروفیسرز merit پر recommend کرتے ہیں اور جس کو recommend کرتے ہیں اُس کو ایم ایس لگایا جاتا ہے تو یہ تمام initiative جو ہیں لوگوں کی بہتری کے لئے کئے جا رہے ہیں اور سفارشوں سے پاک ایم ایس لگانے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ چند دنوں میں ایم ایس لگ جائے گا اور جو ان کے specialist ہیں۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! خدا کے واسطے چاہے اوپر سے فرشتہ لگا دیں لیکن لگا دیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے انسان ہیں فرشتہ تو کوئی بھی نہیں ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ وہاں ڈاکٹروں کی کمی بھی پوری ہو گی اور ایم ایس بھی تعین ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کھگہ صاحب! آپ کیوں کھڑے ہیں؟

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہ کالج کی بات کر رہے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی مہربانی کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے جواب لوں اگر بحث کرنی ہے تو جس دن "محکمہ صحت" پر بحث ہو گی پھر اس دن آپ بات کریں۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں سوال کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ میں ساہیوال میڈیکل کالج کی بات کروں گا کہ میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی کی، وہاں سیٹیں fill ہونی تو دور کی بات ہے وہاں کرپشن کے اتنے معاملات کھل چکے ہیں کہ کوئی آنے کو تیار ہی نہیں ہے یہ وہاں کسی کو کیا لگائیں گے؟ یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے کہ یہاں پر کچھ کہا جاتا ہے اور وہاں موقع پر کچھ اور ہے۔ اگر ہم بولتے نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جس دن بحث ہو گی آپ اس دن بات کر لیں، اس وقت کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3077 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: ڈسٹرکٹ ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے مختص بجٹ و دیگر تفصیلات

*3077: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال سرگودھا میں تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے، کیا وہ بجٹ وہاں کے مریضوں کی ضرورت کے لئے کافی ہے؟

(ب) کیا مذکورہ ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے لیبارٹری کی سہولت موجود ہے نیز ہسپتال میں مذکورہ مرض کے بچوں کے لئے کون کون سی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ ہسپتال میں ان بچوں کے لئے الگ وارڈ بنایا گیا ہے، اگر بنایا گیا ہے تو اس وارڈ میں تعینات ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تفصیل مع نام مہیا کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے علیٰحدہ بجٹ مختص نہ ہے تاہم اس مرض میں مبتلا ان ڈور/آؤٹ ڈور مریضوں کو علاج معالجہ کی مفت سہولیات میسر کی جاتی ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے۔ اس مرض میں مبتلا مریضوں کے مندرجہ ذیل ٹیسٹ ایچ بی، ٹی ایل سی، ڈی ایل سی، آر بی سی اور ریکٹ کاؤنٹ ہسپتال ہذا کی لیبارٹری میں ہو جاتے ہیں۔ تاہم اس مرض کے لئے مخصوص ٹیسٹ HBF کروانے کے لئے پرائیویٹ لیبارٹری سے مدد لی جاتی ہے۔

مریضوں کو حسب ضرورت بلڈ ٹرانسفیوژن کی سہولت میسر ہے اس کے علاوہ ہر قسم کی انٹی بائیوٹک اور ڈرپس برانیولا ہسپتال سے مہیا کیا جاتا ہے۔

بچوں کی تلی کے آپریشن کے لئے ماہر سرجن کی سہولت مذکورہ ہسپتال میں میسر ہے۔

خون میں آئرن کی زیادتی کو کنٹرول کرنے کے لئے سرگودھا میں موجود دوسرے ہسپتالوں کی سہولیات کو استعمال کیا جاتا ہے۔

(ج) ہسپتال ہذامیں تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے علیٰحدہ وارڈ نہ ہے تاہم مرض میں مبتلا بچوں کو بچہ وارڈ میں داخل کیا جاتا ہے۔ جہاں پر امراض بچگان ڈاکٹر علاج کرتے ہیں۔ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈاکٹر ارشد رؤف چودھری، سینئر چلڈرن سپیشلسٹ، ڈاکٹر خواجہ محمد ارشد ، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈاکٹر رابعہ ہاشم، اسسٹنٹ پروفیسر ، ڈاکٹر عطااللہ نیازی چلڈرن سپیشلسٹ ، ڈاکٹر ساجد شیرازی، ڈاکٹر سائرہ انجم، ڈاکٹر سید حسن وجاہت، ڈاکٹر سمعیہ، ڈاکٹر انعم، ڈاکٹر فیصل، ایم اوز، اور ڈاکٹر عفران، ڈاکٹر اقصیٰ، ڈاکٹر وقار النساء ، ڈاکٹر حرا، ڈاکٹر حامد مجتبیٰ ، ڈاکٹر عمبرین ظفر، ڈاکٹر نسیم عباس، ڈاکٹر عروج، ڈاکٹر سنیلا شوکت اور ڈاکٹر نزہت بشیر پی جی آر ٹرینی اور 10 عدد چارج نرسز ڈیوٹی روسٹر کے مطابق ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز(الف) کے مطابق تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے علیٰحدہ بجٹ مختص نہیں کیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ان مریضوں کے لئے الگ سے بجٹ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جو تھیلیسیمیا میں مبتلا بچے ہیں ان کے لئے پنجاب حکومت کے کچھ ڈاکٹروں نے umbrella کے نیچے بے پناہ کام کیا ہے اور ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ میں مثال دینا چاہوں گا کہ 2010 میں ایک پروگرام گنگارام، لیڈی ولنگٹن میں شروع کیا گیا۔ یہ پروگرام extend ہوتا ہوتا اب الحمد للہ 24 اضلاع میں چلا گیا ہے۔ ہم مریض پر کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم مریض پر کام کرنے سے پہلے preventive care کا کام کر رہے ہیں۔ جو والدین ہیں جن کی وجہ سے تھیلیسیمیا کے بچے پیدا ہونے کا چانس ہوتا ہے ہم اُن کو بچا رہے ہیں۔ اب تک الحمد للہ گنگارام ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، فاطمید اور بہت سی این جی اوز کے تعاون سے اس پر کام ہو رہا ہے۔ اب اسلام آباد میں بھی تھیلیسیمیا سنٹر کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی، نشتر ہسپتال ملتان، وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں بھی تھیلیسیمیا کے شعبے کام کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سوال بھی آپ کا نہیں ہے، جس کا سوال ہے انہیں پوچھنے دیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس میں ہوتا یہ ہے کہ ہم ان والدین کی screening کرتے ہیں ہم نے ان parents کا data compile کیا ہے اور ہم ان کا treatment کرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے یہ مرض آگے ٹرانسفر نہ ہو تاکہ کوئی بچہ تھیلیسیمیا کا شکار نہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ گنگا رام ہسپتال میں ہماری ڈاکٹر شبنم اس پر بڑا کام کر رہی ہیں نیز تھیلیسیمیا کے شعبے بہت سارے ہسپتالوں میں موجود ہیں۔ تھیلیسیمیا پر ہمارا preventive work ہو رہا ہے اور یہ صرف صوبہ پنجاب میں ہو رہا ہے۔ ابھی یہاں اتنی لمبی بحث مریضوں کے دکھ میں کی گئی حالانکہ اُن کے صوبے میں تو اس پر کام ہی نہیں کیا گیا۔ میں point scoring میں نہیں پڑتا اس پر صوبہ پنجاب کام کر رہا ہے اور اس کو مزید extend کرنے کی ضرورت ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو extend کر رہے ہیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز (ب) کے مطابق تھیلیسیمیا کا ایک specific test HBF ہے اس کو کروانے کے لئے پرائیویٹ لیبارٹری سے مدد لی جاتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ٹیسٹ کی کتنی فیس ہے اور یہ فیس کون ادا کرتا ہے، کیا حکومت یہ ٹیسٹ کی سہولت ڈسٹرکٹ ہسپتال میں بھی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو یہ سہولت دینے کے لئے کتنا خرچ required ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ جو HBF کے حوالے سے یہاں جواب میں لکھا گیا ہے میرا خیال ہے کہ HBF کی اگر سہولت میسر نہیں ہے تو ہم اس کا فوری نوٹس لیتے ہیں اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ ensure کروائیں گے کہ HBF کی facility میسر ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ساہیوال:ڈی ایچ کیو ہسپتال وارڈز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2514: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں کس کس مرض کے وارڈز ہیں، ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ہر وارڈ میں ڈاکٹروں کی تعداد وارڈ وار بتائیں، کس کس وارڈ میں مریضوں کی تعداد کے مطابق ڈاکٹرز کم ہیں؟

(ج) کس کس مرض کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز نہ ہیں،ان میں سپیشلسٹ تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیاہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سے سپیشلسٹ ڈاکٹر تعینات ہیں،ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جس شعبہ کے یہ ماہر ہیں، کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال15وارڈز پر مشتمل ہے اس میں464بیڈز ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل سپیشلسٹ ڈاکٹرز بمعہ ان کا عہدہ، گریڈ تعلیمی قابلیت تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: گلبرگ ٹاؤن میں لیڈی ہیلتھ سپروائزر کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2323: محترمہ نگہت شیخ:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں کل کتنی لیڈی ہیلتھ سپروائزر ہیں نیزان کے نام، عہدہ و گریڈ کی مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

(ب) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں موجود لیڈی ہیلتھ سپروائزر کتنے عرصہ سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہیں؟

(ج) گلبرگ لاہور میں موجود لیڈی ہیلتھ سپروائزر کو ماہانہ کس حساب سے اعزازیہ دیا جاتا ہے نیز محکمہ صحت کی طرف سے ان کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) گلبرگ لاہور میں سال2010 میں کتنی لیڈی ہیلتھ سپروائزر تھیں اور سال2011 کو کتنی لیڈی ہیلتھ سپروائزر تھیں سال وار الگ الگ مکمل تفصیل فراہم کی جائے نیز سال 2010اور سال2011 میں دی جانے والی سہولیات کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں اس وقت تین لیڈی ہیلتھ سپروائزر کام کر رہی ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

1) خدیجہ عباسی 2) مریم نصیر 3) نصرت امین

حکومت پنجاب نے سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں یکم جولائی2012 سے لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کے تمام سٹاف جن میں لیڈی ہیلتھ سپروائزر بھی شامل ہیں کو مستقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس کے مطابق لیڈی ہیلتھ سپروائزرز کو گریڈ سات دیا گیا ہے اور ان کو گریڈ سات کے مطابق تنخواہ دی جارہی ہے۔

(ب) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں موجود تینوں لیڈی ہیلتھ سپروائزر سال1996 سے اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہی ہیں۔

(ج) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں موجود تینوں لیڈی ہیلتھ سپروائزر کو ماہانہ تنخواہ گریڈ سات کے مطابق مبلغ۔/15,532 روپے دی جاتی ہے نیز محکمہ کی جانب سے خدیجہ عباسی لیڈی ہیلتھ سپروائزر کو گاڑی اور ڈرائیور کی سہولت میسر ہے۔لیڈی ہیلتھ ورکرز کو گریڈ پانچ کے مطابق مبلغ ۔/17327 روپے ماہانہ تنخواہ ادا کی جارہی ہے ۔ اس کے علاوہ مذکورہ لیڈی ہیلتھ سپروائزر کو فیلڈ ڈیوٹی کے لئے ماہانہ 70لٹر پٹرول اور گاڑی کی مرمت کے لئے ماہانہ 1500 روپے دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ پروگرام کے تمام ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق پنشن کی ادائیگی بھی کی جائے گی۔مزید برآں مذکورہ بالا سٹاف پر 1981 کے ترمیم شدہ چھٹیوں کے قوانین بھی لاگو ہیں۔

(د) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں سال15-2014میں یہی تین لیڈی ہیلتھ سپروائزر کام کر رہی تھیں۔سال15-2014میں لیڈی ہیلتھ سپروائزرز خدیجہ عباسی کو840لٹر پٹرول سالانہ اور۔/18000روپے سالانہ گاڑی کی مرمت کی مد میں دیئے گئے جبکہ لیڈی ہیلتھ سپروائزرز مریم نصیر اور نصرت امین کو(Fixed Travelling Allowance(FTA کی مد میں سالانہ۔/20,160روپے ادا کئے گئے۔

لاہور:سروسز ہسپتال میں سرکاری گاڑیوں اور ایمبولینسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2833: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں** :کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں اور ایمبولینسز ہیں؟

(ب) سرکاری گاڑیوں کے نمبر،ماڈل اور یہ کس کس مقصد کے لئے ہیں؟

(ج) ایمبولینسز مریضوں کے علاوہ کس کس مقصد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس ہسپتال کی سرکاری ایمبولینسز مریضوں کی بجائے اس ہسپتال کے ایم ایس،ایڈیشنل ایم ایس،ڈی ایم ایس اور ان کی فیملی کے ذاتی استعمال میں لائی جا رہی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس بابت انکوائری ایف آئی اے یا ڈی جی انٹی کرپشن پنجاب کے کسی ایماندار آفیسر سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سروسز ہسپتال لاہور کے پاس10سرکاری گاڑیاں اور8ایمبولینسز ہیں۔

(ب) لوڈر،LEG-6317ماڈل2008،لوڈرLOK-3024ماڈل1991سٹاف کارLEG-130 ماڈل2007سوزوکی کلٹس LXW-3707ماڈل2001سوزوکی کلٹسLZN-1993ماڈل 2005سوزوکی جیپLHK-7781ماڈل1984بیڈ فورڈ بس LHO-4706ماڈل 2005 سوزوکی کیری ڈبہLOG-2777ماڈل1991سوزوکی کیری ڈبہLOG-890ماڈل 1991 سوزوکی کیری ڈبہLXK-9901ماڈل2000

(ج) ایمبولینس پر مریضوں کو ہسپتال سے ہسپتال شفٹ کرتے ہیں۔ایمر جنسی کی صورت میں فلڈ، بم بلاسٹ یا کوئی ایمر جنسی آئے تو مریضوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔بس پر ہسپتال

کے ملازمین کو لایا اور لے جایا جاتا ہے جبکہ سٹاف کار سرکاری میٹنگز کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

(د) ہسپتال ہذا کی سرکاری ایمبولینسز صرف مریضوں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اس کے علاوہ کوئی آفیسرز یا اس کی فیملی استعمال نہیں کرتی۔

(ہ) اس بابت کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اگر کوئی شکایت وصول ہوئی تو اس کی انکوائری ایف آئی اے یا ڈی جی انٹی کرپشن پنجاب کے کسی ایماندار آفیسر سے کروائی جائے گی۔

لاہور: سروسز ہسپتال میں طبی مشینری کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2941: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور سروسز ہسپتال میں کتنی الٹرا ساؤنڈ مشین اور دیگر کون کون سی طبی مشینری ہے؟

(ب) یہ مشینری کب، کتنی مالیت میں خرید کی گئی تھی؟

(ج) ان کی سال 12-2011 اور 13-2012 میں مرمت پر کتنی رقم خرچ کی، تفصیل مشینری وار بتائیں؟

(د) اس وقت کون کون سی مشینری کب سے بند اور خراب پڑی ہے؟

(ہ) ان کی بندش اور ان کو چالو نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا حکومت اس خراب مشینری کی مرمت پر خرچ کردہ رقم کی تحقیقات انٹی کرپشن پنجاب کی انجینئرنگ ونگ یا ایف آئی اے یا دیگر کسی وفاقی ادارے سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں کل 23 الٹرا ساؤنڈ مشینیں ہیں، ان میں سے 17 مشینیں مختلف ڈیپارٹمنٹ میں ٹھیک کام کر رہی ہیں 4 مشینیں غیر فعال اور دو مشینیں خراب ہیں جن کی مرمت کا کام جاری ہے اور دیگر 60 ہزار سے زائد طبی مشینری ہے۔

(ب) سروسز ہسپتال لاہور میں 60 ہزار سے زائد مشینری ہے جو مختلف سالوں میں پرچیز کی گئی جن کی اندازاً مالیت ایک ارب روپے ہے۔

(ج) سال12۔2011اور13۔2012میں جو رقم ان کی مرمت پر خرچ ہوئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(د) اس وقت سروسز ہسپتال لاہور میں38مختلف مشینیں خراب ہیں جن کی مرمت کا کام PPRA Rules 2014کے مطابق جاری ہے۔

(ہ) مشینوں کا خراب ہونا معمول کا عمل ہے اور ان خرابیوں کو دستیاب وسائل کے ذریعے سے سرکاری طریق کار اور PPRA Rules 2014کے مطابق مرمت اور درست کروایا جاتا ہے اصول وضوابط کی روشنی میں مارکیٹ کی مدمقابل فرموں میں سے بہتر معیار اور ارزاں نرخ والی فرم کو مرمت کا کام ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے اس عمل میں ضروری وقت خرچ ہوتا ہے یہ بات خوش آئند ہے کہ سروسز ہسپتال میں مروجہ طریق کار کے مطابق زیادہ مشینری ٹھیک کروائی جا چکی ہے اور صرف چند مشینوں کی تکنیکی و مالی پیچیدگیاں درست کروانے کا عمل جاری ہے۔

(و) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور اس پر خرچ کردہ رقم کے بارے میں کوئی شکایت نہ ملی ہے اگر ایسی کوئی شکایت وصول ہوئی تو حکومت / محکمہ صحت پنجاب اس کی تحقیقات متعلقہ ادارے سے کروائے گی۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنے کی تفصیلات

*3080: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آج کل شوگر کی مرض کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہے اور جب یہ مرض کسی کو لگ جائے تو پھر اسے ساری زندگی ادویات کھانا پڑتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مرض کی سنگینی اور مریضوں کی تعداد کے پیش نظر پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز حکومت جناح ہسپتال لاہور میں اس مقصد کے لئے بنائے گئے Diabetic Management Centre کے لئے لیب بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! آج کل شوگر کے مرض کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہے اور جب یہ مریض کسی کو ایک دفعہ لگ جاتا ہے تو اسے ساری زندگی ادویات پر گزارنی پڑتی ہے۔

(ب) جی نہیں! سارے ہسپتالوں میں شوگر کے لئے علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ نہیں ہیں بلکہ شوگر کے مریض سارے ہسپتالوں میں میڈیسن ڈیپارٹمنٹ میں دیکھے جاتے ہیں۔ البتہ کچھ بڑے ہسپتالوں میں علیٰحدہ سے diabetic clinic کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سروسز ہسپتال اور جناح ہسپتال لاہور

(ج) جناح ہسپتال لاہور میں شوگر کے تمام مریضوں کو مفت ادویات مل رہی ہیں نیز جناح ہسپتال لاہور میں اس مقصد کے لئے بنائے گئے Diabetic Management Centre کے لئے لیب بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ننکانہ صاحب میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*3090: **ملک ذوالقرنین ڈوگر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال ننکانہ صاحب میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں منظور ہیں اور کتنی کب سے خالی پڑی ہیں، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا محکمہ صحت ان خالی اسامیوں پر ڈاکٹرز کے تقرر کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اور نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ننکانہ صاحب میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ کل اسامیاں 60 ہیں جن میں سے اس وقت 21 ڈاکٹرز تعینات ہیں اور 39 اسامیاں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض اسامیاں اکثر و بیشتر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور ضلعی

حکومت ننکانہ صاحب کے اخباری اشتہار کے ذریعے پُر ہوتی رہی ہیں لیکن اکثر ڈاکٹرز اپنی ڈیوٹی join کرنے کے بعد یا تو اپنی ٹرانسفر کروالیتے ہیں یا ملازمت ہی چھوڑ جاتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! محکمہ صحت گورنمنٹ آف پنجاب اور ضلعی حکومت ننکانہ صاحب ڈاکٹرز کی ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے۔اس سلسلہ میں ضلعی حکومت ننکانہ صاحب نے ڈاکٹرز کی بھرتی کے لئے متعدد بار اخباری اشتہار بھی دیئے ہیں اور گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی کے تحت واک ان انٹرویوز بھی جاری ہیں جو کہ بروز ہفتہ کو ہوتے ہیں

فیصل آباد:الائیڈ ہسپتال میں بھرتی و دیگر تفصیلات

*3107:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد اور اس سے attach میڈیکل کالج میں یکم جنوری2012 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس عہدہ، گریڈ میں بھرتی کیا گیا ہے،ان کے نام،ولدیت، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

(ب) یہ بھرتی کس کس اتھارٹی کی اجازت سے ہوئی ہے ان کا نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) کیا تمام بھرتیوں سے قبل بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کے نام اور تاریخ مع کاپی بتائیں؟

(د) کیا یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں تو میرٹ کس کس نے تیار کیا تھا؟

(ہ) کیا ان بھرتیوں کے خلاف کوئی شکایات موصول ہوئی تھیں تو اس پر کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری2012 سے آج تک پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی ہے۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں یکم جون2012 سے آج تک جتنے ملازمین بھرتی کئے گئے ان کے نام، گریڈ اور ایڈریس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں بھرتی گورنمنٹ کی نوٹیفائیڈ پروموشن و سلیکشن کمیٹی کی اجازت سے کی گئی جس کے ممبر مندرجہ ذیل تھے۔

پہلی بھرتی کمیٹی سال2015

1۔ڈاکٹر راشد مقبول میڈیکل سپرنٹنڈنٹ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد چیئرمین
2۔ڈاکٹر نجمہ افضل ممبر بورڈ آف مینجمنٹ پی ایم سی الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ممبر
3۔ڈاکٹر زاہد مالک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سول ہسپتال فیصل آباد ممبر
نمائندہ ڈپٹی سیکرٹری ایڈمن گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور
4۔ای ڈی او ہیلتھ فیصل آباد ممبر
نمائندہ ڈپٹی سیکرٹری جنرل گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور

دوسری کمیٹی

1۔ڈاکٹر راشد مقبول میڈیکل سپرنٹنڈنٹ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد چیئرمین
2۔ڈاکٹر نجمہ افضل ممبر بورڈ آف مینجمنٹ پی ایم سی الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ممبر
3۔ڈاکٹر عبدالرؤف میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سول ہسپتال فیصل آباد ممبر
نمائندہ ڈپٹی سیکرٹری جنرل /ایڈمن گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور

(ج)جی ہاں! بھرتی سے پہلے اخبار میں اشتہار دیئے گئے تھے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 24.07.2014
2۔ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 24.12.2014
3۔ روزنامہ "دنیا" مورخہ 14.06.2015
4۔ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 07.08.2015
5۔ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13.082015

(د) تمام بھرتیاں میرٹ پر کی گئیں میرٹ ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ (ایڈمن) نے تیار کیا جس کی معاونت محمد ارشد آفس اسسٹنٹ اور محمد اکرم میو سینئر کلرک نے کی۔

(ہ) ان بھرتیوں پر صرف ایک شکایت ڈی سی او آفس فیصل آباد کی جانب سے موصول ہوئی جس کا باقاعدہ جواب ایم ایس الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کی طرف سے ارسال کر دیا گیا ہے۔

فیصل آباد:الائیڈ ہسپتال میں وارڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3128:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کتنے وارڈز پر مشتمل ہے اور ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے،اس میں کس کس مرض کے وارڈ ہیں؟

(ب) ہر وارڈ میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ہر وارڈ کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل وارڈ وار بتائیں؟

(د) ہر وارڈ کی بلڈنگ میں کمروں کی تعداد کتنی ہے ہر وارڈ میں بیک وقت کتنے مریض داخل ہو سکتے ہیں، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ وارڈ وار بتائیں؟

(ہ) ہر وارڈ میں ڈاکٹروں کے مختص کمروں کی تعداد کتنی ہے اور کس وارڈ میں مزید کمروں کی ضرورت ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

نمبر شمار	وارڈز	بیڈز	ڈاکٹرز	نرسز	پیرا میڈیکل
1	گائنی یونٹ I	65	08	14	11
2	گائنی یونٹ II	62	09	14	12
3	لیبر روم	25	04	47	10
4	آرتھوپیڈک وارڈ	72	09	14	10
5	بچہ وارڈ I&II	118	15	56	21
6	میڈیکل یونٹ I	62	14	19	12
7	میڈیکل یونٹ II	63	13	16	10
8	میڈیکل یونٹ III	56	08	16	10
9	نیو سرجری وارڈز I&II	70	07	37	10
10	ای این ٹی وارڈ I&II	64	11	11	13
11	سرجیکل یونٹ I	62	10	13	10
12	سرجیکل یونٹ II	62	07	14	10
13	سرجیکل یونٹ III	62	07	13	10
14	یورالوجی سرجری	62	07	14	12
15	بچہ سرجری وارڈ	30	04	11	07
16	پلاسٹ سرجری وارڈ	31	10	16	20
17	سی سی یو I&II	40	07	19	18
18	آئیسولیشن / ڈینگی وارڈ	10	03	09	06
19	پرائیویٹ وارڈ	100	06	11	19
20	آن کالوجی وارڈ	69	06	16	17
21	ایمرجنسی وارڈ	100	16	81	114
22	آئی سی یو I&II	26	04	19	07
23	ڈائیلسز یونٹ	20	05	13	09
24	آئی وارڈ	54	12	10	10
	ٹوٹل	1385		1385	

مندرجہ بالا ڈاکٹرز کے علاوہ283 Post Graduate FCPS-II ڈاکٹرز اور 195 ہاؤس آفیسرز مختلف وارڈوں میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) جواب جز(الف) میں درج ہے۔

(ج)

2014-15	2013-14	2012-13	2011-12
1648572000	1559371730	1339269100	1185611075

اس تخمینہ میں ملازمین کی تنخواہیں، یوٹیلٹی اخراجات، میڈیسن اور دیگر متفرق اخراجات شامل ہیں۔

(د) ہر وارڈ کی بلڈنگ میں چھ کمرے ہیں۔وارڈوں کی علیٰحدہ تفصیل اور ان میں جتنے مریض داخل ہوتے ہیں ان کا جواب جز(الف) میں درج ہے۔

(ہ) ہر وارڈ میں کمروں کی تعداد چھ ہے اور وارڈ میں ڈاکٹروں کے لئے تین کمرے مختص ہیں اور فی الوقت کسی وارڈ میں مزید کمروں کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع سرگودھا: کارڈیالوجی سنٹر کا قیام و دیگر تفصیلات

*3230: **چودھری فیصل فاروق چیمہ**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ڈویژن واحد ڈویژن ہے جس میں دل کے مریضوں کے لئے کوئی سہولت نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے دل کے مریضوں کو انجیوگرافی کے لئے بھی فیصل آباد یا لاہور جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ صحت ضلع سرگودھا کے عوام کو کارڈیالوجی سنٹر کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک سرگودھا میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں دل کے مریضوں کے لئے ابتدائی سہولیات میسر ہیں جن میں ETT & ECHO کی سہولت بھی موجود ہے اور مریض ان سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) انجیو گرافی کی سہولت موجود نہ ہے اور مریضوں کو فیصل آباد یالاہور ریفر کیا جاتا ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ ہے جس سے پورے ڈویژن کے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔کارڈیالوجی سنٹر کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ضلع سرگودھا:ٹی ایچ کیو ہسپتال کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*3233:چودھری فیصل فاروق چیمہ:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ چک46جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں کروڑوں روپے کی لاگت سے ٹی ایچ کیو ہسپتال کی منظوری دی گئی تھی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کا تقریباً75فیصد کام مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اب کافی عرصہ سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس ہسپتال کا کام روک دیا گیا ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ سے کام بند رہنے کی وجہ سے اس ہسپتال کا مکمل شدہ کام بھی ناکارہ ہو رہا ہے اور لاکھوں روپے مالیت کی مشینری بھی ضائع ہو رہی ہے؟

(ہ) کیاحکومت اس ہسپتال کو فوری مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے کہ موجودہRHCچک نمبر46جنوبی میں ٹی ایچ کیو ہسپتال لیول کی محکمہ صحت فسلیٹیز مہیا کرنے کے لئے بلڈنگ تعمیر کرنے کی منظوری ہوئی۔

(ب) درست ہے کہ صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا نے بذریعہ گورنمنٹ ٹھیکیدار سے ہسپتال مکمل کر دیا ہے۔

(ج) صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا نے نئی عمارت مکمل کر لی ہے واپڈا کو محکمہ تعمیرات نے بجلی کنکشن کے لئے فنڈ جمع کروا دیئے ہیں اب واپڈا نے ٹرانسفارمر لگا دیا ہے اور بجلی کنکشن بھی لگ گیا ہے۔

(د) صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا نے نئی بلڈنگ محکمہ صحت کے حوالے نہیں کی اس عرصہ میں ہسپتال کی فٹنگ اور joineryورک کو کچھ نقصان پہنچا ہے جو کہ محکمہ تعمیرات نے

درست قرار دیا ہے ہسپتال کے لئے خریدی گئی مشینری اور طبی آلات ضرورت کے مطابق استعمال ہو رہے ہیں۔

(ہ) محکمہ صحت سرگودھا مسلسل محکمہ تعمیرات سرگودھا سے رابطے میں ہے تاکہ نئی بلڈنگ ضروری فنشنگ کے بعد محکمہ صحت کے حوالے کی جائے اور بلڈنگ completion کا سرٹیفکیٹ دیا جائے جونہی نئی عمارت محکمہ صحت کے حوالے کی جائے گی RHC کا سٹاف نئی عمارت میں شفٹ ہو کر نئی بہتری کے ساتھ کام شروع کر دے گا اور تحصیل لیول ہسپتال کو چلانے کے لئے گورنمنٹ پنجاب ہیلتھ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مزید نئی پوسٹیں منظور کرنے کے لئے فوراً لکھ دیا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد: بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3236: محترمہ ثریا نسیم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں کتنے بی ایچ یو، آر ایچ سی اور ہسپتال کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کیا ان میں ڈاکٹرز اور دیگر سٹاف پورا ہے؟

(ج) کیا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ میں گائناکالوجسٹ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ کی سہولت اور ادویات ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد میں 23 بنیادی مراکزِ صحت، تین رورل ہیلتھ سنٹرز اور ایک تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال واقع ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رورل ہیلتھ سنٹر کنجوانی میں 51 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے تین خالی ہیں۔
رورل ہیلتھ سنٹر ماموں کانجن میں 61 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے سات خالی ہیں۔
رورل ہیلتھ سنٹر پنڈی شیخ موسیٰ میں 52 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے دس خالی ہیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال،تاندلیانوالہ میں113 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے بارہ خالی ہیں۔ کلاس فور کی بھرتی کا اشتہار دیا گیا تھا لیکن مقامی حکومت کے الیکشن کی وجہ سے الیکشن کمیشن نے ہر قسم کی بھرتی پر پابندی عائد کر دی تھی جس کی وجہ سے بھرتی مکمل نہ ہو سکی اب انتخابات کا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے لہٰذا اب اس کی بھرتی کی جا رہی ہے۔

جبکہ ہر بی ایچ یو پر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد10 ہے جبکہ بی ایچ یو GB,427/GB/545 اور GB/490 میں میڈیکل آفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ میں2 گائناکالوجسٹ بھرتی کر لی گئی ہیں۔

(د) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تاندلیانوالہ میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے اور ادویات دی جا رہی ہیں۔

ضلع اوکاڑہ: رورل ہسپتال بصیر پور کے مسائل کی تفصیلات

*3245: چودھری افتخار احمد چھچھر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رورل ہسپتال بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی دیوار اور مین گیٹ ٹوٹ چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مریضوں کو بازار سے میڈیسن منگوانی پڑتی ہیں؟

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین، الٹرا ساؤنڈ اور لیبارٹری کی مشینیں خراب پڑی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہسپتال کے مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے رورل ہسپتال بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کا مین گیٹ اور دیوار مرمت کروالی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے تمام ضروری ادویات ہسپتال میں موجود ہیں اور مریضوں کو میڈیکل آفیسر کی جاری کردہ آؤٹ ڈور پرچی کے مطابق مہیا کی جاتی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے رورل ہسپتال بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین، الٹراساؤنڈ اور لیبارٹری کی مشینیں درست حالت میں ہیں اور مریضوں کے ٹیسٹ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق کئے جاتے ہیں۔

(د) جی ہاں! مذکورہ حکومت عوام کے علاج معالجہ کے لئے ہر ممکن کوشاں ہے۔

ضلع اوکاڑہ: بی ایچ یو کی ابتر صورتحال و دیگر تفصیلات

*3250: چودھری افتخار احمد چھچھر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے تمام کوارٹر ناکارہ ہو چکے ہیں اور اس وقت ان میں کوئی ملازم رہائش پذیر نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی بلڈنگ ناکارہ ہوئے پانچ سال ہو چکے ہیں اور اس بلڈنگ کا مٹیریل، گاڈر، ٹی آر، کھڑکیاں، واٹر پمپ اور قیمتی درخت چوری کر لئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں عرصہ دراز سے کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہ ہے صرف ڈسپنسر ہے جو مریضوں کو چیک کرتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کرنے، بلڈنگ کی تعمیر و مرمت کرنے، چوری کیا گیا سامان واپس لانے اور ہسپتال میں تمام ضروری سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے اور کوارٹرز رہائش کے قابل نہ ہیں۔

(ب) درست ہے ہسپتال کی مرمتی کا کیس ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ اوکاڑہ کو بھیجا ہوا ہے اور فنڈ آنے پر مرمتی کام شروع ہو جائے گا سامان چوری کی ایف آئی آر متعلقہ تھانہ درج کروائی ہوئی ہے لیکن تاحال چوری شدہ سامان کے بابت کچھ پتا نہ چلا ہے۔

(ج) ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز تعینات نہ ہیں۔

(د) ضلعی حکومت ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی بذریعہ walk in interview کر رہی ہے اور بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد میں ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے گا اور مرمتی کا کام بھی

شروع ہو جائے گا نیز چوری شدہ سامان کی برآمدگی کے لئے متعلقہ بی ایچ یو کا انچارج ایف آئی آر کی پیروی کر رہا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: بی ایچ یوز اور ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3321: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل کتنے بی ایچ یوز اور ہسپتال ہیں؟

(ب) مذکورہ بی ایچ یوز میں کون سی کون سی بنیادی سہولیات میسر ہیں؟

(ج) ضلع گوجرنوالہ میں بی ایچ یوز میں موجود کل سٹاف کی تعداد کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ خالی اسامیوں پر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 93 بی ایچ یوز، 10 آر ایچ سیز، اور ایک ڈی ایچ کیو / ٹیچنگ ہسپتال ہے۔

(ب) مذکورہ بی ایچ یوز میں بنیادی سہولیات میں جنرل او پی ڈی، ویکسینیشن ای پی آئی، ایم سی ایچ سروسز اور سی ڈی سی کی سہولیات موجود ہیں۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں بی ایچ یوز میں کل منظور شدہ سٹاف کی تعداد 1277 اور خالی اسامیوں کی تعداد 75 ہے۔

(د) خالی اسامیوں پر بھرتی جاری ہے اور جلد ہی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

سرگودھا: کروڑوں روپے سے تعمیر کردہ بی ایچ یوز کو چالو حالت میں لانے کی تفصیلات

*3327: میاں مناظر حسین رانجھا: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔31 سرگودھا میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے کروڑوں روپے سے تعمیر کردہ بی ایچ یوز موضع طالب والا، موضع میانہ کوٹ اور موضع نصیر پور کلاں ابھی تک ورکنگ کنڈیشن میں نہ ہے جبکہ ان کا 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور عمارات تو بالکل مکمل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کا عملہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا قیمتی سامان اور کھڑکیاں وغیرہ لوگ اکھاڑ کر لے جا رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان بی ایچ یوز میں عملہ اور دیگر ضروری سامان فراہم کرنے اور ان کو چالو کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے حلقہ پی پی۔31 سرگودھا میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے کروڑوں روپے سے تعمیر کروائے ہیں اور ماسوائے بی ایچ یو نصیر پور کلاں میں فٹنگ کا کام اور فراہمی بجلی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بقایا ہے۔

(ب) بی ایچ یو عملہ تعینات کر دیا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ج) حکومت کی منظور شدہ سیٹوں کے مطابق عملہ تعینات کر دیا گیا ہے اور سامان مہیا کر کے طبی سہولیات میسر کر دی گئی ہیں۔

ضلع سرگودھا: بی ایچ یوز، آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3345: ڈاکٹر نادیہ عزیز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرگودھا پی پی۔34 میں کتنے بی ایچ یوز، آر ایچ سیز، ٹی ایچ کیو ہیں، ان میں کتنے یونٹس میں ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیاں خالی ہیں، ان اسامیوں کو حکومت کب تک پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ٹی ایچ کیو سرگودھا میں اس وقت کتنے شعبہ جات کام کر رہے ہیں

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ٹی ایچ کیو میں برن یونٹ اور کارڈیالوجی یونٹ موجود نہ ہے؟

(د) اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ یونٹس کب تک بنا دیئے جائیں گے؟

(ہ) سرگودھا میں نیا ڈی ایچ کیو بنانے کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اس کا کتنا فیصد استعمال ہو چکا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل سرگودھا پی پی۔34 میں صرف ایک ہی بی ایچ یو چک نمبر 43/NB ہے۔ بی ایچ یو میں 43/NB میں میڈیکل آفیسر اور پیرا میڈیکل سٹاف تعینات ہے۔ کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ب) تحصیل سرگودھا پی پی۔34 سرگودھا سٹی میں واقع ہے اس لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہ ہے جبکہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔جنرل سرجری،گائنی،یورالوجی، آرتھوپیڈک، ناک کان گلا، آئی، ڈینٹل، نیوروسرجری، ڈائیلسز سروسز، میڈیسنز شعبہ بچگان، ڈرماٹالوجی، آئی سی یو، سی سی یو، فزیوتھراپی پتھالوجی، ریڈیالوجی(ایکسرے،یو ایس جی، سی ٹی سکین)بلڈٹرانسفیوژن، ری ھیبلیٹیو سروسز،انکالوجی،انستھیزیا۔

(ج) تحصیل سرگودھا پی پی۔34 سرگودھا سٹی میں واقع ہے اس لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہ ہے جبکہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں دونوں شعبہ جات موجود ہیں۔

(د) تحصیل سرگودھا پی پی۔34 سرگودھا سٹی میں واقع ہے اس لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہ ہے جبکہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں دونوں شعبہ جات موجود ہیں۔

(ہ) نئے ڈی ایچ کیو ہسپتال کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے515.212 ملین مشینری وطبی آلات خریدنے کے لئے514.068 ملین مختص کئے گئے ہیں،ڈی ایچ کیو ہسپتال کی نئی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اور ہسپتال نئی بلڈنگ میں شفٹ ہو چکا ہے اور تمام شعبہ جات عوام کو خدمات میسر کر رہے ہیں۔

فیصل آباد:بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3351: محترمہ عفت معراج اعوان:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔53 جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کام کر رہے ہیں،ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

(ج) کتنی ایسی یونین کونسلز ہیں جن میں کوئی بی ایچ یوز ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری ہے تعداد بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔53 جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں 14 بی ایچ یوز ہیں جبکہ کوئی آر ایچ سی نہ ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔53 جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں 14 بی ایچ یوز میں سے صرف BHU 96/GB پر میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے جونہی کوئی ڈاکٹر اس اسامی کے لئے درخواست دے گا تو یہ پُر کر دی جائے گی۔

(ج) کوئی یونین کونسل ایسی نہ ہے جس میں کوئی بی ایچ یو یا ڈسپنسری نہ ہو۔

رحیم یار خان: شیخ زید ہسپتال میں سینئر رجسٹرار کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3359: **جناب محمد افضل گل**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں اس وقت کتنے سینئر رجسٹرار کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے سینئر رجسٹرار کنٹریکٹ پر کب سے ملازمت کر رہے ہیں اور ان کو مستقل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کنٹریکٹ پر کام کرنے والے سینئر رجسٹرار پروموشن کے لئے کوالیفائی، مستقل نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کر رہے جبکہ ان کے بعد میں بھرتی ہونے والے ایس ایم او کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی دے دی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت ان سینئر رجسٹرار کو مستقل کرنے اور ان کو پروموشن دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں 22 سینئر رجسٹرار کام کر رہے ہیں اور یہ تمام مستقل بنیادوں پر تعینات ہیں۔

(ب) اس وقت شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں کوئی بھی سینئر رجسٹرار کنٹریکٹ پر تعینات نہ ہے۔

(ج) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

(د) جی ہاں! محکمہ صحت حکومت پنجاب مستقل بنیادوں پر تعینات سینئر رجسٹرار کو تمام شعبوں میں سنیارٹی کی بنیاد پر ترقی دیکر اسسٹنٹ پروفیسر تعینات کر رہا ہے۔

ملتان: پی پی۔200 میں قائم ڈسپنسریوں کی تعداد و تفصیل

*3371: **جناب شوکت حیات خان بوسن**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔200 ملتان میں اس وقت کتنے بی ایچ یو، آر ایچ سی اور کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت پی پی۔200 میں آر ایچ سی کو اپ گریڈ کر کے ٹاؤن ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت محکمہ صحت ملتان کے تحت پی پی۔200 میں 10 بنیادی مراکز صحت، ایک دیہی مرکز صحت اور ایک رورل ڈسپنسری کام کر رہی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ ضلع ملتان میں فی الوقت تین ٹاؤن ہسپتال کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ٹاؤن ہسپتال ممتاز آباد موسیٰ پاک ٹاؤن ملتان
2۔ ٹاؤن ہسپتال رحیم آباد، بوسن ٹاؤن ملتان
3۔ ٹاؤن ہسپتال sبلاک نیو ملتان، شاہ رکن عالم ٹاؤن ملتان

ADP 2015-16 کے تحت دیہی مرکز صحت قادر پور راں پی پی۔201 کو اپ گریڈ کر کے 50 بیڈ کا ٹاؤن ہسپتال بنانے کی تجویز ہے جس بابت فزیبلٹی رپورٹ محکمہ صحت حکومت پنجاب کو چٹھی نمبری 21928 بتاریخ 29-09-2015 ارسال کی گئی تھی۔ جس پر محکمہ صحت نے ای ڈی او ہیلتھ کی جمع کرائی گئی فزیبلٹی رپورٹ کا معائنہ کیا گیا جس پر یہ بتایا گیا ہے کہ قادر پور راں کو تحصیل ڈکلیئر نہیں کیا گیا ہے اور موقع پر صرف 20 کنال کا رقبہ دستیاب ہے جبکہ تحصیل ہسپتال بنانے کے لئے یا آر ایچ سی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے تحصیل کا نوٹیفکیشن اور 100 کنال رقبہ ضروری ہوتا ہے لہٰذا یہ منصوبہ پالیسی پیرامیٹرز کو پورا نہیں کرتا اور قابل عمل نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ کے دفتر کو چٹھی نمبر (13/15-8 VIII)Po(D-III) بتاریخ 3۔نومبر 2015 کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال، ڈی جی خان میں قائم ٹراما سنٹر سے متعلقہ تفصیلات

*3395: محترمہ نجمہ بیگم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈی جی خان میں کب ٹراما سنٹر قائم ہوا؟

(ب) کیاٹراما سنٹر میں مکمل سہولیات میسر ہیں اور ٹراما سنٹر میں کون کون سی مشینیں مہیا ہیں؟
(ج) ٹراما سنٹر میں کتنے افراد کام کر رہے ہیں، سب کے نام اور عہدہ کے مطابق تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈی جی خان میں ٹراما سنٹر جولائی 2011 کو قائم ہوا تھا
(ب) سی ٹی سکین، ایکسرے، لیبارٹری، الٹراساؤنڈ، وینٹی لیٹر، آئی سی یو اور حادثاتی گیس کے علاج معالجہ کی سہولت 24 گھنٹے موجود ہے۔
(ج) ٹراما سنٹر میں جو افراد جو کام کر رہے ہیں۔ان کی تفصیل کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال سے متعلقہ تفصیلات

*3398: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟
(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، مکمل تفصیل فراہم کریں؟
(ج) مذکورہ بالا ہسپتال میں مریضوں کے لئے کون کون سی طبی مشینری موجود ہے۔کون کونسی نہ ہے اور یہ کب تک ہسپتال کو فراہم کر دی جائے گی؟
(د) سال 11۔2010 سے آج تک مریضوں کو جو مفت ادویات فراہم کی گئیں، ان ادویات پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال ساہیوال 464 بیڈز پر مشتمل ہے۔
(ب) ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال ساہیوال میں مریضوں کو تمام امراض کی تشخیص اور علاج کی اہم سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔
(ج) موجودہ ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کی منظوری کے بعد سکیم کو اے ڈی پی میں شامل کر لیا گیا ہے جس کی کل مالیت 3637.815 ملین روپے ہے۔ بلڈنگ کے لئے 1492.825 ملین

روپے اور طبی مشینری اور آلات کے لئے2144.990ملین روپے کے فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔ پہلے مرحلے میں ہسپتال بلڈنگ کو اپ گریڈ کئے جانے کے سلسلے میں اسی سال205 ملین فنڈز دیئے جائیں گے۔ جب بلڈنگ مکمل ہونے کے قریب ہو گی تب طبی مشینری کے لئے فنڈز جاری کر دیئے جائیں گے۔

(د) 15۔2010تک فراہم کردہ ادویات کا خرچہ درج ذیل ہے۔ فروری2016کے لئے ادویات کی لسٹ درج ذیل ہے:

1۔سال11۔2010	۔/91,31,605روپے
2۔سال12۔2011	۔/98,16,022روپے
3۔سال13۔2012	۔/3,62,62,606روپے
4۔سال14۔2013	۔/3,72,08,399روپے
5۔سال15۔2014	۔/4,40,00,000روپے
6۔سال16۔2015کا بجٹ	۔/7,60,00,000روپے
سال16۔2015کا خرچہ	۔/1523948

پی پی۔222 ساہیوال میں قائم مراکز صحت کی تعداد اور متعلقہ تفصیلات

*3399:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز واقع ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) درج بالا مراکز صحت میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ بالا مراکز صحت میں مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اور روزانہ کتنے مریض ہر مرکز صحت پر مستفید ہو رہے ہیں، تفصیل الگ الگ مرکز وار فراہم کی جائے؟

(د) ان مراکز صحت میں سٹاف کی جو کمی ہے، اس کو کب تک پُر کر دیا جائے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔222 میں دس10بنیادی مراکز صحت ہیں۔
58/G-D,87/6-R,91/6-R,92/6-R,89/6-R,119/9-L,114/9-L,100/9-Lاسد اللہ پور، قطب شہانہ۔پی پی۔222 میں دو بنیادی مراکز صحت ہیں۔
120/9-L کمیر،112/9-L بڈھ ڈھکو۔

(ب) درج بالامراکز صحت میں تعینات عملہ کے نام،عہدہ اور گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر دیہی مراکز صحت میں مندرجہ ذیل شعبے قائم ہیں جو مریضوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرتے ہیں۔شعبہ بیرونی مریضاں، شعبہ اندرونی مریضاں، شعبہ ایکسرے، شعبہ لیبارٹری، شعبہ الٹراساؤنڈ، شعبہ ای سی جی، شعبہ آپریشن، شعبہ ڈینٹل سرجری، شعبہ ای پی آئی، شعبہ زچہ بچہ، شعبہ ٹی بی ڈاٹس۔

ہر بنیادی مراکز صحت میں مندرجہ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں جو مریضوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرتے ہیں۔

شعبہ بیرونی مریضاں، شعبہ ای پی آئی، شعبہ زچہ بچہ، شعبہ ٹی بی ڈاٹس۔

1. دیہی مراکز صحت L۔9/120 کمیر میں روزانہ تقریباً133مریض صحت کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔
2. دیہی مراکز صحت L-9/112 بڈھ ڈھکو میں روزانہ تقریباً60مریض صحت کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔
3. ہر بنیادی مرکز صحت میں روزانہ تقریباً50مریض صحت کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(د) سٹاف کی کمی کو کافی حد تک پر کر لیا گیا ہے باقی ماندہ جو سٹاف کی کمی ہے چند روز تک ختم کر دی جائے گی۔ڈاکٹرز اور ڈینٹل سرجن کی بھرتی ایڈہاک کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔جیسے ہی امیدوار آتا ہے بھرتی کر دیا جاتا ہے۔بنیادی مراکز صحت PRSP کے زیر انتظام ہیں ان پر بھرتی PRSP اتھارٹی کرتی ہے۔

صوبہ میں تشخیصی لیبارٹریز سے متعلقہ تفصیلات

*3421: سید محمد سبطین رضا: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنی تشخیصی لیبارٹریز ہیں اور ان کی کنٹرولنگ اتھارٹی کون ہے؟

(ب) تشخیصی لیبارٹری کے لائسنس کے حصول کا طریق کار کیا ہے اور اس کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت کیا ہونی چاہئے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تشخیصی لیبارٹریز کی حتمی تعداد کا فی الحال تعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کی تعداد کے بارے میں کسی ادارے کے پاس مکمل معلومات نہیں ہیں۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن نے پنجاب میں واقع تمام علاج گاہوں سے متعلق معلومات کو منظم طریقے سے محفوظ کرنے کا ایک لائحہ عمل ترتیب دیا ہے جس کے تحت تمام علاج گاہوں بشمول تشخیصی لیبارٹریز کو شمار کیا جارہا ہے اور ان کے متعلق بنیادی معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں۔ سردست یہ کام پنجاب کے پانچ ڈویژنز کے 19 اضلاع میں جاری ہے اور امید ہے کہ تمام معلومات 31۔جنوری تک مکمل ہو جائیں گی جبکہ ماندہ اضلاع میں یہ کام مالی سال 17۔2016 میں مکمل کیا جائے گا۔ اس وقت سرکاری شعبہ میں قائم تشخیصی لیبارٹریز کی کنٹرولنگ اتھارٹی اسی ہسپتال کے صحت کے شعبہ کا متعلقہ سربراہ(ای ٹی او، ہیلتھ) یا پرنسپل / میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے۔ پرائیویٹ لیبارٹری کی کنٹرولنگ اتھارٹی متعلقہ لیبارٹری کے مالکان / منتظمین ہیں۔

(ب) تشخیصی لیبارٹریز کے لائسنس کے حصول کا طریق کار دیگر کسی بھی طبی ادارے کے لائسنس کے حصول کی طرح ہے جس کی تفصیل پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی ویب سائٹ پر دی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس طریق کار کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع میں سے ابھی تک 181 لیبارٹریز نے لائسنس حاصل کرنے کے لئے درخواستیں دی ہیں جن کی جانچ پڑتال مجوزہ معیارات(Minimum Service of Delivery Standards) کی روشنی میں کی جارہی ہے۔ مزید برآں تشخیصی لیبارٹری چلانے کے لئے کسی بھی پیتھالوجسٹ کی کم از کم تعلیمی قابلیت PMDC کے متعین کردہ معیار اور قواعد کے مطابق ہونی چاہئے۔

لاہور: پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*3465: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن کا کیا طریق کار ہے؟

(ب) لاہور میں پرائیویٹ رجسٹرڈ ہسپتالوں کی تعداد کتنی ہے نیز جن ہسپتالوں نے ابھی تک رجسٹریشن نہیں کروائی کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) لاہور کے گلی محلوں میں جو کلینک کھلے ہوئے ہیں ان کو کس طرح چیک کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

رجسٹریشن کے حصول کا طریق کار:

(الف) صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے تمام اداروں کے لئے قانوناً لازمی ہے کہ وہ پنجاب ہیلتھ کمیشن کے تجویز کردہ رجسٹریشن فارم کے مطابق کمیشن سے رجسٹریشن کرائیں۔ رجسٹریشن فارم کمیشن کی ویب سائٹ یا کمیشن کے دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ رجسٹریشن حاصل کرنے کے لئے دستخط شدہ مکمل فارم مطلوبہ کوائف اور دستاویزات کے ساتھ کمیشن کے دفتر میں جمع کرانا ضروری ہے۔

لائسنس کے حصول کا طریق کار:

1۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 میں متعین کردہ قواعد وضوابط کے مطابق رجسٹریشن کے ساتھ ساتھ صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے تمام اداروں پر لازم ہے کہ وہ پنجاب ہیلتھ کمیشن کے لائسنس حاصل کریں۔ لائسنس کے حصول کے لئے درخواست برائے لائسنس مع فیس جمع کروائی جاتی ہے۔ ضروری دستاویزات کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد عبوری لائسنس جاری کیا جاتا ہے

2۔ عبوری لائسنس حاصل کرنے والے ادارے کو کم از کم مطلوبہ معیارات فراہم کئے جاتے ہیں۔

3۔ عبوری لائسنس حاصل کرنے والے ادارے کے عملہ کو ان کم از کم مطلوبہ معیارات پر ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ ان کے نفاذ کو یقینی بنا سکیں۔

4۔ صحت کی سہولیات فراہم کرنے والا ادارہ ان کم از کم معیارات کو متعین شدہ وقت میں نافذ کرنے کے بعد پنجاب ہیلتھ کمیشن کو اطلاع کرتا ہے۔

5۔ پنجاب ہیلتھ کمیشن کی جانب سے قانون کے مطابق مقرر کردہ غیر جانبدار ماہرین کی ٹیم اس ادارے کا معائنہ کرتی ہے اور اس بات کی جانچ کرتی ہے کہ کم از کم مطلوبہ معیارات کا کس حد تک نفاذ ہو رہا ہے۔

6۔ معائنہ رپورٹ کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے کہ کم از کم مطلوبہ معیارات کے نفاذ کی کیا صورتحال ہے مکمل عملدرآمد کی صورت میں ریگولر لائسنس دیا جاتا ہے اور معیارات پر پورا نہ اترنے کی صورت میں لائسنس کا اجراء معیارات کے مکمل نفاذ تک مؤخر کر دیا جاتا ہے اور بعض صورتوں میں قانون کے مطابق جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔

(ب) لاہور میں کمیشن کے ساتھ اب تک رجسٹرڈ ہسپتالوں کی تعداد 246 ہے جن ہسپتالوں نے ابھی تک رجسٹریشن نہیں کروائی انہیں مطلع کیا جارہا ہے کہ وہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ کی رو سے ان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے ادارے کو کمیشن سے رجسٹرڈ کروائیں بصورت دیگر ان کے خلاف PHC ایکٹ 2010 کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

(ج) گلی محلے میں جو کلینک کھلے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔

مستند معالجین کے کلینک:

ایسے معالجین کے کلینک جو (پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل، پاکستان نرسنگ کونسل، نیشنل کونسل برائے ہومیو کلینک اور نیشنل کونسل برائے طب کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں۔ ایسے کلینک پر علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کرنے والے معالجین کو بذریعہ اشتہار، ایس ایم ایس اور خطوط رجسٹریشن کروانے کی ہدایات دی جارہی ہیں اور یہ باور کرایا جارہا ہے کہ کمیشن کے ساتھ رجسٹریشن کروانا اور لائسنس حاصل کرنا قانونی ذمہ داری ہے اور رجسٹریشن نہ کروانے کی صورت میں ان کے خلاف تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے۔

غیر مستند معالجین کے کلینک:

عطائی جو مندرجہ بالا دیئے گئے اداروں سے رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کے خلاف مہم جاری ہے اور ضلعی حکومت کے تعاون سے غیر مستند معالجین کے کلینک بند کئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں یکم جولائی سے عطائیت کے خلاف جاری مہم میں ابھی تک ضلع لاہور میں 976 عطائیوں کی علاج گاہیں اور کلینک بند کئے جا چکے ہیں۔

فیصل آباد: انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے بارے میں تفصیلات

*3471: میاں طاہر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کب قائم کیا گیا، ان کا کل تخمینہ لاگت کتنا تھا؟

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں روزانہ کتنے مریض داخل ہوتے ہیں اور روزانہ کتنے مریضوں کے آپریشن ہو رہے ہیں؟

(ج) اس انسٹیٹیوٹ میں کتنے ہارٹ سرجن تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کتنے بیڈز ہیں اور ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ہ) اس کی ایمر جنسی میں کتنے ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف ڈیوٹی دے رہا ہے مزید کتنے سٹاف کی ضرورت ہے؟

(و) اس انسٹیٹیوٹ کی ایمر جنسی میں کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے اور اس کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کی OPD کا افتتاح 13۔نومبر 2007 کو ہوا۔ اس کی تعمیر پر 776.247 ملین لاگت آئی۔

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں روزانہ تقریباً 54 مریض داخل ہوتے ہیں اور روزانہ 6 مریضوں کے آپریشن ہو رہے ہیں OPD میں روزانہ تقریباً 900 سے 1100 تک مریض آتے ہیں۔

(ج) اس انسٹیٹیوٹ میں تین ہارٹ سرجن ہیں۔ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع تجربہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت اس انسٹیٹیوٹ میں 202 بیڈز ہیں اور اس کی ایمر جنسی 18 بیڈز پر مشتمل ہے۔

نوٹ: ایمر جنسی میں بیڈز کی تعداد بڑھانے کے لئے موجودہ ADP میں سکیم شامل کی گئی ہے جس کا تخمینہ 149.431 ملین روپے ہے۔اس سال اس سکیم کے لئے 50 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ سکیم مکمل ہونے پر ایمر جنسی بیڈز کی تعداد 18 سے بڑھ کر 66 ہو جائے گی۔

(ہ) ایمر جنسی میں درج ذیل عملہ تین شفٹوں میں کام کر رہا ہے۔

Doctors = 13 Morning 5 Evening 4 Night 4

Nurses = 31 Morning 11 Evening 10 Night 10

Paramedics = 15 Morning 7 Evening 4 Night 4

ایمر جنسی میں درج ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔

SR = 8 Morning 2 Evening 3 Night 3

MO = 8 Morning 2 Evening 2 Night 2

Nurses = 15 Morning 5 Evening 5 Night 5

Paramedics = 9 Morning 3 Evening 3 Night 3

(و) C T Angiography Machine (1) کی سکیم پچھلے سال ADP میں شامل ہونے کے لئے PC-I موصول ہو گیا تھا مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے سکیم ADP میں شامل نہ ہو سکی۔

گجرات: ڈی ایچ کیو ہسپتال کے بارے میں تفصیلات

*3472: میاں طارق محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گجرات کتنے بیڈز پر مشتمل ہے، اس میں کتنے وارڈز ہیں اور ہر وارڈز کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل سال وار اور مد وار بتائیں؟

(ج) اس ہسپتال میں اس وقت کتنے ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ہ) اس ہسپتال میں مزید کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال 492 بیڈز پر مشتمل ہے۔ کاپی نوٹیفکیشن بطور جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کاپی بطور جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاپی بطور جز (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کاپی بطور جز (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کاپی بطور جز (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: چلڈرن ہسپتال کے بارے میں تفصیلات

*3473: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس کی بلڈنگ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں کتنے اور کس کس مرض کے وارڈز ہیں، ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس کی ایمرجنسی میں کتنے مریضوں کو داخل کیا جا سکتا ہے؟

(د) اس کی ایمرجنسی میں کتنے ڈاکٹرز ڈیوٹی بیک وقت فرائض سرانجام دیتے ہیں؟

(ہ) اس ہسپتال کی انتظامیہ ایمر جنسی میں داخل مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(و) کیا ایمر جنسی میں ڈیوٹی دینے والے ملازمین کی کبھی حاضری کی اچانک چیکنگ کی گئی ہے تو پچھلے دوماہ کی تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور کا کل رقبہ 317 کنال ہے اور اس کی بلڈنگ کا کل رقبہ SFT 1,092,509 ہے۔

(ب) ہسپتال میں قائم وارڈز کی تعداد 28 ہے اور ان میں موجود بیڈز کی تعداد 684 ہے۔ مزید تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہسپتال کی ایمر جنسی 60 بیڈز پر مشتمل ہے۔ تاہم کسی سیریس مریض کو بیڈ کی عدم دستیابی کی بنیاد پر علاج معالجے سے انکار نہیں کیا جاتا اس طرح ہر روز اوسطاً 300 سے 350 مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

(د) ہسپتال کی ایمر جنسی میں ہر شفٹ میں بیک وقت 12 سے 14 جونیئر اور سینئر ڈاکٹرز ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

(ہ) ہسپتال کی ایمر جنسی میں داخل مریضوں کو مفت علاج و مفت ادویات اور مفت ٹیسٹوں کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(و) ایمر جنسی میں ڈیوٹی دینے والے ملازمین کی حاضری روزانہ کی بنیاد پر چیک کی جاتی ہے۔ پچھلے دوماہ کا حاضری ریکارڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: جنرل ہسپتال کے بارے میں تفصیلات

*3474: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور جنرل ہسپتال میں کتنے وارڈز کس کس مرض کے ہیں، ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ہر وارڈ میں کتنے ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف اور نرسز ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) ہر ہسپتال کا سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات کی تفصیل سال وار اور مد وار بتائیں؟

(د) اس ہسپتال میں مذکورہ سالوں کے دوران کتنی مالیت کی ادویات بذریعہ ایل پی خرید کی گئیں؟

(ہ) اگر ان دو سالوں کے بجٹ کا آڈٹ ہوا ہے تو کتنی رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے اور کیا اس کی مزید تحقیقات حکومت کروا رہی ہے یا نہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور جنرل ہسپتال لاہور 1000 بیڈز پر مشتمل ہے اور وارڈز اور یونٹ کی تفصیل کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں ڈاکٹرز، میڈیکل سٹاف اور نرسز مختلف شعبہ جات میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ تفصیلاً گسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل سال وار اور ہیڈ آف اکاؤنٹ وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران درج ذیل مالیت بذریعہ ایل پی خریدی گئی۔

2011۔12	44005500/۔
2012۔13	17699996/۔

(ہ) آڈٹ رپورٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔آڈٹ رپورٹ اس کے competent forum (DAC/SDAC) میں discuss کی جائے گی اور اگر اس میں کوئی irregularity پائی گئی تو SDAC کی ہدایات کی روشنی میں کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور: سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی میں دستیاب سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

*3484: میاں طارق محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ایمرجنسی میں کون کون سے طبی شعبہ جات ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) اس وقت ایمرجنسی میں کتنے ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) اس ایمر جنسی کے سال12۔2011اور13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں۔ یہ اخراجات کس کس مد میں ہوئے تھے؟

(ہ) اس ایمر جنسی میں کون کون سی سہولیات مریضوں کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(و) اس میں مزید کون کون سی سہولیات کی ضرورت ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سروسز ہسپتال لاہور کی ایمر جنسی120بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) سرجیکل ایمر جنسی ، میڈیکل ایمر جنسی، آرتھوپیڈیک ایمر جنسی، بچہ ایمر جنسی کے علاوہ نیورو سرجری، ناک، کان گلہ ، آئی اور گردہ مثانہ کے یونٹon call ایمر جنسی attend کرتے ہیں۔

(ج) مستقل سٹاف،ڈاکٹرز30، نرسز96اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد270 ہے۔اس کے ہر روز متعلقہ میڈیکل، سرجیکل اور بچہ میڈیکل وارڈز کے ڈاکٹرز ایمر جنسی میں ڈیوٹی روسٹر کے مطابق ڈیوٹی دیتے ہیں۔ سرجیکل اور میڈیکل ایمر جنسی میں ہر شفٹ میں کم از کم 10 سے 15ڈاکٹرز کام کرتے ہیں۔

(د) اخراجات سال12۔2011اور13۔2012کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) میڈیکل ایمر جنسی، سرجیکل ایمر جنسی، آرتھوپیڈیک ایمر جنسی، بچہ ایمر جنسی، بلڈ بنک، ایکسرے، الٹراساؤنڈ، سی ٹی سکین، لیبارٹری، آپریشن تھیٹر، شعبہ طب شرعی، ڈینگی کاؤنٹر، خسرہ کاؤنٹر، ای سی جی۔ یہ سہولیات ہر دن 24 گھنٹے، پورا سال مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

(و) محکمہ صحت، حکومت پنجاب، ہسپتال ہذا میں مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی مناسبت سے بستروں کا اضافہ کر رہی ہے۔اس سلسلے میں تیزی سے کام جاری ہے۔مزید برآں ہسپتال کی ایمر جنسی اور ان ڈور سروس کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز بھی زیر غور ہیں۔

قصور کے علاقہ کوٹ رادھا کشن میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کے بارے میں تفصیلات

*3498:جناب محمد انیس قریشی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ تحصیل کوٹ رادھا کشن (ضلع قصور) کے رورل ایریا میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز میں بے شمار ڈاکٹروں کی پوسٹیں خالی ہیں، ان پوسٹوں کو fill up کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کوٹ رادھا کشن میں صرف ایک ڈاکٹر کام کر رہا ہے باقی پوسٹیں خالی ہیں ان کو fill کرنے کا حکومت کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ 70 فیصد بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز ڈاکٹروں کے بغیر چل رہے ہیں اور یہاں پر پیرامیڈیکل سٹاف ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل کوٹ رادھا کشن (ضلع قصور) کے بی ایچ یوز/آر ایچ سی میں ڈاکٹروں کی تمام خالی پوسٹیں fill up ہو چکی ہیں۔

(ب) کوٹ رادھا کشن میں تحصیل کوارٹرز ہسپتال موجود نہ ہے بلکہ RHC قائم ہے جس میں تمام ڈاکٹر تعینات ہیں اور کام کر رہے ہیں کوٹ رادھا کشن میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال زیر تعمیر ہے۔

(ج) تحصیل کوٹ رادھا کشن کے تمام مراکز صحت (بی ایچ یوز/آر ایچ سی) میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر موجود ہیں اور اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ بٹ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! ہماری تنخواہوں کا بل کمیٹی کو بھیجا گیا تھا تین دن کمیٹی کو ہو گئے ہیں ابھی تک اس کا کچھ نہیں پتا چلا۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جب گورنمنٹ وہ بل لائے گی اس وقت آجائے گا، مہربانی کریں۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ آج کوئی بھی تحریک استحقاق نہیں ہیں۔ قاضی عدنان فرید صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی

رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2012-13 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2012-13 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 16۔فروری2016 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2012-13 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 16۔فروری2016 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال2012-13 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 16۔فروری2016 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1041/15 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، سردار وقاص حسن مؤکل اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے جو pending کی ہوئی تھی۔اس وقت وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1045/15 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1049/15 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آچکا ہے لیکن یہ ابھی پڑھی نہیں گئی جب movers موجود ہی نہیں ہیں وہ اس تحریک التوائے کار کو پڑھ ہی نہیں رہے ہیں تو اس کا جواب نہیں پڑھا جا سکتا، ویسے میرے پاس اس تحریک التوائے کار کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی،اللہ کا شکر ہے ایوان تو موجود ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!جب تحریک التوائے کار پڑھی ہی نہیں گئی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار پڑھی نہیں گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اگر وہ پڑھیں گے تو پھر process ہوگا۔جب محرک موجود نہیں ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے مناسب نہیں لگتا۔ہم اس تحریک التوائے کار کو pending کرتے ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1050 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1052 میاں

محمود الرشید، محترمہ ناہید نعیم اور محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1053 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1057 جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1058 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 1059 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے ۔اگلی تحریک التوائے کار 1063 بھی میاں محمود الرشید کی ہے ۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1065 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 1066 ڈاکٹر محمد افضل اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے ۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 1067 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے ۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے ۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1069 ڈاکٹر محمد افضل اور چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1070 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1071 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1073 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1074 جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1075 میاں محمود الرشید اور محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ تو pending کر دی ہیں لیکن اگلی دفعہ

مشکل ہو جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1076 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1078چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1079 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔جی،اسے پیش کریں۔

موسمیاتی تبدیلی کے باعث زرعی پیداوار میں شدید کمی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 2۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق موسمی تغیرات کی وجہ سے زرعی اجناس کی پیداوار میں70 فیصد تک کمی۔ کم بارشوں کے باعث زمینی ٹمپریچر میں اضافہ ہوااور زرخیز علاقوں میں گندم 68، چاول63، کپاس 73 اور گنّے کی فصل کی پیداوار میں 71 فیصد کمی ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق دن بدن درجہ حرارت بڑھنے اور بارشوں میں بتدریج کمی کے باعث ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث گندم،کپاس، چاول اور گنّے کی پیداوار میں50 سے70 فیصد تک کمی ہوئی ہے۔ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے تحت سوئل ریسرچ لیبارٹری میں ہونے والی ایک ریسرچ میں زمین کی تبدیل ہوتی ہوئی نوعیت کا جائزہ لینے کے لئے نمکین پانی کے مسلسل استعمال کے باعث ہونے والے زمینی تھور کی شرح مختلف سالوں میں نوٹ کی گئی۔ جس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ موسمی تغیر اور درجہ حرارت میں بڑھوتری کی وجہ سے زرعی اجناس کی پیداوار میں شدید کمی ہو رہی ہے۔ تیز تر ہونے والی موسمی تبدیلی کے باعث جنم لینے والے زمینی حقائق اور تھور میں اضافہ ایک سنگین مسئلہ ہے جس پر فوری توجہ اوراس کی روک تھام کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے۔اس صورتحال کے منظر عام سے کاشتکاروں اور عوام الناس میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوااس تحریک التوائے کار کوpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1080 بھی جناب امجد علی جاوید کی ہے۔جی،اسے پیش کریں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کا برن یونٹ بدانتظامی کا شکار

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 2۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق ریجن بھر کا اکلوتا برن سنٹر 9 سال بعد بھی غیر فعال۔ الائیڈ ہسپتال کا برن سنٹر فنکشنل ہونے کے بجائے بدانتظامی کا شکار۔ کروڑوں روپے کی مشینری زنگ آلود۔آپریشن تھیٹرز اور آئی سی یو بنانہ اسامیوں پر کوئی بھرتی کی گئی دیگر شعبوں سے لئے گئے ڈاکٹرز اور سربراہ شعبہ میں کوآرڈینیشن کا فقدان۔ تفصیلات کے مطابق الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ڈویژن کا واحد ہسپتال ہے جو ٹیچنگ ہسپتال ہونے کے ساتھ ڈویژن بھر سے refer ہو کر آنے والے غریب مریضوں کی علاج گاہ ہے۔الائیڈ ہسپتال سے ملحقہ برن سنٹر کی تعمیر کا آغاز 2006 میں ہوا۔جسے تین سال میں یعنی 2009 میں مکمل ہونا تھا جو کہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔حال ہی میں برن سنٹر میں او پی ڈی شروع کرنے کے بعد چند بیڈز مختص کئے گئے جو کہ رجسٹرار ہڈی و جوڑ، جنرل سرجری، چلڈرن وارڈ و دیگر شعبوں سے لئے گئے ہیں جن کا شعبہ برن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ذرائع کے مطابق برن سنٹر کے لئے 224 ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف، نرسز اور دیگر عملہ کی پوسٹیں رکھی گئی تھیں اور 73 ہزار 151 سکیئر فٹ اراضی پر تعمیر ہونے والے 55 بیڈز سے آراستہ اس برن سنٹر پر تقریباً پچاس کروڑ روپے کے فنڈز خرچ کئے گئے لیکن آپریشن تھیٹرز اور آئی سی یو تیار ہے اور نہ آکسیجن کی سپلائی شروع ہوئی ہے۔ 26 کروڑ روپے کی مشینری جس میں آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، سنٹرلی ائرکنڈیشنڈ، ہائبرڈ کنیٹیز، ڈائیلسز مشین اور دیگر ضروری سامان ڈبوں میں بند پڑا برباد ہو رہا ہے۔اس صورتحال سے عوام الناس اور مریضوں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال سے ملحقہ برن سنٹر کی تعمیر 2006 میں شروع ہوئی اور اس کو 2009 میں مکمل ہونا تھا

لیکن برن سنٹر کی بلڈنگ ابھی تیاری کے مراحل میں ہے کیونکہ مکمل طور پر بلڈنگ تعمیر ہونے کے آخری مرحلے میں ہے۔مریضوں کی تکلیف دیکھتے ہوئے پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے حکم پر پرانے برن وارڈ کو نئی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا گیا ہے تاکہ فوری طور پر جلد سے جلد کام شروع کیا جائے۔ سب سے پہلے آؤٹ ڈور شروع کیا اور آج تک آؤٹ ڈور میں 3803 مریض دیکھے جا چکے ہیں اور اس کے بعد in door department میں برن سنٹر شروع کیا گیا اور آج تک اس میں 225 مریض داخل کئے گئے۔ برن سنٹر کی فزیو تھراپی ڈیپارٹمنٹ میں 2158 آؤٹ ڈور اور 21 ان ڈور مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولت دی گئی۔ نئے برن سنٹر میں in door کے ساتھ فزیو تھراپی ڈیپارٹمنٹ، لیبارٹری سیکشن اور ایکسرے کو بھی فعال بنا دیا گیا ہے۔ان تمام کا equipment بھی تنصیب کر دیا گیا ہے اور استعمال شروع کر دیا گیا ہے۔عملے کی کمی کی وجہ سے آپریشن تھیٹر ابھی تک استعمال نہیں ہو رہا۔اس مقصد کے لئے ہسپتال کے مین آپریشن تھیٹر میں برن سنٹر کے لئے چار آپریشن تھیٹرز مختص کئے گئے ہیں۔ جتنا بھی سامان برن سنٹر کے لئے آیا ہے اس میں سے 60 فیصد استعمال کیا جا رہا ہے اور باقی کی تنصیب جاری ہے۔ جیسے ہی سارا عملہ بھرتی ہو جائے گا تو یہ بھی استعمال میں آ جائیں گے۔ برن سنٹر کے لئے پہلے 63 سیٹیں منظور ہوئیں جو بعد میں 161 ہوئیں۔ گریڈ 5 سے 15 تک کا عملہ بھرتی کیا جا چکا ہے اور گریڈ 1 سے 4 تک کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جونہی یہ عمل مکمل ہو گا انہیں بھی برن سنٹر میں لگا دیا جائے گا۔ پرنسپل آفس میں نرسز اور ڈاکٹرز کی بھرتی کا عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ان کی بھرتی ہوتے ہی انہیں بھی برن سنٹر میں تعینات کر دیا جائے گا۔ اس وقت برن سنٹر میں 2 consultant، 12 ڈاکٹر، تین ہیڈ نرسز، 13 سٹاف نرسز اور 40 پیرا میڈیکل کے علاوہ 20 درجہ چہارم کے ملازمین بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آکسیجن کی سپلائی کے لئے وافر مقدار میں آکسیجن سلنڈرز برن سنٹر میں موجود ہیں اور سنٹرل آکسیجن سپلائی کی تنصیب کے لئے پرچیز کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1082 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1083 جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کوpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1084 محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1085بھی محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1091چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1093میاں طارق محمود آف ڈنگہ کی ہے۔

ہائرایجوکیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹراور پرنسپل کی پریس کانفرنس

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "چیلنج انٹرنیشنل،ڈنگہ گجرات"میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ محکمہ ہائرایجوکیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر اور پرنسپل نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈنگہ کے احاطہ میں سیاسی پریس کانفرنس کے انتظامات کر کے سرکاری کاموں میں مداخلت کی اور سیاسی سرگرمیوں میں شرکت کی۔جو پنجاب سول سرونٹ رولز کی واضح خلاف ورزی ہے۔تفصیلات کے مطابق گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈنگہ کی انتظامیہ نے محکمہ ہائرایجوکیشن کو مراسلہ تحریر کیا کہ کالج ہذا میں ڈگری بلاک اور ملٹی پرپز کے لئے ہال کی منظوری دی جائے،اس مراسلہ کی روشنی میں وزیر اعلیٰ نے کالج ہذا کو دس کروڑ گرانٹ دینے کی منظوری دے دی لیکن ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز مہر محمد افضل،پرنسپل کالج ہذا اور ایس ڈی او بلڈنگ نے کالج ہذا میں مقامی سیاست کو شامل کرتے ہوئے ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کر دیا۔اس طرح ان اعلیٰ افسران نے کالج کی بلڈنگ کو سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنا دیا،جو نہ صرف پنجاب سول سرونٹ رولز کی خلاف ورزی ہے بلکہ سرکاری کاموں کو غیر سرکاری مقامی سیاسی قیادت کے ساتھ منسوب کرنا قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ان افسران نے سرکاری کام میں یہ تاثر ظاہر کیا ہے کہ یہ کام مقامی سیاسی قیادت نے کیا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔اس پریس کانفرنس کے انعقاد پر ڈنگہ کی عوام نے اعلیٰ حکام سے متعدد سوال اٹھائے ہیں کہ کیا سرکاری افسران سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں؟ جن سرکاری افسران نے پریس

کانفرنس کاانعقاد کیاان کے خلاف نہ صرف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جائے بلکہ ایسی ہدایات جاری کی جائیں کہ آئندہ کوئی سرکاری ملازم سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لے سکے لہٰذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس پرایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1094 جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1095 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1097 محترمہ خدیجہ عمراور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1098 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1099 سردار وقاص حسن مؤکل اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1101 جناب احمد شاہ کھگہ اور سردار وقاص حسن اختر مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1107 جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/1108 جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1110 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1112 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اسی طرح تحاریک التوائے کار نمبر 15/1113 تا 15/1115 کو بھی pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1117 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی

تحریک التوائے کار نمبر 15/1119 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1121 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1122 جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1123 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1124 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن اختر مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1147 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

صوبہ میں خناق سے بچوں کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 22۔دسمبر 2015 کی اشاعت میں ہے "پنجاب میں خناق سے مزید دو بچے جاں بحق، ہلاکتیں 31 ہو گئیں "تفصیل کے مطابق پنجاب میں خناق سے ہلاکتوں کا سلسلہ نہ رک سکا، دو روز کے دوران چلڈرن ہسپتال لاہور میں مزید دو بچیاں دم توڑ گئیں اور صوبہ میں ہلاکتوں کی تعداد 31 ہو گئی۔ذرائع کے مطابق صوبہ میں ادویات کی فراہمی کے باوجود خناق کا مرض پھیلتا جا رہا ہے۔خناق کے اس موذی مرض سے چند دنوں میں 31 معصوم بچے اس دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ حکومت کی طرف سے اس مرض کے لئے proper ادویات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن اس کے باوجود اس مرض پر قابو پانے کی بجائے اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے اور کافی ماؤں کی گود اُجڑ چکی ہے لیکن متعلقہ حکام نے اس معاملے پر چپ سادھ لی ہوئی ہے۔اگر ادویات مل رہی ہیں تو کیا ان کی کوالٹی میں کوئی compromise کیا گیا ہے یا پھر proper طریقے سے یہ ادویات نہیں دی جا رہیں۔جب تک اس معاملے کی تحقیق کر کے ذمہ داری fix نہیں کی جائے گی۔اس وقت تک اس پر قابو پانا مشکل ہو گا۔بچوں کی ہلاکت کی اس خبر پر عوام میں شدید پریشانی پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!خناق سے متاثرہ زیادہ تر وہ بچے ہیں جن کو خناق سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکہ جات نہیں لگے۔یہ ٹیکے توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات تمام fix Centre پر موجود ہیں اور لگائے جاتے ہیں۔اس مقصد کے لئے اشتہارات کے ذریعہ والدین کی توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔اگرچہ خناق کے علاج کی تمام ادویات، تمام ہسپتالوں اور چھوٹی بڑی جگہوں پر موجود ہیں۔والدین کو بذریعہ مشتہری، منادی آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ بچوں کو ضروری حفاظتی ٹیکے لگوائیں۔خناق کے خلاف مؤثر حکمت عملی، حفاظتی ٹیکہ جات کے ذریعے ہی اس کا تدارک ہے۔توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات کا کام دو سال یا اس سے کم عمر کے بچوں کو 9 بیماریوں کے حفاظتی ٹیکہ جات لگوانا اور اس کو مانیٹرنگ کرنا ہے۔پولیو کے قطرے، ٹیمیں گھر گھر جا کر پلاتی ہیں۔خناق سمیت دیگر بیماریوں کے ٹیکہ جات توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات کے سنٹر سے دیئے جاتے ہیں، جس سے اس بیماری کا تدارک ممکن ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ:جناب سپیکر!میں اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کیا گیا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سرکاری کارروائی

بحث

زراعت پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: مجھے تو بات کرنے دیں۔My dear آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہمارا اگلا آئٹم زراعت پر عام بحث ہے جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ بحث کا آغاز 8۔فروری کو ہو چکا تھا بحث کا آغاز وزیر صاحب کی تقریر سے ہوا تھا۔آج بھی اس بحث پر جو معزز ممبران حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ ہمارے پاس جو پہلے بچے ہوئے نام ہیں ہم پہلے ان کو لیں گے جو اس دن یہاں موجود تھے پہلے ان کی باری آئے گی ان کے بعد کسی اور کی باری آئے گی۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے مائیک دیا۔

جناب سپیکر: پنجابی وچ کہندے نیں سن وے بگھناں، مہربانی کرناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اپوزیشن کا حق ہے کہ وہ احتجاج کرے لیکن احتجاج برائے اصلاح ہونا چاہئے۔ جس طرح وقفہ سوالات میں احتجاج کیا گیا اور play card دکھائے گئے یہ سارا pre-plan ہوتا ہے۔یہاں پر ہیلتھ کی بات کی جاتی ہے تو الحمد للہ پنجاب کے اندر ہیلتھ کے لئے reforms لائے ہیں لیکن خیبر پختونخوا میں جو ڈاکٹرز رو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! وہاں پر جو لازمی سروس ایکٹ لگایا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں مناسب ہو گا کہ ہم بحث کا آغاز کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ وہاں پر ہیلتھ کا بیڑا غرق کرنے والے ہیں لیکن ہم انہیں پنجاب کے اندر ایسا نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ایسی باتوں کا فائدہ نہیں ہے۔آپ یہ باتیں باہر کریں، مہربانی کریں۔جناب طارق محمود باجوہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب آصف محمود باجوہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ چودھری رفاقت حسین گجر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید محمد سبطین رضا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب احسن ریاض فتیانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار شہاب الدین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری غلام مرتضیٰ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب جعفر علی ہوچہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ نے جو ایجنڈا دیا ہے اس میں پہلے قانون سازی ہے دو بل منظور ہونے ہیں ان کے بعد عام بحث ہے۔

جناب سپیکر: ہم اس پر بحث کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ممبران کو پتا ہے کہ پہلے قانون سازی کا portion ہونا ہے اس میں آدھ گھنٹہ یا اس سے زیادہ ٹائم لگے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ قانون سازی بعد میں کر لیں گے جب مرضی چاہیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو ایجنڈا دیا گیا ہے اگر اس ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھیں گے تو جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کر سکیں گے۔ایجنڈے میں پہلے قوانین کے اندر ترامیم کی منظوری ہے۔ اگر اس سے پہلے یہ سب نام بول دیں تو سب کو پتا ہے کہ یہ سب سے آخر میں بحث ہونی ہے۔

جناب سپیکر: اس کو نہیں لے رہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ آج ترامیم نہیں لے رہے؟

جناب سپیکر: آج ان کو نہیں لے رہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب ان کو لینا ہو تو پہلے بتا دینا۔

جناب سپیکر: جب ان کو لینا ہو گا تو اس سے پہلے بتائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کسی کو بھی معلوم نہیں، مجھے بھی معلوم نہیں کہ آپ آج یہ قانون سازی drop کر رہے ہیں۔آپ ایک چیز ایجنڈے میں رکھتے ہیں اور ایجنڈا بھی ہمیں

آج ملا ہے اور تمام ممبران دیکھ رہے ہیں کہ آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ ان ترامیم پر بات ہو گی قانون سازی ہو گی اس کے بعد زراعت پر بحث ہو گی۔ میرے خیال میں یہ ان ممبران کی حق تلفی ہے۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کی ترامیم موجود ہیں جب آئیں گی تو آپ کو ضرور اطلاع دیں گے، ایسی بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں اب جو زراعت پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ جی، طارق محمود باجوہ صاحب! آپ شروع کریں

جناب طارق محمود باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بحث تو کرتے ہیں لیکن منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں اور سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں تو ہمارے points کون note کرے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ابھی آجاتے ہیں۔

وزیر معدنیات و کانکنی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں points note کر رہا ہوں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! گیلری بھی خالی ہے اور منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمے کا کوئی بندہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر زراعت ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، منسٹر صاحب موجود ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں وزیر زراعت کی بات کر رہا ہوں۔ اتنی important بات ہے کس کو سنائیں اس درد کا افسانہ۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب موجود ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! منسٹر صاحب اب آئے ہیں۔

جناب سپیکر: افسوس ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے جو عینک پہنی ہوئی ہے وہی ہم بھی لگا لیں تو ہمیں بھی نظر آجائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کو نظر آنا چاہئے۔ minister means any minister جی، باجوہ صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! لوگوں کے خوف سے حق کی بات کہنے سے نہ رکو کیونکہ نہ تو کوئی موت کو قریب لا سکتا ہے اور نہ کوئی رزق کو دور کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! پہلے بھی کئی بار اس اسمبلی کے floor پر کاشتکاروں کے حق میں بات کر چکا ہوں مگر سوالیہ نشان ہے۔سب سے پہلے شوگر مل مافیا کی بات کروں گا جو کسان کا کروڑوں روپے دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور کسان سے 25/20 فیصد کٹوتی کر کے فرنٹ مین CPR لیتے ہیں یا مجبوراً شوگر مل مالکان ان کو مہنگے داموں چینی فروخت کرتے ہیں۔پہلے بھی متعدد بار یہ بات ہو چکی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ شوگر مل مافیا بڑا powerful مافیا ہے جو کسی کے کہنے سننے میں نہیں ہے۔اس سے پہلے بھی بات ہوئی کہ گنّے کے کاشتکاروں کے CPRs کو چیک کا درجہ دیا جائے مگر جو وعدہ ہوا، وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔یہ ان کسانوں کا حال ہے جن کو ہم پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔انڈیا سے سبزیوں اور فروٹ کی درآمد نے پنجاب کے کسانوں کو تباہ کر دیا ہے، سبزی فروٹ وغیرہ کی بذریعہ واہگہ بارڈر ٹیکس فری درآمد کی اجازت دی گئی ہے جس کا تخمینہ لگایا گیا ہے کہ پچھلے سال 26۔ارب روپے کی سبزیاں اور فروٹ درآمد کیا گیا۔ایوان کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ ایک زرعی ملک میں 12 سے 15۔ارب روپے کے ٹماٹر منگوائے گئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ تقریر داد دینے کے لئے نہیں کر رہا میں اس لئے یہ دکھ بھری داستان سنا رہا ہوں کہ خدارا جن لوگوں کی وجہ سے، جن لوگوں کے ووٹ لے کر، جن لوگوں کے ووٹوں کی طاقت سے ہم آج اس floor پر کھڑے ہیں چاہے کسی کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہے، کسی کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے یا کسی بھی پارٹی سے ہے ہم سب مل کر کوشش کریں کہ ہمارے ان کاشتکاروں کی 70 فیصد آبادی کو کیسے سہولت دی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! مضر صحت سبزیوں اور فروٹ کی درآمد جاری ہے لیکن کوئی check and balance کرنے والا نہیں ہے۔انڈیا اپنے کسان کو سبسڈی کی مد میں تقریباً 100 بلین ڈالر ادائیگی کر رہا ہے لیکن ہمارے پنجاب میں بجلی، ڈیزل، کھاد، بیج، زرعی ادویات کے نرخ کسان پر ظلم عظیم ہے۔مونجی، گندم اور کپاس کا جو حشر کیا گیا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ مونجی پر فی ایکڑ پانچ ہزار روپے سبسڈی دینا اچھا اقدام تھا، کھاد پر 15۔ارب روپے سبسڈی بھی اچھا اقدام تھا مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں، بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ کسان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔فائدہ ہوا ہے تو مڈل مین کو ہوا ہے۔زرعی ٹیکس کے علاوہ زرعی انکم ٹیکس کے ذریعے کسان کو لوٹا کہاں کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر!مزدوری،بیج، کھاد اور زرعی ادویات ہر چیز کی قیمت کا تعین کر کے جنس کا ریٹ نکال لیں۔ کھاد مہنگی، اخراجات زیادہ اور آمدن صفر۔زمیندار خسارے میں جا رہا ہے۔حکومت پنجاب کئی منصوبوں پر اربوں روپے subsidy دے رہی ہے کیا ہی اچھا ہو کہ پنجاب کی ستّر فیصد آبادی کو خوشحال کرنے کے لئے بھی subsidy دی جائے۔ جس طرح انڈیا میں کسان کو subsidy دی جاتی ہے اسی طرح حکومت پنجاب بھی کسان کے لئے subsidy کا اعلان کرے اور جنس کے ریٹ بھی مقرر کئے جائیں بے شک انڈیا کے ریٹ کے مطابق کر دیں۔

جناب سپیکر!سوموار کے اجلاس میں میرے کچھ بھائیوں نے بڑی لچھے دار تقاریر کیں۔اگر ان تقاریر کی آڈیو لے کر اُن کسانوں کو سنائی جائیں جن کے ووٹ لے کر ہم اسمبلی میں آئے ہیں، جن کی طاقت کی وجہ سے ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر imagine کریں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے ؟لوگوں نے اس آس اور امید پر ہمیں ووٹ دیئے تھے کہ ایوان میں یہ ہمارے حقوق کے لئے آواز بلند کریں گے مگر افسوس کہ ہم آج ان کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے۔کسان مر چکا ہے، کسان کے ساتھ جو ظلم وزیادتی ہو رہی ہے اس کی وجہ سے میں اور آپ دُکھی ہیں۔پورا ایوان کسان کے ساتھ ہونے والے ظلم وزیادتی سے آگاہ ہے۔ مصلحتوں کو چھوڑیں اور کوئی بڑا فیصلہ کریں تاکہ تاریخ میں آپ کا نام لکھا جائے۔قرآن بھی کہتا ہے کہ فیصلے درست کریں اور حق والوں کو حق ادا کریں۔لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی جا رہی ہے۔ایک دن آئے گا کہ زیر اور زبر کا حساب ہو گا۔ہمیں اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔کسان اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے تو دُور کی بات اپنے مریض کا علاج ومعالجہ کرانے کی سکت بھی نہیں رکھتا۔کسان فاقے اور خودکشی پر مجبور ہو چکا ہے۔کسان پر جو ظلم اور بربریت کے پہاڑ گرائے جا رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے ؟Rural Area میں جو لاوا پک رہا ہے اگر ہم نے اس پر توجہ نہ دی تو کل کو یہ کسان ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔ایگریکلچر کا بحران انرجی بحران سے بہت بڑا ہے۔سوموار کو معزز ممبر اسمبلی جناب رانجھا صاحب نے ایک کمیشن بنانے کی بات کی تھی۔کیا حرج تھا اگر کمیشن بنا دیا جاتا، سٹینڈنگ کمیٹی کی پچھلے تین سالوں میں کیا output ہے اور انہوں نے زمیندار کو کیا دیا ہے ؟

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے ،اگر وہ اپنے چیمبر میں تشریف رکھتے ہیں تو ہاتھ باندھ کر گزارش کرتا ہوں کہ خدارا زمیندار پر رحم کریں اور اس ایوان کے ممبران کا ایک کمیشن بنائیں جو دو ماہ میں اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔تاریخ میں اپنا نام لکھوائیں کہ آپ نے یہ فیصلہ

دیا تھا۔انشاءاللہ،اللہ کے فضل و کرم سے یہ ایوان آپ کے ساتھ ہے۔آپ اس ایوان کے ممبران پر مشتمل کمیشن بنائیں جو دو ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ اس پر ہم کوئی عملدرآمد کر سکیں۔

(اذان ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک سابق ممبر صوبائی اسمبلی ریاض شاہد صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وہ کب فوت ہوئے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! تین چار روز قبل وہ فوت ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب کو بُلوائیں تاکہ فاتحہ خوانی کی جا سکے۔جی، باجوہ صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میری آدھی بات تو سپیکر صاحب سُن کر گئے ہیں اور اب آپ تشریف لے آئے ہیں۔اب بات کرنے کا فائدہ کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! وزیر زراعت آپ کی بات سُننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پہلے میں نے سپیکر صاحب سے درخواست کی تھی کہ کسانوں کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اس حوالے سے ایوان کے ممبران پر مشتمل ایک کمیشن بنا دیں جو دو مہینے میں اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! آپ اپنی تجاویز دیں۔منسٹر صاحب نوٹ کر رہے ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! وہ تو میری باتوں کا جواب دیں گے لیکن کمیشن کا آرڈر تو آپ نے ہی کرنا ہے۔آپ مہربانی کریں اور کمیشن بنا کر تاریخ میں اپنا نام لکھوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کر چکے ہیں یا مزید باتیں کرنا چاہتے ہیں؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں نے باتیں کر لی ہیں۔اب میرا ایک ہی مطالبہ ہے کہ کسانوں پر ہونے والے ظلم اور زیادتی کے حوالے سے ایک کمیشن تشکیل دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگر ضرورت محسوس کی گئی تو ہم کمیشن بنا دیں گے۔منسٹر صاحب اپنی wind up speech میں آپ کی ساری باتوں کا جواب دیں گے اور اگر پھر بھی کمیشن کی ضرورت محسوس کی گئی تو ہم بنا دیں گے۔اب جناب محمد آصف باجوہ بات کریں گے۔

جناب طارق محمود باجوہ:جناب سپیکر!ابھی میری تقریر رہتی ہے۔زمیندار بے چارہ تو مر چکا ہے۔اب بھی آپ کمیشن کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تو پھر کب کریں گے ؟مونجی کا ریٹ 2400روپے تھا جبکہ آج وہ800روپے میں فروخت ہو رہی ہے۔گنّے کے کاشتکار کو شوگر ملز والے پیسے نہیں دے رہے اور اربوں روپے دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔کب کمیشن بنے گا اور کب آپ کسانوں کی بات سُنیں گے ؟آپ کا تعلق بھی کاشتکار طبقے سے ہے۔خدارا زمیندار پر رحم کریں اور اس ایوان میں کمیشن بنائیں۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!ہم کمیشن بنانے کے لئے متفقہ طور پر ایک قرارداد لے آتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پہلے بھی معزز ممبران کی طرف سے اس طرح کی تجویز دی گئی ہے۔میں باجوہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے real sense میں باتیں کی ہیں۔شاید میں وہ بات کرتا تو کہا جاتا کہ حزب اختلاف تو ہمیشہ اسی طرح کی بات کرتی ہے۔کاش!ہم میں سے سبھی لوگ یہ سوچ لیں کہ ہم منتخب نمائندے ہیں۔عوام کے حقیقی مسائل کے حوالے سے جب تک ہم پارٹی عصبیت سے بالاتر ہو کر اس ایوان کے اندر مؤقف اختیار نہیں کریں گے تو اس وقت تک صوبہ پنجاب کے اندر کوئی بہتری نہیں آئے گی۔میں باجوہ صاحب کو اس جرأت، حق گوئی اور بے باکی پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے real sense میں پنجاب کے کسانوں،کاشتکاروں اور مزدوروں کے حوالے سے بات کی ہے۔انہوں نے جو تجویز دی ہے میں حزب اختلاف کی تمام پارٹیوں کی طرف سے اسے second کرتا ہوں کہ یہاں کمیشن بنایا جانا چاہئے جو کہ کسانوں اور کاشتکاروں کے real مسائل کو اس ایوان کے اندر لے کر آئے تاکہ ان کے حل کے لئے کوئی لائحہ عمل حکومت اور ہم سب مل کر بنا سکیں۔

جناب طارق محمود باجوہ:جناب سپیکر!میرا بات کرنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ میں خراج تحسین وصول کروں۔بہر حال میں قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔میں نے حق کی بات کی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "حق کی بات کریں اور فیصلے درست کریں۔"ہم جن لوگوں کی وجہ سے آج یہاں ایوان میں موجود ہیں کیا ان کے حقوق کے لئے آواز اُٹھانا ہمارا فرض نہیں ہے،آپ ہی مجھے بتا

دیں کہ کیازمیندار کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی، کیاہمیں ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں کرنا جو کہ اس ملک کی آبادی کا70 فیصد ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! تجاویز بھی ساتھ ساتھ دیتے جائیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! مہربانی کریں۔آپ نے حکم کرنا ہے۔اس ایوان کا کمیشن بنا دیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی پچھلے تین سالوں میں کیاoutput ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کو دیکھتے ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! پہلے بھی ہم تین سالوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خدارا!کسان پر رحم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے مقرر جناب محمد آصف باجوہ صاحب ہیں۔ منسٹر صاحب!ذرا تجاویز نوٹ کرتے جائیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر!نوٹ کرنے کا فائدہ ہی کوئی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب!ایسا نہ کہیں۔آپ کی درخواست پر ہی آج دوسرے دن بھی زراعت پر بحث رکھی گئی ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب دوستوں نے بڑے اہم points دیئے ہیں۔ لیکن میں گورنمنٹ آف پنجاب کی انتہائی اہم پالیسی کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہوں گا جو چل رہی ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ انہی دنوں میں گورنمنٹ آف پنجاب نے ایک subsidized rates پر زرعی آلات کسانوں کو دینے کی سکیم جاری کی ہوئی ہے۔ اس میں جو لوگ زرعی آلات بناتے ہیں ان کے لئے سب سے پہلے محکمہ ایگریکلچر pre-qualification کرتا ہے۔ اس کی شرائط اتنی سخت ہیں کہ وہ ان پر پورا نہیں اتر سکتے۔ اتنی سخت شرائط ہیں کہ جو لوگ گزشتہ دس سالوں سے کام کر رہے تھے ان کو کاٹ کر نکال دیا گیا ہے اور اپنے چند من پسند implement manufactures ہیں جن کی on ground industry نہیں ہے۔ وہ صرف show کر کے اور دوسرے شہروں ڈسکہ، میاں چنوں، حافظ آباد، فیصل آباد اور رحیم یار خان سے implements لے کر محکمہ کو supply کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری اس کے لئے گزارش یہ ہے کہ انہوں نے pre-qualification کی جو پالیسی بنائی ہے اس کے points نرم کئے جائیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ involve ہو سکیں مقابلے کی فضا پیدا ہو سکے اور جو implement ایک لاکھ 80ہزار روپے میں خریدے جا رہے ہیں وہ ایک لاکھ 40ہزار روپے میں مل سکتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ نئے سرے سے یا کم از کم جو یہ نئی سکیم دینے جا رہے ہیں اس کے لئے نئے سرے سے pre-qualification کا نظام وضع کریں اور اس میں زیادہ سے زیادہ manufactures کو involve کریں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ محکمہ نے جو چار زرعی آلات Disc harrow, Rotavator, Rabi drill and Ditcher ہے۔ انہوں نے اس طرح کا کام کیا ہے کہ قرعہ اندازی کرتے ہیں اور ایک ہی کسان کو چاروں implements دے دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا کسان بے چارہ جس کی اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ان کی اتنی بڑی رقم ادا کر سکے تو وہ ان آلات کو کیسے لے گا۔ ان کو یہ چاہئے کہ فی کسان ایک implement دیں اور اس کی قرعہ اندازی کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ کسان اور زمیندار وہ implements حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ گزارش یہ ہے کہ ہر چیز پر پہلے ہی زرعی ٹیکس بھی ہے اور سیلز ٹیکس بھی ہے۔ اس وقت اگر ہم زراعت اور زرعی انڈسٹری کو ترقی دینا چاہتے ہیں تاکہ ہمارا ملک ترقی کر سکے تو اس کے لئے میری humble request یہ ہے کہ تھریشر کے ساتھ ساتھ ٹریکٹر بنیادی چیز ہے۔ پاکستان میں بننے والے ٹریکٹر اور تمام زرعی آلات کو زرعی انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ یہ کسان سے جو 17 فیصد سیلز ٹیکس اور اس کے علاوہ جو انکم ٹیکس لیتے ہیں۔ اگر یہ کسان کو indemnity دیں گے تو اس سے کسان بہتر طریقے سے یہ زرعی آلات خرید سکے گا۔ آج انڈیا سے بے پناہ زرعی آلات غیر قانونی طریقے سے درآمد کئے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے زرمبادلہ میں بھی کمی آتی ہے۔ پاکستان میں وہ ایسے زرعی آلات بھیج رہے ہیں جو چند دنوں کے لئے کام کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی کوئی گارنٹی وارنٹی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی تو ہے کہ جو جو زرعی آلات یا جو جو چیزیں پاکستان میں بنائی جا رہی ہیں ان کی درآمد پر پابندی ہے لیکن اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جانا چاہئے تاکہ پاکستان کا کسان اور پاکستان کی زرعی انڈسٹری بھی ترقی کر سکے تاکہ ہم اپنی زراعت کو ترقی دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری رفاقت حسین گجر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ زراعت ہمارا بہت دیر سے debatable topic چل رہا تھا، کافی عرصہ سے demand تھی۔ آپ نے شفقت کی اور آج کا دن مقرر کیا۔

جناب سپیکر! یہ تو ہر بندہ جانتا ہے کہ زراعت ہماری economy کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہمارے کسان ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے ہماری انڈسٹری چلتی ہے۔ ہمارے ملک کی بنیادی انڈسٹری ٹیکسٹائل یا شوگر ہے۔ ان دونوں کا خام مال ہمارا کسان ہی پیدا کرتا ہے جس سے یہ انڈسٹری چل رہی ہے۔ ہمارے پاکستان کی بنیادی برآمد ٹیکسٹائل ہی ہے جو کسان کے سر پر چلتی ہے۔ اگر ہمارا کسان یہاں پر کپاس نہ اگائے تو ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری flop ہو جائے گی۔ میرے خیال میں شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے کسان کے ساتھ اتنا ظلم کیا جاتا ہے۔ ہم لوگ انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے خام مال سستا کرنے کے لئے کسان کی کمر کی ہڈی توڑتے جا رہے ہیں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ زراعت کے لئے ہماری کوئی consistent policy ہے، ہماری federal consistent policy ہے اور نہ ہی provincial ہے۔ ہم کسان کو کس طرح آگے لے کر جائیں گے اور کس طرح سے مضبوط کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چاول پر بات کرنا چاہوں گا۔ چاول کی اس دفعہ جو فصل ہوئی ہے اس کا کوئی rate نہیں لگ سکا اور وہ بک نہیں سکی۔ کسان کو مجبوراً 700 روپے پر اسے بیچنا پڑا اس لئے بیچنا پڑا کہ ہم لوگوں کی export policy کوئی نہیں تھی۔ PCP نے پچھلے دو تین سالوں سے چاول export نہیں کیا، اس وجہ سے ہمارے ملک کے بیشتر Sheller بند ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے کوئی ہمارا چاول خریدنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ہمارا چاول اگر polish ہو تو اس کی تین سال کی self-life ہوتی ہے۔ اگر وہ تین سال تک نہ بکے تو اس کے بعد وہ fodder کے لئے استعمال ہوتا ہے اور وہ B-category میں چلا جاتا ہے۔ تین سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ ہماری export نہیں ہوئی۔ میں یہ request کرنا چاہوں گا کہ ہم لوگ اس پر زور دیں کہ ہمارا چاول export ہو سکے تاکہ ہمارا چاول کا کاشتکار بچ سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں کماد پر بات کروں گا کہ جو ہماری بنیادی فصل سمجھی جاتی ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے میاں اسلم صاحب جو چیئرمین شوگر ملز ایسوسی ایشن ہیں انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر 60روپے کلو چینی کی قیمت ہو جائے تو ہم 250روپے من تک کسان سے گنا بآسانی خرید سکتے ہیں لیکن sadly یہ اس پر صرف بات کرنے کی حد تک تھی اس پر عملدرآمد نہیں ہوا کیونکہ اس وقت چینی 70/65روپے کلو تک جا چکی ہے۔چند روز پہلے ہی 250روپے فی 50کلو گرام چینی کے تھیلے کی قیمت میں اضافہ ہوا۔اس کا کسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکا کیونکہ کسان کی payment ابھی تک رکی ہوئی ہے۔کسان بے چارہ بلبلا رہا ہے اور اس کو کوئی relief دینے والا نہیں ہے۔ہم لوگ جب شوگر ملوں کو کماد دینے کے لئے جاتے ہیں تو وہ ہم سے sugar cess کاٹ لیتی ہے اور ہم لوگوں سے کاٹ کے نام سے کماد کا وزن کاٹ لیتی ہے۔ ہمارا کسان اس ملک میں اپنے پیسے سے سڑکیں بناتا ہے، اپنے پیسے سے ٹیکس ادا کرتا ہے اور اپنے خون پسینے کی محنت سے ٹیکس ادا کرتا ہے۔اس ملک میں باقی کوئی بھی job 9:00 سے 5:00 بجے تک چلتی ہے۔دن کے آٹھ دس گھنٹے آپ نے نوکری پر جانا ہوتا ہے تو کسان ایک ایسا طبقہ ہے جو 24 گھنٹے پورے سال میں 365 دن نوکری کرتا ہے جس کا اسے کوئی return نہیں ملتا۔

جناب سپیکر!ایک سب سے بڑا مسئلہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ شوگر مل شاید ہمارے ملک کی واحد انڈسٹری رہ گئی ہے جو کہ almost less than 10 percent equity کے اوپر چل رہی ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ بنک سے limits کسان سے گنا خریدنے کے لئے لیتے ہیں لیکن وہ limits استعمال ہی نہیں ہوتیں۔آپ محکمہ خزانہ کے ذریعے کسی بھی بنک سے چیک کرا لیں کہ کتنی شوگر ملوں نے اپنی کتنے فیصد limit استعمال کی ہے۔آپ کو اسی سے علم ہو جائے گا کہ اس نے کماد کی کتنی payment کی ہے۔یہاں پر محکمہ خوراک ہمیں یہ کہتا ہے کہ ہم نے 80فیصد سے زیادہ payment کر دی ہے لیکن جو cheque دو ماہ بعد کی payment کا دیا ہوتا ہے وہ payment میں consider نہیں ہوتا۔Payment تو اس وقت ہو گی جب کسان کو cash ملے گا۔Post dated cheques are not considered a payment. براہ مہربانی اس چیز کو آپ دیکھیں۔اس وقت یہ حالات ہو چکے ہیں کہ ہم لوگ اربوں روپے subsidy کے لئے دیتے ہیں۔اس سے کسان کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اربوں روپے ہم شوگر ملوں کو دے دیتے ہیں اور وہ اس پیسے کو اپنے استعمال میں لاتی ہیں اور کسان کو ادائیگی نہیں کرتیں۔ ہم جو subsidy شوگر ملوں کو دیتے ہیں براہ مہربانی وہ براہ راست کسان کو دی

جائے۔ کسان (میٹر)meter شروع کریں تاکہ کسان کو بجلیsubsidize rate پر ملے اور اس کی inputs کیcost کم ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر اس طرح کے حالات ہو گئے ہیں کہ لوگوں نے اس سال کماد 20ہزار روپے کنال کے حساب سے چارے کے لئے دیا ہے۔ انہوں نے شوگر ملوں کو نہیں دیا کیونکہ شوگر ملوں نے کئی سالوں سے ان کی payments نہیں کیں اور دبا کر بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب! یہ باتیں ٹھیک ہیں۔ آپ تجاویز دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ کسان (میٹر)meter شروع کریں۔ کسان کوdirect subsidy دیں instead کہ آپ شوگر ملوں کوsubsidy دیتے ہیں۔ اس سے توindustrialist کو فائدہ ہوتا ہے۔ وہ اس پیسے کو اپنے استعمال میں لاتا ہے اور کسان کو ادائیگی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اگر آپ گندم کو دیکھیں گے تو مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک اور خاص طور پر ہمارا صوبہ 85 فیصد گندم پیدا کرتا ہے لیکن ہم لوگوں نےembargo لگایا ہوا ہے کہ ہم اپنے صوبہ سے باہر دوسرے صوبوں میں کھانا نہیں جانے دیتے جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ والے صوبہ کے اندر چھوٹے بچے قحط کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ Kindly اس طرح کے مسائل پر اقدام اٹھائے جائیں کہ ہم لوگinter provincial wheat transportation پر عملدرآمد کریں کیونکہ ہمارے پاس اس وقتwheat surplus ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک چیز کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگوں نے پچھلے سال یوکرائن سے سودا کیا اور وہاں سےwheat (B)grade منگوائی، جس کا 60 فیصدlast year اور 40 فیصد حصہ اس سالreceive کیا گیا ہے۔ آپ چاہیں تو اس بات کوverify کروا سکتے ہیں کہ وہ (B)grade wheat ہے، ہم لوگوں نے یہ فلور ملز کو دی اور ہماری عوام اس (B)grade wheat کو کھا چکی ہے۔ یہ جو ہم نے یوکرائن سے گندمimport کی ہے اس کی وجہ سے ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نےlocal purchase روک دی اور ہم لوگوں نے تقریباً 60 یا 70 فیصدpurchase کرنے کے بعد ہم نے باقی wheat purchase نہیں کی جس کی وجہ سے ہمارا کسان رُل گیا لہٰذا اس کو لوگوں کے پاس جا کر سستے داموں اپنی گندم فروخت کرنی پڑی۔ گورنمنٹ کا دیا ہوا 1300 روپے کنٹرول ریٹ اسے نہیں مل سکا۔ اس چیز کوkindly ensure کروائیں کہ اگر ہمارے اپنے ملک میں گندم کاsurplus ہے تو ہم کسی اور

ملک سے کیوں surplus گندم منگوا رہے ہیں؟اس کے علاوہ مجھے یہ چیز بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ افغانستان کو جب گندم چاہئے تھی تو ہماری گورنمنٹ نے اس کو گندم دینی تھی، ہمارے کسان کا پہلا حق بنتا تھا لیکن ہم لوگوں نے انڈیا کو اجازت دے دی، انڈیا ہمارے زمینی راستے کے ذریعے افغانستان کو گندم provide کرتا رہا ہے جس کی وجہ سے آج ہمارا کسان اپنی گندم لے کر در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہے اور اس کو ریٹ نہیں مل رہا۔ ہم لوگوں نے افغانستان کو انڈیا سے گندم دلوادی، کیوں ہم نے اپنی گندم نہیں بیچی، کیوں ہمارے گودام بھرے رہ گئے؟ ہمارے اپنے اس ملک کے لوگ قحط سالی کا بھی شکار ہیں۔ ہمیں اپنی پوری کی پوری wheat policy revise کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اس کے بعد سبزیوں کو دیکھیں گے تو سبزی ایک ایسی چیز ہے جو کہ ہر امیر، غریب، عام آدمی اور بڑا آدمی چاہے وہ جیسا بھی انسان ہو وہ کھاتا ہے لیکن ہم لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہم بجائے اس کے input پر taxes ختم کریں کیونکہ یہاں پر میرے ایک معزز ساتھی نے کہا کہ ہم dual taxation کا شکار ہیں تو میں آپ کی وساطت سے سب کو کہنا چاہوں گا کہ ہم dual taxation کا شکار نہیں ہیں۔ ہم لوگ کئی جگہوں پر ٹیکس دے رہے ہیں، ہم لوگ آبیانہ تو دیتے ہی ہیں مگر اس کے ساتھ زرعی انکم ٹیکس بھی دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم جو کھاد اور بیج لیتے ہیں اس پر بھی ٹیکس دیتے ہیں اور ہم جب بجلی کا بل دیتے ہیں اس پر بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ آپ ماشاءاللہ خود کسان ہیں آپ بتائیں کون سی ایسی چیز ہے، کون سا ایسا input ہے یا اس کا raw material ہے جس پر وہ ٹیکس ادا نہیں کرتا ہے؟ کسان بے چارہ رُل گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ کسان کو direct subsidy دی جائے، ہمیں in direct subsidy نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ اور لینا چاہوں گا۔ میں آپ سے یہ request کروں گا کہ ہم لوگ اپنے ملک میں tunnel farming کو increase کریں تاکہ ہم اپنی vegetable production کر سکیں بجائے اس کے کہ ہم لوگ پرائس کنٹرول کے لئے انڈیا سے vegetable import کریں اور جس کے نتیجے میں ہمارا اپنا آلو نہیں بک رہا اور ہماری اپنی لوکل سبزیوں کا ریٹ نہیں ہے کیونکہ ہماری اپنی local cost of production as compare to India بہت زیادہ ہے۔ انڈیا کی حکومت اپنے کسان کو بہت زیادہ incentive دیتی ہے جبکہ unfortunately ہم لوگ اس کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں دے رہے ہیں یا تو انڈیا کے ساتھ

سبزیوں کی importبند کر دی جائے یا پھر یہاں کے کسان کو اتنی facilityدی جائے کہ ہمارا کسان انڈیا کے ساتھ مقابلہ کر سکے اور ہم ریٹ کے لحاظ سے اس کو ہرا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، سردار شہاب الدین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد ارشد ملک!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے زراعت پر سوموار کا دن بحث کے لئے رکھا اور اس کے بعد لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے ایک اور دن بڑھایا اور آج بھی آپ نے وقت دیا ہے تو میں زمینداروں اور کسانوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Repetition سے بچتے ہوئے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور agro based economyوالا ملک ہے۔ زراعت پر 70 سے 80 فیصد انحصار ہے۔ ریڑھ کی ہڈی ہے وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتیں میرے معزز دوست کر چکے ہیں۔ ہم سب کے علم میں ہے کہ پاکستان کلمے کی بنیاد "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کے نام پر بنا ہے۔ مگر بانی پاکستان نے ایک اور بھی بات کہی تھی کہ اس ملک کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس میں social justice ہو گا۔ "بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی" آپ دیکھیں کہ 69 سالوں سے یہ ملک قائم ہے جس میں سیاسی قوتیں بھی آئیں، سیاسی حکومتیں بھی آئیں اور مارشل ایڈمنسٹریٹر بھی آئے، ان سب لوگوں نے اس ملک کو کیا دیا ہے؟ آپ دیکھیں وہ پانی جس کے لئے زمیندار اپنی وارہ بندی کے لئے اتنی محنت کرتا ہے اپنی فصل کو پانی لگانے کے لئے اگر اس کو نصف شب بھی جانا پڑے تو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اپنے پانی کو secure کرنے کے لئے۔ اس پانی کی آخری بوند کو اپنی فصل کی رگوں میں شامل کرنے کے لئے وہ محنت کرتا ہے۔

جناب سپیکر! بد قسمتی دیکھیں کہ وہی پانی جب دریاؤں میں اضافی آ جاتا ہے تو سیلاب آ جاتا ہے۔ ہماری عدم policies کی وجہ سے اور بروقت policies نہ ہونے کی وجہ سے وہی پانی سیلاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور وہی پانی جو پہلے رحمت ہوتا ہے وہ زحمت بن جاتا ہے اس کے لئے ہمیں بروقت policies بنانے کی ضرورت ہے۔ میں اگر یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا نہ کروں تو شاید کمی رہ جائے گی کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی بار نہروں کی لائننگ کروا کر یہ ثابت کیا ہے کہ انہیں اریگیشن، زراعت اور ہمارے کسانوں سے ہمدردی ہے۔

جناب سپیکر!یہاں گندم کی بات کرلیں تو ہر حکومت نے اپنا حصہ ڈالااور سیاسی نعرے لگائے اور وہ گندم کی support price کو1300 روپے فی من تک لے گئے ہیں۔آپ اپنے ہمسایہ ممالک میں دیکھیں کہ جن کی گندم کی قیمت آپ سے کم ہے کسی ملک کی ہزار روپے فی من اور کسی کی 900روپے فی منavailable ہے۔آج آپ بد قسمتی دیکھیں کہ وہ گندم جو کسان سے 1300 روپے فی من خریدی گئی تھی آپ سمجھتے ہیں آپ خود بھی زمیندار ہیں اگر میں یہ کہوں کہ اس زمیندار کو 1300روپے پورے بھی نہ مل سکے وہ مڈل مین اور کئی محکمے اس میں enjoy کر گئے۔آج وہی گندم 1300روپے فی من میں فروخت بھی ہورہی ہے اوراس سے بھی بڑھ کر آپ دیکھیں کہ آج 9000 روپے برآمدات فی من پر سبسڈی دی جارہی ہے تواس کی وجہ پالیسی کی عدم فراہمی اور بروقت پالیسی نہ آنا ہے۔

جناب سپیکر!آج آپ دیکھیں آپ کے گوداموں میں ایک محتاط اندازے کے مطابق 36یا37لاکھ ٹن گندم موجود ہے اور آپ کا جب یہ sale کا سیزن ختم ہوگا تو ایک اندازے کے مطابق 18 سے 20لاکھ ٹن گندم آپ کے گوداموں میں پھر بھی رہ جائے گی۔وہ زمیندار، وہ کاشتکار جو محنت کر رہاہے اورآج وہ ایک سہانے خواب دیکھ رہاہے کہ میری فصل آئے گی دوماہ کے بعد bumper crop آئے گی جو ایک اندازے کے مطابق 40 سے 45لاکھ ٹنbumper crop کی شکل میں آئے گی اور ہمارے محکمے کے پاس اس گندم کو سٹور کرنے کے لئے گودام نہیں ہوں گے۔پھر وہ کسان،وہ زمیندار در در کی ٹھوکریں کھائے گا۔اگر یہی پالیسی آج سے پہلے revise کر لی جاتی تو کسان کو اس سے فائدہ پہنچتا۔ میرے بھائی باجوہ صاحب نے جو کمیشن کے لئے کہاہے وہ ایک بہت ہی ضروری عمل ہے۔آپ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی دواڑھائی سالہ کارکردگی دیکھ لیں کوئی کام کسان کے لئے نہیں کیا گیاہے۔

جناب سپیکر!میرا اور آپ کا جس حلقے سے تعلق ہے ہم زمینداروں اور کسانوں کو represent کرتے ہیں لیکن آج کا ہمارا زمیندار کسان مر چکاہے،اُس کے پاس اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں اوراُس کے پاس علاج معالجہ کے لئے پیسے نہیں ہیں۔یہ وہ ملک ہے جس کے پاس چاروں موسم اور ہر طرح کی زرعی زمینیں موجود ہیں لیکن ہمارے پاس اگر فقدان ہے تو پالیسی کا فقدان ہے جس کے بغیر شاید ہماری عوام ترقی نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ابھی دو منٹ کا ٹائم مزید چاہئے کیونکہ میرا point بڑا اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد ملک صاحب! پلیز wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اس پر تجاویز بار بار مانگ رہے ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ godowns میں گندم موجود ہے جس پر آپ subsidy دے کر باہر بھیج رہے ہیں لہٰذا آپ وہی پاکستان میں subsidy دیں اور بروقت نکاس کرائیں تاکہ godowns خالی ہوں اور آنے والی فصل store کی جا سکے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی suggestion ہے کہ ہمارے ہمسایہ ممالک میں جو بزنس اتاشی ہیں اُن کے ذریعے سے بھی سمندری راستوں کو بحال کروایا جائے۔ آلو جو ہمارے علاقے میں ایک بہترین فصل ہے اُس کا بھی بُرا حال ہو چکا ہے اور یہ عدم پالیسی کی وجہ ہے۔ اس میں دو ہی لوگ ہیں جو اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ایک کسان زمیندار یعنی اگر کسی جنس کا ریٹ 100 روپے ہو، جب وقت پر وہ فصل پک جائے تو ریٹ بیس روپے رہ جاتا ہے لہٰذا اُس کو نقصان ہوتا ہے یا پھر end user جس نے خریدنا ہے وہ نقصان برداشت کرتا ہے لیکن middleman فائدے میں رہتا ہے اس کے لئے ہمیں ایک پالیسی بنانی چاہئے تاکہ ہر stakeholder اس کا ذمہ دار ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کے حکم پر عملدرآمد کرتے ہوئے اپنی بات کو short کرتے ہوئے یہاں پر سیڈ کارپوریشن کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ last year میرے اور آپ کے زمیندار کو وہ بیج جو زمینداروں کے لئے خریدا گیا تھا اُس وقت انہیں فروخت نہیں کیا گیا جب انہیں ضرورت تھی بلکہ جب اُن کو بیج کی ضرورت تھی اُس وقت مہنگا تھا حالانکہ بعد میں وہی بیج نیلام کر کے 500 سے 700 روپے فی تھیلا سستا بیچا گیا۔ اگر وہی بیج میرے اور آپ کے زمیندار کو دے دیا جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ میں آپ سے کمیشن اور ان ساری باتوں پر عمل کے لئے اسی بات پر اپنا اختتام کروں گا کہ:

سمجھا ہے کون وقت کی رفتار کا مزاج
لمحوں میں کٹ گئیں صدیاں شباب کی

جناب سپیکر! یہ ہمارے اور آپ کے پاس وقت ہے کہ ہم اپنے کسان اور زمیندار کو secure کریں کیونکہ وہ اِس وقت مر چکا ہے لیکن بعد از مرگ ہمارا اور آپ کا نام رہے گا۔ اسمبلی اور یہ ایوان اس

بات کا گواہ رہے گا کہ مجھے اور آپ کو جس حلقے نے elect کیا ہے اور جس عوام کے زور کے بل بوتے پر آج ہم کھڑے ہیں، اُن کے حقوق کی ہم حفاظت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سید محمد سبطین رضا!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کسانوں کے لئے بہترین پالیسیوں کا اجراء کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سبطین رضا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری غلام مرتضیٰ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جعفر علی ہوچہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر! آپ بات کریں۔ شیخ علاؤالدین! اس کے بعد آپ کا نام ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی برداشت کو داد دیتا ہوں اور داد اس لئے دیتا ہوں کہ جتنی repetition آپ سنتے ہیں، اگر میری تحریک التوائے کار نمبر 966 نکالیں جو پانچ دن پہلے میں نے پیش کی تھی تو ایوان کا وقت بچے، آپ کا بھی بچے اور منسٹر صاحب کا بھی بچے۔ یہاں کمیشن کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن کیا کمیشن کے پاس کوئی اختیار ہو گا؟ ہمارا تو import policy پر اختیار نہیں ہے جس پر میں پچھلے پانچ سال سے کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! اس کے بعد آپ یہ بات کیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کیا بات کرنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر! ذرا ٹائم کا خیال کیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ اتنے مختصر سے وقت میں سیر حاصل بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن میں پہلی بات یہ عرض کروں گا کہ آپ ایوان کے دونوں طرف کسانوں کے مسائل پر بے چینی دیکھتے ہیں۔ یہ تھوڑا سا موقع ملا ہے تو دونوں سائیڈ سے لوگ اٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک ہی بات repeat ہو رہی ہے۔ یہ آلو اور گنّے کا سب کو پتا ہے۔ آپ کوئی تجاویز دیں کیونکہ اسی لئے یہ بحث رکھی گئی تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی پس منظر میں پہلی تجویز کو second کرتا ہوں کیونکہ ایوان بار بار کہہ رہا ہے کہ کسانوں کے مسائل پر سپیشل کمیٹی بنائیں اور اس کو بااختیار بھی بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ماشاءاللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، سب ذہین لوگ یہاں پر تشریف فرما ہیں اور سب اپنے اپنے حلقوں کے مسائل سے بھی آگاہ ہیں۔ بار بار کمیٹی کی بات کر رہے ہیں تو ہم کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی کمیٹی کی بھی ضرورت محسوس کی گئی تو وہ بن جائے گی۔ یہاں منسٹر صاحب موجود ہیں اور ڈیپارٹمنٹ موجود ہے اس لئے آپ کم از کم کوئی تجاویز تو دیں۔ وہی آلو، گنا اور دوسری باتیں کر رہے ہیں۔ سب لوگ جہاں سے start کرتے ہیں اُن کی وہیں پر بات ختم ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی گندم کی فصل آنے والی ہے تو پورا ایک شور شرابہ ہو گا اور تقاریر میں باتیں ہوں گی کہ ہم آخری دانہ تک خریدیں گے۔ اس وقت گندم کے ذخائر اور گنجیاں بھری پڑی ہیں۔ بعد میں بار دانے کی بندر بانٹ ہو گی، مڈل مین یعنی آڑھتی اس میں سے کمائے گا اور اس سال بھی اسی طرح ہی repeat ہو گا جیسے پہلے ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم بروقت اس کے بارے میں کیوں فیصلہ نہیں کرتے؟ ہماری assessment ہو گئی ہے کہ اس سال approximately اتنی گندم ہو گی لیکن جو پہلے سے موجود ہے اس کو خدارا نکالنے کی کوشش کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ کسان نے جو محنت کی ہے اُس کی محنت کا اسے پورا معاوضہ بھی ملے۔ آپ جو ہر سال نعرہ لگاتے ہیں پھر اُس کی خود ہی دھجیاں بکھیرتے ہیں kindly اُس کو عملی شکل دیں کہ ہم گندم کا آخری دانہ تک خریدیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ گنّے کے کاشتکاروں کے حوالے سے بہت واویلا ہوتا ہے اور پہلے بھی بار بار یہ بات ہوئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ سے یہ کہتا ہوں کہ CPR کو ہم cheque کا درجہ کیوں نہیں دیتے، اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس ایوان کے اندر بالکل اس بات پر consensus ہو گا کہ CPR کو آپ cheque کا درجہ دیں۔ گنا لینے کے بعد اور پورے فوائد حاصل کرنے کے بعد مل پیسے نہیں دیتی تو اگر CPR کو cheque کا درجہ ہو گا تو اُس پر ایف آئی آر درج ہو گی پھر میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح کسانوں کے پیسے نہیں ملتے؟ اگر اس چیز کو آپ honour کر لیں اور materialize کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بالکل مثبت تجویز ہے۔ مل مالکان تو بعد میں مسلسل اُس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ابھی کل چینی کی export کی اجازت ہوئی ہے تو ایک ہی دن میں چھ سے سات روپے چینی کا ریٹ بڑھ گیا ہے لیکن اس کا فائدہ کسان کو نہیں ہو گا بلکہ اس کا براہِ راست فائدہ مل مالک کو ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ اتنی ہی حق رسی کر دیں کہ CPR کو cheque کا درجہ دے دیں تو اس سے ہی کافی بہتری آ جائے گی۔

جناب سپیکر!اگلی بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بین الاقوامی مارکیٹ کے اندر پٹرولیم مصنوعات کی قیمت کافی نیچے ہے۔ظاہر ہے کہ کسانوں کو اگر inputs سستی دیں گے تو آگے عوام کو بھی چیزیں سستی ملیں گی اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ کسانوں کو ڈیزل سستا دیا جائے۔ابھی بھی کل پرسوں جو واویلا ہوا اُس میں ہم نے یہ بات رکھی کہ پٹرول چالیس روپے لٹر تک آپ لائیں۔ ہم نے چالیس روپے لٹر کی جو بات کی ہے یہ ایسے بیٹھے بیٹھے ہمیں کوئی خواب نہیں آیا بلکہ ماہرین کے ساتھ اس کی calculation کی ہے جو یہ کام کرتے ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ اِس وقت گورنمنٹ کے سیلز ڈیوٹی اور دوسرے ٹیکس وغیرہ ڈال کر ریٹ چالیس روپے فی لٹر آتا ہے۔اگر انہوں نے عوام کو چالیس روپے فی لٹر نہیں دینا اور under hand عوام سے کمانا ہے تو کسانوں کے لئے چالیس روپے فی لٹر کر دیں۔اس میں گورنمنٹ کو کوئی نقصان نہیں ہے لیکن کسانوں کو فائدہ ہو گا۔اسی طرح انڈیا میں زرعی مقاصد کے لئے بجلی 1.66 روپے فی یونٹ فراہم کی جارہی ہے جبکہ ہمارے ہاں دس روپے سے اوپر زرعی ٹیوب ویل کے لئے بجلی کا ریٹ مقرر کیا ہوا ہے۔اس کو آپ کسان کے لئے subsidize کر دیں جس کا فائدہ براہِ راست کسان کو ہو گا۔

جناب سپیکر!تیسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ ہر چیز کے plus minus پہلو ہوتے ہیں۔ہندوستان سے تجارت کے حوالے سے میرے پاس جو figure ہے وہ 180۔ارب روپے کی ہے۔ آپ آلو،پیاز، بھنڈی توری،کھیرا اور ٹماٹر وغیرہ اس سے import کرتے ہیں یعنی 180۔ارب روپے کا یہ بل ہے جو آپ نے انڈیا کو pay کیا ہے اور as against انہوں نے پاکستان سے 52۔ارب روپے import کیا ہے جس میں main چیز جپسم ہے کیونکہ ان کے پاس جپسم نہیں ہے اور وہ یہاں سے جپسم اپنی زمین کو بہتر کرنے کے لئے لیتے ہیں۔ ہم جب آلو پیاز کی ان سے تجارت کرتے ہیں تو پتا ہے اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟اس کا فائدہ تو کیا ہونا ہے بلکہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ یہاں پر ہمارے کسانوں نے مہنگی in puts کی وجہ سے جو چیزیں produce کی ہیں انہیں اس کا rate نہیں ملتا اور وہ نقصان میں چلے جاتے ہیں۔ ہم کسان کو اس حوالے سے فائدہ دیں جو 180۔ارب روپے ادھر ہم دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسان بھی خوشحال ہوں گے اور ہمیں اپنے ملک کے اندر اپنی چیزیں بھی مل سکیں گی۔

جناب سپیکر!میں چولستان کی بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر 66 لاکھ ایکڑ رقبے پر یہ صحرا موجود ہے۔ماضی کے اندر یہاں دریائے گھاگھرا بہتا تھا اور 66 لاکھ ایکڑ رقبہ کم و بیش سارے کا سارا green تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دریا اپنا راستہ بدل گیا،وہ خشک ہو گیا یا جو کچھ بھی ہوا۔ ہم

نے بہاولپور کے ساتھ اور بہاولپور سٹیٹ کے ساتھ یہ ظلم کیا، جس کی پاکستان کے حوالے سے بہت بڑی contribution ہے کہ نواب صادق نے بہت wisely نہرو کو بھی اور مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کو بھی جواب دیا کہ میں پاکستان کے ساتھ جاؤں گا۔ میں ہندوستان کے ساتھ نہیں جانا چاہتا کیونکہ میری سٹیٹ کی آبادی زیادہ تر مسلمان ہے اور میرا فرنٹ دروازہ پاکستان میں کھلتا ہے جبکہ پچھلا دروازہ ہندوستان میں کھلتا ہے اور کوئی بھی شریف آدمی پچھلے دروازے سے گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ آپ کو یہ معلوم ہے اور on record بات ہے کہ پہلی تنخواہ بھی جو مشرقی اور مغربی پاکستان میں سرکاری ملازمین کو دی گئی تھی وہ نواب آف بہاولپور کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح کو گفٹ کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پانی کی تقسیم ہوئی تو ہمارے دریائے ستلج کو دے دیا گیا اور اس کے نتیجے میں جو کچھ بھی ہے، وہاں نہ صرف پانی کی سطح بلکہ پانی بھی خراب ہو گیا ہے اور ہمارے چولستان کے لئے اگر پانی آ سکتا ہے، 93-1990 کی صوبائی اسمبلی میں جب میں ممبر تھا تو اس حوالے سے میں نے کافی واویلہ کیا۔ جناب غلام حیدر وائیں نے ایک کمیشن بنا دیا، کمیٹی بنا دی جس کا مجھے بھی ممبر بنایا اور ایک دو چیف انجینئر ڈال کر مجھے کہا کہ آپ پانی جہاں سے مرضی لے آئیں اور جتنے پیسے کہیں گے میں دوں گا۔ ہم نے تین چار meetings کیں اور سارے statistics دیکھے تو پانی کہیں سے نہیں بنتا تھا۔ صرف پانی آتا تھا تو کالا باغ ڈیم بننے کے نتیجے میں آتا تھا جو ہمارے چینلز ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کے اندر میں نے بار بار اس معاملے کو اٹھایا ہے اور ایک دفعہ ہمارے سپیکر رانا اقبال صاحب بھی جذباتی ہو گئے تھے اور پانچ چھ رکنی کمیٹی بھی بنا دی۔ بعد میں پتا نہیں کیسے ان کو win over کیا ہے اور بار بار میرے توجہ دلانے کے باوجود انہوں نے کمیٹی کی میٹنگ نہ بلائی۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس حوالے سے آگے بڑھے اور خود imitative لے جس طرح پی آئی اے کی ٹیم وزیراعلیٰ سے ڈائیلاگ کرنے کے لئے آئی ہوئی ہے، یہ ان کا subject تو نہیں بنتا لیکن کالا باغ ڈیم ہمارا ایک منصوبہ ہے جس کے نتیجے میں ہمارا بجلی کا شارٹ فال فی الفور حل ہوتا ہے۔ پانچ ہزار میگاواٹ کا شارٹ فال ہے اور ساڑھے تین ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی capacity کالا باغ ڈیم کی ہے اور جو جھیل بنے گی اور جو pool بنے گا اس کا پچھلا effect آتا ہے تربیلا ڈیم کے اندر ڈیڑھ ہزار میگاواٹ بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہائیڈل بجلی جو کالا باغ ڈیم سے ملے گی، آج اگر یہ ڈیم بنتا ہے اور پانچ سال کے اندر یہ مکمل ہو جائے گا اور اگر آج یہ ڈیم بنے تو 18 روپے نہیں بلکہ 18 پیسے فی یونٹ بجلی

میسر ہو گی، میں ٹیکنیکل آدمی نہیں ہوں لیکن پاکستان انجینئرنگ کونسل کی باقاعدہ ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے اندر سینئر ممبران موجود ہیں اور اس کمیٹی کو انجینئر سلیمان صاحب head کر رہے ہیں۔ وہ دو تین دفعہ جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں اپنی ٹیم کے ساتھ تشریف لائے اور بڑی تسلی کے ساتھ بیٹھے اور ساری گفتگو ہوئی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ہم گوجرانوالہ چیمبر آف کامرس، لاہور چیمبر آف کامرس اور کراچی چیمبر آف کامرس سے میٹنگ کر چکے ہیں تو تینوں چیمبرز آف کامرس نے offer دی ہے کہ حکومت این او سی دے اور ایک روپیہ ہمیں فراہم نہ کرے، ایک ڈالر کی funding باہر سے، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے نہ لیں تو ہم یہ سارے کا سارا ڈیم A to Z بنانے کے لئے تیار ہیں اور ایک پیسا آپ کا نہیں لگے گا جبکہ بجلی 18 پیسے فی یونٹ ملے گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کو بجلی ایک روپیہ فی یونٹ دیں گے۔ پانچ سال میں ہمارے پیسے return ہو جائیں گے تو پراجیکٹ کو آپ، عوام یا حکومت سنبھالے۔ یعنی اتنی بہترین offer، ہم اتنے نااہل ہیں حکمرانی کے حوالے سے کہ اتنی اچھی offer کو قبول نہیں کر پاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! قبول کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ معاملات کا آپ کو بھی پتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر کام کرنے کی ضرورت ہے کہ سیلابوں کے effect میں بھی کافی کمی آتی ہے، بجلی off time کے اندر ملتی ہے اور off season کے اندر جب پانی نہیں ہے تو یہ پانی سٹور ہوا ہے، یہ ہمیں پانی ملتا ہے۔ میں اس کے اوپر سمجھتا ہوں کہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ چولستان کے اندر اتنی وسیع زمین ہے تو کہیں کہیں پانی میٹھا بھی ہے، اس پر قبضے ہیں اور سب ہمارے لئے محترم ہیں لیکن وہاں پر مقامی چولستانی ہیں اس کے علی الرغم باہر سے لوگ آ کر قبضے کرتے ہیں جو انتظامیہ کی ملی بھگت کے ساتھ مکمل own hold کرتے ہیں اور جب وہ فصل کاشت کرتے ہیں تو محکمہ کچھ نہیں کرتا لیکن جب فصل اُگتی ہے اور اس کے اوپر پھل لگ جاتا ہے تو پھر محکمے بھی خواب غفلت سے جاگ جاتے ہیں اور آ کر ان سے مک مکا کرتے ہیں۔ یہ کھیل کافی مدت سے جاری ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے سمجھتا ہوں کہ وہاں کے یہ grievances ہیں اور وہاں پر جو لوکل مشکلات ہیں، کاٹن کے حوالے سے جو پچھلے سیزن کے اندر ہوا ہے، وہاں کافی پریشانی ہے اور اسی وجہ سے یہ جو grievances ہوتے ہیں اور ہم جب یہاں لاہور میں آتے ہیں تو یہاں سہولیات کو دیکھتے ہیں، یہاں میٹرو بس اور اورنج ٹرین کو دیکھتے ہیں اور وہاں بہاولپور کے اندر شدید ترین ضرورت کے

باوجود بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں، بہاولپور شہر کی 8/7 یونین کونسلیں ایسی ہیں جن کے اندر سیوریج کا سسٹم نہیں ہے اس لئے ہم مجبور ہوتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بڑی مہربانی، زراعت پر بحث ہو رہی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ علاؤالدین!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان محرومیوں کو ختم کرنے کے لئے پچھلی اسمبلی میں بہاولپور صوبے کے حوالے سے قرارداد پاس ہوئی تھی تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! زراعت پر بحث ہو رہی ہے اور آپ صوبے کی بحالی کی بات کر رہے ہیں مطلب یہ کہ آپ seriousness چیک کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں تو آپ کو پہلے ہی آپ کی ہمت کی داد دے چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اب ڈاکٹر صاحب کی کیا بات کروں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ڈاکٹر صاحب کی بات نہیں ہے بلکہ میں بڑی مختصر بات کروں گا اور میں صرف اس لئے بیٹھا ہوا ہوں کہ میرے حلقے کے کسانوں کا ایک قرض ہے جو میں اتارنا چاہتا ہوں۔ باقی جو باتیں ہیں وہ وہی ہیں جیسے ابھی آپ فرما رہے تھے وہی آلو اور وہی سبزی۔ اگر صرف پچھلے پانچ سال کی تقاریر نکال لی جائیں اور میری تحاریک التوائے کار نکال کر کچھ میری تقاریر دیکھ لی جائیں تو آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں اللہ کے فضل سے 2011 میں تھے۔ بالکل exact وہی پوزیشن ہے، وہی کسان کے حالات ہیں۔ وزیر موصوف نے سوموار کو یہ کہا کہ mostly شوگر ملز نے payments کر دی ہیں، میں جو بات کہنے کے لئے یہاں پر بیٹھا رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک سو کروڑ روپے برادر شوگر ملز نے میرے حلقے کے کسانوں کا دینا تھا لیکن ایک روپیہ نہیں دیا اور ملز بند کر دی گئیں۔ کسانوں کے ساتھ دیکھیں ظلم کیا ہوا؟ کیونکہ اس کی basic equity اتنی نہیں تھی، بنکوں کے قرضے تقریباً پانچ بلین ہیں اور اس کے اتنے assets نہیں ہیں اور وہ ملز بند کر کے چلے گئے اور کسان بے چارے روتے پھر رہے ہیں۔ یہی بات جب میں نے 14-2013 میں کہی، اسی طرح کہی، اسی ایوان میں 2015 میں کہی لیکن کچھ نہیں ہوا اور کین کمشنر کو بلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے لیکن آج بھی وہ ادائیگیاں ویسی کی ویسی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ کہنے کا مقصد ہے کہ جب کسان کو اس کی ادائیگی حکومت نہیں کروا سکی تو آگے کیا ہو گا؟ آپ جو بات کرتے ہیں کہ بھئی تجاویز دیں تو میں نے یہ تجویز بہت عرصہ پہلے دی تھی کہ CPR کو pay order کا درجہ دے دیا جائے payable in 30 days جس کو in land LC کہتے ہیں مگر کچھ نہیں ہوا۔ آج کئی معزز ممبران بھی یہی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ابھی recently changes آئی ہیں کہ انڈیا میں دھاگے پر import duty 30 percent ریگولیٹری ڈیوٹی ہے۔ منسٹر صاحب اس بات کو سمجھتے ہوں گے اور ہمارے ہاں یہ 5 فیصد ہے۔ ہم تو خود اپنی انڈسٹری کے ساتھ بھی ظلم کر رہے ہیں اور نتیجہ یہ کہ دھاگہ باہر سے آ رہا ہے اور جب ہمارا دھاگہ ہی باہر سے آئے گا تو ہماری کاٹن کون اٹھائے گا تو یہی وجہ ہے کہ کاٹن میں بھی crisis ہیں اور کاٹن areas کے اندر بھی اب شوگر ملیں لگنی شروع ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات سمگلنگ کی ہے۔ میں اپنے بھائی منسٹر صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ جب ان کا import policy میں کوئی عمل دخل ہی نہیں ہے تو یہاں بڑے آرام سے کھڑے ہو کر کسی بھی دن یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا import policy میں کوئی عمل دخل نہیں ہے تاکہ ممبران اپنا خون جلائیں نہ پریشان ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ 1950 کی import policy دیکھیں 1960 کی دیکھیں، سٹیک ہولڈر کی مرضی کے بغیر import policy نہیں بنتی تھی۔ آپ کو سن کر حیرانی ہو گی اور افسوس ہو گا کہ ایران سے اتنی import اس وقت ہو رہی ہے جس کی کسی قسم کی کوئی documentation نہیں ہے جس سے ہمارے ہاں تباہی مچ گئی ہے۔ ایران سے جتنا فروٹ آ رہا ہے اس کی کوئی documentation نہیں ہے۔ جس ملک میں اپنی documentation کے بغیر اس کا فروٹ آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اصولی طور پر انہیں سبزی اور فروٹ منڈی میں جانا چاہئے۔ ویسے ہی بغیر بتائے جا کر دیکھیں کہ مال بک کس کا رہا ہے اور کس ریٹ پر بک رہا ہے؟ اسی طرح سبزیوں کے حالات ہیں تمام ممبرز نے کہا میں نے بھی کہا کہ بھائی اتنے ارب روپے کی سبزی آ رہی ہے۔ بات بڑی simple ہے کہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسان کو کوئی ریلیف دیا جائے تو ہمارے پاس سوائے گفتگو کے کچھ نہیں ہوتا یہاں پر کمیشن کی بات ہو رہی ہے، کمیشن کے پاس آپ بھی سمجھتے ہیں کیا اختیار ہو گا یا تو آپ آج ایک حکم دے دیں اور فیصلہ کر دیں کہ ہمارا جو

Commerce Division ہے وہ ہمارے منسٹر کو اور ہمارے میں سے دو چار معزز ممبران سے آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ کہاں ملک دشمنی کی بنیاد پر امپورٹ پالیسی بنائی جارہی ہے۔ جب ہماری امپورٹ پالیسی غلط ہو گی تو ہم یہاں کسی کو کیا فائدہ دے سکیں گے ؟آپ صرف ایک مثال لے لیں ADBP جو کسانوں کو قرضے دے رہا ہے وہ 15 فیصد پر دے رہا ہے آج ایک بنک جس کا میں نام intentionally نہیں لے رہا اُس نے 43 بلین کا profit دکھایا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہ depositor money پر پیسا کما کر Banking Industry میں کون کون اتنا وہ کر رہا ہے ؟ Banking Industry اس ملک میں آپ سن کر حیران ہوں گے minus point 75 پر جاپان میں deposit لیا جارہا ہے minus 75 کا مطلب کیا وہ کہتے ہیں پیسے بنک سے نکالو اور جا کر انہیں لگاؤ۔ ہمارے ہاں 15 فیصد پر کسان کو پیسا دیا جارہا ہے میں کسی قسم کی repetition نہیں کروں گا لیکن مجھے آپ ایک بات بتائیں کہ 15 فیصد پر کس طرح وارا کھائے گا؟

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ جب depositor کو 4 فیصد سے اوپر reserve میں نہیں مل رہا تو کیسے ملک چلے گا؟ ہم یہاں پر جس طریقے سے بنکوں کو چلا رہے ہیں اور بنکوں کو furnish کر رہے ہیں تو پھر کسانوں کو چھوڑیں، بنکوں کو بنائیں۔ میں آج کی بات کر رہا ہوں آج 43 بلین ایک بنک نے depositor پر کمایا ہے اور اُس نے کہا ہے کہ میں نے یہ پیسا کہاں سے کمایا ہے۔ گورنمنٹ سکیورٹیز میں پیسا لگا کر یہ بنک اس قوم پر جو ظلم کر رہے ہیں۔ آپ سے 4 فیصد پر گورنمنٹ کو کتنے فیصد پر دے رہے ہیں؟ یہ پیسا کسانوں کو ملنا چاہئے، یہ پیسا سبسڈی کسانوں کو آنی چاہئے تو کسانوں کے پاس اور کوئی choice نہیں رہی ورنہ یہ بہت پہلے چھوڑ دیتے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ sugar میں جیسے میرے حلقے کی مل نے پیسے نہیں دیئے گورنمنٹ نے 13 روپے فی کلو سبسڈی export پر دی یہ سوچنے کی بات ہے، export ہونے سے مارکیٹ میں ریٹ 7 سے 8 روپے بڑھ گیا اُن کو آج بھی payment نہیں ملی تو یہ complete failure ہے۔ اس کے علاوہ اگر گورنمنٹ واقع ہی چاہتی ہے تو stakeholders کو سامنے بٹھا کر import policy آج سیدھی کر دیں یہ سارا کچھ خود بخود سیدھا ہو جائے گا لیکن وہی جیسے میں نے کل عرض کیا تھا آپ تشریف نہیں رکھتے تھے کہ میں نے بنگلہ دیش کے اُن شہیدوں کے لئے کل ایک move resolution کیا تھا کہ ان کو "نشان پاکستان" دیا جائے اُس میں بھی مصلحت آڑے آئی تھی اور ہمارے میڈیا کے بھائیوں نے بھی آج اُس بات کو نہیں سمجھا کہ ہندوستان ہمارے ساتھ کیا کر رہا،

چاہے وہ بنگلہ دیش کا مسئلہ ہو، ہندوستان جس price پر ہمیں subsidize کر کے چیزیں یہاں پھینک رہا ہے اُس کو تجارتی دنیا میں damping کہتے ہیں۔ ہمارے اوپر کیوبا جیسے ملک اور ارجنٹائن نے damping کی duty لگا کے ہمیں penalty لگائی، ہم ہندوستان کو نہیں penalty لگا سکتے کہ تم اپنی cost سے نیچے چیزیں یہاں کیوں پھینک رہے ہو اسی لئے کہ پاکستان کا کسان تباہ ہو جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، مخدوم سید مسعود عالم!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ایگر یکلچر ایک اہم موضوع نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے اہم موضوع ہے اور اگر ہم ایگر یکلچر کو study کریں تو پوری ہماری جو industries ہیں 90 percent industries کا raw material ایگر یکلچر سے related ہے اور اس کا raw material ہمارا کسان produce کرتا ہے یا former indirectly use کرتا ہے۔ امریکہ نے سب سے پہلے جو ترقی کی اُس نے industry نہیں لگائی بلکہ اس نے پہلے اپنے formers کو support کیا اور آج بھی دنیا میں مثال موجود ہے کہ آج بھی وہ اپنے former کو پورا support کر رہا ہے اور اُن کی پوری جنس، پوری price پر اُٹھا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی طرف آؤں گا کہ ہمارا ساہیوال سے لے کر سکھر تک یہ جو zone بنتا ہے کچھ حصہ سندھ کا بھی میں نے ذکر کیا ہے یہ پہلے cotton producing zone تھا اور cotton کی finished products جو export ہو رہی تھیں اُس میں پاکستان کی ٹوٹل انکم 40 فیصد تھی لیکن اس پورے ایریے میں 40 فیصد ہمارا پاکستان یا پنجاب وہاں ڈویلپمنٹ پر، وہاں ریسرچ پر یا وہاں کسانوں پر خرچ نہیں کر پا رہا، ساتھ ہی میں ذکر کروں گا جیسے شیخ صاحب نے فرمایا، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اب sugar industries یہاں سے جنوبی پنجاب میں کیوں شفٹ ہو رہی ہے؟ آپ 200 میل کے اندر دیکھیں approximately میرے خیال میں sugar industries 20,25 لگ چکی ہیں۔ یہاں پر گنّے کی ایک من پر ریکوری شوگر کی 7 سے 8 کلو آتی ہے، جنوبی پنجاب میں 11 سے 12 کلو آ رہی ہے لیکن اُس کا benefit ہمیں نہیں مل رہا۔ ہمارے اُس zone میں آپ اگر غور کریں تو geographically جتنے دریا ہیں یہ سارے جنوبی پنجاب میں اکٹھے ہو جاتے ہیں دریاؤں کا اکٹھا ہونا اور وہاں پھر جو نہریں نکلی ہوئی ہیں وہاں تین زون بن چکے ہیں۔ تین زون سے مراد ایک پورا ایریا، صحرا کا ایریا کہلاتا ہے۔ جو مڈل ایریا ہے وہاں water logging ہو رہی ہے اور ایک riverine belt ہے water logging کے ایریا میں جہاں سیم تھور وہاں پر جو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے اُن کو

abandon کر دیا ہے بجائے اس کے کہ ہم زمینیں reclaim کریں وہ آباد زمینیں بنجر ہو رہی ہیں۔اسی طرح جو riverine belt ہے وہاں ہم کیا دے رہے ہیں؟ پکے کھال والے کہتے ہیں کہ یہاں سیلاب آجاتا ہے ہم نے نہیں بنانی، بجلی وہاں پہنچ نہیں رہی metaled roads پہنچ نہیں رہی benefits تو ہم دینے کو تیار نہیں ہیں لیکن وہ بھی پورا ایریا پاکستان کی economy میں contribute کر رہا ہے لیکن ایک ایکڑ پر گنّے کی فصل میں میرے خیال میں 20 ہزار روپے فی ایکڑ extra cost آتی ہے کیونکہ نہری علاقوں میں دریائی پانی ہوتا ہے اُس میں منرلز ہوتے ہیں اس لئے اُس میں پاور زیادہ ہوتی ہے لیکن جو riverine belt ہے وہاں tube wells نیچے پانی suck کر کے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا مشورہ یہ ہے، میری گزارش ہو گی کہ اس in equality کو disparity کو ختم کرنے کے لئے اُس کسان کے لئے ہم flat rate پر tube wells دیں تاکہ کم از کم کچھ ریلیف اُن کو مل جائے جو پہلے بھی پچھلی گورنمنٹ نے riverine belt میں دیا ہوا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کیوں یہ withdraw ہو گیا ہے اب دیکھیں 15۔ارب روپے کی خطیر رقم ایک زمیندار کے لئے ڈیزل کی مد میں subsidize کرنے کے لئے دی گئی ہے لیکن ہمیں کسی کسان کو پتا نہیں کیونکہ اُس کی disbursement ہی نہیں ہو رہی اُس کے طریق کار کا پتا نہیں وہ کسان تک ریلیف پہنچ ہی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے ملک کو ہر موسم سے نوازا ہے آپ دیکھ لیں صحرا ہیں، سمندر ہیں، برف ہے پہاڑ ہیں اور سب سے دنیا کی fertile land ہمارے plain area میں ہے لیکن ہم ان سے benefit نہیں لے رہے کیونکہ lack of policies اور lack of research ہے۔

جناب سپیکر! اب دیکھیں حالیہ سالوں میں وہاڑی میں جتنی گندم پیدا ہوتی تھی وہ پورے صوبہ سندھ سے زیادہ یہاں کی production تھی۔ اسی طرح اب مینگو کی production پر آئیں تو مینگو اس وقت پنجاب میں سب سے زیادہ ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہو رہا ہے اور دوسرے نمبر پر ملتان میں پیدا ہو رہا ہے یہ اُسی ایریا میں آتا ہے اس کو export کر کے اس سے خطیر رقم حاصل کر سکتے ہیں لیکن 30 to 35 percent mango perish اور منڈیوں میں خراب ہو جاتا ہے کیونکہ agro-based industries ہمارے پاس relevant نہیں ہے sugar industry ہے لیکن ہر چیز کی ایک balance policy چلنی چاہئے اور area wise وہاں ریسرچ سنٹر ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں چولستان کے حوالے سے صرف ایک crop کا نام لوں گا کہ جب بارشیں ہوتی ہیں، ایک خاص سیزن آتا ہے تو وہاں natural mushrooms پیدا ہو جاتے ہیں اور mushrooms دنیا کی مہنگی ترین فصل سمجھی جاتی ہے۔آج تک بہاولپور یا اس سے related area میں کوئی ریسرچ انسٹیٹیوٹ موجود ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ ابھی ڈاکٹر صاحب نے 65 یا 66 لاکھ ایکڑز مین کا ذکر کیا ہے تو وہاں sand dunes پر sprinklers کے ذریعے ریسرچ کر کے اس mushrooms کو promote کر سکتے ہیں اور اس کے ذریعے ایک خطیر زر مبادلہ کما سکتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ وہاں پر بہت بڑے بڑے cattle farms ہیں ان کی رجسٹریشن اور ان کی اچھی breed پیدا کریں یہ دودھ اور مکھن میں خود کفیل ہونے میں بہت مدد کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہو گی کہ وہاں پر موبائل یونٹس ہونے چاہیئں جو دور دراز علاقوں میں جا کر ان کی artificial insemination، ویکسینیشن، deworming اور ہر طرح کا treatment کریں لہٰذا انہیں رجسٹرڈ کر کے ہر طرح کے benefits دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ہو رہا ہے اور کم از کم ہمارے علاقے میں تو ہو گیا ہے۔وہاں رجسٹریشن بھی ہو گئی ہے اور ویکسینیشن بھی ہو رہی ہے۔

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! میں چولستان کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تک تو tribal area میں ہو گیا ہے پتا نہیں آپ کے علاقے کیسے miss ہوئے ہیں۔بہر حال اس میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کافی active ہے۔

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ بہر حال مجھے وہاں پر کوئی خاص cross breed نظر نہیں آئی اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ آپ کے نوٹس میں لاؤں کیونکہ ساہیوال نسل یہ middle east میں survive نہیں کرتی۔اگر آپ چولستان نسل کو cross کریں تو وہ hard atmosphere میں 45 سے 50 ڈگری تک survive کرتی ہے اور اس میں ہمارے لئے بہت بڑا زر مبادلہ کے مواقع شامل ہیں۔

جناب سپیکر! بینگو صرف خوراک نہیں ہے بلکہ اس کی گٹھلی سے ہم آئل حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں energy crisis آیا ہوا ہے ہم ہر angle سے اور ہر crops سے کچھ نہ کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔اب گنے کو دیکھیں کہ اس سے بھی بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم ہر crops

پر ریسرچ یونٹ لگائیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ benefits حاصل کریں۔اللہ تعالیٰ نے آم کے پتوں اور اس کے باغ میں میڈیسن رکھی ہوئی ہیں ہمیں اس کو export کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دیا جائے اور پورے کسانوں کو انڈسٹری کی طرح ریلیف دیا جائے،ان کو benefits دیئے جائیں تاکہ ہمارے ملک کی معیشت ترقی کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے میں اس ایوان کے معزز ممبران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت ہی اہم issue پر سیر حاصل گفتگو کی۔ان کی گفتگو میں اس بات کی نشاندہی ہوئی کہ اس ملک بالخصوص اس پنجاب کا جو کاشتکار ہے وہ جس زبوں حالی کا شکار ہے، جس طرح وہ معاشی مسائل سے دوچار ہے ان کے مسائل حل کرنے کے لئے جہاں نشاندہی کی وہاں بڑی قیمتی تجاویز بھی پیش کی گئیں اور موجودہ حکومت کو اس بات کا احساس دلایا کہ یہ حکومت بالخصوص کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے، ان کی معاشی ترقی کے لئے بُری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔اس ناکامی کو ختم کر کے ایسی اصلاحات لائی جائیں جس سے اس صوبے کا کاشتکار خوشحال ہو اس پر جتنی بھی تحسین کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر زراعت کو تجویز دوں گا کہ ایک تو کسان dual taxation سے بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔Agriculture Tax Punjab Act 1997 متعارف کروایا گیا لیکن کل بھی زراعت کے حوالے سے جو جواب آیا وہ "زرعی انکم ٹیکس" کے حوالے سے آیا تھا حالانکہ اس صوبے میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد زراعت مکمل طور پر totally devolved department ہے۔اس میں agriculture taxation جو مرکز کی طرف سے آتی ہے وہ لاگو نہیں ہوتی بلکہ مرکز کی طرف سے وہی taxation لاگو ہو سکتی ہے جو مرکز کے ڈیپارٹمنٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں درخواست کروں گا کہ جو agriculture Income Tax کا نام دیا جا رہا ہے اس کا قانون کے اندر کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یہ FBR کی اختراع ہے اور اس Agriculture Income Tax کے نام پر اس صوبے کے کاشتکار کو معاشی طور پر کمزور کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ 1997 کا جوLand Based یاAgriculture Tax Punjab ہے اس میں ترامیم لائیں اور ایک ایسا قانون بنائیں جس میںdouble taxation نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں ایک ہی subject پر double taxation نہیں ہو سکتی لہٰذا اس زیادتی اور ناانصافی کو ختم کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ میں زرعی ٹیکس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ کاشتکار سے اس کی سالانہ 80ہزار روپے آمدن پر ٹیکس لیا جاتا ہے لیکن سوسائٹی کے جتنے بھی دوسرے segments ہیں ان کے لئے یہ slab چار لاکھ روپے پر مقرر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب کاشتکار کے ساتھ بہت بڑی discrimination، بہت بڑی زیادتی اور ناانصافی ہے لہٰذا اس زیادتی کو بھی قانون میں ترمیم لاکر ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر!پرسوں جب زراعت پر بحث ہونی تھی تو منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم 2018 میں agriculture GDP میں اضافے کے ٹارگٹ کو 8 فیصد پر لے کر جانا چاہ رہے ہیں لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ آپ کے 16-2015 کے بجٹ میں Federal Statistics Bureau کے جو analysis تھے ، جب دوران اجلاس زراعت پر بحث ہو رہی تھی اور اس حوالے سے cut motions دی گئی تھیں تو میں نے اُس وقت بھی Federal Statistics Bureau کی رپورٹ منسٹر صاحب کو پیش کی تھی۔

جناب سپیکر!میں نے کہا تھا کہ آپ نے تو agriculture sector میں 4.1 فیصد growth rate کی بات کی تھی لیکن Federal Statistics Bureau کہہ رہا تھا کہ زرداری کے دور میں GDP میں اضافہ 2.26 تھا لیکن اب وہ گر کر 2.50 ہو گیا ہے۔ حالانکہ زرداری کی گورننس کو بہت کمزور سمجھا جاتا ہے ، اُن کی گورننس کو بہت bad سمجھا جاتا ہے۔PILDAT جو ایک independent agency ہے اس نے 2015 میں سروے کیا تھا اس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ پنجاب میں Agriculture Sector declination کی طرف جا رہا ہے۔اگر منسٹر صاحب کہیں تو میں وہ رپورٹ بھی ان کے سامنے پیش کر دوں گا۔ یہ ایک فیصد میں لے کر جانے کے لئے اس وقت تک ممکن نہیں ہو گا جب تک یہ حکومت drastic actions نہیں لے گی۔اس کے لئے میری اس حوالے سے کچھ suggestions ہیں۔ پہلے تو Agriculture Tax Act 1997 میں ترامیم لائی جائیں۔

جناب سپیکر!دوسرا"زرعی انکم ٹیکس" کے نام پر جو کسان کا استحصال کیا جارہا ہے اس کا کہیں قانونی وجود موجود نہیں ہے اس لئے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر!تیسرا یہ کہ جو 80 ہزار روپے slab مقرر کی گئی ہے حالانکہ اس صوبے کی legislation ہے کہ daily wages مزدور کی آمدن بھی 12ہزار روپے ہوگی پھر یہ discrimination کیوں ہے کہ کسان کی آمدن 6 ہزار روپے ماہانہ پر ٹیکس لگایا جائے؟ لہٰذا اس discrimination کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی عرض کروں گا کہ غریبوں، کاشتکاروں اور مزدوروں پر ٹیکس لگا کر بجلی کی مد میں ٹیکس لگا کر، گیس کی مد میں ٹیکس لگا کر 2015 میں شوگر مل آنرز کو 6 بلین کی سبسڈی دی گئی، export کے لئے 13 روپے فی کلو rebate دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ غریب پر ٹیکس لگایا گیا اور شوگر مل آنرز کو incentive دیا گیا۔ اس طرح کے incentive کو ختم کرنا چاہئے بلکہ غریب کو incentives ملنے چاہیئں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اب جتنی بھی سبزیاں اور دھاگے کی صورت میں جو چیزیں انڈیا سے import ہو رہی ہیں ان تمام پر taxes exempt کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے انڈین کاشتکار تو خوشحال ہوگا لیکن اس کے بدلے میں ہمارے کاشتکاروں پر ٹیکس زیادہ سے زیادہ کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ جتنی بھی inputs ہیں، جو رجسٹرڈ کمپنیاں ہیں ان پر 17 فیصد جی ایس ٹی ہے جو غیر رجسٹرڈ ہیں ان پر 19 فیصد جی ایس ٹی ہے۔ مجھے ایک کاشتکار بتا دیا جائے جو جی ایس ٹی کے حوالے سے رجسٹرڈ ہو؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہر جگہ پر کاشتکار کا استحصال کیا جارہا ہے اور ان سے جی ایس ٹی کی مد میں بھی 19 فیصد وصول کیا جارہا ہے۔ میری درخواست ہوگی کہ جس طرح سبزیوں کی import میں انڈیا کے کاشتکار کو incentive دیا گیا، import duty ختم کی گئی ہے اور اسے خوشحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے بھی inputs کے حوالے سے اس طرح کی جتنی taxation کی ہوئی ہے اس سے پنجاب کے کاشتکاروں کو بھی exemption دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پرسوں یا ترسوں ایک سابقا ایگریکلچر منسٹر نے اپنی تجویز دی تھی کہ پنجاب میں 45 لاکھ ایکڑز مین ایسی ہے جو سیم اور تھور کا شکار ہے اس کو دوبارہ بحال کیا جاسکتا ہے جس کے لئے ایک بلین ڈالر کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس سے 45 لاکھ

لوگوں کو living دے سکتے ہیں،ان کو روزی دے سکتے ہیں اور ان کی معیشت میں آسودگی لا سکتے ہیں لیکن ہم اس کے مقابلے میں 4لاکھ لوگوں کو ایک سفری سہولت دینے کے لئے اورنج لائن ٹرین شروع کی ہوئی ہے جس پر 2 بلین ڈالر اخراجات آرہے ہیں۔اگر اس میں سود کی رقم شامل کی جائے تو وہ more then 2 billion dollar بن جاتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ زمین کو دوبارہ بحال کرنے، سیم اور تھور سے نکالنے اور 45لاکھ خاندانوں کو روزی دینے کے لئے ایک بلین ڈالر کی ضرورت ہے لہٰذا آئندہ بجٹ میں اس کی allocation رکھیں اور انشاء اللہ اپوزیشن اس کو بھرپور support کرے گی اور میری یہی تجاویز تھیں۔

جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ inputs پر 1997 کی tax amendment کے حوالے سے جو extra ordinary taxation کی ہوئی ہے وہ اس صوبے کا غریب کاشتکار برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم سبسڈی کی بات نہیں کرتے لیکن آپ جس طرح انڈیا کے کاشتکار کو سہولت دینے اور خوشحال کرنے کے لئے import tax exempt کر سکتے ہیں تو inputs پر جتنے بھی ٹیکس ہیں تو اپنے کاشتکار کو خوشحال کرنے کے لئے وہ ٹیکس کیوں exempt نہیں ہو سکتے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر!کافی دیر بعد باری آئی لیکن بہت سارے points اور بہت ساری باتیں جو میرا خیال ہے کہ یہاں پر ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہر معزز ممبر کرنا چاہتا ہے اس میں ہماری گزارشات بھی وہی ہیں جو ابھی جناب محمد صدیق خان اور شیخ علاؤالدین نے کی ہیں۔ ان میں، میں کوشش کروں گی کہ کم وقت میں مختصر کرتے ہوئے صرف relevant points پر ہی بات کروں۔یہاں پر ابھی تک جتنی discussion ہوئی اس میں ایک point اس میں discuss نہیں کیا گیا وہ مڈل مین کا role ہے اور مڈل مین کے role کو minimize کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے کاشتکار کو اس کی اجناس کا معاوضہ ملنا چاہئے جو اسے نہیں مل رہا۔مزید یہ کہ مارکیٹ ریٹ میں up and down کی وجہ سے بھی کسان اپنی دن ورات کی محنت کا فائدہ حاصل نہیں کر پاتا۔ ہم ہمیشہ انڈیا کے ساتھ پاکستان کو compare کرتے ہیں اور اس حوالے سے بہت سارے معزز ممبران نے بات بھی کی ہے لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج پاکستان کا کسان بدحالی کا شکار ہے اور انڈیا کا کسان خوشحال ہے تو میری بھی اس میں گزارش یہ ہوگی کہ جس طرح سے انڈیا نے اپنے کسانوں کو خوشحال کرنے کے لئے import پر ٹیکس ختم کیا ہے تو

پاکستان میں بھی اسی طرح کی ایک پالیسی بنائی جانی چاہئے اور اس کے لئے مثبت اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ زراعت میں جو مشینری استعمال ہوتی ہے تو اس میں ڈیزل کا زیادہ استعمال ہوتا ہے اور اس پر جو98فیصد ٹیکس ہے تو میری گزراش ہو گی کہ اس پر ٹیکس کو ختم کیا جانا چاہئے۔اگر اس حکومت کا مقصد واقعی ہی کسان کو خوشحال بنانا ہے تو کسانpackageکا اعلان کرنے سے ہم کسان کو ریلیف نہیں دے سکتے، منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں اور میں ان سے یہ گزارش کروں گی کہ صرف اور صرف اپوزیشن کی طرف سے اس بات کو اٹھائے جانے کو مدنظر نہ رکھیں بلکہ صحیح معنوں میں دیکھیں کہ کیا یہ 98فیصد ٹیکس جو ڈیزل کی مد میں لگایا گیا ہے،اس کو ختم کیا جانا ضروری ہے لہٰذا میں ان سے درخواست کروں گی کہ اس کو فی الفور ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر!اگر ہم بات seed کے حوالے سے کریں تو ہمارے ملک میں ایک بہت ہی بڑا مسئلہ ناقص بیج کا بھی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ غیر معیاری بیج کی روک تھام کے لئے قوانین کو ابھی reviseکرنے کی ضرورت ہے۔ان پر fineاتنا کم ہے کہ اگر مثال دی جائے مثلاً کپاس کا ناقص بیج رکھنے پر پانچ ہزار روپے fineہوتا ہے تو اس سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ اس پر بڑا بھاری منافع کمارہے ہوتے ہیں اور غیر معیاری بیج بیچ رہے ہوتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر سزاؤں کے طریق کار کو بہتر بنایا جانا بہت ہی ضروری ہے۔پیداوار کو بڑھانا ہمارا main agendaہونا چاہئے کہ ہم کس طرح سے اپنی زراعت کو developاور بہتر کر سکتے ہیں اور پورے سال میں پیداوار کس طرح سے زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت ریسرچ سنٹرز کو فنڈز فراہم کرنے میں بہتری لائے اور ریسرچ سنٹر کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز allocateکئے جانے چاہئیں تاکہ ہماری آنے والی کسان نسل بہتر طور پر ریسرچ سے فائدہ اٹھا سکے اور زیادہ سے زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے کوشش کرے۔

جناب سپیکر!اگر ہم کسان کی آمدن کے حوالے سے بات کریں تو اس آمدن پر ٹیکس کی چھوٹ بہت کم ہے۔جناب محمد صدیق خان نے ابھی بات کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم ہے اور اسے repeatکرنا چاہوں گی کہ کسان کی 80ہزار روپے سے زائد آمدن پر ٹیکس لگایا جاتا ہے لیکن اگر industrialistکو دیکھا جائے تو اس کی 4لاکھ روپے سے زائد آمدن پر ٹیکس لگ رہا ہے۔میں سمجھتی

ہوں کہ ایک industrialist کے برابر کسان کو بھی ٹیکس میں چھوٹ ملنی چاہئے کیونکہ کسان کی محنت اور اس کا پیدا کیا ہوا رامٹیریل انڈسٹریوں میں جاتا ہے اور بنیادی طور پر جتنی محنت ایک کسان کرتا ہے تو اس کے بعد industrialist اس پر منافع میں جاتا ہے تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ فی الفور اس پر اقدامات کئے جانے چاہئیں اور کسان پر لگے ہوئے ٹیکس میں چھوٹ industrialist کو دی گئی چھوٹ کے برابر دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور اہم مسئلہ بیان کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میرا تعلق ڈسٹرکٹ ساہیوال سے ہے، ساہیوال بہت ہی زرخیز ضلع ہے اور زراعت کے حوالے سے اپنا ایک نام اور مقام رکھتا ہے تو میں عرض کروں گی کہ وہاں پر 2004 میں 75 ایکڑ اراضی زرعی یونیورسٹی کے لئے allocate کی جا چکی ہوئی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے وہاں پر ابھی تک زرعی یونیورسٹی کے قیام کا حکومت کا کوئی ارادہ نظر نہیں آ رہا تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گی کہ وہاں پر زرعی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ ساہیوال میں اچھے ریسرچ سنٹرز اور ایک زرعی یونیورسٹی بن سکے تاکہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں اور زراعت کے حوالے سے جدید تعلیم حاصل کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہت سی باتیں ہو چکی ہیں، میں وزیر زراعت کی توجہ صرف دو تین چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہوں گی۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا ملک ایک agro-based country ہے جس میں ایک بڑی آبادی کا انحصار اسی ایگریکلچر پر ہے لیکن اس سلسلے میں کسان جو محنت کرتا ہے، اس کو اتنا رزلٹ نہیں ملتا۔ میں اس طرف یہ توجہ دلانا چاہوں گی کہ ہمارے سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر انڈیا موجود ہے جو کہ اسی علاقے سے double crop حاصل کرتا ہے لیکن بارڈر کے اس طرف کے کسان محنت کے باوجود اتنی crop حاصل نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے درخواست کرنا چاہوں گی کہ اس کے بارے میں وہ ریسرچ کروائیں۔ ان عوامل کو study کروا کر ان چیزوں کو دور کرنے کی کوشش کریں تاکہ جن وجوہات کی وجہ سے ہمارا کسان وہ رزلٹ نہیں لے پا رہا وہ لے سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جو کسان ہیں ان کے پاس proper training اور انفارمیشن نہ ہونے کی وجہ سے، وہ محنت کرنے کے باوجود وہ رزلٹ نہیں لے سکتے۔ جیسے جیسے ہمارے ملک کی آبادی بڑھ رہی ہے، ہمارے ملک کو زیادہ food اور crop کی ضرورت ہے۔ مگر ہم

دیکھ رہے ہیں کہ ہر سال cultivable commanded area کا رقبہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ مختلف قسم کے مسائل جس میں salinity اور water logging وغیرہ کی وجہ سے ہر سال forty thousand hector flooded area کو ہم loose کر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک دوسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گی کہ بڑھتی ہوئی industrialization ہمیں pollution کی طرف لے کر جا رہی ہے بلکہ agriculture land میں toxic waste کی جو illegal dumping ہے، وہ ہماری فصلوں کو بھی نقصان پہنچا رہی ہے اور اس کے ذریعے وہ سبزیاں اور فصل جب لوگوں تک پہنچتی ہے تو اس سے صحت کے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی urbanization اور بڑی agricultural lands پر ہاؤسنگ کالونیز کی approval ملتی جا رہی ہے۔ بہت بڑے ایریاز جہاں سے ہمیں اچھی فصلیں مل سکتی ہیں وہ بھی ہاؤسنگ کالونیز کی نذر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں صرف یہ کہوں گی کہ ساہیوال کول پاور پلانٹ جس کی منظوری دے دی گئی ہے اور جس پر کام بھی جاری ہے۔ ہمارا جو best agriculture area ہے وہاں اس کے درمیان میں اس پلانٹ کو بنایا جا رہا ہے۔ اس پر جو environmental impact assessment report ہے وہ بھی یہ بتاتی ہے کہ اس سے نہ صرف ارد گرد کی آبادی متاثر ہو گی بلکہ وہاں کی جو crop ہے وہاں کی جو ایگریکلچر ہے اس کو بہت نقصان ہو گا۔ میری یہی درخواست ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: کوشش کریں repeat نہ کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ میں repetition نہ کروں کیونکہ اس پر ساری اہم باتیں ہو گئی ہیں، میں اپنی معروضات کو proposal اور تجاویز تک رکھوں گا۔ پاکستان کے اندر موسمی تغیرات، قدرتی آفات، بین الاقوامی مندی اور ہماری زرعی پالیسیوں نے کسان کی جو صورتحال کر دی ہے، روزانہ اس ایوان میں اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آج بھی تقریباً تمام احباب نے اس پر بات کی ہے کہ کسان کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ وہ وقت دور نہیں ہے کہ اگر اس کو address نہ کیا گیا اس کے تدارک کے لئے اقدامات نہ کئے گئے تو یہ صورتحال خودکشیوں تک جا پہنچے گی۔ ایک بات جو

بار بارrepeatہو رہی ہے وہ سپیشل کمیٹی اور سٹینڈنگ کمیٹی سے متعلق ہے۔اس پر اس لئے بات ہو رہی ہے کہ آج جو بحث ہم کر رہے ہیں، اپنے جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں، بقول ایک سینئر منسٹر کے کہ میں نے اپنی بیس پچیس سال کی زندگی میں یہ کبھی نہیں دیکھا کہ جو بحث کی گئی ہو، اس سے متعلقہ پالیسی سازی میری میز پر آئی ہو؟ یہ صورتحال ہے، اس لئے بار بار اس مسئلے پر توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اگر کمیٹی بنے گی تو اس کے اجلاس بھی ہوں گے، اس میں کچھ specialلوگوں کو بھی بلایا جائے گا، اس کمیٹی میں معزز ممبران بھی بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے بار بار اجلاس ہوں گے تو اس کی کوئی نہ کوئی findingکوئی نہ کوئی رپورٹ آئے گی تو وہ اس ایوان کے اندر آئے گی، شاید وہ پالیسی سازی پر اپنے اثرات چھوڑ سکے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس بات کو مدنظر رکھا جائے، اگر کمیٹی بن جائے گی تو شاید اس سے کچھ حالات بہتر ہو جائیں۔ جب ہم اس پر بات کر رہے ہیں تو دنیا کے اندر جو اس وقت کامیاب ماڈلز ہیں، جو مختلف ممالک اختیار کر رہے ہیں ہم اس کی طرف کیوں نہیں جاتے۔ پاکستان کے اندر ہو یہ رہا ہے کہ افراد آتے ہیں ان کے جاتے ہی پالیسیاں بھی بدل جاتی ہیں۔ ہندوستان کے اندر ایک بڑا کامیاب ماڈل ہے، پاکستان کے اندر کسان کے ساتھ ایک تو یہ زیادتی ہوتی ہے کہ اگر فصل زیادہ ہو گئی ہے تو اسے اس کی قیمت نہیں ملتی اور وہی فصل جب سرمایہ دار کے پاس چلی جاتی ہے تو پھر اسی فصل کا معاوضہ بڑھ جاتا ہے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ یعنی اس زائد فصل ہونے کے اثرات عام عوام تک نہیں پہنچتے، اس قیمت کی کمی کا فائدہ عوام تک نہیں پہنچتا، مڈل مین اور سرمایہ دار اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ جو ماڈل اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے کہ ہندوستان میں انہوں نے کوآپریٹو سیکٹر کو ساتھ ملایا ہوا ہے۔ کوآپریٹو سیکٹر نے ہر گاؤں کے اندر یا دو چار گاؤں کے اندر ایک بہت بڑاstorage bankقائم کر دیا ہے۔ جس میں ہوتا یہ ہے کہ ہر کسان، اس کی جتنی بھی فصل ہوتی ہے، وہ اپنی فصل اس ریٹ پر، اس قیمت پر نہیں بھی بیچنا چاہتا اور وہ سمجھتا ہے کہ موجودہ قیمت ناکافی ہے تو وہ اپنی فصل اس سٹور میں رکھ دیتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے عوض بنک پابند ہیں کہ اس وقت کی جو قیمت ہوتی ہے اس کا نوے فیصد تک وہ پرچی، چٹ یا رسید جو اسے جاری ہوتی ہے، اس کےagainstنوے فیصد تک کسان کو پیسے مل جاتے ہیں، جس سے وہ اپنا روزگار چلاتا ہے۔ اس کے بعد وہ جب بھی چاہتا ہے، سال کے جس حصے میں بھی چاہتا ہے، جب وہ سمجھتا ہے کہ میری فصل کی قیمت اب مناسب ہے، تب وہ جا کر وہاں کہتا ہے کہ

میری فصل کو اب بیچ دیا جائے۔اس طرح منڈی کا تمام فائدہ کسان کو حاصل ہوتا ہے لیکن بد قسمتی کے ساتھ یہاں پر ایسا نہیں ہوتا۔ پنجاب کے اندر بھی تین چار سال پہلے ایک سپیشل سیکرٹری صاحب آئے تھے انہوں نے اس منصوبے پر کام شروع کیا اور اس کا ایک پائلیٹ پراجیکٹ بھی میں نے سنا کہ جھنگ کے اندر شروع ہوا لیکن وہ سپیشل سیکرٹری صاحب چلے گئے تو اس کے ساتھ وہ منصوبہ بھی کہیں دفن ہو گیا۔ کروڑوں روپے جو پائلیٹ پراجیکٹ پر لگے تھے وہ بھی پتا نہیں کہیں چلے گئے۔ایک بہت ہی فائدہ مند منصوبہ جو یہاں کے کسانوں کے مسائل حل کرنے میں بہت کارگر ہو سکتا تھا وہ پتا نہیں کہاں کاغذوں کی نذر ہو گیا۔اس لئے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اس وقت وزیر موصوف بھی موجود ہیں، سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ اس کو review کی بجائے اگر ہمارے دیہاتوں کے اندر کسانوں کو یہ سہولت فراہم کر دی جائے کہ وہ اپنی فصل سٹور کر سکیں، رکھ سکیں اور وقت پر بیچ سکیں تو اس سے کسانوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری صورتحال جس کی شیخ علاؤالدین صاحب نے بنکوں کی طرف نشاندہی کی، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ اگر ہم اسی ایوان کے اندر ایجوکیشن پر یہ پابندی لگاتے ہیں کہ آپ دس فیصد لوگوں کو مفت پڑھائیں گے تو ہم بنکنگ سیکٹر جو کہ ایک کمرشل سیکٹر ہے جو منافع کماتا ہے اس کو ہم کیوں bound نہیں کر سکتے کہ اس کے پاس جو فنڈز دستیاب ہیں اس کو اتنے interest پر وہ لازمی طور پر زراعت کے لئے مخصوص کرے گا۔اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو گا، جیسا کہ جاپان کے اندر ہے دیگر ممالک کے اندر ہے کہ وہ کم از کم شرح پر کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرتے ہیں۔اس طرح بنکنگ انڈسٹری کو ہم پابند کر کے اپنے کسان کو facilitate کر سکتے ہیں جس کے ساتھ وہ اپنا کام چلا سکتا ہے۔ فصل کے لئے اسے جو ادھار اٹھانا پڑتا ہے، زیادہ ریٹ پر لینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کی input مہنگی ہو جاتی ہے۔اس سے اس کی بہتری ہو سکتی ہے اور کسان کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہو گی کہ جو بات بار بار یہاں کی گئی ہے کہ انڈیا سے سبزیاں، پھل امپورٹ کرتے ہیں اور اس امپورٹ کا ایک بہت بڑا بل ہمیں deficit کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے۔اس ملک کے اندر، اسی صوبہ کے اندر ہم نے دیکھا ہے مرغیوں کے لئے جب کنٹرول شیڈ بنے تو اس ملک کے اندر مرغی کے گوشت کی اب اتنی وافر پیداوار ہو گئی ہے کہ ہم ایکسپورٹ کرنے کے باوجود بھی اس کو کم ترین سطح پر ملک کے اندر بھی دیکھتے ہیں۔اب لوگ tilt کر رہے ہیں کیونکہ جو کنٹرول شیڈ فارمنگ ہے وہ کم ہو رہی ہے اور اب لوگ agriculture control

shed کی طرف اور tunnel farming کی طرف آ رہے ہیں۔ ہم نقصان برداشت کر رہے ہیں آپ ان کو incentivize کیوں نہیں کرتے، ہم کیوں subsidized نہیں کرتے، اس طرف اپنی توجہ کیوں نہیں کرتے ؟ اگر ہم وہی پیسا subsidized کر دیں گے، کنٹرول شیڈ لگانے والوں کی حوصلہ افزائی کریں گے انہیں subsidized rate پر اس کا مٹیریل فراہم کریں گے تو وہی چیزیں جو ہم ہندوستان کے اندر سے منگواتے ہیں تو وہ کنٹرول شیڈ یہاں پر لگ جائیں گے۔ جب tunnel farming یہاں پر شروع ہو جائے گی، ہمارا investor ہمارا industrialist اب اس طرف آنا شروع ہو گیا ہے۔ اگر ہم اس کی حوصلہ افزائی کریں تو یقیناً وہ دن دور نہیں ہیں کہ ہم وہ چیزیں جو انڈیا سے منگواتے ہیں وافر پیدا کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ میں جو پیسے سولر ٹیوب ویل کے لئے رکھے گئے تھے، اس سکیم پر بھی عملدرآمد کیا جائے، سولر ٹیوب ویل کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں اور اس پالیسی پر عمل کیا جائے تو اس کے ساتھ زمیندار کو سستی قیمت پر پانی فراہم ہو سکے گا۔ بہت بہت شکریہ

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی جناب ریاض شاہد کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس ایوان کے ہمارے سابق ممبر جناب ریاض شاہد وفات پا گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

زراعت پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثریا نسیم!

محترمہ ثریا نسیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں پھر وہی بات کروں گی کہ۔

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

جناب سپیکر!آج کسانوں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا کسان جتنی محنت کرتا ہے اس کو اس کی محنت کا صلہ نہیں ملتا۔ کوئی ایسی بات نہیں کہ ہمارا کسان محنت میں کوتاہی کرتا ہے یا اس کی expertise پر کوئی شک کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی ایسا کیوں ہے؟ابھی میرے بھائی نے ہمسایہ ملک کی مثال دی اور میں بھی بڑے افسوس کے ساتھ وہیں سے مثال دے رہی ہوں۔ انڈیا کا پنجاب پورے ہندوستان کا 52 فیصد ہے اور وہ پورے ملک کے لئے 52 فیصد خوراک پیدا کرتا ہے۔ پچھلے دنوں میرا وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو جب میں نے وہاں گنّے کی فصل دیکھی تو آپ یقین کریں کہ میں نے کبھی اتنا لمبا گنّا نہیں دیکھا تھا۔

جناب سپیکر! میں نے ان سے پوچھا کہ ہمارے ہاں تو اس طرح سے نہیں ہے بلکہ اگر ہمارا کسان لیموں کا بڑا مہنگا بیج خرید کر کاشت کرتا ہے تو بد قسمتی سے وہ نارنگی نکل آتی ہے۔ میں نے وہاں کی ایگریکلچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈھلوں صاحب سے پوچھا کہ ہمارے ہاں ایگریکلچر یونیورسٹی ایشیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے لیکن ان کی ایک چھوٹی سی یونیورسٹی ہے تو وہ کیا کرتے ہیں کہ ایک تو ان کی آمدن ہم سے ڈبل ہے دوسرا یہ کہ کسان جو بیجتا ہے وہی اگتا ہے ایسا نہیں کہ بوئیں گندم اور چنے اگ آئیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کی یونیورسٹی خود بیج پیدا کرتی ہے اس کے بعد ہم دو کلو سے زیادہ کسی بھی کسان کو بیج نہیں دیتے۔ کسان دو کلو بیج لے کر جاتا ہے اور کاشت کرتا ہے اور اپنا اگلا بیج خود تیار کرتا ہے اور اس سے اپنی اگلی فصل بوتا ہے۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو کسان کا تجربہ ہو جاتا ہے کہ ہم نے کس طرح سے اس فصل کو look after کرنا ہے اور اس کو پانی کی کتنی ضرورت ہے اور فصل کا تجربہ کامیاب رہا یا نہیں۔

جناب سپیکر!دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب اگلا بیج ہوتا ہے تو اسے پتا ہوتا ہے کہ میں نے یہ بیجا تھا اور یہ اگا ہے اور میں نے خود اسے کاشت کرنا ہے۔ اس طرح سے ان کی پیداوار ہم سے ڈبل ہے لیکن جب میں نے اپنی زرعی یونیورسٹی سے پتا کیا تو ہمارے ہاں تینوں شعبے الگ الگ ہیں، ہمارا اکیڈمک کا الگ شعبہ ہے، ریسرچ کا الگ ہے اور زراعت کا الگ ہے جبکہ ان کے ہاں یہ تینوں شعبے اکٹھے ہیں۔ ہماری زرعی یونیورسٹی دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں شمار ہوتی ہے لیکن میرا علاقہ وہاں سے تقریباً 60 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے میرے کسان کو جو میرا بھائی ہے اس کو نہیں پتا کہ اگر میرے پاس کم پانی ہے تو میں نے واٹر مینجمنٹ کیسے کرنی ہے، میں نے اپنی فصل کی look after کیسے کرنی ہے اور اگر میرے پاس زمین کم ہے تو میں نے کون سی فصل اگانی ہے؟اس کے پاس ایسا کوئی تجربہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی وزیر صاحب سے درخواست کی تھی اور اب بھی کر رہی ہوں کہ آپ ایک تھنک ٹینک بنائیں، ہمارے بہت سارے ایم پی ایز بھائی جو کسانوں کے ساتھ بڑا درد دل رکھتے ہیں جو ہر وقت کسانوں کے لئے روتے ہیں ان کو اس میں شامل کریں اس میں stakeholders کو شامل کریں،اس میں کسانوں کو شامل کریں اور پھر زرعی یونیورسٹی سے فائدہ اٹھایا جائے وہاں سے بیج لئے جائیں اور اس بیج کو دو دو کلو یا جتنا بھی ہو سکے وہ کسانوں کو دیا جائے۔جب کسان اتنا مہنگا بیج لیتا ہے،اس پر اتنے مہنگے سپرے کرتا ہے،اتنی مہنگی کھاد ڈالتا ہے اور اس کو بعد میں ملتا کیا ہے ؟کیونکہ وہ سارا بیج دو نمبر ہوتا ہے لہٰذا میری درخواست ہے کہ خدارا کسانوں کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور جہاں پر ماشاء اللہ اور سارے طبقات کو، بڑے لوگوں کو facilitate کیا جاتا ہے تو کسان جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور وہ زراعت جس پر ہم depend کرتے ہیں اس کے لئے سوچیں اور اس کے لئے ایک تھنک ٹینک بنیں تاکہ کسان کو facilitate کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ملک محمد جاوید اعوان!ملک صاحب ذرا مختصر بات کریں، ساری باتیں ہو گئی ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے اسمبلی میں ٹیوب ویلوں کے کنکشنز کا بتایا تھا کہ ہمارے غریب کسانوں کے لئے جو ٹیوب ویل لگائے تھے ان کی بجلی کٹ گئی ہے تو انہوں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ہمیں کئی ملین روپے دیئے ہیں جس پر میں ضلع خوشاب کے کسانوں کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ضلع خوشاب میں پہاڑی علاقہ ہے وہاں پر موسم کی سبزیاں اگائی جاتی ہیں اگر ان کسانوں کو سبسڈی دی جائے اور انہیں سہولتیں دی جائیں تو ہمارے کسان بے موسمی سبزیوں میں کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔وہاں بہت غریب کسان ہیں ان کی چھوٹی چھوٹی holdings ہیں لیکن اس کے باوجود وہ کافی منافع کماتے ہیں۔جو بارانی علاقہ ہے جہاں نہری پانی نہیں جاتا اس کے لئے ایک lift irrigation scheme بنائی گئی تھی اسے بند کر دیا گیا ہے۔اس lift irrigation scheme پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن وہ اس وقت بند پڑی ہے اگر اسے دوبارہ چالو کر دیا جائے تو غریب کسان امید لگا کر بیٹھے ہیں اور اس سے ضلع خوشاب کے کسانوں کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! ضلع خوشاب میں پہاڑ ہیں، ریگستان اور میدان بھی ہیں یہ پنجاب کا سب سے خوبصورت ترین ضلع ہے۔ اگر زراعت میں جس طرح میرے تمام دوستوں نے کہا کہ کسانوں کو امداد دی جائے، سبسڈی دی جائے، باقی سہولیات دی جائیں اور ٹیکس کی چھوٹ دی جائے تو کسانوں کو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔ وہاں ایک شوگر مل ہے جو کسانوں کی ادائیگیاں نہیں کر رہی میری درخواست ہے کہ حکومت پنجاب مل والوں کو پابند کرے کہ غریب کسانوں کے جو ایک ایک سال سے گنّے کے پیسے نہیں دیئے جا رہے وہ ادا کرائے۔ کسانوں کے پچھلے سال سے چیک ملے ہوئے ہیں لیکن وہ bounce ہو چکے ہیں اور ابھی تک انہیں payment نہیں ہوئی۔ میری دوبارہ استدعا ہے کہ ان کسانوں کی payment کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس شوگر مل کا کیا نام ہے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! اس کا نام جوہر آباد شوگر مل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جتنے بھی ممبران تھے انہوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے۔ منسٹر صاحب! آپ نے اسے wind up کرنا ہے لیکن سارے ممبران اپنی بات کر کے چلے گئے ہیں اور اس وقت آپ کی بات سننے کے لئے ایوان میں کچھ ہی لوگ بچے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ سے ایک نئی بحث چھیڑیں گے اور ادھر کھڑے ہو کر پھر الف سے ہی شروع کریں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے کل wind up کریں۔ آپ کے پاس چٹیں بھی کافی ساری اکٹھی ہو گئی ہیں۔ آپ اسے کل ہی wind up کریں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 11۔فروری2016 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

ABDUL HANIF, RAJA
DISCUSSION On-
-Agriculture 734

question REGARDING-
-Details about construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 6114*)* 684

ABDUL RAUF MUGHAL, MR.
DISCUSSION On-
-Agriculture 736

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Abundance of fake bills in office of Accountant General Punjab 581
-Continuous increase in deaths of children due to Diphtheria 949
-Decrease in agricultural production due to weather effects 944
-Import of fruit and vegetable from India 702
-Import of unhygienic edibles 703
-Mismanagement in Burn Unit of Allied Hospital Faisalabad 945
-Non-availability of graveyard in UCs No.84 and 90 at Bund Road Lahore 830
-Not to repair the government residences of low grade employees 831
-Possession over PA House situated at Marri Pachadh, Rajanpur 701
-Press Conference by Dy. Director and Principal Higher Education 947
-Problems faced by students due to old rules for admission in universities 700
-Smuggling of Pakistani girls to Middle East under cover of Cultural Programmes 583
-Worst condition of Jinnah Garden due to entry of vehicles 706

ADNAN FAREED, QAZI
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Auditor General of Pakistan on Accounts of Government of Punjab for the year 2012-13 941

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-4th, 5th, 8th, 9th & 10th February, 2016 507,611,633,767,863

AGRICULTURE-
-General Discussion 713, 762, 949,988

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
DISCUSSION On-
-Agriculture 749

questions REGARDING- 652
655

PAGE NO.

-Construction of Arifwala-Pakpattan main road *(Question No. 2195*)*
-Construction of Sahiwal-Pakpattan main road *(Question No. 2197*)*
AHMED KHAN BALOCH, MR. *(Parliamentary Secretary for Public Prosecution)*
DISCUSSION On-
-Agriculture 758
RESOLUTION regarding-
-Show of unanimity with Kashmiri brethren 628
AHMED KHAN BHACHER. MR.
DISCUSSION On-
-Agriculture 732

question REGARDING-
-Details about Naib Tehsildars, Kanongos and Patwaries in district Mianwali *(Question No. 3850*)* 809
AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION On-
-Agriculture 762
AKHTAR ALI KHAN, CH.

Call attention Notice REGARDING 576
-Update of murder case of Ex Minister Ch. Shamshad Ahmed Khan
ALA-UD-DIN, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Abundance of fake bills in office of Accountant General Punjab 581
-Import of unhygienic edibles 703
-Smuggling of Pakistani girls to Middle East under cover of Cultural Programmes 583
-Worst condition of Jinnah Garden due to entry of vehicles 706
DISCUSSION On-
-AGRICULTURE 972

questions REGARDING- 818
-Details about receiving original registry of property by Registrars *(Question No. 32)* 868
-Service structure of technical paramedical staff of hospitals *(Question No.2759*)* 837

Resolution REGARDING-
-Demand for awarding "Nishan-e-Pakistan" to martyrs of hanging in Bangladesh due to love for Pakistan
AMEER MUHAMMAD KHAN, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Adjournment Motions No.237 & 728 of 2014 569

PAGE NO.

AMJAD ALI JAVAID, MR.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Decrease in agricultural production due to weather effects 944
-Mismanagement in Burn Unit of Allied Hospital Faisalabad 945
DISCUSSION On-
-AGRICULTURE 984

525

685

questions REGARDING- 518
-Details about property dealers in Toba Tek Singh *(Question No. 5855*)* 624
-Details about staff of Highways Department in Toba Tek Singh *(Question No. 6126*)*
-Target of receipt of tax from Toba Tek Singh during 2013-14 *(Question No. 5854*)*

Resolution REGARDING-
-Show of unanimity with Kashmiri brethren
ASHRAF ALI ANSARI, CH.

question REGARDING- 555
-Collection of Property Tax from Gujranwala *(Question No. 569)*
ATTA MUHAMMAD KHAN MANEKA, MIAN (*Minister for Religious Affairs & Auqaf)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Construction and repair of shrines in Gujranwala *(Question No. 1065)* 564
-Details about cash boxes and income of Datta Darbar Lahore *(Question No. 799)* 560
-Details about income sources and irregularities in Datta Darbar Lahore *(Question No. 2930*)* 547
-Details about land of Auqaf Department in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1140*)* 567
-Income of shrines under administrative control of Auqaf Department in district Sahiwal *(Question No. 790)* 557
-Land of Auqaf Department in Daska *(Question No. 696)* 554
-Land of Auqaf Department in Gujrat *(Question No. 1062*)* 562
-Land of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 1111*)* 566
-Land of Darbar Shah Sadiq Nahang Jhang *(Question No. 7242*)* 550

PAGE NO.

-Repair works of Badshahi Mosque Chiniot *(Question No. 7042*)* 549
-Shrines in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1141)* 568
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Daska *(Question No. 676)* 553
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 6908*)* 548

AUQAF & RELIGIOUS AFFAIRS DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Construction and repair of Darbar Hazrat Pir Burhanuddin, Chiniot *(Question No. 7043*)* 540 564
-Construction and repair of shrines in Gujranwala *(Question No. 1065)*
-Details about cash boxes and income of Datta Darbar Lahore *(Question No. 799)* 560
-Details about contracts of parking and shoes safety at Datta Darbar Lahore *(Question No. 2938*)* 523
-Details about income sources and irregularities in Datta Darbar Lahore *(Question No. 2930*)* 546
-Details about land of Auqaf Department in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1140*)* 566
-Income of shrines under administrative control of Auqaf Department in district Sahiwal *(Question No. 790)* 557 554
-Land of Auqaf Department in Daska *(Question No. 696)* 528
-Land of Auqaf Department in district Gujrat *(Question No. 5571*)* 562
-Land of Auqaf Department in Gujrat *(Question No. 1062*)* 537
-Land of Auqaf Department in Lahore *(Question No. 6836*)* 565
-Land of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 1111*)* 542
-Land of Auqaf Department in Shorkot *(Question No. 7241*)* 550
-Land of Darbar Shah Sadiq Nahang Jhang *(Question No. 7242*)* 548
-Repair works of Badshahi Mosque Chiniot *(Question No. 7042*)* 568
-Shrines in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1141)*
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Daska *(Question No. 676)* 553
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 6908*)* 547

AZMA ZAHID BUKHARI, MRS.

Resolution REGARDING-

-Demand for posting women for making pictures of women in NADRA and Passport offices 852

B

BILLS *(Considered and passed by the House)* **-**

PAGE NO.

-The Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016 591-602
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 604-607

C

Call attention Notices REGARDING 578
576
-DETAILS ABOUT ROBBERY IN BANK AND MURDERS IN TOBA TEK SINGH 708
710
-Murder of a citizen during robbery in Gujranwala 576
-Robbery and violence against women in Chiniot
-Robbery in MPA's house in Faisalabad
-Update of murder case of Ex Minister Ch. Shamshad Ahmed Khan

CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian

COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Construction and repair of road from Bucheki to Mangtanwala district Nankana Sahib *(Question No. 2012*)* 650
652
-Construction of Arifwala-Pakpattan main road *(Question No. 2195*)*
-Construction of overhead bridge at Ranjai road, Gujranwala *(Question No. 5407*)* 684
-Construction of overhead bridge at Toheed Chowk Faisalabad road *(Question No. 5172*)* 679
672
-Construction of ring-road in PP-130 Sialkot *(Question No. 3936*)* 686
-Construction of road from Alipur to Muzaffargarh *(Question No. 6134*)*
-Construction of road from Rajowal to Head Gulsher, Okara *(Question No. 7196*)* 694
-Construction of roads in UC No.41 Attari Saroba Lahore *(Question No. 4676*)* 674
655
-Construction of Sahiwal-Pakpattan main road *(Question No. 2197*)* 641
-Construction of Sheikhupura-Gujranwala Road *(Question No. 2430*)*
-Details about Chiniot-Jhang, Chiniot-Sargodha and Chiniot-Lahore roads *(Question No. 6481*)* 690
-Details about construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2228*& 6114*)* 638, 684
687
-Details about dual road from Sargodha to Khushab *(Question No. 6155*)*
-Details about extension of road from Thokar Niaz Baig to Chauburji Lahore *(Question No. 1897*)* 645
-Details about grant and utilization of development funds in district Faisalabad *(Question No. 3121*)* 660
-Details about staff of Highways Department in Toba Tek Singh 685
668

PAGE NO.

(Question No. 6126)*
-Details about toll tax at Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3722*)* 690
-Details about water supply tube well in Wahdat Colony Lahore *(Question No. 7021*)* 666
-Details of LEFCO contract and construction of Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3721*)* 692
-Dilapidation of roads of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 6712*)* 682
-Installation of transformer of tube well of Government Chauburji Garden Estate Quarters *(Question No. 5305*)* 675
-Pavement of road from Attari Saroba and Ali Housing Colony to others localities *(Question No. 4677*)* 689
-Reinstatement of Highway and Building Sub Division Fort Abbas *(Question No. 6215*)* 657
-Repair of Ferozpur road from Gajumatta to Kasur *(Question No. 2741*)* 689
-Widening of road from Haroonabad to Fort Abbas *(Question No. 6225*)*

D

DISCUSSION On-
-Agriculture 715,762,951,987

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Not to repair the government residences of low grade employees 831

Call attention Notice REGARDING 578

-DETAILS ABOUT ROBBERY IN BANK AND MURDERS IN TOBA TEK SINGH 960

DISCUSSION On-

-AGRICULTURE 569

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Starred Question No.2338 of 2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA 711

point of order REGARDING- 917
-Demand for making sure the presence of Ministers for Agriculture, Finance and Food in the House before starting general discussion on Agriculture 687 660 916

questions REGARDING-

PAGE NO.

-Details about Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3128*)*
-Details about dual road from Sargodha to Khushab *(Question No. 6155*)*
-Details about grant and utilization of development funds in district Faisalabad *(Question No. 3121*)*
-Recruitments in Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3107*)*

EXCISE & TAXATION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 555
-Collection of Property Tax from Gujranwala *(Question No. 569)*
-Collection of tax from beauty parlours in UC No.81 Lahore *(Question No. 1243)* 565
-Details about motor registration office in district Nankana Sahib *(Question No. 701)* 559 525
-Details about property dealers in Toba Tek Singh *(Question No. 5855*)* 511
-Details about property tax in district Sahiwal *(Question No. 4833*)*
-Details about Registration and Transfer Fees of motor vehicles *(Question No. 737)* 561 563
-Offices of Excise Department in Sahiwal *(Question No. 798)* 552
-Permits of wine sale in Rawalpindi *(Question No. 12)* 512
-Sale of wine in Lahore *(Question No. 5390*)* 553
-Staff of Excise & Taxation Department in Sahiwal *(Question No. 210)* 535
-Staff of Motor Registration Branch, Nankana Sahib *(Question No. 6188*)*
-Target of receipt of tax from Toba Tek Singh during 2013-14 *(Question No. 5854*)* 518

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-

-Adjournment Motions No.237 & 728 of 2014 569
-Auditor General of Pakistan on Accounts of Government of Punjab for the year 2012-13 941
-Questions No.2405 & 2014 asked by Dr. Syed Waseem Akhtar, MPA (PP-271) 822
-Questions No.3254,3529 and 3690 of 2014 asked by Chaudry Iftikhar Hussain Chhachhar, MPA (PP-188) and Mr. Amjad Ali Javaid, MPA (PP-86) 823
-Starred Question No.2338 of 2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA 569
-The issue of LDA Employees Housing Scheme, Thokar Niaz Baig raised in the reply of Starred Question No. 269 asked by Mrs. Ayesha Javed MPA 570

f

FAISAL FAROOQ CHEEMA, CH.

questions REGARDING-
-Construction of THQ Hospital Chak 46 Southern Sargodha 920 919

PAGE NO.

(Question No. 3233)*
-Establishment of cardiology centre in district Sargodha *(Question No. 3230*)*
FAIZA AHMED MALIK, MRS.

questions REGARDING- 686
-Construction of road from Alipur to Muzaffargarh *(Question No. 6134*)*
-Details about cash boxes and income of Datta Darbar Lahore *(Question No. 799)* 560
-Details about contracts of parking and shoes safety at Datta Darbar Lahore *(Question No. 2938*)* 523
-Details about dialysis machines in Services Hospital Lahore *(Question No. 2829*)* 892
-Details about income sources and irregularities in Datta Darbar Lahore *(Question No. 2930*)* 546
-Details about medical machinery in Services Hospital Lahore *(Question No. 2941*)* 913
-Installation of transformer of tube well of Government Chauburji Garden Estate Quarters *(Question No. 5305*)* 682

Resolution REGARDING- 625
-Show of unanimity with Kashmiri brethren
FAIZAN KHALID VIRK, MR.

question REGARDING-
-Registration of cases of fake court fee tickets and stamp papers *(Question No. 332*)* 806
FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*
DISCUSSION On-
-Agriculture 715

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-***
-On sad demise of Ex MPA and Deputy Chairman Senate Malik Muhammad Ali 637
-On sad demise of Mr. Riaz Shahid Ex MPA 987

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.

Resolution REGARDING- 627
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

PAGE NO.

h

HEALTH DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Budget allocated for patients of Thalassaemia in District Hospital Sargodha *(Question No. 3077*)* 907
-Construction of Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2820*)* 876
-Construction of THQ Hospital Chak 46 Southern Sargodha *(Question No. 3233*)* 920
-Details about Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3128*)* 917
-Details about BHUs and Hospitals in district Gujranwala (Que*stion No. 3321*)* 924
-Details about BHUs and RHCs in Kot Radha Kishan, Kasur *(Question No. 3498*)* 939
-Details about bringing BHUs of Sargodha into functional position *(Question No. 3327*)* 924
-Details about Children Hospital Lahore *(Question No. 3473*)* 934
-Details about DHQ Hospital Gujrat *(Question No. 3472*)* 936
-Details about DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3398*)* 929
-Details about diagnostic laboratories *(Question No. 3421*)* 931
-Details about dialysis machines in Services Hospital Lahore *(Question No. 2829*)* 892
-Details about emergency ward of Services Hospital Lahore *(Question No. 3484*)* 938
-Details about General Hospital Lahore *(Question No. 3474*)* 937
-Details about Health Centres of PP-222 Sahiwal *(Question No. 3399*)* 930
-Details about Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 3471*)* 934
-Details about medical machinery in Services Hospital Lahore *(Question No. 2941*)* 913
-Details about monitoring committees of hospitals *(Question No. 704*)* 882
-Details about Services Hospital Lahore *(Question No. 2832*)* 878
-Details about Trauma Centre of DHQ Hospital Dera Ghazi Khan *(Question No. 3395*)* 928
-Establishment of cardiology centre in district Sargodha *(Question No. 3230*)* 919
-Free medication of Diabetics in government hospitals *(Question No. 3080*)* 914
-Inauguration of BHU Chak No.235/9-R district Bahawalnagar *(Question No. 2388*)* 888
-Number and details of BHUs and RHCs in Faisalabad *(Question No. 3236*)* 921
-Number and details of BHUs/RHCs in district Sargodha *(Question No. 3345*)* 925
-Number and details of BHUs/RHCs in Jarranwala, Faisalabad *(Question No. 3351*)* 926
-Number and details of dispensaries in PP-200, Multan *(Question No. 3371*)* 927
-Number of Lady Health Supervisors in Gulberg Town Lahore *(Question No. 2323*)* 910

PAGE NO.

-Number of motor vehicles and ambulances in Services Hospital Lahore *(Question No. 2833*)* 912
-Number of posts of Senior Registrar in Sheikh Zayed Hospital Rahim Yar Khan *(Question No. 3359*)* 927
-Number of wards of DHQ Hospital Sahiwal and other details *(Question No. 2514*)* 910
-Problems of Rural Hospital Baseerpur,Okara *(Question No. 3245*)* 922
-Procedure of registration of private hospitals and other details *(Question No.3465*)* 932
-Recruitments in Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3107*)* 916
-Sanctioned posts in Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2819*)* 870
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Nankana Sahib *(Question No. 3090*)* 915
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3055*)* 902
-Service structure of technical paramedical staff of hospitals *(Question No. 2759*)* 868
-Worst condition of BHUs in district Okara *(Question No. 3250*)* 923

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.

ADJOURNMENT MOTION regarding-

-Continuous increase in deaths of children due to Diphtheria 949

questions REGARDING-

-Budget allocated for patients of Thalassaemia in District Hospital Sargodha *(Question No. 3077*)* 907
-Details about extension of road from Thokar Niaz Baig to Chauburji Lahore *(Question No. 1897*)* 645
-Free medication of Diabetics in government hospitals *(Question No. 3080*)* 914
-Land of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 1111*)* 565
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 6908*)* 547

Resolution REGARDING-

-Demand for posting women for making pictures of women in NADRA and Passport offices 850

I

IFFAT MARAJ AWAN, MS.

question REGARDING-

Number and details of BHUs/RHCs in Jarranwala, Faisalabad *(Question No. 3351*)* 926

PAGE NO.

IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, CHAUDRY

questions REGARDING- 922
-Problems of Rural Hospital Baseerpur,Okara *(Question No. 3245*)* 923
-Worst condition of BHUs in district Okara *(Question No. 3250*)*

IJAZ AHMAD, SHEIKH

Call attention Notice REGARDING 710
-Robbery in MPA's house in Faisalabad

IMRAN NAZIR, KHAWAJA *(Parliamentary Secretary for Health)*

Answers to the questions REGARDING-
-Budget allocated for patients of Thalassaemia in District Hospital Sargodha *(Question No. 3077*)* 907
-Construction of Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2820*)* 876
-Details about dialysis machines in Services Hospital Lahore *(Question No. 2829*)* 893
-Details about monitoring committees of hospitals *(Question No. 704*)* 882
-Details about Services Hospital Lahore *(Question No. 2832*)* 879
-Inauguration of BHU Chak No.235/9-R district Bahawalnagar *(Question No. 2388*)* 889
-Sanctioned posts in Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2819*)* 870
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3055*)* 902
-Service structure of technical paramedical staff of hospitals *(Question No. 2759*)* 868

INAM ULLAH KHAN NIAZI, MR.

Privilege motion REGARDING-
-Refusal by Vice Chancellor Sargodha Univeristy Bhakkar Campus to attend the telephone of MPA 579

IRFAN DAULTANA, MIAN

DISCUSSION On-
-Agriculture 751

Resolution REGARDING- 627
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

J

JAMIL HASSAN KHAN, MR.

question REGARDING-

PAGE NO.

-Construction and repair of road from Bucheki to Mangtanwala district Nankana Sahib *(Question No. 2012*)* 650

K

KARAM ELLAHI BANDIAL, MR.
DISCUSSION On-
-Agriculture 727

KHADIJA UMAR, MRS.

questions REGARDING- 674
-Construction of roads in UC No.41 Attari Saroba Lahore *(Question No. 4676*)* 820
-Details about license for sale of stamp papers in district Gujrat *(Question No. 408)* 820
-Details about software for computerization of record of Revenue Department in district Gujrat *(Question No. 405)* 528
-Land of Auqaf Department in district Gujrat *(Question No. 5571*)* 819
-Land of Land Commission in district Gujrat *(Question No. 404)* 675
-Pavement of road from Attari Saroba and Ali Housing Colony to others localities *(Question No. 4677*)* 628

Resolution REGARDING-
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

KHALID GHANI CHAUDHRY, MR.

questions REGARDING- 550
-Land of Darbar Shah Sadiq Nahang Jhang *(Question No. 7242*)* 542
-Land of Auqaf Department in Shorkot *(Question No. 7241**

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS)*** 587

point of order (ANSWER) REGARDING-
-Forced marriage of minor Christian girl resident of Dianipura Sialkot

KHURRAM ABBAS SIAL, MR.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Questions No.3254,3529 and 3690 of 2014 asked by Chaudry Iftikhar Hussain Chhachhar, MPA (PP-188) and Mr. Amjad Ali Javaid, MPA (PP-86) 823

L

LEADER OF OPPOSITION

PAGE NO.

-*See under Mehmood-ur-Rasheed*

LUBNA REHAN, MRS.

question REGARDING-
-Construction of road from Rajowal to Head Gulsher, Okara *(Question No. 7196*)* 694

M

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
DISCUSSION On-
-Agriculture 718

point of order REGARDING-
-Demand for grant of leave for presentation of a condemnation resolution on attack on office of "City 42" by suspending rules 712, 844

Resolutions REGARDING- 854,856
-Assurance of security of educational institutions 849
-Demand for fixing price of petrol at the rate of Rs.40 per liter
-Demand for implementation upon government decision of decreasing fee of private schools

MINISTER FOR AGRICULTURE
-*See under Farrukh Javed, Dr.*

MINISTER FOR COMMUNICATION & WORKS
-*See under Tanveer Aslam Malik, Mr.*

MINISTER FOR EXCISE & TAXATION
-*See under Mujtuba Shuja-ur-Rehman, Mian*

Minister for Human Rights & Minorities Affairs

-SEE UNDER KHALIL TAHIR SINDHU, MR.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-*See under Sana Ullah Khan, Rana*

MINISTER FOR RELIGIOUS AFFAIRS & AUQAF
-*See under Atta Muhammad Khan Maneka, Mian*

MOTIONS regarding-
-Suspension of rules for consideration of a bill 590,603
-Suspension of rules for presentation of a bill 615

MUHAMMAD AFZAL GILL, MR.

question REGARDING- 927

PAGE NO.

-Number of posts of Senior Registrar in Sheikh Zayed Hospital Rahim Yar Khan *(Question No. 3359*)*
MUHAMMAD ANEES QURESHI, MR.

question REGARDING- 939
-Details about BHUs and RHCs in Kot Radha Kishan, Kasur *(Question No. 3498*)*
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

Privilege motion REGARDING-
825
-INSULTING BEHAVIOUR OF INCHARGE POLICE CHECK POST AIRPORT SOCIETY RAWALPINDI WITH MPA 815
814

questions REGARDING-
-Correction of computerized record of Revenue Department in Rawalpindi *(Question No.6677*)*
-Issuance of "Fard Shamlat Land" in Rawalpindi *(Question No. 6676*)*
MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Secretary for Information & Culture)*
DISCUSSION On-
-Agriculture 760
MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.
DISCUSSION On-
964
-AGRICULTURE
929

questions REGARDING- 930
-Details about DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3398*)* 511
-Details about Health Centres of PP-222 Sahiwal *(Question No. 3399*)*
-Details about property tax in district Sahiwal *(Question No. 4833*)* 818
-Details about Tehsildar, Patwari and other staff in PP-222 Sahiwal *(Question No. 290)* 557
-Income of shrines under administrative control of Auqaf Department in district Sahiwal *(Question No. 790)* 563 553
-Offices of Excise Department in Sahiwal *(Question No. 798)*
-Staff of Excise & Taxation Department in Sahiwal *(Question No. 210)*
MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.
DISCUSSION On-
958
-AGRICULTURE

questions REGARDING-
-Construction of overhead bridge at Ranjai road, Gujranwala 684

PAGE NO.

(Question No. 5407)* 672
-Construction of ring-road in PP-130 Sialkot *(Question No. 3936*)*
-Details about land of Auqaf Department in tehsil Daska, Sialkot 566
(Question No. 1140)* 554
-Land of Auqaf Department in Daska *(Question No. 696)* 568
-Shrines in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1141)*
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Daska *(Question No. 676)* 553

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 630
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No.14 of 2016)

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
DISCUSSION On-
-Agriculture 754

MUHAMMAD AYUB KHAN, SARDAR, LT COL (RETD)

questions REGARDING-
-Computerization of land revenue record in district Toba Tek Singh 813
(Question No. 5687)* 668
-Details about toll tax at Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3722*)*
-Details of LEFCO contract and construction of Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3721*)* 666

MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ

Call attention Notice REGARDING 708

-ROBBERY AND VIOLENCE AGAINST WOMEN IN CHINIOT 734

DISCUSSION On- 695
-Agriculture

point of order REGARDING- 679
-Demand for correction of names of the development schemes of Chiniot 540

questions REGARDING- 690
-Construction of overhead bridge at Toheed Chowk Faisalabad road 548
(Question No. 5172)*
-Construction and repair of Darbar Hazrat Pir Burhanuddin, Chiniot *(Question No. 7043*)*
-Details about Chiniot-Jhang, Chiniot-Sargodha and Chiniot-Lahore roads *(Question No. 6481*)*
-Repair works of Badshahi Mosque Chiniot *(Question No. 7042*)*

PAGE NO.

MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY
DISCUSSION On-
-Agriculture 722
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK
DISCUSSION On-
989
-AGRICULTURE
MUHAMMAD KAZIM ALI PIRZADA, MIAN
DISCUSSION On-
-Agriculture 763
MUHAMMAD MASOOD ALAM, MAKDUM, SYED
DISCUSSION On-
975
-AGRICULTURE
MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.

questions REGARDING-
-Reinstatement of Highway and Building Sub Division Fort Abbas *(Question No. 6215*)* 689
-Widening of road from Haroonabad to Fort Abbas *(Question No. 6225*)* 689
MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN
DISCUSSION On-
-Agriculture 730

Resolution REGARDING- 624
-Show of unanimity with Kashmiri brethren
MUHAMMAD SAQLAIN ANWAR SIPRA, MR. *(Parliamentary Secretary for Religious Affairs & Auqaf)*

Answers to the questions REGARDING-
-Construction and repair of Darbar Hazrat Pir Burhanuddin, Chiniot *(Question No. 7043*)* 541
-Details about contracts of parking and shoes safety at Datta Darbar Lahore *(Question No. 2938*)* 523
-Land of Auqaf Department in district Gujrat *(Question No. 5571*)* 528
-Land of Auqaf Department in Lahore *(Question No. 6836*)* 537
-Land of Auqaf Department in Shorkot *(Question No. 7241*)* 543
MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING-
-Allotment of Evacuee Trust Property in Digi Mohala Saddar Bazar Lahore *(Question No. 3356*)* 809

PAGE NO.

-Computerization of land revenue record in district Toba Tek Singh *(Question No. 5687*)* 813
-Construction of THQ Hospital Chak 46 Southern Sargodha *(Question No. 3233*)* 920
-Correction of computerized record of Revenue Department in Rawalpindi *(Question No.6677*)* 815, 918
-Details about Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3128*)*
-Details about BHUs and Hospitals in district Gujranwala (Que*stion No. 3321*)* 924
-Details about BHUs and RHCs in Kot Radha Kishan, Kasur *(Question No. 3498*)* 940
-Details about bringing BHUs of Sargodha into functional position *(Question No. 3327*)* 925, 935
-Details about Children Hospital Lahore *(Question No. 3473*)* 937
-Details about DHQ Hospital Gujrat *(Question No. 3472*)* 929
-Details about DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3398*)* 932
-Details about diagnostic laboratories *(Question No. 3421*)* 939
-Details about emergency ward of Services Hospital Lahore *(Question No.3484*)* 938
-Details about General Hospital Lahore *(Question No. 3474*)* 930
-Details about Health Centres of PP-222 Sahiwal *(Question No. 3399*)*
-Details about illegal occupants of state-land in Harbanspura, Lahore *(Question No. 2432*)* 807
-Details about illegal possession over pond at state land in PP-180 Kasur *(Question No. 466)* 821, 935
-Details about Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 3471*)*
-Details about license for sale of stamp papers in district Gujrat *(Question No. 408)* 820
-Details about medical machinery in Services Hospital Lahore *(Question No. 2941*)* 913
-Details about Naib Tehsildars, Kanongos and Patwaries in district Mianwali *(Question No. 3850*)* 810
-Details about PLA Account in name of Chief Settlement Commissioner in Board of Revenue *(Question No. 6899*)* 817
-Details about receiving original registry of property by Registrars *(Question No. 32)* 818
-Details about software for computerization of record of Revenue Department in district Gujrat *(Question No. 405)* 820
-Details about Tehsildar, Patwari and other staff in PP-222 Sahiwal *(Question No. 290)* 819
-Details about Trauma Centre of DHQ Hospital Dera Ghazi Khan *(Question No. 3395*)* 929
-Establishment of cardiology centre in district Sargodha *(Question No. 3230*)* 919
-Free medication of Diabetics in government hospitals *(Question No. 3080*)* 915, 815
-Issuance of "Fard Shamlat Land" in Rawalpindi *(Question No. 6676*)* 819

PAGE NO.

-Land of Land Commission in district Gujrat *(Question No. 404)* 921
-Number and details of BHUs and RHCs in Faisalabad *(Question No. 3236*)*
-Number and details of BHUs/RHCs in district Sargodha *(Question No. 3345*)* 925
-Number and details of BHUs/RHCs in Jarranwala, Faisalabad *(Question No. 3351*)* 926
-Number and details of dispensaries in PP-200, Multan *(Question No. 3371*)* 928
-Number of Lady Health Supervisors in Gulberg Town Lahore *(Question No. 2323*)* 911
-Number of motor vehicles and ambulances in Services Hospital Lahore *(Question No. 2833*)* 912
-Number of posts of Senior Registrar in Sheikh Zayed Hospital Rahim Yar Khan *(Question No. 3359*)* 927
-Number of wards of DHQ Hospital Sahiwal and other details *(Question No. 2514*)* 910
-Problems of Rural Hospital Baseerpur,Okara *(Question No. 3245*)* 922
-Procedure of registration of private hospitals and other details *(Question No.3465*)* 933
-Recruitments in Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3107*)* 916
-Registration of cases of fake court fee tickets and stamp papers *(Question No. 332*)* 806
-Removal of corrupt employees of Revenue Department from their seats in Gujrat *(Question No. 3946*)* 812
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Nankana Sahib *(Question No. 3090*)* 915
-Settlement of land in Gujrat *(Question No. 3918*)* 811
-Worst condition of BHUs in district Okara *(Question No. 3250*)* 923

MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.

Resolutions REGARDING- 845
-Demand for provision of facility of Angiography in all DHQ Hospitals 846
-Demand for removal of illegal sign boards

MUHAMMAD SIBTAIN RAZA, SYED.

question REGARDING- 931
-Details about diagnostic laboratories *(Question No. 3421*)*

MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.

DISCUSSION On- 978

-AGRICULTURE 587

point of order REGARDING-
-Demand for provision of proper time for giving amendments in bills

MUHAMMAD WAHEED, MALIK, HAJI

PAGE NO.

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Questions No.2405 & 2014 asked by Dr. Syed Waseem Akhtar, MPA (PP-271) 822

MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK
DISCUSSION On-
-Agriculture 752

EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-The issue of LDA Employees Housing Scheme, Thokar Niaz Baig raised in the reply of Starred Question No. 269 asked by Mrs. Ayesha Javed MPA 570

Resolution REGARDING- 623
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

MUHAMMAD YAQOOB NADEEM SETHI, MR.

question REGARDING- 657
-Repair of Ferozpur road from Gajumatta to Kasur *(Question No. 2741*)*

MUJTUBA SHUJA-UR-REHMAN, MIAN *(Minister for Excise & Taxation)*

Answers to the questions REGARDING- 556
-Collection of Property Tax from Gujranwala *(Question No. 569)* 565
-Collection of tax from beauty parlours in UC No.81 Lahore *(Question No. 1243)* 559
-Details about motor registration office in district Nankana Sahib *(Question No. 701)* 525
-Details about property dealers in Toba Tek Singh *(Question No. 5855*)* 512
-Details about property tax in district Sahiwal *(Question No. 4833*)* 561
-Details about Registration and Transfer Fees of motor vehicles *(Question No. 737)* 563
-Offices of Excise Department in Sahiwal *(Question No. 798)* 553
-Permits of wine sale in Rawalpindi *(Question No. 12)* 513
-Sale of wine in Lahore *(Question No. 5390*)* 554
-Staff of Excise & Taxation Department in Sahiwal *(Question No. 210)* 535
-Staff of Motor Registration Branch, Nankana Sahib *(Question No. 6188*)* 518
-Target of receipt of tax from Toba Tek Singh during 2013-14 *(Question No. 5854*)*

MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN
DISCUSSION On-
-Agriculture 737

MUNAZIR HUSSAIN RANJHA, MIAN
DISCUSSION On-
-Agriculture 748

PAGE NO.

question REGARDING- 924
-Details about bringing BHUs of Sargodha into functional position *(Question No. 3327*)*
MURAD RAAS, DR.

questions REGARDING-
-Details about PLA Account in name of Chief Settlement Commissioner in Board of Revenue *(Question No. 6899*)* 817
-Land of Auqaf Department in Lahore *(Question No. 6836*)* 537

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-4th, 5th, 8th, 9th & 10th February, 2016 510,614,636,770,866
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
DISCUSSION On- 981
-AGRICULTURE

questions REGARDING- 786
-Delay in result of examination for posts of Tehsildars (BS-16) *(Question No. 1818*)* 878
-Details about Services Hospital Lahore *(Question No. 2832*)* 912
-Number of motor vehicles and ambulances in Services Hospital Lahore *(Question No. 2833*)* 910
-Number of wards of DHQ Hospital Sahiwal and other details *(Question No. 2514*)* 902
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3055*)*

Resolution REGARDING- 847
-Demand for declaring the day of 16th December as National Day attached with martyrs children of Army Public School Peshawar
NADIA AZIZ, DR.

question REGARDING-
-Number and details of BHUs/RHCs in district Sargodha *(Question No. 3345*)* 925
NAHEED NAEEM, MRS.

questions REGARDING-

PAGE NO.

-Details about BHUs and Hospitals in district Gujranwala (Question No. 3321*) 924
-Details about Tehsildars/Naib Tehsildars in district Gujranwala (Question No. 3320*) 791

NAJMA BEGUM, MRS.

question REGARDING-
-Details about Trauma Centre of DHQ Hospital Dera Ghazi Khan (Question No. 3395*) 928

NAUSHEEN HAMID, DR.

ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Non-availability of graveyard in UCs No.84 and 90 at Bund Road Lahore 830

DISCUSSION On- 981

-AGRICULTURE 785

questions REGARDING- 775
-Details about Patwar Circles in tehsil Sargodha (Question No. 1378*)
-Details about Patwaries and Gardawars in district Lahore (Question No. 1377*) 932
-Procedure of registration of private hospitals and other details (Question No.3465*)

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)*** 581

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- 950
-Abundance of fake bills in office of Accountant General Punjab 702
-Continuous increase in deaths of children due to Diphtheria 704
-Import of fruit and vegetable from India 945
-Import of unhygienic edibles 700
-Mismanagement in Burn Unit of Allied Hospital Faisalabad
-Problems faced by students due to old rules for admission in universities 584
-Smuggling of Pakistani girls to Middle East under cover of Cultural Programmes 707
-Worst condition of Jinnah Garden due to entry of vehicles 826

Privilege motion (ANSWER) REGARDING-

-INSULTING BEHAVIOUR OF INCHARGE POLICE CHECK POST AIRPORT SOCIETY RAWALPINDI WITH MPA

NAZIA RAHEEL, MRS. *(Parliamentary Secretary for Revenue)*

Answers to the questions REGARDING- 803

PAGE NO.

-Computerization of record of Revenue Department *(Question No. 2431*)* 787
-Delay in result of examination for posts of Tehsildars (BS-16) *(Question No. 1818*)* 796
-Details about dues for succession mutation *(Question No. 1294*)* 771
-Details about land of Land Commission in district Jhelum *(Question No. 1292*)* 785
-Details about Patwar Circles in tehsil Sargodha *(Question No. 1378*)* 776
-Details about Patwaries and Gardawars in district Lahore *(Question No. 1377*)* 791
-Details about Tehsildars/Naib Tehsildars in district Gujranwala *(Question No. 3320*)* 801
-Income under head of Registry Fee in district Jhelum *(Question No. 1295*)*

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-

-Collection of tax from beauty parlours in UC No.81 Lahore *(Question No. 1243)* **565**
-Inauguration of BHU Chak No.235/9-R district Bahawalnagar *(Question No. 2388*)* 888
-Number of Lady Health Supervisors in Gulberg Town Lahore *(Question No. 2323*)* 910

P

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HEALTH
-See under Imran Nazir, Khawaja

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE
-See under Muhammad Arshad, Rana

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PUBLIC PROSECUTION

-SEE UNDER AHMED KHAN BALOCH, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR RELIGIOUS AFFAIRS & AUQAF
-See under Muhammad Saqlain Anwar Sipra, Mr.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR REVENUE
-See under Nazia Raheel, Mrs.

PAGE NO.

points of order REGARDING-

-Demand for construction of overhead bridge between DHQ Hospital and Bahawalpur Victoria Hospital 696

-Demand for construction of remaining part of road from Police Line Layyah to Qaziabad 698

-Demand for correction of names of the development schemes of Chiniot 695

-Demand for grant of leave for presentation of a condemnation resolution on attack on office of "City 42" by suspending rules 712

-Demand for making sure the presence of Ministers for Agriculture, Finance and Food in the House before starting general discussion on Agriculture 711

-Demand for provision of proper time for giving amendments in bills 587

-Forced marriage of minor Christian girl resident of Dianipura Sialkot 586

-Non-payment of wages to labourers by contractors of Solar Park Project Bahawalpur 574

Privilege motions REGARDING-

-INSULTING BEHAVIOUR OF INCHARGE POLICE CHECK POST AIRPORT SOCIETY RAWALPINDI WITH MPA 825

-REFUSAL BY VICE CHANCELLOR SARGODHA UNIVERISTY BHAKKAR CAMPUS TO ATTEND THE TELEPHONE OF MPA 579

Q

questions REGARDING-

AUQAF & RELIGIOUS AFFAIRS DEPARTMENT-

-Construction and repair of Darbar Hazrat Pir Burhanuddin, Chiniot *(Question No. 7043*)* 540

-Construction and repair of shrines in Gujranwala *(Question No. 1065)* 564

-Details about cash boxes and income of Datta Darbar Lahore *(Question No. 799)* 560

-Details about contracts of parking and shoes safety at Datta Darbar Lahore *(Question No. 2938*)* 523

-Details about income sources and irregularities in Datta Darbar Lahore *(Question No. 2930*)* 546

-Details about land of Auqaf Department in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1140*)* 566

PAGE NO.

-Income of shrines under administrative control of Auqaf Department in district Sahiwal *(Question No. 790)* 557
-Land of Auqaf Department in Daska *(Question No. 696)* 554
-Land of Auqaf Department in district Gujrat *(Question No. 5571*)* 528
-Land of Auqaf Department in Gujrat *(Question No. 1062*)* 562
-Land of Auqaf Department in Lahore *(Question No. 6836*)* 537
-Land of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 1111*)* 565
-Land of Auqaf Department in Shorkot *(Question No. 7241*)* 542
-Land of Darbar Shah Sadiq Nahang Jhang *(Question No. 7242*)* 550
-Repair works of Badshahi Mosque Chiniot *(Question No. 7042*)* 548
-Shrines in tehsil Daska, Sialkot *(Question No. 1141)* 568
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Daska *(Question No. 676)* 553
-Shrines under administrative control of Auqaf Department in Sargodha *(Question No. 6908*)* 547

COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-

-Construction and repair of road from Bucheki to Mangtanwala district Nankana Sahib *(Question No. 2012*)* 650
-Construction of Arifwala-Pakpattan main road *(Question No. 2195*)* 652
-Construction of overhead bridge at Ranjai road, Gujranwala *(Question No. 5407*)* 684
-Construction of overhead bridge at Toheed Chowk Faisalabad road *(Question No. 5172*)* 679
-Construction of ring-road in PP-130 Sialkot *(Question No. 3936*)* 672
-Construction of road from Alipur to Muzaffargarh *(Question No. 6134*)* 686
-Construction of road from Rajowal to Head Gulsher, Okara *(Question No. 7196*)* 694
-Construction of roads in UC No.41 Attari Saroba Lahore *(Question No. 4676*)* 674
-Construction of Sahiwal-Pakpattan main road *(Question No. 2197*)* 655
-Construction of Sheikhupura-Gujranwala Road *(Question No. 2430*)* 641
-Details about Chiniot-Jhang, Chiniot-Sargodha and Chiniot-Lahore roads *(Question No. 6481*)* 690
-Details about construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2228*& 6114*)* 638, 684
-Details about dual road from Sargodha to Khushab *(Question No. 6155*)* 687
-Details about extension of road from Thokar Niaz Baig to Chauburji Lahore *(Question No. 1897*)* 645
-Details about grant and utilization of development funds in district Faisalabad *(Question No. 3121*)* 660
-Details about staff of Highways Department in Toba Tek Singh *(Question No. 6126*)* 685
-Details about toll tax at Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3722*)* 668
-Details about water supply tube well in Wahdat Colony Lahore *(Question No. 7021*)* 690

666

PAGE NO.

-Details of LEFCO contract and construction of Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3721*)* 692
-Dilapidation of roads of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 6712*)* 682
-Installation of transformer of tube well of Government Chauburji Garden Estate Quarters *(Question No. 5305*)* 675
-Pavement of road from Attari Saroba and Ali Housing Colony to others localities *(Question No. 4677*)* 689
-Reinstatement of Highway and Building Sub Division Fort Abbas 657
(Question No. 6215)* 689
-Repair of Ferozpur road from Gajumatta to Kasur *(Question No. 2741*)*
-Widening of road from Haroonabad to Fort Abbas *(Question No. 6225*)* 555

EXCISE & TAXATION DEPARTMENT-

-Collection of Property Tax from Gujranwala *(Question No. 569)* 565
-Collection of tax from beauty parlours in UC No.81 Lahore
(Question No. 1243) 559
-Details about motor registration office in district Nankana Sahib 525
(Question No. 701) 511
-Details about property dealers in Toba Tek Singh *(Question No. 5855*)*
-Details about property tax in district Sahiwal *(Question No. 4833*)* 561
-Details about Registration and Transfer Fees of motor vehicles 563
(Question No. 737) 552
-Offices of Excise Department in Sahiwal *(Question No. 798)* 512
-Permits of wine sale in Rawalpindi *(Question No. 12)* 553
-Sale of wine in Lahore *(Question No. 5390*)* 535
-Staff of Excise & Taxation Department in Sahiwal *(Question No. 210)*
-Staff of Motor Registration Branch, Nankana Sahib *(Question No. 6188*)* 518
-Target of receipt of tax from Toba Tek Singh during 2013-14
(Question No. 5854)*

HEALTH DEPARTMENT- 907

-Budget allocated for patients of Thalassaemia in District Hospital 876
Sargodha *(Question No. 3077*)*
-Construction of Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2820*)* 920
-Construction of THQ Hospital Chak 46 Southern Sargodha 917
(Question No. 3233)*
-Details about Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3128*)* 924
-Details about BHUs and Hospitals in district Gujranwala
(*Question No. 3321*)* 939
-Details about BHUs and RHCs in Kot Radha Kishan, Kasur
(Question No. 3498)* 924
-Details about bringing BHUs of Sargodha into functional position 934
(Question No. 3327)* 936
-Details about Children Hospital Lahore *(Question No. 3473*)* 929
-Details about DHQ Hospital Gujrat *(Question No. 3472*)* 931
-Details about DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3398*)*
-Details about diagnostic laboratories *(Question No. 3421*)* 892

PAGE NO.

-Details about dialysis machines in Services Hospital Lahore *(Question No. 2829*)* 938
-Details about emergency ward of Services Hospital Lahore *(Question No.3484*)* 937
-Details about General Hospital Lahore *(Question No. 3474*)* 930
-Details about Health Centres of PP-222 Sahiwal *(Question No. 3399*)* 934
-Details about Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 3471*)*
-Details about medical machinery in Services Hospital Lahore *(Question No. 2941*)* 913
-Details about monitoring committees of hospitals *(Question No. 704*)* 882
-Details about Services Hospital Lahore *(Question No. 2832*)* 878
-Details about Trauma Centre of DHQ Hospital Dera Ghazi Khan *(Question No. 3395*)* 928
-Establishment of cardiology centre in district Sargodha *(Question No. 3230*)* 919
-Free medication of Diabetics in government hospitals *(Question No. 3080*)* 914
-Inauguration of BHU Chak No.235/9-R district Bahawalnagar *(Question No. 2388*)* 888
-Number and details of BHUs and RHCs in Faisalabad *(Question No. 3236*)* 921
-Number and details of BHUs/RHCs in district Sargodha *(Question No. 3345*)* 925
-Number and details of BHUs/RHCs in Jarranwala, Faisalabad *(Question No. 3351*)* 926
-Number and details of dispensaries in PP-200, Multan *(Question No. 3371*)* 927
-Number of Lady Health Supervisors in Gulberg Town Lahore *(Question No. 2323*)* 910
-Number of motor vehicles and ambulances in Services Hospital Lahore *(Question No. 2833*)* 912
-Number of posts of Senior Registrar in Sheikh Zayed Hospital Rahim Yar Khan *(Question No. 3359*)* 927
-Number of wards of DHQ Hospital Sahiwal and other details *(Question No. 2514*)* 910
-Problems of Rural Hospital Baseerpur,Okara *(Question No. 3245*)* 922
-Procedure of registration of private hospitals and other details *(Question No.3465*)* 932
-Recruitments in Allied Hospital Faisalabad *(Question No. 3107*)* 916
-Sanctioned posts in Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2819*)* 870
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Nankana Sahib *(Question No. 3090*)* 915
-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Sahiwal *(Question No. 3055*)* 902
-Service structure of technical paramedical staff of hospitals *(Question No. 2759*)* 868
-Worst condition of BHUs in district Okara *(Question No. 3250*)* 923

REVENUE DEPARTMENT- 809
-Allotment of Evacuee Trust Property in Digi Mohala Saddar Bazar Lahore *(Question No. 3356*)* 813
-Computerization of land revenue record in district Toba Tek Singh 803

PAGE NO.

(Question No. 5687)*
-Computerization of record of Revenue Department *(Question No. 2431*)* 815
-Correction of computerized record of Revenue Department in Rawalpindi *(Question No.6677*)* 786
-Delay in result of examination for posts of Tehsildars (BS-16) *(Question No. 1818*)* 796
-Details about dues for succession mutation *(Question No. 1294*)* 806
-Details about illegal occupants of state-land in Harbanspura, Lahore *(Question No. 2432*)* 821
-Details about illegal possession over pond at state land in PP-180 Kasur *(Question No. 466)* 771
-Details about land of Land Commission in district Jhelum *(Question No. 1292*)* 820
-Details about license for sale of stamp papers in district Gujrat *(Question No. 408)* 809
-Details about Naib Tehsildars, Kanongos and Patwaries in district Mianwali *(Question No. 3850*)* 785
-Details about Patwar Circles in tehsil Sargodha *(Question No. 1378*)* 775
-Details about Patwaries and Gardawars in district Lahore *(Question No. 1377*)* 817
-Details about PLA Account in name of Chief Settlement Commissioner in Board of Revenue *(Question No. 6899*)* 818
-Details about receiving original registry of property by Registrars *(Question No. 32)* 820
-Details about software for computerization of record of Revenue Department in district Gujrat *(Question No. 405)* 818
-Details about Tehsildar, Patwari and other staff in PP-222 Sahiwal *(Question No. 290)* 791
-Details about Tehsildars/Naib Tehsildars in district Gujranwala 800
(Question No. 3320)* 814
-Income under head of Registry Fee in district Jhelum *(Question No. 1295*)* 819
-Issuance of "Fard Shamlat Land" in Rawalpindi *(Question No. 6676*)*
-Land of Land Commission in district Gujrat *(Question No. 404)* 806
-Registration of cases of fake court fee tickets and stamp papers *(Question No. 332*)* 812
-Removal of corrupt employees of Revenue Department from their seats in Gujrat *(Question No. 3946*)* 810
-Settlement of land in Gujrat *(Question No. 3918*)*

R

RAHEELA ANWAR, MRS.

questions REGARDING- 796

PAGE NO.

-Details about dues for succession mutation *(Question No. 1294*)*
-Details about land of Land Commission in district Jhelum *(Question No. 1292*)* 771
-Income under head of Registry Fee in district Jhelum *(Question No. 1295*)* 800

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 509,613,635,769,865
-4th, 5th, 8th, 9th & 10th February, 2016

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No.14 of 2016) 630

Resolutions REGARDING- 844
-Assurance of security of educational institutions 744
-Condemnation of attack on Media Houses 850
-Demand for amendments in laws for control over registration of false cases
-Demand for awarding "Nishan-e-Pakistan" to martyrs of hanging in Bangladesh due to love for Pakistan 837
-Demand for declaring the day of 16th December as National Day attached with martyrs children of Army Public School Peshawar 847 840
-Demand for exempting electricity bills of mosques from TV Fee 854
-Demand for fixing price of petrol at the rate of Rs.40 per liter
-Demand for implementation upon government decision of decreasing fee of private schools 849
-Demand for posting women for making pictures of women in NADRA and Passport offices 850 845
-Demand for provision of facility of Angiography in all DHQ Hospitals 846
-Demand for removal of illegal sign boards 616
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

REVENUE DEPARTMENT-
QUESTIONS regarding-
-Allotment of Evacuee Trust Property in Digi Mohala Saddar Bazar Lahore *(Question No. 3356*)* 809
-Computerization of land revenue record in district Toba Tek Singh *(Question No. 5687*)* 813
-Computerization of record of Revenue Department *(Question No. 2431*)* 803
-Correction of computerized record of Revenue Department in Rawalpindi *(Question No.6677*)* 815
-Delay in result of examination for posts of Tehsildars (BS-16) *(Question No. 1818*)* 786
-Details about dues for succession mutation *(Question No. 1294*)* 796
-Details about illegal occupants of state-land in Harbanspura, Lahore *(Question No. 2432*)* 806

PAGE NO.

-Details about illegal possession over pond at state land in PP-180 Kasur *(Question No. 466)* 821
-Details about land of Land Commission in district Jhelum *(Question No. 1292*)* 771
-Details about license for sale of stamp papers in district Gujrat *(Question No. 408)* 820
-Details about Naib Tehsildars, Kanongos and Patwaries in district Mianwali *(Question No. 3850*)* 809
-Details about Patwar Circles in tehsil Sargodha *(Question No. 1378*)* 785
-Details about Patwaries and Gardawars in district Lahore *(Question No. 1377*)* 775
-Details about PLA Account in name of Chief Settlement Commissioner in Board of Revenue *(Question No. 6899*)* 817
-Details about receiving original registry of property by Registrars *(Question No. 32)* 818
-Details about software for computerization of record of Revenue Department in district Gujrat *(Question No. 405)* 820
-Details about Tehsildar, Patwari and other staff in PP-222 Sahiwal *(Question No. 290)* 818
-Details about Tehsildars/Naib Tehsildars in district Gujranwala *(Question No. 3320*)* 791
-Income under head of Registry Fee in district Jhelum *(Question No. 1295*)* 800
-Issuance of "Fard Shamlat Land" in Rawalpindi *(Question No. 6676*)* 814
-Land of Land Commission in district Gujrat *(Question No. 404)* 819
-Registration of cases of fake court fee tickets and stamp papers *(Question No. 332*)* 806
-Removal of corrupt employees of Revenue Department from their seats in Gujrat *(Question No. 3946*)* 812
810

-SETTLEMENT OF LAND IN GUJRAT *(QUESTION NO. 3918*)*

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
DISCUSSION On-
-Agriculture 729

Resolution REGARDING- 626
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2016 591
-The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2016 604

	PAGE NO.
CALL ATTENTION NOTICES (Answers) regarding	
-DETAILS ABOUT ROBBERY IN BANK AND MURDERS IN TOBA TEK SINGH	578 709 710
-Robbery and violence against women in Chiniot	577
-Robbery in MPA's house in Faisalabad -Update of murder case of Ex Minister Ch. Shamshad Ahmed Khan	716
DISCUSSION On-	
-Agriculture	590, 603 615
MOTIONS regarding-	
-SUSPENSION OF RULES FOR CONSIDERATION OF A BILL	712
-Suspension of rules for presentation of a bill	711
points of order (ANSWERS) REGARDING-	586
-Demand for grant of leave for presentation of a condemnation resolution on attack on office of "City 42" by suspending rules	575
-Demand for making sure the presence of Ministers for Agriculture, Finance and Food in the House before starting general discussion on Agriculture	744
-Demand for provision of proper time for giving amendments in bills	837
-Non-payment of wages to labourers by contractors of Solar Park Project Bahawalpur	841 853
Resolutions REGARDING-	849
-Condemnation of attack on Media Houses	846
-Demand for awarding "Nishan-e-Pakistan" to martyrs of hanging in Bangladesh due to love for Pakistan	616
-Demand for exempting electricity bills of mosques from TV Fee	743
-Demand for fixing price of petrol at the rate of Rs.40 per liter -Demand for implementation upon government decision of decreasing fee of private schools -Demand for provision of facility of Angiography in all DHQ Hospitals -Show of unanimity with Kashmiri brethren	
SUSPENSION OF RULES-	
-Motion for suspension of rules for presentation of a resolution	
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR	
point of order REGARDING-	
-Demand for construction of remaining part of road from Police Line Layyah to Qaziabad	698
SHAHZAD MUNSHI, MR.	
QUESTIONS regarding-	

PAGE NO.

-Allotment of Evacuee Trust Property in Digi Mohala Saddar Bazar Lahore *(Question No. 3356*)* 809
-Details about Children Hospital Lahore *(Question No. 3473*)* 934
-Details about General Hospital Lahore *(Question No. 3474*)* 937

SHAUKAT HAYYAT KHAN BOSAN, MR.
QUESTION regarding-
-Number and details of dispensaries in PP-200, Multan *(Question No. 3371*)* 927

SHUNILA RUTH, MS.

point of order REGARDING-
-Forced marriage of minor Christian girl resident of Dianipura Sialkot **586**

SOBIA ANWAR SATTI, MRS.
QUESTION regarding-
-Permits of wine sale in Rawalpindi *(Question No. 12)* **552**

SURRIYA NASEEM, MS.
DISCUSSION On-

-AGRICULTURE
QUESTION regarding-
-Number and details of BHUs and RHCs in Faisalabad *(Question No. 3236*)* **987**

921

SUSPENSION OF RULES-
-Motion for suspension of rules for presentation of a resolution **743, 854**

T

TAHIR, MIAN

questions REGARDING-
-Construction of Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2820*)*
-Details about Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 3471*)*
-Details about water supply tube well in Wahdat Colony Lahore *(Question No. 7021*)* **876**
-Dilapidation of roads of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 6712*)* 934

PAGE NO.

-Sanctioned posts in Institute of Cardiology Faisalabad *(Question No. 2819*)* **690**

692

870

TANVEER ASLAM MALIK, MR. *(Minister for Communication & Works)*

Answers to the questions REGARDING-

-Construction and repair of road from Bucheki to Mangtanwala district Nankana Sahib *(Question No. 2012*)* 650
-Construction of Arifwala-Pakpattan main road *(Question No. 2195*)* 653
-Construction of overhead bridge at Ranjai road, Gujranwala *(Question No. 5407*)* 684
-Construction of overhead bridge at Toheed Chowk Faisalabad road *(Question No. 5172*)* 680
-Construction of ring-road in PP-130 Sialkot *(Question No. 3936*)* 672
-Construction of road from Alipur to Muzaffargarh *(Question No. 6134*)* 686

-Construction of road from Rajowal to Head Gulsher, Okara *(Question No. 7196*)* 694
-Construction of roads in UC No.41 Attari Saroba Lahore *(Question No. 4676*)* 674
-Construction of Sahiwal-Pakpattan main road *(Question No. 2197*)* 656
-Construction of Sheikhupura-Gujranwala Road *(Question No. 2430*)* 642
-Details about Chiniot-Jhang, Chiniot-Sargodha and Chiniot-Lahore roads *(Question No. 6481*)* 691
-Details about construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2228*& 6114*)* 638, 684
-Details about dual road from Sargodha to Khushab *(Question No. 6155*)* 688
-Details about extension of road from Thokar Niaz Baig to Chauburji Lahore *(Question No. 1897*)* 645
-Details about grant and utilization of development funds in district Faisalabad *(Question No. 3121*)* 660
-Details about staff of Highways Department in Toba Tek Singh *(Question No. 6126*)* 685
-Details about toll tax at Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3722*)* 668
-Details about water supply tube well in Wahdat Colony Lahore *(Question No. 7021*)* 691
-Details of LEFCO contract and construction of Lahore-Faisalabad road *(Question No. 3721*)* 667
-Dilapidation of roads of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 6712*)* 693
-Installation of transformer of tube well of Government Chauburji Garden Estate Quarters *(Question No. 5305*)* 683

PAGE NO.

-Pavement of road from Attari Saroba and Ali Housing Colony to others localities *(Question No. 4677*)* 676
-Reinstatement of Highway and Building Sub Division Fort Abbas *(Question No. 6215*)* 689
-Repair of Ferozpur road from Gajumatta to Kasur *(Question No. 2741*)* 657
-Widening of road from Haroonabad to Fort Abbas *(Question No. 6225*)* 690

points of order (ANSWERS) REGARDING- 697
-Demand for construction of overhead bridge between DHQ Hospital and Bahawalpur Victoria Hospital 696
-Demand for correction of names of the development schemes of Chiniot

TARIQ MEHMOOD, MIAN

ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Press Conference by Dy. Director and Principal Higher Education 947

DISCUSSION On- 953

-AGRICULTURE 564

questions REGARDING- 936
-Construction and repair of shrines in Gujranwala *(Question No. 1065)* 938
-Details about DHQ Hospital Gujrat *(Question No. 3472*)* 561
-Details about emergency ward of Services Hospital Lahore *(Question No. 3484*)* 562
-Details about Registration and Transfer Fees of motor vehicles *(Question No. 737)* 812
-Land of Auqaf Department in Gujrat *(Question No. 1062*)* 810
-Removal of corrupt employees of Revenue Department from their seats in Gujrat *(Question No. 3946*)* 629
-Settlement of land in Gujrat *(Question No. 3918*)*

Resolution REGARDING-
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

TARIQ MEHMOOD BAJWA, MR.

questions REGARDING-
-Details about motor registration office in district Nankana Sahib *(Question No. 701)* 559
-Staff of Motor Registration Branch, Nankana Sahib *(Question No. 6188*)* 535

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR

DISCUSSION On-
-Agriculture 738

PAGE NO.

question REGARDING- 821
-Details about illegal possession over pond at state land in PP-180 Kasur *(Question No. 466)*

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION On-
967
-AGRICULTURE

points of order REGARDING- 696
-Demand for construction of overhead bridge between DHQ Hospital and Bahawalpur Victoria Hospital 574

803
-NON-PAYMENT OF WAGES TO LABOURERS BY CONTRACTORS OF SOLAR PARK PROJECT BAHAWALPUR 641
638

questions REGARDING-
-Computerization of record of Revenue Department *(Question No. 2431*)* 806
-Construction of Sheikhupura-Gujranwala Road *(Question No. 2430*)* 882
-Details about construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2228*)* 512
-Details about illegal occupants of state-land in Harbanspura, Lahore *(Question No. 2432*)* 850
-Details about monitoring committees of hospitals *(Question No. 704*)* 840
-Sale of wine in Lahore *(Question No. 5390*)* 855
620

Resolutions REGARDING-
-Demand for amendments in laws for control over registration of false cases
-Demand for exempting electricity bills of mosques from TV Fee
-Demand for fixing price of petrol at the rate of Rs.40 per liter
-Show of unanimity with Kashmiri brethren

Z

ZULIFQAR ALI KHAN, MR.
DISCUSSION On-
-Agriculture 745
ZULQARNAIN DOGAR, MALIK

PAGE NO.

question REGARDING- 915

-Sanctioned posts of doctors in DHQ Hospital Nankana Sahib *(Question No. 3090*)*

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعرات 11، جمعتہ المبارک 12، سوموار 15، منگل 16۔فروری 2016)
(یوم الخمیس 2، یوم الجمع 3، یوم الاثنین 6، یوم الثلاثہ 7۔ جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19 (حصہ سوئم): شمارہ جات : 10تا13



صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

جمعرات، 11۔فروری2016

جلد 19: شمارہ 10

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	991
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	993
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	994
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)		
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	995
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	1038
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	1061

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
7۔	لاہور: کاہنہ میں ملک مسعود کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات	1075
	تحاریک استحقاق	
8۔	نشان زدہ سوال نمبر3946 کا غلط جواب	1076
	تحاریک التوائے کار	
9۔	راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	1078
10۔	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کا برن سنٹر فنکشنل نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	1079
11۔	سول ہسپتال گوجرانوالہ میں آپریشن کی لمبی تاریخیں دینے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	1080
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
12۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی2015	1082
	بحث	
13۔	زراعت پر عام بحث (۔۔۔جاری)	1094
	جمعۃ المبارک، 12۔فروری2016	
	جلد 19: شمارہ 11	
14۔	ایجنڈا	1107
15۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1109
16۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1110

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
17۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1111
18۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1154
	تحاریک التوائے کار	
19۔	مانگا منڈی میں واقع پاسکو کے گوداموں میں کھاد سٹور کرنے کا انکشاف	1179
20۔	لاہور کی گنجان آبادیوں میں ایل پی جی سٹیشنوں کی بھرمار	1181
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے تحریک	1183
22۔	مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015	1184
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) قوانین عوامی نمائندگان پنجاب 2016	1190
	سوموار، 15۔فروری 2016	
	جلد 19: شمارہ 12	
24۔	ایجنڈا	1199
25۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1201
26۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1202
	سوالات (محکمہ جات آبپاشی اور ٹرانسپورٹ)	
27۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1203
	تعزیت	
28۔	معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کے انتقال پر دعائے مغفرت	1204
29۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)	1204

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
30۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1235
	تحاریک استحقاق	
31۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1246
	تحاریک التوائے کار	
32۔	سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی عدم دلچسپی (۔۔۔جاری)	1247
33۔	پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ کرنے کی وجہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	1252
34۔	حفاظتی ٹیکوں کے مراکز میں سرنجیں نہ ہونے کی وجہ سے بچے حفاظتی ٹیکوں سے محروم	1254
35۔	گوجرانوالہ کے اکثر سرکاری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس نہ ہونے کی وجہ سے انتظامی امور متاثر	1255
36۔	ضلع فیصل آباد کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی، ڈاکٹرز کی حاضری اور صفائی کا مناسب بندوبست نہ ہونا	1257
37۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی انتظامیہ اور پبلشرز کی ملی بھگت سے کتابوں کی غیر معیاری چھپائی کا انکشاف	1258
38۔	کورم کی نشاندہی	1261

منگل،16۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 13

39۔	ایجنڈا	1265
40۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1267
41۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1268

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات جیل خانہ جات اور سپیشل ایجوکیشن)	
42۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1269
43۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1304
44۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1319
	پوائنٹ آف آرڈر	
45۔	اورنج لائن ٹرین منصوبے پر ایوان میں بحث کروانے کا مطالبہ	1339
	تحاریک استحقاق	
46۔	پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ (۔۔۔جاری)	1344
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	اورنج لائن ٹرین منصوبے پر ایوان میں بحث کروانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1345
	تحاریک التوائے کار	
48۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1347
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
49۔	نادرا اور پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1349
50۔	گورونانک دیوجی کے 547ویں یوم پیدائش پر ڈاک ٹکٹ کے اجراء کا مطالبہ	1350
51۔	انڈکس	

991

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 11۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم کو منظور کیا جائے۔

نوٹ: مجوزہ ترامیم منسلکہ پر دی گئی ہیں۔

992

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر37بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات پنجاب2015،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات وماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات پنجاب2015منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی2015 (مسودہ قانون نمبر43بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی2015،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صنعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی2015منظور کیاجائے۔

(بی) عام بحث

زراعت اور گنے کے کاشتکاروں کی شکایات پر ہونے والی عام بحث کو سمیٹنا

993

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،11۔فروری2016

(یوم الخمیس،2۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ
اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ
كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ
فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

سورۃ بنیٓ اسرآئیل 71 تا 72

جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا (71) اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور (نجات کے) رستے سے بہت دور (72)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمھارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک حضور آپ کے در سے
اس ٹھاٹھ سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔جی، میاں محمد اسلم اقبال سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال نمبر 1860 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی پی۔148 میں لیڈیز پارک کی تعداد و دیگر تفصیلات

***1860: میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔148 لاہور میں کتنے لیڈیز پارک ہیں اور کون کون سے ہیں اور ان پارکس میں عورتوں اور بچوں کے لئے کون سی سہولیات موجود ہیں؟

(ب) کیا حکومت لیڈیز پارک سمن آباد کی توسیع کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سمن آباد سکیم حلقہ۔148 میں دو لیڈیز پارک ہیں اور ایک فیملی پارک ہے اس میں جو سہولیات ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔	جھولے	10عدد	2۔	مونکی بار	3عدد
3۔	3۔سی سا	1عدد	4۔	سلائیڈ	1عدد
6۔	فٹبال جنگلہ	1عدد	6۔	دینی درسگاہ	2عدد
7۔	رات کے وقت لائٹنگ کا مناسب انتظام موجود ہے۔				

(ب) سمن آباد سکیم میں پہلے ہی دو لیڈیز پارک بنے ہوئے ہیں اور جگہ کم ہونے کی وجہ سے لیڈیز پارکوں میں مزید توسیع نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں ضمنی سوال ہے کہ منسٹر صاحب یہ فرمادیں کہ یہ جو دو لیڈیز پارک ہیں یہ کس کس جگہ پر ہیں اور جو فیملی پارک ہے یہ کس جگہ پر واقع ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! لیڈیز پارک دو ہیں ایک N Block adjacent چودھری کالونی سمن آباد میں ہے اس کا ایریا 11 کنال ہے۔ دوسرا لیڈیز پارک رسول پارک adjacent to football ground ہے اس کا ٹوٹل ایریا 8 کنال ہے جس کے 4 کنال پر یہ لیڈیز پارک ہے اور تیسرا جو فیملی پارک ہے وہ second round about سمن آباد میں ہے اس کا ایریا 16 کنال ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کا ضمنی سوال ہے جس کا جواب میں پہلے پڑھوں گا تاکہ پھر منسٹر صاحب اس کا جواب دے سکیں۔ سمن آباد سکیم میں پہلے ہی دو لیڈیز پارک بنے ہوئے ہیں اور جگہ کم ہونے کی وجہ سے لیڈیز پارکوں میں مزید توسیع نہیں ہو سکتی۔ گزارش یہ ہے کہ جو لیڈیز پارک سمن آباد ہے اس کے ساتھ تقریباً کوئی ڈیڑھ کنال کے قریب یا شاید اس سے زیادہ جگہ ہو گی وہاں پر ایک رقبہ موجود ہے یہاں پر آپ کے چیمبر میں ڈی جی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں پچھلے دنوں اُن سے بھی میں نے request کی تھی انہوں نے بھی اس پر کافی کام کیا ہے اور ایک اچھے انداز میں اس کیس کو وہ لے کر آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں ساتھ والی جو جگہ ہے وہ لیڈیز پارک کے بالکل adjacent ہے تقریباً ڈیڑھ کنال ہے اس پر قبضہ ہو چکا ہے۔ کسی نے اس پر جعلی رجسٹری کروائی ہوئی ہے اور وہ لیڈیز پارک کے بالکل ساتھ ہے۔ انہوں نے وہاں جم بنالیا ہوا ہے۔ صبح کو جب وہ ایکسر سائز کر رہے ہوتے ہیں اور ساتھ والی جگہ پر جب لیڈیز واک کرنے کے لئے آتی ہیں تو جب وہ لوگ اپنی vulgar زبان استعمال کرتے ہیں تو وہ آوازیں اس کے ساتھ پلاٹ پر سنی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ مجھے یہ بتادیا جائے کہ اس لیڈیز پارک کے ساتھ والی جگہ کا جو توسیع کا منصوبہ ہے اس کو کب تک vacate کروایا جاسکتا ہے اور اس کا موجودہ status کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ سوال ان کے متعلق تو نہیں بنتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ لیڈیز پارک کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کیونکہ کسی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ایک گراؤنڈ پر قبضہ ہو گیا ہے وہ گراؤنڈ کس کا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی گراؤنڈ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر ڈی جی صاحب بھی موجود ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔آپ منسٹر صاحب کی بات کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! این بلاک چودھری کالونی پارک سمن آباد کا ایریا 11 کنال ہے اگر اس حوالے سے ان کا کوئی سوال ہوتا تو ہم اس کی مزید معلومات منگوا لیتے وہ تمام معلومات ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہیں لیکن اگر آپ کہہ رہے ہیں کہ اس میں مزید issue ہے تو اس کو پھر explore کر لیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ کیا ہم اس کی توسیع کر سکتے ہیں؟ میں نے اسی بناء پر یہ بات کی ہے کہ اس کی توسیع ہو سکتی ہے کیونکہ ایل ڈی اے کی ایک proper scheme این بلاک سمن آباد ہے اس کے اندر پارک کی جگہ چھوڑی گئی ہے، سکول کی جگہ چھوڑی گئی، ڈسپنسری کی جگہ چھوڑی گئی اور وہاں پر کوئی پرائیویٹ لینڈ نہیں ہے اس لئے کوئی بندہ اس گراؤنڈ کی پرائیویٹ رجسٹری بھی نہیں کروا سکتا۔ اس گراؤنڈ کی ایک پرائیویٹ رجسٹری ہو گئی ہے جس کی بناء پر میں پوچھ رہا ہوں کہ اس جگہ کو کب تک ہم vacate کروا لیں گے تاکہ اس لیڈیز پارک کو وسیع کیا جا سکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اس کو کہیں عدالت وغیرہ میں pursue کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بالکل عدالت میں کیس ہے میں آپ سے agree کرتا ہوں۔ میں منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس وقت اس کا status کیا ہے تاکہ ہم اس کو مزید pursue کر سکیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جب یہ vacate ہو جائے کیا پھر اس کو پارک میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! وہ جس جم کی بات کر رہے ہیں وہ غالباً وہاں پندرہ بیس سال سے قائم ہے، کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اور ڈیپارٹمنٹ اس کو pursue کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس معاملے کو pursue کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس کو جلد priority base پر کر لیا جائے کیونکہ اب یہ پتا چلا ہے کہ انہوں نے اس کی رجسٹری کروائی ہوئی ہے پہلے ایسا نہیں تھا پہلے یہی تھا کہ شاید گورنمنٹ نے ان کو یہ جگہ لیز پر دی ہوئی ہے لیکن بعد میں یہ پتا چلا کہ اس جگہ پر قبضہ ہو گیا ہے اور اس کی رجسٹری ہو گئی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ آپ ان کو یہ ہدایت فرما دیں کہ اس کو priority base پر pursue کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو priority base پر pursue کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کی معلومات ٹھیک ہیں کہ اس کی واقعی کوئی رجسٹری بھی پیش کی ہوئی ہے لیکن محکمہ اس کو pursue کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مزید pursue کریں گے۔ اگر اس پر قبضہ ہوا ہے اور وہ vacate ہو کر اس پارک میں اضافہ ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس علاقے کے لوگوں کے لئے بہت اچھا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ڈی جی صاحب نے اس کیس کو بڑے اچھے طریقے سے دیکھا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کو as early as possible دیکھا جائے گا جس طرح منسٹر صاحب نے یہاں پر commitment کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے یہاں پر commitment کی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خرم وٹو صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ آپ کی اسمبلی کے متصل ایک پارک ہے اس کے حوالے سے پچھلے ایک دو دنوں سے کافی شور وغل ہو رہا ہے کہ اس پارک کو بند کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر کنکریٹ، سیمنٹ اور اینٹیں رکھ کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا پارک؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اسمبلی کے متصل ایک پارک ہے اس کے بارے میں باہر بھی لوگوں نے کافی کہا ہے اگر اس پر وزیر موصوف کچھ بتانا چاہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر تو کوئی گراؤنڈ نہیں ہے، وہ تو اسمبلی کی بلڈنگ ہے اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1966 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سیوریج کی صفائی و دیگر تفصیلات

*1966: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا مغلپورہ سب ڈویژن بڑے میاں درس قبرستان لاہور نے یونین کونسل نمبر 45 اور 46 کی گلیوں میں پچھلے دو سالوں کے دوران کتنی مرتبہ سیوریج کی صفائی کی ان کی گلی وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اس صفائی میں جن ملازمین نے حصہ لیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) اس ڈویژن کی حدود میں کون کون سے علاقے آتے ہیں؟

(د) اس سب ڈویژن کو سیوریج صفائی کی مد میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور یونین کونسل نمبر 45 اور 46 لاہور کے لئے کتنے فنڈز دیئے گئے، کتنے یونین کونسل نمبر 45 اور 46 کی سیوریج صفائی مہم پر خرچ ہوئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پچھلے دو سالوں میں واسا مغلپورہ سب ڈویژن نے شیڈول کے مطابق یونین کونسل نمبر 45اور46 کی گلیوں کی صفائی عملہ سے کروائی۔ سیوریج صفائی کے شیڈول کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس صفائی میں مندرجہ ذیل سٹاف نے حصہ لیا:

نام	عہدہ	گریڈ
محمد ادریس	سب انجینئر	11
پطرس مسیح	سیورمین	2
یوسف مسیح	سیورمین	2
وارث مسیح	سیورمین	2
شوکت مسیح	سیورمین	2
پرویز مسیح	سیورمین	2

(ج) اس ڈویژن کی حدود میں پیر اشوٹ کالونی، اچنٹ گڑھ۔ باغبیچی سیٹھاں والی، عظیم گراؤنڈ، درس بڑے میاں، مدنی کالونی، سحر روڈ، انگوری باغ سکیم، رام گڑھ، مغلپورہ، کوٹلی پیر عبدالرحمٰن، فیصل پارک، گنج مغلپورہ، لال پل، امرتسری محلہ، فیاض پارک اور عمر کالونی کے علاقے شامل ہیں۔

(د) اس سب ڈویژن کو سیوریج صفائی کی مد میں کوئی فنڈ علیٰحدہ سے نہیں ملتا بلکہ موجود سیوریج کی صفائی کرنے والا سٹاف سیوریج کی صفائی کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ یونین کونسل 45 نمبر اور 46 کی گلیوں میں پچھلے دو سالوں میں کتنی مرتبہ سیوریج کی صفائی کی گئی؟ جواب میں لکھ دیا گیا کہ پچھلے دو سالوں میں واسا مغلپورہ سب ڈویژن شیڈول کے مطابق صفائی کر رہا ہے۔ یہ شیڈول کیا ہے، کسی کے بلانے پر عملہ آتا ہے اور وہاں maintenance کا کوئی طریقہ ہے کہ وہاں پر monthly آیا جاتا ہے؟ وہاں سیوریج کے اتنے مسائل ہیں وہاں ہر دو سے تین ہفتے بعد سیوریج کو صاف کرنا پڑتا ہے تاکہ صاف پانی پیا جا سکے کیونکہ پانی اور سیوریج کی پائپ لائن mix ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کس شیڈول کے تحت صفائی کروائی جاتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کی پوری detail بھی دی گئی ہے کہ دو سالوں میں اس کی کس طرح صفائی کی گئی ہے۔ یونین کونسل نمبر 45 اور 46 کی کل سیوریج لمبائی 12 کلو میٹر ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کا جو normally شیڈول یہ ہے کہ سال میں دو مرتبہ regular صفائی کی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اگر کوئی شکایت آ جائے تو فوری طور پر آ کر اس کو rectify کر دیا جاتا ہے ورنہ سال میں دو مرتبہ ڈیپارٹمنٹ کا سٹینڈرڈ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وہاں کے سیوریج کا حال یہ ہے کہ اگر ہر دو سے تین ہفتے بعد یا چار ہفتے بعد صفائی نہ ہو تو پھر سیوریج کا پانی پینے والے پانی کے ساتھ مکس ہوتا ہے۔ وہ پانی پینا تو درکنار اس سے نہ نہایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وضو بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ اتنا خراب پانی ہے اس میں اتنی smell ہے کہ ہم وضو بھی نہیں کر سکتے۔ اگر یہ سال میں دو مرتبہ جائیں وہاں پر تو کوئی بلانے پر نہیں جاتا، مجھے تو پتا ہے کیونکہ لوگ مجھے فون کرتے ہیں کہ آپ واسا والوں کو فون کر دیں کہ یہاں پر آ کر صفائی کر دیں۔ واسا کا عملہ کسی کے کہنے پر نہیں آتا جب تک کوئی responsible شخص یا کوئی ایم پی اے فون نہ کرے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ وہاں پر پانی کے جو حالات ہیں اس کو پینا تو بہت دور کی بات ہے آپ اس پانی کو کسی طرح بھی استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ تو general statement ہوئی، میں نے کہا ہے کہ یہ شیڈول دیکھ لیں وہ پورا دیا گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! جز (د) کا جواب ہے کہ اس سب ڈویژن کو سیوریج صفائی کی مد میں کوئی فنڈ علیحدہ سے نہیں ملتا بلکہ موجود سیوریج کی صفائی کرنے والا سٹاف سیوریج کی صفائی کرتا ہے۔ اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ سیوریج لائن کتنی پرانی ہے، یہ کب ڈالی گئی تھی کیونکہ ان کو بار بار صاف کرنا پڑتا ہے وہاں پر اکثر یہی حالات ہوتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! definitely سیوریج کے پائپ تو پرانے ہی ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی replacement کا عمل بھی چل رہا ہے لیکن سوال کے جز(د) کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ کوئی علیحدہ سے فنڈ نہیں دیتا البتہ جز(ب) میں جن بندوں کی ڈیوٹیاں depute ہیں یہی بندے regular اس کام کی ڈیوٹی بھی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی علیحدہ فنڈ یا علیحدہ سٹاف نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ان کی replacement ہو رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ عمل ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور definitely لاہور کی بہت ساری جگہوں پر پائپ بہت پرانے ہو چکے ہیں جن کی replacement بھی ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اس کی کب تک replacement ہو سکے گی کیونکہ یہ مسئلہ بہت عرصے سے چل رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! replacement کی کوئی date دے سکتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے ساتھ ساتھ ابھی GASCO کا ایک پراجیکٹ فیز۔II چل رہا ہے جس میں پورے لاہور کی سیوریج لائن کو تبدیل کرنے کی proposal چل رہی ہے لیکن جو اس ایریے میں پائپ لگے ہوئے ہیں وہ 1988 کے ہیں وہ definitely پرانے ہیں ان کی replacement کی ضرورت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ process ongoing ہے جو چل رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا بہت اہم سوال ہے۔ یہ پائپ پرانے ہو گئے، بدلنے والے ہیں یہ ایک الگ issue ہے۔ سوال یہ ہے کہ سیوریج بند کیوں ہوتے ہیں ان کی صفائی کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کے پاس اس سوال کی کوئی detail ہے کہ یہ بند کیوں ہوئے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سیوریج پائپ بند ہونے کی تو بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لوگ استعمال ٹھیک نہیں کرتے، شاپر ڈال دیتے ہیں اور کوئی موٹی چیزیں ڈال دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں یہ ذرا وضاحت تو فرمائیں کہ لوگ کیا چیزیں ڈال دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو چیک کروا لیتے ہیں کہ کیا چیزیں ہیں۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔ آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1967 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: یونین کونسلز نمبر 45 اور 46 میں پانی کے نئے پائپ بچھانے کی تفصیلات

*1967: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونین کونسلز نمبر 45 اور 46 لاہور میں پانی کے پائپ کب بچھائے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان یونین کونسلز میں لگائے گئے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں جس کے باعث علاقے کے لوگوں کو سیوریج کا ملا پانی پینے کو مل رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقے کے لوگوں نے متعدد بار مغلپورہ سب ڈویژن واسا لاہور کے اعلیٰ حکام کو شکایات بھی نوٹ کروائیں لیکن اس پر تاحال کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا یونین کونسلز میں پانی کے نئے پائپ بچھانے کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ علاقے کے لوگوں کو بیماریوں سے پاک، صاف پانی فراہم کیا جا سکے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یونین کونسلز نمبر45اور46 میں مختلف اوقات میں فنڈز دستیاب ہونے پر واٹر سپلائی لائنیں بچھائی گئیں۔ مذکورہ یونین کونسلز میں واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی کا آغاز1988 میں ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ یونین کونسلز میں بچھائی گئی پائپ لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور لوگوں کو سیوریج کا ملا پانی پینے کو مل رہا ہے۔ تاہم جب کبھی اس قسم کی شکایت موصول ہوتی ہے تو موقع پر جا کر واٹر سپلائی لائن کو چیک کیا جاتا ہے اور شکایت رفع کی جاتی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پانی میں آلودگی کی زیادہ تر وجہ صارف کا اپنا ہی ½1انچ پائپ کا لیک ہونا ہوتا ہے جو اس کی اپنی ہی سیوریج کی ہودی سے گزر رہا ہوتا ہے۔ دسمبر2013 میں بھی مذکورہ علاقوں سے پانی کے نمونہ جات لے کر چیک کئے گئے ہیں جس کے مطابق پانی پینے کے لئے موزوں ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ جب بھی کوئی شکایت دفتر میں موصول ہوتی ہے تو فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور شکایت کو رفع کیا جاتا ہے۔

(د) جی ہاں! یونین کونسلز نمبر45اور46 کی کچھ گلیوں میں واٹر سپلائی لائنیں پرانی اور گہری ہو چکی ہیں جن کی تبدیلی منصوبہ گیسٹرو پیکج فیز۔II کے تحت کی جائے گی جو اس وقت پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب میں منظوری کے مراحل میں ہے۔ منصوبہ کی منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں میاں صاحب کو بتا دوں کہ پائپ بند کیوں ہوتے ہیں کیونکہ حکومت نے کوئی zoning نہیں کی ہوئی، میں آپ کو گلبرگ کے ایریا کا بتاتا ہوں کہ پہلے جس چار کنال کے گھر میں پانچ سے دس لوگ رہتے تھے اب وہاں پر بڑی building بن گئی ہیں لیکن جو سیوریج ڈالا گیا تھا وہ پانچ سے دس لوگوں کے لئے تھا اب وہاں 500 بندہ بلڈنگ کھڑی کر کے استعمال کر رہا ہے اس لئے وہ پائپ بلاک ہو رہے ہیں کیونکہ اس کی تیاری کے وقت proper zoning نہیں کی گئی تھی کہ اس کا کمرشل استعمال بھی ہو گا لیکن ابھی تک وہاں پر residential pipes چل رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!آپ ایسے نہ کریں، مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!یہ polythene ہوتا ہے جس کی وجہ سے سیوریج بند ہوتے ہیں۔ ان polythene shoppers کے استعمال پر پابندی لگنی چاہئے۔ دنیا بھر میں یہ polythene shoppers بند ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے اکیلے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ جی،ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!الف (جز) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ یونین کونسل نمبر45اور46 میں مختلف اوقات میں فنڈز دستیاب ہونے پر واٹر سپلائی لائنیں بچھائی گئیں۔مذکورہ یونین کونسلز میں واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی کا آغاز 1988 میں ہوا جیسے منسٹر صاحب نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ pipes کسی schedule کے مطابق ٹھیک ہوتے جائیں گے۔

جناب سپیکر!میں آپ کو بتا دوں کہ یہ صرف یونین کونسلز نمبر 45 اور 46 کے اندر problem نہیں ہے بلکہ یہاں پر جتنے بھی لاہور کے ایم پی ایز صاحبان بیٹھے ہوں گے تو وہ مجھے کوئی ایک حلقہ بتادیں کہ جہاں کچی آبادیوں کے اندر یہ problem نہ آرہی ہو؟یہاں پر کوئی ایک حلقہ ایسا نہیں ہے جہاں پر یہ problem نہ ہو۔ میں نے واسا کے ایم ڈی کے ساتھ آج سے دو سال پہلے بیٹھ کر بات کی تھی کہ اگر یہ سیوریج کا مسئلہ جیل روڈ سے لے کر فیروز پور روڈ تک ٹھیک کیا جائے تو کیا خرچہ آئے گا؟ انہوں نے کہا تھا کہ اس پر چار سے پانچ ارب روپے کا خرچہ آئے گا۔صرف 4 سے 5۔ارب روپے کے خرچے سے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدل جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!آپ نے لاہور کے سیوریج سسٹم کے حوالے سے بات کی تھی؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!یہ سوال واٹر سپلائی کے متعلق ہے۔ میں نے جس طرح بات کی کہ گیسٹرو فیز۔II تقریباً1.758 بلین کا پراجیکٹ ہے اور پورے لاہور میں pipes کی replacement ہونی تھی وہ تقریباً422 کلومیٹر تھی اس میں325 کلومیٹر تک pipes کی lay down length یا replacement کر دی گئی ہے۔اگر آپ specifically ان دو یونین کونسل کی بات کریں تو اس پراجیکٹ کے تحت یونین کونسل نمبر45 میں RF 23140 اور یونین کونسل نمبر46 میں RF 2180 پائپ لائن تبدیل کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ادھر پھر وہی issue دوبارہ اٹھایا گیا ہے کہ جب کوئی complaint کی جاتی ہے تو لوگ آ جاتے ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کوئی نہیں آتا اور اگر کوئی آتا ہوتا تو لوگ مجھے فون کیوں کرتے ؟جب سیوریج کا مسئلہ ہوتا ہے تو صفائی کے لئے کوئی بندہ نہیں آتا،جب پینے کے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے اور جب وہ دونوں مکس ہو جاتے ہیں تو کوئی بندہ صفائی کے لئے نہیں آتا جب تک کوئی نہ کوئی influential بندہ call نہ کرے۔

جناب سپیکر!جز(د) کے اندر جواب میں ہے کہ یہ اس وقت پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب میں منظوری کے مراحل میں ہے۔ منصوبہ کی منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد کام کا آغاز کر دیا جائے گا تو مجھے اس کی ذرا تھوڑی سی detail بتا دیں کہ یہ مرحلہ کب تک ختم ہو گا اور اس کے فنڈز کب دستیاب ہوں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحب!انہوں نے detail بتا دی ہے ۔چلیں!منسٹر صاحب!آپ detail دوبارہ بتا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!اسی کا جواب دیا گیا ہے کیونکہ جب یہ جواب دیا گیا تھا تو اس وقت یہ ان مراحل میں تھا۔ اب اس کے تحت 15-2014 میں یونین کونسل نمبر 45 میں 23140RF کی length change ہو گئی ہے اور یونین کونسل نمبر 46 میں 2180RF کی length change ہو گئی ہے۔ جو انہوں نے پہلے complaint والی بات کی تو اس پر یہ کوئی specific بات بتائیں لیکن جہاں تک میں نے انفارمیشن لی ہے تو ان کی ایک ہیلپ لائن 1334 بنی ہوئی ہے اور اس پر لوگ complaint کرتے ہیں اور وہ ریکارڈ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر!دوسرا ہر ڈویژن کا ایک پی ٹی سی ایل نمبر ہے اس پر بھی لوگ complaints کرتے ہیں اگر وہ نہ ہو تو ایس ڈی او یا ایکسیئن کے نمبرز بھی ہیں۔آپ کوئی specific بات بتائیں کہ اگر کسی نے complaint کی ہو اور اس کو وہاں سے proper جواب نہ ملا ہو تو پھر میرے خیال میں بندہ اس پر آگے ایکشن لینے کی پوزیشن میں ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں اور منسٹر صاحب یہاں سے باہر اٹھتے ہیں اور کسی کا فون پکڑتے ہیں کیونکہ میرا اور منسٹر صاحب کا نمبر بھی وہاں ریکارڈ ہوا ہے اور ہیلپ لائن پر complaint کرتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں کہ کتنی دیر میں respond آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں!آپ اس پر try کریں پھر ہم منسٹر صاحب سے پوچھیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔اللہ کرے کہ آج آپ مطمئن ہو جائیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2187 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی ایچ اے میں ملازمین کی کمی کی تفصیلات

*2187: میاں طاہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی ایچ اے فیصل آباد کے زیر کنٹرول اس وقت تقریباً ایک ہزار سے زائد گراؤنڈز ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گراؤنڈ کی دیکھ بھال کے لئے پی ایچ اے فیصل آباد کے پاس صرف 300 کے قریب ملازم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گراؤنڈز کی تعداد کے مطابق ملازمین کی تعداد انتہائی کم ہے؟

(د) کیا حکومت مزید ملازمین فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست نہ ہے پی ایچ اے کے زیر کنٹرول گراؤنڈز / پارکس کی کل تعداد 303 ہے گرین بیلٹس اور سنٹرل میڈینز کی تعداد 92 اور چوکس وغیرہ کی تعداد 74 ہے۔

(ب) پی ایچ اے کے پاس اس وقت دستیاب مالی / بیلداران کی تعداد 545 ہے جن میں سپروائزری سٹاف بھی شامل ہے

(ج) بالکل درست ہے پی ایچ اے کے موجودہ زیر کنٹرول رقبہ کے مطابق باغبانی / ایگریکلچر فارمولا کے تحت ادارہ کو 1416 مالی بیلداران کی ضرورت ہے جبکہ اس وقت صرف 545 بیلداران / مالی کام کر رہے ہیں۔

(د) پی ایچ اے نے حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کروائی ہے اور معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! مطمئن ہونے کی بات نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں نے یہ سوال 26۔اگست2013 کو جمع کروایا تھا اور مارچ 2014 میں اس کا جواب ملا ہے۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ اتنے عرصے بعد جو جواب آ رہا ہے۔ میں نے 2013 میں تیاری کی تھی تو اب وہاں پر حالات مختلف ہیں۔ اسمبلی کے rules یہ کہتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر اندر اس کا جواب آنا چاہئے لیکن تاخیر کی وجوہات منسٹر صاحب یہاں پر ایوان کو بتائیں اور آج آپ یہ ruling پاس کریں۔ تمام معزز ممبران میری اس بات کا ساتھ دیں کہ اگر کوئی بھی معزز ممبر سوال پوچھتا ہے تو اس کا پندرہ دن کے اندر اندر جواب آنا چاہئے لیکن دو سال میں تو بچہ پیدا ہو کر چلنا بھی شروع کر دیتا ہے اور جواب تب آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس سوال کا جواب 25۔مارچ 2014 کو آ گیا تھا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! دیکھیں! ایک سال بعد جواب آیا ہے اور ابھی جو جواب دیا گیا ہے، آپ منسٹر صاحب کے ساتھ میری ایک میٹنگ اپنے چیمبر میں رکھ لیں تو میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر میرے سوال کا جواب درست ہو تو آپ جو سزا تجویز کریں گے میں وہ قبول کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ سے پہلے کہا تھا کہ اللہ کرے کہ آپ مطمئن ہو جائیں اور مجھے اندازہ یہی تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون سے جز سے مطمئن نہیں ہیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جز(الف) میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ پی ایچ اے فیصل آباد کے زیر کنٹرول اس وقت تقریباً ایک ہزار سے زائد گراؤنڈز ہیں جس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر 303 پارکس ہیں، 92 گرین بیلٹس ہیں اور 74 چوکس ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس میں کیا غلط ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! اب ان کی ٹوٹل تعداد 469 بنتی ہے تو میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جتنے لوگ بتائے گئے ہیں یعنی اس میں 545 کام کرتے ہیں جن میں دفتر کا سٹاف بھی شامل ہے تو کون سا ایسا پارک ہے، دس دس ایکڑ کے پارکس ہیں اور ان میں ایک صرف مالی ہے تو وہ کیسے چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جناب سپیکر!اس میں غلط کون سی بات ہے۔ میاں صاحب!اب اس میں غلط کیا بات ہے؟آپ کہیں کہ ان کی تعداد کم ہے اور آپ یہ تعداد بڑھادیں۔آپ انہیں تجویز دیں کہ 545 سے بڑھا کر1000 کر دیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!میں غلط یہ کہہ رہا تھا کہ میرے دو سوال ہیں اور اس میں، میں نے تنخواہوں کا پوچھا تھا کہ تنخواہیں ٹی ایم اے دے رہا ہے یا نہیں دے رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اسی سوال پر رہیں اور جب اس کا جواب آئے گا تو تب بات کریں گے۔ میاں صاحب!میرا خیال ہے کہ آپ سوچ کر آتے ہیں کہ تنقید کرنی ہے۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!جب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا تو پھر تنقید نہ کروں تو کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اس میں کیا غلط ہے؟

میاں طاہر:جناب سپیکر!میں اپنے حلقے سے ووٹ لے کر آیا ہوں اور لوگ مجھے پوچھتے ہیں کہ ہم نے آپ کو ووٹ دے کر اسمبلی بھیجا ہے تو اب میں پھر تنقید نہ کروں تو کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!میڈیا دیکھ رہا ہے اور اپوزیشن یہاں پر موجود ہے۔آپ صرف مجھے ہی قائل کر لیں کہ اس میں غلط کیا بات ہے؟وہاں545 بیلدار ہیں،303 پارکس ہیں،72 چوکس وغیرہ ہیں۔ انہوں نے اس کی مکمل detail دی ہوئی ہے تو اس میں کیا غلط ہے؟

میاں طاہر:جناب سپیکر!انہوں نے جو 545 تعداد دی ہے اس میں سے اکثر لوگ افسروں کے گھروں میں کام کر رہے ہیں اور پارکس ویران پڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ میری بات سنیں،آپ یہ بات کریں کہ یہ 545 ملازمین وہاں موجود نہیں ہیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!مجھے منسٹر صاحب یہ 545 ملازمین on ground پورے کر کے دکھائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!آپ بتائیں کہ آپ کے پاس وہاں پر 545 لوگ نہیں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں،ویسے میری گزارش ہو گی کہ اس ایوان میں بامقصد گفتگو ہونی چاہئے۔ انہوں نے اپنے سوال کے متعلق پہلی بات یہ کی ہے کہ 2013 کو یہ سوال پیش ہوا لیکن اس کا جواب 14-01-23 کو دیا گیا ہے۔آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں کتنا time period involve ہے۔

جناب سپیکر!دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ میں اس انفارمیشن کو مزید updateکر دیتا ہوں۔اس وقت پارکس کی تعداد318 ہے، جواب میں اس کی تعداد303 لکھی ہوئی ہے۔اب پارکس کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے اور545 ملازمین کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ اس periodمیں پی ایچ اے فیصل آباد نے اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز سے منظوری لے کر مزید400 بیلدار daily wagesپر بھرتی کر لئے ہیں۔اب اس وقت عملی طور پر وہاں پر ان کی تعداد945 ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!ان کا جو دوسرا سوال ہے کہ ایک ایکڑ پر کتنے ملازمین ہونے چاہئیں؟ٹھیک ہے ان کا سوالvalid ہے اس کے figuresلینے کی بھی میں نے کوشش کی ہے، جس طرح جواب کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ 1416 مالیوں، بیلداروں کی ضرورت ہے اور اس کا فارمولا کیا ہے؟ عام طور پر جو فارمولا استعمال ہوتا ہے کہ ایک ایکڑ پر کم از کم دو مالی ہونے چاہئیں۔اب ان کی تعداد945 ہو گئی ہے،ابھی بھی کچھ کمی ہے،اس کمی کو دور کرنے کے لئے محکمہ نے گورنمنٹ کو لکھا ہوا ہے۔جیسے ہی اس کی منظوری آتی ہے بقایاbalance کو بھی پورا کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ یہ کہتے ہیں کہ ساری بات جو آپ نے کی ہے وہ غلط ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!اس کا تو کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب!ایسے بات نہ کیا کریں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!میں on the floor of the Houseیہ بات کہہ رہا ہوں کہ on groundsاتنے لوگ نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر!صاحب آپ میاں صاحب کو ہر ایک ملازم کا نام،اس کا ایڈریس،اس کا ٹیلیفون نمبرprovide کر دیں اور اسمبلی میں بھیprovide کر دیں۔آپ نے جو تعداد بتائی ہے وہ کم ہوئی تو پھر آپ کے محکمہ کے خلاف actionہو گا، نہیں تو میاں صاحب اس بات پر معذرت ضرور کریں گے۔ میاں صاحب!مذاق نہ بنائیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ڈیوٹی کہاں کہاں پر کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:کیا فرمایا ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ڈیوٹی کہاں کہاں پر کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کی یہ بات ٹھیک ہے، آپ یہ پوچھیں کہ وہ لوگ ڈیوٹی کہاں پر کر رہے ہیں لیکن پہلے آپ نے کہہ دیا کہ ساری بات ہی غلط ہے۔

میاں طاہر: میں نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے on the floor of the House مجھے غلط بیانی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ میرے حلقہ میں وزیر موصوف کا ایک visit رکھوا دیں تو ان کو سمجھ آ جائے گی کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ سے متفق ہوں، آپ کی بات ٹھیک ہو گی، آپ وہی بات کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ڈی جی پی ایچ اے کو فون کر کے تھک گیا ہوں کہ خدارا ان پارکس میں مالی بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اس قسم کی بات آپ بغیر تصدیق کے نہ کیا کریں، بغیر تصدیق کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، ایسے نہ کیا کریں، اسمبلی کے وقار کا خیال کیا کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس حلقے کا رہائشی ہوں، میں تصدیق کر کے بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں کہ یہ جو ملازمین ہیں، جب پی ایچ اے بنا تو یہ ٹی ایم اے سے ٹرانسفر ہوئے اور پی ایف سی گرانٹ کے تحت ان کا ایک fix salary budget ہے جو ان 545 ملازمین پر خرچ ہوتا ہے جن کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ وہاں پر نہیں ہیں، اس کا بجٹ بھی میں بتا دیتا ہوں۔ ان کو پی ایف سی گرانٹ کے تحت جو بجٹ ملتا ہے وہ 172.049 ملین ہے جو ان کی salaries کے against ان کو direct آتا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی concrete بات ہے کہ فلاں بندہ محکمہ کا ملازم ہونے کے باوجود کہیں اور کام کر رہا ہے تو اس کی تفصیل بتائیں ہم ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کس کے گھر کام کر رہے ہیں، آپ وزیر موصوف کو بتائیں یہ ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

میاں طاہر: جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ No point of order. اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے جی، محترمہ!

(اذان ظہر)

میاں رفیق صاحب! اگر آپ کو نیند آئی ہے تو میرے چیمبر میں کافی پی کر آ جائیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے تو نیند نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اندازہ کیا ہے کیونکہ آپ نے اتنی بڑی جمائی لی ہے تو میں نے کہا شاید۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے جمائی لی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تو آپ کو کافی کی آفر کر رہا ہوں، آپ میرے چیمبر میں جا کر کافی پی سکتے ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2211 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی ایچ اے پارکس سے متعلقہ تفصیلات

*2211: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں پی ایچ اے کے پارکس کی علاقہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان پارکس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ملازمین کی تعداد بہت کم ہے؟

(ج) مذکورہ پارکس کی دیکھ بھال کے لئے یکم جنوری2011 سے آج تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے؟

(د) کیا حکومت لاہور شہر میں نئے پارکس بنانے اور پارکس کی دیکھ بھال کے لئے مزید ملازمین رکھنے اور جو عارضی ملازمین ہیں ان کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو پانچ سال سے زائد عرصہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے چکے ہیں، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور شہر میں پی ایچ اے کے پارکس کی علاقہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی ایچ اے میں پارکس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ملازمین کی تعداد مناسب ہے۔

(ج) پارکس کی دیکھ بھال کے لئے یکم جنوری2011 سے آج تک 327 ملازمین بھرتی کئے گئے جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور شہر میں حکومت کی طرف سے جو بھی نئی سوسائٹیز بنیں گی ان کے پارکس کی دیکھ بھال پی ایچ اے کرے گا۔ ڈیلی پیڈ ملازمین جو پچھلے پانچ سالوں سے کام کر رہے ہیں ان کو ریگولر کرنے کے حوالے سے حکومتِ پنجاب کی ہدایت کا انتظار ہے کیونکہ ڈیلی پیڈ ملازمین کو ریگولر کرنے کا مسئلہ پی ایچ اے کے علاوہ دیگر محکمہ جات میں بھی زیرِ بحث ہے۔ تاہم حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں جونہی ہدایات موصول ہوں گی فوراً عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پی ایچ اے لاہور کے جو ملازمین ہیں جس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ مناسب تعداد میں موجود ہیں اور 2011 کے بعد بھی 327 ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں۔ میں ان کا status پوچھنا چاہوں گی کہ ان میں سے کتنے ریگولر، کتنے permanent اور کتنے daily wages پر کام کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس وقت جو ٹوٹل ملازمین ہیں ان کی تعداد 6370 ہے۔ آپ نے جس طرح سے سوال کیا ہے کہ ان کو bifurcate کر کے بتایا جائے؟

جناب سپیکر!میں عرض کروں گا کہ اس وقت جو ریگولر ملازمین ہیں ان کی تعداد3470 ہے،جو ملازمین اس ڈیپارٹمنٹ میں دوسرے محکموں سے deputation پر کام کر رہے ہیں ان کی تعداد چودہ ہے۔اس کے علاوہ وہ ملازمین جو contract basis پر پی ایچ اے میں ملازم ہیں ان کی تعداد320 ہے،اس کے علاوہ ورک چارج ملازمین جو89 دن کے contract پر کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 28 ہے اور جو daily wages پر کام کر رہے ہیں ان کی تعداد2549 ہے۔اس طرح ان کی ٹوٹل تعداد6370 بنتی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ!فرمائیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پی ایچ اے میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے ملازمین کی ہے جو daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ان میں سے بہت سے ملازمین ایسے ہیں جو پندرہ بیس سال سے ملازم ہیں اور آج بھی وہ daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ان ملازمین کو کوئی میڈیکل کی سہولت ہے اور نہ ہی پنشن،گریجویٹی ملتی ہے۔انہوں نے جز(د) میں جواب دیا ہے کہ اس سلسلے میں معاملہ زیر بحث ہے۔میں نے 2014 میں سوال کیا تھا اس وقت 2016 ہے،میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ دو سال کے بعد اب ان کا status کیا ہے،کیا ان کو permanent یا ریگولر کرنے کے لئے کوئی step لیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر موصوف صاحب!ان کو permanent کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے جو پندرہ،پندرہ سال سے آپ کے پاس کام کر رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ،شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!یہ ایک policy matter ہے چونکہ daily wages ملازمین صرف پی ایچ اے میں نہیں ہیں بلکہ تمام محکمہ جات میں موجود ہیں۔اس کے لئے مختلف کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں،ان کی meetings کا سلسلہ جاری ہے۔جس دن بھی گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں directions آ گئیں کہ daily wages ملازمین کو permanent کر دیا جائے تو اس پر پی ایچ اے کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن ابھی تک کوئی ایسا decision نہیں ہوا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز(د) میں کہا گیا ہے کہ لاہور شہر میں، میں حکومت کی طرف سے جو بھی نئی سوسائٹیز بنیں گی ان کے پارکس کی دیکھ بھال پی ایچ اے کرے گا۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے جاننا چاہوں گی کہ نئی سوسائٹیز کی دیکھ بھال پی ایچ اے کرے گا لیکن پہلے سے جو کوآپریٹو سوسائٹیز موجود ہیں ان کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ پرائیویٹ سوسائٹیز بھی اس میں شامل ہیں، یا جو بھی کوئی نئی سوسائٹیز بنیں گی ان کو اس میں شامل کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کا جو سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نئی سوسائٹیز سے یہاں مراد وہ سوسائٹیز ہیں جو گورنمنٹ یا ایل ڈی اے کی طرف سے بنیں گی ان کی ذمہ داری پی ایچ اے پر ہے۔ جہاں تک پرائیویٹ سوسائٹی کا سوال ہے تو اس کی maintenance انہیں خود کرنا پڑتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو کوآپریٹو سوسائٹیز ہوتی ہیں وہ پرائیویٹ نہیں ہوتیں بلکہ گورنمنٹ کی ہوتی ہیں، ان کا کیا status ہے ان کی look after کون کرے گا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹیز گورنمنٹ کی نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ایک اپنا سلسلہ ہوتا ہے، ان کا اپنا بورڈ ہوتا ہے، ان کا اپنا میکنزم ہوتا ہے اور وہ خود اپنی ہر چیز کی دیکھ بھال کرتے ہیں

It has nothing to do it with the Government.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے request کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، request کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں جس جگہ رہتی ہوں میں عرصہ دراز سے خواہشمند تھی کہ وہاں سے حمزہ شہباز شریف یا وزیر اعلیٰ کا گزر ہو جاتا تو شاید اس علاقے میں بھی کہیں پر پودے لگ جاتے لیکن

آج موقع مل گیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے request کروں گی کہ اگر پی ایچ اے کے متعلقہ افسران بھی اس علاقے میں سے گزر جائیں۔۔۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ زرداری صاحب کو وہاں سے گزاریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری رہائش جو ڈیشل کالونی لالہ زار میں ہے اس سگنل سے لے کر ٹھوکر نیاز بیگ چوک تک اتنا ویرانہ ہے اور ایسا لگتا ہے کہ وہ لاہور کا علاقہ ہی نہیں ہے۔ مہربانی کر کے وہاں کسی کی ڈیوٹی لگائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! نہیں۔ میں نے آخری ضمنی سوال کا کہا تھا۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! مجھے میرے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! پھر آپ نے اس وقت انہیں floor کیوں دیا تھا؟ آپ نے خود کہا تھا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! کیا ہو گیا ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ سوال کیا تھا کہ ڈیلی ویجز ملازمین کو کب تک permanent کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ پالیسی کب تک آئے گی کیونکہ پچھلے دو سال سے یہ زیر بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی اندازہ ہے کہ یہ پالیسی کب تک آئے گی؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں یہاں پر اس کی کوئی commitment یا deadline تو نہیں دے سکتا چونکہ یہ پالیسی matter ہے اور اس کا impact صرف ایک پی ایچ اے پر نہیں آنا بلکہ پورے پنجاب کے ہر ڈیپارٹمنٹ پر آنا ہے۔ جب

بھی گورنمنٹ وہ پالیسی دے دی گی give assurance I کہ پی ایچ اے کے ملازمین بھی مستفید ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! نہیں۔ اگلا سوال نمبر2218ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میں ان کے سوال کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتا ہوں۔ اگر وہ آ گئے تو well and good نہیں تو پھر ان کے سوال کو اسی طرح dispose of کر دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر2558ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔واسا کے ترقیاتی منصوبوں میں گھپلوں پر افسران کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

***2558: محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری2012میں علامہ اقبال روڈ لاہور واسا کے ترقیاتی منصوبے میں گھپلے پر ڈی ایم ڈی آپریشن اقتدار شاہ، ڈائریکٹر طارق محمود، ایکسیئن اشفاق ترمذی، ایس ڈی او زوہیب بٹ کو معطل کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران کو ڈی جی آفس میں ذاتی شنوائی کے لئے بھی طلب کیا گیا، اگر جواب اثبات میں ہے تو ان افسران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں کی گئی تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ افسران کو Rehabilitation of Allama Iqbal Road, Lahore WASA Works کے منصوبہ کی تکمیل کے دوران کام کی منظور شدہ تصریحات کو نظر انداز کرنے اور دیگر کوتاہیوں کے الزام میں ستمبر 2011 میں معطل کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ اِن افسران کو ڈی جی آفس میں ذاتی شنوائی کے لئے بھی طلب کیا گیا۔ میسرز سید اقتدار علی شاہ ڈی ایم ڈی (او اینڈ ایم)، طارق محمود (ڈائریکٹر)، محمد اشفاق ترمذی (ایکسیئن) کو ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے بمطابق حکمنامہ نمبری LDA/Admn/ENQ/3954/2414 مورخہ 12-04-2012 نوکری سے برطرف کر دیا تھا جبکہ زوہیب بٹ ایس ڈی او کی ایک سال کی سروس کو ضبط کر لیا گیا۔ ان برطرف ہونے والے افسران نے اس حکمنامہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ لاہور میں پٹیشن دائر کی۔ معزز عدالت نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے چیئرمین ایل ڈی اے کو اس پٹیشن کو بطورِ اپیل سننے اور پٹیشنرز/اپیلنٹس کو ذاتی شنوائی کا موقع فراہم کرتے ہوئے بمطابق قانون فیصلہ کرنے کی ہدایت کی۔ دونوں اطراف (اپیلنٹس اور ڈیپارٹمنٹل نمائندگان) کی ذاتی شنوائی کے بعد چیئرمین ایل ڈی اے نے ابتدائی انکوائری کی بنیاد پر کی گئی برطرفی کو مسترد (set-aside) کرتے ہوئے بمطابق حکمنامہ نمبری 646 مورخہ 18-08-2015 ان افسران کو بحال کر دیا اور جناب محمد جاوید الیاس، ای ڈی او (ورکس اینڈ سروسز) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو ریگولر انکوائری کر کے رپورٹ جمع کروانے کا حکم صادر کیا۔ تاحال ریگولر انکوائری کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ معزز عدالت نے فیصلہ صادر کیا کہ چیئرمین ایل ڈی اے اس پٹیشن کو بطور اپیل سنیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس عدالت نے ایل ڈی اے کے چیئرمین کو یہ فیصلہ کب صادر فرمایا تھا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! محترمہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ اپنا سوال repeat کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!ڈیپارٹمنٹ نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ معزز عدالت نے فیصلہ صادر کیا کہ چیئرمین ایل ڈی اے اس پٹیشن کو بطور اپیل سنیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عدالت نے یہ فیصلہ کب دیا تھا کہ آپ اس پٹیشن کو اپیل کے طور پر سنیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! عدالت نے یہ فیصلہ 17۔اگست2012 کو دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! عدالت نے2012 میں فیصلہ دیا لیکن آج 2016 ہے اس لئے منسٹر صاحب بتادیں کہ اس پر چیئرمین نے کیا انکوائری کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: عدالت نے اسے بحال کر دیا اور انکوائری جاری ہے۔منسٹر صاحب!انکوائری کی کوئی رپورٹ آئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!ابھی تک واسا میں انکوائری رپورٹ فائنل ہو کر نہیں آئی اور یہ بندہ (اقتدار شاہ) ریٹائر بھی ہو گیا ہے لیکن جو انکوائری آفیسر مقرر تھے ان کی طرف سے ابھی تک باضابطہ ایل ڈی اے کو اس کی انکوائری رپورٹ نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!اس میں انکوائری آفیسر کون ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جاوید الیاس ای ڈی او (ورکس اینڈ سروسز) CDGL انکوائری آفیسر ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!وہ اتنی دیر سے انکوائری کر رہا ہے اور چیئرمین صاحب کو عدالت نے بھی حکم دیا لیکن ابھی تک انکوائری افسر جواب نہیں دے سکا۔ڈیپارٹمنٹ کی credibility پر اس سے زیادہ کیا question mark لگ سکتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!اس میں ڈیپارٹمنٹ کی credibility کی بات نہیں ہے عدالت کا حکم آیا بات سنی گئی اسے بحال کر دیا گیا اور انکوائری افسر بھی مقرر کر دیا گیا لیکن واسا نے تو اس وقت ہی decision لینا ہے جب انکوائری افسر کی

رپورٹ واپس آ جائے گی اس کے مطابق action لے لیا جائے گا لیکن یہ delay ہو گیا ہے اور میرے خیال میں in the meantime یہ انکوائری افسر بھی ریٹائر ہو گئے ہیں اور ہم اس میں کوئی نیا انکوائری افسر لگانے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انکوائری کرنے والے بھی اور جن کی انکوائری ہو رہی تھی وہ دونوں ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سال ہی بتا دیں کہ کب تک یہ انکوائری مکمل ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اب یہ highlight ہو گیا ہے اس لئے اس انکوائری کو جلد از جلد مکمل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: PEEDA کے تحت تین ماہ میں انکوئری final کرنا ہوتی ہے۔ یہ انکوائری 2012 میں شروع ہوئی تھی اور اب 2016 ہے اس میں اتنی delay کیوں ہوئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اسے جلد از جلد کروا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں محمد جاوید الیاس، ای ڈی او، ورکس سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو انکوائری افسر مقرر کیا گیا ہے جبکہ اس سے متاثر ہونے والے صاحبان DMD، طارق محمود ڈائریکٹر اور اشفاق ترمذی یہ وہ لوگ ہیں جو عہدوں اور گریڈ میں اس سے سینئر ہیں۔ کیا قواعد کے مطابق یہ ان افسران کی انکوائری کر سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جن کو انکوائری افسر مقرر کیا گیا ہے میرے خیال میں یہ زیادہ سینئر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زیادہ سینئر ہیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!منسٹر صاحب on the floor of the House بات کر رہے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ ای ڈی او گریڈ19 کا ہوتا ہے لیکن ڈائریکٹر وغیرہ اس سے سینئر افسر ہوتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! ڈائریکٹر بھی گریڈ19 کا ہی ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر2660جناب جاوید اختر کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر2661بھی جناب جاوید اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!میں تو موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ آپ نہیں ہیں۔آپ کو نہیں پتا کہ آپ نے سوال دیا ہے یا نہیں؟

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!ایک سال پہلے سوال دیا تھا میں نے کہا ہو سکتا ہے آج آگیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جاوید اختر صاحب!آپ مجھے بتا دیں کہ آپ نے سوال کیا دیا تھا؟یہ تو ملتان سے related ہے۔

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!صرف نام تھا آگے کچھ نہیں تھا اس لئے میں نے کہا کہ شاید میرا سوال نہ آگیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!سوال نمبر2704 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع میانوالی:ٹولہ بانگی خیل میں شروع کی گئی واٹر سپلائی کی سکیم کی تفصیلات

*2704:ڈاکٹر نوشین حامد:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹولہ بانگی خیل ضلع میانوالی میں واٹر سپلائی سکیم ایم پی اے کی گرانٹ سے شروع کی گئی اس سکیم کے لئے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) مذکورہ سکیم پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے نیز مزید کتنی رقم منصوبہ مکمل کرنے کے لئے درکار ہے؟

(ج) مذکورہ واٹر سکیم کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) واٹر سپلائی سکیم ٹولہ بانگی خیل ضلع میانوالی ADP کے تحت مکمل کی گئی ہے۔ برائے سال 12۔2011 (اے ڈی پی) سیریل نمبر 651 ہے۔ اس سکیم کے لئے 10۔2009 سے لے کر 12۔2011 تک کل رقم 5.560 ملین مختص کی گئی۔

(ب) مذکورہ سکیم پر اب تک 4.330 ملین رقم خرچ ہو چکی ہے۔ سکیم ہر طرح سے مکمل ہے اور مزید رقم کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) مذکورہ سکیم مکمل ہو چکی ہے بجلی کا کنکشن لگ چکا ہے بجلی کے وولٹیج 180 وولٹ تک ہوتے ہیں اور موٹر کو چلانے کے لئے 400 تک وولٹیج درکار ہیں۔ وولٹیج کم ہونے کی وجہ سے سکیم چالو نہ ہو سکی ہے۔ مزید برآں چونکہ اس علاقہ میں بجلی صوبہ خیبر پختونخوا سے سپلائی ہوتی ہے۔ متعلقہ حکام سے رابطہ کر کے وولٹیج بڑھانے کی کوشش جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے جس سکیم کے بارے میں سوال کیا تھا انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ سکیم مکمل کر لی گئی ہے جبکہ میں پوری ذمہ داری سے کہتی ہوں کہ یہ سکیم مکمل نہیں ہے بلکہ یہ بالکل incomplete ہے اور میرے خیال میں اس کے گواہ اسمبلی کے کچھ ملازمین بھی ہیں جو اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ان سے بھی پوچھ سکتے ہیں کہ یہ سکیم مکمل نہیں ہوئی۔ اس کے اندر کچھ پائپ لائنز ضرور بچھائی گئی ہیں جو کہ open pipelines ہیں جس وجہ سے لوگوں کو گزرنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوا، پانی کے storage کے لئے جو overhead tanks بننے تھے وہ ایک بھی نہیں بنا لہٰذا اس سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے اور یہ ایسے کیوں ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ایک تو اتنی sweeping statement نہیں آنی چاہئے کہ ہر چیز غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کچھ ممبران نے یہ رواج بنا لیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!میں اس پراجیکٹ کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ اس پراجیکٹ کے ذریعے ایک percolation well لگا تھا جو مکمل ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ یہ بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں۔ایسے نہیں ہوتا۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!ایک percolation well بنا وہ مکمل ہو گیا ہے،12/12 کا پمپ ہاؤس بنایا گیا وہ مکمل ہو گیا ہے،pumping مشینری ایک سیٹ لگائی گئی ہے وہ installed ہے۔اس کی1495 main rising فٹ،2625، 3145,180 یہ ساری لگ چکی ہیں ٹرانسمیشن لائن ایک job لگ گئی ہے۔ground storage 500 tanks گیلن تھے وہ دس نمبر لگنے تھے اور دس نمبر مکمل ہو گئے ہیں۔اس سکیم کا اصل issue یہ ہے اور یہ جز(ج) میں دیا گیا ہے کہ یہ سکیم تو مکمل ہو گئی لیکن چونکہ وہاں پر خیبر پختونخوا سے بجلی آتی ہے اور اس کے مطلوبہ وولٹیج پورے نہیں ہوتے اس لئے یہ سکیم ابھی تک نہیں چل پائی۔اب یہ highlight ہوئی ہے ویسے یہاں پر ڈیپارٹمنٹ کو بہت پہلے propose کرنا چاہئے تھا کہ یہاں کوئی جنریٹر وغیرہ لگا دیں تاکہ یہ سکیم ongoing ہو جاتی۔مسئلہ سکیم کی completion کا نہیں بلکہ بجلی کا ہے جسے جز(ج) میں بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پہلے محترمہ بات کر لیں پھر ان کے بعد آپ۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!جواب میں کہا گیا ہے کہ مختص رقم 5.50 ملین تھی جبکہ خرچ کردہ رقم 4.30 ملین ہے۔میں یہ سوال کرنا چاہوں گی کہ جو باقی 1.230 ملین ہے وہ کہاں گئی اور اس کا کوئی حساب ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!جب کوئی سکیم مکمل ہو جاتی ہے اور اس میں جو saving ہوتی ہے تو وہ محکمہ کو واپس چلی جاتی ہے۔اس سکیم میں جو saving ہوئی وہ محکمہ کو واپس چلی گئی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ "مذکورہ سکیم مکمل ہو چکی ہے لیکن بجلی کے وولٹیج کم ہونے کی وجہ سے سکیم چالو نہ ہو سکی ہے"۔ یہ سکیم سال 2009 سے شروع ہوئی اور 2012 تک بنتی رہی اور اس سکیم کے لئے ساڑھے پانچ ملین روپے مختص کئے گئے۔ پنجاب کابینہ میں جناب تنویر اسلم ملک صاحب کافی لائق منسٹر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ محکمہ والے انہیں misguide کر رہے ہیں کیونکہ ایسی ہر سکیم کی باقاعدہ ایک test report بنتی ہے۔ اگر پہلی دفعہ ہی ادھر وولٹیج پورے نہیں تھے تو پھر اس سکیم پر حکومت کا اتنا زیادہ پیسا ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ جواب درست نہیں کہ خیبر پختونخوا سے سپلائی پوری نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس سکیم کے لئے وہاں پر بجلی کا کوئی alternative source نہیں ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات بالکل valid ہے کہ اس سکیم کی پہلے test report بننی چاہئے تھی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر بجلی کا مسئلہ تھا تو محکمہ اس سکیم کو جنریٹر کے ذریعے چلانے کی کوشش کرتا۔ اس میں محکمہ کی طرف سے واقعی سُستی ہوئی ہے کیونکہ میرے خیال میں پہلے اس سکیم کی assessment ہونی چاہئے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس سکیم پر 4.330 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن سکیم ابھی تک چالو نہیں ہوئی۔ اس سکیم کی saving بھی واپس محکمہ کو چلی گئی ہے۔ محکمہ اس سکیم کو functional کرنے کے لئے کوئی alternative arrangement کرتا۔ اس سکیم کی saving کے پیسے واپس کرنے کی بجائے جنریٹر خرید لیا جاتا تاکہ یہ سکیم functional ہو سکتی۔ منسٹر صاحب! اس سکیم کو جلد از جلد functional کروائیں۔ اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے کے بعد بھی یہ سکیم functional نہیں ہو سکی یہ تو پیسے ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میری بھی یہی observation تھی کہ اس سکیم کی saving واپس نہیں کرنی چاہئے تھی۔ ان پیسوں سے جنریٹر خرید کر اس سکیم کو functional کیا جا سکتا تھا۔ شاید ضلع میانوالی میں اس case کو pursue

کرنے والے تھوڑے ہیں۔آپ دیکھیں کہ اس سکیم سے متعلق وہ معزز ممبران سوال کر رہے ہیں کہ جن کا تعلق میانوالی سے نہیں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس سکیم کو چالو کرنے کے لئے ایک time frame دیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ صرف ٹولہ بانگی خیل کی واٹر سپلائی سکیم کا نہیں بلکہ پورے میانوالی کا ہے کیونکہ پورے میانوالی میں بجلی کے وولٹیج کم آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا میانوالی کی سپلائی خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میانوالی کی سپلائی خیبر پختونخوا سے نہیں آ رہی۔ محکمہ نے اپنی جان چھڑانے کے لئے جواب میں خیبر پختونخوا کا لکھ دیا ہے۔ بجلی کی سپلائی خیبر پختونخوا یا بلوچستان سے آئے وفاق تو ایک ہی ہے۔ ہماری Federation تو ایک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میانوالی کے معزز ممبران کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سکیم کو pursue کریں۔ یہاں سبطین خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی دیکھیں کہ کیا مسائل ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس حوالے سے تمام تفصیلات منگوا لیں۔ یہ صرف ایک ٹربائن یا واٹر سپلائی کا مسئلہ نہیں بلکہ ادھر پورے میانوالی میں ایک hard area declare ہے اور وہ hard area میانوالی عیسیٰ خیل سے شروع ہوتا ہے اور خوشاب تک جاتا ہے۔ وہاں پر پانی کی depth تقریباً 800 فٹ ہے تو وہاں کے لئے ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے۔ باقاعدہ وہاں پر ایک test report بنتی ہے۔ منسٹر صاحب اس سکیم پر ذاتی توجہ دیں تاکہ یہ چالو ہو سکے۔ اس علاقے کے لئے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس سکیم کو دوبارہ دیکھیں اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس سکیم کو چالو کروائیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر کا یہ point valid ہے۔ میں نے خود بھی اس چیز کو observe کیا تھا۔ انکوائری بھی کروا لیتے ہیں کہ اس کی پہلے test report کیوں نہیں کروائی گئی؟ فی الحال اس سکیم کا حل جنریٹر ہے۔ محکمہ یہاں گیلری میں بیٹھا ہے۔ کوشش کرتے ہیں کہ اس سکیم کو جنریٹر سے جلد از جلد چالو کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ پورے میانوالی کی بجلی خیبر پختونخوا سے نہیں آ رہی۔اس میں کچھ portion ہے جو کہ خیبر پختونخوا کی boundary کے ساتھ ملتا ہے اسے خیبر پختونخوا سے بجلی کی سپلائی آ رہی ہے۔ میانوالی تو ان اضلاع میں سے ہے جو کہ بجلی generate کر رہے ہیں۔ ہمارے چشمہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ سے بجلی generate ہو کر فیصل آباد میں جاتی ہے اور فیصل آباد سے ہمیں اپنے share کے مطابق بجلی نہیں مل رہی۔ ہم یہ بات نہیں کرنا چاہ رہے تھے کیونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کے محکمہ واپڈا سے متعلق ہے۔ یہ آپ کو بخوبی علم ہے اور ہمیں بھی پتا ہے کہ میانوالی کو کس جُرم کی سزا مل رہی ہے تو میں اس سے آگے کچھ نہیں بولنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ سینئر پارلیمنٹیرین اور اس ایوان کے سینئر ممبر ہیں تو آپ کو اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس کو خود دیکھیں گے اور آپ کا یہ مسئلہ solve کریں گے۔ اس پر اب مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب جاوید اختر ہماری اسمبلی میں دو جاوید اختر ہیں۔ ایک آپ اور دوسرے جناب جاوید اختر ہیں۔ اسی لئے آپ کو confusion ہو رہی تھی۔ آپ دونوں معزز ممبران کے نام بالکل same ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اس کو ذرا clear کر لیں۔ آئندہ سے آپ کے نام کے ساتھ ہم سردار لگایا کریں گے یعنی آپ کا نام سردار جاوید اختر لکھا جائے گا۔

جناب جاوید اختر: جی، شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سبطین خان صاحب نے ایسی کون سی بات کر دی ہے؟ انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ کس جُرم کی سزا ہمیں دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے تو منسٹر صاحب سے اس واٹر سپلائی سکیم کے حوالے سے guarantee لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہاں پر بات کرنا بھی جرم ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ جھگڑے کے لئے ماحول نہ بنائیں۔ ویسے آپ کو یہ بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کی انکوائری کراؤں گا۔ میں نے بھی ان کو

direction دی ہے کہ اس معاملے کو خود inquire کروائیں اور اس سکیم کو چالو کروائیں۔اس میں سزا اور جزاوالی بات کہاں سے آ گئی؟ سبطین خان صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں سزا دی جارہی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سزا تو ہمیں ان ظالم اور نااہل حکمرانوں سے مل رہی ہے۔ ہمیں سزا مل رہی ہے اور ہم برداشت کر رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے صرف اپنی بات کی وضاحت کے لئے ایسا کہا ہے۔یہاں تھوڑی سی ایک misunderstanding ہوئی تھی کہ میانوالی کی بجلی خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے اور میں نے یہ کہا کہ ایسا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سبطین خان صاحب! اس واٹر سپلائی سکیم کو جو بجلی سپلائی ہو رہی ہے وہ خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے۔یہاں پورے میانوالی کا جواب میں کہیں ذکر اور نہ ہی منسٹر صاحب نے پورے میانوالی کی بات کی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ نے پوچھا تھا کہ کیا میانوالی کی بجلی خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے just clear کرنے کے لئے پوچھا تھا۔اس واٹر سپلائی سکیم کے لئے بجلی کی سپلائی خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے۔صرف اتنی سی بات ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم تو بجلی generate کر کے فیصل آباد کو دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس واٹر سپلائی سکیم کی الیکٹرک سپلائی خیبر پختونخوا سے آ رہی ہے تو اس میں منسٹر صاحب کا کیا قصور ہے؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم تو منسٹر صاحب کو appreciate کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ appreciate نہیں کر رہے بلکہ آپ نے کہا ہے کہ ہمیں سزا دی جارہی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! سزا تو حزب اختلاف کے ان سارے ممبران کو دی جارہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہ پانی کا معاملہ ہے اور کار خیر ہے۔اس واٹر سپلائی سکیم پر کافی پیسے خرچ ہو چکے ہیں لہٰذا آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس کو functional کرنے کی کوشش کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا کیا قصور ہے؟ ایک ہی سوال پر اتنا زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے اہم سوالات take up نہیں ہو سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 2776 جناب احمد شاہ کھگہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2851 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سمن آباد میں یونین کونسلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2851: **جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سمن آباد لاہور میں کل کتنی یوسیز ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) 2013 میں ان یوسیز میں کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں لگائے جانے کی منظوری دی گئی؟

(ج) اب تک کتنے ٹیوب ویل لگائے جا چکے ہیں، کتنے لگانے باقی ہیں اور ان کو کب تک لگا دیا جائے گا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سمن آباد لاہور میں 8 یونین کونسلز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

یونین کونسل۔93، یونین کونسل۔94، یونین کونسل۔103، یونین کونسل۔105،
یونین کونسل۔106، یونین کونسل۔111، یونین کونسل۔113 اور یونین کونسل۔114

(ب) سال 2013 میں مذکورہ یوسیز میں تین عدد ٹیوب ویلز لگائے جانے تھے جن کے مقامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ چودھری کالونی سمن آباد (UC-106)
2۔ گرلز ہائی سکول (ڈسپنسری) ڈھولنوال سمن آباد (UC-114)
3۔ باغ گل بیگم (UC-93)

(ج) 2013 میں مذکورہ یونین کونسلز میں تین عدد ٹیوب ویلز لگائے جانے تھے اور ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب مکمل کی جاچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ۔ معزز ممبر جواب سے مطمئن ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال کا جواب پڑھا نہیں گیا اور معزز ممبر نے کہہ دیا ہے کہ میں جواب سے مطمئن ہوں۔ کیا Chair اس چیز کی اجازت دیتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے سوال کیا تھا اور وہ جواب سے مطمئن ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش تو سُن لیں۔ یہ سوال میرے حلقہ سے متعلق پوچھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ سوال آپ کے حلقے سے متعلق ہے تو آپ خود کرتے۔ اب آپ اسی سوال کو دوبارہ دے دیں۔ آپ اسی سوال کو دوبارہ جمع کروادیں ہم اس کو take up کرلیں گے اور پھر اس پر آپ اپنے ضمنی سوالات کر لیجئے گا۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2852 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سوڈیوال ملتان روڈ پر تجاوزات کی تفصیلات

*2852: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین روڈ سوڈیوال ملتان روڈ لاہور میں آپریشن کلین اپ کر کے تجاوزات کا خاتمہ کیا گیا تھا۔ یہ آپریشن کس کے حکم سے کب ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوڈیوال ملتان روڈ کی مین روڈ کے علاوہ سڑک اور گلیوں میں لوگوں نے نہ صرف 10 سے 12 فٹ تک دیواریں بڑھائی ہوئی ہیں بلکہ گاڑیوں کو گھروں میں

داخل کرنے کے لئے سات سات فٹ کے تھڑے بھی بڑھالئے ہیں جس سے وہ گلیاں تنگ ہو کر رہ گئی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان تجاوزات کے خلاف کب تک ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست ہے کہ مین روڈ سوڈیوال ملتان روڈ لاہور میں تجاوزات کے خلاف 97-1996 میں مین روڈ سوڈیوال کالونی ملتان روڈ لاہور اس وقت کے علاقہ کونسلر شعیب خان نیازی مجسٹریٹ / پولیس اور لاہور کارپوریشن کی سربراہی میں آپریشن کیا گیا۔ اس کے بعد سال 2005 میں مین روڈ سوڈیوال ملتان روڈ لاہور میں تجاوزات کے خلاف سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کی نگرانی میں آپریشن کیا گیا لیکن عوامی مزاحمت کے باعث تجاوزات کے خلاف آپریشن مؤخر کر دیا گیا۔

(ب) درست ہے کہ سوڈیوال ملتان روڈ کے علاوہ سڑک اور گلیوں میں لوگوں نے نہ صرف 10 سے 12 فٹ تک دیواریں بڑھائی ہوئی ہیں بلکہ پارکوں کی جگہ کو بھی انکروچ کر کے اپنے گھروں میں شامل کر لیا ہے۔

(ج) چونکہ سوڈیوال کالونی اور دیگر پرانی سکیموں کی گلیوں، سڑکوں اور پارکوں وغیرہ و دیگر تمام بنیادی ضروریات کی دیکھ بھال لاہور میونسپل کارپوریشن / سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ ہے اور تجاوزات کو گرانا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ تجاوزات کے خلاف ایکشن کے بارے میں میونسپل کارپوریشن / سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہی بتا سکتی ہے کہ کب تجاوزات کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ البتہ محکمہ ہاؤسنگ کا عملہ تجاوزات کی نشاندہی اور گرانے میں میونسپل کارپوریشن / سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کے لئے تیار رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں محکمہ نے admit کیا ہے اور لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے کہ سوڈیوال ملتان روڈ کے علاوہ سڑک اور گلیوں میں لوگوں نے نہ صرف 10 سے 12 فٹ تک دیواریں بڑھائی ہوئی ہیں بلکہ پارکوں کی جگہ کو بھی انکروچ کر کے اپنے گھروں میں شامل کر لیا ہے۔" میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس جواب میں محکمہ خود admit کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس کے خلاف آپ کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں پوری وضاحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ یہ سکیمیں ٹی ایم اے کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ محکمہ پبلک ہیلتھ کا اپنی طرف سے کوئی ایسا mechanism نہیں ہے کہ وہ ان ناجائز قابضین کو اُٹھا سکے۔ یہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے۔ ہم نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ہم سے کوئی مدد مانگیں تو مدد دے سکتے ہیں لیکن جب سکیم hand over ہو جائے تو پھر یہ بنیادی کام ٹی ایم اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ محکمہ ان کے ماتحت نہیں ہے۔ رولز کے مطابق یہ طریق کار ہے کہ اگر کوئی سوال کسی محکمہ سے متعلق نہ ہو تو پھر اس محکمہ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ جس محکمہ سے متعلقہ وہ سوال ہوتا ہے وہاں پر بھیج دیا جائے اور وہ محکمہ اس سوال کا جواب ایوان میں دے۔ یہ ہماری ذمہ داری تو نہیں۔ ہم نے تو سوال بھیج دیا اور اب یہ ذمہ داری متعلقہ محکمہ کی ہے یا جہاں سوال بھیجا گیا ان کی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ آپ کسی حال میں بھی خوش نہیں ہوتے۔ جب ہم سوال کو متعلقہ محکمہ کی طرف refer کریں اور جواب نہ دیں تو پھر کہا جاتا ہے کہ آپ انفارمیشن منگوا سکتے تھے۔ یہ سکیم مکمل ہونے تک تو محکمہ کی تھی لیکن جب مکمل ہو گئی تو اس کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو hand over کر دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس سوال کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو refer کیا جائے۔ محترمہ ہم اس سوال کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو refer کر رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ہیں، بہت زیادہ aggressive ہو گئے ہیں میں ان کو blame نہیں کر رہی۔ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ جس محکمہ میں یہ سوال گیا ہے اُس محکمہ کی یہ responsibility تھی کہ جس محکمہ سے متعلقہ یہ سوال تھا اُس محکمہ کو بھیجا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ سوال لوکل گورنمنٹ کو بھیجیں۔ جی، اگلا سوال محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2907 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور شہر میں پانی کے نئے پائپس بچھانے کی تفصیلات

*2907: **محترمہ فوزیہ ایوب قریشی:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں پینے کے پانی کے پائپ کب بچھائے گئے، ان پائپ کی موجودہ صورتحال کیسی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں بچھائے گئے پانی کے پائپس بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں اور شہر کے لوگوں کو گٹروں کا گندا پانی پینے کو مل رہا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس شہر میں نئے پانی کے پائپ بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) بہاولپور شہر میں بچھائے گئے واٹر سپلائی کے پائپ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1962 میں شوشل ویلفیئر نے اندرون شہر (GI) پائپ بچھایا تھا۔

1970 میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے ماڈل ٹاؤن بی میں GI پائپ لگایا تھا۔

1972 میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے شاہدرہ میں GI پائپ لگایا تھا۔

1973 تک بچھائے گئے پائپ مخصوص آبادیوں کو فراہمی آب کرتے تھے۔ جو کہ ڈیزائن مدت پوری ہونے کے بعد ناکارہ ہو گئے۔

1998 میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے مقبول کالونی میں PVC پائپ لگایا جو پانی سپلائی کر رہا ہے اور تسلی بخش حالت میں ہے۔

05-2004 میں ٹی ایم اے سٹی بہاولپور کے زیر انتظام SPBUSP پراجیکٹ کے تحت واٹر سپلائی کے منصوبے کا آغاز ہوا جو بوجہ بجلی کی عدم دستیابی چالو نہ ہے جس کے لئے ٹی ایم اے سٹی بہاولپور کو اضافی فنڈز درکار ہیں دستیابی فنڈز کے بعد سکیم ہذا پوری طرح پانی کی سپلائی کر سکے گی۔

(ب) بہاولپور شہر میں بچھائے گئے زیادہ تر GI پائپ زائد میعاد اور ناکارہ ہو گئے ہیں جن کی لمبائی 2,53,374 فٹ ہے جس کو محکمہ ہذا مرحلہ وار تبدیل کر رہا ہے۔ اب تک مقبول کالونی، اسلامی کالونی، ماڈل ٹاؤن، ویلکم چوک اور دیوان بستی میں 2,31,629 فٹ پائپ تبدیل کر دیا گیا ہے ان پائپوں کے ذریعے لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

(ج) بہاولپور شہر میں اربن واٹر سپلائی سکیم پر کام جاری ہے۔ تفصیلAnnexure-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے تحت ٹرسٹ کالونی۔ بند روڈ۔ کرنا بستی۔ محلہ کجل پورہ۔ محلہ خاص و عام اور باغ ماہی کا کام اس سال ہو جائے گا جبکہ اسلامی کالونی، مقبول کالونی، اور ماڈل ٹاؤن سی میں تمام پائپ لائن کی تنصیب کر دی گئی ہے جو کہ ٹی ایم اے سٹی بہاولپور کے زیر انتظام مورخہ 2014۔04۔30 سے چل رہی ہے تفصیلAnnexure-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! بہاولپور میں پینے کا صاف پانی کا جو مسئلہ ہے تو وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! واٹر سپلائی سکیم بہاولپور تقریباً 90 فیصد مکمل ہو چکی ہے اور انشاء اللہ اس financial year میں 100 فیصد مکمل ہو جائے گی۔ اس حوالہ سے اگر محترمہ کا کوئی specific question ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں نے وہاں پر خود visit کیا ہے موقع پر ابھی تک 90 فیصد کام نہیں ہوا۔ ابھی local bodies کے الیکشن بھی ہوئے ہیں تو وہاں پر یہی problem سامنے آیا ہے تو وزیر صاحب بتا دیں کہ کب تک یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ سکیم 278 ملین روپے کی ہے اور 250 ملین روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں۔ اس سکیم میں بنیادی طور پر 18 ٹیوب ویل لگنے تھے وہ بھی installed ہو گئے ہیں، overhead ground storage بھی مکمل ہو گئے ہیں، پائپ لائن بھی بچھا دی گئی ہے تو سارا کام progress کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ کروڑوں روپے کی سکیم ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اس مسئلہ کو اٹھایا تھا۔ میں نے سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے پاس جا کر اس مسئلہ کو discuss کیا تو وہ بھی بڑے پریشان ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! میں کمشنر اور ڈی سی او کو بلاتا ہوں اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے بھی request کریں گے اور بیٹھ کر اس مسئلہ کو discuss کرتے ہیں لیکن بعد میں وہ سیکرٹری تبدیل ہو گئے۔ پھر میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے پاس بھی گیا انہوں نے وہاں پر اپنے عملے کو بھیجا۔ اس سکیم کو سات آٹھ سال ہو گئے ہیں اس میں انہوں نے پائپ بچھائے ہیں۔ کوئی چھ سال پہلے میرے گھر کے باہر بھی کالے رنگ کی ایک پائپ کھڑی کر دی کہ اس میں صاف پانی آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ سے میری گزارش یہ ہے کہ آپ منسٹر صاحب کو direct کریں کہ اس سوال کی mover میری بہن، میں، منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب آج اجلاس کے بعد ہم بیٹھیں اور میں انہیں بتاؤں کہ محکمہ نے اس سکیم کا کیا حشر نشر کیا ہے اور اس سکیم پر لگنے والا کروڑوں روپیہ بالکل ضائع ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اجلاس کے بعد بیٹھ کر اس مسئلہ پر ان کی بات سنیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد اس مسئلہ پر بیٹھ جاتے ہیں لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ 2005 کی ایک ایس بی بستی کی لوکل گورنمنٹ کی پینے کے صاف پانی کی سکیم تھی شاید یہ اُس سکیم کو اس سکیم کے ساتھ link کر رہے ہیں۔ بہر حال ہم اجلاس کے بعد اس مسئلہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ احمد پور شرقیہ کی واٹر سپلائی سکیم کے حوالے سے پچھلے دو سال میں دو بار وزیر اعلیٰ Directives ہو چکے ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ سے just پہلے پارلیمانی سیکرٹری سے request کی تھی کہ مہربانی کر کے مجھے on the floor of the House, assurance دیں کہ احمد پور شرقیہ کی واٹر سپلائی سکیم کو ADP میں شامل کیا جائے گا۔ میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بھی دو مرتبہ directives جاری کئے اور میرا اندازہ ہے کہ شاید تین دفعہ directives جاری ہوئے ہیں لیکن دو directives کے حوالے سے تو میں sure ہوں۔ وہاں ڈیڑھ لاکھ کے قریب آبادی ہے ہمارے پاس sewerage contamination ہے، ہمارے پاس EDS level بہت high ہے۔ یہ بات درست ہے کہ ہمارے areas میں صاف پانی،

کمپنی کے ذریعے جو کام ہو رہا ہے I am sure that by the end of 2018 اصاف پانی کا ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن معزز وزیر صاحب مجھے بتادیں کہ ہماری ڈیڑھ لاکھ آبادی کے شہر میں پینے کے صاف پینے کی کوئی سکیم زیر غور ہے اور مجھے وزیر اعلیٰ directives کے حوالہ سے بھی انفارمیشن چاہئے کہ اُن کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! بہاولپور کے حوالے سے سوال پر discuss ہو رہا ہے اور میرے محترم دوست احمد پور شرقیہ کی بات کرنے لگ گئے ہیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ہمارا ضلع بہاولپور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! آپ directives کی کاپی منسٹر صاحب کو دیں وہ اس کو check کراتے ہیں۔ جی، اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2218 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2218: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں تعمیر کئے گئے میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر کو کتنے فیز میں تقسیم کیا گیا ہر فیز پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا میٹرو بس ٹریک کی تعمیر کا منصوبہ مالی سال 13-2012 کے بجٹ میں رکھا گیا، اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اس کے لئے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس منصوبہ کو ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا یہ خطیر رقم جو کہ اس کی تعمیر پر صرف ہوئی، کہاں کہاں سے re-appropriate کر کے اکٹھی کی گئی، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور میں تعمیر کئے گئے میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر بشمول بس ڈپو نو حصوں (Phases/Packages) میں تقسیم کیا گیا جس کی تفصیل مع خرچ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! اس منصوبے کے لئے حکومت پنجاب نے بجٹ 13۔2012 میں گیارہ ہزار ملین (11۔ارب روپے) مختص کئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس منصوبہ کو ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا ہے۔ یہ خطیر رقم جو کہ اس کی تعمیر پر صرف ہوئی۔re-appropriation فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ نوٹ کرانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کی کئی سکیموں میں سے پیسے divert کر کے میٹرو بس سسٹم کے اوپر لگائے گئے ہیں۔ اس میں پوری تفصیل لکھی ہوئی ہے اس میں چولستان کا پراجیکٹ ہے، BMD/146 to Toba Azam Wala ہے، قلعہ دراوڑ ہے اور Improvement of Roads connecting Tehsil Headquarters to Markets ہے یہ 700 ملین روپے کی سکیم تھی اس سکیم کو بھی re-appropriate کیا گیا اور اسی طرح یہ پوری ایک تفصیل ہے جس کو اس طرح کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے ایک یقین دہانی تو یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے جو فنڈز re-appropriate کر کے اس پر لگائے گئے ہیں کیا حکومت ہمیں انہی پراجیکٹس پر یہ فنڈز واپس دے گی یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کا سوال بنیادی طور پر re-appropriation کے حوالہ سے ہے تو کیا گورنمنٹ re-appropriation کر سکتی ہے، کیا گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے اور اگر گورنمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے تو یہ اس کو چیلنج کر دیں۔ جب بھی کوئی گورنمنٹ آتی ہے اُس کی ایک اپنی priority ہوتی ہے اگر آپ لاہور شہر کی بات کریں تو آپ لاہور شہر کی actual population کی بات کریں گے تو ہم جیسے باہر کے لوگ یہاں زیادہ آباد ہیں۔ گورنمنٹ کی priority تھی کہ چونکہ اس شہر کی آبادی بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے

مسائل بڑھ رہے ہیں اور ہم اس میٹرو پراجیکٹ کو بہت زیادہ لٹکا بھی نہیں سکتے تھے اس پراجیکٹ کو ایک record time میں مکمل کیا گیا اور یہ گورنمنٹ کی priority تھی تو گورنمنٹ نے اپنی اس priority کی تکمیل کے لئے یہ فیصلہ کیا۔

جناب سپیکر! ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ہماری یہ جو سکیمیں ہیں ان کے متعلق آپ کیا کریں گے تو آپ بجٹ کو دیکھ لیں، یہ گورنمنٹ جب سے power میں آئی ہے ساؤتھ پنجاب کو ہمیشہ comparatively نارتھ پنجاب کی نسبت زیادہ فنڈز دیئے گئے ہیں۔ ہم نے ابھی خادم اعلیٰ Rural Roads Programme(KARRP) شروع کیا ہے تو اس میں ساؤتھ پنجاب کو نارتھ پنجاب سے زیادہ فنڈز دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا specific ضمنی سوال یہ تھا کہ جنوبی پنجاب و بہاولپور کی سکیموں کے پیسے ہڑپ کر کے جو میٹرو بس پر لگے ہیں، کیا یہ ہمیں واپس دیئے جائیں گے یا نہیں؟ میں نے تو اتھارٹی چیلنج ہی نہیں کی، ظاہر ہے گورنمنٹ کے پاس اتھارٹی ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ بجٹ میں یہ رکھے گئے تھے اور اس میں سے فنڈز نکال کر میٹرو کی طرف divert کر دیئے گئے۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ ہمیں واپس ملیں گے یا نہیں؟ یہ ہمیں دوٹوک جواب دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس کی گارنٹی تو نہیں دے سکتا لیکن جب نیا بجٹ بنے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ فنڈز مل جائیں۔ میں نے بتا دیا ہے کہ ساؤتھ پنجاب کو ڈویلپمنٹ میں نارتھ پنجاب سے زیادہ priority مل رہی ہے۔ انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس سے زیادہ فنڈز آپ کو دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر اپنا پورا احتجاج نوٹ کراتا ہوں اس لئے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بہاولپور کے صوبہ کو بحال کیا جائے اور اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا لیکن اب اسمبلی بھی خاموش ہے اور حکمران بھی خاموش ہیں۔ میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتا دیں کہ پچھلے سال اس بس کو چلانے کے لئے کتنے ارب کی subsidy دی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ ان سے متعلقہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان سے متعلقہ ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان: واسا شروع کئے گئے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*2660: جناب جاوید اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا ملتان میں کس کس گریڈ کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں، ان کو پُر کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟

(ب) واسا ملتان کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور یہ فنڈز کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئے، منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) جو منصوبہ جات شروع کئے گئے، ان میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک جاری ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(د) پی پی۔195 ملتان میں کتنے منصوبہ جات شروع کئے گئے اور وہ کن مراحل میں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) واسا ملتان میں اس وقت کل 1672 اسامیاں بجٹ میں منظور شدہ ہیں اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس وقت کل خالی اسامیوں کی تعداد 406 ہے خالی اسامیوں کی تفصیل (ضمیمہ الف) بھی پیش ہے یہ اسامیاں ملازمین کے وقتاً فوقتاً ریٹائرڈ ہونے، وفات پا جانے اور نوکری چھوڑ جانے کی بناء پر خالی ہوتی رہی ہیں اور 2008 کے بعد بھرتی پر پابندی ہونے اور واسا ملتان کی مالی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے پُر نہ کی جا سکی ہیں ان خالی اسامیوں میں سے 124 اسامیاں بذریعہ پروموشن پر ہونی ہیں 25 اسامیاں رول نمبر A۔17 کے تحت مختص کی گئی ہیں جبکہ باقی 257 اسامیوں پر حکومت کی طرف سے عائد شدہ پابندی ختم ہونے اور واسا کی مالی حالت بہتر ہونے پر بھرتی کر لی جائے گی۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران منصوبہ جات کے لئے فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جو منصوبہ جات شروع کئے گئے ان منصوبہ جات کی تکمیل و جاری ہونے کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) سالانہ ترقیاتی پروگرام 2008 تا حال 13 منظور شدہ سکیموں میں سے 12 مکمل ہو چکی ہیں اور ایک سکیم گیسٹرو پراجیکٹ پر کام جاری ہے جس کو مکمل کرنے کے لئے 50 ملین روپے کے فنڈز جاری ہونا باقی ہیں۔

(ii) وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز پروگرام کی دو منظور سکیموں میں ایک مکمل ہو چکی ہے اور دوسری سکیم ریلوے کراسنگ کیٹری جمنداں تا گندانالہ چوک وہاڑی روڈ پر کام سست روی سے جاری ہے گزشتہ سال کے 27 ملین روپے کے فنڈز دوبارہ جاری ہونا باقی ہیں۔

(iii) پبلک سکیٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ہونے والے پراجیکٹ کی تفصیل (ضمیمہ ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پی پی۔195 کے لئے کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔

ملتان: جنریٹرز کی خریداری و دیگر تفصیلات

*2661: جناب جاوید اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا ملتان نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے نئے جنریٹرز خریدے، ان پر کتنے اخراجات ہوئے اور یہ کہاں کہاں استعمال ہو رہے ہیں؟

(ب) ان جنریٹرز میں سے اس وقت کتنے خراب ہو چکے ہیں اور کتنے درست حالت میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کتنے خراب جنریٹرز ایسے ہیں جنہیں گزشتہ ایک سال سے ٹھیک نہیں کروایا گیا۔ اس کی وجوہات بیان کریں؟

(د) ان جنریٹر کو چلانے کے لئے چوبیس گھنٹے کے دوران کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) یہ جنریٹرز چوبیس گھنٹے کے دوران کتنے گھنٹے چلائے جاتے ہیں اور ان کو چلانے کے لئے روزانہ کتنا تیل فراہم کیا جاتا ہے؟

(و) گزشتہ دو سال کے دوران ان جنریٹرز کو کتنا تیل فراہم کیا گیا اور اس پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، جنریٹرز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) واسا ملتان گزشتہ پانچ سالوں (2008تا2013) کے دوران 06 جنریٹرز خرید کئے ان پر مبلغ 4,06,29,280/- روپے خرچ ہوئے اور یہ درج ذیل ڈسپوزل ورکس پر استعمال ہو رہے ہیں۔

ایک عدد جنریٹر ٹو یا تقی شاہ لفٹ سٹیشن 50 کے وی اے
ایک عدد 100 کے وی اے نالہ خان ویلیج (بجلی کا کنیکشن نہ ہے)
ایک عدد چونگی نمبر 9 لفٹ سٹیشن 500 کے وی اے (Stand by)
ایک عدد وہاڑی روڈ ڈسپوزل سٹیشن 700 کے وی اے
ایک عدد 750 کے وی اے سمیجہ آباد ڈسپوزل سٹیشن
ایک عدد 365 کے وی اے قاسم بیلہ / محمد پور گھوٹہ ڈسپوزل سٹیشن واسا ملتان

(ب) کوئی جنریٹر خراب نہ ہے اور تمام درست حالت میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) کوئی جنریٹر خراب نہ ہے اور تمام درست حالت میں کام کر رہے ہیں۔

(د) ہر ڈسپوزل سٹیشن پر تین شفٹوں میں کم از کم تین آدمی ڈیوٹی کرتے ہیں۔ جنریٹر چلانے کے لئے کوئی اضافی عملہ بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ پہلے سے موجود عملہ جنریٹرز کو بھی چلاتا ہے۔

(ہ) یہ جنریٹرز 24 گھنٹے میں لوڈ شیڈنگ کے دوران اُوسطً چار سے پانچ گھنٹے چلائے جاتے ہیں۔ تمام جنریٹرز کو کھپت کے مطابق تیل فراہم کیا جاتا ہے۔

(و) دو سالوں (13-2012) کے دوران جنریٹرز کو 41173 لیٹرز تیل فراہم کیا گیا اور ان پر تیل کی مد میں مبلغ 4756697/- روپے خرچ ہوئے۔

لاہور: جناح باغ کی چلڈرن اور فیملی پارکوں کی ابتر صورتحال و دیگر تفصیلات

*2776: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جناح باغ لاہور میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں، ان سب کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جناح باغ میں دو چلڈرن / فیملی پارک ہیں جن میں بچوں اور فیملی کے سوا جوان لڑکوں کے داخلے پر پابندی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں چلڈرن / فیملی پارکوں پر ایک عرصہ سے کوئی توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ سے ان میں گھاس اکھڑ چکی ہے وہاں نصب بچوں کی سلائیڈیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور جوان لڑکوں کو داخلے سے روکنے کے لئے کوئی سکیورٹی نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جناح باغ لاہور میں موجود دونوں چلڈرن / فیملی پارکوں میں بچوں کے لئے نئی سلائیڈیں اور گھاس لگانے، لڑکوں کے داخلے پر پابندی کے انتظامات کرنے اور ان پارکوں کی خوبصورتی پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) باغ جناح میں تعینات ملازمین کی لسٹ بمطابق نام عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ باغ جناح میں دو چلڈرن پارکس ہیں جن میں صرف بچوں اور فیملی کے داخلہ کی اجازت ہے جبکہ جوان لڑکوں کے داخلے پر پابندی ہے۔ تاہم چھٹی والے دن ان چلڈرن پارکس میں رش ہونے کی وجہ سے بسا اوقات فیملی کے ساتھ آئے ہوئے نوجوان ان چلڈرن پارکس میں داخل ہو جاتے ہیں جن کو سکیورٹی سٹاف باغ جناح بلا تعمل باہر نکال دیتا ہے۔ مزید برآں چلڈرن پارک مال روڈ سائیڈ باغ جناح کے اندر حضرت بابا شرف الدین صاحب کا دربار واقع ہے اس دربار پر عقیدت مند فاتحہ پڑھنے کے لئے داخل ہوتے ہیں جنہیں دعا مانگنے کے بعد فوراً چلڈرن پارک سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال مبنی بر حقیقت نہ ہے کہ مذکورہ چلڈرن پارکس پر ایک عرصہ سے کوئی توجہ نہ دی گئی ہے جس سے ان پارکس کا حسن خراب ہو کر رہ گیا ہے۔ درحقیقت باغ جناح میں مفت تفریحی سہولیات میسر ہونے کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد روزانہ اس باغ میں آتی ہے اور اس کی خوبصورتی، رعنائی اور تفریحی سہولیات سے محظوظ ہوتی ہے۔ باغ جناح کے دیگر حصوں

کی طرح ان چلڈرن پارکس پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے تاکہ اس کے حسن و رعنائی کو برقرار رکھا جائے تاہم ان پارکس میں لگائی گئی گھاس کی مناسب نشوونما اس وجہ سے نہ ہو پاتی ہے کہ عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ان پارکس میں داخل ہوتی ہے اور اُن کے اُچھلنے کودنے کی وجہ سے لگائی گئی گھاس کی بروقت نشوونما نہ ہو پاتی ہے پھر بھی انتظامیہ باغ جناح نقصان زدہ پلاٹس میں دوبارہ گھاس لگادیتی ہے اور نوجوانوں کے داخلہ پر مستقل پابندی عائد ہے۔ان پارکس میں نصب شدہ بچوں کی سلائیڈیں پرانی ہو چکی ہیں جن کو بروقت مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔جہاں تک ان پارکس میں جوان لڑکوں کے داخلے کا سوال ہے چھٹی والے دن ان چلڈرن پارک میں رش ہونے کی وجہ سے بسااوقات فیملی کے ساتھ آئے ہوئے نوجوان ان چلڈرن پارکس میں داخل ہو جاتے ہیں جن کو سکیورٹی سٹاف باغ جناح بلا تعمل باہر نکال دیتا ہے۔مزید برآں چلڈرن پارک مال روڈ سائیڈ باغ جناح کے اندر حضرت بابا شرف الدین صاحب کا دربار واقع ہے اس دربار پر عقیدت مند فاتحہ پڑھنے کے لئے داخل ہوتے ہیں جنہیں دعا مانگنے کے بعد فوراً چلڈرن پارک سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا تفصیلی جواب اُوپر دیئے گئے پیرائے میں بیان کر دیا ہے مزید برآں انتظامیہ پی ایچ اے و باغ جناح، ان چلڈرن پارکس کی خوبصورتی اور حُسن کو بحال رکھنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔ان پارکس میں نصب شدہ سلائیڈوں کو بروقت مرمت کر کے قابل استعمال رکھا جاتا ہے اور نقصان زدہ حصوں میں دوبارہ گھاس لگادی جاتی ہے اور نوجوانوں کے داخلہ پر مستقل پابندی عائد ہے کیونکہ ان چلڈرن پارکس میں داخلہ فری ہوتا ہے جس وجہ سے عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ان تفریحی تنصیبات سے محظوظ ہوتی ہے اور گنجائش سے زیادہ عورتوں اور بچوں کی تفریحی تنصیبات کے استعمال سے بسااوقات ان کو مرمت کرنے میں وقت درکار ہوتا ہے۔

ضلع بہاولپور: لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2908: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں اور ان پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) یہ پلانٹس کن کن مقامات پر لگائے گئے؟

(ج) مذکورہ شہر کی کتنی یوسیز میں ابھی تک واٹر فلٹریشن پلانٹس نہیں لگائے گئے، ان میں کب تک پلانٹس لگادیئے جائیں گے؟

(د) مذکورہ شہر کی کتنے فیصد آبادی ابھی تک صاف پینے کے پانی سے محروم ہیں؟

(ہ) 14۔2013 کے بجٹ میں بہاولپور شہر کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) بہاولپور شہر میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے واٹر فلٹریشن پلانٹ نہیں لگائے جبکہ واٹر فلٹریشن پلانٹ ٹی ایم اے، کنٹونمنٹ بورڈ، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور PCRWR نے لگوائے ہیں تفصیل (Annexure-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) بہاولپور شہر کی کل 18 یونین کونسلز ہیں جن میں سے یونین کونسل نمبر 17,11,4 میں ابھی تک فلٹریشن پلانٹ نہیں لگائے گئے ان یونین کونسل میں فلٹریشن پلانٹس لگانے کے لئے ایسا کوئی منصوبہ منظور نہیں ہوا ہے اگر حکومت ان یونین کونسل میں فلٹریشن پلانٹس لگانے کے لئے محکمہ ہذا کو ہدایت و فنڈز مہیا کر دے تو محکمہ ان یونین کونسل میں فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کر دے گا۔

(د) بہاولپور شہر میں ٹی ایم اے سٹی کے زیر انتظام واٹر سپلائی سکیم 20 فیصد آبادی کو میٹھا پانی فراہم کر رہی ہے جس میں سیٹلائٹ ٹاؤن، ساجد اعوان کالونی، مسلم ٹاؤن، بہاری کالونی، دلاور کالونی شامل ہیں۔ اربن واٹر سپلائی سکیم بہاولپور کے اس مالی سال 2016 میں مکمل ہونے پر مزید 10 فیصد آبادی جس میں ماڈل ٹاؤن بی، ٹرسٹ کالونی، دیوان کالونی اور ویلکم چوک شامل ہیں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا سکے گا۔ مزید برآں 05۔2004 میں ٹی ایم اے سٹی کے زیر انتظام SPBUSP پراجیکٹ کہ تحت واٹر سپلائی منصوبے کا آغاز کیا گیا جو بوجہ بجلی کی عدم دستیابی چالو نہ ہے جس کے لئے ٹی ایم اے سٹی بہاولپور کو اضافی فنڈز درکار ہیں دستیابی فنڈز کے بعد سکیم ہذا کے چالو ہونے پر 50 فیصد آبادی کو جس میں جاوید کالونی، نذیر کالونی،

بستی بندرہ، مجید کالونی، غریب آباد، شاہدہ سیٹلائٹ ٹاؤن، ساجد عوان کالونی، مسلم ٹاؤن، دلاور کالونی،ٹبہ بدر شیر، مہاجر کالونی،اکبر کالونی، عوامی لٹ کالونی، محمدیہ کالونی، ہارون ٹاؤن صادق کالونی بھٹہ نمبر1 تا4 بہاول کالونی، ریاض کالونی ، فیصل کالونی نور الحق کالونی، مینکر کالونی، حمید کالونی، حبیب کالونی چیمہ ٹاؤن چودھری ٹاؤن، قائداعظم ٹاؤن گوٹھ غنی، گوٹھ باجن، اسلام نگر، لبانہ چوک ،ارشد ٹاؤن اور سعید آباد کے علاقے شامل ہیں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جاسکے گا جبکہ 20 فیصد علاقے اس سہولت سے محروم رہیں گے۔

(ہ) بہاولپور شہر کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے بجٹ میں مندرجہ ذیل فنڈز مختص کئے گئے:

مالی سال	جاری فنڈز (ملین)
2013-14	7.200
2014-15	11.408
2015-16	5.030

لاہور: خواتین پارک بھوگیوال کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2918: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھوگیوال لاہور میں ایک لیڈیز پارک موجود ہے؟

(ب) مذکورہ پارک کتنے رقبہ پر ہے نیز اس پارک کے لئے 12-2011 اور 13-2012 میں کتنی رقم رکھی گئی اور یہ کن کن مدات میں خرچ کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پارک کی چار دیواری چھوٹی ہے کیا حکومت اس پارک کی چار دیواری اونچی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) بھوگیوال روڈ کے ساتھ گوجرپورہ سکیم میں ایک لیڈیز پارک موجود ہے۔

(ب) پارک کا رقبہ تقریباً اڑھائی ایکڑ ہے 13-2012 میں ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے مالیت سے یہ پارک تعمیر ہوا۔

(ج) مذکورہ پارک میں چار دیواری مع جنگلہ ساڑھے چھ فٹ ہے جو کہ لیڈیز پارک کے ڈیزائن کے عین مطابق ہے لہٰذا اسے اونچا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

لاہور:ایل ڈی اے کے تحت چلنے والی ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیلات

*2943: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر اہتمام کون کون سی ہاؤسنگ سکیمیں موجود ہیں؟

(ب) کیا لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کوئی نئی ہاؤسنگ سکیم متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اس نئی سکیم کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر اہتمام 43 عدد سکیمیں موجود ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایک نئی سکیم "ایل ڈی اے سٹی" کے نام سے بنا رہا ہے جس کا رقبہ تقریباً 60 ہزار کنال ہے۔ یہ سکیم فیروزپور روڈ کاہنہ ڈسٹری بیوٹری پر واقع ہے اور اس کے علاوہ ڈیفنس روڈ سے بھی اپروچ ہے اور ایک نئی اپروچ روڈ بھی تعمیر کی جائے گی جو کہ کاہنہ کاچھا اور فیروزپور روڈ سے ملائی جائے گی۔ اس سکیم میں ایل ڈی اے نے 6 ڈویلپمنٹ پارٹنرز engage کئے ہیں جو ڈی ایچ اے کی طرز پر رقبہ جات ایل ڈی اے کے نام پر ٹرانسفر کرائیں گے جس کے تبادل میں ایل ڈی اے 31 فیصد ڈویلپڈ پلاٹ فراہم کرے گی۔ اس سکیم کی پلاننگ اور ڈیزائننگ کو الیفائیڈ فرم میسرز عثمانی کنسلٹنٹس کر رہی ہے۔ جس میں بین الاقوامی ٹاؤن پلانر اور Doxiadis Firm بھی منسلک ہے۔ اس کی منصوبہ بندی سٹی لیول پر کی جا رہی ہے جس میں پارکس، یونیورسٹیاں اور دیگر شہری سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ ایل ڈی اے دفتر جوہر ٹاؤن لاہور میں اس سکیم کے معاملات اور عوام الناس کی راہنمائی کے لئے علیحدہ سیل بھی بنا دیا گیا ہے اور فائلوں کی ایگزیمشن اور ٹرانسفر کا تمام ریکارڈ شعبہ اسٹیٹ مینجمنٹ کمپیوٹرائزڈ کر رہا ہے۔

لاہور:آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت دیئے گئے مکانات ودیگر تفصیلات

*2944:محترمہ سعدیہ سہیل رانا:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت اب تک کتنے لوگوں کو مکان مل چکے ہیں؟

(ب) کیاحکومت لاہور میں اس سکیم میں توسیع کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) آشیانہ قائد ہاؤسنگ سکیم لاہور کے تحت اب تک 304لوگوں کو مکان مل چکے ہیں اور ان کی فیملیز AHS، میں رہائش پذیر ہیں جہاں پر ضروریات زندگی کی تمام سہولیات موجود ہیں۔

(ب) آشیانہ قائد ہاؤسنگ سکیم لاہور میں توسیع کی منصوبہ بندی کی گئی تھی مگر بعدازاں اراضی میسر نہ ہونے کے باعث توسیع کاارادہ ترک کر دیا گیاجبکہ حکومت پنجاب نے آشیانہ اقبال کے نام سے لاہور میں سکیم شروع کی ہے،اپارٹمنٹس کی تعمیر کی منصوبہ بندی مکمل ہونے کے بعد اس پر کام جلدہی شروع کیاجائے گا۔

فیصل آباد:پی ایچ اے کے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی ودیگر تفصیلات

*3033:میاں طاہر:کیاوزیر ہاؤسنگ ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پی ایچ اے فیصل آباد کے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے فنڈز فیصل آباد کی تمام ٹی ایم ایز سے وصول کئے جاتے ہیں اور تقریباًماہانہ 28لاکھ 56ہزار روپے کی ادائیگی یہ ٹی ایم ایز اس مد میں پی ایچ اے فیصل آباد کو کر رہی ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ اقبال ٹاؤن فیصل آباد کو سال14-2013 کے اے ڈی پی پروگرام کی مد میں تقریباً5کروڑ روپے ملے ہیں جس میں سے ساڑھے تین کروڑ روپے پی ایچ اے فیصل آباد کوان کے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے دے گااور باقی ایک کروڑ50لاکھ روپے صرف ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوں گے؟

(ج) کیا حکومت اس بابت کوئی پالیسی بنانے اور پی ایچ اے فیصل آباد کو علیٰحدہ بجٹ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے پی ایچ اے تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے ٹی ایم اے سے فنڈز وصول نہ کرتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت PFC ایوارڈ کی مد میں PHA کو جو رقوم مہیا کرتی ہے وہ ٹی ایم اے سے آئے ہوئے ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں خرچ ہوتے ہیں جن کے انتظامی معاملات تاحال ٹی ایم اے کے کنٹرول میں ہیں۔

(ب) اقبال ٹاؤن سے پی ایچ اے میں آنے والے ملازمین کی تنخواہ کی مد میں 14-2013 کے دوران حکومت پنجاب نے مبلغ 18.883 ملین روپے دیئے جس کا اقبال ٹاؤن کی ADP سے کوئی تعلق نہ تھا۔

(ج) گورنمنٹ آف پنجاب پی ایچ اے کو تنخواہوں کی مد میں علیٰحدہ بجٹ فراہم کرتی ہے۔

لاہور: یوحنا آباد کے سیوریج سسٹم کی خرابی کی تفصیلات

*3156: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور یوحنا آباد میں ایل ڈی اے واسا کا سیوریج سسٹم کب سے کام کر رہا ہے؟

(ب) اس ایریا میں اسی سیوریج سسٹم کی لمبائی کتنی ہے۔

(ج) اس وقت اس علاقہ میں واسا کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بتائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس آبادی کی ہر چھوٹی اور بڑی گلی / سڑک پر سیوریج کا پانی گٹروں سے overflow ہونے کی وجہ سے کھڑا ہوا ہے؟

(ہ) حکومت اس پر کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور یوحنا آباد میں ایل ڈی اے واسا کا سیوریج سسٹم 2004 سے کام کر رہا ہے۔

(ب) اس ایریا میں اسی سیوریج سسٹم کی لمبائی 5660 فٹ ہے۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں واسا کے 28 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ اِن کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ آبادی کی ہر چھوٹی اور بڑی گلی / سڑک پر سیوریج کا پانی گٹروں سے overflow ہونے کی وجہ سے کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔ تاہم جب کبھی بھی سیوریج بندش کی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوراً اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب یوحنا آباد کے سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے جس کی واضح مثال حال ہی میں یوحنا آباد کے سیوریج اور واٹر سپلائی سسٹم کی بہتری کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے 50.00 ملین روپے کے فنڈز کی منظوری دینا ہے۔ دستیاب فنڈز سے سیوریج اور واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی ساتھ ساتھ یوحنا آباد ڈسپوزل سٹیشن کی اپ گریڈیشن اور دو عدد نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب عمل میں آئے گی۔ اس وقت یوحنا آباد کے مختلف علاقوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی کے کام جاری ہیں۔

لاہور: یوحنا آباد سیوریج سسٹم بچھانے کی تفصیلات

*3159: **جناب شہزاد منشی:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یوحنا آباد لاہور میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم کس کس جگہ سیوریج بچھانے پر خرچ ہوئی، اس کا تخمینہ، لاگت، مدت تکمیل اور سکیم کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

(ب) کس کس جگہ محکمہ واسا لاہور ابھی تک سیوریج کی سکیم پر اس ایریا میں کام کر رہا ہے۔

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس آبادی کی تقریباً 70 فیصد آبادی میں سیوریج سسٹم نہ ہے اگر ہے تو وہ برائے نام ہے اور کام نہ کر رہا ہے۔

(د) کیا حکومت اس پوری آبادی میں یہ نظام مکمل طور پر بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مذکورہ سالوں کے دوران واسالاہور کی جانب سے یوحناآباد میں سیوریج بچھائی کا کوئی کام عمل میں نہیں آیا۔

(ب) اس وقت واسالاہور یوحناآباد کے (ای) بلاک اور (ایف) بلاک میں سیوریج لائن کی بچھائی کا کام کر رہا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب یوحناآباد کے سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے جس کی واضح مثال حال ہی میں یوحناآباد کے سیوریج اور واٹر سپلائی سسٹم کی بہتری کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے 50.00 ملین روپے کے فنڈز کی منظوری دینا ہے۔دستیاب فنڈز سے سیوریج اور واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی کے ساتھ ساتھ یوحناآباد ڈسپوزل سٹیشن کی اپ گریڈیشن اور دو عدد نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب عمل میں آئے گی۔اس وقت یوحناآباد کے مختلف علاقوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی لائنوں کی بچھائی کے کام جاری ہیں۔موجودہ سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔تاہم جب کبھی سیوریج بندش کی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوراً اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

(د) جی ہاں!واسالاہور یوحناآباد کی پوری آبادی میں سیوریج کا مکمل نظام بچھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔فنڈز کی دستیابی پر مرحلہ وار پورے یوحناآباد میں سیوریج نظام کی تکمیل کی جائے گی۔

ضلع سرگودھا:واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کی تفصیلات

*3222:چودھری فیصل فاروق چیمہ:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے تقریباً70 فیصد علاقوں کا پانی پینے کے قابل نہ ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ تحصیل و ضلع سرگودھا اور بالخصوص حلقہ پی پی۔35 کے تقریباً تمام چکوک کا پانی انتہائی ناقص ہے اور بالکل پینے کے قابل نہ ہے۔

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ موضع دھریمہ، موضع حیدرآباد ٹاؤن، چک 71 شمالی، چک 79 شمالی، 109 جنوبی، 108 جنوبی، 142 جنوبی، 105 جنوبی، 107 جنوبی، 46 جنوبی، 45 جنوبی، 44 جنوبی، 56 جنوبی، 57 جنوبی اور 115 جنوبی کا زمینی پانی انتہائی ناقص ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 51شمالی،100شمالی،113جنوبی،114جنوبی اور99جنوبی کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں ہے۔

(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا محکمہ پبلک ہیلتھ نے ان علاقوں کے لئے صاف پانی کی دستیابی کا پروگرام بنایا ہے یا نہیں۔

(و) کیا محکمہ پبلک ہیلتھ ان علاقوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع سرگودھا چھ تحصیلوں پر مشتمل ہے اور تحریر کیا جاتا ہے کہ:

1۔ تحصیل سرگودھا کا80فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے۔
2۔ تحصیل شاہ پور کا55فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے۔
3۔ تحصیل بھلوال کا75فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے۔
4۔ تحصیل کوٹ مومن کا58فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے۔
5۔ تحصیل سلانوالی کا72فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے۔
6۔ تحصیل ساہیوال کا52فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے

(ب) حلقہ پی پی۔35میں درج ذیل بڑے چکوک شامل ہیں۔

چک189شمالی، چک83شمالی، چک190شمالی، چک188شمالی، حیدر آباد ٹاؤن، چک115جنوبی، چک109جنوبی، چک81شمالی، چک70شمالی، چک71شمالی، چک79شمالی، دہریمہ چک142جنوبی چک111جنوبی چک50شمالی چک51شمالی چک99شمالی چک103شمالی چک90شمالی چک105جنوبی چک116جنوبی چک94شمالی چک95شمالی چک105شمالی چک91شمالی آسیانوالہ چک107جنوبی چک44جنوبی چک92شمالی چک84شمالی چک93شمالی چک104شمالی بہک میکن چک56جنوبی چک45جنوبی چک108شمالی، چک67شمالی، چک69شمالی چک68شمالی چک63شمالی چک 57جنوبی چک100جنوبی چک187شمالی چک97شمالی چک104جنوبی چک113جنوبی چک46جنوبی چک108جنوبی چک59جنوبی چک106شمالی چک107شمالی یہ درست ہے کہ ان چکوک کا زیادہ تر پانی ناقابل استعمال ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) اگرچہ اندریں بالا سوالات کا جواب اثبات میں ہے۔ مگر واٹر سپلائی سکیم کی منظوری انتظامی معاملہ ہے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

(و) مندرجہ بالا چکوک میں سے چک نمبر45جنوبی میں فلٹریشن پلانٹ کا منصوبہ پہلے مرحلہ میں شامل ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3259: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت گوجرانوالہ میں کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں اور ہر سوسائٹی کتنے ایکڑ پر محیط ہے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی سوسائٹیز منظور شدہ ہیں اور کتنی غیر منظور شدہ ہیں۔

(ج) غیر قانونی ہاؤسنگ سوسائٹیز کون کون سی ہیں اور ان کے مالکان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

(د) ضلع گوجرانوالہ کی کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیز کتنے فیصد آباد ہو چکی ہے، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں اس وقت کل 32ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں جن کے رقبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کل 8منظور شدہ 11غیر منظور شدہ اور 13زیر کارروائی ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں۔

(ج) محکمہ جی ڈی اے نے ضلع گوجرانوالہ میں غیر منظور شدہ سکیموں کو بائی لاز کے مطابق نوٹسز جاری کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں محکمہ جی ڈی اے نے عوام کی آگاہی کے لئے اخبارات میں اشتہارات شائع کروائے ہیں اور محکمہ ریونیو کو بھی لیٹر جاری کیا گیا ہے کہ غیر قانونی سکیموں میں واقع رقبہ کی رجسٹریاں نہ کی جائیں نیز محکمہ واپڈا (گیپکو) کو بھی لیٹر جاری کیا گیا ہے کہ محکمہ جی ڈی اے سے این او سی کے بغیر کسی بھی ہاؤسنگ سکیم میں کنکشن نہ دیا جائے۔ سات

مالکان کے خلاف ایف آئی آر درج کروا رکھی ہیں۔ جی ڈی اے حسب ضابطہ کاروائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ ضلع گوجرانوالہ میں غیر قانونی ہاؤسنگ سوسائٹیز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع گوجرانوالہ میں 25 ہاؤسنگ سوسائٹیز آباد ہو چکی ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد: پارکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3261: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پارکوں کی تعداد کتنی ہے اور کتنے پی ایچ اے کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے پارکس اور گرین بیلٹس کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد میں پی ایچ اے کا بطور اتھارٹی نوٹیفکیشن نہیں ہوا، کیا حکومت نوٹیفکیشن جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی ایچ اے کے زیر کنٹرول سٹی ایریا جو چار اربن ٹاؤنز پر مشتمل ہے پارکوں کی تعداد 303 ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بیشتر پارکس اور گرین بیلٹس بہتر حالت میں ہیں تاہم فنڈز اور افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے چند پارکوں اور گرین بیلٹس کی حالت بہتر کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) یہ درست ہے، کہ پی ایچ اے کا بطور اتھارٹی نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا تاہم گورنمنٹ آف پنجاب کے سامنے یہ معاملہ زیر غور ہے اور توقع ہے کہ حکومت جلد اس کا نوٹیفکیشن جاری کر دے گی۔

راولپنڈی: خیابان سرسید میں پانی کی فراہمی کے لئے بچھائی گئی پائپ لائن و دیگر تفصیلات

*3340: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خیابان سر سید، راولپنڈی کے مختلف سیکٹرز میں واسا کی جانب سے پانی کی فراہمی کے لئے نئی پائپ لائن بچھائی جارہی ہے اس منصوبے کی کل لاگت کتنی ہے اور یہ منصوبہ کتنے عرصہ میں مکمل کیا جائے گا؟

(ب) خیابان سر سید میں پانی کی سپلائی کو ایک مربوط نظام کے تحت چلانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا علاقہ میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس خستہ حالی کا شکار ہیں، اگر ایسا ہے تو ان کی مرمت کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! خیابان سر سید راولپنڈی کے مختلف سیکٹرز میں واسا کی جانب سے پانی کی فراہمی کے لئے نئی پائپ لائن بچھائی جارہی ہے اور یہ پرانی بوسیدہ لائنوں کی جگہ لگ رہی ہیں۔ اس منصوبے پر 8.460 ملین لاگت آئے گی اور یہ جون 2014 میں مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) خیابان سر سید میں پانی کی سپلائی خانپور ڈیم اور ٹیوب ویلوں پر مشتمل ہے اور ان دونوں ذرائع کے پانی کو یکجا کر کے سپلائی کیا جاتا ہے تاکہ صارفین کے گھروں میں پانی پریشر کے ساتھ پہنچ سکے نیز جہاں جہاں بھی پانی کی کمی کی شکایت لوڈشیڈنگ کی وجہ سے آتی ہے وہاں پانی ٹینکروں کے ذریعے مفت مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ علاقے میں واٹر فلٹریشن پلانٹس بھی نصب کئے گئے ہیں جہاں سے لوگ پینے کے لئے پانی بھرتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی گندے پانی کی شکایت موصول ہوتی ہے وہاں واسا اپنے ذرائع سے لائن تبدیل کر دیتا ہے۔

(ج) جی، نہیں۔ مندرجہ بالا علاقے میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس خستہ حالی کا شکار نہیں ہیں اور ان کی مرمت کے لئے سالانہ مرمتی ٹھیکہ دیا ہوا ہے اور ان کے کارٹریج اور دوسری اشیاء مقررہ مدت میں تبدیل کی جاتی ہیں۔

سرگودھا: پی پی۔34 میں صاف پانی کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3346: **ڈاکٹر نادیہ عزیز:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سرگودھا شہر بالخصوص پی پی۔34 کے اکثر عوام کو پینے کا صاف پانی میسر نہ ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ پچھلے چالیس سالوں سے کوئی پینے کے پانی کا منصوبہ زیر غور نہ آیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر کا تقریباً80 فیصد پانی پینے کے قابل نہ ہے اور بالخصوص پی پی۔34 کی70 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہ ہے۔

(ب) پچھلے چالیس سالوں میں سرگودھا شہر کے لئے درج ذیل سکیمیں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر سایہ مکمل کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام سکیم	تخمینہ لاگت (ملین)	سال
1	جامع واٹر سپلائی سکیم سرگودھا	3.564	1982۔1984
2	واٹر سپلائی سکیم سرگودھا	60.300	1995۔1996
3	تبدیلی پرانے پائپ لائن سرگودھا	61.843	2007۔2010

(ج) سرگودھا شہر اور پی پی۔34 کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب نے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے درج ذیل دو بڑے منصوبوں کا آغاز کر دیا ہے جو کہ تعمیر کے مراحل میں داخل ہو گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

	نام سکیم	تخمینہ لاگت (ملین)
1۔	واٹر سپلائی سکیم چک49جنوبی (ٹیل) اور ملحقہ آبادی سرگودھا	144.597
2۔	توسیع واٹر سپلائی سکیم سرگودھا سٹی بیسڈ آن کینال واٹر سپلائی سکیم سرگودھا زون I	268.210

جبکہ توسیع واٹر سپلائی سکیم سرگودھا سٹی بیسڈ آن کینال واٹر سپلائی سکیم سرگودھا زون2 اور3 کا منصوبہ اصولاً منظور کر لیا گیا ہے جن کی لاگت 1862.677 ملین ہے اور جونہی حکومت پنجاب نے اس منصوبہ کے لئے رقم فراہم کی تو اس کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔

ضلع ڈی جی خان: صدیق آباد ماڈل ٹاؤن سیوریج کے منصوبہ کی فزیبلٹی رپورٹ و دیگر تفصیلات

*3361: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدیق آباد ماڈل ٹاؤن یونین کونسل نمبر 12 ضلع ڈی جی خان کے سیوریج کے منصوبوں کی فزیبلٹی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کام تاخیری حربوں کا شکار ہے اور اس کے ٹینڈر ابھی تک طلب نہیں کئے گئے ہیں، اگر ٹینڈر طلب کر لئے گئے ہیں تو کن کن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا اور اس کا تخمینہ لاگت کتنا ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان منصوبوں کو کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) صدیق آباد ماڈل ٹاؤن یونین کونسل 12 ضلع ڈیرہ غازی خان کے سیوریج کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے اور اس پر کام شروع ہے۔ تفصیل (Annexure-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) درست نہ ہے کیونکہ سیوریج سکیم صدیق آباد کے ٹینڈر مورخہ 07.05.2014 کو وصول کر لئے گئے تھے۔ تفصیل (Annexure-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) کام سب سے کم ریٹ کی بنیاد پر ارشاد حسین کنسٹرکشن کمپنی کو دیا گیا۔ تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

iii) منصوبہ کا تخمینہ لاگت 53.297 ملین ہے۔

(ج) منصوبہ ہذا کا کام مورخہ 05.06.2014 سے شروع ہو چکا ہے اور یہ کام جون 2016 تک مکمل ہو جائے گا۔ تفصیل (Annexure-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: گجر پورہ ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹس پر ناجائز قابضین کی تفصیل

*3366: قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کی سکیم گجر پورہ لاہور میں بہت سے پلاٹوں پر ناجائز قابضین نے زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے اور قبضہ مافیا میں ایل ڈی اے کے اہلکار بھی شامل ہیں؟

(ب) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ناجائز قبضہ کئے ہوئے پلاٹوں کی تعداد کیا ہے اور کیا ان پلاٹوں میں پلاٹ نمبر 403-A بھی شامل ہے۔

(ج) کیا ایل ڈی اے انتظامیہ پلاٹ نمبر 403-A سمیت دوسرے ایسے پلاٹوں کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے اس کے اصل مالک کو قبضہ دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ایل ڈی اے کی سکیم گجر پورہ لاہور کے چند پلاٹوں پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے جسے ایل ڈی اے انتظامیہ واگزار کرواتا رہتا ہے لیکن قبضہ مافیا میں ایل ڈی اے کا کوئی اہلکار شامل نہیں ہے۔

(ب) گجر پورہ سکیم میں قبضہ شدہ پلاٹوں کی کل تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے سروے ہو رہا ہے مگر اس میں پلاٹ نمبر 403-A شامل نہ ہے۔

(ج) ایل ڈی اے انتظامیہ ایسے پلاٹوں کو ناجائز قابضین سے واگزار کرواتی رہتی ہے مگر بعض اوقات بوجہ عدالتی حکم امتناعی اور کشیدگی حالات واگزاری کا عمل تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔

ملتان شہر میں فراہمی آب کی لائنوں کا مسئلہ

*3391: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ملتان شہر میں واٹر سپلائی کی لائنیں پرانی اور بوسیدہ ہو چکی ہیں اور ان میں سیوریج کا گندا پانی شامل ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت ملتان میں سیوریج اور پانی کی لائنوں کو علیحدہ کرنے اور پانی کی نئی لائنیں بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ کچھ علاقوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بوسیدہ ہو چکی ہیں تاہم ہمیں جب بھی کوئی مکسنگ کی شکایت ملتی ہے ہم اُس کا فوری طور پر ازالہ کر لیتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو اُس علاقے کی لائن تبدیل کر دیتے ہیں۔

(ب) ملتان شہر میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی لائنیں پہلے ہی سے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں کچھ علاقوں میں پُرانی اور بوسیدہ لائنیں ایک سکیم& Replacement of out lived Rusty Leakage pipelines in Multan (Gastro Project)کے تحت تبدیل کر رہے ہیں۔

ساہیوال: واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*3553:جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں2010 سے آج تک کتنی رقم واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات پر منصوبہ وار خرچ کی گئی؟

(ب) واٹر سپلائی اور سیوریج کے کتنے منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے۔

(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع ساہیوال میں2010 سے لے کر آج تک کل37 منصوبہ جات مکمل کئے گئے ہیں جن میں سے18 منصوبے واٹر سپلائی کے ہیں اور19 منصوبے سیوریج کے ہیں۔ان منصوبوں پر کل لاگت731.854 ملین روپے آئی ہے۔ منصوبہ جات کی لسٹ(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) واٹر سپلائی اور سیوریج کے8 منصوبہ جات پر کام جاری ہے۔اگر ان منصوبہ جات کے لئے مالی سال16۔2015 میں مطلوبہ فنڈز دستیاب کئے جاتے ہیں تو یہ منصوبہ جات 30۔جون 2016تک مکمل ہو جائیں گے۔

(ج) یہ آٹھ منصوبہ جات درج ذیل علاقوں میں جاری ہیں۔

1۔ ساہیوال شہر میں واٹر سپلائی اور تبدیلی پرانی سیوریج لائن آبادی حبیب ٹاؤن اور کوٹ خادم علی شاہ۔

2۔ واٹر سپلائی اور نالی سولنگ چک نمبر L۔5/85 کا ایک منصوبہ چل رہا ہے لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے۔

3۔ واٹر سپلائی چک نمبر L۔9/120 میں ایک منصوبہ چل رہا ہے لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے۔

4۔ رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبر L۔11/7 (راواں والا)۔

5۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر L۔12/86۔

6۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر L۔12/A۔88۔

7۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر L۔12/88۔

8۔ سیوریج سکیم چک نمبر L۔12/A۔93 مزید تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی۔222 ساہیوال: واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

*3554: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں کس کس گاؤں، قصبہ میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی کون کون سی سکیمیں کام کر رہی ہیں؟

(ب) اس وقت کون کون سی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں بند پڑی ہیں؟

(ج) کیا حکومت حلقہ پی پی۔222 میں بند واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں واٹر سپلائی کی 4 سکیمیں اور سیوریج کی 17 سکیمیں کام کر رہی ہیں۔ سکیموں کی لسٹ اور مکمل کوائف (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔222 میں واٹر سپلائی کی تین اور سیوریج کی تین سکیمیں بند پڑی ہیں۔ سکیموں کی لسٹ اور مکمل کوائف(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) جی ہاں!حکومت حلقہ پی پی۔222 میں بند واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ان سکیموں کو دوبارہ چالو کرنے کے لئے جو رقم درکار ہے اس کی تفصیل(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اگر گورنمنٹ ان کی بحالی کے لئے فنڈز جاری کر دے تو ان سکیموں کو بحال کیا جا سکتا ہے۔

راولپنڈی:سیٹلائٹ ٹاؤن میں پلاٹس کی تقسیم سے متعلقہ تفصیلات

*3592:راجہ راشد حفیظ:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں بڑے پلاٹوں کی سب ڈویژن کی اجازت نہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مالکان پلاٹ اپنے طور پر ان کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے مکانات تعمیر کر کے فروخت کر دیتے ہیں جس سے علاقہ کی سڑکوں، سیوریج اور واٹر سپلائی پر دباؤ بڑھ گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت عوام کی مشکلات کے پیش نظر پلاٹس کی سب ڈویژن کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا حکومت غیر قانونی طور پر بڑے پلاٹوں کو تقسیم کرنے والوں کے خلاف کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔فاٹا بلڈنگ اینڈ زوننگ ریگولیشنز2008 جاری کردہ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر DG/PHATA/TPS/F-46/2008/108 مورخہ 08-03-2008 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کے مطابق ایک کنال یا اُس سے بڑے پلاٹوں کی تقسیم کی اجازت ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ بڑے پلاٹوں کی سب ڈویژن کی منظوری مجاز اتھارٹی ڈائریکٹر جنرل لاہور سے ہوتی ہے۔ منظوری کے بغیر کوئی الاٹی اپنے پلاٹ کی سب ڈویژن کا مجاز نہ ہے۔

(ج) جیسے کہ جواب (الف) میں بیان ہے۔

(د) بڑے پلاٹوں کی غیر قانونی سب ڈویژن کی بابت محکمہ ہذا کو کوئی رپورٹ نہ ہے۔ اگر کوئی غیر قانونی پلاٹ کی تقسیم کا کیس رپورٹ ہوا تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور: بلڈنگز کی کمرشلائزیشن سے متعلقہ تفصیلات

*3743: **سردار وقاص حسن مؤکل**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2013 سے اب تک لاہور میں کتنے افراد نے اپنے پلاٹوں اور بلڈنگز کی کمرشلائزیشن کے لئے ایل ڈی اے کو درخواستیں دی؟

(ب) پلاٹوں یا بلڈنگز کی کمرشلائزیشن کی موجود پالیسی کب بنائی گئی اور اس پالیسی کے تحت کمرشلائزیشن کی فیس کیا ہے؟

(ج) کیا تمام درخواست دہندگان کی درخواستیں منظور کر لی گئی ہیں اور وہ منظور کرائے گئے نقشہ جات یا بلڈنگز کے ترمیم شدہ منظور شدہ نقشہ جات کے مطابق تعمیر کر رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ایل ڈی اے کے ریکارڈ کے مطابق 2013 سے اکتوبر 2015 تک کمرشلائزیشن کے لئے 2120 درخواستیں آچکی ہیں۔

(ب) کمرشلائزیشن پالیسی کا آغاز محکمہ ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ کے 16.12.1990 کے نوٹیفکیشن کے تحت ہوا جس کو بعد میں 23.07.1993 کو ریوائز کیا گیا۔ بعد ازاں 02.07.2001 کو کمرشلائزیشن پالیسی کا اجراء ہوا جو 2009 تک زیر عمل رہی۔ ایل ڈی اے لینڈ یوز رولز 10.02.2009 اور پھر ترمیم شدہ لینڈ یوز رولز 01.04.2014 مرتب کے گئے اور 2009 کے رولز کے تحت گلبرگ سکیم کے کلاسیفکیشن اور ریکلاسیفکیشن کا نوٹیفکیشن 01.02.2012 کو جاری کیا گیا۔ مستقل کمرشلائزیشن کے لئے 2001 کی پالیسی سے قبل

ڈی سی ویلیویشن کا25 فیصد لگایا جاتا تھا جبکہ 2001اور اس کے بعد اب تک کمرشلائزیشن فیس بحساب کمرشل ڈی سی ویلیو کا20 فیصد عائد کی جاتی ہے۔ عارضی کمرشلائزیشن کے لئے لینڈ یوز رولز2014 کی شق(4)31 کے تحت ڈی سی ویلیویشن کا1.25 فیصد سالانہ لگایا جاتا ہے۔

(ج) 2013 سے تا حال1656 کمرشلائزیشن کیسز کی منظوری دی گئی اور باقی 464 درخواستیں جو پالیسی کے مطابق کمرشل نہ ہو سکتی تھیں انہیں نامنظور کر دیا گیا۔ بلڈنگ ریگولیشن کے تحت منظور شدہ نقشہ جو کہ تین مراحل میں منظور کیا جاتا ہے پہلا مرحلہ پلنتھ لیول تک اور اس کی مکمل انسپکشن کے بعد دوسرے مرحلہ میں38 فٹ اونچائی تک اور تیسرے مرحلہ میں مکمل نقشہ منظور کیا جاتا ہے۔ نقشہ کے خلاف تعمیر ہونے پر ایل ڈی اے اسے محکمانہ قواعد وضوابط کی کارروائی کے بعد مسمار کر دیتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور: شمسی توانائی سے متعلقہ تفصیلات

10: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں شمسی توانائی سے چلنے والی لائٹ لگائی جارہی ہیں ان کی مالیت کتنی ہے؟

(ب) ہر سڑک جس کو شمسی توانائی سے آراستہ کیا گیا ہے اس کی تفصیلات بتائی جائیں؟

(ج) ان پر اٹھنے والے اخراجات فی لائٹ بتائے جائیں؟

(د) کس کمپنی سے اس لائیٹ کو خریدا گیا اس کا نام اور ان ٹینڈرز کی تفصیلات مع اخبارات کٹنگ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں شمسی توانائی سے چلنے والی لائٹس کا منصوبہ زیر غور ہے، شمسی توانائی کا منصوبہ ابھی feasibility study کے مراحل میں ہے۔ مالیاتی تخمینہ اِس کے بعد لگایا جائے گا۔

(ب) اب تک صرف علامہ اقبال ٹاؤن مین بلیوارڈ اور وحدت روڈ کو ایک چینی کمپنیZTE کے تعاون سے تجرباتی طور پر شمسی توانائی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ان دو سٹرکوں پر کل200لائٹس لگائی گئی ہیں جن میں160لائٹس علامہ اقبال ٹاؤن مین بلیوارڈ اور40وحدت روڈ پر لگائی گئی ہیں۔

(ج) مندرجہ بالا سٹرکوں پر لگنے والی لائٹس پر محکمہ ایل ڈی اے نے کوئی اخراجات صرف نہ کئے ہیں بلکہ اس پر اٹھنے والے سارے اخراجاتZTE نے برداشت کئے ، جن کی تفصیلات ادارے کے پاس نہ ہیں۔

(د) جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، شمسی توانائی کا منصوبہ ابھی فزیبلٹی سٹڈی کے مراحل میں ہے اس لئے تاحال کوئی شمسی توانائی سے چلنے والی لائٹ محکمہ ایل ڈی اے نے نہیں خریدی۔

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سکندر بلاک میں کمیونٹی سنٹر کے لئے مختص پلاٹ سے متعلقہ تفصیلات

92: **سید طارق یعقوب**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سکندر بلاک میں کمیونٹی سنٹر کے لئے کوئی پلاٹ مختص ہے؟

(ب) اگر کوئی پلاٹ مختص ہے تو اس کی تعمیر میں کیا امر مانع ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سکندر بلاک میں کمیونٹی سنٹر کے لئے کوئی پلاٹ مختص نہ ہے۔

(ب) مفصل جواب جز(الف) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع لاہور میں ہاؤسنگ سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

192: **محترمہ مدیحہ رانا**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال13۔2012 سے لے کر آج تک کون کون سی ہاؤسنگ سکیمیں بنائی گئی، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان سکیموں میں سے کتنی منظور شدہ اور کتنی غیر منظور شدہ ہیں، الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت ان غیر منظور شدہ سکیموں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ایل ڈی اے نے ضلع لاہور میں سال13۔2012 سے لے کر آج تک مندرجہ ذیل پرائیویٹ سکیموں کی منظوری دی ہے:

(i) آئی کون ویلی (ii) ایڈن پیلس
(iii) خیابان امین (iv) لیبر کالونی
(v) ایڈن ریزیڈینشیا

(ب) ایل ڈی اے نے آج تک238 عدد سکیمیں منظور کی ہیں اور ضلع لاہور میں تقریباً73 عدد سکیمیں ایسی ہیں جو کہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ نہیں ہیں لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز ان کے بارے میں اخبار کا اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ان غیر منظور شدہ سکیموں کے خلاف کارروائی کر رہا ہے۔ان سکیموں کے بارے میں اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے گاہے بگاہے عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے تاکہ لوگ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں پلاٹوں کی خرید وفروخت نہ کریں۔اس کے علاوہ demolition کا کام DEM, CMP WING, TP BRANCH کی مشترکہ ٹیمیں سرانجام دیتی ہیں اور کافی سکیموں میں demolition بھی کی گئی ہے اس کے علاوہ واپڈا، سوئی گیس اور ٹیلیفون کے محکموں کو بھی لیٹر جاری کئے گئے ہیں کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں کنکشن نہ دیئے جائیں۔اگر کنکشن ہو چکے ہیں تو انہیں discard کیا جائے۔مزید برآں رجسٹرار ریونیو کو بھی لیٹر جاری کیا گیا ہے کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں رجسٹریاں اور انتقال نہ کیا جائے۔مزید برآں متعلقہ تھانوں میں ان غیر قانونی سکیموں کے چالان بھیجے گئے ہیں کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

لاہور:قلعہ گجر سنگھ میں فلٹریشن پلانٹ سے متعلقہ تفصیلات

272: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 77 قلعہ گجر سنگھ لاہور میں نصب پانچ فلٹریشن پلانٹس میں سے تین فلٹریشن پلانٹ خراب ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہو رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت خراب شدہ فلٹریشن پلانٹس کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔یونین کونسل نمبر 77 قلعہ گجر سنگھ لاہور میں واسا لاہور نے صرف ایک فلٹریشن پلانٹ بمقام میلہ رام پارک نصب کیا ہے جو کہ چالو حالت میں ہے اور لوگ پینے کے صاف پانی سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ علاقہ میں واسا لاہور کی جانب سے لگایا گیا فلٹریشن پلانٹ درست کام کر رہا ہے اور لوگ پینے کے صاف پانی کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ننکانہ صاحب میں واٹر سپلائی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

307: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں بند ہیں اور کتنی کام کر رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کل کتنی سکیموں پر کام ہو رہا ہے، ان میں سے کتنی مکمل ہو گئی ہیں اور کتنی ابھی تک نامکمل ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں واٹر سپلائی کی دو سکیمیں بند ہیں اور دو سکیمیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں اس وقت کسی بھی سکیم پر کام نہیں ہو رہا۔

لاہور: مہاجر آباد، سوڈیوال میں واٹر سپلائی کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

344: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 88 پانی والی ٹینکی (سوڈیوال) لاہور پر ایک ٹیوب ویل نصب ہے جو مہاجر آباد اور سوڈیوال میں پانی سپلائی کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹیوب ویل سے پانی کی ترسیل بہت کم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے رہائشی پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ اس دیرینہ مشکل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کئی سالوں سے ایم ڈی واسا کو درخواستیں دے رہے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ درخواست دینے کے بعد محکمے نے اس علاقے کا وزٹ بھی کیا اور تسلی دی جاتی رہی کہ عنقریب پانی والی ٹینکی کی جگہ پر ہی دوسری جانب ٹیوب ویل لگا دیا جائے گا لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ابھی تک ٹیوب ویل کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت عوام کی اس دیرینہ پریشانی کو دور کرنے کے لئے کب تک اس ٹیوب ویل کو لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ پانی والی ٹینکی، سوڈیوال لاہور (یونین کونسل۔88) میں ایک ٹیوب ویل نصب ہے جس سے مہاجر آباد اور سوڈیوال کے مکینوں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل سے پانی کا اخراج چار کیوسک سے کم ہو کر دو کیوسک ہو گیا ہے۔ تاہم اس آبادی کو عمر پارک اور نوناریاں میں نصب کئے گئے ٹیوب ویلوں سے بھی پانی کی فراہمی کی جا رہی ہے اور معمول کے حالات میں پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش نہ ہے۔

(ج) جی ہاں! مگر ٹیوب ویل کی تنصیب حکومت کی جانب سے فراہم کردہ فنڈز پر منحصر ہے اور تاوقت اس مد میں کوئی فنڈز مہیا نہ کئے گئے ہیں۔

(د) یہ درست ہے۔ واسا لاہور میں جاپان International Cooperation Agency) کے تعاون سے 105 میعاد / مدت پوری کرنے والے ٹیوب ویلوں کی تبدیلی متوقع ہے۔ یہ منصوبہ مالی سال 16-2015 میں شروع ہو گا۔ اس منصوبہ میں سوڈیوال

ٹیوب ویل کی تبدیلی بھی شامل ہے۔ منصوبہ شروع ہوتے ہی مذکورہ ٹیوب ویل ترجیحی بنیادوں پر تبدیل کر دیا جائے گا۔

(ہ) سوڈیوال میں پرانے ٹیوب ویل کی جگہ نئے ٹیوب ویل کی تنصیب JICA پروگرام میں شامل کر دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی۔130 میں صاف پانی پینے سے متعلقہ تفصیلات

371: **جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حلقہ پی پی۔130 سیالکوٹ میں حکومت پنجاب پینے کے صاف پانی کو عوام الناس کے لئے مہیا کرنے کا کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے جس میں گہرائی 600/500 فٹ تک بور کر کے صاف پانی مہیا کیا جا سکے تاکہ عوام صاف پانی استعمال کر سکیں اور ہیپاٹائٹس جیسی بیماریوں سے بچ سکیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور حکومت پنجاب عوام الناس کو صاف پانی مہیا کرنے کا مکمل پروگرام رکھتی ہے لیکن اس سلسلہ میں فنڈ مہیا ہونے پر یہ کام مکمل ہو سکتا ہے۔

ڈسکہ شہر میں صاف پانی میسر نہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

372: **جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسکہ شہر میں پینے کا صاف پانی میسر نہ ہے کیونکہ واٹر سپلائی کا نظام آج سے 35/30 سال پرانا ہے۔ واٹر سپلائی کے پائپ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پھٹ چکے ہیں اور نالیوں کا گندا پانی واٹر سپلائی کے پائپوں میں شامل ہو رہا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب ڈسکہ شہر میں پینے کے پانی کے لئے واٹر سپلائی کے نئے پائپ بچھانے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے یا کہ نہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):
(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسکہ شہر میں واٹر سپلائی سکیم کافی پرانی ہے جس کی دیکھ بھال تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کر رہی ہے۔
(ب) فی الحال کوئی پروگرام نہیں ہے۔اس مد میں اگر گورنمنٹ فنڈ مہیا کرے تو نئی پائپ لائن بچھادی جائے گی۔

بہاولپور:آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ تفصیلات

397:قاضی احمد سعید:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنانے کی منظوری ہو چکی ہے، یہ منظوری کب ہوئی، تفصیل بتائی جائے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکیم کے لئے120 کنال زمین خرید کر لی ہے، تفصیل بتائی جائے؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولپور میں آشیانہ سکیم کے تحت تقریباً280 گھر بنانے کا ماسٹر پلان تیار کیا گیا ہے؟
(د) اب تک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بہاولپور کی تعمیر میں کیا پیشرفت ہوئی ہے تازہ ترین صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):
(الف) بہاولپور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنانے کی منظوری2013 میں ہوئی تھی۔
(ب) 120 کنال اراضی جو کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے، مذکورہ زمین کو PLDC کے نام منتقل کرنے کا عمل جاری ہے۔
(ج) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بہاولپور کا ماسٹر پلان تیار ہو چکا ہے جس میں275 گھر تین مرلہ اور 242 پلاٹ پانچ مرلہ کے ہیں۔
(د) مذکورہ بالا اراضی جب PLDC کی ملکیت ہو جائے گی تو کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

حلقہ پی پی۔168 میں واٹر سپلائی کی فنکشنل سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

400:جناب علی سلمان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مانانوالہ اور کھاریانوالہ پی پی۔168 شیخوپورہ کی واٹر سپلائی کی سکیمیں کب سے نان فنکشنل ہیں، نان فنکشنل سکیموں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان سکیموں پر مالی سال14۔2013 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل سکیم وار بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان سکیموں پر مالی سال15۔2014 کے دوران کتنی رقم مختص کی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) مانانوالہ واٹر سپلائی سکیم:۔اس سکیم کے تحت نہر اپر گوگیرہ پر 10 عدد ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں جن میں سے 2 ٹیوب ویلوں پر واپڈا نے بجلی نصب کر دی ہے جن کو چلا کر مانانوالہ کو پانی کی فراہمی شروع کر دی گئی ہے۔ باقی ماندہ ٹیوب ویلوں کے لئے واپڈا نے سامان ارتیج کر لیا ہے۔ جن پر جلد ہی بجلی نصب کر کے چلا دیا جائے گا۔

(ii) کھاریانوالہ واٹر سپلائی سکیم:۔ واٹر سپلائی سکیم کھاریانوالہ 2005 سے نان فنکشنل ہے۔ سکیم کے نان فنکشنل ہونے کی وجوہات میں لاہور فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر اور سوئی گیس کی لائنوں کو بچھانے کے دوران واٹر سپلائی لائنوں کی توڑ پھوڑ شامل ہے۔ بعد ازاں واپڈا نے بقایا جات کی عدم ادائیگی کی بناء پر بجلی کا کنکشن بھی منقطع کر دیا ہے۔

(ب) مالی سال14۔2013 کے دوران ان سکیموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) واٹر سپلائی سکیم مانانوالہ 13.000 Million

(ii) واٹر سپلائی سکیم کھاریانوالہ ----NIL----

(ج) مالی سال15۔2014 کے دوران ان سکیموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) واٹر سپلائی سکیم مانانوالہ 8.100 Million

(ii) واٹر سپلائی سکیم کھاریانوالہ ----NIL----

حلقہ پی پی۔168 میں واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

402: **جناب علی سلمان:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 14۔2013 کے دوران حلقہ پی پی۔168 شیخوپورہ کم ننکانہ صاحب کے لئے ضلعی حکومت اور صوبائی حکومت نے کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی؟

(ب) اس سال کے دوران اس حلقہ کی کون کون سی واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیم پر رقم خرچ ہوئی ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت اس حلقہ کی کون کون سی واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیم کب سے کس بناء پر بند پڑی ہیں اور اس کی بندش کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت ان کو کب چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ شیخوپورہ کی جانب سے حلقہ پی پی۔168 میں مالی سال 14-2013 کے لئے مندرجہ ذیل سکیموں پر رقم فراہم کی گئی ہے:

پی سی سی سکیم مانانوالہ	18.000 ملین
واٹر سپلائی سکیم مانانوالہ	13.000 ملین

(ب) مالی سال 14۔2013 کے دوران مندرجہ ذیل واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیموں کے لئے فنڈز خرچ کئے گئے ہیں:

پی سی سی سکیم مانانوالہ	18.000 ملین
واٹر سپلائی سکیم مانانوالہ	13.000 ملین

(ج) پی پی۔168 میں حکومت کی طرف سے مزید کوئی واٹر سپلائی اور ڈرینج منظور نہ ہوئی اور نہ ہی کسی سکیم پر فنڈز خرچ ہوئے۔ پی پی۔168 میں بند پڑی ہوئی واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) واٹر سپلائی سکیم بھکھی:

یہ سکیم 05۔2004 سے بند پڑی ہوئی ہے۔ سکیم کے بند ہونے کی وجوہات میں لاہور فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر اور سوئی گیس کی لائنوں کو بچھانے کے دوران واٹر سپلائی کی توڑ پھوڑ شامل ہے۔ بعد ازاں واپڈا نے بقایاجات کی عدم ادائیگی کی بناء پر بجلی کا کنکشن بھی منقطع کر دیا ہے۔

(ii) کھاریانوالہ واٹر سپلائی سکیم:

واٹر سپلائی سکیم کھاریانوالہ 2005 سے نان فنکشنل ہے۔ سکیم کے نان فنکشنل ہونے کی وجوہات میں لاہور فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر اور سوئی گیس کی لائنوں کو بچھانے کے دوران واٹر سپلائی لائنوں کی توڑ پھوڑ شامل ہے۔ بعد ازاں واپڈا نے بقایاجات کی عدم ادائیگی کی بناء پر بجلی کا کنکشن بھی منقطع کر دیا ہے

مالی سال16۔2015 تک کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔ حکومت جونہی ان سکیموں کے لئے رقم مختص کرے گی ان کو چلادیا جائے گا۔

لاہور: چونگی امر سدھو کی ملحقہ آبادی کے سیوریج سسٹم کی بحالی کا مسئلہ

488: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گلی نمبر B۔6 غلام محمد بھٹی کالونی چونگی امر سدھو لاہور کا سیوریج سسٹم کب تعمیر کیا گیا؟

(ب) اس سیوریج سسٹم کی تعمیر سے لے کر اب تک کتنی بار اس کی مرمت کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اب مذکورہ بالا گلی کا سیوریج سسٹم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کے باعث علاقہ کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ گلی کے ناکارہ سیوریج سسٹم کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) گلی نمبر B۔6 غلام بھٹی کالونی چونگی امر سدھو کا سیوریج سسٹم سال 91۔1990 میں بچھایا گیا۔

(ب) اس سیوریج سسٹم کی بچھائی سے لے کر اب تک اس کی مرمت کے حوالے سے کوئی کام عمل میں نہ آیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ اب مذکورہ بالا گلی کا سیوریج سسٹم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کے باعث علاقہ کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ مذکورہ گلی میں سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔ تاہم جب کبھی بھی سیوربندش کی شکایت موصول ہوتی ہے اس کو فوراً رفع کیا جاتا ہے۔

(د) مذکورہ گلی میں سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔

پی ایچ اے کے ترقیاتی کاموں میں خرچہ جات سے متعلقہ تفصیلات

520: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی ایچ اے لاہور میں سال14۔2013 میں ذاتی ذرائع سے ترقیاتی کاموں کا خرچہ سے کیا مراد ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پی ایچ اے لاہور نے سال14۔2013 کے دوران کن کن پارکوں سے کتنی آمدنی حاصل کی، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پی ایچ اے نے سال14۔2013 کے دوران جرمانہ جات، کرایہ دکان، ٹینڈرز اور دیگر متفرق آمدنی سے کتنی رقم کس کس مد میں اکٹھی کی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) پی ایچ اے لاہور نے سال14۔2013 کے دوران پٹرول، بجلی، ٹیلی فون پر کتنی رقم خرچ کی، پٹرول، بجلی اور ٹیلیفون پر خرچ کی جانے والی رقم کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی ایچ اے لاہور میں ذاتی ذرائع سے ترقیاتی کاموں سے مراد ہے کہ جو محکمہ کی ذاتی آمدنی اکٹھی ہوتی ہے اس سے ترقیاتی کام کروانا ہے جس کی کل رقم سال14۔2013 میں317 ملین تھی۔

(ب) پی ایچ اے لاہور نے سال14۔2013 میں مندرجہ ذیل پارکوں سے درج ذیل آمدن حاصل کی:

1۔ جیلانی پارک -/9,087,711روپے
2۔ گلشن اقبال پارک -/10,013,688روپے
3۔ مینارِ پاکستان -/9,196,278روپے
4۔ نیشنل بنک پارک -/1,433,628روپے

(ج) پی ایچ اے لاہور کے ذرائع آمدن اور آمدنی کی تفصیل اور اخراجات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پی ایچ اے لاہور نے سال14۔2013 میں بجلی، پٹرول اور ٹیلی فون پر مندرجہ ذیل رقم خرچ کی:

(i) بجلی72.400ملین (ii) ٹیلی فون 2.800ملین

(iii) پٹرول146.000ملین

جیلانی پارک لاہور میں قائم جمز کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

523: **محترمہ نگہت شیخ**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جیلانی پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کب کی گئی اور اس پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) جیلانی پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کا ٹھیکہ کب اور کس کمپنی کو دیا گیا، کمپنی اور مالک کا نام فراہم کیا جائے؟

(ج) جیلانی پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کے کیا کیا مقاصد تھے اور اس کی تعمیر سے عوام کو کتنا فائدہ پہنچا؟

(د) جیلانی پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کی دیکھ بھال کے لئے کتنا سٹاف رکھا گیا ہے، سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جیلانی پارک لاہور میں جمز کا کل کتنا رقبہ ہے اور اس میں عوام کی سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جیلانی پارک میں جمز کی سہولت کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) مردانہ جم: اس کی تعمیر1999 میں کی گئی اور وقتاً فوقتاً اس کی بہتری کی گئی اور اس کی تعمیر پر تقریباً-/260,000روپے لاگت آئی۔

(ii) لیڈیز جم: اس کی تعمیر2002 میں کی گئی اور اس پر بنیادی اخراجات تقریباً-/180,000 روپے آئے۔

(iii) اوپن جم: اس کی تعمیر2001 میں کی گئی اور اس کی بنیادی تعمیر تقریباً-/165,000روپے میں ہوئی۔

(ب) جیلانی پارک میں جمز کی تعمیر و آرائش کا ٹھیکہ M/S Mubashir Engineer, M/S Valeed International کو دیا گیا۔ جن کے مالک کا نام بالترتیب محمد اکرم اور مبشر ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ صحت انسان کا قیمتی اثاثہ ہے۔ جم کے قیام کے بعد استحقام صحت کے لئے سینکڑوں لوگ روزانہ جم سے استفادہ کرتے ہیں۔

(د) جیلانی پارک میں ایک خواتین کے لئے جم ہے اور ایک مردانہ جم ہے۔ زنانہ جم میں 3 خواتین جم کوچ اور ایک خاتون بطور خاکروب کام کرتی ہے اور مردانہ جم میں چار جم کوچ ہیں۔ جن کے نام اور عہدہ حسبِ ذیل ہیں:

	لیڈیز جم کا عملہ		مردانہ جم کا عملہ
1۔ثویلہ احمد	جم کوچ BS-1	1۔عبدالغفار	جم کوچ BS-2
2۔ناصرہ پروین	2۔مالی (بطور جم کوچ) BS-1	2۔محمد کاشف	مالی (بطور جم کوچ) BS-1
3۔رابعہ	ڈیلی پیڈ مالی (بطور جم کوچ)	3۔محمد سعید	مالی (بطور جم کوچ) BS-1
4۔ارشاد بی بی	مالی (بطور خاکروب)	4۔حسن زکریا	مالی (ڈیلی پیڈ بطور جم کوچ)

(ہ) جیلانی پارک جمز کا رقبہ کی تفصیل اور اس میں لگائی گئی مشینز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i) مردانہ جم: 2030 sft

1۔	فور سٹیشن مشین	2۔	لیگز سٹینشن مشین
3۔	لیگز پریس تھائی مشین	4۔	بٹر فلائی چسٹ مشین
5۔	کراس آور چسٹ مشین	6۔	شولڈر مشین
7۔	بیک کرل مشین	8۔	چسٹ پریس مشین
9۔	آلپس کنگ پرو	10۔	رنگ مشین
11۔	سمیتھ مشین چسٹ	12۔	تھائی والی سکوڈ مشین
13۔	ٹوئیسٹر مشین	14۔	سنیتھ راڈ
15۔	بیک مشین	16۔	انکائیڈ بنچ پریس چسٹ
17۔	کرلنگ بنچ	18۔	فلس بنچ پیٹ والے
19۔	سٹول فری بنچ	20۔	وِنگز مشین
21۔	پلیٹ سٹینڈ	22۔	ڈملز
23۔	پلیٹ چھوٹی بڑی	24۔	پلیٹ راڈ

(ii) لیڈیز جم:2400 sft

1۔ لیگ مشین	2۔ سائیکل مشین
3۔ آپس کنگ پرو	4۔ رننگ مشین
5۔ سنیچ مشین	6۔ چسٹ پریس مشین
7۔ ٹوئسٹر مشین	8۔ ٹوئسٹر راڈ
9۔ بنچ پیٹ والا	10۔ پانی والا کولر
11۔ فکس بنچ ایکسر سائز	12۔ سٹنگ بنچ
13۔ چینج روم	

(iii) اوپن جم: 1300 sft مختلف اقسام کی ایکسر سائز کرنے والے فکس بنچز

گلشن اقبال لاہور: جم کی تعمیر وآرائش سے متعلقہ تفصیلات

524: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گلشن اقبال پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کب کی گئی اور اس پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) گلشن اقبال پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کا ٹھیکہ کب اور کس کمپنی کو دیا گیا، کمپنی اور مالک کا نام فراہم کیا جائے؟

(ج) گلشن اقبال پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کے کیا کیا مقاصد تھے اور اس کی تعمیر سے عوام کو کتنا فائدہ پہنچا؟

(د) گلشن اقبال پارک لاہور میں جمز کی تعمیر وآرائش کی دیکھ بھال کے لئے کتنا سٹاف رکھا گیا ہے، سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) گلشن اقبال پارک لاہور میں جمز کا کل کتنا رقبہ ہے اور اس میں عوام کی سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کئے گئے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) گلشن اقبال پارک میں 2 عدد جمز تعمیر کئے گئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i) لیڈیز جم: اس کی تعمیر 2002 میں کی گئی جس پر لاگت تقریباً /125,000 روپے آئی۔

(ii) مردانہ جم: اس کی تعمیر 2006 میں کی گئی جو کہ پرائیویٹ پارٹی کو BOT سسٹم پر دیا گیا۔

(iii) اوپن جم: اس کی تعمیر 2005 میں کی گئی جس کی تقریباً لاگت۔ /165,000 روپے آئی۔

(ب) گلشن اقبال کے لیڈیز اور اوپن جمز کا ٹھیکہ M/S Valeed International کو دیا گیا تھا جس کے مالک کا نام محمد اکرم ہے۔

(ج) گلشن اقبال پارک میں جم کی تعمیر و آرائش کا مقصد علاقہ کی خواتین اور حضرات کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے طبی اور تفریحی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے خواتین و حضرات کی صحت میں بہتری آئی ہے۔

(د) جینٹس جم کے لئے کوئی علیٰحدہ سٹاف پی ایچ اے کی ذمہ داری نہیں ہے تمام لوازمات ٹھیکیدار کے ذمہ ہے۔

(ہ) گلشن اقبال پارک میں لیڈیز جم کا رقبہ 3600 sft ہے اور مردانہ جم کا رقبہ 1300 sft ہے اور اوپن جم کا رقبہ 1200 sft ہے اور ان میں جوگنگ مشین، تھائی مشین، سائیکل مشین وغیرہ وغیرہ کی سہولیات میسر کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دوبارہ دہراؤں گا کہ ہمارا صوبہ بہاولپور بحال کیا جائے۔ میں احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 974 محترمہ شُنیلا رُوت کا ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور: کاہنہ میں ملک مسعود کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

974: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 2016-02-08 کی خبر کے مطابق لاہور کے علاقہ کاہنہ میں ملک مسعود کے گھر سے 4 ڈاکو 10 تولے طلائی زیورات اور دو لاکھ کی نقدی لے کر فرار ہو گئے؟

(ب) اس بابت پولیس کی اب تک کی تفتیش سے کیا حقائق سامنے آئے ہیں، مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس نوٹس کی موصولی کے بعد متعلقہ پولیس نے اس بارے میں انفارمیشن حاصل کی ہیں لیکن اس قسم کی کوئی واردات کا ہونا نہیں پایا گیا۔ اخبار میں خبر ضرور چھپی ہے لیکن اس کا کیا source تھا اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس قسم کی تھانہ میں درخواست موصول ہوئی ہے اور نہ ہی اس طرح کی کوئی درخواست یا complaint pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد سبطین خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق جناب محمد عارف عباسی کی ہے، یہ تحریک استحقاق 2016-02-09 کو پیش کی گئی تھی۔ اس تحریک استحقاق کو pending کیا ہوا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میاں طارق محمود کی ہے۔ جی، میاں صاحب! اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3946 کا غلط جواب

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔فروری 2016 کی فہرست نشان زدہ سوالات میں میرا سوال نمبر 3946 شامل تھا، اس کے جز (ب) میں پوچھے گئے سوال کا جواب ڈپٹی سیکرٹری (ریونیو) محکمہ مال کی طرف سے بھجوایا

گیا جس کو فہرست نشان زدہ سوالات کا حصہ بنا دیا گیا۔ اسی سوال کے جواب کو محکمہ مال کی پارلیمانی سیکرٹری نے بھی endorse کر دیا جیسا محکمہ نے ارسال کیا تھا۔

جناب سپیکر! سوال جز(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال ضلع گجرات میں کافی ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف خُورد بُرد کی انکوائریاں محکمانہ اور انٹی کرپشن میں چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر! جواب جز(ب) ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع گجرات کے محکمہ مال میں کچھ ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن میں انکوائریاں چل رہی ہیں لیکن تاحال یہ انکوائریاں مکمل نہ ہوئی ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر! جب میں نے تفصیل جھنڈی (الف) ملاحظہ کی تو میں نے دیکھا اس فہرست میں محکمہ مال کے ڈپٹی سیکرٹری (ریونیو) نے ان ملازمین کے نام شامل نہیں کئے جن کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں مقدمہ جات درج ہیں اور ان کے خلاف اس محکمہ میں کارروائی/انکوائریاں چل رہی ہیں۔ مثال کے طور پر مسٹر سلطان احمد، تحصیلدار (ریونیو) کھاریاں ضلع گجرات، جس کے خلاف تھانہ صدر کھاریاں انٹی کرپشن میں مقدمہ نمبر 545 زیر دفعہ 409 ت پ مورخہ 8۔ ستمبر 2014 سے درج ہے۔ کاپی لف ہے۔ پرچم (الف) اور اس کے خلاف محکمہ ہذا میں کروڑوں روپے خُورد بُرد کرنے پر انکوائری/کارروائی چل رہی ہے۔ اس بناء پر ان کو گجرات سے آرڈر نمبر 1168/2015-1513 E(F)I. مورخہ 8۔ جون 2014 کے تحت ٹرانسفر کیا گیا تھا۔ مگر اس کے اثر ورسوخ کی بناء پر کروڑوں روپے کے خُورد بُرد میں ملوث ہونے کے باوجود اس کی ٹرانسفر کینسل کر دی گئی۔ کاپی لف ہے۔ پرچم (ب)۔

جناب سپیکر! منسلکہ پرچم (الف وب) کی روشنی میں محکمہ مال نے غلط جواب دے کر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 68(a) اور The Punjab Transparency and Right to Information Act 2013 کے section 3 and 8 کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے۔ محکمہ مال کے غلط جواب دینے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں اس پر short statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ابھی اجازت نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک استحقاق کواستحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس تحریک استحقاق کواستحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہےاور دو مہینے میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 430/15جناب امجد علی جاوید کی ہے۔جی،گوندل صاحب!

راجن پور پیچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس میں ایک انکوائری کمیٹی بنی ہوئی ہے جس نے ابھی تک اپنی رپورٹ submit نہیں کی۔یہ کمیٹی 15-05-20 کو محکمہ کی طرف سے تشکیل دی گئی تھی۔یہ اسی لئے pending تھی کہ وہ اپنی رپورٹ submit کرے کہ انہوں نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے یا کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!اس کو تقریباً سال ہونے والا ہے۔یہ آپ کو کب رپورٹ دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!محکمہ اپنی انکوائری مکمل کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انکوائری تو اب تک ہو جانی چاہئے تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!منگوا لیتے ہیں کہ ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!اس کو مذاق تو نہ بنائیں۔متعلقہ لوگوں کو بلا کر پوچھیں کہ ایک سال ہو گیا ہےاور آپ کی انکوائری مکمل نہیں ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ان سے جلد ہی رپورٹ منگواتے ہیں۔ان کو personally طلب کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1080 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ زراعت پر بحث کے دوران تمام ممبران نے جو تجاویز دی تھیں، کل آپ لوگ یہاں پر موجود نہیں تھے چار پانچ ممبران موجود تھے تو ہم نے وزیر زراعت کو کلwind up نہیں کرنے دیا تھا۔آج وزیر زراعت اپنیwind up speech کریں گے۔ میری ممبران سے گزارش ہے کہ وہ ایوان میں ہی تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں۔یہاں روزانہ زراعت پر بہت باتیں ہوتی ہیں توان کا مؤقف بھی آپ سب سن لیں۔

جناب امجد علی جاوید صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کا برن سنٹر فنکشنل نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 2۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق ریجن بھر کا اکلوتا برن سنٹر 9 سال بعد بھی غیر فعال۔الائیڈ ہسپتال کا برن سنٹر فنکشنل ہونے کے بجائے بدانتظامی کا شکار۔ کروڑوں روپے کی مشینری زنگ آلود۔آپریشن تھیٹرز اور آئی سی یو بنانہ اسامیوں پر کوئی بھرتی کی گئی دیگر شعبوں سے لئے گئے ڈاکٹرز اور سربراہ شعبہ میں کوآرڈینیشن کا فقدان۔ تفصیلات کے مطابق الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ڈویژن کا واحد ہسپتال ہے جو ٹیچنگ ہسپتال ہونے کے ساتھ ڈویژن بھر سے refer ہو کر آنے والے غریب مریضوں کی علاج گاہ ہے۔الائیڈ ہسپتال سے ملحقہ برن سنٹر کی تعمیر کا آغاز2006 میں ہوا جسے تین سال میں یعنی 2009 میں مکمل ہونا تھا جو کہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ حال ہی میں برن سنٹر میں OPD شروع کرنے کے بعد چند بیڈز مختص کئے گئے جو کہ رجسٹرار ہڈی و جوڑ، جنرل سرجری، چلڈرن وارڈ و دیگر شعبوں سے لئے گئے ہیں جن کا شعبہ برن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذرائع کے مطابق برن سنٹر کے لئے 224 ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف، نرسز اور دیگر عملہ کی پوسٹیں رکھی گئی تھیں اور 73151 سکیئر فٹ اراضی پر تعمیر ہونے والے 55 بیڈز سے آراستہ اس برن سنٹر پر تقریباً پچاس کروڑ روپے کے فنڈز خرچ کئے گئے لیکن آپریشن تھیٹرز اور آئی سی یو تیار ہے اور نہ آکسیجن کی سپلائی شروع ہوئی ہے۔ 26 کروڑ روپے کی مشینری جس میں آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، سنٹرلی ائرکنڈیشنڈ، ہائبرڈ کنیٹیز، ڈائیلسز

مشین اور دیگر ضروری سامان ڈبوں میں بند پڑا برباد ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے عوام الناس اور مریضوں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار تو میں نے کل بھی پڑھی ہے اور اس کا میرا خیال ہے کہ جواب بھی آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پڑھ لی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا تھا اور یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پوری تحریک التوائے کار پڑھ لی میں یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید اس میں کوئی change ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1082/15 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے وہ اسے پیش کریں۔ کیا یہ بھی تو نہیں پہلے پڑھی گئی؟

سول ہسپتال گوجرانوالہ میں آپریشن کی لمبی تاریخیں دینے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! نہیں یہ پہلے نہیں پڑھی گئی ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 25۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق سول ہسپتال گوجرانوالہ، آپریشن کے لئے ایک ایک سال کی تاریخیں ملنے لگیں، اپنڈکس، گلٹیوں، رسولیوں، گردوں، پتہ کی پتھری اور پیشاب کے امراض کے مریض آپریشن کے لئے ایک ایک سال سے زائد کا وقت ملنے پر نجی ہسپتالوں میں جانے پر مجبور، ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کمی نہیں، دو نجی ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز کرایہ پر لے رہے ہیں۔ جہاں آپریشن بالکل مفت ہوں گے۔ تفصیلات کے مطابق سول ہسپتال گوجرانوالہ میں آپریشن کے لئے ایک ایک سال کی تاریخیں دی جانے لگیں، پرنسپل نے شہر کے دو بڑے پرائیویٹ ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز کرایہ پر لینے کا منصوبہ بنالیا۔ مریضوں کے آپریشن بالکل مفت ہوں گے۔ سول ہسپتال میں گزشتہ کئی ماہ سے اپنڈکس، گلٹیوں، رسولیوں،

گردوں، پتہ کی پتھری، پیشاب کے امراض وغیرہ کے آپریشن کے لئے ایک سال سے زائد کا وقت دیا جانے لگا تھا جس کے باعث غریب مریض تکلیف کے باعث پرائیویٹ سیکٹر میں جانے پر مجبور تھے اور ان کی آڑ میں ڈاکٹرز اور سرجن نے اپنے اپنے مریضوں کو پرائیویٹ سیکٹرز کے نمبرز اور ٹائم دینا شروع کر دیئے تھے جس پر مریضوں نے احتجاج بھی کیا۔ پرنسپل اور ایم ایس ہسپتال ہذا نے آپریشن تھیٹرز کی کمی کے باعث شہر کے دو بڑے پرائیویٹ ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز کو کرایہ پر لے کر مریضوں کے آپریشن مفت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جہاں پر سول ہسپتال کے ڈاکٹرز مفت مریضوں کا آپریشن کیا کریں گے جبکہ ایمرجنسی آپریشن سول ہسپتال میں ہی ہوا کریں گے۔ اس حوالہ سے کمیٹی کی بات ہسپتال کی انتظامیہ سے چل رہی ہے اور دسمبر میں آغاز کر دیا جائے گا تاکہ جن مریضوں کو اتنی لمبی تاریخ دی جا رہی ہے ان کا جلد آپریشن کیا جا سکے۔ گوجرانوالہ ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے یہاں پر روزانہ ہزاروں کی تعداد میں مریض سیالکوٹ، حافظ آباد، گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے اضلاع سے علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔ جو اثر و رسوخ اور پیسے والے افراد ہوتے ہیں وہ تو اپنے پیسے اور اثر و رسوخ کی بناء پر پرائیویٹ اور سرکاری ہسپتالوں میں اپنا علاج اور آپریشن کروانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جو غریب اور درمیانہ درجہ کے مریض ہوتے ہیں وہ ہی سرکاری ہسپتالوں میں اپنے علاج معالجہ کے لئے رخ کرتے ہیں۔ اگر ایک ٹیچنگ اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں آپریشن کروانے کے لئے لمبی تاریخیں دی جا رہی ہیں تو ضلعی ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی حالت تو اور بھی ناگفتہ بہ ہے۔ اگر اس ہسپتال میں آپریشن تھیٹر کی کمی تھی تو اس کی انتظامیہ کو چاہئے تھا کہ اس بابت بروقت حکومت کو مطلع کرتی اور آپریشن تھیٹر کی تعمیر کے لئے رقم طلب کی جاتی۔ اب انتظامیہ نے مریضوں کے احتجاج پر جو پرائیویٹ ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹر بھاری رقم کے عوض کرایہ پر لے کر وہاں پر سرکاری ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کے آپریشن کا منصوبہ بنایا ہے وہ بھی کامیاب ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ جس بناء پر مریضوں کے ساتھ ان کے لواحقین میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال گوجرانوالہ میں آپریشن کے لئے تاریخ دی جاتی ہے لیکن تمام ایمرجنسی آپریشن بشمول گائنی، جنرل سرجری، آرتھوپیڈک، ای این ٹی اور آئی وغیرہ فوری طور پر کئے جاتے ہیں لیکن جن مریضوں کا نان ایمرجنسی آپریشن کرنا ہو تو اس کے لئے تاریخ دی جاتی ہے کیونکہ ڈی ایچ کیو ٹیچنگ

ہسپتال میں ایک ہی آپریشن تھیٹر کمپلیکس ہے جہاں روزانہ ایک سے زائد سرجیکل ڈیپارٹمنٹ اپنی اپنی آپریشن لسٹ کے مطابق آپریشن کرتے ہیں جو کہ ہسپتال کی گنجائش سے تین گنا زیادہ ہے۔

2۔ یہ درست نہ ہے کہ ڈاکٹر اور سرجن مریضوں کو پرائیویٹ سیکٹر کے نمبر اور ٹائم دیتے ہیں اور یہ بھی درست نہ ہے کہ ہسپتال میں کبھی اس بات پر کوئی احتجاج ہوا ہے۔

3۔ یہ درست ہے کہ لمبی تاریخوں کے مسئلے کے حل کے لئے مختلف تجاویز زیر غور رہی ہیں لیکن فی الحال آپریشن تھیٹر کرائے پر لینے کا کوئی تحرک نہ کیا گیا ہے۔

4۔ یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن کے چھوٹے اضلاع گجرات، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین سے مریض ٹیچنگ ہسپتال ہونے کی وجہ سے آپریشن اور علاج معالجہ کے لئے اس ہسپتال میں آتے ہیں۔

5۔ یہ درست نہ ہے کہ اثر ورسوخ اور پیسے والے حضرات اپنا آپریشن اور علاج کروانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال میں تمام علاج معالجہ اور آپریشن بالکل مفت کیا جاتا ہے۔

6۔ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک جدید ترین 450 بستروں پر مشتمل ہسپتال منظور ہو چکا ہے۔اس کے تمام نقشہ جات مکمل ہیں اور زمین کے لئے گوجرانوالہ میڈیکل کالج گوجرانوالہ سے ملحقہ زمین پر تعمیرات شروع ہونے والی ہیں جس سے ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال گوجرانوالہ موجود بستروں کی تعداد دگنی ہو جائے گی، علاج معالجے کی تمام سہولیات میں اضافہ ہو جائے گا اور مریضوں کو آپریشن کے لئے لمبی تاریخیں نہیں دینی پڑیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2015

MR DEPUTY SPEAKER: The consideration and passage of the Bills. Now, we take up the Punjab Technical Education and Vocational

Training Authority (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MS SHUNILA RUTH: Sir! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ترمیم آئی ہوئی ہے۔ابھیwaitتو کریں۔

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات نہیں کر سکتیں کیونکہ آپ کا اس میں نام نہیں ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! رولز آف پروسیجر میں اس کی اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، moveکریں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اس کوopposeاس لئے کرنا چاہتی ہوں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ move نہیں کر سکتیں کیونکہ اس میں آپ کا نام نہیں ہے لیکن ویسے آپ نے کوئی جنرل بات کرنی ہے تو کریں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں جنرل بات ہی کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ ترمیم move نہیں کر سکتیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں رولز کے مطابق جنرل بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ 2010 میں یہ اتھارٹی بنی تھی، اب آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ اس کے under جو ٹیکنیکل بورڈ ہے اُس کو نکال دیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ کیا ان کی یہ good governance ہے اور planning ہے کہ ایک طرف یہ ایک اتھارٹی بناتے ہیں اور پھر کچھ سالوں بعد کہتے ہیں کہ یہ اتھارٹی اب ہمیں قابل قبول نہیں ہے اس لئے اس کو change کر دیا جائے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہمیں گورنمنٹ کی malafide intention بھی نظر آتی ہے۔ اس ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے تحت already آٹھ general examination boards کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ کامرس ایجوکیشن بھی اس اتھارٹی کے under کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! اب ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی ایکٹ 2010 کے سیکشن 5 کے (2) sub section کو omit کر رہے ہیں۔ اس ترمیم سے اب ہم اتھارٹی کو abolish یعنی ختم کر رہے ہیں اور پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کو autonomous body declare کرنا چاہ رہے ہیں۔ چیئرمین اور سیکرٹری پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن ذوالفقار احمد چیمہ اب اس autonomous body کے head بن جائیں گے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ذمہ داران یعنی جو اس کے سیکرٹری ہیں ان کے credentials میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس اسمبلی کا ایک سوال ہے جو ٹیکنیکل بورڈ میں اِن کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات کے متعلق آیا تھا جس کی تاریخ وصولی جواب 23۔ ستمبر 2010 ہے۔ یہ سوال اُن کی کارکردگی کے حوالے سے اسمبلی میں لایا گیا تھا۔ سوال نمبر 6874 مہر اشتیاق احمد کی طرف سے تھا جو میں پڑھ دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! اس کا جز (الف) یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ مختلف ادوار میں ٹیکنیکل بورڈ میں تین مختلف چیئرمینوں نے اس بورڈ میں تعینات ایک system analyst کی سالانہ رپورٹ میں

اسے کرپٹ اور ناموزوں برائے ملازمت قرار دیا ہے؟"اس کے جواب میں وزیر موصوف یہ فرماتے ہیں کہ سالانہ خفیہ رپورٹ برائے سال1998 میں چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی نے مذکورہ آفیسر کے بارے میںremarks دیتے ہوئے لکھا کہ "شاذونادر ہی وقت پر کام مکمل کرتے ہیں اور انتظامیہ کو نیچا دکھانے کے لئےpressure group بنا رہے ہیں"

جناب سپیکر!اسی طرح سے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ اسی system analyst کی انکوائری سیکرٹری کو آپریٹو نے کی اور اپنی انکوائری رپورٹ میں اسی بورڈ میں مسلسل ملازمت کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا اور اس کے خلاف ملازمت سے برخاستگی کے قانون کے تحت کارروائی کی سفارش کی؟"جواب میں بتایا گیا کہ سالانہ رپورٹ برائے سال1999 میں اسی چیئرمین نے رپورٹنگ آفیسر سے عدم اتفاق کرتے ہوئے لکھا کہ "وہ اپنے افسران کی حکم عدولی کرتا ہے،اختیارات کو چیلنج کرتا ہے، سرکاری ڈیوٹی دینے سے انکار کرتا ہے اور نتائج کے اعلان کو مؤخر کروانے کے لئے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔"

جناب سپیکر!اس طرح کی بہت ساری باتیں ہیں جو اِن کے بارے میں لکھی ہوئی ہیں۔ میری یہ reservation ہے کہ جب ہم اس بورڈ کو autonomous کر دیں گے تو سارا انتظام وانصرام اس بورڈ کے under چلا جائے گا جس کے Head already کرپٹ ہیں۔اس ٹیکنیکل بورڈ کے پاس اِس وقت بہت کثیر رقم موجود ہے بلکہ تقریباً7 ملین روپے ان کی disposal پر ہوں گے، پھر اس کا کیا حشر نشر ہو گا وہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پچھلے ادوار میں ان کی کیا رپورٹ آتی رہی ہے؟

جناب سپیکر!اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ترمیم نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس سے محکمے کو بھی بہت زیادہ نقصان ہو گا۔اس میں صاف نظر آتا ہے کہ حکومت سفارشی اور ایسے لوگوں کو لے کر آنا چاہتی ہے جو کہ already کرپٹ ہیں اور اُن کی کرپشن ریکارڈ پر موجود ہے لہٰذا میں اس کی مخالفت کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محرک میں سے کوئی move کرنا چاہتا ہے؟ مؤکل صاحب!آپ کا بھی اس میں نام ہے، کیا آپ یہ ترمیم move کرنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!ٹیوٹا والے بل میں ترمیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس میں آپ کی ترامیم آئی ہوئی ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! مجھے کاغذ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کوئی move نہیں کرنا چاہتا تو پھر اسے withdrawn سمجھیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! بالکل ترامیم دی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مؤکل صاحب! ایسے تو نہ کریں۔ یہاں پر آپ کے نام آئے ہوئے ہیں اور آپ کو پتا ہی نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس ترمیم کو move کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر نے oppose کیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس کے اندر صرف یہ بات کرنا چاہوں گا جو مجھے سمجھ آئی ہے۔ اس میں سٹینڈنگ کمیٹی کی جو رپورٹ لگی ہوئی ہے اُس میں یہ لکھا ہوا ہے جسے میں تھوڑا elaborate کر دیتا ہوں۔

The Secretary to Government of the Punjab, Industries, Commerce and Investment Department apprised the Committee about the aims and objects of the Bill. He said that the Government had decided to delink the Punjab Board of Technical Education (PBTE) from the Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA).

جناب سپیکر!یہ document جو ہمیں circulate ہوا ہے اس میں بھی صرف یہ لکھا گیا ہے کہ delink کیا جائے اور اس کا reason بھی administrative and operational autonomy کے حوالے سے دیا گیا ہے۔ جو کچھ بھی ہو گا اُس میں financial implications اور development implications ہیں جس کا اثر بالکل پڑے گا۔

جناب سپیکر!اگر باقی ممبران جو اس سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران نہیں ہیں ان کے ساتھ یہ share نہیں ہو رہا تو اس document میں کوئی reason تو دیا جائے۔ بتایا جائے کہ operational autonomy کیا ہے، یہ حکومت کا ہی محکمہ ہے۔ اگر یہ ٹیوٹا کے ساتھ linked ہے یا ٹیوٹا پنجاب بورڈ کے ساتھ linked ہے تو یہ دونوں کسی ایک ministry کے under ہی ہیں اور وزیر اعلیٰ کے ہی under ہیں۔ ایسا کیا کام ہے جو autonomy کے ساتھ ہی آئے گا، یہ ایک سوال ہے؟ ہم نے ترمیم اسی لئے دی ہے کہ آپ سب کے ساتھ اس چیز کو document کے form میں share کر دیں۔ جو قانون ہے اُس کے اندر بھی یہی چیزیں لکھی ہوئی ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی exact یہی چیز ہر دفعہ لکھی ہوتی ہے کہ محکمہ کے سیکرٹری نے ممبران کو apprise کیا اور ممبران نے unanimously اس پر decision دے دیا جس سے میں agree کرتا ہوں لیکن اگر یہ رپورٹ آ رہی ہے تو اس کے اندر محرکات کے بارے میں بتایا تو جائے کہ ترمیم سے پہلے کیا تھا، ضرورت کیا تھی اور اب کیا ہو گا؟ اس کے اندر صرف تین لفظوں میں operational autonomy, management بتا دیا گیا ہے لیکن وہ کیا achieve کرے گا؟

جناب سپیکر!تیسری چیز جس پر میں سب ممبران سے بات کروں گا کہ historically پچھلے ایک سال، دو سال، پانچ سال یا 2010 میں بھی اگر یہ بل آیا ہے تو گورنمنٹ کی ساری رپورٹیں اٹھا لیں اُس کے اندر صرف یہ بات ہونی ہے کہ ٹیوٹا اور باقی تمام ادارے، اس سے زیادہ بہتر کوئی perform نہیں کر رہا تو پھر پہلے والی بات غلط تھی یا اگر پہلے والی ٹھیک ہے تو اب کیا ضرورت ہے؟ At least

request یہ ہے کہ یہ ایوان کے اندر document form میں یا کسی طرح سے بھی bases اور محرکات share کئے جائیں۔In decision making میں، حکومت نے اس کو کرنا ہے تو کرلے۔ ہم اس میں کچھ نہیں کر رہے لیکن یہ ہمارا حق ہے کہ ہمیں inform کیا جائے کہ ان basis پر یہ step لیا جارہا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بھی یہ گزارش کروں گی جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ ہم ترامیم لے آتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے یہ ترامیم ہم لے آتے ہیں۔ پہلے ہم نے جو ترمیم کی ہے اس میں ایجوکیشن کے کچھ حصوں کو ڈال دیا اور اس کے بعد ٹیکنیکل بورڈ کو ہم لے آئے ہیں اور اب ہمیں یہ لگ رہا ہے کہ ٹیکنیکل بورڈ اور اس دوران اساتذہ کے ساتھ جو process ہوا وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اس سے کتنی خرابیاں ہوئیں اور بالکل بیڑہ غرق کر دیا۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم جب بھی کوئی ترامیم لے کر آتے ہیں تو please ہمیں اس پر ہوم ورک کر لینا چاہئے کیونکہ ہم تجربات نہ کرتے رہیں۔ کبھی اس میں add کر لیتے ہیں اور کبھی اس کو باہر نکال دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ دوراندیش نہیں ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کون سی ایسی ترمیم لے کر آرہے ہیں جس کا آگے جا کر فائدہ ہوگا یا نقصان؟ عجلت میں یا جلد بازی میں ترامیم لانے سے ہم گریز کریں اور اس پر باقاعدہ ہوم ورک کریں۔ جس طرح سردار وقاص مؤکل نے کہا ہے کہ اس کی تفصیل بھی دیں کہ اگر اب ان کو دوبارہ سے علیحدہ سے آزاد کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ترمیم بڑی simple ہے کہ جو پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) ہے، یہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب کا واحد ادارہ ہے جو ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق امتحانات لیتا ہے اور ٹیوٹا کے طلباء کا ہی یہ امتحانی ادارہ ہے جو کہ ٹیوٹا کے ماتحت ہے، یہ clash of interest ہے جسے ختم کرنے کے لئے اس بورڈ کو independent کیا جارہا ہے تاکہ وہ independently امتحانی process کو چلائے نہ کہ جس ادارے کے طلباء کا اس نے امتحان لینا ہے اس کے ماتحت وہ کام کرے تو اس clash of interest کو ختم کرنے کے لئے یہ ترمیم کی گئی ہے۔ اس ترمیم کا اس کے علاوہ اور قطعی کوئی اتھارٹی پر اور نہ ہی بورڈ پر کوئی effect ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be circulated for purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamir Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ul-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA

9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:-

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamir Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ul-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! لاء منسٹر نے اسے oppose کیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں آج ایوان میں ایک دفعہ پھر یہ چیز مانتی ہوں کہ ترامیم آنی چاہئیں اور مثبت ترامیم ہونی چاہئیں کیونکہ ہم ہر دفعہ یہ بات کرتے ہیں کہ قوانین بوسیدہ ہوتے جا رہے ہیں اور اس میں ترامیم نہیں لائی جاتیں اور جب بھی وقت کے حساب سے اس کی ضرورت پڑے تو ترامیم آنی چاہئیں۔ میں ایک دفعہ پھر یہ بات ایوان میں کہہ رہی ہوں کہ ہم جب ترامیم لاتے ہیں تو ہمارا مقصد ہوتا ہے کہ وہ قوانین بنائے جائیں یا وہ ترامیم لائی جائیں جو مفاد عامہ کے لئے ہوں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سب اس بات سے اتفاق کریں گے اور پھر جب اس میں مثبت تجاویز آتی ہیں یا ترامیم کے لئے وقت دیا جاتا ہے تو اس روایت کو کیوں برقرار رکھا جاتا ہے، چونکہ یہ ترامیم اپوزیشن کی طرف سے ہیں تو ان کو weight نہیں دینا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم جہاں بہت سارے rules & procedures میں ترامیم کا ذکر کرتے ہیں، اس روایت کو بھی ہمیں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ دیکھا جانا چاہئے کہ اس پر جب بات کی جاتی ہے تو ہم سب جس مقصد کے لئے آج اس ایوان میں ہیں، اس کے حصول کے لئے ہمارا یہاں بیٹھنا اور ہمارے بیٹھنے کے بعد ہمارا point of view اس میں لانا کیوں ضروری ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جب ہم اپنی عوام کے لئے قوانین بناتے ہیں اور آج ہم اپنے آپ کو پارلیمنٹیرین کہتے ہیں اور اس ایوان میں اپنا contribution دیتے ہیں تو ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم وہ تجاویز دیں اور وہ رائے دیں جس سے اچھے قوانین بنانے میں مدد دی جا سکے۔ آج کی میری ترمیم یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جس کے اندر اس کو اچھی طرح سے discuss کیا جائے۔ اس کی ضرورت میں اس لئے سمجھتی ہوں کہ آج جس طرح سے منسٹر صاحب نے ذکر کیا کہ اس میں clash کو ختم کرنے کے لئے ٹیکنیکل بورڈ کو نکال دیا جائے تو جب ایک قانون بنانے کے بعد ہم اس طرح کی چیزیں محسوس کرتے ہیں اور پھر اس کا ہمیں احساس ہوتا ہے تو پھر جب ہم ہاؤس میں آ کر یہ کہتے ہیں تو پھر اگر کسی کی recommendation آتی ہے تو اگر اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے اور اس میں اس کو اچھی طرح سے discuss کر لیا جائے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس کے لئے oppose کا لفظ بولا جانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت ضروری بات ہے کہ بہت عرصے کے بعد ہم ترامیم لاتے ہیں اور یہ بہت آسان نہیں ہوتا کہ قوانین میں روز روز ترامیم لائی جائیں اس لئے میری تجویز یہ تھی کہ ایوان کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ہمیں اہمیت دی جانی چاہئے اور یہ ہر ممبر کا حق ہے کہ اس کو ایوان میں اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے جیسا کہ میں نے اس کے اندر جو نام لکھے ہیں، اس میں اپوزیشن کی تمام پارٹیوں کی نمائندگی کے لئے میں نے عرض کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر اس کے لئے کمیٹی بنا دی جاتی اور بنا دی جائے تو بہت اچھے انداز سے بہت سارے ایسے ابہام جیسے ابھی لاء منسٹر نے کہا، ہو سکتا ہے کہ اور بھی بہت ساری ایسی چیزیں ہوں جنہیں درست کرنے کی ضرورت ہو تو وہ ہم ایک دفعہ ہی کر سکتے ہیں بجائے اس کے کہ ہم

بار بار ترامیم لائیں اور پھر بغیر کسی کی مشاورت اور اپوزیشن کی تمام پارٹیوں کی تجاویز لئے بغیر ترامیم لے آئیں لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ترمیم کو accept کیا جائے اور کمیٹی بنائی جائے تاکہ ایک اچھا قانون بنانے میں مدد لی جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے کہ کمیٹی اس کے اوپر پوری طرح سے غور و فکر کرے تاکہ اس ترمیم کو پوری طرح سے دیکھا جاسکے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ بھی کمیٹی ہی تھی جس نے پوری طرح سے اس کے اوپر غور و فکر کیا ہے اور غور و فکر کرنے کے بعد ہی اسے پاس کر کے رپورٹ ایوان میں بھیجی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:-

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Dr Murad Raas, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-ul-Din, MPA
8. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
9. Mrs Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

بحث

زراعت پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم زراعت اور گنے کے کاشتکاروں کی شکایت پر عام بحث کا اختتام ہے جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ 8۔فروری اور 10۔فروری کو زراعت اور گنے کے کاشت کاروں کی شکایت پر عام بحث ہوئی تھی اُس بحث میں 8۔فروری کو 21 معزز ممبران نے 10۔فروری کو 13 معزز ممبران نے بحث میں حصہ لیا تھا جی،آج وزیر زراعت اس عام بحث کو wind up کریں گے میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس بحث کو wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!دوسرا بل کب ہو گا اور۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کو کل انشاء اللہ ایجنڈے پر لے کر آئیں گے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!میرے دو اہم پوائنٹ رہ گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کو wind up speech کرنے دیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا یہ بہت اہم ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں I am really short of words مجھے سمجھ نہیں آرہی آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ آپ نے ایگریکلچر جیسے انتہائی اہم شعبے کے لئے ایوان میں بحث کے لئے دو دن مختص کئے یہ آپ کی کمال مہربانی ہے۔میں اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایوان کے دونوں سائیڈ پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے دل کھول کر اس مسئلے پر بحث کی سب کو باری باری موقع دیا گیا میں سمجھتا ہوں بڑی comprehensive بڑی detailed deliberation ہوئی ہے، بڑی زبردست loud thinking ہوئی ہے تو میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ڈاکٹر سید وسیم اختر جو بیٹھے تو نہیں ہیں میں اُن کے الفاظ دہراؤں گا کہ واقعی اس وقت کسانوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔میں اگر کسان کے معاشی حالات کی کوئی بہت ہی rosy picture paint کرنا چاہوں تو I am afraid میں نہیں کر سکتا لیکن میں چودھری اقبال سے بھی اتفاق کرتا ہوں،چودھری اقبال کی بات کو بھی سیکنڈ کروں گا کہ اتنی خطرناک اور ڈرونی picture بھی نہیں ہے جتنی کہ بعض دوستوں نے یہاں پیش کی ہے۔

جناب سپیکر!آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ پانچ دریاؤں کی سرزمین پر صوفیاء کرام اور وارث شاہ کی اس سوہنی دھرتی پر دورِ افتادہ کسی گاؤں میں اگر کوئی فقیر کسی کسان کے دروازے پر صدا لگاتا ہے تو گھر سے اُسے روٹی یا آٹے کی صورت میں جواب ضرور آتا ہے یہ روٹی اور آٹے کی صورت میں جواب آنا۔ آپ جانتے ہیں گندم ہمارا ایک staple food ہے یہ اُس میں ہماری self sufficiency کی نشانی ہے کہ ہم نے food security achieve کر لی ہے ہم گندم میں self sufficient ہیں تو اس لئے ایک cyclic changing ہیں جو ہر business پر،کاروبار پر آجاتی ہیں اسی طرح ایگریکلچر پر

climate changes کی وجہ سے ،international glut کی وجہ سے،prices کی وجہ سے اور بہت سی وجوہات ہیں۔اس وقت کسان کی میں کہہ رہا ہوں کہ جو حالات ہیں واقعی اُس میں بے چینی پائی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ہوئی ایک بات بہت زیادہ common تھی۔

جناب سپیکر! میرے دوستوں نے figures دے کر بھی اس کو highlight کیا۔انڈیا کے ساتھ comparison کی بہت مثالیں دی گئیں کہ انڈیا اتنی سبسڈی دیتا ہے،انڈیا میں یہ سب کچھ ہے تو وہ اپنی جگہ حقیقت پر مبنی ہے لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہو گا کہ پاکستان کی political history seventy year سے بھی کم ہے اُس seventy year کی اگر history کو آپ اگر غور سے دیکھیں تو میں یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ continuity of policies اور اُس میں accountability اور democracy کا تسلسل وہ کتنے عرصے میں رہا ہے؟ اس لئے ہمارا انڈیا کے ساتھ مقابلہ اس لحاظ سے نہیں بنتا باقی اگر میرے دوستوں نے بات کی ہے کہ وہاں سے بہت زیادہ تعداد میں tomato آتا ہے، سویابین آتا ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر billions میں tomato اُدھر سے آتا ہے تو یہاں بھی billions میں پیاز جاتا ہے۔ادھر سے پیاز بھی جاتا ہے، ادھر سے جپسم بھی جاتی، ادھر سے کھجوریں بھی جاتی ہیں اور deciduous fruits بھی ادھر سے جاتے ہیں۔یہ جو trade کا balance ہے آہستہ آہستہ ہمارے حق میں ہوتا جا رہا ہے اس کو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کہہ لیں یا ہمارے کسانوں کی محنت کہہ لیں یہ balance ہمارے حق میں ہوتا جا رہا ہے۔ باقی جیسے میں نے انڈیا کی مثال دی تھی میں نے democracy کی بات کی تھی، continuity of policies کی بات کی تھی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یاد دلاتا چلوں بہت سے لوگ بیٹھے ہوں گے جو 1999 کی اسمبلی میں موجود تھے واجپائی جب پاکستان آئے تھے تو ہم نے اُن سے energy export کرنے کی بات کی تھی وہ ہم سے بجلی خریدنے کی بات کر رہے تھے اور آج یہ عالم ہے اور دیگر وجوہات کی detail میں نہیں جانا چاہتا کہ وجہ کیا ہے؟ آج یہ عالم ہے کہ energy crisis has been crippling all the sector of our economy اور اسی energy crisis کی وجہ سے industry کو بھی crippling affect آ رہا ہے، اسی کی وجہ سے ایگریکلچر میں بھی crippling affect آ رہا ہے اور سارے دوست بیٹھے ہیں political history ان کے سامنے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ میری domain بھی نہیں ہے میں وجوہات میں جانا بھی نہیں چاہوں گا۔

جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ اپنی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ کسانوں کو ہر چیز پر سبسڈی دی جائےelectricity کی بات ہے آج سے دو اڑھائی سال پہلے ہم نے اربوں روپے کی سبسڈی اُن tube wells کو جوelectricity پر چلتے ہیں دی ہے۔10روپے35پیسےper unit rate ہم نے کسانوں کو دیا ہےWhether it is of peak hours or off peak hours یہ اربوں روپے کی سبسڈی ہے اور اس کی GST پنجاب نےpick کی ہے۔ اُس کے علاوہdiesel کی بات ہوئی،oil کی بات ہوئی،fuel کی بات ہوئی کہ پنجاب گورنمنٹ یا پاکستانی گورنمنٹ نے وہreduction جو international prices میں ہوئی وہ کسان کوtransfer نہیں کی تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی70 ممالک ایسے ہیں جن سےdiesel کا ریٹ پاکستان میں کم ہے۔ ہم نے انڈیا کی گورنمنٹ، بنگلہ دیشی گورنمنٹ سے جوreduction ہوئی ہے اپنے کسان کو زیادہpass کی ہے۔2008 سے لے کر2011 تک30ہزار ٹریکٹر پنجاب میں گورنمنٹ50فیصد سبسڈی پر کسانوں کو دیئے ہیںunprecedented ہے کسی گورنمنٹ میں ،کسی صوبائی گورنمنٹ میں، کسی فیڈرل گورنمنٹ میں یہ آج تک نہیں کیا گیااور اُس کے علاوہ آج ہمارے کسان کے پاس ٹریکٹر کی ہارس پاورper farmer اُس کیratio اگر ہم نکالیں تو ہم بہت سے ملکوں سے بہتر ہیں۔

جناب سپیکر!اب محکمہ زراعت تمام farmers کو ٹریکٹر50 فیصد سبسڈی پر دے رہا ہے۔ جو 40ہزار روپے کا سیٹ بن رہا ہے وہ ہم ان کسانوں کو20ہزار روپے میں دے رہے ہیں تاکہ وہ نہ صرف خود استعمال کر سکیں بلکہ آگے رینٹ پر بھی دے سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ کا بہت بڑاinnovative step ہے کہ laser leveller جو ہے اور آپ سے بہتر کون جانتا ہوں کہ laser leveller نہ صرف زمین کو ہموار کرتا ہے، پانی کی یکساں فراہمی کو یقینی بناتا ہے بلکہ اس سےfertilizer کے استعمال میں بھی کمی آتی ہے۔ یہ ریسرچ ہو چکی ہے کہon farm water management سے ہم50فیصد سے زائد پانی نقصان ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ گورنمنٹlaser leveller پر50فیصد سبسڈی آج سے تین سال پہلے سے دے رہی ہے اور ہم آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ اب اس میں میاں محمد شہباز شریف نے کمال مہربانی فرمائی ہے کہ انہوں نے اس پر سبسڈیenhance کر دی ہے، ساڑھے پانچ لاکھ کا جوlaser leveller ہے اس پر پنجاب گورنمنٹ ساڑھے چار لاکھ روپے دے گی اور farmer کو صرف ایک لاکھ روپیہ دینا ہو گا۔ ہر ڈسٹرکٹ لیول پر بڑےtransparent طریقے سے اس کیdistribution ہو گی۔ یہ بڑاinnovative step

ہے اس سے ہماری yield میں بہت enhancement ہو گی۔ Agriculture extension پر واقعی اس کو revamp کرنے کی ضرورت ہے ہم پچھلے ADP میں ایک پروگرام لے کر آئے ہیں جس میں آئی سی ٹی involve کر رہے ہیں،اس کی android monitoring ہو گی۔ ہم extension department کو ایک اچھے طریقے سے revamp کر رہے ہیں۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ جو اِس وقت یہاں بیٹھی ہوئی نہیں ہیں کل انہوں نے seed کی quality کی بات کی تھی۔ پنجاب حکومت نے گندم کا seed جو rust free تھا، disease free تھا اور اعلیٰ کوالٹی کا تھا وہ ایک لاکھ تھیلے مفت تقسیم کئے ہیں۔ ہر گاؤں کی سطح پر ایک چھوٹے farmer کو seed کے چار تھیلے فری تقسیم کئے۔ وہ Seed اگائے گا، اس کو multiply کرے گا اور اس seed کو گندم کی قیمت پر اپنے اسی گاؤں میں تقسیم کرے گا۔ اسی طرح چار یا پانچ سال کے عرصے میں ہم گندم کا سارا seed replace کر دیں گے۔ اگر یہ ہمارا تجربہ کامیاب رہا تو پھر ہم اسی میں کاٹن اور دوسری crops بھی لے کر آئیں گے۔ Seed کی کوالٹی اور farmer تک اس کی فراہمی آسان بنادی جائے گی۔ اسی طرح جنرل سیلز ٹیکس پر بڑی بات ہوئی۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا شروع سے ہی یہ مؤقف ہے کہ farmer کی input پر کوئی ٹیکس نہیں ہونا چاہئے اور ہمارا بھی یہی مؤقف ہے۔ ہم نے اسی مؤقف کو فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے pleat کیا اور اس میں ہمیں کامیابی ہوئی۔ آج pesticide پر سیلز ٹیکس 17 فیصد سے کم ہو کر 7 فیصد رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر! as you know we are in some international programme جیسے ہی اس سے ہمیں آہستہ آہستہ relief ملے گا ہم اس کو بھی ان سے remove کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایگریکلچر مشینری جو ہم import کرتے تھے اس پر 43 فیصد ٹیکس تھا اس کو کم کر کے 9 فیصد کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ 9 فیصد بھی ختم کروائیں گے۔ جیسے ہی ہم انٹرنیشنل پروگرام میں تھوڑا سا relax ہوتے ہیں اور اس سے باہر آتے ہیں تو اس کو بھی کم کرا دیا جائے گا۔ کسان کے لئے سب سے بڑا input پانی ہے جس کے بغیر کسی فصل کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔ آپ کو بہتر علم ہو گا کہ ہمیں اس وقت بھی پانی کی کمی کی صورتحال پیش آ رہی ہے اور مستقبل میں بھی یہ صورتحال پیش آئے گی۔ پنجاب گورنمنٹ نے ورلڈ بنک کے تعاون سے on farm water management کا پروگرام PIPIP کے نام سے شروع کیا ہے اور یہ پروگرام تین سال سے جاری ہے۔ میں اس پروگرام

کے بارے میں آپ کو صرف باتوں کی ہی نہیں بلکہ عملی مثال دینا چاہوں گا کہ پوٹھوہار کے علاقوں میں جن دوستوں کا جانا ہو یا جن کا ان سے تعلق ہو تو وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ زمین جو walkable بھی نہیں تھی وہاں پر پیدل چلا نہیں جا سکتا تھا اور وہ پہاڑوں کے درمیان تھی اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اس کو cultivable بنا دیا ہے۔ ہم lift irrigation, solar tubewell اور drip irrigation کے استعمال سے ان کو irrigate کر رہے ہیں۔ وہاں پر grapes اور olive کی wally بن گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے دوست چودھری شیر علی صاحب، ملک تنویر اسلم صاحب بیٹھے ہیں اور میں خود وہاں دو تین دفعہ گیا ہوں اور میں نے جا کر دیکھا ہے کہ grapes والے farmer خاصا منافع کما رہے ہیں اور olive oil اس سطح پر آ گیا ہے کہ اس کی accession ہو رہی ہے۔ اس سے ایک تو crop کی diversification ہو رہی ہے اور دوسرا اہم high value crop کی طرف آ رہے ہیں۔ جو اس وقت ایگریکلچر کی economy جا رہی ہے یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہمیں diversification اور high value crop کی طرف جانا ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں بات ہو رہی تھی کہ ہم انڈیا سے پیداوار میں کم ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر sugarcane کو لے لیں، maize کو لے لیں، potato کو لے لیں اور wheat کو لے لیں ہمارا low level کا جو progressive farmer ہے میں progressive farmer ideal کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں low level farmer کی بات کر رہا ہوں بلکہ جو تھوڑی بہت DAP کی بوری ڈال دیتا ہے وہ آج انڈیا کے farmer سے زیادہ wheat پیدا کر رہا ہے۔ ہمارے چھوٹے farmer کی عام پیداوار پچاس یا ساٹھ من فی ایکڑ ہے اور یہ انڈیا سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح سے ہم آج sugarcane میں چھ ساڑھے چھ سے لے کر دس سے زیادہ sucrose content لے رہے ہیں اور ہم ہزار سے لے کر بارہ سو من فی ایکڑ تک لے رہے ہیں۔ اسی طرح ہم maize میں تیس چالیس من فی ایکڑ سے چلے تھے اور آج ہم سو سے زیادہ production لے رہے ہیں۔ اس کا ریٹ بھی مل رہا ہے۔ Maize کی quality اور quantity انڈیا سے بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میرے دوست الیاس چنیوٹی صاحب نے potato کا ذکر کیا تھا تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے potato کی بڑی اچھی crop ہوئی ہے، یہ بہت pumper crop ہے اور اس کی کوالٹی بھی بہت اچھی ہے۔ اس کی export کے لئے ہمارے روابط سری لنکا، ملائیشیا اور روس

سے ہیں۔ بڑے سخت قسم کے international competition کے باوجود اب تک ہم 80ہزار ٹن export کر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ اپوزیشن کا ایک ممبر بھی نظر نہیں آ رہا ہے اور ویسے یہ دعوے کرتے ہیں۔ انہوں نے ایوان کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ آج منسٹر صاحب ان کے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں اور اُن کی طرف سے یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے کل wind up کرنا تھا لیکن میں نے منسٹر صاحب کو آج کا اس لئے کہا تھا کہ اپوزیشن کے دوست یہاں ہوں گے۔ آج بھی ہم نے ان کو روکے رکھا تاکہ جب منسٹر صاحب wind up کریں تو سارے ممبران یہاں موجود ہوں لیکن ان کے interest کا عالم آپ کے سامنے ہے اور آپ کو نظر آ رہا ہے کہ ادھر سے یہاں کوئی نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین ہر روز ایک تحریک التوائے کار لے کر آ جاتے ہیں اور آج وہ جواب سننے کے لئے یہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے روز یہی کچھ ہوتا ہے، وہ کسان کسان کہتے ہیں اور ابھی یہاں پر کوئی جواب سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں اپنے دوست الیاس چنیوٹی صاحب کی کہی ہوئی بات کا جواب دے رہا تھا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ فروری کے درمیان انشاء اللہ potato کی ایکسپورٹ peek کر جائے گی اور روس میں بھی جانا شروع ہو جائے گی۔ اوکاڑہ potato کی سب سے بڑی مارکیٹ ہے وہاں سے ہم بڑی huge quantity میں arrangement کر رہے ہیں کہ وہاں سے potato روس بھیجا جائے تاکہ farmer کو اس کی فصل کا صحیح اور جائز منافع مل سکے۔

جناب سپیکر! global warming کی وجہ سے، green houses gasses کے affect کی وجہ سے دنیا میں crop pattern تبدیل ہو رہے ہیں اور موسم بھی بدل رہے ہیں۔ انہی موسمی حالات کی وجہ سے FAO کی رپورٹ ہے کہ اس سال ڈیڑھ بلین ڈالر صرف کاٹن کی crop کو نقصان ہوا ہے۔ پاکستان کی international glob پر جو location ہے اس location کے حساب سے پاکستان کی green house gasses میں جو contribution ہے وہ 250 ویں نمبر پر ہے

لیکنunfortunately global warmingسے،green houses gasses factسے یا زمین کے ٹمپریچر increaseکرنے سے جو ملک effectہو رہے ہیں اس میں پاکستان 8ویں یا10ویں نمبر پر ہے۔ ہم contributeکم کر رہے ہیں لیکن ہمیں global warmingکا نقصان زیادہ ہو رہا ہے اسی لئے بارشیں untimelyہوئیں، cloudy daysزیادہ ہوئے، پانی کھڑا رہا اور ہماری کاٹن کی cropکو33فیصد نقصان ہوا۔ ہم اپنی locationتو تبدیل نہیں کر سکتے لیکن ہمارا جو research and developmentہے وہ اس طرح کی heat torrentاور دوسری develop verityکرتا رہتا ہے جو اس global warmingکے effectکو mitigateکر سکیں یا اس کو tolerateکر سکیں۔

جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب نے gypsumکے بارے میں بڑی اچھی بات کی تھی کہ salinityاور sodicityکو کم کر کے ہم horizontalاور cultivable landکا اضافہ کر کے اپنی productionبڑھا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اگر timely sowingہو۔ یہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ 2.0پروگرام کے ذریعے ہم اپنے formersکو اس کے ہر ایکڑ کی compositionبناتے جا رہے ہیں کہ اس میں نائٹروجن کتنی ہے، اس میں فاسفورس کتنی ہے اور اس کی PHکتنی ہے تاکہ اسے پتا ہو کہ اس میں ڈی اے پی کتنی ڈالنی ہے، اس میں یوریا کتنی ڈالنی ہے، اس میں پوٹاش کتنی ڈالنی ہے۔ Evenاس میں مائیکرو نیوٹرن کتنے ڈالنے ہیں۔ جب formerکو پتا ہو گا تو وہ اس کا use balanceکرے گا اور ان چھوٹی چھوٹی interventionسے ایک formerکی چھ سے آٹھ من فی ایکڑ گندم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں اس کو انفرادی فائدہ تو ہو رہا ہے کہ وہ اضافی گندم لے رہا ہے لیکن ان تین چار چھوٹی چھوٹی interventionسے national economyمیں ایک بلین ڈالر کا اضافہ ہوتا ہے جو کہ ہم اپنے intervention programmeکے throughانشاءاللہ کریں گے۔ آج محمد صدیق خان صاحب بیٹھے نہیں ہیں تو انہوں نے ایگریکلچر پر انکم ٹیکس اور ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے بات کی تھی تو ڈیپارٹمنٹ پوری ایمانداری سے سمجھتا ہے کہ کسان میں آج کل جس طرح بے چینی ہے یا کراپس کے pattern جا رہے ہیں تو80ہزار کی ceiling واقعی justify نہیں ہے۔ ہم نے یہ معاملہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس take upکیا ہوا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس کی limit reasonableہو جیسا کہ بزنس مین کو ہے یا جیسا کہ انڈسٹری میں ceiling 4لاکھ ہے تو کم از کم 4لاکھ تک ceilingہونی چاہئے اور اس میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ساتھ ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ crops کی support price یا indicative price کی بات کی گئی ہے تو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی بالکل standing یہی ہے اور ہم کسان کے ساتھ ہیں کہ اگر کاٹن کی support price مقرر کی جائے یا کم از کم indicative price مقرر کی جائے تو ہم کاٹن میں اتنی ہی پیداوار لے سکتے ہیں جتنی کہ شوگر کین یا گندم میں لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ تو باتیں long term اور medium term ہو گئیں لیکن وہ بھوکا کسان جو آپ کے سامنے کھڑا ہے جس کا شور میرے بھائی طارق باجوہ صاحب اور دوسرے ملک وارث کلو صاحب نے کل ہاؤس میں کیا ہے کہ کسان تو بھوکا کھڑا ہے لیکن آدمی تو کوئی بات نہیں سنتا اور وہ میری logic تو نہیں سنتا کہ منسٹر صاحب نے بتا دیا کہ یہ medium term ہے اور یہ long term ہے، یہ global warm ہے یا earth temperature بڑھ گیا ہے اور یہ FAO کی رپورٹ ہے اس کو تو سمجھ نہیں آتی۔وہ کہتا ہے اور اس کا جواب ہوتا ہے کہ 2+2 چار روٹیاں "وہ تو چاہتا ہے کہ میری بھوک ابھی کسی طریقے سے مٹے۔ بھوکا آدمی تو کسی dynamics اور logic کو نہیں مانتا کیونکہ basic instinct میں بھوک بہت بڑی instinct ہے۔وہ کہتے ہیں کہ:

نورِ سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جِلا
ہم جہاں ہیں وہاں تہذیب نہیں پل سکتی
مفلسی حسِ لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک، آداب کے سانچوں میں ڈھل نہیں سکتی

جناب سپیکر!وہ بھوکا محمد بوٹا ہے یار حمت علی یا اللہ دتہ ہے جو کہہ رہا ہے کہ میری رائس کی فصل خراب ہو گئی ہے یا میری کاٹن کی فصل خراب ہو گئی تو میں اگلی فصل کیسے بیجوں گا؟ تو اس کو address کرنے کے لئے، اس کی بات کا جواب دینے کے لئے، اسے handholding کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف نے intervene کیا ہے اور اس kind intervention کی وجہ سے یہی موڑ ہوتا ہے جہاں پر ایک حکمران اور لیڈر کے فرق کا پتا چلتا ہے، جہاں پر وزیر اعظم کا اور ایک مسیحا کے فرق کا پتا چلتا ہے۔انہوں نے لیڈر اور مسیحا بن کر دکھایا اور کسان پیکج دیا اور پانچ ہزار روپے فی ایکڑ عام کسان کو دیا کہ ٹھیک ہے تمھارا نقصان ہو گیا ہے اور حکومت تمھاری handholding کرتی ہے۔ تمھیں اس قابل بناتی ہے کہ اگلی فصل جو گندم کی ہے تو تم کم از کم اس کی sowing کر سکیں۔یہ پورا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یہاں بیٹھا ہے اور یہ میری اس بات کی گواہی دے گا کہ اس وقت گندم کی کاشت بھی زیادہ ہے۔

اسی وزیراعظم نے لیڈر بن کر دکھایا اور تاریخ میں لیڈر کا نام لکھوایا ،مسیحا بن کر کسانوں کی handholding کی تو انہوں نے ہی فرٹیلائزر پر 20 بلین کی سبسڈی دی اور ڈی اے پی کھاد کی بوری جو 3900 روپے کی تھی آج 3200 روپے میں مل رہی ہے۔انہوں نے کسان کو ڈی اے پی کھاد بھی سستی کر کے دی اور یہ نہ صرف پنجاب کے کسانوں کو دی حالانکہ دوسرے صوبوں نے اس میں contribute نہیں کیا لیکن انہوں نے پورے ملک کے کسانوں کو دی۔انہوں نے پشاور سے لے کر کراچی تک کسان کو سبسڈی دی۔

جناب سپیکر!میں اس معزز ایوان اور تمام معزز ممبران کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ایگر کلچر ڈیپارٹمنٹ اور اس کے allied departments جیسے فوڈ ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں payment کا مسئلہ تھا جیسے شیخ علاؤالدین صاحب نے اٹھایا تھا کہ برادر شوگر مل payment نہیں کر رہی تو ہم نے بردار شوگر مل کو سیل کیا ہوا ہے۔یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے اور آپ نے پہلے کبھی نہیں سنا ہو گا کہ شوگر مل سیل کر کے اسٹاک اٹھائے جا رہے ہیں اور وہ sale کر کے کسان کو پیسے دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میرے دوست جناب احسن ریاض فتیانہ یہاں بیٹھے نہیں ہیں کل انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم نے یوکرائن سے گندم منگوائی ہے اور اب بھی آ رہی ہے اور ان کی آدھی بات صحیح ہے۔ یوکرائن سے پچھلے سال کراچی کے ایک پرائیویٹ بندے نے چھ لاکھ ٹن گندم منگوائی تھی تو جیسے ہی پنجاب حکومت کو پتا چلا تو ہم CCI میں یہ معاملہ لے کر گئے اور نہ صرف گندم کی import پر ban لگوایا بلکہ اس کی ڈیوٹی بھی enhance کروائی ہے۔اب گندم باہر سے قطعاً کسی source سے نہیں آ رہی۔شوگر کین میں اس وقت جو ملیں چل رہی ہیں 80 فیصد ان کی ادائیگی ہو چکی ہے اور پچھلے سال کی بھی 90 فیصد سے زیادہ ادائیگی ہو چکی ہے اور کنڈاما فیا کے خلاف ایف آئی آر درج ہو رہی ہیں اور ہماری اس معاملے میں بھی zero tolerance ہے۔پنجاب حکومت silos کی طرف جا رہی ہے اور بڑے بڑے silos بن رہے ہیں۔ایک تو آپ کے علاقے ڈیرہ غازی خان میں بنا ہے اور باقی بھی بن رہے ہیں تو گندم کا دانہ دانہ محفوظ ہو جائے گا۔یہ جو کھلی گنجیوں میں گندم لگی ہوتی ہے اور open air میں پڑی ہوتی ہے ،اس سے نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے اور ہمیں پھر دوبارہ خریدنے کے لئے زیادہ پیسے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مختصر وقت میں سارے دوستوں کے اٹھائے گئے points کا جواب دینے کی

کوشش کی ہے۔اگر پھر بھی کوئی point رہ گیا ہو یا کسی دوست کا ایسا مسئلہ جس کو address نہ کر سکا ہوں تو میں available ہوں اور مجھے بعد میں بھی مل سکتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! منسٹر فوڈ کو بتادیں کہ جس دن ان کے محکمے کا Question Hour ہو گا تو وہ گنے کے کاشتکاروں کی payment کے حوالے سے لازمی جواب دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور میں ایک بات اپنے بارے میں عرض کروں کہ میں نے آپ کے remarks کو enjoy کر لیا ہے کہ وہ نیند اور کافی کے حوالے سے جو بات تھی باقی ریکارڈ پر بات موجود ہے کہ اس معزز ایوان میں کھلی آنکھوں، سنتے کانوں اور بولتی زبانوں سے جو حصہ لیتے ہیں میرا نام بھی ان میں شامل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بہت معزز ہیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہٰذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 12۔فروری 2016 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،12۔فروری2016

(یوم الجمع،3۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 11

1107

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ12۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) قوانین عوامی نمائندگان پنجاب2016 (مسودہ قانون نمبر14 بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قوانین عوامی نمائندگان پنجاب2016، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) قوانین عوامی نمائندگان پنجاب 2016 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب2015 (مسودہ قانون نمبر26 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ225(2) کے تحت خاص حکم صادر کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)فوائد زچگی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

1109

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 12۔فروری2016

(یوم الجمع، 3۔ جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا
بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا
بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا
كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝
وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝

سورۃ الانفطار آیات6تا14

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟(6)(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا(7)اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8) مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو(9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں(10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں(12) بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں(14)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوؤں پر بھی برسا دے برسانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چُھپ جانے والے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چند رانے والے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان سوالات میں کچھ صاحبان ایسے بھی ہیں جنہوں نے سوالات تو دیئے ہیں لیکن خود تشریف نہیں لائے۔ آپ کے سوالات بہت زیادہ ہیں، اس پر اب آپ نے سوچنا ہے، دیکھنا ہے کہ اس سلسلے میں کیا ہونا چاہئے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ پاؤں گا، بڑی مہربانی۔

پہلا سوال نمبر 2994 جناب احمد خان بھچر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے ان کی request آئی ہے کہ میں تھوڑا سا لیٹ آؤں گی اس لئے ان کے سوالات نمبر 1146، 1148 اور 1149 کو pending کیا جاتا ہے۔ میں ان سوالات کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتا ہوں۔ اگر وہ آ گئیں تو well and good نہیں تو پھر ان سوالات کو بھی اسی طرح dispose of کر دیں گے۔ اگلا سوال نمبر 1198 جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1752 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو بجٹ کی فراہمی واستعمال کی تفصیلات

*1752: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور پی پی۔145 انگوری باغ سکیم شالامار ٹاؤن میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا دفتر کل کتنے رقبے پر تعمیر کیا گیا۔ اس میں کمروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس ادارے کا 13-2012 کا سالانہ بجٹ کتنا تھا اور یہ کن کن کاموں کے لئے استعمال کیا گیا؟

(ج) متذکرہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کل کتنے بچے رہائش پذیر ہیں اور ان کو کیا کیا سہولیات و خوراک فراہم کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفتر کا رقبہ 50 کنال 17 مرلے ہے اور اس میں کمروں کی تعداد 124 ہے۔

(ب) اس ادارے کا مالی سال 13۔2012 کا بجٹ تیس کروڑ پینتیس لاکھ ستاسی ہزار سات سو روپے تھا۔اخراجات کی ہیڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو انگوری باغ سکیم شالامار ٹاؤن میں اس وقت 219 لڑکے جبکہ 60 لڑکیاں رہائش پذیر ہیں اور ان بچوں کو خوراک، تعلیم، صحت، نفسیاتی، راہنمائی، فنی تعلیم اور دیگر تفریحی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب میں انہوں نے جن 124 کمروں کا ذکر کیا ہے، کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کتنے کمرے بچوں کے استعمال میں ہیں اور کتنے کمروں میں ملازمین رہائش پذیر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفتر میں پانچ ہاسٹل ہیں جن میں سے ایک ہاسٹل گرلز کے لئے، ایک بوائز کے لئے ایک ایڈمنسٹریشن کے لئے اور ایک سٹور کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کتنے کمرے بچوں کے استعمال میں، کتنے کمرے ملازمین اور کتنے کمرے دفاتر کے استعمال میں ہیں؟ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے بہت سارے کمروں پر ملازمین نے قبضہ کیا ہوا ہے جو کہ بچوں کے استعمال میں نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ کمرے جو بچوں کے استعمال میں ہونے چاہئیں تھے اس کی بجائے وہ ملازمین کے استعمال میں ہیں، اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! لاہور میں تین سو بچوں کے رکھنے کی گنجائش ہے اور اس کے مطابق ان کے پاس کمرے پورے ہیں، ملازمین کے پاس کمرے موجود نہیں ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ لاہور میں پانچ ہاسٹل موجود ہیں، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک ہوسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟ میں آپ سے کہہ بھی رہی ہوں کہ بچوں کے پاس کمرے نہیں لیکن وہ اس کا کوئی satisfactory جواب نہیں دے پا رہے، شاید ان کے پاس انفارمیشن ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر! پھر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے انہوں نے فرمایا ہے کہ بچوں کی خوراک، تعلیم، صحت اور نفسیاتی راہنمائی، فنی تعلیم اور دیگر تفریحی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟ میں گزارش کروں گی کہ یہاں پر بہت سارے سٹریٹ چلڈرن ایسے آتے ہیں جو کہ drug addicts ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا drug addicts کے treatment کے لئے اور ان کی rehabilitation کے لئے بھی کوئی سہولت موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہاں پر سہولت موجود ہے، ہم ان کا proper treatment کرواتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس کا جواب میں ذکر نہیں ہے صرف کہہ دینے سے تو سہولت نہیں مل جاتی، بتائیں انہیں وہاں پر کیا سہولیات میسّر ہیں، کوئی ڈاکٹر وہاں پر موجود ہیں یا کوئی کلینک ایسا ہے کیونکہ drug addiction کو جب rehabilitate کروانا ہوتا ہے تو وہ بذات خود ایک پوری specialty ہے۔ عام ڈاکٹر اس مریض کو treat کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ عام دوائیوں سے treat ہو سکتے ہیں اس کے لئے proper ایک سٹاف ہوتا ہے، عملہ ہوتا ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گی کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری کا جواب satisfactory نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو satisfactory جواب دیں جس سے بات واضح ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ہمارے پاس ایسے ڈاکٹر موجود ہیں جو نفسیاتی علاج کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! نام بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر محترمہ فرمائیں گی تو اگلی دفعہ ان کے نام بھی دے دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میں نے تو اپنے سوال میں تفصیلات مانگی تھیں کہ ان کے پاس کیا، کیا سہولیات ہیں لہٰذا یہ تمام سہولیات یا ڈاکٹروں کے نام تو سوال کے جواب میں موجود ہونے چاہئیں تھے۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ پوچھ رہی ہیں کہ ان کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہی ہیں کہ کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!یہ اس کے لئے fresh questionدے دیں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میں نے تو اپنے سوال سے متعلقہ ہی پوچھا ہے، سوال کے اندر پوچھا گیا ہے کہ ان کو کیا کیا سہولیات اور خوراک فراہم کی جاتی ہے،اگرmedical facilitiesبھی سہولیات میں ہی شامل ہے تو اس کی detailمیں نے تو مانگی ہے،اسی سوال کے جواب میں ان کو اس کی تفصیل دینی چاہئے تھی، میں نے ان سے سہولیات کی تفصیل مانگی ہے لیکن یہ بھی نہیں بتا رہے کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!دو سائیکالوجسٹ موجود ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!کیا ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!نام بتا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر:چلو جی!ابھی تھوڑی دیر تک نام بتا دیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!کچھ بچےlong stayکے لئے آتے ہیں اور انہیں 18 سال کی عمر تک یہاں رکھا جاتا ہے۔جب18 سال بعد انہیں یہاں سے فارغ کیا جاتا ہے تو کوئیexact strategyہے کہ ان کو سوسائٹی کا حصہ بنانے کے لئے یہ بیورو کیاrole performکرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!یہاں پر جو بچے رہتے ہیں انہیں تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ان کے لئے فنی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور حال ہی میں ہم نے PVTC

کے ساتھ ایک MOU sign کیا ہے جو انہیں ٹیکنیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔ جب وہ بچے 18 سال کی عمر کے بعد یہاں سے جاتے ہیں تو اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنا روزگار کما سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1753 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1753: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کتنے ادارے ہیں اور یہ کن کن علاقوں میں ہیں؟

(ب) لاہور کے علاوہ صوبہ کے کن کن شہروں میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ج) متذکرہ ادارے کو جو غیر ملکی این جی اوز فنڈز مہیا کرتی ہیں۔ ان این جی اوز کے نام اور پتا جات کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا ایک ہی ادارہ ہے جو کہ انگوری باغ سکیم شالامار لنک روڈ پر واقع ہے۔

(ب) لاہور کے علاوہ گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ ادارہ میں کوئی غیر ملکی این جی اوز فنڈز مہیا نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال کیا گیا تھا کہ لاہور کے علاوہ صوبہ پنجاب کے کن کن شہروں میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے چھ سات اضلاع کا ذکر کیا ہے جبکہ پنجاب میں 36 اضلاع ہیں اور جو distrait children کا قانون پاس ہوا تھا جس کے تحت یہ بیورو بنائے گئے ہیں یہ تو 36 کے 36 اضلاع میں ہونے چاہئیں تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ابھی تک ان میں کام کیوں نہیں ہوا اور کب تک باقی اضلاع میں چائلد پروٹیکشن بیورو بنانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!کیاآپ مزید اضلاع میں بھی بنانا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!اس وقت ہمارے پاس راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ،لاہوراور گوجرانوالہ میں سہولت موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر:وہ تو جواب میں لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی سرگودھا، بہاولپور، ساہیوال اور تقریباً تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر ہمارے یہ بیورو بن رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی جب ڈویژنز کوcover کر لیں گے تو پھر ہم اضلاع میں چلے جائیں گے۔ابھی بھی کچھ ایسے اضلاع ہیں جن میں ہم چلے گئے ہیں جس طرح رحیم یار خان ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب!صرف یہ بتادیں کہ یہ کہاں تک پہنچے ہیں؟

جناب سپیکر:جی، کیا کہا؟

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر بیورو بن رہے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کاstatus کیا ہے، کیا زمین acquire ہو گئی ہے، کیا بلڈنگ شروع ہو گئی ہے اور ان کا کام کہاں تک پہنچا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!سرگودھا، رحیم یار خان، ساہیوال اور بہاولپور میں ان کی بلڈنگز بن رہی ہیں اور ان پر کام جاری ہے۔ صرف ڈیرہ غازی خان میں زمین کا کوئی مسئلہ ہے جب وہاں پر بھی زمین ملے گی تو ہم ٹینڈر call کر کے بلڈنگ بنوادیں گے۔

جناب سپیکر:آپ نے بتایا کہ ڈیرہ غازی خان میں بیورو کام کر رہا ہے تو کیا یہ کرائے کی بلڈنگ میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!کچھ اضلاع میں rented بلڈنگز میں چل رہے ہیں اور کچھ میں اپنی بلڈنگ ہے اور میں اپنی بلڈنگ کی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ نجمہ بیگم:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!جنہوں نے سوال دیا ہے انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔آپ بھی اپنے طور پر محنت کر لیا کریں۔

محترمہ نجمہ بیگم:جناب سپیکر!معزز پارلیمانی سیکرٹری نے کہا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ادارہ کام کر رہا ہے لیکن میں وہاں کی رہائشی ہوں مجھے پتا ہے کہ ڈیرہ غازی میں ادارہ کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!جس وقت یہ سوال دیا گیا تھا اس وقت یہ جواب جمع کروا دیا گیا تھا اس وقت وہاں پر rented بلڈنگ میں ادارہ کام کر رہا تھا۔اب ہم اس ادارے کی اپنی بلڈنگ بنا رہے ہیں اس لئے فی الحال وہاں پر کام نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!یہ جواب 2013 کا آیا ہوا ہے ان تین سالوں میں مزید کیا تبدیلیاں آئی ہیں اور یہ سوال کے اندر mention ہے۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!میں اس کا تو پہلے جواب دے چکا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس پانچ ادارے تھے لیکن اب ہمارے پاس گیارہ کے قریب ایسے ڈویژن اور اضلاع ہیں جن میں ہم یہ ادارے بنا رہے ہیں۔اس دوران یہ تبدیلی آئی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود بھی تھوڑا سا confuse ہیں میں اور کیا بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔وہ confuse نہیں ہیں ایسی بات نہیں ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!on his behalf

جناب سپیکر:جی،محترمہ!سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر 2439 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب سے اونٹ دوڑ کے لئے بیرون ملک سمگل کئے جانے والے بچوں کی تفصیلات

*2439:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیااونٹ دوڑ میں حصہ لینے والے صوبہ پنجاب کے رہائشی بچوں کو مڈل ایسٹ سمگل کرنے سے روکنے کے لئے کوئی ٹاسک فورس بنائی گئی ہے؟

(ب) حکومت نے آئندہ اونٹ ریس میں معصوم بچوں کو بیرون ملک سمگل ہونے سے بچانے کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) بچوں کو سمگل کرنے والے کتنے افراد کواب تک گرفتار کیاگیا،ان کے کیانام ہیں،اس بھیانک کام کو کرنے والے کتنے افراد کو عدالتوں نے سزائیں دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیاگیاہےاور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔

(ب) معصوم بچوں کی سمگلنگ کو روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے۔ ٹریول ایجنٹس اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ کوئی غیر قانونی کام نہ کریں اور اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو قوانین کے تحت قانونی کارروائی فوری عمل میں لائی جائے گی۔

ضلعی سطح پر کمپلینٹ سیل کام کر رہے ہیں جس میں ابھی تک کوئی درخواست بابت سمگل کئے جانے بچے موصول نہ ہوئی ہے اس کے علاوہ کئی اضلاع میں موبائل کمپلینٹ یونٹ بھی کام کر رہے ہیں۔

(ج) بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیاگیاہےاور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔تاہم ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے ضلعی پولیس متحرک رہتی ہے اور قانون کا مؤثر نفاذ جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جز(الف) میں سوال تھا کہ کیا اونٹ دوڑ میں حصہ لینے والے صوبہ پنجاب کے رہائشی بچوں کو مڈل ایسٹ سمگل کرنے سے روکنے کے لئے کوئی ٹاسک فورس بنائی گئی ہے؟ اس کا جواب آیا ہے کہ بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیا گیا ہے اور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔ یہ جواب صریحاً غلط ہے کیونکہ میں خود مڈل ایسٹ میں رہی ہوں اور ایسے واقعات کی اخباروں میں خبر آئی، اس پر بے شمار پروگرام ہوئے، ٹی وی پر ٹاک شوز ہوئے لیکن محکمہ کہہ رہا ہے کہ ایسا کبھی ہوا ہے نہ ہی کوئی ایسی رپورٹ آئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ particular بات کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ 11۔ ستمبر 2015 کی رپورٹ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی رپورٹ ہے اور سمگلنگ کے واقعات کی رپورٹ پولیس کے پاس نہیں ہوتی۔ اگر اس قسم کی سمگلنگ کا کوئی کیس ہو تو اسے ایف آئی اے deal کرتا ہے اس لئے یہ جواب بالکل صحیح ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ایسا واقعہ report نہیں ہوا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایسا ہوا ہے۔ اگر ہوا ہے تو اس میں یہ mention کیوں نہیں ہوا خواہ وہ کسی بھی ادارے کے تحت report ہوا ہو۔ اس میں mention تو ہونا چاہئے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ یہ اس میں proper business کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اونٹ سمیت بچہ لے آتی ہوں جس میں بچے کو اونٹ پر باندھ کر بھگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پاس report ہوا ہوتا تو وہ آپ کو بتا دیتے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایوان میں جتنے لوگ موجود ہیں میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اس بات کو مانیں گے کہ ایسا ہوتا رہا ہے اس کی reports ٹی وی اور اخبارات میں بھی آئیں اور یہ

issue بڑاhighlight ہوا لیکن محکمہ کہہ رہا ہے کہ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں ہے اور ایسی کوئی چیز وجود میں بھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر: وہ اپنے ادارے کی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر ایف آئی اے اسے deal کرتا ہے تو یہاں mention کر دیتے کہ یہ کیس ہم سے related نہیں بلکہ ایف آئی اے سے link ہے اور ان کے پاس ہی اس کی رپورٹ ہو گی۔

جناب سپیکر: وہ ایف آئی اے سے پوچھ سکتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پھر ایف آئی اے سے پوچھ کر بتا دیں کہ ایسے کتنے کیس آئے اور ان کی report ہوئی۔ بہر حال یہ کیس موجود ہے اور یہ ایک بہت بڑا issue ہے میں نے اپنی آنکھوں سے یہ چیز دیکھی ہوئی ہے اس لئے ہمیں اس چیز کو ignore کرنے سے بلی نہیں جائے گی بلکہ کبوتر کو آنکھیں کھولنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے تو بتائیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیس report کیوں نہیں ہوا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں بولا ہے کہ معصوم بچوں کی سمگلنگ کو روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ آج تک ایسی کوئی report موصول نہیں ہوئی اور سمگلنگ نہیں ہوئی تو پھر ان کو ایسے قوانین بنانے کی کیا ضرورت تھی اور پھر ایسا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی بھی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: قوانین روک تھام کے لئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!ذرااس پر سوچیں کہ ٹریول ایجنٹس اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ کوئی غیر قانونی کام نہ کریں تو کیاان کو الہام ہو گیا کہ بچے سمگل ہو رہے ہیں تو ہم ایسا کریں۔ اگر بچے سمگل نہیں ہو رہے تو پھر ایسے اقدامات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب سپیکر:احتیاط تو ضروری ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!احتیاط تب ہی کی جاتی ہے جب معاشرے میں اس طرح کے کام ہوتے ہیں۔تب ہی محکمہ ایسے اقدامات کرتا ہے جب ان کی نظر میں ایسی چیزیں ہوتی ہیں لیکن یہ تو صریحاً کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، جب ایسا نہیں ہے تو پھر انہوں نے کیوں کڑی نگرانی کی؟اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر:آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔انہوں نے ٹھیک جواب دیا ہے غلط نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!اس سوال کا جواب لے دیں کیونکہ یہ تو بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔یہ بڑا crucial issue ہے،اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر highlight ہو چکا ہے لہٰذا اس کا پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:ان سے پوچھتے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!نگرانی کرنا تو اچھا کام ہے۔محکمہ پولیس ایسے تمام لوگوں کی نگرانی کرتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!اگر پارلیمانی سیکرٹری جواب نہیں دے سکتے تو میں جواب دے دیتی ہوں۔

جناب سپیکر:سوال بھی آپ کریں اور جواب بھی آپ ہی دیں۔جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس کی روک تھام کے لئے نگرانی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے جواب میں یہی تو کہا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!وہ تو کوئی جواب ہی نہیں دے رہے اور گول مول باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔پولیس کے پاس ایسا کوئی case report نہیں ہوا تو وہ آپ کو کیا بتائیں؟ وہ نگرانی کروا رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری نے اس سوال کا مکمل جواب دے دیا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "معصوم بچوں کی سمگلنگ روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے"۔ پارلیمانی سیکرٹری اس قانون کی وہ شق مجھے بتادیں کہ جس کے تحت یہ سمگلنگ روکی جارہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! سمگلنگ کے علاوہ اگر بچے کو کوئی اغواء کرتا ہے تو دفعہ 363 کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال نمبر2523 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر2528 بھی محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر2681، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی او آر۔III شادمان لاہور میں منشیات کی خرید و فروخت و دیگر مسائل کی تفصیلات

*2681: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر۔III شادمان لاہور میں انٹری کے لئے گیٹ نمبر2 اور گیٹ نمبر7 مقرر ہیں، دونوں گیٹس پر پولیس چوکیاں بھی قائم ہیں، گیٹ نمبر7 سے ہر انٹر ہونے والے کی باقاعدہ چیکنگ کی جاتی ہے لیکن گیٹ نمبر3 پر کوئی چیکنگ نہیں کی جاتی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب وہاں کے الاٹیوں سے زیادہ تعداد سرونٹ کوارٹرز میں رہنے والوں کی ہے، سرونٹ کوارٹرز میں رہائشی لوگوں نے کوارٹرز آگے کرائے پر دیئے ہوئے ہیں نیز رکشوں اور ریڑھیوں کے سٹینڈ بنے ہوئے ہیں اور ساری رات ان کی آمد و رفت جاری رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے سرونٹ کوارٹرز میں رہائشی تین چار گروپس نے ساری سڑکوں، فٹ پاتھوں اور خصوصی طور پر گیٹ نمبر3 سے لے کر مسجد تک رات 3 بجے قبضہ کیا ہوتا ہے، نہ صرف نشہ کرتے ہیں بلکہ کھلے عام نشہ آور اشیاء بیچتے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگوں کے نشہ کرنے اور اس کی خرید و فروخت کے لئے جی او آر۔III شادمان لاہور ایک نہایت ہی محفوظ ایریا ہے اور روزانہ باہر سے لوگ یہاں آکر نشہ خریدتے ہیں اور یہیں بیٹھ کر کرتے بھی ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ لوگ وارداتیں کرتے ہیں یہاں آکر چھپ جاتے ہیں اور انہیں پروٹیکشن مل جاتی ہے متعدد مرتبہ ان سے اسلحہ بھی برآمد کیا گیا ہے۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ان اوباشوں کو کوئی الاٹی روکنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ لڑائی کرتے ہیں اور متعدد بار اس سلسلے میں ایف آئی آر بھی رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے رہائشیوں کی متعدد بار چوریاں ہو چکی ہیں حتیٰ کہ ان کی گاڑیاں بھی چرائی جا چکی ہیں۔

(ح) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے رہائشیوں نے متعدد بار تمام حالات سے متعلقہ اتھارٹیز مع ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو زبانی اور تحریری طور پر بھی آگاہ کیا لیکن آج تک ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

(ط) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ محکمہ ان مسائل کو حل کر کے جی او آر۔III کے رہائشیوں کی پریشانی دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) درست نہ ہے۔ جی او آر۔III شادمان لاہور میں انٹری کے لئے گیٹ نمبر3 اور گیٹ نمبر8 مقرر ہیں دونوں گیٹس پر پولیس کی چوکیاں قائم ہیں دونوں گیٹس پر انٹر ہونے والوں کی باقاعدہ چیکنگ کی جاتی ہے مزید یہ کہ BOF-18 تا BOF-41 جو کہ علیٰحدہ فلیٹس ہیں ان کے لئے علیٰحدہ گیٹ ہے اور وہ کھلا رہتا ہے اس طرح BOF-50 تا BOF-60 علیٰحدہ فلیٹس ہیں اور ان کے لئے بھی علیٰحدہ گیٹ ہے جو کہ کھلا رہتا ہے تاہم پروٹوکول کا عملہ و قناگو قناگذ کورہ بالا گیٹس کی چیکنگ کے لئے گشت کرتا رہتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ جی او آر۔III شادمان لاہور میں سرونٹ کوارٹرز میں رہنے والے ملازم الاٹیوں کی اجازت سے وہاں رہ رہے ہیں اور اسٹیٹ آفس کے علم کے مطابق کوئی سرونٹ کوارٹر کرایہ پر نہ دیا گیا ہے۔ محکمہ ہذا کی جانب سے اکثر و بیشتر چیکنگ بھی کی جاتی ہے نیز وہاں پر ریڑھیوں اور رکشوں کا کوئی اڈا نہ ہے تاہم چند سرونٹ جو کہ الاٹیوں کے ساتھ attach ہیں اور ان کے پاس رکشے ہیں جو فارغ وقت میں چلاتے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ جی او آر۔III شادمان لاہور میں کسی سرونٹ کو فٹ پاتھ پر قابض ہونے کی اجازت قطعاً نہ ہے اور نہ ہی وہاں پر کسی قسم کا نشہ کیا جاتا ہے کیونکہ گیٹ نمبر3 پر پولیس چوکی بھی ہے اور پروٹوکول کا عملہ بھی موجود رہتا ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ جی او آر۔III شادمان لاہور کے دونوں انٹری گیٹس پر پولیس اور پروٹوکول کا عملہ ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہتا ہے لہٰذا وہاں پر نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) درست نہ ہے کیونکہ جی او آر۔III میں داخل ہونے والے ہر شخص کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے اس لئے کسی مجرم کا وہاں چھپنے کا امکان نہیں۔

(و) ریکارڈ کے مطابق کسی قسم کی ایف آئی آر کی اطلاع نہیں دی گئی۔

(ز) جی او آر۔III شادمان لاہور میں چوری خارج از امکان نہیں تاہم کسی الاٹی کی جانب سے ایسی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اگر کوئی ایسا کیس رپورٹ ہوا تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ح) درست نہ ہے۔ جی او آر۔III شادمان لاہور کے رہائشیوں کی جانب سے کوئی تحریری شکایت موصول نہ ہوئی ہے اگر ہوتی ہے تو ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ط) جزہائے بالا کے سوالات کے جوابات تحریر کئے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے بالکل agree نہیں کرتا۔ میرے خیال میں معزز پارلیمانی سیکرٹری نے اس جگہ کا کبھی visit نہیں کیا۔ ان کو پتا ہی نہیں کہ GOR-III کہاں exist کرتا ہے۔ یہ سوال انتہائی اہم ہے کیونکہ GOR-III میں گورنمنٹ آفیسرز رہتے ہیں اور درجہ چہارم کے ملازمین کی بھی وہاں پر رہائش گاہیں ہیں۔ اس سوال کا جواب اثبات میں بنتا ہے۔ آپ

بے شک کسی پارلیمانی سیکرٹری کی ڈیوٹی لگا دیں، وہ میرے ساتھ چلیں اور میں ان کو وہ جگہ visit کراتا ہوں۔انہوں نے جواب میں سراسر جھوٹ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔آپ نے اپنے سوال میں جس بات کی نشاندہی کی اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہاں پر پولیس کی چوکیاں موجود ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وہاں پولیس کی چیک پوسٹ موجود ہے لیکن وہ خواب خرگوش کے اندر مصروف ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے جواب لے سکوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں تو یہ جواب ہی غلط ہے۔آپ میرے ساتھ کوئی بندہ بھیجیں میں visit کروا دیتا ہوں اور میں نے اپنے سوال میں جو کچھ point out کیا ہے وہ سب سچ ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس پر ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب جواب ہی غلط ہے تو پھر میں ضمنی سوال کیا کروں؟

جناب سپیکر: آپ کیسے کہتے ہیں کہ جواب غلط ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کو موقع دکھانے کے لئے تیار ہوں۔یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔اگر میں اس ایوان میں ایف آئی آر produce کر دوں تو پھر کیا ایکشن لیا جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ جو ایف آئی آر produce کرنا چاہتے ہیں وہ کون سے پولیس سٹیشن کی ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسی جی او آر۔III سے متعلقہ پولیس سٹیشن کی ایف آئی آر میں دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں ان سے پوچھتا ہوں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ جواب درست نہیں تو آپ اس بابت کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!معزز ممبر جی او آر۔IIIکا visit کروانا چاہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔ معزز ممبر اگر مجھے کوئی ایف آئی آر دکھا دیں تو جن افسران یا ملازمین نے غلط جواب submit کرایا ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!جب تک یہ visit نہیں ہوتا تب تک یہ سوال pending کر دیا جائے کیونکہ ایوان میں غلط جواب دینے کی روش کو روکنا از حد ضروری ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے ماشاءاللہ بڑی اچھی بات کہی ہے کہ وہ میرے ساتھ visit کرنے کے لئے تیار ہیں اور غلط جواب دینے والوں کے خلاف سخت ایکشن بھی لیں گے۔ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ پتا چل سکے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ یہ visit کب تک کر لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!اگلے ہفتے تک ہم visit کر لیں گے۔

جناب سپیکر:اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ جناب احسن ریاض فتیانہ کے ساتھ اس جگہ کا visit کر کے اپنی رپورٹ پندرہ دن کے اندر ایوان میں پیش کریں گے۔ اگلا سوال بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 2821، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ڈی ایس پیز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*2821:جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں ڈی ایس پی کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پُر اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کب تک ان کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف)

برانچ	منظور شدہ اسامیاں	موجودہ نفری	خالی اسامیاں
DSPsجنرل ایگزیکٹو برانچ	537	358	179
DSPsٹریفک برانچ	67	36	31
DSPsلیگل برانچ	130	80	50
DSPsٹیلی برانچ	08	06	02
DSPsایم ٹی برانچ	01	01	00
DSPsفنگر پرنٹ بیورو	01	00	01
ٹوٹل	744	481	263

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

DSPsجنرل ایگزیکٹو برانچ — 2008 میں انسپکٹرز (جنرل ایگزیکٹو برانچ) کی سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی تھی جس کو رینکر انسپکٹرز اور ڈائریکٹ انسپکٹرز نے مختلف عدالتوں میں چیلنج کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کے احکامات کی روشنی میں 12-2011 اور 2013 کو عارضی سنیارٹی لسٹیں جاری کی گئی تھیں جن کو بھی عدالتوں میں چیلنج کیا گیا۔ مختلف اوقات میں عدالتوں نے انسپکٹر سے ڈی ایس پی کی ترقی کے خلاف stay orders جاری کئے جن کی وجہ سے 2010 کے بعد انسپکٹر سے ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی نہ ہو سکی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 2012/840 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے، جس کے لئے ایڈیشنل آئی جی پنجاب کی سربراہی میں کمیٹی بنادی گئی ہے جو کہ اعتراضات کو سن کر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کرے گی اس کے بعد سینئر انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی جائے گی۔

DSPsٹریفک برانچ — اس وقت انسپکٹرز ٹریفک سارجنٹ کی موجودہ نفری NIL ہے۔

(ج) جنرل ایگزیکٹو برانچ

2008 میں انسپکٹرز (جنرل ایگزیکٹو برانچ) کی سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی تھی جس کو رینکر انسپکٹرز اور ڈائریکٹ انسپکٹرز نے مختلف عدالتوں میں چیلنج کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کے احکامات کی روشنی میں 12-2011 اور 2013 کو عارضی سنیارٹی لسٹیں جاری کی گئی تھیں جن کو بھی عدالتوں میں چیلنج کیا گیا۔ مختلف اوقات میں عدالتوں نے انسپکٹر سے ڈی ایس پی کی ترقی کے خلاف حکم امتناعی جاری کئے جن کی وجہ سے 2010 کے بعد انسپکٹر سے ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی نہ ہو سکی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 2012/840 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے جس کے لئے ایڈیشنل آئی جی پنجاب کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی جس نے اعتراضات کو سن کر مورخہ 14-03-24 کو فائنل (پارٹ ون) سنیارٹی لسٹ جاری کی ۔ اس وقت

ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں جن کو پُر کرنے کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی نے مورخہ 14-03-31 کو131 انسپکٹرز اور مورخہ 14-06-12 کو46 انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی ہے بقایا اسامیاں مختلف وجوہات کی بناء پر نظر انداز ہونے والے افسران کے لئے رکھی گئی ہیں موزوں افسران کو ترقی کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی دوبارہ زیر غور لائے گی۔

لیگل برانچ

مورخہ 17-12-2013 کو ایک انسپکٹرز لیگل کو ڈی ایس پی لیگل کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔ لیگل انسپکٹرز ان کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق 2 انسپکٹرز ان کی بطور ڈی ایس پی ترقی ہونا باقی ہے۔ ایک انسپکٹرز کو سپر سیڈ اور ایک انسپکٹر کو ریکارڈ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ 17-12-2013 کو نظر انداز کیا تھا ان کا ریکارڈ مکمل کیا جارہا ہے۔ محکمانہ پروموشن کمیٹی قانون کے مطابق ان افسران کو ترقی کے لئے دوبارہ زیر غور لائے گی۔

ٹریفک برانچ

اس وقت انسپکٹرز سارجنٹ کی نفری نہ ہے لہٰذا ڈی ایس پی ٹریفک کی اسامی پر ترقی کے لئے کوئی امیدوار نہ ہے۔

ٹیلی کمیونیکشن برانچ

مورخہ 17-12-2013 کو پانچ انسپکٹرز ٹیلی کمیونیکیشن برانچ کو ڈی ایس پیز ٹیلی کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔ اس وقت صرف 2 انسپکٹرز ٹیلی سنیارٹی لسٹ پر موجود ہیں لیکن ترقی کے لئے بنائے گئے قوانین اور معیار پر پورا نہیں اترتے۔ جیسے ہی یہ افسران قانونی معیار پورا کریں گے ان کا کیس ترقی کے لئے زیر غور لایا جائے گا۔

فنگر پرنٹ بیورو

انسپکٹر (فنگر پرنٹ بیورو) نے ڈی ایس پی کی ترقی کے لئے لازمی ٹریننگ کورس نہ کیا ہے۔ کورس کرنے کے بعد ڈی ایس پی کے عہدہ پر اس کی ترقی کے لئے اس کا نام زیر غور لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جواب میں لکھا گیا ہے کہ 2014 تک ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں۔ اس وقت سال 2016 میں ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کتنے انسپکٹرز کی پروموشن due ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ سوال یکم اکتوبر 2013 کو دیا گیا اور محکمہ نے اس کا جواب 2014 میں دے دیا تھا۔ اب latest figures معلوم کرنے کے لئے معزز ممبر fresh question دے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ کیا مذاق ہو رہا ہے؟ دو سال بعد آج اس سوال کی باری آئی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری کو یہ معلوم نہیں کہ ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ میں کانسٹیبل کی خالی اسامیاں نہیں پوچھ رہا بلکہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی خالی اسامیاں پوچھ رہا ہوں جس کے نیچے کئی تھانے ہوتے ہیں۔ ہماری انسپکٹر کلاس کے اندر انتہائی تشویش پائی جاتی ہے کیونکہ ان کی سالہا سال سے پروموشنز due ہیں لیکن ان کو نہیں مل رہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری مجھے بتائیں کہ آج تک ڈی ایس پی کی کتنی سیٹیں خالی ہیں، کتنے انسپکٹرز کی اس وقت پروموشن due ہے اور یہ کب تک انہیں promote کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی سنیارٹی صحیح fix نہیں ہوئی اور وہ عدالت میں گئے ہوئے ہیں۔ عدالت سے جو بھی فیصلہ آئے گا تو اس کے مطابق ہم پروموشنز کریں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 840/2012 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سُن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے"۔ اس عدالتی حکم کے مطابق انہوں نے سنیارٹی لسٹ نکال کر ایک ماہ کے اندر لوگوں کو promote کرنا تھا۔ اس کے بعد سال 14-2013 کے اندر انہوں نے تقریباً 177 انسپکٹرز کو promote کیا ہے تو کیا انہوں نے ان 177 لوگوں کو عدالت کے حکم کے خلاف پروموشن دی ہے؟ پارلیمانی سیکرٹری بتا رہے ہیں کہ عدالت کا فیصلہ آنے کے بعد پروموشن دیں گے جبکہ تحریری جواب میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا ذکر ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری اپنے ہی محکمہ کے تحریری جواب کی نفی کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا فیصلہ آ گیا ہے اور اس کے مطابق پروموشنز کا کام شروع ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں نے تو number of seatsکے بارے میں پوچھا ہے۔کام کے بارے میں نہیں پوچھا۔میں نے پوچھا ہے کہ اس وقت ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟عدالت کا کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو کہ ان کو پروموشن سے رُوکتا ہو۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!معزز ممبر کو ڈی ایس پی کی خالی اسامیاں بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!اس وقت ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!اب پھر پارلیمانی سیکرٹری غلط جواب دے رہے ہیں۔یہ بات تو جواب میں لکھی ہوئی ہے کہ 193اسامیاں خالی تھیں جن میں سے 177اسامیاں fill کر لی گئی ہیں۔میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری نے پورا جواب خود بھی نہیں پڑھا۔میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ "اس وقت ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں جن کو پُر کرنے کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی نے مورخہ 14-03-31 کو 131انسپکٹرز اور مورخہ 14-06-12 کو 46 انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی ہے"۔یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ 193اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!جب آپ کا سوال آیا تھا تو اُس وقت یہ جواب دیا گیا تھا اور میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!یہ سوال آج دو سال بعد آیا ہے تو مجھے آج کی تاریخ تک latest position چاہئے۔کل جب محکمہ پارلیمانی سیکرٹری کو تیاری کروانے آیا ہوا تھا تو اس وقت ان کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ دو سال پہلے کا سوال ہے اور انہوں نے محکمہ سے 2014 سے لے کر 2016تک کی latest positionکیوں نہیں پوچھی؟

جناب سپیکر:معزز ممبر ڈی ایس پی کی خالی اسامیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!ایک تو مجھے ڈی ایس پی کی خالی اسامیاں بتائیں اور دوسرا criterion of promotion بھی بتادیں کہ کس criterionکے مطابق پروموشن دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر:آپ criterionکے بارے میں خود پڑھ لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ "ان کا ریکارڈ مکمل کیا جا رہا ہے۔محکمانہ پروموشن کمیٹی قانون کے مطابق ان افسران کو ترقی دینے کے لئے دوبارہ زیر غور لائے گی اور

ان کی پروموشن کر دی جائے گی" پارلیمانی سیکرٹری کو پتا ہونا چاہئے کہ اس کے لئے کیا criterion ہے اور کیا چیز چیک کر کے promote کرتے ہیں؟ مہربانی کر کے مجھے ان سے جواب لے کر دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے latest position پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3124 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 3125 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: بنک ڈکیتی کی وارداتیں و دیگر تفصیلات

*3125: **میاں طاہر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع فیصل آباد کی حدود میں کتنے بنک اور صرافہ کی دکانوں کو لوٹنے کے واقعات ہوئے، ان کے مقدمہ جات مع نام تھانہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ہر واردات میں کتنا سامان اور نقدی لوٹی گئی، تفصیل مقدمہ وار بتائیں؟

(ج) کتنے مقدمہ جات کے ملزمان trace ہو کر گرفتار ہو چکے ہیں اور ان سے کیا کیا ریکوری ہوئی ہے؟

(د) کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں اور کس کس مقدمہ کے ملزمان مفرور ہیں؟

(ہ) حکومت مفرور ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کرنے اور جن کے ملزمان trace نہ ہوئے ان کے ملزمان trace کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال2013 میں بنک ڈکیتی کے 2 مقدمات اور صرافہ ڈکیتی کے کل 6 مقدمات درج ہوئے ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے:

1. بنک راہزنی کا مقدمہ نمبر524 مورخہ 13-08-21 بجرم392 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا
2. مقدمہ نمبر970 مورخہ 13-12-19 بجرم 392 ت پ تھانہ سٹی جڑانوالہ جبکہ صرافہ ڈکیتی کے مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

1. مقدمہ نمبر390 مورخہ 13-03-19 جرم337H2/412/427/395 ت پ تھانہ غلام محمد آباد
2. مقدمہ نمبر99 مورخہ 13-01-30 جرم394 ت پ تھانہ پیپلز کالونی
3. مقدمہ نمبر1097 مورخہ 13-10-12 جرم392 ت پ تھانہ سرگودھا روڈ
4. مقدمہ نمبر451 مورخہ 13-05-16 جرم392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی
5. مقدمہ نمبر368 مورخہ 13-09-16 جرم392 ت پ تھانہ سٹی سمندری
6. مقدمہ نمبر86 مورخہ 13-04-21 جرم395 ت پ تھانہ مریدوالا

(ب) مقدمات بنک راہزنی میں:

1. مقدمہ نمبر970 مورخہ 13-12-19 جرم392 ت پ تھانہ چک جھمرہ میں نقدی 20220 روپے لوٹی گئی۔
2. مقدمہ نمبر524 مورخہ 13-08-21 جرم 392 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا میں نقدی مبلغ -/864560 روپے لوٹی گئی۔

اور جبکہ صرافہ ڈکیتی کے مقدمات میں

1. مقدمہ نمبر390 مورخہ 13-03-19 جرم337H2/412/395/412 ت پ تھانہ غلام محمد آباد میں طلائی زیورات مالیتی تقریباً -/4475000 روپے
2. مقدمہ نمبر99 مورخہ 13-01-30 جرم394 ت پ تھانہ پیپلز کالونی میں نقدی 23500 طلائی زیورات 90 تولے۔
3. مقدمہ نمبر1097 مورخہ 13-10-12 جرم392 ت پ تھانہ سرگودھا روڈ میں مال مسروقہ زیورات 60 تولے
4. مقدمہ نمبر451 مورخہ 13-05-16 جرم392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی میں 9 تولے زیورات اور -/80,000 روپے نقدی
5. مقدمہ نمبر368 مورخہ 13-09-16 جرم 392 ت پ تھانہ سٹی سمندری میں زیور، موبائل مالیت -/356500

6. مقدمہ نمبر86 مورخہ13-04-21 جرم395 ت پ تھانہ مرید والا میں زیور مالیت -/76,95,000 لوٹے گئے۔

(ج) مقدمہ نمبر13/390 جرم337H2/412/427/395 نامعلوم آٹھ کس ملزمان کے خلاف درج ہوا جن میں سے ایک کس نامزد ملزم گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہے جس سے تین تولے آرٹی فیشل جیولری برآمد ہوئی ہے۔

(د) مقدمہ نمبر13/451 بجرم392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی میں2 ملزمان

1. نوید احمد ولد شوکت علی قوم راجپوت سکنہ ڈی ٹائپ کالونی
2. مسماۃ شاہدہ دختر نامعلوم سکنہ گلی نمبر12 محمد آباد جو کہ مجرم اشتہاری ہیں۔

جبکہ بقایا مقدمات میں ملزمان ٹریس نہ ہوئے ہیں۔

(ہ) مقدمات میں ملزمان کو جلد از جلد ٹریس کرنے کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور تفتیشی افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ نامعلوم ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے اور مقدمات کو حقائق کی روشنی میں یکسو کر کے رپورٹ 173 ض ف جلد از جلد داخل عدالت کروائیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں محکمہ لکھتا ہے "مقدمہ نمبر13/390 جرم337H2/412/427/395 نامعلوم آٹھ کس ملزمان کے خلاف درج ہوا جن میں سے ایک کس نامزد ملزم گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہے جس سے تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔" یہ مقدمہ 44 لاکھ 75 ہزار روپے کی ڈکیتی کا ہے۔ اس مقدمہ میں 44 لاکھ روپے کی ڈکیتی سے تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔ ملزم بھی گرفتار ہوا ہے تو پولیس کیا کر رہی ہے اور باقی مسروقہ مال مقدمہ کہاں ہے، وہ کس کی جیب میں چلا گیا یعنی اُس کا status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس مقدمہ میں پہلے ایک ملزم گرفتار ہوا تھا اُس کے بعد اس مقدمہ میں تین اور ملزم بھی گرفتار ہوئے لیکن یہ بات درست ہے کہ اس مقدمہ میں recovery نہ ہو سکی صرف تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ المیہ ہے کہ اب پولیس کا ملزمان کے ساتھ اس بات پر بھی مک مکا ہوتا ہے کہ برآمدگی نہ ڈالی جائے تاکہ مقدمہ کے پلے کچھ نہ رہے۔ یہ 44 لاکھ روپے کی ڈکیتی ہے اس

میں چار ملزمان گرفتار بھی کر لئے گئے ہیں اور صرف تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے تو وہ مقدمہ جھوٹا ہے یا پھر وہ مال بانٹ لیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پولیس اسی طرح کے معاملات کر لیتی ہے کہ معاملہ technical grounds پر knock out کر دیا جاتا ہے تو اس مقدمہ میں بھی یہی صورتحال نظر آ رہی ہے۔اس حوالہ سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جن مقدمات میں investigation officers, recovery نہیں کر سکتے یا poor inquiry ہوتی ہے تو اس پر انہیں سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ محکمہ پولیس خود بھی سزائیں دیتا ہے اور بعض اوقات عدالتوں سے بھی کوئی اس طرح کی directions آ جاتی ہیں کہ فلاں مقدمہ میں recovery نہیں ہوئی تو اس پر سزا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں بھائی! پولیس خود تو سزا نہیں دے سکتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں پولیس ملازمین کی بات کر رہا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ پولیس نے اس مقدمہ کے investigation officer کو کیا سزا دی ہے یا یہ کیس کہیں آگے proceed ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کیس کی تفصیلات منگوا کر بتا دی جائیں گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (د) میں یہ ہے کہ کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں اور کس کس مقدمہ کے ملزمان مفرور ہیں؟ اس کے جواب میں صرف دو ملزمان کا ذکر ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے اگر وہ جواب درست ہے تو وہ بتا دیں گے کہ اس سال باقی جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان تمام مقدمات کے ملزمان trace ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! مقدمات نمبر 491/13 بجرم 392 تھانہ بٹالہ کے دو ملزمان trace ہوئے تھے لیکن یہ ملزمان ابھی اشتہاری ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح پہلے بتایا گیا ہے کہ مقدمہ نمبر 390 میں بھی 4 ملزم گرفتار ہوئے۔ اس کے علاوہ جو untraced یا عدم پتا ملزمان تھے میں ان کی تفصیل بتا سکتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات درست ہے یا پھر جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جواب درست ہے۔ جو ضمنی سوال ہے اُس کا جواب اس میں تو درج نہیں ہے کیونکہ ضمنی سوال کا جواب تو میں نے دینا ہے ناں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کا جواب اسی جز میں ہے جبکہ بقایا مقدمات میں ملزمان trace نہ ہوئے ہیں اور یہ جواب تو اس میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب شہزاد منشی کا ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3419 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانہ جنوبی چھاؤنی میں درج موٹر سائیکل / موٹر کار چوری کی تعداد و تفصیلات

*3419: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ جنوبی چھاؤنی لاہور میں کون کون سے ایریاز شامل ہیں؟

(ب) اس تھانہ کی حدود میں کس کس جگہ پولیس چوکیاں قائم کی گئی ہیں؟

(ج) پولیس چوکی خالد مسجد میں ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور ان ملازمین کی کہاں کہاں ڈیوٹی ہے؟

(د) خالد پارک پر کس کس ملازم کی ڈیوٹی کس کس وقت ہوتی ہے؟

(ہ) یکم دسمبر2013 سے15۔دسمبر2013 تک اس تھانہ کی حدود میں موٹر سائیکل چوری / موٹر کار چھیننے کی ریکارڈ وارداتیں ہوئی ہیں، ان کے مقدمہ نمبر کیا کیا ہیں اور کس کس سے موٹر سائیکل چھینی گئی یا چوری ہوئی ہے؟

(و) ان میں سے کس کس مقدمہ کی موٹر سائیکل، پولیس نے چوروں اور ڈاکوؤں سے برآمد کروا رکھی ہے؟

(ز) کس کس مقدمہ کی موٹر سائیکل ابھی تک پولیس برآمد نہیں کر سکی، حکومت کب تک یہ موٹر سائیکل برآمد کروائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) تھانہ ہذا چھ بیٹ ہائے پر مشتمل ہے جو بیٹ وار علاقہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ ہذا چوکیات درج ذیل مقامات پر قائم ہیں۔

1۔ چوکی نادر آباد (خدا بخش کالونی)

2۔ چوکی کیولری گراؤنڈ (کیولری گراؤنڈ نزد خالد مسجد)

(ج) چوکی کیولری گراؤنڈ میں ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبلان تعینات ہیں۔ ان ملازمان کی ڈیوٹی جمعتہ المبارک کو بوقت نماز جمعہ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اس کے علاوہ مختلف اوقات میں ان کی گشت ڈیوٹی خالد پارک میں لگائی جاتی ہے۔

(د) خالد پارک میں درج ذیل اوقات میں درج ذیل ملازمان کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

1۔ صبح۔/5 بجے تا۔/7 بجے صبح (عمران C/16307، مدثر C/18533

2۔ شام۔/4 بجے تا۔8 بجے رات (نعیم رضا C/10189، ارشاد C/11803

(ہ) یکم دسمبر2013 سے 15۔دسمبر2013 تک تھانہ جنوبی چھاؤنی کی حدود میں موٹر سائیکل چوری / موٹر کار چھیننے کا کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ ہو کر بغرض تفتیش انوسٹی گیشن ونگ کو موصول نہ ہوا ہے۔

(و) کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ نہ ہوا ہے۔

(ز) کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! جز(ج) کے حوالہ سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جواب میں انہوں نے تھانہ شمالی چھاؤنی میں دو چوکیوں کا ذکر کیا ہے تو area کے حوالہ سے سب سے بڑی چوکی کیولری گراؤنڈ والی ہے۔ انہوں نے وہاں پر کہا ہے کہ ہم نے ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبل تعینات کئے ہوئے ہیں جن کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے تو ایک بہت بڑا area جہاں پر shopping mall بھی ہیں اور وہ گنجان آباد بھی ہے تو کیا ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبل کافی ہیں جبکہ ان کی ڈیوٹی مختلف جگہ پر لگا دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چوکی میں ملازمین کی تعداد تقریباً پانچ ہوتی ہے، ایک انچارج ہوتا ہے اور چار کانسٹیبل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ elite force اور مقامی تھانے کی گشت بھی اُن علاقوں میں جاری رہتی ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعداد کافی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ یہ تعداد کافی ہے تو وہاں پر جو وارداتیں ہو رہی ہیں یعنی پرس چھینے جاتے ہیں، موٹر سائیکلیں چھینی جاتی ہیں تو اگر یہ تعداد کافی ہے تو پھر وہاں پر لاء اینڈ آرڈر تو maintain ہونا چاہئے لیکن وہاں پر لوگوں کو روک کر gun point پر اُن سے پیسے بھی لوٹے جاتے ہیں اور پھر اُن کا مقدمہ بھی درج نہیں کیا جاتا۔ میرا تعلق اس علاقہ سے ہے میں وہاں پر روز move کرتا ہوں تو مجھے وہاں پر گشت کرتی ہوئی پولیس کہیں نظر نہیں آتی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چوکی پر صرف رپٹ درج کی جاتی ہے اور ایف آئی آرز تھانے میں درج ہوتی ہیں۔ وہاں پر mobile patrolling اور quick response force موجود ہے جو ہر وقت وہاں پر گشت کرتی رہتی ہیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! جز(ہ) سے (ز) تک تقریباً same questions ہی بنتے ہیں۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ وہاں کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ میں انہیں 2013 کے period کی ایف آئی آر دے دیتا ہوں اور پنجاب اسمبلی میں نیشنل بنک کی برانچ کے ملازم سندھو صاحب ہوتے تھے جو اب واپڈا ہاؤس برانچ میں چلے گئے ہیں اُن کے بھائی کی موٹر سائیکل اسی دسمبر میں چوری ہوئی اُس کی ایف آئی آر درج بھی ہے میں اس کی کاپی provide کر سکتا ہوں لیکن یہاں پر انہوں نے اُس کا ذکر بھی نہیں کیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ان کا سوال پڑھ لیں اُس میں یکم دسمبر 2013 سے 15۔دسمبر 2013 تک کی بات کی گئی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ایف آئی آر موجود ہے لیکن یہاں پر کوئی ذکر نہیں ہے اور اُس پر کارروائی بھی کوئی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر یہ یکم دسمبر 2013 سے 15۔دسمبر 2013 تک کی بات کر رہے ہیں تو مجھے وہ ایف آئی آر دکھا دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3430 جناب احمد علی خان دریشک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 3485 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: اشتہاری ملزمان کی تھانہ وار تفصیلات

*3485: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت کل اشتہاری ملزمان کی تعداد تھانہ وار کتنی ہے۔ ان کے نام، پتاجات اور ان کے خلاف مقدمہ جات کی تفصیل بتائیں نیز یہ کب سے اشتہاری ہیں؟

(ب) یکم جنوری2013 سے آج تک کتنے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ان کے نام،پتا جات بتائیں اور کتنے ملزمان کو اب تک سزا ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت کتنے اشتہاری ملزمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں،ان کے نام اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری2013 سے آج تک 2325 مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے نام وپتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جن میں 39 ملزمان کو اب تک سزا ہوئی ہے۔

(ج) اس وقت 422 اشتہاری مجرمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان میں سے 57 مجرمان اشتہاریوں کے ریڈ وارنٹ جاری کروائے جا چکے ہیں جبکہ بقایا مجرمان اشتہاریوں کے ریڈ وارنٹ جاری کروانے کا تحرک جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اس سوال کے جواب میں جو گجرات کے 3200 اشتہاریوں کی فہرست آئی ہے،اس میں تھانہ سول لائن کے 742، صدر گجرات کے 298، کنجاہ کے 389، صدر کھاریاں کے 442 اور ڈنگہ کے 277 اشتہاری ہیں۔یہ 2013 سے لے کر اب تک کی فہرست ہے جن میں سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت 422 اشتہاری مجرمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں۔کیا یہ سارا ریکارڈ دیکھنے کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ کب تک یہ اشتہاری گرفتار ہو جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ان اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے لئے محکمہ بھرپور انداز میں اپنی کوشش کر رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس سوال کے جواب آنے کے بعد 875 مزید اشتہاری گرفتار ہو چکے ہیں اور جس طرح معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ 422 اشتہاری ایسے ہیں جو بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں ان میں سے 68 کے ریڈ وارنٹ جاری ہو چکے ہیں، 74 کے وارنٹ process میں ہیں اور ان میں سے ہی جو بیرون ملک فرار ہو گئے تھے 59 گرفتار ہو چکے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس فہرست میں 20 سال والے اشتہاری مجرم بھی موجود ہیں اور ان کے بارے میں آج تک کیا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اشتہاری 20 سال کا ہو یا ایک سال کا ہو محکمہ کے لئے اسے گرفتار کرنا target کا حصہ ہے اور ان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ کو مزید تنبیہ کی جائے گی کہ وہ تمام اشتہاری خواہ وہ جتنے عرصہ کے ہوں انہیں گرفتار کر کے چالان پیش کرے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے کہ ایک آدمی 20 سال سے اشتہاری ہے اور جو اشتہاری ہوتا ہے وہ علاقہ کے لوگوں کو threat کرتا ہے اپنی من مانی کرتا ہے اور جس طرح کی اس کی مرضی ہوتی ہے اس نے اپنا قانون بنایا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کوئی بھی اشتہاری 20 سال سے اشتہاری کیوں ہے اور کیا پولیس ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا ہے؟ یہ بڑی serious بات ہے۔ اس فہرست میں 17 سال، 15 سال اور 20 سال کے اشتہاری موجود ہیں۔ اگر 3200 اشتہاری گجرات سے باہر یا بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر ضلع میں کیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کہاں ہے؟ یہ اس کے بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ جز(ب) میں بھی بتایا گیا ہے کہ 2013 سے اس وقت تک جب یہ سوال کا جواب submit کرایا گیا ہے تو 2325 اشتہاری مجرمان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ 875 مزید اشتہاری گرفتار ہو چکے ہیں اور اس وقت جو بقایا ہیں وہ 810 اشتہاری ہیں۔ معزز ممبر کے پاس جس طرح اشتہاریوں کی فہرست موجود ہے، اشتہاری بڑی تعداد میں تھے جن میں سے کافی گرفتار ہو چکے ہیں مزید بھی گرفتار کر لئے جائیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ 810 اشتہاری بقیہ رہ گئے ہیں۔ کیا یہ اس پر قائم رہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جب ہمارا آئندہ Question Day ہو گا تو ہم یہ بتا سکیں گے کہ ان میں سے بھی کافی اشتہاری گرفتار ہو چکے ہوں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ یہ وہ سوال ہے جس کو ہر ماہ دیکھنا چاہئے اور اسے pending رہنا چاہئے کہ اس میں کیا کمی واقع ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ گجرات وہ ضلع ہے جس کے لوگ باہر سے ایک بڑا زر مبادلہ بھیجتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو 400 سے لے کر 500 اشتہاری لوگ ہیں وہ بھی باہر جاتے ہیں وہاں جا کر بھی غیر قانونی کام کرتے ہیں اور پاکستان کا نام بدنام کرتے ہیں۔ حکومت کو اس پر serious اقدامات اٹھانے چاہئیں اور اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں اسمبلی کو آگاہ کرنا چاہئے کہ ہم نے یہ کچھ کیا ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر 422 اشتہاریوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور آپ کو تجویز دے رہے ہیں۔ اس پر آپ کا کیا مؤقف ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! 422 اشتہاریوں کے متعلق میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ان میں سے 68 کے ریڈ وارنٹ جاری ہو چکے ہیں، 74 کے وارنٹ process میں ہیں اور ان میں سے ہی جو بیرون ملک فرار ہو گئے تھے 59 گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ جو میاں صاحب فرما رہے ہیں یہ بالکل صحیح ہے اس میں آپ بھی direction دے دیں۔

جناب سپیکر: میں کیا direction دوں؟ آپ اپنی کوشش کریں اور ان کو پکڑیں۔ آپ کو مجرمان کو پکڑنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 3521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: پولیس ملازمین کی تفصیلات

*3521: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت کتنے اے ایس آئی اور ایس آئی کام کر رہے ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور اس ضلع میں تعیناتی کا عرصہ بتائیں؟

(ب) ان میں کتنے اور کون کون سے ملازم اس ضلع میں پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ /قانونی کارروائی کہاں کہاں ہو رہی ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان ملازمین کی اکثریت عرصہ دراز سے اسی ضلع میں حکومت کی پالیسی کے برعکس تعینات ہے؟

(ہ) کیا حکومت، پالیسی کے برعکس تعینات ملازمین کو اس ضلع سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت 126 ایس آئی، 132 اے ایس آئی اور 56 ٹی / اے ایس آئی تعینات ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور اس ضلع میں تعیناتی کے عرصہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں اس وقت 44 ایس آئی اور 49 اے ایس آئی پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 7 ضمن 5 کے مطابق "کانسٹیبل اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے رتبے میں بھرتی مستقل سکونتی ضلع کی بنیاد پر ہو گی جو ملازمت سے متعلق تمام امور کے سلسلے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبے تک ان کا انتظامی یونٹ ہو گا اور صرف ایسے افسران کو بیرون کاری سے متعلق مفوضہ کاموں کے لئے ان کے مستقل سکونتی ضلع میں تعینات کیا جائے گا تفتیش ٹریفک، سکیورٹی، ریزرو اور خبر رسانی کے متعلقہ فرائض کے لئے دیگر اضلاع کے افسران کی تعیناتی پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہو گی۔

(ہ) ضلع ہذا میں قواعد کے مطابق عملدرآمد ہو رہا ہے اگر اس بارے میں کوئی نئی پالیسی وضع کی گئی تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس ضلع میں کتنے اور کون کون سے ملازم پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تعیناتی کی تفصیل بتائیں۔ یہ تفصیل میرے پاس آ گئی ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سب انسپکٹر یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو ایک پولیس سٹیشن پر پانچ سال تک رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! کوئی پولیس ملازم اگر صحیح کام کر رہا ہو تو ڈیپارٹمنٹ یہ سمجھتا ہے کہ اسے بلاوجہ تبدیل نہ کیا جائے۔ اس کی کارکردگی اگر بہتر ہو اور اس سے وہاں کے DPO اور SDPO مطمئن ہوں تو اسے تبدیل نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: کیا پولیس رولز کا بھی خیال کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو وہاں پانچ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں کیا واقعی ان کے ان اشتہاریوں سے تعلقات بہتر ہیں اس لئے وہ pressure ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ایسی کوئی بات ڈیپارٹمنٹ کے نوٹس میں نہیں ہے۔ اگر میاں طارق محمود صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ پولیس آفیسرز یا ملازمین ایسے ہیں جن کے اشتہاریوں سے تعلقات ہیں تو یہ ان کی نشاندہی کریں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے پولیس سب انسپکٹر اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر ایسے ہیں جو ان اشتہاریوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے بیرون ملک جا چکے ہیں، کیا یہ بتا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر ایسی کوئی بات ہے تو یہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔ ہم مزید اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ وقت لے لیں اور میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جو آپ کے نوٹس میں بھی آ گیا ہے، یہاں پر ہوم سیکرٹری بھی تشریف رکھتے ہیں اور دیگر پولیس کے اعلیٰ آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ باتیں ان کے نوٹس میں آنی چاہئیں تھیں جو آئی ہیں لیکن میں انہیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ وہ ریکارڈ طلب کریں جس میں پولیس آفیسرز Ex Pakistan Leave لے کر باہر جاتے ہیں اور وہاں جا کر شہریت اختیار کر رہے ہیں۔ اکثر لوگ ایسے ہیں۔ گجرات ایک آماجگاہ بنا ہوا

ہے۔اس پر حکومت پنجاب کو steps لینے چاہئیں اور لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہو گیا ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری اس ایوان کو آگاہ کریں گے کہ ہم نے اس معاملہ میں یہ steps لئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! انشاء اللہ ایوان کو آگاہ بھی کریں گے اور ان کے خلاف ڈیپارٹمنٹ action بھی لے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ سوال نمبر بولیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3677 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: تھانوں کی تعداد اور عملہ سے متعلقہ تفصیلات

*3677: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں اور سرگودھا پولیس انسپکٹرز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون کے مطابق انسپکٹر کی موجودگی میں سب انسپکٹر کو تھانہ کا انچارج یا انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج نہیں لگایا جا سکتا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے انسپکٹرز کی موجودگی کے باوجود متعدد تھانوں میں سب انسپکٹرز کو تھانہ انچارج ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج لگایا ہوا ہے جس سے انسپکٹرز میں بددلی پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تمام سب انسپکٹرز جو تھانوں میں انچارج ہیں کو ہٹا کر انسپکٹرز تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد 27 ہے جبکہ سردست 37 انسپکٹرز ضلع ہذا میں تعینات ہیں۔

(ب) نوٹیفکیشن نمبری 7532-L مورخہ 24-07-2013 کے مطابق پولیس آرڈر نمبر 22، مجاریہ 2002 کے آرٹیکل نمبر 21 ضمن 4 کے تحت سب انسپکٹرز کو ایس ایچ او یا انچارج انوسٹی گیشن ونگ تعینات کیا جا سکتا ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن نمبری 7532-L مورخہ 24-07-2013 کے مطابق پولیس آرڈر نمبر 22، مجاریہ 2002 کے آرٹیکل نمبر 21 ضمن 4 کے تحت سب انسپکٹرز کو تھانہ کا انچارج تعینات کیا جا سکتا ہے۔ ضلع ہذا میں ایس ایچ اوز کے علاوہ تعینات انسپکٹرز اہم نوعیت کی ڈیوٹیز پر تعینات ہیں جو خوش دلی سے کار سرکار انجام دے رہے ہیں۔

(د) مندرجہ بالا جملہ جزہائے کا جواب فرداً فرداً ضبط تحریر میں لایا جا چکا ہے ضلع ہذا میں کل 16 سب انسپکٹر اور کل 9 انسپکٹر بطور ایس ایچ او تعینات ہیں جیسا کہ جز(ب) کی وضاحت میں عرض کیا گیا ہے حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری 7532-L مورخہ 24-07-13 کے تحت مہتمم ضلع کو سب انسپکٹرز یا انسپکٹرز کو بطور ایس ایچ او تعینات کرنے کی بابت صوابدیدی اختیارات دیئے گئے ہیں جو اہلیت اور کارکردگی کے پیش نظر سب انسپکٹرز کو بھی ایس ایچ او تعینات کیا جا سکتا ہے۔ انسپکٹرز کو بطور ایس ایچ او تعینات کرنے پر قطعی کوئی بار نہ ہے۔ ضلع ہذا کے دیگر انسپکٹرز جو ایس ایچ او تعینات نہ ہوتے ہیں کو بھی محکمانہ ضرورت کے تحت انتہائی اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں جو افسران بالا کے احکامات کی بجاآوری کو فرض اوّلین سمجھتے ہیں اور قطعی بددل نہ ہیں اگر کسی آفیسر کو کوئی پریشانی یا مسئلہ ہوتا ہے وہ بلا حیل وحجت زیر دستخطی کے رُوبرُو پیش ہو کر عرض معروض کرتا ہے جس کو بغور سن کر مناسب دادرسی کی جاتی ہے۔

لسٹ سب انسپکٹر ایس ایچ اوز مع تھانہ جات برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے انسپکٹرز کی موجودگی کے باوجود متعدد تھانوں میں سب انسپکٹر کو تھانہ انچارج ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج لگایا ہوا ہے جس سے انسپکٹرز میں بددلی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا

ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور انہوں نے کوئی آرٹیکل بتایا ہے کہ جس کے تحت ہم سب انسپکٹر کو تھانہ انچارج لگا سکتے ہیں۔ انہوں نے بڑے آرام سے کہہ دیا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس صوبے میں یہ practice لگاتار ہو رہی ہے کہ جو چھوٹے گریڈ والے آفیسرز ہیں ان کو بڑی پوسٹ پر لگا کر ان سے کام کروایا جا رہا ہے اور بڑے گریڈ والوں کو چھوٹی پوسٹ پر لگا کر کام کروایا جا رہا ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ discipline کی خلاف ورزی کرنا کیوں ضروری ہے؟ یہاں پر اگر آپ ایک ایس ایچ او کو تھانے کا انچارج لگا دیں گے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ جو اس سے سینئر لوگ ہیں وہ اس کا کہنا مانیں گے یا اس کو respect دیں گے؟ نہیں بالکل بھی نہیں دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی آج یہ صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اب آپ کا ضمنی سوال کیا پوچھوں وہ بتائیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کیا طریق کار ہے کیونکہ انہوں نے خود accept بھی کر لیا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کی وجہ سے کوئی بد دلی نہیں پائی جاتی ہے جبکہ آپ اگر تھانوں میں جا کر دیکھیں تو وہ کبھی بھی ایک دوسرے کی respect نہیں کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جو پولیس رولز بنے تھے اس کے مطابق amendment in Article(21) of order number 22 of 2002 اب انسپکٹر اور سب انسپکٹر کو ایس ایچ او تعینات کیا جا سکتا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے جو پولیس رولز کے منافی ہو۔ اس کے علاوہ جو انسپکٹرز ہیں ان میں کوئی ایسا انسپکٹر نہیں ہے جو کسی سب انسپکٹر کے ماتحت لگایا گیا ہو۔ اگر کسی جگہ ایس ایچ او سب انسپکٹر یا انوسٹی گیشن انچارج انسپکٹر ہے تو انوسٹی گیشن برانچ اور ایس ایچ او کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں جو انوسٹی گیشن برانچ میں انسپکٹر ہے وہ ایس پی انوسٹی گیشن اور ڈی ایس پی انوسٹی گیشن کے under کام کر رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے یہ پارلیمانی سیکرٹری بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں کتنے انسپکٹرز ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا پوچھا ہے کہ اس ضلع میں کتنے انسپکٹرز ہیں؟ یہ تو fresh question بنے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حوالے سے بتائیں کہ یہاں پر جو سب انسپکٹرز بطور ایس ایچ او کام کر رہے ہیں تو وہاں ان میں انسپکٹرز کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جی، بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں کتنے انسپکٹرز ہیں۔ یہ توانہوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 37 انسپکٹرز ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (جناب اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں 27 تھانے ہیں اور اس وقت جب یہ سوال کا جواب آیا اس وقت 37 انسپکٹرز تھے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کب تعینات تھے آپ کیا بتا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جب یہ سوال کیا گیا تھا کہ ضلع سرگودھا میں تھانوں اور وہاں پر پولیس انسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب 9۔فروری کو آیا تھا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں پوچھ رہی ہوں کہ اس وقت وہاں پر کیا صورتحال ہے اور وہاں کتنے انسپکٹرز تعینات ہیں۔ یہ جو ایک لسٹ ہے یہ ان تمام سب انسپکٹرز کی ہیں جن کو ایس ایچ او تعینات کیا ہوا ہے اور ان میں ایک بھی انسپکٹر نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں 27 تھانے ہیں اور اس وقت وہاں پر 17 سب انسپکٹرز اور 10 انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یعنی وہاں کوئی بھی اس وقت انسپکٹر نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! 10 انسپکٹرز بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں لسٹ میں انہوں نے mention نہیں کیا ہے تو یہ کیوں یہاں پر mention نہیں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔ مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں لسٹ میں انہوں نے mention نہیں کیا ہوا اس لئے ہم یہ ضمنی سوال کر رہے ہیں کہ یہاں پر انہوں نے سب انسپکٹرز اور ایس ایچ اوز کی تفصیل دی ہوئی ہے لیکن انسپکٹر تو کوئی mention ہی نہیں کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! چلیں، انہوں نے زبانی تو بتادیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر یہ جو بتا رہے ہیں وہ حقائق پر مبنی بات نہ ہوئی تو؟

جناب سپیکر: محترمہ! پھر ہم اس کا نوٹس لیں گے آپ مجھے بتائیں گی تو پھر میں اس کا نوٹس لوں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر یہ حقیقت پر مبنی بات نہ ہوئی تو میں آپ کے نوٹس میں لے کر آؤں گی تو پھر آپ براہ مہربانی نوٹس لیجئے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3818 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمد اسلام اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پولیس سٹیشنز اور انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*3818: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے پولیس سٹیشن ہیں اور انسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا موبائل پولیس اور پروٹوکول پولیس کو پٹرولنگ پولیس سے attach کیا جا سکتا ہے تاکہ تھانے میں ایس ایچ اوز کام کر سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) پنجاب میں 709 پولیس سٹیشن اور پنجاب پولیس میں انسپکٹرز کی تعداد 2120 ہے۔

(ب) پنجاب ہائی وے پٹرولنگ، پنجاب پولیس میں ایک الگ اور فعال یونٹ کے طور پر کام کر رہی ہے۔ جس کا کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم پنجاب پولیس کے دوسرے یونٹوں (ٹریفک پولیس، ایلیٹ پولیس) کی طرح مکمل طور پر علیحدہ قائم ہے جس کو موبائل پولیس اور پروٹوکول پولیس کے ساتھ attach نہیں کیا جا سکتا۔ پنجاب کے دیہی علاقوں کی شاہراؤں پر بڑھتے ہوئے جرائم کی روک تھام کے لئے اور مقامی پولیس کی معاونت کے لئے حکومت پنجاب نے 2004

میں پٹرولنگ پوسٹس قائم کرنے کا فیصلہ کیااور اس مقصد کے لئے پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کے نام سے ایک الگ فورس تشکیل دی گئی۔ پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کا عملہ عوام دوستی، فرض شناسی، احترام آدمیت اور اعلیٰ اخلاقیات کی روایت کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہوئے عوام الناس کی مدد کے ساتھ ساتھ پولیس کے امیج کو مثبت طور پر تبدیل کرنے میں پیش رفت کر رہا ہے۔اس مقصد کے لئے پٹرولنگ موبائل ایک آفیسر،ایک ڈرائیور کانسٹیبل اور تین عدد مسلح کانسٹیبلان پر مشتمل ہوتی ہے جو چوبیس گھنٹوں میں تین شفٹوں میں گشت ڈیوٹی کرتی ہے۔

پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کے بنیادی اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ شاہراؤں پر سنگین جرائم مثلاً ڈکیتی اور راہزنی کا خاتمہ اور سدباب۔
2۔ ایمرجنسی کی صورت میں عوام الناس کی مدد۔
3۔ حادثات میں زخمیوں کی دیکھ بھال اور قریبی ہسپتالوں میں منتقلی۔
4۔ موبائل ایجوکیشن کے ذریعے عوام الناس میں ٹریفک مینجمنٹ اور روڈ سیفٹی کے متعلق آگاہی پیدا کرنا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب میں709پولیس سٹیشن ہیں اور2120انسپکٹرز ہیں۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا709 تھانوں میں2120انسپکٹرز تعینات ہیں؟ یہ ذرا بتادیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب!یہ ضروری نہیں ہے کہ انسپکٹرز کو تعینات کیا جائے۔اگر آپ پہلے آجاتے تو پارلیمانی سیکرٹری نے جو بات کی تھی وہ آپ سن لیتے۔انہوں نےrule quoteکیا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!نہیں۔یہ بہت اہم ضمنی سوال ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے بتادیا ہے کہ جو آرٹیکل انہوں نے پڑھ کے سنایا ہے اس کے مطابق سب انسپکٹر بھی تعینات ہو سکتا ہے۔ جو کرائم کی بڑھتی ہوئی شرح ہے اس کے مطابق یہ جو709پولیس سٹیشن ہیں ان میں کوئی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضرورت کے مطابق نئے تھانے بھی بنائے جاتے ہیں، نئی چوکیاں بھی قائم کی جاتی ہیں اور آبادی کے تناسب سے تھانوں کی حدود میں نئے تھانے بھی بنائے جاتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو ایکٹ کی بات ہوئی ہے۔ ضلع ساہیوال پنجاب میں ہی آتا ہے۔ اگر میں آپ کو specifically ساہیوال کا بتاؤں تو ساہیوال میں 20 سے 22 تھانے ہیں اور وہاں پر 4 انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں اور باقی تھانوں میں انسپکٹرز کی موجودگی میں سب انسپکٹرز بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔ اس سے بھی ایک جو زیادہ تشویش کی بات ہے کہ جو میرا حلقہ ہے اس میں جتنے بھی تھانے آتے ہیں سب میں سب انسپکٹرز ہی ایس ایچ او تعینات ہیں اور یہ کافی عرصہ سے تعینات ہیں اور وہاں پر انسپکٹرز بھی موجود ہیں۔ یہ liking and disliking کی بنیاد پر سب ہو رہا ہے اور بتایا یہ گیا ہے کہ پولیس میں بددلی نہیں ہوتی۔ ایک طرف آپ اسے discipline force کہتے ہیں تو وہ آپ کو کیسے بتائے گا کہ وہ بددل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر تقریر ہو گی تو پھر آپ اس دن ضرور بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جب انسپکٹرز موجود ہیں ان کی موجودگی میں سالہا سال سے سب انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں۔ اس کی وجہ سے عوام کو انصاف مہیا ہونے میں تکلیف اور دیر ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے کہ یہ پنجاب میں کچھ نہ کریں لیکن کیا یہ ساہیوال میں یہ ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کیا یہ کر دیں گے اس سے ہماری عوام الناس کو فائدہ ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ایس ایچ او کو تعینات کرنا ڈی پی او کی اپنی discretion ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ کس جگہ کون کس انداز میں بہتر طور پر بطور ایس ایچ او کام کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ انسپکٹرز کو بعض اوقات تھانوں سے بھی اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں جس طرح کہ پولیس لینڈ، سی آئی اے اور سپیشل سکواڈ کا انچارج بنا دیا جاتا ہے یا کوئی اور اہم task اس کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگایا جاتا ہے اور انسپکٹر سے کام نہیں لیا جاتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ ہم اپنے حلقے اور علاقے کی بات کرنے کے لئے اِدھر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: بات کرنے کا طریق کار آپ کے پاس موجود ہے۔ جب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے تو اس میں جو مرضی کہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں on the floor of the House آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میری آخری گزارش ہے۔ یہ جو سب سے اہم ٹاسک بتا رہے ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ساہیوال میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ڈی ایس پی کی سیٹوں پر کام کر رہے ہیں یعنی انسپکٹر کو ڈی ایس پی کی جگہ پر لگایا ہوا ہے۔ ایک اہلیت اور کارکردگی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: عارضی طور پر کسی کو charge دے دیا ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Liking اور disliking پر لوگوں کو لگایا جاتا ہے۔ میں نے اِن سے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ اس چیز کو ختم کریں گے اور اس پر عملدرآمد ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، قانون کے مطابق ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف یہ بتا دیں کہ قانون کے مطابق انسپکٹر، سب انسپکٹر یا اے ایس آئی کے جو گریڈ ہیں، کیا ان کی اہلیت اور گریڈ کے مطابق تعینات کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں اور کسی طریقے سے ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ڈی ایس پی کی جگہ پر انسپکٹر لگائے ہوئے ہیں تو یہ کب تک وہاں پر ڈی ایس پی تعینات کر دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، قاعدہ قانون کے مطابق وہ کام کریں گے۔آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری بتادیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر3864جناب آزاد علی تبسم کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر عالیہ آفتاب کا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! سوال نمبر3888ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بچوں کے تحفظ کے لئے قانون کے مطابق رولز بنانے سے متعلقہ تفصیلات

***3888: ڈاکٹر عالیہ آفتاب:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ بات درست ہے کہ بچوں کے تحفظ کا قانون The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 کے دس سال گزر جانے کے باوجود اس کے رولز نہیں بن سکے ؟

(ب) کیا حکومت بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ج) جوینائل جسٹس سسٹم آرڈیننس2000کے تحت قانون سے متصادم بچوں کو ریاستی خرچ پر مفت قانونی مدد کی فراہمی کے لئے 14-2013کے بجٹ میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں ؟

(د) گزشتہ دو سالوں کے دوران جوینائل جسٹس آرڈیننس2000کے تحت کتنے بچوں کو ریاستی خرچ پر مفت قانونی مدد فراہم کی گئی ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) درست ہے لیکن چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 کے رولز کے لئے ورکنگ شروع کی ہوئی ہے۔

(ب) جی ہاں! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔

(ج) جوینائل جسٹس آرڈیننس 2000 کے تحت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بجٹ میں ایسی کوئی مد نہیں ہے جس کے تحت جوینائل بچوں کو قانونی مدد فراہم کرے۔

(د) ۔ایضاً۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ جی ہاں، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کیا کام ابھی شروع کیا ہے، یہ کام کہاں تک پہنچا ہے اور اس سے انہوں نے کیا کیا success حاصل کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چیف منسٹر پنجاب نے اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی meetings لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان کی صدارت میں ہو چکی ہیں اور اُن کی سفارشات آنی ہیں لہٰذا ان کی سفارشات کے مطابق یہ کمیشن تشکیل دے دیا جائے گا۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! تشکیل تو دے دی گئی لیکن میں نے یہ پوچھا ہے کہ ابھی تک اس کے اوپر کیا کام ہوا ہے اور کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہ کمیٹی کچھ meetings کر چکی ہے اور اپنی سفارشات مرتب کر رہی ہے۔ جونہی وہ اپنی سفارشات بھیجے گی تو اس پر قانون سازی کرائی جائے گی اور ایسا کمیشن بنایا جائے گا جس طرح سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے 2014 میں یہ سوال کیا تھا اور اب 2016 آ گیا ہے تو اس دوران کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا کمیشن بنانا گورنمنٹ کا کام ہے، چیف منسٹر صاحب کی direction کے مطابق ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی meetings بھی ہو چکی ہیں اور میں محترمہ کو minutes of the meetings بھی دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! بتایا تو جائے کہ اس پر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: Time is over now. اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا کیونکہ Question hour is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں مطلوب اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے پولیس ٹاسک فورس کا قیام و دیگر تفصیلات

*2994: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں مطلوب اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس ٹاسک فورس قائم کی گئی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں کل کتنے پولیس مقابلے ہوئے ان میں کل کتنے پولیس اہلکار شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) پولیس شہداء کو کل کتنی مالی امداد دی گئی اور ان کے کل کتنے ورثاء کو نوکریاں دی گئیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مطلوب اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے حکومت پنجاب کی ہدایات کے تحت انسپکٹر جنرل آف پولیس نے عہدہ سنبھالتے ہی خصوصی مہم کا آغاز کیا اور اس مہم کی کارکردگی رپورٹ کو روزانہ کی بنیاد پر بذات خود مانیٹر کرتے ہیں۔

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں کل 1483 پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں 1160 ڈاکو /کرمنلز ہلاک ہوئے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

	2009	2010	2011	2012	2013
پولیس مقابلے	307	267	216	397	256
پولیس اہل کار شہید	28	37	28	29	35
ڈاکو ہلاک	253	167	127	360	253

(ج) پچھلے چھ سالوں میں پنجاب پولیس کے شہداء کے ورثاء کو مبلغ -/354,000,000 روپے دیئے گئے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جبکہ اسٹیبلشمنٹ برانچ کی رپورٹ کے مطابق پچھلے پانچ سالوں میں شہداء کے 144 بچوں کو بھرتی کیا گیا۔

سیریل نمبر	سال	پنجاب پولیس کے شہداء کی تعداد	ایوارڈ	کل رقم
1	2009	28	28x2,000,000	-/56,00,000 روپے
2	2010	37	37x2,000,000	-/74,000,000 روپے
3	2011	28	28x2,000,000	-/56,000,000 روپے
4	2012	29	29x2,000,000	-/58,000,000 روپے
5	2013	35	35x2,000,000	-/70,000,000 روپے
6	2014	20	20x2,000,000	-/40,000,000 روپے
	ٹوٹل	177	-	-/354,000,000 روپے

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹس کی تفصیلات

*1146: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے نیز ڈائریکٹر جنرل کو تعینات کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے؟

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹیں پیش کی گئی ہیں، ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اور ڈائریکٹر جنرل کی تعیناتی کا طریق کار مجوزہ سروس رولز2010 کے مطابق کیا جاتا ہے جس کی مجاز اتھارٹی وزیر اعلیٰ پنجاب ہوتے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر محمد یثرب تعینات ہیں جو کہ بی پی ایس۔19 میں صوبائی سول سروس کے آفیسر ہیں۔

(د) بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹس پیش کی گئی ہیں ان کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی جانب سے والدین کے حوالے کئے گئے گمشدہ بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1148: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعہ دوسرے شہروں، صوبوں اور دوسرے ممالک سے گمشدہ بچے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لاکر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے؟

(ب) مذکورہ بیورو میں کس قسم کے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے نیز کتنی عمر تک کے بچوں کو وہاں پر لایا جاتا ہے اور کتنی عمر تک بچے ادارے کے پاس رہ سکتے ہیں؟

(ج) کیا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی عدالتیں بھی موجود ہیں اگر ہاں تو کتنی ہیں اور ان میں اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے کیسوں کا فیصلہ ہوا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ادارے کے قیام سے اب تک کتنے بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کیا گیا ہے، مکمل تفصیلی فہرست سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قیام Punjab Destitute & Neglected Children Act 2004 کے تحت عمل میں آیا اور مذکورہ ایکٹ کا عمل صرف صوبہ پنجاب تک ہے اس وقت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے انسٹیٹیوشنز پنجاب کے سات اضلاع لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں موجود ہیں۔ یہ ادارے گمشدہ، گھروں سے بھاگے ہوئے بھیک مانگنے والے اور عدم توجہی کے شکار بچوں کو اپنی حفاظتی تحویل میں لیتے ہیں اور پھر چائلڈ پروٹیکشن کورٹس کے ذریعے بچوں کو ان کے والدین کے حوالے کیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ میں لاوارث، لاچار، گھر سے بھاگے ہوئے گمشدہ اور عدم توجہی کے شکار بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ مزید برآں پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا جاتا ہے اور اٹھارہ سال تک عدم توجہی کے شکار بچوں کو ادارہ ہذا کے چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشنز میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور (ہیڈ کوارٹر) میں علیٰحدہ سے چائلڈ پروٹیکشن کورٹس موجود ہے جبکہ دوسرے اضلاع میں سینئر ایڈیشنل جج کی عدالت میں بچوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ ان عدالتوں کے ذریعے بیورو کے قیام سے لے کر اب تک 25556 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا ہے اور ان میں سے 25072 بچوں کو ان کے والدین / سرپرستوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(ہ) مذکورہ ادارے کے قیام سے لے کر اب تک 25556 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا اور ان میں سے 25072 بچوں کو عدالتوں کے ذریعے بچوں کے والدین / سرپرستوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1149: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی تعداد کیا ہے نیز موجودہ بورڈ آف گورنرز کے ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک جتنے چیئرپرسن رہ چکے ہیں ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بیورو میں چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں، اگر ہاں تو کس قسم کے حاصل ہوتے ہیں؟

(د) کیا صوبائی اسمبلی پنجاب کے تین ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں، اگر ہاں تو اس وقت کون سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہیں، ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) کیا صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے؟

(و) کیا بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے اگر ہاں تو کب تک، کتنی کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں، ہر کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایون کو آگاہ کیا جائے؟

(ز) کیا ان کمیٹیوں کو بورڈ کی طرف سے اختیارات بھی منتقل کئے جاتے ہیں، اگر ہاں تو کس قسم کے اختیارات منتقل کئے جاتے ہیں؟

(ح) کیا بورڈ آف گورنرز ہر ضلع میں سپیشل کمیٹیاں بھی تشکیل دیتا ہے اگر ہاں تو ہر ضلع کی کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف ممبران کی تعداد 18 ہے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک 2 چیئر پرسن رہ چکی ہیں۔
1۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر 2۔ شہزادی عمر زادی ٹوانہ

(ج) چیئر پرسن کو صوابدیدی اختیارات حاصل نہیں ہیں چیئر پرسن صرف بورڈ آف گورنرز کی طرف سے دیئے گئے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں۔

(د) جی ہاں! صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں نام درج ذیل ہیں۔
1۔ مسز صبا صادق 2۔ مس موش سلطانہ 3۔ ملک محمد احمد خان

(ہ) جی ہاں! صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئر پرسن ہو سکتا ہے۔

(و) بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے کیونکہ بورڈ آف گورنرز متحرک نہیں تھا اس لئے کوئی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی۔

(ز) بورڈ متحرک نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک کوئی اختیارات منتقل نہ کئے گئے ہیں۔

(ح) چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن گوجرانوالہ ،سیالکوٹ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں ADNC Act کی دفعہ 12 کے تحت فوکل پرسن تعینات کئے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ توفیق بٹ ایم پی اے گوجرانوالہ 2۔ شجاع پاشا، سیالکوٹ
3۔ نجمہ افضل ایم پی اے فیصل آباد 4۔ حمزہ شاہد لودھی ملتان
5۔ راحیلہ یحییٰ ایم پی اے راولپنڈی

شیخوپورہ: پی پی۔166 میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1198: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں پولیس کے کتنے تھانہ جات اور چوکیاں موجود ہیں؟

(ب) ان تھانہ جات اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تعداد اور نام، عہدہ، گریڈ وار بتائیں؟

(ج) سال 2012 سے آج تک ان تھانہ جات میں کون کون سے جرائم کی ایف آئی آرز درج ہوئیں اور کتنی ایف آئی آرز زیر التواء ہیں اور کتنی میں فیصلہ ہو چکا ہے، تفصیل ایف آئی آر تھانہ اور چوکی وار الگ الگ فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کل تین تھانہ جات اور پانچ چوکیاں ہیں۔

(ب) ان تھانہ جات اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تعداد اور نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2012 سے آج تک ان تھانہ جات میں جو کرائم سرزد ہوئے اور جو ایف آئی آر درج ہوئی ہیں تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2523: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال 2010 کے دوران بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال 2010 کے دوران کس کس گریڈ میں بھرتی کی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 1) 2010 میں 454 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا۔

2) 2010 میں 629 بچوں کو والدین کے حوالے کیا گیا۔

3) پبلک مقامات مثلاً ہسپتالوں، تھانوں، پارکوں، بس سٹینڈز وغیرہ پر گم شدہ بچوں کے حوالے سے بورڈز آویزاں کئے گئے۔

4) 2010 میں چائلڈ پروٹیکشن میں موجود بچوں کو تعلیم، صحت، لباس، خوراک اور کھیل جیسی سہولیات مہیا کی گئیں۔

5) وارڈنز اور سرکاری غیر سرکاری اداروں کے لوگوں سے تربیتی ورکشاپس کی گئی۔

6) بچوں سے بھیک منگوانے کے خلاف سڑکوں پر آگاہی مہم کے لئے بروشر تقسیم کئے گئے۔

7) 2010 میں مختلف گینگ کے خلاف کارروائی کی گئی جو بچوں سے بھیک منگواتے تھے۔

ان اقدامات کے علاوہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے حال ہی میں درج ذیل اقدامات بھی کئے ہیں:

1) بچوں کو ان کے والدین / عزیز واقارب سے ماہانہ بنیادوں پر ملوانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔
2) بچوں کی غیر نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے بچوں کے مختلف مقامات پر تفریحی دوروں کے انتظامات کئے گئے۔
3) بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ نعیمیہ لاہور کے تعاون سے دینی تعلیمات کے حصول کا آغاز کیا گیا۔
4) سپیشل بچوں کی بہتری کے لئے سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ میٹنگز کی گئیں۔
5) پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بچوں کے لئے ایک پراسیکیوٹر کی خدمات حاصل کی گئیں۔
6) پنجاب انفارمیشن آف ٹیکنالوجی بورڈ کے ساتھ مل کر چائلڈ ہیلپ لائن 1121 کو زیادہ مؤثر اور فعال بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔

(ب) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال2010 کے دوران 1تا5 گریڈ میں بھرتی کی، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: موٹر سائیکل اور کار چور گینگ پکڑنے کی تفصیلات

*2528: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال2011 کے دوران ضلع لاہور میں کل کتنے موٹر سائیکل اور کار چور گینگ پکڑے گئے؟

(ب) سال2011 کے دوران ضلع لاہور میں پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ سے کل کتنی موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں؟

(ج) سال2011 کے دوران پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ کے کتنے ملزمان کو سزائیں ہوئیں، کتنے بری ہوئے اور کتنے چوروں کے ریمانڈ حاصل کر کے ان کے کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2011 میں پانچ کار چور گینگ کے 23 ممبران گرفتار کر کے 72 مقدمات ٹریس کئے گئے سال2011 میں 14 موٹر سائیکل چور گینگ کے 60 ممبران گرفتار کر کے 197 مقدمات ٹریس کئے گئے۔

(ب) سال2011میں پکڑے جانے والے موٹر سائیکل چور گینگز سے65موٹر سائیکلزاور نقد رقم 1107200روپے برآمد کی گئی اس کے علاوہ سال2011میں گرفتار ہونے والے کار چور گینگز سے30وہیکلزاور نقد رقم مبلغ5130000روپے برآمد کی گئی۔

(ج) سال2011میں پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ ملزمان کی تعداد1830ہے جبکہ سزا یافتہ ملزمان کی سزا370، بری ملزمان کی تعداد330اور1761ملزمان کے ریمانڈ ہوئے جبکہ 1095ملزمان کے کیسز زیر سماعت عدالت ہیں۔

ضلع فیصل آباد:بجٹ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*3124:میاں طاہر:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس ضلع فیصل آباد کو کتنی رقم سال12۔2011اور13۔2012کے دوران فراہم کی گئی، تفصیل مدوار بتائیں؟

(ب) اس میں سے کتنی رقم انتظامی امور پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم سے سامان خرید کیا گیا؟

(ج) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں، موٹر سائیکل کی مرمت، خریداوران کے تیل کی خرید پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم خُورد بُرد ہونے کاانکشاف ہوا؟

(ہ) اس خورد برد کی انکوائری کروائی گئی توہر انکوائری کی تفصیل اور ذمہ داران کے خلاف جو ایکشن لیا گیا،اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) (i) فراہم کردہ رقم سال12۔2011 ۔/258,523,232روپے

(ii) فراہم کردہ رقم سال13۔2012 ۔/338,017,895روپے

(iii) تفصیل مدوار چٹھی ہذاایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل مدوارایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i) مرمت خرید پرزہ جات سرکاری گاڑیاں، موٹر سائیکل سال12۔2011 Rs.12,353,800 روپے

(ii) مرمت خرید پرزہ جات سرکاری گاڑیاں، موٹر سائیکل سال13۔2012 ۔/12,504,727روپے

(iii) خریداری تیل سال12۔2011 ۔/158608489روپے

(iv) خریداری تیل سال13۔2012 ۔/220777068روپے

(د) کوئی نہیں۔

(ہ) رقم خُورد بُرد نہ ہوئی ہے اس لئے انکوائری نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ذمہ دار ہے۔

پی پی۔243ڈی جی خان: تھانہ جات اور عمارات سے متعلقہ تفصیلات

*3430:جناب احمد علی خان دریشک:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔243 ڈی جی خان میں واقع کتنے تھانہ جات کی اپنی عمارات ہیں اور کون کون سے تھانہ جات کرایہ کی عمارات میں چل رہے ہیں اور ان کا کتنا کرایہ سال13۔2012 کے دوران ادا کیا گیا؟

(ب) اگر حکومت ان تھانہ جات کی اپنی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) ان تھانہ جات کے لئے13۔2012اور14۔2013 کے دوران کتنی کتنی گرانٹ کس کس مد کے لئے فراہم کی گئیں؟

(د) ان تھانہ جات نے مذکورہ عرصہ کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر کتنے اخراجات کئے، تھانہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)حلقہ پی پی۔243 پانچ تھانہ جات پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں۔

(i) تھانہ صدر(سرکل سٹی) (ii) تھانہ گدائی(سرکل سٹی)
(iii) تھانہ دراہمہ(سرکل صدر) (iv) تھانہ کوٹ مبارک(سرکل صدر)
(v) تھانہ چوٹی(سرکل کوٹ چھٹہ)

حلقہ پی پی۔243 میں موجود تمام تھانہ جات اپنی سرکاری عمارات میں کام کر رہے ہیں ماسوائے تھانہ گدائی کے جو کہ مورخہ 11۔07۔24 کو قائم ہوا اور کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ 12۔07۔01تا31۔01۔13 ۔/16500روپے ماہانہ
2۔ 13۔02۔01تا30۔03۔14 تھانہ صدر کی عمارت میں کام کرتا رہا۔
3۔ 14۔04۔01تاحال ۔/16500روپے ماہانہ

تھانہ گدائی کی غیر سرکاری عمارت کا ماہانہ کرایہ مبلغ۔/16500روپے باقاعدگی سے ادا کیا جارہاہے۔

(ب) تھانہ گدائی کی عمارت کے رقبہ کے حصول کے لئے جناب ڈی سی او صاحب ڈیرہ غازی خان سے خط وکتابت جاری ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔243 کے تھانہ جات کو کسی مد میں کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔

(د) سال14۔2012میں جن گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل پر سال وار رقم خرچ ہوئی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد: تحصیل جھمرہ میں تھانہ جات میں اندراج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3864: جناب آزاد علی تبسم: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد کے تھانہ جات میں جون2013 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری کی کتنی وارداتوں کے مقدمات کا اندراج ہوا۔ تھانہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو اب تک گرفتار کیا گیا۔ مقدمہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے مقدمات ایسے ہیں جن کے ملزمان کو اب تک گرفتار نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ تحصیل میں مندرجہ بالا عرصہ کے دوران اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوااور کتنے مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے؟

(ہ) اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کو روکنے کے لئے متعلقہ پولیس نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے اوران اقدامات سے اغواء کی وارداتوں میں کتنی کمی واقع ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ چک جھمرہ میں جون2013 سے اب تک چوری، ڈکیتی، راہزنی کے 148 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جبکہ تھانہ ساہیانوالہ میں62 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ہیں۔

(ب) ان مقدمات میں گرفتار ملزمان کی مقدمہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تھانہ چک جھمرہ جن میں جون سال2013 سے لے کر آج تک چوری، راہزنی اور ڈکیتی کے 49 مقدمات ایسے ہیں جس میں نامعلوم ملزمان ملوث ہیں جو تاحال ٹریس نہ ہوئے ہیں جن کی گرفتاری بقایا ہے اور 21 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اسی طرح تھانہ ساہیانوالہ میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کے 20 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ جن میں نامعلوم ملزمان ملوث ہیں جن کی گرفتاری بقایا ہے۔ نامعلوم ملزمان کو ٹریس کر کے گرفتار کرنے کے لئے مخبر مامور کئے گئے ہیں ان کو ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے اور 10 مقدمات جھوٹے اور بے بنیاد پائے جانے پر خارج کئے گئے ہیں جبکہ 12 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ انشاء اللہ جلد از جلد ملزمان کو ٹریس کر کے گرفتار کیا جا کر مقدمات کو یکسو کیا جائے گا۔ ملزمان نامعلوم ہونے کی وجہ سے ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جا سکی ہے جبکہ مقدمات جن میں ملزمان نامزد ہیں وہ بخوف گرفتاری اپنے مسکن کو تالے لگا کر نامعلوم مقام پر منتقل ہو چکے ہیں جن کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 87 ض۔ف عمل میں لا کر چالان زیر دفعہ 512 ض ف مرتب کیا گیا جن کی گرفتاری کے لئے ریڈز کئے جارہے ہیں۔

(د) تحصیل چک جھمرہ میں اس عرصہ کے دوران 1 مقدمہ اغواء برائے تاوان درج رجسٹرڈ ہوا جس میں تین ملزمان ملوث تھے جو کہ پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے جبکہ ملزمان سے تاوان کی رقم بھی برآمد ہو چکی ہے۔

(ہ) اغواء برائے تاوان کے واقعات کی روک تھام اور علاقہ مکینوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مقامی پولیس نے چوری، ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث ریکارڈ یافتہ گان کے خلاف روزانہ کی بنیاد پر ایس پی، ٹاؤن اور متعلقہ SDPO کی سربراہی میں چھوٹے اور بڑے ریڈ کئے جارہے ہیں۔ ناکہ بندی پوائنٹ بنائے گئے ہیں جہاں پر مشکوک افراد کو چیک کیا جاتا ہے۔ مؤثر گشت عمل میں لائی جارہی ہے۔ نیز جرائم کی روک تھام کے لئے مخبران اور مختلف انفارمیشن حاصل کرنے کا نظام بھی بنایا ہوا ہے۔ ایک مقدمہ جو کہ اس سال میں درج رجسٹر ہوا جس میں ملوث ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پولیس کی مؤثر حکمت عملی کے باعث اس کے بعد اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

پنجاب پولیس کی تنخواہوں اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیلات

*3912: سردار وقاص حسن مؤکل: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ اس لئے کیا گیا کہ ان کی کارکردگی بہتر ہو سکے اور جرائم میں کمی لائی جاسکے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ صوبے میں بڑھتے ہوئے جرائم پولیس اہلکاروں کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے (الف وب) کے جواب اثبات میں ہیں تو ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں اور وہ اقدامات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پولیس آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرائم کی بیخ کنی کر رہی ہے۔ چونکہ چند سالوں سے مذہبی منافرت اور دہشت گردی اور دیگر factors کی وجہ سے پنجاب پولیس کی کارکردگی بابت معاشرتی جرائم کی شرح بہت کم ہے۔ مزید برآں دن بدن بڑھتی ہوئی آبادی کی شہروں کو نقل مکانی اور بے روزگاری کی وجہ سے سٹریٹ کرائم میں اضافہ نظر آتا ہے۔ تاہم پولیس اپنی حد مقدور کوششوں سے جرائم کو کم کرنے میں کوشاں ہے۔

جہاں تک تنخواہوں میں اضافہ کا تعلق ہے تو اس کو جرائم کے ساتھ منسلک کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کا پولیس کی کارکردگی سے کوئی تعلق ہے۔ پوری دنیا میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور دیگر عوامل کی وجہ سے اور پولیس فورس کی ڈیوٹی کی مناسبت سے تنخواہوں میں اضافہ ناگزیر تھا جو حکومت وقت نے پولیس کی کارکردگی اور جانفشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔ پنجاب پولیس اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرائم میں کمی اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب آبادی کے لحاظ سے اور کاروباری و صنعتی طور پر پورے پاکستان میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے دن بدن آبادی میں اضافہ اور شہروں میں نقل مکانی کا عمل جاری ہے اور دوسرے صوبوں اور دیہی علاقوں سے بے روزگار افراد پنجاب کا رخ کر رہے ہیں جس کی بناء پر پنجاب پولیس کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔ مزید برآں جہادی و غیر ملکی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کی وجہ سے پنجاب پولیس کی کارکردگی میں فرق پڑا ہے

اور چھوٹے جرائم میں معمولی اضافہ ہوا ہے مگر ان سب عوامل کے باوجود پولیس کی کارکردگی کو ناقص نہیں کہا جاسکتا۔تاہم ذاتی ناقص کارکردگی پر پولیس افسران کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے اور سزائیں دی جاتی ہیں۔

(ج)

1. محکمہ پولیس پنجاب کے ملازمین صوبہ میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے شبانہ روز کوشاں ہیں اور اپنی خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے دینے سے بھی گریزاں نہ ہیں۔اسی جذبے کے تحت2009 میں محکمہ پولیس کے 92 ملازمین2010 میں 60 ملازمین، 2011 میں 61 ملازمین، 2012 میں 49 ملازمین اور 2013 میں 37 پولیس ملازمین اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ایسی مثالیں ملک کے کسی اور محکمہ میں موجود نہ ہیں کہ جب محکمہ پولیس کے افسران اور ماتحتان مل کر دہشت گردوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانے کے لئے منظم اور پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آپریشن کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے ملک وقوم کی سلامتی کے لئے پیش کرتے ہیں۔
2. اچھی کارکردگی پر محکمہ پولیس کے ملازمین کو سراہا جاتا ہے لیکن ناقص کارکردگی پر انہیں بڑی اور چھوٹی سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔اس سلسلہ میں پنجاب پولیس کے تمام ملازمین کو سخت احتسابی عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ پنجاب پولیس میںinspection and vigilance کے شعبہ میں کسی بھی اہلکار کی ناقص کارکردگی پر فوری سزائیں دینے کا مؤثر نظام موجود ہے۔
3. ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی اور جرائم کے پیش نظر موجودہ حکومت پولیس ملازمین کی اخلاقی اور پیشہ وارانہ استعداد کار کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لئے مؤثر، ٹھوس اور جامع حکمت عملی پر عملدرآمد کروا رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے پولیس کی استعداد کار بڑھانے کے لئے ترکی کے پولیس افسران کے ساتھ ایک ریسرچ گروپ قائم کیا ہے جو پنجاب پولیس کو جدید تقاضوں پر استوار کرنے کے لئے تجاویز مرتب کر رہا ہے۔اس سلسلے میں کرائم سین انوسٹی گیشن تربیت یافتہ سیل لاہور اور ساہیوال میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کر دیا گیا ہے۔
4. تھانوں کو جدید سہولیات سے آراستہ کرنے کے سلسلہ میں"ماڈل پولیس پراجیکٹ"کوfeedback mechanism کے ساتھ monitor کیا جارہا ہے۔
5. پنجاب پولیس کو جدید آلات سے آراستہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔اس سلسلے میں ایک پراجیکٹ C3-1 پر کام جاری ہے جس کے تحت جدید کیمروں کے ذریعے اور کمانڈ کنٹرول سسٹم کو Integrate کر کے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے گا۔C3-1 کو پنجاب کے دوسرے بڑے اضلاع کے اندر بھی شروع کیا جائے گا۔

6. تاہم یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس میں استعداد کار اور تھانوں کی کارکردگی اور سہولیات کو بہتر کرنے میں بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں مزید فنڈز کا اجراء کیا جانا مناسب ہو گا۔ تھانوں کی حالت زار کو بہتر کر کے کارکردگی مزید بہتر کی جا سکتی ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے سنٹرز بڑھانے سے متعلقہ تفصیلات

*3914: محترمہ باسمہ چودھری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے زیر انتظام سنٹرز کی تعداد 2011 میں پانچ تھی، اس تعداد کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنٹروں میں رکھے گئے بچوں کی تعداد صوبے کی آبادی کے لحاظ سے حیران کن حد تک کم ہے اور اگر ایسا ہے تو کیا چائلڈ پروٹیکشن بیورو اور اس کے ماتحت سنٹرز اپنے قیام کے اغراض و مقاصد میں بری طرح ناکام نہیں ہوئے؟

(ج) کیا حکومت ایسے اقدامات کرے گی جس سے زیادہ سے زیادہ محروم (destitute) عدم توجہ (neglected) اور لاوارث بچوں کو سنٹرز میں رکھا جائے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی! یہ درست ہے کہ اس تعداد کو بڑھانے کے لئے رحیم یار خان میں چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن کی تعمیر آخری مراحل میں ہے جبکہ بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں سرکاری زمین حاصل کر لی گئی ہے اور ان ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں یہ سکیمیں سال 2014-15 ADP میں منظور ہو چکی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو اپنے قیام سے 27151 بچوں کو تحویل میں لے چکا ہے اور 26516 کو ان کے والدین کے ساتھ reunite کروا چکا ہے۔ مزید بہتری کی جانب مثبت اقدام کئے جا رہے ہیں۔

(ج) رحیم یار خان میں ادارہ مکمل ہو رہا ہے، ڈی جی خان، بہاولپور، ساہیوال سنٹر مالی سال 15-2014 بنانے کی سکیم منظور ہو چکی ہیں اس سے زیادہ محروم عدم توجہی لاوارث بچوں کو ان سنٹرز میں رکھا جائے گا۔

گوجرانوالہ: محکمہ پولیس کے تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4183:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے کس کس تھانہ کی حدود میں جنوری2012 سے آج تک چوری ڈکیتی، راہزنی، قتل اور اقدام قتل کی کتنی ایف آئی آرز کا اندراج کیا گیا، تھانہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، کتنے مفرور ہیں نیز مفرور ملزمان کو اب تک گرفتار نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گرفتار ملزمان سے اب تک کتنا سامان ونقدی برآمد کرلی گئی ہے؟

(د) مذکورہ وارداتوں میں محکمہ پولیس کے کون کون سے اہلکاران کو اعلیٰ کارکردگی پر انعامات سے نوازا گیا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے تھانہ جات کی حدود میں جنوری2012 سے آج تک چوری،ڈکیتی، راہزنی، قتل اور اقدام قتل کے ذیل مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ وارداتوں میں15367 ملزمان گرفتار ہوئے،1298 مفرور ہیں اور بیشتر مقدمات نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوتے ہیں تاہم تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

(ج) گرفتار ملزمان سے اب تک 58,43,93,587روپے کا مالیتی سامان ونقدی برآمد کرلی گئی ہے۔

(د) محکمہ پولیس کے درج ذیل اہلکاران کو اعلیٰ کارکردگی پر انعامات سے نوازا گیا۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	انعام
1	محمد افضل	انسپکٹر	10000/-
2	عاصم شہزاد	سب انسپکٹر	5000/-
3	محمد عاطف	سب انسپکٹر	5000/-
4	غلام فرید	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	5000/-
5	خاور حسین	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	5000/-

6	محمد سلیم	ہیڈکانسٹیبل	5000/-
7	شہزادہ کامران	ہیڈکانسٹیبل	5000/-
8	عمر کاشف	کانسٹیبل	20000/-
9	زاہد کامران	کانسٹیبل	5000/-
10	زاہد الحسن	کانسٹیبل	5000/-
11	عدنان احمد	کانسٹیبل	5000/-
12	ذوالفقار احمد	کانسٹیبل	5000/-

گوجرانوالہ میں کار، موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں سے متعلقہ تفصیلات

*4184:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے کس کس تھانہ کی حدود میں جنوری2012 سے آج تک کار، موٹر سائیکلز چوری کرنے یا چھیننے کی کتنی وارداتیں درج ہوئیں؟

(ب) مذکورہ وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے؟

(ج) آج تک کتنی کار / موٹر سائیکلز برآمد ہو چکی ہیں اور ان میں سے کتنی اصل مالکان تک پہنچا دی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ کار / موٹر سائیکلز برآمد کرنے کے بعد پولیس ملازمین اصل مالکان تک پہنچانے کی بجائے اپنے زیر استعمال رکھتے ہیں یا عزیز واقرباء کو استعمال کے لئے دے دیتے ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مختلف تھانوں کی حدود میں جنوری2012 سے آج تک کار، موٹر سائیکلز چوری کرنے یا چھیننے کی وارداتیں ہوئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ وارداتوں میں ملوث 3817 ملزمان گرفتار ہوئے۔

(ج) آج تک 77 کاریں /1629 موٹر سائیکلز برآمد ہوئیں جو تمام اصل مالکان تک پہنچا دی گئی ہیں۔

(د) یہ بات درست نہ ہے کہ برآمد شدہ گاڑیاں کار / موٹر سائیکل پولیس ملازمان خود استعمال کر رہے ہیں یا ان کے عزیز واقارب استعمال کر رہے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: چک نمبر438ج ب اور چک نمبر437ج۔ب کے چوک پر پولیس چوکی کا قیام و دیگر تفصیلات

*4243: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر438 ج ب اور چک نمبر437 ج ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی باؤنڈری وال پر واقع ایک چوک ہے جو ایک چھوٹا کاروباری اڈا بن چکا ہے جس سے تقریباً15 سے بیس دیہات منسلک ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 438ج ب بھوآنہ اڈا تھانہ صدر گوجرہ اور تھانہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تقریباً20 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جس کی وجہ سے پولیس گشت کا نظام بہت مشکل ہے اور عوام کو شکایت کے لئے طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں راہزنی اور ڈکیتی کی وارداتوں کی شرح بہت زیادہ ہے؟

(د) کیا لوگوں کی جان و مال کے تحفظ اور مشکلات کے ازالے کے لئے حکومت438ج ب بھوآنہ اڈا تحصیل گوجرہ اڈا پر پولیس چوکی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر438ج ب اور چک نمبر437ج ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی باؤنڈری وال پر واقع ایک چوک ہے۔اس چوک میں لوگوں نے اپنے روزگار کے لئے دکانات بنا رکھی ہیں جن کی حفاظت کے لئے مالکان خود بھی ان دکانات میں سوتے ہیں۔مزید متعلقہ تھانہ کی ایگل اور موبائل پٹرولنگ رات کو اس چوک میں گشت کرتی ہیں۔مذکورہ علاقہ میں جرائم کی شرح کم ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 438ج ب بھوآنہ اڈا تھانہ صدر گوجرہ اور تھانہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تقریباً20 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس علاقہ کے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور

جرائم کی روک تھام کے لئے پولیس ایگل اور موبائل کے ذریعے اس علاقہ میں گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے تاکہ کسی قسم کے ناخوشگوار واقعہ سے بچا جا سکے۔

(ج) دوران سال2014اس علاقہ میں ڈکیتی اور راہزنی کی بابت کوئی واردات نوٹس میں نہ آئی ہے۔تاہم اس علاقہ میں گشت کے نظام کو یقینی بنایا گیا ہے۔

(د) اندریں حالات اس علاقہ میں پولیس چوکی کے قیام کی ضرورت نہ ہے۔

تھانہ مروٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4349:جناب محمد نعیم انور:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں تھانہ مروٹ جو کہ محکمہ ریلوے کی پرانی بوسیدہ بلڈنگ جو دو کمروں پر مشتمل ہے، پاکستان بننے سے قبل سے قائم ہے؟

(ب) کیا حکومت تھانہ کو بلڈنگ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں تھانہ مروٹ محکمہ ریلوے کی پرانی بلڈنگ میں قائم ہے۔

(ب) اے آئی جی ڈویلپمنٹ سی پی او کی رپورٹ کے مطابق متعلقہ ضلع کی جانب سے PC-I/RCE برائے تعمیر بلڈنگ تھانہ مروٹ تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر دفتر ہذا مورخہ جون 2014 کو سالانہ ترقیاتی پروگرام15۔2014 میں شامل کرنے کے لئے وصول ہوا جبکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام15۔2014 مکمل ہو چکا ہے لہٰذا تھانہ ہذا کو آئندہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 16۔2015 میں شامل کرنے کے لئے تحرک کیا جائے گا۔

لاہور میں ون ویلنگ سے متعلقہ تفصیلات

*4483: محترمہ حنا پرویز بٹ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی تمام سڑکوں خصوصاً نہر کے ساتھ نوجوان لڑکے موٹر سائیکلوں پر ون ویلنگ کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان واقعات کی روک تھام کے لئے پنجاب اسمبلی سے ایک قانون بھی پاس ہوا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت مروجہ قوانین پر عملدرآمد کرانے، ان واقعات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ جس تھانے کی حدود میں ون ویلنگ ہو اس تھانے کے ایس ایچ او کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے تاکہ ان واقعات کی مکمل روک تھام ہو سکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ لاہور میں بعض سڑکوں پر نوجوان ون ویلنگ کرتے ہیں۔ لاہور میں سٹی ٹریفک پولیس لاہور نے 2010 سے 2014-06-22 تک ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف 471 مقدمات مختلف پولیس سٹیشنز میں درج کروائے ہیں اور تمام فیلڈ سٹاف کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آئندہ بھی ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ب) درست ہے کہ 2006 میں ون ویلنگ کے خلاف ایک قانون پاس ہوا تھا جس پر عملدرآمد یقینی بناتے ہوئے سٹی ٹریفک پولیس لاہور اور ڈسٹرکٹ پولیس کے باہمی تعاون سے سپیشل ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں جو ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔ یہ بات درست نہیں کہ پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ قانون پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

(ج) لاہور میں سٹی ٹریفک پولیس لاہور نے 2010 سے 2014-06-22 تک ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف 471 مقدمات مختلف پولیس سٹیشنز میں درج کروائے ہیں اور تمام فیلڈ سٹاف کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آئندہ بھی ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(د) جی ہاں! لاہور میں ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف پولیس قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتی ہے۔ تاہم جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات کو شہر کی اہم شاہراہوں پر خصوصی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ بالخصوص کینال روڈ کے دونوں اطراف، مین بلیوارڈ گلبرگ، قذافی سٹیڈیم اور دیگر کشادہ سڑکوں پر خصوصی پٹرولنگ کی جاتی ہے اور ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف

مقدمات درج کئے جاتے ہیں ان کے موٹر سائیکل قبضہ میں لئے جاتے ہیں۔اگر کسی علاقہ میں ایس ایچ او کی غفلت یالاپرواہی پائی جائے تواس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع لاہور میں تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4582: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاضلع لاہور کے تھانہ جات میں سٹاف ان کی strength کے مطابق ہے،اگر نہیں ہے تواس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیاحکومت پنجاب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے مذکورہ سٹاف ان کی strength کے مطابق فوری پوراکرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ان تھانہ جات میں سٹاف کی کمی کی وجہ سے جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہورہاہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قلمی ہے کہ اسمبلی سوال ہذاکی بابت انسپکٹر اسٹیبلشمنٹ دفتر زیرد ستخطی سے تحریری رپورٹ حاصل کی گئی ہے جو تحریر ہے کہ ضلع لاہور کے تمام تھانہ جات میں لاء اینڈ آرڈر اور انوسٹی گیشن ضروریات کے پیش نظر اس کی تقسیم کی جاتی ہے ضلع لاہور کی ٹوٹل نفری کی تفصیل ذیل ہے۔

نوعیت	INSP	SI	ASI	HC	FC
منظوری نفری ضلع لاہور	200	1308	1898	3117	20302
موجودہ نفری ضلع لاہور	244	1402	1930	3077	20002
کمی نفری	+44	+94	+32	-40	-300

(ب) تھانہ جات میں تعینات نفری کے علاوہ لاہور میں سکیورٹی ڈویژن،انوسٹی گیشن ونگ مع سی آئی اے بھی قائم ہے ملازمان جن میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں تمام تھانہ جات کوان کی منظوری/ضروریات کے مطابق نفری فراہم کی جاتی ہے۔پنجاب حکومت کمی نفری کو پورا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً قواعد کے مطابق بھرتی کرتی رہتی ہے۔

(ج) پولیس اپنے موجودہ سٹاف کے ساتھ جرائم کی بیخ کنی کے لئے ہر ممکن کوششیں کر رہی ہے اور جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی بھی واقع ہوئی ہے۔

پنجاب بھر میں قائم تھیٹرز کی مانیٹرنگ سے متعلقہ تفصیلات

*4917: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب بھر میں قائم تھیٹرز کی مانیٹرنگ کا کوئی نظام وضع کیا گیا ہے یا نہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مانیٹرنگ سسٹم کی ہیت ترکیبی کیا ہے اس کام پر مامور افراد کے انتخاب کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا مانیٹرنگ کے اس نظام میں سماجی، سیاسی اور سول سوسائٹی کے افراد کو شامل کیا گیا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈرامیٹک پرفارمنس ایکٹ1876اور رولز آف بزنس 1974 کے تحت پنجاب بھر میں تھیٹرز کے لائسنس اور مانیٹرنگ کا اختیار محکمہ داخلہ کے سپرد ہے۔ محکمہ داخلہ نے تھیٹرز کی مانیٹرنگ کے لئے ہدایات اور ایس او پیز تفصیل سے جاری کئے ہیں جن کے تحت تمام اضلاع کے ڈی سی اوز تھیٹرز کی مانیٹرنگ کرتے ہیں۔ ہدایات اور ایس او پیز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں سنسر ریہرسل کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں محکمہ داخلہ، ڈی سی او اور آرٹ کونسل کے افسران شامل ہیں۔

(ج) ہر ضلع کی امن کمیٹی کا ایک فرد سنسر ریہرسل کمیٹی کا ممبر ہے۔

فیصل آباد میں تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*5102: محترمہ مدیحہ رانا: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے تھانہ جات ہیں اور کس کس علاقہ میں ہیں؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری عمارات اور کتنے پرائیویٹ عمارات میں قائم ہیں؟

(ج) سال13۔2012 کے دوران ضلع ہذا کے کس کس تھانہ کی عمارت کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حکومت اس ضلع کے کس کس تھانہ کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل تھانہ جات کی تعداد40ہے اور کس کس علاقہ میں ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 37تھانہ جات سرکاری عمارات میں ہیں جبکہ تین تھانہ جات تھانہ مدینہ ٹاؤن، منصورہ آباد اور نشاط آباد کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں۔

(ج) سال13۔2012کے دوران تین تھانہ جات کی تعمیر ومرمت پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی۔

1۔	تھانہ پیپلز کالونی	157536/۔
2۔	تھانہ کوتوالی	445661/۔
3۔	تھانہ بٹالہ کالونی	296800/۔
4۔	ملت ٹاؤن	100000/۔
	کل خرچ=	999997/۔روپے

(د) ضلع فیصل آباد کے18تھانہ جات:

(مدینہ ٹاؤن، کھرڑیانوالہ، جھنگ بازار، سمن آباد، نشاط آباد، ساندل بار، روڈالہ روڈ، بلوچنی، مرید والا، ساہیانوالہ، ستیانہ، ترکھانی، گڑھ، صدر تاندلیانوالہ، سٹی سمندری، منصورہ آباد اور سٹی جڑانوالہ)کے Rough Cost Estimates نئی عمارات کے لئے آئی جی پنجاب لاہور کو بھجوائے جاچکے ہیں جن میں تھانہ سمن آباد کوADP2014۔15میں تعمیر کے لئے شامل کیا جاچکا ہے جس کاADP NO1875 ہے۔

صوبہ بھر میں گیس سلنڈر پھٹنے کے کیسز سے متعلقہ تفصیلات

*5453:ڈاکٹر عالیہ آفتاب:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال14-2013میں صوبہ بھر میں کتنے ناقص گیس سلنڈر پھٹنے کے کیس رپورٹ ہوئے؟

(ب) ان حادثات میں کتنے افراد زخمی اور کتنی اموات ہوئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ناقص گیس سلنڈر بنانے والوں کے خلاف سخت ترین اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال14-2013میں صوبہ بھر میں147ناقص گیس سلنڈر پھٹنے کے کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔

(ب) ان حادثات میں 281افراد زخمی اور42افراد کی اموات ہوئی ہیں۔

(ج) ناقص سلنڈر بنانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (OGRA) کے پاس ہے ناقص سلنڈر بنانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار محکمہ شہری دفاع کے پاس نہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکے ہیں اور کل بھی ایوان کے اندر میٹرو بس کے حوالے سے فنڈز کی ایک تفصیل دی گئی تھی جس میں مختلف شعبہ جات سے جو رقوم ٹرانسفر ہوئیں وہ 30۔ارب 83 کروڑ روپے ہیں۔ جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب اور سنٹرل پنجاب کی بیسیوں سکیمیں جس میں پینے کا صاف پانی، کسانوں کی بہتری، ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ، واسا اور big cities میں ٹرانسپورٹ کی سہولت ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ 2012-13 کے بجٹ میں 11۔ارب روپے میٹرو بس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ حکومت کا اب تک جو official point سامنے آتا رہا کہ میٹرو بس پر 30۔ارب روپیہ لگا ہے لیکن اب یہ documentary evidence ہے جو خود حکومت نے کل یہاں پر فراہم کیا ہے۔ ہم تو لاء منسٹر صاحب سے رولز آف پروسیجر کی کمیٹی کی بات کر رہے تھے کہ کل اُس پر legislation نہ کریں کیونکہ بہت سے ممبران کو اعتراضات ہیں کہ ہماری سفارشات اس میں شامل نہیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ یہ سوال drop ہوا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی سنگین معاملہ ہے۔ یہ 43۔ارب روپیہ بنتا ہے کیونکہ 11۔ارب روپیہ بجٹ میں تھا اور 30۔ارب 83 کروڑ روپیہ کی رقم پورے پنجاب کی مختلف شعبوں میں ڈویلپمنٹس کے لئے تھی وہاں سے یہ ٹرانسفر ہوئی۔

MR SPEAKER: Please listen carefully.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے اس میں ابھی land acquisition کی رقم نہیں ڈالی، اگر یہ بھی شامل کریں تو تقریباً50۔ارب سے اوپر بجٹ جاتا ہے۔ ابھی ہم پچھلے دو تین سال کا رونا رو رہے ہیں کہ ADP 2011-12 and 2012-13 کی چھوٹی چھوٹی سکیموں کے لئے جو پیسے تھے وہ سارے اِدھر لگ گئے۔ اب ہمارے حکمرانوں کے سَر پر اورنج ٹرین کا بھوت سوار ہے۔ یہ

official document جو میں پہلے بھی ایوان کے اندر دکھا چکا ہوں کہ یہ 10۔ارب 83 کروڑ روپیہ اب دوبارہ اِدھر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر قانون نے ایک دن پریس کانفرنس میں کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ہم نے کوئی رقم دوسرے شعبوں سے نہیں لی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رات سماء ٹی وی پر پوری تفصیل آئی ہے کہ کس طرح سے پورے پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں کو ترک کر کے اور ongoing سکیموں کو drop کر کے یہ پیسا ادھر لایا جا رہا ہے۔ پہلے میٹرو بس ہمارے اوپر سوار رہی اور اب یہ اورنج ٹرین چڑھ گئی ہے یعنی پورے پنجاب کے عوام محروم ہو گئے ہیں۔ لاء منسٹر اب اس کی یقین دہانی on the floor of the House کروائیں کہ اگر یہ CPEC کا حصہ ہے تو وہاں سے پیسے ٹرانسفر ہوں گے یا بنک loan دے گا لیکن روٹین کے ترقیاتی پروگرام متاثر نہیں ہوں گے۔ یہ بہت زیادتی اور ظلم ہے لہٰذا میں لاء منسٹر سے یہ گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ ہم ان منصوبوں میں سے یہ پیسے withdraw نہیں کر رہے اُس کی ایوان میں یقین دہانی کرائیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہو رہی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر قائد حزب اختلاف اس بات کی مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ میری یقین دہانی کے بعد [**********] تو میں ان کو یقین دہانی کروا دیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

[**********]اگر ان کی قسمت میں یہ لکھا ہے تو پھر میں کیا کروں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! [*****]اور جو facts ہیں وہ قوم کو بتائیں۔

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پنجاب کے باقی تمام اضلاع کے لوگ اب خاموش نہیں رہیں گے کیونکہ صرف لاہور ہی پنجاب نہیں ہے۔ میرا لاہور سے تعلق ہے مجھے شاید ایسی بات نہیں کرنی چاہئے لیکن ہم پنجاب کے اور دس کروڑ عوام کے حقوق کے custodian ہیں۔ ایسے علاقے جہاں پر جانور اور انسان جوہڑوں میں اکٹھے پانی پیتے ہیں وہاں کی رقم اگر withdraw کر کے رانا صاحب نے اورنج ٹرین پر نہ لگانے کی یقین دہانی نہ کرائی تو یہاں ایوان کے اندر دمادم مست قلندر ہو گا۔ ہم عوام کے حقوق غصب نہیں ہونے دیں گے اور پنجاب کے پسماندہ لوگوں کے پیسے کسی صورت اس "کھٹی گڈی" کی نذر نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ کا جھوٹ پہلے پکڑا گیا ہے اور کل آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے یہاں بتا دیا ہے کہ 43۔ارب روپیہ باقاعدہ 12-2011 اور 13-2012 کی سکیموں سے withdraw کیا ہے۔ اب اورنج ٹرین کے دوران بھی آپ نے یہی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو یہاں پر کھڑاک ہو گا لہٰذا ہم یہ نہیں کرنے دیں گے۔ (شور وغل)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میاں محمود الرشید صاحب! اب تحریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1045 میاں محمود الرشید کی ہے۔ جی، آپ اس کو پڑھئے گا۔

مانگا منڈی میں واقع پاسکو کے گوداموں میں کھاد سٹور کرنے کا انکشاف

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 18۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کرنے کے

لئے مانگا منڈی میں واقع پاسکو کے گودام میں گندم کی بجائے ہزاروں ٹن کھاد روزانہ لائی جارہی ہے۔ سرکاری سٹور میں روزانہ کی بنیاد پر 70 سے 80 بڑے ٹرالران لوڈ کئے جارہے ہیں، کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے مہنگے داموں فروخت کئے جانے کے منصوبے کا انکشاف ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق مانگا منڈی میں پاسکو کے گودام واقع ہیں، جہاں کسانوں سے خرید شدہ گندم ذخیرہ کی جاتی ہے۔ صوبے کی ضروریات کے لئے ذخیرہ شدہ گندم کو سرکاری نرخوں پر فلور ملوں کو کوٹا کے مطابق فراہم کیا جاتا ہے۔ ان گوداموں کا بنیادی مقصد گندم کی طلب ورسد میں توازن برقرار رکھنا ہے لیکن پاسکو کے ان گوداموں میں گندم کی بجائے کھاد کا ذخیرہ کیا جارہا ہے جس سے ایک طرف تو گندم کی سپلائی متاثر ہونے کا خدشہ ہے جس سے ایک بار پھر آٹے کا بحران پیدا ہو سکتا ہے جبکہ دوسری طرف کھاد کی بڑے پیمانے پر ذخیرہ اندوزی اس بات کا ثبوت ہے کہ عنقریب کھاد کی قلت پیدا ہو جائے گی اور بے چارے کسان مہنگے داموں کھاد خریدنے پر مجبور کر دیئے جائیں گے جس سے بالواسطہ طور پر مہنگائی میں اضافہ ہو گا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ہزاروں بوریوں سے لدے درجنوں کی تعداد میں بڑے بڑے دیوہیکل ٹرالرز ہزاروں ٹن کھاد روزانہ ان گوداموں میں منتقل کر رہے ہیں۔ گندم کے لئے مختص شدہ گوداموں میں کیمیائی کھاد کی ذخیرہ اندوزی سنگین شکوک وشبہات کو جنم دے رہی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ پنجاب میں یوریا اور دوسری کھادوں کی وافر مقدار موجود ہے اور جنوری2016 میں یوریا کے ابتدائی ذخائر opening balance چھ لاکھ 89 ہزار ٹن ہیں جو کہ دو لاکھ ٹن کے محفوظ ذخائر سے زیادہ ہیں۔ کھادوں کی قیمتوں پر بھی مشتہر کردہ قیمتوں سے زائد نہیں لی جا رہی۔ کھاد کی کمپنیاں کھادوں کو سٹور کرنے کے لئے مستقل اور عارضی سٹور کرائے پر لیتی ہیں۔ اسی طرح کا ایک سٹور اینگرو نے مانگا منڈی میں پاسکو سے 16-01-25 تک کرایہ پر حاصل کیا تھا۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں کھادوں کے موجودہ ذخائر اور کھادوں کی مناسب قیمتوں پر فروخت کو محکمہ زراعت کے ڈپٹی کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر فرٹیلائزر کے علاوہ محکمہ پولیس کی سپیشل برانچ بھی مانیٹرنگ کر رہی ہے اور تاحال کھادوں کی قلت اور مہنگے داموں فروخت کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ مزید برآں صوبہ

بھر میں کھادوں کے بحران یا مہنگے داموں فروخت کا کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی گندم کی سپلائی متاثر ہونے یا آٹا بحران کا کوئی اندیشہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس حوالے سے میرے پاس دستاویزی شہادت موجود ہیں کہ یہاں بیسیوں بڑے گودام جو ان اضلاع کے اندر اوکاڑہ، دیپالپور، ساہیوال، ملتان میں جو گندم ذخیرہ کے لئے ہیں وہاں گوداموں کے اندر ساری گندم اٹھوادی گئی ہے اور باہر کھلے میدان کے اندر جو open گندم پچھلے دو سالوں سے پڑی ہوئی ہے، حالانکہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جو گندم باہر آپ نے رکھی ہوئی ہے، سب سے پہلے آپ ملوں کو دیں گے یا اس کو استعمال کریں گے تاکہ گوداموں کے اندر پڑی ہوئی گندم محفوظ رہے اور باہر جو کھلی جگہ پر گندم پڑی ہے پہلے اس کو استعمال کیا جائے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری کہیں گے تو میں انہیں ساری تفصیل دے دیتا ہوں کہ کہاں پر یہ لاکھوں ٹن گندم جو باہر پڑی ہوئی ہے، وہ اسی طرح پڑی ہے اور گوداموں کے اندر سے لاکھوں ٹن گندم نکال لی گئی ہے تو یہ بہت بڑا تضاد ہے اور آئندہ یہ بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کھلے آسمان تلے گندم دو سال سے پڑی ہے اس کو کیڑا لگ جائے گا اور وہ ضائع ہو جائے گی تو براہ نوازش اس کے بارے میں فوری طور پر کوئی اقدام کریں۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں صرف مانگا منڈی کے سٹور کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ گندم اپریل سے سٹوروں میں آتی ہے تو پچھلے سال یہ سٹور کرائے پر لیا گیا تھا اور اب اس کی کرائے داری کی میعاد ختم ہو گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات آپ کے نوٹس میں لا رہے ہیں تو اس بارے میں سوچیں اور اس کا نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انشاء اللہ اسے دیکھیں گے اور اگر کسی سٹور میں گندم میں کوئی رکاوٹ ہوئی تو ضرور اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: ملک احمد سعید صاحب کی تحریک التوائے کار کو ان کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1049 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل اسے پیش کریں۔

لاہور کی گنجان آبادیوں میں ایل پی جی سٹیشنوں کی بھرمار

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 15-11-24 کی خبر کے مطابق "لاہور کے گنجان آباد علاقے آتش فشاں بن گئے، سٹی گورنمنٹ کی پابندی کے باوجود گلی محلوں اور سکولز کے قریب ایل پی جی سٹیشن بڑی تعداد میں کھل گئے جو کسی بھی وقت بڑے سانحہ کا سبب بن سکتے ہیں۔ دعوؤں کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے ان کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جارہی ہے۔ "جہان پاکستان" سروے کے مطابق لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں سٹی گورنمنٹ کی پابندی کے باوجود لوگوں نے دکانوں اور گھروں میں ایل پی جی سٹیشن قائم کئے ہوئے ہیں جو رہائشی علاقے میں ہونے کی وجہ سے کسی بھی بڑے سانحے کا سبب بن سکتے ہیں کیونکہ ان سٹیشن مالکان نے فائر سیفٹی اور دوسری حفاظتی تدابیر کے حوالے سے کوئی اقدامات نہیں کئے ہوئے۔ مالکان گیس بھرائی کرتے وقت بھی بے احتیاطی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ناقص نوزلز کا استعمال کرتے ہیں جس سے گیس بھرتے ہوئے اکثر اوقات گیس لیک ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر سٹیشن پر کئی کئی گیس سلنڈر ہر وقت موجود ہوتے ہیں، لوگ بعض اوقات ان سٹیشن کے قریب بلا خوف و خطر سگریٹ بھی سلگاتے نظر آتے ہیں جو بڑی تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ انتظامیہ کی جانب سے ان ایل پی جی سٹیشنوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی بلکہ کروڑوں زندگیوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں ننکانہ صاحب میں پرسوں ہونے والے واقعہ کو بھی add کرنا چاہتا ہوں جو کہ اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب! جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اور اس ضمن میں عرض ہے کہ سوئی گیس کی کمی کی وجہ سے عوام الناس ایل پی جی گیس کا استعمال کر رہے ہیں۔ ایل پی جی گیس فروخت کرنے والے کاروباری حضرات کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے باقاعدہ ہدایات جاری کر رکھی ہیں جن پر متعلقہ ٹی ایم اے اپنے علاقے میں سختی سے عملدرآمد کروا رہی ہے۔ اس امر کی تسلی کی جارہی ہے کہ ایل پی جی گیس کی فروخت کے لئے جو عمارتیں استعمال کی جارہی ہیں، ان کے اردگرد حفاظتی تدابیر عمل میں لائی جائیں تاکہ کوئی حادثہ

پیش نہ آئے۔ تاہم جس سٹیشن کو خطرناک تصور کیا جاتا ہے، کو فی الفور بند کرنے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ایسے دکاندار جو حکومتی اقدامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں ان کے خلاف ابتدائی رپورٹ درج ہوتی ہے۔ حال ہی میں گلبرگ ٹاؤن انتظامیہ نے 39 عدد سلنڈر، تین عدد کنڈے اور دو عدد موٹر پمپ کے علاوہ ایک عدد کمپریسر اپنے قبضے میں لے کر داخل سٹور کیا ہے۔SOP پر عملدرآمد نہ کرنے والوں کے خلاف تین عدد ایف آئی آرز درج کروائی گئی ہیں جبکہ عزیز بھٹی ٹاؤن انتظامیہ نے خلاف ورزی کرنے والے دکانداروں پر 45ہزار روپے جرمانہ کیا ہے، آٹھ دکانیں seal کی ہیں اور تین مالکان کے خلاف رپورٹ ابتدائی درج کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے سرکاری کارروائی شروع کر دی ہے اور آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بعد میں سنوں گا۔ پہلے یہ عوامی نمائندوں کے بارے میں بل ہے:

Now, we take up the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016(Bill No.14 of 2016). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

(On the request of Law Minister next Bill was taken first.)

مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے تحریک

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."
>
> (The motion was carried.)

مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, first reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I Oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس بل میں چونکہ خواتین کی بھلائی کی بات ہے اور اس کا تعلق خواتین کے ساتھ ہے تو میں سمجھتی ہوں یہ بہت important amendment ہے اس لئے کہ more

than fifty percentآبادی خواتین پر مشتمل ہے۔اس میں سٹیک ہولڈر خواتین ہیں چاہے اُن کا تعلق ہیلتھ سے ہے،human rightsیا کسی بھی محکمہ سے تعلق ہے یا خاتون خانہ بھی ہیں کیونکہ تمام لوگ جو اس سے effectہوتے ہیں تو اُن کو on boardلینا چاہئے یہ اتنی اُجلت میں بل لے آئے ہیں۔ یہ خواتین کی بہتری کے لئے بہت اچھا بل ہے اور اس کے ساتھ خواتین کے معاملات منسلک ہیں اس لئے میرے خیال میں خواتین رائے دے سکیں گی، اپنیopinionدے سکیں گی تو اس میں بہت بہتری آجائے گی اور یہاں پر میں یہ دیکھ رہی تھی کہ کمیٹی میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس میں میرا تو خیال ہے اپوزیشن سے بھی، treasuryسے بھیmajorityمیں خواتین کو بٹھانا چاہئے تھا تب اس کا فیصلہ کرنا چاہئے تھا۔یہاں پر اس میں یہ بھی لکھا گیا کہ websiteمیںit's a typicalکہ یہ websiteپر alreadyموجود ہے تو آپ کو پتا ہے کہ hardlyلوگ websiteدیکھتے ہیں اس سے استفادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے بہتimportantیہ ہے کہ تمام وہ خواتین جوworking womanہیں جن کا اس کے ساتھ تعلق ہے اُن کو on boardلیا جائے اور اُن کی رائے کے ساتھ اس کو ایک بہتر طریقے سے لایا جائے۔

جناب سپیکر! میری لاء منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ ہم اس کی مخالفت ہرگز نہیں کر رہے یہ بہت اچھا اور خواتین کی بہتری کے لئے ہے لیکن on boardتمام خواتین کو اس میں ضرور شامل کیا جائے اور ہمیں یکسر websiteپر انحصار نہیں کرنا چاہئے hardly websiteلوگ دیکھتے ہیں۔اس میں صرف یہ معاملات نہیں اور بھی بہت سی خواتین سے relatedمعاملات ہیں وہ اُس میں اپنی رائے دے سکیں اور اس کے بعد اس کو لایا جائے اور اگر ایک جامع اور detailمیں اس پر ہوم ورک کر کے اس بل کو لیں گے تو اس میں تمام خواتین کی بہتری آجائے گی۔اس میں جو ہم بار بار ترامیم لاتے ہیں اُس سے ہم بچ جائیں گے۔صرف simply requestیہ ہے کہ اس میں تمام ایسے محکمے جہاں پر خواتین ہیں اور جہاں جہاں خواتین کا تعلق ہے اُن تمام لوگوں کو on boardلیا جائے کوئی ایسی سپیشل کمیٹی یا کوئی ایسی کمیٹی بنا کر جتنے بھی ہمارے خواتین سے relatedادارے ہیں اُن سب کی رائے لی جائے تاکہ جب ہم اس کو ایوان میں لے کر آئیں تو جو اس میں کمی پیشی ہو وہ ہم پوری کر سکیں کیونکہ جو تمام خواتین اسمبلی میں بیٹھی ہیں وہ خواتین کو خاص طور پر representکر رہی ہیں اُن کے rightsکی صحیح طریقے سے ترجمانی کر سکیں۔بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور:(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت ہی اچھی ترمیم ہے اور اس سے جو working woman ہیں اُن کو delivery cases میں جو already concession six week کی چھٹی کی ہے اُس کے علاوہ ایک ماہ تک light duty before and after کی سہولت دی گئی ہے۔تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے یہ بہت بہتر ہے اُس سہولت کو مزید بڑھایا گیا ہے اور اس میں مزید اگر کوئی بہتری محترمہ یا کوئی بھی اپوزیشن سے میرا بھائی یا بہن یہ چاہتا ہے تو وہ ترمیم لے آئے۔اس میں Private Members Day کے طور پر لے آئیں اس بات کا خود credit لے تو اُس بہتری کو اگر reasonable ہوئی تو ہم accept کرنے کو تیار ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja

Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added.
>
> The amendment moved and the question is:
>
> "That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The second amendment is also from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS FAIZA AHMED MALIK: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

MR SPEAKR: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I welcome. Not opposed.

MRS FAIZA AHMED MALIK: Thank you very much.

MR SPEAKR: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

(Applause!)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 14 of 2016). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried, unanimously.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed, unanimously.)

Applause!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اپوزیشن سے میرے بھائی اور بہنیں جو اس وقت موجود ہیں میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ مجھ پر ہمیشہ یہ الزام لگاتے رہے ہیں کہ حکومتی ممبران کو پتا تو کچھ نہیں ہوتا لیکن جب آپ ہاتھ کھڑا کرتے ہیں اور (Ayes) ہو جاتا ہے۔آج میں نے کوئی ہاتھ کھڑا نہیں کیا اور (Ayes) بآواز بلند ہوتا رہا ہے تو اس لئے معزز ممبران کو سب پتا ہوتا ہے اور میرے ہاتھ کھڑے کرنے کا الزام درست نہیں ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر! دوسری میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا اور on the floor of the House اس بات کو تسلیم کرنا چاہوں گا کہ ایک پارٹی ممبر ہونے کے ناتے یا ایک پارٹی کارکن ہونے کے ناتے ہر کسی کو اپنے آپ پر اعتماد ہوتا ہے کہ میں جو بات کروں گا وہ مانی جائے گی لیکن آپ کے علم میں ہے کہ اس معاملے میں ایوان کی طرف سے بہت پریشر تھا اور یہ میری ذمہ داری بھی تھی۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں یہ معاملہ لے کر میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس گیا اور میں نے پورے arguments بھی کئے لیکن انہوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اس کو تسلیم نہیں کرتا اور جب ان کے ساتھ بحث ہوئی تو پھر انہوں نے کہا کہ اگر اپوزیشن بھی اس پر on board ہو تو آپ میرے ساتھ بات کریں اور میں آپ کیلے کی یہ بات نہیں مانوں گا۔ میں اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور اپنی آواز کو ہماری آواز کے ساتھ ملایا لیکن پھر دوبارہ ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب کہا گیا کہ یکم جولائی 2015 سے اس کا back benefit دیا جائے تو پھر اس پر دوبار بہت زیادہ لے دے ہوئی اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے بہت زیادہ resistance تھی تو انہوں نے دوبارہ کہا کہ آپ میٹنگ بلائیں اور اس میٹنگ میں آپ نہ جائیں کیونکہ آپ اپنے طور پر manage نہ کرلیں۔اس میٹنگ میں تمام اپوزیشن کے لیڈر موجود ہوں اور اگر وہ سب یہ کہیں تو پھر بادلِ نخواستہ میں اس بات کو مان لوں گا تو پھر یہ میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں کمیٹی ممبران کے علاوہ اپوزیشن کے ممبران اور پارلیمانی لیڈر کو بلایا گیا اور ان سب نے متفقہ طور پر اس بل کو پاس کیا۔ میں اس

پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور میں اس بات کو بھی قبول کرتا ہوں کہ اگر اپوزیشن اور خاص طور پر پی ٹی آئی کے جو دوست ہیں اس معاملے پر اتنا بڑا مک مکانہ کرتے تو یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا تھا۔(قہقہے)

جناب سپیکر!جب باہر شور شرابا ہوتا ہے اور لوگ پریشان ہو جاتے ہیں خاص طور پر یہ اورنج لائن والے پریشان ہو جاتے ہیں تو میں ان سے بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ یہ دیکھیں !جب ہم نے معاملات کو حل کرنا ہو اور جب کوئی مفاد کی بات ہو تو[******] لیکن جب کوئی ایسی بات نہ ہو تو پھر اس پر شور شرابا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،[******] کے الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اتنا لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15۔فروری 2015دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سوموار، 15۔فروری 2016

(یوم الاثنین، 6۔ جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19: شمارہ 12

1199

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 15۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015 (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبپاشی و بجلی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج منظور کیا جائے۔

1200

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015
(مسودہ قانون نمبر 30 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی آرڈر جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جینڈر مین سٹریمنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

آبپاشی پر عام بحث

ایک وزیر آبپاشی پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

1201

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار، 15۔فروری 2016

(یوم الاثنین ،6۔جمادی الاوّل 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان** منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا ۝٩ وَّ أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٠ وَ يَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ
بِالْخَيْرِ وَ كَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝١١ وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَ الْحِسَابَ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝١٢
وَ كُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝١٣ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝١٤

سورۃ بنیٓ اسرآئیل آیات 9تا14

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے(9) اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے(10) اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔ اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے(11) اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے(12) اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا(13) (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے(14) **وماعلینا الاالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
توئی سلطان عالم یا محمد
زروئے لطف سوئے من نظر کن
ببریں جانِ مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیرالبشر کن
مشرف گرچہ شُد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی اور ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میرے خیال میں آج گورنمنٹ بزنس تو نہیں ہو سکے گا اس کو بدھ تک کے لئے ملتوی کر لیا جائے اور اس کے بعد آج محکمہ آبپاشی پر بحث ہو گی۔پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔کیا وہ تشریف فرما ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 2603 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں چلنے والی ٹیکسیوں / رکشاؤں / چنگ چی رکشا کے لئے وضع کئے گئے قوانین کی تفصیلات

*2603: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چلنے والی تمام ٹیکسیوں اور رکشاؤں کے کرایہ کے میٹر ختم ہو چکے ہیں اگر کسی رکشا / ٹیکسی میں میٹر موجود ہے تو ان کی ریڈنگ منظور شدہ کرایہ سے کہیں زیادہ ہوتی ہے؟

(ب) حکومت نے عوام کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور آئندہ کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) کیا لاہور شہر میں چلنے والے چنگ چی موٹر سائیکل رکشا بطور پبلک ٹرانسپورٹ منظور شدہ سواری ہے، اس میں کتنی سواریاں بٹھانے کی اجازت دی گئی ہے، اس میں سفر محفوظ بنانے کے لئے کیا قوانین اور ضوابط طے کئے گئے ہیں اور اگر چنگ چی رکشا کے متعلق کوئی قوانین وضع نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے سیکشن 59،53 اور موٹر وہیکل رولز 1969 کے مطابق جو مالکان موٹر کیب ٹیکسی کا روٹ پرمٹ رکھتے ہوں وہ میٹر نصب کرنے کے پابند ہیں لیکن ڈرائیور اور سواری کے مابین bargaining کے باعث اس کا استعمال ختم ہو چکا ہے۔ تاہم محکمہ ٹرانسپورٹ نے عوام کی سہولت کے پیش نظر ایک کرایہ نامہ بھی جاری کر دیا ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(ج) چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت نہ ہے ان بڑے شہروں میں چلنے والے چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو قانون اور ضوابط کے دائرہ کار میں لانے اور سفارشات مرتب کرنے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے کہ چِنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں۔۔۔

تعزیت

معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کے انتقال پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال! معاف کرنا ذرا تشریف رکھیں۔ ہمارے اس ایوان کی معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کے لئے فاتحہ خوانی کرائی گئی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جز (ج) کا جو جواب دیا گیا ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں میرا اس کے اندر ہی ضمنی سوال ہے۔ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ اریگیشن کے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ ٹرانسپورٹ سے ہی متعلقہ ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت نہ ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سے بڑے شہر ہیں جہاں اجازت نہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے یہ کب تک اسمبلی میں یا اپنے متعلقہ محکمے کو اپنی سفارشات put کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ یہ بتادیں کہ پانچ کون کون سے شہر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی ہیں۔ مزید میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس سوال کا جواب میرے بھائی نے پڑھا ہے تو میں نے اس کا revise answer بھیجا تھا لیکن شاید نہیں پہنچا۔ میں (ج) جز کے حوالے سے جواب پڑھ دیتا ہوں کہ اس ضمن میں گزارش ہے کہ 2003-05-23 میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے 2 سٹروک چنگ چی موٹر سائیکل رکشا پر لاہور سمیت پانچ بڑے شہروں کے علاوہ باقی تمام شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور اس پر چھ سواریاں بٹھائی جاسکتی ہیں لیکن چند روٹوں پر دوسری پبلک ٹرانسپوٹ کی کمی اور مسافروں کی سہولت کے پیش نظر لاہور میں بھی چند سڑکوں کے علاوہ اس کو بند نہیں گیا۔ بعد ازاں مورخہ 2013-08-01 کو ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی میرے بھائی بات کر رہے ہیں تاکہ لاہور میں غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جاسکے جس کی روشنی میں لاہور بھر میں ان موٹر سائیکل رکشا کے اعداد و شمار کو اکٹھا کیا گیا۔ اس کو مختلف فورمز پر زیر بحث لایا گیا تاکہ سفارشات اعلیٰ سطحی کمیٹی کو بھجوائی جاسکیں۔ اس سلسلے میں مختلف اوقات میں چھ meetings منعقد ہوئیں اور آخری میٹنگ 2015 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کو مرحلہ وار لاہور کی مختلف سڑکوں پر چلانے کی پابندی عائد کی جائے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے 6۔ جنوری

2016میں فیصلہ دیا کہ چنگ چی رکشوں کو regularize کیا جائے اور اس فیصلے کی روشنی میں تمام صوبوں کے مسافروں کے تحفظ کے حوالے سے اس کی fitness چیک کرنے اور روٹ جاری کرنے کی ہدایات جاری کی جائیں جس کی روشنی میں تین ماہ کے اندر رپورٹ تیاری کے بعد سپریم کورٹ میں پیش کی جائے گی تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!میں نے اس جواب میں کمیٹی کا ذکر کیا ہے اور میں کمیٹی کی لسٹ بھی فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!انہوں نے یہاں پر لکھا ہے کہ پانچ شہروں میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ اجازت نہ ہے تو کیا لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور باقی دو شہروں میں اس وقت چنگ چی رکشا چل رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!ان تمام شہروں میں چنگ چی چل رہا ہے لیکن آپ بھی سمجھتے ہیں اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ چنگ چی کے ساتھ ہزاروں خاندانوں کا روزگار منسلک ہے اور ان کو دو تین بار بند کرنے کی کوشش کی گئی لیکن شالامار کے علاقے میں اس وقت مزاحمت ہوئی تو اس وقت پارلیمنٹیرین اور لوگ آڑے آ گئے کہ ان کا روٹ بند نہ کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے اسی حوالے سے اس کو regularize کرنے کے لئے تین ماہ کا ٹائم دیا ہے۔ اس کے لئے سفارشات پیش کی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اصل مالک آ گئے ہیں اب وہ کھڑے ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!چلیں!انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ سوال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ ہزاروں خاندانوں کا روزگار اس کے ساتھ منسلک ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جو برا یا گندا کام کرتا ہے اور قانون کے دائرے سے باہر کرتا ہے تو اس کو اسی بناء پر اجازت دی جائے کہ اس کے خاندان کا رزق اس کے ساتھ لگا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ چنگ چی کی بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی چنگ چی کی بات کر رہا ہوں۔ چنگ چی کے اندر چوری کی موٹر سائیکلیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سپریم کورٹ نے بھی چنگ چی کے بارے میں نوٹس لیا ہے۔ میرے خیال میں آپ تو اور بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی اسی کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر کرایہ نامہ جاری کر دیا گیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ یہ کرایہ نامہ تو ہر سواری کے پاس اور نہ ہی گاڑی کے ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے تو اس میں کیا امر مانع ہے کہ میٹر installہو جائیں اور اس کے مطابق سارا نظام چلے؟ حکومت کو اس حوالے سے کیا پریشانی ہے اور وہ میٹر کیوں نہیں لگائے جاتے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے کہ اس میں کیا امر مانع ہے کہ میٹر کیوں نہیں لگائے جاتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پچھلے چند سالوں سے کرائے کے لئے میٹر لگانے کی پریکٹس عملی طور پر ختم ہو گئی تھی چنانچہ مارکیٹ میں اب یہ دستیاب نہیں ہیں۔ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کی روشنی میں محکمہ ٹرانسپورٹ میں آج کل نئےdigital meter درآمد کرنے کے لئے چند ملکی کنٹریکٹروں سے بات چیت زیر غور ہے جو اس کا متعلقہ محکمہ EDBاور PSQCA کی منظوری کے بعد نافذ عمل کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تین ماہ کے ٹائم میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس مسئلے کے حوالے سے جو اعلیٰ سطحی کمیٹی بنی ہے تو اس نے کیا سفارش کی ہے یہ مہربانی کر کے بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! شاہ صاحب بعد میں تشریف لائے ہیں اور already یہ بات ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ ساری رپورٹ بتا دی ہے۔ شاہ جی! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، انہوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جو انہوں نے جواب میں لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کریں۔ میں نے شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3258 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 13۔2012، پنجاب میں پانی چوری کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*3258: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پانی چوری کے لئے کسان کون کون سے طریقے استعمال کرتے ہیں، اس چوری کو روکنے کے لئے محکمہ پیش بندی کے لئے کون کون سے اقدامات بروئے کار لاتا ہے؟

(ب) پانی چوری کے لئے قانون میں کون کون سی سزائیں مقرر ہیں، مالی سال13۔2012میں پنجاب میں پانی چوری کے کتنے مقدمات کون کون سے سرکل میں قانون کی کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور یہ اب کس سٹیج پر ہیں نیز مذکورہ عرصہ کے کتنے کیسز میں عدالت سے باقاعدہ سزائیں ہوئیں اور کیا کیا سزا دی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پانی چوری بالعموم محکمہ کے اہلکاران جو کہ نگرانی کے ذمہ دار ہیں، کی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہو سکتے لہٰذا یہ بتائیں پانی چوری کی معاونت کرنے پر مالی سال 13۔2012میں محکمہ کے کتنے اہلکاروں کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی کی گئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب کوئی موگہ ٹوٹتا ہے تو مقدمہ اس موگہ سے آبپاشی کرنے والے سارے ہی کسانوں پر درج کر دیا جاتا ہے اور سب ہی کو تاوان لگا دیا جاتا ہے کیا یہ ناانصافی نہ ہے، کیا محکمہ اس ناانصافی کو دور کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہے کہ نہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پانی چوری کے لئے کسان عام طور پر مندرجہ ذیل طریقے بروئے کار لاتا ہے:

موگہ جات کو توڑ کر پانی چوری کرنا
ڈائریکٹ نہر سے پائپ کے ذریعے پانی چوری کرنا
نہروں کے کناروں کو کمزور کر کے ڈائریکٹ کٹ لگا کر پانی چوری کرنا
نہروں میں ڈاف لگا کر پانی چوری کرنا

پانی چوری کی روک تھام کے لئے محکمہ انہار، پولیس اور سول انتظامیہ کی مشترکہ چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں نیز محکمہ انہار نہروں اور موگوں کی دن رات نگرانی بھی کرتا ہے۔ محکمہ انہار نے صوبہ پنجاب میں نہری پانی کی چوری روکنے کے لئے اپنے شعبہ Programme Monitoring & implementation Unit(PMIU) کی وساطت سے جدید نظام متعارف کروایا ہے جو کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات روزانہ کی بنیاد پر کر رہا ہے نیز محکمہ انہار کا جو ملازم پانی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے اس کے خلاف بھی قانون کے مطابق محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

پانی چوری کی روک تھام کے لئے PMIU روزانہ کی بنیاد پر بغیر اطلاع دیئے موگہ جات کی مانیٹرنگ کرتا ہے۔ اس ضمن میں دسمبر 2015 تک 3289 رپورٹس بابت پانی چوری اور موگہ جات کی ٹمپرنگ محکمہ کے اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے

مجاز افسران کو بھجوائی گئی ہیں جس کی بناء پر محکمہ کے مختلف اہلکاروں کے خلاف کارروائی شروع کی گئی ہے۔

پی ایم آئی یو نے موگہ جات کی ترمیم کے سلسلے میں ایک منظم نظام وضع کیا ہے جس کی بدولت بغیر جواز کے موگہ جات کی ترمیم ناممکن بنی ہے یعنی عملہ کے میل ملاپ کے ذریعے موگہ جات کی غیر قانونی ترمیم کا سدباب ہوا ہے۔

پی ایم آئی یو نے کسانوں کے لئے ایک سپیشل کمپیوٹرائزڈ نظام بنایا ہے جس میں کسانوں کی ٹال فری نمبر پر شکایات وصول کی جاتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور چیف سیکرٹری پنجاب کی طرف سے محکمانہ / نہری نظام سے متعلق شکایات بھی وصول کی جاتی ہیں اور وصول کردہ شکایات کو جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ نمبر لگا کر متعلقہ افسران کو فوری کارروائی کے لئے بذریعہ ای میل / فیکس / ڈاک بھجوایا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں دسمبر 2015 تک 297329 شکایات درج کی گئیں اور ان میں سے 183207 شکایات کا ازالہ کر دیا گیا باقی ماندہ شکایات کے تدارک کے لئے متعلقہ افسران کو باقاعدگی سے ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ پی ایم آئی یو ورلڈ بنک کے تعاون سے Real Time Flow Monitoring اور Decision Support System کے پراجیکٹس پر کام کر رہا ہے۔ جس کا مقصد انسانی مدد کے بغیر موبائل ٹیکنالوجی کی مدد سے نہروں کے ہیڈ اور ٹیل ڈسچارجز کو ماپنا اور خود کار نظام کی بدولت محکمہ انہار کے ڈیٹا بیس میں معلومات کو اکٹھا کرنا ہے جس سے پانی کی ترسیل کے نظام میں مزید شفافیت اور یکسانیت آئے گی اور پانی چوری کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔

(ب) پانی چوری کے تدارک کے لئے مندرجہ ذیل قانون موجود ہیں:

(i) دفعہ 70 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت سب ڈویژنل کینال آفیسر کو مجسٹریٹ درجہ دوئم کے اختیارات حاصل ہیں جو پانی چوری کرنے والوں کے خلاف استعمال ہوتے ہیں جس کے تحت سب ڈویژنل کینال آفیسر جرم کی شدت کی مناسبت سے بذریعہ سمری ٹرائل۔ / 15000 روپے تک جرمانہ یا ایک سال قید یا دونوں سزائیں بیک وقت بھی دے سکتا ہے۔

(ii) دفعہ 430 تعزیرات پاکستان کے تحت پانی چوری کرنے والوں کے خلاف پرچہ پولیس درج کروایا جاتا ہے اور مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(iii) دفعہ 31-32-33 کینال ایکٹ کے تحت پانی چوری کرنے والوں کے خلاف تاوان لگایا جاتا ہے جو کہ آبیانہ کا 20 گنا تک ہو سکتا ہے۔

سال 13-2012 میں کل 64364 پرچہ جات بسلسلہ پانی چوری متعلقہ تھانہ جات میں بھیجے گئے جن میں سے 7501 پرچہ جات درج ہوئے۔ ان کی زون وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	اریگیشن زون	رپورٹ کئے گئے پرچہ جات	درج کئے گئے پرچہ جات
1	بہاولپور زون	18731	1325
2	ڈی جی خان زون	7511	969
3	فیصل آباد زون	7793	1182
4	لاہور زون	14195	2089
5	ایل بی ڈی سی آئی پی	887	124
6	ملتان زون	10389	307
7	سرگودھا زون	4858	1505
	کل میزان	64364	7501

مزید تفصیل متعلقہ محکمہ پولیس اور قانون کے پاس ہے۔

(ج) پانی چوری کروانے میں عموماً محکمہ کے اہلکاران ملوث نہیں ہوتے۔ اگر کوئی اہلکار انفرادی طور پر پانی چوری میں ملوث ہو تو اس کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مالی سال 13-2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی۔

(د) جب کوئی موگہ ٹوٹتا ہے تو اس کی ابتدائی انکوائری باضابطہ طور پر ہوتی ہے۔ انکوائری میں جو ملزم نامزد ہوتا ہے اِس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں پانی چوری کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات پہلے بھی معزز ایوان کے اندر میں نے ہی اٹھائی تھی اور محکمہ نے کہا تھا کہ ہم اس پر کوئی راستہ نکالیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ بھی کاشتکار ہیں۔ اگر کوئی موگہ توڑتا ہے اور پانی ایک کاشتکار استعمال کرتا ہے لیکن موگے پر جتنے بھی پانی لینے والے ہوتے ہیں تو ان ساروں کے خلاف پرچہ درج ہو جاتا ہے اور سب پر تاوان لگتا ہے جو کہ ناانصافی ہے۔ آخری ٹائم جب سوال کیا تھا تو محکمہ نے کہا تھا کہ ہم اس کو ٹھیک کریں گے تو میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس irregularity اور ناانصافی کو محکمہ کب دور کرے گا اور محکمے نے کیا عملی اقدامات سوچے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!فرمائیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عرصے سے یہ پریکٹس چلی آرہی ہے کہ جس موگہ پر پانی چوری ہو تو اس کے تمام irrigators پر کارروائی کی جاتی ہے لیکن ہم نے گزشتہ تین سالوں سے ڈیپارٹمنٹ کے تمام اہلکاروں کو یہ ہدایت جاری کی ہیں کہ تمام irrigators کی بجائے specific طور پر انکوائری کر کے لوگوں پر پرچے دیئے جائیں یا جو شخص موقع پر پکڑا جائے یا جس کے کھیت کے اندر پانی لگ رہا ہو تو اس پر پرچہ دیا جائے اور تمام irrigators پر پرچہ نہ دیا جائے۔ اب یہی پریکٹس محکمے کے اندر چل رہی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اب غیر قانونی طور پر کسی پر پرچہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! اب آپ اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہیں موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! سردار صاحب! اپنا ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال کی جز(ج) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ پانی چوری کروانے میں عموماً محکمے کے اہلکاران ملوث نہیں ہوتے اور اگر کوئی اہلکار انفرادی طور پر پانی چوری میں ملوث ہو تو اس کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مالی سال 13-2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور اسی کے جز(الف) میں جواب ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے PMIU روزانہ کی بنیاد پر بغیر اطلاع دیئے موگہ جات کی مانیٹرنگ کرتا ہے۔ اس ضمن میں دسمبر 2015 تک 3289 رپورٹس بابت پانی چوری اور موگہ جات کی ٹمپرنگ محکمہ کے اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے مجاز افسران کو بھجوائی گئی ہیں جس کی بناء پر محکمہ کے مختلف اہلکاروں کے خلاف کارروائی شروع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ کسی کے خلاف ناجائز کارروائی نہیں ہوتی مالی سال 13۔2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور یہ صرف 19 لوگ ہیں جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جبکہ دوسری طرف خود انہوں نے کہا ہے کہ

3289رپورٹیں محکمہ کے ملازمین کے خلاف کی گئی ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی بات حقیقت پر مبنی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جن 19لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی تھی وہ تفصیلات سال 13-2012 کے متعلق تھیں، باقی ماندہ سالوں کے اندر جو رپورٹس پی ایم آئی یونے کی ہیں ان پر محکمہ باریک بینی سے انکوائری کر رہا ہے۔ انکوائری کے زمرے میں آنے والے جتنے بھی اہلکاران ہوں گے ان کے خلاف disciplinary action کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں صرف clarity چاہتا ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سے محکمہ نے زیادہ efficiently کام کرنا شروع کیا ہے، پرچے زیادہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ 2012-13 میں صرف 19 پرچے ہوئے تھے، اس کے بعد سال 2015 تک 3289 پرچے درج ہوئے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کارروائی کرنے سے چیزیں بڑھ گئی ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! 2013 سے یہ حکومت وجود میں آئی ہے، جس کے بعد مجھے یہ قلمدان سونپا گیا ہے۔ میں نے محکمہ کی efficiency بڑھانے کی کوشش کی ہے اور محکمہ کو بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔ یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ اس کے بعد زیادہ لوگوں کو گرفت میں لایا گیا ہے، ان کے خلاف کارروائی بھی کی جا رہی ہے کیونکہ اس سے پہلے اتنی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) کے حوالے سے ہے، میں نے یہ سوال کیا تھا کہ پنجاب میں پانی چوری کے لئے قانون میں کون کون سی سزائیں مقرر ہیں، مالی سال 13-2012 میں پنجاب میں پانی چوری کے کتنے مقدمات کون کون سے سرکل میں قانون کی کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور یہ اب کس سٹیج پر ہیں نیز مذکورہ عرصہ کے کتنے کیسز میں عدالت سے باقاعدہ سزائیں ہوئی اور کیا کیا سزا دی گئی؟

جناب سپیکر! جواب کے اندر تو انہوں نے زون وار یہ لکھ دیا ہے کہ 13-2012 میں اتنے مقدمات درج ہوئے ہیں لیکن جو اگلا معاملہ ہے وہ جواب میں بالکل گول ہو گیا ہے، اس میں انہوں نے

کوئی ذکر نہیں کیا کہ مقدمات کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور ان میں کتنی سزائیں ہوئیں اور کیا کیا سزا دی گئی؟ جواب کے اندر موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! محکمہ نے ہر زون کے مطابق معلومات فراہم کر دی ہیں اور اس کے اندر زون وار یہ بھی درج ہے کہ محکمہ نے کتنے لوگوں کے خلاف درخواستیں دیں اور کتنے لوگوں پر پرچہ جات ہوئے، جب پولیس کے پاس کیس چلا جاتا ہے تو کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ کے تحت ایک ہی دفعہ 430 کے تحت مقدمات درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جس کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مقدمات کی اگلی سٹیج پر کیا ہوا ہے تو اس کی معلومات پولیس کے پاس ہوتی ہیں محکمہ آبپاشی کے پاس نہیں ہوتیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے خود وزیر موصوف کا جواب سماعت فرما لیا ہے یعنی یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ پرچہ یہ درج کروائیں اور ہم پولیس والوں سے پوچھیں کہ کیس کا کیا بنا ہے، ہم نے تو انہی سے پوچھنا ہے اس لئے میری آپ سے التماس یہ ہے کہ یہ جواب نامکمل ہے اس لئے اسے آپ pending فرما دیں۔ میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا لہٰذا آئندہ یہ اس سوال کا پورا جواب محکمہ سے لے کر ایوان کے اندر پیش کریں کہ کیا سزائیں ہوئی ہیں اور کتنی سزائیں ہوئی ہیں؟ میں نے تو اس حوالے سے clear question کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سوال مفصّل ہے، بات یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی بھی سرکار کا محکمہ ہے اور محکمہ پولیس بھی سرکاری محکمہ ہے لیکن ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے۔ ہم نے کیسز رجسٹرڈ کروا دیئے ہیں جو کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ وہ جو بات کر رہے ہیں اس کا جواب تو آپ کو دینا چاہئے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ہم نے جو کیسز رجسٹرڈ کروا دیئے ہیں، اس کے علاوہ جو کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوئے اس کے لئے ہمارا عملہ پولیس کے محکمہ سے ہفتہ وار رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے سیکرٹری، چیف سیکرٹری اور آئی جی کے ساتھ میٹنگ کی ہے، میٹنگ کرنے کے بعد ان سے گزارش کی ہے کہ ہمارے کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوتے لہٰذا انہیں رجسٹرڈ کیا جائے اور ان کے چالان عدالتوں کے اندر بھیجے جائیں۔ اس کی رپورٹ ہمیں ابھی تک موصول نہیں ہوئی جوں ہی رپورٹ موصول ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو ساری بات کی ہے یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرے specific سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ آئندہ یہ پوری detail لے کر آئیں کہ سزائیں کیا ہوئیں کیا نہیں ہوئیں کیونکہ یہ 13-2012 کا معاملہ ہے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! معزز ممبر نے جو متعلقہ سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سزا دینا عدالت کا کام ہے اور عدالت کے اندر اگر cases pending پڑے ہیں تو اس کے اندر محکمہ آبپاشی کا گناہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ لکھ دے کہ اتنے کیسز pending ہیں، اتنے کیسز کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ہم نے تو آپ کو بتا دیا ہے کہ تمام کیسز عدالتوں کے اندر pending ہیں کسی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری تو یہی التماس ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ محکمہ پوری تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب دے سکے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نیا سوال لے آئیں اس سوال پر تو اب میرے خیال میں کافی بحث ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: ان کے سوال کا جواب نہیں مل رہا تو میں اب کیا کروں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ تمام کیسز عدالتوں کے اندر pending ہیں اور ان پر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اب یہ عدالتی نظام ہے اس میں، میں تو مداخلت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ ان پر pressure ڈالیں کہ فیصلہ سنائیں، بات یہ ہے کہ آپ کے محکمہ نے تفصیلی جواب نہیں دیا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں یہاں پر ضمنی سوال کے اندر آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ تمام کیسز عدالتوں میں pending ہیں، ابھی ان پر فیصلہ نہیں ہوا، جوں ہی کوئی فیصلہ آئے گا تو میں ایوان کو apprise کر دوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ میں نے اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کیا، میں نے جو اصل سوال ہے اس کا جواب مانگا ہے جو کہ نہیں آیا۔ میرے سوال کا جواب پوری تفصیل کے ساتھ آنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: پلیز!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری آپ سے التماس یہ ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ اس کا پورا جواب آئے، یہ طریق کار نہیں ہے کہ آدھا جواب دے کر، اب زبانی کلامی مطمئن کر رہے ہیں، میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بعد میں اس پر آپ نے جو کچھ کرنا ہے وہ کریں۔ بقول ان کے، انہوں نے تو کہہ دیا ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اگر لکھا ہوا نہیں ہے تو میں نے زبانی اس کا جواب دے دیا ہے۔ اگر تو میں اس کا جواب نہ دیتا پھر تو بات تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ انہیں bailout کرنا چاہیں تو آپ کی مرضی ہے لیکن میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے میرے سوال کی پوری انفارمیشن دی جائے، جو کہ نہیں دی جا رہی اور اس لئے میں نے اپنے حق کے حوالے سے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرمائیں تاکہ یہ جواب مکمل کر کے آئیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے سوال کا تو جواب آنے دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھی انہیں کوئی انفارمیشن چاہئے تو یہ میرے ساتھ مل لیں میں انہیں اس کی بھی انفارمیشن دے دوں گا لیکن یہاں پر انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کی انفارمیشن میں نے ایوان کے سامنے رکھ دی ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان کا کوئی مسئلہ ہے تو یہ مجھ سے مل لیں، میں ان کا مسئلہ حل کر دوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: مسئلہ ان کا نہیں ہے بلکہ یہ ایوان کی بات ہے، بات ہم ایوان میں کر رہے ہیں، میرے بھائی میری بات سنیں! جو آپ نے بات کی ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! pending ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بقول وزیر صاحب کے تمام کے تمام کیسز pending ہیں، ان پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں معافی چاہتا ہوں یہ بات کہتے ہوئے کہ میرا سوال clear ہے اس لئے اس کا جواب بھی clear آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف خود کہہ رہے ہیں کہ تمام cases pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب لکھا ہوا ملنا چاہئے، میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: اگر لکھا ہوا نہیں بھی ہے اب تو انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں، اگر آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی ثبوت ہے تو پھر آپ لائیں، اس پر پھر بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ صرف یہ بتادیں کہ یہ طریق کار ٹھیک ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں نے زبانی بتادیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آئندہ سے اب جو بھی جواب آئے گا، منسٹر اگر کہہ دے گا کہ یہ بات ہے تو ان کی یہ بات قبول کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: ان کی بات کو ماننا پڑے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ہم ان کی بات کو own کرتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور ثبوت ہے تو بات کریں اور میں ان سے پوچھوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر میں یہ ثبوت یہاں پر لے آیا کہ منسٹر صاحب نے abruptly بات کی ہے تو اس کے نتیجے کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو منسٹر صاحب کی بات کو بھی غور سے سننا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے بہت غور سے سنا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ میری بات سنیں۔ وہ ایک ذمہ دار منسٹر ہوتے ہوئے آپ سے کہہ رہے ہیں کہ کیسز pending ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو بتائیں پھر میں اس کا notice لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی بات تسلیم کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! لیکن آئندہ اسمبلی کے اندر یہ طریق کار قبول رہے گا کہ جواب مکمل نہ ہو اور منسٹر اٹھ کر جواب دے دے، کیا یہ طریق کار آئندہ قبول ہو گا؟

جناب سپیکر:انہوں نے اس بارے میں آپ کو particular بات بتادی ہے کہ یہ کیسز pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! کیا یہ طریق کار ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی فیصلہ ہوا ہی نہیں تو پھر کیا بتاؤں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! پھر جواب میں کیوں نہیں لکھا۔

جناب سپیکر:آپ یقین کیوں نہیں کر سکتے؟ ان کا لکھنا یا کہہ دینا کافی ہے اور آپ کو بات مان لینی چاہئے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے کہ آپ انہیں bailout کر رہے ہیں ورنہ یہ طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کا ہے اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3201 ہے۔

جناب سپیکر:No on his behalf اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! میں اس میں یہی استدعا کرنے لگا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر! انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:Mover ہے اور نہ ہی جواب ہے۔ دونوں نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر! اتنے عرصے سے سوال کا جواب نہیں آیا۔ انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:جنہوں نے مذاق بنایا ہے ان کو سوچنا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ نے ان کو direction دی ہوتی تو جواب مل گیا ہوتا۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو پہلے direction دی ہوئی ہے۔ جب اگلے ایجنڈے پر یہ محکمہ آئے گا اور اگر محکمہ ٹرانسپورٹ نے اس کا جواب نہ دیا تو اس کے خلاف action لیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اڑھائی سالوں سے تو جواب نہیں آیا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ماس ٹرانزٹ کے بارے میں سوال ہے اور پورے ملک میں اس کی گونج ہے اور آپ دو سال سے اس کا جواب نہیں دے رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اورنج ٹرین ان کی چھیڑ ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگر اس وقت تک اس کا جواب نہیں آئے گا تو۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیوں pending کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں بول چکا ہوں۔ مہربانی کریں اور اب آپ آگے چلیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں کہ جواب کیوں نہیں آیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ آپ لوگوں کی چھیڑ ہے؟

جناب سپیکر: مجھے اس کے ساتھ شامل نہ کیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے تو کبھی آپ کے ساتھ ایسی بات نہیں کی۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، have your seat پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جواب نہیں آیا لہٰذا اس سوال کو pending کر دیا جائے۔ انشاء اللہ میں آنے والے اجلاس میں اس کا جواب پیش کر دوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کی side لیتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ جواب کیوں نہیں آیا؟ آپ محکمے سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق آرڈر ہیں کہ جس محکمے کے بھی سوالات ہوں گے انہیں تین مہینے کے اندر اندر جواب دینا ہو گا۔ ہم اس کا action لیں گے اور جنہوں نے جواب نہیں دیا انہیں ادھر بلائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کب بلائیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جنہوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا انشاء اللہ ان کو یہاں بلائیں گے۔

جناب سپیکر: میں خود بلاؤں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اتنے سوال لکھ کر دیتا ہوں لیکن میرے کسی سوال کا جواب نہیں آتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اگر اگلے اجلاس میں جواب نہ آیا تو انشاء اللہ ان کو بلائیں گے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: قانونی کارروائی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں جتنے سوال جمع کراتا ہوں کسی ایک کا بھی جواب نہیں آتا۔ پہلے تو آپ کے چیمبر میں reject کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے چیمبر میں reject نہیں کئے جاتے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6282 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: جھنگ برانچ نہر کی لائننگ سے متعلقہ تفصیلات

*6282: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائینرز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا ہے، اس کی لائننگ کی جا رہی ہے ؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ کی کل لاگت کتنی ہے، اس کی فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے ؟

(ج) مذکورہ بالا نہر کی لائننگ کا منصوبہ کب تک مکمل ہو گا کیا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) نہیں یہ بات درست نہ ہے۔ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائینز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا ہے اس کی lining نہیں بلکہ rehabilitation ہو رہی تھی۔

(ب) اس منصوبے کے تحت جھنگ برانچ کی برجی نمبر 000+61 سے 300+189 تک rehabilitation ہو رہی تھی اس کام کی لاگت 687.721 ملین ہے جس کی فنڈنگ پنجاب اریگیشن سسٹم امپرومنٹ پراجیکٹ (PISIP) کے ذریعے ہو رہی تھی۔

(ج) جھنگ برانچ کی rehabilitation کا منصوبہ 31.12.2015 تک مکمل ہو چکا ہے اور نہروں کی سالانہ بندی کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اُس کے حصے کا منظور شُدہ پانی ملے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال تھا کہ مذکورہ بالا نہر کی لائننگ کا منصوبہ کب تک مکمل ہو گا، کیا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟ اس میں محکمے نے commitment دی ہے کہ سالانہ بندی کے بعد یہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے اور 30۔ جون 2015 تک کتنے کیوسک پانی ملتا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! لوئر جھنگ برانچ کا 1517 design discharge کیوسک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے منظور شدہ پانی کتنا ہے اور 30۔ جون 2015 تک کتنا ملتا رہا ہے؟

جناب سپیکر: .please no cross talk آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! rehabilitation سے پہلے اس برانچ کے اندر 1300 کیوسک پانی چلتا رہا ہے لیکن اس کا design discharge 1517 کیوسک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ rehabilitation کے بعد 1517 کیوسک پانی دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ order in the House. جی، 1517 کیوسک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!اس سے پہلے اس نہر میں 1300 کیوسک پانی چل رہا تھا یعنی اس سے زیادہ پانی intake نہیں کر رہی تھی۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہ جو 70 سال تک 225 کیوسک کم پانی ملتا رہا ہے اور ایک ایک بوند پر لوگ قتل کر دیتے ہیں۔ان کے مطابق 225 کیوسک پانی کم ملا ہے جس پر میں بعد میں آتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ جو 225 کیوسک پانی 70 سال سے نہیں ملتا رہا اس کا ذمہ دار کون ہے اور جن کا نقصان ہوا ہے محکمہ ان کا کیا ازالہ کرے گا؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آپ سے یہ مائیک چلتا کیوں نہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!پتا نہیں پیچھے سے کچھ بند ہے۔آپ کے علم میں ہے کہ پنجاب کا اریگیشن سسٹم ایک صدی سے پرانا ہے یہ اربن سسٹم ہے اور with the passage of time یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ہے اور گزشتہ کچھ سالوں سے یہ design discharge capacity کے اندر پانی نہیں لے رہا تھا جس کی وجہ سے محکمہ آبپاشی نے اس کی rehabilitation کا ایک منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کے تحت اس کو اس کے design discharge پر لے آئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے انہیں appreciate کرنا چاہئے نہ کہ تنقید۔

جناب سپیکر:ان کو کچھ ملے گا تو appreciate کریں گے۔وہ ایسے کیسے کریں گے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!میں نے کہا ہے کہ انشاء اللہ انہیں اس سال سے 1517 کیوسک پانی design discharge کے مطابق ملے گا۔

جناب سپیکر:اس سال سے مراد کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جی۔

جناب سپیکر:اس سال سے مراد کب تک ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!date دی ہوئی ہے اب انشاء اللہ بندی کے بعد پورا پانی چلے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے منظور شدہ پانی کتنا ہے اب یہ بات on the floor of the House note کر لی جائے کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ 1517 کیوسک پانی ہے جبکہ میری انفارمیشن اس سے مختلف ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے نہر کا ذکر کیا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے سوال سے متعلقہ لوئر جھنگ کینال کا تذکرہ کیا ہے، میں نے پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سوال کرنا چاہتے ہیں تو یہ نیا سوال لے آئیں اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے تو کہیں اس حصے کی بات نہیں کی بلکہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے جو منظور شدہ پانی ہے میں نے تو وہ پوچھا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سوال جھنگ برانچ سے متعلق کیا گیا ہے جو کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گزرتی ہے اور اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question کر دیں ہم جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ کیا اس منصوبے کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے سوال میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گزرنے والی نہر جھنگ برانچ سے متعلق سوال کیا تھا اور ہم نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر fresh question دے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرا دی ہے۔ نہر میں پانی دوبارہ آنے والا ہے تو جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو جتنا پانی ملے گا میں اگلے اجلاس میں اس بارے میں یہاں ضرور گوش گزار کروں گا۔ میں منسٹر صاحب کی یقین دہانی پر اعتبار کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ نے میرے سوال کے مطابق جواب نہیں دیا لیکن میں اس کو مان لیتا ہوں اور میں اپنی انفارمیشن کو دوبارہ clarify کر لیتا ہوں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائینرز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا

ہے اس کی لائننگ کی جارہی ہے؟ ہم نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اس کی lining نہیں کی جارہی بلکہ rehabilitation کی جارہی ہے۔ انہوں نے اپنے سوال کے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ کی کل لاگت کتنی ہے؟ اس کے جواب میں ہم نے اس منصوبہ کی لاگت دے دی ہے۔ اس کے بعد جز(ج) میں انہوں نے پوچھا ہے کہ مذکورہ بالا نہر کی lining کا منصوبہ کب تک مکمل ہوگا، کیا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟ تو میں نے انہیں گزارش کی ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو جھنگ برانچ ہے، جس کا انہوں نے تذکرہ کیا تھا اس کا انہیں پورا پانی مل جائے گا۔ اگر معزز ممبر پورے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بابت پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ fresh question بنے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ پر ہی specific ہو رہا ہوں اور باقی چھوڑ دیتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا منظور شدہ پانی ہمیں مکمل مل جائے گا؟ بس اسی بات کو clear کر دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں on the floor of the House معزز ممبر کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس سال جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو 1517 کیوسک design discharge کے مطابق پانی مہیا ہوگا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا جتنا منظور شدہ پانی ہے کیا وہ ہمیں ملے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جی، بالکل design discharge کے مطابق یعنی منظورہ شدہ پانی ملے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 5470 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں ہائی ایس ویگن سے متعلقہ تفصیلات

*5470: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹیوٹا ہائی ایس ویگن میں سواریوں کے لئے منظور شدہ سیٹیں کتنی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا دیتے ہیں جہاں مردوں، عورتوں کو بلا تمیز ٹانگیں پھنسا کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ہائی ایس ٹیوٹا میں ناجائز سیٹیں اور پھٹے نکلوانے اور گیس سلنڈر ہٹوانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ٹیوٹا ہائی ایس ویگن میں سواریوں کے لئے منظور شدہ سیٹوں کی تعداد ڈرائیور سمیت پندرہ ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا لیتے ہیں جو نہ صرف مسافر حضرات کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں بلکہ بعض اوقات حادثات کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز کے تحت خلاف قانون ہے اور اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کاروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اوسطاً ہر ضلع میں 3 سے 4 تک کا سٹاف ہوتا ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹرز اس قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تاہم جہاں کہیں چیکنگ کے دوران violation پائی جاتی

ہے اُس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اضافی سیٹیں / پھٹے کے خلاف ٹریفک پولیس اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی بھی قانونی کارروائی کرنے کی مجاز ہیں۔

(ج) جہاں تک گیس سلنڈر کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے رولز ڈرافٹ کر لئے ہیں اور ایک steering کمیٹی قائم کی گئی ہے یہ رولز steering کمیٹی کو پیش کئے جائیں گے اور کمیٹی سے منظوری کے بعد مجاز اتھارٹی کو برائے منظوری بھجوائے جائیں گے ان رولز کے تحت سی این جی کے تحت چلنے والی گاڑیوں کو regulate کیا جا سکے گا اور خلاف ورزی پر سخت سزا دی جا سکے گی جس سے مسافروں کے جان و مال کی حفاظت میں مدد ملے گی۔

ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے ان تمام بے قاعدگیوں کو روکنے کے لئے خصوصی سکواڈ بھی بنا دیئے ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر defaulters کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں مزید یہ کہ اوور لوڈنگ اور زائد سیٹیں / پھٹے لگانے والی گاڑیوں اور OGRA سے غیر منظور شدہ گیس سلنڈروں والی وہیکلز کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے sub-standard سلنڈروں کو ضبط کر کے گاڑیوں کے مالکان کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات بھی درج کروائے جاتے ہیں۔اس مد میں اب تک کی گئی کارروائی درج ذیل ہے۔

چالان کی گئی گاڑیوں کی تعداد	----	308,622
غیر معیاری اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر ضبط کئے گئے	-----	23,665
فٹنس suspend کی گئی	-----	8,014
روٹ پرمٹس suspend کئے گئے	-----	2,961
قوانین کی خلاف ورزی پر گاڑیاں بند کی گئیں	-----	87,581
گاڑی مالکان کو کیا گیا جرمانہ	-----	152,190,770/روپے

محکمہ ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب اسی طرز پر آئندہ کے لئے بھی کارروائی جاری رکھنے کا پورا ارادہ رکھتی ہے اور عوام الناس کی بھلائی کے لئے ہر ممکن کوششیں جاری رکھی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا دیتے ہیں جہاں

مردوں اور عورتوں کو بلا تمیز ٹانگیں پھنسا کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے ؟اس کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے اور یہاں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا لیتے ہیں جو نہ صرف مسافر حضرات کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں بلکہ بعض اوقات حادثات کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اوسطاً ہر ضلع میں تین سے چار تک کا سٹاف ہوتا ہے"۔

جناب سپیکر! محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگائے جاتے اور مسافر بھی تنگ ہوتے ہیں تو پھر محکمہ نے اب تک اس پر کیا کارروائی کی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جو violation کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میں اس کی تفصیل عرض کر دیتا ہوں کہ 26۔ مئی 2013 سے لے کر 25۔اگست 2015 تک -/152,190,770 روپے جرمانہ کیا گیا اور اس کی تفصیل بھی موجود ہے کہ کس کس مد میں یہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ جو گاڑی violation کرتی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، پھٹے لگانے یا سواریاں زیادہ بٹھانے کی چیکنگ کے لئے سکواڈ بنے ہوئے ہیں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر چیک کرتے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر محکمہ ٹرانسپورٹ کو اس بابت مطلع بھی کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ violation ہوتی ہے لیکن اس پر کارروائی کرتے ہوئے ان کو جرمانہ کیا جاتا ہے۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے پھٹے لگاتے ہیں اور اوورلوڈنگ بھی کرتے ہیں لیکن ان کے خلاف موٹر وہیکلز رولز کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ میرے معزز ممبر نے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اور اوسطاً ہر ضلع میں تین سے چار افراد کا سٹاف ہوتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ان کے ساتھ دوسرے محکمہ جات بھی کارروائی کرتے ہیں جن میں ٹریفک پولیس بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے جرمانے کی جو رقم بتائی ہے کیا اس میں ٹریفک پولیس کی طرف سے کئے گئے جرمانے بھی شامل ہیں اور کیا ٹریفک پولیس بھی آپ کے محکمہ کے under آتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ٹریفک پولیس ہمارے محکمہ کے ماتحت نہیں ہے لیکن ہمارے سٹاف کے ساتھ مل کر وہ بھی ایسی violation کے خلاف کارروائی کرتے رہے ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس تو صرف چار لوگ ہیں اور پورے ضلع کو چار لوگوں نے handle کرنا ہوتا ہے۔ میں پوری تفصیل ملک محمد ارشد صاحب کو دے دیتا ہوں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ violation کی وجہ سے مختلف مدوں میں چالان اور جرمانے کئے گئے ہیں۔ اس تفصیل میں جرمانے کی کل رقم بھی لکھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں۔ آپ کے دو سوالات مکمل ہو گئے ہیں تو اب آپ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔ جنہوں نے سوال کیا ہے ان کو ضمنی سوال پوچھنے دیں۔ جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ آپ کا تعلق rural area سے ہے اور میرا بھی rural area سے تعلق ہے۔ میں نے جرمانے کی رقم کی بابت نہیں پوچھا۔ اس سوال کے جواب میں محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے پھٹے لگا لیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تین سال میں ہونے والے جرمانے کی رقم بتائی ہے جس کے مطابق 152,190,770/- روپے گاڑی مالکان کو جرمانے کئے گئے ہیں۔ یہ جرمانے کی رقم چالان کی گئی گاڑیوں کی ہے جو کہ ٹریفک پولیس کرتی ہے اور یہ اسے اپنے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ پورے پنجاب میں 23655 غیر معیاری اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر ضبط کئے گئے ہیں۔ ایک ضلع میں 23 ہزار سے زیادہ گاڑیاں چلتی ہیں۔ اسی طرح پورے تین سالوں میں 8014 گاڑیوں کی فٹنس suspend کی گئی ہے، 2961 روٹ پرمٹس suspend کئے گئے ہیں اور پورے پنجاب میں قوانین کی خلاف ورزی پر 87581 گاڑیاں بند کی گئی ہیں۔ یہ گاڑیاں ٹریفک پولیس نے بند کی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے اضافی پھٹے لگاتے ہیں اور محکمہ نے اس کو تسلیم کیا ہے تو اس پر محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ محکمہ کے پاس صرف تین یا چار ملازم ہیں اور وہ چیکنگ نہیں کرتے بلکہ صرف دفتروں میں بیٹھتے ہیں۔ لوگ آ کر ان سے مہریں لگواتے ہیں اور انہیں فیس pay کرتے ہیں۔ انہیں تو علم ہی نہیں ہوتا کہ باہر عوام کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت ہائی ایس ٹیوٹا میں ناجائز سیٹیں اور پھٹے نکلوانے اور گیس سلنڈر ہٹوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ آپ اس کا پورا جواب پڑھ لیں۔ اس میں سوال کا جواب تو نہیں دیا گیا۔ دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے خواتین اور مرد اس عمل سے تنگ ہو رہے ہیں۔ دن بدن یہ ناجائز منافع خوری بڑھ رہی ہے۔ مسافر تنگ ہو رہے ہیں تو اس کے بارے میں بتائیں کہ یہ کب تک اس پر عمل کر لیں گے؟ انہوں نے چھ مہینے پہلے بھی on the floor of the House کہا تھا کہ ہم اس پر عملدرآمد کر دیں گے تو یہ کوئی specific time دے دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ squad بنائے جا رہے ہیں تو یہ تعداد ہی بتا دیں کہ پورے پنجاب میں کتنے squad بنائے ہیں اور اُن کی efficiency کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس کا سوال دیں گے تو پھر میں ان سے جواب لوں گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وضاحت کر دوں کہ یہ جو جرمانہ ہوا ہے یہ صرف ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے اس میں ٹریفک پولیس شامل نہیں ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر checking ہوتی ہے جہاں violation ہوتی ہے وہاں پر گاڑیوں کو بند بھی کیا جاتا ہے، چالان بھی کئے جاتے ہیں اور میرے معزز ممبر نے اس جواب میں جو جرمانہ پڑھا ہے وہ تمام ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا جرمانہ ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں نے تو پیسوں والی بات ہی نہیں کی تھی۔ انہوں نے اپنے جواب میں خود National Highway Authority اور OGRA کا ذکر کیا ہے تو یہ دیکھ لیں کہ OGRA ان کے ماتحت ہے؟ انہوں نے لکھا ہے کہ OGRA کارروائی کرے گا وہ وفاق کا محکمہ ہے اُس کے پاس تو پہلے ہی ٹائم نہیں ہے کیونکہ اُس محکمہ نے تو پورے پاکستان کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے تو محترم پارلیمانی سیکرٹری بتا دیں کہ یہ کب تک اس پر عملدرآمد کریں گے؟

جناب سپیکر: وہ عملدرآمد کر رہے ہیں اور انہوں نے آپ کو fine کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! fine سے ہمارا مطلب ہی نہیں ہے۔ یہ گیس سلنڈر اور سیٹیں کب تک ہٹوا دیں گے؟ یہ ایک specific time دے دیں اور پورے پنجاب میں 37 اضلاع ہیں تو کسی ایک ضلع کو ماڈل بنا دیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ مہربانی کریں آپ کسی کا سوال لے کر بیٹھ گئے ہیں آپ ایک گھنٹہ اسی سوال پر ضائع کرنا چاہتے ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ملک صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں نے پیسے کی بات نہیں کی لیکن خود انہوں نے جو پڑھ کر سنایا ہے وہ fine کی بات کر رہے ہیں جبکہ یہ گاڑیوں کی تعداد ہے۔ جہاں سے وائرلیس ہوتی ہے وہاں روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہوتی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کب تک عملدرآمد کریں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، کب تک کا کیا مطلب ہے؟ یہ کام تو چلتا رہے گا اور وہ fine کرتے رہیں گے آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

(اذانِ عصر)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کے بارے میں جتنے بھی جوابات آئے ہیں اس میں state اپنے آپ کو بے بس سمجھتی ہے Motor Vehicle Act 1965 اور Rules 1965 میں جو ہے میں دونوں چیزیں پڑھ دیتا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ادارہ کیا کر رہا ہے اور اس ادارے کی ضرورت کیا ہے؟ ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں District Regional Transport Authority کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے۔ اوسطاً ضلع میں تین سے چار کا سٹاف ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹر اسی قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے سوال میں تھا کہ کرائے کے میٹر نصب ہونے کے حوالے سے Motor Vehicle Ordinance 1965 پر عملدرآمد نہیں ہو رہا یعنی قوانین کے ہوتے ہوئے سواری اور ٹیکسی والا آپس میں bargain کرتے ہیں۔ Enforcement Agencies قوانین پر عملدرآمد کراتی ہیں جس وقت state خود اپنے جوابات میں کہتی ہے کہ ہمارے پاس وہ capacity نہیں ہے کہ ہم قوانین پر عملدرآمد کرا سکیں تو پھر اس ادارے کا کیا مقصد ہوگا؟ 1965 کے ایکٹ میں آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کا تعلق enforcement سے ہے اور ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے تو its mean اپنے قوانین پر عملدرآمد کرانے میں یہ state نااہل ہے محترم پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر!OGRA کے حوالے سے بھی میرا یہ بہت اہم سوال ہے۔ OGRA نے اٹھارہویں ترمیم کے تحت اس صوبے میں کوئی law enforce نہیں کرنا ہے۔CRPC کے تحت یہ اس حکومت نے کرنا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ گاڑیوں میں نصب جو سلنڈر پھٹتے ہیں وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کی ذمہ داری ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ OGRA اپنے قوانین لاگو کر رہا ہے تو کون سی اتھارٹی، کون سا پولیس ڈیپارٹمنٹ یا کون سا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ OGRA کے ماتحت ہے کہ وہ اپنے laws enforce کر رہا ہے؟ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے laws enforce کریں۔اس میں state کہتی ہے کہ ہم بے بس ہیں ہم Motor Vehicle Act 1965 پر عملدرآمد نہیں کر سکتے۔Law enforcement کے حوالے سے OGRA کا concern سوال ہی نہیں بنتا تو محترم پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!OGRA نے سلنڈر کا معیار جانچنا ہوتا ہے جس میں اُس کی گیس ہوتی ہے۔ اس میں تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ squad بنائے ہوئے ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر violations کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ overloading، زائد سیٹیں، پھٹے لگانے والی گاڑیاں اور OGRA سے غیر منظور شدہ گیس سلنڈر اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جو بھی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے خلاف روزانہ کی بنیاد پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جز(ب) کو اگر یہ کہتے ہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملہ کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے، ہر ضلع میں اوسطاً تین سے چار تک کا سٹاف ہوتا ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹرز اس قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ enforcement کا issue ہے، ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے اور ہم اپنے قوانین کو پبلک تک enforce نہیں کر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ ٹیکسی میں میٹر نصب نہیں ہوتا۔اس Legislative Assembly میں یہ جواب آ رہا ہے کہ سواری اور ٹیکسی ڈرائیور آپس میں bargain کرتے ہیں۔1965 کا موٹر وہیکل ایکٹ ہوتے ہوئے وہ

آپس میں bargain کرتے ہیں۔ یہ کس طرح کا جواب ہے، قوانین کے ہوتے ہوئے لوگوں نے اگر آپس میں ہی bargain کرنا ہے پھر enforcement agencies کی کیا ضرورت ہے اور قوانین کی کیا ضرورت ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس سوال کو لمبا کریں تاکہ میٹرو کا سوال اسمبلی میں نہ آ جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ہمارا محکمہ ٹرانسپورٹ enforcement خود کرتا ہے اور کارروائی خود کرتا ہے۔ ہم نے کب کہا ہے کہ ہم بے بس ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہو رہی ہے۔ گاڑیاں بند بھی ہوتی ہیں، لائسنس اور پرمٹ cancel بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم بے بس ہیں۔ انشاء اللہ سٹاف کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! حکومت کہہ رہی ہے کہ سواری اور ٹیکسی ڈرائیور آپس میں bargaining کرتے ہیں تو پھر 1965 کا موٹر وہیکل ایکٹ کہاں گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ہم enforcement کرتے ہیں۔ ہم نے کب کہا ہے کہ نہیں کرتے۔ ہمارا محکمہ بے بس نہیں ہے، کارروائی ہو رہی ہے بلکہ آئندہ ہم مزید سختی کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں کہا ہے کہ ہم نے بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کو روکنے کے لئے سپیشل سکواڈ بنائے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ چنیوٹ میں جو سکواڈ انہوں نے بنایا ہے ان کے نام، پتاجات اور عہدہ جات بتا دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کیونکہ مجھے ایسا کوئی سکواڈ نظر نہیں آیا جو وہاں ان بے ضابطگیوں کو روک رہا ہے اور ناجائز پھٹوں کو ہٹوا رہا ہو۔ مجھے ایسا کوئی بندہ وہاں نظر نہیں آیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کارروائی کر رہے ہیں تو پھٹے اور ناجائز سلنڈر ہٹوانے کی کارروائی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نیا سوال ہے۔ آپ سوال کر دیں میں وہاں سے سب تفصیل لے دوں گا۔ ہر ضلع میں ہمارا سکواڈ موجود ہے وہ کارروائی کرتا ہے اس کی مکمل تفصیل انشاء اللہ میں ان کو پہنچا دوں گا۔ سیکرٹری RTA، موٹر وہیکل ایگزامینر اور TSI وہاں پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں ہمارے محکمہ کے لوگ موجود ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آگے میٹرو کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ سوال اپنے وقت پر آئے گا۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ کچھ وقت دے دیں کہ وہ چنیوٹ سے تازہ رپورٹ منگوا کر دے دیں کہ کتنا عملہ ہے، وہ کیا کیا کام کر رہا ہے، کتنی ویگنیں ہیں، ان ویگنوں کے نمبر بتا دیں، جن ویگنوں سے پھٹے اتروائے ہیں ان ویگنوں کے بھی نمبر بتا دیں جن سے انہوں نے سلنڈرز نکلوائے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر آپ تفصیل مانگتے تو وہ یقیناً دیتے۔ آپ ایسے نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس کے مطابق تفصیل منگوا کر ان کو مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر: صرف ان کو نہیں پہنچانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں وہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد میں دریائے راوی پر حفاظتی بند بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*4475: **جناب احسن ریاض فتیانہ**: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کتنی رقم ضلع فیصل آباد کی حدود میں دریائے راوی پر بند بنانے پر خرچ کی گئی، ان کی تفصیل تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع کی حدود میں دریائے راوی کے کناروں کی مضبوطی پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے؟

(ج) ان منصوبوں کی تعمیر کا کام کن کن افسران واہلکاران کی نگرانی میں زیر تکمیل ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران دریائے راوی پر بند بنانے کا کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہی کوئی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد کی حدود میں اس وقت دریائے راوی کے کناروں کی مضبوطی پر کوئی رقم خرچ نہ کی جا رہی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں دریائے راوی پر کوئی کام نہ ہو رہا ہے۔

ساہیوال میں قائم اڈا جات سے متعلقہ تفصیلات

*6464: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال و سٹی ساہیوال میں جن ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو اڈے فراہم کئے گئے ان کے نام، مکمل تفصیل کے ساتھ فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بغیر کسی criterion کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے دیئے ہوئے ہیں؟

(ج) محکمہ ان اڈوں سے ٹیکس کی وصولی کس حساب سے کرتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اڈا جات گنجان آباد علاقہ میں ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں کیا حکومت ان اڈوں کو اندرون شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری DRTA ساہیوال سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔
ضلع و سٹی ساہیوال میں جن ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو ڈی کلاس سٹینڈز فراہم کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سٹینڈ	مالک کا نام
1	ماڈرن فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	جاوید اقبال و حامد اقبال
2	چاند فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	رانا ذوالفقار علی
3	رانا فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	رانا عبدالستار
4	سپر پرنس فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	ممتاز حسین شیرازی
5	چوہان فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	رانا محمود الحسن
6	مدینہ فلائنگ کوچ سروس چیچہ وطنی	رانا نثار احمد
7	میاں فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	میاں نذیر احمد
8	اظہر فلائنگ کوچ سروس چیچہ وطنی	نعیم ارشد
9	عامر فلائنگ کوچ سروس 90 موڑ	عبدالغفار
10	کوڑے شاہ فلائنگ کوچ سروس اڈا نور شاہ	اورنگزیب، زاہد سلیم
11	اعجاز فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	ریحانہ کوثر، عبدالستار
12	لمبردار فلائنگ کوچ سروس L۔9/145	محمد آصف نعیم، محمد سرور
13	مسعود ٹریول سروس ساہیوال	محمد مسعود
14	آفتاب ٹریول سروس ساہیوال	محمود الحسن
15	سکائی وے ٹریول سروس چیچہ وطنی	رانا نثار احمد
16	لال شہباز ٹریول سروس اڈا نور شاہ	پیر اجمل شاہ کھگہ
17	اعوان فلائنگ کوچ سروس L۔9/150	لیاقت حیات اعوان
18	لودھی فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	ارشد خان لودھی
19	لنگڑیال فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	محمد شفیع

(ب) حکومت نے بغیر کسی criterion کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے فراہم نہیں کئے بلکہ تمام اڈا جات کو موٹر وہیکل رولز 1969 کی شق A۔253 میں دیئے گئے قوانین کے مطابق ڈی کلاس سٹینڈز بنانے کی اجازت دی گئی ہے اور انہی قوانین کے تحت تمام سٹینڈز کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔

(ج) تمام ڈی اور سی کلاس سٹینڈز سے ٹیکس / فیسوں و تجدید کی وصولی موٹر وہیکل رولز 1969 کی شق A-253(2) میں دیئے گئے قوانین کے مطابق کی جاتی ہے۔

(د) صرف تین ڈی کلاس ویگن سٹینڈز اور ایک سی کلاس جنرل بس سٹینڈ گنجان آباد علاقے میں قائم ہیں مگر ان کی شہر سے باہر منتقلی کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

لاہور: دریائے راوی کے کنارے تجاوزات کا مسئلہ

*6414: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی کے بند کے ساتھ محمود بوٹی سے لے کر شاہدرہ پھاٹک تک تجاوزات قائم ہیں اور لوگوں نے پختہ تجاوزات بھی قائم کر لی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال دریائے راوی کے بیڈ میں آبادیوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت راوی کے بیڈ میں قائم ان ناجائز اور پختہ بستیوں کو کب تک ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ انہار نے دریائے راوی کے بائیں کنارے کے ساتھ ریلوے برج سے محمود بوٹی بند کی تعمیر کی تھی۔ جو کہ اب رِنگ روڈ کی تعمیر کے بعد اپنی اصلی حالت میں نہ ہے اور رِنگ روڈ ہی بند کا کام کر رہی ہے۔ اب وہاں محکمہ انہار کی کوئی زمین خالی نہ ہے اور نہ ہی اس پر کوئی تجاوزات قائم ہیں۔ اس کے علاوہ محمود بوٹی بند کے پُشتوں (spurs) کے ساتھ تجاوزات کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی گئی ہے اور اس کی تفصیل ضلعی حکومت کو ارسال کر دی گئی ہے۔ اور یہ کہ جو آبادیاں دریا کے بند کے اندر کی طرف ہیں وہ محکمہ انہار کی زمین نہ ہے بلکہ پرائیویٹ ملکیت ہے۔

(ب) عرصہ دراز سے دریائے راوی میں سیلاب نہ آنے اور خشک سالی کی وجہ سے دریائے راوی کے بیڈ میں آبادیوں میں اضافہ ہوا ہے جبکہ موجودہ صورتحال بھی تقریباً 20 سال کے عرصہ میں وقوع پذیر ہوئی ہے اور متعلقہ محکموں نے ان آبادیوں میں سڑکیں، سوئی گیس اور بجلی وغیرہ مہیا کی ہیں۔ تاہم اب ضلعی حکومت ان آبادیوں میں مزید اضافے کو روک رہی ہے۔

(ج) محکمہ انہار کا کام ان ناجائز آبادیوں کی نشاندہی کرنا اور متعلقہ محکموں کو مطلع کرنا ہے جو کہ وہ ہمیشہ سے کرتا آیا ہے جبکہ محکمہ انہار ان آبادیوں کو ختم کرنے کا مجاز نہ ہے۔

میٹرو بس سروس راولپنڈی پر سبسڈی سے متعلقہ تفصیلات

*6725:جناب محمد عارف عباسی:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس سروس راولپنڈی پر سبسڈی کی مد میں سالانہ کتنا خرچ ہوا۔ تفصیل فراہم کریں؟

(ب) میٹرو بسیں کتنی تعداد میں کہاں کہاں سے خریدی گئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا میٹرو بس خریدنے کے لئے کوئی ٹینڈر جاری کیا گیا اور کتنی فرمز نے کوٹیشن دیں، تفصیل دیں؟

(د) میٹرو بس ٹریک اور میٹرو بس راولپنڈی کے لئے سرمایہ کہاں سے حاصل کیا گیا اگر قرض لیا گیا تو قرض کی تفصیل، مارک اپ اور واپسی کے طریق کار سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس سروس کا نیا نام پاکستان میٹرو بس سروس ہے۔اس سروس کا افتتاح 4۔جون 2015 کو کیا گیا اور اس سروس کا پہلا سال ابھی تک مکمل نہیں ہوا اس لئے سبسڈی کا سالانہ خرچ ایک سال مکمل ہونے کے بعد ہی فراہم کیا جا سکتا ہے۔

(ب) میٹرو بسیں جن کی تعداد 68 ہے جو ایک پرائیویٹ ترک کمپنی (پلیٹ فارم) کی ملکیت ہیں۔ جس کو پنجاب میٹرو بس اتھارٹی(PMA) کی جانب سے فی کلو میٹر سروسز کی بنیاد پر ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے۔یہ ادائیگی 325 روپے فی کلو میٹر سروسز کے حساب سے کی جاتی ہے۔ ان بسوں کو حکومت پنجاب نے نہیں خریدا بلکہ پلیٹ فارم کمپنی نے یہ کنٹریکٹ بذریعہ ٹینڈر حاصل کیا اور بسیں چائنا سے درآمد کیں۔

(ج) جواب(ب) کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) میٹرو بس سروس راولپنڈی کے لئے قرض نہیں لیا گیا بلکہ تمام اخراجات حکومت پنجاب نے خود برداشت کئے۔

ڈسکہ سٹی میں سائفن پل نہر سے متعلقہ تفصیلات

*7008:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی میں پل نہر چیمہ ہسپتال ڈسکہ کی جانب مشرق اریگیشن دفاتر کے ساتھ ایک سائفن نہر کے نیچے سے گزرتا ہے جو اوٹھیاں سیم نالہ کی طرف جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر سے ایک کلو میٹر آگے جا کر نالہ بند ہو جاتا ہے جس کے پانی سے زرعی زمینیں سیم زدہ ہو گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سائفن کے پانی کو وہاں سے رخ موڑ کر راجہ گھمان سیم نالی میں ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ممکن ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی پُل نہر چیمہ ہسپتال ڈسکہ کی جانب مشرق اریگیشن دفاتر کے ساتھ ایک سائفن نہر کے نیچے سے گزرتا ہے جو تقریباً ایک کلو میٹر آگے جا کر کھال کی شکل اختیار کر جاتا ہے اس میں ڈسکہ شہر کا سیوریج کا پانی جاتا ہے۔ یہ نالہ محکمہ اریگیشن کی ملکیت نہ ہے اور نہ ہی محکمہ اس کی صفائی وغیرہ کرتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نالہ نہر سے تقریباً ایک کلو میٹر آگے جا کر بند ہو جاتا ہے۔ زمیندار اس کے پانی سے اپنی فصلوں کو سیراب کرتے ہیں اور زرعی زمینیں سیم زدہ نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ زرعی زمینیں بڑی زرخیز ہیں۔

(ج) ایسی کوئی سکیم محکمہ اریگیشن کے نہ تو متعلقہ ہے اور نہ ہی زیر غور ہے۔

چنگ چی رکشا ڈرائیونگ لائسنس ہولڈر سے متعلقہ مسائل

*7060: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا ایک موٹر وہیکل ہے جس کو چلانے والے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس ہولڈر ہونا لازمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں چنگ چی رکشا چلانے والے 90 فیصد ڈرائیور under age ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کم عمر لڑکے چنگ چی رکشا چلانے میں بے احتیاطی اور غیر ذمہ دارانہ روّیہ اپناتے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن حادثات رونما ہوتے ہیں؟

(د) حکومت اس بابت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

یہ درست ہے لیکن اس بارے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لفظ "چنگ چی" موٹر وہیکلز آرڈیننس میں کسی کیٹیگری کی تعریف سے ماخوذ نہ ہے بلکہ یہ چین کے اشتراک سے موٹر سائیکل بنانے والی ایک کمپنی کا نام ہے اور موٹر وہیکلز رولز کے مطابق لفظ موٹر سائیکل رکشا ہے۔تاہم موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی دفعہ 3 کے تحت کسی بھی موٹر وہیکل کو چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس کا حامل ہونا لازمی ہے اور لائسنسنگ اتھارٹی نے لائسنس کی کیٹیگریز میں M/Rickshaw کی کیٹیگری کو بھی باقاعدہ طور پر شامل کیا ہوا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور دیہات میں بھی چل رہے ہیں اور زیادہ تر under age ڈرائیور ہی چلاتے نظر آتے ہیں لیکن ان کی شرح تناسب کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہ ہے مزید برآں یہ کہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کی روزانہ کی بنیاد پر کی جانے والی چیکنگ کے مطابق دسمبر 2015 میں کل 1460 چالان کئے گئے اور اس مد میں 521,207 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

(ج) اس بات سے انکار ممکن نہ ہے کہ کم عمر اور ناتجربہ کار ڈرائیوروں کی بے احتیاطی اور غفلت کی بناء پر عموماً حادثات رونما ہوتے ہیں۔اس سلسلے میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (LTC)، لاہور کی تمام بڑی سڑکوں پر موٹر سائیکل رکشوؤں کے چلنے پر مکمل پابندی لگانے کا لائحہ عمل تیار کر رہی ہے۔

(د) اس ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے سال 2005 میں صوبہ کے پانچ بڑے شہروں لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں موٹر سائیکل رکشاؤں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے جس پر محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے اہلکاران عملدرآمد کرواتے ہیں لیکن پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی کے پیش نظر اور متبادل روزگار کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکا۔البتہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے پہلے فیز میں اب تک 1460 سے زائد موٹر سائیکل رکشاؤں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کے

مالکان پر تقریباً پانچ لاکھ روپے سے زائد جرمانہ عائد کیا ہے جبکہ دوسرے فیز میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی(LTC)، لاہور کی تمام بڑی سڑکوں پر موٹر سائیکل رکشاؤں کے چلنے پر مکمل پابندی لگانے کا لائحہ عمل تیار کر رہی ہے۔

محکمہ نہر کے زیر انتظام ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*7135:ڈاکٹر مراد راس:کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نہر کے زیر انتظام /ملکیت میں کل کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں یہ کہاں کہاں کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) ہر ریسٹ ہاؤس پر سالانہ مینٹیننس کی مد میں 14-2013 میں علیٰحدہ علیٰحدہ کتنے اخراجات ہوئے، نیز ہر ریسٹ ہاؤسسز سے علیٰحدہ علیٰحدہ کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ نہر کے زیر انتظام /ملکیت میں کل 504 ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کی زون وار تفصیل درج ذیل ہے۔مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور ارریگیشن زون	73
سرگودھا ارریگیشن زون	105
فیصل آباد ارریگیشن زون	105
ملتان ارریگیشن زون	84
ڈی جی خان ارریگیشن زون	40
ڈویلپمنٹ زون	01
پراجیکٹ ڈائریکٹر ایل بی ڈی سی آئی پی	55
لاہور ارریگیشن زون	41
میزان:	504

(ب) مفصل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی کے پیدا کردہ مسائل

*7069:جناب امجد علی جاوید:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی رکشاؤں کی کل تعداد کتنی ہے اور ان کے لئے کتنے رکشا سٹینڈ بنائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنگ چی رکشاؤں چلانے والے اکثر انڈر ایج اور بغیر روٹ پرمٹ کے رکشا چلاتے پائے جاتے ہیں اور اکثر حادثات کا باعث بنتے ہیں؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو قانون کی اس خلاف ورزی پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے اور سال 15۔2014 کے دوران ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں اس جرم میں کتنے رکشا ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی رکشاؤں کی کل تعداد تقریباً 450 ہے اور ان کے لئے ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے 10 جگہوں پر پارکنگ سٹینڈ بنائے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ج) اگر کوئی انڈر ایج ڈرائیور چنگ چی رکشا چلاتے ہوئے یا کوئی ڈرائیور بغیر روٹ پرمٹ کے چنگ چی رکشا چلاتے ہوئے پکڑا جائے تو اس کے خلاف قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) اس مد میں سال 15-2014 کے دوران خلاف ورزی کرنے والے چنگ چی رکشاؤں کے خلاف ٹریفک پولیس ٹوبہ ٹیک سنگھ نے مجموعی طور پر 1754 چالان کئے جبکہ سیکرٹری DRTA ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے 346 رکشاؤں چالان و بند کئے گئے۔ مجموعی طور پر 2100 چنگ چی رکشے چالان و بند کئے گئے اور اس مد میں کل 9,08,000/- روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

سال 2013 سے تاحال سمال ڈیمز سے متعلقہ تفصیل

*7136: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں2013 سے تاحال کتنے چھوٹے ڈیمز کے منصوبے بنائے گئے، ان منصوبہ جات کے تخمینہ لاگت کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور وہ اب تکمیل کے کن مراحل میں ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پنجاب میں2013 سے تاحال12 چھوٹے ڈیمز کے منصوبے بنائے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ڈیمز	منصوبہ شروع ہونے کا سال	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	تکمیل کی موجودہ کیفیت
1	حاجی شاہ ڈیم	2013	358.24	100فیصد
2	چاہان ڈیم	2013	1567.43	64فیصد
3	سوڑا ڈیم	2013	915.08	64فیصد
4	آرڑ مغلاں ڈیم	2013	829.38	71فیصد
5	پنڈوری ڈیم	2013	655.02	42فیصد
6	مجاہد ڈیم	2014	685.654	28فیصد
7	موڑا شیرا ڈیم	2014	688.705	20فیصد
8	موٹا ڈیم	2015	1787.42	31فیصد
9	ٹمن ڈیم	2015	1542.01	33فیصد
10	کھبیر ڈیم	2015	5655.495	ٹینڈر نگ کے مراحل میں ہے
11	کھبیر ڈیم	2015	4694.737	ٹینڈر نگ کے مراحل میں ہے
12	پاچین ڈیم	2015	5457.499	ٹینڈر نگ کے مراحل میں ہے

(ب) مندرجہ بالا تمام منصوبہ جات پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی۔134 نارووال میں پشتوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7158: **جناب منان خان:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔134 نارووال میں سے دریائے راوی، نالہ اوج، نالہ بئیں اور نالہ بسنتر گزرتے ہیں اس دریا اور نالوں میں پانی انڈیا سے داخل ہوتا ہے ہنگامی حالات خاص طور پر موسم برسات میں ان میں طغیانی آ جاتی ہے اس دریا اور نالوں پر تعمیر شدہ پشتے کون سے محکمے کے زیر کنٹرول ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا محکمہ انہار نے گزشتہ سالوں میں پشتے تعمیر کروائے ہیں تو ان کی تفصیلات فراہم کریں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کے نالہ بئیں کے موضع پنڈی چکڑا کے مقام پر حفاظتی بند ٹوٹا ہوا ہے کیا حکومت اس بند کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔134 نارووال میں سے دریائے راوی، نالہ اوج، نالہ بئیں اور نالہ بسنتر گزرتے ہیں اس دریا اور نالوں میں پانی انڈیا سے داخل ہوتا ہے اور موسم برسات میں ان میں طغیانی آجاتی ہے۔ ان پر تعمیر شدہ پشتے محکمہ انہار فلڈ بند ڈویژن نارووال، لاہور زون کے کنٹرول میں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	جلالہ فلڈ بند	2۔	حاجی پور گجراں فلڈ بند
3۔	ٹائی فلڈ بند	4۔	بھیکو چک فلڈ بند
5۔	چکڑا فلڈ بند		

(ب) محکمہ انہار نے گزشتہ سالوں میں جو پشتے تعمیر کروائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	جلالہ فلڈ بند	2۔	حاجی پور گجراں فلڈ بند
3۔	ٹائی فلڈ بند	4۔	بھیکو چک فلڈ بند

(ج) یہ درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کے نالہ بئیں کے موضع پنڈی چکڑا کے مقام پر حفاظتی بند جو ٹوٹا ہوا تھا تعمیر کر دیا گیا ہے۔

اوکاڑہ: اکبر مائنر کو دوبارہ کھولنے سے متعلقہ تفصیلات

*7171: پیر خضر حیات شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکبر مائنر گوگیرہ نہر سے نکل کر حلقہ پی پی۔220 ساہیوال کے تقریباً 40 دیہاتوں کی زرعی زمین کو سیراب کرتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مائنر کا پانی بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مائنر بند ہونے کی وجہ سے کم از کم 40 دیہاتوں کی زمین بنجر ہو گئی ہے اور وہاں کے رہائشیوں نے ہجرت کرنا شروع کر دی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مائنر کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ اکبر مائنر گوگیرہ نہر کی بر جی 500+185 سے نکل کر حلقہ پی پی۔220 ساہیوال کے تقریباً 16 دیہاتوں کی زرعی زمین کو سیراب کرتا ہے۔اس نہر کی کل لمبائی تقریباً 6.40 میل ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس مائنر کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ البتہ اکبر مائنر کی لائننگ /پختہ کرنے کا کام جاری ہے جس کے تحت تقریباً 4.4 میل لمبائی کی کنکریٹ لائننگ مکمل ہو چکی ہے جبکہ بقایا 2.0 میل کی تعمیر جاری ہے۔ پانی کی سپلائی کو برقرار رکھنے کے لئے عارضی نہر (diversion) کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور سالانہ بندی 16۔2015 میں نہر کی تعمیر جاری ہے۔ سالانہ بندی فروری 2016 کے بعد سپلائی بحال کر دی جائے گی جس سے تمام رقبہ جات کو سیراب کیا جائے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ علاقہ ہذا کا زیر زمین پانی میٹھا ہونے کی وجہ سے کوئی زمین بنجر نہ ہوئی ہے اور نہ ہی یہاں کے لوگوں نے کسی طور ہجرت یا نقل مکانی کی ہے۔ نہر کی لائننگ کے مکمل ہوتے ہی ٹیل تک سپلائی بحال کر دی جائے گی جس سے یہاں کے 16 چکوک کو سیراب کیا جائے گا۔

(د) کنکریٹ لائننگ ورک Rehabilitation and upgradation of channels in Okara Division LBDCIP/NESPAK ICB-04 کے تحت اکبر مائنر کی لائننگ /پختہ ہونے کا کام فروری 2016 کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ تاہم اس دوران سالانہ بندی کے اختتام پر نہر ہذا میں پانی کی سپلائی بحال ہونے پر diversion channel کے ذریعے جاری کر دی جائے گی اور ٹیل تک پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو مبارک ہو۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں ان کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق قاضی احمد سعید کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہو گا تو سن لوں گا ورنہ نہیں۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ یقین کریں کہ پورے کشمیر میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔عمران خان صاحب کو یہ کس نے حق دیا تھا کہ اتنی غلط statement دیں کہ کشمیر کا حل ہے کہ اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔اس کے بعد آبپاشی پر بحث بھی ہو گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے دو تین روز سے اخبارات کے اندر مسلسل واویلہ ہو رہا ہے کہ multinational کمپنیوں نے اپنی ادویات کی قیمتیں بلا محابا بڑھا دی ہیں۔پہلے ہی اس ملک کے اندر جتنی بھی multinational کمپنیاں ہیں وہ جس قیمت پر ایران یا ہندوستان میں دوائی supply کرتی ہیں اس سے کوئی دس بارہ گنا زیادہ قیمت پر وہ ادویات پاکستان کو supply کرتی ہیں۔میں خود practicing ڈاکٹر ہوں اور میں آپ کی خدمت میں ان ادویات کے نام لے سکتا ہوں کہ جو پاکستان کے اندر تو ستر اسی روپے میں فی گولی ملتی ہے لیکن اگر وہ ایران سے سمگل ہوتی ہے یا انڈیا سے آتی ہے تو دو، تین، چار یا پانچ روپے کی ہوتی ہے۔عوام پہلے ہی مہنگائی کی چکی میں پس چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کچھ لکھ کر لائیں تو پھر اس پر بات ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ حکومت کو یہ direction دیں کہ خدا کے لئے وہ اس کا جائزہ لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ direction کے بغیر ہی اپنے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اس کو لکھ پڑھ کر لائیں گے تو ہم بھی ادھر دیکھ لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آج ایوان میں ٹرانسپورٹ کے محکمہ کے سوالات زیر بحث تھے تو ٹرانسپورٹ کا فی کلو میٹر جو کرایہ ہے وہ 82 پیسے فی کلو میٹر طے کیا گیا ہے لیکن بد قسمتی سے تین مرتبہ تیل کی قیمتیں مزید نیچے آ چکی ہیں تو اس کے مطابق کرایہ re-adjust ہونا چاہئے تھا۔ وہ re-adjust تو کجا جو گورنمنٹ کی طرف سے کرایہ مقرر کیا گیا ہے اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ٹرانسپورٹر ابھی تک اس سے بھی زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ ٹرانسپورٹ والے صاحب کدھر گئے ہیں وہ موجود نہیں ہیں، چلیں ان کو یہ پیغام پہنچا دیں۔ مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 958/15 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی عدم دلچسپی

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے علاج معالجہ اور اخراجات حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کے مطابق ریگولیٹ ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں شکایات کی صورت میں ہسپتال کی انتظامیہ محکمہ صحت قواعد کے مطابق مریض کی دادرسی کرنے کے

پابند ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں داخلہ کے خواہش مند مریض اپنی صوابدید پر ان ہسپتالوں میں علاج معالجہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ پرائیویٹ / سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجہ کے سلسلے میں مریضوں کی شکایات پر پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن قانون کے مطابق باقاعدہ انکوائری کرتا ہے۔ علاج معالجہ کی سہولیات کی بہتر فراہمی کے لئے کمیشن پرائیویٹ اور سرکاری ہسپتالوں کے لئے کم از کم کوالٹی کے معیارات مقرر کرتا ہے۔ معیارات کے مطابق تمام ہسپتالوں پر لازم ہے کہ وہ وہاں پر علاج کے لئے آنے والے مریضوں کو علاج کے متوقع اخراجات کے بارے میں پیشگی مطلع کریں اور اس کے مطابق ان سے اخراجات وصول کریں۔ PMDC کے ریگولیشن نمبر (6)17 مجریہ 2012 کے مطابق تمام ہسپتال جو کسی میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے 50 فیصد بستروں پر غریب مریضوں کا علاج کریں جہاں پر ان سے بستر اور ڈاکٹر کی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔ تاہم لیبارٹری چارجز، ادویات اور دوسری سروسز کی فراہمی کے اخراجات بغیر کسی منافع کے وصول کئے جا سکیں گے۔ جن کے نفاذ کے لئے PMDC کا اپنا انسپکشن کا سسٹم موجود ہے جس کے تحت وہ ان ضابطوں پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے پابند ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ آپ خود صرف اس جواب کو سن لیں اور یہ جو میری تحریک التوائے کار ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ کوئی نہ کوئی ایک تحریک التوائے کار چاہے وہ کسی بھی معزز ممبر کی ہو اس کو ایک اجلاس میں اجازت دے دیں کہ اس پر بحث ہو جائے۔ یہ پرائیویٹ ہسپتالوں کا جو مسئلہ ہے وہ آپ کے علم میں ہے کہ جو میں نے اس میں figures دیئے ہیں یہ صحیح ہیں۔ میرے معزز بھائی نے جو جواب دیا ہے وہ سرکاری ہسپتالوں کے بارے میں دے دیا ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور دودھ بھی برس رہا ہے۔ اس کو میں کچھ نہیں کہہ رہا کہ چلو وہ برس رہا ہو گا لیکن پرائیویٹ ہسپتالوں کا آپ خود پڑھ لیں اور اس پر آپ بحث کی اجازت دے دیں اور اس کو ایوان میں لے آئیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ اور بھی گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کے لئے پھر آپ کو مطلوبہ تعداد بھی دینی پڑے گی تو پھر آپ کیا کریں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ مطلوبہ تعداد تو۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں آپ نے اور ایوان نے یہ بات سن لی ہے نہ کہ آپ اکیلے نے سنی ہے۔ ہم سب نے سن لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ جب آپ بڑی محبت سے یہ کہتے ہیں کہ منسٹرز نے بات سن لی ہے۔ مجھے بالکل کوئی شک نہیں ہے کہ منسٹر بہرے نہیں ہیں مجھے پتا ہے کہ وہ ویسے بھی سنتے ہیں۔ آپ کا مجھے کہنا یا ان کو کہنا مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس کی صرف چار لائنیں پڑھ لیں اور اس پر بحث کی اجازت دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس جواب میں سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ ہسپتالوں کے متعلق بھی جواب دیا گیا ہے۔ شیخ صاحب نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے اس میں specific کسی ہسپتال یا مریض کا نام نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! specific تو یہ اُسی دن ہو سکتا ہے جب یہ خُود خدانہ کرے کہ مریض بن جائیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ خیر کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر specific کا کیا مطلب ہوا یا پھر میں مریض بن جاؤں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں، عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ آپ as a custodian of the House اس پر بحث کروالیں یا پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں اور جس دن آپ سمجھیں کہ آج معزز ممبران کی تعداد پوری ہے اس دن ایوان کی sense لے لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ تو پڑھی جا چکی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کو کچھ کیا جائے تو پھر دیکھ لیں اب آپ کے سامنے ساری بات ہے۔ مجھے نہ کہنا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تو آپ کی مہربانی چاہتا ہوں کہ بے شک آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔ اس ایوان کی sense لے لیں یہاں پر کوئی بھی معزز ممبر یہ نہیں چاہے گا کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کو discuss نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ایوان کی sense لینے کی ضرورت تو آپ کو پڑے گی ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس میں سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے بارے میں مکمل تفصیلی جواب دے دیا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث کی یا اس طور پر کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے،آپ کو بھی پتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے ؟آپ مجھے اس کو discuss تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اس پر نہ تو آپ بحث کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کی short statement ہو سکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ بجا کہہ رہے ہیں لیکن میں تو ایوان کی sense لینے کا کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!ایوان کی sense کیسے لے لیں،آپ کے پاس مطلوبہ نمبر نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پھر آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میں کس طرح اس تحریک التوائے کار کو pending کر دوں کیونکہ اب تو یہ ایوان میں مکمل پڑھی جا چکی ہے یا تو آپ پہلے کہہ دیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ آپ کا اختیار ہے اگر آپ اس کی gravity کو سمجھتے ہیں کہ واقعی پرائیویٹ ہسپتالوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!.Sorry sir, sorry sir. Thank you very much اس کو dispose of کر دیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:.No point of order ابھی تحریک التوائے کار ختم ہونے دیں اس کے بعد آبپاشی پر بحث بھی ہونی ہے جن صاحبان نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام لکھوا دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!منسٹر صاحب تو غائب ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اب منسٹر صاحب کو کیا کرنا ہے یہ تو تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔ تین منسٹر صاحبان تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اوزیرار یگیشن کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آ جائیں گے کیا آپ اپنا نام نہیں دینا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے نام دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/48 جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! نہیں ابھی انکوائری مکمل ہونی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب نہیں آیا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1036 میاں محمود الرشید کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب آج آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں اس تحریک التوائے کار کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں کیونکہ اس کا جواب تو ہے لیکن وہ تفصیل میں نہیں ہے لہٰذا میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کو کب تک pending کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1038 پڑھی جا چکی ہے اور یہ تحریک بھی pending ہوئی ہے۔ کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ کرنے کی وجہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ حکومت پنجاب چھوٹے سرکاری ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت کو نظر انداز کر کے صرف سرکاری افسران کے گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے فنڈ مختص نہیں کرتی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ چھوٹے سرکاری ملازمین کے گھروں پر مشتمل کالونیاں اور سرکاری افسران کی رہائش گاہوں پر مشتمل GOR's دونوں سرکاری اثاثے ہیں۔ حکومت ان کی مرمت اور دیکھ بھال کو برابر اہمیت دیتی ہے اور دونوں کے لئے الگ الگ بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔ اس بات کی تصدیق گزشتہ تین سالوں میں مختص کئے گئے فنڈز کی مقدار سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ مالی سال 14-2013 میں جی او آر کے لئے 24.618 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 30 ملین، 15-2014 میں جی او آر کے لئے 35.788 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 25 ملین اور اسی طرح 16-2015 میں جی او آر کے لئے 20 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 14.209 ملین رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کالونیز کے گھر جو کہ وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس کالونی، ہمایوں اقبال ٹاؤن اور پی اینڈ ڈی کالونی پر مشتمل ہیں۔ تقریباً 60-50 سال پرانے ہونے کی وجہ سے ان کی حالت کافی خستہ ہے۔ ان کی دیکھ بھال اور مرمت مسلسل کثیر اخراجات کی متقاضی ہے۔ تاہم سروسز اینڈ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ نے اسی مد میں مزید 100 ملین روپے فراہم کرنے کے لئے تحرک کر رکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی منظوری کے بعد یہ رقم بھی یہاں لگائی جائے گی۔ مزید برآں وحدت کالونی میں نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے 10.511 ملین روپے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ تمام کالونیز کے گھروں کی خستہ حال چھتوں کی تبدیلی کے لئے بھی 48 لاکھ روپے جاری کر دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دے دیں تو ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کے اور ایوان کے نوٹس میں مکمل طور پر آ گئی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1041/15 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ خود ذرا اس بات کو سوچ لیجئے گا ویسے تو آپ کا جو حکم ہے وہی ایوان میں چل رہا ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ خود سوچ لیجئے کہ کیا میرے بھائی گوندل صاحب اگر پچاس محکمہ جات حکومت پنجاب کے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا علاج کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ یہ نہ ہو کہ وقت ہی گزر جائے۔ آپ آج مقابلتاً اچھے mood میں ہیں، بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے کہ میں ہر وقت اچھے mood میں ہوتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے سے زیادہ کون جانتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پچاس محکمہ جات کا جواب کوئی جن بھی نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم یہ جو پارلیمانی سیکرٹری اتنے بیٹھے ہوئے ہیں ان پر قوم کے اربوں روپے بھی لگتے ہیں، منسٹر تو بہت مصروف ہیں لیکن concerned پارلیمانی سیکرٹری کے جو rules بھی کہتے ہیں حالانکہ اس کو over-rule کیا گیا تھا۔ میں اس کو بھی discuss نہیں کرتا لیکن concerned پارلیمانی سیکرٹری کو تو کم از کم جواب دینے دیں تاکہ پتا تو لگے کہ محکموں میں کیا ہو رہا ہے؟ گوندل صاحب بالکل خبروں کی طرح جواب پڑھ دیتے ہیں اور اس کے بعد آپ اور میں مطمئن ہو جاتے ہیں۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ وقت گزر رہا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب پڑھ کر آپ کو سنانا ہے۔ انہوں نے ایوان کو سنانا ہے اور وہ سناتے ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ نوٹس لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایوان کو نہیں سنانا بلکہ بہتری لانی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جو بھی محکمہ سے جواب آتا ہے حسب ضابطہ جو معروضات اور واقعات ہوتے ہیں اس کے مطابق جواب دیا جاتا ہے۔ اگر شیخ صاحب چاہتے ہیں کہ زبانی یاد کر کے کوئی بندہ کھڑا کر دیں جو ان کی تسلی کے لئے جواب پڑھ دے۔ اگر کوئی پڑھنے کا الگ طریقہ ہے تو بتا دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا گوندل صاحب سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو محکمہ جات کے concerned پارلیمانی سیکرٹریز ہیں وہ بھی قابل لوگ ہیں۔ وہ بھی کم از کم جواب دیں اور محکمہ سے کام بھی کروا سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! Rules of business میں یہ بھی چیز شامل ہے۔

جناب سپیکر: سارے پارلیمانی سیکرٹریز اپنے اپنے محکمے کا جواب دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 101 ملک احمد سعید، ملک احمد خان اور شیخ علاؤالدین کی ہے۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔ میرے خیال میں اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1050 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ یہ ابھی پڑھنی ہے۔ کوئی پڑھنے والا ہے تو پڑھ دیں ورنہ اس تحریک التوائے کار of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1052 میاں محمود الرشید، محترمہ ناہید نعیم اور محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ میاں صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

حفاظتی ٹیکوں کے مراکز میں سرنجیں نہ ہونے کی وجہ سے بچے حفاظتی ٹیکوں سے محروم

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 24۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ صحت پنجاب کی غفلت نے لاکھوں بچوں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال دیا۔ صوبہ بھر کے حفاظتی ٹیکوں کے مراکز میں سرنجوں کا سٹاک ختم ہونے کے باعث گزشتہ آٹھ ماہ سے نومولود بچے ٹی بی کے حفاظتی ٹیکوں

سے محروم ہیں۔ ٹیکے نہ لگنے کی وجہ سے بچوں میں ٹی بی پھیلنے کا خدشہ پیدا ہو چکا ہے۔ ذرائع کے مطابق بچوں کو ٹیکے نہ لگنے سے ملازمین اور بچوں کے والدین میں لڑائی جھگڑوں کی نوبت آ چکی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ پرچیز سنٹر کے انتظام کے تحت بی سی جی سرنجیں تمام صوبوں کو مہیا کی جاتی ہیں جو کہ اس وقت توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات کے تمام سنٹرز میں موجود ہیں۔ سال 2015 میں کچھ عرصہ کے لئے تمام صوبوں کو سپلائی تعطل کا شکار ہوئی۔ اس وقت ڈائریکٹر توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات نے محکمہ صحت کے ضلعی افسران کو ہدایات جاری کیں کہ چونکہ بی سی جی سرنجیں مقامی مارکیٹ میں تیار نہیں ہوتیں اس کے متبادل کے طور پر انسولین سرنج کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے خط لکھنے کے علاوہ سیکرٹری صحت اور وزیر اعلیٰ کے مشیر برائے صحت کی موجودگی میں زبانی ہدایات بھی جاری کی گئیں کہ تمام اضلاع فوری طور پر انسولین سرنجیں مقامی طور پر خرید کر تقسیم کریں تاکہ پروگرام کا کام تعطل کا شکار نہ ہو۔ ای پی آئی کی جاری کردہ رپورٹ مصدقہ ہوتی ہے اور اعداد و شمار کو third party monitoring کے ذریعے چیک بھی کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھا جا چکا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1053 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔

گوجرانوالہ کے اکثر سرکاری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس نہ ہونے کی وجہ سے انتظامی امور متاثر

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر غور لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 7۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کے 65 سرکاری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر نہ ہونے سے انتظامی امور متاثر۔ 47 بوائز، 19 گرلز سکولوں میں سربراہ نہیں، کئی اداروں میں گروپ بندیاں۔ تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ کے 65 ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں سکیل 17 سے 20 کے سربراہان کی سیٹیں عرصہ دراز سے خالی، تعیناتی نہ ہونے

سے انتظامی امور متاثر ہونے لگے۔ تعلیمی ذرائع سے ملنے والی معلومات کے مطابق گوجرانوالہ کی چاروں تحصیلوں میں عرصہ دراز سے 65 ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی پوسٹیں خالی ہیں۔ ان میں لڑکیوں کے 47 اور لڑکوں کے 19 سکول شامل ہیں جن کے مطابق سکیل 20 میں گوجرانوالہ، گکھڑ، نوشہرہ ورکاں، لدھیوالہ، جنڈیالہ باغوالہ، منڈیالہ تیگہ، سکیل 19 میں گرلز ہائی سکول لدھیوالہ، جنڈیالہ باغوالہ، منڈیالہ تیگہ وغیرہ، سکیل 18 کے گرلز ہائی سکول فیروز والہ، کوہلو والہ، قلعہ میاں سنگھ، جاجو کے، منگوکی وغیرہ اور سکیل 17 میں عابد آباد، ماڑی ٹھکراں، ڈوگرانوالہ اور چک جگنہ کے علاوہ دیگر بھی شامل ہیں۔ ان سکولوں میں عرصہ دراز سے سکول سربراہان کی سیٹ خالی ہونے سے سکول کے انتظامی امور و نتائج شدید متاثر ہو رہے ہیں اور کئی سکولوں میں heads کی عدم دستیابی پر عارضی head کی تعیناتی سے اساتذہ کے درمیان گروپ بندیاں بھی ہو رہی ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کی بناء پر طالب علموں کی پڑھائی کے نقصان کے ساتھ ساتھ تعلیم کا معیار گر رہا ہے جس کی وجہ سے طالبعلموں اور ان کے والدین میں اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ضلع گوجرانوالہ میں اس وقت 69 پرنسپل، ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں لہٰذا ان سکولوں میں تدریس اور انتظامی معاملات کو جاری رکھنے کے لئے عارضی طور پر ہیڈز تعینات کئے گئے ہیں۔ تاہم محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے گریڈ 19، 18، 17 اور 20 کی پروموشن کا process جاری ہے اور ترقی پانے والے اساتذہ کرام کو ان خالی پوسٹوں پر بطور ہیڈ تعینات کر دیا جائے گا جس سے ضلع گوجرانوالہ کے سرکاری سکولوں میں ہیڈز کی کمی بڑی حد تک پوری ہو جائے گی۔ ضلع گوجرانوالہ میں اساتذہ کے درمیان کوئی بھی گروپ بندی نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی واضح ہدایت کے مطابق سکولوں میں سخت چیکنگ کا سسٹم موجود ہے۔ اساتذہ اور طالبعلموں کی سکولوں میں حاضری ڈسپلن اور جملہ سہولتوں کی فراہمی کو باقاعدہ روزانہ کی بنیاد پر مانیٹر کیا جاتا ہے اور جن اساتذہ کے رزلٹ کم ہیں ان کو قانون کے مطابق سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب ایجوکیشن کمیشن کے تحت منعقدہ امتحانات میں جن اساتذہ کا رزلٹ کم تھا ان کو سزائیں دی گئی ہیں اور اسی طرح میٹرک کے خراب رزلٹ پر بھی سزائیں دی جا چکی ہیں۔

جناب سپیکر!مزید برآں جماعت نہم کے بورڈ کے رزلٹ کی شرح کے مطابق کم نتائج دینے والے اساتذہ اور ہیڈز کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت کارروائی جاری ہے۔معیار تعلیم پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جاتا۔پنجاب بھر میں میٹرک کے امتحان 2015 کے نتائج اس بات کا عملی ثبوت ہیں جو کہ پچھلے سالوں سے بہت بہتر ہیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کا ر نمبر 1057/15 ڈاکٹر محمد افضل،جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1058/15 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور جناب احمد شاہ کھگہ ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1059/15 میاں محمود الرشید کی ہے۔

ضلع فیصل آباد کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی، ڈاکٹرز کی حاضری اور صفائی کا مناسب بندوبست نہ ہونا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 13۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "محکمہ صحت کی جانب سے ہر ماہ صوبہ بھر کے اضلاع میں صحت کی سہولیات کا جائزہ لینے کے لئے منعقدہ اجلاس میں مختلف کیٹیگری کے تحت پوائنٹس دیئے جاتے ہیں جس میں تحصیل ہیڈ کوارٹرز،رورل ہیلتھ سنٹر،پبلک ہیلتھ یونٹس سمیت ڈسپنسریوں میں علاج معالجہ کی سہولیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔اس دوران ٹی ایچ کیو،آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں ادویات کی عدم فراہمی،ڈلیوری کی تعداد صفائی اور حاضری سمیت دیگر امور کو دیکھ کر اس کے نمبر دیئے جاتے رہیں۔گزشتہ دنوں لاہور میں سیکرٹری ہیلتھ اور ڈی جی ہیلتھ کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں فیصل آباد صوبے بھر کے دیگر اضلاع میں علاج معالجہ کی عدم سہولیات کے باعث انتہائی کم درجے پر پہنچ گیا اور صوبہ کا دوسرا بڑا ضلع فیصل آباد 36 اضلاع میں سے 35 واں نمبر حاصل کر سکا۔ فیصل آباد ٹی ایچ کیو،آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں ادویات کی عدم فراہمی،ڈلیوری کی تعداد، صفائی اور حاضری کی بناء پر صحت کے حوالے سے اپنا مقام کھو بیٹھا ہے"۔اس خبر سے فیصل آباد کی عوام

میں سخت تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اور اس ضمن میں عرض ہے کہ اضلاع کی درجہ بندی، ادویات کی فراہمی، ڈلیوری کی تعداد، صفائی ویکسی نیٹر کی E-Vaccs کے ذریعے حاضری citizen feedback monitoring programme اور عملہ کی بائیو میٹرک attendance کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں ان تینوں indicators میں انٹرنیٹ کا problem پیش آیا جس کی وجہ سے indicators بہت نیچے چلے گئے۔ یہ درست نہ ہے کہ ضلع فیصل آباد کی درجہ بندی میں 35ویں پوزیشن ادویات کی فراہمی، ڈلیوری کی تعداد، صفائی اور حاضری کی وجہ سے آئی ہے۔ نومبر کے مہینے میں آر ایچ سی میں ایس ایم او کی پوسٹنگ 100 فیصد، ایس ایم او کی حاضری 89 فیصد، ایم او کی حاضری 75 فیصد ادویات کی فراہمی 95 فیصد رہی جبکہ بنیادی مراکز صحت میں ایم او کی حاضری 90 فیصد اور دوسرے سٹاف کی حاضری 89 فیصد، ایم او کی پوسٹنگ 89 فیصد ویکسی نیٹر کی E-Vaccs کے ذریعے حاضری 81 فیصد، بی ایچ یو 24/7 پر ڈلیوری 100 فیصد اور آر ایچ سی پر ڈلیوری کا ٹارگٹ 100 فیصد حاصل کیا گیا اور مجموعی طور پر ضلع کی کارکردگی 75 فیصد رہی۔

جناب سپیکر: اب خرابی دور ہو گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انٹرنیٹ ٹھیک ہو گیا ہے اور وہ خرابی دور ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1063 بھی میاں محمود الرشید کی ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی انتظامیہ اور پبلشرز کی ملی بھگت سے کتابوں کی غیر معیاری چھپائی کا انکشاف

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی

جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 26۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق لاہور درسی کتب کی چھپائی میں غیر معیاری اور ری سائیکل کیا ہوا کاغذ استعمال کر کے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ اور پبلشرز کی ملی بھگت سے چار کروڑ 30 لاکھ درسی کتب ناقص کاغذ پر چھاپ دی گئیں۔ ذرائع کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 68 گرام کے نئے کاغذ پر درسی کتب کی اشاعت کا ٹینڈر منظور کیا جبکہ ٹینڈر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چھپائی 62 گرام کے ناقص کاغذ پر کی گئی۔ اس طرح ناقص کاغذ استعمال کر کے ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 60 کروڑ روپے کی کرپشن کی۔ ذرائع کے مطابق ناقص کاغذ کے استعمال سے بچوں میں ہیپاٹائٹس سمیت مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا خدشہ ہے۔

جناب سپیکر! دریں اثنا چیئرمین پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے معاملے کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری کے لئے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ چیئرمین پنجاب بک بورڈ نے کہا کہ جو پبلشرز ناقص پیپر کا استعمال کر رہے ہیں ان کو بھاری جرمانے کئے جائیں گے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی زیر نگرانی تعلیمی سال 17-2016 کے لئے نصابی کتب کی طباعت اور اشاعت کا کام ماہ نومبر 2015 سے جاری ہے۔ گورنمنٹ سکولوں کے طلباء و طالبات کے لئے فری کتب کی طباعت کا کام بذریعہ ٹینڈر کرایا جا رہا ہے۔ ان کتب کی تیاری میں استعمال ہونے والا کاغذ بڈرز نے خود خریدنا ہوتا ہے۔ مقررہ تصریحات کے مطابق کاغذ کی پڑتال کا کام ساتھ ساتھ جاری ہے۔ ان کتب کے لئے بڈرز نے منڈیالی پیپر ملز، فلائنگ پیپر ملز، ارسہ پیپر ملز، اے اے پیپر ملز اور پریمئیر پیپر ملز کے کاغذات کے نمونے پیش کئے جو لیبارٹری سے چیک کروائے گئے، منظور شدہ تصریحات کے مطابق کاغذ استعمال کرنا بڈرز کی قانونی ذمہ داری ہے۔ بورڈ وقتاً فوقتاً کاغذ کے نمونے حاصل کر کے اپنے وسائل کے مطابق اس کی گرامیج چیک کرتا ہے۔ اگر کسی کاغذ میں فرق نظر آئے تو اسے لیبارٹری سے چیک کروایا جاتا ہے اور فرق ہونے کی صورت میں بڈرز کو معاہدہ کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ سال رواں میں پریکٹیکل نوٹ بکس کی طباعت کے دوران کاغذ کے نمونوں کی پڑتال لیبارٹری سے کرائی گئی جن بڈرز کے کاغذ کم تر کوالٹی کے ساتھ پائے گئے ان پر تقریباً 25 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

جناب سپیکر! پریمئیر جیکٹس کی طباعت کے دوران ابتدائی چیکنگ پر چند کتب کے کاغذ کی گرامیج مطلوبہ گرامیج سے کم پائی گئی جن کے نمونہ جات لیبارٹری میں بھجوائے گئے جس پر رپورٹ آنے پر حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ کتب کی معیاری تیاری کی غرض سے بھی کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو کتابوں کی پرنٹنگ، بائنڈنگ اور کاغذ کی کوالٹی، گرامیج چیک کرتی ہیں اور خرابی کی صورت میں متعلقہ فرم کوagreementکے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ بورڈ اوپن مارکیٹ سے کتب کی تیاری کے لئے جو کاغذ خرید کر پرنٹرز کو مہیا کرتا ہے، کاغذ کے حوالے سے گزشتہ سال کاغذ کی کوالٹی کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔ جہاں تک آمدہ سال کا تعلق ہے تو بورڈ نے اس سال بھی اچھے برانڈ کا کاغذ خریدا ہے جو کہ اپنی کوالٹی اور shed کے لحاظ سے پہلے استعمال ہونے والے کاغذ سے بہتر ہے۔ ہر جیکٹ میں استعمال ہونے والا کاغذ مقررہ تصریحات کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب میں کن کا پوائنٹ آف آرڈر لوں؟ پہلے تو اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ظاہر ہے کہ پہلے ان کا لینا پڑے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں تین چار سوالات ہی take up ہوتے ہیں اور آج ایک انتہائی اہم مسئلہ میٹرو راولپنڈی کے متعلق عارف عباسی صاحب کا چوتھا یا پانچواں سوال تھا جو کہ take up نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! سوال تو اب گزر گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔ میں اس سے متعلقہ بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! عباسی صاحب نے وہاں جو بات پوچھی تھی کہ میٹرو بسوں کو کتنے میں خریدا ہے تو جواب میں ہے کہ پنجاب میٹرو بس اتھارٹی ہے (پی ایم اے) اس کی طرف سے یہ 68 بسیں ہیں اور فی کلو میٹر سروسز کی بنیاد پر ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے اور یہ ادائیگی -/325 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے کی جاتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ -/325 روپے فی کلو میٹر کی ایک بس کی ادائیگی ہم کرتے ہیں اور روزانہ 20/15 ہزار روپے ایک بس کا دیتے ہیں تو 68 بسوں کا اگر کروڑوں روپے ہر مہینے آپ ترک کمپنی کو کرائے اور سروس چارجز کی مد میں دیتے ہیں تو ہم یہ کیوں نہیں خرید لیتے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی طرف سے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب یہ سوال آئے گا تو میں دیکھوں گا۔ یہ بات مناسب نہیں ہے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میاں صاحب! ایجنڈے کی اگلی آئٹم محکمہ آبپاشی پر بحث ہے تو میں وزیر آبپاشی سے کہوں گا کہ وہ آغاز کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر 5 بج کر 27 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس کی کارروائی کل بروز منگل مورخہ 16۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،16۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،7۔ جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 13

1265

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 9۔فروری2016 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں مذبحہ خانوں کے باہر جانوروں کو ذبح کرنے کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔

2۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔

(موجودہ قرار دادیں)

1۔ جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے۔

2۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی پٹرول ایجنسیوں کو فوری بند کیا جائے اور ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔

3۔ محترمہ شُنیلا رُوت: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نادرا کی جانب سے جاری کردہ برتھ سرٹیفکیٹ، میرج سرٹیفکیٹ اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ پر عیسائی کی جگہ مسیح کا اندراج کیا جائے۔

4۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گورونانک دیو جی کے 547ویں یوم پیدائش کے موقع پر ڈاک ٹکٹ کا اجراء کیا جائے۔

1266

5۔ رانامنور حسین

المعروف رانامنور غوث خان:

اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے **انجکشن**/ادویات بلاقیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔

1267

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،16۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،7۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ۝١ ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ ۝٢
وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ
أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ ۝٤ لِيَوۡمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ
ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٦ كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلۡفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٖ ۝٧ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا سِجِّينٞ ۝٨ كِتَٰبٞ مَّرۡقُومٞ ۝٩ وَيۡلٞ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُكَذِّبِينَ ۝١٠

سُوْرَةُ المطفّفِين آیات1 تا10

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4)(یعنی)ایک بڑے (سخت)دن میں(5) جس دن (تمام)لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے(6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں(7) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے(8) ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جو گلے لگائے عدُو کو بھی وہ رسُول میرا رسُول ہے
کوئی خالی ہاتھ گیا نہیں یہ میرے نبی کا اصُول ہے
تو جو چاہے راضی ہو مصطفےٰ تو جو چاہے مجھ کو خدا ملے
کسی ٹوٹے ہوئے دل میں تلاش کر وہی دل انہی کو قبول ہے
وہ جہاں گئے وہ جہاں رُکے وہیں پھول مہکے بہار کے
وہ جہاں جہاں سے گزر گئے وہیں رحمتوں کا نزول ہے
وہ نبی جو میرا بھلا کرے میری بخششوں کی دعا کرے
مجھے بھول جائے وہ حشر میں میرے دشمنوں کی یہ بھول ہے

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات جیل خانہ جات اور سپیشل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1158 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس تعمیر کرنے کی تفصیلات

*1158: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت صوبہ کی جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

(ب) کیا سالانہ بجٹ 13-2012 میں عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی تھی؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) جی ہاں! حکومت صوبہ کی جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس وقت پنجاب کی درج ذیل جیلوں کے اندر عدالتی کورٹس موجود ہیں۔

1۔	سنٹرل جیل لاہور	5عدد
2۔	سنٹرل جیل راولپنڈی	3عدد
3۔	سنٹرل جیل ملتان	2عدد
4۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	2عدد
5۔	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	1عدد
6۔	ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال	1عدد

مزید برآں سالانہ ترقیاتی پروگرام14۔2013میں دس عدد جیلوں میں عدالتی کورٹس کی تعمیر کا منصوبہ شامل کیا گیا تھا مگر اس منصوبہ کو14-2013 ADP Book میں شامل نہ کیا گیا۔

(ب) سالانہ بجٹ13۔2012میں عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی تھی۔

(ج) مالی مشکلات کی وجہ سے عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے رقم مختص نہ ہو سکی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو جواب آیا ہے، یہ سوال 2013میں بھیجا گیا تھا اور آج 2 سال سات یا آٹھ ماہ کے بعد جب یہ دوبارہ آیا ہے تو یہ وہی جواب ہے جو کہ اڑھائی سال پہلے دیا گیا تھا۔یہاں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جب سوالات کے جوابات آئیں گے تو وہ latest position میں اس کا latest status بتائیں گے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یا منسٹر صاحب اس کا کیا جواب دینا چاہیں گے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو جواب پوچھا گیا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سوال 2013 میں اسمبلی floor میں جمع کروایا گیا تھا تو جب یہ جواب جمع کروایا گیا ہے اس وقت کی جو current situation تھی وہ بڑی تفصیل سے اسمبلی چیمبر میں جمع کروائی گئی ہے۔اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہ جو چھ جیلیں ہیں، ان میں جیل ٹرائل کے لئے جو کورٹس روم ہیں اور کورٹس کی تعداد بڑی تفصیل کے ساتھ بتادی گئی ہے۔اس کے علاوہ۔۔۔

جناب سپیکر: ان میں کوئی اضافہ یا کمی کے متعلق وہ پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے علاوہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع کی ڈسٹرکٹ جیل میں بھی inside jail trial کے لئے court room کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور وہاں پر بھی judicial working شروع ہو چکی ہے۔ جہلم میں court room کی تعمیر ابھی جاری ہے اور جونہی تعمیر مکمل ہوتی ہے تو وہاں پر court کی proceedings شروع ہو جائیں گی۔ ویسے جن جیلوں میں عدالتی کمرے ابھی تک تعمیر نہیں ہوئے وہاں پر کسی بھی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے کمرے کو جو کہ عدالت کے شایان شان ہوتا ہے تو اس کمرے کو بطور عدالت استعمال کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ جو آج کی صورتحال ہے کہ اوکاڑہ، پاک پتن، بھکر، لیہ اور ساہیوال میں بھیinside the jail court roomتیار ہو چکے ہیں اور جہاں پر کام شروع ہو چکا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری نے زبانی طور پر بتا دیا ہے جس سے میں مطمئن ہوں لیکن محکمہ کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر ان کے پاس سوال آیا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! جب آپ کے سوالوں کو سننے کی باری آئے گی تو اسی وقت ہی سوال آنا ہے ناں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ بات یہاں طے ہو چکی ہے اور اگر میں غلط ہوں تو آپ مجھےkindly correctکر دیں کیونکہ میں تو کبھی رولز کے خلاف بات ہی نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ عائشہ جاوید: میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں انہوں نے 14-2013میں دس عدد جیلوں میں عدالتی کمروں کی تعمیر کا منصوبہ تھا وہ14-2013کیbooks ADPمیں شامل نہ کیا گیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس وقتformulate ADPکیا جاتا ہے تو جس طرح 14-2013میں سیلاب کی ناگہانی صورتحال جنوبی پنجاب میں پیدا ہو گئی تو حکومت کیpriorityہوتی ہے کہ جو لوگ پہلے بے گھر ہو چکے ہیں، جن کے پاس کھانے پینے کے لئے کوئی چیزیں نہیں ہوتیں اور جن کے پاس رہنے کے لئے چھت بھی نہیں ہوتی تو پہلے ان کے لئےprioritiesشامل ہوتی ہیں۔ وہاں پرroad structures، ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے بلڈنگ جوdemolishہو چکی ہیں پہلے انہیں تعمیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس کے لئے substitute facility availableہوتی ہے کہ جہاں پر عدالتی کمرےinside the jailنہیں ہیں تو وہاں پر ایگزیکٹو یا جوڈیشل آفیسر کے کمرے کو بطور عدالت ہم استعمال کر لیتے ہیں اس لئے یہ فنڈز ADPمیں نہیں رکھے گئے تھے اور اب ہم نے اس کو ADPمیں رکھنا شروع کر دیا ہے بلکہ اس سال بھی جہلم کی جیل میںcourt roomکی تعمیر کے لئے فنڈز ہیں اور انشاء اللہnext ADPمیں بھی باقی جیلوں میںinside the jail court roomsتعمیر کرنے کے لئے فنڈز رکھیں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید:Sir anyway میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اگر facts situation ہے یا صوبے کو کوئی اور calamity hit کرتی ہے تو ADP کی book میں شامل کرنے سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کم از کم stated تو ہونا چاہئے اور جو بھی ہے تو آپ بجٹ میں سے ہی نکال رہے ہیں اور آخر allocation تو بجٹ سے ہی ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ اس کو اس میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ میں یہ سوال نہیں کر رہی کہ کیوں کیا گیا بلکہ ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی priorities ہوتی ہیں لیکن آپ نے بجٹ کے اندر بھی stated کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب بھی حکومت ADP formulate کرتی ہے یا جب بھی کوئی بھی حکومت، کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ یا کوئی بھی اتھارٹی جب اپنی priorities تیار کرتی ہے اور خاص طور پر ڈویلپمنٹ کے جو پراجیکٹ ہیں تو یہ ڈویلپمنٹ کے منصوبے میں آتا ہے تو وہاں پر priority دیکھی جاتی ہے۔ اس وقت ملک دہشت گردی کی جنگ میں جل رہا ہے اور جیلوں کی چار دیواری اور ان کی safety wall ہماری priorities ہیں نہ کہ ہم inside court rooms کو priority دیں کیونکہ اس کے لئے ہمارے پاس substitute facility available ہے اور ہمارے پاس وہ rooms موجود ہیں جہاں پر ہم اپنے جوڈیشل آفیسر اور پریذائیڈنگ آفیسرز کو facility دے رہے ہیں تو کہیں پر بھی کوئی ایسی رکاوٹ یا problem نہیں ہے کہ اگر حکومت نے decide کیا ہے کہ یہ case inside the jail trial ہو گا اور اس کے لئے جیل حکام نے court کو proper room نہ دیا ہے یا اس لئے وہ trial delay ہو گیا ہے یا نہ ہوا ہو ہم نے اس کو facility نہ دی ہے تو ہم on the floor under take کر رہے ہیں کہ ہمیں جوں جوں وسائل ملتے جاتے ہیں ہم باقی جیلوں میں یہ court rooms تعمیر کر دیں گے۔ بہت کم cases ہیں جو inside the jail trial ہوتے ہیں اور جو ہماری open courts ہیں وہاں پر بڑے fair & transparent طریقے سے صوبہ کے اندر بڑی speed کے ساتھ trial چل رہے ہیں تو جو ضرورت ہے وہ پوری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 525 جناب محمد نعیم انور کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگر وہ وقفہ سوالات کے دوران پہنچ گئے تو پھر اس سوال کو take up کر لیں otherwise پھر یہ سوال dispose of ہو گا۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر1159 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: اڈیالہ جیل میں خواتین اسیران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1159: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے اور کن جرائم میں سزا یافتہ یا مقدمات میں ملوث ہیں نیز ان کے عرصہ قید کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اڈیالہ جیل میں خواتین اسیران اور ان کے ساتھ قید بچوں کو تعلیمی، تخلیقی اور تفریحی سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) مورخہ 2013-09-17 کو سنٹرل جیل راولپنڈی میں قیدی عورتوں کی تعداد=42

مورخہ 2013-09-17 کو سزائے موت عورتوں کی تعداد=01

مورخہ 2013-09-17 کو سنٹرل جیل راولپنڈی میں حوالاتی عورتوں کی تعداد=92

مورخہ 2013-09-17 کو سنٹرل جیل راولپنڈی میں قیدی خواتین کی سزا کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت 28 بچے خواتین اسیران کے ساتھ جیل میں بند ہیں خواتین وارڈز میں بچوں کی تفریحی و تخلیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں وومن ایڈ ٹرسٹ کی طرف سے کلاس اتا V بچوں کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے اور ایک ٹیچر وومن ایڈ ٹرسٹ کی طرف سے پڑھانے آتی ہے جبکہ بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے ایک خاتون ٹیچر بچوں کو مذہبی تعلیم دیتی ہے علاوہ ازیں بچوں کی تفریح کے لئے جھولے، کھلونے اور ٹرائی سائیکل وغیرہ کی سہولیات حاصل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ اس وقت محکمہ نے 2013 کی تفصیل فراہم کی ہے، کیا اب بھی وہی status ہے تو kindly مجھے update کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ جس وقت اس سوال کا جواب اسمبلی میں آیا تو اس وقت کی صورتحال ہم نے تحریری جواب میں mention کر دی ہے۔ محترمہ نے اب کی صورتحال پوچھی ہے تو ہم ماہانہ بنیادوں پر اپنے ریکارڈ کو compile کرتے ہیں۔ 10۔فروری 2016 کو جو data collect ہوا ہے اس کے مطابق سنٹرل جیل راولپنڈی میں خواتین قیدیوں کی تعداد 49 ہے، اڈیالہ جیل میں سزائے موت کی خواتین قیدیوں کی تعداد چھ ہے اور حوالاتی یعنی under trial خواتین کی تعداد 83 ہے۔ اگر قیدی خواتین کی نام اور تھانہ جات کے ساتھ انہیں تفصیل چاہئے۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ تفصیل تو میرے پاس بھی ہے جو کہ پرانی ہے اور 2013 کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب یہ سوال اسمبلی چیمبر میں موصول ہوا تو اس وقت جو detail available تھی وہ بالکل accurate ہم نے مکمل دی ہے۔ اب جبکہ full detail میرے پاس موجود ہے اگر محترمہ کو detail چاہئے تو میں ابھی انہیں provide کر سکتا ہوں۔ اس وقت میں نے عرض کی ہے کہ اس وقت خواتین قیدیوں کی تعداد 49 ہے، سزائے موت کی چھ اور حوالاتی خواتین کی تعداد 83 ہے۔ ان کا سوال صرف راولپنڈی جیل کی حد تک تھا جس کا ہم نے جواب دے دیا ہے اور اب کی updated position بھی عرض کر دی ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! راولپنڈی جیل کے ایک کمرے میں 26 قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن وہاں 100 سے زائد قیدیوں کو رکھا جاتا ہے تو کیا محکمہ اس طرف توجہ دے رہا ہے کہ گنجائش کے مطابق قیدیوں کو رکھا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ جتنی capacity کے مطابق جیل بنی ہے وہاں اس سے زیادہ قیدی یا حوالاتی ہیں کیونکہ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ جرائم کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اسی طرح قیدیوں اور حوالاتیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ جس طرح حکومت کے وسائل سے جیل ڈیپارٹمنٹ کو فنڈز مل رہے ہیں، ہم وہاں اپنے وسائل کے مطابق capacity میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پچھلے پانچ سالوں میں 144 over crowding تھی جواب کم ہو کر 76 فیصد پر آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 5682 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو وقفہ سوالات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اگر وہ اس دوران نہ آئے تو اس سوال کو dispose of سمجھا جائے گا۔ جی، اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2496 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کو پبلک کال آفس اور کنٹین کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*2496 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کو ٹیلیفون کی کوئی سہولت حاصل نہیں ہے کیا حکومت جیلوں میں پبلک کال آفس کے بوتھ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیلوں میں کنٹین کی مناسب سہولیات موجود نہیں؟ کیا حکومت ہر جیل کے اندر کنٹین اور یوٹیلیٹی سٹورز کی شاخیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) جیل مینوئل پنجاب میں آخری مرتبہ کب ترامیم کی گئیں کیا حکومت اس مینوئل میں اصلاح و ترمیم کے ذریعے قیدیوں کے لئے سہولیات میں اضافہ کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) حکومت جیلوں میں پبلک کال آفس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے فی الحال سنٹرل جیل گوجرانوالہ، ڈسٹرکٹ جیل لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں پی سی او کی سہولت میسر ہے اس کے علاوہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں پنجاب prison foundation کے تحت پہلے مرحلے میں

دس جیلوں میں پی سی او لگوائے جا رہے ہیں جن میں سنٹرل جیل لاہور، سنٹرل جیل ساہیوال، سنٹرل جیل راولپنڈی، سنٹرل جیل فیصل آباد، سنٹرل جیل بہاولپور، سنٹرل جیل ملتان، زنانہ جیل ملتان، ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ، ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ اور بورسٹل جیل فیصل آباد شامل ہیں۔

(ب) پنجاب کی تمام جیل خانہ جات ماسوائے بورسٹل جیل فیصل آباد میں ملاقاتیوں کی انتظار گاہوں میں کنٹین موجود ہیں نیز جیل کے اندر کنٹین اور یوٹیلٹی سٹورز کی شاخیں قائم کرنے کا پروگرام زیر غور نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ پاکستان پریزن رولز(PPR-1978) میں آخری مرتبہ رول نمبر(i)215اور رول نمبر(ii)889 میں آخری مرتبہ 2012-03-31 کو ترامیم کی گئیں جس میں قیدی کو ایک سال میں دنیاوی تعلیم مثلاً میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے وغیرہ اور دینی تعلیم مثلاً ناظرہ قرآن مجید، ترجمہ قرآن مجید اور حفظ قرآن مجید وغیرہ کے امتحانات پاس کرنے پر ایک دنیاوی تعلیم اور ایک دینی تعلیم پر معافی دینے کی اجازت دی گئی ہے جبکہ اس سے پہلے سال میں صرف ایک معافی ہی عطا کی جاتی تھی۔

مزید یہ کہ حکومت پنجاب نے اسیران کی خوراک میں بہتری کے لئے سابقہdiet menu ترامیم کے بعدdiet menu مورخہ 2014-06-30 کو جاری کیا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ دس جیلوں میں پی سی او لگوائے جا رہے ہیں یہ جواب 4۔جولائی 2014 کو موصول ہوا تھا ڈیڑھ سال گزر گیا ہے ان سے پوچھنا ہے کہ جو دس جیلوں میں پی سی اوoperative ہو گئے ہیں تو بقایا جیلوں میں کیا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: دس جیلوں میںoperative ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دس جیلوں میں جن کا جواب میں نام لکھ دیا ہے اگر معزز ممبر کہتے ہیں تو میں پڑھ بھی دیتا ہوں دس جیلوں میںoperative ہو چکا ہے اور بقایا دس جیلوں کا کیس جیل ڈیپارٹمنٹ کےunder

Prison Foundationایک فلاحی ادارہ ہے وہاں پر ان کا کیس approvalکے لئے گیا ہوا ہے تو امید ہے چند دن تک کیس approvalکے بعد واپس آجائے گا اور بقایا دس جیلوں میں بھی اسی مالی سال کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر پی سی او لگا دیئے جائیں گے اور بقایا بھی ہم تمام پنجاب کی جیلوں میں بہت جلد پی سی او کی سہولت مہیا کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پوچھنا یہ ہے کہ جو پی سی او یا ٹیلیفون وہاں پر لگا رہے ہیں اس سے قیدی callکر سکتا ہے یا receive callبھی کر سکتا ہے،اس کے کوئی عزیز یا بیوی بچے فون کریں تو وہ receive callکر سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ صرف قیدیوں اور حوالاتیوں کے لئے ہی لگائے گئے ہیں،اُن کو callکرنے کے لئے اور اُن کی receive callکرنے کے لئے جس کا جیل کا ایک طریق کار ہے کہ جو callآئے گی اُس کو وصول کرنے کا جیل نے طریق کار declareکیا ہوا ہے اُس کے مطابق اس کو callکروائی بھی جا سکتی ہے اور callوصول بھی ہو سکتی ہے۔یہ دس جیلوں میں مکمل facility available ہے اس میں ہم نے باقاعدہ پی سی او روم تعمیر کروائے ہیں اور اس کے ساتھ وہاں پر ائر کنڈیشن کی سہولت بھی ہے،وہاں پر اچھی seatsاور بیٹھنے کی بہت مناسب سہولت ہے اور جیل کا ایک شیڈول ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ اگر وہ کہیں callکرنا چاہتا ہے تو وہ جیل کے جو قوانین ہیں اُن کا ریکارڈ وغیرہ maintainہوتا ہے اُس کے مطابق اُس کو ہفتہ میں ایک دفعہ callکروائی بھی جا سکتی ہے اور اگر emergencyہو گی تو اتھارٹی کی طرف سے اُس پر بھی approvalہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!جز(ب) کے حوالے سے اس میں مجھے یہ پوچھنا ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ جیل کے اندر کنٹین اور یوٹیلٹی سٹور کی شاخیں قائم کرنے کا کوئی پروگرام ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ کوئی پروگرام زیر غور نہیں ہے۔اب قیدی کو کھانے کے علاوہ جو ضروریات پڑتی ہیں صابن وغیرہ ہے،ٹوتھ برش،ٹوتھ پیسٹ اس طرح قیدیوں کی ضروریات ہیں اُس کو پورا کرنے کا جیل کے اندر کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! معزز ممبر سوال دہرا دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کنٹین موجود ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ جیل کے اندر کنٹین اور یوٹیلٹی سٹور کی شاخیں قائم کرنے کا پروگرام زیر غور نہ ہے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیل کے اندر جو قیدی ہوتا ہے اُس کی کھانے پینے کے علاوہ جو ضروریات ہوتی ہیں مثلاً ہاتھ منہ دھونے کے لئے صابن ہے، ٹوتھ پیسٹ ہے، ٹوتھ برش ہے اس طرح کی اور کئی چھوٹی موٹی ضروریات ہیں اُس کو پورا کرنے کا کیا ذریعہ ہے اور جیل کے اندر اگر قیدی یہ چیزیں حاصل کرنا چاہے تو کیسے لیتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! ہمارے انتہائی seasoned parliamentarian نے جواب کو شاید اچھی طرح پڑھا نہیں ہے۔ یہ اگر جواب غور سے پڑھ لیں تو ان کو پتا چلے کہ تمام جیلوں میں ماسوائے بورسٹل جیل فیصل آباد تمام میں کنٹین کی اور یوٹیلٹی سٹور کی سہولت موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ منڈا صاحب نے تو مجھے کہا ہے کہ غور سے نہیں پڑھا میں یہ کہوں گا کہ منڈا صاحب غور سے پڑھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! میں پڑھ لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ بھی دیکھ لیں۔ میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس میں، میں نے یہ پوچھا ہے کہ جیل کے اندر جو قیدی ہیں، جو ملاقاتی ہیں، میں اُن کی بات نہیں کر رہا اس لئے انہوں نے جو اس کا جواب دیا ہے نیز جیل کے اندر کنٹین اور یوٹیلٹی سٹور کی شاخیں قائم کرنے کا پروگرام زیر غور نہ ہے ملاقاتیوں کے لئے نہیں میں یہ پوچھ رہا ہوں جیل کے اندر قیدیوں کو اگر کھانے پینے کے علاوہ کوئی اور ضروریات ہوتی ہیں تو انسانی ضرورت کے مطابق اُس کو پورا کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! یہ ان کا ایک نیا سوال بنتا ہے۔ یہ نیا سوال دے دیں ہم اُس کے مطابق جواب دے دیں گے۔ ویسے میں عرض کر دوں کہ جیل کے اندر باقاعدہ جیل مینوئل کے مطابق ہر قیدی کا، حوالاتی کا، ہر مرد

عورت کا،ہر بچے کاایک باقاعدہ شیڈول ہے جس کے مطابق اُس کو ضروریات زندگی،اُس کو خوراک،اُس کی جو جو ضرورت ہوتی ہے even کہ دوائی تک کی سہولت بھی موجود ہوتی ہے۔ وہ سرکار کی وہاں پر each and every thing مہیا کرنا ڈیوٹی ہے۔اگر کوئی چیز قیدی باہر سے منگوانا چاہتا ہے تو جیل کا ایک طریق کار ہے اُس کے مطابق وہ جیل میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے چیز کی request کرے گا تو procedure کو پورا کرتے ہوئے جن لوگوں کی وہاں پر ڈیوٹی ہے وہ اُس کی ضرورت کی جو اجازت شُدہ چیزیں ہیں اُن کو باہر سے منگوایا جا سکتا ہے وہ جیل اتھارٹی، جیل حکام اُس کو منگوا کر دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ان کے پاس چٹ آئی ہے اُس کو پڑھ لیں شاید اُس میں جواب ہو تاکہ ایوان کو معلوم ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آپ سے عرض کروں گا کہ میں ان کو بھجوا دیتا ہوں اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے یہی ہے کہ کنٹین جو ملاقاتیوں کے vacant area میں موجود ہوتی ہے وہاں پر انتہائی موزوں جو ریٹس ہیں اور جو مارکیٹ کے باقاعدہ منظور شدہ ریٹس ہیں اُس کے مطابق چیزیں available ہوتی ہیں۔ اگر کسی قیدی کو کوئی ضرورت پیش آئے تو جیل حکام وہ چیز قیمتاً منگوا کر قیدی یا حوالاتی کو مہیا کر دیتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہ صاحب کافی ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ان کا جو جواب ہے وہ تو satisfactory نہیں ہے میں نے تو دوٹوک سوال پوچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر:آپ نے یہ بات ضرور کہنی ہے I disagree with you

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!کس طرح satisfactory نہیں ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال اس حوالے سے یہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ انہوں نے قیدیوں کے لئے مختلف چھوٹ موٹ کا ذکر کیا ہے کہ دنیاوی تعلیم اور دینی تعلیم کے حوالے سے۔ظاہر ہے جو قیدی اندر تعلیم حاصل کرتا ہے جب وہ تعلیم حاصل کرتا ہے تو ذہنی نشوونما بھی ہوتی ہے، وہ اچھائی کی طرف جاتا ہے آپ کو بھی معلوم ہے کہ جیلوں کے اندر بہت خطرناک قیدی بھی ہوتے ہیں جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ mix-up ہوتے ہیں اور بعض نئے نئےimmatureملزم جیل چلے جاتے ہیں۔ہماری جیلوں کے اندر آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں جھوٹے پرچے کروانے کا رواج ہے۔ بہت سارے اس طرح کے جو لوگ کسی جرم میں باقاعدہ ملوث نہیں ہوتے وہ بھی جیل میں پہنچ جاتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو اس طرح کے لوگ چھوٹا موٹا جرم کرنے پر جیل پہنچ جاتے ہیں باہر کی دنیا کے اندر ان کے لئے باقاعدہ پورا ایک سسٹم مروجہ ہے وہ قیدی جو جیل چلے جاتے ہیں اُن کی باقاعدہ اصلاح، ذہنی نشوونما اور اُن کو دوبارہ ٹریک پر لانے کے لئے پورا سسٹم موجود ہوتا ہے۔ میں منڈا صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ قیدیوں کی اصلاح کا کوئی پروگرام ہماری جیلوں کے اندر رواں دواں ہے کہ نہیں؟

جناب سپیکر:جیل اصلاح کے لئے ہی ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!شکریہ۔ویسے تو ہم نے ڈاکٹر صاحب جیسے جوseasonedاور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اُن سے سیکھنا ہوتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اتنا لمبا ضمنی سوال بات تو دو لفظی مختصر ہے میں اُس کا جواب دے دیتا ہوں کہ جیل کے اندر تمام پنجاب کی جیلوں کے اندر اصلاح کے لئے جو مختلف activities ہیں، مختلف جو اصلاح کے پروگرام ہیں،ایجوکیشن کے حوالے سے چل رہے ہیں۔ جواب میں بڑی وضاحت سے بتادیا گیا ہے کہ ایجوکیشن کا باقاعدہ ہر جیل میں انتظام ہے۔ جو قیدی یا حوالاتی کوئی ایجوکیشن حاصل کرنا چاہتا ہے اس کیfacilityموجود ہے۔فنی تعلیم یعنی جو ووکیشنل ٹریننگ ہے اس کے لئے ہمارا proper systemموجود ہے اور لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کیentertainmentکے لئے کھیل کی سہولتیں، کتابوں کی سہولتیں اور ان کی بہتری کے لئے دینی اور دنیاوی تعلیمات کی facility availableہے۔ باقاعدہprocedureکے مطابق مختلف سول سوسائٹی کے لوگ اور دینی تعلیم دینے کے لئےundisputedلوگوں کو حکومت نے پورےcriterionکے مطابق یہ ذمہ داری دی ہے اور وہ پنجاب کی ہر جیل کے اندر یہ سہولتیں پہنچانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ باقی ڈاکٹر صاحب اپنا ضمنی سوال کرنے کی بجائے جو تقریر فرما رہے تھے اس میں انہوں نے یہ بھی

کہا تھا کہ قیدیوں کو اکٹھا رکھا جاتا ہے۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ان کو اکٹھا نہیں رکھا جاتا بلکہ ہر قیدی کو اس کے جرم کے مطابق رکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی ڈکیتی کا ملزم ہے تو اس کو ڈکیتی کے سیل میں، کوئی منشیات کا ملزم ہے تو اس کو منشیات کے سیل میں، کوئی death کا قیدی ہے تو اس کو death سیل میں اور اگر کوئی بچہ ہے تو ان کو بچوں کے سیل میں رکھا جاتا ہے۔ خواتین کو علیحدہ اور چھوٹے جرائم کے لوگوں کو علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ وہاں پر اصلاح کا پورا پروگرام ہے۔ بہت شکریہ

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو picture paint کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ حقیقت میں وہاں موبائل فون بھی favourite بندوں کے پاس اندر جاتے ہیں، ہیروئن بھی اندر جا رہی ہے اور وہاں کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ آٹا گوندھنے والے بندے ہاتھوں سے آٹا نہیں گوندھ رہے ہیں۔۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ کوئی particular بات کریں ایسے تو نہیں ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! وہاں ہاتھوں سے آٹا نہیں گوندھتے بلکہ وہاں پانچ چھ بندے لگائے ہوتے ہیں جو اپنے پاؤں سے آٹا گوندھ رہے ہوتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ اس پر روشنی ڈالیں۔ میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ وہاں قیدی اپنے پاؤں کے ساتھ آٹا گوندھ رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت پورے ملک پاکستان اور پورے صوبہ کے اندر میڈیا مکمل طور پر آزاد ہے اور سول سوسائٹی اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ اب تو 2016 آ چکا ہے اگر ایسا واقعہ کہیں پر ہو تو وہ within hours ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ایسا کہیں پر بھی نہیں ہو رہا ہے۔ آٹا اسلامی طریقوں کے مطابق ہاتھوں اور مشین سے گوندھا جاتا ہے۔ جہاں پر قیدی اور حوالاتی زیادہ ہیں وہاں پر باقاعدہ الیکٹرانک مشینیں اور الیکٹرانک تنور لگے ہوئے ہیں۔ جہاں پر کم تعداد ہے وہاں پر

ہاتھوں سے آٹا گوندھا جاتا ہے۔ ہمارے معزز ممبر نے جو نام لیا ہے میں تو وہ نام لینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ اکثر جیلوں میں jammer لگ چکے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ موبائل اندر نہیں جاتے، وہ جاتے ہیں لیکن وہ پکڑے جاتے ہیں، ان کو بھرپور سزا دی جاتی ہے اور ان کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔ اگر منشیات کی بھی کوئی شکایت ملتی ہے تو کارروائی ہوتی ہے اور وہاں شیڈول کے مطابق ہر ماہ سرچ آپریشن جاری رہتے ہیں۔ اگر منشیات برآمد ہو جائے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے، ان کو سزا دی جاتی ہے اور ان سے فنڈ وصول کر کے prison fund میں جمع کرائے جاتے ہیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے جو جیلوں میں jammer لگائے ہوئے ہیں اس سے ارد گرد کے لوگ بڑے تنگ ہیں۔ میں بہاولپور کی بات کرتا ہوں ظاہر ہے وہ میرا حلقہ ہے وہاں پر دو جیلیں ہیں۔ سنٹرل جیل بہاولپور کے ساتھ ہی ایک مین روڈ گزرتی ہے اس کی ملحقہ آبادی کے لوگ بہت تنگ ہیں۔ وہاں کاروباری لوگ بھی ہیں اب کسی دکاندار نے کاروباری حوالے سے کسی دوسرے سے بات کرنی ہے تو وہ اپنی دکان سے نکلتا ہے اور جیل کی حدود سے نکل کر وہ فون کرتا ہے۔ اس میں عوام بڑے تنگ ہیں اب تو ٹیکنالوجی کافی ایڈوانس ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیل کے قرب وجوار میں جو رہائشی ہیں کیا یہ اُن کی اس مشکل کو ختم کرنے کا کوئی نظام بنا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تو وہی بات ہے کہ ایک آبادی سے اگر کوئی برقی رو کی تاریں گزر رہی ہوں اور وہاں کچھ لوگ ناجائز تعمیر کر لیں۔ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ کبھی بھی کسی آبادی کے اوپر سے برقی تاریں نہیں گزاری جاتیں بلکہ وہاں کے لوگ بعد میں تعمیر کر لیتے ہیں۔ اب ہم یہ کہیں کہ وہاں سے برقی رو گزر رہی ہے، کل کوئی مکان بنیں گے، بچے چھت پر چڑھیں گے اور ان تاروں کو ہاتھ لگائیں گے تو وہاں سے تاریں ختم کر دیں۔ اگر کوئی ایسا طریقہ دنیا میں ہے تو ہم بھی وہ اپنا لیں گے لیکن یہاں jammer اصلاح کے لئے لگائے گئے ہیں کہ criminal لوگوں کا باہر کی دنیا سے رابطہ نہ ہو۔ اس وقت ملک دہشت گردی کی جنگ میں لپٹا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ملحقہ آبادیوں کی بات کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک باقاعدہ طریق کار ہے اس کے مطابق آبادیاں بنتی ہیں۔ اگر کسی نے جیل کے قریب ناجائز تعمیر کر کے یا کھوکھے دکانیں بنالی ہیں تو پھر ان کی سہولت کے لئے اس طرح کی ناجائز خواہش تو گورنمنٹ پورا نہیں کر سکتی۔ یہ ایک ٹیکنالوجی ہے وہ دہشت گرد جو جیل سے باہر اپنے crime activities کے لئے رابطے کرتے ہیں ان کو روکنے کے لئے اور ایک بہتر مقصد کے لئے یہ jammers لگائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی ٹیکنالوجی دنیا میں ہوئی کہ جیل سے باہر لوگوں کو problem نہ آئے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بھی کام کریں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طاہر صاحب! آپ کا سوال ہے، اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

MR. SPEAKER: No, supplementary. Thank you very much. Please have your seat.

میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ جی، میاں طاہر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی وضاحت کر دوں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں طاہر صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منڈا صاحب کو بھی [******] یہ بہت تقریر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5682 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو کھانا فراہم کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*5682: میاں طاہر: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو حکومت کی طرف سے کھانے پینے کا سامان فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) فیصل آباد کے کس کس ادارے میں طالب علموں کو یہ سہولت فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) ان اشیاء کی فراہمی پر کتنی رقم سال14۔2013اور15۔2014کے دوران خرچ ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت فیصل آباد کے تمام اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے جن اداروں میں ہاسٹل کی سہولت موجود ہے اُن اداروں میں بچوں کو حکومت کی طرف سے کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں واقع درج ذیل چار اداروں میں ہاسٹل کی سہولت موجود ہے جن میں بچوں کو کھانے کی سہولت دی جاتی ہے۔

1۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن برائے متاثرہ سماعت، فیصل آباد۔
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن برائے متاثرہ سماعت فیصل آباد۔
3۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار دی بلائنڈ فیصل آباد۔
4۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ملت ٹاؤن فیصل آباد۔

(ج) ان اشیاء پر خرچ ہونے والی رقم برائے مالی سال14۔2013تا 15-2014کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پالیسی کے مطابق متاثرہ سماعت اور بصارت سے محروم طلباء کے اداروں میں ہاسٹل کی سہولت میسر ہے۔ فی الحال بقیہ سنٹرز میں اقامتی سہولت کی فراہمی کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ فیصل آباد میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے کل چودہ ادارے ہیں جن میں سے چار اداروں میں ہاسٹل کی سہولت موجود ہے اور ان چار اداروں میں بچوں کو کھانا مہیا کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو حکومت کی طرف سے کھانے پینے کا سامان فراہم کیا جاتا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے جن اداروں میں ہاسٹل کی سہولت

موجود ہے ان اداروں میں بچوں کو حکومت کی طرف سے کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کے ذرا ان اداروں کے نام بتادیں جن میں یہ کھانا دیا جارہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! فیصل آباد کے گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن برائے متاثرہ سماعت، فیصل آباد۔

جناب سپیکر: یہ تو انہوں نے جواب دیا ہوا ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ چاروں کے نام دیئے ہوئے ہیں کہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن برائے متاثرہ سماعت فیصل آباد، گورنمنٹ سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار دی بلائنڈ سکول فیصل آباد اور گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ملت ٹاؤن فیصل آباد۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان میں جو گورنمنٹ سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار دی بلائنڈ فیصل آباد ہے میں نے خود اس سکول کا وزٹ کیا تھا یہاں کھانا دینے کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہے؟ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ ذرا اپنا سوال دہرا دیں کون سے ادارے کا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جو آپ نے جواب دیا ہے وہ اس کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! معزز ممبر ذرا سوال دہرا دیں کہ وہ کس ادارے کا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: گورنمنٹ سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار دی بلائنڈ فیصل آباد کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس سکول میں وہ بطور چیف گیسٹ گئے تھے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! 36 سٹوڈنٹس سکول میں داخل ہیں، ان کے لئے خطیر رقم بھی مختص کی گئی ہے اور ان کو proper missing facilities دی جارہی ہیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!انہوں نے مجھے اس سکول کے سالانہ function میں بطور چیف گیسٹ بلایا تھا اور میری وہاں پر بچوں کے والدین اور ٹیچرز سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں کوئی funding کا issue آ رہا ہے اور ہم اس وجہ سے یہ سہولت دینے سے قاصر ہیں جبکہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے فنڈز بھی دے دیئے ہیں۔آپ ان کو تنبیہہ کریں کہ یہ مہربانی کر کے اس کو چیک کریں اور اگر فنڈز دیئے گئے ہیں تو پھر متعلقہ سہولت کیوں نہیں فراہم کی جا رہی؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!آپ ذرا اس کو چیک کروائیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!ہم چیک کروا لیتے ہیں۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ میں نے سوال کے جز(د) میں پوچھا تھا کہ کیا حکومت فیصل آباد کے تمام اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟اس کے جواب میں منسٹر صاحب کے ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے کہ پالیسی کے مطابق متاثرہ سماعت اور بصارت سے محروم طلباء کے اداروں میں ہاسٹل کی سہولت میسر ہے۔میں اس میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں خصوصی طور پر شہر کے اندر جتنے بھی ادارے ہیں وہ سارے ادارے کرائے کے مکانوں کے اندر ہیں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ سپیشل بچے قوم کے لئے بہت sensitive role play کرتے ہیں اور جس خاندان میں بھی کوئی سپیشل بچہ ہوتا ہے تو ہمیں بھی اس کی سپیشل طریقے سے treatment کرنی چاہئے۔میں نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات put up کی تھی کہ کیا حکومت سپیشل ایجوکیشن سے متعلقہ سکول کے لئے اپنی زمین دینے یا فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ان لوگوں کو سہولت فراہم کی جائے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر موصوف!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!صرف فیصل آباد میں نہیں بلکہ پنجاب کے کئی اضلاع اور تحصیلوں میں بھی کئی جگہوں پر سپیشل ایجوکیشن کے ادارے کرائے کی بلڈنگ میں چل رہے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان جگہوں پر سرکاری زمین میسر نہیں ہے اور جہاں جہاں ہمارے پاس سرکاری زمین available ہوتی ہے یا کوئی donor land donate کرتا ہے تو ہم وہاں پر سرکاری عمارت سرکاری اخراجات پر تعمیر کر دیتے ہیں۔معزز ممبر جس

ادارے کی بھی نشاندہی کر رہے ہیں تو یہ بھی ہماری مدد کریں اور اگر کوئی زمین donate کر دیتا ہے تو میں ان کو assurance دیتا ہوں کہ ہم اس پر سرکاری عمارت تعمیر کر دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ بابو بن کر بات کرنا بڑا آسان ہوتا ہے لیکن انہی کے ڈیپارٹمنٹ کے جو وہاں پر ڈی ای او لگے ہوئے ہیں وہ میرے پاس چھ دفعہ فائل لے کر آ چکے ہیں کہ یہ سرکاری زمین available ہے اور یہ لیٹر محکمے کو لکھے ہیں لیکن ہمارے محکمے کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ آپ مجھے منسٹر صاحب سے یہ assurance لے کر دیں کہ فیصل آباد میں سپیشل ایجوکیشن کے لئے جو فائلیں بنا کر دی ہیں ان پر کام ہو گا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ اس کو دیکھیں جو یہ بتا رہے ہیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! میں تو کہہ رہا ہوں کہ جہاں بھی زمین available ہو گی تو ہم اس کو اگلے مالی سال کے بجٹ کی ADP میں رکھ لیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس کی فائل ان کے ہیڈ آفس میں ان کے سیکرٹری صاحب کے پاس پڑی ہوئی ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! پتا نہیں کہ اب وہ کسی کے قبضے میں ہے، کیسے ہے اور کس طرح ہے؟ اس لئے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اگر یہ سپیشل ایجوکیشن پر کام نہیں کرنا چاہتے تو وہ بتا دیں تاکہ ہم یہاں پر یہ سوال ہی نہ کیا کریں یا سوال پوچھا نہ کریں؟

جناب سپیکر: نہیں، کیوں نہیں۔ یہ آپ کا حق ہے اور آپ اس بارے میں سوال کر سکتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سوال فیصل آباد کے اداروں کے کھانے پینے کے متعلق کیا گیا تھا۔ اب محترم بلڈنگ کے متعلق سوال کر رہے ہیں اور اگر یہ سوال بلڈنگ کے متعلق ہوتا تو میں پوری تیاری کے ساتھ آتا۔ بہر حال میں ان کو بتا رہا ہوں کہ اگر کوئی ایسا کیس in process بھی ہے اور زمین available بھی ہے تو میں یہ surety دے رہا ہوں کہ ہم اس کو next ADP میں شامل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 5852 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: سپیشل ایجوکیشن کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*5852: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کلاس وار تفصیلات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان اداروں میں کون کون سی missing facilities ہیں کیا حکومت ان کو فوری طور پر دُور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ان اداروں کو سال 14-2013 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، مد وار تفصیل فراہم کریں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے کل سات ادارے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار ہیرنگ امپیریڈ چلڈرن، رجانہ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
2۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولر نرز، کنال روڈ نزد سٹی شادی ہال، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
3۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کنال روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
4۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، فتیانہ روڈ، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
5۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، پرانا سول ہسپتال، گوجرہ۔
6۔ گورنمنٹ سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار ہیرنگ امپیریڈ چلڈرن، کمالیہ چاہ شاموں والا بالمقابل ریلوے سٹیشن، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
7۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

(ب) مذکورہ بالا اداروں میں کل 741 بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ ادارہ وار / کلاس وار تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں ٹیچرز کی 28 اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی تھی اور کمیشن کی طرف سے ایجوکیٹرز، جونیئر سپیشل ایجوکیشن ٹیچرز (شعبہ متاثرہ سماعت، ذہنی معذور، جسمانی معذور) کی اسامیوں پر سفارشات آچکی ہیں جس پر بھرتیوں کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ جلد ہی ٹیچرز کی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ تین ادارے ایسے ہیں جن کی اپنی بلڈنگ نہ ہے اور یہ ادارے کرایہ کی بلڈنگز میں کام کر رہے ہیں۔ اگر ان اداروں کی بلڈنگز کی تعمیر کے لئے سرکاری یا غیر سرکاری کوئی زمین دستیاب ہو گئی تو محکمہ آئندہ مالی سال 17-2016 کی ADP کی سکیمز میں نئی بلڈنگز کی تعمیرات کے لئے تجاویز رکھے گا اور چار اداروں میں بچوں کی پک اینڈ ڈراپ کے لئے مزید چار بسوں کی بھی ضرورت ہے۔ آئندہ مالی سال 17-2016 کی ADP کی سکیموں میں ان اداروں کے لئے نئی بسوں کی تجاویز شامل کر دی گئی ہیں۔

(د) ان اداروں کو مالی سال 14-2013 میں مختص کی جانے والی رقم کی تفصیل ادارہ وار (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان اداروں میں ٹیچرز کی 28 اسامیاں خالی ہیں جن کو پر کرنے کے لئے requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی اور کمیشن کی طرف سے ایجوکیٹرز، جونیئر سپیشل ایجوکیٹرز شعبہ متاثرہ سماعت، ذہنی اور جسمانی معذور کی اسامیوں پر سفارشات آچکی ہیں جس پر بھرتیوں کا عمل شروع کر دیا گیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات آنے سے بھرتی کے عمل تک کا سفر کتنا لمبا ہے اور کتنی دیر میں یہ اسامیاں پُر ہو جاتی ہیں اور کمیشن کی سفارشات کے بعد کتنا process ہوتا ہے جو ابھی تک پورا نہیں ہو سکا؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! یہ process اس طرح سے ہے کہ ڈیپارٹمنٹ اپنی ڈیمانڈ پبلک سروس کمیشن کو بھیجتا ہے کیونکہ ٹیچرز کی ساری بھرتی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن اس پر اشتہار دیتا ہے، اس پر exam ہوتا ہے اور exam کے بعد کامیاب امیدوار کی لسٹ جاری کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جو ان کے معیار پر پورا اترتا ہے اس کو وہ پاس کرتے ہیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! وہ ان کو پاس کرتے ہیں اور پھر انٹرویوز میں بھی جو select ہو جاتے ہیں ان کی لسٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس آتی ہے اور ڈیپارٹمنٹ اس کے سارے اکیڈمک ریکارڈ کی verification اور میڈیکل کے بعد اس کے appointment orders issue کر دیتا ہے۔ اس وقت ہماری 524 posts کی requisition پبلک سروس کمیشن کے پاس گئی تھی جن میں 160 اسامیوں کی recommendation آ گئی ہیں اور ان کے academic document اور میڈیکل ریکارڈ کا verification process چل رہا ہے جیسے ہی یہ process مکمل ہو جائے گا تو ہم ان کو ان کے اداروں میں post کر دیں گے اور میرے خیال میں اس میں تقریباً ایک دو ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! دو ماہ تو گزر گئے ہیں اور میں بھی تو یہی پوچھ رہا تھا کہ یہ process مکمل کرنے میں کتنا عرصہ لگتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ پتا سب کو ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔ انہوں نے آپ کو ساری بات بتا دی ہے لہٰذا آپ ذرا انتظار کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو خصوصی بچوں کے لئے ٹیچرز رکھے جاتے ہیں تو ان کے لئے کیا qualification درکار ہوتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! different categories کے لئے different qualification درکار ہوتی ہے۔ ایم اے سپیشل ایجوکیشن اور اس کے ساتھ اس کی specialized field جیسے hearing-impaired، visually impaired کی ڈگری ہونی چاہئے لیکن کچھ میں diplomas ہیں اور کچھ میں ماسٹر ڈگری کے ساتھ مزید specialty of education بھی ضروری ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اسی جز میں آگے یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ تین ادارے ایسے ہیں جن کی اپنی بلڈنگ نہ ہے تو یہ تین ادارے کون کون سے ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ سپیشل ایجوکیشن سنٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ، گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر پیر محل اور Institute for slow learner T.T.Singh ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ اگر ان اداروں کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے سرکاری یا غیر سرکاری کوئی زمین دستیاب ہو گئی تو محکمہ آئندہ سال 17-2016 کی سکیم میں نئی بلڈنگ کی تعمیرات کے لئے تجاویز رکھے گا تو میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ زمین دستیاب کیسے ہو گی، ان کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ فلاں جگہ پر یہ زمین دستیاب ہے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! اس بارے میں محکمہ کی طرف سے کوئی تحرک ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے اس پر تحرک ہوتا رہتا ہے۔ ہماری field formations ہیں، اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں ہمارا نمائندہ ہوتا ہے جس کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ سرکاری زمین کی تلاش جاری رکھے۔ بہت سی جگہوں پر معزز ممبران اسمبلی ہماری مدد کرتے ہیں، وہ زمین کی نشاندہی بھی کرتے ہیں اس کے علاوہ ڈیپارٹمنٹ کے نام زمین ٹرانسفر کروانے میں بھی ہماری مدد کرتے ہیں۔ جب وہ زمین ٹرانسفر ہو جاتی ہے خواہ وہ سرکاری زمین ہو یا کوئی donate کرے تو اس پر سرکاری عمارت بنا دی جاتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے، کتابوں میں تو بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ نے ان تین سکولوں کی جگہ کے لئے، ہمارا جو set procedure ہے، اس کے تحت کوئی تحرک کیا اگر کوئی تحرک کیا تھا تو ان کے پاس اس لیٹر کی کوئی کاپی موجود ہے؟ میرے حلقہ کا سکول ہے، اس کی کاپی تو مجھے دے دیں تاکہ میں اس کو pursue کر سکوں، اگر نہیں کیا تو آپ اس کو تسلیم کریں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لیٹر لکھا ہے request کی ہے کہ زمین کو سپیشل ایجوکیشن کے نام ٹرانسفر کیا جائے تاکہ اس پر سرکاری عمارت بنائی جا سکے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر! جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ چار اداروں میں بچوں کی پک اینڈ ڈراپ کے لئے مزید چار بسوں کی بھی ضرورت ہے۔آئندہ مالی سال17۔2016 کی ADP کی سکیموں میں ان اداروں کے لئے نئی بسوں کی تجاویز شامل کر دی گئی ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان بسوں کا کتنا بجٹ ہے اور یہ بسیں ان اداروں کو کب تک مل جائیں گی؟

جناب سپیکر:وزیر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ بسوں کا معاملہ کہاں تک پہنچا ہے ان کو بتادیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منہیس):جناب سپیکر!ان بسوں کو اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!کب تک مل جائیں گی؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منہیس):میرے خیال میں اس سال کے آخر میں یا 2017 کے شروع میں مل جائیں گی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!یہ کام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو سونپا گیا ہے لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ تو اس وقت exist ہی نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر:ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا اس وقت جو نظام چل رہا ہے وہ اس کی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!ان چار بسوں کا کتنا بجٹ ہے جو اس کو اے ڈی پی میں رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر:وزیر موصوف نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے اے ڈی پی میں بجٹ رکھا ہے،اب دیکھیں اس میں کیا ہوتا ہے؟آپ تشریف رکھیں،اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!سوال نمبر 2497 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قید بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2497:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت مختلف جرائم میں کل کتنے بچے قید ہیں؟

(ب) کیاان قیدی بچوں کے لئے فیصل آباد بچہ جیل کی طرز پر مزید جیلیں بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

(ج) ان بچوں کی اخلاقی اور دیگر تربیت کا کیا اہتمام ہے ان بچوں کو تعلیم دینے کے لئے کیا انتظامات اٹھائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 01.01.2014 تک 783 بچے مقید ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب کی 27 جیلوں میں بچے موجود ہیں ان کے لئے علیٰحدہ بیرکس (نوعمر وارڈ) بنائی گئی ہیں جن میں سکیورٹی کا خاطر خواہ انتظام ہے اس کے علاوہ بورسٹل جیل فیصل آباد اور بہاولپور بچوں کے لئے جیلیں موجود ہیں۔

مزید برآں حکومت پنجاب ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں بورسٹل جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے زمین کی تلاش جاری ہے اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کو آرڈیننیشن آفیسر کے اکاؤنٹ میں مبلغ 80.898 ملین روپے جمع کروائے جاچکے ہیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی کی مدد سے زمین حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے

(ج) پنجاب کی جیلوں میں کم عمر اسیران کی اخلاقی، مذہبی تعلیم کے لئے تمام جیلوں پر مذہبی تعلیم کے ٹیچر مقرر کئے گئے ہیں جن کی تنخواہیں حکومت پنجاب ادا کرتی ہے علاوہ ازیں مختلف این جی او، جمعیت تعلیم القرآن نے مذہبی اور عصری / ٹیکنیکل تعلیم کے لئے ہمہ وقت اساتذہ مقرر کئے ہیں جو انہیں ابتدائی تعلیم سے لے کر ایم اے تک تعلیم دیتے ہیں اور دینی حوالے سے بھی ابتدائی تعلیم سے لے کر درس نظامی تک دینی تعلیم دیتے ہیں ۔ جیلوں میں لائبریریاں بھی قائم کی گئی ہیں جن سے بچوں کو اخلاقیات، قرآن وادب، سنت نبوی اور تاریخ پر مشتمل کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

کمپیوٹر کی تعلیم کے لئے کمپیوٹر لیب کا بھی انتظام جیلوں پر کیا گیا ہے بچوں کی تفریح کے لئے کیرم بورڈ، فٹبال، کرکٹ اور لوڈو وغیرہ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ووکیشنل ٹریننگ جس میں کپڑوں کی سلائی، الیکٹریشن کورس اور کرسی بنانے کی تربیت وغیرہ کا کام

شامل ہے فراہم کی جاتی ہے اور مندرجہ ذیل این جی اوز جیلوں پر بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہیں۔

1۔ سپارک اسلام آباد
2۔ حبیب فاؤنڈیشن اسلام آباد
3۔ وومن ایڈٹرسٹ اسلام آباد
4۔ اے جی ایچ ایس فری لیگل ایڈ سیل لاہور
5۔ رہائی ایجوکیشنل اینڈ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ لاہور۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے ساتھ جو attachments ہوتی ہیں محکمہ نے مجھے فراہم کی ہیں، میں اس پر ڈیپارٹمنٹ کو بھی مبارک دیتا ہوں۔ آئی جی صاحب نے اچھا نظام بنایا ہے خوشی ہوئی ہے، چھ افسران پہلے اس جواب کو دیکھتے ہیں پھر آئی جی صاحب اس پر دستخط کر کے بھیجتے ہیں۔ انہوں نے اچھا طریق کار وضع کیا ہے باقی محکموں کے لئے بھی اس میں راہنمائی ہے تاکہ صحیح جواب اس معزز ایوان میں آ سکیں۔ اس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں، اچھے افسران بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ ڈی آئی جی ملتان شوکت فیروز صاحب کو پچھلے دنوں میں نے ٹیلی فون کیا وہ اپنے آفس میں نہیں تھے لیکن انہوں نے ٹیلی فون کر کے بتایا کہ میں فلاں جگہ پر بیٹھا ہوں، بہت اچھے طریقے سے انہوں نے سارے معاملات کو brief کیا یعنی اس وقت افسران کی ایک اچھی لاٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے اب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سنٹرل جیل فیصل آباد کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہاں پر 143 کے قریب بچے ہیں، جواب میں تمام 32 جیلوں کا statistics موجود ہے لیکن یہ تمام 143 بچے صرف فیصل آباد میں ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں مختلف جرائم میں ملوث یہ بچے صرف فیصل آباد میں کیوں ہیں اور ان میں سے 106 بچے under trial بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے research and evaluation کا کوئی cell بنایا ہے تاکہ یہ cases study ہوں کہ فیصل آباد میں اتنے سارے بچے جیلوں میں کیوں ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے معزز ممبر کی بات سن لی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! میں نے ان کی بات سن لی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں جناب کی وساطت سے ایک شعر عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں ان کے سوال کا جواب دیں، شعر کی آپ کو اجازت نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے شعر، شعر کی آوازیں لگائیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! شعر کے لئے بڑا پُرزور مطالبہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! اگر آپ اجازت عنایت فرمائیں تو بڑی نامور شخصیت جناب فیض احمد فیض کا شعر ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو شعر سنانے کی اجازت نہیں دی، شعر کی اس وقت ضرورت نہیں ہے آپ ان کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کا جیل حکام کی طرف سے، اپنی طرف سے بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری عرق ریزی، کوشش کو appreciate کیا ہے، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! اب میں ان کے ضمنی سوال کا جواب دیتا ہوں، معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ فیصل آباد میں بچوں کی تعداد اتنی زیادہ کیوں ہے؟ یہ ڈسٹرکٹ جیل صرف بچوں کو رکھنے کے لئے ہے اور یہ بچوں کی سنٹرل جیل ہے، سنٹرل جیل وہ ہوتی ہے جہاں پر عام طور پر نوعمر سزا یافتہ نوجوانوں کو رکھا جاتا ہے اور یہ پورے ڈویژن کی جیل ہوتی ہے۔ فیصل آباد ایک بڑا fertile بڑا industrial area ہے۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر:یعنیfertile areaہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر!:Fertile areaہے۔وہاں چونکہ آبادی زیادہ ہے لہٰذا جرائم کی شرح بھی زیادہ ہو گی، ہم نے ان بچوں کیpsycheان پر مقدمات کی وجہ اور ان کو دُور کرنے کے لئے اصلاحی پروگرام شروع کئے ہوئے ہیں۔اس کے متعلق ہم نے جواب میں بتادیا ہے اور اسی لئے حکومت پنجاب نے تمام جیلوں میں بالخصوص بورسٹل جیل فیصل آباد اور بہاولپور میں کمپیوٹر کی تعلیم دینی شروع کر دی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دینی اور دنیاوی تعلیم ،پہلی جماعت سے لے کر ماسٹر ڈگری تک کی تعلیم دینے کی تمام سہولتیںprovideکر دی ہیں۔رہی بات ریسرچ کی تو ہم اس پر ریسرچ بھی شروع کروادیتے ہیں اور جرائم کی جو وجہ ہے اس کے بارے میں بھی ڈاکٹر صاحب کو اگلے اجلاس میں بتادیں گے کہ جرم کی اصل وجہ کیا ہے ؟اس کے لئے ہمpsychologistیا فلسفے والے جو لوگ ہیں ان کو اس کام پر مامور کر دیتے ہیں اور آخر میں یہ کہوں گا کہ:

جس بات کا پورے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری

شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!منڈا صاحب!ماشاءاللہ اچھی تقریر کرتے ہیں۔میں میاں محمد شہباز شریف سے سفارش کروں گا کہ انہیں باقاعدہ وزیر جیل خانہ جات بنادیا جائے اور وزیر جیل خانہ جات کا عہدہ دینے سے پہلے جیل کی مزید معلومات کے لئے ایک،ایک مہینہ کے لئے آنریری طور پر ہر جیل کے اندر یہ گزار کر آئیں اور پھر انہیں یہ قلمدان دے دیا جائے۔(قہقہے)

جناب سپیکر:اللہ خیر کرے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آنریری طور پر۔میں نے جو تجویز دی ہے اس میں صرف یہ گزارش کی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں یہ جو بچے فیصل آباد میں ہیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر ایک research and evaluation wing ہونا چاہئے جو case study کر کے گورنمنٹ کو اور اداروں کی راہنمائی کرے کہ یہ معاملات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 5885 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں سائیکالوجسٹ اور سپیچ تھراپسٹ کا سروس سٹرکچر زبنانے سے متعلقہ تفصیلات

*5885: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بطور سائیکالوجسٹ اور سپیچ تھراپسٹ گریڈ17 میں بھرتی ہونے والے ملازمین کا سروس سٹرکچر نہ ہے جس کی وجہ سے وہ جس عہدہ اور گریڈ میں بھرتی ہوتے ہیں اسی عہدہ اور گریڈ میں ریٹائر ہو جاتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت دیگر ملازمین کی طرح مذکورہ ملازمین کا سروس سٹرکچر اور پروموشن چینل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بطور سائیکالوجسٹس اور سپیچ تھراپسٹس گریڈ17 میں بھرتی ہونے والے ملازمین کا سروس سٹرکچر نہ ہے۔ اور تاحال نئے آنے والے سپیچ تھراپسٹس اور سائیکالوجسٹس میں سے ایک بھی گریڈ 17 میں ریٹائرڈ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی بھی سروس دس سال سے زائد نہ ہے۔ مزید برآں محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے اُن تمام پوسٹوں کی تفصیل / کوائف بشمول سائیکالوجسٹس اور سپیچ تھراپسٹس تیار کر لئے ہیں

جن پوسٹوں کا پروموشن چینل نہ ہے اور جلد ہی یہ کوائف ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیئے جائیں گے تاکہ ان پوسٹوں کا پروموشن چینل ترتیب دیا جاسکے۔ تفصیلات کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے اِن تمام پوسٹوں بشمول سائیکالوجسٹس اور سپیچ تھراپسٹس کے کوائف تیار کر لئے ہیں جن پوسٹوں کا پروموشن چینل نہ ہے اور جلد ہی یہ کوائف تمام تفصیلات کے ساتھ ایس اینڈ جی اے ڈی کو ارسال کر دیئے جائیں گے تاکہ جلد سے جلد ان پوسٹوں کا پروموشن چینل ترتیب دیا جاسکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن ان تمام پوسٹوں بشمول سائیکالوجسٹ اور سپیچ تھراپسٹ کے لئے قواعد تیار کر رہا ہے جن کا پروموشن چینل نہ ہے اور جلد ہی یہ کوائف تمام تفصیلات کے ساتھ ایس اینڈ جی اے ڈی کو ارسال کر دیئے جائیں گے تاکہ جلد از جلد ان پوسٹوں کا پروموشن چینل ترتیب دیا جاسکے۔ میں نے یہ سوال 29۔جنوری 2015 کو دیا تھا اور اس کا جواب 19۔مارچ 2015 کو آیا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ کیس ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! ہم نے اس کا service structure تیار کر لیا ہے اور یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھجوا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم کا ہے۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! سوال نمبر 3323 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

محکمہ پولیس اور جیل خانہ جات کے ملازمین کے رسک الاؤنس میں فرق کی تفصیلات

*3323: **محترمہ ناہید نعیم:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب محکمہ جیل خانہ جات کے سٹاف کو تنخواہ کے ساتھ فکس ٹی اے / ڈی اے اور رسک الاؤنس دے رہی ہے؟

(ب) حکومت پنجاب محکمہ جیل خانہ جات کے سٹاف کو تنخواہ کے ساتھ ماہانہ فکس ٹی اے / ڈی اے کتنا دیتی ہے؟

(ج) حکومت پنجاب کس سال سے محکمہ جیل خانہ جات کے سٹاف کو رسک الاؤنس دے رہی ہے، کیا تمام اہلکاران اور افسران کا رسک الاؤنس برابر ہے یا فرق ہے، اگر فرق ہے تو کتنا تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ جیل خانہ جات کے سٹاف کو تنخواہ کے ساتھ فکس ٹی اے / ڈی اے اور رسک الاؤنس نہ دے رہی ہے۔

(ب) ایضًا۔

(ج) ایضًا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! جیل خانہ جات کے ملازمین کو الاؤنس نہیں دیا جاتا جبکہ باقی پولیس ملازمین کو الاؤنس دیا جارہا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! پنجاب پولیس کے ملازمین کو سپیشل الاؤنس دیا جاتا ہے لیکن جیل ملازمین کو یہ الاؤنس کیوں نہیں دیا جاتا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ الاؤنس کے بارے میں بات کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: منڈا صاحب نوں وی سپیشل الاؤنس دتا جاوے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

جناب سپیکر! جواب میں بڑی وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ اس وقت تک جیل ملازمین کو کوئی سپیشل الاؤنس یا رسک الاؤنس نہیں دیا جارہا صرف high security prison ساہیوال کے ملازمین اور افسران کو ان کی ایک ماہ کی basic pay کے مطابق الاؤنس دیا جارہا ہے باقی کسی جیل میں ابھی

تک سپیشل لاؤنس ، رسک الاؤنس یا ٹی اے / ڈی اے نہیں دیا جا رہا۔اس سلسلے میں ہمارا ایک کیس حکومت پنجاب کے پاس pending ہے اس کی سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بجھوائی جا چکی ہے اس پر جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق ہی الاؤنس اور ٹی اے / ڈی اے وغیرہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔یہ سمری مورخہ 06-02-2016 کو وزیر اعلیٰ کے آفس جا چکی ہے لیکن ابھی تک اس کی واپسی کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! یہ فائنل ہونے میں کتنا ٹائم لگے گا؟

جناب سپیکر: یہ کیسے ٹائم بتا سکتے ہیں، یہ تحرک کر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جونہی وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے اس سمری کی بابت پتا چلتا ہے تو اس کے مطابق جو بھی فیصلہ ہو گا انشاء اللہ اس پر بہت جلد عملدرآمد کر دیا جائے گا اور سمری کے مطابق جو بھی فیصلہ ہو گا وہ معزز ممبر کے علم میں لے آئیں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر الاؤنس نہیں دیا جا رہا تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وجوہات بتا دیں کہ یہ فرق کیوں رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو سفارش کر رہے ہیں کہ یہ الاؤنس ملنا چاہئے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے سمری بھیج دی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں کوئی time limit دے دیں کہ کتنا ٹائم لگے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے رسک اور سکیورٹی الاؤنس دینے کے لئے ہی سمری بنا کر وزیر اعلیٰ کے آفس میں بھیجی ہے۔باقی رہی بات کہ کب تک ہو جائے گی میں اس سلسلے میں exact date تو نہیں بتا سکتا لیکن اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ حکومت اس پر بہت جلد فیصلہ کر دے اور اس سمری پر جو بھی فیصلہ ہو گا ہم اگلے اجلاس میں معزز ممبر کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال نمبر7139ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں ابھی دو منٹ ہیں اگر ڈاکٹر صاحب دو منٹ کے اندر اندر آ جائیں گے تو well and good اگر نہیں آئیں گے تو پھر اس سوال کو بھی dispose of کیا جائے گا۔اگلا سوال نمبر3370چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں ان کا بھی اسی طرح ہے کہ جب تک یہ ٹائم ختم نہیں ہوتا اگر وہ اس دوران آ جائیں تو well and good اس سوال کو take up کر لیا جائے گا۔اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر5766ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

وہاڑی: ڈسٹرکٹ جیل سے متعلقہ تفصیلات

*5766: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کتنے رقبے پر مشتمل ہے اور اس کی عمارت کا رقبہ کتنا ہے، کیا حکومت مزید عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اس جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی بند کرنے کی گنجائش ہے اور اس وقت یہاں کتنے قیدی / حوالاتی مقید ہیں؟

(ج) کیا جیل میں غیر ملکی افراد بھی مقید ہیں اور کس کس جرم کی سزا کاٹ رہے ہیں تفصیلاً بیان کریں؟

(د) 14۔2012میں یہاں مختلف عدالتوں نے کتنے قیدیوں کو پھانسی کی سزا سنائی نیز ان سزاؤں کی نوعیت کیا تھی اور ان میں سے کتنی پر عملدرآمد ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کا کل رقبہ 47ایکڑ4کنال پر مشتمل ہے۔جیل بلڈنگ 25ایکڑ پر مشتمل ہے۔فی الحال ابھی مزید کوئی بھی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں حوالاتی / قیدی بند کرنے کی گنجائش649نفر ہے جبکہ اس جیل میں876حوالاتی / قیدی مقید ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں کوئی غیر ملکی اسیر مقید نہ ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں سال رواں 14-2012 میں 62 اسیران کو مختلف عدالتوں نے قتل کے جرم میں سزائے موت کی سزا سنائی اور ان کی اپیلیں اعلیٰ عدالتوں میں زیر التواء ہیں اور کسی بھی قیدی کو ابھی تک پھانسی نہ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں کتنے قیدی اور حوالاتی بند کرنے کی گنجائش ہے اور اس وقت وہاں کتنے موجود ہیں؟ جواب میں اعتراف کیا گیا ہے کہ 649 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ 876 قیدی رکھے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان قیدیوں کو proper سہولیات بھی نہیں دے سکتے تو کیا ان کے لئے مزید بیرکیں تعمیر کرنے کا ارادہ ہے اور کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کی commitment کرتے ہیں کہ آئندہ بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں عرض کیا تھا کہ جس طرح آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اسی طرح کرائم ریٹ بھی بڑھتا ہے چونکہ کرائم انسانوں سے ہے۔ تو جوں جوں اس صوبہ میں، اس ضلع وہاڑی میں آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے تو کرائم ریٹ بھی بڑھ رہا ہے اور کرائم ریٹ بڑھنے سے ہمارے حوالاتیوں اور قیدیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے no doubt کہ capacity سے زیادہ لوگ رکھے ہوئے ہیں لیکن اتنے بھی زیادہ نہیں ہیں یہاں صرف 200 کے قریب زیادہ ہیں۔ اس ADP میں ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کے لئے دو نئی بیرکیں اور 32 نئے سیل شامل ہیں اور انشاء اللہ آئندہ مالی سال میں ان کی تعمیر مکمل کر لی جائے گی اور یہ capacity کے مطابق ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب جلدی ضمنی سوال کریں چونکہ ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی سوال نمبر 5766 کے جز(ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ قیدیوں کی گنجائش تو649 ہے لیکن وہاں پر 876 بند ہیں تو ان کو جو خوراک دی جا رہی ہے کیا وہ منظور شدہ649 کی تعداد پر ہے یا876 کے مطابق انہیں خوراک دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 876 قیدیوں کے مطابق خوراک دی جاتی رہی ہے لیکن اب تو وہ تعداد تبدیل ہو چکی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کروں گی کہ پارلیمانی سیکرٹری نے ایوان میں دو بار ایک جملہ بولا ہے یہ اس کی تصحیح کر لیں یا اپنی معلومات کی تصحیح کر لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آبادی بڑھنے کی وجہ سے کرائم ریٹ بڑھتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ آبادی بڑھنے سے کرائم ریٹ نہیں بڑھتا بلکہ جب حکومت روزگار فراہم نہیں کرتی تو بے روزگاری کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کرائم کی طرف جاتی ہے چونکہ حکومت کی writ نہیں اور حکومت crime ratio کم کرنے کے لئے اقدامات نہیں کر رہی اس وجہ سے جیلوں کے اندر قیدیوں کا رش بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے پہلے فیصل آباد کی جیل کے بارے میں کہا کہ بڑی fertile ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترمہ صرف میڈیا میں آنے کے لئے تقریر کر رہی ہیں۔

MR SPEAKER: Question Hour is over.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی / جیل خانہ جات (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وفاقی حکومت کی طرف سے ٹرانسفر شدہ ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*5256جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں کو منتقل ہونے والے سپیشل ایجوکیشن کے ملازمین کی خدمات کو یکم اپریل2010 سے سیکشن10 سول سرونٹ ایکٹ کے تحت ڈیپوٹیشن پر صوبوں میں ٹرانسفر کیا گیا تھا؟

(ب) مشترکہ مفادات کی کونسل کے اجلاس میں ان ملازمین کو رولز اور ریگولیشن کے تحت ضم کرنے کے لئے90 دن کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ج) اس حوالے سے کئے گئے اقدامات کے تحت اب تک سپیشل ایجوکیشن میں کیا پیشرفت ہوئی ہے، آگاہ کریں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں کو منتقل ہونے والے سپیشل ایجوکیشن کے ملازمین کی خدمات کو یکم اپریل 2011 کے بجائے 2۔اپریل 2011 سے سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومتِ پنجاب میں ٹرانسفر کیا گیا تھا۔ کا پی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے ان ملازمین کو جس نوٹیفکیشن کے تحت لیا ہے وہ کا پی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کو باقاعدہ ضم کرنے کے لئے حکومتِ پنجاب ریگولیشن ونگ نے کیس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے مطلع کیا ہے کہ حکومتِ پنجاب نے پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1974 سیکشن 22 C میں ترمیم کر دی ہے کا پی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ البتہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت وفاقی حکومت نے صوبوں کو ابھی تک ٹرانسفر کئے گئے ملازمین کے حوالہ سے فیڈرل سول سرونٹ ایکٹ 1973 میں ترمیم نہیں کی 16.12.14 کو محکمہ ریگولیشن ونگ حکومتِ پنجاب نے سیکرٹری اسٹبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد کو خط لکھا ہے جس میں وفاقی ملازمین کی حکومت پنجاب میں بطور سول سرونٹ ضم کرنے کے حوالے

سے تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔کاپی(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن حکومتِ پنجاب نے ریگولیشن ونگ حکومتِ پنجاب کو خط لکھا تھا جس میں وفاقی ملازمین کی حکومت پنجاب میں بطور سول سرونٹ ضم کرنے کے حوالے سے latest position بتانے کا کہا گیا تھا۔کاپی(ہ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔سیکرٹری ریگولیشن ونگ حکومتِ پنجاب نے مطلع کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب سول سرونٹ ایکٹ1974 سیکشن22 C میں ترمیم کر دی ہے البتہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت وفاقی حکومت نے صوبوں کو ابھی تک ٹرانسفر کئے گئے ملازمین کے حوالہ سے فیڈرل سول سرونٹ ایکٹ1973 میں ترمیم نہیں کی لہٰذا مورخہ 06.02.15 کو محکمہ سپیشل ایجوکیشن پنجاب نے سینئر ریسرچ آفیسر صوبائی اسمبلی پنجاب کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔کاپی(خ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سپیشل ایجوکیشن کے اداروں سے متعلقہ تفصیل

*7139:ڈاکٹر مراد راس:کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سپیشل ایجوکیشن کے کل کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے لئے کتنی رقم مالی سال15۔2014 کے دوران مختص کی گئی تھی؟

(ج) ہر ادارے میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ہ) کیا ہر ادارے کے پاس بچوں کے لئے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):

(الف) لاہور میں سپیشل ایجوکیشن کے کل18 تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سپیشل ایجوکیشن لاہور کے ان اداروں میں مالی سال15۔2014 کے دوران 47,44,56,489/۔روپے کی رقم مختص کی گئی۔

(ج) ان اداروں میں زیرِ تعلیم بچوں کی کل تعداد3084 ہے۔ ادارہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 908 ہے۔ادارہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں! سپیشل ایجوکیشن کے ان اداروں میں بچوں کے لئے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے۔

سنٹرل جیل گوجرانوالہ: رقبہ اور قیدیوں کی تعداد و تفصیل

*3370: **چودھری اشرف علی انصاری**: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی رکھے گئے ہیں،ان کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بچوں، خواتین اور بالغ قیدی وار فراہم کریں؟

(ب) درج بالا جیل میں قانوناً کتنے قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) مذکورہ بالا جیل کے سال13۔2012اور14۔2013کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتیوں / قیدیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اس وقت مورخہ 19.02.2014 کو3085اسیران بند ہیں جس میں62نفر خواتین اور72نفر بچے بند ہیں جبکہ 2951نفر بالغ افراد مقید ہیں۔

(ب) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں1425اسیران مقید کرنے کی گنجائش ہے۔

(ج) سنٹرل جیل گوجرانوالہ 40ایکڑ07کنال05مرلہ پر مشتمل ہے اور جیل کی عمارت 32ایکڑ07 کنال05مرلے پر محیط ہے۔

(د) سنٹرل جیل گوجرانوالہ کے مالی سال13۔2012کے اخراجات 25,25,23,986روپے اور مالی سال14۔2013کے اخراجات22,69,79,500روپے ہیں۔

(ہ) سنٹرل جیل گوجرانوالہ کو 2011 میں توسیع دی گئی ہے اور فی الحال اس کو مزید توسیع نہ دی جارہی ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل کے بعد سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اسیران کی تعداد میں کمی آجائے گی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ :ڈسٹرکٹ جیل میں قیدی اور حوالاتیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5856:جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے لئے صحت کی کون کون سی سہولت موجود ہے؟

(ب) مذکورہ جیل میں ٹی بی، ہیپاٹائٹس اور ایڈز کے کتنے قیدی موجود ہیں؟

(ج) مذکورہ جیل میں سال 14-2013 میں قیدیوں کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

(د) کیا مذکورہ جیل میں ٹی بی اور ایڈز کے مریضوں کو دیگر قیدیوں سے الگ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے؟

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدیوں کو دی جانے والی سہولتوں سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدی اور حوالاتیوں کی صحت کے لئے جیل ہسپتال میں درج ذیل مشینیں موجود ہیں:

1۔ ایکسرے مشین 2۔ ای سی جی مشین (ECG)

3۔ ڈینٹل چیئر 4۔ الٹراساؤنڈ مشین

علاوہ ازیں میڈیکل آفیسر اور پیرا میڈیکل سٹاف بھی قیدیوں اور حوالاتیوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت ٹی بی کے دو مریض ہیں۔ ہیپاٹائٹس اور ایڈز کا کوئی مریض نہ ہے۔

(ج) سال 14-2013 میں قیدیوں کو 10 لاکھ روپے کی ادویات فراہم کی گئیں۔

(د) ٹی بی کے مریضوں کو ٹی بی وارڈ میں دوسرے مریضوں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

(ہ) طبی سہولیات:

ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تمام قیدیوں اور حوالاتیوں کو ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں حفظان صحت کے اصولوں، صفائی ستھرائی اور بیماریوں سے بچاؤ کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ نئے آنے والے اسیران کا طبی معائنہ بذریعہ ڈاکٹر کیا جاتا ہے۔ میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف تمام بارکوں کا روزانہ کی بنیاد پر دورہ کرتے ہیں۔ اسیران کو طبی سہولیات فراہم کرتے ہیں زیادہ بیمار اسیران کو جیل ہسپتال میں داخل کر لیا جاتا ہے اور ایمرجنسی کی صورت میں فوراً ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ شفٹ کر دیا جاتا ہے۔ جیل کے اندر آٹھ بیڈز پر مشتمل ہسپتال کی سہولت موجود ہے زندگی بچانے والی تمام ادویات اسیران کو بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال سے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کو وقتاً فوقتاً بلایا جاتا ہے۔ ڈینٹل یونٹ کی سہولت موجود ہے۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ڈینٹل سرجن کو بوقت ضرورت بلایا جاتا ہے۔ قیدیوں کے لئے ای سی جی، ایکسرے یونٹ اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات موجود ہیں۔ وہیل چیئر، شفٹنگ ٹرالی اور ایمبولینس کی سہولیات موجود ہیں۔ میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف اسیران کی دیکھ بھال کے لئے ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

خوراک کی سہولیات:

قیدیوں کو صبح معیاری گرم ناشتہ فراہم کیا جاتا ہے نیز اسیران کو معیاری کھانا مینیو کے مطابق بعد از چیکنگ فراہم کیا جاتا ہے۔

ٹھنڈے پانی کے کولر کی سہولت:

اسیران کی سہولت کے لئے ٹھنڈے پانی کا چلر اور الیکٹرک واٹر کولر لگائے گئے ہیں۔

کھیل کی سہولیات:

اسیران کو کھیل کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں جن میں والی بال، لڈو، کبڈی اور کیرم بورڈ کی سہولیات میسر ہیں نیز خواتین وارڈ میں موجود خواتین کے لئے لڈو اور کیرم بورڈ کی سہولت موجود ہے۔

سامان کنٹین کی سہولت:

کنٹین کا سامان اسیران کی ڈیمانڈ کے مطابق جیل کی کنٹین سے بھجوایا جاتا ہے جن کے ریٹس مارکیٹ کمیٹی کے مطابق چیک کر کے بنائی گئی لسٹ کے مطابق لگائے جاتے ہیں۔

عدالت پیشی پر جانے اور آنے والے اسیران کے لئے سہولیات:

روزانہ کی بنیاد پر آنے اور جانے والے اسیران کے لئے بیٹھنے کے لئے بینچوں کا انتظام کیا گیا ہے نیز تاریخ پیشی پر جانے والے اسیران کے لئے کھانا ان کے ساتھ بھجوایا جاتا ہے۔

ملاقات کی سہولت:

تمام اسیران کی ان کے لواحقین سے بروقت ملاقات کروانے کا بندوبست ہے۔علاوہ ازیں اس سلسلہ میں کسی بھی اسیر کو کوئی بھی شکایت ہو تو سپرنٹنڈنٹ جیل موقع پر اس کی شکایت سن کر اس کا ازالہ کرتے ہیں۔

ننکانہ صاحب: نئی جیل تعمیر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6180:جناب طارق محمود باجوہ:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں اس وقت کل کتنے قیدی ہیں کون سے جرم میں قید ہیں اور ان قیدیوں کو کہاں قید کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں اس وقت کوئی جیل نہ ہے،جیل بنانے کی منظوری ہونے کے باوجود اب تک جیل نہیں بنائی گئی نہ بنانے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ضلع ہذا میں نئی جیل تعمیر کرنے کے لئے کتنا تخمینہ درکار ہے،کیا حکومت نئے مالی سال میں جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت ننکانہ صاحب سے تعلق رکھنے والے کل حوالاتی/قیدیان 877بشمول 10عورتیں اور ایک نظر بند مقید ہیں یہ اسیران قتل،ڈکیتی،راہزنی اور دیگر سنگین اور معمولی نوعیت کے جرائم میں ملوث ہیں۔ان اسیران کو بمطابق قانون جیل ہذا میں ان کے جرائم کے حساب سے مختلف بارکوں میں بند کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں اس وقت کوئی جیل نہیں ہے14-2013اور 15-2014میں ADPفارمولیشن میں شامل کیا گیا لیکن محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ نے شامل نہ کیا جس کی وجہ سے ننکانہ صاحب میں جیل کی تعمیر نہ ہو سکی۔

(ج) ضلع میں نئی جیل تعمیر کرنے کے لئے تقریباً1400ملین فنڈز درکار ہوں گے۔اس سال بھی اس سکیم کو ADPفارمولیشن میں شامل کیا گیا ہے جیسے ہی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ اس کی منظوری دے گا تو ضلع میں نئی جیل کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6277:جناب طارق محمود باجوہ:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کتنے قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت جیل میں کتنے قیدی موجود ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ جیل میں 60 سال اور اس سے اوپر کے قیدیوں کی تعداد کتنی ہے اور وہ کون کون سے جرم میں مقید ہیں، ان کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس جیل میں خواتین قیدیوں کی کتنی تعداد ہے اور خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعداد کتنی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) اس جیل میں قیدیوں کو علاج معالجہ کی جو سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش 982 ہے جبکہ اس وقت قیدیوں کی تعداد 2002 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ حوالاتیاں =1509

2۔ قیدیان =196

3۔ قیدی سزائے موت =297

(ب) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں تقریباً 60 سال اور اس سے زائد عمر کے قیدیان کی تعداد 21 ہے جو بجرم 302، ڈکیتی، چوری اور اغواء میں ملوث ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں خواتین کی کل تعداد 27 ہے اور 3 خواتین کے ہمراہ ایک ایک بچہ ہے تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تمام قیدیوں اور حوالاتیوں کو ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں علاوہ ازیں حفظان صحت کے اصولوں، صفائی ستھرائی اور بیماریوں سے بچاؤ کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے نئے آنے والے اسیران کا طبی معائنہ بذریعہ ڈاکٹر کیا جاتا ہے میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف تمام بارکوں کا روزانہ کی بنیاد پر دورہ کرتے ہیں اسیران کو طبی سہولیات فراہم کرتے ہیں زیادہ بیمار اسیران کو جیل ہسپتال میں داخل کر لیا جاتا ہے اور ایمرجنسی کی صورت میں فوراً ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ شفٹ کر دیا جاتا ہے۔ جیل کے اندر چوبیس بیڈز پر مشتمل ہسپتال کی سہولت موجود ہے زندگی بچانے والی تمام ادویات اسیران کو بہم پہنچائی

جاتی ہیں۔ڈی ایچ کیو ہسپتال سے سپیشلسٹ ڈاکٹر کو وقتاً فوقتاً بلایا جاتا ہے۔ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ڈینٹل سرجن کو بوقت ضرورت بلایا جاتا ہے نیز ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدی اور حوالاتیوں کی صحت کے لئے جیل ہسپتال میں درج ذیل مشینیں موجود ہیں۔

1۔ ڈینٹل چیئر 2۔ ای سی جی مشین(ECG)

3۔ الٹراساؤنڈ مشین۔

اس کے علاوہ وہیل چیئر، شفٹنگ ٹرالی اور ایمبولینس کی سہولیات بھی موجود ہیں۔میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف اسیران کی دیکھ بھال کے لئے ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

ضلع چنیوٹ میں جیل کی تعمیر کا مسئلہ

*6298:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے قیدی چنیوٹ میں جیل نہ ہونے کی وجہ سے جھنگ جیل بھیجنا پڑتے ہیں جو کہ 100 کلو میٹر فاصلہ پر ہے اور اتنے لمبے سفر کے دوران روڈز پر مختلف دہشت گردی کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے اور چنیوٹ ضلع کی طرف سے بار بار مطالبہ بھی کیا جارہا ہے کہ چنیوٹ میں فی الفور جیل تعمیر کی جائے تو اب تک جیل تعمیر نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا جب تک ضلع چنیوٹ میں جیل تعمیر نہیں ہو جاتی، حکومت چنیوٹ کے قیدیوں کو جھنگ کی بجائے فیصل آباد جیل میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ چنیوٹ، فیصل آباد کے درمیان فاصلہ بھی صرف 36 کلو میٹر ہے اور دہشت گردی کے خطرات اور اخراجات بھی کم ہونے کی توقع ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے حوالاتی ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں مقید ہیں۔جھنگ سے چنیوٹ کا فاصلہ تقریباً85 کلو میٹر ہے۔جبکہ یہ درست نہ ہے کہ ان کے سفر کے دوران دہشت گردی کا کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔

(ب) 16۔2015 سالانہ ترقیاتی پروگرام اور وسط مدتی ترقیاتی مالی تجاویز برائے 18۔2015 میں درج ذیل جیلوں کی سکیموں کو شامل کر کے حکومت کو برائے منظوری بھیجا گیا تھا:۔

1۔	ڈسٹرکٹ جیل خوشاب	2۔	ڈسٹرکٹ جیل چنیوٹ
3۔	نیو ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	4۔	نیو ڈسٹرکٹ جیل ملتان
5۔	نیو ڈسٹرکٹ جیل لاہور	6۔	ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی
7۔	ڈسٹرکٹ جیل ننکانہ صاحب		

محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ نے نیو ڈسٹرکٹ جیل لاہور، ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی اور ڈسٹرکٹ جیل ننکانہ صاحب کو 16۔2015 کی ADP Book میں شامل کیا ہے جبکہ باقی جیلوں کی سکیموں کو شامل نہ کیا ہے۔

(ج) چونکہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ پہلے ضلع جھنگ کی تحصیل تھی اس لئے چنیوٹ کے اسیران ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں رکھے جاتے تھے اور ابھی تک اسی طریق کار کے مطابق اسیران کو ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں رکھا جاتا ہے اور ان کو فیصل آباد کی جیلوں میں رکھنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے کیونکہ فیصل آباد کی جیلوں میں قیدی پہلے ہی گنجائش سے زیادہ ہیں۔

لاہور ریجن کی جیلوں میں سرچ آپریشن سے متعلقہ تفصیلات

*6299: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

جنوری 2014 سے آج تک لاہور ریجن کی کن کن جیلوں میں کب سرچ آپریشن کیا گیا، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سنٹرل جیل لاہور

سنٹرل جیل لاہور میں روزانہ کی بنیاد پر ٹارگیٹڈ تلاشی مخصوص جگہوں پر کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہفتہ وار جنرل تلاشی اور ہفتہ وار باقاعدگی سے سرچ آپریشن بھی کیا جاتا ہے۔

سنٹرل جیل گوجرانوالہ

سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں جیل انتظامیہ کی طرف سے جنوری 2014 سے اب تک حسب معمول وضابطہ (ہر اتوار) اسیران کی تلاشی جاری رہتی ہے اور کسی بے ضابطگی کے سامنے آنے پر ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی جاری رہتی ہے اور کسی قسم کی کوئی دشواری سامنے نہ آئی ہے۔

سنٹرل جیل ساہیوال

سنٹرل جیل ساہیوال میں روزانہ کی بنیاد پر مخصوص ایریا کی تلاشی کروائی جاتی ہے جبکہ ہفتہ وار بھی مکمل اور جامع تلاشی کروائی جاتی ہے۔اس کے علاوہ بھی اچانک تلاشی وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں حسب ہدایات جناب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب لاہور بحوالہ چٹھی نمبری IV&IC/2014/8228-64 مورخہ 10.02.2014 مورخہ 13۔فروری تا 18۔فروری2014 کو سرچ آپریشن کیا گیا۔

مورخہ 07.04.2014 کو جناب ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات ،لاہور ریجن کی ٹیلی فونک ہدایات پر جیل ہذا میں سرچ آپریشن کیا گیا۔ علاوہ ازیں جیل ہذا میں ہر اتوار کو سرچ کروائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں روزانہ کی بنیاد پر جیل کے مختلف حصوں میں سرچ آپریشن کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ہفتہ وار جنرل تلاشی کروائی جاتی ہے جس میں تمام افسران و جیل عملہ شامل ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں متعدد بار رات کے وقت سپیشل سرچ آپریشن بھی کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں مورخہ 13/14.01.2014 کو جناب ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات، لاہور ریجن لاہور نے اچانک جیل ہذا کا سرچ آپریشن کروایا۔ جیل ہذا پر روزانہ کی بنیاد پر تلاشی کی جاتی ہے اور ہفتہ وار جنرل تلاشی بھی کروائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں جنوری2014 سے باہر سے کسی بھی ٹیم نے کوئی سرچ آپریشن نہیں کیا لیکن جیل ہذا میں اپنی تمام گارد کے ساتھ ہر اتوار کو مکمل تلاشی کی جاتی ہے اور اس کے علاوہ بھی جیل ہذا پر روزانہ کی بنیاد پر اور اچانک تلاشی بھی کی جاتی ہے۔

صوبہ میں قائم جیلوں کی چار دیواری کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7073:جناب احسن ریاض فتیانہ :کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں دہشت گردی اور امن عامہ کی صورتحال کے پیش نظر جیلوں کی چار دیواری تعمیر کروا رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس وقت جس جس جیل کی چار دیواری تعمیر ہو رہی ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں، جن جیلوں کی چار دیواری تعمیر نہیں کی جا رہی ان کے نام بیان فرمائیں؟

(ج) ان جیلوں کی چار دیواری کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں دہشت گردی اور امن عامہ کی صورتحال کے پیش نظر درج ذیل جیلوں کی چار دیواری مکمل ہو چکی ہے۔

نمبر شمار	جیل کا نام	کل تخمینہ لاگت (ملین میں)
1	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	1.246
2	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	14.077
3	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	14.244
4	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	8.757
5	سنٹرل جیل میانوالی	34.992
6	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	1.496
7	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان	13.381
8	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	7.831
9	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	6.094

مزید برآں جیلوں کی مزید سکیورٹی کے لئے سکیورٹی والز کی بھی تعمیر ہو چکی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	جیل کا نام	کل تخمینہ لاگت (ملین میں)
1	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	13.695
2	سنٹرل جیل راولپنڈی	27.211
3	سنٹرل جیل میانوالی	18.599
4	سنٹرل جیل فیصل آباد	34.494
5	سنٹرل جیل ساہیوال	19.867
6	سنٹرل جیل بہاولپور	24.028
7	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان	17.348
8	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	15.386
9	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	18.887
10	ڈسٹرکٹ جیل قصور	13.851
11	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	7.248
12	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	17.136

13	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	13.797
14	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	21.756
15	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	7.848
16	ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی	4.263
17	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	9.985
18	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	6.477
19	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	17.207
20	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	16.785
21	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	13.073

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں کے گرد چار دیواری کی تعمیر کا کام جاری ہے جیلوں کا نام اور ان کا تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	جیل کا نام	کل تخمینہ لاگت (ملین میں)
1	بور سٹل جیل فیصل آباد	15.905
2	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	32.798
3	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	13.073

مزید برآں جیلوں کی مزید سکیورٹی کے لئے سکیورٹی والز کی تعمیر کا کام جاری ہے جیلوں کے نام اور تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	جیل کا نام	کل تخمینہ لاگت (ملین میں)
1	سنٹرل جیل لاہور	55.362
2	سنٹرل جیل ملتان	33.361
3	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	28.325
4	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	42.898
5	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	83.683
6	ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین	34.589
7	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	21.635

صرف سب جیل چکوال پر چار دیواری اور سکیورٹی وال تعمیر نہ کی گئی ہے۔

(ج) حکومت سے منظور شدہ ٹھیکیداروں اور کمپنیوں کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور ٹھیکہ دینے کا کام محکمہ بلڈنگ کے ذمہ ہے جبکہ تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

جیلوں میں فلٹریشن پلانٹس سے متعلقہ تفصیلات

*7074:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ کی کس کس جیل میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب ہیں ان کے نام اور ہر جیل میں کتنے کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب ہیں ان سے روزانہ کتنے گیلن پانی فلٹریشن کے بعد ملتا ہے؟

(ب) اس وقت کتنی اور کون کون سی جیل میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب نہ ہیں؟

(ج) مالی سال16۔2015میں کس کس جیل میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کرنے کا منصوبہ ہے، اس وقت کس کس جیل میں واٹر فلٹریشن کی تنصیب کا کام جاری ہے، اس مقصد کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور یہ کام کس کس ٹھیکیدار سے کروایا جارہا ہے، ہر فلٹریشن پلانٹ پر علیٰحدہ علیٰحدہ کتنی کتنی رقم خرچ ہوگی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(اف) صوبہ کی جس جس جیل پر فلٹریشن پلانٹس نصب ہیں ان کی تعداد اور ان سے فلٹر ہوکر حاصل ہونے والی پانی کی مقدار درج ذیل ہے:

نمبر شمار	جیل کا نام	فلٹریشن پلانٹ کی تعداد	روزانہ جتنا(فی لیٹر فی گھنٹہ) فلٹر شدہ پانی ملتا ہے
1	سنٹرل جیل لاہور	04	2750
2	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	01	450
3	سنٹرل جیل راولپنڈی	03	421
4	سنٹرل جیل میانوالی	01	42
5	زنانہ جیل ملتان	01	180
6	سنٹرل جیل ساہیوال	01	150
7	سنٹرل جیل بہاولپور	02	281
8	سنٹرل جیل ملتان	02	562
9	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان	01	94
10	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	02	3375
11	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	02	416
12	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	01	2000
13	بورسٹل جیل بہاولپور	01	563

14	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	02	225
15	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	01	94
16	سب جیل چکوال	01	20
17	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	01	56
18	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	01	92
19	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	01	187
20	ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی	04	445
21	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	01	94
22	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	01	94
23	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	02	562
24	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	01	187
25	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	01	42
26	ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین	01	84
27	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	01	57
28	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	01	1000
29	بورسٹل جیل فیصل آباد	01	94

(ب)اس وقت جن جیلوں پر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب نہ ہوئی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	2۔	ڈسٹرکٹ جیل قصور
3۔	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	4۔	ڈسٹرکٹ جیل بھکر
5۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	6۔	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
7۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	8۔	ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال

(ج) مالی سال16-2015 میں پنجاب کی جیلوں پر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کے لئے سکیم منظور ہوئی ہے اور مبلغ14.782 ملین روپے کے فنڈز مہیا ہوئے ہیں جبکہ فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کا ٹھیکہ محکمہ بلڈنگز حکومت سے منظور شدہ ٹھیکیداروں اور کمپنیوں کو دیتا ہے پنجاب کی جن جیلوں پر واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب ہونی ہے ان کے نام اور تخمینہ جات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	جیل کا نام	تخمینہ لاگت (ملین میں)
1	سنٹرل جیل لاہور	3.399
2	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	2.855
3	ڈسٹرکٹ جیل قصور	6.908
4	سنٹرل جیل میانوالی	6.597

5	زنانہ جیل ملتان	1.911
6	سنٹرل جیل ساہیوال	6.285
7	سنٹرل جیل بہاولپور	3.101
8	سنٹرل جیل ملتان	2.000
9	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان	7.347
10	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	2.331
11	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	2.079
12	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	3.385
13	بورسٹل جیل بہاولپور	3.101
14	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	5.024
15	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	2.092
16	سب جیل چکوال	2.896
17	ڈسٹرکٹ جیل شاہپور	3.560
18	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	2.772
19	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	3.421
20	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	3.546
21	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	3.663
22	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	2.244
23	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	2.000
24	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	3.642
25	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	4.179
26	ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین	2.225
27	ڈسٹرک جیل لیہ	3.325
28	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	2.230
29	بورسٹل جیل فیصل آباد	2.206
30	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	5.586
31	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	3.827
32	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	2.595
33	سنٹرل جیل فیصل آباد	2.999
34	ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال	4.416

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع میانوالی میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

149: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
ضلع میانوالی میں سپیشل ایجوکیشن کے ادارے کتنے کہاں کہاں قائم ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):
ضلع میانوالی میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے کل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں، تفصیل درج ذیل ہے:

1. گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول، مسلم کالونی، میانوالی۔
2. گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار سلولر نرز، مسلم کالونی، میانوالی۔
3. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، پیلاں محلہ ایوب آباد ضلع میانوالی۔
4. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر عیسٰی خیل، محلہ بھمرہ والا ضلع میانوالی۔
5. نیشنل ٹرسٹ سپیشل ایجوکیشن کمپلیکس، وانڈھی گھنڈوالی میانوالی۔

صوبہ بھر کی جیلوں میں جیل ریفارمز کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

557: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں جیل ریفارمز کمیٹیاں غیر فعال ہونے کی وجہ سے سال 2011 میں 28 قیدی ہلاک ہو چکے ہیں؟

(ب) صوبہ بھر میں کون کون سی جیلوں میں جیل ریفارمز کمیٹیاں فنکشنل ہیں، تفصیل بتائیں؟

(ج) سال 2014 میں ان ریفارمز کمیٹیوں نے جیل میں موجود قیدیوں کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں جیل ریفارمز کمیٹیاں غیر فعال ہونے کی وجہ سے سال 2011 کے دوران 28 قیدی پر اسرار طور پر ہلاک ہو چکے ہیں بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ سال 2011 کے دوران جیل ہسپتال میں 66 بیرون جیل ہسپتال 160 اور خودکشی سے ہلاک ہونے والے اسیران کی تعداد 4 ہے۔ بمطابق ریکارڈ سال 2011 کے دوران جتنے بھی

اسیران کی اموات واقع ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بھی تشدد کی وجہ سے یا غیر طبعی نہ تھی بلکہ تمام طبعی اموات تھیں۔ کسی بھی اسیر کی وفات کی صورت میں متعلقہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور کو مطلع کیا جاتا ہے اور حسب الحکم معزز عدالت حکومت پنجاب اور دفتر آئی جی جیل خانہ جات کو اطلاع دی جاتی ہے۔ عدالتی انکوائری اور پوسٹمارٹم ہونے کے بعد رپورٹس متعلقہ دفاتر سے جیلوں کو ارسال کر دی جاتی ہیں۔ خودکشی اموات کی صورت میں جو بھی ملازم یا آفیسر غفلت کا مرتکب پایا جاتا ہے۔ اس کے خلاف قانونی وانضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس لئے جیلوں میں جیل ریفارمز کمیٹیوں کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے پراسرار طور پر ہلاکتوں کا تاثر حقیقت پر مبنی نہ ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت کوئی جیل ریفارمز کمیٹی فنکشنل نہ ہے۔ بلکہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی جانب سے احکامات کی روشنی میں ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اپنی متعلقہ جیل کا ہر ماہ دو دفعہ دورہ کرتے ہیں اور تمام قانونی اور انتظامی امور کا جائزہ لے کر رپورٹ چیف جسٹس صاحب لاہور ہائی کورٹ کو بھیجتے ہیں اور دورہ کے دوران دیئے گئے احکامات اور مشاہدات کے حوالے سے عملدرآمد رپورٹ کا جائزہ لیتے ہیں۔

(ج) جیل ریفارمز کمیٹیوں کا سال 2014 میں قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کردار نہ ہے۔

ضلع میانوالی میں سپیشل بچوں کے سکولز میں تدریسی عملہ سے متعلقہ تفصیلات

150: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کے سپیشل بچوں کے سکولوں میں تدریسی عملہ کی بہت زیادہ کمی ہے؟

(ب) ان سکولوں میں کون کون سے تدریسی عملے کی کمی ہے؟

(ج) حکومت یہ کمی کب تک پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ضلع کے سارے سکولوں میں تدریسی عملے کی تفصیلات یعنی نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی میں واقع پانچ اداروں میں تدریسی عملہ کی کمی ہے۔اساتذہ کی 465اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی گئی ہیں۔

(ب) ان سکولوں میں تدریسی عملہ کی کل 37اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن ان خالی اسامیوں کو PPSC سے نئے اساتذہ کی سفارشات آنے پر پُر کرنے کاارادہ رکھتاہے۔

(د) ضلع میانوالی میں واقع تمام اداروں میں تدریسی عملے کی تفصیلات یعنی نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت ادارہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

گجرات جیل میں عملہ کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

615: میاں طارق محمود: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات ڈسٹرکٹ جیل میں عملہ کی تعداد گریڈ وعہدہ وار کتنی ہے؟

(ب) اس جیل میں حوالاتی اور قیدی کتنے ہیں؟

(ج) اس جیل میں روزانہ قیدیوں / حوالاتیوں کے لئے کھانے پینے کا سامان کون فراہم کرتاہے؟

(د) کھاناپکانے کے لئے کتنا عملہ ہے اگر ٹھیکیدار کھاناپکاتا ہے تواس کی فی قیدی حوالاتی کتنی رقم روزانہ کی بنیاد پر ادا کی جاتی ہے؟

(ہ) جیل کے کھانے اور پینے کی اشیاء کی چیکنگ کون کرتاہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل گجرات، میں تعینات عملہ کی تفصیل / تعداد گریڈ وعہدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مورخہ 15-03-26 کو بوقت لاک اپ گجرات جیل میں اسیران کی تعداد درج ذیل ہے:

حوالاتی	1135
قیدی	180
سزائے موت	138
ٹوٹل	1453

(ج) سالانہ ٹھیکہ جات کے مطابق متعلقہ ٹھیکیدار گورنمنٹ سے منظور شدہ مینو کے مطابق خشک راشن سپلائی کرتے ہیں جس کی ادائیگی گورنمنٹ کی طرف سے دیئے جانے والے سالانہ بجٹ میں سے کی جاتی ہے۔

(د) 63نفر قیدی اسیران کھانا پکانے کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جیل میں اسیران کے لئے کھانا جیل انتظامیہ کی نگرانی میں تیار کروایا جاتا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لئے کوئی ٹھیکیداری نظام نہ ہے۔

(ہ) جیل کے کھانے پینے کی اشیاء کی چیکنگ روزانہ کی بنیاد پر سپرنٹنڈنٹ جیل، میڈیکل آفیسر جیل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اور سٹور کیپر کرتے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ آفیسران انسپکٹر جنرل، جیل خانہ جات اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل، جیل خانہ جات، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات / منڈی بہاؤالدین بھی جیل پر دورے کے دوران کھانے پینے کی اشیاء چیک کرتے ہیں۔

ضلع میانوالی میں سپیشل چلڈرن کے سکولوں کی سرکاری عمارات سے متعلقہ تفصیلات

151:ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں سپیشل چلڈرن سکول سرکاری عمارات میں ہیں یا نہیں؟

(ب) اگر سرکاری عمارات نہیں ہیں تو حکومت کب تک ان کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مڈل سکول میانوالی شہر کی عمارت پر ای ڈی او ایجوکیشن کا ضلعی دفتر بنا کر ای ڈی او قابض ہے؟

(د) اگر یہ درست ہے تو یہ قبضہ مافیا کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لانے کا کوئی ارادہ ہے؟

(ہ) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک سپیشل بچوں کو ان کی اصل سکول کی بلڈنگ واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع میانوالی میں سپیشل ایجوکیشن کے کل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں جن میں سے صرف ایک سکول گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول، مسلم کالونی میانوالی کی اپنی سرکاری

عمارت ہے اس کے علاوہ کسی ادارہ کی اپنی سرکاری عمارت نہ ہے اور وہ کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ کا طریق کار یہ ہے کہ اگر سپیشل ایجوکیشن کے کسی ادارے کے لئے سرکاری زمین دستیاب ہو جائے یا کوئی عام شہری قطعہ زمین donate کر دے تو اس پر عمارت کے لئے سکیم شروع کر دی جاتی ہے۔ ضلع میانوالی میں بھی اگر زمین دستیاب ہو جائے تو عمارات کی تعمیر کے لئے کیس کا آغاز کر دیا جائے گا۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مڈل سکول میانوالی شہر کی عمارت میں ای ڈی او ایجوکیشن کا ضلعی دفتر کام کر رہا ہے۔ سال 2004 میں گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول میانوالی میں طلباء کی کمی کی وجہ سے اُس وقت کے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر نے اس سکول کو گورنمنٹ جامع ہائی سکول کی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا۔ اور 2008 میں ڈیف سکول کی پرانی بلڈنگ کے احاطے میں ایک اور نئی بلڈنگ تعمیر کی گئی جو کہ اس وقت گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول میانوالی کے زیر استعمال ہے اور پرانی بلڈنگ پر ابھی تک ای ڈی او، ایجوکیشن قابض ہے۔

(د) اس ضمن میں 2013 میں ایڈیشنل سیکرٹری گورنمنٹ آف دی پنجاب سپیشل ایجوکیشن کی طرف سے ایک لٹیر No. SO(B&D)1-4/2005 مورخہ 19.01.2013 ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو لکھا جس میں گورنمنٹ ڈیف سکول کی پرانی بلڈنگ کو خالی کرنے کا کہا گیا تھا۔ اس کے بعد دو مرتبہ بلڈنگ خالی کرنے کی کاروائی عمل میں لائی گئی لیکن ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے اور آخر کار یہ کیس Lahore Directorate of Staff Development, کو اس غرض سے بھجوایا گیا کہ ای ڈی او، ایجوکیشن کے دفتر کو ایلیمنٹری کالج کے ہاسٹل کی عمارت میں شفٹ کرنے کی اجازت دی جائے جو کہ خالی پڑی ہے لیکن اُس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ مزید یہ کے ایلیمنٹری کالج کی بلڈنگ خالی پڑی ہے اور یہ بلڈنگ خالی ہونے کی وجہ سے خراب بھی ہو رہی ہے لہٰذا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اس ضلعی دفتر کو ایلیمنٹری کی خالی بلڈنگ میں شفٹ کیا جائے اور سپیشل بچوں کی بلڈنگ اُن کے حوالے کی جائے کیونکہ ادارہ کو تعلیمی سرگرمیوں کے لئے جگہ درکار ہے۔

(ہ) محکمہ اس بلڈنگ کو جلد خالی کرانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ جو ادارے کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں اُن کو بھی محکمہ کی اپنی بلڈنگ میں شفٹ کر سکے تاکہ حکومت کے جو پیسے کرایہ کی مد میں خرچ ہو رہے ہیں اُن کو بچایا جا سکے۔

صوبہ بھر میں خواتین جیلوں میں قیدی و بچوں سے متعلقہ تفصیلات

633: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں کتنی خواتین کون کون سی جیلوں میں قید ہیں، جیل وار تفصیلات بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ خواتین قیدیوں کے ہمراہ ان کے بچے بھی قیدی ہیں، ان کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان قیدی خواتین اور ان کے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں ان کی تفصیلات بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقید خواتین کی تعداد 921 ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین کے ہمراہ بچے بھی مقید ہیں پنجاب کی جیلوں میں بچوں والی خواتین کی کل تعداد 123 ہے اور ان کے ہمراہ بچوں کی تعداد 140 ہے۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ان قیدی خواتین اور ان کے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے جیلوں میں سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ ان بچوں کو جیل کے قوانین کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر انتہائی معیاری / مناسب خوراک روزانہ کی بنیاد پر مہیا کی جاتی ہے۔

خصوصی خوراک کی تفصیل روزانہ کی بنیاد پر درج ذیل ہے:

(i) دودھ 467 گرام (ii) چینی 29 گرام

(iii) چاول 117 گرام

(iv) علاوہ ازیں دودھ پلانے والی ماؤں کو روزانہ کی بنیاد پر 500 گرام اضافی دودھ دیا جاتا ہے۔ قیدی خواتین اور ان کے ساتھ مقید بچوں کے لئے تمام تعلیمی و تفریحی سہولیات کا انتظام بھی حکومت کی طرف سے کیا گیا ہے۔

صوبہ بھر میں سپیشل ایجوکیشن کے کالجز سے متعلقہ تفصیلات

152:ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے کالجز ہیں؟

(ب) یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) کیایہ کالجز بچوں کی تعداد کے تناسب سے کم ہیں؟

(د) پنجاب حکومت صوبہ میں مزید کالجز کے قیام کاارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) کیاضلع میانوالی میں سپیشل بچوں کے کالج کے قیام کاکوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) صوبہ بھر میں سپیشل ایجوکیشن کے کل پانچ کالجز ہیں جن میں سے دو تدریسی کالجز ہیں اور تین ٹریننگ کالجز ہیں۔

(ب) یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

1. گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن، بہاولپور۔
2. گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن، جوہر ٹاؤن، لاہور۔
3. گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار دی ٹیچرز آف دی بلائنڈ، گارڈن ٹاؤن، لاہور
4. گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار دی ٹیچرز آف ڈیف، گلبرگ، لاہور۔
5. گورنمنٹ ان سروس ٹریننگ کالج فار دی ٹیچرز آف ڈس ایبلڈ چلڈرن، گارڈن ٹاؤن لاہور۔

(ج) یہ کالجز بچوں کی تعداد کے تناسب سے کم نہیں ہیں۔

(د) فی الحال صوبہ میں مزید نئے کالجز کے قیام کاکوئی منصوبہ زیرِ غور نہیں ہے۔

(ہ) جی نہیں! فی الحال ضلع میانوالی میں سپیشل بچوں کے کالج کے قیام کاکوئی منصوبہ زیرِ غور نہیں ہے۔

صوبہ بھر میں قیدی بچوں کے لئے جیلوں کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

634:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں تقریباً ایک ہزار کم سن بچے قید ہیں اور ان میں اکثریت انڈر ٹرائل ملزمان کی ہے صوبہ میں اس وقت قیدی بچوں کے لئے کتنی علیحدہ جیلیں قائم ہیں اور ان میں کتنے بچوں کو رکھا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں ایک ہزار کم سن بچے قید ہیں بلکہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں قید کم سن بچوں کی تعداد742 ہے جن میں حوالاتی بچوں کی تعداد661 ہے اور قیدی بچوں کی تعداد81 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔صوبہ پنجاب میں بچوں کی دونوں جیلوں میں مقید اسیران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپیشل ایجوکیشن سکول پی پی۔284 فورٹ عباس سے متعلقہ تفصیلات

178: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔284 بہاولنگر فورٹ عباس میں اس وقت 112 بچے سپیشل ایجوکیشن سکول میں زیر تعلیم ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ منظور شدہ 14 ٹیچرز کی اسامیوں میں سے صرف ایک اسامی پر ٹیچر کام کر رہی ہے اور بقیہ 13 اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے فورٹ عباس نے سپیشل ایجوکیشن کی بلڈنگ کے لئے رقبہ مختص کر دیا ہے؟

(د) کیا حکومت سکول کی اپنی بلڈنگ بنانے اور ٹیچرز کی کمی پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔284 بہاولنگر فورٹ عباس میں واقع گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فورٹ عباس، بہاولنگر میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد 112 سے بڑھ کر 122 ہو چکی ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ میں منظور شدہ چودہ اسامیوں میں سے صرف تین اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں اور ہیڈ ماسٹر سمیت گیارہ عدد اسامیاں خالی ہیں۔
اساتذہ کی بھرتی کا عمل پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ سے مکمل کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے فورٹ عباس نے سپیشل ایجوکیشن کی بلڈنگ کے لئے رقبہ تجویز کیا ہے مگر ابھی تک سپیشل ایجوکیشن کے نام الاٹمنٹ ہونا باقی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ادارہ کی عمارت کی تعمیر مذکورہ بالا رقبہ کی محکمہ کے نام منتقلی کی صورت میں مالی سال 16-2015 میں کی جائے گی جبکہ اساتذہ کی بھرتی کا عمل پنجاب پبلک سروس کمیشن کے توسط سے جلد از جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

جیلوں میں بند سزائے موت کے قیدیوں سے متعلقہ تفصیل

644: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں جیل قوانین کے مطابق سزائے موت کے فی قیدی کے لئے یومیہ کتنے روپے مختص کئے گئے ہیں؟

(ب) جیل قوانین کے مطابق سزائے موت کے قیدی کو جو رقم دی جاتی ہیں اس میں ان کے لئے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں سزائے موت پر پابندی کب ختم کی گئی نیز اس پابندی کے ختم ہونے کے بعد کل کتنے قیدیوں کو سزائے موت دی گئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جیل قوانین کے مطابق سزائے موت کے ہر قیدی کے لئے خوراک کی مد میں 75 روپے 49 پیسے یومیہ کے حساب سے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) جیل قوانین کے مطابق جو سہولیات اور کھانا دوسرے قیدیوں کو مہیا کیا جاتا ہے وہی سہولیات اور کھانا سزائے موت کے اسیران کو بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سزائے موت کے قیدی کو دوسرے اسیران کی طرح علاج معالجہ، دن میں دو وقت ٹہلائی اور رہائش وغیرہ کی تمام سہولیات میسر ہوتی ہیں۔

(ج) وزارت داخلہ حکومت پاکستان نے مورخہ 17.12.2014 کو سزائے موت سے پابندی ختم کر دی جس کے بعد سال 2014 میں چھ اسیران کو سزائے موت کی سزا دی گئی اور رواں

سال2015میں مورخہ29.04.2015تک80اسیران کو سزائے موت کی سزادی گئی ہے۔

ضلع بہاولنگر: خصوصی تعلیم کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

385:جناب احسان الحق باجوہ: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں خصوصی تعلیم کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کون کون گریڈ میں ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع بہاولنگر میں اس وقت انتظامی سطح پر خصوصی تعلیم کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔

(ب) چونکہ ضلع بہاولنگر میں اس وقت انتظامی سطح پر خصوصی تعلیم کا کوئی دفتر موجود نہ ہے اس لئے کسی ملازم کی تعیناتی نہیں ہوئی۔

بہاولنگر: ڈسٹرکٹ جیل میں بیرکس اور سیلز کی تعداد و تفصیل

783:جناب محمد نعیم انور: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں کتنی بیرکیں ہیں، مختلف سیل کی تعداد کیا ہے؟

(ب) اسیران کی تعداد کیا ہے، جیل میں کتنے اسیران کی گنجائش ہے اور کتنے اسیران زائد ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر کی توسیع کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 9 بیرکیں اور 29 سیلز ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں 477 اسیران مقید ہیں جبکہ گنجائش 176 اسیران کی ہے اس طرح 301 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔

(ج) جی ہاں! حکومت ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر کی توسیع کر رہی ہے اور مالی سال 16۔2015 میں 32 سیلز سزائے موت اور 2 بیرکیں تعمیر کی جائیں گی۔

ضلع بہاولنگر: خصوصی تعلیم کے سکولز سے متعلقہ تفصیلات

386: جناب احسان الحق باجوہ: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں خصوصی تعلیم کے کتنے سکولز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سکولز کے لئے کتنی رقم مالی سال13۔2012اور14۔2013 کے دوران مختص کی گئی تھی؟

(ج) ہر سکول میں زیر تعلیم بچوں کی کل کتنی تعداد ہے، کلاس وار تعداد بتائی جائے؟

(د) کیا ہر سکول کے پاس بچوں کے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے؟

(ہ) ان سکولز میں کون کون سی میسنگ فیسلٹی ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع بہاولنگر میں خصوصی تعلیم کے کل چھ ادارے کام کر رہے ہیں اور یہ ادارے کہاں کہاں ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

1. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ڈبلیو بلاک B/232 ماڈل ٹاؤن بہاولنگر۔
2. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اولڈ کمرشل کالج بلڈنگ تحصیل منچن آباد، ضلع بہاولنگر
3. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر62,YZ بلاک ہاؤسنگ کالونی، تحصیل ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔
4. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، غلام رسول ٹاؤن تحصیل فورٹ عباس، ضلع بہاولنگر۔
5. گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، مکان نمبر4 O گلی نمبر01 علی ٹاؤن تحصیل چشتیاں، ضلع بہاولنگر۔
6. گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولر نرز، ڈبلیو بلاک B/232 ماڈل ٹاؤن بہاولنگر

(ب) ان سکولز کے لئے مالی سال 12-2013 اور 14-2013 کے دوران مختص کی گئی رقم کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں واقع چھ اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی کل تعداد 891 ہے، کلاس وار تعداد تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! ہر ادارے کے پاس بچوں کے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے۔

(ہ)

1. ضلع بہاولنگر میں واقع چھ اداروں میں اساتذہ کی کمی ہے۔ اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجی جا چکی ہے جس پر بھرتی جلد متوقع ہے۔

2. اس کے علاوہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، چشتیاں میں بچوں کے لئے پینے کا میٹھا پانی موجود نہیں ہے جس کے لئے پائپ لائن کی ضرورت ہے۔ پانی کی سپلائی کے لئے ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، چشتیاں نے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر، کمیونٹی ڈویلپمنٹ، بہاولنگر کو مورخہ 25۔ستمبر 2014 خط لکھا جس میں پانی سے متعلقہ مشکلات کا ذکر کیا گیا اور پانی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے تجویز بھی دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ڈی ای او (سپیشل ایجوکیشن)، بہاولپور نے بھی ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن کو مورخہ 14-10-2014 کو خط لکھا جس میں بتایا گیا کہ ڈی سی او، بہاولنگر اور ای ڈی او (سی ڈی) بہاولنگر سے مورخہ 11-10-2014 کو میٹنگ ہوئی ہے جس میں ڈی سی او نے متعلقہ احکام کو ہدایات جاری کی ہیں کہ چشتیاں سنٹر کو میٹھے پانی کی مین پائپ لائن دی جائے اور اس کام کے لئے estimate تیار کیا جائے۔ کا پی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3. اس کے علاوہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، فورٹ عباس کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔ اس سنٹر کی اپنی بلڈنگ نہ ہے اور نہ ہی بلڈنگ کے لئے کوئی زمین مختص کی گئی ہے۔ زمین حاصل کرنے کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔ جس میں ڈپٹی سیکرٹری (کالونیز۔I) بورڈ آف ریونیو، لاہور کے ساتھ correspondence جاری ہے اس ضمن میں آخری خط مورخہ 11-11-2014 کو لکھا گیا جس میں 13 کنال 8 مرلہ زمین کی نشاندہی کی گئی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ وہ زمین محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے نام ٹرانسفر کر دی جائے تاکہ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فورٹ عباس کی بلڈنگ تعمیر ہو سکے۔ کا پی (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے سٹاف اور دیگر مسائل سے متعلقہ تفصیلات

810: جناب طارق محمود باجوہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں ملازمین کی کتنی تعداد ہے، عہدہ وار اور تعیناتی وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں سال 2013 اور 2014 کے درمیان کتنے موبائل فون سمز اور منشیات برآمد ہوئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) جن سے موبائل سمزاور منشیات برآمد ہوئیں ان کو کیا سزا ہوئیں، تفصیل فراہم کی جائے اور جن لوگوں نے سمزاور منشیات پہنچائے یا مدد کی، ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی، وضاحت کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ میں کل ملازمین کی تعداد=349ان کی عہدہ وار اور تعیناتی وار تفصیل درج ذیل ہے:

سپرنٹنڈنٹ جیل		انچارج جیل
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ		ایگزیکٹو چارج
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹJ&D		جوڈیشل/ڈویلپمنٹ چارج
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل(06)	(i)	انچارج سنٹرل ٹاوراور سزائے موت سیل بلاکس
	(ii)	لائن آفیسر
	(iii)	انچارج بارک 1تا7
	(iv)	انچارج وارنٹس قیدیان
	(v)	انچارج وارنٹس حوالاتیانوتلاشی، مین گیٹ، کنٹرول روم انچارج پی پی اکاؤنٹ
	(vi)	انچارج نیو جیل
لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ		انچارج فی میل وارڈاندرون جیل
میڈیکل آفیسر		انچارج جیل ہسپتال
لیڈی میڈیکل		آفیسر سیٹ خالی ہے۔
ہیڈکلرک		انچارج کلیریکل سٹاف
سینئر کلرک		انچارج اسٹیبلشمنٹ
سٹورکیپر		سٹورانچارج
ڈسپنسر		اندرون جیل ہسپتال
فوٹوگرافر		سیٹ خالی ہے۔
ڈارک روم اٹنڈنٹ		فوٹوگرافی ورک
مستری		مرمت بلڈنگ ورک
ڈرائیور		ایمبولینس چارج
کارٹ مین		فراہمی اسیران سامان اندرون جیل

گارڈن قلی	باغیچہ جیل
کک	ملازمین کچن
خاکروب	صفائی اندرون بیرون جیل
نرسنگ اسسٹنٹ	جیل ہسپتال
لیڈی ہیلتھ وزیٹر	فی میل وارڈ اندرون جیل
چیف وارڈر	واچ اینڈ وارڈ ڈیوٹی
ہیڈ وارڈر	واچ اینڈ وارڈ ڈیوٹی
وارڈر	واچ اینڈ وارڈ ڈیوٹی
باربر	پوسٹ خالی ہے۔
پلمبر	پوسٹ خالی ہے۔
الیکٹریشن	پوسٹ خالی ہے۔
ڈینٹل ٹیکنیشن	پوسٹ خالی ہے۔
لیب ٹیکنیشن	پوسٹ خالی ہے۔

خالی پوسٹوں میں باربر، پلمبر، الیکٹریشن، ڈینٹل ٹیکنیشن نئی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں سروس رولز مورخہ 14.05.2015 کو منظور ہو چکے ہیں اور بھرتی کا عمل شروع کیا جا رہا ہے۔ تاہم لیب ٹیکنیشن کے سروس رولز منظور نہ ہوئے ہیں۔

(ب) موبائل فون=415

سم = 113

منشیات = 45 حوالاتیوں سے معمولی مقدار میں برآمد ہوئی۔

(ج) جیل اسیران سے موبائل اور منشیات برآمد ہوئیں ان کو قصوری بلاک میں بند کیا گیا۔ درج ذیل ملازمین کو موبائل اور منشیات اندرون جیل سپلائی کرنے پر نوکری سے برخاست کیا گیا۔

1. ولی محمد ٹمپریری وارڈر
2. محمد آصف ٹمپریری وارڈر
3. صابر علی ٹمپریری وارڈر

درج ذیل ملازمین کی سالانہ ترقیاں بند کی گئیں۔

1. محمد حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
2. فاروق لودھی سپرنٹنڈنٹ
3. وارث علی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

4. محمد نواز ہیڈوارڈر نمبر8406
5. محمد اکرم وارڈر نمبر8937
6. محمد اسلم ہیڈوارڈر نمبر8937
7. ظہور احمد ہیڈوارڈر
8. محمد اکرم ہیڈوارڈر7777
9. محمد اصغر ہیڈوارڈر نمبر7495
10. محمد اشرف اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
11. محمد یوسف ہیڈوارڈر
12. محمد اکرم ہیڈوارڈر
13. قاسم علی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
14. نصر اللہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
15. عبدالرشید ہیڈوارڈر نمبر7949
16. محمد شفیق ہیڈوارڈر نمبر7607

نیز موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جیل پر جیمر سسٹم لگ چکا ہے اور موبائل کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے۔ قیدیوں کو ورثاء کے رابطہ کے لئے پی سی او کی سہولت دی گئی ہے جو کہ کامیابی سے جاری ہے اور مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ پی سی او لگائے گئے ہیں۔

راولپنڈی: سپیشل ایجوکیشن کے زیر انتظام سکولز سے متعلقہ تفصیلات

461: **محترمہ تحسین فواد:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے زیر اہتمام کتنے سکولز، کالج اور سنٹرز کام کر رہے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اس وقت ان اداروں میں کتنی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) ہر ادارے میں کتنے کتنے سپیشل بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان بچوں کو کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر ادارے کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ اداروں کو مالی سال 14-2013 کے لئے کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے زیر اہتمام کل بارہ ادارے کام کر رہے ہیں اور یہ ادارے کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم حکومتِ پنجاب کے زیرِ انتظام سپیشل ایجوکیشن کا کوئی کالج ضلع راولپنڈی میں قائم نہ ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں واقع سپیشل ایجوکیشن کے ان بارہ اداروں میں اس وقت کل 95 اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ اداروں میں زیرِ تعلیم بچوں کی کل تعداد 1131 ہے اور ان اداروں میں بچوں کو پرائمری تا سیکنڈری لیول تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ادارہ وار تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ اداروں میں مالی سال 13-2014 میں مختص کی جانے والی رقم کی تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ڈسٹرکٹ جیل میں قیدیوں کے علاج معالجہ سے متعلقہ تفصیلات

824: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے علاج معالجے کے لئے کتنے ڈاکٹرز اور عملے کی کل کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ بالا اسامیوں میں کتنی کب سے خالی ہیں؟

(ج) سال 2014 کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجے کی سہولت فراہم کی گئی؟

(د) کیا ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ہسپتال میں قیدیوں کے لئے ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولت موجود ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے علاج معالجے کے لئے ڈاکٹر اور عملے کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔	میڈیکل آفیسر	01
2۔	لیڈی میڈیکل آفیسر	01
3۔	ڈسپنسر	02

4۔	لیڈی ڈسپنسر	01
5۔	ڈینٹل ٹیکنیشن	01
6۔	لیبارٹری اسسٹنٹ	01
	کل تعداد	07

(ب)

سیریل نمبر	نام اسامی	تعداد	تاریخ جب سے خالی ہے
1۔	لیڈی میڈیکل آفیسر	01	01.09.2012
2۔	لیڈی ڈسپنسر	01	17.08.2010
3۔	ڈینٹل ٹیکنیشن	01	07.02.2013
4۔	لیبارٹری اسسٹنٹ	01	07.02.2013
	کل تعداد	06	

لیڈی ڈسپنسر کی اسامی مشتہر کی گئی لیکن کوئی امیدوار انٹرویو پاس نہ کر سکی۔دوبارہ اشتہار دیا جا رہا ہے نیز سیریل نمبر5،6 نئی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں سروس رولز مورخہ 14-05-2015 کو منظور ہو چکے ہیں اور بھرتی کا عمل یکم جولائی سے شروع ہوگا۔ مزید برآں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کے لئے محکمہ صحت پنجاب سے گزارش کر دی گئی ہے۔

(ج) سال2014 میں ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہسپتالوں میں28770 قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہسپتال میں ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولت موجود ہے۔

فیصل آباد میں سپیشل ایجوکیشن کے سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

547: میاں طاہر: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے سپیشل ایجوکیشن کے سکول اور کالج ہیں۔ان اداروں کے نام اور کس کس جگہ پر چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں طالب علموں کی تعداد ادارہ وار اور کلاس وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں طالب علموں کو کیا کیا سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع فیصل آباد میں حکومت پنجاب سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیرِ انتظام کل چودہ ادارے چل رہے ہیں جن میں سے کالج کوئی نہیں ہے۔ ان اداروں کے نام اور پتا تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ان اداروں میں طالب علموں کی کل تعداد 1851 ہے ادارہ اور کلاس وار تعداد (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں طالب علموں کو حکومت کی طرف سے مندرجہ ذیل سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

1. فری ایجوکیشن
2. فری ٹیکسٹ بکس
3. فری یونیفارم
4. فری پک اینڈ ڈراپ
5. ماہانہ 800 روپے وظیفہ
6. فری بریل بکس
7. فری ہوسٹل کی سہولت
8. میرٹ سکالرشپ

ضلع لاہور میں نابینا لیکچرارز سے متعلقہ تفصیلات

559: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنے نابینا لیکچرار ہیں، یہ لیکچرار کون کون سے کالجز اور یونیورسٹیز میں تعینات ہیں۔ ادارہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور میں جو لیکچرار نابینا تعینات ہیں ان کا کیا گریڈ ہے انہیں حکومت کی طرف دیگر کیا کیا مراعات حاصل ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں موجود نابینا لیکچرار کی باقاعدہ بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ہوئی؟

(د) ضلع لاہور کے کون کون سے سکولوں میں نابینا اساتذہ ہیں، سکول وار تفصیل بتائیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع لاہور میں واقع سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں صرف 02 نابینا لیکچرار کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. شمس الضیاء لیکچرار (سپیشل ایجوکیشن متاثرہ سماعت فیلڈ) 06.02.2015 کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہوا اور گورنمنٹ ان سروس ٹریننگ کالج فار دی ٹیچرز آف disabled چلڈرن، لاہور میں تعینات ہے۔
2. سعدیہ بٹ، لیکچرار (پنجابی) کی 07.02.2007 کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہوئی اور گورنمنٹ ڈگری کالج (سپیشل ایجوکیشن)، لاہور میں تعینات ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں تعینات نابینا لیکچرار گریڈ 17 میں کام کر رہے ہیں اور ان کو گریڈ 17 میں ملنے والی گورنمنٹ کی طرف سے تمام مراعات حاصل ہیں جو گریڈ 17 میں کام کرنے والے دیگر ملازمین کو حاصل ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں موجود نابینا لیکچرار کی باقاعدہ بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ہوئی ہے۔

(د) ضلع لاہور میں واقع سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں کام کرنے والے نابینا اساتذہ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل وہاڑی میں قائم سپیشل ایجوکیشن سنٹرز سے متعلقہ تفصیلات

601: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل وہاڑی میں کتنے سپیشل ایجوکیشن سنٹرز یا سکول موجود ہیں ان میں بچوں کی تعداد، کلاس وار اور ٹیچرز کی تفصیل سنٹر وار سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا ان بچوں کی تفریح کے لئے وہاڑی میں کوئی پارک موجود ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت ایسا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سپیشل ایجوکیشن سکول وہاڑی میں پینے کا صاف پانی دستیاب نہیں ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فلٹر پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) تحصیل وہاڑی میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے دو ادارے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مزید یہ کہ تحصیل وہاڑی میں ایک نیا سپیشل ایجوکیشن سنٹر بھی قائم کیا جارہا ہے جس پر کام جاری ہے اور جلد ہی اس سنٹر کو باضابطہ طور پر شروع کر دیا جائے گا۔

1. گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکیٹو ہیرنگ سکول وہاڑی۔
2. گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولر نرز، وہاڑی۔

ان بچوں کی تعداد کلاس وار اور ٹیچرز کی تفصیل ادارہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل وہاڑی میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی پارک مخصوص نہ ہے۔ تاہم حکومت پنجاب نے ڈویژن کی سطح پر سپیشل بچوں کے لئے پارک تعمیر کرنے کی منظوری دی ہے۔ اس سلسلہ میں ملتان شہر میں مدنی چوک نیو ملتان میں سپیشل بچوں کے لئے پارک تعمیر کیا جارہا ہے۔ جہاں خصوصی بچے تفریحی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں گے۔

(ج) گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکیٹو ہیرنگ سکول وہاڑی میں پینے کا صاف پانی موجود ہے۔ ادارہ ہذا میں الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب ہے جو کہ ادارہ ہذا کے بچوں کی ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اندریں حالات مزید واٹر فلٹر پلانٹ لگانے کی ضرورت نہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن اب تحاریک استحقاق کا ٹائم شروع ہے اور یہ جناب محمد عارف عباسی کی تحریک استحقاق ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

اورنج لائن ٹرین منصوبے پر ایوان میں بحث کروانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے Chinese Bank نے ابھی تک قرضہ جاری نہیں کیا۔ حکومت نے 5۔ارب روپے کا پہلے قرضہ لیا اور ابھی دو دن پہلے ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ حکومت 5۔ارب روپے مزید قرضہ لے کر یہ کام چلا رہی ہے۔اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کا case plead کرنے کے لئے حکومت کے وکیل خواجہ حارث نے بھی ہائی کورٹ میں اس انتہائی غلط منصوبے کو defend کرنے سے انکار کر دیا ہے۔یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے جس میں پورے پنجاب کے لوگوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب ایوان کے اندر آ کر اس منصوبہ کے بارے میں تفصیلات کیوں نہیں بتاتے، اس میں کیا راز ہے، کیا بھید ہے اور وہ کیا چیز پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو اس منصوبے کے حوالے سے پورے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے کہ حکومت اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے لئے کن شرائط پر قرضہ لے رہی ہے، کتنا قرضہ ہے، یہ پیسے کب اور کیسے واپس کرنے ہیں، اس پراجیکٹ پر کتنی subsidy دی جائے گی اور اس subsidy کو face کرنے کے لئے ان کے پاس کیا منصوبہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ unfair ہے کہ جب ایک جمہوری ایوان موجود ہے لیکن اسے اس پراجیکٹ کے حوالے سے اعتماد میں نہیں لیا جا رہا۔پورے پنجاب کے اندر پنجاب کی تاریخ میں اتنا بڑا منصوبہ کبھی اس طرح چوری چھپے نہیں بنا۔اس پراجیکٹ کے بارے میں ابھی تک پنجاب کابینہ کو علم ہے اور نہ ہی اس ایوان کے اندر کوئی بات ہوئی ہے۔ مختلف محکموں کے پاس اس پراجیکٹ کے حوالے سے مختلف باتیں ہیں۔ میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ یہاں اس ایوان کے اندر وزیر اعلیٰ پنجاب خود تشریف لائیں، اگر وہ میئر آف استنبول کے لئے سارا دن لاہور شہر کو بلاک کر سکتے ہیں تو اس ایوان میں کیوں نہیں آ سکتے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی وزیر اعلیٰ کے عہدہ کی توہین ہوئی ہے کہ استنبول کا میئر آ گیا اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ وہاں پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہمان تو مہمان ہوتا ہے اور اس کا احترام ضروری ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ مہمان تو مہمان ہوتا ہے لیکن کچھ حدود و قیود بھی ہوتی ہیں۔ پہلے تو ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کا رونا روتے تھے کہ وہ اس مقدس ایوان میں نہیں آتے اور اب رانا ثناء اللہ خان بھی غائب ہو گئے ہیں۔یہ پنجاب کی عوام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ

نے کل بھی یہاں legislation رکھی ہوئی تھی اور راناثناء اللہ صاحب نہیں آئے۔ یہ ایک غلط مثال قائم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے۔ کل یہاں منسٹر صاحب موجود تھے اور میں نے معزز ممبران سے کہا کہ اگر وہ بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو اپنے نام لکھوا دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں تو legislation کی بات کر رہا ہوں۔ ایجنڈے میں دو Bills legislation کے لئے رکھے گئے تھے۔

جناب سپیکر: کل آبپاشی پر عام بحث رکھی ہوئی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آبپاشی پر بحث تو کبھی بھی ہو سکتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تو اس ایوان میں آتے نہیں اور اب راناثناء اللہ خان بھی غائب ہو گئے ہیں تو یہ ایوان کیسے چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: میں موجود ہوں، آپ موجود ہیں اور منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم تو موجود ہیں لیکن حکومت کا اس ایوان میں اتنا بھی interest نہیں کہ یہاں کم از کم وزیر قانون ہی موجود ہوں۔ کیا وزیر اعلیٰ اس کو اتنی گئی گزری اسمبلی سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر: کسی بھی معزز ممبر کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود اس ایوان کے اندر آئیں اور اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے سارے ایوان کو اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے بات کر لی ہے اور اب حکومت کا مؤقف بھی سُنیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہاں بات کی تو ہم نے ان کو تحمل سے سُنا۔ اب اگر حزب اختلاف کے معزز ممبران میری بات سُن لیں تو انہیں ان کی بات کا جواب مل جائے گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے یہاں پر discussion ہونی چاہئے۔اس منصوبے پر discussion نہ کرنا اس ایوان کے ساتھ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔یہ 200۔ارب روپے کا پراجیکٹ ہے اور اس بارے میں اس مقدس ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا جارہا۔اس منصوبے کا کوئی حساب نہیں دیا جارہا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر:.I say order please. Order in the House منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔ان کی بات تو سُن لیں۔آپ نے بات کر لی ہے اور اب ان کی بات بھی سُنیں۔کل میں نے آپ کو دعوت دی تھی کہ تمام معزز ممبران آبپاشی پر بحث کریں لیکن آپ نے بحث نہیں کی۔ماشاءاللہ ویسے آپ پنجاب کی عوام سے بڑی ہمدردی رکھتے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آلو کا مسئلہ ہے۔وزیراعظم پاکستان نے خود آلو کا ریٹ پانچ روپے کلو بتایا ہے۔

جناب سپیکر:حکومت کا مؤقف بھی سُنیں۔منسٹر صاحب آپ کی بات کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے یہاں دو باتیں کہی ہیں۔انہوں نے پہلی بات اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے اور دوسری کل legislation نہ ہونے کے بارے میں کی ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"اورنج ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر:.Order please. Order in the House بات تو سُنیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!یہ خود بات سُننے کو تیار نہیں،اگر شور مچانے کا مقابلہ کرنا ہے تو ہم ان سے زیادہ شور مچا سکتے ہیں۔جب اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر اس ایوان میں بحث کے لئے وقت مختص کیا گیا تو حزب اختلاف کے معزز ممبران اس وقت ایوان سے غائب ہو گئے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!پنجاب کی عوام اور زمیندار کا استحصال ہو رہا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! بات سُننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔ان میں بات سُننے کا حوصلہ ہی نہیں ہے۔قائد حزب اختلاف اور دوسرے معزز ممبران حزب اختلاف کو چاہئے کہ وہ ہماری بات بھی اطمینان سے سُنیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! قائد ایوان اس ایوان میں کیوں نہیں آتے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! ان کی بات سُنیں۔یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔کل آپ نے آبپاشی پر بحث میں بھی جان بوجھ کر حصہ نہیں لیا۔بڑا افسوس ہے کہ اب آپ بات بھی نہیں سُن رہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر PPRA Rules کے تحت بالکل شفاف طریقے سے کام ہو رہا ہے۔حزب اختلاف کے ممبران خواہ مخواہ اس پراجیکٹ کو controversy بنانا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"اورنج ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House. آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کی بات سُنیں۔آپ جب بات کرتے ہیں تو اس کا جواب سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جناب شیر علی خان کو اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے کچھ معلوم نہیں ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے لوگوں کی پریشانیاں اور reservations ہیں۔اگر ایوان کے اندر قائد ایوان آجائیں تو بہت اچھی بات ہے۔وہ یہاں پر آکر اس پراجیکٹ کے حوالے سے معزز ممبران کے سامنے ایک پورا نقشہ پیش کریں اور اس منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! مجھے اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے سب کچھ معلوم ہے لیکن یہ ہماری بات سُننے کو تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہیں اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے سب کچھ معلوم ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! قائد ایوان اس ایوان میں کیوں نہیں آتے کیا یہ ایوان اتنا بُرا ہے؟

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے اس ایوان کو بُرا نہ کہیں۔آپ اپنے آپ کو بُرا کہیں،ان کو بُرا کہیں لیکن اس ایوان کو بُرا نہ کہیں۔آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔I rule it out.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!اگر قائد ایوان اس ایوان میں آ کر اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر ہمیں اعتماد میں نہیں لیتے تو ہم اس ایوان کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔ پہلے یہ commitment کریں کہ ایوان میں اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر بات کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ کی یہ بات مناسب نہیں۔ میں ایوان کی کارروائی چلاؤں گا۔آپ ایوان کی کارروائی نہیں روک سکتے۔جناب محمد عارف عباسی کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ commitment کریں کہ ایوان میں اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر بات کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!کب بات کریں گے ؟وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں آ کر اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر اس ایوان کو اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر: کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کو آپ لے کر آئیں گے ؟وہ بھی اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ جس طرح میں آپ کو پابند نہیں کر سکتا اسی طرح میں ان کو بھی پابند نہیں کر سکتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اورنج لائن ٹرین منصوبہ کی وجہ سے عوام پر ظلم و زیادتی ہو رہی ہے اور آپ بھی ہماری بات سُننے کی بجائے حکومت سے مل جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ اپنے الفاظ ذرا سوچ سمجھ کر ادا کیا کریں۔Be careful.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"آلو کا ریٹ نامنظور،اورنج ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر
حکومت کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر2016/1 محمد عارف عباسی کی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"وزیراعلیٰ اسمبلی آؤ" کی نعرے بازی)

پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو" کی جوابی نعرے بازی)

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کریں، پھر وہ بھی آگے سے کچھ کہیں گے تو آپ کو اچھا نہیں لگے گا۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"باقی ہیر پھیرا ہے، میاں ساڈا شیرا ہے" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"اورنج لائن ٹرین نامنظور" اور "کرپشن ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"مودی کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے" کی نعرے بازی)

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"لوٹے سارے بھجن گے، میاں دے نعرے وجن گے" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "قوم کو جواب دو، آلو کا حساب دو" کی نعرے بازی)

پوائنٹ آف آرڈر

اورنج لائن ٹرین منصوبے پر ایوان میں بحث کروانے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: Order please, order please مجھے لاء منسٹر کی بات سُننے دیں۔ میں اُن کے ساتھ آپ کی بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں آپ نے جو بات کی ہے اُس کا جواب آ رہا ہے۔ وہ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کی بات کر رہے ہیں۔ جی، لاء منسٹر! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ اورنج لائن ٹرین منصوبے کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو بزنس ایڈوائزر کمیٹی میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ اورنج لائن ٹرین کے منصوبے پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے گا۔ اُس کے بعد محترم قائد حزب اختلاف نے on the floor of the House یہ فرمایا کہ ہم اورنج لائن ٹرین منصوبے پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"ہمیں کسی کا جواب منظور نہیں، وزیر اعلیٰ خود یہاں آ کر جواب دیں" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: جی، آپ لاء منسٹر کی بات سُنیں، آپ کا یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سارا کچھ کرنے کے لئے سڑکیں اور چوک کافی ہیں اگر انہوں نے ایوان میں بھی آ کر اسی انداز سے بات کرنی ہے تو یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ یہاں on the floor of the House قائد حزب اختلاف نے خود یہ کہا کہ جی ہم اورنج لائن ٹرین منصوبے پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کس نے کہا؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پہلے ہمیں اورنج لائن ٹرین کے منصوبے کا ریکارڈ تو دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین کے منصوبے پر بحث کے لئے یہ کل سے لے کر جمعہ تک کوئی بھی دن مقرر کریں۔ اورنج لائن ٹرین کے منصوبے پر یہ جس دن اور جتنا وقت بات کرنا چاہیں، یہ بات کریں اور اُس کے بعد پھر ہمارا جواب بھی سُنیں، بس ہماری صرف اتنی گزارش ہے۔ یہ جس دن چاہیں اس پر بحث کا دن مقرر کر لیں۔ باقی جہاں تک ان

کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ legislation کل نہیں ہوئی۔ Legislation, official agenda ہے وہ کس دن ہونا ہے، کس دن نہیں ہونا یہ decide ہم نے کرنا ہے حزب اختلاف نے نہیں کرنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کل کا دن حزب اختلاف کے کہنے پر Irrigation پر بحث کے لئے رکھا گیا تھا تو ان کو چاہئے تھا کہ کل یہ Irrigation پر discussion کرتے۔ اب یہ آلو کی بات کر رہے ہیں تو اگر یہ آلو کے حال کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو ہم اُس پر بھی بحث رکھ کر اُس کے بارے میں بھی بتا دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ تو ایگریکلچر پر بحث ہو چکی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!انہوں نے آلو تو پورے پنجاب پر رکھا ہوا ہے۔ میری گزارش سُن لیں ناں!(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پنجاب کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا منصوبہ ہے اور پنجاب کی تاریخ میں اتنا بڑا غیر ملکی قرضہ کبھی نہیں لیا گیا۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ ثابت کریں گے کہ یہ غیر ضروری قرضہ ہے اور ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس اورنج لائن ٹرین منصوبے سے ان کی سیاست تباہ و برباد ہو جائے گی۔اِن کا یہی رونا ہے اُس کے بعد یہ ماسوائے چوکوں میں کھڑے ہو کر نعرے لگانے کے کسی کام کے نہیں رہیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بحث کے لئے کون سا دن رکھنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ جمعرات کا دن رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔آپ جمعرات کا دن رکھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں خود آئیں۔

جناب سپیکر: میں انہیں پابند نہیں کر سکتا۔آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ جمعرات کا دن رکھیں۔ یہ سارا ایوان اس پر بات کرنا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جو بات کرنا چاہتا ہے وہ کرے۔ وہ بھی کریں اور آپ بھی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! حلقوں کے سارے پیسے بھی ضبط یا surrender کر کے اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے کئے جا رہے ہیں۔ یہاں تمام لوگ بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ جمعرات کا دن مقرر کریں۔ میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف کو یہ کہتا ہوں کہ ایوان کے اندر آئیں، ایوان کو اور پنجاب کے لوگوں کو face کریں۔

جناب سپیکر: جمعرات کو legislation کے فوری بعد اس پر عام بحث ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس وقت پھر کوئی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ہو گا؟ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ جمعرات کو legislation رہنے دیں۔ اگر یہ جمعرات کا کہتے ہیں تو آپ وقفہ سوالات کے بعد فوری طور پر بحث شروع کرا دیں۔ یہ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر جتنی بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ یہ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر جتنا بولنا چاہتے ہیں وہ بولیں۔[*********] (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ہمارے مائیک کیوں on نہیں کئے جاتے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب ہم بولیں گے تو حکومت کی [****] کرا دیں گے۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے اٹھ کر ایوان کے درمیان میں آ گئے)

جناب سپیکر: پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1065 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! راناثناء اللہ خان اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: ایسے کون سے الفاظ ہیں؟ دونوں اطراف سے کوئی بھی غیر مہذب الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔ یہ آپ کی قرار دادیں ہیں۔ مجھے کیا کہتے ہیں۔ جی، میں نے کہہ دیا ہے کہ یہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ غیر پارلیمانی الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔ جو الفاظ بھی غلط ہوں گے میں ان کو حذف کروں گا۔ بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آلو کی فصل اور آلو کے کاشتکار پر بحث کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: وٹو صاحب! بحث رکھی گئی تھی۔ آپ گھر سے ہی نہیں نکلے۔ کیا میں آپ کو گھر سے لاتا؟ ایگریکلچر پر بحث تھی آپ تشریف لاتے تو ٹھیک تھا لیکن آپ نہیں آئے۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

غیر پارلیمانی الفاظ اس کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اب ان باتوں کو چھوڑ دیں اور مہربانی کریں۔ ایسے ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا اور وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب تک راناثناء اللہ اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے ہم ایوان کو نہیں چلنے دیں گے۔

جناب سپیکر: میں کب کہتا ہوں کہ آپ کو موقع نہ ملے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ ایسے نہ کریں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "غنڈہ گردی بند کرو" کی نعرے بازی)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اب ہم مفاد عامہ کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلے ہم مورخہ 9۔فروری2016 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسری زیر التواء قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے یہ pending تھی۔ (قطع کلامیاں)

نادرااور پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی جاچکی ہے، وزیر قانون کی تجویز پر اس قرارداد کو pending کیا گیا تھا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب ہم مفاد عامہ سے متعلق موجودہ قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب محمد سبطین خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسری قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تیسری قرارداد محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ محترمہ! آپ کی قرارداد ہے۔ کیا آپ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتی ہیں۔۔؟ وہ پیش نہیں کرنا چاہتی ہیں لہٰذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد جناب رمیش سنگھ اروڑا کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف

"گو نواز گو، گو شہباز گو، گو سپیکر گو، گو ثناء اللہ گو، قاتل منسٹر نامنظور،

ٹھگ وزیر اعلیٰ ٹھاہ، ٹھگ وزیر قانون، آلو کا ریٹ نامنظور،

جانبدار سپیکر نامنظور، نامنظور" کی مسلسل نعرے بازی کی جاتی رہی)

آپ کی مہربانی، شکریہ۔ اسی طرح پھر نامنظور ہوتا ہے۔ چوتھی قرارداد جناب رمیش سنگھ اروڑا کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

گورونانک دیوجی کے 547ویں یوم پیدائش پر ڈاک ٹکٹ کے اجراء کا مطالبہ

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گورونانک دیوجی کے 547ویں یوم پیدائش کے موقع پر ڈاک ٹکٹ کا اجراء کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گورونانک دیوجی کے 547ویں یوم پیدائش کے موقع پر ڈاک ٹکٹ کا اجراء کیا جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گورونانک دیوجی کے 547ویں یوم پیدائش کے موقع پر ڈاک ٹکٹ کا اجراء کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد رانا منوّر حسین المعروف رانا منور غوث خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔ جمعرات کا دن اور نج لائن ٹرین پر بحث کے لئے مقرر کیا جاتا ہے جو بھی آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ جمعرات کو آپ کریں گے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بُدھ مورخہ 17۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

AAMAR SULTAN CHEEMA, CH.

questions REGARDING- 1144
-Details about Police Stations and staff in Sargodha *(Question No. 3677*)* 1029
-Encroachments at Sodiwal Multan Road Lahore *(Question No. 2852*)*

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Abundance of LPG stations in populated localities of Lahore 1181
-Carelessness of doctors & professors in Government Hospitals 1247
-Disclosure of storing fertilizers in PASSCO stores at Manga Mandi 1179
-Mismanagement of doctors, medicines and cleanliness in government hospitals of Faisalabad 1257
-Non-availability of Headmasters/Headmistresses in schools of Gujranwala 1255
-Non-availability of syringes in centres of vaccination 1254
-Non-functional Burn Unit of Allied Hospital Faisalabad 1079
-Not to repair the government residences of class-IV employees 1252
-Possession over PA House situated at Marri Pachadh, Rajanpur 1078
-Remote appointments for operations of patients in Civil Hospital Gujranwala 1080
-Substandard printing of books by Punjab Textbook Board 1258

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-11th, 12th, 15th & 16th February, 2016 991,1107,1199,1265

AGRICULTURE-
-General Discussion 1094-1102

AHMAD ALI KHAN DRESHAK, MR.

questions REGARDING-
-Buildings of Police Stations in PP-243 Dera Ghazi Khan *(Question No. 3430*)* 1163
-Feasibility report of sewerage project of Sadiqabad Model Town district Dera Ghazi Khan *(Question No. 3361*)* 1055

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.

questions REGARDING- 1065
-Water supply in Mahajarabad Sodiwal, Lahore *(Question No. 344)* 1040
-Worst condition of parks in Jinnah Garden Lahore *(Question No. 2776*)*

AHMED KHAN BHACHER. MR.

PAGE NO.

question REGARDING- 1154
-Establishment of Police Task Force for arrest of proclaimed accused persons *(Question No. 2994*)*
AHMED SAEED, QAZI

question REGARDING- 1067
-Details about Ashiana Housing Scheme Bahawalpur *(Question No. 397)*
ALA-UD-DIN, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Carelessness of doctors & professors in Government Hospitals 1248
-Not to repair the government residences of class-IV employees 1252
ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD/Prisons)*

Answers to the questions REGARDING- 1301
-Details about District Jail Vehari *(Question No. 5766*)* 1293
-Details about juvenile prisoners in the province *(Question No. 2497*)*
-Details about women prisoners in Adyala Jail, Rawalpindi *(Question No. 1159*)* 1273
-Difference between Risk Allowance of Police and Prisons employees *(Question No. 3323*)* 1299
-Establishment of courts adjacent to jails *(Question No. 1158*)* 1269
-Provision of PCO and canteen to prisoners *(Question No. 2496*)* 1275
ALI SALMAN, MR.

questions REGARDING-
-Functional/non-functional water supply schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 400)* 1068
-Water supply and drainage schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 402)* 1069
ALIA AFTAB, DR.

questions REGARDING- 1176
-Cases reported about gas cylinder burst in the province *(Question No. 5453*)*
-Formation of Rules under "The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2014 *(Question No. 3888*)* 1152
AMJAD ALI JAVAID, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Non-functional Burn Unit of Allied Hospital Faisalabad 1079

questions REGARDING-
-Details about prisoners and "Hawalaties" in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 5856*)* 1307

PAGE NO.

-Establishment of Police Check Posts in Chak No.438 J.B and 437 J.B Toba Tek Singh *(Question No. 4243*)* 1171
-Institutions of Special Education in district Toba Tek Singh *(Question No.5852*)* 1288
-Lining of Jhang Branch Canal Toba Tek Singh *(Question No. 6282*)* 1221
-Medical treatment of prisoners in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 824)* 1334
-Monitoring of theaters in the province *(Question No. 4917*)* 1174
-Problems created by motorcycle rickshaws in Toba Tek Singh *(Question No. 7069*)* 1241

ASHRAF ALI ANSARI, CH.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Non-availability of Headmasters/Headmistresses in schools of Gujranwala 1255
-Remote appointments for operations of patients in Civil Hospital 1080

GUJRANWALA

questions REGARDING- 1306
-Details about Central Jail Gujranwala *(Question No. 3370*)* 1051
-Details about housing societies in district Gujranwala *(Question No. 3259*)* 1168
-Details about Police Stations in Gujranwala *(Question No. 4183*)* 1170
-Motorcycle/car thefts in Gujranwala *(Question No. 4184*)* 1312
-Search operation in jails of Lahore region *(Question No. 6299*)*

ASIF SAEED MANAIS, MR. (*Minister for Special Education)*

Answers to the questions REGARDING- 1337
-Details about blind lecturers in district Lahore *(Question No. 559)* 1325
-Details about colleges of Special Education *(Question No. 152)* 1304
-Details about employees of Special Education Department transferred by Federal Government *(Question No. 5256*)* 1305
-Details about institutions of Special Education Department in Lahore *(Question No. 7139*)* 1329
-Details about schools of Special Education in district Bahawalnagar *(Question No. 386)* 1336
-Details about schools of Special Education in Faisalabad *(Question No. 547)* 1297
-Details about service structure of Psychologists and Speech Therapists *(Question No. 5885*)* 1326
-Details about Special Education School in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 178)* 1322
-Government buildings of schools of Special Education in district Mianwali *(Question No. 151)* 1319
-Institutions of Special Education Department in district Mianwali *(Question No. 149)* 1288
-Institutions of Special Education in district Toba Tek Singh

PAGE NO.

(Question No.5852)*
-Institutions under administrative control of Special Education Department in Rawalpindi *(Question No. 461)* 1334
-Offices of Special Education Department in district Bahawalnagar *(Question No. 385)* 1328
-Provision of dite to students of institutions of Special Education in Faisalabad *(Question No. 5682*)* 1284
-Special Education Centre established in teshil Vehari *(Question No. 601)* 1338
-Teaching staff in schools of Speical Education in district Mianwali *(Question No. 150)* 1321

AYESHA JAVED, MRS.

questions REGARDING-
-Annual reports of Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1146*)* 1155
-Details about women prisoners in Adyala Jail, Rawalpindi *(Question No. 1159*)* 1273
-Establishment of courts adjacent to jails *(Question No. 1158*)* 1269
-Number of members of Board of Governors of Child Protection and Welfare Bureau and other details *(Question No. 1149*)* 1158
-Number of misplaced children handed over to their parents by Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1148*)* 1156

AZAD ALI TABASSUM, MR.

question REGARDING-
-Registration of cases in Police Stations of tehsil Jhumra Faisalabad *(Question No. 3864*)* 1164

B

BAASIMA CHAUDHARY, MRS.

question REGARDING-
-Increasing number of Child Protection Bureau Centres *(Question No. 3914*)* 1168

BILLS *(Considered and passed by the House)*-
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 1183-1190
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No.14 of 2016) 1190-1193
-The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2015 1082-1094

PAGE NO.

C

Call attention Notice REGARDING 1075
-Robbery at Malik Masood's house in Kahna, Lahore
CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian

D

DISCUSSION On-
-Agriculture 1094-1102

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.

questions REGARDING- 1122
-Business of intoxicants in GOR III Shadman Lahore *(Question No. 2681*)* 1313
-Construction of boundary walls of jails *(Question No. 7073*)*
-Construction of safety embankment at river Ravi in district Faisalabad 1235
(Question No. 4475)* 1239
-Driving License holders of motorcycle rickshaws *(Question No. 7060*)* 1316
-Installation of water filtration plants in jails *(Question No. 7074*)* 1126
-Posts of DSPs in the province *(Question No. 2821*)*
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 15th February, 2016 1261

f

FAISAL FAROOQ CHEEMA, CH.

question REGARDING-
-Installation of water filtration plants in district Sargodha *(Question No. 3222*)* 1049
FAIZA AHMED MALIK, MRS.
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 1188
FAIZAN KHALID VIRK, MR.

question REGARDING-
-Number of Police Stations in PP-166 Sheikhupura and other details 1159

PAGE NO.

(Question No. 1198)*

FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*
DISCUSSION On-
-Agriculture 1095

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 1204
-On the sad demise of brother of Ms. Rukhsana Kokab, MPA
FOZIA AYUB QURESHI, MRS.

questions REGARDING-
-Details about water filtration plants in district Bahawalpur *(Question No. 2908*)* 1042
-Laying of new pipes for water supply in Bahawalpur city *(Question No. 2907*)* 1032

h

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.

questions REGARDING- 1172
-Details about one wheeling of motorcyclists in Lahore *(Question No. 4483*)* 1174
-Police Stations in Lahore *(Question No. 4582*)*
HOME DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Annual reports of Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1146*)* 1155
-Buildings of Police Stations in PP-243 Dera Ghazi Khan *(Question No. 3430*)* 1163 1122
-Business of intoxicants in GOR III Shadman Lahore *(Question No. 2681*)* 1176
-Cases reported about gas cylinder burst in the province *(Question No. 5453*)*
-Details about catching motorcycle/car stealers in Lahore *(Question No. 2528*)* 1161
-Details about children smuggled from the Punjab for camel race *(Question No. 2439*)* 1118
-Details about one wheeling of motorcyclists in Lahore *(Question No. 4483*)* 1172 1141
-Details about Police employees in Gujrat *(Question No. 3521*)* 1172
-Details about Police Station Maroot, Fort Abbas *(Question No. 4349*)* 1144
-Details about Police Stations and staff in Sargodha *(Question No. 3677*)* 1168
-Details about Police Stations in Gujranwala *(Question No. 4183*)* 1138
-Details about proclaimed accused persons in Gujrat *(Question No. 3485*)*
-Establishment of Police Check Posts in Chak No.438 J.B and 437 J.B 1171

PAGE NO.

Toba Tek Singh *(Question No. 4243*)*
-Establishment of Police Task Force for arrest of proclaimed accused persons *(Question No. 2994*)* 1154
-Formation of Rules under "The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2014 *(Question No. 3888*)* 1152
-Funds provided to Child Protection Bureau Lahore *(Question No. 1752*)* 1111
-Increasing number of Child Protection Bureau Centres *(Question No. 3914*)* 1168
-Monitoring of theaters in the province *(Question No. 4917*)* 1174
-Motorcycle/car thefts in Gujranwala *(Question No. 4184*)* 1170
-Motorcycles/car thefts in Police Station Southern Cantt. Lahore and other details *(Question No. 3419*)* 1135
-Number of members of Board of Governors of Child Protection and Welfare Bureau and other details *(Question No. 1149*)* 1158
-Number of misplaced children handed over to their parents by Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1148*)* 1156
-Number of offices of Child Protection Bureau in Lahore *(Question No. 1753*)* 1115
-Number of Police Stations and Inspectors in the province *(Question No. 3818*)* 1148
-Number of Police Stations in PP-166 Sheikhupura and other details *(Question No. 1198*)* 1159
-Performance of Child Protection and Welfare Bureau in Lahore *(Question No. 2523*)* 1160
-Police Stations in Faisalabad *(Question No. 5102*)* 1175
-Police Stations in Lahore *(Question No. 4582*)* 1174
-Provision of budget to Faisalabad Police *(Question No. 3124*)* 1162
-Posts of DSPs in the province *(Question No. 2821*)* 1126
-Registration of cases in Police Stations of tehsil Jhumra Faisalabad *(Question No. 3864*)* 1164
-Robberies in Faisalabad and other details *(Question No. 3125*)* 1131
-Salaries and performance of Punjab Police *(Question No. 3912*)* 1165

HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Action against officers of WASA Lahore on embezzlement in development projects *(Question No. 2558*)* 1017
-Allotment of houses by Ashiana Housing Scheme Lahore *(Question No. 2944*)* 1046
-Commercialization of buildings by LDA *(Question No. 3743*)* 1060
-Construction and repair of gym in Gulshan-e-Iqbal Lahore *(Question No. 524)* 1074
-Construction of track of Metro Bus Lahore *(Question No. 2218*)* 1035
1067

PAGE NO.

-Details about Ashiana Housing Scheme Bahawalpur *(Question No. 397)* 999
-Details about cleanliness of sewerage in UCs No.45,46 Lahore *(Question No. 1966*)* 1059
-Details about division of plots in Satellite Town Rawalpindi *(Question No. 3592*)* 1051
-Details about housing societies in district Gujranwala *(Question No. 3259*)* 1055
-Details about illegal occupants of plots of Gujjarpura Housing Scheme Lahore *(Question No. 3366*)* 1072
-Details about Jillani Park Lahore *(Question No. 523)* 1052
-Details about parks in district Faisalabad *(Question No. 3261*)* 1062
-Details about plot allocated for Community Centre in Sikandar Block, Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 92)* 1047
-Details about sewerage system of Youhanabad Lahore *(Question No. 3156*)* 1061
-Details about street lights on solar energy in Lahore *(Question No.10)* 1042
-Details about water filtration plants in district Bahawalpur *(Question No. 2908*)* 1052
-Details about water supply pipes in Khayaban-e-Sir Syed, Rawalpindi *(Question No. 3340*)* 1029
-Encroachments at Sodiwal Multan Road Lahore *(Question No. 2852*)* 1071
-Expenditures upon development projects of PHA Lahore *(Question No. 520)* 1055
-Feasibility report of sewerage project of Sadiqabad Model Town district Dera Ghazi Khan *(Question No. 3361*)* 1068
-Functional/non-functional water supply schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 400)* 1062
-Housing schemes in district Lahore *(Question No. 192)* 1045
-Housing schemes launched by LDA *(Question No. 2943*)* 1049
-Installation of water filtration plants in district Sargodha *(Question No. 3222*)* 1032
-Laying of new pipes for water supply in Bahawalpur city *(Question No. 2907*)* 1003
-Laying of new water supply pipes in UCs No.45 and 46 Lahore *(Question No. 1967*)* 1048
-Laying of sewerage system in Youhanabad Lahore *(Question No. 3159*)* 1066
-Non-availability of clean drinking water in Daska city *(Question No. 372)* 995
-Number and details of Ladies Park in PP-148, Lahore *(Question No. 1860*)* 1028
-Number of water supply tubewells in Samanabad Lahore *(Question No. 2851*)* 1012
-Parks of PHA in Lahore *(Question No. 2211*)* 1046
-Payment of salaries to employees of PHA Faisalabad and other details *(Question No. 3033*)* 1057
-Problem of water supply and sewerage in Sahiwal *(Question No. 3553*)* 1056
-Problems of water supply lines in Multan city *(Question No. 3391*)* 1038
-Projects of WASA Multan and other details *(Question No. 2660*)* 1053
-Provision of clean drinking water in PP-34 Sargodha *(Question No. 3346*)* 1066
-Provision of clean drinking water in PP-130 Sialkot *(Question No. 371)* 1044
-Provision of funds for Ladies Park Bhogiwal Lahore *(Question No. 2918*)* 1039

PAGE NO.

-Purchase of generators by WASA Multan *(Question No. 2661*)* 1070
-Restoration of sewerage system of street No.6-B, Ghulam Muhammad Bhatti Colony Chongi Amar Sadhu Lahore *(Question No. 488)* 1058
-Schemes of water supply and sewerage in PP-222 Sahiwal *(Question No. 3554*)* 1007
-Shortage of employees in PHA Faisalabad *(Question No. 2187*)* 1064
-Water filtration plant in Qila Gujra Singh Lahore *(Question No. 272)* 1069
-Water supply and drainage schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 402)* 1065
-Water supply in Mahajarabad Sodiwal, Lahore *(Question No. 344)* 1021
-Water supply scheme of Tola Bangi Khail, Mianwali *(Question No. 2704*)* 1064
-Water supply schemes in Nankana Sahib *(Question No. 307)* 1040
-Worst condition of parks in Jinnah Garden Lahore *(Question No. 2776*)*

I

IHSAN UL HAQ BAJWA, MR.

questions REGARDING-

-Details about schools of Special Education in district Bahawalnagar *(Question No. 386)* 1329
-Offices of Special Education Department in district Bahawalnagar *(Question No. 385)* 1328

IJAZ AHMAD, SHEIKH

question REGARDING- 1052

-Details about parks in district Faisalabad *(Question No. 3261*)*

IJAZ AHMAD ACHLANA, MEHR *(Parliamentary Secretary for Home)*

Answers to the questions REGARDING- 1123

-Business of intoxicants in GOR III Shadman Lahore *(Question No. 2681*)* 1118
-Details about children smuggled from the Punjab for camel race *(Question No. 2439*)* 1142
-Details about Police employees in Gujrat *(Question No. 3521*)* 1145
-Details about Police Stations and staff in Sargodha *(Question No. 3677*)* 1139
-Details about proclaimed accused persons in Gujrat *(Question No. 3485*)* 1153
-Formation of Rules under "The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2014 *(Question No. 3888*)* 1112
-Funds provided to Child Protection Bureau Lahore *(Question No. 1752*)* 1136
-Motorcycles/car thefts in Police Station Southern Cantt. Lahore and other details *(Question No. 3419*)* 1115
-Number of offices of Child Protection Bureau in Lahore *(Question No. 1753*)* 1149
-Number of Police Stations and Inspectors in the province

PAGE NO.

(Question No. 3818)* 1127
-Posts of DSPs in the province *(Question No. 2821*)* 1132
-Robberies in Faisalabad and other details *(Question No. 3125*)*

IRRIGATION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1208
-Cases of canal water theft during 2012-13 *(Question No. 3258*)*
-Construction of safety embankment at river Ravi in district Faisalabad *(Question No. 4475*)* 1235
-Construction of safety embankments in PP-134 Narowal *(Question No. 7158*)* 1243
-Construction of small dams in Punjab since 2013 *(Question No. 7136*)* 1242
-Details about bridge over siphon canal Daska city *(Question No. 7008*)* 1238
-Encroachments at bank of river Ravi Lahore *(Question No. 6414*)* 1237
-Lining of Jhang Branch Canal Toba Tek Singh *(Question No. 6282*)* 1221
-Reopening Akbar Minor Gogera Okara *(Question No. 7171*)* 1244
-Rest houses under administrative control of Irrigation Department *(Question No. 7135*)* 1241

J

JAVED AKHTAR, MR.

questions REGARDING- 1038
-Projects of WASA Multan and other details *(Question No. 2660*)* 1039
-Purchase of generators by WASA Multan *(Question No. 2661*)*

K

KHADIJA UMAR, MRS.
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 1185

-THE PUNJAB TECHNICAL EDUCATION AND VOCATIONAL TRAINING AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2015 1088

1070

question REGARDING-
-Restoration of sewerage system of street No.6-B, Ghulam Muhammad Bhatti Colony Chongi Amar Sadhu Lahore *(Question No. 488)*

KHIZER HAYAT SHAH KHAGGA, PEER

question REGARDING- 1244
-Reopening Akbar Minor Gogera Okara *(Question No. 7171*)*

PAGE NO.

L

LEADER OF OPPOSITION
-*See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian*

M

MADIHA RANA, MRS.

questions REGARDING- 1062
-Housing schemes in district Lahore *(Question No. 192)* 1175
-Police Stations in Faisalabad *(Question No. 5102*)* 1064
-Water supply schemes in Nankana Sahib *(Question No. 307)*

MANAN KHAN, MR.

question REGARDING-
-Construction of safety embankments in PP-134 Narowal *(Question No. 7158*)* 1243

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Disclosure of storing fertilizers in PASSCO stores at Manga Mandi 1179
-Mismanagement of doctors, medicines and cleanliness in government hospitals of Faisalabad 1257
-Non-availability of syringes in centres of vaccination 1254
-Substandard printing of books by Punjab Textbook Board 1258

point of order REGARDING- 1339

-DEMAND FOR HOLDING DISCUSSION ON ORANGE LINE TRAIN PROJECT 1055

question REGARDING-
-Details about illegal occupants of plots of Gujjarpura Housing Scheme Lahore *(Question No. 3366*)*

MINISTER FOR AGRICULTURE
-*See under Farrukh Javed, Dr.*

MINISTER FOR HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING ADDITIONAL CHARGE OF C&W
-*See under Tanveer Aslam Malik, Mr.*

MINISTER FOR IRRIGATION
-*See under Yawar Zaman, Mian*

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-*See under Sana Ullah Khan, Rana*

PAGE NO.

MINISTER FOR SPECIAL EDUCATION
-See under Asif Saeed Manais, Mr.
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

question REGARDING- 1238
-Subsidy granted to Metro Bus Service Rawalpindi *(Question No. 6725*)*
MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING- 1325
-Establishment of juvenile prisons *(Question No. 634)* 1057
-Problem of water supply and sewerage in Sahiwal *(Question No. 3553*)* 1058
-Schemes of water supply and sewerage in PP-222 Sahiwal *(Question No. 3554*)* 1235
-Transport Halting points in Sahiwal *(Question No. 6464*)*
MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING- 1238
-Details about bridge over siphon canal Daska city *(Question No. 7008*)* 1066
-Non-availability of clean drinking water in Daska city *(Question No. 372)* 1066
-Provision of clean drinking water in PP-130 Sialkot *(Question No. 371)*
MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN

questions REGARDING- 1061
-Details about street lights on solar energy in Lahore *(Question No.10)* 995
-Number and details of Ladies Park in PP-148, Lahore *(Question No. 1860*)*
MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ

questions REGARDING- 1311
-Construction of jail in district Chiniot *(Question No. 6298*)* 1226
-HIACE vans in the province *(Question No. 5470*)*
MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN

question REGARDING-
-Number of Police Stations and Inspectors in the province *(Question No. 3818*)* 1148
MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.

questions REGARDING-
-Details about employees of Special Education Department transferred by Federal Government *(Question No. 5256*)* 1304 1172
-Details about Police Station Maroot, Fort Abbas *(Question No. 4349*)*
-Details about Special Education School in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 178)* 1326

PAGE NO.

-Number of barracks and cells in District Jail Bahawalnagar *(Question No. 783)* 1326

MUHAMMAD NAWAZ CHOHAN, MR. *(Parliamentary Secretary for Transport)*

Answers to the questions REGARDING- 1226

-HIACE vans in the province *(Question No. 5470*)* 1204

-Laws for taxi in rickshaws and motorcycle rickshaws *(Question No. 2603*)*

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING- 1156

-Annual reports of Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1146*)* 1163

-Buildings of Police Stations in PP-243 Dera Ghazi Khan *(Question No. 3430*)* 1176

-Cases reported about gas cylinder burst in the province *(Question No. 5453*)* 1314

-Construction of boundary walls of jails *(Question No. 7073*)* 1311

-Construction of jail in district Chiniot *(Question No. 6298*)* 1309

-Construction of new jail in Nankana Sahib *(Question No. 6180*)*

-Details about catching motorcycle/car stealers in Lahore *(Question No. 2528*)* 1161

-Details about Central Jail Gujranwala *(Question No. 3370*)* 1306

-Details about District Jail Sheikhupura *(Question No. 810*)* 1331

-Details about Jail Reforms Committees *(Question No. 557)* 1319

-Details about one wheeling of motorcyclists in Lahore *(Question No. 4483*)*

-Details about Police Station Maroot, Fort Abbas *(Question No. 4349*)* 1173

-Details about Police Stations in Gujranwala *(Question No. 4183*)* 1172

-Details about prisoners and "Hawalaties" in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 5856*)* 1169

-Details about prisoners in District Jail Sheikhupura *(Question No. 6277*)*

-Details about prisoners of death sentence *(Question No. 644)* 1307

-Details about women and children prisoners *(Question No. 633)* 1310

-Driving License holders of motorcycle rickshaws *(Question No. 7060*)* 1327

-Establishment of juvenile prisons *(Question No. 634)* 1324

-Establishment of Police Check Posts in Chak No.438 J.B and 437 J.B Toba Tek Singh *(Question No. 4243*)* 1240

-Establishment of Police Task Force for arrest of proclaimed accused persons *(Question No. 2994*)* 1326

-Increasing number of Child Protection Bureau Centres *(Question No. 3914*)* 1171

-Installation of water filtration plants in jails *(Question No. 7074*)*

-Medical treatment of prisoners in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 824)* 1155

-Monitoring of theaters in the province *(Question No. 4917*)* 1168

-Motorcycle/car thefts in Gujranwala *(Question No. 4184*)* 1316

-Number of barracks and cells in District Jail Bahawalnagar 1334

PAGE NO.

(Question No. 783) 1321
-Number of employees in Gujrat Jail *(Question No. 615)*
-Number of members of Board of Governors of Child Protection and Welfare Bureau and other details *(Question No. 1149*)* 1158
-Number of misplaced children handed over to their parents by Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1148*)* 1157
-Number of Police Stations in PP-166 Sheikhupura and other details *(Question No. 1198*)* 1160
-Performance of Child Protection and Welfare Bureau in Lahore *(Question No. 2523*)* 1160
-Police Stations in Faisalabad *(Question No. 5102*)* 1175
-Police Stations in Lahore *(Question No. 4582*)* 1174
-Problems created by motorcycle rickshaws in Toba Tek Singh *(Question No. 7069*)* 1242
-Provision of budget to Faisalabad Police *(Question No. 3124*)* 1162
-Registration of cases in Police Stations of tehsil Jhumra Faisalabad *(Question No. 3864*)* 1164
-Salaries and performance of Punjab Police *(Question No. 3912*)* 1166
-Search operation in jails of Lahore region *(Question No. 6299*)* 1312
-Subsidy granted to Metro Bus Service Rawalpindi *(Question No. 6725*)* 1238
-Transport Halting points in Sahiwal *(Question No. 6464*)* 1236

MUHAMMAD YAQOOB NADEEM SETHI, MR.

question REGARDING- 1028
-Number of water supply tubewells in Samanabad Lahore *(Question No. 2851*)*

MURAD RAAS, DR.

questions REGARDING- 1242
-Construction of small dams in Punjab since 2013 *(Question No. 7136*)* 999
-Details about cleanliness of sewerage in UCs No.45,46 Lahore *(Question No. 1966*)* 1305
-Details about institutions of Special Education Department in Lahore *(Question No. 7139*)* 1003
-Laying of new water supply pipes in UCs No.45 and 46 Lahore *(Question No. 1967*)* 1241
-Rest houses under administrative control of Irrigation Department *(Question No. 7135*)*

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-11th, 12th, 15th & 16th February, 2016 994,1110,1202,1268

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

PAGE NO.

BILL *(Discussed upon)*-

-THE PUNJAB TECHNICAL EDUCATION AND VOCATIONAL TRAINING AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2015 1089

NADIA AZIZ, DR.

question REGARDING- 1053

-Provision of clean drinking water in PP-34 Sargodha *(Question No. 3346*)*

NAHEED NAEEM, MRS.

question REGARDING-

-Difference between Risk Allowance of Police and Prisons employees *(Question No. 3323*)* 1298

NAUSHEEN HAMID, DR.

questions REGARDING- 1111

-Funds provided to Child Protection Bureau Lahore *(Question No. 1752*)* 1115

-Number of offices of Child Protection Bureau in Lahore *(Question No. 1753*)* 1012

-Parks of PHA in Lahore *(Question No. 2211*)* 1021

-Water supply scheme of Tola Bangi Khail, Mianwali *(Question No. 2704*)*

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)*** 1183

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- 1247

-Abundance of LPG stations in populated localities of Lahore 180

-Carelessness of doctors & professors in Government Hospitals

-Disclosure of storing fertilizers in PASSCO stores at Manga Mandi 1258

-Mismanagement of doctors, medicines and cleanliness in government hospitals of Faisalabad 1256

-Non-availability of Headmasters/Headmistresses in schools of Gujranwala 1255

-Non-availability of syringes in centres of vaccination 1252

-Not to repair the government residences of class-IV employees

-Remote appointments for operations of patients in Civil Hospital Gujranwala 1081

-Substandard printing of books by Punjab Textbook Board 1259

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-

-Action against officers of WASA Lahore on embezzlement in development projects *(Question No. 2558*)*

-Construction and repair of gym in Gulshan-e-Iqbal Lahore 1017

PAGE NO.

(Question No. 524)
-Details about blind lecturers in district Lahore *(Question No. 559)* 1074
-Details about catching motorcycle/car stealers in Lahore *(Question No. 2528*)* 1336
-Details about Jail Reforms Committees *(Question No. 557)* 1161
-Details about Jillani Park Lahore *(Question No. 523)* 1319
-Details about prisoners of death sentence *(Question No. 644)* 1072
-Encroachments at bank of river Ravi Lahore *(Question No. 6414*)* 1327
-Expenditures upon development projects of PHA Lahore *(Question No. 520)* 1237
-Performance of Child Protection and Welfare Bureau in Lahore *(Question No. 2523*)* 1071

1160

P

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR HOME
-See under Ijaz Ahmad Achlana, Mehr

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD/PRISONS

-SEE UNDER ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH.

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR TRANSPORT
-See under Muhammad Nawaz Chohan, Mr.

point of order REGARDING- 1339
-Demand for holding discussion on Orange Line Train project

Privilege motions REGARDING-
1344
-INSULTING BEHAVIOUR OF IN-CHARGE POLICE CHECK POST AIRPORT SOCIETY RAWALPINDI 1076

-WRONG ANSWER TO QUESTION NO.3946

PRISONS DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1313
-Construction of boundary walls of jails *(Question No. 7073*)* 1311
-Construction of jail in district Chiniot *(Question No. 6298*)* 1309
-Construction of new jail in Nankana Sahib *(Question No. 6180*)* 1306
1330

PAGE NO.

-Details about Central Jail Gujranwala *(Question No. 3370*)* 1301
-Details about District Jail Sheikhupura *(Question No. 810*)* 1319
-Details about District Jail Vehari *(Question No. 5766*)* 1292
-Details about Jail Reforms Committees *(Question No. 557)*
-Details about juvenile prisoners in the province *(Question No. 2497*)* 1307
-Details about prisoners and "Hawalaties" in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 5856*)* 1309 1327
-Details about prisoners in District Jail Sheikhupura *(Question No. 6277*)* 1324
-Details about prisoners of death sentence *(Question No. 644)*
-Details about women and children prisoners *(Question No. 633)* 1273
-Details about women prisoners in Adyala Jail, Rawalpindi *(Question No. 1159*)* 1298
-Difference between Risk Allowance of Police and Prisons employees *(Question No. 3323*)* 1269 1325
-Establishment of courts adjacent to jails *(Question No. 1158*)* 1316
-Establishment of juvenile prisons *(Question No. 634)*
-Installation of water filtration plants in jails *(Question No. 7074*)* 1334
-Medical treatment of prisoners in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 824)* 1326
-Number of barracks and cells in District Jail Bahawalnagar *(Question No. 783)* 1321 1275
-Number of employees in Gujrat Jail *(Question No. 615)* 1312
-Provision of PCO and canteen to prisoners *(Question No. 2496*)*
-Search operation in jails of Lahore region *(Question No. 6299*)*

PAGE NO.

Q

questions REGARDING-

HOME DEPARTMENT-

-Annual reports of Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1146*)* 1155

-Buildings of Police Stations in PP-243 Dera Ghazi Khan *(Question No. 3430*)* 1163

-Business of intoxicants in GOR III Shadman Lahore *(Question No. 2681*)* 1122

-Cases reported about gas cylinder burst in the province *(Question No. 5453*)* 1176

-Details about catching motorcycle/car stealers in Lahore *(Question No. 2528*)* 1161

-Details about children smuggled from the Punjab for camel race *(Question No. 2439*)* 1118

-Details about one wheeling of motorcyclists in Lahore *(Question No. 4483*)* 1172

-Details about Police employees in Gujrat *(Question No. 3521*)* 1141

-Details about Police Station Maroot, Fort Abbas *(Question No. 4349*)* 1172

-Details about Police Stations and staff in Sargodha *(Question No. 3677*)* 1144

-Details about Police Stations in Gujranwala *(Question No. 4183*)* 1168

-Details about proclaimed accused persons in Gujrat *(Question No. 3485*)* 1138

-Establishment of Police Check Posts in Chak No.438 J.B and 437 J.B Toba Tek Singh *(Question No. 4243*)* 1171

-Establishment of Police Task Force for arrest of proclaimed accused persons *(Question No. 2994*)* 1154

-Formation of Rules under "The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2014 *(Question No. 3888*)* 1152

-Funds provided to Child Protection Bureau Lahore *(Question No. 1752*)* 1111

-Increasing number of Child Protection Bureau Centres *(Question No. 3914*)* 1168

-Monitoring of theaters in the province *(Question No. 4917*)* 1174

-Motorcycle/car thefts in Gujranwala *(Question No. 4184*)* 1170

-Motorcycles/car thefts in Police Station Southern Cantt. Lahore and other details *(Question No. 3419*)* 1135

-Number of members of Board of Governors of Child Protection and Welfare Bureau and other details *(Question No. 1149*)* 1158

-Number of misplaced children handed over to their parents by Child Protection and Welfare Bureau *(Question No. 1148*)* 1156

-Number of offices of Child Protection Bureau in Lahore *(Question No. 1753*)* 1115

-Number of Police Stations and Inspectors in the province *(Question No. 3818*)* 1148

PAGE NO.

-Number of Police Stations in PP-166 Sheikhupura and other details *(Question No. 1198*)* 1159
-Performance of Child Protection and Welfare Bureau in Lahore *(Question No. 2523*)* 1158
-Police Stations in Faisalabad *(Question No. 5102*)* 1175
-Police Stations in Lahore *(Question No. 4582*)* 1174
-Provision of budget to Faisalabad Police *(Question No. 3124*)* 1162
-Posts of DSPs in the province *(Question No. 2821*)* 1126
-Registration of cases in Police Stations of tehsil Jhumra Faisalabad *(Question No. 3864*)* 1164
-Robberies in Faisalabad and other details *(Question No. 3125*)* 1131
-Salaries and performance of Punjab Police *(Question No. 3912*)* 1165

HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING DEPARTMENT-

-Action against officers of WASA Lahore on embezzlement in development projects *(Question No. 2558*)* 1017
-Allotment of houses by Ashiana Housing Scheme Lahore *(Question No. 2944*)* 1046
-Commercialization of buildings by LDA *(Question No. 3743*)* 1060
-Construction and repair of gym in Gulshan-e-Iqbal Lahore *(Question No. 524)* 1074
-Construction of track of Metro Bus Lahore *(Question No. 2218*)* 1035
-Details about Ashiana Housing Scheme Bahawalpur *(Question No. 397)* 1067
-Details about cleanliness of sewerage in UCs No.45,46 Lahore *(Question No. 1966*)* 999
-Details about division of plots in Satellite Town Rawalpindi *(Question No. 3592*)* 1059
-Details about housing societies in district Gujranwala *(Question No. 3259*)* 1051
-Details about illegal occupants of plots of Gujjarpura Housing Scheme Lahore *(Question No. 3366*)* 1055
-Details about Jillani Park Lahore *(Question No. 523)* 1072
-Details about parks in district Faisalabad *(Question No. 3261*)* 1052
-Details about plot allocated for Community Centre in Sikandar Block, Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 92)* 1062
-Details about sewerage system of Youhanabad Lahore *(Question No. 3156*)* 1047
-Details about street lights on solar energy in Lahore *(Question No.10)* 1061
-Details about water filtration plants in district Bahawalpur *(Question No. 2908*)* 1042

-Details about water supply pipes in Khayaban-e-Sir Syed, Rawalpindi *(Question No. 3340*)* 1052
-Encroachments at Sodiwal Multan Road Lahore *(Question No. 2852*)* 1029
-Expenditures upon development projects of PHA Lahore *(Question No. 520)* 1071
-Feasibility report of sewerage project of Sadiqabad Model Town 1055

	PAGE NO.
district Dera Ghazi Khan *(Question No. 3361*)*	
-Functional/non-functional water supply schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 400)*	1068 1062
-Housing schemes in district Lahore *(Question No. 192)*	1045
-Housing schemes launched by LDA *(Question No. 2943*)*	
-Installation of water filtration plants in district Sargodha *(Question No. 3222*)*	1049
-Laying of new pipes for water supply in Bahawalpur city *(Question No. 2907*)*	1032
-Laying of new water supply pipes in UCs No.45 and 46 Lahore *(Question No. 1967*)*	1003 1048
-Laying of sewerage system in Youhanabad Lahore *(Question No. 3159*)*	1066
-Non-availability of clean drinking water in Daska city *(Question No. 372)*	995
-Number and details of Ladies Park in PP-148, Lahore *(Question No. 1860*)*	1028
-Number of water supply tubewells in Samanabad Lahore *(Question No. 2851*)*	1012
-Parks of PHA in Lahore *(Question No. 2211*)*	
-Payment of salaries to employees of PHA Faisalabad and other details *(Question No. 3033*)*	1046 1057
-Problem of water supply and sewerage in Sahiwal *(Question No. 3553*)*	1056
-Problems of water supply lines in Multan city *(Question No. 3391*)*	1038
-Projects of WASA Multan and other details *(Question No. 2660*)*	1053
-Provision of clean drinking water in PP-34 Sargodha *(Question No. 3346*)*	1066
-Provision of clean drinking water in PP-130 Sialkot *(Question No. 371)*	1044
-Provision of funds for Ladies Park Bhogiwal Lahore *(Question No. 2918*)*	1039
-Purchase of generators by WASA Multan *(Question No. 2661*)*	
-Restoration of sewerage system of street No.6-B, Ghulam Muhammad Bhatti Colony Chongi Amar Sadhu Lahore *(Question No. 488)*	1070
-Schemes of water supply and sewerage in PP-222 Sahiwal *(Question No. 3554*)*	1058 1007
-Shortage of employees in PHA Faisalabad *(Question No. 2187*)*	1064
-Water filtration plant in Qila Gujra Singh Lahore *(Question No. 272)*	
-Water supply and drainage schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 402)*	1069 1065
-Water supply in Mahajarabad Sodiwal, Lahore *(Question No. 344)*	1021
-Water supply scheme of Tola Bangi Khail, Mianwali *(Question No. 2704*)*	1064
-Water supply schemes in Nankana Sahib *(Question No. 307)*	1040
-Worst condition of parks in Jinnah Garden Lahore *(Question No. 2776*)*	
IRRIGATION DEPARTMENT-	1208
-Cases of canal water theft during 2012-13 *(Question No. 3258*)*	
-Construction of safety embankment at river Ravi in district Faisalabad *(Question No. 4475*)*	1235
-Construction of safety embankments in PP-134 Narowal *(Question No. 7158*)*	1243 1242
-Construction of small dams in Punjab since 2013 *(Question No. 7136*)*	1238
-Details about bridge over siphon canal Daska city *(Question No. 7008*)*	1237

	PAGE NO.
-Encroachments at bank of river Ravi Lahore *(Question No. 6414*)*	1221
-Lining of Jhang Branch Canal Toba Tek Singh *(Question No. 6282*)*	1244
-Reopening Akbar Minor Gogera Okara *(Question No. 7171*)*	
-Rest houses under administrative control of Irrigation Department *(Question No. 7135*)*	1241
PRISONS DEPARTMENT-	1313
-Construction of boundary walls of jails *(Question No. 7073*)*	1311
-Construction of jail in district Chiniot *(Question No. 6298*)*	1309
-Construction of new jail in Nankana Sahib *(Question No. 6180*)*	1306
-Details about Central Jail Gujranwala *(Question No. 3370*)*	1330
-Details about District Jail Sheikhupura *(Question No. 810*)*	1301
-Details about District Jail Vehari *(Question No. 5766*)*	1319
-Details about Jail Reforms Committees *(Question No. 557)*	1292
-Details about juvenile prisoners in the province *(Question No. 2497*)*	
-Details about prisoners and "Hawalaties" in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 5856*)*	1307 1309
-Details about prisoners in District Jail Sheikhupura *(Question No. 6277*)*	1327
-Details about prisoners of death sentence *(Question No. 644)*	1324
-Details about women and children prisoners *(Question No. 633)*	
-Details about women prisoners in Adyala Jail, Rawalpindi *(Question No. 1159*)*	1273
-Difference between Risk Allowance of Police and Prisons employees *(Question No. 3323*)*	1298 1269
-Establishment of courts adjacent to jails *(Question No. 1158*)*	1325
-Establishment of juvenile prisons *(Question No. 634)*	1316
-Installation of water filtration plants in jails *(Question No. 7074*)*	
-Medical treatment of prisoners in District Jail Toba Tek Singh *(Question No. 824)*	1334
-Number of barracks and cells in District Jail Bahawalnagar *(Question No. 783)*	1326 1321
-Number of employees in Gujrat Jail *(Question No. 615)*	1275
-Provision of PCO and canteen to prisoners *(Question No. 2496*)*	1312
-Search operation in jails of Lahore region *(Question No. 6299*)*	
SPECIAL EDUCATION DEPARTMENT-	1336
-Details about blind lecturers in district Lahore *(Question No. 559)*	1325
-Details about colleges of Special Education *(Question No. 152)*	
-Details about employees of Special Education Department transferred by Federal Government *(Question No. 5256*)*	1304
-Details about institutions of Special Education Department in Lahore *(Question No. 7139*)*	1305
-Details about schools of Special Education in district Bahawalnagar *(Question No. 386)*	1329 1335
-Details about schools of Special Education in Faisalabad *(Question No. 547)*	
-Details about service structure of Psychologists and Speech Therapists *(Question No. 5885*)*	1297

PAGE NO.

-Details about Special Education School in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 178)* 1326
-Institutions of Special Education Department in district Mianwali *(Question No. 149)* 1319
-Institutions of Special Education in district Toba Tek Singh *(Question No.5852*)* 1288
-Institutions under administrative control of Special Education Department in Rawalpindi *(Question No. 461)* 1333
-Government buildings of schools of Special Education in district Mianwali *(Question No. 151)* 1322
-Offices of Special Education Department in district Bahawalnagar *(Question No. 385)* 1328
-Provision of dite to students of institutions of Special Education in Faisalabad *(Question No. 5682*)* 1283
-Special Education Centre established in teshil Vehari *(Question No. 601)* 1337
-Teaching staff in schools of Speical Education in district Mianwali *(Question No. 150)* 1320

TRANSPORT DEPARTMENT- 1239
-Driving License holders of motorcycle rickshaws *(Question No. 7060*)* 1226
-HIACE vans in the province *(Question No. 5470*)* 1203
-Laws for taxi in rickshaws and motorcycle rickshaws *(Question No. 2603*)*
-Problems created by motorcycle rickshaws in Toba Tek Singh *(Question No. 7069*)* 1241
-Subsidy granted to Metro Bus Service Rawalpindi *(Question No. 6725*)* 1238
-Transport Halting points in Sahiwal *(Question No. 6464*)* 1235

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING HELD ON-
- 15th February, 2016 1261

R

RAHEELA ANWAR, MRS.

questions REGARDING-
-Details about water supply pipes in Khayaban-e-Sir Syed, Rawalpindi *(Question No. 3340*)* 1052
-Water filtration plant in Qila Gujra Singh Lahore *(Question No. 272)* 1064

RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.

question REGARDING- 1044
-Provision of funds for Ladies Park Bhogiwal Lahore *(Question No. 2918*)*

RAMESH SINGH ARORA, MR.

PAGE NO.

Resolution REGARDING-
-Demand for issuance of Post ticket on 547th birthday of Guro Nanak Dev Gee 1350

RASHID HAFEEZ, RAJA

question REGARDING-
-Details about division of plots in Satellite Town Rawalpindi *(Question No. 3592*)* 1059

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 993,1109,1201,1267
-11th, 12th, 15th & 16th February, 2016

Resolutions REGARDING-
-Demand for issuance of Post ticket on 547th birthday of Guro Nanak Dev Gee 1350
-Demand for posting women for making pictures of women in NADRA and Passport offices 1349

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

questions REGARDING-
-Allotment of houses by Ashiana Housing Scheme Lahore *(Question No. 2944*)* 1046
-Housing schemes launched by LDA *(Question No. 2943*)* 1045

SALAH-UD-DIN KHAN, DR.

questions REGARDING- 1325
-Details about colleges of Special Education *(Question No. 152)* 1322
-Government buildings of schools of Special Education in district Mianwali *(Question No. 151)* 1319
-Institutions of Special Education Department in district Mianwali *(Question No. 149)* 1320
-Teaching staff in schools of Speical Education in district Mianwali *(Question No. 150)*

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 1184
-The Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No.14 of 2016) 1190

PAGE NO.

-THE PUNJAB TECHNICAL EDUCATION AND VOCATIONAL TRAINING AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2015 1083,1088,1092
1076

Call attention Notice REGARDING 1345
-Robbery at Malik Masood's house in Kahna, Lahore

point of order REGARDING-
-Demand for holding discussion on Orange Line Train project
SHAHZAD MUNSHI, MR.

questions REGARDING- 1047
-Details about sewerage system of Youhanabad Lahore *(Question No. 3156*)* 1048
-Laying of sewerage system in Youhanabad Lahore *(Question No. 3159*)*
-Motorcycles/car thefts in Police Station Southern Cantt. Lahore and other details *(Question No. 3419*)* 1135
SHAMEELA ASLAM, MRS.

questions REGARDING- 1301
-Details about District Jail Vehari *(Question No. 5766*)* 1337
-Special Education Centre established in teshil Vehari *(Question No. 601)*
SHUNILA RUTH, MS.
BILL *(Discussed upon)*-

-THE PUNJAB TECHNICAL EDUCATION AND VOCATIONAL TRAINING AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2015 1083

Call attention Notice REGARDING
-Robbery at Malik Masood's house in Kahna, Lahore

1075

SPECIAL EDUCATION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1336
-Details about blind lecturers in district Lahore *(Question No. 559)* 1325
-Details about colleges of Special Education *(Question No. 152)*
-Details about employees of Special Education Department transferred by Federal Government *(Question No. 5256*)* 1304
-Details about institutions of Special Education Department in Lahore *(Question No. 7139*)* 1305
-Details about schools of Special Education in district Bahawalnagar 1329
1335

PAGE NO.

(Question No. 386)
-Details about schools of Special Education in Faisalabad *(Question No. 547)* 1297
-Details about service structure of Psychologists and Speech Therapists *(Question No. 5885*)* 1326
-Details about Special Education School in PP-284 Fort Abbas *(Question No. 178)* 1319
-Institutions of Special Education Department in district Mianwali *(Question No. 149)* 1288
-Institutions of Special Education in district Toba Tek Singh *(Question No.5852*)* 1333
-Institutions under administrative control of Special Education Department in Rawalpindi *(Question No. 461)* 1322
-Government buildings of schools of Special Education in district Mianwali *(Question No. 151)* 1328
-Offices of Special Education Department in district Bahawalnagar *(Question No. 385)* 1283
-Provision of dite to students of institutions of Special Education in Faisalabad *(Question No. 5682*)* 1337
-Special Education Centre established in teshil Vehari *(Question No. 601)* 1320
-Teaching staff in schools of Speical Education in district Mianwali *(Question No. 150)*

T

TAHIR, MIAN

questions REGARDING-
-Details about schools of Special Education in Faisalabad *(Question No. 547)*
-Payment of salaries to employees of PHA Faisalabad and other details *(Question No. 3033*)* 1335
-Provision of budget to Faisalabad Police *(Question No. 3124*)* 1046
-Provision of dite to students of institutions of Special Education in Faisalabad *(Question No. 5682*)* 1162
-Robberies in Faisalabad and other details *(Question No. 3125*)* 1283
-Shortage of employees in PHA Faisalabad *(Question No. 2187*)* 1131
1007

TANVEER ASLAM MALIK, MR. *(Minister for Housing, Urban Development & Public Health Engineering Additional Charge of C&W)*

Answers to the questions REGARDING-
-Action against officers of WASA Lahore on embezzlement in development projects *(Question No. 2558*)* 1018
-Allotment of houses by Ashiana Housing Scheme Lahore *(Question No. 2944*)* 1046
1060

PAGE NO.

-Commercialization of buildings by LDA *(Question No. 3743*)* 1075
-Construction and repair of gym in Gulshan-e-Iqbal Lahore *(Question No. 524)* 1036 1067
-Construction of track of Metro Bus Lahore *(Question No. 2218*)*
-Details about Ashiana Housing Scheme Bahawalpur *(Question No. 397)* 1000
-Details about cleanliness of sewerage in UCs No.45,46 Lahore *(Question No. 1966*)* 1059
-Details about division of plots in Satellite Town Rawalpindi *(Question No. 3592*)* 1051
-Details about housing societies in district Gujranwala *(Question No. 3259*)* 1056
-Details about illegal occupants of plots of Gujjarpura Housing Scheme Lahore *(Question No. 3366*)* 1072 1052
-Details about Jillani Park Lahore *(Question No. 523)*
-Details about parks in district Faisalabad *(Question No. 3261*)* 1062
-Details about plot allocated for Community Centre in Sikandar Block, Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 92)* 1047 1061
-Details about sewerage system of Youhanabad Lahore *(Question No. 3156*)*
-Details about street lights on solar energy in Lahore *(Question No.10)* 1043
-Details about water filtration plants in district Bahawalpur *(Question No. 2908*)* 1053
-Details about water supply pipes in Khayaban-e-Sir Syed, Rawalpindi *(Question No. 3340*)* 1030 1071
-Encroachments at Sodiwal Multan Road Lahore *(Question No. 2852*)*
-Expenditures upon development projects of PHA Lahore *(Question No. 520)* 1056
-Feasibility report of sewerage project of Sadiqabad Model Town district Dera Ghazi Khan *(Question No. 3361*)* 1068
-Functional/non-functional water supply schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 400)* 1063 1045
-Housing schemes in district Lahore *(Question No. 192)* 1050
-Housing schemes launched by LDA *(Question No. 2943*)*
-Installation of water filtration plants in district Sargodha *(Question No. 3222*)* 1032
-Laying of new pipes for water supply in Bahawalpur city *(Question No. 2907*)* 1004
-Laying of new water supply pipes in UCs No.45 and 46 Lahore *(Question No. 1967*)* 1049 1067
-Laying of sewerage system in Youhanabad Lahore *(Question No. 3159*)* 995
-Non-availability of clean drinking water in Daska city *(Question No. 372)* 1028
-Number and details of Ladies Park in PP-148, Lahore *(Question No. 1860*)* 1013
-Number of water supply tubewells in Samanabad Lahore *(Question No. 2851*)*
-Parks of PHA in Lahore *(Question No. 2211*)* 1047
-Payment of salaries to employees of PHA Faisalabad and other details *(Question No. 3033*)* 1057 1057
-Problem of water supply and sewerage in Sahiwal *(Question No. 3553*)* 1038
-Problems of water supply lines in Multan city *(Question No. 3391*)* 1054
-Projects of WASA Multan and other details *(Question No. 2660*)* 1066

PAGE NO.

-Provision of clean drinking water in PP-34 Sargodha *(Question No. 3346*)* 1044
-Provision of clean drinking water in PP-130 Sialkot *(Question No. 371)* 1040
-Provision of funds for Ladies Park Bhogiwal Lahore *(Question No. 2918*)*
-Purchase of generators by WASA Multan *(Question No. 2661*)* 1070
-Restoration of sewerage system of street No.6-B, Ghulam Muhammad Bhatti Colony Chongi Amar Sadhu Lahore *(Question No. 488)* 1058
-Schemes of water supply and sewerage in PP-222 Sahiwal *(Question No. 3554*)* 1007
-Shortage of employees in PHA Faisalabad *(Question No. 2187*)* 1064
-Water filtration plant in Qila Gujra Singh Lahore *(Question No. 272)* 1069
-Water supply and drainage schemes in PP-168 Sheikhupura *(Question No. 402)* 1065
-Water supply in Mahajarabad Sodiwal, Lahore *(Question No. 344)* 1022
-Water supply scheme of Tola Bangi Khail, Mianwali *(Question No. 2704*)* 1064
-Water supply schemes in Nankana Sahib *(Question No. 307)* 1041
-Worst condition of parks in Jinnah Garden Lahore *(Question No. 2776*)*

TARIQ MEHMOOD, MIAN

Privilege motion REGARDING- 1076

-WRONG ANSWER TO QUESTION NO.3946 1309 1330

questions REGARDING- 1141
-Construction of new jail in Nankana Sahib *(Question No. 6180*)* 1138
-Details about District Jail Sheikhupura *(Question No. 810*)*
-Details about Police employees in Gujrat *(Question No. 3521*)* 1297
-Details about proclaimed accused persons in Gujrat *(Question No. 3485*)* 1321
-Details about service structure of Psychologists and Speech Therapists *(Question No. 5885*)*
-Number of employees in Gujrat Jail *(Question No. 615)*

TARIQ MEHMOOD BAJWA, MR.

question REGARDING- 1309
-Details about prisoners in District Jail Sheikhupura *(Question No. 6277*)*

TARIQ YAQOOB, SYED

question REGARDING-
-Details about plot allocated for Community Centre in Sikandar Block, Allama Iqbal Town Lahore *(Question No. 92)* 1062

TEHSEEN FAWAD, MRS.

question REGARDING-
-Institutions under administrative control of Special Education Department 1333

PAGE NO.

in Rawalpindi *(Question No. 461)*
TRANSPORT DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1239
-Driving License holders of motorcycle rickshaws *(Question No. 7060*)* 1226
-HIACE vans in the province *(Question No. 5470*)* 1203
-Laws for taxi in rickshaws and motorcycle rickshaws *(Question No. 2603*)*
-Problems created by motorcycle rickshaws in Toba Tek Singh *(Question No. 7069*)* 1241
-Subsidy granted to Metro Bus Service Rawalpindi *(Question No. 6725*)* 1238
-Transport Halting points in Sahiwal *(Question No. 6464*)* 1235

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Abundance of LPG stations in populated localities of Lahore 1182
BILL *(Discussed upon)*-

-THE PUNJAB TECHNICAL EDUCATION AND VOCATIONAL TRAINING AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2015 1086
1060
1165

questions REGARDING-
-Commercialization of buildings by LDA *(Question No. 3743*)*
-Salaries and performance of Punjab Police *(Question No. 3912*)*

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED

questions REGARDING- 1208
-Cases of canal water theft during 2012-13 *(Question No. 3258*)* 1035
-Construction of track of Metro Bus Lahore *(Question No. 2218*)*
-Details about children smuggled from the Punjab for camel race *(Question No. 2439*)* 1118
-Details about juvenile prisoners in the province *(Question No. 2497*)* 1292
-Laws for taxi in rickshaws and motorcycle rickshaws *(Question No. 2603*)* 1203
-Provision of PCO and canteen to prisoners *(Question No. 2496*)* 1275

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN *(Minister for Irrigation)*

Answers to the questions REGARDING- 1209

PAGE NO.

-Cases of canal water theft during 2012-13 *(Question No. 3258*)*
-Construction of safety embankment at river Ravi in district Faisalabad 1235
(Question No. 4475)*
-Construction of safety embankments in PP-134 Narowal 1244
(Question No. 7158)* 1243
-Construction of small dams in Punjab since 2013 *(Question No. 7136*)* 1239
-Details about bridge over siphon canal Daska city *(Question No. 7008*)* 1237
-Encroachments at bank of river Ravi Lahore *(Question No. 6414*)* 1222
-Lining of Jhang Branch Canal Toba Tek Singh *(Question No. 6282*)* 1245
-Reopening Akbar Minor Gogera Okara *(Question No. 7171*)*
-Rest houses under administrative control of Irrigation Department 1241
(Question No. 7135)*

Z

ZAHEER-UD-DIN KHAN ALIZAI, MR.

question REGARDING- 1056
-Problems of water supply lines in Multan city *(Question No. 3391*)*

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(بدھ 17، جمعرات 18، جمعۃ المبارک 19، سوموار 22۔ فروری 2016)
(یوم الاربعاء 8، یوم الخمیس 9، یوم الجمع 10، یوم الاثنین، 13۔ جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19 (حصہ چہارم): شمارہ جات : 14تا17



صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

بدھ، 17۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 14

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1351
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1353
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1354
	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال اور بہبود آبادی)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1355
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1391
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1394

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
7۔	پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ (۔۔۔جاری)	1408
	تحاریک التوائے کار	
8۔	صوبہ میں پرائمری سکولوں کی حفاظت کے لئے سکیورٹی گارڈ بھرتی کرنے میں تاخیر	1409
9۔	لاہور میں تمام ٹاؤنز کی رجسٹری برانچ میں کرپشن	1411
10۔	قصور میں کم عمر بچوں میں صمد بونڈ کے نشہ کا تیزی سے پھیلنے کا انکشاف	1412
11۔	لاہور کے اکثر علاقوں میں ناقص سیوریج کے باعث شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا	1413
12۔	محکمہ تحفظ ماحول کی ملی بھگت سے لاہور کے بیشتر علاقوں میں غیر قانونی فیکٹریوں کی بھرمار	1415
13۔	محکمہ زراعت کا فیلڈ عملہ کسانوں کو اچھے اور معیاری بیج سے آگاہ کرنے سے قاصر	1418
14۔	سرگنگارام ہسپتال میں صحت کی سہولیات کا وفقدان	1419
15۔	لاہور میں مین ہولز کے ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے کئی معصوم بچے جاں بحق	1420
16۔	حکومت پنجاب لاہور میں شیخ زید ہسپتال کی حالت زار درست کرنے میں ناکام	1423
	پوائنٹ آف آرڈر	
17۔	قبل سرکاری سکولوں کے سکیورٹی معاملات درست کرنے کا مطالبہ	1424
18۔	تحریک استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ	1427

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	قاعدہA-244 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک	1430
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016	1470
21۔	مسودہ قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016	1470
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
22۔	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015	1471
23۔	کورم کی نشاندہی	1473
24۔	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015 (۔۔۔جاری)	1474
25۔	قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک	1475
26۔	مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015	1476

جمعرات، 18۔فروری 2016

جلد 19: شمارہ 15

27۔	ایجنڈا	1489
28۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1491
29۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1492
	سوالات (محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور اطلاعات وثقافت)	
30۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1493
31۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1523
32۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1529

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	سیالکوٹ دیاتی پورہ کی رہائشی کر سچین نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی(۔۔۔جاری)	1549
	تعزیت	
34۔	سابق صوبائی وزیر میاں معراج الدین کی اہلیہ اور معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد کی ساس کے لئے دعائے مغفرت	1559
	توجہ دلاؤ نوٹس	
35۔	گوجرانوالہ:دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات	1560
36۔	گوجرانوالہ:سابق وزیر و ممبر پنجاب اسمبلی کے مقدمہ قتل کی صورتحال	1560
37۔	گوجرانوالہ:ڈیرہ گرو کے قریب ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	1560
38۔	لاہور:ڈی ایچ اے کے رہائشی عمر سلیم کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات	1561
39۔	سیالکوٹ:فاروق نامی شہری کے گھر ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات	1562
	تحاریک استحقاق	
40۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1562
	تحاریک التوائے کار	
41۔	شرقپور سب ڈویژن چوہنگ جنگل کی مٹی سستے داموں فروخت	1563
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)	
42۔	حکومت پنجاب کے سول حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013	1565

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
43۔	حکومت پنجاب کی مالیہ وصولی کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013	1565
44۔	محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات برائے مالی سال14۔2013	1566
45۔	ورکس اکاؤنٹس، حکومت پنجاب برائے مالی سال14۔2013 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ	1566
46۔	پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلوایشن) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ	1567
47۔	حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات برائے مالی سال14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ	1567
48۔	حکومت پنجاب کے مالی گوشوارہ جات برائے مالی سال14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ	1568
49۔	ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال13-2012	1568
50۔	صوبائی زکوٰۃ فنڈ و قومی سطح کے ادارہ ہائے صحت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ	1569
	بحث	
51۔	اورنج لائن پر عام بحث	1569

جمعۃ المبارک، 19۔فروری2016

جلد 19: شمارہ 16

52۔	ایجنڈا	1621
53۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1623
54۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1624

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات امداد باہمی اور زکوٰۃ وعشر)	
55۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1625
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
56۔	مسودہ قانون (ترمیم) خریداری ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1650
	پوائنٹ آف آرڈر	
57۔	ڈیرہ غازی خان میں زکوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنا	1651
58۔	پنجاب کانسٹیبلری کی طرف سے خلاف قانون بھرتی کا اشتہار	1651
59۔	سیالکوٹ دیاتی پورہ کی رہائشی کرسچن نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی (۔۔۔جاری)	1653
	تحاریک التوائے کار	
60۔	سرگنگارام ہسپتال میں وینٹی لیٹرز کی خرابی	1654
61۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)	1655
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔۔جاری)	
62۔	(اس کے بعد کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1658
63۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔۔جاری)	1660
64۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1663
65۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1669
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
65۔	اورنج لائن ٹرین پر عام بحث (۔۔۔جاری)	1686
66۔	کورم کی نشاندہی	1716

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار، 22۔فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 17	
67۔	ایجنڈا	1721
68۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1723
69۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1724
	سوالات (محکمہ جات خوراک اور ترقی خواتین)	
70۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1725
71۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1754
72۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1759
	تحاریک استحقاق	
73۔	ایس ڈی او انہار پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار	1766
	پوائنٹ آف آرڈر	
74۔	جہلم موضع نوگراں کے فلڈ بنک کی بحالی کا مطالبہ	1768
75۔	غلہ منڈی پاکپتن کی تعمیر کا مطالبہ	1769
	تحاریک التوائے کار	
76۔	راجن پور پچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	1770
77۔	انسانی سمگلروں اور ایجنٹوں کی جانب سے نوجوانوں کو سہانے خواب دکھا کر لوٹنے کی کارروائیوں میں مسلسل اضافہ (۔۔۔جاری)	1770
78۔	یونین کونسلز نمبر 84اور90بند روڈ لاہور میں قبرستان تعمیر نہ کرنے سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	1771

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
79۔	پی ایم ڈی سی ترمیم پر عمل کرنے سے میڈیکل اور ڈینٹیسٹری کے طلباء وطالبات کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری)	1775
80۔	لاہور میں تمام ٹاؤنز کی رجسٹری برانچ میں کرپشن کا انکشاف	1776
81۔	حکومت پنجاب لاہور میں شیخ زید ہسپتال کی حالت زار درست کرنے میں ناکام(۔۔۔جاری)	1777
82۔	کورم کی نشاندہی	1778
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
83۔	موسمیاتی تبدیلی کے باعث زرعی پیداوار میں شدید کمی(۔۔۔جاری)	1779
	توجہ دلاؤ نوٹس	
84۔	لاہور: علامہ اقبال ٹاؤن ناکے پر کھڑے پولیس اہلکاروں کی شہادت سے متعلقہ تفصیلات	1780
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
85۔	اورنج لائن ٹرین پر عام بحث(۔۔۔۔جاری)	1781
86۔	آبپاشی پر عام بحث	1789
87۔	کورم کی نشاندہی	1792
88۔	انڈکس	

1351

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 17۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم کو منظور کیا جائے۔

نوٹ: مجوزہ ترامیم منسلکہ پر دی گئی ہیں۔

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

1352

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015 (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبپاشی و قوت برقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خاص حکم صادر کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

1353

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ، 17۔فروری2016

(یوم الاربعاء، 8۔ جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَئِن سَأَلْتَهُم
مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنۢ بَعْدِ مَوْتِهَا
لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا
هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ
الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾

سورة العنکبوت آیات 63 تا 64

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے (63) اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ (لوگ) سمجھتے (64)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہوں خاک مگر عالم انوار سے نسبت ہے
میں کچھ بھی نہیں لیکن سرکار سے نسبت ہے

دنیا کی شہنشاہی رکھتا ہوں میں ٹھوکر پر
کونین کے اس مالک و مختار سے نسبت ہے

میں خاک کا پتلا ہوں وہ عرش کے راہی ہیں
اس پار کا باسی ہوں اُس پار سے نسبت ہے

ہیں روز ازل سے میری گھٹی میں وفائیں
نازاں ہوں کہ عباس علمدار سے نسبت ہے

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور بہبود آبادی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات طے شدہ ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ہی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپس میں بیٹھ کر ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! انتہائی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر سوشل ویلفیئر سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر گریڈ18 کا آفیسر ہوتا ہے لیکن میانوالی میں گریڈ17 کا ایک۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں اور point of order is not allowed میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔پہلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6043 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

گجرات: سماجی بہبود کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*6043: میاں طارق محمود: کیاوزیر سماجی بہبود وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت کتنے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں،ان اداروں کے نام بتائیں،ان میں خواتین کو کون کون سے ہنر سکھائے جارہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال15۔2014 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ادارے اس کی آبادی اور ضروریات کے تحت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود وبیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت دو ادارے کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔صنعت زار گجرات:

اس ادارے میں خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹی پارلر، کمپیوٹر، کھانے پکانے اور بیکنگ کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

2۔دارالامان گجرات:

دارالامان میں تشدد کا شکار خواتین کو پناہ دی جاتی ہے اور ان کو دوران قیام، طبی، قانونی اور نفسیاتی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔مزید برآں ان کو مذہبی اور ووکیشنل تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

(ب) صنعت زار اور دارالامان کی15۔2014 کے خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

صنعت زار:

	تنخواہیں اور Allowance	دوسرے اخراجات
	3031187/- روپے	153547/- روپے
دارالامان	829362/- روپے	603648/- روپے

(ج) اگلے پانچ سالوں میں حکومت اس صوبہ میں مزید ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(الف) میں ہے کہ ضلع گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت دو ادارے کام کر رہے ہیں۔ان اداروں میں خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹی پارلر، کمپیوٹر، کھانے پکانے اور بیکنگ کے کورسز کروائے جاتے ہیں تو یہ کس جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ادارے ضلع گجرات میں کس جگہ پر واقع ہیں جگہ نہیں بتائی گئی؟

جناب سپیکر: آپ نے گجرات کا پوچھا ہے تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ ضلع گجرات میں ہیں۔ آپ اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ضلع گجرات بہت بڑا ضلع ہے اور پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا بہبود آبادی کے لئے پورے ضلع گجرات میں خواتین کے لئے یہ دو ہی ادارے ہیں اور وہ کس جگہ پر واقع ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کو انہوں نے لکھ کر بتا دیا ہے اور یہ جواب بھی دے دیا ہے۔ آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں ناں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ایڈریس بتا دیں کہ کس جگہ پر یہ واقع ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! یہ ادارہ گجرات سٹی میں بنا ہوا ہے اور میرے معزز بھائی نے پوچھا ہے کہ 15-2014 میں اس ادارے سے کتنے لوگ مستفید ہوئے تو سلائی کڑھائی میں 318، کمپیوٹر کلاسز میں 36 طالبات اور بیوٹی پارلر میں 57 ہے۔ یہ دونوں ادارے گجرات سٹی میں ہیں اور اگر ان کی کوئی وہاں پر requirement ہے تو یہ proposal دیں ہم انشاء اللہ وہاں پر اور ادارے بنوا دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ادارے کب قائم ہوئے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! یہ محکمہ 1961 میں قائم ہوا تھا اُس کے بعد یہ نیا سوال ہے کہ کب بنے تو یہ ان کو بتا دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ج) میں لکھا ہے کہ اگلے پانچ سال میں حکومت اس صوبہ میں مزید ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، کیا جب سے یہ محکمہ بنا ہے گجرات میں یہ دو ہی ادارے ہیں اور آج تک تیسرا بنا ہی نہیں یہ محکمہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے کہ بالکل نہیں؟

جناب سپیکر: اگر بنا ہوا ہوتا تو وہ یہاں ضرور لکھ دیتے۔ آپ کیا کرتے ہیں کوئی بات تو پوچھیں؟

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!جب سے یہ محکمہ بنا ہے اُس وقت سے دو ادارے ہیں تو کیا آگے بھی دو ہی رہیں گے، یہ کہتے ہیں کہ ہم اگلے پانچ سالوں میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو یہ کیا کرنا چاہتے ہیں وہ بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):جناب سپیکر!اگلے پانچ سالوں میں حکومت پنجاب نے جو پراجیکٹ شروع کئے ہیں جس طرح سرگودھا میں تحصیل لیول پر شاہ پور میں ہم نے صنعت زار بنایا اور اسی طرح جھنگ اور راجن پور۔۔۔

جناب سپیکر:آپ گجرات کی بات کریں وہ گجرات کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):جناب سپیکر!اگلے پانچ سالوں کے جو منصوبہ جات ہیں اُن میں ضلع گجرات بھی شامل ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ کہ گجرات کے پانچ بڑے شہر ہیں اور ہر بڑے شہر میں خواتین کے لئے ادارہ ہونا چاہئے اگر ہونا چاہئے تو اس کے بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:آپ particularپوچھیں کون کون سے پانچ شہر ہیں۔اُن کا آپ بتائیں؟

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!لالہ موسیٰ، جلال پور جٹاں، ڈنگہ، کنجاہ، سرائے عالمگیر اور کھاریاں۔

جناب سپیکر:ڈنگہ کی سفارش ہم بھی کر رہے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):جناب سپیکر!جس طرح میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ اگر وہاں پر کوئی requirement ہے تو معزز ممبر ہمیں proposalدیں ہم انشاء اللہ اُس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!proposalدے دی ہے یہ بتائیں کہ کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):جناب سپیکر!جس طرح آئندہ جو پانچ سالوں کے منصوبہ جات ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ next yearمیں ان کی جو proposalہے یہ جس تحصیل میں کہیں گے اس میں کروادیں گے۔

جناب سپیکر: جی،next year کی بات کر رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں کسی اور تحصیل نہیں بلکہ تحصیل کھاریاں کے بارے میں کہہ رہا ہوں اور جن شہروں کا میں نے کہا ہے ضلع گجرات کے ہر شہر میں انہیں ایک ادارہ ضرور بنانا چاہئے۔ آپ دیکھ لیں، آپ کے سامنے سارا ایوان دیکھ رہا ہے کہ اگر سماجی بہبود کے بارے میں جو صورتحال ہے اُس کو پیش نظر رکھتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری صاحب میری آپ سے گزارش ہے ڈنگہ، کھاریاں اور لالہ موسیٰ میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ گزارشات نہ کریں، آپ ضمنی سوال کریں میں ان سے جواب لوں۔ وہ تو ہم نے بھی کر دی ہیں آپ نے بھی کر دی ہیں اس بات کو چھوڑیں۔ اگلا سوال نمبر 5779 محترمہ تحسین فواد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6069 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم دارالامان اور اولڈ ایج ہوم سے متعلقہ تفصیلات

*6069: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دارالامان اور اولڈ ایج ہوم میں اس وقت کتنے افراد کب سے رہائش پذیر ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال 14-2013 کے اخراجات کی مد وار تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا حکومت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چیچہ وطنی کی طرز پر وومن سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دارالامان میں اس وقت 20 خواتین اور تین بچے رہائش پذیر ہیں اور اولڈ ایج ہوم میں 13 بزرگ افراد (مرد) رہائش پذیر ہیں۔

(ب) ان اداروں میں سال 14-2013 میں۔/7541000 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل چیچہ وطنی میں قائم وومن سنٹر ضلعی حکومت ساہیوال نے اپنے وسائل سے سال 2008 میں قائم کیا تھا۔ چونکہ صوبائی حکومت کی طرف سے یہ سنٹر قائم نہ کیا گیا ہے لہٰذا فی الحال ایسے سنٹرز کا مزید اضلاع / تحصیلوں میں قائم کرنے کا ارادہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں میرا سوال یہ تھا کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دارالامان اور اولڈ ایج ہوم میں اس وقت کتنے افراد اور کب سے رہائش پذیر ہیں تو اس میں کتنے افراد کا جواب تو ہے لیکن جو کب سے ہے اُس کا جواب نہیں ہے؟ اُس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری دے دیں کہ اس میں آدھے سوال کا جواب کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ اس میں آدھا جواب ہے تو month wise لوگ وہاں پر آتے ہیں اُن میں سے کچھ چلے جاتے ہیں اُن کی یہ مستقل رہائش نہیں ہے۔ جو افراد اُدھر اولڈ ایج ہوم میں پہنچ جاتے ہیں اُن میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو بزرگ وہاں پر ٹھہرتے ہیں اُن کے لواحقین ایک مہینے بعد، ڈیڑھ مہینے بعد اُن کو لے جاتے ہیں اس طرح اُن کی وہاں پر کوئی مستقل رہائش نہیں ہوتی ہے تو month wise ہی آتے ہیں اور ویسے ہی فارغ ہو جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ 13 لوگ ہوا میں تو نہیں رہ رہے ہیں وہیں رہتے ہیں۔ میں 13 کا ہی پوچھ رہا ہوں، جو 13 لوگ محکمہ نے بتائے ہیں کہ یہ وہاں موجود ہیں ان کا ہی جواب محکمہ نے دینا ہے کہ یہ کب وہاں آئے تھے اور کب سے وہاں رہ رہے ہیں؟ چونکہ جو ہمارے پاس information ہے میں اُس کو بعد میں share کرتا ہوں۔ یہ محکمہ کی نااہلی ہے جس کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب چُھپا رہے ہیں یہ اس کی detail بتائیں میرا تو سوال ادھورا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ 13 افراد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں بزرگوں کے بارے میں کہ وہ کب آئے اب ہیں کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! ابھی ان کو detail دے دیتے ہیں جو 13 افراد وہاں پر رہائش پذیر ہیں وہ کب سے آئے ہیں ابھی ڈیپارٹمنٹ سے اُس کی انفارمیشن لے لیتے ہیں تو ان کو مہیا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلے ضمنی سوال پر چلیں۔اس کا جواب نہیں آیا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان اداروں میں سال 14-2013 میں جو اخراجات کی تفصیل ہے اُس میں انہوں نے جو تفصیل دی ہے اولڈ ایج ہوم کے سال کا خرچہ 36لاکھ 67ہزار ہے۔13لوگ اس میں رہائش پذیر ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک جو بزرگ شہری وہاں ہیں اُس پر جاری خرچہ کتنا ہے یعنی ایک فرد پر اس کے حساب سے کتنا ماہانہ خرچہ آرہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! خرچہ کا بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! یہ لسٹ ان کو مہیا کی گئی ہے اُس میں ساری تفصیل درج ہے ان کی تنخواہوں کی مد میں کتنے اخراجات ہوئے اور وہاں پر جو ان کے کھانے پینے کا بندوبست یا اُن کی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، تتمہ (الف) دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! وہ ساتھ لف ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ تتمہ (الف) نہیں ہے، یہ تتمہ (ب) ہے جس میں یہ تفصیل ہے اور میں یہی پوچھ رہا ہوں۔ سوال میرا کچھ ہے اور جواب کچھ دے رہے ہیں۔ میں ایک فرد پر جو ٹوٹل 13افراد ہیں محکمے کا فی فرد پر ماہانہ کتنا خرچہ ہو رہا ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں پارلیمانی سیکرٹری سے۔۔۔

جناب سپیکر: ٹوٹل کو13 پر تقسیم کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! جو13 افراد ہیں یہ آج کی figures ہیں۔اسی طرح مختلف مہینوں میں کبھی ان کی تعداد بڑھ جاتی ہے، کبھی کم ہو جاتی ہے۔ جتنے بھی افراد وہاں پر ہوں ان کو کھانے پینے کے لئے 150روپے per day کے حساب سے دیا جاتا ہے۔اسی طرح اُن کو travel کے لئے بھی لے کر جایا جاتا ہے وہاں پر گاڑی بھی ہے جس کی ہفتے میں timing ہوتی ہے پٹرول پر بھی خرچہ آتا ہے تو اسی طرح سٹاف کا بھی سارا خرچہ ہے اور مزید کئی مدوں میں بھی اخراجات ہو رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر !آپ نے تو سیکرٹری صاحب کو راستہ بھی بتایا ہے کہ وہ جواب کس طرح دے سکتے ہیں تو انہوں نے اس کے باوجود بھی نہیں دیا تو میرا سوال کچھ ہے اور جواب کچھ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اُن کے پاس calculator نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر !میں نے ان کو کہا ہے کہ 13 افراد کی detail بھی دے دیتے ہیں اور اسی طرح ان لوگوں پر جو اخراجات آئے ہیں اُن کی بھی تفصیل ان کو فراہم کر دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر !یہ سائنس تو ہے نہیں آپ نے راستہ بھی ان کو دے دیا ہے اُنہیں سمجھ نہیں آ رہی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر !یہ سائنس والی بات نہیں ہے۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ 13 افراد پر divide کر کے پورے سال کے جتنے بھی لوگ وہاں پر آئے ہوں گے جب سامنے figures آئیں گی اسی سے یہ estimate ہو گا کہ ایک فرد پر کتنا خرچہ آیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر !جو جاری خرچہ بنتا ہے وہ 23500 روپے ہے۔ یہ جو دارالامان بنایا گیا ہے اس پر کروڑوں روپے کی لاگت آئی ہے اگر اس کو بھی calculate کر لیا جائے تو ہماری معلومات کے مطابق rural areas میں یہ tradition ہے کہ وہاں جو بزرگ رہ رہے ہیں یہ اُن کے ہی عزیز ہیں جو وہاں پر ملازم ہیں۔ انہوں نے خانہ پُری کر کے، کاغذ پورے کرنے کے لئے اور اپنی تنخواہوں کو justify کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ یہ جو بھی منصوبے بنائیں وہ حقائق اور زمینی صورتحال کے مطابق بنائیں۔ یہ سرکار کا کروڑوں روپیہ صرف ملازم رکھنے کے لئے لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تفصیل بیان کرنے کی اصل میں یہ وجہ تھی ۔ اب میں ضمنی سوال کی طرف آتا ہوں کہ انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ تحصیل چیچہ وطنی میں قائم وومن سنٹر ضلعی حکومت ساہیوال نے اپنے وسائل سے سال 2008 میں قائم کیا تھا چونکہ صوبائی حکومت کی طرف سے یہ سنٹر قائم نہ کیا گیا ہے لہٰذا فی الحال ایسے سنٹرز کا مزید اضلاع / تحصیلوں میں قائم کرنے کا ارادہ نہ ہے۔ جب پچھلا question day تھا اس میں محکمے کی طرف سے اس بات پر بڑا فخر کیا گیا تھا کہ ہم نے وہاں یہ

تیر بھی مارا ہے اور یہاں یہ مکر گئے ہیں کہ یہ تو ضلع کا منصوبہ تھا اس لئے صوبائی حکومت اسے نہیں شروع کر سکتی۔ جس کام کی تعریف یہ خود کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے، یہ اچھی مثال جو ضلع قائم کر دیتا ہے تو اس کو پنجاب حکومت کیوں adopt نہیں کر سکتی اس کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! یہ جو ساہیوال میں 2008 میں سنٹر قائم ہوا تھا یہ پورے پنجاب میں پہلا منصوبہ تھا جو کسی ضلعی حکومت نے قائم کیا تھا لیکن حکومت پنجاب اس کو adopt نہیں کر سکتی تھی اس لئے آج بھی اس کو ضلعی حکومت ہی چلا رہی ہے اور ہم ان کو look after کر رہے ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا دیں کہ یہ سنٹر ساہیوال میں کہاں قائم ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! یہ ادارہ ضلع ساہیوال سٹی میں ہی بنا ہے، یہ 2008 میں بنا تھا اور یہ چیچہ وطنی میں ہے۔ اگر معزز ممبر میرے ساتھ جائیں تو میں بھی وہاں وزٹ کر لوں گا اور صحیح اندازہ ہو جائے گا کہ یہ اس روئے زمین پر کس جگہ پر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر کا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5893 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: میڈیکل سنٹرز و کلینکس سے متعلقہ تفصیلات

*5893: **میاں طاہر:** کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں بہبود آبادی کے تحت کتنے میڈیکل سنٹرز، کلینکس اور موبائل یونٹ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) فیصل آباد میں محکمہ کے کل ملازمین کی تعداد کتنی ہے اس وقت اس ضلع میں کتنے میڈیکل آفیسرز، وومن میڈیکل آفیسرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کام کر رہے ہیں، کتنے میڈیکل آفیسرز، وومن میڈیکل آفیسر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی مزید ضرورت ہے؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ کے پاس کتنی ایمبولینس ہیں اور یہ کس کس مقصد کے لئے ہیں؟

(د) اس ضلع میں محکمہ کو مزید کون کون سے سامان اور سہولیات کی ضرورت ہے اور اس کی ڈیمانڈ محکمہ نے کی ہوئی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) فیصل آباد میں بہبودِ آبادی کے تحت 87 فیملی ویلفیئر سنٹرز اور 6 فیملی ہیلتھ کلینکس واقع ہیں۔ مزید برآں ضلع میں 6 موبائل سروس یونٹس کو فعال کیا جا رہا ہے جو آئندہ مالی سال میں سہولیات کی فراہمی شروع کر دیں گے۔ ضلع میں موجود مراکز کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد میں محکمہ کے کل ملازمین کی تعداد 488 ہے ان میں سے میڈیکل آفیسرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ میڈیکل آفیسرز (مرد)	01
2۔ چیف میڈیکل آفیسرز (وومن)	01
3۔ سینئر میڈیکل آفیسرز (وومن)	02
4۔ میڈیکل آفیسرز (وومن)	04
5۔ پیرا میڈیکل سٹاف	75

میڈیکل آفیسرز (مرد) اور میڈیکل آفیسرز (خواتین) کی تمام اسامیاں پُر ہیں جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 30 اسامیاں تعیناتی کی منتظر ہیں۔

(ج) محکمہ کے پاس ایمبولینس نہیں ہیں تاہم ضلع میں پانچ گاڑیاں موجود ہیں جو آپریشن کے بعد کلائنٹس کو گھر چھوڑنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

(د) ضلع میں موجود مراکز کو مزید فعال بنانے کے لئے مطلوبہ سامان اور سہولیات کی خریداری کی جارہی ہے جو جلد ہی مراکز کو فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس سوال کے جواب پر دلوانا چاہتا ہوں یہ محکمے کی نااہلی دیکھیں کہ میاں طاہر نے یا میاں طارق محمود نے جو سوال کئے ان میں محکمے کے جواب دیکھئے۔ جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ اس ضلع میں محکمہ کو مزید کون سے سامان اور سہولیات کی ضرورت ہے اور کیا اس کی ڈیمانڈ محکمہ نے کی ہوئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جواب آیا کہ ضلع میں موجود مراکز کو مزید فعال بنانے کے لئے مطلوبہ سامان اور سہولیات کی خریداری کی جارہی ہے جو جلد ہی مراکز کو فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ پورے ضلع فیصل آباد میں جس کی چار تحصیلیں ہیں اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے وہاں کتنی ایمبولینسیں ہیں؟ سوال کچھ پوچھا جاتا ہے اور جواب کچھ دیا جاتا ہے۔ آپ جز(د) کا جواب پڑھ لیں۔ اگر انہوں نے اس طرح ہی جواب دینے ہیں اور ہمارا یہاں ٹائم ضائع کرنا ہے تو پھر یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے توجہ دلوائی۔ جی، منسٹر صاحبہ!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اگر محکمے نے اس طرح کے جواب دینے ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ ہم سارے ویڈیو لنک پر ہی آ جائیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں ان کا جواب تو آ گیا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے کون سا سامان خریدا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ڈسکہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال ذرا repeat کر دیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جز(د) میں ہے کہ اس ضلع میں محکمہ کو مزید کون سے سامان اور سہولیات کی ضرورت ہے، کیا اس کی demand محکمہ نے کی ہوئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کا جواب آیا ہے کہ ضلع میں موجودہ مراکز کو مزید فعال بنانے کے لئے مطلوبہ سامان اور سہولیات کی خریداری کی جارہی ہے۔ مجھے بتائیں کہ محکمے نے کون سا سامان خریدا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! محکمے کو جتنی ضروریات تھیں وہ تمام ضروریات اور سہولیات مہیا کر دی گئی ہیں ان میں ایمبولینسیں، ریفریجریٹرز، کمپیوٹرز، جنریٹرز، فرنیچر اور ہیلتھ کلینکس ہیں۔ جتنی بھی ہماری missing facilities تھیں وہ سب پوری ہو گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے ادویات اور equipment بھی دے دیئے ہیں۔ یہ سب کچھ ہم نے 15-2014 میں purchase کیا تھا۔ ہمارے پاس پورے فنڈ تھے اس لئے ہم نے کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ جز (ج) کا سوال پڑھ لیں کہ محکمے کے پاس کتنی ایمبولینسیں ہیں اور وہ کس مقصد کے لئے ہیں؟ جواب آتا ہے کہ محکمہ کے پاس کوئی ایمبولینس نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میں اس بات کا بھی جواب دے دیتی ہوں۔ ضلع فیصل آباد میں ہمارے چھ موبائل سروس یونٹ ہیں، ہمارے جتنے بھی موبائل یونٹس تھے وہ کام نہیں کر رہے تھے اور وہ بہت عرصے سے inactive تھے۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ population welfare کو صرف دو اڑھائی سال ہوئے ہیں جب funding ملی تھی اس سے پہلے ہمارے پاس تنخواہ دینے کے لئے اور گیس کے لئے بھی پیسے نہیں تھے۔ اب funding ملی ہے اور وزیر اعلیٰ نے ان ایمبولینسوں کو ٹھیک کرنے کے لئے سپیشل گرانٹ دی ہے۔ اب ہماری دو ایمبولینسیں ٹھیک ہو گئی ہیں۔ ہمارے پاس 117 ایمبولینسیں ہیں جب موبائل یونٹس درست ہو جائیں گے تو یہ سب ضلعوں میں جائیں گے۔ جو پہلے درست ہو گی اس کو ہم پہلے اس ضلع میں دیں گے جہاں سی پی آر ریٹ کم ہے اور جہاں زیادہ ضرورت ہے وہ زیادہ اضلاع ہمارے جنوبی پنجاب کے ہیں۔ ہمارے پاس فیصل آباد میں جو گاڑیاں ہیں وہ پانچ یا چھ ہیں جو مریضوں کو گھر یا بس سٹاپ تک چھوڑنے کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ایمبولینسیں جلد ہی اس سال active ہو جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ سمندری میں کتنی ایمبولینسیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! ادھر ہمارے چھ سروس موبائل یونٹس ہیں جو میں نے کہا کہ وہ کام نہیں کر رہی ہیں اور کل ہماری 117 ایمبولینسیں ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ سمندری میں کتنی ایمبولینسیں ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! سمندری میں ایک ایمبولینس ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ آپ پوچھنا چاہتے ہیں وہ بھی شوق سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 6710 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6317 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: بہبود آبادی کے فلاحی مراکز سے متعلقہ تفصیل

*6317: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بہبود آبادی کے کل کتنے فلاحی مراکز کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز کے ملازمین کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ بہبود آبادی کے دفاتر میں کتنی اسامیاں کب سے اور کہاں کہاں خالی ہیں؟

(د) فلاحی مراکز میں عوام کی بھلائی کے کون کون سے پروگرام چل رہے ہیں اور عوام کو ان سے کیا کیا سہولیات حاصل ہو رہی ہیں؟

(ہ) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 15-2014 میں پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بہبود آبادی کے کل 34 فلاحی مراکز موجود ہیں جن کی تفصیل (Flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پاپولیشن ویلفیئر کے فلاحی مراکز میں کل 153 ملازمین موجود ہیں۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ بہبود آبادی کے دفاتر میں موجود خالی اسامیوں کی تفصیل(Flag-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ بہبود آبادی کے فلاحی مراکز میں دی جانے والی سہولیات کی تفصیل(Flag-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال15۔2014میں پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز کو فراہم کی گئی ادویات اور ان سے متعلقہ مالیت کی تفصیل(Flag-D)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے جز(الف)میں یہ پوچھا تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بہبود آبادی کے کل کتنے فلاحی مراکز کہاں کہاں موجود ہیں؟ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ 34 فلاحی مراکز موجود ہیں جن کی flag-A میں تفصیل موجود ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 34مراکز جو قائم کئے گئے ہیں ان کا criterion کیا ہے، کس criterion کی بنیاد پر ایک آفس یا مرکز قائم کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ! وہ criterion پوچھ رہے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بہبود آبادی کے کل34فلاحی مراکز موجود ہیں اور ان کا criterion یہ ہے کہ یہ ہیلتھ سنٹرز فیملی پلاننگ کے لئے services provide کرتے ہیں۔ اگر یہ پوچھیں گے کہ فیملی پلاننگ کیسے ہوتی ہے یا اس میں کیا کیا جاتا ہے؟ ہماری جو آبادی بڑھتی جارہی ہے تو ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ بچے کم کریں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ spacing کریں اور اس میں جو سہولیات دی جاتی ہیں وہ بنیادی طور پر spacing کے لئے ہوتی ہیں۔ ہمارے اربن اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں دوائیاں ہوتی ہیں اور counseling ہوتی ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ آپ کس طرح اپنے بچوں کا خیال کر سکتے ہیں اور ماں کو اپنے بچوں کے لئے اپنی فیملی کو کس طرح سے plan کرنا چاہئے تو ہماری اس قسم کی سہولیات ہیں۔

Because the population is increasing very fast and we have to control the growth rate of the Punjab.

ہمارے 36اضلاع میں ہمارے جتنے فیملی ہیلتھ کلینکس ہیں ان کا یہی کام ہے کہ ہم اپنی آبادی کو کنٹرول کریں اور صحت مند ماں اور بچے کا خیال کریں اور

We should try to give the nation healthy child and healthy mother.

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحبہ سے یہ نہیں پوچھا کہ یہ طریقے کیسے ہیں بلکہ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے criterion پوچھا ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! اس میں CPR rate criterion ہوتا ہے اور اس میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری population میں کہاں کہاں ان centres کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ہم criterion کی بات کریں تو ہمارا پورا پنجاب criterion ہے اور ہمیں پورے پنجاب کی ہر تحصیل کی یونین کونسل میں جہاں زیادہ آبادی ہے تو ہمیں وہاں ان سنٹرز بنانے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ہم نے یونین کونسل level پر اپنی ADP میں ان کی expansion کا بھی کہا ہے۔ ہمارے پورے پنجاب میں 1500 سنٹرز ہیں لیکن ان کی بھی کمی ہے اور ہم مزید 400 سنٹرز بڑھا رہے ہیں۔ اگر آپ criterion کی بات پوچھتے ہیں تو آپ population کا growth rate بھی دیکھ لیجئے کہ یہ کتنا زیادہ ہے اور اب اس وقت ملک میں سب سے بڑا population issue کا ہے اور

The growth rate has to be controlled and until we don't control our population our projects will not sustain and we will not be able to do that.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا ابھی بھی تشنہ جواب ہے۔۔۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میں آپ کا سوال سمجھتی ہوں یا شاید آپ مجھے صحیح سمجھا نہیں سکے لیکن جو میں سمجھی ہوں کہ آپ criterion کی بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آپ جو بتا رہی ہیں وہ ضرورت ہے لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ آپ نے ایک ضلع میں 34 سنٹرز قائم کئے ہیں تو آپ نے اس کے لئے کوئی علاقے کا criterion بنایا ہو گا یا کوئی آبادی کا criterion بنایا ہو گا یا آبادی بڑھنے کی شرح کا بنایا ہو گا، تو میں وہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ

criterion کیا ہے تاکہ ہم ان 34 سنٹرز کے پیمانے کو مان سکیں کہ کیا یہ ضرورت کے مطابق ہیں یا نہیں یا اگر زیادہ ہونے چاہئیں تو کتنے ہونے چاہئیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ کو یہی جواب دیا ہے اور اب میں دوبارہ جواب دوں گی۔ دیکھیں! آپ کہتے ہیں کہ اس کا criterion کیا ہے؟ ہر یونین کونسل میں ہمارا ایک سنٹر ہے، تحصیل level پر ایک سنٹر ہے اور ڈسٹرکٹ level پر سنٹر ہے۔ ہماری یونین کونسل کی آبادی کہیں پندرہ ہزار، کہیں بیس ہزار ہے اور کہیں پچیس ہزار ہے۔ مگر میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں ایک فیملی ویلفیئر سنٹر کافی نہیں ہے ہمیں بہت زیادہ ویلفیئر سنٹرز بنانے چاہئیں اور ہمیں ان کو مزید بڑھانا پڑے گا لیکن ہماری فنڈنگ پوری نہیں ہوتی اور اس فنڈنگ کے تحت جتنے بھی سنٹرز ہیں وہ بہت کم ہیں لیکن میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ کی آبادی کو اس وقت ان سنٹرز کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور آپ کی آبادی کے growth rate کو کنٹرول کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اب میں نہیں سمجھتی کہ اور criterion کیا ہوتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: میرا خیال ہے کہ میں آپ کو صحیح سمجھا نہیں پا رہا۔ آپ تو ضرورت کی بات کر رہی ہیں لیکن ہم ضرورت سے انکار نہیں کر رہے اور یہ ٹھیک ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس کا criterion اس کی آبادی بنے گی یا اس علاقے کی پیمائش بنے گی یا اس کا criterion کسی مخصوص علاقے کی شرح آبادی بنے گی؟ آپ نے فرمایا ہے کہ ہماری ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک سنٹر ہے لیکن یہ 34 فلاحی مراکز ہیں اور میرے ضلع کی 85 یونین کونسلیں ہیں۔ اگر ہم آپ کے اس جواب کو درست مان لیں تو پھر یہ 85 فلاحی مراکز ہونے چاہئیں؟ اگر کوئی علاقائی تخصیص ہے یا شرط ہے تو وہ کتنے رقبے پر محیط ہے تو پھر وہی بتا دیں تاکہ ہم اس کے حساب سے calculate کر لیں؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (انجینئر قمر الاسلام راجہ) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، وزیر موصوف!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان): جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ان کے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آبادی کا growth rate بہت زیادہ ہے۔ ہم وہاں آپ کی ساری یونین کونسل تک نہیں پہنچ پائے مگر ہماری CPR priority ہوتی ہے، low growth rate کرنا یا ڈیمانڈ جنریشن ہے، آپ ذرا خود بھی باہر نکل کر لوگوں کو آگاہ کریں کہ population آپ کا سب سے بڑا issue ہے۔ ہم بھی کوشش کریں گے کہ جتنی کر سکیں گے تو آپ کے ضلع میں مزید فیملی ویلفیئر سنٹرز بڑھائیں گے لیکن جو ابھی اس

وقت موجود ہیں ہم ان کو بھی expand کر رہے ہیں۔ ہم400 سنٹرز اس سال بنا رہے ہیں اور مزید 400 سنٹرز اگلے سال بنائیں گے۔ ہمارے معزز ممبر صاحب بھی ہماری تھوڑی سی مدد کر دیا کریں کیونکہ آبادی کا اتنا بڑا مسئلہ ڈیپارٹمنٹ حل نہیں کر سکتا لہٰذا آپ بھی وہاں توجہ دیں اور لوگوں میں آگاہی پیدا کریں۔

جناب چیئرمین: جناب امجد علی جاوید! اب کافی ہو گیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ابھی تک ایک ضمنی سوال کا جواب چل رہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں! آپ دوسرا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہماری باری بھی آنے دیں۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب آپ سوال کر رہے ہوتے ہیں تو تھوڑا سا ادھر بھی خیال کر لیا کریں۔

جناب چیئرمین: جناب امجد علی جاوید! آپ cross talk نہ کریں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ اب اس میں مجھے یہ پوچھنا ہے کہ محکمے والے 10 سنٹروں سے 34 سنٹروں پر چلے گئے ہیں اور بہتری آئی ہے۔ منسٹر صاحبہ نے بھی فرمایا ہے کہ مزید بہتر کر رہے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 10 سے 34 سنٹرز بنانے کے بعد آبادی کے شرح اضافے میں کوئی کمی آئی ہے یا نہیں اور کیا محکمے کے پاس پہلے اور بعد کی کوئی study موجود ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحبہ! آپ بتائیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! آبادی میں جتنی کمی آنی چاہئے اس طرح کی کمی نہیں ہوئی اور اگر اس طرح کی کوئی کمی آتی تو آج ہمیں اتنا بڑا problem نہ ہوتا۔ مگر کمی ضرور آئی ہے اور جیسے معزز ممبر فرما رہے ہیں تو ہمارا growth rate ابھی کم ہوا ہے مگر ابھی اتنا زیادہ کم نہیں ہوا جتنا ہم اس کو ٹارگٹ کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہماری یہی کوشش ہے کہ ہم اس کو کم کریں اور جب مردم شماری ہو گی تو اس کے بعد ہمیں پتا چلے گا کہ ہماری آبادی کیا ہے اور کہاں تک پہنچ چکی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6711 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب طارق محمود باجوہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! سوال نمبر6333ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب میں قائم پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز سے متعلقہ تفصیلات

*6333: جناب طارق محمود باجوہ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز کی کل کتنی تعداد ہے اور یہ سنٹرز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سنٹرز میں ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) پاپولیشن سنٹر ضلع ننکانہ صاحب میں سال13۔2012اور14۔2013میں کتنی ادویات فراہم کی گئی اور اس سے کتنے مریض مستفید ہوئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال14۔2013میں ضلع ہذا میں پاپولیشن ویلفیئر کے کون کون سے منصوبوں پر عمل ہوا اور کون کون سے منصوبے ابھی تک ادھورے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) محکمہ ہذا نے ضلع بھر کی عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق آگاہی پروگرام میں اب تک جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دّکیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ بہبود آبادی کے کل21فلاحی مراکز موجود ہیں جن کی تفصیل (Flag-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سنٹرز میں موجود ملازمین کی تعداد104ہے۔

(ج) ضلع ننکانہ صاحب میں موجود بہبودِ آبادی کے فلاحی مراکز کو سال13۔2012اور 14۔2013میں فراہم کی گئی ادویات کی تفصیل(Flag-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان ادویات سے کل8511مریض مستفید ہوئے۔

(د) سال14۔2013میں ضلع ہذا میں پاپولیشن ویلفیئر کے کسی نئے منصوبے پر عمل نہیں ہوا۔

(ہ) ضلع ننکانہ صاحب میں عوام کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق آگاہی پروگرام کی سرگرمیوں کی تفصیلFlag-Cایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب چیئرمین! میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر سنٹرز کی کل کتنی تعداد ہے اور یہ سنٹرز کہاں کہاں واقع ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ بہبود آبادی کے کل 21 فلاحی مراکز موجود ہیں تو میرا منسٹر صاحبہ سے سوال ہے کہ 2005 میں ضلع ننکانہ بنا اور وہاں پر ہمارے 21 فلاحی مراکز ہیں اور 104 ملازم ہیں اور ہم نے 14-2013 میں 8511 مریض دیکھے تو کیا ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ وہاں پر ضلعی پاپولیشن ویلفیئر آفیسر کا بھی دفتر بنادیں کیونکہ لوگوں کو 60 کلومیٹر کا سفر کر کے شیخوپورہ جانا پڑتا ہے کیونکہ شیخوپورہ کا ضلعی آفیسر ہی ضلع ننکانہ کو دیکھتا ہے؟ مزید معزز منسٹر صاحبہ مہربانی کر کے مجھے بتا دیں کہ کیا ہم وہاں پر ضلعی دفتر نہیں بنانا چاہتے کیونکہ یہ 65 یونین کونسلوں کا ضلع ہے اور لوگ وہاں پر سفر کر کے جاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب چیئرمین! ننکانہ صاحب ڈسٹرکٹ ابھی نیا ڈسٹرکٹ بنا ہے اور ہمارے پاس پہلے اتنی فنڈنگ نہیں تھی۔ اب ہم نے 15-2014 کی ADP میں اس کے لئے فنڈنگ مانگی ہے اور ڈیپارٹمنٹ ابھی وہاں پر کام کر رہا ہے مگر ہم نے اس کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج دی ہے، جب وہ منظور ہو جائے گی تو پھر جس طرح دوسرے اضلاع میں کام ہو رہا ہے ان کے ضلع میں بھی ہو گا۔

جناب چیئرمین: ان کا specific سوال صرف ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر کے بارے میں تھا، وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کب تک تعینات ہو جائے گا۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب چیئرمین! اس وقت ڈسٹرکٹ شیخوپورہ کا ڈسٹرکٹ ویلفیئر آفیسر کام کر رہا ہے، اس کے پاس اس کا ایڈیشنل چارج ہے۔ اب ہم نے سمری وزیر اعلیٰ کے پاس بھیجی ہے انشاء اللہ اس سال وہاں پر ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر مقرر کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ فرما رہی ہیں کہ اسی مالی سال میں ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر مقرر کر دیا جائے گا۔

جناب طارق محمود باجوہ:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتاہوں کہ اگر وہاں پر دفتر نہیں بھی بنتا،ان کے پاس بجٹ بھی نہیں ہے تو یہ ایسا کریں کہ وہاں پر ضلعی آفیسر تعینات کر دیں۔ایک بندہ اگر کسی بھی بلڈنگ میں بیٹھ جائے گا تو پورا ضلع سکون میں آ جائے گا۔لوگ ساٹھ کلو میٹر سفر کر کے شیخوپورہ میں جاتے ہیں،ایک آفیسر دو اضلاع کو attend کرتا ہے۔آپ صرف ڈسٹرکٹ پاپولیشن آفیسر وہاں پر تعینات کر دیں اس سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا،ہم تو بلڈنگ کی بات ہی نہیں کرتے۔ہمارے پاس وہاں پر اکیس مراکز ہیں ایک سو چار ملازم ہیں ہم نے تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار مریض دیکھے ہیں،ایک آفیسر لگانے سے پورے ضلع کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین:اس میں SNE کی requirement ہوتی ہے،منسٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ اس مالی سال میں یہ کام ہو جائے گا۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!ایف ڈبلیو سی ننکانہ صاحب میں موجود ہے۔17-2016 میں انشاءاللہ آپ کو ڈسٹرکٹ پاپولیشن آفیسر بھی مل جائے گا،ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ آپ کو دقت ہو رہی ہے اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جلد از جلد آپ کی اس دقت کو ختم کریں۔آپ نے جو تجاویز دی ہیں ہم ان کو seriously لیں گے اور آپ کو مطمئن کریں گے۔

جناب طارق محمود باجوہ:بہت شکریہ۔وزیر صاحبہ!جز(د)کے متعلق میں نے پوچھا تھا کہ سال 14-2013 میں ضلع ہذا میں پاپولیشن ویلفیئر کے کون کون سے منصوبوں پر عمل ہوا اور کون کون سے منصوبے ابھی تک ادھورے ہیں،تفصیل فراہم کی جائے؟جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 14-2013 میں ضلع ہذا میں پاپولیشن ویلفیئر کے کسی نئے منصوبے پر عمل نہیں ہوا لیکن ادھورے منصوبوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا کہ وہاں پر کوئی ادھورا منصوبہ موجود ہے؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب چیئرمین!معزز ممبر ننکانہ صاحب کی بات کر رہے ہیں تو ابھی ہمارے پاس فنڈز کی کمی ہے۔وہاں پر بھی انشاءاللہ سارے منصوبے بنیں گے۔پہلے ہمیں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے پیسے ملتے تھے،اب devolution کے بعد ہمیں پوری طرح سے funding نہیں ہو رہی۔جب تک ہمارا سالانہ ترقیاتی پروگرام نہیں آئے گا ہمیں فنڈز نہیں ملیں گے۔جیسے ہی funding ہو گی تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم آپ کی کمی کو پورا کر دیں گے۔

جناب طارق محمود باجوہ:جناب چیئرمین! میرا یہ سوال نہیں تھا میں وزیر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ وہاں ضلع ننکانہ صاحب میں میرے ادھورے منصوبے کون کون سے ہیں؟

جناب چیئرمین: باجوہ صاحب!جب نئے منصوبے آئے ہی نہیں تو منصوبے ادھورے کیسے رہ گئے؟جی،وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی(محترمہ ڈسیہ شاہنواز خان):جناب چیئرمین!میں نے آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے کہ ہم آپ کے منصوبے ضرور شروع کریں گے،آپ جیسے کہہ رہے ہیں۔

We are going to look after Nankana Sahib. As we are looking after the other districts.

اوراب ہمارےADPsمیں جو پراجیکٹس آرہے ہیں۔

The new projects that are coming and we are going to fulfill that commitments in Nankana Sahib.

جناب چیئرمین:مالی سال17-2016میں آپ کے پراجیکٹ آجائیں گے۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ ڈسیہ شاہنواز خان):جناب چیئرمین!میں اپنی بات کو دہراؤں گی۔

I want to repeat it again. Population Department has not been given the funding that it needs to have to make more progress in this area.

جناب چیئرمین:اب تو آپ کو اس کیassuranceبھی مل گئی ہے کہ مالی سال 17-2016میں منصوبے بن جائیں گے۔اس کے بعد اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب چیئرمین!سوال نمبر6844ہے،جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب چیئرمین:جی،جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں خواتین کے دستکاری سکول سے متعلقہ تفصیلات

*6844:ڈاکٹر مراد راس:کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں خواتین کے کتنے دستکاری سکول ہیں اور ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو کون کون سی ہنرمندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) اس وقت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے ضلع لاہور میں کون کون سے منصوبہ جات زیر غور ہیں اور ان منصوبہ جات پر عمل درآمد کرانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں دستکاری سکولوں کو14-2013اور15-2014میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود وبیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں خواتین کے23 دستکاری سکول ہیں ان دستکاری سکولوں میں دی جانے والی ہنر مندی کی تعلیم تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر کا گھریلو صنعت سازی سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہے محکمہ خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم صنعت زار کے ذریعے فراہم کر رہا ہے جس کا مقصد خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنانا ہے تاکہ وہ معاشرے کا فعال شہری بن سکیں۔

(ج)

سال	رقم/فنڈز
2013۔14	483000/۔روپے
2014۔15	414000/۔روپے

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! جز(الف)کا جواب دیا گیا ہے کہ لاہور کے اندر کئی دستکاری سکول ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سکولوں کی جو مجھے تفصیل دی گئی ہے اس میں ہر ایک کے آگے conveniently لکھ دیا گیا ہے کہ Name of the course cutting and sewing. میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو اس کے علاوہ کچھ اور سکھانا چاہتے ہیں؟اس وقت 23ادارے چل رہے ہیں،اگر اجازت دیں تو دو تین سوالات میں اکٹھے کر لوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین!اس وقت cutting and sewing کے لاہور میں 23ادارے چل رہے ہیں۔اس وقت لاہور کی آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہے میں کہتا ہوں چلیں ایک کروڑ ہے، ایک کروڑ میں سے چلیں آپ لگالیں پچاس فیصد عورتیں ہوں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ انہوں نے صرف اپنے محکمہ کا جواب دیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! پچاس فیصد عورتوں کی آبادی پچاس لاکھ لگا لیں، ہم اس کا بھی دس فیصد لے لیتے ہیں اور یہ کوئی پانچ لاکھ بن جائیں گی، اس کا پچاس فیصد اڑھائی لاکھ لے لیتے ہیں۔ اڑھائی لاکھ عورتوں کے لئے 23 ادارے کافی ہیں یا نہیں؟ ان کو cutting and sewing کے علاوہ کچھ اور بھی سکھانا ہے یا نہیں؟ یہ میرا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس وقت 23 دستکاری سکول ضلع لاہور میں کام کر رہے ہیں۔ یہ ادارے این جی اوز کے تحت چلائے جاتے ہیں۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں ہمیں awareness دینی چاہئے تاکہ خواتین کو ہم ہنر مند بنا سکیں۔ خواتین کو اپنے گھریلو کام کاج کے لئے ہنر مند ہونا چاہئے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کا ایک دستکاری سکول جس میں ایک ٹیوٹر کی فیس۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کا سوال بڑا specific ہے کہ صرف cutting sewing کے علاوہ بھی کچھ اور سکھانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس کے علاوہ بھی ان کو تعلیم دی جاتی ہے جیسے گلاسز، پارلر وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ سلائی کڑھائی کا کام ایک major کام ہوتا ہے اس کے بعد ان کو چھوٹے چھوٹے کام سکھائے جاتے ہیں، جیسے اڈہ لگا کر گلاسز کا کام کروایا جاتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جواب میں mention نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس طرح ان دستکاری سکولوں میں تیرہ، چودہ trades میں ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ اڑھائی لاکھ خواتین کے لئے کیا یہ 23 ادارے بہت زیادہ ہیں، میں معزز ممبر سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے ادارے جس طرح سے بھی بنانا چاہئیں بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ یونین کونسلز وار بھی اپنے علاقہ میں بنانا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ محکمہ سوشل ویلفیئر ان کی مدد کرے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! جو بھی جواب مجھے ملا ہے آپ دیکھ لیں۔ میں repeat نہیں کرنا چاہتا، سوال کے جواب میں ہر ایک کے آگے cutting and sewing ہی لکھا ہوا ہے۔ اب میرا

اگلا سوال بڑا minor سا ہے،اس کے بعد میں اپنا اگلا سوال کروں گا کہ ان 23 سکولوں میں کتنی عورتیں ہنر مندی کا کام سیکھتی ہیں اور میں کوئی exact figure نہیں پوچھ رہا اوسطاً پوچھ رہا ہوں؟

جناب چیئرمین: ان سکولوں میں خواتین کی اوسط بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ان سکولوں میں average تقریباً ایک دستکاری سکول میں ہر ماہ تقریباً تیس سے پینتیس بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ کچھ دستکاری سکول جہاں پر آبادی زیادہ ہے وہاں ان کی تعداد پچاس تک بھی پہنچ جاتی ہے یا اس سے کچھ زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! exactly میرا پوائنٹ اب آپ کے سامنے آگیا ہے کہ میں عورتوں کی آبادی کو اڑھائی لاکھ پر لے آیا تھا، ہر سکول میں طلباء کی تعداد زیادہ سے زیادہ پچاس ہے، آپ دیکھیں کہ کتنے اور سکولوں کی ضرورت ہے؟ وہ لوگ جو بے روزگار بیٹھے ہیں جنہیں کچھ پتا نہیں کہ اپنی زندگیوں کے ساتھ کیا کرنا ہے، جن کو ان چیزوں کی کتنی ضرورت ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ان کے پاس funding بھی نہیں ہے؟ اب میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جز(ج) میں کہا ہے کہ سال 14-2013 کے اندر 23 سکولوں کو 4 لاکھ 83 ہزار روپے ایک سال میں دیا گیا۔ اگر اس کا حساب لگایا جائے تو یہ 21 ہزار روپے فی سکول سالانہ بنتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ 1500 روپے فی ماہ بنتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے بتا دیں کہ 1500 روپے میں یہ ایک سکول کو کیسے چلا رہے ہیں۔15-2014 میں اس کو کم کر کے 4 لاکھ 14 ہزار پر لے آئے ہیں، مجھے یہ بتادیں کہ 1500 روپے ماہانہ میں سکول کیسے چلتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ان دستکاری سکولوں کو فلاحی ادارے چلا رہے ہوتے ہیں، حکومت پنجاب محکمہ سوشل ویلفیئر ان کو 1500 روپے کے حساب سے ایک ٹیوٹر کے لئے دیتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ فلاحی ادارے کیسے چلتے ہیں، اس میں لوگوں کی contribution ہوتی ہے اور اس میں یہ نہیں کہ وہاں پر ایک ہی ٹیچر ہوتی ہے بلکہ جو ادارے چل رہے ہوتے ہیں ان کی requirement کے مطابق علیحدہ ٹیچرز ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! حساب تو برابر ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! حساب برابر نہیں ہو رہا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب specific بتا سکتے ہیں کہ اس کا mechanism کیا ہے اور یہ contribution کہاں سے آ رہی ہے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ڈاکٹر صاحب یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ صرف ایک ٹیچر دیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! یہ mechanism بتا دیں کہ وہاں ایک گلہ رکھیا اے اور لوکی پیسے پا کے جاندے نیں۔ یہ کوئی طریق کار بتائیں۔

جناب چیئرمین: جن کا سوال ہے انہیں بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! جس طرح کوئی بھی فلاحی تنظیم یا ادارہ کام کر رہا ہوتا ہے اور جب ڈسٹرکٹ کی سطح پر کوئی بھی این جی او بنتی ہے تو وہ کم از کم بیس لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اللہ کا فضل اور شکر ہے کہ پاکستان میں ایسے لوگ ہیں جو بہت بڑے بڑے ادارے چلا رہے ہیں اور اس قوم کے لئے کام کر رہے ہیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! جیسے عمران خان ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس طرح بات نہ کریں، نواز شریف ہسپتال بھی ہے، اتفاق ہسپتال بھی ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز cross talk نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! نواز شریف اور عمران خان کے ہسپتالوں میں فرق ہے۔ نواز شریف کے ہسپتالوں میں دکانداری ہو رہی ہے اور عمران خان کے ہسپتالوں میں خدمت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب بڑے اچھے طریقے سے اپنے سوال tackle کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ٹھیک ہے وہاں پر شیر بھی گئے تھے۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب Chair سے مخاطب ہوں اور ان کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! معزز ممبر نے پوچھا کہ ان کا کیا criterion ہے اور کیا mechanism ہے تو میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ صرف ایک ٹیچر کی تنخواہ دیتا ہے باقی وہ خود اپنے آپ سے کرتے ہیں۔ اگر معزز ممبر کو کسی جگہ کوئی complaint ہے تو بتائیں ہم اسے چیک کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! میں صرف منسٹر صاحبہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے یہاں پر بیٹھے تمام پارلیمنٹیرین سے request کی ہے۔ میری پوری support منسٹر صاحبہ کے ساتھ ہے چونکہ آبادی ایسا problem ہے جس میں I think we should all participate and we should all help کیونکہ اس وقت جو population explosion ہے یہ اس ملک کا نمبر one problem ہے لہٰذا آپ کو جو بھی support چاہئے اس میں ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔

MINISTER FOR POPULATION WELFARE (Mrs Zakia Shahnawaz Khan): Mr Speaker! Can I thank the Honourable member for giving his support because we really need the support of every Honourable member of the House?

جناب چیئرمین: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب چیئرمین! سوال نمبر 6523 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

حکومت میل سوشل موبلائزرز کو سکیل بی ایس۔7 دینے سے متعلقہ تفصیلات

*6523: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پاپولیشن ویلفیئر میں میل موبلائزرز کس سال سے رکھے گئے ہیں؟

(ب) اس اسامی کے لئے تعلیمی قابلیت اور عمر کی حد کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے میل سوشل موبلائزرز کو مستقل کرنے کے ساتھ انہیں سکیل بی ایس۔7 بھی دیا ہے؟

(د) پنجاب حکومت میل سوشل موبلائزرز کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) محکمہ پاپولیشن میں میل موبلائزرز (سوشل موبلائزرز) نویں پانچ سالہ منصوبہ 1998-2003 کے دوران آزمائشی بنیادوں پر رکھے گئے تھے۔

(ب) اس اسامی کے لئے تعلیمی قابلیت کی کم از کم حد گریجویشن یا وفاق المدارس سے مساوی تعلیم ہے جو کہ میسر نہ ہونے کی صورت میں انٹر میڈیٹ یا وفاق المدارس سے مساوی تعلیم تک مقرر کی جاسکتی ہے جبکہ عمر کی حد 25 سے 40 سال مقرر کی گئی ہے۔

(ج) منسٹری آف کیبیٹل ایڈمنسٹریشن اینڈ ڈویلپمنٹ حکومت پاکستان نے سب کمیٹی آف دی کیبنٹ کی منظوری پر کچھ سوشل موبلائزرز کو بی ایس۔7 میں ریگولر کیا جبکہ حکومت پنجاب کے اپنے قواعد وضوابط ہیں اور حکومت پنجاب انتظامی معاملات میں وفاقی حکومت کے قواعد وضوابط کی پابند نہیں ہے۔

(د) سوشل موبلائزرز کسی خاص ریگولر پے سکیل کے تحت بھرتی کئے جاتے ہیں اور نہ ہی دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح ان کے مخصوص دفتری اوقات ہیں۔ مزید برآں سوشل موبلائزرز کے بنیادی آرڈرز میں وہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ دوسرے ملازمین کی طرح ریگولر ہونے کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

تاہم کچھ سوشل موبلائزرز نے عدالت عالیہ سے ریگولر ہونے کے لئے آرڈرز حاصل کئے ہیں جس کے خلاف محکمے نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں CPLA دائر کیا ہوا ہے۔ محکمہ عدالت کے حکم کے مطابق عملدرآمد کرے گا۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب چیئرمین! اس کے جز (د) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ سوشل موبلائزرز کسی خاص ریگولر پے سکیل کے تحت بھرتی کئے جاتے ہیں اور نہ ہی دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح ان کے مخصوص دفتری اوقات ہیں اسی لئے سوشل موبلائزرز نے عدالت عالیہ سے

regularہونے کے لئے آرڈر حاصل کئے ہیں جس کے خلاف محکمے نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں CPLAدائر کی ہے۔ محکمہ عدالت کے حکم کے مطابق عملدرآمد کرے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ہائی کورٹ نے یہ آرڈر پاس کر دیئے ہیں کہ ان کو regularکیا جائے تو ان کو regularکیوں نہیں کیا جارہا اور ہم سپریم کورٹ کے آرڈر کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیا اس میں ہماری طرف سے یہ messageجائے گا کہ ہم ان کو regularکرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان): جناب چیئرمین! سوشل موبلائزرز

They are neither recruited on any special pay scale nor they have any special duty and timing like other government officials. According to the posting order they would not demand the regulation forever. Some Social Mobilizer have sourht orders from the Court for the regulation. If the Court decides we will definitely do according to the orders of the Court.

جناب چیئرمین: چونکہ یہ معاملہ sub-judiceہے اس لئے کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہو گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب چیئرمین! میرا سوال صرف یہ تھا کہ کیا ہم انہیں regularکرنا چاہتے ہیں؟ باقی معاملہ تو معزز عدالت میں ہے۔

MINISTER FOR POPULATION WELFARE (Mrs Zakia Shahnawaz Khan): I can't comment because its sub-judice.

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ محکمہ پاپولیشن ویلفیئر میں میل موبلائزر کس سال سے رکھے گئے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنے رکھے گئے اور ان کا کیا criterionتھا اور اب ان کا کیا statusہے؟

جناب چیئرمین: اگر آپ اسے پڑھیں تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کا پراجیکٹ تھا بہر حال منسٹر صاحبہ جواب دیں گی۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان): جناب چیئرمین !سوشل موبلائزرز1998 اور 2003 میں فیڈرل گورنمنٹ میں پائلٹ پراجیکٹ تھااور انہوں نے یہ رکھے تھے اور ان کا جو کام تھا جیسے میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ان کے کوئی timings نہیں ہوتے تھے۔

They would go and try and give advocacy to the people trying council them and tried to explain to them for the family planning and how they should do it. They really told to have their own time.

ان کا گورنمنٹ آفیشلز کی طرح طریق کار نہیں تھا بلکہ یہ اپنے timings کے ساتھ ہماری help کرتے تھے اور یہ support system تھا۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب چیئرمین !جیسے آپ نے فرمایا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا issue ہے حالانکہ انہوں نے جز(ج)میں خود ہی لکھا ہے کہ منسٹری آف کیبیٹل ایڈمنسٹریشن اینڈ ڈویلپمنٹ حکومت پاکستان نے سب کمیٹی آف دی کیبنٹ کی منظوری پر کچھ سوشل موبلائزرز کو بی ایس۔7میں ریگولر کیا جبکہ حکومت پنجاب کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں اور حکومت پنجاب انتظامی معاملات میں وفاقی حکومت کے قواعد و ضوابط کی پابند نہیں ہے لہذا منسٹر صاحبہ بتادیں کہ انہوں نے کتنے رکھے ہیں،ان کا کیا criterion تھااور اب ان کا کیا status ہے؟

جناب چیئرمین:یہ بھی فیڈرل گورنمنٹ نے کئے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب چیئرمین!میں بتانا چاہتی ہوں کہ یہ یونین کونسل base پر ریکروٹمنٹ ہوئی تھی،3300 یونین کونسلز تھیں اور ہم نے2800 موبلائزرز recruit کئے تھے ان میں سے کافی drop out ہوئے تھے اور now we have 1549 at present

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب چیئرمین!کیا یہ regular ہو گئے ہیں؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب چیئرمین!ابھی یہ regular نہیں ہوئے بلکہ ان کا مقدمہ عدالت کے پاس چل رہا ہے جیسے عدالت فیصلہ کرے گی ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین:اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب چیئرمین!سوال نمبر 6972ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔
(معزز ممبر نے جناب احسن ریاض فتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب چیئرمین:جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: محکمہ سماجی بہبود کے مراکز، سٹاف اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیل

*6972:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں سماجی بہبود بیت المال کے کتنے دفاتر ہیں اور ان میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں سماجی بہبود کے تحت کتنی این جی اوز کام کر رہی ہیں؟

(ج) اس ضلع میں سماجی بہبود کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(د) اس ضلع میں سال15۔2014کے دوران کتنے گداگروں کو گرفتار کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود و بیت المال کے 16دفاتر کام کر رہے ہیں۔

کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد:	149
حاضر ملازمین کی تعداد:	88
خالی اسامیوں کی تعداد:	61

(ب) ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ638این جی اوز کام کر رہی ہیں۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں مندرجہ ذیل چار ادارے کام کر رہے ہیں۔

1۔ صنعت زار 2۔ دارالامان
3۔ نگہبان 4۔ ماڈل چلڈرن ہوم

(د) ضلع فیصل آباد میں سال15۔2014کے دوران 1631گداگر گرفتار کئے گئے۔

جناب چیئرمین:کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب چیئرمین!جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود و بیت المال کے 16دفاتر کام کر رہے ہیں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد149ہے، حاضر

ملازمین کی تعداد88اور خالی اسامیوں کی تعداد 61 ہے۔ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان 61 میں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں اور حکومت انہیں کتنے عرصے میں fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں جو 61 اسامیاں خالی پڑی ہیں ان میں تقریباً 20 کے قریب گریڈ 1 سے 5 تک کی ہیں جو ابھی process میں ہیں اور انشاء اللہ یہ 20 اسامیاں جلد ہی fill ہو جائیں گی اور اس کے علاوہ باقی گریڈ 7، 9 اور 16 کی ہیں جن کی پچھلے دنوں advertisement آ گئی ہے اور وہ بھی in process ہیں انشاء اللہ اسی سال ان کو بھی مکمل کر لیا جائے گا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! یہ اسامیاں پچھلے کتنے سالوں سے خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ابھی ان کی تفصیل میرے پاس نہیں ہے بعد میں محترمہ کو دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: جوں جوں کوئی ریٹائرڈ ہوتا ہے تو سیٹیں خالی ہوتی رہتی ہیں ایک دن میں تو خالی نہیں ہوئیں۔جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ میرے دو سوال تھے لیکن بوجہ میں لیٹ ہو گیا اگر یہ آخری سوال گزر جائے تو پھر مجھے موقع دے دیں تو میں دو سوال کر سکوں گا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! وہ dispose of ہو گئے ہیں اگر آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! انہوں نے لکھا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں 15-2014 میں 1631 گداگر گرفتار کئے گئے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی گرفتاری کے بعد کیا fate ہوتا ہے اور کیا ابھی تک یہ سارے لوگ گرفتار ہیں یا محکمے کے پاس ان کو rehabilitate کرنے کا کوئی سسٹم ہے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ گرفتاری کے بعد کہاں جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ان کو گرفتار کر کے جذام ہاؤس فیصل آباد میں انجمن ہلال احمر کے تحت رکھا جاتا ہے۔ان گداگروں کو پکڑنے کے بعد ان سے surety bond لے کر شخصی ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے۔اصل میں ہمارا محکمہ سوشل ویلفیئر ان کو پکڑنے اور سزا دینے کے اختیارات نہیں رکھتا۔یہ اختیارات پولیس کے پاس ہیں۔ہمارے

آفیسرز جب ان گداگروں کو پکڑتے ہیں تو ان سے surety bond لے کر شخصی ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ان گداگروں کو پکڑنے کے بعد ان کی rehabilitation کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! محکمہ کے پاس جو اختیارات ہیں اس کے تحت ان کو تین، چار روز یا پھر جتنی دیر تک ان کی ضمانت کے لئے کوئی معتبر آدمی نہیں آتا انہیں رکھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا تھا کہ کیا ان لوگوں کو rehabilitate کرنے کے لئے محکمہ کے پاس کوئی نظام موجود ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل معاملہ ہے، گرفتار کر لینا اور پھر شخصی ضمانت پر دینا تو اس مسئلے کا حل نہیں۔ کیا محکمہ نے ان کو rehabilitate کر کے permanently settle کرنے کا کوئی نظام وضع کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! حکومت پنجاب لاہور میں Beggar's Home تعمیر کر رہی ہے جو کہ ایک دو ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ اسی طرح ضلع فیصل آباد کے لئے 9.3 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور انشاءاللہ فیصل آباد میں بھی Beggar's Home تعمیر کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب چیئرمین! سوال نمبر 6996 ہے، جواب پڑھا ہوا تصوّر کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصوّر کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: اولڈ ایج ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*6996: **میاں طاہر:** کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت کون کون سی جگہ پر خواتین اور بوڑھے افراد کے لئے ہاؤسز قائم ہیں؟

(ب) ان میں کتنے مرد اور خواتین اس وقت قیام پذیر ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 12۔2011 سے آج تک کے اخراجات سال وار بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت دارالامان A۔519 غلام محمد آباد فیصل آباد میں خواتین کی پناہ کا ادارہ کام کر رہا ہے۔ مزید برآں ضلع فیصل آباد میں بوڑھے افراد کے لئے فی الحال کوئی پناہ گاہ موجود نہ ہے۔

(ب) اس وقت اس دارالامان میں 46 خواتین رہائش پذیر ہیں۔

(ج) دارالامان کی سال 12۔2011 سے اب تک کے اخراجات کی سال وار تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	سال	خرچ
1۔	12۔2011	3951657/۔روپے
2۔	13۔2012	4672730/۔روپے
3۔	14۔2013	5003414/۔روپے
4۔	15۔2014	5783511/۔روپے
5 ۔	(till 30-09-2015)	1049094/۔روپے

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ فیصل آباد میں بوڑھے افراد کے لئے کوئی پناہ گاہ بنائی جائے؟ جواب کے جز (ج) میں جو تفصیل دی گئی ہے اس میں اگر ہم صرف 15-2014 کے اخراجات دیکھ لیں تو وہ 5783611/۔روپے بنتے ہیں جبکہ اس ادارے میں صرف 46 خواتین رہائش پذیر ہیں تو یہاں پر عملہ کتنا ہے اور ان کے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ نگہت شیخ نے پوچھا ہے کہ دارالامان فیصل آباد جو کہ خواتین کی پناہ کا ادارہ ہے اس پر مالی سال 15-2014 میں 5783611/۔روپے خرچ ہوئے ہیں تو اس میں عملہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس ادارے میں کام کرنے والے ملازمین کی فہرست میں محترمہ کو فراہم کر دوں گا کیونکہ اس وقت میرے پاس یہ تفصیل موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔آپ ملازمین کی فہرست محترمہ نگہت شیخ کوprovideکر دیجئے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب چیئرمین!میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیااس دارالامان میں رہنے والی خواتین اور بوڑھے افراد کوmedical facility provideکی جاتی ہے،کیا وہاں پر کوئی ڈاکٹرengageکیاہوا ہے یاکہ referral systemہے؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ!اس دارالامان میں صرف خواتین رہتی ہیں۔جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین!اس دارالامان میں جو خواتین رہتی ہیں ان کوmedical facility provideکی جاتی ہے اور وہاں پر ڈاکٹرvisitکرتے ہیں۔اس کے علاوہ جن خواتین کو قانونی مشاورت چاہئے ہوتی ہے ان کے لئے وکلاء کابندوبست بھی کیاجاتاہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ کاسوالmedical facilityکے بارے میں تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! وہاں پر ڈاکٹر اور سائیکالوجسٹ باقاعدگی سےvisitکرتے ہیں۔ان خواتین کوmedical facility provideکی جاتی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب چیئرمین!کیاان خواتین کی recreationکے لئے وہاں پر کوئی activity رکھی ہوئی ہے؟تنہائی میں رہنے کی وجہ سے لوگdesperationمیں چلے جاتے ہیں۔دنیامیں جہاں Old Age Homesبنائے گئے ہیں وہاں پر کوئی نہ کوئی activityرکھی جاتی ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیایہاں پر بھی کوئی ایسا سسٹم ہے؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ!یہ Old Age Homesنہیں ہے۔جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! فیصل آباد کے دارالامان کے ساتھ ایک چھوٹا صنعت زار بھی کام کر رہاہے اور جو خواتین سلائی،کڑھائی کا شوق رکھتی ہوں توان کو وہاں پر تربیت دی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب چیئرمین!پارلیمانی سیکرٹری مجھے یہ بتادیں کہ فیصل آباد کے دارالامان میں کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات ہے یانہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہاں پر روزانہ ڈاکٹر visit کرتا ہے۔اس دارالامان کے قریب ہی ایک ہسپتال بھی ہے۔اس میں رہنے والی خواتین کو ہر طرح کی medical facility provide کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب چیئرمین! میں بھی اسی سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب چیئرمین! دارالامان فیصل آباد میں خوراک کی مد میں یومیہ کتنے اخراجات مقرر ہیں؟ میری اطلاع کے مطابق ایک سو روپے یومیہ مقرر ہیں جو کہ نہایت کم ہیں۔کیا محکمہ سماجی بہبود دارالامان میں یومیہ خوراک کا خرچہ بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اس مرتبہ ہم نے بجٹ میں 20 فیصد increase کرنے کی تجویز دی ہے۔انشاء اللہ اگلے سال سے یہ -/120 روپے ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب چیئرمین! سوال نمبر 7198 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: تحصیل جڑانوالہ میں کام کرنے والی سوشل ویلفیئر سوسائٹیز سے متعلقہ تفصیلات

*7198: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے کس کس گاؤں میں سوشل ویلفیئر سوسائٹی اور انجمن کام کر رہی ہے، ان کے نام اور گاؤں کا نام بتائیں؟

(ب) اگر مذکورہ سوسائٹیز محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہیں تو ان کی رجسٹریشن کے سرٹیفکیٹ فراہم کریں؟

(ج) مذکورہ انجمن اور سوشل ویلفیئر سوسائٹی نے سال14۔2013اور15۔2014میں کس کس گاؤں میں کون سے کام سرانجام دیئےاوراس وقت کس فلاحی منصوبہ پر کام جاری ہے؟

(د) اگر مذکورہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی یا انجمن فراڈ ہے تو کیا حکومت فلاح کے نام پر ذاتی مفاد کے لئے لوگوں سے فنڈز اکٹھے کرنے والی سوسائیٹز کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود وبیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری):

(الف) تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے 22گاؤں میں سوشل ویلفیئر سوسائٹی اور انجمن کام کر رہی ہے ان کے نام اور گاؤں کے نام کی فہرست تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سوسائٹیز محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہیں اور ان کی رجسٹریشن کے سرٹیفکیٹ تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) مذکورہ انجمن اور سوشل ویلفیئر سوسائٹی نے سال14۔2013اور 15۔2014میں جس جس گاؤں میں جو کام سرانجام دیئے ان کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز اس طرح کی فلاحی سرگرمیاں جاری رہیں گی۔

(د) مذکورہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی یا انجمن فراڈ ہے اور نہ ہی فلاح کے نام پر ذاتی مفاد کے لئے لوگوں سے فنڈز اکٹھا کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب چیئرمین! مجھے محکمہ کی طرف سے سوشل ویلفیئر سوسائٹیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔وہ پرائیویٹ سوسائٹیاں جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں کیا محکمہ انہیں کسی قسم کی funding کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال(حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! اگر کوئی بھی تنظیم ضلع لیول پر demand کرتی ہے تو اس کو50ہزار روپے تک funding دی جاتی ہے لیکن اس سال کوئی درخواست موصول ہوئی اور نہ ہی funding کی گئی ہے۔اگر کوئی تنظیم درخواست دے تو ضلع کی سطح پر اس کو50ہزار روپے تک کی funding ہو جاتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب چیئرمین! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر میں جو سوسائٹیز رجسٹرڈ کی جاتی ہیں ان کا آڈٹ کس طریقے سے ہوتا ہے، محکمہ ان کا آڈٹ کیسے کرتا ہے اور اس کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب چیئرمین! ان جی اوز کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے اور انہوں نے کسی بھی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے verification لینی ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی سالانہ کارکردگی رپورٹ محکمہ میں جمع کروانی ہوتی ہے اور اسی تفصیل کی بنیاد پر اگلے سال ان کو run کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب نے یہ پہلی مرتبہ کیا ہے کہ پانچ بین الاقوامی سطح کی آڈٹ ٹیموں سے ان این جی اوز کا آڈٹ کروایا ہے۔ ہم نے 7500 میں سے 3800 این جی اوز کو reject کیا ہے اور notices جاری کئے ہے۔ اگر اس ایوان کے کسی ممبر کو کسی بھی این جی او پر کوئی اعتراض ہے تو ہم اُن کو بھی اس detail میں شامل کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور سوالات بھی ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی میں بہبود آبادی کے مراکز اور فنڈز سے متعلقہ تفصیل

***5779: محترمہ تحسین فواد:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں پاپولیشن ویلفیئر کے کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مراکز کو 14-2013 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، مدوار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان مراکز کے انچارج کون اور کب سے ہیں، تفصیل بتائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع راولپنڈی میں پاپولیشن ویلفیئر کے 66 فلاحی مراکز اور 8 خاندانی صحت کے مراکز موجود ہیں جن کی تفصیل (جھنڈی الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 14-2013 میں ان مراکز کو فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مراکز میں تعینات انچارجز کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ بھر میں رجسٹرڈ این جی اوز سے متعلقہ تفصیلات

*6710:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر سماجی بہبود وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ بھر میں کتنی این جی اوز کس کس نام سے رجسٹرڈ ہیں، مالی سال14۔2013 میں ہر این جی او کو کہاں کہاں سے اور کتنی رقم فراہم ہوئی ان این جی اوز نے یہ رقم کن کن مدات میں کتنی کتنی صرف کی؟

(ب) این جی اوز کے آڈٹ کا محکمہ نے کیاطریق کار بنایا ہوا ہے نیز کس کس سطح پر کتنے آڈیٹرز یہ کام کرتے ہیں، مالی سال14۔2013 کاآڈٹ مکمل ہو چکا ہے کہ نہیں؟

(ج) کتنی این جی اوز کو گزشتہ پانچ سال میں بے ضابطگیوں کی بناء پر کام سے روک کر ان کی رجسٹریشن کو منسوخ کیا گیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ سماجی بہبود وبیت المال پنجاب کے تحت صوبہ بھر میں7516 این جی اوز رجسٹرڈ ہیں ان تمام این جی اوز کی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال12۔2011 اور 14۔2013 میں ان این جی اوز کو مقامی افراد، حکومتی اداروں مثلاً پنجاب بیت المال، پنجاب سوشل سروسز بورڈ، پاکستان بیت المال ، پنجاب ویلفیئر ٹرسٹ فار ڈس ایبلڈ وغیرہ، غیر حکومتی اداروں جس میں ملکی و بین الاقوامی دونوں ادارے شامل ہیں سے امداد ملی ہے۔ امداد دینے والے اداروں کی لسٹ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان این جی اوز کو فراہم کردہ امداد میں 51 فیصد این جی اوز کو 0.5 ملین سے کم، 29 فیصد کو 0.5 ملین سے زیادہ اور پانچ ملین سے کم ،3 فیصد این جی اوز کو 5 ملین سے زیادہ اور 10 ملین سے کم، 6 فیصد کو 10 ملین سے زیادہ اور 50 ملین تک کی امداد ملی ہے۔ایک فیصد این جی اوز کو 50 ملین سے زیادہ کی امدادی رقم ملی ہے جبکہ 10 فیصد این جی اوز نے اس حوالے سے کوئی معلومات فراہم نہیں کی ہیں ان کی انسپکشن کی جارہی ہے۔ ان تمام اداروں سے ملنے والی امداد کو مندرجہ ذیل مدات پر خرچ کیا گیا۔

1۔ ترقی وبہبود خواتین	2۔ تعلیمی سہولیات کی بہتری
3۔ نوجوانوں کی فنی تربیت	4۔ ماحولیات
5۔ سیلاب زدگان کی امداد	6۔ قرضہ حسنہ / مالی امداد

7۔ صحت کی سہولیات میں بہتری 8۔ معذوروں کے لئے خصوصی سہولیات
9۔ کمیونٹی ڈویلپمنٹ 10۔ ریسرچ اور سروے۔

(ب) The Voluntary Social Welfare Agencies (R&C) Ordinance, 1961 کی سیکشن 7 کے تحت محکمہ سماجی بہبود کی ہر رجسٹرڈ این جی او کو رجسٹریشن اتھارٹی سے منظور شدہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ادارے سے آڈٹ کروانا ہوتا ہے۔ محکمہ کے پاس این جی اوز کے آڈٹ کے لئے علیٰحدہ سے آڈیٹرز کی پوسٹ موجود نہیں ہیں، تاہم آڈٹ ٹیم بنادی گئی ہے۔ سال 14۔2013 کے دوران این جی اوز کا آڈٹ جاری ہے۔ محکمہ این جی اوز کے آڈٹ کے معاملات کی نگرانی کر رہا ہے تاکہ سیکشن 7 کی شرائط کو پورا کیا جاسکے۔

(ج) این جی اوز کی رجسٹریشن کی منسوخی کا طریق کار The Voluntary Social Welfare Agencies (R&C) Ordinance, 1961 کی سیکشن 10 کے تحت دیا گیا ہے۔ محکمہ سماجی بہبود و بیت المال پہلے مرحلے پر ان تمام رجسٹرڈ این جی اوز کے خلاف کارروائی کا آغاز کر چکا ہے جو کہ رجسٹرڈ تو ہیں مگر کسی قسم کی سروس مہیا نہیں کر رہیں۔ اس سلسلے میں سیکرٹری سوشل ویلفیئر و بیت المال پنجاب نے ضروری احکامات جاری کر دیئے ہیں ۔کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے تحت 3309 این جی اوز کو ڈی رجسٹر کر دیا جائے گا اور ان تمام این جی اوز کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی جو کہ مالی بے ضابطگیوں کا شکار ہیں۔

صوبہ بھر میں سوشل ویلفیئر کے پراجیکٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6711: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں اس وقت سوشل ویلفیئر کے کون کون سے پراجیکٹ کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) مالی سال 14۔2013 میں ضلع وار ان پراجیکٹس کے لئے کتنا فنڈز فراہم کیا گیا، کتنا خرچ ہوا اور کتنا مالی سال کے اختتام پر باقی بچا ہوا تھا، تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) صوبہ بھر میں اس وقت محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام 9 ترقیاتی منصوبے اور19 غیر ترقیاتی منصوبے /ادارے چل رہے ہیں جن کی تفصیل (ضمیمہ الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال14۔2013 میں ان منصوبوں کے لئے130.93 ملین روپے فنڈز فراہم کئے گئے جبکہ126.851 ملین روپے خرچ ہوئے جن کی ضلع وار تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع ساہیوال میں بہبود آبادی کے مراکز سے متعلقہ تفصیلات

584:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ساہیوال میں پاپولیشن ویلفیئر کے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں اور ان مراکز کا انچارج کون اور کب سے تعینات ہے ؟

(ب) ان مراکز کو12۔2011اور 14۔2013 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کیاان کا آڈٹ کروا لیا گیاہے ؟

(ج) ان سنٹرز کو متذکرہ بالا سالوں میں کتنی مالیت کی کون کون سے ادویات فراہم کی گئیں ؟

(د) کیایہ درست ہے کہ United Nations Fund of Population (UNFPA) منصوبہ بندی کے لئے فنڈز فراہم کرتا ہے۔ اگر درست ہے تو اس مد میں کتنی رقم ضلع ساہیوال کے مراکز کو فراہم کی گئی اور کن سرگرمیوں پر خرچ کی گئی،ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکسیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع ساہیوال میں پاپولیشن ویلفیئر کے 44 مراکز ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 12۔2011 اور14۔2013 میں ان مراکز کو فراہم کئے گئے فنڈز اور ان کے آڈٹ سے متعلقہ تفصیل جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سنٹرز کو12۔2011 میں کوئی ادویات فراہم نہ کی گئیں جبکہ 14۔2013 میں فراہم کی گئیں ادویات کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ نے UNFPA کے فنڈز سے ساہیوال ڈویژن میں ستمبر 2014 میں 32 علماء کے لئے ایک دن کا ٹریننگ سیشن منعقد کیا اس ٹریننگ پر۔/1,13,403 روپے خرچ ہوئے۔

ضلع نارووال میں محکمہ سماجی بہبود کے ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

850: باؤ اختر علی: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ سماجی بہبود کے کل کتنے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے ملازمین کی تعداد، گریڈ وار بتائیں؟

(ب) فلاحی کاموں اور ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر کتنے اخراجات ہوئے، تفصیل بتائیں۔

(ج) مذکورہ محکمہ کے افسران کے زیر استعمال کون کون سی گاڑیاں کس کس کے زیر استعمال ہیں نیز ان گاڑیوں پر مذکورہ سالوں میں پٹرول اور مرمت پر خرچ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ سماجی بہبود کے کل چار ادارے واقع ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد پرانی کچہری، نارووال۔
2۔ اولڈ ایج ہوم (عافیت)، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد پرانی کچہری، نارووال۔
3۔ ماڈل چلڈرن ہوم (میل)، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد پرانی کچہری، نارووال۔
4۔ ماڈل چلڈرن ہوم (فی میل)، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد پرانی کچہری، نارووال۔
5۔ شیلٹر ہوم (دارالامان)، ڈیفنس کالونی سرکلر روڈ نزد پرانی کچہری، نارووال۔

ان اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فلاحی کاموں، ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر کل۔/12334873 روپے رقم خرچ ہوئی جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ کے زیر استعمال گاڑیوں کے پٹرول اور مرمت پر خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام آفیسر	گاڑی نمبر	اخراجات پٹرول	اخراجات مرمت
ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر	L-1482	144431/- روپے	47713/- روپے
سپرنٹنڈنٹ، دارالامان	LEG-6938	104413/- روپے	32364/- روپے
اولڈ ایج ہوم (عافیت)	NLG-10-1014	87738/- روپے	15945/-روپے

گجرات: بہبود آبادی کے مراکز سے متعلقہ تفصیلات

624: میاں طارق محمود: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں بہبود آبادی کے کون کون سے مراکز، ڈسپنسریاں اور موبائل سنٹرز کہاں کہاں واقع ہیں اور عوام کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) ان مراکز، سنٹرز میں لیڈی ڈاکٹرز، ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں کتنی پُر اور کتنی کب سے خالی پڑی ہیں، تفصیل بتائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) محکمے کے تحت پنجاب میں کوئی ڈسپنسری نہیں ہے تاہم ضلع گجرات میں بہبود آبادی کے 40 فلاحی مراکز، 2 فیملی ہیلتھ کلینکس اور 3 موبائل سروس یونٹس موجود ہیں۔ موبائل سروس یونٹس فعال نہیں ہیں اور یہ آئندہ مالی سال میں کام کرنا شروع کر دیں گے جن کی تفصیل (Flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مراکز میں دی جانے والی سہولیات درج ذیل ہیں:

1۔ مانع حمل ادویات کی فراہمی۔
2۔ ماں اور بچہ کی صحت کے متعلق معلومات کی فراہمی۔
3۔ تولیدی صحت کے مسائل کے بارے میں آگاہی اور ان کا حل تلاش کرنے کی ترغیب۔
4۔ ماں اور بچہ کی عام بیماریوں کا مفت علاج۔

ان مراکز کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مراکز اور سنٹرز میں موجود سٹاف کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد میں سماجی بہبود کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

939: میاں طاہر: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں محکمہ سماجی بہبود کے ادارے کتنے اور کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان اداروں کے سال14۔2013اور15۔2014کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) حکومت اس ڈویژن میں مزید کتنے اور کس کس جگہ ادارے بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) فیصل آباد ڈویژن(فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ)میں10ادارے واقع ہیں ان کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں سال14۔2013میں42413237روپے اور15۔2014میں 37227070روپے خرچ کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر سال16۔2015میں ضلع فیصل آباد میں قصر بہبود(خواتین کے لئے) اور عافیت(بزرگوں کے لئے)ادارے قائم کرنے کاارادہ رکھتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب میں ضلعی آفیسر پاپولیشن کی تعیناتی کا مسئلہ

809:جناب طارق محمود باجوہ:کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں ضلعی آفیسر پاپولیشن کا دفتر کہاں واقع ہے، ضلعی آفیسر کا نام،اس کی تعیناتی کب ہوئی اور دفتر کاایڈریس بھی بتایا جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ عوام کو محکمہ پاپولیشن سے متعلقہ اپنے مسائل کے لئے 50 کلو میٹر طے کر کے شیخوپورہ جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیاحکومت عوام کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے ضلع ہذا میں کوئی ڈسٹرکٹ آفیسر پاپولیشن تعینات کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تو وجوہات کیاہیں؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں ضلعی آفیسر پاپولیشن کا دفتر نہیں ہے اور نہ ہی یہاں پر کوئی ضلعی آفیسر تعینات ہے۔اگرچہ 2005 میں ننکانہ صاحب الگ ضلع بن گیا تھا لیکن ابھی تک پاپولیشن

ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ضلعی آفس قائم نہیں ہو سکا اور ضلع شیخوپورہ کے ضلعی آفیسر ہی ننکانہ صاحب کو چلا رہے ہیں۔

(ب) محکمہ بہبود آبادی پنجاب عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات پہنچا رہا ہے۔ان سہولیات کی فراہمی کے لئے ضلع ننکانہ صاحب میں یونین کونسل کی سطح پر خاندانی بہبود کے اکیس مراکز اور تین تحصیل ہسپتالوں میں خاندانی صحت کے کلینکس قائم کئے گئے ہیں۔جہاں یہ تمام سہولیات دستیاب ہیں اس لئے عوام کو خاندانی صحت سے متعلقہ مسائل کے حل کے لئے شیخوپورہ نہیں جانا پڑتا۔

(ج) محکمہ بہبود آبادی پنجاب نے اپنے موجودہ پلان15۔2010میں ضلعی دفتر ننکانہ کا قیام شامل کیا تھا تاہم اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد حکومت نے محکمے میں ہر قسم کی توسیع کو اُس وقت کی حالت میں منجمد کر دیا تھا جو تا حال جاری ہے۔

نارووال: سماجی بہبود کے تحت چلنے والے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

962: جناب رمیش سنگھ اروڑا: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع نارووال میں سماجی بہبود کے تحت کتنے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں۔ تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) ضلع نارووال کو سال13۔2012اور14۔2013میں بیت المال پنجاب کی جانب سے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) مذکورہ رقم سے کتنی رقم غیر مسلموں میں تقسیم کی گئی؟

(د) ضلع بھر میں سال13۔2012اور14۔2013کے دوران کون کون سے فلاحی کام سرانجام دیئے گئے،ان کی تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع نارووال میں سماجی بہبود کے زیر انتظام کل پانچ ادارے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ مینجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم، سوشل ویلفیئر کمپلیکس، نزد الرحیم گارڈن، نیو لاہور روڈ، نارووال۔

2۔ اولڈایج ہوم(عافیت)،سوشل ویلفیئر کمپلیکس، نزدالرحیم گارڈن،نیولاہور روڈ،نارووال۔
3۔ ماڈل چلڈرن ہوم(میل)،سوشل ویلفیئر کمپلیکس، نزدالرحیم گارڈن،نیولاہور روڈ،نارووال۔
4۔ ماڈل چلڈرن ہوم(فی میل)،سوشل ویلفیئر کمپلیکس، نزدالرحیم گارڈن،نیولاہور روڈ،نارووال۔
5۔ سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم(دارالامان)،ڈیفنس کالونی سرکلر روڈ،نارووال۔

(ب) ضلع نارووال کو سال13۔2012اور14۔2013میں بیت المال پنجاب کی جانب سے جو رقم فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	جو رقم کونسل سے موصول ہوئی
13۔2012	1760386/۔ روپے
14۔2013	1333233/۔ روپے

(ج) جو رقم غیر مسلموں میں تقسیم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جو رقم غیر مسلموں کو دی گئی
13۔2012	4920000/۔ روپے
14۔2013	3340000/۔ روپے

(د) سوشل ویلفیئر کے تمام ادارے فلاحی کام سر انجام دے رہے ہیں ضلع نارووال میں سال13۔2012اور14۔2013میں11این جی اوز رجسٹرڈ ہوئیں جبکہ متفرق فلاحی کام بھی سرانجام دیئے گئے جن کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: محکمہ بہبود آبادی کے فنڈز اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیلات

897:چودھری اشرف علی انصاری:کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پاپولیشن ویلفیئر پروگرام کب، کن بنیادوں اور شرائط پر فیڈرل گورنمنٹ سے پنجاب گورنمنٹ کو منتقل ہوا؟

(ب) پاپولیشن ویلفیئر پروگرام کے لئے فنڈز کون سی حکومتیں اور ادارے کس کس مد میں فراہم کرتے ہیں؟

(ج) گوجرانوالہ میں خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق آگاہی کے لئے سال15۔2014میں کون کون سی سرگرمیاں سرانجام دی گئیں، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ دکیہ شاہنواز خان):

(الف) پاپولیشن ویلفیئر پروگرام اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو اس بنیاد پر منتقل ہوا کہ اُس وقت کے پانچ سالہ منصوبہ 15۔2010 کی میعاد ختم ہونے کے بعد صوبائی حکومتیں پروگرام کے انتظامی امور اور تمام تر اخراجات کی ذمہ داری اٹھائیں گی جس کے لئے وہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ (جون2015) میں فنڈز کا مطالبہ کر سکتی ہیں۔ تاہم اس ایوارڈ کی مدت ایک سال بڑھ جانے کی وجہ سے وفاقی حکومت رواں مالی سال میں بھی فنڈز فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔

(ب) پاپولیشن ویلفیئر پروگرام کے لئے فنڈز وفاقی حکومت پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (PSDP) کے تحت سہ ماہی بنیادوں پر تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے فراہم کرتی ہے اور یہ انتظام 30.06.2016 تک جاری رہنے کا امکان ہے۔

(ج) سال 15۔2014 میں ضلع گوجرانوالہ میں بہبود آبادی پروگرام کو زیادہ مؤثر اور فعال بنانے اور اس کو بہتر طریقے سے فروغ دینے کے لئے متعدد سرگرمیوں کا انعقاد کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب بیت المال کی ضلعی کمیٹی کے ممبران سے متعلقہ تفصیلات

982: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بیت المال کی ضلعی کمیٹی کتنے ممبران پر مشتمل ہوتی ہے اور کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے کون سی شرائط ہیں؟

(ب) صوبہ بھر میں بیت المال کے بے سہارا بزرگ مرد و خواتین کے لئے کتنے رہائشی ادارے قائم ہیں، بہاولپور میں قائم اداروں کی تفصیلات فراہم کر رہی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پنجاب بیت المال کی ضلعی کمیٹی کے ممبران کی تعداد متعین نہیں ہے اس کا انحصار ضلعی آبادی کے سائز اور بناوٹ پر منحصر ہے ہر تحصیل سے کم از کم دو ممبران لئے جاتے ہیں اگر اقلیتوں کی کافی آبادی ہو تو مناسب نمائندگی دی جاتی ہے، ہر ضلع میں کم از کم دو خواتین کو نمائندگی دی جاتی ہے۔ کم آبادی والے اضلاع میں ارکان کی تعداد کم از کم 10 رکھی جاتی ہے۔ ڈسٹرکٹ

کوآرڈینیشن کونسل کا چیئرمین بلحاظ عہدہ ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی کا رکن ہوتا ہے۔ کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

1. اسی ضلع کا مستقل رہائشی اور پاکستانی شہرت کی حامل، صحت مند، جواں ہمت اور معاملہ فہم شخصیت ہو۔
2. پختہ کردار کا مالک ہو اور اپنے علاقہ میں ایک معزز شہری کے طور پر مشہور ہو۔
3. سماجی بہبود کے کاموں میں دلچسپی رکھتا ہو اور اس حوالہ سے اپنے سکونتی ضلع / علاقہ میں ممکنہ حد تک بطور فعال سماجی کارکن معروف ہو۔
4. ایسے سماجی و سیاسی کارکن جو پارٹی بازی اور فرقہ واریت سے اجتناب کرتے ہوئے صرف خوشنودی خدا کے لئے کار خیر کے متمنی ہوں اور بیت المال فنڈز کو پوری نیک نیتی سے حق داروں تک پہنچانے کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس کے لئے اپنا وقت اور پیسا صرف کرنے پر مائل ہوں۔ تعلیم، صحت یا سماجی بہبود کے کاموں میں نمایاں مقام و کارکردگی کے حامل ہوں۔
5. مقامی حکومت قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب میں حصہ لینے والے افراد ضلعی کمیٹیوں کی رکنیت کے اہل نہیں ہوں گے۔

(ب) صوبہ بھر میں پنجاب بیت المال کے تحت بے سہارا بزرگ مرد و خواتین کے لئے رہائشی ادارے قائم نہ ہیں مگر محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت بے سہارا بزرگ مرد و خواتین کے لئے چھ ادارے عافیت کے نام سے (لاہور، راولپنڈی، ملتان، نارووال، ساہیوال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں کام کر رہے ہیں جن میں بزرگ افراد کو رہائش اور دوسری سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

راولپنڈی میں سماجی بہبود کے تحت ڈسپنسریوں کی تفصیلات

994: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام کتنی ڈسپنسریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) راولپنڈی میں سوشل ویلفیئر کی ڈسپنسریوں میں کتنے ڈاکٹر تعینات ہیں ان کا عرصہ تعیناتی سمیت نام و عہدہ کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) راولپنڈی میں سوشل ویلفیئر کی ڈسپنسریوں میں سال2013 اور2014 کے دوران کتنے مریضوں کا معائنہ ہوا، تفصیل فراہم کریں؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) راولپنڈی میں سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام کوئی ڈسپنسری واقع نہیں ہے۔

(ب) N.A

(ج) N.A

گجرات: این جی اوز کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

995: میاں طارق محمود: کیا وزیر سماجی بہبود وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی او کی تعداد کتنی ہے، ان کے نام اور کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) اس ضلع میں خواتین اور بوڑھے افراد کے لئے کون کون سی جگہ پر دارالامان اور اولڈ ایج ہوم واقع ہیں، تفصیلات دیں؟

(ج) ان میں کتنے مرد اور خواتین کے ٹھہرنے کی گنجائش ہے، تفصیل فراہم کریں؟

(د) اس کے سال 15۔2014 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اس وقت ضلع ہذا میں محکمہ کے ملازمین کی تعداد، عہدہ و گریڈ وار بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود وبیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ کل این جی اوز کی تعداد 257 ہے ان کے نام اور جگہ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضلع میں خواتین کے لئے ایک دارالامان، بھمبر روڈ نزد علینا سنٹر واقع ہے جبکہ ضلع گجرات میں اولڈ ایج ہوم موجود نہ ہے۔

(ج) دارالامان گجرات میں 20 خواتین کے ٹھہرنے کی گنجائش ہے۔

(د) دارالامان گجرات کے سال 15۔2014 کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

Pay & Allowances= Rs.1008970

Other Expenses =Rs. 1209762

Total Expenses = Rs. 2218732

(ہ) ضلع گجرات میں کام کرنے والے ملازمین کی عہدہ وار تفصیل (ضمیمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دارالامان اور اولڈ ایج ہوم کا قیام و دیگر تفصیلات

999: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دارالامان اور اولڈ ایج ہوم کا قیام کس سال میں عمل میں آیا تھا اور ان کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی تھی، الگ الگ تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دارالامان اور اولڈ ایج ہوم کے لئے سال 16۔2015 کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 2014 میں اولڈ ایج ہوم ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیام پذیر عمر رسیدہ افراد کی تعداد کل آٹھ تھی اور ان کی دیکھ بھال پر مامور افراد کی تعداد سولہ تھی؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے کچھ اضلاع میں (CBCPS) کمیونٹی بیسڈ چائلڈ پروٹیکشن سسٹم نے کام شروع کر دیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں یہ سسٹم شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دارالامان سال 09۔2008 میں قائم ہوا اور اس کی بلڈنگ پر 12.644 ملین لاگت آئی جبکہ اولڈ ایج ہوم سال 10۔2009 میں قائم ہوا اور اس کی بلڈنگ پر 18.437 ملین لاگت آئی۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 16۔2015 میں دارالامان کے لئے 41,20,000 روپے اور اولڈ ایج ہوم کے لئے 30,72,000 روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سال 2014 میں اولڈ ایج ہوم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیام پذیر عمر رسیدہ افراد کی کل تعداد 8 تھی۔ سال 2014 میں موجود افراد کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ پنجاب کے تین اضلاع بہاولپور، راجن پور اور رحیم یار خان میں کمیونٹی بیسڈ چائلڈ پروٹیکشن سسٹم، چائلڈ پروٹیکشن بیورو، سوشل ویلفیئر و بیت المال پنجاب اور یونیسف کے اشتراک سے Pilot Project شروع کئے ہیں۔ فی الحال یہ pilot project ہے اس لئے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں یہ سسٹم شروع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہے۔

سماجی بہبود و بیت المال میں بچوں کے لئے مختص شدہ فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

1043: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سماجی بہبود و بیت المال ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ 15-2014 میں کتنی رقم بچوں کے حقوق کے فروغ کے لئے مختص کی گئی اور کتنی اب تک خرچ ہوئی، تفصیلات سے آگاہ کریں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن پالیسی پنجاب کب تک متعارف کروائی جائے گی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ اپنے ریگولر بجٹ میں سے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف ادارے چلا رہا ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم محکمہ یونیسف کے اشتراک سے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مختلف activities کروا رہا ہے جس کی سال 15۔2014 کے دوران کل۔/8934906 رقم موصول ہوئی جس میں سے 7302129 روپے استعمال کی جا چکی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں بچوں کے حقوق کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام کام کر رہا ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن پالیسی وزیر قانون کی ہدایت کے مطابق چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی ذمہ داری ہے لہٰذا محکمہ اس کی تفصیل فراہم کرنے کا مجاز نہ ہے۔

حلقہ پی پی۔152 لاہور میں خواتین کی ترقی کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

1044: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر سماجی بہبود و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔152 لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت خواتین کے لئے کتنے ادارے قائم کئے گئے ہیں، ان اداروں میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے پروگرام ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا حکومت حلقوں میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مزید ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر کا کوئی ادارہ پی پی۔152 میں نہ ہے۔

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت چلنے والے ادارے ضلع کی سطح پر قائم کئے جاتے ہیں اور حلقہ کی سطح پر ادارے قائم کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب آصف محمود: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، آصف محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب چیئرمین! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا کہ آج آپ Chair پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا اپنا تعلق ضلع راولپنڈی سے ہے۔ این اے۔52 اور این اے۔54 کی boundary پر واقع ڈھوک سیداں میں 2007 میں گزشتہ حکومت کے دور میں دو کالجز کا initiative لیا گیا تھا تو 8 سال گزر گئے ہیں میں نے اس پر اسمبلی میں بارہا سوالات بھی کئے اور اپنی بجٹ تقریروں کے اندر بھی حکومت کی توجہ اس کی طرف دلانے کی کوشش کی۔ ابھی پھر میں نے اس پر ایک تحریک التوائے کار دی ہے تو میری request ہے کہ آٹھ سال گزر گئے ہیں اور NA کے اُن دونوں حلقوں کے اندر کوئی boys college موجود نہیں ہے تو میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی priorities کے اندر education ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی، متعلقہ منسٹر موجود نہیں ہیں اور آپ کا point, record پر آ گیا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب چیئرمین! میری ایک اور چھوٹی سی بات ہے سینئر منسٹر راجہ محمد اشفاق سرور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو 9۔فروری کو RPO, Rawalpindi نے CPO, Rawalpindi اسرار عباسی صاحب کو ایک خط لکھا۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ اس پر آپ کچھ لکھ کر لے آئیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ کی ایک بات record پر آ گئی ہے اور آپ اس پر motion لے کر آئیں ناں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! ایک بہت ہی اہم معاملہ ہے جو آپ کے توسط سے محکمہ بیت المال سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تاحال بیت المال کی ڈسٹرکٹ کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں۔ میں بہاولپور کی تو یکسوئی سے بات کرتا ہوں کہ وہاں پر ابھی تک یہ کمیٹیاں نہیں بنیں اور بیت المال وہ ادارہ ہے جس کے ذریعے سے غریب غرباء کو شادی بیاہ اور بیماری وغیرہ کے حوالے سے facilitate کیا جاتا ہے۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری تشریف فرما ہیں تو یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں جس کی وجہ سے غریب لوگ محروم ہیں۔ پچھلے اجلاس کے اندر میں نے point of order, raise کیا تھا کہ مرکزی آڈیٹر جنرل نے گورنمنٹ کی اس کارکردگی پر serious note لکھا کہ محکمہ زکوٰۃ کا 11۔ارب روپیہ غریبوں کے لئے release کیا گیا لیکن وہ سارے کا سارا unutilized واپس قومی خزانے میں چلا گیا تو میں اس پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ سے پوچھا جائے کہ یہ ڈسٹرکٹ لیول پر کب تک بیت المال کی کمیٹیاں بنادیں گے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ڈاکٹر صاحب کے اس سوال کو note کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب چیئرمین! میں نے آج سے 10 دن پہلے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ دلائی تھی۔ اُس وقت وزیر زراعت ایوان میں موجود تھے تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم اس معاملے کو take up کرتے ہیں اور ایگریکلچر ٹیکس کی ایک کمیٹی بنائیں گے کیونکہ dual taxation ہو رہی ہے۔ اس وقت غریب کسان کو notice serve ہو رہے ہیں اور ساڑھے بارہ ایکڑ کے کسانوں کو 80/80, 70/70 ہزار روپیہ کے notice جا رہے ہیں۔ اِدھر on the floor of the House یہ کہا گیا تھا کہ ہم ایک کمیٹی form کریں گے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی بات record پر آ گئی ہے اگر ایوان میں اس پر وزیر زراعت نے assurance دی ہے تو پھر سپیکر صاحب اس پر کمیٹی بنائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب چیئرمین!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وزیراعظم پاکستان نے کل ایک بیان دیا ہے کہ نیب معصوم لوگوں اور سرکاری افسروں کو خوف زدہ کر رہی ہے اور مرکزی حکومت نیب کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے۔یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے کیونکہ کرپشن کے ناسور نے اس پورے ملک کے نظام کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور جو آئینی ادارے کرپشن کے خاتمے کے لئے کام کر رہے ہیں وزیراعظم جیسے شخص کی طرف سے اس طرح کا بیان دینا اُن کو اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرنے سے روکنے کے مترادف ہے۔ میں نے یہ قرارداد اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو out of turn, take up کریں۔ ہم وزیراعظم سے مطالبہ کریں کہ آپ یہ بیان واپس لیں کیونکہ اس سے سُبکی ہو رہی ہے،جگ ہنسائی ہو رہی ہے اور اس سے اس تاثر کو تقویت مل رہی ہے کہ موجودہ حکمران کرپشن کے خاتمے میں سنجیدہ نہیں ہیں بلکہ کرپشن کے خاتمے کے لئے اگر کوئی کارروائی ہوتی ہے تو وہ اس طرح کے بیان دے رہے ہیں یا یہ بات ہے کہ نیب کے ہاتھ اُن کی طرف بڑھ رہے ہیں اس لئے انہوں نے اس طرح کا بیان دیا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ میری اس قرارداد کو out of turn, take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب آتے ہیں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب اعجاز خان: جناب چیئرمین!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی،جناب اعجاز خان!

جناب اعجاز خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین!شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان کی توجہ کرکٹ میچوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ 20/25 سال سے ہر کرکٹ میچ پر جواء کے لئے کروڑوں روپیہ انڈیا منتقل ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے اس پر غور کریں، اس کو روکیں اور روزانہ چار چار کرکٹ میچ ہوتے ہیں۔ وہ انڈیا کے کون لوگ ہیں جو یہاں بیٹھ کر پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں؟ محترم وزیر قانون یہاں پر موجود نہیں ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس بڑھتی ہوئی کرپشن، معاشی دہشت گردی اور غریب کی خون پسینے کی کمائی جو انڈیا منتقل ہو رہی ہے اس کو کب روکیں گے ؟کرکٹ میچوں پر اس جواء کی وجہ سے جرائم کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے،آئے دن ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ میں ایک عوامی آدمی ہوں میں یقین اور دعویٰ کے ساتھ

کہتا ہوں کہ ہر گھر میں ایک جواریہ بیٹھا ہوا ہے جو پورے گھر کو برباد کر رہا ہے اور یہاں کا ہر بُکی انڈیا کے بُکی کے لئے کروڑوں ڈالر اکٹھا کر کے وہاں بھیج رہا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: آپ کی بات record پر آ گئی ہے، آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز خان: جناب سپیکر! اگر وفاقی وزیر قانون اور صوبائی وزیر قانون اس جواء کو نہیں روک سکتے تو مجھے اجازت دیں میں خود ان جواریوں سے نپٹ لوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات نیشنل اسمبلی میں بھی آ چکی ہے۔ آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ (قطع کلامیاں)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق 2016/01 جناب محمد عارف عباسی کی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد عارف عباسی کی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور دو ماہ میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 6 قاضی احمد سعید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر15/959 شیخ علاؤالدین کی ہے۔کیااس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!دیکھ لیں کیاہورہاہے؟

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/101قاضی احمد سعید کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1066ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔جی،ڈاکٹر صاحب!اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

صوبہ میں پرائمری سکولوں کی حفاظت کے لئے سکیورٹی گارڈ بھرتی کرنے میں تاخیر

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 26۔نومبر2015 کی خبر کے مطابق گزشتہ برس 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور پر دہشتگردوں کے حملے کے بعد پنجاب حکومت نے صوبہ بھر میں موجود 30ہزار پرائمری سکولز کی حفاظت کے لئے ریٹائرڈ فوجی سکیورٹی گارڈ بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا۔ذرائع کے مطابق اضلاع کی سطح پر اشتہارات دیئے گئے۔امیدواروں سے درخواستیں وصول کی گئیں اور انٹرویو کی تاریخیں بھی دی گئیں مگر تاحال ایک بھی سکیورٹی گارڈ بھرتی نہیں کیا جاسکا جس کی وجہ سے 30ہزار سے زائد سکولز میں سکیورٹی کی صورتحال غیر تسلی بخش ہے۔

جناب سپیکر!دوسری طرف محکمہ تعلیم کا کوئی بھی آفیسر اس حساس معاملے کی ذمہ داری لینے کو تیار نہیں۔اس حوالے سے ڈپٹی ڈائریکٹر مانیٹرنگ رانا قیوم سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ

ذمہ داری ڈپٹی سیکرٹری ایلیمنٹری مشتاق سیال کی ہے۔ مشتاق سیال سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ رانا قیوم کی ذمہ داری ہے انہیں ہی معاملے کا ٹھیک طرح علم ہو گا۔ محکمہ تعلیم میں سامنے آنے والی بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہاں کوئی آفیسر ذمہ داری کا احساس نہیں کرتا اور سیکرٹری سکولز اور حکومت کو اندھیرے میں رکھا جاتا ہے۔ کوئی آفیسر سکولز کی سکیورٹی کی ذمہ داری لینے کو تیار نہیں جبکہ لاکھوں معصوم بچوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ 16۔ دسمبر 2014 کو آرمی پبلک سکول پشاور پر دہشتگردوں کے حملے کے بعد سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سرکاری سکولوں کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے مربوط انتظامات وضع کئے اور اس سلسلے میں سپیشل برانچ کی جانب سے موصول شدہ معلومات کی روشنی میں زیادہ حساس سکولوں کو +A کیٹیگری میں رکھا گیا ہے اور باقی سکولوں کو اسی ترتیب سے A اور B کیٹیگریز میں رکھا گیا ہے۔ ان سکولوں میں سکول گارڈز کی بھرتی کے لئے وزیراعلیٰ نے بھرتی پر پابندی ختم کی اور محکمہ کی جانب سے ان سکول گارڈز کی بھرتی کے لئے ایک پالیسی لیٹر جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں تمام ای ڈی او صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئیں۔ ای ڈی او صاحبان کی طرف سے موصول شدہ رپورٹ کے مطابق سکول گارڈز کی بھرتی کا پراسس کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے اور اس وقت 1956 سکول گارڈ کو بھرتی کیا جا چکا ہے۔ باقی سکول گارڈز کی بھرتی انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گی۔ محکمہ سکول ایجوکیشن سکولوں کی سکیورٹی بہتر بنانے کے لئے پوری طرح عمل پیرا ہے۔ صوبہ بھر میں محکمہ ہذا کے لاہور میں تعینات افسران کو اضلاع الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور وہ باقاعدگی سے اپنے متعلقہ اضلاع میں visit کر کے سکولوں کے سکیورٹی انتظامات کو پوری ذمہ داری سے چیک کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1067 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، مؤکل صاحب!

لاہور میں تمام ٹاؤنز کی رجسٹری برانچ میں کرپشن

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 26۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور کے 9 ٹاؤنز کی رجسٹریز برانچز اس وقت کرپشن کا گڑھ بن چکی ہیں۔ ذرائع کے مطابق کیپیٹل ویلیو ٹیکس (سی وی ٹی) اور مالیت سے کم اشٹام پر عملہ کی ملی بھگت سے دستاویز تیار کر کے پاس کروائے جا رہے ہیں۔ جس کے لئے تمام آر اینڈ ون نے پرائیویٹ طور پر خلاف قانون بندے بھرتی کر رکھے ہیں جو برانچ میں آنے والی رجسٹری کا موقع چیک کرنے کے بہانے مک مکا کے لئے شہریوں کو آمادہ کرتے ہیں اور مڈل مین کا کردار ادا کرتے ہوئے مالیت سے کم اشٹاموں پر اور بغیر سی وی ٹی ٹیکس کی ادائیگی کے زرعی رقبہ یا کمرشل کو اربن ایریا شو کر کے دستاویزات پاس کروا دیتے ہیں جس کی وجہ سے سرکاری خزانے میں جانے والے لاکھوں روپے ان برانچز کے اہلکاروں اور سب رجسٹرار تک میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ اس سے پہلے بھی بارہا مرتبہ اس معاملہ پر سختی سے باز پرس کی گئی بلکہ کئی اہلکاروں کو معطل بھی کیا گیا مگر بااثر اہلکاروں نے سیاسی پشت پناہی یا پیسے کے زور پر دوبارہ نہ صرف بحال ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات دوبارہ اسی برانچ میں اپنی سیٹ پر بیٹھے نظر آتے ہیں۔ ہر رجسٹری محرر نے اپنے علاقہ میں پرائیویٹ بندوں کے ذریعے پراپرٹی ڈیلرز اور بلڈرز سے روابط قائم کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے بڑی مالیت کی رجسٹریز پر آنے والی سی وی ٹی کی بڑی رقم اور اشٹاموں کی مالیت پر مک مکا کر کے رقم اپنی جیبوں میں ڈالی جا رہی ہے جبکہ اعلیٰ حکام کی طرف سے بارہا شکایات ملنے اور اس سارے معاملے کے بارے میں علم ہونے کے باوجود چشم پوشی محکمہ خزانہ کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1069 ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔جی،ڈاکٹر محمد افضل!آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

قصور میں کم عمر بچوں میں صمد بونڈ کے نشہ کا تیزی سے پھیلنے کا انکشاف

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 27۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق قصور صمد بونڈ کا نشہ کم عمر بچوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔کچرے کے ڈھیروں سے پرانی اشیاء ڈھونڈ کر فروخت کرنے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔بڑی عمر کے افراد اور نوجوان چرس، ہیروئن، شراب کا استعمال کر کے اپنی نشہ کی عادت کو پورا کرتے ہیں مگر کم عمر بچے ہارڈ ویئر کی دکانوں اور دیگر سٹورز سے صمد بونڈ کی ٹیوب خرید کر اس کی خوشبو انہی کچرے کے ڈھیروں پر بیٹھ کر سونگھتے ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جو کہ سماجی تنظیموں معاشرے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر حکومتی ادارے منشیات کا خاتمہ کر کے اس لعنت کے عادی بچوں کو ملک کا باعزت شہری بنانا چاہتے ہیں تو صمد بونڈ کے نشہ کی عادت میں مبتلا نئی نسل کو سکولز میں داخل کروائیں اور شہر بھر میں کھلے عام صمد بونڈ کی فروخت پر پابندی لگائیں اور اسے فروخت کرنے والوں کو بھی پابند کیا جائے کہ ورکشاپ مالکان کے علاوہ کسی کو اس کی فروخت نہ کی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1070 میاں محمود الرشید کی ہے۔جی، میاں صاحب!

لاہور کے اکثر علاقوں میں ناقص سیوریج کے باعث شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ" دُنیا" مورخہ 30۔نومبر2015 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت کے 60 فیصد علاقوں میں ناقص سیوریج کے باعث شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ شہر کے کئی علاقوں میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے کروڑوں روپے کی لاگت سے لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس انتظامیہ کی عدم توجہی کے باعث خراب ہو گئے جبکہ اکثر علاقوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس نہ ہونے کے باعث شہری گندا پانی پینے پر مجبور ہیں۔اندرون شہر انتظامیہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود سیوریج کے مسائل کو حل نہیں کیا جا سکا۔ شہر کے اکثر علاقوں میں صاف پانی کے پائپ بوسیدہ ہو جانے کے باعث ان میں گندا پانی بھی مکس ہو کر آ رہا ہے۔ شہری پینے کے گندے پانی کے باعث ہیپاٹائٹس، گیسٹرو، ٹائیفائیڈ سمیت پیٹ اور گلے کی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ شہر میں پہلے سے لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس زیادہ تر بند ہو چکے ہیں۔ نئے فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کے باوجود صاف پانی کے مسائل حل نہیں کئے جا سکے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس تحریک التوائے کار کا نمبر 15/1070 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!معاف کرنا ایک منٹ کے لئے آپ تشریف رکھیں۔ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جناب میر غضنفر علی خان گورنر گلگت بلتستان اور ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ محترمہ رانی عتیقہ MLA تشریف رکھتی ہیں، ہم ان کو پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں جناب میر غضنفر علی خان گورنر گلگت بلتستان، ان کی اہلیہ محترمہ رانی عتیقہ جو کہ وہاں سے MLA بھی ہیں اور جناب نجیب عالم سیکرٹری ٹو

گورنر ان کو یہاں لاہور آمد پر اپنی اور حکومتی بنچوں کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں اور آج اس ایوان میں ان کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی تمام پارٹیوں کی طرف سے جن کی نمائندگی پنجاب اسمبلی میں ہے ان کی طرف سے جناب میر عضنفر علی خان، ان کی اہلیہ اور ان کے سیکرٹری کو پنجاب کے اس ایوان میں جو آج کی کارروائی دیکھنے کے لئے یہاں پر آئے ہیں، خوش آمدید کہتا ہوں اور انہیں گورنر بننے پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ واسا لاہور میں اکثر و بیشتر سیوریج سسٹم اپنی طبعی عمر گزار چکا ہے بلکہ شہر کے وسطی ایریا کا سیوریج پاکستان بننے سے بھی پہلے کا لگا ہوا ہے جو کہ شہریوں کے لئے مشکلات کا سبب بنتا ہے۔ ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے جن علاقہ جات میں زیادہ شکایات ہوتی ہیں ان کی بار بار desilting کر کے ان کو ریلیف دیا جاتا ہے۔ واسا اس سیوریج کی مرحلہ وار تبدیلی کر رہا ہے جس کے لئے سات بلین روپے منظور ہو چکے ہیں۔ محکمہ واسا نے لاہور شہر کے مختلف علاقوں میں 200 آر سینک ریموول فلٹریشن پلانٹ نصب کئے ہیں جو کہ ملٹی نیشنل کمپنی کے ایس بی نے لگائے ہیں اور پانچ سال کے لئے ان کی دیکھ بھال اور مرمت بھی انہی کے ذمہ ہے۔ اگر کوئی آر سینک ریموول فلٹریشن پلانٹ خراب ہو جاتا ہے تو اس کی اطلاع کے ایس بی کمپنی کو دی جاتی ہے جو اس کو فوری طور پر ٹھیک کر دیتی ہے۔ اس وقت تمام ریموول فلٹریشن پلانٹ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ کے ایس بی ہی علاقہ جات، جن میں ریموول فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے ہیں پانی کی کوالٹی چیک کرنے کے لئے لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتی ہے۔ اس کے علاوہ 94 عدد ریموول فلٹریشن پلانٹ جوہر ٹاؤن اور تاج پورہ کے علاقہ جات میں نصب کئے جا رہے ہیں۔ مستقبل میں 105 عدد ریموول فلٹریشن پلانٹ، (JICA) جائیکا کی مدد سے لگائے جانے والے ٹیوب ویلوں پر لگائے جائیں گے۔ لاہور میں 723 کلو میٹر بوسیدہ لائنیں پہلے ہی تبدیل ہو چکی ہیں اور باقی بھی بوسیدہ لائنیں انشاء اللہ مرحلہ وار تبدیل کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے میں یہ تو نہیں کہتا کہ یہ غلط بیانی ہے لیکن یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ روزانہ اخبارات اور سماء ٹیلی ویژن پر اس کی detailed report آئی ہے کہ 70 فیصد فلٹریشن پلانٹس کی باقاعدہ انہوں نے ویڈیوز دکھائی ہیں جو کہ بند پڑے ہیں جو گندگی سے آلودہ ہیں، وہاں پر پانی کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے اور وہ کئی کئی ماہ سے بند پڑے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس کی وجہ سے لاکھوں شہری مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جہاں پر کوئی کمی ہے اس کو دُور کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری کہیں گے تو میں پوری تفصیلات اس ایوان میں بھی لے آؤں گا اور بتاؤں گا کہ کتنے فیصد کون کون سے فلٹریشن پلانٹ بند پڑے ہیں۔ دوسرا جو فلٹریشن پلانٹ لگے ہوئے ہیں وہ ناقص ہیں، وہاں دکھایا کچھ اور گیا تھا اور لگایا کچھ اور گیا ہے۔ وہ sub standard ہیں اس کی کوالٹی ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو جو priority دینی چاہئے تھی کہ اگر لاہور شہر میں 60 فیصد لوگ گندا پانی پینے پر مجبور ہیں تو پھر باقی پنجاب کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری چاہیں تو میں ان کو پوری تفصیل لے دوں گا اور next اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کیا اقدامات ہیں اس سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ بات تسلیم شدہ ہے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ہم اس پر مرحلہ وار قابو پا رہے ہیں۔ اس مد میں بہت بڑی انوسٹمنٹ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی اس مسئلے پر قابو پالیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ جس کی نشاندہی کر رہے ہیں اس کو بھی آپ دیکھیں اور مہربانی کریں اگر کہیں کوئی خامی ہے تو اسے دُور کروایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انشاء اللہ اس کو دُور کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!یہ آپ کے فائدے کی بات ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کو of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1071 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محکمہ تحفظ ماحول کی ملی بھگت سے لاہور کے بیشتر علاقوں میں غیر قانونی فیکٹریوں کی بھرمار

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 30۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق محکمہ تحفظ ماحول کی عدم توجہ اور غفلت کے باعث لاہور شہر کے بیشتر رہائشی علاقوں میں سٹیل، فرنس، سریاتاروں اور پلاسٹک دانے کی فیکٹریاں موت بانٹ رہی ہیں۔ ان علاقوں کے رہائشی جگر، معدے، جلد اور سانس کی بیماریوں کا شکار بن رہے ہیں۔ حکومتی احکامات کے باوجود محکمہ تحفظ ماحول ان فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی بجائے مالکان سے مک مکا کر کے سب اچھا کی رپورٹ دے رہے ہیں۔ لاہور شہر کے رہائشی علاقوں شادی پورہ، بسی موڑ، بند روڈ، بھوگیوال، داروغہ والا سمیت بیشتر رہائشی علاقوں میں چھوٹی بڑی لوہے کی ڈھلائی، سریے، فرنس ملوں، پلاسٹک دانوں کی تیاری کی فیکٹریاں ناجائز طور پر قائم ہیں جن سے نکلنے والا دھواں وزہریلا مواد سے نہ صرف انسان بلکہ زیر زمین پانی بھی بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔"جہان پاکستان" سروے میں ان علاقوں کے رہائشیوں نے بتایا کہ یہاں قائم فرنس ملوں اور لوہے کی ڈھلائی کے کارخانوں سے نکلنے والا زہریلا دھواں رہائشیوں میں موت کا سبب بن رہا ہے۔ کاربن پاؤڈر کے استعمال پر پابندی ہونے کے باوجود اس کو آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے، محکمہ تحفظ ماحول کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ ٹائر کاربن کا استعمال زیادہ تر رات کے اوقات میں ہوتا ہے۔ متعدد بار حکام کو درخواستیں دیں مگر کارروائی رسمی ہوتی ہے۔ سر بمہر فیکٹری ایک دو گھنٹے میں دوبارہ کھول دی جاتی ہے اس لئے ہمارا احتجاج بے سود ثابت ہوتا ہے۔ متعلقہ علاقے کے عوام نے مطالبہ کیا ہے کہ شہر کے تمام رہائشی علاقوں سے غیر قانونی طور پر قائم سٹیل فرنس، سریاتاروں اور پلاسٹک دانے کی فیکٹریوں کو مستقل طور پر بند کیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والے مالکان اور ملی بھگت کرنے والے سرکاری اہلکاروں کے

خلاف سخت کارروائی کی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کے سروے کے مطابق شمالی لاہور اور اس کے ارد گرد 334 سٹیل ملیں / فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ اور کمی کی وجہ سے مل مالکان پاؤڈر کوئلہ، کاربن پاؤڈر، لکڑی اور بعض اوقات چوری چھپے ربڑ ٹائر بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ سٹیل ملوں سے پیدا ہونے والی فضائی آلودگی کو چیک کرنے کے لئے متعلقہ فیکٹریوں کا سروے کیا گیا اور فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لئے 227 سٹیل ملوں / فیکٹریوں کے خلاف پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی گئی اور انہیں Environment Protection Order جاری کئے گئے۔ جن سٹیل ملوں / فیکٹریوں نے مذکورہ آرڈر پر عملدرآمد نہیں کیا ان کے cases سزا اور جرمانے کے لئے ماحولیاتی عدالت میں بھجوائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلعی آفیسر تحفظ ماحول نے فضائی آلودگی پیدا کرنے والی 172 سٹیل ملوں کے خلاف پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے تحت کارروائی کی اور انہیں seal کر دیا گیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں 201 سٹیل ملوں / فیکٹریوں نے فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے Air Control Device Pollution نصب کر لی ہیں جس سے فضائی آلودگی میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔ مزید برآں وہ فیکٹریاں یا گودام جو ہسپتال فضلے کو process کر کے پلاسٹک دانہ بناتے ہیں محکمہ نے ان کے خلاف سخت کارروائی کی ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت ضلعی آفیسر تحفظ ماحول لاہور نے اس دانہ بنانے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے پچھلے ایک سال میں 35 گوداموں اور فیکٹریوں کو seal کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحبان کی ہے جس کا نمبر 15/1073 ہے۔

محکمہ زراعت کا فیلڈ عملہ کسانوں کو اچھے اور معیاری بیج سے آگاہ کرنے سے قاصر

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 30۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "محکمہ زراعت پنجاب سفید ہاتھی بن گیا، کروڑوں روپے تنخواہیں ڈکارنے کے باوجود عملہ فیلڈ میں جاتا ہے اور نہ ہی زراعت کے حوالے سے کسانوں کو جمع کر کے آگاہی پروگرام کئے جاتے ہیں۔ محکمہ زراعت پنجاب نے اپنی تمام تر مہم محض میڈیا کی حد تک محدود کر رکھی ہے جبکہ پاکستان بھر کی طرح پنجاب میں محکمہ زراعت نے ہزاروں کی تعداد میں فیلڈ ایڈوائزر مقرر کر رکھے ہیں جن کا کام زراعت میں ہونے والی نت نئی تحقیق سے کسانوں کو روشناس کروانا ہے تاکہ کسان اچھا اور معیاری بیج بو کر اچھی پیداوار حاصل کر سکیں اور بیماریوں سے اپنی فصل کو محفوظ بنا سکیں لیکن محکمہ کے یہ فیلڈ ایڈوائزر مہینوں گزر جانے کے باوجود کہیں نظر نہیں آتے اور گھر بیٹھے تنخواہیں لے کر قومی خزانے پر بوجھ بنے بیٹھے ہیں۔ ذرائع کے مطابق جو چند ایک فیلڈ ایڈوائزر فیلڈ میں جاتے ہیں ان کے ملٹی نیشنل اور نیشنل پیسٹی سائیڈ کمپنیوں سے بھی معاملات طے ہوتے ہیں اور وہ مقامی سطح پر ہونے والی جدید ریسرچ اور نئے تیار ہونے والے مقامی بیجوں اور زرعی ادویات کی بجائے ان کمپنیوں کے بیج اور ادویات زمینداروں کو خریدنے کا مشورہ دیتے ہیں جو کہ ایک عام غریب کسان کی پہنچ سے باہر ہوتی ہیں"۔ معاملے کی بگڑی صورتحال کے متعلق زمینداروں، کسانوں اور عوام الناس نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صورتحال کو بہتر بنانے اور عملے کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے سخت تادیبی اقدامات کرے اور بدعنوان عملے کو ملازمتوں سے فارغ کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1074 جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ جی، ڈاکٹر محمد افضل اسے پیش کریں۔

سرگنگارام ہسپتال میں صحت کی سہولیات کا فقدان

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 30۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "وزیر اعلیٰ پنجاب نے سرگنگارام ہسپتال کا دورہ کیا اور اپنے دورہ کے دوران انہوں نے سرگنگارام ہسپتال کو ماڈل ہسپتال کا درجہ دیا تھا جبکہ دو سال کے دوران سرگنگارام ہسپتال میں سہولیات نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہیں۔ ہسپتال میں صرف چار وینٹی لیٹرز موجود ہیں جبکہ ایمرجنسی میں دو انستھیزیا مشین اور وینٹی لیٹرز خراب پڑے ہیں جبکہ سرجیکل آئی سی یو میں صرف پانچ وینٹی لیٹرز ہیں جن میں ایک خراب پڑا ہے۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق ایمرجنسی میں صرف دو کارڈیک مانیٹر کام کر رہے ہیں جبکہ باقی خراب پڑے ہیں۔ ایمرجنسی میں صرف ایک گلوکومیٹر ہے جو میڈیکل ایمرجنسی اور سرجری سمیت گائنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہسپتال کے نیورو آؤٹ ڈور کو ایک پروفیسر اور ایک پی جی سے چلایا جا رہا ہے۔ نفرالوجی ڈیپارٹمنٹ کی صورتحال اس سے کم بدتر نہیں ہے جہاں سہولیات سمیت ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں، صرف ایک اسسٹنٹ پروفیسر پر ڈیپارٹمنٹ چل رہا ہے۔ ہسپتال میں کارڈیک یونٹ ہونے کے باوجود کارڈیک ایمرجنسی موجود نہیں ہے جبکہ ایمرجنسی میں آنے والے دل کے مریضوں کو علاج معالجہ کے بغیر تشویشناک حالت میں پی آئی سی ریفر کر دیا جاتا ہے"۔ سرگنگارام ہسپتال کی اس صورتحال سے مریض ان کے لواحقین اور عوام الناس میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ہسپتال کو تباہی سے بچانے اور مریضوں کو بروقت اور مطلوبہ طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! سر گنگا رام ہسپتال میں علاج کے لئے مناسب اور وافر سہولیات میسر ہیں۔ ہسپتال میں اس وقت 16 وینٹی لیٹرز کام کر رہے ہیں، میڈیکل ایمرجنسی میں دو کارڈیک مانیٹر اور آپریشن تھیٹر میں چھ انستھیزیا مشینیں ہیں جو کہ ٹھیک حالت میں ہیں۔ ہسپتال میں وافر مقدار میں گلوکو میٹر موجود ہیں جو کہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں مہیا کئے گئے ہیں۔ ہسپتال کے باقی شعبوں کے اندر ماہر ڈاکٹر موجود ہیں جبکہ نفرالوجی اور کارڈیک یونٹ میں 24 گھنٹے ایمرجنسی اور وارڈز میں داخلے اور آؤٹ ڈور میں چیک اپ کی سہولت فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی کے فیکلٹی کے پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر کی زیر نگرانی مہیا کرتے ہیں۔ اگر کسی شعبہ میں عملہ کی کمی ہے تو ایسی خالی اسامیوں کو حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق fill کیا جاتا ہے۔ سر گنگا رام ہسپتال مریضوں کو بروقت اور مطلوبہ طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے اور موجودہ وسائل بروئے کار لا کر ان کے لئے بہتر بنانے کے لئے بھی تحرک کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو of dispose کر دیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1075 میاں محمود الرشید اور محترمہ شُنیلارُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور میں مین ہولز کے ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے کئی معصوم بچے جاں بحق

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ یکم دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق "صوبائی دارالحکومت میں گزشتہ سال گندے نالوں کی صفائی اور حفاظتی دیواریں نہ ہونے اور مین ہول کے ڈھکن غائب ہونے کے باعث کئی معصوم جانیں ضائع ہو گئیں۔ ان واقعات کے بعد حکومت پنجاب نے گندے نالوں کی صفائی اور کھلے مین ہولز کے ڈھکن لگانے کے لئے واسا حکام کو خصوصی ہدایات جاری کیں اور حکومت کی جانب سے باقاعدہ ایمرجنسی کیمپ لگانے کا بھی اعلان کیا گیا لیکن تاحال واسا حکام یہ احکامات پورے کرنے کی بجائے فائلوں میں سب اچھا کی رپورٹ دینے میں مصروف ہیں۔ لاہور کے گندے نالوں اور ڈرینوں کی صفائی کئی سالوں سے نہ ہونے کے سبب مچھروں کی آماجگاہ بن چکے ہیں جس سے ملحقہ رہائشی علاقے شدید متاثر ہو رہے ہیں اور شہری تعفن اور گندگی کے سبب بیماریوں میں مبتلا ہونے لگے ہیں۔ اس طرح جن علاقوں

میں سیوریج کی نئی لائنوں کے حوالے سے کام شروع کیا گیا ان میں اکثر جگہوں پر ٹھیکیدار حسب روایت واسا افسران کو نذرانے پیش کر کے شہر میں جگہ جگہ سیوریج کے پائپ رکھ کے غائب ہو چکے ہیں جبکہ شہر کے متعدد علاقوں میں سیوریج کا نظام بھی ابتر ہے جس کی وجہ سے شہریوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ واسا لاہور میں اس وقت نالوں کی لمبائی 461.48 کلو میٹر ہے جن میں اکثر کی دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ ٹوٹے ہوئے یا غائب شدہ مین ہول covers کی وجہ سے جو حادثات ہوتے ہیں ان سے بچنے کے لئے محکمہ واسا نے باقاعدہ سکیورٹی ایجنسیوں کی خدمات حاصل کی ہوئی ہیں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر پٹرولنگ کرتی ہیں اور اگر کوئی مین ہول cover ٹوٹا ہوا پایا جائے یا غائب پایا جائے تو اس کی رپورٹ فوراً متعلقہ ایس ڈی او آفس میں کی جاتی ہے جہاں واسا کے پاس مین ہول کے covers کا سٹاک موجود ہوتا ہے اور ٹوٹے ہوئے یا غائب شدہ مین ہولز کو فوراً تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ سیوریج اور نالوں کی صفائی کے لئے ہر مہینے محکمہ واسا کی طرف سے desilting شیڈول بنا کر مختلف دفاتر میں بھیجا جاتا ہے جس کی باقاعدہ مانیٹرنگ کی جاتی ہے۔ سیوریج لائن لگانے کا کام اگر کسی ٹھیکیدار کو الاٹ کیا جاتا ہے تو اس کام کی تکمیل کے لئے خاص وقت مقرر ہوتا ہے۔ اگر مقررہ وقت کے اندر ٹھیکیدار اپنا کام مکمل نہ کرے تو ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ گندے نالوں کے حوالے سے شاعر مشرق کے نام سے موسوم علامہ اقبال ٹاؤن ایک بستی بنی تھی جہاں پر ایک برساتی نالہ تھا جو بارش کے پانی کے لئے بنا تھا لیکن آج سے چند سال پہلے واسا نے زبردستی قواعد، قانون اور ضابطے کی بالکل خلاف ورزی کرتے ہوئے رحمٰن پورہ اچھرہ کے تمام نشیبی علاقوں کا سیوریج کا گندا پانی اس نالے میں ڈال دیا۔ پچھلے کئی سالوں سے علامہ اقبال ٹاؤن کے مکین مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں چونکہ یہ پہلے برساتی نالہ تھا تو وہاں سے بڑا گندا نالہ جب گزر رہا ہے جس سے ان کے گھروں کے الیکٹرونکس آلات، فریج، اے سی وغیرہ سال میں دو دو دفعہ لیک ہو جاتے ہیں اور انہیں دوبارہ گیس بھروانی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ تعفن ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو یہ بے ضابطگیاں ہو رہی ہیں کہ ایک

برساتی نالہ گزر رہا ہے جس میں آپ نے آدھے شہر کا گندا پانی ڈال دیا ہے اور جب بار بار وہاں کے لوگوں نے ایم ڈی واسا کو لیٹر لکھے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ ایم ڈی واسا سے بات کریں ورنہ وہاں پر لوگ زبردست قسم کا احتجاج کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ آیا یہ اس چیز کو realize کرتے ہیں اور واسا کا کوئی پروگرام ہے کہ اُس کا گندا پانی اپنے اصل روٹ گٹر کے نیچے جائے اور اُس نالے کو برساتی نالے کی شکل میں بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کے ساتھ ایک meeting کر لیں یہ آپ کو ساری نشاندہی کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! آپ کی تجویز کے مطابق واسا سے کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محکمہ سے کہیں اس کا کوئی تدارک کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی رولز کے مطابق چلیں بڑی مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے جو میں نے ابھی تحریک التوائے کار پڑھی ہے اس کے حوالے سے ہی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی انہوں نے بات کر لی ہے اب آپ تشریف رکھیں مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں جو ستوکتلہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ رہنے دیں جو بات آپ کرنا چاہتے ہیں اُن سے مل کر کر لیں۔ اب تحریک التوائے کار چل رہی ہیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دے دیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1076 سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، جناب احمد شاہ کھگہ!

حکومت پنجاب لاہور میں شیخ زید ہسپتال کی حالت زار درست کرنے میں ناکام

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ یکم دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں شیخ زید بن سلطان کی امداد سے تعمیر ہونے والے ہسپتال کی حالت زار وفاق کے بعد اب پنجاب حکومت بھی درست کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے۔ صوبائی دارالحکومت کے تمام سرکاری ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں مریضوں کا مفت علاج اور مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں لیکن شیخ زید ہسپتال کی ایمرجنسی میں اب بھی مریضوں کے علاج معالجے کے لئے ادویات کی فراہمی مریض کے ذمہ ہے۔ اس کے علاوہ ہسپتال کی ایمرجنسی میں مریضوں کے ٹیسٹوں کی مد میں بھی بھاری پیسے وصول کئے جا رہے ہیں اس کے باوجود ایمرجنسی کے مریضوں کے ٹیسٹ کی رپورٹس کئی روز تک ان کو نہیں دی جاتیں۔ علاج معالجے کی غیر معیاری سہولیات کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال کی ایمرجنسی میں مریضوں کی شرح اموات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جمعہ کے روز سے ہسپتال کی ایمرجنسی میں مریضوں کے مختلف ٹیسٹوں کی رپورٹس دو تین روز گزرنے کے باوجود فراہم نہ کی جا سکیں اور بہانہ یہ لگایا جا رہا ہے کہ ہسپتال کی مشینری خراب ہے جس کی وجہ سے ٹیسٹوں کی رپورٹس نہیں دی گئیں۔ ہسپتال کی ایمرجنسی میں ڈاکٹرز کی بھی شدید قلت ہے کسی بھی متعلقہ ڈاکٹر کو جب کال کی جاتی ہے تو کئی گھنٹے گزرنے کے باوجود بھی ڈاکٹر مریض کو چیک کرنے نہیں آتے۔ اس کے علاوہ ایمرجنسی کے آلات بھی غیر معیاری اور پرانے ہو چکے ہیں جن کو تبدیل کرنے کے لئے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ایمرجنسی میں موجود دیگر سٹاف کی بھی قلت ہے اور سٹاف کا زیادہ تر رویّہ بھی مریضوں سے خاص اچھا نہیں ہے۔ مریضوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب شیخ زید ہسپتال میں ایمرجنسی کو فوری طور پر فری کرے اور بھاری تنخواہ پر تعینات چیئرمین کو برطرف کیا جائے اور اچھی شہرت اور عوام دوست شخص کو چیئرمین کے طور پر تعینات کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر !اس تحریک التوائے کار کوnext weekتک کے لئےpendingفرمالیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کوpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1078 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کو of disposeکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1079جناب امجد علی جاوید کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کوof disposeکیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،آپ کیا فرما رہے ہیں؟

سرکاری سکولوں کے سکیورٹی معاملات درست کرنے کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف کروانا چاہتا ہوں کہ سکولوں کے اندر جو سکیورٹی کے معاملات ہیں اُسے حکومت نے اپنے تمام سرکاری سکولوں میں سکیورٹی کے لئے کوئی3۔ارب 21کروڑ روپے کے لگ بھگ رقم بھی دی ہے تاکہ اُن سکولوں کے اندر جو سکیورٹی کے معاملات ہیں اُن کو ٹھیک کیا جائے لیکن بہت سے سرکاری سکول اس طرح کے بھی ہیں جن کی چار دیواری تک نہیں ہے لیکن اس کے برعکس اگر دوسری طرف دیکھا جائے تو پرائیویٹ سکولوں پر روزانہ کی بنیاد پر آپ ایف آئی آر کروا رہے ہیں کیونکہ جب حکومت تھوڑا سا اپنی پولیس کو یا دوسرے معاملات کو تھوڑا سا pushکرتی ہے تو پولیس آفیسران ان سے بھی زیادہ آگے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایف آئی آر کا اندراج اُن پرائیویٹ سکولوں پر روزانہ کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے۔آپ سے اپنا سسٹم تو سنبھالا نہیں جا رہا۔آپ اپنے سکولوں میں سکیورٹی کا سسٹم تو کر نہیں رہے وہاں پر چار دیواری ہو نہیں رہی تو آپ اُن کو تنگ کر رہے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ وہاں پر سکیورٹی نہ ہو بالکل ہونی چاہئے ،پرائیویٹ سکولوں میں بھی ہونی چاہئے لیکن کم از کم پہلے سرکاری سکولوں کے اندر تو معاملات ٹھیک کر لیں وہاں پر آپ نے CCTV Camerasلگائے ہیں جو آدھے سے زیادہ خراب ہو گئے ہیں،نائب قاصد سے آپ سکیورٹی کے معاملات کروا رہے ہیں،آپ مالیوں سے سکیورٹی کروا رہے

ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ مہربانی کر کے please جو پرائیویٹ سکول ہیں اُن کو ضرور دیکھیں لیکن اُن کے ساتھ ظالمانہ سلوک نہ کیا جائے پہلے آپ اپنے سکولوں کے جو سکیورٹی کے matters ہیں اُن کو مہربانی کر کے ایک ماڈل بنائیں اور ماڈل بنا کر آپ پرائیویٹ سکولوں کو کہیں کہ اس کے مطابق چلیں۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات میاں محمد اسلم اقبال سکول کی سکیورٹی کے متعلق کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ ہے کہ تمام سکولز کی بات درست نہیں ہے۔ وہ رجحانات یا وہ خیالات جو کہ intelligence reports کی بنیاد پر ایک مکمل جو SOP ہے اُس کے مطابق کچھ سکولوں کو A category میں اور کچھ کو A plus category میں ڈالا گیا ہے اور وہ سکول جو A plus category میں ہیں اُن میں سکیورٹی کا معیار اور A category میں سکیورٹی کے معیار میں تھوڑا فرق ہے۔ A plus category میں تمام وہ سکول آتے ہیں کہ جو کہ missionaries ہیں یا وہاں پر کوئی foreign investment ہے یا کوئی لنک ہے اور ان سکولوں میں سے کوئی سکول بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے متعلق ہم یہ کہہ سکیں کہ جی وہاں پر فنڈز کی کمی ہے یا وہاں پر اس قسم کی سکیورٹی کا انتظام نہیں کر سکتے۔ سرکاری سکول بھی جو A plus اور A category میں آتے ہیں اُن تمام سکولز میں جو بنیادی طور پر چار پانچ چیزیں جو ہیں مثال کے طور پر وہاں پر چار دیواری ہونی چاہئے جو کہ کم از کم آٹھ فٹ ہو اُس کے علاوہ وہاں پر سنتری پوسٹ جسے vantage point کہتے ہیں وہ ہونے چاہئے، وہاں پر panic button کا ایک سسٹم evolve کیا گیا ہے کہ اگر خدانا خواستہ کوئی اس قسم کی صورتحال پیدا ہو تو جو ادارے ہیں یا Law Enforcing Agencies ہیں اُن کو alert کیا جا سکے۔ گارڈز کے رکھنے کی محترم نے بات کی ہے کہ جی وہاں پر مالیوں کو گارڈ بنا دیا گیا ہے باقاعدہ طور پر ہر ڈی پی او کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ A plus اور A category کے جو سکول ہیں اُن میں جو گارڈز ہیں اُن کو وہ رجسٹرڈ کریں اُن کے ہتھیار چیک کریں اور اُن کو باقاعدہ تین تین دن کی ٹریننگ دے دیں اور اُن سے باقاعدہ فائرنگ کروائیں اور یہ اس وقت کی صورتحال کے مطابق ان تمام سکولوں میں جو +A اور A کیٹیگری میں آتے ہیں ان میں یہ چیزیں بالکل موجود ہیں۔ ہاں البتہ کسی جگہ پر standard بہت outclass ہے اور کسی جگہ پر اس میں تھوڑی بہت improvement کی ضرورت ہے اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کہنا قطعی طور پر غلط ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سنی سنائی باتیں ہیں کہ ایف آئی آر ہو گئی۔ تمام SOPs کے مطابق جو points ہیں ان points میں سے اگر کسی

جگہ پر کوئی weakness ہے یا وہاں پر سستی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو باقاعدہ یہ ڈسٹرکٹ انتظامیہ کو categorical instructions ہیں کہ وہ پہلے نوٹس دیں، نوٹس کے بعد اگر کوئی ادارہ نہیں سنتا کوتاہی سے کام لیتا ہے تو اُس کو دوبارہ نوٹس دیں اور اس کے بعد پھر ایف آئی آر کا اندراج کریں لیکن ایف آئی آر کے اندراج کے بعد بھی اگر وہ چیز درست ہو جائے تو ایف آئی آر خارج کر دی جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی سستی کا مظاہرہ کرے گا تو پھر قانون حرکت میں آئے گا۔ اگر کسی جگہ پر ان instructions کی violation ہو رہی ہے تو میاں محمد اسلم اقبال میرے علم میں لائیں یا متعلقہ ڈپٹی کمشنر، کمشنر، آر پی او، ڈی پی او کے علم میں لائیں۔ قطعی طور پر سکولوں کے ماحول کو secure کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں اور terrorize کرنے یا لوگوں کے ساتھ زیادتی کا جو element ہے اس کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو لاء منسٹر صاحب نے بات فرمائی ہے کہ اگر نوٹس دیئے بغیر کہیں ایف آئی آر کرائی گئی ہے تو میرے علم میں لائیں۔ میں کل ان کو تمام information pass on کر دوں گا کہ انہوں نے کس طرح سے ایف آئی آر درج کی ہے۔ جب آپ ادارے کے سربراہ پرنسپل پر نوٹس دیئے بغیر ایف آئی آر درج کر دیتے ہیں، جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ معاملہ ٹھیک ہو تو ہم اس کی ایف آئی آر خارج کر دیں گے ورنہ اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ کسی شریف آدمی جس نے کبھی تھانہ نہ دیکھا ہو اگر آپ اس پر ایف آئی آر کر دیں پھر آپ کہیں کہ ہم خارج کر دیں گے، وہ پندرہ دن تو ویسے ہی بیمار رہے گا اور چاہے وہ دنیا سے ہی چلا جائے۔ میں کل اس کی انفارمیشن لاء منسٹر کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر ایکشن لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ملٹی نیشنل کمپنیوں نے جو ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے اس کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار لانا چاہتا ہوں۔۔

جناب سپیکر: آپ تحریک التوائے کار لے آئیں، آپ کو کون روکتا ہے؟ آپ تحریک التوائے کار لائیں اس پر جو ایکشن ہو گا وہ کریں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اب یہ دیکھ لیں۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میں نے ایک درخواست کرنی ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر:جی،صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میری یہ درخواست تھی کہ میری ایک تحریک استحقاق تھی جس میں آپ نے ruling دی تھی کہ اس کی رپورٹ ایک مہینے کے اندر اس معزز ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر:Ruling ایک مہینے کی تھی یا دو مہینے کی تھی؟

تحریک استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!نہیں،ایک مہینے کی تھی۔میری صرف درخواست سن لیں کہ اس تحریک استحقاق پر استحقاق کمیٹی نے proceeding کی۔ایک ایف آئی آر میرے خلاف درج کی گئی اور 125 ایف آئی آرز ہمارے پی ٹی آئی کے ورکروں کے خلاف درج کی گئیں۔پولیس نے ایک نوجوان لڑکے پر تشدد کیا اور اس حد تک تشدد کیا کہ وہ موت کے قریب چلا گیا،unconscious ہو گیا اور اس کی نیورو سرجری کی گئی پھر وہ بحال ہوا۔اس پر جن لوگوں نے پولیس گردی کی مذمت کی ان تمام کے خلاف کئی سیکشن لگا کر ایف آئی آر درج کر دی گئی۔جب کمیٹی میں hearing ہوئی تو ہم نے اپنا کیس پیش کیا پولیس کے اعلیٰ افسران up to RPO were present in committee proceedings. کمیٹی کے چیئرمین اور اس کے ممبران نے یہ announce کیا کہ اس معزز ممبر کے خلاف کوئی allegation پولیس ڈیپارٹمنٹ establish نہیں کر سکی لہٰذا اب معزز ممبر جن کی طرف سے یہ تحریک استحقاق آئی ہے کو درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے سزا مقرر کرے کہ کس حد تک ان کا breach privilege ہوا ہے لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ آج اس کو چار ماہ گزر چکے ہیں۔کوئی بڑی ہستی قائد حزب اختلاف،میں یہ کہنے میں کوئی hesitation محسوس نہیں کروں گا کہ اس نے interruption کی کہ اس proceeding کو slow کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:کس نے interruption کی؟

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف کی بات کر رہا ہوں وہ تو ایک ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ کے پاس ایسی کوئی چیز ہے تو دیں۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ کی اس معزز ایوان کے سامنے ایک ruling تھی اور اس ruling کے مطابق وہ رپورٹ کیوں نہیں پیش کی جارہی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے extension لی ہوئی ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایک ماہ کے مقابلے میں چھ ماہ گزر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میں پہلے ہی استحقاق کمیٹی پر سختی کر رہا ہوں کہ ذرا جلدی کیا کریں، مہربانی کریں۔ میں نے پہلے ہی ان کو کہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! صدیق خان صاحب نے پہلے بھی ایوان میں دو تین دفعہ point out کیا ہے۔ اگر تحریک استحقاق کے بعد پوری استحقاق کمیٹی اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اس معزز ممبر کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو پھر اس کے بعد آگے کیا ہونا ہے؟ اگر ایوان کے اندر کمیٹی کی رپورٹ نہیں آرہی اور چار مہینے ہو گئے ہیں پھر تو یہ مسئلہ serious ہے۔

جناب سپیکر: اس کو جلدی آنا چاہئے۔ میں چیئرمین کمیٹی کو کہوں گا کہ اس کی رپورٹ ایوان میں جلدی پیش کی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں مجھے بات کرنے دیں گے یا نہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ تو صبح سے بات ہی کر رہے ہیں۔ (قہقہہ)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بولتی بند ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں میں اس حوالے سے عصہ نہیں کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں الحمد للہ کبھی غیر پارلیمانی لفظ نہیں بولتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میں آپ کو نہیں کہہ رہا، جدھر سے آواز آئی ہے میں اُدھر بات کر رہا ہوں۔ آپ اپنی بات کریں کیا کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے بھی صرف آپ کا ہی بھار ہے اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ 9۔فروری کو کچھ قرار دادیں تھیں جس میں میری بھی ایک قرار داد تھی۔اس قرار داد پر لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ میں foreign ministry سے پوچھوں گا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔اب جو کل قرار دادیں آئیں اس میں میری قرار داد نہیں تھی۔ میں اُس پر بھی اِس وقت insist نہیں کرتا کہ وہ کیوں نہیں تھی لیکن کل ایک قرار داد آئی۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی میں نے اس کی تحقیق کی ہے،اس کا ابھی تک جواب نہیں پہنچ پایا جب جواب آ جائے گا تو آپ کو بتا دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، کوئی بات نہیں لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں میں اُس کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سنئے۔اگر آپ نے مجھے floor دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا یہ اختیار نہیں ہے کہ میں آپ کو کہوں کہ آپ مہربانی کریں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا میرے اوپر بہت اختیار ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر کیوں نہیں بیٹھتے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری صرف ایک بات سن لیں،ایک منٹ کے لئے سن لیں۔ حالانکہ میں اس کی بات ہی نہیں کر رہا۔ میری بات سنئے،اگر آپ نے مجھے floor دیا، بات یہ ہے کہ کل بھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میرا یہ اختیار نہیں ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ آپ مہربانی کریں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا مجھ پر بہت اختیار ہے لیکن آپ میری بات صرف ایک منٹ کے لئے سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر آپ میری بات نہیں سنیں گے تو میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو منالوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، جن ممبران نے اس کوoppose کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ ذرا میرے آفس میں آجائیں میں آپ کو آپ کے clips دکھاؤں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کے پاس تو ہم کل بھی بیٹھے رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ مہربانی کریں اور مجھے کام کرنے دیں۔آپ کی مہربانی ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ ایسے نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپthreat نہ کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ ایوان کےimage کو خراب کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی، میں نے ایوان سے پوچھ کر بات کی ہے۔آپ ایوان کو کچھ نہیں سمجھتے؟جب آپ تین آدمیوں کے پاس اختیار ہے، مجھے افسوس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کل آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہاں جی،آپ اس کو پڑھیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔میں آپ سے پھر بات کروں گا۔ایسی بات نہیں ہے۔

قاعدہ A-244 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law has given notice of motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab. The proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 are as under:

1. In rule 2, in sub-rule (1):

(a) for clause (f), the following shall be substituted:

"(f) "Chamber" means the place where the Assembly meets to transact its business and notified by the Speaker as the Chamber;" and

(b) for clause (n), the following shall be substituted:

"(n) "Leader of Opposition" means a member declared as Leader of Opposition by the Speaker under Chapter IV-A;".

2. In rule 18, in sub-rule (3), for the word "clause", the word "sub-rule" shall be substituted.

3. In rule 23, in sub-rule (4), the following shall be substituted:

"(4) Leave to move the resolution shall be asked for after the commencement of the sitting in terms of sub-rule (3) of rule 24 and before any other business on the List of Business, is taken up."

4. After rule 23, the following Chapter IV-A shall be inserted:

"CHAPTER IV-A

LEADER OF OPPOSITION

23A. Declaration of Leader of Opposition.- (1) Subject to this rule, the Speaker shall declare the Leader of Opposition.

(2) After the election of the Chief Minister consequent to the general elections, or the vacation of office of the Leader of Opposition owing to any cause or on the requisition of majority of the members of the Opposition, the Speaker shall inform the members of the

Opposition about the date, time and place for submission of the name for Leader of Opposition.

(3) The Speaker, after verification of the signatures of the members, shall ascertain the majority on the date, time and place fixed for submission of the name of Leader of Opposition and declare the member who commands the majority of the members of the Opposition as Leader of Opposition.

(4) In case a member of the Opposition has signed two or more proposals or he has not signed any proposal, the Speaker may ascertain the signatures of such a member for purposes of declaration of the Leader of Opposition under this rule.

23B. Removal of Leader of Opposition. (1)- A notice signed by a majority of the members of the Opposition may be given to the Secretary showing that the Leader of Opposition has lost the support of the majority of the members of the Opposition.

(2) The name of the proposed Leader of Opposition shall be mentioned in the notice under sub-rule (1).

(3) After verification of the signatures of the members of the Opposition, if the Speaker is satisfied that the Leader of Opposition does not command the majority of the members of Opposition, he shall declare that the Leader of Opposition stands removed.

(4) When the Leader of Opposition is removed, the Speaker shall immediately ascertain the member who commands majority of the members and declare him as the Leader of Opposition.

(5) The Speaker shall follow the procedure contained in rule 23A for ascertainment of the majority under this rule.

23C.Vacancy in the office of Leader of Opposition.- Whenever the office of the Leader of Opposition becomes vacant, it shall be filled in the manner provided in rule 23A."

5. After rule 33, the following rules 33A and 33B shall be inserted:

"33A. Annual calendar for sessions of the Assembly.(1) After the commencement of each parliamentary year, the Government shall provide a calendar for sessions of the Assembly to the Speaker.

(2) The Secretary shall cause the calendar to be circulated amongst the members.

(3) The Assembly shall be summoned on the dates given in the calendar but the Governor may summon the Assembly on a date other than that mentioned in the calendar.

(4) Nothing contained in this rule shall limit the power of the Speaker to summon a requisitioned session of the Assembly to meet at any time under clause (3) of Article 54 read with Article 127.

33B. Sessions of the Assembly.-(1) There shall be at least three sessions of the Assembly every year, and not more than one hundred and twenty days shall intervene between the last sitting of the Assembly in one session and the date appointed for its first sitting in the next session.

(2) The Assembly shall meet for not less than one hundred working days in each parliamentary year."

6. In rule 42, in sub-rule (1), for the words "recitation from the Holy Quran", the words “commencement of the sitting in terms of sub-rule (3) of rule 24” shall be substituted.

7. In rule 54, in sub-rule (1), for the expression "sub-rule (1)", the expression "rule 53" shall be substituted.

8. In rule 65, after the words “Chief Minister”, a comma and the words, “Minister for Law and Parliamentary Affairs” shall be inserted.

9. For rule 74, the following shall be substituted:

"74.Reference by the Speaker.- Notwithstanding anything contained in these rules, the Speaker may, in consultation with the Minister for Law and Parliamentary Affairs, refer any question of Privilege to the Committee on Privileges for report to the Assembly."

10. After rule 84, the following rule 84A shall be inserted:

"**84A. Number of motions and mode of reply. (1)** A member shall not move more than one motion for adjournment during a sitting but that condition shall not apply to a motion moved in an earlier sitting and pended for reply on the request of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned.

(2) After a motion for adjournment is moved or on any subsequent sitting to which the motion is pended, the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall reply the motion."

11. For rule 101, the following shall be substituted:

"101. Consideration of a Bill.-(1)Notwithstanding anything contained in these rules, but subject to sub-rule (3), the Speaker shall, when a motion that a Bill be taken into

consideration has been carried, submit the Bill, or any part of the Bill, to the Assembly clause by clause.

(2) The Speaker may call each clause separately and when the amendments relating to it have been dealt with, he shall put the question: “That this clause (or, as the case may be, that this clause as amended) do stand part of the Bill".

(3) Subject to sub-rule(4), the Speaker may, if he thinks fit, put as one question, a group of clauses in which no notice of amendment has been received or the amendments have been withdrawn and in such an eventuality, the Speaker shall put the question: "That the groups of clauses do stand part of the Bill".

(4) If a member requests that question regarding any clause be put separately, the Speaker shall put the question regarding that clause separately."

12. In rule 113, for sub-rules (2), (3), (4) and (5), the following shall be substituted:

"(2)The member-in-charge may give notice of motions in respect of a Bill returned by the Governor in the following manner:

"(a) Notice is hereby given that the member-in-charge shall move that the message of the Governor in respect of the_____ (name of the Bill), as passed by the Assembly on_____ (date of passage by the Assembly), be taken into consideration at once.

(b) Notice is hereby given that the member-in-charge shall move that the_____ (name of the Bill), as originally passed by the Assembly and returned by the Governor

under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

(c) Notice is hereby given that the member-in-charge shall move that the_____(name of the Bill (l), as originally passed by the Assembly, be passed again; (or, the _____ (name of the Bill) as amended, be passed)."

(3) The Secretary shall, as soon as may be, include in the List of Business the motions mentioned in sub-rule (2).

(4) When the motion mentioned in clause (a) of sub-rule (2) is made, the Speaker shall announce:

"The message of the Governor in respect of the _____ (name of the Bill), as received and circulated, is taken into consideration at once. The member-in-charge may move the motion for reconsideration of the Bill".

(5) The member-in-charge shall move the motion mentioned in the clause (b) of sub-rule (2) and the Speaker shall read out the motion to the Assembly and a Minister or a member may oppose it.

(6) The motion in sub-rule (5) shall be dealt with in the following manner:

(a) if the motion is not opposed, the Speaker shall, without debate, put the motion to the vote of the Assembly and shall announce the result: "The motion is carried" or, as the case may be, "*The motion is not carried":* Provided that if the motion is

not carried, no further motion shall be made with reference to the Bill; or

(b) if the motion is opposed, the Speaker shall give opportunity to the member or the Minister of expressing his views in favour or against the motion, but the discussion shall remain confined to the message of the Governor and thereafter, the Speaker shall put the motion to the vote of the Assembly, and shall announce the result: "*The motion is carried"* or, as the case may be, "*The motion is not carried".:* Provided that if the motion is not carried, no further motion shall be made with reference to the Bill.

(7) If the message of the Governor pertains generally to the whole Bill and no specific amendment has been proposed, the following procedure shall be followed:

(a) after the motion mentioned in clause (b) of sub-rule (2) is carried, the Speaker shall announce:

"Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, the member-in-charge may move the motion for passage of the Bill.": and

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: ***Bismillah Al-Rahman Al-Rahim***

(b) the Speaker shall put the motion to the vote of the Assembly and thereafter shall announce: "*The Bill, after reconsideration by the Assembly, is passed or, as the case my be, not passed".*

(8) If the Governor or the member-in-charge has opposed any specific amendment in some clause or clauses of the Bill, only

those clauses shall be reconsidered by the Assembly and the following procedure shall be followed:

(a) if the specific amendment has been proposed by the member-in-charge on the basis of the message of the Governor, he shall move the amendment and a Minister or a member may oppose it;

(b) if the specific amendment has been proposed by the Governor in his message, the member-in-charge shall move such amendment on behalf of the Governor and shall also express his views on the amendment;

(c) after discussion on the amendment, the Speaker shall put the amendment to the vote of the Assembly and after decision of the Assembly, the Speaker shall put the clause to the vote of the Assembly without any further debate;

(d) after all such clauses have been passed, the Speaker shall announce: "*The member-in-charge may move the motion for passage of the Bill."; and*

(e) the Speaker shall put the motion to the vote of the Assembly and thereafter shall announce: *"The Bill, after reconsideration by the Assembly, is passed or, as the case may be, not passed".*

(9) When after reconsideration or consideration, the Bill is again passed by the Assembly, it shall be dealt with in accordance with rule 111.

(10) Only the member-in-charge may propose amendments in any clause of the Bill on the basis of the message of the Governor."

13. After rule 113, the following chapter XII-A shall be inserted:

"CHAPTER XII-A

ZERO HOUR

113A. Zero hour.-(1) The last half an hour of a sitting shall be utilized as "zero hour" to take up matters of urgent public importance relating to the Government and requiring intervention of the Assembly.

(2) A member may give a notice in writing to the Secretary for a matter to be taken up in the Zero hour, between one hour before the scheduled commencement of a sitting and after the time for notice of previous zero hour has elapsed but the Secretary shall not entertain more than one such notice of a member for the sitting.

(3) If two or more notices are received for zero hour from two or more members, the Speaker shall decide the order in which such notices shall be taken up for discussion.

(4) If the notice under sub-rule (2) does not fulfill the condition mentioned in rule 113B, the Speaker may afford an opportunity of personal hearing to the member before declaring the said notice inadmissible.

(5) The member shall not speak for more than five minutes while raising the matter.

(6) The Minister or the Parliamentary Secretary concerned, if present, may respond to the matter raised under sub-rule (2).

(7) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not present, the Speaker may, if necessary, require the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to respond to the point raised by the member on a date to be fixed by the Speaker.

113B. Conditions of admissibility.- In order that a notice for Zero hour may be admissible, it shall satisfy the following conditions:

(a) it shall not exceed fifty words;

(b) it shall not relate to a matter which has been discussed in the same session or which is substantially identical to the matter already raised by a member during the session;

(c) it shall not raise more than one issue and the issue shall not pertain to trivial matters;

(d) it shall not contain arguments, inferences, ironical expressions, imputations epithets or defamatory statements;

(e) it shall not relate to any matter which is *sub-judice;*

(f) it shall relate to a matter of recent occurrence;

(g) it shall not refer to proceedings of the House or a Committee or working of the Assembly Secretariat; and

(h) it shall not refer to the conduct or character of a person except in his public capacity."

14. In rule 115, in sub-rule (1), for the word "seven", the word "fourteen" shall be substituted.

15. For rule 126, the following shall be substituted:

"**126. Voting and transmission of copies.-**(1) Subject to sub-rule (2) of rule 124, on the conclusion of the discussion, the Speaker shall put the resolution or, as the case may be, the resolution as amended, to the vote of the Assembly and if the resolution is passed by the Assembly, a copy thereof shall be forwarded to the Department concerned or, as the case may be, to the Federal Government or the National Assembly.

(2) If the resolution relates to a Department of the Government, the Department concerned shall, within a period of ninety days from the date of the communication of the resolution by the Assembly Secretariat, apprise the Assembly of the action taken on the resolution.

(3) The Speaker may, on the receipt of the written request of the Department concerned, extend the period mentioned in sub-rule (2) for another ninety days.

(4) If the Department disagrees to the resolution, it shall submit a detailed report containing reasons to the Assembly and the Assembly may take appropriate action in the matter."

16. In rule 148:

(a) for sub-rule (1), the following shall be substituted:

"(1)In addition to the Standing Committees constituted under rules 176, 180, 182, 183 and 185, there shall be elected by the Assembly after a general election the following Standing Committees for the duration of the Assembly for the departments noted against each:

Sr. No.	Name of the Committee	Department
1.	Standing Committee on Agriculture	Agriculture
2.	Standing Committee on Auqaf and Religious Affairs	Auqaf and Religious Affairs
3.	Standing Committee on Chief Minister's Inspection Team	Chief Minister's Inspection Team
4.	Standing Committee on Colonies	Colonies
5.	Standing Committee on Communications and Works	Communications and Works
6.	Standing Committee on Cooperatives	Cooperatives
7.	Standing Committee on Education	Higher Education and School Education
8.	Standing Committee on Environment Protection	Environment Protection
9.	Standing Committee on Excise and Taxation	Excise and Taxation

10.	Standing Committee on Finance	Finance
11.	Standing Committee on Food	Food
12.	Standing Committee on Forestry, Wildlife and Fisheries	Forestry, Wildlife and Fisheries
13.	Standing Committee on Health	Health
14.	Standing Committee on Home Affairs	Home
15.	Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering	Housing Urban Development and Public Health Engineering
16.	Standing Committee on Human Rights	Human Rights and Minorities Affairs
17.	Standing Committee on Industries, Commerce and Investment	Industries, Commerce and Investment
18.	Standing Committee on Information and Culture	Information and Culture
19.	Standing Committee on Irrigation and Energy	(i) Irrigation (ii) Energy
20.	Standing Committee on Labour and Human Resource	Labour and Human Resource
21.	Standing Committee on Law	(i) Law and Parliamentary Affairs (ii) Public Prosecution
22.	Standing Committee on Literacy and Non-Formal Basic Education	Literacy and Non-Formal Basic Education
23.	Standing Committee on Livestock and Dairy Development	Live Stock and Dairy Development
24.	Standing Committee on Local Government and Community Development	Local Government and Community Development
25.	Standing Committee on Management and Professional Development	Management and Professional Development
26.	Standing Committee on Mines and Minerals	Mines and Minerals
27.	Standing Committee on Planning and Development	Planning and Development
28.	Standing Committee on Population Welfare	Population Welfare
29.	Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation	(i) Revenue (ii) Consolidation (iii) Relief and Holdings Crisis Management
30.	Standing Committee on Services and General Administration	Services and General Administration
31.	Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-Maal	Social Welfare and Bait-ul-Maal
32.	Standing Committee on Special Education	Special Education
33.	Standing Committee on Transport	Transport
34.	Standing Committee on Gender Mainstreaming	Women Development

35.	Standing Committee on Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism	Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism
36.	Standing Committee on Zakat and Ushr	Zakat and Ushr"

(b) after sub-rule (2), the following sub-rule (3) shall be inserted:

(3) The Speaker may, in consultation with Minister for Law and Parliamentary Affairs and Leader of Opposition, change the name of the Committee and the Department assigned to a Committee in order to bring this rule in accord with the Departments reflected in the Punjab Government Rules of Business 2011 by notification in the official Gazette."

17. In rule 150, after sub-rule (2), the following sub-rules (3) and (4) shall be inserted:

"(3)The Committees shall be elected by the Assembly within ninety days after the election of the Leader of the House following the general election.

(4) After the election of the Committee, if any change in the membership of a Committee is necessitated, the Speaker shall, in consultation with the Minister for Law and Parliamentary Affairs on behalf of the Leader of the House and Leader of Opposition, change the membership of any one or more Committees."

18. In rule 151, after sub-rule (2), the following sub-rule (3) shall be inserted:

"(3)The election for the Chairman of a Committee shall be held within a period of thirty days from the date of the election of the Committee or from the date of vacancy in the office of the Chairman."

19. In rule 166, after sub-rule (2), the following sub-rule (3) shall be inserted:

"(3)If the Assembly is not in session and the period of presentation of the report under sub-rule (1) has expired or is about to expire and the Committee is yet to finish its work, the Speaker may grant a special permission to the Committee to hold not more than one meeting beyond the period specified in sub-rule (1)."

20. For rule 191, the following shall be substituted:

"**191. Decision on a motion.-**(1) Subject to sub-rule(2), a matter requiring the decision of the Assembly shall be brought forward by means of a question put by the Speaker on a motion moved by a member.

(2) Before a motion is put for decision of the Assembly, the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply the motion.

(3) The Speaker shall read a motion once and even if it is opposed, there shall be no need to repeat the motion at the time of putting the question for decision of the Assembly."

21. After rule 209, the following rule 209A shall be inserted:

"209A. Decision and ruling of the Speaker.- (1) Subject to sub-rule (3)**,** if the Speaker gives ruling on any matter on the floor of the House or in his office on a file, the decision or the ruling shall not be called in question and shall be final.

(2) If the Speaker gives ruling in his office on a file, the Secretary shall circulate the ruling for information of the members.

(3) The Speaker may, for reasons to be recorded in writing, review a decision made or ruling given under sub-rule (1)."

22. For rule 221, the following shall be substituted:

"221. Expunction.-(1) If the Speaker is of the opinion that words have been used in debate which are defamatory, indecent, un-parliamentary or undignified, he may, at any time, order that such words be expunged from the proceedings of the Assembly.

(2) The broadcasting of audio or video proceedings of the House on air or through internet shall be for information only and the printed version of the debates shall be the official and authentic version of the proceeding."

23. After rule 230, the following rule 230A shall be inserted:

"**230A. Procedure in case of joint notice.-** (1) In case a joint notice of an amendment, a motion or resolution is given by two or more members, the Speaker may, in order to avoid repetition and to save the time of the House, call the name of the primary mover of the amendment, motion or resolution.

(2) The names of all the signatory members of an amendment, a motion or resolution shall be printed on the documents relating to the proceedings of the House."

24. For rule 240, the following shall be substituted:

"**240. Use of Assembly Chamber.-** Except with the permission of the Speaker or of the House, the Chamber shall not be used for any purpose other than the sittings of the Assembly.

Minister for Law may move the motion for leave for the Assembly.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

LEADER OF THE OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر:قائد حزب اختلاف نے اس کوoppose کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اس کو oppose کیا ہے توoppose کرنے کے بعد پہلے مجھے بات کرنی چاہئے یاقائد حزب اختلاف بات کریں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر:قائد حزب اختلاف پہلے بات کر لیں اس کے بعد آپ کر لیجئے گا۔جی،قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کوamend کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنی تھی جس میں حکومتی معزز ممبران کے علاوہ حزب اختلاف کے معزز ممبران بھی تھے۔سب نے اتفاق رائے سے جو ترامیمpropose کی تھیں ان میں سے 70 فیصد ترامیمdrop کر دی گئیں اور معزز ممبران کمیٹی کی ان تجاویز کوtake up نہیں کیا گیا۔حکومت وقت اور محکمہ قانون اپنی مرضی سے کچھ ترامیم کواس ہاؤس میں لے کر آئے ہیں جو کہ ایک انتہائی غیر جمہوری روّیہ ہے۔آپ ایک کمیٹی بناتے ہیں،اس کمیٹی کوایکtask سونپتے ہیں،اس کمیٹی میں حکومتی اور حزب اختلاف کے معزز ممبران شامل ہیں جنہوں نے اتفاق رائے سے ایک فیصلہ کیا جس کوignore کیا جارہا ہے۔جب ایوان کی ایک متفقہ آواز بن جائے تو اس کے اندر تنسیخ،alteration and vetting مناسب نہیں۔میرا خیال ہے کہ

حکومت اور محکمہ قانون کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ پچھلے پیر والے دن بھی یہ ایوان کے business میں رکھا گیا تھا اور ہم چاروں پارلیمانی لیڈروں نے وزیر قانون سے اس حوالے سے بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ آپ اپنی ترامیم دے دیں اور آج ہم اس کو take up نہیں کریں گے۔ان میں کچھ ترامیم پر سب معزز ممبران کا اتفاق تھا وہ ہم نے دوبارہ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوائیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ہماری وہ ترامیم incorporate کرنے کے بعد اس کو ایوان میں لایا جائے گا۔ اگر اس میں سے کسی ایک کو آپ delete کرنا چاہتے تھے تو کر لیتے اور ہماری باقی ترامیم کو شامل کرنے کے بعد اسے ایوان کے اندر آنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میں دو تین باتیں اس حوالے سے ضرور کرنی چاہوں گا۔ تقریباً 20 سال کے بعد یہ موقع آیا ہے کہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997 کو ہم amend کر رہے ہیں۔ اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ مختلف عوامی اور صوبائی مسائل کو اس ایوان کے اندر جس طرح effectively move کرنا چاہئے تھا وہ نہیں ہو رہے تھے۔ عوامی کو relief دینے کے لئے یہ ترامیم تجویز کی گئی ہیں۔ اس میں ہماری ایک متفقہ تجویز یہ بھی تھی کہ مجالس قائمہ کو empower کیا جائے۔ اس وقت ہماری مجالس قائمہ عضو معطل ہیں اور ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ کسی بھی محکمہ کی مجلس قائمہ کا اجلاس سال میں شاید ایک دفعہ ہوتا ہو گا اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی business نہیں ہے۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں اور وہ بالکل ایک خانہ پُری کی کمیٹیاں ہیں۔ یہ ایک تاریخی موقع ہے۔ وزیر قانون اگر تاریخ میں اپنا نام لکھوانا چاہتے تو بہت اچھے انداز سے ان تمام مجالس قائمہ کو empowerment دلا سکتے تھے۔ آج کی ان ترامیم کے اندر اس کو لا سکتے تھے۔ آپ نے مختلف مجالس قائمہ کے چیئرمین بنا دیئے، ان کو گاڑی اور سٹاف دے دیا اس سے زیادہ ان کا کوئی function نہیں ہے۔ اگر بیوروکریسی نے اسی طرح سے rule کرنا ہے تو پھر اس اسمبلی کا کیا فائدہ ہے؟ آج مجھے یہ کہنے دیجئے کہ بدقسمتی سے جو present regime ہے، جو ہمارے حکمران ہیں ان کے ذہن سے یہ بات نہیں نکلتی، وہ بیوروکریسی کو ہی empower دیکھنا چاہتے ہیں اور ان کے مشوروں سے ہی اس ملک کو rule کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی governance کا یہ انداز آج سے نہیں بلکہ پچھلے تیس سالوں سے پوری قوم یہی انداز بھگت رہی ہے۔ ان کی governance کا یہ style ہے کہ وہ اداروں کو مضبوط ہوتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ بیوروکریٹس کے ذریعے سے rule کرتے ہیں اور بیوروکریٹس کا ریموٹ ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس ایوان کے ہر ممبر کی یہ آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اس ایوان

کوempowerکیا جائے۔ عوام نے منتخب کر کے ہمیں اس ایوان میں بھیجا ہے تو اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کے حقوق کی نگہداشت کریں۔اب صورتحال یہ ہے کہ تمام کی تمام مجالس قائمہ عضو معطل ہیں۔

جناب سپیکر!میں پہلے بھی متعدد مرتبہ یہ تجویز دے چکا ہوں۔ میں نے پچھلے بجٹ اجلاس میں بھی یہ تجویز دی تھی کہ جو بجٹ ہم بناتے ہیں بیوروکریٹس بیٹھ کر اس بجٹ کی جمع تفریق اور jugglery کرتے ہیں اور وہ یہاں ایوان کے اندر آ جاتا ہے۔ان کمیٹیوں کو ہم empowerکریں،ان کو taskدیں۔bureaucrats ان کوassist کریں، تمام prioritiesہمارے منتخب نمائندوں کی ہونی چاہئے۔ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا یہ prerogativeہونا چاہئے کہ یہ لوگ بیٹھ کر اپنی prioritiesطے کریں کہ ہیلتھ ،ایجوکیشن اور زراعت کے اندر یہ یہ ہماری prioritiesہیں۔ بیوروکریسی کی ذمہ داری ہے کہ وہ statisticsفراہم کرے لیکن ہم ان کمیٹیوں کو empowerکرتے اور ہم ان کو suo-moto power بھی دیتے۔یہاں رونا تو یہ ہے کہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بہت اہم کمیٹی ہے لیکن کسی کے پاس کوئی suo-moto power نہیں ہے۔ کسی ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو embezzlements, irregularitiesاور کرپشن ہے ہم ان سے نہیں پوچھ سکتے۔آج سے 15 سال پرانی audit reports لگے بندھے انداز میں آ جاتی ہیں یہ جی PAC-1 کی میٹنگ ہے،PAC-2 کی میٹنگ ہے اُس میں audit parasہیں کہ اتنے افسر ریٹائرڈ ہو گئے، وہ تنخواہ کیوں پڑی رہی، یہ surplus کیوں ہے، آپ نے یہ خرچہ کیوں نہیں کیا، یہ خرچہ کرنا چاہئے تھا؟اصل issueکی طرف بیوروکریسی آنے دیتی ہے نہ دیگر لوگ آنے دیتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سب سے اہم مسئلہ کو ان ترامیم کے اندر take up and redress نہیں کیا گیا۔ یہ ایک بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے کہ جب معزز ممبران حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے اُن ساری ترامیم پر consensus تھا تو پھر لاء سیکرٹری کہنے والا کون ہوتا ہے کہ یہ ترمیم ہو گی اور یہ ترمیم نہیں ہو گی This is discredit of the Committee. یہ اُس کمیٹی اور اس ایوان کی توہین ہے کیونکہ یہاں کے منتخب نمائندے کوئی انپڑھ نہیں ہیں وہ پڑھے لکھے لوگ تھے وہ بیٹھے ہیں، پانچ ماہ تک اس کمیٹی کی میٹنگز ہوتی رہی ہیں، deliberations ہوئی ہیں اور اس کے بعد ایک اتفاق ہوا کہ ہمیں rulesکے اندر یہ یہ ترامیم کرنی چاہئیں۔ اُس کے بعد لاء سیکرٹری یا لاء منسٹر بیٹھ کر اپنی مرضی سے اُن ساری چیزوں کو نکال کر کچھ دوسری چیزیں اس میں ڈال دے تو یہ اُن کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر!اُس میں جوڈیشل کمیٹی کی ایک بات کہ جس طرح ابھی جناب محمد صدیق خان کہہ رہے تھے کہ جناب! میرا privilege breach ہو گیا ہے اور یہی بات ساری کمیٹی کہہ رہی ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن کمیٹی کے پاس تو کوئی power نہیں ہے کہ وہ کیا کرے؟ سوائے اس کے کہ سرکاری افسر sorry کر جائے اور آپ کے معزز ممبر کا جو privilege breach ہوا ہے اس ایوان کے پاس لاء میں اس کی کوئی remedy نہیں ہے تو ایک جوڈیشل کمیٹی تھی، پھر rules کو reforms کرنے کی کمیٹی تھی اور ایک Implementation Committee تھی۔ سوالات کے حوالے سے تھا کہ پابند کیا جائے کہ 15 دن سے ایک مہینے کے اندر ان کے جوابات آ جائیں اور سوالات کے وقفہ کو بھی بڑھایا جائے یعنی ایک گھنٹہ کی بجائے ڈیڑھ گھنٹہ کیا جائے۔اُس کے بعد یہ تھا کہ توجہ دلاؤ نوٹس پہلے ہفتہ میں دو دن ہے اب اگر یہ چار دن کر دیا جائے تو یہ زیادہ مناسب تھا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کو لاء منسٹر نے incorporate نہیں کیا اور بیوروکریسی کے ہی کہنے پر یہ اپنی من پسند ترامیم کو لے کر آئے ہیں اور سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ قائد حزب اختلاف کیسے بنے گا، اُس کو remove کیسے کریں گے اور وہ سپیکر announce کرے گا تو میں رانا ثناء اللہ خان کو کہنا چاہتا ہوں:

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
اور تُو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

جناب سپیکر!میں اب بھی رانا ثناء اللہ خان سے یہ کہوں گا کہ ہمیں ایک تھوڑا سا مختلف stance and view لینا چاہئے۔ ان اداروں کو مضبوط اور متحرک بنائیں ورنہ لوگوں کا جمہوریت پر سے اعتبار اُٹھ جائے گا۔ یہ میرے بھائی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ بندھے ہوئے ہیں یہ بات کرنا بھی چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ rules میں اس طرح کی کوئی گنجائش بھی نہیں رکھی گئی۔ یہاں کوئی معزز ممبر اُٹھ کے بات کرتا ہے تو اُس کو حکومت کا مخالف تصّور کر لیا جاتا ہے۔ اللہ کے بندو! ہم سب کو لوگوں نے elect کیا ہے، ہم سب کی بالکل یہ ذمہ داری ہے کہ جو برائی یا خرابی ہو، عوام کے جو حقوق غصب ہو رہے ہوں وہ کرپشن کے حوالے سے ہوں، administration کے حوالے سے ہوں، governance کے حوالے سے ہوں یا poverty کے حوالے سے ہوں جہاں جہاں جو جو بے ضابطگیاں ہیں ہم across the board اس ایوان کے اندر لے کر آئیں اُن پر بات کریں اور اُن کو یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم گورنمنٹ کو کوئی charge sheet دے رہے ہیں۔ حکومتی بنچوں میں

سے اگر کوئی بولے تو اُن کی تجاویز کو بھی well come کیا جانا چاہئے، اُن کی شکایات کو بھی سُننا چاہئے اور اُس کی remedy ہونی چاہئے تاکہ ہم اس ایوان کو ایک مؤثر ایوان بنا سکیں اور ہم اس ایوان کے اندر اس طرح کی legislation بھی کریں۔ رانا ثناء اللہ خان نے یہ جو ترامیم کی ہیں ہمیں اُس پر کوئی اختلاف نہیں ہے ٹھیک ہے یہ ہونی چاہئیں لیکن ہمیں اصل اختلاف اس بات پر ہے کہ اُس Steering Committee کے اندر تمام معزز ممبران نے جو باتیں کی تھیں اُن میں سے اکثر و بیشتر ہماری ترامیم کو drop کر لیا گیا ہے تو آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ ایوان کے اندر ایک consensus build up ہوا تھا کاش کہ آپ وہ ترامیم کرتے اور آپ اگر آج ان ترامیم کو ان میں incorporate نہیں کر سکتے تو آپ پھر کسی وقت تمام معزز ممبران کی متفقہ ترامیم کو بھی ایوان میں لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بھی لاء منسٹر صاحب سے یہی request کروں گی کہ معزز ممبران حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے سپیشل کمیٹی میں تقریباً 6 ماہ کی عرق ریزی کے بعد Rules of Business کے اندر متفقہ ترامیم کی تھیں اور لاء منسٹر صاحب بھی اس میں ہمارے ساتھ شامل رہے تو میری بھی یہی request ہو گی کہ آج ہم پنجاب اسمبلی کے floor سے جو بہت بڑا کام کرنے جا رہے ہیں تو وہ تمام Rules of Business جس میں فوری ترامیم کی ضرورت ہے جس سے اس ایوان کے معزز ممبران اور اس ایوان کی کمیٹیز empower ہوں گی۔ اس وقت پنجاب اسمبلی پاکستان کی سب سے بڑی صوبائی اسمبلی ہے جس میں قومی اسمبلی کے ممبران کی جتنی تعداد ہے تو میرے خیال میں اس اسمبلی کو empower کرنے میں ہم سب صوبائی اسمبلیوں سے پیچھے ہیں تو آج اگر ہم اتنا بڑا قدم اٹھانے جا رہے ہیں تو اس کو خوبصورت انداز میں کر کے پنجاب اسمبلی کو empower کریں اور Rules of Procedure میں جن متفقہ ترامیم اور سفارشات کو اس میں include نہیں کیا گیا اُن کو as it is اس میں شامل کر لی جائیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ چاہتے ہیں کہ Rules of Business میں ترامیم ہوں اور جب وہ چاہتے ہیں تو پھر پوری کی پوری ترامیم ہونی چاہئے اُن کو پھر یہ اعتراض نہیں ہونا چاہئے کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کی empowerment نہ ہو یا اس ایوان کی کمیٹیز empower نہ ہوں کیونکہ یہ ہماری طاقت ہیں۔ ہمیں بیوروکریسی کے رحم و کرم سے نکلنا پڑے گا۔

ٹھیک ہے .جہاں پر اُن کی ضرورت ہے اُن سے کام لینا چاہئے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سالہا سال سے اس ایوان کا مذاق بن رہا ہے جیسا کہ معزز ممبران بڑی محنت کر کے سوالات جمع کراتے ہیں جس طرح سے اُن سوالات کے جوابات آتے ہیں اُن کا ہم کوئی check and balance کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اُن محکموں کی یہ مرضی ہے کہ وہ ہمیں کس طرح سے answer کرتے ہیں۔ ہمیں آج جس چیز کی ضرورت ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور اُس کمیٹی کے سب ممبران کا اس پر consensus ہے کہ ہم نے دن رات ایک کر کے Rules of Business میں متفقہ ترامیم کیں اور میں نہیں چاہتی کہ جس طرح پچھلے چند سالوں میں کمیٹیوں کی محنت ضائع ہوتی رہی ہے اس دفعہ بھی یہ محنت ضائع ہو لہٰذا ہماری request ہے کہ اُس کمیٹی کی تمام سفارشات کو as it is considered کیا جائے اور پھر اسمبلی میں لے کر آیا جائے تاکہ ہم سب اُس کو پاس کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل صاحب! آپ نے اس کو oppose تو نہیں کیا تھا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ اس پر بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں شروعات اس طرح کروں گا کہ میں اس کمیٹی کا حصہ تھا اس لئے میں جو بھی بات کروں گا وہ facts پر ہو گی۔ میں سب سے پہلے کہوں گا کہ 19 سال بعد یہ ترامیم آ رہی ہیں۔ اس کے اندر جتنا کام ہوا ہے وہ سارا بتایا گیا ہے۔ 36 سٹینڈنگ کمیٹیوں میں سے 30 میں حکومتی بنچوں کے چیئرپرسن ہیں، اس کے علاوہ ساری کمیٹیوں میں اکثریت بھی حکومتی ممبران کی ہے۔ ہم اپنی ہر بات یہاں سے شروع کرتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس صوبہ کا سب سے بڑا ایوان ہے۔ ہم ایک طرف یہ بات کرتے ہیں اور دوسری طرف حکومت اپنے ہی ممبران کو اتنی empowerment دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہے کہ وہ کمیٹی اجلاس خود بلا سکیں۔ اس کا argument یہ دیا جاتا ہے کہ اس اسمبلی میں جگہ نہیں ہے لیکن محکمے تو ہیں۔ کیا ایک کمرہ بھی نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ مجھے یہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ایک argument یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ممبران اس لئے اجلاس بلا لیں گے کہ ان کا ٹی اے/ڈی اے بن جائے۔ ہم جہاں پر کروڑوں اربوں روپے لگا رہے ہیں اس طرح کی بات حکومت کی طرف سے اپنے ممبران کے لئے ہو تو یہ تضحیک آمیز بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! یہ کس نے بات کی ہے؟
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ بات ہوئی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: کہاں ہوئی ہے؟
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ in writing نہیں ہو گی۔ کیا یہ argument نہیں ہے؟
جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ تو کم از کم ایسا نہ کریں۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں۔ اس پر counter argument آ سکتا ہے کہ یہ بات نہیں ہے۔ اس میں جگہ اور پیسے کی ہی تو بات ہے اس کے علاوہ تیسری اور کیا چیز ہے؟ پھر تیسری چیز وہی ہے جو بات ہو رہی ہے کہ بیوروکریسی تو چاہتی ہی نہیں کہ check and balance ہو۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات بھی ذمہ داری سے کروں گا اور آپ یہ check کروائیں کہ 25ویں Standing Committee on Management and Professional Development ہے۔ کیا آپ نے پچھلے تین سالوں میں Management and Professional Development کی یہاں کوئی چیز دیکھی سنی ہے۔ میں نے تو نہیں سنی جبکہ میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ میں نے یہ ریکارڈ نکلوایا ہے پچھلے 12 سالوں میں کبھی بھی اس محکمہ کا ایک بھی business ایوان سے اسے refer نہیں ہوا۔ میں ایک اور کمیٹی Standing Committee on Industries and Commerce and Investment کا بھی نام لوں گا آپ اسے بھی check کروالیجئے گا۔ یہ محکمے کیا کر رہے ہیں۔ اگر 12 سالوں میں یہاں پر ایک کاغذ نہیں آیا تو اس سے پوچھ گچھ کس نے کی ہے؟ ان دونوں سٹینڈنگ کمیٹیوں کے محکموں کے وزراء نہیں ہیں اور یہ دونوں محکمے وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پچھلے 12 سالوں میں کیا کچھ بھی ایسا نہیں ہوا کہ یہاں پر اس کی approval کرائی جائے اور اسے check کرایا جائے۔ اس کا کسی قسم کا کوئی بزنس نہیں ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ میں آپ سے 12 سال کہہ رہا ہوں اور کوئی ایک سال نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے سال میں ایک کا کہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جب اسمبلی tenure شروع ہوتا ہے تو اس وقت کمیٹی کا ایک اجلاس ہوتا ہے جس میں چیئرمین بنایا جاتا ہے پھر that's it یہ دو تو وہ مثالیں ہیں جن میں سے ایک کا میں حصہ ہوں اور میں بتا رہا ہوں۔ اگر ایک محکمہ پر

12 سالوں سے کوئی check and balance نہیں ہے تو پھر ہم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے 36 کمیٹیاں بنائی ہیں۔ اس کے علاوہ total empowerment یہ تھی کہ ایوان کا تقدس اور اس کا check and balance ہو گا۔ ہمارے پاس اور کوئی اختیار نہیں ہے لیکن کیا ہم check and balance کا اختیار بھی نہیں لے سکتے۔ ہم نے تجویز دی تھی کہ Public Petitions کی ایک کمیٹی بنائی جائے کہ عوام اپنے طور پر direct اس ایوان کے ساتھ contact کر سکیں۔ یہ عوام کا ایوان ہے اور تو کسی کا نہیں ہے۔ میں یہ چند مثالیں آپ کے سامنے اس لئے رکھ رہا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا بڑا اچھا initiative ہے، میں اسے appreciate کرتا ہوں لیکن یہ تو کوئی بات نہیں کہ آپ اس کے اندر صرف اپنی مرضی کی ترامیم لے آئیں۔

جناب سپیکر! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی اس بات سے بھی agree نہیں کروں گا کہ بعد میں کر لیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ بعد میں کیا ہو گا؟ یہ کاغذ کا پلندا ہے اس میں دو صفحے اور آ جاتے تو آج ہی ہو جاتا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ گورنمنٹ کے ممبران سے view لیا جائے کیونکہ وہ بھی مجبور ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ایوان کی sense لے لیں، صرف اس سوال پر لے لیں کیونکہ میں آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس کمیٹی کی میٹنگز میں پچاس پچاس ممبران اپنی input دینے کے لئے آئے تھے۔ ان پر کیا گزر رہی ہو گی کہ کیا ہم نے وقت ضائع کیا ہے۔ آپ بے شک ایوان کی sense لے لیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے اور آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اس کمیٹی کی جو سفارشات تھیں اگر وہ acceptable ہیں تو بے شک ایوان میں آ کر جس طرح آج بات ہو رہی ہے ان پر discussion ہو اور ایوان جس پر agree کر جائے وہ Rules of Procedure کا حصہ بن جائے اور جسے نہ کرے وہ ختم ہو جائے۔ اس پر سٹینڈنگ کمیٹی نے بہت محنت کی ہے اور اس میں کوئی lacuna نہیں ہے۔ اپوزیشن کا وژن ہے اور غور کیا جائے تو اس میں صرف empowerment ہی گورنمنٹ کی ہے۔ اپوزیشن کے پاس تو صرف چھ کمیٹیاں ہیں۔ اگر ہم ان چھ کمیٹیوں کی بات کریں تو وہ ایسی ہیں جن کا اجلاس بارہ بارہ سال سے نہیں ہوا۔ اگر آج یہ نہیں ہو گا تو اگلے بارہ سال بھی کچھ نہیں ہو گا۔ اگر یہ بات آپ کے اور اس ایوان کے ذمہ ہے یا حکومت اپنے اوپر لینا چاہتی ہے تو بالکل کر لے۔

جناب سپیکر! میری صرف یہی درخواست ہے کہ اگر ہم 19 سال بعد ایک initiative لے رہے ہیں تو ہمیں اپنی نیت کو صاف رکھنا ہے، کمیٹی میں حکومتی ممبران نے زیادہ بتایا تھا ہم بالکل اس میں شامل تھے اور اس پر ہم نے unanimously discussion کی ہے۔ ہم request کریں گے کہ

اسے لایا جائے تاکہ جو ہو وہ پتا چلے کہ actuallyاس اسمبلی کو جب ہم کہتے ہیں کہ یہ سب سے مقدس ایوان ہے تو وہon paper and in practice نظر بھی آئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دے دیں تو میں ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ لاء منسٹر یا ہمارے وزیر اعلیٰ میرے خیال میں یہی چاہتے ہیں کہ ایوان باقاعدہempowerہو محکموں کی نگرانی کر سکے۔ میں بھی اس کمیٹی کے ایک آدھ اجلاس میں گیا تھا کیونکہ مجھے بلایا گیا تھا۔ میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں اور آپ خود دیکھ لیں کہ اس کے اندر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ کسی بھی public issue پر چاہے وہ جتنا بھیburning ہو ایک معزز ممبر ایکsitting میں صرف ایکissue اٹھا سکتا ہے۔ اس کے اندر کہا گیا ہے کہ ایک سال میںmaximum three sessionsہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سال میں ایک ممبرmaximum three issues اٹھا سکتا ہے۔ آپ خود منتخب ممبر ہیں، آپ خود بتائیں کہ میرے حلقہ میں اگر فرض کریں کہ ten issues ہیں تونine issues جوburning ہوں گے وہ میں نہیں اٹھا سکتا۔ میں صرف یہ بات دیکھنا چاہتا ہوں اور آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس ایوان کو اس قابل بھی نہ رکھا کہ ہم محکموں کی نگرانی کر سکیں یا محکموں کے معاملات کو جہاں پرpublic interest ہو ایوان میں لا سکیں۔آج وہ حالات ہیں کہ اگر یہ اسی طرح منظور کی گئی تو یہ اسمبلی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ ایسا نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ سارے کے سارےissues discussہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!Sitting سے مراد ایک دن ہے۔ آپ اگلے دن بھی کوئی اورissue take up کر سکتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی آپ کے حلقہ کے جتنےburning issues ہوتے ہیں ان پر آپ کو پورا وقت دیا جاتا ہے۔ آپ کی تحاریک التوائے کار آپ کے حلقہ کے حوالے سے سب سے زیادہ آتی ہیں۔آپ جو بھی لاتے ہیں وہtake up ہوتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ اس بات کو دیکھ تو لیجئے کہ پہلے کس طرح ہو رہا ہے۔اگر 10 تحاریک التوائے کار آتی ہیں تو تمام burning ہوتی ہیں لیکن صرف 2 پاس ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!Sitting سے مراد ایک دن ہے اور آپ ایک دن میں ایک issue raise کر سکتے ہیں۔اگلے دن دوسرا issue آپ raise کر سکتے ہیں۔جی،آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں کوشش کروں گا کہ باتوں کی repetition نہ ہو کیونکہ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے ممبران کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک perception ہے جو ہم سب لوگوں کے لئے concern کی بات ہے۔وہ یہ ہے کہ public میں ایک law maker کی perception ہوتی ہے۔پاکستان کے اندر اکثر جگہوں پر آپ کو یہ سننے کو ملتا ہے کہ legislators اپنا اصل کام نہیں کرتے اور اس کو چھوڑ کر دوسرا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم جب اسمبلی سے باہر جاتے ہیں تو وہاں پر پریس کے سامنے بھی ہمارے اس طرح کے clips آپ کو نظر آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ 1997 کے بعد اگر آج حکومت نے یہ initiative لیا تھا اور جو صاحبان اس کمیٹی کے ممبران تھے، مجھے بھی مختلف forums پر اتفاق ہوا کچھ این جی اوز نے اس پر کام کیا، سیمیناروں میں حکومتی بنچوں کے کافی دوستوں سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔اپوزیشن لیڈر نے جس طرح کہا ہے کہ بیوروکریسی پر اس ایوان کی جو dependence ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہم اکثر جب آپس میں بیٹھتے ہیں تو آپ یقین کریں کہ حکومتی بنچوں پر بھی ایسے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو صلاحیتوں کے مالک ہیں اور بہت سارے ایسے ہیں جو کام کرنا چاہتے ہیں لیکن Rules of Procedure انہیں اجازت نہیں دیتے۔ جس طرح ابھی شیخ صاحب نے کہا ہے کہ آپ اس ایوان اور اس کے ممبران کو empower کریں اور وہ اپنے حلقے کے ایک سے زائد issues پر بات کر سکیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ یہاں کس لئے آتے ہیں اگر آپ سے اپنے لوگوں کی proper نمائندگی کرنے کی بھی اجازت چھین لی جائے۔یہ Standing Committees کی بات کر رہے ہیں اگر ایوان میں بھی اس کی ہمیں permission نہ دیں تو پھر ہمارا یہاں پر آنے کا مقصد کیا ہے؟ پھر تو بل جو بھی بیوروکریسی آپ کو لکھ کر دیتی ہے اس کے بارے میں یہاں اکثر ممبران کو کیوں پتا نہیں ہوتا؟ ہمارے یہاں پر پریس کے صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب یہاں پر motivation ہی نہیں ہوتی، آپ یہ دیکھیں کہ ممبران کو پتا ہے کہ ایک سکرپٹ لکھا ہوا ہے انہوں نے وہاں پر بیٹھنا ہے جو اُس طرف بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ہاں کہنا ہے اور وادھر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے

ناں کہنا ہے تو پھر کسی ممبر کو یہاں آکر کیا motivation ہو گی کہ اس Rules of Procedure میں participate کرے۔ جب issues ہی address نہیں ہونے اور مسئلے حل ہی نہیں ہونے تو میں سمجھتا ہوں اور میری لاء منسٹر صاحب سے request ہے کہ اس کو کھلے دل کے ساتھ لیں۔ آپ دو تہائی majority کے ساتھ اوپر اور نیچے بھی بیٹھے ہیں۔ یہ جو ممبرز یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ تمام آپ کے ہی ممبرز ہیں۔ یہ آپ ہی کے law maker ہیں، ان کو empower کریں گے تو آپ کی پرفارمنس میں ہی بہتری آنی ہے۔ جب آپ کی پرفارمنس میں بہتری آئے گی تو آپ ہی کا اس میں فائدہ ہے نہ ہی اپوزیشن یا کسی اور کا ہے۔ میرا تو یہ پہلا tenure ہے۔ ہمارا اس میں concern یہ ہے کہ جب میں یہاں کے حالات دیکھتا ہوں تو میں اکثر سر پکڑ کے بیٹھ جاتا ہوں یہ آپ دیکھیں کہ کتنے پیپرز بکھرے پڑے خمنیں اگر آپ اسی چیز کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ آپ 2016 میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ 1997 کے بعد یہ rules amend نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس ردی کو پرنٹ کرنے میں کتنا خرچہ آتا ہے۔ اگر آپ Budget Books اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس کی پرنٹنگ پر کروڑوں روپے خرچ آتا ہے۔ آج کل touch screen mobile ہر شخص نے اٹھایا ہوا ہے اگر آپ ایک tablet ہی یہاں پر سامنے لگوا دیں تو اس میں حکومت کی کتنی saving ہوتی ہے۔ اس طرح کی بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف صاحب! جی، اس کو دیکھتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rules میں ترمیم کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں، میں ان تمام ممبران کو جن کا تعلق حکومتی یا اپوزیشن بنچوں سے تھا ان کو appreciate کروں گا کہ ان تمام ممبران نے اس پر بہت توجہ اور بڑی dedication سے اس پر کام کیا ہے اور ان ترمیم کو ممکن بنایا کہ یہ ہم لا سکیں۔ جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی ہے، مؤکل صاحب نے بات کی ہے، دوسرے بھائیوں نے اور محترمہ نے بات کی ہے۔ یہ ٹوٹل 26 ترامیم تھیں جو کہ suggest ہوئی تھیں ان میں سے 19 ترامیم 100 فیصد اور 5 ترامیم جزوی طور پر آج کی ان ترامیم کے ایجنڈے میں شامل ہیں۔ صرف دو یا تین ترامیم کو نہیں لایا گیا ہے لیکن اس پر بھی یہ فیصلہ نہیں ہے کہ ان کو ہم نے discard کر دیا ہے بلکہ یہ کمیٹی اپنی working continue رکھے گی اور اس پر جو اعتراضات ہیں، مثال کے طور پر محترم قائد حزب اختلاف نے جو سوال کیا ہے کہ ان کا اس تجویز میں یہ فرمانا ہے کہ جب استحقاق کمیٹی یا دوسری جو کمیٹیز ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ:

After the recommendation by the Committee on Privileges and any other Committee the matter may be referred to a Judicial Committee for further necessary proceedings if a case of punishment is involved.

جناب سپیکر!اب اس پر ایک بڑاآئینی اعتراض ہے کہ کیا جوjudicial powers ہیں وہ کسی کمیٹی کو دی جاسکتی ہیں، کیایہاں پر سزااور جزا کے لئے کوئی عدالت لگائی جاسکتی ہے یاjudiciary کا کوئی process invoke کیا جاسکتا ہے ؟اس پر مزید بحث کرنے کے لئے میں تیار ہوں اور دوست جو دلائل پیش کریں گے اس کو بالکل ہم سنیں گے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی ایسا کام کرلیں اور اس سے اگلے دن کورٹ سے down struck ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے اس قسم کی چیزوں کو ابھی اس ایجنڈے پر نہیں لایا گیا ہے۔ اب اسی طرح سے بات ہوئی ہے کہ Question Hour کا دورانیہ بڑھا دیا جائے تو اس کے متبادل بھی ایک تجویز ہے اور اس میں وزن بھی ہے اس پر بالکل ہم discussion کریں گے۔ یہ سوال آپ دیکھیں کہ کسی کو اس بات سے کیا concern ہے کہ میرے حلقے میں نالیوں کی ٹوٹل پیمائش کتنی ہے، کتنے پُل بنے ہوئے ہیں، کتنی سڑکیں ٹوٹی یا بنی ہوئی ہیں اور میرے حلقے کے کسی تھانے میں فلاں جُرم میں کتنے مقدمے درج ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر!یہ سوالات میرے سے تو تعلق رکھتے ہوں گے and it may possible کہ میرے حلقے کی نوعیت کے حساب سے وہ میرے لئے بہت اہم ہوں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شاید پورے معزز ایوان کے لئے اس کی importance نہیں ہے تو کیا اس میں کوئی ایسا طریق کار involve کیا جاسکتا ہے کہ جو سوالات میرے حلقے سے specific ہوں ان کا جواب محکمے سے منگوائیں، ہم آپ کو یہ نہیں کہتے کہ محکموں سے جواب نہ منگوائیں لیکن صرف جواب منگوایا جائے اور وہ مجھے بھیج دیا جائے۔ اس ایوان میں صرف ان سوالات کو for discussion لایا جائے کہ جو سوالات پورے ایوان سے concern رکھتے ہوں تاکہ اس پر ضمنی سوال بہتر ہو سکیں اور ایک healthy debate ہو سکے اور محکموں کا healthy احتساب ہو سکے۔ اس معیار کو judge کرنے کے لئے ڈپٹی سپیکر کی سربراہی میں یا جو بھی اس کا طریق کار ہو پھر اسے دیکھا جائے، تو پھر اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ کتنے سوال ایوان میں آئیں گے اور کتنے سوالات کا ایوان سے باہر جواب دے دیا جائے گا تو may possible کہ یہ جو ایک گھنٹے کا وقت ہے یہ کافی تصّور ہو۔ اسی طرح subordinate legislation کی بات ہے تو subordinate legislation میں جب ایک ordinance یہاں پر بل کی صورت میں پیش ہو

کرا ایکٹ بن جاتا ہے تو پھر اس ایکٹ کو enforce کرنے کے لئے فوری طور پر rules بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ان rules کو subordinate legislation کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس میں اگر قدغن لگا دی جائے کہ subordinate legislation through Committees ہو گی یا Committees کو superior بنانے سے پہلے enforce نہیں کیا جائے گا تو اس سے کچھ پیچیدگیاں آ سکتی ہیں کیونکہ Committees کا اجلاس ہونا ہوتا ہے، بعض اوقات کورم کا مسئلہ بن جاتا ہے اور بعض اوقات موجودہ صورتحال میں اگر اس چیز کو لایا جائے گا تو it may be possible کہ جو آپ کے پاس یہاں پر اجلاس کی سہولت ہے اس کے پیش نظر بھی یہ دیکھا جائے کہ فلاں کمیٹی کا اجلاس ان دنوں میں ہو سکتا ہے یا ان دنوں میں اس کی گنجائش نہیں ہے تو ان تمام چیزوں کو under consideration لاتے ہوئے ان چیزوں کو مؤخر کیا گیا ہے اور ان کو discard نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا chapter پڑھ لیا جائے، میں پوری دیانتداری سے اور میں خود بھی ممبر ہوں اور میں اس معزز ایوان کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں کہ ان میں کتنے توجہ دلاؤ نوٹس ہیں جو اس پر پورا اترتے ہیں اگر ان rules کو apply کریں تو شاید آپ کو ہفتے میں جو دو دن ہیں ان میں سے دونوں دنوں میں دو، دو توجہ دلاؤ نوٹس کی بجائے ایک ایک رہ جائے یا کسی دن وہ ایک بھی نہ ہو۔ اب ایک اخباری خبر کے مطابق یعنی کسی واقعہ کا توجہ دلاؤ نوٹس کی جو spirit ہے کیونکہ یہ چیزیں تحریک التوائے کار میں بھی آ سکتی ہیں تو وہ ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح سے جو تحریک التوائے کار ہے کہ اس کو ایک کر دیا جائے۔ جب یہاں پر اکٹھی تیرہ تیرہ تحاریک التوائے کار محترم شیخ علاؤالدین نے پڑھی ہیں تو اس ایوان میں سے ہی آوازیں اٹھی ہیں کہ اس کا کچھ کریں کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تمام ممبران کو موقع ملنا چاہئے یہ صرف میرا ہی حق نہیں ہے کہ میں ہی اگر چار مسئلوں کو سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے اس پر کتنی تحریک التوائے کار ہیں جو اس بات پر پوری اترتی ہیں۔ اب اس میں سیکرٹریٹ کا معاملہ یہ ہے کہ جن سے یہ بات discuss ہوئی تو انہوں نے کہا ہے کہ ہم تو اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہم کسی ممبر کو یہ کہہ سکیں کہ جناب آپ کی قرارداد یا تحریک التوائے کار اس معیار پر پورا نہیں اتری۔ میں محترم شیخ علاؤالدین کی اس بارے میں تعریف بھی کروں گا کہ انہوں نے ہمیشہ جو تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں، وہ بڑی معیاری پیش کی ہیں اور وہ بہت محنت کر کے پیش کرتے ہیں لیکن اکثر تحاریک التوائے کار کو اگر آپ دیکھیں تو وہ

واقعتاً اسمبلی کی فوری دخل اندازی کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتی ہیں۔ کیا اس کے لئے ایک ایسی کمیٹی جو ممبران پر مشتمل ہو اور جو کسی اپنے برادر ممبر کو یہ کہہ سکے کہ نہیں بھئی یہ معاملہ آپ دیکھیں اور یہ اس طرح سے نہیں ہے کیونکہ اس کمیٹی کو یا اپنے ساتھی ممبران کو کوئی pressurize نہیں کر سکے گا لیکن سیکرٹریٹ شاید اس قابل نہ ہو؟

جناب سپیکر! یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کو ہم نے صرف اس مقصد کے لئے for further discussion روکا ہے کہ ان کے بارے میں جو دوسرا موقف ہے اس موقف میں بھی ایک وزن ہے اور اس کو بھی دیکھ لیا جائے یا جو دوسرا طریق کار ہے، جو پیش کیا جا رہا ہے کہ اس طریق کار کے مطابق ان چیزوں کو دیکھا جائے تو اس کے بعد جو اس میں فیصلہ ہو گا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ 26 ترامیم تھیں جن میں سے جو جزوی طور پر ہوئیں اور جو نہیں take up ہو سکیں، ان کی تعداد کل تین چار بنتی ہے تو یہ مناسب نہیں تھا کہ ان کے اوپر اگر ہمیں further discussion کی ضرورت ہے اور ان کے اوپر ایک counter argument ہے اور اسے دیکھنے کی ضرورت ہے تو ہم 20 ترامیم جن کے اوپر مکمل اتفاق ہے یعنی جو ترامیم پیش ہو رہی ہیں اس میں محترم اپوزیشن لیڈر نے بھی جس طرح سے فرمایا کہ اس کے اوپر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ کمیٹی نے unanimously approve کی ہیں اس لئے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ کوئی مناسب روّیہ نہیں ہو گا کہ چھ کے لئے ہم 20 ترامیم جن پر مکمل consensus ہے اور یہ بہت ہی useful ہیں۔ ان ترامیم کے آج پاس ہونے سے معزز ایوان کی کارکردگی اور اس کے طریق کار میں بہت بہتری آئے گی یعنی اس میں preciseness آئے گی اور ممبران کو مزید موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! Zero Hour، اب اس میں ہمیشہ یہ بات ہوتی ہے کہ سپیکر صاحب یعنی Chair کہہ رہی ہوتی ہے کہ نہیں جی، اب ہم نے یہ بزنس لینا ہے اور یہ بزنس لینا ہے اور معزز ممبران کا اس بارے میں گلہ رہ جاتا ہے تو اس کو must کر دیا گیا ہے کہ Zero Hour ہو گا اور اس کو بعد میں اس لئے رکھا ہے کہ اگر انتہائی important issue کے اوپر کوئی معزز ممبر بات کرنا چاہیں تو اس کے لئے پھر time limit نہ ہو کہ جلدی کریں کیونکہ ہم نے فلاں بزنس take up کرنا ہے تو اس کو لائے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس میں یہ بھی must کر دیا گیا ہے کہ سال کا پارلیمانی کیلنڈر ہر قیمت پر بنایا جائے گا اور بنانے کے بعد اس پر implement کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! جہاں تک suo moto کا معاملہ ہے کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں، سٹینڈنگ کمیٹیوں کے suo moto کا تجربہ قومی اسمبلی میں بھی ہوا لیکن پھر بعد میں کیا ہوا کہ اس suo moto اختیار کو جناب سپیکر کے ساتھ attach کر دیا گیا کہ with the permission of Speaker بات پھر وہیں پر آ گئی۔ اب کیا ہے، اب اگر ایک سٹینڈنگ کمیٹی کے معزز ممبران ہیں یا باقی ایوان ہے یعنی ایوان نے بھی refer کرنا ہے ناں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کے پاس کتنے پرائیویٹ ممبرز بل ہیں، اگر یہاں پر ممبران پرائیویٹ بل لے کر آئیں تو میں یہ پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے پچھلے 7/6 سالوں میں ایک پرائیویٹ ممبر بل کو oppose نہیں کیا بلکہ انہیں refer کیا ہے اور اگر۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے دو بل جمع کروائے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! درست ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبر بل، کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ فنانس سے متعلق بل پیش کریں کیونکہ وہ بل فنانس ڈیپارٹمنٹ کی permission سے آتا ہے۔ باقی اور بے شمار لاء ہیں جن پر آپ ترمیمی بل لا سکتے ہیں اور جو بل آئے ہیں وہ کمیٹی کو بھجوائے ہیں۔ اسی طرح سے جو دوسری سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں، ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بزنس کے لئے یہاں پر ممبران کو کس نے روکا ہے۔ آپ ان ڈیپارٹمنٹس سے متعلق چیزیں لے کر آئیں اور اس ایوان میں پیش کریں اور ان کو refer کروائیں تاکہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاس ہوں لیکن اگر یہاں ایوان میں اس بزنس کو نہیں لایا جائے گا اور اس کو پھر اس طرح سے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ suo moto اختیار دیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تجربہ شاید قومی اسمبلی میں بھی کامیابی سے نہیں چلا لیکن اس پر بھی debate ہو سکتی ہے کہ کیا جو چیز یا جو بزنس ایوان میں لایا جائے، میں نہیں سمجھتا کہ یہاں پر کبھی بھی اس بات پر resistance ہوئی ہے۔ ہمیشہ اگر کسی نے کہا ہے کہ میری یہ تحریک التوائے کار ہے یا میر اپوائنٹ آف آرڈر ہے، یہ resolution ہے یا یہ چیز ہے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے لیکن ہمارا وہاں پر روّیہ یہ ہوتا ہے کہ سپیشل کمیٹی بنا دیں سٹینڈنگ کمیٹی کو بزنس نہیں بھیجنا اس لئے یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر further debate کی ضرورت ہے اور further debate کے بعد یعنی جو arguments from one side ہیں جو arguments from the other side ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے ان چیزوں کو بھی بالکل لے کر آئیں گے لیکن یہ

مناسب نہیں تھا کہ پانچ یا چھ ترامیم کو final کرنے کے لئے ہم ان 20/19 ترامیم کو روکیں جو کہ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے یہ notice of amendment میں نے پیش کیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اس کو oppose نہیں کریں گے اور oppose کا gesture جو ہے اسے واپس لے لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جواب تو دیا ہے باقی ساری باتوں کا لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں پر جو ایوان میں سارے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا اطمینان نہیں ہے اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں اور ان کی empowerment کے بارے میں وہ کہتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ باقی جو بھی ترامیم ہیں، میں نے تو پہلے بھی کہا کہ ان کو ہم oppose نہیں کرتے لیکن یہ ایک اتنی ضروری ترمیم تھی کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹی از خود اجلاس نہیں بلا سکتی تو آپ تصّور کریں کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کے "پلے" کیا ہو گا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو اسی طرح سے ہے ناں کہ اگر آپ کسی کے ہاتھ چھری پکڑا دیں تو وہ کسی کا پیٹ بھی اس چھری سے پھاڑ دے، جیسے یہ کہہ رہے ہیں یا چھری سے آپ سبزی اور پھل بنائیں اور ساری عمر آپ مفید کاموں کے لئے اس چھری کو استعمال کریں۔ اگر مرکز میں کسی وقت کوئی غلط تجربہ ہو گیا ہے تو اس کی بنیاد پر میرا خیال ہے کہ اسے جواز نہیں بنایا جا سکتا کہ ہماری پنجاب اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کی empowerment نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر رانا صاحب اب نہیں لے کر آنا چاہتے تو وہ جو کمیٹی بنی ہوئی ہے، جس طرح انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کو ہم دوبارہ review کریں گے۔ باقی جو ہماری سفارشات ہیں تو ہمارا سب سے زیادہ emphasis اس بات پر ہے کہ کمیٹیوں کو فعال بنانے کے لئے اور انہیں empower کرنے کے لئے ہمارا سب سے زیادہ stress ہے اور اگر لاء منسٹر کہتے ہیں کہ ہم اس کو دوبارہ review کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے میں ان ترامیم کو oppose نہیں کرتا اور ہم ان کو پاس کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے بالکل بات کی کہ وہ review کریں گے اور کمیٹی بھی اپنا کام کرتی رہے گی۔

Thank you. Leave is granted. Minister for Law may move his motion for consideration of the proposed amendments.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 one by one.

RULE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 2 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment in Rule 2, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 18 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 18, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 23 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 23, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW CHAPTER IV-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Chapter IV-A is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the insertion of new Chapter IV-A, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW RULES 33A AND 33B

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Rules 33A and 33B is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the insertion of new Rules 33A and 33B, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 42

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 42 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 42, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 54

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 54 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 54, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 65

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 65 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 65, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 74

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 74 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the substitution of Rule 74, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW RULE 84A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Rule 84A is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment for the insertion of new Rule 84A, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 101

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 101 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment for the substitution of Rule 101, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 113

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 113 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment in Rule 113, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW CHAPTER XII-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Chapter XII-A is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the insertion of new Chapter XII-A, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 115

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 115 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 115, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 126

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 126 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the substitution of Rule 126, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 148

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 148 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 148, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 150

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 150 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 150, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 151

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 151 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 151, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE 166

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment in Rule 166 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in Rule 166, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 191

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 191 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the substitution of Rule 191, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW RULE 209A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Rule 209A is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the insertion of new Rule 209A, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 221

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 221 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the substitution of Rule 221, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

INSERTION OF NEW RULE 230A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the insertion of new Rule 230A is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the insertion of new Rule 230A, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SUBSTITUTION OF RULE 240

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendment for the substitution of Rule 240 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the substitution of Rule 240, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law may move the motion for the passage of the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

(The motion was carried.)

(The Proposed amendments are passed.)

Applause!

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم Introduction of Bills ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔

Minister for Law to introduce the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016.

مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home Affairs for report within two months.

مسودہ قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Minister for Law to introduce the Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab

1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report within two months.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No.53 of 2015). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it.

The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

Since no mover is present, the same is supposed to be withdrawn.

The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

Since no mover is present, the same is supposed to be withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون(ترمیم)کینال اینڈڈرینج2015

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر:اس ترمیم کو کوئیmove کرنا چاہتا ہے؟ کوئی نہیں ہے لہٰذااس کو withdraw تصّور کیاجاتاہے۔

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایاجاتاہے۔

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

قاعدہ(2)225کے تحت مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی2015 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the University of Okara Bill 2015. Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the University of Okara Bill 2015."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the University of Okara Bill 2015."

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the University of Okara Bill 2015."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015

MR DEPUTY SPEAKER: First Reading Starts. Now, we take up the University of Okara Bill 2015. Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the University of Okara Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Okara Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the University of Okara Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBEL

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third Reading Starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the University of Okara Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Okara Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Okara Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عائشہ جاوید!آپ بات کرنا چاہتی تھیں؟

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آج کا بل ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔میں خصوصی طور پر وزیر قانون کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کیونکہ میری آج دو ترامیم آئی ہیں۔ایک zero hour کے متعلق ہے اور دوسری ترمیم 338 جو کہ tentative calendar کی صورت میں ہے۔میں قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ان ترامیم کو بہت غور سے دیکھا اور approve کیا،میں تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔میں امید رکھتی ہوں کہ آنے والے وقت میں ہم اس پر صحیح طریقے سے عمل پیرا ہوں گے اور اسمبلی کے institution کو strengthen کریں گے۔بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ نے بھی اس کمیٹی میں بڑی محنت کی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 18۔فروری2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعرات،18۔فروری2016

(یوم الخمیس،9۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد19:شمارہ 15

1489

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ18۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹوں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ حکومت پنجاب کے سول حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013 (آڈٹ سال15-2014)

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سول حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013 (آڈٹ سال15-2014)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ حکومت پنجاب کی مالیہ وصولی کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال 14۔2013(آڈٹ سال15-2014)

ایک وزیر حکومت پنجاب کی مالیہ وصولی کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال 14۔2013(آڈٹ سال15-2014)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات برائے مالی سال14۔2013(آڈٹ سال 15-2014)

ایک وزیر محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات برائے مالی سال14۔2013(آڈٹ سال 15-2014)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

1490

4۔ ورکس اکاؤنٹس، حکومت پنجاب برائے مالی سال 14۔2013(آڈٹ سال15-2014)پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ

ایک وزیر ورکس اکاؤنٹس، حکومت پنجاب برائے مالی سال 14۔2013(آڈٹ سال15-2014)پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5۔ پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلوایشن) حکومت پنجاب(آڈٹ سال15-2014) کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلوایشن) حکومت پنجاب(آڈٹ سال15-2014) کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ مدبندی حسابات، حکومت پنجاب برائے مالی سال 14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر مدبندی حسابات، حکومت پنجاب برائے مالی سال 14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

7۔ مالی گوشوارہ جات حکومت پنجاب برائے مالی سال 14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر مالی گوشوارہ جات حکومت پنجاب برائے مالی سال 14-2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

8۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2012-13

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2012-13 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

9۔ صوبائی زکوٰۃ فنڈ و قومی سطح کے ادارہ ہائے صحت پنجاب (آڈٹ سال 15-2014) کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر صوبائی زکوٰۃ فنڈ و قومی سطح کے ادارہ ہائے صحت پنجاب(آڈٹ سال15-2014) کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) عام بحث

اورنج لائن پر عام بحث

ایک وزیر اورنج لائن پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1491

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،18۔فروری2016

(یوم الخمیس،9۔ جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۖ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا۟ بِمَآ ءَاتَيْنَـٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوا۟ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا ءَامِنًا وَيُتَخَطَّفُ ٱلنَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِٱلْبَـٰطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ ٱللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾

سُوْرَۃُ العَنکبوت آیات65تا67

پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ اُن کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگے جاتے ہیں(65)تاکہ جو ہم نے اُن کو بخشا ہے اُس کی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں (سو خیر)عنقریب اُن کو معلوم ہو جائے گا(66) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو مقام امن بنایا ہے اور لوگ ان کے گرد ونواح سے اُچک لئے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں(67)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ کے آستانے کی کیا بات ہے
لاکھوں نانے بھی ہیں اور نواسے بھی ہیں
ابنِ حیدرؓ کے نانا کی کیا بات ہے
فاطمہؓ اور علیؓ پھر حسنؓ اور حسینؓ
پنجتنؓ کے گھرانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا ہے
تک کے بولیں نکیرینِ حاکم مجھے
مصطفیٰ کے دیوانے کی کیا بات ہے

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور اطلاعات وثقافت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔جی، محترمہ!اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1089 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: چائلڈ لیبر کے بارے میں تفصیلات

*1089: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈ لیبر پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں سے مزدوری کروانے یا مزدوری پر رکھنے والے کو سزا بھی دی جا سکتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جنوری2011 سے مارچ2013 تک ضلع جہلم میں کل کتنے کیسز حکومت کے ریکارڈ میں آئے ہیں؟

(د) چائلڈ لیبر کی روک تھام کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی):

(الف) ہاں!یہ درست ہے کہ Labour Laws کے تحت صنعتی و تجارتی اداروں میں بچوں کی ملازمت ممنوع قرار دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صنعتی و تجارتی اداروں میں لیبر قوانین کے منافی بچوں کی ملازمت ایک قابل سزا جرم ہے۔

(ج) جنوری2011 سے مارچ2013 تک چائلڈ لیبر ایکٹ مجریہ 1991 کے تحت ڈسٹرکٹ لیبر آفس جہلم نے 49 چالان مجاز عدالتوں میں دائر کئے۔

(د) صوبہ پنجاب میں 2010 سے لے کر اکتوبر 2013 تک چائلڈ لیبر کے حوالے سے محکمہ محنت نے 457128 معائنہ جات کئے ہیں جن کے نتیجے میں قوانین بابت چائلڈ لیبر کی مختلف دفعات کے تحت 5820 خلاف ورزیاں متعلقہ فیلڈ افسران نے رپورٹ کیں اور انجام کار درج بالا قانون کی خلاف ورزی پر آجران کے خلاف 5820 چالان درج کروائے گئے۔ مجاز عدالتوں نے تادم تحریر۔/10,36,550 روپے جرمانہ عائد کیا ہے اور یہ ایک لگاتار عمل ہے جو کہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔

حکومت پاکستان نے کنونشن نمبر 138 برائے کم عمری اور کنونشن نمبر 182 برائے Worst Forms of Child Labour کو ratify کیا ہوا ہے جو کہ حکومت کی غیر متزلزل کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آئین پاکستان کے تحت بھی بچوں کا تحفظ تسلیم شدہ ہے۔ درج بالا آئینی اور بین الاقوامی وعدوں کی تکمیل کے لئے قانونی اور انتظامی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ Factories Act کے سیکشن 50 اور Shops & Establishments Ordinance کے سیکشن 20 کے تحت چائلڈ لیبر ممنوع قرار دی گئی ہے۔ چائلڈ لیبر قوانین کو مزید مؤثر اور ILO متعلقہ کنونشنز کے عین مطابق بنانے کے لئے ایک نیا قانون Punjab Prohibition of Employment of Child, 2013 ڈرافٹ کیا گیا ہے جو کہ ابھی سہ فریقی مشاورت کے مرحلے میں ہے البتہ اس کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب دے چکے ہیں اور بعد از ضروری کارروائی اسے قانون سازی کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ ان قانونی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے علاوہ محکمہ محنت نے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے ضمن میں بعض اضلاع میں درج ذیل ADP schemes کا اجراء بھی کیا ہے جن کا مقصد بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا ہے متعلقہ اضلاع میں ضلع جہلم بھی شامل ہے۔ ان ADP schemes کی تفصیل درج ذیل ہے:

Title of Scheme	Approved Cost	Major Components	Allocation for 2013-14
Elimination of Bonded Labour in Brick Kilns in Lahore & Kasur (2008-14)	Rs. 123.367 Million	Establishment of 200 non-formal schools at brick kilns for 7000 children. Distribution of	Rs. 17.017 Million

		Rs. 40 M as interest free loans to 4500 workers. Registration of 13000 workers with NADRA.	
Combating Worst Forms of Child Labour in Jhang, Layyah, Chakwal & Jhelum (2011-16)	Rs. 180.832 Million	Establishment of 120 non-formal schools for 4200 children engaged in worst forms of child Labour. Establishment of 160 Adult Literacy cum Skills Training Centres for 4000 children. Provision of micro credit to the families of children enrolled at NFE Centres.	Rs. 9.912 Million
Extension of Elimination of Bonded Labour in 4 districts of Punjab including Gujrat, Faisalabad, Sargodha & Bahawalpur (2012-18)	Rs. 196.987 Million	Establishment of 200 NFE Centres at brick kilns for 6000 children. Facilitation to get CNICs for 7000 workers. Interest free micro credit. Health and hygiene Camps for brick kiln workers	Rs.10.071 Million.

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ج) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ جنوری2011 سے مارچ2013 تک چائلڈ لیبر ایکٹ مجریہ 1991 کے تحت ڈسٹرکٹ لیبر آفس جہلم نے 49 چالان مجاز عدالتوں میں دائر کئے۔ آگے جز(د) میں انہوں نے تھوڑا جواب بھی دیا ہوا ہے۔ میں اس کو elaborate کرنا چاہوں گی اور ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ چالان کے بعد طریق کار ہے کہ جرمانہ کیا جاتا ہے تو کیا جرمانے کے بعد بھی اگر کوئی اس سے منع نہیں ہوتا تو کیا اس کے لئے کوئی سزا بھی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! آرڈیننس میں سزا اور جرمانہ بھی ہے لیکن عدالتوں نے ان 49 کیسوں میں صرف جرمانے کئے ہیں اور سزا نہیں دی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(د) میں انہوں نے میرے شہر جہلم کے لئے

Combating Worst Forms of Child Labour in Jhang, Layyah, Chakwal & Jhelum.

لکھا ہے اور پھر آگے لکھا ہے کہ:

Establishment of 120 non-formal schools for 4200 children engaged in Worst Forms of Child Labour.

تو kindly مجھے بتادیں کہ جہلم میں اس وقت کتنے non-formal school ہیں اور کتنے بچے ان سے مستفید ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! اس میں ہم نے overall report submit کی ہے۔ اگر یہ specifically جہلم کا مجھ سے پوچھنا چاہتی ہیں تو یہ question put کر دیں میں ان کو proper اس کی detail جہلم کے حوالے سے دے دوں گا۔ ہم نے جو پراجیکٹ شروع کیا تھا تو یہ پورے پراجیکٹ کی detail ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال specifically جہلم پر ہی ہے۔ Kindly یہ مجھے اس پر guide کر دیں۔ ان کو تھوڑا بہت تو knowledge ہونا چاہئے کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے لیہ، چکوال اور جہلم کی تفصیل دے دی ہے اور ساتھ worst forms بھی لکھا ہے۔

جناب سپیکر: جز(ج) میں ان کا specifically جہلم کے بارے میں سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میں یہاں بتاتا چلوں کہ جز(ج) کا جواب جو جہلم کے حوالے سے تھا وہ دے دیا گیا ہے۔ جز(د) میں انہوں نے پورے پنجاب کے حوالے سے پوچھا ہے تو ہم نے یہ رپورٹ اس کے حوالے سے submit کی تھی۔ اگر یہ پھر بھی جہلم کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں حالانکہ یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں بتا دیتا ہوں کہ 30 سکول اب تک establish کئے جا چکے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! with due respect چونکہ میرا تعلق ہی جہلم سے ہے اور یہ چیزیں میرے علم سے باہر نہیں ہیں۔ میں کیسے کہوں کہ یہ 30 سکول کہہ رہے ہیں لیکن on ground کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں پھر وہی بات آ جاتی ہے کہ ہمارے سوالات کے غلط جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ Kindly محکموں کو اتنا تو instruct کیا جائے کہ جو on ground ہے وہ بتائیں۔ میں پھر وہی بات کروں گی اور بار بار کروں گی کہ جواب غلط ہے۔ آگے پھر انہوں نے لکھا ہے کہ:

Establishment of 160 Adult Literacy cum Skills Training Centres for 4000 children. Provision of micro credit to the families of children enrolled at NFE Centres.

یہ ٹریننگ سنٹرز کہاں پر ہیں kindly یہ مجھے بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! یہ جو پراجیکٹ launch کیا گیا تھا اس میں ایک این جی او "اخوت" ہے جس کو گورنمنٹ بھی support کر رہی ہے۔ ان سارے سنٹرز کو اس این جی او کے ساتھ attach کر دیا گیا تھا اور وہ ان کو facilitate کر رہی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس وقت یہ جو بھی بول رہے ہیں، میری تو سمجھ میں ان کا ایک جواب بھی نہیں آیا کیونکہ on ground وہاں پر as such کچھ بھی نہیں ہے۔ میرا ادیبی علاقے سے تعلق ہے وہاں پر بہت زیادہ چائلڈ لیبر ہو رہی ہے۔ میں نے وہاں کوئی محکمہ دیکھا اور نہ کوئی اس طرح کی activity دیکھی ہے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں یہ ساری باتیں میرے تو سر سے ہی گزر رہی ہیں۔ یہ کہاں کی باتیں کر رہے ہیں، کیا یہ برطانیہ اور امریکہ کی باتیں کر رہے ہیں؟ کم از کم پاکستان اور میرے ڈسٹرکٹ میں تو یہ نہیں ہو رہا۔ میری بڑی humble request ہے کہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ تو بتادیں کوئی بات نہیں ہم ان سے request کر لیں گے کہ آئندہ کم از کم اس میں بہتری کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! یہ سب on the record باتیں ہیں۔ اگر ان کو وہاں کوئی چیز نظر نہیں آئی تو میں یہاں لا کر نہیں دکھا سکتا۔ یہ ساری چیزیں on ground ہیں۔ یہ مجھے کوئی چیز بتادیں۔ میں نے جہلم کے 30 سکول بتائے ہیں۔ اگر ان کو تفصیل چاہئے کہ کہاں کہاں وہ سکول واقع ہیں تو یہ fresh question put کر دیں میں ان کو answer دے دوں گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں fresh question تو کر لوں گی۔ Kindly مجھے detail دے دیں کہ یہ سارے کام کہاں پر ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! ہم ان کو معائنہ کروا سکتے ہیں۔ یہ کوئی issue نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 6572 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4923 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سوشل سکیورٹی کے دفتر سے متعلقہ تفصیلات

***4923: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل سکیورٹی کا ضلعی دفتر گزشتہ دور حکومت میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جھنگ شفٹ کر دیا گیا تھا اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفتر کے شفٹ ہونے سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مزدوروں کے مسائل بڑھ گئے ہیں اور محکمہ کی گرفت آجروں پر کم ہو گئی ہے؟

(ج) کیا محکمہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سوشل سکیورٹی ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی):

(الف) یہ بات درست ہے کہ محکمہ سوشل سکیورٹی کا سب آفس پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تھا جسے ضلع جھنگ میں شفٹ کر دیا گیا ہے کیونکہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود 655 صنعتی اداروں میں کام کرنے والے ورکروں کی تعداد 14011 ہے جبکہ ضلع جھنگ میں موجود 758 صنعتی اداروں میں 8353 ورکر کام کر رہے ہیں، اس فرق کی وجہ سے آجر اور ورکرز کے مسائل کو حل کرنے کے لئے یعنی آجر کو کنڑی بیوشن ادا کرنے کے لئے جھنگ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانا پڑتا تھا اور ورکرز کو بھی سوشل سکیورٹی کارڈ بنوانے یا مالی معاملات کے لئے جھنگ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانا پڑتا تھا اس لئے انتظامی طور پر مسائل کے حل کے لئے دفتر جولائی 2008 سے جھنگ شفٹ کر دیا گیا ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ بات درست نہیں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے دفتر شفٹ کرنے سے مسائل بڑھ گئے ہیں اور نہ ہی اس سلسلہ میں محکمہ کو کسی قسم کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے کیونکہ وہ تمام سہولیات جو کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ورکرز اور ایمپلائز کو مہیا تھی وہ اب بھی بدستور مل

رہی ہیں جیسا کہ ورکرز کو سوشل سکیورٹی کارڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہی جاری ہو رہے ہیں اس کے علاوہ ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ اور کمالیہ کے ورکرز کو پیمنٹ بھی ان کے متعلقہ پے آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ اور کمالیہ سے ہی کی جاتی ہے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کام کرنے والے ورکرز کی تعداد 4011 ہے جو کہ محکمہ سوشل سکیورٹی کی پالیسی کے تحت ہسپتال بنانے کے لئے ناکافی ہے اس لئے محکمہ کا فی الحال ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہسپتال بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔البتہ محکمہ کی جانب سے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ورکرز اور ان کے لواحقین کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ایک میڈیکل سنٹر، دو سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں اور چار سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر قائم کئے گئے ہیں جن میں ورکرز اور ان کے لواحقین کو مفت ادویات اور علاج معالجہ کی سہولیات میسر ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب آیا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ محکمہ سوشل سکیورٹی کا سب آفس پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تھا جسے ضلع جھنگ میں شفٹ کر دیا گیا ہے کیونکہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود 655 صنعتی اداروں میں کام کرنے والے ورکروں کی تعداد 14011 ہے جبکہ ضلع جھنگ میں موجود 758 صنعتی اداروں میں 8353 ورکرز کام کر رہے ہیں، اس فرق کی وجہ سے آجر اور ورکرز کے مسائل کو حل کرنے کے لئے یعنی آجر کو کنٹری بیوشن ادا کرنے کے لئے جھنگ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانا پڑتا تھا اور ورکرز کو بھی سوشل سکیورٹی کارڈ بنوانے یا مالی معاملات کے لئے جھنگ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانا پڑتا تھا اس لئے انتظامی طور پر مسائل کے حل کے لئے دفتر جولائی 2008 سے جھنگ شفٹ کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 14011 لوگوں کو زیادہ تکلیف ہو گی یا 8353 کو زیادہ تکلیف ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! 4011 تعداد ہے یہاں typing mistake ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جز(ج) میں صحیح لکھا گیا ہے۔اس کو clerical mistake سمجھ لیں۔اب آپ کوئی اور سوال کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ جی نہیں یہ بات درست نہیں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے دفتر شفٹ کرنے سے مسائل بڑھ گئے ہیں۔ اگر جھنگ کے لوگوں کو ٹوبہ ٹیک سنگھ آنے میں مسائل ہیں تو کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگوں کو جھنگ جانے میں مسائل نہیں ہیں؟ یہاں ایک دفتر کام کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: ان کی کوئی تعداد ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پھر پہلے کیوں بنایا تھا؟ کیا پہلے تعداد زیادہ تھی، تعداد بڑھتی ہے یا کم ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ کوئی فیکٹری بند ہو گئی ہو۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کوئی فیکٹری بند نہیں ہوئی۔ جس کا چائلڈ لیبر ہوتا ہے وہ اس طرف چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ان کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میں یہ یہاں پر وضاحت کرتا چلوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جھنگ میں ایک علیحدہ دفتر تعمیر کیا گیا ہے جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دفتر تھا وہ آج بھی working position میں ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اس سے ملحقہ لوگ اسی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دفتر سے facilitate ہو رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ دفتر شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ جھوٹ ہے یا جو معزز پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں وہ جھوٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میرے قابل دوست حلقے میں جا کر دیکھیں کہ وہ دفتر شفٹ ضرور کیا گیا ہے لیکن جو ٹوبہ ٹیک سنگھ والا دفتر تھا وہ آج بھی وہاں پر قائم ہے اور وہاں پر workers proper facilitate ہو رہے ہیں جبکہ جھنگ میں ایک علیحدہ سے set up بنایا گیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ دفتر کسے کہتے ہیں جبکہ وہاں پر جو افسر اور عملہ موجود تھا وہ شفٹ ہو گیا ہے اور اس دفتر کی working بند ہو گئی تو یہ پھر کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر دفتر وہاں پر موجود ہے تو پھر شفٹ کیا چیز ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل(میاں نوید علی):جناب سپیکر!آج بھی وہاں پر hospital treat ہو رہا ہے وہاں پر ایک گریڈ16 کا سوشل سکیورٹی آفیسر اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔اگر آج یہ چاہیں تو میں ان کو وہاں لے جا کر دورہ کروا سکتا ہوں کہ وہاں کے ملحقہ جو لوگ مریض ہیں یا جو لیبر ہے وہ وہاں سے facilitate ہو رہی ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میں نے ہسپتال کی بات ہی نہیں کی ہے میں نے تو اس دفتر کی بات کی ہے۔یہ اگلے صفحے میں یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم ہسپتال بنا ہی نہیں سکتے،وہاں پر جس ہسپتال کی یہ بات کر رہے ہیں وہ تو وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:میاں صاحب!ان کا وہاں پر میرے خیال میں sub office ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل(میاں نوید علی):جناب سپیکر!آج بھی وہاں پر دفتر ہے اور وہاں پر proper working ہو رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میرا سوال گزر گیا ہے میں نے بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ موجود نہیں تھیں میں نے آپ کو call کیا تھا۔آپ اب اس طرح کی بات نہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میں ٹریفک کی وجہ سے late ہو گئی ہوں۔

جناب سپیکر:محترمہ!وہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔آپ کا آگے بھی سوال آ رہا ہے۔ایک تو ختم ہو گیا ہے اس سے آگے بھی آ رہا ہے۔جی،میاں صاحب!آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس دفتر میں سہولیات مل رہی ہیں تو پہلے کون سی سہولیات تھیں کہ اتنے سالوں تک وہاں پر دفتر قائم رہا وہ عملہ جو وہاں سے شفٹ کیا گیا ہے وہ وہاں کیا سہولیات فراہم کرتا رہا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل(میاں نوید علی):جناب سپیکر!سہولیات دفتر سے نہیں ہسپتال سے ملتی ہیں کیونکہ یہ سوشل سکیورٹی کا ایک ادارہ ہے۔دفتر کے مسائل وغیرہ officers rank کے لوگ deal کرتے ہیں تو میں یہاں یہ further information بتاتا چلوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چار ایمرجنسی سنٹرز،دو ڈسپنسریاں اور ایک میڈیکل سنٹر بھی وہاں پر کام کر رہا ہے جہاں سے تمام مریضوں کو فائدہ ہو رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے دوست پھر اس طرف چلے جاتے ہیں میں یہ بات نہیں کر رہا ہوں کہ وہاں پر ڈسپنسریاں نہیں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ دفتر کس مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اور وہ کیا مسائل حل کرتا ہے اگر وہ دفتر وہاں سے شفٹ ہو گیا ہے تو وہ مسائل کہاں حل ہوتے ہیں، یا پھر دفتر بند کر دیں جب اس کا کوئی کام ہی نہیں ہے وہ جھنگ میں بھی بند کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا تھا کہ جہاں پر وہ دفتر شفٹ کیا گیا ہے وہاں پر ورکرز کی تعداد زیادہ تھی، وہاں پر زیادہ ضرورت تھی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گریڈ16 کے آفیسرز مسائل سنتے ہیں اور اس کے بعد تمام مسائل کو compile کر کے ان کا جو بھی حل ہوتا ہے وہ دے دیا جاتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ میرے دوست اس میں سے کیا نکالنا چاہ رہے ہیں، میں اس کا مکمل جواب دے چکا ہوں کہ یہ سوشل سکیورٹی کے جو ہسپتال ہیں اس سے related ایک ادارہ ہوتا ہے اور اس کے related مسائل ہوتے ہیں، ان سب کا ہیڈ آفس تو پھر لاہور میں ہے اگر یہ سارے مسائل وہاں پر حل کرنا چاہتے ہیں پھر اس کا تو حکومت کچھ نہیں کر سکتی ہے۔ یہ سارے معاملات area wise چلتے ہیں جو ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اس سے ملحقہ علاقہ کے مسائل ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان سے صرف اپنی عوام کی چھینی گئی سہولت واپس چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ طریق کار اور ہے۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں وہ سہولت واپس چاہتا ہوں اور میں اس میں سے کچھ نہیں نکالنا چاہتا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ سہولت کیوں عوام سے چھینی گئی ہے۔ کیا وہاں کے اس وقت جو نمائندے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جو سہولت چھینی گئی ہے اس کو واپس کروانے کا طریق کار اور ہے، یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ اس طریقے سے چلیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چلیں، جو پھر طریقہ ہے وہ یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ خود جانتے ہیں۔ آپ کا ADP آئے گا اس میں آپ اپنی کوشش کریں اور اپنی درخواست دیں۔ یہاں پر آپ اپنے سوال کا جواب لے رہے ہیں یہ تو بات ٹھیک نہیں ہے۔ محترمہ! اگلا سوال آپ کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا اس سوال کے جز(ج) کے بارے میں ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ورکرز کی تعداد کافی نہیں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ورکرز کی تعداد کتنی ہو جس پر محکمہ ہسپتال بنانے کا فیصلہ کرتا ہے اس کی yard sticks کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو یہ تفصیل بتا دیتا ہوں کہ یہ ادارے کے لحاظ سے ایک proper detail ہے کہ ایمرجنسی سنٹر کے لئے کم از کم اڑھائی سو رجسٹرڈ لیبر، ڈسپنسری کے لئے ساڑھے سات سو، میڈیکل سنٹر کے لئے پندرہ سو، 25 بستروں پر مشتمل ہسپتال کے لئے پانچ ہزار، پچاس بستروں کے لئے دس ہزار اور سو بستروں پر مشتمل ہسپتال کے لئے 25 ہزار لیبر رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے یہ حکومت کا criterion ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے وہاں ورکر ویلفیئر بورڈ کا ایک سکول بنانے کے لئے request کی ہے یہ کوئی تین یا چار ماہ پہلے study ہوئی ہے، وہاں اس study میں محکمے نے ساڑھے آٹھ ہزار لیبر دی ہے، اب کس چیز کو ہم درست مانیں اور کس کو غلط مانیں۔ پھر وہی بات ہو گی کہ جواب غلط دیا جا رہا ہے پھر تو میں یہی کہہ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جی، وہ ساڑھے آٹھ ہزار لیبر کی بات کر رہے ہیں۔ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس کی آپ کے پاس کوئی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! نہیں، ایسی کوئی چیز نہیں ہے یہ جو میں نے آپ کو criterion بتایا ہے اس کے مطابق جہاں جہاں بھی پورے پنجاب میں لیبر رجسٹرڈ ہے وہاں پر facilities دی جا رہی ہیں۔ اگر وہاں پر کوئی ایسی چیز نہیں ہے تو وہاں پر labour رجسٹرڈ نہیں ہو گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پاس ڈیپارٹمنٹ کا لیٹر ہے وہ میں next time House میں لا کر پیش کر دوں گا تاکہ پھر بعد میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب پورے ایوان میں اس کو بیان کریں گے تو پھر کیا ہو گا جو غلط ہو گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! چلیں، آپ لے آئیں پھر ہم بھی دیکھ لیں گے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 6573 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب آرٹس کونسل سے متعلقہ تفصیلات

***6573: محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے تحت کتنی آرٹ کونسلز کہاں کہاں چل رہی ہیں؟

(ب) پنجاب آرٹس کونسل کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کے کل ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(د) پنجاب آرٹس کونسل صوبہ میں آرٹ کی ترقی وترویج کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے تحت 9 آرٹس کونسلز چل رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	راولپنڈی آرٹس کونسل، راولپنڈی	2۔	مری آرٹس کونسل، مری
3۔	فیصل آباد آرٹس کونسل، فیصل آباد	4۔	گوجرانوالہ آرٹس کونسل، گوجرانوالہ
5۔	بہاولپور آرٹس کونسل، بہاولپور	6۔	ڈی جی خان آرٹس کونسل، ڈی جی خان
7۔	ملتان آرٹس کونسل، ملتان	8۔	ساہیوال آرٹس کونسل، ساہیوال
9۔	سرگودھا آرٹس کونسل، سرگودھا۔		

(ب)

1۔ صوبائی حکومت کی طرف سے مہیا کردہ امدادی گرانٹ۔

2۔ کونسلوں کی اپنی سرگرمیوں سے حاصل شدہ آمدن جیسے کہ ڈرامہ کے سکرپٹ کی پرتال کی فیس، آڈیٹوریم کا کرایہ اور فائن آرٹس کلاسز سے حاصل شدہ آمدن۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل میں اس وقت کل 190 ملازمین ہیں۔

ہیڈ آفس	ڈویژنل آرٹس کونسل	کل تعداد
79	111	190

(د) پنجاب آرٹس کونسل صوبہ میں آرٹ کی ترقی وترویج کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:

1۔ آرٹ کے جملہ شعبہ جات بشمول ڈرامہ، فائن آرٹس، ادبیات اور موسیقی کے پروگرام

2۔ عوام کی آرٹ سے آگاہی کے لئے مختلف کلاسز کا اہتمام

3۔ پنجاب آرٹس کونسل نوجوان نسل کو ادب اور ثقافت سے روشناس کروانے کے لئے سکولوں میں فائن آرٹس کی ورکشاپ، مصوری کے مقابلے، ڈرامے اور تقریری مقابلوں کا اہتمام کرتی ہے۔
4۔ مشہور ادبی شخصیات کے لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے مکالمہ کی فضا پیدا ہوتی ہے۔
5۔ مشہور پینٹرز کے فن پاروں کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں پاکستانی ثقافت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔
6۔ تمام آرٹس کونسل میں مشاعروں کا اہتمام کیا جاتا ہے جہاں مقامی ادبی فضا کے ساتھ وفاقی سوچ کو فروغ ملتا ہے اور ہم آہنگی کی فضا اور ملی سوچ پیدا ہوتی ہے۔
7۔ سال بھر موسیقی کے ذریعے سوفٹ کلچر اور برداشت کا کلچر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کے لئے کلاسیکی، نیم کلاسیکی، فوک اور غزل گائیکی کے پروگرام مفت تفریح کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں تاکہ صحت مندانہ سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہو۔
8۔ اسلام آباد کے لوک ورثہ میلہ میں صوبہ پنجاب کی طرف سے فنکاروں اور دستکاروں کے کام کی نمائش کے ذریعے سے شرکت۔
9۔ پنجاب فلوٹ کی تیاری اور اسلام آباد میں 23۔مارچ کو ہونے والی پریڈ میں صوبائی نمائندگی کرنا۔
10۔ ادب کے فروغ کے لئے اور کتاب کلچر کی حوصلہ افزائی کے لئے کتابوں کی رونمائی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
11۔ نادار اور بیمار فنکاروں کی مدد کے لئے آرٹس سپورٹ فنڈ کے لئے سفارشات تیار کی جاتی ہیں اور درست استحقاق کا تعین کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب آرٹس کونسل کی آمدنی کے sources کے بارے میں انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے۔ میں آپ کی اجازت سے یہ ضمنی سوال کرنا چاہوں گی، میرے سننے میں یہ آیا ہے کہ آرٹس کونسل کے کسی بھی ہال کو book کروانے کی فیس میں اچانک تین گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! سننے میں آیا ہے۔Hearsay is not valid evidence آپ کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے تو وہ مجھے بتائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! Evidence یہ ہے کہ جب کسی کو hall book کروانے کے لئے بھیجا جائے تو پہلے اگر پانچ ہزار روپے فیس تھی تو اب بیس ہزار روپے سے زیادہ ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اچانک پنجاب آرٹس کونسل کی فیس اتنی زیادہ کیوں کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتا دیجئے کیونکہ مہنگائی کا زمانہ ہے یہ بھی کیا کریں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! جو میری بہن کا ضمنی سوال ہے، اس ضمن میں عرض ہے کہ rent کی مد میں ہم نے فیسوں میں اضافہ نہیں کیا ہے۔ایک شو کے ہم پندرہ ہزار روپے لیتے ہیں اور وہی ہمارا source of income ہے جو کہ انہوں نے پوچھا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ میں ان کو یہ بالکل ensure کرواتا ہوں کہ ہم نے rent میں اضافہ نہیں کیا ہے جو ہمارا سکرپٹ کا ریٹ ہے وہ بھی دس ہزار روپے ہے۔اس میں سے 5ہزار روپے جو ممبر ہیں ان کو دے دیتے ہیں تو قیمتوں میں as such کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی یہ کہا ہے کہ فیسوں میں اضافہ نہیں کیا گیا ہے لیکن میں نے آپ کو ابھی personally عرض کیا تھا کہ ہم ایک یاد و functions کرواتے رہتے ہیں۔ہم politically بھی اور ویسے بھی functions کرواتے رہتے ہیں تو ان functions کے لئے جب ایک عام آدمی جاتا ہے تو جو حکومتی ایم پی اے یا ایم این ایز ہیں ان کو تو شاید کوئی رعایت ہو لیکن جو عام لوگ ہیں وہ وہاں پر پچیس ہزار روپے تک rent pay کر رہے ہیں۔یہ کوئی بات نہیں ہے کہ انہوں نے کرایہ بڑھایا نہیں ہے، وہ بڑھا بھی ہے اور پھر یہ کہ جو اس کی حالت ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے کہ اگر اتنی زیادہ آمدنی ہے، ہم اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی جانتے ہیں کہ ہر وقت وہ hall book ہوتے ہیں، وہ خالی نہیں ہوتے تو میرا خیال ہے کہ جو maintenance ہے وہ تو کم از کم ہونی چاہئے اور wash rooms کی حالت آپ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کس کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں پنجاب آرٹس کونسل کی بات کر رہی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہماری پورے پنجاب میں 9آرٹس کونسلز ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ 9آرٹس کونسلز تو آپ نے جواب میں لکھ کر دی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گوجرانوالہ میں نئی آرٹس کونسل بن رہی ہے اور وہ آخری مراحل میں ہے۔ الحمدللہ وہاں پر وہاں کی عوام کی رائے کے مطابق نئی آرٹس کونسل بن رہی ہے اسی طرح سرگودھا میں آرٹس کونسل آخری مراحل میں ہے۔ راولپنڈی میں بھی ہماری دو آرٹس کونسلز ہیں اور وہ ہال ماشاء اللہ خوبصورت ہیں، وہاں پر functions بھی ہوتے ہیں اور جو awareness کے لئے functions ہوتے ہیں ان کی مد میں rent نہیں لیا جاتا۔ اس کے بعد مری میں آرٹس کونسل ہے الحمدللہ مری ہمارا ایک ایسا پوائنٹ ہے جہاں پر دور دراز سے لوگ سفر کر کے آتے ہیں تو الحمدللہ ہم نے وہاں پر 17 کروڑ روپے سے نئی آرٹ کونسل بنائی ہے۔ ہم ان حالات میں بھی جبکہ دہشت گردی عروج پر ہے اپنے کلچر کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ الحمدللہ وہاں پر وزیراعلیٰ نے نئی آرٹ کونسل بنائی ہے اور ہم نے 3D سینما convert کیا ہے تاکہ وہاں پر tourists کو اچھے طریقے سے facilitate کر سکیں۔ اسی طرح فیصل آباد، ملتان، بہاولپور اور ڈی جی خان میں ہمارے پروگرام daily basis پر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ گورنمنٹ کے ایم پی اے اور دوسرے ایم پی اے صاحبان کے حوالے سے رعایت کی جو بات کر رہی ہیں، کیا اس میں کوئی تفریق ہے یا ایسی کچھ بات ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں as such کوئی ایسا rule ہے اور نہ تفریق ہے۔ میری بہن اس حوالے سے میرے علم میں لائیں تو ہم اُس پر انشاء اللہ action بھی لیں گے۔ ایک پروگرام 15 ہزار روپے کا ہے جس میں reduction تو ہو سکتی ہے لیکن اس سے اضافی کوئی لے سکتا ہے اور نہ ایسا کچھ ہے۔ اگر کوئی سپیشل کیس ہے تو مجھے بتائیں انشاء اللہ ہم اُن کے خلاف ضرور action لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں محمد رفیق کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: جی، وہ خود آ گئے ہوں گے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر: کیا جان بوجھ کر آپ اُن کو چھوڑ کر آئے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہیں ہسپتال جانا تھا اس لئے وہ مجھے کہہ کر گئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6302 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمد رفیق کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی میڈیکل کالج کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*6302: میاں محمد رفیق: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے فروری2013 میں فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی میڈیکل کالج بنانے کی منظوری دی تھی جس کا افتتاح بھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے مارچ2013 میں اپنے دست مبارک سے فرمایا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا میڈیکل کالج کے قیام پر 232 ملین روپے کی خطیر رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے پہلے ختم کر دیا گیا اس رقم کے ضیاع کا کون ذمہ دار ہے؟

(د) وزیر اعلیٰ سے منظوری اور افتتاح کے باوجود اس عوام دوست منصوبے کو ختم کرنے سے کیا عوام کے اندر حکومت اور وزیر اعلیٰ کی ساکھ مجروح نہیں ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ بلڈنگ برائے میڈیکل کالج کی تعمیر کے لئے 180.51 ملین کا تخمینہ لگایا گیا تھا جبکہ میڈیکل کالج کی عمارت کی تعمیر وردوبدل اور اضافہ میں تاحال 73.03 ملین صرف ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہسپتال کی توسیع پر مبلغ 52.1 ملین صرف کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ تاثر قطعاً ٹھیک نہیں ہے۔ فی الوقت فیصل آباد اور اِس کے قریبی اضلاع میں زچہ بچہ کے علاج کے لئے سرشار سہولیات موجود نہ ہیں جس کے باعث بیشتر اوقات کارکنان اِس سہولت کے حصول کے لئے پرائیویٹ ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں اور بعدازاں اس کا مالی بوجھ ادارہ ہذا کو اٹھانا پڑتا ہے لہٰذا مذکورہ صورتحال اور مزدوروں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ ہذا کی گورننگ باڈی نے میڈیکل کالج کی بجائے مذکورہ بلڈنگ میں میٹرنل نیوبورن اور چائلڈ ہیلتھ سنٹر (MNCH) کے قیام کی منظوری دی جو کہ ادارہ ہذا کی طرف سے ایک خوش آئند قدم ہے اور مزدوروں کے لئے ہر لحاظ سے فائدہ مند ہے۔

(د) یہ تاثر بھی قطعاً ٹھیک نہیں ہے کہ مذکورہ MNCH کا فیصل آباد میں قیام مزدوروں کی فلاح اور بہبود کے لئے ایک مثبت قدم ہے اور حکومتِ پنجاب کی پالیسی کی روح کے عین مطابق ہے۔ مزدور اِس ملک کا اہم حصہ ہیں اور اُن کو زندگی کی بہترین سہولیات مع علاج معالجہ تعلیم حاصل ہونی چاہئیں؟

ادارہ ہذا اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھاتے ہوئے مزدوروں کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں معاون ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علاج معالجہ کی بہترین سہولیات بھی مہیا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے فروری 2013 میں فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی میڈیکل کالج بنانے کی منظوری دی تھی جس کا افتتاح بھی وزیراعلیٰ پنجاب نے مارچ 2013 میں اپنے دستِ مبارک سے فرمایا تھا۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ افتتاح کی جب تقریب ہوتی ہے تو اس میں کچھ اخراجات ہوتے ہیں۔ افتتاح کی اس تقریب پر محکمے کے کتنے اخراجات ہوئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اخراجات کے بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! یہ کس چیز کے اخراجات پوچھ رہے ہیں، ذرا repeat کر دیں؟

جناب سپیکر: ویسے یہ بات بنتی نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ نے سوال دیا تھا اُس وقت ہی یہ پوچھ لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اگلے جز کی طرف آنا چاہتا تھا اس لئے میں نے پہلے یہ سوال کیا تھا۔ انہوں نے جز(ب) میں یہ کہا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میں کہوں گا کہ اس سے بڑا جھوٹ کوئی نہیں ہے۔ ان کے بورڈ کی میٹنگ ہوئی ہے اُس میں محکمہ نے لکھا ہے کہ 232 ملین روپے اس پر خرچ کر دیئے ہیں۔[******] ایک وزیر اعلیٰ کسی منصوبے کا افتتاح کرتا ہے، اُس کی منظوری دیتا ہے تو وہ ایسے ہی کاغذوں میں یا ہوا میں نہیں ہو جاتی۔ پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ "لاگی آں لاگ لے لینا بھاویں جاندیاں رنڈی ہو جائے" کمیشن وصول ہو جاتے ہیں یعنی 232 ملین روپے پر کمیشن وصول کر لئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: یہ کس طرح کے الفاظ آپ نے استعمال کر دیئے ہیں؟ ان کے غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! 232 ملین جو اس قوم کے ٹیکس کا پیسا ضائع ہوا ہے یہ سارا جواب جھوٹ پر مبنی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ اتنا بڑا scam ہے کہ اس پر ایک کمیٹی درکار ہے۔ متعلقہ کمیٹی کو یہ سوال سپرد کیا جائے جو اس کی انکوائری کرے کہ وزیر اعلیٰ کو اتنا بڑا دھوکا کیوں دیا گیا کہ انہوں نے ایک منصوبہ announce کیا، پھر اُس کا افتتاح کیا اور اس کے بعد وہ راتوں رات منصوبہ ہی ختم ہو گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی نے 232 ملین کی بات کی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ باقی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بات کا تعلق ہے تو[******] کیونکہ وہ الحمد للہ بہت بڑے قائد ہیں۔ وہ خود ہی افتتاح کرتے ہیں اور اس کی تکمیل بھی وہ خود ہی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔ آپ سب کو احتیاط کرنی چاہئے اور اپنی زبان کو کنٹرول کیجئے۔ This is not good for you.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی):جناب سپیکر!میں اس سوال کے جواب کے حوالے سے یہ بتاتا چلوں کہ وہاں پر میڈیکل کالج کے قیام کے لئے وزیر اعلیٰ نے بالکل منظوری دی تھی لیکن وہاں پر already میڈیکل کالج کام کر رہے ہیں جبکہ زچگی کے مسائل اور دیگر facilities تھیں اُن کو ذہن میں رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب کی approval سے یہ سارا پراجیکٹ convert کر دیا گیا۔ وہاں پر میٹرنل نیوبورن اور چائلڈ ہیلتھ سنٹر کے نام سے ایک نیا ادارہ قائم کیا گیا جو خصوصی طور پر لیبر کی جو خواتین تھیں اُن کو facilitate کرنے کے لئے 100 بیڈز کا ہسپتال کام کر رہا ہے اور اسی پراجیکٹ میں مزید توسیع کرتے ہوئے 150 بیڈز مزید جون تک working میں آ جائیں گے جو Chest, TB اور کینسر وغیرہ کے مسائل کو deal کریں گے اس لئے لیبر کے لئے یہ facility جو زچگی کی تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے اس پراجیکٹ کو وہاں convert کر دیا ہے کیونکہ میڈیکل کالج already کافی زیادہ working میں ہیں۔ فیصل آباد میں 35 بیڈز تھے اور زچگی کے سارے معاملات چل رہے تھے۔اس کے بعد یہ دوسرا بڑا پراجیکٹ چائلڈ ہیلتھ سنٹر کے نام سے ہے جو وہاں پر working کر رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہ بات وزیر اعلیٰ کے علم میں ابھی آنی ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری فرما رہے ہیں کہ یہ وزیر اعلیٰ کی منظوری سے ختم کیا گیا ہے۔آپ محکمے کا ظلم دیکھیں کہ منصوبہ ختم ہو چکا تھا اور اس کو بدل دیا گیا تھا اور وزیر اعلیٰ نے پچھلے Labour Day پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم فیصل آباد میں یہ میڈیکل کالج مزدوروں کے لئے قائم کر رہے ہیں۔اس وقت تک بھی ان کے علم میں نہیں تھا اور غالباً آج بھی نہیں ہو گا اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ scam ہے اس کے پیچھے ایک story ہے۔ وہ جو محکمہ کی بلڈنگ ہے شاید وہ اربوں روپے کی ہو گی۔ وہ کسی پرائیویٹ ادارے کو ملی بھگت کے ساتھ دے دی گئی ہے۔اس کے پیچھے پوری ایک کہانی ہے۔ میں اس لئے چاہتا ہوں کہ اس کی انکوائری ہو۔ یہ فراڈ صرف یہاں نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اس کی رپورٹ within two month دے گی۔ اگلا سوال نمبر 6583 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 6512 جناب محمد نعیم انور کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 6684 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

الحمرا آرٹس کونسل میں فنڈز کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

***6684: ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الحمرا آرٹ کونسل لاہور کی تزئین وآرائش کے لئے سال 14-2013 میں کتنا فنڈز دیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فنڈز دینے کے باوجود الحمرا آرٹ کونسل کے ہالز، رومز اور واش رومز کی حالت انتہائی خراب ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت الحمرا آرٹ کونسل کے ان افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے کام تسلی بخش نہیں کروایا اور فنڈز میں خُورد بُرد کی، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) سال 14-2013 میں الحمرا آرٹ کونسل کی تزئین وآرائش کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی ترقیاتی فنڈ جاری نہ کیا گیا تھا۔ البتہ 15-2014 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک الگ سمری پر الحمرا کے واش رومز کی تزئین وآرائش کے لئے پچیس لاکھ روپے کی ضمنی گرانٹ منظور کی جو مئی 2015 میں جاری کی گئی۔ سال 15-2014 میں الحمرا آرٹس کونسل کے 41 واش رومز جو الحمرا ہال نمبر 1، 2 اور 3 بیک اسٹیج، ادبی بیٹھک، ایڈمن بلاک وغیرہ میں موجود ہیں، کی مکمل نئے سرے سے تزئین وآرائش کی گئی جس پر مجموعی طور پر 8,129,428 روپے کے اخراجات آئے۔ حکومت پنجاب کی 25 لاکھ کی گرانٹ کے علاوہ مبلغ 5,629,428/- روپے لاہور آرٹس کونسل نے اپنی آمدن میں سے پورے کئے۔ ان تمام امور کی انجام دہی ملک کے نامور آرکیٹیکٹ نیئر علی دادا کی نگرانی میں تمام codal formalities مکمل کرنے کے بعد کی گئی اور کنٹریکٹر کو ادائیگی بھی نیئر علی دادا کی clearance کے بعد کی گئی۔

(ب) الحمرا آرٹس کونسل کے ہال نمبر1اور ہال نمبر2میں سال15۔2014میں تمام کرسیاں اور کارپٹ کو نیئر علی دادا کی نگرانی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔الحمرا ہال کمپلیکس کے 41واش رومز اس وقت بین الاقوامی سٹینڈرڈ کا درجہ رکھتے ہیں۔

(ج) مفصّل جواب جز(الف وب) بالا میں بیان کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو تزئین وآرائش ہوئی ہے اس میں کرسیوں اور کارپٹ کی تبدیلی بھی کی گئی ہے تو اس میں کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، کیا اس کا ٹینڈر کسی اخبار میں دیا گیا تھا اور کس procedure کے تحت renovation کا کام ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم نے تزئین وآرائش کے سوال کے جواب میں لکھ کر دیا ہے۔اس کا ٹینڈر بھی ہوا تھا، process بھی ہوا تھا اور کافی فرموں نے participate بھی کیا تھا اس کے بعد first bidder declare ہوئی۔ہال نمبر2 کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ہال نمبر1 کا کام مکمل ہو رہا ہے۔ ہماری بہن مزید جو انفارمیشن لینا چاہتی ہیں وہ مجھے ضرور بتائیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔یہ بات کی گئی تھی کہ وہاں پر wash rooms کی repair میں کس طرح کا کام ہوا ہے تو الحمد للہ ہم نے process بھی کیا اور PPRA Rules کے مطابق کام کیا۔اس کو check کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ٹینڈر کا اشتہار کس اخبار میں دیا گیا تھا، کس کو دیا گیا اور کس procedure سے دیا گیا ہے؟ ظاہر ہے کہ پہلے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ میں تو صرف یہ انفارمیشن لے رہی ہوں کہ کیا کام through proper procedure کیا گیا ہے، کیا اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا، جنگ اخبار کے علاوہ دو تین اخبارات میں بھی آیا تھا۔اشتہار دینے کے لئے ایک time period ہوتا ہے اس دوران وہاں پر فرمیں رابطہ کرتی ہیں، پھر pre-qualification کا process ہوا اور اس کے بعد ہم نے یہ ٹینڈر دیا تھا۔ یہ ایک process ہے جس کا ریکارڈ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔الحمد للہ لاہور

آرٹس کونسل میں دور دراز سے لوگ بھی آتے ہیں، وہاں پر functions بھی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کا بالخصوص پنجاب کا culture promote کرنے میں لاہور آرٹس کونسل کا ایک کلیدی کردار ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری کیا بتا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سمجھ تو آپ کو آنی چاہئے اور انہوں نے codal formalities ساری follow کی ہیں اور اخبار میں اشتہار دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے اخبار کا نام پوچھا ہے کہ کون سے اخبار میں اشتہار دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اگر میری بہن کے پاس کوئی پوائنٹ ہے تو وہ raise کریں ہم اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اخبار کا بتائیں، اگر آپ کے پاس اخبار اشتہار کی اطلاع ہے تو بتائیں کہ کون سے اخبار میں کون سی تاریخ کو اشتہار دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سوال میں یہ تفصیل نہیں مانگی گئی بلکہ یہ پوچھا گیا تھا کہ کتنا فنڈ دیا گیا تھا جس کی تفصیل موجود ہے اور وہ دیکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے further process کی بات کی ہے تو میں نے عرض کیا کہ PPRA rules کے مطابق ہم نے اس کا process کیا ہے۔ اگر پھر بھی ان کے پاس کوئی بات ہے تو اسے پوائنٹ آؤٹ کر دیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! واش رومز کے اوپر جو پیسا خرچ کیا گیا ہے، میری انفارمیشن کے مطابق ان واش رومز کی حالت ابھی بھی درست نہیں ہے اور بہت سارے واش رومز کی repairing مکمل نہیں ہوئی ہے اس لئے معزز پارلیمانی سیکرٹری kindly review ضرور کر لیں اور دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اسے خود دیکھیں اور اگر کوئی کمی ہے تو اس کو دور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر6515جناب محمد نعیم انور کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 7030 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے میاں محمد اسلم اقبال کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی جی،پی آر کے بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

***7030: میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ڈی جی پی آر کا کل بجٹ کتنا تھا؟

(ب) پنجاب حکومت کے زیر سایہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں نے اس مد میں کتنا بجٹ استعمال کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) محکمہ اطلاعات پنجاب کے سالانہ بجٹ برائے موجودہ مالی سال16۔2015 کی تفصیل درج ذیل ہے:

بجٹ برائے مالی سال16۔2015

1۔ تنخواہ ودیگر الاؤنسز کی مد میں

سالانہ بجٹ گرانٹ۔/422233000روپے

2۔متفرق کی مد میں

سالانہ بجٹ گرانٹ۔/262399000روپے

کل بجٹ۔/684632000روپے

(ب) پنجاب حکومت کے زیر سایہ دوسرے محکمہ جات کے بارے میں تفصیلات متعلقہ اداروں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔تاہم محکمہ اطلاعات پنجاب میں31.12.2015تک موجودہ مالی سال کے بجٹ کے استعمال کی تفصیل درج ذیل ہے:

اخراجات برائے مالی سال16۔2015

1۔ تنخواہ ودیگر الاؤنسز کی مد میں اخراجات ۔/184866858روپے

2۔ متفرق کی مد میں اخراجات ۔/138444566روپے

کل اخراجات ۔/323311424روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! انہوں نے بجٹ کی ساری تفصیلات دی ہیں جبکہ پوچھا یہ گیا تھا کہ بجٹ کتنا استعمال کیا گیا لیکن تفصیل میں تنخواہوں اور اخراجات کا بتایا گیا ہے اور متفرق مد میں اخراجات دیئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے مطلب یہ کہ تنخواہوں کے علاوہ متفرق مد کے اندر کیا کیا آتا ہے؟

جناب سپیکر: اس کے اندر سب کچھ آتا ہوگا جو کچھ بھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! تنخواہوں کا جو بجٹ ہے اس میں تو direct تنخواہیں جاتی ہیں اور دوسرے اخراجات میں ہمارے تقریباً 73 different heads ہیں جس میں بجلی کا بل ہے، سوئی گیس کا بل ہے، گاڑیوں کی repair اور گاڑیوں کا پٹرول ہے جس کی پوری تفصیل ہم نے دی ہے۔ الحمد للہ 16-2015 میں ہم نے 15 فیصد اس میں reduction کی ہے۔ اگر 14-2013 کا بجٹ دیکھیں تو وہ اس سے زائد تھا۔ الحمد للہ وزیراعلیٰ کی direction کے مطابق ہم نے اسے اچھے طریقے سے manage کیا ہے اور اخراجات میں کمی کی ہے بلکہ میں یہ بھی ضرور بتاؤں گا کہ 15-2014 کے مطابق جو reduction ہوئی ہے یہ حکومت اور ہمارے محکمے کی دلچسپی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کتنی کمی ہوئی ہے اور کہاں پر لکھا ہوا ہے کیونکہ یہاں پر تو نہیں لکھا ہوا کہ کمی ہوئی ہے؟ دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ 13 کروڑ روپے کے اندر بجلی اور گیس کے بل ہیں، وہاں پر کون سی انڈسٹری یا فیکٹریاں چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں عرض کر دیتا ہوں کہ 15-2014 میں یہی 26 کروڑ روپے جو ہیں 31 کروڑ روپے تھے تو ہم نے 15 فیصد اس میں reduction کی ہے اور الحمد للہ یہ ریکارڈ موجود ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب اور وزیراعلیٰ کے وژن کا عملی طور پر ایک منہ بولتا ثبوت ہے اور ہم باقاعدہ documents provide کر سکتے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے بجٹ کے اندر 16-2015 کا پوچھا ہے اور اگر وہ دیا ہوا ہے کہ کمی کہاں پر ہے، مجھے دکھایا تو جائے ناں۔۔۔

جناب سپیکر: جو آپ نے پوچھا ہے اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! وہ کمی کا بتا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جو آپ نے پوچھا تھا اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ ضمنی سوال کا بھی جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال یہ پوچھا تھا کہ یہ 13 کروڑ روپے سے کیا کیا ہے؟ انہوں نے آگے سے کہا ہے کہ ہم نے بجٹ میں کمی کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ متفرق کی مد میں 13 کروڑ روپے لگایا گیا ہے تو یہ کس چیز پر لگایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ 73 heads ہیں اور ہم نے بجلی اور سوئی گیس کے بل دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: سارا تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ بجلی، سوئی گیس، پٹرول، گاڑیوں کا تیل اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی شامل ہے وہ بتا تو دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! گاڑیاں ہیں، ان کی مرمت، پٹرول، بجلی اور سوئی گیس کے علاوہ جو دیگر سکیورٹی کے issues اور personal allowances وغیرہ کی ساری تفصیل میں نے دے دی ہے۔ جو میں نے عرض کیا تھا 16-2015 کا اگر 26 کروڑ ہے جو reduction کیا ہے وہ میں on record کہہ رہا ہوں کہ 15-2014 کا بھی بتا دیا ہے۔ اب انہوں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب ان کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اور اگر further میرے بھائی کوئی انفارمیشن چاہتے ہیں تو میں مزید انہیں انفارمیشن دینے کے لئے تیار ہوں مجھے ابھی اجلاس کے بعد مل لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں آپ کو سوال پڑھ کر سناتا ہوں جز (ب) میں ہے کہ پنجاب حکومت کے زیر سایہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں اس مد میں کتنا بجٹ استعمال کیا؟ جواب آپ پڑھ لیں یہاں سرکاری اور نیم سرکاری کی کیا detail دی ہوئی ہے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دی ہوئی ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں تو آپ کے اس جواب سے بھی مطمئن ہوں کہ سب کچھ ہی ہو گا۔ اگر اس کا جواب آپ کو ملتا ہے تو میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کا ہمارا بجٹ ہے اور پورے پنجاب میں ہمارے 36 اضلاع ہیں جہاں پر ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر اپنا positive role play کرتا ہے اور پروگراموں کو cover کرتا ہے جبکہ یہ جو ہمارے heads 73 ہیں ان کی تفصیل بالکل میرے پاس موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جو سوال تھا اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔ پچھلے سال کا comparison بھی دے دیا ہے اور اب جو سوال وہ پوچھنا چاہتے ہیں وہ مجھے ذرا clear کر دیں۔

جناب سپیکر: سرکاری اداروں کا تو وہ بتا سکتے ہیں غیر سرکاری کا۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ بھی اس کو پڑھ لیں اس میں کہاں heads کی بات کی ہے؟

جناب سپیکر: زیر سایہ دوسرے محکمہ جات کے بارے میں تفصیلات متعلقہ اداروں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ وہ سرکاری اداروں کا جواب دے سکتے ہیں جو انہوں نے دے دیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! وہ غیر سرکاری اداروں کا جواب بھی دے سکتے ہیں اور میں آپ کو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ ایسے نہ کریں۔ مہربانی کریں اور آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کا جو سوال تھا اس کا جواب دے دیا ہے اگر وہ further ڈیپارٹمنٹ کے متعلق چاہتے ہیں کہ جو ان کے اخراجات ہیں تو مجھے حکم کر دیں میں اجلاس کے بعد باقی ڈیپارٹمنٹس سے منگوا دوں گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں دوبارہ بلکہ تیسری دفعہ پڑھ دیتا ہوں کہ پنجاب حکومت کے زیر سایہ سرکاری اور نیم سرکاری، اس کے اندر میں نے غیر سرکاری کی بات ہی نہیں کی ہے۔ سرکاری اور نیم سرکاری تو حکومت بتا سکتی ہے، مجھے 36 اضلاع اور heads 73 نہیں بلکہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اخراجات کی تفصیل چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کا بجٹ پوچھا تھا جس کی ہم نے amount بتادی ہے۔ اب اگر یہ further کسی اور ڈیپارٹمنٹ کا نام لے دیں یا یہاں پر لکھا ہوتا تو وہ بھی میں دینے کے لئے تیار تھا۔ اس کے باوجود پنجاب کے تمام ڈیپارٹمنٹس اور ڈی جی پی آر کا بجٹ ویب سائٹ پر موجود ہے جہاں سے دیکھا بھی جا سکتا ہے اور verify بھی کیا جا سکتا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! وہاں پر ہو گا لیکن میں نے یہ کب کہا ہے، چلیں مجھے یہی بتا دیں کہ سرکاری اور نیم سرکاری کون سے پانچ ادارے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ میں نے بتا دیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ اداروں کے نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ کس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو بتا رہے ہیں لیکن اب سمجھ نہ آئے تو میں کیا کروں؟ آپ جھنجھٹ میں پڑے ہوئے ہیں بلاوجہ میرے خیال میں let us proceed further now اگلا سوال نمبر 6987 محترمہ لبنیٰ فیصل کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7070 جناب امجد علی جاوید کا ہے چونکہ وہ دو سوال کر چکے ہیں اس لئے اب انہیں اجازت نہیں ہے لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 7155 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مزدوروں کی بیٹیوں کی میرج گرانٹ سے متعلقہ تفصیلات

*7155: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم اکتوبر2011 سے31۔دسمبر2012 تک ڈسٹرکٹ لیبر آفیسر لاہور کے دفتر میں جن صنعتی مزدوروں کی بیٹیوں کی میرج گرانٹ کی درخواستیں جمع ہوئیں ان کے نام، درخواست جمع ہونے کی تاریخ اور صنعتی یونٹ کے نام کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ فہرست سے جن صنعتی مزدوروں کو شادی گرانٹ کے چیک جاری ہوئے ان کے نام اور صنعتی یونٹ کا نام بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ فہرست سے جن صنعتی مزدوروں کو ابھی تک شادی گرانٹ کے چیک جاری نہیں ہوئے ان کے نام اور چیک جاری نہ ہونے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی):

(الف) یکم اکتوبر2011 سے 31۔دسمبر2012 تک ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر لاہور کے دفتر میں صنعتی کارکنان کی بیٹیوں کی شادی گرانٹ کے لئے 1704 درخواستیں وصول ہوئیں، ان درخواستوں کی تفصیل نام، صنعتی یونٹ اور تاریخ وصولی درخواست بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1228 صنعتی کارکنان کو شادی گرانٹ کے چیک جاری ہوئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) میں درج کر دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ فہرست میں سے 476 درخواستیں مختلف وجوہات کی بناء پر مسترد ہوئیں جن میں سے 193 اپیلیں منظور ہونے کے بعد دوبارہ موصول ہوئیں جنہیں منظور کرتے ہوئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو بھجوا دیا گیا۔ ان کے چیک زیر التواء ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب کی تفصیل میں درخواستوں کے آگے لکھا ہوا ہے کہ 1934 کے فیکٹری ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ نہ ہے چونکہ یہ رجسٹرڈ نہیں ہیں اس لئے ان کی درخواستیں منظور نہیں کیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے سوشل سکیورٹی کارڈ بھی بنے ہوئے ہیں، اولڈ ایج بینیفٹ کی کٹوتی بھی کروا رہے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے انہیں میرج گرانٹ نہیں دی جاتی کہ یہ ادارہ رجسٹرڈ نہ ہے تو اداروں کا رجسٹرڈ ہونا mandatory ہے یا compulsory ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! محترمہ repeat کر دیں گی؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ اداروں کا رجسٹرڈ ہونا mandatory ہے یا compulsory ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! sorry اگر محترمہ اپنا سوال repeat کر دیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ذرا ان کے interest کی حالت دیکھیں کہ میں یہاں پر سوال کر رہی ہوں اور۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دوبارہ سوال کر دیں، کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پھر انہیں یہاں بھی تو خیال کرنا چاہئے۔ یہاں شادی گرانٹ کے جاری ہونے والے چیکوں کی تفصیل کے آگے لکھا ہوا ہے کہ فیکٹری ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ نہ ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اداروں کی رجسٹریشن mandatory ہے یا compulsory ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! جو رجسٹرڈ ورکرز ہیں وہی یہ گرانٹ لے سکتے ہیں اُن کے علاوہ گرانٹ نہیں لے سکتے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ یہ جو ادارے ہیں ان کے لئے یہ mandatory ہے یا compulsory ہے کہ ان کو رجسٹرڈ ہونا پڑتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! یہ compulsory ہیں ادارے رجسٹرڈ ہوں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! تو اس میں اُن غریب مزدوروں کا یا جو ورکرز ہیں آپ دیکھیں کہ لاہور کا جو انہوں نے مجھے جواب دیا ہوا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ 1228 صنعتی کارکنان کو شادی گرانٹ کے چیک جاری ہوئے۔ یہ کتنے لاکھوں کروڑوں لوگوں کا ڈسٹرکٹ ہے یہاں پر صرف اتنے سے چیک جاری ہوئے اور باقی جن کو انہوں نے نہیں دیئے ہیں اُن کا کیا قصور ہے؟ اُن کے سکیورٹی کارڈ بنے ہوئے

ہیں old age benefits کی کٹوتیاں بھی ہو رہی ہے اتنے بڑے بڑے ہوٹلز ہیں جن میں پی سی بھی ہے انہوں نے خود مجھے اس کی detail دی ہوئی ہے اور اسی طرح کے بے شمار بڑے بڑے ہوٹلز ہیں اور دیکھیں کہ لاہور لاکھوں کروڑوں کی آبادی کا شہر ہے یہاں پر اس وقت کتنے ادارے کام کر رہے ہیں، ٹوٹل کتنے سارے لوگ اس سے benefit حاصل کر سکے ہیں، کیا ان کے پاس اتنی applications آتی ہیں، وہ جو باقی لوگ اپنی کٹوتیاں کروا رہے ہیں اس سے مستفید نہیں ہو سکتے، یہ کس طرح کا انصاف ہے kindly مجھے اتنا جواب دے دیں کہ کیا اس کا کوئی حل ان کے پاس ہے؟ کیونکہ ان کے پاس تو کوئی حل نہیں ہو گا آپ سے میں درخواست کرتی ہوں کہ اسے کمیٹی کے پاس بھجوا دیں یہ لاکھوں لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہے، اُن کے آگے بچوں کا مستقبل ہے اور اس پر بات ہونی چاہئے کیونکہ یہ میرے interest کی بات نہیں ہے یہ اُن مزدوروں کے interest کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اُن کی بات سنتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میں یہاں وضاحت کرتا چلوں کہ یہ depend کرتا ہے کہ ورکرز کی کتنی تعداد کس جگہ پر کام کر رہی ہے، پہلی بات اگر less than 10 ہو تو وہ ادارہ رجسٹرڈ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس میں جتنے بھی پنجاب گورنمنٹ کو فنڈز آتے ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے release کئے جاتے ہیں۔ اُس لحاظ سے جتنے بھی ہمارے پاس ادارے رجسٹرڈ ہیں اُن کو facilitate کیا جا رہا ہے باقی مزید جو ادارے ہیں اُن پر سختی بھی کی جا رہی ہے کہ وہ مزید اپنے ورکر کی رجسٹریشن وہاں پر کروائیں تاکہ مزید لیبر کو ہم facilitate کر سکیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میری آپ سے humble request ہے kindly اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت بہت سے لوگوں کے بچوں اور بیٹیوں کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اُس کے لئے criterion بنایا ہوا ہے جو criterion پر پورا ہوتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کوئی میری ذات کا سوال نہیں ہے اور جس طرح یہ کہہ رہے ہیں ابھی انہوں نے percentage بتائی ہے آپ مجھے بتائیں پی سی ہوٹل میں کتنے ہزاروں لوگ کام کر رہے ہیں جو ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ جو انہوں نے مجھے criterion بتایا ہے تو پھر کس طرح سے اُن کو۔۔۔

جناب سپیکر: اُنہوں نے آپ کو تفصیل دے دی ہے آپ کو لکھ کر دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! تجارتی ادارے اس زمرے میں نہیں آتے۔ پی سی ہوٹل، آواری ہوٹل وغیرہ یہ تجارتی ادارے ہیں یہ اس زمرے میں نہیں آتے یہ گورنمنٹ کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر7208 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ سوالات مکمل ہوئے اور وقفہ سوالات بھی ختم ہوا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور میوزیم کے نوادرات سے متعلقہ تفصیلات

*6572: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میوزیم میں نوادرات کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان نوادرات کو یہاں کس طریق کار کے تحت رکھا گیا ہے؟

(ج) اس میوزیم میں reserves کی کل تعداد کتنی ہے؟

(د) ان reserve کی restoration and conversion کا کام کب شروع ہوا تھا اور کب مکمل ہونا تھا۔ اب تک کتنا کام ہوا ہے کتنا بقایا ہے؟

(ہ) restoration and conversion کی وجہ سے نوادرات کہاں محفوظ ہیں؟

(و) اس میوزیم میں کتنے ڈی ایم جی افسران تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میوزیم میں نوادرات کی کل تعداد 60,000 ہے۔

(ب) ان نوادرات کو گیلریوں میں آویزاں کیا گیا ہے اور کچھ کو ریزرو میں رکھا گیا ہے۔

(ج) لاہور میوزیم میں ریزروز کی کل تعداد چھ ہے۔

(د) پراجیکٹ بعنوان لاہور میوزیم بلڈنگ کی ترقی، اپ گریڈیشن اور حفاظتی سہولیات منظور ہوا ہے جس کا عرصہ 14-2013 تا 18-2017 ہے ریزرو کی ترقی اور وسعت کا کام بھی اس پراجیکٹ کا حصہ ہیں جن پر کام جاری ہے اور مقررہ وقت میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

(ہ) restoration and conservation کی وجہ سے نوادرات کو علاقائی تمدن، جنرل اور مخطوطات گیلریوں میں محفوظ کیا گیا ہے۔

(و) لاہور میوزیم میں ایک ڈی ایم جی آفیسر سمیرہ صمد ڈائریکٹر کے عہدہ پر تعینات ہے۔

فیصل آباد ڈویژن سے شائع ہونے والے اخبارات ورسائل سے متعلقہ تفصیلات

*6583: میاں طاہر: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن سے کون کون سے روزنامہ، ہفت روزہ، ماہانہ اور چھ ماہی و سالانہ اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں ان کے نام اور یہ کہاں کہاں سے نکل رہے ہیں؟

(ب) ان کو سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران کتنی رقم کے سرکاری اشتہارات دیئے گئے؟

(ج) کتنی رقم حکومت نے ان اشتہارات کی ادا کی ہے اور کتنی رقم ادا کرنی ہیں؟

(د) اگر حکومت کو ان اخبارات ورسائل کی بے قاعدگیوں کے خلاف کارروائی کا اختیار حاصل ہے تو کس قاعدہ وقانون کے تحت؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد درج ذیل ہے جبکہ ان کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:

روزنامے:	158
ہفت روزہ:	229
پندرہ روزہ:	17
ماہنامے:	158
ششماہی :	13
سالنامے:	10
کل تعداد:	572

(ب) فیصل آباد ڈویژن میں شائع ہونے والے اخبارات / جرائد کو سال 14۔2013 میں کل مبلغ۔/34,892,339 روپے اور سال 15۔2014 میں کل مبلغ۔/35,795,352 روپے کے سرکاری اشتہارات جاری کئے گئے۔

(ج) 14۔2013 میں جاری کئے اشتہارات کے محاذ فیصل آباد سے نکلنے والے اخبارات / رسائل کو تمام واجبات ادا کر دیئے گئے ہیں جبکہ مالی سال15۔2014 میں اخبارات و جرائد کو جاری کئے گئے اشتہارات کے محاذ بقایا جات مبلغ۔/37,59,231 روپے واجب الادا ہیں جو ماہ اکتوبر2015 میں ادا کر دیئے جائیں گے۔

(د) حکومت کی طرف سے متعلقہ ضلع کے ڈی سی او کو پریس نیوز پیپرز، نیوز ایجنسیز اینڈ بکس رجسٹریشن آرڈیننس2002 کے تحت اخبارات و جرائد کے خلاف کارروائی کا اختیار حاصل ہے۔

بہاولنگر: ڈسپنسریوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*6512: **جناب محمد نعیم انور:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی کے تحت ضلع بہاولنگر میں کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا پی پی۔284 میں سوشل سکیورٹی کی کوئی ڈسپنسری کام کر رہی ہے تو کہاں واقع ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع بہاولنگر میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت چار ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔

(ب) پی پی۔284 فورٹ عباس میں تاحال سوشل سکیورٹی کی کوئی ڈسپنسری کام نہیں کر رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت مذکورہ علاقہ میں تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد 487 ہے جبکہ ادارہ کی پالیسی کے مطابق کسی بھی ڈسپنسری کے قیام کے لئے متعلقہ علاقہ میں750 ورکرز کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔

بہاولنگر: رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*6515: **جناب محمد نعیم انور:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنی فیکٹریاں اور کارخانے محکمہ محنت کے پاس رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) محکمہ محنت اس وقت ان سے کس کس مد میں ٹیکس وصول کر رہا ہے؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں محکمہ نے سال وار اور مد وار کتنا کتنا ٹیکس وصول کیا، اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کو محکمہ کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ محنت کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں اور کارخانوں کی تعداد 586 ہے۔

(ب) محکمہ محنت ان رجسٹرڈ فیکٹریوں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن اور ایجوکیشن سیس کی مد میں وصولی کرتا ہے۔

(ج) محکمہ محنت نے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن اور ایجوکیشن سیس کی مد میں پچھلے پانچ سالوں میں درج ذیل وصولی کی ہے:

نمبر شمار	سال	سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن	ایجوکیشن سیس
1	2010-11	-/86,39,590روپے	---
2	2011-12	-/1,18,18,665روپے	-/1,94,725روپے
3	2012-13	1,55,32,347روپے	80,450روپے
4	2013-14	1,84,73,944روپے	3,86,275روپے
5	2014-15 (جولائی 14 تا مئی 15)	1,77,69,467روپے	3,89,567روپے

(د)

(i) علاج معالجہ و دیگر طبی سہولتیں

(ii) بیماری کی صورت میں معاوضہ

(iii) دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں معاوضہ

(iv) عدت کے دوران معاوضہ

(v) زچگی کے دوران معاوضہ

(vi) معاوضہ کفن دفن

(vii) معذوری کی صورت میں پنشن

(viii) ورکر کے دوران کار فوت ہونے کی صورت میں بیوہ اور بچوں کی پنشن

(ix) دوران بیماری ہسپتال جانے کے لئے کرایہ کی ادائیگی

(x) محنت کشوں کو ان کی تمام بچیوں کی شادی پر ایک لاکھ روپے کے حساب سے بطور میرج گرانٹ ادا کر رہا ہے

(xi) پانچ لاکھ روپے فی کس فوتیدگی گرانٹ محنت کش کی موت پر ان کے لواحقین کو ادا کی جاتی ہے
(xii) نیز مزدوروں کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے تعلیمی وظائف بھی دیئے جاتے ہیں

فیکٹریوں میں مقامی آبادی کے لئے لیبر رکھنے کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*6987: محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں کارخانوں اور فیکٹریوں میں مقامی آبادی میں سے لیبر رکھنے کے لئے کوئی شرح تناسب مقرر ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس شرح تناسب سے مقامی لیبر کو روزگار فراہم کیا جاتا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی نہیں! صوبہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں کارخانوں اور فیکٹریوں میں مقامی آبادی میں سے لیبر رکھنے کے لئے کوئی شرح تناسب مقرر نہ ہے۔ کارخانہ دار اور مالکان اپنی ضرورت کے مطابق ملک کے مختلف علاقوں سے ہنر مند اور تجربہ کار کارکنان رکھ سکتے ہیں۔

(ب) درج بالا بیان کردہ وجوہ کے باعث اس سلسلے میں کوئی اقدام حکومت کے زیر غور نہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شائع ہونے والے اخبارات سے متعلقہ تفصیلات

*7070: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چھپنے والے علاقائی اخبارات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا اخبارات کس کس زبان میں شائع ہوتے ہیں؟

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شائع ہونے والے اخبارات میں کون سا اخبار روزنامہ، کون سا ہفت روزہ اور کون سا ماہانہ بنیاد پر شائع ہوتا ہے، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شائع ہونے والے علاقائی اخبارات کی کل تعداد 32 ہے۔

(ب) اردو میں شائع ہونے والے اخبارات کی تعداد 28 ہے جبکہ اردو/انگریزی میں شائع ہونے والے اخبارات کی تعداد 4 ہے۔

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شائع ہونے والے اخبارات کے دورانیہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

PESSI کے ملازمین کو ریوائزڈ سکیلز کے اجراء سے متعلقہ تفصیلات

*7208: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دی پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن کے آرڈر نمبر 7283 مورخہ 4۔دسمبر 2013 کے تحت پرائیویٹ سیکرٹری، سٹینو گرافر جی۔I اور سٹینو گرافر جی۔II کے سکیل revise کر کے حکومت پنجاب کے دیگر محکمہ جات میں کام کرنے والے ملازمین کے برابر کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ PESSI نے ان ملازمین کو مورخہ 5۔مارچ 2013 سے سکیل دیئے ہیں جبکہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کے مراسلہ مورخہ 12۔فروری 2013 کے تحت یہ سہولت 2011۔12۔23 سے دی گئی ہے؟

(ج) کیا PESSI بھی اپنے درج بالا ملازمین کو یہ سکیل حکومت پنجاب کی تاریخ 23۔دسمبر 2011 سے دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز قابل غور نہ ہے۔ مزید برآں ادارہ سوشل سکیورٹی ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے ملازمین کے لئے PESSI علیٰحدہ سے Pay Package بنایا ہوا ہے جس کے تحت ادارہ کے ملازمین تنخواہیں وصول کر رہے ہیں جو حکومتِ پنجاب کے بی پی ایس سے زیادہ ہیں۔ سوشل سکیورٹی آرڈیننس 1965 کے تحت گورننگ باڈی، پیسی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ادارہ کے ملازمین کو مراعات دینے یا نہ دینے کے بارے میں فیصلہ کرے۔ مجاز Forum نے اپنے اجلاس مورخہ 18.09.2013 میں اس معاملے پر بحث و مباحثہ اور

ادارہ کے مالی معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ پرائیویٹ سیکرٹریز، سٹینو گرافرز (جی۔I)اور سٹینو گرافرز (جی۔II)کی اپ گریڈیشن حکومتِ پنجاب کے فیصلہ بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر(PT.V)78/38-14.FD.PC) مورخہ 12.02.2013 کے پیشِ نظر کر دی گئی۔ تاہم ادارہ کے مالی امور کے پیشِ نظر متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کا اطلاق مورخہ 05.03.2013 سے کیا جائے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بھٹہ مزدوروں کی جبری مشقت سے متعلقہ تفصیلات

73:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا بھٹہ مزدور رجسٹرڈ صنعتی مزدور ہیں، اس لحاظ سے انہیں اغواء کر کے قید کرنا، جبری، پیشگی اور جبری مشقت لینا قانوناً جرم ہے؟

(ب) کیا ایک بھٹہ مزدور کی 1000 اینٹوں کی مزدوری 742 روپے ہے، اس پر کب سے عملدرآمد ہو رہا ہے؟

(ج) 2013 میں مزدور سے جبری مشقت لینے، جبری پیشگی اور قید کرنے کے حوالے سے حکومتی سطح پر کیا اقدامات کئے گئے اور کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی ہاں! کیونکہ قانون میں دی گئی تعریف کے مطابق بھٹہ (صنعتی ادارہ) فیکٹری کے زمرہ میں آتا ہے جسے فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔ تاہم جہاں تک کسی کو اغواء کر کے قید کرنا یا حبس بیجا میں رکھ کر کام لئے جانے کا تعلق ہے وہ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کہ بانڈڈ لیبر ایکٹ 1992 کے زمرہ میں نہیں آتا۔

(ب) بھٹہ مزدور (پتھیر والا) کی 1000 اینٹوں (عام اینٹ) کی مزدوری 740 روپے ہے جو کہ گورنمنٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن(No.SO(D-II)MW/2011(P-II) مورخہ 04.09.2013 کے مطابق یکم جولائی 2013 سے لاگو ہے۔ جہاں تک عملدرآمد کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ بھٹہ جات پر کم ادائیگی اور کٹوتیوں کی بابت محکمہ محنت وافرادی قوت کی طرف سے کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سال 2013 کے دوران 1018

بھٹہ جات کے 2417 چالان کئے گئے اور ان پر متعلقہ عدالتوں سے۔/2,36,000روپے جرمانہ عائد ہوا۔ مزید برآں بھٹہ جات پر کم ادائیگی اور کٹوتیوں کے ضمن میں اتھارٹی زیر قانون ادائیگی اجرت1936 کے تحت سال2013 میں85 مقدمات دائر کئے گئے اور32 مقدمہ جات کا فیصلہ ہوا جن میں۔/92,86,289روپے کی رقم ڈگری کی گئی۔

(ج) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ بانڈڈ لیبر سسٹم ایکٹ1992 کا نفاذ بانڈڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے کیا گیا ہے اور اس کے مؤثر اطلاق کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ ویجیلینس کمیٹیاں(DVCs) تشکیل دی ہیں۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر(DCO) کمیٹی کا چیئرمین ہوتا ہے۔ ان کمیٹیوں کو فعال کر دیا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں کے باقاعدہ اجلاس ہر ماہ ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شکایت موصول ہو تو ان کمیٹیوں کی وساطت سے اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی شکایت بابت عدم ادائیگی کم از کم اجرت بھی موصول ہو تو اس کو بذریعہ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر حل کیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر شکایت کنندگان کو اجرت کی ادائیگی کے لئے عدالتی چارہ جوئی میں محکمانہ معاونت بھی فراہم کی جاتی ہے۔

محکمہ محنت وافرادی قوت نے بانڈڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے ابتدائی طور پر ضلع لاہور اور قصور میں بھٹہ مزدوروں کے لئے ایک پراجیکٹ2009تا2014 شروع کیا ہے جس کے تحت ضلع لاہور اور قصور کے بھٹہ مزدوروں کے بچوں کے لئے غیر روایتی سکول چلائے جارہے ہیں۔ اس کے تحت کاروبار کے لئے بلاسود چھوٹے قرضے فراہم کئے جارہے ہیں۔ بھٹہ مزدوروں کے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بنوائے جارہے ہیں۔

مزید برآں اس پراجیکٹ کا فیزII شروع کیا گیا ہے جس کے دائرہ کار میں چار اضلاع گجرات، فیصل آباد، سرگودھا اور بہاولپور آتے ہیں۔ اس ضمن میں ان اضلاع میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ ان اضلاع میں غیر روایتی سکول چلانے کے لئے بھٹہ جات کی فہرست اور نقشہ جات تیار کئے جارہے ہیں۔ اس پراجیکٹ کو ان چاروں اضلاع میں دسمبر2013 سے شروع کیا گیا ہے۔

بانڈڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے محکمہ نے مزید اقدامات اٹھائے ہیں جو کہ ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں:

1) صوبائی کمیٹی برائے انسداد بانڈڈلیبر کا قیام۔
2) بانڈڈلیبر ایکٹ1992 کوILO Conventions کے مطابق ڈھالنے کے لئے ترمیمی جائزہ۔
3) صوبہ میں جبری مشقت کے خاتمہ کے لئے چھوٹے ،درمیانے اور طویل مدت اقدامات پر مشتمل Provincial Plan of Action to Combat Bonded Labourمرتب کیا گیا ہے جو کہ بعداز ضروری کارروائی جاری کیا جائے گا۔
4) بھٹہ جات کے مزدوروں کو لیبر قوانین کے تحت دی گئی مراعات سے مستفید کرنے کے لئے بھٹہ جات کی رجسٹریشن کی مہم جاری ہے اور تاحال رجسٹرڈ بھٹہ جات کی تعداد5347 ہے۔

ضلع لاہور میں محکمہ اطلاعات کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

437: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اطلاعات کے کتنے اور کہاں کہاں دفاتر قائم ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان دفاتر کے سال14۔2013 کے اخراجات بتائیں نیز ان سالوں کے دوران حکومت کی طرف سے سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں ایک ضلعی دفتر اطلاعات21 محمود غزنوی روڈ پر قائم ہے۔

(ب) ضلعی دفتر اطلاعات لاہور کے مالی سال14۔2013 کے سالانہ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلعی دفتر اطلاعات لاہور

تنخواہوں اور الاونسز کی مد میں سالانہ بجٹ گرانٹ	79,52,800/-	اخراجات۔/77,00,721
متفرق کی مد میں سالانہ بجٹ گرانٹ	9,82,400/-	اخراجات۔/8,98,790
ٹوٹل	89,35,200/-	85,99,511/-

سالانہ بجٹ اور اخراجات کی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ میں مزدوروں سے متعلقہ تفصیلات

360: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ فیصل آباد میں رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس ضلع سے اس بورڈ کو سالانہ کتنی آمدن کہاں کہاں سے ہوتی ہے؟

(ج) یہ بورڈ مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

(د) اس بورڈ کے پاس اس وقت مزدوروں کی کتنی درخواستیں مالی امداد کی کب سے زیر التواء ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ میں مزدوروں کی رجسٹریشن نہیں کی جاتی۔

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے دائرہ کار میں کسی بھی قسم کی آمدنی کا حصول نہ آتا ہے۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ صنعتوں کے مزدوروں کو مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کرتا ہے:

1۔ میرج گرانٹ 2۔ ڈیتھ گرانٹ

3۔ تعلیمی وظائف 4۔ رہائشی سہولت

مزید برآں مزدوروں کے بچوں کو بورڈ کے قائم کردہ سکولوں میں مفت تعلیم کے ساتھ یونیفارم، ٹرانسپورٹ اور درسی کتب بھی فراہم کرتا ہے۔ مزدوروں کی رہائشی سہولت کے لئے لیبر کالونیاں قائم کی گئی ہیں۔ فیصل آباد میں ان سہولیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فیصل آباد کے صنعتی مزدوروں کے بچوں کے ٹیلنٹ سکالر شپ، میرج گرانٹ اور ڈیتھ گرانٹ 815 درخواستوں پر کام ہو رہا ہے یہ درخواستیں 21.01.2015 سے زیرِ کارروائی ہیں۔

لاہور آرٹس کونسل سے متعلقہ تفصیلات

439: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے کون کون سے شعبہ جات میں کون کون سے تربیتی کورسز چل رہے ہیں؟

(ب) الحمرا کلچرل کمپلیکس لاہور پرائیویٹ سکولوں کو برائے فنکشن کون سی شرح کرایہ پر دیا جاتا ہے، تفصیل بتائیے؟

(ج) اگر متذکرہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو گزشتہ پانچ سالوں میں یہ ہال کتنی مرتبہ کرائے پر دیا گیااور کتنی آمدن حاصل ہوئی، کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی اور کن کن مدوں پر خرچ کی گئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے زیراہتمام الحمرا اکیڈمی اف پرفارمنگ آرٹس چل رہی ہے الحمرا کے دونوں کمپلیکس مال اور کلچرل کمپلیکس میں مختلف شعبہ جات کے تربیتی کورس چل رہے ہیں جن میں گٹار، ستار، ایکٹنگ، ووکل، طبلہ، وائلن، سرنگی، بانسری، ڈرائنگ اور پینٹنگ کی کلاسز شامل ہیں۔ ان کلاسز کا دورانیہ تین ماہ ہے جن کی معمولی سی ماہانہ فیس۔/500 روپے اور داخلہ فیس۔/200روپے مقرر ہے۔

(ب) الحمرا کلچرل کمپلیکس کے ہال نمبر 1، ہال نمبر2اور اوپن ائر تھیٹر میں پرائیویٹ سکولوں کو تقریبات کے لئے کم سے کم اڑھائی گھنٹے کے لئے وقت دیا جاتا ہے۔

ہال نمبر1کا کرایہ۔/25,000روپے اور ہال نمبر2کا کرایہ۔/12000روپے مقرر ہے۔

(ج)

1۔ ہال نمبر1میں93پروگرام اور تقریباً۔/3399700روپے آمدن ہوئی۔

2۔ ہال نمبر2میں19پروگرام اور تقریباً۔/1289300روپے آمدن ہوئی۔

3۔ اوپن ائر تھیٹر میں37پروگرام ہوئے اور تقریباً۔/2471467روپے آمدن ہوئی۔

الحمرا کلچرل کمپلیکس میں ہونے والے پروگراموں کی جتنی بھی آمدن ہوتی ہے وہ لاہور آرٹس کونسل کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے جو کہ ملازمین کی تنخواہوں،ادارے کی maintenanceاور لاہور آرٹس کونسل کے اپنے پیش کردہ ڈراموں اور مختلف ورائٹی پروگرامز کی مد میں خرچ کی جاتی ہے۔

گوجرانوالہ میں ورکرز ویلفیئر کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

510:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ورکرز ویلفیئر کے کون کون سے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ادارے صنعتی کارکنان کو کون کون سی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی اور کون کون سی صنعتیں، بھٹہ خشت اور کارخانے رجسٹرڈ ہیں، ان صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں میں کتنے کتنے مزدور کام کر رہے ہیں؟

(د) رجسٹرڈ صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں سے محکمہ نے یکم جولائی2012 سے آج تک کس کس مد میں کتنی رقم وصول کی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے تحت ڈسٹرکٹ آفس لیبر ویلفیئر لیبر قوانین کے نفاذ کا کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ محنت کے ذیلی ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت ضلع گوجرانوالہ میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کے علاج معالجہ کے لئے 100 بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال،06 سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں،02 میڈیکل سنٹر اور03 ایمرجنسی سنٹر کام کر رہے ہیں نیز ایک ڈائریکٹوریٹ بھی قائم ہے جہاں سے انہیں مالی فوائد اور دیگر سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں نیز ضلع گوجرانوالہ میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت آٹھ تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وپتا
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (طلباء) پیپلز کالونی گوجرانوالہ
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (طلباء) (سیکنڈ شفٹ) پیپلز کالونی گوجرانوالہ
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (طالبات) پیپلز کالونی گوجرانوالہ
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (طالبات) (سیکنڈ شفٹ) پیپلز کالونی گوجرانوالہ
5	ورکرز ویلفیئر ہائی سکول (طلباء) گلشن کالونی گوجرانوالہ
6	ورکرز ویلفیئر ہائی سکول (طلباء) (سیکنڈ شفٹ) گلشن کالونی گوجرانوالہ
7	ورکرز ویلفیئر ہائی سکول (طالبات) گلشن کالونی گوجرانوالہ
8	ورکرز ویلفیئر پرائمری سکول (طالبات) (سیکنڈ شفٹ) گلشن کالونی گوجرانوالہ

(ب) مروجہ لیبر قوانین کا مؤثر نفاذ اور اطلاق محکمہ محنت کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کے ذریعے حکومت نے مزدوروں کی فلاح اور بہتری کے اقدامات کو قانونی شکل دے کر یقینی بنایا ہے۔ محکمہ لیبر صنعتی اداروں میں لیبر قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بناتا ہے۔ محکمہ محنت کا ذیلی ادارہ سوشل سکیورٹی اپنی زیر نگرانی ضلع گوجرانوالہ میں قائم ان مذکورہ اداروں میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج، ادویات اور ٹیسٹوں کی سہولیات فراہم کرتا ہے، اگر کسی بیماری کی تشخیص یا علاج کی سہولت ہسپتال ہذا میں موجود نہ ہو تو علاج کی غرض سے آنے والے تحفظ یافتہ کارکنان یا ان کے لواحقین کو نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان

روڈ لاہور میں ریفر کر دیا جاتا ہے جہاں امراضِ قلب کا مکمل علاج، دل کے بائی پاس، سی ٹی سکین، نیوکلیئر بلاک اور میمو گرافی مشین کی سہولیات میسر ہیں۔ڈائریکٹوریٹ سوشل سکیورٹی کی وساطت سے مالی فوائداور دیگر متعلقہ سہولیات بھی مہیا کی جاتی ہیں جن کی مکمل تفصیل ضمیمہ (الف) میں درج ذیل ہے:

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ صنعتی کارکنان اوران کے بچوں کو تعلیمی اخراجات اور جہیز فنڈ درج ذیل شرح سے دیئے جاتے ہیں۔

تعلیمی وظائف

کیٹیگری 1	1600روپے ماہانہ
کیٹیگری 2	2500روپے ماہانہ
کیٹیگری 3	3500روپے ماہانہ

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ مزدوروں کی تمام بیٹیوں کی شادی پر ایک لاکھ بطور میرج گرانٹ ادا کرتا ہے۔

مزید برآں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ورکرز کو رہائشی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے ضلع گوجرانوالہ میں گلشن لیبر کالونی بنائی ہے جس میں300 گھر اور340 پلاٹس ہیں۔یہ کالونی مزدوروں کو مالکانہ حقوق پر ماہانہ اقساط کی بنیاد پر1988 میں الاٹ کی گئی۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت صنعتی کارکنوں کے بچوں کے لئے قائم سکولوں میں مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ درسی کتب، کاپیاں، ٹرانسپورٹ اوریونیفارم بھی مفت مہیا کیا جاتا ہے

(ج) محکمہ محنت کے تحت ایسے ادارے جہاں مزدوروں کی تعداد پانچ یا اس سے زیادہ ہو کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور اس پالیسی کے تحت ادارہ ہذا نے ضلع گوجرانوالہ میں6ہزار935 کارخانے رجسٹرڈ کئے ہیں جن میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد47ہزار435 ہے۔ صنعتوں کے لحاظ سے ان اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام صنعت	تعداد صنعت	تعداد ورکرز
1	بھٹہ خشت	311	1328
2	میٹل	1922	4912
3	پاورلومز	1546	9131
4	رائس شیلر	188	1975
5	سکول	229	1046
6	سرامکس	575	3515

7	ہسپتال	69	485
8	سی این جی اور پٹرول پمپ	101	717
9	فوڈ	217	1105
10	مشروبات	03	1875
11	فرنیچر	117	490
12	گتہ	27	289
13	چمڑا	57	514
14	الیکٹرک	666	3005
15	انجینئرنگ مشینری	285	950
16	کیمیکل	17	1025
17	متفرق	605	5073
	ٹوٹل	6935	47435

(د) ادارہ سوشل سکیورٹی رجسٹرڈ صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں سے رقم سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن اور ایجوکیشن سیس کی مد میں وصول کرتا ہے اس ضمن میں ادارہ ہذا نے ضلع گوجرانوالہ میں موجود مختلف صنعتوں سے یکم جولائی2012 سے جو رقم وصول کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات کے سٹاف سے متعلقہ تفصیل

529: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) درج بالا آفس میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) درج بالا آفس کے کیا فرائض ہیں اور اس آفس نے صحافیوں کو 14۔2013 میں کیا سہولیات فراہم کیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات میں درج ذیل سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے:

1۔ سید وقار نقوی، ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر (BS-17)

2۔ یاسر احمد، جونیئر کلرک (BS-07)

3۔ غلام غوث، ڈرائیور (BS-4)

4۔ محمد عمران، چوکیدار (BS-01)

(ب) مذکورہ آفس میں تین منظور شدہ درجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

1۔ فوٹوگرافر BS-13

2۔ سینئر کلرک (BS-09)

3۔ نائب قاصد (BS-01)

ڈائریکٹر گوجرانوالہ ڈویژن کو کہا گیا ہے کہ سینئر کلرک (بی ایس۔9) کی پوسٹ پر پروموشن کا کیس تیار کر کے ہیڈ آفس کو ارسال کریں جبکہ نائب قاصد (بی ایس۔1) کی اسامی کا اشتہار باقی ضلعی دفاتر کی اسامیوں کے ساتھ بھرتی کے لئے اخبار میں دیا جارہا ہے۔ فوٹوگرافر (بی ایس 13) کی اسامی قواعد وضوابط کے مطابق بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ کے بعد پُر کر لی جائے گی۔

(ج) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب کے ماتحت اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ جس کا بنیادی فرض ضلعی انتظامیہ کو صحافتی اعتبار سے سہولیات فراہم کرنا ہے۔

1۔ حکومت کی جانب سے عوام کی فلاح وبہبود کے لئے کئے گئے اقدامات کو اُجاگر کرنا۔

2۔ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات صحافی حضرات کو ایکریڈیٹیشن کارڈ کے اجراء کے ضمن میں معاونت فراہم کرتا ہے۔

3۔ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس گجرات نے بیشتر مرتبہ ضلعی انتظامیہ دیگر عہدہ داران اور گجرات پریس کلب کے مابین میٹنگز کا انعقاد ممکن بنایا اور بہتر تعلقات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

4۔ اہم شخصیات کی آمد کے موقع پر صحافی حضرات کو کئی مرتبہ ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی گئی جس کے باعث سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ ممکن ہو سکا۔

5۔ سرکاری محکموں کے متعلق خبروں کا اجراء اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے عمدہ برا ہونے کے سلسلے میں معاونت فراہم کی گئی۔

صنعتی اداروں کے مزدوروں کے فلیٹوں سے متعلقہ تفصیلات

548: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر کی حدود میں صنعتی اداروں کے مزدوروں کے لئے کتنے فلیٹ کہاں کہاں بنے ہوئے ہیں ان کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان فلیٹوں کی حالت انتہائی مخدوش ہے اور جگہ جگہ سے پانی رس رہا ہے؟
(ج) کیا حکومت ان فلیٹوں کی مرمت اور دیگر ضروری کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مزدوروں کو رہائشی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے 512 ملٹی سٹوری فلیٹس بنائے گئے ہیں جو جڑانوالہ روڈ پر واقع ہیں۔
(ب) 512 فلیٹس 1978 میں الاٹ کئے گئے تھے۔ الاٹمنٹ قواعد وضوابط کے مطابق فلیٹس کی مرمت الاٹیز کی ذمہ داری تھی جو کہ اُنہوں نے پوری نہیں کی جس کی وجہ سے فلیٹوں کی حالت انتہائی مخدوش ہو گئی۔
(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب نے 512 ملٹی سٹوری فلیٹس فیصل آباد کے مسائل کے حل کے لئے کمشنر فیصل آباد ڈویژن کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ان فلیٹس کو خالی کروانے اور گرانے کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

پنجاب انفارمیشن کمیشن کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

837: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) پنجاب انفارمیشن کمیشن کب قائم ہوا؟
(ب) چیف انفارمیشن کمشنر اور کمیشن میں کام کرنے والے باقی افسران کے نام، کوالیفکیشن، پتاجات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟
(ج) چیف کمشنر اور انفارمیشن کمشنر کی تقرری کا criterion کیا ہے نیز ان کی ماہانہ تنخواہ باقی مراعات مع گاڑیاں اور ماہانہ پٹرول کتنا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب انفارمیشن کمیشن 5۔مارچ 2014 کو قائم ہو۔
(ب) پنجاب انفارمیشن کمیشن میں کام کرنے والے چیف انفارمیشن کمشنر اور باقی افسروں کے نام اور کوالیفکیشن درج ذیل ہے:

1۔ مسٹر مظہر حسین مہناس، چیف انفارمیشن کمشنر ریٹائرڈ
ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ایل ایل بی، بی ایس سی
2۔ مسٹر احمد رضا طاہر، انفارمیشن کمشنر ریٹائرڈ
ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس MA English
3۔ مسٹر مختار احمد، انفارمیشن کمشنر M. Phil in Development Studies from the Institute of Development Studies (IDS), University of Sussex, UK
4۔ مسٹر امجد ظہور ورائچ، ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن فنانس)

(ج) پنجاب انفارمیشن ایکٹ کی دفعہ 5 کے مطابق انفارمیشن کمشنر کی تقرری کا criterion درج ذیل ہے۔

1۔ ایسا فرد جو ہائی کوٹ کا جج رہ چکا ہو یا بننے کی اہلیت رکھتا ہو۔
2۔ ایسا فرد جو پاکستان کی سول سروس میں سکیل 21 یا اس کے مساوی درجے میں ملازم ہو یا اس کا اہل ہو۔
3۔ سول سوسائٹی مین سے ایسا فرد جو 16 سالہ تعلیم کے ساتھ منظور شدہ ادارے سے ڈگری رکھتا ہو اور ابلاغ عامہ، تعلیم یا معلومات تک رسائی کے میدان میں کم از کم پندرہ سالہ تجربے کا حامل ہو۔

چیف انفارمیشن کمشنر اور دیگر دو انفارمیشن کمشنر کی مجموعی طور پر تنخواہ۔/578,110 روپے ہے جبکہ ٹیکس وغیرہ کی کٹوتی کے بعد انہیں۔/482,377 روپے تنخواہ دی جاتی ہے اس کے علاوہ انھیں دیگر کوئی مراعات جیسا کہ گاڑی، ڈرائیور اور ماہانہ پٹرول وغیرہ نہیں دیا جاتا ہے۔

لاہور: اینٹوں کے بھٹوں سے متعلقہ تفصیلات

567: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے کل کتنے بھٹہ جات ہیں نیز یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں، ان پر کل کتنے مزدور کام کر رہے ہیں نیز ان مزدوروں کو مالکان بھٹہ کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) سال 2014 کے دوران ضلع لاہور میں موجود بھٹوں سے حکومت کو ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی، بھٹہ وار مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹے کتنے رجسٹرڈ ہیں اور کتنے غیر رجسٹرڈ، غیر رجسٹرڈ بھٹوں کو حکومت کب تک رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے 164 بھٹہ جات فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں یہ زیادہ تر جلو موڑ، بیدیاں روڈ، رائیونڈ روڈ، ملتان روڈ، مانگا رائیونڈ روڈ کے علاقہ میں واقع ہیں۔ ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد تقریباً 17400 ہے۔ زیادہ تر مزدوروں کو بھٹہ مالکان کی طرف سے رہائش کے لئے کوارٹر دیئے گئے ہیں اور تنخواہ دی جاتی ہے۔ دیگر سہولیات مزدوروں کو محکمہ لیبر کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں جیسے محکمہ لیبر کی وساطت سے مزدوروں کے شناختی کارڈ بنوائے گئے ہیں۔ ضلع لاہور میں بھٹہ جات پر جبری مشقت کے خاتمے کے پراجیکٹ کے تحت 62 سکولوں میں بچوں کو تعلیم دی گئی۔ اس کے علاوہ مائیکرو کریڈٹ سکیم کے تحت 2009 سے جون 2014 تک بھٹہ ورکرز کو 5 ہزار سے 25 ہزار روپے تک کے بلا سود قرضے فراہم کئے گئے ہیں جس سے مجموعی طور پر 7359 ورکرز مستفید ہوئے جس میں ریکوری کی شرح 99 فیصد رہی۔

(ب) ضلع لاہور میں موجود بھٹوں سے حکومت کو ٹیکس کی مد میں ہونے والی آمدن کی تفصیل محکمہ ٹیکسیشن سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹہ جات کی تعداد 164 ہے جو کہ تمام محکمہ محنت وانسانی وسائل کے پاس فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

گوجرانوالہ: محکمہ اطلاعات کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

1143: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اطلاعات کے دفاتر کہاں پر واقع ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) دفاتر میں کس گریڈ کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں اور کون سی اسامیاں پر ہیں، تفصیلات فراہم کریں۔

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اطلاعات(محکمہ تعلقات عامہ)حکومت پنجاب کا ڈویژنل انفارمیشن آفس مکان نمبر2، سٹریٹ خواجہ فتو منڈی ڈی سی روڈ نزد الائیڈ بنک میں واقع ہے۔

(ب) محکمہ تعلقات عامہ، گوجرانوالہ میں سکیل 1تا19 کی 26 منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے چار اسامیاں خالی ہیں اور بائیس اسامیاں پُر ہیں۔ منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نام اسامی	سکیل	تعداد اسامی	پر/خالی	خالی ہونے کی تاریخ
ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز	BS-19	1	خالی	01.07.2015
ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز	BS-18	2	1خالی	31.03.2012
انفارمیشن آفیسر	BS-17	1	پُر	--------
سپرنٹنڈنٹ	BS-16	1	پُر	--------
اسسٹنٹ	BS-14	1	پُر	--------
سینئر فوٹوگرافر	BS-14	1	پُر	--------
سٹینوگرافر انگریزی/اردو	BS-14	2	پُر	--------
فوٹوگرافر	BS-13	2	پُر	--------
آرٹیکل رائٹر	BS-11	1	خالی	15.05.2015
آپریٹر	BS-10	1	پُر	--------
سینئر کلرک	BS-09	2	پُر	--------
جونیئر کلرک	BS-07	1	پُر	--------
ڈاک روم اٹینڈنٹ	BS-05	1	خالی	14.06.2001
ڈرائیور	BS-03	2	پُر	--------
ہیلپر	BS-02	1	پُر	--------
دفتری	BS-01	1	پُر	--------
نائب قاصد	BS-01	2	پُر	--------
کلینر	BS-01	1	پُر	--------
چوکیدار	BS-01	1	پُر	--------
ڈاک رنر	BS-01	1	پُر	--------
خاکروب	BS-01	1	پُر	--------

گجرات:ورکرز ویلفیئر کے تحت چلنے والے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

648:میاں طارق محمود:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں صنعتی کارکنان کو کون کون سی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں؟

(ج) ضلع گجرات میں کتنی صنعتیں، بھٹہ خشت اور کارخانے رجسٹرڈ ہیں۔ان صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں میں کتنے مزدور کام کرتے ہیں؟

(د) رجسٹرڈ صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں سے محکمہ نے یکم جولائی 2013 سے آج تک کس کس مد میں کتنی رقم وصول کی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت اس وقت ضلع گجرات میں 2 سکول کام کر رہے ہیں اور رہائشی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک مدینہ لیبر کالونی گجرات بنائی گئی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ اداروں میں صنعتی کارکنان کے 2409 بچوں کو مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ مفت درسی کتب، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ فراہم کی جارہی ہے۔ مزید برآں مدینہ لیبر کالونی میں مزدوروں کی رہائشی سہولت کے لئے 209 فلیٹس بنائے گئے ہیں۔

(ج) اب تک ضلع گجرات میں ایک ہزار 971 صنعتی ادارے رجسٹرڈ کئے گئے ہیں جن میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد 17 ہزار، 484 ہے۔ علاوہ ازیں گجرات میں رجسٹرڈ بھٹہ جات کی کل تعداد 268 ہے اور ان میں 4665 مزدور کام کر رہے ہیں۔

(د) محکمہ محنت نے ضلع گجرات میں رجسٹرڈ صنعتوں، بھٹہ خشت اور کارخانوں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی مد میں مالی سال 14-2013 میں 11 کروڑ 34 لاکھ 30 ہزار 252 روپے اور ایجوکیشن سیس کی مد میں 9 لاکھ 39 ہزار 565 روپے وصول کئے۔

صنعتوں کے لحاظ سے رجسٹرڈ اداروں سے وصول کی جانے والی رقم کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گجرات: سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

649: میاں طارق محمود: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں واقع ہیں، ہر ہسپتال کتنے بستروں پر مشتمل ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کون کون سی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو یکم جولائی2012 سے آج تک سالانہ کتنا بجٹ کس کس مد میں دیا گیا؟

(د) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مریضوں کو کون کون سی سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔

(ہ) مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کون کون سی مسنگ فسلیٹیز ہیں۔ کیا حکومت ان میں مسنگ فسلیٹیز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت وانسانی وسائل کے ذیلی ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت ضلع گجرات میں50 بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال، ایک میڈیکل سنٹر اور پانچ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریوں کے پتاجات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر نگرانی ضلع گجرات میں کام کرنے والے سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد97 ہے جبکہ مذکورہ ضلع میں موجود دیگر چھ طبی مراکز میں کام کرنے والے ڈاکٹرز و پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد پچاس ہے ان اسامیوں کی شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ادارہ سوشل سکیورٹی نے ضلع گجرات میں قائم صنعتی و تجارتی مراکز میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے سوشل سکیورٹی ہسپتال گجرات کو سال13۔2012 میں 5کروڑ34لاکھ29ہزار212 روپے اور سال14۔2013 میں5کروڑ58لاکھ40ہزار215روپے دیئے جبکہ مالی سال 15۔2014 میں6کروڑ46لاکھ46ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ضلع گجرات میں موجود سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں کو سال 13-2012میں2کروڑ 51لاکھ5ہزار500روپےاور سال14-2013میں3کروڑ7لاکھ63ہزار 52روپے دیئے اور مالی سال15-2014میں3کروڑ34لاکھ48ہزار61روپے مختص کئے گئے ہیں۔

مذکورہ ضلع میں قائم سوشل سکیورٹی ہسپتال اور سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں کے بجٹ کی مد وار تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوشل سکیورٹی ہسپتال، گجرات میں مریضوں کو مفت علاج معالجہ کی درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

1	ایکسرے	2	ٹی بی کا علاج
3	ای سی جی	4	بلڈ بنک
5	امراضِ جلد کا علاج	6	گائنی
7	الٹراساؤنڈ	8	کالے یرکان کا علاج
9	فیملی پلاننگ	10	ویلسینیشن
11	آنکھوں کا علاج	12	مفت ایمبولینس
13	ایمرجنسی کی صورت میں پرائیویٹ علاج کے بلز کی ادائیگی	14	داخل مریضوں کے لئے روزانہ کی بنیاد پر100روپے خرچہ خوراک کی ادائیگی
15	ڈینگی کے مریضوں کا مفت علاج (پرائیویٹ مریض بھی شامل ہیں)		

سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں مریضوں کو سہولیات

سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو عمومی علاج معالجہ اور مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں اور ایمرجنسی کی صورت میں سوشل سکیورٹی ہسپتال گجرات میں ریفر کر دیا جاتا ہے فری ادویات کے علاوہ سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں فری لیبارٹری ٹیسٹ، ہیپاٹائٹس سی کے انجکشن اور فری ایمبولینس کی سہولت بھی میسر ہے۔

(ہ) سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں مریضوں کو صرف مفت ادویات اور ٹیسٹ (ایکسرے، ای سی جی اور شوگر وغیرہ) کی سہولیات میسر ہیں جبکہ پیچیدہ امراض کی صورت میں سوشل سکیورٹی ہسپتال میں ریفر کر دیا جاتا ہے۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال گجرات میں اس وقت ٹی بی، آرتھوپیڈیک، نیوروسرجری، کارڈیک، آنکالوجی اور ڈائیلسز وغیرہ کی سہولیات موجود نہ ہیں البتہ ان شعبہ جات سے متعلقہ مریضوں کو نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور یا کسی دوسرے قریبی ہسپتال میں ریفر کر دیا جاتا

ہے جہاں ان بیماریوں کے علاج کی سہولت موجود ہو اور علاج کی مد میں اٹھنے والے اخراجات کو محکمہ خود برداشت کرتا ہے۔

ہسپتال ہذا اور ڈسپنسریوں میں جو شعبہ جات اور سہولیات موجود نہ ہیں محکمہ کے سالانہ بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان نئے شعبہ جات کے قیام کی حسبِ ضرورت منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ فیصل آباد میں ورکرز کے علاج سے متعلقہ تفصیلات

651: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2014 میں پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ نے ضلع فیصل آباد کے کتنے ورکرز کو بیماری کی صورت میں21دن کی اجرت کا 75فیصد معاوضہ ادا کیا، کتنے رجسٹرڈ کارکنوں کی درخواستیں موصول ہوئیں، کتنوں کو ادائیگی کی گئی تفصیل بتائیں؟۔

(ب) ضلع فیصل آباد کے رجسٹرڈ ورکرز کو کام کے دوران زخمی اور انتقال کرنے کی صورت میں پنشن کی مد میں اجرت کے مساوی کتنی رقم سال2014 میں ادا کی گئی تفصیل بتائیں؟

(ج) سال2014 میں کتنے رجسٹرڈ ورکرز کا ناگزیز حالات میں دوسرے ہسپتالوں میں علاج کروایا گیا، ان کے علاج پر کتنے اخراجات ادا کئے گئے تفصیل بتائیں؟

(د) کیا مذکورہ عرصہ میں کوئی ایسا ورکر تھا جس کا علاج طبی سہولیات ملک میں نہ ہونے کی وجہ سے بیرون ملک کروایا گیا تو نام ولدیت، فیکٹری جہاں ملازم ہے کا نام، ورکرز کا عہدہ اور اس پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) پنجاب سوشل سکیورٹی نے ضلع فیصل آباد میں سال2014 کے دوران کتنے ہسپتالوں میں داخل یا ٹی بی اور کینسر کے مریض رجسٹرڈ کارکنوں کو خوراک کے لئے یومیہ خرچہ ادا کیا، ان کے نام، ولدیت اور خرچہ کی رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی تحفظ یافتہ کارکنان کو 121دن تک عام بیماری کی صورت میں اجرت کے 75فیصد کے مساوی معاوضہ کی ادائیگی کرتا ہے اور اس سہولت سے مستفید

ہونے کے لئے ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ ورکرز کی جانب سے سال 2014میں کل 2,537درخواستیں موصول ہوئیں اوران میں سے2,529ورکرز کوادائیگی کر دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی کی جانب سے ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ ورکرز کے دوران کار زخمی ہونے یاانتقال کر جانے کی صورت میں ان کے لواحقین کو سال 2014 میں پنشن کی مد میں-/2,49,64,119روپے ادا کئے۔

(ج) سال2014 میں1,143رجسٹرڈورکرز کو ناگزیر حالات کے پیش نظر دوسرے ہسپتالوں میں ریفر کیا گیااوران کے علاج پر مبلغ-/23,44,286روپے خرچ ہوئے۔

(د) سال2014کے دوران ضلع فیصل آباد کے کسی بھی ورکر کو علاج کی غرض سے بیرون ملک نہ بھیجا گیاہے۔

(ہ) سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد میں سال 2014کے دوران6,380داخل مریضوں کو 100روپے یومیہ خرچہ خوراک ادا کیا گیااور اس پر-/38,94,800روپے خرچ ہوئے جبکہ کینسر اور ٹی بی کے35داخل مریضوں کو16ہزار500روپے خرچہ خوراک کی مد میں ادا کئے گئے۔ٹی بی اور کینسر کے داخل مریضوں کے نام ولدیت اور خرچہ خوراک کی تفصیل ضمیمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

واضح ہو کہ ضلع فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کے علاوہ دو گورنمنٹ ہسپتال(سول اورلائیڈ ہسپتال)ہیں جن میں علاج معالجہ کے لئے رجسٹرڈ کارکنوں کو ریفر کیا جاتا ہے۔سول اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل مریضوں کو خوراک مہیا کی جاتی ہے، خرچہ خوراک ادانہیں کیا جاتا۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال ننکانہ صاحب سے متعلقہ تفصیلات

704:جناب طارق محمود باجوہ:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال ننکانہ صاحب میں کون کون سے شعبہ جات ہیں، ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کون کون سی خالی ہیں؟

(ب) جن اسامیوں پر عملہ تعینات نہ ہے اس کی کیا وجہ ہے اور حکومت کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مریضوں کو وہاں کون کون سی سہولیات ہیں اور علاج کی فراہمی کا معیار کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ننکانہ صاحب میں سوشل سکیورٹی ہسپتال موجود نہیں۔البتہ ایک سوشل سکیورٹی ڈسپنسری جو کہ حسیب وقاص شوگر ملز، ننکانہ صاحب میں ہے اور ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، ننکانہ صاحب شہر میں ہے جن میں او پی ڈی، ادویات اور فرسٹ ایڈ ایمرجنسی کی سہولت موجود ہے جن کی منظور شُدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

شوشل سکیورٹی ڈسپنسری، حسیب وقاص شوگر ملز، ننکانہ صاحب

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	ورکنگ	خالی
1	میڈیکل آفیسر	1	1	0
2	ڈسپنسر	4	2	2
3	ڈرائیور	1	1	0
4	نائب قاصد	1	1	0
5	چوکیدار	1	1	0
6	سویپر	1	1	0

سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، ننکانہ صاحب

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	ورکنگ	خالی
1	ڈسپنسر	1	1	0
2	نائب قاصد کم چوکیدار	1	0	1
3	سویپر	1	1	0

(ب) جن خالی اسامیوں پر عملہ تعینات نہ ہے جب حکومت اجازت فرمائے گی تو خالی اسامیاں پُر کر لی جائیں گی۔البتہ خالی اسامیوں پر کام کی نوعیت کے باعث عارضی عملہ کام کر رہا ہے۔

(ج) ننکانہ صاحب میں موجود سوشل سکیورٹی ڈسپنسری اور ایمرجنسی سنٹر میں مریضوں کو جو سہولیات میسر ہیں ان میں آؤٹ ڈور پیشنٹ ڈیپارٹمنٹ،، مفت ادویات کی فراہمی، ایمبولینس اور ایمرجنسی کی صورت میں ابتدائی طبی امداد کی سہولیات وغیرہ شامل ہیں۔

لیبر کالونیوں میں پلاٹ / مکان سے متعلقہ تفصیلات

869: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیبر کالونیوں میں جو پلاٹ اور مکان یا فلیٹ مزدوروں کو فراہم کئے جاتے ہیں انہیں ایک خاص مدت کے بعد مالکانہ حقوق عطا کرنے کی محکمانہ پالیسی موجود ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو تفصیلات فراہم کی جائیں کہ یہ پلاٹ اور مکان کے مالکانہ حقوق ایک ہی اصول یا پالیسی کے تحت مزدوروں کو عطا کئے جاتے ہیں یا مختلف سکیموں اور پالیسی کے تحت عطا کئے جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے کہ یونیفارم پالیسی اختیار نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جو لیبر کالونیز 2002 سے پہلے ماہانہ اقساط کی بنیاد پر الاٹ کی گئی تھیں ان کے الاٹیز کو 20 سال کی مدت کے بعد مالکانہ حقوق دیئے جانے کی پالیسی ہے۔

(ب) جی ہاں! ایک ہی پالیسی 2002 کے تحت تمام الاٹیز کو مالکانہ حقوق دیئے جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: دیکھیں آپ نے پہلے بھی بہت وقت لیا ہے کسی اور کا بھی اس ایوان پر حق ہے کہ نہیں یا میرا اور آپ کا ہی حق ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ اگر valid ہو گا تو سنوں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہم لوگ معزز ممبران نشان زدہ سوال کرتے ہیں تو وہ ہمارے سوال غیر نشان زدہ ہو کر آجاتے ہیں تو میں آپ سے اس پر ruling چاہتا ہوں کہ کیا یہ اسمبلی سٹاف جو ہے اُن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ہمارے نشان زدہ سوالوں کو غیر نشان زدہ کر دیں اگر ہے تو وہ کس rule کے تحت ہے؟

جناب سپیکر: مجھے اختیار ہے میں اس کو استعمال کر سکتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں دو باتیں کرنا چاہتی ہوں پہلی بات تو یہ کہ آج سے کوئی 10 سے 15 دن پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، توجہ دلاؤ نوٹس اور تحریک التوائے کار کے بعد جو صاحبان اورنج لائن کے بارے میں بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوادیں تمام معزز ممبران جو میں نے بات کی ہے اسے سن رہے ہیں؟آپ میں سے جو بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ اپنے نام اسمبلی سیکرٹری کے پاس لکھوادیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کچھ دن یعنی کوئی 10 سے 15 دن پہلے میں نے اس ایوان میں ثناء شاہد سے متعلق ایک سوال اُٹھایا تھا اور منسٹر صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کا جواب لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ کس کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

سیالکوٹ دیاتی پورہ کی رہائشی کرسچئن نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی

(۔۔۔۔جاری)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ثناء شاہد بچی تھی جسے اغواء کر کے زبردستی اُس کی شادی کروادی گئی اور اُس کا مذہب تبدیل کروایا گیا تو منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اُس بچی کو لے کر آئیں گے اور ابھی تک اُس پر بس آئیں بائیں شائیں ہو رہی ہے۔ اُس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا اس کو یقینی بنایا جائے یہ بڑی زیادتی ہے یہ ثناء شاہد ایک واحد لڑکی نہیں ہے بلکہ بہت سی ایسی بچیاں جو اس قسم کے ظلم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ پنجاب میں ہندو لڑکیاں، مسیحی لڑکیاں، جن کے ساتھ زبردستی کی جاتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ اس کا نوٹس لیں اور آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون اور اقلیتی امور کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بچی کو پیش کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ ایک advertisement ہے جو کہ Punjab constabulary نے یہ فیصل آباد میں شائع کی ہے اور اس میں انہوں نے تقریباً آٹھ اسامیوں کا ذکر کیا ہے کہ لوگ اُس پر apply کریں۔

جناب سپیکر: جی، کون apply کریں؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! درجہ چہارم کے لوگ یہ میرے پاس 28 تاریخ کی جنگ اخبار کی کٹنگ ہے۔

جناب سپیکر: بتائیں اس میں کیا ہے؟

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!میں بتاتی ہوں یہ Punjab constabulary فاروق آباد ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں یہ advertisement دی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ آٹھ اسامیاں ہیں لیکن صرف سینٹری ورکرز اور سویپرز کی جو اسامیاں ہیں وہ انہوں نے کہا کہ یہ صرف Non-Muslims کے لئے مختص ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس طرح سے Non-Muslims کی تذلیل کی جاتی ہے جبکہ میرے علم میں ہے کہ پنجاب حکومت نے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جہاں پر انہوں نے یہ کہا کہ 5 فیصد کوٹا مختص ہو گا اور تمام Grades میں ہو گا۔ جب یہ لکھ دیا جاتا ہے اور ہماری community تو پہلے ہی بڑی پسماندہ ہے اُن کو اور زیادہ vulnerable دیا جاتا ہے اس کا نوٹس لیا جائے اور میں آپ کے توسط سے پنجاب حکومت کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر 5 فیصد کوٹے کا ذکر ہونا چاہئے،اس میں کوئی ذکر نہیں ہے یہ advertisement میرے پاس موجود ہے اس میں وہ آٹھ اسامیاں ہیں جس میں دھوبی ہیں، کارپینٹر اور قسم کے لوگ بھی ہیں لیکن جہاں پر سینٹری ورکرز اور سویپرز کا ذکر ہے وہاں پر صرف غیر مسلم لکھا ہوا ہے تو یہ آئین کی بھی خلاف ورزی ہے یہ Constitution 25(1) کی صریحاً خلاف ورزی ہے اس میں جو ہماری community ہے اُس کی بڑی تذلیل ہوتی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس کو دوبارہ سے advertise کیا جائے اور 5 فیصد کوٹا جو مختص کیا گیا ہے اُس کے مطابق جو تمام Non-Muslims ہیں وہ ہر شعبے میں apply کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:ابھی لاء منسٹر صاحب آجاتے ہیں ہم اُن سے پوچھتے ہیں آئین کے مطابق تمام پاکستانیوں کے حقوق ایک جیسے ہیں۔

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!آئین کے مطابق ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،وہ آپ سے پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!شکریہ۔ میں آپ کی اور پورے ایوان کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں معاملہ یہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو seats,posts advertise ہوتی ہیں ایم اے اکنامکس کے لئے کوئی post create کی گئی ہے اور نہ ہی advertise ہوتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں طلباء نوکریوں سے محروم ہیں جنہوں نے ایم اے اکنامکس کیا ہوا ہے وہ

رُل رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں اسامیاں مختلف کالجز میں خالی پڑی ہوئی ہیں اس کے لئے آپ کا اور ہمارا سب کا فرض بنتا ہے اُن کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ان کی بات کو نوٹ کریں۔ جی، جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پورے پنجاب کا ایک مسئلہ ہے۔ چند ماہ پہلے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ ہمارے جتنے زرعی بنک ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمینداروں کے لئے ماں کی حیثیت رکھتے ہیں، ان زمینداروں کو قرضے ڈبل دیئے جائیں۔ میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں جتنے زرعی بنک ہیں ان میں دسمبر سے لے کر آج تک پیسا ہی نہیں ہے۔ اس حوالے سے زمیندار بہت پریشان ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے زمینداروں کے بارے میں اعلان کیا تھا کہ زرعی بنک سے قرضے ملیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ وفاق سے اس سلسلے میں سفارش کی جائے کہ وہاں بنکوں کو فنڈز فراہم کئے جائیں تاکہ زمینداروں کو آسانی ہو۔ مہربانی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم نوعیت کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ 12۔ فروری کے "جنگ" اخبار میں ایک خبر آئی جس میں انہوں نے حوالہ دیا کہ راولپنڈی میں پی آر او فخر سلطان نے ایک خط اسرار عباسی سی پی او راولپنڈی کو لکھا جس کا متن یہ تھا کہ راولپنڈی کے دو تھانوں کے ایس ایچ اوز ڈکیت گینگ چلا رہے ہیں اور ان کے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ رابطے ہیں۔ میں گزشتہ دو سالوں سے کوشش کر رہا ہوں کہ اس ایوان اور وزیر اعلیٰ کی توجہ اس طرف دلاؤں۔ راولپنڈی کے اندر جو پولیس کی performance ہے، اکثر اخباروں کے اندر بھی خبریں آتی رہتی ہیں کہ راولپنڈی کے تھانوں کے انتہائی بُرے حالات ہیں۔ جہاں پولیس کی picket لگی ہو، جہاں محافظ کے اہلکار کھڑے ہوں وہاں پر جرائم کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے، چوریوں اور ڈکیتیوں کے اندر اضافہ ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس کا نوٹس لیں اور براہ مہربانی راولپنڈی کو کراچی بننے سے روکا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی پوچھتے ہیں۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!ایک چھوٹا سا حادثہ ہوا میں اس کی تفصیل بتاتی ہوں۔ایک نوشین نوید نام کی خاتون ہے،ایک حادثے میں ان کے شوہر اور اکلوتے بیٹے کی death ہو گئی۔اب وہ خاتون اور ان کی دو بیٹیاں اکیلی ہیں۔ان کا ایک شوروم تھا جو جیل روڈ پر کوالٹی موٹرز کے نام سے تھا۔ پہلے گورنمنٹ نے تیس تیس میٹر کی جگہ چھوڑی تھی تاکہ نالے کے ارد گرد صفائی کرنے میں آسانی ہو لیکن آہستہ آہستہ وہاں زمینیں فروخت ہونے لگیں جب ان کا شوروم بنا تو انہوں نے بھی خریدا اور وہ شوروم بہت چل رہا ہے۔وہ شوروم اس بیوہ خاتون اور اس کے یتیم بچوں کا واحد سہارا ہے۔اب اچانک گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ وہاں جتنی بھی encroachment ہوئی تھی جو بلڈنگز بنی ہوئی تھیں وہ نالے میں شامل کر دی جائیں اور وہ شوروم بھی اس نالے میں آرہا ہے۔اس کی اصل قیمت 10 کروڑ روپے ہے جبکہ ان کو اس شوروم کے جس پر ان کی زندگی کا سارا دارومدار ہے صرف ایک کروڑ 50 لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں۔اب اگر یہ ظلم ہو گا تو یہ عورت اور اس کے یتیم بچے سڑک پر آجائیں گے۔پہلے بھی ان کے سسرال والوں نے سب کچھ چھین لیا اور اب صرف ان کا یہ واحد ذریعہ آمدن ہے۔اگر گورنمنٹ وہاں سے encroachment ختم کرنا چاہتی ہے تو بہت اچھی بات ہے وہ کرے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جو چیزیں غلط ہوئیں ان کو ختم ہونا چاہئے لیکن انہوں نے تو وہ خریدا تھا لہٰذا ان کو market value کے حساب سے 10 کروڑ روپے payment ہونی چاہئے۔ چلیں،7 کروڑ کر دیں، 6 کروڑ کر دیں۔یہ یتیم عورت ہے اور اس نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہوا ہے،اپنا شوہر کھویا ہوا ہے۔وہ کہتی ہے کہ میں خود کو آگ لگا لوں گی اور خودکشی کر لوں گی اگر میرے ساتھ گورنمنٹ نے یہ ظلم کیا۔آپ سے استدعا ہے کہ خدا کے لئے اس ظلم کو دیکھئے اور ان کو وہی رقم جو market value ہے ادا کی جائے یا اس کے شوروم کو بخش دیا جائے۔ شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں خرم جہانگیر وٹو!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!آپ کی مہربانی اور شفقت سے آج اورنج لائن ٹرین پر discussion رکھی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی بات میں ابھی نہیں سنوں گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:اس کے علاوہ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایگریکلچر سیکٹر ہے اور خاص طور پر جو آلو کے growers ہیں جن کی اس وقت production ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:تو پھر آپ اس دن تشریف لاتے جس دن ایگریکلچر پر بحث تھی اگر آپ کو اتنی ہمدردی تھی تو اس دن آپ کو آنا چاہئے تھا اور بحث میں حصہ لینا چاہئے تھا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اس پر کوئی دن مقرر کر لیں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!انہیں بولنے دیں جو بول رہے ہیں اور ان کو سن لیں۔

جناب سپیکر:کس بات پر بولنے دوں،یہ کیا طریقہ ہے بولنے کا؟جی،بڑی مہربانی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آلو کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں۔

جناب سپیکر:نہیں،ایگریکلچر میں سب کچھ آتا ہے۔ اگر اس دن آپ تشریف لاتے اس پر بحث کرتے۔۔۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!ایگریکلچر کے حوالے سے علیحدہ بحث ہے اس وقت جو پروڈکشن ہو رہی ہے وہ آلو کی ہو رہی ہے۔اس وقت آلو باہر آ رہا ہے،آلو کا ریٹ نہیں ہے،انڈیا سے آلو import ہو رہا ہے،آلو کا grower بے چارہ رو رہا ہے اس کو ریٹ نہیں مل رہا ہے اور گورنمنٹ کی کوئی patronage نہیں ہے۔اس میں کوئی political point scoring قطعاً نہیں ہے یہ صرف اور صرف پنجاب کے جو پانچ سات اضلاع ہیں ان کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:میرے پیارے بھائی!اگر آپ کو کسان سے محبت ہوتی تو یقینی طور پر جس دن اس کی بحث رکھی گئی تھی اُس دن آتے،اُس دن آپ تشریف کیوں نہیں لائے؟آپ عوام کے نمائندے ہیں آپ کو آنا چاہئے تھا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!ایگریکلچر کی بحث الگ ہے اور آلو کی discussion علیحدہ سے رکھنی چاہئے چونکہ اس وقت فوری طور پر اس کا معاملہ چل رہا ہے۔میں نہیں سمجھتا کہ اس ایوان کو اس معاملے کو ignore کرنا چاہئے،زمینداروں کو ignore کرنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر:زمینداروں کو ignore میں کر رہا ہوں یا آپ کر رہے ہیں؟آپ نے بحث میں حصہ نہیں لیا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! وہی تو میں request کر رہا ہوں کہ آپ آلو کے لئے ایک دن مقرر کریں اس کی پالیسی کے لحاظ سے، اس کی export کے لحاظ سے اور اس کی import کے لحاظ سے۔ ہم کس لحاظ سے انڈیا سے آلو import کر رہے ہیں جب آپ کا grower مر رہا ہے، جب آپ کے grower کو ریٹ نہیں مل رہا ہے؟ آلو کے grower کا ٹھیکے سمیت 70 ہزار روپے خرچہ ہے اور اس وقت سات، آٹھ سو اور ساڑھے آٹھ سو روپے ریٹ چل رہا ہے۔ اب یہ بتائیے کہ farmer بے چارہ کس کے سامنے جا کر فریاد کرے؟ آپ کے حکومتی ممبران بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث ہو، اپوزیشن والے بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث ہو تو جب سارا ایوان چاہتا ہے تو اس پر بحث رکھی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا یہ ایگریکلچر کا حصہ نہیں ہے؟ آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں میاں خرم جہانگیر وٹو کے نوٹس میں یہ لانا چاہوں گا کہ جس دن ایگریکلچر پر at length discussion ہوئی تھی اور اس کے لئے دو دن وقف کئے گئے تھے ان دو دنوں میں آلو پر بھی بات ہوئی، Paddy پر بھی بات ہوئی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے ہمارے اپوزیشن کے دوست ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ نوٹ exchange کر لیا کریں کیونکہ کسی بھی چیز کی repetition بہتر نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میاں خرم جہانگیر وٹو کو یہ عرض کر دوں کہ اس پر at length discussion ہو چکی ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس issue کو کمیٹی کو بھجوا دیا جائے گا۔ وہ آپ کمیٹی کو بھیج دیں اور میاں خرم جہانگیر وٹو کو بھی بتا دیں، مجھے بھی بتا دیں کہ ایگریکلچر والا issue سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جا رہا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں جو لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ اور ممبران کر سکتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: وہ کمیٹی جو کرے گی اس کی سفارشات پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اس پر at length بحث ہوئی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ زراعت اتنا وسیع subject ہے، میں بھائی صاحب کا احترام کرتا ہوں وہ بہت قابل احترام ہیں یہ ایوان جس میں پونے چار سو ممبران ہیں جو آتے بھی نہیں

ہیں، وزراء بھی نہیں آتے کیا ہم سمجھتے ہیں کہ صرف ایک دن ہم زراعت پر بحث کریں؟ ہم تو پورا ہفتہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر دو دن دیئے تھے آپ ایک دن کی بات کرتے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ہم ایک دن یا دو دن زراعت پر بحث کر کے یہ سمجھیں کہ ہم نے پورے پنجاب کی زراعت کا مسئلہ حل کر دیا؟

جناب سپیکر: وہ کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! نہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت آلو کی production ہو رہی ہے اگر اس پر فوری طور پر ایک دن مقرر کر لیا جائے، ایک دن مکئی پر مقرر کر دیا جائے، ایک دن باقی vegetables پر مقرر کر دیا جائے اور ایک دن fertilizer پر مقرر کر دیا جائے۔ آپ کی fertilizers کمپنیاں جو منافع کما رہی ہیں تو ایک دن ان پر مقرر کریں۔۔۔

جناب سپیکر: سبزیاں اور مکئی وغیرہ بھی ایگریکلچر میں آتیں ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اگر اس پر ایک دن مقرر ہو جائے تو اس میں کسی کا نقصان نہیں ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی، آپ فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور الحمد للہ پوری دنیا میں جس طرح پاکستان اور بالخصوص پنجاب کا نام ہے، چاہے گندم، کپاس یا مونجی کی پیداوار ہو، اپوزیشن بھی ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہے لیکن میں ادب سے گزارش کروں گا کہ جس دن آبپاشی پر بحث ہونی تھی اور اس دن بھی معزز ممبران موجود تھے لیکن کسی میرے معزز بھائی نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے اس بحث کو بھی ختم کروا دیا۔ اس کے بعد زراعت پر دو دن بحث کے لئے رکھے گئے ہیں اور ہمارے جو تمام معزز ممبران موجود تھے اور جب منسٹر صاحب اس بحث کو finalize کر رہے تھے تو almost ہماری اپوزیشن کے معزز ممبران کی رائے کو point to point discuss بھی کیا گیا اور ان کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے

مزید suggestions بھی طے کی گئیں لیکن اس کے باوجود ہر معزز ممبر کے پاس یہ right ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ زمیندار کو facilitate کرنا چاہئے جس طرح سے زمیندار کا شوگر کین کا issue تھا تو الحمد للہ ہم نے وہ resolve کیا اور اسی طرح گندم کا مسئلہ بھی حل کیا۔اب اگر کسان package بھی آتا ہے تو اس کو تو سمجھیں کہ ہم کر رہے ہیں اور اگر آپ مزید کچھ کروانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضرور تجاویز دیں لیکن ہر بار یہی کہنا کہ جب ہم آئیں اور جو ہم کہیں وہ ٹھیک ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معزز ممبران اس دن موجود ہوتے تو بڑی اچھی بحث ہونی تھی اور ہم نے مزید ان کے قیمتی مشوروں سے مستفید ہونا تھا لیکن کاش! اگر وہ وقت نکالیں یا اس چیز کو تھوڑا سا serious لے لیا کریں کیونکہ جب کسی issue پر ایوان کے اندر ایک دن declare کر دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر معزز ممبران کی توجہ بھی ہوتی ہے اور ان کی خواہش بھی ہوتی ہے کہ یہاں پر ایک healthy discussion ہو اور اس کے بعد آپ کی supervision میں اچھے فیصلے بھی ہو سکیں۔بہت شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اگر پورے سال میں زراعت کے لئے دو دن مختص کر دیئے گئے ہیں تو یہ کوئی 400 ممبران کے ایوان کے لئے کافی نہیں ہے۔اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ پورے پنجاب کے معزز ممبران کی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اب ایسے نہیں کہا جا سکتا، بہت سارے معزز ممبران نے بحث میں حصہ لیا ہے۔آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ ہر crop کا ایک production season ہوتا ہے۔آج آلو کا production season ہے اس کے بعد maize کا production season ہو گا جب آج آلو پیدا ہو رہا ہے تو اگر آج ہی معزز ممبران discuss نہیں کریں گے تو کیا چھ مہینے بعد کریں گے ؟آج ذکر صرف آلو کا ہو رہا ہے لیکن جب آلو کی فصل تباہ ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر:جی، یہ کمیٹی میں بیٹھ کر فیصلہ ہوا تھا کہ یہ، یہ دن اس پر بحث کے لئے مقرر کیا جائے گا لیکن ایگریکلچر پر دو دن بحث ہوئی ہے۔اب آپ گھر بیٹھے رہے تو میں کیا کروں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اس میں میری التماس ہے کہ آلو پر ایک دن بحث کے لئے مقرر کر لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی،آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ ساری باتیں پہلے یہاں ہو چکی ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!اس پر ہماری آواز کو بند نہیں کیا جا سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی آواز کو کون بند کر رہا ہے ؟آپ کی آواز کو کوئی بند نہیں کر رہا لیکن مناسب وقت پر آپ کی بات مناسب لگتی اب نہیں ہے۔اب آپ ایسے نہ کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایک دن مقرر کر لینے سے اس ایوان کا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں!ہم پتا کرتے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!اس سے نہ صرف اس ایوان بلکہ پورے پنجاب کے کسانوں اور آلو کے کاشتکاروں کا فائدہ ہو گا۔۔۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!جی۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اب آپ تشریف رکھیں۔مجھے ان کی بات سننے دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!شکریہ۔اپوزیشن کے معزز ممبران کا زراعت کے متعلق جو concern ہے وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن آپ نے زراعت پر بحث کے لئے جو دن مختص کئے تھے اس میں جتنی تجاویز دی گئیں وہ وزیر زراعت نے یہاں پر بیٹھ کر سنیں اور وہ حکومت کے notice میں ہیں۔اس میں آلو پر بھی بڑی مفصّل بحث ہوئی اور معزز ممبران نے اپنی تجاویز دیں اور یہ کہنا کہ ان کی connivance پر آلو پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے تو اگر اسی طرح اجلاس کے 100 دن مقرر ہیں اور اگر 100 فصلوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دن بحث کے لئے رکھے جائیں تو میرا خیال ہے کہ پورے 100 دن بحث صرف ان فصلوں پر ہو گی لیکن اور بھی بہت سارے مسائل ہیں جن پر بحث ہونا بہت ضروری ہے اس لئے ان کو ان دنوں میں آنا چاہئے تھا اور اس میں دلچسپی لینی چاہئے تھی۔اگر یہ اس دن بحث میں حصہ نہیں لے سکے تو یہ لکھ کر ہمیں اپنی تجاویز دے دیں، ہم ان کی تجاویز حکومت کے نوٹس میں لائیں گے اور منسٹر ایگریکلچر اس پر اپنی رائے بھی اس ایوان میں دیں گے۔بہت شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ضد اور اَنا کا مسئلہ چھوڑیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کیا کر رہے ہیں،آپ کمال کر رہے ہیں اور آپ کی عجیب بات ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آپ کے کسان کا آلو تباہ ہو رہا ہے پنجاب کے پانچ سات اضلاع جو آلو پیدا کرتے ہیں ان کے زمیندار بے چارے رو رہے ہیں۔اگر آج ہم ان کی آواز نہیں اٹھائیں گے تو کب اٹھائیں گے وہ ہم سے پوچھیں گے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ان کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ جب اس پر بحث ہو رہی تھی تو آپ اس وقت کدھر تھے؟آپ اس وقت کہاں تھے،آپ کیا بات کرتے ہیں۔وہ آپ سے یہ پوچھیں گے کہ آپ اس وقت کدھر تھے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آج آلو کا production season ہے تو مہربانی کر کے ایک دن بحث کے لئے رکھ دیں۔اس سے ایوان کا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،اب آپ تشریف رکھیں یہ سارا ایوان صرف آپ کے لئے نہیں ہے۔اب مجھے ان کی بات سننے دیں۔جی،ملک محمد وارث کلو!فرمائیں۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!آپ اس سٹینڈنگ کمیٹی میں کچھ grower کو بھی ڈالنے کا حکم دیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،سٹینڈنگ کمیٹی موجود ہے۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میری تجویز یہ ہے کہ میاں خرم جہانگیر وٹو کو آپ اس کمیٹی میں ڈالیں اور وہ اس میں اپنا contribute کریں،جس طرح گنے کے زمیندار ہیں اور جس طرح پیڈی کے زمیندار ہیں تاکہ وہاں discussion at length ہو جائے گی۔

جناب سپیکر:جی،ان کو ضرور ڈالیں گے۔پہلے میرا ارادہ تو یہی تھا اب پتا نہیں کہ وہ contribute کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!یہ کمیٹیاں بنتی رہتی ہیں اور اس ایوان میں کمیٹیوں کے اجلاس نہیں ہوتے۔ہماری گزارش یہ ہے کہ اب اس ایوان میں discussion ہونی چاہئے۔ہماری حکومت کے

لوگوں سے بھی گزارش یہ ہے کہ اگر آلو پر discussion ہو جائے تو کوئی پہاڑ نہیں گر جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے پانچ روپے آلو کا ریٹ کہہ کر آلو کے زمیندار کے جذبات مجروح کئے ہیں۔اگر اس پر discussion ہو جائے تو اس پر ایسا کیا نقصان ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ہم بیٹھیں گے، آپ کمیٹی میں تشریف لانا اور ساری بات at length ہو گی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اب ہمارے رانا ثناء اللہ خان بھی آ گئے ہیں تو مہربانی کر کے اس پر کوئی final date مقرر کریں۔

جناب سپیکر: جی، اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سابق صوبائی وزیر میاں معراج الدین کی اہلیہ اور معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد کی ساس کے لئے دعائے مغفرت

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے کہ سابق صوبائی وزیر میاں معراج الدین کی اہلیہ اور ڈاکٹر نوشین حامد کی mother in law پرسوں وفات پا گئی تھیں تو گزارش ہے کہ دعا فرما دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر930 ہے۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس pending ہوا تھا۔ جی، وزیر قانون!

دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس pending ہوا تھا تو اس میں progress کو دیکھنے کے لئے یہ کیس work out ہو چکا ہے، اس میں ملزمان کی نشاندہی ہو چکی ہے، کچھ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، بقیہ کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دے دی گئیں اور ان کو بھی بہت جلد گرفتار کر لیا جائے تو اس میں میری یہ درخواست ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو فی الحال pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ایک اور توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 967 ہے اور یہ بھی pending ہوا تھا۔ جی، وزیر قانون!

گوجرانوالہ: سابق وزیر و ممبر پنجاب اسمبلی کے مقدمہ قتل کی صورتحال

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی رپورٹ آج discuss ہوئی ہے اور اس میں محرک جناب اختر علی خان بھی موجود تھے۔ یہ کیس جو ہے آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے colleague بھائی مرحوم چودھری شمشاد احمد خان سابق صوبائی وزیر اور ایم پی اے کا یہ معاملہ ہے۔ اس کیس کی further progress دیکھنا مطلوب ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 979 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔ جی، وزیر قانون!

گوجرانوالہ: ڈیرہ گرو کے قریب ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں معزز ایوان کو اور معزز ممبر کو بھی inform کر دوں کہ اس مقدمہ میں جو ملزمان تھے ان کی نشاندہی کے بعد ان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس نے raid کیا ہے۔ انہوں نے مزاحمت کی جس کے نتیجہ میں ملزمان ہلاک ہو گئے اور بعد میں ان ملزمان کے صحیح ملزم ہونے کی شناخت بھی مدعی فریق نے کر لی۔ اس طرح سے یہ کیس

dispose of ہو چکا ہے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو بھی dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 980 میاں طارق محمود کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں وہ کہہ گئے تھے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 983 ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

لاہور: ڈی ایچ اے کے رہائشی عمر سلیم کے گھر ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

983: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روز نامہ "ایکسپریس "مورخہ 16-02-12 کی خبر کے مطابق ڈیفنس "بی "فیز "ون "لاہور کے رہائشی عمر سلیم کے گھر ڈاکوؤں نے گھر والوں کو یرغمال بنا کر 4 لاکھ روپے نقد اور 95 ہزار کے زیورات لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) کیا پولیس نے ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے کے لئے آج تک جو کارروائی کی ہے اس کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 983 ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ ہوا ہے اور اس میں جو پیشرفت ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ اس وقوعہ کی geofencing کروائی گئی، اس کے بعد forensic laboratory نے place of occurrence کا معائنہ کر کے وہاں سے evidences collect کئے ہیں اور اس سارے معاملے میں جتنے متعلقہ محکمے ہیں جہاں سے ملزمان کی شناخت evidence کی بنیاد پر اور جو evidence of occurrence سے collect ہوئی ہے وہ عمل جاری ہے۔ ابھی ان رپورٹوں کے آنے میں کچھ وقت لگے گا یہ وقوعہ 7۔فروری کا ہے، انشاء اللہ بہت جلد ان ملزمان کو گرفتار کر کے عدالت، انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 985 چودھری محمد اکرام کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

سیالکوٹ: فاروق نامی شہری کے گھر ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات

985: چودھری محمد اکرام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ روز فاروق احمد ولد چودھری نذیر احمد، حکیم خادم علی روڈ عثمان پارک سیالکوٹ کے گھر میں چار مسلح افراد نے گھر کے افراد کو اسلحہ کی نوک پر یرغمال بنا کر نقدی 3لاکھ 35ہزار روپے، 950برطانوی پونڈز اور طلائی زیورات 110تولے 9موبائل فون جن کی مالیت تقریباً 80لاکھ روپے ہے لوٹ لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ تھانہ میں اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کرائی گئی لیکن تاحال کوئی بھی ملزم گرفتار نہیں ہوا، ابھی تک ملزمان کی عدم گرفتاری اور لوٹے ہوئے مال کی برآمدگی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! incident کی حد تک یہ بات درست ہے۔ اس پر سائنٹیفک بنیادوں پر geofencing اور crimes کی evidence اور collection کی بنیاد پر ملزمان کی identification ہو چکی ہے، trace ہو چکے ہیں، ان کی گرفتاری کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ ڈی پی او نے ذاتی طور پر یقین دہانی کروائی ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر انشاء اللہ ان ملزمان کو گرفتار کر کے ان سے مال مسروقہ برآمد کیا جائے گا۔ ڈی پی او کو میں نے یہ direction بھی دی ہے کہ وہ چودھری محمد اکرام کو اس کیس کی ہونے والی progress سے onboard رکھیں۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک استحقاق قاضی احمد سعید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1083جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1084 محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔

شرقپور سب ڈویژن چوہنگ جنگل کی مٹی سستے داموں فروخت

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ جنگلات میں ایک اور بڑا سکینڈل منظر عام پر آگیا،18 کروڑ روپے مالیت سے زائد کی سرکاری مٹی کوڑیوں کے بھاؤ پرائیویٹ اور من پسند پارٹیوں کو فروخت کر دی گئی۔ محکمہ جنگلات لاہور ڈویژن میں واقع شرقپور سب ڈویژن چوہنگ جنگل کے 300ایکڑ رقبے پر واقع زمین کے کمپونینٹ نمبر9اور10 سے 20فٹ گہرائی تک مٹی نکال لی گئی ہے جس کی مالیت18 کروڑ روپے سے زائد بنتی ہے۔ناظم اعلیٰ جنگلات لاہور اور کنزرویٹر لاہور کے قریبی رشتہ دار کی ملی بھگت سے سرکاری محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔اس سے قبل محکمہ جنگلات کے اعلیٰ افسران نے مری میں سرکاری زمین کو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم کالونی کو فروخت کر دیا تھا جس کی انکوائری سیکرٹری جنگلات کے دفتر میں جاری ہے اسے بھی دبانے کی کوشش کی جارہی ہے۔سابق کنزرویٹر مری اور سابق ڈی ایف او جنہوں نے مری کی سرکاری زمین کو فروخت کیا تھا وہ انکوائری کو من پسند افسران کے پاس لگا کر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش میں ہیں۔اس سے قبل بھی مذکورہ افسران ایک ہی تاریخ میں2 چٹھیاں جاری کر کے عدالت کو گمراہ کر چکے ہیں اور تین سے چار انکوائریوں میں ان کے خلاف ابتدائی انکوائری میں ڈسمس فرام سروس اور کروڑوں روپے کی ریکوری کی سفارش کی جاتی رہی ہے جبکہ ریگولر انکوائری میں معاملہ کو دبایا جاتا رہا ہے۔چوہنگ جنگل کے 300ایکڑ پر تین سال قبل ہونے والی پلانٹیشن جو درختوں میں تبدیل ہو چکی تھی،اس کو دو ماہ میں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔چوہنگ جنگل کی سرکاری مٹی پرائیویٹ لوگوں کو فروخت کرنے میں محکمہ جنگلات کے اعلیٰ افسران کو سیاسی آشیر باد بھی حاصل ہے۔لہٰذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ چوہنگ فاریسٹ دریائے راوی کے کنارے کے ساتھ واقع ہے اور یہ جنگل اور اس کا ایریا محکمہ مائنز پنجاب کے ایریا سے ملحقہ ہے۔ محکمہ مائنز پنجاب ریت نکالنے کا ٹھیکہ دیتا ہے، چونکہ یہ جنگل کا ایریا ہے اور اس اس سے ملحقہ ہے اس لئے ٹھیکیدار یہاں سے بھی مٹی اٹھا لیتے ہیں۔ محکمہ کے علم میں جب مٹی اٹھانے کی بات آئی تو چوہنگ جنگل میں تعینات بلاک آفیسر میاں ذوالفقار علی اور محمد اشرف فاریسٹ گارڈ کو بحوالہ شوکاز نوٹس مورخہ 2013-09-25 بعد ازاں 2014-09-27 جاری کر کے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کا حکم دیا گیا ہے بعد ازاں ان کو سروس سے معطل بھی کر دیا گیا ہے۔ چوہنگ جنگل سے مٹی نکاسی کا تخمینہ لگانے اور متعلقہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! علاوہ ازیں ان ٹھیکیداروں کے خلاف تھانہ چوہنگ میں مقدمہ نمبر 1087، شرقپور شریف میں مقدمہ نمبر 679، شرقپور شریف میں دوسرا مقدمہ نمبر 238 اور شرقپور شریف میں تیسرا مقدمہ نمبر 649 درج کرائے گئے ہیں۔ چوہنگ کمپونینٹ نمبر 9 تا 11 اور 12 کے 112 ایکڑ رقبہ سے ریت، مٹی نکالنے کے ثبوت پائے گئے ہیں۔ ملازمین کے خلاف کارروائی کے لئے جناب سکندر حیات ڈائریکٹر فشریز کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے ان کی رپورٹ آنے پر ان کے خلاف مزید کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! علاوہ ازیں PEEDA ایکٹ کے تحت ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ یہ بات درست نہ ہے کہ محکمہ جنگلات کے اعلیٰ افسران بھی اس میں ملوث پائے گئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ نے جو بات کی ہے وہ حکومت تک پہنچ گئی ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اس میں Laying of Reports ہیں۔

حکومت پنجاب کے سول حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013

MR SPEAKER: Audit Report on the Civil Accounts of Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Civil Accounts of Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Civil Accounts of Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. I for examination and Report within one year.

حکومت پنجاب کی مالیہ وصولی کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال14۔2013

MR SPEAKER: Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Revenue Receipt for the Financial Year 2013-14. (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Revenue Receipt for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15).

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Revenue Receipt for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. I for examination and Report within one year.

محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات
برائے مالی سال14۔2013

MR SPEAKER: Appropriation Accounts of the Forest Department, Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation Accounts of the Forest Department, Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15).

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. II for examination and Report within one year.

ورکس اکاؤنٹس، حکومت پنجاب برائے مالی سال14۔2013پر
آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ

MR SPEAKER: Report by the Auditor-General of Pakistan on the works Accounts, Government of the Punjab, Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Report by the Auditor-General of Pakistan on the Works Accounts, Government of the Punjab, Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15).

MR SPEAKER: Report by the Auditor-General of Pakistan on the Works Accounts, Government of the Punjab Financial Year 2013-14 (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. I for examination and Report within one year.

پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلوایشن) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

MR SPEAKER: Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Public Sector Enterprises (Commercial Audit and Evaluation), Government of the Punjab (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Public Sector Enterprises (Commercial Audit and Evaluation), Government of the Punjab (Audit year 2014-15).

MR SPEAKER: The Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Public Sector Enterprises (Commercial Audit and Evaluation), Government of the Punjab (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. I for examination and Report within one year.

حکومت پنجاب کے مدبندی حسابات برائے سال 14۔2013 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

MR SPEAKER: The Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab-Appropriation Accounts for the Financial Year 2013-14. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab-Appropriation Accounts for the Financial Year 2013-14."

MR SPEAKER: The Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab for the Financial Year

2013-14 has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. II for examination and Report within one year.

حکومت پنجاب کے مالی گوشوارہ جات برائے مالی سال2013-14 کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

MR SPEAKER: The Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab-Financial Statements for the Financial Year 2013-14. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab-Financial Statements for the Financial Year 2013-14.

MR SPEAKER: The Audit Report by the Auditor-General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab 2013-14 has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. II for examination and Report within one year.

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال2012-13

MR SPEAKER: The Annual Report on Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Annual Report on Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2012-13.

MR SPEAKER: The Annual Report on Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2012-13 has been laid.

صوبائی زکوٰۃ فنڈ و قومی سطح کے ادارہ ہائے صحت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and National level Health Institutions Punjab (Audit year 2014-15). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and National level Health Institutions Punjab (Audit year 2014-15).

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and National level Health Institutions Punjab (Audit year 2014-15) has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. I for examination and Report within one year.

بحث

اورنج لائن پر عام بحث

جناب سپیکر: آج کا اگلا ایجنڈا اورنج لائن پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کریں گے۔ باقی معزز ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move for General Discussion on Orange Line.

جناب سپیکر! جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اورنج لائن پر بحث کے لئے اس اجلاس سے قبل محترم قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اختلاف نے ایک پریس کانفرنس کی اور اس میں کہا تھا کہ اس پر ایوان میں بحث ہونی چاہئے۔ اس کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک دن اورنج لائن پر بحث کی جائے۔ اس کے بعد پھر باوجوہ ٹائم نہ بن سکا اور دو دن قبل یہاں ایوان میں دوبارہ بات ہوئی اور اس کے نتیجے میں آج کا دن اورنج لائن پر بحث کے لئے fix ہوا۔

جناب سپیکر!میں اس بحث کا آغاز کرتے ہوئے وہ بنیادی facts and figures اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا جن کے اُوپر بعد میں قائد حزب اختلاف اور دوسرے معزز ممبران اپنی بحث کو base کر سکیں اور اس سے متعلق راہنمائی اور wisdom حکومت کو دے سکیں تاکہ حکومت اس پر عمل کرتے ہوئے اس منصوبے کو مزید بہتر انداز سے آگے بڑھا سکے۔

جناب سپیکر!اس پراجیکٹ کے اُوپر حزب اختلاف کی طرف سے تین بنیادی اعتراضات کئے گئے۔ان اعتراضات میں ایک بنیادی اعتراض یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ایسے ہی اُٹھ کر یہ منصوبہ شروع کر دیا حالانکہ اس کی تو ابھی ضرورت ہی نہیں تھی۔اس منصوبے پر اتنا زیادہ پیسا خرچ کر دیا گیا اور اس کے لئے بہت زیادہ قرضہ لے لیا گیا ہے۔یہ بھی کہا گیا کہ میاں محمد شہباز شریف کو ایک دم خیال سوجھا یا خواب آیا اور انہوں نے اس پراجیکٹ کو شروع کر دیا۔

جناب سپیکر!اس پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا رہا ہے،قائد حزب اختلاف ایوان میں بھی اس بارے میں ایک کاغذ لہراتے رہے ہیں کہ فلاں منصوبے سے پیسے نکال لئے گئے،وہ منصوبہ بند ہو گیا اور صرف اسی ایک منصوبے پر سارے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس منصوبے سے متعلق تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی cost کا کوئی پتا نہیں کہ یہ منصوبہ کتنے اخراجات سے بن رہا ہے،اس کے components کیا ہیں اور پیسا کہاں سے آ رہا ہے؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس منصوبے کو بنانے والی کمپنی کو تو اس کام کا پتا ہی نہیں لیکن اسے اس پراجیکٹ کو execute کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔میں ان تینوں بنیادی اعتراضات پر facts and figures کے ساتھ کچھ چیزیں اس معزز ایوان کے سامنے رکھنی چاہوں گا تاکہ اس بارے میں پوری طرح سے clarity ہو سکے۔

جناب سپیکر!پہلی بات یہ ہے کہ کیا یہ اچانک خیال آیا یا یہ منصوبہ اس شہر اور صوبے کی بنیادی ضرورت تھا؟ لاہور صرف لاہور میں بسنے یا رہنے والوں کا شہر نہیں بلکہ لاہور پورے پنجاب اور پورے پاکستان کا شہر ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق 1.5 ملین لوگ روزانہ لاہور آتے ہیں اور اپنے کام کے لئے ایک یا دو دن ٹھہرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔لاہور شہر میں جو ٹرانسپورٹ داخل ہوتی ہے اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔جب کبھی عام چھٹی ہو اور آپ لاہور میں موجود ہوں تو پھر اندازہ ہوتا ہے کہ لاہور صرف لاہوریوں کا نہیں بلکہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کا ہے۔

جناب سپیکر!آج سے 25 سال قبل 1991 میں اس وقت کی حکومت کی منظوری سے جاپان کی ایک فرم JICA نے سروے کیا۔انہوں نے اُس وقت کہا کہ جس طرح سے لاہور کے اوپر ٹریفک کا load بڑھ رہا ہے اگر آپ اگلے تین سالوں میں کم از کم ایک لائن جو کہ گرین لائن ہے،اس کو نہیں بنائیں گے تو یہ load بہت بڑھ جائے گا اور یہ پورے شہر کی ٹریفک کو chock کر دے گا۔گرین لائن جو اس وقت میٹرو ہے جس پر بہت زیادہ تنقید کی گئی اور کہا گیا کہ اس کی ضرورت نہیں،یہ کیوں بن گئی اور یہ پیسے کیوں لگ گئے ہیں؟1991 میں ایک بین الاقوامی فرم JICA نے سروے کے بعد کہا تھا کہ یہ گرین لائن within three years بنائی جانی چاہئے۔اُس وقت اس کی لاگت 1.4 بلین یعنی 145۔ارب روپے تھی۔

جناب سپیکر!اتفاق یہ ہے کہ جب بھی اسی قسم کے پراجیکٹس شروع ہوتے ہیں تو پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت ہوتی ہے۔1991 میں اس منصوبے کے اُوپر کام شروع ہوا لیکن حکومت ختم ہو گئی اور یہ پراجیکٹ فائلوں کی نذر ہو گیا۔98-1997 میں اس پراجیکٹ پر دوبارہ کام شروع ہوا اور بڑی مشکل سے ابھی یہ پراجیکٹ agreement signing کے مرحلہ پر پہنچا تھا کہ دو واقعات رونما ہو گئے۔ایک 28۔مئی ہو گیا اور اس کی وجہ سے پوری دنیا نے react کیا اور جاپان نے تو خاص طور پر react کیا تھا کہ ہم آپ کے لئے foreign funding نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد پھر 12۔اکتوبر کا واقعہ رونما ہو گیا۔اس وقت بھی یہ منصوبہ loan سے ہی بن رہا تھا۔اس وقت ورلڈ بنک سے بات ہوئی،جاپان حکومت کا ایک فنڈ MVA تھا یعنی انہوں نے outside country or foreign development کے لئے یہ ایک فنڈ بنایا ہوا تھا تو ان سے بھی اس منصوبے کی funding کے لئے بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر!میری مراد یہ ہے کہ اتنے بڑے منصوبے کی feasibility ہمیشہ loan کے اُوپر ہی بنتی رہی ہے۔1997 میں یہ منصوبہ پھر ختم ہو گیا۔اس کے بعد 07-2006 میں دوبارہ اس منصوبے کی study کی گئی۔جاپان حکومت سے رابطہ کیا گیا لیکن انہوں نے دوبارہ اس منصوبہ میں آنے سے انکار کیا۔اس منصوبے کی دوبارہ SYSTRA سے study کرائی گئی۔SYSTRA دو تین کمپنیوں کا مخفف ہے یعنی اس میں دو تین کمپنیاں شامل ہیں۔انہوں نے اس منصوبے کا سروے کیا اور اس وقت یعنی 2006 میں لاہور کے ٹریفک count کو دیکھتے ہوئے کہا کہ گرین لائن بنائی جائے۔آج سے دس سال

پہلے کی بات ہے کہ انہوں نے کہا کہ لاہور میں ایک گرین لائن بنائی جائے جس کا میں ذکر کر چکا ہوں اور جس کے اوپر اب میٹرو بنی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے کہا کہ اورنج لائن بنائی جائے۔ یہ وہی منصوبہ ہے جس کو اس وقت بھی identify کیا گیا تھا اور اس کا روٹ بھی وہی ہے جو کہ اُس وقت تھا۔ کوئی ایک آدھ چوک یا سڑک کا فرق تو ہو سکتا ہے لیکن اورنج لائن کا روٹ وہی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو مزید لائنز یعنی Blue Line اور Purple Line بنانے کی تجویز دی تھی۔ اس وقت انہوں نے چار Lines بنانے کے لئے کہا تھا یعنی گرین لائن، اورنج لائن، بلیو لائن اور پرپل لائن بنانے کی recommendations دی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ لاہور ایک میٹروپولیٹن اور بین الاقوامی شہر ہے اور اس میں growth کا potential بہت زیادہ ہے۔ یہ صرف پنجاب کا نہیں بلکہ پاکستان کا بہت ہی viable and functional شہر ہے اس لئے اگر آپ نے اس کو ٹریفک کے حوالے سے اسی طرح سے viable رکھنا ہے تو انہوں نے یہ چار لائنیں recommend کیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جن لوگوں نے اُس study کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کیا اور اُن کے سامنے یہ فائلیں موجود رہیں لیکن وہ کچھ کر نہ سکے اور آج وہ اس کے بارے میں منفی تنقید اس انداز سے کرتے ہیں کہ جیسے انہیں کسی بات کا پتا ہی نہیں ہے، اُنہیں پتا ہی نہیں ہے کہ اورنج لائن کہاں سے آئی ہے، انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ آج سے 10 سال پہلے اس شہر کی transport کی study ہوئی اور اُس study میں یہ چار لائنیں recommend ہوئیں۔

جناب سپیکر! 25 سال پہلے ایک international firm نے کہا کہ اس کو within three years بنائیں لیکن 25 سال بعد پھر اُسی آدمی کو یہ خیال آیا جو اُس study کے پیچھے تھا کہ اس شہر کو viable رکھنا ہے تو اُس نے 25 سال بعد دوبارہ گرین لائن پر جب کام شروع کیا تو گرین لائن سے متعلق 2010 میں چائنا کے ساتھ ایک معاہدہ ہو گیا اور انہوں نے اس بات کو under take کیا کہ ہم یہ گرین لائن بنائیں گے لیکن اُس وقت کی وفاقی حکومت نے اس پر sovereign guarantee نہ دی کیونکہ باہر سے کوئی بھی ملک اُس وقت تک loan نہیں دیتا جب تک sovereign guarantee نہ ہو لیکن جب وہ sovereign guarantee نہ ملی تو وہ منصوبہ جو 145۔ ارب روپیہ میں مکمل ہونا تھا اُس منصوبے کو پھر ہم نے اپنے source سے میٹرو ٹرین کی بجائے میٹرو بس میں بدل کر 30۔ ارب روپیہ میں مکمل کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حزب اختلاف کااورنج لائن ٹرین پر اتناواویلااور اس پر یہ اتنا اپنا سر پیٹ رہے ہیں حالانکہ ان کو پتا ہے کہ یہ recommendations انہی کے زمانے کی ہیں۔اب اس شہر میں اورنج لائن ٹرین تو بنے ہی بنے گی تو جب یہاں پر پھر بلیو لائن بھی بنے گی، جب یہاں پر پرپل لائن بھی بنے گی تو پھر کیا بنے گا یعنی "فیر کیہ بنسیں؟" پھر حزب اختلاف کا کیا حال ہو گا؟ آپ کو پتا ہے کہ بُلھے شاہ صوفی شاعر گزرے ہیں تو انہوں نے تصوّف اور صوفی ازم میں کہا کہ:

یار دی اکھ دا مل سوا لکھ بُلھیا
سارا یار تولاں تے کیہ بنسیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق یہ تمام منصوبے مکمل ہوں گے تو پھر حزب اختلاف کا حال یہی ہو گا کہ "میہ بنسیں"؟ میں نے یہاں پر جو facts رکھے ہیں یہ 1991 میں international firm کی طرف سے سروے نہ ہو، یہ 1997 میں ورلڈ بنک اور جاپان کا سروے نہ ہو اور 2006 کے بارے میں بھی میں نے جتنی گفتگو کی ہے یہ نہ ہو اور حزب اختلاف facts and figures سے ثابت کر دے تو یہ جو سزا دیں میں وہ بھگتنے کے لئے تیار ہوں لیکن ان facts and figures کو کسی طور پر بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ میں نے یہ ساری چیزیں پوری ذمہ داری سے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ یہ ایک کاغذ اس طرح سے لہرا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی وہاں سے بھی پیسے لے لئے، وہاں سے بھی پیسے لے لئے۔

جناب سپیکر: اس سے آپ کو کیا نقصان ہے؟ وہ اپنے ہاتھ کو ہِلا رہے ہیں۔(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو اُس کا کوئی نقصان نہیں ہے لیکن یہ عوام اور سادہ لوح لوگوں کو اس طرح سے کاغذ لہرا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُس کا نقصان مجھے بھی ہے، آپ کو بھی ہے اور پورے صوبے کو ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اورنج لائن ٹرین کی total cost کے facts and figures آپ کے سامنے رکھ دوں۔ یہ فرما رہے تھے کہ یہ تو ADP میں ہے ہی نہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پچھلے سال کی ADP book دیکھیں اُس کا Serial No. 3803 ہے۔اس منصوبے کی total project cost 165۔ارب روپیہ ہے اس میں سے 150۔ارب روپیہ cost actual ہے اور 15۔ارب روپیہ contingencies یعنی unforeseen expenditures جو منصوبے کی

تکمیل میں آ سکتے ہیں۔ اس پر بھی شور کیا جا رہا ہے کہ شفافیت نہیں ہے یہ تمام documents Punjab Government کی website پر موجود ہیں اور PPRA Rules بھی پنجاب گورنمنٹ کی website پر available ہیں۔ اس contract میں 55۔ارب روپیہ کا civil work ہے اب 55۔ارب روپیہ کا civil work اگر یہاں پر ہو گا تو یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ جب بھی civil work or construction ہوتی ہے اُس سے دوسرے کاروبار میں بھی ترقی ہوتی ہے، کوئی وہاں پر اینٹ دے گا، کوئی سیمنٹ دے گا، کوئی مزدوری کرے گا، کوئی راج کا کام کرے گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "سریا بھی لگے گا" کی آوازیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً وہاں پر سریا بھی لگے گا اور حزب اختلاف کی لاعلمی پر ماتم کرنے کو جی کرتا ہے کہ ان کو یہ پتا ہی نہیں کہ شریف فیملی کی کوئی firm یہاں پر سریے کا کام نہیں کرتی اور اتفاق فاؤنڈری کو بند ہوئے 17 سال ہو گئے ہیں۔ میں یہ fact بھی اس معزز ایوان کے سامنے اور اس کے through پنجاب کی عوام کے سامنے بھی رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر حزب اختلاف اپنے اتنے شور، واویلے اور ماتم میں یہ ثابت کر دے کہ اس 55۔ارب روپیہ میں سے کوئی ایک چیز فراہم کرنے کا contract شریف فیملی کے پاس ہو تو ہم اُس کا بھی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر 55۔ارب روپیہ کا civil work ہو گا اس کا باقاعدہ open tender کیا گیا، پہلے pre-qualification کی گئی، جن firms نے ایسے projects کئے ہیں جن کی price or cost billions میں ہے اُن firms کو systematic طریقے سے PPRA rules سے pre-qualify کیا گیا اور اُس کے بعد اُن firms کو یہ tender دیا گیا۔ یہ تو شفافیت کی بات کرتے ہیں میں اُس سے آگے بڑھ کر بات کرتا ہوں کہ یہ 55۔ ارب روپیہ کا جو tender تھا اس کے اندر competition کے ذریعے 6۔ارب روپے کی saving کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ 55۔ارب روپیہ کا civil work ہے اور باقی 95۔ارب روپیہ میں ریل، mechanical، electronic اور دیگر چیزیں ہوں گی۔ چائنا کی firm جس کے ساتھ یہ contract ہوا ہے جو اپنے ملک کے بنکوں سے قرض لے کر آئیں گے۔ یہ CR-NORINCO کمپنی ہے جو یہ کام کرے گی۔ اب اس پر بھی ایک اعتراض ہوا کہ ایک صاحب نے پریس کانفرنس میں فرمایا کہ CR-NORINCO فرم کو تو پتا ہی نہیں ہے اور اس کا تو ریلوے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ CR چائنا ریلوے ہے ان کا اس وقت چائنا میں 90 ہزار میل ٹریک functional ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو

پتاہی نہیں کہ ٹرین کیا ہوتی ہے اور ریلوے لائن کیا ہوتی ہے؟یعنی اس حد تک ابہام ڈالنے اور غلط بیانی کی انتاہے کہ انہوں نے کہاکہ CR-NORINCO کو معلوم ہی نہیں ہے کہ لائن کیا ہے اور اس میں سے ٹرین کس طرح بنتی ہے؟

جناب سپیکر!میں اب ان کے تیسرے پوائنٹ کی طرف آتا ہوں۔ میں نے اس کی total cost, civil works, tendering process کے متعلق بتایا ہے۔ آپ انکوائری کمیٹی بٹھائیں۔ آپNABمیں چلے جائیں جہاں آپ کا دل چاہتا ہے جائیں اور یہ جوtendering process ہوا ہے جس میں 6۔ارب روپے کیsaving ہوئی ہے۔ آپ اس کو کھنگالیں اگر کوئی evidence available ہو تو پھر بات کریں۔ ایسے رونا دھونا کسی کام کا نہیں ہے۔ میں نے جو facts and figures پیش کئے ہیں، میں ان پر بالکل on oath اور on record ہوں اور یہ کارروائی باقاعدہnote ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ جسfigure کو چاہیںchallenge کریں۔ میں پوری ذمہ داری سے معزز ایوان کے سامنے بات کر رہا ہوں۔ان کا جو آخری پوائنٹ ہے جس میں انہوں نے جو کاغذ لہرا لہرا کر باتیں کی ہیں۔ میں نے جو ADP بتایا ہے اس میں 10 بلین اس پراجیکٹ کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کی costتقریباً 90 بلین پر چلی گئی ہے۔ اس میں لوگوں کی compensation, utilities اور دوسری چیزیں ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ پیسا ایسی سکیموں سے نکالا گیا ہے جو بنیادی ضرورت کی حامل تھیں۔ یہ 1956 سے لے کر آج 2016 تک کسی ایک سال کا حوالہ یہاں پر دے دیں کہ جس سال میں re-appropriation نہ ہوئی ہو۔Re-appropriation means کہ ہر تین ماہ بعد حکومت کاFinance and Planning & Developments Departments بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔ جیسے مثال کے طور پر ایک سکیم پر آپ نے 10۔ارب مختص کیا ہے،اس پر ابھی ایک ارب خرچ ہوا ہے اور 9۔ارب پڑے ہیں،ایک سکیم ایسی ہے کہ جس کے لئے جتنی رقم مختص کی گئی تھی وہ ساری خرچ ہو گئی ہے وہاں پر fast moving ہے۔اب اگر اس میں اور پیسے نہ دیئے گئے تو وہ کام رک جائے گا اس لئے جوslow moving ہے وہاں سے پیسے اس طرف divert کر دیئے جاتے ہیں پھر آگے چل کر دوسری سکیموں سے جہاں سے پیسے آتے ہیں یا لئے ہوتے ہیں وہاں وہ پیسےconvert کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہم نے انرجی سیکٹر کے لئے 1500 ملین رکھا تھا،وہblock allocation تھی، ہمارا یہ خیال تھا کہ شاید پنجاب میں انرجی کے پراجیکٹس ایک سے زیادہ کرنے پڑیں گے لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے پنجاب میں دو پراجیکٹس میں پیشرفت کی اس لئے ہمارے پاس یہ پیساsurplus تھا۔اسی طرح سے ہم نے سپورٹس اینڈیوتھ افیئرز میں700 ملین روپیہ رکھا تھا لیکن ابھی تک صرف200 ملین روپیہ خرچ ہوا تھا۔ ہم نے قبرستان کے لئے ایک ارب پچھلے سال رکھا تھاوہ پیسے ابھی پورے خرچ نہیں ہوئے تھے،2۔ارب روپےاس سال کے لئے تھے وہاں سے بھیsaving ہوئی۔اس طرح کسی جگہ سے 700 ملین، کسی جگہ سے 300 ملین روپیہ یہ سارا جمع کر کے کل 19.807 ملین روپیہ اس سکیم کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ابھی سارا خرچ نہیں ہوا جیسے کہ لوگوں کوcompensation دی جارہی ہے۔اگر پینے کے صاف پانی کے لئے 13۔ارب روپیہ رکھا گیا تھااور اس میں ابھی تک صرف 2۔ارب روپیہ خرچ ہوا ہے، 11۔ارب روپیہ وہاں پرsurplus پڑا ہے اگر وہاں سے 7۔ارب روپیہ لیا گیا ہے،5۔ارب روپیہ ابھی موجود ہے اور جب وہ5۔ارب روپے خرچ کرلیں گے تو اتنی دیر میں کسی دوسری سکیم سے وہ پیسے re-appropriate ہو جائیں گے۔اس میں آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس بنیادی پروگرام سے پیسے لے کر اسے بند کر دیا گیا ہے اور دوسرے کو شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اسre-appropriation کی وجہ سے ہیلتھ سیکٹر، ایجوکیشن سیکٹر یا کسی بھی سیکٹر کے کسی بھی پروگرام کو بند نہیں کیا گیا۔ یہ re-appropriation اس بنیاد پر کی جاتی ہے اور نہ کی گئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی اور پروگرام کو اس کی وجہ سےdamage کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ایک پراپیگنڈہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جو میٹرو امرتسر میں بنی ہے وہ تو بڑی سستی بنی ہے اور یہاں پر بڑی مہنگی بنی ہے۔ بات یہ ہے کہ کیا امرتسر میں بننے والی میٹرو میںescalators یاoverhead bridges بنائے گئے ہیں؟وہاں پر لوگ سڑک ٹریفک میں سے پار کریں اور سال میں دس گیارہ لوگ مریں۔ اگر وہ وہاں پر overhead bridge بنا دیا جائے تو اس کی cost میں اضافہ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے اگر ڈپو کی بجائے بسیں سڑک پر کھڑی رہیں گی توcost کم ہو جائے گی۔Apple to apple یعنی جس طرح کی اور جسquality کی میٹرو ہم نے یہاں پر بنائی ہے آپ پوری دنیا میں کوئی مثال لے آئیں اور cost کو confront یاcompare کرلیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ آج اورنج لائن اور اس کی cost کی بات کر رہے ہیں۔ میں پھر یہ on the behalf of Shahbaz Sharif Government and on behalf of Chief Minister دعوے سے کہتا ہوں کہ جن specifications کے مطابق جو سہولتیں ہم لوگوں کو دینے جا رہے ہیں وہ ہم state of the art project بنا رہے ہیں۔ اگر ان specifications کے مطابق آپ پوری دنیا میں یہ بات ثابت کر دیں کہ ہمارا منصوبہ مہنگا ہے اور کسی جگہ پر سستا ہے تو ہم جوابدہ ہیں بلکہ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ پوری دنیا سے سستا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں ان بنیادی facts and figures کو رکھنے کے بعد میں اپوزیشن اور معزز ممبران سے یہ توقع کروں گا کہ وہ ان کے مطابق بات کریں۔ ان کے اوپر وہ جہاں پر سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس کو وہ point out کریں۔ میں اس کو clear کروں گا۔ ممبران کی بحث کے بعد میں یہ حق رکھتا ہوں کہ میں بعد میں اس کو wind up کرتے ہوئے ان چیزوں کا جواب دوں لیکن یہ facts and figures پر بات کریں۔

جناب سپیکر!یہ یہاں پر رونا کسی اور چیز کا نہ روئیں یعنی شور شرابا نہ کریں، لوگوں کو گمراہ نہ کریں، اس صوبہ کو ترقی سے نہ روکیں، اس صوبہ کو آگے بڑھنے سے نہ روکیں اور یہ پاکستان کو آگے بڑھنے سے نہ روکیں۔ ان کو درد تو یہ ہے کہ اگر یہ منصوبے مکمل ہو گئے، اگر یہاں پر power projects بن گئے۔ اس کے علاوہ tendering process میں جو بچت ہوئی ہے اس کا بھی wind up speech میں ذکر کروں گا۔ اس پر یہ اور زیادہ حیران ہو جائیں گے اور ان کو زیادہ پریشانی لاحق ہو گی کہ کس transparent طریقے سے سارا کچھ ہو رہا ہے۔ ان کو رونا تو یہ ہے کہ اگر یہ مکمل ہو گیا تو پھر ہمارا 2018 میں کیا بنے گا۔ اِن کا رونا کسی اور چیز کا ہے اور یہ نام کسی اور چیز کا لیتے ہیں۔ میں یہاں پر بھلے شاہ کی ایک کہاوت ہی دوبارہ پڑھوں گا کہ ان کے رونے کا یہ حال ہے کہ رونا کسی اور چیز کا اور نام کسی اور چیز کا۔ ہماری پنجابی کی ایک کہاوت یہ ہے کہ:

روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب غور سے سنیں جس طرح انہوں نے سنا ہے آپ بھی اس طرح اب غور سے سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!پھر آپ نے بھی اسی طرح سننا ہے جس طرح ہم نے سنا ہے۔

جناب سپیکر: تہذیب کے دائرے میں مکمل جو الفاظ ہوں گے اس کو کسی طرح سے نہیں روکا جا سکتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر آپ تہذیب کے پہلو واضح کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں بیٹھا ہوں اور میں اسی لئے یہاں پر بیٹھا ہوں، میں دیکھتا ہوں اور مجھے سمجھ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ راناثناء اللہ خان نے جس انداز سے اپوزیشن کے رونے دھونے کو محفوظ کیا ہے، اس سے ان کی ذہنی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے پریشان ہیں۔ پاکستان کی اور لاہور کی تاریخ میں کبھی کسی پراجیکٹ پر اتنا زیادہ احتجاج نہیں ہوا۔ یہ صرف اپوزیشن کی طرف سے ہی نہیں ہے بلکہ لاہور کے لاکھوں باسیوں کی طرف سے ہے اور لاہور کے ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ راناثناء اللہ خان تو واپس فیصل آباد چلے جائیں گے اور جاتی امرا والے شاید امرتسر چلے جائیں۔ یہ سارے اعتراضات لاہور کے شریوں کی طرف سے ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ امرتسر سیر کے لئے تو جا سکتے ہیں لیکن باقی بات آپ کی مناسب نہیں لگتی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کیا آپ نے کہا ہے ان کو مودی سے اتنا پیار ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پاکستان سے سب کو پیار ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جس طریقے سے یہ منصوبہ بنایا گیا اور جس طریقے سے اس کو execute کیا جا رہا ہے [*****] آج یہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اس ایوان میں آ کر ہمیں ساری بات بتائیں۔ یہ بات اس منصوبے کے آنے سے پہلے کرنی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہیں ایوان کو پہلے اعتماد میں لینا چاہئے تھا، ان کو پہلے بتانا چاہئے تھا کہ یہ منصوبہ ہے اور یہ کس طرح سے بننے جا رہا ہے، اس کی لاگت کیا ہے، اس پر قرضہ کتنا ہے اور اس قرضے کی ادائیگی کس طرح سے ہو گی؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ جن حالات سے ہماری پنجاب کی 10 کروڑ عوام گزر رہی ہے، جن حالات کو وہ face کر رہی ہے آیا ان حالات میں جب پنجاب کے لوگوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہوں، جب پنجاب کے بچے سسک رہے ہوں، بلک رہے ہوں اور تڑپ رہے ہوں، جب پنجاب کی بیٹیاں اور بہنیں ہسپتالوں کی سیڑھیوں پر بچوں کو جنم دے رہی ہوں، جب یہاں میو ہسپتال میں ایم آئی آر مشین نہ ہو، جب پی آئی سی میں سینکڑوں مریضوں کا روزانہ وہیل چیئر پر بیٹھ کر treatment کیا جا رہا ہو اور وہاں چادریں بچھا کر لوگ تڑپتے اپنی جان دے دیں۔ جب جناح اور جنرل ہسپتال میں وینٹی لیٹر اور آکسیجن سلنڈر نہ ہونے کی وجہ سے ہر دوسرے اور چوتھے دن ہلاکتیں ہو رہی ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کیا اورنج لائن ٹرین پر بحث ہو رہی ہے؟ اگر انہوں نے ہیلتھ پر بحث کرنی ہے تو اس کے لئے بھی ایک دن مقرر کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان آپ کو آج ہماری باتیں سننی پڑیں گی۔ اب آپ دل کو تھامیں اور ہماری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرام سے بات کریں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایوان کو order میں لے کر آئیں۔

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم لوگوں نے پہلے سنا ہے۔ رانا ثناء اللہ اب تم بھی سنو اور تمہارا boss بھی سنیں کہ ہم کیا کہنے جا رہے ہیں، صوبے کا تم نے کیا حال بنا رکھا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔ آپ کا جو topic ہے اس پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے بڑے تحمل سے رانا ثناء اللہ کی جگتیں سنی ہیں۔ انہوں نے جو مسخرا پن کیا ہے وہ ہم نے سنا ہے۔ اب یہ حوصلہ پیدا کریں اور ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے تمہید تو باندھ لی ہے اور اب آپ بات کریں۔ بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ابھی تو میں پہلے گیئر میں بھی نہیں ہوں۔ ابھی تو میں تمہید باندھ رہا ہوں کہ راناثناء اللہ کی چیخیں نکل آئی ہیں۔ ہم نے خاموشی سے پون گھنٹہ ان کی تقریر اور جگتیں سنی ہیں۔ اب یہ حوصلہ پیدا کریں اور ظرف پیدا کریں یہ ہماری بات سنیں۔ ابھی اور بھی بہت کچھ سننے کے لئے ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اورنج لائن ٹرین سے متعلقہ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!. I am sorry اب کوئی بھی میری بات میں interruption نہ کرے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کوئی interrupt نہیں کرے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے بھی interrupt نہیں کیا تھا اب یہ بھی نہ کریں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ de track نہ ہوں آپ اورنج لائن ٹرین پر آئیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ابھی تو ریڈ لائن بھی آ رہی ہے۔

MR SPEAKER: No cross talk. No dear.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں تو ابھی صرف comparison کرنے لگا تھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کس کے ساتھ comparison کرنے لگے تھے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں حالات کے ساتھ comparison کرنے لگا تھا کہ انسانوں کی ترجیحات کیا ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جو یہاں پر عوام ہے ان کی حالت زار کیا ہے؟ میں تو ابھی تمہید باندھ رہا ہوں کہ ایک صوبے میں جہاں صحت کے یہ حالات ہوں۔ ایک ایسا صوبہ جہاں پر ایک کروڑ بیس لاکھ school going بچے باہر مارے مارے پھر رہے ہوں اور ان کے لئے سکول بھی نہ ہوں، جہاں پر پینے کا صاف پانی نہ ہو، جہاں ہزاروں سکولوں میں wash rooms نہ

ہوں، جہاں بجلی نہ ہو، جہاں سٹاف نہ ہو، ابھی کل میاں محمد اسلم اقبال کہہ رہے تھے کہ 3۔ارب روپیہ لگایا ہے، ابھی بھی 60 فیصد سکول insecure ہیں اور وہاں سکیورٹی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ کیا کوئی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہے ہیں؟ آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسی طرف آرہا ہوں۔ دیکھیں میں جب تک حکومتی بنچوں کو وہ نقشہ نہیں بتاؤں گا کہ پنجاب میں ہو کیا رہا ہے اور انہاں نوں " کھٹی گڈی" تے چڑھن دا شوق سوار اے؟ میری گل سنو میں اج اپنی گل سنا کے رہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ اسی طرح سے میں ایگریکلچر کی زبوں حالی پر بات کرنا چاہوں گا کہ کسان تڑپ رہے ہیں، خودکشیاں کر رہے ہیں، ان کو کوئی پروا نہیں ہے اور ان کو کسی بات کی فکر نہیں ہے۔ پورے پنجاب کو چھوڑ دیں اس شہر لاہور میں لاء اینڈ آرڈر کا کیا حال ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جس پر بحث ہو رہی ہے اس کی بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس شہر میں کیا حال ہو رہا ہے کل دو کانسٹیبلز کو شہید کر دیا گیا ہے، ایک پولیو ورکر کو گولیاں مار کر چھلنی کر دیا گیا ہے۔ پچھلے ایک سال میں 85 فیصد کرائم بڑھ گیا ہے یہ figure ان کی آفیشل ویب سائٹ سے ہے۔ جب لوگوں کا جان و مال محفوظ نہ ہو اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو، تھانے کلچر کی تبدیلی کے نعرے اور دعوے پچھلے آٹھ سال کے سن سن کے لوگ عاجز اور تنگ آچکے ہوں، جب تھانے بک رہے ہوں، جب انصاف بک رہا ہو، انصاف مل نہ رہا ہو اور لوگ انصاف نہ ملنے کی وجہ سے اپنی جانیں دے رہے ہوں۔ ان حالات میں پینے کا صاف جس صوبے میں، جس شہر میں نہ ہو، اڑھائی لاکھ بچوں سمیت گیارہ لاکھ افراد پینے کے زہریلے پانی سے جاں بحق ہو چکے ہوں اور ان کے اوپر " کھٹی گڈی" چلانے کا بھوت سوار ہے۔ یہ گیارہ لاکھ افراد زہریلا اور گندا پانی پینے سے مرے ہیں یہ رپورٹ گورنمنٹ کے اپنے ادارے کی ہے۔ کون کون سے شہر ہیں جس میں زہریلا اور آلودہ پانی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کر رہے ہیں؟ میری بات سنیں اورنج لائن ٹرین پر آجائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین پر ہی آ رہا ہوں۔ اورنج لائن ٹرین ضروری ہے یا یہ چیزیں ضروری ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اورنج لائن ٹرین پر بات کریں کیونکہ آپ نے ہی request کی ہے کہ آپ اورنج لائن ٹرین پر discussion کروائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ کا یہ روّیہ ہم سمجھیں گے کہ biased ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسی بات ٹھیک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے floor دیا ہے تو آپ تحمل کے ساتھ ان سے بات پوچھنے دیں۔ انہوں نے کیا ساری باتیں میٹرو پر کی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی کریں اور صحیح بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب یہ 2008 میں اقتدار میں آتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب یہ اقتدار میں آئے تو یہ صوبہ 480۔ارب روپیہ surplus میں تھا جبکہ آج 635۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ یہ ڈیڑھ دو سو ارب روپے مزید لگا رہے ہیں اس طرح یہ 800۔ارب روپے کی figure ہو جائے گی۔ رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ بڑے کام کر رہے ہیں "پلے ہیگا نئیں دھیلا تے کر دی پھر دی میلا میلا" [*******]

جناب سپیکر: جی، ان کے غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک غیر ملکی بنک آ کر قرضہ دیتا ہے تو وزیر اعلیٰ اس کا جشن مناتا ہے۔ یہ ہمارا قابل شرم عمل ہے کہ قرضے پر ہم جشن مناتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! مہربانی۔ ایسی بات نہ کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کشکول توڑنے کے دعوے کرنے والے کشکول کا سائز پہلے سے بھی بڑھا دیتے ہیں، اُس کو زیادہ مضبوطی سے پکڑ بھی لیتے ہیں اور کشکول و جھولی ڈالی ہوئی ہے کہ اللہ کے لئے ہمیں قرض دے دو۔

معزز ممبران: شیم، شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ انتہائی شرمناک کھیل ہے کہ ایک بنک سے قرضہ لے کر یوں اچھلتے پھر رہے ہیں کہ ہمیں تین فیصد پر قرضہ مل گیا ہے۔ او خدا کے بندو! یہ تم نے کہاں سے کمائی کر لی ہے؟ رانا صاحب! "ہم تینوں کماؤ پُتر فیر سمجھدے" اگر پنجاب کے وسائل سے آپ یہاں کوئی چیز generate کرتے؟ پنجاب کے دس کروڑ عوام کو گروی رکھ کر تین فیصد پر قرضہ لے رہے ہیں اور اربوں روپے کی subsidy آپ کو واپس کرنی ہو گی۔ یہ کیسا منصوبہ ہے؟

جناب سپیکر! اب میں اُس بات کی طرف آتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ صوبے کا شہر لاہور ہے، بڑا اہم شہر ہے اور یہاں پورے صوبے سے لوگ آتے ہیں۔ ان کی اس بات پر کہ اڑھائی لاکھ لوگ روزانہ اس گاڑی پر سفر کیا کریں گے، اگر ان کی بات مان بھی لی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: چلو، شکر ہے کہ آپ نے کوئی بات مان لی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر ان کی بات مان بھی لی جائے کہ اڑھائی لاکھ لوگ سفر کریں گے تو ڈیڑھ کروڑ کے شہر سے اڑھائی لاکھ دو فیصد بنتے ہیں۔ اگر دو فیصد افراد کے لئے آپ صوبے کے 9 کروڑ 98 لاکھ لوگوں کا حق مار کر یہ گاڑی بنائیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کیا justification ہے؟

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر یہ تصور کر لیا جائے اور ان کی بات مان بھی لی جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو اڑھائی لاکھ روزانہ ایک روٹ پر رہنے والے لوگ اس روٹ کو استعمال کریں گے جبکہ پورا لاہور استعمال نہیں کرے گا بلکہ پورے لاہور کے 98 فیصد لوگ اس سے الگ تھلگ اور لاتعلق رہیں گے۔ یہ اڑھائی لاکھ لوگ اس پر ضرور بیٹھیں گے اور وہاں سے اتر کر چلے جائیں گے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی وژن نہیں ہے، کوئی مربوط منصوبہ نہیں ہے

اور ایک ہی بُھوت سَر پر سوار ہے کہ کوئی visible چیز 2018 سے پہلے لے آؤ خواہ اُس پر کھربوں روپے ضائع ہو جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk please جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پبلک ٹرانسپورٹ کلچر کو انہوں نے promote کرنا ہے، ایک طرف یہ signal free corridor بنا رہے ہیں جس کے لئے کہتے ہیں کہ 5۔ارب لگا دو، 7۔ارب لگا دو یعنی ان کے باپ کا پیسا ہے کہ جیسے مرضی لگا دو؟ انہوں نے چونگی امر سدھو اور جنرل ہسپتال کے سامنے 5۔ارب لگایا اُس کے بعد جیل روڈ پر 5۔ارب روپیہ لگا دیا کہ یہ signal free corridor ہے۔ آپ گاڑیوں کو promote کر رہے ہیں اور صاحب اور بابو لوگوں کی ترقی کے لئے اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ اس شہر کے اندر آپ فٹ پاتھ بنائیں، چوکوں کو ڈیزائن کریں اور security and safety کے انتظامات کریں جس سے مجھے اور ایک عام شہری کو پتا ہو کہ میں اپنے بچوں کو ٹرین کے ذریعے بھیج دوں گا جو بخیریت واپس آ جائیں گے۔ یہ کچھ نہیں ہو رہا بلکہ متضاد قسم کی چیزیں ایک شہر کے اندر بے ہنگم انداز کے ساتھ جاری ہیں۔ یہاں موٹر سائیکلیں لاکھوں کی تعداد میں چل رہی ہیں۔ یہاں پر روزانہ ایک ہزار روپے دے کر جتنی مرضی موٹر سائیکلیں لے لیں اور وہ لوگ ایسے ہی پھر رہے ہیں۔ آپ یہاں چنگ چی اور آٹو رکشوں کا حال دیکھ لیں۔ اگر آپ نے پبلک ٹرانسپورٹ کو promote کرنا ہے تو اس کے لئے آپ کو ایک مربوط پالیسی دینی چاہئے تھی جو کہ نہیں ہے۔ یکایک آپ ایک طرف اربوں روپیہ لگا کر گاڑی والوں کو facilitate کر رہے ہیں کہ وہ پانچ منٹ پہلے پہنچ جائیں جیسا کہ جیل روڈ کو توڑ کر کہہ دیا کہ یہ signal free corridor ہے اور اسی طرح میں نے فیروز پور روڈ چونگی امر سدھو کی مثال دی ہے۔ جب تک آپ کوئی مربوط plan نہیں دیتے اُس وقت تک یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اب رانا ثناء اللہ خان بار بار JICA کا ذکر کرتے ہیں اور study کا ذکر کرتے ہیں کہ فلاں کمپنی نے یہ study کی تھی۔ تاریخ کے اندر یہ جرم کبھی معاف نہیں ہو گا [*******] میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ایسے الفاظ استعمال مت کریں۔ یہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!انہوں نے ایک ایسی study کی کہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے ہمیں 0.2 percent پر قرضہ مل رہا ہے،اس میں دس سال کا grace period ہے یعنی تیس سال میں وہ loan واپس ہونا تھا۔ ہمیں کوئی subsidy نہیں دینا پڑنی تھی، حکومت کے اوپر کوئی بوجھ نہیں تھا بلکہ زیرزمین commercial activity generate ہو کر لاکھوں لوگوں کو روزگار ملنا تھا۔ اگر BOP کے تحت یہ plan بن جاتا اور ہمیں 0.2 فیصد پر ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا قرضہ ملنا تھا تو دس سال grace period اور بیس سال کے بعد سب کچھ ہمارا اپنا ہو جاتا۔ یہ ایک سیاہ دھبہ ہے۔ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے یہ لیٹر میرے پاس ہے۔ 4۔ جون 2009 کو ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کو ان کی حکومت نے لکھ دیا کہ ماس ٹرانزٹ ہماری priorities میں نہیں ہے کیونکہ ہماری priorities کچھ اور ہیں لیکن اس کے بعد دھڑا دھڑ یہ میٹرو بن گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس منصوبے کے اوپر یہ پیسے لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ دنیا کا بہترین منصوبہ ہے۔ رانا ثناء اللہ خان میں آپ کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ یہ سارے ایوان کے سامنے ہے یا آپ کو resign کرنا ہو گا یا میں resign کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! نہیں۔ میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! یہ ابھی انہوں نے چلتے چلتے ایک بات کر دی ہے امرتسر میٹرو کی کل لمبائی 31 کلو میٹر اور لاہور میٹرو بس کی لمبائی 27 کلو میٹر ہے۔ 12 کلو میٹر کا overhead پل امرتسر میٹرو بس کا ہے جبکہ لاہور میٹرو بس کا 8 کلو میٹر ہے۔ امرتسر میٹرو کی 78 بسیں ہیں اور لاہور میٹرو کی 64 بسیں ہیں۔ امرتسر میں پاکستانی روپے کے مطابق سیمنٹ کا 480 روپے فی تھیلا اور پاکستان میں 450 روپے سیمنٹ کے تھیلے کا ریٹ ہے۔ امرتسر میٹرو بس کی فی کلو میٹر لاگت پاکستانی روپے میں 29 کروڑ ہے اور لاہور میٹرو بس کی فی کلو میٹر لاگت ایک ارب دس کروڑ روپے ہے۔ Shame for this یعنی وہ چیز جو ہم سے 25 کلو میٹر دور پاکستانی روپے میں، جس کی لمبائی بھی زیادہ ہو، جس کا overhead span بھی زیادہ ہو، جس کی بسیں بھی زیادہ ہوں، وہ تو بن رہی ہے 9۔ ارب پاکستانی روپے میں اور یہ بنانے جا رہے ہیں یہ اپنے منہ سے 30۔ ارب روپے کہتے ہیں، انہوں نے

30۔ارب روپے کے جو فنڈز divert کئے ہیں وہ ہیں اور گیارہ ارب روپے انہوں نے ADP میں رکھا ہوا تھا جو کہ 43۔ارب روپے میں وہی میٹرو بس بنانے جا رہے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان کی اس بات کو تصور کر لیتا ہوں کہ جی، وہاں پر کوئی overhead نہیں بنے ہوئے یا کوئی دو underpasses نہیں بنے ہوئے لیکن لاگت میں کیا اس سے پانچ گنا فرق پڑ سکتا ہے؟ میں نے آپ کو یہ سارا کچھ بتا دیا اب میرا چیلنج ہے رانا ثناء اللہ خان کو، حکومتی بنچوں کو اور میں وزیر اعلیٰ محمد شہباز شریف کو کہ آئیں اور کھلے میدان میں آ کر اس بات کا مقابلہ کریں کہ یہ میٹرو بس کتنے میں بنی ہے اور یہ اوپر والے 35۔ارب روپے کہاں گئے؟ اے "گجیاں ماراں مار دے نیں سانوں"، "اے پاکستان دے عوام نوں گجیاں ماراں مار دے نیں"۔ پھر یہ جو ابھی اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ بنانے جا رہے ہیں تو اس پر 61.9 بلین ڈالرز فی کلو میٹر cost آ رہی ہے جبکہ same منصوبہ برازیل میں 30 ملین ڈالرز فی کلو میٹر کے حساب سے بن رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب آپ اندازہ کر لیں یہ کہتے ہیں کہ جی شفاف ہے اور یہ بالکل transparent ہے۔ بھئی شفاف ہے، transparent ہے تو لوگوں کو بتاؤ یہ اتنا بڑا فرق اور تفاوت کیسے نکل آیا؟ یہ جو آپ نے 4-6-2009 کو ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کو لکھ دیا کہ Mass Transit ہماری priority نہیں ہے، اس کا جواب بھی آپ سے لینا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بد قسمتی ہے کہ جس افراتفری میں اور confused ذہن کے ساتھ یہ اس منصوبے کو implement کرنے جا رہے ہیں، اس کی مثال بھی کہیں نہیں ملتی اور لاکھوں لوگوں کا معاشی قتل عام ان کے نزدیک تو لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ لوگ تو کیڑے مکوڑے ہیں۔ ان کا اگر معاشی قتل کر دیا جائے تو وزیر قانون رانا ثناء اللہ یا وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کو کیا اثر پڑتا ہے۔ پیسے دے دیں گے، جب کوئی مرتا ہے تو کوئی کسی جگہ جا کر پانچ لاکھ دے کر آ جائیں گے یا دس لاکھ روپے دے آئیں گے لیکن یہ دس لاکھ لوگ direct اور direct in جو suffer کر رہے ہیں، آبادیوں کی آبادیاں ملیامیٹ کئے جا رہے ہیں اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو 3/2 قوانین جن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں، ایک 1972 World Heritage Convention پر پاکستان نے treaty sign کیا ہے اور اس treaty کے اندر یہ بڑا واضح لکھا ہے کہ 200 فٹ کے اندر ہمارا قومی ورثہ ہے اور آرکیالوجی کے اعتبار سے جو buildings ہیں اس کے اندر کوئی تعمیر نہیں ہو گی۔ یونیسکو نے چھ صفحات کا لیٹر لکھ دیا لیکن کوئی

جواب نہیں دیا، وہ اپنی جگہ، اقوام متحدہ کے ماہرین کا بھی رانا ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا کیونکہ قومی ورثہ ان کے نزدیک کیا چیز ہے، کچھ بھی نہیں ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ قومی ورثہ تباہی کے کنارے لگا ہوا ہے۔ دوسرا National Antiquities Act 1975 اور پھر ایک تیسرا قانون Punjab Special Premises Ordinance 1985 یہ 200 فٹ کے اندر کسی بھی قسم کی کوئی تعمیر ان سارے قوانین کے اندر اس کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں ایک کمیٹی کی provision اس میں ہے جو انہوں نے بنائی لیکن اس کمیٹی کے دو انتہائی معزز اور نامور ممبران جو پاکستان fame کے لوگ ہیں اور International fame کے لوگ ہیں، نے احتجاجاً اس کے روٹ، اس کی execution اور اس کے طریق کار سے اختلاف کرتے ہوئے resign کر دیا۔ وہ دو لوگ نیئر علی داد اور ڈاکٹر مرتضیٰ جعفری جو نیشنل کالج آف آرٹس کے پرنسپل ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ آپ نے ان قوانین کو روند ڈالا، یونیسکو کی پروا آپ نے نہیں کی، لوگوں کی پروا آپ نے نہیں کی اور یہ جو دو ملکی قوانین میں نے بتائے ہیں، National Antiquities Act 1975 اور Punjab Special Premises Ordinance 1985 کی بھی آپ نے پروا نہیں کی، ہائی کورٹ میں جناب جسٹس عابد عزیز اور جناب جسٹس شاہد ترین نے stay order دے دیا کہ ان گیارہ heritage points پر آپ کام کو روک دیں گے لیکن آپ ججوں کو کیا سمجھتے ہیں اور آپ نے کوئی پروا نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ violation ہے ہائی کورٹ نے stay دیا ہوا ہے لیکن یہ دھڑا دھڑ بنائے جا رہے ہیں۔ میں اب ان عمارتوں کا نام لینے جا رہا ہے جن میں لکشمی مینشن، بابا موج دریا، چوبرجی، گلابی باغ، شالامار گارڈن، لکشمی بلڈنگ، جانی جانن مقبرہ، کپور تھلہ ہاؤس، زیب النساء مقبرہ، بدھو کا آوا، ایوان اوقاف، جی پی او، کیتھیڈرل چرچ لاہور، بابا شاہ چراغ کا مزار، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور Saint Anthony Church یہ وہ بلڈنگز ہیں جن کی یہ تباہی اٹھا رہے ہیں۔ ان کا کوئی ایک حصہ کوئی آدھا حصہ توڑ پھوڑ رہے ہیں۔ یہ کس جمہوری ملک میں رہ رہے ہیں؟ کسی مہذب معاشرے میں، کسی جمہوری ملک میں اس بات کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ کسی ملک کا قومی ورثہ جس کے لئے اقوام جنگوں کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک ٹرین چلانے کے بہانے آرکیالوجی کے اور ہمارے

تاریخی اثاثے کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور رانا ثناء اللہ نے اس پر ایک لفظ نہیں بولا، کیونکہ انہیں تو پرواہی نہیں ہے اور انہیں کوئی احساس ہی نہیں ہے کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟ تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ اس حوالے سے سیاہ حروف میں لکھا جائے گا کہ لاہور کی شناخت کو بدلنے والے یہ لوگ ہیں، لاہور کو قتل کرنے والے یہ لوگ ہیں، لاہور کی لاش پر یہ لوگ ووٹ لینا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب وہ دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ میرا فرض ہے اور میں اپنا علم بلند کروں گا، میں expose کروں گا ان کے ان سیاہ کارناموں کو اور ان اقدامات کو، پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق کو غصب کر کے ایک شہر کے اندر ٹرین چلانے کا جو یہ کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں، تاریخ اور آنے والا وقت بتائے گا کہ انہوں نے صحیح کیا تھا یا غلط؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ بغیر سوچے سمجھے جب میں کہتا ہوں یا اپوزیشن کہتی ہے، یہ جو ٹرین چلانے جا رہے ہیں، اس سے لاہور کے ٹمپریچر میں 4 تا 6 ڈگری کا فرق واقع ہو گا۔ آپ اندازہ کریں کہ گرمیوں میں 46 ڈگری heat ہو تو یہ 50 تک جا پہنچے گی۔ ماہرین تحفظ ماحول کی یہ رپورٹ دو تین قومی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ 2000 ہزار سے زائد درخت اب تک یہ کاٹ چکے ہیں۔ ایک برگد کا درخت 65 ٹن سالانہ آکسیجن پیدا کرتا ہے، کون جواب دے گا۔ انہیں کچھ احساس ہے کہ یہ ہمارے شہر کو تباہ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2000 درخت ابھی تک کاٹے ہیں جو کہ جی پی او سے لے کر شالامار تک اور ابھی یہ جو رائیونڈ والے روٹ پر counting ہو رہی ہے کہ کتنے درخت اور کاٹنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! کنکریٹ کی عمر کتنی ہے زیادہ سے زیادہ پچاس سال ورنہ ماہرین کی متفقہ رائے ہے کہ کنکریٹ سٹرکچر 25 سال سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ اگر کوئی سول انجینئر یہاں بیٹھے ہوں تو میرے پاس بھی یہ authorities ہیں جس میں انہوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ 25 سال کے بعد اس میں crack آنا شروع ہو جائیں گے اور اس کی replacement ضروری ہو جائے گی تو ایک ایسا منصوبہ جس پر آپ لاکھوں لوگوں کو ذلیل و خوار کر رہے ہیں، جس پر آپ اربوں روپیہ قرضہ لے کر اس منصوبے پر لگا رہے ہیں اگر 25 سے 30 سال کے بعد اُس کو گرانا پڑے گا، dismantle کرنا پڑے گا، replace کرنا پڑے گا تو اس کا کیا جواز رہ جاتا ہے کہ اس منصوبے کو ہم یہ کہیں کہ یہ لازمی پایۂ تکمیل تک پہنچنا چاہئے؟

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ سمجھتا ہوں کہ راناثناء اللہ خان نے کہا کہ جی یہ لیٹر لہرا لہرا کر بڑا دکھاتے ہیں ہمارے لہرانے سے پتا نہیں کیوں ان کی جان جاتی ہے؟ وہ تو ہم لہراتے رہیں گے،آپ کو جھنڈی دکھاتے رہیں گے، آپ بے فکر رہیں، آپ کی یہ دھونس دھاندلی، من مانیاں اور آمرانہ طرز عمل پوری قوم بھی دیکھ رہی ہے اور پنجاب کے دس کروڑ عوام بھی دیکھ رہے ہیں۔آپ کو کسی کی کوئی پروا نہیں ہے،آپ کو کسی elected نمائندے کی، کسی عوامی نمائندے کی، ماہرین کی اور نہ ہی لاہور کے لاکھوں لوگوں کی۔آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ جو اتنے نامور ماہرین ہیں یہ resign کر گئے ہیں لاہور کی سول سوسائٹی کے لوگ ہیں، ماہرین ہیں، لاکھوں عوام ہیں وہ اس پر احتجاج کر رہے ہیں اور آپ کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔آپ پر ایک ہی بھوت سوار ہے کہ اس کو 2018 سے پہلے مکمل کرنا ہے کسی مہذب اور جمہوری ملک میں اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔اب یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ہیلتھ، ایجوکیشن اور ایگریکلچر سے فنڈز نہیں لے کر آئیں گے۔اسی ایوان کے اندر آج سے تین دن پہلے سوالوں کے جواب میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کا سوال تھا کہ میٹرو بس پر کتنے فنڈز آپ نے divert کئے ہیں re-appropriate کئے ہیں اور آپ نے میٹرو بس پر لگائے ہیں؟ وہ 30۔ارب 82 کروڑ روپیہ اُس کی تفصیل ایوان کے اندر دی ہے وہ لیٹر میرے پاس بھی پڑا ہے وہ تفصیل یہاں پر رکھی گئی کہ 30۔ارب اور 80 کروڑ اُس کے بعد 11۔ارب روپیہ یہ 12-2011 ADP اور 13-2012 میں رکھا ہوا تھا یہ جو 30۔ارب روپیہ انہوں نے رکھا ہے ہم پنجاب کی عوام بھگت رہے ہیں۔12-2011 اور 13-2012 میں ہسپتالوں میں جان بچانے والی دوائیں ختم ہو گئی تھیں اور تمام ڈیپارٹمنٹ کا ڈویلپمنٹ فنڈ وہ ہونجا پھیر کے ان پر ایک ہی بھوت سوار تھا کہ میٹرو بس پر لگایا جائے گا۔یہ جو ہمارے بیوروکریٹ بھائی ہیں، سرکاری ملازم ہیں یہ بے چارے ڈرتے بتاتے تک نہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے اور اُن کی معانی خیز جو مسکراہٹ اور خاموشی وہ سب کچھ عیاں کر دیتی ہے۔اب بھی میں ایوان میں کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مختلف ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز کو verbal instructions ہیں کہ ڈویلپمنٹ کے پیسے خرچ نہیں کرنے بلکہ سرنڈر کرنے ہیں۔یہ راناثناء اللہ ایسی بات کہہ رہے ہیں جناب!آپ re-appropriate کے نام پر ڈاکا ڈالنے جا رہے ہیں، لوگوں کے ویلفیئر کے منصوبوں پر یہ ڈاکا ہم نہیں ڈالنے دیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر آپ نے re-appropriation کے نام پر کسانوں کے پیسے، نوجوانوں کے پیسے، graveyard کے پیسے، ہسپتالوں کے پیسے، ایجوکیشن کے پیسے re-appropriation کے نام پر یہ divert کئے تو اس ایوان کو ہم نہیں چلنے دیں گے۔یہ پنجاب کی دس

کروڑ عوام کی حق تلفی ہم اپنے سامنے ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ یہ جو کہتے تھے کہ بار بار لیٹر لہراتا ہے تو آج پھر لہرا رہا ہوں غور سے دیکھ لیں کہ یہ وہ رقومات ہیں، یہ پی اینڈ ڈی کا وہ لیٹر ہے جس کا ابھی انہوں نے ذکر کیا کہ جی وہ slow moving projects ہیں اور یہ orange line fast moving project ہے یہ تو بھاگتی چلی جا رہی ہے۔ یہ تو رات کو سوتے میں، دن کو اُٹھتے میں چوبیس چوبیس گھنٹے اس پر کام ہو رہا ہے یہ .fast moving orange line ہے اور slow moving وہ ہے جو لوگوں کی صحت کے پیسے ہیں اور جو لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے پیسے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان مردوں کو تو بخش دو ایک ارب روپیہ graveyard کا تھا پنجاب کے اندر جو 2۔ ارب روپیہ ہم نے لڑ لڑ کے رکھے تھے، اس شہر لاہور

کے اندر مردوں کو دفنانے کی جگہ نہیں ہے اور لوگ اپنے گھروں میں مردوں کو دفن کر رہے ہیں تو ان پر تو رحم کر جاتے یہ graveyard کے پیسے تو ادھر نہ divert کرتے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ re-appropriation کے نام پر یہ سارا کچھ انہوں نے کیا تو اس پر ہم بھرپور احتجاج کریں گے اور آواز اُٹھائیں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ جو رانا ثناء اللہ خان نے شروع میں پنجاب کی تصویر پیش کی تھی میں نے تھوڑی سی بات کی تھی کہ پنجاب کی جو زبوں حالی ہے ہر شعبے کو دیکھ لیں اس کی معیشت کی کہ جب یہ اقتدار میں آئے ویسے تو ماشاء اللہ ان کی بادشاہت کو 30 سال مکمل ہونے کو ہیں لیکن اب نواں سال چڑھ گیا ہے نواں مہینہ نہیں، نواں سال چڑھ گیا ہے اس پنجاب کے اندر continues جو consistently ان کی حکومت ہے ہر طرف تباہی و بربادی ہے۔ کسی طرف لوگوں کو سکون کا سانس ملا ہے؟

جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر میرے جو کسان بھائی ہیں تڑپ رہے ہیں، بول رہے ہیں کہ کسانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ایجوکیشن اور صحت کا میں نے تھوڑا سا ذکر کیا تو رانا صاحب بلبلا اُٹھے کہ یہ ٹرین پر بات کریں۔ میں تو مجموعی طور پر پورے پنجاب کے عوام کے حقوق کا custodian ہوں مجھے بات کرنی ہو گی، دس کروڑ عوام کی بات کرنی ہو گی، صرف لاہور کی نہیں کرنی ہو گی اور آپ کا اصل چہرا عوام کو دکھانا ہو گا کہ وعدے ان کے یہ تھے اور کر یہ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا کسی شاعر نے کہا تھا پنجاب کی معیشت کی اور ان کی جو financial condition ہے کہ:

میں دیوارِ خستگی ہوں مجھے ہاتھ مت لگا
میں گر پڑوں گا دیکھ سہارا نہ دے مجھے

جناب سپیکر !تُسی وی پینڈو جے پنڈ کتے جاؤتے کچی دیوار ویکھی جے جیدے تے لے آیا ہندا اے تے اینج لگدی اے بڑی شبوتی کھڑی اے اُو نہوں اینج ہتھ لائیے تے دھڑم کر کے تھلے جاپیندی اے۔ اے پنجاب دی معیشت دا حال اینہاں حکمراناں نے اس طرح کر دتا اے۔

جناب سپیکر: میں disagree کرتا ہوں۔ میں آپ کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری اللہ تعالیٰ کول دعا اے کہ اللہ تعالیٰ اینہاں نوں کوئی سمجھ تے عقل عطا کرے اور اس منصوبے نوں ایہہ review کرن۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، میاں اسلام اسلم!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اب حکومتی بنچوں کی طرف سے بات ہو گی پھر آپ کی بات سنیں گے ۔آپ ٹھہریں ،آپ باری کا انتظار کریں آپ کا نمبر جب آئے گا میں پکاروں گا آپ ایسے نہ کریں مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔

جناب سپیکر: کون پارلیمانی لیڈر ہیں ؟ یہ تو پارلیمانی لیڈر نہیں ہیں بہر حال چلو میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ کافی سیر حاصل گفتگو اور نج لائن ٹرین کے حوالے سے ہو رہی ہے میری آپ سے request ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے بحث میں حصہ لینے کے لئے نام کیوں مانگے تھے ؟

جناب سپیکر: کس کا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا نام سب سے پہلے لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دے دوں گا۔ آپ please بیٹھ جائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ کے لئے بات کروں گا۔ اُس کے بعد سارے بھائی بات کر لیں اور to the point بات کروں گا اور ادھر اُدھر کی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ to the point بات کریں گے وہی میں سنوں گا اور سنوں گا بھی نہیں آپ مہربانی کریں۔ جی، میاں اسلم صاحب! آپ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے پانچ منٹ بات کرنی ہے انہیں کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ نے اپنا نمبر دیا ہے اب دوسری طرف سے بات ہو گی۔ جی، میاں خرم صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے جو اپوزیشن کا احتجاج تھا، اس پر جو بات ہوتی رہی آپ اور رانا صاحب نے مہربانی فرمائی اس احتجاج کو محسوس کیا اور اس پر یہ وقت مقرر کیا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ آج ان کے اپنے ممبران پنجاب اسمبلی جو دو تہائی اکثریت کے ساتھ یہاں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں یہ کیا کر رہے ہیں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ ان کے اپنے لوگ یہاں اورنج لائن ٹرین کو defend کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ انہیں defend نہ کریں، یہ گورنمنٹ پارٹی ہے let and defend...

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ مجھے حق حاصل ہے کہ میں اپنی بات بھی کروں گا اور ان کی بات بھی کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! مجھ پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتا کہ میں ان کی بات نہ کروں۔ میں اپوزیشن کا ممبر ہوں میں اُن کی بات بھی کروں گا۔

جناب سپیکر: کیا بات کریں گے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں پنجاب کی بات کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں اور مہربانی کریں ایسے نہ کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ جب شروع کیا گیا، اتنا عرصہ بیت گیا یہ معاملہ ایوان میں کیوں نہیں لایا گیا؟ approval ہو گئی، loan sanction ہو گیا، کام شروع ہو گیا لیکن اس پنجاب کے ایوان کو اہمیت کیوں نہیں دی گئی؟ آج میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ where is the Transport Minister? کیا اس حکومت کے وزراء بھی بے چارے ہو چکے ہیں جن کے پاس ان کے محکموں کے بھی [*****] نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: [*****] کے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ان کو بھی defend کرنے کے لئے موقع نہیں ملتا اور ساری وزارتوں کا اختیار صرف ایک وزیر کو دے دیا گیا ہے کہ وہ سارے کرتے دھرتے، کالے سفید کا مالک ہے۔ میرے اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے کچھ سوالات ہیں جن کو میں یہاں raise کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ قرضہ، آج یہاں بحث ہو رہی ہے تو یہ بتانا تو حکومت کا فرض بنتا ہے کہ یہ قرضہ کن شرائط پر حاصل کیا گیا؟ 200۔ ارب روپیہ، وزیر اعلیٰ پنجاب کی ٹیلیویژن talk ہے جس میں انہوں نے کہا کہ 1.74 billion US dollar قرضہ اور اس کے علاوہ کچھ چیزیں add کی گئیں ان تمام کا حساب دیا جائے کہ کن terms and conditions پر یہ قرضہ حاصل کیا؟ اس کی کوئی بات یہاں پر نہیں کی بلکہ ہر چیز گول مول کر دی گئی۔ اسی طرح اپوزیشن لیڈر نے اس پر کافی تفصیلی بات کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ منصوبوں میں saving ہو رہی ہے، باقی تمام شعبوں میں saving ہو رہی ہے صرف اور صرف ہم اورنج کے لئے saving کر رہے ہیں۔ تمام منصوبوں کی رفتار کو slow کر دیا گیا ہے۔ ہسپتال کی حالت دیکھ لیں، ایجوکیشن سیکٹر کی حالت دیکھ لیں، لاہور کے ہسپتالوں کی حالت دیکھ لیں بلکہ کسانوں کا حال دیکھ لیں اس کے لئے ان کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے بلکہ وہاں سے پیسا divert کر کے اس منصوبے پر لگایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرا ان سے یہ بھی سوال ہے کہ جس کمپنی کے ساتھ agreement کیا گیا ہے، جس نے اس منصوبے کو چلانا ہے کیا وہ معاہدہ اس ایوان میں آیا؟ جو terms and conditions طے کی گئی ہیں کیا یہ ایوان اتنا ہی goof ہے یا اس ایوان کو یہ بتانا ہی مطلوب نہیں ہے کہ ہم نے کن شرائط

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پر اس کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا، کیسے معاہدہ کیا اور یہ قرضہ جو لیا گیا ہے یہ کس طریقے سے واپس ہو گا؟ جب میٹرو پر بات ہو رہی تھی تو میاں محمد اسلم اقبال اور میرے سمیت یہ ایوان کے ممبران چیختے رہ گئے کہ ہمیں بتایا جائے کہ آپ نے میٹرو کس طرح سے شروع کی، اس پر کتنی سبسڈی دی؟ المیہ یہ ہے کہ جب بات کی جاتی ہے تو ریکارڈ جلا دیئے جاتے ہیں، ایل ڈی اے کے پلازے جل جاتے ہیں، ڈیپارٹمنٹس کو بتا دیا جاتا ہے کہ آپ نے کوئی پیپر leak out نہیں کرنا۔ یہ تو اس ایوان کا حق ہے کہ اس کو بتایا جائے کہ اس پر کتنی سبسڈی حکومت ہر مسافر پر ادا کرے گی؟ یہ میٹرو کی بات کرتے ہیں۔ یہ میٹرو پر جو سبسڈی دے رہے ہیں آج تک اس ایوان کو یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کس طرح کی سبسڈی دے رہے ہیں۔ انہوں نے اورنج لائن ٹرین بنانی ہے تو اس کو چلانا کس طریقے سے ہے، اس پر پیسا کہاں سے آئے گا، کون خرچ کرے گا اور اس پر سبسڈی کتنی دی جائے گی؟ جتنے مسافر اس پر جانے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب آپ میٹرو کی بات کرتے ہیں، جب آپ اورنج لائن ٹرین کی بات کرتے ہیں تو یقیناً مسافروں کو، لاہور کے لوگوں کو، پنجاب کے لوگوں کو سستی ٹرانسپورٹ ملنی چاہئے، پبلک ٹرانسپورٹ ملنی چاہئے۔ آج اگر آپ لاہور میں چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اپنے گھر سے دوسری جگہ پر جانے کے لئے دو دو گھنٹے کا ٹائم لگ جاتا ہے۔ ان کی ٹرانسپورٹ پالیسی کیا ہے آج تک انہوں نے اس ایوان کو نہیں بتایا؟ لاہور ہی پنجاب نہیں ہے بلکہ رحیم یار خان بھی پنجاب ہے، فیصل آباد بھی پنجاب ہے، راولپنڈی بھی پنجاب ہے اور جنوبی پنجاب کے اضلاع بھی پنجاب ہیں۔ صرف اور صرف 27 کلو میٹر میٹرو پر اور 27,28 کلو میٹر اورنج لائن ٹرین پر آپ نے 200۔ارب روپیہ قرضہ لے کر سارے پنجاب کو مقروض کر دیا۔ یہ اختیار آپ کو کس نے دیا ہے کہ پیسا میں دوں، ٹیکس میں دوں، بیج میں بوؤں، میں کسان جب قرضہ دیتا ہوں تو اس حکومت کو کس نے اختیار دیا کہ مجھ سے پوچھے بغیر، ممبران سے پوچھے بغیر 200۔ارب روپے لئے جائیں؟ وزیر اعلیٰ اپنی مرضی سے executive order کر کے، چند لوگوں کو شامل کر کے اور ایوان سے پوچھے بغیر جا کر sign کر دیں اور کہیں کہ یہ ہماری مرضی ہے۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے میں ان کو totally reject کرتا ہوں اور جو انہوں نے چیزیں نہیں بتائی ہیں یا تو یہ چیزیں ایوان میں لے کر آئیں otherwise یہ جو پنجاب کا حق مار رہے ہیں، زیادتی کر رہے ہیں اس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جو سوالات میں نے یہاں پر پنجاب کے حوالے سے raise کئے ہیں ان کا جواب یہاں پر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ آپ کی باتوں کا جواب دیں گے۔ رانا محمد ارشد صاحب! آپ کا نمبر ہے۔ میاں اسلام اسلم نہیں ہیں اس لئے آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج الحمد للہ پنجاب اور پاکستان کی عوام نے ہمیں یہ حق دیا، مینڈیٹ دیا اور الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہمت اور توفیق دی کہ ہم خلق خدا کے لئے کچھ کر سکیں۔ خلق خدا کے لئے کچھ کہنے اور کرنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ 12۔اکتوبر 1999 سے لے کر 5۔جون 2013 سے پہلے تک، چودہ پندرہ سال تک ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے کبھی کوآپریٹو سکینڈل میں پھنس جاتے ہیں اور اربوں روپے کھانے والے کبھی پنجاب بنک کو لوٹ کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ پنجاب الحمد للہ 10 کروڑ عوام کا ہے اور جب پنجاب بنک کو لوٹا جارہا تھا اس وقت ان کو احساس نہ ہوا کہ یہ غریب کا پیسا ہے، ایک مزدور کا پیسا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اورنج لائن ٹرین پر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین تو 1991 میں بھی بننی تھی پھر 07-2006 میں بھی بڑے سروے ہوئے۔ الحمد للہ میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے ہمت اور طاقت دی کہ انہوں نے یہ منصوبہ شروع کیا۔ الحمد للہ اب یہ منصوبہ شروع ہو چکا ہے اور یہ 2017 تک انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔ آج ایک عام طالب علم، جب ایک غریب مزدور کا بیٹا صبح اٹھ کر سکول جاتا ہے، کالج جاتا ہے یا لوگ ہسپتالوں میں میڈیسن کے لئے جاتے ہیں تو گجومتہ سے لے کر شاہدرہ تک وہ 20 روپے میں سفر کرتے ہیں۔ وہ سفر جو کبھی ہم خواب سمجھتے ہیں کہ کاش پاکستان یا لاہور میں بھی ایسی سواری میسر ہو جس پر ہم سفر کر سکیں وہ اڑھائی لاکھ لوگ جو صبح سے لے کر رات تک میٹرو بس پر سفر کرتے ہیں اب الحمد للہ، انشاء اللہ اڑھائی سے لے کر پانچ لاکھ تک لوگ روزانہ اس پر سفر کریں گے اور دعائیں بھی دیں گے کیونکہ یہ منصوبہ عوامی اور قومی منصوبہ ہے اور ہم نے اس کی جو prequalification اور bid کروائی ہے اس کا net and clean ہونا پوری قوم کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ آج اتنے کم پیسوں میں یہ اتنا بڑا منصوبہ کیسے بن رہا ہے۔ یہ وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کا وژن ہے اور انشاء اللہ شور مچانے سے یہ منصوبہ نہیں رکے گا اور یہ منصوبہ ضرور بنے گا۔

جناب سپیکر! اس منصوبے کے متاثرین ہمارے بھائی اور ہمارے عزیز واقارب ہیں ان کی خواہش کے مطابق ان کو ان کے گھروں کی قیمت دی جارہی ہے اور ان کی بلڈنگ مٹیریل کی جو cost تھی وہ بھی دی جارہی ہے حتیٰ کہ ان کو transportation کے لئے بھی حکومت پنجاب فنڈز فراہم کر رہی ہے

اور ان 12 سے 13 دنوں میں تقریباً 8۔ارب روپے ان متاثرین کو مل چکے ہیں اور یہ چار جگہ پر ون ونڈو آپریشن جاری ہے۔جب کوئی وہاں پر اپنی اپنی application لے کر جاتا ہے تو اس کو پیسے ملتے ہیں تو وہ دعائیں بھی کرتا ہے اور خوش بھی ہوتا ہے۔یہاں تو 07-2006 میں سہانے خواب دکھانے والے تھے، کبھی پڑھا لکھا پنجاب، کبھی دائیں اور کبھی بائیں لیکن آج ان کا کسی بھی داستان میں نام ونشان اس لئے نہیں ہے کہ وہ کچھ کرنے کا وژن ہی نہیں رکھتے تھے۔

جناب سپیکر!آج اگر الحمد للہ لاہور اور راولپنڈی میں میٹرو بس چلتی ہے تو انشاء اللہ اب اورنج لائن ٹرین چلے گی۔یہ پورے پاکستان کا پہلا منصوبہ ہے اور انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں ملک کے اندر خوشحالی کا سفر جاری وساری رہے گا۔آج چائنا کی 46۔ارب روپے کی انوسٹمنٹ کا آنا اس چیز کی نشاندہی ہے کہ الحمد للہ حکومت پاکستان اور بالخصوص 19 کروڑ عوام پر ہمسایوں نے اعتماد کیا ہے اور اعتماد کی فضا پیدا ہوئی ہے۔آج international transparency میں پاکستان کی عزت واحترام میں اضافہ ہوا ہے۔جب 2013 میں ہمیں پاکستان ملا تو rating کیا تھی؟ یہ bad governance اور کرپشن پر rating 36 تھی اور الحمد للہ 2014 میں یہ 40 پر آتی ہے۔اب الحمد للہ 53 پر rating آئی ہے تو یہ اس چیز کی نشاندہی ہے کہ پوری دنیا میں چاہے سارک کے ممالک ہوں یا پوری دنیا کے 168 ممالک ہوں، الحمد للہ پاکستان میں good governance موجود ہے اور میگا پراجیکٹس جاری ہیں اور یہاں پر میرے معزز ممبران نے یہ بات بھی کی کہ لاہور میں سفر کے لئے گاڑیاں کم تھیں تو الحمد للہ میاں محمد شہباز شریف نے میٹرو بس کے ساتھ ساتھ لاہور ٹرانسپورٹ بھی شروع کی۔ آج air conditions بسوں میں بیٹھ کر غریب اور مزدور کا بچہ سکول اور کالج جاتا ہے اور مزدور اپنے گھر سے نکل کر باعزت طریقے سے سفر بھی کرتا ہے۔

جناب سپیکر!مجھے بتادیا جائے کہ اس پاکستان میں دو صوبے اور بھی ہیں کسی ایک سکیم کا بتادیں جو صوبہ خیبر پختونخوا میں بنی ہو لیکن پچھلے تین سال میں کچھ نہیں بنا۔انہوں نے کہا کہ درخت لگائیں گے تو وہ درخت بھی ہمیں نظر ہی نہیں آرہے۔تھر میں سینکڑوں بچے بھوک سے اللہ کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ کسی کو نظر ہی نہیں آتے؟ انشاء اللہ اورنج لائن ٹرین ایک غریب کا منصوبہ ہے اور عوام کے لئے ہے یہ پیراشوٹر، یہ لینڈ کروزر اور مرسیڈیز پر سفر کرنے والے بھول جاتے ہیں کہ اس ملک پر ایک عام آدمی کا بھی حق ہے اور انشاء اللہ وہ ایک بھٹے پر مزدوری کرنے والے کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس کو بھی ایجوکیشن دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاءاللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پنجاب خوشحالی اور استحکام کی طرف بڑھتا جارہا ہے اور یہ بڑھتا رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ جیسے موٹروے بنا تھا اسی طرح یہ بھی منصوبہ بنے گا اور جو اپنے بیڈروم میں بیٹھ کر 2018 میں اپنی حکمرانی کے سہانے خواب دیکھتے ہیں تو انشاءاللہ ان کے خواب چکنا چور ہو جائیں گے اور 2018 میں بھی عوام کی حمایت سے مسلم لیگ کی ہی فتح ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک کا نعبدو ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا اور لاہور شہر کے نہایت اہم ترین issue پر آج ایوان میں بحث رکھی تو اس کے لئے بھی میں آپ کا اور پورے ایوان کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جذبات کے اندر رانا محمد ارشد بڑی چیزیں فرما گئے اور انہیں پتا نہیں چلا کہ انہوں نے کیا کہا اور جب وہ یہاں سے اپنی تقریر نکلوا کر پڑھیں گے تو میرا خیال ہے کہ اور کچھ نہیں ہو گا تو انہیں شرمندگی ضرور ہو گی کیونکہ جب انہوں نے فرمایا کہ جس شفاف طریقے سے اس کے ٹینڈر ہوئے ہیں تو وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ اگر راناصاحب لمحہ فکریہ بنا گئے تو ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں اور ہمارا رونا بھی یہی ہے کہ یہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ جذبات میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ یہ اورنج یا مالٹا ٹرین سے بھی زیادہ تیز بھاگنا شروع ہو گئے۔ تھوڑا سا ہتھ ہولا رکھیں کچھ نہیں ہوتا، حمایت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ ادھر کی بات نہ کریں جو بات کرنی ہے وہ کریں۔ راناصاحب آپ کے دوست ہی ہوں گے تو آپ باہر جا کر ہی یہ بات کر لیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر انہوں نے اورنج لائن ٹرین پر ایک لفظ بھی بولا ہو تو میں ذمہ دار ہوں اور جو انہوں نے بولا ہے وہ میں بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ الحمدللہ، ماشاءاللہ اور انشاءاللہ، گزارش یہ ہے کہ ہم سب جہاں بیٹھے ہیں یہ عوامی اسمبلی ہے اور ہمیں صوبے کی دس کروڑ عوام نے اس اسمبلی میں نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے ہٹ کر لاہور شہر کے اندر ایک اسمبلی اور بھی ہے، ہم

اس کو ماڈل ٹاؤن کی اسمبلی کہتے ہیں اور یہ چار سے چھ directorate سے مل کر ماڈل ٹاؤن اسمبلی چلائی جارہی ہے جس کے اندر پراسرار قسم کے منصوبہ جات کی تکمیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ پھر یہ ایوان کس مقصد کے لئے ہے ؟اگر آپ نے اسمبلی کو شفٹ کرنا ہے تو ویسے ہی قانون میں کوئی ترمیم کر کے اس کو ماڈل ٹاؤن میں شفٹ کر دیں اور وہاں پر دو چار بیوروکریٹس کو بلا کر معاملات کو ٹھیک کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔اس ماڈل ٹاؤن اسمبلی کے اندر امیروں کو مزید امیر اور غریبوں کو مزید غریب کرنے کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے اور اتنی تگ و دو کے ساتھ ہو رہا ہے کہ اس اسمبلی کا اجلاس بلانا ہی بھول جاتے ہیں اور ان کے ذہن کے اندر یہ سوال ہوتا ہے کہ وہی صحیح اسمبلی ہے اور یہ اسمبلی ٹھیک نہیں ہے۔یہاں پر وزیر اعلیٰ بھی صرف دو دن آتے ہیں،ایک دن جب خواتین کا دن ہوتا ہے اور دوسرا جب اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ لینا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں نہیں آنا بلکہ کبھی بھی نہیں آنا۔کاش!وزیر اعلیٰ اس منصوبے کو شروع کرنے سے پہلے اس ایوان کو اعتماد میں لیتے،یہاں پر بحث ہوتی اور ہم آپس میں اپنے لاہور شہر کی بہتری کے لئے بحث کرتے اور ہم اس منصوبے کی بہتری کے لئے اس کو آگے کی طرف لے کر چلتے لیکن چونکہ یہ وزیر اعلیٰ کی فخریہ پیشکش تھی اور اس فخریہ پیشکش کے اندر انہوں نے جلدی جلدی اس کا contract agreement بھی sign کیا اور یہ agreement 20۔اپریل 2015 کو sign ہوا،پنجاب میٹرو بس پی ایم اے اور سی آر نز نکو جو وہاں کی contractor ہیں۔اس agreement کے اندر یہاں بریکٹ میں call the contractor لکھا ہوا ہے۔یہ میں لہرا نہیں رہا بلکہ انہیں دے دوں گا تاکہ یہ پڑھ لیں کیونکہ لہرانے سے انہیں پتا چلتا ہے کہ شاید بجلی پیدا ہو رہی ہے۔نز نکو کمپنی کے ساتھ انہوں نے agreement کر لیا اور اس agreement کی مالیت 1.4575 بلین ڈالر ہے لیکن اچانک پتا نہیں کیا ہوا کہ 25۔اگست 2015 کو انہوں نے اس agreement کے اندر اس کی cost کے اندر ترمیم کر دی۔25۔اگست 2015 کو جو agreement کیا گیا اس کے اندر اس کی مالیت 1.626 بلین ڈالر تک چلی گئی۔اس agreement کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔پہلی بات جو یہاں پر کی گئی وہ یہ تھی کہ شروع میں جب agreement لکھا گیا،یہ contract جو 20۔اپریل 2015 کو ہوا ہے اس کی کلاز 7 میں لکھا ہوا ہے کہ:

This contract shall become effective after the effectiveness of the long agreement.

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام دوست جو لاہور شہر میں گھومتے پھرتے ہیں کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس پراجیکٹ پر کام کیا شروع ہوا؟ کام agreement سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔اس پر کام پہلے شروع ہو چکا تھا،ان کے ذہن میں پہلے سے تھا کہ ہم نے کیا کرنا ہے ،انہوں نے اس contract کا انتظار نہیں کیا، یہ رونا رو رہے ہیں سی آر نرنکو کا کہ دنیا کی فلاں کمپنی،جناب وہ خاص خاص کمپنیاں ہیں اور ان سے کوئی بعید نہیں ہے ،اس چیز کو سمجھتے ہوئے کہ سٹیل کے ساتھ ،لوہے کے ساتھ ان کو پیار ہے۔ میں نے تو ایوان کے اندر کہا تھا کہ کوئی ایسا سائنس دان دنیا کے اندر ڈھونڈ لو جو دوائیوں کے اندر سٹیل اور سریا ڈالتا ہو تاکہ ہسپتالوں کے اندر دوائی ملنا شروع ہو جائے۔ان کا سریا بکے، کوئی سیمنٹ کا اس طرح پلان بنالیا جائے۔کیا دنیا کو نہیں پتا کہ سیمنٹ مافیا، شوگر مافیا اور سریا مافیا کون ہے ؟کسی کو نہیں پتا،سب کو پتا ہے۔سب کو پتا ہے ایک روپے والا کام ایک ہزار روپے میں ہو رہا ہے۔آگے چلتے ہیں،آپ نے اس پراجیکٹ کو شروع کر لیا لیکن اس پراجیکٹ کے اندر لینڈ ایکوزیشن کی قیمت نہیں رکھی گئی، یعنی کہ قیمت نہیں بتائی گئی۔یہ کہتے ہیں کہ میٹرو بس کی مالیت 30۔ارب روپے ہے ،ابھی ایوان کے اندر بات کی ہے کہ ADP کے اندر بھی 11۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر!ان سے پوچھا جائے کہ دو سال ہو گئے ہیں ، میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ میٹرو بس کے بارے میں بتائیں کہ اس کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں،اس کی لینڈ ایکوزیشن کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں، پل کتنے بنائے گئے ہیں ،انڈر پاسز کتنے بنائے گئے ہیں ؟یہ اس کا جواب نہیں دیتے ،ان کے پیچھے جو استاد ہیں جو ان کو چلاتے ہیں وہ بڑے سیانے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ جو ایک لائن گزر رہی ہے اس کی قیمت ،اس کے ساتھ جو زمینیں acquire کی گئی ہیں اس کی value نہیں ہے ،انڈر پاسز کی بھی value نہیں ہے، سڑکوں کے اوپر سڑکیں بنادی گئی ہیں اس کی بھی value نہیں ہے ،اس کا خرچہ اس کے اندر نہیں ڈالتے۔انہوں نے اس کے متعلق بتانا بھی نہیں ہے کیونکہ یہ اپنی اس بات کو چھپا رہے ہوتے ہیں۔پھر ایسا موقع بھی آتا ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اندر جب دانش سکول کی بات ہوتی ہے تو دیکھتے ہیں کہ اس کو کس طرح سے منظور کروانا ہے ،آپ نے دیکھا کہ کس طرح سے ڈنڈے کے ساتھ اس کو منظور کروایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ٹی وی پر اس بات کا اعتراف کیا ہے لینڈ ایکوزیشن پر اورنج لائن ٹرین کے لئے 19 بلین کے قریب خرچ ہونے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ 19 بلین

سے کہیں زیادہ رقم اس مد میں خرچ ہو گی۔آپ نے لوگوں کا کاروبار زندگی تباہ کر دیا،آپ نے لاہور کا جوface تھا جسے historical city کہا جاتا تھا جسے تاریخی شہر کہا جاتا تھا۔اورنج لائن ٹرین بننے سے یہ تاریخی شہر نہیں رہنا،آپ نے تاریخی عمارتوں کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے، میں ابھی اس کی بھی detail میں جاؤں گا۔آپ کو یہ بھی بتاؤں گا کہ UNESCO نے اپنے لیٹر میں کیا لکھا اور آپ کی طرف سے کیا جواب گیا ہے۔ڈی جی آرکیالوجی کو کس طرح سے بے عزت کر کے وہاں سے نکالا گیا کیونکہ اس نے آپ کو این او سی نہیں دیا تھا،اس کی تمام تفصیلات بھی میں آج اس ایوان میں بتاؤں گا۔ محکمہ تحفظ ماحول سے کس طرح سے این او سی لیا گیا وہ بھی میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک اور cost بھی اس منصوبے میں نہیں ڈالی گئی اور وہ cost utility کی shifting سے متعلق ہے۔جس میں پانی، سیوریج، سوئی گیس، بجلی کے کھمبے،پول، ٹرانسمشن اور دوسری تمام چیزیں شامل ہیں جو اس میں نہیں ڈالی گئیں۔ان کو جو ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے سبز طوطوں نے جو کچھ پڑھا دینا ہے،انہوں نے ویسے ہی آگے بول دینا ہے۔اس کے بعد گارنٹی یعنی sovereign guarantee جناب پورے پنجاب کو آپ نے ایک اورنج لائن ٹرین کے لئے گروی رکھ دیا۔آپ کو باقی 35 اضلاع نظر نہیں آتے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے،35 اضلاع کے اندر جو معاملات آتے ہیں وہ آپ کو نظر نہیں آرہے۔آپ اپنی ایک ضد کو پورا کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے میٹرو بس چلائی تھی اور آپ کہتے ہیں کہ اس پر 30۔ارب روپے خرچہ آیا ہے تو ادھر بھی میٹرو چلا لیتے۔آپ اس کو 200،250۔ارب روپے میں بنانے جا رہے ہیں،50۔ارب روپے میں آپ اس کو same بنا لیتے تو اس میں کیا ہرج تھا؟آپ نے archeology کے تمام monuments کی تباہی مچا دی۔آپ کو ان باتوں کی پروا نہیں ہے ویسے بھی آپ شہنشاہ ہیں،شہنشاہوں کی حکومت ہے،انگلی ہلے تو ہر چیز ہلتی ہے۔اس ایوان کو یہ بتایا جائے اور یہ میرا سوال ہے کہ اس وقت تک کتنا قرضہ لیا جا چکا ہے اور کتنے percent markup پر لیا گیا ہے، کتنے عرصہ میں اسے واپس کیا جائے گا اور اس پراجیکٹ کی completion پر کتنی subsidy دی جائے گی؟یہ میرے سوال ہیں مجھے ان کے جواب چاہئیں۔ جس تیزی کے ساتھ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے،اس دوران میڈیا، ٹی وی اور اخبارات کی خبروں کے مطابق 9 قیمتی جانیں اس دنیا فانی سے جا چکی ہیں یعنی وہ لوگ فوت ہو گئے ہیں،مر گئے ہیں، شہید ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا دین تو یہ کہتا ہے، قرآن تو یہ کہتا ہے، احادیث یہ ثابت کرتی ہیں کہ جس نے ایک انسان کو قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا لیکن اس حکومت نے تو 9 قتل کر دیئے ہیں، ان کا کون ذمہ دار ہے؟ پانچ لاکھ روپے آپ اس بندے کی جان کی قیمت لگا رہے ہیں، پانچ لاکھ روپے لے کر آپ اس کے گھر چلے جائیں گے اور آپ یہ بات اس سے پوچھیں جس کا جگر گوشہ چلا گیا۔ ان بیوروکریٹس کی غلط کارستانیاں ہیں ان کے گھر کا کوئی بندہ مرتا تو میں دیکھتا، ادھر کیا ہوتا؟ وہاں وزیراعلیٰ بھی جاتا، وزیراعظم بھی جاتا اور دوسرے سارے لوگ بھی جاتے اور اس کے گھر "پھوڑھی" ڈال کر بیٹھ جاتے۔ آپ نے تو 9 بندے مار دیئے ہیں لیکن آپ کو پروا نہیں ہے، آپ اس پراجیکٹ پر تلے ہوئے ہیں کہ اس کو کر کے چھوڑنا ہے۔ آپ کھوٹہ پلانٹ بنا رہے ہیں کہ وہاں پر قربانیاں ضروری ہیں۔ آپ کمیشن کے لئے کام کر رہے ہیں، آپ کوئی احسان نہیں کر رہے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ آپ نے جب ٹینڈر کیا تو اس انٹرنیشنل bid کے اندر کون کون بندے آئے جنہوں نے participate کیا اور آپ نے کس بنیاد پر اس کو چنا تھا۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ جب وزیراعظم چائنا تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ یہ پاکستانی قوم کے لئے ایک تحفہ ہے، ٹھیک ہے لیکن تحفے کا کیا مطلب ہوتا ہے، قرضہ؟ تحفے کا تو یہ مطلب نہیں ہوتا۔ پھر اب تک آپ نے لوکل بنک، پنجاب بنک سے جو قرضہ لیا وہ کس شرح پر لیا ہے اور باہر سے کس شرح پر لے رہے ہیں اور آپ اس پر بھی extra پیسے دے رہے ہیں اور پنجاب بنک پر بھی۔ آپ یہاں سے پیسے اکٹھے کر کے اپنے پراجیکٹ کو مکمل کرنا چاہتے ہیں besides this کہ کوئی محکمہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے، آرکیالوجی کہہ رہا ہے یا محکمہ تحفظ ماحول کہہ رہا ہے یا لوگ سڑکوں پر ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے لیکن آپ کو کوئی پروا نہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ ہوگا اور ہو کر رہے گا چونکہ یہ ضد ہے۔

معزز ممبران: انشاء اللہ ہوگا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب میں یہاں پر تھوڑا سا آرکیالوجی کے بارے میں بیان کرنا چاہوں گا ان کی خط و کتابت جو انہوں نے اس محکمے کے ساتھ کی impact of Lahore Orang Line Metro Train project on archaeology sites following on its alignments اس کے اندر انہوں نے اس کے ڈائریکٹر جنرل سے این او سی مانگا تو اس نے اپنی ٹیم سے مشاورت کر کے ان کو کہا کہ یہ یہ معاملات ٹھیک نہیں ہیں، یہ یہ sites جہاں پر آپ بنانا چاہ رہے ہیں اس کے لئے International heritage اور یونیسکو کے ادارہ کے مطابق 200 میٹر کی حدود کو آپ cross نہیں کر سکتے۔ آپ اس پراجیکٹ کو دور لے جائیں یا انجینئرنگ کے مطابق جو cut and

cover کا طریق کار ہے اس کے مطابق کر لیں لیکن یہ نہ کریں۔انہوں نے اس ڈائریکٹر جنرل کو راتوں رات بدل دیا۔ ویسے بھی یہ بندوں کو راتوں رات بدل دیتے ہیں SMBR کو بھی بدل دیا، اس دوران سیکرٹری خزانہ بھی بدل گئے ڈائریکٹر جنرل آرکیالوجی نے تو بدل ہی جانا تھا۔ ڈینگی کے لئے تقریباً 1.5۔ارب روپے کا سپرے منگوایا گیا تھا اس کی انکوائری آفتاب سلطان جو اس وقت آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں نے کی دس دن بعد انہیں بدل دیا لیکن وہ بھی دس دن کی انکوائری دے کر گئے کہ اس میں یہ یہ بندہ شامل ہے جنہوں نے یہ یہ کیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے ان کی چھٹی کرا دی ان سے کہا کہ فیڈرل میں چلیں۔ فیڈرل والوں نے ان کی خدمات مانگ لیں اور وہ وہاں پر جا کر اپنی خدمات دے رہے ہیں۔ بندہ بدلنا تو ان کے لئے کوئی matter ہی نہیں ہے۔ ہر کام پر سترہ گریڈ کے جونیئر بندے کو سہولتیں دے کر لگاتے ہیں۔ وہ ایک گاڑی کا entitled ہوتا ہے لیکن اسے تین گاڑیاں دیتے ہیں، اسے بیس تیس کنال کا بڑا گھر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ موجیں کرو جو ہم کہہ رہے ہیں بس وہ چپ کر کے کر اور موجیں کر اور جونیئر افسر بے چارہ چپ کر کے لگا رہتا ہے۔ شروع سے ان کا یہی فارمولا ہے اور اسی فارمولے کے تحت انہوں نے صوبہ چلایا ہے۔ یہ تو میرٹ کی دھجیاں اڑانے والے ہیں، یہ میرٹ کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ٹائم کا تھوڑا سا خیال کر لیں چونکہ کافی لمبی لسٹ ہے لہٰذا آپ مہربانی کر کے wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، بہتر۔اس کے علاوہ محکمہ تحفظ ماحول۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ تحفظ ماحول پر بات کر گئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس کی ایک شق پڑھنا چاہتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پڑھیا ہویا تصور کر لتا جاوے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو پڑھانا ضروری ہے کیونکہ آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ ایل ڈی اے نے انہیں یہ لیٹر مورخہ 15-05-07 کو لکھا اور اس کی 15-05-08 receiving date ہے اور اس کے بعد اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کی گیارہویں شق کے اندر لکھا گیا ہے کہ:

The proponent shall obtain NOC/clearance from all other concerned departments before commencement of work

لیکن انہوں نے کس کس ڈیپارٹمنٹ سے این او سی لئے؟ اور وہ لکھ کب رہے ہیں؟ یہاں پر یہ نکتہ بیان کرنے والا ہے کہ 5۔ مئی 2015 سے پہلے کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ انہوں نے کام پہلے شروع کر لیا ہے یعنی کہ انہوں نے ڈیپارٹمنٹ کی اتھارٹی کو نہیں دیکھا اور انہوں نے وہاں پر کام بھی شروع کر لیا اور سارا کچھ کر لیا جو دل میں آ رہا ہے کرتے جا رہے ہیں۔جب آپ کہتے ہیں کہ ہم اداروں کو مضبوط کریں گے تو آپ اداروں کو مضبوط نہیں کر رہے۔آپ تو کسی بندے کے آرڈر کو مضبوط کر رہے ہیں کہ بس یہ کہہ دیا اور یہ ہونا ہے۔اس کے علاوہ یونیسکو نے ان کو لیٹر لکھے لیکن انہوں نے ان کا جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ بڑے لوگ ہیں جواب نہیں دیتے،اب NAB تھوڑے عرصے میں ان سے جواب لے رہا ہے۔

جناب سپیکر!انہوں نے specially شالامار گارڈن کے heritage site کے بارے میں یہ لیٹر لکھا ہے لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔یہاں پر جو لسٹ بیان کی گئی ہے جسے میں تھوڑا سا elaborate کرنا چاہوں گا کہ آپ re-appropriation کے کھاتے میں جتنے بھی فنڈز اکٹھا کر کے،منگوا کر کبھی میٹرو پر لگاتے ہیں اور کبھی مالٹا ٹرین پر لگاتے ہیں۔ اس مالٹا ٹرین کے لئے جو آگے بھی بات ہوئی وہ improvement of condition of public graveyards in Punjab. اس floor پر اس بات کا رونا اس لئے رویا جا رہا ہے کہ جب خدانخواستہ کسی گھر کوئی میت ہو جاتی ہے تو اس کی تدفین کے لئے جگہ نہیں ہے اس کی قبر کے لئے پچاس ہزار سے ایک لاکھ روپے تک لئے جاتے ہیں۔آپ نے یہ پیسے بھی اس کے لئے استعمال کر لئے۔یہ پورے پنجاب کے لئے تھا آپ کو اتنا خیال بھی نہیں آیا؟ان کا جو کنٹریکٹر کام کر رہا ہے وہ بھی نیب زدہ ہے اور یہ مخصوص انہی بندوں کو کنٹریکٹ دیتے ہیں،آزادی فلائی اوور ہو،میٹرو والا ہو،ایل او ایس کا پراجیکٹ ہو،پنڈی ہو، اورنج لائن ہو،ان کو ان کنٹریکٹرز کے ساتھ بڑا پیار ہے۔ان کو ان سے خاص قسم کی محبت ہے کیونکہ یہ ان کے baby ہیں اور وہ ان کے baby ہیں اور انہیں specially کام award کیا جاتا ہے اور ان کے ذریعے ہی کام کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!ابھی راولپنڈی سے ایوان کے معزز ممبر جناب آصف محمود مجھے کہہ رہے تھے کہ فرانس میں ایک ٹاک شو ہو رہا تھا تو اینکر پرسن نے سامنے بیٹھے ہوئے audience سے کہا کہ میں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاتا ہوں کہ ایک ایسا ملک بھی ہے جہاں کے حکمران آ کر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں loan چاہئے ٹھیک ہے کوئی بری بات نہیں کہ قرضہ چاہئے۔جب ہم نے اس ملک کی study کی تو پتا چلا کہ ان کے پاس تو پینے کا پانی نہیں ہے،ایجوکیشن نہیں ہے،ہیلتھ کی facility نہیں ہے لیکن جب قرضے کی بات کی تو کہتے ہیں کہ ہم نے اورنج لائن ٹرین چلانی ہے۔ہم نے میٹرو چلانی ہے۔کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات

کا دکھ ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔یہاں چند قدم کے فاصلے پر کارڈیالوجی ہے ادھر جا کر دیکھیں کہ آپ نے لوگوں کا کیا حال کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں پچھلے آٹھ سالوں سے 200 beds کی ایمرجنسی بن رہی ہے اور اسی کے سامنے آپ نے signal free corridor بنایا ہے۔دو فٹ سڑک تھی اور اس کے اُوپر تین فٹ بجری ڈال دی گئی، بنی ہوئی سڑک کے اُوپر اور بجری ڈال دی گئی لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔لاہور سے قصور تک نئی سڑک بنائی گئی تھی لیکن آپ نے اسے اُکھاڑ کر میٹرو شروع کر دی، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔آپ نے سکیم موڑ سے لے کر سمن آباد موڑ تک نئی سڑک بنائی جس پر ایک کثیر رقم خرچ کی گئی لیکن اب آپ نے اس کو اُکھاڑ کر پھر بنانی شروع کر دی ہے۔کیا جنوبی پنجاب میں ہر چیز available ہو گئی ہے، کیا وہاں کے لوگ ہماری طرف نہیں دیکھ رہے، کیا وہ لاہور کو دیکھ کر نفرت کا اظہار نہیں کرتے اور کیا وہ یہ بات نہ کریں کہ لاہور والے ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ بھئی! آپ بے شک ترقیاتی منصوبے مکمل کریں، پیسا لگائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن جہاں ضرورت ہے وہاں پر ترقیاتی منصوبے شروع کئے جائیں۔آپ تو پہلے سے بنی ہوئی سڑکوں کو دوبارہ بنا رہے ہیں۔خوف خُدا کریں اور یہ پیسا کہیں اور لگائیں۔یہ حکومت اس عوام کا خون چُوسنے کے لئے آخری حد تک جائے گی۔میں سمجھتا ہوں کہ اورنج لائن ٹرین کا پراجیکٹ پنجاب کی عوام کے لئے نہیں بلکہ حکمرانوں کی جیبوں کے لئے ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت مہربانی۔اب باؤ اختر علی صاحب بات کریں گے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں بات کرنے سے پہلے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ماشاءاللہ آپ حزب اختلاف کو بہت وقت دیتے ہیں۔آپ حزب اختلاف کی تنقید تحمل سے سُنتے ہیں تو اب ان سے کہیں کہ یہ ہماری باتیں بھی سُن کر جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باؤ اختر علی صاحب! آپ بات کریں۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر!اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر بحث ہو رہی ہے۔اورنج لائن ٹرین اور اس سے پہلے کئی دوسرے منصوبے خادم اعلیٰ پنجاب وزیراعلیٰ کی زیر نگرانی شروع ہوئے جن میں لاہور میٹرو بس اور راولپنڈی میٹرو بس کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ملتان میٹرو بس کا منصوبہ بھی جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔اورنج لائن ٹرین ایک عوامی منصوبہ ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب اپنی نہایت کُہنہ مشق ٹیم کے ساتھ جب ایسے منصوبے شروع کرتے ہیں تو حزب اختلاف کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔آج میرے قائد، وزیر قانون راناثناء اللہ خان نے نہایت اچھے طریقے سے اس ایوان کے اندر اورنج لائن ٹرین منصوبے کے حوالے سے facts and figures بیان کئے ہیں اور انہوں نے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا کہ جس سے ایوان کو محسوس ہو کہ یہ پارلیمنٹ نہیں بلکہ اکھاڑہ ہے۔میرے حزب اختلاف کے بھائی عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں،وہ یہاں پر اپنے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور ان کو یہاں پر بات کرنے کا پورا حق ہے۔اگر وہ facts and figures کے ساتھ تنقید برائے اصلاح کریں تو بہت اچھی بات ہے اور ہم اسے فراخ دلی کے ساتھ سُننے کے لئے تیار ہیں لیکن جب وہ وزیراعلیٰ کے سیکرٹریٹ کو اسمبلی کا نام دیں گے تو پھر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس سیکرٹریٹ میں وزیراعلیٰ کی technical team،ان کی سیاسی ٹیم اور نہایت ہی competent لوگوں کی ٹیم کام کرتی ہے جو کہ ہر فلاحی اور قومی منصوبے میں وزیراعلیٰ کا ساتھ دیتی ہے۔وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم اگر اس سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر فلاحی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے؟وزیراعلیٰ پنجاب عوامی فلاح کے کام کر رہے ہیں اور عوام ان کی تائید کرتی رہے گی۔

جناب سپیکر!اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ 27 کلو میٹر لمبا ہے۔جب بین الاقوامی فرموں نے اس منصوبے کی feasibility تیار کی تو اس کا تخمینہ 200۔ارب روپے لگایا گیا تھا۔وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے negotiation کی اور اس منصوبے کی لاگت کو 160۔ارب روپے تک لے کر آئے۔وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ منصوبہ شروع کرنے سے پہلے ہی اس قوم کو 40۔ارب روپے کی بچت کا تحفہ دیا۔وزیراعلیٰ پنجاب،میاں محمد شہباز شریف قوم کے تمام منصوبے شفاف انداز میں مکمل کرتے ہیں۔چاہے وہ بجلی کا منصوبہ ہو،چاہے وہ دیہی علاقوں میں سڑکوں کا منصوبہ ہو،چاہے وہ کسان کی بھلائی کے منصوبے ہوں وہ ان سب میں ذاتی دلچسپی لیتے ہیں۔وہ ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے جاگتے رہتے ہیں اور وہ پی ٹی آئی کے چیئرمین کی طرح enjoy نہیں کرتے۔صوبہ خیبر پختونخوا آج بھی وزیراعلیٰ پنجاب کی مثالیں دیتا ہے۔وہاں کے عوام کہتے ہیں کہ ہمیں

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اُدھار دے دو کیونکہ ہم اپنے صوبے کو ترقی کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ذرا اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ پر بھی بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! خاموش رہیں۔ جب آپ کے قائد اور دوسرے معزز ممبران بات کر رہے تھے تو کسی نے interrupt نہیں کیا۔ اب آپ بھی ان کو خاموشی سے سُنیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! ان کے اندر بات سُننے کا حوصلہ پیدا ہونا چاہئے۔ میں facts and figures پر بات کروں گا کہ یہ منصوبہ 27 کلو میٹر لمبا ہے اور اس میں 26 کے قریب سٹیشن بنائے جائیں گے۔ یہ سٹیشن اُوپر کی سطح پر جو ground ہے اس پر بنیں گے اور اس کے نیچے out and in کا راستہ دیا گیا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ اس منصوبے کی وجہ سے دس یا بیس لاکھ لوگ بے گھر اور بے آسرا ہو رہے ہیں۔ اُن کے یہ figures بالکل غلط ہیں۔ تقریباً 2300 کے قریب لوگوں کی زمین کو acquire کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت کے مطابق ان تمام لوگوں کو بڑے transparent طریقے سے ان کی زمین کی قیمت ادا کی گئی ہے۔ ان سب لوگوں کو زمین کی location کے حساب سے ادائیگی کی گئی ہے۔ انہیں نہ صرف زمین کی قیمت بلکہ structure کی قیمت، transportation کے اخراجات، business loss کی مد میں ادائیگی کے ساتھ ساتھ تین مہینے کا benefit بھی دیا گیا ہے۔ جس کی زمین acquire کی گئی ہے جب وہ مالک ان تمام مدات میں payment لے کر جاتا ہے تو خُدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ آج اس 27 کلو میٹر طویل ٹریک پر جا کر دیکھیں کہ لاہور کی عوام نے وہاں پر شکریہ کے بینرز لگائے ہوئے ہیں۔ اس علاقے کے عوام نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کی تحسین کے لئے بینرز لگائے ہوئے ہیں۔ آج پنجاب جاگ رہا ہے۔ پچھلے نو سالوں سے پنجاب ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور انشاء اللہ وہ وقت بالکل قریب ہے کہ جب پنجاب بجلی میں بھی خود کفیل ہو گا۔

جناب سپیکر! قومیں تعمیرات اور ذرائع مواصلات سے ترقی کرتی ہیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے یہاں archeology کے حوالے سے facts and figures دیئے گئے۔ ہم عدالتوں کا احترام کرتے ہیں، ہم عدالتوں کو ماننے والے لوگ ہیں، ہمارا ریکارڈ بتاتا ہے کہ جتنا ہم نے عدالتوں کا احترام کیا وہ شاید ہی کبھی کسی حکمران نے کیا ہو۔ وہ archeology کی بات کرتے ہیں۔ آپ یہاں سے ایک ٹیم بنائیں اور ان کو اس روٹ پر بھیجیں۔ جہاں پر ہمارا قومی ورثہ ہے کسی نے اُس میں سے

ایک اینٹ بھی نہیں چھیڑی اور جہاں جہاں اُس کے تحفظ کی بات آئی ہم نےroute change کر دیا اور ہم اُس ورثے کے امین ہیں۔ یہ کیا بات کرتے ہیں کہ ہم نے ڈائریکٹر جنرل کو بدل دیا، ہم نے فلاں کو بدل دیا یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارا منصوبہ اورنج لائن ٹرین انشاء اللہ ایک قومی ورثے کے طور پر بننے جارہا ہے۔ ہم اپنی قیادت کے نہایت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے تعمیرات، مواصلات سے لے کر ہر شعبے میں قوم کو ترقی کی طرف ڈالا اور یہ اورنج لائن ٹرین لاہور کی عوام کی پذیرائی نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کی عوام کی پذیرائی ہے، یہ پنجاب کے عوام کی پذیرائی ہے کیونکہ یہ ایکinternational منصوبہ ہے۔ وماعلینا الالبلاغ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا ٹائم دیا۔ اس معاملے پر حکومتی مؤقف بھی آپ کے پاس کافی آ چکا ہے، حزب اختلاف کا مؤقف بھی کافی آ چکا ہے۔ میں صرف دو چار منٹ میںwind up کروں گا ایک تو میں فاضل دوست کی بات کا جواب دوں گا کہ جس طرح وہ کہہ رہے تھے کہ خیبر پختونخوا کے لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ہمیں اپنی لیڈر شپ کا احترام کرنا چاہئے۔ جب وہ ایسی بات کریں گے پھر ادھر سے ایسی بات آئے گی پھر وہی بات بن جائے گی کہ وہ کہیں گے شیر آیا اور ادھر سے ہم کہیں گے کہ شیر کا شکاری آیا تو ہمیں ان چیزوں سےavoid کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! بات بڑی سادہ سی ہے کہ ہمارے فاضل دوست رانا ثناء اللہ خان نے کہا کہ اس اورنج لائن ٹرین کا ٹوٹل خرچہ تقریباً 165۔ارب روپیہ ہے۔ اس 165۔ ارب روپیہ کے علاوہ اس پر وہ اخراجات ابھی ایوان میںdiscuss نہیں ہوئے کہ جو لوگوں کو دیئے جائیں گے جن کا کاروبار de-stabilize ہوا، جن کے گھر اُکھڑ گئے، جو بجلی، روڈز، انفراسٹرکچر یا جوcompensation ہے وہ 165۔ارب روپیہ کے علاوہ ہو گی تو جہاں تک میرا خیال ہے یہ کہیں 4/3 سو ارب روپیہ میں یہ پراجیکٹ بنے گا جس کا فاصلہ ٹوٹل 27 کلو میٹر ہو گا جس میں بیسstop over ہوں گے اور اس پراجیکٹ کی کچھ funding چائنا کرے گا، کچھ بنک آف پنجاب سےloan لیا جارہا ہے، یہ ٹھیکے ہو چکے ہیں، کام تیزی سے ہو رہا ہے اور اس کے بعد آج یہ مسئلہ پنجاب اسمبلی میں بحث کے لئے ہمارے پاس آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ پہلے اسمبلی میں آنا چاہئے تھا اور اس کے دونوں پہلو دیکھنے چاہئیں تھے، اس کےmerits and de-merits دیکھنے چاہئیں اُس کے بعد یہ پراجیکٹ

شروع ہونا چاہئے تھا۔اب یہ پراجیکٹ شروع ہوگیااور یہ project, by the way چائنا پاکستان corridor کا حصہ نہیں ہے۔یہ ایک independent project ہے جس کو پنجاب حکومت چائنا کی collaboration کے ساتھ complete کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!میں اس پراجیکٹ کو اس لئے oppose کرتا ہوں کہ ہمیں اپنی priorities fix کرنی چاہئیں۔لاہور ہمارے لئے بہت important ہے جس طرح رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے تھے کہ لاکھوں لوگ daily لاہور آتے ہیں اور واپس جاتے ہیں۔اب دیکھنے والی بات ہے کہ وہ لاکھوں لوگ daily لاہور کیوں آتے ہیں؟جب آپ کی تاریخیں یہاں پڑیں گی تو far flung areas سے لوگ تو یہاں آئیں گے۔جب آپ کے پنجاب کے 36 اضلاع میں سے صرف چھ اضلاع میں انجیو گرافی مشینیں ہو گی تو سارا rush تو لاہور، ملتان، فیصل آباد یا راولپنڈی پر پڑے گا۔جب آپ کے حالات یہ ہوں گے کہ صوبہ میں پانی نہیں ہو گا تو بد حالی ہو گی، جب صوبے میں گیس نہیں ہو گی تو بد حالی ہو گی، جب صوبے میں بجلی نہیں ہو گی تو بد حالی ہو گی جب اس بد حالی کو دیکھیں گے اور اُدھر سے تین چار سو ارب روپیہ کا 27 کلو میٹر کا پراجیکٹ دیکھیں گے تو ہم شور نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے؟اب انہوں نے یہ پراجیکٹ بنانا ہے لیکن یہ پراجیکٹ اُس وقت بنائیں جب یہ اپنی ترجیحات مکمل کریں۔ابھی یہ امرتسر کی مثال دے رہے تھے کہ امرتسر میں یہ پراجیکٹ سستا بنا اور پنجاب میں یہ پراجیکٹ مہنگا بن رہا ہے۔پہلے تو یہ دیکھیں کہ انڈیا کا growth rate کیا چل رہا ہے اور ہمارا growth rate کیا چل رہا ہے۔انڈین اکانومی کو دیکھیں، اپنی اکانومی کو دیکھیں۔ہمارا تو اُن کے مقابلے میں آدھے کا فرق ہے اُن کا ایک روپیہ اور ہمارا دو روپیہ ہے، اُن کا ایگریکلچر دیکھیں اور اپنا ایگریکلچر دیکھیں، اُن کی ایگریکلچر facilities دیکھیں اور اپنی ایگریکلچر facilities دیکھیں، اُن کا انڈسٹری کا set up دیکھیں اور اپنا industry کا set up دیکھیں۔ہمارے تو یہ حالات ہیں کہ آج سے ایک سال پہلے یہاں پر international companies کے بہت بڑے بڑے function ہوئے کہ الحمد للہ رجوعہ سادات اور چنیوٹ سے آئرن اور سونا نکل آیا ہے جبکہ وہاں سے تو آج تک چوہے کا بچہ بھی نہیں نکلا۔

جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ لاہور کو develop کریں ہم بھی اس کے ساتھ ہیں کیونکہ لاہور ہمارا بھی گھر ہے، لاہور صرف پی ایم ایل (ن) کا تو نہیں ہے ناں۔لاہور میں جو لوگ رہتے ہیں یہ لاہور اُن سب کا ہے لاہور ایک international city ہے لیکن لاہور کو اگر آپ on cost of those backward areas, develop کریں تو یہ اعتراض والی بات ہے۔انڈیا تو ایک سال یا دو سال کے

بعد نیاڈیم شروع کر دیتا ہے۔ پچھلے 9/8 سال سے موجودہ حکمران ہی حکومت میں ہیں اور یہ بات سُنی جا رہی تھی کہ 2016 یا2017 تک بجلی نہ ہوئی تو میرا نام تبدیل کر دیں اب کہا جارہا ہے کہ اورنج لائن ٹرین اگر نہ بنی تو خدانخواستہ میری نعش پر سے بنے گی تو اس طرح کی بڑے بڑے لوگوں کی statements آ رہی ہیں تو کیوں نعش اور کیوں نام تبدیل؟ ہم اپنی ترجیحات کو set کریں کہ ہمارے backward areas اتنے develop ہو گئے ہیں۔ آپ خود ایک پسماندہ علاقہ سے ہیں، میں بھی پسماندہ علاقہ سے ہوں، ہمارے 80 فیصد مریض تو ایمبولینس میں ہی فوت ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں نے ایک قرارداد دی اور میں thankful ہوں کہ راناثناء اللہ خان نے اُس کو oppose نہیں کیا اور وہ انجیو گرافی مشین کے حوالے سے ٹوٹل 6/5 کروڑ روپیہ کا خرچہ تھا کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر کے سرکاری ہسپتال میں یہ facility ہونی چاہئے تاکہ لاہور اور بڑے شہروں کی طرف لوگوں کا rush کم ہو تو راناثناء اللہ خان نے میری اُس قرارداد کو oppose نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ بتدریج یہ facility provide کر دیں گے۔ صحت کے لئے جہاں ہم بتدریج کہیں کہ step by step بنے گی اور یہاں تین چار سو کروڑ روپیہ ہم یکدم لگا دیں کہ ہم نے اکتوبر 2017 میں اورنج لائن ٹرین کو مکمل کرنا ہے لہٰذا سارے فنڈز لگا دو۔ اس میں ایک بات جو مجھے بھی اور سب لوگوں کو بہت بُری لگی کہ قبرستان کا پیسا بھی ہم نے اس میں لگا دیا ہے یہ باعث ندامت اور باعث شرمندگی ہے۔ آپ پنجاب کے سرکاری سکولوں کے حالات کو دیکھیں وہ بتدریج نیچے جارہے ہیں اُس کے ساتھ ہم نے کہہ دیا کہ دانش سکول بنا دو، دانش کے ساتھ سکول بہتر ہو جائیں گے۔ برٹش سرکار کی بنائی ہوئی ریل کو ہم سنبھال نہیں سکے اُس کا بھٹہ بیٹھ رہا ہے تو ہم کہہ رہے ہیں کہ اورنج لائن ٹرین بنا دو۔ کسی زمانے میں پی آئی اے ہماری pride ہوتی تھی آج اس کے حالات دیکھ لیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ اس کے parallel ایک اور ائیر لائن بنا دو۔ کیا یہ مشکلات کا حل ہے؟ ہمیں چاہئے کہ ہمارے جو پسماندہ علاقے ہیں، آپ ہمارا ساؤتھ دیکھیں، ہمارا نارتھ دیکھیں نہایت پسماندہ ہے۔ وہاں پر زمیندار مر رہا ہے، وہاں انڈسٹری نہیں ہے، گیس نہیں ہے، sugar crisis ہیں اور ٹیکسٹائل بند ہو رہی ہے۔ زمیندار کے overhead expenses ہیں، ٹریکٹر کہاں پہنچ گیا ہے، ڈیزل کہاں پہنچ گیا ہے، زرعی آلات کہاں پہنچ گئے ہیں لیکن وہاں کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ یہ 27 کلو میٹر اتنا اہم issue ہے کہ جو پورے پنجاب پر اہمیت والا issue بن گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور ایک منٹ میں بات ختم کر دوں گا۔ ہمارے معزز وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ پنجاب جب باہر جاتے ہیں، یہ اچھی بات ہے میں اس کو negative sense میں

نہیں لیتا۔ میری بات کو negative نہ لیا جائے۔ یہ اچھی بات ہے کہ جب وزیر اعلیٰ باہر جاتے ہیں تو کوئی نہ کوئی اچھی چیز دیکھ کر جیسے میٹرو بس، اورنج لائن ٹرین اور ڈیمز ہیں۔ وہ یہ ideas لے آتے ہیں اور پھر فوراً ہی اس کو implement کراتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری خادم اعلیٰ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے ساتھ ایک چھوٹا سا ملک سری لنکا ہے۔ آپ کبھی وہاں بھی تشریف لے جائیں۔ قومیں تعلیم سے بنتی ہیں۔ جھوٹے figures کے ساتھ قومیں نہیں بنتیں۔ اس وقت چھوٹا سا ملک سری لنکا ہے جس کا 97 فیصد literacy rate ہے۔ ہمارے خادم اعلیٰ وہاں جائیں، ان کو دیکھیں اور ہماری تعلیم کو عام کریں۔ دانش سکول بننے سے، میٹرو بننے سے، اورنج لائن ٹرین بننے سے یہ مشکلات حل نہیں ہوں گی۔ یہ grass roots level کی مشکلات ہیں۔ یہ ہمارے عام آدمی کی مشکل ہے۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر باعث ندامت یا باعث شرمندگی کیا ہو گی کہ ہم قبرستانوں کا پیسا بھی اورنج لائن ٹرین میں لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اچھا منصوبہ ہے۔ اللہ ان کے نصیب کرے۔ اس کے ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں میٹرو اور اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے اپنے علاقہ اور کمیونٹی کا مقدمہ یہاں پیش کروں گا۔ لاہور پنجاب کا صدر مقام ہے۔ اس میں دو بڑے منصوبے 2008 سے لے کر آج تک شروع کئے گئے ہیں جن میں سے ایک مکمل ہو گیا ہے اور دوسرا مکمل ہونے جا رہا ہے لیکن کس قیمت پر جا رہا ہے۔ ہمیں لاہور سے پیار ہے، ہم لاہور کے اتنے ہی باسی ہیں جتنے یہاں کے رہنے والے لوگ ہیں لیکن اس وقت اگر آپ 12-2011 کے ADP کو اٹھا کر دیکھیں تو ہماری بنیادی ضرورتوں اور بنیادی سہولیات جو ہمارا حق ہیں وہاں سے پیسے نکال کر ادھر لاہور میں لگائے گئے۔ اس وقت صرف 2۔ارب روپیہ brackish water کے لئے اور صاف پانی کے لئے رکھا گیا۔ اس علاقہ سے آپ بھی تعلق رکھتے ہیں وہاں سے 2۔ارب روپیہ نکال کر ادھر لگایا گیا۔ اس کے علاوہ چھوٹے شہر یا ضلعی صدر مقام ہیں وہاں سے تقریباً 15۔ارب روپیہ نکال کر میٹرو بس پر لگایا گیا۔ میں میٹرو کی اس لئے پہلے بات کر رہا ہوں کہ اس سے ہی بات شروع ہوئی ہے لیکن اب ہمارا اور مقدمہ ہے۔ لاہور کو جو

سہولت دی جارہی ہے تو ہمیں نہیں پتا کہ اس کے کتنے سٹیشن ہیں اور یہ کہاں سے جارہی ہے۔ ہمیں صرف اتنا پتا ہے کہ 27 کلو میٹر پر اتنے پیسے لگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ایک ارب روپیہ جنوبی پنجاب میں لگا دیں وہاں 45ہزار ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے جو اس وقت بنجر پڑی ہے۔ اس کا اس وقت کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ آپ پنجاب کو ویسے north and south میں تقسیم کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک اور جو لوگ rural based ہیں وہ پنجاب کو تین حصوں north, central and south میں تقسیم کرتے ہیں۔ اصل north پوٹھوہار کا علاقہ ہے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ پچھلی گورنمنٹ سے لے کر اب تک وہاں سے small dames کے پیسے بھی نکالے گئے ہیں، ایجوکیشن سیکٹر سے بھی پیسے نکالے گئے ہیں اور ان منصوبوں پر لگائے گئے ہیں۔ رانا صاحب بیٹھے ہیں ہم آپ کے توسط سے صرف دو تین سوال کریں گے۔ میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کی افادیت شہر کے لوگوں کو ہو گی۔ ہم اس کی تفصیل میں نہیں جائیں گے لیکن ہمارے دو تین سوال یہ ہیں کہ ہماری remedy کیا ہے؟ ہم تو مر رہے ہیں ہمارے دیہی پنجاب کے بچے اور بچی کو آٹھ سال کے بعد جس سکول جانا پڑتا ہے وہ ہائی سکول 15 کلو میٹر کے فاصلے سے پہلے نہیں ہے۔ ہماری بنیادی سہولتوں کو قربان کر کے یہ کام نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اس پر ایوان میں پہلے بحث ہونی چاہئے تھی لیکن یہ بنا رہے ہیں۔ ہم اپنی remedy مانگ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ہمارا حق دیں۔ میں اگر پیچھے جاؤں تو میں 1985 پر جاؤں گا جب ہمارے بزرگ اس اسمبلی میں تھے۔ اگر آپ 1985 سے آج تک کی history دیکھیں تو میاں صاحبان کو مسلم لیگ (ن) کو کون لایا ہے تو دیہی پنجاب لایا ہے۔ یہ شہری اور دیہی کی تفریق پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے بچے، ہماری سڑکیں، ہمارے کالج، ہمارے سکول متاثر ہو رہے ہیں۔ میں ایک اور ستم ظریفی آپ کو بتاتا ہوں کہ میانوالی میں جو یونیورسٹی کیمپس ہے وہ سکیورٹی کی وجہ سے بند ہو چکا ہے۔ آج سے دس پندرہ دن پہلے سکیورٹی کی وجہ سے میانوالی کا یونیورسٹی کیمپس بند ہے۔ ہماری اُدھر یہ حالت ہے اور اِدھر ہمارے اوپر اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم یہ نہیں کہتے کہ شہروں کی ترقی نہ ہو لیکن صادق آباد والے جب ریونیو بورڈ یا ہائی کورٹ میں آئیں گے تو ان کو اورنج لائن ٹرین کا کچھ پتا نہیں ہے۔ اس اورنج لائن ٹرین نے ایک مخصوص علاقے سے گزرنا ہے، اس علاقہ کے لوگوں کو سہولیات دیں لیکن ہم اپنی بات کر رہے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ اس وقت 12-2011 اور 14-2013 کا ADP دیکھ لیں rural based

areas سے جو backward areas ہیں وہاں سے سارے پیسے نکال کر اس میں شامل کئے گئے ہیں۔ ہم اپنی remedies مانگتے ہیں کہ ہمیں اس کے بدلے میں کیا دیا جا رہا ہے۔ یہ منصوبہ 160۔ارب کا ہے جو چائنا سے آیا ہے اور چائنا نے پیسے دیئے ہیں۔ یہ صاف سی بات ہے کہ ہمیں اس میں سے کیا دیا گیا ہے۔ ہم اپنی remedies اور اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔آپ لاہور کو بنائیں۔یہاں لاہور والوں نے اتنی تقاریر کی ہیں اور ہماری اپوزیشن نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ہمیں اس پر اب دوبارہ نہیں بولنا۔ میں یہاں دیکھ رہا تھا کہ اُدھر سے یہ تقاریر ہو رہی ہیں جیسے جناب محمد سبطین خان نے کہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شیر آیا اور ہم کہتے ہیں کہ شیر کا شکاری آیا۔ میں ایک اور بات کروں گا کہ یہاں ایک فاضل ممبر بات کر کے گئے ہیں جنہوں نے کہا کہ قومیں مواصلات اور تعمیرات سے ترقی کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ قومیں ترقی مواصلات و تعمیرات سے نہیں کرتیں بلکہ قومیں انصاف اور تعلیم سے ترقی کرتی ہیں۔ جس معاشرے اور قوم میں انصاف اور تعلیم ہو گی وہ ترقی کرے گی۔ میرے ضلع میں دانش سکول ہے لیکن میرے علاقہ کا کوئی بچہ وہاں نہیں پڑھ رہا۔اس کا سسٹم ہی اتنا مشکل ہے کہ وہ بے چارے بھاگ بھاگ کر جاتے ہیں اور واپس آ جاتے ہیں۔ان کی اتنی زیادہ فیسیں کر دی ہیں۔ اس وقت 40ہزار ڈاکٹروں کی shortage ہے۔ میرے واں بھچراں شہر میں ڈیوٹی ڈاکٹر موجود نہیں ہے صرف ایک ڈاکٹر ہے اور 70ہزار کی آبادی ہے۔ آپ criterion دیکھیں جن شہروں میں گرلز ڈگری کالج موجود ہیں ان میں بوائز ڈگری کالج نہیں ہیں۔ جہاں لڑکیاں اتنی پڑھنے آ گئی ہیں کیا ادھر کوئی لڑکا پڑھنے والا نہیں ہے؟آپ کم از کم اپنی priorities کو set کریں۔ ہم دیہی پنجاب کے لوگ پِستے جا رہے ہیں۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہمیں 5ہزار روپیہ مونجی کے لئے ملا، وہ جو مل رہا ہے اس کے برعکس انہوں نے ہمارے اوپر 5ہزار روپیہ فی ایکڑ ٹیکس لگا دیا ہے۔آپ دیکھیں یہ criterion کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو تین مہینے پہلے ہم اتنے قابل رحم تھے کہ ہمیں حکومتی امداد کی ضرورت تھی اور آج اتنے امیر ہو گئے ہیں کہ 5ہزار روپیہ ایگریکلچر پر ٹیکس لگ گیا ہے۔

جناب سپیکر! ساڑھے بارہ ایکڑ جس کی زمین ہے وہ غریب ہے اور جس کی بارہ ایکڑ پانچ کنال ہے وہ امیر ہو گیا ہے اس پر ٹیکس شروع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! صحت، تعلیم اور انصاف کی فراہمی ہمارے علاقے میں ان چیزوں کو دیکھیں اس وقت جو ہمارے علاقے کی صورتحال ہے وہاں hard areas کی 2600 turbines ہیں۔ اگر گورنمنٹ آف پنجاب سبسڈی دے تو اس وقت ان کی سالانہ Horse Power average نکالی

جائے تو وہ ٹوٹل سبسڈی ایک ارب ستر کروڑ روپے سالانہ بنتی ہے۔آپ کو پتا ہے کہ لوگوں کی turbines بند پڑی ہیں کیونکہ آپ راجن پور سے تعلق رکھتے ہیں،آپ ایک کسان گھرانے سے ہیں اور آپ کو بھی سارے حالات کا پتا ہے۔ ہمیں بھی اور Rural Punjab کو بھی remedy ملنی چاہئے۔ ہماری ADP set ہوتی ہے آپ کی ADP Government بناتی ہے،جب ADP بنتی ہے تو وہ set کرتے ہیں کہ اس علاقے کو اتنی ضرورت ہے اس علاقے میں یہ یہ مسائل ہیں۔ جب ADP set ہوتی ہے تو وہاں سے ہمارے پیسے نکال کر خود رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ 11۔ارب روپے انہوں نے صاف پانی کے لئے رکھے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ 11۔ارب روپے میں سے صرف 2۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں، اب 2۔ارب روپے کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ ان کی انوسٹی گیشن ہونی چاہئے کہ کیا 2۔ارب روپے سے سارے پنجاب میں صاف پانی آگیا ہے اس پر 2۔ارب روپے کیوں خرچ کئے گئے ہیں،ہمارے سے کسی نے پوچھا ہے، چلیں ہم تو اپوزیشن میں ہیں۔ ہمارے سے کوئی نہیں پوچھتا اور نہ ہی دو سال تک کسی نے پوچھا ہے لیکن آپ کی وہاں پر ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن بھی بیٹھی ہے۔اس وقت وہاں حالت یہ ہے کہ ہمارے hard area میں تقریباً 65 فیصد لوگوں کے پاس پینے کے لئے صاف پانی نہیں ہے۔ آٹھ سال کی بچی جب پرائمری سکول میں داخل ہوتی ہے اور جب وہ ہائی سکول تک جاتی ہے تو وہ شادی کے قابل ہوتی ہے۔یہاں پر میرے تمام دوست بیٹھے ہیں یہ ہمارا مقدمہ اس ایوان اور گورنمنٹ کے سامنے ہے کہ ہماری بچیاں جب ہائی سکول میں جاتی ہیں ہمارے علاقے کی یہ روایت نہیں ہے،آپ کا بھی وہی علاقہ ہے کہ جب ہماری بچی شادی کے قابل ہو تو اس کو پندرہ سے بیس کلو میٹر دور پیدل اکیلا بھیجیں۔ ہماری یہ remedies ہیں ان کا حل کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ لاہور میں یہ نہ کریں وہ نہ کریں۔ لاہور میں میٹرو یا اورنج لائن ٹرین نہ بنائیں لیکن ایک بنیادی بات ضرور ہے کہ اس ایوان میں bulldoze کیا گیا ہے اگر اورنج لائن ٹرین کے لئے یہ Bill lay پہلے ہی ہو جاتا تو اس پر کافی سیر حاصل گفتگو بھی ہو جاتی اور گورنمنٹ کو کافی تجاویز بھی مل جاتیں۔ گورنمنٹ کے سامنے میں یہ اپنی تجاویز رکھوں گا کہ کم از کم ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ آپ نے 160۔ارب روپے کی اورنج لائن ٹرین تو بنا دی ہے لیکن ہمارے لئے کیا کیا ہے، کیا ہماری ایک priority set ہو رہی ہے کہ جہاں لڑکیوں کے ڈگری کالج موجود ہیں اس آبادی میں کیا یہ بالکل permanent ہو جائے گا کہ next وہاں ہر جگہ پر لڑکوں کے ڈگری کالج بن جائیں گے، جہاں ستر ہزار افراد کی آبادی ہے کیا وہاں آنکھوں اور دل کے hospitals

آ جائیں گے ؟ ہمیں تو یہ چاہئیں اگر یہ نہیں ہیں تو ہمارے لئے اورنج لائن ٹرین کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ Rural Punjab کے لوگوں کو اس میٹرو اور اورنج لائن ٹرین کا بالکل کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لئے عرض کروں گا میری کچھ تجاویز ہیں۔ میں کسی پر تنقید نہیں کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! اب اس کو wind up کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم اپنی priorities بتا رہے ہیں۔ آخر میں، میں اتنی بات ضرور کروں گا۔ آپ کو بھی falcons کا پتا ہے میں ایک بات کروں گا وہ میرا اور آپ کا بھی علاقہ ہے۔ Falcons کی ایک قسم ہے جو رات کو جاگتی اور دن کو سوتی ہے۔ ایک بندہ falcon لینے گیا اس کو falcon کے بارے میں پتا نہیں تھا وہ رات کے وقت falcon لینے کے لئے منڈی گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک falcon وہاں رات کو جاگ رہا تھا اس نے وہ لے لیا اور جب وہ اس کو گھر لے کر آیا صبح دیکھا تو وہ سویا ہوا تھا، جب بندہ سوتا تو falcon جاگ جاتا، آخر میں جب وہ بندہ تنگ آیا" تے اوس آکھیا جناب حضور اک دفعہ اوہناں اکھیاں نال ای ویکھ لو جیہڑیاں اکھاں نال او تھے ویکھیا سی۔" ہمارے پنجاب کے دیہاتی لوگ میاں صاحبان اور مسلم لیگ (ن) کو اِس وقت اُن آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو انہوں نے الیکشن میں وعدے کئے تھے اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک دفعہ اُن آنکھوں سے بھی ہمیں دیکھ لو جن آنکھوں سے اُس وقت دیکھا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میری آخر میں بھی یہی استدعا ہے کہ ہمیں اپنی remedy چاہئے، ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے۔ اس وقت پنجاب بُری طرح متاثر ہو رہا ہے اور ان کے لاہور میں اتنا پیسا لگانے کی وجہ سے ایک تفریق پیدا ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ نے ایک ترتیب بنائی تھی کہ ایک صاحب کو اِدھر سے وقت دیا جائے گا اور ایک صاحب کو اُدھر سے دیا جائے گا۔ اب آپ نے دو اپوزیشن ممبران کو وقت دے دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ذرا دو منٹ بیٹھ جائیں، مجھے پتا ہے کہ آپ نے جانا ہے۔

شیخ اعجاز احمد جناب سپیکر! نہیں، یہ جو ایک ترتیب چل رہی تھی میں اس لئے کہہ رہا تھا، وہ تو میں نے آپ کو ایک additional request بھجوائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! مجھے پتا ہے کہ آپ نے جانا ہے تو میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز ذرا تفصیل سے کروں گا۔ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا ایک letter ہے، اس کا پراجیکٹ نمبر 40573 ہے، اس کا Loan No. 2424 ہے اور تاریخ جون 2009 ہے۔ قائد حزب اختلاف نے اس کا حوالہ دیا تھا اور میں تھوڑا تفصیل کے ساتھ اسے پڑھوں گا۔ اس کا title ہے۔

Preparing the Lahore Rapid Mass Transit System Project

1. The TA Loan was approved on 4 June 2008 for $6 million. The plan was to recruit an investment bank to formulate, structure, and take to the market a public-private partnership for Rapid Mass Transit System (RMTS) in Lahore. Two events took place:
   (i) The new Government changed its investment priorities, and RMTS is not one of them, and
   (ii) We did not find any investment bank interested in the job. The TA Loan has not been signed and its validity lapsed on 4 June 2009.
2. The Government agrees with the proposal to let the TA loan lapse. I repeat, the Govt. agrees with the proposal to let the TA Loan lapsed. It knows that in the current business climate, it will be difficult to attract a private sponsor to lead this Project. Other alternatives will be explored, including Eximbank financing with ADB and a management contract.
3. Pursuant to para. 11 of PAI 1.03, the lapse of validity of loan approval for the Project is hereby

communicated to ADB's Board of Directors. The Government has likewise been informed that the committed funds will be reallocated for other ADB projects in Central and West Asia.

جناب سپیکر!مختصراً میرے کچھ سوالات ہیں جن کا مجھے گورنمنٹ سے جواب چاہئے۔پہلا یہ کہ اس letterکے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب نے 2009میں اپنی prioritiesکیا setکی تھیں، دوسرا جب اس TA Loanمیں یہ لکھا گیا تھا کہ 6ملین ڈالر صرف اس لئے allocateکئے جارہے ہیں کہ Investment Bank to formulate, structure and take to the marketوہ اس proposalکا ایک packageبنائے گا اور اس کو buyers identifyکرے گا،اس وقت کی prioritiesمیں یہ proposal considerکیوں نہیں کیا گیا؟SYSTRAایک فرنچ کمپنی ہے جس کے بارے میں وزیر قانون نے بات بھی کی تھی، جس نے ایک Eurotunnel between England and Franceبنایا تھا،وہ top companiesمیں آتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ دوسری MBH company تھی جنہوں نے ہانگ کانگ اور سنگاپور کی میٹرو سروسز بنائی تھی اور وہ اس وقت اس پراجیکٹ میں interested تھے۔2008-09 میں وہ تیس سال pay backاور 12روپے کا ٹکٹ without subsidyدینے کو تیار تھیں اگر دنیا کی یہ international companiesاس وقت جبکہ 2002سے onwardآپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ پاکستان میں سب سے بڑا مسئلہ ہی دہشت گردی تھا تو اس وقت بھی اگر ایک French and Asian companies جن کی pocketمیں دو completed projectsتھے،وہ interested تھیں لیکن آج سوائے Chinesکے two biddersکے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ان سوالات کے جوابات ایوان میں آنے چاہئیں کہ کس وجہ سے اگر 12روپے پر without subsidy project executeہو رہا تھا۔اگر ایک کمپنی investکرتی ہے تو وہ profitکے لئے کرتی ہے۔موٹر وے کا DAEWOO Company Projectمیں انہوں نے investکیا، بالکل جی وہ نواز لیگ کی حکومت کا پراجیکٹ تھا اور ہے۔کسی ایک جگہ پر کوئی ایک لفظ اس کی مخالفت میں آیا ہو۔جس کمپنی نے وہ پراجیکٹ لیا اس نے اپنے پیسے پورے کئے انہوں نے اپنا business wind upکیا اور وہ واپس چلے گئے اور اس کو یہاں لوکل پاکستان کی حکومت operate کر رہی ہے۔یہ کس قسم کی proposalہے کہ جس کے اندر ہم قرضہ بھی لے رہے ہیں، جشن منا

رہے ہیں، subsidy دے رہے ہیں، billions of rupees invest کروا رہے ہیں، بنک اور CR-NORINCO کے درمیان میں معاہدہ ہو رہا ہے اور کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے چلتے ہوئے NORINCO کمپنی کی بات کروں گا کہ ان کی profile اگر آپ check کریں تو ان کی ویب سائٹ پر اپنا artillery day مناتے ہیں۔ یہ کمپنی اسلحہ بناتی ہے۔ وہ کمپنی 1993 اور 1994 میں US trade department کے ساتھ consulate میں چلی گئی اور US trade department نے اس کو blacklist کر دیا۔ جس کمپنی کو امریکہ نے blacklist کر دیا آج وہ ہمارے ساتھ بزنس کر رہی ہے۔ یہ کس قسم کی شفافیت ہے، کس نے کی ہے، کن parameters پر کی ہے؟ یہ بڑی اچھی کمپنی ہو گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار وقاص صاحب! چونکہ اجلاس کا وقت اب ختم ہو گیا ہے لہٰذا کل آپ یہیں سے continue کیجئے گا۔ جتنے بھی ممبران لسٹ میں موجود ہیں وہ کل اپنی بات کریں گے اور لاء منسٹر صاحب کل اس کو wind up کریں گے۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 19۔فروری 2016 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،19۔فروری2016

(یوم الجمع،10۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد19:شمارہ 16

1621

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ19۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی اور زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

اورنج لائن ٹرین پر عام بحث جاری رہے گی۔

1623

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،19۔فروری2016

(یوم الجمع،10۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان** منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَآ أُقۡسِمُ بِيَوۡمِ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلنَّفۡسِ ٱللَّوَّامَةِ ۝٢
أَيَحۡسَبُ ٱلۡإِنسَـٰنُ أَلَّن نَّجۡمَعَ عِظَامَهُۥ ۝٣ بَلَىٰ قَـٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ۝٤ بَلۡ يُرِيدُ ٱلۡإِنسَـٰنُ لِيَفۡجُرَ أَمَامَهُۥ ۝٥ يَسۡـَٔلُ
أَيَّانَ يَوۡمُ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ ٱلۡبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ ٱلۡقَمَرُ ۝٨
وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذٍ أَيۡنَ ٱلۡمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا
لَا وَزَرَ ۝١١ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوۡمَئِذٍ ٱلۡمُسۡتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُاْ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذِۭ
بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ ٱلۡإِنسَـٰنُ عَلَىٰ نَفۡسِهِۦ بَصِيرَةٞ ۝١٤ وَلَوۡ أَلۡقَىٰ مَعَاذِيرَهُۥ ۝١٥

سُوۡرَةُ القِيَامَة آیات 1 تا 15

ہم کو روز قیامت کی قسم(1)اور نفس لوامہ کی(کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے)(2)کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی(بکھری ہوئی)ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(3)ضرور کریں گے(اور)ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں(4)مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے(5)پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا؟(6)جب آنکھیں چندھیا جائیں(7)اور چاند گہنا جائے(8)اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں(9)اس دن انسان کہے گا کہ(اب)کہاں بھاگ جاؤں؟(10)بے شک کہیں پناہ نہیں(11)اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے(12)اس دن انسان کو جو(عمل)اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے(13)بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے(14)اگرچہ عذر و معذرت کرتا ہے(15)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مُجھ خطاکار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
دُور رہ کر بھی اُٹھاتا ہوں حضوری کے مزے
میں یہاں اور مری جان مدینے میں رہے
اُن کی اُلفت غمِ کونین بُھلا دیتی ہے
جتنے دن آپ کا مہمان مدینے میں رہے
چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں مرا سامان مدینے میں رہے

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی اور زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات امداد باہمی اور زکوٰۃ وعشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 269 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: نقشہ کی منظوری کے بغیر چلنے والی ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*269: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ کا نقشہ آج تک متعلقہ محکمہ سے منظور نہ ہوا ہے؟

(ب) قیام سے آج تک کتنی دفعہ مذکورہ سکیم کا نقشہ تبدیل کیا گیا اس کی وجوہات اور تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) اگر سوسائٹی کا نقشہ آج تک پاس نہ ہوا ہے تو اس کی الاٹمنٹ اور دیگر کام کس اتھارٹی کے تحت کس نے کئے؟

(د) نقشہ کی تبدیلی ایڈمنسٹریٹر کے دور میں ہوئی یا سوسائٹی انتظامیہ کے دور میں ہوئی؟

(ہ) آج تک تبدیل ہونے والے نقشہ جات کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے۔

(ب) سوسائٹی ہذا کا نقشہ پاس نہ ہوا ہے۔

(ج) انتظامیہ نے بائی لاز کے مطابق عمل سرانجام دیا ہے۔

(د) سوسائٹی ہذا کا نقشہ پاس نہ ہوا ہے۔

(ہ) سوسائٹی ہذا کا نقشہ پاس نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے حوالے سے آپ نے سپیشل کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے تو یہ سوال ابھی اُس کمیٹی میں زیر بحث ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سوال نمبر 269 کا تفصیلی جواب آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: اب اس سوال کو pending کر دیا گیا ہے۔ چلیں، پھر اس کا جواب آ جائے گا۔ جی، اگلا سوال نمبر 6291 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 6301 جناب امجد علی جاوید کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 6586 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 7080 جناب امجد علی جاوید کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 6800 جناب احمد خان بھچر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر 7133 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال

نمبر6945 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئیں تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر7134 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر6946 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئیں تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر6978 میاں طارق محمود کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال نمبر7114 جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ during Question Hour آ گئے تو اُن کا سوال لے لیا جائے گا، otherwise dispose of تصور ہو گا۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر7156 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی سے متعلقہ تفصیلات

*7156: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے تحت کتنے ہسپتال، سکول اور دیگر عوامی فلاح کے ادارے چل رہے ہیں، ان کے نام، رقبہ اور یہ کس کس بلاک میں واقع ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا ان اداروں کے ملازمین سرکاری ہیں یا غیر سرکاری، تفصیلات فراہم کریں؟

(ج) ان اداروں میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں ان کو تنخواہ اور دیگر مراعات دینے کے لئے کیا طریق کار ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) کوآپریٹو ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے تحت کوئی سکول، کالج اور ہسپتال نہ ہیں۔ یہ ادارے حکومت پنجاب کے ماتحت ہیں۔ البتہ دیگر عوامی فلاح کے جو ادارے چل رہے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عوامی فلاحی ادارے:

1۔ پارکس

(i) سنٹرل پارک، رقبہ 1005 کنال

(ii) لینئر پارک، رقبہ 545 کنال 9 مرلے، واقع بالمقابل آؤٹر سرکل A&B بلاک

(iii) انر سرکل 8 عدد تکونی پارک، واقع بالمقابل انر سرکل A,B,C,D,E,F,G اور H بلاک، کل رقبہ 47 کنال 10 مرلے

(iv) آؤٹر سرکل 8 عدد تکونی پارک، واقع بالمقابل انر سرکل B,C,D,E,F,G,H,J کل رقبہ 44 کنال 18 مرلے

2۔ قبرستان:

سوسائٹی میں 2 مسلم قبرستان ہیں:

(i) قبرستان G بلاک، رقبہ 78 کنال 9 مرلے

(ii) قبرستان K بلاک مڑھیاں، رقبہ 31 کنال 9 مرلے

3۔ کلب

(i) لیڈیز کلب رقبہ 51 کنال 2 مرلے، واقع بالمقابل انر سرکل D بلاک

(ii) ماڈل ٹاؤن کلب، رقبہ 37 کنال، واقع بالمقابل انر سرکل F بلاک

اس کے علاوہ درمیانی گراؤنڈز ہیں جو سوسائٹی AB,CD,EF,GH اور K بلاک کے مختلف کلبوں کو صحت مندانہ سرگرمیوں یعنی فٹبال، کرکٹ، ہاکی، بیڈمنٹن، ٹینس وغیرہ کے لئے دے رکھے ہیں ان کا کل رقبہ 593 کنال 18 مرلے ہے۔

4۔ لائبریری:

ماڈل ٹاؤن لائبریری، رقبہ 5 کنال 10 مرلے، واقع بالمقابل انر سرکل، F بلاک، جس کا انتظام و انصرام لائبریرین حکومت پنجاب کے پاس ہے۔

5۔ کمیونٹی سنٹرز:

کمیونٹی سنٹر، رقبہ 47 کنال، واقع انر سرکل بالمقابل 80-A

(ب)

1. سنٹرل پارک، لینئر پارک اور کمیونٹی سنٹر کے ملازمین ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے ماتحت ہیں ان میں کام کرنے والے ریگولر ملازمین کو حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق تنخواہ / مراعات دی جاتی ہیں جبکہ معاہدہ پر ملازمین کو معاہدہ کے مطابق تنخواہ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔
2. قبرستان کا انتظام وانصرام اسلامک ٹرسٹ کے حوالے ہے اس میں کام کرنے والے ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی اسلامک ٹرسٹ کرتا ہے۔
3. کلبوں کا انتظام وانصرام ان کی منتخب انتظامیہ کے حوالے ہے۔

(ج) ماڈل ٹاؤن سوسائٹی، سوسائٹی کلب اور اسلامک ٹرسٹ کے ملازمین کی تفصیل فراہم کرنے سے قاصر ہے۔تاہم سوسائٹی سے متعلقہ سنٹرل پارک، لینئر پارک، پبلک گارڈن اور کمیونٹی سنٹر میں کل312 ملازمین کام کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قسم ملازم	سنٹرل پارک	لینئر پارک	پبلک گارڈن	کمیونٹی سنٹر
معاہدہ	40	62	41	18
ریگولر	70	33	34	-
یومیہ اجرت	10	01	03	–
کل ملازم	120	96	78	18

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(الف) کے جواب میں ماڈل سوسائٹی کے اندر دو مسلم قبرستانوں کا ذکر کیا گیا ہے تو کیا اس سوسائٹی میں غیر مسلموں کے لئے قبرستان نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): ماڈل ٹاؤن سوسائٹی میں مسلمانوں کے دو قبرستان ہیں اور غیر مسلموں کا کوئی قبرستان نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہاں پر غیر مسلموں کا قبرستان نہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ بہت پرانی سوسائٹی ہے اور سر گنگا رام نے یہ سوسائٹی بنائی تھی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اگر میں وزیر صاحب کو وہاں غیر مسلموں کے قبرستان میں لے چلوں تو پھر یہ کیا کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی،وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!یہ سوسائٹی 1941 میں سرگنگارام کے نام سے وجود میں آئی تھی اور وہاں پر مسلمانوں کے لئے اس وقت دو قبرستان ہیں جبکہ غیر مسلموں کے لئے کوئی قبرستان نہیں ہے۔ میری جو معلومات ہیں اور محکمہ نے مجھے جو brief کیا ہے وہ یہی ہے کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کہنا چاہتی ہیں کیونکہ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ وہاں نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!یہ میرے ساتھ چلیں میں ان کو قبرستان دکھا دیتی ہوں۔ قادیانیوں کے قبرستان پر حملہ ہوا تھا وہ کس جگہ پر ہے ؟وہ بھی تو ماڈل ٹاؤن میں ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!دو قبرستان ہیں،ان میں سے ایک مکمل مسلمانوں کے لئے ہے اور دوسرا قبرستان K بلاک میں ہے جو آدھا مسلمانوں کے لئے اور آدھا غیر مسلم کے لئے ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!یہ ان کا حال ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے correction کرالی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ قبرستان کا انتظام وانصرام اسلامک ٹرسٹ کے حوالے ہے۔اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ 78 کنال 9 مرلہ زمین ایک قبرستان کی ہے اور 31 کنال 9 مرلہ زمین دوسرے کی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ پوری زمین قبرستانوں کے پاس ہے یا اس پر کسی نے قبضہ بھی کیا ہوا ہے ؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!قبرستان G بلاک، رقبہ 78 کنال 9 مرلے اور قبرستان K بلاک مڑھیاں، رقبہ 31 کنال 9 مرلے ہے اس پر کوئی قابض نہ ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب اس کو verify کر لیں کہ واقعی کسی کا قبضہ نہیں ہے ؟ اس کے علاوہ میرا تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں کلب بھی ہیں اور ان کا

انتظام وانصرام وہاں کی منتخب انتظامیہ کے پاس ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ منتخب انتظامیہ کو فنڈز کون فراہم کرتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سوسائٹی کے حوالے سے جو فنڈز آتے ہیں وہ ممبران خود collect کرتے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن میں ڈی پی ایس سکول ہے جس کو کمشنر لاہور look after کرتے ہیں۔ سرکار اس کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ ڈسپنسری اور ہسپتال بھی وہاں ہے سوسائٹی نے زمین دی تھی اور حکومت پنجاب نے وہاں ہسپتال قائم کیا ہے وہاں بھی سرکار کا انتظام وانصرام ہے۔ محترمہ کا جو سوال ہے تو کلبوں کا انتظام وانصرام انتظامیہ دیکھتی ہے۔ وہاں کی مینجمنٹ کمیٹی (MC) تمام انتظام خود کرتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے کہا کہ مینجمنٹ کمیٹی اپنی جیب سے وہاں کا انتظام کرتی ہے اس لئے یہ کس طرح possible ہے؟ میرے خیال میں وہاں تین بڑے کلب ہیں تو کیا مینجمنٹ کمیٹی چندہ جمع کرتی ہے یا جس طرح سے اوپر detail دی گئی ہے کہ تمام ماڈل ٹاؤن سوسائٹی میں گورنمنٹ کی طرف سے سارے اخراجات کئے جاتے ہیں کیونکہ کوئی ممبر اتنا donation اپنی جیب سے نہیں دے سکتا کہ کلب چل سکیں۔ اس میں بھی منسٹر صاحب وضاحت کر دیں کہ اس میں گورنمنٹ کتنا share دیتی ہے اور لوگ چندہ کیسے اکٹھا کرتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سوسائٹی میں ہر تین سال کے بعد الیکشن ہوتا ہے۔ اس میں صدر، جنرل سیکرٹری، فنانس سیکرٹری اور ممبران ہوتے ہیں۔ یہ contribution کرتے ہیں، یہ تمام انتظام اپنی جیب سے کرتے ہیں اور سوسائٹی اپنی جیب سے کرتی ہے۔ حکومت پنجاب سوسائٹی کے roads بنا سکتی ہے نہ بناتی ہے۔ یہاں ڈی پی ایس سکول اور ہسپتال بھی قائم ہے باقی کلبوں کے لئے سوسائٹی کے ممبران خود contribute کرتے ہیں اور خود چائے وغیرہ پیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میاں طارق محمود صاحب آ گئے ہیں اس لئے ان کا سوال لے لیتے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 6978 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: کوآپریٹو بنک کی شاخیں اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6978: میاں طارق محمود: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان میں اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان بنکوں سے سال15۔2014 کے دوران کتنی رقم بطور قرض جاری کی گئی جن کو قرض دیا گیا ان کے نام، پتاجات بتائیں؟

(د) ان بنکوں کے ڈیفالٹر کی تعداد کتنی ہے 5 لاکھ اور اس سے زائد کے ڈیفالٹرز کے نام پتاجات مع رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان ڈیفالٹرز سے قرض کی وصولی کس کی ذمہ داری ہے اور ان سے کب تک قرض وصول کر لیا جائے گا؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کی تین برانچیں ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام برانچ	پوسٹل ایڈریس
1	گجرات	رام تلائی روڈ گجرات
2	لالہ موسیٰ	ریلوے روڈ، لالہ موسیٰ
3	کھاریاں	مین بازار کھاریاں

(ب) مورخہ 30-09-2015 کے ریکارڈ کے مطابق دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ضلع گجرات کی برانچوں میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں سے سال15-2014 کے دوران مبلغ 97 کروڑ 50 لاکھ 64 ہزار 200 روپے کی رقم بطور قرض مختلف مقروضان کو جاری کی گئی۔ مقروضان کے نام، پتاجات کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع گجرات میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں گجرات اور لالہ موسیٰ سے سال15-2014 کے دوران کوئی بھی مقروض ڈیفالٹ نہیں ہوا جبکہ کھاریاں برانچ میں اس وقت 7 مقروضان ڈیفالٹرز ہیں جن کے ذمہ مبلغ 8 لاکھ 11 ہزار 400 روپے اصل زر اور

مبلغ 2لاکھ 42ہزار969روپے مارک اپ کی رقم قابل وصول ہے۔ علاوہ ازیں تمام برانچوں میں پانچ لاکھ اور اس سے زائد کا کوئی بھی مقروض ڈیفالٹر نہ ہے۔

(ہ) قرضہ کی ڈیفالٹ ہونے کی صورت میں اس کی وصولی بنک کے سٹاف اور محکمہ امداد باہمی کے فیلڈ عملہ کی ذمہ داری ہے۔ کھاریاں برانچ کے سات ڈیفالٹر مقروضان سے وصولی کی خاطر خواہ کوششیں جاری ہیں اور وصولی جلد متوقع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جو قرضے پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں سے لوگ لیتے ہیں ان کے منافع یا مارک اپ کی percentage کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں مختلف کیٹیگریز ہیں جن پر 13 فیصد، کسی پر 16 فیصد اور کسی پر 18 فیصد مارک اپ ہے۔ یہ کیٹیگریز فصلات ربیع و خریف اور کچھ لائیو سٹاک کے حوالے سے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جن لوگوں کو قرضے دیئے جاتے ہیں تو کیا ان کے لئے یہی گارنٹی ہوتی ہے کہ کسی کے پاس زیور ہو بنک میں رکھے تب ہی وہ قرضہ لے سکتا ہے۔ زمیندار سے کیا گارنٹی لی جاتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جو بھی باقاعدہ قرض کے لئے درخواست دیتا ہے تو اس کی زمین pledge کی جاتی ہے یا پھر زیورات کے عوض قرضہ دیتے ہیں۔ قرض لینے والے کی زمین یا پراپرٹی بنک کے نام pledge ہونا بہت ضروری ہے تو اس کے بعد پھر ہم قرضہ جاری کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب زمیندار کو کوئی قرضہ نہیں مل سکتا؟

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ کاشتکار زمیندار کو دے رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ بغیر pledge کئے ہم نہیں دے سکتے۔ میرا یہی تو ضمنی سوال ہے کہ کوئی غریب آدمی جو مزارع ہے جو کسی کی زمین لے گا، بھینس بکری لے گا، اس کے پاس کچھ نہیں ہو گا تو کیا اس کو کچھ نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب پوچھ رہے ہیں کہ جو مزارع ہے اس کو قرض دینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر ہم گارنٹی نہ لیں یا کسی کی زمین pledge نہ کریں یا زیورات نہ رکھیں تو اس کی recovery کس طرح ہو گی کیونکہ کاشتکار ہمارے بھائی ہیں میں خود بھی کاشتکار ہوں لیکن کاشتکار اس کا misuse کرتے ہیں اس لئے ہمیں گارنٹی لینی پڑتی ہے تاکہ ہم کل کو اس کی recovery کر سکیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ج) میں میرے پاس جو جواب ہے اس میں جن لوگوں کو جتنے قرضے دیئے گئے ہیں سب زیورات پر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہے۔آپ list کو چیک کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آپ کو list بھیجتا ہوں آپ دیکھ لیں جو قرضے جاری کئے گئے ہیں صرف زیورات پر جاری کئے گئے ہیں۔ میرا تو صرف یہ سوال ہے کہ کیا جس کے پاس زیور نہیں ہے، جائیداد نہیں ہے وہ بے چارہ کچھ نہیں کر سکتا یا اس کی بھی یہ کچھ مدد کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر کوئی قرض لینا چاہتا ہے اور کوئی گارنٹر آ جائے وہ اپنی زمین pledge کرا دے، اس کی ضمانت دے دے تو بنک قرضہ دینے کو تیار ہے۔ گارنٹی کے بغیر قرضہ نہیں مل سکتا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6301 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ فنڈ سے پرائیویٹ طلباء کی امداد کا مسئلہ

*6301: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ ان مستحقین کو دی جاتی ہے جنہیں مقامی زکوٰۃ کمیٹی مستحق زکوٰۃ قرار دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے طلباء کے لئے مخصوص وظائف کی رقم کا بیشتر حصہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو جاتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے وہ طلباء جو اپنے اخراجات ادا کرنے سے قاصر ہیں اور زکوٰۃ کے بھی مستحق ہیں تو انہیں زکوٰۃ فنڈ سے وظائف دینے پر غیر اعلانیہ پابندی کیوں عائد ہے جبکہ محکمہ زکوٰۃ کے قواعد میں ایسی کوئی قدغن نہ ہے، کیا محکمہ نادار اور ضرورت مند طلباء کو بلا تخصیص زکوٰۃ فنڈ سے وظائف دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) زکوٰۃ فنڈ سے تعلیمی وظائف (جنرل) کی مد میں سال15۔2014 کے لئے مختص کردہ رقم کا تقریباً84 فیصد رقم تقسیم ہو چکی ہے لہٰذا یہ تاثر درست نہیں کہ زکوٰۃ فنڈ کی رقم کا بیشتر حصہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو جاتا ہے۔

(ج) زکوٰۃ فنڈ سے ایسے کالجوں، یونیورسٹیوں، پولی ٹیکنیک اور دیگر تعلیمی، تربیتی اور پیشہ وارانہ اداروں جو حکومتی سطح پر قائم ہوں یا پرائیویٹ سیکٹر میں قائم خالصتاً خیراتی یا سماجی بہبود کے مقاصد کے لئے قائم کئے گئے ہوں کہ مستحق طلباء وطالبات کو تعلیمی وظائف مہیا کئے جاتے ہیں۔ مجوزہ قانون کے مطابق اگر کوئی مستحق زکوٰۃ طالب علم پرائیویٹ سیکٹر میں قائم خالصتاً خیراتی یا سماجی بہبود کے مقاصد کے لئے قائم ادارے میں زیر تعلیم ہے اور وہ زکوٰۃ فنڈ سے تعلیمی وظائف حاصل کرنا چاہے تو محکمہ کے قواعد میں اس کے لئے ایسی کوئی قدغن نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے طلباء کے لئے مخصوص وظائف کی رقم کا بیشتر حصہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو جاتا ہے۔ محکمے نے جواب دیا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے تعلیمی وظائف (جنرل) کی مد میں سال15۔2014 کے لئے مختص کردہ رقم کا تقریباً84 فیصد رقم تقسیم ہو چکی ہے لہٰذا یہ تاثر درست نہیں کہ زکوٰۃ فنڈ کی رقم کا بیشتر حصہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ بتادیں کہ کالجز کے لئے زکوٰۃ سے کتنی رقم مختص ہوتی ہے پھر اس رقم کے لحاظ سے پتا چل جائے گا کہ کتنی رقم واپس ہوتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی ترمیم ہوئی تھی اس لحاظ سے کہ 14-2013 میں ہم سکول اور کالجز دونوں کو یہ چیزیں provide کر رہے تھے لیکن 15-2014 میں ہم نے اس کو amend کیا ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے سکولز کے لئے ایجوکیشن فری کر دی تھی تو لہٰذا ہم نے سکولوں کے لئے فنڈ ختم کر کے اب صرف کالجز کے لئے فنڈر کھا ہے وہ فنڈ تقریباً 10 کروڑ روپے کے قریب ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے ایسے کالجوں، یونیورسٹیوں، پولی ٹیکنیک اور دیگر تعلیمی، تربیتی اور پیشہ وارانہ اداروں جو حکومتی سطح پر قائم ہوں یا پرائیویٹ سیکٹر میں قائم خالصتاً خیراتی یا سماجی بہبود کے مقاصد کے لئے قائم کئے گئے ہوں، کے مستحق طلباء وطالبات کو تعلیمی وظائف مہیا کئے جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ خیراتی ادارے یا سماجی بہبود کے مقاصد کے لئے جو ادارے ہیں تو ان کا تعین کیسے ہوتا ہے کیسے یہ bifurcate کرتے ہیں کیونکہ سماجی بہبود کے تحت بہت سے ادارے بنے ہوتے ہیں تقریباً جتنے بھی پرائیویٹ ادارے بنتے ہیں وہ زیادہ تر سماجی بہبود میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں تو یہ پھر یہ کیسے bifurcate کرتے ہیں کہ یہ اس میں آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں اور یہ خیراتی ادارے ہیں وہ کیسے اسے bifurcate کرتے ہیں تاکہ تعریف پتا چلے جو کہ محکمہ تعریف کرتا ہے اس کے مطابق ہم لوگوں کو بتا سکیں کہ آپ اس میں آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بہت clear لکھا ہوا ہے کہ جو لوگ اداروں کو non profit base پر چلاتے ہیں اور وہاں بچوں کو مفت تعلیم وغیرہ دیتے ہیں تو ان کو ہم اس سلسلے میں prefer کرتے ہیں۔ جہاں پر فیس وغیرہ لیتے ہیں یا جہاں پر زیادہ فیسیں وصول کرتے ہیں وہاں پر ہم ان کو support نہیں کر سکتے۔ اسی لحاظ سے یہاں مثال کے طور پر ایک انجمن حمایت اسلام میں جو طلباء apply کرے تو ہم اس کو دیتے ہیں، اسی طرح کے اگر کوئی اور بھی ادارے ہیں جو اس ضمن میں آتے ہیں جو کہ خیراتی طور پر چلتے ہیں تو ان کو بھی ہم تعلیمی وظائف دینے کے لئے تیار ہیں۔ جیسے ابھی میرے بھائی نے سوال کیا ہے کہ کیسے ہم اس کو detect کر سکتے ہیں تو ہماری مقامی جو زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں وہ اس کا ہمیں بتاتی ہیں کہ اس ادارے کو دیا جا سکتا ہے اور ایسے ادارے اگر apply کریں تو ہم ان کے لئے حاضر ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو non profit ادارے ہیں تو میرا سوال وہی تھا کہ تقریباً 90 فیصد ادارے جو کہ زیادہ فیسیں لیتے ہیں ان چند کو چھوڑ کر باقی جن کی انجمنیں رجسٹرڈ ہوتی ہیں جن کے تحت وہ ادارے چلتے ہیں وہ تقریباً تمام نے اپنے manifesto یا اپنا جو منشور یا اصول ہوتے ہیں اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ non profit ہے تو میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انجمن بھی تصدیق کر دے تو منسٹر صاحب on the floor of the House یہ commit کر لیں کہ اگر ہم وہاں سے کوئی case بھجوائیں تو محکمہ اس کو۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی case ہے تو ان کو بتا دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ نہیں ہوتا کیونکہ ماضی میں یہ practice ہوئی ہے اور ایسا نہیں کیا گیا تو میں نے یہ سوال اسی لئے دیا تھا تاکہ۔۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ کسی کی نشاندہی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کی وضاحت ہو جائے کیونکہ جو لوگ ہم تک پہنچتے ہیں ہم ان کو اس بارے بتا سکیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر یہ کسی کی نشاندہی کریں تو اس کی تصدیق ہماری مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرے گی تو اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں تصدیق کر دیتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایک کرسچئن کمیونٹی کا ادارہ ہے اور وہ سارا charity base پر چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: کون سا ادارہ ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہمارے ہاں ایک کرسچئن کمیونٹی کا ادارہ ہے اور اس کے علاوہ مسلم ادارے بھی ہیں۔ کرسچئن کمیونٹی تو چلیں زکوٰۃ و عشر میں نہیں آتے ہیں لیکن دوسرے بھی جو مدارس کے ادارے ہیں ان کی طرف سے apply کیا گیا لیکن محکمے نے اسے واپس کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بات تو سنتے نہیں ہیں آپ نے کون سی کمیونٹی کا ذکر کیا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! نہیں وہ میرے ذہن میں آگیا ہے کہ وہ کمیونٹی اس میں fall نہیں کرتی لیکن باقی دوسرے بھی جو مدارس کے تحت چلنے والے اداروں کی طرف سے بھی apply کیا گیا تو ان کے cases بھی واپس ہوئے ہیں۔اس کو پنجاب لیول تک ان کو refuse کیا گیا ہے تو اس لئے میں نے اس کی وضاحت پوچھی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر کا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6586 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد ڈویژن میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و تفصیل

*6586: میاں طاہر: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں کتنی کوآپریٹو سوسائٹیز کسانوں کو قرض کے حصول کے لئے رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن کا طریق کار اور کیا کیا documents درکار ہیں؟

(ج) ان کوآپریٹو سوسائٹی کو قرض دینے کا طریق کار کیا ہے اور اس قرض کی limit کتنی ہے؟

(د) اس وقت کتنی سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں اور محکمہ نے ان کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) مورخہ 23.07.2015 کے مطابق فیصل آباد ڈویژن میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 4502 ہے۔

(ب) اس وقت نئی کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر حکومت پنجاب نے پابندی لگا رکھی ہے۔البتہ کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن کا طریق کار حسب ذیل ہے:

ایک سادہ کاغذ پر 30 ممبران ہمراہ شناختی کارڈ فوٹو کاپی اور فرد جمعبندی متعلقہ افسران محکمہ امداد باہمی کو درخواست دیں گے جو کہ متعلقہ انسپکٹر محکمہ امداد باہمی سے فزیبلٹی رپورٹ حاصل کر کے سوسائٹی کی

رجسٹریشن کی اجازت دیں گے۔انسپکٹر صاحب متعلقہ سب انسپکٹر سے مل کر درخواست گزار سوسائٹی ہولڈر کے گاؤں جائیں گے اور سوسائٹی کے ممبران کو امداد باہمی کے اصولوں و مقاصد سے روشناس کروائیں گے اور سوسائٹی کی رجسٹریشن سے متعلقہ کاغذات تیار کریں گے۔ہر ممبر سے مبلغ-/1000روپے برائے خرید حصص اور مبلغ-/100روپے برائے داخلہ فیس حاصل کی جائے گی۔علاوہ ازیں سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز کی تین عدد کاپیاں ہمراہ فائل لف کی جائیں گی جن کے تحت سوسائٹی کام کرے گی۔ محکمہ کے متعلقہ افسران سوسائٹی کی حد قرضہ مقرر کریں گے جس کے مطابق سوسائٹی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک سے قرضہ حاصل کر کے ممبران میں تقسیم کرے گی۔سوسائٹی کی رجسٹریشن کے لئے درج ذیل کاغذات درکار ہوں گے۔

1. سادہ کاغذ پر درخواست برائے رجسٹریشن ہمراہ ممبران کے شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی اور نقل جمعبندی۔
2. سوسائٹی کے اجلاس عام کی نقل ریزولیوشن۔
3. ممبران کی حد قرضہ کی نقل
4. رجسٹر ممبران کی نقل
5. رسید رقم برائے حصص
6. سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز کی تین عدد کاپیاں
7. اقرار نامہ سیکرٹری
8. انتظامیہ کمیٹی کی نقل
9. رپورٹ معائنہ انسپکٹر حلقہ کی نقل

(ج) محکمہ کے متعلقہ افسران سوسائٹی کی حد قرضہ (limit) سوسائٹی ہولڈرز کی زرعی زمین اور ضرورت کے مطابق مقرر کرتے ہیں جس کے تحت سوسائٹی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک سے قرضہ حاصل کر کے ممبران میں تقسیم کرتی ہے۔

(د) مورخہ 30.06.2015 کے مطابق اس وقت 580 سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں اور اس سلسلہ میں محکمہ امداد باہمی اور بنک مل کر ان کی بحالی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔مزید برآں ان ڈیفالٹرز سے رقم وصول کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں:

1. ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت عمل میں لائی جا رہی ہے اور کیسز کی پیروی مؤثر طور پر کی جا رہی ہے۔
2. زرعی قرضہ بعوض طلائی زیورات ڈیفالٹرز کے زیورات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضہ جات کی وصولی کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔

3. ایسے ڈیفالٹرز جن کے خلاف دائر کردہ مقدمات زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت فیصلہ شدہ ہیں ان کے خلاف بذریعہ محکمہ امداد باہمی عدالتی کارروائی کرتے ہوئے وصولی کی کوشش کی جارہی ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضوں کی وصولی عمل میں لائی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ ان کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن کا طریق کار اور کیا کیا documents درکار ہیں؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اس وقت نئی کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر حکومت پنجاب نے پابندی لگا رکھی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اس پر پابندی کیوں لگائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ پابندی کیوں لگائی گئی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ حکومت پنجاب نے 1997 میں پابندی لگائی تھی تو اس کے بعد نئی سوسائٹی کے لئے آج تک دوبارہ اجازت نہیں ملی ہے۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! اگلا ضمنی سوال کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ پابندی کیوں لگائی گئی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ 1997 میں پابندی لگائی گئی ہے لیکن اس کی وجہ نہیں بتائی گئی ہے، یہ میرا ضمنی سوال ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کی وجہ یہ ہے کہ نئی سوسائٹی کم از کم 30 یا زیادہ ممبرز بناتے ہیں اور اس کے بعد recovery نہیں ہوتی تو پھر بنک کو loss ہوتا ہے اس لئے 1997 میں حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ نئی سوسائٹیز پر ban ہوگا، جو پرانی سوسائٹیز ہیں ان کو active کیا جائے، ان کو فعال کیا جائے، ان میں بہتری لائی جائے اور کاشتکاروں کو awareness دی جائے کہ جو رقم ہم لیتے ہیں ہم نے اس کو کس مد میں خرچ کرنا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! کتنی سوسائٹیز اس وقت defaulter ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کتنی سوسائٹیز اس وقت defaulter ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ default ہونے کی وجہ سے نئی کوآپریٹو سوسائٹیز پر پابندی لگائی گئی ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب میں کتنی سوسائٹیز اس وقت defaulter ہیں کیا چند لوگوں کی وجہ سے پورے پنجاب میں ban کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: راؤ صاحب! آپ صرف فیصل آباد ڈویژن کے بارے میں بات کریں۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں ان کو اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! اگر آپ پورے پنجاب کا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو fresh question دینا پڑے گا۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں ان کو پورے پنجاب کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں ان کو پورے پنجاب کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں ان کو کیا کہہ رہا ہوں اور آپ بات کو کدھر لے کر جا رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو میری آواز نہیں سنائی دے رہی۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! نہیں، مجھے آپ کی آواز نہیں آئی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!. sorry for that میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ یہ فیصل آباد سے متعلقہ سوال ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!. Sorry

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 7080 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: زکوٰۃ فنڈز سے تعلیمی وظائف کے لئے رقم سے متعلقہ تفصیلات

*7080: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14۔2013اور15۔2014کے دوران تعلیمی وظائف کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) سال15۔2014کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں کتنی رقم کس کس ادارے کو فراہم کی گئی۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14–2013اور15–2014کے دوران تعلیمی وظائف کے لئے کس کس ادارے نے کتنی رقم استعمال کی اور کتنی رقم واپس کی۔یہ رقم استعمال نہ ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کیا ہر سال اس طرح رقم واپس ہوتی ہے اور یہ رقم واپس کہاں جاتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14۔2013اور15۔2014کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں بالترتیب مبلغ 44لاکھ 41ہزار894روپے اور 22لاکھ 77ہزار460 روپے مختص کئے گئے۔

(ب) سال15۔2014کے دوران ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے 14 تعلیمی ادارہ جات کے360طلباء کے لئے مبلغ 17لاکھ39ہزار 250روپے تعلیمی وظائف کی مد میں جاری کئے گئے ادارہ وار تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال14۔2013 کے دوران ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے 30ادارہ جات کے 1292 طلباء کو مبلغ14لاکھ 91ہزار888روپے کے تعلیمی وظائف جاری کئے گئے جن میں ایک لاکھ 6ہزار 900 روپے واپس ہوئے جو صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں واپس کر دیئے گئے۔ ادارہ وار تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال15۔2014کے دوران ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے 14 ادارہ جات کے 360 طلباء کو مبلغ17لاکھ39ہزار250روپے کے تعلیمی وظائف جاری کئے گئے جن میں سے78ہزار750روپے واپس ہوئے جو صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں واپس جمع کرا دیئے گئے ہیں۔ادارہ وار تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ہر دو سالوں میں ادارہ وار رقم استعمال نہ ہونے کی وجوہات تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: میرا اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال14۔2013اور15۔2014 کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں بالترتیب مبلغ 44لاکھ 41ہزار 894روپے اور22لاکھ 77ہزار460روپے مختص کئے گئے۔ یہ تقریباً100 فیصد کی decrease ہے۔ ہمارے ضلع میں فنڈاتنا decrease کیوں کیا گیا ہے کیا ہمارے ضلع میں غریب کم ہو گئے ہی،اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ بھی possible ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی وجہ میں نے پہلے بھی بتا دی تھی لیکن میں repeat کر دیتا ہوں کہ میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ 2013 میں ہم سکول اور کالجز دونوں کے لئے فنڈز مہیا کرتے تھے اب جبکہ ہم میٹرک سے اوپر چلے گئے ہیں اب وہ فنڈ کالجز اور یونیورسٹیز کے لئے رہ گیا ہے تو وہ اس لئے ہر جگہ پر decrease funds کر دیئے گئے ہیں۔اب صرف high level پر فنڈز دیتے ہیں لہٰذا یہ رقم کم ہو گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہاں ایگریکلچر یونیورسٹی کا کیمپس موجود ہے، ٹیکنیکل کالج موجود ہے اور مزید بھی ایک یونیورسٹی بن رہی ہے۔اس کو کم کرنے کی بجائے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب یہ یونیورسٹی بن جائے گی تو انشاء اللہ ضرور دیں گے باقی ٹیکنیکل کالج کے لئے already ہم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یونیورسٹی بن رہی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! لیکن جو بنی ہوئی ہے اس کے لئے جتنے cases آئیں گے ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: ایک یونیورسٹی بنی ہوئی ہے اور ایک بننے والی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو یونیورسٹی بنی ہوئی ہے وہاں سے اگر کوئی apply کرے گا تو ہم اس کو پورا معاوضہ دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکنیکل اور ووکیشنل ادارے ہیں جن کو ان کی وزارت فنڈز جاری کرتی ہے، وظیفہ بھی جاری کرتی ہے بلکہ ان کی فیسوں کے پیسے بھی جاری ہوتے ہیں۔ ان کا جو criterion متعین کیا جاتا ہے اس میں بہت سارے case studies ایسے ہیں جن میں سے اکثریت متعین criterion پر پورا نہیں اترتی پھر بھی ان کو وظیفہ ملتا ہے، کیا محکمہ نے اس کو scrutinize کرنے کے لئے یا اس طرح کے cases کی نشاندہی کرنے کے لئے کوئی نظام اپنایا ہے اور اگر نشاندہی ہو جاتی ہے تو اس میں سزا و جزا کا کیا نظام ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلی بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں ہمارے 241 ادارے ہیں جو مختلف اضلاع میں ہیں۔ وہاں پر جو کورسز پڑھائے جاتے ہیں وہ اس علاقے کی requirement یا وہاں کی انڈسٹری کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں۔ اگر ان کے ذہن میں ایسی کوئی چیز ہے جو وہ پورا نہیں کر رہے لیکن اس کی ضرورت ہے تو اس حوالے سے ہمیں بتائیں کیونکہ ہم وہاں پر بچوں کو ٹیکنیکل اور free ایجوکیشن دے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر ایسا شعبہ ہے جس میں یہ سمجھتے ہیں کہ اس علاقے کو benefit ہو سکتا ہے یا اس علاقے کی ضرورت ہے تو یہ اس کی نشاندہی کریں ہم اس کی کلاسیں بھی شروع کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 6900 جناب احمد خان بھچر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 7133 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6945 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 7134 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6946 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6978 میاں طارق محمود کا ہے یہ take up ہو گیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7114 جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے اور ان کا ایک سوال تو take up ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ! اپنا اگلا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 7157 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

***7157: محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس کے رہائشیوں سے یہ سوسائٹی ماہانہ کتنی رقم کس حساب سے کس کس مد میں وصول کرتی ہے؟

(ج) یہ سوسائٹی اپنے رہائشیوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(د) کیا بجلی، پانی اور گیس سوسائٹی فراہم کرتی ہے یا متعلقہ ادارے فراہم کرتے ہیں؟

(ہ) اگر مذکورہ سہولیات سوسائٹی ہذا فراہم کرتی ہے تو وہ ان کے چارجز کس شرح سے اپنے رہائشیوں سے وصول کرتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سوسائٹی کا کل رقبہ 11704 کنال پر مشتمل ہے۔

(ب) تفصیل ماہانہ چارجز وصول کردہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی

الیکٹرسٹی چارجز:

تعداد یونٹ	ممبر/کوارٹر ریٹ	نان ممبر ریٹ
1تا100	10روپے+گورنمنٹ ٹیکس	18روپے+گورنمنٹ ٹیکس
1تا300	13روپے+گورنمنٹ ٹیکس	
300تا700	16روپے+گورنمنٹ ٹیکس	
700روپے		

واٹر سپلائی چارجز:

فی کنال	ممبر/کوارٹر ریٹ	نان ممبر ریٹ
1کنال پلاٹ	600روپے فی کنکشن	1000فی کنکشن
2کنال پلاٹ	750روپے	
3کنال پلاٹ	1000روپے فی کنکشن	
4کنال پلاٹ	1500روپے فی کنکشن	
6کنال پلاٹ	2200روپے فی کنکشن	

صفائی چارجز:

ممبرز	195روپے
نان ممبرز	295روپے
ناجائز کمرشل استعمال	2000روپے
کوارٹرز	75روپے
دکانیں	350روپے

سیوریج چارجز:

ممبرز	190روپے
نان ممبرز	325روپے
دکانیں	275روپے
کوارٹرز	75روپے

سکیورٹی چارجز:

ممبرز	500روپے
نان ممبرز	500روپے
کوارٹرز	25روپے
دکانیں	300روپے
ناجائز کمرشل استعمال	1000روپے

روڈ ریپیئر سیس

ممبرز	95روپے
علاوہ ممبرز	50روپے

(ج) سوسائٹی اپنے رہائشیوں کو درج ذیل سہولتیں فراہم کرتی ہے:

1. سوسائٹی واپڈا سے بجلی خرید کر اپنے ممبران کو بجلی کی فراہمی اور مرمت کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ بجلی سے متعلق شکایات کا ازالہ فوری کیا جاتا ہے۔
2. سوسائٹی اپنے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی خود فراہم کرتی ہے۔ پانی سے متعلق شکایات کا ازالہ فوری طور پر کیا جاتا ہے۔
3. صحت و صفائی کے سلسلے میں تمام ٹاؤن سے کوڑا کرکٹ اٹھاتی ہے اور اسے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی مخصوص جگہ پر ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔
4. سیوریج کی سہولیات دی جاتی ہیں۔
5. انٹی ڈینگی مہم کے سلسلے میں ISR / فوگ سپرے کیا جاتا ہے۔
6. سوسائٹی میں تقریباً 60 کلو میٹر سڑکیں ہیں جن کی تعمیر و مرمت سوسائٹی خود سرانجام دیتی ہے۔
7. ٹاؤن میں تمام رہائشیوں کے لئے 24 گھنٹے کی سکیورٹی کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔
8. سوسائٹی کا اپنا منرل واٹر پلانٹ ہے جو کہ انتہائی کم ریٹ پر ماڈل ٹاؤن کے رہائشیوں کو دستیاب ہے۔
9. ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔
10. ماڈل ٹاؤن کے رہائشیوں کو شادی بیاہ کے موقع پر اعلیٰ درجہ کے شادی گھر کی سہولت بھی میسر ہے۔
11. اس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی نے شادی بیاہ کے لئے گراؤنڈز بھی مختص کر رکھی ہیں۔

12. سوسائٹی میں دو عدد بڑے پارک ہیں جن میں سنٹرل پارک کا رقبہ 1005 کنال اور لینئر پارک کا رقبہ 545 کنال پر مشتمل ہے جہاں سوسائٹی کے ممبران کے علاوہ اِرد گرد و دیگر نواح سے لوگ بھی صبح و شام سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔
13. خواتین ممبرز اور ان کی فیملی خواتین کے لئے یوگا کلاسز کروائی جاتی ہیں۔
14. سوسائٹی نے 44 کنال 13 مرلے جگہ ہسپتال کے لئے دے رکھی ہے جہاں مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔
15. سوسائٹی نے خواتین کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لئے لیڈیز کلب کو 51 کنال جگہ دے رکھی ہے جہاں ان ڈور گیمز کے علاوہ سلائی کڑھائی اور دستکاری کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔
16. سوسائٹی نے مختلف کلبوں کو GH,EF,CD,AB اور K بلاک میں کلبوں کو جگہ دے رکھی ہے جہاں صحت مندانہ سرگرمیوں یعنی فٹبال، کرکٹ، ہاکی، بیڈمنٹن، ٹینس وغیرہ کی ٹریننگ دی جاتی ہے اس کا کل رقبہ 593 کنال 18 مرلے ہے۔
17. سوسائٹی نے صارفین کو سنٹرل کمرشل مارکیٹ، سٹور مارکیٹ اور بنک سکوائر مارکیٹ میں فری پارکنگ کی سہولت دے رکھی ہے۔
18. سوسائٹی ممبران اور گردونواح کے رہائشیوں کو ایک ہی چھت کے نیچے گھریلو اشیاء کی خریداری کے لئے میٹرو کیش اینڈ کیری سٹور کی سہولت میسر ہے۔
19. سوسائٹی نے اتوار بازار کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بلا معاوضہ زمین فراہم کر رکھی ہے۔

(د)

1. ماڈل ٹاؤن سوسائٹی واپڈا سے بجلی خرید کر اپنے رہائشیوں کو خود فراہم کرتی ہے۔
2. ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اپنے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی خود فراہم کرتی ہے۔
3. سوئی گیس کی فراہمی سوئی گیس کا محکمہ خود کرتا ہے۔ سوسائٹی کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ہ) تفصیل ماہانہ چار جز وصول کردہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی تفصیل جز بالا (ب) میں فراہم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے جز (ب) کے اندر الیکٹرسٹی چار جز کی جو تفصیل دی گئی ہے اس میں ممبر اور نان ممبر کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ جاننا چاہوں گی کہ ممبر اور نان ممبر سے کیا مراد ہے کیونکہ ماڈل ٹاؤن میں جو بھی رہتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا وہاں پر گھر ہے، اس کی ملکیت ہے تو تب ہی وہ وہاں پر رہتا ہے؟

جناب سپیکر: ممبر اور نان ممبر کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! نان ممبر سے مراد یہ ہے کہ جن کا نام اس سوسائٹی میں بطور ممبر درج نہیں ہے۔ کسی نے ٹرانسفر نہیں کروایا یا کسی نے apply کیا ہوا ہے تو وہ نان ممبر ہے۔ جب تک کوئی آدمی سوسائٹی کا ممبر نہیں بنے گا اُس وقت تک وہ نان ممبر رہتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔ جب کوئی آدمی وہاں رہتا ہے تو کیا وہ اتنا بے وقوف ہے کہ وہ وہاں کی facilities اور ممبر شپ نہیں لے رہا اور نان ممبر کی حیثیت سے رہ رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ اُن سے کہیں جو وہاں پر نان ممبر ہیں۔ آپ اُن کو بے وقوف کہیں یا عقلمند کہیں لیکن میں تو نہیں کہہ سکتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بجلی کے بلوں کی جو detail دی گئی ہے اس حوالے سے میری معلومات کے مطابق جو ریٹ دیئے گئے ہیں اس کے اندر سوسائٹی رہائشیوں سے ٹیکس لے رہی ہے۔ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ ایک تا سو یونٹ پر اتنا ٹیکس اور ایک تا تین سو یونٹ پر اتنا ٹیکس ہو گا۔ میں یہ جاننا چاہوں گی کہ already بجلی پر حکومت کی طرف سے taxes موجود ہوتے ہیں تو سوسائٹی الگ سے کیوں لیتی ہے؟ اس کے علاوہ میری معلومات کے مطابق جو بجلی عام لوگوں کو لاہور شہر کے اندر دستیاب ہے، ماڈل ٹاؤن کے اندر یہی taxes extra ڈال کر بھی وہاں کے لوگوں کو سستی مل رہی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ویسے تو ان کا یہ question fresh بنتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ fresh question نہیں بنتا۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں تعداد یونٹ ایک تا سو پر 10 روپے اضافی گورنمنٹ ٹیکس اور نان ممبر کے لئے 18 روپے ہے۔ ایک تا تین سو یونٹ پر 13 روپے ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے تفصیل پڑھ کر نہ سنائیں بلکہ صرف یہ بتا دیں کہ یہ ٹیکس added کیوں ہے جبکہ واپڈا کی طرف سے جو بل آتا ہے اس میں گورنمنٹ اپنا ٹیکس وصول کر رہی

ہے؟اس سوسائٹی کی طرف سے جب بل جاتا ہے تو سوسائٹی یہ ٹیکس کیوں لیتی ہے، کیا کبھی انہوں نے یہ verify کیا ہے کہ سوسائٹیاں extra charges کیوں لیتی ہیں بلکہ extra charges لے کر بھی اپنی سوسائٹی کو گورنمنٹ کی نسبت فی یونٹ سستی بجلی دے رہی ہیں تو وہ کس طرح provide کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ ان کو تمام facilities دے رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم لوگ جو ماڈل ٹاؤن سے باہر رہتے ہیں، ہمارا کیا قصور ہے کہ حکومت ہماری گردن پر چُھری پھیر رہی ہے اور ماڈل ٹاؤن کے انتہائی امیر لوگوں کو سستی بجلی مل رہی ہے؟

جناب سپیکر: جو سوسائٹی کے ممبرز ہیں اُن کو دیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ لوگ ہم سے بجلی بھی سستی لے رہے ہیں اور بجلی بھی ان کی اس طرح سے نہیں جاتی جیسے ہمیں ذبح کیا جا رہا ہے۔ ماڈل ٹاؤن کے لوگوں کو اس طرح کیوں facilitate کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً وہ جنریٹر وغیرہ چلاتے ہوں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! لیسکو سے ہم bulk purchase کر لیتے ہیں پھر ہم اپنے حساب سے سوسائٹی کے اپنے ممبران کو مہیا کرتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! باقی لاہور کو بھی اسی طرح ہی خرید کر دے دیں، ہمارا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: جی، باقی سوسائٹی میں نہیں آتے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم بھی اپنے گھر بیچ کر ماڈل ٹاؤن میں خرید لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کا حصہ نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): میں سوالات ختم ہو گئے ہیں۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا ٹائم ختم ہو گیا ہے؟ ٹائم تو ابھی ہے۔ ایسے نہ کریں۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ سے بقیہ سوالات کے جوابات نہیں پوچھے کیونکہ میں نے وقفہ سوالات ابھی ختم نہیں کیااور ابھی 25منٹ بقایاہیں، ہم تحاریک التوائے کارلے لیتے ہیں لیکن یہ سوالات اس وقت تک pendingرہیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!ان کاٹائم غیر نشان زدہ سوالات والوں کوالاٹ کر دیں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ سپیکر کااختیار ہے لہٰذاآپ مہربانی کیاکریں اور بلاوجہ کام شروع نہ کیاکریں۔ باؤاختر علی مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرناچاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)خریداری ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

باؤاختر علی: جناب سپیکر!میں

"The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, Bill No. 7 of 2016

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتاہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈیرہ غازی خان میں زکوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنا

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! زکوٰۃ و عشر کے وزیر صاحب یہاں پر موجود ہیں تو میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ حکومت کو قائم ہوئے پونے تین سال ہونے کو ہیں لیکن ڈی جی خان میں اب تک زکوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین مقرر نہیں کیا گیا تو کیا وہ چیئرمین مقرر کرنے کا جلد کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ سوال آپ اپنے آپ سے بھی کر لیں تو میرا خیال ہے کہ جواب مل جائے گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انشاء اللہ اسی ماہ میں یہ بن جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی، جاوید اختر صاحب! آپ کی اس بات سے تسلی ہو گئی ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب کانسٹیبلری کی طرف سے خلاف قانون بھرتی کا اشتہار

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر صاحب اقلیتی امور و انسانی حقوق اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں تو میں نے کل ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ فاروق آباد شیخوپورہ ڈسٹرکٹ سے متعلق 28۔جنوری2016 کے "جنگ" اخبار میں ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس کی کاپی بھی منسٹر صاحب کو میں نے دے دی تھی۔ منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ مہربانی کر کے وہاں کے ڈی سی او کو حکم جاری کیا جائے کہ وہ اشتہار دوبارہ جاری کیا جائے کیونکہ اس اشتہار میں انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔ حکومت کی طرف سے جو پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں یعنی غیر مسلموں کے لئے مختص کیا گیا ہے اس کا اس اشتہار میں کوئی ذکر نہیں ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ لکھ کر سویپر اور سینٹری ورکرز کی اسامیاں غیر مسلم کے لئے مختص ہیں، بڑی زیادتی ہے۔ ایک ایسی کمیونٹی جو پہلے ہی اتنی زیادہ پسماندہ ہے ان کو اور زیادہ vulnerable کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ منسٹر صاحب سے request ہے کہ اس کی دوبارہ سے advertisement ہونی چاہئے اور اسے واضح الفاظ میں لکھا جائے تاکہ لوگوں کی حق تلفی نہ ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! انہوں نے بالکل درست فرمایا۔ حکومت پنجاب نے 19-02-2014 کو نوٹیفکیشن جاری فرمایا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آئین پاکستان کیا کہتا ہے، کیا سب کے حقوق برابر ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! It is pertinent to mention about Article 25 of the Constitution of Pakistan وزیر اعلیٰ نے چیف سیکرٹری کو یہ حکم دیا تھا جس کا انہوں نے باقاعدہ circular کیا کہ وہ rule ہم نے ختم کر دیا ہے جس سروس rule میں لکھا گیا تھا کہ menial jobs کے لئے Non Muslims apply کریں۔ اب جس نے بھی یہ کیا ہے یہ اس کا individual act ہے۔ پہلے بھی دو لوگوں کے خلاف penal کارروائی چیف سیکرٹری نے کی ہے۔ اب بھی انہوں نے مجھے بھیجا ہے تو میں آپ سے یہ promise کرتا ہوں کہ within a couple of days/2 or 3 days میں جنہوں نے بھی یہ اشتہار شائع کیا ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ International زبان یعنی انگریزی میں شائع ہوا ہے، ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر اس rule کو ختم کر دیا گیا ہے تو خاکروب کے لئے Non-Muslims can apply sir حکومت اس میں کوئی sponsor نہیں کر رہی بلکہ حکومت نے اس کو ختم کر دیا ہے لیکن جس کا بھی یہ individual act ہے اس کی اپنی mentality ہے جس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا نوٹس لے لیا گیا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر اور بھی ہے جو میں نے 4۔فروری کو raise کیا تھا جس پر منسٹر صاحب نے on the floor of the House وعدہ کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! کل کی بات کریں۔

سیالکوٹ دیاتی پورہ کی رہائشی کرسچن نابالغ ثناء شاہد کی زبردستی شادی

(۔۔۔جاری)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کی رپورٹ دیں گے لیکن اس کی رپورٹ ابھی تک نہیں آئی۔ یہ 13 سالہ لڑکی ثناء شاہد کا case تھا جس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے۔ وہ اپنے بارے میں کوئی رائے نہیں رکھ سکتی، اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بچی کا case نہیں ہے بلکہ پاکستان میں رہنے والی ہزاروں بچیوں کا معاملہ ہے اس لئے اس پر سخت سے سخت کارروائی کرنی چاہئے اور اس کی رپورٹ بھی ہمیں چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی یہ بات درست ہے کہ نادرا کے ریکارڈ اور سکول چھوڑنے کے ریکارڈ میں لکھا گیا ہے کہ بچی کی عمر 13 سال ہے۔ اس کے بعد نکاح ہوا تو نکاح خواں نے اس کی عمر 18 سال لکھ دی جس پر وہاں پرچہ درج ہوا جس کا نمبر 933/15 ہے۔ اس کے بعد ذوالفقار غوری صاحب ہمارے minority کے ایم پی اے اس علاقے سے ہیں جنہیں میں نے بھیجا ہے جو دو دفعہ بچی کے ماں باپ کو بھی ساتھ لے کر ڈی پی او سیالکوٹ رائے اعجاز کے پاس گئے اور بچی کو بھی ملوایا ہے چونکہ ابھی تک بچی ان کے زیر اثر ہے اور یہ forced conversion اور forced marriage کا case ہے۔ 13 سال کی بچی کی کسی بھی طریقے سے شادی نہیں ہو سکتی لیکن اس کے لئے صرف یہ نہیں کہ میری بہن کو دکھ ہے بلکہ ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم سب لوگوں کو بھی دکھ ہے، it is not a sponsored by the Government ہے بلکہ یہ بھی individual act ہے۔ ڈی پی او سیالکوٹ سے کل بھی میں نے بات کی ہے اور پھر ہم سارے minorities members پرسوں لاء منسٹر صاحب سے ملے ہیں، انہوں نے بھی ڈی پی او سے بات کی ہے کہ اس مسئلے کو فوری حل کریں۔ چونکہ ایسے issues ہماری این پی او جیسے ملک ندیم کامران صاحب فرما رہے تھے Non-Profit Organizations یا این جی اوز، پھر Federal Court بھیجتی ہیں تاکہ پوری دنیا میں ملک کو بدنام کیا جا سکے لہٰذا ان واقعات کی روک تھام کے لئے پرسوں لاء منسٹر صاحب نے ڈی پی او سیالکوٹ سے کہا کہ اس مسئلے کو فوری حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! بچی کی genuine عمر نادرا ریکارڈ کے مطابق چونکہ 13 سال ہے اور court کہتی ہے کہ اگر نادرا کا ریکارڈ ہے تو پھر اس میں Ossification Test کی بھی ضرورت نہیں ہوتی لہٰذا میں

اپنی بہن سے گزارش کرتا ہوں کہ this is not only your pain ہم سب اس میں آپ کے ساتھ ہیں، پورا ایوان بلکہ پوری پنجاب حکومت آپ کے ساتھ ہے اور ہم نے باقاعدہ ڈیوٹی لگائی ہے تین دفعہ ذوالفقار غوری صاحب جو ہماری minorities کے ایم پی اے ہیں، وہاں پر بچی کو ماں باپ سے ملوایا ہے لیکن بچی ابھی تک چونکہ ان کے زیر اثر ہے اس لئے اس نے آنے سے انکار کیا ہے۔ does not mean کہ ہم بچی کو وہاں پر رہنے دیں گے۔ اس پر B-365 کا پرچہ بھی درج کروایا گیا ہے یعنی جو قانونی کارروائی ہو سکتی تھی وہ کی گئی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے خود بھی ڈی پی او سیالکوٹ کو کہا ہے اس لئے ہم اس مسئلے کو فوری طور پر حل کریں گے۔ جس طرح سے میری بہن کہتی ہیں کہ راتوں رات کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ ہم کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بس ٹھیک ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم کریں گے اور یہ اکیلی ہماری بہن کا دکھ نہیں ہے بلکہ ہم سب کا دکھ ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1085 محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔ جی، محترمہ!

سرگنگا رام ہسپتال میں وینٹی لیٹرز کی خرابی

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم دسمبر 2015 ٹی وی چینل "وقت" نیوز کی خبر کے مطابق "سرگنگا رام ہسپتال میں 10 وینٹی لیٹرز خراب، مریضوں کی زندگیاں داؤ پر لگ گئیں۔ سرگنگا رام ہسپتال میں اس وقت 10 وینٹی لیٹرز خراب پڑے ہیں جس کی وجہ سے مریضوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ گنگا رام ہسپتال میں اس وقت 17 وینٹی لیٹرز ہیں جن میں سے 7 چالو حالت میں ہیں۔ سرگنگا رام ہسپتال انتظامیہ ایک برس بعد بھی نئے وینٹی لیٹرز حاصل نہ کر سکی۔ ان 10 وینٹی لیٹرز خراب ہونے کی وجہ سے کافی جانی نقصان ہو چکے

ہیں۔ان وینٹی لیٹرز کے خراب ہونے کی وجہ سے کافی مریضوں کو انتہائی تشویشناک حالت میں دوسرے ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان مریضوں کے ساتھ ساتھ ان کے لواحقین کو بھی شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اکثر ملازمین کو ان وینٹی لیٹرز کے خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ہسپتال میں داخل نہیں کیا جاتا"۔

جناب سپیکر!دوسری طرف حکومت ہر سال ہسپتالوں میں خراب مشینوں کو ٹھیک کروانے کے لئے کروڑوں روپے فراہم کر رہی ہے جس کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!شکریہ۔اس ضمن میں عرض ہے کہ سرگنگا رام ہسپتال لاہور میں اس وقت 23وینٹی لیٹرز ہیں جن میں سے 16وینٹی لیٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ باقی 7میں سے چار مستقل طور پر condemned کر دیئے گئے ہیں اور تین قابل مرمت ہیں۔یہ درست نہ ہے کہ وینٹی لیٹرز کافی عرصہ سے خراب ہیں۔یہ وینٹی لیٹرز چند ماہ سے خراب ہیں اور ان کی مرمت کے لئے انتظامیہ پوری کوشش کر رہی ہے۔کچھ وینٹی لیٹرز کی مرمت کے لئے متعلقہ کمپنی کو مرمت کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ان وینٹی لیٹرز کے parts بیرون ملک سے منگوائے جا چکے ہیں اور جلد ہی یہ اپنی اصلی حالت میں پھر قابل استعمال ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مراد راس ایوان میں داخل ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر مراد راس صاحب!آپ اپنا سوال کرنا چاہتے ہیں؟ڈاکٹر صاحب!Hour Question میں آپ کا سوال میں نے pending کیا تھا اگر آپ سوال کرنا چاہتے ہیں تو اپنے سوال کا نمبر بتائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں سوال دیکھ لوں۔

جناب سپیکر: آپ کو میں کاپی بھیج دوں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7133 ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے ابھی جواب پڑھا نہیں کیونکہ میں ابھی آیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ آپ کا ایک اور سوال ہے اس کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7134 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سال 14۔2013 زکوٰۃ کی تقسیم سے متعلقہ تفصیل

*7134: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 14۔2013 کے دوران زکوٰۃ و عشر کی کتنی رقم غرباء میں کس کس مد میں تقسیم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی اور کس کس مد میں درخواستیں برائے امداد محکمہ کو موصول ہوئیں؟

(ج) ان میں سے کتنی درخواستیں مسترد کی گئی اور کتنی پر رقم جاری کی گئی؟

(د) جن درخواستوں کو مسترد کر دیا گیا ان کی وجوہات کیا تھیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور نے سال 14۔2013 کے دوران مستحقین زکوٰۃ/غرباء میں مختلف مدات میں مبلغ 18 کروڑ 96 لاکھ 44 ہزار 406 روپے تقسیم کئے جس کی مد وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سال 14۔2013 کے دوران ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور کو زکوٰۃ کے حصول کے لئے 16193 درخواستیں مختلف مدات میں موصول ہوئیں مد وار تفصیل درج ذیل ہے:

مدات	موصولہ درخواستوں کی تعداد
تعلیمی وظائف (جنرل)	9132
تعلیمی وظائف (دینی مدارس)	3952
تعلیمی وظائف (فنی)	2736
شادی گرانٹ	373
میزان	16193

(ج) تعلیمی وظائف (جنرل)، تعلیمی وظائف (دینی مدارس) اور تعلیمی وظائف (فنی) کی موصولہ تمام درخواستوں پر رقم جاری کر دی گئی تھی۔ علاوہ ازیں شادی گرانٹ کے حصول کے لئے ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور کو 373 درخواستیں موصول ہوئیں تھیں جن میں سے340 درخواستوں پر رقم جاری کی گئی جبکہ 33 درخواستیں مکمل نہ ہونے کی بناء پر مسترد کر دی گئیں۔

(د) جن درخواستوں کو مسترد کیا گیا ان کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1. شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی لف نہ تھی۔
2. رجسٹرایل زیڈ19– کی فوٹو کاپی لف نہ تھی۔
3. نکاح نامہ کی بجائے اشٹام پیپر لف تھا۔
4. مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی کارروائی اجلاس نامکمل تھی۔
5. نکاح نامہ کمپیوٹرائزڈ نہ تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان جوابوں سے بہت زیادہ satisfied ہوں، میں ان جوابوں کے ساتھ extra satisfied ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میاں طارق صاحب کا ایک سوال ہے، ہو گیا ہے؟ میرے خیال میں ان کا ایک اور سوال تھا۔ میں اُن تمام صاحبان کے نام پکاروں گا جن کے نمبر نہیں آئے ہیں اگر آ گئے تو well and good نہیں تو اس سوال کو dispose of کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہاں پر مسئلہ ہے کہ کچھ دال میں کالا ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دال ہی کالی ہے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

(اس کے بعد کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: کالا رنگ بھی اچھا ہوتا ہے وہ نظر نہیں لگنے دیتا۔جی، تحریک التوائے کار چل رہی تھی محترمہ فائزہ احمد ملک کی تحریک التوائے کار تھی۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1091چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1093میاں طارق محمود آپ کی ہے۔آپ نے ابھی پڑھنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر !یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: کون سی والی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر15/1093پہلے پڑھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے نمبر15/1094بھی پڑھی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر !یہ تحریک التوائے کار پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1094جناب احمد شاہ کھگہ،ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1095محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1097محترمہ خدیجہ عمر، جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1098چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1099

سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1101/15جناب احمد شاہ کھگہ، سردار وقاص حسن مؤکل، محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1107/15جناب احمد شاہ کھگہ،سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1108/15جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1110/15چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1112/15 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1113/15چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل،جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1114/15سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1115/15 چودھری عامر سلطان چیمہ،سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1117/15میاں محمود الرشید کی ہے اب بتائیں کیا کریں؟وہ تحریک صرف اُن کی ہی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کارکو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: انہیں ایسے نہیں ہو گا جس طرح سب کے ساتھ ہوا ایسے ہی ہو گا اصول بھی کوئی چیز ہے مہربانی فرمائیں۔جی، موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1119/15 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر،جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کارکو dispose کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!کل لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا اورنج لائن ٹرین پر بحث آج سمیٹی جائے گی اور جو معزز ممبر رہ گئے ہیں وہ اُس پر بات کریں گے۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آج اورنج لائن ٹرین پر بحث ہو گی۔جی، تحریک استحقاق قاضی احمد سعید کی ہے اس کو Question Hour کے وقت ختم ہو جانے کے بعد لیں گے۔جی، محترمہ خدیجہ عمر! آپ کا سوال pending کیا گیا تھا۔آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6945 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: کوآپریٹو بنکوں سے جاری قرض کی تفصیل

*6945: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں قائم کوآپریٹو بنک کی برانچوں نے 14۔2013 کے دوران کن کن لوگوں کو کتنا کتنا قرضہ فراہم کیا برانچ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان برانچوں نے مذکورہ عرصہ کے دوران کن کن لوگوں سے قرضہ کی کتنی کتنی ریکوری کی؟

(ج) ہر برانچ نے 14۔2013 کے دوران قرضہ کی واپسی کے لئے کن ملازمین کو کتنا ٹارگٹ achieve کرنے کے احکامات جاری کئے، کیا اس ٹارگٹ کو achieve کیا گیا اگر نہیں تو کیوں؟

(د) ٹارگٹ پورا نہ کرنے پر زونل آفس نے متعلقہ برانچوں کے خلاف کیا کارروائی کی ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں قائم دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی برانچوں سے سال 14-2013 کے دوران کاشتکاران کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فراہم کئے جانے والے قرضہ جات کی برانچ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ برانچ وار سمری اجراء قرضہ درج ذیل ہے:

قسم قرضہ جات	رقم قرضہ گجرات برانچ	رقم قرضہ لالہ موسیٰ برانچ	رقم قرضہ کھاریاں برانچ	ٹوٹل
فصلی قرضہ جات ربیع 2013-14	1,21,47,044	62,11,500	89,08,000	2,72,66,544
فصلی قرضہ جات خریف 2014	1,12,53,000	62,11,500	0	1,74,64,500
قرضہ بعوض طلائی زیورات	4,73,79,568	7,17,19,649	3,16,58,800	15,07,58,017
قرضہ برائے خرید، بھیڑو بکری انفرادی	7,50,000	42,50,000	2,00,000	37,53,738
قرضہ خرید گائے و بھینس انفرادی	15,53,738	20,00,000	2,00,000	37,53,738
گردشی لائف سٹاک قرضہ جات	0	5,00,000	0	2,00,000
گردشی فصلی قرضہ جات	0	5,00,000	0	5,00,000
قرضہ برائے خرید ٹریکٹرو زرعی آلات	0	7,15,616	0	7,15,615
ٹوٹل	7,30,83,350	9,18,08,265	4,09,66,800	20,58,58,415

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی ان برانچوں سے سال2013-14کے دوران مقروضان سے ہونے والی ریکوری کی تفصیل تتمہ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

برانچ وار سمری وصولی قرضہ درج ذیل ہے:

قسم قرضہ جات	رقم قرضہ گجرات برانچ	رقم قرضہ لالہ موسیٰ برانچ	رقم قرضہ کھاریاں برانچ	ٹوٹل
فصلی قرضہ جات ربیع 2013-14	2,51,47,544	60,05,750	86,14,000	3,97,67,294
فصلی قرضہ جات خریف 2014	0	60,05,750	0	60,05,750
قرضہ بعوض طلائی زیورات	4,67,08,908	4,43,62,588	1,05,14,393	6,15,85,889
قرضہ برائے خرید، بھیڑو بکری انفرادی	14,53,738	28,56,000	2,31,470	45,41,208
قرضہ خرید گائے و بھینس انفرادی	0	0	0	0
گردشی لائف سٹاک قرضہ جات	0	2,00,000	0	2,00,000
گردشی فصلی قرضہ جات	0	5,80,000	0	5,80,000
قرضہ برائے خرید ٹریکٹرو زرعی آلات	0	0	0	0
ٹوٹل	7,33,10,190	6,00,10,088	1,93,59,863	11,26,80,141

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی ان برانچوں سے سال14-2013 کے دوران قرضہ کی وصولی کے لئے ملازمین کو دیئے جانے والے اہداف اور ان کے حصول کی تفصیل اس طرح ہے:

نام برانچ	نام وعہدہ	رقم ٹارگٹ	حاصل کردہ ٹارگٹ	اوسط ٹارگٹ وصولی
گجرات	نصیر احمد، مینجر	4,54,000	4,54,000	100فیصد
لالہ موسیٰ	محمد ثاقب مینجر، ان کی برانچ میں کوئی مقروض ڈیفالٹر نہ تھا لہٰذا ٹارگٹ نہ دیا گیا۔			
کھاریاں	وسیم انجم ملک، مینجر	4,42,000	4,42,000	100فیصد

(د) چونکہ ضلع گجرات کی دو برانچوں گجرات اور کھاریاں نے دیا جانے والا ٹارگٹ وصولی قرضہ سو فیصد پورا کر لیا لہٰذا زونل آفس کی طرف سے دونوں برانچوں کے سٹاف کے خلاف کوئی کارروائی عمل نہ لائی گئی نیز لالہ موسیٰ برانچ میں سال14-2013 کے دوران کوئی کیس ڈیفالٹ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب کو ابھی تک تفصیل سے پڑھ نہیں سکی۔ میری درخواست ہے کہ جس طرح پہلے ایک practice ہوتی تھی کہ ایجنڈا ایک دن پہلے دے دیا جاتا تھا، اس کی وجہ سے معزز ممبران کو بہت آسانی ہوتی تھی اور وہ اپنے سوالات کے جوابات پڑھ کر ضمنی سوال تیار کر لیتے تھے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اسی practice کو دوبارہ سے شروع کر دیا جائے۔ اس طرح سب معزز ممبران کے لئے بہت آسانی ہو جائے گی اور جس مقصد کے لئے سوال دیئے جاتے ہیں وہ بھی پورا ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! رولز ہمیں اس کی ابھی اجازت نہیں دیتے۔ جتنے معزز ممبران کے آج سوالات تھے میں نے ان کے نام ایک دفعہ بول دیئے تھے اور جو معزز ممبران موجود نہیں تھے میں نے ان کے سوالات کو وقفہ سوالات تک کے لئے pending کیا تھا۔ اب جو معزز ممبران ابھی تک تشریف نہیں لائے ان تمام کے سوالات کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد ڈویژن میں پراونشل کوآپریٹو بنک سے متعلقہ تفصیل

*6291: میاں طاہر: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچز کہاں کہاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان برانچز سے سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنی رقم قرض دی گئی ہے، قرض کس کس مقصد کے لئے کتنی شرح سود پر دیا گیا؟

(ج) اس ڈویژن میں کوآپریٹو بنکوں کے ڈیفالٹر کی تعداد کتنی ہے، تفصیل بنک وار بتائیں؟

(د) ان ڈیفالٹرز سے یہ رقم وصول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 17 برانچز درج ذیل مقامات پر چل رہی ہیں:

نمبر شمار	نام برانچ	پتا
1	فیصل آباد	قیصری گیٹ، ریل بازار، فیصل آباد
2	چک جھمرہ	غلہ منڈی، چک جھمرہ
3	ڈجکوٹ	سمندری روڈ، ڈجکوٹ
4	جڑانوالہ	واٹر ورکس روڈ، جڑانوالہ
5	سمندری	غلہ منڈی، سمندری
6	تاندلیانوالہ	غلہ منڈی، تاندلیانوالہ
7	ماموں کانجن	بنک بازار، ماموں کانجن
8	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایوب سٹریٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
9	گوجرہ	قائداعظم روڈ، نزد گورنمنٹ گرلز سکول، گوجرہ
10	کمالیہ	یونس مارکیٹ، نواز چوک، کمالیہ
11	پیر محل	غلہ منڈی، پیر محل
12	جھنگ	چوک فوارہ، شہید روڈ، سعید مارکیٹ، جھنگ
13	چنیوٹ	نزد گورنمنٹ کالج برائے خواتین، چنیوٹ

14	لالیاں	بس سٹاپ سرگودھا روڈ، نزد نیشنل بنک لالیاں
15	بھوانہ	جھنگ چنیوٹ روڈ، سولنگ سٹاپ، بھوانہ
16	شورکوٹ	مین بازار، شورکوٹ
17	موڑ گڑھ مہاراجہ	مظفر گڑھ روڈ، چوک موڑ گڑھ مہاراجہ۔(نوازش نگر)

(ب) فیصل آباد ڈویژن کی ان برانچز سے سال14۔2013 میں مبلغ ایک ارب 23کروڑ 48لاکھ 48ہزار411روپے اور15۔2014 کے دوران مبلغ83کروڑ42لاکھ98ہزار 143روپے کے قرضے13تا18فیصد شرح سود پر مختلف مدات میں دیئے گئے جس کی برانچ اور ہیڈ وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔	ریوالونگ کریڈٹ کراپ سوسائٹی	2۔	ریوالونگ لائیوسٹاک سوسائٹی
3۔	قرضہ برائے کمپیوٹر	4۔	سونے کے زیورات کے عوض قرضہ
5۔	سیلری فنانس (کنزیومر)	6۔	قرضہ برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات
7۔	پراجیکٹ لائیوسٹاک (انفرادی)	8۔	قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری فارمنگ (انفرادی)
9۔	لائیوسٹاک بھیڑو بکری (انفرادی)	10۔	فصلی قرضہ (انفرادی)
11۔	ایگری رننگ فنانس (انفرادی)	12۔	رننگ فنانس سمال بزنس مین
13۔	ہاؤس بلڈنگ فنانس	14۔	قرضہ برائے خرید موٹر سائیکل وکار
15۔	پراویڈنٹ فنڈ فنانس	16۔	قرضہ برائے خرید گندم
17۔	سیلری فنانس	18۔	فصلی قرضہ

(ج) فیصل آباد ڈویژن میں کوآپریٹو بنکوں کے ڈیفالٹر کی تعداد 1271 ہے، جن کی برانچ وار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ڈیفالٹرز سے رقم وصول کرنے کے لئے جو اقدامات کئے جارہے ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے:

1. ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت عمل میں لائی جارہی ہے اور کیسز کی پیروی مؤثر طور پر کی جارہی ہے۔
2. زرعی قرضہ بعوض طلائی زیورات کے ڈیفالٹرز کے زیورات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضہ جات کی وصولی کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔
3. ایسے ڈیفالٹرز جن کے خلاف دائر کردہ مقدمات زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت فیصلہ شدہ ہیں ان کے خلاف بذریعہ محکمہ امداد باہمی عدالتی کارروائی کرتے ہوئے وصولی کی کوشش کی جارہی ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضوں کی وصولی عمل میں لائی جارہی ہے۔

زونل آفس کوآپریٹو بنک ساہیوال کے تحت کام کرنے والی برانچ سے متعلقہ تفصیلات

*6900:جناب احمد خان بھچر: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ زونل آفس کوآپریٹو بنک ساہیوال کے تحت کام کرنے والی بیشتر بنک برانچز کے مینجرز کرپشن ودیگر بے قاعدگیوں کی بنیاد پر terminate کئے گئے،اب اہم ریکارڈ ملازمین کوفراہم کررہے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ہیڈآفس کوآپریٹو بنک کی انتظامیہ کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ کوئی بھی ریٹائرڈ ملازم جس کو بے قاعدگیوں /کرپشن کی وجہ سے ریٹائرڈ کیا گیاان کو بنکوں میں داخلے کی اجازت نہ ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ زونل آفس کی انتظامیہ کومذکورہ بالامسئلہ کاعلم ہے اگرہاں توہیڈآفس کی مذکورہ ہدایات پر عملدرآمدکیوں نہیں کیاجارہا؟

وزیرامداد باہمی(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) زونل آفس دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ساہیوال کے تحت کام کرنے والی دو برانچوں حویلی لکھااور منڈی احمد آباد سے جوافسران برطرف کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ مظہراقبال حویلی لکھا

2۔ عبدالغفور منڈی احمد آباد

مزید برآں بنک کااہم ودیگر ریکارڈان ملازمین کویاکسی بھی شخص کوفراہم نہیں کیاجارہا۔

(ب) یہ درست ہے کہ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ہیڈآفس کی انتظامیہ کی طرف سے بنک کو کسی بھی نقصان سے بچانے کے لئے چٹھی نمبر46-845/HR مورخہ 12-03-02 کے تحت ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ایسے ملازم جن کو بے قاعدگی /کرپشن کی وجہ سے جبری ریٹائرڈ یانوکری سے برخاست کیاگیاہوان کو ہیڈآفس /زونل یابرانچوں میں بیٹھنے یاکام کرنے کی اجازت نہ ہے تاہم جبری ریٹائرڈ ملازمین صرف پنشن کی وصولی کے لئے متعلقہ برانچ میں آسکتے ہیں۔

(ج) ساہیوال زونل آفس کی انتظامیہ کو ہیڈآفس کی مندرجہ بالا ہدایات کا علم ہے اور اس پر پوری طرح سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔مزید برآں بنک کا اہم و دیگر ریکارڈ ان ملازمین کو یا کسی بھی شخص کو فراہم نہیں کیا جارہا۔

لاہور:پی پی۔152 زکوٰۃ کمیٹیوں اور فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*7133:ڈاکٹر مراد راس:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور پی پی۔152 میں کل کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان زکوٰۃ کمیٹیوں کو پچھلے دو سالوں کے دوران کس کس مد میں کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) یہ فنڈز کن کن مدات میں استعمال ہوئے اور کتنے لوگوں نے استفادہ کیا؟

(د) کیا حکومت ہر مد میں وقت و حالات کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فی ممبر دی جانے والی امداد میں اضافہ کرنے کے لئے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور پی پی۔152 میں کل 68 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔

(ب) ان کمیٹیوں کو گزشتہ دو سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران گزارہ الاؤنس، گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد، عید گرانٹ اور شادی گرانٹ کی مدات میں مبلغ 95 لاکھ 23 ہزار 990 روپے کی رقم فراہم کی گئی جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے:

مدات	جاری کردہ رقم
گزارہ الاؤنس	70 لاکھ 14 ہزار 440 روپے
گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد	1 لاکھ 98 ہزار روپے
عید گرانٹ	21 لاکھ 11 ہزار 550 روپے
شادی گرانٹ	2 لاکھ روپے

نوٹ: یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ سال 14۔2013 کے دوران گزارہ الاؤنس، نابینا الاؤنس، عید گرانٹ اور شادی گرانٹ کی رقم مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے تقسیم کی گئی تھی جبکہ سال 15۔2014 میں گزارہ الاؤنس، گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد اور عید گرانٹ کا اجراء بذریعہ ٹیلی نار (ایزی پیسہ) کیا گیا۔

(ج) یہ فنڈز گزارہ الاؤنس، گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد، عید گرانٹ اور شادی گرانٹ کی مدات میں استعمال ہوئے اور اس سے استفادہ کنندگان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مدات	تعداد استفادہ کنندگان
گزارہ الاؤنس	1005
گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد	23
عید گرانٹ	938
شادی گرانٹ	10

(د) حکومت نے وقت اور حالات کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے 15۔2014 میں گزارہ الاؤنس کی شرح میں 100 فیصد اضافہ کرتے ہوئے اسے 500 روپے ماہانہ سے بڑھا کر 1000 روپے ماہانہ فی مستحق کر دیا ہے۔ اسی طرح شادی گرانٹ کی شرح میں بھی 100 فیصد اضافہ کر کے اسے 10 ہزار روپے سے بڑھا کر 20 ہزار روپے فی مستحق کر دیا ہے۔ حکومت آئندہ بھی زائد زکوٰۃ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں مختلف مدات میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے۔

گجرات: کوآپریٹو بنک میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*6946: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات میں ہر کوآپریٹو بنک برانچ میں پچھلے دو سالوں کے دوران کن کن اسامیوں پر بھرتی کی گئی، اسامی وار تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ تمام بھرتی کس اتھارٹی کی اجازت سے کی گئی؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں میں پچھلے دو سالوں کے دوران کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) جواب بمطابق جز (الف)۔

(ج) جواب بمطابق جز (الف)۔

شیخوپورہ: کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز سے متعلقہ تفصیلات

*7114:جناب فیضان خالد ورک: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کی حدود میں کتنی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں ان کے نام، رقبہ اور پلاٹوں کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں اور کتنی ابھی غیر رجسٹرڈ ہیں، تفصیلات فراہم کریں۔

(ج) رجسٹرڈ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں، کتنے بقایا ہیں؟

(د) کس کس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں محکمہ نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں فراڈ پکڑا ہے اور ان بوگس پلاٹوں کی الاٹمنٹ پر کیا کیا ایکشن لیا گیا ہے، جو اس بے ضابطگی میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیرامداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع شیخوپورہ کی حدود میں تین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

1. واپڈاایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ شیخوپورہ (فعال)
2. گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ شیخوپورہ (غیر فعال)
3. نورالامین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز لمیٹڈ شیخوپورہ (غیر فعال)

مندرجہ بالا کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز میں سے صرف واپڈاایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ شیخوپورہ فعال ہے۔ باقی دو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز غیر فعال ہیں ان کے نام کوئی رقبہ نہ ہے۔

دی واپڈاایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ شیخوپورہ کے رقبے اور پلاٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)	کل رقبہ	3700کنال
(2)	رہائشی پلاٹس	3946
(3)	کمرشل پلاٹس	131
کل پلاٹس:		4077

رہائشی پلاٹس:

5مرلہ	453
10مرلہ	2624
01کنال	746
02کنال	123
ٹوٹل پلاٹس:	3946

کمرشل پلاٹس:

5مرلہ	111
10مرلہ	20
ٹوٹل پلاٹس	131

(ب) تین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی برائے رجسٹریشن زیر کارروائی نہ ہے۔

(ج) تین رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز میں سے صرف دی واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ شیخوپورہ میں زمین اور پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

رہائشی پلاٹس جو الاٹ ہوئے:	3760
کمرشل پلاٹس جو الاٹ ہوئے:	76
کل پلاٹس	3836
تعداد رہائشی پلاٹس جو الاٹ نہ ہوئے۔	186
کمرشل:	55
کل	241
کل پلاٹس (رہائشی، کمرشل):	4077

(د) ایسی کوئی مثال نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ٹوبہ ٹیک سنگھ: دینی مدارس کے لئے مختص شدہ رقم سے متعلقہ تفصیلات

539: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال2009 سے اب تک کتنے دینی مدارس کے لئے رقم مختص کی گئی، سال وار رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دینی مدارس کے لئے مختص شدہ رقم سال2009 سے اب تک مکمل تقسیم ہو گئی ہے، مدرسہ وار رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال13۔2012 اور14۔2013 کے دوران کتنی رقم کس کس تعلیمی ادارے کو فراہم کی گئی، نام اور رقم کے ساتھ تفصیلات ایوان کو فراہم کی جائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبائی زکوٰۃ کونسل ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کو مختلف مدات میں آبادی کی بنیاد پر فنڈز کا اجراء کرتی ہے اور ضلع زکوٰۃ کمیٹی مختلف مدارس کی طرف سے موصولہ درخواستوں کی بناء پر فنڈز کا اجراء کرتی ہے۔ سال10۔2009 سے سال15۔2014 تک صرف ایک دینی مدرسے جامعہ صدیقیہ درس القرآن سندھیلیانوالی کی طرف سے ہی ضلع زکوٰۃ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کو زکوٰۃ فنڈز کے اجراء کے لئے درخواست موصول ہوتی رہی ہے اور اس کو ہی قواعد کے تحت فنڈز کا اجراء کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ نہ تو کسی دینی مدرسہ نے فنڈز کے حصول کے لئے درخواست دی اور نہ ہی فنڈز کا اجراء کیا گیا۔

صوبائی زکوٰۃ کونسل کی طرف سے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دینی مدارس کی مد میں سال10۔2009 سے سال15۔2014 تک فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کو سال2009 سے اب تک دینی مدارس کے لئے مختص کردہ رقم مکمل طور پر استعمال نہیں ہو سکی چونکہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی کو صرف مدرسہ جامعہ صدیقیہ درس القرآن سندھیلیانوالی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جانب سے زکوٰۃ فنڈ کے حصول کے لئے درخواست موصول ہوتی رہی ہے بقیہ غیر مستعمل رقم ہر سال صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں واپس کی جاتی رہی ہے۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال13۔2012 اور14۔2013 کے دوران بالترتیب 32لاکھ 96ہزار190 روپے اور مبلغ14لاکھ 91ہزار888 روپے کی رقم تعلیمی ادارہ جات کے

مستحق طلباء وطالبات میں تقسیم کی گئی ادارہ وار تفصیل ضمنہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کے ڈیفالٹر کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

612: میاں طارق محمود: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کی تعداد اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان بنک کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان بنک کے 5لاکھ سے زائد کے ڈیفالٹرز کے نام، پتاجات اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان بنکوں سے 5لاکھ سے زائد کے قرضہ جات منظور کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ہ) ان بنکوں کے ڈیفالٹرز سے حکومت رقم وصول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد تین ہے اور یہ درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔ گجرات رامتالائی روڈ، گجرات

2۔ لالہ موسیٰ ریلوے روڈ، لالہ موسیٰ

3۔ کھاریاں نیک عالم مارکیٹ، کھاریاں

(ب) مورخہ 31.03.2015 کے مطابق ان بنک کے ڈیفالٹرز کی تعداد 19 ہے جن کے ذمہ مارک اپ اور اصل زر کی تفصیل درج ذیل ہے:

گجرات برانچ

نمبر شمار	نام ڈیفالٹر	رقم قرضہ اصل زر	مارک اپ
1	شاہد محمود	60,000	9,769
2	ناظم اشرف	120,000	18,880
3	رقیہ بی بی	114,000	17,434
	میزان	294,000	46,083

لالہ موسیٰ برانچ

نمبر شمار	نام ڈیفالٹر	رقم قرضہ اصل زر	مارک اپ
1	اختر حسین ولد سردارا	200,000	32,977
2	شائستہ ذوالفقار	135,500	8,215
3	سید حنیف شاہ ولد حسین شاہ	93,000	6,590
4	رخسانہ ندیم زوجہ ندیم شہزاد	78,600	17,808
5	قاضی محمد الیاس ولد قاضی محمد خان	155,800	7,896
6	میزان:	662,900	73,486

کھاریاں برانچ

نمبر شمار	نام ڈیفالٹر	رقم قرضہ اصل زر	مارک اپ
1۔	غلام صفدر	54,000	12,635
2۔	عذرہ پروین	85,000	7,829
3۔	عصمت بی بی	100,000	26,600
4۔	محمد احسان	52,000	10,076
5۔	محمد خالق	44,000	7,785
6۔	عرفان ارشد	34,000	6,375
7۔	طالب حسین	30,000	5,282
8۔	نرگس سلطانہ	150,000	13,359
9۔	محمد شفاعت	380,000	63,404
10۔	شمشاد بی بی	75,000	18,315
11۔	محمد عارف	100,000	16,815
	میزان:	1104,000	188,475

(ج) ان برانچوں میں5لاکھ سے زائد قرضہ کا کوئی ڈفالٹر نہ ہے۔

(د) بنک کی ان برانچوں سے5لاکھ سے زائد کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات منظور کرنے والی اتھارٹی کے نام عہدہ و گریڈ درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ و گریڈ	جگہ تعیناتی
1۔	نصیر احمد	منیجر، گریڈ1	گجرات برانچ
2۔	محمد ثاقب	منیجر، گریڈ1	لالہ موسیٰ برانچ
3۔	وسیم انجم	منیجر، گریڈ1	کھاریاں برانچ

مندرجہ بالا افسران تمام زرعی قرضہ جات علاوہ قرضہ بعوض طلائی زیورات بعد از منظوری زونل ہیڈ / سینئر وائس پریزیڈنٹ گوجرانوالہ محمد عقیل شاہد جاری کرتے ہیں۔

(ہ) ڈیفالٹرز سے رقم وصول کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:

1. ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت عمل میں لائی جارہی ہے اور کیسز کی پیروی مئوثر طور پر کی جارہی ہے۔
2. زرعی قرضہ بعوض طلائی زیورات کے ڈیفالٹرز کے زیورات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضہ جات کی وصولی کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔
3. ایسے ڈیفالٹرز جن کے خلاف دائر کردہ مقدمات زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت فیصلہ شدہ ہیں ان کے خلاف بذریعہ محکمہ امداد باہمی عدالتی کارروائی کرتے ہوئے وصولی کی کوشش کی جارہی ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضوں کی وصولی عمل میں لائی جارہی ہے۔

صوبائی زکوٰۃ کونسل کو دی جانے والی گرانٹ سے متعلقہ تفصیلات

658: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی زکوٰۃ کونسل کو سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران کتنی رقم کہاں کہاں سے ملی؟

(ب) صوبائی زکوٰۃ کونسل نے کتنی رقم ان سالوں کے دوران صوبہ کے اضلاع کی زکوٰۃ کمیٹیوں کو دی، کتنی رقم ہسپتالوں کو دی؟

(ج) صوبائی زکوٰۃ کونسل کی منظوری سے کتنے افراد کو تین لاکھ اور اس سے زائد کی گرانٹ دی گئی، تفصیل فراہم کریں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ صوبائی زکوٰۃ کونسل کو سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران موصولہ رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	تفصیل موصولہ فنڈز	سال 14۔2013	سال 15۔2014
1	ازاں مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ مع Reserves کی رقم جو بجٹ میں شامل کی گئی۔	2۔ارب 42 کروڑ 22 لاکھ 2 ہزار 465 روپے	2۔ارب 96 کروڑ 90 لاکھ 67 ہزار روپے
2	ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں و دیگر ادارہ جات کی طرف سے غیر مستعمل رقم	46 کروڑ 25 لاکھ 15 ہزار روپے	36 کروڑ 28 لاکھ 57 ہزار روپے
3	رضاکارانہ زکوٰۃ کی رقم	0	ایک لاکھ 2 ہزار روپے
	میزان	2۔ارب 88 کروڑ 47 لاکھ 17 ہزار 465 روپے	3۔ارب 33 کروڑ 20 لاکھ 26 ہزار روپے

(ب) صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ سے مذکورہ سالوں میں ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں اور صوبائی سطح کے ہسپتالوں کو جاری کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	تفصیل جاری کردہ فنڈز	سال14۔2013	سال15۔2014
1۔	ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کو جاری کردہ رقم	2۔ارب63کروڑ33لاکھ47ہزار465روپے	3۔ارب5کروڑ38لاکھ39ہزار561روپے
2۔	ہسپتالوں کو جاری کردہ رقم	24کروڑ60لاکھ50ہزار روپے	24کروڑ88لاکھ روپے

(ج) تقسیم زکوٰۃ کے قواعد وضوابط کے مطابق محکمہ زکوٰۃ وعشر میں ایسی کوئی مد نہ ہے جس کے تحت کسی شخص کو تین لاکھ یا اس سے زائد رقم کا اجراء کیا جاسکے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ امداد باہمی کے دفاتر اور ملازمین سے متعلقہ تفصیل

713: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ امداد باہمی کے دفاتر میں کل کتنی اسامیاں / سٹاف ہے اس کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) محکمہ امداد باہمی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سال15۔2014 کا سالانہ بجٹ کتنا ہے، مدوار تفصیلات فراہم کریں؟

(ج) محکمہ امداد باہمی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا عملہ کون سے امور اور ذمہ داریاں سرانجام دیتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں عرصہ دراز سے نئی انجمن ہائے امداد باہمی کی رجسٹریشن بند ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ انجمن امداد باہمی کو قرضہ جات صرف پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک فراہم کرتا ہے اور محکمہ کے دیگر ملازمین کا اس میں کوئی کردار نہ ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

نمبر شمار	نام دفاتر	تعداد / کل اسامیاں
1۔	ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز	1
2۔	اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز	3
3۔	اسسٹنٹ	1
4۔	انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز	6
5۔	سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز	32
6۔	سینئر کلرک	1
7۔	جونیئر کلرک	12

8۔	ڈرائیور	1
9۔	نائب قاصد	9
10۔	چوکیدار	1

(ب) محکمہ امدادِ باہمی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سال15-2014 کا سالانہ بجٹ20,470,000 روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ امداد باہمی کا عملہ انجمن ہائے کے آڈٹ وانسپکشن اور رجسٹریشن کرتا ہے۔انجمن ہائے کو قرضہ فیلڈ سٹاف کی سفارش سے جاری کیا جاتا ہے نیز اس کے علاوہ حکومتِ پنجاب اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی امور تفویض کئے جاتے ہیں اس کی تعمیل و تکمیل کرنا بھی محکمہ کی ذمہ داری ہے ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز اور اسسٹنٹ رجسٹرارز صاحبان کو سول کورٹ اور کلکٹر کے اختیارات کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت دیئے گئے ہیں۔ان اختیارات کے ذریعے ڈیفالٹر سے قرضے کی وصولی کی جاتی ہے۔دیگر کرنٹ کراپ کی100 فیصد وصولی کو یقینی بنانا بھی محکمہ کی ذمہ داری ہے۔مزید برآں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ممبران سے سٹیمپ ڈیوٹی اور CVT کی ادائیگی کو بھی مؤثر کیا جاتا ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب میں نئی انجمن ہائے کی رجسٹریشن پر پابندی10.04.1997 سے لگی ہوئی ہے۔

(ہ) جی ہاں! یہ درست ہے کہ انجمن امداد باہمی کو قرضہ جات صرف پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک فراہم کرتا ہے البتہ انجمن ہائے کو قرضہ فیلڈ سٹاف کی سفارش سے جاری کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں زکوٰۃ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

741: میاں طارق محمود: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں زکوٰۃ وعشر کی کتنی کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی فنکشنل اور کتنی نان فنکشنل ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنی کے چیئرمین کام کر رہے ہیں اور کتنی کے ایڈمنسٹریٹو ہیں، ایڈمنسٹریٹو کے نام کیا ہیں؟

(د) ان ایڈمنسٹریٹو کی جگہ حکومت کب تک چیئرمین کا انتخاب کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع گجرات میں کل 634 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔

(ب) ضلع گجرات میں 634 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں فنکشنل ہیں۔

(ج) ضلع گجرات میں 634 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین کام کر رہے ہیں۔

(د) جواب جز (ج) میں پیش کیا جا چکا ہے۔

قصور: سال 14۔2013 میں جاری قرضہ سے متعلقہ تفصیل

856: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں امداد باہمی کے دفاتر کہاں کہاں پر موجود ہیں؟

(ب) ضلع قصور میں امداد باہمی کے دفاتر میں کل کتنے افراد کام کر رہے ہیں؟

(ج) ضلع قصور میں موجود امداد باہمی کے دفاتر نے سال 14۔2013 کے دوران کل کتنے افراد کو کتنی مالیت کے قرضے کتنے عرصہ کے لئے جاری کئے نیز جو افراد قرضے وقت پر واپس نہیں کرتے محکمہ ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لاتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع قصور میں امداد باہمی کے دفاتر مندرجہ ذیل جگہوں پر موجود ہیں۔

1. دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز، اسسٹنٹ رجسٹرار، وانسپکٹر قصور، فضل خان کالونی مین صدر دیوان روڈ، قصور۔
2. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، گنڈا سنگھ والا۔
3. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، مصطفیٰ آباد۔
4. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز کھڈیاں، مارکیٹ کمیٹی کھڈیاں۔
5. دفتر اسسٹنٹ رجسٹرار وانسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، کوٹ رادھا کشن۔I-II نزد نادرا آفس۔
6. دفتر اسسٹنٹ رجسٹرار وانسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز چونیاں۔
7. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، کنگن پور۔
8. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، پتوکی وسرائے مغل غلہ منڈی پتوکی۔
9. دفتر انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز، پھولنگر غلہ منڈی پھولنگر۔

(ب) ضلع قصور میں امداد باہمی کے دفاتر میں کل 88 ملازم کام کر رہے ہیں۔

(ج) دورانِ سال14۔2013 ضلع قصور میں فصل ربیع14۔2013 اور خریف2014 کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیز کے4752 ممبران کو مبلغ-/13,66,56,000روپے قرضہ جاری کیا گیا تھا۔ فصلی قرضہ کی مدت آٹھ ماہ ہوتی ہے۔ مذکورہ قرضہ کی وصولی100 فیصد ہو چکی ہے۔ نیز نادہندگان کے خلاف وصولی کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 اور لینڈ ریونیو ایکٹ1967 کے تحت کاروائی بصورت گرفتاری، قرقی اور نیلامی جائیداد عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع گجرات: زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کو سال وار فنڈز کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

742: میاں طارق محمود: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات، محکمہ زکوٰۃ وعشر کو سال14۔2013 اور15۔2014 کے دوران کتنی رقم سال وار موصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس سکیم کے تحت غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم اس وقت ضلع زکوٰۃ کمیٹی کے پاس ہے یا دیگر کسی کے اکاؤنٹ میں موجود ہے؟

(د) کیا حکومت بقایا رقم بھی جلد از جلد غرباء میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع گجرات کو سال14۔2013 کے دوران مبلغ7 کروڑ18 لاکھ29 ہزار859 روپے جبکہ15۔2014 کے لئے مبلغ8 کروڑ62 لاکھ89 ہزار737 روپے برائے مستحقین موصول ہوئے۔

(ب) ضلع گجرات میں سال14۔2013 اور15۔2014 کے دوران زکوٰۃ کی مختلف مدات میں تقسیم کردہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مد	14۔2013	15۔2014
1۔گزارہ الاؤنس	1کروڑ78لاکھ67ہزار536روپے	3کروڑ17لاکھ1ہزار روپے
2۔تعلیمی وظائف	41لاکھ66ہزار976روپے	25لاکھ60ہزار500روپے
3۔دینی مدارس	24لاکھ92ہزار100روپے	25لاکھ52ہزار850روپے
4۔ہیلتھ کیئر	18لاکھ67ہزار300روپے	19لاکھ17ہزار روپے
5۔شادی گرانٹ	7لاکھ10ہزار روپے	25لاکھ40ہزار روپے

6۔ تعلیمی وظائف (فنی)	2کروڑ51لاکھ5ہزار322روپے	1کروڑ82لاکھ85ہزار روپے
7۔ عید گرانٹ	65لاکھ80ہزار640روپے	82لاکھ16ہزار240روپے
8۔ گزارہ الاؤنس برائے نابینا	12لاکھ54ہزار روپے	0
میزان	5کروڑ91لاکھ43ہزار874روپے	6کروڑ77لاکھ72ہزار590روپے

(ج) اس وقت ضلع زکوٰۃ فنڈ میں مبلغ5کروڑ17لاکھ358روپے برائے مستحقین زکوٰۃ موجود ہیں۔ ضلع زکوٰۃ فنڈ کے علاوہ دیگر کسی اکاؤنٹ میں زکوٰۃ کی رقم نہیں رکھی جاتی۔

(د) جی ہاں! یہ رقم 30۔جون2016 کے اختتام سے قبل قواعد وضوابط کے مطابق مستحقین میں تقسیم کر دی جائے گی۔

زکوٰۃ وعشر کمیٹی بنانے کے طریق کار سے متعلقہ تفصیلات

744: میاں طارق محمود: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زکوٰۃ وعشر کمیٹی کے بنانے کا طریق کار کیا ہے یہ کتنے ممبران پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کے ممبران کے چناؤ کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) اس وقت ضلع گجرات میں کل کتنی زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں کام کر رہی ہیں، کتنی نان فنکشنل ہیں؟

(ج) کتنی کمیٹیوں کے چیئرمین کام کر رہے ہیں اور کتنی کے ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں؟

(د) پچھلے دو سالوں کے دوران ان کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(و) کسی زکوٰۃ وعشر کمیٹی کے خلاف شکایات ہو تو اس کے از سر نو بنانے کا طریق کار کیا ہے، اس کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی تین یا زیادہ اشخاص جن میں کم از کم ایک گزیٹڈ آفیسر، ایک عالم دین اور ایک ضلع زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر شامل ہوتے ہیں پر مشتمل ایک چناؤ ٹیم تشکیل دیتی ہے، ضلع زکوٰۃ کمیٹی کے جاری کردہ شیڈول کے مطابق یہ ٹیم مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی حدود میں ممبران کا انتخاب کرتی ہے اور یہ منتخب ممبران اپنے میں سے کسی ایک شخص کو چیئرمین منتخب کرتے ہیں۔ ہر کمیٹی ایک چیئرمین اور 9 ممبران پر مشتمل ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں کل 634 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جو تمام فنکشنل ہیں۔

(ج) جواب جز(ب) میں پیش کیا جا چکا ہے

(د) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو سال 14۔2013 مبلغ 2 کروڑ 55 لاکھ 12 ہزار 176 روپے جبکہ سال 15۔2014 کے دوران مبلغ 4 کروڑ 24 لاکھ 57 ہزار 240 روپے فراہم کئے گئے۔

(ہ) سال 14۔2013 اور سال 15۔2014 کے دوران مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی وساطت سے غرباء میں بالترتیب مبلغ 2 کروڑ 55 لاکھ 12 ہزار 176 روپے جبکہ سال 15۔2014 کے دوران مبلغ 4 کروڑ 24 لاکھ 57 ہزار 240 روپے تقسیم کئے گئے۔

(و) زکوٰۃ و عشر آرڈیننس 1980 کی دفعہ 18 کے تحت ضلع زکوٰۃ کمیٹی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کی مجاز ہے۔ کسی زکوٰۃ و عشر کمیٹی کے خلاف کوئی بھی بالغ مسلمان متعلقہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی کو تحریری شکایت پیش کر سکتا ہے۔ شکایات کی سماعت کے بعد ضلع زکوٰۃ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ شکایات کے مندرجات درست ثابت ہونے کی صورت میں ضلع زکوٰۃ کمیٹی، متعلقہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو تحلیل کر کے قواعد و ضوابط کے مطابق نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹی تشکیل دینے کی مجاز ہے۔

حافظ آباد میں محکمہ زکوٰۃ و عشر کے تحت چلنے والے خواتین کے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

844: باؤ اختر علی: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت ضلع حافظ آباد میں محکمہ زکوٰۃ و عشر کے تعاون سے خواتین کے لئے کوئی ادارہ جات چلا رہی ہے اگر ہاں تو ان کے نام کیا ہیں اور ان کو کیا ہنر سیکھائے جاتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

ضلع حافظ آباد میں حکومت محکمہ زکوٰۃ و عشر کے تعاون سے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس چلا رہی ہے ان اداروں میں مستحق طلباء و طالبات کو فنی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔

1۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ حافظ آباد
2۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، کولوتارڑ، ضلع حاظ آباد
3۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، سکھیکی منڈی، ضلع حافظ آباد
4۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، پنڈی بھٹیاں، ضلع حافظ آباد

مذکورہ بالاادارہ جات میں خواتین / طالبات کو حسب ذیل ہنر سکھائے جاتے ہیں:

1۔ سلائی کڑھائی
2۔ بیوٹیشن
3۔ کمپیوٹر ایپلیکیشن /آفس پروفیشنل
4۔ ڈریس میکنگ

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

941: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد کتنی ہے، تفصیل تحصیل وار بتائیں؟

(ب) ان کوآپریٹو سوسائٹیز کو یکم جنوری2013 سے30۔اپریل2015تک کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل سوسائٹی وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کتنی سوسائٹیز ڈیفالٹرز ہیں ان کے نام، ایڈریس اور ان کے ذمہ واجب الادا رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان ڈیفالٹرز سوسائٹیز سے رقم وصولی کے لئے کیاایکشن لیا جارہا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد486 ہے جس کی تحصیل وار تفصیل اس طرح ہے:

نام تحصیل	تعداد انجمن ہائے
ٹوبہ ٹیک سنگھ	53
گوجرہ	72
کمالیہ	240
پیر محل	121
میزان:	486

(ب) ان کوآپریٹو سوسائٹیز کو یکم جنوری2013 سے30۔اپریل2015تک جو رقم بطور قرض فراہم کی گئی اس کی سوسائٹی وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مورخہ10.08.2015 کے ریکارڈ کے مطابق کل227 سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں ان کے نام ایڈریس اور ان کے ذمہ واجب الادا رقم کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔ ایسے ڈیفالٹرز جن کے خلاف دائر کردہ مقدمات زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت فیصلہ شدہ ہیں ان کے خلاف بذریعہ محکمہ امداد باہمی عدالتی کارروائی کرتے ہوئے وصولی کی کوشش کی جارہی ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضوں کی وصولی عمل میں لائی جارہی ہے۔

گوجرانوالہ: زکوٰۃ کی مد میں موصول ہونے والی رقوم سے متعلقہ تفصیلات

1064: میاں طارق محمود: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زکوٰۃ وعشر نے سال14۔2013 اور15۔2014 کے دوران گوجرانوالہ ڈویژن کو کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں جاری کی، تفصیلات دیں؟

(ب) سال2013 تا2015 میں کتنی رقم گوجرانوالہ ڈویژن میں غرباء، طالب علموں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کی گئی، سال وار تفصیلات دیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن کو سال14۔2013 کے لئے زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ 33 کروڑ21 لاکھ69 ہزار991 روپے اور سال15۔2014 کے لئے مبلغ 41 کروڑ90 لاکھ32 ہزار449 روپے کی رقم موصول ہوئی جس کی سال اور مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال14۔2013 کے دوران گوجرانوالہ ڈویژن میں غرباء، طالب علموں، یتیموں اور مسکینوں میں مبلغ 27 کروڑ94 لاکھ13 ہزار993 روپے اور سال15۔2014 میں مبلغ 32 کروڑ30 لاکھ2 ہزار735 روپے کی تقسیم کی گئی جس کی سال اور مدوار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پرو انشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں سے متعلقہ تفصیلات

942: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل پیر محل اور تحصیل کمالیہ میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچز کہاں کہاں واقع ہیں۔ برانچ وار تفصیل دی جائے؟

(ب) ان برانچز سے یکم جنوری2013 سے30۔اپریل2015تک کتنی رقم کس کس سکیم کے لئے جاری کی گئی، سکیم وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان برانچز میں ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے اوران سے کتنی رقم وصول کرنی ہے؟

(د) ڈیفالٹرز سے رقم کی وصولی کے لئے محکمہ کیا ایکشن لے رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) تحصیل پیر محل اور تحصیل کمالیہ میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی دو برانچز ہیں جو کہ درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

نام برانچ	ایڈریس
کمالیہ	مین بازار نزد قومی بچت، کمالیہ
پیر محل	غلہ منڈی، پیر محل

(ب) ان برانچز سے یکم جنوری2013 سے 30۔اپریل2015تک سکیم وار جاری کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام سکیم	کمالیہ برانچ	پیر محل برانچ
ریوالونگ لائیوسٹاک سوسائٹی	--	540,000
طلائی زیورات کے عوض قرضہ	26,539,846	11,247,285
لائیوسٹاک فارمنگ انفرادی (بھیڑوبکری)	10,058,100	27,142,600
ایگریکلچرل رننگ فنانس (انفرادی)	250,000	1,100,000
پراویڈنٹ فنڈ فنانس	615,600	2,097,000
فصلی قرضہ	87,675,647	77,352,000
کل رقم	125,139,193	119,478,885

(ج) مورخہ 06.07.2015 کے مطابق ان برانچز میں ڈیفالٹرز کی تعداد 280 ہے اور ان کے ذمہ واجب الادار قم مبلغ 6 کروڑ 50 لاکھ 20 ہزار روپے ہیں۔

(د) ان ڈیفالٹرز سے رقم وصول کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:

1. ڈیفالٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت عمل میں لائی جارہی ہے اور کیسز کی پیروی مؤثر طور پر کی جارہی ہے۔
2. ایسے ڈیفالٹرز جن کے خلاف دائر کردہ مقدمات زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت فیصلہ شدہ ہیں ان کے خلاف بذریعہ محکمہ امداد باہمی عدالتی کارروائی کرتے ہوئے وصولی کی کوشش کی جارہی ہے اور ان کی رہن شدہ جائیداد کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر کے قرضوں کی وصولی عمل میں لائی جارہی ہے۔

چنیوٹ میں زکوٰۃ وعشر کی موجودہ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

1139:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل کتنی زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں موجودہ ہیں، کتنی کمیٹیاں تاحال تشکیل نہیں پاسکیں،ان کمیٹیوں کے مستحقین کوامداد پہنچانے کا کیاطریقہ اپنایا گیاہے؟

(ب) جو کمیٹیاں ابھی تک تشکیل نہیں پاسکیں کب تک ان کو مکمل کرلیا جائیگا؟

(ج) ضلع چنیوٹ میں کن کن مدات میں2013سے اب تک کتنی زکوٰۃ تقسیم کی گئی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل 414 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے اور مستحقین کو گزارہ الاؤنس اور گزارہ الاؤنس برائے نابینا افراد کی ادائیگی بذریعہ ٹیلی نار (ایزی پیسا) کی جارہی ہے جبکہ دیگر مدات میں مستحقین زکوٰۃ کو تقسیم زکوٰۃ کے قواعد وضوابط کے مطابق ادائیگی کی جارہی ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ کی تمام مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل پاچکی ہیں۔

(ج) ضلع چنیوٹ میں مالی سال14۔2013میں مختلف مدات میں2کروڑ56لاکھ 35ہزار 536روپے،مالی سال15۔2014میں3کروڑ5لاکھ40ہزار50روپے اور مالی سال 16۔2015میں ایک کروڑ51لاکھ 41ہزار50روپے تقسیم کئے گئے۔تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	مدات	سال14-2013	سال15-2014	سال16-2015
1۔	گزارہ الاؤنس	88لاکھ10ہزار روپے	1کروڑ48لاکھ83ہزار روپے	75لاکھ48ہزار روپے
2۔	ایجوکیشن (جنرل)	19لاکھ78ہزار836روپے	6لاکھ75ہزار روپے	5لاکھ31ہزار روپے
3۔	دینی مدارس	11لاکھ74ہزار500روپے	11لاکھ74ہزار500روپے	10لاکھ62ہزار450روپے
4۔	ہیلتھ کیئر	5لاکھ15ہزار200روپے	5لاکھ15ہزار200روپے	2لاکھ57ہزار600روپے
5۔	شادی فنڈ	11لاکھ70ہزار روپے	12لاکھ روپے	3لاکھ روپے
6۔	عید گرانٹ	26لاکھ77ہزا رروپے	39لاکھ4ہزار روپے	----
7۔	گزارہ الاؤنس (نابینا)	15لاکھ70ہزار روپے	-----	5لاکھ88ہزار روپے
8۔	ایجوکیشن (ٹیکنیکل)	77لاکھ40ہزار روپے	81لاکھ60ہزار روپے	47لاکھ16ہزار روپے
9۔	گزارہ الاؤنس (سفرل پول)	------	-----	1لاکھ38ہزار روپے
	میزان	2کروڑ56لاکھ35ہزار536روپے	3کروڑ5لاکھ40ہزار50روپے	1کروڑ51لاکھ41ہزار50روپے

کوآپریٹو بنک کی برانچوں سے جاری قرضہ جات سے متعلقہ تفصیلات

987: جناب احمد خان بھچر: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں قائم کوآپریٹو بنک کی برانچوں نے 14-2013 کے دوران کتنا قرضہ جاری کیا۔ برانچ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان برانچوں نے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے قرضہ کی ریکوری کی، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) ہر برانچ نے 14-2013 کے دوران قرضہ کی واپسی کے لئے ملازمین کو کتنا ٹارگٹ achieve کرنے کے لئے ہدایت جاری کی۔ تفصیل فراہم کریں؟

(د) ٹارگٹ پورا نہ کرنے پر زونل آفس نے متعلقہ برانچوں کے خلاف کیا کارروائی کی ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیرامداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع میانوالی میں دو برانچیں کام کر رہی ہے جن سے 14۔2013 میں جاری شدہ قرضہ کی تفصیل اس طرح ہے۔

برانچ وار تفصیل اجراء قرضہ:

نمبر شمار	قسم قرضہ	میانوالی برانچ	لیاقت آباد برانچ	میزان ضلع میانوالی
1	فصلی قرضہ جات ربیع 14-2013 خریف 2014	35573000	6224000	41797000
2	لائیوسٹاک فنانس	5241000	6589000	11830000
3	سونے کے زیورات کے عوض قرض	17072324	21962191	39034515
	میزان	57886324	34775191	92661515

(ب) مورخہ 30.07.2015 کے ریکارڈ کے مطابق ضلع میانوالی میں واقع دو برانچوں میانوالی اور لیاقت آباد کی ریکوری کی پوزیشن اس طرح ہے۔

برانچ وار تفصیل ریکوری قرضہ:

نمبر شمار	قسم قرضہ	میانوالی برانچ	لیاقت آباد برانچ	میزان ضلع میانوالی
1	فصلی قرضہ جات ربیع 14-2013 خریف 2013	37925334	6757309	44682643
2	لائیوسٹاک فنانس	5003047	5502000	10505047
3	سونے کے زیورات کے عوض قرض	13340026	7759311	20917337
	میزان	56268407	19836620	76105027

(ج) مذکورہ برانچوں کو فصلی قرضہ جات کی 100 فیصد وصولی کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں لائیوسٹاک فنانس اور سونے کے زیورات کے عوض قرض کے مقروضان سے وصولی کے لئے 100 فیصد وصولی کی ہدایات جاری کی گئیں۔

(د) مذکورہ دونوں برانچوں کے سٹاف نے دیا گیا100 فیصد ٹارگٹ حاصل کیا لہٰذا زونل آفس نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی ہے۔

میانوالی: کوآپریٹو بنک کی برانچوں میں ملازمین کی تفصیلات

988: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں کوآپریٹو بنک کی تمام برانچوں میں کتنے ملازمین تعینات ہیں، برانچ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان برانچوں میں کون کون سے گریڈ کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں، تفصیل دیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع میانوالی میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی دو برانچیں میانوالی اور لیاقت آباد میں واقع ہیں ان میں تعینات ملازمین کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے۔

نام برانچ	منیجر	*OBO/ACRO	کیشئر	گارڈ/ڈرائیور	کل تعداد
میانوالی	1	2	1	3	7
لیاقت آباد	1	2	1	2	6

*OBO(آفیسر برانچ آپریشنز)

*ACRO(ایگریکلچرل کریڈٹ اینڈ ریکوری آفیسر)

(ب) مورخہ 27.07.2015 کے ریکارڈ کے مطابق ضلع میانوالی میں واقع دو برانچوں میانوالی اور لیاقت آباد میں کسی گریڈ کی کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے۔

صوبہ بھر میں کوپرآیٹو بنک کی برانچ سے متعلقہ تفصیلات

1054: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور، بہاولپور اور ملتان ڈویژن میں ہر کوآپریٹو بنک برانچ میں پچھلے دو سالوں کے دوران کن کن اسامیوں پر بھرتی کی گئی، اسامی وار تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ تمام بھرتی کس اتھارٹی کی اجازت سے کی گئی؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لاہور، بہاولپور اور ملتان ڈویژن میں کوآپریٹو بنک کی ہر برانچ میں پچھلے دو سالوں کے دوران جن اسامیوں پر بھرتی کی گئی اس کی اسامی وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنک میں کوالیفائیڈ منیجر زاور آفیسرز بھرتی کئے گئے جن کا تحریری امتحان نیشنل ٹیسٹنگ سروس(NTS)اور پینل انٹرویو انسٹیٹیوٹ آف بنکرز پاکستان(IBP)کے ذریعہ کروایا گیا بعد میں ان کی ٹریننگ بھی کروائی گئی اور مستقبل میں بھی ضرورت کے مطابق ایسی ہی بھرتیاں کی جائیں گی۔ البتہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کے لئے سلیکشن کمیٹی نے امیدواران کا انٹرویو کرنے کے بعد اپنی سفارشات پیش کیں۔ ان سفارشات کی روشنی میں بنک کے سابقا اور موجودہ سی ای اوز نے بطور مجاز اتھارٹی یہ تقرریاں کی ہیں۔

(ج) تاحال بنک کی ایسی کوئی پالیسی نہ ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

اورنج لائن ٹرین پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈا پر اورنج لائن ٹرین پر عام بحث ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل مورخہ 18۔فروری2016کو بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا۔ آج بھی اسی موضوع پر بحث کی جائے گی۔ آج بحث میں صرف وہ ارکان حصہ لے سکیں گے جن کے نام کل میرے پاس موجود تھے، وہ خود بھی ایوان میں تشریف رکھتے تھے لیکن کل اجلاس ختم ہونے کی وجہ سے ان کو بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آج ان معزز ممبران کی بات پہلے سُنیں گے اور پھر اس کو وزیر صاحب wind up کریں گے۔ سردار وقاص حسن مؤکل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وزیر قانون کے بغیر اورنج لائن ٹرین پر بحث کرنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس وقت ایوان میں دو منسٹر صاحبان تشریف فرما ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ تو[*****]منسٹر ہیں۔وزیر قانون کو یہاں ایوان میں موجود ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ بے چارے نہیں ہیں۔یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔آپ اپنی تقریر شروع کریں، وہ آ جائیں گے، جواب انہوں نے ہی دینا ہے اور wind up انہوں نے ہی کرنا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین کے بارے میں کل بھی معزز ممبران کی طرف سے points اٹھائے کہ ہمیں کیا reservations ہیں؟ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں reservations ٹرانسپورٹ کی سروس مہیا کرنے پر نہیں ہیں۔ہمیں صرف اس بات پر reservations ہیں کہ اس صوبے کے اندر صحت اور تعلیم کے بے شمار مسائل ہیں۔صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت تیسری بار قائم ہوئی ہے لیکن بد قسمتی سے یہ مسائل حل نہیں ہو سکے۔بے شک اس پراجیکٹ کا مقصد عوام کی فلاح اور انہیں relief دینا ہے لیکن اس اورنج لائن ٹرین کو بہت سارے لوگوں کی لاشوں کے اُوپر چلایا جائے گا۔جب یہ منصوبہ مکمل ہو گا اور یہ ٹرین چل جائے گی تو شاید عوام کو کچھ relief ملے گا۔(قطع کلامیاں)

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! آپ کبھی کسی اچھی بات کی تعریف بھی کر لیا کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر حزب اقتدار کے معزز ممبران ہماری بات کو خاموشی سے سُن لیں تو مہربانی ہو گی کیونکہ ہم بھی ان کو خاموشی سے سُنتے ہیں۔یہ اس ایوان میں روز جھوٹ بولتے ہیں اور ہم سُنتے ہیں۔اگر آج وہ ہمارا سچ بھی سُن لیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ بھی آج آپ کی بات سُنیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! عوام کو relief تو بعد میں ملے گا لیکن اس سے پہلے لوگوں کو جو اس وقت تکلیف ہے اس کی داد رسی کرنے کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟ شعبہ صحت اور شعبہ تعلیم کے فنڈز غائب اور سارا بجٹ اس اورنج لائن ٹرین پر خرچ کیا جا رہا ہے۔اس اورنج لائن ٹرین کا ٹریک 27 کلو میٹر لمبا ہو گا۔میری معلومات کے مطابق اس پراجیکٹ کی funding کے لئے EXIM Bank سے agreement کیا گیا ہے یعنی EXIM Bank اس پراجیکٹ کے لئے loan دے گا۔یہ بنک

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

160۔ارب روپے سے زیادہ قرضہ فراہم کرے گا جس کی شرح سود چھ فیصد ہے۔افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی شرح سود کے اُوپر160۔ارب روپے یااس سے زیادہ کی رقم بطور قرض لی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! میرا پہلا point یہ ہے کہ کیا کوئی بھی صوبہ 5۔ارب روپے سے بڑا پراجیکٹ لگا سکتا ہے اور اس کا حساب کون دے گا؟ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبہ 5۔ارب روپے یااس سے کم مالیت کا کوئی بھی پراجیکٹ شروع کر سکتا ہے تو جو بڑے پراجیکٹ ہیں جو کہ 5۔ارب سے کئی گنا زیادہ بڑے ہیں ان کے لئے کون فنڈز دے رہا ہے، وہ کہاں سے لے رہے ہیں اور کس کی اجازت سے لے رہے ہیں؟ وہ کس طرح مجاز ہو گئے کہ وہ اربوں روپے اپنے صوبے کے اندر لگا رہے ہیں جو کہ باقی صوبوں کا بھی اسی طرح وفاق پر حق ہے اور اگر وہ وفاق سے لے رہے ہیں تو وفاق پر باقی صوبوں کا بھی حق ہے۔پھر بات آ گئی زمین کے حصول کی، میری انفارمیشن کے مطابق انہوں نے اورنج لائن ٹرین گزارنے کے لئے جو زمین لینی ہے اس کے لئے تقریباً20۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔انہوں نے میٹرو بس چلائی، آپ نے بہت اچھا کیا کہ میٹرو بس چلائی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب میٹرو ٹرین چلے گی تو پھر آپ اس کو بھی ٹھیک کہیں گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ چل پڑی نا، وہ چل پڑی تو کیا ہوا؟ آج 31 کروڑ روپے کا سود ہے اور اس کی مد میں صوبہ پنجاب قرضے میں ہے کیوں، ہمارا کیا قصور ہے؟ انہوں نے ٹیکس ڈال کر پنجاب کے لوگوں کی مت ماردی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب اور وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار صاحب جاتے ہیں، IMF سے agreement کرتے ہیں اور واپس آ کر ہمارے اوپر قرضے چڑھا دیتے ہیں۔آپ اپنے لالے تلے پورے کرنے کے لئے قرضے لیتے ہیں۔ ہمیں اور ہمارے بچوں کو مقروض کر رہے ہیں اور ہماری آئندہ کی نسلوں کو مقروض کر رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ ہمیں یہ اعتراض ہے کہ آپ نے اپنے شوق پورے کرنے کے لئے ہماری نسلیں مقروض کر دیں۔اس میں ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمارے بچے بھی وہ قرضے ادا کریں گے؟ آج کی انٹرنیشنل رپورٹ کے مطابق پاکستان defaultation کی طرف جارہا ہے اور خدانخواستہ کسی بھی ٹائم default کر سکتا ہے اور قرضوں کی صورتحال یہ ہے۔اب تک پنجاب بنک سے اورنج لائن ٹرین کے لئے 5۔ارب روپے کا قرضہ لے لیا گیا ہے۔وہ قرضہ پنجاب بنک سے کیوں لیا گیا اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ابھی تک حکومت پنجاب کا چائنا کی کمپنی سے agreement mature ہی نہیں ہوا یعنی agreement mature نہیں ہوا اور PC-1 بنا نہیں لیکن اورنج لائن ٹرین پر کام شروع ہو گیا ہے۔مطلب ہر چیز اتنی unfair اور unreal ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ ناجائز کام کرتے وقت ہمارے

وزیراعلیٰ کو یہ بھی ڈر نہیں لگتا کہ آپ کس حد تک جارہے ہیں۔آپ کا ابھی تک کسی کمپنی کے ساتھ ایک معاہدہ تک طے نہیں ہوا اور آپ نے اس پر کام بھی شروع کر دیا ہے۔ مطلب، یہ سینہ زوری کی انتہا ہے "14 کمپنیوں کے 8۔ارب روپے کے فنڈز منتقل کئے گئے ہیں اور وہ کون سی 14 کمپنیاں ہیں جن سے پیسا لیا جارہا ہے یا ان کو دیا جارہا ہے ؟اب ایک پراجیکٹ کا MOU منظور نہیں ہوا، اگر دیکھا جائے تو 611 ترقیاتی منصوبے ایسے ہیں جن کو ختم کیا ہے۔آج اس وقت سرکاری مشینری کے جتنے آفیسرز اس پراجیکٹ پر لگائے گئے ہیں ان کو سختی کے ساتھ یہ ہدایات کی دی گئی ہیں کہ کسی قسم کی کوئی انفارمیشن باہر نہیں نکلنی چاہئے یعنی ان آفیسرز سے جو کام لینا تھا وہ کام نہیں لیا جارہا اور انہیں یہ کہا جارہا ہے کہ ہم جو ناجائز agreement کرنے جارہے ہیں اس agreement کو چھپانا ہے، اس کے معاہدے اور اس کی فائلوں کو چھپا دیا جائے اور یہ کسی کے سامنے نہ آئیں۔ اس پراجیکٹ کے لئے 27 خاص آفیسران کا چناؤ کیا گیا ہے جن کو 6 کروڑ روپے سے زیادہ salaries کی مد میں اس وقت تک دیئے جا چکے ہیں۔ یہ 27 آفیسران کون ہیں؟ ان کو بھی عوام جاننا چاہتے ہیں کہ یہ سپیشل آفیسران کون ہیں جو وزیراعلیٰ پنجاب کے اتنے وفادار ہیں جو ان کی فائلوں کی حفاظت کریں گے اور ان کو کروڑ روپے کی مد میں ہمارے ٹیکسز سے salaries دی جارہی ہیں۔ میں اس میں تھوڑی سی detail میں جاؤں گی کہ حکومت کی طرف سے کہا یہ جارہا ہے کہ ہم نے کوئی پراجیکٹ ختم نہیں کیا اور کسی قسم کی کوئی ایسی چیز عمل میں نہیں آئی جس کی وجہ سے کسی کو تکلیف ہو یا کسی کا حق مارا جائے۔

جناب سپیکر! میں پراجیکٹ کی طرف جانے سے پہلے گزارش کروں گی کہ جو اس وقت جناب احد خان چیمہ آپ کے ڈائریکٹر جنرل، ایل ڈی اے ہیں وہ کسی وقت وزیراعلیٰ پنجاب کے منظور نظر تھے اور ان کو لاہور کا "ڈی سی او" بھی لگایا گیا تھا۔آج صورتحال یہ ہے کہ تب سے لے کر اب تک جس گریڈ پر وہ اس وقت تعینات ہیں ان کو صرف نوازنے کے لئے اس گریڈ سے اپ گریڈ کر دیا جاتا ہے۔ کیوں نوازنے کے لئے ایسا کیا گیا؟ آج تک اس کی وجوہات کسی کو نہیں بتائی گئیں۔ایک ہی بندہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے بھی ہے، میٹرو بس بھی اس نے بنائی، اورنج لائن ٹرین کا بھی تمام کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے اور سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ قائداعظم سولر پراجیکٹ کا CO بھی وہ ہے۔ مطلب سبحان اللہ ایک بندہ کو آپ نے اتنا نوازا ہے تو اس کو نوازنے کے پیچھے کیا پس پردہ وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر! یہ سارے facts عوام جاننا چاہتی ہے کہ آپ ایک بندے پر اتنی نوازشات کیوں کر رہے ہیں؟ مزے کی بات یہ ہے کہ ان کی بیگم چیف منسٹر صاحب کی DS ہیں یعنی آپ پورے کے

پورے خاندان کو نوازنے پر لگے ہوئے ہیں اور آپ نے عوام کا قتل کرنے کے لئے ان کی وفاداریاں خرید لیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو دعویٰ کیا جارہا ہے کہ ہم نے کسی پراجیکٹ کے پیسے نہیں لئے اور ہم نے عوام کا حق نہیں مارا تو ہمارے اس وقت بے شمار ایسے پراجیکٹس ہیں جن کی 16-2015 کے بجٹ میں allocations کی گئی تھیں لیکن وہ allocations drop کر دی گئیں۔ آج 526 قبرستانوں کی ڈویلپمنٹ کا پروگرام تھا اور وہ بھی ختم کیا گیا۔ 23 ہزار بے روزگاروں کو نوکریاں دینی تھی وہ بھی ختم کی گئیں اور ان کا پیسا اس اورنج لائن ٹرین کے لئے لے لیا گیا۔ لاہور اور پنجاب کے اندر جو صاف پانی کا منصوبہ شروع کیا جانے لگا تھا اس کو بھی drop کیا گیا۔ یہ کہہ دیا گیا کہ فی الحال اس کو ایک سائیڈ پر کریں، عوام کو صاف پانی پینے کا حق نہیں ہے اور ان کو صاف پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ بے شک ان کو ہیپاٹائٹس ہوتا رہے اور وہ مرتے رہیں لیکن وہ اورنج لائن ٹرین میں ضرور بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! کسان دشمن حکومت کی انتہا ہے کہ کسانوں کی انکم پر تو ٹیکس لگا ہی دیا لیکن اب کسانوں کے ساتھ ڈرامہ رچایا گیا ہے اور بجٹ میں کہا گیا کہ ہم یہ سہولت دیں گے اور وہ سہولت دیں گے لیکن ان تمام سہولتوں کا پیسا اورنج لائن ٹرین پر خرچ کر دیا گیا ہے۔ وزیراعظم کا ہیلتھ انشورنس پروگرام اور وزیراعلیٰ پنجاب کا خواب، وہ کدھر گیا اور اس کا سارا پیسا بھی اورنج لائن ٹرین کھا گئی۔ ہم youth internship programme شروع کرنے کی بات سن رہے تھے کہ شاید وہ شروع ہو جائے اور یوتھ کو کوئی فائدہ ہو جائے لیکن اس کا سارا پیسا بھی اورنج لائن ٹرین میں غرق کر دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب کا سارا ڈویلپمنٹ فنڈ، ہم نے بجٹ کے اندر بھی تقریریں کیں اور ہم نے اس میں بھی request کی تھی کہ نیشنل فنانس کمیشن کی طرز پر پراونشل فنانس کمیشن بنائیں اور اس چیز کی ضرورت ہے کہ پراونشل فنانس کمیشن کا پیسا ہر ڈسٹرکٹ کو ملے اور ہر ڈسٹرکٹ کی احساس محرومی ختم ہو تاکہ وہاں پر ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ آج ایک بار پھر جتنا بجٹ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا تھا وہ تمام کا تمام اورنج لائن ٹرین کو کھلانے کے لئے وہاں سے اٹھا لیا گیا۔ جنوبی پنجاب کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟ بجلی، آپ کہتے ہیں کہ ہم بجلی لا رہے ہیں، آپ کدھر سے بجلی لائیں گے؟ آپ نے اس وقت جتنا پیسا مختلف سکیموں میں رکھا تھا تو وہ اورنج لائن ٹرین کے لئے اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ یہ ساری باتیں تشویش کی حد تک ہیں، آپ ہسپتالوں میں چلے جائیں، جناح ہسپتال میں چلے جائیں، جنرل ہسپتال میں چلے جائیں اور سروسز ہسپتال میں چلے جائیں تو آپ ان کی حالت دیکھ لیں۔ جب آپ پروٹوکول کے ساتھ جاتے ہیں تو وہاں اور صورتحال ہوتی ہے لیکن جب آپ پروٹوکول کے بغیر چلے جائیں تو آپ کو پتا لگ جائے گا کہ عام آدمی کی وہاں کیا حالت ہے؟

اگر صوبے یا ایک شہر میں صحت کی سہولتیں نہیں ہیں تو اس صوبے میں اورنج لائن ٹرین کیا کرے گی؟اورنج لائن ٹرین کس کس کو اٹھا کر لے جائے گی،لاشوں کو لے کر جائے گی یا ہسپتال کے باہر دم توڑتے لوگوں کو لے کر جائے گی یا کیا کرے گی؟اب جو صورتحال ہے وہ بہت تشویشناک ہے،اس وقت وزیراعلیٰ پنجاب کے اپنے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اس وقت وزیراعلیٰ پنجاب کے اپنے حلقہ کے اندر جو سکول ہیں ان کے اندر چار دیواری نہیں ہے،وہاں پر bath room نہیں ہیں،وہاں پر بچیوں کے پڑھنے،بیٹھنے کے لئے ڈیسک تک نہیں ہیں۔ایجوکیشن کی حالت بہتر ہونے کی بجائے دن بدن خراب ہو رہی ہے، ایجوکیشن کے فنڈز lapse ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!بہت شکریہ۔اس کے بعد جناب ماجد ظہور!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ شُنیلا رُوت!آپ اپنا نام رُوت لکھتی ہیں یا رُوتھ؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!رُوت لکھتی ہوں،یہ بائبل کا نام ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!یہ full testament ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آج جس موضوع پر ہم بحث کرنے جا رہے ہیں وہ اورنج لائن ٹرین ہے۔میں ایک سٹیٹمنٹ دینا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ communication works جو ہیں یا ڈویلپمنٹ works جو ہیں یہ بہت ضروری بھی ہوتے ہیں،ہونے بھی چاہئیں لیکن Not at the cost of human life and security. ہم جو اورنج لائن ٹرین بنانے جا رہے ہیں یا حکومت جس کا ارادہ رکھتی ہے بلکہ ارادہ کیا رکھتی ہے انہوں نے تو اس کو بغیر کسی اجازت کے،بغیر کسی پی سی ون کے،اس پر discussion کئے بغیر ہم اس پر گامزن بھی ہو گئے ہیں،اس پر چلنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم اپنی عوام کے ساتھ سراسر زیادتی کر رہے ہیں، خاص طور پر پنجاب کے لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے اور mass community اس سے displace ہو رہی ہے۔یہ directly غریب لوگوں کو hit کر رہی ہے،غریب لوگوں کی وہاں پر

اموات بھی ہو رہی ہیں۔ہزاروں غریب لوگ اپنے گھروں سے بے گھر ہو جائیں گے ان کے business ختم ہو جائیں گے،آپ کو پتا ہے کہ ایک غریب آدمی کے لئے even lower middle class کے لئے گھر بنانا مشکل ہے۔پوری زندگی لگتی ہے تو اس کا گھر بنتا ہے اور یہاں اس روٹ پر بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ pre-partition یہاں پر رہ رہے ہیں،اب ان کے گھر بھی مسمار کر دیئے گئے ہیں ان کے business ختم ہو کر رہ گئے ہیں اور ان کا روزگار ختم ہو گیا ہے۔میں سمجھتی ہوں یہ غریب کا قتل ہے جو ہم کرنے جا رہے ہیں۔یہاں پر بہت سی ایسی communities بھی رہتی ہیں جو بہت vulnerable communities ہیں جو دوسری communities پر dependent ہیں،اس میں بہت سارے Non-Muslims بھی ہیں minorities بھی یہاں پر رہتی ہے۔ہم ان کا بھی قتل عام کرنے جا رہے ہیں۔بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو اس اورنج لائن ٹرین کے آس پاس رہتے ہیں، جن کو اب شہر چھوڑ کر جانا پڑے گا، جن کو شہر کے کنارے پر رہنا پڑے گا اور ان کو سکولوں کی سہولیات ہوں گی نہ ہسپتالوں کی سہولت ہو گی۔اس کے علاوہ اس وقت جہاں وہ کام کرتے ہیں اس سے بھی بہت دور چلے جائیں گے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑی زیادتی ہے اس ایریا کی جو population density ہے وہ تقریباً 8968 ہے اور almost thirty one to one thirty two per square Kilometer ہے اور یہاں پر جو لوگ largely effect ہوں گے وہ پانچ سے چودہ سال کے بچے ہوں گے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے،اس کے ساتھ ساتھ جو environmental issue آئیں گے health issues آئیں گے،سب سے بڑا issue جس پر میں تفصیل کے ساتھ بات کرنا چاہتی ہوں وہ heritage ہے اس میں ہم world heritage convention کی بھی violation کرنے جا رہے ہیں National Antiquity Act 1975 کی بھی violation کرنے جا رہے ہیں،اس کے علاوہ ہم Punjab Special Premises Ordinance کی بھی violation کرنے جا رہے ہیں اور ہمیں کوئی پروا نہیں ہے کہ ہم کس کے ساتھ کیا کرنے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر!اگر ہم دیکھیں تو national heritage کے تحت چار چرچ اس کی زد میں آ رہے ہیں اور یہ چرچ مسیحوں کی، کرسچنوں کی worship bases ہیں۔یہ عام بلڈنگیں نہیں ہیں،ان کو ہم عام بلڈنگ کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے،یہ وہ بلڈنگیں ہیں جن کو بڑی عقیدت کے

ساتھ ، بڑی دعا کے ساتھ ،اس جگہ کو بھی تقدیس کیا جاتا ہے اور پھر وہاں پر چرچ بنایا جاتا ہے۔یہ چاروں چرچ اس کی زد میں آرہے ہیں وہ سو سال سے بھی پرانے چرچ ہیں۔ میں یہاں پر اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہوں گی کہ سینٹ اینڈریوز چرچ نابھہ روڈ پر واقع ہے ،یہاں پر ان کا front pillar بالکل مسمار کر دیا جائے گا وہاں پر انہوں نے نشان بھی لگایا ہے،وہاں سے ایک tunnel underground لے کر جائیں گے اور اس کی depth سولہ سے بیس فٹ تک ہو گی ۔اس چرچ کی foundation دس فٹ deep ہے،اگر آپ سولہ سے بیس فٹ deep جائیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس کی foundation کو بھی ہلائیں گے جس سے چرچ کی بلڈنگ کو نقصان پہنچے گا۔چرچ کی یہ بلڈنگ 1860 میں تعمیر ہوئی تھی اور ہمارے National Antiquity Act 1975 کے مطابق 1875 سے پہلے جتنی بھی بلڈنگیں ہیں وہ national heritage میں آتی ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی national heritage کا ایک حصہ ہے۔یہ نہ صرف یہ کہ مسیحیوں کے لئے ایک بہت عقیدت کی جگہ ہے بلکہ ہماری قوم کے لئے،ہمارے ملک کے لئے بھی ایک heritage کی حیثیت رکھتی ہے۔ہائی کورٹ میں اس مسئلے پر ایک رٹ ہو چکی ہے اور حکومت نے ہائی کورٹ میں جو اپنا جواب جمع کروایا ہے اس میں انہوں نے بابا" موج دریا" کو تو مستثنیٰ قرار دے دیا ہے،وہاں انہوں نے کہا ہے کہ اس سے ہٹ کر ہم اورنج لائن ٹرین لے کر جائیں گے لیکن انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ جو سینٹ اینڈریو چرچ ہے یہ national heritage کا حصہ نہیں ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ حکومت ہم مسیحیوں کی عبادت گاہیں جو قدیم زمانے سے .بنی ہوئی ہیں،ڈیڑھ دو سو سال پرانی ہیں ان کو ہم heritage کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، میں سمجھتی ہوں کہ اس کا بھی نوٹس لیا جائے۔لاہور کینتھڈرل جو کہ مال روڈ پر واقع ہے،اس کی دو کنال جگہ حکومت pumping ground کے لئے لینا چاہتی ہے، جس سے چرچ بالکل expose ہو جائے گا اور اس کی سکیورٹی کے بہت سارے issues raise ہوں گے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے۔یہ بھی ڈیڑھ سو سال پرانا چرچ ہے اور .This will be easy access to terrorists میں سمجھتی ہوں کہ اس پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ نولکھا چرچ جو ایمپریس روڈ پر واقع ہے۔اس پر overhead پل بنے گا جس کے لئے 30 فٹ front سے جگہ لے رہے ہیں جس سے front کی دیوار ختم ہو جائے گی اور بڑے پرانے درختوں کو بھی کاٹ دیا جائے گا اور یہاں پر بھی چرچ بالکل expose ہو جائے گا terrorists کے لئے بہت easy approach ہو گی۔ یہ چرچ بھی 1853 میں تعمیر ہوا

تھا۔اس کے ساتھ ہی نکلسن روڈ پر ایک بہت پرانا چرچ ہے جو British Methodist Church نے بنایا تھا اور بعد میں اس کو Presbyterian Church کو یہ دے دیا گیا تھا۔یہاں پر 74 فٹ چوڑا پل اس کے اوپر سے بنے گا اور یہ پورے چرچ کے اوپر بنے گا اس کا front پورا کا پورا ختم ہو جائے گا اور چرچ کی expose front ہو جائے گی، وہاں پر 74 فٹ چوڑا جب سٹیشن بنے گا تو اس سے چرچ کی کوئی safety اور security نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی باور کروا دینا چاہتی ہوں کیونکہ ابھی تک حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم اورنج لائن ٹرین کو underground لے جائیں گے اوپر سے لے جائیں گے، ہم چرچ کو تو بالکل ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے لیکن law کے مطابق، constitution کے مطابق جب کوئی overhead bridge بنتا ہے یا underground tunnel بناتے ہیں تو وہ گورنمنٹ کے اختیار میں آ جاتا ہے کہ وہ اس کو acquire کر سکتی ہے۔آج شاید (ن) والوں حکومت تو نہیں کرے گی لیکن کل پتا نہیں کون ہو گا تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بات کو مد نظر رکھا جائے اور اس کو روکا جائے۔ گورنمنٹ کسی بھی ٹائم اس کو کلیم کر سکتی ہے اس لئے یہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔ ہم مسیحی لوگ تو پہلے ہی vulnerable communities ہیں، ان کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں اور جو وسائل ہمارے پاس ہیں۔اگر آپ ان کو اس طرح سے ضائع کریں گے تو ہمارے لئے یہ بہت پریشانی کی بات ہے۔ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور ان قیمتی عمارات کو جو مسیحیوں کا اثاثہ ہیں، نہ صرف مسیحیوں کا اثاثہ ہے بلکہ اس ملک کا بھی اثاثہ ہے اور پنجاب کا اثاثہ ہے۔ان کے safeguard کے لئے میری استدعا ہو گی کہ ان کو منظور کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ انور!

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے کوئی صاحب notes لے رہے ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! notes لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ ان کا کام تو نہیں ہے لیکن آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ کل لاء منسٹر صاحب نے بات کی تھی کہ اس صوبے کو ترقی کرنے سے نہ روکیں اور پاکستان کو ترقی کرنے سے نہ روکیں۔ ہم تو خود یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے، پنجاب ترقی کرے اور اس ملک کا ہر صوبہ ترقی کرے۔ کون سا پاکستانی ہو گا جو یہ نہیں چاہے گا کہ ہمارا ایک ایک صوبہ ترقی کرے۔ میں یہاں پر priorities کی بات کروں گی کہ اگلے پانچ دس سال یا آنے والا جو بھی near future ہے اگر اس میں کوئی لڑائی ہو گی اور بڑی لڑائی ہو گی تو وہ پانی کے مسئلے پر ہو گی۔ ہمارے ملک میں پانی کا bed level raise ہونے کی بجائے day by day نیچے جا رہا ہے اور بارانی علاقے میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہی ہوں ہمیں priorities fix کرنی چاہئیں یہاں اورنج لائن ٹرین کا تو بڑا شور ہے کہ ہمیں اورنج لائن ٹرین چاہئے میں کہتی ہوں کہ ہمیں چاہئے لیکن کب چاہئے؟ جب لوگوں کے پیٹ بھرے ہوئے ہوں اور جب لوگوں کے پاس روزگار ہو۔ میرے علاقے میں جا کر دیکھیں کہ عورتیں کتنے کتنے میلوں سے پانی بھر کر لاتی ہیں وہ سب کی بہنیں، بیٹیاں اور مائیں ہیں ان لوگوں پر رحم کیجئے۔ وہ عورتیں یہاں آ کر اورنج لائن ٹرین پر بیٹھیں گی نہ انہیں پتا ہو گا کہ اورنج لائن ٹرین کیا ہے۔ ان کی یہ priorities ہیں کہ اورنج لائن ٹرین پہلے بن جائے لیکن لوگوں کے پیٹ خالی رہیں اور انہیں روزگار نہ ملے۔ ایجوکیشن سیکٹر میں جا کر دیکھ لیں کہ کیا حالات ہیں اس لئے priorities fix کرنے کی بات ہے۔ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن بات priorities کی ہے اگر آج انہوں نے یہ پیسے ایجوکیشن سیکٹر میں لگا دیئے ہوتے تو بہت بہتر ہوتا۔ آپ جا کر میرے علاقے میں دیکھیں کہ بچیاں اتنی دور سے پڑھائی کے لئے نہیں آ سکتیں اور گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں۔ بے چارے بچے تو رلتے کھلتے پہنچ ہی جاتے ہیں اور کچھ نہ کچھ کر لیتے ہیں۔ یہ priorities کی بات ہے، یہ اورنج لائن ٹرین کی بات کرتے ہیں لیکن ہم اپنے دکھ روتے ہیں، ہمارے علاقوں میں بھی جا کر دیکھا جائے کہ ہم پانی کے لئے ترس رہے ہیں، ہم ایجوکیشن کے لئے ترس رہے ہیں اور ہر اس چیز کے لئے ترس رہے ہیں جو ہر انسان کی basic need ہے۔ یہ ٹرین ضرور بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب پری بجٹ بحث ہو گی تو اس میں آپ ایسی باتیں کر لیں۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بہت باتیں کیں، جب سے اس ایوان میں آئی ہوں تب سے لے کر آج تک کر رہی ہوں۔ ہم نے بھی تو اپنا مقدمہ پیش کرنا ہے لیکن کس کے آگے کرنا ہے ؟ یہاں تو کوئی سننے والا بھی نہیں ہے۔ آپ بیٹھے ہیں لیکن شاید ہماری یہ تقریریں اور باتیں لاء منسٹر اور ان سب کے سر سے گزر جاتی ہیں اور حکومت سننا ہی نہیں چاہتی۔

جناب سپیکر: مہربانی

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر حکومت واہ واہ کروانا چاہتی ہے تو واہ واہ تو بڑی جلدی ہو جاتی ہے لیکن ایسے واہ واہ نہیں ہوتی۔ لوگوں کی دعائیں لیں مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ٹرینیں بنائیں، شاہی فرمان جاری کریں لیکن شاہی فرمان جاری کرنے سے لوگوں کے دلوں پر حکومت نہیں کریں گے بلکہ ان کی تکلیفیں دور کریں، ان کی تکلیفیں دور کریں گے تو واہ واہ بھی ہو گی اور ان کی حکومت بھی رہے گی ورنہ جنہوں نے ووٹ دیئے وہ ان سے یہ حکومت لے بھی لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کون کہتا ہے کہ سب اچھا ہے ؟ مجھ سے پوچھئے کہ کیا اچھا ہے جائیں میرے علاقے میں اور بتائیں کہ کیا اچھا ہے۔ میں کیا کہوں کہ کیا اچھا ہے ؟ وہاں ہمیشہ سے مسلم لیگ (ن) کی حکومت رہی اگر سب اچھا تھا تو میں ان Chairs پر کیا کر رہی ہوں، مجھے جواب دیا جائے کہ میں یہاں پر کیا کر رہی ہوں ؟ وہاں پر کچھ اچھا نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنے پیٹ بھرے ہوئے چاہئیں، ہمیں روزگار چاہئے، ہمیں بجلی چاہئے۔ یہ پیسا بجلی پر لگا دیتے، گیس پر لگا دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ بھی لگنے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ بچیوں پر لگا دیتے۔ صرف چند ہزار لوگ اس ٹرین سے فائدہ اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پورا پاکستان ہے، پورا پنجاب ہے۔ یہ پنجاب کی بات کرتے ہیں، میں اپنے جہلم کی بات کرتی ہوں کیونکہ میرے جہلم میں جو حالات ہیں میں ان پر بات کروں گی۔ میں پہلے بھی بات کرتی رہی، میں آج بھی کر رہی ہوں اور آئندہ بھی کروں گی۔ میں اس ایوان میں چیخ چیخ کر کہتی رہی کہ ہمیں ایک پل دے دیں۔ کیا وہ پل دیا، آج وہ پل کس حالت میں ہے ؟ آپ جا کر دیکھیں کہ

ہمارے لئے وہ گھان کا پل کتنا ضروری ہے۔یہاں پر باتیں تو بہت ہوتی ہیں all is well لیکن آنکھیں بند کرنے سے all is not at all well (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ لوگوں کو convince کرنے میں جتنی جان مار رہے ہیں کہ اورنج لائن ٹرین بننی چاہئے یہ اتنی جان لوگوں کے مسائل حل کرنے پر ماریں۔یہاں پر میرا یہ سوال ہے اگر اتنی ٹرینیں ہی چلنی ہیں تو پہلے اس صوبے کو ٹھیک کیجئے۔ میں تو بار بار کہہ رہی ہوں کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کے پیٹ بھرے ہوں گے، روزگار میسر ہو گا تو وہ ٹرین دیکھنے آئیں گے لیکن جب کھانے کے لئے بھی نہیں ہو گا تو کرائے کہاں سے آئیں گے اور وہ ٹرینوں میں کیسے بیٹھیں گے ؟ہمیں ٹرینیں نہیں چاہئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ڈانگاں سوٹے لے کے آن گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ سبسڈی دے رہے ہیں۔ میں کل اپنی بہنوں سے یہ بات کر رہی تھی کہ یہ سبسڈی دے رہے ہیں لیکن ہمیں کیوں نہیں بتاتے کہ یہ کہاں سے پوری ہوں گی، day by day انٹرنیشنل میڈیا چیخ رہا ہے اور پہلے بھی میری ایک بہن نے کہا کہ انٹرنیشنل میڈیا چیخ رہا ہے کہ ہم defaulter ہونے جا رہے ہیں، آنکھیں بند کرنے سے حقیقتیں نہیں چھپتیں ،آنکھیں کھول کر حقیقتوں کی طرف دیکھیں realistic ہو کر دیکھیں۔ پنجاب کی بات کریں، صرف لاہور ہی تو پنجاب نہیں ہے، یہ اسے تخت لاہور کہتے ہیں، صرف لاہور کی بات نہ کریں ہم بھی اسی پنجاب میں رہتے ہیں ہمارا بھی اس پنجاب پر حق ہے۔ کیوں یہ ٹرینیں بنیں اور کیوں یہ میٹرو بنے؟ میٹرو بنا دی اب یہ ٹرینیں بنانے جا رہے ہیں۔ یہ کیوں بنیں اور ہمیں ہمارا حق دیں ہم اپنا حق مانگتے ہیں۔ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپنے علاقے کے لئے حق مانگتی ہوں، پہلے ہمیں ہمارا حق دیں پھر اس کے بعد یہ ٹرینیں چلائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ باتیں پری بجٹ میں کریں۔آپ کی مہربانی

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! نہیں، یہ زیادتی ہے، یہ ظلم ہے، یہ لوگوں پر ظلم ہے یہ ہماری عوام پر ظلم ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کیسا ظلم ہے کہ ان کو غربت نظر نہیں آتی جہاں پر ان کو بھوک نظر نہیں آتی جہاں پر لوگوں کی بیٹیاں گھروں میں بیٹھی نظر نہیں آتیں۔ ہم ان ٹرینوں کو کیا کریں گے ؟ ہمیں تو وہ چاہئے جو زندگی کی حقیقتیں ہیں۔ میں آج بات کروں گی، یہ بات کرنا میرا حق بنتا ہے، اپنا حق مانگنا میرا حق بنتا ہے۔ یہ وہ حق ہے جو آپ لوگ ہمیں نہیں دے رہے۔ کیوں نہیں دے رہے اور صرف ایک نہر مانگی تھی میرے علاقے کو وہ کیوں نہ دی ؟ ایسے لالی پاپ دکھا دیتے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا ہم نے وہ کر دیا۔ یہ وہ کرنے سے حقیقتیں نہیں چھپتیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! نہیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پلیز مجھے آگے چلنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، کسی اور کو بھی باری لینے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ بیٹھیں ۔ محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ ، شاباش۔ جی، جناب محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جناب سپیکر: sorry یہ گل ہے یا گل ہے ؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! گل ہے۔

جناب سپیکر: اچھا چلیں ٹھیک ہے۔

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے all is well کی آوازیں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آج اورنج لائن ٹرین پر۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بٹھا دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: No cross talk please جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آج اورنج لائن ٹرین پر بحث ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسے مفاد عامہ کے منصوبے پر بحث ہو رہی ہے جو دنیا میں یہ بتا دے گا کہ پاکستانی قوم کسی سے کم نہیں ہے۔ اگر دنیا میں کہیں اور یہ منصوبہ بن سکتا ہے تو اللہ کی مہربانی سے پاکستان کے اندر بھی

اور نج لائن ٹرین بن اور چل سکتی ہے۔ مجھے بڑاافسوس ہے کہ اپوزیشن نے جو سوالات اٹھائے کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ اور نج لائن ٹرین کو مفاد عامہ کے طور پر قبول کرتے ہوئے کوئی تجاویز دیتے۔ حزب اختلاف نے خود ہی مطالبہ کیا تھا کہ اور نج لائن ٹرین پر بات ہونی چاہئے۔آج جب اس پر بحث ہو رہی ہے تو یہ اور نج لائن ٹرین کی بجائے بجلی اور گیس کی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے بجلی پر بھی بہت کام کیا ہے۔ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے یہ اعلان کیا ہے کہ سال2018تک اس ملک سے لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔جب میٹرو بس کا منصوبہ شروع ہوا تو اُس وقت بھی حزب اختلاف نے بڑا شور مچایا تھا لیکن آج وہ منصوبہ لاہور کے شہریوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔جب بات لاہور کی ہو رہی ہے تو سنو! میں بھی لاہور کا پکا باسی نہیں ہوں۔یہاں پر بیٹھے ہوئے ممبران کی اکثریت لاہور سے تعلق نہیں رکھتی،لاہور کے تو بہت کم افراد ہیں جبکہ پورے پنجاب کے لوگوں کو اسی لاہور نے اپنے اندر سمایا ہوا ہے۔لوگ روزگار کے لئے اور اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے یہاں پر آتے ہیں تو پھر کیوں نہ یہ منصوبہ لاہور کے اندر شروع کیا جائے؟ اس وقت لاہور شہر کی آبادی تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہو چکی ہے۔ابھی حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی میری ایک بہن نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس منصوبے پر چھ فیصد سود دیا جائے گا۔یہ غلط اعداد و شمار ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ انہیں تو اور نج لائن ٹرین منصوبے کے بارے میں حقائق معلوم ہی نہیں ہیں۔ پاکستان کے اندر دوسرے ممالک کی کوئی کرکٹ یا ہاکی ٹیم میچ کھیلنے نہیں آتی اور دنیا کا کوئی سرمایہ کار اس ملک میں سرمایہ کاری کرنے نہیں آتا تھا۔یہ شرف اور اعزاز میرے قائد خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے کہ وہ اس پنجاب کے اندر 160۔ارب روپے کی سرمایہ کاری لائے ہیں۔

جناب سپیکر! میٹرو بس کا منصوبہ جب شروع ہوا تھا تو حزب اختلاف کے ساتھی اسی طرح روتے اور چیختے چلاتے تھے لیکن جب لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو پھر الیکشن میں ان کا جو حال ہوا وہ پوری قوم نے دیکھ لیا ہے۔یہی میٹرو بس جب اسلام آباد میں چلی تو حزب اختلاف نے وہاں پر بھی بلدیاتی الیکشن میں اپنا حال دیکھ لیا۔اب یہ اور نج لائن ٹرین کو رو رہے ہیں جبکہ ہم تو اس طرح کے مزید کئی مفاد عامہ کے منصوبے شروع کرنے والے ہیں۔ ہم بلیو لائن اور پرپل لائن ٹرین کے منصوبے بھی شروع کریں گے۔ حزب اختلاف کے ایک ممبر نے کہا کہ صاف پانی منصوبے کا پیسا اور نج لائن ٹرین پر لگا دیا گیا اور صاف پانی کمپنی کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں ان کی معلومات میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگلے ایک آدھ ماہ میں ہم بہاولپور میں 100 کے قریب صاف پانی کے فلٹریشن پلانٹس لگانا چاہتے

ہیں۔یہ جدید ترین فلٹریشن پلانٹس ہیں۔ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق یہ پلانٹس پورے صوبہ پنجاب کے اندر لگائیں گے۔ہمارے وہ اضلاع جو کہ گندے پانی سے متاثر ہیں وہاں پر یہ فلٹریشن پلانٹس پہلے لگائے جائیں گے اور لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وحید گل صاحب!اورنج لائن ٹرین کے بارے میں بات کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! مجھے حزب اختلاف کی باتوں کا جواب دے لینے دیں۔قائد حزب اختلاف نے کہا کہ جب اورنج لائن ٹرین چلے گی تو اس سے گرمی پیدا ہو گی۔میں کہتا ہوں کہ اس سے کوئی گرمی پیدا نہیں ہو گی بلکہ گرمی تو ان کے اندر ہے جو کہ باہر آ رہی ہے۔یہ اورنج لائن ٹرین کو کھٹّی ٹرین کہتے ہیں۔ان کو یہ کیوں کھٹی ہے؟ان کے پاس میٹھی چیزیں ٹھہرتی نہیں اس لئے ان کو ہر چیز کھٹّی لگتی ہے۔

جناب سپیکر: وحید گل صاحب!آپ اورنج لائن ٹرین کے فائدے بتائیں۔حزب اختلاف پر comments نہ کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!جب اورنج لائن ٹرین چلے گی تو اس سے عوام کو بہت فائدہ ہو گا۔جس طرح میٹرو بس نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے اسی طرح یہ بھی بڑی مفید ثابت ہو گی۔حزب اختلاف کے ایک معزز ممبر صوبہ پنجاب کے ایک آفیسر احد چیمہ کا نام لے کر تنقید کر رہے تھے۔اس آفیسر کا سابقا ریکارڈ کرپشن والا نہیں،اگر وہ لاہور شہر اور صوبہ پنجاب کی ترقی کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کر رہا ہے تو پھر اس کو شاباش کیوں نہ دی جائے؟قائد حزب اختلاف نے کہا کہ اورنج لائن ٹرین منصوبہ کی وجہ سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے ہیں حالانکہ ان متاثرین کی تعداد اڑھائی ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ان متاثرین کو عزت و آبرو کے ساتھ،تواضع کرتے ہوئے one window operation کے تحت مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادائیگی کی جا رہی ہے۔یہ 27 کلو میٹر لمبا ٹریک ہے۔جب یہ اورنج لائن ٹرین چلے گی تو اڑھائی گھنٹے کی مسافت صرف 45 منٹ کے اندر طے ہو سکے گی۔وہ بیٹی جو ڈاکٹر بننا چاہتی ہے اور اپنے گھر سے دُور میڈیکل کالج میں پڑھنے کے لئے جانا چاہتی ہے،وہ بیٹا جو پڑھنے کے لئے جانا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس میاں محمود الرشید اور ڈاکٹر مراد راس جیسی بڑی گاڑی اور ڈرائیور نہیں ہے تو وہ کیا کرے۔جب یہ اورنج لائن ٹرین چلے گی تو وہ بیٹی اور بیٹا باعزت طریقے سے اس کے اندر سفر کر کے اپنے کالج یا یونیورسٹی جا سکیں گے۔اس میں حزب اختلاف کو کیا مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: وحید گل صاحب!آپ مہربانی کر کے حزب اختلاف کے معزز ممبران کا نام لے کر ذکر نہ کریں۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!یہ مفاد عامہ کا منصوبہ ہے۔میں سمجھتا تھا کہ شاید حزب اختلاف کو لاہور شہر، پنجاب اور پاکستان کی عوام کا اتنا ہی درد ہو گا جتنا کہ ہمیں ہے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔یہ پنجاب کی بات کرتے ہیں۔کل رات کی خبر تھی کہ خیبر پختونخوا کے اندر آٹھ سالہ بچے کو کاٹ کر ہلاک کر دیا گیا اور وہاں پر پی ٹی آئی کی حکومت ہے۔

جناب سپیکر: وحید گل صاحب!آپ اپنے صوبے کی بات کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!حزب اختلاف کی طرف سے یہاں پر سوائے تنقید کرنے کے کوئی اور کام نہیں کیا جاتا۔وزیر اعلیٰ پنجاب صرف اورنج لائن ٹرین منصوبہ نہیں بلکہ اس طرح کے کئی دوسرے منصوبے بھی بنائیں گے۔آپ نے دیکھا کہ پچھلے دنوں یلو کیب ٹیکسی کے حوالے سے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں۔اس منصوبہ کی تمام انوسٹمنٹ ترکی کرے گا اور یہ یلو کیب ٹیکسیاں لاہور شہر میں چلیں گی۔لاہور کے بعد یہ یلو کیب ٹیکسیاں راولپنڈی، بہاولپور اور پنجاب کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی چلائی جائیں گی۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی حکومت نے ایجوکیشن سیکٹر پر بھی focus کیا ہوا ہے۔ہماری حکومت نے دانش سکول بنائے۔دانش سکولوں میں میرے، باقی معزز ممبران یا جاگیرداروں کے بچے تعلیم حاصل نہیں کر رہے بلکہ ان میں غریب اور یتیم بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔دانش سکولوں میں مزدور، کسان اور ہاری کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔یہ کاروان اسی طرح چلتا رہے گا، چلتا رہے گا۔بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!اگر وحید گل صاحب کی یہ تقریر ان کے حلقے کے لوگوں کو سنوائی جائے تو وہ انہیں سڑک پر گھسیٹیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر comments نہ کریں۔ان کے حلقہ کے لوگ جو کچھ کہیں گے اسے وہ خود ہی برداشت کر لیں گے۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔چودھری غلام مرتضیٰ، پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں۔اب میں انہیں دعوت خطاب دیتا ہوں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔میں اس پراجیکٹ کے حوالے سے مختصراً گزارش کروں گا کیونکہ میں شعلہ بیاں مقرر تو

ہر گز بھی نہیں ہوں۔اگر اس پراجیکٹ کی بات کی جائے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پراجیکٹ اچھا ہے لیکن جس انداز سے تنقید اور جس انداز سے اس کی مدح سرائی کی جارہی ہے اُس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ ایوان اس کو متنازعہ بنانے جارہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پوری دنیا میں جہاں بھی اس طرح کے پراجیکٹ launch کئے جاتے ہیں اُن کا basic purpose عوام کو سہولت کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر ٹریفک کا load کم کرنا ہوتا ہے۔میں اپنی دانست کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پچھلا منصوبہ جو میٹرو بس کا بنایا گیا تھا اُس پر اربوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی سڑکوں پر traffic load میں کوئی کمی نہیں آئی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے motive اچھا تھا لیکن جگہ جگہ پر جب تک parking lots نہیں بنائے جائیں گے لوگ اپنے گھروں سے گاڑیوں پر اُسی طرح سے آئیں گے اور سڑکوں پر اُسی طرح سے رش قائم رہے گا۔یہ سچ بات ہے کہ لوگوں کو سہولت ملی ہے لیکن سڑکوں پر traffic load کو کم نہیں کیا جاسکا جو اس کا ایک بڑا مقصد ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر!اب جو اورنج لائن اور بلیو لائن کی بات ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنے بڑے شہر کو manage کرنے کے لئے اس طرح کا ایک نہیں بلکہ ایک سے زیادہ منصوبے بننے چاہئیں اور future کی یہ planning گورنمنٹ کی ترجیح میں شامل ہونی چاہئے لیکن مختصراً گزارش ہے کہ اس کو متنازعہ کیا جارہا ہے۔Top bureaucrats مشورے دیتے ہیں کہ دیگر پراجیکٹس میں سے پیسے نکالیں اور اس میں ڈال دیں۔یہ بات شاید ایوان میں بتانی چاہئے یا نہیں لیکن میں آپ کو ایک fact position بتارہا ہوں کہ میں نے دو چیزوں کو خود observe کیا ہے کہ تحصیل یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر لوگ یہ بات نوٹ کر رہے ہیں۔میں اُس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ٹی ایم اے ہارون آباد میں سویپرز کو تین ماہ کی تنخواہ نہیں دی گئی اور جب لوگ ایڈمنسٹریٹر سے بات کرتے ہیں کہ جناب!سویپرز کو تنخواہیں کیوں نہیں دے رہے تو ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے یہ جواب آتا ہے کہ یہ پیسے اورنج لائن ٹرین میں جارہے ہیں جس کی وجہ سے پبلک میں نفرت کی ایک فضا پیدا ہورہی ہے کہ گورنمنٹ ہماری تین تین مہینے کی تنخواہیں رکھ کر اورنج لائن ٹرین میں دے رہی ہے۔Top bureaucrats مشورے دے رہے ہیں کہ وہاں سے پیسے نکالیں اور اُن کے low subordinates لوگوں کو اس سے متنفر کرنے جارہے ہیں۔اسی طرح سے جنوبی پنجاب کی جو بات کی جارہی ہے اور ہارون آباد جنوبی پنجاب کا حصہ ہے تو کچھ مہینے پہلے وہاں پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے ٹینڈرز ہوئے جس میں پینے کے صاف پانی اور کچھ سڑکوں کی سہولیات موجود تھیں،ٹینڈر کرنے کے بعد وہ سارے پیسے اُٹھا کر غائب کر دیئے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا جارہا۔

ایک افسر نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ جناب! یہ پیسے اورنج لائن ٹرین کے منصوبے میں واپس جا چکے ہیں تو میں کہہ رہا ہوں کہ جب کسی کی حق تلفی کر کے اس کو بنایا جائے گا تو پھر یہ تکلیف کا باعث ہے۔ میں اس منصوبے کی مخالفت ہر گز نہیں کرتا کیونکہ یہ منصوبہ اچھا ہے لیکن جس طریقے سے باقی لوگوں کی حق تلفی کر کے اس کو بنایا جا رہا ہے اس بات کی تکلیف ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، جناب خرم شہزاد!

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ اچھا تو یہ ہوتا کہ یہ منصوبہ شروع کرنے سے پہلے اس کے تمام facts and figures بتائے جاتے اور پھر اُن پر بحث کی جاتی۔ بات یہ ہے کہ فیصل آباد کو پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ ٹیکسز فیصل آباد سے دیئے جاتے ہیں۔ میری بہن ڈاکٹر نجمہ افضل بھی بیٹھی ہوئی ہیں، لاء منسٹر اور میرے حلقہ میں ایک گلی کا فرق ہے۔ وہاں پر الائیڈ ہسپتال اور سول ہسپتال ہے میں اپنی بہن کو چیلنج کرتا ہوں وہ میرے ساتھ چلیں وہاں پر ایک ایک bed پر دو دو patient لیٹے ہوئے ہیں اور پنجابی کی مثال ہے کہ اس طرح مجھاں نُوں ٹیکے نہیں لگدے جس طرح انسانوں کو لگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سب سے پہلے ہماری priorities health, education and law and order پر ہونی چاہئیں۔ پچھلے ہفتے فیصل آباد میں چار ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ جن کے گھر ڈکیتی ہوئی میں وہاں پر بیٹھا ہوا تھا تو لاء منسٹر صاحب بھی اُنہی کے گھر آ گئے۔ اُن کے گھر میں سات کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تھوڑا relevant ہو جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! کیا کل یہاں پر رانا محمد ارشد نے relevant باتیں کی ہیں؟

جناب سپیکر: میری بات سُنیں اُس کے لئے آپ کے پاس forum موجود ہے۔

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! یہ priorities کی بات ہے۔ اِدھر اتنے اللے تللے ہو رہے ہیں اور سرکاری ملازموں کی دس بارہ فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اس طرح ان کا کام چلتا ہے؟ جناب محمد وحید گل نے بات کی ہے میں بولا نہیں۔ اسی طرح رانا محمد ارشد انشاء اللہ، ماشاء اللہ کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی آپ relevant رہیں۔

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ کسانوں کا کیا حال ہے اور سرکاری ملازموں کا کیا حال ہے؟ ہمارے فیصل آباد سے 30 کلو میٹر دور دانش سکول بنا دیا ہے کیا کسی غریب کا بچہ وہاں جا کر پڑھ سکتا ہے؟ ہمارے سرکاری سکول ہماری گلیوں محلوں میں موجود ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آپ کو میری بات سُننی پڑے گی۔ کل رانا محمد ارشد نے اورنج لائن ٹرین کے متعلق ایک بات بھی نہیں کی اور انہوں نے دس منٹ بحث کی لیکن میں priorities کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پولیس کی 28 ہزار کی strength ہے اور فیصل آباد میں پولیس کی 6 ہزار strength ہے۔ لاء اینڈ آرڈر میں finance کیا جائے اور وہ ہماری priorities ہونی چاہئیں۔ ہمارے لاء منسٹر صاحب بہت کام کرتے ہیں ان کو یہ پتا ہے کہ میں نے ڈی ایس پی کس تھانے میں لگانا ہے، ایس ایچ او کس تھانے میں لگانا ہے اور یہ وہ کام کریں گے جہاں سے انہیں 30/30 فیصد کمیشن ملے گا۔ کسی تھانے میں گاڑی ہے، نہ موٹر سائیکل ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ 165۔ارب روپے کے اللے تللے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اورنج لائن ٹرین ضرور بننی چاہئے لیکن پہلے ہمیں اپنی priorities set کرنی چاہئیں۔ آپ اپنے سرکاری سکول LGS and Beacon house level کے کیوں نہیں بناتے؟ کسان بے چارے بھی روزانہ protest کر رہے ہیں کیونکہ اُن کی فصلیں نہیں بک رہیں۔

جناب سپیکر! میں اورنج لائن ٹرین کے منصوبے سے انکار نہیں کرتا لیکن یہ اپنے اللے تللے تو روکیں۔ رائیونڈ میں سکیورٹی کے اللوں تللوں کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی سکیورٹی ضروری ہے کسی اور کی ضروری نہیں ہے؟

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! سب کی سکیورٹی ضروری ہے۔ ہم تو لاء اینڈ آرڈر کی بات کر رہے ہیں۔ فیصل آباد میں سات کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے۔ قانون سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے۔ ہمارے لاء اینڈ آرڈر کی یہ پوزیشن ہے کہ مائیں ڈرتی ہوئی اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجتیں۔ پینے کا صاف پانی نہیں ہے جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ ہیپاٹائٹس سے مر رہے ہیں، پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور ہم اورنج لائن ٹرین پر لگے ہوئے ہیں۔ اس میں 20 لاکھ لوگوں نے سفر کرنا ہے اور ہمارے فیصل آباد ضلع کی آبادی 2 کروڑ ہے۔ انہیں بھی وہاں سہولیات مہیا کی جائیں اور ان کی بنیادی ضروریات کو تو پورا کیا جائے۔ آپ کون سے پنجاب کو ترقی دے رہے ہیں۔ فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا ضلع ہے۔ ہمارے لاء منسٹر

صاحب وہاں پر کہتے ہیں کہ سب اچھا ہے جبکہ وہاں پر لاء اینڈ آرڈر ہے اور نہ سکولوں کی حالت اچھی ہے۔ میں رانا ثناء اللہ کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے ساتھ چلیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ wind up کریں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! یہ تمام کام اس وقت ہوتے ہیں جب ہم لوگ ہر جگہ سے satisfied ہوں۔ یہ تیس تیس فیصد کمیشن کے کاموں کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ wind up کریں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اپوزیشن کے پرزور اصرار پر اورنج لائن ٹرین پر بحث کے لئے آپ نے دن مختص کیا۔ ہم نے ان کی پوری گفتگو کل اور آج بھی سنی ہے لیکن میں صرف اتنا عرض کر دوں کہ ہر آنے والے مقرر نے بات کی، اس نے کہا کہ اورنج لائن ٹرین ضرور بنے، اچھا منصوبہ ہے لیکن ہسپتال اس طرح ہیں، سکول اس طرح ہیں اور لاء اینڈ آرڈر اس طرح ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔ جی، جناب ماجد ظہور!

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے عوامی اہمیت کے ایک منصوبے پر اپوزیشن کے ممبران کو اور حکومتی بنچوں کے ممبران کو گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ ہم کل سے اپوزیشن ممبران کی چیختی، چلاتی اور دھاڑتی ہوئی تقاریر سن رہے ہیں۔ میرا یہ خیال تھا کہ ان تقاریر کے دوران ضرور کوئی مثبت بات اور تجاویز سامنے آئیں گی جس سے میٹرو ٹرین کے منصوبے کو مزید مضبوطی ملے گی لیکن میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپوزیشن کے صرف ایک ممبر مرتضیٰ صاحب جو سامنے بیٹھے ہیں انہوں نے ایک تجویز پیش کی کہ اس کے ساتھ parking lots ہونی چاہئے تھیں باقی وہی سب 1990 والی تقاریر جو ہم موٹروے کی تکمیل سے پہلے بھی سنتے تھے کہ white elephant ہے اور قوم کا پیسا ضائع کیا جا رہا ہے۔ مجھے آج کوئی ایک آدمی پورے پاکستان میں دکھائیں جو یہ کہتا ہو کہ موٹروے غلط بنی ہے۔ آج سارا پاکستان اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم نے کل سے جوتقاریر سنی ہیں ان کالب لباب یہ ہے کہ صرف دوpoints تھے کہ یہ منصوبہ عوامی مفاد کے خلاف ہے اس میں کرپشن کی جارہی ہے۔ میرے حلقہ کے سب سے زیادہ لوگ میٹروٹرین کی زد میں آئے ہیں جو میرے حلقہ میں رہتے ہیں۔اس منصوبے سے 300 کے قریب خاندان متاثر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہیں compensate کیا گیا ہے۔یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عوامی مفاد کے خلاف منصوبہ ہے تو یہ مجھے بتائیں کہ وہاں ایک سوافراد باہر نہیں نکلے، ساری پیپلز پارٹی، ساری پی ٹی آئی اور ساری اپوزیشن وہاں پر گئی کہ لوگوں کوinstigate کیا جائے، لوگوں کو promote کیا جائے، لوگوں کو باہر نکالنے پر آمادہ کیا جائے لیکن یہ ایک سو بندوں کو بھی باہر نہیں نکال سکے۔ بعض ایسےprotest جہاں سو یا دو سوافراد تھے وہاں بھی لیڈر آف دی اپوزیشن کو دھکے دے کر باہر نکالا گیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔آپ اپنی بات کریں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر!لاہور ڈیڑھ کروڑ لوگوں کا شہر ہے۔اگر یہ عوامی مفاد کے خلاف منصوبہ ہے تو اپوزیشن کتنے لوگوں کو آج تک باہر نکال سکی ہے؟ یہ تو ڈیڑھ ہزار لوگوں کو باہر نہیں نکال سکے۔اللہ کے فضل وکرم سے اس منصوبے کو عوامی تائید حاصل ہے اور یہ منصوبہ عوامی تائید سے مکمل ہوگا۔ یہ بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ یہ کل سے کہہ رہے ہیں کہ اس میں کرپشن ہے، اس میں لوہا استعمال کیا جارہا ہے تو انہیں جھوٹ بولتے ہوئے اور بہتان تراشی کرتے ہوئے خوف خدا بھی نہیں آتا کہ ہم نے کل اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ شہباز شریف جیسے آدمی جس کی زندگی کا مقصد ہی اللہ اور اس کے عوام کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔یہ کوئی ایک کرپشن کا ثبوت پیش نہیں کر سکے اور یہ لوہے اور سریے کا کہتے ہیں۔ میں یہاں کھڑا ہو کر کہتا ہوں کہ یہ بحث پاکستان سے ختم ہونی چاہئے۔ اب کرپشن اور پاکستان اکٹھے نہیں چل سکتے۔ میرے دوست ابھی تیس تیس فیصد کمیشن کا کہہ رہے تھے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کا ادنیٰ سا کارکن ہوں۔ ہم نے کروڑوں روپے کے کام کرائے ہیں تو میں یہاں پر کھڑا ہو کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اگر اپنے منصوبوں میں ایک روپے کی بھی کرپشن کی ہو تو خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔آپ بھی اللہ کو حاضر ناظر جان کر بات کریں کہ آپ نے اپنے ادوار میں کیا کام کئے تھے۔ آپ کے دور میں جتنی کرپشن ہوئی تھی اس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم میں کوئی آدمی چاہے وہbureaucrat ہو، کوئی سیاسی کارکن

ہو، کوئی سیاسی لیڈر ہو، نہیں رہ سکتا اگر وہ کرپشن کرنے والا ہے۔آج اس ایوان میں وحید گل جیسے کارکن ہمیں صرف اس لئے نظر آتے ہیں کہ یہ لوگ ایماندار لوگ ہیں۔

جناب سپیکر!جب لاہور میں میٹرو بس کی بات ہوتی تھی تو یہ اس کے بھی خلاف باتیں کرتے تھے۔آج خیبر پختونخوا میں بھی میٹرو بس کو چلانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔مجھے وہ شعر یاد آتا ہے کہ:

تمھاری زلف تک پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ اعمال میں تھی

جناب سپیکر!یہ جن کاموں پر ہم پر تنقید کرتے ہیں وہی کام یہ خود کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ باقی جو افراد ہیں خدا کے لئے اچھی تجاویز پیش کریں۔آپ کرپشن کے الزامات اور بہتان تراشی کرتے ہیں تو کل کو اللہ کی عدالت میں بھی آپ کو جواب دینا ہے۔قرآن مجید میں بھی منع کیا گیا ہے کہ بہتان تراشی نہ کریں اور جھوٹے الزامات نہ لگائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو ان کے بعد بات کرنے کی اجازت دوں گا۔جی،جناب جعفر علی ہوچہ!

جناب جعفر علی ہوچہ: جناب سپیکر!مختلف شہروں میں جب میٹرو منصوبہ کامیاب ہوا اور غریب عوام، مزدور اور طلباء کو جب معیاری اور سستا سفر میسر ہوا۔1991 میں جو survey ہوا تھا تو اس کے مطابق میاں محمد شہباز شریف نے میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پاکستان میں ایک لازوال اور انقلابی منصوبہ اورنج لائن ٹرین کی شکل لایا گیا۔اس منصوبہ پر آج اپوزیشن والے مخالفت برائے مخالفت کے نام پر بحث کر رہے ہیں اور [**********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب جعفر علی ہوچہ: جناب سپیکر!یہ منصوبہ چین اور پاکستان کی دوستی کا ثبوت ہے کہ اس نے ہمیں لازوال تحفہ دیا ہے۔ ہمیں چاہئے تو یہ تھا کہ ہم چین کی دوستی پر مشکور ہوتے اور اس پر بحث کرتے کہ انہوں نے ہمیں اربوں روپے کا منصوبہ دیا۔انہوں نے میاں محمد نواز شریف کی سفارتکاری پر اعتماد کرتے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوئے اتنا بڑا منصوبہ دیا۔آج جب انٹرنیشنل لیول پر معیاری، سستا اور ائر کنڈیشنل سفر ہماری غریب اور مزدور طبقہ عوام کو میسر کیا۔۔۔

جناب سپیکر: ہوچہ صاحب!Wind up کریں۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے صرف تین یا چار منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ دیکھ لیں اب نمبر تو کسی اور کا ہے۔ چلیں ٹھیک ہے آپ کو تین منٹ کا ٹائم دیا جاتا ہے لیکن اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!یہاں پر ابھی حکومتی بنچوں کی طرف سے ہمارے بھائیوں نے یہ کہا کہ ہم اپوزیشن سے یہ توقع کر رہے تھے کہ وہ کوئیfruitful advices دیں گے تو ہماری بھی یہی حکومتی بنچوں اور لاء منسٹر صاحب سے توقع تھی کہ اگر آج کا دن مختص کیا گیا ہے تو جب انہوں نے خود بہت لمبی چوڑی تفصیل بیان کی تو میں صرف ایک جملہ جس کا لب لباب یہ تھا کہ 2018 میں ان کے ساتھ یہ ہو جائے، وہ جائے گا لیکن جو اورنج لائن ٹرین کی تفصیل تھی جس کے بارے میں ہم چاہتے تھے کہ عوام آگاہ ہو جس وجہ سے ہم نے یہ بحث رکھی تھی جو اس کا اصل مقصد تھا وہ ہمیں بالکل نظر نہیں آیا ہے۔ ہم اپوزیشن نے جتنے بھی ثبوت اور ریکارڈ تھے وہ اپنی کوششوں سے ڈیپارٹمنٹ سے نکلوائے تھے جن کو سختی سے منع کیا گیا تھا کہ کوئی ریکارڈ بھی باہر نہیں نکلنا چاہئے لیکن اس کے باوجود میں یہاں پر مختصراً یہ بات کروں گی کہ انہوں نے آج کہا ہے کہ یہ اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس بہت ہی important ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی جو کہ انہوں نے خود ڈاکٹر سید وسیم اختر کے جواب میں تسلیم کیا ہے کہ ماس ٹرانزٹ جو کہ ایک پراجیکٹ تھا جس کے بارے میں انہوں نے لکھ کر بھیجا تھا کہ یہ ہماری priorities میں شامل نہیں ہے ہماری priorities میں تو ہیلتھ، ایجوکیشن اور لاء اینڈ آرڈر شامل ہیں۔ میں آج ان سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں جس پراجیکٹ کے اصل بانی چودھری پرویز الہیٰ تھے اور یہ وہ منصوبہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!بہت مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اور یہ وہ منصوبہ تھا جس سے عوام پر بوجھ نہیں ڈالا جانا تھا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب یہ پراجیکٹ ان کی priorities میں نہیں تھا اور یہ اس پراجیکٹ کو agree ہی نہیں کرتے تھے۔ چودھری پرویز الہیٰ کے منصوبے کو انہوں نے لکھ کر oppose کیا تھا کہ ہم اس

پراجیکٹ سے agree ہی نہیں کرتے اور یہ وہ پراجیکٹ تھا جس سے کوئی جانی نقصان بھی نہیں ہونا تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کاٹائم ختم ہوگیاہے لہٰذامہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ان کو اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ان کی بات مکمل ہو گئی ہے۔(قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ ان کو بات تو کرنے دیں آپ نے ان کا mike بھی بند کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!mike بند کیوں نہ کروں کیونکہ جو وقت میں نے ان کو دیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ بڑی مہربانی۔ایسے نہ کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اس وقت جب چودھری پرویزالہیٰ کے دور میں یہ منصوبہ پاس ہوا تھا جس کے پیسے بھی آ گئے تھے تو پھر انہوں نے اس منصوبے کو ختم کیوں کیا؟

جناب سپیکر: محترمہ!بہت مہربانی۔وہ آپ نے ختم کیا ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!آج اس منصوبے کا نام بدل کر انہوں نے اورنج لائن ٹرین کے نام سے منسوب کر دیا ہے لیکن اس منصوبے میں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!مجھے بھی کچھ بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!بس دو منٹ میں بات کر لیں جو بھی کرنی ہے کیونکہ وقت نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرے واسطے صرف دو منٹ دا وقت اے۔ بس میرے واسطے ہی وقت نئیں اے۔یہاں پر آدھا آدھا گھنٹہ سب کو بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ دو منٹ میں، میں کیا بات کروں گا۔یہ دو منٹ میں، میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!چلیں،اگر نہیں بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!کیا بہت شکریہ ؟پھر میرا ایک شعر ہی سن لو۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ تشریف رکھیں۔جی، جناب محمد عارف عباسی!بڑی مہربانی۔ میں تو آپ کو کہہ رہاہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!دو شعر پڑھنے کا موقع دے دیں۔ایک جملہ ہی بولنے دیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میری ابھی بات مکمل نہیں ہوئی۔ میری ایک آخری بات ہی سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نےfloorان کو دیا ہے۔جی، میاں صاحب!شعر سنادیں۔(قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر: مجھے آج حبیب جالب اور مرزا اسداللہ خان غالب یاد آرہے ہیں کہ:

سادگی پے کون مر نہ جائے اے اسد
قتل کرتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اب حبیب جالب کا شعر پیش کرتا ہوں کہ:

حال اب تک وہی ہیں غریبوں کے
دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
ہر بلاول ہے، ہر بلاول ہے دیس کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

جناب سپیکر!آپ نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا کہ مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا ہے۔یہاں پر آدھا آدھا گھنٹہ لوگ بولتے رہے ہیں۔اب دو منٹ میں، میں کیا بولوں،آپ نے میری باری آخر میں اس لئے رکھی تھی؟

جناب سپیکر: میاں صاحب!بہت مہربانی۔جہاں پر آپ کا نمبر تھا وہیں پر میں نے آپ کو رکھا ہے۔ایسے نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ ان کو بات تو کرنے دیں ابھی تو وہ بات کرنا شروع بھی نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!انہوں نے بول تو لیا ہے اب میں کیا کروں،انہوں نے خود کہا تھا کہ مجھے شعر بولنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ ان کو بولنے تو دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ خدا کا خوف کھائیں ادھر ٹائم تو دیکھیں۔آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ اب اِن کا ٹائم جائے گا۔آپ کی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں اورنج لائن ٹرین کے خلاف نہیں ہوں۔بھلے آپ سارے لاہور میں نیچے لندن کی طرح زیر زمین اورنج لائن ٹرین بچھادیں یہ عوامی منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!مان گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!لیکن اس کے ساتھ ہی توڑ پھوڑ بھی ہوتی ہے اور ثقافتی ورثے بھی زد میں آتے ہیں۔خانہ کعبہ اور مسجد نبوی جو آج ہے کل نہیں تھی۔1982 میں ریسرچ کے لئے میں انگلینڈ گیا وہاں پر میں نے یہ ریسرچ کرنا تھی کہ ان لوگوں نے اور اس ملک نے کسی انقلاب کے بغیر سوشل ویلفیئر اسٹیٹ کیسے بنادی۔اس وقت لندن بھی ایسے ہی تھا جیسے آج لاہور ہے۔آئرلینڈ اور سکاٹ لینڈ بھی ایسے ہی تھے جیسے آج جنوبی پنجاب ہے لیکن ان لوگوں کو جینے کا حق تھا۔میں بھی آج جینے کا حق مانگتا ہوں۔ پنجاب کی 70 فیصد آبادی جو دیہات میں کاشتکاری سے منسلک ہے جو 86 فیصد غربت کی سطح سے بھی کم پر جی رہی ہے،ان کو جینے کا حق اور نہ ہی فصلوں کی قیمتوں کا حق ہے اور پیداواری اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ان لوگوں کو بھی جینے کا حق دو کیونکہ ان کو بھی جینے کا حق ہے۔آپ بھلے اورنج لائن ٹرین بنائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ یہ ایک عوامی منصوبہ ہے لیکن پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!لیکن پنجاب کے 70 فیصد کاشتکار، مزدور، عورتیں اور بچے جو دن رات وہاں پر کام کرتے ہیں،پیداواری اخراجات پر ان کا کوئی کنٹرول ہے اور نہ ہی وہ اپنی قیمتوں کا تعین کر سکتے ہیں۔اگر یہ لوگ گندم، کپاس، چاول اور گنا کاشت نہ کریں تو اس ملک کی معیشت بیٹھ جائے۔

جناب سپیکر!آخر میں جھونے کے بارے میں سن لیں اس کے بارے میں افسوسناک بات یہ ہے کہ جھونا کل کلاں ایک دو یا چار سال میں 700 یا 800 روپے من فروخت ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!بڑی مہربانی۔آپ کا بہت شکریہ۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اپنی تقریر wind up تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جی، اس کو wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جھونا 1200 روپے فی من اور 700 یا 800 روپے فی من میں چاول کی پھک فروخت ہوئی تو چاول کہاں گیا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! روئی 1700 یا 1800 روپے فی من اور کھل کی بوری 1800 روپے فی من میں فروخت ہوئی۔ آپ دیکھیں کہ روئی کہاں گئی؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ گزارہ الاؤنس سے بھی یہ لوگ جی رہے ہیں۔ آپ اور حکومت کو پیداواری اخراجات کم کرنا ہوں گے۔

جناب سپیکر: حکومت آپ ہیں۔ میں حکومت نہیں ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اوپر سے انکم ٹیکس کا بوجھ ہے۔ آپ دیکھیں کاشتکار کے لئے 80 ہزار روپے کی سیلنگ ہے اور تجارتی لوگوں کے لئے 4 لاکھ کی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہم نے بڑی جدوجہد اور کوشش کے بعد یہ دن بحث کے لئے مانگا تھا تو ہمارا خیال تھا کہ حکومتی نمائندوں اور حکومت کی طرف سے کوئی facts and figures آئیں گے، کوئی حقائق بتائے جائیں گے اور بتایا جائے گا کہ لاہور شہر کو ادھیڑنے کا یہ منصوبہ کس طرح عوام کے مفاد میں ہے؟ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے قائد ایوان وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ میرے خیال میں پچھلے پونے تین سال میں تین یا چار دفعہ اس ایوان میں آئے ہیں، وہ یہاں ہوتے۔ جب ہم نسلوں کو گروی رکھنے کے منصوبے پر بات کر رہے ہیں جسے آنے والی نسلیں بھگتیں گی تو اس وقت اگر قائد ایوان یہاں ہوتے، عوام کو مطمئن کرتے اور معزز ممبران کے سوالوں کا جواب دیتے تو میرا خیال تھا کہ بہت اچھی طرح یہ معاملات حل کی طرف جاتے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین کی بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! افسوس کہ وزیر اعلیٰ اس ایوان کو شاید اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ یہاں تشریف لائیں، یہاں آکر عوام کو اور عوام کے منتخب نمائندوں کو جوابدہ ہوں۔ میں یقین دلاتا ہوں

کہ وزیر اعلیٰ کا اس ایوان میں آنے سے اُن کا قد کم ہو گا، اُن کی عزت پر کوئی حرف آئے گا اور نہ اُن کے درجے اور عہدے میں کوئی فرق پڑے گا۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ کوشش کریں اور ہم اس ایوان کے قائد سے التجاء کرتے ہیں کہ وہ آئیں اور عوام کو جوابدہ ہوں۔ وہ عوامی نمائندوں اور عوام کے لوگوں سے کیوں ڈرتے ہیں؟ وزیر اعلیٰ صاحب آپ کو اس ایوان نے منتخب کیا ہے، بیوروکریسی نے منتخب نہیں کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کو اس معزز ایوان نے منتخب کیا ہے۔ وہ جس بیوروکریسی پر تکیہ کئے ہوئے ہیں اور جس بیوروکریسی کے ذریعے حکومت چلا رہے ہیں انہوں نے الیکشن خرید کر اُن کی مدد ضرور کی ہو گی۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں، آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وہ بیوروکریسی اُن کو عوام کے غضب سے نہیں بچا سکتی۔ میٹرو پر اگر بات کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میٹرو بنانا اور اورنج لائن ٹرین بنانا کوئی بُری بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ پلیز اورنج لائن ٹرین پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون نے ہمیں پہلے جو بتایا ہے کہ 1992 سے یہ نیلی، پیلی، سرخ اور کالی لائنوں پر study ہو رہی ہے۔ یہ study ہیلتھ پر کیوں نہیں ہوتی، یہ study ایجوکیشن اور youth پر کیوں نہیں ہوتی؟ یہ اورنج لائن ٹرین اُن ملکوں میں اچھی نہیں لگتی جن کے قبرستانوں میں یہ لکھا ہو کہ مردہ دفنانے کے لئے، قبر پر مٹی ڈلوانے کے لئے اور قبر کھدوانے کے لئے جن کے پاس پیسے نہیں ہیں وہ اس نمبر پر رابطہ کریں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بُھل گئی، بُھل گئی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! نئیں بُھلدی، فکر نہ کرو۔ ایویں نئیں بُھلدی۔

جناب سپیکر: جی، ایسے نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ایوان کا یہ روّیہ ہے کہ جب یہاں عوام اور عام لوگوں کی بات کی جاتی ہے تو اس کو مذاق میں ڈال دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بحث کریں اور ٹائم کا بھی خیال کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جی، بالکل۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری آپ بات سنیں۔ اس وقت سرکاری ملازمین اس ملک کے حکمران ہیں۔ سرکاری ملازم کو پتا ہی نہیں ہے کہ وہ ہمارے ٹیکسوں سے پلتا ہے بلکہ اُس کو یہ پتا ہے کہ میں نے ان لوگوں پر کیسے حکمرانی کرنی ہے اور عوام کو کس طرح رولنا ہے؟ آپ کسی بھی محکمے میں چلے جائیں، کہیں بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ ایک public servant نظر آتا ہو۔ وہ عوام کے پیسے سے پلتا ہے جس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے ہر چیز کو پیسے سے خریدنا ہے چاہے وہ الیکشن ہوں، چاہے سیاسی پارٹی ہو یا کوئی بھی کام ہو کیونکہ اُن کی first priority پیسا ہے۔ اِس پنجاب میں سینکڑوں لوگ اور سینکڑوں بچے ventilator نہ ہونے کی وجہ سے مر گئے لیکن اس پر کوئی study نہیں ہوئی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: جی، میں سنوں گا۔ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پنجاب میں 256 بچے ventilator نہ ہونے کی وجہ سے مر گئے۔ آپ کے ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں اور لوگ زہر آلود اور گندا پانی پی رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اتنا ظلم نہ کرو کیونکہ اللہ کو بھی جواب دینا ہے اور مرنا بھی ہے۔ یہ پنجاب کے 10 کروڑ لوگ 175۔ ارب لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی نوازش، بہت شکریہ۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔ جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے کل سے اپنی request دی ہوئی تھی اس لئے مجھے ایک منٹ بات کرنے کے لئے دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس آپ کی request نہیں ہے، کیا کر رہے ہیں؟ تمام ممبران تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ آپ کی بات سنی جا چکی ہے۔ ٹائم کو دیکھیں اور لاء منسٹر صاحب کو wind up کرنے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب لاء منسٹر صاحب wind up کرنے لگے ہیں ان کی بات سنیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو چکی ہے اور ٹائم بھی بہت کم ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ میری بات نہیں سنیں گے تو پھر میں واک آؤٹ کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد عارف عباسی واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: ایسا نہ کریں، عباسی صاحب کو روکیں اور ان کو بلا لیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! اب آپ اس کو wind up کریں۔ عباسی صاحب! واپس آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تمام معزز ممبران جنہوں نے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں سے اس بحث میں حصہ لیا میں اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر اپنا response اور مؤقف پیش کیا۔ تین بنیادی باتیں اس سے پہلے میڈیا، ایوان اور ہر جگہ پر discuss ہوتی رہی ہیں۔ ان تین بنیادی issues پر میں نے with facts & figures سے بات کی تھی۔ میں نے یہاں 1991 سے لے کر 2016 تک عرض کیا تھا اور ان studies کا بھی باقاعدہ ذکر کیا تھا جس جس دَور میں وہ ہوتی رہی ہیں۔ میں نے یہ بات ثابت کی تھی اور یہ ایوان کے سامنے رکھی تھی کہ یہ کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے کہ جس کے متعلق یہ کہا جاتا رہا ہے کہ اس کی تو ضرورت ہی نہیں ہے، فلاں چیز ہونی چاہئے یا فلاں کام ہونا چاہئے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ضرورت پچھلے پچیس سالوں سے محسوس کی جاتی رہی ہے اور یہ منصوبہ میٹروپولیٹن شہر لاہور کے لئے

کیونکر ضروری تھا؟ یہ کہا گیا کہ 1991 میں تو یہ کام ہوا ہی نہیں ہے، 1997 میں بھی نہیں ہوا، 2006 کی study کی بات بھی غلط ہے اس پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ اسی طرح سے یہ بات بھی کی گئی کہ یہ بہت مہنگا منصوبہ ہے۔ جو دنیا میں منصوبے لگ رہے ہیں یا لگائے گئے ہیں میں ان سے متعلق بھی اس کا comparison پیش کروں گا۔ یہاں فنڈز کے متعلق بات کی گئی کہ جی، loan کیوں لیا گیا ہے؟ میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب جب بھی یہ منصوبہ conceive ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہر دفعہ کبھی ورلڈ بنک سے، کبھی آئی ایم ایف سے اور کبھی۔۔۔

(اذان جمعہ)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ قائد حزب اختلاف موجود ہوتے اور اپنی باتوں کا جواب سنتے لیکن ان کے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی بات کرنے کو ہے۔ جن جن facts & figures کو میں نے پیش کیا تھا ان میں سے کسی fact & figure کو یہ جھٹلا نہیں سکے۔ اس کے فنڈز کے متعلق بات ہوئی تھی تو اس پر کوئی بات کر سکے اور نہ یہ اس بات پر کوئی بات کر سکے۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی آواز نہیں سن سکا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو فنڈز کے حوالے سے بات کی گئی تھی۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ نے اپوزیشن کا روّیہ دیکھا ہے کہ یہ کوئی facts & figures پر بات نہیں کر سکتے اور پھر بات سننے کی بھی ہمت نہیں رکھتے اور اب صرف کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے بھاگنے کی سعی کی ہے لیکن ان کو یہ سارا کچھ سننا پڑے گا۔اگر آج نہیں تو Monday کو انہیں سننا پڑے گا اور ساری باتوں کا جواب دے کر ان کی جان چُھوٹے گی۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے اور آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس سوموار 22۔فروری 2016 کو دن 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

سوموار،22۔فروری2016

(یوم الاثنین،13۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 17

1721

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ22۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

(اے) اورنج لائن ٹرین پر عام بحث کا سمیٹنا

(بی) آبپاشی پر عام بحث

ایک وزیر آبپاشی پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1723

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار، 22۔فروری2016

(یوم الاثنین، 13۔ جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَأَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهِۦ وَنَهَى ٱلنَّفۡسَ عَنِ ٱلۡهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ ٱلۡجَنَّةَ هِىَ ٱلۡمَأۡوَىٰ ﴿٤١﴾
يَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرۡسَىٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكۡرَىٰهَآ ﴿٤٣﴾
إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَىٰهَآ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخۡشَىٰهَا ﴿٤٥﴾
كَأَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوٓاْ إِلَّا عَشِيَّةً أَوۡ ضُحَىٰهَا ﴿٤٦﴾

سورۃ النّٰزعٰت آیات 40تا46

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا(40)اس کا ٹھکانہ بہشت ہے (41)(اے پیغمبر لوگ)تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا؟ (42)سو تم اس کے ذکر سے کس فکر میں ہو(43)اس کا منتہا (یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم ہے)(44)جو شخص اس سے ڈر رکھتا ہے تم تو اسی کو ڈر سنانے والے ہو(45)جب وہ اس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے)کہ گویا(دنیا میں صرف)ایک شام یا صبح رہے تھے(46)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ دنیا اِک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اِک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس ایک بستی میں
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد کی غلامی کا
وہ میرے دِل میں رہتے ہیں میرا دِل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دِل قرباں
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات خوراک اور ترقی خواتین سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2813 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ترقی خواتین کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2813: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ترقی خواتین کے کتنے دفاتر لاہور میں کس کس علاقہ میں قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کتنی رقم خواتین کی ترقی کے لئے خرچ کی گئی، تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ج) 14۔2013 کے دوران کتنی رقم ترقی خواتین لاہور کے لئے دی گئی ہے اور اس رقم سے کون کون سے کام سرانجام دیئے جارہے ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ضلع لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد چار ہے اور ان کے ایڈریس مندرجہ ذیل ہیں:

i. ورکنگ وومن ہاسٹل M-12 ماڈل ٹاؤن لاہور
ii. ورکنگ وومن ہاسٹل، 46 سوک سنٹر مون مارکیٹ گلشن راوی، لاہور
iii. ورکنگ وومن ہاسٹل، 2/C-598 ٹاؤن شپ، لاہور
iv. ورکنگ وومن ہاسٹل، کچلارنس روڈ نزد جناح پارک، لاہور

(ب) سال 12-2011 میں ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ سوشل ویلفیئر کے زیر سایہ کام کر رہا تھا اور مارچ 2012 میں محکمہ ترقی خواتین قائم ہوا لہٰذا سال 12-2011 میں کوئی رقم مختص نہ کی گئی۔

سال13-2012 میں 43.5 ملین خواتین کی ترقی کے لئے خرچ کئے گئے۔اس ضمن میں ہاسٹلز میں عدم دستیاب سہولیات فراہم کی گئیں۔

(ج) 14-2013 میں 11.4 ملین رقم خواتین کی ترقی کے لئے دی گئی جو کہ ریگولر بجٹ کے علاوہ عدم دستیاب سہولیات کی فراہمی کی مد میں خرچ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں اس سوال کے بارے میں معزز منسٹر صاحبہ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہوں گی کہ یہ سوال 2013 میں جمع کروایا گیا تھا جس کا جواب 2016 میں آیا ہے۔کیا اس سلسلے میں منسٹر صاحبہ نے کوئی action لیا ہے یا ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ یہ جواب دیر سے کیوں آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے جواب 19 تاریخ کو دے دیا ہے۔اب آپ اس پر ضمنی سوال کر لیں۔جب ان کے محکمے کا دن آیا ہے تو اس وقت ہی جواب دینا تھا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کی کمزوری تو نظر آتی ہے ناں۔ جز (الف) میں ان سے سوال کیا تھا کہ ترقی خواتین کے کتنے دفاتر لاہور کے کس کس علاقے میں قائم کئے گئے ہیں جس کے جواب میں دفاتر کی بجائے وومن ورکنگ ہاسٹل mention کر دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ میرا سوال تو دفاتر کے متعلق تھا جبکہ جواب ہاسٹل کے بارے میں انہوں نے دے دیا ہے۔یہ محکمہ کی ایک اور غلطی میں بتا رہی ہوں تو یہ اس irresponsibility پر ڈیپارٹمنٹ کو کچھ تو سوال کریں ناں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ! انہوں نے دفاتر کے متعلق پوچھا ہے لیکن جواب میں کچھ اور ہے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! انہوں نے پہلے سوال کیا تھا کہ 2013 کا سوال تھا اور اس کا جواب۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا میں نے جواب دے دیا ہے۔آپ اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ورکنگ وومن ہاسٹل اور ڈائریکٹوریٹ کا انہوں نے شامل نہیں کیا ہوا تھا تو ڈائریکٹوریٹ اور سیکرٹری آفس لاہور کے اندر موجود ہیں۔ ڈائریکٹوریٹ آفس 15 Wahdat Road اور سیکرٹری آفس 184 Scotch Corner, Upper Mall لاہور پر موجود ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!اس کے جز(ب)میں جواب ہے کہ 43.5ملین کا بجٹ دیا گیا تھا وہ ہاسٹل میں عدم دستیاب missing facilities پر خرچ کیا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ تمام بجٹ یعنی وومن ڈویلپمنٹ کا پورا بجٹ missing facilities پر utilize ہوا ہے یا اس کے علاوہ بھی کسی چیز پر ہوا ہے اور اگر یہ missing facilities پر ہوا تو اس کی تفصیل بتادیں کہ کس کس چیز پر خرچ ہوا؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین(محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!چونکہ 8۔مارچ2012کو وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ establish ہوا تھا اور یہ پہلا بجٹ ہے۔اس کے اندر کل 16ہاسٹل ہیں جن میں سے 10ہاسٹل سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے ملے تھے جن کی missing facilities کے لئے خرچ ہوا۔ اس کے علاوہ ہم نے ساہیوال میں ایک نئی بلڈنگ ورکنگ وومن ہاسٹل کے لئے تعمیر کی۔اسی طرح پانچ ورکنگ وومن ہاسٹل مختلف اضلاع میں rented buildings کے اوپر شروع کئے جہاں پر فرنیچر اور equipment's کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں نے missing facilities کی تھوڑی سی detail مانگی تھی کہ فرنیچر کے علاوہ کون کون سی facilities ہیں جن پر خرچ کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین(محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!اس کی detail میں کمپیوٹرز ہیں، واشنگ مشین، ریفریجریٹر، گیزر، سی سی ٹی وی کیمرے، یوپی ایس، کوکنگ، آفیسر ٹیبل اور اس طرح کے بہت سارے 42 to 50 items ہیں اور انہیں اگر list چاہئے تو میں provide کر دیتی ہوں۔

جناب سپیکر:اگر آپ list provide کرتیں تو ہم بھی کہتے کہ فلاں ضمیمہ دیکھ لیں۔ڈاکٹر صاحبہ!اگر تفصیل چاہئے تو وہ آپ کو دے دیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!ورکنگ وومن ہاسٹل کا ذکر کیا ہے تو کتنی خواتین اس وقت لاہور میں اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! یہ اس سے related question نہیں ہے لیکن لاہور کے اندر 150 کے لگ بھگ ورکنگ وومن مستفید ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! لاہور اتنی بڑی آبادی کا اتنا بڑا شہر ہے تو کیا صرف 150 خواتین ہی اس سے استفادہ کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر: لاہور کے اندر یہ جو capacity جس طرح ایک ہاسٹل کے لئے زیادہ سے زیادہ 25 نمبرز وہاں رہ سکتے ہیں اور انہیں مزید تفصیل provide کر دوں گی لیکن ہر ہاسٹل وار کی مختلف capacity ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 3039 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے برف خانوں میں گندے پانی سے بننے والی برف و دیگر تفصیلات

*3039: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر میں برف بنانے والے کارخانے برف بنانے کے لئے جو پانی استعمال کرتے ہیں اس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے اور نہ ہی پینے کے قابل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بڑے بڑے ہوٹلوں میں جوس serve کیا جاتا ہے جوس تو تازہ اور صاف ہوتا ہے لیکن جو برف استعمال ہوتی ہے وہ گندے پانی سے بنی ہوتی ہے اس کا واضح colour نظر آ رہا ہوتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گھناؤنے اور انسان دشمن کاروبار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ2011 کے تحت وجود میں آئی تاکہ لوگوں کے لئے صاف اور ستھری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔فی الوقت پنجاب فوڈ اتھارٹی صرف ضلع لاہور میں کارروائی کرنے کی مجاز ہے۔یہ بات درست نہ ہے کہ ضلع لاہور میں برف بنانے والے کارخانوں میں استعمال ہونے والے پانی کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہ ہے۔ضلع لاہور کے 9ٹاؤنز میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں اس سلسلہ میں اپنا کردار بڑی مستعدی سے ادا کر رہی ہیں۔

2۔جولائی2012 سے لے کر اب تک ضلع لاہور میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ناقص صفائی اور گندے پانی کے استعمال کی وجہ سے 20 برف کے کارخانوں کو seal کیا گیا تاکہ لوگوں تک معیاری اور صاف ستھری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔اس سلسلہ میں ٹاؤن وار رپورٹ منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا پیراگراف میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ضلع لاہور میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی تمام ٹیمیں خوراک کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے اپنا کردار بلاامتیاز ادا کر رہی ہیں اور ناقص، ملاوٹ شدہ، انسانی صحت کے منافی خوراک بنانے والے افراد کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں لاہور کے تمام ٹاؤنز میں، ناقص، غیر معیاری اور ملاوٹ شدہ خوراک کی روک تھام کے لئے بلاامتیاز کارروائی کر رہی ہیں اور بڑی کامیابی سے لاہور میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف مہم جاری ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی رعایت نہ برتی جارہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے پنجاب فوڈ اتھارٹی کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے پنجاب کے مزید اضلاع فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان اور گوجرانوالہ میں بھی کام کرنے کی اجازت دے دی ہے جس سلسلہ میں مذکورہ بالا اضلاع میں بھی جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! برف کے کارخانوں سے متعلق دی گئی رپورٹ میں لکھا ہے کہ 2۔ جولائی 2012 کو فوڈ اتھارٹی ایکٹ کے تحت پنجاب فوڈ اتھارٹی معرض وجود میں آئی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2۔ جولائی 2012 سے پہلے کون ان برف خانوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ گندا پانی برف بنانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں یا نہیں، اس سے پہلے کیا کارروائی ہوئی ہے اور جولائی 2012 میں تو یہ اتھارٹی بن گئی لیکن اس سے پہلے کیا ہو رہا تھا؟

جناب سپیکر: جب انہوں نے اتھارٹی بنائی اس وقت سے آپ کو بتا دیا ہے آپ اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں اور سوال یہی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے کا آپ کو کیا فائدہ؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں سوال پڑھ دیتا ہوں کہ کیا درست ہے کہ پنجاب بھر میں برف بنانے والے کارخانے جو پانی استعمال کر رہے ہیں اس کا نہ کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے اور نہ ہی پینے کے قابل ہے؟ میں نے تو ٹائم پوچھا ہی نہیں تھا تو یہ مجھے 1947 سے بھی بتا دیتے تو میں نے کون سا انکار کر دینا تھا۔ میں تو 2011 سے پوچھ رہا ہوں کہ اس وقت کیا ہو رہا تھا؟

جناب سپیکر: اگر آپ کے سوال کا جواب وہ دے سکتے ہیں تو میں پوچھ لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی سے پہلے یہ ضلعی حکومت کے پاس تھا اور ڈی سی اوز انہیں چیک کرتے تھے۔ یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں تھا۔ ابھی 2015 میں پیور فوڈ آرڈیننس ترمیمی بل آیا ہے جس کے بعد ابھی یہ پورا پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس آ گیا ہے اور اس سلسلے میں تمام ڈی سی اوز کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ برف کے کارخانوں کو چیک کریں اور لاہور کے اندر 100 فیصد برف کے کارخانوں میں فلٹریشن پلانٹ لگ چکے ہیں اور باقی پنجاب میں اس پر کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری نے جواب میں کہا کہ لاہور کے برف خانوں کے اندر فلٹریشن پلانٹ لگ چکے ہیں تو میں انہیں ابھی اس سیشن کے بعد یا وقفہ سوالات کے بعد گلبرگ کے علاقے میں دو سے تین جگہوں پر لے کر جاؤں گا جہاں پر برف فروخت بھی ہو رہی ہے اور فلٹریشن پلانٹ

ہے بھی نہیں اس لئے اگر یہ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو میں انہیں اپنے حلقہ میں لے جا کر انہیں دکھاتا ہوں کہ وہاں پر فلٹریشن پلانٹ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میرے پاس جو انفارمیشن ہے اس کے مطابق لاہور کے اندر فلٹریشن پلانٹ انسٹال ہو چکے ہیں اور اگر آپ نشاندہی کر رہے ہیں تو وہ کارخانے ہمیں بتا دیں ہم انہیں چیک کر کے آپ کو اس ایوان میں بتائیں گے کہ واقعی آپ جو بات کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر فلٹریشن پلانٹ انسٹال ہوئے ہیں کہ نہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ اسی طرح جواب دیا گیا ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ سکولوں کے اندر فرنیچر ہے اور جا کر جب ان کے حالات دیکھتے ہیں تو نہیں ہوتا تو اسی طرح انہوں نے برف کے کارخانوں کے اندر صرف کہہ دیا کہ فلٹریشن پلانٹ، اس کا مطلب ہے کہ لگ نہیں گئے اور نہ ہی لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نشاندہی کر دیں اس کا وہ پوری طرح سے نوٹس لیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! لاہور میں شاید ہی کوئی برف کا کارخانہ ہو جس کے اوپر فلٹریشن پلانٹ ہو۔ یہ توجہ طلب بات ہے اور اس پر محکمہ خوراک کو فوری طور پر نوٹس لینا چاہئے اور تمام برف کے کارخانوں پر فلٹریشن پلانٹ ہنگامی بنیادوں پر چیک کرنے چاہئیں کیونکہ پانی کے مسئلے کے اوپر کوئی کمپرومائز نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جیسے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ 2015 میں اب یہ فوڈ اتھارٹی پورے پنجاب میں کام کرے گی تو کیا جس طرح عائشہ ممتاز نے لاہور میں سارے لاہور کو کھنگالا، بڑے بڑے ہوٹلوں میں چھاپے مار کر بتایا ہے کہ وہ ناقص کوالٹی کے

کھانے تیار کر رہے تھے تو کیا یہ اسی طرح پورے پنجاب میں اسے enforcement کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ارادہ رکھتے ہیں تو کب تک اس پر لاہور کی طرح عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کسی کا نام لئے بغیر آپ بات کریں۔ جو انہوں نے بات کی ہے میرا خیال ہے کہ اسے ریکارڈ کا حصہ بنانا بھی اچھا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! پیور فوڈ آرڈیننس کے بعد ابھی پورے پنجاب کے اندر anti-adulteration campaign چلائی گئی ہے اور اُس میں پورے پنجاب کے اندر تقریباً 5 کروڑ 5 لاکھ 26 ہزار 991 روپے جرمانہ کیا گیا ہے اور 28 ہزار 686 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں اور 2 لاکھ 82 ہزار چار سو جگہیں business چیک کرنے کے بعد seal کی گئی ہیں مگر 2015 کے بعد پوری campaign پنجاب کے اندر چلائی گئی ہے اور اتنا جرمانہ اور اتنی جگہ کو seal کیا گیا ہے اور 28 ہزار ایف آئی آر درج کی گئی ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کیا گیا تھا کہ یہ درست ہے کہ پنجاب بھر میں برف بنانے والے کارخانے، اب جو جواب آیا ہے یہ تمام جواب صرف لاہور پر ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر خوراک کی جو jurisdiction ہے وہ صرف لاہور میں ہے؟ اس سے پچھلے سوال میں بھی جواب اسی طرح آیا کہ سوال پوچھا گیا دفاتر کے بارے میں جواب آیا ہوسٹلز کے بارے میں دوسرے سوال میں پھر ایسے ہی ہے۔ یہ دو سوال ابھی تک ہوئے ہیں دونوں میں جوابات ہی غلط ہیں تو میری گزارش ہے کہ اس پر ruling دیں کہ محکمہ تیار ہو کر آیا کرے at least جو basic اردو ہے یا انگریزی ہے اُس کا جواب تو ٹھیک آنا چاہئے یہ میری گزارش ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جواب دہندہ تو پورے پنجاب کے جواب دے رہے ہیں جو محکمے ہیں انہوں نے جو جواب دیئے ہیں وہی ٹھیک نہیں ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!میرے بھائی بات صحیح کر رہے ہیں کہ لاہور کے متعلق صرف جواب دیا گیا ہے اس سے پہلے میں نے بتایا ہے کہ 2015میں ordinance پاس کیا ہے اُس سے پہلے یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس تھا فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں تھا اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کو deal کرتی تھی۔

جناب سپیکر:جی،مہربانی۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:باؤصاحب!مجھے آگے چلنے دیں مہربانی کریں اس پر بہت سوال ہو گئے ہیں۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر!بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر:جی،جو آگے سوال آرہے ہیں وہ بھی ضروری ہیں۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر6070ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکنگ وومن ہاسٹل سے متعلقہ تفصیل

*6070:جناب امجد علی جاوید:کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے وہ کون کون سے اضلاع ہیں جن میں ورکنگ وومن ہاسٹل موجود نہیں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وفاقی وزارت ترقی خواتین کی مدد سے ورکنگ وومن ہاسٹل کی بلڈنگ کی تعمیر شروع کی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بلڈنگ میں سال2001سے محکمہ تعلیم اور لٹریسی کے دفاتر کام کر رہے ہیں،کیا محکمہ یہ بلڈنگ خالی کروانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

(د) کیا محکمہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) محکمہ ترقی خواتین کے زیر سایہ صوبہ پنجاب میں16 ہاسٹلز قائم کئے گئے جن کی تفصیل یہ ہے:
04 لاہور، 02 راولپنڈی ایک ایک گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد، ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان، وہاڑی، مظفر گڑھ، رحیم یار خان اور ساہیوال میں قائم کئے۔اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں محکمہ کا کوئی ہاسٹل موجود نہیں۔

(ب) محکمہ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل نہ ہے۔

(ج) ۔ایضًا۔

(د) فی الوقت محکمہ وومن ڈویلپمنٹ کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بھی گزارش وہی ہے جو راجہ صاحب نے کی ہے کہ یہ محکمے یا تو ہمیں پڑھانے آئے ہیں یا serious نہیں لیتے۔ جز(الف) میں میرا سوال ہے صوبہ پنجاب کے وہ کون کون سے اضلاع ہیں جن میں ورکنگ وومن ہاسٹل موجود نہیں ہیں؟ تو اس میں جواب یہ ہے کہ محکمہ ترقی خواتین کے زیر سایہ صوبہ پنجاب میں سولہ ہاسٹلز قائم کئے گئے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے تو اس میں سوال گندم جواب چنا۔

جناب سپیکر: دونوں کھانے کی چیزیں ہیں کوئی بات نہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، جی، وہ کیا جواب مانگ رہے ہیں، آپ بتائیں کون کون سے ایسے اضلاع ہیں جن میں ہاسٹلز نہیں ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! 36 ڈسٹرکٹس میں سے یہاں ہم نے لکھ دیا ہے کہ 16 ڈسٹرکٹس میں ہاسٹلز موجود ہیں، امجد صاحب پڑھے لکھے آدمی ہیں تو یہ understood بات ہے کہ باقی ڈسٹرکٹس میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر !ان پڑھے لکھوں میں، میں ان پڑھ ہوں تو اس لئے میں نے یہ پوچھا تھا کیونکہ اگر مجھے یہ پتا ہوتا تو میں یہی پوچھ لیتا کہ کہاں کہاں ہیں میں اس کی طرف آگے آتا ہوں میں نے اس لئے یہ سوال کیا تھا تو میں نے اگلے سوال کی طرف جانا تھا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ باقی اضلاع میں نہیں ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر !اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جواب مناسب ہے اسمبلی کے اس فورم پر تو پھر ٹھیک ہے۔ میں اکثر mathematics میں فیل ہو جایا کرتا تھا تو اس لئے مجھے گنتی نہیں آتی تو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحبہ یہ بتادیں تاکہ میں گنتی بھی سیکھ جاؤں اور آگے اضلاع کے نام بھی مجھے یاد آجائیں گے کہ کون کون سے ہیں اسی بہانے میں یہ سیکھ لوں گا یہ مجھے اضلاع بتادیں جو میں نے پوچھا ہے مجھے بتادیں؟ پرچی چٹ منگوالیں، بوٹی منگوالیں کچھ تو پتا چلے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ !ان کو پڑھ کر سنادیں۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر !36 میں سے 16 ڈسٹرکٹس کے نام گوجرانوالہ ، سرگودھا، فیصل آباد ، ملتان ، بہاولپور ، ڈیرہ غازی خان ، وہاڑی ، مظفر گڑھ ، رحیم یار خان، ساہیوال، لاہور میں 4 ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں راولپنڈی میں 2 ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر ! جز(ب) میں میرا سوال ہے کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وفاقی وزارت ترقی خواتین کی مدد سے ورکنگ وومن ہاسٹل کی بلڈنگ کی تعمیر شروع کی گئی تھی؟ تو اس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل نہ ہے۔ اس اسمبلی میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ جس دن تھا اُس دن کا ریکارڈ منگوالیا جائے اُس میں یہ جواب دیا گیا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ وہ ایک ہاسٹل ہمارا بنا ہوا ہے وہ چل نہیں رہا اُسے استعمال نہیں کیا جارہا تو محکمہ نے یہ جواب دیا تھا کہ اب کیونکہ محکمہ وومن ڈویلپمنٹ بن گیا ہے تو یہ ہاسٹل اُن کے سپرد ہو گیا ہے تو اس لئے ہم اس کے متعلق جواب نہیں دے سکتے۔ یہ بالکل غلط جواب ہے یہ گیند پاس دے کر کھیلتے ہیں ایک محکمہ دوسرے کی طرف گیند دے دیتا ہے دوسرا محکمہ دوسرے کی طرف دے دیتا ہے۔ ہمیں انہوں نے یہ گم چکر بنایا ہوا ہے یہ کیا مذاق ہے ہمارے ساتھ ؟ وہاں کروڑوں روپے کی بلڈنگ موجود ہے اُس پر بجائے جس کام کے لئے بلڈنگ بنی ہے اُس کے تصرف میں آئے اُس پر ایک

اور محکمہ نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ عورتوں کی ترقی کے لئے ہم محکمے اور افسر شاہی قائم کرتے جا رہے ہیں پیسے گورنمنٹ کے لگاتے جا رہے ہیں اور دوسری طرف ہم کر کیا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! 2012 میں جس وقت وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بنا تھا تو ہمیں صرف 10 ہاسٹلز دیئے گئے تھے اُس کے اندر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ہاسٹل نہیں ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہو لیکن ہمیں جو ہاسٹلز دیئے گئے ہیں اُس میں 10 ہاسٹلز ہیں اُن میں ٹوبہ ٹیک سنگھ نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ ایوان میں statement دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کس کی طرف سے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے کہ یہ اُن کا portfolio ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر اُن سے پوچھ لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ان سے پوچھنا ہے انہوں نے تو ان کی طرف بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا تو ہے ہی نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں ہمارا نہیں ہے ہم نے تو handover ہی نہیں کیا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پھر یہ کمیٹی بنائیں اور میرے ساتھ چلیں اگر وہاں ہاسٹل موجود نہیں ہے اور ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ کیا کہہ رہے ہیں ہاسٹل نہیں ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی ہے۔ کروڑوں روپیہ حکومت کا اُس پر لگا ہوا ہے، بلڈنگ موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ سوال ہے، آپ اس میں ایسے گڑبڑ تو نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! میں اسی سوال پر صرف ایک clarification لینا چاہتا ہوں کہ محترمہ نے جو ورکنگ وومن ہاسٹل کا بتایا ہے۔ ایک تو وہ بارہ اضلاع میں ہے سولہ میں نہیں ہے۔ ایک میں چار اور دوسرے میں دو ہیں۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلع میں جو ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کرتے ہیں اس کا criterion کیا ہے اور باقی کے اضلاع میں یہ کیوں نہیں بنا رہے ہیں، اگر بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو براہ مہربانی اس کا بھی بتا دیں؟

جناب سپیکر: وہ ورکنگ وومن ہاسٹل بنانے کا criterion پوچھ رہے ہیں۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! پہلے تو بات یہ ہے کہ لاہور میں جو چار ہاسٹل ہیں اور راولپنڈی کے دو ملا کر سولہ ہی بنتے ہیں۔ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بننے کے بعد ہم نے چھ ورکنگ وومن ہاسٹل بنائے ہیں ہمارا پلان تھا کہ ہر سال پانچ ورکنگ وومن ہاسٹل باقی ڈسٹرکٹ میں بھی بنائے جائیں۔ وزیراعلیٰ کا پروگرام بنا تھا کہ انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پر ورکنگ وومن ہاسٹل بنایا جائے۔ اس پر کام ہوتا رہا، دو دن پہلے چیف سیکرٹری کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اس کو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے ذریعے کرنے کی بجائے ADP میں رکھا جائے اور جو باقی ڈسٹرکٹ رہ گئے ہیں وہاں بھی ان ہاسٹل کو ڈیپارٹمنٹ خود ہی بنائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی جو next ADP آ رہا ہے، جو باقی ڈسٹرکٹ رہ گئے ہیں ان تمام میں باری باری ورکنگ وومن ہاسٹل بنائیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری اس میں یہ گزارش ہے کہ مجھے جو محکموں نے فٹ بال بنایا ہوا ہے ان میں سے ایک نے تو غلط جواب دیا ہے۔ اُنہوں نے غلط جواب دیا یا اِنہوں نے غلط جواب دیا ہے، جس نے بھی غلط جواب دیا ہے اس پر ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، نشاندہی کریں جب ان کی باری آئے گی پھر دیکھیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ فی الوقت محکمہ وومن ڈویلپمنٹ کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اگر ان کی بات مان لی جائے تو ارادہ نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں، ہمارے ضلع کا قصور کیا ہے، وہاں کیوں نہیں بنے گا؟ دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ADP میں اس کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں اور اسے بنا رہے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ کون سی بات کو درست مانا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! حال کی گھڑی میں تو کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن امجد صاحب کو میرے حوالے کریں اُن کے ساتھ مل کر ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکنگ وومن ہاسٹل تلاش کرتے ہیں۔(قہقہہ)

اگر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود نہیں ہے تو انشاء اللہ اس سال ADP میں ہم first priority میں بنادیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ایک ہی بات کر کے اسے ختم کرتیں۔ وہ criterion پوچھ رہے تھے اور آپ نے ان کو criterion بتایا نہیں ہے۔ اگر وہ criterion پر پورا نہ اترے تو پھر آپ کیا کریں گی؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! criterion یہ ہے کہ ہم نے ہر ڈسٹرکٹ میں ورکنگ وومن ہاسٹل بنانا ہے تو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی بن جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 6966 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں قائم شوگر ملز، مالکان اور ادائیگی سے متعلقہ تفصیل

*6966: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں اس وقت کل کتنی شوگر ملیں ہیں اور ان کے مالک کون کون ہیں؟

(ب) ہر مل کے ذمہ گنے کی قیمت کی ادائیگی کی مد میں کتنی رقم بقایا ہے، سال وار علیحدہ علیحدہ ہر مل کے حوالے سے جواب دیں؟

(ج) کسانوں کی حق رسی کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):

(الف) پنجاب میں اس وقت 47 شوگر ملز ہیں جن میں سے 43 شوگر ملیں چالو ہیں شوگر مل مالکان کے ناموں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کرشنگ سیزن 14۔2013 میں پنجاب کی 44 چالو شوگر ملوں نے مبلغ 143.75۔ارب روپے کا گنا خرید کیا جس میں سے مبلغ 143.59۔ارب روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے جو کہ تمام رقم کا 99.89 فیصد بنتی ہے اور بقایا ادائیگی مبلغ 16 کروڑ روپے ہے مل وار تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کرشنگ سیزن 15۔2014 میں پنجاب کی 43 چالو شوگر ملوں نے مبلغ 133.982۔ارب روپے کا گنا خرید کیا جس میں سے مبلغ 130.273۔ارب روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے جو کہ تمام رقم کا 97.23 فیصد بنتی ہے اور بقایا ادائیگی مبلغ 3.709۔ارب روپے ہے مل وار تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ادائیگی فیصد کے حساب سے وہ ملیں جن کی ادائیگی فیصد سب سے کم تھی ان شوگر ملوں کے خلاف پنجاب شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ کی شق نمبر (2)6 اور 21 کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے گنے کے کاشتکاروں کی بقایا ادائیگی بذریعہ arrears of land revenue کے تحت کروانے کے لئے کین کمشنر کے احکامات مورخہ 25۔08۔2015 کے مطابق (د،ر،س،ش) متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز/ایڈیشنل کین کمشنرز جھنگ، فیصل آباد اور قصور نے قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتے ہوئے میسرز شکر گنج۔I، شکر گنج۔II، جھنگ، حسین فیصل آباد اور برادرز مل قصور کو سیل کر دیا ہے اور مل کی قرقی کرنے کے بعد کاشتکاروں کی 100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے قانونی کارروائی جاری ہے۔

باقی نادہندہ 14 شوگر ملوں کو آخری موقع برائے 100 فیصد ادائیگی مورخہ 10۔09۔2015 دیا گیا ہے جس کے بعد arrears of land revenue کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے 100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنایا جائے گا۔مزید برآں سال 14۔2013 میں مندرجہ ذیل شوگر ملوں کے ذمے مبلغ۔/15,90,00,000 روپے واجب الادا ہیں۔ ان شوگر ملوں کو سیل کر دیا گیا تھا اور قرقی کرنے کے بعد کاشتکاروں کو 100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے کارروائی جاری ہے:

1۔ حسیب وقاص، ننکانہ صاحب 2۔ کالونی۔II، خانیوال
3۔ عبداللہ۔II، سرگودھا 4۔ چشتیاں، سرگودھا

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس سوال میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے دو clarities چاہوں گا۔ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ Arrears of Land Revenue کے تحت کین کمشنرز جھنگ، فیصل آباد اور قصور نے قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتے ہوئے میسرز شکر گنج۔1، شکر گنج۔II، جھنگ، حسین فیصل آباد اور برادرز قصور کو سیل کر دیا ہے۔ یہ پانچ بنتی ہیں۔اس کے بعد آگے لکھا ہوا ہے کہ باقی نادہندہ 14 شوگر ملوں کو، یہ بتایا جائے یہ 14 کون سی ہیں؟ اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ:

(1) حسیب وقاص، ننکانہ صاحب (2) کالونی۔II خانیوال
(3) عبداللہ۔II، سرگودھا (4) چشتیاں، سرگودھا

جناب سپیکر! یہ کیا جواب ہے؟ 44 ملز میں سے 20 اس طرح چل رہی ہیں اور انہوں نے اوپر لکھا ہوا ہے کہ 44 کی 44 ملوں سے صد فیصد recovery ہو گئی ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اس میں سے کون سی بات ٹھیک اور کون سی غلط ہے۔ نادہندہ 14 ہیں، 5 ہیں یا 4 ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! اس میں تفصیل دی ہوئی ہے کہ پانچ شوگر ملیں ایسی ہیں جن کے ذمہ بقایا جات ہیں اور بقایا ملوں نے سو فیصد ادائیگی کر دی ہے۔ یہ جو چودہ شوگر ملوں کا بتایا گیا ہے یہ مختلف سیزن کی detail ہے۔ 14-2013 میں پانچ شوگر ملیں ہیں جن کے ذمے بقایا جات ہیں اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کر دی گئی ہے۔ چونیاں عبداللہ شوگر مل کے خلاف کارروائی کے لئے ڈی سی او کو بھیج دیا گیا ہے، ان کے ذمے 32½ کروڑ تھا اور اب صرف 6½ کروڑ روپے رہ گیا ہے۔ انہوں نے undertaking دی ہے کہ ہم ایک مہینے کے اندر اس رقم کو clear کر دیں گے۔ حسیب وقاص کے خلاف مشینری کی نیلامی کے آرڈرز کے لئے ڈی سی او کو کہہ دیا گیا ہے۔ برادرز شوگر مل کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اس کی تقریباً ایک ارب روپے کی شوگر ضبط کر کے sale کرنا شروع کی تھی۔ تقریباً ایک کروڑ روپے سے زیادہ کی ادائیگی ہو گئی تھی تو دو بنک ہائی کورٹ میں چلے گئے اور ہائی کورٹ نے اس میں 9۔مارچ تک کا stay دے دیا۔ کالونی شوگر مل نے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ dateلکھ لیں کہ اس میں 9۔مارچ تک stayہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! عدالت نے 9۔مارچ تک stayدے دیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ سرکاری documentمیرے ہاتھ میں ہے اس میں ہے کہ 15-2014 growers paymentاس کے endمیں ان شوگر ملوں کا لکھا ہوا ہے جنہوں نے paymentکی ہے۔25 شوگر ملیں ایسی ہیں جنہوں نے سو فیصد ادائیگی کر دی ہے۔آٹھ شوگر ملوں نے90 to 99 percentادائیگی کر دی جن کا54 کروڑ روپے بنتا ہے۔آٹھ شوگر ملوں نے80 to 90 percentادائیگی کی۔ایک شوگر مل نے70 to 79 percentادائیگی کی اور ایک شوگر مل نے40 to 69 percentادائیگی کی۔تقریباً پچاس ساٹھ کروڑ روپے تو یہی بنتا ہے10 ملوں کے نام اس لسٹ میں لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے لکھا ہے یہ اس کے مطابق نہیں ہے۔مزید برآں 14-2013 میں15 کروڑ90 لاکھ روپے واجب الادا ہیں اور ان شوگر ملوں کو sealکر دیا گیا ہے اور قرقی کے بعد سو فیصد ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔14-2013 کی ان چار ملوں میں حسیب وقاص، کالونی، عبداللہ اور چشتیاں ہیں انہوں نے ان ملوں کو قرقی یا نیلام کر کے ابھی تک کتنی paymentکسانوں کو کی ہے اس کی تفصیل بتادیں؟

جناب سپیکر: آپ بتادیں جو آپ کے پاس اس بارے میں کوئی انفارمیشن ہے۔ان کو کوئی particularکیس بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! میں نے پانچوں شوگر ملوں کا بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کی ہے اور برادرز شوگر مل کی چینی ضبط کی تھی، اس کی saleشروع کی، زمینداروں کو paymentشروع کی گئی، بنک ہائی کورٹ میں چلے گئے اور اس کے بعد کورٹ نے 9۔مارچ تک کے لئے stayدے دیا۔یہ جس شوگر مل کا پوچھنا چاہتے ہیں میں ان کو اس شوگر مل کا specialبتادیتا ہوں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں جواب کا پورا paraپڑھ کر سناتا ہوں، میں صرف برادر شوگر مل کی بات نہیں کر رہا وہ عدالت میں ہے ٹھیک ہے۔انہوں نے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ

14-2013 میں حسیب وقاص، کالونی، عبداللہ اور چشتیاں سیل کر دی گئی تھیں تو میرا سوال صرف اتنا ہے کہ اس کے بعد ان کا اب تک کیا ہوا ہے، کیا اس پر بھی stay ہے اور کیا انہوں نے یہ واجب الادا 15 کروڑ روپے ادا کر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بتادیں کہ 15 کروڑ روپے دے دیئے ہیں یا دے رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ابھی ان کے خلاف کارروائی جاری ہے اور کسانوں کو payment لے کر دے رہے ہیں۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ عبداللہ شوگر مل اوکاڑہ کے پاس 39 کروڑ روپے بقایا تھے اور اس کارروائی کے بعد صرف ساڑھے چھ کروڑ روپے ابھی باقی رہ گئے ہیں اور مزید انہوں نے undertaking دی ہے کہ وہ ایک مہینے کے اندر کسانوں کو یہ payment کر دیں گے۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں جز(ج) کے بارے میں بات کروں گا اور اس میں سوال ہے کہ کسانوں کی حق رسی کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ اب میں پڑھ کر بھی سنا دیتا ہوں کہ Arrears of Land Revenue کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا ضمنی سوال کریں کیا کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ کسانوں کے ان بقایاجات کو دو سال ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ particular کسی Mill کا پوچھیں تو میں ان سے جواب لوں گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں وہی عرض کروں گا کہ اس وقت جو یہ چار ملیں ہیں، ایک تو انہوں نے چشتیاں شوگر مل کا غلط لکھا ہے کیونکہ چشتیاں شوگر مل اس وقت چل بھی رہی ہے اور یہ سرگودھا میں نہیں ہے بلکہ یہ بہاولنگر میں ہے تو اس کی correction کی جائے؟ مزید انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس وقت ان ملوں کو سیل کر کے پیسے بتدریج دے رہے ہیں تو کیا اس وقت وہ ملیں چل رہی ہیں اور ان ملوں سے کسان کو کتنے فیصد پیسا مل چکا ہے کیونکہ اس کو دو سال ہو گئے ہیں؟

چودھری غلام مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں مزید اس میں add کرنا چاہتا ہوں کہ چشتیاں شوگر مل میرے ضلع بہاولنگر میں موجود ہے اور وہ اس وقت چل رہی ہے۔کسان آئے دن وہاں احتجاج کرتے ہیں اور اپنے پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں تو کسانوں کو پیسے دینے کی بجائے انتظامیہ کی طرف سے ان پر پرچے دیئے جارہے ہیں تو مجھے ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر:جی،وہ چشتیاں شوگر مل کی بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسد اللہ):جناب سپیکر!چشتیاں شوگر مل سرگودھا میں ہے اور آدم شوگر مل بہاولنگر میں ہے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ کسانوں کو جو چیک دیئے جارہے ہیں وہ چیک کیش بھی نہیں ہو رہے۔اگر آپ کہیں تو وہ چیک منگوا بھی لیں گے اور آپ کو پیش بھی کر دیں گے۔میں اپنے محترم پارلیمانی سیکرٹری کی correction کر دیتا ہوں کہ چشتیاں شوگر مل سرگودھا سلاں والی میں ہے لیکن چشتیاں تو ادھر نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی،اس میں کلیریکل mistake ہو گئی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسد اللہ):جناب سپیکر!چشتیاں شوگر مل سرگودھا میں ہے جو کہ سلاں والی کے پاس ہے اور آدم شوگر مل بہاولنگر میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر:چودھری غلام مرتضیٰ صاحب!ذرا میری بات سنیں،کیا چشتیاں شوگر مل آپ کے حلقے میں آتی ہے؟

چودھری غلام مرتضیٰ:جناب سپیکر!چشتیاں تحصیل بہاولنگر میں آتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:چشتیاں تحصیل کی بات نہیں ہو رہی چشتیاں شوگر مل کی بات ہو رہی ہے۔

میاں محمد شعیب اویسی:جناب سپیکر!کسانوں کے خلاف پرچے ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!وہ payment نہیں دے رہے ہیں،کسانوں کے خلاف جو پرچے ہو رہے ہیں وہ کیا بات ہے اور اس بارے میں بتائیں کہ ان کے خلاف پرچے کیوں ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسد اللہ):جناب سپیکر!چشتیاں شوگر مل سرگودھا میں ہے اور وہ سیل ہے جبکہ آدم شوگر مل بہاولنگر میں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو ابھی تک یہ پتا نہیں چل سکا کہ چشتیاں شوگر مل کدھر ہے؟ میکن صاحب! آپ بتا سکتے ہیں کہ سرگودھا میں شوگر مل ہے؟

سردار بہادر خان میکن: جناب سپیکر! سرگودھا سلاں والی میں شوگر مل ہے۔

جناب سپیکر: جی، سلاں والی میں شوگر مل ہے اور سلاں والی ضلع سرگودھا میں ہے۔ جو یہ بتا رہے ہیں وہ کون سی مل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! آدم شوگر مل کی payment 100 percent ہو چکی ہے۔

میاں محمد شعیب اویسی: جناب سپیکر! لوگوں پر پرچے ہو رہے اور وہ پرچے کیوں دے رہے ہیں؟ آپ payment 100 percent کی بات کر رہے ہیں اور چودھری غلام مرتضیٰ بتا رہے ہیں کہ لوگوں پر پرچے ہو رہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں خود ان سے پوچھتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! آدم شوگر مل کی payment 100 percent ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں payment 100 percent ہو چکی ہے باقی پرچوں کی بات نوٹس میں لائیں۔ جی، اگلا سوال نمبر 7036 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 7051 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*7051: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا گوجرانوالہ میں اجراء کب کیا گیا اور اس کا دفتر کہاں پر واقع ہے، یہ اتھارٹی کن افراد پر مشتمل ہے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی نے کھانے، پینے کی اشیاء میں ملاوٹ روکنے اور مضر صحت اشیاء کی فروخت روکنے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی نے گوجرانوالہ میں آغاز سے آج تک کھانے، پینے کی اشیاء میں ملاوٹ چیک کرنے اور مضر صحت اشیاء کی فروخت روکنے کے لئے کتنے چھاپے کن جگہوں پر مارے، اس دوران کون کون سے لوگ ملاوٹ کرنے اور مضر صحت اشیاء فروخت کرنے میں ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خورد و نوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔ پوچھے گئے سوال کے مطابق یہ امر قابل ذکر ہے کہ فی الحال پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار ضلع گوجرانوالہ میں ہے اور نہ ہی وہاں کوئی دفتر معرض وجود میں آیا ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے اور ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار نہ ہے۔ ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پیور فوڈ ترمیمی آرڈیننس 2015 کے تحت ڈویژن کی سطح پر ٹاسک فورس کام کر رہی ہے اور ضلع کی سطح پر implementation committee ناقص خوراک کے خلاف بھرپور کارروائی جاری رکھے ہوئے ہے جس کی تمام تر کارروائی کی رپورٹس روزانہ کی بنیاد پر PITB کے ڈیش بورڈ پر بھجوائی جاتی ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں ضلعی انتظامیہ کی سربراہی میں ڈسٹرکٹ فوڈ کمیٹی ملاوٹ شدہ اور مضر صحت اشیاء کی فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے اور ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا گوجرانوالہ میں اجراء کب ہوا اور اس کا دفتر کہاں پر واقع ہے اور یہ اتھارٹی کن افراد پر مشتمل

ہے؟اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خوردونوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے تو میری آپ کے توسط سے گزارش یہ ہے کہ جب یہ ایکٹ پاس کیا گیا تھا تو کیا یہ پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے نہیں تھا اور اگر یہ پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے نہیں تھا اور صرف لاہور کے لئے تھا تو کیا یہ discrimination نہیں ہے؟Discriminationیعنی کسی کا بنیادی حق اس سے چھین لینا ہے لیکن صاف ستھری اور ملاوٹ سے پاک چیزیں دینا ہر انسان کا بنیاد حق ہے تو کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ آپ کی تقریر ہے یا ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے اس کا جواب پوچھوں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے اضلاع کے لوگوں کو اس بنیادی حق سے محروم کیوں رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے کچھ لکھا بھی ہوا ہے ان کو بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! پیور فوڈ آرڈیننس کے بعد سارے پنجاب کی ذمہ داری فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس آئی ہے اس سے پہلے یہ ذمہ داری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس تھی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اسے کرتی تھی۔پیور فوڈ آرڈیننس میں اس کی سزاؤں اور جرمانوں کو پنجاب فوڈ اتھارٹی کے برابر کیا گیا ہے، ڈویژن کے اندر ٹاسک فورس بنائی ہے اور پورے پنجاب کے اندر anti-adulteration campaign بھی چلائی گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!Anti-adulterationہوتی ہے، میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب careful be۔ میاں صاحب! انصاری صاحب کو بات کرنے دیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈویژن کی سطح پر ٹاسک فورس کام کر رہی ہیں اور ضلع کی سطح پر Implementation Committees کام کر

رہی ہیں ۔ پھر معزز پارلیمانی سیکرٹری نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انہوں نے anti-adulteration campaign بھی launch کی ہے۔

جناب سپیکر!میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں ٹاسک فورس اور Implementation Committee کن کن افراد پر مشتمل ہے اور ان کمیٹیز نے اب تک کیا کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر:اگر آپ پوچھتے تو وہ ضرور بتاتے۔

چودھری اشرف علی انصاری:جناب سپیکر!میں نے سوال میں یہ پوچھا ہے۔

جناب سپیکر:جی،ان کو بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسد اللہ):جناب سپیکر!Campaign کے ذریعے تقریباً 5 کروڑ 5 لاکھ 26 ہزار 991 روپے جرمانہ وصول کیا گیا ہے ، پورے پنجاب کے اندر 28686 ایف آئی آرز درج کرائی گئی ہیں اور 282400 جگہوں کو seal کیا گیا ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:No Sir آپ کی بڑی مہربانی، ادھر آپ سے پہلے کھڑے ہوئے ہیں، بعد کی بات پھر سنیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!انہوں نے جز(ج) کے جواب میں فرمایا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے اور ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ ذرا پیچھے سوال نمبر 3039 نکال لیجئے انہوں نے یہ جواب 23۔مارچ 2014 کو دیا ہے اس میں لکھا گیا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب فوڈ اتھارٹی کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے پنجاب کے مزید اضلاع فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان اور گوجرانوالہ میں کام کرنے کی اجازت دے دی ہے اور اب اس سوال نمبر 7051 کے جواب میں جس کی وصولی 15۔فروری 2016 کو ہوئی ہے میں لکھا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف لاہور تک محدود ہے اور گوجرانوالہ نہیں آتا۔اب آپ یہ اندازہ کریں کہ 23۔مارچ 2014 کو انہوں نے کیا جواب دیا ہے اور 2016 کو کیا جواب دیا ہے۔کیا آپ اسمبلی کے اندر اس non serious question hours کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت فرمادیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!2014میں یہ جواب دیا گیا ہے اور 2015 میں ترمیم آنے کے بعد پیور فوڈ آرڈیننس آگیا اوراب اس کے تحت کام ہور ہا ہے۔ انشاءاللہ پنجاب فوڈاتھارٹی کے دفاتر ہر ڈویژن میں جلدی قائم کر دیئے جائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جواب 15۔فروری2016کو آیا ہے۔

جناب سپیکر:اس سوال کو مجلس قائمہ برائے خوراک کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی دو ماہ میں رپورٹ ایوان میں دے گی۔

جناب عبدالرؤف مغل:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:یہ سوال کمیٹی کے سپرد ہو گیا ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!جو سوال کمیٹی کو refer کیا گیا ہے اس کی رپورٹ کا کوئی time period بھی بتادیں۔

جناب سپیکر:جی،میں نے کہہ دیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میں سوال کرنے سے پہلے ایوان میں جو آج سوالوں کے جوابات کی صورتحال ہے اس پر شاعر سے معذرت کے ساتھ ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:کس سے معذرت کے ساتھ؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!شاعر سے معذرت کے ساتھ۔

اپنے سارے عملوں کا حساب کس کو دیتے
جواب سارے غلط تھے سوال کس کو دیتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:نہیں،آپ کا یہ شعر ٹھیک نہیں ہے۔آپ سوال نمبر بولیں پھر ہنسئے گا۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!سوال نمبر 7063 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:فلور ملز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7063:جناب امجد علی جاوید:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل کتنی فلور ملز ہیں؟
(ب) ان فلور ملز کو سال15۔2014 میں کتنی گندم فراہم کی گئی، تفصیل مل وار فراہم کریں؟
(ج) کیا کسی فلور مل کو کوٹا سے زائد گندم دی گئی، اگر دی گئی تو ان فلور ملز کے نام اور دی جانے والی گندم کی تفصیلات مل وار فراہم کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):
(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال15۔2014 میں16 فلور ملز تھیں۔
(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال15۔2014 میں25525.500 میٹرک ٹن گندم فلور ملز کو فروخت کی گئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) ضلع ہذا میں کسی فلور ملز کو کوٹا سے زائد گندم نہ جاری کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) میں ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی فلور ملز ہیں جس کا محکمے نے جواب دیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں16 فلور ملز تھیں۔ یہ ہیں اور تھیں میں کتنا gap ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں جو working position میں ہوں گی ان کی بات کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کا یہ gap کیوں ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ تھیں کا کیا مطلب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے۔ یہ تھیں نہیں بلکہ ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں (ت) کا اضافہ اوپر کہیں ہو گیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! Chair کی رولنگ تھی کہ جس ڈیپارٹمنٹ کے سوال ہوں گے اس ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری موجود ہو گا لیکن ابھی سیکرٹری صاحب تو موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کون کہتا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ Chair کی رولنگ ہے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے سیکرٹری صاحب کو ادھر دیکھا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تو اب دیکھا ہے لیکن وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اب دیکھا ہے تو سیکرٹری خوراک نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، سیکرٹری صاحب دکھا دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پھر میرا سوال pending کر دیں اور رولنگ کے مطابق جب وہ ہوں گے تو میرے سوال کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں جنہوں نے جواب دینا ہے ۔ سیکرٹری صاحب نے تو جواب نہیں دینا۔ وہ آ جائیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ آپ کی رولنگ ہے۔

جناب سپیکر: جب وہ آئیں گے تو Chair خود دیکھ لے گی۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چلیں مان لیتے ہیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 16 فلور ملز ہیں لیکن صورتحال اس سے مختلف ہے چونکہ اور نئی ملز آ گئی ہیں اس لئے اس کے مطابق یہ جواب درست نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جتنی ملیں کہہ رہے ہیں ان میں کل کتنی باڈیز ہیں جن پر یہ مشتمل ہوتی ہیں وہ بتا دیں اور کوٹا دینے کا کیا criterion ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کوٹا کا criterion تو بتا سکتے ہیں لیکن اگر آپ کہیں کہ باڈیز کتنی ہیں وہ ابھی نہیں بتا سکتے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ باڈیز کے بغیر نہیں ہوتیں اور ان کے پاس سارا ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ سوال نہیں بنتا۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی،جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!جب کسی مل کو لائسنس دیا جاتا ہے تو اس کی تمام bodies enlisted ہوتی ہیں۔قانون کے مطابق اگر وہ enlisted نہ ہوں تو کوئی مل محکمہ کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہو سکتی۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری بتادیں کہ وہ bodies کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید!آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔آپ کوئی specific ضمنی سوال پوچھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ ہر مل کی capacity الگ ہے۔کسی مل کی چھ، کسی کی آٹھ ،دس یا بارہ bodies ہوتی ہیں۔ہر مل کو ایک جیسا کوٹا دیا جاتا ہے یعنی 35 بوری per body کے حساب سے گندم دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 2014-15 میں 25525.500 میٹرک ٹن گندم فلور ملوں کو فروخت کی گئی۔ میرا آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری سے ضمنی سوال ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے گوداموں میں کتنی گندم موجود تھی اور اب کتنی بقایا رہ گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر!معزز ممبر نے سوال کیا تھا کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فلور ملوں کو سال 2014-15 میں کتنی گندم فراہم کی گئی؟اس کی تفصیل فراہم کر دی گئی ہے۔اس وقت سٹاک میں کتنی گندم موجود ہے اس کی تفصیل دوبارہ لینی پڑے گی۔

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!سوال نمبر 7141 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال: گندم کے گوداموں کی تعداد بڑھانے سے متعلقہ تفصیلات

*7141: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال کی 02 تحصیلوں میں گوداموں کی تعداد 74 ہے جن میں 76500 میٹرک ٹن گندم سٹور کی جاتی ہے جو ضلع کی گندم کی مجموعی پیداوار سے کم ہے کیا حکومت ان کی تعداد بڑھانے کاارادہ رکھتی ہے، اگرہاں توکب تک؟

(ب) کیا ضلع ساہیوال میں گندم خرید سکیم 15۔2014 کے لئے مقررہ کردہ رقم کافی تھی جبکہ خرید کا مقررہ کردہ ٹارگٹ زیادہ تھا یہ رقم فی من کس حساب سے گندم خریدنے کے لئے رکھی گئی؟

(ج) کیا 15۔2014 میں گندم کی خریداری کے لئے فراہم کئے گئے جیوٹ 100 کلوگرام جن کی تعداد 354735 تھی یہ کس ریٹ سے خرید کئے گئے اور ان کو کس طریقہ سے تقسیم کیا گیا اور پی پی تھیلے جن کی تعداد 2913051 (50 کلوگرام) وہ کس حساب سے خرید کئے گئے اور ان کی تقسیم کا کیاطریق کار تھا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):

(الف) ضلع ساہیوال کی دونوں تحصیلوں میں گوداموں کی تعداد 74 ہے جس میں ذخیرہ گندم کی معیاری گنجائش 76500 اور آپریشنل گنجائش 114750 میٹرک ٹن بنتی ہے مستقبل قریب میں پورے پنجاب میں استعداد ذخیرہ کاری میں مناسب اضافہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) سکیم 15۔2014 کے لئے مختص کی گئی رقم مقررہ کردہ ٹارگٹ کے لئے کافی تھی جبکہ گندم ۔/1200 روپے فی من کے حساب سے خرید کی گئی تھی۔

(ج) سکیم 15۔2014 میں گندم کی خریداری کے لئے فراہم کردہ جیوٹ بیگ (100 کلوگرام) کا مقررہ کردہ سرکاری ریٹ مبلغ 133.878 جبکہ پی پی بیگ (50 کلوگرام) کا سرکاری ریٹ مبلغ 37.05 تھا۔ دوران سکیم باردانہ کی تقسیم تعینات کردہ عملہ محکمہ ریونیو کے ذریعہ فی ایکڑ 8 جیوٹ بیگ اور 16 پی پی بیگ کے حساب سے ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال کی دو تحصیلوں میں گوداموں کی تعداد 74 ہے جن میں 76500 میٹرک ٹن گندم سٹور کی جاتی ہے؟اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع ساہیوال کی دونوں تحصیلوں میں گوداموں کی تعداد 74 ہے جس میں ذخیرہ گندم کی معیاری گنجائش 76500 اور آپریشنل گنجائش 114750 میٹرک ٹن بنتی ہے۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپریشنل گنجائش اور معیاری گنجائش کا فرق بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!76500 میٹرک ٹن تک گندم وہاں گوداموں میں روٹین میں سٹور کی جاتی ہے اسے معیاری گنجائش کہتے ہیں اور اگر اس گنجائش سے زیادہ گندم سٹور کرنا مقصود ہو تو پھر گودام کی اونچائی تک extra بوریاں لگائی جاتی ہیں اس طرح سے گودام میں 114750 میٹرک ٹن تک گندم سٹور کی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!کیا آپ واقعی سمجھتے ہیں کہ اس سوال کا جواب درست دیا گیا؟

جناب سپیکر:جی، بالکل پارلیمانی سیکرٹری نے درست جواب دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!معزز پارلیمانی سیکرٹری کی بات مان لیتے ہیں کہ ضلع ساہیوال کی دونوں تحصیلوں کے گوداموں میں 114750 میٹرک ٹن گندم سٹور کی جاسکتی ہے لیکن یہ گنجائش ضلع کی گندم کی مجموعی پیداوار سے کم ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری مجھے یہ بتادیں کہ ضلع ساہیوال میں سال 15-2014 میں کتنی گندم procure کی گئی اور کل کتنی پیداوار ہوئی تھی؟

جناب سپیکر:ملک صاحب!یہ تو fresh question بنتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ اسی سے related ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ ضمنی سوال اس سے related ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!گندم کی کتنی پیداوار ہوئی؟ اس کے لئے تو fresh question کرنا پڑے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ کے علم میں ہے کہ سوالات بڑی محنت سے دیئے جاتے ہیں اور ان کا اصل مقصد عوام کو relief مہیا کرنا ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سوال اور جواب کو کسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے کیونکہ یہ جواب اس سوال سے related نہیں ہے۔

جناب سپیکر:ملک صاحب!جلدی سے ضمنی سوال پوچھ لیں کیونکہ وقفہ سوالات ختم ہونے والا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور اس کی وجہ سے ہر زمیندار متاثر ہوتا ہے۔ سوال کے جز(ج) میں گندم کی خریداری کے لئے فراہم کئے گئے جیوٹ کی تقسیم کا طریق کار پوچھا گیا تھا۔اگلے مہینے گندم کی procurement کا نیا سیزن آنے والا ہے۔زمیندار کو جیوٹ یا باردانہ بروقت نہیں ملتا۔ریونیو کا عملہ گرداوری محمد دین کی علم دین کے نام اور اسلم کی اکرم کے نام بنا دیتا ہے۔یہ سب چیزیں on record موجود ہیں۔میں نے پچھلے اجلاس میں بھی گزارش کی تھی کہ باردانہ کی تقسیم کے لئے طے شدہ طریق کار پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر:ملک صاحب!وقفہ سوالات میں تقریر تو نہیں ہو سکتی۔آپ تشریف رکھیں۔معزز ممبر کی طرف سے جس چیز کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا خیال رکھیں۔گندم کی procurement کا سیزن آنے والا ہے لہٰذا اس حوالے سے محکمہ کو ضروری ہدایات جاری کی جائیں اور اس کام کو ایک طریق کار کے تحت چلائیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد:شوگر سیس کی مد میں موصول ہونے والی رقم سے متعلقہ تفصیلات

*7036:**میاں طاہر**:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد کی شوگر ملز سے سال 14-2013 اور 2015 کے دوران شوگر سیس کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) ان ملوں کے ذمہ کتنا شوگر سیس ان سالوں کا بنتا ہے، تفصیل مل وار بتائیں، ان سے کتنا موصول ہوا، کتنا بقایا ہے؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنا شوگر سیس کس کس منصوبہ پر خرچ کیا گیا،ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد کی شوگر ملز سے سال13۔2012،14۔2013اور15۔2014میں سیس کی مد میں مبلغ۔/42,10,95,359روپے موصول ہوئے جمع شدہ رقم کی مل وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	شوگر مل	ٹوٹل
1	چنار	8,89,64,352روپے
2	ہنزہ۔I	8,91,92,283روپے
3	حسین	8,40,38,163روپے
4	رسول نواز	6,17,69,538روپے
5	تاندلیانوالہ۔I	9,71,31,023روپے
	ٹوٹل	42,10,95,359روپے

(ب) سال13۔2012میں مبلغ۔/11,68,86,963روپے سال14۔2013میں مبلغ ۔/12,03,89,886روپے اور سال 15۔2014میں مبلغ ۔/18,38,18,510 ٹوٹل42,10,95,359روپے سیس موصول ہوااوران ملوں کے ذمہ ان سالوں کا کوئی سیس بقایانہ ہے مل واراور سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شوگر سیس منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نارووال: محکمہ فوڈ کے زیر انتظام گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

*7159:جناب منان خان: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ فوڈ کے زیر انتظام کتنے گودام ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں۔ تفصیلات بتائیں؟

(ب) محکمہ کے سرکاری گودام کتنے ہیں اور کتنے گودام کرایہ پر ہیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ضلع نارووال کی تحصیل شکر گڑھ کے قصبہ کوٹ نیناں میں ضلع نارووال بننے سے پہلے سے ایک مرکز خریداری گندم تھا جو پچھلے سالوں سے غیر فعال کر دیا گیا ہے کیا گورنمنٹ اس مرکز خریداری گندم کو فعال کرنے کاارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ فوڈ کے زیر انتظام درج ذیل گودام ہیں۔

نمبر شمار	نام گودام	ایڈریس
1	پی آر سنٹر،نارووال	مانک روڈ،نارووال
2	پی آر سنٹر، شکر گڑھ	نزد ریلوے سٹیشن، شکر گڑھ
3	کمبوہ رائس ملز	نیو لاہور روڈ، دھلم
4	یوسف گل گودام	نیو لاہور روڈ، مندراں والہ
5	خان رائس ملز	مرید کے روڈ، نزد سہارا ہسپتال
6	رو حیل گودام	ظفر وال روڈ، نارووال
7	موسیٰ ملہی گودام	پسرور روڈ، نارووال
8	عائشہ گودام	مرید کے روڈ، نزد کرن گھی ملز
9	علی حسن رائس ملز	پسرور روڈ، نارووال
10	شمعون خان گودام	نزد فروٹ منڈی، نارووال
11	کھوکھر رائس ملز	مرید کے روڈ، نارووال
12	اشفاق رائس ملز	شکر گڑھ روڈ، بجنا سٹاف
13	اعجاز بھٹہ گودام	شکر گڑھ روڈ، نزد پولیس لائن
14	یعقوب رائس ملز	ظفر وال روڈ بیٹیاں
15	گوہر رائس ملز	ظفر وال روڈ،اگووالہ
16	عارف گودام	ظفر وال روڈ، سوئیاں
17	صادق گودام	ظفر وال روڈ،اگووالہ
18	اکبر علی گودام	ظفر وال روڈ،دھباوالہ
19	وقاص کولڈ سٹور	نزد المنیر فلور ملز، ظفر وال
20	ملک عزیز گودام	نونار
21	منور رائس ملز	درمان روڈ، براڑاہ
22	اسرار احمد خان گودام	شکر گڑھ روڈ، کوٹلہ افغانہ
23	تنویر گودام	بدووال موڑ، شکر گڑھ
24	امجد خان گودام	بدووال موڑ، شکر گڑھ

(ب) محکمہ کے سرکاری/کرایہ پر حاصل کردہ گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہیں:

سرکاری گودام 2 عدد

1	پی آر سنٹر،نارووال	مانک روڈ،نارووال
2	پی آر سنٹر، شکر گڑھ	نزد ریلوے سٹیشن، شکر گڑھ

پرائیویٹ /کرایہ پر حاصل کردہ گودام22عدد

1	کمبوہ رائس ملز	نیولاہور روڈ،دھلم
2	یوسف گل گودام	نیولاہور روڈ، منداراں والہ
3	خان رائس ملز	مرید کے روڈ، نزد سارا ہسپتال
4	روحیل گودام	ظفروال روڈ، نارووال
5	موسیٰ ملی گودام	پسرور روڈ، نارووال
6	عائشہ گودام	مرید کے روڈ، نزد کرن گھی ملز
7	علی حسن رائس ملز	پسرور روڈ، نارووال
8	شمعون خان گودام	نزد فروٹ منڈی، نارووال
9	کھوکھر رائس ملز	مرید کے روڈ، نارووال
10	اشفاق رائس ملز	شکر گڑھ روڈ، بجنا سٹاف
11	اعجاز بھٹہ گودام	شکر گڑھ روڈ، نزد پولیس لائن
12	یعقوب رائس ملز	ظفروال روڈ پٹیاں
13	گوہر رائس ملز	ظفروال روڈ، اگووالہ
14	عارف گودام	ظفروال روڈ، سوئیاں
15	صادق گودام	ظفروال روڈ، اگووالہ
16	اکبر علی گودام	ظفروال روڈ، دھباوالہ
17	وقاص کولڈ سٹور	نزد المنیر فلور ملز، ظفروال
18	ملک عزیز گودام	نونار
19	منور رائس ملز	درمان روڈ، براڑاہ
20	اسرار احمد خان گودام	شکر گڑھ روڈ، کوٹلہ افغانہ
21	تنویر گودام	بدووال موڑ، شکر گڑھ
22	امجد خان گودام	بدووال موڑ، شکر گڑھ

(ج) قصبہ کوٹ نیناں میں مرکز خریداری گندم قائم تھا مگر بہت زیادہ سکیورٹی خدشات کے پیش نظر گورنمنٹ نے اس سنٹر کو غیر فعال کر دیا اور اس کے catchment area کو تحصیل شکر گڑھ کے دو حصوں میں تقسیم کر کے اس کے متبادل منڈی خیل سنٹر کھولا گیا۔ جہاں پرائیویٹ گودام بھی ہے اور کسی قسم کے سکیورٹی خدشات بھی نہ ہیں۔ محکمہ خوراک اس سنٹر کو فعال کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہے۔

گوجرانوالہ،لاہور اور راولپنڈی ڈویژن میں گندم سٹور کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*7163: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن، لاہور ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام کہاں کہاں واقع ہیں اور ان گوداموں میں کتنی گندم اس وقت سٹور ہے اور کتنی گندم مزید سٹور کرنے کی گنجائش ہے؟

(ب) ان ڈویژنز میں ضرورت سے زائد کتنی گندم پڑی ہے، اس کی تفصیل فراہم کرے؟

(ج) ان ڈویژنز میں ملوں کو گندم کس پالیسی اور criterion کے تحت فروخت کی جاتی ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف)

نمبر شمار	نام ڈویژن	تعداد	ذخیرہ کردہ گندم کی مقدار (میٹرک ٹن)	گنجائش ذخیرہ گندم (میٹرک ٹن)
1	لاہور	256	244991.142	253932.500
2	گوجرانوالہ	180	126892.417	75222.177
3	راولپنڈی	21	138125.324	122146.476

باقی تفصیلات علی الترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن کی تمام فلور ملز بحساب 35 بوری فی رولر باڈی 15۔اپریل 2016 تک گندم اٹھائیں تو ڈویژن ہذا میں ضرورت سے زائد گندم نہ ہے جبکہ لاہور اور راولپنڈی ڈویژنز میں ضرورت سے زائد گندم موجود نہ ہے۔ بلکہ آٹے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دیگر اضلاع سے گندم منگوانا پڑتی ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جو سال بھر جاری رہتا ہے۔

(ج) ان ڈویژنز میں فلور ملز کو حکومت پنجاب کی جاری کردہ پالیسی برائے اجراء گندم کے تحت فی رولر باڈیز کے حساب سے مختص کردہ کوٹا کے مطابق گندم جاری کی جاتی ہے۔ اس وقت لاہور میں 40 جبکہ گوجرانوالہ اور راولپنڈی ڈویژنز میں 35 بوری فی باڈی کے حساب سے گندم جاری کی جارہی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

وہاڑی کے ورکنگ وومن ہاسٹل سے متعلقہ تفصیلات

6: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن ایک کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہے۔ بلڈنگ کا کرایہ کتنا ہے اور کیا حکومت ہاسٹل کی اپنی بلڈنگ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اس ہوسٹل میں کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں؟

(ج) ہاسٹل میں سٹاف کی تعداد کتنی ہے ان کے نام، عہدے اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا سٹاف کو مقررہ وقت پر تنخواہیں دی جارہی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہاسٹل کا سٹاف عارضی بنیادوں پر اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اور کب تک؟

(ہ) کیا حکومت نے سٹاف کی تقرری کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اخبارات کے نام اور تاریخ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن ایک کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہے اور اس کا ماہانہ کرایہ 41073 روپے ہے۔ ہاسٹل کی بلڈنگ کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ب) اس ہاسٹل میں 13 خواتین رہائش پذیر ہیں۔

(ج) ہاسٹل میں سٹاف کی تعداد 10 ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	سعدیہ اسلم	منیجر BS-17
2۔	آسیہ امیر	وارڈن BS-17
3۔	افتخار احمد	جونیئر کلرک BS-11
4۔	مظہر حسین	ڈرائیور BS-04
5۔	زاہدہ پروین	گک BS-01
6۔	شمسہ کنول	گک BS-01

7۔محمد طاہر نائب قاصد BS-01
8۔فیصل محمود چوکیدار BS-01
9۔گلزار احمد چوکیدار BS-01
10۔فیاض احمد سوئیپر BS-01

جی ہاں! سٹاف کی تنخواہیں متعلقہ اکاؤنٹ آفس سے مقررہ وقت پر ادا کی جارہی ہیں۔

(د) ہاسٹل کے سٹاف کی تقرری حکومت کی پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ کی بنیاد پر عمل میں لائی گئی اس میں مینجر بی ایس۔17 کی تقرری پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی گئی ہے جبکہ نان گزیٹڈ سٹاف کی تقرری محکمانہ طور پر کی گئی۔

(ہ) جی ہاں! محکمہ نے سٹاف کی تقرری کے لئے مندرجہ ذیل اخبارات میں اشتہارات شائع کروائے تھے:

1۔ روزنامہ "جنگ" لاہور، تاریخ 13۔اپریل 2014
2۔ روزنامہ "ڈان" تاریخ 14۔اپریل 2014
3۔ "درخواستوں کی وصولی کی تاریخ میں توسیع"
روزنامہ "جنگ" مورخہ 14۔جون 2014

اور گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق تقرریاں عمل میں آچکی ہیں۔

ضلع گجرات: گندم کے خریداری مراکز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

496: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم کی سرکاری سطح پر خریداری کے کتنے مراکز قائم کئے گئے؟

(ب) ان مراکز میں 2014 میں کتنی گندم خریدنے کا ہدف مقرر کیا گیا نیز پچھلے سال کتنی گندم کس ریٹ پر خریدی گئی تھی؟

(ج) ان مراکز پر تعینات افسران و عملہ کی تعداد عہدہ وار بتائی جائے؟

(د) ان مراکز میں سال 2011 میں کتنی گندم خراب ہوئی اور اس وقت کتنی گندم سٹاک میں موجود ہے، اس کا کل وزن اور مالیت بتائی جائے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں گندم کی سرکاری سطح پر خریداری کے لئے پانچ مراکز قائم کئے گئے تھے۔

1۔ گجرات پی آر سنٹر
2۔ منگوال(عارضی مرکز خریداری گندم)
3۔ جلالپور جٹاں(عارضی مرکز خریداری گندم)
4۔ لالہ موسیٰ پی آر سنٹر
5۔ ڈنگہ(عارضی مرکز خریداری گندم)

(ب) ضلع گجرات میں سال2014 میں گندم خرید اور نرخ حسب ذیل تھے:

نمبر شمار	نام سنٹر	ہدف م ٹن	خرید گندم م ٹن	نرخ مقرر2014فی40کلو گرام
1	گجرات	2000	2200	قیمت گندم فی40کلو گرام-/1200
2	لالہ موسیٰ	3600	3643.8	قیمت گندم فی100کلو گرام-/3000
3	منگوال	6400	6413.4	ڈلیوری چارجز7.50فی100کلو گرام بوری
4	ڈنگہ	5200	4866.7	کل فی100کلو بوری قیمت3007.50
5	جلالپور جٹاں	2800	2800	
	میزان	20000	19923.900	

(ج) ان مراکز پر تعینات افسران عملہ کی عہدہ وار تعداد10 ہے۔ جن میں FGI 6،AFC-1 اور FGS 3

1	گجرات(2عدد)	غلام نبی، فوڈ گرین انسپکٹر جواد الحسن، فوڈ گرین انسپکٹر
2	لالہ موسیٰ(2عدد)	وسیم عباس، فوڈ گرین انسپکٹر خرم نثار، فوڈ سپر وائزر
3	منگوال(2عدد)	محمد ارشد، فوڈ گرین انسپکٹر محمد شفیق، فوڈ گرین انسپکٹر
4	ڈنگہ(2عدد)	آفتاب جمیل بٹ، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر فیصل شہزاد، فوڈ گرین سپر وائزر
5	جلالپور جٹاں(2عدد) (میزان10عدد)	شہباز احمد، فوڈ گرین انسپکٹر محمد عثمان امین، فوڈ سپر وائزر

(د) سال2011 میں ان مراکز پر کوئی گندم خراب نہ ہوئی تھی اور اس وقت ان مراکز پر کل53639بوری مورخہ27-03-2015 تک گندم موجود ہے جس کا وزن5363.90 میٹرک ٹن ہے اور اس کی مالیت بحساب-/1280روپے فی40کلو گرام17,16,44,800 روپے بنتی ہے۔

بہاولنگر: محکمہ ترقی خواتین کے دفتر سے متعلقہ تفصیلات

880: جناب محمد نعیم انور: کیاوزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ترقی خواتین کا کوئی دفتر ضلع بہاولنگر میں کام کر رہا ہے اس دفتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) پچھلے دو سالوں میں ترقی خواتین پر کتنے اخراجات ہوئے۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ترقی خواتین کا کوئی دفتر اس وقت ضلع بہاولنگر میں موجود نہ ہے جو بالخصوص عورتوں کے فلاح و بہبود کے حوالے سے اپنے فرائض انجام دیتا ہو اور نہ ہی ترقی خواتین کے محکمہ کے کوئی ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں ترقی خواتین کا دفتر موجود نہ ہونے کی وجہ سے خواتین کی ترقی پر خرچ ہونے والی رقم کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

ضلع گجرات: گندم کے گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

497: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم سٹور کرنے کے کل کتنے گودام کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان میں کتنے محکمہ کی ملکیت ہیں اور کتنے کرایہ پر ہیں؟

(ج) 2012-13 میں گندم سٹور کرنے کا اس ضلع گجرات میں کتنا ہدف مقرر تھا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں موجود گوداموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1	گجرات	8 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپسٹی 500 میٹرک ٹن فی گودام ہے۔ کل 4000 میٹرک ٹن ہے۔ جو نزد ریلوے لائن محلہ فیض آباد گجرات پر واقع ہے۔
2	گجرات	3 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپسٹی 500 میٹرک ٹن فی گودام ہے۔ کل 1500 میٹرک ٹن ہے جو سروس روڈ گجرات پر واقع ہے۔
3	لالہ موسیٰ	5 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپسٹی 500 میٹرک ٹن گودام ہے۔ کل 2500 میٹرک ٹن ہے جو نزد دھامہ گاؤں لالہ موسیٰ پر واقع ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر استعمال کل 16 عدد گودام ہیں۔ جن میں 13 عدد گودام محکمہ کی ملکیتی اور 3 عدد ضلع کونسل کی ملکیت میں ہیں۔ جن کا کرایہ محکمہ خوراک ادا کرتا ہے۔

(ج)

1) ضلع گجرات میں دوران سال 2012 خرید گندم کا ہدف 25000.000 میٹرک ٹن اور ضلع منڈی بہاؤالدین سے 7500.000 میٹرک ٹن گندم وصول کر کے کل 32500.000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کا ہدف مقرر تھا۔

2) دوران سال 2013 خرید گندم کا ہدف 28000.000 میٹرک ٹن اور ضلع منڈی بہاؤالدین سے 16000.000 میٹرک ٹن گندم وصول کر کے کل 44000.000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کا ہدف مقرر تھا۔

حلقہ پی پی۔102 میں گندم کے گودام سے متعلقہ تفصیلات

619: **چودھری رفاقت حسین گجر** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔102 گوجرانوالہ میں کل کتنے گندم کے گودام ہیں، کتنے پختہ عمارات میں ہیں اور کتنے بغیر عمارات کے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔102 میں محکمہ خوراک کا ملکیتی کوئی گودام نہیں ہے جس کی وجہ سے ہر سال کسان اپنی گندم کی فروخت کے لئے خوار ہوتے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقہ میں نئے سرکاری گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔102 میں گندم کے سرکاری گودام نہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔102 میں محکمہ خوراک کا کوئی ملکیتی گودام نہ ہے، تاہم کسانوں کی سہولت کے لئے ہر سال عارضی گودام (مرکز خرید) کوٹ لدھا میں بنایا جاتا ہے جس کا ٹارگٹ بھی 12000 میٹرک ٹن ہوتا ہے اور کسان اپنی ضرورت سے وافر مقدار گندم اس سنٹر پر فروخت کرتے ہیں۔

سرگودھا: غیر معیاری تیل و گھی کی تیاری اور حکومتی اقدامات

855: **محترمہ نگہت شیخ**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر اور اس کے گرد و نواح میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں غیر معیاری تیل اور گھی کا استعمال عام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرگودھا اور اس کے گرد و نواح میں موجود فیکٹریاں غیر معیاری تیل اور گھی تیار کر رہی ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان فیکٹریوں کے خلاف جو غیر معیاری تیل اور گھی تیار کر کے سپلائی کرتی ہیں، کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی2012 پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خورد و نوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔ ضلع لاہور میں مختلف ہوٹلز، ریسٹورنٹس، بیکری، فیکٹری اور دیگر اشیاء خورد و نوش کی فروخت کرنے والوں کو بلا امتیاز چیک کر رہی ہے اور صاف ستھری خوراک کے حصول کے لئے سخت کارروائی عمل میں لائے ہوئے ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

سیالکوٹ: تحصیل ڈسکہ میں مراکز خرید گندم سے متعلقہ تفصیلات

1153: **جناب محمد آصف باجوہ** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ڈسکہ میں خریداری مراکز گندم کہاں کہاں واقع ہیں اور ان مراکز میں کتنی کتنی گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے؟

(ب) تحصیل ڈسکہ میں 13۔2012 اور 14۔2013 میں کتنی گندم خرید کی گئی اور کیا یہ سرکاری مراکز میں رکھی گئی یا پرائیویٹ مرکز میں رکھی گئی؟

(ج) 14۔2013 میں ڈسکہ میں خریدی گئی تمام گندم فلور ملز کو دے دی گئی یا مرکز میں ہی پڑی رہی؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) تحصیل ڈسکہ میں2عدد سرکاری مراکز ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

1	ڈسکہ	9000.000میٹرک ٹن
2	سرانوالی	7000.000میٹرک ٹن

(ب) خریداری گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیم	سنٹر	ذخیرہ گندم میٹرک ٹن	ذخیرہ گندم میٹرک ٹن	ذخیرہ گندم میٹرک ٹن
1	2012-13	ڈسکہ	8098.50	0	8098.50
2	۔ایضاً	سرانوالی	6855.20	0	6855.20
		میزان	14953.70	0	14953.70
1	2013-14	ڈسکہ	8323.50	3926.80	12240.30
2	۔ایضاً	سرانوالی	4863.00	6461.80	11424.80
		میزان	13186.50	10478.60	23665.10

(ج) 2013-14میں تحصیل ڈسکہ میں خریدی گئی تمام گندم فلور ملز کو جاری کر دی گئی تھی۔

صوبہ بھر میں سٹور شدہ گندم سے متعلقہ تفصیلات

1188: میاں طارق محمود: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں اس وقت کتنی گندم گوداموں میں سٹور پڑی ہے، تفصیل سال وار اور ضلع وار فراہم کریں؟

(ب) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے کب سے پڑی ہوئی ہے، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) حکومت نے سال2012-13اور2014کے دوران کتنی گندم برآمد کی اور کتنی درآمد کی، حکومت کی گندم برآمد، درآمد کی پالیسی کیا ہے، ان سالوں کے دوران گندم کی برآمد اور درآمد پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) مورخہ2016۔01۔10تک صوبہ میں ذخیرہ شدہ گندم کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مورخہ 2016-01-10 تک 1732311 میٹرک ٹن گندم کھلے آسمان تلے گنجیوں کی شکل میں پڑی ہے جس کو مناسب اونچائی والے پلنتھوں پر ذخیرہ کیا گیا ہے اور ترپالوں کے ذریعے ڈھانپا ہوا ہے اور باقاعدگی کے ساتھ حفاظتی اقدامات اور نگرانی کی جارہی ہے۔ گنجیوں میں ذخیرہ شدہ گندم کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے سال 13-2012 اور 2014 میں کوئی گندم درآمد نہ کی۔ اسی طرح سال 14-2013 کے دوران کوئی گندم برآمد نہ کی گئی ہے۔ صرف سال 2012 کے دوران وفاقی گورنمنٹ کی اجازت سے پرائیویٹ برآمد کنندگان نے 50476 ٹن گندم برآمد کی۔ تاہم گندم کی برآمد و درآمد وفاقی حکومت کی اجازت سے ہوتی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ اس کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی ضروری بات پوائنٹ آف آرڈر پر کرنا چاہتی ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کریں اور مجھے کوئی کام بھی کرنے دیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق قاضی احمد سعید کی ہے۔ آپ کی تحریک استحقاق بڑی دیر سے pending چلی آرہی ہے۔

ایس ڈی او انہار پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں حال ہی میں ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔فروری 2016 کو میں نے ایک عوامی مسئلہ کے حل کے لئے ایس ڈی او محکمہ

انہار پکالاڑاں تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کو دو تین بار فون کیا، اس نے میرا فون attend کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس کے کچھ دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ جام ایاز، اوور سیئر مذکورہ ایس ڈی او کے ساتھ ہے۔ میں نے اس کے ماتحت اوور سیئر کے نمبر پر فون کیا اور اس نے میری بات مذکورہ ایس ڈی او سے کروائی۔ مذکورہ ایس ڈی او نے میری پوری بات سنے بغیر ہی بڑی بدتمیزی کے ساتھ فون بند کر دیا۔ اس کے کچھ دیر بعد میں نے دو تین بار دوبارہ فون try کیا تو جام ایاز اوور سیئر نے فون سن کر کہا کہ میں مجبور ہوں اور ایس ڈی او کے ماتحت ہوں اور ایس ڈی او صاحب آپ سے بات نہیں کرنا چاہتے اس کے بعد اس نے بھی میرا فون کاٹ دیا۔ مذکورہ ایس ڈی او کے اس غیر ذمہ دارانہ روّیہ سے نہ صرف میری بطور ایم پی اے تحقیر کی گئی بلکہ اس کے توہین آمیز روّیے سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اس کی رپورٹ دو مہینے کے اندر اندر ایوان میں پیش کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انشاء اللہ۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! آج صبح گیارہ بجے نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کے ڈی ایم ایس ڈاکٹر ندیم صفدر خان نے "سٹی 42" کے رپورٹر علی اکبر کو کافی زیادہ زدوکوب کیا، مذکورہ رپورٹر کی آپ سے بھی بات ہوئی ہے۔ ڈی ایم ایس مذکورہ نے اپنی سرکاری گاڑی پر بیٹھ کر اپنے عملے کو بھی استعمال کیا، اُس نے نہ صرف مذکورہ رپورٹر پر تشدد کیا بلکہ اُس کو اغواء کرنے کی کوشش بھی کی جس پر پولیس اور لوگوں نے مداخلت کر کے اُس کو بچایا۔ آپ سے استدعا ہے اور یہ واقعہ آپ کے knowledge میں بھی

ہے تو آپ سے میری استدعا ہے کہ یہ کیس متعلقہ محکمہ کو refer کیا جائے تاکہ کارروائی کی جائے کیونکہ یہ harassment ہے اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

جہلم موضع نوگراں کے فلڈ بنک کی بحالی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج خوش قسمتی سے وزیر آبپاشی تشریف فرما ہیں انہوں نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا تو میں نے کہا کہ آپ کے توسط سے انہیں یاد کرا دوں۔ تب آپ کی جگہ پر قائم مقام سپیکر صاحب بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے بھی اس وعدہ کو ensure کرایا تھا۔ 13۔مارچ 2014 کا میرا ایک سوال "ضلع جہلم، موضع نوگراں کے flood bank کی بحالی کی سکیم کی تفصیلات" تھا۔ آپ بے شک اس معزز ایوان کی کارروائی نکلوا کر دیکھ لیں وزیر موصوف نے مجھے ensure کرایا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کوئی تحریر لے کر آئیں تو میں پھر ان سے پوچھتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ جو بات کر رہی ہوں یہ بھی تو ایک تحریر ہی ہے ناں! وزیر موصوف نے یہاں پر مجھے ensure کرایا تھا کہ اگلے چھ مہینوں میں بارشوں کے موسم سے پہلے وہ بند complete ہو جائے گا۔ کب کی بارشیں بھی گزر گئیں لیکن وہاں پر تو ابھی تک اُس کا کوئی نام و نشان ہی نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے کون سے موسم کا وعدہ کیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے محترمہ کی بات سُنی ہے۔ آپ ایک ہفتے کا ٹائم دے دیں میں محکمہ سے پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

غلہ منڈی پاکپتن کی تعمیر کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر زراعت یہاں پر تشریف فرما ہیں تو میں اُن کی موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع پاکپتن میں غلہ منڈی کا بہت پرانا مطالبہ ہے۔ میں نے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے اس حوالے سے سوال کیا تھا تو میرے سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے کہا تھا کہ جیسے ہی ہائی کورٹ سے stay order خارج ہوتا ہے تو ہم اُس پر کام کریں گے۔ میں آج یہاں پر وزیر موصوف کو یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ stay order خارج ہوئے بھی ڈیڑھ سال ہو گیا ہے تو اس پر کام شروع کیا جائے تاکہ پاکپتن کے کسانوں کو سہولت ہو جائے۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب! آپ منسٹر صاحب سے ایک میٹنگ کر لیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پہلے بھی وزیر موصوف نے کہا تھا لیکن انہوں نے مجھے ٹائم ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! آپ کھگہ صاحب کو میٹنگ کا کوئی ٹائم دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں حاضر ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں ایک بہت important مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ 8۔مارچ آنے والا ہے جو خواتین کا عالمی دن ہے تو میں آپ سے request کروں گی کہ Women Protection Bill کو اسی session میں ایجنڈا پر رکھا جائے تاکہ 8۔مارچ سے پہلے اُس بل کو پاس کیا جا سکے۔ اس ایوان کی خواتین کو بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہم اس بل پر تین چار سال سے کام کر رہے ہیں اور اب اس بل پر کام مکمل ہو چکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی بات notice میں آ گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 15/430 جناب امجد علی جاوید، جناب محمد آصف باجوہ، محترمہ عائشہ جاوید کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے، جی پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

راجن پور پیچادھ کے مقام ماڑی پر قائم پی اے ہاؤس پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے ایک انکوائری pending ہے وہ انکوائری فائنل ہوتی ہے تو پھر اس پر مزید process ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ انکوائری کب تک pending جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ انکوائری جلد فائنل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/959 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، گوندل صاحب!

انسانی سمگلروں اور ایجنٹوں کی جانب سے نوجوانوں کو سہانے خواب دکھا کر لوٹنے کی کارروائیوں میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار انسانی سمگلنگ کے سلسلے میں ہے جو لوگ ہمارے ملک سے غیر قانونی طور پر یا نامکمل کاغذات پر بیرون ملک جاتے ہیں۔ یہ matter purely فیڈرل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے تو ہمارے ڈپٹی ڈائریکٹر قانون و پارلیمانی امور نے اسی تحریک کی کاپی ساتھ لگا کر درست طور پر ایک لیٹر فیڈرل گورنمنٹ کو بھیج دیا ہے کہ یہ مسئلہ آپ کے متعلقہ ہے تو اس matter کو probe کریں اور اس حوالہ سے حسب ضابطہ کارروائی کریں کیونکہ یہ اُن کی jurisdiction ہے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/48جناب امجد علی جاوید کی ہے۔یہ تحریک التوائے کار پڑھی جاچکی ہے اوراس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اس تحریک التوائے کار کا کیا کرنا ہے؟جی، پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو کب تک pending کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں انشاء اللہ جواب آجائے گا۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1036میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے کیااس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

یونین کونسلز نمبر84اور90بند روڈ لاہور میں قبرستان تعمیر نہ کرنے سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ اس میں دو یونین کونسلیں84اور90ہیں جن کے قبرستانوں کی نسبت یہ تحریک التوائے کار داخل کی گئی تھی۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ نئے قبرستانوں کی تعمیر کے حوالے سے ٹاؤن انتظامیہ کی طرف سے یونین کونسلیں84اور90کا PC-I تیار کر کے مبلغ 160.13 ملین کا ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بحوالہ چٹھی نمبری TO(I&S)/1190 مورخہ 12-11-08 کو ارسال کیا گیا تھا۔ جس پر کمشنر لاہور ڈویژن نے مورخہ 16۔جنوری2016 کو میٹنگ کی جس میں یونین کونسل 90 میں نئے قبرستان کی تعمیر کے لئے مبلغ 59.137 ملین کی سکیم کی منظوری دے دی ہے۔اس کے علاوہ باقی یونین کونسل نمبر 84 کے فنڈز کی

منظوری کے لئے آئندہ میٹنگ میں تحرک ہو جائے گا۔ حسب ضابطہ منظوری کے بعد اس کی تعمیر کے لئے مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو آپ out of turn take up کریں۔ مسئلہ ہے کہ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے ضلعی حکومتیں مالی بحران کا شکار ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس آپ کی تحریک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے جمع کرائی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ نے اس پر ایک گھنٹہ بحث بھی کی تھی۔ یہ out of turn نہیں آ سکتی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلے تین سال میں آپ نے کتنا بھی اہم issue ہو کیا کوئی تحریک التوائے کار کو admit کر کے یہاں بحث کرائی ہے؟ اس کا جواب no ہو گا پھر یہ Rules of Procedure میں کیوں رکھا ہوا ہے؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم نے یہ تحریک التوائے کار دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی انتخابات کو ملتوی کرایا جا رہا ہے اور deliberately دوسرا تیسرا مرحلہ مکمل نہیں کیا جا رہا اس لئے کہ یہ وہاں کا اربوں روپیہ اورنج لائن ٹرین پر لگا رہے ہیں۔ اخبارات کے اندر پورا data ہے کہ ضلع لاہور اور باقی اضلاع کے اندر ٹی ایم اوز کو کس طرح پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ اورنج لائن ٹرین کے لئے پیسے اکٹھے کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس لئے میری تحریک التوائے کار کو آپ out of turn take up کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر ہمیں احتجاج کرنا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: اب آپ جا رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جا نہیں رہے۔ ہم یہاں کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار کا جواب سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: اس پر ووٹنگ کرا لیں گے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اورنج لائن ٹرین کاالگ منصوبہ ہے اور یہ الگ منصوبہ ہے۔اس کاPC-I تیار کر رہے ہیں ضروری کارروائی ہو رہی ہے۔ انشاءاللہ اس کے بعد یہ مکمل ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں دوسری تحریک التوائے کار کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ نے دو دن پہلے اس پر بحث کر لی ہے۔ آج اس پر wind up speechہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"اورنج لائن ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: میاں صاحب!یہ سن لیں میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

83۔ تحریک کے قابل اجازت ہونے کی شرائط:

(ڈی) اس میں ایسا معاملہ نہ دہرایا گیا ہو جس کے بارے میں سپیکر تحاریک پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر چکا ہو یا جو ناقابل منظوری قرار پا چکی ہوں یا ایوان ان کو پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر چکا ہو یا ایوان ان پر پہلے ہی بحث کر چکا ہو۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ تو آپ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جب میرے سامنے آئے گی تو میں دیکھوں گا۔آپ ایسی بات نہ کریں۔ میں آپ کی تحریک پڑھوں گا۔اس کے بعدquestion put کروں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"اورنج لائن ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: میاں صاحب!اس پر بحث ہو گئی ہے۔آپ نے بحث کر لی ہے۔اب وزیر قانونwind upکریں گے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ تحریک التوائے کار نمبر1036کا جواب پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!میں دوبارہ جواب پڑھ دیتا ہوں۔اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ نئے قبرستانوں کی تعمیر کے حوالے سے ٹاؤن انتظامیہ کی طرف سے یونین کونسلیں84اور 90کا PC-Iتیار کر کے مبلغ 160.13 ملین کا ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ)سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بحوالہ چٹھی نمبری (I&S)TO/1190 مورخہ 08-11-2012کو ارسال کیا گیا تھا جس پر کمشنر لاہور ڈویژن نے مورخہ 16۔جنوری2016کو میٹنگ کی جس میں یونین کونسل90میں نئے قبرستان کی تعمیر کے لئے مبلغ 59.137ملین کی سکیم کی منظوری دے دی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ باقی یونین کونسل نمبر 84کے فنڈز کی منظوری کے لئے آئندہ میٹنگ میں تحرک ہو جائے گا۔حسب ضابطہ منظوری کے بعد اس کی تعمیر کے لئے مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کوof dispose کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر1041 چودھری عامر سلطان چیمہ،سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر:جی،سردار وقاص حسن مؤکل!یہ آپ کی تحریک ہے۔(قطع کلامیاں)

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!مجھے اس کی کوئی کاپی تو دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار تو پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!آپ کا روّیہ جانب دارانہ ہے اگر اس پر بحث نہیں ہو سکتی تو ہمارا یہاں بیٹھنا فضول ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب!ایسی باتیں نہ کریں آپ کی مہربانی ہے۔ دیکھیں،آج کے ایجنڈے پر اورنج لائن ٹرین پر بحث ہے اور اس کے بعد لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو اس کو wind up کریں گے۔ جی،آپ ان سب کو بٹھادیں۔ سردار وقاص حسن مؤکل جواب سن رہے ہیں یا نہیں سن رہے؟

پی ایم ڈی سی ترمیم پر عمل کرنے سے میڈیکل اور ڈینٹیسٹری کے طلباء وطالبات کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے پنجاب یونیورسٹی کو مطلع کیا تھا کہ ایسی یونیورسٹیز جن میں میڈیکل اینڈ ڈینٹیسٹری کی تعلیم نہیں دی جاتی ان سے اپنا الحاق ختم کردیں۔اس ضمن میں لاہور ہائی کورٹ نے شیخ زید پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ اور شیخ خلیفہ بن زید النہیان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج کو چھ ماہ کا وقت دیا تھا کہ وہ اپنا الحاق کسی بھی ہیلتھ یونیورسٹی کے ساتھ کروائیں تاکہ ان چھ ماہ میں طلباء اپنا امتحان بغیر پریشانی کے دے سکیں۔ اس سلسلہ میں بہت سی میٹنگز کروائی گئیں تاکہ شیخ زید پوسٹ گریجویٹ میڈیکل یونیورسٹی اور شیخ خلیفہ بن زید النہیان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج کا الحاق یونیورسٹی کے ساتھ کیا جاسکے۔ان اداروں کا الحاق کرنے کا طریق کار آخری مراحل میں ہے۔لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے کچھ عرصہ پہلے بورڈ آف گورنرز کے اجلاسوں پر پابندی کی وجہ سے معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔جب بھی میٹنگ ہوگی تو یہ مسئلہ قانونی طور پر حل کردیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے اپنی سیٹوں سے اٹھ کر
سپیکر ڈیسک کے سامنے کھڑے ہو کر احتجاج اور نعرے بازی شروع کردی)

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/101 ملک احمد سعید کی ہے کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف مسلسل "آلو حکمران،آلو ٹرین نامنظور، کرپشن ٹرین نہیں چلے گی،آلو ٹرین ٹھاہ،آلو ٹرین نامنظور" کی نعرے بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1067 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے؟ please have your seat.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔آپ کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ آپ کا ہی کام ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے تو ٹائم بول دیا ہے۔آپ کا کام ہے۔ایسے نہ کریں اچھا نہیں لگتا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

لاہور میں تمام ٹاؤنز کی رجسٹری برانچ میں کرپشن کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! وثیقہ جات کی رجسٹریشن سب رجسٹرار کے دفاتر میں ہوتی ہے۔ سب رجسٹرار ڈسٹرکٹ رجسٹرار کے ماتحت کام کرتے ہیں جبکہ بورڈ آف ریونیو پنجاب ان کی اپیلیٹ اتھارٹی ہے۔ رجسٹریشن کے کام کی نگرانی کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے پرٹتال کا باقاعدہ نظام وضع کیا ہوا ہے۔اگر دوران پرٹتال وثیقہ جات میں گورنمنٹ واجبات کی وصولی میں کوئی کمی پائی جائے تو ان کی وصولی ڈسٹرکٹ کلکٹر کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھا گیا ہے not press لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1069 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سطان چیمہ کی ہے یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1073 سردار وقاص

حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار پڑھی جاچکی ہے کیااس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوگیاہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوااللہذااس تحریک التوائے کار کوpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوااللہذااس تحریک التوائے کار کوpending کیاجاتاہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1076سردار وقاص حسن مؤکل،ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوگیاہے؟جی،پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور!

حکومت پنجاب لاہور میں شیخ زید ہسپتال کی حالت زار درست کرنے میں ناکام

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوگیاہے۔ شیخ زید ہسپتال لاہور کاانتظامی کنٹرول اٹھارہویں ترمیم کے تحت14۔فروری 2012کو وفاقی حکومت سے پنجاب حکومت کو سونپ دیاگیا۔اس ضمن میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق شیخ زید ہسپتال لاہور کواسی طرز پر چلایاجائے گا جس طرح وفاقی حکومت میں چل رہاتھا۔ اس ہسپتال میں ملک کے مختلف حصوں سے مریض اپناعلاج کروانے آتے ہیں اور بفضل خدا صحت یاب ہوکر جاتے ہیں۔ ہسپتال کی ایمرجنسی24گھنٹے کھلی رہتی ہے اور ضروری عملہ تینوں شفٹوں میں موجود ہوتاہے۔ تمام ممکنہ اور موجودہ ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ شاذونادر ایسی ادویات جو ہسپتال کی فارمیسی میں موجود نہ ہوں وہ مریضوں سے منگوائی جاتی ہیں۔ شیخ زید ہسپتال کو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ ان ایڈ ملتی ہے یہ ہسپتال خود مختار حیثیت میں بورڈآف گورنرز کے تحت ہمیشہ سے خدمات سرانجام دے رہاہے۔ وفاقی حکومت اور بورڈآف گورنرز کے فیصلے کے مطابق اخراجات کا کچھ حصہ حکومت اداکرتی ہے اور باقی شیخ زید ہسپتال خود پورے کرتاہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی نہیں چلے گی،مودی کے ان یاروں کوایک دھکااور دو،
گرتی ہوئی دیواروں کوایک دھکااور دو"کی نعرے بازی)

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھا گیا ہے not pressed لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1079/15 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ کیااس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچوں کی طرف سے مسلسل چور مچائے شور،
اور نج لائن ٹرین چلے گی، گو عمران گو" کی نعرے بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 2۔دسمبر2015 میں شائع ہونے والی خبر حقیقت پر مبنی نہ ہے یہ درست ہے کہ موسمی تغیرات وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔زمین اور پودوں پر ان کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود:جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:ایک منٹ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھ جائیں، حضرت تشریف رکھیں کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی جائے۔تمام ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر:جی، کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔گوندل صاحب!آپ تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ رہے تھے تو درمیان میں انہوں نے کورم point out کر دیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!شیخ زید ہسپتال لاہور کا انتظامی کنٹرول اٹھارہویں ترمیم کے بعد 14۔فروری2012 کو وفاقی حکومت سے پنجاب حکومت کو۔۔۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار کا جواب پڑھیں۔

موسمیاتی تبدیلی کے باعث زرعی پیداوار میں شدید کمی

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ موسمی تغیرات وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ زمین اور پودوں پر ان کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں مگر فصلات کی پیداوار میں جتنی کمی خبر میں بیان کی گئی ہے وہ مبالغہ آرائی ہے۔ سال 2015 میں چاول، گنّے، آلو اور مکئی کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے جبکہ صرف کپاس کی پیداوار میں کمی ہوئی ہے جس کی وجوہات میں کپاس کے لگاتار گرتے ہوئے نرخ، کھادوں کا کم استعمال، جولائی اور اگست کے مہینوں میں لگاتار بارشوں کی وجہ سے کیڑوں کے انسداد میں مشکلات قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ تھور کے خاتمے اور زمین کی بحالی کے لئے محکمہ زراعت شعبہ ریسرچ کے تحت Directorate of Soil Fertility کام کر رہا ہے۔ صرف اس موسم کی وجہ سے پیداوار میں کمی آئی ہے جبکہ باقی معاملات انشاء اللہ درست ہیں اور کپاس میں اس دفعہ جو کمی آئی ہے آئندہ سال اس میں بھی انشاء اللہ بہتری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھا گیا ہے not pressed لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ہم نے توجہ دلاؤ نوٹس pending کیا تھا اور آج میرے خیال میں ایک ہی توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 989 ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

لاہور: علامہ اقبال ٹاؤن ناکے پر کھڑے
پولیس اہلکاروں کی شہادت سے متعلقہ تفصیلات

989:ڈاکٹر نوشین حامد: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 18-02-2016 کی خبر کے مطابق علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ناکے پر پولیس اہلکار مبشر اقبال اور آصف نے مشکوک موٹر سائیکل سواروں کو رُکنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے فائرنگ کر کے دونوں کو موقع پر شہید کر دیا؟

(ب) پولیس نے مجرموں کو گرفتار کرنے کے لئے کیا کارروائی کی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر! یہ اس حوالے سے بہت اہم توجہ دلاؤ نوٹس ہے کہ آج ہمارا ملک ایک extraordinary situation میں سے گزر رہا ہے، ہم حالتِ جنگ میں ہیں اور ایسے میں ہم اپنے قانون کے محافظوں کو سڑک پر مرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا جاتا اور اس وقت ان کے لئے کوئی anti terrorism کی proper ٹریننگ نہیں ہے اور صرف تین کورسز ایسے ہیں جو ایک ایک دن کے دو کورس ہیں اور ایک کورس صرف تین دن کا ہے۔ ایسے میں ہم لوگ اپنے محافظوں کو تحفظ فراہم نہیں کریں گے تو عوام کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: چلیں، ان کا جواب سنتے ہیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حد تک یہ توجہ دلاؤ نوٹس درست ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور اس واقعہ کے بعد ہمارا جو Counter Terrorism Department ہے جس کی state of the art ٹریننگ یا equipment ہے اور ہر طرح سے دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑنے اور جیتنے کے لئے ہر قسم کے وسائل انہیں فراہم کئے گئے ہیں اور Counter Terrorism Force بہت ہی excellent کام کر رہی ہے۔ اگر اکا دکا کوئی واقعات تین، چھ ماہ بعد ہوتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ Law Enforcing Agencies اور انٹیلی جنس ایجنسیاں اپنا کام نہیں کر رہیں۔ بہت سارے ایسے ملزموں کو گرفتار کیا گیا ہے اگر وہ نہ کیا جاتا تو شاید وہ بھی کوئی نہ کوئی incident کرتے اس لئے محترمہ کے اس مؤقف اور انفارمیشن سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ ہم نے اپنے محافظوں کو سڑکوں پر مرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ہمارے محافظ سڑکوں پر موجود ہوں گے، وہاں پر دہشت گردی

کے خلاف اور criminals کے خلاف اپنا کردار ادا کریں گے تو عوام امن کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں گے اس لئے ہمارے یہ دونوں شہید کانسٹیبل اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے اور یہ لوگوں کی حفاظت کے لئے وہاں کھڑے تھے۔ یہ کوئی ویسے وہاں پر موجود نہیں تھے توانشاء اللہ تعالیٰ اس وقوعہ سے وہاں سے جو تصاویر ملی ہیں ان کی geo-fencing کروائی گئی ہے اور جو ثبوت ہیں ان کو ٹیکنیکل اور scientific بنیادوں پر دیکھا جارہا ہے اور ان ملزمان کو بہت جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کیا ناکوں پر موجود پولیس آفیسرز اور اہلکاروں کو بلٹ پروف جیکٹ provide کی جاتی ہیں اور کیا یہ درست نہیں ہے کہ اس وقت لاہور میں بلٹ پروف جیکٹوں کی شدید قلت ہے؟

سرکاری کارروائی

بحث

اورنج لائن ٹرین پر عام بحث

(۔۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: محترمہ! بڑی مہربانی۔ انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر پہلے اورنج لائن ٹرین پر بحث wind up ہو گی اس کے بعد محکمہ آبپاشی سے متعلق بھی آج بحث ہے۔ میں وزیر قانون کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اسے wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان تمام ممبران کا شکریہ ادا کروں گا کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا۔ میں اپوزیشن لیڈر کا بھی شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے اس بحث کا آغاز کیا۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر بحث کو شروع کرتے ہوئے with facts & figures جو بات رکھی تھی جس میں دو تین باتیں اہمیت کی حامل تھیں۔ پہلے نمبر پر تو یہ اعتراض اورنج لائن ٹرین پر تھا کہ یہ منصوبہ پتا نہیں جی کہاں سے خیال آ گیا کیونکہ اس کی تو شاید ضرورت نہیں ہے۔ میں نے on the floor of the House with facts & figures ثابت کیا کہ 1991 سے جو studies ہو رہی ہیں کہ لاہور میں ٹرانسپورٹ کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔ اس وقت سے یہ دونوں

گرین لائن جو میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین جواب بننے جارہی ہے، کے متعلق دنیا کی International level کی ایجنسیوں نے اپنے surveys اور اپنی studies میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس بات کو recommend کیا ہے کہ یہ چیزیں بننی چاہئیں ورنہ اگر یہ نہ ہوتا تو آج پھر لاہور کا کراچی سے بھی برا حال ہوتا۔ آج آپ کراچی میں دیکھیں کہ وہاں بات ہی یہ ہورہی ہے، وہاں پر کسی اور سہولت کی بات نہیں ہورہی سب اس بات پر شور واویلا کرتے ہیں کہ یہاں پر ٹرانسپورٹ کا نظام انتہائی خرابی کا شکار ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد دوسرا اعتراض کہ یہ قرض کہاں سے آیا اور کہاں جائے گا، یہ بہت زیادہ ہے اور اس کے متعلق بھی میں نے پورے facts & figures ایوان کے سامنے رکھے۔ پھر اس کے بعد اس کے روٹ سے متعلق یہ بات ہوئی لیکن میں یہ on record ہوں کہ اپوزیشن کے تمام ممبران اور قائد حزب اختلاف نے ان facts & figures اور ان اعتراضات کے اوپر کسی نے بھی بات نہیں کی۔ انہوں نے صرف بعد میں بات کی کہ فلاں سکول کی چار دیواری نہیں ہے، فلاں جگہ پر لٹرین نہیں ہے، فلاں جگہ پر یہ نہیں ہے اور فلاں جگہ پر وہ نہیں ہے۔ میں اس بحث کو wind up کرتے ہوئے معزز قائد حزب اختلاف اور اس ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ جب چاہیں، اگر آپ ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں تو پچھلے سات سالوں میں ایجوکیشن میں جو initiatives شہباز شریف حکومت نے لئے ہیں اور ان سات سالوں میں جتنی یونیورسٹیاں بنی ہیں، جتنے سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں، جتنی انوسٹمنٹ ایجوکیشن سیکٹر میں ہوئی ہے، اگر پچھلے 62 سالوں میں بھی ہوئی ہو تو پھر ہم آپ کی بات کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ شور واویلا کرتے رہنا کہ یہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ہوا، میں صرف ایک initiative کی بات کر رہا ہوں کہ آج ایک لاکھ بچہ جو orphan ہے یا اس کے ماں باپ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ اس کی فیس دے سکیں، وہ ایسی یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے جس میں ان کا ماہانہ خرچہ پچاس سے ساٹھ ہزار روپے ہے۔ آج پوری دنیا میں جو پوزیشن ہولڈرز ہیں وہ حکومت کے خرچ پر ان کا exposure ہو وہ پوری دنیا کی یونیورسٹیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ یہ اگر آج سے 60 سال پہلے شروع ہوا ہوتا تو آج کم از کم 350 یا 400۔ ارب روپے ہوتا اور میرا خیال ہے کہ ایک لاکھ نہیں بلکہ یہ فنڈز پورے صوبے میں ڈھونڈتا پھرتا کہ کوئی ایسا بچہ ہے جو معیار کے اوپر پورا اترتا ہے اور اس کے ماں باپ اسے پڑھانے کے قابل نہیں ہیں، تو اسے سکول میں داخل کروایا جائے اور اس کی فیس حکومت ادا کرے گی۔ یہ فنڈ کس نے قائم کیا اور جس نے قائم کیا اس کا نام شہباز شریف ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جس دن چاہیں ہم ان کو یہ بات record پر ثابت کریں گے، ایجوکیشن کی بات کر لیں، ہیلتھ سیکٹر کی بات کر لیں۔ ہیلتھ سیکٹر میں جس دن چاہیں یہ بحث کریں۔ اگر ان سات سالوں میں ہیلتھ سیکٹر میں جو انوسٹمنٹ ہوئی ہے، ان سات سالوں میں جتنے میڈیکل کالج بنے ہیں، ان سات سالوں میں جتنے ہسپتالوں کی extension ہوئی ہے اور نئے بنے ہیں اور یہ ریکارڈ compare کر لیں لیکن اب شور واویلا اورنج لائن ٹرین پر ہو رہا ہے۔ اب بات یہاں پر آ کر کی ہے کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ سیکٹر میں پھر اس کے پاس یہ کسانوں کے پاس چلے گئے کہ کسان مر رہا ہے۔ اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہیں کہاں پر اتنی dead bodies نظر آئیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کسان مر گئے ہیں، کسان مر گئے کہ کسان کو پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا package اس حکومت نے دیا ہے۔ اب جہاں تک جو commodities ہیں یعنی اجناس کی قیمتوں کا معاملہ ہے تو یہ پوری دنیا میں مسئلہ ہے اور پوری دنیا میں مندا ہے اور پوری دنیا میں قیمتیں گری ہیں۔ یہ کوئی صرف پاکستان میں نہیں ہوا تو میں conclude کرتے ہوئے یہی کہوں گا کہ اورنج لائن ٹرین سے متعلق جو facts & figures میں نے اس معزز ایوان کے سامنے رکھے تھے، وہ اس بحث کے بعد آج بھی unchallenged ہیں۔

جناب سپیکر! ایک بات جو انہوں نے بار بار کی کہ تاریخی ورثہ ہے اور ہماری جو عمارتیں ہیں تو کسی ایک عمارت کو بھی اس روٹ میں touch نہیں کیا جائے گا اور نہ کیا گیا ہے جو اس کی پلاننگ ہوئی ہے۔ ایک معاملہ کہ 200 فٹ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ دنیا میں یہ سٹینڈرڈ نہیں ہے، دنیا میں یہ سٹینڈرڈ نہیں ہے اور بعض تاریخی ورثے ایسے بھی ہیں کہ جہاں جا کر ٹرین یا بس کا روٹ ہے اور اس کے مطابق لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ شالامار باغ کے گیٹ کے ساتھ سڑک چلتی ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں سے ٹریفک گزرنے سے اُس میں کوئی خرابی آئی ہے ویسے بھی ٹرین کا منصوبہ ٹریفک فرینڈلی ہے تو اس لئے میں اس معزز ایوان اور اپوزیشن کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اورنج لائن ٹرین کا منصوبہ لاہور کی ترقی میں، پنجاب کی ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہو گا۔ یہ منصوبے لاہور کے بعد دوسرے شہروں میں بھی بنیں گے اور یہ اس منفی سیاست کو، ترقی روکنے کی سیاست کو اور اس غُل غپاڑہ کی سیاست کو یہ منصوبہ نیست و نابود کر دے گا۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں، general discussion آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم آبپاشی پر عام بحث ہے. بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کریں گے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے دوں گا لیکن پوائنٹ آف آرڈر relevant ہو گا. بحث کا آغاز پارلیمانی سیکرٹری کی تقریر سے ہو گا۔ جو معزز ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوا دیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر !لاء منسٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں وہ وہی باتیں ہیں جو شروع میں، آغاز میں انہوں نے repeat کی ہیں اور کوئی نئی بات نہیں کی۔ ان کے پاس بات کوئی کہنے کو تھی ہی نہیں۔ میں دو باتیں ان سے عرض کروں گا ایک تو یہ یہاں پر انہوں نے undertaking نہیں دی میں نے آپ سے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبان ان کو غور سے سنیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر !ہمارے بجٹ کے اندر مختلف شعبہ جات کے پیسے تھے وہ re-appropriation کے نام پر for God sake میری آج بھی ایک تحریک التوائے کار تھی جو میں کہہ رہا تھا کہ آپ اس کو out of turn take up کریں وہ اخبارات کے اندر چھپا ہے کہ مقامی حکومتوں سے صرف لاہور کے اندر 87 کروڑ روپے پچھلے تین مہینے کے اندر جو لوکل گورنمنٹ کے اور ٹاؤنز کے پیسے تھے، اخبار کے تراشہ کی پچھلی سائڈ پر دیکھیں تو میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ جہاں رانا ثناء اللہ خان اتنے confident ہیں تو یہ ایوان کے اندر یقین دہانی کروا دیں کہ re-appropriation کے نام پر جو ہمارے مختلف منصوبے ongoing لوگوں کی ویلفیئر کے چھوٹے چھوٹے بجٹ ہم نے رکھے ہوئے ہیں، کہیں ایک ارب روپے ہیں، کہیں 50 کروڑ روپے ہیں، کہیں 25 کروڑ روپے ہیں وہ یہ withdraw نہیں کریں گے۔ یہ ایک بہت ضروری ہے اور دوسرا یہ متاثرین کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے شور وغل کیا، غُل غپاڑہ کیا ہمارے اُس شور وغل کرنے کے بعد، کیمپ لگانے کے بعد، متاثرین سے رابطے کرنے کے بعد ایک دم سے وزیر اعلیٰ بھی میدان میں اُترے اور یہ بھی آئے اور اللہ کا شکر ہے کہ متاثرین کی کچھ نہ کچھ اشک شوئی ہو گئی، انہیں کچھ پیسے مل گئے۔

جناب سپیکر!اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوسٹل کالونی،پیراشوٹ کالونی،کپور تھلہ ہاؤس،جین مندر یہاں کے جو لوگ ہیں بے سہارا ایک ایک کمرے میں دو دو families ہیں تو یہ ایل ڈی اے کے پاس لاکھوں پلاٹ ہیں تو میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے میں انہیں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو اس طرح کے متاثرین ہیں جو بے چارے بے آسراء ہیں روزانہ ٹی وی چینلز پر پروگرامز آتے ہیں اور لوگ کس کسمپرسی میں،کس پریشانی میں وہ رو دھو رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اُن تمام لوگوں کو پوسٹل کالونی، پیراشوٹ کالونی،تین تین مرلے کا اگر پلاٹ حکومت دے دے گی تو جہاں یہ 200۔ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے ایل ڈی اے کے پاس کھربوں روپے کی پراپرٹیز ہیں جو commercial basis پر وہ بیچ رہا ہے تو یہ متاثرین پر مہربانی کریں وہ 500 ہے،700 ہیں بقول ان کے کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو متاثر ہیں تو ایسے لوگوں کو آپ کوئی تین مرلے کا پلاٹ فراہم کر دیں باقی آپ دس لاکھ روپے فی گھر انہیں دے رہے ہیں وہ دو کمرے بنا کر اپنا سر چھپانے کا ٹھکانا بنا لیں گے۔میں دو چیزیں لاء منسٹر سے کہوں گا ایک تو ongoing ہمارا بجٹ ہے re-appropriation کے نام پر اُن منصوبوں سے پیسے سرنڈر یا withdraw کر کے اورنج لائن ٹرین کو نہ جھونکے جائیں اور دوسری جو بات میں نے کی کہ متاثرین کی مدد کے لئے تین تین مرلے کے پلاٹ دیں۔

جناب سپیکر: جی،جو انہوں نے re-appropriation کی بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی مشکور ہوں اور اگر رولا اینا اِی سی تو پھر اتنا شور ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی یہ اورنج لائن ٹرین پر اس طرح کی گفتگو ایوان کے اندر اور باہر کی گئی اگر صرف یہ دو معاملے تھے جس طرح سے آج فرما رہے ہیں اسی طرح سے یہ بات کرتے تو یہ کوئی معاملہ نہیں تھا۔میں اُس دن بھی اُن کو یقین دہانی کروانے کی پوزیشن میں تھا۔یہ تمام جو ہیڈز ہیں جہاں سے یہ پیسے لئے گئے ہیں مثال کے طور پر انرجی سے 1500 ملین لیا گیا ہے یہ 1500 ملین ہم نے اس لئے رکھا تھا کہ جو ہم نے انرجی کے نئے پراجیکٹ شروع کرنے ہیں اُس کے لئے ہمیں اس سال بھی ضرورت ہو گی،اس سال فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں دو پراجیکٹ مل گئے اس لئے یہ پیسے ہمارے پاس بالکل spare تھے۔اسی طرح سے اُجالا پروگرام ہے اس میں ہمارے پاس سرپلس تقریباً 700 ملین تھا اسی طرح سے کہیں سے 300،کہیں سے 700 جو انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ دوسرے فلاحی منصوبے اُن کو بند کیا جا رہا ہے تو میں on the floor of the

House اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں معزز لیڈر آف اپوزیشن کو کہ جو رقم لی گئی ہے next re-appropriation جو مارچ اپریل میں ہوتی ہے اُس میں اُن منصوبوں کو جو چل رہے ہیں واپس کر دی جائے گی اور اس re-appropriation کی وجہ سے کوئی ایک منصوبہ بھی بند ہو گا اور نہ ہی اس کو کسی قسم کا نقصان ہو گا۔ جہاں تک انہوں نے بات compensation کی ہے یہی تو ہمارا کہنا تھا کہ یہ ایسا منصوبہ ہے کہ اس سے جو لوگ متاثر ہوئے ہیں، جو لوگ احتجاج کر رہے ہیں اور جن کا احتجاج میڈیا پر بھی چلا ہے کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ یہ منصوبہ نہ بنائیں، کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ منصوبہ غلط ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری compensation کی رقم تھوڑی ہے اور اُس رقم کو بڑھا دیا جائے۔ اس سلسلہ میں جو compensation centre قائم کئے گئے ہیں وہاں سے میری آخری اطلاع کے مطابق تقریباً ساڑھے سات آٹھ بلین compensation کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اب میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ one third لوگوں کی compensation بقایا ہے جن لوگوں نے اپنی compensation لی ہے انہوں نے تسلی کے بعد لی ہے، تسلیم کرنے کے بعد لی ہے اور اُن کو بالکل شفاف طریقے کے ساتھ پیسے اُن کے بنک اکاؤنٹس میں منتقل ہوئے ہیں۔ جتنے سنٹرز بنے ہیں اُن کی ہمارے معزز ایم این ایز، ایم پی ایز، ہمارے معزز منسٹرز صاحبان نے پوری طرح سے نگرانی کی ہے اور وزیر اعلیٰ خود اُن کو visit کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! باقی جہاں جہاں ایک دو جگہ پر تھوڑا سا اس بات کا dispute ہے کہ اُن کا یہ خیال ہے کہ شاید compensation کم ہے اُس بارے میں اُن کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگ ہو رہی ہے اور اُس assessment کے بعد اُس میں بھی میں قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ اُس میں جو اضافہ مناسب اور جائز ہے وہ بھی کر دیا جائے گا اور اُس compensation کی ادائیگی اُن کو بھی کر دی جائے گی۔ اگر لیڈر آف اپوزیشن اس بارے میں یہ مناسب سمجھیں تو اس سلسلے میں جو meetings ہوتی ہیں تو اُن میں ہم قائد حزب اختلاف کو بٹھانے کو تیار ہیں، ہم سامنے بیٹھیں گے قائد حزب اختلاف کو وزیر اعلیٰ کے ساتھ چیئر پر بٹھائیں گے یہ بیٹھیں تاکہ وہاں پر یہ اپنا مفید مشورہ دیں اور بالکل ہماری یہ نیت ہے کہ کوئی ایک بھی affectee کی compensation میں کوئی کمی کوتاہی نہ رہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو مشورہ دے دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمیں لاء منسٹر کی بات سے یہ تاثر ملا ہے کہ ہم نے شاید اس منصوبے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ تمام اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹیوں نے اس پر غور و خوض کیا، میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ یہ منصوبہ کسی طور پر بھی، یہ بھلے بنائیں لیکن ہم نے اپنا فرض ادا کیا، ادا کرتے

رہیں گے، شور وغل بھی کریں گے اور لوگوں کو جگائیں گے کہ یہ پنجاب کے دس کروڑ عوام کا معاشی قتل ہے۔اِن کو گروی رکھ کر یہ 200،300۔ارب روپیہ خرچ کرنے جارہے ہیں اور لاہور کی تباہی و بربادی کا پروگرام بنارہے ہیں اس لئے ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں، بالکل نہیں ہیں۔یہ بڑے شوق سے کریں۔مجھے وزیراعلیٰ کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔1988 میں وزیراعلیٰ میرے پیچھے بیٹھتا تھا۔وزیراعلیٰ شہباز شریف نے پہلے دن یہاں بات کی تھی کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے،انہوں نے تو یہاں ایوان میں آنا ہی گوارا نہیں کیا اور ہمیشہ چیزوں کو bulldoze کیا ہے۔آپ bulldoze کرتے چلے جائیں لیکن ہم اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک بہت مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہاں قائد حزب اختلاف کو تھوڑا سا correct کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ جواب الجواب آرہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب الجواب نہیں ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف، پیپلز پارٹی اور (ق)لیگ کے پارلیمانی لیڈروں کے علاوہ آزاد ممبران نے میرے ساتھ بات کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے حلقوں کے جو معاملات ہوتے ہیں ان کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ وزیراعلیٰ ان پر بھی توجہ فرمائیں۔میں نے ان سے کہا کہ آپ کی وزیراعلیٰ سے ملاقات ہو جاتی ہے، آپ بیٹھیں اور جو بھی معاملات ہیں جس طرح سے آپ چاہتے ہیں اس طرح سے ایک طریق کار بنائیں۔ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں اور اپوزیشن میں رہتے ہوئے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کے اوپر آپ گورنمنٹ سے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ جی ٹھیک ہے۔میں نے کہا کہ آپ جس طرح سے مناسب سمجھیں ملاقات ہو جائے گی تو انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم نے جانا کہیں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ خود یہاں آئیں اور ہم ان کے ساتھ یہاں ہی اسمبلی چیمبر میں میٹنگ کریں گے۔وزیراعلیٰ یہاں تشریف لائے، پیپلز پارٹی اور (ق)لیگ کے دوستوں نے ان سے ملاقات کی۔قائد حزب اختلاف اور پی ٹی آئی کے ممبران نے وعدے کے باوجود ملنے سے انکار کر دیا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! راناصاحب اس ایوان میں غلط بیانی کر رہے ہیں اور انہیں یہ بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بات کی تصدیق آپ مغل صاحب سے اور یہاں پر جو پیپلز پارٹی کے دوست بیٹھے ہیں ان سے کر لیں کہ کیا ان کی ملاقات یہاں چیمبر میں نہیں ہوئی؟ یہ ان سے پوچھ لیں اور یہ بتائیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے دو سال تک، تین سال تک کسی ایک سکیم کے لئے کوئی پیسا نہیں دیا، ان پر افسوس ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! راناثناء اللہ خان کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ میں، ہماری پارٹی کے ممبران اور پیپلز پارٹی کے ممبران بالکل وزیراعلیٰ سے ملے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اُس میٹنگ سے لے کر آج تک ایک بھی سکیم، ہم خیرات نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ اس عوام کا حق مانگ رہے ہیں اور ان حلقوں کے عوام کا حق مانگ رہے ہیں جو ان کو ملنا چاہئے۔ اگر یہ وزیراعلیٰ کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ پنجاب کا وزیراعلیٰ ہے تو کیا وہ ہمارا وزیراعلیٰ نہیں ہے؟ ہم تو ماننے کے لئے تیار ہیں لیکن میں اس میٹنگ میں موجود تھا اور بالکل جگ ہنسائی ہوئی۔ وزیراعلیٰ نے commit کیا تو وہ commitment کیوں نہیں پوری ہوئی اور تین سال کے بعد کیا ہوا؟ میں آپ کو وہ نوٹیفکیشن دکھا سکتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! نہیں۔ میں نے اپنی بات پوری کرنی ہے۔ وہ نوٹیفکیشن ہوا، اس پر کمیٹی بنی، اس کمیٹی میں راناثناء اللہ خان کا نام ہے اور ارشد لودھی صاحب کا نام ہے۔ وہ کمیٹی کی ایک میٹنگ، ایک ملاقات، ایک بات یہ بتادیں کہ آج تک پوری ہوئی ہو۔ بات کرتے وقت ہماری جگ ہنسائی کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ بتائیں کہ ہمارے ساتھ ہوا کیا ہے؟ اگر اپوزیشن بات کرتی ہے کہ عوام کو حق دیا جائے تو آپ کہتے ہیں کہ ہم بھیک مانگ رہے ہیں۔۔

جناب سپیکر: آپ کا حق ہے، آپ کا حق کیوں نہیں ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! تو پھر ہوا کیا؟ اگر آپ ہمارے سپیکر ہیں تو آپ ہمیں اس کا جواب لے کر دیں کہ اس میٹنگ کا فائدہ کیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!گزارش ہے کہ آج سے دو سال پہلے اپوزیشن نے اس ایوان میں یہ واویلا کیا کہ ہمارے حلقوں میں ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں اور اس پر بڑی بحث ہوئی۔ اپوزیشن نےrequest نہیں کی تھی کہ ہمیں وزیراعلیٰ سے ملنے کا موقع فراہم کریں بلکہ اسیfloor پر راناثناء اللہ خان نے کہا تھا کہ میں آپ کی میٹنگ وزیراعلیٰ سے کراتا ہوں۔اسی روشنی میں اسی چیمبر میں میٹنگ کروائی گئی اور وزیراعلیٰ نے کہا کہ آپ اپنے منصوبے دیں اس پر کمیٹی بنائی گئی۔وہ کمیٹی بھی کھوہ کھاتے، فنڈز بھی کھوہ کھاتے اور یہ ہمارے حلقوں کا، ہماری عوام کا، جنوبی پنجاب کی عوام کا حق ہے کہ ان کے علاقوں میں ترقیاتی کام کرائے جائیں۔جب اورنج لائن ٹرین کی بات ہوتی ہے تو آپ لاہور میں200۔ارب،400۔ارب کا منصوبہ بنالیں۔بہت افسوس کی بات ہے کہ راناصاحب200۔ارب، 400۔ارب لاہور میں لگائیں اور یہ کہیں کہ پنجاب ترقی کرے گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!کیااورنج لائن ٹرین سے پنجاب ترقی کرے گا؟ ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک گھاٹ سے پانی پی رہے ہیں اور آپ اورنج لائن ٹرین بنارہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔وزیرآبپاشی اب اپنی تقریر کاآغاز کریں گے۔

بحث

آبپاشی پر عام بحث

وزیرآبپاشی (میاں یاور زمان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔صوبہ پنجاب انتہائی خوش قسمت ہے کہ جس کے اندر دنیا کا سب سے بڑا contagious gravity flow irrigation system موجود ہے جس میں 13 بیراج،25 بڑی نہریں،12 عددlead canals،3 ہزار 96 distributaries اور مائنر شامل ہیں جن کی کل لمبائی23ہزار184 میل بنتی ہے۔اس کے علاوہ اس میں small dames 57، 1067 ٹیوب ویلز اور 2100 لمبے فلڈ بند شامل ہیں۔ یہ اپنے 58 ہزار موگہ جات کے ذریعے 20.78 ملین ایکڑ اراضی کو سیراب کرتا ہے اور یوں پاکستان کی GDP میں 21 فیصدcontribute کرتا ہے۔

جناب سپیکر!آپ جانتے ہیں کہ یہ اسی نظام آبپاشی کا خاصا ہے کہ اس ملک کے اس صوبہ کے اندر زرعی انقلاب برپا ہوااور آج پنجاب کی معیشت زراعت پر base کر رہی ہے۔زراعت معاشی زندگی کے اندر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ پنجاب اریگیشن سسٹم ہی کا خاصا ہے۔یہ سسٹم بنیادی طور پر 70 فیصد رقبہ کو پانی دینے پر design کیا گیا تھا لیکن دور حاضر کے جدید تقاضوں کی وجہ سے اور crop pattern کی تبدیلی کی وجہ سے اس وقت محکمہ 130 فیصد رقبہ کو پانی فراہم کر رہا ہے جو محکمہ کا بہت بڑا کریڈٹ ہے۔

جناب سپیکر!آپ کے علم میں ہے کہ یہ سو سال پرانا سسٹم ہے، یہ خستہ حالی کا شکار ہے اور ہمارے 40 ہزار سے زائد اہلکار شبانہ روز کوشش کر کے کسانوں کو equity distribution of water فراہم کر رہے ہیں۔اتنے بڑے نظام کی خستہ حالی کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں ہم نے ایک مضبوط اور جامہ rehabilitation, upgradation and development programme ترتیب دیا ہے جس کے تحت تمام بیراجوں کو rehabilitate اور upgrade کیا جارہا ہے۔اسی طرح تونسہ بیراج 10۔ارب روپے کی لاگت سے upgrade ہو چکا ہے۔اسی طرح 11۔ارب روپے کی لاگت سے جناح بیراج مکمل ہو چکا ہے،اسی طرح میو خانکی بیراج کی تعمیر شروع ہے اور اس پر 22۔ارب روپے لاگت آئے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ جون 2017 میں مکمل ہو جائے گا۔ اسی طرح بلوکی بیراج اور LBDC canal system 29۔ارب روپے کی لاگت سے rehabilitate and upgrade کیا جارہا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ستمبر 2016 میں یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔اسی طرح سلیمانکی بیراج اور پاکپتن کینال 8۔ارب روپے کی لاگت سے rehabilitate اور upgrade ہو رہی ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ آنے والے سالوں میں یہ منصوبہ بھی مکمل ہو جائے گا۔اس فلڈ سیزن کے بعد تریموں بیراج اور پنجند بیراج 17۔ارب روپے کی لاگت سے شروع کر دیئے ہیں اور ان کی بھی rehabilitation اور upgradation ہو گی اور اس کا کریڈٹ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت اور میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہی نہیں بلکہ ہم نے کوشش کی ہے کہ تمام ان چینلز کو take up کریں جو زیادہ خستہ حال ہیں اور اس کی مثال LCC system کی ہے جس میں LCC East اور West کو اپ گریڈ کیا گیا ہے جو کہ گوجرانوالہ، حافظ آباد، ننکانہ صاحب، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جھنگ کے علاقوں کو سیراب کرتا ہے اور یہ منصوبہ جاپان کی معاونت سے 14۔ارب روپے کی خطیر رقم میں تکمیل

کو پہنچا ہے۔اسی طرح ہم نے Punjab Irrigation System Improvement Project کے ذریعے 6۔ارب روپے کی لاگت سے 6اضلاع کے اندر 50کیوسک اور اس سے کم والی نہروں کو پختہ کیا ہے تاکہ کسانوں کو equal distribution کے تحت water ensure ہو سکے۔پوٹھوہار کا علاقہ بارانی علاقہ ہے وہاں پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے 57 سال ڈیم بنا رکھے ہیں تاکہ وہاں رقبے آباد ہوں اور پیداوار زیادہ ہو سکے۔اس وقت ان 57 ڈیمز سے 45ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔اسی طرح 12 نئے ڈیمز پائپ لائن میں ہیں وہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ دو سالوں میں مکمل ہو جائیں گے اور یوں یہ رقبہ 75ہزار ایکڑ تک پہنچ جائے گا۔یہی نہیں بلکہ میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں Pothohar Climate Smart Irrigated Agriculture Programme شروع کیا گیا ہے جو کہ 30۔ ارب روپے پر محیط ہے اور اس میں نئے سال ڈیم کی تعمیر اور پرانے ڈیمز کی rehabilitation شامل ہے اور اسی طرح بنجر زمین کو آباد کرنا بھی اس منصوبے میں شامل ہے۔اسی طرح High Efficiency Irrigation System کو بھی متعارف کرایا جانا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبہ لاگو ہو جانے کے بعد علاقے کے اندر ایک انقلاب برپا ہو جائے گا اور انشاءاللہ تعالیٰ وہاں غربت کا بھی خاتمہ ہو گا اور ملکی ترقی میں بھی اضافہ ہو گا۔یہی نہیں بلکہ محکمہ اریگیشن تھل کینال فیز۔II کو take up کر رہا ہے اور اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ یہ منصوبہ مکمل ہونے کے بعد ایک لاکھ 94ہزار رقبہ قابل کاشت ہو جائے گا اور یہ ضلع لیہ اور بھکر کے عوام کے لئے ایک تحفہ ہو گا۔ اس سے وہاں پر غربت کا خاتمہ ہو گا اور پاکستان کے لئے ایک ترقی کا موجب بنے گا۔اسی طرح رسول بیراج سے جلال پور کینال نکالی جا رہی ہے جس کے ذریعے ایک لاکھ 60ہزار ایکڑ رقبہ قابل کاشت ہو سکے گا، یہ پنڈ دادن خان اور خوشاب کے علاقے کو سیراب کرے گی اور یوں اس علاقے کی غربت بھی ختم ہو گی اور انشاءاللہ تعالیٰ اس سے پاکستان کی ترقی میں بھی اضافہ ہو گا۔آپ کے علم میں ہے کہ دنیا کے اندر global warming ہو رہی ہے اس global warming سے پاکستان بھی متاثر ہو رہا ہے، گلیشئرز melt ہو رہے ہیں اور ہمارا season cycle بھی تبدیل ہو رہا ہے۔گزشتہ چار پانچ سالوں سے صوبے کے اندر فلڈز بہت زیادہ آئے ہیں اور ہمارا عملہ ہر سال بہترین طریقے سے فلڈ کی منصوبہ بندی کرتا ہے،اپنے آپ کو فلڈ fighting کے لئے تیار بھی رکھتا ہے اور flood fighting کرتا بھی ہے۔ہم نے مختلف دریاؤں پر 21 میل لمبے فلڈ بند بنا رکھے ہیں،اسی طرح ہم نے ہزاروں کی تعداد میں flood river draining works بنا رکھے ہیں تاکہ ہم آنے والے دنوں میں فلڈز کو روک سکیں۔

اسی طرح ہم نے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میںhill torrents سے بچاؤ کے لئےwater dispersion structureخطیر رقم سے قائم کی تاکہ وہاں لوگوں کو فلڈ کی تباہ کاریوں سے بچایا جاسکے۔ اسی طرح نارووال ، سیالکوٹ اور میانوالی کے سیلابی نالوں کی اپ گریڈیشن اور rehabilitation کی جارہی ہے تاکہ وہاں کے علاقے کے لوگوں کو سیلاب سے بچایا جاسکے۔ ہم نے ایکflood risk assessment uniteقائم کیا ہے جو کہ پانی بہاؤ کی جانچ کرے گا کہ کس طرف زیادہ بڑھتا ہے اور اگر بڑھے گا تو اس سے پہلے شہر اور آبادیوں کو آگاہ کر دیا جائے گا تاکہ وہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچ سکیں۔ اسی طرح جتنا بھیinfrastructure existenceہے اس کو مضبوط کیا جائے گا تاکہ آنے والے دنوں میں فلڈ سے بچاؤ کے بہتر انتظامات کئے جاسکیں۔ ہم نے 1.6 بلین کی لاگت سے ایکpilot project کے طور پر دریا ستلج پر ایک ڈیم کا منصوبہ بنایا ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر:اب نماز مغرب کے لئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی بیس منٹ کے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی،وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمیان):جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا کہ۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے ایوان پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے لہٰذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 23۔فروری2016 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

AAMAR SULTAN CHEEMA, CH.

question REGARDING-
-Regularization of Male Social Mobilizers in Population Welfare Department *(Question No. 6523*)* 1380

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Abundance of illegal factories in most of areas of Lahore in connivance with the Environment Protection Department 1416
-Affiliation of Medical Colleges with Pakistan Medical and Dental Council 1775
-Corruption in Registry Branches of all towns of Lahore 1411, 1776
-Deaths of children due to not covering sewerage man holes in Lahore 1420
-Decrease in agricultural production due to weather changings 1779
-Defective sewerage system in most areas of Lahore 1413
-Defective ventilators in Sir Ganga Ram Hospital Lahore 1654
-Delay in recruitment of security guards for primary schools 1409
-Failure of Agriculture Department in provision of standard seeds and fertilizers 1418
-Failure of government in improvement of worst condition of Sheikh Zayed Hospital Lahore 1423, 1777
-Grabbing by human smugglers and agents 1770
-Non-availability of graveyard in UCs 84 and 90 Bund Road Lahore 1771
-Non-availability of health facilities in Sir Ganga Ram Hospital Lahore 1419
-Possession over PA House situated at Marri Pachadh, Rajanpur 1770
-Sale of soil from Chung Forest Sharaqpur Sub Division at nominal rates 1563
-Spread of "Samad Bond" addiction in youngs in Kasur 1412

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-17th, 18th, 19th &22nd February, 2016 1351,1489,1621,1721

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Failure of government in improvement of worst condition of Sheikh Zayed Hospital Lahore 1423

point of order REGARDING- 1769
-Demand for establishment of grains market in Pakpattan

AHMED KHAN BHACHER. MR.
DISCUSSION On- 1610
-ORANGE LINE TRAIN

PAGE NO.

questions REGARDING-
-Branches working under Zonal Office Cooperative Bank Sahiwal *(Question No. 6900*)* 1665
-Employees of Cooperative Bank in Mianwali *(Question No. 988)* 1685
-Loans issued by Cooperative Banks *(Question No. 987)* 1684

AHMED SAEED, QAZI

Privilege motion REGARDING-
-Refusal to attend telephone of MPA by SDO Canal Paka Larran tehsil Liaqatpur 1766

AKHTAR ALI, BAO

DISCUSSION On-

-ORANGE LINE TRAIN 1604

questions REGARDING- 1395
-Employees of Social Welfare Department in Narowal *(Question No. 850)* 1679
-Women welfare institutions of Zakat and Ushr Department in Hafizabad *(Question No. 844)* 1650

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015 (Bill No.7 of 2016)

ALA-UD-DIN, SHEIKH

Rules of Procedure-
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 1454

AMJAD ALI JAVAID, MR.

questions REGARDING- 1547
-Details about allotment of plots/houses in Labour Colonies *(Question No. 869)* 1359
-Details about "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in district Toba Tek Singh *(Question No. 6069*)* 1641
-Educational scholarships out of Zakat Fund in district Toba Tek Singh *(Question No. 7080*)* 1403
-Establishment of "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in Toba Tek Singh *(Question No. 999)* 1634
-Financial aid to students of private schools out of Zakat Fund *(Question No. 6301*)* 1748
-Flour Mills in Toba Tek Singh *(Question No. 7063*)* 1669
-Funds allocated for religious schools by Zakat and Ushr Department

PAGE NO.

(Question No. 539) 1527
-Newspapers published from Toba Tek Singh *(Question No. 7070*)* 1498
-Office of Social Security in Toba Tek Singh *(Question No. 4923*)*
-Offices and staff of Cooperatives Department in Toba Tek Singh *(Question No. 713)* 1674
-Welfare Centre of Population Welfare Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 6317*)* 1367
-Working women hostel in Toab Tek Singh *(Question No. 6070*)* 1733

ASHFAQ SARWAR, RAJA *(Minister for Labour & Human Resources)*

Answers to the questions REGARDING-

-Details about allotment of plots/houses in Labour Colonies *(Question No. 869)* 1548
-Details about bricks kilns in Lahore *(Question No.567)* 1540
-Details about dispensaries working under administrative control of Social Welfare Department in Bahawalnagar *(Question No. 6512*)* 1525
-Details about flats of industrial labourers *(Question No. 548)* 1538
-Details about hospitals and dispensaries in Gujrat *(Question No. 649)* 1543
-Details about labourers in Punjab Workers Welfare Board Faisalabad *(Question No. 360)* 1532
-Details about medical treatment of workers in Punjab Employees Social Security Institute Faisalabad *(Question No. 651)* 1545
-Details about revised pay scales of employees of PESSI *(Question No. 7208*)* 1528
-Details about Social Security Hospital Nankana Sahib *(Question No. 704)* 1547
-Forced labour by kiln labourers *(Question No. 73)* 1529
-Government steps taken for recruitment of labour in factories from local areas *(Question No. 6987*)* 1527
-Institutions of workers welfare in Gujranwala *(Question No. 510)* 1534
-Institutions of workers welfare in Gujrat *(Question No. 648)* 1542
-Registered factories in Bahawalnagar *(Question No. 6515*)* 1526

ASHRAF ALI ANSARI, CH.

questions REGARDING- 1744

-Details about Punjab Food Authority in Gujranwala *(Question No. 7051*)* 1399
-Funds and performance of Population Welfare Department Gujranwala *(Question No. 897)* 1533
-Institutions of workers welfare in Gujranwala *(Question No. 510)* 1540
-Offices of Information Department in Gujranwala *(Question No. 1143)*

ASIF MEHMOOD, MR.

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-

-17th February, 2016 1473
-22nd February, 2016 1778

PAGE NO.

Rules of Procedure-
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 1452

AYESHA JAVED, MRS.

question REGARDING-
-Details about map of LDA Employees Housing Scheme Lahore *(Question No. 269*)* 1625

B

BILAL YASIN, MR. *(Minister for Food)*

Answers to the questions REGARDING-
-Details about storage wheat in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi Division *(Question No. 7163*)* 1758
-Details about wheat stored in the province *(Question No. 1188)* 1765
-Government steps for control over preparation of substandared ghee and cooking oil in Sargodha *(Question No. 855)* 1764
-Wheat godowns in district Gujrat *(Question No.497)* 1762
-Wheat godowns in PP-102 Gujranwala *(Question No. 619)* 1763
-Wheat purchase centres in district Gujrat *(Question No. 496)* 1761
-Wheat purchase centres in tehsil Daska *(Question No. 1153*)* 1765

BILLS -
-The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No.53 of 2015) *(Considered and passed by the House)* 1471-1475
-The Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016 *(Introduced in the House)* 1470
-The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 *(Introduced in the House)* 1470
-The University of Okara Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 1475-1486

PAGE NO.

C

Call attention Notices REGARDING
-Details about martyrdom of Police Employees at Police Check Post 1780
Allama Iqbal Town Lahore 1560
-Murder of a citizen during robbery 1560
-Murder of a citizen in result of firing near Dera Guro, Gujranwala 1562
-Robbery at Mr. Farooq's house in Usman Park, Sialkot 1561
-Robbery at Mr. Umar Saleem's house in DHA Lahore 1560
-Update of murder case of Ex Law Minister

CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian

COOPERATIVES DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Area of Model Town Cooperative Housing Society Lahore 1644
(Question No. 7157)* 1632
-Branches of Cooperative Bank in Gujrat *(Question No. 6978*)*
-Branches of Provincial Cooperative Bank in district Toba Tek Singh 1681
(Question No. 942)*
-Branches of Provincial Cooperative Bank in Faisalabad Division 1663
(Question No. 6291)*
-Branches working under Zonal Office Cooperative Bank Sahiwal 1665
(Question No. 6900)* 1668
-Cooperative Housing Societies in Sheikhupura *(Question No. 7114*)* 1671
-Defaulters of Cooperative Bank in district Gujrat *(Question No. 612)*
-Details about map of LDA Employees Housing Scheme Lahore 1625
(Question No. 269)* 1685
-Employees of Cooperative Bank in Mianwali *(Question No. 988)*
-Loans granted by Cooperative Banks district Kasur during 2013-14 1676
(Question No. 856) 1660, 1684
-Loans issued by Cooperative Banks *(Question No. 6945*& 987)* 1627
-Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7156*)* 1680
-Number of Cooperative Socities in Toba Tek Singh *(Question No. 941)*
-Offices and staff of Cooperatives Department in Toba Tek Singh 1674
(Question No. 713) 1685
-Recruitments in Cooperative Bank *(Question No. 1054)* 1667
-Recruitments in Cooperative Bank Gujrat *(Question No. 6946)* 1638
-Registered Cooperative Societies in Faisalabad *(Question No. 6586*)*

D

DISCUSSION On-

PAGE NO.

-Irrigation 1789
-Orange Line Train 1569,1686,1781

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.

questions REGARDING-
-Branches of Provincial Cooperative Bank in district Toba Tek Singh *(Question No. 942*)* 1681
-Details about revised pay scales of employees of PESSI *(Question No. 7208*)* 1528
-Details about Social Welfare Department Faisalabad *(Question No. 6972*)* 1384
-Number of Cooperative Socities in Toba Tek Singh *(Question No. 941)* 1680

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Defective ventilators in Sir Ganga Ram Hospital Lahore 1654
-Sale of soil from Chung Forest Sharaqpur Sub Division at nominal rates 1563
DISCUSSION On- 1686
-ORANGE LINE TRAIN

questions REGARDING- 1644
-Area of Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7157*)* 1523
-Details about bric-a-bracs preserved in Lahore Museum *(Question No. 6572*)* 1673
-Funds of Provincial Zakat Council *(Question No. 658)* 1627
-Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7156*)* 1504
-Punjab Arts Council *(Question No. 6573*)* 1389
-Social Welfare Societies of tehsil Jarranwala Faisalabad *(Question No. 7198*)* 1450

Rules of Procedure-
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

FAIZAN KHALID VIRK, MR.

question REGARDING- 1668
-Cooperative Housing Societies in Sheikhupura *(Question No. 7114*)*

PAGE NO.

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-***
-On sad demise of wife of Mian Meraj ud Din (Ex Minister) and mother-in-law of Dr. Nausheen Hamid, MPA 1559

FOOD DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1754
-Collection of Sugar Cess Fund in Faisalabad *(Question No. 7036*)* 1728
-Details about ice prepared by dirty water *(Question No. 3039*)*
-Details about owners and dues of Sugar Mills of the Punjab *(Question No. 6966*)* 1738 1744
-Details about Punjab Food Authority in Gujranwala *(Question No. 7051*)*
-Details about storage wheat in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi Division *(Question No. 7163*)* 1757 1765
-Details about wheat stored in the province *(Question No. 1188)* 1748
-Flour Mills in Toba Tek Singh *(Question No. 7063*)* 1755
-Godowns of Food Department in Narowal *(Question No. 7159*)*
-Government steps for control over preparation of substandared ghee and cooking oil in Sargodha *(Question No. 855)* 1763 1752
-Increase in number of wheat godowns in Sahiwal *(Question No. 7141*)* 1762
-Wheat godowns in district Gujrat *(Question No.497)*
-Wheat godowns in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi *(Question No. 7168*)* 1755 1763
-Wheat godowns in PP-102 Gujranwala *(Question No. 619)* 1760
-Wheat purchase centres in district Gujrat *(Question No. 496)* 1764
-Wheat purchase centres in tehsil Daska *(Question No. 1153*)*

FOZIA AYUB QURESHI, MRS.

question REGARDING- 1399
-Members of District Committees of Punjab Bait-ul-Maal *(Question No. 982)*

G

GHULAM MURTAZA, CH.
DISCUSSION On-
-ORANGE LINE TRAIN 1701

h

HAMEEDA WAHEED UD DIN, MS. *(Minister for Women Development)*

Answers to the questions REGARDING-
-Number of offices of Women Development Department in Lahore 1725

PAGE NO.

(Question No. 2813)*
-Offices of Women Development Department in Bahawalnagar 1762
(Question No. 880) 1734
-Working women hostel in Toab Tek Singh *(Question No. 6070*)* 1759
-Working women hostel in Vehari *(Question No.6)*
HAROON AHMED SULTAN BOKHARI, SYED *(Minister for Social Welfare & Bait-ul-Maal)*

Answers to the questions REGARDING-
-Dispensaries of Social Welfare Department in Rawalpindi 1402
(Question No. 994) 1395
-Employees of Social Welfare Department in Narowal *(Question No. 850)*
-Establishment of "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in Toba Tek Singh *(Question No. 999)* 1403
-Funds allocated by Social Welfare Department for child welfare 1404
(Question No. 1043)* 1397
-Institutions of Social Welfare in Faisalabad *(Question No. 939)* 1398
-Institutions of Social Welfare in Narowal *(Question No. 962)* 1405
-Institutions of women development in PP-152 Lahore *(Question No. 1044)* 1400
-Members of District Committees of Punjab Bait-ul-Maal *(Question No. 982)* 1402
-Number of NGOs in Gujrat *(Question No. 995)* 1392
-Registered NGOs in the province *(Question No. 6710*)* 1394
-Social Welfare Projects in the province *(Question No. 6711*)*
HINA PERVAIZ BUTT, MISS.

questions REGARDING- 1728
-Details about ice prepared by dirty water *(Question No. 3039*)* 1538
-Establishment of Punjab Information Commission *(Question No. 837)*

I

INFORMATION & CULTURE DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1515
-Budget of DGPR *(Question No. 7030*)* 1523
-Details about bric-a-bracs preserved in Lahore Museum 1532
(Question No. 6572)* 1536
-Details about Lahore Arts Council *(Question No. 439)* 1538
-Details about staff of district Information Office Gujrat *(Question No. 529)*
-Establishment of Punjab Information Commission *(Question No. 837)* 1524
-Newspapers and periodicals published from Faisalabad Division 1527
(Question No. 6583)* 1540
-Newspapers published from Toba Tek Singh *(Question No. 7070*)* 1531
-Offices of Information Department in Gujranwala *(Question No. 1143)*

PAGE NO.

-Offices of Information Department in Lahore *(Question No. 437)* 1512
-Provision of funds to Alhamra Arts Council Lahore *(Question No. 6684*)* 1504
-Punjab Arts Council *(Question No. 6573*)*
IRRIGATION-
-General discussion 1789

J

JAFAR ALI HOCHA, MR.
DISCUSSION On-
-Orange Line Train 1707
JAVED AKHTAR, MR.

point of order REGARDING- 1651
-Appointment of Chairman Zakat Committee

K

KHADIJA UMAR, MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Abundance of illegal factories in most of areas of Lahore in connivance with the Environment Protection Department 1416
DISCUSSION On-
1708
-ORANGE LINE TRAIN
1536
questions REGARDING- 1660
-Details about staff of district Information Office Gujrat *(Question No. 529)* 1667
-Loans issued by Cooperative Banks *(Question No. 6945*)* 1762
-Recruitments in Cooperative Bank Gujrat *(Question No. 6946)* 1760
-Wheat godowns in district Gujrat *(Question No.497)*
-Wheat purchase centres in district Gujrat *(Question No. 496)*

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS)*** 1652
1653
points of order (ANSWERS) REGARDING-
-Advertisement for illegal recruitments in Punjab Constabulary
-Forced marriage of a minor Christian girl in Diatipura Sialkot
KHURAM SHAHZAD, MR.
DISCUSSION On-
1703
-ORANGE LINE TRAIN

PAGE NO.

KHURRAM JAHANGIR WATTOO, MIAN
DISCUSSION On-
1592
-ORANGE LINE TRAIN

L

LABOUR & HUMAN RESOURCES DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1493
-Child labour in district Jhelum *(Question No. 1089*)* 1547
-Details about allotment of plots/houses in Labour Colonies *(Question No. 869)* 1539
-Details about bricks kilns in Lahore *(Question No.567)* 1525
-Details about dispensaries working under administrative control of Social Welfare Department in Bahawalnagar *(Question No. 6512*)* 1537
-Details about flats of industrial labourers *(Question No. 548)* 1542
-Details about hospitals and dispensaries in Gujrat *(Question No. 649)* 1531
-Details about labourers in Punjab Workers Welfare Board Faisalabad *(Question No. 360)* 1545
-Details about medical treatment of workers in Punjab Employees Social Security Institute Faisalabad *(Question No. 651)* 1528
-Details about revised pay scales of employees of PESSI *(Question No. 7208*)* 1546
-Details about Social Security Hospital Nankana Sahib *(Question No. 704)* 1508
-Establishment of Social Security Medical College in Faisalabad *(Question No. 6302*)* 1529
-Forced labour by kiln labourers *(Question No. 73)* 1527
-Government steps taken for recruitment of labour in factories from local areas *(Question No. 6987*)* 1533
-Institutions of workers welfare in Gujranwala *(Question No. 510)* 1541
-Institutions of workers welfare in Gujrat *(Question No. 648)* 1519
-Marriage Grant for daughters of labourers in Lahore *(Question No. 7155*)* 1498
-Office of Social Security in Toba Tek Singh *(Question No. 4923*)* 1525
-Registered factories in Bahawalnagar *(Question No. 6515*)*

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

LUBNA FAISAL, MRS.

question REGARDING-
-Government steps taken for recruitment of labour in factories from local areas *(Question No. 6987*)* 1527

M

MAJID ZAHOOR, MR.

PAGE NO.

DISCUSSION On-
-Orange Line Train 1705
MANAN KHAN, MR.

question REGARDING- 1755
-Godowns of Food Department in Narowal *(Question No. 7159*)*
MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Deaths of children due to not covering sewerage man holes in Lahore 1421
-Defective sewerage system in most areas of Lahore 1413
DISCUSSION On-
1578, 1784,1786
-ORANGE LINE TRAIN

Rules of Procedure- 1444
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997
MINISTER FOR COOPERATIVES
-See under Muhammad Iqbal Channer, Malik
MINISTER FOR FOOD
-See under Bilal Yasin, Mr.

Minister for Human Rights & Minorities Affairs

-SEE UNDER KHALIL TAHIR SINDHU, MR.
MINISTER FOR IRRIGATION

-SEE UNDER YAWAR ZAMAN, MIAN
MINISTER FOR LABOUR & HUMAN RESOURCES
-See under Ashfaq Sarwar, Raja
MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana
MINISTER FOR POPULATION WELFARE
-See under Zakia Shahnawa Khan, Mrs.
MINISTER FOR SOCIAL WELFARE & BAIT-UL-MAAL
-See under Haroon Ahmed Sultan Bokhari, Syed
MINISTER FOR WOMEN DEVELOPMENT
-See under Hameeda Waheed ud Din, Ms.
MINISTER FOR ZAKAT & USHR
-See under Nadeem Kamran, Malik
MUHAMMAD AFZAL, DR.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Delay in recruitment of security guards for primary schools 1409
-Non-availability of health facilities in Sir Ganga Ram Hospital

	PAGE NO.
Lahore	1419
-Spread of "Samad Bond" addiction in youngs in Kasur	1412
MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY	
Call attention Notice REGARDING	1562
-Robbery at Mr. Farooq's house in Usman Park, Sialkot	
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.	
DISCUSSION On-	1712
-ORANGE LINE TRAIN	
question REGARDING-	1401
-Dispensaries of Social Welfare Department in Rawalpindi *(Question No. 994)*	
MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Secretary for Information & Culture)*	
Answers to the questions REGARDING-	1515
-Budget of DGPR *(Question No. 7030*)*	1512
-Provision of funds to Alhamra Arts Council Lahore *(Question No. 6684*)*	1504
-Punjab Arts Council *(Question No. 6573*)*	1595
DISCUSSION On-	
-ORANGE LINE TRAIN	
MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.	
questions REGARDING-	1752
-Increase in number of wheat godowns in Sahiwal *(Question No. 7141*)*	1394
-Population Welfare Centres in district Sahiwal *(Question No. 584)*	
MUHAMMAD ASAD ULLAH, CH. *(Parliamentary Secretary for Food)*	
Answers to the questions REGARDING-	1755
-Collection of Sugar Cess Fund in Faisalabad *(Question No. 7036*)*	1729
-Details about ice prepared by dirty water *(Question No. 3039*)*	1739
-Details about owners and dues of Sugar Mills of the Punjab *(Question No. 6966*)*	1745
-Details about Punjab Food Authority in Gujranwala *(Question No. 7051*)*	1749
-Flour Mills in Toba Tek Singh *(Question No. 7063*)*	1756
-Godowns of Food Department in Narowal *(Question No. 7159*)*	1752
-Increase in number of wheat godowns in Sahiwal *(Question No. 7141*)*	1756
-Wheat godowns in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi *(Question No. 7168*)*	

PAGE NO.

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

question REGARDING- 1764
-Wheat purchase centres in tehsil Daska *(Question No. 1153*)*

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
DISCUSSION On-

-ORANGE LINE TRAIN 1597

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 1559

-ON SAD DEMISE OF WIFE OF MIAN MERAJ UD DIN (EX MINISTER) AND MOTHER-IN-LAW OF DR. NAUSHEEN HAMID, MPA 1424 1515

Point of order REGARDING-
-Demand for making security arrangements for government schools

question REGARDING-
-Budget of DGPR *(Question No. 7030*)*

MUHAMMAD ILYAS ANSARI, HAJI *(Parliamentary Secretary for Social Welfare & Bait-ul-Maal)*

Answers to the questions REGARDING-
-Details about "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in district Toba Tek Singh *(Question No. 6069*)* 1359 1384
-Details about Social Welfare Department Faisalabad *(Question No. 6972*)* 1376
-Handicraft Schools for women in district Lahore *(Question No. 6844*)* 1356
-Institutions of Social Welfare in Gujrat *(Question No. 6043*)* 1387
-Old Age Homes in Faisalabad *(Question No. 6996*)*
-Social Welfare Societies of tehsil Jarranwala Faisalabad *(Question No. 7198*)* 1390

MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ

question REGARDING- 1683
-Zakat and Ushr Committees in district Chiniot *(Question No. 1139)*

MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK *(Minister for Cooperatives)*

Answers to the questions REGARDING- 1645
-Area of Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7157*)* 1632
-Branches of Cooperative Bank in Gujrat *(Question No. 6978*)*
-Branches of Provincial Cooperative Bank in district Toba Tek Singh *(Question No. 942*)* 1682

PAGE NO.

-Branches of Provincial Cooperative Bank in Faisalabad Division *(Question No. 6291*)* 1663
-Branches working under Zonal Office Cooperative Bank Sahiwal *(Question No. 6900*)* 1665
-Cooperative Housing Societies in Sheikhupura *(Question No. 7114*)* 1668
-Defaulters of Cooperative Bank in district Gujrat *(Question No. 612)* 1671
-Details about map of LDA Employees Housing Scheme Lahore *(Question No. 269*)* 1625
-Employees of Cooperative Bank in Mianwali *(Question No. 988)* 1685
-Loans granted by Cooperative Banks district Kasur during 2013-14 *(Question No. 856)* 1676
-Loans issued by Cooperative Banks *(Question No. 6945*& 987)* 1660,1684
-Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7156*)* 1628
-Number of Cooperative Socities in Toba Tek Singh *(Question No. 941)* 1680
-Offices and staff of Cooperatives Department in Toba Tek Singh *(Question No. 713)* 1674
-Recruitments in Cooperative Bank *(Question No. 1054)* 1685
-Recruitments in Cooperative Bank Gujrat *(Question No. 6946)* 1667
-Registered Cooperative Societies in Faisalabad *(Question No. 6586*)* 1638

MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.

questions REGARDING-

-Details about dispensaries working under administrative control of Social Welfare Department in Bahawalnagar *(Question No. 6512*)* 1525
-Offices of Women Development Department in Bahawalnagar *(Question No. 880)* 1762
-Registered factories in Bahawalnagar *(Question No. 6515*)* 1525

MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN

DISCUSSION On-

-Orange Line Train 1710

QUESTION regarding-

-Establishment of Social Security Medical College in Faisalabad *(Question No. 6302*)* 1508

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING- 1523
-Details about bric-a-bracs preserved in Lahore Museum *(Question No. 6572*)* 1533
-Details about Lahore Arts Council *(Question No. 439)* 1536
-Details about staff of district Information Office Gujrat *(Question No. 529)* 1538
-Establishment of Punjab Information Commission *(Question No. 837)* 1524
-Newspapers and periodicals published from Faisalabad Division *(Question No. 6583*)* 1527
-Newspapers published from Toba Tek Singh *(Question No. 7070*)* 1541

PAGE NO.

-Offices of Information Department in Gujranwala *(Question No. 1143)* 1531
-Offices of Information Department in Lahore *(Question No. 437)*

MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.
DISCUSSION On-
1607
-ORANGE LINE TRAIN

MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.

point of order REGARDING- 1427
-Demand for submission of report about Privilege Motion

MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.
DISCUSSION On-
1698
-ORANGE LINE TRAIN

MURAD RAAS, DR.

questions REGARDING- 1656
-Distribution of zakat in Lahore in 2013-14 *(Question No. 7134*)* 1404
-Funds allocated by Social Welfare Department for child welfare *(Question No. 1043*)* 1666
-Funds of Zakat Committees of PP-152 Lahore *(Question No. 7133*)* 1375
-Handicraft Schools for women in district Lahore *(Question No. 6844*)* 1404
-Institutions of women development in PP-152 Lahore *(Question No. 1044)* 1685
-Recruitments in Cooperative Bank *(Question No. 1054)*

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-17th, 18th, 19th& 22nd February, 2016 1354, 1492, 1624, 1724

NADEEM KAMRAN, MALIK *(Minister for Zakat &Ushr)*

Answers to the questions REGARDING- 1656
-Distribution of zakat in Lahore in 2013-14 *(Question No. 7134*)* 1642
-Educational scholarships out of Zakat Fund in district Toba Tek Singh *(Question No. 7080*)* 1635
-Financial aid to students of private schools out of Zakat Fund *(Question No. 6301*)* 1670
-Funds allocated for religious schools by Zakat and Ushr Department *(Question No. 539)* 1677
-Funds granted to Zakat and Ushr Committees in district Gujrat *(Question No. 742)* 1681
-Funds issued to Gujranwala Division by Zakat and Ushr Department

PAGE NO.

(Question No. 1064) 1673
-Funds of Provincial Zakat Council *(Question No. 658)* 1666
-Funds of Zakat Committees of PP-152 Lahore *(Question No. 7133*)* 1678
-Procedure of formation of Zakat and Ushr Committees *(Question No. 744)*
-Women welfare institutions of Zakat and Ushr Department in Hafizabad 1679
(Question No. 844) 1683
-Zakat and Ushr Committees in district Chiniot *(Question No. 1139)* 1676
-Zakat Committees in district Gujrat *(Question No. 741)*
1651

point of order (ANSWER) REGARDING-
-Appointment of Chairman Zakat Committee
NAUSHEEN HAMID, DR.

Call attention Notices REGARDING
-Details about martyrdom of Police Employees at Police Check Post Allama Iqbal Town Lahore 1780
-Robbery at Mr. Umar Saleem's house in DHA Lahore 1561

questions REGARDING- 1725
-Number of offices of Women Development Department in Lahore *(Question No. 2813*)* 1512
-Provision of funds to Alhamra Arts Council Lahore *(Question No. 6684*)*
NAVEED ALI, MIAN *(Parliamentary Secretary for Labour & Human Resource)*

Answers to the questions REGARDING- 1493
-Child labour in district Jhelum *(Question No. 1089*)* 1508
-Establishment of Social Security Medical College in Faisalabad 1520
(Question No. 6302)* 1498
-Marriage Grant for daughters of labourers in Lahore *(Question No. 7155*)*
-Office of Social Security in Toba Tek Singh *(Question No. 4923*)*

PAGE NO.

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- 1417

-Abundance of illegal factories in most of areas of Lahore in connivance with the Environment Protection Department 1775

-Affiliation of Medical Colleges with Pakistan Medical and Dental Council 1776

-Corruption in Registry Branches of all towns of Lahore 1421

-Deaths of children due to not covering sewerage man holes in Lahore 1779

-Decrease in agricultural production due to weather changings 1413

-Defective sewerage system in most areas of Lahore 1655

-Defective ventilators in Sir Ganga Ram Hospital Lahore 1410

-Delay in recruitment of security guards for primary schools 1777

-Failure of government in improvement of worst condition of Sheikh Zayed Hospital Lahore 1770

-Grabbing by human smugglers and agents 1771

-Non-availability of graveyard in UCs 84 and 90 Bund Road Lahore 1419

-Non-availability of health facilities in Sir Ganga Ram Hospital Lahore 1564

-Sale of soil from Chung Forest Sharaqpur Sub Division at nominal rates

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-

-Details about bricks kilns in Lahore *(Question No.567)* **1539**

-Details about Lahore Arts Council *(Question No. 439)* 1532

-Government steps for control over preparation of substandared ghee and cooking oil in Sargodha *(Question No. 855)* **1763**

-Loans granted by Cooperative Banks district Kasur during 2013-14 *(Question No. 856)* **1676**

-Offices of Information Department in Lahore *(Question No. 437)* **1531**

O

ORANGE LINE TRAIN-

-General discussion 1569,1686,1781

PAGE NO.

P

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR FOOD
-See under Muhammad Asad Ullah, Ch.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE
-See under Muhammad Arshad, Rana
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LABOUR & HUMAN RESOURCE

-SEE UNDER NAVEED ALI, MIAN

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.
PARLIAMENTARY SECERETARY FOR SOCIAL WELFARE & BAIT-UL-MAAL

-SEE UNDER MUHAMMAD ILYAS ANSARI, HAJI

points of order REGARDING-
-Advertisement for illegal recruitments in Punjab Constabulary 1651
-Appointment of Chairman Zakat Committee 1651
-Demand for establishment of grains market in Pakpattan 1769
-Demand for making security arrangements for government schools 1424
-Demand for rehabilitation of Flood Bank of Moza Nagran, Jhelum 1768
-Demand for submission of report about Privilege Motion 1427
-Forced marriage of a minor Christian girl in Diatipura Sialkot 1549, 1653
POPULATION WELFARE DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Details about Population Welfare Centres of Rawalpindi *(Question No. 5779*)* 1391
-Funds and performance of Population Welfare Department Gujranwala *(Question No. 897)* 1399
-Medical Centres working under Population Welfare Department *(Question No. 5893*)* 1363
-Population Welfare Centres in district Nankana Sahib *(Question No. 6333*)* 1372, 1394
-Population Welfare Centres in district Sahiwal *(Question No. 584)* 1396
-Population Welfare Centres in Gujrat *(Question No. 624)*
-Posting of District Population Officer in Nankana Sahib *(Question No. 809)* 1397

PAGE NO.

-Regularization of Male Social Mobilizers in Population Welfare Department *(Question No. 6523*)* 1380
-Welfare Centre of Population Welfare Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 6317*)* 1367

PAGE NO.

Privilege motions REGARDING-

-INSULTING BEHAVIOUR OF IN-CHARGE POLICE CHECK POST AIRPORT SOCIETY RAWALPINDI 1408

-Refusal to attend telephone of MPA by SDO Canal Paka Larran tehsil Liaqatpur 1766

Q

questions REGARDING-

COOPERATIVES DEPARTMENT-

-Area of Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7157*)* 1644

-Branches of Cooperative Bank in Gujrat *(Question No. 6978*)* 1632

-Branches of Provincial Cooperative Bank in district Toba Tek Singh *(Question No. 942*)* 1681

-Branches of Provincial Cooperative Bank in Faisalabad Division *(Question No. 6291*)* 1663

-Branches working under Zonal Office Cooperative Bank Sahiwal *(Question No. 6900*)* 1665, 1668

-Cooperative Housing Societies in Sheikhupura *(Question No. 7114*)* 1671

-Defaulters of Cooperative Bank in district Gujrat *(Question No. 612)* 1625

-Details about map of LDA Employees Housing Scheme Lahore *(Question No. 269*)* 1685

-Employees of Cooperative Bank in Mianwali *(Question No. 988)* 1676

-Loans granted by Cooperative Banks district Kasur during 2013-14 *(Question No. 856)* 1660, 1684

-Loans issued by Cooperative Banks *(Question No. 6945*& 987)* 1627

-Model Town Cooperative Housing Society Lahore *(Question No. 7156*)* 1680

-Number of Cooperative Socities in Toba Tek Singh *(Question No. 941)* 1674

-Offices and staff of Cooperatives Department in Toba Tek Singh *(Question No. 713)* 1685

-Recruitments in Cooperative Bank *(Question No. 1054)* 1667

-Recruitments in Cooperative Bank Gujrat *(Question No. 6946)* 1638

-Registered Cooperative Societies in Faisalabad *(Question No. 6586*)* 1754

FOOD DEPARTMENT-

-Collection of Sugar Cess Fund in Faisalabad *(Question No. 7036*)* 1728

-Details about ice prepared by dirty water *(Question No. 3039*)* 1738

-Details about owners and dues of Sugar Mills of the Punjab *(Question No. 6966*)* 1744

-Details about Punjab Food Authority in Gujranwala *(Question No. 7051*)* 1757

PAGE NO.

-Details about storage wheat in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi Division *(Question No. 7163*)* 1765
-Details about wheat stored in the province *(Question No. 1188)* 1748
-Flour Mills in Toba Tek Singh *(Question No. 7063*)* 1755
-Godowns of Food Department in Narowal *(Question No. 7159*)* 1763
-Government steps for control over preparation of substandared ghee and cooking oil in Sargodha *(Question No. 855)* 1752
-Increase in number of wheat godowns in Sahiwal *(Question No. 7141*)* 1762
-Wheat godowns in district Gujrat *(Question No.497)* 1755
-Wheat godowns in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi *(Question No. 7168*)* 1763
-Wheat godowns in PP-102 Gujranwala *(Question No. 619)* 1760
-Wheat purchase centres in district Gujrat *(Question No. 496)* 1764
-Wheat purchase centres in tehsil Daska *(Question No. 1153*)* 1515
INFORMATION & CULTURE DEPARTMENT- 1523
-Budget of DGPR *(Question No. 7030*)* 1532
-Details about bric-a-bracs preserved in Lahore Museum *(Question No. 6572*)* 1536
-Details about Lahore Arts Council *(Question No. 439)* 1538
-Details about staff of district Information Office Gujrat *(Question No. 529)* 1524
-Establishment of Punjab Information Commission *(Question No. 837)* 1527
-Newspapers and periodicals published from Faisalabad Division *(Question No. 6583*)* 1540
-Newspapers published from Toba Tek Singh *(Question No. 7070*)* 1531
-Offices of Information Department in Gujranwala *(Question No. 1143)* 1512
-Offices of Information Department in Lahore *(Question No. 437)* 1504
-Provision of funds to Alhamra Arts Council Lahore *(Question No. 6684*)* 1493
-Punjab Arts Council *(Question No. 6573*)* 1547
LABOUR & HUMAN RESOURCES DEPARTMENT- 1539
-Child labour in district Jhelum *(Question No. 1089*)* 1525
-Details about allotment of plots/houses in Labour Colonies *(Question No. 869)* 1537
-Details about bricks kilns in Lahore *(Question No.567)* 1542
-Details about dispensaries working under administrative control of Social Welfare Department in Bahawalnagar *(Question No. 6512*)* 1531
-Details about flats of industrial labourers *(Question No. 548)* 1545
-Details about hospitals and dispensaries in Gujrat *(Question No. 649)* 1528
-Details about labourers in Punjab Workers Welfare Board Faisalabad *(Question No. 360)* 1546
-Details about medical treatment of workers in Punjab Employees Social Security Institute Faisalabad *(Question No. 651)* 1508
-Details about revised pay scales of employees of PESSI *(Question No. 7208*)* 1529
-Details about Social Security Hospital Nankana Sahib *(Question No. 704)* 1527
-Establishment of Social Security Medical College in Faisalabad *(Question No. 6302*)*
-Forced labour by kiln labourers *(Question No. 73)*

PAGE NO.

-Government steps taken for recruitment of labour in factories from local areas *(Question No. 6987*)* 1533 1541
-Institutions of workers welfare in Gujranwala *(Question No. 510)* 1519
-Institutions of workers welfare in Gujrat *(Question No. 648)* 1498
-Marriage Grant for daughters of labourers in Lahore *(Question No. 7155*)* 1525
-Office of Social Security in Toba Tek Singh *(Question No. 4923*)*
-Registered factories in Bahawalnagar *(Question No. 6515*)*
POPULATION WELFARE DEPARTMENT- 1391
-Details about Population Welfare Centres of Rawalpindi *(Question No. 5779*)* 1399
-Funds and performance of Population Welfare Department Gujranwala *(Question No. 897)* 1363
-Medical Centres working under Population Welfare Department *(Question No. 5893*)* 1372
-Population Welfare Centres in district Nankana Sahib *(Question No. 6333*)* 1394 1396
-Population Welfare Centres in district Sahiwal *(Question No. 584)*
-Population Welfare Centres in Gujrat *(Question No. 624)* 1397
-Posting of District Population Officer in Nankana Sahib *(Question No. 809)* 1380
-Regularization of Male Social Mobilizers in Population Welfare Department *(Question No. 6523*)* 1367
-Welfare Centre of Population Welfare Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 6317*)*
SOCIAL WELFARE & BAIT-UL-MAAL DEPARTMENT- 1359
-Details about "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in district Toba Tek Singh *(Question No. 6069*)* 1384
-Details about Social Welfare Department Faisalabad *(Question No. 6972*)* 1401
-Dispensaries of Social Welfare Department in Rawalpindi *(Question No. 994)* 1395
-Employees of Social Welfare Department in Narowal *(Question No. 850)* 1403
-Establishment of "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in Toba Tek Singh *(Question No. 999)* 1404
-Funds allocated by Social Welfare Department for child welfare *(Question No. 1043*)* 1375 1396
-Handicraft Schools for women in district Lahore *(Question No. 6844*)* 1356
-Institutions of Social Welfare in Faisalabad *(Question No. 939)* 1398
-Institutions of Social Welfare in Gujrat *(Question No. 6043*)* 1404
-Institutions of Social Welfare in Narowal *(Question No. 962)* 1399
-Institutions of women development in PP-152 Lahore *(Question No. 1044)* 1402
-Members of District Committees of Punjab Bait-ul-Maal *(Question No. 982)* 1386
-Number of NGOs in Gujrat *(Question No. 995)* 1392
-Old Age Homes in Faisalabad *(Question No. 6996*)* 1393
-Registered NGOs in the province *(Question No. 6710*)*
-Social Welfare Projects in the province *(Question No. 6711*)* 1389

PAGE NO.

-Social Welfare Societies of tehsil Jarranwala Faisalabad *(Question No. 7198*)*

WOMEN DEVELOPMENT DEPARTMENT- 1725

-Number of offices of Women Development Department in Lahore *(Question No. 2813*)* 1762

-Offices of Women Development Department in Bahawalnagar 1733
(Question No. 880) 1759

-Working women hostel in Toab Tek Singh *(Question No. 6070*)*

-Working women hostel in Vehari *(Question No.6)* 1656

ZAKAT & USHR DEPARTMENT-

-Distribution of zakat in Lahore in 2013-14 *(Question No. 7134*)* 1641

-Educational scholarships out of Zakat Fund in district Toba Tek Singh *(Question No. 7080*)* 1634

-Financial aid to students of private schools out of Zakat Fund *(Question No. 6301*)* 1669

-Funds allocated for religious schools by Zakat and Ushr Department *(Question No. 539)* 1677

-Funds granted to Zakat and Ushr Committees in district Gujrat *(Question No. 742)* 1681

-Funds issued to Gujranwala Division by Zakat and Ushr Department 1673
(Question No. 1064) 1666

-Funds of Provincial Zakat Council *(Question No. 658)*

-Funds of Zakat Committees of PP-152 Lahore *(Question No. 7133*)* 1678

-Procedure of formation of Zakat and Ushr Committees *(Question No. 744)* 1679

-Women welfare institutions of Zakat and Ushr Department in Hafizabad 1683
(Question No. 844) 1675

-Zakat and Ushr Committees in district Chiniot *(Question No. 1139)*

-Zakat Committees in district Gujrat *(Question No. 741)*

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-

-17th February, 2016 1473

-19th February, 2016 1716

-22nd February, 2016 1778,1792

R

RAFAQAT HUSSAIN GUJJAR, ADVOCATE, CH.

question REGARDING- 1763

-Wheat godowns in PP-102 Gujranwala *(Question No. 619)*

RAHEELA ANWAR, MRS.

DISCUSSION On-

PAGE NO.

-ORANGE LINE TRAIN 1694

point of order REGARDING- 1768

-Demand for rehabilitation of Flood Bank of Moza Nagran, Jhelum 1493

1519

questions REGARDING-

-Child labour in district Jhelum *(Question No. 1089*)*

-Marriage Grant for daughters of labourers in Lahore *(Question No. 7155*)*

RAMESH SINGH ARORA, MR.

question REGARDING- 1398

-Institutions of Social Welfare in Narowal *(Question No. 962)*

PAGE NO.

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 1353, 1491, 1623, 1723
-17th, 18th, 19th &22nd February, 2016

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-Appropriation Accounts of the Forest Department Government of the Punjab for 2013-14 1566
-Audit of Accounts of Government of Punjab Appropriation Accounts for 2013-14 by Auditor General of Pakistan 1567
-Audit of Accounts of Government of Punjab Financial Statements for 2013-14 by Auditor General of Pakistan 1568
-Audit of Accounts of National Level Health Institutions Punjab 1569
-Audit of Accounts of Provincial Zakat Fund 1569
-Audit of Accounts of Public Sector Enterprises (Commercial Audit and Evaluation), Government of the Punjab by Auditor General of Pakistan 1567
-Audit of the Accounts of Government of the Punjab Revenue Receipt for 2013-14 1565
-Audit of the Civil Accounts of the Punjab for 2013-14 1565

-The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015 (Bill No.7 of 2016) 1650
-Technical Education and Vocational Training Authority for 2012-13 1568
-Works Accounts Government of the Punjab for 2013-14 by Auditor General of Pakistan 1566

Rules of Procedure-
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 1430

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-
-19th February, 2016 1716
-22nd February, 2016 1792

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2015 (Bill No.53 of 2015) 1471
-The Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016 1470
-The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 1470
-The University of Okara Bill 2015 1476

	PAGE NO.
Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING	
-Details about martyrdom of Police Employees at Police Check Post Allama Iqbal Town Lahore	1780
-Murder of a citizen during robbery	1560
-Murder of a citizen in result of firing near Dera Guro, Gujranwala	1560
-Robbery at Mr. Farooq's house in Usman Park, Sialkot	1562
-Robbery at Mr. Umar Saleem's house in DHA Lahore	1561
	1560
-UPDATE OF MURDER CASE OF EX LAW MINISTER	1569,1715,1781,1785
DISCUSSION On-	1425
-ORANGE LINE TRAIN	
point of order (ANSWER) REGARDING-	1566
-Demand for making security arrangements for government schools	1567
reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-	1568
-Appropriation Accounts of the Forest Department Government of the Punjab for 2013-14	1569
-Audit of Accounts of Government of Punjab Appropriation Accounts for 2013-14 by Auditor General of Pakistan	1569
-Audit of Accounts of Government of Punjab Financial Statements for 2013-14 by Auditor General of Pakistan	1567
-Audit of Accounts of National Level Health Institutions Punjab	1565
-Audit of Accounts of Provincial Zakat Fund	1565
-Audit of Accounts of Public Sector Enterprises (Commercial Audit and Evaluation), Government of the Punjab by Auditor General of Pakistan	1568
-Audit of the Accounts of Government of the Punjab Revenue Receipt for 2013-14	1566
-Audit of the Civil Accounts of the Punjab for 2013-14	1446,1456
-Technical Education and Vocational Training Authority for 2012-13	
-WORKS ACCOUNTS GOVERNMENT OF THE PUNJAB FOR 2013-14 BY AUDITOR GENERAL OF PAKISTAN	
Rules of Procedure-	
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997	
SHAMEELA ASLAM, MRS.	
question REGARDING-	1759

PAGE NO.

-Working women hostel in Vehari *(Question No.6)*

SHUNILA RUTH, MS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Deaths of children due to not covering sewerage man holes in Lahore
DISCUSSION On-

-ORANGE LINE TRAIN **1420**

points of order REGARDING- 1691
-Advertisement for illegal recruitments in Punjab Constabulary
-Forced marriage of a minor Christian girl in Diatipura Sialkot 1651
1549, 1653

SOCIAL WELFARE & BAIT-UL-MAAL DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Details about "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in district Toba Tek Singh *(Question No. 6069*)* 1359
1384
-Details about Social Welfare Department Faisalabad *(Question No. 6972*)*
-Dispensaries of Social Welfare Department in Rawalpindi *(Question No. 994)* 1401
1395
-Employees of Social Welfare Department in Narowal *(Question No. 850)*
-Establishment of "Dar-ul-Amans" and "Old Age Homes" in Toba Tek Singh *(Question No. 999)* 1403
-Funds allocated by Social Welfare Department for child welfare *(Question No. 1043*)* 1404
1375
-Handicraft Schools for women in district Lahore *(Question No. 6844*)* 1396
-Institutions of Social Welfare in Faisalabad *(Question No. 939)* 1356
-Institutions of Social Welfare in Gujrat *(Question No. 6043*)* 1398
-Institutions of Social Welfare in Narowal *(Question No. 962)* 1404
-Institutions of women development in PP-152 Lahore *(Question No. 1044)* 1399
-Members of District Committees of Punjab Bait-ul-Maal *(Question No. 982)* 1402
-Number of NGOs in Gujrat *(Question No. 995)* 1386
-Old Age Homes in Faisalabad *(Question No. 6996*)* 1392
-Registered NGOs in the province *(Question No. 6710*)* 1393
-Social Welfare Projects in the province *(Question No. 6711*)*
-Social Welfare Societies of tehsil Jarranwala Faisalabad *(Question No. 7198*)* **1389**

T

TAHIR, MIAN

questions REGARDING-

PAGE NO.

-Branches of Provincial Cooperative Bank in Faisalabad Division *(Question No. 6291*)* **1663**
-Collection of Sugar Cess Fund in Faisalabad *(Question No. 7036*)* **1754**
-Details about flats of industrial labourers *(Question No. 548)* **1537**
-Details about labourers in Punjab Workers Welfare Board Faisalabad *(Question No. 360)* **1531**
-Details about medical treatment of workers in Punjab Employees Social Security Institute Faisalabad *(Question No. 651)* **1545**
-Institutions of Social Welfare in Faisalabad *(Question No. 939)* **1396**
-Medical Centres working under Population Welfare Department *(Question No. 5893*)* **1363**
-Newspapers and periodicals published from Faisalabad Division *(Question No. 6583*)* 1524
-Old Age Homes in Faisalabad *(Question No. 6996*)* 1386
-Registered Cooperative Societies in Faisalabad *(Question No. 6586*)* 1638

TARIQ MEHMOOD, MIAN

questions REGARDING- 1632
-Branches of Cooperative Bank in Gujrat *(Question No. 6978*)* 1671
-Defaulters of Cooperative Bank in district Gujrat *(Question No. 612)* 1542
-Details about hospitals and dispensaries in Gujrat *(Question No. 649)* 1757
-Details about storage wheat in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi Division *(Question No. 7163*)* 1765
-Details about wheat stored in the province *(Question No. 1188)* 1677
-Funds granted to Zakat and Ushr Committees in district Gujrat *(Question No. 742)* 1681
-Funds issued to Gujranwala Division by Zakat and Ushr Department *(Question No. 1064)* 1356
-Institutions of Social Welfare in Gujrat *(Question No. 6043*)* 1541
-Institutions of workers welfare in Gujrat *(Question No. 648)* 1402
-Number of NGOs in Gujrat *(Question No. 995)* 1396
-Population Welfare Centres in Gujrat *(Question No. 624)* 1678

PAGE NO.

-Procedure of formation of Zakat and Ushr Committees *(Question No. 744)* 1755
-Wheat godowns in Gujranwala, Lahore and Rawalpindi *(Question No. 7168*)* 1675
-Zakat Committees in district Gujrat *(Question No. 741)*

TARIQ MEHMOOD BAJWA, MR.

questions REGARDING- 1546
-Details about Social Security Hospital Nankana Sahib *(Question No. 704)* 1372
-Population Welfare Centres in district Nankana Sahib *(Question No. 6333*)* 1397
-Posting of District Population Officer in Nankana Sahib *(Question No. 809)*

TEHSEEN FAWAD, MRS.

question REGARDING-
-Details about Population Welfare Centres of Rawalpindi *(Question No. 5779*)* 1391

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Corruption in Registry Branches of all towns of Lahore 1411
-Failure of Agriculture Department in provision of standard seeds and fertilizers 1418
DISCUSSION On-
-ORANGE LINE TRAIN 1615

Rules of Procedure- 1451
-Motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN *(Minister for Irrigation)*
DISCUSSION On-
-Irrigation 1789

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED

questions REGARDING- 1738
-Details about owners and dues of Sugar Mills of the Punjab *(Question No. 6966*)* 1529
-Forced labour by kiln labourers *(Question No. 73)* 1392

PAGE NO.

-Registered NGOs in the province *(Question No. 6710*)* 1393
-Social Welfare Projects in the province *(Question No. 6711*)*

WOMEN DEVELOPMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Number of offices of Women Development Department in Lahore *(Question No. 2813*)* 1725
-Offices of Women Development Department in Bahawalnagar *(Question No. 880)* 1762
-Working women hostel in Toab Tek Singh *(Question No. 6070*)* 1733
-Working women hostel in Vehari *(Question No.6)* 1759

Z

ZAKIA SHAHNAWA KHAN, MRS. (*Minister for Population Welfare)*

Answers to the questions REGARDING-

-Details about Population Welfare Centres of Rawalpindi *(Question No. 5779*)* 1391
-Funds and performance of Population Welfare Department Gujranwala *(Question No. 897)* 1400
-Medical Centres working under Population Welfare Department *(Question No. 5893*)* 1364
-Population Welfare Centres in district Nankana Sahib *(Question No. 6333*)* 1372
-Population Welfare Centres in district Sahiwal *(Question No. 584)* 1394
-Population Welfare Centres in Gujrat *(Question No. 624)* 1396
-Posting of District Population Officer in Nankana Sahib *(Question No. 809)* 1397
-Regularization of Male Social Mobilizers in Population Welfare Department *(Question No. 6523*)* 1381
-Welfare Centre of Population Welfare Department in district Toba Tek Singh *(Question No. 6317*)* 1367

ZAKAT & USHR DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1656
-Distribution of zakat in Lahore in 2013-14 *(Question No. 7134*)*
-Educational scholarships out of Zakat Fund in district Toba Tek Singh *(Question No. 7080*)* 1641
-Financial aid to students of private schools out of Zakat Fund *(Question No. 6301*)* 1634
-Funds allocated for religious schools by Zakat and Ushr Department *(Question No. 539)* 1669
-Funds granted to Zakat and Ushr Committees in district Gujrat *(Question No. 742)* 1677

PAGE NO.

-Funds issued to Gujranwala Division by Zakat and Ushr Department 1681
(Question No. 1064) 1673
-Funds of Provincial Zakat Council *(Question No. 658)* 1666
-Funds of Zakat Committees of PP-152 Lahore *(Question No. 7133*)* 1678
-Procedure of formation of Zakat and Ushr Committees *(Question No. 744)*
-Women welfare institutions of Zakat and Ushr Department in Hafizabad 1679
(Question No. 844) 1683
-Zakat and Ushr Committees in district Chiniot *(Question No. 1139)* 1675
-Zakat Committees in district Gujrat *(Question No. 741)*

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(منگل23، بدھ24، جمعرات25، جمعۃ المبارک26۔فروری2016)
(یوم الثلاثہ14، یوم الاربعاء15، یوم الخمیس16، یوم الجمع17۔ جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد19(حصہ پنجم): شمارہ جات : 18تا21



صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

منگل،23۔فروری2016

جلد 19:شمارہ 18

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1795
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1797
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1798
	سوالات (محکمہ کالونیز)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1799
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1828
6۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	1832

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
7۔	حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کی تکمیل کی رپورٹ دینا	1846
8۔	لاہور میں پان شاپس پر انتہائی خطرناک مجموعہ منشیات قوام اور گٹکے کی سر عام فروخت	1847
9۔	لاہور بی آر بی نہر پر مصطفیٰ آباد کے پل کی دیواروں کا رُخ درست سمت نہ ہونے کی وجہ سے ڈگری کالج کی عمارت کو شدید خطرہ لاحق	1848
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کی کوریج کرنے کا مطالبہ	1850
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
11۔	محکمہ مال کے اربن پٹوار سرکلز کے ریونیو ریکارڈ کی چوری	1852
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
12۔	راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کا مطالبہ	1854
13۔	پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ	1858
14۔	حج و عمرہ کو حکومتی ذمہ داری قرار دینے کا مطالبہ	1862
15۔	ٹی وی چینلز پر جرائم و مقدمات کی تمثیل کاری پر پابندی کا مطالبہ	1863
	پوائنٹ آف آرڈر	
16۔	میڈیکل کالج ساہیوال کی نامکمل فیکلٹی	1864

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جلد 19:شمارہ 19	
17۔	ایجنڈا	1869
18۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1871
19۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1872
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری)	
20۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات	1873
21۔	نشان زدہ سوال اوراس کا جواب (جوایوان کی میز پر رکھا گیا)	1891
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	"اپنا روزگار" سکیم کی تفصیلات	1893
	تحاریک التوائے کار	
23۔	پی ای پی آئی کے عملہ کی نااہلی کی وجہ سے اربوں روپے کی پولیو ویکسین ضائع	1903
24۔	چلڈرن ہسپتال لاہور میں طبی سہولیات کی کمی	1904
25۔	گوجرانوالہ میں جان بچانے والی ادویات کی قلت	1904
26۔	سرکاری ہسپتالوں کی کھڑکیوں اور دروازوں کی مرمت	1906
27۔	لاہور میں پینے کے پانی کی کمی	1907
28۔	تعلیمی اداروں میں منشیات کی لعنت کا پھیلنا	1908
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جوزیر غور لائے گئے)	
29۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015	1910
30۔	کورم کی نشاندہی	1914
31۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015 (۔۔۔جاری)	1915
32۔	کورم کی نشاندہی	1932

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
33۔	مسودہ قانون (ترمیم) پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب2015	1933
34۔	مسودہ قانون کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	1935
35۔	مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015	1936
	جمعرات،25۔فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 20	
36۔	ایجنڈا	1961
37۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1963
38۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1964
	سوالات (محکمہ جات خزانہ اور تحفظ ماحول)	
39۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1965
40۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2000
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
41۔	مسودہ قانون (ترمیم) علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015، مسودہ قانون (دوسری ترمیم) غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان2015اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	2007
	توجہ دلاؤ نوٹس	
42۔	فیصل آباد: تھانہ کُرموضع ٹھٹھہ نورنگ میں ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات	2008
43۔	پاکپتن: مقامی زمیندار کے اغواء وقتل سے متعلقہ تفصیلات	2008
	تحاریک التوائے کار	
44۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	2011
45۔	کورم کی نشاندہی	2012

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعۃ المبارک،26۔فروری2016	
	جلد 19:شمارہ 21	
46۔	ایجنڈا	2015
47۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2017
48۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2018
	تعزیت	
49۔	معزز ممبر حاجی عمران ظفر کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت	2019
	سوالات (محکمہ جات قانون وپارلیمانی امور اور انرجی)	
50۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	2019
51۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2050
	تحاریک التوائے کار	
52۔	لاہور کے بڑے ہوٹلوں میں مضر صحت پانی کا استعمال	2055
53۔	ہائر ایجوکیشن کا چار سالہ بی ایس پروگرام شروع کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا	2056
54۔	سیالکوٹ یونین کونسل اسلام آباد میں باؤلے کتے کے کاٹنے کے واقعات میں اضافہ	2057
55۔	گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال شیرانوالہ گیٹ لاہور کے ڈاکٹرز اور عملہ کا مریضوں سے ناروا سلوک	2059
56۔	شورکوٹ کینٹ روڈ پر واقع کشمیر شوگر مل کا بوائلر پھٹنے سے کئی مزدور جاں بحق اور متعدد زخمی	2059
57۔	کورم کی نشاندہی	2060

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
58۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	2062
59۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے آئین کی دفعہ 144 کے تحت اجازت کی تحریک ----------	2063
	قرارداد	
60۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے مطابق ہندو میرج سے متعلق امور کو منضبط کرنا----------	2064
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ترویج وانضباط) نجی تعلیمی ادارے پنجاب 2015----------	2065
62۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	2073
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب 2015 ----------	2074
64۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	2077
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
65۔	مسودہ قانون (ترمیم) علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور 2015 ----------	2078
66۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	2081
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
67۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015----------	2082
	پوائنٹ آف آرڈر	
68۔	میانوالی کے دانش سکول میں زیر تعلیم بچی زہریلا کھانا کھانے سے جاں بحق ----------	2085
69۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	2087
70۔	انڈکس	

1795

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ23۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 16۔فروری2016 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قراردادیں)

رانامنور حسین
المعروف رانامنور غوث خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے **انجکشن**/ادویات بلاقیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں خواتین کو فنی تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

2۔ جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ چونکہ پنجاب میں 30 فیصد عوام غیر معیاری پانی پینے کی وجہ سے موت کے منہ چلے جاتے ہیں لہٰذا پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

3۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں، عملے کی حاضری، کارکردگی کمپیوٹرائزڈ کرنے کو یقینی بنایا جائے نیز مریضوں کو دی جانے والی ادویات اور آپریشنز کا ریکارڈ بھی کمپیوٹرائزڈ کیا جائے۔

1796

4۔ شیخ علاؤالدین: اس ایوان کی رائے ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کے مطابق حج و عمرہ کو صرف اور صرف حکومتی ذمہ داری قرار دیا جائے اور پرائیویٹ حج و عمرہ ٹور آپریٹرز جواب(Luxury) حج کا15 لاکھ روپے تک وصول کر رہے ہیں کو اس اہم مذہبی ذمہ داری کو منافع بخش کاروباری حیثیت میں چلانے سے روکا جائے۔

5۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ تمام ٹی وی چینلز پر جرائم اور مقدمات کی dramatization پر پابندی لگائی جائے۔

1797

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،23۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،14۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُم بِٱلۡغَيۡبِ لَهُم مَّغۡفِرَةٌ وَأَجۡرٞ كَبِيرٞ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّواْ قَوۡلَكُمۡ أَوِ ٱجۡهَرُواْ بِهِۦٓۖ إِنَّهُۥ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ ذَلُولٗا فَٱمۡشُواْ فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُواْ مِن رِّزۡقِهِۦۖ وَإِلَيۡهِ ٱلنُّشُورُ ﴿١٥﴾ ءَأَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ أَن يَخۡسِفَ بِكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمۡ أَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ أَن يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبٗاۖ فَسَتَعۡلَمُونَ كَيۡفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾

سُوْرَۃُ المُلک آیات12 تا18

(اور) جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(12) اور تم (لوگ) بات پوشیدہ کہو یا ظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے(13) بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے) آگاہ ہے(14) وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اس کی راہوں میں چلو پھرو اور اللہ کا (دیا ہو) رزق کھاؤ اور (تم کو) اسی کے پاس (قبروں سے) نکل کر جانا ہے(15) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے(16) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے(17) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو کہ) میرا کیسا عذاب ہوا(18)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

باغ دنیا کو بسانے کے لئے آپ آئے
گلشن دل کو سجانے کے لئے آپ آئے
جو بھٹکتے ہیں اندھیروں میں غم دل لے کر
ان کو سینے سے لگانے کے لئے آپ آئے
جل کے جس آگ میں انسان فنا ہو جائے
اُن سزاؤں سے بچانے کے لئے آپ آئے
اُس خدا سے ہی طلب کر ہر گھڑی ہر ساعت
سب جہاں کو یہ بتانے کے لئے آپ آئے
کوئی کافر ہو یا مسلمان بھٹکتا جگ میں
راہ حق سب کو دکھانے کے لئے آپ آئے

سوالات

(محکمہ کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1186 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: سرکاری اراضی و دیگر تفصیلات

*1186: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، ان کے نام، ولدیت اور پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع جہلم میں کل 385574 ایکڑ، ایک کنال، تین مرلے سرکاری رقبہ اراضی موجود ہے جس کی موضع وار / (تحصیل وار) تفصیل جھنڈی (الف، ب، ج، د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 13مرلے رقبہ موبی لنک ٹیلیفون کمپنی اور2کنال رقبہ محکمہ انٹیلی جنس بیورو کو بحکم بورڈ آف ریونیو پنجاب، لیز پر دیا گیا ہے جس سے منجملہ سالانہ آمدن -/2,18,000روپے حکومت پنجاب کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے۔

(ج) ضلع جہلم کی کل زمین385574ایکڑ ایک کنال3مرلہ میں سے109579ایکڑ ایک کنال 12مرلہ رقبہ مختلف محکمہ جات کے زیر قبضہ ہے۔ جبکہ خالص بقایا سرکار 275994 ایکڑ 7کنال11مرلہ ہے جو رکھ سرکار اور بنجر ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل جہلم	135-Acre 5k-6-M
تحصیل دینہ	73-Acre 1-K 9-M
تحصیل سوہاوہ	10253-Acre 7-K 14-M
تحصیل پنڈ دادن خان	265532-Acre 1-K 2-M
میزان	275994-Acre 7-K 11-M

(د) کوئی سرکاری اراضی زیر ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ہ) تاحال ضلع میں ایسی کوئی اراضی ناجائز قابضین کے پاس نہ ہے۔ حکومتی پالیسی ہے کہ زرعی سرکاری اراضی بذریعہ نیلام عام کاشت کاری کے لئے دی جاتی ہے۔ تاہم اس میں ناجائز قابضین کو پہلا حق دیا جاتا ہے اگر وہ دیگر شرائط پوری کرتا ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ 13مرلے رقبہ موبی لنک ٹیلیفون کمپنی اور2کنال رقبہ محکمہ انٹیلی جنس بیورو کو بحکم بورڈ آف ریونیو پنجاب، لیز پر دیا گیا ہے۔ میرا سوال ہے کہ یہ جب رقبہ لیز پر دیتے ہیں تو کیا اس کا کوئی ٹینڈر یا auction ہوتی ہے، کیا بڑے بڑے اخبارات میں اس کے لئے اشتہار دیئے جاتے ہیں؟ یہ مجھے اس طریق کار کو elaborate کر دیں کہ لیز پر رقبہ کس طرح دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جز(ب) کا جواب ہے کہ 13مرلے رقبہ موبی لنک ٹیلیفون کمپنی اور2کنال رقبہ محکمہ انٹیلی جنس بیورو کو بحکم بورڈ آف ریونیو پنجاب نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے۔ اس کے through لیز پر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن وہ پوچھ رہے ہیں کہ کس طریقے سے مطلب کیا کوئیadd کے ذریعے دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):جناب سپیکر!اس میں جو انٹیلی جنس بیورو کو دیا گیا ہے وہ محکمانہ طور پر دیا گیا ہے اور جو موبی لنک کمپنی کو دیا گیا ہے تو وہ میرا خیال ہے کہ نیلامی کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ پلیز وہ طریق کار بتادیں کہ کیا طریق کار ہے کیونکہ خیال سے تو میرے سوال کا جواب نہیں آئے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):جناب سپیکر!یہ ایکprocessکے throughہی دیا گیا ہوگا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!دیا گیا ہوگا نہیں ہے آپ بار بار ایک ہی بات کر رہے ہیں،آپ مکمل طریق کار بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):جناب سپیکر!یعنی موبی لنک کمپنی کو محکمے نے ایک process کے through ہی دیا گیا ہے اس میں نہ ہی کسی کو oblige کیا گیا ہے۔ یہ مکمل ایک processکے throughہی دیا گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔یہ kindly میرے سوال کا جواب دیں کیونکہ میں نے ان سے کچھ اور پوچھا ہے اور یہ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ ہی اس کا جواب دے دیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!مجھے جواب چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!محکمہ کے سیکرٹری ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر:No, no pleaseیہاں پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔

جناب محمد انیس قریشی:جناب سپیکر!میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔ اگر آپ ان کی مدد کسی اور طریقے سے کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کل بھی یہی حال تھا اور آج بھی یہی حال ہے۔ اسمبلی کو [***] ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ میں اور آپ تو [*****] لیکن اسمبلی اور ایوان کو ایسے نہ کہیں۔ جی، محترمہ! آپ مزید ضمنی سوال کر لیں ابھی وہ پھر جواب دے دیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں امید رکھتی ہوں کہ یہ آخر میں پھر مجھے اس کا جواب دے دیں گے۔ اگر یہ مجھے تھوڑا ہی بتا دیتے تو میں اگلا سوال کرنے کے قابل ہوتی کیونکہ جب مجھے اس کا ہی جواب نہیں ملے گا تو میں آگے کیسے سوال کروں گی کہ باقی محکمہ کیا کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کی مکمل انکوائری کر کے اس ایوان کو back report کریں گے کہ آپ نے کیا کارروائی کی ہے جو کہ آپ کو صحیح جواب نہیں دیا گیا۔ جب یہ محکمہ آئے گا تو آپ کو اس کا مکمل جواب لے کر ایوان کو بتانا پڑے گا۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس ایوان کو وہ کارروائی بھی بتائیں گے کہ آپ نے کیا کیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس میں میرے اور بھی ضمنی سوال ہیں پھر یہ ایک ہی دفعہ مجھے اس کا جواب دے دیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال کو میں نے اب pending کر دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1227 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: محکمہ مال و کالونیز کی ملکیتی اراضی والا ٹمنٹ کی تفصیلات

*1227: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(الف) سال2008تاحال ضلع جہلم میں محکمہ کی ملکیتی کتنی اراضی کتنے افراد کوالاٹ یافروخت کے ذریعے دی گئی ہے،ان افراد کے نام مع اراضی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) یہ اراضی کن کن افسران واہلکاران کے احکامات سے الاٹ کی گئی،ان کے نام،عہدہ سے ایوان کوآگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):

(الف)سال2008تاحال ضلع جہلم میں کوئی اراضی کسی شخص کوالاٹ یافروخت نہ کی گئی ہے۔

(ب) اس سوال کا جواب سوال(الف)کے جواب سے واضع ہے۔ مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کیdisposalاور انتظام کے بارے ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ سابقاحکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کااستعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treaty کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ایسے68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت تھا۔ جن میں کچھ سرکاری ونیم سرکاری اداروں کے کیس بھی شامل تھے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران مذکورہ نئی پالیسی عدالت عظمیٰ میں پیش کی گئی جس پر عدالت نے اطمینان کا اظہار کیا اور اب اس پالیسی کے تحتSale by Private Treaty ختم کردی گئی ہےاوراب تمامsaleبذریعہ نیلام عام عمل میں لائی جارہی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!انہوں نے جز(ب)میں بتایاہے کہ سابقاحکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کااستعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاکSale by Private Treatyکے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کوارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ میرااان سے سوال ہے کہ یہ توآخر میں کہہ رہے ہیں کہSale by Private Treaty ختم کردی گئی ہے اگر یہ ختم ہوگئی ہے توکیا حکومت کا صوابدیدی اختیار بھی ختم ہوگیاہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):جناب سپیکر!پچھلے چودھری پرویزالہیٰ کے دورحکومت میں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کسی کا نام لئے بغیر بات کریں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔اب آپ نے جو جواب دے دیا ہے اس کے مطابق بات کریں۔وہ آپ کو کچھ اور پوچھ رہی ہیں لیکن جو آپ بتا رہے ہیں وہ نہیں پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!پچھلے دور حکومت میں کچھ کیسز تھے جس میں انہوں نے اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا اب صوابدیدی اختیارات ختم ہو چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!جی،اب وہ اختیارات ختم ہو چکے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!کیا یہ surety سے بات کر رہے ہیں کہ یہ اختیارات ختم ہو چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!Surety سے بات کر رہا ہوں کہ یہ sale scheme بند کر دی گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!وہ سکیم تو بند ہو گئی ہے لیکن میں تو صوابدیدی اختیارات کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔Kindly یہ یہاں پر ensure کروادیں کہ اختیارات بھی ختم ہو گئے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!کیا یہاں پر چودھری پرویز الٰہی کا نام لینا منع ہے۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب!کسی کا بھی اس طرح سے نام لینا اچھا نہیں لگتا۔کیا آپ کو یہ ان کی باتیں اچھی لگی ہیں،اگر اچھی لگی ہیں تو چلو ٹھیک ہے پھر رہنے دو۔ میں یہ نہیں کہتا وہ معزز ممبر ہیں میں ایسی بات نہیں کہتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!میں نے ان کے دور کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے ان کے دور کی بات کی ہے۔جی،وہ کہہ رہی ہیں کہ کیا اب صوابدیدی اختیارات ختم ہو گئے ہیں اس کا آپ نے کیا جواب دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):جناب سپیکر!جی، میں نے جواب دے دیاہے کہ وہ ختم ہوگئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اختیارات ختم ہوچکے ہیں۔اس بارے میں کوئی اور ضمنی سوال کریں۔اگلا سوال بھی آپ کا ہے سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1293ہے،جواب پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہوا تصور کیاجاتاہے۔

سرکاری اراضی کا ریٹ مقرر کرنے کے قواعد وضوابط ودیگر تفصیلات

*1293: **محترمہ راحیلہ انور:** کیاوزیر کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کے جن علاقوں میں زمین کا مارکیٹ ریٹ ایک لاکھ روپے فی مرلہ ہے وہاں پر سرکاری زمین کا ریٹ20ہزار روپے فی مرلہ کیوں ہے سرکاری زمین کا ریٹ بھی مارکیٹ ریٹ کے مطابق کیوں نہیں ہوتا؟

(ب) کیاحکومت سرکاری زمین کا ریٹ مارکیٹ ریٹ کے مطابق فی مرلہ fixکر کے کروڑوں روپے کا ریونیو وصول کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) محکمہ مال کن قواعد وضوابط کے تحت سرکاری زمین کا ریٹ مقرر کرتاہے اور ریٹ مقرر کرتے وقت کن عوامل کو مدنظر رکھاجاتاہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہداکرم):

(الف) صوبہ میں سرکاری زمین کا ریٹ کسی بھی مقام پر مقرر نہ ہے سرکاری زمین کی قیمت تشخیص کرنے کے لئے بروئے نوٹیفکیشن نمبری551/85-852-CSمورخہ 20-02-1985محکمہ مال نے ضلعی سطح پرایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو سرکاری زمین کی قیمت کاتعین کرتی ہے۔اس کے بعد صوبائی پرائس تشخیص کمیٹی اس کا جائزہ لے کر قیمت کو فائنل کرتی ہے۔

مزید برآں سرکاری زمین موجودہ بازاری قیمت کے علاوہ فروخت نہیں کی جاسکتی اور بازاری قیمت پر بھی10فیصد سرچارج لیاجاتاہے۔

(ب) سرکاری اراضی کی قیمت کا تعین متعلقہ ضلعی پرائس تشخیص کمیٹی (DPAC) اور صوبائی پرائس تشخیص کمیٹی(PPAC) کرتی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل نکات کو زیر غور لاتے ہوئے قیمت کا تعین کرتی ہے:

1۔ ابتدائی تشخیص تحصیلدار متعلقہ ہدایات کے مطابق اوسط بیعہ مقرر کرے گا۔
2۔ Collector /AC متعلقہ موقعہ ملاحظہ کرکے اوسط بیعہ / بازاری قیمت کی پڑتال کرے گا۔
3۔ کمیٹی مجوزہ تشخیص شدہ قیمت کا تفصیلاً جائزہ لے گی اور قیمت تشخیص کرے گی اور متعلقہ کمشنر کو بھجوا دے گی۔
4۔ کمشنر ذاتی طور پر تشخیص شدہ قیمت پر اطمینان کرے گا۔
5۔ تشخیص شدہ قیمت کو صوبائی تشخیص کمیٹی(PPAC) میں پیش کیا جاتا ہے اگر وہ مجوزہ قیمت پر اتفاق نہ کرے تو دوبارہ تشخیص کے لئے ضلعی کمیٹی(DPAC) کو بھیج دیا جاتا ہے۔

جملہ سرکاری اراضی ہائے کو فروخت کرنا حکومتی پالیسی نہ ہے کیونکہ اجتماعی عوامی مقاصد کے لئے سرکاری اراضی کی حکومت کو وقتاً فوقتاً ضرورت پڑتی رہتی ہے تاہم سرکاری ضروریات سے زائد اراضی تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد بذریعہ نیلام عام پنجاب پراپرٹی ٹائزیشن بورڈ کے ذریعہ فروخت کی جاتی ہے جس کی حتمی منظوری وزیراعلیٰ پنجاب دیتے ہیں۔

(ج) محکمہ مال نے سرکاری زمین کی قیمت تشخیص کرنے کے لئے ضلعی اور صوبائی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی ہوئی ہیں۔ تشخیص کی ہدایات بذریعہ مراسلہ نمبری 430-69/357-CS-III مورخہ 26-02-1969 اور بذریعہ مراسلہ نمبری 852-85-II-551-CS مورخہ 20-02-1985 جاری کی ہوئی ہیں۔ طریق کار درج ذیل ہے:

1. ابتدائی تشخیص تحصیلدار متعلقہ ہدایات کے مطابق اوسط بیعہ مقرر کرے گا۔
2. Collector/AC متعلقہ موقعہ ملاحظہ کرکے اوسط بیعہ / بازاری قیمت کی پڑتال کرے گا۔
3. کمیٹی مجوزہ تشخیص شدہ قیمت کا تفصیلاً جائزہ لے گی اور قیمت تشخیص کرے گی اور متعلقہ کمشنر کو بھجوا دے گی۔
4. کمشنر ذاتی طور پر تشخیص شدہ قیمت پر اطمینان کرے گا۔
5. تشخیص شدہ قیمت کو صوبائی تشخیص کمیٹی(PPAC) میں پیش کیا جاتا ہے اگر وہ مجوزہ قیمت پر اتفاق نہ کرے تو دوبارہ تشخیص کے لئے DPAC کو بھیج دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ محکمہ مال نے ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو سرکاری زمین کی قیمت کا تعین کرتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کے ممبران میں کون کون سے لوگ ہوتے ہیں، اس کمیٹی کا کیا criterion ہے اور اس میں کس طرح کے ممبران لئے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! DPAC میں ڈی سی او، متعلقہ تحصیل کا اے سی، تحصیلدار، ای ڈی او ایکسائز اور ای ڈی او فنانس ان پانچ لوگوں پر مشتمل ڈسٹرکٹ میں کمیٹی ہوتی ہے جو اس علاقے کی قیمت کا تعین کرتی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہی ان سے پوچھنا چاہ رہی تھی تو میرا دوسرا اسی کے بارے میں سوال آ جائے گا کہ کیا کوئی public oversight کا طریقہ ہے کہ یہ شفاف ہو سکے اور public oversight کمیٹی میں اگر عوامی نمائندوں کو بھی شامل کر دیا جائے کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: کن کو شامل کر لیا جائے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کیونکہ جو کمیٹی بنتی ہے تو اس میں سب سرکاری لوگ ہی ہیں تو شاید عوامی نمائندوں کو onground ان سے بہتر پتا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر آپ ایسی کوئی legislation کروالیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ تجویز دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ آپ پھر legislation میں لے آئیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ان سے میں پوچھ رہی ہوں کہ کیا ایسی کوئی proposal ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ابھی ایسی کوئی proposal نہیں ہے۔ تو جو DPAC کی ہے وہ بتا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سوال نمبر 3422 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ: چک فیض آباد کی جناح آبادی سکیم کے مالکانہ حقوق کی تفصیلات

*3422: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں :کیاوزیر کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں جناح آبادی سکیم کے تحت وہاں پر رہائش پذیر لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے لوگوں کو محکمہ ریونیو کے تحصیلدار،پٹواری نے مالکانہ حقوق کی اسناد اور فرد ملکیت بھی جاری کیں؟

(ج) مذکورہ گاؤں کے جن لوگوں کو مالکانہ حقوق کی اسناد اور فرد ملکیت جاری کی گئیں ان کے نام، ولدیت اور قومیت بتائی جائے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے لوگوں کو اسناد اور مالکانہ حقوق ملنے کے باوجود گاؤں ہذا کے وڈیرے ان سے زبردستی مکان خالی کروالیتے ہیں جو ان وڈیروں کا کہنا نہیں مانتا،ان کو گھر سے بے دخل کر دیا جاتا ہے جبکہ یہ لوگ 60/50 سال سے رہائش پذیر ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے لوگوں کو جاری کی گئی اسناد پر عملدرآمد کروانے اور فرد ملکیت پر انتقال درج کروانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک،نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):

(الف) یہ درست ہے کہ چک فیض آباد داخلی کھولے مرید والے تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں 59افراد کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری کی گئیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ جن59افراد کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری ہوئیں ان کے انتقالات درج کر کے انتقالات کی نقول اسناد کے ساتھ فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) جن افراد کو مالکانہ حقوق کی اسناد فرد ملکیت جاری کی گئی ہیں ان کے نام،ولدیت اور قومیت (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ دفتر ہذا کو کوئی ایسی تحریری شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(ج) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا جز(ہ) کے بارے میں ضمنی سوال ہے کہ اس میں میرا سوال یہ تھا اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے لوگوں کو جاری کی گئی اسناد پر عملدرآمد کروانے اور فرد ملکیت پر انتقال درج کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اور جز(د) میں سوال تھا کہ اس میں جن لوگوں کو انہوں نے مالکانہ حقوق دیئے ہیں ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر جو بااثر افراد ہیں وہ ان کو وقتی طور پر تو اس جگہ پر رہنے کا حق دیتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب وہ ان کی بات نہیں مانتے تو انہیں بے دخل کر دیا جاتا ہے تو اس پر شکایات بہت زیادہ ہیں لیکن انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ کوئی شکایت درج نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ایسی کوئی شکایت نہیں آئی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا اس سے جو concern ہے وہ یہ ہے کہ میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں کیونکہ وہاں آئے دن لوگ کمشنر اور اے سی کے دفتر کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں اور شکایات کے انبار ہیں لیکن محکمہ ان کی شکایات درج ہی نہیں کرتا اور یہاں پر جان چھڑانے کے لئے صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کوئی شکایت درج نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کوئی particular case بتائیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے، وہاں شکایات کے انبار لگے ہوئے ہیں اور لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کیا کر رہی ہیں کوئی ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے پوچھنے والا بھی بنوں۔ انہوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔ آپ کے پاس کوئی شکایت ہے تو اس کی بات کریں۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے طور پر صحیح جواب دیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 331 جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1021 میاں محمد اسلام اسلم کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان کا ہے۔

MRS RAHEELA ANWAR: On her behalf.

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے کتنے سوال پوچھ چکی ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ایک سوال pending ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے اپنے تین سوال take up کر لئے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: میرا ایک سوال pending ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ کا بہت شکریہ۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر کر سکتی ہوں۔ (معزز ممبر نے محترمہ زیب النساء اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1057 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چکوال: سرکاری اراضی کی تفصیلات

*1057: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چکوال میں حکومت کی سرکاری اراضی کتنی ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی زیر کاشت ہے اور کتنی اراضی خالی پڑی ہے؟

(ج) کتنی اراضی کن کن افراد کو لیز/پٹہ یا ٹھیکہ پر دی گئی ہے، اس اراضی کی تفصیل اور جن کو دی گئی ان افراد کے نام، پتا جات بیان کریں؟

(د) اس اراضی سے حکومت کو کتنی سالانہ آمدن ہو رہی ہے؟

(ہ) ضلع چکوال میں کتنی سرکاری اراضی ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے، کیا حکومت ناجائز قابضین سے اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع چکوال میں رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت پنجاب (سٹیٹ لینڈ، سابقا متروکہ، نزول لینڈ) کی تفصیل حسب ذیل ہے:

کل رقبہ 1,42,530 ایکڑ۔
(1) رقبہ مقبوضہ صوبائی حکومت 3808 ایکڑ۔
(2) رقبہ مقبوضہ قابضان / بلاگان 909 ایکڑ۔
(3) مشترکہ رقبہ صوبائی حکومت ہمراہ پرائیویٹ مالکان 568 ایکڑ۔
(4) رقبہ مقبوضہ سرکاری محکمہ جات بشمول محکمہ جنگلات 1,37,245 ایکڑ۔

نوٹ: رقبہ ملکیتی و مقبوضہ صوبائی حکومت تعدادی 3808 ایکڑ سالم ضلع چکوال کے 455 مواضعات میں چھوٹے چھوٹ بکھرے ہوئے قطعات میں ہے۔

(ب) 810 ایکڑ مزروعہ، کاشتہ 2998 غیر مزروعہ و خالی ہے۔

(ج) تحصیل چکوال کے موضع رکھ سرلہ میں 62 ایکڑ اراضی مورخہ 2013۔04۔30 تک لیز / پٹہ پر تھی جس کی رقم پٹہ / معاوضہ مبلغ 2,25,257 روپے سالم وصول ہو کر داخل خزانہ سرکار ہو چکی ہے۔اس کے بعد پٹہ داران نے رقبہ لیز / پٹہ پر لینے کی درخواست تاحال نہ دی ہے۔

(د) ندارد۔

(ہ) کوئی رقبہ زیر قبضہ ناجائز قابضان نہ ہے سالم اراضی واگزار ہو کر مقبوضہ صوبائی حکومت ہے۔
مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کی disposal اور انتظام کے بارے ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔
سابقا حکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treaty کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ایسے 68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت تھا جن میں کچھ سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے کیس بھی شامل تھے۔جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران مذکورہ پالیسی عدالت عظمیٰ میں پیش کی گئی جس پر عدالت نے اطمینان کا اظہار کیا اور اب اس پالیسی کے تحت Sale by Private Treaty ختم کر دی گئی ہے اور اب تمام sale بذریعہ نیلام عام عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں جواب سے satisfy ہوں اس لئے ضمنی سوال کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں جواب سے satisfy ہوں اس لئے کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3106 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔ ان کے جتنے بھی سوال ہیں اُن کو pending کیا جاتا ہے کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اُن کا accident ہوا ہے۔ اگلا سوال جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ) کا ہے جو حلقہ پی پی۔222 سے ہیں۔ جی، جناب **محمد ارشد ملک** صاحب! سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 3562 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال کی حدود میں محکمہ مال کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*3562: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ مال و کالونیز کی کس کس جگہ زرعی اور شہری اراضی ہے؟

(ب) کون کون سی اراضی پر کس کس شخص یا ادارے نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کون کون سی اراضی ایکڑ وار کتنی رقم پر لیز/پٹہ/ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع ساہیوال کے مختلف چکوک ہائے میں 9409 ایکڑ 6 کنال 9 مرلے رقبہ ہے جس میں سے 5204 ایکڑ 6 کنال ایک مرلہ زرعی اراضی ہے اور 4205 ایکڑ 2 کنال 8 مرلے شہری اراضی ہے۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال کے مختلف چکوک میں 297 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے جس پر متعدد گھرانہ جات قابض ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ مال کے کسی رقبہ پر کسی محکمہ کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔ ناجائز قبضہ کی تفصیل تحصیل ساہیوال و ناجائز قبضہ کی تفصیل تحصیل چیچہ وطنی جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ساہیوال میں عارضی کاشت سکیم کے تحت رقبہ زیرپٹہ 421ایکڑایک کنال اور ایک مرلہ ہے اور رقم پٹہ برائے سال13-2012 مبلغ -/50,44,789روپے داخل خزانہ سرکار ہو چکی ہے، رقبہ کی تفصیل ایکڑوار تحصیل چیچہ وطنی جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور تحصیل ساہیوال کی تفصیل جھنڈی (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کون کون سی اراضی پر کس کس شخص یاادارے نے قبضہ کر رکھا ہے؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ساہیوال میں 8784 ایکڑ گورنمنٹ کی زمین ہے جس میں سے زرعی رقبہ 4583 ایکڑ ہے اور اربن رقبہ 4200 ایکڑ ہے۔ اس میں محکمے نے بتایا ہے کہ زیرپٹہ 159 ایکڑ 3 کنال اور 18 مرلے ہیں۔ اس سے آگے انہوں نے بتایا ہے کہ ناجائز قابضین کے پاس 297 ایکڑ ہیں لیکن باقی جو 8327 ایکڑ 5 کنال 16 مرلے ہے اس کا بتایا ہی نہیں گیا لہٰذا اس کے بارے میں بتادیں۔

جناب سپیکر: کیا پوچھا جائے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوچھا گیا تھا کہ وہ زمین کس کس کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جز (ج) میں جھنڈیاں بھی لگائی ہوئی ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ صرف خالی جھنڈیاں ہی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں تو پھر میں اگلی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے بات سن لی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! سن لی ہے۔ ضلع ساہیوال میں 8700 نہیں بلکہ 9409 ایکڑ زمین ہے۔ یہ ضلع ساہیوال کا پوچھ رہے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضلع میں واقعی اتنے ہی ایکڑ ہے لیکن میں نے صرف تحصیل کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے ضلع کی بات پوچھی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جز (الف) پڑھیں تو یہ ضلع ساہیوال کی بات کر رہے ہیں نہ کہ یہ تحصیل ساہیوال کی بات کر رہے ہیں۔ اگر تحصیل کے حوالے سے

پوچھنا ہے تو معزز ممبر اپنا fresh question put کریں کیونکہ اس سوال میں ضلع کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب محمد ارشد ملک! آپ اگلا ضمنی سوال کریں۔ یہ آپ کا نیا سوال بنے گا، کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں دیکھیں تو انہوں نے خود کہا ہے۔ ایک طرف ساہیوال ہے اور ایک طرف چیچہ وطنی ہے تو دونوں کو انہوں نے bifurcate کیا ہوا ہے۔ میں نے bifurcation کے مطابق تحصیل ساہیوال کا پوچھا ہے۔ اگر یہ ضلع ساہیوال کے متعلق بتانا چاہتے ہیں تو ضلع کے مطابق بتا دیں۔ پورے ضلع میں کتنی ان کے پاس زمین ہے، اس میں ناجائز قابضین کتنے ہیں، پٹے پر کتنی ہے اور باقی land کا کیا status ہے، یہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں جو پوچھا ہے وہ جھنڈی (الف) میں تفصیل بتائی ہے کہ ساہیوال تحصیل میں اتنی ہے اور چیچہ وطنی تحصیل میں اتنی ہے۔ یہ جھنڈی (الف) میں موجود ہے۔ ضلع ساہیوال میں 297 ایکڑ پر ناجائز قابضین ہیں جو چھوٹی چھوٹی کچی آبادیوں کی صورت میں مشتمل ہیں۔ میرے معزز ممبر جز (ب) کی تفصیل جھنڈی (ب) میں پڑھیں گے تو تفصیل میں لکھا ہوا ہے کہ اتنے رقبے پر اتنے لوگ موجود ہیں۔ یہ لوگ کچی آبادیوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں پر roads بھی بنی ہوئی ہیں، بجلی بھی لگی ہوئی ہے اور ان لوگوں کی applications بھی آئی ہیں جس پر گورنمنٹ work کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کچی آبادیوں میں وہ جگہ declare ہو گی۔ وہاں پر کوئی بڑا ناجائز قابض نہیں ہے کہ وہ کاشتکاری کر رہے ہوں یا اتنے ایکڑ یا اتنے مربعے زمین ان کے قبضے میں ہو۔ باقی زمین کے متعلق اگر میرے معزز ممبر detail میں جائیں گے تو ان کو پتا چلے گا کہ ساہیوال شہر کی زمین پر ضلع کونسل، ٹی ایم اے اور مختلف محکموں کے دفاتر بنے ہوئے ہیں۔ اس کی ساری detail جھنڈیوں میں دی ہوئی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ 160 ایکڑ زمین پر ناجائز قابضین قابض ہیں جہاں پر 490 افراد ہیں، یہ میں ساہیوال تحصیل کی بات کر رہا ہوں اور چیچہ وطنی تحصیل میں 137 ایکڑ پر قابضین ہیں۔ انہوں نے on the floor of the House جیسے فرمایا ہے کہ اُس زمین پر سڑکیں بنی ہوئی ہیں اور لوگ پشت در پشت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بتائیں کہ کب تک اس زمین کو کچی آبادی declare کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ ان کو مالکانہ حقوق دے سکیں جیسے انہوں نے ابھی فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ان کی applications under process ہیں، جیسے ہی وہ requirement پر پورا اتریں گے تو ان کو کچی آبادی declare کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جیسے ہی ان کی requirement پوری ہوتی ہے تو نوٹیفکیشن جاری کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ان کو مالکانہ حقوق مل جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ابھی اس پر گورنمنٹ سوچ رہی ہے۔ انشاء اللہ جیسے ہی کوئی decision ہو گا تو ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ سے بڑے ادب سے التماس ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی سوچ رہے ہیں۔ ابھی معزز پارلیمانی سیکرٹری نے خود admit کیا ہے کہ وہاں پر سڑکیں بن چکی ہیں اور بجلی کے میٹر لگ چکے ہیں یعنی وہ وہاں پر illegal occupants ہیں۔ اگر وہاں پر سڑکیں بن چکی ہیں تو ظاہر ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ کا فنڈ لگا ہو گا اور میٹر بھی لگے ہوئے ہیں۔ جب وہاں پر 496 گھروں میں لوگ رہ رہے ہیں تو ابھی یہ ان کے لئے سوچ رہے ہیں حالانکہ وہ لوگ میرے اور آپ کے یہاں اسمبلی میں ممبر بننے سے پہلے کے ہیں۔ کوئی 1980 سے بیٹھا ہے تو کوئی 1970 سے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ اس پر مہربانی کر کے بتا دیں کہ یہ اُن کو کب تک مالکانہ حقوق دے دیں گے کیونکہ ہم on the floor of the House بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا آپ خود اس سوال کو پڑھ لیں کہ اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کس کس شخص یا ادارے نے قبضہ کر رکھا تھا؟ اسی طرح انہوں نے جز(الف) کے جواب میں ٹوٹل رقبہ 9409ایکڑ 6کنال 9مرلے بتایا ہے، کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ 297ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں، کچھ زمین پٹہ پر ہے تو باقی زمین کدھر ہے؟

جناب سپیکر! میری اس میں submission یہ ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے کیونکہ یہ بڑا مفاد عامہ کا سوال ہے۔ وہاں پر لوگ ناجائز قابضین ہیں اور گورنمنٹ کا عرصہ دراز سے کروڑوں اربوں روپیہ کا ریونیو ضائع ہو رہا ہے لہٰذا اس بارے میں وہ دیکھ لیں کہ اب کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جھنڈی(الف) میں انہیں تفصیل سے بتا دیا گیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹوٹل نہیں ملتا جبکہ جھنڈی(الف) میں "ظاہر ہے کہ چیچہ وطنی کا کل رقبہ 625ایکڑ ہے اور ساہیوال کا 8784ایکڑ رقبہ ہے۔" اس سے آگے جو فیصلہ آپ کا ہو۔

جناب سپیکر: جو بات وہ کر رہے ہیں وہ سمجھیں ناں اور اس کا جواب دیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر پکی سڑکیں بھی آپ نے بنا دی ہیں اور آگے کیا کارروائی ہوئی اور اب کوئی process چل رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! رپورٹ کے مطابق کچھ درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو کہ under process ہیں۔ معزز ممبر اگر کوئی اور درخواست وہاں دلوائیں تو اسے کارروائی میں لایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ درخواست بھجوانا نہیں چاہتے بلکہ وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کارروائی کہاں تک کی ہے اور کیا انہیں حقوق ملنے کی امید ہے یا نہیں اور اس حوالے سے آپ کے پاس کوئی چیز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس پر میری request ہو گی کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی مہربانی، اسے pending کر دیں کیونکہ مجھے یہ جھنڈی میں دکھا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے پارلیمانی سیکرٹری کی request پر pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سوال نمبر 4171 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*4171: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ساہیوال اور شہر (ضلع ساہیوال) میں کتنی سرکاری اراضی کس قصبہ اور گاؤں میں واقع ہے، کتنی اراضی پر دکانیں اور دفاتر ہیں؟

(ب) کتنی اراضی لیز، پٹہ، ٹھیکہ پر دی ہوئی ہے۔ اس سے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کتنی آمدن حکومت کو ہوئی ہے۔ تفصیل سال وار بتائی جائے؟

(ج) کتنی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں۔ اس اراضی کو ناجائز قابضین سے کیوں حکومت واگزار نہیں کروا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) تحصیل ساہیوال میں سرکاری اراضی کا کل رقبہ 8784 ایکڑ ایک کنال 14 مرلے ہے اس میں 4583 ایکڑ 6 کنال 18 مرلے زرعی ہے اور 4200 ایکڑ 2 کنال 16 مرلے پر مختلف محکمہ جات کے دفاتر ہیں اور تین ایکڑ پر دکانیں ہیں جس کی تفصیل (جھنڈی (الف وب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ مال نے 159 ایکڑ 3 کنال 18 مرلے رقبہ ٹھیکہ/پٹہ پر دے رکھا ہے جس کی 12-2011 میں سالانہ آمدن مبلغ -/28,66,622 روپے ہوئی ہے اور 13-2012 میں سالانہ آمدن -/24,48,814 روپے ہوئی ہے۔ تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل ساہیوال میں 160 ایکڑ اراضی ملکیتی صوبائی حکومت پر ناجائز قابضین نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جن کی تفصیل موضع وار تفصیل جھنڈی (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے لئے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان احکامات صادر کرتے ہیں جن کی تعمیل میں ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے ناجائز قابضین نے مختلف عدالت ہائے دیوانی سے حکم امتناعی وغیرہ حاصل کر رکھے ہیں

اوران کے کیس ہائے / اپیل ہائے زیر سماعت ہیں جس کی وجہ سے رقبہ واگزار کروانے میں دشواری کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ 4200ایکڑ2کنال اور 16مرلے پر مختلف محکمہ جات کے دفاتر اور تین ایکڑ پر دکانیں ہیں جس کی تفصیل جھنڈی(الف)اور (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ وہی بات جو ابھی ملک ارشد صاحب فرما رہے تھے کہ محکمہ جات کے دفاتر اور دکانیں ہیں لیکن جو تفصیل مجھے دی گئی ہے، اگر میں آپ کو paper show کروں تو اس پر کوئی detail نہیں ہے کہ محکمہ جات تحصیل میں کہاں پر ہیں اور دکانیں کہاں پر ہیں لہٰذا یہ تفصیل نامکمل ہے اور تفصیل میں صرف صاف page دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ صاف page کہیں پر آپ نے چھوڑا ہو گا۔۔۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! نہیں۔ مجھے تفصیل بتادیں کہ یہ دفاتر اور دکانیں کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میں اس پر request کروں گا کہ اس سوال کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ کیا کر رہے ہیں؟ What are you doing there

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! اس میں خالی page کہاں پر ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! تفصیل میں مجھے خالی page دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ خالی نہیں ہے اور آپ اسے دیکھ لیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر اس کی تفصیل نہیں بتا سکتے تو اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! دیکھیں آپ کی request آ رہی ہے اور آپ کی یہ بات مجھے پسند نہیں آئی۔ I dislike this

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!اس سوال پر میں نے خود action لیا ہے کیونکہ میں اس کے جواب سے خود مطمئن نہیں ہوں اس لئے میں نے اس سوال کو pending کرنے کی request کی ہے۔

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری کی request پر اس سوال کو pending کیا جاتا ہے اور میری طرف سے ایسا order نہیں تھا۔ اگلا سوال نمبر 4384 شوکت علی لا لیکا کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو of dispose کیا جاتا ہے۔

رائے منصب علی خان:جناب سپیکر!اس سوال کو pending کر دیا جائے کیونکہ رواج تو یہ شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر:جی، کس لئے اور آپ کس حیثیت میں کہہ رہے ہیں؟

رائے منصب علی خان:جناب سپیکر!وہ میرے دوست ہیں۔

جناب سپیکر:(قہقہہ)جی، نہیں۔ اس سوال کو of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 4400 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ :سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*4400:جناب امجد علی جاوید:کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنی اراضی کس کس کو لیز پر دی گئی ہے اور کتنی خالی ہے، لیز پر دی گئی زمین سے کتنی آمدن ہو رہی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کتنی اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور رقبہ مع قابضین تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت ناجائز قبضہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):

(الف) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل بقایا سرکار رقبہ 4180ایکڑ03کنال17مرلے ہے جس میں سے رقبہ 1600ایکڑ0کنال18مرلہ عارضی کاشت سکیم پر الاٹ ہے۔جبکہ رقبہ 2580ایکڑ2 کنال19مرلہ بقایا سرکار ہے جس کی تفصیل جھنڈی(الف،ب اورج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں1600ایکڑ18مرلہ عارضی کاشت / لیز پر الاٹ شدہ ہے۔جس سے مبلغ-/59,62,708روپے آمدن ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ اراضی2580ایکڑ2کنال 19مرلہ بقایا سرکار خالی ہے۔

(ج) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل60ایکڑ3کنال4مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ناجائز قابض / چک وار تفصیل جھنڈی(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رقبہ مذکورہ بالا کے مختلف عدالت ہائے میں کیس زیر سماعت ہیں۔فیصلہ آنے پر حسب ضابطہ رقبہ واگزار کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!میں نے کل بھی نشاندہی کی تھی کہ Chair کی رولنگ تھی کہ متعلقہ محکمے کے سیکرٹری یا ریونیو کے حوالے سے SMBR question day پر موجود ہوں گے اور اگر نہیں ہوں گے تو question take up نہیں کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر:آپ کو کچھ نہیں نظر آتا؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!SMBR نہیں ہیں یعنی head نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،میں نے یہ نہیں کہا۔ممبر کالونیز موجود ہیں اور اگر آپ اپنی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر! نئی ruling آ گئی ہے؟

جناب سپیکر:ممبر کالونیز موجود ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! Head of the institute کی بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: وہ کالونیز کے head ہیں۔ مہربانی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 1600 ایکڑ 0 کنال 18 مرلے عارضی کاشت سکیم پر الاٹ ہے تو عارضی کاشت کی ایک ہی سکیم ہے یا اس میں مختلف سکیمیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ عارضی کاشت پانچ سالہ سکیم، یک سالہ اور دو سالہ سکیمیں ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ 60 ایکڑ تین کنال 4 مرلے پر ناجائز قبضہ ہے، میرا ایک سوال تھا جس میں صرف اس تحصیل کے تین گاؤں میں نے mention کئے تھے کہ ان میں کتنا ناجائز قبضہ ہے جس کے جواب میں محکمہ نے غلط جواب دیا کہ اس میں صرف 18 کنال ہے۔ اس کی جب انکوائری کمیٹی بنی اور رپورٹ آئی کہ تین دیہاتوں میں 2700 کنال رقبے کے ناجائز قبضے کی نشاندہی ہوئی تو اس ضمن میں میری عرض ہے کہ یہ بالکل حقائق کے منافی اور برعکس جواب ہے۔ ہماری تحصیل میں تو ایک گاؤں ایسا ہے جہاں صرف ایک گھر 40 مربع اراضی پر ناجائز قابض ہے جو ایک ہزار ایکڑ رقبہ بنتا ہے اور یہ کل پوری تحصیل میں صرف 60 ایکڑ رقبہ بنا رہے ہیں۔ یہ سوال متقاضی ہے کہ اسے کمیٹی کو refer کیا جائے تاکہ اس پر پوری تحقیق ہو اور محکمہ مسلسل غلط جواب دے رہا ہے اس لئے گزارش ہو گی کہ اسے کمیٹی کو بھجوائیں تاکہ اس کی deep study ہو اور اس کے بعد جواب آئے کہ state کا کتنا رقبہ ہے اور کتنا ان لوگوں کی ملی بھگت سے ناجائز قابضین کے پاس ہے تاکہ پتا چلے state کو کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور نیچے سے محکمہ لکھ لکھ کر کیا جواب دے رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! State land پر مختلف اوقات میں لوگ ناجائز قبضہ کرتے رہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! خالی سرکاری جگہ پر مختلف جگہ پر لوگ ناجائز قبضہ کرتے ہیں لیکن اسے واگزار کروالیا جاتا ہے۔ موجودہ صورتحال کے مطابق جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 60 ایکڑ پر جو ناجائز قابضین ہیں وہ مختلف عدالتوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ بھیجا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! عدالتوں میں ان کی رٹیں موجود ہیں۔اس کے علاوہ اگر معزز ممبر کوئی اور نشاندہی کرتے ہیں تو اس پر کارروائی کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ نشاندہی پوچھ رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق میں نے بات کی ہے کہ صرف تین گاؤں کی study جو ہم نے کروائی تھی جس میں 18 کنال اور 2700 کنال کا فرق نکلا تھا اس لئے میری یہ عرض ہے کہ یہ state کا معاملہ ہے اور اربوں روپے زمین کی مالیت کا معاملہ ہے۔اسی طرح آہستہ آہستہ ہماری state کی زمینیں غرق ہوتی جارہی ہیں اور لوگوں کے قبضے میں جارہی ہیں اس کے لئے آپ سے استدعا ہے کہ اس کی پوری study اور انکوائری ہونی چاہئے۔آپ کمیٹی کو یہ refer کردیں تاکہ اس پر پورا جواب آجائے اور پتا چل جائے کہ محکمہ کیا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں ہمارا چک نمبر 408 گ، ب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کو نوٹ کریں۔کون سا گاؤں ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چک نمبر 408 گ، ب ہے جبکہ 405 گ، ب میں بھی کچھ حصہ ہے۔اس گاؤں میں ایک فیملی 40 مربع زمین پر ناجائز قابض ہے، یہ ہمارے علاقے کا ایک بڑا مشہور معاملہ ہے۔اسی طرح آگے مختلف ناجائز قابضین ہیں تو یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ہماری تحصیل کی کم از کم ایک انکوائری کروائی جائے تاکہ پتا چلے کہ یہ ملی بھگت جو محکمہ کی چل رہی ہے وہ سامنے آسکے۔یہ اربوں روپے کی پراپرٹی کا معاملہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج تو آپ ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ کے سوال کا تو میں نے کبھی غلط جواب نہیں دیا ہے۔ میں دیتا ہوں جواب، جنہوں نے جواب دینا ہے وہ جواب دے رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اُس بے چارے معزز پارلیمانی سیکرٹری کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: آپ انہیں بے چارہ کیوں کہتے ہیں وہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو انہوں نے بتایا ہے 408 گ ب چیک کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!اس کا decision آپ نے کرنا ہے اس سوال میں کوئی گاؤں mention نہیں کیا گیا تھا آپ اس پر جو بھی decision لیں گے اُس کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو کالونیز کی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے وہ دو مہینے میں اس کی رپورٹ دے گی۔اگلا سوال نمبر 4938 محترمہ مدیحہ رانا کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of تو کر دیتے ہیں لیکن شاید اس پر کوئی بات کرنا چاہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر!on her behalf

جناب سپیکر: محترمہ آپ کے دو سوال ہو چکے ہیں آپ نہیں کر سکتیں۔اگر کوئی اور معزز ممبر کرنا چاہے تو بے شک کر لے۔وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 5206 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے اس کا جواب نہیں آیا لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب ابھی کیوں نہیں موصول ہوا؟

جناب سپیکر: اس کا نوٹس لیتے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ اس پر کارروائی کر کے کب تک بتائیں گے؟اس کا جواب نہیں آیا تین مہینے کے اندر جواب آنا چاہئے تھا۔آپ اپنی مرضی سے بات کریں کسی سے سن کر بات نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!اس کا ڈسٹرکٹ سے جو جواب آیا تھا اُس سے ہماری کمیٹی مطمئن نہیں ہوئی تھی وہ واپس بھجوایا ہے next session میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 6000 باؤ اختر علی کا ہے لیکن اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب!محکمے سے پوری طرح سے اس کے بارے میں پوچھیں اور کیا ایکشن ہوا جو آج تک انہوں نے جواب نہیں دیا اس کا ایکشن آپ نے کرنا ہے اور ایوان کو بتانا ہے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

باؤاختر علی: جناب سپیکر !اس سوال کو مجھے دیئے ہوئے ایک سال 13دن ہو گئے ہیں اور تقریباً10 مہینے13دن اس کو اسمبلی کو ترسیل کئے ہو گئے ہیں یہ بڑے مفاد عامہ کا سوال ہے، ضلع لاہور کے متعلق سوال ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری نے اس کا جواب دانستہ طور پر نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سنیں ان کی بات۔اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟اس کا جواب دیا جائے اور بتائیں کیا کارروائی کی ہے جنہوں نے اس کا جواب اب تک نہیں دیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!next session میں جواب موصول ہو جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری کو کچھ problems آرہی ہیں تو کیا ایوان کے اندر آپ منسٹر صاحب کو پابند کریں گے کہ وہ اگر جواب دیں؟

جناب سپیکر: منسٹر کو پابند نہیں کیا جا سکتا لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کے پابند ہیں rule 54(3) کے تحت یہ ہاؤس میں اس کو لا کر بتائیں گے کہ کیا کارروائی ہوئی، اور کیا نوٹس لیا ہے اور اُس کو کیا سزا دی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ منسٹر صاحب کا نام بتادیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی جن کا سوال ہے وہ کھڑے ہیں میں آپ کو کیسے اجازت دوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!منسٹر صاحب کا نام بتادیں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی! پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر !سوال میرا ہے مجھے تو بولنے کی اجازت دیں۔ مجھے تو مطمئن کیا جائے میں نے جو سوال کیا ہے اُس کا کیا بنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اُس سوال کو میں نے pending کرنے کا کہہ دیا ہے۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر!pending کرنے سے بات نہیں بنتی یہ روایت آج چلی آرہی ہے کہ ہر سوال کو pending کیا جارہا ہے اور یہ جو میرا سوال ہے یہ نہایت مفاد عامہ کا سوال ہے اور مجھے قابضین کا پتا ہے۔ آپ اُس پر ایکشن لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میں نے منسٹر صاحب کا نام پوچھا تھا۔

جناب سپیکر:میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں آپ نوٹیفکیشن دیکھیں۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر!آپ میرے سوال کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب(3)54 rule کے تحت کارروائی کر کے ایوان کو بتائیں گے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!on her behalf

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولیں۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!منسٹر صاحب کا نام بتادیں۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ آپ سے کچھ پوچھ رہے ہیں۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟آپ نوٹیفکیشن دیکھیں،سوال نمبر بولیں۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!سوال نمبر 6177 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جڑانوالہ میں سرکاری رقبہ لیز پر دینے سے متعلقہ تفصیلات

*6177: محترمہ فائزہ احمد ملک:کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر150 رب مدھوآنہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد گاؤں کا کل رقبہ 50 مربع پر مشتمل ہے،جس میں25 مربع رقبہ سرکاری ہے،یہ سرکاری رقبہ کن کن لوگوں کو کس کس سکیم کے تحت لیز/پٹہ پر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں چند بااثر لوگ رقبہ پر قابض ہیں، یہ لوگ کب سے رقبہ ہذا پر قابض ہیں، ان کے نام و پتا اور رقبہ کی ایکڑ کے لحاظ سے تعداد بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) چک نمبر150 رب، تحصیل جڑانوالہ کا کل رقبہ 2151 ایکڑ 6 کنال 14 مرلے ہے جس میں سے سرکاری رقبہ 449 ایکڑ 4 کنال 4 مرلے الاٹ شدہ۔ جن لوگوں کو یہ سرکاری رقبہ الاٹ ہے ان کی الاٹمنٹ کی تفصیل/فہرست برجھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر، جڑانوالہ و عملہ فیلڈ چک نمبر150 رب میں رقبہ سرکار پر کوئی شخص ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ و عملہ فیلڈ سرکاری رقبہ پر کوئی قابض نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ بمطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر، جڑانوالہ و عملہ فیلڈ چک نمبر150 رب میں سرکاری اراضی پر کوئی شخص ناجائز قابض نہیں ہے جبکہ میری اطلاع کے مطابق جو انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ تمام مالکانہ حقوق کچی آبادی کو دے دیئے گئے ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں ابھی تک میرے نالج کے مطابق کسی کو کوئی زمین الاٹ نہیں کی گئی اس میں تقریباً 2151 ایکڑ 6 کنال 14 مرلے ہیں جس سے سرکاری رقبہ 449 ایکڑ 4 کنال 4 مرلہ الاٹ شُدہ ہے یہ بتادیں کہ یہ کن لوگوں کو دی گئی ہیں اور کن لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں وہ کدھر ہیں اور وہ کہاں رہتے ہیں اور مجھے منسٹر صاحب کا نام بھی بتادیں؟

جناب سپیکر: کون کدھر رہتے ہیں؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! جن لوگوں کو یہ سرکاری زمین الاٹ کی گئی ہے وہ کون ہیں ہماری اطلاع کے مطابق ابھی تک لوگ وہاں سرکاری زمین پر قابض ہیں، وہاں کوئی مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ ضمیمہ آپ کو دے رہے ہیں۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!منسٹر کا نام بھی بتادیں؟

جناب سپیکر:جی،جو بات یہ کر رہے ہیں ان کی بات کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!کوئی بھی ناجائز قابض نہیں ہے 449 ایکڑ4 کنال4مرلے الاٹ شُدہ زمین ہے یہ یک سالہ،5 سالہ اور 2سالہ Grow More scheme کے تحت ہے یہ جھنڈی ساتھ لگی ہوئی ہے اُس میں detail دی گئی ہے یہ رقبہ ان کو لیز پر دیا گیا ہے نہ کہ ناجائز قابضین ہیں؟

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!میں satisfied نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:آپ satisfied کیوں نہ ہیں آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب خرم شہزاد:جناب سپیکر!میں اس لئے satisfaction نہیں ہوں کہ ابھی تک انہوں نے منسٹر صاحب کا نام نہیں بتایا؟

جناب سپیکر:جی،انہوں نے لکھ کر جواب دے دیا ہے آپ یہ نہ کریں۔مہربانی جی،اگلا سوال نمبر 6437 جناب امجد علی جاوید کا ہے اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!گیارہ ماہ ہو گئے ہیں یہ بھی چونکہ اُسی سے۔۔۔

جناب سپیکر:ایک سال پورا ہے یا گیارہ ماہ پورے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اس میں بڑے بڑے پردہ نشینوں کے نام آرہے ہیں،بہت سارے سرکاری افسروں کے نام بھی آرہے ہیں اسی لئے یہ سوال لٹکتے جارہے ہیں جواب نہیں آرہے۔

جناب سپیکر:سرکاری افسروں کے؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اس میں ہیں اسی لئے جواب نہیں آرہا۔

جناب سپیکر:جواب آجائے گا۔

جناب امجد علی جاوید:اس بندر بانٹ میں کون کون ملوث ہے؟اسی لئے سارا معاملہ لٹک رہا ہے۔

جناب سپیکر:جی،اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!گیارہ ماہ سے لٹک رہا ہے۔

جناب سپیکر: حضور تشریف رکھیں۔اگلا سوال نمبر6647چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں افسوس جی،اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!منسٹر کا نام بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر کا نوٹیفکیشن پڑھ لیں میرے پاس وہ نوٹیفکیشن اس وقت نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!تو پھر کون ہے؟

جناب سپیکر: یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں۔آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔ابو حفص غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر6950ہے اور یہاں لکھا ہوا ہے کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بھی پڑھ لیا ہے۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!چھ مہینے سے زائد ہو چکے ہیں جب میں نے یہ سوال کیا تھا لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا اور اس کا جواب آئے گا بھی نہیں،اس کو قصداً مؤخر کیا جارہا ہے کیونکہ ڈی سی اونار ووال اور ای ڈی اونار ووال اس میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع شیخوپورہ: محکمہ مال و کالونیز کی اراضی و دیگر تفصیلات

*331: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ کی کل اراضی کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع کے کالونی چکوک میں کتنی اراضی گزشتہ تین سالوں میں پٹہ جات پر دی گئی،اب تک کل کتنے پٹہ جات جاری ہو چکے ہیں؟

(ج) کن کن سکیموں میں کتنے کتنے پٹہ جات جاری کئے گئے اور کتنے ابھی بقایا ہیں،ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ کا کل رقبہ 224230 کنال،8مرلہ ہے۔

(ب) 67 عدد پٹہ جات زیر سکیم 5 سالہ پر رقبہ تعدادی 3520 کنال الاٹ ہوا۔ 41 عدد پٹہ جات زیر سکیم یک سالہ /2 سالہ رقبہ تعدادی 146 کنال الاٹ ہوا۔ 33 عدد پٹہ جات زیر سکیم ایگری گریجویٹ میں رقبہ تعدادی 2906 کنال 2 مرلہ الاٹ ہوا۔

(ج) 67 عدد پٹہ 5 سالہ سکیم میں بقایا 78 لاٹ، 41 عدد پٹہ یک سالہ 2 سالہ سکیم میں بقایا 109 لاٹ، 33 عدد پٹہ ایگری گریجویٹ سکیم میں۔

ضلع رحیم یار خان: لیاقت پور کی کچی آبادیوں کو ضروری سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*1021: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ آف کچی آبادی لاہور کے پاس تحصیل لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان) کی کچی آبادیوں میں سہولیات کی فراہمی کے لئے 10/9 کروڑ روپے پڑے ہوئے ہیں؟

(ب) یہ رقم کب سے پڑی ہوئی ہے اور اس کو یہاں پر رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت یہ رقم تحصیل لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان) کی کچی آبادیوں میں ضروری سہولیات کی فراہمی کے لئے جلد از جلد مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ اس وقت لیاقت پور، رحیم یار خان کی کچی آبادیوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے دفتر ہذا میں 10/9 کروڑ کی رقم نہ پڑی ہوئی ہے کیونکہ ہر محکمہ کا بجٹ مالی سال کے آخر میں یعنی 30۔ جون کو ختم ہو جاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایسی کوئی رقم دفتر ہذا میں موجود نہ ہے جو وضاحت طلب ہو کیونکہ دفتر ہذا کو مالی سال 09-2008 کے بعد کوئی ترقیاتی فنڈ جاری نہ ہوئے ہیں

(ج) ترقیاتی کام منظور کروانے کا ایک طریق کار ہے اگر معزز ممبر اسمبلی تحصیل لیاقت پور کی کچی آبادیز میں کوئی ترقیاتی کام کروانا چاہتے ہیں تو وہ متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سے رابطہ کر کے مطلوبہ ترقیاتی کاموں کا PC-I بنوا کر مجاز حکام کو برائے منظوری بھی بھجوائیں تو حسب ضابطہ سکیم کی محکمانہ منظوری کے بعد مطلوبہ فنڈز فراہم کئے جا سکتے ہیں۔

بہاولنگر: حلقہ پی پی۔278 میں سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*4384: جناب شوکت علی لا لیکا: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔278 بہاولنگر میں کتنی سرکاری اراضی ہے اور اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ب) جو سرکاری اراضی لیز پر دی گئی ہے وہ کس قیمت پر کتنے سالوں کے لئے دی گئی ہے؟

(ج) اس اراضی میں سے کتنی حکومت کے زیر قبضہ اور کتنی پر ناجائز قبضہ ہے اور وہ سرکاری اراضی کن کن مواضعات میں کتنے کتنے ایکڑ ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔278 بہاولنگر میں 3327 ایکڑ 7 کنال 18 مرلے سرکاری اراضی ہے:
(تحصیل بہاولنگر: 547 ایکڑ 8 مرلے اور تحصیل منچن آباد: 2780 ایکڑ 7 کنال 10 مرلے)
اس اراضی میں سے صرف لیز شدہ اراضی سے حکومت کو -/34,50,500 روپے سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔ جس کی تفصیل جز (ب) میں درج ہے۔

(ب) تحصیل بہاولنگر میں 4 ایکڑ 4 کنال سرکاری اراضی مبلغ -/10,445 روپے، 14 ایکڑ اراضی مبلغ -/8,286 روپے اور تحصیل منچن آباد میں 164 ایکڑ 3 کنال 11 مرلے اراضی مبلغ -/20,000 روپے فی ایکڑ 2011 سے پانچ سال کے لئے لیز پر دی گئی ہے۔

(ج)

زیر قبضہ حکومت	3231 ایکڑ 08 مرلے
زیر قبضہ ناجائز قابضین	96 ایکڑ 07 کنال 10 مرلے

تفصیل مواضعات جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چک نمبر 578 جی بی شیخوپورہ میں سرکاری رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*4938: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر578جی بی تحصیل وضلع شیخوپورہ میں کتنا رقبہ سرکاری ہے؟
(ب) کیایہ درست ہے کہ گاؤں کے بااثر لوگوں نے سرکاری زمین پر قبضہ کیاہوا ہے؟
(ج) کیاحکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):
(الف) بمطابق ریکارڈ رجسٹر حقداران زمین سال08۔2007 موضع چک نمبر578گ ب میں رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت 4585کنال4مرلہ متروکہ صوبائی حکومت 131کنال10مرلہ کل رقبہ4716کنال14مرلہ جوکہ مختلف لوگوں کوالاٹ ہو چکاہے۔
(ب) دیہہ ہذامیں کوئی شخص کسی سرکاری رقبہ پر ناجائز قابض نہ ہے۔
(ج) سرکاری رقبہ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

سرگودھا: کچی آبادی سکیموں کو ریگولر کرنے سے متعلقہ قانون سازی کی تفصیلات

*6647:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیر کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے کچی آبادی سکیم کو رورل اربن ایریا ریگولر کرنے کے لئے2012میں قانون سازی کی تھی؟
(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس کانوٹیفکیشن نومبر2012میں جاری ہواتھا،نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد حلقہ پی پی۔32سرگودھامیں اب تک کتنی آبادیوں کو ریگولر کیاگیااوراب تک کن دیہاتوں کی کچی آبادیاں ریگولر نہیں کی گئیں؟
(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ نوٹیفکیشن کے اجراء کے تین سال بعد بھی حلقہ پی پی۔32میں اس پر عملدرآمد نہیں کیاگیا،اگر حکومت ان کچی آبادیوں کو ریگولر کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،نہیں تواس کی وجوہات سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):
(الف) جی ہاں!درست ہے۔اس سلسلہ میں مورخہ2011۔12۔31تک قائم ہونے والی کچی آبادیوں کو ریگولر کرنے کے لئے بذریعہ قانون سازی پنجاب کچی آبادیز ایکٹ1992میں ضروری ترمیم کی گئی۔

(ب) جی ہاں!درست ہے۔ کچی آبادیز ریگولرائزیشن سکیم2012 کی منظوری کے بعد صوبہ بھر میں ایسی تمام کچی آبادیز کا سروے جو مورخہ 2011۔12۔31 تک موجود ہوں متعلقہ ڈی سی اوز کی زیر نگرانی میں کروایا گیا۔ چناچہ اسی سروے کی روشنی میں ڈی سی او سرگودھا نے حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں قائم رورل ایریا کی63 کچی آبادیوں کا سروے ریکارڈ محکمہ ہذا کو بھجوایا۔ جن کی طے شدہ criterion کے مطابق جانچ پڑتال کے بعد تمام 63 کچی آبادیوں کو فروری2013 میں بذریعہ نوٹیفکیشن ریگولر کر دیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام 63 کچی آبادیوں کو ریگولر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! نارووال کے ڈی سی او پہلے ہی stay پر ڈی سی او بنے ہیں کیونکہ انٹی کرپشن نے ان کے خلاف پرچہ کر دیا ہے اور انہوں نے ہائی کورٹ سے stay لیا ہوا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری سے عرض کروں گا کہ وہ کرپشن کر کے یہاں سے بھاگنے والے ہیں لہٰذا ان کو روکا جائے تاکہ وہ ملک سے بھاگ نہ جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو زیادہ دیر کھڑا نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آپ کی صحت کا مجھے پتا ہے، اب آپ تشریف رکھیں اس سوال کو pending کر دیا ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ ممبران اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ شبینہ زکریا بٹ

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلی درخواست محترمہ شبینہ زکریا بٹ، W-326 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"مورخہ 7۔ اپریل، 16 تا25۔ جون، یکم تا 4۔ ستمبر، 7 اور 8۔ اکتوبر 2015 کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ارشد خان لودھی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد ارشد خان لودھی، پی پی۔223 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"15تا22۔ مئی2015 کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ظفر اقبال

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب ظفر اقبال، پی پی۔19 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18۔ مئی2015 کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب فیضان خالد ورک

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب فیضان خالد ورک، پی پی۔166 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے گزارش کی ہے کہ:

"18تا25۔ مئی2015 کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک محمد علی کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ملک محمد علی کھوکھر، پی پی۔199 کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18 تا 25۔ مئی، 10 تا 12۔جون، 26 اور27۔ اگست،2 تا8۔ ستمبر،7 اور 8۔اکتوبر2015 کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا طاہر شبیر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست رانا طاہر شبیر، پی پی۔203 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18تا25۔ مئی اور12۔نومبر2015 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سلطانہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ سلطانہ شاہین،W-313 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"15تا25۔ مئی اور7۔اکتوبر2015 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک مظہر عباس راں

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ملک مظہر عباس راں، پی پی۔201 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"19تا22۔ مئی،3تا8۔ ستمبر اور12۔ نومبر2015 کی درخواست منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ شُنیلا رُوت

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ شُنیلا رُوت، NM-371 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"19تا25۔ مئی2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر نوشین حامد

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ڈاکٹر نوشین حامد، W-356 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18۔ مئی2015 کے لئے درخواست منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب افتخار احمد

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب افتخار احمد، پی پی۔3 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"19۔ مئی،3اور4۔ ستمبر2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ ثوبیہ انور ستی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ ثوبیہ انور ستی،W-325 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"15۔ مئی اور20تا25۔ مئی2015کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر نجمہ افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ڈاکٹر نجمہ افضل خان،W-320 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"21۔ مئی،15 اور16۔ جون،2 ,7 اور 8۔ ستمبر2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار بہادر خان میکن

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست سردار بہادر خان میکن،پی پی۔38 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"21اور22۔ مئی اور7۔ ستمبر2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز،W-301 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"21اور22۔مئی2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ گلناز شہزادی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ گلناز شہزادی، W-329 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"20۔مئی اور19۔جون2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ لبنیٰ فیصل

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ لبنیٰ فیصل،W-332 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"22تا26۔جون2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شکیل آئیون

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب شکیل آئیون،NM-367 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"15تا25۔ مئی2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد صدیق خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد صدیق خان،پی پی۔7 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"10تا17۔ جون2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ طحیہ نون

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ طحیہ نون،W-336 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"10 تا26۔ جون اور28۔ اگست تا8۔ ستمبر2015 تک کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ راحیلہ انور

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ راحیلہ انور، W-357 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"15۔جون2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ)پی پی۔130 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"21اور22۔ مئی،2اور4۔ ستمبر2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی، پی پی۔73 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"22تا26۔ جون اور7۔ ستمبر2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ صبا صادق(ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ)، W-306 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"10تا26۔جون2015کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری لیاقت علی خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست چودھری لیاقت علی خان،پی پی۔20کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"10تا26۔جون، 26۔اگست تا8۔ستمبر، 7اور 8۔اکتوبر اور 12۔نومبر 2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ زیب النساء اعوان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ زیب النساء اعوان،W-300کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18اور19۔جون2015کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد نعیم انور

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد نعیم انور،پی پی۔284کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18تا26۔جون اور 26تا31۔اگست2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سمیرا سمیع

سیکرٹری اسمبلی:یہ درخواست محترمہ سمیرا سمیع،W-311 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"22تا26۔جون2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک محمد حنیف اعوان

سیکرٹری اسمبلی:یہ درخواست ملک محمد حنیف اعوان،پی پی۔114 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"18تا26۔جون2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار علی رضا خان دریشک

سیکرٹری اسمبلی:یہ درخواست سردار علی رضا خان دریشک،پی پی۔247 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"25تا26۔جون2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر مراد راس

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ڈاکٹر مراد راس، پی پی۔152 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"24تا27۔اگست2015 کے لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمارے صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں پریس گیلری کے صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ میں نے کل خواجہ صاحب سے بات کی تھی، مزید اگر ان کے علم میں بات آئی ہے تو مجھے بتائیں اور میں ان کی بات سننے کو تیار ہوں لیکن دوسری طرف سے بات سننا بھی ضروری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! فرمائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی کئی بار اس معاملے پر توجہ دی ہے۔اب کل برادر شوگر مل میں کافی ہنگامہ ہوا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ مل پچھلے دو سال سے بلکہ 2014 سے ادائیگیاں نہیں کر رہی تھی۔جب پچھلے سال آپ نے intervene کیا اور کین کمشنر کو بلایا تو اس پر یہ ایکشن لیا گیا کہ وہاں پر موجود سٹاک کو سیل کر دیا گیا اور جب سٹاک سیل ہو گیا تو شوگر مل نے 87 کروڑ روپے growers کے دینے تھے۔اس سال مل پھر تھوڑے دن کے لئے چلی اور growers نے پھر گنا دیا۔اب وہاں پر بہت زیادہ لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے اور وہاں پر کل بھی میں نے لوگوں کو بڑی مشکل سے سمجھایا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کین کمشنر کو بلائیں، اب وہی ہوا جو میں نے اس floor پر پہلے بھی کہا تھا کہ بنک آف خیبر نے مل کے خلاف stay لے کر سٹاک کو سیل کرا دیا ہے جبکہ میں نے یہی بات کہی تھی کہ first charges growers کو ہونا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کون سے بنک کا کہہ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! خیبر بنک کا کوئی 600 ملین کاloan تھا۔ وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہ loans کیسے create کئے جاتے ہیں اور یہ fictitious loans ہوتے ہیں جو کہ against collator دیئے جاتے ہیں تو اب اس میں grower کا کوئی قصور نہیں ہے۔اس پر ہمارے ایوان کی کمیٹی بنے اور وہ ان کا آڈٹ کرے تو میں بتاؤں گا اور ان کا دماغ ٹھیک کر دوں گا لیکن بات یہ ہے کہ ان کی payment کے لئے کین کمشنر کو بلا لیں اور اسے کہیں کہ جب آپ نے پچھلے سال بھی instructions دی تھیں کہ ان کو payment کرنی ہے، آج تک 2014 کی payment نہیں ہوئی اور لوگ بڑے پریشان ہیں۔ یہ بڑا آسان ہے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ 73 کروڑ روپے کا وہاں سٹاک پڑا ہے تو وہ سٹاک وہاں پر دے دیں اور اگر وہ نہیں دے سکتے تو ہر CPR کے against ایک تنی چینی دے دیں۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان:جناب سپیکر! سرگودھا میں بھی شوگر مل کی یہی صورتحال ہے اور انہوں نے 35 کروڑ روپے کے قریب زمینداروں کا دینا ہے اور زمیندار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ آپ نے کین کمشنر کو بلایا تھا اور ان کو instruction دیں لیکن اس کے باوجود کین کمشنر ابھی تک کچھ نہیں کر پائے۔ آپ اس پر کوئی خصوصی حکم جاری فرمائیں یا جیسے شیخ صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ ہاؤس کی کوئی ایک سپیشل کمیٹی constitute کر دیں۔ سرگودھا میں اس دفعہ چشتیاں شوگر مل پندرہ سے بیس دن چلی ہے اور انہوں نے اس سال کی بھی ایک penny زمینداروں کو ادا نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! اگر میرے بھائی اجازت دیں تو میں ایک اور بات کر لوں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ ذرا ایوان کی کارروائی کے بعد دو منٹ کے لئے میرے پاس تشریف لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس ہاؤس کے کوئی سے دو تین لوگ اس مل پر receiver مقرر کر دیں چاہے میں ان میں نہ ہوں کیونکہ میرا تو وہ حلقہ ہے اور کین کمشنر کو کہیں کہ یہ ہمارے receiver بیٹھے ہوئے ہیں اور جس کا جو بھی claim ہے وہ یہ لوگ settle کر دیں گے، اگر نیت ٹھیک ہو تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی، نیت آپ کی بھی ٹھیک ہے اور انشاء اللہ میری نیت بھی ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میری تو نیت ہمیشہ صحیح ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! صحافی حضرات بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ ٹریژری بنچوں سے کوئی منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری اور اپوزیشن کے کچھ

دوست چلے جائیں اور انہیں واپس لے کر آئیں۔ میرا خیال ہے اگر ان کی کوئی جائز بات ہے تو وہ resolveہونی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک اور بات کرنی ہے جو کہ بھول گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب اسمبلی کی کارروائی ٹی وی پر آتی ہے تو آپ ضرور دیکھتے ہوں گے اور ہمارے ساتھ سندھ اسمبلی کی کارروائی بھی ٹی وی پر آتی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ دنیا کا پہلا ٹی وی کیمرہ ہے،(قہقہے)

جناب سپیکر! ہمارا اتنا برا imageبنتا ہے اور یہ دس کروڑ عوام کا ایوان ہے۔ آپ یقین کریں کہ اگر مجھے آپ کی پہچان نہ ہو تو میں اپنے سپیکر کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی پہچان ہے تو میں پہچان لیتا ہوں، ان کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنے کیمرے کو ٹھیک کریں۔ جی، رانا محمد ارشد اور جناب محمد سبطین خان آپ دونوں صاحبان تشریف لے جائیں اور انہیں منا کر واپس لے آئیں۔ انشاءاللہ ہم اس کا حل بھی اچھے طریقے سے کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران میاں محمد اسلم اقبال اور رانا محمد ارشد صحافیوں کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! فرمائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میری گزارش بھی ہے کہ اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کسی قومی مفاد میں سیشن ہو جس طرح سے محکمہ اریگیشن پر بحث کے لئے دو دفعہ ٹائم دیا، لیکن میں اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ جب کبھی بھی قومی مفاد پر بات ہو تو پوائنٹ آف آرڈر پر کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا۔ ہم سب ایک اہم issueپر بحث کرنا چاہتے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کو جو حقوق حاصل ہیں میں تو ان کے اختیار کو کیسے omitکر سکتا ہوں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کوئی روایات کی بھی بات ہوتی ہے جب قومی مفاد کی بات ہوتی ہے تو اپوزیشن کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ تعاون کیا کرے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ سے ملکی مفاد پر تعاون ضرور کریں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جناب امجد علی جاوید!آپ بات کریں۔جناب آصف محمود صاحب!آپ کو اس کے بعد موقع دیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!پنجاب بھر کے کالجز کے اندر لائبریرین عرصہ دراز سے اپنی پروموشن کے لئے جدوجہد کر رہے تھے،بڑی طویل جدوجہد کے بعد حکومت کی طرف سے انہیں پروموشن سکیل دیئے گئے ہیں لیکن پھر وہی bureaucratic رویّہ اور سرخ فیتہ کہ ایک اچھا کیا گیا کام بھی سرانجام نہیں دیا جارہا اور چار ماہ سے DPC کے لئے فائل سیکرٹری صاحب کے پاس پڑی ہے لہٰذا محکمے کو ہدایت کی جائے چونکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اس لئے وہ اسے دیکھیں کہ حکومت نے ایک pending کام پر بڑا احسن اقدام کیا ہے تو اس کا پھل متعلقہ لوگوں کو ملے اور تحسین حکومت کو مل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے اسے دیکھتے ہیں۔جی،آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دو ہفتوں سے یونین کونسل کوٹلا کلاں مورگاہ راولپنڈی میں چند ایک ایسے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں کہ ایک گروپ دن دہاڑے اور بعض اوقات شام کے ٹائم کسی بھی اکیلی خاتون کو دیکھتے ہیں تو کسی تیز دھار آلے کے ساتھ اس کی ٹانگ زخمی کر کے دوڑ جاتے ہیں۔یہ 9 واقعات ریکارڈ ہوئے ہیں پرسوں اس قسم کے تین واقعات ریکارڈ ہوئے اور کل بھی وہاں پر اس طرح کا ایک واقعہ ہوا ہے۔اگر وزیر قانون اپنے چیمبر میں یا کہیں یہ بات سن رہے ہیں یا آپ ان کو direction دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس دے دیں۔ان واقعات کی ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!definitely ایف آئی آرز تو درج ہوئی ہوں گی،میڈیا پر بھی رپورٹ ہوا،اس وجہ سے لوگوں میں بڑا خوف وہراس پایا جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ توجہ دلاؤ نوٹس دے دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار میاں طارق محمود صاحب کی ہے جو move ہو چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تک اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ابھی تک اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا مہربانی فرما کر اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1121 میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔

حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کی تکمیل کی رپورٹ دینا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "پاکستان" مورخہ 18۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق لاہور مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ نے صوبائی حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے تکمیل سے قبل ہی خادم اعلیٰ پنجاب دیہی روڈز پروگرام کی سڑکوں کو مکمل قرار دے دیا۔ صوبائی حکومت نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو صوبہ کے 32 اضلاع میں 2200 کلومیٹر طویل 255 سڑکوں کی تعمیر و توسیع کے لئے 30۔ ستمبر تک کا وقت دیا تھا۔ محکمہ نے نومبر میں ان سڑکوں کے مکمل ہونے کی رپورٹ دے دی حالانکہ کئی سڑکیں تاحال زیر تعمیر اور حتمی مراحل میں ہیں۔

جناب سپیکر! معلوم ہوا ہے کہ پنجاب حکومت نے صوبہ کے دیہات میں آسان رسائی کے لئے رابطہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا فیصلہ کرتے ہوئے خادم اعلیٰ پنجاب دیہی روڈز پروگرام

کے پہلے مرحلے کے تحت صوبہ کے 32 شہروں میں2200کلو میٹر طویل 255 سڑکوں کی تعمیر کا کام مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ کو سونپا تھا۔ اس کی ڈیڈ لائن 30۔ ستمبر مقرر کی گئی لیکن محکمہ اس منصوبے کو30۔ ستمبر تک مکمل نہ کر پایا بلکہ یہ منصوبہ تاحال زیر تعمیر ہے۔البتہ سی اینڈ ڈبلیو نے گزشتہ ماہ حکومت کو منصوبہ مکمل ہونے کی رپورٹ دے دی تھی۔ بتایا گیا ہے کہ مواصلات و تعمیرات خادم اعلیٰ پنجاب دیہی روڈز پروگرام کے محکمہ کی انتظامیہ نے صوبائی حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اس اہم منصوبہ کے دوسرے حصے پر کام شروع کر دیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کوnext week تک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کوnext week تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1122 جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کوdispose of کا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1123 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور سردار محمد آصف نکئی کی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ واپس آ گئے؟ میں نے آپ کی تحریک التوائے کار نمبر1122 کوdispose of کر دیا ہے۔ کیا آپ اسے پڑھنا چاہیں گے ؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کے بعد وہی دیکھتے ہیں۔ جی، محترمہ!

لاہور میں پان شاپس پر انتہائی خطرناک مجموعہ منشیات قوام اور گٹکے کی سر عام فروخت

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ " پاکستان" مورخہ 18۔ دسمبر2015 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دار الحکومت میں کئی دہائیوں سے پان شاپس پر انتہائی خطرناک منشیات کے مجموعے سے تیار کئے گئے قوام اور گٹکے کی فروخت

جاری ہے جس سے اب تک سینکڑوں لوگ موت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ صرف لاہور میں لاکھوں لوگ اس خطرناک نشہ کے عادی ہو چکے ہیں اور اب اس نشہ کو ترک کرنا ان کے بس سے باہر ہو چکا ہے۔ تحقیقات میں انکشاف ہوا ہے کہ اس وقت لاہور میں 2لاکھ سے زائد پان شاپس موجود ہیں جہاں پر پان میں ایک ایسے قوام کی فروخت کی جارہی ہے جس میں خطرناک کیمیکلز کے علاوہ اینڈس افیون اور پوست شامل ہوتی ہے جو ہیروئن اور دوسری خطرناک ترین منشیات سے بھی زیادہ مہلک ہیں جبکہ ساتھ میں گٹکے کا استعمال بھی عام ہو گیا ہے جو ان کا استعمال شروع کرے اس کی موت ہی ان سے پیچھا چھڑاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری جانب گٹکے کی فروخت پر پابندی کے باوجود کھلا گٹکا اور مختلف کمپنیوں کی جانب سے تیار کردہ خشک گٹکا بھی پان شاپس پر عام فروخت کیا جارہا ہے۔ عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ لاہور اور پنجاب میں تمام پان شاپس پر گٹکا، قوام اور دوسری نشہ آور اور جان لیوا کیمیکلز سے تیار شدہ پان فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت ترین سزا دینے کے لئے قانونی اقدامات کئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! یہ آج پڑھی گئی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1122 جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

لاہور بی آر بی نہر پر مصطفیٰ آباد کے پل کی دیواروں کا رُخ درست سمت نہ ہونے کی وجہ سے ڈگری کالج کی عمارت کو شدید خطرہ لاحق

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 18۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق فیروز پور روڈ کی تعمیر کے وقت

بی آر بی نہر مصطفیٰ آباد کے پل کی دیواروں کا رخ درست سمت میں نہ ہونے پر نہر کا پانی ڈگری کالج کے ساتھ بننے والی پٹڑی کو تیزی سے متاثر کرنے لگا ہے۔اب تک سات فٹ کے قریب پٹڑی اور نہر کنارے لگے قیمتی درخت نہر میں گر چکے ہیں جبکہ پانی کا بہاؤ پٹڑی کو تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کی لاگت سے بننے والی ڈگری کالج کی عمارت کو بھی شدید خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ کالج کی عمارت کے ساتھ ساتھ متعدد دیہات کی آمدورفت کے لئے استعمال ہونے والی پٹڑی ختم ہونے سے ان دیہات کی سفری مشکلات میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔اہل علاقہ کی بڑی تعداد نے حکومت پنجاب سے فوری نوٹس لینے کا مطالبہ کیا اور نہر کی پٹڑی کو فوری طور پر پختہ کرنے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ پٹڑی کی حفاظت اور ڈگری کالج کی عمارت محفوظ اور اہل علاقہ کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رکھا جاسکے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! محکمہ انہار مصطفیٰ آباد کے پل کی دیواروں کا رخ درست سمت نہ ہونے کی بات درست نہ ہے۔یہ مین برانچ لوئر نہر کا پل ہے جو کہ درست بنایا گیا ہے مزید برآں ڈگری کالج مصطفیٰ آباد نہر ایم بی ایل مین برانچ لوئر کے ساتھ دائیں طرف نہر کے رائیٹ آف وے میں واقع ہے۔یہ جگہ نہر مین برانچ لوئر اور للیانی ڈسٹی کے درمیان واقع ہے۔ نہر کی پٹڑی جو کہ کچی اور خراب ہے اس کی مرمت کے لئے ٹینڈر call کر لئے گئے ہیں ٹینڈر حسب ضابطہ منظور ہونے کے بعد اس کی مرمت اور درست کرنے کا کام جلدی شروع ہو جائے گا۔ فوری طور پر کالج کی عمارت کو کوئی خطرہ نہیں چونکہ یہاں سے کالج کافی فاصلے پر ہے البتہ پٹڑی کو درست کر دیا جائے گا اور آمدورفت کا راستہ بھی بحال کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ایوان میں کوئی ایک وزیر بھی نہیں ہے اور میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری ہیں لیکن کوئی وزیر نہیں ہے پریس کے لوگ بھی نہیں ہیں وہ کسی وجہ سے چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے پاس رانا ارشد صاحب کو بھیجا تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رانا ارشد صاحب آ رہے ہیں پھر وہ آپ کو بتاتے ہیں۔

پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کی کوریج کرنے کا مطالبہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی اس موضوع پر ایک دفعہ بات کی تھی میں بھی اسے repeat کروں گا کہ ہمارے ہاؤس کی کارروائی اس وقت تک ادھوری ہے جب تک باہر کا میڈیا آ کر اسے cover نہیں کرے گا۔ ہماری جو ویڈیوز ہوتی ہیں، ہماری جو کارروائی ہوتی ہے، جو سوال ہیں، جو جواب ہیں ان کی کوئی coverage نہیں ہوتی۔ اس پر آپ کے حکم سے کمیٹی بھی بنی تھی اور اس پر کوئی orders ہونے تھے لیکن ابھی تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ سندھ اسمبلی میں allowed ہے باقی اسمبلیوں میں بھی allowed ہے لیکن پنجاب اسمبلی جو 60 percent of Pakistan ہے یہاں پر جو بات ہوتی ہے یہاں پر ممبران جو بات کرتے ہیں وہ عوام تک نہیں پہنچتی۔ آپ مہربانی فرما کر اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب! یہ under discussion ہے اس پر ہماری کافی میٹنگز بھی ہو چکی ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اڑھائی سال ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب! انشاء اللہ اس پر آپ کو جلد خوشخبری ملے گی۔ جی، رانا ارشد صاحب! آپ باہر گئے تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اور میاں محمد اسلم اقبال جناب سپیکر کی ہدایت پر صحافی بھائیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ صحافی حضرات کی بڑی جائز بات ہے۔ صحافی ہمارے بھائی ہیں۔ تھانے میں انکوائری کے وقت علی اکبر صاحب کے ساتھ

ڈاکٹر ندیم صفدر،ڈی ایم ایس نے بڑی زیادتی کی اور ان کو زخمی کیا۔اب صحافیوں کا مطالبہ ہے کہ اس حوالے سے ہماری جو درخواست تھانہ مصطفیٰ ٹاؤن میں جمع ہے اس پر ایف آئی آر درج کی جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بارے میں ایوان کی ایک کمیٹی بنادیں۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنادیں۔ پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔اس سرکاری ملازم ڈاکٹر صفدر،ڈی ایم ایس کو اس کمیٹی میں بُلوایا جائے اور اصل حقائق کو سامنے لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور جناب نذر حسین، پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت رانا محمد ارشد اور میاں محمد اسلم اقبال تین معزز ممبران پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔اجلاس کے بعد یہ کمیٹی اس ڈی ایم ایس کو بُلوا کر ان کا مؤقف لے گی۔ میڈیا کے دوست ہمارے لئے قابل احترام ہیں تو اُن کو بھی بُلوا کر ان کا مؤقف سُنیں اور اس حوالے سے جو بھی حقائق ہیں وہ ایوان میں پیش کئے جائیں۔ یہ کمیٹی کل صبح اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کمیٹی کی میٹنگ کے لئے کل صبح کا وقت رکھ لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کی میٹنگ کل صبح 10:00 بجے رکھ لی جائے۔ گوندل صاحب!اس کی میٹنگ کل صبح 10:00 بجے منعقد کی جائے۔ رانا محمد ارشد اور میاں محمد اسلم اقبال بھی آپ کے ساتھ بیٹھیں گے۔ میرے خیال میں اب پریس کے دوستوں کو بائیکاٹ ختم کر کے واپس آ جانا چاہئے کیونکہ میں نے ایوان کی کمیٹی بنادی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اصل میں صحافی بھائی ایف آئی آر کے اندراج کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ دوسرا اس ڈی ایم ایس نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے۔وہ سرکاری وسائل کے ساتھ تھانے میں آیا اور جب یہ صحافی تھانے سے باہر نکلے تو وہاں پر انہیں زدوکوب کیا گیا ہے۔ صحافی حضرات کا مطالبہ ہے کہ اس معاملے کو probe کیا جائے اور ایف آئی آر درج کرنے کی direction دی جائے۔ صحافی بھائیوں کے یہی دو مطالبات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! گزارش یہ ہے کہ دوسرے فریق کا مؤقف بھی سُن لیا جائے کیونکہ وہ بھی ایک ادارے سے منسلک ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو گی تو صبح سارے ڈاکٹر صاحبان یہاں پر احتجاج کے لئے آ جائیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کسی فریق کے ساتھ بھی زیادتی ہو۔ آپ تینوں معزز ممبران کمیٹی اس معاملے کو probe کریں اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ آپ متعلقہ ڈی ایم ایس کو بُلوالیں۔ اس حوالے سے جو بھی حقائق ہیں وہ معلوم کئے جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ گوندل صاحب کو empower کر دیں وہ دونوں فریقین کو بُلوا لیں گے اور میں بھی کمیٹی میٹنگ میں حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس حوالے سے دونوں فریقین کو کل بُلوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! بہتر ہے۔ کل ان کو بُلوا لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آپ سیکرٹری اسمبلی سے کہہ دیں کہ وہ convey کروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ سیکرٹری اسمبلی یہ convey کروائیں گے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1124/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔

محکمہ مال کے اربن پٹوار سرکلز کے ریونیو ریکارڈ کی چوری

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 18۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق محکمہ مال کے اعلیٰ افسران کی عدم توجہ کے باعث صوبہ بھر میں موجود تین ہزار سے زائد مینوئل پٹوار خانہ جات سے جلد انتقالات پرت سرکار روزنامچہ جات عکس شجرہ جات سمیت اہم اور بنیادی پٹوار خانہ جات کا ریکارڈ غائب ہو چکا ہے۔ چوری اور

ڈکیتی کے متعدد واقعات رونما ہونے کے بعد بھی محکمہ ریونیو میں ریکارڈ کی سکیورٹی کا کوئی مربوط سسٹم وضع نہ کیا جا سکا۔ جس کے سبب صوبہ بھر میں ریونیو ریکارڈ کی حفاظت پر شہریوں کی جانب سے شدید تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری جانب ضلع لاہور میں اربوں روپے کا فراڈ کرنے کی بنیاد رکھتے ہوئے پٹواریوں اور لینڈ مافیا کی طرف سے باقاعدہ ایک سازش کے تحت اربن پٹوار سرکلز کا اہم ریونیو ریکارڈ غائب کروائے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔ محکمہ مال کے اعلیٰ افسران کی عدم توجہ کے باعث جلد انتقالات پرت سرکار روزنامچہ جات عکس تتمہ جات سمیت اہم اور بنیادی پٹوار خانہ جات کا ریکارڈ غائب ہونے اور چوری کئے جانے کے واقعات وقفے وقفے سے رونما ہو رہے ہیں لیکن محکمہ مال بورڈ آف ریونیو اور حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی اقدامات نہ کئے جانے اور ذمہ داران کے خلاف کوئی ایکشن نہ لینے پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ حکومت پنجاب عوام الناس کی جائیدادوں کے حوالے سے حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری اقدامات کرے اور تمام ریکارڈ کو محفوظ بنائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی ہے مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں اور مورخہ 16۔فروری 2016 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد ہے۔ پہلے ہم مورخہ 16۔فروری 2016 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد لیتے ہیں۔ یہ زیر التواء قرار داد رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کا مطالبہ

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے انجکشن/ادویات بلا قیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے انجکشن/ادویات بلا قیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! I oppose it.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس قرارداد میں ایک چھوٹی سی ترمیم دینی چاہتا ہوں۔ میں اس قرارداد کی مخالفت میں نہیں ہوں۔ میں نے صرف ترمیم دینے کے لئے اس قرارداد کو oppose کیا ہے۔ میں اس قرارداد میں تین چار الفاظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں وہ الفاظ شامل کرنے کے بعد قرارداد پڑھ دیتا ہوں:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع خصوصاً ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس

سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے انجکشن/ادویات بلا قیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔"

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بھی اس ترمیم کی تائید کرتا ہوں۔اس میں پنجاب کے تمام اضلاع کو شامل کیا جائے اور ہمارے ضلع چنیوٹ کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کی مخالفت اس لئے کی ہے کہ اس وقت حکومت پنجاب ہیپاٹائٹس کی روک تھام اور علاج کے سلسلے میں نہ صرف ڈیرہ غازی خان اور راجن پور بلکہ تمام پنجاب میں اقدامات کر رہی ہے۔اگر اجازت ہو تو میں ان اقدامات کے حوالے سے مختصر عرض کر دیتا ہوں۔اس قرارداد میں میاں محمد رفیق اور الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی طرف سے ترمیم تجویز کی گئی ہے۔میں بھی اس میں ایک ترمیم تجویز دینی چاہتا ہوں۔اگر میری ترمیم شامل کر لی جائے تو پھر مجھے اس قرارداد کی منظوری پر اعتراض نہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ وہ اقدامات بیان کریں جو حکومت پنجاب ہیپاٹائٹس کے سلسلے میں اس وقت اُٹھا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت پنجاب بھر کے تمام اضلاع میں ہیپاٹائٹس کی روک تھام اور مفت علاج کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔ضلع راجن پور اور ڈی جی خان میں بھی ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام سرگرم عمل ہے۔پنجاب بھر کے تمام اضلاع کی طرح راجن پور اور ڈی جی خان میں بھی مرض کی روک تھام کے لئے آگاہی مہم، ہیپاٹائٹس (بی) کی ویکسین اور ہسپتالوں میں انفیکشن کنٹرول کیا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ حکومت نے ہیپاٹائٹس (بی) سے اثر انداز ماں سے پیدا ہونے والے بچے کو مرض سے بچاؤ کے لئے immunoglobulin ضلع سطح پر مہیا کئے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کا نوٹیفکیشن پرائمری اینڈ سیکنڈری محکمہ صحت کی طرف سے جاری ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب بھر میں ہیپاٹائٹس پروگرام کے تحت 80 ہیپاٹائٹس سنٹر مریضوں کو مفت تشخیص و علاج کی سہولت مہیا کر رہے ہیں جن میں پنجاب بھر کے تمام ٹیچنگ ہسپتال، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اور چند تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھی شامل ہیں۔ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال راجن پور اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ڈی جی خان میں بھی ہیپاٹائٹس سنٹر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ہیپاٹائٹس سنٹر ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو رجسٹرڈ کر کے نہ صرف مریضوں کو مفت تشخیص اور علاج کے لئے مفت انجکشن اور ادویات مہیا کرتے ہیں بلکہ مریضوں اور ان کے لواحقین کو مرض کی آگاہی اور روک تھام کے طریقے بھی بتائے جاتے ہیں۔ حکومت ہر طرح سے پنجاب کے تمام اضلاع میں بشمول راجن پور اور ڈی جی خان مکمل سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! میرا تعلق بھی راجن پور سے ہے اور میں آپ کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔ میرے ایک گاؤں میں 100 لوگوں کے ٹیسٹ کروائے گئے جن میں سے 80 لوگوں کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہے۔ میں آپ کو اپنے دفتر سے فہرست نکلوا کر دیتا ہوں کہ کتنے لوگوں کو یہاں سے refer کیا گیا ہے کہ جن کا لیور ٹرانسپلانٹ ہونا ہے۔ میں ابھی یہ فہرست منگوا کر دے سکتا ہوں۔ وہاں پر ہیپاٹائٹس کے مرض کی روک تھام کے لئے آگاہی مہم چل رہی ہے اور نہ ہی ایسی کوئی activity مجھے نظر آئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج بڑا مبارک دن ہے۔ میں اکثر اس چیز کا ذکر کرتا ہوں اور آج آپ نے خود بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ گوندل صاحب نے تو ہمیشہ یہی کہنا ہے کہ ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! میں آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں۔ پرسوں میرے پاس دو مریض آئے اور انہوں نے کسی سرکاری لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائے ہوئے تھے۔ ٹیسٹ رپورٹ کے بعد ان مریضوں کو کہا گیا کہ آپ کو ہیپاٹائٹس (ڈی) ہے یعنی ایک نئی قسم بتائی گئی جو کہ میں نے ابھی تک نہیں سُنی۔ ان مریضوں کو چار چار انجکشن بھی لگائے گئے۔ جب میں نے ان کا یہاں لاہور میں ٹیسٹ کرایا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کوئی ہیپاٹائٹس نہیں ہے تو گزارش یہ ہے کہ گوندل صاحب! آپ تھوڑا سا ان معاملات کو دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس قرارداد کو اس لحاظ سے oppose نہیں کیا گیا کیونکہ حکومتی اقدامات اپنی جگہ پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! مجھے حکومت کے اقدامات کم از کم اپنی تحصیل کی سطح پر تو کبھی نظر نہیں آئے۔ میں نے تو آپ کو ایک گاؤں کی example دی ہے اور یہ ٹیسٹ ایک این جی او کے تحت کرائے گئے تھے۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! گوندل صاحب نے ایک جامع رپورٹ پیش کی ہے جو نیچے سے ڈیپارٹمنٹ نے ان کو بھیجی ہے۔ جیسا کہ آپ کے ضلع سے لوگ آپ تک پہنچتے ہیں، آپ وزیر اعلیٰ ہاؤس کو لکھتے ہیں تو وہاں سے مختلف ہسپتالوں کو لیٹر جاتے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ لوگ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر جاتے ہیں وہاں پر ان انجکشنز کے لئے لوگ demand دیتے ہیں تو لوگوں کو کئی کئی ماہ تک ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے۔ میرے حلقہ سلانوالی ضلع سرگودھا میں کئی ایسے کیسز ہیں جن کے لئے بار بار ایم ایس اور ای ڈی او (ہیلتھ) کو کہنا پڑتا ہے۔ انہوں نے ہر ہسپتال میں ایک سنٹر بنایا ہوا ہے تو وہاں پر بھی بار بار اُس ڈاکٹر کو کہنا پڑتا ہے کہ یہ غریب آدمی ہے اس کا مسئلہ حل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! میرے چیمبر میں ہر دوسرے دن ہیپاٹائٹس کے کوئی چار چار، پانچ پانچ مریض آئے ہوتے ہیں کہ ہمیں انجکشن لے کر دیں۔

رانا منّور حسین المعروف رانا منّور غوث خان: جناب سپیکر! یہ علاج اتنا مہنگا ہے کہ عام لوگ اُس کو afford نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہر حال گوندل صاحب نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! نہیں۔ میں نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرارد کو amend کر دیتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع خصوصاً ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کے علاج اور روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں نیز ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے جائیں اور ان سنٹرز میں مریضوں کو ہیپاٹائٹس کے انجکشن اور ادویات بلا قیمت مہیا کئے جانے کے انتظامات کئے جائیں۔"
>
> (قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب ہم مفاد عامہ سے متعلق موجودہ قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔۔۔ محترمہ کی طرف سے request آئی ہے تو اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔ دوسری قرارداد جناب محمد سبطین خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ چونکہ پنجاب میں 30 فیصد عوام غیر معیاری پانی پینے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں لہٰذا پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ چونکہ پنجاب میں 30 فیصد عوام غیر معیاری پانی پینے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں لہٰذا پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔"

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ ایک ترمیم چاہتا ہوں کہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے کروڑوں روپیہ لے کر واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئی تھیں تو کہیں پر کوئی بھی واٹر سپلائی سکیم کامیاب نہیں ہوئی تو جس محکمہ نے اس کو deal کیا تھا اُس محکمہ سے جواب لیا جائے۔ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ میرے حلقہ میں بھی پبلک ہیلتھ والوں نے یہ سکیمیں چلائی تھیں جو سب بند پڑی ہیں۔ باقی معزز ممبران سے بھی پوچھ لیں اور یہی وجہ ہے کہ ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ میرے حلقہ میں ایک جگہ پر کروڑوں روپیہ کی واٹر سپلائی سکیم بنی انہوں نے اپنا بل لے لیا اور نلکوں میں چھپڑوں کا پانی آنا شروع ہو گیا اُس کے بعد وہ سکیم بند پڑی ہوئی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں صرف یہ ترمیم کر دی جائے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ مہربانی کر کے اس پر ایک تحریک التوائے کار دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا تو اب بالکل کوئی مقصد نہیں رہا۔ آپ اس میں صرف یہ ترمیم کر دیں کہ پچھلے پانچ سات سال میں پنجاب میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئیں وہ تمام failure ہوئیں جس محکمے نے وہ واٹر سپلائی سکیمیں بنائیں اُن کو بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ ٹھیک بات کر رہے ہیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں۔آپ اس پر کوئی تحریک التوائے کار یا نئی قرارداد دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!میں اس میں ترمیم کی بھی تھوڑی سی تجویز کروں گا اور ساتھ ہی حکومت پنجاب کے اقدامات سے بھی آگاہ کروں گا کہ یہ بات درست ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں پینے کے پانی کی اکثر جگہ پر بہت قلت ہے اور پینے کا پانی درست بھی نہیں ہے لیکن حکومت پنجاب الحمدللہ تمام اضلاع میں صاف پانی سکیم کے تحت اور اُس کے علاوہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تحت اپنے منصوبہ جات کی تکمیل کر رہی ہے اور عوام کو صاف پانی باہم پہنچانے کے اقدامات کر رہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرے حلقہ چھانگا مانگا سٹی کے لوگ گندا پانی پی پی کر مر گئے ہیں۔انہوں نے وہاں پر ابھی جو filtration plant لگایا ہے وہاں ایک گلاس پانی بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اُن کی پہلی بات بھی سُنیں ناں کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!گوندل صاحب ہمارے بھائی ہیں لیکن اگر تاریخ میں کبھی تحاریک التوائے کار کا نام آیا کہ تحاریک التوائے کار کا killer کون تھا تو وہ گوندل صاحب ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!یہ بات نہیں ہے۔شیخ صاحب کا حلقہ اس لحاظ سے پانی سے متاثرہ ہے ہی نہیں۔ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ پنجاب میں پینے کے پانی کی تکلیفیں کہاں کہاں ہیں۔ان کے حلقہ کا زیرزمین پانی بالکل ٹھیک اور درست ہے۔پنجاب میں ایسے علاقے بھی ہیں جہاں زیرزمین پانی کڑوا ہے تو ان کو اُن علاقوں کے لوگوں کی تکالیف کا علم ہی نہیں ہے۔ہمیں پتا ہے کہ کہاں کہاں تکلیف ہے اور اُس کے لئے پنجاب حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ اس کو ایک test case بنالیں اگر میرے حلقہ کا پینے کا پانی ٹھیک ہے تو میں resign کروں گا، نہیں تو یہ resign کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ کے علاقہ میں پانی مل تو جاتا ہے۔آپ راجن پور کے علاقہ میں جائیں ناں تو آپ کو وہاں پر پتا لگے گا۔جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس قرارداد میں ترمیم کی میری تجویز یہ ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے "کہ چونکہ پنجاب میں 30 فیصد عوام غیر معیاری پانی پینے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔" یہ جو "30 فیصد عوام غیر معیاری پانی پینے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں" اسے حذف کر دیا جائے۔ قرارداد یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے مزید ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 6۔نومبر 2013 میں وزیراعلیٰ پنجاب کی statement ہے کہ Punjab Government will provide portable water to every house in next 5 years. اور انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ جتنی بھی پرانی پائپ لائنیں ہیں انہیں بہت تیزی کے ساتھ نئی پائپ لائنوں میں تبدیل کیا جائے گا۔ Drainage and Sewerage اور drinking water علیحدہ کیا جائے گا لیکن مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ یہ 6۔نومبر 2013 کی statement ہے اور آج 23۔فروری 2016 ہے۔ اس پر آج تک وہ عمل نہیں ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں۔ آپ کی قرارداد کے بعد پھر کام speed up ہو جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انشاء اللہ۔ اس میں یہ ہے کہ rapid deadlines اگر ہم میٹرو اور اورنج لائن ٹرین کے لئے دے سکتے ہیں تو جو ایک basic health facility کے لئے کیوں نہیں دے سکتے؟ Pakistan Council of Research in Water Resources (PCRWR) کا کہنا ہے کہ 79 فیصد ہماری آبادی کو صاف پینے کا پانی نہیں مل رہا۔ Whereas یہ 30 فیصد کہہ رہے ہیں۔ میں گوندل صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں، یہ میرے بھائی ہیں لیکن اللہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں ان کی اس ترمیم کے بعد میرے خیال میں سب کی نمائندگی ہو جائے گی۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Daily Times کی بھی رپورٹ ہے کہ 82 فیصد آبادی صاف پینے کے پانی سے محروم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی favour کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ 30 فیصد ہٹا دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے پوری توقع تھی کہ گوندل صاحب میری طرح شریف انسان ہیں وہ میری favour ہی کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے مزید ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔"

(ترمیم شدہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: تیسری قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ چوتھی قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 9۔فروری کو میری ایک قرارداد مشرقی پاکستان کے ان شہداء کے لئے تھی کہ ان کو نشان پاکستان دیا جائے جن کو پھانسی دی گئی۔ اس دن لاء منسٹر صاحب نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا تھا۔ اب اگر وہ قرارداد oppose نہیں ہوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ مجھے سیکرٹری اسمبلی نے بتایا ہے کہ انہوں نے Foreign office کو letter لکھا ہوا ہے۔ اس پر جو بھی direction آئے گی تو اسے دیکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود فیصلہ کر لیں۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا۔ اگر تو Foreign office کو واقعی یہ احساس ہوتا تو وہ خود کرتے ہمیں letter لکھنے کی ضرورت کیا تھی۔ ہم نے تو ایک قرارداد پاس کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بات یہ ہے کہ next Private Members Day پر لاء منسٹر صاحب ہوں گے۔ اس قرارداد کو ایجنڈے پر لے آئیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرارداد کو next Private Members Day پر لے آئیں۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

حج و عمرہ کو حکومتی ذمہ داری قرار دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کے مطابق حج و عمرہ کو صرف اور صرف حکومتی ذمہ داری قرار دیا جائے اور پرائیویٹ حج و عمرہ ٹور آپریٹرز جواب (Luxury) حج کا 15 لاکھ روپے تک وصول کر رہے ہیں کو اس اہم مذہبی ذمہ داری کو منافع بخش کاروباری حیثیت میں چلانے سے روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کے مطابق حج و عمرہ کو صرف اور صرف حکومتی ذمہ داری قرار دیا جائے اور پرائیویٹ حج و عمرہ ٹور آپریٹرز جواب (Luxury) حج کا 15 لاکھ روپے تک وصول کر رہے ہیں کو اس اہم مذہبی ذمہ داری کو منافع بخش کاروباری حیثیت میں چلانے سے روکا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ oppose تو نہیں کی جاتی لیکن اس میں ایک ترمیم کی request کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ اس میں یہ تجویز ہے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت کو سفارش کرتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے بھائی گوندل صاحب کو یہ بتائیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ٹورازم ڈیپارٹمنٹ ختم ہو گیا ہے۔ ہم resource سارا دن میٹنگز کرتے ہیں۔ اگر پنجاب گورنمنٹ صرف عمرہ کے معاملات سنبھال لے تو کتنی آمدن ہو سکتی ہے۔ اس میں اب اٹھارہویں ترمیم کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی role ہی نہیں رہا۔ آپ آج ہی دیکھ لیں کہ عمرہ کا ویزہ کس بھاؤ بک رہا ہے۔ ہم strange قوم ہیں۔ ہم عمرہ اور حج کے لئے تو بڑا زور دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ وفاقی وزارت حج وعمرہ کے تحت ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ luxury حج بند کیا جائے۔وہ حج اور عمرہ کیا جائے جس کو اللہ کی خوشی کے لئے کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:شیخ صاحب!انہوں نے ایک بات کی ہے کہ حج وعمرہ وفاقی حکومت چلا رہی ہے۔اس کے مطابق آپ کی قرارداد لے لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔جیسے آپ مناسب سمجھیں کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کے مطابق حج و عمرہ کو صرف اور صرف حکومتی ذمہ داری قرار دیا جائے اور پرائیویٹ حج وعمرہ ٹور آپریٹرز جواب(Luxury) حج کا15لاکھ روپے تک وصول کر رہے ہیں کو اس اہم مذہبی ذمہ داری کو منافع بخش کاروباری حیثیت میں چلانے سے روکا جائے۔

(ترمیم شدہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے۔جی، محترمہ!اپنی قرارداد پیش کریں۔

ٹی وی چینلز پر جرائم ومقدمات کی تمثیل کاری پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ تمام ٹی وی چینلز پر جرائم اور مقدمات کی dramatization پر پابندی لگائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ تمام ٹی وی چینلز پر جرائم اور مقدمات کی dramatization پر پابندی لگائی جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ تمام ٹی وی چینلز پر جرائم اور مقدمات کی dramatization پر پابندی لگائی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب! مختصر بات کیجئے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بادشاہی مسجد چنیوٹ کا سوال کیا تھا کہ 1972 کے بعد کافی دیر سے اس کی مرمت نہیں ہوئی۔ میرے سوال پر توجہ کی گئی اور 44لاکھ روپیہ مختص کیا گیا پھر اور 22لاکھ روپیہ مختص کیا گیا۔اب 66لاکھ روپے سے اس مسجد کی مرمت ہو گئی ہے اور حالت کافی اچھی ہو گئی ہے۔ میں اس پر محکمہ اوقاف اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! خیر مبارک۔ میں ساتھ ہی گزارش کرتا ہوں چونکہ اس مسجد کی مرمت مکمل ہو گئی ہے تو وزیر اوقاف کو ہدایت کی جائے کہ وہ میرے ساتھ کوئی وقت مقرر کریں تاکہ اس مسجد کا افتتاح ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان سے بات کر کے انہیں invite کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

میڈیکل کالج ساہیوال کی نامکمل فیکلٹی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں ایک نہایت اہم مسئلہ جو ضلع ساہیوال سے متعلقہ ہے کہ عرصہ دراز سے میڈیکل کالج ساہیوال کے students آئے روز احتجاج کر رہے ہیں کیونکہ PMDC نے کالج میں faculty پوری نہ ہونے کی وجہ سے اعتراضات لگائے ہوئے ہیں۔اس وقت students کا

future خطرے میں ہے۔یہاں ملک ندیم کامران صاحب موجود ہیں۔یہ بھی اس مسئلہ سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ بہت عرصہ سے یہ مسئلہ چل رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے درخواست کروں گی کہ وہ faculty کو فوری طور پر پورا کریں۔اس میں ایک بہت اچھی بات بھی ساہیوال میڈیکل کالج کے حوالے سے ہے کہ پنجاب کے تمام میڈیکل کالجوں میں یہ top پر آیا ہے۔یہاں کے سب سے اچھے نتائج آئے ہیں اور اس کا رزلٹ 98 فیصد ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب میں یہ قابل تحسین بات ہے،اس کے باوجود کہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! چلیں کوئی نہ کوئی credit تو آپ دیتی ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! credit تو ہے کہ وہاں کے students لائق ہیں لیکن گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات ابھی کی ہے تو یہ کچھ حد تک تو ٹھیک ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ وہاں پر problems ہیں۔انہوں نے ایک point اٹھایا ہے تو اسی حوالے سے یہ خبر بھی یہاں سے انشاء اللہ جائے گی کہ ساہیوال میڈیکل کالج کا پہلا رزلٹ تھا جو تین دن پہلے آیا ہے، پورے پنجاب کے 29 میڈیکل کالج ہیں جن میں 40 سال، 30 سال والے کالج، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور دوسرے کالج بھی ہیں۔ان تمام 29 کالجوں میں سے جن میں پرائیویٹ میڈیکل کالج اور آرمی میڈیکل کالج بھی ہیں تو مجھے ایوان کو یہ بات بتاتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ تمام تر مشکلات کے باوجود پورے پنجاب میں ساہیوال میڈیکل کالج کا رزلٹ نمبر 1 پر آیا ہے۔اس کا رزلٹ 98 فیصد ہے۔اس سے بڑی achievement اس کالج کی اور نہیں ہو سکتی اور یہ credit میاں شہباز شریف صاحب کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! دوسرے معاملہ کو بھی دیکھنا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ایک remote area میں میڈیکل کالج بنوایا گیا۔ اس کی بلڈنگ اگر دیکھیں تو شاید ہی پورے پنجاب میں ایسی خوبصورت بلڈنگ ہو۔ یقیناً انہوں نے جو نشاندہی کی ہے تو میں نے پہلے کہا ہے کہ faculty کی problems آ رہی ہیں لیکن ہم نے 90 فیصد ان problems کو حل کر لیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ PMDC میں registration کے لئے 220

score required ہوتا ہے۔.205 We have reached to اب اس کے صرف پندرہ پوائنٹس رہ گئے ہیں جو انشاءاللہ اسی ماہ ہم اس کو پورا کرلیں گے وزیراعلیٰ نے یہ آرڈر جاری کر دیا ہے۔ انشاءاللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ڈیرہ غازی خان میں بھی یہی مسئلہ چل رہا ہے اس کو بھی دیکھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کو بھی دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 24۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

بدھ،24۔فروری2016

(یوم الاربعاء،15۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 19

1869

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ24۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری اور زراعت)

(محکمہ جات صنعت اور تجارت وسرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر37 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات وماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب2015
(مسودہ قانون نمبر7 بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

1870

3۔ مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015
(مسودہ قانون نمبر31 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015 کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود وبیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015 منظور کیا جائے۔

1871

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ،24۔فروری2016

(یوم الاربعاء،15۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ ٱلَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٢ نِّصۡفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصۡ مِنۡهُ قَلِيلًا ۝٣ أَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ ٱلۡقُرۡءَانَ تَرۡتِيلًا ۝٤ إِنَّا سَنُلۡقِى عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيلًا ۝٥ إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيۡلِ هِىَ أَشَدُّ وَطۡـًٔا وَأَقۡوَمُ قِيلًا ۝٦

سورۃ المُزمّل 1تا6

اے (محمد) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو (1) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی رات (2) (قیام) آدھی رات (3) یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (4) ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (5) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے (6)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

نسیما! جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
صبا طیبہ سے جب تیرا گزر ہو
بیان یہ حال شاہ دین پر ہو
توئی سلطان عالم یا محمد
زروئے لطف سوئے من نظر کن
تمھیں شاہ جہاں ہو میرے آقا
میری جانب کرم کی اک نظر ہو
ببریں جانِ مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیر البشر کن
بڑی چاہت ہے کہ یہ میری ہستی
فدائے روضہ خیر البشر ہو

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت وتجارت وسرمایہ کاری اور زراعت سے متعلق سوالات دریافت کئے جائیں گے۔وزیر زراعت کی طرف سے request آئی ہے کہ مجھے پاکستان اتحاد کی جانب سے منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کے لئے اسلام آباد جانا پڑ رہا ہے اس لئے اس محکمہ کے سوالات کو pending کر دیا جائے۔محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات کو pending کیا جاتا ہے، باقی سوالات کے جوابات وزیر صنعت چودھری محمد شفیق دیں گے۔پہلا سوال نمبر 5576 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں، وقفہ سوالات کے دوران تک ان کے سوال کو pending رکھتے ہیں اور یہ سوال محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری کے بارے میں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: سارے سوالات ہی ختم ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: سوالات ختم نہیں ہوئے۔اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 6050 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: انڈسٹریل اسٹیٹس سے متعلقہ تفصیلات

***6050: چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انڈسٹریل اسٹیٹس کے باوجود گوجرانوالہ میں بہت سی انڈسٹری اور کارخانے شہری آبادی میں موجود ہیں اور وہ آبی آلودگی، فضائی آلودگی اور صوتی آلودگی پیدا کر رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہریوں کے وسیع تر مفاد میں مذکورہ انڈسٹریز، کارخانے، انڈسٹریل اسٹیٹس میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں شہر کی حدود میں حالیہ سروے کے مطابق 1475 انڈسٹریل یونٹس ہیں۔ جہاں تک آلودگی پیدا کرنے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ محکمہ تحفظ ماحول کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے شہر میں لگائے گئے کارخانوں کو باہر منتقل کرنے کے لئے کچھ اضلاع میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے کے لئے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، ایم ڈی پیسک اور چیف ایگزیکٹو آفیسر پیڈمک کو چٹھی لکھی جس میں گوجرانوالہ ضلع کی تحصیل وزیرآباد میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ تجویز کی گئی ہے۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مستقبل میں ان کارخانوں کو وہاں منتقل کر دیا جائے گا۔ مزید برآں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایک سکیم بعنوان

Development of Infrastructure in Industrial Estate of Small Industrial Estate-I Gujranwala, Small Industrial Estate-II Gujranwala, Small Industrial Estate-I Sialkot-I and Small Industrial Estate Bahawalpur

جس کی تخمینہ لاگت 203 ملین روپے مورخہ 2015-03-30 کو منظور کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ گوجرانوالہ میں انڈسٹریل اسٹیٹس ہونے کے باوجود بہت سی انڈسٹریز، کارخانے شہری آبادی میں موجود ہیں اور وہ آبی آلودگی، فضائی آلودگی، صوتی آلودگی پیدا کر رہے ہیں؟ جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ معاملہ محکمہ تحفظ ماحول کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی تو بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ صنعتکاروں کو facilitate کرے ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے۔ یہ انڈسٹری چونکہ شہر کے اندر واقع

ہے لہٰذا محکمہ تحفظ ماحول ان کو آئے روز تنگ کرتا رہتا ہے، کبھی ان کو seal کرتا ہے تو کبھی deseal کر دیتا ہے۔اس طرح صنعتکاروں کے لئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): شکریہ۔جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ گوجرانوالہ کی انڈسٹریل اسٹیٹ میں جو انڈسٹری لگی ہوئی ہے وہ تقریباً1475 کے قریب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!گوجرانوالہ میں جو انڈسٹری لگی ہوئی ہے وہ تقریباً1475 کے قریب ہے۔اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کو وہاں پر کافی مشکلات کا سامنا ہے لیکن جیسا کہ میرے colleague نے پوچھا ہے کہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے؟میں اپنے دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر جو انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر I، انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر II میں جہاں مزید انڈسٹری کی گنجائش نہیں تھی، اس کے علاوہ وہ انڈسٹریز جن کو ماحولیاتی مسائل ہیں ان کو باہر نکالنے کے لئے ہم نے انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر III کی کنسٹرکشن شروع کر دی ہے اس کے لئے رقبہ بھی acquire کر لیا گیا ہے اور تقریباً دو سو ایکڑ رقبہ جس کی infrastructure کی final bidding ہم نے کر دی ہے۔ میں ان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اگلے چھ ماہ کے اندر یا ایک سال کے اندر نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنا کر، وہ انڈسٹریز جو شہر کے لئے نقصان دہ ہے اس کو باہر شفٹ کر دیں گے۔اسی طرح کچھ انڈسٹریز ایسی ہیں جن کا سیوریج کا مسئلہ ہے، ان کے infrastructure کا بھی مسئلہ ہے، اس کے لئے بھی ہم نے پیسے منظور کر لئے ہیں وہ بھی ہم نے bidding کے لئے بھیج دیا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ مارچ تک اس کا کام بھی شروع ہو جائے گا تاکہ وہاں پر جو بھی مسائل ہیں ان کو دور کیا جا سکے۔اسی طرح سے جہاں کہیں بھی اس قسم کے مسائل تھے اس کے لئے ہم نے تقریباً203 ملین روپے کی رقم منظور کی ہے جو کہ اس وقت آخری مراحل میں ہے۔ میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان مسائل کو دور کر سکیں۔اس کے باوجود بھی کچھ مسائل ایسے ہیں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان کا تعلق محکمہ تحفظ ماحول سے ہے۔ جیسے کہیں ٹریٹمنٹ پلانٹ لگنا ہے یا اس قسم کے دوسرے مسائل ہیں، تو وہ محکمہ تحفظ ماحول سے پوچھیں کہ آپ اس سلسلے میں کیا کوشش کر رہے ہیں؟ شکریہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب)میں محکمہ کی طرف سے یہ بیان کیا گیاہے کہ گوجرانوالہ ضلع کی تحصیل وزیرآباد میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ تجویز کی گئی ہے،اس سکیم کے بھی تھوڑے سے خدوخال بیان فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میں نے پہلے چونکہ گوجرانوالہ کی بات کی تھی، وزیرآباد میں ہم تقریباً60ایکڑ پر مشتمل نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنارہے ہیں۔ ہم نے رقبہ بھیacquireکر لیا ہے، ہم نے وہاں چیمبر کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے، وہ بھیfinal biddingمیں چلی گئی ہے۔انشاءاللہ 15۔مارچ تکtender awardہو جائے گااور ہم اس پر کام شروع کر دیں گے لہٰذاوزیرآباد، گوجرانوالہ میں بھی یہ کام جلد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ سیالکوٹ، بہاولپور میں بھی نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنارہے ہیں یعنی جہاں کہیں بھی ہماریcommunity businessکواس کی ضرورت ہے یاجہاں کہیں ہمproblem محسوس کرتے ہیں وہاں پر ہم نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنارہے ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!جز(ب)کے آخر میں یہ فرمایا گیاہے کہ مزید برآں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ کومزید بہتر بنانے کے لئے ایک سکیم بعنوان:

> Development of Infrastructure in Industrial Estate of Small Industrial Estate-I Gujranwala, Small Industrial Estate-II Gujranwala, Small Industrial Estate-I Sialkot-I and Small Industrial Estate Bahawalpur

جس کا تخمینہ لاگت 203ملین روپے مورخہ 2015-03-30کو منظور ہوا تھا۔اس سکیم کو منظور ہوئے تقریباًایک سال کا عرصہ گزر گیاہے،اس سال کے اندر اندر جس انڈسٹریل اسٹیٹ کا ذکر کیا گیاہے اس میں کہاں تک یہ رقم خرچ کر دی گئی ہے، کتنی رقم بقایا رہ گئی ہے اور یہ رقم کس کس منصوبے کی مد میں خرچ کی گئی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ ہم نے رقم خرچ کر دی ہے جیساکہ جواب میں بھی لکھاہے کہ ہم نے اسے مارچ میں منظور کرایاہے اور پیسےreleaseہو گئے ہیں کیونکہ جبPC-Iبنتاہے تواسے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے پاس کرانا پڑتا

ہے اس کے بعد پیسےreleaseہوتے ہیں ۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ یہ تمامin process biddingہے چونکہPPRA Rulesکو بھیcover upکرنا پڑتا ہے لہٰذا ہم نےPPRA Rules کوcover upکرتے ہوئےbiddingکے لئے اشتہار دے دیا ہے اور مارچ کےendتک کام شروع ہو جائے گا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے پیسے لے لئے ہیں اور ان کو استعمال کر لیا ہے اور اتنے پیسے ہمارے پاس بقایا ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دونوں چودھری صاحبان کی طرف سے مل کر ایک سوال آیا ہے اس کا بھی جواب دینا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!اس منصوبے کی منظوری کو ایک سال ہو گیا ہے لیکن منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک کوئی بھی پیسا خرچ نہیں کیا گیا۔اگر ایک سال تک اس پر کام کا آغاز نہ کیا گیا تو اس چیز کی کیا گارنٹی ہے کہ آنے والے دنوں میں اس پر کام شروع ہو جائے گا اور انہوں نے جو زمین acquireکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں گارنٹی کے حوالے سے جو وہ کہہ رہے ہیں آپ کو ان کی زبان پر اعتماد کرنا چاہئے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو زمین acquire کی ہے کیا ان کے مالکان کو ادائیگی کر دی گئی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ ہم جو انڈسٹری اسٹیٹ بنا رہے ہیں، گوجرانوالہ اسٹیٹ I&II اور سیالکوٹ کا جو infrastructure بنا رہے ہیں اس کے لئے ہم حکومت پنجاب سے پیسے لے رہے ہیں اور ہم نے یہ سکیمیں ADP میں دی تھیں اس لئے ان کے adopt procedures کرتے ہوئے رقم release کرا لی ہے لیکن وزیر آباد اور گوجرانوالہ میں جو تین اسٹیٹ بنا رہے ہیں میں اپنے دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہ چیمبر کے ساتھ مسلسل میٹنگز کرنے کے بعد self-base پر بنا رہا ہوں اور حکومت پنجاب سے کوئی رقم نہیں لے رہا بلکہ یہ تمام کی تمام بزنس کمیونٹی چیمبرز کے ساتھ مل کر بنا رہے ہیں۔ میں نے رقبہ بھی acquire کر لیا ہے اور biddingکے لئے بھی بھیج دیا ہے ہم اس کام پر اسی لئے مسلسل محنت کر رہے ہیں کہ اگر ہماری بزنس کمیونٹی کو کوئی تکلیف ہے یا ان کے پاس انڈسٹری لگانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے تو ہم ان کے ساتھ مل

کر ان کو ساتھ لے کر چلیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ سارا کریڈٹ ہم لیں بلکہ ہم ان تمام چیمبرز کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں اور ان کے مشورے سے، ان کے ہی علیحدہ بورڈز بنائے ہوئے ہیں تاکہ وہ سارے بیٹھ کر خود کام کریں اور اس کی نگرانی بھی کریں اور میں اپنے دوست سے یہ بھی کہوں گا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوں، یہ ان کا علاقہ ہے اور ہم اس کی ترقی کے لئے جو کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔

جناب سپیکر: وہ شامل ہیں اور آپ کے ساتھ ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو نہیں ملا۔ میں نے پوچھا تھا کہ جو رقبہ acquire کیا گیا ہے کیا اس کی ادائیگی کر دی گئی ہے یا نہیں اور میں نے یہ تو نہیں پوچھا کہ یہ چیمبر والوں کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں یا نہیں۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ جو رقبہ acquire کیا گیا ہے کیا اس کی ادائیگی مالکان کو کر دی گئی ہے یا نہیں اور اگر نہیں کی گئی تو وجوہات بیان کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر کو کسی قسم کی کوئی شکایت ملی ہے تو ہم اس کا ازالہ کریں گے، ہم بالکل ان کی payments کر رہے ہیں وہاں payment چلی بھی گئی ہے اور جن دوستوں نے agreement کر لئے ہیں ان کو payment مل بھی گئی ہے۔ وہاں رقبے یا رقم کے معاملے میں کسی قسم کا کوئی confusion نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج محکمہ زراعت کے سات سوال ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کے بارے میں پہلے گزارش کر چکا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ان ساتوں سوالوں کے جوابات نہیں ہیں، یہ محکمے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: 22 تاریخ کو ان کی درخواست آ گئی تھی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ چیک کر لیں ساتوں سوالوں کے جواب نہیں آئے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، سوال withdraw بھی کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے وہ pending کر دیئے ہیں۔ آپ کی مہربانی بہت شکریہ۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6065 ہے، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصّور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم انڈسٹریز میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس سے متعلقہ تفصیل

*6065: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے صنعتی یونٹس ہیں؟

(ب) مذکورہ صنعتی یونٹس سے نکلنے والا کیمیکل شدہ گندا اور زہریلا پانی کہاں ڈالا جاتا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ صنعتی یونٹس میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کئے گئے ہیں اگر نہیں تو ان کے مالکان اور انتظامیہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(د) کیا چناب سپننگ ملز ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ شوگر ملز اور چودھری شوگر ملز میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کئے گئے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مختلف اقسام کے چھوٹے بڑے تقریباً 178 صنعتی یونٹس ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تمام صنعتی یونٹس سے گندے اور زہریلے پانی کا اخراج نہیں ہوتا۔ تاہم جن چند یونٹس سے گندے اور زہریلے پانی کا اخراج ہوتا ہے وہ یا تو سیوریج میں ڈالا جاتا ہے یا سوکڑ سیم نالہ میں۔

(ج) کسی بھی صنعتی یونٹ میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہ ہے۔ ان کے خلاف کارروائی محکمہ انوائرمینٹل پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(د) چناب سپننگ ملز ٹوبہ ٹیک سنگھ، چودھری شوگر ملز گوجرہ اور کمالیہ شوگر ملز میں سے کسی بھی صنعتی یونٹ میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ کوئی بھی انڈسٹری یا صنعت لگانے سے پہلے ایک این او سی یا لائسنس جاری کرتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لائسنس جاری کرنے کے لئے کیا measures ہوتے ہیں کیا pre-requisites ہوتے ہیں، کیا شرائط ہوتی ہیں جن کی بنیاد پر وہ لائسنس جاری کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: کون سی انڈسٹری کے لئے؟

جناب امجد علی جاوید: یہ بتادیں کہ generalized ہیں یا الگ الگ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! پہلے تو میں اپنے دوستوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ کون سا ایسا سوال ہے جس کا ہم نے جواب نہیں دیا؟

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ آپ سے متعلقہ نہیں ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میرے دوست نے جو کہا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی ہے کہ انڈسٹری لگانے کے لئے کسی بھی این او سی کی ضرورت نہیں ہے، کسی بھی منظوری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر شخص آزاد ہے وہ independently اپنی انڈسٹری لگا سکتا ہے سوائے چند مخصوص انڈسٹریز کے جس میں کیمیکلز انڈسٹری، شوگر مل، فرٹیلائزر اور دوسری چار پانچ انڈسٹریز ہیں ان کے علاوہ تمام انڈسٹریز ہر شخص اپنی آزادی کے ساتھ لگا سکتا ہے۔ اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایک طرف منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ کسی بھی انڈسٹری پر کوئی قدغن نہیں ہے یا تو کسی ایک پر ہے یا پھر چند ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتادی ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! نہیں۔ یہ ٹیکنیکل بات ہے دیکھا جائے گا کہ ان صنعتوں کے علاوہ باقی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر ہم کسی کا لفظ استعمال کریں گے تو پھر یہ contradiction ہو گی۔ جواب کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ مذکورہ تمام صنعتی یونٹس سے گندے اور زہریلے پانی کا اخراج نہیں ہوتا۔ تاہم جن چند یونٹس سے گندے اور زہریلے پانی کا اخراج ہوتا ہے وہ یا تو سیوریج میں ڈالا جاتا ہے یا

سوکڑ سیم نالہ میں ڈالا جاتا ہے ۔ منسٹر صاحب وہ چند یونٹس بتادیں تاکہ میں بتا سکوں کہ ان کا جواب درست ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جواب میں بھی بتایا گیا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انڈسٹری کے 178 یونٹس لگے ہوئے ہیں ان میں جیننگ فیکٹریاں ہیں اور بھی بہت ساری ہیں لیکن معزز ممبر جو تفصیلات مجھ سے لینا چاہتے ہیں میں انہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون کون سے یونٹس ہیں جن سے environment کے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اتحاد شوز فیکٹری، ایک اور شوز فیکٹری ہے یہ تقریباً سات فیکٹریاں ہیں جو environment problems پیدا کرتی ہیں جن میں لیدر کی ہیں، footwear's کی ہیں اور کیمیکل یا دوسری چیزیں جن کی وجہ سے environment کا مسئلہ بنتا ہے۔ یہ وہاں سات آٹھ یونٹس ہیں اس کے علاوہ وہاں دو main units ہیں جن میں چودھری شوگر ملز اور کمالیہ شوگر ملز لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہاں کوئی اس قسم کا معاملہ ہوتا ہے ان کا dry wastage ہوتا ہے لیکن اگر environment کا کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو وہ محکمہ تحفظ موحول کا مسئلہ ہے وہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ وہ انڈسٹری ہے جو آج سے پندرہ پندرہ، بیس بیس سال پہلے کی لگی ہوئی ہے اس وقت کیا rules تھے کیا regulations تھیں لیکن اب جو بھی اس قسم کی نئی انڈسٹری لگ رہی ہے ان کو محکمہ تحفظ ماحول سے این او سی لینا پڑتا ہے چاہے وہ شوگر مل ہو، فلور مل ہو، چاہے وہ لیدر کی فیکٹری ہو لہٰذا ان چیزوں سے انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق واسطہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سات انڈسٹریز یا فیکٹریاں ہیں جو environment کے مسائل پیدا کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے سات یا آٹھ کا کہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے ان کے نام پوچھے ہیں لیکن مجھے وہ تو نہیں بتائے گئے۔ وزیر صاحب ان کے نام بتادیں تاکہ میں بتا سکوں کہ یہ جواب اس کے مطابق ہے یا نہیں۔ وہ بتائیں گے تو میں اگلی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ جو سات آٹھ کا فرمارہے ہیں ان کے نام بتادیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ سوال نہیں پوچھا کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کون کون سی فیکٹریاں ہیں بلکہ انہوں نے سوال کیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان سے نکلنے والے کیمیکل شُدہ گندے اور زہریلے پانی کو نکالنے کے لئے کیا انتظامات ہیں اور اسی طرح معزز ممبر نے اپنے ضمنی سوال میں پوچھا ہے کہ وہ کون کون سی فیکٹریاں ہیں جو کہ pollution پیدا کرتی ہیں؟ میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ ایسی سات فیکٹریاں ہیں جن میں shoes, leather اور دوسری فیکٹریاں شامل ہیں۔اگر آپ کو ان کی فہرست درکار ہے تو میں یہ فراہم کر دیتا ہوں کیونکہ میرے پاس اس وقت 178 فیکٹریوں کی فہرست موجود ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب irritate ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ irritate نہیں ہو رہے بلکہ بہت آرام سے بات کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر یہ شوز فیکٹریوں کی بات کریں گے تو وہ پندرہ بیس کے قریب ہیں۔اسی طرح دس پندرہ رائس ملز ہیں جبکہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایسی سات فیکٹریاں ہیں۔جب رائس مل چلتی ہے، چاول چھڑتی ہے تو اس سے بھی pollution پھیلتا ہے۔منسٹر صاحب مجھے کوئی specific جواب دیں۔ ہم نے ان جوابات سے ہی ضمنی سوال اُٹھانے ہوتے ہیں۔اگر محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب سے ہماری تشفّی ہو جائے تو پھر ضمنی سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی انفارمیشن لینا چاہتے ہیں؟ آپ نے جو سوال پوچھا تھا اس کا تفصیلی جواب دے دیا گیا ہے۔آپ نے اپنے سوال کے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ مذکورہ صنعتی یونٹس سے نکلنے والا کیمیکل شدہ گندا اور زہریلا پانی کہاں ڈالا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! معزز ممبر ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے ان کے ضمنی سوال کا جواب بھی دے دیا ہے کہ یہاں 178 فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔اس کے بعد انہوں نے ان فیکٹریوں کے نام پوچھے ہیں تو میں نے فیکٹریوں کے نام بھی بتادیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں!آپ نے 178 فیکٹریوں کی فہرست دی ہوئی ہے۔اب وہpollutionپیدا کرنے والی فیکٹریوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!رائس ملز، جوتوں کی فیکٹریاں اور پولٹری کی صنعت یہ سب pollutionپیدا کرتی ہیں۔منسٹر صاحب نےpollutionپیدا کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد سات بتائی ہے جبکہ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔منسٹر صاحب بتا دیں کہ کیاpollutionپیدا کرنے والی صرف سات فیکٹریاں ہیں یاان کی تعداد زیادہ ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!اگر معزز ممبر چاہیں تو میں ان سات فیکٹریوں کے نام بتا دیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جی،ان سات فیکٹریوں کے نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جواب کی تفصیل میں 178 فیکٹریوں کی فہرست دی گئی ہے۔آپ اس کو پڑھ لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!ان فیکٹریوں میں منٹھار شوز فیکٹری،اتحاد شوز فیکٹری،محمد اکرم شوز فیکٹری، سنی شوز فیکٹری،تاج دین شوز فیکٹری،اُسامہ انٹر پرائزز شوز فیکٹری، یاور سلیم شوز فیکٹری اور بٹ شوز فیکٹری شامل ہیں۔میں نے ان ساری فیکٹریوں کی فہرست پہلے ہی مہیا کر دی ہے۔اسی طرح فلور ملز، جیننگ ملز، ماربل انڈسٹریز، پولٹری انڈسٹریز، آئل ملزاور رائس ملز بھیpollutionپیدا کرتی ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے پہلے فرمایا کہ چند فیکٹریاں زہریلا مواد پیدا کر رہی ہیں۔میں نے پوچھا کہ وہ چند کون سی ہیں؟اس پر منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ سات فیکٹریاں ہیں جبکہ زہریلا مواد پیدا کرنے والی صرف سات فیکٹریاں نہیں بلکہ ایسی بہت سی فیکٹریاں ہیں۔ محکمہ کی طرف سے 178 فیکٹریوں کی فہرست بھی مہیا کی گئی ہے۔منسٹر صاحب نے سات فیکٹریوں کا کیسے کہا، کون سی بات ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے اور انہوں نے 178 فیکٹریوں کی فہرست بھی آپ کو مہیا کی ہے۔اس میں انہوں نے غلط کیا کہا ہے؟آپ کسی فیکٹری کے بارے میں کوئیspecificضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھ لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!میں نے تمام فیکٹریوں کی فہرست مہیا کر دی ہے اگر معزز ممبر specifically کسی pollution پیدا کرنے والی فیکٹری کے بارے میں کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو محکمہ تحفظ ماحول سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ محکمہ صنعت کا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ کے محکمہ کا pollution کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن آپ پھر بھی جواب دے رہے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!اگر معزز ممبر کو اس سوال کی تفصیل چاہئے تو میں ان کو فراہم کر دیتا ہوں۔یہ ساری تفصیل میرے پاس تحریری شکل میں موجود ہے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!یہ تفصیل تو آپ نے پہلے ہی فراہم کر دی ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اگر ان کے محکمہ کا یہ کام نہیں ہے،لائسنس یہ جاری نہیں کرتے، چیک یہ نہیں رکھتے تو پھر محکمہ صنعت کیا کرتا ہے وہ ہمیں بتا دیں تاکہ ہم اس کے مطابق سوال پوچھ لیا کریں،مجھے منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ محکمہ صنعت کیا کام کرتا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!محکمہ صنعت آرام سے یا خاموش نہیں بیٹھا ہوا بلکہ ہم صنعت کو develop کرتے ہیں اور ہم اپنی business community کو facilitate کرتے ہیں۔پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اور فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ یہ سب ادارے انڈسٹریل اسٹیٹ کو develop کرتے ہیں۔انڈسٹریل اسٹیٹ میں تمام infrastructure complete کیا جاتا ہے۔ محکمہ صنعت آرام سے نہیں بیٹھا ہوا بلکہ صنعت کی ترقی کے لئے بہت محنت سے کام کر رہا ہے۔اسی طرح سے TEVTA اور ہینڈی کرافٹ کے ادارے بھی محکمہ صنعت کے تحت ہیں۔ان سارے اداروں کو محکمہ صنعت چلا رہا ہے۔ محکمہ صنعت کے پاس کوئی انوسمنٹ نہیں کہ ہم کسی جگہ پر فیکٹری کھڑی کریں بلکہ ہمارا کام تو فیکٹری کے لئے جگہ مہیا کرنا،سڑکیں بنا کر دینا،سیوریج سسٹم بنانا،واٹر سپلائی کا کام مکمل کرنا اور بجلی یا گیس مہیا کرنا ہے۔جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ہم گوجرانوالہ اور

وزیر آباد میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں۔ یہ ہم اس business community کے لئے بنا رہے ہیں جو کہ اس ملک میں صنعتیں لگانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محکمہ صنعت پوری محنت کر رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ میرے محکمہ کا کام صنعتوں کو سہولیات فراہم کرنا، صنعتوں کے لئے سڑکیں بنا کر دینا، سیوریج سسٹم بنانا، بجلی مہیا کرنا اور صفائی وغیرہ کے انتظامات کرنا ہے۔ منسٹر صاحب مجھے بتا دیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 178 فیکٹریوں کی سہولیات کے لئے محکمہ صنعت نے آج تک کتنے پیسے خرچ کئے ہیں، کتنی سڑکیں بنا کر دی ہیں اور کتنا سیوریج سسٹم بنا کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے fresh question دیں تو پھر ان سے اس کا جواب لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں 178 فیکٹریوں کا ذکر کیا ہے تو میں اسی سے related ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہ کر ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں بالکل relevant ہوں۔ میں اسی سوال سے متعلقہ ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 178 فیکٹریوں کا ذکر کیا ہے تو میں پوچھ رہا ہوں کہ محکمہ نے ان 178 فیکٹریوں کو آج تک کیا سہولتیں فراہم کی ہیں، وہاں پر کتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں اور کیا یہ محکمہ صرف لاہور پر ہی خرچ کرتا رہے گا یا ہمارے چھوٹے شہروں کی باری بھی آئے گی؟

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے میری بات سُنیں۔ آپ نے جو سوال کیا تھا اس کا منسٹر صاحب نے مکمل جواب دے دیا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی صنعتوں کے لئے اگر کوئی سہولت میسر نہیں تو آپ اس بابت پوچھ سکتے ہیں کہ یہ سہولت وہاں کیوں میسر نہیں ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہاں تو سیوریج کی سہولت بھی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: آپ specific سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان 178 فیکٹریوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں جن کی فہرست جواب کی تفصیل میں دی گئی ہے کہ کیا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ان 178 فیکٹریوں کے لئے محکمہ

نے کوئی ایک single penny خرچ کی ہے، محکمہ نے وہاں پر کوئی ایک سہولت فراہم کی ہے تو منسٹر صاحب مجھے بتادیں، یہ تو اسی محکمہ کا کام ہے۔ کیا ہمارے ضلع کا کوئی حصہ نہیں ہے، کیا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی صنعتوں کے لئے انہوں نے کوئی سہولت فراہم کی ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، اب منسٹر صاحب کا جواب ذرا غور سے سُن لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنی ہوئی ہے، انڈسٹریل اسٹیٹ بننے کے بعد وہاں فیکٹریاں لگی ہیں اور ان کا کوئی کام ہونے والا ہے تو معزز ممبر اس کی نشاندہی کریں۔ اگر وہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ موجود ہے تو میں اس کا infrastructure بھی مکمل کراؤں گا اور وہاں پر سیوریج سسٹم بھی بنایا جائے گا۔ لوگوں نے اپنی ذاتی پراپرٹی خرید کر فیکٹریاں لگائی ہیں تو ان کے سیوریج کا پانی سیوریج پائپ یا نالوں میں جاتا ہے اگر وہاں پر کوئی organized انڈسٹریل اسٹیٹ بنی ہوئی ہے اور وہاں ان کو سیوریج سسٹم یا سڑکوں کی ضرورت ہے تو میں وہ مہیا کرنے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کوئی نشاندہی کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے۔ ہم پچھلے تین سالوں سے وہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ مانگ رہے ہیں۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ ہمارے ضلع کو انڈسٹریل اسٹیٹ نہیں دی گئی لہٰذا ہمیں فنڈز ملیں گے اور نہ ہی سہولتیں ملیں گی۔ منسٹر صاحب یہی فرما دیں کہ ہمارے ضلع کو کب تک انڈسٹریل اسٹیٹ ملے گی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے جو دوست وہاں پر industry لگانا چاہتے ہیں تو یہ مجھے لسٹ دے دیں کہ فلاں فلاں جگہ پر ہمیں Industrial Estate کی ضرورت ہے اور فلاں فلاں لوگ وہاں پر industry لگانا چاہتے ہیں تو میں آج انہیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں وہاں پر Industrial Estate بنادوں گا۔

جناب سپیکر: جی، Very good۔ اگلا سوال محترمہ شُنیلا رُوت کا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! سوال نمبر 7106 ہے، جواب پڑھا ہوا تصوّر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصوّر کیا جاتا ہے۔

غیر مسلم افراد کو ووکیشنل ٹریننگ سے متعلقہ مسائل

*7106: محترمہ شنیلا روت: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام پنجاب بھر میں کتنے ادارے ہیں اور کون کون سے اضلاع میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں امسال کتنے افراد زیر تربیت ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں نان مسلم افراد داخلے کے اہل نہیں؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا غیر مسلم پاکستانی شہریوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں؟

(ہ) غیر مسلم افراد کی پیشہ ورانہ تربیت اور ہنر سازی کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

(و) کیا حکومت PVTC کی پالیسی تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ غیر مسلم پاکستانی شہری ان اداروں سے مستفید ہو سکیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام پنجاب بھر میں 223 ووکیشنل ٹریننگ کے ادارے کام کر رہے ہیں یہ ادارے پنجاب کے تمام اضلاع میں واقع ہیں۔

(ب) رواں مالی سال میں ان اداروں میں 67485 طلباء فنی تربیتی کورسز میں زیر تربیت ہیں چونکہ یہ کورسز چھ ماہ پر محیط ہیں لہٰذا سال کے اختتام تک ان کی تعداد تقریباً دُگنی ہو جائے گی۔

(ج) جی نہیں! زکوٰۃ فنڈز سے چلنے والے کورسز میں صرف مستحقین زکوٰۃ طلباء و طالبات داخلے کے اہل ہیں جبکہ غیر مسلم طلباء و طالبات زکوٰۃ فنڈ سے پڑھائے جانے والے کورسز کے علاوہ دیگر فنڈ سے پڑھائے جانے والے تمام کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں۔اس وقت 904 غیر مسلم طلباء و طالبات ان ووکیشنل ٹریننگ کے اداروں میں زیر تربیت ہیں۔

(د) جی نہیں! یہ غلط ہے۔ جیسا کہ اوپر تفصیلاً عرض ہے کہ غیر مسلم طلباء و طالبات کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔ غیر مسلم طلباء و طالبات زکوٰۃ فنڈ سے پڑھائے جانے والے کورسز کے علاوہ دیگر فنڈ سے پڑھائے جانے والے تمام کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

(ہ) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل حکومت پنجاب کا وہ انقلابی ادارہ ہے جو نا صرف مسلم بلکہ غیر مسلم طلباء وطالبات بے روزگار نوجوانوں کی پیشہ ورانہ تربیت کر کے انہیں حصولِ روزگار کے قابل بناتا ہے۔

(و) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام چلنے والے ووکیشنل ٹریننگ کے اداروں میں مسلم وغیر مسلم طلباء وطالبات زیر تربیت ہیں اور مستفید ہو رہے ہیں لہٰذا کسی پالیسی کی تبدیلی کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جوابات سے مطمئن نہیں ہوں۔ جز(ج) میں میرا سوال ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں نان مسلم افراد داخلے کے اہل نہیں؟" تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ "جی نہیں۔" میں خود ان اداروں میں گئی ہوں خاص طور پر میں ٹاؤن شپ والے ادارہ میں گئی ہوں اور وہاں پر میں نے prospectus دیکھا ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ نان مسلم ان اداروں میں داخلہ نہیں لے سکتے۔ میں نے ایک دفعہ اس پر Point of Order بھی raise کیا تھا جس پر منسٹر صاحب نے اس بات کو درست فرمایا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس کے متعلق دیکھیں گے۔ انہوں نے چونکہ جز(ج) کا جواب درست نہیں دیا تو میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں محترمہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس محکمہ کا سوال ہو اُس سے متعلقہ منسٹری میں بھیجنا چاہئے۔ یہ ذیلی ادارہ وزارت زکوٰۃ وعشر سے تعلق رکھتا ہے تو ہم نے یہ سوال انہیں بھجوا دیا تھا اور انہوں نے اس کا جواب بھی اسمبلی میں submit کر دیا ہے لہٰذا محکمہ صنعت سے اس ادارہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! محترمہ نے بات کی ہے کہ میں نے ٹاؤن شپ میں جا کر check کیا ہے تو وہاں پر نان مسلم کے داخلے نہیں ہوتے۔ میرے خیال میں پاکستان میں ہر شہری کے حقوق برابر ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ بات نہیں کی۔ میں نے اُن کے حقوق کی بات کی ہے اور نہ اُن کے شہری حقوق کی بات کی ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ یہ سوال وزارت زکوٰۃ وعشر کا ہے۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب بھی یہاں پر آیا ہوا ہے اور وزیر موصوف یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ سوال ہم سے متعلقہ نہیں ہے تو ہم نے وزارت زکوٰۃ وعشر کو بھجوا دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے اور آپ کو یاد ہو گا میں نے پچھلے سال اس پر Point of Order بھی raise کیا تھا اور منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ یہ بالکل درست ہے۔ میں نے جز(و) میں سوال کیا ہے کہ "کیا حکومت PVTC کی پالیسی تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ غیر مسلم پاکستانی شہری ان اداروں سے مستفید ہو سکیں؟"تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ "جی نہیں۔"ان کا یہ غلط جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!ہم نے محترمہ کا احترام کرتے ہوئے ان کے سوال کا جواب دیا ہے اور متعلقہ محکمہ کو ان کا سوال بھجوا دیا ہے تاکہ وہ صحیح طریقہ سے ان کے سوال کا جواب دے سکے تو میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لا رہا ہوں کہ یہ ہمارا سوال نہیں ہے۔ متعلقہ محکمہ کی طرف سے محترمہ کے سوال کا جواب بھی اسمبلی میں آ چکا ہے تو جب اُس محکمہ کا Question Hour ہو گا تو انشاء اللہ اس سوال کا جواب محترمہ کو مل جائے گا۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! محکمہ نے یہاں پر میرے سوال کا جواب بھی دیا ہوا ہے اور ابھی وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ جی،اس کا جواب آئے گا یہ تو بڑی confusion والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب!آپ جز(و) کا جواب پڑھ دیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!جز(و) میں محترمہ نے سوال کیا ہے کہ "غیر مسلم افراد کی پیشہ ورانہ تربیت اور ہنر سازی کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟"میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مسلم یا غیر مسلم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو پاکستانی ہے اُس کے لئے تربیت دینے والے ہمارے تمام اداروں کے دروازے کھلے ہیں۔ ہر بچہ یا ہر عورت اُن اداروں میں داخلہ لے سکتا ہے، ٹریننگ کر سکتا ہے اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے کہ وہ کون سے مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!میں جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ نے جز(ج)میں دیکھ لیا ہوگا انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ 904 غیر مسلم طلباء وطالبات ان دووو کیشنل ٹریننگ اداروں میں زیر تربیت ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!Prospectus ایکdocument ہے یہdocument میرے پاس موجود ہے تو جب میں نےPoint of Order پر بات کی تھی تو میں نے وہ,Prospectus Minister for Minorities and Human Rights کو بھی دیا تھا۔وہprospectusاس وقت تو میرے پاس موجود نہیں ہے کیونکہ مجھے پتا نہیں تھا کہ آج میرا یہ سوال آرہا ہے لیکن میں آپ کو اُس کی کاپی دے سکتی ہوں۔اُس میں یہ لکھا ہوا ہے تو وزیر موصوف اُس کوcheck کر کے correct کرائیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ جب میں نے وہاں کےCEO سے پوچھا کہ آپ اُن کے لئے کیا کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم اُن کے لئے علیحدہ پروگرام کرتے ہیں۔مجھے اس سے بہت بڑا اختلاف ہے آپChristian خواتین یا لڑکوں کو دوسروں سے علیحدہ مت کریں۔ہم تو ایسی بات کرتے ہیں کہ اس ملک میں ہم مل جل کر رہیں تو اگر ہم اُن کو علیحدہ کر دیں گے تو یہ بہت بُری بات ہوگی۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ نان مسلم خواتین کے لئے اس وقت کوئی علیحدہ پروگرام چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میرےnotice میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر ان کےnotice میں کوئی ایسی بات آئی ہے تو مجھے بتائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا ازالہ کریں گے کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس میں تفریق ہو۔ہر پاکستانی شہری کا حق ہے کہ وہ یہاں سے تعلیم بھی حاصل کرے،ٹریننگ بھی حاصل کرےاور ہمارےskilled programme میں بھی شامل ہو۔میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کو شاید دیکھنے یا سمجھنے میں کوئی ایسی غلط فہمی ہو۔پاکستان میں اور پنجاب میں اس قسم کی کوئی پالیسی نہیں ہے جس سے مسلم اور غیر مسلم میں تفریق پیدا ہو۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں آپ کو کل وہProspectus اور دیگر ساریdetail لا کر دوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ چودھری صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں اور یہ ساری detail انہیں بتائیں اور اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ اس کا ازالہ کریں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، سوالات ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

لاہور: جی ٹی ٹی سی مغلپورہ میں اساتذہ و دیگر سٹاف کی تفصیل

*5576: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغلپورہ لاہور میں لیکچرارز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں، حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں کتنے لیکچرار تین سال کے عرصہ سے زائد تعینات ہیں؟

(ج) مذکورہ ٹریننگ سنٹر میں سکیل ایک تا 16 سٹاف کی کتنی تعداد ہے، گریڈ اور عہدہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) گریڈ ایک تا 16 کے سٹاف میں جو عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں ان کی عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغل پورہ لاہور میں لیکچرار کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے البتہ چیف انسٹرکٹر سکیل 17 کی کل آٹھ منظور شدہ اسامیاں ہیں اس وقت دو خالی اسامیاں ہیں جو کہ ترقی کی بنیاد پر، پُر کی جاتی ہیں جلد ہی ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

(ب) ادارے میں لیکچرار کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے البتہ 3 چیف انسٹرکٹر سکیل 17 تین سال کے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا میں سکیل 1تا16، سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں 168 ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گریڈ ایک تا16 کے سٹاف کی تفصیلات جو ادارہ میں تین سال کے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔

نمبر شمار	منظور شدہ اسامی کا نام	سکیل	اسامیوں کی تعداد
1	سینئر انسٹرکٹر	16	18
2	سٹینو گرافر	15	1
3	انسٹرکٹرز	14	27
4	امام مسجد	11	1
5	ڈسپنسر	11	1
6	سینئر کلرک	9	1
7	ڈسپنسر	8	1
8	سکلڈورکر	8	1
9	سٹورکیپر	7	1
10	جونیئر کلرک	7	4
11	اسسٹنٹ سٹورکیپر	5	1
12	ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ	5	1
13	ڈرائیور	5	3
14	ورکشاپ اٹنڈنٹ	2	11
15	نائب قاصد	2	3
16	کُک	2	1
17	مصالچی	2	1
18	واٹر کیریئر	2	2
19	مالی	2	1
20	چوکیدار	2	1
21	خاکروب	2	4
	میزان		85

پوائنٹ آف آرڈر

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

"اپنا روزگار" سکیم کی تفصیلات

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!پورے مال روڈ پر بینرز اور hoardings لگے ہوئے ہیں کہ "صاحب زکوٰۃ سے صاحب نصاب تک اور اپنا روزگار" میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا سکیم ہے اور اس سے کون سے لوگ مستفید ہوں گے۔ان کا criterion کیا ہو گا اور یہ کن کن شہروں کے اور کن کن علاقوں کے لئے ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ ان کی بات سنیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!مال روڈ پر بینرز لگے ہوئے ہیں۔یہ بینرز صرف لاہور میں دیکھے گئے ہیں۔کیا یہ صرف لاہور کے لوگوں کے لئے ہے یا ہمارے چھوٹے شہروں کے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں گے؟میں اس کی تفصیلات جاننا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پروگرام جوں جوں چلتا جائے گا اس سے لوگ مستفید ہوں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!اس کا جواب حکومت نے دینا ہے۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو کہہ رہا ہوں۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میرے دوست نے بینرز اور فلیکسز کو پڑھا ہے۔میرے خیال میں ان کو اس سلسلہ میں معلومات بھی حاصل کرنی چاہئیں کہ یہ صرف لاہور کے لئے نہیں ہے۔یہ پورے پنجاب کے لئے ہے۔اگر لاہور میں کوئی تقریب ہوتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ جب ہم کسی سکیم کی بنیاد رکھتے ہیں یا شروع کرتے ہیں تو اس کا وزیر اعلیٰ پنجاب یا کوئی سینئر قائدین افتتاح کرتے ہیں لہٰذا اس سلسلہ میں یہ بینرز اور فلیکسز لگائی جاتی ہیں کہ آج ہم اس سکیم کو شروع کر رہے ہیں۔یہ روزگار سکیم پورے پنجاب کی ہے۔ہم ابھی 9 ڈویژن میں اس کو شروع کر رہے ہیں۔اس کے فوراً بعد یہ تمام اضلاع میں چلائی جائے گی۔اس میں وہ لوگ جو روزی کمانا چاہتے ہیں، جو بے روزگار ہیں، جو غریب ہیں، جو یتیم ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے وہاں کی ڈسٹرکٹ زکوٰۃ و عشر کمیٹی یا اس علاقہ کے معززین جس شخص کو recommend کریں گے جن کے نام زکوٰۃ کے سلسلہ میں پہلے ہی recommended ہیں جو محکمہ زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کر رہے ہیں۔ان لوگوں میں سے لوگوں کا چناؤ کیا جائے گا جو صحت مند ہو،اگر کوئی رکشا چلا سکتا ہے یا کوئی اور کام کر سکتا ہے تو اسی طریقے سے انہیں

facilitate کیا جا سکتا ہے۔ یہ صرف لاہور یا کسی ایک بازار کی سکیم نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کی سکیم ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلاؤں گا۔ اس معزز ایوان میں کچھ دن پہلے زراعت اور زرعی ٹیکس پر بحث بھی ہوئی ہے۔ یہاں on the floor of the House وزیر زراعت نے فرمایا تھا کہ ہم اس پر ایک کمیٹی بنائیں گے، اور SMBR سے مل کر اُن سے بات کریں گے اور زرعی ٹیکس کو with held کرائیں گے کیونکہ 1997 میں contents کے مطابق dual taxation کسان پر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس میں کوئی پیشرفت ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟ میرے علم میں آیا ہے کہ notices serve ہو چکے ہیں اور جو لوگ اس میں delay کر رہے ہیں تو ضلعی انتظامیہ ان کسانوں کو تنگ کر رہی ہے۔ اس کو projects slow-going میں نہ رکھا جائے اور اس پر فوری طور پر عملدرآمد کرایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر جلد ہی بنائیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسا کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے تو ان کی بات سے یہی پتا چلا ہے کہ آج اس سکیم کی inauguration ہے۔ لاہور میں inauguration ہو گی، چیف منسٹر صاحب کریں گے یا دوسری شخصیات کریں گی۔ انہوں نے جو 9 ڈویژن بتائے ہیں وہ کون کون سے ہیں اور یہ سکیم کب تک وہاں جائے گی؟

جناب سپیکر: آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پنجاب کے کتنے ڈویژن ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ بتا دیں کہ یہ سکیم کب جائے گی؟ 9 ڈویژن کا مطلب تو پورا پنجاب ہے۔ ہمیں تو اس کے شیڈول کا پتا ہی نہیں ہے۔ اس سکیم کی لاہور کے علاوہ بھی سارے اضلاع میں ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ پہلے بیوگان، یتیموں اور مسکینوں کو ہزاروں میں ملتی تھی

اب سینکڑوں میں رہ گئی ہے۔اب بیوگان اور یتیم پریشان ہیں کہ انہیں زکوٰۃ نہیں مل رہی تو پھر یہ رکشے کس طرح ہمارے غریبوں کو ملیں گے۔ان کا deserving persons کے لئے کیا criterion ہے؟ اس کے علاوہ جو پہلی فہرستیں ہیں ان پر عمل ہو گا یا نئی فہرستیں بنائیں گے اور نیا survey کرائیں گے؟ یہ اس حوالے سے بتادیں۔

جناب سپیکر: ان کے پاس survey ہو گا۔ایسی بات تو نہیں ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے دوست کو یہ بھی نہیں پتا کہ پنجاب کی ڈویژن 9 ہی ہیں۔ان کے notice میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسے نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ ہم ڈویژن لیول پر اس سکیم کو شروع کر رہے ہیں۔جب کوئی سکیم شروع ہوتی ہے تو اسے ڈویژن لیول پر یعنی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سے شروع کیا جاتا ہے لہٰذا وہ تمام فہرستیں جو ڈویژن لیول پر یا ہیڈ کوارٹر میں جو ڈسٹرکٹ زکوٰۃ و عشر کمیٹی کے چیئرمین یا تحصیل لیول کے ممبران سب اس کمیٹی میں بیٹھ کر لوگوں کو recommend کریں گے۔اس کے علاوہ جو لوگ پہلے ہی زکوٰۃ وصول کر رہے ہیں یا حقدار ہیں۔آپ کا حق بنتا ہے کہ اگر آپ کے علاقہ میں کوئی ایسا حقدار ہو جس کے بارے میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ اس کو امداد ملنی چاہئے تو ڈسٹرکٹ زکوٰۃ و عشر کمیٹی کے ممبران آپ کے دوست اور ساتھی ہی ہوں گے وہ اس حقدار کو recommend کر سکتے ہیں۔اس میں کوئی بددیانتی نہیں ہو گی۔آپ مجھے بتائیں کہ جو رقم کسی غریب کو دی جاتی ہے وہ کس فنڈ سے ہو گی۔کیا اس میں کوئی شخص اس قسم کی بددیانتی کر سکتا ہے، کیا کوئی مسلمان اس بارے میں سوچ سکتا ہے کہ ایسے اداروں میں یا ایسی جگہوں پر بددیانتی کرے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی بددیانتی کرتا ہے تو وہ اللہ کو جوابدہ ہے اور اللہ کی رسی بہت مضبوط ہے وہ اسے ضرور پکڑے گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ کے توسط سے بڑے lighten mood میں بات ہو رہی ہے۔ان کا بڑا شکریہ کہ انہوں نے بتادیا ہے کہ پنجاب کے 9 ڈویژنز ہی ہیں۔وہ تو پہلے ہی پنجاب کی بات ہو گئی تو اس میں پنجاب کے 9 ڈویژنز کی کیا ضرورت تھی،

پنجاب کی تو پہلے ہی بات ہو رہی ہے۔ ہم تو یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ لاہور کے علاوہ ہماری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر: آ جائے گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بھی ڈویژنل ہیڈکوارٹر ساہیوال میں بیٹھے ہیں۔ میری دوسری یہ گزارش ہے کہ جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ یہ زکوٰۃ کا پیسا ہے۔ میں ذمہ داری سے یہ on the floor of the House گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی گفتگو ہے یہ صرف ڈرائنگ روم کی گفتگو تو ہو سکتی ہے۔ یہ بات اسمبلی کے اس ایوان میں، اس august House میں کرنا [*****] یہ زکوٰۃ کی بندر بانٹ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: بندر بانٹ کون کر سکتا ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بیوگان اور یتیموں کو جو زکوٰۃ ہزاروں میں ملتی تھی آج وہ سینکڑوں میں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ انہوں نے ایوان کے متعلق جو بات کی ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ محکمہ زکوٰۃ اور بیت المال پہلے ہی عام لوگوں کی درخواستوں پر کوئی عملدرآمد نہیں کرتا۔ محکمہ پیسے دے رہا ہے اور نہ دوائیاں دے رہا ہے۔ یہ جو نئی رکشا سکیم شروع ہو رہی ہے کیا یہ ڈرامہ بازی ہے؟ جب ایک مستحق غریب زکوٰۃ کے پیسے زکوٰۃ کمیٹی سے نہیں لے سکتا اور جب زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں بنیں تو کس طرح رکشے تقسیم ہوں گے؟ پھر وہی بات ہو گی جس طرح کالی پیلی ٹیکسیاں اپنے من پسند لوگوں کو دی گئی ہیں۔ اسی طرح رکشے بھی من پسند ورکرز کو دیئے جائیں گے تو غریب آدمی تو وہیں کا وہیں رہ گیا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ مہربانی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میری بہن نے بہت سے ایسے سوال کئے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایوان کا ماحول خراب ہو۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جی، ماحول خراب کرنا بھی نہیں چاہئے اور اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر میں آپ کی بات سنوں گا بھی نہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ سکیمیں آج سے نہیں چل رہی ہیں بلکہ پرانی حکومتوں سے بھی ان کے مسلسل روابط ہیں جس میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے جس کو اس وقت یہ حکومت بھی چلا رہی ہیں اسی طریقہ سے زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کا سسٹم بھی عرصہ دراز سے چل رہا ہے تو اس میں کسی جگہ پر کمی بیشی آ سکتی ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کیونکہ ہر شخص کا تو زکوٰۃ کے پیسوں سے علاج نہیں کروایا جا سکتا ہے لیکن یہ بات بھی میں آپ کو بتا دوں کیونکہ میں اس بات کا خود گواہ ہوں کہ میں نے بہت سے ایسے لوگ جو کہ کینسر کے مریض تھے جن کے جگر خراب تھے اور جن کا transplant کروانا تھا تو ان سب کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بڑے کھلے دل سے علاج کروائے اور ان پر پیسے خرچ کئے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں قطعاً یہ تمیز نہیں کی گئی کہ یہ کس علاقے یا کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے یا وہ مسلم ہے یا غیر مسلم ہے۔ وہاں ہر اُس شخص کو جسے ہمارے ایم پی اے صاحبان یا علاقے کے دوست نے recommend کیا ہے کہ یہ غریب آدمی ہے اور اس کا علاج ہونا ضروری ہے پھر چاہے اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوں وہ ہم کرتے ہیں بلکہ میں نے اسی اسی لاکھ روپے کی گرانٹ دیکھی ہے جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا جن کا کوئی علاج کروانے والا نہیں تھا تو ان کا بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مفت علاج کروایا ہے۔ ہماری کوشش جاری ہے لیکن اس میں اصلاح کا پہلو موجود ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No, Point of Order.

چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا بہت ہی relevant Point of Order ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جی، میں relevant Point of Order سننا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوائنٹ آف آرڈر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہر ایک فلاحی سکیم جیسے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا منسٹر صاحب نے ذکر کیا ہے اس کے ساتھ خدمت کارڈ بھی جڑا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ غریبوں کے لئے زکوٰۃ کی سکیم بھی موجود ہے اور یہ ایک سہانا سفر ہے جس کی میں تحسین لازمی طور پر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں لیکن اس سے میرا یہ سوال جڑا ہوا ہے کہ خدمت کارڈ، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور یہ جو زکوٰۃ کا پروگرام ہے اس کا scope اور ceiling موجود ہے اس کی تعداد مقرر ہے تو کیا اس کے بارے میں یہ ایوان میں آگاہی دی جا سکتی ہے کہ یہ جو نیا پروگرام کا سفر شروع ہو رہا ہے اس میں کیا scope and ceiling ہے کوئی تعداد مقرر ہے جبکہ یہ پہلے ہی سے بہت کم تعداد ہے جو استفادہ کر رہے ہیں۔ اس کی scope and ceiling بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آج آپ ہی زکوٰۃ و عشر والوں کی جگہ جواب دیں گے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ انہوں نے scope کے بارے میں پوچھا ہے تو شاید میں اس کا اتنی تفصیل سے جواب نہ دے سکوں کیونکہ یہ میری منسٹری بھی نہیں ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی سکیم جو پبلک کے ویلفیئر کے لئے ہو، پبلک کی سہولت کے لئے ہو ایسے لوگ جو روزگار کما سکتے ہوں، اس میں سفید پوش بھی ہو سکتے ہیں اور شاید اس سسٹم کا پیسا کوئی لینا بھی نہ چاہتا ہو تو لہٰذا اس میں کون سی ایسی برائی آ جائے گی کہ اگر کوئی شخص غریب ہے، یتیم ہے، جو روزگار نہیں کما سکتا اور اس کے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں اگر اس کو رکشا مل جائے یا سائیکل مل جائے یا کوئی اور چیز مل جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی برائی ہے۔ اگر آپ کے علاقے میں ایسے لوگ موجود ہیں تو آپ کا حق بنتا ہے کہ آپ ان سے رابطہ قائم کریں، اس منسٹری سے رابطہ قائم کریں اور ڈسٹرکٹ کمیٹیوں سے رابطہ قائم کریں وہاں جا کر آپ کو کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کوشش کریں اور اگر ہمت کریں گے تو میں یہ ضرور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا

حق جو آپ recommend کریں گے اور جو شخص ضرورت مند ہو گا اس کی ضرورت وزیر اعلیٰ ضرور پوری کریں گے۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اگر آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے تو میں پھر اپنی power use کروں گا۔ I am telling you. Thank you.

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں صرف معزز منسٹر صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں وہ آج یہاں پر موجود ہیں۔ میں اس نظام میں بہتری کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں آپ اتنا کچھ کر رہے ہیں ہم جو پانچ کروڑ روپے یہودی کمپنی کو موبائل کے ذریعہ سے دے رہے ہیں خدارا میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس نظام کو واپس لائیں۔ جیسے پہلے پندرہ سے سولہ بیوہ عورتوں کو زکوٰۃ ملتی تھی اور وہ اس سے مستفید ہوتی تھیں لیکن اب صرف تین یا چار عورتوں کو ملتی ہے اور باقی ہمیں بد دعائیں دیتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اس نظام میں جس میں پندرہ یا سولہ عورتوں کو زکوٰۃ ملتی تھی اس میں واپس جائیں اور یہ موبائل کے ذریعے جو ہم پیسے دے رہے ہیں اس سسٹم کو ختم کیا جائے، اس پانچ کروڑ روپے کو بھی ہم ان عورتوں میں تقسیم کریں تو ہمارے لئے زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! یہ میری معزز منسٹر سے گزارش ہے کہ میں یہ suggestion دیتا ہوں کہ خدا کے لئے اس چیز کو ختم کریں اور ان بیواؤں میں یہ رقم تقسیم کریں جو بے چاری ایک ماہ کے بعد پانچ سو یا ایک ہزار روپے کی طرف اپنی نظر دوڑاتی اور انتظار کرتی تھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ انتظار اب ختم ہو گیا ہے کیونکہ معزز منسٹر میرے بہت محسن ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پانچ کروڑ روپے کا فائدہ ان بیوہ عورتوں کو دیں تاکہ اس کمپنی کو دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جی، اس کے بارے میں بتا دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ taxation system ہے جو کہ FBR سے تعلق رکھتا ہے اور یہ federal subject ہے۔ اس سلسلے میں Provincial Government یا پنجاب اسمبلی اپنا کوئی ایسا کردار ادا نہیں کر سکتی لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!لیکن آپ کی تجویز آئی ہے، آپ کی رائے ہے، ہم آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں اوراس کو ہم recommend کر کے آگے بھجوا سکتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ ڈسٹرکٹ میانوالی میں اس وقت یہ position ہے کہ وہاں پر ڈسٹرکٹ زکوٰۃ و عشر کے چیئرمین نہیں ہیں تو جتنا بھی کام ہے انہوں نے stuck up کیا ہوا ہے کہ کسی کو بھی اس وقت مقامی طور پر کچھ بھی نہیں مل رہا ہے تو میں یہ پوچھوں گا کہ اس کا کیا طریق کار ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب کو بات سننے دیں کیونکہ انہوں نے جواب دینا ہے۔آپ ان کو مصروف کر رہے ہیں ان کو بات سننے دیں، بھچر صاحب میانوالی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!جن ڈسٹرکٹس میں چیئرمین زکوٰۃ و عشر موجود نہیں ہیں اور bodies موجود نہیں ہیں کیونکہ اس بارے میں مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ وہاں زکوٰۃ و عشر بالکل تقسیم نہیں ہو رہی ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر:بھچر صاحب!وہ بنا دیں گے بلکہ بہت جلدی بنا دیں گے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!جس طرح سے یہ فرما رہے ہیں کہ یہاں پر جتنے بھی لوگ علاج کے لئے آتے ہیں، جب وہ مقامی طور پر ایڈمنسٹریٹر کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی provision نہیں ہے کہ ہم آپ کی recommendation کریں۔میں اس بارے میں منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ذرا بتا دیں یا اس پر کوئی نوٹس لیں اور اس پر عملدرآمد کے احکامات جاری کروائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!اب تو میرے خیال میں ہم نے اپنے سسٹم کو کافی بہتر کیا ہے۔جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ بعض districts ایسے ہیں جہاں پر زکوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین نہیں ہے۔میں عرض کروں گا کہ جو مستحق لوگ ہوتے ہیں ان کی لسٹ بنتی ہے اور وہ لوکل زکوٰۃ و عشر کمیٹی بناتی ہے اور ان پیسوں کی recommendation اوپر بھیج دیتی ہے۔اب تو

direct easy paisa system کے تحت automatically پیسے ان کے پاس چلے جاتے ہیں وہاں اگر کسی جگہ ڈسٹرکٹ زکوٰۃ وعشر کمیٹی کا چیئرمین نہیں ہے تو وہاں کوئی نہ کوئی ایڈمنسٹریٹر ضرور ہو گا جو اس کو deal کرتا ہو گا اور پورے سسٹم کا خیال بھی کرتا ہو گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹر کے بارے میں ہی میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی provision نہیں ہے کہ ہم ایسی کوئی recommendation کریں جس سے پی آئی سی میں کسی کا علاج ہو سکے یا ہیپاٹائٹس سی کا علاج ہو سکے جب تک زکوٰۃ وعشر کا چیئرمین نہیں آئے گا اور یہ پوری body نہیں بنے گی تو اس وقت ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ میں ان ایڈمنسٹریٹرز کے بارے میں ہی یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کے پاس کوئی provision اس وقت موجود نہیں ہے تو میں معزز منسٹر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پر کوئی نوٹس لے کر احکامات جاری کروائیں یا اس بارے میں کوئی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: بھچر صاحب! جی، آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے تو میرے خیال میں جو اس میں قابل عمل چیز ہے تو اس کو وہ ضرور کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کر لیں جو کہنا چاہتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! فیصل آباد کے اندر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا جھنگ روڈ پر ایک نیو کیمپس بنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ note کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس نیو کیمپس کے ساتھ چلڈرن ہسپتال ہے جو کہ دونوں بہت بڑے ادارے ہیں۔ یونیورسٹی کے کیمپس میں ہزاروں طالبعلم پڑھتے ہیں تو دوسری طرف روزانہ ہزاروں مریض چلڈرن ہسپتال میں آتے ہیں۔ تعلیمی اداروں پر سکیورٹی کے حوالے سے حکومت کا بڑا خصوصی ٹاسک ہے کیونکہ دہشت گردوں نے تعلیمی اداروں کے متعلق نیا narrative قائم کیا ہوا ہے اس لئے حکومت کا بھی تعلیمی اداروں کی سکیورٹی پر بڑا concern ہے اور اسے fix کیا ہوا ہے۔ چلڈرن ہسپتال کا جو گیٹ ہے وہ یونیورسٹی کے کیمپس کے اندر کھلتا ہے اور تمام مریض ولواحقین یونیورسٹی کے اندر سے گزر کر جاتے ہیں جس پر شدید reservation ہے۔ مریضوں اور لواحقین کو سکیورٹی کے ان

مراحل سے نہیں گزارا جا سکتا کیونکہ مریض کے بھیس یا ایمبولینس میں خدانخواستہ ایسی کوئی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔یونیورسٹی کے ذمہ داران نے بارہا محکمے کو کہا ہے کہ ہسپتال کے پاس مین روڈ پر گیٹ کی جگہ موجود ہے لہٰذا وہ اپنا گیٹ الگ کر لیں ورنہ اس میں خدانخواستہ ایسی کوئی صورتحال سکیورٹی کے شدید مسائل پیدا کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس issue کو redress کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔یہاں کوئی وزیر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب ابھی موجود تھے لیکن آپ اس وقت نہیں تھے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!کسی ایک وزیر کو تو یہاں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی موجود تھے۔منسٹر صاحبان اگر لابی میں بات سن رہے ہیں تو اندر ایوان میں تشریف لے آئیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!یہ اس ایوان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے،

Because not a single Minister is there.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اگر لابی میں موجود ہیں تو اندر تشریف لائیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نے بہت پوائنٹ آف آرڈر لئے ہیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر1127 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔جی، اسے پیش کریں۔

پی ای پی آئی کے عملہ کی نااہلی کی وجہ سے اربوں روپے کی پولیو ویکسین ضائع

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 18۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق پنجاب میں حفاظتی ٹیکوں کے پروگرام Punjab Expanded Programme on Immunization کے سٹاف کی نااہلی کی بناء پر بیش قیمت پولیو ویکسین (آئی پی وی) ضائع ہو گئی ہے۔اس ویکسین کا ضیاع فیلڈ سٹاف کی بے احتیاطی کی وجہ سے ہوا۔یہ ویکسین ایک بین الاقوامی ادارے (GIVI) کی طرف سے عطیہ کی گئی تھی۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ آئی پی وی ویکسین پنجاب کے صرف زیادہ متاثر (high risk) علاقوں میں استعمال ہونی تھی مگر فیلڈ سٹاف اسے تمام جگہوں پر پانچ سال کے تمام بچوں کو استعمال کروا رہا ہے جبکہ WHO کے مطابق یہ آئی پی وی صرف ساڑھے چار ماہ کے بچوں کو جو کہ high risk میں آتے ہوں،انہیں دی جا سکتی ہے۔ عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس نہایت قیمتی ویکسین جس سے قومی خزانے کو ماہانہ 15 کروڑ روپے کا بوجھ کم ہو رہا تھا،کے ضیاع کا بروقت نوٹس نہ لینے پر متعلقہ افسران اور عملے کے خلاف action لیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ تشریف رکھیں۔اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت دیں گے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1132 محترمہ باسمہ چودھری اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے لیکن آپ تحریک التوائے کار نہیں پڑھ سکیں گی کیونکہ اب نئے Rules apply ہوں گے۔اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1133/15 میاں محمود الرشید کی ہے۔

چلڈرن ہسپتال لاہور میں طبی سہولیات کی کمی

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 22۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق چلڈرن ہسپتال میں طبی سہولیات کی شدید کمی کی وجہ سے 48 گھنٹوں میں 19 بچوں کی اموات ہو چکی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہاں 54 میں سے ventilators 28 خراب ہیں اور ضرورت کے وقت بچوں کو ventilators مہیا نہیں کئے جاتے۔ ہلاک ہونے والے بچوں میں خناق سے بھی اموات ہو رہی ہیں جیسا کہ چند روز پہلے کی میڈیا رپورٹس میں بتایا گیا کہ چلڈرن ہسپتال سمیت پنجاب کے بہت سے ہسپتالوں میں خناق کے علاج کی ادویات اور انجکشن دستیاب نہیں جہاں اب تک 26 بچے موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان حالات سے بچوں کے لواحقین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں ventilators اور تمام ضروری ادویات خصوصاً جان بچانے والی ادویات اور آلات کی فوری فراہمی یقینی بنائی جائے اور بچوں کی زندگیاں بچائی جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری برائے ہیلتھ اس کا جواب دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1134 محترمہ ناہید نعیم کی ہے۔ جی، محترمہ!

گوجرانوالہ میں جان بچانے والی ادویات کی قلت

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 23۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ محکمہ صحت کے کرپٹ اہلکاران کی ملی بھگت سے گوجرانوالہ میں انسانی جان بچانے والی ادویات کی قلت پیدا ہو گئی اور مافیا نے نرخ بڑھا دیئے۔ بیشتر stockist اور manufacturers کے گٹھ جوڑ سے ادویات اور انجکشنز کی بڑی تعداد کو خفیہ ٹھکانوں اور گوداموں میں سٹور کر کے مریضوں کی مجبوری سے کھلے عام فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق بیشتر ادویہ ساز کمپنیز کے بڑے stockist اور ایجنسی ہولڈرز نے زیادہ منافع کمانے کے لئے ایمرجنسی استعمال کی ادویات اور انجکشنز کی مصنوعی قلت پیدا کر دی جبکہ ان کی فروختگی کے

وقت خریدار کو ان سے دیگر ادویات خریدنے پر بھی مجبور کیا جاتا ہے۔ ذرائع کے مطابق تھیلیسیمیا کے مریضوں کے زیادہ استعمال ہونے والی folic acid کی original قیمت 30 روپے ہے جبکہ مارکیٹ اور سٹوروں میں بلیک میں 150 روپے میں بڑے نخروں سے فروخت کی جارہی ہے۔ اسی طرح سانس کی تکلیف میں استعمال ہونے والی گولیوں کی اصل قیمت 60 روپے ہے مگر اسے 160 روپے میں بیچا جارہا ہے۔ اسی طرح ڈپریشن اور ذہنی تکلیف کی دوائی ریسٹورل کی 38 روپے کی ڈبی طلب کرنے پر اکثر دکاندار 1500 روپے کی دیگر ادویات خریدنے کی لازمی شرط لگاتے ہیں جبکہ ملٹی بیائنا کی 100 روپے کی بجائے 230 روپے سے لے کر 250 روپے تک اور جسمانی قوت کے لئے استعمال ہونے والا نیروبیان ٹیکہ کا ڈبہ 225 روپے کی بجائے 550 روپے میں فروخت ہوتا رہا ہے۔ شہریوں کی بڑی تعداد نے حکام بالا سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی محکمہ صحت سے متعلقہ ہے تو پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ہی اس کا جواب دیں گے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو چکی ہے اور آپ میرے خیال میں اُس وقت موجود نہیں تھے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس میں issue بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بہت پتا ہے لیکن آپ نہ ہوں تو میں کیا کروں؟ اگر آپ اُس وقت ہوتے تو یقیناً آپ کی بات سنی جاتی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1138/15 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے لیکن تحریک التوائے کار ابھی پڑھی نہیں گئی ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر! آپ نئے Rules کے مطابق اس کو نہیں پڑھ سکتیں جو ترمیم آپ نے کی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1142/15 محترمہ ناہید نعیم کی ہے لیکن یہ تحریک التوائے کار آج نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ یہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1143/15 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

سرکاری ہسپتالوں کی کھڑکیوں اور دروازوں کی مرمت

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 25۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق سرکاری ہسپتالوں کے وارڈز کی کھڑکیوں کے شیشے اور جالیاں ٹوٹنے سے سردی میں اضافہ، مریض کھڑکیوں میں اخبار لگا کر سردی کو روکنے پر مجبور ہیں۔ دوسری جانب چھٹی کے روز سینئر ڈاکٹرز کی عدم دستیابی سے مریضوں کو ایمرجنسی اور دیگر وارڈز میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سرکاری ہسپتالوں میں مرمت کا کام سست روی کا شکار ہونے کے باعث شدید سردی کی وجہ سے وارڈز میں داخل مریض ٹھٹھرنے لگے۔ موسم سرما کی تیز ہواؤں کے باعث رات کے وقت وارڈز میں سردی بڑھ جاتی ہے اور ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے وارڈز میں گیس اور بجلی ہیٹر فراہم نہیں کئے گئے جس سے مریض اپنے طور پر سردی سے بچاؤ کے طریقے اپنا رہے ہیں، ہسپتالوں کی ٹوٹی کھڑکیوں اور شیشوں کی جگہ پر گتے اور اخبارات لگا کر سردی کو روک رہے ہیں۔ اس کے علاوہ داخل مریض کو کمبل اور رضائی کی سہولت میسر نہیں۔ سینئر ڈاکٹرز کی عدم دستیابی سے ایمرجنسی، آئی سی یو اور ایچ ڈی یو میں داخل مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی محکمہ صحت سے متعلقہ ہے جس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت دیں گے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1151 سردار وقاص حسن مؤکل اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1152 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر کی مقامی حکومت و دیہی ترقی کے بارے میں ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر تو تحریک التوائے کار پڑھ ہی نہیں سکتیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1159 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔

لاہور میں پینے کے پانی کی کمی

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 29۔دسمبر 2015 کی خبر کے مطابق "لاہور کی آبادی اس وقت تقریباً ایک کروڑ کے قریب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، زیادہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جس میں سے واسا کی طرف سے 70 لاکھ شہریوں کو 72 گیلن فی کس کے تناسب سے ہر روز تقریباً 450 ملین گیلن پانی سپلائی کیا جاتا ہے جبکہ متعدد پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کا واٹر سپلائی کا الگ نظام ہے۔ مجموعی طور پر تقریباً 700 ٹیوب ویل دن رات یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اور نتیجتاً صورتحال ہر گزرنے والے دن کے ساتھ خراب ہوتی جا رہی ہے۔ صورتحال میں خرابی دریائے راوی کے خشک ہو جانے کے باعث مزید خراب ہو گئی ہے جہاں کبھی بہنے والا پانچ ملین ایکڑ فٹ پانی لاہور میں پانی کی ری چارجنگ کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ ان حالات میں بھی سپلائی ہونے والے پانی کی تقریباً 40 فیصد مقدار ضائع کر دی جاتی ہے۔ اگر اقدامات نہ اٹھائے گئے تو آئندہ 20 سالوں کے بعد شہر کی نصف آبادی کو ہی پینے کا پانی مل سکے گا۔" پانی کی سطح خطرناک حد تک گر جانے کے باعث شہر کے مختلف علاقوں کے پانی میں آرسینک کی آمیزش کی شکایات بھی سامنے آ رہی ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے اور اس کے پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں گے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/3 چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر محمد افضل اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/4 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے جو کہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/6 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/8 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا

ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/10 چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/11 میاں محمود الرشید کی ہے چونکہ پہلے آپ تحریک التوائے کار پڑھ چکے ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/17 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، امجد علی جاوید پیش کریں۔

تعلیمی اداروں میں منشیات کی لعنت کا پھیلنا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 4۔جنوری2016 کی خبر کے مطابق منشیات کی لعنت تعلیمی اداروں میں پہنچ گئی۔ ممبران اسمبلی پھٹ پڑے۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی فیصل آباد کے اجلاس، جس کی صدارت میاں عبدالمنان ایم این اے نے کی، ضلع فیصل آباد کے ممبران قومی و صوبائی اسمبلی نے اجلاس میں گفتگو کرتے ہوئے شہر اور علاقے میں نشہ آور اشیاء کے بڑھتے ہوئے استعمال اور فروخت پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ممبران اسمبلی نے منشیات فروشوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ منشیات مافیا کے بڑے بڑے ٹھکانوں کا سراغ لگا کر ان کا قلع قمع کیا جائے کیونکہ منشیات کی لعنت یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں تک پہنچ چکی ہے اور ہماری نسل نو اور مستقبل کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے جس پر قابو پانے میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ خفیہ مانیٹرنگ کے ذریعے موت کے ان سوداگروں کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے"۔

جناب سپیکر! اس صورتحال کے منظر عام پر آنے سے یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلبا، ان کے والدین اور سول سوسائٹی میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ محکمہ داخلہ سے متعلقہ ہے جس کا جواب محکمہ داخلہ کے پارلیمانی سیکرٹری دیں گے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/18 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/19 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا

اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/24جناب احمد شاہ کھگہ ،ڈاکٹر محمد افضل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/30 محترمہ ناہید نعیم کی ہے چونکہ محترمہ پہلے ایک تحریک التوائے کار پڑھ چکی ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/31جناب محمد سبطین خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/32چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/35 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے چونکہ محترمہ خدیجہ عمر موجود ہیں لیکن وہ پہلے ہی ایک تحریک التوائے کار پڑھ چکی ہیں اور دوسری تحریک التوائے کار نہیں پڑھ سکتیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/37میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/38چودھری عامر سلطان چیمہ ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/40میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/41 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/45 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/47 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر18/48جناب امجد علی جاوید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/59 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر اور سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات پنجاب2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be taken into consideration at once."

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I oppose

جناب سپیکر:جی،opposed

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر !اس میں دو ترامیم ہیں اُن کو take up کرلیں۔

MR SPEAKER: There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس قانون کے تحت حکومت جو ایک Forest Company بنا رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ moveتو کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!oppose I، میں نے اس کو پہلے oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس قانون کے ذریعے حکومت جو ایک Forest Company بنا رہی ہے۔ صوبہ پنجاب کے خالی علاقہ جات میں جنگلات کے لئے پودے لگانے اور یہ کہا گیا ہے کہ سرکار کو دعوت دی جا رہی ہے جس سے لوگوں کو روزگار کی فراہمی ہو گی، لکڑی کی پیداوار زیادہ ہو گی، لکڑی کی صنعت کو خام مال مہیا کیا جائے گا۔اس بل میں کہا گیا ہے کہ حکومت Forest Company کو چلانے کے لئے companyاور Private Public Sectors پر مشتمل Boards of Directors تشکیل دینے کی مجاز ہو گی۔اس میں clarity نہیں ہے،اس میں کچھ بھی بتایا گیا اور نہ ہی اُن کے experiences بتائے گئے ہیں۔اُن کی qualification کا اس میں کوئی ذکر ہے یہ اپنی مرضی کے افراد ہوں گے، حکمرانوں کے yes sir ہوں گے ،ان کو remote control کے ذریعے چلایا جائے گا۔اب اس Forest Company کے Articles of Associationاور Memorandum of Association کی جو Companies Ordinance کے مطابق ہوں گی اُس میں ایسی شقیں ڈالی گئی ہیں جس کا directly فائدہ نجی سرمایہ کاری کو ہو گا نہ کہ حکومت کے مفادات کو اُس میں دیکھا جائے گا۔اس سے تو فائدہ آپ نجی سرمایہ کاری کو دے رہے ہیں، حکومت کا اس میں کسی قسم کا کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا ہے اور اس میں 12اور 7(b) میں پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کا جو طریق کار بنایا گیا ہے اُس میں کافی ambiguities ہیں، بہت ابہام ہیں کوئی clarity نہیں ہے۔اب اس پراجیکٹ کا ذمہ لینے کے لئے مطلوبہ ٹیکنیکل اور انسانی وسائل جو نجی سرمایاکاری کا لکھ کر دیں گے وہی مان لیا جائے گا۔اس میں تین شرائط ہیں اور اُس کی کوئی detail موجود نہیں ہے ،اس میں کوئی criterion نہیں بتایا گیا ہے اس کی پہلی شرط میں مالی استدعات کی کوئی تفصیل نہیں ہے، کوئی clarity نہیں کہ کس طریقے سے اُس کی utilization ہو گی،اُس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! دوسری شرط مطلب وہ کوئی بھی شرائط لکھ کر دے دیں گے وہ صحیح ہو یا غلط اُس کو کون تصدیق کرے گا کچھ پتا نہیں ہے اور کچھ علم نہیں ہے۔ یہ ایسی ترمیم لا رہے ہیں جس سے حکومت کو مجھے کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا ہے اور تمام چیزیں ہوا میں ہیں، کوئی clarity نہیں ہے اپنی من مانی والا سلسلہ ہو گا۔ اب اس میں بہت imported factor ہے جس میں پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ 2014 کے تحت اُس میں یہ کہا گیا ہے PPP پراجیکٹ صرف اُن ہی محکموں کے لئے بنائے جا سکتے جن کا ذکر PPP قانون کے First Schedule میں ذکر ہو یعنی پہلے seventeen sectors میں forest sector موجود ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ ترمیم پیش کر دیں آپ نے جنرل بحث تو کر لی ہے اپنے حساب سے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اُس کو oppose کر کے وجوہات بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: Oppose آپ نے کر لیا ہے اب اس میں ترمیم تو بتائیں ہمیں کیا کرنا چاہئے آپ ترمیم move کریں۔

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: Opposed جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر !جس طرح میں پہلے بھی ذکر کر رہی تھی اس میں پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کا جس کا2014میں جگہ جگہ ذکر کیا گیا ہے لیکن اس میںseventeen sectorsہیں لیکنforest sectorsموجود ہی نہیں ہےmay be میں غلط ہوں ہو سکتا ہے لیکن اگر موجود ہے یہ کسی قانون کے تحت وہ اس میں آتا ہے تو اس کا یہاں پر بڑاclarityمیں ذکر ہونا چاہئے تھا۔اس میں بھی حکومت کی بدنیتی نظر آتی ہے کہ ہر جگہ PPPقانون2014اور دیگر قوانین کا ذکر کیا گیا لیکن دیگر قانون کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔میرا خیال ہے اگر forestیا کسی دوسرےsectorکو پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ قانون کے تحت لانا ہے تو پہلے اس قانون کے دائرہ کار کو وسعت دینی چاہئے تھی تو پتا چلتا کہ حکومت کیا چاہتی ہے ،اُن کے عزائم کیا ہیں اور وہ اس میں کیا کرنا چاہ رہی ہے ؟ہر چیز میں کسی قسم کی کوئیclarityنہیں ہے۔وہی والا جس طرحtypical Billہے یاtypicalترامیم ہیں جن کو بس کمپنی یا ایسی چیز بنا کر اُس میں ایسی چیزیں کر دی گئی ہیں جس سے تمام جو اختیارات ہیں وہ یا تو حکومت کے پاس ہیں یا نجی سرمایہ کار کے پاس ہیں اس میں کیا ہے ایوان جاننا چاہے گا، عوام جاننا چاہے گی کہ اس کی شرائط کیا ہیں اورcriterionکیا؟جو کہ بہتimportantہے اور پھر یہی چیزیں بعد میں آپ کے لئے problemکا باعث بنتی ہیں اس لئے پھر بعد میں آپ کو ترامیم بھی لانا پڑتی ہیں جس طرح آپ نے پیچھے recentایک بل تھاTEVTAوالا اُس میں بھیexactlyیہی تھا کہ بعد میں آپ کو اُس میں ترامیم لا کر دوبارہ سے اُس بورڈ کو نکالنا پڑ رہا ہے تو اس لئے یہ بہت importantہے کہ یہاں پر clarity ہونی چاہئے۔ اگر نجی سرمایہ کاری پرائیویٹ پبلک سیکٹر اور سب سے importantتو یہ ہے پہلے seventeen sectorsمیںforestکا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر کس قانون کے تحت وہ اس 2014 PPPکے تحت اس میں اس کو شامل کیا جا رہا ہے ؟اور ایک بہت ہیimportantبات کہ اب یہforestکا جوsectorہے جسے ہمcompanyبنانے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میری لاء منسٹر صاحب سےrequestہو گی اور میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس وقت ہمارے بہت سے ایسے علاقہ جات ہیں جوforestکی حدود میں آتے ہیں اور ان پر قبضے ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ ہی ہو گی اور بتایا جائے کہ اُس زمین کا کیا بنا ہے ؟اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ یہ بھی اس میں ذرا واضح کیا جائے۔Forestکی وہ جگہیں جن پر لوگ قابض ہیں اس کا تو ہم کچھ کر نہیں پا رہے ہیں اور ایک نئی کمپنی تشکیل دینے جا رہے ہیں تو اس کمپنی نے کیا کرنا ہے اور کیا تیر مار لینا ہے ؟جب مقبوضہ جگہوں کا کوئی

solutionہی نکالنا۔اگر آپ کے پاس اتنی پاور نہیں ہے،اتنی اتھارٹی نہیں ہے یا اتنی جرأت نہیں ہے تو اس کمپنی کا کیا فائدہ ہے؟پتا نہیں کن وجوہات کی بنا پر آپ ان مقبوضہ جنگلات کو چھڑا نہیں پا رہے ہیں،پتا نہیں اس کے پیچھے آپ کی کیا مجبوریاں ہیں؟میرا خیال ہے کہ جب آپ حکومت چلا رہے ہیں تو آپ کے آڑے کوئی چیز آنی نہیں چاہئے۔اگر آپ biasedنہیں ہیں اور fairہیں تو آپ کو ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جس سے عوام کو فائدہ ہو۔آپ عوام کے لئے بات کرنا چاہ رہے ہیں نہ کہ ایسے چند لوگوں کے لئے جو آپ کو مجبور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ یہ نہایت افسوس کی بات ہے اور اس پر ایکشن لینا چاہئے۔اگر آپ بڑے بڑے بول بولتے ہیں تو اس پر بھی ایکشن لینا چاہئے۔یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے لہٰذا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس بل کی ضرورت بالکل نہیں ہے اور موجودہ صورتحال میں تو بالکل بھی نہیں ہے۔یہ ایک ڈھانچہ ہے جس کو بعد میں مرضی سے بھرا جائے گا لہٰذا میری ترمیم یہ ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لئے متداول اور مشتہر کیا جائے۔بہت شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی،لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات پنجاب2015

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہBill آرڈیننس کی صورت میں 15-07-17 کو نافذ ہو گیا تھااور اُس وقت سے یہ لاء ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔اس کو مزید مشتہر کرنے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گااس لئے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015,as recommended by the standing committee on Forestry & Fisheries, be circulated for the Purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Sir, I move:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA

5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016.

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اللهم صل علي محمد وآله و عترته بعدد كل معلوم لك

جناب سپیکر!آج محکمہ جنگلات کے اندر ایک کمپنی بنانے کے بارے میں حکومت کی طرف سے بل پیش کیا گیا ہے تو میں اسےoppose کرتے ہوئے آپ کے سامنے چند ترامیم رکھنا چاہتا ہوں۔اس وقت صوبہ پنجاب تقریباً50.96 ملین ایکڑ پر مشتمل ہے اور پبلک سیکٹر میں تقریباً1.66 ملین ایکڑ پر فارسٹ موجود ہیں۔یہاں پر جو حکومت کی طرف سے بل پیش کیا گیا ہے اس میں یہ استدعا کی گئی ہے کہ اس کو ایک کمپنی بنادی جائے اور اس کے ذریعے اس محکمے کے معاملات اور کاروبار زندگی چلائے جائیں تو ہمیں اس پر شدید تحفظات ہیں۔ان تحفظات کے تناظر میں، میں آپ کے سامنے چند گزارشات رکھوں گا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سے پہلے بھی پنجاب کے اندر تقریباً کئی کمپنیاں .بنی ہوئی ہیں تو ان کا احوال بھی میں یہاں پیش کروں گا۔حکومت کے اندر ایک عجیب روش چل پڑی ہے کہ ہر جگہ اور ہر محکمے کے اندر ایک کمپنی اور اتھارٹی بنادیتے ہیں۔ میں یہاں پر ان کمپنیوں کی تھوڑی سیdetail آپ کے سامنے رکھوں گا کہ انہوں نے ہر محکمے کے اندر ایک نیا سلسلہ شروع کر لیا ہے اور کرپشن کا ایک نیا منبہ جنم دے دیا ہے۔یہ ہر جگہ پر ایک کمپنی بنادیتے ہیں اور routine میں اس محکمہ کا بجٹ اتنا نہیں ہوتا جتنا ایک چھوٹی سی کمپنی کا بجٹ ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!please ترمیم پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ایک کمپنی کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ بتادیں کہ میں نے کیا بولنا ہے تو میں وہی بول لیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترامیم کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ترامیم کی بات کر رہا ہوں،آپ مجھے بتادیں کہ میں نے کون سی ایسی ناجائز بات کر دی ہے؟ہم بولنے لگتے ہیں تو آپ درمیان میں کہتے ہیں کہ اس کے اوپر بولیں۔ میں کس پر بول رہا ہوں، میں اپنے اوپر بول رہا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔آپ ترامیم کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ترمیم پر بات کر رہا ہوں،آپ نے کمپنی کی ترمیم دی ہے اور یہ میرا حق ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ترمیم کی حد تک۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ترمیم کی حد تک بات کی ہے۔آپ ایک کمپنی بنانے لگے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ حکومت نے جو پہلے کٹا کھولا ہوا ہے تو آپ کو اس پر تھوڑی detail بتادوں کہ کیا گل کھلائے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے آپ الفاظ غلط استعمال کرتے ہیں۔آپ مہربانی کر کے سیدھی بات کیا کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ نے پنجاب میں پہلے بھی کئی کمپنیاں بنائی ہیں جہاں پر آپ اپنے منظور نظر افراد کو بٹھا کر باہر کے ممالک کے ساتھ ٹھیکے کر کے، وہاں پر پورے محکمے کے بجٹ سے زیادہ اس کمپنی کا بجٹ رکھ دیتے ہیں۔آپ نے پہلے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بنا دی، آپ مجھے اس ایوان کے اندر اس کے نتائج کے بارے میں بتائیں؟ آپ اس کو بھی کمپنی بنانے جا رہے ہیں۔ پہلے اس کا بجٹ 1.5۔ارب روپے تھا اور آج اس کا بجٹ بارہ ارب روپے ہے۔اس کا ایریا پہلے کی نسبت کم کر دیا گیا ہے، پہلے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی پورے لاہور کی صفائی کرتی تھی اب چند سڑکوں کی صفائی کرتی ہے۔یہ کہاں کا انصاف ہے کہ عوام کے پیسے ہیں اور آپ کو پتا نہیں ہے کہ آپ کس طرح سے استعمال کرنے جا رہے ہیں، کیا محکمہ جنگلات پوری طرح ناکام ہو چکا ہے کہ آپ کو کمپنی بنانے کی ضرورت پڑ گئی ہے؟ پھر آپ اس کے سیکرٹری والا عہدہ بھی ختم کر دیں، پھر تمام عہدے ختم کر دیں، پھر محکمہ کو ختم کر دیں اور ایک کمپنی بنالیں۔آپ یہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔آپ ترکی سے بندے لا کر ادھر بٹھا دیتے ہیں اور آپ کو ترکی کے ساتھ ویسے ہی پیار ہو گیا ہے۔آپ 50۔ارب روپے کی میٹرو بس بناتے ہیں اور وہاں پر ایک چھوٹی سی کمپنی بنا کر ایک ارب روپے کی بسیں چلانے کے لئے ان سے بسیں منگوا لیتے ہیں۔50۔ارب روپے کا infrastructure اس غریب عوام کا ہے اور آپ ایک ارب روپے کی بسیں لا کر یہاں کھڑی کر دیتے ہیں۔یہ کون سا اصول ہے؟ کیا ایک ارب روپے کی انوسٹمنٹ کرنے کے لئے یہاں پر کوئی بندہ نہیں رہ گیا؟

جناب سپیکر: کیا بس fishery اور forestry میں آتی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس سے کمپنی کا لفظ نکال دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔آپ اس میں لکھ دیں کہ ہم فارسٹ کو کمپنی نہیں بنا رہے اور اس کی general ترمیم کر رہے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں؟ پھر آپ نے پارکنگ کمپنی بنا دی، پھر آپ نے چنگا پانی کمپنی بنا دی، پتا نہیں کون کون سی

کمپنیاں بنا رہے ہیں اور آپ پہلے کیا کرتے رہے ہیں؟آج آپ کو یاد آیا کہ یہاں پر لوگوں کے لئے درخت بھی ہونے چاہئیں،آج آپ کو یاد آیا ہے۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!چنگا پانی کوئی کمپنی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!جب آپ نے یہاں پر میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کی آڑ میں سارے درخت کاٹ کر لاہور کو بنجر کر دیا،آپ نے ایل ڈی اے کا ایریا ہاؤسنگ سکیموں کا بنا کر حافظ آباد تک،یہاں سے قصور تک اور شیخوپورہ تک لے گئے تو اس وقت آپ کو یاد نہیں آیا کہ یہاں پر forests بھی ضروری تھے،اس وقت آپ کو یاد نہیں آیا کہ یہاں پر درخت ہونے چاہئیں اور اس وقت آپ کو یاد نہیں آیا کہ بائیس درخت ایک آدمی کو آکسیجن مہیا کرتے ہیں؟مجھے اس حوالے سے یہ بتایا جائے کہ آپ نے پہلے تو یہاں پر ساری فصلیں کاٹ دیں،وہاں پر ہاؤسنگ سکیمیں بنا دیں اور حکومتی مافیا کے خاص بندوں کے ساتھ مل کر نیو ایل ڈی اے سٹی بنائی۔آپ نے وہاں پر درخت بھی کاٹ دیئے اور آپ نے لاہور کے اندر بھی سارے درخت کاٹ دیئے۔اب آپ کو یاد آ رہا ہے کہ ہم نے یہاں پر کمپنی بنانی ہے اور کمپنی بنا کر پھر اس کے اندر اپنے من پسند افراد رکھیں گے اور ان کی تنخواہیں رکھیں گے۔یہ تنخواہیں عوام کی جیبوں سے جانی ہے اور حکومت کی ذاتی جیبوں سے تو نہیں جانی۔اس ایوان نے پہلے بھی کئی اتھارٹیاں اور کمپنیاں پاس کیں،ملک اور پنجاب کے اندر 25 فیصد سے لے کر 125 فیصد تک ادویات کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں تو مجھے بتائیں کہ اب تک اس کمپنی،اتھارٹی نے کیا role play کیا ہے،عوام کی جیبوں سے اربوں روپیہ نکل گیا،وہ اتھارٹی کدھر ہے اور اس اتھارٹی کو کیوں نہیں کہتے؟اس وقت بڑے ذوق و شوق سے بلند بانگ دعوے کئے گئے کہ یہ اتھارٹی بڑا کام کرے گی تو اب آپ اسی طرح کی یہ بھی اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں یا کمپنی بنانے جا رہے ہیں؟یہ میرا سوال ہے کہ آپ اس وقت جو پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کے تحت کرنے جا رہے ہیں تو ابھی تک کون سی ایسی کمپنیاں ہیں جو پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کے ساتھ کامیابی سے اس صوبہ کا نظام چلا رہی ہیں تو مجھے ان کی تعداد بتا دی جائے،ان کا background بتا دیا جائے اور ان کے معاملات بتا دیئے جائیں کہ انہوں نے کیا contribution کی ہے کہ ہم یہ بھی کمپنی بنانے جا رہے ہیں؟جب آپ لاہور کے اندر میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کا construction کا کام کرنے جا رہے تھے تو آپ کو محکمہ تحفظ ماحول نے این او سی دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ trees cutting اور دوسرے

معاملات کو اچھے انداز میں دیکھنا ہے جو کہ اس این او سی کے اندر درج ہے۔آپ بتائیں کہ آپ نے جو تمام راستوں سے درخت کاٹے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے مراد کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ سے مراد حکومت ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ ایسی بات کریں ناں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیونکہ جب voting ہونی ہے تو آپ کا ووٹ بھی حکومت کی طرف ہوتا ہے تو اس سے مراد حکومت ہے۔ میری گزارش اس میں یہ ہے کہ آپ نے اس وقت درخت کاٹے، کتنے درخت کاٹے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ میں بھی استعمال کر سکتا ہوں لیکن میں ایسا کرتا نہیں ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کتنے درخت کاٹے اور کتنے درخت لگائے؟آپ کو محکمہ تحفظ ماحول نے جو اس بارے میں جو direction issue کی تھی اس کے بارے میں بتائیں کہ آپ نے کیا کیا،آپ نے کچھ نہیں کیا؟ یہ کھلی[****] ہے جس کا مرضی مکان گرادیں۔ جو مرضی درخت کاٹ دیں، جس کا مرضی پلاٹ لے لیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر حکومتی خواتین معزز ممبران کی طرف سے الفاظ
"حذف کئے جائیں" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: [****]کا لفظ کارروائی سے حذف کر دیا جائے،اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہاں پر تو کوئی وتیرہ ہی نہیں ہے ، ان کو کہیں کہ سننے کا حوصلہ رکھیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی خواتین معزز ممبران کی طرف سے الفاظ
"حذف کئے جائیں" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں آپ ایسی بات نہ کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!لاہور کی جو زرعی زمینیں تھیں، جن کے اوپر درخت بھی تھے tree plantation بھی بے شمار تھیں،لاہور اور دوسرے شہروں کے درمیان ایک buffer zone تھا آپ نے اس کو بھی ختم کر دیا۔آپ لوگوں کی زمینیں تو acquire کرتے ہیں لیکن جو آپ کی ہزاروں ایکڑ زمین ہے آپ مہربانی کر کے اس پر بھی کوئی چیز بنا دیں، غریبوں کے لئے کوئی چیز ہی چھوڑ دیں،آپ جہاں پر دیکھتے ہیں کہ کسی آدمی کا قد نکل سکتا ہے،اس کی آپ زمین کو پکڑ لیتے ہیں اس کو acquire کرتے ہیں اور[****] کے ساتھ اس کی ساری زمین لے لیتے ہیں،اس کے بعد جب آپ کی زمین کی باری آتی ہے تو اس کے بارے میں آپ بات ہی نہیں کرتے۔آپ نے جاتی امرا کی ساری زمینیں سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں اور پورے لاہور شہر کی زمینیں آپ acquire کرتے جا رہے ہیں۔ کبھی آپ اقبال ٹاؤن میں acquire کرتے ہیں، کبھی ایل ڈی اے سٹی کے نام سے کرتے ہیں، کبھی نیو سٹی کے نام سے کرتے ہیں، کبھی آپ ایل ڈی اے کا نیا ایکٹ بنا کر لے آتے ہیں جو لاہور سے سانگلہ ہل، حافظ آباد اور قصور تک چلا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ irrelevant ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ نے تو اس چیز کو مذاق بنا لیا ہے اور کمپنیاں بنانی شروع کر دی ہیں، کمپنیوں کے جو خدوخال ہیں وہ کرپشن کی طرف جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی فرما کر relevant بات کریں اور conclude کرنے کی کوشش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر محکمہ جنگلات بُری طرح ناکام ہو چکا ہے تو پھر اس محکمہ کو ختم کر دیا جائے۔آپ مجھے یہ بھی بتائیں کہ ان کمپنیوں کے اندر اسی طرح کے بندوں کو depute کریں گے کہ ایک سرکاری ملازم جس کی تنخواہ 80ہزار روپے ہے یا ایم ڈی کی تنخواہ اگر ایک لاکھ یا سوا لاکھ روپے ہے، جب آپ کمپنی بناتے ہیں تو اسی بندے کی تنخواہ آپ 8لاکھ روپے کر دیتے ہیں۔دوسرے سرکاری ملازم کا بھی تو وہی گریڈ ہے کیا یہ ناانصافی نہیں ہے کہ کسی خاص بندے کو greedy آدمی کو نوازنے کے لئے ایک کمپنی بنائیں اور غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی آپ اس میں استعمال کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر ناانصافی ہے یہ " کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی بات ہے "کام کچھ ہو نہیں رہا اب یہ چاہ رہے ہیں کہ کمپنیاں بن جائیں اور اپنے بندوں کو نوازا جائے لہٰذا میں اس کمپنی کی اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!فارسٹ کی جو ترمیم ہمارے سامنے لائی گئی ہے،میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی ایک اور کالا قانون پاس کرنے جارہی ہے۔جب الیکشن ہو رہا تھا،جب عوام کے پاس مسلم لیگ(ن)والے جارہے تھے تو اس وقت کہہ رہے تھے کہ ہماری ایک بہت بڑی تجربہ کار ٹیم موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم پر آئیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں ترمیم پر آرہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم پر بات کریں، بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں جنگلات کی ترمیم پر بات کر رہا ہوں۔جب مسلم لیگ(ن) والے اس دعویٰ کے ساتھ کہ ہمارے پاس بہت بڑی تجربہ کار ٹیم موجود ہے،ہم ہر محکمہ ٹھیک کر دیں گے،ہم پورے پاکستان کا سسٹم ٹھیک کر دیں گے،ہم پنجاب کا سسٹم ٹھیک کر دیں گے اگر سسٹم ٹھیک کرنے کا یہی فارمولا ہے کہ ہر چیز کو بیچ دو،ہر چیز پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کو دے دو تو پھر کہاں گیا آپ کا یہ تجربہ ؟آپ نے قوم کے ساتھ اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا،قوم کو اتنا بڑا دھوکا کیوں دیا،آپ سے تو ایک جنگلات کا محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے "بلڈ پریشر" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آپ ان کو disturb نہ کریں۔آپ فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!پورے پاکستان ، پنجاب میں بسنے والے دس کروڑ عوام کو کیا سہولیات دیں گے ،ان کے مسائل کس طرح حل کریں گے۔اس سے پہلے بھی اس صوبے میں ایک لینڈ مافیا بنایا گیا ہے، خاص طور پر لاہور ڈویژن کے چاروں اضلاع ایل ڈی کی صورت میں وزیر اعلیٰ کے ماتحت کر دیئے گئے۔یہاں سے بھی ان کے پیٹ نہیں بھرے ہیں اب جنگلات مافیا بننے جارہا ہے، میں خود بھی جنگلات کے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔مری کوٹلی ستیاں کا ہمیں پتا ہے کہ وہاں کی عوام اور

جنگلات کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ کروڑوں روپے ہفتہ ،اربوں روپے ماہانہ کے حساب سے لکڑی باہر جا رہی ہے۔ ہم نے اس کے متعلق ہمیشہ بات کی، سوالات بھیجے تو محکمہ کی طرف سے جوابات نہیں آئے، کچھ سوالات تو آپ کے چیمبرز میں ہی kill کر دیئے گئے کہ جنگلات کے متعلق سوالات ہیں ان کا عوام کی ویلفیئر سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ کے چیمبرز میں میرے سوالات kill ہوئے، مری کے جنگلات پر ہوئے، فارسٹ آفیسر کے ہوئے اور وہاں دن دہاڑے اربوں روپے کی کرپشن ہوتی ہے۔اب آپ کیا کرنے جا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر میں اس کا شق وار جائزہ لوں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے oblige کرنا ہے۔ جنہوں نے اربوں کھربوں روپے آپ کو الیکشن میں دیئے ہیں آپ ان کو accommodate کر رہے ہیں۔ میاں منشاء جیسے لوگوں کا نام آنے سے وزیر اعظم تک ہل کر رہ گیا، مسلم لیگ (ن) نے میاں منشاء جیسے investors کو oblige کرنا ہے، اب جو اڑھائی سال رہ گئے ہیں آپ نے غریب لوگوں کے وسائل ان کو لٹانے ہیں۔ میں جنگلات کے علاقے کا رہنے والا ہوں میں پہاڑی علاقہ میں رہتا ہوں، وہاں پر میرے لوگوں کو اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ہمیں تو پہلے سے زیادہ جوتے پڑیں گے ہم وہاں کے مالک ہیں ہم تو وہاں رہتے ہیں لیکن جو لکڑی چرانے آتے ہیں، جو ڈاکا مارنے آتا ہے وہ حکومت کے بڑے بڑے ایوانوں سے آتا ہے اور اس کا اس علاقے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہمارے لوگوں کو وہاں پر دن دہاڑے گھسیٹا جاتا ہے، مارا جاتا ہے جو بھی جنگلات مافیا کے خلاف بات کرتا ہے۔ کسی بھی تھانے میں ہماری شنوائی نہیں ہوتی، کسی بھی جگہ ہماری ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! اگر اس بل کا شق وار جائزہ لیا جائے تو پتا چلے گا۔ یہ اس بل میں کہتے ہیں کہ حکومت سرکاری گزٹ کے ذریعے حکومتی ملکیتی و فارسٹ کی زمین، اگر حکومت کی کوئی زمین پڑی ہے یا فارسٹ کی ہے وہ صرف کمپنی کو ہی نہیں کسی بھی شخص کو دے سکتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا criterion کیا ہو گا، کون identify کرے گا کہ کون سی زمین دینی ہے اور کون سی زمین نہیں دینی؟ جو بھی منافع بخش ادارے ہیں ان کو آپ بیچ رہے ہیں، پی آئی اے کو آپ بیچ رہے ہیں اور اس وجہ سے بیچ رہے ہیں کہ آپ نے نئی ائر لائنز بنانی ہے۔ مری میں جنگلات کی ساری زمین آپ نے خرید لی ہے یعنی مری سارا آپ نے خرید لیا ہے، ایکسپریس وے بننے سے پہلے اس کے ارد گرد کی زمین ہماری جو رائل فیملی ہے، تخت لاہور والوں نے خرید لی ہے، آدھا مری تخت لاہور والوں نے خریدا ہوا ہے۔ ہم مقامی لوگ

اس ایریا سے گزر نہیں سکتے، یہ تخت لاہور والے کہتے ہیں کہ حکومت سرکاری گزٹ میں بذریعہ اعلامیہ حکومتی ملکیت / خالی یا فارسٹ لینڈ یا ویسٹ لینڈ فارسٹ کمپنی کے حوالے کر سکتی ہے۔اس کا طریق کار کیا ہو گا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جنگلی حکومت۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے
"نامنظور، نامنظور کی نعرے بازی کی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس طرح سے کون identify کرے گا، اس سے آگے چلیں تو بل میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت ذیلی دفعہ 2 کے تحت فارسٹ لینڈ یا ویسٹ لینڈ notify نہ کرے گی تاوقتیکہ حکومت اور نجی لوگوں کے حقوق کی نوعیت اور وسعت کی چھان بین نہ کر لی جائے اور بذریعہ سروے یا سیٹلمنٹ یا ایسے دیگر طریق کار سے جو حکومت مناسب خیال کرے ریکارڈ نہ کر لیا جائے" حکومت کے طریق کار کا تو آپ کو پتا ہے؟ جس طرح آپ نے ایل ڈی اے بنایا، جس طرح سے آپ نے میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کی وجہ سے لوگوں کو بے گھر کیا، تاریخی ورثہ بھی آپ نے بلڈوز کیا تو صرف اور صرف اپنے مفادات کے لئے کیا، اپنے لوگوں کے لئے کیا، پیچھے سارے مسلم لیگ (ن) کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، قطر میں بھی مسلم لیگ (ن) کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ترکی میں بھی مسلم لیگ (ن) کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اربوں کھربوں روپے ان کی جیبوں میں جا رہے ہیں۔انہوں نے آگے اپنے ٹاؤٹ رکھے ہوئے ہیں، فرنٹ مین رکھے ہوئے ہیں یہ سارے مسلم لیگ (ن) کے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جنگلی حکومت۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے "نامنظور، نامنظور کی نعرے بازی کی)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ کی معزز خواتین نے احتجاج کیا)

جناب سپیکر: جمہوریت پر یقین رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! "کمپنیز آرڈیننس 1984 کے تابع حکومت پبلک اور پرائیویٹ سیکٹرز کی مساوی نمائندگی سے فارسٹ کمپنی کو چلانے کا بندوبست کرنے کے لئے فارسٹ کمپنی کا بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دینے کا مجاز ہے"۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی کمپنی کون سا ڈائریکٹر؟ رائل فیملی

کے ڈائریکٹرز کی بات کر رہے ہیں؟آپ تو کبھی شریف فیملی سے باہر ہی نہیں نکلے کوئی وزارت ہو تو وہ بھی شریف فیملی سے باہر نہیں دیتے۔

جناب سپیکر!میں کہتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے حقوق پر بہت بڑا ڈاکا ہے۔اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ فارسٹ لینڈ پر قبضہ کرنے والا شخص یا فارسٹ کمپنی دیگر عام شخص کو بھی چاہے دے دے،یہ بالکل گول مول اور بے وقوف بنانے والی بات ہے ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اس کو کالا قانون سمجھتے ہیں،حکومت اس سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہے۔اگر حکومت نے اس بل کو لازمی پاس کرنا ہے تو اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے
"بلڈ پریشر کی گولی دیں"کی آوازیں)

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!آپ جمہوریت کو بدنام مت کریں، اس جمہوریت کو اتنا degrade نہ کریں کہ عوام جمہوریت سے ہی نفرت کرنے لگیں، عوام جمہوری لوگوں سے ہی نفرت کرنے لگے ہیں،اس جمہوریت میں عوام پر جس طرح سے ظلم کیا گیا، جس طرح سے عوام کو لوٹا گیا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے
"بلڈ پریشر کی گولی دیں"کی آوازیں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اتنا تو بدترین آمریت میں بھی نہیں لوٹا گیا،خدا کے لئے عوام کا اعتماد جمہوریت سے نہ اٹھائیں۔آج میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج کوئی ڈکٹیٹر آئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے
"بلڈ پریشر کی گولی دیں"کی آوازیں)

جناب سپیکر:ان کو بولنے دیں،ان کو بات کرنے دیں۔بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!خدا کے لئے عوام کا اعتماد جمہوریت سے نہ اٹھائیں۔میں دعویٰ اور افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے
بلڈ پریشر کی گولی کھائیں کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ان کو بات کرنے دیں۔ بڑی مہربانی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! خدا کے لئے ایسا وقت نہ آنے دیں، عوام بدظن ہو چکے ہیں، عوام جمہوریت سے بدظن ہو چکے ہیں۔ آپ جمہوریت کو کیوں رسوا کرنے لگے ہو، جمہوریت کے نام پر کیوں ڈاکے مار رہے ہو؟ جمہوریت کو کیوں اتنا گندا کر رہے ہو کہ عوام جمہوریت کے خلاف سڑکوں پر نکلیں۔ میری التماس ہے کہ ہمیں ایسے کالے قانون نہیں چاہئیں اور نہیں چاہئیں ایسے قانون۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد عارف عباسی نے بل کی کاپیاں پھاڑ کر پھینک دیں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے جنگلی حکومت نامنظور کے نعرے)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوستوں نے مدلل الفاظ میں نہ صرف اپنا مقصد بیان کیا ہے بلکہ حقیقی معنوں میں دس کروڑ عوام کے دل کی آواز نہ صرف اس ایوان تک پہنچائی بلکہ اس ایوان کے ذمہ داروں تک بھی پہنچائی جو آج اس بل کو لانا چاہتے ہیں۔ ہمارا ان سے بہت سی باتوں پر اختلاف ضرور ہو سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ چیزیں وہ بنیادی باتیں جہاں پر ملک و قوم کا مفاد آڑے آئے وہاں پر ہماری باتوں کو انہیں کھلے دل سے سننا چاہئے اور تنقید کے تیروں کو بھی برداشت کرنا چاہئے جو وقتی طور پر ان کے کانوں کو ضرور گراں گزرتے ہوں گے لیکن اگر ہم اس کے دور رس نتائج کی جانب دیکھیں تو یقیناً ہماری یہ باتیں دس کروڑ عوام کے مفاد کے لئے ہیں۔ میں پنجاب حکومت اور خاص طور پر اس ایوان کی توجہ محکمہ جنگلات کے حوالے سے اس ترمیم پر دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو کمپنیز اور اتھارٹیز قائم کی جاتی ہیں ان کا کیا مقصد ہوتا ہے۔ میاں صاحب نے بہت ہی خوبصورتی سے کہا کہ اس سے پہلے بہت سی ایسی اتھارٹیز اور بہت سی ایسی کمپنیز قائم کی جا چکی ہیں لیکن آج اگر آپ غریب مریض کو سرکاری ہسپتالوں میں دوائیوں کے لئے سسکیاں لیتے ہوئے دیکھیں گے تو ان

اتھارٹیز کے قیام کا جو بنیادی مقصد تھا وہ کہاں گیا؟ کئی سو گنا اضافے جو ان اتھارٹیز کو روکنے چاہئیں تھے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزر گئے اور آج جنگلات کے لئے جو کمپنی قائم کی جا رہی ہے یہ کمپنی صرف اور صرف اپنے منظور نظر لوگوں کو مالی مفاد دینے کے لئے ہے کہ پہلے یہ خود جنگلات خالی کراتے ہیں، یہ خود لکڑیاں کٹواتے ہیں، یہ ٹمبر مافیا کے ساتھ مل کر درختوں کی صفائی کرتے ہیں اور یہاں کے جنگلات سے لکڑی سمگل ہو کر پورے ملک میں جاتی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ان کو بات کرنے دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! جنگلات کی ان زمینوں کو آباد کرنا چاہئے لیکن ان پر کبھی لینڈ مافیا قبضہ کر لیتی ہے، کبھی ان پر ٹمبر مافیا قبضہ کر لیتی ہے اور پھر اگر کوئی زمین باقی رہ جاتی ہے تو آپ ایسے ٹھیکیداروں پر مشتمل کمپنیاں بنا دیتے ہیں جو آپ کے چہیتے اور آپ کے منظور نظر ہوتے ہیں۔یہ کمپنیاں بنا کر آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ اس کمپنی کے تحت جنگلات کو آباد کرنا چاہتے ہیں، آپ شجر کاری کرنا چاہتے ہیں اور کیا آپ درختوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے کمپنی بنا کر ہی درخت آباد کرنے ہیں، اگر آپ نے جنگلات آباد کرنے ہیں تو آئیں میں آپ کو خیبر پختونخوا کے اندر دکھاتا ہوں جہاں پر بیس کروڑ کے قریب درخت لگ چکے ہیں اور وہ بیس کروڑ درخت ہماری پارٹی کے چیئرمین عمران خان نے خود جا کر وہاں پر لگوائے ہیں۔اگر آپ درخت لگوانا چاہتے ہیں تو آئیں خیبر پختونخوا کے اندر جنگلات کو دیکھیں جہاں پر ٹمبر مافیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھگا دیا ہے لیکن یہاں پر شجر کاری کرنا نہیں، یہاں پر درخت آباد کرنا نہیں بلکہ یہاں پر صرف اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنا ہے اور میں یہ بات دعویٰ کے ساتھ کرتا ہوں کہ اگر آج آپ اس کمپنی کو یہاں پر بنائیں گے تو آپ کئی سالوں بعد دیکھیں گے کہ یہ کمپنیاں جب اپنا profit ظاہر کریں گی، جب ان سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے حکومت کو کیا دیا تو آدھی سے زیادہ کمپنیاں آپ کو خسارے show کریں گی اور تمام فوائد منظور نظر ٹھیکیدار لے کر چلے جائیں گے لہٰذا جو محکمہ اپنی ذمہ داری کو خود بہتر طریقے سے نہیں سمجھ سکتا وہ کمپنیوں کے ٹھیکیدار کیا سمجھیں گے۔

جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ جو good governance کا راگ الاپتے ہیں وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کریں بجائے اس کے کہ یہ ٹھیکیداروں اور کمپنیوں کے حوالے کریں لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کو سلیکٹ کمیٹی میں بھیجا جائے تاکہ اس کے اندر جو خامیاں ہیں

ان کو دور کر کے ہم بہتر طریقے سے نہ صرف جنگلات کی طرف توجہ دے سکیں بلکہ لوگوں کے ٹیکس کے جو کروڑوں اور اربوں روپے ان کمپنیوں کی نذر ہوتے ہیں انہیں بچا سکیں اور ان کا دفاع کر سکیں۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹی جو کہ اسی معزز ایوان کے ممبران پر مشتمل تھی اس نے اپنے اجلاس میں اس بل پر پورے غور وخوض کے بعد اسے پاس کر کے ایوان میں بھیجا ہے۔اپوزیشن کے معزز ممبران نے ترمیم یہ دی ہے کہ اس کو ایک اور سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے جو کہ اسی معزز ایوان کے ممبران پر مشتمل ہو جبکہ انہوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں کیا کمی رہ گئی جو اسی معزز ایوان کی ایک اور سپیشل کمیٹی بنا کر اس بل کو وہاں پر بھیجا جائے اور اس ترمیم کے بارے میں انہوں نے کوئی لفظ نہیں کہا۔باقی انہوں نے بہت ساری باتیں کی ہیں لہٰذا میں یہ request کروں گا کہ اس ترمیم کو جس کی حمایت میں یا جس کے لئے کہا کچھ نہیں گیا اسے rule out کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب جمہوریت پر یقین کے بارے میں بھی اچھی بات ہے۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry & Fisheries, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2016:

1. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA

8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جمہوری تماشا آ گیا۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts, Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"The Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"The Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"The Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:
>
> **"5. Validation.** Notwithstanding the repeal of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2015 (XVIII of 2015), any action of the Government or of a forest company taken from the date of repeal of the said ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Forest Act, 1927 (XVI of 1927)."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:
>
> **"5. Validation.** Notwithstanding the repeal of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2015 (XVIII of 2015), any action of the Government or of a forest company taken from the date of repeal of the said ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Forest Act, 1927 (XVI of 1927)."
>
> None has opposed. Now, the motion moved and the question is:
>
> That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:

"5. Validation. Notwithstanding the repeal of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2015 (XVIII of 2015), any action of the Government or of a forest company taken from the date of repeal of the said ordinance and till the date of commencement of this Act shall be deemed to have been taken under the Forest Act, 1927 (XVI of 1927)."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Forest (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

Applause!

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے لہٰذا آپ پہلے کورم پورا کریں اور پھر کارروائی چلائیں۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ کورم point out ہو گیا ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون(ترمیم)پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

جناب سپیکر!میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس میں دو ترامیم ہیں لیکن دونوں time barred ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar.

The motion is time barred. Therefore, the same is disposed of.

Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, but the same is also time barred and is disposed of.

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

Applause!

مسودہ قانون کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015. Minister for Law may move notice of a special order.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015."

None has opposed. Now, the motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون خواتین کا تشدد سے تحفظ پنجاب2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare & Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ دنیا میں اس وقت بڑی مؤثر آواز موجود ہے کہ جہاں جہاں بھی women کے خلاف violence ہے اُس کو روکنے کی کوششیں کی جائیں۔ پاکستان میں یہ صورتحال اتنی بہتر نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں دنیا میں آگے بڑھنے کے لئے ایسے اعتراضات اور ایسے تاثرات جو کہ بعض اوقات غلط طور پر بھی propagate کئے جاتے ہیں اور پاکستانی معاشرے کی ایک ایسی picture پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ حقیقت میں اُس طرح سے exist نہیں کرتی۔ اُس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس سلسلے میں ایسی کوششوں کو بروئے کار لائیں تاکہ نہ صرف ہم اس حوالہ سے اپنا national stance دنیا کے لئے بہتر طور پر understandable بنا سکیں اور جہاں جہاں پر اس طرح کی violence کے کیس موجود ہیں یا اس قسم کے خیالات موجود ہیں اُن کا موثر طریقے سے تدارک کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! یہ بل Protection of Women Against Violence پیش کیا جا رہا ہے اس کو اسمبلی میں پیش کرنے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا اور پھر سٹینڈنگ کمیٹی کو ایک سپیشل کمیٹی میں تبدیل کیا گیا۔ میں قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی اس میں دلچسپی لی۔ اس بل کی ایک ایک شق پر اُس کمیٹی کے اندر غور ہوا اور کوئی بھی معزز ممبر یہ نہیں چاہتا کہ violence against women ہو۔ ہر معزز ممبر اس حمایت میں ہے کہ ہم نے اس violence کو ہر قیمت پر ختم کرنا ہے لیکن جہاں جہاں پر یہ اعتراض اُٹھا کہ اس چیز کو غلط طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے یا misuse کیا جا سکتا ہے تو وہاں وہاں پر ترامیم resist ہوئیں اور تقریباً آٹھ جگہ پر میری طرف سے یہ ترامیم پیش ہوں گی تو میں اس کے ساتھ ہی معزز ایوان میں اس وقت موجود خواتین اور مرد معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ بل اس معزز ایوان کا legislative organ ہو گا تو آپ جب چاہیں اس کو amend کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی حرفِ آخر نہیں ہو گا کہ اگر آج یہ بل promulgate ہو گیا تو اُس کے بعد اس بل کی کسی شق یا کسی حصے کو اگر misuse کیا گیا تو اُس میں اس معزز ایوان کا اختیار ختم ہو جائے گا۔ معزز ممبران جب بھی چاہیں گے اس بل کی کسی بھی کلاز یا کسی بھی حصے میں ترمیم لانے کے لئے گورنمنٹ بھی تیار ہو گی اور private members بھی جب چاہیں گے کہ اس بل کی کسی بھی شق کو misuse کیا جا رہا ہو تو وہ اُس میں ترامیم لا سکتے ہیں لیکن let it be practice میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں اب اس کو practice کرنا چاہئے تو practice

کرنے کے بعد کسی جگہ پر کوئی کسی قسم کاirritantآئے گا تواُس کو ہم amend کر لیں گے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کو unanimously اس ایوان سے پاس کیا جائے۔ شکریہ

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover my move it.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اپنی ترامیم withdraw کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جی۔ میں اس میں صرف یہ کہوں گی کہ لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے۔ اس کے بعد ہم اپنی ترامیم withdraw کرتے ہیں۔ اس میں ایک بڑی ضروری بات یہ ہے کہ ہم سب خواتین کا یہ مشترکہ فیصلہ ہے کہ ہم اس کو لانا چاہتی ہیں۔ اس میں سب سے اہم بات اس پر implementation ہے کیونکہ ہم بل لے آتے ہیں جبکہ اصل کام اس پر implementation ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ ہم خواتین نے اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ ہم پورے پنجاب کی خواتین کو represent کر رہی ہیں اس لئے ہم سب ممبران ان ترامیم کو withdraw کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی request کریں گے کہ جس طرح تمام خواتین نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے اسی طرح اس پر عملدرآمد کرانا بھی ہم سب کا فرض ہے تاکہ اس کو effective بنایا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کیا آپ تمام ترامیم withdraw کرتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم نے جو ترامیم دی ہیں ان کو withdraw کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ اس پر implementation ہو تب ہی اس قانون کا فائدہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس بل پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ اس ایوان میں جو معزز ممبران یہاں اس بل کو سپورٹ کرنے کے لئے بیٹھے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ یہ specifically women protection Bill ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں جتنی ترامیم تھیں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہم لوگوں نے اپوزیشن کی طرف سے وہاں بیٹھ کر طویل debate کی ہے۔ اُس وقت اپوزیشن کی جتنی ترامیم تھیں وہ ہم نے اس میں شامل کرائی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ آج ہم سب کو مل کر unity کے ساتھ اس بل کو پاس کرانا ہے تاکہ یہ بل پنجاب کی عورت کو تحفظ دے سکے اور اس کو قابل عمل بھی بنانا ہے تاکہ practically پنجاب کی عورت کو صحیح معنوں میں جو تحفظ چاہئے وہ مل سکے۔

جناب سپیکر! میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو اس بل پر کچھ تحفظات تھے جس کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ یہاں شامل نہیں ہوئے لیکن میں یہی گزارش کروں گی کہ یہ ایسا بل نہیں ہے جس سے کسی مرد کو کوئی challenge ہو یا کسی کا گھر خراب ہو۔ ہم سب عورتیں خاندانی اور گھریلو ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں بیٹھی ہوئی تمام عورتیں کامیاب زندگی گزار رہی ہیں۔ انہوں نے اس بل پر بہت اچھے طریقے سے debate کر کے اسے اسمبلی میں لانے کی حامی بھری ہے۔ اس بل کے آنے سے انہیں جو تحفظات ہیں کہ اس کے آنے سے پتا نہیں مردوں کی دنیا یا مردوں کا معاشرہ غیر مستحکم ہو جائے گا۔ میں کہتی ہوں کہ اس سے مردوں کے معاشرے کے استحکام کو کوئی خطرہ نہیں ہے صرف عورت کو تحفظ ملنے کی ضرورت ہے۔ یہ مردوں کا معاشرہ ہے اور عورت کو تحفظ چاہئے کیونکہ عورت کمزور ہے۔ اگر عورت کو تحفظ ملے گا تو مرد اور زیادہ مضبوط ہوں گے مردوں کا تحفظ خراب نہیں ہوگا۔ بہت بہت شکریہ

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare & Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since, there is no amendment in it.

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:

"**5. Right to reside in house** - Notwithstanding anything contained in any other law, the aggrieved person, who is the victim of domestic violence:

(a) shall not be evicted, save in accordance with law, from the house without her consent or if wrongfully evicted, the Court shall restore the position obtaining before the eviction of the aggrieved person if the aggrieved person has right, title or beneficial interest in the house; or

(b) may choose to reside in the house, or in an alternative accommodation to be arranged by the defendant as per his financial resources, or in a shelter home."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:

"**5. Right to reside in house** - Notwithstanding anything contained in any other law, the aggrieved person, who is the victim of domestic violence:

(a) shall not be evicted, save in accordance with law, from the house without her consent or if wrongfully evicted, the Court shall restore the position obtaining before the eviction of the aggrieved person if the aggrieved person has right, title or beneficial interest in the house; or

(b) may choose to reside in the house, or in an alternative accommodation to be arranged by the defendant as per his financial resources, or in a shelter home."

The motion moved and the question is:

"That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:

5. Right to reside in house. Notwithstanding anything contained in any other law, the aggrieved person, who is the victim of domestic violence:

(a) shall not be evicted, save in accordance with law, from the house without her consent or if wrongfully evicted, the Court shall restore the position obtaining before the eviction of the aggrieved person if the aggrieved person has

right, title or beneficial interest in the house; or

(b) may choose to reside in the house, or in an alternative accommodation to be arranged by the defendant as per his financial resources, or in a shelter home."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That in Clause 7 of the Bill, in sub-Clause (1), for paras (d) and (e), the following be substituted:

"(d) wear ankle or wrist bracelet GPS tracker for any act of grave violence or likely grave violence which may endanger the life, dignity or reputation of the aggrieved person;

(e) move out of the house in case of an act of grave violence if the life, dignity or reputation of the aggrieved person is in danger;"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 7 of the Bill, in sub-Clause (1), for paras (d) and (e), the following be substituted:

"(d) wear ankle or wrist bracelet GPS tracker for any act of grave violence or likely grave violence which may endanger the life, dignity or reputation of the aggrieved person;

(e) move out of the house in case of an act of grave violence if the life, dignity or reputation of the aggrieved person is in danger;"

The motion moved and the question is:

That in Clause 7 of the Bill, in sub-Clause (1), for paras (d) and (e), the following be substituted:

"(d) wear ankle or wrist bracelet GPS tracker for any act of grave violence or likely grave violence which may endanger the life, dignity or reputation of the aggrieved person;

(e) move out of the house in case of an act of grave violence if the life, dignity or reputation of the aggrieved person is in danger;"

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (1), para (c) be omitted and remaining paras be re-numbered accordingly."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (1), para (c) be omitted and remaining paras be re-numbered accordingly."

None has opposed. The motion moved and the question is:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (1), para (c) be omitted and remaining paras be re-numbered accordingly."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), in para (d), the word "and", occurring at the end, be omitted; existing para (e) be re-numbered as para (f); and the following para (e) be inserted:

"(e) payment of reasonable rent and meals for shelter provided to the aggrieved person and dependent children in a shelter home if the defendant is mandated by the law to provide shelter to the aggrieved person and dependent children; and"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), in para (d), the word "and", occurring at the end, be omitted; existing para (e) be re-numbered as para (f); and the following para (e) be inserted:

"(e) payment of reasonable rent and meals for shelter provided to the aggrieved person and dependent children in a shelter home if the defendant is mandated by the law to provide shelter to the aggrieved person and dependent children; and"

None has opposed. Now, the motion moved and the question is:

That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), in para (d), the word "and", occurring at the end, be omitted; existing para (e) be re-numbered as para (f); and the following para (e) be inserted:

"(e) payment of reasonable rent and meals for shelter provided to the aggrieved person and dependent children in a shelter home if the defendant is mandated by the law to provide shelter to the aggrieved person and dependent children; and"

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That in Clause 9 of the Bill, after sub-Clause (5), the following sub-Clause (6) be inserted:

"(6) The Court may direct that the monetary relief payable or paid on account of shelter being provided in the shelter home shall be credited to the protection system."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 9 of the Bill, after sub-Clause (5), the following sub-Clause (6) be inserted:

"(6) The Court may direct that the monetary relief payable or paid on account of shelter being provided in the shelter home shall be credited to the protection system."

The motion moved and the question is:

That in Clause 9 of the Bill, after sub-Clause (5), the following sub-Clause (6) be inserted:

"(6) The Court may direct that the monetary relief payable or paid on account of shelter being provided in the shelter home shall be credited to the protection system."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That in Clause 14 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (c), the following para (d) be inserted and remaining paras be re-numbered accordingly:

"(d) direct the defendant to immediately move out of the house for a period not exceeding forty eight

hours in order to protect life, dignity or reputation of the aggrieved person;"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 14 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (c), the following para (d) be inserted and remaining paras be re-numbered accordingly:

"(d) direct the defendant to immediately move out of the house for a period not exceeding forty eight hours in order to protect life, dignity or reputation of the aggrieved person;"

The motion moved and the question is:

That in Clause 14 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (c), the following para (d) be inserted and remaining paras be re-numbered accordingly:

"(d) direct the defendant to immediately move out of the house for a period not exceeding forty eight hours in order to protect life, dignity or reputation of the aggrieved person;"

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 15 of the Bill, in sub-Clause (3), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place", the words "force her entry into the house or place", be substituted and in sub-Clause (4), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place to get out of the house or place", the words "force her exit from any house or place", be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 15 of the Bill, in sub-Clause (3), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place", the words "force her entry into the house or place", be substituted and in sub-Clause (4), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place to get out of the house or place", the words "force her exit from any house or place", be substituted."

The motion moved and the question is:

> "That in Clause 15 of the Bill, in sub-Clause (3), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place", the words "force her entry into the house or place", be substituted and in sub-Clause (4), for the words "break open any outer or inner door or window of any house or place to get out of the house or place", the words "force her exit from any house or place", be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> That in Clause 25 of the Bill, in sub-Clause (2), for the words "targets achieved", the words "targets to achieve the purposes of Act", be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 25 of the Bill, in sub-Clause (2), for the words "targets achieved", the words "targets to achieve the purposes of Act", be substituted.

The motion moved and the question is:

That in Clause 25 of the Bill, in sub-Clause (2), for the words "targets achieved", the words "targets to achieve the purposes of Act", be substituted.

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are five amendments in it. The first amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in sub-clause (1), in para (a), for the word "woman", the word "female" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in sub-Clause (1), in para (a), for the word "woman", the word “female” be substituted."

The motion moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in sub-Clause (1), in para (a), for the word “woman”, the word “female” be substituted."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: The second and third amendments are withdrawn and the fourth amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

That in Clause 2 of the Bill, in sub-Clause (1), for para (r), the following be substituted:

"(r) "violence" means any offence committed against the human body of the aggrieved person including abetment of an offence, domestic violence, sexual violence, psychological abuse, economic abuse, stalking or a cybercrime;

Explanations.- In this Clause:

(1) **"economic abuse"** means denial of food, clothing and shelter in a domestic relationship to the aggrieved person by the defendant in accordance with the defendant’s income or taking away the income of the aggrieved person without her consent by the defendant; and

(2) **"psychological violence"** includes psychological deterioration of aggrieved person which may result

in anorexia, suicide attempt or clinically proven depression resulting from defendant's oppressive behavior or limiting freedom of movement of the aggrieved person and that condition is certified by a panel of psychologists appointed by District Women Protection Committee; and".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 2 of the Bill, in sub-Clause (1), for para (r), the following be substituted:

"(r) **"Violence"** means any offence committed against the human body of the aggrieved person including abetment of an offence, domestic violence, sexual violence, psychological abuse, economic abuse, stalking or a cybercrime;

Explanations.- In this Clause:

(1) **"economic abuse"** means denial of food, clothing and shelter in a domestic relationship to the aggrieved person by the defendant in accordance with the defendant's income or taking away the income of the aggrieved person without her consent by the defendant; and

(2) **"psychological violence"** includes psychological deterioration of aggrieved person which may result in anorexia, suicide attempt or clinically proven depression resulting from defendant's oppressive behavior or limiting freedom of movement of the aggrieved person and that condition is certified by a panel of psychologists appointed by District Women Protection Committee; and".

The motion moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill, in sub-Clause (1), for para (r), the following be substituted:

"(r) **"violence"** means any offence committed against the human body of the aggrieved person including abetment of an offence, domestic violence, sexual violence, psychological abuse, economic abuse, stalking or a cybercrime;

Explanations.- In this Clause:

(1) **"economic abuse"** means denial of food, clothing and shelter in a domestic relationship to the aggrieved person by the defendant in accordance with the defendant's income or taking away the income of the aggrieved person without her consent by the defendant; and

(2) **"psychological violence"** includes psychological deterioration of aggrieved person which may result in anorexia, suicide attempt or clinically proven depression resulting from defendant's oppressive behavior or limiting freedom of movement of the aggrieved person and that condition is certified by a panel of psychologists appointed by District Women Protection Committee; and".

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: The Fifth Amendment has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. There is an amendment in it and but it has been withdrawn.

Now, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill, is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as amended, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 25۔فروری2016 صبح11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعرات،25۔فروری2016

(یوم الخمیس،16۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد19:شمارہ 20

1961

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ25۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خزانہ اور تحفظ ماحول)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

پنجاب پنشن فنڈ کی سالانہ رپورٹ برائے سال12-2011پر بحث

ایک وزیر پنجاب پنشن فنڈ کی سالانہ رپورٹ برائے سال12-2011پر بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

1963

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،25۔فروری2016

(یوم الخمیس،16۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّجَعَلَ فِيهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿٦١﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿٦٢﴾
وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ
قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾
وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾

سُوۡرَةُ الفُرقان آیات 61 تا 66

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا(61)اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔یہ (باتیں)اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے(سوچنے اور سمجھنے کی ہیں)(62)اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں(63)اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرکے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں(64)اور وہ جو دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار!دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھئو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے(65)اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے(66)

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جس کی دربار محمد میں رسائی ہوگی
اُس کی قسمت پر فدا ساری خدائی ہوگی
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی
یہ ہوا کوچہ سرکار سے آئی ہوگی
چاند قدموں پہ گرا اُن کا اشارہ جو ہُوا
وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اُٹھائی ہوگی
تجھ سے کچھ بھی نہ نکیروں نے ظہوری پوچھا
قبر میں نعتِ نبی تو نے سنائی ہوگی

سوالات

(محکمہ جات خزانہ اور تحفظ ماحول)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر112 میاں نصیر احمد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر4887 باؤاختر علی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر5547 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیاجاتاہے۔اگلاسوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے ذرااس سوال کی detail دیکھ لینے دیجئے میں اس سوال کو بعد میں کرلوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! سوال کا نمبر بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سوال نمبر 6433 ہے، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: فضائی وآبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل

*6433: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں موجود تحفظ ماحول کے محکمہ نے شہر لاہور میں فضائی آلودگی پر کنٹرول پانے کے لئے سال2014 کے دوران جو اقدامات اٹھائے ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ضلع لاہور میں آبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے محکمہ نے کیا کیا تدابیر اختیار کیں نیز آبی آلودگی پیدا کرنے والے عوامل کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے اپنے ضلعی دفتر کے ذریعے سال 2014 میں پنجاب ماحولیاتی ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) اور پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت 265 صنعتی یونٹوں کے خلاف کارروائی کی۔ اس کارروائی کے نتیجے میں 190 صنعتی یونٹ جو کہ فضائی آلودگی پھیلانے کا باعث تھے وہ "Air Pollution Control Devices" لگا چکے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں آبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے محکمہ تحفظ ماحول نے ضلع بھر میں موجود ایسے کارخانے جو آبی آلودگی پھیلانے کا باعث ہیں ان کے خلاف پنجاب ماحولیاتی ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے 323 یونٹس کو ٹریٹ (انوائرنمنٹ پروٹیکشن آرڈرز) جاری کئے اس وقت 42 یونٹس میں آلودہ پانی کو ٹریٹ کرنے کے لئے ٹریٹمنٹ پلانٹس لگ چکے ہیں جبکہ ایسے یونٹس جو کہ EPOs پر عملدرآمد نہیں کر رہے ہیں ان کے خلاف پنجاب ماحولیاتی ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت کارروائی جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ ضلع لاہور میں موجودہ تحفظ ماحول کے محکمہ نے شہر لاہور میں فضائی آلودگی پر کنٹرول پانے کے لئے سال 2014 کے دوران جو اقدامات اٹھائے ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ منسٹر صاحبہ یہ بتائیں گی کہ آلودگی کی تعریف کیا ہے اور ضلع لاہور میں پچھلے چار سالوں کے دوران جو بدترین فضائی آلودگی میٹرو بس اور آج کل اورنج لائن ٹرین کے ذریعے سے ہے، کیا اس کو کنٹرول کرنے کے لئے بھی کوئی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول(محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! pollution دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایکpollution وہ ہوتی ہے جو فیکٹری کےsmoke یاCoal کیcarbon emission سے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر!دوسریpollution پانی کی گندگی کے ساتھ ہوتی ہے۔اب پنجاب میں اور لاہور میں دونوںpollutions پائی جاتی ہیں۔We have carbon emissions and we also have the waste water pollution اگر اندازہ کیا جائے تو ہمارے پنجاب یا پاکستان میں جوcarbon emissions ہے وہ باہر کے ممالک سے بہت کم ہے۔We are not highest in carbon emissions but at the same time ہماریpollution اتنی ہے کہ ہم نے اس کو کنٹرول کرنا ہے کیونکہ آگےclimate change کا بھی معاملہ آرہا ہے۔دنیا کی بہت بڑی توجہclimate change کی طرف ہے توwe have to reduce a carbon emissions. اس کو ہم نے کیسے کنٹرول کرنا ہے اس کے بھی طریق کار ہوتے ہیں۔یہ پھر لمبی بحث چلی جائے گی You want to be give short answer or long answer I can give both to you. لیکن وہ کارخانے جہاںcarbon emission ہوتی ہے وہاںdevices install ہوتی ہیں جوemissions کو کم کرتی ہیں بلکہ تقریباً ختم کر دیتی ہیں۔ جو ساہیوال میںcoal plant لگ رہا ہے اس میں نئی ٹیکنالوجی ہے جس سے بہت کمcarbon emissions ہوں گی۔ جو یہ میٹرو بس کی بات کر رہے ہیں تو میٹرو بس کا یہ ہوگا کہ ہر بندہ کار یا رکشا سے سواری کرتا ہے۔ میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین انشاء اللہ جب چلے گی تو اس سے آپ کیcarbon emissions کم ہوں گی کیونکہ یہ گاڑیوں کیsmoke کے ساتھ ہوتا ہے۔Individual travel کرنے کی بجائے جب ایک بس میں بہت سارے لوگtravel کریں گے توcarbon emissions کم ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسرا پانی کیpollution ہے۔ ہماری سب سے بڑی ہڈیارہ ڈرین ہے جو انڈیا سے چلتی ہے وہ فیکٹریوں کیpollution لے کر آتی ہے۔وہpollutions اتنی زیادہ تو نہیں ہوتیں لیکن جب ہڈیارہ ڈرین پاکستان میں داخل ہوتی ہے تو ہماری فیکٹریوں اور میونسپل کمیٹیوں کی گندگی اس میں شامل ہونا شروع ہو جاتی ہے اس کے لئے ہمیں بہت بڑےwater plant کی ضرورت ہے۔ ہم انڈسٹری کو یا تو اپنے انڈسٹری زون میں لے جائیں جہاں ایک واٹر پلانٹ ہو جو سارے پانی کو صاف کر کے بڑی ڈرین میں بھیجے۔اس طرح ہمwater pollution کو کم کر سکتے ہیں مگر اس کے باوجود

بہت سارے کارخانے ایسے ہیں جنہوں نے water waste کو صاف کرنے کے لئے بھی پلانٹس لگائے ہوئے ہیں اور carbon emissions کو بھی reduce کرنے کے لئے پلانٹس لگائے ہوئے ہیں۔It is a big project we have this problem ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ:

Department has overcome but they are working in their up to works that.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پلانٹس شہری آبادیوں کے اندر لگے ہوئے ہیں، وحدت روڈ پر علامہ اقبال ٹاؤن، مصطفیٰ ٹاؤن اور منصورہ سے ملحقہ جو آبادیاں ہیں وہاں اور نج لائن ٹرین کے لئے asphalt plant ہے۔اس کی وجہ سے لوگ پچھلے چھ ماہ سے مسلسل بیماریوں کا شکار ہیں، وہ مظاہرے کر رہے ہیں کہ اس کو کسی کھلی جگہ پر لگایا جائے۔کیا منسٹر صاحبہ یہ بتائیں گی کہ کیا ان کا وہاں سے asphalt plant تبدیل کرنے کا پروگرام ہے؟ وہ آلودگی ہر روز گھروں میں جاتی ہے، ہر روز گھروں میں گرد و غبار کی تہہ جمی ہوتی ہے اور بالکل thick populated area کے اندر اس طرح کے asphalt plant کا لگائے جانا، وہ بھی کوئی ایک آدھ مہینے کے لئے نہیں ہے بلکہ زیادہ عرصہ کے لئے ہے۔اگر وہ پلانٹ سالہا سال تک لگا رہے گا تو کتنی پریشانی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا منسٹر صاحبہ اسے آلودگی پھیلانے والا سمجھتی ہیں یا نہیں، اگر سمجھتی ہیں تو اس کو وہاں سے تبدیل کر کے کھلی جگہ لے جانے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):جناب سپیکر! انہوں نے جس پلانٹ کی بات کی ہے قانون کے تحت اس کے خلاف ایکشن ہو گا، اگر قانون کے تحت بند کرانا بھی پڑا تو ہم کریں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم آلودگی بڑھانا چاہتے ہیں بلکہ ہم اس کو کم کرنا چاہتے ہیں۔اس سلسلے میں جو بھی اپوزیشن لیڈر کی suggestions ہوں گی تو Good suggestions will always take them in a positive manner. جیسا کہ انہوں نے گھروں کی گندگی کے بارے میں کہا تو آپ کو پتا ہے کہ یہاں پر ساری garbage collection ہوتی ہے اور اس کے دو پلانٹ محمود بوٹی میں لگے ہوئے ہیں۔ میں نے خود وہاں جا کر جائزہ لیا تھا اور وہ سارے garbage کو they convert

into fuel and the other جس میںperishable garbage ہوتا ہے وہ کھاد بن جاتی ہے اور وہ کھاد استعمال ہوتی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنی ہماری گندگی، آلودگی ہے اس کو کم بھی کریں اور دوسرا ہمیں اپنے بچوں اورcoming generation میں sense دینی پڑے گی کہ گھروں اور سڑکوں کی صفائی،

Knock to factories to look after plants it is a big thing you know and we have to teach people how to go on to this.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ جز(ب) ضلع لاہور میں آبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے محکمہ نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں نیز آبی آلودگی پیدا کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟ میری constituency علامہ اقبال ٹاؤن کے اندر ایک برساتی نالہ ہے جو کہ ایل ڈی اے کی پلاننگ کے اندر تھا۔ آج سے چند سال پہلے اس میں مختلف آبادیاں یعنی تقریباً 50 آبادیوں کا گندا پانی چھوڑ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف تعفن پھیل رہا ہے بلکہ اسی نالے کے اوپر ہی ایک گلشن اقبال پارک ہے جس میں پورے پنجاب سے بھی لوگ آتے ہیں تو وزیر صاحبہ بیان فرمائیں گی کہ اس کی اوریجنل حالت میں واپس لانے کے لئے حکومت کوئی اقدامات کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ! بتائیں۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! our department is basically regulatory department، جیسے میں مثال دیتی ہوں کہ ہم کئی چیزوں کو خود درست کریں۔ Where department is dealing with those issues. ان ڈیپارٹمنٹ نے اسے درست کرنا ہوتا ہے۔ ہم regulate کرتے ہیں اور point out کرتے ہیں کہ یہاں آلودگی اور گندگی ہے تو اس کو ختم کیا جائے but department does not deal with these bigger issues on that front. مگر ہماری پھر بھی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہم متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بتائیں کہ آپ کے اس طرح کے مسائل ہیں ان کو درست کریں اور بالکل اس کو درست کیا جائے گا۔ جیسے آپ نے point out کیا ہے

We will take notice of this and will definitely do better.

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 5290 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعلقہ تفصیلات

*5290: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات عملہ کا نام وعہدہ مع تاریخ تعیناتی ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ب) کیا محکمانہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس میں تعیناتی کے لئے ڈومیسائل کی کوئی شرط موجود ہے؟

(ج) کیا محکمانہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس کے ملازمین کے لئے ایک جگہ پر تعیناتی کے لئے کوئی مدت مقرر ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ملازمین کی طویل عرصہ تعیناتی کی وجہ سے دیگر شہریوں کے لئے شدید طور پر باعث آزار ہیں اور بہت ساری شکایات پیدا ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل 51 ملازمین تعینات ہیں جن میں سے 36 ملازمین صوبہ پنجاب اکاؤنٹس گروپ کے ہیں جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 15 ملازمین کا تعلق آڈٹ گروپ سے ہے جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول وفاقی حکومت اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب حکومت کے زیر انتظام اکاؤنٹس آفس میں تعیناتی کے لئے نان گزیٹڈ ملازمین کو ان کے رہائشی ضلع میں تعینات کرنے پر ترجیح دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں جبکہ گزیٹڈ ملازمین کو ان کے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں کیا جاتا لیکن مخصوص حالات میں قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے رہائشی ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ج) فنانس ڈیپارٹمنٹ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس کے ملازمین کی تعیناتی حکومت کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق کرتا ہے۔ سینئر اہلکاران کو ان ہی کے ضلع میں تعیناتی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے لیکن مخصوص حالات میں قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے رہائشی ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔ البتہ ماتحت عملہ کو ان کے رہائشی ضلع میں ہی تعینات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں اور وہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ اپنے ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں۔

(د) اگر کسی ملازم کے خلاف کرپشن یا مالی بے ضابطگی کی کوئی شکایت موصول ہو تو اس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور اسے انتظامی وجوہات کی بناء پر دوسرے ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔ البتہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام عملہ کی رپورٹ اے جی آفس کو کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے 31۔اکتوبر2014 کو سوال جمع کرایا تھا اور 11۔ فروری 2015 کو تقریباً16 ماہ بعد اس کا جواب موصول ہوا ہے۔ اس کا ضمیمہ (ب) میں16 ماہ بعد بھی غلط جواب دیا گیا ہے۔ ان ملازمین کی جو لسٹ دی گئی ہے اس میں پہلا نام جس صاحب کا دیا گیا ہے وہ صاحب وہاں نہیں ہیں، کوئی اور صاحب serve کر رہے ہیں اور پچھلے کئی مہینوں سے موجود ہیں۔ اس لسٹ کے مطابق اس کا main بندہ درست نہیں ہو گا تو نیچے کیا صورتحال ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو Head of department ہے اس کے بارے میں انفارمیشن غلط ہے تو نیچے والوں کا تو اللہ حافظ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، ان کی کون سی انفارمیشن غلط ہے؟ جس وقت محکمے کے سوالات کی باری آئے گی تو اس وقت سوال up take ہو گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کا جواب 11۔فروری2015 کو وصول ہوا ہے اور تقریباً آٹھ ماہ سے وہاں کوئی اور اکاؤنٹس آفیسر کام کر رہا ہے جس طرح main لوگوں کا بتایا گیا ہے تو نیچے بھی اسی طرح کی انفارمیشن پاس ہوئی ہوں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!ان کی بات کا جواب دیں۔ وہ اس کی latest position پوچھ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر!انشاءاللہ معزز ممبر کو بہت جلد latest position منگوا کر دیتے ہیں لیکن آپ کو پتا ہے کہ جب یہ سوال محکمے کو آتے ہیں تو ان کا procedures تھوڑا لمبا ہوتا ہے۔By chance جب اسمبلی کا اجلاس ہو تو اس میں ہر محکمے کو فوری طور پر ٹائم نہیں ملتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بجٹ اجلاس کے بعد ہمیں دوسری دفعہ ٹائم ملا ہے تو انشاءاللہ کوشش کر کے جلد سے جلد latest position منگوا کر دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!اس کا جواب 11۔ فروری کو وصول ہوا ہے تو میری آپ کے توسط سے معزز پارلیمانی سیکرٹری سے گزارش ہو گی کہ محکمے کو اتنا زیادہ defend نہ کریں۔ یہ جس طرح سے ایوان کو لے رہے ہیں اس سے نظر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کو latest position کا پتا ہونا چاہئے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر!اصل میں جو محکمے سے جواب آیا ہے میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں present کروں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تو اس وقت کی پوزیشن ہے۔اب کیا پوزیشن ہے وہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر!transfer اور posting تو ہوتی رہتی ہے لیکن ممکن ہے کہ ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو کیونکہ کوئی دانستہ طور پر تو ایسا نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات ایسے کیسے مان لوں، آپ کوئی positive بات کریں اور آپ کے پاس انفارمیشن ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر!اس بارے میں انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال تو pending ہو چکا ہے۔ اب اگلا سوال نمبر 5825 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جائے کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ اگلا سوال نمبر 6448 چودھری اشرف علی انصاری نے بھی کہا ہے میرا سوال pending کر دیا جائے اور وہ اس کے لئے request کر کے گئے ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6010 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ واسسٹنٹ کی اسامیاں اپ گریڈ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6010: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صرف موجودہ سپرنٹنڈنٹ کو بی ایس۔17 کا نوٹیفکیشن کیا ہے اور بقیہ کو تین سال انتظار کرنا پڑے گا جبکہ حکومت پاکستان اور دوسرے صوبوں نے سیٹ اپ گریڈ کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا اور سندھ کی حکومتوں نے بھی اپنے تمام اسسٹنٹس بی پی ایس۔14 کو بھی گریڈ 16 دے دیا ہے مگر صوبہ پنجاب میں ابھی تک اسسٹنٹس کو گریڈ 16 نہیں دیا گیا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب بھی اسسٹنٹس کو گریڈ 16 دینے اور سپرنٹنڈنٹس کی اسامی بی ایس۔17 میں اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سپرنٹنڈنٹ کی اسامیوں پر کام کرنے والوں کو بی ایس۔ 17 دینے کا نوٹیفکیشن کیا ہے اور بعد میں ترقی پانے والے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو اس اسامی کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے تین سال کی شرط عائد کی ہے۔ یہی پالیسی حکومت پاکستان میں رائج ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ میں سپرنٹنڈنٹ کی اسامیوں کو گریڈ 17 دیا ہے۔

(ب) صرف صوبہ خیبر پختونخوااور بلوچستان نے اسسٹنٹس کی اسامیوں کو گریڈ16 دیا ہے جبکہ صوبہ سندھ میں اسسٹنٹ کی اسامی گریڈ14 میں ہے۔

(ج) آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد تمام صوبے پالیسیاں بنانے میں خود مختار ہیں۔مزید برآں پنجاب حکومت کی پالیسی وفاقی حکومت کے مطابق ہے لہٰذا پنجاب حکومت کا اس پالیسی میں کوئی تبدیلی کا ارادہ نہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب پنجاب حکومت نے سپرنٹنڈنٹ کا بی ایس۔17 کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی ہو گیا ہے لیکن صوبہ پنجاب میں اسسٹنٹ کی پوسٹ کو اپ گریڈ نہیں کیا جا رہا کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم ان پوسٹوں کو اپ گریڈ نہیں کر سکتے۔انہوں نے مزید کہا ہے کہ پنجاب حکومت کی پالیسی وفاقی حکومت کے مطابق ہے جبکہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ وفاقی حکومت کے پابند نہیں ہیں اور صوبے خود مختار ہیں تو مجھے یہ بتایا جائے کہ اسسٹنٹ کی پوسٹ کو کیوں اپ گریڈ نہیں کیا جا رہا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر!اسسٹنٹ کی پوسٹ کو گریڈ 16 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے اور سپرنٹنڈنٹ کی پوسٹ کو گریڈ17 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اس کے جواب میں تو بتایا ہے کہ ہم اپ گریڈ نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: جب جواب آیا ہے تو اس وقت یہ پوسٹیں اپ گریڈ نہیں کی گئی تھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!انہوں نے جز(ب) میں بتایا ہے کہ صرف صوبہ خیبر پختونخوااور بلوچستان نے اسسٹنٹس کی اسامیوں کو گریڈ16 دیا ہے جبکہ صوبہ سندھ میں اسسٹنٹ کی اسامی گریڈ14 میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!انہوں نے نیچے جز(ج)بتایاہے کہ پنجاب حکومت کی پالیسی وفاقی حکومت کے مطابق ہے لہٰذا پنجاب حکومت کااس پالیسی میں کوئی تبدیلی کاارادہ نہیں۔اس کامطلب ہے کہ انہوں نے تبدیلی کردی ہے تو پہلے ارادہ کیوں نہیں تھااوراب کیوں ارادہ بن گیاہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(رانابابر حسین):جناب سپیکر!اس میں تبدیلی ہوچکی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!تبدیلی والے بہت ہیں توآپ کی کون سی تبدیلی ہے؟

جناب سپیکر:جی،یہ تبدیلی گریڈ میں اپ گریڈیشن کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(رانابابر حسین):جناب سپیکر!یہ گریڈ16اور گریڈ17کی تبدیلی ہے۔

جناب سپیکر:جی،اگلاسوال محترمہ سعدیہ سہیل رانا کاہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر6638ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

لاہور:کھاڑک سٹاپ سے فیکٹری کو باہر منتقل کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6638:محترمہ سعدیہ سہیل رانا:کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ملتان روڈ کھاڑک سٹاپ پر بجلی کے تاراور پلاسٹک کی اشیاء تیار کرنے والی متعدد فیکٹریاں قائم ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فیکٹریوں اور کارخانوں کے شوراور آلودگی کی وجہ سے علاقہ مکین سخت کرب میں مبتلاہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ علاقہ مکینوں نے فیکٹریوں کی شہر سے باہر منتقلی کے لئے ڈی سی او سے متعدد مرتبہ استدعا کی لیکن تاحال کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے؟

(د) کیاحکومت ان فیکٹریوں کو شہر سے باہر انڈسٹریل زون میں منتقل کرنے کاارادہ رکھتی ہے،تو کب تک،نہیں تو کیاوجوہات ہیں؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول(محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):

(الف) ملتان روڈ کھاڑک سٹاپ پر بجلی کے تار تیار کرنے والی صرف ایک فیکٹری موجود ہے جو کہ عزیز کیبلز کے نام سے قائم ہے۔

(ب) مذکورہ فیکٹری کے جنریٹروں کی وجہ سے اردگرد کے ہمسایوں کے لئے بجلی کی لوڈشیڈنگ کے دوران مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

(ج) علاقہ مکینوں کی طرف سے مندرجہ بالا فیکٹری کے خلاف شکایت موصول ہونے پر محکمہ تحفظ ماحول نے کارروائی شروع کی۔ پنجاب انوائرمینٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997(ترمیمی 2012)کے تحت فیکٹری مالکان کو دوHearing Noticeجاری کئے گئے تفصیل (Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قانونی تقاضے مکمل کرنے کے لئے فیکٹری کے مالکان کو مورخہ19.07.2015،25.08.2015اور07.01.2016کوHearing کے لئے بلایا گیا۔ فیکٹری کے مالک نے 07.01.2016 کو پیش ہو کر یہ بیان دیا کہ فیکٹری تقریباً30 سال سے وہاں کام کر رہی ہے اور کام کے دوران کسی قسم کی آلودگی، دھواں، شور پیدا نہیں ہوتا اور اس لئے کسی پڑوسی نے شکایت نہیں کی۔ مزید یہ کہ فیکٹری کا پلاٹ فروخت ہو چکا ہے اس لئے وہ فیکٹری کی جگہ کو فروری2016 کے آخر تک خالی کر دیں گے۔ مالک کی طرف سے محکمہ کو جمع کروایا گیا تحریری بیان(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) جز(د)کا جواب جز(الف وج)میں دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف)کے حوالے سے یہ mention ہے کہ ملتان روڈ کھاڑک سٹاپ پر بجلی کے تار تیار کرنے والی صرف ایک فیکٹری موجود ہے جو کہ عزیز کیبلز کے نام سے قائم ہے جبکہ میرا سوال تھا کہ متعدد فیکٹریاں ہیں لیکن اس کا جواب آیا ہے کہ وہاں صرف ایک ہی فیکٹری ہے جو کہ عزیز کیبلز کے نام سے ہے۔ ابھی کچھ سال پہلے وہاں ایک فیکٹری میں دھماکا ہوا تھا جس میں بہت ساری انسانی جانیں ضائع ہوئی تھیں تو کیا وہ یہی فیکٹری تھی؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ دکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! یہاں فیکٹری ایک ہے جو کہ عزیز کیبلز کے نام سے ہے مگر میرا خیال ہے کہ اس میں دھماکا نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک اور یونٹ تھا جس میں دھماکا ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر! پہلے سوال پر ہی جواب غلط ثابت ہو گیا کیونکہ اگر اس فیکٹری میں دھماکا نہیں ہوا تھا تو ملتان روڈ کھاڑک کے پاس دوسری کون سی فیکٹری تھی جہاں دھماکا ہوا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ دوسری فیکٹری وہاں موجود ہے اور اسی طرح پہلے سوال کی جز غلط ثابت ہو گئی۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈسیہ شاہ نواز خان):جناب سپیکر!انہوں نے سوال میں بات کی ہے میں اس کا جواب دیتی ہوں کہ یہ ایک فیکٹری ہے مگر انہوں نے فیکٹری سے متعلق زیادہ سوال پوچھے ہیں کہ عوام کو اس سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور وہاں شور ہوتا ہے کیونکہ لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ disturb ہوتے ہیں۔

There is one other factory which is almost not there anymore because these factories are being shifted to other areas.

اور یہ فیکٹری بھی شفٹ ہو رہی ہے اس مہینے کے آخر تک اس کو legal notice دے دیا گیا ہے کہ آپ ان علاقوں سے شفٹ کر جائیں۔اگر کوئی چھوٹے یونٹس ہیں there are all being shifted because یہ یونٹس عوام کے لئے they are creating disturbances, noise and pollution اور ویسے بھی میں سمجھتی ہوں اور محکمہ تحفظ ماحول سمجھتا ہے کہ ان فیکٹریوں کو یہاں پر نہیں ہونا چاہئے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!میں وزیر صاحبہ سے دوسرا ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی کہ جز(ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ڈی سی او کے پاس متعدد بار اس کے خلاف درخواستیں گئی ہیں لیکن اس پر ڈی سی او صاحب نے عملدرآمد نہیں کیا البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ محکمہ تحفظ ماحول نے اس پر ایکشن ضرور لیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ عوام کی شکایات پر ایکشن نہ لینے کی وجہ سے ڈی سی او صاحب کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر:اگر سوال میں آپ نے پوچھا ہوتا تو وہ ضرور اس کا جواب بھی دے دیتے۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈسیہ شاہ نواز خان):جناب سپیکر!میں عرض کر رہی ہوں کہ یہ فیکٹری یہاں سے ختم ہو کر ہو کر جا رہی ہیں، یہ ان کے لئے سزا سمجھیں یا جزا سمجھیں

I don't know what they are going to shift till the end of this month. The process is taking place because they have been given a legal notice to shift out

اور اس کے سارے کاغذات آپ کے سوال کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔وہ بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کارخانے اب وہاں نہیں رہیں گے۔

Whatever the problems are they are going to be taken care of because they are shifting out.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیکٹری کو یہاں سے ہٹانے میں تیس سال لگ گئے اور اب فروری کی تاریخ دی گئی ہے۔امید ہے کہ فروری میں یہ شفٹ ہو جائیں گے۔ وزیر صاحبہ جو اس وقت جواب دے رہی ہیں وہ میرے لئے اتنی قابل احترام ہیں کہ ان کو پریشان کرنے کا میرا دل ہی نہیں چاہتا لیکن میں چاہتی ہوں کہ ہم make sure کر لیں کیونکہ میرے علم کے مطابق وہاں پر بہت سارے لوگوں نے اپنے گھروں میں فیکٹری ٹائپ کے یونٹس بنائے ہوئے ہیں جو کہ انسانی صحت کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہیں اور خاص طور پر پلاسٹک بیگز پر تو ہمیں پابندی لگا دینی چاہئے کیونکہ یہ صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ میں اپنی معزز منسٹر صاحبہ کے اعزاز میں مزید کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):جناب سپیکر!معزز ممبر نے آج ایک کارخانے کے بارے میں سوال کیا تھا جس کا جواب ہم نے دے دیا ہے مگر جہاں تک پلاسٹک بیگ کی بات کی گئی ہے اس بارے میں عرض کروں گی کہ:

We are very much aware and that is a big, big eye-sight for us and it is something which the Environment Department is giving priority to the plastic bags. We are working on them. We want to finish them off.

جناب سپیکر!ایک دم ہم ان کو ختم نہیں کر سکتے کیونکہ لوگوں کا روزگار اس کے ساتھ وابستہ ہے۔آہستہ،آہستہ ہم اس کو take up کریں گے۔ابھی ہماری ان کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی ہے ہم نے ان سے کہا ہے کہ آپ اس مٹیریل کو ایسا بنائیں جو disintegrate ہو جائے،اگر for the being time آپ وہ بھی نہیں کر سکتے تو اس کی thickness کو زیادہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس شاپنگ بیگ کو پھینکیں نہیں اور جب اس کی thickness زیادہ ہو گی تو لوگ سنبھال کر رکھیں گے اور دوبارہ اسے شاپنگ کے لئے استعمال کریں گے۔

Finish the plastic bags. So we have to reduce the plastic bags and ultimately are have to finish the plastic bags totally.

جتنا معزز ممبر کو اس کا فکر ہے شاید:

I am even more concerned about you because from all point of view, I think the plastic bags should not continue. They should be changed to something else, but for the time being we have to…

جناب سپیکر! ہمیں خیال کرنا پڑتا ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی انڈسٹریز ہوتی ہیں اور یہ لوگ اس سے پیسا کماتے ہیں اور ہم ان کا totally چولہا بند نہیں کر سکتے۔ آہستہ آہستہ ہم اس مسئلے کو resolve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کے روزگار کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ محترمہ! اب ہم آگے چلیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اس میں ایک add point کرنا چاہتی ہوں کہ میری وزیر صاحبہ نے جو کہا کہ ہم اس کو آہستہ آہستہ ختم کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو چیزیں انسانی زندگی کے لئے اتنا بڑا خطرہ ہیں اور ہمارے پورے genesis system جو اس وقت flap نظر آتے ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ اس کا بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کی جگہ پہلے جو کاغذ کے لفافے استعمال ہوتے تھے وہ بنانا شروع کر دیں۔ پلاسٹک بیگ چاہے thicker یا thin ہو وہ انسانی زندگی کے لئے ماحول کے لئے زہر کا کام کر رہے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر نظر ثانی کی جائے کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے ،انسانی جان سے قیمتی کوئی چیز نہیں ہے اور یہ اس کو direct effect کرتے ہیں۔ شکریہ

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈسیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ:

We are working towards that. We can't do it immediately. It is good to take a bit of time and we really think

اور ہم نے اس کو priority دی ہوئی ہے اور یہ ہو گا۔ابھی ہماری معزز ممبر محترمہ سعدیہ سہیل رانا!
It should satisfy her now.

جناب سپیکر: محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: چودھری اشرف علی انصاری کے سوال کو pending کیا جائے۔اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 7142 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تحفظ ماحول کے انسپکٹرز سے متعلقہ تفصیل

*7142: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں محکمہ تحفظ ماحول میں فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے کتنے انسپکٹر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں نیز ان کو کون کون سا ایریا دیا گیا ہے؟

(ب) ان ملازمین نے اس ضلع میں فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے کن کن اداروں، فیکٹریوں اور گاڑیوں کے کتنے چالان کئے، تفصیل جنوری 2014 سے آج تک کی فراہم کی جائے؟

(ج) ان چالانوں سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان):

(الف) لاہور میں ڈسٹرکٹ آفیسر (تحفظ ماحول) کی سرپرستی میں آٹھ انسپکٹر کام کر رہے ہیں۔اِن انسپکٹرز کے ذمے فضائی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والی فیکٹریوں کا سروے کرنا اور انسپکشن رپورٹ تیار کرنے کے علاوہ ڈینگی کے خاتمے کے لئے ٹائر شاپس، کباڑ خانے، نرسریاں، اور انڈر کنسٹرکشن عمارتوں کا معائنہ کرنا اور اُن کے خلاف کارروائی کرنا بھی شامل ہے۔اِن انسپکٹر کے عہدہ، گریڈ اور ایریا کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	ایریا
1	جاوید اقبال	انسپکٹر	13	گلبرگ
2	علی رضا	انسپکٹر	13	عزیز بھٹی ٹاؤن
3	عبدالحفیظ فاروقی	انسپکٹر	13	نشتر ٹاؤن

4	محمد حسنین	انسپکٹر	13	راوی ٹاؤن
5	کامران طفیل	انسپکٹر	13	شالامار وہلگہ ٹاؤن
6	طلعت ریاض	انسپکٹر	13	سمن آباد ٹاؤن
7	محمد ممتاز	انسپکٹر	13	علامہ اقبال ٹاؤن
8	فہیم رضا شاہ	انسپکٹر	13	داتا گنج بخش ٹاؤن

(ب) محکمہ تحفظ ماحول کے انسپکٹرز فیکٹریوں کا سروے کرنے کے بعد ان کی Site Inspection Report بناتے ہیں جس کے بعد محکمہ تحفظ ماحول "پنجاب ماحولیاتی ایکٹ1997 (ترمیمی2012) کے تحت فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔15-2014 کے دوران فضائی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والی245 فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ان فیکٹریوں کی سروے رپورٹ آنے کے بعد ان کو ذاتی شنوائی کا موقع دیا گیا اور اس کے بعد اُن کو آلودگی کنٹرول کرنے کے لئے ضروری آلات نصب کرنے کے احکامات جاری کئے گے۔ ان فیکٹریوں کے نام اور ایڈریس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں، ضلعی دفتر تحفظ ماحول لاہور نے شمالی لاہور میں واقع فضائی آلودگی کا باعث بننے والی سٹیل ملز/ فونڈریز کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اُنہیں آلودگی کنٹرول کرنے والے آلات لگانے پر مجبور کیا جس کے نتیجے میں 201 سٹیل ملز نے آلودگی کنٹرول کرنے والے آلات لگا لئے ہیں جس سے فضائی آلودگی میں کمی واقع ہوئی ہے۔ سٹیل ملز کی لسٹ Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔انسپکٹرز (تحفظ ماحول)، وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں ڈینگی کے خلاف جاری مہم میں کام کرتے ہوئے، گاڑیوں کے خلاف کارروائی نہیں کر سکے۔تاہم ٹریفک پولیس نے اپنے طور پر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی جاری رکھی۔

(ج) جن فیکٹریوں نے محکمہ تحفظ ماحول کے جاری کردہ احکامات پر عمل نہیں کیا۔ محکمہ اُن کے چالان / کیس تیار کر کے ماحولیاتی عدالت "پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل" کو بھجواتا ہے اور یہ عدالت جرمانہ عائد کرتی ہے۔ بھجوائے گئے کیس ابھی زیر سماعت ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے اندر آٹھ انسپکٹروں کے نام دیئے گئے ہیں، میں پہلے صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ لاہور کے اندر جن فیکٹریوں کے خلاف آپریشن

کیا جارہا ہے ان کی تعداد 201 ہے مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت لاہور کے اندر ٹوٹل فیکٹریاں کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ کے پاس اس کی تعداد ہے تو آپ بتادیں۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! جن فیکٹریوں کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے ان کی تعداد 201 ہے اور لاہور میں ٹوٹل فیکٹریاں 1700 ہیں۔ ان کو ہم بار بار ٹوٹسز بھی بھیج رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے جو ٹریبونل ہیں وہاں پر بھی ان کے cases گئے ہوئے ہیں۔

These cases are pending there and they are under process and the Tribunal will make final decision concerning these facts.

جناب سپیکر: انہوں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ فیکٹریوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! فیکٹریوں کی تعداد کتنی ہے یا انسپکٹروں کی تعداد کتنی ہے؟....We have eight inspectors

جناب سپیکر: انسپکٹروں کے جواب سے انہیں تسلی ہو گئی ہے وہ کہتے ہیں یہ ٹھیک ہیں۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: مگر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف یہ بتادیں کہ لاہور میں اس وقت کل کتنی فیکٹریاں ہیں؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! ان کی کل تعداد 1700 ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1700 فیکٹریوں کے لئے کیا آٹھ انسپکٹر کافی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہ نواز خان): جناب سپیکر! بالکل

He is right. They are not enough. But we have a staff of thirty three other people not inspectors but below the rank of inspectors

جو کام کر رہے ہیں But we are hiring more people because یہ کافی نہیں ہیں اس لئے کافی نہیں ہیں۔

Because Environment Department deals with even Dengue and other aspects of environment and I agree with you. They are not enough but we are going to hire more people.

جناب سپیکر:ان کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے آپ تیار ہیں یا اس میں آپ کو کوئی ٹائم لگے گا؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!آپ کو تو معلوم ہے کہ ہر چیز میں تھوڑا سا ٹائم لگتا ہے۔

But I think we are hiring them soon inshallah I can't give you the time limit at the moment but we will do it as soon as possible

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں صرف چاہتا ہوں کہ ایوان کو بھی تھوڑی سی details پتا چل جائے کیونکہ اس وقت لاہور میں 1700 فیکٹریاں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً 200 فیکٹریاں فی انسپکٹر آ رہی ہیں۔اس کے علاوہ یہ لوگ dengue میں بھی کام کر رہے ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ جب پولیو کا issue آتا ہے تب بھی یہی لوگ سامنے آتے ہیں اور ان پر بہت ساری responsibilities ڈالی جاتی ہیں لہٰذا میرا جز(ب) پر ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ گاڑیوں کے خلاف کارروائی نہیں کر سکے،سب سے نمبر ون issue جو اس وقت لاہور کے اندر ہے اگر آپ گاڑیوں میں سے دیکھیں،چنگچیوں،موٹر سائیکلوں،رکشوں بسوں میں سے جو smog آ رہی ہے،جواب میں تو انہوں نے بڑے آرام سے لکھ دیا ہے کہ اس پر ٹریفک پولیس کام کر رہی ہے حالانکہ کوئی کچھ نہیں کر رہا۔باہر کے ملکوں کے اندر ہر سال آپ کو اپنا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جمع کروانا ہوتا ہے اور اگر smog کا سرٹیفکیٹ جمع نہیں کروا رہے تو آپ کو اپنی گاڑی سڑک پر نہیں لے کر جانے دی جاتی۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آخر ہم کب تک یہ سسٹم پاکستان میں لے کر آئیں گے؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!بالکل میں کہتی ہوں کہ ہمارے پاس قانون ہے،ٹریفک والے بھی ہمارے اس carbon emissions پر کام کر رہے ہیں اور ہمارے انسپکٹرز بھی کر رہے ہیں as I told you earlier we are a regulatory body. We just can't sort out you know اگر آپ یہ کہیں we point out these issues, we point out it to the transport people کہ آپ

& I think they are working towards it نے carbon emission کم کرنی ہے
پہلے کچھ عرصہ بہت گیس سلنڈرز لگے تھے چونکہ زیادہ carbon emission ڈیزل اور پٹرول کے ساتھ ہوتی ہے لیکن
I think we have to work more on that and he has rightly pointed out that we have to reduce the carbon emission where the cars and vehicles are concerned and secondly

جیسے میں نے آپ سے کہا کہ even میٹرو بس کی بھی carbon emission ہو گی لیکن
You know these are things which are going to add to the reduction of the carbon emissions and definitely I agree with him on that point but we are working towards it and it is not so easy

کہ ہم چھ مہینے یا ایک سال میں کر لیں گے مگر ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم ان carbon emission کی جتنی reduction کر لیں چونکہ یہ ہمارا concern نہیں بلکہ
The world is concerned about that and so are we.

جناب سپیکر: آپ کوشش اور تیز کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جس وقت گورنمنٹ نے seat belt impose کی تو میں آج کسی کو بھی سڑک پر سیٹ بیلٹ کے بغیر گاڑی چلاتے ہوئے نہیں دیکھتا اور یہ مہینوں کے اندر ہوا۔

جناب سپیکر: آپ خود استعمال کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جی، بالکل۔ میں پہلے نہیں کرتا تھا لیکن اب میں نے سیٹ بیلٹ استعمال کرنا شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جیسے اس کو دو تین مہینے کے اندر enforce کیا گیا اگر یہ چیز بھی اسی طرح enforce کی جائے جس طرح سیٹ بیلٹ enforce کی گئی ہے تو میرے خیال میں ہم اسے بھی مہینوں کے اندر کنٹرول میں لا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول(محترمہ دکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!I think it is a good suggestion also ہم کوشش کریں گے کہ جتنیcarbon emission reduce کر سکیں۔ میں ایسے نہیں کہہ سکتی کہ اتناوقت لگائیں گے یااتناI can't give you promise which we can't you know deliver on time. But we have to do it and we are going to do it لیکن میں آپ کواتنا ضرورassure کروں گی کہ carbon emissions کی۔

Reduction is one of the major problems and which is not going to affect just Lahore but it is going to effect our future generations and we have to care for future generation because a lot of diseases; a lot of ill things come from all this pollution in the air pollution in the water and these are major concerns and the Government of the Punjab is trying to overcome.

جناب سپیکر:اگلاسوال جناب شہزاد منشی کا ہے۔

جناب شہزاد منشی:جناب سپیکر!سوال نمبر6206ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

بورڈآف ریونیو پنجاب کے ملازمین کو سپیشل الاؤنس دینے سے متعلقہ تفصیلات

*6206:جناب شہزاد منشی:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ یکم جولائی2009 سے پنجاب سول سیکرٹریٹ سٹاف کو20فیصد سپیشل الاؤنس دیاگیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اسی طرح پنجاب بورڈآف ریونیو سیکرٹریٹ کے ملازمین کو بھی مذکورہ الاؤنس دیاگیا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ بورڈآف ریونیو کے ایک شعبہ ڈیزاسسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ جو ریلیف کاکام سرانجام دیتاہے؟

(د) کیا مذکورہ سٹاف کی اس الاؤنس سے محرومی ان سے زیادتی نہ ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک اس زیادتی کے ازالے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) یہ درست ہے کہ سیکرٹریٹ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والے ملازمین بشرطیکہ وہ تنخواہ بھی سیکرٹریٹ ڈیپارٹمنٹ سے لے رہے ہوں ان کو 20 فیصد سپیشل الاؤنس دیا گیا۔

(ب) بورڈ آف ریونیو چونکہ سیکرٹریٹ ڈیپارٹمنٹ ہے اس لئے اس کے ملازمین بھی یہ الاؤنس لے رہے ہیں۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس کے تحت ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ سیکرٹریٹ ڈیپارٹمنٹ ہے، جبکہ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی ایک ذیلی ادارہ ہے تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ چونکہ سیکرٹریٹ ڈیپارٹمنٹ ہے اس لئے اس کے ملازمین تو اس الاؤنس کا استحقاق رکھتے ہیں۔ البتہ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی چونکہ ایک ذیلی ادارہ ہے اس لئے موجودہ پالیسی کے تحت اس کے ملازمین اس کا استحقاق نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ یہ سیکرٹریٹ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اسی طرح جز (د) میں بھی کہا گیا ہے کہ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھی سیکرٹریٹ کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ بورڈ آف ریونیو کے ملازمین کو تو الاؤنسز دیئے جا رہے ہیں لیکن ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو الاؤنسز نہیں دیئے جا رہے کیا یہ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! پنجاب ڈیزاسٹر ڈیپارٹمنٹ سیکرٹریٹ کا ڈیپارٹمنٹ ہے جبکہ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ پنجاب ڈیزاسٹر مینجمنٹ کا ذیلی ادارہ ہے اور ان کا کام بہت کم ہے as compared to secretariat employees اس لئے ان کے زیادہ کام اور زیادہ hours کی وجہ سے زیادہ تنخواہ دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ والوں کا کام اتنا زیادہ نہیں ہے جس وجہ سے انہیں 20 فیصد extra allowance نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: وہ اتھارٹی ہے یہ محکمہ ہے۔ جی، فرمائیں!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو ایسے بتا رہے ہیں جیسے پراونشل ڈیزاسٹر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین تو گورنمنٹ کے ملازم ہی نہیں ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا کام زیادہ نہیں ہے لیکن یہ بے چارے تو ایک چھٹی بھی کر لیں تب بھی ان کے پیسے کٹ جاتے ہیں اور دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین دو دو چھٹیاں بھی کریں تب بھی ان کے پیسے نہیں کٹتے۔ یہ پراونشل مینجمنٹ اتھارٹی کے ہیڈ CO کو تو PMU کے تحت الاؤنسز دے رہے ہیں لیکن کیا ملازمین سوتیلے بچے ہیں کہ ان کو یہ الاؤنسز نہیں دیئے جا رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جب کوئی ملازم بھرتی ہوتا ہے تو اس کی terms and condition ہوتی ہیں ان کے مطابق وہ agree کر کے اس محکمے میں بھرتی ہوتا ہے، بنیادی طور پر جو difference ہے وہ یہ ہے کہ ایک ڈیپارٹمنٹ ہے اور دوسری اتھارٹی ہے ایک قسم سے وہ اس کے کنٹریکٹر ہیں جس وجہ سے انہیں اتنی privileges نہیں دی جا سکتیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ابھی آپ نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! آپ ان سے نہیں بلکہ مجھ سے بات کریں، مہربانی۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی جو کہ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ذیلی ادارہ ہے۔ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ سیکرٹریٹ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس کے ملازمین کو 20 الاؤنسز دے رہے ہیں لیکن پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے ملازم بھی گورنمنٹ کے ہی ملازم ہیں تو ان کا حق انہیں کیوں نہیں دیا جاتا جبکہ اسی پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے جو چیف ایگزیکٹو ہیں انہیں الاؤنسز دیئے جا رہے ہیں۔ کیا وہ اس ذیلی ادارے کے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر ان کو یہ الاؤنسز کیوں دیئے جا رہے ہیں اور اگر انہیں مل رہا ہے تو پھر ملازمین کو بھی ملنا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی تجویز اپنے ڈیپارٹمنٹ تک پہنچاؤں گا اور انشاء اللہ اس پر کوئی reasonable جواب اگلے اجلاس میں دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر7145ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں فضائی اور آبی آلودگی کے خاتمہ سے متعلقہ تفصیلات

*7145: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) عرصہ 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران لاہور شہر کی حدود میں کہاں کہاں پر کون کون سے فضائی اور آبی آلودگی ختم کرنے کے منصوبے شروع کئے گئے، ان کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) اس شہر میں کون کون سی فیکٹریاں آبی آلودگی اور فضائی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں، ان کے نام اور جگہ بتائیں ان کے خلاف ان دو سالوں کے دوران کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب ایک "ریگولیٹری باڈی" ہے اور ریگولیٹر ہونے کی حیثیت سے فضائی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنا اس محکمہ کی ذمہ داری ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول اپنے ضلعی دفتر لاہور کے ذریعے، آلودگی پیدا کرنے والی فیکٹری کا سروے کروانے کے بعد اس فیکٹری کے خلاف "پنجاب ماحولیاتی ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتا ہے اور انہیں آلودگی کنٹرول کرنے والے آلات نصب کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہدایات پر عملدرآمد نہ ہونے کے نتیجے میں ان کے کیس ماحولیاتی عدالت "پنجاب انوائرنمنٹل ٹریبونل" کو بھجواتا ہے تاکہ انہیں جرمانے اور سزائیں ہو سکیں۔ محکمہ تحفظ ماحول نے فضائی آلودگی کی پیمائش کے لئے اور ہڈیارہ ڈرین کی آلودگی کو چیک کرنے اور اس پر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پراجیکٹ شروع کئے ہیں۔

(i) Establishment of Air Quality Monitoring System in Punjab (Cost Rs. 81.970)

(ii) Study for Most Feasible Treatment Option for Hudiara Drain Waste water (Cost: Rs. 21.320)

(ب) محکمہ تحفظ ماحول، آبی اور فضائی آلودگی کا باعث بننے والی فیکٹریوں کے خلاف "پنجاب ماحولیاتی ایکٹ1997(ترمیمی2012 کے تحت کارروائی کرتا ہے۔14۔2013اور 15۔2014 کے دوران فضائی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والی177 فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ان فیکٹریوں کی سروے رپورٹ آنے کے بعد ان کو ذاتی شنوائی کا موقع دیا گیااوراس کے بعد آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے "پلوشن کنٹرول سسٹم "لگانے کے احکامات جاری کئے گے۔ان فیکٹریوں کے نام اور ایڈریس کی تفصیلAnnex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں، ضلعی آفیسر تحفظ ماحول لاہور نے شمالی لاہور میں واقع فضائی آلودگی کا باعث بننے والی سٹیل ملز/ فونڈریز کے خلاف کارروائی کی اور اس کارروائی کے نتیجے میں 201 سٹیل ملز نے آلودگی کنٹرول کرنے والے آلات لگائے گئے ہیں جس سے فضائی آلودگی میں کمی واقع ہوئی ہے۔ سٹیل ملز کی لسٹAnnex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ تحفظ ماحول اپنے محدود وسائل کے ساتھ فضائی اور آبی آلودگی پیدا کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی جاری رکھے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال جنوری 2015 میں کیا تھا اور اس کا جواب جنوری 2016 میں آیا ہے۔

جناب سپیکر: جب اس محکمے کی باری آنی تھی اسی وقت ہی جواب آنا تھا، ایسے نہ کریں۔ بڑی مہربانی

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں سوال کو اس کے ساتھ relate کر رہا ہوں کہ اس سوال کو کئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے 201 فیکٹریوں کے خلاف انکوائریاں کی ہیں، کارروائی کی ہے اور سب کچھ کیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا ابھی تک کیا رزلٹ آیا ہے کتنی بند ہو گئی ہیں یا بند نہیں کی گئیں ذرا ان کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ زکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!ہم نے ان کو ٹربیونل کے پاس بھیجا ہے یہ تین ممبران پر مشتمل بنچ ہے ایک جج ہے جن میں ایک ٹیکنیکل ممبر بھی ہے ایک اور ممبر ہےso there are three members وہ ان کے فیصلے کرتے ہیں۔

We don't do the judgments on these fines. They can put up a fine from anything till five millions.

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ It is up to the judges to decide کہ انہوں نے کتنا fine کرنا ہوتا ہے مگر اس کا فیصلہ وہ کرتے ہیں ہمارا ڈیپارٹمنٹ یہ فیصلے نہیں کرتا۔We say you have to do it and then it goes up to the tribunals اور ٹربیونل کے پاس جن کے کیسز ہیں ان سب کی لسٹ آپ کے ڈیسک پر ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرے خیال میں منسٹر صاحبہ کے مائیک کی آواز مجھے صحیح طرح سے نہیں آئی اس لئے تھوڑا سا دیکھ لیں۔

MINISTER FOR POPULATION WELFARE/ENVIRONMENT PROTECTION (Mrs Zakia Shahnawaz Khan):

The 48 factories put their devices on and others who have not, they are being warned to do so and if they still don't do it their cases will be sent to the tribunal and they are going to fine them and then they will see to it and give them warning. They have to put on the devices to control the air pollution and the water pollution both.

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرا سوال اسی کے concern تھا کہ ابھی تک پچھلے ایک سال کے اندر کتنے کیس ٹربیونل میں چلے گئے ہیں،نہیں گئے،ان میں سے کوئی rectify کیا گیا ہے جن پر جن چیزوں کا blame لگایا گیا تھا further more ان میں سے کسی کو بند کیا گیا ہے یا نہیں؟ان کی تھوڑی بہت تفصیل واپس ڈیپارٹمنٹ میں ضرور آئی ہو گی چونکہ اس بات کو ایک سال ہو گیا ہے۔

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ زکیہ شاہنواز خان): جناب سپیکر! ہم نے بہت ساری فیکٹریاں بند کی ہیں ہم نے لاہور کے اندر بھی بہت سارے کارخانوں کو بند کیا ہے اور ہم زیادہ سختی بھی اس لئے نہیں کرنا چاہتے کہ:

> Already the factories are not working because due to electricity shortage. We don't want to clamp down too heavily on them.

ہم چاہتے ہیں کہ انہیں وارننگ دیتے جائیں مگر ہم سارے کارخانے بند نہیں کر سکتے۔ پہلے بھی کاروبار ختم ہو چکا ہے لوگوں کا روزگار نہیں ہے۔

> We have to deal with them sensitively and still we sent the cases to the Tribunal so that they are fined and punished.

مگر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اتنی پرانی بیماری کا علاج ذرا تھوڑا سخت ہوتا ہے۔اب ہم سختی کر رہے ہیں اور اس بیماری کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! محکمہ کے سیکرٹری نے منسٹر صاحبہ کی بڑی خوبصورتی سے help کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سوال کی جو تفصیل مجھے مہیا کی گئی ہے اس میں فیکٹری کا نام، پتا اور اگلے کالم میں صرف air pollution اور water pollution لکھا ہوا ہے۔یہ اتنا simple ہے کہ کوئی پانچ سال کا بچہ بھی بیٹھ کر لکھ دے گا۔ وہاں پر 200 فیکٹریاں ہیں تو کیا سب میں صرف ایک ہی problem ہے، کیا وہاں پر اور کوئی problem نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

MINISTER FOR POPULATION WELFARE/ENVIRONMENT PROTECTION (Mrs Zakia Shahnawaz Khan): Mr Speaker! Of course there are two problems. One is water and the other is air pollution. So, whether there are 700 factories or 200 factories, we are facing a problem. I am not saying that we are not facing the problem. It can be of any amount. Even if there is one factory which is giving carbon emissions and it is sending dirty water to the drains and polluting the rivers, it is a big issue and a big problem.

ان فیکٹریوں کی تعداد ایک ہزار، چھ سو، پانچ سو یا صرف ایک ہے اور اگر وہ pollution کا باعث بن رہی ہیں تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

It is something to worry about and to control it. So, what I am trying to say that we do want to control but we can't clamp down very heavily on these factories.

کیونکہ پہلے ہی ساری دنیا رو رہی ہے کہ ہمارا کاروبار ختم ہو گیا ہے، ہمارے پاس پیسے نہیں اس لئے ہم یہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے پاکستان کو چلانا بھی ہے۔ ہم نے کاروبار کو بند نہیں کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ carbon emissions بھی ختم کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آخری comment ہے۔ مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحول کی پچھلے تین سالوں میں آج تک کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں میاں طاہر کے ایماء پر سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے کتنے سوال کئے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے ایک ہی سوال کیا ہے اور وہ بھی pending ہو گیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میاں طاہر کے ایماء پر میں سوال کر لیتا ہوں۔ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6290 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں دی بنک آف پنجاب کی برانچز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6290: **میاں طاہر:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کی حدود میں دی بنک آف پنجاب کی برانچز کہاں کہاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں میں عملہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان برانچز کے سال14۔2013اور15۔2014کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران ان بنکوں سے کتنی رقم قرض کی مد میں ادا کی گئی؟

(ہ) یہ قرض کس شرح سود پر دیا گیا کیا تمام قرض یکساں شرح سود پر دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) فیصل آباد کی حدود میں دی بنک آف پنجاب کی کل 18 برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان برانچوں میں عملے کی کل تعداد 249 ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i)	ایگزیکٹو آفیسرز	175
(ii)	نائب قاصد	30
(iii)	گارڈز	44
	کل تعداد	249

(ج) ضلع فیصل آباد میں بنک آف پنجاب کی برانچوں کے سالانہ اخراجات اور آمدن برائے ختم ہونے والے سال 31۔دسمبر 2013 اور 31۔دسمبر 2014 کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

سال	2013	2014
آمدن	3,187,555,761روپے	2,914,967,724روپے
اخراجات	2,322,644,351روپے	2,452,276,701روپے
منافع/نقصان	864,911,410روپے	462,691,023روپے

(د) ان دو سالوں کے دوران ان بنکوں سے جتنی رقم قرض کی مد میں ادا کی گئی، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

سال	01.01.2012 to 30.12.2013	
	تعداد اکاؤنٹ	رقم فنانس
کمرشل لیز	33	79,381,000/-روپے
پرسنل لون	30	5,925,000/-روپے
کار لیز	179	207,683,000/-روپے
بیلو کیب سکیم	1,244	601,340,000/-روپے
ٹوٹل	1,486	894,329,000روپے

سال	01-01-2014 to 20-04-2015	
	تعداد اکاؤنٹ	رقم فنانس
اپنا روزگار سکیم	507	256,177,000/-روپے
کارلیز:	259	235,143,000/-روپے
کمرشل لون	61	395,627,000/-روپے
موٹر سائیکل لیز:	4	83,000/-روپے
پرسنل لون	374	51,444,000/-روپے
ٹوٹل	1,205	938,473,000/-روپے
مجموعی ٹوٹل	2,691	1,832,802,000/-روپے

(ہ) یہ قرض جس شرح سود پر دیئے گئے اس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں جز(ہ) کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس سوال کی جو تفصیل دی گئی ہے اس میں ایک لفظ "KIBOR" لکھا ہوا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری مجھے بتا دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Chair کی ایک ruling کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے کل اور پرسوں بھی point out کیا تھا اور آج پھر point out کرتا ہوں کہ اس وقت فنانس سیکرٹری آفیشل گیلری میں موجود نہیں ہیں۔ Chair کی ruling ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری آفیشل گیلری میں موجود ہوں گے لیکن آج تیسرا دن ہے کہ اس ruling کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک اور ہم اس کا نوٹس لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ معزز ممبر اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز(ہ) میں ایک لفظ "KIBOR" لکھا ہوا ہے۔ یہ کیا ہے، پارلیمانی سیکرٹری ذرا اس کی وضاحت فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):جناب سپیکر!یہ interbank rate ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!یہ interbank rate کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر:اس سے مراد in between the banks ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):جناب سپیکر!یہ basically interbank rate ہے۔جب ایک بنک دوسرے بنک سے قرض لیتا ہے تو ان کا آپس میں جو interest rate decide کیا جاتا ہے اس کو KIBOR کہتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!جواب کے جز(ہ)میں KIBOR کے سامنے Spread+ as per لکھا ہوا ہے۔معزز پارلیمانی سیکرٹری بتادیں کہ یہ کیا ہے،اس کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):جناب سپیکر!یہ منافع ہے جو KIBOR کے اوپر بنک اپنی services کے بدلے لیتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!بنک تو چارج کرتا ہے۔جیسا کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 4 فیصد،12 فیصد اور 16 فیصد تو یہاں percentage کیوں نہیں لکھی گئی؟اس میں تخصیص کیا ہے،فرق کیا ہے،یہ ایسا کیوں لکھا گیا ہے،اگر same چیز ہے تو پھر اس کی percentage کیوں نہیں لکھی جارہی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):جناب سپیکر!میں معزز ممبر سے ایک ذاتی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سوال وہ اپنے لئے پوچھ رہے ہیں یا اس ایوان کی انفارمیشن کے لئے پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر!دوسرا میں معزز ممبر کو آپ کی وساطت سے مشورہ دوں گا کہ وہ loan لے کر دیکھیں ان سب چیزوں کی انہیں سمجھ آجائے گی۔

جناب سپیکر:یہاں جو بھی بات پوچھی جاتی ہے وہ سب کی انفارمیشن کے لئے ہوتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):جناب سپیکر!جب loan لیا جاتا ہے تو اس میں دو تین چیزیں آتی ہیں۔اس میں KIBOR, +Spread as per، بنک کا اپنا منافع اور تمام سروس چارجز شامل ہوتے ہیں۔جب ان تمام چیزوں کو calculate کیا جاتا ہے تو پھر اس کا total interest نکلتا ہے۔معزز ممبر ہر ایک چیز کی classification پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ جو پوچھ رہے ہیں آپ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ جب ایک بنک دوسرے بنک سے قرض لیتا ہے تو اس کے اُوپر بنک extra charge کرتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات کو درست مان لیا جائے تو کیا مختلف قسم کے قرضہ جات میں بنک مختلف شرح سے چارج کرتا ہے؟ اگر یہ منافع یا چارجز ہیں تو یہ تو مختلف cases میں بھی same رہیں گے۔ مجھے تو یہ کوئی اور چیز لگتی ہے، یہ کسی اور بلا کا نام ہے اور پارلیمانی سیکرٹری اس کو mix کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ معزز ممبر اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا سوال repeat کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری نے یہ فرمایا ہے کہ یہ bank charges ہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کون سے جز کے بارے میں بات کر رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں جواب کے جز(ہ) سے متعلق بات کر رہا ہے۔ اس کی جو تفصیل دی گئی ہے، اس کے ساتھ جو ضمیمہ ہے میں اس کی جزئیات پر بات کر رہا ہوں۔ میں جز(ب) کی تفصیل پوچھ رہا ہوں۔ اس پر تو لکھا ہے KIBOR + 4.00 percent PA جبکہ نیچے KIBOR + Spread as per لکھا ہے۔ اس پر معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ بتا رہے ہیں کہ یہ bank charges ہیں تو اس معزز ایوان کی معلومات کے لئے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری کی بات کو درست مان لیا جائے تو بنک جو مختلف قسم کے loan دیتا ہے اُس میں bank charges کی شرح مختلف ہو جاتی ہے یا ایک جیسی رہتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! مختلف کیسوں میں شرح سود مختلف ہوتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جز(ج) میں سال14-2013اور 15-2014 کی آمدن اور اخراجات کا پوچھا گیا تھا انہوں نے ان سالوں کی آمدن اور اخراجات تو دے دیئے۔ پھر اس میں نفع نقصان کی بات پوچھی گئی تو اس کا جواب بد دیانتی سے دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے منافع / نقصان لکھا ہے حالانکہ یہ نقصان ہے، منافع نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے 14-2013اور 15-2014 کی آمدن لکھی ہے تو آمدن کم ہے اور اخراجات زیادہ ہیں۔ یہاں پر منافع / نقصان کر کے eye wash کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب بدنیتی سے دیا گیا ہے تاکہ نقصان سامنے نہ آئے، منافع سامنے آئے حالانکہ یہ منافع نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! یہاں پر understanding میں تھوڑی سی غلطی ہے۔ جو بات کی جا رہی ہے وہ مناسب نہیں ہے میں amount پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔ بنک نے منافع کمایا ہے تو وہ کیوں چھپائے گا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ منافع نہیں ہے۔ آپ آمدن اور اخراجات کا موازنہ کر کے اُس کا فرق دیکھ لیں یہ منافع بنتا ہے یا نقصان بنتا ہے؟ آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو جمع تفریق سمجھائیں۔

جناب سپیکر: وہ جمع تفریق مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پھر معزز پارلیمانی سیکرٹری تسلیم کر لیں کہ بد دیانتی سے جواب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ میں ایسی بات نہیں کہتا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ممکن ہے کہ یہاں پر amounts ایسے لکھی ہوئی ہیں کہ میاں صاحب کو شاید سمجھ نہیں آ رہی۔ پنجاب بنک نے 2013 میں 864 ملین روپیہ اور 2014 میں 462 ملین روپیہ منافع کمایا ہے تو یہ سارا clear لکھا ہوا ہے تو اس میں ایسی کون سی بات ہے جس کی سمجھ نہیں آ رہی؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ منافع نہیں بنتا۔ آپ سال 2013 کی آمدن دیکھ لیں اور اُس کے اخراجات دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میاں صاحب مجھے بعد میں پانچ منٹ ٹائم دے دیں میں انشاء اللہ انہیں سمجھا دیتا ہوں کہ یہ منافع ہے نقصان نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میاں صاحب پوچھ رہے ہیں کہ دونوں سالوں میں تفاوت کی وجہ کیا ہے اور اس میں اخراجات کیوں زیادہ ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! یہاں پر پوچھنے والی بات یہ ہے کہ 2013 میں منافع 864 ملین روپیہ تھا اور 2014 میں منافع 462 ملین روپیہ ہے تو یہ منافع drop ہوا ہے یہ بات ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جب بنک اپنے کاروبار میں کوئی addition کرتا ہے یا اپنے کاروبار کو بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش کرتا ہے تو اُس کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں لیکن وہ اُس کی base پر future میں زیادہ منافع کماتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال پر میرا آخری ضمنی سوال ہے۔ یہ mark up 4%, 12%, 14%, 16% ہے تو mark up کی شرح میں اتنا تفاوت ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! اس میں کوئی اتنی پریشانی کی بات نہیں ہے کہ کوئی universal formula نہیں ہے کہ فلاں percentage پر بنک loan دینے کا پابند ہے۔ بنک بنیادی طور پر business کرتا ہے اور مختلف کیسوں میں مختلف interest rate, charge کرتا ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے کراچی انٹر بنک کی بات کی۔ مجھے بھی بنکوں کا تھوڑا سا experience ہے کہ میں بنکوں کے ساتھ منسلک رہا ہوں۔ پاکستان سٹیٹ بنک تمام بنکوں کے interest rate کو باقاعدہ examine کرتا ہے اس لئے interest rate مختلف نہیں ہو سکتا لیکن جہاں تک charges کا تعلق ہے تو یہ درست فرمارہے ہیں۔

Karachi Inter Bank interest rate has to be the whole situation in this part of the signing document.

تو یہ بڑی important بات ہے لہٰذا معزز پارلیمانی سیکرٹری سے کہیں کہ اس کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ایک personal loan ہوتا ہے اور ایک کاروباری loan ہے، personal loan پر interest rate اور ہے اور کاروباری loan پر interest rate اور ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پہلے جو ضمنی سوال پوچھا تھا اُس کا جواب اب سید زعیم حسین قادری نے دیا ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری نے بہت چٹیں لی ہیں اور پندرہ منٹ بحث کرنے کے بعد بھی وہ جواب درست نہیں دے سکے تو یہ سارے جواب غلط آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایوان کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں اس پر مجھے بڑا افسوس ہے، مہربانی کر کے ایسی بات نہ کیا کریں۔ اگلا سوال نمبر 6780 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7123 محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تمام سوالات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: کارخانوں میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی تفصیلات

*112: میاں نصیر احمد: کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں موجود کارخانوں میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے جانے کے لئے احکامات حکومت کی طرف سے جاری کئے گئے تھے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ لاہور میں موجود کارخانوں میں سے بے شمار نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے کارخانوں جن میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگایا گیا،ان کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے لاہور کے 369 کارخانوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے انہیں اپنے waste water اور gaseous emissions کو کنٹرول کرنے کے لئے ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے احکامات جاری کئے ہیں تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور کے اکثر کارخانوں نے ابھی تک مناسب ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے۔ تاہم لاہور کے 30 کارخانوں کے پاس ویسٹ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ موجود ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن کارخانوں نے ابھی تک ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے ان کے کیسز پنجاب ماحولیاتی ٹربیونل کو بھجوانے کے لئے مختلف مراحل پر ہیں۔

گریڈ 17 کے آفیسر کو ملنے والی مراعات سے متعلقہ تفصیلات

*4887: باؤاختر علی: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت گریڈ17اور اس سے اُوپر کے عہدہ کے آفیسرز کو ان کی entitlement کے مطابق ان کے دفتر اور رہائش پر پی ٹی سی ایل ٹیلیفون کی سہولت مہیا کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے بعض آفیسرز کو موبائل فون سیٹ مع کنکشن فراہم کئے ہیں اگر ہاں تو کس کس عہدہ اور ان کو کتنے فون مع مالیت کرنے کی اجازت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض آفیسرز مذکورہ دی گئی اجازت سے تجاوز کر رہے ہیں، اگر ہاں تو اس بارے کیا کارروائی کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) پنجاب ڈیلیگیشن آف فنانشل پاور رولز سیکشن(v)(b)2 کے نیچے درج شدہ نوٹ نمبر 1 کے مطابق محکمہ خزانہ رہائشی ٹیلیفون کا کیس منظور کرتا ہے اور بحوالہ پالیسی نمبر(P)84/Tele/24-2-II-PW مورخہ 20.03.2014 کے مطابق رہائشی ٹیلیفون کے استعمال کی اجازت دیتا ہے تاہم یہ سہولت گریڈ17 کے تمام ملازمین کو میسر نہ ہے۔ ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ موبائل فون سیٹ مع کنکشن کی فراہمی پہلے مرحلے میں انتظامی سیکرٹریز، کمشنرز اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو بہتر مواصلاتی رابطے اور سرکاری ہدایات کی تیز تعمیل کے لئے کی گئی تھی۔ بعد ازاں یہ سہولت آئی جی پنجاب، ڈی جی انٹی کرپشن اور چیئرمین ٹیوٹا(TEVTA) کو ان کی سنیارٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے فراہم کی گئی۔ مذکورہ بالا آفیسرز کو مبلغ۔/3325 روپے کی مالیاتی حد تک اس سہولت کے استعمال کا اختیار ہے۔

(ج) رہائشی پی ٹی سی ایل ٹیلیفون کے ضمن میں حکومت پنجاب وضع کردہ پالیسی نمبر(PW-II)FD (Provl)82/Tele/1-2 مورخہ 11.07.88 کے تحت کارروائی کرتی ہے۔ ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جیلانی پارک لاہور کے سولر لائٹ سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*5547: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن کب کی گئی؟

(ب) جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟
(ج) جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن کی دیکھ بھال کے لئے سٹاف بھرتی کیا گیا ہے اگر ہاں تو کتنے، نہیں تو کیوں، اس انسٹالیشن سسٹم کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟

وزیر بہبود آبادی / تحفظ ماحول (محترمہ دکیہ شاہ نواز خان):

(الف) جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن ، دوسالہ پراجیکٹ کے تحت مالی سال08۔2007اور09۔2008 میں ہوئی۔
(ب) جیلانی پارک لاہور میں سولر لائٹ سسٹم کی انسٹالیشن پر کل12.51 ملین روپے خرچ ہوئے۔
(ج) جیلانی پارک میں سولر لائٹ سسٹم کی مکمل دیکھ بھال اب محکمہ پی ایچ اے کی ذمہ داری ہے۔
(د) جیلانی پارک میں سولر لائٹ سسٹم کی دیکھ بھال کے لئے نیا سٹاف بھرتی نہیں کیا گیا بلکہ پہلے سے موجودہ سٹاف سے ہی وقت ضرورت کا کام لیا جاتا ہے۔

اسمبلی ڈسپنسری میں تعینات ڈاکٹرز و دیگر عملہ کو اضافی تنخواہ دینے سے متعلقہ تفصیلات

*6780:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال15۔2014 کے بجٹ اجلاس کے اختتام پر اسمبلی ہال کے میڈیکل سٹاف (ڈاکٹر، پیرا میڈیکل سٹاف، نرسز) کو دو ماہ کی تنخواہ اضافی دینے کا فیصلہ پنجاب اسمبلی نے کیا؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے باوجود یہ اضافی تنخواہ ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف، نرسز کو تاحال نہ مل سکی ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں، یہ اضافی تنخواہ کب تک انہیں ادا کر دی جائے گی؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) دستیاب ریکارڈ کی بنیاد پر یہ بات عیاں ہے کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے کوئی فیصلہ موصول نہ ہوا تاہم اس ضمن میں ایک سمری محکمہ صحت سے موصول ہوئی جس میں استدعا کی گئی تھی کہ مبلغ۔/200320روپے جاری کر دیئے جائیں تاکہ دو اضافی تنخواہیں بطور اعزازیہ پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری کے میڈیکل سٹاف کو ادا کی جا سکیں۔

(ب) محکمہ صحت پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظور شدہ ایک سمری ماہ اپریل2015میں محکمہ خزانہ پنجاب کو بھیجی تاہم محکمہ صحت کی درخواست بجٹ کی تکمیل کے دنوں میں موصول ہوئی جس کی وجہ سے مالی سال15۔2014میں فنڈز جاری نہ ہو سکے جبکہ موجودہ مالی سال16۔2015میں اس معاملے کو دوبارہ زیر غور لایا گیا ہے اور مطلوبہ فنڈز مبلغ ۔/200300روپے جاری کر دیئے گئے ہیں ایڈوائس کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر نوشنل انکریمنٹ دینے سے متعلقہ تفصیلات

*7123: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ کی چٹھی نمبری FD(PC)10-1/78 مورخہ 29۔ستمبر 2000 کے تحت یکم جون سے 30۔نومبر کے درمیان ریٹائرڈ ہونے والے سرکاری ملازم کو ایک نوشنل انکریمنٹ دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجاز اتھارٹی نے مذکورہ بالا دورانیہ کے علاوہ بھی رعایت دیتے ہوئے ریٹائرڈ ہونے والے سرکاری ملازمین کو قواعد میں نرمی برتتے ہوئے نوشنل انکریمنٹ دی ہے؟

(ج) یکم اکتوبر2000 سے آج تک مجاز اتھارٹی نے جس جس ملازم کو مذکورہ دورانیہ کے علاوہ جتنے جتنے عرصہ کے لئے رعایت دے کر نوشنل انکریمنٹ دی ہے، ان کے نام، عہدہ، محکمہ اور تاریخ ریٹائرمنٹ سے مطلع فرمائیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) یہ درست ہے۔یہ سہولت ان ملازمین کے لئے ہے جو یکم جون2000 یا اس کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہوں بشرطیکہ ان کے پے سکیل میں گنجائش ہو(الف) پے سکیل سے بالا بھی یہ سہولت دی گئی ہے لیکن صرف ان ملازمین کے لئے جو یکم جون2011 یا اس کے بعد ریٹائرڈ ہوے ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ نے مذکورہ بالا پالیسی سے ہٹ کر کسی کو بھی رعایت نہیں دی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں راولپنڈی کے حلقہ پی پی۔10 میں واقع گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں جہاں پر ایک ہزار سے زیادہ students پڑھ رہے ہیں۔اس سکول کے لئے ایک ملز والوں نے زمین دی تھی اور اُس پر بلڈنگ گورنمنٹ نے بنائی تھی۔اب گورنمنٹ اور ملز والوں میں کچھ اختلافات ہو گئے ہیں میں اُن اختلافات کی detail میں نہیں جانا چاہتی۔اُس سکول کے بچوں کے ساتھ زیادتی یہ ہو رہی ہے کہ ان کے سکول کی چھت ہے، کمرہ ہے، فرنیچر، پانی ہے اور نہ ہی toilets ہیں۔وہاں بچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ملک افتخار، ایم پی اے پی پی۔10 کا دفتر بالکل اس سکول کے سامنے ہے۔وہ بھی بتا سکتے ہیں لیکن افسوس کہ ابھی تک اس سکول کے حوالے سے کسی بھی مسئلہ کی شنوائی نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! محترمہ سعدیہ سہیل رانا نے جس سکول کا ذکر کیا ہے۔یہ راولپنڈی کینٹ کے علاقہ میں ہے اور یہ سکول جی ایم کیو سے بمشکل تین سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح آج کل ہمارے سکولوں کے حالات ہیں تو اس پر گورنمنٹ کو seriously کوئی notice لینا چاہئے۔یہ ایک سکول کی بات کر رہی ہیں تو میں ایسے چار سے پانچ سکول اسی کینٹ کے علاقہ میں گنوا سکتا ہوں کہ جنہیں سکیورٹی threats ہیں اور ان کی چار دیواری اور کمرے

بھی موجود نہیں ہیں۔ محترمہ جس سکول کے پانی اور toilets کی بات کر رہی ہیں اس میں ایک ہزار سے زائد بچے درختوں کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ راولپنڈی کینٹ کا علاقہ ہے۔

جناب سپیکر! میں اس میں ایک چیز اور بھی شامل کرنا چاہوں گا کہ پورے پنجاب میں 90 سے زیادہ ایسی سکولوں اور کالجوں کی عمارات موجود ہیں جو گزشتہ ادوار میں گزشتہ حکومتوں نے شروع کیا لیکن موجودہ حکومت نے اپنے سیاسی مقاصد کی بناء پر ان عمارتوں کو تکمیل تک نہیں پہنچایا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے روزانہ ایک آدھ منسٹر آتا ہے۔ زعیم قادری صاحب اتنی دیر سے حکومت پنجاب کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ اسی طرح شیخ علاؤالدین صاحب ہیں۔ یہ بڑے competent لوگ ہیں۔ ہم ان کے لئے سفارش کرتے ہیں کہ آپ حکومت سے کہیں کہ انہیں منسٹر بنا دیں۔ یہ کم از کم یہاں ہاؤس میں تو آئیں گے۔ ان کی صلاحیتوں سے پنجاب کے عوام کو استفادہ کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زعیم قادری اور شیخ علاؤالدین کو حکومت کو منسٹر بنانا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ کے پاس گیارہ محکمے ہیں دو محکمے انہیں بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں لیکن میں آج جو گزارش کرنے لگا ہوں آپ بھی اس کو تھوڑا نرم دل کے ساتھ سنئے گا، کہنے کو تو کہا جاتا ہے جیسے اقبال نے کہا تھا کہ:

بندہ مزدور کے اوقات بڑے تلخ ہیں

آپ یقین کیجئے کہ اس وقت بزنس مین کے حالات بڑے تلخ ہیں۔ میں صرف دو چار گزارشات کروں گا اور آپ سے چاہوں گا کہ آپ ذرا غور کر لیں کہ ہو کیا رہا ہے؟ 2014-15 میں commercial, industrial یا residential پراپرٹی ٹیکس کے جو چالان آئے وہ pay ہو گئے۔ اب اس کے بعد کیا ہوا کہ محکمہ نے اپنے طور پر ایک action لیا۔ میں یہ prove کر سکتا ہوں کہ جہاں 20 ہزار پراپرٹی ٹیکس تھا وہاں 2 لاکھ 20 ہزار کر دیا۔ میری اس پر محکمہ سے بات ہوئی کہ یہ کیا کر رہے ہیں جو settlement ہو گیا، international law ہے کہ جہاں ایک settlement ہو گئی جیسے import پر 6 فیصد ڈیوٹی اور

income tax دو،اس کے بعد کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ تم نے کیا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں یہ ہم نے additional بعد میں چالان بھیجے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے کہا کہ آپ نے کیوں بھیجے ہیں؟ بزنس مین کے ساتھ پہلے ہی 36 محکمے EOBI, Labour, Income tax, General Sales Tax اور پھر اب پنجاب ریونیو اتھارٹی کا ٹیکس ہے۔ یہ اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں اور یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ابھی 0.1 فیصد پر جو immunity دی ہے اس کے اندر کل 3:00 بجے تک صرف 221 گوشوارے آئے ہیں کیا یہ failure نہیں ہے؟ یہاں لوگ بزنس نہیں کرنا چاہتے اور جب لوگ بزنس نہیں کریں گے تو employment نہیں ہو گی۔ آپ یقین کیجئے کہ بزنس مین بہت پریشان ہے صبح سے رات تک پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ سن رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ بارہ ایک بج جاتے ہیں صرف مختلف محکموں کے نوٹسز پڑھتے ہوئے اور کہتے ہوئے کہ اِس محکمہ کو یوں جواب دو اور اُس کو یوں جواب دو۔ جتنا بڑا ٹیکس گزار ہے اتنا پریشان ہے۔ ہم بنکوں کے منافع کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ ہم ترقی کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم ہم ترقی نہیں کر رہے یہ tea bills کے اُوپر بنکوں سے پیسا لے کر empire کھڑی کی جا رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کل حبیب بنک کا منافع 60۔ارب روپیہ آیا ہے اور MCB کا 45۔ارب روپیہ آیا ہے۔ اگر کوئی 10 لاکھ لینے چلا جائے تو یہ مصیبت ڈال دیتے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ بنک سے پیسا لینا پڑے۔ یہ اسی قوم کے پیسے tea bills میں لگا کر اپنا منافع دکھا کر بہت بڑے فنکار بن رہے ہیں لیکن ایک عام بزنس مین بہت پریشان ہے۔ اس floor پر بزنس مین کی بات کرنے والا کوئی نہیں ہے حالانکہ ہم ان کے ووٹ بھی لے کر آئے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس پر بحث کے لئے ایک دن رکھیں۔ آج luckily لاء منسٹر بھی آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کچھ ایسی گزارشات کرنا چاہتا ہوں اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اب یہاں بالکل انوسٹمنٹ نہیں ہو گی جو حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ یہ باقاعدہ ہماری حکومت کے ساتھ ایک سازش کی جا رہی ہے۔ اس پر آپ ایک دن رکھیں کہ کم از کم بزنس مین کو یہ تو پتا چلے کہ کوئی ان کا رونا بھی رو رہا ہے۔ بہت شکریہ

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ !آپ نے یہ سن لیا ہے آپ اس پر غور کریں۔ محترمہ شمیلہ اسلم مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔جی، محترمہ!

مسودہ قانون (ترمیم) علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015، مسودہ قانون (دوسری ترمیم) غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان2015اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن2016کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

1. "The Ali Institute of Education, Lahore (Amendment) Bill 2015. (Bill No.47 of 2015)
2. The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015. (Bill No.48 of 2015)
3. The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2016. (Bill No.4 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر990جناب جعفر علی ہوچہ کا ہے۔ جی، جعفر علی ہوچہ !

فیصل آباد: تھانہ کُر موضع ٹھٹھہ نورنگ میں ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات

990جناب جعفر علی ہوچہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ چند روز قبل ٹھٹھہ نورنگ موضع کُر تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد کے رہائشی محمد پرویز ولد محمد بشیر کے گھر مسلح آتشیں اسلحہ 12 ڈاکو زبردستی داخل ہوئے، اہل خانہ کو قتل کر دینے کی دھمکیاں دے کر نقدی وزیورات لوٹ لئے اور بزور اسلحہ تین بچیوں سے زبردستی زیادتی بھی کی جس کا مقدمہ نمبر 16/06 بجرم 395ت پ تھانہ کُر تحصیل تاندلیانوالہ میں درج ہوا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مقدمہ مذکور میں نامزد ملزمان میں سے تاحال کس کی گرفتاری عمل میں لائی گئی، اگر ہاں تو اس کی تفصیل، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز متذکرہ مقدمہ میں اب تک ہونے والی پیشرفت کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! (الف) یہ درست ہے کہ یہ افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ اس کی تفتیش ذاتی طور پر راؤ عارف ایس پی صدر فیصل آباد کر رہے ہیں۔ میری ان سے اور سی پی او فیصل آباد سے بات ہوئی ہے اور تمام efforts کی جا رہی ہیں۔ DNA اور دوسرے scientific forensic evidence موقع سے available ہوئی ہے اس کو تجزیہ کے لئے forensic laboratory بھیجا ہوا ہے۔ ابھی رزلٹ awaited ہے۔ میری وہاں پر ڈائریکٹر ایڈمن سے بات ہوئی ہے وہ ایک دو روز میں رزلٹ دے دیں گے۔ اس کے بعد تفتیش کو آگے بڑھایا جائے گا۔ اس کیس کے لئے دو ہفتوں کا وقت مانگا گیا ہے۔ آپ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیں یہ کیس by the all means resolve ہونا چاہئے اور ملزمان انشاء اللہ تعالیٰ گرفتار کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 991 محترمہ شُنیلا رُوت کا ہے۔ جی، محترمہ!

پاکپتن: مقامی زمیندار کے اغواء و قتل سے متعلقہ تفصیلات

991 محترمہ شُنیلا رُوت: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 2016-02-23 کی خبر کے مطابق پاکپتن کے نواحی گاؤں فرید کوٹ میں 5 مسلح افراد نے زمیندار میاں محمد فخر کو اغواء کر کے قتل کر دیا اور نعش کنویں میں پھینک دی؟

(ب) پولیس کی اب تک کی تفتیش سے کیا حقائق سامنے آئے ہیں، مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ درست ہے اور اس کا مقدمہ درج ہونے کے بعد تفتیش عمل میں لائی گئی ہے۔ یہ case work out ہو گیا ہے اور اس میں تین ملزمان رحمت بی بی جو کہ مقتول کی بیوی بھی ہے، حمید اصغر اور احمد یار کو گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ صحیح گنہگار ہیں اور ان سے آلہ قتل بھی برآمد ہو چکا ہے۔ جس طرح سے یہ واردات ہوئی ہے وہ تمام شواہد اکٹھے کر کے prosecution کے لئے اس case کا چالان عدالت میں بھجوایا جا رہا ہے اور جو آخری ملزم احمد یار تھا وہ آج ہی گرفتار ہوا ہے تو اس کی تفتیش مکمل کر کے بہت ہی جلد چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہماری اسمبلی کی کارروائی الیکٹرونکس میڈیا پر بالکل نہیں آ رہی ہے۔ آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے وزیر قانون نے اس ایوان میں یہ کہا تھا کہ ہم بہت جلد اس کو اپ گریڈ کریں گے، باقی اسمبلیوں کی طرح ہماری اسمبلی کی کارروائی بھی الیکٹرونکس میڈیا پر آئے گی۔ الیکٹرونکس میڈیا کے ہمارے بھائی جو باہر دھوپ اور بارش میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کے لئے ہم جگہ بنائیں گے لیکن سال ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود بھی اس مسئلے پر بالکل بھی توجہ نہیں دی جا رہی ہے، دس کروڑ عوام کے نمائندے یہاں پر بیٹھے ہیں ہم ان کے لئے یہاں پر کوئی بات کریں یا کوئی مسئلہ اٹھائیں یا جو بھی کچھ کریں اس بارے میں عوام کو بالکل بھی پتا نہیں چل رہا ہوتا۔ حکومت کس وجہ سے الیکٹرونکس میڈیا کو اسمبلی سے دور رکھ رہی ہے اور کیوں اس کی کارروائی کو عوام کے سامنے نہیں آنا دیا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ڈیڑھ سال پہلے جو وعدہ اس ایوان میں کیا گیا تھا کیا اس پر ہم اس سسٹم کو update کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! یہ ہمارا پروگرام live ہوتا ہے یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! Live تو ہے لیکن live quality ٹھیک نہیں ہے، پرائیویٹ الیکٹرونکس میڈیا کو اندر کیوں نہیں آنے دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پی ٹی وی کے لوگ آتے ہیں اور سب لوگ پی ٹی وی سے لیتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کو خوف کیا ہے، آپ کیوں نہیں انہیں آنے دے رہے؟۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ تمام جو Provincial Assemblies ہیں ان میں الیکٹرونکس میڈیا کے لوگ ساری چیزوں کو live cover کرتے ہیں اور جب پنجاب اسمبلی کی باری آتی ہے تو پتا نہیں وہ باہر ٹی وی سے pick کرتے ہیں یا کس طرح کرتے ہیں کہ اتنا دھندلا اور بالکل بھی اس کی proper طریقے سے coverage نہیں ہوتی اور یہ سالہا سال سے اس کو ٹالتے جا رہے ہیں تو میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی اتنا بڑا issue ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی اس میں دلچسپی لیں تو ہمارے جو صحافی بھائی باہر کھڑے، ٹنگے رہتے ہیں یہاں پر مختلف angles کے ساتھ اسمبلی کے اندر جن لوگوں کی participation ہے وہ بھی عوام کے سامنے جانی چاہئے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کو pending کرنے کی بجائے اس پر seriously سوچنا چاہئے اور کوئی یہاں پر انتظام کرنا چاہئے کہ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے لوگ اندر سے پوری کارروائی کو cover کر سکیں۔ یہ آج کے وقت کا تقاضا ہے۔ میرا خیال ہے اگر آپ اس میں دلچسپی لیں گے تو یہ مسئلہ جلدی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ٹھیک ہے آپ کی بڑی مہربانی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں مزید کیا بہتری لا سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کوئی آرڈر تو فرمائیں بے شک آپ reject کر دیا کریں۔ آپ کی زبان مبارک سے تو disposal بھی اچھا لگتا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مہربانی۔ ہمارا پروگرام liveہی چلتا ہے۔ سب سے پہلے اس پنجاب اسمبلی کا پروگرام ہی چلا ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس میں مزید بہتری لانے کی کوشش کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ڈیڑھ سال پہلے بھی یہی بات دھرائی گئی تھی کہ ہم بہتری لانے کی کوشش کریں گے۔ میرے خیال میں آپ کو عوام کے سامنے جانے کا جو خوف ہے وہ خوف آپ کو روکتا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! کوئی خوف کسی کو بھی نہیں ہے۔ بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر15/1132 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 15/1133 میاں محمود الرشید کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1138 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1142 محترمہ ناہید نعیم کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1143 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے، یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو ایک ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1158 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1159 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/4 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار16/11 میاں محمود الرشید کی ہے کیا یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے؟ it has the same fate. اس کے ساتھ بھی وہی اچھا نہیں لگتا کہ

میں ان کے بارے میں کچھ ایسی بات کہوں۔اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/17جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/19 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/24ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ خدیجہ عمر اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/26چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/30 محترمہ ناہید نعیم کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 26۔فروری2016 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،26۔فروری2016

(یوم الجمع،17۔جمادی الاوّل1437ھ)

سولھویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 21

2015

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 26۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات قانون وپارلیمانی امور اور انرجی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ "ہندو میرج" سے متعلق امور کو منضبط کرنے کی غرض سے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو قانون سازی کا اختیار دینے کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ 127 کے ذیلی قاعدہ (2) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

"صوبائی اسمبلی پنجاب یہ قرارداد پیش کرتی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے مطابق 'ہندو میرج' سے متعلق امور کو منضبط کر سکتی ہے۔"

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) (ترویج وانضباط) نجی تعلیمی ادارے پنجاب 2015
(مسودہ قانون نمبر 46 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (ترویج وانضباط) نجی تعلیمی ادارے پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

2016

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(ترویج و انضباط)نجی تعلیمی ادارے پنجاب 2015 منظور کیاجائے۔

2۔ **مسودہ قانون(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015**(مسودہ قانون نمبر4بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015کو فوری طور پر زیر غور لانے اور اس کی منظوری کی غرض سے قواعدانضباط کار ،صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ234کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95کی مقتضیات کو معطل کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015منظور کیاجائے۔

3۔ **مسودہ قانون(ترمیم)علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015**(مسودہ قانون نمبر47بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015کو فوری طور پر زیر غور لانے اوراس کی منظوری کی غرض سے قواعدانضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ234 کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95کی مقتضیات کو معطل کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2015منظور کیاجائے۔

4۔ **مسودہ قانون(دوسری ترمیم)غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2015**
(مسودہ قانون نمبر48بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015کو فوری طور پر زیر غور لانے اوراس کی منظوری کی غرض سے قواعدانضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ234کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95کی مقتضیات کو معطل کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2015 منظور کیاجائے۔

2017

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک،26۔فروری2016

(یوم الجمع،17۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 9بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٩ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرٗا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ۝١٠ وَإِذَا رَأَوۡاْ تِجَٰرَةً أَوۡ لَهۡوًا ٱنفَضُّوٓاْ إِلَيۡهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمٗاۚ قُلۡ مَا عِندَ ٱللَّهِ خَيۡرٞ مِّنَ ٱللَّهۡوِ وَمِنَ ٱلتِّجَٰرَةِۚ وَٱللَّهُ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ ۝١١

سُوْرَۃُ الجُمُعَۃ آیات9 تا11

مومنو!جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد(یعنی نماز)کے لئے جلدی کرو اور(خرید و) فروخت ترک کردو۔اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے(9)پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ(10)اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو اُدھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں(کھڑے کا)کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے(11)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی لمحہ بھی ترے ذکر سے خالی نہ ہوا
میں تیرے بعد کسی در کا سوالی نہ ہوا
تو ہے یثرب کو مدینے میں بدلنے والا
تیرے جیسا تو کسی شہر کا والی نہ ہوا
کوئی پیدا نہ ہوا تیرے مؤذن جیسا
پھر اذانوں میں سوزِ بلالی نہ ہوا
تیری امت کے سوا اور کسی امت میں
کوئی رومی نہ ہوا کوئی غزالی نہ ہوا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

تعزیت

معزز ممبر حاجی عمران ظفر کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر حاجی عمران ظفر کی والدہ محترمہ رضائے الہٰی سے وفات پا گئی ہیں اُن کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مولانا صاحب! ہمارے معزز ایم پی اے حاجی عمران ظفر کی والدہ محترمہ کے لئے دُعا مغفرت فرمائی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حاجی عمران ظفر کی والدہ محترمہ کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دُعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور اور انرجی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، ایجنڈے کے مطابق محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور اور انرجی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2178 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ / فیصل آباد کے درمیان سے گزرنے والی نہر پر پاور پلانٹ کی تنصیب کا مسئلہ

*2178: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر انرجی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ اور فیصل آباد کے درمیان سے گزرنے والی ڈھینگڑو نہر سال کے 12 مہینے چلنے والی نہر ہے اور اس کا پانی پوری طاقت سے بہتا رہتا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ نہر پر بجلی پیدا کرنے والا پاور پلانٹ نصب کیا جا سکتا ہے کیا اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کروائی گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نہر پر پاور پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ چنیوٹ اور فیصل آباد کے درمیان سے گزرنے والی ڈھینگڑو نہر سال کے 12 مہینے چلنے والی نہر ہے اور اس کا پانی پوری طاقت سے بہتا رہتا ہے۔

(ب) جی ہاں! اس نہر کو ایک چھوٹے پن بجلی کے منصوبہ کی تعمیر کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ برجی نمبر 000+69 پر 1.8 میگاواٹ بجلی کے منصوبہ کی تعمیر کے لئے میسرز الکا پاور (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو لیٹرز آف انٹرسٹ (خط دلچسپی) جاری کیا جا چکا ہے۔ میسرز الکا پاور (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے فزیبلٹی رپورٹ تیار کر لی ہے اور ٹیرف حاصل کرنے کے لئے نیپرا میں درخواست دائر کر دی ہے۔ اس منصوبہ کے لئے جنریشن لائسنس نیپرا سے جاری ہو چکا ہے۔ میسرز الکا پاور (پرائیویٹ) لمیٹڈ کی طرف سے مالی انتظامات کے بعد منصوبہ پر کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) حکومت کا اس نہر پر پاور پلانٹ لگانے کا ارادہ نہیں ہے، ویسے بھی نجی شعبے کو ایسے منصوبوں کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کے جواب کے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ جی ہاں، اس نہر کو ایک چھوٹے پن بجلی کے منصوبے کی تعمیر کے لئے مختص کیا گیا۔ برجی نمبر 000+69 پر 1.8 میگاواٹ بجلی کے منصوبہ کی تعمیر کے لئے میسرز الکا پاور (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو letter of interest (خط دلچسپی) جاری کیا جا چکا ہے۔ اس کے جواب (ج) میں یہ لکھا گیا ہے کہ حکومت کا اس نہر پر پاور پلانٹ لگانے کا ارادہ نہیں ہے، ویسے بھی نجی شعبے کو ایسے منصوبوں کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (الف) کا جواب ٹھیک ہے یا (ج) کا جواب ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اس نہر پر پاور پلانٹ خود لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی اس لئے یہ کام جس کمپنی کو دیا گیا ہے وہ پرائیویٹ کمپنی ہے اور اس کو letter of interest بھیجا جا چکا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسی جگہیں جہاں پانی کا ڈھلوان ہے وہاں پلانٹ لگا سکتے ہیں، کیا یہ منصوبے پرائیویٹ سیکٹر کو دے دیئے گئے ہیں اور یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ پنجاب کی نہروں پر small hydropower projects لگانے کا جو potential ہے اس کی study کی گئی ہے، وہ sites advertise کی گئی تھیں کہ جو پرائیویٹ کمپنیاں interested ہیں وہ این اے جی ڈیپارٹمنٹ اور PPDB سے letter of intent لے کر اپنے پاور پراجیکٹ لگائیں۔ جن کمپنیوں نے اس میں interest show کیا ان کو letter of intent دیا گیا اور اس کے بعد بہت سارے letter of intent کینسل بھی کئے گئے کیونکہ انہوں نے letter of intent لینے کے بعد اس پر کام نہیں کیا۔ ہم نے 2013 کے اندر کافی سارے letter of intent کینسل کر کے sites کی دوبارہ advertise کی تھی۔ جن نئی کمپنیوں نے ان پر interest show کیا ہے ان کو بالکل اجازت ہے اور جن sites پر کسی کمپنی نے interest show نہیں کیا اگر معزز ممبر کسی کمپنی کے بارے میں کہنا چاہیں تو ہم ان کو letter of intent دینے کے لئے تیار ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے اور یہ بہت بڑا issue ہے جس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ ہمارا نہری نظام جو دنیا کا سب سے بڑا نظام ہے تو کیا پنجاب حکومت اس پر invest کر کے اچھی جگہوں پر پن بجلی والے منصوبے لگائے تو اس کی کوئی اتھارٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس کو آگے بڑھایا جا سکے اور پوری دنیا میں ہم کامیابی حاصل کر جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!حکومت پنجاب چار مقامات پر ADBایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے پاور پراجیکٹس لگارہی ہے اور اس سے اگلے سوال میں اس کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ باقی جہاں پر small hydropower projects کی potential ہے وہاں پر پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کیا جارہا ہے کہ وہ آکر انوسٹمنٹ کریں اور پاور پراجیکٹس لگائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!سوال نمبر2308 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں نہروں پر بجلی پیدا کرنے کے لئے لگائے گئے پلانٹس کی تفصیلات

***2308: ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر انرجی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 13-2012 میں حکومت پنجاب نے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی پیدا کرنے کے لئے نہروں پر پلانٹس نصب کئے ہیں ان کی تعداد بیان فرمائی جائے؟

(ب) ان پلانٹس سے حکومت پنجاب کتنے میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتی ہے، آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):

(الف) حکومت پنجاب ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک(ADB) کے تعاون سے نہروں پر پن بجلی پیدا کرنے کے چار پلانٹس نصب کر رہی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پراجیکٹ	استعداد	تاریخ تکمیل
1۔مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	7.64 میگاواٹ	15-05-2015
2۔پاکپتن ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	2.82 میگاواٹ	15-03-2015
3۔چیانوالی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	5.38 میگاواٹ	08-02-2015
4۔ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	4.04 میگاواٹ	27-08-2015

(ب) پنجاب کی نہروں پر لگائے جانے والے ان چار ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کی کل پیداواری استعداد 19.88 میگاواٹ ہے۔ مزید برآں ان پراجیکٹس کی سالانہ پیداواری گنجائش 139 ملین یونٹ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں ان پراجیکٹس کی تاریخ تکمیل 2015 کی دی ہوئی ہے چونکہ یہ جواب 2014 میں آیا تھا تو انہوں نے آگے further date دی تھی کہ 2015 تک یہ مکمل ہو جائیں گے۔ میں ان کا current status پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ اپنی بیان کردہ تاریخ پر مکمل ہو گئے ہیں، اگر ہو گئے ہیں تو جو capacity اس میں بتائی گئی ہے اس کے مطابق کیا یہ function کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ ان کا سوال بہت valid ہے۔ یہ چاروں پراجیکٹس ابھی تک مکمل نہیں ہوئے اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ان چاروں پراجیکٹس پر چونکہ chinese contractors کام کر رہے تھے اور سکیورٹی کی وجہ سے ہمیں ان کو وہاں سے کچھ عرصہ کے لئے withdraw کرنا پڑا تاکہ ہم سکیورٹی کا صحیح بندوبست کر کے ان کو دوبارہ کام کی اجازت دیں اس وجہ سے delays آئے ہیں۔ انشاء اللہ اس سال یہ تمام پراجیکٹس جن کے اوپر کام شروع ہے اور کافی حد تک ان پر کام مکمل بھی ہو گیا ہے چونکہ ایک delay کی وجہ اور بھی ہے کہ جب یہ پراجیکٹ شروع کیا گیا تو ہمارا خیال یہ تھا کہ محکمہ اریگیشن ہمیں extra closer کی اجازت دے گا لیکن آپ کو پتا ہے کہ جو perpetual نہریں ہیں ان کو سال میں صرف ایک ماہ کے لئے بند کیا جاتا ہے اور ہم اسی دوران کام کر سکتے ہیں جس وجہ سے ان کے اوپر ٹائم زیادہ لگ رہا ہے۔ محکمہ اریگیشن نے اس بات سے agree نہیں کیا کہ ان کو extra closer کی اجازت دی جائے۔ اس time-frame کے اندر رہتے ہوئے delay آئی ہے لیکن I assure you کہ انشاء اللہ جو canal closer کا ٹائم ملتا ہے اس time-frame کے اندر رہتے ہوئے ہی ہم اس سال کے آخر تک اس کو مکمل کر لیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا delay ہونے سے اس پراجیکٹ کے expenses میں اضافہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!چونکہ یہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا پراجیکٹ ہے انہوں نے اس کوfinance کیا ہے جو اس کیoriginal cost calculate کی گئی تھی اسی پر کام ہو گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ جو انہوں نے سکیورٹی کی وجہ بتائی ہے پہلے ایسے کون سے سکیورٹی کے خدشات تھے جن کی وجہ سے یہ پراجیکٹ delay ہوا ہے اور اب ان کو ختم کرنے کے لئے کون سے اقدامات کئے گئے ہیں کیونکہ اس وقت چائنیز اورنج لائن ٹرین بھی بنا رہے ہیں؟اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے پراجیکٹس ہیں جو ہم نے چائنیز کے حوالے کئے ہوئے ہیں۔اگر ان کے سکیورٹی کے خدشات ہیں تو پھر باقی پراجیکٹس کس طرح ان کےhandover کر دیئے گئے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!ان کی بالکلvalid observation ہے کہ بہت سارے پراجیکٹس پر چائنیز کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:بہت سارے پراجیکٹس میں ایک کا ذکر بھی آیا ہے جو انہوں نے کر دیا ہے اور آپ نے سن لیا ہو گا۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!بہت سارے پراجیکٹس ہیں جہاں پر چائنیز کام کر رہے ہیں۔ ساہیوال میں اس وقت ایک ہزار سے زیادہ چائنیز کام کر رہے ہیں۔ میں گزارش یہ کر دوں کہ China Pakistan Economy Corridor منصوبہ آنے کے بعد بہت سارے چائنیز یہاں کے پراجیکٹس پر کام کر رہے ہیں اور اس وجہ سےSpecial Protection Unit بھی بنایا گیا ہے۔ یہ صرف چائنیز کے لئے ہی نہیں بلکہ یہ تمام foreigners کے لئے بنایا گیا ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سپیشلSOP دیا گیا ہے جس کو ہم ان سکیورٹی کے لئےfollow کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی سکیورٹی بہت مقدم ہے اور انشاء اللہ یہ جو درمیان میں delay آیا تھا وہ CPEC سے پہلے کے پراجیکٹس تھے۔ چونکہ ان چائنیز کوthreat تھا اس لئے ان کو site سےwithdraw کرنا پڑا۔ جب ہم نے سیکورٹیfulfill measures کر لئے تو پھر ہم نے ان کو کام کرنے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 2950 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ سعدیہ سہیل رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں توانائی پیدا کرنے والے منصوبوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2950: **محترمہ سعدیہ سہیل رانا:** کیا وزیر انرجی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب حکومت نے توانائی پیدا کرنے کے لئے کون کون سے منصوبے شروع کئے ہیں اور یہ کب مکمل ہوں گے؟

(ب) ان منصوبوں پر کتنی لاگت آئے گی اور یہ منصوبے کن مقامات پر شروع کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا ان منصوبوں کے لئے کسی مالیاتی ادارے سے قرضہ لیا گیا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان):

(الف،ب) حکومت پنجاب ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک (ADB) کے تعاون سے نہروں پر پن بجلی پیدا کرنے کے چار پلانٹس نصب کر رہی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پراجیکٹ	استعداد	تاریخ تکمیل	لاگت ملین روپے	مقام پراجیکٹ
1۔مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	7.64 میگاواٹ	15-05-2015	3995	مرالہ، ضلع سیالکوٹ
2۔پاکپتن ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	2.82 میگاواٹ	15-03-2015	1455	کمہاری والا ضلع پاکپتن
3۔چیانوالی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	5.38 میگاواٹ	08-02-2016	2890	چیانوالی، ضلع گوجرانوالہ
4۔ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈرو پاور پراجیکٹ	4.04 میگاواٹ	27-08-2015	2222	ضلع شیخوپورہ

پنجاب کی نہروں پر لگائے جانے والے ان چار ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کی کل پیداواری استعداد 19.88 میگاواٹ ہے۔ مزید برآں ان پراجیکٹس کی سالانہ پیداواری گنجائش 139 ملین یونٹ ہے۔

کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبہ جات کی تفصیل

پنجاب حکومت کا ذیلی ادارہ پنجاب پاور ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے لئے منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اب تک اس ادارے نے مندرجہ ذیل منصوبے شروع کئے ہیں۔

نام منصوبہ اور جگہ	پیداواری صلاحیت	تخمینہ لاگت	مدت تکمیل منصوبہ
1۔کول پاور سند رانڈ سٹریل اسٹیٹ لاہور	2x55 = 110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	2017
2۔کول پاور پلانٹ M3 انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد	2x55 = 110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	2017
3۔کول پاور پلانٹ، جھنگ	2x660 میگاواٹ	1782 ملین امریکی ڈالر	2018
4۔کول پاور پلانٹ، قصور	2x660 میگاواٹ	1782 ملین امریکی ڈالر	2018
5۔کول پاور پلانٹ رحیم یار خان	2x660 میگاواٹ	1782 ملین امریکی ڈالر	2018
6۔کول پاور پلانٹ، مظفر گڑھ	2x660 میگاواٹ	1782 ملین امریکی ڈالر	2018
7۔کول پاور پلانٹ، ساہیوال	2x660 میگاواٹ	1782 ملین امریکی ڈالر	2018
8۔کول پاور پلانٹ، شیخوپورہ	2x660 میگاواٹ	891 ملین امریکی ڈالر	2018
9۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، سیالکوٹ	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
10۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، ملتان	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
11۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، گوجرانوالہ	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
12۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، وہاڑی	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
13۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، بہاولپور	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
14۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، لاہور	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
15۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، فیصل آباد	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
16۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، گجرات	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
17۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، قصور	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
18۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، شیخوپورہ	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017
19۔چھوٹے کول پاور پلانٹ، سرگودھا	110 میگاواٹ	165 ملین امریکی ڈالر	جون2017

سولر پاور پراجیکٹس کے منصوبہ جات کی تفصیل

نام پراجیکٹ	استعداد	لاگت ملین روپے	مقام پراجیکٹ	تاریخ تکمیل
قائداعظم سولر پاور پرائیویٹ	100 میگاواٹ	152 ملین ڈالر	بہاولپور	28 ۔فروری2015

علاوہ ازیں قائداعظم سولر پارک میں 1000 میگاواٹ کا منصوبہ بنایا گیا ہے جس میں سے حکومت پنجاب انرجی ڈیپارٹمنٹ کے تحت قائداعظم سولر کمپنی 100 میگاواٹ، جبکہ باقی ماندہ 900 میگاواٹ کے لئے اشتہار اخبارات میں جاری کیا جا چکا ہے۔

(ج)

(i) ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کے لئے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک (ADB) سے قرضہ لیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کا حصہ 20 فیصد جبکہ ADB کی طرف سے 80 فیصد ہے۔

(ii) کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے کے 110 میگاواٹ والے منصوبہ جات کو پبلک فنڈ سے مکمل کرنے کی تجویز ہے۔ تاہم 660 میگاواٹ والے منصوبہ جات کو آئی پی پی موڈ میں مکمل کرنے کی تجویز ہے۔

(iii) سولر پاور پراجیکٹس حکومت پنجاب اور چائنا کے اشتراک سے مکمل کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں بتایا ہے کہ hydropower projects کے لئے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے قرضہ لیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کا حصہ 20 فیصد جبکہ ADB کی طرف سے 80 فیصد ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس کا interest rate کیا ہو گا اور یہ کن شرائط پر قرضہ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے جو بھی قرضہ جات پراجیکٹس کے لئے ہوتے ہیں وہ تھوڑے interest rate پر حکومت پاکستان کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ قرضہ حکومت پاکستان کو دیا گیا it was specifically for small hydro اس کے اندر خیبر پختونخوا نے بھی کچھ پراجیکٹس شروع کئے ہیں اور پنجاب حکومت نے چار پراجیکٹس شروع کئے تھے۔ شاید میں exactly اس وقت یہ نہ بتا سکوں گا کہ اس پر کتنا interest rate ہے لیکن generally Asian Development Bank اور World Bank کے جو قرضہ جات ہوتے ہیں There are very minimal interest rates. I don't want to misquote anything here کہ اس پر exactly کتنا interest rate ہے لیکن یہ بہت کم ریٹ پر قرضے دیئے جاتے ہیں اور حکومت پاکستان کو یہ قرضے ملتے ہیں کیونکہ یہ Irrigation اور Canal provincial subject ہے تو یہ قرضہ حکومت پنجاب نے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے ساتھ sign کیا تھا اور اُس کے تحت یہ پراجیکٹس مکمل کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مزید انہوں نے کہا ہے کہ سولر پاور پراجیکٹس حکومت پنجاب اور چائنا کے اشتراک سے مکمل کرنے کی تجویز ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ تجویز ہے یا اس پر کام ہو رہا ہے؟ کیونکہ بجلی کا تو بہت زیادہ بحران ہے تو اس سے کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

I would like to know?

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! سولر پاور سے متعلق میں یہ بتاتا چلوں کہ جب یہ جواب دیا گیا تھا اس وقت ارادہ تھا، اب یہ ارادہ حقیقت میں بدل چکا ہے اور قائداعظم سولر پارک کے اندر 100 میگاواٹ کا یونٹ 2015 سے functional ہے، گرڈ کو بجلی بھی دے رہا ہے اور یہ منصوبہ چائنا کے اشتراک سے مکمل کیا گیا ہے اور باقی وہاں پر 900 میگاواٹ تجویز کیا گیا ہے۔ ہم نے 1000 میگاواٹ کا قائداعظم سولر پارک بہاولپور بنایا ہے اور 900 میگاواٹ کے لئے زونرجی چائنا کی کمپنی

اپنا پراجیکٹ لگا رہی ہے جس میں سے انشاء اللہ مزید 300 میگاواٹ بجلی اس سال نیشنل گرڈ میں آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں اپنے نالج کے لئے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت گھریلو استعمال کے لئے چھوٹے سولر یونٹس میں بھی ریلیف دے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کا سوال ہے کہ domestic solar project کے use کے لئے حکومت کیا encourage کرنا چاہتی ہے؟ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے بنکوں کو engage کیا ہے اور تمام بنکوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کو finance کریں جس طرح گاڑیاں اور دوسری چیزوں میں بنک finance کرتے ہیں کیونکہ اس کی initial cost کافی زیادہ ہوتی ہے۔ میں چھوٹے سولر یونٹس کے حوالے سے concept تھوڑا سا clear کر دوں کہ حکومت نے جس طرح اجالا سکیم کے تحت ہونہار طالبعلموں کو سولر یونٹس دیئے تھے تو اب ہم دور دراز کے off grid سکولوں میں بھی سولر پینل لگانے جا رہے ہیں اور اس financial year میں ہمارا ارادہ ہے کہ off grid سکول جہاں بجلی دور دور تک نہیں ہے ان کو سولر انرجی پر لے جائیں۔ حکومت پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈی سی او آفس کو بھی solarize کیا جا رہا ہے اور domestic solar project کے لئے بنکوں کو encourage کیا جا رہا ہے۔ بنک آف پنجاب اس کے لئے financing کرتا ہے کہ آپ بڑے گھروں پر سولر پینل لگائیں کیونکہ ایک بڑا گھر اتنی بجلی consume کرتا ہے جتنی بجلی ایک محلہ consume کرتا ہے۔ اگر بڑے گھر off grid ہوں گے تو اس سے زیادہ فائدہ ہو گا اور گرڈ کو بھی ریلیف ملے گا۔ ہم بڑے گھروں کو encourage کرتے ہیں کہ وہ solarization کی طرف جائیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں محمود الرشید کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! on his behalf.

جناب سپیکر: جی. on his behalf سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 5104 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمود الرشید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال: کول پاور پراجیکٹ کے لئے زمین سے متعلقہ تفصیلات

***5104: میاں محمود الرشید:** کیا وزیر انرجی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ساہیوال کول پاور پراجیکٹ کے لئے کتنا رقبہ درکار ہے اور اب تک کتنا رقبہ کس قیمت پر خریدا گیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ پراجیکٹ قابل کاشت رقبہ پر لگایا جا رہا ہے؟

(ج) اس منصوبہ کی زد میں کتنے درخت، باغات آئیں گے؟

(د) کول پاور پراجیکٹ کے حوالے سے کیا علاقہ پر ماحولیاتی اثرات کے ضمن میں کوئی سٹڈی کروائی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان):

(الف) ساہیوال کول پاور پراجیکٹ کے لئے 1004 ایکڑ رقبہ درکار تھا۔ یہ تمام رقبہ 2۔ارب 38 کروڑ روپے میں خریدا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ پراجیکٹ قابل کاشت رقبہ پر لگایا جا رہا ہے تاہم اس رقبہ کا چناؤ کول پراجیکٹ کے لئے ضروری تکنیکی لوازمات:

(i) واپڈا کی 500-KVA کی لائن

(ii) پانی کے حصول کے لئے نہر

(iii) ریلوے لائن

کی بنیاد پر کیا گیا۔ اس کے ثمرات ملک و قوم کے لئے اس رقبہ کی زرعی پیداوار کی نسبت کئی گنا زیادہ ہوں گے۔

(ج) اس منصوبے کی زد میں ماحولیاتی اثرات کی رپورٹ کے مطابق 1222 درخت آئیں گے تاہم EPA قوانین کے تحت پراجیکٹ ڈویلپر کو کم از کم اس تعداد کا دس گنا درخت لگانا ہوں گے۔

(د) کول پاور پراجیکٹ کے حوالے سے ماحولیاتی اثرات کی سٹڈی کروائی گئی ہے جس کو مجاز اتھارٹی EPA پنجاب منظور بھی کر چکا ہے۔ رپورٹ سٹڈی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ ساہیوال کول پاور پراجیکٹ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا اور اس کی جز(ب) میں ان لوگوں نے خود admit کیا ہے کہ یہ پراجیکٹ قابل کاشت رقبہ پر لگایا جا رہا ہے تو ہمارے پاس یہ قابل کاشت رقبہ one of the best agricultural land تھی جس کو select کیا گیا ہے اور اس کا بہت بڑا ایریا اس کی وجہ سے suffer کرے گا تو میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) میں انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جو آپ بات کر رہی ہیں تو اس کا فائدہ چند افراد کو ہو گا لیکن میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے یہ larger interest in the public کیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جز(د) میں ان سے Environmental Protection Assessment کی جو study مانگی گئی تھی تو اس کے جواب میں یہ رپورٹ دی گئی ہے۔ آپ اس کا سائز دیکھ لیں کیونکہ جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو تب یہ جواب دیا جاتا ہے۔ ہمیں یہ رپورٹ ابھی ملی ہے تو ہم اس کو کس طرح study کریں گے اور ضمنی سوال کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، یہ تو آپ نے study کرنی ہے، کس طرح کرنی ہے اور آپ کا کیا طریق کار ہے لیکن انہوں نے تو آپ کو کتاب فراہم کر دی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ اتنی بڑی رپورٹ ہے اور انہوں نے جز(د) میں یہ کہا ہے کہ یہ جو study کرائی گئی ہے اس کو PPA پنجاب منظور کر چکا ہے تو کیا یہ بات ماننے والی نہیں ہے کہ ایک زرعی زمین اور ایک heavily populated area کے درمیان پاور پلانٹ لگا رہے ہیں اور اس کی کوئی assessment report میں کوئی negative report نہیں آئی؟ آج کل دنیا میں جتنے بھی کول پاور پلانٹس لگ رہے ہیں وہ غیر آباد علاقوں میں لگتے ہیں، ریگستانوں یا ساحلی علاقوں میں لگتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے جو جگہ تلاش کی ہے وہ مناسب جگہ ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تھوڑی تفصیل کے ساتھ وضاحت کروں؟

جناب سپیکر: جی،کیوں نہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!ان کا پہلا سوال یہ ہے کہ یہ بڑی اچھی agricultural land ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت اچھی زرعی زمین ہے کیونکہ میں خود بھی ایک زمیندار ہوں اور میں اس کو سمجھ سکتا ہوں کہ اگر اچھی زمین کو اس طرح کسی اور مقصد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس پر سوالات ضرور اٹھتے ہیں لیکن جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ in the larger national interest ہمیں کئی دفعہ چیزیں scarify کرنی پڑتی ہیں۔ صوبہ پنجاب میں کول پاور پراجیکٹس کے لئے پانچ جگہیں identify ہوئیں تھیں جن میں ایک ساہیوال میں site تھی تو اس سوال کے جواب میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ اس site کی selection criterion پر یہ جگہیں پوری اترتی تھیں اور اس میں سب سے پہلے تو گرڈ availability بہت ضروری ہے۔ اگر آپ بجلی بنا دیں اور evacuation کی facility available نہیں تو شاید اس پلانٹ کو لگانے پر جتنا خرچہ آئے اس سے زیادہ تو آپ کو وہاں سے بجلی evacuate کرنے کے لئے کرنا پڑے پھر lines loses اور دوسرے مسائل درپیش ہوں گے اور آپ کو اس کے اندر آنے والے delays بھی considered کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسرا criterion یہ ہے کہ آپ کو کول پاور پراجیکٹ کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے نزدیک نہر کا ہونا بھی بہت ضروری تھا کہ جہاں پر پانی available ہو۔

جناب سپیکر!تیسری بات یہ ہے کہ یہ کول پاور پراجیکٹ کیونکہ imported coal based power project ہے۔اس کی transportation from the port to Sahiwal ریلوے لائن کا ہونا بہت ضروری تھا اور ابھی بھی جو spur line ساڑھے چار کلو میٹر کی بننی ہے from the mainline to the plant وہ صرف ساڑھے چار کلو میٹر کی لائن بنانے کے لئے بہت سارے مراحل سے گزرتے ہوئے ایک نیا bridge design ہوا ہے جس کے اوپر سے وہ ٹرین گزر کر جائے گی۔ کجا کہ وہ کہیں دور لگا دی جاتی اور میلوں کے حساب سے ہمیں یہ ریلوے لائن بچھانی پڑتی تو اس کا cost impact and the delay in the project وہ بھی ہمیں face کرنا پڑتا۔ یہ چائنا پاکستان اکنامک کوریڈور کا Early harvest پراجیکٹ ہے۔Its being setup by

independent power producer company(IPPC)میں ایوان کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ کمپنیalone ڈیڑھ لاکھ میگاواٹ بجلی اس وقت دنیا میں مختلف ممالک میں بنا رہی ہےIt is such a big company. اور وہ خود یہاں پر انوسٹمنٹ کر رہے ہیں،ان کی انوسٹمنٹ سے یہ پلانٹ لگایا جا رہا ہے۔انشاءاللہ یہ 1320 میگاواٹ کا پلانٹ جب functionalہو گا تو یہ بجلیevacuate کرنے کے لئے ہمیں کوئیissues نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر!معزز ممبر نے دوسرا سوالenvironment سے متعلق پوچھا ہے۔ Environment assessmentکے تحت ہم نے این او سی لینے کے بعد وہاں پرconstruction شروع کی ہے،اس کے بعد یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاس صرفconstruction phaseکا این او سی موجود ہے۔

جناب سپیکر!میں عرض کروں گا کہ environmentوالے جب ہمیں این او سی دیتے ہیں تو ان کا طریق کار ہی یہ ہے کہ آپ کو پہلےconstruction phaseکا این او سی دیا جاتا ہے جب اس کے بعد پلانٹ پروڈکشن کے اندر آتا ہے تو اس وقتproduction phaseکا این او سی دیا جاتا ہے۔اس کی جوdetailed report ہم نےsubmitکروادی ہے اور اس کیstudy ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ معزز ممبر نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ بڑاheavily populated area ہے،میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہagricultural land ہے پھر وہheavily populated کہاں سے آ گئی،وہاں پر تو فصلیں اگائی جاتی تھیںIts not heavily کسی شہر کے درمیان تو ہم یہ پلانٹ نہیں لگا رہے،یہ باہر کھیتوں میں لگا رہے ہیں.Its not in the middle of any city

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ desertکے اندر،desertکے اندر سوائے سولر پارکس کےI fail to understand کہ کون سے ملک میں پاور پراجیکٹسdesert کے اندر لگے ہوئے ہیں۔In Nevada, I have not seen a single power project تو اس طرح سے misconceptionsہیں جو prevailکرتی ہیں اور میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرتا جاؤں کہ ایسٹ پنجاب جو انڈین پنجاب ہے جو کہ ہمارے یونائیٹڈ پنجاب کا ایک تہائی ہے،وہاں پرrecent past میں یعنی پچھلے پانچ سالوں میں 30ہزار میگاواٹ کے چائنا کے نئے پاور پراجیکٹس لگے ہیں اور چائنا کی انوسٹمنٹ کے ساتھ لگے ہیں۔ہم تو یہاں پر 1320 میگاواٹ بجلی کی بات کر رہے ہیں وہاں ایسٹ پنجاب کو تو کچھ بھی نہیں ہوا، ہمارے ساہیوال کو پتا نہیں کیا ہونے لگا ہے ?I don't

think کہ کچھ ہونے والا ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ environment کی وجہ سے فصلیں خراب ہو جائیں گی اور جانور شاید مرنا شروع ہو جائیں گے۔This is all misconception sir میں خود ایک breeder ہوں، میں جانور رکھتا ہوں۔

We win the best livestock breeder of national horse and cattle show for thirteen years. I understand

کہ جانوروں کو کس طرح سے رکھا جاتا ہے۔یہ سب misconceptions ہیں کوئی environment کا اس طرح کا impact نہیں ہونے لگا۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ harassment نہ پھیلائی جائے۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! نہیں، ہم نے اس کو most environment friendly plant بنایا ہے اور یہ most efficient plant in the world. دنیا میں اگر کوئلے کے efficient plants ہیں تو یہ ان میں سے ایک ہو گا اس لئے میری آپ کی وساطت سے یہ request ہو گی، میڈیا سے بھی ہے اور اس کے علاوہ تمام دوستوں سے ہے کہ interest national کے جو بھی پراجیکٹس ہیں ان کو controversial نہ بنایا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں بھی national interest میں ہی بات کر رہی ہوں کہ کس طرح سے معزز وزیر صاحب یہ بات کر سکتے ہیں، کول کے جو pollutants ہوتے ہیں دنیا میں سب سے dangerous pollutants ہیں اور اس کی وجہ سے جتنی lungs diseases پھیلتی ہیں، جتنی skin diseases پھیلتی ہیں، اس کے علاوہ گردے بھی متاثر ہوتے ہیں۔یہ کس طریقے سے اس چیز کو deny کر سکتے ہیں جو environment impact assessment report ہوتی ہے، EIA کی رپورٹ ہوتی ہے ۔ یہ رپورٹ ہم تو نہیں پڑھ سکتے یہ ہمیں اس کے متعلق briefly بتا دیں کہ اس میں انہوں نے کوئی health hazards بتائے ہیں۔ ان pollutants کی وجہ سے crops destroy ہوتی ہیں۔ کول کے جو pollutants ہیں آج مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ سوال آئے گا، نہیں تو میں آپ کو وہ ساری لسٹ لا کر دے دیتی، ہم لوگوں نے بھی تھوڑی سی اس بارے میں study کی ہے۔Agricultural Land کو تو کسی صورت میں بھی utilize کرنا میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے national interest میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!I totally disagree with doctor sahiba کہ یہ جو کہہ رہی ہیں کہ lungs diseases ہوں گی یہ ہو گا وہ ہو گا۔اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم کول مائنز ہی بند کر دیں، جو لوگ کوئلے کی کان کے اندر کام کرتے ہیں ان کا کیا حشر ہو گا؟ میری گزارش یہ ہے کہ یہ misconception جو پھیلائی جاتی ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!جب تک وزیر موصوف پانی پی رہے ہیں مجھے بات کرنے کا موقع دے دیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!میں ڈاکٹر مراد راس کی بات پورے غور کے ساتھ سنوں گا مجھے اپنی بات مکمل کرنے کے لئے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر:آپ فرمائیں!آپ نے سوال کا جواب دینا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!میں سوال کے جواب میں ہی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ دنیا میں آج بھی بجلی کی اکثریت کوئلے سے بنتی ہے اور ہمارے neighboring country India میں انرجی سیکٹر میں ساٹھ فیصد کول سے پروڈکشن ہوتی ہے،اس وقت ایک لاکھ 20ہزار میگاواٹ بجلی اس وقت کوئلے سے بنتی ہے اور unfortunate بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر اس وقت کوئلے سے ایک میگاواٹ بجلی بھی گرڈ کے اندر نہیں جاتی۔اگر ہم کوئلے سے بجلی نہیں بنائیں گے تو پھر ہم اپنی energy need کو کیسے پورا کریں گے۔شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!ہمیں بجلی بنانے پر تو objection نہیں ہے صرف ہمیں اس کی site پر objection ہے،ویسے بھی وہاں پر daily train with a load of coal چاہئے ہو گا ان کے کتنے distance پر کول کے ذخائر ہیں جہاں سے یہ اس کو ٹرانسپورٹ کریں گے ؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں اس پر comments دے دیتا ہوں تاکہ وزیر موصوف اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر:آپ ضمنی سوال کریں comments نہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!ان کا یہ جو کہنا ہے کہ کول کہاں سے ٹرانسپورٹ ہوگا، میں نے تو پہلے ہی گزارش کی ہے کہ پورٹ سے ٹرانسپورٹ ہوگا، یہ power plant imported coal based پر ہے جو local coal based power plant ہے وہ تو ہم پنڈ دادن خان میں لگانے جا رہے ہیں اور یہ جو imported coal based power پر plant ہے یہ ساہیوال میں لگ رہا ہے اور اس کے لئے چار اور sites identified ہیں،اگر پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ آئیں گے تو ان کو ہم وہ sites دکھائیں گے جس میں سے دو sites پر interest show کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ پاکستان کے اندر کول سے ہم پاور پلانٹ ابھی شروع کرنے لگے ہیں اور دنیا میں کول سے پاور پراجیکٹس اب بند کئے جا رہے ہیں because of environmental issues اور آپ ہماری pollution سپیڈ کو دیکھیں، ہماری thinking کو دیکھیں، مجھے یہ بتائیں کہ یہ ہائیڈل اور سولر کی طرف کیوں نہیں جا رہے جس طرف ساری دنیا جا رہی ہے اور کول کی طرف اب کیوں آ رہے ہیں؟ جبکہ دنیا میں specially China کے اندر،انڈیا میں انہوں نے کہا ہے کہ pollution اتنی زیادہ بڑھ رہی ہے کہ کول کے پراجیکٹ بند کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!میں اس کا جواب دیتا ہوں۔یہ ایک بہت بڑی misconception ہے، میں اس کو دور کرنا چاہتا ہوں اور تمام ایوان کو اس پر apprise کرنا چاہتا ہوں۔ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا کہ دنیا میں کول کے پاور پلانٹس بند ہو رہے ہیں،ان کی یہاں تک بات درست ہے مگر وہ کون سے پلانٹ بند ہو رہے ہیں یہ تفریق کرنا بہت ضروری ہے inefficient coal power plants and small coal power plants پچاس میگاواٹ اور سو میگاواٹ کے پاور پلانٹس جو کہ بہت پرانے ہیں 1950 اور 1960 کے لگے ہوئے ہیں ان کو بند کیا جا رہا ہے اور نئے پلانٹس اب بھی لگ رہے ہیں۔یہ جو super critical technology ہے اور جو بڑے پلانٹس ہیں like this 1320 megawatt کا پلانٹ یہ آج بھی دنیا میں لگ رہے ہیں،

یہ misconception ختم ہو جانی چاہئے کہ دنیا میں کول سے چلنے والے پاور پلانٹس بند ہو رہے ہیں، یہ بالکل درست ہے کہ وہ بند ہو رہے ہیں لیکن وہ inefficient plants بند ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بالکل یہ درست point out کیا کہ planners کہیں پر غلطی کر گئے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم آج بھی کوئلے سے بجلی نہ بنائیں۔ یہ جو ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کی بات کر رہے ہیں ان پر حکومت پاکستان کام کر رہی ہے چونکہ وہ پنجاب گورنمنٹ کا subject نہیں ہے لیکن میں یہاں پر یہ گزارش کر دوں کہ داسو، دیامیر، بھاشا اور بھونجی پر کام شروع ہے ان کی land acquisition ہو رہی ہے اور انشاء اللہ یہ پراجیکٹ بھی لگیں گے لیکن جہاں پر ہائیڈرو پاور پراجیکٹس لگ رہے ہیں وہاں کوئلے سے چلنے والے پاور پراجیکٹس بھی لگا رہے ہیں اور ہم ایل این جی پر بھی نئے پاور پراجیکٹس بھی لگا رہے ہیں so it has to be a fair energy mix اگر امریکہ جیسی جگہ پر 40 فیصد بجلی آج بھی کوئلے سے بنتی ہے، جرمنی کے اندر جہاں پر environment کی بہت زیادہ بات کی جاتی ہے وہاں پر بھی ہم سے بھی بہت زیادہ کوئلے سے بجلی بنتی ہے۔ ہمیں اس misconception سے نکل جانا چاہئے کہ کوئلے سے بجلی نہیں بنانی چاہئے، ہمیں بالکل کوئلے سے بجلی بنانی چاہئے اور یہ پاور پراجیکٹس لگنے چاہئیں۔ انہوں نے سولر کی بات کی تو میں یہاں پر renewable energy کی clarification کرتا جاؤں کہ دنیا کے اندر بہت ساری renewable energy بنتی ہے اب یہ ٹیکنیکل باتیں ہیں جن کو میں بڑے آسان الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ ٹیکنیکل باتیں سمجھتے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں آسان الفاظ میں سمجھا دیتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہم ٹیکنیکل باتیں سمجھ رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں ٹیکنیکل باتوں کو بڑے آسان الفاظ میں بیان کروں گا تاکہ ہر کوئی سمجھ سکے۔ اگر آپ گرڈ کے اندر renewable energy دیں گے like solar is available only during the day light. تو اسے augment کرنے کے لئے آپ کو رات کو بھی اتنی ہی بجلی چاہئے تاکہ گرڈ چلتا رہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپ دن کو 1000 میگا واٹ دے رہے ہیں اور رات کو اس میں سے 1000 میگا واٹ بجلی غائب ہو جائے اس لئے اس کی ایک percentage مقرر ہے جس سے زیادہ آپ renewable energy نہیں بنا سکتے اور یہ

دنیا کا مروجہ قانون ہے۔ یہ میں نے نہیں بلکہ energy experts نے بنایا ہے we have to follow the international standard that have been set up by the advanced nations. ہمیں اسے follow کرنا ہے Even in Punjab we have started project on wind یہاں پر کہا جاتا تھا کہ wind corridor نہیں ہے لیکن ہمیں راجن پور کے اندر ایک بہت اچھا wind corridor ملا ہے جہاں پر انشاء اللہ wind سے بھی بجلی بنائی جائے گی تو fossil fuel all renewable sources and the coal energy آج بھی سے آتی ہے اور وہ fossil fuel سے ہی آئے گی۔ یہ دنیا کا مروجہ قانون ہے جسے آپ اور میں نہیں بدل سکتے ۔ یہ سمجھنے کی بات ہے اور اسی parameter کے اندر ہمیں power projects لگانے ہیں۔ شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس پر دو تین باتیں کہوں گا ایک تو جو پاور پلانٹس لگ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے ان پر اور انرجی پر تھوڑی سی پڑھائی کی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے جو سولر کی بات کی گئی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر سولر day time میں چل رہا ہے تو اس کے لئے بیٹریز لگائی جاتی ہیں جن کے اندر رات کو چلانے کے لئے save کی جاتی ہے۔ صرف وہ نہیں ہوتا جو directly گرڈ کو جا رہا ہے اس کے علاوہ بیٹریز لگائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے expensive زیادہ ہو جاتا ہے مگر اس کی وجہ سے production زیادہ ہوتی ہے جو رات کے وقت day light میں آپ کو نہیں مل رہی second of all جو ہائیڈل پراجیکٹس ہیں وہ اتنے لگ سکتے ہیں کہ 30 ہزار سے زیادہ میگاواٹ بجلی اس وقت پاکستان میں پیدا کی جا سکتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کوئلے پر لگنے والے پلانٹس کا بتائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کوئلے پر جو پراجیکٹس لگ رہے ہیں وہ تو انہوں نے پہلے بتا دیئے ہیں کہ امریکہ، انڈیا اور چائنا میں بھی لگے ہوئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پہلے صلاح کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں کہہ رہاتھاکہ جیسے ڈاکٹر صاحبہ کہہ رہی تھیں اور میاں صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ اس پر ایک دن کے لئے ایوان میں بحث رکھ لیں چونکہ یہ بہت ضروری سبجیکٹ ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس پر ہماری جو misconception ہے وہ clear کر دے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!اس پر بحث ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ایک منٹ۔میں ذرا اپنی بات مکمل کر لوں۔

جناب سپیکر:Please listen, please listen یہ بات ٹھیک نہیں ہے don't try to interrupt جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اس پر جو بھی misconception ہے چونکہ اس وقت ہمارا ہر سوال misconception میں جا رہا ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ اس پر discussion رکھیں چونکہ یہ اتنا important subject! ہے۔یہ صرف پنجاب کے لئے نہیں بلکہ پاکستان کے لئے ہے اور اب اتنے پراجیکٹس لگ رہے ہیں چونکہ ہمیں انفارمیشن آتی ہے کہ ہر روز کوئی نہ کوئی نیا پراجیکٹ لگ رہا ہے اس لئے اگر اس پر discussion رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ ہم انہی سوالوں میں پھنسے رہیں۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!ان کی بات کا ذرا تسلی سے جواب دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!اگر اس سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو I am sorry اکہ میں misconception کی بات کر رہا ہوں۔میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ I don't say this for any particular member or anybody بلکہ پبلک کے اندر جو general misconception ہے in irrespective of party we are ہمیں پاکستان کی energy mix کو سمجھنے کی ضرورت ہے،یہ ایک بہت important issue ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا energy mix غلط ہے۔اب انہوں نے ہائیڈل اور سولر بیٹریز کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر!میں ان دونوں پر مختصراً یہ گزارش کر دوں کہ جہاں پر سولر پراجیکٹس لگتے ہیں وہاں پر یہ بیٹریز لگانے اور رات کو اس سے بجلی دینے کی بات کر رہے ہیں۔دنیا میں جہاں بھی سولر پارکس بنے ہیں وہاں پر بیٹریز نہیں لگتیں وہ دن کو گرڈ میں بجلی دیتا ہے چاہے وہ امریکہ میں ہو،انڈیا میں ہو،

چائنا میں ہو اور دنیا کے بہت سارے سولر پارکس visit کرنے کے بعد بہاولپور کا قائداعظم سولر پارک ڈیزائن ہوا تو اس میں بہت ساری چیزوں کا at least مجھے تو علم نہیں تھا میں نے جب وہاں جا کر دیکھا تو مجھے سمجھ آئی کہ اس کو کیسے کیا جاتا ہے اور اس کو اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ کہیں پر بھی بیٹریز استعمال نہیں ہوتیں، بیٹریز کی بجلی fluctuate کرتی ہے وہ گرڈ کو خراب کرتی ہے، ہاں آپ جو گھروں کے اندر سولر سسٹم لگاتے ہیں at a smaller scale اس کے اندر back up بیٹریز ضرور لگاتے ہیں لیکن at that large scale آپ 25، 50، 100 میگاواٹ یا اس سے زیادہ لگائیں گے تو وہاں بیٹریز نہیں لگیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہائیڈل پاور پراجیکٹس زیادہ بنانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ بالکل بنانے چاہئیں۔ پاکستان کے پاس ہائیڈل پاور پراجیکٹس لگانے کی بہت potential ہے لیکن وہ long term projects ہیں اور ان پر کام ہونا چاہئے۔ اس سے قطع نظر کہ وہ ہمارے دور حکومت میں مکمل ہوتے ہیں یا نہیں لیکن آج ہمیں وہ شروع کر دینے چاہئیں اور وہ جب بھی مکمل ہوں۔

> Obviously they will take seven to eight years even ten years, Tarbela take more years to complete than these projects took.

جناب سپیکر! وہ پراجیکٹ بھی شروع کریں لیکن بجلی تو آج چاہئے۔ آج بجلی نہیں تو ہماری انڈسٹری کیسے چلے گی اور ہمارے باقی معاملات کیسے چلیں گے؟ آج اس ملک کے اندر انرجی کی اتنی بڑی shortage ہے تو we need اور ہائیڈل کے ساتھ ایک اور issue ہے کہ تربیلا اور منگلا جو ہمارے بڑے ہائیڈل پاور پراجیکٹس ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ہمارے جو دو بڑے ہائیڈل پاور پراجیکٹس like منگلا اور تربیلا کے اندر جو releases ہیں وہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر کی demand کے مطابق کرتا ہے۔ وہ انرجی ڈیپارٹمنٹ کے کہنے یا منسٹری آف واٹر اینڈ پاور کے کہنے پر releases نہیں کرتے۔ اگر یہ ہائیڈل پاور پراجیکٹس لگ بھی جائیں تو ان کی بجلی تب ہی بنے گی جب releases ہوں گی۔ یہ ایک catch 22 situation ہے اس سے نکلنا ہو گا، fossil fuel پر آپ کو dependent رہنا پڑے گا اور ساری دنیا dependent ہے اکیلا پاکستان dependent نہیں

ہے۔Energy mix has to be rightاس میں ہائیڈل بھی ہو،اس میںfossil fuel بھی ہواوراس میںrenewable بھی ہوآپ ان تینوں کوmix کرکے بجلی بنائیں گے تب آپ کی بجلی پوری ہو گی۔ورنہ جب آپ ہائیڈل پرdependent تھے تو سردیوں میں ہماری ہائیڈلinstall capacity 7500 megawatt ہے اور نومبر دسمبر میں جب برف پڑتی ہے تو ہماری پیداوار 1000 میگا واٹ سے بھی کم ہو جاتی ہے تو پھر اس میں پاکستان کیا کرے گااور اس energy mix کو ٹھیک کرنے میں power project coal بھی ایک حصہ ہے۔

It can't be totally dependent on coal. It can't be totally dependent on gas. It can't be totally dependent on hydro power. It can't be totally renewable. It has to have this mix.

اور جب تک یہ mix نہیں ہو گا اس وقت تک آپ کاenergy crisis ختم نہیں ہو سکتا۔بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں آخری بات کروں گا۔میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ بجلی بنانے کے مختلف sources ہونے چاہئیں۔اس پر بڑی لمبی بحث ہو سکتی ہے اور اس طرح تو ہم back and forth ہی جاتے رہیں گے۔میں hydro power کے حوالے سے تقریباً fifty sites بتا سکتا ہوں کہ جن کی feasibilities already تیار ہیں۔

جناب سپیکر:آپ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں وہ پوچھ لیں۔منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!hydro power کے لئے اس وقت at present, right now in Pakistan پچاس کے قریب sites کی feasibilities تیار پڑی ہیں تو ان منصوبوں پر کیوں کام نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!میرے معزز ممبر تو پچاس sites کا ذکر کر رہے ہیں۔ورلڈ بنک کی Indus Basin System پر جو initial study ہوئی تھی اس میں بہت ساری sites identify ہوئی تھیں۔مجھے اس وقت exact number معلوم نہیں لیکن یہ بہت سی sites ہیں۔اس میں دیامیر، بھاشا،داسو،کالا باغ،تربیلا اور منگلا شامل ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہhydro powerکے لئے بہت سےsmaller projectsبھی بن رہے ہیں جن میں کھوڑی، سکھی کینالری، نیلم جہلم کے منصوبے شامل ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ان چھوٹےhydro power projectsکی feasibilitiesتیار ہیں اور ان میں کچھ بڑے پراجیکٹس بھی ہیں۔اسی طرح کچھ پراجیکٹس آزاد کشمیر اور خیبر پختونخوا کے اندر آتے ہیں کیونکہ پنجاب میںIndus Basin Systemنہیں آتا۔

جناب سپیکر:گلگت بلتستان میں بھی کچھprojectsہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات/انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!Thank you for correcting me.یقیناً گلگت بلتستان میں بھی کچھ projects بن رہے ہیں۔یہ وفاقی حکومت کا subjectہے۔Hydro powerآج بھی صوبوں کے پاس نہیں ہے۔ہاں البتہ کچھ small hydro projectsصوبوں کے پاس ہیں۔پنجاب میںrelativelyبڑے سائز کاHydro powerprojectتونسہ ہے۔تونسہ کے اُوپر 135 میگاواٹ کا بجلی گھر لگایا جا سکتا ہے۔اس کیfeasibilityتیار کرا لی گئی ہے۔اس پراجیکٹ کے لئےTurkish and Chinese investorsسے بات چیت ہوئی تھی اور ان کے ماہرین نے آکر اس siteکوvisitبھی کیا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ پنجاب میں کالا باغ ڈیم ایک بڑا پراجیکٹ ہے۔اس حوالے سے میری بڑیstrong feelingرہی ہے کہobviouslyسارے صوبوں کوonboardلینے کے بعد ہی یہ پراجیکٹ بن سکتا ہے لیکن پنجاب کو اپنا کیس لڑتے رہنا چاہئے۔We should keep fighting our case and try to convince the other provinces کہ یہ ایک national interestکا پراجیکٹ ہے اور اس کو ہمیں بنانے کی اجازت دی جائے۔Council of Common Interestsمیں جایا جائے یا جس جگہ بھی اس کا فیصلہ ہو لیکن یہ پراجیکٹ پنجاب میں بننا چاہئے۔چھوٹےhydro projectتو خیبر پختونخوا میں بھی بن رہے ہیں۔جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم چار پراجیکٹ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے بنا رہے ہیں۔اسی منصوبے کے تحت اور ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے خیبر پختونخوا میں بھی ایسے پراجیکٹ بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ خیبر پختونخوا میںsmall hydro power projectsکے لئے بہت سارےpotentialہے۔صوبائی حکومت کو یہ پراجیکٹس بالکل take upکرنے چاہئیں۔ پورے پاکستان میں، سارے صوبوں میں ایسے پراجیکٹس بنیں گے تو تب ہی بجلی کی کمی پوری ہو سکے گی۔

سندھ کے اندر بہت اچھاWind Corridor بنایا گیا ہے،انہوں نے windکے اُوپر بہت سارے پراجیکٹس لگائے ہیں اور نئے پراجیکٹس بھی وہاں پر لگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر!یہاں تھر کا بہت ذکر ہوتا ہے کہ تھر کے کوئلے سے آج تک بجلی کیوں نہیں بنائی گئی؟ہم نے تو تھر کا کوئلہ آج تک نہیں دیکھا بجلی بنانا تو دُور کی بات ہے۔The mining part is difficult.اس سارےlocal coalکے اندر سب سےdifficult mining partہے لہٰذاin the largest national interest ہمیں یہ تمام پراجیکٹس بنانے ہیں چاہے وہ کسی بھی صوبے میں بنیں۔ہمیں بجلی کے تمام پراجیکٹس کوencourageکرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ پراجیکٹس لگائے جانے چاہئیں کیونکہ بجلی کیdemandدن بدن increaseہو رہی ہے اورshortfallبڑھ رہا ہے۔ہر آنے والاsummer پچھلے سے worstہوتا ہے کیونکہ demandبڑھ رہی ہے۔ہم اپنے اس سسٹم کو بھی ساتھ ساتھ updateکر رہے ہیں تاکہ اس کیevacuationکے اندر کوئیissuesنہ آئیں۔بہت شکریہ

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!آپ کے سامنے یہاں ایک سوال پوچھا گیا کہ ہم کس interestپر loanلے کر یہ پراجیکٹ لگا رہے ہیں اور یہ بجلی ہمیں کس ریٹ پر ملے گی؟منسٹر صاحب نے کہا کہ میرے پاس اس وقت figures نہیں ہیں اور میں معلوم کر کے بتا سکتا ہوں۔منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ اب ہمیں قومی مفاد کے اُوپر سیاست ختم کر دینی چاہئے اور کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔جہاں جہاں ڈیموں کی ضرورت ہے وہ لازماً بننے چاہئیں۔یہ ڈیمز بنیں گے تو بجلی کا بحران ختم ہو گا۔جب تک ہم اس issueپر یہ دیکھتے رہیں گے کہ حکومت بچاؤ،سیاست بچاؤ،یہ کرو،وہ کرو تو اس وقت تک یہ بحران ختم نہیں ہو گا۔اس قومی مفاد کےissueپر یہ سارا ایوان متفق ہے۔پن بجلی کی پیداوار کے لئے ہمارے پاس نہریں بھی موجود ہیں۔میرے گھر کے نزدیک رسول پاور ہاؤس ہے جو کہ بالکل بند پڑا ہوا ہے۔

جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ جتنے بھی پرانے power houses ہیں انہیں continueکیا جائے۔یہ بڑا اہمissueہے لہٰذا اس پر ایک دن کے لئے بحث رکھیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ کہانی کیا ہے،لوگوں کو پتا چلنا چاہئے کہ بجلی ہمیں کس ریٹ پر ملے گی اور ہمinterest rateکیا دے رہے ہیں؟یہ ضروری بات ہے لہٰذا آپ مہربانی کر کے اس پر ایک دن کے لئے بحث رکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات /انرجی(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!اس معاملے پر ہم ہر وقت debateکرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ اگلے اجلاس میں اس موضوع پر بحث کے لئے کوئی دن fixکرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم اس دن پوری تیاری کے ساتھ آئیں گے اور معزز ممبر کو جو facts & figures چاہئیں میں وہ بھی مہیا کر دوں گا۔اس میں بہت سارے facts & figures وفاقی حکومت سے relatedہیں لیکن میں وہ بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اس کو reiterateکرتا ہوں کہ اگر قومی مفاد میں power crisisکو overcomeکرنا ہے تو اس کے لئے ہم سب کو اپنی اپنی جگہ پر contributeکرنا پڑے گا۔اگر حزب اختلاف کی طرف سے اچھی تجاویز آئیں گی تو ہم ان کو بھی incorporateکریں گے۔ گھروں پر سولر سسٹم لگانے کے لئے اگر معزز ممبران کی طرف سے تجاویز آئیں گی تو we are always open for accepting good adviceہم کبھی بھی اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم solar energy, coal and hydro powerہر قسم کے پراجیکٹس شروع کر رہے ہیں ۔ میں معزز ممبران کی satisfactionکے مطابق جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ معزز ممبران انرجی کے حوالے سے جتنے بھی سوالات کریں گے میں ان کے جوابات دینے کے لئے حاضر ہوں۔

جناب سپیکر:اگلے اجلاس میں اس پر بحث کے لئے ہم اپنی ایڈوائزری کمیٹی میں اس کو رکھیں گے اور پھر اس پر بحث کے لئے کوئی دن fixکیا جائے گا۔ملک صاحب!آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!بے حد شکریہ

جناب سپیکر:کس بات کا شکریہ اور آپ کس سوال پر ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جو سوال چل رہا ہے میں اسی سے relatedضمنی سوال کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر:کون سا سوال چل رہا ہے؟

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں سوال نمبر5104کے بارے میں ضمنی سوال کرنے لگا ہوں۔ ساہیوال میں جو کول پاور پراجیکٹ لگ رہا ہے میں اس کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے یہ تو آپ کا اپنا ضلع ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی بات کا شکریہ۔ یہ بہت اچھا پراجیکٹ ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی ساری ٹیم کا میں on the floor of the House شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ضلع ساہیوال میں یہ منصوبہ بڑی تیزی سے مکمل ہو رہا ہے۔ میرے اس حوالے سے دو ضمنی سوالات ہیں۔ جواب کے جز(ج) میں محکمہ نے یہ بتایا ہے کہ اس منصوبے کی زد میں ماحولیاتی اثرات کی رپورٹ کے مطابق 1222 درخت آئیں گے اور کہا جا رہا ہے کہ 1222 درختوں کی جگہ EPA قوانین کے تحت پراجیکٹ developer کو اس تعداد کا کم از کم دس گنا درخت لگانے ہوں گے تو یہ دس گنا درخت کب لگیں گے؟

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے اور ہم حکومت کے بھی شکر گزار ہیں کہ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے لیکن ساہیوال کی پبلک میں بے چینی اور تحفظات پائے جاتے ہیں اس سلسلے میں وہاں پر writs بھی ہو چکی ہیں کہ کیا یہاں پر وہی plant لگ رہا ہے جو امریکہ میں banned تھا؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! آج اس point پر جتنی تفصیل سے بحث ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی اتنی تفصیل سے بحث ہوئی ہے اور نہ کسی نے کی ہے۔ آپ اُس وقت موجود نہیں تھے تو اس میں میرا قصور نہیں، یہ آپ کا قصور ہے۔ جی، وزیر انرجی!

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ملک صاحب کے دوسرے ضمنی سوال کا جواب میں تفصیل سے دے چکا ہوں تو اب میں درختوں کے حوالے سے جواب دوں گا۔ آج کل شجر کاری کی جو مہم شروع ہو رہی ہے اس مارچ کے اندر 30 ہزار درخت لگا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 3110 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔ اُن کا accident ہوا ہے تو اُن کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوالات کو pending کر دیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2466 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بار ایسوسی ایشنز کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2466:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ قانون نے سال 09-2008 تا 13-2012 کون کون سے اضلاع اور تحصیلوں کی بار ایسوسی ایشنز کو فنڈز مہیا کئے فنڈز کی رقم کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

(ب) متذکرہ فنڈز کن مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں کیا ان کا آڈٹ بھی ہوتا ہے؟

(ج) کتنے وکلاء کا تقرر بطور لیگل ایڈ وائزر ضلع لاہور میں سال 2008 تا 2012 کیا گیا ہے تقرری کا کیا معیار تھا اور کیا کبھی یہ اسامیاں اخبارات میں مشتہر بھی کی جاتی ہیں اگر نہیں تو وجوہات سے مطلع فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):

(الف) محکمہ قانون نے مذکورہ سالوں میں ضلعی اور تحصیل بار ایسوسی ایشنز کو مندرجہ ذیل ادائیگیاں کی ہیں:

1. سال 09-2008 میں مبلغ 92.695 ملین روپے grant-in-aid دیئے گئے تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2. سال 10-2009 میں 63.900 ملین روپے grant-in-aid مختلف بار ایسوسی ایشنز کو دیئے گئے، تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3. سال 11-2010 میں 13 ملین روپے بطور grant-in-aid مختلف بار ایسوسی ایشنز کو دیئے گئے تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4. سال 12-2011 میں 2.5 ملین روپے بطور grant-in-aid دیئے گئے اور
5. سال 13-2012 میں 5.2 ملین روپے grant-in-aid کے طور پر دیئے گئے جس کی تفصیل Annex- D & E ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
6. اس کے علاوہ سال 2012 میں 35.636 ملین روپے مالیت کے IT Equipment پنجاب کی تمام بار زایسوسی ایشنز کو بلا تمیز عطیہ کے طور پر دیئے گئے تاکہ ان کی IT ضروریات فوری طور پر پوری کی جاسکیں جس کی تفصیل Annex-F ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ فنڈز حسب ضرورت بار ایسوسی ایشنز برائے خریداری کتب لائبریز، بار رومز، IT Equipment وغیرہ کے علاوہ دیگر بنیادی ضروریات اور مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

دیگر حسابات کی طرح ہر سال اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب سے محکمہ قانون کے مذکورہ فنڈز کا آڈٹ بھی ہوتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں بشمول ضلعی حکومت و تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن 2010 تا 2012 کے دوران 36 قانونی مشیروں کا تقرر کیا گیا ہے تفصیل Annex-G ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کی تقرری پنجاب لوکل گورنمنٹس لیگل ایڈوائزرز رولز 2003 کے مطابق کی جاتی ہے۔ تفصیل Annex-H ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جونہی کوئی اسامی خالی ہوتی ہے اور مذکورہ بالا رول کی سب کلاز (4) کے تحت باقاعدہ سلیکشن کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے اور یہ کمیٹی مکمل چھان بین کے بعد موزوں امیدواروں کو سلیکٹ کرتی ہے۔ تاہم فوری ضرورت کے تحت رول نمبر 10 کے تحت عارضی تقرری بھی کی جاتی ہے باقاعدہ تقرری کے ساتھ ہی یہ تقرری ختم ہو جاتی ہے۔ یکم جنوری 2008 تا 31۔ دسمبر 2010 پنجاب لوکل گورنمنٹس لیگل ایڈوائزرز رولز 2003 کے رول 10 کے مطابق عارضی قانونی مشیران کی تقرریاں کی گئیں جن کی تفصیل Annex-J ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں سال 2010 سے باقاعدہ طور پر پنجاب لوکل گورنمنٹس لیگل ایڈوائزرز رولز 2003 کے رول 4 کے مطابق سلیکشن کمیٹی تشکیل دی گئی اور باقاعدہ قانونی مشیران کی تقرریاں کی گئیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بار ایسوسی ایشنز کو جو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں اس کا criterion کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ محکمہ قانون پنجاب، پنجاب بھر کی جتنی بھی ہائی کورٹ یا اُس کے ماتحت ڈسٹرکٹ بار یا تحصیل بار ایسوسی ایشنز ہیں اُن کی اپنی درخواست پر اُن کی ضرورت اور اپنے پاس موجود فنڈز کو دیکھ کر اُن کو مناسب فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ اُن کی درخواست کے مطابق فنڈز دیئے جاتے ہیں۔یہاں پر فنڈز کی جولسٹ دی گئی ہے کیا یہ پیسے اُن کی درخواستوں کے مطابق دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! مختلف اوقات میں درخواستیں آتی رہتی ہیں تو جب فنڈز دیئے جاتے ہیں تو ایک unique formula رکھتے ہوئے تمام ڈسٹرکٹ بار اور تحصیل بار ایسوسی ایشنز کو فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ ہم نے جو لسٹ مہیا کی ہے اس میں 09-2008 سے 13-2012 تک کن کن اضلاع اور تحصیلوں کو کتنی کتنی امداد دی گئی ہے تو 09-2008 میں ڈسٹرکٹ بار یا تحصیل بار ایسوسی ایشنز کو 92.695 ملین روپیہ کے فنڈز دیئے گئے، اسی طرح 10-2009 میں 63.900 ملین روپیہ، اسی طرح 11-2010 میں 13 ملین روپیہ، اسی طرح 12-2011 میں 2.5 ملین روپیہ، 13-2012 میں 5.200 ملین روپیہ کے فنڈز دیئے گئے۔ ڈسٹرکٹ یا تحصیل بار ایسوسی ایشنز کو IT کی سہولت فراہم کرنے کے لئے جس میں کمپیوٹر، پرنٹر، سکینر وغیرہ کے سلسلے میں فنڈز مہیا کئے گئے اُس کی مکمل تفصیل بھی مہیا کر دی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ تو میں نے بھی پڑھ لیا ہے کیونکہ یہ جواب میں لکھا ہوا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ یہ فنڈز ایک unique formula کے تحت دیئے جاتے ہیں، میں نے تو وہ criterion پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنز کو زیادہ اور تحصیل بار ایسوسی ایشنز کو اُن کی ضرورت کے مطابق تھوڑے سے کم فنڈز دیئے جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو پھر اضلاع کے درمیان تفاوت کیوں ہے؟ میں formula پوچھ رہا ہے کہ یہ pick and choose ہے، پسند ناپسند ہے؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!یہ کوئی ایسا electric law نہیں ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ یا تحصیل بار کو یہ ملے گا۔اگر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور ہے تو یہ بہت بڑی ایسوسی ایشن ہے اور اگر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے تو وہ چھوٹی بار ہے، بڑی بار کو زیادہ فنڈز اور چھوٹی بار کو کم فنڈز دیئے جائیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!اگر ان کا یہی formula مان لیا جائے تو یہ اُس پر بھی پورا نہیں اُترتا کیونکہ اس میں چھوٹی بار کو زیادہ اور بڑی بار کو کم فنڈز دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اگر معزز ممبر ایک سال کی تفصیل دیکھ رہے ہیں تو ایسا ہو سکتا ہے لیکن پیچھے دیکھا جاتا ہے کہ پچھلے سالوں میں کتنے کتنے فنڈز مہیا کئے گئے تو تمام بار ایسوسی ایشنز کو برابر رکھنے کے لئے یہ کوشش کی جاتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!10-2009 میں 63 ملین روپیہ دیا گیا ہے،11-2010 میں 13 ملین روپیہ دیا گیا ہے تو یہ amount کم ہوتی جارہی ہے تو کیا اُن کی ضروریات کم ہوتی جارہی ہیں یا وسائل کم ہوتے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!بعض اوقات ضروریات کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔اگر آپ آگے دیکھیں تو ہم نے last میں IT کی ضروریات کے لئے تمام بار ایسوسی ایشنز کو بہت زیادہ فنڈز دیئے ہیں۔پہلے لائبریری کے لئے فنڈز دیئے جاتے تھے تو اب چونکہ ٹیکنالوجی تبدیل ہو گئی ہے تو اب ہم اُن کو کمپیوٹر، پرنٹر اور سکینر وغیرہ کے لئے فنڈز مہیا کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنے وکلاء کا تقرر بطور لیگل ایڈوائزر ضلع لاہور میں کیا گیا ہے؟ مختلف اضلاع میں، مختلف ٹی ایم ایز میں لیگل ایڈوائزر رکھے جاتے ہیں۔ پنجاب کی باقی ٹی ایم ایز میں ایک یا دو لیگل ایڈوائزر ہیں جبکہ لاہور کے ٹاؤنز میں درجن درجن بلکہ کئی کئی درجن لیگل ایڈوائزر ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! لیگل ایڈوائزرز کی تعداد وہاں پر کام کی نوعیت کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے یا مقامی لوکل گورنمنٹ کی اپنی ضرورت کے مطابق لیگل ایڈوائزر مقرر کئے جاتے ہیں۔ چھوٹی تحصیلوں میں کم ہوتے ہیں اور بڑے شہروں کے ٹاؤنز میں زیادہ ہوں گے لیکن ان کی تقرری متعلقہ ٹاؤن کی demand کے مطابق درخواستیں طلب کر کے کی جاتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں اور یہی میرا سوال ہے کہ اگر ایک ٹاؤن اگر کسی دوسرے شہر کا ہے جس کی آبادی بھی اتنی ہی ہے، مسائل بھی اتنے ہی ہیں وہاں دو لیگل ایڈوائزرز ہیں اور لاہور کے ٹاؤن میں پچاس یا تیس لیگل ایڈوائزرز ہیں اس کی وجہ کیا ہے اگر ان کا criterion مان لیا جائے تو پھر اس کے مطابق تو same ہونا چاہئے؟

جناب سپیکر: آپ کون سا criterion مانگتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں کیونکہ demand تو سب کی برابر ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ آپ کو بہت شاباش۔

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کول پراجیکٹ کے لئے حاصل کردہ اراضی کے مالکان کو رقومات کی ادائیگی سے متعلقہ تفصیلات

*5827: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر انرجی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کول پراجیکٹ اور سولر انرجی کے کتنے منصوبہ جات کون کون سے علاقوں میں شروع ہیں؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی اراضی سرکاری اور پرائیویٹ افراد سے حاصل کی گئی ہے، جگہ وار اور منصوبہ وار تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان منصوبہ جات کے لئے حاصل کردہ اراضی کے مالکان کو ابھی تک رقومات کی ادائیگی نہیں کی گئی؟

(د) کیا حکومت مذکورہ اراضی مالکان کو ان کی رقم ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / انرجی (جناب شیر علی خان):

(الف) حکومت پنجاب نے صوبہ میں کوئلے اور شمسی توانائی کے مندرجہ ذیل منصوبے شروع کئے ہیں:

کوئلے کے منصوبوں کی تفصیل:

پبلک سیکٹر کے منصوبے:

1. دو منصوبہ جات بالترتیب نزد سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، لاہور اور M-3 انڈسٹریل سٹی، فیصل آباد شروع کئے ہیں، ہر منصوبہ کی پیداواری صلاحیت 2x55 میگاواٹ ہے۔
2. 04 اضلاع جن میں (i) لاہور (ii) فیصل آباد (iii) ملتان (iv) قصور شامل ہیں۔ ان میں سے ہر منصوبہ جات کی پیداواری صلاحت 150Mw ہو گی۔ ان کی فزیبلٹی سٹڈیز ابتدائی مراحل میں ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر کے منصوبے:

1. صوبہ میں کوئلے کے مندرجہ ذیل 4 بڑے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔ ہر منصوبے کی پیداواری صلاحیت2x660MW ہو گی۔ یہ منصوبہ (i)قادر آباد ضلع ساہیوال(ii) موضع سیداں والی ضلع مظفر گڑھ(iii) میرپور ضلع رحیم یار خان اور ضلع قصور میں شروع کئے گئے ہیں۔
2. 07 اضلاع جن میں(i) گوجرانوالہ (ii)سیالکوٹ(iii)گجرات (iv)شیخوپورہ (v)سرگودھا (vi)وہاڑی(vii)بہاولپور شامل ہیں ان میں سے ہر منصوبہ جات کی پیداواری صلاحیت150MW ہو گی۔

شمسی توانائی کے منصوبوں کی تفصیل:

شمسی توانائی کا ایک وسیع منصوبہ چولستان، بہاولپور میں شروع کیا ہے اس منصوبہ کی موجودہ پیداواری صلاحیت1000 میگاواٹ ہو گی۔ اس منصوبہ کے لئے10000 ایکڑ سرکاری اراضی مختص کی گئی تھی۔ بعد میں مزید5000 ایکڑ سرکاری اراضی مختص کی گئی ہے جس سے اس کی پیداواری صلاحیت میں 500MW کا اضافہ ہو گا۔

پبلک سیکٹر کے منصوبے:

100MW کا منصوبہ گورنمنٹ خود قائداعظم سولر پارک چولستان بہاولپور میں مکمل کر چکی ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر کے منصوبے:

قائداعظم شمسی پارک، چولستان، بہاولپور میں 900MW کے لئے پرائیویٹ پارٹی کو دعوت دی گئی ہے جس کے لئے کام جاری ہے جبکہ اسی پارک میں 250MW=50+100+100 کے منصوبوں کے لئے بھی3 پارٹیوں سے بات چیت ہو چکی ہے جو کہ جلد ہی منصوبوں پر کام شروع کر دیں گی۔

اس کے علاوہ 50 مختلف مقامات پر سرکاری جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے لئے پرائیویٹ پارٹیوں کو منصوبوں کے لئے دعوت دی گئی ہے۔

(ب) اس حوالے سے تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

کوئلے کے منصوبوں کی تفصیل:

1. سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، لاہور میں115 ایکڑ پرائیویٹ اراضی کے حصول کے لئے سیکشن 4 زیر پنجاب لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 جاری ہو چکا ہے۔ بقیہ قانونی کارروائی زیر تکمیل ہے۔
2. M-3 انڈسٹریل سٹی، فیصل آباد میں کوئلے کے منصوبہ کے لئے ایک نیم سرکاری ادارہ FIEDMC سے100 ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے۔
3. 2X660MW ساہیوال کے منصوبے کے لئے1000 ایکڑ اراضی پرائیویٹ مالکان سے خریدی جا چکی ہے۔

4. 11 اضلاع میں کوئلے کے منصوبے کے لئے پرائیویٹ / سرکاری اراضی منتخب کی گئی ہے اور ہر منصوبے کے لئے تقریباً100ایکڑاراضی منتخب کی گئی ہے۔

شمسی توانائی کے منصوبوں کی تفصیل:

1. اس منصوبہ کے لئے پہلے10000ایکڑزمین مختص کی گئی تھی۔یعنی100MW کے لئے1000ایکڑ زمین مختص کی گئی ہے۔مزید برآں 5000ایکڑاراضی مختص کی گئی ہے۔ساری زمین گورنمنٹ کی اپنی ہےاور کوئی پرائیویٹ زمین نہیں لی گئی۔
2. صوبہ کے مختلف50مقامات پر شمسی توانائی لگانے کے چھوٹے منصوبوں کے لئے مختلف سرکاری اراضی جس کا رقبہ مختلف ہے منتخب کی گئی ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)اس حوالے سے تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

کول منصوبوں کی تفصیل:

1. کوئلے کا پراجیکٹ نزد سندر انڈسٹریل اسٹیٹ،لاہور کے لئے پرائیویٹ اراضی کے حصول کی خاطر ابھی ابتدائی سیکشن4 جاری ہوا ہے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہوتے ہی مالکان اراضی کو بذریعہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر ادائیگی کر دی جائے گی۔
2. 2x660MW منصوبہ میں صرف ساہیوال کے لئے اراضی خریدی گئی ہے اور پرائیویٹ مالکان کو گورنمنٹ نے ادائیگی بھی کر دی ہے۔باقی2x660MW کے تین منصوبہ جات قصور، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان کے لئے ایکٹ1894 کے تحت سیکشن4 کروادیا گیا ہے لیکن زمین مالکان کے پاس ہے جیسے ہی خریدنے کا عمل شروع ہوگا ادائیگی بھی کر دی جائے گی۔

شمسی توانائی منصوبوں کی تفصیل:

شمسی توانائی کے تمام منصوبوں کے لئے سرکاری اراضی مختص کی گئی ہے۔

(د) اس حوالے سے تفصیل درج ذیل ہے:

کوئلے کے منصوبوں کی تفصیل:

1. حکومت پنجاب نے سندر انڈسٹریل اسٹیٹ،لاہور کے نزدیک کوئلے کے پراجیکٹ کے لئے پرائیویٹ اراضی کے حصول کی خاطر مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔ضروری قانونی مراحل کی تکمیل کے ساتھ ہی بذریعہ لینڈایکوزیشن کلکٹر،مالکان اراضی کو ادائیگی کر دی جائے گی۔
2. 2x660MW منصوبہ میں ساہیوال کے علاوہ باقی تین منصوبہ جات کے لئے حکومت مذکورہ اراضی مالکان کو ان کی رقم ادا کر کے ہی خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

شمسی توانائی کے منصوبوں کی تفصیل:

کوئی پرائیوٹ زمین نہیں لی گئی۔

ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی اسامیوں کے لئے تقرری کا معیار و دیگر تفصیلات

*2467:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی پوسٹیں حکومت اپنے صوابدیدی اختیار استعمال کر کے تقرری کر دیتی ہے؟

(ب) تقرری کے لئے کیا فارمولا ہے۔ عمر اور عدالت عالیہ میں پیش ہونے کی اہلیت کے علاوہ کیا محض سفارش پر تقرری کر دی جاتی ہے کیونکہ اس معیار پر پورا اترنے والے وکلاء کی تعداد ہزاروں میں ہے کیا اس کے لئے صرف Pick & Choose کی پالیسی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان اسامیوں کو مشتہر کر کے کوئی معیار مقرر کر کے تقرری کرنے کو تیار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایڈیشنل اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کی تقرری لاء ڈیپارٹمنٹ مینوئل کے رول 1.18 کے تحت کی جاتی ہے تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ حکومت ایسی تمام تقرریوں میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے کہ بہترین پیشہ وارانہ صلاحیتوں کے حامل ایڈووکیٹس کا تقرر کیا جائے۔

(ب) حکومت پینل منتخب کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ چونکہ حکومت اور ایڈووکیٹ جنرل آفس کا تعلق مؤکل اور وکیل کا ہے اس لئے حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ بحیثیت مؤکل اپنے وکیل کا چناؤ کر سکے جس طرح یہ حق ایک عمومی مؤکل کو حاصل ہے تاہم یہ تقرریاں لاء ڈیپارٹمنٹ مینوئل کے رول 1.18 کے تحت کی جاتی ہیں۔ جس کے مطابق ضروری ہے کہ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کی پوسٹ کے لئے امیدوار ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ہو اور اس نے سپریم کورٹ / ہائی کورٹ میں کم از کم 30 کیسز conduct کئے ہوں یا پھر وہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے عہدہ پر تعینات ہو جبکہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا بطور ایڈووکیٹ ہائی کورٹ سات سالہ تجربہ اور 20 کیسز کو conduct کرنا ضروری ہے۔

(ج) چونکہ تقرری کا معیار پہلے سے ہی لاء ڈیپارٹمنٹ مینوئل میں موجود ہے اور حکومت ایسی تمام تقرریاں اسی مینول کے تحت کرتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ گورنمنٹ نے ہمیشہ claim کیا ہے کہ جن غریب لوگوں کو ضرورت ہے ان کی help کر رہی ہے۔ پنجاب کے جو ٹیکنیکل ملازمین کو سکیل نہیں دیا جا رہا۔ اس کی سمری۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا غور سے بات سنیں۔ ان کی بات ذرا غور سے سنیں کہ یہ کیا فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پنجاب میں جو ٹیکنیکل ملازمین ہیں بشمول جو پنجاب اسمبلی میں بھی ہیں ان کو سکیل نہیں دیا جا رہا۔ اس کی سمری وزیراعلیٰ کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ ان کے لئے یہ requirement رکھی جا رہی ہے کہ ان کی کم از کم دس سال job ہونی چاہئے۔ جتنے clerical اور دوسرے ملازمین ہیں ان کو سکیل مل رہا ہے۔ ٹیکنیکل ملازمین کی سمری وزیراعلیٰ کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ It just needs to be approved یہ وہ لوگ ہیں جن کو سکیل دینے کی ضرورت ہے۔ ان کو اس چیز سے جتنے فائدے ہوں گے وہ کم ہوں گے مگر جتنا ہم دے سکتے ہیں وہ تو دیں۔ دیکھیں! باقیوں کی بات کرنا، different cases کی بات کرنا a different issue completely مگر جن کو سب سے زیادہ ضرورت ہے ان کو تو کم از کم سکیل دیں۔

جناب سپیکر! میری اس میں یہی استدعا ہے کہ آپ وزیراعلیٰ سے request کریں کہ جو سمری ان کے پاس پڑی ہے اس کو نکال دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کر دی ہے وہ note ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ ایک دو روز پہلے میرے پاس علی انسٹیٹیوٹ فیروزپور روڈ جہاں پر residential area ہے وہاں کے لوگ آئے تھے۔ انہوں نے یہ complaint کی ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ شور مچایا ہے لیکن ان کی شنوائی نہیں ہوئی اس لئے انہوں نے مجھے request کی ہے کہ ایوان میں بات کر کے ہمارا مسئلہ resolve کرائیں۔ علی انسٹیٹیوٹ کے

پیچھے جہاں پرresidential area ہے وہاں پر اتوار بازار لگایا جا رہا ہے۔ان کے گھروں کے بالکل سامنے دیواروں کے ساتھ اتوار بازار لگتا ہے۔انہوں نے انہیں اتنا کہا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔kindly مہربانی کریں جو بھیconcern ہیں انہیں کہیں۔

جناب سپیکر:آپwriting in کوئی چیز لائیں تاکہ میں بھی اس کاnotice لوں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میںwriting in بھی لے آؤں گی۔اس کوtime لگ جائے گا وہاں کے لوگ بہتproblems کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی باتnote ہو گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر35/16 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔جی،اسے پیش کریں۔

لاہور کے بڑے ہوٹلوں میں مضر صحت پانی کا استعمال

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 11۔جنوری2016 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں پینے کا صاف پانی ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔شہر کے تمام ریسٹورنٹس پر ٹینکوں کا پانی استعمال کیا جا رہا ہے جس میں جراثیموں کی بھرمار ہوتی ہے۔بڑے بڑے ہوٹلز جو ٹینکوں کا پانی شہریوں کو پلا رہے ہیں اس کو اگر آگ پر رکھا جائے تو اس میں سے جھاگ پیدا ہو جاتی ہے جو انسان کے معدے، جگر اور گردوں کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔آلودہ پانی سے سب سے زیادہ دور دراز سے آنے والے طلباء اور ملازمین متاثر ہو رہے ہیں جو ہاسٹلز میں رہتے ہیں اور ہوٹلنگ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جبکہ مزدوروں کی بڑی تعداد بھی ناقص پانی پینے کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہے۔آلودہ پانی کی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسی موذی امراض میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔بیشتر ہوٹلز ٹینکوں میں آنے والا پانی ہی شہریوں کو پلا رہے ہیں جس کو فلٹر تک نہیں کیا جاتا ہے۔عوامی حلقوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ لاہور کے ہوٹلز کے واٹر ٹینکس کو اچھی طرح چیک کیا جائے اور یقینی بنایا جائے کہ وہاں سے صاف پانی کی سپلائی ہو رہی ہے اور وہاں سے

کھانا کھانے والے افراد کو بیماریوں سے بچایا جائے۔ مزید ایسے ہوٹل جن کے ٹینک میں گندا اور مضر صحت پانی ہو، ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر ہاؤسنگ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو ایک ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/37 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/40 بھی میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/41 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next weak تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/45 بھی محترمہ خدیجہ عمر کی ہے، ایک وہ پڑھ چکی ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/49 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، امجد جاوید صاحب!

ہائر ایجوکیشن کا چار سالہ بی ایس پروگرام شروع کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق ہائر ایجوکیشن پاکستان نے اپنے اجلاس میں پاکستان بھر کے تعلیمی اداروں میں گریجویشن کا بی اے، بی ایس سی دو سالہ پروگرام ختم کر کے چار سالہ بی ایس پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پاکستان کے تعلیمی نظام کو امریکی نظام تعلیم کی طرز پر چلانے کے لئے ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں گریجویشن کے لئے دہائیوں سے جاری بی اے، بی ایس سی کے دو سالہ نظام کو یکسر ختم کر کے بی ایس چار سالہ ڈگری پروگرام شروع کیا جائے۔ یہ کہ پاکستان خصوصاً پنجاب کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیز میں جاری دو سالہ ڈگری پروگرام صدیوں پہلے ہماری سماجی اور معاشرتی ضروریات اور ڈھانچے کو مدنظر رکھ کر ڈیزائن کیا گیا تھا جس کے ساتھ دہائیوں سے ہمارے لوگ اور

طالب علم مانوس ہیں۔یہاں تک کے پنجاب کے اندر جن یونیورسٹیز نے بی ایس چار سالہ پروگرام شروع بھی کیا انہوں نے زمینی حقائق اور سماجی و معاشرتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف دو سالہ بی اے، بی ایس سی پروگرام جاری رکھا بلکہ بی ایس میں بھی طالبعلموں کو دو سال کی تعلیم مکمل کرنے پر ڈگری جاری کرنے کی سہولت فراہم کی ہوئی ہے۔ہائر ایجوکیشن کمیشن کا زیر بحث فیصلہ ہمارے سماجی اور معاشرتی سسٹم سے بالکل بھی مطابقت نہیں رکھتا۔اس فیصلے سے طلبا خصوصاً طالبات اور ان کے والدین میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے اور سخت اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کو pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 51/16 محترمہ خدیجہ عمر، سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 53/16 میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 55/16 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔جی، محترمہ! اپنی تحریک پڑھیں۔

سیالکوٹ یونین کونسل اسلام آباد میں باؤلے کتے کے کاٹنے کے واقعات میں اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 18۔جنوری 2016 کی خبر کے مطابق سیالکوٹ تحصیل کارپوریشن کی یونین کونسل اسلام آباد میں اب تک متعدد افراد باؤلے اور آوارہ کتوں کے کاٹنے کی وجہ سے زخمی ہو چکے ہیں مگر انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی بلکہ اہل علاقہ کی جانب سے آوارہ اور باؤلے کتوں کی بھرمار کی شکایات پر ایک جانب تو ٹی ایم اے کے ملازمین عوام سے کتے کو مارنے کے لئے کچلے اور مٹھائی کے نام پر ایک ہزار روپے فی کتا مارنے کے لئے مانگنے لگے ہیں تو دوسری جانب گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال میں

کتے کے کاٹنے پر لگائے جانے والے ٹیکوں کی عدم دستیابی نے عوام پر دہرا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ ایک روز قبل بھی ایک باؤلے کتے نے یونین کونسل احمد پورہ اور یونین کونسل اسلام آباد کے حلقے میں واقع سرکلر روڈ پر 30 راہ گیروں کو کاٹ کر زخمی کر دیا تھا مگر انتظامیہ نے ابھی تک آوارہ اور باؤلے کتوں کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی جس پر اہل حلقہ سمیت عوامی و سماجی حلقوں نے ڈی سی او سیالکوٹ سمیت دیگر متعلقہ حکام بالا سے فوری نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے کہ آوارہ اور باؤلے کتوں کے مارنے کے لئے کتا مار مہم کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال میں کتے کے کاٹنے پر لگائے جانے والے ٹیکوں کی عوام کو فراہمی یقینی بنائی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ تحریک التوائے کار ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار نمبر 16/55 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/58 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/59 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/62 ڈاکٹر محمد افضل اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/66 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/67 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/68 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/69 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/70 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/72 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال شیرانوالہ گیٹ لاہور کے ڈاکٹرز اور عملہ کا مریضوں سے ناروا سلوک

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 18۔جنوری2016 کی خبر کے مطابق لاہور، گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال شیرانوالہ گیٹ کے ڈاکٹرز اور ملازمین کے ناروا سلوک نے مریضوں اور ان کے ساتھ آنے والے لواحقین کو پریشان کر کے رکھ دیا جس کے باعث سرکاری ہسپتال کی بجائے پرائیویٹ کلینک کا نقشہ نظر آنے لگا، خاص کر غریب افراد کی شنوائی وہاں ناممکن ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ صفائی کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں رہا۔ سکیورٹی گارڈز اپنی ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دینے کی بجائے کمائی کرنے میں مصروف ہیں۔ شیرانوالہ گیٹ کے علاقہ میں واقع نواز شریف ہسپتال میں چیک اپ کروانے کے لئے آنے والے مریضوں اور ان کے لواحقین نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ہسپتال کے ڈی ایم ایس کا قبلہ درست کیا جائے اور ذمہ داران کے خلاف ایکشن لے کر غریب عوام کو ریلیف دیا جائے تاکہ عوام سکھ کا سانس لے سکیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ہیلتھ سے متعلقہ تحریک التوائے کار ہے۔ ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 73/16 محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

شورکوٹ کینٹ روڈ پر واقع کشمیر شوگر مل کا بوائلر پھٹنے سے کئی مزدور جاں بحق اور متعدد زخمی

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 19۔جنوری2016 کے تمام ٹی وی چینلز کے مطابق شوگر ملز میں بوائلر پھٹنے سے 9 افراد زندہ جل گئے۔ 15 زخمی، تفصیلات کے مطابق شورکوٹ (ضلع جھنگ) میں کینٹ روڈ پر نجی شوگر مل میں

بوائلر پھٹنے سے 9مزدور زندہ جل گئے جبکہ 15مزدور شدید زخمی ہو گئے جن میں سے 7کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ کینٹ روڈ شور کوٹ پر واقع کشمیر شوگر ملز میں صبح 9:00 بجے مزدور بوائلر کی صفائی کر رہے تھے کہ اچانک گیس بھر جانے سے دھماکے سے پھٹ گیا جس کے نتیجے میں ممند ولد بہادر ساکن 6 گھگھ، محمد اشرف ولد منظور حسین ساکن 4 گھگھ، سرفراز ولد ظہور ساکن شور کوٹ، محمد سجاد ولد ممتاز ساکن چک دھروپہ، محمد اسحاق ولد محمد رمضان ساکن 743 گ ب پیر محل، محمد اسلم ولد رمضان ساکن شور کوٹ، محمد یوسف ولد غلام مصطفیٰ ساکن جلہ بھروانہ اور ایک نامعلوم موقع پر جاں بحق ہو گئے اور ایک مزدور شہزاد ولد شوکت علی سکنہ شور کوٹ کینٹ کو فیصل آباد ریفر کر دیا گیا۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ بھی دم توڑ گیا۔ زخمیوں میں عبدالوارث، محمد خلیل، محمد اسرار، محمد علی، گل رحیم، فیصل اور دیگر شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کی حالت نازک ہونے کے سبب عبدالوارث، محمد اسرار کو الائیڈ ہسپتال جبکہ محمد خلیل کو نشتر ہسپتال ریفر کر دیا گیا۔ دھماکا اتنا خوفناک تھا کہ اس کی آواز دور تک سنی گئی۔ علاوہ ازیں بوائلر پھٹنے سے فیصل آباد کے الائیڈ ہسپتال میں پہنچنے والے تین زخمیوں میں سے ایک نوجوان شہزاد بھی دم توڑ گیا۔ شوگر ملز کا بوائلر پھٹنے سے کھولتا ہوا پانی اوپر گرنے سے مزدوروں نے دم توڑا جبکہ 15 زخمی ہو گئے۔ اسرار اور عبدالوارث کو الائیڈ ہسپتال کے برن یونٹ کے انتہائی نگہداشت یونٹ میں رکھا گیا ہے۔ جس کا جسم 95 فیصد جھلس چکا ہے۔ بوائلر کے پھٹنے کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے دو ماہ کے دوران کافی اموات اس وجہ سے ہو چکی ہیں۔ اس کی وجہ فیکٹریوں اور کارخانوں میں نصب ہونے والے ناقص اور غیر معیاری بوائلر ہیں۔ حکومت پنجاب کے متعلقہ محکمہ جات کے ملازمین اور افسران بھی اس جانب توجہ نہیں دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ حادثات بڑھ رہے ہیں۔ اس وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار صنعت سے متعلقہ ہے۔ صنعت کے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔۔۔؟

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!آپ نے کورم پورا کروانا ہے۔جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پندرہ منٹ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

اس مرحلہ پر وقفہ کے بعد جناب سپیکر 11 بج کر 52 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 73/16 محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 74/16 محترمہ ناہید نعیم کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 75/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 77/16 محترمہ شنیلا رُوت کی ہے۔یہ ابھی پڑھنی ہے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 79/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 86/16 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے لیکن یہ پڑھی نہیں جا سکتی لہٰذا

اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر87/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر90/16 محترمہ شُنیلارُوت کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر91/16 جناب محمد سبطین خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر94/16 بھی جناب محمد سبطین خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر95/16 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔ یہ ہاؤسنگ کے متعلقہ ہے لہٰذااس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب کوئی پوائنٹ آرڈر نہیں ہو گا۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی Resolution under Article 144 of the Constitution and consideration and passage of Bills ہے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں محرک سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> That the requirement of sub rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for taking up a Resolution under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan authorising Majlis-e-Shoora (Parliament) to legislate in order to regulate matters relating to "Hindu Marriages."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the requirement of sub-rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for taking up a Resolution under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan authorising Majlis-e-Shoora (Parliament) to legislate in order to regulate matters relating to "Hindu Marriages."

The motion moved and the question is:

That the requirement of sub-rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for taking up a Resolution under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan authorising Majlis-e-Shoora (Parliament) to legislate in order to regulate matters relating to "Hindu Marriages."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: وزیر قانون اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت کی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے آئین کی دفعہ 144 کے تحت اجازت کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That leave be granted to move a Resolution under Article 144 of the Constitution."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move a Resolution under Article 144 of the Constitution."

جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!میں اس پر بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

MR SPEAKER: The motion moved and question is:

"That leave be granted to move a Resolution under Article 144 of the Constitution."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل144 کے تحت مجلس شوریٰ(پارلیمنٹ)قانون کے مطابق ہندو میرج سے متعلق امور کو منضبط کرنا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move the Resolution:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves that the Majlis-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to "Hindu Marriages" under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves that the Majlis-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to "Hindu Marriages" under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!میں اس پر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ بتائیں کیا کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!میں اس Bill کی مخالف نہیں ہوں۔میں اس کے حق میں ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم جس طرح Hindu Marriages کو

regulate کرنے کے لئے مجلس شوریٰ کو یہ اختیار دے رہے ہیں تو ہم جو مسیحی ہیں ان کی شادیوں کے متعلقہ، سکھ اور باقی دیگر اقلیتوں کے لئے بھی کوئی قانون بنائیں اور میں اس میں ترمیم کروانا چاہتی ہوں۔ میں یہ کوئی بُری بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں اس کے حق میں ہوں اور حمایت کرتی ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: Now, the Resolution moved and the question is:

> "That the Provincial Assembly of the Punjab resolves that the Majlis-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to "Hindu Marriages" under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

(The Resolution is passed, unanimously.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) (ترویج و انضباط) نجی تعلیمی ادارے پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015(Bill No.46 of 2015). First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اب آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! basically Private Education Institution Bill کا بنیادی مقصد پرائیویٹ سکولوں میں فیسوں کے نظام کو regulate کرنا ہے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے۔ انہوں نے بہت اچھا step لیا ہے کیونکہ ایسے بہت سے ادارے ہیں جو کہ اپنی من مانی سے فیسیں لے رہے ہیں اور ہمارے طبقے کی اکثریت بہت پریشان ہے۔ میں اس میں اپنی تجاویز دوں گی کیونکہ انہوں نے اس میں بہت سی ایسی سزائیں اور جرمانے رکھے ہیں جن پر ہمیں تھوڑا سا اعتراض ہے۔ Otherwise یہ بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر!میری اس میں گزارش ہو گی کہ اس کا جو نصاب یا سلیبس ہے وہ حکومت کی recommendation and approval کے ساتھ ہونا چاہئے تاکہ پرائیویٹ سکولوں میں نصاب بھی بنیادی اصولوں کے مطابق ہو، میں یہاں پر صرف اتنا کہوں گی کہ ان قوانین میں جو سزائیں رکھی گئی ہیں ان میں بہت عجیب سزائیں ہیں جن میں maximum جرمانہ بیس لاکھ روپے ہے اور minimum جرمانہ دو لاکھ روپے ہے تو یہ ratio بڑی عجیب سی ہے، مطلب اس کا کوئی تناسب سمجھ نہیں آ رہا اور ہم نے اپنی ترامیم اسی حوالے سے دی ہیں کہ اس کا تناسب تھوڑا سا ٹھیک کیا جائے۔ان سزاؤں اور جرمانوں پر عملدرآمد بڑا اہم ہے کیونکہ اس طرح سے ہمارے already بہت سے قوانین ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہو پاتا جس کی وجہ سے اس قانون کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمیں یہاں پر یہ اعتراض ہے کہ کسی جرم کو compile کرنے کے لئے جرمانہ بہت کم ہے۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ at least وہ سزا کے مطابق ہونا چاہئے جو کہ اس میں کم از کم 25 فیصد سے کم نہ ہو کیونکہ تھوڑے سے جرمانے سے پھر یہی ہو گا کہ وہ جرمانہ دے کر اپنی انہی حرکتوں پر آ جائیں گے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر قانون سے گزارش ہے کہ ان سزاؤں اور جرمانوں پر تھوڑا سا دوبارہ غور کر لیا جائے کیونکہ یہ نہایت ہی اچھا اور important Bill ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کا بہت شکریہ کہ انہوں نے اس بل کو سراہا ہے، یہ واقعی وقت کی ضرورت ہے اور پرائیویٹ سکولوں کو regulate کرنے کے لئے بہت ضروری تھا کیونکہ وہ جب چاہتے ہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں اور ان کو روکنے کے لئے اس بل کا لایا جانا بہت ضروری تھا۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ اس جرمانے کی رقم کو بڑھا دیا جائے اور اس حوالے سے آگے ان کی ترامیم بھی ہیں۔ انہوں نے اس میں کہا ہے کہ جہاں پر ایک لاکھ روپے جرمانہ ہے تو ان کی تجویز ہے کہ یہ 5 لاکھ روپے کر دیا جائے۔اس میں دراصل اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں میں جو elite سکول ہیں تو شاید ان کے لئے 5 لاکھ بھی بہت کم ہوں لیکن جو گلی محلے میں سٹریٹ سکول ہیں تو شاید ان کی استعداد اتنی نہیں ہے کہ جرمانہ اتنا زیادہ رکھا جائے۔ تاہم یہ ایسا ہو سکتا ہے کہ پہلے violence پر جرمانے کی رقم کم ہو، دوسری اور تیسری violence پر جرمانہ زیادہ کر دیا جائے۔ باقی جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے تو اس کو مشتہر کرانے کی اس لئے ضرورت نہیں ہے

کہ یہ آرڈیننس کی شکل میں15-09-19 سے نافذ ہے تو اس لئے لوگوں کو اس کے بارے میں پوری آگاہی ہے اور اس کاbenefitلوگوں کو پہنچ رہا ہے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

Now, the second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Arif Abbasi, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Raja Rashid Hafeez, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul- Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

Since the amendment has been withdrawn, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 to 5

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 2 to 5 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clauses 2 to 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Dr Nausheen Hamid, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی ترمیم move نہیں کرتی اور اسے withdraw کرتی ہوں اور میں اس سلسلے میں گزارش کروں گی جس طرح۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس میں شامل ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا نام شامل ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ move کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس وقت کلاز 6 زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، کلاز 6 زیر غور ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری تجاویز یہ ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنی ترمیم move کریں، اس کے بعد میں اسے repeat کروں گا پھر آپ اپنی بات کریں گی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں تواپنی ترمیمwithdrawکر رہی ہوں۔

جناب سپیکر:اگر آپ اپنی ترمیمwithdrawکر رہی ہیں تو پھر بات نہیں ہو سکتی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میںwithdrawکرنے کی بات کر رہی ہوں اور اسrequestکے ساتھwithdrawکر رہی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اسrequestکے ساتھwithdrawکر رہی ہوں کہ آگے ہم نے جو جرمانہ بڑھانے اور کم کرنے کی جو تجاویز دی ہوئی ہیں۔ محترم وزیر قانون سے گزارش ہے کہ وہ ان کو ضرورconsiderکر لیں۔ جس طرح انہوں نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ اگر پہلے جرمانے کے بعد وہ کنٹرول نہیں ہو گا تو اس کے بعد اس کو بڑا جرمانہ کیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ہم کلاز6میں اپنی ترمیمwithdrawکرتے ہیں۔

جناب سپیکر:اپوزیشن کی طرف سے کلاز6میں ترمیمwithdrawکر لی گئی ہے۔

The second amendment is from: Mian Mehmood ur Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Dr Nausheen Hamid, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

Since the amendment has been withdrawn, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Malik Taimoor Masood, Dr Nausheen Hamid, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

آپ اپنی ترمیم withdraw کرنا چاہتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم کلاز 8 میں اپنی ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: Since the amendment has been withdrawn, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

Applause!

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, the Minister for Law may move the motion for suspension of rules.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015."
>
> Now, the motion moved and the question is:
>
> "That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried, unanimously.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون(ترمیم)ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mrs Nighat Intisar, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کا نام اس میں شامل ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میرا نام شامل ہے۔میں اس سلسلے میں سب سے پہلے گزارش یہ کروں گی کہ جس طرح تمام اپوزیشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی ترامیم کو withdraw کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میری ایک request یہ ہے کہ چونکہ یہ رپورٹ کل پیش کی گئی تھی اور آج یہ تین بل ایوان میں لائے گئے ہیں۔میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس پر بہت short notice تھا اور ہمیں ان ترامیم پر۔۔۔

جناب سپیکر:پہلے آپ اپنی ترمیم کو move تو کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں اپنی ترمیم move نہیں کر رہی کیونکہ اپوزیشن نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی ترامیم کو withdraw کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ پہلے اپنی ترمیم پیش کریں گی اس کے بعد میں اسے repeat کروں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ہم اپنی ترمیم withdraw کر رہے ہیں لیکن اس request کے ساتھ withdraw کر رہے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:یہ تو بات ٹھیک نہیں ہے۔آپ اپنی ترمیم withdraw کر رہی ہیں،بس بات ختم ہو گئی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ہم اس request کے ساتھ اپنی ترمیم withdraw کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس ٹائم بہت تھوڑا تھا۔کل رپورٹ پیش کی گئی ہے اور آج اتنے short notice پر اس بل پر تیاری کرنا ممکن نہیں ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ at least اس میں ٹائم زیادہ کیا جائے۔

جناب سپیکر:نہیں۔ایسے نہیں ہوتا یا تو اپنی ترمیم withdraw کریں یا پھر move کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ہم اپنی ترمیم withdraw تو کر رہے ہیں لیکن اس request کے ساتھ withdraw کر رہے ہیں کہ۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ہم اپنی ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے اپنی ترمیم withdraw کر لی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!یہ ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:اپوزیشن کی طرف سے پہلی ترمیمwithdrawکر لی گئی ہے۔

The second amendment is from: Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem and Ms Shunila Ruth. Any mover may move it.

Since this amendment has also been withdrawn, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 to 8

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 2 to 8 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clauses 2 to 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried, unanimously.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

Applause!

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, the Minister for Law may move the motion for suspension of rules.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said

rules, for immediate consideration and passage of the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015."

Now, the motion moved and the question is:

That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried, unanimously.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mrs Nighat Intisar, Mian Muhammad Aslam Iqbal and Dr Murad Raas. Any mover may move it.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم یہ ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: First amendment has been withdrawn. The second amendment is from Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem and Ms Shunila Ruth. Any mover may move it.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم یہ amendment with note withdraw کر رہے ہیں کہ یہ ٹیچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے اگر اس میں subjects add کرتے ہیں تو یہ profession بن جائے گا. I think it is a good step taken from government.

MR SPEAKER: Since this amendment has also been withdrawn, the motion moved and the question is:

> "That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, as recommended by the

Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 & 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 2 & 3 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clauses 2 & 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried, unanimously.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

Applause!

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we the. Minister for Law may move the motion for suspension of rules.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015."

Now, the motion moved and the question is:

"That the requirements of Rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the said rules, for immediate consideration and passage of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik

Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mrs Nighat Intisar, Mian Muhammad Aslam Iqbal and Dr Murad Raas. Any mover may move it.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم یہ ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: First amendment has been withdrawn. The second amendment is from: Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem and Ms Shunila Ruth. Any mover may move it.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم یہ ترمیم بھی withdraw کرتے ہیں۔

(اذان جمعہ)

جناب سپیکر: یہ دونوں ترامیم withdraw ہو چکی ہیں۔

Now, the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس میں certain limitations بھی ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک نہایت ہی urgent مسئلہ کی طرف آپ اور اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میانوالی کے دانش سکول میں ایک آٹھ سالہ یتیم بچی انتظامیہ کی لاپروائی سے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم متوجہ ہوں۔

میانوالی کے دانش سکول میں زیر تعلیم بچی زہریلا کھانا کھانے سے جاں بحق

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! وزیر تعلیم سے زیادہ مجھے اپنے پیارے بھائی رانا ثناء اللہ خان کی توجہ چاہئے۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ بچی نے رات کو کھانا کھایا، یہ ہاسٹل کا زہریلا کھانا تھا۔ بچی پوری رات vomiting کرتی رہی اور تڑپتی رہی لیکن کسی نے اس کی پروا نہیں کی۔ صبح ساڑھے چھ بجے جب لڑکیوں نے شور ڈالا تو وارڈن اور پرنسپل اس بچی کو ڈی ایچ کیو ہسپتال میانوالی لے گئے اور وہاں پر بچی کی death

ہو گئی۔یہ ایک یتیم بچی کی deathہوئی ہے۔ میرے بڑے ہی پیارے اور خوبصورت بھائی راناثناء اللہ خان، میں جن کے بارے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ وہ ہمارے پنجاب کے شیڈووزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کیالفظ استعمال کیا ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں نے انہیں شیڈو وزیر اعلیٰ کہا ہے۔ میں کوئی غلط بات نہیں کر رہابلکہ ان کی تعریف کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ابھی تک وہاں پر انتظامیہ کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اگر لاہور میں کسی وی آئی پی کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو جائے تو یہاں پر شہ سُرخیاں لگ جاتی ہیں اور پٹیاں چل جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اُن VIPsمیں آپ بھی شامل ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! سانوں تے پُچھدا ای کوئی نئیں۔ یہ بہت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے، بڑاseriousمسئلہ ہے اور میری گزارش ہے کہ اس دانش سکول کے وارڈن اور پرنسپل کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب! اس کا ایک طریق کار ہے۔ آپ تشریف رکھیں، پتا کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں انعام اللہ خان نیازی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ اس ایوان اور حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں۔ معزز ممبر تک جو حقائق پہنچے اور جو انہوں نے بات کی ہے اس معاملے کو ایک مناسب levelپر inquireکروایا جا رہا ہے۔ اس inquiryکا جو بھی resultہو گا اس بارے میں انشاء اللہ تعالیٰ آج شام تک میں خود انعام اللہ نیازی صاحب کوinformکروں گا۔ اگر یہ حقائق درست پائے گئے تو بالکل اس میں کوئی دوسرا optionنہیں کہ جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا ملے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے جواب کوappreciateکرتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے لہٰذا اب اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(69)/2016/1388. Dated: 29th February, 2016. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect from 26 February 2016 (Friday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
26th February 2016

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

INDEX

PAGE NO.

A

AAMAR SULTAN CHEEMA, CH.

questions REGARDING-
-Legislation for regularization of Kachi Abadi Schemes of Sargodha 1831
(Question No. 6647)*
-Upgradation of posts of Superintendents and Assistants 1973
(Question No. 6010)*

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Deaths and injuries to labourers in Kashmir Sugar Mill Shoor Kot Cantt road due to burst of boiler 2059
-Improper behaviour of doctors and staff of Government Nawaz Sharif Hospital Sheranwala Gate Lahore 2059
-Increase in incidents of biting by mad dogs in Islamabad Union Council, Sialkot 2057
-Repair of windows and doors of Government Hospitals 1906
-Report about under construction roads under Rural Roads Programme by C&W Department 1846
-Risk to building of Degree College Mustafabad Lahore due to wrong direction of walls of bridge of BRB Canal 1848
-Sale of dangerous prohibited intoxicants at Paan Shops in Lahore 1847
-Shortage of drinking water in Lahore 1907
-Shortage of life saving drugs in Gujranwala 1904
-Shortage of medical facilities in Children Hospital Lahore 1904
-Spreading the curse of intoxicants in educational institutions 1908
-Theft of record of Urban Patwar Circles of Revenue Department 1852
-Use of unhygienic water in big hotels of Lahore 2055
-Wastage of vaccine of millions of rupees due to incompetent staff of Punjab Expanded Programme on Immunization 1903
-Worries faced by students due to start of four years BS Programme by Higher Education Commission 2056

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-23rd, 24th, 25th & 26th February, 2016 1795,1869,1961,2015

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Risk to building of Degree College Mustafabad Lahore due to wrong direction of walls of bridge of BRB Canal 1848

AKHTAR ALI, BAO

question REGARDING- 2000

PAGE NO.

-Emoluments available to officers of grade 17 *(Question No. 4887*)*

ALA-UD-DIN, SHEIKH

Resolutions REGARDING- 1862
-Demand for declaring Haj and Umra as government responsibility 1858
-Demand for taking solid steps for provision of clean dringking water

ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR
-Leave of absence 1841

AMJAD ALI JAVAID, MR.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Spreading the curse of intoxicants in educational institutions 1908
-Worries faced by students due to start of four years BS Programme by Higher Education Commission 2056

point of order REGARDING- 1893
-Details about "Apna Rozgar" Scheme 1970

questions REGARDING- 1819
-Details about District Accounts Officer Toba Tek Singh *(Question No. 5290*)* 1879
-State land in district Toba Tek Singh *(Question No. 4400*)*
-Water treatment plants in industries of district Toba Tek Singh *(Question No. 6065**

ASHRAF ALI ANSARI, CH.

question REGARDING- 1873
-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No. 6050*)*

ASIF MEHMOOD, MR.
QUORUM-

-INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING HELD ON 1932

24TH FEBRUARY, 2016

AYSHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*

Answers to the questions REGARDING- 2001
-Emoluments available to officers of grade 17 *(Question No. 4887*)* 2003
-Grant of additional pay to doctors and staff of Punjab Assembly Dispensary *(Question No. 6780*)* 2004
-Grant of notional increment to government servants on retirement *(Question No. 7123*)*

AZMA ZAHID BUKHARI, MRS.

PAGE NO.

Resolution REGARDING-
-Demand for imposing ban on dramatization of crime cases on TV Channels 1863

B

BABAR HUSSAIN, RANA *(Parliamentary Secretary for Finance)*

Answers to the questions REGARDING- 1970
-Details about District Accounts Officer Toba Tek Singh *(Question No. 5290*)* 1993
-Details about the Bank of Punjab in Faisalabad *(Question No. 6290*)*
-Grant of special allowance to employees of Board of Revenue *(Question No. 6206*)* 1986
-Upgradation of posts of Superintendents and Assistants *(Question No. 6010*)* 1973

BAHADAR KHAN MAIKAN, SARDAR
-Leave of absence 1836

BILLS *(Considered and passed by the House)*-
-The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015 2078-2081
-The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 2082-2085
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015 2074-2077
-The Punjab Forest (Amendment) Bill 2015 1910-1932
-The Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015 (Bill No.46 of 2015) 2065-2072
-The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015 1933-1935
-The Punjab Protection of Women Against Violence Bill 2015 1936-1958

C

Call attention Notices REGARDING 2008
-Details about kidnap and murder of local land lord of Pakpattan 2008
-Robbery in Thhatha Norang Moza Kur Faisalabad

CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-*See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian*

COLONIES DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Details about land of Revenue and Colonies Department in district Jhelum *(Question No. 1227*)* 1802
-Details about state land in district Chakwal *(Question No. 1057*)* 1810
-Details about state land in district Jhelum *(Question No. 1186*)* 1799
-Land of Revenue and Colonies Department in district Sheikhupura *(Question No. 331*)* 1828
1812
1825

PAGE NO.

-Land of Revenue Department in district Sahiwal *(Question No. 3562*)*
-Leasing of state land in Jarranwala *(Question No. 6177*)* 1831
-Legislation for regularization of Kachi Abadi Schemes of Sargodha *(Question No. 6647*)* 1808
-Proprietary rights of Jinnah Abadi Scheme Chak Faizabad, Okara *(Question No. 3422*)* 1829
-Provision of necessary facilities in Kachi Abadies of Liaqatpur, district Rahim Yar Khan *(Question No. 1021*)* 1805 1830
-Rules and procedure for fixing rate of state land *(Question No. 1293*)* 1817
-State land in Chak No.578 G.B Sheikhupura *(Question No. 4938*)* 1819
-State land in district Sahiwal *(Question No. 4171*)* 1830
-State land in district Toba Tek Singh *(Question No. 4400*)*
-State land in PP-278 district Bahawalnagar *(Question No. 4384*)*

E

ENERGY DEPARTMENT-

questions REGARDING- 2029
-Allocation of land for Coal Power Projects in Sahiwal *(Question No. 5104*)* 2025
-Details about energy projects in the province *(Question No. 2950*)* 2022
-Energy plants installeld at canals *(Question No. 2308*)*
-Installation of Power Plant at canal flowing between Chiniot and Faisalabad *(Question No. 2178*)* 2019
-Payment of land price to owners of land acquired for Coal Power Project *(Question No. 5827*)* 2050

ENVIRONMENT PROTECTION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1988
-Details about eradication of pollution in Lahore *(Question No.7145*)* 1980
-Inspectors of Environment Protection Department in Lahore *(Question No.7142*)* 2000
-Installation of water treatment plants in factories of Lahore *(Question No.112*)* 1975
-Shifting of factories from Kharrak stop Lahore *(Question No. 6638*)* 2001
-Solar light system of Jilani Park Lahore *(Question No. 5547*)* 1965
-Steps taken for control over pollution in Lahore *(Question No. 6433*)*

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Deaths and injuries to labourers in Kashmir Sugar Mill Shoor Kot Cantt road due to burst of boiler 2059
BILL *(Discussed upon)*- 1939
-THE PUNJAB PROTECTION OF WOMEN AGAINST

PAGE NO.

VIOLENCE BILL 2015 1825

questions REGARDING- 2050
-Leasing of state land in Jarranwala *(Question No. 6177*)*
-Payment of land price to owners of land acquired for Coal Power Project *(Question No. 5827*)*

FAIZAN KHALID VIRK, MR.
1833

-LEAVE OF ABSENCE

question REGARDING- 1828
-Land of Revenue and Colonies Department in district Sheikhupura *(Question No. 331*)*

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 2019
-On sad demise of mother of Haji Imran Zafar, MPA

FINANCE DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1970
-Details about District Accounts Officer Toba Tek Singh *(Question No. 5290*)* 1992
-Details about the Bank of Punjab in Faisalabad *(Question No. 6290*)* 2000
-Emoluments available to officers of grade 17 *(Question No. 4887*)*
-Grant of additional pay to doctors and staff of Punjab Assembly Dispensary *(Question No. 6780*)* 2002
-Grant of notional increment to government servants on retirement *(Question No. 7123*)* 2003
-Grant of special allowance to employees of Board of Revenue *(Question No. 6206*)* 1985
-Upgradation of posts of Superintendents and Assistants *(Question No. 6010*)* 1973

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.
-Leave of absence 1837

I

IFTIKHAR AHMED, MR.
-Leave of absence 1835

INAM ULLAH KHAN NIAZI, MR.

point of order REGARDING- 2085
-Death of a girl in Danish School of Mianwali due to taking poisonous food

PAGE NO.

INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING- 1873
-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No. 6050*)* 1891
-Teachers and other staff in Government Technical Training Centre Mughalpura Lahore *(Question No. 5576*)* 1887
-Vocational training to non-Muslims *(Question No. 7106*)*
-Water treatment plants in industries of district Toba Tek Singh *(Question No. 6065*)* 1879

J

JAFAR ALI HOCHA, MR.

Call attention Notice REGARDING 2008
-Robbery in Thhatha Norang Moza Kur Faisalabad

K

KHADIJA UMAR, MRS.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Sale of dangerous prohibited intoxicants at Paan Shops in Lahore 1847
-Theft of record of Urban Patwar Circles of Revenue Department 1852
-Use of unhygienic water in big hotels of Lahore 2055
-Wastage of vaccine of millions of rupees due to incompetent staff of Punjab Expanded Programme on Immunization 1903
BILLS *(Discussed upon)*- 1911
-THE PUNJAB FOREST (AMENDMENT) BILL 2015
-The Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015 (Bill No.46 of 2015) 2066 1938
-The Punjab Protection of Women Against Violence Bill 2015

question REGARDING- 1891
-Teachers and other staff in Government Technical Training Centre Mughalpura Lahore *(Question No. 5576*)*

KHURRAM JAHANGIR WATTOO, MIAN

point of order REGARDING- 1850
-Demand for coverage of proceedings of the Punjab Assembly by media

L

LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS DEPARTMENT-

PAGE NO.

questions REGARDING-
-Criterion for posting of Additional Advocate General and Assistant Advocate General *(Question No. 2467*)* 2053
-Provision of funds to Bar Associations in the province *(Question No. 2466*)* 2045

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

LEAVE OF ABSENCE OF-
-Ali Raza Khan Dreshak, Sardar 1841
-Bahadar Khan Maikan, Sardar 1836
-Faizan Khalid Virk, Mr. 1833
-Gulnaz Shahzadi , Mrs. 1837
-Iftikhar Ahmed, Mr. 1835
-Liaqat Ali Khan, Chaudhary 1840
-Lubna Faisal, Mrs. 1837
-Mazhar Abbas Ran, Malik 1835
-Muhammad Ali Khokhar, Malik 1834
-Muhammad Arshad Khan Lodhi, Mr. 1833
-Muhammad Asif Bajwa, Advocate, Mr. 1839
-Muhammad Hanif Awan, Malik 1841
-Muhammad Ilyas Chinioti, Al Haj 1839
-Muhammad Naeem Anwar, Mr. 1840
-Muhammad Siddique Khan, Mr. 1838
-Murad Raas, Dr. 1842
-Najma Afzal Khan, Dr. 1836
-Nasreen Jawaid alias Nasreen Nawaz, Mrs. 1837
-Nausheen Hamid, Dr. 1835
-Raheela Anwar, Mrs. 1839
-Saba Sadiq, Advocate, Mrs. 1839
-Shabeena Zikria Butt, Mrs. 1832
-Shakeel Ivan, Mr. 1838
-Shunila Ruth, Ms. 1835
-Sobia Anwar Satti, Mrs. 1836
-Sultana Shaheen, Mrs. 1834
-Sumaira Sami, Mrs. 1841
-Tahia Noon, Mrs. 1838
-Tahir Shabbir, Rana 1834
-Zafar Iqbal, Mr. 1833
-Zeb-un-Nisa Awan, Mrs. 1840

LIAQAT ALI KHAN, CHAUDHARY
-Leave of absence 1840

LUBNA FAISAL, MRS.
-Leave of absence 1837

PAGE NO.

M

MADIHA RANA MRS.

question REGARDING- 1830
-State land in Chak No.578 G.B Sheikhupura *(Question No. 4938*)*
MAZHAR ABBAS RAN, MALIK
-Leave of absence 1835
MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Report about under construction roads under Rural Roads Programme by C&W Department 1846
-Shortage of medical facilities in Children Hospital Lahore 1904

question REGARDING- 2029
-Allocation of land for Coal Power Projects in Sahiwal *(Question No. 5104*)*
MINISTER FOR FINANCE
-See under Aysha Ghaus Pasha, Dr.
MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT
-See under Muhammad Shafique, Ch.
MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana
MINISTER FOR MINES & MINERALS/ENERGY
-See under Sher Ali Khan, Mr.
MINISTER FOR POPULATION WELFARE ADDITIONAL CHARGE OF ENVIRONMENT PROTECTION
-See under Zakia Shahnawa Khan, Mrs.
MINISTER FOR ZAKAT & USHR
-See under Nadeem Kamran, Malik
MOTION regarding-
-Suspension or rules for consideration of a bill 2073,2077,2081
MUHAMMAD ALI KHOKHAR, MALIK
-Leave of absence 1834
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
BILL *(Discussed upon)*-
1922
-THE PUNJAB FOREST (AMENDMENT) BILL 2015
QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON- 1914, 2060
-24TH FEBRUARY, 2016
-26th February, 2016

PAGE NO.

MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.

question REGARDING- 1812
-Land of Revenue Department in district Sahiwal *(Question No. 3562*)*

MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR.
-Leave of absence 1833
MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.
-Leave of absence 1839
MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Improper behaviour of doctors and staff of Government Nawaz Sharif Hospital Sheranwala Gate Lahore 2059
-Shortage of drinking water in Lahore 1907
BILL *(Discussed upon)*- 1915
-THE PUNJAB FOREST (AMENDMENT) BILL 2015
MUHAMMAD HANIF AWAN, MALIK
-Leave of absence 1841
MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ
-Leave of absence 1839

question REGARDING-
-Installation of Power Plant at canal flowing between Chiniot and Faisalabad *(Question No. 2178*)* 2019
MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN

question REGARDING-
-Provision of necessary facilities in Kachi Abadies of Liaqatpur, district Rahim Yar Khan *(Question No. 1021*)* 1829
MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.
-Leave of absence 1840
MUHAMMAD SHAFIQUE, CH. *(Minister for Industries, Commerce & Investment)*

Answers to the questions REGARDING- 1874
-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No. 6050*)* 1891
-Teachers and other staff in Government Technical Training Centre Mughalpura Lahore *(Question No. 5576*)* 1887
-Vocational training to non-Muslims *(Question No. 7106*)* 1879
-Water treatment plants in industries of district Toba Tek Singh *(Question No. 6065*)* 1893

PAGE NO.

point of order (ANSWER) REGARDING-
-Details about "Apna Rozgar" Scheme
MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING-
-Land of Revenue and Colonies Department in district Sheikhupura *(Question No. 331*)* 1829
-Legislation for regularization of Kachi Abadi Schemes of Sargodha *(Question No. 6647*)* 1831
-Provision of necessary facilities in Kachi Abadies of Liaqatpur, district Rahim Yar Khan *(Question No. 1021*)* 1829 1831
-State land in Chak No.578 G.B Sheikhupura *(Question No. 4938*)* 1830
-State land in PP-278 district Bahawalnagar *(Question No. 4384*)*
MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.

Resolution REGARDING- 1858
-Demand for taking solid steps for provision of clean dringking water
MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.
-Leave of absence 1838
MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN

Resolution REGARDING-
-Demand for treatment and control of Hepatitis in Rajanpur and Dera Ghazi Khan 1854
MURAD RAAS, DR.
-Leave of absence 1842

questions REGARDING- 1988
-Details about eradication of pollution in Lahore *(Question No.7145*)* 1980
-Inspectors of Environment Protection Department in Lahore *(Question No. 7142*)*

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-23rd, 24th, 25th & 26th February, 2016 1798,1872,1964,2018
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

point of order REGARDING- 1864

PAGE NO.

-INCOMPLETE FACULTY OF MEDICAL COLLEGE SAHIWAL 1808, 1817

questions REGARDING-

-Proprietary rights of Jinnah Abadi Scheme Chak Faizabad, Okara *(Question No. 3422*)*

-State land in district Sahiwal *(Question No. 4171*)*

NADEEM KAMRAN, MALIK *(Minister for Zakat &Ushr)*

point of order (ANSWER) REGARDING- 1865

-Incomplete faculty of Medical College Sahiwal

NAHEED NAEEM, MRS.

ADJOURNMENT MOTION regarding-

-Shortage of life saving drugs in Gujranwala 1904

NAJMA AFZAL KHAN, DR.

-Leave of absence 1836

NASEER AHMAD, MIAN.

question REGARDING-

-Installation of water treatment plants in factories of Lahore *(Question No. 112*)* 2000

NASREEN JAWAID ALIAS NASREEN NAWAZ, MRS.

-Leave of absence 1837

NAUSHEEN HAMID, DR.

-Leave of absence 1835

question REGARDING- 2022

-Energy plants installeld at canals *(Question No. 2308*)*

PAGE NO.

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***

ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding- 1849

-Risk to building of Degree College Mustafabad Lahore due to wrong direction of walls of bridge of BRB Canal 2045

Answer to the question REGARDING- 1859

-PROVISION OF FUNDS TO BAR ASSOCIATIONS IN THE PROVINCE *(QUESTION NO. 2466*)* 1855

Resolutions (ANSWERS) REGARDING-

-Demand for taking solid steps for provision of clean dringking water

-Demand for treatment and control of Hepatitis in Rajanpur and Dera Ghazi Khan

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-

-Solar light system of Jilani Park Lahore *(Question No. 5547*)* 2001

-Steps taken for control over pollution in Lahore *(Question No. 6433*)* 1965

NOTIFICATION of-

-Prorogation of 19th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 29th January, 2016 2087

P

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COLONIES

-See under Zahid Akram, Choudhary

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR FINANCE

-See under Babar Hussain, Rana

PAGE NO.

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

points of order REGARDING-
-Death of a girl in Danish School of Mianwali due to taking poisonous food 2085
-Demand for coverage of proceedings of the Punjab Assembly by media 1850
-Details about "Apna Rozgar" Scheme 1893
-Incomplete faculty of Medical College Sahiwal 1864

Prorogation-

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 19TH SESSION OF 16TH PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB COMMENCED ON 29TH JANUARY, 2016 2087

Q

questions REGARDING-
COLONIES DEPARTMENT-
-Details about land of Revenue and Colonies Department in district Jhelum *(Question No. 1227*)* 1802
-Details about state land in district Chakwal *(Question No. 1057*)* 1810
-Details about state land in district Jhelum *(Question No. 1186*)* 1799
-Land of Revenue and Colonies Department in district Sheikhupura *(Question No. 331*)* 1828
-Land of Revenue Department in district Sahiwal *(Question No. 3562*)* 1812
-Leasing of state land in Jarranwala *(Question No. 6177*)* 1825
-Legislation for regularization of Kachi Abadi Schemes of Sargodha *(Question No. 6647*)* 1831
-Proprietary rights of Jinnah Abadi Scheme Chak Faizabad, Okara *(Question No. 3422*)* 1808
-Provision of necessary facilities in Kachi Abadies of Liaqatpur, district Rahim Yar Khan *(Question No. 1021*)* 1829
-Rules and procedure for fixing rate of state land *(Question No. 1293*)* 1805
-State land in Chak No.578 G.B Sheikhupura *(Question No. 4938*)* 1830
-State land in district Sahiwal *(Question No. 4171*)* 1817
-State land in district Toba Tek Singh *(Question No. 4400*)* 1819
-State land in PP-278 district Bahawalnagar *(Question No. 4384*)* 1830
ENERGY DEPARTMENT-
-Allocation of land for Coal Power Projects in Sahiwal *(Question No. 5104*)* 2029
2025

	PAGE NO.
-Details about energy projects in the province *(Question No. 2950*)*	2022
-Energy plants installeld at canals *(Question No. 2308*)*	
-Installation of Power Plant at canal flowing between Chiniot and Faisalabad *(Question No. 2178*)*	2019
-Payment of land price to owners of land acquired for Coal Power Project *(Question No. 5827*)*	2050
ENVIRONMENT PROTECTION DEPARTMENT-	1988
-Details about eradication of pollution in Lahore *(Question No.7145*)*	
-Inspectors of Environment Protection Department in Lahore *(Question No. 7142*)*	1980
-Installation of water treatment plants in factories of Lahore *(Question No. 112*)*	2000 1975
-Shifting of factories from Kharrak stop Lahore *(Question No. 6638*)*	2001
-Solar light system of Jilani Park Lahore *(Question No. 5547*)*	1965
-Steps taken for control over pollution in Lahore *(Question No. 6433*)*	
FINANCE DEPARTMENT-	1970
-Details about District Accounts Officer Toba Tek Singh *(Question No. 5290*)*	1992
-Details about the Bank of Punjab in Faisalabad *(Question No. 6290*)*	2000
-Emoluments available to officers of grade 17 *(Question No. 4887*)*	
-Grant of additional pay to doctors and staff of Punjab Assembly Dispensary *(Question No. 6780*)*	2002
-Grant of notional increment to government servants on retirement *(Question No. 7123*)*	2003
-Grant of special allowance to employees of Board of Revenue *(Question No. 6206*)*	1985
-Upgradation of posts of Superintendents and Assistants *(Question No. 6010*)*	1973
INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-	1873
-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No. 6050*)*	
-Teachers and other staff in Government Technical Training Centre Mughalpura Lahore *(Question No. 5576*)*	1891 1887
-Vocational training to non-Muslims *(Question No. 7106*)*	
-Water treatment plants in industries of district Toba Tek Singh *(Question No. 6065*)*	1879
LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS DEPARTMENT-	
-Criterion for posting of Additional Advocate General and Assistant Advocate General *(Question No. 2467*)*	2053 2045
-Provision of funds to Bar Associations in the province *(Question No. 2466*)*	
QUORUM-	
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-	
-24th February, 2016	1914,1932
-25th February, 2016	2012
-26th February, 2016	2060

PAGE NO.

R

RAHEELA ANWAR, MRS.

-LEAVE OF ABSENCE 1839

questions REGARDING-

-Details about land of Revenue and Colonies Department in district Jhelum *(Question No. 1227*)* 1802
-Details about state land in district Jhelum *(Question No. 1186*)* 1799
-Grant of notional increment to government servants on retirement *(Question No. 7123*)* 2003
-Rules and procedure for fixing rate of state land *(Question No. 1293*)* 1805

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 1797,1891,1963,2017
-23rd, 24th, 25th & 26th February, 2016

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-

-The Ali Institute of Education, Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No.47 of 2015) 2007
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No.48 of 2015) 2007
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2016 (Bill No.4 of 2016) 2007

Resolutions REGARDING-

-Demand for declaring Haj and Umra as government responsibility 1862
-Demand for imposing ban on dramatization of crime cases on TV Channels 1863
-Demand for taking solid steps for provision of clean dringking water 1858
-Demand for treatment and control of Hepatitis in Rajanpur and Dera Ghazi Khan 1854
-Regulating matters relating to "Hindu Marriages" 2064

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

questions REGARDING-

-Details about energy projects in the province *(Question No. 2950*)* 2025
-Shifting of factories from Kharrak stop Lahore *(Question No. 6638*)* 1975

SABA SADIQ, ADVOCATE, MRS.

-Leave of absence 1839

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*

	PAGE NO.
Answer to the question REGARDING-	
-Criterion for posting of Additional Advocate General and Assistant Advocate General *(Question No. 2467*)*	2053
BILLS *(Discussed upon)*-	2078
-The Ali Institute of Education Lahore (Amendment) Bill 2015	2082
-The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015	2074
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2015	1910-1928
-The Punjab Forest (Amendment) Bill 2015	2065,2067
-The Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2015 (Bill No.46 of 2015)	1933
-The Punjab Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill 2015	1936,1940,1944,1954
-The Punjab Protection of Women Against Violence Bill 2015	2009
Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING	2008
-Details about kidnap and murder of local land lord of Pakpattan	2073,2077,2081
-Robbery in Thhatha Norang Moza Kur Faisalabad	
MOTION regarding-	2086
-SUSPENSION OR RULES FOR CONSIDERATION OF A BILL	2064
point of order REGARDING-	2062
-Death of a girl in Danish School of Mianwali due to taking poisonous food	
Resolution REGARDING-	
-Regulating matters relating to "Hindu Marriages"	
SUSPENSION OF RULES-	
-To regulate matters relating to "Hindu Marriages"	
SHABEENA ZIKRIA BUTT, MRS.	
-Leave of absence	1832
SHAHZAD MUNSHI, MR.	
question REGARDING-	
-Grant of special allowance to employees of Board of Revenue *(Question No. 6206*)*	1985
SHAKEEL IVAN, MR.	
-Leave of absence	1838

PAGE NO.

SHAMEELA ASLAM, MRS.

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Ali Institute of Education, Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No.47 of 2015) 2007
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No.48 of 2015) 2007
-The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2016 (Bill No.4 of 2016) 2007

SHER ALI KHAN, MR. *(Minister for Mines & Minerals/Energy)*

Answers to the questions REGARDING-
-Allocation of land for Coal Power Projects in Sahiwal *(Question No. 5104*)* 2029
-Details about energy projects in the province *(Question No. 2950*)* 2025
-Energy plants installeld at canals *(Question No. 2308*)* 2022
-Installation of Power Plant at canal flowing between Chiniot and Faisalabad *(Question No. 2178*)* 2020
-Payment of land price to owners of land acquired for Coal Power Project *(Question No. 5827*)* 2050

SHOUKAT ALI LALEKA, MR.

question REGARDING-
-State land in PP-278 district Bahawalnagar *(Question No. 4384*)* 1830

SHUNILA RUTH, MS.
-Leave of absence

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Increase in incidents of biting by mad dogs in Islamabad Union Council, Sialkot **1835**
-Repair of windows and doors of Government Hospitals

Call attention Notice REGARDING 2057
-Details about kidnap and murder of local land lord of Pakpattan 1906

question REGARDING- 2008
-Vocational training to non-Muslims *(Question No. 7106*)* 1887

QUORUM-

-INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING HELD ON 2012
25th February, 2016

SOBIA ANWAR SATTI, MRS.
-Leave of absence

PAGE NO.

SULTANA SHAHEEN, MRS.
-Leave of absence **1834**

SUMAIRA SAMI, MRS.
-Leave of absence 1841
SUSPENSION OF RULES-
-To regulate matters relating to "Hindu Marriages" **2062**

T

TAHIA NOON, MRS.
-Leave of absence **1838**

TAHIR, MIAN

question REGARDING-
-Details about the Bank of Punjab in Faisalabad *(Question No. 6290*)* 1992

TAHIR SHABBIR, RANA
-Leave of absence **1834**

TAIMOOR MASOOD, MALIK
BILL *(Discussed upon)*- 1926
-THE PUNJAB FOREST (AMENDMENT) BILL 2015

TARIQ MEHMOOD, MIAN

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)*-** 2019
-On sad demise of mother of Haji Imran Zafar, MPA

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED

questions REGARDING-
-Criterion for posting of Additional Advocate General and Assistant Advocate General *(Question No. 2467*)* 2053

PAGE NO.

-Grant of additional pay to doctors and staff of Punjab Assembly Dispensary *(Question No. 6780*)* 2002
-Provision of funds to Bar Associations in the province *(Question No. 2466*)* 2045

Z

ZAFAR IQBAL, MR.
-Leave of absence 1833
ZAHID AKRAM, CHOUDHARY *(Parliamentary Secretary for Colonies)*

Answers to the questions REGARDING-
-Details about land of Revenue and Colonies Department in district Jhelum *(Question No. 1227*)* 1803
-Details about state land in district Chakwal *(Question No. 1057*)* 1810
-Details about state land in district Jhelum *(Question No. 1186*)* 1799
-Land of Revenue Department in district Sahiwal *(Question No. 3562*)* 1812
-Leasing of state land in Jarranwala *(Question No. 6177*)* 1826
-Proprietary rights of Jinnah Abadi Scheme Chak Faizabad, Okara *(Question No. 3422*)* 1808
-Rules and procedure for fixing rate of state land *(Question No. 1293*)* 1805
-State land in district Sahiwal *(Question No. 4171*)* 1817
-State land in district Toba Tek Singh *(Question No. 4400*)* 1820
ZAKIA SHAHNAWA KHAN, MRS. (*Minister for Population Welfare Additional Charge of Environment Protection)*

Answers to the questions REGARDING- 1988
-Details about eradication of pollution in Lahore *(Question No.7145*)*
-Inspectors of Environment Protection Department in Lahore *(Question No. 7142*)* 1980

-Installation of water treatment plants in factories of Lahore *(Question No. 112*)* 2000
-Shifting of factories from Kharrak stop Lahore *(Question No. 6638*)* 1975
-Solar light system of Jilani Park Lahore *(Question No. 5547*)* 2002
-Steps taken for control over pollution in Lahore *(Question No. 6433*)* 1966
ZEB-UN-NISA AWAN, MRS.

-LEAVE OF ABSENCE 1840

question REGARDING- 1810
-Details about state land in district Chakwal *(Question No. 1057*)*